وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ

احادیثِ نبویہ کا اولین جامع اور مستند مجموعہ

مؤطا امام مالک (مکمل) رحمۃ اللہ علیہ

تصنیف

امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ

متوفی ۱۷۹ھ

ترجمہ و تحشیہ

علامہ مولانا عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری

ناشر

فرید بک سٹال (پرائیویٹ) لمیٹڈ ۳۸- اردو بازار لاہور

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى

احادیثِ نبویہ کا اوّلین، جامع اور مستند مجموعہ

مؤطّا امام مالک علیہ الرحمۃ (مکمل)

تصنیف

امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ

متوفی ۱۷۹ھ

ترجمہ و تحشیہ

علامہ مولانا عبد الحکیم اختر شاہجہانپوری

نظر ثانی و تخریج

محمد نواز نظامی

ناشر

فرید بک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸۔ اردو بازار لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اشاعت اوّل : 1403ھ/1983ء
اشاعت دوئم : صفر 1424ھ/اپریل 2003ء
مطبع : رومی پبلیکیشنز اینڈ پرنٹرز لاہور
قیمت : -/570 روپے

Farid Book Stall®
Phone No:092-42-7312173-7123435
Fax No.092-42-7224899
Email:info@faridbookstall.com
Visit us at:www.faridbookstall.com

فرید بک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸۔ اردو بازار لاہور
فون نمبر ۰۹۲۔۴۲۔۷۳۱۲۱۷۳۔۷۱۲۳۴۳۵
فیکس نمبر ۰۹۲۔۴۲۔۷۲۲۴۸۹۹
ای میل: info@faridbookstall.com
ویب سائٹ: www.faridbookstall.com

فہرس

موطا امام مالک

۲۰ - کتاب الحج

عرضِ ناشر

حقیقت میں قرآن وحدیث ہی دین کے ماخذ ہیں۔ قرآن کریم اجمال ہے اور احادیث مطہرہ اسی اجمال کی تفصیل' نبی کریم ﷺ کی مبارک زندگی کلام الٰہی کی عملی اور منہ بولتی تصویر ہے۔ آپ جو کچھ کرتے اور فرماتے رہے وہی حدیث ہے۔ احادیث کا مطالعہ کرنے سے اللہ کے حبیب کی ساری زندگی کا نقشہ نگاہوں کے سامنے آ جاتا ہے اور پڑھنے والے کو یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ ہم نے اپنی زندگی کے شب وروز کس طرح گزارنے ہیں۔

اس ضرورت کے پیش نظر اکابر نے احادیث کے ذخیرے جمع کیے تاکہ اہل اسلام کو رہنمائی کا پورا سروسامان میسر آ جائے۔ مشہور کتب احادیث صحیح بخاری' سنن نسائی' مسند امام اعظم' جامع ترمذی' سنن ابن ماجہ اور اشعۃ اللمعات' (مکمل ۷ جلد) کو بفضلہ تعالیٰ ہم اردو ترجمے کے ساتھ شایان شان طریقے سے قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کا شرف حاصل کر چکے ہیں اور اب موطا امام مالک کو لے کر حاضر خدمت ہیں اور یہ سعادت بھی فرید بک سٹال حاصل کر رہا ہے۔

موطا امام مالک کا ترجمہ بھی صحیح بخاری اور سنن ابن ماجہ کے فاضل مترجم اور ادیب شہیر علامہ محمد عبدالحکیم خاں اختر شاہجہان پوری نے کیا ہے۔ نیز معلوماتی اور بصیرت افروز حواشی لکھے ہیں' موصوف کا انداز تحریر سادہ' ایمان افروز' شگفتہ اور رواں ہے کیونکہ علوم دینیہ میں مہارت کے ساتھ ساتھ وہ زبان و بیان پر بھی پوری قدرت رکھتے ہیں۔ موصوف کی تصانیف وتراجم کو عوام سے خواص تک ہر طبقہ فکر میں بے حد پسند کیا جاتا ہے۔

ہم اپنے قارئین کے شکر گزار ہیں کہ جنہوں نے امید سے بڑھ کر ہماری حوصلہ افزائی فرمائی اور ہمارے پیش کردہ ان علمی وایمانی ذخیروں کو یوں ہاتھوں ہاتھ لے گئے جیسے وہ اسی انتظار میں بیٹھے تھے' ہم اپنی پبلشر برادری کے بھی شکر گزار ہیں جنہوں نے اس سلسلے میں دل کھول کر ہمارے ساتھ تعاون کیا اور ہمیں یقین واثق ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ اس پذیرائی اور تعاون میں روز بروز اضافہ ہوتا رہے گا اور ہم اس میدان میں آگے ہی قدم بڑھاتے رہیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

سید اعجاز احمد
(قدس سرہ العزیز)

عرضِ مترجم

الحمد لله حمدا كثيرا كثيرا. کہ یہ دائمی مریض وسراپا معصیت اپنی علمی بے مائیگی کے باوجود آج بفضلہ تعالیٰ صحیح بخاری وسنن ابن ماجہ کے بعد موطا امام مالک کے ترجمہ وحواشی کی ذمہ داری سے فارغ ہوگیا' یہ سب میرے خالق و مالک کا فضل وکرم اور اس کے محبوب ﷺ کی نگاہ عنایت کا کرشمہ ہے جو میرے مشائخ عظام کے لطف کرم سے میسر آیا۔ احقر نے اس ترجمہ اور حواشی کے اندر حسب ذیل امور کو پیشِ نظر رکھا ہے۔

(۱) کوشش کی ہے کہ آسان' شگفتہ' بامحاورہ اور ایمان افروز زبان میں اردو ترجمہ ہو جائے۔

(۲) ترجمہ وحواشی میں حفظِ مراتب کو پوری طرح ملحوظ رکھا ہے جس کا لحاظ رکھنا اہم ترین دینی فریضہ ہے اور ذرا سی بے توجہی سے ایک بات مفید ہونے کی جگہ ایمان کے لیے مضر ہو جاتی ہے۔

(۳) پیش آمدہ آیات کا حوالہ اس کے آگے قوسین کے اندر دیا ہے تاکہ قارئین کو قرآن کریم میں آیات کو تلاش کرنے کی سہولت ہو جائے۔ پہلا نمبر سورت کا اور دوسرا آیت کا ہے۔

(٤) آیات کا بالمقابل اردو ترجمہ پیش کر دیا ہے' جو تفاسیر معتبرہ ومعتمدہ سے پوری مطابقت رکھتا ہے۔

(٥) سند کو چھوڑ کر صرف روایت کرنے والے صحابی یا تابعی سے اردو ترجمہ شروع کیا ہے تاکہ ہر حدیث کا ترجمہ اس کے بالمقابل برابر رہے کیونکہ متن سے ترجمے کے الفاظ زائد ہوتے ہیں۔

(٦) اجتہادی مسائل میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا اپنا مذہب ہے۔ احقر نے حواشی میں ان کے ساتھ دوسرے ائمہ کے مذاہب کی وضاحت بھی کر دی ہے اور خصوصاً امامِ اعظم ابوحنیفہ کے مذاہب کی وضاحت کرتے ہوئے حنفی مذہب کی تائید کرنے والی حدیثیں بھی درج کر دی ہیں۔

(۷) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ عالم مدینہ' علوم دینیہ کے سمندر اور امام مذہب ہونے کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے سچے عاشق تھے بلکہ یوں کہیے کہ اپنے دور میں کاروانِ عاشقانِ رسول کے قافلہ سالار تھے۔ انہوں نے عشقِ رسول کی ایسی شمع روشن کی جو اہلِ ایمان کو مشعل راہ کا کام دیتی رہے گی۔ بفضلہٖ تعالیٰ احقر نے بھی موطا امام مالک کا ترجمہ بساط بھر اسی رنگ میں ڈوب کر کیا ہے اور حواشی کے اندر جذبۂ عشقِ رسول کو چمکانے کی خاطر ایسی احادیث کے مفہوم کو اجاگر کرنے کی حتی الامکان خصوصی کوشش کی ہے جو شانِ رسالت کو بیان کر رہی ہیں۔ حواشی میں اکابر کی کتب معتمدہ سے پوری پوری مدد لی گئی ہے۔ چونکہ ایسی ہی عبارت کے ساتھ حواشی میں حوالہ بھی پیش کر دیا گیا ہے' لہٰذا ان کتابوں کی یہاں فہرست پیش کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ ان حواشی کو تاریخی لحاظ سے تنویر المسالک حواشی موطا امام مالک اور اگر کوئی چاہے تو تاریخی لحاظ سے انہیں مظہر المسالک شرح موطا امام مالک کے نام سے بھی یاد کر سکتا ہے۔

موطا امام مالک کتب احادیث کے اندر امہات الکتب میں شامل اور اس سلسلے میں سرفہرست بھی ہے' ہر دور میں اہلِ علم حضرات نے اس سے استفادہ کیا اور تا قیامت کرتے رہیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔ عربی میں ہونے کے باعث ہر ایک اس ایمان افروز مجموعے سے استفادہ نہیں کر سکتا۔ افادیت کو عام کرنے کی خاطر اسے ترجمے کے ساتھ منظرِ عام پر لانے کا اقدام بڑا مبارک اور اہل اسلام کی

خیر خواہی ہے۔ یہ ناچیز اس کے ترجمہ وتحشیہ میں کہاں تک کامیاب رہا اس کا اندازہ تو اہل علم حضرات ہی لگا سکتے ہیں؛ ہاں اتنا ضرور عرض کروں گا کہ احقر کو اپنی نااہلی اور علمی بے مائیگی کا پورا پورا احساس ہے لہٰذا علم دوست حضرات اس ناچیز کی غلطیوں اور فروگزاشتوں سے ناشر کی معرفت مطلع فرمائیں اور اپنے مفید مشوروں سے بھی نوازیں تو یہ ان کی ذرہ نوازی ہوگی۔

حوصلہ شکن علالت کے دوران یہ جانکاہی محض اس لیے کی ہے کہ اہلِ اسلام کو فائدہ پہنچے۔ خدائے ذوالمنن اپنے اس حقیر بندے کی اس ناچیز کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے۔ اسے ناشر اور اس ناقابلِ ذکر وسراپا معصیت انسان کے لیے کفارۂ سیئات، توشۂ آخرت اور ذریعۂ نجات بنائے ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وتب علینا انک انت التواب الرحیم.
وصلى الله تعالى على حبيبه سيدنا ومولانا محمد وعلى اله وصحبه اجمعين.

خاکپائے اکابر: محمد عبدالحکیم خاں اختر
مجددی، مظہری، شاہجہاں پوری
لاہور چھاؤنی
۲۱ ذوالحجہ ۱۴۰۲ھ/۱۰ اکتوبر ۱۹۸۲ء

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

(از قلم مولانا غلام رسول سعیدی مدظلہ شیخ الحدیث جامعہ نعیمیہ لاہور)

حضرت امام مالک وہ سب سے پہلے شخص ہیں جو دنیائے علم میں بیک وقت حدیث اور فقہ کے امام کہلائے' ایک طرف مغرب اور مشرق میں ان کے مقلدین کا سلسلہ پھیلا ہوا ہے تو دوسری طرف امہات کتب حدیث میں سے اکثر ایسی ہیں جن کی کچھ نہ کچھ احادیث کا سلسلۂ سند امام مالک تک پہنچتا ہے۔ فن حدیث میں سب سے پہلے انہوں نے باقاعدہ ایک کتاب لکھی اور اس کے بعد تصنیفات کتب حدیث کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

امام مالک کی شخصیت عشق رسالت سے معمور تھی۔ مدینہ کے ذرہ ذرہ سے انہیں پیار تھا' اس مقدس شہر کی سرزمین میں وہ کبھی کسی سواری پر نہیں بیٹھے اس خیال سے کہ ممکن ہے کہ کبھی اس جگہ حضور پیادہ چلے ہوں' پھر جس جگہ آقا پیدل چلے ہوں اس جگہ غلام سوار ہو کر چلے یہ نہ انداز محبت ہے نہ طور غلامی۔

درس حدیث کا بہت اہتمام کرتے تھے' غسل کر کے عمدہ اور صاف لباس زیب تن کرتے' پھر خوشبو لگا کر مسند درس پر بیٹھ جاتے' اسی طرح بیٹھے رہتے۔ کبھی دوران درس پہلو نہیں بدلتے تھے۔ ایک دفعہ دوران درس بچھو انہیں پیہم ڈنگ لگاتا رہا۔ مگر اس پیکر عشق و محبت کے جسم میں کوئی اضطراب نہیں آیا اور وہ اسی انہماک اور استغراق کے ساتھ اپنے محبوب کی دلکش روایات اور دل نشین احادیث بیان کرتے رہے۔

ولادت اور نام و نسب

امام مالک کا پورا نام اس طرح ہے امام دار الہجرت امام مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر بن عمرو بن الحارث الاصبحی۔ امام مالک کے پردادا ابو عامر بن عمرو جلیل القدر صحابی تھے۔ (امام ابو عبد اللہ شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ' تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۲۰۷) غزوہ بدر کے سوا وہ حضور ﷺ کے ساتھ تمام غزوات میں شریک رہے۔ (شاہ ولی اللہ دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ' درایۃ الموطا ص ۱۷) امام مالک کے جد اعلیٰ عمرو بن حارث ذو اصبح کے ساتھ مشہور تھے۔ اس وجہ سے آپ کو اصبحی کہا جاتا ہے۔ (شاہ عبد العزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۳۹ھ' بستان المحدثین ص ۱۲) امام مالک کے سال ولادت میں مؤرخین کا اختلاف ہے۔ لیکن امام مالک کے تلمیذ رشید یحییٰ بن بکیر نے بیان فرمایا ہے کہ آپ کی ولادت ۹۳ھ میں ہوئی ہے اور امام ذہبی نے اسی کو صحیح ترین قول قرار دیا ہے۔ (امام ابو عبد اللہ شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ' تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۲۱۲) شاہ ولی اللہ نے لکھا ہے کہ امام مالک شکم مادر میں عام معمول کے خلاف تین سال تک رہے ہیں۔

(شاہ ولی اللہ دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ' درایۃ الموطا ص ۱۸)

اساتذہ

خلفائے راشدین کے عہد میں مسائل فقہیہ اور فتاویٰ کے سلسلہ میں عام طور پر لوگوں کا رجوع حضرت عائشہ' عبد اللہ بن مسعود' عبد اللہ بن عمر' عبد اللہ بن عباس' ابو ہریرہ' انس اور جابر رضی اللہ عنہم کی طرف ہوتا تھا اور یہی وہ نفوس قدسیہ تھے جو اس زمانہ میں دائرہ علمیہ کا مرکز قرار پائے تھے۔ عصر صحابہ کے بعد فقہاء تابعین نے ان حضرات کی میراث کو سنبھالا جن میں سعید بن مسیب' عروہ' سالم اور قاسم کے نام بڑے مشہور ہیں۔ تابعین کے بعد تبع تابعین میں سے ابن شہاب زہری' یحییٰ بن سعید انصاری' زید بن اسلم' ربیعہ' ابو الزناد وغیرہم نے اس سلسلہ کو قائم رکھا۔ امام مالک نے جس علمی فضا میں ہوش و حواس کی آنکھ کھولی' وہ انہی حضرات کا زمانہ تھا۔ حضرات تبع

تابعین جس علم کو تابعین اور وہ صحابہ کرام سے سینہ بہ سینہ منتقل کرتے چلے آ رہے تھے اس علم کو انہوں نے ان تمام بزرگ حضرات سے حاصل کر کے صفحات قرطاس پر محفوظ کر لیا تھا۔

امام مالک کے اساتذہ اور مشائخ میں زیادہ تر مدینہ طیبہ کے بزرگانِ دین شامل تھے۔ علامہ زرقانی لکھتے ہیں کہ آپ نے نوسو سے زیادہ مشائخ اور بزرگانِ دین سے علم دین حاصل کیا ہے۔ (شیخ محمد بن عبدالباقی زرقانی متوفی ۱۱۲۸ھ شرح الزرقانی الموطا ج ۱ ص ۲)

آپ کے اساتذہ میں سے چند حضرات کے اسماء یہ ہیں۔ عامر بن عبداللہ بن العوام' نعیم بن عبداللہ المجمر' زید بن اسلم' نافع مولی ابن عمر' حمید الطویل' سعید المقبری' ابوحازم' سلمہ بن دینار' شریک بن عبداللہ بن ابی نمر' صالح بن کیسان زہری' صفوان بن سلیم' ربیع بن ابی عبدالرحمٰن' ابوالزناد' ابن المنکدر' عبداللہ بن دینار ابوطوالہ' عبدربہ' یحییٰ بن سعید' عمرو بن ابی عمر' مولی المطلب علاء بن عبدالرحمان' ہشام بن عروہ' یزید بن المہاجر' یزید بن عبداللہ بن خصیفہ' ابوالزبیر المکی' ابراہیم موسیٰ بن عقبہ' ایوب السختیانی' اسماعیل بن ابی حکیم' حمید بن عبدالرحمان' جعفر بن محمد صادق' حمید بن قیس مکی' داؤد بن الحسن' زیاد بن سعد' زید بن رباح' سالم ابی النضر' سہیل بن ابی صالح' صیفی مولیٰ ابوایوب' ضمرہ بن سعید' طلحہ بن عبدالملک الایلی' عبداللہ بن ابی بکر بن حزم' عبداللہ بن الفضل الہاشمی' عبداللہ بن یزید' عبدالرحمان بن ابی صعصعہ' عبدالرحمان بن القاسم' عبداللہ بن ابی عبداللہ الاغر' عمرو بن مسلم بن عمارہ بن اکیمہ' عمرہ بن یحییٰ بن عمارہ' قطن بن وہب' ابوالاسود عروہ' محمد بن عمرو بن حلحلہ' محمد بن یحییٰ بن حبان' مخرجہ بن بکیر وغیرہم۔

(حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۵)

تلامذہ

امام مالک رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں مستقل سکونت رکھی تھی اور مسلمانوں کے لیے یہ مبارک شہر تمام شہروں میں قلب کی حیثیت رکھتا ہے اس وجہ سے اطراف واکناف سے لوگ یہاں آتے رہتے تھے اور مدینہ منورہ میں امام دارالہجرت مالک بن انس کی علمی شہرت اپنے کمال پر پہنچی ہوئی تھی۔ اس وجہ سے بے شمار لوگوں کو آپ سے علم حدیث کے سماع کا موقعہ حاصل ہوا۔ امام مالک سے ان کے مشائخ' معاصرین اور عام تلامذہ سب قسم کے لوگوں نے احادیث روایت کی ہیں۔

مشائخ میں ابن شہاب زہری' یحییٰ بن سعید انصاری اور یزید بن عبداللہ بن الہاد' معاصرین میں سے اوزاعی' ثوری' ورقاء بن عمر الشعبہ بن الحجاج' ابن جریج' ابراہیم بن طہمان لیث بن سعد اور ابن عیینہ اور عمر میں بزرگ حضرات میں سے ابواسحاق فزاری' یحییٰ بن سعید القطان' عبدالرحمان بن مہدی' حسین بن ولید نیشاپوری' روح بن عبادہ' زید بن الحباب' امام شافعی' ابن المبارک' ابن وہب' ابن قاسم' قاسم بن یزید الجرمی' معن بن عیسیٰ' یحییٰ بن ایوب مصری' ابوعلی حنفی' ابونعیم' ابوعاصم' ابوالولید طیالسی' احمد بن عبداللہ بن یونس' اسحاق بن عیسیٰ بن الطباع' بشر بن عمر الزاہدی' جویریہ بن اسماء' خالد بن مخلد' سعید بن منصور' عبداللہ بن رجاء مکی' قعنبی' اسماعیل بن یونس' اویس یحییٰ بن یحییٰ نیشاپوری' ابومسہر عبداللہ بن یوسف عبدالعزیز اویسی' مکی بن ابراہیم' یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر' یحییٰ بن قزعہ' قتیبہ بن سعید' ابو مصعب زہری' اسماعیل بن موسیٰ فزاری' خلف بن ہشام' عبدالاعلیٰ بن حماد الدرسی' سوید بن سعید' مصعب ابن عبداللہ زبیری' ہشام بن عمار' عتبہ بن عبداللہ مروزی اور ابوحذافہ احمد بن اسماعیل مدنی ہیں۔ (حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۶)

شخصیت

امام مالک کا قد دراز' بدن فربہ اور رنگ سفید مائل بہ زردی تھا۔ آنکھیں بڑی اور خوبصورت تھیں' ناک بلند اور سر پر برائے نام بال تھے' مونچھیں بطرز سبالہ رکھا کرتے تھے۔ امام مالک نے ستاسی سال کی عمر گزاری لیکن ڈاڑھی میں خضاب کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ یمن' مصر اور خراساں کے بنے ہوئے بیش قیمت لباس زیب تن کیا کرتے تھے۔ عام طور پر سفید رنگ کا لباس پہنتے تھے اور عطر

لگاتے تھے' سر پر عمامہ باندھتے تھے اور دونوں شانوں کے درمیان شملہ لٹکایا کرتے تھے اور ضرورت کے بغیر کبھی سرمہ نہیں لگاتے تھے۔
چاندی کی انگشتری پہنتے تھے جس پر سیاہ رنگ کا نگینہ تھا اور ''حسبنا اللہ ونعم الوکیل'' کندہ کرایا ہوا تھا' ان سے اس کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا: اللہ تعالیٰ مومنین کے بارے میں فرماتا ہے' وقالوا حسبنا اللہ ونعم الوکیل'' اس وجہ سے میرا دل چاہتا ہے کہ اس آیت کا مضمون ہمیشہ میرے سامنے رہے حتیٰ کہ میرے دل پر نقش ہو جائے۔

امام مالک کو تحصیل علم کی بے حد لگن تھی۔ زمانہ طالب علمی میں آپ کے پاس کچھ زیادہ مال نہ تھا لیکن کتابوں کا اشتیاق اس قدر تھا کہ مکان کی چھت توڑ کر اس کی کڑیاں فروخت کیں اور کتابیں خریدیں' اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان پر دولت کا دروازہ کھول دیا۔ آپ کا حافظہ نہایت اعلیٰ درجہ کا تھا۔ فرماتے ہیں: جس چیز کو میں ایک بار دیکھتا ہوں اس کو یاد کر لیتا ہوں اور پھر اس کو نہیں بھولتا۔

امام مالک مدینہ منورہ کے جس مکان میں رہتے تھے وہ عبداللہ بن مسعود کی رہائش گاہ تھی۔ مسجد نبوی میں اس جگہ بیٹھتے جہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیٹھا کرتے تھے۔ امام مالک فرماتے ہیں: میں نے پوری زندگی میں کبھی کسی بیوقوف شخص کے ساتھ ہم نشینی نہیں کی۔ امام مالک تنہائی میں کھانا کھاتے تھے۔ اس لیے کسی شخص نے آپ کے خوردونوش کے احوال بیان نہیں کیے' وقار اور دبدبہ کے باوجود امام مالک اپنے اہل وعیال اور خدام کے ساتھ حسن اخلاق کے ساتھ پیش آتے تھے۔ مدینہ منورہ کا بے حد احترام کرتے تھے' آپ نے حرم مدینہ میں کبھی قضائے حاجت نہیں کی۔ قضائے حاجت کے لیے تمام عمر حرم مدینہ سے باہر تشریف لے جاتے رہے۔ امام مالک مدینہ منورہ میں کبھی سوار ہو کر نہیں نکلتے تھے اور اس کا سبب بیان کرتے ہوئے فرماتے تھے کہ جس شہر میں رسول اللہ ﷺ کا روضہ ہو اس شہر کی سرزمین کو سواری کے سموں سے روندتے ہوئے مجھے حیاء آتی ہے۔

(شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۲۹ بستان المحدثین ص ۱۳ تا ۲۲)

معمولات زندگی

امام مالک کی زندگی سادہ اور پروقار تھی' لوگوں کے ساتھ معاملات میں بے حد خلیق اور متواضع تھے' انہوں نے ساری زندگی علمی خدمت اور تعظیم حرم رسول میں گزاری۔ ابومصعب کہتے ہیں کہ میں نے امام مالک سے سنا' وہ فرماتے تھے کہ میں نے اس وقت تک فتویٰ لکھنا نہیں شروع کیا جب تک ستر علماء نے میری اہلیت کی گواہی نہیں دی۔ امام زرقانی بیان کرتے ہیں کہ امام مالک نے اپنے ہاتھ سے ایک لاکھ احادیث تحریر کی ہیں۔ سترہ سال کی عمر میں درس حدیث شروع کیا اور اس وقت ان کا حلقہ درس اپنے معاصرین کے حلقوں میں سب سے بڑا حلقہ تھا۔ طلباء کا انبوہ کثیر ہر وقت ان کے دروازے پر موجود رہتا تھا۔ انہوں نے اپنے دروازے پر ایک دربان مقرر کیا ہوا تھا۔ پہلے خواص اہل علم کو آنے کی اجازت تھی اور پھر عام طلباء کو۔

(شیخ محمد عبدالباقی زرقانی متوفی ۱۱۲۸ھ شرح الزرقانی الموطا ص ۳)

قتیبہ بیان کرتے ہیں کہ جب امام مالک ہمارے پاس تشریف لاتے تو عمدہ لباس زیب تن ہوتا اور خوشبو لگائی ہوئی ہوتی تھی۔
ابن سعد لکھتے ہیں کہ امام مالک نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں تشریف لاتے تھے' جنازہ پڑھنے کے لیے تشریف لے جاتے تھے' بیماروں کی عیادت کرتے تھے' لوگوں کے حقوق ادا کرتے تھے' مسجد میں مجلس منعقد کرتے' پھر کسی وجہ سے مسجد میں بیٹھنا ترک کر دیا اور نماز پڑھ کر چلے جاتے۔ پھر جنازوں میں بھی جانا چھوڑ دیا اور لوگوں کے پاس جا کر تعزیت کیا کرتے' آخر عمر میں جمعہ اور پانچ نمازوں کے لیے مسجد میں جانے کے سوا سب کچھ چھوڑ دیا لیکن لوگوں کی محبت اور عقیدت میں فرق نہ آیا۔ بسا اوقات اس سلسلہ میں فرماتے کہ ہر شخص اپنا عذر بیان کرنے پر قادر نہیں ہوتا۔

امام مالک انتہائی سادہ اور بےنفس تھے۔ ابن مہدی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے امام مالک سے مسئلہ پوچھا۔ آپ

نے فرمایا: میں اس کو اچھی طرح بیان نہیں کر سکتا۔ وہ شخص کہنے لگا: میں بڑی دور سے آپ کا نام سن کر مسئلہ معلوم کرنے آیا تھا۔ آپ نے فرمایا: جب واپس اپنے گھر پہنچو تو بتا دینا کہ مالک نے کہا تھا کہ میں یہ مسئلہ اچھی طرح بیان نہیں کر سکتا۔ سعید بن سلیمان کہتے ہیں کہ امام مالک فتویٰ دینے سے پہلے اس آیت کی تلاوت کیا کرتے تھے "ان نظن الا ظنا وما نحن بمستیقنین"۔ (سورۂ جاثیہ آیت ۳۲)

(امام ابوعبداللہ شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ تذکرۃ الحفاظ ج ۱ص ۲۰۹)

درسِ حدیث

امام مالک نے سترہ سال کی عمر میں تعلیم و تدریس کی ابتداء کر دی تھی' حدیث شریف پڑھانے سے پہلے غسل کرتے' عمدہ اور بیش قیمت لباس زیب تن کرتے' خوشبو لگاتے' پھر ایک تخت پر نہایت عجز و انکساری سے بیٹھتے اور جب تک درس جاری رہتا انگیٹھی میں عود اور لوبان ڈالتے رہتے تھے' درسِ حدیث کے درمیان کبھی پہلو نہیں بدلتے تھے۔ عبداللہ بن المبارک بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں درس حدیث میں حاضر ہوا۔ امام مالک روایت حدیث فرما رہے تھے' اسی دوران ایک بچھو کی نیش زنی کے باوجود آپ نے نہ پہلو بدلا' نہ سلسلہ روایت ترک کیا اور نہ ہی آپ کے تسلسل کلام میں کچھ فرق واقع ہوا۔ بعد میں آپ نے فرمایا: میرا اس تکلیف پر اس قدر صبر کرنا کچھ اپنی طاقت کی بناء پر نہ تھا بلکہ محض رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کی وجہ سے تھا۔

(شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۳۸ھ بستان المحدثین ص ۲۰)

عام طور پر درسِ حدیث کے دو طریقے ہیں۔ ایک یہ کہ استاد حدیث پڑھے اور شاگرد سنتا رہے' دوسرا یہ کہ شاگرد حدیث پڑھے اور استاد سنتا رہے۔ اہل عراق نے درس حدیث کے لیے صرف پہلے طریقہ کو اختیار کر لیا اور اسی طریقہ میں درس حدیث کو منحصر خیال کرتے تھے۔ اس وجہ سے امام مالک اور حجاز کے دوسرے علماء نے درس حدیث کے لیے دوسرے طریقے کو اختیار کر لیا تھا۔

(شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۳۸ھ بستان المحدثین ص ۱۹)

کلمات الثناء

حضور ﷺ کی حدیث ہے کہ عنقریب لوگ علم کی طلب میں سفر کر کے اونٹوں کے جگر پگھلا دیں گے پھر بھی انہیں عالم مدینہ سے بہتر کوئی عالم نہ مل سکے گا۔ سفیان بن عیینہ اور امام عبدالرزاق کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے اس فرمان میں امام مالک کی طرف اشارہ ہے۔ (شیخ محمد عبدالباقی زرقانی متوفی ۱۱۲۲ھ شرح الزرقانی للموطاء ج ۱ص ۳) امام شافعی فرماتے تھے کہ امام مالک علماء کے درمیان ایک درخشندہ ستارے کی مانند ہیں۔ نیز فرماتے ہیں کہ اگر امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم رخصت ہو جاتا۔ ابن وہب کہتے ہیں کہ اگر مالک اور لیث نہ ہوتے تو ہم گمراہ ہو جاتے۔ اسحاق بن ابراہیم کہتے تھے کہ جس بات پر ثوری' مالک اور اوزاعی اتفاق کر لیں وہ سنت ہے خواہ اس باب میں صریح نص وارد نہ ہو۔ (امام ابوعبداللہ شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ تذکرۃ الحفاظ ج ۱ص ۲۰۹) امام نسائی فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک تبع تابعین کی جماعت میں امام مالک سے زیادہ عظیم کوئی شخص نہیں اور نہ ہی ان سے بڑھ کر کوئی شخص حدیث میں مامون تھا۔ (حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ج ۱۰ص ۹)

عبدالرحمان بن مہدی کہتے تھے کہ سفیان ثوری روایت حدیث میں امام تھے اور اوزاعی قواعد سلف کے امام تھے اور امام مالک ان دونوں فنون کے امام تھے نیز وہ یہ بھی کہتے تھے کہ میں نے امام مالک سے کوئی زیادہ عقلمند شخص نہیں دیکھا۔ (شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ ذرایۃ الموطا ص ۱۷) یحییٰ بن سعید قطان اور یحییٰ بن معین انہیں امیر المؤمنین فی الحدیث کہتے تھے۔ نیز ابن معین کہتے تھے کہ امام مالک مخلوق پر اللہ تعالیٰ کی حجت ہیں۔ ابن قدامہ کہتے ہیں کہ امام مالک اپنے زمانہ میں سب سے زیادہ قوی حافظہ رکھتے تھے۔ امام احمد بن احمد نے کہا کہ ابن شہاب زہری کے شاگردوں میں امام مالک سب سے فائق تھے اور امام بخاری نے کہا کہ صحیح ترین سند یہ ہے۔

مالک عن نافع عن ابن عمر ۔ (شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ دریۃ المسوطا ص ۱۷) امام اوزاعی فرماتے ہیں کہ امام مالک استاذ العلماء، عالم حجاز اور مفتی حرمین ہیں اور جب امام مالک کے وصال کی خبر سفیان بن عیینہ کو پہنچی تو فرمانے لگے امام مالک نے روئے زمین پر اپنی مثال نہیں چھوڑی۔

امام ذہبی فرماتے ہیں کہ امام مالک متعدد خصائل میں منفرد ہیں۔ اول طول عمر و علو روایت' ثانی ذہن ثاقب اور وسعت علم' ثالث ان کی روایات کی جمیت پر آئمہ کا اتفاق' رابع ان کے تدین' تقویٰ اور اتباع سنت پر لوگوں کا اجماع' خامس فقہ اور فتویٰ میں ان کا تقدم۔ (امام ابوعبداللہ شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ تذکرۃ الحفاظ ج ا ص ۲۱۲)

کرم بالائے کرم

امام دارالہجرت مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی محبت سے حظ وافر عطا فرمایا تھا' وہ اسوۂ رسول کے سراپا اور سنت نبوی کی عملی تصویر تھے۔

مصعب بن عبداللہ کہتے ہیں کہ جب امام مالک کے سامنے حضور کا ذکر کیا جاتا تو شدت جذبات سے ان کا رنگ متغیر ہو جاتا اور اسم مبارک کی تعظیم کے لیے بے اختیار جھک جاتے تھے۔ مدینہ طیبہ کے ذرہ ذرہ سے انہیں عشق تھا اور وہ حرم رسول کی گلیوں اور بازاروں کا بھی احترام کرتے تھے' اسی وجہ سے حضور ﷺ کی بارگاہ سے امام مالک کو بیش بہا نعمتیں نصیب ہوئی تھیں۔ امام ابونعیم اصفہانی اپنی سند کے ساتھ ذکر کرتے ہیں کہ خلف امام مالک کی خدمت میں حاضر ہوئے تو امام مالک نے فرمایا: دیکھو تمہارے مصلے کے نیچے کیا ہے؟ انہوں نے دیکھا تو ایک کاغذ تھا جس میں امام مالک کے بعض احباب نے اپنا خواب لکھا ہوا تھا کہ میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ کی مجلس میں لوگ جمع ہیں' آپ نے فرمایا: میں نے تمہارے لیے اپنے منبر کے نیچے علم چھپا رکھا ہے اور مالک کو حکم دیا کہ وہ اس علم کو لوگوں میں تقسیم کردیں۔

اسماعیل بن مزاحم مروزی بیان کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضور ﷺ کی زیارت کی اور آپ سے استفسار کیا کہ حضور ہم آپ کے بعد کس سے سوال کیا کریں؟ فرمایا: مالک بن انس سے۔

ابوعبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضور ﷺ کی زیارت کی' آپ مسجد میں تشریف فرما تھے اور کافی لوگ آپ کے گرد بیٹھے ہوئے تھے اور مالک حضور ﷺ کے سامنے مؤدب کھڑے تھے' حضور کے پاس مشک تھی' آپ اس میں سے تھوڑی تھوڑی مشک مالک کو دے رہے تھے اور وہ اس مشک کو لوگوں میں تقسیم کررہے تھے۔

محمد بن رمح بیان کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضور ﷺ کی زیارت کی تو آپ سے پوچھا: حضور مالک اور لیث میں زیادہ علم کس کا ہے؟ فرمایا: میرے علم کا وارث مالک ہے۔

مثنیٰ بن سعید بیان کرتے ہیں کہ امام مالک فرماتے تھے کہ میری کوئی رات ایسی نہیں گزری جس میں میں نے حضور ﷺ کی زیارت نہ کی ہو۔ (حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی متوفی ۴۳۰ھ حلیۃ الاولیاء ج ۶ ص ۳۱۶ تا ۳۱۷)

ابتلاء

امام مالک کا مسلک تھا کہ طلاق مکرہ واقع نہیں ہوتی' ان کے زمانہ کے حاکم نے اس مسئلہ میں ان سے اختلاف کیا اور ان کو زدوکوب کیا اور اونٹ پر سوار کرا کے شہر میں پھرایا' اس حال میں بھی امام مالک نے بآواز بلند فرمایا کہ جو شخص مجھے جانتا ہے وہ جانتا ہے اور جو نہیں جانتا وہ جان لے میں ابوعامر مالک بن انس اصبحی ہوں اور میرا مسلک یہ ہے کہ طلاق مکرہ واقع نہیں ہوتی۔ جعفر بن سلیمان تک جب یہ خبر پہنچی کہ امام مالک بلند آواز سے یہ اعلان کررہے ہیں تو اس نے حکم جاری کیا کہ انہیں اونٹ سے اتار لیا جائے۔

امام احمد بن حنبل سے جب اس واقعہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: طلاق مکروہ نافذ نہ کرنے کی بناء پر بعض حکام نے ان پر تشدد کیا تھا اور مجھے نہیں معلوم کہ وہ تشدد کرنے والا شخص کون تھا۔

(حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی متوفی ۴۳۰ھ حلیۃ الاولیاء ج ۶ ص ۳۲۳)

مالکی مسلک کا رواج

مغربی ممالک خصوصاً اندلس میں امام مالک کے مسلک کا بہت زیادہ چرچا ہوا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ وہاں کے لوگ جب حج اور زیارت روضۂ منورہ کے لیے حرمین حاضر ہوتے تو مدینہ منورہ میں امام مالک کی شہرت' مقبولیت اور آپ کے علم وفضل سے بہت متاثر ہوتے۔ اس سبب سے اندلس میں عام طور پر لوگ امام مالک کے فتاوی کی پیروی کرتے تھے۔ چنانچہ قرطبہ سے یحییٰ بن یحییٰ مصمودی مدینہ منورہ پہنچے' وہ ایک سال تک امام مالک کی خدمت میں رہے اور واپس آ کر انہوں نے موطا امام مالک اور فتاوی امام مالک کی تبلیغ اور اشاعت کی۔ اسی طرح اندلس کے ایک اور عالم عیسیٰ بن دینار بھی امام مالک کے شاگرد تھے اور ان دو حضرات نے دیار مغرب میں امام مالک کے مسلک کی بہت زیادہ خدمت کی۔ ابن حزم نے لکھا ہے کہ یحییٰ بن یحییٰ کو شاہی دربار میں پذیرائی حاصل تھی اور تمام شہروں میں قاضیوں کا تقرر ان کی رائے سے ہوتا تھا اور یحییٰ بن یحییٰ اس بات کا خاص خیال رکھا کرتے تھے کہ کسی ایسے شخص کو قاضی نہ مقرر کر دیا جائے جو مالکی مسلک سے اختلاف رکھتا ہو۔ (شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۲۹ھ بستان المحدثین ص ۳۵)

وصال

یحییٰ بن یحییٰ مصمودی بیان کرتے ہیں کہ جب امام مالک کا مرض الموت طویل ہوا اور وقت آخر آ پہنچا تو مدینہ منورہ اور دوسرے شہروں سے تمام علماء اور فقہاء امام مالک کے مکان میں جمع ہو گئے تا کہ امام مالک کی آخری ملاقات سے فیض یاب اور ان کی وصیتوں سے بہرہ مند ہوں۔ یحییٰ بن یحییٰ کہتے ہیں کہ اس وقت امام مالک کی عیادت کرنے والے مجھ سمیت ایک سو تیں علماء حاضر تھے۔ میں بار بار امام کے پاس جاتا اور سلام عرض کرتا تھا کہ اس آخری وقت میں امام کی نظر مجھ پر پڑ جائے اور وہ نظر میری سعادت اخروی کا وسیلہ بن جائے۔ میں اسی کیفیت میں تھا کہ امام نے آنکھیں کھولیں اور ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے' جس نے ہم کو کبھی ہنسایا اور کبھی رلایا' اس کے حکم سے زندہ رہے' اس کے حکم سے جان دیتے ہیں' اس کے بعد فرمایا: موت آ گئی۔ خدا تعالیٰ سے ملاقات کا وقت قریب ہے۔ حاضرین نے عرض کیا: اس وقت آپ کے باطن کا کیا حال ہے؟ فرمایا: میں اس وقت اولیاء اللہ کی مجلس کی وجہ سے بہت خوش ہوں کیونکہ میں اہل علم کو اولیاء اللہ گردانتا ہوں' اللہ تعالیٰ کو حضرات انبیاء علیہم السلام کے بعد علماء سے زیادہ کوئی شخص پسند نہیں ہے۔ نیز میں اس لیے بھی خوش ہوں کہ میری تمام زندگی علم کی تحصیل اور اس کی تعلیم میں گزری ہے اور میں اس سلسلہ میں اپنی تمام مساعی کو مستجاب اور مشکور گمان کرتا ہوں' اس لیے کہ تمام فرائض اور سنن اور ان کے ثواب کی تفصیلات ہم کو زبان رسالت سے معلوم ہوئیں مثلاً حج کا اتنا ثواب ہے اور زکوٰۃ کا اتنا اور ان تمام معلومات کو سوائے حدیث کے طالب علم کے اور کوئی شخص نہیں جان سکتا اور یہی علم اصل میں نبوت کی میراث ہے۔ یحییٰ بن یحییٰ مصمودی کہتے ہیں کہ اس کے بعد امام مالک نے ربیع کی ایک روایت بیان کی کہ کسی شخص کو نماز کے مسائل بتلانا روئے زمین کی تمام دولت کو صدقہ کرنے سے بہتر ہے اور کسی شخص کی دینی الجھن دور کر دینا سو حج کرنے سے افضل ہے اور ابن شہاب زہری کی روایات سے بتلایا کہ کسی شخص کو دینی مشورہ دینا سو غزوات میں جہاد کرنے سے بہتر ہے۔ یحییٰ بن یحییٰ کہتے ہیں کہ اس گفتگو کے بعد امام مالک نے کوئی بات نہیں کی اور اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔ (شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۲۹ھ بستان المحدثین ۱۳۹) امام ذہبی لکھتے ہیں کہ امام مالک کا سن وصال مؤرخین کے اتفاق سے ۱۷۹ھ ہے البتہ تاریخ میں اختلاف ہے۔ ابومصعب اور ابن وہب نے تاریخ وصال ۱۰ ربیع الاول بیان کی ہے' ابن سحنون نے گیارہ ربیع الاول' ابن

ابی اویس نے چودہ ربیع الاول تاریخ بتلائی ہے اور مصعب زبیری نے آپ کا وصال ماہ صفر میں ذکر کیا ہے۔

(امام ابوعبداللہ شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ تذکرۃ الحفاظ ج ۱ص ۲۱۳)

موطاء امام مالک

فن حدیث میں جس کتاب کو سب سے پہلے مدون کیا گیا وہ موطاء امام مالک ہے۔ امام شافعی نے اس کتاب کو دیکھ کر فرمایا تھا کہ کتاب اللہ کے بعد روئے زمین پر اس سے زیادہ صحیح کوئی کتاب نہیں ہے۔ (شیخ محمد عبدالباقی زرقانی' شرح الموطا للزرقانی ج اص ۸) اور فن جرح وتعدیل کے مشہور امام حافظ ابوزرعہ رازی متوفی ۲۶۴ھ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص قسم کھالے کہ موطاء کی تمام احادیث صحیح ہیں تو وہ حانث نہیں ہوگا۔ (شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۲۹ھ' بستان المحدثین ص ۲۶) ابوبکر بن العربی نے کہا: فن حدیث میں صحیح بخاری ثانوی حیثیت رکھتی ہے اور اس موضوع پر اصل اول موطاء امام مالک ہے۔ (مولانا عبدالحئی لکھنوی ۱۳۰۴ھ' التعلیق المجد ص ۱۵) اور حافظ ذہبی لکھتے ہیں کہ موطاء کی صحت اور قوت سے لوگوں کے دلوں میں جس قدر ہیبت طاری ہے اس کا کوئی کتاب مقابلہ نہیں کر سکتی۔ (مولانا عبدالحئی لکھنوی ۱۳۰۴ھ' التعلیق المجد ص ۱۶) حافظ ابن حبان لکھتے ہیں کہ فقہاء مدینہ میں امام مالک وہ شخص ہیں جنہوں نے روایات کے بارے میں تحقیق سے کام لیا اور جو شخص حدیث میں ثقہ نہ تھا اس سے اعراض فرمایا۔ وہ صحیح روایات کے علاوہ نہ اور کوئی چیز روایت کرتے اور نہ کسی غیر ثقہ سے حدیث بیان کرتے۔ (حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ' تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۹) یحییٰ بن سعید کہتے تھے کہ آج قوم کے پاس فن حدیث میں موطاء سے زیادہ کوئی صحیح کتاب نہیں ہے۔ محمد بن سرّی کہتے تھے کہ میں نے ایک مرتبہ حضور ﷺ کی خواب میں زیارت کی تو عرض کیا: حضور مجھے کچھ احادیث بیان فرمائیے جن کو میں آپ سے روایت کروں۔ فرمایا: اے ابن السرّی میں نے مالک کو ایک خزانہ دیا ہے جس کو وہ تم میں تقسیم کریں گے اور یاد رکھو وہ خزانہ موطاء ہے۔ پھر فرمایا: اللہ کی کتاب اور میری سنت کے بعد مسلمانوں کے لیے موطاء سے زیادہ کوئی صحیح چیز نہیں ہے' اس کتاب کا سماع کرو اور اس سے فائدہ اٹھاؤ۔

(مولانا عبدالحئی لکھنوی متوفی ۱۳۰۴ھ' التعلیق المجد ص ۱۵)

سبب تالیف

حافظ ابومصعب زہری لکھتے ہیں کہ خلیفہ منصور عباسی نے امام مالک سے فرمائش کی تھی کہ آپ لوگوں کے لیے ایک کتاب تصنیف کر دیجئے جس پر عمل کرنے کے لیے میں لوگوں کو آمادہ کروں۔ امام مالک مختلف عذر پیش کرتے رہے مگر خلیفہ نے باصرار شدید آپ کو اس کام کے لیے تیار کر لیا۔ بالآخر امام مالک نے موطاء کی تصنیف شروع کی لیکن اس کی تکمیل سے پہلے منصور کا انتقال ہو گیا اور اس کے بیٹے محمد مہدی کے ابتدائی دور خلافت میں اس کتاب کی تکمیل ہوگئی۔ (علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ' تزئین الممالک ص ۴۳)

مدارج تالیف

ابن الوہاب ذکر کرتے ہیں کہ امام مالک نے ایک لاکھ احادیث میں سے موطاء کا انتخاب کیا۔ پہلے اس میں دس ہزار احادیث جمع کیں پھر مسلسل غور کرتے رہے یہاں تک کہ اس میں پانچ سو احادیث باقی رہ گئیں۔ حافظ ابن عبدالبر لکھتے ہیں کہ امام اوزاعی کے شاگرد عمر بن عبدالواحد کہتے ہیں کہ ہم نے چالیس دن میں امام مالک کو موطاء سنائی تو آپ نے فرمایا کہ جس کتاب کو میں نے چالیس سال میں تالیف کیا تم نے اس کو چالیس دنوں میں حاصل کر لیا۔ (مولانا عبدالحئی لکھنوی متوفی ۱۳۰۴ھ' التعلیق المجد ص ۱۵)

وجہ تسمیہ

موطاء کا لفظ "وطی" سے ماخوذ ہے جس کے معنی روندنے کے ہیں۔ امام مالک نے کتاب کی تالیف کے بعد اس کو مدینہ منورہ کے ستر فقہاء کے سامنے پیش کیا جنہوں نے اس کتاب کو انظار و فقہ سے روندا' اس وجہ سے اس کا نام موطاء پڑ گیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ

یہ لفظ "مواطاۃ" سے ماخوذ ہے جس کے معنی موافقت ہیں چونکہ اس کتاب کے ساتھ امام مالک کے زمانے کے تمام علماء نے موافقت کی تھی اس لیے اس کا نام موطاء رکھا گیا۔

تالیف میں اخلاص

جب امام مالک نے موطاء کو تصنیف کرنا شروع کیا تو آپ کو دیکھ کر دوسرے علماء نے بھی آپ کی طرح اس فن میں لکھنا شروع کر دیا۔ بعض لوگوں نے آپ سے کہا کہ آپ کیوں اپنے آپ کو اس تصنیف کی وجہ سے تکلیف میں ڈال رہے ہیں جب کہ اور لوگوں نے بھی اس طرز کی کتابیں لکھنی شروع کر دی ہیں؟ امام مالک نے فرمایا: عنقریب لوگوں کو معلوم ہو جائے گا کہ کس کا کام محض اللہ کے لیے ہے۔ چنانچہ موطاء کے ظہور میں آنے کے بعد وہ تمام کتابیں اپنی رونق اور شہرت کھو بیٹھیں اور اس زمانہ کی تالیفات میں سے سوائے موطاء کے آج کسی کا نام و نشان نہیں ملتا۔ (شاہ ولی اللہ دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ مقدمہ مسویٰ ج ا ص ۲۵)

امام مالک موطاء کی تصنیف سے فارغ ہوئے تو انہوں نے اپنا اخلاص ثابت کرنے کے لیے موطاء کے مسودہ کے تمام اوراق کو پانی میں ڈال دیا اور فرمایا: اگر ان اوراق میں سے ایک ورق بھی بھیگ گیا تو مجھے اس کی کوئی حاجت نہیں ہے۔ لیکن یہ امام مالک کی صدق نیت اور اخلاص کا ثمرہ تھا کہ پانی میں ڈالنے کے باوجود ان اوراق میں سے کوئی ورق بھی نہیں بھیگا اور اس کام میں امام مالک کا اخلاص اور ان کی للّٰہیت تمام لوگوں پر ظاہر ہو گئی۔ (شیخ محمد عبدالباقی زرقانی متوفی ۱۱۲۸ھ شرح الزرقانی للموطا ج ا ص ۲۵)

شرفِ اولیت

تاریخی طور پر اس بات میں کسی شخص کو مجال سخن نہیں ہے کہ حدیث کا جو سب سے پہلا مجموعہ امت کے ہاتھوں میں پہنچا ہے وہ موطاء امام مالک ہے۔ البتہ اس بات میں اختلاف ہے کہ صحیح مجرد میں پہلی کتاب بخاری ہے یا موطاء' بہر حال جمہور کی رائے یہی ہے کہ صحیح مجرد میں پہلی کتاب امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری کی الجامع الصحیح ہے جو آج تمام دنیا میں صحیح بخاری کے نام سے معروف ہے اور بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ صحیح مجرد میں پہلی کتاب موطاء امام مالک ہے لیکن یہ خیال صحیح نہیں ہے کیونکہ موطاء میں بکثرت بلاغات' مراسیل اور منقطعات ہیں اور انقطاع سند بہر حال صحت حدیث کے منافی ہے۔ بعض لوگ اس جواب میں صحیح بخاری کے تراجم اور تعلیقات سے معارضہ کرتے ہیں کیونکہ امام بخاری نے متعدد جگہ سند ذکر کیے بغیر متن حدیث سے ترجمۃ الباب قائم کیا ہے اور بعض جگہ ترجمۃ الباب میں معلق احادیث وارد کی ہیں' پس اگر انقطاع سند موطاء کی صحت مجردہ کے لیے مانع ہے تو یہ قسم صحیح بخاری میں بھی پایا جاتا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ صحیح بخاری کی تعلیقات اور تراجم کی دوسرے توابع اور شواہد سے تقویت اور تائید ہو جاتی ہے تو موطاء کی بلاغات اور مراسیل وغیرہ کو بھی دوسرے قرائن سے تائید حاصل ہے۔

اس معارضہ کے جواب میں اولاً گزارش یہ ہے کہ موطاء کی تمام احادیث بلا استثناء پایہ ثبوت کو نہیں پہنچ سکیں۔ چنانچہ حافظ ابن عبدالبر مالکی اندلسی نے تصریح کی ہے کہ موطاء کی چار احادیث ایسی ہیں جن کی اور کسی سند سے تائید نہیں ہو سکی۔ (شیخ محمد عبدالباقی زرقانی متوفی ۱۱۲۸ھ شرح الزرقانی للموطا ج ا ص ۸) ثانیاً ان منقطع احادیث کا کسی اور سند سے متصل ثابت ہونا ایک اور بات ہے لیکن جن اسناد سے امام مالک نے ان کو روایت کیا ہے وہ بہر حال منقطع ہیں اور ان اسناد کے لحاظ سے وہ احادیث فنی طور پر صحیح نہیں ہوں گی کیونکہ انقطاع صحت حدیث کے منافی ہے جیسا کہ اگر کسی حدیث کی سند میں کوئی وضاع راوی آ جائے تو اس سند کے لحاظ سے وہ حدیث بہر حال موضوع قرار پائے گی خواہ متن حدیث کسی دوسری صحیح سند کے ساتھ ثابت ہو۔ ثالثاً امام بخاری نے جس قدر تعلیقات وارد کی ہیں وہ سب اصل میں متصل ہیں اور امام بخاری نے ان احادیث کا علی وجہ الاتصال ہی سماع کیا ہے لیکن عمداً متعدد حکمتوں کی بناء پر ان کی اسناد کو حذف کر دیا برخلاف موطاء کی بلاغات کے' کیونکہ امام مالک کو وہ تمام بلاغات علی وجہ الانقطاع ملی ہیں جیسا کہ عنقریب واضح ہو

جائے گا۔ (صحیح بخاری کے باب میں ہم نے ان حکمتوں کو بیان کر دیا ہے (سعیدی) رابعاً امام مالک کی تمام منقطع احادیث کتاب کے اصل موضوع میں روایت کی گئی ہیں اس کے برخلاف امام بخاری نے تعلیقات اور تراجم کو ابواب کے ذیل میں وارد کیا ہے اور صحیح بخاری کے اصل موضوع میں کوئی منقطع حدیث نہیں ہے کیونکہ کتاب کا اصل موضوع احادیث مسندہ ہیں جیسا کہ اس کے نام الجامع الصحیح المسند سے ظاہر ہے اور امام بخاری کی تصریح "**ما وضعت فی جامعی هذا الا ماصح**" سے بھی اس امر کی تائید ہوتی ہے۔

ہر ایک شخص کا مزاج اور مسلک جدا ہوتا ہے' ہماری رائے اس سلسلہ میں بہر حال یہی ہے کہ صحیح مجرد میں احادیث جمع کرنے کا شرف جس شخص نے سب سے پہلے حاصل کیا وہ ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری ہیں اور نفس حدیث کا سب سے پہلا مجموعہ جس شخص نے امت مسلمہ کو فراہم کیا وہ امام ابو عبد اللہ مالک بن انس اصبحی ہیں۔

آج تک تمام علماء سلفاً خلفاً یہی لکھتے آ رہے ہیں کہ احادیث کا سب سے پہلا مجموعہ امام مالک نے پیش کیا لیکن مولوی عبد الرشید نعمانی لکھتے ہیں کہ سب سے پہلے احادیث کا مجموعہ جس شخص نے پیش کیا وہ امام اعظم ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

"امام ابو حنیفہ جب جامع کوفہ کی اس مشہور علمی درس گاہ میں مسند فقہ و علم پر جلوہ آرا ہوئے جو کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے باقاعدہ طور پر چلی آ رہی تھی تو آپ نے جہاں علم کلام کی بنیاد ڈالی' فقہ کا عظیم الشان فن مدون کیا' وہاں ہی علم حدیث کی ایک اہم ترین خدمت یہ انجام دی کہ احادیث احکام میں سے صحیح اور معمول بہ روایات کا انتخاب فرما کر ایک مستقل تصنیف میں ان کو ابواب فقہیہ پر مرتب کیا جس کا نام کتاب الآثار ہے اور آج امت کے پاس احادیث صحیحہ کی سب سے قدیم ترین کتاب یہی ہے۔" پھر لکھتے ہیں:

"ممکن ہے کہ بعض لوگ کتاب الآثار کو احادیث صحیحہ کا اولین مجموعہ بتانے پر چونکیں اس لیے اس حقیقت کو آشکارا کرنا نہایت ضروری ہے۔"

اور کتاب الآثار کی اولیت پر دلیل قائم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"بلاشبہ علامہ مغلطائی کے نزدیک اس بارے میں اولیت کا شرف امام مالک کو حاصل ہے۔ لیکن کتاب الآثار موطاء سے پہلے کی تصنیف ہے' جس سے خود موطاء کی تالیف میں استفادہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ حافظ سیوطی "**تبيين الصحيفة في مناقب الامام ابو حنيفه**" میں تحریر فرماتے ہیں:

من مناقب ابی حنيفة التی انفرد بها انه اول من دون علم الشريعة ورتبه ابوابا ثم تبعه مالک بن انس فی ترتيب الموطاء ولم يسبق ابا حنيفة احد.

امام ابو حنیفہ کے ان خصوصی مناقب سے کہ جن میں وہ منفرد ہیں ایک یہ بھی ہے کہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے علم شریعت کو مدون کیا اور اس کی ابواب پر ترتیب کی' پھر امام مالک بن انس نے موطاء کی ترتیب میں انہیں کی پیروی کی اور اس باب میں ابو حنیفہ پر کسی کو سبقت نہیں ہے۔

(ابن ماجہ اور علم حدیث ص ۱۵۸ تا ۱۶۱)

لیکن ارباب فہم پر ظاہر ہو گا کہ نعمانی صاحب کی اس دلیل میں کوئی جان نہیں ہے کیونکہ حافظ سیوطی نے یہ تحریر فرمایا ہے کہ امام ابو حنیفہ نے سب سے پہلے علم شریعت کی تدوین کی ہے اور علم شریعت علم حدیث سے عام ہے اور جب دعویٰ خاص اور دلیل عام ہو تو تقریب تام نہیں ہوتی اور خصوصاً اس لیے بھی کہ حافظ سیوطی نے خود تنویر الحوالک میں موطاء کو حدیث کی پہلی کتاب قرار دیا ہے۔ اس لیے تبیین الصحیفہ میں ان کے کلام "اول من دون علم الشریعة" میں شریعت سے مراد علم حدیث کے ماسوا ماننا پڑے گا۔ امام اعظم ابو حنیفہ کی دینی خدمات کا ایک الگ مقام ہے۔ کتاب و سنت سے مسائل کے استخراج اور علم شریعت کی کتب اور ابواب کے ساتھ باقاعدہ تدوین کی خدمت میں ان پر کوئی سابقیت نہیں رکھتا۔ اس حقیقت کو آشکارا کرنے کے لیے حافظ سیوطی

فرمایا: "انه اوّل من دون علم الشریعة" اسی طرح سب سے پہلے انہوں نے اجتہاد کے اصول اور پیمانے وضع کیے اور بعد کے تمام مجتہدین امام مالک' امام شافعی اور امام احمد بن حنبل نے ان قواعد سے پورا پورا استفادہ کیا۔ اسی لیے امام شافعی نے فرمایا: "الفقهاء کلهم عیال ابی حنیفة" "تمام فقہاء امام ابوحنیفہ کے پروردہ ہیں' اس کے ساتھ ساتھ علم حدیث میں بھی ان کا نہایت اونچا مقام ہے۔ فن حدیث میں انہوں نے کتاب الآ ثار کو تصنیف کیا جس کی پوری تحقیق ہم اس سے متعلق عنوان کے تحت ذکر کر چکے ہیں۔

اسلوب

امام مالک کسی عنوان کو ثابت کرنے کے لیے اولاً حدیث مسند وارد کرتے ہیں اور اگر حدیث مسند نہ مل سکے تو ثقات تابعین سے حدیث مرسل روایت کرتے ہیں' جب حدیث مرسل بھی نہ مل سکے تو بلاغات کو وارد کرتے ہیں' اس کے بعد آ ثار صحابہ کی طرف رجوع کرتے ہیں' آ ثار میں حضرت عمر کے قضایا اور حضرت عبداللہ بن عمر کے فتاویٰ کو مقدم رکھتے ہیں۔ صحابہ کے بعد اقوال تابعین کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ تابعین میں بھی فقہاء مدینہ کو ترجیح دیتے ہیں اور خاص طور پر سعید بن مسیب' عروہ بن زبیر' قاسم' سالم' سلیمان بن یسار' ابوسلمہ' ابوبکر بن عبدالرحمٰن' ابوبکر بن عمرو اور عمر بن عبدالعزیز کے اقوال کا ذکر کرتے ہیں۔ بعض جگہ امام مالک کسی عنوان کے تحت احادیث مسندہ' آ ثار اور فتاویٰ تابعین ذکر کرنے کے بعد اپنی رائے بھی ذکر کرتے ہیں۔ مثلاً انہوں نے باب "وضوء النائم ان قام الصلوة" کے تحت حدیث وارد کی۔

عن ابی هریرة ان رسول الله ﷺ قال اذا استیقظ احدکم من نومه فلیغسل یده قبل ان یدخلها فی وضوئه فان احدکم لا یدری این باتت یده.

اس کے بعد حضرت عمر کا اثر وارد کیا۔ "اذا نام احدکم مضطجعا فلیتوضا". اور آیت وضو کی تفسیر میں زید بن اسلم کا یہ قول پیش کیا "ان ذلک اذا قمتم من المضاجع یعنی النوم" اور اخیر میں اپنی رائے پیش کی۔ "قال مالک الامر عندنا انه لا یتوضا الا من حدث یخرج من دبر او ذکر او نام" "موطاء میں صرف احکام سے متعلق احادیث بیان کی گئی ہیں۔ تفسیر' اشراط اور مناقب سے متعلق احادیث روایت نہیں کی گئی ہیں' اس لحاظ سے یہ کتاب اقسام کتب حدیث میں سے سنن کے ذیل میں آتی ہے۔

بلاغات

موطاء امام مالک میں بلاغات بکثرت موجود ہیں اس لیے ضروری ہے کہ بلاغات کی وضاحت کر دی جائے۔ اگر کسی شخص کو کوئی حدیث لکھی ہوئی مل جائے اور وہ خط تحریر سے اس حدیث کے لکھنے والے کو پہچانتا ہو تو بشرط اجازت اس حدیث کو روایت کر سکتا ہے اس کو فن حدیث کی اصطلاح میں وجادت کہتے ہیں۔ امام مالک نے اہل علم کی کتب اور ان کے نوشتوں میں جو احادیث لکھی ہوئی پائیں تو ان کو "بلغه عن النبی ﷺ" کے صیغہ کے ساتھ روایت کر دیا۔ اس قسم کی تمام روایات فنی طور پر منقطع کا حکم رکھتی ہیں۔ اس کی ایک مثال یہ ہے کہ "مالک انه بلغه ان عبد الله بن مسعود کان یقول من قبلة الرجل امراته الوضوء" (امام مالک بن انس اصبحی متوفی ۱۷۹ھ' موطا امام مالک ص ۱۵) اس لحاظ سے امام مالک کی تمام بلاغات وجادت کے تحت آتی ہیں۔

اسانید

امام مالک نے احادیث مسندہ عام طور پر حضرت عبداللہ بن عمر' حضرت عائشہ' حضرت ابوہریرہ' حضرت انس' حضرت جابر' حضرت ابوسعید خدری اور حضرت سہل بن سعد سے روایت کی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر کی احادیث عموماً نافع یا عبداللہ بن دینار سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت عائشہ کی روایات عروہ' قاسم' ہشام اور عبدالرحمٰن سے' حضرت ابوہریرہ کی احادیث "عن ابی الزناد عن الاعرج" یا "عن العلاء بن عبد الرحمن عن ربیعة" یا "عن ابن شهاب عن سعید بن المسیب" ۔ ابن مسیب کی سند

سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت انس کی احادیث ابن شہاب' ربیعہ' اسحٰق بن عبداللہ' حمید اور عبداللہ بن ابی بکر سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت جابر کی احادیث ابوالزبیر' وہب بن کیسان اور محمد بن منکدر سے روایت کرتے ہیں اور ابوسعید خدری کی احادیث محمد بن یحییٰ اور عمر بن یحییٰ عن ابیہ سے روایت کرتے ہیں اور سہل بن سعد کی احادیث غالباً ابی حازم سے روایت کرتے ہیں۔

چار نادر حدیثیں

حافظ ابن عبدالبر نے جن چار حدیثوں کا ذکر کیا ہے جن کا متن دوسری کتابوں میں نہیں ملتا' ان کی تفصیل یہ ہے:

(۱) مالک انه بلغه . ان رسول الله ﷺ قال انی لانسی لاسن. (موطاء امام مالک ص ۳۵)

(۲) مالک انه سمع من یثق به من اهل العلم یقول ان رسول الله ﷺ اری اعمار الناس قبله او ماشاء الله من ذلک فکانه تقاصر اعمار امته عن ان لا یبلغوا من العمل مثل الذی بلغ غیرهم فی طول العمر فاعطاه الله لیلة القدر خیرا من الف شهر. (موطاء امام مالک ص ۹۹)

(۳) مالک عن معاذ بن جبل انه قال اخرما او صانی به رسول الله ﷺ حین وضعت رجلی فی الغرزان قال لی احسن خلقک للناس معاذ بن جبل. (موطاء امام مالک ص ۷۶۲)

(٤) اذانشات بحریة ثم تشاء مت فتلک عین غدیقه. (شرح الزرقانی للموطاء ج ا ص ۸)

تعداد احادیث

ابوبکر العربی نے بیان کیا ہے کہ موطاء امام مالک کی کل روایات بشمول آثار صحابہ وفتاویٰ تابعین ایک ہزار سات سو بیس ہیں جن میں چھ سو مسند ہیں' دو سو بائیس مرسل ہیں' چھ سو سترہ موقوف ہیں اور دو سو پچاسی اقوال تابعین ہیں۔

(شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ مقدمہ مسویٰ ج ا ص ۲۵)

موطاء امام مالک کے راوی

موطاء امام مالک کو ہر طبقہ کے لوگوں نے بکثرت روایت کیا ہے۔ خلفاء اسلام میں سے ہارون رشید' امین اور مامون نے' مجتہدین میں سے امام شافعی' امام محمد بن الحسن' امام احمد بن حنبل اور امام ابو یوسف نے (ان تمام مجتہدین میں صرف امام محمد بن الحسن شیبانی نے امام مالک سے بلاواسطہ موطاء کی روایت کی ہے اور باقی مجتہدین نے بالواسطہ موطاء امام مالک کو روایت کیا ہے) امام مالک کے خصوصی تلامذہ میں سے یحییٰ بن یحییٰ المصمودی' ابن القاسم اور اصبغ نے اور صوفیاء میں سے ذوالنون مصری نے اور محدثین میں سے ایک کثیر جماعت نے اس کو روایت کیا ہے جن کا احصاء بہت دشوار ہے۔ (شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ مقدمہ مسویٰ ج ا ص ۲۲)

موطاء امام مالک کے نسخے

موطاء امام مالک کے تیس سے زیادہ نسخے ہیں ان میں یحییٰ بن یحییٰ مصمودی کا نسخہ سب سے زیادہ مشہور ہے۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے بستان المحدثین میں موطاء کے سولہ نسخوں کا بالتفصیل ذکر کیا ہے اور ہر نسخہ کے راوی کی مختصر سوانح لکھی ہے۔ اس وقت امت کے ہاتھوں میں موطاء کے دو نسخے موجود ہیں ایک یحییٰ بن یحییٰ مصمودی کا اور دوسرا امام محمد بن حسن شیبانی کا۔ یحییٰ بن یحییٰ کا نسخہ موطاء امام مالک اور امام محمد کا نسخہ امام محمد کی روایت کے سبب موطاء امام محمد کے نام سے مشہور ہے۔

موطاء کی شروح وتعلیقات

موطاء امام مالک چونکہ فن حدیث میں سب سے پہلی کتاب تھی اس وجہ سے اس کو بہت زیادہ شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی اور بے شمار لوگوں نے اس پر شروح' حواشی اور تعلیقات سپرد قلم کیے ہیں۔ سطور ذیل میں بعض شروح کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

(۱) تفسیر الموطاء: یہ شرح ابومروان عبدالملک بن حبیب بن سلیمان المالکی المتوفی ۲۳۹ھ کی تصنیف ہے۔
(۲) شرح الموطاء: یہ کتاب احمد بن محمد الخطابی المتوفی ۳۸۸ھ کی تصنیف ہے۔
(۳) شرح الموطاء: یہ ابن رشیق المالکی متوفی ۴۵۶ھ کی تصنیف ہے۔
(٤) التمهيد في معاني الموطاء والاسانيد: یہ شرح حافظ ابوعمرو بن عبدالبر مالکی متوفی ۴۶۳ھ کی تالیف ہے۔
(٥) الاستذكار لمذهب علماء الامصار فيما تضمنه الموطاء من معاني الرای والآثار: یہ بھی حافظ ابن عبدالبر کی تصنیف ہے۔
(٦) شرح الموطاء: یہ شرح ابوالولید الباجی سلیمان ابن خلف بن سعد بن ایوب المالکی المتوفی ۴۷۱ھ کی تصنیف ہے اور بیس جلدوں پر مشتمل ہے۔
(۷) المقتبس: یہ شرح ابومحمد عبداللہ بن محمد البطیوسی المالکی المتوفی ۵۱۱ھ کی تصنیف ہے۔
(۸) المقتبس في شرح موطاء مالک بن انس: شرح قاضی ابوبکر بن العربی المالکی المتوفی ۵۴۳ھ کی تالیف ہے۔ اس نام کے دو شخص مشہور ہیں ایک یہ ہیں اور دوسرے محی الدین ابن العربی صاحب الولایۃ العظمیٰ ہیں۔
(۹) كشف المعطاء: یہ حافظ جلال الدین سیوطی المتوفی ۹۱۱ھ کی تصنیف ہے اور کافی ضخیم کتاب ہے۔
(۱۰) تنوير الحوالک: یہ بھی حافظ سیوطی کی تصنیف ہے۔
(۱۱) السعلف المبطاء: یہ کتاب بھی حافظ سیوطی کی تصنیف ہے۔
(۱۲) شرح موطا امام مالک: یہ محمد بن عبدالباقی بن یوسف مالکی زرقانی متوفی ۱۱۲۸ھ کی تصنیف ہے، پانچ مجلدات پر مشتمل ہے، سے کئی بار طبع ہو چکی ہے۔
(۱۳) المحلي باسرار الموطاء: یہ شیخ سلام اللہ دہلوی کی تصنیف ہے جو شیخ عبدالحق دہلوی کی اولاد سے ہیں۔
(۱٤) المسوىٰ: دو جلدوں پر مشتمل ہے، یہ شاہ ولی اللہ متوفی ۱۱۷۶ھ کی تصنیف ہے۔
(۱۵) المصفیٰ: یہ شرح بھی شاہ ولی اللہ کی تصنیف ہے، فارسی زبان میں مختصر شرح ہے۔

(ماخوذ تذکرۃ المحدثین)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

١- كِتَابُ وُقُوْتِ الصَّلٰوةِ

١- بَابُ وُقُوْتِ الصَّلٰوةِ

١- حَدَّثَنِیْ یَحْیَی بْنُ یَحْیَی اللَّیْثِیُّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِیْزِ اَخَّرَ الصَّلٰوةَ یَوْمًا، فَدَخَلَ عَلَیْهِ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَیْرِ، فَاَخْبَرَهٗ اَنَّ الْمُغِیْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ اَخَّرَ الصَّلٰوةَ یَوْمًا، وَهُوَ بِالْكُوْفَةِ، فَدَخَلَ عَلَیْهِ اَبُوْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِیُّ، فَقَالَ مَا هٰذَا یَا مُغِیْرَةُ؟ اَلَیْسَ قَدْ عَلِمْتَ اَنَّ جِبْرِیْلَ نَزَلَ فَصَلّٰى، فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ صَلّٰى، فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ صَلّٰى، فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ صَلّٰى، فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ صَلّٰى، فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ بِهٰذَا اُمِرْتُ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیْزِ عْلَمْ مَا تُحَدِّثُ بِهٖ یَا عُرْوَةُ، اَوَاِنَّ جِبْرِیْلَ هُوَ الَّذِیْ اَقَامَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَقْتَ الصَّلٰوةِ؟ قَالَ عُرْوَةُ كَذٰلِكَ كَانَ بَشِیْرُ بْنُ اَبِیْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِیُّ، یُحَدِّثُ عَنْ اَبِیْهِ

صحیح البخاری (۸٦۷) صحیح مسلم (۱٤۵۷)

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

اوقاتِ نماز کا بیان

اوقاتِ نماز کا بیان

ابن شہاب کا بیان ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے ایک روز نمازِ عصر میں تاخیر کر دی تو عروہ بن زبیر ان کے پاس گئے اور بتایا کہ ایک روز حضرت مغیرہ بن شعبہ نے نماز میں تاخیر کر دی تھی تو ان کے پاس حضرت ابو مسعود انصاری تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اے مغیرہ! یہ کیا ہے؟ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ حضرت جبرئیل نازل ہوئے اور انہوں نے نماز پڑھی تو رسول اللہ ﷺ نے بھی پڑھی، انہوں نے دوبارہ نماز پڑھی تو رسول اللہ ﷺ نے بھی پڑھی، انہوں نے سہ بارہ نماز پڑھی تو رسول اللہ ﷺ نے بھی پڑھی، انہوں نے چوتھی بار نماز پڑھی تو رسول اللہ ﷺ نے بھی پڑھی، انہوں نے پانچویں بار نماز پڑھی تو رسول اللہ ﷺ نے بھی پڑھی، پھر فرمایا کہ مجھے اسی طرح حکم دیا گیا ہے۔ عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ اے عروہ! غور کیجئے کہ آپ کیا فرما رہے ہیں؟ کیا حضرت جبرئیل نے رسول اللہ ﷺ کے لئے اوقات نماز مقرر کیے؟ عروہ نے کہا کہ بشیر بن ابو مسعود انصاری اپنے والد ماجد سے اسی طرح روایت کرتے ہیں۔ ف

ف: حضرت عمر بن عبدالعزیز سربراہِ مملکت تھے۔ ان سے ذرا سی کوتاہی سرزد ہوئی تو حضرت عروہ نے جا کر فوراً انہیں فہمائش کی کیونکہ سربراہِ مملکت کی اصلاح میں سارے ملک کی اصلاح اور اس کے فساد میں سارے ملک کا فساد ہے۔ سلطانِ وقت ملک کے اندر روح یا دل کی طرح ہوتا ہے (مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب ٦۷)۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے بھی ان کی فہمائش کو خندہ پیشانی سے سنا اور سرِ تسلیم خم کر دیا۔ ان کے اس عمل میں اراکین سلطنت کے لئے درسِ عبرت ہے۔ حضرت عروہ بن زبیر نے حدیث رسول سے حجت قائم کی۔ معلوم ہوا کہ قرآن کریم کے بعد قرونِ اولیٰ میں بھی احادیث کو حجت مانا جاتا تھا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کو حدیث میں اشکال پیش آیا اور اسے بیان کیا جس کا باعث یہ ہوا کہ وہ اسے حضرت عروہ بن زبیر کا قول سمجھ رہے تھے۔ جب انہوں نے بتایا کہ بشیر اپنے والد ماجد حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی طرح روایت کرتے ہیں تو حدیث کے سامنے حضرت عمر بن عبدالعزیز نے سرِ تسلیم خم کر دیا۔ اشکال رفع ہو گیا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پیغام رساں کی حیثیت میں اوقات نماز بتائے معلم کی حیثیت میں نہیں بتائے تھے۔

اس جگہ قبلہ مفتی احمد یار خاں رحمۃ اللہ علیہ سے سہو ہوا کہ عروہ بن زبیر کو صحابی جانتے ہوئے موصوف نے اپنی ایمان افروز تصنیف مرآۃ شرح مشکوٰۃ، جلد اول ص ۳۷۵ پر اسی حدیث کی شرح میں لکھا ہے: ”خیال رہے کہ حضرت عروہ بن زبیر خود بھی صحابی ہیں مگر پھر بھی اسناد سے حدیث بیان کی۔ مقصد یہ ہے کہ میں نے حضور سے خود بھی یہ حدیث سنی ہے میرے علاوہ اور صحابی

مسلمانوں نے بھی۔ غرض یہ کہ بطور گواہی یہ اسناد پیش کی ورنہ جب صحابی خود حضور سے حدیث سن لیں تو انہیں اسناد کی ضرورت نہیں"۔ حالانکہ موصوف نے اسی مرأۃ' شرح مشکوٰۃ' جلد ہشتم کے آخر میں اجمال ترجمۂ اکمال کے صفحہ ۶۸ پر حضرت عروہ بن زبیر کی پیدائش کا ۲۲ھ لکھا ہے۔ جو نبی کریم ﷺ کے وصال سے گیارہ سال بعد پیدا ہوئے' معلوم نہیں انہوں نے زبانِ رسالت سے حدیث کس طرح سن لی؟

خاتم المحققین شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "عروہ بن الزبیر تابعی کبیر ست برادر عبد اللہ بن الزبیر پسر اسماء بنت ابی بکر صدیق" (اشعۃ اللمعات' جلد اول' ص ۲۷۳) نیز فرمایا ہے: "مراد عروہ بن الزبیر است بن اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہم قرشی اسدی از کبار تابعین وثقات ایشاں ویکے از فقہائے سبعۂ مدینہ فقیہ عالم کبیر کثیر الحدیث ثبت ثقہ مامون صائم الدہر ولد سنۃ اثنین و عشرین ومات سنتہ اربع وتسعین"۔ (اشعۃ اللمعات' جلد اول' ص ۲۸۷)۔

٢- قَالَ عُرْوَةُ وَلَقَدْ حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ فِي حُجْرَتِهَا قَبْلَ أَنْ تَظْهَرَ. صحیح البخاری (۵۲۲) صحیح مسلم (٦١١)

عروہ کا بیان ہے کہ مجھ سے حضرت عائشہ زوجہ نبی کریم ﷺ نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نماز عصر ایسے وقت پڑھتے کہ دھوپ دیواروں پر چڑھنے سے پہلے ان کے حجرے میں ہوتی۔

٣- وَحَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّهُ قَالَ، جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلَهُ عَنْ وَقْتِ صَلوٰةِ الصُّبْحِ، قَالَ فَسَكَتَ عَنْهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى إِذَا كَانَ مِنَ الْغَدِ صَلَّى الصُّبْحَ حِيْنَ طَلَعَ الْفَجْرُ، ثُمَّ صَلَّى الصُّبْحَ مِنَ الْغَدِ بَعْدَ أَنْ أَسْفَرَ، ثُمَّ قَالَ أَيْنَ السَّائِلُ عَنْ وَقْتِ الصَّلوٰةِ قَالَ هَا أَنَذَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ مَا بَيْنَ هٰذَيْنِ وَقْتٌ.

سنن نسائی (٦٤١)

عطاء بن یسار کا بیان ہے کہ ایک آدمی نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر نماز فجر کا وقت پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی۔ یہاں تک کہ اگلے روز آپ نے فجر طلوع ہوتے ہی صبح کی نماز ادا فرمائی۔ پھر اگلے روز آپ نے اجالا ہونے پر نماز فجر ادا کی۔ پھر فرمایا کہ نماز کا وقت پوچھنے والا شخص کہاں ہے؟ وہ عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! میں حاضر خدمت ہوں۔ ارشاد فرمایا کہ وقت ان دونوں حدوں کے درمیان ہے۔

٤- وَحَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ إِنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَيُصَلِّي الصُّبْحَ، فَيَنْصَرِفُ النِّسَاءُ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ، مَا يُعْرَفْنَ مِنَ الْغَلَسِ.

صحیح البخاری (۵۷۸) صحیح مسلم (٦٤٥-٢٣٢)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نماز فجر ادا کر لیتے تو مستورات اپنی چادریں لپیٹ کر واپس آتیں اور اندھیرے کے باعث پہچانی نہیں جاتی تھیں۔

٥- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، وَعَنْ بُسْرِ ابْنِ سَعِيدٍ، وَعَنِ الْأَعْرَجِ، كُلُّهُمْ يُحَدِّثُونَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصُّبْحِ، قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے طلوع فجر سے پہلے ایک رکعت پالی تو اس نے نماز فجر کو پالیا اور جس نے غروب آفتاب سے پہلے نماز عصر کی ایک رکعت پالی تو اس نے نماز عصر کو پالیا۔

الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَکَ الصُّبْحَ ' وَمَنْ اَدْرَکَ رَکْعَةً مِّنَ الْعَصْرِ قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَکَ الْعَصْرَ.

صحیح البخاری (۵۷۹) صحیح مسلم (۱۳۷۳)

[۱] اثر- وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِکٍ ' عَنْ نَافِعٍ مَوْلٰی عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ' اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ کَتَبَ اِلٰی عُمَّالِهٖ اِنَّ اَهَمَّ اَمْرِکُمْ عِنْدِی الصَّلٰوۃُ ' فَمَنْ حَفِظَهَا وَ حَافَظَ عَلَیْهَا ' حَفِظَ دِیْنَهٗ ' وَمَنْ ضَیَّعَهَا فَهُوَ لِمَا سِوَاهَا اَضْیَعُ ' ثُمَّ کَتَبَ اَنْ صَلُّوا الظُّهْرَ ' اِذَا کَانَ الْفَیْءُ ذِرَاعًا ' اِلٰی اَنْ یَّکُوْنَ ظِلُّ اَحَدِکُمْ مِثْلَهٗ. وَالْعَصْرَ ' وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ ' بَیْضَاءُ نَقِیَّةٌ ' قَدْرَ مَا یَسِیْرُ الرَّاکِبُ فَرْسَخَیْنِ اَوْ ثَلَاثَةً ' قَبْلَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ ' وَالْمَغْرِبَ اِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ ' وَالْعِشَاءَ اِذَا غَابَ الشَّفَقُ اِلٰی ثُلُثِ اللَّیْلِ ' فَمَنْ نَامَ فَلَا نَامَتْ عَیْنُهٗ ' فَمَنْ نَامَ فَلَا نَامَتْ عَیْنُهٗ ' فَمَنْ نَامَ فَلَا نَامَتْ عَیْنُهٗ ' وَالصُّبْحَ ' وَالنُّجُوْمُ بَادِیَةٌ مُشْتَبِکَةٌ.

نافع مولی عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عمال کے لیے لکھا کہ میرے نزدیک تمہاری سب سے اہم ذمہ داری نماز ہے۔ جس نے اس کی حفاظت کی اور اسے محفوظ رکھا تو اس نے اپنے دین کو محفوظ رکھا اور جس نے اسے ضائع کیا تو وہ اس کے علاوہ چیزوں کو اور زیادہ ضائع کرے گا' پھر لکھا کہ نماز ظہر ایسے وقت پڑھو کہ سایہ ایک ہاتھ اور آدمی کے قد کے برابر ہو اور نماز عصر ایسے وقت کہ سورج ابھی بلند اور بالکل سفید ہو یعنی اتنی مقدار کہ کوئی سوار سورج غروب ہونے سے پہلے دو یا تین کلومیٹر سفر کر سکے اور نماز مغرب اس وقت جب سورج غروب ہو جائے اور نماز عشاء شفق کے غائب ہونے سے تہائی رات تک ہے۔ جو نماز عشاء سے پہلے سو گیا اس کی آنکھ نہ سوئے' جو سو گیا اس کی آنکھ نہ سوئے' جو سو گیا اس کی آنکھ نہ سوئے اور نماز فجر کا وقت وہ ہے کہ تارے صاف چمکتے ہوں۔ ف

ف: حضرات احناف شکر اللہ سعیہم کے مذہب مہذب کے مطابق پنجگانہ نمازوں کے اوقات یہ ہیں:

فجر: طلوع فجر صادق سے طلوع آفتاب تک نماز فجر کا وقت ہے۔ تمام وقت کے آخری نصف یعنی اجالے میں پڑھنا مستحب ہے۔ ایسے وقت پڑھے کہ نماز پڑھنے کے بعد معلوم ہو کہ نماز نہیں ہوئی تو دوبارہ وقت کے اندر پڑھی جا سکے۔ دانستہ اتنی دیر کرنا کہ طلوع آفتاب کا دوران نماز خدشہ ہو مکروہ ہے۔

ظہر: زوال کے بعد سے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سایہ ظل اصلی کے علاوہ دو مثل ہونے تک ظہر کا وقت رہتا ہے اور صاحبین کے نزدیک سایہ ایک مثل ہونے پر ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔

عصر: سیدنا امام المسلمین ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک سایہ ظل اصلی کے علاوہ دو مثل ہونے سے غروب آفتاب تک ہے جبکہ صاحبین کے نزدیک ایک مثل سے عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ بعض متاخرین نے اگرچہ قول صاحبین کو مرجح بتایا ہے لیکن قول امام اعظم ہی احوط واصح اور از روئے دلائل ارجح ہے کیونکہ عموماً متون مذہب قول امام پر جزم کیے ہوئے ہیں اور عامۂ اجلۂ شارحین نے اسے مرضی و مختار رکھا اور اکابر آئمہ ترجیح و افتاء بلکہ جمہور پیشوایان مذہب نے اسی کی تصحیح کی ہے۔

مغرب: غروب آفتاب سے سفیدی ڈوبنے تک ہے یعنی وہ چوڑی سفیدی کہ شمالاً جنوباً پھیلتی اور سرخی غائب ہونے کے بعد بھی تادیر باقی رہتی ہے۔ اس سفیدی کے غائب ہونے پر مغرب کا وقت ختم اور عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

عشاء: مغرب کا وقت ختم ہونے سے طلوع فجر صادق تک ہے۔

مذہب حنفی کے مطابق مغرب اور سردیوں کی ظہر کے علاوہ باقی ہر نماز میں تاخیر افضل ہے لیکن اتنی تاخیر بھی نہ ہو کہ مکروہ وقت

آ جائے یعنی فجر میں سورج طلوع ہونے کا خدشہ ہو یا عصر میں بے تکلف قرص آفتاب پر نظر ٹھہرنے لگے جبکہ مطلع صاف ہو اور یہ وقت قریباً بیس منٹ رہتا ہے۔ نماز عصر میں ابر کے روز جلدی کرنی چاہیے لیکن اتنی جلدی بھی نہ ہو کہ وقت سے پہلے پڑھ لی جائے۔ باقی ہمیشہ اس میں تاخیر مستحب ہے اور اسی لیے اس کا نام عصر رکھا گیا ہے" لانه يعصر "یعنی یہ نچوڑ کے وقت پڑھی جاتی ہے" مغرب میں اتنی دیر کرنا کہ چھوٹے تارے بھی نظر آنے لگیں مکروہ ہے' عشاء کا آدھی رات تک مستحب وقت ہے اور اس کے بعد فجر تک کراہت ہے۔ جن نمازوں میں تاخیر افضل ہے ان کے وقت کے دو حصے کیے جائیں تو مذہب حنفی کے مطابق دوسرے نصف میں ادا کرنا مستحب ہے اور حضرات شوافع کے نزدیک پہلے نصف میں۔ واللہ اعلم بالصواب

[۲] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَمِّهِ اَبِيْ سُهَيْلٍ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَتَبَ اِلٰى اَبِيْ مُوْسٰى اَنْ صَلِّ الظُّهْرَ اِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ. وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ بَيْضَاءُ نَقِيَّةٌ، قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَهَا صُفْرَةٌ، وَالْمَغْرِبَ اِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ، وَاَخِّرِ الْعِشَاءَ مَا لَمْ تَنَمْ، وَصَلِّ الصُّبْحَ، وَالنُّجُوْمُ بَادِيَةٌ مُشْتَبِكَةٌ، وَاقْرَاْ فِيْهَا بِسُوْرَتَيْنِ طَوِيْلَتَيْنِ مِنَ الْمُفَصَّلِ.

مالک بن ابو عامر اصبحی سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری کے لئے لکھا کہ نماز ظہر اس وقت پڑھو جب سورج ڈھل جائے اور نماز عصر ایسے وقت جبکہ سورج بالکل سفید ہو اور اس پر زردی نہ آئی ہو اور نماز مغرب جبکہ سورج غروب ہو جائے اور نماز عشاء سونے تک ہے اور نماز فجر ایسے وقت پڑھنا کہ تارے صاف چمکتے ہوں اور اس میں طوال مفصل کی دو طویل سورتیں پڑھنا۔ ف

ف: قرآن مجید کی ساتویں منزل یعنی سورۂ الحجرات سے سورۂ والناس تک کی سورتوں کو قصار مفصل کہتے ہیں نماز فجر کے اندر ان میں سے دو لمبی سورتیں پڑھی جائیں۔

[۳] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَتَبَ اِلٰى اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ اَنْ صَلِّ الْعَصْرَ، وَالشَّمْسُ بَيْضَاءُ نَقِيَّةٌ، قَدْرَ مَا يَسِيْرُ الرَّاكِبُ ثَلَاثَةَ فَرَاسِخَ. وَاَنْ صَلِّ الْعِشَاءَ مَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ ثُلُثِ اللَّيْلِ، فَاِنْ اَخَّرْتَ فَاِلٰى شَطْرِ اللَّيْلِ، وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِيْنَ.

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری کے لئے لکھا کہ نماز عصر ایسے وقت پڑھنا کہ سورج بالکل سفید ہو یعنی سوار تین کلومیٹر سفر کر سکے اور نماز عشاء تہائی رات تک پڑھ لینا اور اگر مزید تاخیر کرو تو آدھی رات تک اور اس سے آگے جا کر غافل نہ ہو جانا۔ ف

ف: اس حدیث سے بھی احناف کا موقف ثابت ہو رہا ہے کہ عشاء نصف رات تک مستحب ہے جیسا کہ دیگر احادیث سے واضح طور پر ثابت ہے۔ اس سے زیادہ دانستہ دیر کرنے میں کراہت ہے جسے غفلت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[٤] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَافِعٍ مَوْلٰى اُمِّ سَلَمَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، اَنَّهُ سَاَلَ اَبَا هُرَيْرَةَ عَنْ وَقْتِ الصَّلٰوةِ، فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَنَا اُخْبِرُكَ. صَلِّ الظُّهْرَ، اِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَكَ. وَالْعَصْرَ، اِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَيْكَ. وَالْمَغْرِبَ، اِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ. وَالْعِشَاءَ، مَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ ثُلُثِ اللَّيْلِ. وَصَلِّ الصُّبْحَ بِغَبَشٍ. يَعْنِي الْغَلَسَ.

عبد اللہ بن رافع مولیٰ ام سلمہ زوجہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو ہریرہ سے اوقات نماز کے متعلق پوچھا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ ظہر کی نماز پڑھو جب سایہ تمہارے برابر ہو اور جب تم سے دو گنا ہو جائے تو نماز عصر اور جب سورج غروب ہو جائے تو نماز مغرب اور تہائی رات تک نماز عشاء اور نماز فجر اندھیرے میں پڑھنا۔ ف

ف: اس حدیث میں مجملاً حکم ہے کہ نماز فجر اندھیرے میں پڑھی جائے۔ اس کی مؤید اور کتنی ہی حدیثیں ہیں لیکن حضرات احناف شکر اللہ تعالیٰ سعیہم کا مؤقف یہ ہے کہ نماز فجر اسفار یعنی اجالا کر کے پڑھی جائے۔ اس مؤقف کی مؤید حدیثیں دلالت میں زیادہ روشن وابین اور کثرت ثواب میں زیادہ امید افزاء ہیں۔ اسی لیے یہ حضرات فرماتے ہیں کہ مردوں کو ہمیشہ ہر زمان وہر مکان میں اسفار فجر یعنی جب صبح خوب روشن ہو جائے نماز پڑھنا سنت ہے سوائے یوم النحر کے کہ حاجیوں کو اس روز مزدلفہ میں تغلیس یعنی اندھیرے میں نماز پڑھنی چاہیے جیسا کہ ان بزرگوں کی عام کتابوں میں اس کی تصریحات موجود ہیں۔ یہ حکم احادیث صریحہ معتبرہ سے خوب روشن و مبرہن ہے جیسا کہ ترمذی' ابوداؤد' نسائی' دارمی' ابن حبان اور طبرانی حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں "اسفروا بالفجر فانه اعظم للاجر" یعنی صبح کو خوب روشن کرو کہ اس میں ثواب زیادہ ہے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ طبرانی کے الفاظ یہ ہیں "فکلما اسفرتم بالفجر فانه اعظم للاجر" اور ابن حبان کے الفاظ یہ ہیں "کلما اصبحتم بالصبح فانه اعظم لاجورکم" ان تمام الفاظ کا حاصل یہ ہے کہ جس قدر اسفار میں مبالغہ کرو گے اتنا ہی ثواب زیادہ پاؤ گے۔ موجودہ زمانے میں اسی پر عمل چاہیے کہ ثواب کی زیادتی کے ساتھ جماعت میں زیادہ افراد شامل ہو سکیں گے اور تغلیس یعنی اندھیرے میں پڑھنے سے کتنے ہی لوگ نماز باجماعت ادا کرنے سے محروم رہ جائیں گے۔ واللہ اعلم بالصواب

٦- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي الْعَصْرَ، ثُمَّ يَخْرُجُ الْإِنْسَانُ إِلَى بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، فَيَجِدُهُمْ يُصَلُّونَ الْعَصْرَ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم نماز عصر پڑھتے' پھر کوئی بنی عمرو بن عوف کی طرف جاتا تو انہیں نماز عصر پڑھتے ہوئے پاتا۔ ف

صحیح البخاری (٥٤٨) صحیح مسلم (١٤١٠-١٤٠٩)

ف: بنی عمرو بن عوف کا محلہ مدینہ منورہ سے دو میل اور مسجد نبوی سے تقریباً تین میل تھا (مصفی)۔ وہ زراعت پیشہ لوگ تھے اور اپنے کام کاج سے فارغ ہو کر نماز عصر کو تجوز کے وقت پڑھا کرتے تھے۔ نبی ﷺ خود تو اول وقت میں نماز عصر پڑھاتے اور یہاں سے اگر کوئی آدمی نماز پڑھ کر بنی عمرو بن عوف کے محلے میں جاتا تو ان لوگوں کو نماز عصر پڑھتے ہوئے پاتا تھا۔ کام کاج کرنے والوں کو یہ رعایت زمانہ رسالت سے ہمیشہ کے لئے ملی ہوئی ہے اور یہی حضرات احناف کا مؤقف ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

٧- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي الْعَصْرَ، ثُمَّ يَذْهَبُ الذَّاهِبُ إِلَى قُبَاءٍ، فَيَأْتِيهِمْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم نماز عصر پڑھتے۔ پھر کوئی جانے والا قباء کی طرف جاتا تو اس کے پہنچنے پر سورج ابھی بلندی پر ہوتا۔

صحیح البخاری (٦٢١)

[٥] **اثر- وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، أَنَّهُ قَالَ: مَا أَدْرَكْتُ النَّاسَ إِلَّا وَهُمْ يُصَلُّونَ الظُّهْرَ بِعَشِيٍّ.

ربیعہ بن عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ قاسم بن محمد نے فرمایا کہ میں نے لوگوں کو نہیں پایا مگر وہ نماز ظہر ٹھنڈی کر کے پڑھا کرتے تھے۔ ف

ف: گرمیوں میں نماز ظہر ٹھنڈی کر کے پڑھنا ہی احادیث صحیحہ صریحہ معتبرہ سے ثابت ہے اور نبی کریم ﷺ نے اس پر جزم فرمایا: اس مذہب مہذب کی دلیل جلیل بخاری شریف کی حدیث باب الاذان للمسافر میں ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ہم ایک سفر میں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ رکاب اقدس تھے۔ مؤذن نے اذان ظہر دینی چاہی۔ فرمایا: "ابرد" وقت ٹھنڈا کرو۔ کچھ دیر کے بعد

پھر مؤذن نے اذان دینی چاہی۔ فرمایا: "ابرد" وقت ٹھنڈا کرو۔ کچھ دیر کے بعد مؤذن نے سہ بارہ اذان کا ارادہ کیا۔ فرمایا: "ابرد" وقت ٹھنڈا کرو اور یونہی تاخیر کا حکم فرماتے رہے "حتی ساوی الظل التلول" یہاں تک کہ سایہ ٹیلوں کے برابر ہوگیا۔ اس وقت اذان کی اجازت مرحمت فرمائی اور فرمایا کہ گرمی کی شدت جہنم کی سانس سے ہے تو جب گرمی سخت ہو تو ظہر ٹھنڈے وقت میں پڑھو۔ حضرت قاسم بن محمد بھی اپنا یہی مشاہدہ بیان فرما رہے ہیں کہ میں نے ہمیشہ لوگوں کو ٹھنڈے وقت نماز ظہر پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔

"عشی" سے مراد ایک مثل سایہ ہے۔ بخاری شریف کی مذکورہ روایت میں سائے کا ٹیلوں کے برابر ہونا بھی ایک مثل کو ظاہر کر رہا ہے اور اسی باب کی حدیث نمبر ۹ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد "صل الظهر اذا کان ظلک مثلک" سے ظہر کا ایک مثل کے وقت پڑھنا ثابت ہو رہا ہے۔ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہی قول ہے۔ اگر ایک مثل پر ظہر کا وقت ختم اور عصر کا شروع ہو جاتا تو نہ اس وقت ظہر پڑھنے کا حکم دیا جاتا اور نہ حضرت قاسم بن محمد ہمیشہ یہ مشاہدہ کرتے کہ لوگ نماز ظہر ٹھنڈی کر کے پڑھتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

٢- بَابُ وَقْتِ الْجُمُعَةِ

نمازِ جمعہ کا وقت

[٦] اثر- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَمِّهِ أَبِي سُهَيْلِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ أَرَى طِنْفِسَةً لِعَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ يَوْمَ الْجُمُعَةِ تُطْرَحُ إِلَى جِدَارِ الْمَسْجِدِ الْغَرْبِيِّ، فَإِذَا غَشِيَ الطِّنْفِسَةَ كُلَّهَا ظِلُّ الْجِدَارِ، خَرَجَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، وَصَلَّى الْجُمُعَةَ. قَالَ مَالِكٌ وَالِدُ أَبِي سُهَيْلٍ ثُمَّ نَرْجِعُ بَعْدَ صَلٰوةِ الْجُمُعَةِ فَنَقِيلُ قَائِلَةَ الضَّحَاءِ.

مالک بن ابو عامر اصبحی نے فرمایا کہ میں دیکھا کرتا کہ حضرت عقیل بن ابو طالب کا بوریا مسجد نبوی کی مغربی دیوار تک بچھایا جاتا اور جب دیوار کا سایہ پورے بوریے پر چھا جاتا تو حضرت عمر بن خطاب نکلتے اور نماز جمعہ پڑھاتے۔ فرمایا کہ نماز جمعہ کے بعد ہم واپس لوٹتے تو وقت چاشت کے عوض قیلولہ کیا کرتے۔ ف

ف: جمعہ کے روز ہی اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا، اسی روز انہیں جنت میں داخل کیا، اسی روز قیامت قائم ہوگی اور اسی روز کے اندر ایک ایسی ساعت ہے کہ صاحب ایمان اس کے اندر جو دعا کرے قبول ہوتی ہے۔ حدیث میں اس روز کو اہل ایمان کی عید بتایا اور احادیث مطہرہ میں اس روز کے بہت سے فضائل وارد ہوئے ہیں من شاء فلیرجع الیہ۔

[٧] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ، عَنِ ابْنِ أَبِي سَلِيطٍ، أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ صَلَّى الْجُمُعَةَ بِالْمَدِينَةِ وَصَلَّى الْعَصْرَ بِمَلَلٍ. قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ لِلتَّهْجِيرِ وَسُرْعَةِ السَّيْرِ.

ابن ابو سلیط سے روایت ہے کہ حضرت عثمان بن عفان نے نماز جمعہ مدینہ منورہ میں اور نماز عصر ملل میں پڑھی۔ امام مالک نے فرمایا: اس کی وجہ یہ تھی کہ نماز جلدی پڑھی اور تیز چلے۔ ف

ف: نماز جمعہ اور نماز ظہر کا وقت ایک ہے۔ سردیوں میں جلدی یعنی اول وقت پڑھی جائے اور سخت گرمی کے موسم میں ٹھنڈی کر کے لوگوں کے اجتماع اور سہولت کو ملحوظ خاطر رکھنا بھی ضروری ہے کیونکہ اس پُرفتن دور میں عوام الناس کو اسلامی تعلیمات سے آگاہ کرنا نیز امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی اشد ضرورت ہے۔ ماہر طبیب کی طرح خطیب حضرات کا شرعی مصالح کو پیش نظر رکھنا حالات کا تقاضا اور وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ واللہ ولی التوفیق

٣- بَابُ مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصَّلٰوةِ

جس نے نماز کی ایک رکعت پائی

٨- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ اَدْرَکَ رَکْعَةً مِنَ الصَّلٰوةِ، فَقَدْ اَدْرَکَ الصَّلٰوةَ.

صحیح البخاری (۵۸۰) صحیح مسلم (۱۳۷۰)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جسے نماز کی ایک رکعت مل گئی تو یقیناً اسے نماز مل گئی۔

[۸] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ کَانَ یَقُوْلُ اِذَا فَاتَتْکَ الرَّکْعَةُ، فَقَدْ فَاتَتْکَ السَّجْدَةُ.

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ جب تجھ سے رکوع جاتا رہا تو یقیناً تجھ سے سجدہ بھی جاتا رہا۔

[۹] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، وَزَیْدَ بْنَ ثَابِتٍ کَانَا یَقُوْلَانِ مَنْ اَدْرَکَ الرَّکْعَةَ فَقَدْ اَدْرَکَ السَّجْدَةَ.

امام مالک کا بیان ہے کہ انہیں حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے یہ بات پہنچی کہ دونوں حضرات فرمایا کرتے تھے کہ جس کو رکوع مل گیا تو یقیناً اسے سجدہ مل گیا۔

[۱۰] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ، اَنَّ اَبَا هُرَیْرَةَ کَانَ یَقُوْلُ مَنْ اَدْرَکَ الرَّکْعَةَ فَقَدْ اَدْرَکَ السَّجْدَةَ، وَمَنْ فَاتَهٗ قِرَاءَةُ اُمِّ الْقُرْاٰنِ، فَقَدْ فَاتَهٗ خَیْرٌ کَثِیْرٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ انہیں یہ بات پہنچی کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جس نے رکوع پا لیا تو یقیناً اسے سجدہ مل گیا اور جس سے سورۂ فاتحہ کی قرأت رہ گئی وہ بہت سی بھلائی سے محروم ہو گیا۔ف

ف: مذکورہ بالا چاروں روایتوں یعنی نمبر ۱۵ تا نمبر ۱۸ سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ جسے امام کے ساتھ رکوع مل گیا، اسے وہ رکعت مل گئی اور جو رکوع میں شامل نہ ہو سکا اُسے وہ رکعت نہیں ملی۔ یہ امر دیگر احادیث صریحہ صحیحہ سے بھی ثابت ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مقتدی کے لیے سورۂ فاتحہ کا امام کے پیچھے پڑھنا واجب نہیں۔ اگر واجب ہوتا تو رکوع میں شامل ہونے والا رکعت پانے والا شمار نہ ہوتا جبکہ اس سے واجب ترک ہو گیا۔ بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ جو رکوع میں شامل ہوا اس نے وہ رکعت نہیں پائی۔ اس ادعا کے ثبوت میں کوئی قابل اعتماد اسناد و دلیل پیش نہیں کی جا سکی ہے۔

٤- بَابُ مَا جَاءَ فِیْ دُلُوْکِ الشَّمْسِ وَ غَسَقِ اللَّیْلِ

دلوک الشمس اور غسق اللیل کی تفسیر

[۱۱] اَثَرٌ- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ کَانَ یَقُوْلُ دُلُوْکُ الشَّمْسِ مَیْلُهَا.

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ ''دلوک الشمس'' سورج کا ڈھلنا ہے۔

[۱۲] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ دَاوٗدَ بْنِ الْحُصَیْنِ، قَالَ اَخْبَرَنِیْ مُخْبِرٌ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ کَانَ یَقُوْلُ دُلُوْکُ الشَّمْسِ اِذَا فَاءَ الْفَیْءُ، وَ غَسَقُ اللَّیْلِ اِجْتِمَاعُ اللَّیْلِ وَ ظُلْمَتُهٗ.

داؤد بن حصین کا بیان ہے کہ مجھے بتانے والے نے بتایا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ ''دلوک الشمس'' سایہ کا پلٹنا اور رات کے ساتھ اس کے اندھیرے کا جمع ہونا ''غسق اللیل'' ہے۔

۵- بَابُ جَامِعِ الْوُقُوْتِ
اوقاتِ نماز کا بیان

۹- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی ، عَنْ مَالِکٍ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اَلَّذِیْ تَفُوْتُہٗ صَلٰوۃُ الْعَصْرِ کَاَنَّمَا وُتِرَ اَھْلَہٗ وَمَالَہٗ.

صحیح البخاری (۵۵۲) صحیح مسلم (۱٤۱٦)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کی نماز عصر فوت ہوگئی گویا اس کا سب گھر بار لٹ گیا۔ف

ف: مفسرین وشارحین کے نزدیک درمیانی نماز سے نماز عصر مراد ہے۔ مثال یہ بیان فرمائی ہے کہ اگر کسی کا سارا مال واسباب چھن جائے اور سارے اہل وعیال ہلاک ہو جائیں تو جتنا صدمہ اس شخص کو ہوگا ایسا ہی صدمہ صاحب ایمان کو نماز عصر کے فوت ہو جانے پر ہوگا بلکہ اس سے زیادہ کیونکہ وہاں لٹا تو راحت جان کا ساز وسامان اور یہاں تلف ہوا راحت ایمان کا سامان۔ اس کا صدمہ جان محسوس کرے گی کہ راحت وآرام میں فرق آ گیا اور اس کا صدمہ ایمان محسوس کرے گا کہ گیا گیا ہے۔

[۱۳] اثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ ، عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اِنْصَرَفَ مِنْ صَلٰوۃِ الْعَصْرِ فَلَقِیَ رَجُلًا لَمْ یَشْھَدِ الْعَصْرَ ، فَقَالَ عُمَرُ مَا حَبَسَکَ عَنْ صَلٰوۃِ الْعَصْرِ؟ فَذَکَرَ لَہُ الرَّجُلُ عُذْرًا. فَقَالَ عُمَرُ طَفَّفْتَ.

یحییٰ بن سعید کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز عصر سے لوٹے تو ایسا آدمی ملا جو نماز عصر میں حاضر نہ تھا۔ فرمایا کہ تمہیں نماز عصر سے کس نے روکا؟ اس آدمی نے عذر بیان کیا تو حضرت عمر نے اس سے فرمایا کہ تم نے اپنے ثواب کو گھٹا لیا۔

قَالَ یَحْیٰی قَالَ مَالِکٌ وَیُقَالُ لِکُلِّ شَیْءٍ وَفَاءٌ وَتَطْفِیْفٌ.

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک نے فرمایا: ہر چیز کے لیے کہا جاتا ہے کہ پوری دی اور کمی کی۔

[۱٤] اثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ ، عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ ، اَنَّہٗ کَانَ یَقُوْلُ اِنَّ الْمُصَلِّیْ لَیُصَلِّی الصَّلٰوۃَ وَمَا فَاتَہٗ وَقْتُھَا. وَلَمَا فَاتَہٗ مِنْ وَقْتِھَا اَعْظَمُ ، اَوْ اَفْضَلُ مِنْ اَھْلِہٖ وَمَالِہٖ.

یحییٰ بن سعید فرمایا کرتے تھے کہ نمازی کو ایسے وقت نماز پڑھنی چاہیے کہ اس کا وقت قضاء نہ ہوا اور اگر اس کا وقت قضاء ہو گیا تو یہ اس کے گھر بار سے عظمت وفضیلت والا تھا۔

قَالَ یَحْیٰی قَالَ مَالِکٌ مَنْ اَدْرَکَ الْوَقْتَ وَھُوَ فِیْ سَفَرٍ فَاَخَّرَ الصَّلٰوۃَ سَاھِیًا اَوْ نَاسِیًا ، حَتّٰی قَدِمَ عَلٰی اَھْلِہٖ اِنَّہٗ اِنْ کَانَ قَدِمَ عَلٰی اَھْلِہٖ وَھُوَ فِی الْوَقْتِ ، فَلْیُصَلِّ صَلٰوۃَ الْمُقِیْمِ. وَاِنْ کَانَ قَدْ قَدِمَ وَقَدْ ذَھَبَ الْوَقْتُ ، فَلْیُصَلِّ صَلٰوۃَ الْمُسَافِرِ ، لِاَنَّہٗ اِنَّمَا یَقْضِیْ مِثْلَ الَّذِیْ کَانَ عَلَیْہِ. قَالَ مَالِکٌ وَھٰذَا الْاَمْرُ ھُوَ الَّذِیْ اَدْرَکْتُ عَلَیْہِ النَّاسَ ، وَاَھْلَ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا. وَقَالَ مَالِکٌ الشَّفَقُ الْحُمْرَۃُ الَّتِیْ فِی الْمَغْرِبِ ، فَاِذَا ذَھَبَتِ الْحُمْرَۃُ فَقَدْ وَجَبَتْ صَلٰوۃُ الْعِشَاءِ ، وَخَرَجْتَ مِنْ وَقْتِ الْمَغْرِبِ.

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک نے فرمایا: جس نے سفر میں نماز کا وقت پایا لیکن نادانستہ یا بھول کر نماز کو مؤخر کر دے یہاں تک کہ گھر والوں میں پہنچ جائے تو اگر وہ اپنے گھر والوں میں وقت کے اندر پہنچے تو مقیم کی طرح نماز پڑھ لے اور اگر وقت نکل جانے کے بعد پہنچے تو مسافر کی طرح قضاء پڑھے کیونکہ قضاء وہی پڑھی جائے گی جو واجب ہوئی۔ امام مالک نے فرمایا کہ یہ وہ موقف ہے جس پر ہم نے لوگوں اور اپنے شہر کے اہل علم کو پایا۔ اور امام مالک نے فرمایا کہ شفق اس سرخی کو کہتے ہیں جو مغرب میں نظر آتی ہے۔ جب یہ سرخی غائب ہو جائے تو عشاء کی نماز واجب ہو جاتی ہے اور مغرب کا وقت نکل جاتا ہے۔

[١٥] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ أُغْمِيَ عَلَيْهِ، فَذَهَبَ عَقْلُهُ، فَلَمْ يَقْضِ الصَّلٰوةَ. قَالَ مَالِكٌ وَ ذٰلِكَ فِيْمَا نَرٰى وَاللّٰهُ أَعْلَمُ أَنَّ الْوَقْتَ قَدْ ذَهَبَ. فَأَمَّا مَنْ أَفَاقَ فِي الْوَقْتِ، فَإِنَّهُ يُصَلِّيْ.

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بے ہوش ہوئے اور عقل جاتی رہی تو اس نماز کی قضاء نہ پڑھی۔ امام مالک نے فرمایا کہ نماز کا وقت جا چکا ہوگا آگے اللہ بہتر جانے کیونکہ جس کو وقت کے اندر ہوش آ جائے تو وہ نماز پڑھے۔

٦- بَابُ النَّوْمِ عَنِ الصَّلٰوةِ

نماز سے سو جانے کا بیان

١٠- وَحَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ قَفَلَ مِنْ خَيْبَرَ أَسْرٰى، حَتّٰى إِذَا كَانَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ عَرَّسَ وَقَالَ لِبِلَالٍ اِكْلَأْ لَنَا الصُّبْحَ وَ نَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ، وَ كَلَأَ بِلَالٌ مَا قُدِّرَ لَهُ ثُمَّ اسْتَنَدَ إِلٰى رَاحِلَتِهِ وَهُوَ مُقَابِلُ الْفَجْرِ، فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ، فَلَمْ يَسْتَيْقِظْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلَا بِلَالٌ، وَلَا أَحَدٌ مِّنَ الرَّكْبِ حَتّٰى ضَرَبَتْهُمُ الشَّمْسُ، فَفَزِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ بِلَالٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَخَذَ بِنَفْسِي الَّذِيْ أَخَذَ بِنَفْسِكَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِقْتَادُوْا. فَبَعَثُوْا رَوَاحِلَهُمْ وَاقْتَادُوْا شَيْئًا ثُمَّ أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِلَالًا فَأَقَامَ الصَّلٰوةَ فَصَلّٰى بِهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الصُّبْحَ ثُمَّ قَالَ حِيْنَ قَضَى الصَّلٰوةَ مَنْ نَّسِيَ الصَّلٰوةَ، فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا، فَإِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى يَقُوْلُ فِيْ كِتَابِهِ ﴿وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ﴾ (طٰہٰ: ١٤). صحیح مسلم (١٥٥٨)

سعید بن مسیب کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب خیبر سے لوٹے تو رات کے وقت چل رہے تھے یہاں تک کہ رات کا آخری حصہ آ گیا تو نزول کیا اور حضرت بلال سے فرمایا کہ بوقت صبح ہمیں جگا دینا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب سو گئے اور حضرت بلال جاگتے رہے۔ پھر حضرت بلال نے اپنی سواری سے ٹیک لگا لی اور ان کا رخ مشرق کی جانب تھا۔ چنانچہ آنکھیں ان پر غالب آ گئیں تو رسول اللہ ﷺ، حضرت بلال اور کوئی ایک سوار بھی بیدار نہ ہوا یہاں تک کہ ان پر تیز دھوپ پڑی۔ پس رسول اللہ ﷺ چونک پڑے اور فرمایا: اے بلال! یہ کیا ہے؟ حضرت بلال عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! مجھ پر اسی چیز نے غلبہ کیا جس نے آپ پر کیا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے کوچ کا حکم فرمایا تو لوگوں نے کجاوے اپنی سواریوں پر رکھ لیے اور تھوڑی دور چلے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال کو حکم فرمایا تو نماز کے لیے اقامت کہی گئی پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ نماز فجر پڑھی اور فرمایا کہ جس کی نماز قضاء ہو جائے یا جو نماز کو بھول جائے تو یاد آنے پر پڑھ لینی چاہیے کیونکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ ”نماز کو قائم کرو میری یاد کے لیے“۔ ف

ف: یہ واقعہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوا تا کہ امت محمدیہ کو معلوم ہو جائے کہ اگر کوئی غیر اختیاری طور پر سو جائے یا نیند سے بیدار نہ ہو اور نماز جاتی رہے تو بیدار ہونے پر اسی طرح نماز پڑھ سکتے ہیں جیسے وقت کے اندر پڑھتے۔ اگلی روایت میں بھول جانے کے متعلق بھی ایسا ہی حکم آیا ہے۔ ہاں دانستہ سو جانے یا بیدار ہوتے پر کاہلی کے باعث نہ پڑھنا کہ وقت جاتا رہے۔ یہ بات ہی اور ہے۔

١١- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، أَنَّهُ قَالَ عَرَّسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةً بِطَرِيْقِ مَكَّةَ، وَوَكَّلَ بِلَالًا أَنْ يُّوْقِظَهُمْ لِلصَّلٰوةِ، فَرَقَدَ بِلَالٌ وَرَقَدُوْا حَتَّى اسْتَيْقَظُوْا وَقَدْ طَلَعَتْ عَلَيْهِمُ الشَّمْسُ، فَاسْتَيْقَظَ

زید بن اسلم نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک رات مکہ مکرمہ کے راستے میں حضرت بلال کو مقرر فرمایا کہ انہیں نماز کے لیے جگا دیا جائے۔ پس دوسرے حضرات کے ساتھ حضرت بلال بھی سو گئے اور اس وقت بیدار ہوئے جبکہ دھوپ چڑھ گئی۔ بیدار

الْقَوْمُ وَقَدْ فَزِعُوا فَأَمَرَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَرْكَبُوا حَتّٰى يَخْرُجُوا مِنْ ذٰلِكَ الْوَادِي وَقَالَ إِنَّ هٰذَا وَادٍ بِهِ شَيْطَانٌ فَرَكِبُوا حَتّٰى خَرَجُوا مِنْ ذٰلِكَ الْوَادِي، ثُمَّ أَمَرَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَنْزِلُوا وَأَنْ يَتَوَضَّؤُوا، وَأَمَرَ بِلَالًا أَنْ يُنَادِيَ بِالصَّلٰوةِ، أَوْ يُقِيمَ، فَصَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِالنَّاسِ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَيْهِمْ وَقَدْ رَأٰى مِنْ فَزَعِهِمْ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللّٰهَ قَبَضَ أَرْوَاحَنَا، وَلَوْ شَاءَ لَرَدَّهَا إِلَيْنَا فِي حِينٍ غَيْرِ هٰذَا. فَإِذَا رَقَدَ أَحَدُكُمْ عَنِ الصَّلٰوةِ، أَوْ نَسِيَهَا، ثُمَّ فَزِعَ إِلَيْهَا فَلْيُصَلِّهَا، كَمَا كَانَ يُصَلِّيهَا فِي وَقْتِهَا ثُمَّ الْتَفَتَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلٰى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ أَتٰى بِلَالًا وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فَأَضْجَعَهُ، فَلَمْ يَزَلْ يُهَدِّئُهُ كَمَا يُهَدَّأُ الصَّبِيُّ حَتّٰى نَامَ ثُمَّ دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِلَالًا، فَأَخْبَرَ بِلَالٌ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مِثْلَ الَّذِي أَخْبَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَبَا بَكْرٍ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ.

ہونے پر تمام حضرات گھبرائے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں سوار ہو کر اس وادی سے نکل جانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اس وادی میں شیطان ہے۔ پس لوگ سوار ہوئے اور اس وادی سے نکل گئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے انہیں اترنے اور وضو کرنے کا حکم دیا نیز حضرت بلال کو نماز کے لئے اذان یا اقامت کہنے کا حکم فرمایا اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ نماز ادا کی۔ پھر آپ شمع رسالت کے پروانوں کی جانب متوجہ ہوئے اور انہیں خوف زدہ دیکھ کر فرمایا کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے ہماری روحوں کو قبض فرما لیا تھا اور اگر وہ چاہتا تو انہیں ہماری طرف کسی اور وقت لوٹاتا۔ پس جب تم میں سے کوئی نماز سے سو جائے یا اسے بھول جائے اور اس کی تشویش محسوس کرے تو اسے چاہیے کہ اسی طرح نماز پڑھ لے جیسے وقت کے اندر پڑھتا' پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا کہ بلال کے پاس شیطان آیا جبکہ یہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے تو انہیں لٹا دیا اور برابر تھپکتا رہا جیسے بچے کو تھپکتے ہیں' یہاں تک کہ وہ سو گئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال کو بلایا اور انہیں وہ بات بتائی جو آپ نے حضرت ابو بکر کو بتائی تھی۔ پس حضرت ابو بکر عرض گزار ہوئے "میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً آپ اللہ کے رسول ہیں"۔

۷- بَابُ النَّهْيِ عَنِ الصَّلٰوةِ بِالْهَاجِرَةِ

دوپہر کے وقت نماز پڑھنے کی ممانعت

۱۲- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ، فَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا عَنِ الصَّلٰوةِ. وَقَالَ اشْتَكَتِ النَّارُ إِلٰى رَبِّهَا فَقَالَتْ يَا رَبِّ! أَكَلَ بَعْضِي بَعْضًا، فَأَذِنَ لَهَا بِنَفَسَيْنِ فِي كُلِّ عَامٍ، نَفَسٍ فِي الشِّتَاءِ، وَنَفَسٍ فِي الصَّيْفِ.

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گرمی کی شدت جہنم کی تیزی کے باعث ہے' پس جب سخت گرمی ہو تو تم دن ٹھنڈا ہونے تک نماز میں تاخیر کرلو۔ فرمایا کہ جہنم نے اپنے رب سے گزارش کی کہ اے رب! میرا ایک حصہ دوسرے کو کھاتا ہے تو اسے سال میں دو دفعہ سانس لینے کی اجازت مرحمت فرما دی گئی۔ ایک سانس سردیوں میں اور ایک گرمیوں میں۔

۱۳- وَحَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ مَوْلَى الْأَسْوَدِ بْنِ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب سخت گرمی ہو تو دن ٹھنڈا ہونے تک نماز میں تاخیر کر لو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کے جوش کی وجہ سے ہے۔ اور بتایا کہ جہنم نے اپنے رب سے گزارش کی تو اسے

فَابْرِدُوا عَنِ الصَّلٰوةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ وَ ذَكَرَ أَنَّ النَّارَ اشْتَكَتْ إِلٰى رَبِّهَا، فَأَذِنَ لَهَا فِي كُلِّ عَامٍ بِنَفَسَيْنِ، نَفَسٍ فِي الشِّتَاءِ، وَ نَفَسٍ فِي الصَّيْفِ.

صحیح البخاری (۵۳۳_۵۳۴) صحیح مسلم (۱۳۹۴_۱۴۰۰)

سال میں دو دفعہ سانس لینے کی اجازت مل گئی ایک سردیوں میں اور دوسرا گرمیوں میں۔

۱۴- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَابْرِدُوا عَنِ الصَّلٰوةِ، فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ. سابقہ حوالہ (۱۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب گرمی کی شدت ہو تو تم نماز کو ٹھنڈی کر لیا کرو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کے جوش سے ہے۔

۸- بَابُ النَّهْيِ عَنْ دُخُولِ الْمَسْجِدِ بِرِيحِ الثُّومِ وَ تَغْطِيَةِ الْفَمِ

کچا لہسن کھا کر مسجد میں جانے اور منہ ڈھانپنے کی ممانعت

۱۵- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ، فَلَا يَقْرَبْ مَسَاجِدَنَا يُؤْذِينَا بِرِيحِ الثُّومِ. صحیح مسلم (۷۱_۵۶۲)

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو اس درخت سے کھائے تو وہ لہسن کی بدبو سے ہمیں تکلیف پہنچانے کے لئے ہماری مسجدوں کے قریب نہ آئے۔

[۱۶] أَثَر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْمُجَبَّرِ، أَنَّهُ كَانَ يَرٰى سَالِمَ ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، إِذَا رَأَى الْإِنْسَانَ يُغَطِّي فَاهُ، وَهُوَ يُصَلِّي جَبَذَ الثَّوْبَ عَنْ فِيهِ جَبْذًا شَدِيدًا، حَتّٰى يَنْزِعَهُ عَنْ فِيهِ.

عبدالرحمٰن بن مجبر کا بیان ہے کہ وہ دیکھا کرتے کہ سالم بن عبداللہ جب کسی کو دیکھتے کہ اس نے نماز میں اپنا منہ ڈھانپ رکھا ہے تو بڑے زور سے اس کے کپڑے کو کھینچ لیتے یہاں تک کہ وہ اس کے منہ سے ہٹ جاتا۔ ف

ف: پیاز لہسن وغیرہ کوئی بھی بدبودار چیز کھا کر مسجد میں آنا مکروہ ہے کیونکہ بدبو سے نمازیوں اور فرشتوں کو تکلیف ہوگی۔ معلوم ہوا کہ ایسے تمام کام بھی ممنوع ہے جن سے اللہ کے نیک بندوں کو تکلیف پہنچے اور ایسے کام کرنے کی کوشش کرنی چاہیے جن سے ان کے دلوں کو راحت پہنچے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

۲- كِتَابُ الطَّهَارَةِ

طہارت کا بیان

۱- بَابُ الْعَمَلِ فِي الْوُضُوءِ

وضو کی ترکیب

۱۶- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ، وَهُوَ جَدُّ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ، وَ كَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ هَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تُرِيَنِي كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدِ بْنِ

عمرو بن یحییٰ مازنی کے والد ماجد نے حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم سے کہا جو عمرو بن یحییٰ کے نانا اور رسول اللہ ﷺ کے اصحاب سے تھے کہ کیا آپ مجھے یہ چیز دکھائیں گے کہ رسول اللہ ﷺ کس طرح وضو فرمایا کرتے تھے؟ حضرت عبداللہ بن زید نے اثبات میں جواب دیا اور برائے وضو پانی منگایا۔ پس اپنے

عَاصِمٍ نَعَمْ فَدَعَا بِوَضُوءٍ، فَأَفْرَغَ عَلَى يَدِهِ، فَغَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ، ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ، فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ، بَدَأَ بِمُقَدَّمِ رَأْسِهِ، ثُمَّ ذَهَبَ بِهِمَا إِلَى قَفَاهُ، ثُمَّ رَدَّهُمَا، حَتَّى رَجَعَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي بَدَأَ مِنْهُ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ.
صحیح البخاری (۱۸۵) صحیح مسلم (۵۵۴-۵۵۵-۵۵۶-۵۵۷)

ایک ہاتھ پر پانی ڈال کر دونوں ہاتھوں کو دو دو دفعہ دھویا' پھر تین تین بار کلی کی اور ناک میں پانی لیا۔ پھر اپنے چہرے کو تین مرتبہ دھویا۔ پھر اپنے ہاتھوں کو دو دو مرتبہ کہنیوں تک دھویا' پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے سر کا مسح کیا یعنی انہیں آگے سے لے گئے اور پیچھے سے لائے جبکہ ابتداء پیشانی سے کی اور گدی تک لے گئے اور اسی جگہ تک واپس لائے جہاں سے ابتداء کی تھی' پھر اپنے دونوں پیر دھوئے۔

۱۷- **وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ فِي أَنْفِهِ مَاءً، ثُمَّ لِيَنْثِرْ، وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ. صحیح البخاری (۱۶۲) صحیح مسلم (۵۵۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی وضو کرے تو ناک میں پانی لے کر اسے صاف کرنا چاہیے اور جو استنجاء کے لیے ڈھیلے لے تو وہ طاق ہوں۔

۱۸- **وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْثِرْ، وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ. صحیح البخاری (۱۶۱) صحیح مسلم (۵۶۱-۵۶۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو تم میں سے وضو کرے تو اسے چاہیے کہ ناک میں پانی لے کر اسے صاف کرے اور جو استنجاء کرے تو طاق ڈھیلے لے۔

[۱۷] اثر- **قَالَ يَحْيَى** سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ فِي الرَّجُلِ، يَتَمَضْمَضُ، وَيَسْتَنْثِرُ مِنْ غَرْفَةٍ وَاحِدَةٍ إِنَّهُ لَا بَأْسَ بِذَلِكَ.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر کوئی ایک چلو میں پانی لے کر کلی کرے اور ناک میں بھی پانی لے تو کوئی ڈر نہیں۔

۱۹- **وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ قَدْ دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ مَاتَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ، فَدَعَا بِوَضُوءٍ، فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ أَسْبِغِ الْوُضُوءَ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ. صحیح مسلم (۵۶۵)

امام مالک کا بیان ہے کہ ان تک یہ بات پہنچی کہ اس روز حضرت عبدالرحمٰن بن ابو بکر حضرت عائشہ کے پاس گئے جو نبی کریم ﷺ کی زوجۂ مطہرہ تھیں جس روز کہ حضرت سعد بن ابی وقاص کا انتقال ہوا تو انہوں نے وضو کے لئے پانی منگایا۔ پس حضرت صدیقہ نے ان سے کہا کہ اے عبدالرحمٰن! وضو اچھی طرح کرنا کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ایڑیوں کے لیے آگ کی خرابی ہے۔ف

ف: وضو میں جلدی یا بے احتیاطی کرنے والوں کی ایڑیوں کے بعض حصے کا خشک رہ جانا ایسی بات ہے جس کا عام مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ایڑیوں کے لیے آگ کی خرابی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[۱۸] اثر- **وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَتَوَضَّأُ بِالْمَاءِ

عبدالرحمٰن بن عثمان تیمی کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت عمر بن خطاب سے سنا کہ ستر کو پانی سے اچھی طرح دھویا کرو۔

لِمَا تَحْتَ إِزَارِهِ.

[۱۹] أثر- قَالَ يَحْيٰى سُئِلَ مَالِكٌ عَنْ رَجُلٍ تَوَضَّأَ فَنَسِيَ، فَغَسَلَ وَجْهَهُ قَبْلَ أَنْ يَتَمَضْمَضَ، أَوْ غَسَلَ ذِرَاعَيْهِ قَبْلَ أَنْ يَغْسِلَ وَجْهَهُ، فَقَالَ أَمَّا الَّذِيْ غَسَلَ وَجْهَهُ قَبْلَ أَنْ يَتَمَضْمَضَ، فَلْيَتَمَضْمَضْ وَلَا يُعِدْ غَسْلَ وَجْهِهِ. وَأَمَّا الَّذِيْ غَسَلَ ذِرَاعَيْهِ قَبْلَ وَجْهِهِ، فَلْيَغْسِلْ وَجْهَهُ، ثُمَّ لْيُعِدْ غَسْلَ ذِرَاعَيْهِ، حَتّٰى يَكُوْنَ غَسْلُهُمَا بَعْدَ وَجْهِهِ، إِذَا كَانَ ذٰلِكَ فِيْ مَكَانِهِ، أَوْ بِحَضْرَةِ ذٰلِكَ.

یحیٰی کا بیان ہے کہ امام مالک سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے وضو میں کلی کرنے سے پہلے منہ دھولیا یا منہ دھونے سے پہلے کلائیاں دھولیں تو آپ نے فرمایا کہ جس نے کلی کرنے سے پہلے منہ دھولیا ہے اسے چاہیے کہ کلی کرے اور منہ دوبارہ نہ دھوئے اور جس نے منہ سے پہلے کلائیاں دھوئی ہیں تو اسے چاہیے کہ منہ دھو لے اور کلائیاں دوبارہ دھوئے تا کہ ان کا دھونا منہ دھونے کے بعد ہو جائے جبکہ وہ جائے وضو پر ہو یا اس کے قریب۔

[۲۰] أثر- قَالَ يَحْيٰى وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ رَجُلٍ نَسِيَ أَنْ يَتَمَضْمَضَ وَيَسْتَنْثِرَ حَتّٰى صَلّٰى قَالَ لَيْسَ عَلَيْهِ أَنْ يُعِيْدَ صَلَاتَهُ، وَلْيُمَضْمِضْ وَيَسْتَنْثِرْ مَا يَسْتَقْبِلُ إِنْ كَانَ يُرِيْدُ أَنْ يُصَلِّيَ.

یحیٰی کا بیان ہے کہ امام مالک سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو کلی کرنے اور ناک میں پانی لینا بھول گیا یہاں تک کہ نماز پڑھ لی۔ فرمایا کہ اس پر نماز کا اعادہ کرنا ضروری نہیں، ہاں کلی کرلے اور ناک میں پانی ڈال لے جبکہ وہ آئندہ نماز پڑھنے کا ارادہ رکھتا ہو۔

۲- بَابُ وُضُوْءِ النَّائِمِ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ

سونے والے کا وضو کرنا جبکہ نماز پڑھنے کھڑا ہو

۲۰- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ، فَلْيَغْسِلْ يَدَهُ قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَهَا فِيْ وَضُوْئِهِ، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَا يَدْرِيْ أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ. صحیح البخاری (۱۶۲) صحیح مسلم (٦٤١)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنی نیند سے بیدار ہو تو پانی میں ڈالنے سے پہلے اسے اپنا ہاتھ دھو لینا چاہیے کیونکہ کسی کو کیا معلوم کہ اس کے ہاتھ نے رات کہاں گزاری ہے۔

[۲۱] أثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ إِذَا نَامَ أَحَدُكُمْ مُضْطَجِعًا، فَلْيَتَوَضَّأْ.

زید بن اسلم کا بیان ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے فرمایا کہ جو تم میں سے سہارا لے کر سو جائے تو اسے وضو کرنا چاہیے۔

وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، أَنَّ تَفْسِيْرَ هٰذِهِ الْآيَةِ: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾ (المائدہ:٦) أَنَّ ذٰلِكَ إِذَا قُمْتُمْ مِنَ الْمَضَاجِعِ يَعْنِي النَّوْمَ.

امام مالک نے زید بن اسلم سے آیت "یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِکُمْ وَاَرْجُلَکُمْ اِلَی الْکَعْبَیْنِ" کی تفسیر میں روایت کی کہ یہ اس وقت ہے جبکہ بستر سے سو کر اٹھو۔

[٢٣] أثر - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَاطِبٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَرَجَ فِي رَكْبٍ فِيهِمْ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ حَتَّى وَرَدُوا حَوْضًا، فَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ لِصَاحِبِ الْحَوْضِ يَا صَاحِبَ الْحَوْضِ هَلْ تَرِدُ حَوْضَكَ السِّبَاعُ؟ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَا صَاحِبَ الْحَوْضِ لَا تُخْبِرْنَا، فَإِنَّا نَرِدُ عَلَى السِّبَاعِ وَتَرِدُ عَلَيْنَا.

یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چند سواروں کے ساتھ نکلے جن میں حضرت عمرو بن العاص بھی تھے یہاں تک کہ وہ ایک حوض پر پہنچے تو حضرت عمرو بن العاص نے حوض کے مالک سے پوچھا کہ کیا تمہارے حوض پر درندے بھی پانی پینے آتے ہیں؟ حضرت عمر نے حوض والے سے کہا کہ یہ بات ہمیں نہ بتانا کیونکہ کبھی ہم درندوں سے پہلے اور کبھی وہ ہم سے پہلے آتے ہوں گے۔

٢٣- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ إِنْ كَانَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ فِي زَمَانِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَيَتَوَضَّئُونَ جَمِيعًا. صحیح البخاری (۱۹۳)

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں مرد اور عورت اکٹھے وضو کیا کرتے تھے۔

٤- بَابُ مَا لَا يَجِبُ مِنْهُ الْوُضُوءُ

جن باتوں سے وضو لازم نہیں آتا

٢٤- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَارَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أُمِّ وَلَدٍ لِإِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، أَنَّهَا سَأَلَتْ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ إِنِّي امْرَأَةٌ أُطِيلُ ذَيْلِي، وَأَمْشِي فِي الْمَكَانِ الْقَذِرِ. قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُطَهِّرُهُ مَا بَعْدَهُ.

سنن ابو داود (۳۸۳) سنن ترمذی (۱۴۳) سنن ابن ماجہ (۵۳۱)

ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف کی ام ولد نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ میں ایسی عورت ہوں کہ میرا پلا لٹک جاتا ہے اور ناپاک جگہ پر بھی مجھے چلنا پڑتا ہے۔ حضرت ام سلمہ نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بعد والی جگہ اسے پاک کر دیتی ہے۔

[٢٤] أثر - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ رَأَى رَبِيعَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَقْلِسُ مِرَارًا، وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ، فَلَا يَنْصَرِفُ، وَلَا يَتَوَضَّأُ حَتَّى يُصَلِّيَ.

امام مالک کا بیان ہے کہ انہوں نے ربیعہ بن عبدالرحمٰن کو کئی مرتبہ مسجد میں پانی کی قے کرتے ہوئے دیکھا تو وہ نہ وہاں سے ہٹے اور نہ وضو کیا، یہاں تک کہ نماز پڑھ لی۔

قَالَ يَحْيَى وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ رَجُلٍ قَلَسَ طَعَامًا هَلْ عَلَيْهِ وُضُوءٌ؟ فَقَالَ لَيْسَ عَلَيْهِ وُضُوءٌ وَلْيَتَمَضْمَضْ مِنْ ذٰلِكَ وَلْيَغْسِلْ فَاهُ.

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے کھا کر قے کر دی۔ کیا وہ وضو کرے؟ فرمایا: اس پر وضو نہیں ہے، اسے کلی کر لینی چاہیے اور منہ دھو لے۔

[٢٥] أثر - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ حَنَّطَ ابْنًا لِسَعِيدِ ابْنِ زَيْدٍ وَحَمَلَهُ، ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت سعید بن زید کے (مردہ) بیٹے کو خوشبو لگائی اور اسے اٹھایا۔ پھر مسجد میں داخل ہو کر نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔

قَالَ يَحْيَى وَسُئِلَ مَالِكٌ هَلْ فِي الْقَيْءِ وُضُوءٌ؟ قَالَ لَا، وَلٰكِنْ لِيَتَمَضْمَضْ مِنْ ذٰلِكَ،

یحییٰ نے کہا کہ امام مالک سے پوچھا گیا کہ کیا قے سے وضو ہے؟ فرمایا: نہیں، لیکن اس کے بعد کلی کر کے منہ دھو لینا چاہیے اور

وَلْيَغْسِلْ فَاهُ، وَلَيْسَ عَلَيْهِ وُضُوْءٌ.

اس پر وضو نہیں ہے۔

۵- بَابُ تَرْكِ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتْهُ النَّارُ

آگ سے پکی ہوئی چیز کھا کر وضو نہ کرنا

۲۵- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَكَلَ كَتِفَ شَاةٍ ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.
صحیح البخاری (۲۰۷) صحیح مسلم (۷۸۸)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بکری کی دستی کا گوشت کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔

۲۶- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ مَوْلٰى بَنِيْ حَارِثَةَ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ النُّعْمَانِ، اَنَّهُ اَخْبَرَهُ، اَنَّهُ خَرَجَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ خَيْبَرَ، حَتّٰى اِذَا كَانُوْا بِالصَّهْبَاءِ، وَهِيَ مِنْ اَدْنٰى خَيْبَرَ، نَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَصَلَّى الْعَصْرَ، ثُمَّ دَعَا بِالْاَزْوَادِ، فَلَمْ يُؤْتَ اِلَّا بِالسَّوِيْقِ، فَاَمَرَ بِهِ، فَثُرِّيَ، فَاَكَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَكَلْنَا، ثُمَّ قَامَ اِلَى الْمَغْرِبِ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا، ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. صحیح البخاری (۲۰۹)

حضرت سوید بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ وہ خیبر کی جانب رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نکلے یہاں تک کہ جب مقام صہباء میں پہنچے جو خیبر کے بالکل قریب ہے تو رسول اللہ ﷺ نے نزول فرمایا اور نماز عصر ادا کی۔ پھر آپ نے زاد راہ طلب فرمایا تو ستو ہی پیش کیے جا سکے۔ پس انہیں آپ کے حکم سے گھولا گیا پس رسول اللہ ﷺ نے تناول فرمائے اور ہم نے بھی کھائے، پھر آپ نماز مغرب کے لیے کھڑے ہوئے اور کلی فرمائی تو ہم نے بھی کلی کی۔ پھر آپ نے نماز پڑھی اور وضو نہ فرمایا۔

[۲۶] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، وَعَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، اَنَّهُمَا اَخْبَرَاهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ، عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْهُدَيْرِ، اَنَّهُ تَعَشّٰى مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، ثُمَّ صَلّٰى، وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

حضرت ربیعہ کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ شام کا کھانا کھایا، پھر انہوں نے نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

[۲۷] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ سَعِيْدِ الْمَازِنِيِّ، عَنْ اَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ، اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ اَكَلَ خُبْزًا وَلَحْمًا، ثُمَّ مَضْمَضَ، وَغَسَلَ يَدَيْهِ وَمَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ، ثُمَّ صَلّٰى، وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

ابان بن عثمان کا بیان ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گوشت روٹی کھائی، پھر کلی کی اور اپنے دونوں ہاتھ دھو کر انہیں اپنے چہرے پر پھیر لیا۔ پھر نماز ادا کی اور وضو نہ کیا۔

وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهُ بَلَغَهُ، اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ، وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ كَانَا لَا يَتَوَضَّاٰنِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ.

امام مالک فرماتے ہیں کہ انہیں یہ بات پہنچی کہ حضرت علی اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم آگ سے پکی ہوئی چیز کھا کر وضو نہیں کیا کرتے تھے۔

[۲۸] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، اَنَّهُ سَاَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنِ الرَّجُلِ يَتَوَضَّاُ لِلصَّلٰوةِ، ثُمَّ يُصِيْبُ طَعَامًا قَدْ مَسَّتْهُ النَّارُ، اَيَتَوَضَّاُ؟ قَالَ رَاَيْتُ اَبِيْ يَفْعَلُ ذٰلِكَ، وَلَا يَتَوَضَّاُ.

یحییٰ بن سعید نے حضرت عبد اللہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ اگر کوئی نماز کے لئے وضو کرے پھر اس کے سامنے آگ سے پکا ہوا کھانا پیش کیا جائے تو کیا وہ وضو کرے؟ فرمایا: میں نے والد ماجد کو دیکھا کہ ایسی چیز کھا کر وضو نہیں کیا کرتے

تھے۔

[۲۹] اَثَر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَبِيْ نُعَيْمٍ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ، اَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيَّ، يَقُوْلُ رَاَيْتُ اَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيْقَ اَكَلَ لَحْمًا، ثُمَّ صَلّٰى، وَلَمْ يَتَوَضَّاْ.

ابونعیم وہب بن کیسان نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے حضرت ابوبکر صدیق کو دیکھا کہ انہوں نے گوشت کھا کر نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔

۲۷- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دُعِيَ لِطَعَامٍ فَقُرِّبَ اِلَيْهِ خُبْزٌ وَّلَحْمٌ فَاَكَلَ مِنْهُ، ثُمَّ تَوَضَّاَ وَصَلّٰى، ثُمَّ اُتِيَ بِفَضْلِ ذٰلِكَ الطَّعَامِ، فَاَكَلَ مِنْهُ، ثُمَّ صَلّٰى، وَلَمْ يَتَوَضَّاْ.

سنن ابوداؤد (۱۹۱) سنن ترمذی (۸۰)

محمد بن منکدر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو کھانے کے لیے بلایا گیا اور آپ کے سامنے روٹیاں اور گوشت رکھا گیا تو آپ نے اس میں سے کھایا اور وضو کر کے نماز پڑھی' پھر بچا ہوا کھانا آپ کے حضور پیش کیا گیا تو آپ نے اس میں سے تناول فرمایا' پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

[۳۰] اَثَر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ الْاَنْصَارِيِّ، اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَدِمَ مِنَ الْعِرَاقِ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ اَبُوْ طَلْحَةَ وَاُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ، فَقَرَّبَ لَهُمَا طَعَامًا قَدْ مَسَّتْهُ النَّارُ، فَاَكَلُوْا مِنْهُ، فَقَامَ اَنَسٌ فَتَوَضَّاَ، فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ وَاُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ مَا هٰذَا يَا اَنَسُ اَعِرَاقِيَّةٌ؟ فَقَالَ اَنَسٌ لَيْتَنِيْ لَمْ اَفْعَلْ، وَقَامَ اَبُوْ طَلْحَةَ وَاُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ، فَصَلَّيَا، وَلَمْ يَتَوَضَّاٰ.

عبدالرحمٰن بن یزید انصاری کا بیان ہے کہ حضرت انس بن مالک جب عراق سے آئے تو حضرت ابوطلحہ اور حضرت ابی بن کعب ان کے پاس تشریف لائے۔ انہوں نے ان کے سامنے آگ سے پکا ہوا کھانا پیش کیا۔ پس انہوں نے اس سے کھایا' پس حضرت انس کھڑے ہوئے اور وضو کیا تو حضرت ابوطلحہ اور حضرت ابی بن کعب نے فرمایا کہ اے انس! کیا یہ عراق کا اثر ہے؟ حضرت انس فرماتے ہیں کہ کاش! میں ایسا نہ کرتا اور ابوطلحہ و حضرت ابی بن کعب کھڑے ہوئے' پھر انہوں نے نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔ ف

ف: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں آٹھ حدیثیں (۱۹تا۲۶) پیش کی ہیں جن کا صاف اور صریح مفاد یہی ہے کہ آگ پر پکائی ہوئی چیز کھانے سے وضو پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ پہلے وضو تھا تو کھانے کے بعد دوبارہ وضو کرنے کی کوئی ضرورت نہیں' کلی کر لینا کافی ہے۔ اگر کوئی تازہ وضو بہ غرض استحباب ہر نماز کے لیے کیا کرتا ہو تو یہ دوسری بات ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مذہب اور اسی پر عمل ہے۔ ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ اور صاحبین کا موقف بھی یہی ہے۔

بعض احادیث میں چونکہ آگ پر پکائی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو کرنے کا حکم آیا ہے جیسا کہ مختلف کتب احادیث میں ہے اور امام ابوجعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح معانی الآثار میں ایسی اُنیس روایتیں پیش کی ہیں۔ اس کے بعد امام موصوف نے پینتالیس احادیث صحیحہ صریحہ پیش کر کے ثابت کیا ہے کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو کرنے کی قطعاً ضرورت نہیں اور جن روایات میں وضو کرنے کا حکم آیا ہے وہ ابتدائی دور کی بات ہے جو منسوخ ہو گئی تھی۔ ظاہر ہے کہ امت محمدیہ کو ناسخ یعنی آخری حکم پر عمل کرنا چاہیے۔ امام طحاوی نے چار حدیثیں پیش کر کے یہ بات بھی واضح کر دی کہ اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کرنے کا حکم بھی منسوخ ہو گیا تھا اور اس کو کھانے کے بعد دوبارہ وضو کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

۶- بَابُ جَامِعِ الْوُضُوْءِ

وضو و طہارت کے متعلقات

۲۸- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے استنجاء

عُرْوَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ عَنِ الْاِسْتِطَابَةِ، فَقَالَ اَوَ لَا يَجِدُ اَحَدُكُمْ ثَلَاثَةَ اَحْجَارٍ.

سنن ابوداؤد (۴۰-۴۱) سنن نسائی (۴۴)

کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا "کیا تم میں سے کسی کو تین ڈھیلے نہیں ملتے"۔

۲۹- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ اِلَى الْمَقْبَرَةِ، فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ، وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ. وَدِدْتُ اَنِّيْ قَدْ رَاَيْتُ اِخْوَانَنَا فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَلَسْنَا بِاِخْوَانِكَ؟ قَالَ بَلْ اَنْتُمْ اَصْحَابِيْ، وَاِخْوَانُنَا الَّذِيْنَ لَمْ يَاْتُوْا بَعْدُ، وَاَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، كَيْفَ تَعْرِفُ مَنْ يَاْتِيْ بَعْدَكَ مِنْ اُمَّتِكَ؟ قَالَ اَرَاَيْتَ لَوْ كَانَ لِرَجُلٍ خَيْلٌ غُرٌّ مُحَجَّلَةٌ فِيْ خَيْلٍ دُهْمٍ بُهْمٍ اَلَا يَعْرِفُ خَيْلَهُ؟ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ فَاِنَّهُمْ يَاْتُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِيْنَ مِنَ الْوُضُوْءِ وَاَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ. فَلَيُذَادَنَّ رِجَالٌ عَنْ حَوْضِيْ، كَمَا يُذَادُ الْبَعِيْرُ الضَّالُّ، اُنَادِيْهِمْ اَلَا هَلُمَّ، اَلَا هَلُمَّ، اَلَا هَلُمَّ فَيُقَالُ اِنَّهُمْ قَدْ بَدَّلُوْا بَعْدَكَ، فَاَقُوْلُ فَسُحْقًا فَسُحْقًا فَسُحْقًا. صحیح مسلم (۵۸۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز قبرستان کی طرف نکلے تو فرمایا "اے اہل ایمان کی جماعت! تم پر سلامتی ہو اور اللہ نے چاہا تو ہم تم سے ملنے والے ہیں۔ میری آرزو ہے کہ اپنے بھائیوں کو دیکھوں"۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں؟ فرمایا: بلکہ تم میرے ساتھی ہو اور میرے بھائی وہ ہیں جو دنیا میں نہیں آئے بعد میں آئیں گے اور میں حوض کوثر پر تمہارا پیش خیمہ ہوں۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! اپنے بعد والے امتیوں کو آپ کس طرح پہچانیں گے؟ فرمایا: کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اگر کسی کا پنج کلیان گھوڑا ہو اور وہ مشکی گھوڑوں میں مل جائے تو کیا وہ اپنے گھوڑے کو پہچان نہیں لے گا؟ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! کیوں نہیں۔ فرمایا: تو وضو کے باعث وہ قیامت کے روز پنج کلیاں آئیں گے اور حوض پر میں ان کا پیش خیمہ ہوں گا' پس کسی کو میرے حوض سے دھتکار نہ دیا جائے جیسے گم شدہ اونٹ کو دھتکار دیا جاتا ہے' پس میں انہیں بلاؤں گا: ادھر آؤ' ادھر آؤ' ادھر آؤ۔ پس کہا جائے گا کہ آپ کے بعد انہوں نے دین کو بدل دیا تھا' پس میں کہوں گا: دور ہوں' دور ہوں' دور ہوں۔ ف

ف: اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ اہل قبور کے پاس جانا' انہیں سلام کرنا اور ان سے مخاطب ہونا جائز ہے۔ یہ نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے نہیں بلکہ آپ نے مسلمانوں کو بھی حکم دیا ہے کہ وہ بھی اسی طرح کیا کریں جیسا کہ دیگر روایات میں موجود ہے۔ ظاہر ہے کہ سلام وکلام اسی سے کیا جاتا ہے جو مخاطب کو دیکھ سکے' اس کا کلام سن سکے اور اسے جواب دے سکے۔ یہ الگ بات ہے کہ ہم اہل برزخ کا جواب سن نہ سکیں۔

نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کے تین حصے کیے۔ پہلا گروہ جو اس جہانِ فانی کو چھوڑ کر عالم جاودانی میں جا پہنچا تھا' حضور نے ان کے ایمان کی تصدیق فرماتے ہوئے انہیں اپنی زیارت کے مژدۂ جاں فزا سے شادکام کیا۔ دوسرا گروہ اس وقت کے موجودہ حضرات یعنی صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا۔ ان کے متعلق رحمتِ دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ تم میرے ساتھی یعنی معین و مددگار اور اعیان وانصار ہو۔ تیسرا گروہ ان حضرات سے لے کر قیامت تک کے اہل ایمان پر مشتمل ہے۔ ان پر انتہائی کرم اور اظہار شفقت کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ ہمارے بھائی ہیں اور حوض کوثر پر میں ان کا انتظار کروں گا۔ اس ذرہ نوازی پر ہر صاحب ایمان دل و جان سے قربان ہو گا اور حق تو یہ ہے کہ حق پھر بھی ادا نہ ہو سکے گا۔

سرورِ کون و مکاں ﷺ نے اپنے امتیوں کی عام پہچان بتائی کہ روزِ قیامت ان کے اعضائے وضو چمکتے ہوں گے اور وہ دوسرے انسانوں سے اس طرح ممتاز ہوں گے جیسے عام گھوڑوں میں پنج کلیان گھوڑے الگ نظر آتے ہیں۔ لہٰذا اپنے دین و ایمان کو تبدیل کر کے اس خصوصیت سے محروم نہ ہو جانا ورنہ تمہیں میرے حوض پر پہنچنے نہیں دیا جائے گا اور ایسے لوگوں کو میں بھی دھتکار دوں گا۔ اس حدیث سے ان مدعیانِ اسلام کو سبق حاصل کرنا چاہیے جنہوں نے اسلامی عقائد میں غیر اسلامی عقائد و نظریات کی قلمیں لگا رکھی ہیں۔ اہلِ حق کے سوادِ اعظم یعنی مذہب مہذب اہلسنت و جماعت کو چھوڑ کر جو ناجی گروہ ہے ہر ایک نے علیحدہ اپنی مسجدِ ضرار بنائی ہوئی ہے۔ کل پرسوں قائم ہونے والے فرقے بھی اپنی حقانیت کا ڈھول بجا کر اہلِ حق سے برسرِ پیکار اور ہر وقت انہیں نیچا دکھانے میں مصروفِ کار رہتے ہیں۔ مانا کہ حق و باطل کو غتربود کرنے میں وہ کامیاب ہیں لیکن یہ کامیابی حقیقی کامیابی تو نہیں۔ آخر ایک روز مرنا ہوگا، داورِ محشر کے حضور پیشی ہوگی، مخلوق کی آنکھوں میں تو دھول جھونکی تھی اس علیم و خبیر کو کیسے دھوکا دو گے؟ جب حق وشمنی رنگ لائے گی۔ منہ پر مہر اور ہاتھ پاؤں سے گواہی دلائی جائے گی۔ اس وقت کونسی چالاکی کام آئے گی؟ "ان موعدکم الصبح الیس الصبح بقریب"۔

۳۰- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ حُمْرَانَ مَوْلٰی عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ جَلَسَ عَلَی الْمَقَاعِدِ، فَجَاءَ الْمُؤَذِّنُ، فَاٰذَنَهٗ بِصَلٰوةِ الْعَصْرِ، فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّاَ، ثُمَّ قَالَ وَاللّٰهِ لَاُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِیْثًا لَوْ لَا اَنَّهٗ فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ مَا حَدَّثْتُكُمُوْهُ، ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ مَا مِنِ امْرِیءٍ یَتَوَضَّاُ فَیُحْسِنُ وُضُوْءَهٗ، ثُمَّ یُصَلِّی الصَّلٰوةَ اِلَّا غُفِرَ لَهٗ مَا بَیْنَهٗ وَبَیْنَ الصَّلٰوةِ الْاُخْرٰی حَتّٰی یُصَلِّیَهَا.

صحیح البخاری (۱۶۰) صحیح مسلم (۵۳۹-۵٤۰-۵٤۱)

حمران مولیٰ عثمان بن عفان کا بیان ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ چبوترے پر بیٹھے ہوئے تھے تو مؤذن آیا اور انہیں نمازِ عصر کی خبر دی۔ چنانچہ انہوں نے پانی منگوا کر وضو کیا اور فرمایا: خدا کی قسم! میں آپ حضرات سے ایک ایسی بات بیان کرتا ہوں کہ اگر وہ اللہ کی کتاب میں نہ ہوتی تو میں آپ سے بیان نہ کرتا، پھر بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی آدمی ایسا نہیں کہ وہ وضو کرتے وقت اچھی طرح وضو کرے پھر نماز پڑھے مگر اس کے دوسری نماز تک کے گناہ معاف فرما دیئے جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ نماز پڑھے۔

قَالَ یَحْیٰی قَالَ مَالِكٌ اَرَاهُ یُرِیْدُ هٰذِهِ الْاٰیَةَ ﴿وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰی لِلذّٰكِرِیْنَ﴾

(ھود: ۱۱٤)

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک نے فرمایا: میرے خیال میں ان کی مراد یہ آیت ہوگی "اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰی لِلذّٰكِرِیْنَ"۔

۳۱- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ الصُّنَابِحِیِّ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:

حضرت عبد اللہ بن صنابحی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

اِذَا تَوَضَّاَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ، فَتَمَضْمَضَ، خَرَجَتِ الْخَطَایَا مِنْ فِیْهِ، وَاِذَا اسْتَنْثَرَ، خَرَجَتِ الْخَطَایَا مِنْ اَنْفِهٖ، فَاِذَا غَسَلَ وَجْهَهٗ، خَرَجَتِ الْخَطَایَا مِنْ وَجْهِهٖ، حَتّٰی تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَشْفَارِ عَیْنَیْهِ، فَاِذَا غَسَلَ یَدَیْهِ،

جب بندۂ مومن وضو کرتا ہے پس جب وہ کلی کرتا ہے تو منہ کے گناہ گر جاتے ہیں۔ جب ناک صاف کرتا ہے تو اس کی ناک کے گناہ نکل جاتے ہیں۔ جب منہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے کے گناہ گر جاتے ہیں یہاں تک کہ اس پپوٹوں کے نیچے سے بھی گناہ

خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ يَدَيْهِ، حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِ يَدَيْهِ، فَإِذَا مَسَحَ بِرَأْسِهِ، خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ رَأْسِهِ، حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ أُذُنَيْهِ، فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ، خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ رِجْلَيْهِ، حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِ رِجْلَيْهِ قَالَ ثُمَّ كَانَ مَشْيُهُ إِلَى الْمَسْجِدِ، وَصَلٰوتُهُ نَافِلَةً لَهُ. سنن نسائی (۱۰۳) سنن ابن ماجہ (۲۸۲)

نکل جاتے ہیں۔ جب اپنے ہاتھوں کو دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں کے گناہ گر جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں۔ جب اپنے سر کا مسح کرتا ہے تو اس کے سر کے گناہ گر جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس کے کانوں میں سے بھی نکل جاتے ہیں۔ جب اپنے پیروں کو دھوتا ہے تو پیروں کے گناہ گر جاتے ہیں یہاں تک کہ پیر کے ناخنوں سے بھی نکل جاتے ہیں۔ پھر مسجد کی طرف چلنے اور نماز پڑھنے کا ثواب اس کے لیے الگ بات ہے۔

۳۲- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ، (أَوِ الْمُؤْمِنُ)، فَغَسَلَ وَجْهَهُ، خَرَجَتْ مِنْ وَجْهِهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَاءِ، (أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ)، فَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ، خَرَجَتْ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ، (أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ)، فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ، خَرَجَتْ كُلُّ خَطِيئَةٍ مَشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَاءِ، (أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ)، حَتّٰى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِنَ الذُّنُوبِ.

صحیح مسلم (۵۷٦)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب مسلمان یا مومن بندہ وضو کرتا ہے اور اپنے چہرے کو دھوتا ہے تو اس کے چہرے سے ہر وہ گناہ پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ نکل جاتا ہے جو اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا، جب وہ اپنے ہاتھوں کو دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں سے ہر وہ خطا پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ نکل جاتی ہے جسے اس نے ہاتھ لگائے ہوں، جب وہ اپنے پیروں کو دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ ہر وہ خطا نکل جاتی ہے جس کی طرف اس کے پیر چلے ہوں یہاں تک کہ وہ گناہوں سے بالکل پاک ہو جاتا ہے۔

۳۳- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، وَحَانَتْ صَلٰوةُ الْعَصْرِ، فَالْتَمَسَ النَّاسُ وَضُوءًا، فَلَمْ يَجِدُوهُ، فَأُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِوَضُوءٍ فِي إِنَاءٍ فَوَضَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي ذٰلِكَ الْإِنَاءِ يَدَهُ، ثُمَّ أَمَرَ النَّاسَ يَتَوَضَّؤُونَ مِنْهُ قَالَ أَنَسٌ فَرَأَيْتُ الْمَاءَ يَنْبُعُ مِنْ تَحْتِ أَصَابِعِهِ فَتَوَضَّأَ النَّاسُ حَتّٰى تَوَضَّؤُوا مِنْ عِنْدِ آخِرِهِمْ.

صحیح البخاری (۱٦۹) صحیح مسلم (۵۹۰۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جبکہ نماز عصر کا وقت قریب آ گیا تھا کہ لوگوں نے وضو کے لیے پانی تلاش کیا مگر نہ پایا، پس ایک برتن میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں وضو کے لیے پانی پیش کیا گیا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس برتن میں اپنا دستِ اقدس رکھ دیا۔ پھر لوگوں کو اس سے وضو کرنے کا حکم فرمایا، حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ پانی آپ کی انگشت ہائے مبارک کے نیچے سے بہہ رہا تھا۔ پس آخری آدمی تک تمام لوگ وضو کر کے فارغ ہو گئے۔ ف

ف: شمع رسالت کے تین سو پروانوں کی نماز عصر قضاء ہونے کا مرحلہ ہے، جس کا قضاء ہونا سب سے خطرناک ہے لیکن پانی سعی بسیار کے باوجود نایاب ہے۔ آقا سے صورت حال عرض کی، سارے لشکر کا پانی اکٹھا کر کے ایک پیالے میں اکٹھا کیا تو ذرا سا تھا۔ شان

آقائی جوش میں آئی محبوب خدا نے بروقت مشکل کشائی فرمائی۔ پیالے میں ہاتھ ڈالا تو انگشت ہائے مبارک سے پنجاب رحمت جاری ہوگیا۔ پانی کے فوارے انگلیوں سے ابل رہے تھے رحمت الٰہیہ کے بادل نرالے رنگ میں برسنے پر مچل رہے تھے۔ قدرشناس یہ پانی حاصل کرنے کے لیے ٹوٹ پڑے کہ آج وہ پانی مل رہا ہے جو آج تک کسی کو ملا نہ تھا اور نہ چشم فلک کہن نے آج تک ایسا پانی کہیں دیکھا تھا۔ آخری آدمی تک نے وضو کرلیا' سب کے دل کی کلی کھلی' منہ مانگی مراد ملی' خدا کا پانی ملا' محبوب کے نائب دستِ قدرت ہونے کا اعجاز کھلا' جس نے روئے ایمان پر ایقان کا اور غازہ ملا' "وکان فضل اللہ علیک عظیما"۔ اسی لئے ایک حقیقت نگار نے کیا خوب فرمایا ہے:

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیئے ہیں دُر بے بہا دیئے ہیں

[۳۱] اَثَر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ' عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمَدَنِيِّ الْمُجْمِرِ' اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ مَنْ تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ وُضُوْءَهٗ' ثُمَّ خَرَجَ عَامِدًا اِلَى الصَّلٰوةِ' فَاِنَّهٗ فِيْ صَلٰوةٍ مَا دَامَ يَعْمِدُ اِلَى الصَّلٰوةِ' وَاِنَّهٗ يُكْتَبُ لَهٗ بِاِحْدٰى خُطْوَتَيْهِ حَسَنَةٌ' وَيُمْحٰى عَنْهُ بِالْاُخْرٰى سَيِّئَةٌ' فَاِذَا سَمِعَ اَحَدُكُمُ الْاِقَامَةَ فَلَا يَسْعَ' فَاِنَّ اَعْظَمَكُمْ اَجْرًا' اَبْعَدُكُمْ دَارًا. قَالُوْا لِمَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ؟ قَالَ مِنْ اَجْلِ كَثْرَةِ الْخُطَا.

نعیم بن عبداللہ مجمر کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے وضو کیا اور اچھی طرح وضو کیا' پھر نماز کے ارادے سے نکلا تو جب تک وہ نماز کے ارادے میں ہے برابر نماز میں شمار ہوتا رہتا ہے اور ہر قدم پر اس کے لیے نیکی لکھی جاتی ہے اور دوسرے قدم پر اس کی ایک برائی مٹا دی جاتی ہے' جب تم میں سے کوئی اقامت سنے تو نہ دوڑے کیونکہ زیادہ ثواب اس کو ملے گا جس کا گھر دور ہے لوگوں نے پوچھا: اے ابوہریرہ! یہ کس لیے؟ فرمایا کہ زیادہ قدم اٹھانے کے باعث۔

[۳۲] اَثَر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ' عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ' اَنَّهٗ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يُسْاَلُ عَنِ الْوُضُوْءِ مِنَ الْغَائِطِ بِالْمَاءِ' فَقَالَ سَعِيْدٌ اِنَّمَا ذٰلِكَ وُضُوْءُ النِّسَاءِ.

یحییٰ بن سعید نے سنا کہ سعید بن مسیب سے قضائے حاجت کے بعد آب دست لینے کے متعلق پوچھا گیا تو حضرت سعید نے فرمایا کہ پانی سے دھونا عورتوں کے لیے ہے۔

۳۴- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ' عَنْ اَبِي الزِّنَادِ' عَنِ الْاَعْرَجِ' عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِيْ اِنَاءِ اَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ.

صحیح البخاری (۱۷۲) صحیح مسلم (۶۴۸)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کے برتن میں سے کتا پی جائے تو اسے سات مرتبہ دھولینا چاہیے۔

۳۵- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ' اَنَّهٗ بَلَغَهٗ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِسْتَقِيْمُوْا وَلَنْ تُحْصُوْا' وَاعْمَلُوْا' وَخَيْرُ اَعْمَالِكُمُ الصَّلٰوةُ' وَلَا يُحَافِظُ عَلَى الْوُضُوْءِ اِلَّا مُؤْمِنٌ. سنن ابن ماجہ (۲۷۷)

امام مالک کا بیان ہے کہ ان تک یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ استقامت حاصل کرو اور تم اس کی خوبیوں کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے اور تمہارے اعمال میں سب سے بہتر نماز ہے اور صاحب ایمان ہی وضو کی حفاظت کرتا ہے۔

۷- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَسْحِ بِالرَّاْسِ وَالْاُذُنَيْنِ

سر اور کانوں کے مسح کا بیان

[۳۳] اَثَر- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى' عَنْ مَالِكٍ' عَنْ نَافِعٍ'

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ کَانَ یَاْخُذُ الْمَاءَ بِاِصْبَعِہٖ لِاُذُنَیْہِ.

کانوں کے لیے اپنی دو انگلیوں سے پانی لیتے تھے۔

[۳۴] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، اَنَّہٗ بَلَغَہٗ، اَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰہِ الْاَنْصَارِیَّ سُئِلَ عَنِ الْمَسْحِ عَلَی الْعِمَامَۃِ فَقَالَ لَا حَتّٰی یُمْسَحَ الشَّعْرُ بِالْمَاءِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پگڑی پر مسح کرنے کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے منع کیا یہاں تک کہ پانی سے بالوں کا مسح کیا جائے۔

[۳۵] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ ہِشَامِ بْنِ عُرْوَۃَ، اَنَّ اَبَاہُ عُرْوَۃَ بْنَ الزُّبَیْرِ کَانَ یَنْزِعُ الْعِمَامَۃَ، وَیَمْسَحُ رَاْسَہٗ بِالْمَاءِ.

عروہ بن زبیر عمامہ اتار کر پانی کے ساتھ اپنے سر کا مسح کیا کرتے تھے۔

[۳۶] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّہٗ رَاٰی صَفِیَّۃَ بِنْتَ اَبِیْ عُبَیْدٍ امْرَاَۃَ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ تَنْزِعُ خِمَارَہَا، وَتَمْسَحُ عَلٰی رَاْسِہَا بِالْمَاءِ، وَنَافِعٌ یَوْمَئِذٍ صَغِیْرٌ.

نافع کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت صفیہ بنت ابوعبید کو دیکھا جو حضرت عبداللہ بن عمر کی بیوی تھیں کہ وہ سر پر پانی سے مسح کرتے وقت اپنے دوپٹے کو ہٹا لیتی تھیں اور نافع ان دنوں نابالغ تھے۔ف

ف: اکثر احادیث میں یہی آیا ہے کہ سر کا مسح کیا جائے، اکثر آئمہ اور فقہاء کا مذہب یہی ہے جب کہ بعض روایتوں میں عمامے اور دوپٹے پر مسح کرنے کی صراحتہً ممانعت بھی وارد ہوئی ہے۔ لیکن بعض معانی محتملہ والی روایتیں ایسی بھی ہیں جن سے کسی مخصوص حالت میں عمامے پر مسح کرنے کا اشارہ مترشح ہوتا ہے۔ دریں حالات سر کے مسح والی اکثر اور احادیث صحیحہ صریحہ کے مقابل معانی محتملہ والی عمامے پر مسح کرنے والی دو چار روایتوں کو پیش کرنا اور معمول بنالینا اصول حدیث کے ویسے ہی خلاف ہے۔ علاوہ بریں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں "وامسحوا بروء وسکم" فرمایا۔ لیکن بعض حضرات نے میدان عمل میں اسے دیدہ دانستہ "وامسحوا بعمامتکم" بنانے پر ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے۔ ڈاکٹر اقبال مرحوم نے مدعیانِ اسلام کے ایسے ہی طرزِ عمل کے پیش نظر کہا تھا:

خود تو بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں

وَسُئِلَ مَالِکٌ عَنِ الْمَسْحِ عَلَی الْعِمَامَۃِ وَالْخِمَارِ، فَقَالَ لَا یَنْبَغِیْ اَنْ یَمْسَحَ الرَّجُلُ، وَلَا الْمَرْاَۃُ عَلٰی عِمَامَۃٍ، وَلَا خِمَارٍ، وَلْیَمْسَحَا عَلٰی رُءُوْسِہِمَا.

امام مالک سے عمامے اور دوپٹے پر مسح کرنے کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ کسی آدمی یا عورت کے لیے مناسب نہیں کہ عمامے یا دوپٹے پر مسح کرے انہیں اپنے سر کا مسح کرنا چاہیے۔

وَسُئِلَ مَالِکٌ عَنْ رَجُلٍ تَوَضَّاَ، فَنَسِیَ اَنْ یَمْسَحَ عَلٰی رَاْسِہٖ حَتّٰی جَفَّ وَضُوْءُہٗ، قَالَ اَرٰی اَنْ یَمْسَحَ بِرَاْسِہٖ، وَاِنْ کَانَ قَدْ صَلّٰی اَنْ یُعِیْدَ الصَّلٰوۃَ

امام مالک سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جس نے وضو کیا اور سر کا مسح بھول گیا۔ یہاں تک کہ اعضائے وضو خشک ہو گئے۔ فرمایا کہ اسے سر کا مسح کرنا چاہیے اور اگر نماز پڑھ چکا ہے تو اعادہ کرے۔

۸- بَابُ مَا جَاءَ فِی الْمَسْحِ عَلَی الْخُفَّیْنِ

موزوں پر مسح کرنے کا بیان

۳۶- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی عَنْ مَالِکٍ، عَنِ ابْنِ شِہَابٍ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ زِیَادٍ مِنْ وَلَدِ الْمُغِیْرَۃِ بْنِ شُعْبَۃَ، عَنْ اَبِیْہِ،

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لیے گئے۔

عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَهَبَ لِحَاجَتِهٖ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ ' قَالَ الْمُغِيْرَةُ فَذَهَبْتُ مَعَهٗ بِمَاءٍ ' فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ' فَسَكَبْتُ عَلَيْهِ الْمَاءَ ' فَغَسَلَ وَجْهَهٗ ' ثُمَّ ذَهَبَ يُخْرِجُ يَدَيْهِ مِنْ كُمَّيْ جُبَّتِهٖ ' فَلَمْ يَسْتَطِعْ مِنْ ضِيْقِ كُمَّيِ الْجُبَّةِ ' فَاَخْرَجَهُمَا مِنْ تَحْتِ الْجُبَّةِ ' فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَمَسَحَ بِرَاْسِهٖ وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ ' فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ يَؤُمُّهُمْ ' وَقَدْ صَلّٰى بِهِمْ رَكْعَةً ' فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الرَّكْعَةَ الَّتِيْ بَقِيَتْ عَلَيْهِمْ ' فَفَزِعَ النَّاسُ ' فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَحْسَنْتُمْ.

صحیح البخاری (٤٤٢١) صحیح مسلم (٦٢٥۔ ٩٥١)

حضرت مغیرہ فرماتے ہیں کہ میں پانی لے کر آپ کے ساتھ گیا' جب آپ واپس تشریف لائے تو میں نے پانی ڈالا اور آپ نے اپنا چہرۂ مبارک دھویا' پھر آپ جبہ کی آستینوں سے ہاتھ نکالنے لگے مگر تنگ ہونے کے باعث ہاتھ نکالے نہ جا سکے تو آپ نے جبے کے نیچے سے ہاتھوں کو نکالا پھر ہاتھ دھوئے اور سر کا مسح کیا۔ پھر موزوں پر مسح کیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو حضرت عبد الرحمٰن بن عوف لوگوں کی امامت کر رہے تھے اور انہوں نے ایک رکعت پڑھ لی تھی آخر رسول اللہ ﷺ نے وہ ایک رکعت پڑھ لی پس لوگ خوف زدہ ہوئے لیکن جب رسول اللہ ﷺ اپنی نماز پوری کر چکے تو فرمایا: تم نے اچھا کیا۔ ف

ف: موزوں پر مسح کرنا جائز ہے۔ یہ سنتِ رسول مقبول اور مشہور احادیث و آثار سے ثابت ہے' اس کی مخالفت کرنے والا بدعتی بدمذہب ہے۔ متعدد صحابۂ کرام نے اس کی روایت کی ہے۔ ابن عبد البر نے فرمایا کہ علمائے سلف میں سے کسی ایک نے بھی اس کا انکار نہیں کیا ہے۔ امام حسن بصری فرماتے ہیں کہ میں نے ستر صحابہ کرام کو دیکھا کہ وہ موزوں پر مسح کرنے کا اعتقاد رکھتے ہیں۔ کرخی فرماتے ہیں کہ مجھے اس کے منکر کے کفر کا ڈر ہے۔ امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ میں اس کا اس وقت قائل ہوا جب کہ آفتاب سے زیادہ روشن دلائل میرے سامنے آ گئے' اس کی روایات حدِ تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ان باتوں میں شمار کیا ہے جو اہل سنت اور بدمذہبوں کے درمیان خط فاصل کھینچتی ہیں۔

[٣٧] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ نَافِعٍ ' وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ ' اَنَّهُمَا اَخْبَرَاهُ ' اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَدِمَ الْكُوْفَةَ عَلٰى سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ وَهُوَ اَمِيْرُهَا ' فَرَاٰهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ ' فَاَنْكَرَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ ' فَقَالَ لَهٗ سَعْدٌ سَلْ اَبَاكَ اِذَا قَدِمْتَ عَلَيْهِ. فَقَدِمَ عَبْدُ اللّٰهِ ' فَنَسِيَ اَنْ يَسْاَلَ عُمَرَ عَنْ ذٰلِكَ ' حَتّٰى قَدِمَ سَعْدٌ. فَقَالَ اَسَاَلْتَ اَبَاكَ؟ فَقَالَ لَا ' فَسَاَلَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ ' فَقَالَ عُمَرُ اِذَا اَدْخَلْتَ رِجْلَيْكَ فِي الْخُفَّيْنِ وَهُمَا طَاهِرَتَانِ ' فَامْسَحْ عَلَيْهِمَا ' قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ وَاِنْ جَاءَ اَحَدُنَا مِنَ الْغَائِطِ ' فَقَالَ عُمَرُ نَعَمْ ' وَاِنْ جَاءَ اَحَدُكُمْ مِنَ الْغَائِطِ.

نافع اور عبد اللہ بن دینار کا بیان ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر کوفہ میں حضرت سعد بن ابی وقاص کے پاس گئے جو وہاں کے امیر تھے تو انہیں موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھ کر حضرت عبد اللہ بن عمر نے ان پر اعتراض کیا۔ حضرت سعد نے ان سے فرمایا کہ جب اپنے والد محترم کی خدمت میں جاؤ تو ان سے دریافت کرنا۔ جب حضرت عبد اللہ واپس آئے تو حضرت عمر سے اس بارے میں پوچھنا بھول گئے یہاں تک کہ حضرت سعد تشریف لے آئے اور فرمایا: کیا تم نے اپنے ابا جان سے پوچھا تھا؟ انہوں نے نفی میں جواب دیا۔ چنانچہ حضرت عبد اللہ کے سوال پر حضرت عمر نے فرمایا کہ جب تم اپنے پاک پیروں میں موزے پہنا کرو تو موزوں پر مسح کر لیا کرو۔ حضرت عبد اللہ عرض گزار ہوئے کہ خواہ کوئی قضائے حاجت سے فارغ ہو کر آئے؟ فرمایا: خواہ کوئی قضائے حاجت سے کیوں نہ فارغ ہو کر آئے۔

[۳۸] اَثَر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ بَالَ فِي السُّوقِ، ثُمَّ تَوَضَّأَ، فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَمَسَحَ رَأْسَهُ، ثُمَّ دُعِيَ لِجَنَازَةٍ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهَا حِينَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ، فَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ، ثُمَّ صَلّٰى عَلَيْهَا.

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر نے بازار میں پیشاب کیا پھر وضو فرمایا۔ چنانچہ اپنے چہرے اور ہاتھوں کو دھویا اور اپنے سر پر مسح کیا' پھر میت کو اس پر نماز جنازہ پڑھنے کے لیے منگایا' جب مسجد میں داخل ہوئے تو اپنے موزوں پر مسح کیا' پھر اس پر نماز جنازہ پڑھی۔

[۳۹] اَثَر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ رُقَيْشٍ، أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أَتٰى قُبَاءَ فَبَالَ، ثُمَّ أُتِيَ بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأَ، فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ، وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ، وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ، ثُمَّ جَاءَ الْمَسْجِدَ فَصَلّٰى.

سعید بن عبد الرحمٰن بن رقیش اشعری نے فرمایا کہ میں نے حضرت انس بن مالک کو دیکھا کہ وہ قباء تشریف لائے تو انہوں نے پیشاب کیا' پھر ان کے وضو کے لیے پانی لایا گیا۔ پس انہوں نے وضو فرمایا یعنی اپنا منہ دھویا' دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھوئے' اپنے سر کا مسح کیا اور موزوں پر مسح کیا' پھر مسجد میں گئے اور نماز پڑھی۔

قَالَ يَحْيٰى وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ رَجُلٍ تَوَضَّأَ وُضُوءَ الصَّلٰوةِ، ثُمَّ لَبِسَ خُفَّيْهِ، ثُمَّ بَالَ، ثُمَّ نَزَعَهُمَا، ثُمَّ رَدَّهُمَا فِي رِجْلَيْهِ، أَيَسْتَأْنِفُ الْوُضُوْءَ؟ فَقَالَ لِيَنْزِعْ خُفَّيْهِ، وَلْيَغْسِلْ رِجْلَيْهِ. وَإِنَّمَا يُمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ مَنْ أَدْخَلَ رِجْلَيْهِ فِي الْخُفَّيْنِ، وَهُمَا طَاهِرَتَانِ بِطُهْرِ الْوُضُوْءِ. وَأَمَّا مَنْ أَدْخَلَ رِجْلَيْهِ فِي الْخُفَّيْنِ، وَهُمَا غَيْرُ طَاهِرَتَيْنِ بِطُهْرِ الْوُضُوْءِ، فَلَا يَمْسَحْ عَلَى الْخُفَّيْنِ.

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جس نے نماز کے لیے وضو کیا' پھر موزے پہن لیے' پھر پیشاب کیا' پھر موزے اتار کر دوبارہ پہن لیے۔ کیا وہ وضو کرے؟ فرمایا کہ وہ موزے اتار کر پیروں کو دھوئے۔ بیشک موزوں پر مسح تو اس کے لیے ہے جس نے موزوں میں پیر وضو کی طہارت کے وقت داخل کیے ہوں اور جس نے وضو کی طہارت کے وقت موزوں میں پیر داخل نہ کیے ہوں تو وہ موزوں پر مسح نہ کرے۔

قَالَ وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ رَجُلٍ تَوَضَّأَ وَعَلَيْهِ خُفَّاهُ فَسَهَا عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ حَتّٰى جَفَّ وُضُوْءُهُ وَصَلّٰى. قَالَ لِيَمْسَحْ عَلٰى خُفَّيْهِ، وَلْيُعِدِ الصَّلٰوةَ، وَلَا يُعِيدُ الْوُضُوْءَ. وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ رَجُلٍ غَسَلَ قَدَمَيْهِ، ثُمَّ لَبِسَ خُفَّيْهِ ثُمَّ اسْتَأْنَفَ الْوُضُوْءَ، فَقَالَ لِيَنْزِعْ خُفَّيْهِ، ثُمَّ لِيَتَوَضَّأْ، وَلْيَغْسِلْ رِجْلَيْهِ.

امام مالک سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جس نے وضو کیا اور موزے پہنے ہوئے تھا لہٰذا ان پر مسح کر لیا' یہاں تک کہ اعضائے وضو خشک ہو گئے اور نماز پڑھی۔ فرمایا کہ اسے موزوں پر دوبارہ مسح کر کے نماز کا اعادہ کرنا چاہیے اور دوبارہ وضو نہ کرے۔ امام مالک سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جس نے اپنے پیر دھوئے' پھر موزے پہن کر وضو کرنے لگا۔ فرمایا کہ اسے موزے اتار کر وضو کرنا چاہیے اور وہ پیروں کو دھوئے۔

۹- بَابُ الْعَمَلِ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ

موزوں پر مسح کرنے کا طریقہ

[۴۰] اَثَر- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، أَنَّهُ رَأٰى أَبَاهُ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ. قَالَ

ہشام بن عروہ نے اپنے والد ماجد کو موزوں پر مسح کرتے دیکھا اور موزوں پر مسح کرتے وقت وہ اس کے علاوہ اور کچھ نہ

وَكَانَ لَا يَزِيدُ إِذَا مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ عَلَى أَنْ يَمْسَحَ ظُهُورَهُمَا وَلَا يَمْسَحُ بُطُونَهُمَا.

کرتے کہ ظاہری حصے پر مسح کر لیتے اور اندرونی حصے پر نہیں کرتے تھے۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ كَيْفَ هُوَ؟ فَأَدْخَلَ ابْنُ شِهَابٍ إِحْدَى يَدَيْهِ تَحْتَ الْخُفِّ، وَالْأُخْرَى فَوْقَهُ، ثُمَّ أَمَرَّهُمَا.

امام مالک نے ابن شہاب سے پوچھا کہ موزوں پر مسح کس طرح کیا جاتا ہے؟ ابن شہاب نے اپنا ایک ہاتھ موزے کے نیچے اور دوسرا اوپر رکھا اور پھر دونوں کو کھینچ لیا۔

قَالَ يَحْيَى قَالَ مَالِكٌ وَقَوْلُ ابْنِ شِهَابٍ أَحَبُّ مَا سَمِعْتُ إِلَيَّ فِي ذٰلِكَ.

یحییٰ نے امام مالک سے روایت کی کہ اس بارے میں جتنے اقوال میں نے سنے ان میں ابن شہاب کا قول پسند ہے۔

۱۰- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّعَافِ

نکسیر پھوٹنے کا بیان

[۴۱] أثر- حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا رَعَفَ، انْصَرَفَ فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ رَجَعَ فَبَنَى وَلَمْ يَتَكَلَّمْ.

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر کی جب نکسیر پھوٹتی تو نماز کو چھوڑ کر وضو کرتے' پھر واپس آ کر باقی نماز کو پڑھتے اور کلام نہیں کرتے تھے۔

[۴۲] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ، كَانَ يَرْعُفُ فَيَخْرُجُ فَيَغْسِلُ الدَّمَ عَنْهُ، ثُمَّ يَرْجِعُ فَيَبْنِي عَلَى مَا قَدْ صَلَّى.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن عباس کی جب نکسیر پھوٹتی تو باہر جا کر خون کو دھو لیتے اور واپس لوٹنے پر پڑھی ہوئی نماز کے علاوہ باقی نماز پڑھ لیتے۔

[۴۳] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُسَيْطٍ اللَّيْثِيِّ، أَنَّهُ رَأَى سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ رَعَفَ وَهُوَ يُصَلِّي، فَأَتَى حُجْرَةَ أُمِّ سَلَمَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ فَأُتِيَ بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ رَجَعَ فَبَنَى عَلَى مَا قَدْ صَلَّى.

یزید بن عبداللہ بن قسیط لیثی نے سعید بن مسیب کو دیکھا کہ نماز میں ان کی نکسیر پھوٹ نکلی تو وہ حضرت ام سلمہ زوجۂ نبی کریم ﷺ کے حجرے میں گئے۔ انہیں پانی دیا گیا تو انہوں نے وضو کیا' پھر واپس آ کر پڑھی ہوئی نماز کے علاوہ باقی نماز پڑھی۔

۱۱- بَابُ الْعَمَلِ فِي الرُّعَافِ

نکسیر کے وقت کیا کرے؟

[۴۴] أثر- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَرْمَلَةَ الْأَسْلَمِيِّ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَرْعُفُ، فَيَخْرُجُ مِنْهُ الدَّمُ حَتَّى تَخْتَضِبَ أَصَابِعُهُ مِنَ الدَّمِ الَّذِي يَخْرُجُ مِنْ أَنْفِهِ، ثُمَّ يُصَلِّي وَلَا يَتَوَضَّأُ.

عبدالرحمٰن بن حرملہ اسلمی کا بیان ہے کہ میں نے سعید بن مسیب کو دیکھا کہ ان کی نکسیر پھوٹی اور خون بہنے لگا یہاں تک کہ ناک سے بہنے والے خون کے ساتھ ان کی انگلیاں رنگین ہو گئیں پھر بھی وہ نماز پڑھتے رہے اور وضو نہ کیا۔

[۴۵] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْمُجَبَّرِ، أَنَّهُ رَأَى سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَخْرُجُ مِنْ أَنْفِهِ الدَّمُ، حَتَّى تَخْتَضِبَ أَصَابِعُهُ، ثُمَّ يَفْتِلُهُ، ثُمَّ يُصَلِّي وَلَا يَتَوَضَّأُ.

عبدالرحمٰن بن مجبر کا بیان ہے کہ انہوں نے سالم بن عبداللہ کو دیکھا کہ ان کی ناک سے خون نکل رہا تھا یہاں تک کہ ان کی انگلیاں رنگین ہو گئیں۔ چنانچہ اسے پونچھ کر نماز پڑھتے رہے اور وضو نہ کیا۔

١٢- بَابُ الْعَمَلِ فِيمَنْ غَلَبَهُ الدَّمُ مِنْ جُرْحٍ أَوْ رُعَافٍ

[٤٦]اثر- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ مِنَ اللَّيْلَةِ الَّتِي طُعِنَ فِيهَا، فَأَيْقَظَ عُمَرَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ، فَقَالَ عُمَرُ نَعَمْ، وَلَا حَظَّ فِي الْإِسْلَامِ لِمَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ، فَصَلَّى عُمَرُ وَجُرْحُهُ يَثْعَبُ دَمًا.

اگر زخم یا نکسیر کا خون برابر جاری رہے

حضرت مسور بن مخرمہ کا بیان ہے کہ وہ اس رات میں حضرت عمر بن خطاب کے پاس حاضر ہوئے جس رات انہیں زخمی کیا گیا تھا پس حضرت عمر نماز فجر کے لیے بیدار ہوئے تو فرمایا: ہاں جو نماز ترک کر دے اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں پھر حضرت عمر نے نماز پڑھی اور ان کے زخم سے خون بہہ رہا تھا۔

[٤٧]اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ مَا تَرَوْنَ فِيمَنْ غَلَبَهُ الدَّمُ مِنْ رُعَافٍ فَلَمْ يَنْقَطِعْ عَنْهُ؟ قَالَ مَالِكٌ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ثُمَّ قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَرَى أَنْ يُومِئَ بِرَأْسِهِ إِيمَاءً.

سعید بن مسیب نے کہا کہ اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے جس کی نکسیر کا خون بند ہونے میں نہ آئے؟ امام مالک، یحیٰی بن سعید اور پھر سعید بن مسیب کا قول ہے کہ میری رائے میں وہ سر کے اشارے سے نماز پڑھے۔

قَالَ يَحْيَى قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ أَحَبُّ مَا سَمِعْتُ إِلَيَّ فِي ذٰلِكَ.

امام مالک فرماتے ہیں کہ میں نے اس بارے میں جو کچھ سنا یہ مجھے سب سے زیادہ پسند ہے۔

١٣- بَابُ الْوُضُوْءِ مِنَ الْمَذْيِ

٣٧- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ، أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ أَمَرَهُ أَنْ يَسْأَلَ لَهُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ، إِذَا دَنَا مِنْ أَهْلِهِ، فَخَرَجَ مِنْهُ الْمَذْيُ، مَاذَا عَلَيْهِ؟ قَالَ عَلِيٌّ فَإِنَّ عِنْدِي ابْنَةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَنَا أَسْتَحْيِي أَنْ أَسْأَلَهُ. قَالَ الْمِقْدَادُ فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ إِذَا وَجَدَ ذٰلِكَ أَحَدُكُمْ فَلْيَنْضَحْ فَرْجَهُ بِالْمَاءِ وَلْيَتَوَضَّأْ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ. صحیح مسلم (٦٩٥)

مذی سے وضو لازم آتا ہے

مقداد بن اسود کا بیان ہے کہ حضرت علی بن ابو طالب نے انہیں حکم دیا کہ رسول اللہ ﷺ سے ان کی خاطر دریافت کریں کہ اگر کوئی اپنی بیوی کے نزدیک جائے اور اس کی مذی خارج ہو تو اس پر کیا لازم ہے؟ حضرت علی نے فرمایا کہ میرے گھر میں چونکہ رسول خدا کی صاحبزادی ہے لہٰذا میں آپ سے دریافت کرتے ہوئے شرماتا ہوں۔ مقداد فرماتے ہیں کہ میں نے اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی یہ چیز پائے تو پانی سے شرمگاہ کو دھو لے اور نماز کی طرح وضو کرے۔

[٤٨]اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ إِنِّي لَأَجِدُهُ يَنْحَدِرُ مِنِّي مِثْلَ الْخُرَيْزَةِ، فَإِذَا وَجَدَ ذٰلِكَ أَحَدُكُمْ، فَلْيَغْسِلْ ذَكَرَهُ، وَلْيَتَوَضَّأْ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ، يَعْنِي الْمَذْيَ.

اسلم عدوی کا بیان ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے فرمایا کہ میری مذی بلور کے دانوں کی طرح گرتی رہتی ہے پس جب تم میں سے کسی کی مذی اس طرح نکلے تو اسے چاہیے کہ اپنی شرمگاہ کو دھولے اور نماز کے وضو کی طرح وضو کر لینا چاہیے۔

[٤٩] اثر - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ جُنْدُبٍ مَوْلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَيَّاشٍ، أَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ عَنِ الْمَذْيِ، فَقَالَ إِذَا وَجَدْتَهُ فَاغْسِلْ فَرْجَكَ، وَتَوَضَّأْ وُضُوْءَكَ لِلصَّلٰوةِ.

جندب کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر سے مذی کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ جب تم اسے دیکھو تو اپنی شرمگاہ کو دھولو اور نماز جیسا وضو کر لو۔

١٤- بَابُ الرُّخْصَةِ فِي تَرْكِ الْوُضُوْءِ مِنَ الْمَذْيِ

ودی نکلنے سے وضو نہ کرنا

[٥٠] اثر - حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّهُ سَمِعَهُ وَرَجُلٌ يَسْأَلُهُ، فَقَالَ إِنِّي لَأَجِدُ الْبَلَلَ وَأَنَا أُصَلِّي أَفَأَنْصَرِفُ؟ فَقَالَ لَهُ سَعِيْدٌ لَوْ سَالَ عَلٰى فَخِذِي مَا انْصَرَفْتُ حَتّٰى أَقْضِيَ صَلَاتِي.

یحییٰ بن سعید نے سنا کہ سعید بن مسیب سے ایک آدمی نے دریافت کیا کہ اگر میں نماز کی حالت میں تری دیکھوں تو کیا نماز توڑ دوں؟ سعید نے اس سے فرمایا کہ اگر میری ران تک بھی بہہ کر آ جائے تو میں جب تک نماز پوری نہ کر لوں نہیں توڑوں گا۔ ف

ف: جب جمہور ائمہ اور فقہاء کے نزدیک پیشاب کا ایک قطرہ بھی نکلنا ناقضِ وضو ہے تو ودی نکلنے اور بہنے سے کیوں وضو نہیں ٹوٹے گا جب کہ ودی بھی پیشاب ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ جمہور کے مطابق عمل کریں۔ ہاں پیشاب کے قطرے کا شک گزرے یا تقطیر البول کی شکایت ہو تو ان کے احکام ہی جدا ہیں۔ شک والے کے متعلق فقہاء فرماتے ہیں کہ اسے میانی پر پانی چھڑک لینا چاہیے اور تقطیر البول والے کو امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کے نزدیک ہر نماز کے لیے تازہ وضو کرنا ہو گا جب کہ احوط بھی یہی ہے۔ سعید بن مسیب کے مذکورہ قول کو امام مالک نے تقطیر البول کی شکایت پر محمول کیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

[٥١] اثر - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الصَّلْتِ بْنِ زُبَيْدٍ، أَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ عَنِ الْبَلَلِ أَجِدُهُ، فَقَالَ انْضَحْ مَا تَحْتَ ثَوْبِكَ بِالْمَاءِ وَالْهُ عَنْهُ.

صلت بن زبید نے سلیمان بن یسار سے پوچھا کہ میں تری پاتا ہوں۔ فرمایا کہ اپنی میانی پر پانی چھڑک لو اور تری کا خیال دل سے نکال دو۔

١٥- بَابُ الْوُضُوْءِ مِنْ مَسِّ الْفَرْجِ

شرمگاہ چھونے سے وضو کا لازم ہونا

٣٨- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ يَقُوْلُ دَخَلْتُ عَلٰى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ، فَتَذَاكَرْنَا مَا يَكُوْنُ مِنْهُ الْوُضُوْءُ، فَقَالَ مَرْوَانُ وَمِنْ مَسِّ الذَّكَرِ الْوُضُوْءُ، فَقَالَ عُرْوَةُ مَا عَلِمْتُ هٰذَا، فَقَالَ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ أَخْبَرَتْنِي بُسْرَةُ بِنْتُ صَفْوَانَ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ إِذَا مَسَّ أَحَدُكُمْ ذَكَرَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ. سنن ابوداود (١٨١) سنن ترمذی (٨٢) سنن نسائی (١٦٣) سنن ابن ماجہ (٤٧٩)

عروہ بن زبیر فرماتے ہیں کہ میں مروان بن الحکم کے پاس گیا تو ہم نے ان چیزوں کا ذکر کیا جن سے وضو لازم آتا ہے۔ مروان نے کہا کہ ذکر کو چھونے سے بھی وضو لازم آتا ہے۔ عروہ نے فرمایا کہ مجھے تو اس کا علم نہیں۔ مروان بن الحکم نے کہا کہ مجھے حضرت بسرہ بنت صفوان نے بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم میں سے کوئی ذکر کو چھوئے تو اسے وضو کرنا چاہیے۔

مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ، اَنَّهٗ قَالَ كُنْتُ اُمْسِكُ الْمُصْحَفَ عَلٰى سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ فَاحْتَكَكْتُ، فَقَالَ سَعْدٌ لَعَلَّكَ مَسِسْتَ ذَكَرَكَ. قَالَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ قُمْ، فَتَوَضَّأْ. فَقُمْتُ فَتَوَضَّأْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ.

سعد بن ابی وقاص کے لیے اپنے ساتھ قرآن مجید رکھا کرتا تھا۔ ایک دفعہ میں نے کھجایا تو حضرت سعد نے فرمایا کہ شاید تم نے اپنے ذکر کو مس کیا ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ فرمایا کہ کھڑے ہو کر وضو کرو۔ پس میں کھڑا ہو گیا اور وضو کر کے لوٹا۔

[٥٣] اثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا مَسَّ اَحَدُكُمْ ذَكَرَهٗ فَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْوُضُوْءُ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر فرمایا کرتے تھے کہ جب تم میں سے کوئی اپنے ذکر کو چھوئے تو اس پر وضو واجب ہو گیا۔

[٥٤] اثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ مَسَّ ذَكَرَهٗ فَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْوُضُوْءُ.

ہشام سے روایت ہے کہ ان کے والد ماجد عروہ فرمایا کرتے کہ جو اپنے ذکر کو چھوئے تو اس پر وضو واجب ہو گیا۔

[٥٥] اثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، اَنَّهٗ قَالَ رَاَيْتُ اَبِیْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَغْتَسِلُ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ، فَقُلْتُ لَهٗ يَا اَبَتِ اَمَا يُجْزِيْكَ الْغُسْلُ مِنَ الْوُضُوْءِ. قَالَ بَلٰى، وَلٰكِنِّیْ اَحْيَانًا اَمَسُّ ذَكَرِیْ، فَاَتَوَضَّأُ.

سالم بن عبداللہ کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والد محترم حضرت عبداللہ بن عمر کو غسل کے بعد وضو کرتے دیکھا تو میں عرض گزار ہوا: ابا جان! کیا غسل آپ کے لیے وضو سے کفایت نہیں کرتا؟ فرمایا: کیوں نہیں لیکن ہو سکتا ہے کہ میں نے اپنے ذکر کو ہاتھ لگا دیا ہو بایں وجہ وضو کرتا ہوں۔

[٥٦] اثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، اَنَّهٗ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فِیْ سَفَرٍ، فَرَاَيْتُهٗ بَعْدَ اَنْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ تَوَضَّأَ، ثُمَّ صَلّٰى. قَالَ فَقُلْتُ لَهٗ اِنَّ هٰذِهٖ لَصَلٰوةٌ مَا كُنْتَ تُصَلِّيْهَا. قَالَ اِنِّیْ بَعْدَ اَنْ تَوَضَّأْتُ لِصَلٰوةِ الصُّبْحِ مَسِسْتُ فَرْجِیْ، ثُمَّ نَسِيْتُ اَنْ اَتَوَضَّأَ، فَتَوَضَّأْتُ، وَعُدْتُ لِصَلَاتِیْ.

سالم بن عبداللہ کا بیان ہے کہ میں ایک سفر میں حضرت عبداللہ بن عمر کے ساتھ تھا پس میں نے دیکھا کہ انہوں نے طلوع آفتاب کے بعد وضو کیا اور نماز پڑھی۔ میں عرض گزار ہوا کہ آپ نے ایسی نماز پڑھی ہے جو آپ پڑھا نہیں کرتے تھے۔ فرمایا کہ میں نے نماز فجر کے وضو کے بعد اپنے ذکر کو چھو لیا تھا پھر میں وضو کرنا بھول گیا۔ لہٰذا اب وضو کر کے اپنی نماز کا اعادہ کیا ہے۔ ف

ف: امام مالک نے اس باب میں چھ آثار نقل کیے ہیں۔ جب کہ ذکر چھونے سے وضو لازم آنے کی حدیث کو بخاری، ابن ماجہ، حاکم، احمد، بزاز، بیہقی اور ابن مندہ نے مختلف صحابۂ کرام سے روایت کیا اور امام زرقانی نے اس حدیث کو متواتر قرار دیا ہے۔ اس سلسلے کے تمام آثار و اقوال کی بنیاد حدیثِ بسرہ بنت صفوان ہے۔ جسے امام بخاری نے صحیح قرار دیا اور جس کے اوپر اس موقف کی ساری عمارت تعمیر ہوئی ہے۔

امام ابو جعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح معانی الآثار میں حدیثِ بسرہ کی تضعیف کی اور انچاس احادیث و آثار پیش کر کے ثابت کیا ہے کہ حدیثِ بسرہ قابل یقین ولائق اعتماد نہیں ہے اور یہی حال اس کی تائید کرنے والے دیگر اقوال و آثار کا ہے' پھر احادیث صحیحہ صریحہ کے حضور ان پر اعتماد و عمل کی کوئی صورت نہیں رہ جاتی۔ امام طحاوی نے حدیث بسرہ کی تضعیف ایسی محدثانہ شان اور ایسے نا قابل تردید حقائق سے کی ہے کہ اس آسمانِ تحقیق کو اگر امام بخاری دیکھتے تو حدیث بسرہ بنت صفوان کی تصحیح سے رجوع فرما لیتے۔ واللہ اعلم بالصواب

١٦- بَابُ الْوُضُوْءِ مِنْ قُبْلَةِ الرَّجُلِ اِمْرَأَتَهٗ

اپنی عورت کو بوسہ دینے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے

[٥٧]اَثَر- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی ' عَنْ مَالِکٍ ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ' عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ' عَنْ اَبِیْهِ ' عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ . اَنَّهٗ کَانَ یَقُوْلُ قُبْلَةُ الرَّجُلِ امْرَأَتَهٗ ' وَ جَسُّهَا بِیَدِهٖ مِنَ الْمُلَامَسَةِ ' فَمَنْ قَبَّلَ امْرَأَتَهٗ ' اَوْ جَسَّهَا بِیَدِهٖ ' فَعَلَیْهِ الْوُضُوْءُ.

سالم بن عبداللہ کا بیان ہے کہ ان کے والد ماجد حضرت عبد اللہ بن عمر فرمایا کرتے کہ اپنی عورت کو بوسہ دینا اور اسے ہاتھ سے چھونا ملامست ہے۔ پس جس نے اپنی عورت کو بوسہ دیا یا اس کے جسم کو ہاتھ لگایا تو اس پر وضو ہے۔

[٥٨]اَثَر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ ' اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ کَانَ یَقُوْلُ مِنْ قُبْلَةِ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ الْوُضُوْءُ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن مسعود فرمایا کرتے کہ آدمی کا اپنی بیوی کو بوسہ دینے سے وضو ہے۔

[٥٩]اَثَر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ' اَنَّهٗ کَانَ یَقُوْلُ مِنْ قُبْلَةِ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ الْوُضُوْءُ قَالَ نَافِعٌ قَالَ مَالِکٌ وَذٰلِکَ اَحَبُّ مَا سَمِعْتُ اِلَیَّ.

امام مالک کا بیان ہے کہ ابن شہاب فرمایا کرتے تھے کہ آدمی کا اپنی عورت کو بوسہ دینے سے وضو ہے۔ نافع کا بیان ہے کہ امام مالک نے فرمایا: جو میں نے سنا یہ مجھے سب سے پسند ہے۔ف

ف: مذکورہ تینوں اقوال سے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مؤقف واضح ہے کہ عورت کو بوسہ دینے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ یہی مذہب امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ عورت کو بوسہ دینے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ آئمہ ثلاثہ قرآن کریم کی آیۂ کریمہ" او لمستم النساء "(النساء:۴۳) سے تمسک کرتے ہیں۔ جب کہ حضرات احناف شکر اللہ تعالیٰ سعیہم فرماتے ہیں کہ لمس سے مراد یہاں جماع ہے جیسا کہ مفسرین کرام فرماتے ہیں۔ آئمہ ثلاثہ کے موقف کی تائید میں واقعی بعض روایات موجود ہیں لیکن احناف کے نزدیک انہیں منسوخ شمار کیا جاتا ہے کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی بعض بیویوں کو بوسہ دے کر وضو نہیں کیا کرتے تھے (ابوداؤد ترمذی نسائی ابن ماجہ) امام ترمذی نے اس حدیث کی دونوں سندوں اور امام ابوداؤد نے دوسری سند پر جو اعتراضات کیے وہ بڑی حد تک بے وزن ہیں اور ان سے احناف کے مذہب پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ (اشعۃ اللمعات، جلد اول) واللہ اعلم بالصواب

١٧- بَابُ الْعَمَلِ فِیْ غُسْلِ الْجَنَابَةِ

غسلِ جنابت کا طریقہ

٣٩- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی ' عَنْ مَالِکٍ ' عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ' عَنْ اَبِیْهِ ' عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ کَانَ اِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ ' بَدَاَ بِغَسْلِ یَدَیْهِ ' ثُمَّ تَوَضَّاَ کَمَا یَتَوَضَّاُ لِلصَّلٰوةِ ' ثُمَّ یُدْخِلُ اَصَابِعَهٗ فِی الْمَاءِ ' فَیُخَلِّلُ بِهَا اُصُوْلَ شَعْرِهٖ ' ثُمَّ یَصُبُّ عَلٰی رَاْسِهٖ ثَلَاثَ غَرَفَاتٍ بِیَدَیْهِ ' ثُمَّ یُفِیْضُ الْمَاءَ عَلٰی جِلْدِهٖ کُلِّهٖ. صحیح البخاری (٢٤٨) صحیح مسلم (٧١٦)

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب غسل جنابت کرتے تو پہلے اپنے ہاتھوں کو دھوتے' پھر نماز کے وضو کی طرح وضو کرتے' پھر اپنی انگلیاں پانی میں ڈال کر بالوں کی جڑوں میں خلال کرتے' پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے تین لپ پانی سر پر ڈالتے اور پھر اپنے تمام جسم پر پانی بہاتے۔

٤٠- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ' عَنْ

عروہ بن زبیر نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ سے روایت کی

عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَغْتَسِلُ مِنْ إِنَاءٍ هُوَ الْفَرَقُ مِنَ الْجَنَابَةِ.

صحیح البخاری (٢٥٠) صحیح مسلم (٧٢٤)

ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس برتن سے غسل جنابت کرتے جس میں تین صاع پانی آتا۔

[٦٠] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ، بَدَأَ فَأَفْرَغَ عَلَى يَدِهِ الْيُمْنَى، فَغَسَلَهَا، ثُمَّ غَسَلَ فَرْجَهُ، ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ، وَنَضَحَ فِي عَيْنَيْهِ، ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى، ثُمَّ الْيُسْرَى، ثُمَّ غَسَلَ رَأْسَهُ، ثُمَّ اغْتَسَلَ، وَأَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَاءَ.

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر جب غسل جنابت کرتے تو پہلے اپنے دائیں ہاتھ پر پانی ڈال کر اسے دھوتے، پھر اپنی شرمگاہ کو دھوتے۔ پھر کلی کرتے اور ناک میں پانی ڈالتے، پھر اپنا منہ دھوتے اور اپنی دونوں آنکھوں میں پانی چھڑکتے، پھر اپنے دائیں ہاتھ کو دھوتے، پھر بائیں ہاتھ کو، پھر اپنا سر دھوتے، پھر غسل کرتے یعنی تمام جسم پر پانی بہاتے۔

[٦١] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَائِشَةَ سُئِلَتْ عَنْ غُسْلِ الْمَرْأَةِ مِنَ الْجَنَابَةِ فَقَالَتْ لِتَحْفِنْ عَلَى رَأْسِهَا ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ مِنَ الْمَاءِ، وَلْتَضْغَثْ رَأْسَهَا بِيَدَيْهَا.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عائشہ صدیقہ سے عورت کے غسلِ جنابت کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں فرمایا کہ عورت کو اپنے سر پر تین لپ پانی ڈالنا چاہیے اور اپنے سر کو دونوں ہاتھوں سے ملنا چاہیے۔

١٨- بَابُ وَاجِبِ الْغُسْلِ إِذَا الْتَقَى الْخِتَانَانِ

دخول سے غسل واجب ہو جاتا ہے

[٦٢] أَثَرٌ- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ، وَعَائِشَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ كَانُوا يَقُولُونَ إِذَا مَسَّ الْخِتَانُ الْخِتَانَ، فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ.

سعید بن میسب سے روایت ہے کہ حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرمایا کرتے تھے کہ جب ختنے سے ختنہ مل گیا تو غسل واجب ہو گیا۔

٤١- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، أَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ مَا يُوجِبُ الْغُسْلَ؟ فَقَالَتْ هَلْ تَدْرِي مَا مَثَلُكَ يَا أَبَا سَلَمَةَ؟ مَثَلُ الْفَرُّوجِ، يَسْمَعُ الدِّيَكَةَ تَصْرُخُ، فَيَصْرُخُ مَعَهَا. إِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ.

سنن ترمذی (١٠٨)

ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ غسل کیا چیز واجب کرتی ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ اے ابو سلمہ! تم جانتے ہو کہ تمہاری مثال کیا ہے؟ چوزے جیسی مثال ہے کہ جب مرغ کو اذان دیتا ہوا دیکھتا ہے تو خود بھی اذان دینے لگتا ہے۔ لہٰذا جب ختنہ ختنے سے تجاوز کرے تو غسل واجب ہو گیا۔

٤٢- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ أَتَى عَائِشَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ لَهَا لَقَدْ شَقَّ عَلَيَّ اخْتِلَافُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فِي أَمْرٍ إِنِّي لَأُعْظِمُ أَنْ أَسْتَقْبِلَكِ

سعید بن میسب سے روایت ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے کہ مجھ پر نبی کریم ﷺ کے اصحاب کا اختلاف بہت گراں گزرا ہے جس کو آپ کے حضور بیان کرتے ہوئے

بِهِ. فَقَالَتْ مَاهُوَ؟ مَا كُنْتَ سَائِلًا عَنْهُ أُمَّكَ فَسَلْنِيْ عَنْهُ. فَقَالَ الرَّجُلُ يُصِيْبُ أَهْلَهُ ' ثُمَّ يُكْسِلُ وَلَا يُنْزِلُ. فَقَالَتْ إِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ ' فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ. فَقَالَ أَبُوْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيُّ لَا أَسْأَلُ عَنْ هٰذَا أَحَدًا بَعْدَكِ أَبَدًا. صحیح مسلم (٧٨٣)

شرماتا ہوں۔ فرمایا کہ وہ کیا ہے؟ جو تم اپنی ماں سے پوچھ سکتے ہو وہ پوچھ لو۔ عرض گزار ہوئے کہ ایک آدمی اپنی بیوی سے صحبت کرے پھر دخول ہو لیکن انزال نہ ہو؟ فرمایا: جب ختنہ ختنے سے تجاوز کر جائے تو غسل واجب ہو گیا۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری نے کہا کہ میں اب اس بارے میں کسی سے کبھی نہیں پوچھوں گا۔

[٦٣] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ ' عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ مَوْلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ ' أَنَّ مَحْمُوْدَ بْنَ لَبِيْدٍ الْأَنْصَارِيَّ سَأَلَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ عَنِ الرَّجُلِ يُصِيْبُ أَهْلَهُ ' ثُمَّ يُكْسِلُ ' وَلَا يُنْزِلُ. فَقَالَ زَيْدٌ يَغْتَسِلُ. فَقَالَ لَهُ مَحْمُوْدٌ إِنَّ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ كَانَ لَا يَرَى الْغُسْلَ. فَقَالَ لَهُ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ إِنَّ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ نَزَعَ عَنْ ذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ يَمُوْتَ.

عبد اللہ بن کعب سے روایت ہے کہ حضرت محمود بن لبید انصاری نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو اپنی بیوی سے صحبت کرے، پھر دخول ہو لیکن انزال نہ ہو؟ حضرت زید نے فرمایا کہ وہ غسل کرے گا۔ حضرت محمود نے ان سے کہا کہ حضرت ابی بن کعب تو غسل ضروری نہیں سمجھتے تھے۔ حضرت زید بن ثابت نے کہا کہ حضرت ابی بن کعب نے وفات سے پہلے اس قول سے رجوع کر لیا تھا۔

[٦٤] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ نَافِعٍ ' أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ إِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ.

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ جب ختنہ ختنے سے تجاوز کر جائے تو غسل واجب ہو گیا۔

١٩- بَابُ وُضُوْءِ الْجُنُبِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ أَوْ يَطْعَمَ قَبْلَ أَنْ يَغْتَسِلَ

جنبی کا غسل کرنے سے پہلے سونے یا کھانے کا ارادہ ہو تو قبل ازیں وضو کر لے

٤٣- حَدَّثَنِيْ يَحْيَى ' عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ ' عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ' أَنَّهُ قَالَ ذَكَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ' أَنَّهُ يُصِيْبُهُ جَنَابَةٌ مِّنَ اللَّيْلِ ' فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَوَضَّأْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ ' ثُمَّ نَمْ. صحیح البخاری (٢٩٠) صحیح مسلم (٧٠٢)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ انہیں رات کے وقت غسل جنابت پیش آ جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وضو کر لو اور اپنے ذکر کو دھو کر سو جاؤ۔

٤٤- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ' عَنْ أَبِيْهِ ' عَنْ عَائِشَةَ ' زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ' أَنَّهَا كَانَتْ تَقُوْلُ إِذَا أَصَابَ أَحَدُكُمُ الْمَرْأَةَ ' ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يَنَامَ قَبْلَ أَنْ يَغْتَسِلَ ' فَلَا يَنَمْ حَتّٰى يَتَوَضَّأَ وُضُوْءَهُ لِلصَّلٰوةِ. صحیح البخاری (٢٨٨) صحیح مسلم (٦٩٧)

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمایا کرتیں کہ جب تم میں سے کوئی اپنی بیوی سے صحبت کرے اور پھر غسل کرنے سے پہلے سونے کا ارادہ کرے تو نہ سوئے جب تک نماز جیسا وضو نہ کر لے۔

[٦٥] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ نَافِعٍ ' أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ ' كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ ' أَوْ يَطْعَمَ ' وَهُوَ جُنُبٌ ' غَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ' وَمَسَحَ

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب جنابت کی حالت میں سونے یا کھانے کا ارادہ کرتے تو اپنے منہ کو دھوتے اور دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک اور اپنے سر کا

بِرِدَائِهِ ثُمَّ طَعِمَ، أَوْ نَامَ.

مسح کرتے پھر کھانا کھاتے یا سو جاتے۔

٢٠- بَابُ إِعَادَةِ الْجُنُبِ الصَّلوٰةَ وَغُسْلُهُ إِذَا صَلّٰى وَلَمْ يَذْكُرْ وَغَسْلُهُ ثَوْبَهُ

جنبی نے غسل کیے بغیر بھول کر نماز پڑھ لی یا ناپاک کپڑے سے پڑھی تو نماز کا اعادہ کرے

٤٥- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي حَكِيمٍ، أَنَّ عَطَاءَ ابْنَ يَسَارٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَبَّرَ فِي صَلوٰةٍ مِنَ الصَّلَوَاتِ، ثُمَّ أَشَارَ إِلَيْهِمْ بِيَدِهِ أَنِ امْكُثُوا، فَذَهَبَ، ثُمَّ رَجَعَ وَعَلٰى جِلْدِهِ أَثَرُ الْمَاءِ.

صحیح البخاری (٢٧٥) صحیح مسلم (١٣٦٦)

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی نماز کی تکبیر تحریمہ کہی پھر لوگوں کی جانب ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اپنی اپنی جگہ پر ٹھہرے رہیں آپ تشریف لے گئے اور واپس لوٹے تو جسم اطہر پانی سے تر تھا۔

[٦٦] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ زُبَيْدِ بْنِ الصَّلْتِ، أَنَّهُ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ إِلَى الْجُرُفِ، فَنَظَرَ فَإِذَا هُوَ قَدِ احْتَلَمَ، وَصَلّٰى وَلَمْ يَغْتَسِلْ. فَقَالَ: وَاللّٰهِ مَا أَرَانِي إِلَّا احْتَلَمْتُ وَمَا شَعَرْتُ، وَصَلَّيْتُ وَمَا اغْتَسَلْتُ. قَالَ: فَاغْتَسَلَ، وَغَسَلَ مَا رَأٰى فِي ثَوْبِهِ، وَنَضَحَ مَا لَمْ يَرَ، وَأَذَّنَ أَوْ أَقَامَ، ثُمَّ صَلّٰى بَعْدَ ارْتِفَاعِ الضُّحٰى مُتَمَكِّنًا.

زبید بن الصلت فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ موضع جرف گیا۔ پس انہوں نے احتلام کی نشانی دیکھی اور وہ غسل کیے بغیر نماز پڑھ چکے تھے۔ فرمایا کہ خدا کی قسم! مجھے تو احتلام ہو گیا تھا جس کا علم بھی نہ ہوا اور میں بغیر غسل کے نماز پڑھ چکا ہوں۔ راوی فرماتے ہیں کہ پھر انہوں نے غسل کیا اور کپڑے پر جو نشان دیکھے انہیں دھویا اور جہاں کچھ نہ دیکھا وہاں پانی چھڑکا اور اذان یا اقامت کہی اور سورج اچھی طرح بلند ہونے کے بعد نماز پڑھی۔

[٦٧] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي حَكِيمٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ غَدَا إِلٰى أَرْضِهِ بِالْجُرُفِ، فَوَجَدَ فِي ثَوْبِهِ احْتِلَامًا، فَقَالَ: لَقَدِ ابْتُلِيتُ بِالْاِحْتِلَامِ مُنْذُ وُلِّيتُ أَمْرَ النَّاسِ، فَاغْتَسَلَ، وَغَسَلَ مَا رَأٰى فِي ثَوْبِهِ مِنَ الْاِحْتِلَامِ، ثُمَّ صَلّٰى بَعْدَ أَنْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ.

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی جرف والی زمین کی طرف گئے تو اپنے کپڑے پر احتلام کا نشان پایا۔ فرمایا کہ جب سے لوگوں کی ذمہ داری (خلافت) میرے سپرد کی گئی ہے اس وقت سے احتلام کی بیماری میں مبتلا ہو گیا ہوں۔ پس انہوں نے غسل کیا اور کپڑے پر جو احتلام کا نشان دیکھا اسے دھویا۔ پھر سورج طلوع ہونے کے بعد نماز پڑھی۔

[٦٨] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ صَلّٰى بِالنَّاسِ الصُّبْحَ، ثُمَّ غَدَا إِلٰى أَرْضِهِ بِالْجُرُفِ، فَوَجَدَ فِي ثَوْبِهِ احْتِلَامًا، فَقَالَ: إِنَّا لَمَّا أَصَبْنَا الْوَدَكَ لَانَتِ الْعُرُوقُ، فَاغْتَسَلَ، وَغَسَلَ الْاِحْتِلَامَ مِنْ ثَوْبِهِ، وَعَادَ لِصَلَاتِهِ.

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی پھر اپنی جرف والی زمین پر چلے گئے۔ پس انہوں نے اپنے کپڑے پر احتلام کا نشان دیکھا تو فرمایا کہ جب سے ہم چربی کھانے لگے تو رگیں نرم پڑ گئیں۔ پس انہوں نے غسل کیا اور کپڑے سے احتلام کے نشان دھوئے اور اپنی نماز کا اعادہ کیا۔

[٦٩] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَاطِبٍ، اَنَّهُ اعْتَمَرَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِيْ رَكْبٍ فِيْهِمْ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ. وَاَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَرَّسَ بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ قَرِيْبًا مِنْ بَعْضِ الْمِيَاهِ، فَاحْتَلَمَ عُمَرُ، وَقَدْ كَادَ اَنْ يُصْبِحَ، فَلَمْ يَجِدْ مَعَ الرَّكْبِ مَاءً، فَرَكِبَ حَتّٰى جَاءَ الْمَاءَ، فَجَعَلَ يَغْسِلُ مَا رَاٰى مِنْ ذٰلِكَ الْاِحْتِلَامِ حَتّٰى اَسْفَرَ، فَقَالَ لَهُ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ اَصْبَحْتَ وَمَعَنَا ثِيَابٌ فَدَعْ ثَوْبَكَ يُغْسَلُ. فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَاعَجَبًا لَكَ يَا عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ لَئِنْ كُنْتَ تَجِدُ ثِيَابًا اَفَكُلُّ النَّاسِ يَجِدُ ثِيَابًا؟ وَاللّٰهِ لَوْ فَعَلْتُهَا لَكَانَتْ سُنَّةً، بَلْ اَغْسِلُ مَا رَاَيْتُ، وَاَنْضِحُ مَا لَمْ اَرَ.

یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کئی سواروں کے ساتھ عمرہ کیا جن میں حضرت عمرو بن العاص بھی تھے۔ راستے میں حضرت عمر رات کے وقت پانی کے قریب ٹھہرے تو حضرت عمر کو احتلام ہوا۔ صبح قریب تھی اور قافلے میں کسی سے پانی نہ ملا تو یہ سوار ہو کر پانی کے پاس گئے اور احتلام کے نشانات دھونے لگے یہاں تک کہ اجالا ہو گیا۔ حضرت عمرو بن العاص نے ان سے کہا کہ آپ نے صبح کر لی حالانکہ ہمارے پاس اور کپڑے ہیں' کپڑے کو چھوڑ دیجئے یہ دھل جائے گا۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ اے عمرو! آپ کی بات تعجب خیز ہے۔ آج آپ کے پاس کپڑے سہی لیکن کیا سب لوگوں کو وافر کپڑے میسر ہیں؟ خدا کی قسم! اگر میں اسی طرح کروں تو وہی طریقہ رائج ہو جائے' بلکہ جو نشان نظر آتا ہے میں اسے دھو رہا ہوں اور جو نظر نہیں آتا اس پر پانی چھڑک رہا ہوں۔

قَالَ مَالِكٌ فِيْ رَجُلٍ وَجَدَ فِيْ ثَوْبِهٖ اَثَرَ احْتِلَامٍ، وَلَا يَدْرِيْ مَتٰى كَانَ، وَلَا يَذْكُرُ شَيْئًا رَاٰى فِيْ مَنَامِهٖ. قَالَ لِيَغْتَسِلْ مِنْ اَحْدَثِ نَوْمٍ نَامَهُ، فَاِنْ كَانَ صَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ النَّوْمِ، فَلْيُعِدْ مَا كَانَ صَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ النَّوْمِ. مِنْ اَجْلِ اَنَّ الرَّجُلَ رُبَّمَا احْتَلَمَ، وَلَا يَرٰى شَيْئًا، وَيَرٰى وَلَا يَحْتَلِمُ، فَاِذَا وَجَدَ فِيْ ثَوْبِهٖ مَاءً، فَعَلَيْهِ الْغُسْلُ. وَ ذٰلِكَ اَنَّ عُمَرَ اَعَادَ مَا كَانَ صَلّٰى لِاٰخِرِ نَوْمٍ نَامَهُ، وَلَمْ يُعِدْ مَا كَانَ قَبْلَهُ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو اپنے کپڑے میں احتلام کا اثر دیکھے اور یہ پتہ نہ ہو کہ کب ہوا اور نہ خواب میں کچھ دیکھا ہو' فرمایا کہ اسے بیدار ہونے کے بعد غسل کرنا چاہیے اور اس نیند کے بعد جو نماز پڑھی ہے اس کا اعادہ کرے' اس لیے کہ کبھی آدمی کو احتلام ہوتا ہے لیکن وہ چیز نہیں دیکھتا اور نشانی دیکھتا ہے لیکن احتلام کا پتہ نہیں ہوتا' پس جب کپڑے پر پانی کا نشان دیکھے تو غسل کرے اور اسی طرح حضرت عمر نے بیدار ہونے کے بعد جو نماز پڑھی تھی اس کا اعادہ کیا اور پہلی نمازوں کا اعادہ نہیں کیا۔

٢١- بَابُ غُسْلِ الْمَرْاَةِ اِذَا رَاَتْ فِي الْمَنَامِ مِثْلَ مَا يَرَى الرَّجُلُ

عورت کو اگر احتلام ہو جائے تو مرد کی طرح اس کے لیے بھی غسل کرنا لازم ہے

٤٦- حَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، اَنَّ اُمَّ سُلَيْمٍ قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَلْمَرْاَةُ تَرٰى فِي الْمَنَامِ مِثْلَ مَا يَرَى الرَّجُلُ، اَتَغْتَسِلُ؟ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَعَمْ، فَلْتَغْتَسِلْ. فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ اُفٍّ لَكِ وَهَلْ تَرٰى ذٰلِكَ الْمَرْاَةُ؟ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَرِبَتْ يَمِيْنُكِ وَمِنْ اَيْنَ يَكُوْنُ الشَّبَهُ؟

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ عورت اگر خواب میں مرد کی طرح دیکھے (احتلام) تو کیا غسل کرے؟ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ہاں! اسے غسل کرنا چاہیے۔ پس حضرت عائشہ نے ان سے کہا: ہائے کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ ہاتھ لتھڑی' بھلا پھر مشابہت کہاں سے

صحیح مسلم (۷۰۸)

٤٧- حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهَا قَالَتْ جَاءَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ، امْرَأَةُ أَبِي طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيِّ، إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ. هَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ مِنْ غُسْلٍ إِذَا هِيَ احْتَلَمَتْ؟ فَقَالَ نَعَمْ، إِذَا رَأَتِ الْمَاءَ. صحیح البخاری (۱۳۰) صحیح مسلم (۷۱۰)

آتی ہے۔

نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضرت ابوطلحہ انصاری کی زوجہ حضرت ام سلیم نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی کہ یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ حق بات سے نہیں شرماتا۔ جب عورت کو احتلام ہو جائے تو کیا اس پر غسل لازم ہے؟ فرمایا: ہاں! جب وہ پانی دیکھے (پانی سے مراد یہاں منی ہے)۔

٢٢- بَابُ جَامِعِ غُسْلِ الْجَنَابَةِ

غسل جنابت کے متعلقات

[٧٠] أَثَرٌ- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، كَانَ يَقُولُ لَا بَأْسَ أَنْ يُغْتَسَلَ بِفَضْلِ الْمَرْأَةِ، مَا لَمْ تَكُنْ حَائِضًا، أَوْ جُنُبًا.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ عورت کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے جبکہ وہ حائضہ یا جنابت سے نہ ہو۔

[٧١] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، كَانَ يَعْرَقُ فِي الثَّوْبِ وَهُوَ جُنُبٌ، ثُمَّ يُصَلِّي فِيهِ.

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حالت جنابت کے اندر کپڑے میں پسینہ آتا اور پھر اسی سے نماز پڑھ لیتے۔

[٧٢] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَغْسِلُ جَوَارِيهِ رِجْلَيْهِ، وَيُعْطِينَهُ الْخُمْرَةَ، وَهُنَّ حُيَّضٌ.

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر کی لونڈیاں بحالت حیض ان کے پیر دھوتیں اور انہیں جانماز دیا کرتیں۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ رَجُلٍ لَهُ نِسْوَةٌ وَجَوَارٍ، هَلْ يَطَؤُهُنَّ جَمِيعًا قَبْلَ أَنْ يَغْتَسِلَ؟ فَقَالَ لَا بَأْسَ أَنْ يُصِيبَ الرَّجُلُ جَارِيَتَيْهِ قَبْلَ أَنْ يَغْتَسِلَ. فَأَمَّا النِّسَاءُ الْحَرَائِرُ، فَيُكْرَهُ أَنْ يُصِيبَ الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ الْحُرَّةَ فِي يَوْمِ الْأُخْرَى. فَأَمَّا أَنْ يُصِيبَ الْجَارِيَةَ، ثُمَّ يُصِيبَ الْأُخْرَى وَهُوَ جُنُبٌ، فَلَا بَأْسَ بِذَلِكَ.

امام مالک سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس کی بیویاں اور لونڈیاں ہوں کیا وہ غسل سے پہلے صحبت کر سکتا ہے؟ فرمایا کہ سب سے پہلے اگر لونڈی سے صحبت کرے تو کوئی حرج نہیں، آزاد عورت کی بات ہو تو ایک کی باری میں دوسرے سے صحبت کرنا مکروہ ہے۔ ہاں ایک لونڈی سے جماع کیا اور حالت جنابت میں دوسری سے صحبت کرے تو کوئی حرج نہیں۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ رَجُلٍ جُنُبٍ وُضِعَ لَهُ مَاءٌ يَغْتَسِلُ بِهِ، فَسَهَا، فَأَدْخَلَ إِصْبَعَهُ فِيهِ لِيَعْرِفَ حَرَّ الْمَاءِ مِنْ بَرْدِهِ. قَالَ مَالِكٌ إِنْ لَمْ يَكُنْ أَصَابَ إِصْبَعَهُ أَذًى، فَلَا أَرَى ذَلِكَ يُنَجِّسُ عَلَيْهِ الْمَاءَ.

امام مالک سے اس جنبی کے بارے میں پوچھا گیا جس نے غسل کے لیے پانی رکھا لیکن یہ دیکھنے کے لیے کہ گرم ہے یا ٹھنڈا بھول کر پانی میں انگلی داخل کر دی۔ امام مالک نے فرمایا کہ اگر اس کی انگلی میں نجاست لگی ہوئی نہ ہو تو پانی ناپاک نہیں ہوگا۔

٢٣- هٰذَا بَابٌ فِي التَّيَمُّمِ

تیمم کا بیان

٤٨- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ

بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، أَنَّهَا قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ، حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ، أَوْ بِذَاتِ الْجَيْشِ انْقَطَعَ عِقْدٌ لِي، فَأَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى الْتِمَاسِهِ، وَأَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ، وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ، فَأَتَى النَّاسُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، فَقَالُوا: أَلَا تَرَى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ، أَقَامَتْ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَبِالنَّاسِ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ، وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ. قَالَتْ عَائِشَةُ: فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَاضِعٌ رَأْسَهُ عَلَى فَخِذِي قَدْ نَامَ، فَقَالَ: حَبَسْتِ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَالنَّاسَ، وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ، وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ. قَالَتْ عَائِشَةُ: فَعَاتَبَنِي أَبُو بَكْرٍ، فَقَالَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقُولَ، وَجَعَلَ يَطْعُنُ بِيَدِهِ فِي خَاصِرَتِي، فَلَا يَمْنَعُنِي مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَلَى فَخِذِي، فَنَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى أَصْبَحَ عَلَى غَيْرِ مَاءٍ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى آيَةَ التَّيَمُّمِ، فَتَيَمَّمُوا، فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ: مَا هِيَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ أَبِي بَكْرٍ. قَالَتْ: فَبَعَثْنَا الْبَعِيرَ الَّذِي كُنْتُ عَلَيْهِ فَوَجَدْنَا الْعِقْدَ تَحْتَهُ. صحیح البخاری (٣٣٤) صحیح مسلم (٨١٤)

ﷺ کے ساتھ ایک سفر پر نکلے جب ہم بیداء یا ذات الجیش کے مقام پر تھے تو میرا ہار ٹوٹ گیا۔ پس رسول اللہ ﷺ ٹھہر گئے اور آپ کے ساتھ لوگ بھی ٹھہر گئے وہ پانی کی جگہ نہ تھی اور لوگوں کے پاس بھی پانی نہ تھا۔ لوگ حضرت ابوبکر صدیق کے پاس آئے اور کہا کہ دیکھئے عائشہ نے یہ کیا کیا؟ رسول خدا اور لوگوں کو ٹھہرا لیا جبکہ یہ جگہ پانی کی نہیں اور نہ لوگوں کے پاس پانی ہے۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر آئے اور رسول اللہ ﷺ اپنا سر مبارک میری ران پر رکھ کر سوئے ہوئے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ تو نے رسول اللہ ﷺ کو روک لیا جبکہ نہ یہ پانی کی جگہ ہے اور نہ لوگوں کے پاس پانی ہے۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ حضرت ابو بکر نے مجھے ڈانٹا اور جو خدا نے چاہا وہ کہا اور انہوں نے میرے پہلو میں کے مارے لیکن رسول اللہ ﷺ میری ران پر سر رکھ کر آرام فرما تھے لہٰذا میں نے ذرا حرکت نہ کی۔ رسول اللہ ﷺ صبح تک بغیر پانی سوتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت نازل فرما دی۔ پس لوگوں نے تیمم کیا۔ پس حضرت اسید بن حضیر نے کہا: اے آل ابوبکر! یہ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے۔ (یعنی تمہاری کتنی ہی برکتوں سے اہل اسلام پہلے بھی مستفید ہوتے آرہے ہیں) حضرت صدیقہ نے فرمایا کہ جب اس اونٹ کو اٹھایا جس پر میں سوار تھی تو ہمیں ہار مل گیا۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ رَجُلٍ تَيَمَّمَ لِصَلَاةٍ حَضَرَتْ، ثُمَّ حَضَرَتْ صَلَاةٌ أُخْرَى أَيَتَيَمَّمُ لَهَا أَمْ يَكْفِيهِ تَيَمُّمُهُ ذَلِكَ؟ فَقَالَ: بَلْ يَتَيَمَّمُ لِكُلِّ صَلَاةٍ، لِأَنَّ عَلَيْهِ أَنْ يَبْتَغِيَ الْمَاءَ لِكُلِّ صَلَاةٍ، فَمَنِ ابْتَغَى الْمَاءَ فَلَمْ يَجِدْهُ، فَإِنَّهُ يَتَيَمَّمُ.

امام مالک سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو ایک نماز کے لیے تیمم کرے پھر دوسری نماز کا وقت ہو جائے تو اس کے لیے دوبارہ تیمم کرے یا پہلا تیمم کافی ہے؟ فرمایا کہ ہر نماز کے لیے تیمم کرے کیونکہ اس کے لیے ہر نماز کے واسطے پانی تلاش کرنا ضروری ہے پس جو پانی تلاش کرے اور نہ پائے تو تیمم کرے۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ رَجُلٍ تَيَمَّمَ أَيَؤُمُّ أَصْحَابَهُ وَهُمْ عَلَى وُضُوءٍ؟ قَالَ: يَؤُمُّهُمْ غَيْرُهُ أَحَبُّ إِلَيَّ، وَلَوْ أَمَّهُمْ هُوَ لَمْ أَرَ بِذَلِكَ بَأْسًا.

امام مالک سے پوچھا گیا کہ کیا تیمم والا اپنے باوضو ساتھیوں کی امامت کر سکتا ہے؟ فرمایا کہ دوسرا میرے نزدیک امامت کرے تو زیادہ بہتر ہے اور اگر یہی امامت کرے تب بھی کوئی حرج نہیں۔

قَالَ يَحْيَى: قَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ تَيَمَّمَ حِينَ لَمْ يَجِدْ مَاءً، فَقَامَ وَكَبَّرَ وَدَخَلَ فِي الصَّلَاةِ فَطَلَعَ

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا کہ جسے پانی نہ ملا تو اس نے کھڑے ہو کر تکبیر کہی اور

عَلَيْهِ إِنْسَانٌ مَعَهُ مَاءٌ؟ قَالَ لَا يَقْطَعُ صَلٰوتَهُ، بَلْ يُتِمُّهَا بِالتَّيَمُّمِ، وَلْيَتَوَضَّأْ لِمَا يُسْتَقْبَلُ مِنَ الصَّلَوَاتِ.

نماز شروع کر دی' پھر کسی نے اسے بتایا کہ میرے پاس پانی ہے فرمایا کہ وہ اپنی نماز نہ توڑے بلکہ تیمم کے ساتھ ہی پوری کر لے اور اگلی نمازوں کے لیے وضو کر لے۔

قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ مَنْ قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ، فَلَمْ يَجِدْ مَاءً، فَعَمِلَ بِمَا أَمَرَهُ اللّٰهُ بِهِ مِنَ التَّيَمُّمِ، فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ. وَلَيْسَ الَّذِي وَجَدَ الْمَاءَ بِأَطْهَرَ مِنْهُ، وَلَا أَتَمَّ صَلٰوةً لِأَنَّهُمَا أُمِرَا جَمِيعًا، فَكُلٌّ عَمِلَ بِمَا أَمَرَهُ اللّٰهُ بِهِ، وَإِنَّمَا الْعَمَلُ بِمَا أَمَرَ اللّٰهُ بِهِ مِنَ الْوُضُوءِ لِمَنْ وَجَدَ الْمَاءَ، وَالتَّيَمُّمُ لِمَنْ لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ فِي الصَّلٰوةِ.

یحیٰی کا بیان ہے کہ امام مالک نے فرمایا جو نماز کا ارادہ کرے اور پانی نہ ملے۔ پس حکم الٰہی کے مطابق تیمم کرے تو اس نے خدا کا حکم مانا اور جسے پانی مل جائے وہ اس سے زیادہ پاک نہیں اور نہ اس کی نماز اس سے زیادہ مکمل کیونکہ دونوں کو خدا کا یہی حکم ہے۔ پس ہر ایک نے وہی کیا جو اسے اللہ نے حکم دیا ہے اور خدا کا حکم یہی ہے کہ جو نماز شروع کرنے سے پہلے پانی پائے تو وضو کرے اور جو نہ پائے وہ تیمم کرے۔

وَقَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ الْجُنُبِ إِنَّهُ يَتَيَمَّمُ وَيَقْرَأُ حِزْبَهُ مِنَ الْقُرْاٰنِ، وَيَتَنَفَّلُ مَا لَمْ يَجِدْ مَاءً، وَإِنَّمَا ذٰلِكَ فِي الْمَكَانِ الَّذِي يَجُوزُ لَهُ أَنْ يُصَلِّيَ فِيهِ بِالتَّيَمُّمِ.

امام مالک نے جنبی کے بارے میں فرمایا کہ وہ تیمم کر کے معمول کے مطابق قرآن مجید اور نوافل پڑھ لے جبکہ اسے پانی نہ ملا ہو اور یہ اسی جگہ کے بارے میں ہے جہاں تیمم کے ساتھ فرض نماز پڑھنا جائز ہے۔

۲٤- بَابُ الْعَمَلِ فِي التَّيَمُّمِ

تیمم کا طریقہ

[۷۳] أَثَرٌ- **حَدَّثَنِي** يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّهُ أَقْبَلَ هُوَ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ مِنَ الْجُرُفِ، حَتّٰى إِذَا كَانَا بِالْمِرْبَدِ. نَزَلَ عَبْدُ اللّٰهِ فَتَيَمَّمَ صَعِيدًا طَيِّبًا، فَمَسَحَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ، ثُمَّ صَلّٰى.

نافع کا بیان ہے کہ وہ اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جرف سے لوٹے' جب مربد پہنچے تو حضرت عبد اللہ اترے کہ پاک مٹی سے تیمم کریں۔ چنانچہ انہوں نے اپنے چہرے کا مسح کیا اور دونوں ہاتھوں کا کہنیوں تک پھر نماز پڑھی۔

[۷٤] أَثَرٌ- **وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَتَيَمَّمُ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر کہنیوں تک تیمم کیا کرتے تھے۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ كَيْفَ التَّيَمُّمُ وَأَيْنَ يَبْلُغُ بِهِ؟ فَقَالَ يَضْرِبُ ضَرْبَةً لِلْوَجْهِ، وَضَرْبَةً لِلْيَدَيْنِ، وَيَمْسَحُهُمَا إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ.

امام مالک سے پوچھا گیا کہ تیمم کس طرح اور کہاں تک کیا جائے؟ انہوں نے فرمایا کہ ایک ضرب چہرے کے لیے مارے اور دوسری ضرب ہاتھوں کے لیے اور کہنیوں تک مسح کرے۔ ف

ف: تیمم کا جو طریقہ امام مالک نے بتایا یہی حضرات احناف شکر اللہ تعالیٰ سعیہم کے نزدیک ہے۔ اکثر آئمہ و فقہاء اسی پر ہیں جب کہ بعض حضرات نے حدیث عمار کے باعث جو صحیحین میں وارد ہوئی' اس موقف سے اختلاف کرتے ہوئے ایک ضرب کو کافی بتایا ہے۔ حالانکہ حدیث عمار میں کتنے ہی احتمال ہیں جس کے باعث وہ دیگر احادیث صحیحہ صریحہ کے بالمقابل قابل حجت نہیں رہتی' یہ نہیں کہ اس روایت محتملہ کے حضور وہ صحیح حدیثیں قابل حجت نہ رہیں۔

حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غسل کی حاجت تھی' انہوں نے اجتہاد کیا کہ وضو کی جگہ تیمم کا طریقہ تو معلوم ہو گیا لیکن غسل کی جگہ شاید سارے جسم پر مسح کیا جاتا ہو لہٰذا وہ زمین پر لوٹ پوٹ ہوتے رہے اور اسے تیمم بجائے غسل شمار کیا۔ نبی کریم ﷺ سے اپنا تیمم

عرض کیا تو حضور نے زمین پر ہاتھ مار کر بتایا کہ ان حصوں کا مسح کیا جاتا ہے۔ اس موقع پر حضور کا مقصد تیمم کا مکمل طریقہ بتانا نہ تھا۔ باقی دوسرے احتمالات کا ذکر خاتم المحققین شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اشعۃ اللمعات، ج ا ص ۲۶۳-۲۶۴ پر کیا ہے۔ فمن شاء فلیرجع الیه والله اعلم بالصواب

۲۵- بَابُ تَيَمُّمِ الْجُنُبِ

جنبی کا تیمم کرنا

[۷۵] اَثَر- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَرْمَلَةَ، اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ عَنِ الرَّجُلِ الْجُنُبِ يَتَيَمَّمُ، ثُمَّ يُدْرِكُ الْمَاءَ، فَقَالَ سَعِيْدٌ: اِذَا اَدْرَكَ الْمَاءَ، فَعَلَيْهِ الْغُسْلُ لِمَا يُسْتَقْبَلُ.

عبدالرحمٰن بن حرملہ سے روایت ہے کہ کسی نے سعید بن مسیب سے اس جنبی کے بارے میں پوچھا جس نے تیمم کیا تھا پھر پانی مل گیا' سعید نے فرمایا کہ جب پانی مل گیا تو آئندہ کے لئے غسل ضروری ہو گیا۔

قَالَ مَالِكٌ فِيْمَنِ احْتَلَمَ وَهُوَ فِيْ سَفَرٍ، وَلَا يَقْدِرُ مِنَ الْمَاءِ اِلَّا عَلٰى قَدْرِ الْوُضُوْءِ، وَهُوَ لَا يَعْطَشُ حَتّٰى يَاْتِيَ الْمَاءَ. قَالَ: يَغْسِلُ بِذٰلِكَ فَرْجَهُ، وَمَا اَصَابَهُ مِنْ ذٰلِكَ الْاَذٰى، ثُمَّ يَتَيَمَّمُ صَعِيْدًا طَيِّبًا كَمَا اَمَرَهُ اللّٰهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس کو سفر میں احتلام ہو جائے اور اس کے پاس صرف وضو کے لیے پانی ہو اور پانی ملنے تک اسے پیاس کا خدشہ نہ ہو تو فرمایا کہ وہ اپنی شرمگاہ کو دھوئے اور جہاں نجاست لگی ہو' پھر خدا کے حکم کے مطابق پاک مٹی سے تیمم کر لے۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ رَجُلٍ جُنُبٍ اَرَادَ اَنْ يَتَيَمَّمَ، فَلَمْ يَجِدْ تُرَابًا اِلَّا تُرَابَ سَبَخَةٍ، هَلْ يَتَيَمَّمُ بِالسِّبَاخِ، وَهَلْ تُكْرَهُ الصَّلٰوةُ فِي السِّبَاخِ؟ قَالَ مَالِكٌ: لَا بَاْسَ بِالصَّلٰوةِ فِي السِّبَاخِ، وَالتَّيَمُّمِ مِنْهَا، لِاَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَالَ ﴿فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا﴾ (المائدہ:۶) فَكُلُّ مَا كَانَ صَعِيْدًا، فَهُوَ يُتَيَمَّمُ بِهٖ سِبَاخًا كَانَ اَوْ غَيْرَهُ.

امام مالک سے اس جنبی کے بارے میں پوچھا گیا جس نے تیمم کا ارادہ کیا لیکن اسے مٹی نہ ملی مگر شور مٹی۔ کیا وہ شور مٹی سے تیمم کر لے اور کیا اس سے پڑھی ہوئی نماز مکروہ ہوگی؟ امام مالک نے فرمایا کہ شور مٹی کی نماز اور تیمم میں کوئی حرج نہیں ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے پاک مٹی سے تیمم کرنے کے لیے فرمایا ہے۔ پس جو مٹی بھی پاک ہو اس سے تیمم کیا جا سکتا ہے خواہ شور ہو یا دوسری۔

۲۶- بَابُ مَا يَحِلُّ لِلرَّجُلِ مِنِ امْرَاَتِهٖ وَهِيَ حَائِضٌ

حائضہ عورت کے ساتھ مرد کو کیا باتیں حلال ہیں؟

۴۹- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ، اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: مَا يَحِلُّ لِيْ مِنِ امْرَاَتِيْ وَهِيَ حَائِضٌ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لِتَشُدَّ عَلَيْهَا اِزَارَهَا، ثُمَّ شَاْنَكَ بِاَعْلَاهَا. سنن ابوداؤد (۲۱۲)

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ میرے لیے عورت سے کیا باتیں حلال ہیں جبکہ وہ حائضہ ہو؟ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی ازار مضبوطی سے باندھ دو اور اس کے اوپر جو چاہو کرو۔

۵۰- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ كَانَتْ مُضْطَجِعَةً مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ، وَاِنَّهَا قَدْ وَثَبَتْ وَثْبَةً شَدِيْدَةً، فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَا لَكِ؟ لَعَلَّكِ نَفِسْتِ يَعْنِي الْحَيْضَةَ، فَقَالَتْ: نَعَمْ. قَالَ

ربیعہ بن ابو عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک ہی کپڑے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ لیٹی ہوئی تھیں' اچانک وہ کود کر جلدی سے دور ہو گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا ہوا؟ کیا تمہیں حیض آ گیا؟ انہوں نے کہا: ہاں! فرمایا کہ اپنی ازار کو مضبوطی سے باندھ لو اور اپنی جگہ پر آ کر لیٹ جاؤ۔

شُدِّي عَلَى نَفْسِكِ إِزَارَكِ، ثُمَّ عُودِي إِلَى مَضْجَعِكِ. صحیح البخاری (۲۹۸) صحیح مسلم (٦٨١)

[٧٦] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَرْسَلَ إِلَى عَائِشَةَ يَسْأَلُهَا هَلْ يُبَاشِرُ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ؟ فَقَالَتْ لِتَشُدَّ إِزَارَهَا عَلَى أَسْفَلِهَا، ثُمَّ يُبَاشِرُهَا إِنْ شَاءَ.

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر نے کسی کے ذریعے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ کیا مرد اپنی حائضہ بیوی سے مباشرت کر سکتا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ عورت نیچے اپنی ازار مضبوطی سے باندھ لے پھر اگر چاہے تو اس سے مباشرت کرے۔

[٧٧] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللهِ، وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ سُئِلَا عَنِ الْحَائِضِ هَلْ يُصِيبُهَا زَوْجُهَا إِذَا رَأَتِ الطُّهْرَ قَبْلَ أَنْ تَغْتَسِلَ؟ فَقَالَا لَا، حَتَّى تَغْتَسِلَ.

سالم بن عبد اللہ اور سلیمان بن یسار سے حائضہ کے بارے میں پوچھا گیا: کیا خاوند جب اسے پاک دیکھے تو غسل سے پہلے صحبت کر سکتا ہے؟ دونوں نے فرمایا کہ نہ کرے یہاں تک کہ وہ غسل کر لے۔

٢٧- بَابُ طُهْرِ الْحَائِضِ

حائضہ کب پاک ہوتی ہے؟

[٧٨] أثر- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ أَبِي عَلْقَمَةَ، عَنْ أُمِّهِ مَوْلَاةِ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ النِّسَاءُ يَبْعَثْنَ إِلَى عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ بِالدِّرَجَةِ، فِيهَا الْكُرْسُفُ، فِيهِ الصُّفْرَةُ مِنْ دَمِ الْحَيْضَةِ يَسْأَلْنَهَا عَنِ الصَّلَاةِ، فَتَقُولُ لَهُنَّ لَا تَعْجَلْنَ حَتَّى تَرَيْنَ الْقَصَّةَ الْبَيْضَاءَ. تُرِيدُ بِذَلِكَ الطُّهْرَ مِنَ الْحَيْضَةِ.

مرجانہ سے روایت ہے جو ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کردہ لونڈی تھیں کہ عورتیں حضرت صدیقہ کی خدمت میں ڈبیہ کے اندر روئی رکھ کر بھیجتیں جس میں خونِ حیض کی زردی ہوتی۔ وہ نماز کے بارے میں دریافت کرتیں۔ یہ ان سے فرماتیں کہ جلدی نہ کرو جب تک سفید کپڑا نہ دیکھو۔ اس سے ان کی مراد ہوتی کہ حیض سے پاک ہو جاؤ۔

[٧٩] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَمَّتِهِ، عَنِ ابْنَةِ زَيْدِ ابْنِ ثَابِتٍ، أَنَّهُ بَلَغَهَا أَنَّ نِسَاءً كُنَّ يَدْعُونَ بِالْمَصَابِيحِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ يَنْظُرْنَ إِلَى الطُّهْرِ، فَكَانَتْ تَعِيبُ ذَلِكَ عَلَيْهِنَّ، وَتَقُولُ مَا كَانَ النِّسَاءُ يَصْنَعْنَ هَذَا.

حضرت زید بن ثابت کی صاحبزادی ام کلثوم کو یہ بات پہنچی کہ عورتیں آدھی رات کو پاکی دیکھنے کے لیے چراغ منگاتی ہیں۔ وہ ان کی اس حرکت کو عیب شمار کرتی اور فرماتی کہ قبل ازیں عورتیں ایسا نہیں کرتی تھیں۔

[٨٠] أثر- وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنِ الْحَائِضِ تَطْهُرُ فَلَا تَجِدُ مَاءً، هَلْ تَتَيَمَّمُ؟ قَالَ نَعَمْ، لِتَتَيَمَّمْ، فَإِنَّ مِثْلَهَا مِثْلُ الْجُنُبِ، إِذَا لَمْ يَجِدْ مَاءً تَيَمَّمَ.

امام مالک سے اس حائضہ کے بارے میں پوچھا گیا جو پاک ہو جائے لیکن پانی نہ ملے۔ آیا وہ تیمم کر لے؟ فرمایا: ہاں ضرور تیمم کرے کیونکہ وہ جنبی کے مانند ہے کہ جب وہ پانی نہیں پاتا تو تیمم کرتا ہے۔

٢٨- بَابُ جَامِعِ الْحَيْضَةِ

حیض کے متعلقات

حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَائِشَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَتْ فِي الْمَرْأَةِ الْحَامِلِ تَرَى الدَّمَ أَنَّهَا تَدَعُ الصَّلَاةَ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حاملہ عورت اگر خون دیکھے تو نماز چھوڑ دے۔

[۸۱]اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنِ الْمَرْأَةِ الْحَامِلِ تَرَى الدَّمَ. قَالَ تَكُفُّ عَنِ الصَّلٰوةِ.

امام مالک نے ابن شہاب سے حاملہ عورت کے خون دیکھنے کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ وہ نماز سے رکی رہے۔

قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ وَ ذٰلِكَ الْأَمْرُ عِنْدَنَا.

یحییٰ' امام مالک نے فرمایا کہ ہمارا یہی موقف ہے۔

۵۱- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ كُنْتُ أُرَجِّلُ رَأْسَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا حَائِضٌ.

صحیح البخاری(۲۹۵) صحیح مسلم(۶۸۵)

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک میں کنگھی کیا کرتی حالانکہ حائضہ تھی۔

۵۲- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، أَنَّهَا قَالَتْ سَأَلَتِ امْرَأَةٌ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ أَرَأَيْتَ إِحْدَانَا إِذَا أَصَابَ ثَوْبَهَا الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ كَيْفَ تَصْنَعُ فِيهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَصَابَ ثَوْبَ إِحْدَاكُنَّ الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ فَلْتَقْرُصْهُ، ثُمَّ لِتَنْضَحْهُ بِالْمَاءِ، ثُمَّ لِتُصَلِّ فِيهِ.

صحیح البخاری(۳۰۷) صحیح مسلم(۶۷۳-۶۷۴)

اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ جب کوئی عورت اپنے کپڑے میں حیض کا خون دیکھے تو اس میں کیا کرے؟ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی حیض کا خون دیکھے تو اسے مل ڈالے پھر اسے پانی سے دھو کر اس میں نماز پڑھ لے۔

۲۹- بَابٌ فِي الْمُسْتَحَاضَةِ

مستحاضہ کا بیان

۵۳- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهَا قَالَتْ قَالَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي لَا أَطْهُرُ، أَفَأَدَعُ الصَّلٰوةَ؟ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّمَا ذٰلِكَ عِرْقٌ وَلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ، فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَاتْرُكِي الصَّلٰوةَ، فَإِذَا ذَهَبَ قَدْرُهَا فَاغْسِلِي الدَّمَ عَنْكِ وَصَلِّي. صحیح البخاری(۳۰۶) صحیح مسلم(۷۵۱)

عروہ بن زبیر کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضرت فاطمہ بنت حبیش عرض گزار ہوئیں کہ یا رسول اللہ! میں کبھی پاک نہیں ہوتی تو کیا نماز چھوڑ دوں؟ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ یہ رگ کا خون ہے حیض کا نہیں ہے۔ جب تمہیں حیض آئے تو نماز چھوڑ دیا کرو اور جب اس کی مدت گزر جائے تو خون دھو کر نماز پڑھ لیا کرو۔ ف

ف: استحاضہ ایک رگ کا خون ہے جو بعض عورتوں کو جاری ہو جاتا ہے اس کا حکم حیض جیسا نہیں ہے۔ مستحاضہ کو ہر نماز کے لیے تازہ وضو کرنا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

۵۴- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّ امْرَأَةً كَانَتْ تُهَرَاقُ الدِّمَاءَ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَاسْتَفْتَتْ لَهَا أُمُّ سَلَمَةَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ لِتَنْظُرْ

ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ایک عورت کا خون جاری رہتا تھا تو حضرت ام سلمہ نے اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے پوچھا۔ آپ نے فرمایا کہ اس مرض سے پہلے مہینے میں جتنے دن اور رات

إِلَى عَدَدِ اللَّيَالِي وَالْأَيَّامِ الَّتِي كَانَتْ تَحِيضُهُنَّ مِنَ الشَّهْرِ قَبْلَ أَنْ يُصِيبَهَا الَّذِي أَصَابَهَا، فَلْتَتْرُكِ الصَّلٰوةَ قَدْرَ ذٰلِكَ مِنَ الشَّهْرِ، فَإِذَا خَلَّفَتْ ذٰلِكَ فَلْتَغْتَسِلْ، ثُمَّ لِتَسْتَثْفِرْ بِثَوْبٍ، ثُمَّ لِتُصَلِّيْ.

سنن ابوداؤد (۲۷٤) سنن نسائی (۳۵۲)

حیض آیا کرتا تھا انہیں گن لو اور ہر مہینے میں ان کے مطابق نماز چھوڑ دو۔ جب وہ مدت گزر جائے تو غسل کرنا چاہیے اور شرمگاہ پر کپڑا باندھ کر نماز پڑھنی چاہیے۔

[۸۲] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ، أَنَّهَا رَأَتْ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ الَّتِي كَانَتْ تَحْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، وَكَانَتْ تُسْتَحَاضُ، فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ وَتُصَلِّي.

زینب بنت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت زینب بنت جحش کو دیکھا جو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے نکاح میں تھیں کہ انہیں استحاضہ کی شکایت تھی تو وہ غسل کر کے نماز پڑھا کرتی تھیں۔ ف

ف: یہ اس سند میں کسی راوی سے سہو ہو گیا کہ حضرت زینب بنت جحش کسی وقت حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے نکاح میں نہیں رہی تھیں' ان کا نکاح تو حضرت زید بن حارثہ سے ہوا تھا اور پھر نبی کریم ﷺ سے اللہ تعالیٰ نے ان کا نکاح کر دیا تھا۔ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف کے نکاح میں حضرت زینب کی بہن حضرت ام حبیبہ بنت جحش رہی تھیں۔ واللہ اعلم بالصواب

[۸۳] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُمَيٍّ، مَوْلَى أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّ الْقَعْقَاعَ بْنَ حَكِيمٍ، وَزَيْدَ بْنَ أَسْلَمَ، أَرْسَلَاهُ إِلَى سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ يَسْأَلُهُ كَيْفَ تَغْتَسِلُ الْمُسْتَحَاضَةُ، فَقَالَ تَغْتَسِلُ مِنْ طُهْرٍ إِلَى طُهْرٍ، وَتَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلٰوةٍ، فَإِنْ غَلَبَهَا الدَّمُ اسْتَثْفَرَتْ.

قعقاع بن حکیم اور زید بن اسلم نے سُمَی کو سعید بن مسیب کے پاس بھیجا کہ ان سے مستحاضہ کے غسل کے بارے میں پوچھے۔ انہوں نے فرمایا کہ پاکی سے پاکی تک غسل کرے اور ہر نماز کے لیے وضو کرے اور خون اگر زیادہ آئے تو شرمگاہ پر کپڑا باندھ لے۔

[۸٤] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ قَالَ لَيْسَ عَلَى الْمُسْتَحَاضَةِ إِلَّا أَنْ تَغْتَسِلَ غُسْلًا وَاحِدًا، ثُمَّ تَتَوَضَّأُ بَعْدَ ذٰلِكَ لِكُلِّ صَلٰوةٍ.

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ عروہ بن زبیر نے فرمایا کہ مستحاضہ پر صرف ایک دفعہ غسل کرنا ضروری ہے پھر اس کے بعد ہر نماز کے لیے وضو کیا کرے۔

قَالَ يَحْيَى قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنَّ الْمُسْتَحَاضَةَ إِذَا صَلَّتْ أَنَّ لِزَوْجِهَا أَنْ يُصِيبَهَا، وَكَذٰلِكَ النُّفَسَاءُ إِذَا بَلَغَتْ أَقْصَى مَا يُمْسِكُ النِّسَاءَ الدَّمُ، فَإِنْ رَأَتِ الدَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ، فَإِنَّهُ يُصِيبُهَا زَوْجُهَا، وَإِنَّمَا هِيَ بِمَنْزِلَةِ الْمُسْتَحَاضَةِ.

یحییٰ' امام مالک نے فرمایا کہ ہمارا موقف یہ ہے کہ مستحاضہ جب نماز پڑھ سکتی ہے تو خاوند کا اس سے جماع کرنا بھی جائز ہے اور اسی طرح نفاس والی جب اس مدت کو پہنچ جائے کہ عورتوں کا خون بند ہو جاتا ہے تو اگر اس کے بعد بھی خون دیکھے تب بھی خاوند اس سے جماع کر سکتا ہے کیونکہ اب وہ مستحاضہ کی طرح ہے۔

قَالَ يَحْيَى قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي الْمُسْتَحَاضَةِ عَلَى حَدِيثِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ،

یحییٰ' امام مالک نے فرمایا کہ مستحاضہ کے بارے میں ہمارا موقف اس حدیث کے مطابق ہے جو ہشام نے عروہ سے روایت

وَهُوَ اَحَبُّ مَا سَمِعْتُ اِلَيَّ فِيْ ذٰلِكَ.

کی ہے اور اس بارے میں جو میں نے سنا یہ مجھے سب سے زیادہ پسند ہے۔

۳۰- بَابُ مَا جَآءَ فِيْ بَوْلِ الصَّبِيِّ

ننھے بچے کے پیشاب کا حکم

۵۵- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، اَنَّهَا قَالَتْ اُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِصَبِيٍّ، فَبَالَ عَلٰى ثَوْبِهٖ، فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَآءٍ فَاَتْبَعَهٗ اِيَّاهُ.

صحیح البخاری (۲۲۲) صحیح مسلم (۶۶۰۔ ۵۵۸۴)

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک بچہ لایا گیا تو اس نے آپ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے پانی منگوا کر اس پر ڈال دیا۔

۵۶- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ، عَنْ اُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ، اَنَّهَا اَتَتْ بِابْنٍ لَهَا صَغِيْرٍ لَمْ يَاْكُلِ الطَّعَامَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَاَجْلَسَهٗ فِيْ حَجْرِهٖ، فَبَالَ عَلٰى ثَوْبِهٖ، فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَآءٍ فَنَضَحَهٗ، وَلَمْ يَغْسِلْهُ.

صحیح البخاری (۲۲۳) صحیح مسلم (۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵)

عبید اللہ بن عتبہ بن مسعود سے روایت ہے کہ حضرت ام قیس بنت محصن اپنے چھوٹے بچے کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ نے اسے گود میں بٹھا لیا۔ پس اس نے آپ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے پانی منگوا کر اس پر ڈال دیا اور کپڑے کو نہ دھویا۔ ف

ف: لڑکی ہو یا لڑکا جب تک کھانا کھانے کی عمر کو نہ پہنچیں تب بھی دونوں کا پیشاب ناپاک اور نجس ہے۔ اگر کپڑے پر پیشاب کر دیں تو اتنا پانی بہایا جائے کہ پاک ہونے کا یقین ہو جائے ورنہ کپڑے کو دھو لینا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو پاکیزگی بہت پسند ہے۔ بچی اور بچے کے پیشاب میں بعض حضرات نے جو تفریق کی اور ان کے پیشاب کی نجاست کے بارے میں امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح معانی الآثار میں خوب داد تحقیق دی ہے۔ فمن شاء فلیرجع الیہ

۳۱- بَابُ مَا جَآءَ فِي الْبَوْلِ قَآئِمًا وَّغَيْرِهٖ

کھڑے ہو کر پیشاب کرنا

۵۷- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، اَنَّهٗ قَالَ دَخَلَ اَعْرَابِيٌّ الْمَسْجِدَ فَكَشَفَ عَنْ فَرْجِهٖ لِيَبُوْلَ، فَصَاحَ النَّاسُ بِهٖ حَتّٰى عَلَا الصَّوْتُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اُتْرُكُوْهُ. فَتَرَكُوْهُ، فَبَالَ، ثُمَّ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِذَنُوْبٍ مِّنْ مَّآءٍ، فَصُبَّ عَلٰى ذٰلِكَ الْمَكَانِ. صحیح البخاری (۲۲۱) صحیح مسلم (۶۵۸)

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ ایک اعرابی مسجد میں داخل ہوا اور پیشاب کرنے کے لیے اس نے اپنی شرمگاہ کے آگے سے کپڑا ہٹایا۔ لوگ اس پر چلائے یہاں تک کہ شور مچ گیا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسے نہ روکو۔ پس لوگوں نے نہ روکا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ایک ڈول پانی کا حکم دیا اور وہ اس جگہ پر ڈال دیا گیا۔

[۸۵] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، اَنَّهٗ قَالَ رَاَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَبُوْلُ قَآئِمًا.

عبد اللہ بن دینار کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو کھڑے ہو کر پیشاب کرتے دیکھا۔

قَالَ يَحْيٰى وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ غَسْلِ الْفَرْجِ مِنَ الْبَوْلِ وَالْغَائِطِ، هَلْ جَآءَ فِيْهِ اَثَرٌ؟ فَقَالَ بَلَغَنِيْ اَنَّ

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک سے پیشاب اور پاخانے کے بعد شرمگاہ دھونے کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا اس کے متعلق

بَعْضَ مَنْ مَضٰى كَانُوْا يَتَوَضَّؤُوْنَ مِنَ الْغَائِطِ، وَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اَغْسِلَ الْفَرْجَ مِنَ الْبَوْلِ.

کوئی حدیث ہے؟ فرمایا: مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ اسلاف پاخانے کے بعد دھویا کرتے تھے اور مجھے پیشاب کے بعد بھی شرمگاہ کو دھونا پسند ہے۔ف

ف: متعدد صحابۂ کرام کے متعلق روایتیں موجود ہیں کہ انہوں نے کھڑے ہوکر پیشاب کیا لیکن یہ ابتدائی ایام کی بات ہے اور علمائے کرام کے نزدیک ایسی تمام روایتیں حدیث عائشہ صدیقہ سے منسوخ ہیں۔ بعد میں تمام صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا یہی معمول رہا کیونکہ یہی طریق ادب ہے، اسی میں حیاء کا پہلو زیادہ ہے اور تقویٰ وطہارت سے یہی زیادہ اقرب ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

۳۲- بَابُ مَا جَآءَ فِی السِّوَاکِ

مسواک کے بارے میں

۵۸- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ ابْنِ السَّبَّاقِ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِیْ جُمُعَةٍ مِنَ الْجُمَعِ: یَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِیْنَ! اِنَّ هٰذَا یَوْمٌ جَعَلَهُ اللّٰهُ عِیْدًا فَاغْتَسِلُوْا، وَمَنْ كَانَ عِنْدَهٗ طِیْبٌ فَلَا یَضُرُّهٗ اَنْ یَّمَسَّ مِنْهُ، وَعَلَیْكُمْ بِالسِّوَاكِ. سنن ابن ماجہ (۱۰۹۸)

ابن شہاب نے ابن السباق سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ جمع ہونے کا دن ہے' اے مسلمانو! اس دن کو اللہ تعالیٰ نے عید بنایا ہے' پس غسل کیا کرو اور جس کے پاس خوشبو ہو تو اسے خوشبو لگانا نقصان نہ دے گا اور مسواک ضرور کیا کرو۔

۵۹- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ اَبِی الزِّنَادِ، عَنِ الْاَعْرَجِ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَوْ لَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ.
صحیح البخاری (۸۸۷) صحیح مسلم (۵۸۸)

اعرج نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر امت کا تکلیف میں مبتلا ہونا مجھ پر گراں نہ گزرتا تو میں ان کے لیے مسواک کو ضروری ٹھہرا دیتا۔

[۸۶] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَیْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، اَنَّهٗ قَالَ لَوْ لَا اَنْ یَّشُقَّ عَلٰی اُمَّتِهٖ لَاَمَرَهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ وُضُوْءٍ.

حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر حضور کو اپنی امت کی مشقت کا خیال نہ ہوتا تو آپ انہیں ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم فرماتے۔ف

ف: ان دونوں روایتوں میں مسواک کا ذکر لفظ امر کے ساتھ ہے۔ روایت ۱۱۵ کا مطلب ہے کہ اگر امت پر تنگی نہ ہوتی تو میں ہر وضو کے ساتھ انہیں مسواک کا حکم دیتا۔ صحیحین کی روایت میں ہے "مع کل صلوۃ" یعنی ہر نماز کے ساتھ۔ بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ "لو لا ان اشق علی امتی لفرضت علیهم السواک مع الوضوء" یعنی اگر میری امت پر گراں نہ گزرتا تو میں ہر وضو کے ساتھ ان پر مسواک فرض کر دیتا۔ معلوم ہوا کہ یہ امر نبی کریم ﷺ کی مرضی پر موقوف تھا کہ چاہتے تو اپنی امت پر ہر وضو یا ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنا فرض فرما دیتے' لیکن اس شفیق آقا کے قربان جس نے امت کی تنگی کو مد نظر رکھا۔ بعض حضرات جو یہ کہتے ہوئے نہیں تھکتے کہ نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کے فرض یا حرام ٹھہرانے کا قطعاً اختیار نہیں دیا' انہیں ایسی روایتوں کی روشنی میں اپنے گریبانوں کے اندر جھانکنا چاہیے کہ وہ رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے میں کس حد تک مخلص ہیں جبکہ جس کے غلام ہونے کا دعویٰ کرتے اور محشر کی تپتی ہوئی زمین پر جس کی شفاعت کا آسرا رکھتے ہیں' اسی کے خداداد اختیارات کو گھٹانے [illegible]

انہیں امت محمدیہ کے زمرے میں شمار فرمائے گا؟ کیا وہ یقین رکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ضرور ان کی شفاعت فرمائیں گے یا "سحقا سحقا" ایسے ہی لوگوں سے فرمایا جائے گا؟

قریب ہے یار روز محشر، چھپے گا کشتوں کا خون کیوں کر
جو چپ رہے گی زبان خنجر، لہو پکارے گا آستین کا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

۳- كِتَابُ الصَّلٰوةِ

نماز کا بیان

۱- بَابُ مَا جَآءَ فِي النِّدَآءِ لِلصَّلٰوةِ

نماز کی اذان کے بارے میں

٦٠- حَدَّثَنِیْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، أَنَّهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ أَرَادَ أَنْ يَتَّخِذَ خَشَبَتَيْنِ يُضْرَبُ بِهِمَا لِيَجْتَمِعَ النَّاسُ لِلصَّلٰوةِ، فَأُرِيَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيُّ، ثُمَّ مِنْ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ خَشَبَتَيْنِ فِي النَّوْمِ، فَقَالَ إِنَّ هَاتَيْنِ لَنَحْوٌ مِمَّا يُرِيْدُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. فَقِيْلَ أَلَا تُؤَذِّنُوْنَ لِلصَّلٰوةِ. فَأَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ لَهُ ذٰلِكَ، فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْأَذَانِ.

سنن ابوداؤد (٤٩٩) سنن ترمذی (١٨٩) سنن ابن ماجہ (٧٠٦)

یحییٰ بن سعید کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارادہ کیا کہ دو لکڑیاں لے کر انہیں مارا جائے تاکہ لوگ نماز کے لیے جمع ہو جایا کریں۔ پس حضرت عبداللہ بن زید انصاری کو جو بنی حارث بن خزرج سے تھے خواب میں دو لکڑیاں دکھائی گئیں اور کہا کہ یہ اس طرح کی ہیں جن کا رسول اللہ ﷺ ارادہ فرما رہے ہیں' پھر کہا گیا: تم نماز کے لیے اذان کیوں نہیں کہتے' یہ بیدار ہونے پر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور اس بات کا ذکر کیا' پس رسول اللہ ﷺ نے اذان دینے کا حکم فرمایا۔

٦١- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَآءَ، فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُ. صحیح البخاری (٦١١) صحیح مسلم (٨٤٦)

عطاء بن یزید لیثی نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم اذان سنو تو وہی کہو جو مؤذن کہتا ہے۔ ف

ف: مؤذن کے کلمات کو سننے والا بھی اس کے جواب میں وہی کہتا جائے۔ "حی علی الصلوۃ" اور "حی علی الفلاح" کے جواب میں "لاحول ولا قوۃ الا باللہ" کہنا چاہیے اور "الصلوۃ خیر من النوم" کے جواب میں "صدقت و بررت" کہنا چاہیے۔ حدیث میں اذان کے جواب پر دخول جنت کا وعدہ ہے لیکن حقیقی جواب نماز میں حاضر ہونا ہے اور زبان سے جواب دینا مستحب ہے۔ اقامت کا جواب بھی اذان کی طرح دے لیکن "قد قامت الصلوۃ" کے جواب میں "اقامها اللہ وادامها" کہنا چاہیے۔ اذان سننے کے بعد "اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ والصلوۃ القائمۃ ات محمد الوسیلۃ والفضیلۃ وابعثہ مقاما محمودا الذی وعدتہ وارزقنا شفاعتہ یوم القیمۃ"۔ جو یہ کہا کرے تو نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ اس کے لیے قیامت کے روز میری شفاعت حلال ہوگی۔ اللھم ارزقنا شفاعتہ یوم القیمۃ۔

صحیح مسلم میں آیا ہے کہ جو اذان سن کر یہ کلمات کہے: "اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدا عبدہ ورسولہ رضیت باللہ ربا و بمحمد رسولا و بالاسلام دینا" تو اس کے تمام گناہ معاف فرما دیئے جاتے ہیں یعنی صغائر کیونکہ

کبیرہ گناہ توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے۔ بعض احادیث میں آیا ہے کہ اذان میں ''اشھد ان محمدا رسول اللہ'' سن کر ہاتھ کے دونوں انگوٹھوں اور شہادت کی انگلیوں کو چوم کر دونوں مرتبہ آنکھوں سے لگائے اور ساتھ ہی پہلی شہادت کے جواب میں ''صلی اللہ علیک یا رسول اللہ'' اور دوسری شہادت کے وقت ''اللھم متعنی بالسمع والبصر'' کہے تو بفضلہ تعالیٰ وہ کبھی اندھا نہ ہوگا اور نبی کریم ﷺ اسے قیامت کی صفوں میں تلاش فرمائیں گے۔ ہم گنہگاروں بے سہاروں کو اور کیا چاہیے۔ ایسی جملہ روایات کا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک رفع ثابت ہے اگر بوجہ استحباب کوئی اس فعل کا تارک ہو تو گنہگار نہیں لیکن ایسے فعل سے محروم رہا جو بڑا بابرکت اور سرورِ قلب و جان نیز باعث ازدیادِ نورِ ایمان ہے کہ انگوٹھے چوم کر سر آنکھوں سے لگائے تو کس ہستی کا نام سن کر جن کی خاکِ پا کے لیے نوری مخلوق بھی ترستی اور ہر وقت ان پر صلوٰۃ و سلام کے پھول نچھاور کرتی رہتی ہے۔ اگر کوئی اس ایمان افروز شیطنت سوز فعل کو ناجائز بتاتا اور اسے روکنے پر ایڑی چوٹی کا زور لگاتا پھرتا ہے تو اس مرحلے پر ضرور یہ غور کرتا ہوگا کہ اس کی اس ساری کوشش کی تہہ میں کونسا جذبہ کار فرما ہے؟ ایک صاحبِ ایمان نے ''ورفعنا لک ذکرک'' کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا، کانوں سے سنا اور فرطِ عقیدت میں رحمتِ دو عالم ﷺ کی تعظیم بجالایا کہ نورِ ایمان اور جلا پائے، اس کے دین و ایمان کی کھیتی بہاروں سے ہمکنار ہو جائے' اس راحتِ قلب و جگر کا نام نامی و اسمِ گرامی سن کر چوما اور سر آنکھوں سے لگایا' محبوب پروردگار سے تعلقِ خاطر کا ایمان افروز منظر سب کو دکھایا اور عملاً دوسروں کو اس پر اکسایا، بھولا ہوا سبق یاد دلایا کہ صاحبِ کوثر و تسنیم کی تعظیم و محبت کا ایک اور ٹھنڈا میٹھا جام پلایا۔ ہائے افسوس کہ منکر کو یہ ایمان افروز شیطنت سوز منظر پسند نہ آیا۔ ایسے تمام حضرات کو ٹھنڈے دل سے اپنی متاعِ ایمان کا جائزہ لینا چاہیے کہ کہیں جوشِ تعصب میں اسے گنوا تو نہیں بیٹھے' اگر خدانخواستہ یہی متاعِ عزیز ضائع کر دی تو اس جہانِ فانی سے عالمِ جاودانی کی طرف اور کیا چیز ساتھ جائے گی؟ اس کے سوا اور کون سی چیز ہے جو میدانِ قیامت میں کام آئے گی؟ دوستو! ایمان سلامت ہے تو سب کچھ پلّے ہے اور یہ نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر مدعیِ اسلام کو سچی ہدایت نصیب فرمائے کہ وہ دنیا سے اپنا ایمان سلامت لے کر جائے اور ہم سب کا خاتمہ بالخیر فرمائے۔ آمین

٦٢- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ، ثُمَّ لَمْ يَجِدُوا إِلَّا أَنْ يَسْتَهِمُوا عَلَيْهِ، لَاسْتَهَمُوا، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي التَّهْجِيرِ، لَاسْتَبَقُوا إِلَيْهِ، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ، لَأَتَوْهُمَا، وَلَوْ حَبْوًا.

صحیح البخاری (٦١٥) صحیح مسلم (٩٨٠)

ابو صالح السمان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ اذان اور پہلی صف میں کیا ہے تو قرعہ اندازی کے بغیر انہیں حاصل نہ کر سکتے اور ضرور قرعہ اندازی کرتے اور اگر اول وقت نماز پڑھنے کے متعلق معلوم ہوتا تو ضرور جلدی کرتے اور اگر عشاء اور فجر کی نماز کے متعلق علم ہوتا تو گھٹنوں کے بل گھسٹتے ہوئے پہنچتے۔

٦٣- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَعْقُوبَ، عَنْ أَبِيهِ، وَإِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ أَنَّهُمَا سَمِعَا أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلَاةِ فَلَا تَأْتُوهَا وَأَنْتُمْ تَسْعَوْنَ وَأْتُوهَا وَعَلَيْكُمُ السَّكِينَةُ فَمَا أَدْرَكْتُمْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب نماز کے لیے بلایا جائے تو دوڑ کر نہ آؤ بلکہ اطمینان سے آیا کرو۔ پس جتنی نماز مل جائے اسے پڑھ لو اور جتنی رہ جائے اسے پوری کر لو کیونکہ تم اس وقت بھی نماز میں ہو جب کہ نماز کا قصد کر رہے ہوتے ہو۔ ف

فَصَلُّوا ، وَمَا فَاتَكُمْ فَاَتِمُّوا ، فَاِنَّ اَحَدَكُمْ فِي صَلوةٍ مَا كَانَ يَعْمِدُ اِلَى الصَّلوةِ.

صحیح البخاری (٦٣٦) صحیح مسلم (١٣٥٨)

ف: نبی کریم ﷺ کے صدقے میں خدائے ذوالمنن کا یہ بھی امت محمدیہ پر کرم ہوا کہ نماز کے ارادے سے آنے والے کو بھی وہی ثواب ملتا ہے جیسے وہ نماز پڑھ رہا ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ محبوب پروردگار کے ساتھ زیادہ سے زیادہ وابستگی پیدا کر کے خود کو انعاماتِ الٰہیہ کا مستحق بنانے میں کوشاں رہیں۔ دارین کی ساری بہار اس محبوب کے قدموں سے وابستہ رہنے میں ہے:

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دین ہمہ اوست
اگر باؤ نرسیدی تمام بولہبی ست

٦٤- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي صَعْصَعَةَ الْاَنْصَارِيِّ ثُمَّ الْمَازِنِيِّ ، عَنْ اَبِيهِ ، اَنَّهُ اَخْبَرَهُ اَنَّ اَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ لَهُ اِنِّي اَرَاكَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَالْبَادِيَةَ ، فَاِذَا كُنْتَ فِي غَنَمِكَ اَوْ بَادِيَتِكَ ، فَاَذَّنْتَ بِالصَّلوةِ ، فَارْفَعْ صَوْتَكَ بِالنِّدَاءِ ، فَاِنَّهُ لَا يَسْمَعُ مَدَى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ ، وَلَا اِنْسٌ ، وَلَا شَيْءٌ اِلَّا شَهِدَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ اَبُو سَعِيدٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ.

صحیح البخاری (٦٠٩)

عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابوصعصعہ انصاری سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ تمہیں بکریوں اور جنگل سے بہت پیار ہے۔ جب تم اپنی بکریوں یا جنگل میں ہو اور نماز کے لیے اذان کہو تو اذان خوب بلند آواز سے کہنا کیونکہ نہیں سنتے مؤذن کی آواز کو جن، انسان اور دوسری چیزیں مگر قیامت کے روز اس بات کی گواہی دیں گے۔ حضرت ابو سعید نے فرمایا کہ میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔

٦٥- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ اَبِي الزِّنَادِ ، عَنِ الْاَعْرَجِ ، عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا نُودِيَ لِلصَّلوةِ اَدْبَرَ الشَّيْطَانُ لَهُ ضُرَاطٌ ، حَتّٰى لَا يَسْمَعَ النِّدَاءَ ، فَاِذَا قُضِيَ النِّدَاءُ اَقْبَلَ ، حَتّٰى اِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلوةِ اَدْبَرَ ، حَتّٰى اِذَا قُضِيَ التَّثْوِيبُ اَقْبَلَ ، حَتّٰى يَخْطِرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ ، يَقُولُ اُذْكُرْ كَذَا اُذْكُرْ كَذَا لِمَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ ، حَتّٰى يَظَلَّ الرَّجُلُ اِنْ يَدْرِي كَمْ صَلّٰى. صحیح البخاری (٦٠٨) صحیح مسلم (٨٥٧)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب نماز کی اذان کہی جاتی ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتا ہے اور اس کی ہوا خارج ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ اذان کی آواز اسے سنائی نہیں دیتی۔ جب اذان پوری ہو جائے تو لوٹ آتا ہے جبکہ نماز کی تکبیر کہی جاتی ہے تو پھر پیٹھ دکھا کر بھاگتا ہے اور تکبیر پوری ہونے پر آ دھمکتا ہے یہاں تک کہ نمازی آدمی کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے کہ فلاں فلاں بات تو یاد کر حالانکہ وہ باتیں اس کے ذہن میں نہیں ہوتیں۔ اس آدمی کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ یہ بھی یاد نہیں رہتا کہ کتنی نماز پڑھی ہے۔

[٨٧] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ اَبِي حَازِمِ بْنِ دِينَارٍ ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ ، اَنَّهُ قَالَ سَاعَتَانِ يُفْتَحُ لَهُمَا اَبْوَابُ السَّمَاءِ ، وَقَلَّ دَاعٍ تُرَدُّ عَلَيْهِ دَعْوَتُهُ

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ دو ساعتیں ایسی ہیں جن میں آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ دعا کرنے والے کی دعا قبول

حَضْرَةُ النِّدَاءِ لِلصَّلٰوةِ، وَالصَّفُّ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ.

نہ ہو۔ ایک اذان کے وقت اور دوسرے راہ خدا میں صف آرا ہوتے وقت۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنِ النِّدَاءِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، هَلْ يَكُوْنُ قَبْلَ أَنْ يَحِلَّ الْوَقْتُ؟ فَقَالَ لَا يَكُوْنُ إِلَّا بَعْدَ أَنْ تَزُوْلَ الشَّمْسُ.

امام مالک سے جمعہ کی اذان کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا وقت سے پہلے درست ہے؟ فرمایا: یہ نہ ہو مگر سورج ڈھلنے کے بعد۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ تَثْنِيَةِ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ، وَمَتٰى يَجِبُ الْقِيَامُ عَلَى النَّاسِ حِيْنَ تُقَامُ الصَّلٰوةُ؟ فَقَالَ لَمْ يَبْلُغْنِيْ فِي النِّدَاءِ وَالْإِقَامَةِ إِلَّا مَا أَدْرَكْتُ النَّاسَ عَلَيْهِ. فَأَمَّا الْإِقَامَةُ فَإِنَّهَا لَا تُثَنّٰى، وَذٰلِكَ الَّذِيْ لَمْ يَزَلْ عَلَيْهِ أَهْلُ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا. وَأَمَّا قِيَامُ النَّاسِ حِيْنَ تُقَامُ الصَّلٰوةُ، فَإِنِّيْ لَمْ أَسْمَعْ فِيْ ذٰلِكَ بِحَدٍّ يُقَامُ لَهُ، إِلَّا أَنِّيْ أَرٰى ذٰلِكَ عَلٰى قَدْرِ طَاقَةِ النَّاسِ، فَإِنَّ مِنْهُمُ الثَّقِيْلَ وَالْخَفِيْفَ، وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ أَنْ يَكُوْنُوْا كَرَجُلٍ وَاحِدٍ.

امام الملک سے اذان اور اقامت کے دو دو بار کہنے کے متعلق پوچھا گیا اور یہ کہ لوگوں پر نماز کے لیے کب قیام واجب ہوتا ہے؟ فرمایا کہ اذان اور اقامت کے بارے میں کوئی اور بات مجھ تک نہیں پہنچی مگر یہی جس پر میں نے لوگوں کو پایا۔ اقامت دو دفعہ نہیں کہی جاتی اور ہمارے شہر کے اہل علم ہمیشہ سے اسی طریقے پر ہیں' رہا نماز شروع ہونے کے وقت لوگوں کا کھڑا ہونا تو میں نے اس بارے میں کھڑے ہونے کی کوئی حد نہیں سنی' ہاں میری رائے میں یہ لوگوں کی طاقت پر منحصر ہے اور لوگوں میں طاقتور اور کمزور سب طرح کے ہوتے ہیں اور سارے ایک آدمی کی طرح کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ قَوْمٍ حُضُوْرٍ أَرَادُوْا أَنْ يَجْمَعُوا الْمَكْتُوْبَةَ، فَأَرَادُوْا أَنْ يُقِيْمُوْا وَلَا يُؤَذِّنُوْا. قَالَ مَالِكٌ ذٰلِكَ مُجْزِئٌ عَنْهُمْ. وَإِنَّمَا يَجِبُ النِّدَاءُ فِيْ مَسَاجِدِ الْجَمَاعَاتِ الَّتِيْ تُجْمَعُ فِيْهَا الصَّلٰوةُ.

امام مالک سے ان لوگوں کے متعلق پوچھا گیا جو فرض نماز پڑھنے کے لیے (کسی جگہ) جمع ہو جائیں پس وہ تکبیر کہیں اور اذان نہ کہیں؟ امام مالک نے فرمایا کہ یہ ان کے لیے کافی ہے اور اذان ان مساجد میں واجب ہے جہاں جماعت سے نماز ہوتی ہے۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ تَسْلِيْمِ الْمُؤَذِّنِ عَلَى الْإِمَامِ وَدُعَائِهِ إِيَّاهُ لِلصَّلٰوةِ، وَمَنْ أَوَّلُ مَنْ سُلِّمَ عَلَيْهِ، فَقَالَ لَمْ يَبْلُغْنِيْ أَنَّ التَّسْلِيْمَ كَانَ فِي الزَّمَانِ الْأَوَّلِ.

اور امام مالک سے مؤذن کے امام کو سلام کرنے اور اسے نماز کے لیے بلانے کے متعلق پوچھا گیا اور سب سے پہلا شخص کون ہے جس نے اسے سلام کیا۔ امام مالک نے فرمایا کہ مجھ تک یہ بات نہیں پہنچی کہ پہلے زمانے میں کوئی سلام کرتا ہو۔

قَالَ يَحْيٰى وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ مُؤَذِّنٍ أَذَّنَ لِقَوْمٍ، ثُمَّ انْتَظَرَ هَلْ يَأْتِيْهِ أَحَدٌ، فَلَمْ يَأْتِهِ أَحَدٌ فَأَقَامَ الصَّلٰوةَ وَصَلّٰى وَحْدَهُ، ثُمَّ جَاءَ النَّاسُ بَعْدَ أَنْ فَرَغَ، أَيُعِيْدُ الصَّلٰوةَ مَعَهُمْ؟ قَالَ لَا يُعِيْدُ الصَّلٰوةَ، وَمَنْ جَاءَ بَعْدَ انْصِرَافِهِ فَلْيُصَلِّ لِنَفْسِهِ وَحْدَهُ.

یحیٰی کا بیان ہے کہ امام مالک سے اس مؤذن کے بارے میں پوچھا گیا جس نے اذان کہی پھر لوگوں کا انتظار کیا لیکن ایک آدمی بھی نہ آیا۔ آخر کار اس نے اکیلے نماز پڑھ لی' جب وہ فارغ ہوا تو کچھ لوگ آ گئے' کیا وہ ان کے ساتھ دوبارہ نماز پڑھے؟ فرمایا کہ یہ دوبارہ نماز نہ پڑھے اور جو اس کے فارغ ہونے کے بعد آیا ہے وہ اکیلا نماز پڑھے۔

قَالَ يَحْيٰى وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ مُؤَذِّنٍ اَذَّنَ لِقَوْمٍ ثُمَّ تَنَفَّلَ ، فَاَرَادُوْا اَنْ يُّصَلُّوْا بِاِقَامَةِ غَيْرِهٖ ، فَقَالَ لَا بَاْسَ بِذٰلِكَ اِقَامَتُهٗ وَاِقَامَةُ غَيْرِهٖ سَوَاءٌ۔

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک سے مؤذن کے متعلق دریافت کیا گیا جس نے اذان کہی اور نفل پڑھنے لگا' پس لوگوں نے ارادہ کیا کہ دوسرے کی تکبیر کے ساتھ نماز قائم کر لیں۔ فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہی اقامت کہے یا اس کے سوا کوئی دوسرا کہے۔

قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ ، لَمْ تَزَلِ الصُّبْحُ يُنَادٰى لَهَا قَبْلَ الْفَجْرِ . فَاَمَّا غَيْرُهَا مِنَ الصَّلَوَاتِ فَاِنَّا لَمْ نَرَهَا يُنَادٰى لَهَا اِلَّا بَعْدَ اَنْ يَحِلَّ وَقْتُهَا.

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک نے فرمایا کہ نماز فجر کے لیے ہمیشہ سے فجر سے پہلے اذان کہی جاتی ہے لیکن اس کے علاوہ دوسری نمازوں کے متعلق ہم نے نہیں دیکھا مگر اذان اسی وقت کہی جاتی ہے جب جائز وقت ہو جاتا ہے۔

[۸۸] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ الْمُؤَذِّنَ جَاءَ اِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يُؤْذِنُهٗ لِصَلٰوةِ الصُّبْحِ ، فَوَجَدَهٗ نَائِمًا ، فَقَالَ الصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ ، فَاَمَرَهٗ عُمَرُ اَنْ يَّجْعَلَهَا فِيْ نِدَاءِ الصُّبْحِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ مؤذن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں سوئے ہوئے پایا' پس اس نے کہا کہ نماز نیند سے بہتر ہے۔ پس حضرت عمر نے حکم دیا کہ اسے صبح کی اذان میں شامل کر لو۔

وَحَدَّثَنِيْ يَحْيٰى ، عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ عَمِّهٖ اَبِيْ سُهَيْلِ بْنِ مَالِكٍ ، عَنْ اَبِيْهِ ، اَنَّهٗ قَالَ مَا اَعْرِفُ شَيْئًا مِمَّا اَدْرَكْتُ عَلَيْهِ النَّاسَ اِلَّا النِّدَاءَ بِالصَّلٰوةِ.

حضرت مالک بن ابو عامر اصبحی نے فرمایا کہ اب میں کوئی چیز ایسی نہیں دیکھتا جو سابقہ حضرات کے مطابق ہو ماسوائے نماز کی اذان کے۔ ف

ف: اس اثر کو دار قطنی نے بھی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مسنداً روایت کیا ہے۔ لیکن حق یہ ہے کہ " الصلوۃ خیر من النوم " کے الفاظ نماز فجر میں عہد نبوی کے اندر بھی کہے جاتے تھے۔ (ابن ماجہ) واللہ تعالیٰ اعلم

[۸۹] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ نَافِعٍ ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ سَمِعَ الْاِقَامَةَ وَهُوَ بِالْبَقِيْعِ ، فَاَسْرَعَ الْمَشْيَ اِلَى الْمَسْجِدِ.

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے اقامت سنی جبکہ وہ بقیع میں تھے تو مسجد کی طرف تیزی سے چلنے لگے۔

۲- بَابُ النِّدَاءِ فِي السَّفَرِ وَعَلٰى غَيْرِ وُضُوْءٍ

سفر میں بغیر وضو اذان کہنے کا بیان

٦٦- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى ، عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ نَافِعٍ ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اَذَّنَ بِالصَّلٰوةِ فِيْ لَيْلَةٍ ذَاتِ بَرْدٍ وَرِيْحٍ ، فَقَالَ اَلَا صَلُّوْا فِي الرِّحَالِ ، ثُمَّ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَاْمُرُ الْمُؤَذِّنَ اِذَا كَانَتْ لَيْلَةٌ بَارِدَةٌ ذَاتُ مَطَرٍ يَقُوْلُ اَلَا صَلُّوْا فِي الرِّحَالِ.

صحیح البخاری (۶۳۲) صحیح مسلم (۱۵۹۸)

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک سردی اور آندھی والی رات میں اذان کہی اور فرمایا کہ سب لوگ اپنے گھروں میں نماز پڑھ لیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ ٹھنڈی اور بارش والی رات میں مؤذن کو یہ کہنے کا حکم فرمایا کرتے کہ لوگو! اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو۔

[۹۰] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ نَافِعٍ ، اَنَّ عَبْدَ

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَزِيْدُ عَلَى الْإِقَامَةِ فِي السَّفَرِ إِلَّا فِي الصُّبْحِ، فَإِنَّهُ كَانَ يُنَادِي فِيْهَا وَيُقِيْمُ، وَكَانَ يَقُوْلُ إِنَّمَا الْأَذَانُ لِلْإِمَامِ الَّذِي يَجْتَمِعُ النَّاسُ إِلَيْهِ.

سفر میں صرف اقامت کہا کرتے سوائے نماز فجر کے' کیونکہ اس میں اذان اور اقامت دونوں کہتے اور فرمایا کرتے کہ اذان تو اس امام کے لیے ہے جس کے پاس لوگ جمع ہو سکیں۔

[۹۱]اثر- وَحَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، أَنَّ أَبَاهُ قَالَ لَهُ إِذَا كُنْتَ فِي سَفَرٍ، فَإِنْ شِئْتَ أَنْ تُؤَذِّنَ وَتُقِيْمَ فَعَلْتَ، وَإِنْ شِئْتَ فَأَقِمْ وَلَا تُؤَذِّنْ.

ہشام سے ان کے والد ماجد عروہ بن زبیر نے فرمایا کہ جب تم سفر میں ہو تو چاہے اذان و اقامت دونوں کہہ لو اور چاہے تو اقامت کہہ لو اور اذان نہ کہو۔

قَالَ يَحْيٰى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ لَا بَأْسَ أَنْ يُؤَذِّنَ الرَّجُلُ وَهُوَ رَاكِبٌ.

یحیٰی کا بیان ہے کہ میں نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ سوار اگر اذان کہے تو کوئی ڈر نہیں۔

[۹۲]اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ صَلّٰى بِأَرْضٍ فَلَاةٍ، صَلّٰى عَنْ يَمِيْنِهِ مَلَكٌ، وَعَنْ شِمَالِهِ مَلَكٌ، فَإِذَا أَذَّنَ وَأَقَامَ الصَّلٰوةَ صَلّٰى وَرَاءَهُ مِنَ الْمَلَائِكَةِ أَمْثَالُ الْجِبَالِ.

سعید بن مسیب فرمایا کرتے تھے کہ جس نے چٹیل زمین میں نماز پڑھی تو اس کے دائیں جانب ایک فرشتہ نماز پڑھتا ہے اور ایک بائیں جانب۔ جب وہ اذان اور اقامت کہہ کر نماز پڑھتا ہے تو اس کے پیچھے پہاڑ جتنے فرشتے نماز پڑھتے ہیں۔

۳- بَابُ قَدْرِ السَّحُوْرِ مِنَ النِّدَاءِ

سحری کے لیے اذان کہنا

٦٧- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّ بِلَالًا يُنَادِي بِلَيْلٍ، فَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا، حَتّٰى يُنَادِيَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ. صحیح البخاری(۱۹۱۸۔۱۹۱۹) صحیح مسلم(۲۵۳۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلال رات کے وقت اذان کہتے ہیں پس تم کھاتے پیتے رہا کرو یہاں تک کہ ابن ام مکتوم اذان کہیں۔

٦٨- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّ بِلَالًا يُنَادِي بِلَيْلٍ، فَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا، حَتّٰى يُنَادِيَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ. قَالَ وَكَانَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ رَجُلًا أَعْمٰى لَا يُنَادِي حَتّٰى يُقَالَ لَهُ أَصْبَحْتَ أَصْبَحْتَ.

صحیح البخاری(٦١٧) صحیح مسلم(۲۵۳۱۔۲۵۳۲۔۲۵۳۳)

سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک بلال رات میں اذان کہتے ہیں تو تم کھاتے پیتے رہا کرو جب تک ابن ام مکتوم اذان کہیں۔ راوی نے فرمایا کہ حضرت ابن ام مکتوم نابینا تھے اور اس وقت تک اذان نہیں کہا کرتے جب تک ان سے یہ نہ کہا جاتا کہ صبح ہوگئی ہے۔

٤- بَابُ مَا جَاءَ فِي افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ

نماز شروع کرنے کا بیان

٦٩- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ رَفَعَهُمَا كَذٰلِكَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھاتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اس وقت بھی اسی طرح اٹھایا کرتے اور پھر "سمع اللہ لمن حمدہ" اور

اَيْضًا ' وَقَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ ' رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السُّجُوْدِ.

صحیح البخاری (۷۳۵) صحیح مسلم (۸۵۹)

"ربنا ولک الحمد" کہا کرتے اور سجدوں میں ایسا نہیں کرتے تھے۔

۷۰- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ' عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ ' اَنَّهٗ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُكَبِّرُ فِي الصَّلٰوةِ كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ ' فَلَمْ تَزَلْ تِلْكَ صَلٰوتَهٗ حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ.

ابن شہاب نے علی بن حسین بن علی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز میں جھکتے اور اٹھتے تو تکبیر کہا کرتے اور وصال فرمانے تک آپ اسی طرح نماز پڑھتے رہے۔

۷۱- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ ' عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الصَّلٰوةِ.

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں ہاتھ اٹھایا کرتے تھے۔

۷۲- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ' عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ ' اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يُصَلِّيْ لَهُمْ ' فَيُكَبِّرُ كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ ' فَاِذَا انْصَرَفَ قَالَ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَشْبَهُكُمْ بِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. صحیح البخاری (۷۸۵) صحیح مسلم (۸٦۵)

ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن بن عوف کا بیان ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں نماز پڑھاتے تو جھکتے اور اٹھتے وقت تکبیر کہتے۔ جب فارغ ہوئے تو فرمایا کہ خدا کی قسم! تمہاری نسبت میری نماز رسول اللہ ﷺ کی نماز سے زیادہ مشابہت رکھتی ہے۔

[۹۳] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ' عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ' اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُكَبِّرُ فِي الصَّلٰوةِ كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ.

سالم بن عبد اللہ کا بیان ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نماز میں جھکتے اور اٹھتے وقت تکبیر کہا کرتے۔

۷۳- وَحَدَّثَنِيْ يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ نَافِعٍ ' اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ' وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ رَفَعَهُمَا دُوْنَ ذٰلِكَ. سنن ابوداؤد (۷٤۲)

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب نماز شروع کرتے تو اپنے ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھاتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو کم اونچے اٹھاتے۔

[۹٤] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ اَبِيْ نُعَيْمٍ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ ' عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ' اَنَّهٗ كَانَ يُعَلِّمُهُمُ التَّكْبِيْرَ فِي الصَّلٰوةِ. قَالَ فَكَانَ يَاْمُرُنَا اَنْ نُكَبِّرَ كُلَّمَا خَفَضْنَا وَرَفَعْنَا.

وہب بن کیسان کا بیان ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں نماز میں تکبیر کہنا سکھاتے۔ ان کا بیان ہے کہ وہ ہمیں حکم دیا کرتے کہ ہم جھکتے اور اٹھتے وقت تکبیر کہا کریں۔

[۹۵] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ' اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا اَدْرَكَ الرَّجُلُ الرَّكْعَةَ فَكَبَّرَ تَكْبِيْرَةً وَاحِدَةً اَجْزَاَتْ عَنْهُ تِلْكَ التَّكْبِيْرَةُ.

ابن شہاب فرمایا کرتے تھے کہ جب کسی نے ایک دفعہ تکبیر کہہ کر رکعت (رکوع) پالی تو یہ اسے تکبیر تحریمہ کی جگہ کفایت کرے گی۔

قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ اِذَا نَوٰى بِتِلْكَ التَّكْبِيْرَةِ

امام مالک نے فرمایا: یہ اس وقت ہے جبکہ اس تکبیر سے تکبیر

اِفْتِتَاحَ الصَّلٰوةِ.

تحریمہ کی نیت کرے۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ رَجُلٍ دَخَلَ مَعَ الْإِمَامِ، فَنَسِيَ تَكْبِيرَةَ الْإِفْتِتَاحِ، وَتَكْبِيرَةَ الرُّكُوعِ، حَتّٰى صَلّٰى رَكْعَةً، ثُمَّ ذَكَرَ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ كَبَّرَ تَكْبِيرَةَ الْإِفْتِتَاحِ، وَلَا عِنْدَ الرُّكُوعِ، وَكَبَّرَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ. قَالَ يَبْتَدِئُ صَلَاتَهُ أَحَبُّ إِلَيَّ، وَلَوْ سَهَا مَعَ الْإِمَامِ عَنْ تَكْبِيرَةِ الْإِفْتِتَاحِ وَكَبَّرَ فِي الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ. رَأَيْتُ ذٰلِكَ مُجْزِيًا عَنْهُ إِذَا نَوٰى بِهَا تَكْبِيرَةَ الْإِفْتِتَاحِ.

امام مالک سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو جماعت میں شامل ہوا اور تکبیر تحریمہ اور رکوع کی تکبیر بھول گیا یہاں تک کہ ایک رکعت پڑھ لی پھر اسے یاد آیا کہ اس نے تکبیر تحریمہ اور رکوع کی تکبیر نہیں کہی اور دوسری رکعت میں تکبیر کہی؟ فرمایا کہ میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ وہ دوبارہ نماز پڑھے اور اگر امام کے ساتھ تکبیر تحریمہ کہنا بھول گیا اور پہلے رکوع میں تکبیر کہی تو میرے نزدیک یہ اس کے لئے کافی ہوگی جب کہ وہ نیت کرے کہ یہ تکبیر تحریمہ ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الَّذِي يُصَلِّي لِنَفْسِهِ فَنَسِيَ تَكْبِيرَةَ الْإِفْتِتَاحِ إِنَّهُ يَسْتَأْنِفُ صَلَاتَهُ، وَقَالَ مَالِكٌ فِي إِمَامٍ يَنْسَى تَكْبِيرَةَ الْإِفْتِتَاحِ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ صَلَاتِهِ. قَالَ أَرٰى أَنْ يُعِيدَ وَيُعِيدَ مَنْ خَلْفَهُ الصَّلٰوةَ، وَإِنْ كَانَ مَنْ خَلْفَهُ قَدْ كَبَّرُوا، فَإِنَّهُمْ يُعِيدُونَ.

امام مالک نے اس منفرد کے بارے میں فرمایا جو تکبیر تحریمہ بھول جائے کہ وہ اپنی نماز کو دہرائے۔ امام مالک نے اس امام کے بارے میں فرمایا جو تکبیر تحریمہ بھول گیا یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو گیا' فرمایا کہ وہ اپنی نماز کا اعادہ کرے اور اس کے مقتدی بھی اور اگر اس کے پیچھے نماز پڑھنے والوں نے تکبیر تحریمہ کہی ہو تب بھی وہ اپنی نماز کا اعادہ کریں۔

۵- بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ

نمازِ مغرب وعشاء کی قرأت کے بارے میں

۷۴- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَرَأَ بِالطُّورِ فِي الْمَغْرِبِ.

صحیح البخاری (۷۶۵) صحیح مسلم (۱۰۳۵_۱۰۳۶)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز مغرب میں سورۃ الطور پڑھتے ہوئے سنا۔

۷۵- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ أُمَّ الْفَضْلِ بِنْتَ الْحَارِثِ سَمِعَتْهُ وَهُوَ يَقْرَأُ ﴿وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا﴾ (المرسلات:۱) فَقَالَتْ لَهُ يَا بُنَيَّ لَقَدْ ذَكَّرْتَنِي بِقِرَاءَتِكَ هٰذِهِ السُّورَةَ، إِنَّهَا لَآخِرُ مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ بِهَا فِي الْمَغْرِبِ.

صحیح البخاری (۷۶۳) صحیح مسلم (۱۰۳۳_۱۰۳۴)

حضرت عبداللہ بن عباس کو حضرت ام الفضل بنت الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے "والمرسلات عرفاً" پڑھتے ہوئے سنا تو فرمایا: اے بیٹے! تم نے مجھے یہ سورت یاد کروا دی۔ یہی وہ آخری سورت ہے جسے میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز مغرب میں پڑھتے ہوئے سنا۔

[۹۶] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلٰى سُلَيْمَانَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيٍّ، عَنْ قَيْسِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ الصُّنَابِحِيِّ،

ابو عبداللہ صنابحی نے فرمایا کہ جب میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت کے دوران مدینہ منورہ میں حاضر ہوا تو میں نے ان کے پیچھے نماز مغرب پڑھی تو انہوں

قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فِي خِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، فَصَلَّيْتُ وَرَاءَهُ الْمَغْرِبَ فَقَرَأَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَسُورَةٍ سُورَةٍ مِنْ قِصَارِ الْمُفَصَّلِ، ثُمَّ قَامَ فِي الثَّالِثَةِ، فَدَنَوْتُ مِنْهُ حَتَّى إِنَّ ثِيَابِي لَتَكَادُ أَنْ تَمَسَّ ثِيَابَهُ، فَسَمِعْتُهُ قَرَأَ بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَبِهَذِهِ الْآيَةِ ﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ﴾ (آل عمران:۸)۔

نے پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد قصار مفصل کی ایک ایک سورت پڑھی۔ پھر جب تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہوئے تو میں ان کے نزدیک ہو گیا۔ یہاں تک کہ میرے کپڑے ان کے کپڑوں کو چھونے والے تھے تو میں نے سنا کہ انہوں نے سورۂ فاتحہ کے بعد یہ آیت پڑھی: ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا وهب لنا من لدنك رحمة انك انت الوهاب۔

[۹۷] **أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا صَلَّى وَحْدَهُ يَقْرَأُ فِي الْأَرْبَعِ جَمِيعًا فِي كُلِّ رَكْعَةٍ بِأُمِّ الْقُرْآنِ، وَسُورَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ، وَكَانَ يَقْرَأُ أَحْيَانًا بِالسُّورَتَيْنِ وَالثَّلَاثِ فِي الرَّكْعَةِ الْوَاحِدَةِ مِنْ صَلَاةِ الْفَرِيضَةِ، وَيَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ مِنَ الْمَغْرِبِ كَذَلِكَ بِأُمِّ الْقُرْآنِ، وَسُورَةٍ سُورَةٍ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب تنہا نماز پڑھتے تو چاروں رکعتوں میں قرأت پڑھتے یعنی سورۂ فاتحہ اور قرآن کریم کی کوئی سورت اور کبھی وہ فرض نماز کی ایک ہی رکعت میں دو دو اور تین تین سورتیں پڑھتے اور نماز مغرب کی دو رکعتوں میں اسی طرح پڑھتے یعنی سورۂ فاتحہ اور دوسری ایک ایک سورت۔

۷۶- **وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، أَنَّهُ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْعِشَاءَ، فَقَرَأَ فِيهَا بِالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ. صحیح البخاری (۷۶۷) صحیح مسلم (۱۰۳۷-۱۰۳۸-۱۰۳۹)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز عشاء پڑھی تو آپ نے اس میں سورۂ "والتين والزيتون" تلاوت فرمائی۔

٦- بَابُ الْعَمَلِ فِي الْقِرَاءَةِ

قرأت کا بیان

۷۷- **حَدَّثَنِي** يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُنَيْنٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ لُبْسِ الْقَسِّيِّ، وَعَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ، وَعَنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فِي الرُّكُوعِ.
صحیح البخاری (۲۹-۲۰۷۸)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ریشمی کپڑا پہننے سونے کی انگوٹھی استعمال کرنے اور رکوع میں قرآن مجید پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

۷۸- **وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ التَّمَّارِ، عَنِ الْبَيَاضِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ عَلَى النَّاسِ وَهُمْ يُصَلُّونَ، وَقَدْ عَلَتْ أَصْوَاتُهُمْ بِالْقِرَاءَةِ، فَقَالَ إِنَّ الْمُصَلِّيَ يُنَاجِي رَبَّهُ فَلْيَنْظُرْ بِمَا يُنَاجِيهِ بِهِ وَلَا يَجْهَرْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ بِالْقُرْآنِ.
سنن ابوداود (۱۳۳۲)

فروہ بن عمرو بیاضی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو لوگ نماز پڑھ رہے تھے اور ان کی آوازیں قرأت کے ساتھ بلند ہو رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا کہ نمازی اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے تو اسے یہ مدنظر رکھنا چاہیے کہ وہ کس کے ساتھ سرگوشی کر رہا ہے لہٰذا تلاوت میں آواز کو ایک دوسرے سے بلند نہ کیا کرو۔

۷۹- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ حُمَیْدِنِ الطَّوِیْلِ، عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ اَنَّهٗ قَالَ قُمْتُ وَرَاءَ اَبِیْ بَکْرٍ، وَعُمَرَ، وَعُثْمَانَ، فَکُلُّهُمْ کَانَ لَا یَقْرَاُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ. صحیح مسلم(۸۸۸۔۸۸۹)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت ابوبکرؓ حضرت عمر اور حضرت عثمان کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ پس ان میں سے کوئی بھی نماز شروع کرتے وقت بسم اللہ الرحمن الرحیم نہیں پڑھا کرتا تھا۔ف

ف: یعنی وہ اتنی آواز سے بسم اللہ الرحمن الرحیم نہیں پڑھا کرتے تھے کہ مقتدی سن سکیں ورنہ امام مقتدی اور منفرد سب کے لیے سورت شروع کرنے سے پہلے تسمیہ کا پڑھنا سنت ہے خواہ وہ سورت فاتحہ ہو یا کوئی دوسری۔ سورت خواہ شروع سے پڑھی جائے یا درمیان سے ماسوائے سورۃ التوبہ کے۔ تسمیہ کا نماز اور بیرونِ نماز ہر حالت میں قرأت سے پہلے پڑھنا آدابِ تلاوت سے ہے اور سنت۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

[۹۸]اثرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ عَمِّهٖ. اَبِیْ سُهَیْلِ بْنِ مَالِکٍ عَنْ اَبِیْهِ، اَنَّهٗ قَالَ کُنَّا نَسْمَعُ قِرَاءَةَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عِنْدَ دَارِ اَبِیْ جَهْمٍ بِالْبَلَاطِ.

حضرت مالک بن ابوعامر اصبحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم بلاط میں ابوجہم کے گھرانے کے پاس حضرت عمر کی قرأت سنا کرتے تھے۔

[۹۹]اثرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ کَانَ اِذَا فَاتَهٗ شَیْءٌ مِنَ الصَّلٰوةِ مَعَ الْاِمَامِ، فِیْمَا جَهَرَ فِیْهِ الْاِمَامُ بِالْقِرَاءَةِ، اَنَّهٗ اِذَا سَلَّمَ الْاِمَامُ، قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، فَقَرَاَ لِنَفْسِهٖ فِیْمَا یَقْضِیْ، وَجَهَرَ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی کچھ نماز امام کے ساتھ پڑھنے سے رہ جاتی جس میں امام نے آواز سے قرأت پڑھی ہو تو جب امام سلام پھیرتا تو حضرت عبداللہ بن عمر کھڑے ہو کر فوت شدہ قرأت کو آواز سے پڑھتے۔

وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ یَزِیْدَ بْنِ رُوْمَانَ، اَنَّهٗ قَالَ کُنْتُ اُصَلِّیْ اِلٰی جَانِبِ نَافِعِ بْنِ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، فَیَغْمِزُنِیْ، فَاَفْتَحُ عَلَیْهِ وَنَحْنُ نُصَلِّیْ.

یزید بن رومان نے فرمایا کہ جب میں نافع بن جبیر بن مطعم کے پہلو میں نماز پڑھتا تو وہ میری طرف اشارہ کرتے اور میں انہیں بتادیتا اور ہم نماز میں ہوتے تھے۔

۷- بَابُ الْقِرَاءَةِ فِی الصُّبْحِ

نماز فجر کی قرأت کا بیان

[۱۰۰]اثرٌ- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِیْهِ، اَنَّ اَبَا بَکْرِ الصِّدِّیْقَ صَلَّی الصُّبْحَ، فَقَرَاَ فِیْهِمَا سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ فِی الرَّکْعَتَیْنِ کِلْتَیْهِمَا.

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز فجر پڑھائی تو دونوں رکعتوں میں پوری سورۂ البقرہ پڑھی۔

[۱۰۱]اثرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِیْهِ، اَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عَامِرِ بْنِ رَبِیْعَةَ یَقُوْلُ صَلَّیْنَا وَرَاءَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ الصُّبْحَ، فَقَرَاَ فِیْهَا بِسُوْرَةِ یُوْسُفَ، وَسُوْرَةِ الْحَجِّ قِرَاءَةً بَطِیْئَةً، فَقُلْتُ وَاللّٰهِ اِذًا لَقَدْ کَانَ یَقُوْمُ حِیْنَ یَطْلُعُ الْفَجْرُ. قَالَ اَجَلْ.

عروہ بن زبیر کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عامر بن ربیعہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز فجر پڑھی۔ پس انہوں نے اس میں سورۂ یوسف اور سورۂ الحج کی ٹھہر ٹھہر کر تلاوت فرمائی۔ میں نے کہا: خدا کی قسم! پھر تو وہ طلوع فجر کے وقت کھڑے ہوئے ہوں گے؟ فرمایا: ہاں۔

[۱۰۲]اثرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ وَرَبِیْعَةَ بْنِ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ

ربیعہ بن ابوعبدالرحمٰن نے قاسم بن محمد سے روایت کی ہے کہ فرافصہ بن عمیر حنفی نے فرمایا کہ میں نے سورۂ یوسف نہیں یاد

مُحَمَّدٍ ، اَنَّ الْفُرَافِصَةَ بْنَ عُمَيْرٍ الْحَنَفِيَّ قَالَ مَا اَخَذْتُ سُوْرَةَ يُوْسُفَ اِلَّا مِنْ قِرَاءَةِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ اِيَّاهَا فِي الصُّبْحِ مِنْ كَثْرَةِ مَا كَانَ يُرَدِّدُهَا لَنَا.

کی مگر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو نماز فجر میں اکثر اسے پڑھا کرتے تھے۔

[۱۰۳] اَثَرٌ - وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ نَافِعٍ ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقْرَاُ فِي الصُّبْحِ فِي السَّفَرِ بِالْعَشْرِ السُّوَرِ الْاَوَّلِ مِنَ الْمُفَصَّلِ ، فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ بِاُمِّ الْقُرْآنِ وَ سُوْرَةٍ.

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سفر کے دوران نماز فجر میں ہر رکعت کے اندر پہلی دس مفصل سورتوں میں سے فاتحہ کے ساتھ ایک سورت پڑھا کرتے تھے۔

۸- بَابُ مَا جَآءَ فِيْ اُمِّ الْقُرْآنِ

سورۂ فاتحہ کا بیان

۸۰- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى ، عَنْ مَالِكٍ ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْقُوْبَ ، اَنَّ اَبَا سَعِيْدٍ مَوْلٰى عَامِرِ بْنِ كُرَيْزٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَادٰى اُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ وَهُوَ يُصَلِّيْ. فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ لَحِقَهُ ، فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدَهُ عَلٰى يَدِهِ وَهُوَ يُرِيْدُ اَنْ يَخْرُجَ مِنْ بَابِ الْمَسْجِدِ ، فَقَالَ اِنِّيْ لَاَرْجُوْ اَنْ لَا تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ حَتّٰى تَعْلَمَ سُوْرَةً ، مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فِي التَّوْرَاةِ ، وَلَا فِي الْاِنْجِيْلِ ، وَلَا فِي الْقُرْآنِ مِثْلَهَا. قَالَ اُبَيٌّ فَجَعَلْتُ اُبْطِئُ فِي الْمَشْيِ رَجَاءَ ذٰلِكَ ، ثُمَّ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ السُّوْرَةُ الَّتِيْ وَعَدْتَنِيْ. قَالَ كَيْفَ تَقْرَاُ اِذَا افْتَتَحْتَ الصَّلٰوةَ؟ قَالَ فَقَرَاْتُ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ (الفاتحہ ۲) حَتّٰى اَتَيْتُ عَلٰى آخِرِهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هِيَ هٰذِهِ السُّوْرَةُ ، وَهِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِيْ ، وَالْقُرْآنُ الْعَظِيْمُ الَّذِيْ اُعْطِيْتُ. صحیح البخاری (٤٤٧٤)

ابو سعید نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابی بن کعب کو آواز دی کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے' وہ نماز سے فارغ ہو کر حاضر خدمت ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ پر رکھا جبکہ وہ مسجد کے دروازے سے نکلنا چاہتے تھے۔ فرمایا: مجھے امید ہے کہ تم مسجد سے نہیں نکلو گے مگر میں تمہیں ایسی سورت بتا دوں گا کہ اللہ تعالیٰ نے اس جیسی تورات' انجیل اور قرآن میں نازل نہیں فرمائی ہے' حضرت ابی فرماتے ہیں کہ میں اس آرزو میں آہستہ چلنے لگا' پھر عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! وہ سورت جس کا وعدہ فرمایا ہے۔ فرمایا کہ جب تم نماز شروع کرتے ہو تو کیسے پڑھتے ہو؟ ان کا بیان ہے کہ میں نے سورۂ فاتحہ آخر تک پڑھ کر سنائی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ سورت یہی ہے۔ یہی سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے جو مجھے عطا فرمایا گیا۔

[۱۰٤] اَثَرٌ - وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ اَبِيْ نُعَيْمٍ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ ، اَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ مَنْ صَلّٰى رَكْعَةً لَمْ يَقْرَاْ فِيْهَا بِاُمِّ الْقُرْآنِ ، فَلَمْ يُصَلِّ اِلَّا وَرَآءَ الْاِمَامِ.

وہب بن کیسان نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے ایک رکعت پڑھی اور اس میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی تو اس نے نماز ہی نہیں پڑھی مگر امام کے پیچھے۔ ف

ف: امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہی ہے کہ نماز سری ہو یا جہری مقتدی کو امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھنی چاہیے کیونکہ امام کی قرأت حکما مقتدیوں کی قرأت بھی ہے اور وہ بارگاہِ خداوندی میں پوری قوم کی طرف سے تلاوت قرآن مجید کر رہا ہے۔ اگر مقتدی کے لیے سورۂ فاتحہ کا امام کے پیچھے پڑھنا ضروری ہوتا تو امام جو سورت اس کے بعد پڑھتا ہے اس کا پڑھنا بھی یقیناً ضروری ہوتا کیونکہ وہ فرض اور بالاتفاق نماز کا ایک رکن ہے۔ مقتدی بظاہر تو امام کے پیچھے فاتحہ اور دوسری سورت کا تارک نظر آئے گا لیکن حقیقت

میں وہ امام کی وجہ سے عنداللہ قاری شمار ہوتا ہے کیونکہ امام اپنے سارے وفد کی جانب سے قرأت کر رہا ہے۔

غوثِ صمدانی قطبِ ربانی' حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جیسے صاحبِ نظر بزرگ نے اس سلسلے میں یوں تصریح فرمائی ہے:

''جب حنفی مذہب کے ترکِ قرأت کی حقیقت کو مجھ پر ظاہر فرمایا گیا تو بصیرت کی نظر میں قرأت حقیقی سے قرأت حکمی زیادہ زیبا نظر آئی کیونکہ امام اور مقتدی اس وقت سب مقامِ مناجات میں کھڑے ہوتے ہیں۔ اور امام کو انہوں نے اس کام کے لیے پیشوا بنایا ہوا ہوتا ہے۔ پس امام جو کچھ کہتا ہے وہ قوم کی زبان میں کہتا ہے۔ جیسے کسی عظیم بادشاہ کے سامنے کوئی جماعت اپنی ضرورت کے تحت پیش ہو اور ایک آدمی کو وہ اپنا لیڈر بنالیں کہ ان کی جانب سے عرضِ حاجت کرے۔ اس کے دوران عرض دوسروں لوگوں کا کلام کرنا بے ادبی میں داخل اور بادشاہ کی ناراضگی کا باعث ہوگا۔ پس اس ساری جماعت کا وہ حکمی تکلم جو پیشوا کی زبان سے ادا ہو رہا ہے وہ ان کے حقیقی تکلم سے بہتر ہے۔ یہی حال امام کی قرأت کے ساتھ لوگوں کی قرأت کا ہے کہ وہ شور و شغب میں شمار، ادب سے دور اور تفرقے کا موجب ہے' جو اجتماع کے منافی ہوتا ہے''۔ (مبداء و معاد، مطبوعہ کراچی۔ ص ۵۳-۵۴)

۹- بَابُ الْقِرَآءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ فِيمَا لَا يُجْهَرُ فِيهِ بِالْقِرَاءَةِ

نماز میں امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنا

۸۱- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْقُوبَ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا السَّائِبِ مَوْلَى هِشَامِ بْنِ زُهْرَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ صَلّٰى صَلٰوةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْاٰنِ فَهِيَ خِدَاجٌ هِيَ خِدَاجٌ هِيَ خِدَاجٌ غَيْرُ تَمَامٍ. قَالَ فَقُلْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ إِنِّي أَحْيَانًا أَكُونُ وَرَاءَ الْإِمَامِ. قَالَ فَغَمَزَ ذِرَاعِي، ثُمَّ قَالَ اقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ يَا فَارِسِيُّ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَسَمْتُ الصَّلٰوةَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي نِصْفَيْنِ، فَنِصْفُهَا لِي وَنِصْفُهَا لِعَبْدِي، وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ. قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اقْرَءُوا يَقُولُ الْعَبْدُ ﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ﴾ (الفاتحہ:۲) يَقُولُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى حَمِدَنِي عَبْدِي وَيَقُولُ الْعَبْدُ ﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ﴾ (الفاتحہ:۳) يَقُولُ اللّٰهُ أَثْنٰى عَلَيَّ عَبْدِي وَيَقُولُ الْعَبْدُ ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّينِ﴾ (الفاتحہ:۴) يَقُولُ اللّٰهُ مَجَّدَنِي عَبْدِي يَقُولُ الْعَبْدُ ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ (الفاتحہ:۵) فَهٰذِهِ الْآيَةُ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ يَقُولُ الْعَبْدُ ﴿اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ. صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے نماز پڑھی اور نہ پڑھی اس میں سورۂ فاتحہ تو وہ نماز ناقص ہے' ناقص ہے' نامکمل ہے۔ ابو سائب نے کہا کہ اے ابو ہریرہ! کبھی میں امام کے پیچھے ہوتا ہوں؟ وہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے میرا بازو دبایا اور فرمایا کہ اے فارسی! دل میں پڑھ لینا کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے نماز کو اپنے اور بندے کے درمیان دو حصوں میں تقسیم کر لیا ہے ایک حصہ میرے لیے ہے اور ایک میرے بندے کے لیے اور میرے بندے کے لیے ہے جو اس نے مانگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب بندہ ''الحمد للہ رب العلمین'' کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری تعریف کی۔ جب وہ کہتا ہے ''الرحمن الرحیم'' تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری ثناء بیان کی۔ بندہ ''مالک یوم الدین'' کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی۔ بندہ ''ایاک نعبد و ایاک نستعین'' کہتا ہے تو یہ آیت میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اور میرے بندے کو ملے گا جو اس نے مانگا۔ بندہ ''اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا

الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ﴾ (الفاتحہ:٦۔٨) فَهٰؤُلَاءِ لِعَبْدِيْ وَلِعَبْدِيْ مَا سَاَلَ. صحیح مسلم (٨٧٦)

الضالین" کہتا ہے تو یہ میرے بندے کے لیے ہے اور جو میرے بندے نے مانگا وہ اسے ملے گا۔

[١٠٥] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّهُ كَانَ يَقْرَاُ خَلْفَ الْاِمَامِ فِيْمَا لَا يَجْهَرُ فِيْهِ الْاِمَامُ بِالْقِرَاءَةِ.

عروہ بن زبیر امام کے پیچھے پڑھا کرتے تھے جس نماز میں امام جہر سے قرأت نہ پڑھتا ہو۔

[١٠٦] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، وَعَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، اَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ كَانَ يَقْرَاُ خَلْفَ الْاِمَامِ، فِيْمَا لَا يَجْهَرُ فِيْهِ الْاِمَامُ بِالْقِرَاءَةِ.

ربیعہ بن ابوعبد الرحمٰن سے روایت ہے کہ قاسم بن محمد امام کے پیچھے قرأت پڑھا کرتے تھے جبکہ امام آواز سے قرأت نہ پڑھ رہا ہوتا۔

[١٠٧] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ رُوْمَانَ، اَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ كَانَ يَقْرَاُ خَلْفَ الْاِمَامِ، فِيْمَا لَا يَجْهَرُ فِيْهِ بِالْقِرَاءَةِ.

یزید بن رومان سے روایت ہے کہ نافع بن جبیر بن مطعم امام کے پیچھے قرأت پڑھا کرتے جس نماز میں کہ امام آواز سے نہ پڑھتا۔

قَالَ مَالِكٌ: وَذٰلِكَ اَحَبُّ مَا سَمِعْتُ اِلَيَّ فِيْ ذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ جو کچھ میں نے اس بارے میں سنا یہ مجھے سب سے پسند ہے۔

١٠- بَابُ تَرْكِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْاِمَامِ فِيْمَا جُهِرَ فِيْهِ

جہری نماز میں امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھنا

[١٠٨] اَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ اِذَا سُئِلَ هَلْ يَقْرَاُ اَحَدٌ خَلْفَ الْاِمَامِ؟ قَالَ اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ خَلْفَ الْاِمَامِ فَحَسْبُهُ قِرَاءَةُ الْاِمَامِ. وَاِذَا صَلّٰى وَحْدَهُ، فَلْيَقْرَاْ.

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جب پوچھا جاتا کہ کیا کوئی امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھے؟ فرماتے کہ جب تم میں سے کوئی امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قرأت اس کے لیے کافی ہے اور جب تنہا نماز پڑھے تو فاتحہ پڑھنی چاہیے۔

قَالَ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لَا يَقْرَاُ خَلْفَ الْاِمَامِ.

فرمایا: اور حضرت عبد اللہ بن عمر امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھا کرتے تھے۔

قَالَ يَحْيٰى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ الْاَمْرُ عِنْدَنَا اَنْ يَقْرَاَ الرَّجُلُ وَرَاءَ الْاِمَامِ، فِيْمَا لَا يَجْهَرُ فِيْهِ الْاِمَامُ بِالْقِرَاءَةِ، وَيَتْرُكُ الْقِرَاءَةَ، فِيْمَا يَجْهَرُ فِيْهِ الْاِمَامُ بِالْقِرَاءَةِ.

یحییٰ کا بیان ہے کہ میں نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ امام کے پیچھے سری نماز میں مقتدی کو فاتحہ پڑھنی چاہیے اور جہری نماز میں امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھے۔ ف

ف: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اس اثر سے صاف واضح ہے کہ مقتدی امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ نہ پڑھے کیونکہ امام کا پڑھنا اس کے لیے کافی ہے اور جب اکیلا نماز پڑھے تو سورۂ فاتحہ پڑھا کرے۔ خود حضرت عبد اللہ بن عمر بھی امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھا کرتے تھے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہی ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جہری نمازوں میں امام کے پیچھے مقتدی سورۂ فاتحہ نہ پڑھیں اور سری نمازوں میں پڑھ لیا کریں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جہری اور سری

سب نمازوں میں امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ کا پڑھنا ضروری ہے۔ نگاہِ حقیقت سے دیکھا جائے تو اس مسئلے میں بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا موقف کتاب وسنت کے واضح نصوص سے زیادہ قریب اور طریق ادب کا زیادہ حامل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

۸۲- وَحَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ ابْنِ أُكَيْمَةَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ انْصَرَفَ مِنْ صَلَاةٍ جَهَرَ فِيهَا بِالْقِرَاءَةِ، فَقَالَ هَلْ قَرَأَ مَعِي مِنْكُمْ أَحَدٌ آنِفًا؟ فَقَالَ رَجُلٌ نَعَمْ، أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ. قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنِّي أَقُولُ مَا لِي أُنَازَعُ الْقُرْآنَ فَانْتَهَى النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَةِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِيمَا جَهَرَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالْقِرَاءَةِ، حِينَ سَمِعُوا ذَلِكَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. سنن نسائی (۹۱۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک جہری نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: کیا ابھی تم میں سے میرے ساتھ کوئی قرأت پڑھ رہا تھا؟ ایک آدمی نے کہا کہ یا رسول اللہ! ہاں میں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں کہہ رہا تھا: مجھے کیا ہوا جو مجھ سے قرآن چھینا جا رہا ہے؟ پس لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہری نمازوں میں سورۂ فاتحہ پڑھنے سے رک گئے جبکہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد سن لیا۔ ف

ف: اس حدیث سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے صحابۂ کرام پہلے سورۂ فاتحہ پڑھا کرتے تھے، ایک وقت آیا کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں ایسا کرنے سے منع فرما دیا۔ ممانعت کا حکم سننے کے بعد حضرات صحابۂ کرام نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے پھر کبھی سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی۔ یہی مذہب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے کہ امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھنی چاہیے۔

واللہ اعلم بالصواب

۱۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّأْمِينِ خَلْفَ الْإِمَامِ

امام کے پیچھے آمین کہنے کے بارے میں

۸۳- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَمِّنُوا، فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ آمِينَ.

صحیح البخاری (۷۸۰) صحیح مسلم (۹۱٤)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی کہو کیونکہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے ساتھ مل جائے گی تو اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ ابن شہاب نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ آمین کہا کرتے تھے۔

۸٤- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُمَيٍّ، مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِذَا قَالَ الْإِمَامُ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ (الفاتحہ ۷) فَقُولُوا آمِينَ، فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.

صحیح البخاری (۷۸۲) صحیح مسلم (۹۱۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب امام "غیر المغضوب علیھم ولا الضالین" کہے تو تم آمین کہا کرو کیونکہ جس کا کہنا فرشتوں کے کہنے سے موافقت کر گیا تو اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

۸۵- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِذَا قَالَ أَحَدُكُمْ آمِينَ، وَقَالَتِ الْمَلَائِكَةُ فِي السَّمَاءِ آمِينَ، فَوَافَقَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرٰى غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.

صحیح البخاری (۷۸۱) صحیح مسلم (۹۱۷)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی آمین کہتا ہے اور فرشتے آسمان میں آمین کہتے ہیں۔ اگر ایک کی دوسری سے موافقت ہوگئی تو اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ف

ف: مذکورہ تینوں روایتوں کا مفاد یہ ہے کہ جب نمازی خواہ وہ امام، مقتدی یا منفرد کوئی ہو، آمین کہتا ہے تو اس کے ساتھ فرشتے بھی آمین کہتے ہیں، خواہ وہ زمین پر مسجد میں موجود ہوں یا آسمان پر ہوں۔ پس جس کا آمین کہنا فرشتوں کے موافق ہو گیا اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ موافقت کی دو صورتیں ہی سمجھ میں آتی ہیں' ایک وقت کے لحاظ سے اور دوسری آواز کے لحاظ سے یعنی موافقت کی پہلی صورت تو یہ معلوم ہوتی ہے کہ جس وقت نمازی نے آمین کہی اسی وقت فرشتے بھی کہیں۔ موافقت کی دوسری صورت یہی نظر آتی ہے کہ جتنی آواز سے فرشتے آمین کہیں اتنی ہی آواز سے نمازی آمین کہے تو اس کے سابقہ گناہ معاف فرما دیئے جائیں گے اور یہ ظاہر ہے کہ فرشتوں کے آمین کہنے کی آواز کسی کو سنائی نہیں دیتی لہٰذا نمازی کو بھی اسی طرح آمین کہنی چاہیے کہ دوسرے نہ سن سکیں تاکہ فرشتوں کے ساتھ موافقت ہو جائے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مذہب ہے کہ مقتدیوں کو بھی امام کے پیچھے آمین آہستہ ہی کہنی چاہیے۔

یہاں یہ بات بھی غور طلب ہے کہ جب نمازی آمین کہتا ہے تو اس کے ساتھ "قالت الملئكة في السماء امين" آسمان کے فرشتے بھی آمین کہتے ہیں' گویا فرشتے نمازی کو دیکھ کر اس کے ساتھ آمین کہنے کی کوشش کرتے ہیں اور زمین پر نماز پڑھنے والے کو وہ آسمان کی بلندیوں سے دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ اگر ہزاروں میل دور سے کسی کو دیکھ لینا یا کسی کی بات سن لینا شرک ہوتا تو آمین کہنے والے فرشتوں کو ایسی سماعت و بصارت کبھی نہ دی جاتی' شرک کے فتوے لگانے والوں کو اس پر غور کرنا چاہیے۔

٨٦- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُمَيٍّ مَوْلٰى أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِذَا قَالَ الْإِمَامُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَقُولُوا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.

صحیح البخاری (۷۹٦) صحیح مسلم (۹۱۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب امام "سمع الله لمن حمده" کہے تو تم "ربنا لك الحمد" کہا کرو کیونکہ جس کا کہنا فرشتوں کے کہنے سے موافقت کر گیا اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے گئے۔

١٢- بَابُ الْعَمَلِ فِي الْجُلُوسِ فِي الصَّلٰوةِ

نماز میں بیٹھنے کا طریقہ

٨٧- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُعَاوِيِّ، أَنَّهُ قَالَ رَآنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، وَأَنَا أَعْبَثُ بِالْحَصْبَاءِ فِي الصَّلٰوةِ. فَلَمَّا انْصَرَفْتُ نَهَانِي، وَقَالَ اصْنَعْ كَمَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُ، فَقُلْتُ وَكَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُ؟ قَالَ كَانَ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلٰوةِ وَضَعَ كَفَّهُ

علی بن عبدالرحمٰن معاوی کا بیان ہے کہ مجھے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نماز میں کنکریوں سے کھیلتے دیکھا تو فرمایا کہ اس طرح کیا کرو جیسے رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے۔ میں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کس طرح کیا کرتے تھے؟ فرمایا کہ جب نماز میں بیٹھتے تو اپنی دائیں ہتھیلی کو دائیں ران پر رکھتے اور تمام انگلیوں کو بند کر لیتے اور انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی سے

الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى، وَقَبَضَ اَصَابِعَهٗ كُلَّهَا، وَاَشَارَ بِاِصْبَعِهِ الَّتِىْ تَلِى الْاِبْهَامَ، وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى، وَقَالَ هٰكَذَا كَانَ يَفْعَلُ.

صحیح مسلم (۱۳۱۱-۱۳۱۲)

اشارہ کرتے اور اپنی بائیں ہتھیلی بائیں ران پر رکھتے اور فرمایا کہ حضور اسی طرح کیا کرتے تھے۔

[۱۰۹] اَثَر- وَحَدَّثَنِىْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، اَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، وَصَلّٰى اِلٰى جَنْبِهٖ رَجُلٌ، فَلَمَّا جَلَسَ الرَّجُلُ فِىْ اَرْبَعٍ تَرَبَّعَ وَثَنّٰى رِجْلَيْهِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ عَبْدُ اللّٰهِ عَابَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ، فَقَالَ الرَّجُلُ فَاِنَّكَ تَفْعَلُ ذٰلِكَ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَاِنِّىْ اَشْتَكِىْ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پہلو میں ایک شخص نے نماز پڑھی۔ جب وہ چوتھی رکعت میں بیٹھا تو چار زانو بیٹھا اور اپنے دونوں پاؤں لپیٹ لیے۔ جب حضرت عبداللہ فارغ ہوئے تو انہوں نے اس بات کو ناپسند فرمایا۔ اس آدمی نے کہا کہ آپ بھی تو ایسا کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ مجھے تکلیف ہے۔

[۱۱۰] اَثَر- وَحَدَّثَنِىْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ صَدَقَةَ بْنِ يَسَارٍ، عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ حَكِيْمٍ، اَنَّهٗ رَاٰى عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَرْجِعُ فِىْ سَجْدَتَيْنِ فِى الصَّلٰوةِ عَلٰى صُدُوْرِ قَدَمَيْهِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ ذَكَرَ لَهٗ ذٰلِكَ، فَقَالَ اِنَّهَا لَيْسَتْ سُنَّةَ الصَّلٰوةِ، وَاِنَّمَا اَفْعَلُ هٰذَا مِنْ اَجْلِ اَنِّىْ اَشْتَكِىْ.

مغیرہ بن حکیم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا کہ نماز میں دونوں سجدوں کے درمیان دونوں پیروں کی انگلیوں پر بیٹھے جب وہ فارغ ہوا تو ان سے اس بات کا ذکر کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ نماز میں ایسا کرنا سنت نہیں ہے لیکن میں تکلیف کے باعث ایسا کرتا ہوں۔

[۱۱۱] اَثَر- وَحَدَّثَنِىْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ كَانَ يَرَى عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَتَرَبَّعُ فِى الصَّلٰوةِ اِذَا جَلَسَ، قَالَ فَفَعَلْتُهٗ وَاَنَا يَوْمَئِذٍ حَدِيْثُ السِّنِّ، فَنَهَانِىْ عَبْدُ اللّٰهِ وَقَالَ اِنَّمَا سُنَّةُ الصَّلٰوةِ اَنْ تَنْصِبَ رِجْلَكَ الْيُمْنٰى وَتَثْنِىَ رِجْلَكَ الْيُسْرٰى، فَقُلْتُ لَهٗ فَاِنَّكَ تَفْعَلُ ذٰلِكَ، فَقَالَ اِنَّ رِجْلَيَّ لَا تَحْمِلَانِىْ. صحیح البخاری (۸۲۷)

عبداللہ بن عبداللہ بن عمر کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو نماز میں چار زانو بیٹھتے ہوئے دیکھا۔ ان کا بیان ہے کہ میں کم سنی کے باعث ایسا ہی کرنے لگا تو حضرت عبداللہ نے مجھے روکا اور فرمایا کہ نماز کی سنت یہ ہے کہ دائیں پیر کو کھڑا رکھو اور بائیں پیر کو بچھالو۔ میں عرض گزار ہوا کہ آپ بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ فرمایا کہ میرے پیر میرا بوجھ نہیں اٹھاتے۔

[۱۱۲] اَثَر- وَحَدَّثَنِىْ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، اَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ اَرَاهُمُ الْجُلُوْسَ فِى التَّشَهُّدِ، فَنَصَبَ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى، وَثَنّٰى رِجْلَهُ الْيُسْرٰى، وَجَلَسَ عَلٰى وَرِكِهِ الْاَيْسَرِ، وَلَمْ يَجْلِسْ عَلٰى قَدَمِهٖ، ثُمَّ قَالَ اَرَانِىْ هٰذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ. وَحَدَّثَنِىْ اَنَّ اَبَاهُ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ.

یحییٰ بن سعید کا بیان ہے کہ انہیں قاسم بن محمد نے تشہد میں بیٹھنا سکھایا تو انہوں نے اپنے دائیں پیر کو کھڑا کیا، بائیں پیر کو بچھایا اور بائیں سرین پر بیٹھے پاؤں پر نہ بیٹھے۔ پھر فرمایا کہ مجھے یہ عبداللہ بن عمر نے بتایا اور بیان کیا کہ ان کے والد ماجد اسی طرح کیا کرتے تھے۔ ف

ف: احناف کے نزدیک تشہد میں بیٹھنے کا طریقہ یہ ہے کہ دائیں پیر کو کھڑا رکھے، بائیں پیر کو بچھا کر اس پر بیٹھ جائے۔ دائیں ہاتھ کو دائیں ران پر اور بائیں ہاتھ کو بائیں ران پر۔ تمام انگلیاں اپنی اصلی حالت پر قبلہ رو رہیں۔ پیر کھڑا رکھنے اور بچھانے نیز بائیں پر بیٹھنے اور زمین پر سرین رکھنے کے متعلق بھی روایات موجود ہیں۔ لیکن ایسی تمام روایتوں میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک تکلیف یا تھکاوٹ کا احتمال ہے۔ ایسی حالت میں جس طرح بیٹھنے میں آسانی ہو اس کی رخصت ہے اور عام حالات میں وہی طریقہ اصح وارجح ہے جو مذکور ہوا۔ واللہ اعلم بالصواب

١٣ - بَابُ التَّشَهُّدِ فِي الصَّلٰوةِ

نماز میں تشہد پڑھنا

[۱۱۳] اَثَرٌ - حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِيِّ، أَنَّهٗ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يُعَلِّمُ النَّاسَ التَّشَهُّدَ، يَقُوْلُ قُوْلُوْا اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ، اَلزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ، اَلطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

عبدالرحمٰن بن عبد القاری کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا جبکہ وہ منبر پر لوگوں کو تشہد سکھا رہے تھے وہ فرماتے ہیں کہ کہو" التحيات لله والزاكيات لله الطيبات الصلوات لله السلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله"۔

[۱۱٤] اَثَرٌ - وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَتَشَهَّدُ، فَيَقُوْلُ بِسْمِ اللّٰهِ، اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ، اَلصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ، اَلزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ، شَهِدْتُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، شَهِدْتُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، يَقُوْلُ هٰذَا فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُوْلَيَيْنِ، وَيَدْعُوْ إِذَا قَضٰى تَشَهُّدَهٗ بِمَا بَدَا لَهٗ فَإِذَا جَلَسَ فِيْ آخِرِ صَلَاتِهٖ تَشَهَّدَ كَذٰلِكَ أَيْضًا، إِلَّا أَنَّهٗ يُقَدِّمُ التَّشَهُّدَ، ثُمَّ يَدْعُوْ بِمَا بَدَا لَهٗ، فَإِذَا قَضٰى تَشَهُّدَهٗ وَأَرَادَ أَنْ يُّسَلِّمَ قَالَ اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ، ثُمَّ يَرُدُّ عَلَى الْإِمَامِ، فَإِنْ سَلَّمَ عَلَيْهِ أَحَدٌ عَنْ يَّسَارِهٖ رَدَّ عَلَيْهِ.

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر تشہد پڑھتے ہوئے کہا کرتے" التحيات لله الصلوات الزاكيات لله السلام على النبي ورحمة الله وبركاته السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين شهدت ان لا اله الا الله، شهدت ان محمدا رسول الله " یہ پہلی دو رکعتوں کے بعد کہتے اور جب تشہد ختم کرتے تو جو چاہتے دعا کرتے اور جب نماز کے آخر میں بیٹھتے تو اسی طرح تشہد پڑھتے ماسوائے اس کے کہ تشہد کو پہلے پڑھتے اور پھر جو چاہتے دعا کرتے۔ جب تشہد ختم کر کے سلام پھیرنا چاہتے تو کہتے" السلام على النبي ورحمة الله وبركاته. السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين. السلام عليكم " دائیں جانب کہتے پھر امام کو جواب دیتے' اگر بائیں جانب سے کسی نے انہیں سلام کیا ہوتا تو اسے جواب دیتے۔

[۱۱۵] اَثَرٌ - وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهَا كَانَتْ تَقُوْلُ إِذَا تَشَهَّدَتْ اَلتَّحِيَّاتُ

قاسم بن محمد کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشہد میں یوں کہا کرتیں۔" التحيات الطيبات الصلوات الزاكيات لله اشهد ان لا اله الا الله وحده لا

اَلطَّيِّبَاتُ ' اَلصَّلَوَاتُ ' اَلزَّاكِيَاتُ ' لِلّٰهِ. اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ' وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ' اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ' اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ ' اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ.

شریک له وان محمدا عبده ورسوله. السلام علیک ایها النبی ورحمة الله وبرکاته. السلام علینا وعلی عباد الله الصالحین. السلام علیکم''۔

[۱۱۶] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدِ الْاَنْصَارِيِّ ' عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ ' اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَائِشَةَ ' زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ ' كَانَتْ تَقُوْلُ اِذَا تَشَهَّدَتْ اَلتَّحِيَّاتُ ' اَلطَّيِّبَاتُ ' اَلصَّلَوَاتُ ' اَلزَّاكِيَاتُ ' لِلّٰهِ. اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ' وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ ' اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ' اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ ' اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ.

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشہد میں یہ پڑھا کرتی تھیں: ''التحیات الطیبات الصلوت الزاکیات لله اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له. واشهد ان محمدا عبده ورسوله' السلام علیک ایها النبی ورحمة الله وبرکاته السلام علینا وعلی عباد الله الصالحین. السلام علیکم''۔

[۱۱۷] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' اَنَّهٗ سَاَلَ ابْنَ شِهَابٍ ' وَنَافِعًا مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَجُلٍ دَخَلَ مَعَ الْاِمَامِ فِي الصَّلٰوةِ ' وَقَدْ سَبَقَهُ الْاِمَامُ بِرَكْعَةٍ اَيَتَشَهَّدُ مَعَهٗ فِي الرَّكْعَتَيْنِ وَالْاَرْبَعِ ' وَاِنْ كَانَ ذٰلِكَ لَهٗ وِتْرًا؟ فَقَالَا لِيَتَشَهَّدْ مَعَهٗ.

امام مالک نے ابن شہاب اور نافع سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو جماعت میں اس وقت شامل ہوا جب کہ امام ایک رکعت پڑھ چکا تھا تو کیا وہ دوسری اور چوتھی رکعت میں تشہد پڑھے حالانکہ اس کی ایک رکعت باقی ہے؟ دونوں نے فرمایا کہ ہمارا موقف بھی یہی ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَهُوَ الْاَمْرُ عِنْدَنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارا موقف بھی یہی ہے۔ف

ف: صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں تشہد اس طرح سکھاتے جیسے قرآن کریم کی سورت سکھایا کرتے تھے۔ احادیث مطہرہ میں چار تشہد وارد ہوئے ہیں جو حضرت عمر، حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ امام مالک کا معمول حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تشہد ہے۔ اکثر شافعیہ کا عمل حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے تشہد پر ہے۔ احناف کا معمول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تشہد ہے اور یہی مذہب امام احمد بن حنبل کا ہے۔ صحابۂ کرام و تابعین عظام اور اکثر اہل علم کا معمول یہی تشہد رہا ہے۔ امام ابن حجر عسقلانی نے فرمایا کہ تشہد کی جملہ حدیثوں میں ابن مسعود کی حدیث سب سے صحیح ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر خود مجھے یہ تشہد سکھایا۔ سبحان اللہ! زہے نصیب۔

کاش کہ اندر نماز م جا شود پہلوئے تو
تا بہ تقریب سلام افتد نظر بر روئے تو

مذکورہ چاروں حضرات سے منقول ہر ایک کے تشہد میں ''السلام علیک ایها النبی'' کے الفاظ موجود ہیں۔ حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے دوران نماز بارگاہ رسالت کی اس سلامی کے بارے میں فرمایا ہے: ''احضر فی قلبک النبی ﷺ

وشخصه الکریم فقل السلام علیک ایها النبی "(احیاء العلوم ج ۱ص ۱۴۳) یعنی نبی کریم ﷺ اور ان کی صورت مقدسہ کو دل میں حاضر کر کے پھر عرض کر کہ اے نبی! آپ پر سلام ہو۔ کیوں نہ ہو۔

در راہ عشق مرحلۂ قرب و بعد نیست
می بینمت عیاں و دعائی فرستمت

خاتم المحققین سیدنا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلام کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے:

نیز آں ہمیشہ نصب العین مومناں و قرۃ العین عابداں ست د رجمیع احوال و اوقات خصوصاً در حالت عبادت و آخرآں کہ وجود نورانیت و انکشاف دریں محل بیشتر و قوی ترست و بعضے از عرفا گفتہ اند کہ ایں خطاب بجہت سریان حقیقت محمدیہ است در ذوائر موجودات و افراد ممکنات پس آنحضرت در ذوات مصلیان موجود و حاضر است پس مصلی باید کہ ازیں معنی آگا باشد و ازیں شہود غافل نبود تا با نوار قرب و اسرار معرفت متنور و فائض گردد۔

حضور ہر حالت اور ہر وقت میں اہل ایمان کا نصب العین اور عابدوں کے لیے آنکھ کی ٹھنڈک رہے ہیں اور خاص طور پر عبادت کی حالت میں کیونکہ نورانیت وانکشاف کا وجود اس وقت زیادہ اور قوی ہوتا ہے اور بعض عارفوں نے فرمایا ہے کہ یہ خطاب حقیقت محمدیہ کی وجہ سے ہے جو موجودات کے تمام ذروں اور ممکنات کے جملہ افراد میں سرایت کیے ہوئے ہے (جیسے جسم میں روح) پس نبی کریم ﷺ تو نمازیوں کی ذات میں بھی موجود و حاضر ہیں۔ پس نمازی کو چاہیے کہ اس بات سے آگاہ رہے اور اس مشاہدہ سے غافل نہ بنے تا کہ قرب کے انوار اور معرفت کے اسرار سے نورانیت وفیض پا سکے۔

(اشعۃ اللمعات ج ۱ص ۴۰۱) (خدا ہمیں یہ انوار واسرار نصیب فرمائے' آمین)

من از تو ہیچ مرادے دگر نمی خواہم
ہمی قدر بکنی کز خودم جدا انکنی

جن لوگوں نے برضا ورغبت بارگاہ رسالت سے دوری ومجبوری کو اپنا مقدر بنالیا ہے اور ہمہ وقت دعوئی اسلام وادائے مسلمانی کے باوجود توہین وتنقیص شان رسالت پر ادھار کھائے بیٹھے رہتے ہیں' انہوں نے دیکھا کہ نافع مولی ابن عمر کے منقول تشہد میں" السلام علیک ایها النبی " کی جگہ" السلام علی النبی " ہے۔ پس پھر کیا ہے' مبتدعین زمانہ نے گویا سب کچھ پالیا' اسی سے مسلمانوں کو مشرک ٹھہرانے کا ایٹم بم بنالیا۔ چیختے چلاتے ہیں کہ جو نبی کو حاضر سمجھ کر سلام کرے گا وہ ہمارے شرک کے سمندر میں ڈوب مرے گا۔ ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے کے لیے حضرت عزرائیل علیہ السلام اور شیطان مردود کافی۔ انہوں نے جان کھینچ لی ہے اور اس نے ایمان۔ دریں حالات کسی تیسرے کی ضرورت ہی کیا کہ وہ حاضر و ناظر ہوتا پھرے۔ قبل از وقت فارغ ہو بیٹھے۔ اگر اس دار العمل سے کچھ پاس پلے رکھیں تو نگران کی ضرورت محسوس ہو۔" الا عبادک منهم المخلصین "والے زمرے سے کسی کا دامن تھام لیں اور ان سب کا آقا ومولی بلکہ سارے آقاؤں کے ملجا و ماوی کے در پر پڑ رہیں۔ ان کے ہو گئے تو خدا کے ہو گئے اور ان کے نہ ہوئے تو خدا کے نہ ہوئے:

بخدا خدا کا یہی ہے در' نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں پہ ہو یہیں آ کے ہو' جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

لیکن اس شرک فروش خانہ بدوش قبیلے کے دماغ میں صرف ایک بات سمائی ہے' ہر ایک اس کا سودائی ہے کہ مسلمانوں کو مشرک کس طرح

قرار دیا جائے۔ ان حضرات نے شرک کی تعریف اور حد بندی میں وہ دھاندلی کی ہے کہ اگر ان کرم فرماؤں کی تعریف کو تسلیم کر لیا جائے تو اس زمین پر پیدا ہونے والے کسی مسلمان کو مسلمان ثابت نہیں کیا جا سکے گا۔ یہاں تک کہ خود رسول اللہ ﷺ بھی معلّم شرک قرار پا جائیں گے حتیٰ کہ معلوم ہونے لگا کہ خدا کو بھی توحید سے زیادہ شرک پسند ہے۔ غرضیکہ شرک کی ایسی حد بندی اور تعریف کی ہے کہ اسلام و کفر کو ملا کر بظاہر خوب خوش نما معجون تیار کر دی لیکن اسے کھاتے ہی ایمان کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے فتنوں سے ہر مسلمان کو بچائے تا کہ ان کا ایمان محفوظ رہ سکے اور فتنہ پردازوں کو بھی ہدایت دے۔ آمین

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تشہد یہ ہے:

التحیات للہ والصلوات والطیبات السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ۔

تمام زبانی عبادتیں اللہ کے لیے ہیں اور سب بدنی و مالی عبادتیں بھی۔ اے نبی! آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔ ہم پر سلام ہو اور اللہ کے نیک بندوں پر۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

١٤- بَابٌ مَّا يُفْعَلُ مَنْ رَفَعَ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ

جو امام سے پہلے سر اٹھا لے

[١١٨] اَثَرٌ- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ مَلِيحِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ السَّعْدِيِّ، عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، اَنَّهُ قَالَ اَلَّذِي يَرْفَعُ رَأْسَهُ وَيَخْفِضُهُ قَبْلَ الْاِمَامِ، فَاِنَّمَا نَاصِيَتُهُ بِيَدِ شَيْطَانٍ.

ملیح بن عبداللہ سعدی کا بیان ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو امام سے پہلے سر اٹھاتا جھکاتا ہے اس کی پیشانی شیطان کے ہاتھ میں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِيمَنْ سَهَا، فَرَفَعَ رَأْسَهُ قَبْلَ الْاِمَامِ فِي رُكُوعٍ، اَوْ سُجُودٍ اِنَّ السُّنَّةَ فِي ذٰلِكَ اَنْ يَرْجِعَ رَاكِعًا، اَوْ سَاجِدًا، وَلَا يَنْتَظِرُ الْاِمَامَ. وَذٰلِكَ خَطَأٌ مِمَّنْ فَعَلَهُ، لِاَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو بھول کر امام سے پہلے رکوع یا سجدہ سے سر اٹھا لے کہ اس بارے میں سنت یہ ہے کہ وہ رکوع یا سجدے میں واپس چلا جائے اور امام کا انتظار نہ کرے اور جان بوجھ کر ایسا کرنا غلطی ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

٨٨- اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ، فَلَا تَخْتَلِفُوا عَلَيْهِ وَقَالَ اَبُو هُرَيْرَةَ اَلَّذِي يَرْفَعُ رَأْسَهُ وَيَخْفِضُهُ قَبْلَ الْاِمَامِ، اِنَّمَا نَاصِيَتُهُ بِيَدِ شَيْطَانٍ.

صحیح البخاری (۷۲۲) صحیح مسلم (۹۲۹)

امام اسی لیے بنایا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے، پس اس کی مخالفت نہ کرو اور حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا کہ جو امام سے پہلے سر اٹھاتا یا جھکاتا ہے تو اس کی پیشانی شیطان کے ہاتھ میں ہے۔

١٥- بَابٌ مَّا يُفْعَلُ مَنْ سَلَّمَ مِنْ رَكْعَتَيْنِ سَاهِيًا

جس نے دو رکعتوں کے بعد بھول کر سلام پھیر دیا

٨٩- حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَيُّوبَ بْنِ اَبِي تَمِيمَةَ السَّخْتِيَانِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ اَبِي

محمد بن سیرین نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا تو

هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ اِنْصَرَفَ مِنَ اثْنَتَيْنِ، فَقَالَ لَهُ ذُو الْيَدَيْنِ أَقَصُرَتِ الصَّلٰوةُ أَمْ نَسِيتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ؟ فَقَالَ النَّاسُ نَعَمْ، فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ أُخْرَيَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ، ثُمَّ كَبَّرَ، فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ، ثُمَّ رَفَعَ، ثُمَّ كَبَّرَ، فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ، ثُمَّ رَفَعَ. صحیح البخاری (١٢٢٨) صحیح مسلم (١٢٨٨)

حضرت ذوالیدین عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! کیا نماز کم ہو گئی یا آپ بھول گئے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا ذوالیدین سچ کہتے ہیں؟ لوگوں نے کہا: ہاں۔ پس رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے، پھر آخری دو رکعتیں پڑھیں اور ایک سلام پھیرا اور پہلے سجدے جیسا یا اس سے لمبا سجدہ کیا، پھر سر اٹھایا، تکبیر کہی اور پہلے سجدے کی طرح یا اس سے لمبا دوسرا سجدہ کیا، پھر سر اٹھایا۔

٩٠- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ مَوْلَى ابْنِ أَبِي أَحْمَدَ، أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ صَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوةَ الْعَصْرِ، فَسَلَّمَ فِي رَكْعَتَيْنِ، فَقَامَ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالَ أَقَصُرَتِ الصَّلٰوةُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَمْ نَسِيتَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ كُلُّ ذٰلِكَ لَمْ يَكُنْ، فَقَالَ قَدْ كَانَ بَعْضُ ذٰلِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى النَّاسِ، فَقَالَ أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالُوا نَعَمْ، فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَأَتَمَّ مَا بَقِيَ مِنَ الصَّلٰوةِ، ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ التَّسْلِيمِ، وَهُوَ جَالِسٌ. صحیح مسلم (١٢٩٠)

ابوسفیان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز عصر پڑھائی اور دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا تو ذوالیدین کھڑے ہو کر عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! نماز کم ہو گئی یا آپ بھول گئے؟ فرمایا: کچھ بھی نہیں ہوا۔ عرض کی کہ یا رسول اللہ! کچھ تو ہوا ہے؟ پس رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا: کیا ذوالیدین سچ کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر باقی نماز پوری کی، پھر بیٹھ کر سلام کے بعد دو سجدے کیے۔

٩١- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ، قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ مِنْ إِحْدٰى صَلَاتَيِ النَّهَارِ الظُّهْرِ أَوِ الْعَصْرِ، فَسَلَّمَ مِنَ اثْنَتَيْنِ، فَقَالَ لَهُ ذُو الشِّمَالَيْنِ أَقَصُرَتِ الصَّلٰوةُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَمْ نَسِيتَ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا قَصُرَتِ الصَّلٰوةُ وَمَا نَسِيتُ، فَقَالَ ذُو الشِّمَالَيْنِ قَدْ كَانَ بَعْضُ ذٰلِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ، فَقَالُوا نَعَمْ، يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَأَتَمَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا بَقِيَ مِنَ الصَّلٰوةِ، ثُمَّ سَلَّمَ.

ابوبکر بن سلیمان کا بیان ہے کہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر یا عصر دن کی کسی ایک نماز میں سے دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیا۔ پس ذوالشمالین آپ کی خدمت میں عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! نماز کم ہو گئی یا آپ بھول گئے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ نہ نماز کم ہوئی اور نہ میں بھولا۔ ذوالشمالین عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! ان میں سے ایک بات ہوئی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا کہ کیا ذوالیدین نے صحیح کہا ہے؟ وہ عرض گزار ہوئے کہ ہاں یا رسول اللہ! پس رسول اللہ ﷺ نے باقی نماز پوری کر کے سلام پھیرا۔

[١١٩] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مِثْلَ ذٰلِكَ، قَالَ مَالِكٌ كُلُّ سَهْوٍ كَانَ

امام مالک، ابن شہاب، سعید بن مسیب نے ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن سے حدیث مذکورہ کے مطابق روایت کی ہے۔ امام مالک نے فرمایا کہ نماز میں اگر سہواً کمی واقع ہو جائے تو سجدے سلام

نُقْصَانًا مِّنَ الصَّلٰوۃِ ' فَاِنَّ سُجُوْدَہٗ قَبْلَ السَّلَامِ ' وَکُلُّ سَھْوٍ کَانَ زِیَادَۃً فِی الصَّلٰوۃِ فَاِنَّ سُجُوْدَہٗ بَعْدَ السَّلَامِ.

سے پہلے کرے اور نماز میں اگر سہواً زیادتی ہو جائے تو سہو کے سجدے سلام کے بعد کرے۔ف

ف: آج کل سجدہ سہو کے بارے میں تجاہلِ عارفانہ سے کام لے کر یہ کلیہ گھڑ رکھا ہے کہ جہاں قرأت کی کوئی غلطی ہوئی تو اس پر سجدہ سہو کر لیا اور سمجھ بیٹھے کہ تلافی ہو گئی۔ حالانکہ قرأت ہی سے خاص نہیں سجدہ سہو تو پوری نماز کی غلطیوں سے متعلق ہے۔ نماز میں واقع ہونے والی غلطیوں کو چار جگہ تقسیم کیا جا سکتا ہے جن کی ترتیب یوں ہو سکتی ہے:

اوّلاً: وہ غلطیاں جن کے واقع ہونے سے ثواب میں کمی آ جاتی ہے لیکن سجدہ سہو کرنا لازم نہیں آتا جیسے کوئی ثناء بھول گیا یا نماز میں رکوع یا سجدے کی تسبیح نہ پڑھی۔ یہ امور سنت ہیں اور ترکِ سنت سے سجدہ سہو لازم نہیں آتا خواہ وہ دانستہ واقع ہوا یا نادانستہ۔

ثانیاً: وہ غلطیاں جو سہواً واقع ہو جائیں تو حضرات احناف کے نزدیک سجدہ سہو کرنا لازم آتا ہے اور غلطی کی تلافی ہو جاتی ہے۔ ایسی غلطیاں تین قسم کی ہیں: (۱) سہواً کسی فرض کی ادائیگی میں تاخیر ہونا (۲) سہواً کسی واجب کا ترک ہو جانا (۳) سہواً کسی واجب کی ادائیگی میں تاخیر ہو جانا۔ ان میں سے اگر کسی غلطی کا قصداً اور دانستہ وقوع ہوا تو اب سجدۂ سہو سے تلافی نہیں ہوگی بلکہ نماز دوبارہ پڑھنی پڑے گی۔ کتنے ہی امام بننے والے حضرات دریں ایام نماز کے فرائض و واجبات سے بے خبر ہیں لیکن امامت کو ذریعۂ معاش بنا کر اپنی اور لوگوں کی نمازیں ضائع کر رہے ہیں۔ حالانکہ قرآن کریم نے بتایا ہے کہ نمازوں کو ضائع کرنے والے اور خواہشات کی پیروی کرنے والے ناخلف ہیں اور وہ جہنم کی غی نامی وادی میں پھینکے جائیں گے۔ اللھم احفظنا منھا بحرمۃ سید الابرار۔

ثالثاً: وہ غلطیاں جن کے واقع ہو جانے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے جیسے دورانِ نماز سلام و کلام کیا یا کھا پی بیٹھا، خواہ اس فعل کا وقوع دانستہ ہوا یا نادانستہ۔ ہر حال میں نماز ٹوٹ جاتی ہے دوبارہ پڑھی جائے گی اور سجدۂ سہو یہاں کچھ نہیں بنا سکے گا۔ اسی طرح نماز پڑھی جس کی چار رکعت تھیں اور سلام پھیرنے کے بعد کلام بھی کر لیا۔ اس کے بعد یاد آیا کہ تین یا پانچ رکعت پڑھی ہیں یہ نماز دوبارہ پڑھی جائے گی اب سجدۂ سہو سے کچھ نہیں بنے گا۔

رابعاً: قرأت کی وہ غلطیاں جن کے واقع ہو جانے سے کفر لازم آ جاتا ہے۔ یہ غلطیاں اہلِ علم حضرات سے معلوم کر لی جائیں کیونکہ ان کا مدِنظر رکھنا بہت ضروری ہے۔ اگر خدانخواستہ کسی سے ایسی غلطی واقع ہو جائے تو نہ صرف یہ کہ نماز فاسد ہو گئی بلکہ وہ شخص اسلام کے دائرے سے باہر ہو جاتا ہے چاہیے کہ فوراً توبہ کرے، از سرِ نو دائرۂ اسلام میں آئے اور پھر اس نماز کو دوبارہ پڑھے۔

واللہ اعلم بالصواب

١٦- بَابُ اِتْمَامِ الْمُصَلِّیْ مَا ذَکَرَ اِذَا شَکَّ فِیْ صَلٰوتِہٖ

نمازی کو شک ہو جائے تو اپنی یاد پر نماز پوری کرے

٩٢- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی ' عَنْ مَالِکٍ ' عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ ' عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اِذَا شَکَّ اَحَدُکُمْ فِیْ صَلَاتِہٖ ' فَلَمْ یَدْرِ کَمْ صَلّٰی اَثَلَاثًا ' اَمْ اَرْبَعًا ' فَلْیُصَلِّ رَکْعَۃً ' وَلْیَسْجُدْ سَجْدَتَیْنِ ' وَھُوَ جَالِسٌ قَبْلَ التَّسْلِیْمِ ' فَاِنْ کَانَتِ الرَّکْعَۃُ الَّتِیْ صَلّٰی خَامِسَۃً شَفَعَھَا بِھَاتَیْنِ السَّجْدَتَیْنِ وَاِنْ کَانَتْ رَابِعَۃً فَالسَّجْدَتَانِ تَرْغِیْمٌ لِّلشَّیْطَانِ. صحیح مسلم (۱۲۷۲۔۱۲۷۳)

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو نماز میں شک پڑ جائے اور یاد نہ رہے کہ کتنی پڑھی ہے تین رکعتیں یا چار؟ تو اسے چاہیے کہ ایک رکعت اور پڑھ کر دو سجدے کرلے بیٹھے ہوئے سلام سے پہلے۔ اگر یہ رکعت اس نے پانچویں پڑھی ہوگی تو دونوں سہو کے دونوں سجدوں سے مل کر یہ بھی دوگانہ ہو جائے گا اور اگر حقیقت میں چوتھی ہے تو یہ دونوں سجدے شیطان کی رسوائی کے لیے ہو جائیں گے۔

[۱۲۰]اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَتَوَخَّ الَّذِي يَظُنُّ أَنَّهُ نَسِيَ مِنْ صَلَاتِهِ، فَلْيُصَلِّهِ، ثُمَّ لِيَسْجُدْ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ، وَهُوَ جَالِسٌ.

سالم بن عبد اللہ کا بیان ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ جب تم میں سے کوئی نماز میں بھول جائے تو بھولی ہوئی کے مطابق سوچ کر رائے قائم کرے اور اس کے مطابق نماز پڑھے پھر چاہیے کہ بیٹھ کر سہو کے دو سجدے کر لے۔

[۱۲۱]اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَفِيفِ بْنِ عَمْرٍو السَّهْمِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، وَكَعْبَ الْأَحْبَارِ عَنِ الَّذِي يَشُكُّ فِي صَلَاتِهِ، فَلَا يَدْرِي كَمْ صَلَّى أَثَلَاثًا، أَمْ أَرْبَعًا، فَكِلَاهُمَا قَالَ لِيُصَلِّ رَكْعَةً أُخْرَى، ثُمَّ لِيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ، وَهُوَ جَالِسٌ.

عطاء بن یسار کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص اور حضرت کعب احبار سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جسے شک ہو جائے اور یہ معلوم نہ ہو کہ کتنی نماز پڑھی ہے آیا تین رکعتیں یا چار؟ دونوں حضرات نے فرمایا کہ اسے ایک رکعت اور پڑھنی چاہیے اور پھر چاہیے کہ بیٹھ کر دو سجدے کر لے۔

[۱۲۲]اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا سُئِلَ عَنِ النِّسْيَانِ فِي الصَّلَاةِ قَالَ لِيَتَوَخَّ أَحَدُكُمُ الَّذِي يَظُنُّ أَنَّهُ نَسِيَ مِنْ صَلَاتِهِ، فَلْيُصَلِّهِ.

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جب نماز میں بھول جانے کے متعلق پوچھا جاتا تو فرماتے کہ بھولی ہوئی نماز کے متعلق سوچے اور جو رائے قائم ہو اس کے مطابق نماز پڑھے۔

۱۷- بَابُ مَنْ قَامَ بَعْدَ الْإِتْمَامِ أَوْ فِي الرَّكْعَتَيْنِ

جو نماز پوری کر لینے یا دو رکعتیں پڑھ لینے کے بعد سہواً کھڑا ہو جائے

۹۳- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ بُحَيْنَةَ، أَنَّهُ قَالَ صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قَامَ فَلَمْ يَجْلِسْ، فَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ، فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ وَنَظَرْنَا تَسْلِيمَهُ كَبَّرَ، ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ التَّسْلِيمِ، ثُمَّ سَلَّمَ. صحیح البخاری(۱۲۲۵) صحیح مسلم(۱۲۶۹۔۱۲۷۰۔۱۲۷۱)

حضرت عبد اللہ بن بحینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں پھر بیٹھے بغیر کھڑے ہو گئے تو لوگ بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ جب نماز پوری کر لی اور ہم سلام کے منتظر تھے تو آپ نے تکبیر کہی اور سلام سے پہلے بیٹھے ہوئے دو سجدے کیے پھر سلام پھیرا۔

۹۴- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمُزَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ بُحَيْنَةَ، أَنَّهُ قَالَ صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الظُّهْرَ، فَقَامَ فِي اثْنَتَيْنِ، وَلَمْ يَجْلِسْ فِيهِمَا، فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ بَعْدَ ذَلِكَ. سابقہ حوالہ(۹۳)

حضرت عبد اللہ بن بحینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز ظہر پڑھائی اور دو رکعت کے بعد بغیر بیٹھنے کے کھڑے ہو گئے جب آپ نے نماز مکمل کر لی تو دو سجدے کیے اور ان کے بعد سلام پھیرا۔

قَالَ مَالِكٌ فِيمَنْ سَهَا فِي صَلَاتِهِ، فَقَامَ بَعْدَ إِتْمَامِهِ الْأَرْبَعَ، فَقَرَأَ، ثُمَّ رَكَعَ، فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنْ

امام مالک نے فرمایا کہ جو چار رکعتیں پڑھ لینے کے بعد سہواً کھڑا ہو جائے، قرأت پڑھے، رکوع کرے اور جب رکوع سے سر

رُکُوْعِهٖ ذَكَرَ اَنَّهٗ قَدْ كَانَ اَتَمَّ اِنَّهٗ يَرْجِعُ فَيَجْلِسُ وَلَا يَسْجُدُ وَلَوْ سَجَدَ اِحْدَى السَّجْدَتَيْنِ لَمْ اَرَ اَنْ يَسْجُدَ الْاُخْرٰى، ثُمَّ اِذَا قَضٰى صَلٰوتَهٗ، فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ، وَهُوَ جَالِسٌ بَعْدَ التَّسْلِيْمِ.

اٹھائے تو اسے یاد آئے کہ وہ پوری نماز پڑھ چکا تھا' وہ واپس لوٹ آئے یعنی بیٹھ جائے اور سجدہ نہ کرے۔ اگر دونوں میں سے ایک سجدہ کر لیا ہے تو دوسرا نہ کرے جب نماز پوری کر لے تو اسے چاہیے کہ بیٹھا ہوا دو سجدے کرے سلام کے بعد۔

١٨- بَابُ النَّظَرِ فِي الصَّلٰوةِ اِلٰى مَا يَشْغَلُكَ عَنْهَا

نماز میں غافل کرنے والی چیز کو دیکھنا

٩٥- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ اَبِيْ عَلْقَمَةَ عَنْ اُمِّهٖ، اَنَّ عَائِشَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَتْ اَهْدٰى اَبُوْ جَهْمِ بْنُ حُذَيْفَةَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ خَمِيْصَةً شَامِيَّةً لَهَا عَلَمٌ، فَشَهِدَ فِيْهَا الصَّلٰوةَ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ رُدِّيْ هٰذِهِ الْخَمِيْصَةَ اِلٰى اَبِيْ جَهْمٍ، فَاِنِّيْ نَظَرْتُ اِلٰى عَلَمِهَا فِي الصَّلٰوةِ فَكَادَ يَفْتِنُنِيْ.

صحیح البخاری (۳۷۳) صحیح مسلم (۱۲۳۹)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضرت ابوجہم بن حذیفہ نے رسول اللہ ﷺ کے لیے ایک شامی چادر تحفے کے طور پر بھیجی جس میں نقش و نگار تھے۔ آپ نے اس کے ساتھ نماز پڑھائی' جب فارغ ہوئے تو فرمایا کہ یہ چادر ابوجہم کو لوٹا دو کیونکہ میں نے نماز میں اس کے بیل بوٹے دیکھے پس قریب تھا کہ مجھے بھلا دیتے۔

٩٦- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَبِسَ خَمِيْصَةً لَهَا عَلَمٌ، ثُمَّ اَعْطَاهَا اَبَا جَهْمٍ، وَاَخَذَ مِنْ اَبِيْ جَهْمٍ اَنْبِجَانِيَّةً لَهٗ، فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلِمَ؟ فَقَالَ اِنِّيْ نَظَرْتُ اِلٰى عَلَمِهَا فِي الصَّلٰوةِ.

عروہ بن زبیر کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک چادر اوپر لی جس میں بیل بوٹے تھے۔ پھر وہ حضرت ابوجہم کو دے کر ان سے ان کی سادہ چادر لے لی۔ وہ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! ایسا کیوں کیا؟ فرمایا کہ میں نے نماز میں اس کے بیل بوٹے دیکھے تھے۔

٩٧- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ، اَنَّ اَبَا طَلْحَةَ الْاَنْصَارِيَّ كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ حَائِطِهٖ، فَطَارَ دُبْسِيٌّ، فَطَفِقَ يَتَرَدَّدُ يَلْتَمِسُ مَخْرَجًا، فَاَعْجَبَهٗ ذٰلِكَ فَجَعَلَ يُتْبِعُهٗ بَصَرَهٗ سَاعَةً، ثُمَّ رَجَعَ اِلٰى صَلٰوتِهٖ، فَاِذَا هُوَ لَا يَدْرِيْ كَمْ صَلّٰى، فَقَالَ لَقَدْ اَصَابَتْنِيْ فِيْ مَالِيْ هٰذَا فِتْنَةٌ، فَجَاءَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ لَهُ الَّذِيْ اَصَابَهٗ فِيْ حَائِطِهٖ مِنَ الْفِتْنَةِ، وَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هُوَ صَدَقَةٌ لِلّٰهِ فَضَعْهُ حَيْثُ شِئْتَ.

حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے تو ایک چڑیا اڑ کر باغ سے باہر نکلنے کا راستہ ڈھونڈ رہی تھی' وہ اس بات سے خوش ہوئے اور کچھ دیر اسے دیکھتے رہے' پھر جب نماز کا خیال آیا تو بھول گئے کہ کتنی پڑھی ہے۔ فرمایا کہ میرے اس مال نے مجھے آزمائش میں ڈال دیا۔ پس انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر وہ واقعہ عرض کر دیا جو باغ میں پیش آیا اور کہا کہ یا رسول اللہ! وہ راہِ خدا صدقہ ہے جہاں آپ چاہیں اسے خرچ فرمائیں۔

[١٢٣] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ، اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ حَائِطٍ لَهٗ بِالْقُفِّ، وَادٍ مِنْ اَوْدِيَةِ الْمَدِيْنَةِ فِيْ زَمَانِ الثَّمَرِ وَالنَّخْلُ قَدْ ذُلِّلَتْ، فَهِيَ مُطَوَّقَةٌ بِثَمَرِهَا، فَنَظَرَ

عبداللہ بن ابوبکر سے روایت ہے کہ ایک انصاری اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے جو قف میں تھا جو مدینہ منورہ کی ایک وادی ہے جبکہ پھل پک کر لٹکے ہوئے تھے اور ٹہنیاں پھلوں سے لدی ہوئی تھیں۔ انہوں نے اس کی طرف دیکھا اور پھلوں کو دیکھ کر

إِلَيْهَا فَأَعْجَبَهُ مَا رَأَى مِنْ ثَمَرِهَا ' ثُمَّ رَجَعَ إِلَى صَلوٰتِهِ ' فَإِذَا هُوَ لَا يَدْرِي كَمْ صَلَّى ' فَقَالَ لَقَدْ أَصَابَتْنِي فِي مَالِي هٰذَا فِتْنَةٌ ' فَجَاءَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ خَلِيفَةٌ ' فَذَكَرَ لَهُ ذٰلِكَ وَقَالَ هُوَ صَدَقَةٌ ' فَاجْعَلْهُ فِي سُبُلِ الْخَيْرِ ' فَبَاعَهُ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ بِخَمْسِينَ أَلْفًا ' فَسُمِّيَ ذٰلِكَ الْمَالُ الْخَمْسِينَ.

خوش ہوئے' پھر جب نماز کا خیال آیا تو یاد نہ رہا کہ کتنی پڑھی ہے۔ فرمایا کہ میری اس مال سے آزمائش ہوئی ہے لہٰذا وہ خلیفہ' وقت حضرت عثمان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہیں واقعہ سنایا اور کہا کہ وہ صدقہ ہے۔ پس اسے بھلائی کے کاموں میں خرچ کیجئے اور حضرت عثمان نے اسے پچاس ہزار میں بیچ دیا تو اس باغ کا نام پچاس ہزارہ پڑ گیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے

٤- كِتَابُ السَّهْوِ

سہو کا بیان

١- بَابُ الْعَمَلِ فِي السَّهْوِ

نماز میں بھول جانے پر کیا کرے؟

٩٨- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى ' عَنْ مَالِكٍ ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ' عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ ' عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ' أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ يُصَلِّي جَاءَهُ الشَّيْطَانُ ' فَلَبَسَ عَلَيْهِ حَتّٰى لَا يَدْرِيَ كَمْ صَلّٰى ' فَإِذَا وَجَدَ ذٰلِكَ أَحَدُكُمْ ' فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ ' وَهُوَ جَالِسٌ.

صحیح البخاری (١٢٣٢) صحیح مسلم (١٢٦٥)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے تو شیطان اس کے پاس آ کر بھلانے لگتا ہے یہاں تک کہ اسے یہ بھی یاد نہیں رہتا کہ کتنی نماز پڑھی ہے۔ جب تم میں سے کسی کو یہ مرحلہ درپیش آئے تو اسے چاہیے کہ بیٹھے ہوئے دو سجدے کر لے۔

٩٩- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنِّي لَأَنْسٰى أَوْ أُنَسّٰى لِأَسُنَّ.

(رسالہ وصل البلاغات الاربع لابن الصلاح ص ٣٠)

امام مالک تک یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں اس لیے بھولتا یا بھلایا جاتا ہوں تا کہ راستہ پیدا کر دوں۔ ف

ف: محدث ابن عبدالبر فرماتے ہیں کہ یہ روایت مجھے حدیث کی کسی کتاب میں مسنداً یا مقطوعاً نہیں ملی اور یہ ان چار حدیثوں میں سے ہے جن کا موطاء امام مالک کے سوا حدیث کی اور کسی کتاب میں وجود نہیں ہے' واللہ اعلم بالصواب

[١٢٤] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ فَقَالَ إِنِّي أَهِمُ فِي صَلَاتِي ' فَيَكْثُرُ ذٰلِكَ عَلَيَّ ' فَقَالَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ ' أَمْضِ فِي صَلَاتِكَ ' فَإِنَّهُ لَنْ يَذْهَبَ عَنْكَ حَتّٰى تَنْصَرِفَ ' وَأَنْتَ تَقُوْلُ مَا أَتْمَمْتُ صَلَاتِي.

امام مالک تک یہ بات پہنچی کہ ایک شخص نے حضرت قاسم بن محمد سے کہا کہ مجھے نماز میں کثرت سے وہم ہو جاتا ہے۔ قاسم بن محمد نے فرمایا کہ تم اپنی نماز جاری رکھو کیونکہ یہ تم سے دور نہیں ہو گا یہاں تک کہ جب تم فارغ ہو جاؤ گے تو کہو گے کہ میں نے پوری نماز نہیں پڑھی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے

٥- كِتَابُ الْجُمُعَةِ

جمعہ کا بیان

١- بَابُ الْعَمَلِ فِي غُسْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ

جمعہ کے روز غسل کرنے کا بیان

۱۰۰- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ، ثُمَّ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْأُولٰى، فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَةً، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ، فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ، فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ كَبْشًا أَقْرَنَ، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ، فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ دَجَاجَةً، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ، فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَيْضَةً، فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ حَضَرَتِ الْمَلَائِكَةُ يَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ.

صحیح البخاری (۸۸۱) صحیح مسلم (۱۹۶۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے غسل جنابت کی طرح جمعہ کے روز غسل کیا، پھر پہلی ساعت میں روانہ ہوا تو اس کے لیے اونٹ کی قربانی کا ثواب ہے اور جو دوسری ساعت میں روانہ ہوا اس کے لیے گائے کی قربانی کا اور جو تیسری ساعت میں چلا تو اس کے لیے مینڈھے کی قربانی کا اور جو چوتھی ساعت میں روانہ ہوا اس کے لیے مرغ خیرات کرنے کا اور جو پانچویں ساعت میں چلا تو اس کے لیے راہِ خدا میں انڈا دینے کا ثواب ہے اور جب امام نکلتا ہے تو فرشتے وعظ سننے لگتے ہیں۔

[۱۲۵] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ كَغُسْلِ الْجَنَابَةِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے کہ جمعہ کے روز غسل کرنا غسلِ جنابت کی طرح ہر بالغ پر واجب ہے۔

۱۰۱- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّهُ قَالَ دَخَلَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الْمَسْجِدَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَخْطُبُ، فَقَالَ عُمَرُ أَيَّةُ سَاعَةٍ هٰذِهِ، فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ انْقَلَبْتُ مِنَ السُّوقِ، فَسَمِعْتُ النِّدَاءَ، فَمَا زِدْتُ عَلٰى أَنْ تَوَضَّأْتُ، فَقَالَ عُمَرُ وَالْوُضُوءَ أَيْضًا، وَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُ بِالْغُسْلِ. صحیح البخاری (۸۷۸) صحیح مسلم (۱۹۵۲)

سالم بن عبد اللہ نے فرمایا کہ صحابۂ کرام میں سے ایک صاحب اس وقت مسجد میں آئے جب حضرت عمر خطبہ دے رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ آنے کا کونسا وقت ہے؟ عرض گزار ہوئے کہ اے امیر المومنین! جب میں بازار سے لوٹا تو میں نے اذان سنی۔ پس میں نے صرف وضو ہی کیا ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ صرف وضو حالانکہ آپ جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ غسل کا حکم بھی فرمایا کرتے تھے۔

۱۰۲- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ. صحیح البخاری (۸۵۸) صحیح مسلم (۱۹۵۴)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کے روز غسل کرنا ہر بالغ پر واجب ہے۔

۱۰۳- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ. قَالَ مَالِكٌ مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَوَّلَ

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو تم میں سے نماز جمعہ کے لیے آئے تو اسے غسل کر لینا چاہیے۔ امام مالک نے فرمایا کہ جس نے جمعہ کے روز

نَهَارِهِ، وَهُوَ يُرِيدُ بِذٰلِكَ غُسْلَ الْجُمُعَةِ، فَإِنَّ ذٰلِكَ الْغُسْلَ لَا يُجْزِئُ عَنْهُ، حَتّٰى يَغْتَسِلَ لِرَوَاحِهِ، وَذٰلِكَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِي حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ.

صحیح البخاری (۸۷۷) صحیح مسلم (۱۹٤۸)

صبح کے وقت غسل کیا اور اس سے غسل جمعہ کی نیت کی تو یہ غسل اس کے لیے کافی نہیں ہوگا جب تک روانگی کے وقت غسل نہ کرے کیونکہ ابن عمر کی روایت میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو تم میں سے نماز جمعہ کے لیے آئے تو اسے غسل کرنا چاہیے۔

قَالَ مَالِكٌ وَمَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مُعَجِّلًا، أَوْ مُؤَخِّرًا، وَهُوَ يَنْوِي بِذٰلِكَ غُسْلَ الْجُمُعَةِ فَأَصَابَهُ مَا يَنْقُضُ وُضُوْءَهُ، فَلَيْسَ عَلَيْهِ إِلَّا الْوُضُوْءُ، وَغُسْلُهُ ذٰلِكَ مُجْزِئٌ عَنْهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے جمعہ کے روز جلدی یا دیر سے غسل کیا اور اس سے اس نے غسل جمعہ کی نیت کی پھر اس کا وضو ٹوٹ گیا تو اسے وضو ہی کرنا ہوگا اور غسل اس کا وہی کافی ہے۔ف

ف: امام مالک کے نزدیک نماز جمعہ کے قریب غسل کرنا ضروری ہے۔ اگر کافی دیر پہلے یا صبح کو غسل کیا تھا تو نماز جمعہ کی حاضری کے لیے دوبارہ غسل کرے۔ لیکن احناف کے نزدیک پہلا غسل ہی کافی ہے اگر چہ اس کے بعد مشقت کا کام کیا یا پسینہ آیا ہو ہاں غسل کرے تو نور علی نور لیکن ضروری نہیں۔ ابتداء میں غسل جمعہ بھی غسل جنابت کی طرح واجب اور ضروری تھا کیونکہ مسجد نبوی تنگ اور لوگوں کے کپڑے بہت موٹے جھوٹے ہوتے تھے۔ جب دونوں چیزوں میں کشائش ہوگئی تو وجوب کا حکم منسوخ فرما دیا گیا کہ اب غسل جمعہ مستحب ہے، کرنے والے کو ثواب ملے گا اور نہ کرنے والے پر کوئی گناہ نہیں۔ حضرت امام ابوحنیفہ اور صاحبین رحمۃ اللہ علیہم کا یہی مذہب ہے۔

امام ابوجعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح معانی الآثار میں ایسی بیس احادیث پیش کی ہیں جن سے معلوم ہو رہا ہے کہ غسل جمعہ واجب ہے۔ اس کے بعد اٹھارہ احادیث و آثار پیش کر کے ثابت کیا ہے کہ وجوب کا حکم منسوخ ہو گیا تھا اور جمعہ کے روز غسل کرنے میں فضیلت ضرور ہے کہ غسل کرنے والے کو ثواب ملے گا۔ منسوخ ہونے کی وجوہات کا ذکر حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی روایتوں میں موجود ہے۔

موطاء امام مالک کے اس باب کی تیسری روایت میں ہے کہ حضرت عمر کے دوران خطبہ ایک آدمی دیر سے نماز جمعہ میں آیا جس نے غسل نہ کیا اور صرف وضو کر کے آ شامل ہوا تھا۔ اس کے متعلق ابن وہب اور ابن القاسم کی روایتوں میں ہے کہ وہ حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت عثمان جیسے سنتِ رسول کے پیکر سے یہ کیسے متصور ہو سکتا ہے کہ وہ کسی واجب یا سنت مؤکدہ کو ترک کرتے اگر واجب ہوتا تو حضرت عمر ضرور انہیں حکم دیتے کہ غسل کر کے نماز پڑھیں۔ وہ نہ سہی تو دوسرے صحابۂ کرام انہیں تلقین کر کے واجب یا سنت مؤکدہ کو ادا کرنے کی جانب متوجہ کرتے۔ سب کی خاموشی اور غسل کرنے کا حکم نہ دینے سے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کا اس بات پر اجماع ثابت ہو گیا اور غسل جمعہ واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

٢- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِنْصَاتِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ

جب امام خطبہ پڑھے تو سامعین خاموش رہیں

١٠٤- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ أَنْصِتْ، وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ يَوْمَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم اپنے ساتھی سے کہو کہ خاموش رہو اور امام جمعہ کے روز خطبہ دے رہا ہو تو تم نے بیہودہ حرکت

الْجُمُعَةَ، فَقَدْ لَغَوْتَ.

کی۔

صحیح البخاری (۹۳٤) صحیح مسلم (۱۹۶۲۔۱۹۶۳)

[١٢٦] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ أَبِي مَالِكٍ الْقُرَظِيِّ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُمْ كَانُوا فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يُصَلُّونَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، حَتَّى يَخْرُجَ عُمَرُ، فَإِذَا خَرَجَ عُمَرُ وَجَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ، وَأَذَّنَ الْمُؤَذِّنُونَ، قَالَ ثَعْلَبَةُ جَلَسْنَا نَتَحَدَّثُ، فَإِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُونَ، وَقَامَ عُمَرُ يَخْطُبُ أَنْصَتْنَا، فَلَمْ يَتَكَلَّمْ مِنَّا أَحَدٌ.

ثعلبہ بن ابو مالک قرظی نے بتایا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں جمعہ کے روز ہم حضرت عمر کے آنے تک نماز پڑھتے رہتے، جب حضرت عمر آ جاتے اور منبر پر بیٹھتے اور مؤذن اذان کہہ دیتے تو ثعلبہ نے کہا کہ ہم بیٹھے باتیں کرتے رہتے، جب مؤذن خاموش ہو جاتے اور حضرت عمر خطبہ دینے کھڑے ہوتے تو ہم خاموش ہو جاتے اور ہم میں سے کوئی ایک بھی باتیں نہ کرتا۔

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَخُرُوجُ الْإِمَامِ يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ وَكَلَامُهُ يَقْطَعُ الْكَلَامَ.

ابن شہاب نے فرمایا کہ امام کا آنا نماز کو اور اس کا کلام کرنا باتیں کرنے کو ختم کر دیتا ہے۔

[١٢٧] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ، أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ كَانَ يَقُولُ فِي خُطْبَتِهِ قَلَّ مَا يَدَعُ ذٰلِكَ إِذَا خَطَبَ إِذَا قَامَ الْإِمَامُ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاسْتَمِعُوا، وَأَنْصِتُوا، فَإِنَّ لِلْمُنْصِتِ الَّذِي لَا يَسْمَعُ مِنَ الْحَظِّ مِثْلَ مَا لِلْمُنْصِتِ السَّامِعِ، فَإِذَا قَامَتِ الصَّلٰوةُ فَاعْدِلُوا الصُّفُوفَ، وَحَاذُوا بِالْمَنَاكِبِ، فَإِنَّ اعْتِدَالَ الصُّفُوفِ، مِنْ تَمَامِ الصَّلٰوةِ.

مالک بن ابو عامر سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطبے میں فرمایا کرتے اور شاذ و نادر ہی آپ نے یہ نہ کہا ہو کہ جب امام جمعہ کے روز خطبہ دینے کھڑا ہو تو غور سے سنو اور خاموش رہو کیونکہ خاموش رہنے والا اگر خطبہ نہ سن سکے تو اسے بھی اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا سننے والے خاموش کو ملتا ہے، جب نماز کی اقامت کہی جائے تو صفیں سیدھی کر لیا کرو اور کندھے برابر کر لو کیونکہ صفوں کے برابر کرنے میں نماز کی تکمیل ہے۔

ثُمَّ لَا يُكَبِّرُ حَتّٰى يَأْتِيَهُ رِجَالٌ قَدْ وَكَّلَهُمْ بِتَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ، فَيُخْبِرُونَهُ أَنْ قَدِ اسْتَوَتْ، فَيُكَبِّرُ.

پھر اس وقت تک تکبیر تحریمہ نہ کہتے جب تک جن آدمیوں کو صفیں درست کرنے پر مقرر فرمایا تھا وہ یہ نہ بتاتے کہ درست ہو گئیں پھر تکبیر تحریمہ کہتے۔

[١٢٨] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَأٰى رَجُلَيْنِ يَتَحَدَّثَانِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَحَصَبَهُمَا. أَنِ اصْمُتَا.

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے دو آدمیوں کو باتیں کرتے دیکھا اور امام جمعہ کے روز خطبہ دے رہا تھا تو چپ کرانے کے لیے انہیں کنکریاں ماریں۔

[١٢٩] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلًا عَطَسَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ، فَشَمَّتَهُ إِنْسَانٌ إِلٰى جَنْبِهِ، فَسَأَلَ عَنْ ذٰلِكَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ، فَنَهَاهُ عَنْ ذٰلِكَ، وَقَالَ لَا تَعُدْ.

امام مالک نے ابن شہاب سے جمعہ کے روز اس وقت کلام کرنے کے متعلق پوچھا جب امام منبر سے اتر آئے اور تکبیر تحریمہ سے پہلے۔ ابن شہاب نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

[١٣٠] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ

امام مالک نے ابن شہاب سے جمعہ کے روز امام کے منبر

شِهَابٍ عَنِ الْكَلَامِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذَا نَزَلَ الْإِمَامُ عَنِ الْمِنْبَرِ قَبْلَ أَنْ يُكَبِّرَ ' فَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ لَا بَأْسَ بِذٰلِكَ

سے اترنے اور تکبیر ہونے سے پہلے بات کرنے کے متعلق پوچھا تو ابن شہاب نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔

٣- بَابٌ فِيمَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً يَوْمَ الْجُمُعَةِ

جس نے نماز جمعہ کی رکعت پائی

حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى ' عَنْ مَالِكٍ ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ' أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ أَدْرَكَ مِنْ صَلٰوةِ الْجُمُعَةِ رَكْعَةً ' فَلْيُصَلِّ إِلَيْهَا أُخْرٰى. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَهِيَ السُّنَّةُ.

ابن شہاب فرمایا کرتے تھے کہ جس نے نماز جمعہ کی ایک رکعت پائی تو دوسری خود پڑھ لے۔ ابن شہاب نے فرمایا کہ یہ سنت ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَعَلٰى ذٰلِكَ أَدْرَكْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا ' وَذٰلِكَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ.

امام مالک نے فرمایا کہ میں نے اپنے شہر کے اہل علم کو اسی پر پایا ہے اور یہ اس لیے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

١٠٥- مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الصَّلٰوةِ رَكْعَةً ' فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلٰوةَ.

جس نے نماز سے ایک رکعت پائی اس نے نماز پالی۔

(صحیح البخاری (٥٨٠) صحیح مسلم (١٣٧٠))

قَالَ مَالِكٌ فِي الَّذِيْ يُصِيْبُهُ زِحَامٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ' فَيَرْكَعُ وَلَا يَقْدِرُ عَلٰى أَنْ يَسْجُدَ حَتّٰى يَقُوْمَ الْإِمَامُ ' أَوْ يَفْرُغَ الْإِمَامُ مِنْ صَلَاتِهِ أَنَّهُ إِنْ قَدَرَ عَلٰى أَنْ يَسْجُدَ إِنْ كَانَ قَدْ رَكَعَ ' فَلْيَسْجُدْ إِذَا قَامَ النَّاسُ ' وَإِنْ لَمْ يَقْدِرْ عَلٰى أَنْ يَسْجُدَ حَتّٰى يَفْرُغَ الْإِمَامُ مِنْ صَلٰوتِهِ ' فَإِنَّهُ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يَبْتَدِئَ صَلٰوتَهُ ظُهْرًا أَرْبَعًا.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے جمعہ کے روز رکوع کر لیا لیکن زیادہ بھیڑ کے باعث سجدہ نہ کر سکا یہاں تک کہ امام کھڑا ہو گیا یا امام نماز سے فارغ ہو گیا تو جو رکوع کر چکا ہے وہ جب لوگ کھڑے ہو جائیں اگر اس وقت سجدہ کر سکتا ہے تو کر لینا چاہیے اور اگر امام کے نماز سے فارغ ہونے تک سجدہ نہ کر سکے تو مجھے یہ پسند ہے کہ وہ ظہر کی چار رکعتیں شروع کر دے۔

٤- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ رَعَفَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

جس کی نماز جمعہ کے وقت نکسیر پھوٹ نکلے

[١٣١] أَثَرٌ- قَالَ مَالِكٌ مَنْ رَعَفَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ ' فَخَرَجَ فَلَمْ يَرْجِعْ حَتّٰى فَرَغَ الْإِمَامُ مِنْ صَلٰوتِهِ ' فَإِنَّهُ يُصَلِّيْ أَرْبَعًا.

امام مالک نے فرمایا کہ جس کی جمعہ کے روز نکسیر پھوٹ نکلی اور امام خطبہ دے رہا تھا پس وہ باہر نکلا اور امام کے نماز سے فارغ ہونے تک واپس نہ آیا تو وہ چار رکعتیں پڑھے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الَّذِيْ يَرْكَعُ رَكْعَةً مَعَ الْإِمَامِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ' ثُمَّ يَرْعُفُ ' فَيَخْرُجُ فَيَأْتِيْ وَقَدْ صَلَّى الْإِمَامُ الرَّكْعَتَيْنِ كِلْتَيْهِمَا أَنَّهُ يَبْنِيْ بِرَكْعَةٍ أُخْرٰى مَا لَمْ يَتَكَلَّمْ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے جمعہ کے روز امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھی پھر اس کی نکسیر جاری ہو گئی تو وہ باہر نکل گیا اور اس وقت آیا جبکہ امام دونوں رکعتیں پڑھ چکا تھا تو اگر اس نے کلام نہیں کیا ہے تو دوسری رکعت خود پڑھ لے۔

قَالَ مَالِكٌ لَيْسَ عَلٰى مَنْ رَعَفَ ' أَوْ أَصَابَهُ أَمْرٌ

امام مالک نے فرمایا کہ جمعہ کے روز جس کی نکسیر پھوٹ

لَا بُدَّ لَهُ مِنَ الْخُرُوجِ، أَنْ يَسْتَأْذِنَ الْإِمَامَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ.

نکلے یا کوئی ایسی بات واقع ہو جائے جس کے باعث نکلنا پڑے تو نکلنے کے لیے امام سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔

٥- بَابُ مَا جَآءَ فِي السَّعْيِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

جمعہ کے روز سعی کرنے کا بیان

[١٣٢] أَثَرٌ- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللّٰهِ﴾ (الجمعہ:٩). فَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَقْرَؤُهَا، إِذَا نُودِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَامْضُوا إِلَى ذِكْرِ اللّٰهِ.

امام مالک نے ابن شہاب سے ارشاد باری تعالیٰ "إِذَا نُودِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللّٰهِ" کے بارے میں پوچھا تو ابن شہاب نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے "اذا نودی للصلوة من یوم الجمعة فامضوا الی ذکر الله" پڑھا کرتے تھے۔

قَالَ مَالِكٌ وَإِنَّمَا السَّعْيُ فِي كِتَابِ اللّٰهِ الْعَمَلُ وَالْفِعْلُ، يَقُولُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ﴿وَإِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْأَرْضِ﴾ (البقرہ:٢٠٥) وَقَالَ تَعَالَى ﴿وَأَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى. وَهُوَ يَخْشٰى﴾ (عبس:٨-٩) وَقَالَ ﴿ثُمَّ أَدْبَرَ يَسْعٰى﴾ (النازعات:٢٢) وَقَالَ ﴿إِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى﴾ (اللیل:٤).

امام مالک نے فرمایا کہ سعی سے یہاں قرآن مجید میں عمل اور فعل مراد ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "واذا تولی سعی فی الارض" وقال اللہ تعالیٰ "واما من جاءک یسعی وھو یخشی"۔ وقال "ثم ادبر یسعی" وقال "ان سعیکم لشتی"۔

قَالَ مَالِكٌ فَلَيْسَ السَّعْيُ الَّذِي ذَكَرَ اللّٰهُ فِي كِتَابِهِ بِالسَّعْيِ عَلَى الْأَقْدَامِ، وَلَا الْإِشْتِدَادُ، وَإِنَّمَا عَنَى الْعَمَلَ وَالْفِعْلَ.

امام مالک نے فرمایا کہ اللہ کی کتاب میں یہاں سعی سے مراد پیروں سے چلنا یا دوڑنا نہیں ہے بلکہ اس سے مراد عمل اور فعل ہے۔

٦- بَابُ مَا جَآءَ فِي الْإِمَامِ يَنْزِلُ بِقَرْيَةٍ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي السَّفَرِ

دوران سفر جمعہ پڑھنے کے لیے امام کا کسی گاؤں میں اترنا

قَالَ مَالِكٌ إِذَا نَزَلَ الْإِمَامُ بِقَرْيَةٍ تَجِبُ فِيهَا الْجُمُعَةُ وَالْإِمَامُ مُسَافِرٌ فَخَطَبَ وَجَمَّعَ بِهِمْ، فَإِنَّ أَهْلَ تِلْكَ الْقَرْيَةِ وَغَيْرَهُمْ يُجَمِّعُونَ مَعَهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ جب امام ایسے گاؤں میں اترے جس میں جمعہ واجب ہے اور مسافر امام نے خطبہ دیا اور لوگوں کو جمعہ پڑھایا تو اس گاؤں والے اور دوسرے لوگ بھی اس کے ساتھ جمعہ پڑھ لیں۔

قَالَ مَالِكٌ وَإِنْ جَمَّعَ الْإِمَامُ وَهُوَ مُسَافِرٌ بِقَرْيَةٍ لَا تَجِبُ فِيهَا الْجُمُعَةُ، فَلَا جُمُعَةَ لَهُ، وَلَا لِأَهْلِ تِلْكَ الْقَرْيَةِ، وَلَا لِمَنْ جَمَّعَ مَعَهُمْ مِنْ غَيْرِهِمْ، وَلْيُتِمَّ أَهْلُ تِلْكَ الْقَرْيَةِ وَغَيْرُهُمْ مِمَّنْ لَيْسَ بِمُسَافِرٍ الصَّلٰوةَ.

امام مالک نے فرمایا کہ جب مسافر امام نے ایسے گاؤں میں جمعہ پڑھایا جس میں جمعہ نہیں ہے تو امام کا جمعہ نہ ہوا اور نہ اس گاؤں والوں کا اور نہ ان دوسرے لوگوں کا جنہوں نے اس کے ساتھ جمعہ پڑھا۔ اس گاؤں والے اور دوسرے لوگوں کو جو مسافر نہیں ہیں اپنی نماز (نماز ظہر) پوری کرنی چاہیے۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَا جُمُعَةَ عَلَى مُسَافِرٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ مسافر پر جمعہ نہیں ہے۔

۷- بَابُ مَا جَآءَ فِي السَّاعَةِ الَّتِي فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ

جمعہ کی اس ساعت کا بیان جس میں دعا قبول ہوتی ہے

۱۰۶- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْاَعْرَجِ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ فِيْهِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّيْ يَسْاَلُ اللّٰهَ شَيْئًا اِلَّا اَعْطَاهُ اِيَّاهُ، وَاَشَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهٖ يُقَلِّلُهَا.

(صحیح البخاری (۹۳۵) صحیح مسلم (۱۹٦٦))

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے روز جمعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ اگر کوئی مسلمان اسے نماز کی حالت میں پائے تو اللہ تعالیٰ سے جس چیز کا سوال کرے وہ اسے عطا فرما دی جاتی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ وہ تھوڑا سا وقت ہے۔ف

ف: جمعہ کی مذکورہ ساعت کے بارے میں بیالیس اقوال ہیں۔ سب سے قوی تر دو قول ہیں۔(۱) وہ ساعت امام کے منبر پر بیٹھنے سے نماز ختم ہونے تک ہے (۲) وہ ساعت جمعہ کے روز نماز عصر سے نماز مغرب تک ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس ساعت کو مختصر سا بتایا اور فرمایا ہے کہ صاحب ایمان اگر اسے نماز کی حالت میں پائے (نماز کا انتظار بھی حالتِ نماز ہے) تو اپنے پروردگار سے جو دعا کرے گا قبول ہوگی کیونکہ اِنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ۔

۱۰۷- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ، عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، اَنَّهُ قَالَ خَرَجْتُ اِلَى الطُّوْرِ فَلَقِيْتُ كَعْبَ الْاَحْبَارِ، فَجَلَسْتُ مَعَهُ، فَحَدَّثَنِيْ عَنِ التَّوْرَاةِ، وَحَدَّثْتُهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَكَانَ فِيْمَا حَدَّثْتُهُ اَنْ قُلْتُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، فِيْهِ خُلِقَ اٰدَمُ وَفِيْهِ اُهْبِطَ مِنَ الْجَنَّةِ، وَفِيْهِ تِيْبَ عَلَيْهِ، وَفِيْهِ مَاتَ، وَفِيْهِ تَقُوْمُ السَّاعَةُ، وَمَا مِنْ دَابَّةٍ اِلَّا وَهِيَ مُصِيْخَةٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِنْ حِيْنِ تُصْبِحُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ شَفَقًا مِنَ السَّاعَةِ، اِلَّا الْجِنَّ وَالْاِنْسَ، وَفِيْهِ سَاعَةٌ لَا يُصَادِفُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ يُصَلِّيْ يَسْاَلُ اللّٰهَ شَيْئًا، اِلَّا اَعْطَاهُ اِيَّاهُ، قَالَ كَعْبٌ ذٰلِكَ فِيْ كُلِّ سَنَةٍ يَوْمٌ، فَقُلْتُ بَلْ فِيْ كُلِّ جُمُعَةٍ، فَقَرَاَ كَعْبٌ التَّوْرَاةَ، فَقَالَ صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ.

سنن ابوداؤد (۱۰٤٦) سنن ترمذی (٤۹۱) سنن نسائی (۱٤۳۹)

ابو سلمہ بن عبد الرحمن بن عوف کا بیان ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں کوہ طور کی جانب نکلا تو کعب احبار سے میری ملاقات ہوئی۔ میں ان کے پاس بیٹھ گیا' وہ مجھے توریت کے بیانات سناتے اور میں انہیں رسول اللہ ﷺ کے ارشادات سناتا۔ احادیث بیان کرتے ہوئے میں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جن دنوں میں سورج طلوع ہوتا ہے ان میں سب سے جمعہ بہتر ہے۔ اسی روز حضرت آدم پیدا کیے گئے' اسی میں جنت سے اتارے گئے' اسی میں ان کی توبہ قبول ہوئی' اسی میں وفات پائی اور اسی میں قیامت قائم ہوگی' جنوں اور انسانوں کے سوا کوئی جاندار ایسا نہیں جو صبح صادق سے طلوع آفتاب تک قیامت کے خوف سے چوکنا نہ رہتا ہو اور اس میں ایک ساعت ایسی ہے کہ اگر کوئی مسلمان نماز کی حالت میں اسے پائے تو جو اللہ تعالیٰ سے سوال کرے اسے عطا فرما دیا جاتا ہے۔ کعب نے کہا کہ سال میں ایسا ایک دن ہوتا ہے تو میں نے کہا کہ ہر جمعہ میں۔ پس کعب نے توریت پڑھی اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا۔

قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَلَقِيْتُ بَصْرَةَ بْنَ اَبِيْ بَصْرَةَ الْغِفَارِيَّ، فَقَالَ مِنْ اَيْنَ اَقْبَلْتَ؟ فَقُلْتُ مِنَ الطُّوْرِ،

حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا کہ پھر میں بصرہ بن ابو بصرہ سے ملا تو پوچھا کہ آپ کہاں سے آ رہے ہیں؟ میں نے کہا: کوہ طور

فَقَالَ لَوْ أَدْرَكْتُكَ قَبْلَ أَنْ تَخْرُجَ إِلَيْهِ مَا خَرَجْتَ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَا تُعْمَلُ الْمَطِيُّ إِلَّا إِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ إِلَى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَإِلٰى مَسْجِدِيْ هٰذَا وَإِلٰى مَسْجِدِ إِيْلِيَاءَ، أَوْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ. يَشُكُّ. قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ ثُمَّ لَقِيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَلَامٍ، فَحَدَّثْتُهُ بِمَجْلِسِيْ مَعَ كَعْبِ الْأَحْبَارِ وَمَا حَدَّثْتُهُ بِهِ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ، فَقُلْتُ قَالَ كَعْبٌ ذٰلِكَ فِيْ كُلِّ سَنَةٍ يَوْمٌ. قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ كَذَبَ كَعْبٌ، فَقُلْتُ ثُمَّ قَرَأَ كَعْبٌ التَّوْرَاةَ، فَقَالَ بَلْ هِيَ فِيْ كُلِّ جُمُعَةٍ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ صَدَقَ كَعْبٌ، ثُمَّ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ قَدْ عَلِمْتُ أَيَّةُ سَاعَةٍ هِيَ. قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ لَهُ أَخْبِرْنِيْ بِهَا وَلَا تَضِنَّ عَلَيَّ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ هِيَ آخِرُ سَاعَةٍ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ. قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ وَكَيْفَ تَكُوْنُ آخِرَ سَاعَةٍ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ؟ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يُصَادِفُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ يُصَلِّيْ وَتِلْكَ السَّاعَةُ سَاعَةٌ لَا يُصَلِّيْ فِيْهَا، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ أَلَمْ يَقُلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ جَلَسَ مَجْلِسًا يَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ، فَهُوَ فِيْ صَلٰوةٍ، حَتّٰى يُصَلِّيَ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ بَلٰى قَالَ فَهُوَ ذٰلِكَ.

سے۔ کہا: اگر آپ اس کی طرف جانے سے پہلے مجھے مل لیتے تو نہ جاتے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ نہ تیار کی جائیں سواریاں مگر تین مسجدوں کی طرف یعنی مسجد حرام، مسجد نبوی، مسجد ایلیا یا بیت المقدس کی طرف۔ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا کہ پھر میری ملاقات حضرت عبداللہ بن سلام سے ہوئی تو میں نے ان سے کعب احبار کے پاس بیٹھنے اور جو جمعہ کے بارے میں گفتگو ہوئی اس کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ کعب یہ کہتے تھے کہ ایسا سال میں ایک دن ہے۔ حضرت عبداللہ بن سلام نے فرمایا کہ کعب نے غلط بیانی کی۔ میں نے کہا کہ پھر کعب نے توریت پڑھ کر کہا کہ ہاں وہ ہر جمعہ میں ہے۔ پس حضرت عبداللہ بن سلام نے کہا کہ کعب نے سچ کہا۔ پھر حضرت عبداللہ بن سلام نے کہا کہ میں جانتا ہوں وہ کونسی ساعت ہے۔ حضرت ابو ہریرہ نے کہا کہ مجھے اس کے بارے میں بتائیے اور بخل سے کام نہ لیجئے۔ حضرت عبداللہ بن سلام نے کہا کہ جمعہ کے روز آخری ساعت ہے۔ حضرت ابو ہریرہ نے کہا کہ وہ جمعہ کی آخری ساعت کس طرح ہو سکتی ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "نہیں پاتا بندۂ مسلم اس کو نماز پڑھتے ہوئے مگر" اور یہ وہ ساعت ہے جس میں نماز نہیں پڑھی جاتی؟ حضرت عبداللہ بن سلام نے کہا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ جو نماز کے انتظار میں بیٹھے تو نماز پڑھنے تک وہ نماز میں شمار ہوتا ہے؟ حضرت ابو ہریرہ نے کہا: کیوں نہیں۔ کہا: پس وہ یہی ہے۔ ف

ف: اس حدیث کے الفاظ "لا تعمل المطی الا الی ثلاثة مساجد" سے یہی بات سامنے آ رہی ہے کہ مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کے سوا اور کسی مسجد کے لیے اس غرض سے سفر نہ کیا جائے کہ وہاں نماز پڑھنے کا ثواب زیادہ ہوگا۔ اس حدیث اور "لاتشد الرحال" کو لے کر علامہ ابن تیمیہ حرانی (المتوفی ۷۲۸ھ) نے ذوالخویصرہ کی مردہ ہڈیوں کو جمع کیا اور اس کے مشن کو زندہ کر کے روضۂ مطہرہ اور مقامات مقدسہ کی زیارت کے سفر کو ناجائز و حرام قرار دیا۔ حالانکہ بیت اللہ قبلۂ اجسام تو روضۂ اطہر قبلۂ ایمان ہے۔ جسم ادھر جھکتے ہیں تو اہل ایمان کے دل ادھر جھکتے ہیں۔ وہاں فرشیوں کا سالانہ اجتماع ہوتا ہے تو یہاں ہر وقت ستر ہزار عرشیوں کا اجتماع رہتا ہے۔ ادھر منہ کر کے سجدے ہو رہے ہیں تو ادھر نگاہیں جھکا کر عرش و فرش سے صلوٰۃ و سلام کے پھول نچھاور کیے جا رہے ہیں۔ شمع رسالت کے پروانے تو زبان حال سے ہر وقت یوں گویا رہتے ہیں:

مرحبا اے پیک مشتاقاں بدہ پیغام دوست
تا کنم جاں از سر رغبت فدائے نام دوست

علامہ ابن تیمیہ کا مشن ایمان کے خلاف ایک بھرپور سازش تھی جس کا حکومت وقت نے نوٹس لیا اور اس فتنے کو ہمیشہ کے لیے زیر زمین دفن کر دیا۔ کئی صدیوں تک فضاؤں میں خاموشی رہی لیکن بارھویں صدی ہجری میں یہ فتنہ نجد سے پھر اٹھ کھڑا ہوا جس کے بارے میں مخبر صادق نے فرمایا تھا کہ "ھنالک الزلازل والفتن وبھا یطلع قرن الشیطن" ایک صدی تک یہ فتنہ اپنی زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا رہ کر آخر کار پورے خطۂ عرب پر چھا گیا اور دوسری جانب متحدہ ہندوستان کے پایۂ تخت دہلی سے سر نکالا جسے نصاریٰ کی حکومت ہونے کے باعث خوب پر پرزے نکالنے کا موقع ملا۔ دیکھتے ہی دیکھتے یہ سازش کتنے ہی بظاہر خوشنما رنگوں میں چاروں طرف سے حملہ آور ہوئی اور کتنے ہی مسلمانوں کو ان کی ایمان جیسی متاع عزیز سے محروم کر دیا۔ ان کا ظاہر دیکھئے تو نظر آئے گا کہ حقیقت میں مسلمان یہی ہیں یعنی "لتحقرن صلاتکم مع صلاتھم وصیامکم مع صیامھم" کے پورے مصداق اور حقیقت کا مطالعہ کیجئے تو "یقرون القران ولا یجاوز حناجرھم" کی منہ بولتی تصویر نظر آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور سارے مدعیان اسلام کو شیطان کے فریب اور فتنوں سے محفوظ رکھے اور اپنے حبیب پاک صاحب لولاک ﷺ کا غلام اور فدائی و شیدائی بنائے۔ آمین

٨- بَابُ الْهَيْئَةِ وَتَخَطِّي الرِّقَابِ وَاسْتِقْبَالِ الْإِمَامِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

جمعہ کے روز کپڑے بدلنا، لوگوں کی گردنوں سے پھلانگنا اور امام کی طرف منہ کر کے بیٹھنا

١٠٨- حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَا عَلٰى أَحَدِكُمْ لَوِ اتَّخَذَ ثَوْبَيْنِ لِجُمُعَتِهِ سِوٰى ثَوْبَيْ مَهْنَتِهِ

سنن ابوداؤد (١٠٧٨) سنن ابن ماجہ (١٠٩٥)

یحییٰ بن سعید کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے اوپر کتنا بار ہے اگر تم روزانہ کے کپڑوں کے علاوہ جمعہ کے لیے دو کپڑے بنا رکھو۔

[١٣٣] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَرُوحُ إِلَى الْجُمُعَةِ إِلَّا ادَّهَنَ وَتَطَيَّبَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ حَرَامًا.

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حالت احرام کے علاوہ جمعہ کے لیے نہ جاتے مگر تیل اور خوشبو لگا کر۔

[١٣٤] أَثَرٌ- حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ عَمَّنْ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ لَأَنْ يُصَلِّيَ أَحَدُكُمْ بِظَهْرِ الْحَرَّةِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَقْعُدَ حَتّٰى إِذَا قَامَ الْإِمَامُ يَخْطُبُ جَاءَ يَتَخَطّٰى رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے کہ اگر تم میں سے کوئی ظہر کی نماز حرہ میں جا پڑھے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ جمعہ کے روز جب امام خطبہ دینے کھڑا ہو تو یہ لوگوں کی گردنوں کو پھلانگتا ہوا آئے۔

قَالَ مَالِكٌ السُّنَّةُ عِنْدَنَا أَنْ يَسْتَقْبِلَ النَّاسُ الْإِمَامَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْطُبَ مَنْ كَانَ مِنْهُمْ يَلِي الْقِبْلَةَ وَغَيْرَهَا

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک سنت یہ ہے کہ جمعہ کے روز لوگ امام کی جانب منہ کریں جبکہ وہ خطبہ دینے لگے خواہ ان میں سے کوئی قبلہ کے نزدیک ہو یا دور۔

٩- بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي صَلٰوةِ الْجُمُعَةِ وَالْاِحْتِبَاءِ وَمَنْ تَرَكَهَا مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ

نماز جمعہ کی قرأت، احتباء کرنا اور بغیر عذر کے نماز جمعہ ترک کرنا

١٠٩- حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ سَعِيدٍ الْمَازِنِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ

ضحاک بن قیس نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ جمعہ کے روز رسول اللہ ﷺ جمعہ کے بعد کونسی

مَسْعُودٍ، اَنَّ الضَّحَّاكَ بْنَ قَيْسٍ سَاَلَ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ مَاذَا كَانَ يَقْرَاُبِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلٰى اِثْرِ سُوْرَةِ الْجُمُعَةِ؟ قَالَ كَانَ يَقْرَاُ ﴿هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ﴾ (الغاشیہ:۱)۔ صحیح مسلم (۲۰۲۷)

سورت پڑھتے تھے؟ فرمایا کہ آپ "ھل اتاک حدیث الغاشیۃ" پڑھا کرتے تھے۔

۱۱۰- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، قَالَ مَالِكٌ لَا اَدْرِيْ اَعَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَمْ لَا؟ اَنَّهٗ قَالَ مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ، وَلَا عِلَّةٍ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قَلْبِهٖ. سنن ابوداود (۱۰۵۲) سنن ترمذی (۵۰۰) سنن نسائی (۱۳۶۸) سنن ابن ماجہ (۱۱۲۵)

صفوان بن سلیم نے فرمایا کہ جس نے متواتر تین جمعہ ترک کر دیئے بغیر کسی عذر اور بیماری کے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔

۱۱۱- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَطَبَ خُطْبَتَيْنِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَجَلَسَ بَيْنَهُمَا.
صحیح البخاری (۹۲۰-۹۲۸) صحیح مسلم (۱۹۹۱)

امام جعفر صادق نے امام محمد باقر سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے روز دو خطبے دیئے اور دونوں کے درمیان بیٹھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

٦- كِتَابُ الصَّلٰوةِ فِيْ رَمَضَانَ

رمضان میں تراویح کا بیان

۱- بَابُ التَّرْغِيْبِ فِي الصَّلٰوةِ فِيْ رَمَضَانَ

رمضان میں تراویح پڑھنے کی ترغیب

۱۱۲- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى فِي الْمَسْجِدِ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَصَلّٰى بِصَلَاتِهٖ نَاسٌ، ثُمَّ صَلَّى اللَّيْلَةَ الْقَابِلَةَ، فَكَثُرَ النَّاسُ، ثُمَّ اجْتَمَعُوْا مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ اَوِ الرَّابِعَةِ، فَلَمْ يَخْرُجْ اِلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا اَصْبَحَ قَالَ قَدْ رَاَيْتُ الَّذِيْ صَنَعْتُمْ، وَلَمْ يَمْنَعْنِيْ مِنَ الْخُرُوْجِ اِلَيْكُمْ اِلَّا اَنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تُفْرَضَ عَلَيْكُمْ، وَذٰلِكَ فِيْ رَمَضَانَ.
صحیح مسلم (۱۷۸۱)

عروہ بن زبیر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں نماز پڑھی تو لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی پھر اگلی رات پڑھی تو لوگ بہت بڑھ گئے۔ چنانچہ تیسری یا چوتھی رات کو بہت اجتماع ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف نہ لائے۔ جب صبح ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ میں نے دیکھ لیا جو تم نے کیا اور نہیں روکا مجھے تمہارے پاس آنے سے مگر اس خدشے نے کہ یہ نماز تم پر فرض نہ ہو جائے اور یہ رمضان المبارک کی بات ہے۔ف

ف: اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ساری حیاتِ طیبہ میں صرف دو یا تین رات نماز تراویح پڑھائی ہے اور پھر فرض ہو جانے کے ڈر سے تا زیست نہیں پڑھائی۔ حضور نے کتنی رکعتیں پڑھائیں اس کے متعلق روایات مختلف ہیں۔ لیکن یہ بات ختم کر دی گئی اور وہ رکعتیں صحابہ کرام کے لیے بھی سنت قرار نہ پائیں بلکہ یہ بات اس کے بعد بھی ہر ایک کی مرضی پر موقوف رہی کہ جتنی رکعتیں کوئی چاہتا پڑھ لیا کرتا تھا۔ نبی کریم ﷺ کے زمانہ اقدس میں یہی معمول رہا۔ یہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے پورے دورِ خلافت میں رہا اور کچھ عرصہ یہی حالت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہدِ خلافت میں رہی۔ پھر انہوں نے تراویح کا باقاعدہ انتظام کیا اور تمام صحابۂ کرام کا اس پر اجماع ہو گیا۔ لہٰذا تراویح کی رکعتیں اور جماعت وغیرہ سب سنت خلفائے راشدین ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

۱۱۳- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَرْغَبُ فِيْ قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَأْمُرَ بِعَزِيْمَةٍ، فَيَقُوْلُ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَتُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالْأَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ، ثُمَّ كَانَ الْأَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ فِيْ خِلَافَةِ أَبِيْ بَكْرٍ، وَصَدْرًا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ.

صحیح البخاری (۲۰۰۹) صحیح مسلم (۱۷۷۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تراویح پڑھنے کی رغبت دلایا کرتے تھے لیکن حکماً نہیں فرماتے تھے۔ چنانچہ فرماتے کہ جس نے قیام کیا رمضان میں ایمان کی حالت میں اور ثواب کی نیت سے تو اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ ابن شہاب نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے وصال تک قیام رمضان کی صورت یہی رہی اور یہی خلافت صدیقی میں اور یہی خلافت فاروقی کے شروع میں رہی۔

٢- بَابُ مَا جَآءَ فِيْ قِيَامِ رَمَضَانَ

قیام رمضان کے بارے میں

۱۱٤- حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ، أَنَّهٗ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِيْ رَمَضَانَ إِلَى الْمَسْجِدِ، فَإِذَا النَّاسُ أَوْزَاعٌ مُتَفَرِّقُوْنَ يُصَلِّي الرَّجُلُ لِنَفْسِهٖ، وَيُصَلِّي الرَّجُلُ فَيُصَلِّيْ بِصَلٰوتِهِ الرَّهْطُ، فَقَالَ عُمَرُ وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَرَانِيْ لَوْ جَمَعْتُ هٰؤُلَآءِ عَلٰى قَارِئٍ وَاحِدٍ لَكَانَ أَمْثَلَ، فَجَمَعَهُمْ عَلٰى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ. قَالَ ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهٗ لَيْلَةً أُخْرٰى وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ بِصَلٰوةِ قَارِئِهِمْ، فَقَالَ عُمَرُ نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ، وَالَّتِيْ تَنَامُوْنَ عَنْهَا أَفْضَلُ مِنَ الَّتِيْ تَقُوْمُوْنَ. يَعْنِيْ آخِرَ اللَّيْلِ. وَكَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ أَوَّلَهٗ. صحیح البخاری (۲۰۱۰)

عبدالرحمٰن بن عبدالقاری نے فرمایا کہ میں رمضان المبارک میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مسجد میں آیا تو لوگوں کو متفرق دیکھا کہ کوئی اکیلا اور کوئی چند آدمیوں کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ خدا کی قسم! میرے خیال میں اگر انہیں ایک قاری کے پیچھے جمع کر دوں تو یہ ایک مثال ہو گی چنانچہ آپ نے انہیں حضرت ابی بن کعب کے پیچھے جمع کر دیا' پھر میں کسی دوسری رات میں ان کے ساتھ آیا تو لوگ اپنے قاری کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔ پس حضرت عمر نے فرمایا کہ یہ اچھی بدعت ہے اور تمہارے سونے کا وقت اس قیام کے وقت سے افضل ہے۔ یعنی رات کا آخری حصہ اور لوگ اگلی بہات قیام کیا کرتے تھے۔ ف

ف: اس روایت کے اندر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان: "نعمة البدعة هذه" یعنی یہ تو اچھی بدعت ہے' اس نے بعض مبتدعین زمانہ کو بہت پریشان کر رکھا ہے۔ وہ حضرات تو مسلمانوں کو بدعتی اور مشرک بتانے پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں لیکن حضرت عمر نے تراویح کو بدعت بتا کر اس کی تعریف بھی فرما دی۔ اب وہ "كل بدعة ضلالة و كل ضلالة في النار" کا حکم حضرت عمر پر تو لگانے سے ڈرتے ہیں لیکن حضرت عمر کے غلاموں یعنی سچے مسلمانوں کو بدعتی ٹھہرائے بغیر بھی نہیں رہ سکتے۔ لہٰذا چور دروازہ یہ نکالتے ہیں کہ بدعت سے حضرت عمر کی مراد لغوی بدعت تھی ورنہ ہر شرعی بدعت گمراہی ہے۔ گویا حضرت عمر کے زمانے میں جو نماز تراویح کا نام رکعتیں، جماعت اور وقت کا تعین ہوا تو یہ سارے کام شرعی نہیں بلکہ لغوی تھے؟

دوستو! قاعدہ کلیہ یہ نہیں جو اسلام کے ان نادان دوستوں نے گھڑا۔ بلکہ کلیہ یہ ہے کہ ہر وہ نیا کام جو سنت کو مٹائے اسے بدعت کہا جائے گا' ایسی ہر بدعت گمراہی ہے اور گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے۔ معلوم ہونا چاہیے کہ سنت اور بدعت ایک دوسری کی ضد ہیں ایک کے عروج میں دوسری کا زوال ہے۔ سنتوں کے زندہ کرنے سے بدعتیں مٹیں گی اور بدعتوں کے پھیلنے سے سنتیں غائب ہو جائیں گی۔ یہی بات سرمایہ ملت کے ایک عظیم الشان نگہبان یعنی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۳۴ھ) نے فرمائی ہے: ''سنت و بدعت ایک دوسری کی ضد ہیں اور ایک کا وجود دوسری کی نفی کو مستلزم ہے۔ پس ایک کو زندہ کرنا دوسری کو مارنا ہے یعنی سنت کا زندہ کرنا بدعت کو مٹانا ہے اور اسی طرح برعکس''۔ (مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۲۵۵)

[۱۳۵] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوْسُفَ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ، اَنَّهُ قَالَ اَمَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ وَ تَمِيْمًا الدَّارِيَّ اَنْ يَقُوْمَا لِلنَّاسِ بِاِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً. قَالَ وَقَدْ كَانَ الْقَارِئُ يَقْرَاُ بِالْمِئِيْنَ حَتّٰى كُنَّا نَعْتَمِدُ عَلَى الْعِصِيِّ مِنْ طُوْلِ الْقِيَامِ، وَمَا كُنَّا نَنْصَرِفُ اِلَّا فِيْ فُرُوْعِ الْفَجْرِ.

سائب بن یزید نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابی بن کعب اور حضرت تمیم داری کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعت نماز پڑھایا کریں۔ فرمایا کہ قاری ہر رکعت میں سو آیتیں پڑھتا یہاں تک طولِ قیام کے باعث ہم لکڑی کا سہارا لینے پر مجبور ہو جاتے اور ہم فجر کے نزدیک فارغ ہوتے تھے۔ف

ف: اس روایت سے تراویح کے علاوہ معلوم ہو رہا ہے کہ وتر کی تین رکعت پڑھنا ہی صحابۂ کرام کا آخری معمول تھا جس پر وہ ہمیشہ قائم رہے' اگرچہ ابتداء میں یہ صورت بھی رہی تھی کہ رات کو قیام فرماتے اور آخر میں ایک رکعت ملا کر سب کو وتر بنا لیتے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت میں بھی رمضان اور غیر رمضان کے اندر گیارہ رکعت پڑھنا ہی مذکور ہے (بخاری شریف) جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وتر کی تین ہی رکعت ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[۱۳٦] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ رُوْمَانَ، اَنَّهُ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ فِيْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِيْ رَمَضَانَ بِثَلَاثٍ وَّ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً.

یزید بن رومان نے فرمایا کہ حضرت عمر کے زمانہ میں رمضان شریف کے اندر لوگ تئیس رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔ف

ف: پہلی روایت سے معلوم ہو رہا تھا کہ حضرت عمر کے حکم سے تراویح کی آٹھ رکعتیں پڑھائی جاتی تھیں اور ہر رکعت میں سو آیتیں پڑھی جاتیں یعنی شایانِ شان طریقے سے نہ کہ ہمارے زمانے کے حفاظ کی طرح' یوں فجر کے قریب جا کر تراویح سے فارغ ہوتے۔ بعد میں قرأت کم کر کے رکعتوں کی تعداد بیس مقرر فرما دی۔ ان حضرات کا آخری معمول یہی رہا جس پر چاروں آئمہ کا اتفاق اور ہمیشہ سے اہل حق کا اسی پر عمل ہے۔ واضح رہے کہ نماز تراویح کا نام، باجماعت پڑھنا، وقت کا تعین اور رکعتوں کی تعداد وغیرہ یہ جملہ امور فرمانِ رسالت: ''تمسكوا بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين'' کے مطابق خلفائے راشدین کی سنت ہیں جن پر تمام صحابۂ کرام کا اجماع ہے۔ اسی کو ''نعمة البدعة'' کہا جو بدعتِ حسنہ یعنی سنت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[۱۳۷] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، اَنَّهُ سَمِعَ الْاَعْرَجَ يَقُوْلُ مَا اَدْرَكْتُ النَّاسَ اِلَّا وَهُمْ يَلْعَنُوْنَ الْكَفَرَةَ فِيْ رَمَضَانَ. قَالَ وَكَانَ الْقَارِئُ يَقْرَاُ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ فِيْ ثَمَانِ رَكَعَاتٍ، فَاِذَا قَامَ بِهَا فِي اثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً رَاَى النَّاسُ اَنَّهُ قَدْ خَفَّفَ.

داؤد بن حصین نے اعرج کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے لوگوں کو اسی حال میں پایا کہ وہ رمضان میں کافروں پر لعنت کیا کرتے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ قاری سورۃ البقرہ کو آٹھ رکعتوں میں پڑھتا اور جب باقی بارہ رکعتیں پڑھی جاتیں تو لوگ دیکھتے کہ وہ ہلکی کر دی ہیں۔

[۱۳۸] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ كُنَّا نَنْصَرِفُ فِي رَمَضَانَ، فَنَسْتَعْجِلُ الْخَدَمَ بِالطَّعَامِ مَخَافَةَ الْفَجْرِ.

عبداللہ بن ابوبکر نے اپنے والد ماجد کو فرماتے ہوئے سنا کہ رمضان میں جب ہم فارغ ہوتے تو خدام سے سحری کا کھانا جلدی لانے کے لیے کہتے۔ ڈر تھا کہ فجر طلوع نہ ہو جائے۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ ذَكْوَانَ أَبَا عَمْرٍو (وَكَانَ عَبْدًا لِعَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ فَأَعْتَقَتْهُ عَنْ دُبُرٍ مِنْهَا) كَانَ يَقُومُ يَقْرَأُ لَهَا فِي رَمَضَانَ.

عروہ بن زبیر کا بیان ہے کہ ذکوان (جو حضرت عائشہ صدیقہ کے غلام تھے اور جنہیں مدبر کر دیا تھا) وہ رمضان میں کھڑے ہوتے اور انہیں قرآن مجید سناتے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

۷- كِتَابُ صَلٰوةِ اللَّيْلِ

نمازِ تہجد کا بیان

۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلٰوةِ اللَّيْلِ

نماز تہجد کا بیان

۱۱۵- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ رَجُلٍ عِنْدَهُ رِضًا، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ، أَنَّ عَائِشَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ، أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَا مِنِ امْرِئٍ تَكُونُ لَهُ صَلٰوةٌ بِلَيْلٍ يَغْلِبُهُ عَلَيْهَا نَوْمٌ إِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ أَجْرَ صَلَاتِهِ وَكَانَ نَوْمُهُ عَلَيْهِ صَدَقَةً. سنن ابوداؤد (۱۳۱٤) سنن نسائی (۱۷۸۳)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو آدمی ہمیشہ رات کو نماز پڑھے اور کسی رات نیند اس پر غلبہ پا لے تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ نماز کا ثواب ہی لکھتا ہے اور وہ نیند اس کے لیے صدقہ شمار ہوگی۔ ف

ف: یہ اللہ تعالیٰ کا سرکار مدینہ ﷺ کے صدقے میں کرم بالائے کرم ہے کہ امتِ محمدیہ کا کوئی قائم اللیل فرد اگر کسی رات نیند سے بیدار نہ ہو سکے تب بھی اسے نماز پڑھنے اور شب بیداری کرنے کا ثواب مل جاتا ہے اور اس رات کے سونے کو انعام قرار دے دیا جاتا ہے والحمد للہ علی ذلک۔ معلوم ہوا کہ دارین کی ساری بہاریں حبیب پروردگار کی غلامی سے ہمکنار رہتی ہے یعنی خدا کی رحمت کے بادل بھی ایسے ہی سعادت مند لوگوں پر اکثر برسنے کے لیے تیار رہتے ہیں جو جان و دل سے فدائے شفیع روز شمار ہوتے ہیں: اللھم ارزقنی شفاعتہ یوم القیامۃ۔

۱۱٦- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ، مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهَا قَالَتْ كُنْتُ أَنَامُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَرِجْلَايَ فِي قِبْلَتِهِ. فَإِذَا سَجَدَ غَمَزَنِي فَقَبَضْتُ رِجْلَيَّ، فَإِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا. قَالَتْ وَالْبُيُوتُ يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيهَا مَصَابِيحُ

صحیح البخاری (۳۸۲) صحیح مسلم (۱۱٤٥)

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے سویا کرتی اور میرے پیر آپ کے قبلہ کی جانب ہوتے۔ جب آپ سجدہ کرتے تو مجھے اشارہ کر دیتے تو میں اپنے پیر سمیٹ لیتی اور جب آپ قیام فرماتے تو میں پھیلا لیتی۔ انہوں نے فرمایا کہ ان دنوں گھروں میں چراغ نہیں ہوتے تھے۔

۱۱۷- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ،

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ

عَنْ اَبِيْهِ ' عَنْ عَائِشَةَ ' زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ . قَالَ اِذَا نَعَسَ اَحَدُكُمْ فِيْ صَلٰوتِهٖ ' فَلْيَرْقُدْ حَتّٰى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ . فَاِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا صَلّٰى وَهُوَ نَاعِسٌ ' لَا يَدْرِيْ لَعَلَّهٗ يَذْهَبُ يَسْتَغْفِرُ ' فَيَسُبَّ نَفْسَهٗ.

صحیح البخاری (۲۱۲) صحیح مسلم (۱۸۳۲)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نماز میں اونگھے تو اسے سو جانا چاہیے تاکہ نیند کا غلبہ جاتا رہے کیونکہ جب کوئی اونگھتا ہوا نماز پڑھے گا تو اسے کیا معلوم کہ استغفار کرنے کے بجائے اپنے آپ کو برا بھلا کہنے لگے۔

۱۱۸- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اَبِيْ حَكِيْمٍ ' اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سَمِعَ امْرَاَةً مِنَ اللَّيْلِ تُصَلِّيْ ' فَقَالَ مَنْ هٰذِهٖ؟ فَقِيْلَ لَهٗ هٰذِهِ الْحَوْلَاءُ بِنْتُ تُوَيْتٍ ' لَا تَنَامُ اللَّيْلَ . فَكَرِهَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ' حَتّٰى عُرِفَتِ الْكَرَاهِيَةُ فِيْ وَجْهِهٖ . ثُمَّ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى لَا يَمَلُّ حَتّٰى تَمَلُّوْا . اِكْلَفُوْا مِنَ الْعَمَلِ مَا لَكُمْ بِهٖ طَاقَةٌ.

صحیح البخاری (۴۳) صحیح مسلم (۱۸۳۰)

رسول اللہ ﷺ نے سنا کہ ایک عورت رات بھر نماز پڑھتی ہے۔ فرمایا: یہ کون ہے؟ آپ کے گوش گزار کیا گیا کہ یہ حولاء بنت تویت ہے جو رات بھر نہیں سوتی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات کو ناپسند فرمایا یہاں تک کہ ناراضگی چہرۂ انور سے نمایاں تھی۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نہیں اکتاتا یہاں تک کہ تم اکتا جاؤ۔ عمل اتنا کرو جس کی تم میں طاقت ہو۔

[۱۳۹] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ ' عَنْ اَبِيْهِ ' اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ اللّٰهُ . حَتّٰى اِذَا كَانَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ ' اَيْقَظَ اَهْلَهٗ لِلصَّلٰوةِ . يَقُوْلُ لَهُمُ الصَّلٰوةَ ' الصَّلٰوةَ . ثُمَّ يَتْلُوْ هٰذِهِ الْاٰيَةَ ﴿وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى﴾

(طٰہٰ: ۱۳۲)۔

اسلم سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کو نماز پڑھتے جتنی دیر اللہ چاہتا یہاں تک کہ جب رات کا آخری حصہ آتا تو اپنے گھر والوں کو جگاتے اور ان سے کہتے نماز نماز۔ پھر یہ آیت تلاوت کی: "اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دے اور خود اس پر ثابت قدم رہ۔ کچھ ہم تم سے روزی نہیں مانگتے۔ ہم تجھے روزی دیں گے اور انجام کا بھلا پرہیزگاری کے لیے ہے"۔

۱۱۹- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' اَنَّهٗ بَلَغَهٗ ' اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ كَانَ يَقُوْلُ يُكْرَهُ النَّوْمُ قَبْلَ الْعِشَاءِ ' وَ الْحَدِيْثُ بَعْدَهَا . صحیح البخاری (۵۶۸) صحیح مسلم (۱۴۶۱- ۱۴۶۰)

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ سعید بن مسیب فرمایا کرتے کہ نماز عشاء سے پہلے سونا اور بعد میں باتیں کرنا مکروہ ہے۔

۱۲۰- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' اَنَّهٗ بَلَغَهٗ ' اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ صَلٰوةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنٰى مَثْنٰى . يُسَلِّمُ مِنْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ . سنن ترمذی (۵۹۷)

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبد اللہ بن عمر فرمایا کرتے کہ رات اور دن کی نماز دو دو رکعتیں ہیں، ہر دو رکعت پر سلام پھیرے۔

قَالَ مَالِكٌ وَهُوَ الْاَمْرُ عِنْدَنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارا یہی موقف ہے۔ ف

ف: بعض حضرات کا موقف اسی روایت کے مطابق یہ ہے کہ رات یا دن میں نوافل و سنت کی کوئی نماز دو رکعت سے زیادہ نہیں ہے اور اسی لیے وہ ظہر سے پہلے ظہر کے بعد، عصر سے پہلے اور مغرب کے بعد دو دو رکعتیں پڑھنا ہی بتاتے ہیں۔ جب کہ حضرات احناف شکر اللہ تعالیٰ سعیہم کا عمل دوسری احادیث مطہرہ پر ہے جن سے صرف نظر نہیں کی جا سکتی۔ ایسی چند حدیثیں ملاحظہ ہوں و باللہ

التوفیق۔

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "من کان منکم مصلیا بعد الجمعة فلیصل اربعا" یعنی جو تم میں سے جمعہ کے بعد نماز پڑھے تو اسے چاہیے کہ چار رکعتیں پڑھے۔ (صحیح مسلم)

(۲) نیز فرمایا: "اذا صلی احدکم الجمعة فلیصل بعدها اربعا" یعنی جب تم میں سے کوئی نماز جمعہ پڑھ لے تو چاہیے کہ اس کے بعد چار رکعتیں پڑھے۔ (صحیح مسلم)

(۳) حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالی عنہا نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "من حافظ علی اربع رکعات قبل الظهر واربع بعدها حرمه الله علی النار" یعنی جو کوئی ظہر سے پہلے چار رکعت نماز کی حفاظت کرے اور چار کی اس کے بعد تو اللہ تعالی اسے آگ پر حرام فرما دیتا ہے۔ (احمد، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

(٤) حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اربع قبل الظهر لیس فیهن تسلیم تفتح لهن ابواب السماء" یعنی ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھنا ان کے درمیان سلام نہ پھیرا جائے تو ان کے لیے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

(۵) حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے: "کان رسول الله ﷺ یصلی اربعا بعد ان تزول الشمس قبل الظهر وقال انها ساعة تفتح فیها ابواب السماء فاحب ان یصعد فیها عمل صالح" یعنی رسول اللہ ﷺ سورج ڈھلنے کے بعد اور ظہر سے پہلے چار رکعت نماز پڑھا کرتے اور فرمایا کہ یہ ایسی ساعت ہے، جس میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ پس میں چاہتا ہوں کہ اس میں میرا نیک عمل اوپر جائے۔ (ترمذی)

(٦) حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے: "کان رسول الله ﷺ یصلی قبل العصر" یعنی رسول اللہ ﷺ نماز عصر سے پہلے چار رکعت پڑھا کرتے تھے۔ (ترمذی)

(۷) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "من صلی بعد المغرب عشرین رکعة بنی الله له بیتا فی الجنة" یعنی جس نے مغرب کے بعد بیس رکعتیں پڑھیں تو اللہ تعالی اس کے لیے جنت میں گھر بنا دیتا ہے۔ (ترمذی)

(۸) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا: "ما صلی رسول الله ﷺ العشاء قط فدخل علی الا صلی اربع رکعات اوست رکعات" یعنی رسول اللہ ﷺ نے ہرگز عشاء کی کوئی نماز نہیں پڑھی کہ میرے پاس تشریف لاتے مگر چار یا چھ رکعات نماز پڑھتے۔ (ابوداؤد)

(۹) حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "اربع قبل الظهر بعد الزوال تحسب بمثلهن فی صلوة السحر وما من شیء الا هو یسبح الله تلك الساعة" یعنی ظہر سے پہلے اور زوال کے بعد چار رکعت نماز پڑھنا صبح کی نماز کے مانند شمار کیا جاتا ہے اور اس ساعت میں کوئی چیز نہیں مگر وہ اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے۔

(ترمذی، بیہقی شعب الایمان)

(۱۰) خود حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "رحم الله امرا صلی قبل العصر اربعا" یعنی اللہ تعالی اس شخص پر رحم فرمائے جو نماز عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھے۔

(احمد، ترمذی، ابوداؤد، صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن حبان)

(۱۱) حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "من صلی فی یوم او لیلۃ ثنتی عشر رکعۃ بنی لہ بیتا فی الجنۃ اربعا قبل الظھر و رکعتین بعدھا ور کعتین بعد المغرب ور کعتین بعد العشاء" یعنی جو دن اور رات میں بارہ رکعتیں پڑھے اس کے لیے جنت میں گھر بنا دیا جاتا ہے۔ چار رکعتیں ظہر سے پہلے اور دو اس کے بعد۔ دو رکعتیں مغرب کے بعد، دو رکعتیں عشاء کے بعد اور دو رکعتیں نماز فجر سے پہلے۔ (ترمذی)

(۱۲) عبداللہ بن شقیق نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی نماز پوچھی تو انہوں نے فرمایا: "کان یصلی فی بیتی قبل الظھر اربعا" یعنی حضور میرے گھر میں ظہر سے پہلے چار رکعت پڑھا کرتے تھے۔ (صحیح مسلم)

(۱۳) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ "کان النبی ﷺ یصلی فیما بین ان یفرغ من صلوۃ العشاء الی صلوۃ الفجر احدی عشرۃ رکعۃ" یعنی نبی کریم ﷺ نماز عشاء سے فارغ ہو کر نماز فجر تک گیارہ رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ (متفق علیہ)

(۱٤) ان سے ہی روایت ہے کہ "کان النبی ﷺ یصلی من اللیل ثلث عشرۃ رکعۃ منھا الوتر ور کعتا الفجر" یعنی نبی کریم ﷺ رات میں تیرہ رکعتیں پڑھا کرتے۔ وتر اور فجر کی دو رکعتیں ان میں ہی شمار ہیں۔ (صحیح مسلم)

(۱۵) مسروق نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی نماز شب کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: "سبع وتسع واحدی عشرۃ رکعۃ سوی رکعتی الفجر" یعنی سات اور نو اور گیارہ رکعتیں فجر کی دو رکعتوں کے علاوہ۔ (صحیح بخاری)

(۱٦) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز رمضان میں کیسی ہوتی تھی؟ انہوں نے فرمایا: "ما کان رسول اللہ ﷺ یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدی عشرۃ رکعۃ" یعنی رسول اللہ ﷺ رمضان یا غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھا کرتے تھے۔ (موطا امام مالک)

(۱۷) یزید بن رومان (تابعی) سے روایت ہے کہ "کان الناس یقومون فی زمان عمر ابن الخطاب فی رمضان بثلاث و عشرین رکعۃ" یعنی لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں رمضان شریف کے اندر تئیس رکعتوں کے ذریعے قیام کیا کرتے تھے۔ (موطا امام مالک)

حضرات احناف کا سنتوں کے معاملے میں مذکورہ بالا حدیثوں پر عمل ہے کہ وہ دو سے زیادہ پڑھی جائیں گی جیسے ظہر، عصر اور عشاء سے پہلے چار سنتیں یا تراویح کی بیس رکعت اور نوافل بھی دو سے زیادہ پڑھ لیے جائیں گے جیسے تہجد، اشراق، چاشت اور اوابین وغیرہ کے نوافل یا نمازِ حاجت، نمازِ استخارہ، صلوٰۃ التسبیح وغیرہ۔ اس اثر ابن عمر پر احناف یوں عمل کرتے ہیں کہ نوافل کی ہر دو رکعت پر سلام پھیرنا افضل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲- بَابُ صَلٰوةِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْوِتْرِ

حضور کی نمازِ وتر

۱۲۱- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، كَانَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُوْتِرُ مِنْهَا بِوَاحِدَةٍ. فَاِذَا فَرَغَ، اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ. صحیح مسلم (۱۷۱٤)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات میں گیارہ رکعتیں پڑھا کرتے تھے ان میں سے ایک کو وتر بنا لیتے اور جب فارغ ہوتے تو اپنی داہنی کروٹ پر لیٹ جاتے تھے۔

۱۲۲- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ، كَيْفَ كَانَتْ صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ رَمَضَانَ؟ فَقَالَتْ مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَزِيْدُ فِيْ رَمَضَانَ، وَلَا فِيْ غَيْرِهٖ، عَلٰى إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً. يُصَلِّيْ أَرْبَعًا، فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَ طُوْلِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّيْ أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَ طُوْلِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّيْ ثَلَاثًا، فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَتَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُوْتِرَ؟ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ إِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ، وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ.

صحیح البخاری (۲۰۱۳) صحیح مسلم (۱۷۲۰)

ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن بن عوف نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ رمضان میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کیسی تھی؟ فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ رمضان یا غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ پہلے چار رکعتیں پڑھتے جن کے حسن اور طول کا کیا کہنا اور پھر چار رکعتیں پڑھتے جن کی خوبصورتی اور لمبائی کی کیا بات ہے۔ پھر تین رکعت پڑھتے۔ حضرت عائشہ عرض گزار ہوئیں کہ یا رسول اللہ! کیا آپ وتر سے پہلے سو جاتے ہیں؟ فرمایا: اے عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں اور دل نہیں سوتا۔ ف

ف: فرمانِ رسالت کہ "یا عائشة ان عینی تنامان ولا ینام قلبی" یعنی اے عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتا۔ جس کے سر پر تاج نبوت رکھا گیا تو نیند سے اس کا وضو نہیں ٹوٹتا کیونکہ نیند بوجہ بے خبری ناقضِ وضو ہے اور نبی حالتِ خواب میں بھی بے خبر نہیں ہوتا۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جیسے محرم راز وصاحب اسرار نے اس حقیقت کے بارے میں یہ تصریح فرمائی ہے:

حدیث: "تنام عیناى ولا ینام قلبى" که تحریر یافته بود اشارات بدوام آگاہی نیست بلکه اخبار ست از عدم غفلت از جریان احوال خویش وامت خویش لهذا نوم درحق آنسرور علیه الصلوة والسلام ناقض طهارت نگشت و چوں نبی در رنگ شبان ست در محافظت امت غفلت شایان منصب نبوت او نباشد. (مکتوبات امام ربانی، دفتر اول مکتوب ۹۹)

حدیث "تنام عیناى ولا ینام قلبى" جو تحریر کی تو اس میں دوامِ آگاہی کی جانب اشارہ نہیں بلکہ اس میں اپنے اور اپنی امت کے حالات سے باخبر رہنے کی خبر ہے۔ لہٰذا سرورِ کون و مکاں ﷺ کے حق میں نیند ناقضِ وضو نہیں ہے کیونکہ نبی امت کے لیے نگران کے رنگ میں ہوتا ہے جس کے باعث غفلت اس کے منصب نبوت کے شایانِ شان نہیں ہوتی۔

نبی کو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر اپنا خلیفہ مقرر فرماتا ہے۔ اسی لیے نبی کو ساری مخلوق سے زیادہ خالق اور مخلوق کا علم عطا فرمایا جاتا ہے۔ احادیث مطہرہ کے اندر بعض فرشتوں کا مخلوق کے بارے میں اتنا وسیع علم بیان فرمایا گیا ہے کہ عقل انسانی دنگ رہ جاتی ہے لیکن قرآن کریم شاہد ہے کہ مخلوق خدا کے بارے میں تمام فرشتوں کے مجموعی علم سے تنہا حضرت آدم علی نبینا علیہ الصلوۃ والسلام کا علم بڑھ چڑھ کر رہا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنا پہلا خلیفہ بنا کر زمین پر بھیجنا تھا۔ اسی طرح ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم وبیش حضرات کو منصب نبوت پر فائز کر کے ان کے سروں پر تاج خلافت سجایا اور اسی طرح انہیں زیور علم سے آراستہ و پیراستہ کیا گیا جو ان کے خلیفہ ہونے پر دلالت کرتا ہے اور ساری مخلوق میں وہ علم و عرفان کے لحاظ سے اسی طرح ممتاز نظر آتے رہیں جیسے آسمان میں شمس و قمر نظر آتے ہیں۔

تمام فرشتوں سے بڑھ کر حضرت آدم علیہ السلام کو علم دیا گیا اور سارے گروہ انبیاء کے مجموعی علم سے بڑھ کے تنہا اپنے سوادِ اعظم محبوب اکرم سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو علم مرحمت فرمایا گیا اور اتنا کثیرہ وافرہ مختصہ مرحمت فرمایا گیا کہ ہر بڑے سے بڑا اس کی

وسعتوں اور رفعتوں کا احاطہ کرنے سے قاصر رہ گیا۔ بس اپنے علم کو وہ آپ ہی جانتے ہیں کہ کتنا عطا فرمایا گیا اور ان کا پروردگار ہی بہتر جانتا ہے جس نے خود فرمایا ہے: "وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا" (النساء: ۱۱۳) یعنی اللہ کا تم پر عظیم فضل ہے۔ نیز فرمایا ہے: "قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ" (النساء: ۷۷) فرما دو کہ دنیا کا ساز و سامان قلیل ہے۔ دریں حالات دونوں باتیں ہی ناممکن نظر آتی ہیں کہ عظیم قلیل کا احاطہ نہ کر سکے یا قلیل عظیم کا احاطہ کرے۔

جو لوگ علوم انبیاء کا بڑی جرأت سے انکار کر کے انہیں بے خبر ٹھہرانے میں خاص لطف و لذت محسوس کرتے ہیں حقیقت میں وہ نفس نبوت کے منکر اور خصائص نبوت سے بے خبر ہوتے ہیں۔ ان کی زبانوں پر لفظ نبی و رسول کا اقرار تو ہوتا ہے لیکن منصب نبوت کی عظمت کو چونکہ انہوں نے اپنے دلوں میں کبھی جگہ دی ہی نہیں ہوتی اس لیے وہ ان کی زبانوں پر کہاں سے آئے؟ ان کی نظر میں نبی محض ایک مولانا صاحب کی طرح ہوتا ہے جو چند دینی مسائل جانتا ہے۔ فرق صرف یہ ہوتا ہے کہ مولوی صاحب نے کسی استاد سے سیکھے یا کتاب سے پڑھے ہوتے ہیں اور نبی کے پاس بذریعۂ وحی آتے ہیں۔ اس کے سوا نبی کا اور کوئی تصور سرے سے ان کے ذہنوں میں ہوتا ہی نہیں۔ بایں وجہ وہ نبی کو کائنات ارضی و سماوی سے بے خبر ماننے پر اصرار کرتے اور بے خبر منوانے پر زور لگاتے رہتے ہیں۔ حالانکہ جو بے خبر ہو نبی نہیں ہوتا اور جو نبی ہو وہ بے خبر نہیں ہوتا کیونکہ وہ منصب نبوت پر فائز اور زمین میں خدا کا خلیفہ ہوتا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

۱۲۳- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً، ثُمَّ يُصَلِّي إِذَا سَمِعَ النِّدَاءَ بِالصُّبْحِ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ.

صحیح مسلم (۱۷۱۷)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ رات میں تیرہ رکعتیں پڑھا کرتے۔ پھر صبح کی اذان سن کر دو رکعتیں ہلکی پھلکی پڑھتے۔

۱۲٤- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ بَاتَ لَيْلَةً عِنْدَ مَيْمُونَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، وَهِيَ خَالَتُهُ، قَالَ فَاضْطَجَعْتُ فِي عَرْضِ الْوِسَادَةِ، وَاضْطَجَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَهْلُهُ فِي طُولِهَا، فَنَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى إِذَا انْتَصَفَ اللَّيْلُ أَوْ قَبْلَهُ بِقَلِيلٍ أَوْ بَعْدَهُ بِقَلِيلٍ. اِسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَجَلَسَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ بِيَدِهِ، ثُمَّ قَرَأَ الْعَشْرَ الْآيَاتِ الْخَوَاتِمَ مِنْ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ، ثُمَّ قَامَ إِلَى شَنٍّ مُعَلَّقٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهُ، فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ، ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ایک رات میں نے اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گزاری۔ میں عرض کی جانب لیٹ گیا اور رسول اللہ ﷺ اور آپ کی زوجۂ مطہرہ طول کی جانب۔ پس رسول اللہ ﷺ سو گئے یہاں تک کہ آدھی رات ہو گئی یا کچھ کم و بیش تو رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے اور بیٹھ کر آنکھیں ملیں، پھر سورۂ آل عمران کی آخری دس آیتیں پڑھیں، پھر ایک لٹکی ہوئی مشک کی طرف گئے اور اس سے وضو کیا اور خوب اچھی طرح وضو کر کے نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ، ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ، فَوَضَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رَأْسِي وَأَخَذَ بِأُذُنِي الْيُمْنَى يَفْتِلُهَا، فَصَلَّى

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں کھڑا ہوا اور میں نے بھی آپ کی طرح کیا اور جا کر آپ کے ایک جانب کھڑا ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ میرے سر پر رکھا اور میرے

رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ أَوْتَرَ، ثُمَّ اضْطَجَعَ، حَتَّى أَتَاهُ الْمُؤَذِّنُ، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ، ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ. صحیح البخاری (۱۸۳) صحیح مسلم (۱۷۸۶ تا ۱۷۸۹)

داہنے کان کو پکڑ کر ملا۔ پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پھر وتر پڑھے پھر لیٹ گئے یہاں تک کہ مؤذن آیا تو ہلکی سی دو رکعتیں پڑھیں پھر جا کر صبح کی نماز پڑھائی۔

۱۲۵- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ قَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، أَنَّهُ قَالَ لَأَرْمُقَنَّ اللَّيْلَةَ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. قَالَ فَتَوَسَّدْتُ عَتَبَتَهُ، أَوْ فُسْطَاطَهُ، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا، ثُمَّ أَوْتَرَ فَتِلْكَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً. صحیح مسلم (۱۸۰۱)

حضرت زید بن خالد الجہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آج میں رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز دیکھوں گا۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے کاشانۂ اقدس سے ٹیک لگالی تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور آپ نے بہت ہی طویل دو رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں اور وہ پہلی رکعتوں سے کم طویل تھیں پھر ان سے کم طویل دو رکعتیں پڑھیں پھر ان سے کم طویل دو رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعت پڑھیں جو پہلی دو رکعتوں سے کم طویل تھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں جو پہلی رکعتوں سے کم طویل تھیں پھر وتر پڑھے اور یہ تیرہ رکعتیں ہیں۔

۳- بَابُ الْأَمْرِ بِالْوِتْرِ

وتر کے بارے میں حکم

۱۲۶- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى، فَإِذَا خَشِيَ أَحَدُكُمُ الصُّبْحَ، صَلَّى رَكْعَةً وَاحِدَةً تُوتِرُ لَهُ مَا قَدْ صَلَّى. صحیح البخاری (۹۹۰) صحیح مسلم (۱۷۴۵)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے رات کی نماز کے متعلق پوچھا تو حضور نے فرمایا کہ رات کی نماز کی دو دو رکعتیں ہیں اور جب تم میں سے کسی کو صبح ہونے کا ڈر ہو تو ایک رکعت اور پڑھ لے جو ساری پڑھی ہوئی نماز کو وتر بنادے گی۔

۱۲۷- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ، أَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي كِنَانَةَ يُدْعَى الْمُخْدَجِيَّ سَمِعَ رَجُلًا بِالشَّامِ يُكْنَى أَبَا مُحَمَّدٍ يَقُولُ إِنَّ الْوِتْرَ وَاجِبٌ، فَقَالَ الْمُخْدَجِيُّ فَرُحْتُ إِلَى عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، فَاعْتَرَضْتُ لَهُ وَهُوَ رَائِحٌ إِلَى الْمَسْجِدِ، فَأَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ، فَقَالَ عُبَادَةُ كَذَبَ أَبُو مُحَمَّدٍ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ خَمْسُ

بنی کنانہ کے مخدجی نامی شخص نے شام میں حضرت ابومحمد انصاری کو فرماتے ہوئے سنا کہ وتر واجب ہیں۔ مخدجی کا بیان ہے کہ میں حضرت عبادہ بن صامت کی خدمت میں حاضر ہوا جو مسجد کو جارہے تھے اور جو حضرت ابومحمد نے کہا وہ انہیں بتایا۔ حضرت عبادہ نے کہا کہ ابومحمد نے غلط کہا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں پر نمازیں فرض فرمائی ہیں جو انہیں پڑھے گا اور ہلکی جان کر ان میں سے کسی کو ضائع نہیں کرے گا تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے عہد کر رکھا ہے کہ

صَلَوَاتٍ كَتَبَهُنَّ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَى الْعِبَادِ، فَمَنْ جَاءَ بِهِنَّ لَمْ يُضَيِّعْ مِنْهُنَّ شَيْئًا اسْتِخْفَافًا بِحَقِّهِنَّ كَانَ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدٌ اَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، وَمَنْ لَمْ يَأْتِ بِهِنَّ فَلَيْسَ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدٌ اِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ وَاِنْ شَاءَ اَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ.

اسے جنت میں داخل کرے گا اور انہیں نہ پڑھے گا تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ کا کوئی عہد نہیں اگر چاہے تو اسے عذاب دے اور چاہے جنت میں داخل کر دے۔ف

سنن ابوداؤد (۱۴۲۰) سنن نسائی (۴۶۰) سنن ابن ماجہ (۱۴۰۱)

ف: اس حدیث کے آخر میں بے نمازی کے متعلق فرمانِ رسالت ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہے اسے عذاب دے اور چاہے جنت میں داخل کر دے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تارک نماز کافر نہیں ہے ورنہ اسے ہرگز جنت میں داخل نہ کیا جاتا۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہی موقف ہے کہ بے نمازی بہت ہی بڑا گناہگار اور پرلے درجے کا فاسق ہے' لیکن اسے کافر نہیں کہیں گے جب تک نماز کی فرضیت کا انکار نہ کرے اور اس کے ساتھ کافروں مشرکوں جیسا سلوک نہیں کیا جائے گا۔ امام ابوحنیفہ کے اس موقف کو کوئی درست تسلیم کرے یا نہ کرے لیکن اس زمانے میں دنیا بھر کے تمام مدعیانِ اسلام کا بے نمازی کے ساتھ سلوک امام اعظم ابوحنیفہ کے مذہب پر ہے اور کسی بھی مکتبہ فکر کے لوگ خواہ وہ کسی ملک میں بستے ہوں' بے نمازی کے ساتھ کافروں مشرکوں جیسا سلوک کرتے ہوئے سنے نہیں ہیں۔

مانا کہ بے نمازی کے بارے میں بڑی سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے کہ "اقیموا الصلوۃ ولا تکونوا من المشرکین" (۳۱:۳۰) نماز قائم رکھو اور مشرکوں سے نہ ہو۔ حدیثوں کو دیکھیے تو احادیث مرفوعہ حضرت جابر بن عبد اللہ' حضرت بریدہ اسلمی' حضرت عبادہ بن صامت' حضرت ثوبان' حضرت ابو ہریرہ' حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص' حضرت انس بن مالک اور حضرت عبد اللہ بن عباس نیز آثار موقوفہ حضرت امیر المومنین علی المرتضیٰ' حضرت عبد اللہ بن عباس' حضرت عبد اللہ بن مسعود' حضرت جابر بن عبد اللہ اور حضرت ابو درداء وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں احمد' مسلم' ابوداؤد' نسائی' ابن ماجہ' ابن حبان' حاکم' طبرانی' محمد بن نصر مروزی' ہروی' بزاز' ابویعلیٰ' ابوبکر بن ابی شیبہ' تاریخ بخاری اور ابن عبد البر وغیرہم کے یہاں ترک نماز پر صراحۃً حکم کفر و بے دینی مروی ہے کما فصلہ الامام المنذری فی الترغیب۔ صحابہ کرام کے چند آثار ملاحظہ ہوں:

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "کان اصحاب رسول اللہ ﷺ لا یرون شیئا من الاعمال ترکہ کفرا غیر الصلوۃ" اصحاب مصطفیٰ ﷺ نماز کے سوا کسی عمل کے ترک کو کفر نہ جانتے" رواہ الترمذی والحاکم و قال صحیح علی شرطھما و روی الترمذی عن عبد اللہ بن شقیق العضلی مثلہ" لہٰذا بہت سے صحابہ و تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تارک نماز کو کافر کہتے۔

(۲) امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: "من لم یصل فھو کافر" جو نماز نہ پڑھے وہ کافر ہے۔ رواہ ابن ابی شیبہ و البخاری و التاریخ۔

(۳) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: "من ترک الصلوۃ فقد کفر" جس نے نماز چھوڑی وہ کافر ہو گیا۔ رواہ محمد بن نصر المروزی و ابو عمر بن عبد البر۔

(۴) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "من ترک الصلوۃ فلا دین لہ" جس نے نماز ترک کی وہ بے دین ہے۔ رواہ المروزی

(۵) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: "من لم یصل فھو کافر" بے نماز کافر ہے۔ رواہ ابو عمر

(٦) حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "لا ایمان لمن لا صلوة له" بے نماز کا کوئی ایمان نہیں ہے۔ رواہ ابن عبد البر۔
(٧) امام ایوب سختیانی سے مروی ہے: "ترک الصلوة کفر لا یختلف فیه" نماز کا ترک کرنا کفر ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں۔ ذکر ذلک للامام زکی الدین المنذری۔

بے شک یہ ایک جم غفیر حضرات صحابہ وتابعین اور قدمائے اہل سنت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا مذہب ہے اور بلاشبہ یہ اس وقت وحالت کے لحاظ سے ایک بڑا قوی مذہب تھا۔ صدر اول کے بعد جب اسلام میں ضعف آیا اور بعض عوام کے دلوں میں سستی اور کاہلی نے جگہ پائی۔ صدر اول کی کامل چستی ومستعدی بعض لوگوں سے چھوٹ چلی اور وہ امارت مطلقہ وعلامت فارقہ ہونے کی حالت نہ رہی۔ لہٰذا جمہور ائمہ نے اسی اصل اجماعی مؤید بدلائل قاہر آیات محکا ثرہ واحادیث متواترہ پر عمل واجب جانا کہ مرتکب کبیرہ کافر نہیں۔ یہی مذہب ہمارے ائمہ حنفیہ ائمہ شافعیہ ائمہ مالکیہ اور ایک جماعت ائمہ حنبلیہ وغیرہم جماہیر علمائے دین وائمہ معتمدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا ہے کہ اگرچہ تارک نماز کو سخت فاسق وفاجر جانتے ہیں لیکن دائرہ اسلام سے خارج نہیں کہتے اسے مسلمان ہی مانتے ہیں۔

بحمد اللہ تعالیٰ اس مذہب پر نصوص شرعیہ سے وہ دلائل ہیں جن میں تاویل کی اصلاً کوئی گنجائش نہیں جب کہ مذہب اول کے دلائل اپنے نظائر کثیرہ کی طرح استحلال واستخفاف وجحود وکفران وفعل مثل فعل کفار وغیرہا تاویلات کو اچھی طرح جگہ دے رہے ہیں یعنی وہ فرضیت نماز کا انکار کرے یا اس فعل کو ہلکا یا بے قدر جانے یا اس کا ترک حلال سمجھے تو کافر ہے یا یہ کہ ترک نماز سخت کفران نعمت وناشکری ہے چنانچہ اسے مسلمان مانتے اور پرلے درجے کا فاسق وفاجر جانتے ہوئے آئمہ ثلاثہ مالک وشافعی واحمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ اسے قتل کیا جائے۔ ہمارے آئمہ احناف رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے نزدیک فاسق وفاجر اور مرتکب کبیرہ ہے لہٰذا تازیست اسے قید میں رکھا جائے یہاں تک کہ توبہ کرکے باہر آئے یا قید کے اندر ہی مرجائے۔ اس کے باوجود اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی کہ اس نے اپنا فرض چھوڑا لیکن ہم اپنا فرض کیوں چھوڑیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ ج ٢)

١٢٨- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ، قَالَ كُنْتُ أَسِيرُ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بِطَرِيقِ مَكَّةَ، قَالَ سَعِيدٌ فَلَمَّا خَشِيتُ الصُّبْحَ نَزَلْتُ فَأَوْتَرْتُ، ثُمَّ أَدْرَكْتُهُ، فَقَالَ لِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ أَيْنَ كُنْتَ؟ فَقُلْتُ لَهُ خَشِيتُ الصُّبْحَ فَنَزَلْتُ فَأَوْتَرْتُ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ أَلَيْسَ لَكَ فِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أُسْوَةٌ؟ فَقُلْتُ بَلَى وَاللَّهِ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُوتِرُ عَلَى الْبَعِيرِ.

صحیح البخاری (٩٩٩) صحیح مسلم (١٦١٣)

سعید بن یسار کا بیان ہے کہ میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ مکہ مکرمہ کے راستے میں سفر کررہا تھا۔ جب مجھے صبح ہوجانے کا ڈر محسوس ہوا تو میں سواری سے اترا وتر پڑھے اور ان سے جا ملا۔ حضرت عبد اللہ بن عمر نے مجھ سے فرمایا کہ تم کہاں تھے؟ میں عرض گزار ہوا کہ مجھے صبح ہونے کا ڈر تھا تو اتر کر وتر پڑھے تھے۔ حضرت عبد اللہ نے فرمایا کہ کیا رسول خدا کی پیروی تمہارے لیے کافی نہیں ہے؟ میں عرض گزار ہوا کہ خدا کی قسم! کیوں نہیں۔ فرمایا: رسول اللہ ﷺ اونٹ پر وتر پڑھ لیتے تھے۔

[١٤٠] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّهُ قَالَ كَانَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْتِيَ فِرَاشَهُ أَوْتَرَ، وَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يُوتِرُ آخِرَ اللَّيْلِ. قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ فَأَمَّا

سعید بن مسیب نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق جب سونے کا ارادہ کرتے تو وتر پڑھ لیتے اور حضرت عمر رات کے آخری حصے میں وتر پڑھا کرتے تھے۔ سعید بن مسیب نے فرمایا کہ میں بھی جب سونے لگتا ہوں تو وتر پڑھ لیتا ہوں۔

أَنَا، فَإِذَا جِئْتُ فِرَاشِي أَوْتَرْتُ.

[١٤١] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ عَنِ الْوِتْرِ، أَوَاجِبٌ هُوَ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَدْ أَوْتَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، وَأَوْتَرَ الْمُسْلِمُونَ، فَجَعَلَ الرَّجُلُ يُرَدِّدُ عَلَيْهِ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَقُولُ أَوْتَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، وَأَوْتَرَ الْمُسْلِمُونَ.

ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا کہ کیا وتر واجب ہیں؟ فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے وتر پڑھے ہیں اور مسلمانوں نے وتر پڑھے ہیں۔ وہ برابر یہی پوچھتا رہا اور حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے رہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وتر پڑھے اور مسلمانوں نے وتر پڑھے ہیں۔

[١٤٢] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عَائِشَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ، كَانَتْ تَقُولُ مَنْ خَشِيَ أَنْ يَنَامَ حَتّٰى يُصْبِحَ، فَلْيُوتِرْ قَبْلَ أَنْ يَنَامَ وَمَنْ رَجَا أَنْ يَسْتَيْقِظَ آخِرَ اللَّيْلِ، فَلْيُؤَخِّرْ وِتْرَهُ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمایا کرتیں کہ جس کو صبح تک سوئے رہنے کا خدشہ ہو وہ سونے سے پہلے وتر پڑھ لے اور جو آخری رات جاگنے کی امید رکھتا ہو تو وہ وتر کو مؤخر کر دے۔

[١٤٣] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ، أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بِمَكَّةَ وَالسَّمَاءُ مُغِيمَةٌ. فَخَشِيَ عَبْدُ اللّٰهِ الصُّبْحَ، فَأَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ، ثُمَّ انْكَشَفَ الْغَيْمُ، فَرَأَى أَنَّ عَلَيْهِ لَيْلًا، فَشَفَعَ بِوَاحِدَةٍ. ثُمَّ صَلَّى بَعْدَ ذٰلِكَ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ. فَلَمَّا خَشِيَ الصُّبْحَ أَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ.

نافع کا بیان ہے کہ میں مکہ مکرمہ کے راستے میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ تھا اور آسمان ابر آلود تھا۔ حضرت عبداللہ کو صبح ہونے کا خدشہ ہوا تو وتر کی ایک رکعت پڑھ لی پھر مطلع صاف ہو گیا تو دیکھا کہ رات باقی ہے تو اس کے ساتھ ایک اور ملا کر دوگانہ بنا لیا۔ اس کے بعد دو دو رکعتیں پڑھتے رہے اور جب صبح ہو جانے سے ڈرے تو ایک رکعت پڑھ کر وتر بنا لیے۔

[١٤٤] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُسَلِّمُ بَيْنَ الرَّكْعَتَيْنِ وَالرَّكْعَةِ فِي الْوِتْرِ، حَتّٰى يَأْمُرَ بِبَعْضِ حَاجَتِهِ.

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما دو رکعتوں کے بعد سلام پھیرتے یہاں تک کہ کوئی حاجت ہوتی تو فرما دیتے اور پھر وتر کی ایک رکعت پڑھتے۔

[١٤٥] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ كَانَ يُوتِرُ بَعْدَ الْعَتَمَةِ بِوَاحِدَةٍ.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز عشاء کے بعد وتر کی ایک رکعت پڑھا کرتے تھے۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَيْسَ عَلٰى هٰذَا، الْعَمَلُ عِنْدَنَا. وَلٰكِنْ أَدْنَى الْوِتْرِ ثَلَاثٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک اس پر عمل کرنا درست نہیں کیونکہ وتر کی کم از کم تین رکعت ہیں۔

[١٤٦] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ صَلٰوةُ الْمَغْرِبِ وِتْرُ صَلٰوةِ النَّهَارِ.

عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ نماز مغرب دن کی نمازوں کے وتر ہیں۔

قَالَ مَالِكٌ مَنْ أَوْتَرَ أَوَّلَ اللَّيْلِ، ثُمَّ نَامَ، ثُمَّ قَامَ

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے رات کے شروع میں وتر

فَبَدَا لَهُ أَنْ يُصَلِّيَ فَلْيُصَلِّ مَثْنٰى مَثْنٰى، فَهُوَ أَحَبُّ مَا سَمِعْتُ إِلَيَّ.

پڑھ لے اور سو گیا۔ پھر اٹھ کھڑا ہوا اور نماز پڑھنا چاہے تو دو دو رکعتیں پڑھے، یہی مجھے زیادہ پسند ہے۔ف

ف: وتر سے متعلق علمائے اہل حق کے درمیان دو باتوں میں اختلاف ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ نماز وتر سنت ہے یا واجب۔ اکثر ائمہ نیز امام ابو یوسف و امام محمد کے نزدیک نماز وتر سنت ہے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک واجب اور اسکی قضاء بھی واجب ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ نماز وتر کی ایک رکعت ہے یا تین، پانچ اور سات رکعتیں؟ اکثر ائمہ کے نزدیک وتر کی ایک رکعت اور حضرات احناف شکر اللہ تعالیٰ سعیہم کے نزدیک وتر کی تین رکعتیں ہیں۔ دونوں جانب احادیث کثیرہ و آثار صحیحہ وارد ہیں لہٰذا اس باب میں کلام کی بہت گنجائش ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

٤- بَابُ الْوِتْرِ بَعْدَ الْفَجْرِ

طلوع فجر کے بعد وتر پڑھنا

[١٤٧] أثر- حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ بْنِ أَبِي الْمُخَارِقِ الْبَصْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَقَدَ، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ. فَقَالَ لِخَادِمِهِ انْظُرْ مَا صَنَعَ النَّاسُ (وَهُوَ يَوْمَئِذٍ قَدْ ذَهَبَ بَصَرُهُ) فَذَهَبَ الْخَادِمُ ثُمَّ رَجَعَ. فَقَالَ قَدِ انْصَرَفَ النَّاسُ مِنَ الصُّبْحِ. فَقَامَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ، فَأَوْتَرَ، ثُمَّ صَلَّى الصُّبْحَ.

سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سو گئے پھر جب بیدار ہوئے تو خادم سے فرمایا کہ دیکھو لوگ کیا کر رہے ہیں؟ (کیونکہ ان دنوں وہ نابینا ہو گئے تھے) خادم واپس آ کر عرض گزار ہوا کہ لوگ صبح کی نماز پڑھ چکے ہیں۔ پس حضرت عبد اللہ بن عباس کھڑے ہوئے اور وتر ادا کر کے پھر نماز فجر پڑھی۔

[١٤٨] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ، وَعُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ، وَالْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ، وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ، قَدْ أَوْتَرُوا بَعْدَ الْفَجْرِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ عبد اللہ بن عباس، عبادہ بن صامت، قاسم بن محمد اور عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ نے فجر طلوع ہونے کے بعد وتر پڑھے۔

[١٤٩] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ قَالَ مَا أُبَالِي لَوْ أُقِيمَتْ صَلٰوةُ الصُّبْحِ، وَأَنَا أُوتِرُ.

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے کوئی ڈر نہیں کہ نماز فجر کی اقامت ہو جائے اور میں وتر پڑھ رہا ہوں۔

[١٥٠] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّهُ قَالَ كَانَ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ يَؤُمُّ قَوْمًا فَخَرَجَ يَوْمًا إِلَى الصُّبْحِ، فَأَقَامَ الْمُؤَذِّنُ صَلٰوةَ الصُّبْحِ فَأَسْكَتَهُ عُبَادَةُ حَتّٰى أَوْتَرَ، ثُمَّ صَلّٰى بِهِمُ الصُّبْحَ.

یحییٰ بن سعید نے فرمایا کہ حضرت عبادہ بن صامت ایک قوم کی امامت کیا کرتے تھے۔ ایک روز وہ صبح کے وقت آئے تو مؤذن نے نماز فجر کی اقامت کہی۔ حضرت عبادہ نے اسے خاموش کر کے وتر پڑھے اور پھر انہیں صبح کی نماز پڑھائی۔

[١٥١] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ يَقُولُ إِنِّي لَأُوتِرُ وَأَنَا أَسْمَعُ الْإِقَامَةَ، أَوْ بَعْدَ الْفَجْرِ (يَشُكُّ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ أَيَّ ذٰلِكَ قَالَ).

عبد الرحمٰن بن قاسم کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں وتر پڑھتے ہوئے نماز فجر کی اقامت سنتا ہوں یا نماز فجر کے بعد (عبد الرحمٰن کو شک ہے کہ کیا فرمایا)۔

[۱۵۲] اثر- وَحَدَّثَنِی مَالِکٌ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، اَنَّهُ سَمِعَ اَبَاهُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ، يَقُوْلُ اِنِّی لَاُوْتِرُ بَعْدَ الْفَجْرِ

عبدالرحمٰن بن قاسم نے اپنے والد ماجد قاسم بن محمد کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں فجر طلوع ہونے کے بعد وتر پڑھ لیتا ہوں۔

قَالَ مَالِکٌ وَاِنَّمَا يُوْتِرُ بَعْدَ الْفَجْرِ مَنْ نَامَ عَنِ الْوِتْرِ. وَلَا يَنْبَغِی لِاَحَدٍ اَنْ يَتَعَمَّدَ ذٰلِکَ، حَتّٰی يَضَعَ وِتْرَهُ بَعْدَ الْفَجْرِ.

امام مالک نے فرمایا کہ جو وتر نیند کے باعث نہ پڑھ سکا وہ طلوع فجر کے بعد پڑھ لے اور جان بوجھ کر ایسا کرنا مناسب نہیں ہے کہ فجر طلوع ہونے کے بعد وتر پڑھے۔

۵- بَابُ مَا جَاءَ فِی رَكْعَتَیِ الْفَجْرِ

فجر کی سنتوں کا بیان

۱۲۹- حَدَّثَنِی يَحْيٰی عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّ حَفْصَةَ زَوْجَ النَّبِیِّ ﷺ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ، اِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ عَنِ الْاَذَانِ لِصَلٰوةِ الصُّبْحِ، صَلّٰی رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ، قَبْلَ اَنْ تُقَامَ الصَّلٰوةُ. صحیح البخاری (۶۱۹) صحیح مسلم (۱۶۷۳تا۱۶۷۷)

ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ مؤذن جب صبح کی اذان سے خاموش ہوتا تو نماز کھڑی ہونے سے پہلے رسول اللہ ﷺ ہلکی سی دو رکعتیں پڑھ لیا کرتے تھے۔

۱۳۰- وَحَدَّثَنِی مَالِکٌ، عَنْ يَحْيَی بْنِ سَعِيْدٍ، اَنَّ عَائِشَةَ، زَوْجَ النَّبِیِّ ﷺ، قَالَتْ اِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيُخَفِّفُ رَكْعَتَیِ الْفَجْرِ، حَتّٰی اِنِّی لَاَقُوْلُ اَقَرَاَ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ اَمْ لَا؟ صحیح البخاری (۱۱۶۵) صحیح مسلم (۱۶۸۱)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی دو سنتیں اتنی ہلکی پڑھا کرتے کہ میں کہتی کہ سورۂ فاتحہ پڑھی ہے یا نہیں؟

۱۳۱- وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِکٍ، عَنْ شَرِيْکِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِی نَمِرٍ، عَنْ اَبِی سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، اَنَّهُ قَالَ سَمِعَ قَوْمٌ الْاِقَامَةَ، فَقَامُوْا يُصَلُّوْنَ. فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اَصَلَاتَانِ مَعًا؟ اَصَلَاتَانِ مَعًا؟ وَذٰلِکَ فِی صَلٰوةِ الصُّبْحِ، فِی الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ قَبْلَ الصُّبْحِ.

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے فرمایا کہ کچھ لوگوں نے اقامت سنی تو نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے۔ پس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: کیا دو نمازیں ایک ساتھ؟ کیا دو نمازیں ایک ساتھ؟ اور یہ صبح کی نماز میں ہوا، رات کی دو رکعتوں کے متعلق جو طلوع فجر سے پہلے ہوں۔ ف

ف: جب جماعت ہو رہی ہے تو سنتیں ادا نہیں کی جاتیں کہ ایک ساتھ دو نمازوں کا ہونا خلاف حدیث ہے۔ ہاں نماز فجر کے اندر سنتیں ادا کرنے کے باوجود شامل ہو جانے کی قوی امید ہو تو جماعت سے دور اور اوجھل ہو کر فجر کی سنتیں ادا کر کے جماعت میں شامل ہو سکتا ہے۔ اگر دور اور اوجھل ہونے کی گنجائش نہ ہو تو جماعت میں شامل ہو جائے اور سنتوں کو سورج بلند ہونے کے بعد ادا کرے۔ فجر کے فرض ادا کر لینے کے بعد طلوع آفتاب تک فجر کی سنتوں کا پڑھنا یا نفل نماز ادا کرنا مکروہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[۱۵۳] اثر- وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِکٍ، اَنَّهُ بَلَغَهُ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَاتَتْهُ رَكْعَتَا الْفَجْرِ، فَقَضَاهُمَا بَعْدَ اَنْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن عمر کی فجر کی دو سنتیں قضاء ہو گئیں۔ انہوں نے طلوع آفتاب کے بعد ان کی قضاء پڑھی۔ ف

ف: فجر کی سنتیں ازروئے احادیث باقی تمام سنتوں سے اقویٰ و اوکد ہیں۔ باقی سنتیں اگر وقت کے اندر نہ پڑھی گئیں تو ان کی

قضاء نہیں لیکن فجر کی سنتیں اگر رہ جائیں تو طلوع فجر کے بعد سے زوال آفتاب تک پڑھ سکتے ہیں۔ اس کے بعد انہیں بھی نہیں پڑھ سکتے۔ دیگر سنتوں سے اسی امتیاز و اہتمام خاص کے باعث اکثر ائمہ نے انہیں واجب کے قریب قرار دیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[۱۵۰] اثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، اَنَّهٗ صَنَعَ مِثْلَ الَّذِیْ صَنَعَ ابْنُ عُمَرَ.

عبدالرحمٰن بن قاسم کا بیان ہے کہ قاسم بن محمد نے اسی طرح کیا جیسے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کیا تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

۸- كِتَابُ صَلٰوةِ الْجَمَاعَةِ

باجماعت نماز کا بیان

۱- بَابُ فَضْلِ صَلٰوةِ الْجَمَاعَةِ عَلٰى صَلٰوةِ الْفَذِّ

باجماعت نماز کی فضیلت

۱۳۲- حَدَّثَنِیْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلٰوةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّ عِشْرِيْنَ دَرَجَةً.

صحیح البخاری (٦٤٥) صحیح مسلم (١٤٧٥)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: باجماعت نماز تنہا نماز پر ستائیس درجے فضیلت رکھتی ہے۔

۱۳۳- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوةِ اَحَدِكُمْ وَحْدَهٗ بِخَمْسَةٍ وَّعِشْرِيْنَ جُزْءًا.

صحیح البخاری (٦٤٨) صحیح مسلم (١٤٧٠)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جماعت کی نماز تمہارے اکیلے کی نماز پر پچیس حصے فضیلت رکھتی ہے۔

۱۳٤- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَبِی الزِّنَادِ، عَنِ الْاَعْرَجِ، عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ بِحَطَبٍ، فَيُحْطَبَ، ثُمَّ اٰمُرَ بِالصَّلٰوةِ، فَيُؤَذَّنَ لَهَا، ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلًا، فَيَؤُمَّ النَّاسَ، ثُمَّ اُخَالِفَ اِلٰى رِجَالٍ، فَاُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ، وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَوْ يَعْلَمُ اَحَدُهُمْ اَنَّهٗ يَجِدُ عَظْمًا سَمِيْنًا، اَوْ مِرْمَاتَيْنِ حَسَنَتَيْنِ لَشَهِدَ الْعِشَاءَ.

صحیح البخاری (٦٤٤) صحیح مسلم (١٤٧٩)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میں نے ارادہ کیا کہ لکڑیاں اکٹھی کرنے کا حکم دوں، پھر نماز کے لیے کہوں تو اذان کہی جائے، پھر ایک آدمی کو حکم دوں کہ لوگوں کی امامت کرے، پھر جماعت میں شامل نہ ہونے والوں کے پاس جاؤں اور ان کے گھروں کو جلا دوں۔ قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تم جانتے کہ ایک گوشت والی ہڈی ملے گی یا بکری کے دو اچھے کھر حاصل ہوں گے تو ضرور تم نماز عشاء میں شامل ہو جاتے۔ ف

ف: اس حدیث سے باجماعت نماز پڑھنے کی تاکید و اہمیت سامنے آتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جو بغیر کسی شرعی عذر کے محض سستی اور کاہلی کے باعث گھروں میں پڑے رہیں، بستروں میں آرام کرتے رہیں، وہ نبی کریم ﷺ کی نظر میں اس قابل ہیں کہ ان کے گھروں کو آگ لگا دی جائے۔ اس پُرفتن دور میں باجماعت نماز کی کیا شکایت کی جائے جب کہ اکثر لوگوں کی سرے سے نماز ہی

غائب ہے۔ دکانوں اور دفتروں میں یوں مصروف کار رہتے ہیں کہ وہ حکم نماز سے مستثنیٰ ہیں یا نماز کے لیے پیدا ہی نہیں ہوئے ان کی مسلمانی کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت چاہیے کہ مسلمان کہلانے والوں کے گھر میں پیدا ہوئے اور سال کے اندر دو مرتبہ عیدین کی نماز میں شامل ہو جاتے ہیں۔ جس طرح وہ یقین رکھتے ہیں کہ محنت دولت کی کنجی ہے اسی طرح انہیں اس بات پر یقین کیوں نہیں آتا کہ نماز جنت کی کنجی ہے۔ محنت سے جو دولت ملے گی وہ آنکھیں بند ہوتے ہی ساتھ چھوڑ دے گی لیکن نماز کے ذریعے راحت دوام کی دولت ملے گی جس نے کبھی ساتھ نہیں چھوڑنا۔

۱۳۵- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ، اَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ صَلٰوتُكُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ، اِلَّا صَلٰوةَ الْمَكْتُوْبَةِ. صحیح البخاری (۷۳۱) صحیح مسلم (۱۸۲۲-۱۸۲۳)

بسر بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تمہاری افضل نماز وہی ہے جو گھروں میں پڑھی جائے ماسوائے فرض نماز کے۔

۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ

نماز عشاء و فجر کی جماعت کا بیان

۱۳۶- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَرْمَلَةَ الْاَسْلَمِيِّ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُنَافِقِيْنَ شُهُوْدُ الْعِشَاءِ وَالصُّبْحِ، لَا يَسْتَطِيْعُوْنَهُمَا، اَوْ نَحْوَ هٰذَا.

سعید بن مسیب کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمارے اور منافقین کے درمیان عشاء اور فجر کی جماعت کا فرق ہے۔ وہ ان دونوں کی استطاعت نہیں رکھتے یا کچھ اسی کے مانند فرمایا۔

۱۳۷- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُمَيٍّ مَوْلٰى اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِيْ بِطَرِيْقٍ، اِذْ وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ عَلَى الطَّرِيْقِ، فَاَخَّرَهُ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ، فَغَفَرَ لَهُ. وَقَالَ الشُّهَدَاءُ خَمْسَةٌ الْمَطْعُوْنُ، وَالْمَبْطُوْنُ، وَالْغَرِقُ، وَصَاحِبُ الْهَدْمِ، وَالشَّهِيْدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالَ لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ، وَالصَّفِّ الْاَوَّلِ، ثُمَّ لَمْ يَجِدُوْا اِلَّا اَنْ يَسْتَهِمُوْا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوْا، وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي التَّهْجِيْرِ لَاسْتَبَقُوْا اِلَيْهِ، وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَاَتَوْهُمَا، وَلَوْ حَبْوًا.

صحیح البخاری (٦٥٣-٦٥٤) صحیح مسلم (٩٨٠-٤٩١٧)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی راستے میں چل رہا تھا کہ اس نے راہ میں کانٹے دار ٹہنی پائی پس اس کو ہٹا دیا تو اللہ تعالیٰ خوش ہوا اور اس کی مغفرت فرما دی۔ اور فرمایا کہ شہید پانچ قسم کے ہیں: طاعون سے، دستوں کی بیماری سے، ڈوب جانے سے، دب کر مرنے سے اور راہِ خدا میں جان قربان کرنے سے۔

[۱۵۵] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ اَبِيْ حَثْمَةَ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقَدَ سُلَيْمَانَ بْنَ اَبِيْ حَثْمَةَ فِيْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ، وَاَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ غَدَا اِلَى السُّوْقِ وَمَسْكَنُ سُلَيْمَانَ بَيْنَ السُّوْقِ وَالْمَسْجِدِ النَّبَوِيِّ،

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سلیمان بن ابو حثمہ کو نماز فجر میں نہ دیکھا اور حضرت عمر بازار کی طرف گئے جبکہ حضرت سلیمان کا مکان بازار اور مسجد نبوی کے مابین تھا۔ چنانچہ حضرت سلیمان کی والدۂ ماجدہ حضرت شفاء سے ملاقات ہوئی تو فرمایا کہ میں نے سلیمان کو نماز فجر میں نہیں دیکھا۔ انہوں نے کہا

فَمَرَّ عَلَى الشِّفَاءِ أُمِّ سُلَيْمَانَ، فَقَالَ لَهَا لَمْ أَرَ سُلَيْمَانَ فِي الصُّبْحِ، فَقَالَتْ إِنَّهُ بَاتَ يُصَلِّي، فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ، فَقَالَ عُمَرُ لَأَنْ أَشْهَدَ صَلٰوةَ الصُّبْحِ فِي الْجَمَاعَةِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَقُومَ لَيْلَةً۔

کہ وہ ساری رات نماز پڑھتا رہا ہے اور اب آنکھیں لگ گئی ہیں۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ اگر وہ فجر کی جماعت میں شامل ہوتے تو یہ مجھے ساری رات کے قیام سے سے زیادہ پسند ہے۔ف

ف: اس حدیث میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک اصولی نکتہ ذہن نشین کروایا کہ اہمیت کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ جماعت سے نماز پڑھنا مشہور مذہب کے مطابق سنتِ مؤکدہ اور بقول بعض واجب ہے جب کہ رات کو قیام کرنا مستحب ہے خواہ ساری رات کیا جائے یا جتنا بھی میسر آئے۔ قیام لیل مستحب تھا اور جماعت فجر سنت۔ گویا مستحب پر سنت کو قربان کر دیا جو اس سے اہم تھی' چاہیے تو تھا کہ نماز فجر با جماعت پڑھی جائے خواہ قیام لیل ہو یا نہ ہو۔ اگر با جماعت فجر پڑھنے کے ساتھ کچھ دیر قیام لیل بھی کر سکے تو نور علی نور اور نہ کر سکے تو صرف نماز فجر کا با جماعت پڑھ لینا رات بھر قیام کرنے سے بہتر یعنی ثواب میں زیادہ ہے۔

آج کل اہمیت کو بڑی حد تک نظر انداز کر دیا گیا ہے حالانکہ یہ ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ نوافل سنتوں کی تکمیل کے لیے ہیں' سنتیں فرائض وواجبات کی تکمیل کے لیے اور فرائض وواجبات ایمان کی تکمیل کے لیے۔ پورے دین میں ایمان یعنی عقائد ونظریات کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے' عقائد ہی سے ایک غیر مسلم دائرہ اسلام میں آتا اور عقائد کے فساد سے ایک مسلمان کہلانے والا دائرہ اسلام سے باہر اور ایمان کی دولت سے محروم ہو جاتا ہے۔ عقائد ونظریات (ایمان) کو پورے دین میں وہی اہمیت حاصل ہے جو درخت کے اندر جڑ کو۔ جڑ ہے تو درخت قائم اور جڑ نہ رہے تو کچھ بھی نہ رہا۔ فرائض وواجبات گویا تنا اور درخت کی قوت ہیں۔ ٹہنیاں اس کا جوبن' پھل پھول اور پتے اس کی بہار ہیں۔

جڑ قائم ہے تو درخت کا وجود موجود ہے۔ جڑ کے ساتھ تنا بھی ہو تو خوب کار آمد ہے لیکن پر بہار اور سایہ دار نہیں ہے۔ ٹہنیاں بھی لگی ہوئی ہوں تو درخت مکمل ہے لیکن خزاں رسیدہ ہونے کے باعث اپنی خلعتِ فاخرہ سے محروم ہے۔ پتے اور پھل پھول بھی ہوں تو سبحان اللہ ماشاء اللہ ہر لحاظ سے درخت مکمل اور ہمہ گیر افادیت سے بھرپور' بہار سے ہمکنار اور مالک کے دل کا سرور' دیکھنے والوں کے دل کی ٹھنڈک اور آنکھوں کا نور اور منزل ومسکن طیور ہے۔

دریں ایام عقائد ونظریات (ایمان) میں سب سے زیادہ دھاندلی کی ہوئی ہے۔ ہر ایرا غیرا نتھو خیرا محقق دوراں بن کر عقائد پر تقریر جھاڑتا ہوا نظر آئے گا۔ فرائض وواجبات کی بجا آوری کے احساس سے فخر زمین وآسمان کہلانے والے بھی تہی دست نظر آئیں گے الا ماشاء اللہ' سنتوں پر عمل کرنے کا بڑی حد تک رواج ہی نہیں رہا۔ پورے دین کا ڈھانچہ اور دینداری کا جوش صرف چند انتہائی فروعی مسائل میں محصور ہو کر رہ گیا کہ گیارہویں بارہویں' عرس' قوالی' ختم' فاتحہ' تیجی اونچی آمین اور ذکر بالجہر وغیرہ کو جائز یا ناجائز ثابت کرنے پر پورا زور لگا دیا جائے۔ گویا باقی سارے ضروری کام تو کر لیے اب انہیں اگر جائز یا ناجائز ثابت نہ کر دکھایا تو ممکن ہے پورے دین کی بنیادیں ہل جائیں یا کیا خبر ہے کہ خدا کا آسمان ہی گر پڑے۔ اہم ترین امور سے غافل رہنے اور غیر اہم باتوں میں الجھتے پھرنے کی روش کو دیکھتے ہوئے شاعر مشرق بھی یوں نوحہ کناں ہو گئے تھے:

متاعِ دین ودانش لٹ گئی اللہ والوں کی
یہ کس کافر ادا کا غمزۂ خوں ریز ہے ساقی

۱۳۸- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي

عبد الرحمٰن بن ابو عمرہ انصاری نے فرمایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز عشاء کے لیے آئے تو مسجد میں تھوڑے

عَمْرَةَ الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّهُ قَالَ جَاءَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ إِلَى صَلٰوةِ الْعِشَاءِ، فَرَأَى أَهْلَ الْمَسْجِدِ قَلِيْلًا، فَاضْطَجَعَ فِي مُؤَخَّرِ الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُ النَّاسَ أَنْ يَكْثُرُوْا، فَأَتَاهُ ابْنُ أَبِيْ عَمْرَةَ، فَجَلَسَ إِلَيْهِ، فَسَأَلَهُ مَنْ هُوَ؟ فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ؟ فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ مَنْ شَهِدَ الْعِشَاءَ فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ لَيْلَةٍ، وَمَنْ شَهِدَ الصُّبْحَ فَكَأَنَّمَا قَامَ لَيْلَةً. صحیح مسلم (۲۶۰_۶۵۶)

آدمی دیکھے تو مسجد کے آخر میں لیٹ کر لوگوں کا انتظار کرنے لگے۔ پس ابن ابوعمرو آ کر ان کے پاس بیٹھ گئے۔ انہوں نے پوچھا: کون ہے؟ جب میں نے انہیں بتایا تو فرمایا کہ تمہیں قرآن مجید کتنا آتا ہے؟ میں نے انہیں بتایا تو حضرت عثمان نے فرمایا کہ جو عشاء کی جماعت میں شامل ہوا گویا اس نے آدھی رات قیام کیا اور نماز فجر میں شامل ہوا تو گویا ساری رات قیام کیا۔

۳- بَابُ إِعَادَةِ الصَّلٰوةِ مَعَ الْإِمَامِ

امام کے ساتھ نماز کا اعادہ کرنا

۱۳۹- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ رَجُلٍ مِّنْ بَنِي الدِّيْلِ يُقَالُ لَهُ بُسْرُ بْنُ مِحْجَنٍ، عَنْ أَبِيْهِ مِحْجَنٍ، أَنَّهُ كَانَ فِيْ مَجْلِسٍ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأُذِّنَ بِالصَّلٰوةِ، فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَصَلّٰى، ثُمَّ رَجَعَ وَمِحْجَنٌ فِيْ مَجْلِسِهِ لَمْ يُصَلِّ مَعَهُ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مَنَعَكَ أَنْ تُصَلِّيَ مَعَ النَّاسِ؟ أَلَسْتَ بِرَجُلٍ مُّسْلِمٍ؟ فَقَالَ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَلٰكِنِّيْ قَدْ صَلَّيْتُ فِيْ أَهْلِيْ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا جِئْتَ فَصَلِّ مَعَ النَّاسِ، وَإِنْ كُنْتَ قَدْ صَلَّيْتَ.

سنن نسائی (۸۵۶)

حضرت محجن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ پس نماز کی اذان ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور نماز پڑھائی۔ جب واپس لوٹے تو محجن بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے ساتھ نماز نہیں پڑھی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے کس چیز نے روکا؟ کیا تم مسلمان نہیں ہو؟ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! کیوں نہیں لیکن میں اپنے گھر والوں میں نماز پڑھ چکا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم آؤ تو لوگوں کے ساتھ نماز پڑھ لیا کرو خواہ تم نے نماز پڑھ لی ہو۔

[۱۵۶] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، فَقَالَ إِنِّيْ أُصَلِّيْ فِيْ بَيْتِيْ ثُمَّ أُدْرِكُ الصَّلٰوةَ مَعَ الْإِمَامِ، أَفَأُصَلِّيْ مَعَهُ؟ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ نَعَمْ، فَقَالَ الرَّجُلُ أَيَّتَهُمَا أَجْعَلُ صَلَاتِيْ؟ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ أَوَ ذٰلِكَ إِلَيْكَ؟ إِنَّمَا ذٰلِكَ إِلَى اللّٰهِ يَجْعَلُ أَيَّتَهُمَا شَاءَ.

ایک آدمی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا کہ میں نے گھر میں نماز پڑھی' پھر امام کے ساتھ نماز ملے تو کیا میں اس کے ساتھ نماز پڑھ لوں؟ حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ ہاں۔ اس نے کہا کہ دونوں میں کونسی کو اپنی فرض نماز سمجھوں؟ حضرت ابن عمر نے فرمایا کہ تمہیں اس سے کیا سروکار؟ یہ خدا کی مرضی پر منحصر ہے کہ جس کو چاہے فرض شمار کرے۔

[۱۵۷] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ، فَقَالَ إِنِّيْ أُصَلِّيْ فِيْ بَيْتِيْ، ثُمَّ آتِي الْمَسْجِدَ، فَأَجِدُ الْإِمَامَ يُصَلِّيْ، أَفَأُصَلِّيْ مَعَهُ؟ فَقَالَ سَعِيْدٌ نَعَمْ، فَقَالَ الرَّجُلُ فَأَيُّهُمَا صَلَاتِيْ؟ فَقَالَ سَعِيْدٌ أَوَ أَنْتَ تَجْعَلُهُمَا؟ إِنَّمَا ذٰلِكَ إِلَى اللّٰهِ.

ایک آدمی نے سعید بن مسیب سے دریافت کیا کہ میں نے گھر میں نماز پڑھی' پھر مسجد میں آیا تو امام کو نماز پڑھاتے ہوئے پایا' کیا میں اس کے ساتھ نماز پڑھوں؟ سعید نے فرمایا: ہاں! اس نے کہا کہ میری فرض نماز کون سی ہوگی؟ سعید نے فرمایا کہ کیا تم انہیں فرض بناؤ گے؟ یہ تو اللہ تعالیٰ کی مرضی پر منحصر ہے۔

[۱۵۸] اَثَر- وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِکٍ، عَنْ عَفِیْفٍ السَّهْمِیِّ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِی اَسَدٍ، اَنَّهُ سَاَلَ اَبَا اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیَّ فَقَالَ اِنِّیْ اُصَلِّیْ فِیْ بَیْتِیْ، ثُمَّ اٰتِی الْمَسْجِدَ، فَاَجِدُ الْاِمَامَ یُصَلِّیْ، اَفَاُصَلِّیْ مَعَهٗ؟ فَقَالَ اَبُوْ اَیُّوْبَ نَعَمْ، فَصَلِّ مَعَهٗ، فَاِنَّ مَنْ صَنَعَ ذٰلِکَ فَاِنَّ لَهٗ سَهْمَ جَمْعٍ، اَوْ مِثْلَ سَهْمِ جَمْعٍ.

بنی اسد کے ایک آدمی نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ میں نے گھر میں نماز پڑھی، پھر مسجد میں آیا تو امام کو نماز پڑھاتے ہوئے پایا، کیا میں اس کے ساتھ نماز پڑھوں؟ حضرت ابو ایوب نے فرمایا: ہاں۔ جس نے ایسا کیا تو اسے جماعت کا ثواب ملے گا یا جماعت سے پڑھنے جیسا ثواب ملے گا۔

[۱۵۹] اَثَر- وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ کَانَ یَقُوْلُ مَنْ صَلَّی الْمَغْرِبَ، اَوِ الصُّبْحَ، ثُمَّ اَدْرَکَهُمَا مَعَ الْاِمَامِ، فَلَا یَعُدْ لَهُمَا.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ جس نے مغرب یا فجر کی نماز پڑھ لی، پھر انہیں امام کے ساتھ پائے تو دوبارہ نہ پڑھے۔

قَالَ مَالِکٌ وَلَا اَرٰی بَاْسًا اَنْ یُّصَلِّیَ مَعَ الْاِمَامِ مَنْ کَانَ قَدْ صَلّٰی فِیْ بَیْتِهٖ، اِلَّا صَلٰوةَ الْمَغْرِبِ، فَاِنَّهٗ اِذَا اَعَادَهَا کَانَتْ شَفْعًا.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے گھر میں نماز پڑھ لی اور پھر امام کے ساتھ نماز پڑھے تو میرے خیال میں کوئی حرج نہیں سوائے نماز مغرب کے کیونکہ جب اس کو دوبارہ پڑھے گا تو طاق نہیں رہے گی۔

٤- بَابُ الْعَمَلِ فِیْ صَلٰوةِ الْجَمَاعَةِ

جماعت سے نماز پڑھنے کا طریقہ

۱٤٠- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ اَبِی الزِّنَادِ، عَنِ الْاَعْرَجِ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ بِالنَّاسِ فَلْیُخَفِّفْ، فَاِنَّ فِیْهِمُ الضَّعِیْفَ وَالسَّقِیْمَ وَالْکَبِیْرَ، وَاِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ لِنَفْسِهٖ، فَلْیُطَوِّلْ مَا شَاءَ.

صحیح البخاری (۷۰۳) صحیح مسلم (۱۰٤٦)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے تو ہلکی پھلکی پڑھانی چاہیے کیونکہ ان میں کمزور، بیمار اور بوڑھے بھی ہوتے ہیں اور جب تنہا نماز پڑھے تو جتنا چاہے طول دے۔

[۱٦٠] اَثَر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّهٗ قَالَ قُمْتُ وَرَاءَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فِیْ صَلٰوةٍ مِنَ الصَّلَوَاتِ، وَلَیْسَ مَعَهٗ اَحَدٌ غَیْرِیْ، فَخَالَفَ عَبْدُ اللّٰهِ بِیَدِهٖ، فَجَعَلَنِیْ حِذَاءَهٗ.

نافع کا بیان ہے کہ میں ایک نماز میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پیچھے کھڑا ہوا اور ان کے ساتھ میرے سوا اور کوئی نہ تھا، حضرت عبداللہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اپنے برابر دائیں جانب کرلیا۔

[۱٦۱] اَثَر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ، اَنَّ رَجُلًا کَانَ یَؤُمُّ النَّاسَ بِالْعَقِیْقِ، فَاَرْسَلَ اِلَیْهِ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیْزِ فَنَهَاهُ.

یحییٰ بن سعید کا بیان ہے کہ ایک شخص موضع عقیق میں لوگوں کی امامت کرتا تھا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے پیغام بھیج کر اسے منع کردیا۔

قَالَ مَالِکٌ وَاِنَّمَا نَهَاهُ لِاَنَّهٗ کَانَ لَا یُعْرَفُ اَبُوْهُ.

امام مالک نے فرمایا: سے بایں وجہ منع کیا گیا کہ اس کا باپ نامعلوم تھا۔

٥- بَابُ صَلٰوةِ الْاِمَامِ وَهُوَ جَالِسٌ

امام کا بیٹھ کر نماز پڑھنا

١٤١- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَكِبَ فَرَسًا، فَصُرِعَ، فَجُحِشَ شِقُّهُ الْاَيْمَنُ، فَصَلّٰى صَلٰوةً مِّنَ الصَّلَوَاتِ وَهُوَ قَاعِدٌ، وَصَلَّيْنَا وَرَاءَهٗ قُعُوْدًا، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ، فَاِذَا صَلّٰى قَائِمًا فَصَلُّوْا قِيَامًا، وَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا، وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا، وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ، فَقُوْلُوْا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، وَاِذَا صَلّٰى جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا اَجْمَعُوْنَ. صحیح البخاری (٦٨٩) صحیح مسلم (٩٢٠)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک گھوڑے پر سوار ہوئے تو گر پڑے اور دائیں پہلو پر خراش آئی۔ پس آپ نے ایک نماز بیٹھ کر پڑھی اور ہم نے آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر پڑھی۔ جب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا کہ امام اس لیے مقرر کیا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے لہٰذا جب وہ کھڑا ہو کر پڑھے تو تم بھی کھڑے ہو کر پڑھو۔ جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو جب وہ اٹھے تو تم بھی اٹھو جب وہ "سمع اللہ لمن حمدہ" کہے تو تم "ربنا لک الحمد" کہو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم بھی سارے بیٹھ کر پڑھو۔

١٤٢- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، اَنَّهَا قَالَتْ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ شَاكٍ، فَصَلّٰى جَالِسًا، وَصَلّٰى وَرَاءَهٗ قَوْمٌ قِيَامًا، فَاَشَارَ اِلَيْهِمْ اَنِ اجْلِسُوْا، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ، فَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا، وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا، وَاِذَا صَلّٰى جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا.

صحیح البخاری (٦٨٨) صحیح مسلم (٩٢٥)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے تکلیف کے باعث بیٹھ کر نماز پڑھی اور آپ کے پیچھے لوگوں نے کھڑے ہو کر، پس آپ نے ان کی جانب بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ جب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا: امام اس لیے بنایا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔ پس جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب وہ اٹھے تو تم بھی اٹھو اور جب وہ بیٹھ کر پڑھے تو تم سب بھی بیٹھ کر پڑھو۔

١٤٣- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ فِيْ مَرَضِهٖ، فَاَتٰى فَوَجَدَ اَبَا بَكْرٍ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ، فَاسْتَاْخَرَ اَبُوْ بَكْرٍ، فَاَشَارَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ كَمَا اَنْتَ، فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى جَنْبِ اَبِيْ بَكْرٍ، فَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ يُصَلِّيْ بِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ، وَكَانَ النَّاسُ يُصَلُّوْنَ بِصَلٰوةِ اَبِيْ بَكْرٍ.

صحیح البخاری (٦٨٣) صحیح مسلم (٩٤٢)

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے مرض میں نکل کر باہر تشریف لائے تو حضرت ابوبکر کو پایا کہ کھڑے ہو کر لوگوں کو نماز پڑھا رہے ہیں۔ پس حضرت ابوبکر پیچھے ہٹنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنی جگہ پر رہنے کا اشارہ کیا۔ پس رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر کے پہلو میں بیٹھ گئے۔ پس حضرت ابوبکر تو رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے تھے جو بیٹھے تھے اور تمام لوگ حضرت ابوبکر کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے تھے۔ ف

ف: اس حدیث سے ثابت ہو رہا ہے کہ اس نماز میں امام کی تبدیلی نہیں ہوئی تھی بلکہ حضرت ابوبکر صدیق تو رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھنے لگے اور دوسرے تمام حضرات حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے تھے۔ اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کا معاملہ دوسرے انسانوں جیسا نہیں ہے۔ حضور کی اطاعت ہر حالت میں فرض ہے خواہ کوئی نماز کے اندر ہی کیوں نہ ہو کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا ٱسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ. (۸: ۲۴)

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے بلانے پر حاضر ہو جایا کرو جب وہ تمہیں بلائیں۔

نیز اللہ جل مجدہ نے یہ بھی فرمایا ہے:

وَمَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ۔ (النساء: ۸۰)

جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا۔

لہٰذا رسول جب بلائے تو حاضر ہونا اور رسول کے حکم کی تعمیل کرنا ہر صاحب ایمان کے لیے ضروری ہے کیونکہ رسول کا حکم ماننا گویا خدا کا حکم ماننا ہے جب کہ کسی بھی دوسرے کا ہر حالت میں اس طرح حکم ماننا اور اس کی اس طرح تعمیل کرنا ضروری نہیں ہے۔ اگر نمازی ایسے آدمی کے حکم کی تعمیل کرے جو نماز سے باہر ہو تو نماز ٹوٹ جاتی ہے لیکن حضرت ابوبکر کی نماز میں قطعاً کوئی فرق نہیں آیا کیونکہ انہوں نے تعمیل کی تو رسول کے حکم کی جن کا حکم خدا کا حکم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

٦- بَابُ فَضْلِ صَلٰوةِ الْقَائِمِ عَلٰى صَلٰوةِ الْقَاعِدِ

بیٹھنے کی نسبت کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی فضیلت

١٤٤- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ، عَنْ مَوْلًى لِعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، اَوْ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ صَلٰوةُ اَحَدِكُمْ وَهُوَ قَاعِدٌ مِثْلُ نِصْفِ صَلٰوتِهٖ وَهُوَ قَائِمٌ صحیح مسلم (۱۷۱۲-۱۷۱۳) سنن نسائی (١٦٥٨) سنن ابن ماجہ (۱۲۲۹)

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے اگر کوئی بیٹھ کر نماز (نفل نماز) پڑھے تو اسے کھڑے ہو کر پڑھنے والے کی نسبت آدھا ثواب ملے گا۔

١٤٥- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، اَنَّهٗ قَالَ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ نَالَنَا وَبَاءٌ مِنْ وَعْكِهَا شَدِيْدٌ، فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى النَّاسِ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ فِيْ سُبْحَتِهِمْ قُعُوْدًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوةُ الْقَاعِدِ مِثْلُ نِصْفِ صَلٰوةِ الْقَائِمِ.

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب ہم مدینہ منورہ میں آئے تو ہم میں بڑی شدت سے وبائی بخار پھیلا۔ پس رسول اللہ ﷺ لوگوں کے پاس تشریف لائے اور وہ بیٹھ کر نفل نماز پڑھ رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بیٹھے کی نماز کھڑے کی نماز کا نصف ہے۔

٧- بَابُ مَا جَاءَ فِيْ صَلٰوةِ الْقَاعِدِ فِي النَّافِلَةِ

نفل نماز بیٹھ کر پڑھنے کا بیان

١٤٦- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ، عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ اَبِيْ وَدَاعَةَ السَّهْمِيِّ، عَنْ حَفْصَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، اَنَّهَا قَالَتْ مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى فِيْ سُبْحَتِهٖ قَاعِدًا قَطُّ، حَتّٰى كَانَ قَبْلَ وَفَاتِهٖ بِعَامٍ، فَكَانَ يُصَلِّيْ فِيْ سُبْحَتِهٖ قَاعِدًا، وَيَقْرَاُ بِالسُّوْرَةِ، فَيُرَتِّلُهَا حَتّٰى تَكُوْنَ اَطْوَلَ مِنْ

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی نفل نماز بھی بیٹھ کر پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا مگر وصال سے ایک سال پہلے آپ نفل بیٹھ کے پڑھنے لگے تھے اور جو سورت پڑھتے اسے اس قدر ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے کہ وہ لمبی سے بھی لمبی سورت معلوم ہونے لگتی تھی۔

أَطْوَلَ مِنْهَا. صحیح مسلم (۱۷۰۹۔۱۷۱۰)

۱۴۷- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا لَمْ تَرَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي صَلَاةَ اللَّيْلِ قَاعِدًا قَطُّ، حَتَّى أَسَنَّ، فَكَانَ يَقْرَأُ قَاعِدًا حَتَّى إِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ، قَامَ فَقَرَأَ نَحْوًا مِنْ ثَلَاثِينَ، أَوْ أَرْبَعِينَ آيَةً، ثُمَّ رَكَعَ. صحیح البخاری (۱۱۱۸) صحیح مسلم (۱۷۰۱)

عروہ بن زبیر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو رات کی نماز کبھی بیٹھ کر پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ لیکن جب عمر زیادہ ہوگئی تو بیٹھ کر پڑھنے لگے یہاں تک کہ جب رکوع کا ارادہ کرتے تو کھڑے ہو کر تیس سے چالیس آیات پڑھ کر رکوع کرتے۔

۱۴۸- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ الْمَدَنِيِّ، وَعَنْ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي جَالِسًا، فَيَقْرَأُ وَهُوَ جَالِسٌ، فَإِذَا بَقِيَ مِنْ قِرَاءَتِهِ قَدْرُ مَا يَكُونُ ثَلَاثِينَ، أَوْ أَرْبَعِينَ آيَةً قَامَ، فَقَرَأَ وَهُوَ قَائِمٌ، ثُمَّ رَكَعَ وَسَجَدَ، ثُمَّ صَنَعَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذَلِكَ.

صحیح البخاری (۱۱۱۹) صحیح مسلم (۱۷۰۲)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب بیٹھ کر نماز پڑھتے تو قرأت بھی بیٹھ کر پڑھتے۔ جب قرأت میں سے تیس یا چالیس آیات تک رہ جاتیں تو آپ کھڑے ہو کر قرأت پڑھتے پھر رکوع، سجدہ کرتے اور پھر دوسری رکعت میں بھی پہلی رکعت کی طرح کرتے۔

[۱۶۲] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ، وَسَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ كَانَا يُصَلِّيَانِ النَّافِلَةَ وَهُمَا مُحْتَبِيَانِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ عروہ بن زبیر اور سعید بن مسیب دونوں حضرات نفل نماز بیٹھ کر حالتِ احتباء میں پڑھ لیتے تھے۔

۸- بَابُ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى

نمازِ عصر کا بیان

۱۴۹- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِي يُونُسَ مَوْلَى عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، أَنَّهُ قَالَ أَمَرَتْنِي عَائِشَةُ أَنْ أَكْتُبَ لَهَا مُصْحَفًا، ثُمَّ قَالَتْ إِذَا بَلَغْتَ هَذِهِ الْآيَةَ فَآذِنِّي ﴿حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ﴾ (البقرہ: ۲۳۸) فَلَمَّا بَلَغْتُهَا آذَنْتُهَا فَأَمْلَتْ عَلَيَّ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ، وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى، وَصَلَاةِ الْعَصْرِ، وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ قَالَتْ عَائِشَةُ سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. صحیح مسلم (۱۴۲۶)

ابو یونس مولیٰ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھے حکم دیا کہ ان کے لیے قرآن مجید لکھوں۔ پھر فرمایا کہ جب آیت "حافظوا علی الصلوات والصلوة الوسطی وقوموا لله قانتين" پر پہنچو تو مجھے بتا دینا۔ جب میں یہاں پہنچا تو بتا دیا تو انہوں نے یوں لکھایا "حافظوا على الصلوات والصلوة الوسطى وصلوة العصر وقوموا لله قانتين"۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ میں نے اسے رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح سنا ہے۔ ف

ف: صلوۃ الوسطیٰ سے کون سی نماز مراد ہے؟ اس سلسلے میں مختلف روایات وارد ہوئی ہیں۔ مثلاً حضرت زید بن ثابت اور حضرت عائشہ صدیقہ کا قول ہے کہ اس سے مراد ظہر کی نماز ہے (ترمذی) نیز حضرت علی، حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن عمر کا قول

ہے کہ اس سے مراد نماز فجر ہے (ترمذی' موطاء امام مالک) حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت سمرہ بن جندب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صلوٰۃ الوسطیٰ سے مراد نماز عصر ہے (ترمذی) اس کے بارے میں امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور نقل کیا کہ امام بخاری نے بھی اس کی تصحیح فرمائی اور بتایا کہ حسن بصری کو حضرت سمرہ سے سماع حاصل ہے۔ نیز حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خندق کے روز فرمایا: ''حبسونا عن صلوة الوسطى صلوة العصر ملاء الله بيوتهم و قبورهم نارا '' (متفق علیہ) یعنی کافروں نے ہمیں درمیانی نماز یعنی نماز عصر سے روکے رکھا' اللہ تعالیٰ ان کے گھروں اور ان کی قبروں کو آگ سے بھر دے۔

درمیانی نماز سے جن صحابۂ کرام نے نماز ظہر یا نماز فجر مراد لی' وہ ان بزرگوں کا اپنا اجتہاد ہے اور رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے اس بارے میں کوئی روایت نہیں کی۔ ہاں صلوٰۃ الوسطیٰ سے نماز عصر مراد ہونے کی حضرت عائشہ' حضرت عبداللہ بن مسعود' حضرت علی اور حضرت سمرہ بن جندب نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے۔ دریں حالات امام مالک و امام شافعی کے نزدیک اس سے نماز فجر ہی مراد ہے جب کہ اکثر صحابۂ کرام و تابعین عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نیز امام اعظم ابوحنیفہ و امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہما کا فیصلہ یہ ہے کہ اس سے نماز عصر مراد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[١٦٣] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ' عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ' عَنْ عَمْرِو بْنِ رَافِعٍ' أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ أَكْتُبُ مُصْحَفًا لِحَفْصَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ' فَقَالَتْ إِذَا بَلَغْتَ هٰذِهِ الْآيَةَ فَآذِنِّي ﴿حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ﴾ (البقرہ: ٢٣٨) فَلَمَّا بَلَغْتُهَا آذَنْتُهَا فَأَمْلَتْ عَلَيَّ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ' وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى' وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ' وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ.

عمرو بن رافع کا بیان ہے کہ میں ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے قرآن مجید لکھ رہا تھا۔ فرمایا کہ جب تم آیت ''حافظوا على الصلوات والصلوة الوسطى وقوموا لله قانتين '' پر پہنچو تو مجھے بتانا جب میں یہاں پہنچا تو انہیں بتا دیا اور انہوں نے مجھے یوں لکھایا ''حافظوا على الصلوات والصلوة الوسطى وصلوة العصر' وقوموا لله قانتين ''۔

١٥٠- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ' عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ' عَنِ ابْنِ يَرْبُوعٍ الْمَخْزُومِيِّ' أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ يَقُولُ الصَّلٰوةُ الْوُسْطٰى صَلٰوةُ الظُّهْرِ.

سنن ابوداؤد (٤١١)

ابن یربوع مخزومی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ درمیانی نماز ظہر کی نماز ہے۔

[١٦٤] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ' أَنَّهُ بَلَغَهُ' أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ' وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ كَانَا يَقُولَانِ الصَّلٰوةُ الْوُسْطٰى صَلٰوةُ الصُّبْحِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم دونوں حضرات فرمایا کرتے کہ درمیانی نماز سے نماز فجر مراد ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَقَوْلُ عَلِيٍّ' وَابْنِ عَبَّاسٍ أَحَبُّ مَا سَمِعْتُ إِلَيَّ فِي ذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ حضرت علی اور حضرت ابن عباس کا قول مجھے سب سے زیادہ پسند ہے۔

٩- بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الصَّلٰوةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ

ایک کپڑے سے نماز پڑھنے کی اجازت

١٥١- حَدَّثَنِي يَحْيٰى' عَنْ مَالِكٍ' عَنْ هِشَامِ بْنِ

حضرت عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ ابْنِ أَبِي سَلَمَةَ، أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُشْتَمِلًا بِهِ فِي بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، وَاضِعًا طَرَفَيْهِ عَلَى عَاتِقَيْهِ.

صحیح البخاری (۳۵۶) صحیح مسلم (۱۱۵۲_۱۱۵۳)

انہوں نے حضرت ام سلمہ کے گھر میں رسول اللہ ﷺ کو ایک کپڑے میں لپٹے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا جس کے دونوں کنارے اپنے کندھوں پر ڈالے ہوئے تھے۔

۱۵۲- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ سَائِلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الصَّلَوةِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَوَ لِكُلِّكُمْ ثَوْبَانِ؟

صحیح البخاری (۳۵۸) صحیح مسلم (۱۱۴۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ دو آدمیوں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے متعلق پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا ہر ایک کو دو کپڑے میسر ہیں۔

[۱۶۵] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّهُ قَالَ سُئِلَ أَبُو هُرَيْرَةَ هَلْ يُصَلِّي الرَّجُلُ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ؟ فَقَالَ نَعَمْ، فَقِيلَ لَهُ هَلْ تَفْعَلُ أَنْتَ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ نَعَمْ، إِنِّي لَأُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، وَإِنَّ ثِيَابِي لَعَلَى الْمِشْجَبِ.

سعید بن مسیب کا بیان ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا: کیا آدمی ایک کپڑے میں نماز پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ دریافت کیا گیا کہ کیا آپ ایسا کرتے ہیں؟ فرمایا: ہاں! میں ایک کپڑے میں نماز پڑھ لیتا ہوں اور میرے دوسرے کپڑے تپائی پر رکھے ہوتے ہیں۔

[۱۶۶] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ كَانَ يُصَلِّي فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک کپڑے میں نماز پڑھ لیتے۔

[۱۶۷] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ كَانَ يُصَلِّي فِي الْقَمِيصِ الْوَاحِدِ.

ربیعہ بن ابو عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ محمد بن عمرو بن حزم صرف اکیلی قمیص سے نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔

۱۵۳- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَنْ لَمْ يَجِدْ ثَوْبَيْنِ فَلْيُصَلِّ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُلْتَحِفًا بِهِ، فَإِنْ كَانَ الثَّوْبُ قَصِيرًا فَلْيَتَّزِرْ بِهِ.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جسے دو کپڑے میسر نہ ہوں تو وہ ایک ہی کپڑے کو لپیٹ کر نماز پڑھ لے اور اگر کپڑا چھوٹا ہو تو اسے ازار کی جگہ باندھ لے۔

قَالَ مَالِكٌ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يَجْعَلَ الَّذِي يُصَلِّي فِي الْقَمِيصِ الْوَاحِدِ عَلَى عَاتِقَيْهِ ثَوْبًا أَوْ عِمَامَةً.

صحیح البخاری (۳۶۱) صحیح مسلم (۷۴_۳۰۱۰)

امام مالک نے فرمایا کہ مجھے یہ پسند ہے کہ جو صرف قمیص سے نماز پڑھ رہا ہو وہ اپنے کندھوں پر کوئی کپڑا یا پگڑی ڈال لے۔

۱۰- بَابُ الرُّخْصَةِ فِي صَلٰوةِ الْمَرْأَةِ فِي الدِّرْعِ وَالْخِمَارِ

عورت کو صرف قمیص اور دوپٹے سے نماز پڑھنے کی اجازت

[۱۶۸] اثر- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَائِشَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ كَانَتْ تُصَلِّي فِي الدِّرْعِ

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کرتے اور دوپٹے سے نماز پڑھتی تھیں۔

وَالْخِمَارِ.

١٥٤- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ قُنْفُذٍ، عَنْ أُمِّهِ، أَنَّهَا سَأَلَتْ أُمَّ سَلَمَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ، مَاذَا تُصَلِّي فِيهِ الْمَرْأَةُ مِنَ الثِّيَابِ؟ فَقَالَتْ تُصَلِّي فِي الْخِمَارِ وَالدِّرْعِ السَّابِغِ، إِذَا غَيَّبَ ظُهُورَ قَدَمَيْهَا.

سنن ابوداؤد (٦٣٩)

ام حرام نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ عورت کتنے کپڑوں میں نماز پڑھ سکتی ہے؟ فرمایا کہ دوپٹہ ہو اور ایسا لمبا کرتہ جو پیروں تک کو ڈھانپ لے۔

[١٦٩] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الثِّقَةِ عِنْدَهُ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَسْوَدِ الْخَوْلَانِيِّ وَكَانَ فِي حَجْرِ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّ مَيْمُونَةَ كَانَتْ تُصَلِّي فِي الدِّرْعِ وَالْخِمَارِ لَيْسَ عَلَيْهَا إِزَارٌ.

بسر بن سعید نے عبیداللہ بن اسود خولانی سے روایت کی ہے کہ وہ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے میں تھے اور حضرت میمونہ کرتے اور دوپٹے سے نماز پڑھ رہی تھیں اور ان کے جسم پر ازار نہ تھی۔

[١٧٠] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ امْرَأَةً اسْتَفْتَتْهُ، فَقَالَتْ إِنَّ الْمِنْطَقَ يَشُقُّ عَلَيَّ، أَفَأُصَلِّي فِي دِرْعٍ وَخِمَارٍ؟ فَقَالَ نَعَمْ إِذَا كَانَ الدِّرْعُ سَابِغًا.

ہشام کا بیان ہے کہ عروہ بن زبیر سے ایک عورت نے فتویٰ پوچھا کہ میں ازار نہیں باندھ سکتی تو کیا کرتے اور دوپٹے سے نماز پڑھ لوں؟ فرمایا: ہاں! جبکہ کرتہ خوب لمبا ہو۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے

٩- كِتَابُ قَصْرِ الصَّلٰوةِ فِي السَّفَرِ

سفر میں نماز قصر کرنے کا بیان

١- بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ

سفر اور حضر میں دو نمازوں کا جمع کرنا

١٥٥- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فِي سَفَرِهِ إِلَى تَبُوكَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفر تبوک میں ظہر اور عصر کی نماز کو جمع کر لیتے تھے۔

١٥٦- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ عَامِرِ بْنِ وَاثِلَةَ، أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّهُمْ خَرَجُوا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَامَ تَبُوكَ، فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَجْمَعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ، قَالَ فَأَخَّرَ الصَّلٰوةَ يَوْمًا،

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تبوک کی طرف نکلے پس رسول اللہ ﷺ نے ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کو جمع کیا۔ فرمایا کہ ایک روز آپ نے نماز میں تاخیر کی جب باہر آئے تو ظہر و عصر کی نماز اکٹھی پڑھی، پھر اندر چلے گئے جب باہر تشریف لائے تو مغرب اور عشاء

ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيْعًا، ثُمَّ دَخَلَ، ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَآءَ جَمِيْعًا، ثُمَّ قَالَ اِنَّكُمْ سَتَاْتُوْنَ غَدًا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ عَيْنَ تَبُوْكَ، وَاِنَّكُمْ لَنْ تَاْتُوْهَا حَتّٰى يُضْحِيَ النَّهَارُ، فَمَنْ جَآءَهَا فَلَا يَمَسَّ مِنْ مَآئِهَا شَيْئًا حَتّٰى اٰتِيَ فَجِئْنَاهَا وَقَدْ سَبَقَنَا اِلَيْهَا رَجُلَانِ وَالْعَيْنُ تَبِضُّ بِشَيْءٍ مِنْ مَآءٍ، فَسَاَلَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هَلْ مَسِسْتُمَا مِنْ مَآئِهَا شَيْئًا؟ فَقَالَا نَعَمْ، فَسَبَّهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ لَهُمَا مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَقُوْلَ، ثُمَّ غَرَفُوْا بِاَيْدِيْهِمْ مِنَ الْعَيْنِ قَلِيْلًا قَلِيْلًا، حَتَّى اجْتَمَعَ فِيْ شَيْءٍ، ثُمَّ غَسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْهِ وَجْهَهٗ وَيَدَيْهِ، ثُمَّ اَعَادَهٗ فِيْهَا فَجَرَتِ الْعَيْنُ بِمَآءٍ كَثِيْرٍ، فَاسْتَقَى النَّاسُ، ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُوْشِكُ يَا مُعَاذُ اِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ اَنْ تَرٰى مَا هٰهُنَا قَدْ مُلِئَ جِنَانًا.

صحیح مسلم (۵۹۰۶)

کی نماز اکٹھی پڑھی، پھر فرمایا کہ انشاء اللہ کل تم چشمۂ تبوک پر پہنچ جاؤ گے لیکن دن چڑھنے سے پہلے نہیں پہنچ سکو گے، پس جو وہاں پہنچ جائے تو اس کے پانی کو ہاتھ نہ لگائے یہاں تک کہ میں پہنچ جاؤں، ہم اس پر پہنچ گئے اور ہم میں سے دو آدمی پہلے پہنچے، چشمے کا تھوڑا پانی چمک رہا تھا، رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں سے پوچھا کہ کیا تم نے اس کے پانی کو ہاتھ لگایا؟ دونوں نے کہا: ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں تنبیہ کی اور جو اللہ نے چاہا وہ فرمایا۔ پھر لوگوں نے چشمے سے تھوڑا تھوڑا پانی نکال کر کچھ جمع کیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے اس میں چہرۂ انور اور دونوں ہاتھ دھو کر واپس اسی میں ڈال دیا، پھر چشمے کا پانی خوب بہنے لگا تو لوگوں نے پانی پیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے معاذ! اگر تمہاری زندگی رہی تو دیکھو گے کہ یہ پانی باغوں کو سیراب کر دیا کرے گا۔

۱۵۷- **وَحَدَّثَنِيْ** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا عَجِلَ بِهِ السَّيْرُ يَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ.

صحیح البخاری (۱۰۹۱) صحیح مسلم (۱۶۱۹)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کو جب سفر میں جلدی ہوتی تو مغرب اور عشاء کی نماز کو جمع فرمالیتے۔

۱۵۸- **حَدَّثَنِيْ** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّهٗ قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيْعًا، وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَآءَ جَمِيْعًا فِيْ غَيْرِ خَوْفٍ، وَلَا سَفَرٍ.

صحیح مسلم (۱۶۲۶۔۱۶۲۷۔۱۶۲۸)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے بغیر کسی خوف اور سفر کے بھی ظہر و عصر کی نماز کو ملا کر اور مغرب و عشاء کی نماز کو جمع کر کے پڑھا ہے۔ف

ف: اللہ تعالیٰ نے نمازوں کا ان کے وقت کے اندر پڑھنا فرض فرمایا ہے: "ان الصلوۃ کانت علی المومنین کتابا موقوتا" (النساء: ۱۰۳) کسی نماز کو دانستہ دوسری نماز کے وقت میں پڑھنے کی ہرگز اجازت نہیں ماسوائے دورانِ حج کہ عرفات میں ظہر و عصر اور مزدلفہ میں مغرب و عشاء کی نماز جمع کر کے پڑھی جاتی ہے۔ شریعت مطہرہ میں دو نمازوں کو جمع کر کے پڑھنے کی صرف ایک ہی جائز صورت ہے جسے جمع فعلی یا جمع صوری کہتے ہیں۔ یعنی ظہر کی نماز کو اس کے آخر وقت میں اور عصر کو اول وقت میں پڑھا۔ یا مثلاً مغرب کی نماز آخر وقت میں اور عشاء کی اول وقت میں پڑھی۔ یوں دو نمازیں فعلاً اور صورتاً تقریباً مل جاتی ہیں لیکن ہر ایک اپنے وقت کے اندر ہی پڑھی گئی۔ اس طرح دو نمازوں کا ملانا مرض کے عذر، ضرورت سفر اور شدت بارش کے پیش نظر جائز ہے۔ اکثر اجلّہ صحابۂ کرام و تابعین عظام و ائمہ اعلام و علمائے ذی الاحترام کا یہی مذہب ہے۔

دو نمازوں کو جمع کر کے پڑھنے کی دوسری صورت جمع وقتی ہے جسے جمع حقیقی بھی کہتے ہیں۔ اس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک صورت جمع تقدیم کہ مثلاً نماز ظہر کے ساتھ نماز عصر بھی پڑھ لی۔ دوسری صورت جمع تاخیر مثلاً ظہر کی نماز دانستہ چھوڑے رکھی اور عصر کے وقت ظہر و عصر دونوں نمازیں پڑھیں۔ پہلی صورت میں نماز عصر فرض ہی نہیں ہوئی تھی کہ اس کا وقت آیا نہیں اور ظہر کے وقت میں پڑھی تو ہر گز نہیں ہوئی اور دوسری صورت میں ظہر کو دانستہ ترک کیا اور عصر کے وقت جا کر پڑھا جب کہ نماز کا دانستہ نہ پڑھنا اشد حرام ہے اس جمع وقتی یا جمع حقیقی کے بارے میں کوئی ایک بھی صحیح صریح مفسر حدیث وارد نہیں ہوئی۔ شریعت مطہرہ کی کوئی دلیل واجب القبول اس کی صحت پر قائم نہیں۔ صرف دو حدیثوں سے دھوکا دیا جاتا ہے لیکن عند التحقیق وہ بھی جمع صوری پر دلالت کر رہی ہیں۔

اس مسئلے میں مبتدعین زمانہ سے ایک مخصوص اور پیش خویش احادیث کے ٹھیکیدار گروہ نے بڑی دھاندلی مچائی ہے۔ متعدد آیات کریمہ و بہ کثرت احادیث صحیحہ صریحہ مفسرہ کے خلاف جمع وقتی کی تان اڑائی ہے۔ اونچے سروں میں جمع تقدیم و جمع تاخیر کے جواز کی لے سنائی ہے۔ جس کی ان کے مجتہد دوراں' شیخ زمین و آسمان المسمیٰ میاں نذیر حسین صاحب دہلوی یعنی برطانوی شمس العلماء نے معیار الحق میں بنیاد جمائی' یہی جماعت بھر کی سب سے اونچی دکان کی مٹھائی اور اسی کھٹی لسی پر طائفہ کے ہر فرد نے مونچھ منڈائی ہے۔ جب سرمایۂ ملت کے ایک نگہبان نے میاں جی کی ساری کارگزاری اور علمی لیاقت کو میزان تحقیق پر تولا تو تولا بھر وزن بھی نہ نکلا۔ ان تحقیقات جلیلہ کو ایک رسالے کی شکل دی گئی ہے اور "حاجزین البحرین الواقی عن جمع الصلوتین" تاریخی نام رکھا گیا فمن شاء فلیرجع الیہ۔

قَالَ مَالِكٌ أُرٰى ذٰلِكَ كَانَ فِيْ مَطَرٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ میرے خیال میں یہ بارش کے وقت کی بات ہے۔

[۱۷۱] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ 'عَنْ نَافِعٍ 'اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا جَمَعَ الْاُمَرَاءُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ فِي الْمَطَرِ جَمَعَ مَعَهُمْ.

نافع کا بیان ہے کہ جب حکام بارش میں اکٹھے ہوتے تو حضرت عبد اللہ بن عمر بھی ان کے ساتھ مغرب و عشاء کو جمع کر لیا کرتے۔

[۱۷۲] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ 'عَنِ ابْنِ شِهَابٍ 'اَنَّهُ سَاَلَ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ هَلْ يُجْمَعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فِي السَّفَرِ؟ فَقَالَ نَعَمْ 'لَا بَاْسَ بِذٰلِكَ اَلَمْ تَرَ اِلٰى صَلٰوةِ النَّاسِ بِعَرَفَةَ؟

ابن شہاب نے سالم بن عبد اللہ سے پوچھا کہ کیا سفر میں ظہر اور عصر کو جمع کر لیا جائے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں! اس میں کوئی حرج نہیں' کیا تم نے عرفات میں لوگوں کی نماز نہیں دیکھی؟

۱۵۹- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ 'اَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ 'اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اَرَادَ اَنْ يَسِيْرَ يَوْمَهُ جَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ 'وَإِذَا اَرَادَ اَنْ يَسِيْرَ لَيْلَهُ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ امام زین العابدین فرمایا کرتے کہ رسول اللہ ﷺ جب دن کو سفر کرنا چاہتے تو ظہر و عصر کو جمع کر لیتے اور جب رات کو سفر کرنا چاہتے تو مغرب و عشاء کو جمع فرما لیتے۔

۲- بَابُ قَصْرِ الصَّلٰوةِ فِي السَّفَرِ

سفر میں قصر نماز پڑھنا

[۱۷۳] اثر- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى 'عَنْ مَالِكٍ 'عَنِ ابْنِ شِهَابٍ 'عَنْ رَجُلٍ مِنْ آلِ خَالِدِ بْنِ اَسِيْدٍ 'اَنَّهُ سَاَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَقَالَ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِنَّا نَجِدُ صَلٰوةَ الْخَوْفِ 'وَصَلٰوةَ الْحَضَرِ فِي الْقُرْآنِ 'وَلَا

آل خالد بن اسید کے ایک شخص نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا کہ اے ابو عبد الرحمٰن! ہم قرآن کریم میں خوف اور حضر کی نماز تو پاتے ہیں لیکن سفر کی نماز نہیں پاتے؟ حضرت ابن عمر نے فرمایا کہ اے بھتیجے! اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفیٰ

نَجِدُ صَلٰوۃَ السَّفَرِ؟ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ یَا ابْنَ اَخِیْ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ بَعَثَ اِلَیْنَا مُحَمَّدًا ﷺ، وَلَا نَعْلَمُ شَیْئًا، فَاِنَّمَا نَفْعَلُ کَمَا رَاَیْنَاہُ یَفْعَلُ۔ سنن نسائی(۱۴۳۳) سنن ابن ماجہ(۱۰۶۶)

ﷺ کو ہماری طرف مبعوث فرمایا اور ہم کچھ نہیں جانتے بلکہ وہی کرتے ہیں جو ہم نے انہیں کرتے دیکھا۔ ف

ف: سائل نے پوچھا کہ قرآن کریم میں ہم سفری نماز کا حکم نہیں پاتے تو اس کے جواب میں رسول اللہ ﷺ کے حضور حضرت عبداللہ بن عمر نے اپنی قرآن فہمی کی نفی کر دی۔ کیا خوب جواب دیا۔ یہی طریق ادب وراہِ صواب ہے۔ دین کے معاملے میں اپنے مسلمہ بزرگوں پر اعتماد کرنا اور اپنی تحقیق کو ان کے مقابلے پر اہمیت نہ دینا ہی راہِ ہدایت اور سلامتی کا راستہ ہے۔ سرمایۂ ملت کے عدیم المثال نگہبان حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلے میں کیا خوب فرمایا ہے:

گویا کہ علم مقلد در اثبات حل و حرمت معتبر نیست دریں باب ظن مجتہد معتبر است اولۂ مجتہدین را اوہن از بیت عنکبوت گفتن بسیار جرأت نمودن است وعلم خود را بر علم ایں اکابر ترجیح دادن و ظاہر اصول اصحاب حنفیہ را باطل ساختن ودر روایات معتبرہ مفتی بہارا بوہم زدن و شواذ گفتن احادیث را ایں اکابر بواسطۂ قرب عہد و وفور علم و حصول ورع و تقوی از مادور افتادگان بہترمی دانستند و صحت و سقم ونسخ و عدم نسخ آنہا را بیشتر از ما شناختند۔ (مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۳۱۲)

میں کہتا ہوں کہ حلال وحرام کو ثابت کرنے میں مقلد کا علم معتبر نہیں اور اس باب میں مجتہد کا ظن ہی معتبر ہے۔ مجتہدین کے دلائل کو مکڑی کے گھر کی طرح کمزور کہنا بڑی جرأت کا مظاہرہ کرنا اور اپنے علم کو ان بزرگوں کے علم پر ترجیح دینا ہے اور حنفی حضرات کے ظاہری اصولوں کو باطل ٹھہرانا یہ مفتیٰ بہا اور معتبر روایات کو درہم برہم کرنا اور احادیث کو ناقابلِ اعتبار کہنا ہے۔ یہ حضرات عہدِ نبوی سے قرب، علم کی زیادتی اور ورع و تقویٰ کے حصول کے باعث ہم دور پڑے ہوئے لوگوں سے بہتر جانتے تھے اور دلائل کی صحت وسقم اور نسخ وعدم نسخ کی ہم سے بہتر شناخت رکھتے تھے۔

[۱۷۴] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ کَیْسَانَ، عَنْ عُرْوَۃَ بْنِ الزُّبَیْرِ، عَنْ عَائِشَۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ، اَنَّھَا قَالَتْ فُرِضَتِ الصَّلٰوۃُ رَکْعَتَیْنِ رَکْعَتَیْنِ فِی الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ، فَاُقِرَّتْ صَلٰوۃُ السَّفَرِ، وَزِیْدَ فِیْ صَلٰوۃِ الْحَضَرِ۔ صحیح البخاری(۳۵۰) صحیح مسلم(۱۵۶۸)

عروہ بن زبیر کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: سفر اور حضر میں نماز کی دو دو رکعتیں فرض کی گئی تھیں، پس سفری نماز اسی طرح رہی اور حضر کی نماز میں اضافہ کر دیا گیا۔

[۱۷۵] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ، اَنَّہٗ قَالَ لِسَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ مَا اَشَدَّ مَا رَاَیْتَ اَبَاکَ اَخَّرَ الْمَغْرِبَ فِی السَّفَرِ، فَقَالَ سَالِمٌ غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَنَحْنُ بِذَاتِ الْجَیْشِ، فَصَلَّی الْمَغْرِبَ بِالْعَقِیْقِ۔

یحییٰ بن سعید نے سالم بن عبداللہ سے کہا کہ آپ نے اپنے والد ماجد کو سفر میں نماز مغرب کتنی مؤخر کرتے دیکھا؟ سالم نے فرمایا کہ غروب آفتاب کے وقت ہم ذات الجیش میں تھے اور عقیق میں نماز مغرب پڑھی۔

۳- بَابُ مَا یَجِبُ فِیْہِ قَصْرُ الصَّلٰوۃِ

قصر نماز کب واجب ہوتی ہے؟

[۱۷۶] اَثَرٌ- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ،

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا خَرَجَ حَاجًّا، أَوْ مُعْتَمِرًا قَصَرَ الصَّلٰوةَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ.

جب حج یا عمرہ کے ارادے سے نکلتے تو ذی الحلیفہ سے نماز قصر کرتے۔

[۱۷۷] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ رَكِبَ إِلَى رِيمٍ، فَقَصَرَ الصَّلٰوةَ فِي مَسِيرِهِ ذٰلِكَ.

سالم بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ریم کے لیے سوار ہو کر چلے تو راستے میں نماز قصر کی۔

قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ نَحْوٌ مِنْ أَرْبَعَةِ بُرُدٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ وہ فاصلہ چار برد کے لگ بھگ ہے۔

[۱۷۸] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَكِبَ إِلَى ذَاتِ النُّصُبِ، فَقَصَرَ الصَّلٰوةَ فِي مَسِيرِهِ ذٰلِكَ.

سالم بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ذات النصب کے لیے سوار ہوئے تو راستے میں نماز قصر کی۔

قَالَ مَالِكٌ وَبَيْنَ ذَاتِ النُّصُبِ وَالْمَدِينَةِ أَرْبَعَةُ بُرُدٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ مدینہ منورہ اور ذات النصب کا درمیانی فاصلہ چار بُرُد ہے۔

[۱۷۹] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ كَانَ يُسَافِرُ إِلَى خَيْبَرَ فَيَقْصُرُ الصَّلٰوةَ.

نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ وہ خیبر جاتے تو نماز قصر پڑھا کرتے۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقْصُرُ الصَّلٰوةَ فِي مَسِيرِهِ الْيَوْمَ التَّامَّ.

سالم بن عبد اللہ نے فرمایا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پورے دن کی مسافت پر قصر نماز پڑھا کرتے تھے۔

[۱۸۰] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّهُ كَانَ يُسَافِرُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ الْبَرِيدَ، فَلَا يَقْصُرُ الصَّلٰوةَ.

نافع کا بیان ہے کہ وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ برید تک سفر کرتے اور نماز قصر نہ پڑھتے۔

[۱۸۱] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يَقْصُرُ الصَّلٰوةَ فِي مِثْلِ مَا بَيْنَ مَكَّةَ وَالطَّائِفِ، وَفِي مِثْلِ مَا بَيْنَ مَكَّةَ وَعُسْفَانَ، وَفِي مِثْلِ مَا بَيْنَ مَكَّةَ وَجُدَّةَ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اتنے فاصلے پر نماز قصر کرتے جتنا مکہ مکرمہ و طائف، مکہ مکرمہ و عسفان اور مکہ معظمہ اور جدہ کے درمیان ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ أَرْبَعَةُ بُرُدٍ، وَذٰلِكَ أَحَبُّ مَا تُقْصَرُ إِلَيَّ فِيهِ الصَّلٰوةُ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ فاصلہ چار برد ہے اور قصر نماز کے بارے میں یہی مجھے پسند ہے۔

قَالَ مَالِكٌ لَا يَقْصُرُ الَّذِي يُرِيدُ السَّفَرَ الصَّلٰوةَ حَتّٰى يَخْرُجَ مِنْ بُيُوتِ الْقَرْيَةِ، وَلَا يُتِمُّ حَتّٰى يَدْخُلَ أَوَّلَ بُيُوتِ الْقَرْيَةِ، أَوْ يُقَارِبَ ذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ سفر کے ارادے پر نماز قصر نہ پڑھے جب تک کہ بستی کے گھروں سے نہ نکل جائے اور پوری نہ پڑھے یہاں تک کہ بستی کے پہلے گھروں میں آ جائے یا ان کے نزدیک۔ف

ف: حضرات احناف شکر اللہ سعیہم کے نزدیک مفتیٰ بہا قول کے مطابق سفر کی مقدار تین منزل ہے۔ جس کو وہ حضرات چھتیس کوس یا

ستاون اٹھاون میل بتاتے ہیں۔ فرسخ تین میل کا ہوتا ہے اور موجودہ رواج کے مطابق یہ فاصلہ تقریباً نوے کلومیٹر ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

٤- بَابُ صَلوٰةِ الْمُسَافِرِ مَا لَمْ يُجْمِعْ مُكْثًا

مسافر کی نماز جبکہ وہ ٹھہرنے کا ارادہ نہ کرے

[۱۸۲] اَثَر- حَدَّثَنِیْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ اُصَلِّيْ صَلوٰةَ الْمُسَافِرِ مَا لَمْ اُجْمِعْ مُكْثًا، وَاِنْ حَبَسَنِيْ ذٰلِكَ اثْنَتَيْ عَشَرَةَ لَيْلَةً.

سالم بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ میں قصر نماز پڑھتا رہتا ہوں جب تک ٹھہرنے کا ارادہ نہیں کرتا اگرچہ کسی جگہ بارہ راتوں تک رکا رہوں۔

[۱۸۳] اَثَر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ لَيَالٍ يَقْصُرُ الصَّلوٰةَ، اِلَّا اَنْ يُصَلِّيَهَا مَعَ الْاِمَامِ، فَيُصَلِّيْهَا بِصَلوٰتِهٖ.

نافع کا بیان ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مکہ مکرمہ میں بارہ راتیں ٹھہرے اور نماز قصر پڑھتے رہے مگر جب امام کے ساتھ نماز پڑھنی ہوتی تو اس کے مطابق پڑھی جاتی۔

٥- بَابُ صَلوٰةِ الْاِمَامِ اِذَا اَجْمَعَ مُكْثًا

امام کی نماز جب کہ وہ ٹھہرنے کا ارادہ کرے

[۱۸٤] اَثَر- حَدَّثَنِیْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَطَاءٍ الْخُرَاسَانِيِّ، اَنَّهٗ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ، قَالَ مَنْ اَجْمَعَ اِقَامَةَ اَرْبَعِ لَيَالٍ وَهُوَ مُسَافِرٌ اَتَمَّ الصَّلوٰةَ.

عطاء خراسانی نے سنا کہ سعید بن مسیب نے فرمایا: جو مسافر چار دن ٹھہرنے کا ارادہ کرے تو وہ نماز پوری پڑھا کرے۔

قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ اَحَبُّ مَا سَمِعْتُ اِلَيَّ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ بات مجھے سب سے پسند ہے۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ صَلوٰةِ الْاَسِيْرِ فَقَالَ مِثْلَ صَلوٰةِ الْمُقِيْمِ، اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ مُسَافِرًا.

امام مالک سے قیدی کی نماز کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ مقیم کی نماز کی طرح ہے مگر جب مسافر ہو۔ف

ف: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ مسافر جب تک پندرہ روز ٹھہرنے کا ارادہ نہ کرے وہ قصر نماز پڑھتا رہے گا۔ اگر ارادہ دس یا بارہ روز ٹھہرنے کا تھا لیکن کام نہ ہوا یا کسی اور وجہ سے دیر ہوتی گئی اور پندرہ سے بھی زیادہ دن گزر گئے تب بھی نماز قصر ہی پڑھتا رہے گا جب تک کسی جگہ پندرہ روز ٹھہرنے کا ارادہ نہ ہو مقیم شمار نہیں ہوگا اور نماز قصر ہی پڑھے گا۔ حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ایسا ہی مروی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

٦- بَابُ صَلوٰةِ الْمُسَافِرِ اِذَا كَانَ اِمَامًا اَوْ كَانَ وَرَآءَ اِمَامٍ

مسافر امام اور مقتدی کی نماز کا بیان

[۱۸۵] اَثَر- حَدَّثَنِیْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ اِذَا قَدِمَ مَكَّةَ صَلّٰى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ يَقُوْلُ يَا اَهْلَ مَكَّةَ اَتِمُّوْا صَلَاتَكُمْ، فَاِنَّا قَوْمٌ سَفْرٌ.

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر جب مکہ مکرمہ گئے تو لوگوں کو دو رکعتیں پڑھا کر فرمایا کہ اے مکہ والو! اپنی نمازیں پوری کرلو کیونکہ ہم تو مسافر ہیں۔

وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ مِثْلَ ذٰلِكَ.

اسلم نے بھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی طرح روایت کی ہے۔

[۱۸۶] اَثر- وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ کَانَ یُصَلِّیْ وَرَآءَ الْاِمَامِ بِمِنًی اَرْبَعًا، وَاِذَا صَلّٰی لِنَفْسِہٖ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما منیٰ میں امام کے پیچھے چار رکعتیں پڑھتے اور جب اکیلے نماز پڑھتے تو دو رکعتیں پڑھا کرتے۔

[۱۸۷] اَثر- وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِکٍ، عَنِ ابْنِ شِہَابٍ، عَنْ صَفْوَانَ، اَنَّہٗ قَالَ جَآءَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ یَعُوْدُ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ صَفْوَانَ، فَصَلّٰی لَنَا رَکْعَتَیْنِ، ثُمَّ انْصَرَفَ فَقُمْنَا فَاَتْمَمْنَا.

صفوان سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عبداللہ بن صفوان کی عیادت کے لیے آئے تو انہوں نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں جب وہ فارغ ہوئے تو ہم نے کھڑے ہو کر نماز پوری کی۔

۷- بَابُ صَلٰوۃِ النَّافِلَۃِ فِی السَّفَرِ بِالنَّھَارِ وَاللَّیْلِ وَالصَّلٰوۃِ عَلَی الدَّآبَّۃِ

مسافر کا دن یا رات میں نفل پڑھنا اور سواری پر نماز ادا کرنا

[۱۸۸] اَثر- حَدَّثَنِی یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّہٗ لَمْ یَکُنْ یُصَلِّیْ مَعَ صَلٰوۃِ الْفَرِیْضَۃِ فِی السَّفَرِ شَیْئًا قَبْلَھَا وَلَا بَعْدَھَا، اِلَّا مِنْ جَوْفِ اللَّیْلِ، فَاِنَّہٗ کَانَ یُصَلِّیْ عَلَی الْاَرْضِ، وَعَلٰی رَاحِلَتِہٖ حَیْثُ تَوَجَّھَتْ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سفر میں فرض نماز کے ساتھ اور کچھ نہ پڑھتے خواہ پہلے ہو یا بعد میں مگر رات میں کیونکہ اس وقت اتر کر زمین پر پڑھتے اور سواری پر تو خواہ کسی جانب رخ ہوتا۔

[۱۸۹] اَثر- وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِکٍ، اَنَّہٗ بَلَغَہٗ، اَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ، وَعُرْوَۃَ بْنَ الزُّبَیْرِ، وَاَبَا بَکْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ کَانُوْا یَتَنَفَّلُوْنَ فِی السَّفَرِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ قاسم بن محمد، عروہ بن زبیر اور ابو بکر بن عبدالرحمٰن سفر میں نفل پڑھا کرتے تھے۔

قَالَ یَحْیٰی وَسُئِلَ مَالِکٌ عَنِ النَّافِلَۃِ فِی السَّفَرِ، فَقَالَ لَا بَاْسَ بِذٰلِکَ بِاللَّیْلِ وَالنَّھَارِ، وَقَدْ بَلَغَنِیْ اَنَّ بَعْضَ اَھْلِ الْعِلْمِ کَانَ یَفْعَلُ ذٰلِکَ.

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک سے سفر میں نفل پڑھنے کے متعلق پوچھا گیا۔ فرمایا کہ کوئی حرج نہیں خواہ رات ہو یا دن اور مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ بعض اہل علم ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

[۱۹۰] اَثر- وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِکٍ، قَالَ بَلَغَنِیْ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ کَانَ یَرٰی اِبْنَہٗ عُبَیْدَ اللّٰہِ بْنَ عَبْدِ اللّٰہِ یَتَنَفَّلُ فِی السَّفَرِ، فَلَا یُنْکِرُ عَلَیْہِ.

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے صاحبزادے عبید اللہ بن عبد اللہ کو سفر میں نفل پڑھتے دیکھا تو انہیں منع نہیں کیا۔

۱۶۰- وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِکٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ یَحْیَی الْمَازِنِیِّ، عَنْ اَبِی الْحُبَابِ سَعِیْدِ بْنِ یَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّہٗ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یُصَلِّیْ وَھُوَ عَلٰی حِمَارٍ، وَھُوَ مُتَوَجِّہٌ اِلٰی خَیْبَرَ.

صحیح مسلم (۱۶۱۲)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو گدھے پر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا جب کہ آپ کا رخ خیبر کی جانب تھا۔

۱۶۱- وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِکٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ دِیْنَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کَانَ یُصَلِّیْ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سفر میں رسول اللہ ﷺ سواری پر نماز پڑھ لیا کرتے تھے اور رخ

عَلٰی رَاحِلَتِهٖ فِی السَّفَرِ حَیْثُ تَوَجَّهَتْ بِهٖ. قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِیْنَارٍ وَّ کَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ یَفْعَلُ ذٰلِکَ.

صحیح البخاری (۱۰۹۶) صحیح مسلم (۱۶۱٤)

خواہ کسی جانب بھی ہوتا۔ عبداللہ بن دینار نے فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن عمر ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

۱٦۲- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ، قَالَ رَاَیْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍ فِی السَّفَرِ وَهُوَ یُصَلِّیْ عَلٰی حِمَارٍ، وَهُوَ مُتَوَجِّهٌ اِلٰی غَیْرِ الْقِبْلَةِ یَرْکَعُ، وَیَسْجُدُ اِیْمَاءً مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّضَعَ وَجْهَهٗ عَلٰی شَیْءٍ.

صحیح البخاری (۱۱۰۰) صحیح مسلم (۱٦۱۸)

یحییٰ بن سعید کا بیان ہے کہ میں نے سفر میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گدھے پر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور ان کا رخ قبلہ کی جانب نہیں تھا۔ رکوع اور سجدہ اشارے سے کر رہے تھے بغیر اس کے کہ اپنا چہرہ کسی چیز پر رکھیں۔

۸- بَابُ صَلٰوةِ الضُّحٰی

نماز چاشت کا بیان

۱٦۳- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ مُّوْسَی بْنِ مَیْسَرَةَ، عَنْ اَبِیْ مُرَّةَ مَوْلٰی عَقِیْلِ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ، اَنَّ اُمَّ هَانِیءٍ بِنْتَ اَبِیْ طَالِبٍ اَخْبَرَتْهُ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰی عَامَ الْفَتْحِ ثَمَانِیَ رَکَعَاتٍ مُلْتَحِفًا فِیْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ. صحیح البخاری (۳۵۷) صحیح مسلم (۱٦٦٦۔۱٦٦۷)

ابو مرہ مولیٰ عقیل بن ابو طالب کو حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے سال ایک کپڑے میں لپٹ کر آٹھ رکعتیں پڑھیں۔

۱٦٤- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ اَبِی النَّضْرِ مَوْلٰی عُمَرَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰهِ، اَنَّ اَبَا مُرَّةَ مَوْلٰی عَقِیْلِ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ اَخْبَرَهٗ، اَنَّهٗ سَمِعَ اُمَّ هَانِیءٍ بِنْتَ اَبِیْ طَالِبٍ تَقُوْلُ ذَهَبْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ، فَوَجَدْتُهٗ یَغْتَسِلُ، وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهٗ تَسْتُرُهٗ بِثَوْبٍ. قَالَتْ فَسَلَّمْتُ عَلَیْهِ، فَقَالَ مَنْ هٰذِهٖ؟ فَقُلْتُ اُمُّ هَانِیءٍ بِنْتُ اَبِیْ طَالِبٍ، فَقَالَ مَرْحَبًا بِاُمِّ هَانِیءٍ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهٖ قَامَ، فَصَلّٰی ثَمَانِیَ رَکَعَاتٍ مُلْتَحِفًا فِیْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ، ثُمَّ انْصَرَفَ، فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ زَعَمَ ابْنُ اُمِّیْ عَلِیٌّ اَنَّهٗ قَاتِلٌ رَجُلًا اَجَرْتُهٗ فُلَانُ بْنُ هُبَیْرَةَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ اَجَرْنَا مَنْ اَجَرْتِ یَا اُمَّ هَانِیءٍ قَالَتْ اُمُّ هَانِیءٍ وَّذٰلِکَ ضُحًی. صحیح البخاری (۳۵۷) صحیح مسلم (۱٦٦٦۔۱٦٦۷)

حضرت ام ہانی بنت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ فتح مکہ کے سال میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ کو غسل کرتے ہوئے پایا اور آپ کی صاحبزادی فاطمہ نے کپڑے سے پردہ کیا ہوا تھا۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے سلام کیا۔ فرمایا کہ کون ہے؟ میں عرض گزار ہوئی کہ ام ہانی بنت ابو طالب ہے۔ فرمایا کہ ام ہانی خوش آمدید۔ جب آپ غسل سے فارغ ہوئے تو کھڑے ہو کر آٹھ رکعتیں پڑھیں ایک کپڑے میں لپٹ کر جب آپ فارغ ہو گئے تو میں عرض گزار ہوئی: یارسول اللہ! میرے ماں جائے بھائی حضرت علی کہتے ہیں کہ ہبیرہ کے جس بیٹے کو تم نے امان دی ہے میں اسے قتل کردوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے ام ہانی! جس کو تو نے امان دی اسے ہم نے امان دی اور وہ چاشت کا وقت تھا۔

۱٦۵- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَیْرِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ، اَنَّهَا قَالَتْ مَا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یُصَلِّیْ سُبْحَةَ الضُّحٰی قَطُّ، وَاِنِّیْ لَاُسَبِّحُهَا، وَاِنْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَیَدَعُ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں نے نماز چاشت پڑھتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کو بالکل نہیں دیکھا اور میں نماز چاشت پڑھتی ہوں۔ یوں بھی ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ ایک کام کو پسند فرماتے لیکن کرتے نہ تھے اس ڈر سے کہ

الْعَمَلَ، وَهُوَ يُحِبُّ اَنْ يَعْمَلَهُ خَشْيَةَ اَنْ يَعْمَلَ بِهِ النَّاسُ، فَيُفْرَضَ عَلَيْهِمْ. صحیح البخاری (۱۱۲۸) صحیح مسلم (۱۶۵۹)

لوگ بھی کرنے لگیں گے تو وہ ان پر فرض کر دیا جائے گا۔

[۱۹۱] اَثَر- وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ، عَنْ عَائِشَةَ، اَنَّهَا كَانَتْ تُصَلِّي الضُّحَى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ تَقُولُ لَوْ نُشِرَ لِي اَبَوَايَ مَا تَرَكْتُهُنَّ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا چاشت کی آٹھ رکعتیں پڑھا کرتیں پھر فرماتیں کہ اگر میرے والد بھی جی اٹھیں تب بھی ان رکعتوں کو نہ چھوڑوں۔

۹- بَابُ جَامِعِ سُبْحَةِ الضُّحٰى

نماز چاشت کے بارے میں

۱۶۶- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي طَلْحَةَ، عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، اَنَّ جَدَّتَهُ مُلَيْكَةَ دَعَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لِطَعَامٍ، فَاَكَلَ مِنْهُ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قُومُوا فَلاُصَلِّيَ لَكُمْ. قَالَ اَنَسٌ فَقُمْتُ اِلٰى حَصِيرٍ لَنَا قَدِ اسْوَدَّ مِنْ طُولِ مَا لُبِسَ، فَنَضَحْتُهُ بِمَاءٍ، فَقَامَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَصَفَفْتُ اَنَا وَالْيَتِيمُ وَرَاءَهُ، وَالْعَجُوزُ مِنْ وَرَائِنَا، فَصَلّٰى لَنَا رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ انْصَرَفَ.

صحیح البخاری (۸۶۰) صحیح مسلم (۲۶۶-۱۴۹۷)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی نانی حضرت ملیکہ نے رسول اللہ ﷺ کو دعوتِ طعام دی' آپ نے اس میں سے کھایا' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کھڑے ہو جاؤ تاکہ میں تمہیں نماز پڑھا دوں۔ حضرت انس نے فرمایا کہ میں ایک بوریہ کے لیے کھڑا ہوا جو بوسیدگی کے باعث سیاہ ہو گیا تھا' میں نے اس پر پانی چھڑکا تو رسول اللہ ﷺ اس پر کھڑے ہو گئے' میں اور ایک یتیم آپ کے پیچھے تھے اور بوڑھی اماں ہمارے پیچھے تھیں' آپ نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں اور تشریف لے گئے۔

[۱۹۲] اَثَر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ، اَنَّهُ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِالْهَاجِرَةِ، فَوَجَدْتُهُ يُسَبِّحُ، فَقُمْتُ وَرَاءَهُ، فَقَرَّبَنِي حَتّٰى جَعَلَنِي حِذَاءَهُ عَنْ يَمِينِهِ، فَلَمَّا جَاءَ يَرْفَا تَاَخَّرْتُ، فَصَفَفْنَا وَرَاءَهُ.

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ کا بیان ہے کہ میں گرمی کے وقت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہیں نفل پڑھتے ہوئے پایا' میں ان کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ انہوں نے مجھے نزدیک کیا یہاں تک کہ دائیں جانب اپنے برابر کر لیا۔ جب یرفا آ گیا تو میں پیچھے ہٹ گیا اور ہم دونوں نے آپ کے پیچھے صف بنالی۔

۱۰- بَابُ التَّشْدِيدِ فِي اَنْ يَمُرَّ اَحَدٌ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي

نمازی کے آگے سے گزرنے کا بیان

۱۶۷- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنْ اَبِيهِ، اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا كَانَ اَحَدُكُمْ يُصَلِّي، فَلَا يَدَعْ اَحَدًا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ، وَلْيَدْرَاْهُ مَا اسْتَطَاعَ، فَاِنْ اَبٰى فَلْيُقَاتِلْهُ، فَاِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ.

صحیح البخاری (۵۰۹) صحیح مسلم (۱۱۲۸)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز پڑھتا ہو تو کسی کو اپنے سامنے سے نہ گزرنے دے' حتی الامکان اسے روکے' باز نہ آئے تو اس سے جھگڑے کیونکہ وہ شیطان ہے۔

۱۶۸- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى

حضرت زید بن خالد جہنی نے حضرت ابو جہیم کی جانب یہ

عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ الْجُهَنِيَّ أَرْسَلَهُ إِلَى أَبِي جُهَيْمٍ يَسْأَلُهُ مَاذَا سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَارِّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي؟ فَقَالَ أَبُو جُهَيْمٍ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ أَنْ يَقِفَ أَرْبَعِينَ، خَيْرًا لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ. قَالَ أَبُو النَّضْرِ لَا أَدْرِي أَقَالَ أَرْبَعِينَ يَوْمًا أَوْ شَهْرًا أَوْ سَنَةً؟

صحیح البخاری (۵۱۰) صحیح مسلم (۱۱۳۲-۱۱۳۳)

پوچھنے کے لیے آدمی بھیجا کہ نمازی کے آگے سے گزرنے والے کے متعلق انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کیا سنا ہے؟ حضرت ابو جہیم نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر نمازی کے سامنے سے گزرنے والا جانے کہ یہ کتنا گناہ ہے تو چالیس تک کھڑا رہے' یہ اس کے لیے سامنے سے گزرنے کی نسبت بہتر ہے۔ ابو النضر نے فرمایا: مجھے نہیں معلوم کہ چالیس روز فرمایا یا چالیس مہینے یا چالیس سال۔

[۱۹۳] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ كَعْبَ الْأَحْبَارِ قَالَ لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ أَنْ يُخْسَفَ بِهِ خَيْرًا لَهُ، مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ.

عطاء بن یسار کا بیان ہے کہ حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: نمازی کے سامنے سے گزرنے والا اگر جانے کہ اس پر کتنا گناہ ہے تو زمین میں دھنس جائے' یہ اس کے لئے سامنے سے گزر جانے کی نسبت بہتر ہے۔

[۱۹۴] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ أَيْدِي النِّسَاءِ وَهُنَّ يُصَلِّينَ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نماز پڑھتی ہوئی عورتوں کے سامنے سے گزرنے کو ناپسند فرماتے۔

[۱۹۵] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْ أَحَدٍ، وَلَا يَدَعُ أَحَدًا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کسی نمازی کے سامنے سے نہ گزرتے اور کسی کو اپنے سامنے سے گزرنے نہ دیتے۔

۱۱- بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الْمُرُورِ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي

نمازی کے آگے سے گزرنے کی اجازت

۱۶۹- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ قَالَ أَقْبَلْتُ رَاكِبًا عَلَى أَتَانٍ، وَأَنَا يَوْمَئِذٍ قَدْ نَاهَزْتُ الْإِحْتِلَامَ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي لِلنَّاسِ بِمِنًى، فَمَرَرْتُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ، فَنَزَلْتُ، فَأَرْسَلْتُ الْأَتَانَ تَرْتَعُ، وَدَخَلْتُ فِي الصَّفِّ، فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَلَيَّ أَحَدٌ.

صحیح البخاری (۴۹۳) صحیح مسلم (۱۱۲۴ تا ۱۱۲۷)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ میں گدھی پر سوار ہو کر آیا اور ان دنوں میں بالغ ہونے کے قریب تھا اور رسول اللہ ﷺ منیٰ میں نماز پڑھا رہے تھے تو میں صف کے کچھ حصے کے سامنے سے گزر گیا' پھر نیچے اترا' گدھی کو چرنے کے لیے چھوڑ دیا اور میں صف میں شامل ہو گیا' کسی نے میری حرکت کا برا نہیں منایا۔

[۱۹۶] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ كَانَ يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت سعد بن ابی وقاص بعض صفوں کے سامنے سے گزر جاتے اور نماز کھڑی ہوتی۔

وَالصَّلٰوۃُ قَائِمَۃٌ.

قَالَ مَالِکٌ وَاَنَا اَرٰی ذٰلِکَ وَاسِعًا اِذَا اُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ، وَبَعْدَ اَنْ یُّحْرِمَ الْاِمَامُ، وَلَمْ یَجِدِ الْمَرْءُ مَدْخَلًا اِلَی الْمَسْجِدِ اِلَّا بَیْنَ الصُّفُوْفِ.

امام مالک نے فرمایا کہ میں اسے اس صورت میں جائز سمجھتا ہوں کہ اقامت ہو جانے کے بعد امام تکبیر تحریمہ کہہ لے اور آدمی کو مسجد میں داخل ہونے کا راستہ نہ ملے ماسوائے صفوں کے درمیان سے گزرنے کے۔

[۱۹۷] اثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، اَنَّہٗ بَلَغَہٗ، اَنَّ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ لَا یَقْطَعُ الصَّلٰوۃَ شَیْءٌ مِمَّا یَمُرُّ بَیْنَ یَدَیِ الْمُصَلِّیْ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی جن میں سے نمازی کے سامنے سے گزرنا بھی تھا۔

وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنِ ابْنِ شِہَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ کَانَ یَقُوْلُ لَا یَقْطَعُ الصَّلٰوۃَ شَیْءٌ مِمَّا یَمُرُّ بَیْنَ یَدَیِ الْمُصَلِّیْ.

سالم بن عبداللہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی اور ان میں سے نمازی کے سامنے سے گزرنا بھی ہے۔ف

ف: بعض خانہ ساز محققین کے نزدیک اگر نمازی کے سامنے سے اگر حائضہ عورت، سیاہ کتا یا گدھا گزر جائے تو اس کی نماز ٹوٹ جاتی ہے لیکن اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ نمازی کے سامنے سے خواہ کوئی چیز گزر جائے نماز پر کوئی اثر نہیں پڑتا، ہاں گزرنے والا اگر عاقل بالغ مرد یا عورت ہو اور دانستہ تو وہ گناہگار ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۲- بَابُ سُتْرَۃِ الْمُصَلِّیْ فِی السَّفَرِ

سفر میں نمازی کے آگے سُترہ ہو

[۱۹۸] اثر- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، اَنَّہٗ بَلَغَہٗ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ کَانَ یَسْتَتِرُ بِرَاحِلَتِہٖ، اِذَا صَلّٰی.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبد اللہ بن عمر نماز پڑھتے وقت اپنی سواری کو سترہ بنا لیا کرتے۔

وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ ہِشَامِ بْنِ عُرْوَۃَ، اَنَّ اَبَاہُ کَانَ یُصَلِّیْ فِی الصَّحْرَاءِ اِلٰی غَیْرِ سُتْرَۃٍ.

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ صحرا میں ان کے والد ماجد بغیر سترہ کے نماز پڑھ لیتے تھے۔

۱۳- بَابُ مَسْحِ الْحَصْبَاءِ فِی الصَّلٰوۃِ

نماز میں کنکریوں کا ہٹانا

[۱۹۹] اثر- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ الْقَارِیءِ، اَنَّہٗ قَالَ رَاَیْتُ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ اِذَا اَہْوٰی لِیَسْجُدَ مَسَحَ الْحَصْبَاءَ لِمَوْضِعِ جَبْہَتِہٖ مَسْحًا خَفِیْفًا.

ابو جعفر القاری نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا کہ جب سجدے میں جانے لگتے تو ہلکے ہاتھ سے کنکریوں کو سجدہ گاہ سے ہٹا دیا کرتے۔

۱۷۰- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ، اَنَّہٗ بَلَغَہٗ اَنَّ اَبَا ذَرٍّ کَانَ یَقُوْلُ مَسْحُ الْحَصْبَاءِ مَسْحَۃً وَاحِدَۃً، وَتَرْکُہَا خَیْرٌ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ.

یحییٰ بن سعید کو یہ بات پہنچی کہ حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے کہ کنکریوں کا ہٹانا ایک بار ہے اور نہ ہٹانا سرخ اونٹ ملنے سے بہتر ہے۔

سنن ابو داؤد (۹۴۵_۹۴۶) سنن ترمذی (۳۷۹_ ۳۸۰)
سنن نسائی (۱۱۹۰_۱۱۹۱) سنن ابن ماجہ (۱۰۲۶_۱۰۲۷)

۱۴- بَابُ مَا جَآءَ فِي تَسْوِيَةِ الصُّفُوْفِ

[۲۰۰] اثر حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَأْمُرُ بِتَسْوِيَةِ الصُّفُوْفِ فَإِذَا جَآؤُوْهُ فَأَخْبَرُوْهُ أَنْ قَدِ اسْتَوَتْ كَبَّرَ.

صفیں درست کرنے کے بارے میں

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صفیں درست کرنے کا حکم دیتے جب لوگ آ کر بتاتے کہ درست ہو گئیں تب آپ تکبیر تحریمہ کہتے۔

[۲۰۱] اثر وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَمِّهِ أَبِي سُهَيْلِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَقَامَتِ الصَّلٰوةُ وَأَنَا أُكَلِّمُهُ فِي أَنْ يَفْرِضَ لِي فَلَمْ أَزَلْ أُكَلِّمُهُ وَهُوَ يُسَوِّي الْحَصْبَاءَ بِنَعْلَيْهِ حَتّٰى جَآءَهُ رِجَالٌ قَدْ كَانَ وَكَّلَهُمْ بِتَسْوِيَةِ الصُّفُوْفِ فَأَخْبَرُوْهُ أَنَّ الصُّفُوْفَ قَدِ اسْتَوَتْ فَقَالَ لِي اسْتَوِ فِي الصَّفِّ ثُمَّ كَبَّرَ.

مالک بن ابو عامر اصبحی کا بیان ہے کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھا تو نماز کی اقامت ہوئی اور میں ان سے اپنا وظیفہ مقرر کروانے کے لیے بات کرتا رہا جب کہ وہ اپنے جوتوں سے کنکریاں برابر کر رہے تھے یہاں تک کہ وہ لوگ آ گئے جنہیں آپ نے صفیں برابر کرنے پر مقرر فرمایا تھا' پس انہوں نے آ کر بتایا کہ صفیں سیدھی ہو گئیں تو مجھ سے فرمایا کہ صف میں مل جاؤ پھر تکبیر تحریمہ کہی۔

۱۵- بَابُ وَضْعِ الْيَدَيْنِ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرٰى فِي الصَّلٰوةِ

نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا

۱۷۱- حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ بْنِ أَبِي الْمُخَارِقِ الْبَصْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ إِذَا لَمْ تَسْتَحِ فَافْعَلْ مَا شِئْتَ وَوَضْعُ الْيَدَيْنِ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرٰى فِي الصَّلٰوةِ (يَضَعُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى) وَتَعْجِيْلُ الْفِطْرِ وَالْاِسْتِينَاءُ بِالسُّحُوْرِ.

صحیح البخاری (۳۴۸۳)

عبدالکریم بن ابوالمخارق بصری نے فرمایا کہ کلام نبوت سے یہ باتیں ہیں (۱) جب تجھے حیا نہ رہے تو جو چاہے کر (۲) نماز میں ہاتھوں کا ایک دوسرے پر رکھنا (دایاں ہاتھ بائیں پر) اور افطار میں جلدی کرنا اور سحری میں دیر کرنا۔ ف

ف: نماز میں ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا اکثر بزرگوں کے نزدیک ارشاد خداوندی: "قوموا للہ قانتین" (البقرہ:۲۳۸) "اور کھڑے ہو اللہ کے حضور ادب سے" کی تعمیل ہے۔ ہاتھ باندھنے کا طریقہ یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھے' دائیں ہاتھ کے انگوٹھے اور چھوٹی انگلی سے بائیں کلائی کا حلقہ بنائے اور باقی تینوں درمیانی انگلیوں کو بائیں کلائی پر رکھے۔ روایات کی رو سے اس میں اختلاف ہے کہ ہاتھ کہاں باندھے جائیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ ہاتھوں کو سینے سے نیچے اور ناف سے اوپر رکھے' جب کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مذہب ہے کہ نمازی ناف کے نیچے ہاتھ باندھے۔ یہ روایات معتمدہ سے ثابت اور فطرت کے عین مطابق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۷۲- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي حَازِمِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّهُ قَالَ كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُوْنَ أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ الْيَدَ الْيُمْنٰى عَلٰى ذِرَاعِهِ الْيُسْرٰى فِي الصَّلٰوةِ قَالَ أَبُوْ حَازِمٍ لَا أَعْلَمُ إِلَّا أَنَّهُ يَنْمِي ذٰلِكَ.

صحیح البخاری (۷۴۰)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ لوگوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ نماز میں اپنا دایاں ہاتھ اپنی بائیں کلائی پر رکھیں۔ ابو حازم نے فرمایا کہ میرے خیال میں وہ اسے مرفوعاً روایت کرتے ہیں۔

۱٦- بَابُ الْقُنُوْتِ فِي الصُّبْحِ

صبح کی نماز میں قنوت پڑھنا

[۲۰۲]اَثر- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ کَانَ لَا یَقْنُتُ فِیْ شَیْءٍ مِّنَ الصَّلٰوۃِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کسی نماز میں بھی قنوت نہیں پڑھا کرتے تھے۔ف

ف: بعض روایات سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک ماہ یا بیس روز تک نماز فجر میں قنوت پڑھی جس میں بعض کفار کی تباہی اور بعض مسلمانوں کی رہائی کے لیے دعا کیا کرتے تھے۔اس کے بعد پھر آپ نے قنوت نہیں پڑھی' بعض صحابۂ کرام نے بھی جنگ کے مواقع پر قنوت پڑھی ہے۔ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ اور صاحبین رحمۃ اللہ علیہم کا ارشاد یہ ہے کہ حالت جنگ ہو یا امن وامان کی حالت اور کسی نماز کے اندر قنوت کا پڑھنا ضروری نہیں ہے۔قنوت صرف نماز وتر میں پڑھی جائے گی اور اس کا پڑھنا واجب ہے اور احناف کا معمول یہ قنوت ہے: اللھم انا نستعینک .....

۱۷- بَابُ النَّهْيِ عَنِ الصَّلٰوۃِ وَالْاِنْسَانُ یُرِیْدُ حَاجَتَهٗ

حاجتِ بول و براز کے وقت نماز پڑھنے کی ممانعت

۱۷۳- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَۃَ، عَنْ اَبِیْهِ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ الْاَرْقَمِ کَانَ یَؤُمُّ اَصْحَابَهٗ، فَحَضَرَتِ الصَّلٰوۃُ یَوْمًا، فَذَهَبَ لِحَاجَتِهٖ، ثُمَّ رَجَعَ، فَقَالَ اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ اِذَا اَرَادَ اَحَدُکُمُ الْغَائِطَ فَلْیَبْدَاْ بِهٖ قَبْلَ الصَّلٰوۃِ. سنن ابوداؤد (۸۸) سنن ترمذی (۱۴۲) سنن نسائی (۸۵۱) سنن ابن ماجہ (٦۱٦)

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ساتھیوں کی امامت کیا کرتے تھے۔ایک روز نماز کا وقت ہوا تو یہ قضائے حاجت کے لیے چلے گئے۔جب واپس لوٹے تو فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب تم میں سے کسی کا ارادہ قضائے حاجت کے لیے جانے کا ہو تو نماز سے پہلے فارغ ہو جانا چاہیے۔

[۲۰۳]اَثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لَا یُصَلِّیَنَّ اَحَدُکُمْ، وَهُوَ ضَامٌّ بَیْنَ وَرِکَیْهِ.

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ پیشاب اور پاخانہ روک کر تم میں سے کوئی نماز نہ پڑھا کرے۔

۱۸- بَابُ انْتِظَارِ الصَّلٰوۃِ وَالْمَشْیِ اِلَیْهَا

نماز کا انتظار کرنا اور نماز کے لیے جانا

۱۷۴- وَحَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ اَبِی الزِّنَادِ، عَنِ الْاَعْرَجِ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ الْمَلَائِکَۃُ تُصَلِّیْ عَلٰی اَحَدِکُمْ مَا دَامَ فِیْ مُصَلَّاهُ الَّذِیْ صَلّٰی فِیْهِ، مَا لَمْ یُحْدِثْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ. صحیح البخاری (٦۵۹) صحیح مسلم (۱۵۰٦)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی نماز پڑھ کر نماز پڑھنے کی جگہ پر بیٹھا رہے تو جب تک وضو نہ ٹوٹے فرشتے اس کے لیے یوں دعا کرتے رہتے ہیں: اے اللہ! اسے بخش دے' اے اللہ! اس پر رحم فرما۔

قَالَ مَالِکٌ لَا اَرٰی قَوْلَهٗ مَا لَمْ یُحْدِثْ اِلَّا الْاِحْدَاثَ الَّذِیْ یَنْقُضُ الْوُضُوْءَ.

امام مالک نے فرمایا کہ حدث کے مذکورہ ارشاد سے میرے نزدیک وضو کا ٹوٹنا مراد ہے۔

۱۷۵- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ اَبِی الزِّنَادِ، عَنِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا يَزَالُ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاةٍ، مَا كَانَتِ الصَّلَاةُ تَحْبِسُهُ، لَا يَمْنَعُهُ أَنْ يَنْقَلِبَ إِلَى أَهْلِهِ إِلَّا الصَّلَاةُ.

صحيح البخاري (٦٥٩) صحيح مسلم (١٥٠٨)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس وقت تک آدمی نماز میں شمار ہوتا ہے جب تک نماز اسے روکے رکھے اور اسے اپنے گھر والوں کے پاس جانے سے صرف نماز نے روکا ہوا ہو۔

[٢٠٤] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ، أَنَّ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ كَانَ يَقُولُ مَنْ غَدَا، أَوْ رَاحَ إِلَى الْمَسْجِدِ لَا يُرِيدُ غَيْرَهُ لِيَتَعَلَّمَ خَيْرًا، أَوْ لِيُعَلِّمَهُ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى بَيْتِهِ كَانَ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، رَجَعَ غَانِمًا.

حضرت ابوبکر بن عبدالرحمن فرمایا کرتے کہ جو صبح یا سہ پہر مسجد میں جائے تا کہ نیکی کی بات سیکھے یا سکھائے اور اس کے علاوہ اسے کوئی اور کام نہ ہو، جب اپنے گھر لوٹے گا تو راہِ خدا میں اس جہاد کرنے والے کی طرح ہوگا جو غنیمت لے کر واپس لوٹا ہو۔

[٢٠٥] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمُجْمِرِ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ، ثُمَّ جَلَسَ فِي مُصَلَّاهُ لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّي عَلَيْهِ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ، فَإِنْ قَامَ مِنْ مُصَلَّاهُ فَجَلَسَ فِي الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ، لَمْ يَزَلْ فِي صَلَاةٍ حَتَّى يُصَلِّيَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی نماز پڑھ کر جب تک نماز پڑھنے کی جگہ بیٹھا رہے گا تو برابر فرشتے اس کے لیے دعا کرتے رہیں گے کہ اے اللہ! اسے بخش دے، اے اللہ! اس پر رحم فرما، اگر وہ نماز پڑھنے کی جگہ سے کھڑا ہو گیا لیکن اگلی نماز کے انتظار میں مسجد کے اندر بیٹھا رہا تو نماز پڑھنے تک وہ نماز میں ہی شمار ہوگا۔

١٧٦- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَعْقُوبَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِمَا يَمْحُو اللَّهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟ إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عِنْدَ الْمَكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَذَلِكُمُ الرِّبَاطُ، فَذَلِكُمُ الرِّبَاطُ، فَذَلِكُمُ الرِّبَاطُ. صحيح مسلم (٥٨٦)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں وہ چیزیں نہ بتاؤں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ خطاؤں کو مٹاتا اور درجات کو بلند کرتا ہے؟ وہ ہیں تکلیف کے وقت پورا وضو کرنا، مسجد کی جانب زیادہ قدم اٹھانا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔ رباط یہی ہے، رباط یہی ہے، رباط یہی ہے۔

[٢٠٦] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ يُقَالُ لَا يَخْرُجُ أَحَدٌ مِنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَ النِّدَاءِ، إِلَّا أَحَدٌ يُرِيدُ الرُّجُوعَ إِلَيْهِ، إِلَّا مُنَافِقٌ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ سعید بن مسیب نے فرمایا: نہیں نکلتا تم میں سے کوئی اذان کے بعد مسجد سے مگر اس کا واپس آنے کا ارادہ ہوگا یا وہ منافق ہوگا۔

١٧٧- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ، فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ.

حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو اسے چاہیے کہ بیٹھنے سے پہلے دو رکعتیں پڑھ لے۔

صحیح البخاری (٤٤٤) صحیح مسلم (١٦٥١-١٦٥٢)

[٢٠٧] أثر- وحَدَّثَنِی عَنْ مَالِکٍ، عَنْ أَبِی النَّضْرِ مَوْلٰی عُمَرَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِی سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّهُ قَالَ لَهُ أَلَمْ أَرَ صَاحِبَکَ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ یَجْلِسُ قَبْلَ أَنْ یَرْکَعَ، قَالَ أَبُو النَّضْرِ یَعْنِی بِذٰلِکَ عُمَرَ بْنَ عُبَیْدِ اللّٰهِ، وَیَعِیبُ ذٰلِکَ عَلَیْهِ، أَنْ یَجْلِسَ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ قَبْلَ أَنْ یَرْکَعَ.

قَالَ یَحْیٰی قَالَ مَالِکٌ وَذٰلِکَ حَسَنٌ وَلَیْسَ بِوَاجِبٍ. صحیح البخاری (٦٨٤) صحیح مسلم (٩٤٨)

ابوالنضر کا بیان ہے کہ حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے ان سے فرمایا کہ میں تمہارے صاحب (حضرت عمر بن عبید اللہ) کو جب وہ مسجد میں داخل ہوتے ہیں تو بیٹھنے سے پہلے نماز پڑھتے نہیں دیکھا؟ ابوالنضر نے فرمایا کہ ابوسلمہ اسے ان کی برائی شمار کرتے کہ جب وہ مسجد میں داخل ہوتے تو نماز پڑھنے سے پہلے بیٹھ جاتے۔

یحییٰ نے امام مالک سے روایت کی کہ یہ اچھی بات ہے لیکن واجب نہیں۔

١٩- بَابُ وَضْعِ الْیَدَیْنِ عَلٰی مَا یُوْضَعُ عَلَیْهِ الْوَجْهُ فِی السُّجُوْدِ

جس چیز پر سجدہ کرے تو اس پر دونوں ہاتھ رکھے

[٢٠٨] أثر- حَدَّثَنِی یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ کَانَ إِذَا سَجَدَ وَضَعَ کَفَّیْهِ عَلَی الَّذِی یَضَعُ عَلَیْهِ جَبْهَتَهُ،

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب سجدہ کرتے تو جس چیز پر سجدہ کرتے اسی پر اپنے دونوں ہاتھ رکھا کرتے تھے۔

قَالَ نَافِعٌ وَلَقَدْ رَأَیْتُهُ فِی یَوْمٍ شَدِیدِ الْبَرْدِ، وَإِنَّهُ لَیُخْرِجُ کَفَّیْهِ مِنْ تَحْتِ بُرْنُسٍ لَهُ حَتّٰی یَضَعَهُمَا عَلَی الْحَصْبَاءِ.

نافع کا بیان ہے کہ میں نے انہیں سخت سردی میں دیکھا کہ وہ جبہ کے نیچے سے اپنے دونوں ہاتھ نکالتے اور انہیں پتھریلی زمین پر رکھتے۔

[٢٠٩] أثر- وحَدَّثَنِی عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ کَانَ یَقُولُ مَنْ وَضَعَ جَبْهَتَهُ بِالْأَرْضِ فَلْیَضَعْ کَفَّیْهِ عَلَی الَّذِی یَضَعُ عَلَیْهِ جَبْهَتَهُ، ثُمَّ إِذَا رَفَعَ فَلْیَرْفَعْهُمَا، فَإِنَّ الْیَدَیْنِ تَسْجُدَانِ کَمَا یَسْجُدُ الْوَجْهُ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے: جو زمین پر اپنی پیشانی رکھے تو جس پر پیشانی رکھی ہے اپنے ہاتھ بھی اسی پر رکھے۔ جب سر اٹھائے تو اپنے ہاتھ بھی اٹھالے کیونکہ ہاتھ بھی اسی طرح سجدہ کرتے ہیں جیسے پیشانی کرتی ہے۔

٢٠- بَابُ الْإِلْتِفَاتِ وَالتَّصْفِیقِ عِنْدَ الْحَاجَةِ فِی الصَّلٰوةِ

نماز میں کسی جانب دیکھنا یا ضرورتاً لقمہ دینا

١٧٨- حَدَّثَنِی یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ أَبِی حَازِمِ سَلَمَةَ بْنِ دِینَارٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِیِّ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ذَهَبَ إِلٰی بَنِی عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ لِیُصْلِحَ بَیْنَهُمْ، وَحَانَتِ الصَّلٰوةُ، فَجَاءَ الْمُؤَذِّنُ إِلٰی أَبِی بَکْرٍ الصِّدِّیقِ، فَقَالَ أَتُصَلِّی لِلنَّاسِ فَأُقِیمُ؟ قَالَ نَعَمْ، فَصَلّٰی أَبُو بَکْرٍ، فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَالنَّاسُ فِی الصَّلٰوةِ

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بنی عمرو بن عوف کے درمیان صلح کروانے تشریف لے گئے اور نماز کا وقت ہوگیا تو مؤذن نے حضرت ابوبکر صدیق کی خدمت میں حاضر ہوکر کہا کہ اگر آپ لوگوں کو نماز پڑھا دیں تو میں تکبیر کہہ دوں؟ فرمایا: ہاں! پس حضرت ابو بکر نماز پڑھانے لگے۔ تو رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے اور لوگ نماز

فَتَخَلَّصَ حَتّٰى وَقَفَ فِي الصَّفِّ، فَصَفَّقَ النَّاسُ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ لَا يَلْتَفِتُ فِي صَلَاتِهِ، فَلَمَّا أَكْثَرَ النَّاسُ مِنَ التَّصْفِيقِ الْتَفَتَ أَبُو بَكْرٍ فَرَأٰى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، فَأَشَارَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنِ امْكُثْ مَكَانَكَ، فَرَفَعَ أَبُو بَكْرٍ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللّٰهَ عَلٰى مَا أَمَرَهُ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ ذٰلِكَ، ثُمَّ اسْتَأْخَرَ حَتّٰى اسْتَوٰى فِي الصَّفِّ، وَتَقَدَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَصَلّٰى ثُمَّ انْصَرَفَ، فَقَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَثْبُتَ إِذْ أَمَرْتُكَ؟ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: مَا كَانَ لِابْنِ أَبِي قُحَافَةَ أَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَا لِي رَأَيْتُكُمْ أَكْثَرْتُمْ مِنَ التَّصْفِيحِ، مَنْ نَابَهُ شَيْءٌ فِي صَلَاتِهِ فَلْيُسَبِّحْ، فَإِنَّهُ إِذَا سَبَّحَ الْتُفِتَ إِلَيْهِ، وَإِنَّمَا التَّصْفِيحُ لِلنِّسَاءِ.

صحیح البخاری (۶۸۴) صحیح مسلم (۴۲۱-۱۰۲)

میں تھے۔ آپ صفوں کو چیر کر پہلی صف میں آ کھڑے ہوئے۔ پس لوگوں نے سیٹی بجائی اور حضرت ابو بکر نماز میں کسی جانب التفات نہیں کیا کرتے تھے۔ جب لوگوں نے زیادہ ہی سیٹیاں بجائیں تو حضرت ابو بکر متوجہ ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کو دیکھ لیا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنی جگہ پر رہنے کا اشارہ کیا۔ حضرت ابو بکر نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور رسول اللہ ﷺ کے ارشاد پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی' پھر پیچھے ہٹ کر پہلی صف میں آ گئے۔ رسول اللہ ﷺ آگے ہو گئے اور نماز پڑھائی۔ جب فارغ ہوئے تو فرمایا کہ اے ابو بکر! جب میں نے حکم دیا تو اپنی جگہ ٹھہرنے سے تمہیں کس چیز نے روکا؟ حضرت ابو بکر عرض گزار ہوئے کہ ابن ابی قحافہ کی یہ مجال نہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ کے آگے کھڑا ہو کر نماز پڑھائے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اس کثرت سے سیٹیاں کیوں بجائیں؟ جسے نماز میں کوئی واقعہ پیش آئے تو سبحان اللہ کہے' جب یہ تسبیح کہے گا تو وہ متوجہ ہو جائے گا اور سیٹی عورتوں کے لیے ہے۔

[۲۱۰] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ لَمْ يَكُنْ يَلْتَفِتُ فِي صَلَاتِهِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر اور کسی جانب توجہ نہیں فرمایا کرتے تھے۔

[۲۱۱] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْقَارِئِ، أَنَّهُ قَالَ: كُنْتُ أُصَلِّي وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَرَائِي، وَلَا أَشْعُرُ بِهِ، فَالْتَفَتُّ، فَغَمَزَنِي.

ابو جعفر القاری نے فرمایا کہ میں نماز پڑھتا تھا اور حضرت عبداللہ بن عمر میرے پیچھے تھے' مجھے معلوم نہ تھا' میں ان کی جانب متوجہ ہوا تو انہوں نے مجھے دبایا۔

۲۱- بَابُ مَا يَفْعَلُ مَنْ جَاءَ وَالْإِمَامُ رَاكِعٌ

اگر امام کو رکوع میں پائے تو کیا کرے؟

[۲۱۲] أَثَرٌ- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، أَنَّهُ قَالَ: دَخَلَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ الْمَسْجِدَ، فَوَجَدَ النَّاسَ رُكُوعًا، فَرَكَعَ، ثُمَّ دَبَّ حَتّٰى وَصَلَ الصَّفَّ.

ابو امامہ بن سہل بن حنیف سے روایت ہے کہ حضرت زید بن ثابت مسجد میں داخل ہوئے تو لوگوں کو رکوع میں پایا تو رکوع کر لیا' پھر آگے بڑھے یہاں تک کہ صف میں جا ملے۔

[۲۱۳] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ كَانَ يَدِبُّ رَاكِعًا.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رکوع کی حالت میں چل کر مل جاتے۔

۲۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ

حضور پر درود پڑھنے کا بیان

١٧٩- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ، أَنَّهُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ أَنَّهُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ؟ فَقَالَ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ، وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ، كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ، إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

صحیح البخاری (۳۳۶۹) صحیح مسلم (۹۱۰)

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ لوگ عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ! ہم آپ پر درود کس طرح بھیجا کریں؟ فرمایا: یوں کہو: اے اللہ! درود بھیج حضرت محمد اور ان کی بیویوں اور اولاد پر جیسے درود بھیجی تو نے آل ابراہیم پر اور برکت دے حضرت محمد اور ان کی ازواج و اولاد کو جیسے برکت دی تو نے آل ابراہیم کو' بے شک تو تعریف کیا گیا' بزرگی والا ہے۔

١٨٠- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُجْمِرِ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ أَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ مَجْلِسِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ، فَقَالَ لَهُ بَشِيْرُ بْنُ سَعْدٍ أَمَرَنَا اللّٰهُ أَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَكَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ؟ قَالَ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى تَمَنَّيْنَا أَنَّهُ لَمْ يَسْأَلْهُ، ثُمَّ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ، وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ، فِي الْعَالَمِيْنَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَالسَّلَامُ كَمَا قَدْ عَلِمْتُمْ. صحیح مسلم (۹۰۶)

حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت سعد بن عبادہ کی مجلس میں تشریف لائے تو حضرت بشیر بن سعد عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے' پس ہم آپ پر درود کس طرح بھیجا کریں؟ رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے تو ہم نے چاہا کہ آپ سے یہ سوال ہی نہ کیا جاتا۔ پھر فرمایا: یوں کہا کرو: اے اللہ! درود بھیج حضرت محمد اور آل محمد پر جیسے درود بھیجی تو نے حضرت ابراہیم پر اور برکت دے حضرت محمد اور آل محمد کو جیسے برکت دی تو نے جہانوں میں آل ابراہیم کو' بے شک تو تعریف کیا گیا' بزرگی والا ہے اور سلام کی ترکیب تو تمہیں پہلے ہی معلوم ہے۔

[٢١٤] أثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ رَأَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقِفُ عَلٰى قَبْرِ النَّبِيِّ ﷺ فَيُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَعَلٰى أَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ.

عبداللہ بن دینار کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر کو دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کی قبر انور کے پاس کھڑے ہیں اور درود بھیجتے ہیں نبی کریم ﷺ پر اور حضرت ابوبکر و حضرت عمر پر۔

٢٣- بَابُ الْعَمَلِ فِيْ جَامِعِ الصَّلٰوةِ

نماز کی ادائیگی کے متعلقات

١٨١- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ قَبْلَ الظُّهْرِ رَكْعَتَيْنِ، وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ، وَبَعْدَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ فِيْ بَيْتِهِ، وَبَعْدَ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ رَكْعَتَيْنِ، وَكَانَ لَا يُصَلِّيْ بَعْدَ الْجُمُعَةِ حَتّٰى يَنْصَرِفَ، فَيَرْكَعَ رَكْعَتَيْنِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ظہر سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے اور دو رکعتیں اس کے بعد اور دو رکعتیں نماز مغرب کے بعد اپنے گھر میں اور دو رکعتیں نماز عشاء کے بعد اور جمعہ کے بعد آپ نماز نہ پڑھتے بلکہ گھر لوٹ جاتے اور دو رکعتیں پڑھتے۔

صحیح البخاری (۹۳۷) صحیح مسلم (۱٦۹۵)

۱۸۲- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ ' عَنْ اَبِی الزِّنَادِ ' عَنِ الْاَعْرَجِ ' عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَتَرَوْنَ قِبْلَتِیْ هٰهُنَا فَوَاللّٰهِ مَا یَخْفٰی عَلَیَّ خُشُوْعُکُمْ وَلَا رُکُوْعُکُمْ اِنِّیْ لَاَرَاکُمْ مِنْ وَّرَآءِ ظَهْرِیْ.

صحیح البخاری (٤١٨) صحیح مسلم (۹۵۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم یہی دیکھتے ہو کہ میرا رخ جانب قبلہ ہے؟ خدا کی قسم! مجھ پر تمہارا خشوع اور تمہارا رکوع پوشیدہ نہیں ہے' میں تمہیں پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔ ف

ف: اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ ہمارے آقا و مولیٰ سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ سراپا معجزہ تھے۔ آپ کا دیکھنا ظاہری آنکھوں کے دیکھنے پر ہی منحصر نہ تھا بلکہ آپ آئینے کی طرح سراپا چشم تھے اور آگے پیچھے دائیں بائیں کی ہر چیز آپ کو نظر آتی رہتی تھی۔ علاوہ بریں حضور شافع یوم النشور ﷺ نے فرمایا کہ مجھ پر تمہارا خشوع اور تمہارا رکوع پوشیدہ نہیں ہے۔ یہاں یہ بات قابلِ غور ہے کہ رکوع جسمانی فعل ہے کہ نمازی اپنے پروردگار کے حضور نماز میں اپنے دھڑ کو جھکاتا اور ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھ لیتا ہے جب کہ خشوع سراسر دل کا فعل ہے اور حضور فرماتے ہیں کہ میں تمہارے دلوں کی اس کیفیت کو بھی جانتا ہوں' شاعر مشرق نے شاید اسی لیے فرمایا ہے:

چشم تو بینندہ ما فی الصدور

معلوم ہوا کہ خدا کے خلیفۂ اعظم' محبوب اکرم ایسے صاف و شفاف آئینہ ہیں جس میں ہر ایک کے ظاہر و باطن کی تصویر آ جاتی ہے جس کے باعث ان پر کسی کا ظاہر چھپا رہتا ہے اور نہ باطن۔ یہاں یہ بات بھی مدِ نظر رکھنی چاہیے کہ نبی کریم ﷺ جو کچھ ارشاد فرمائیں ہر مسلمان اس پر جان و دل سے یقین رکھتا اور اسے درست تسلیم کرتا ہے۔ شمع رسالت نے ارشاد فرمایا اور پروانوں نے تسلیم کر لیا ہے کہ اپنے آقا کی معجز نما شان سے آگاہ ہو گئے۔ یہ ارشاد فرمانے سے پہلے آپ نے خدا کی قسم کھائی' اسے یوں سمجھ لیجئے کہ بات اہم تھی لہٰذا قسم سے اسے مؤکد کر دیا اور خواہ یوں شمار کر لیجئے کہ اس کائنات ارضی و سماوی کے بے مثال اور شفاف ترین آئینے میں وہ لوگ بھی آئے جو رکوع سجدے تو خوب کریں گے' سرورِ دو عالم کے امتی ہونے کا اونچے سروں میں دم بھریں گے لیکن ساتھ ہی نبی کریم ﷺ کی اس معجز نما شان کا انکار کر کے اپنے ایمان کا بیڑہ غرق کریں گے چنانچہ ان پر حجت قائم کرنے کی غرض سے آپ نے اپنے ارشاد گرامی کو قسم کے ساتھ مؤکد فرما دیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۸۳- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ ' عَنْ نَافِعٍ ' عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ کَانَ یَاْتِیْ قُبَآءَ رَاکِبًا وَّمَاشِیًا. صحیح البخاری (١١٩٤) صحیح مسلم (٣٣٧٥)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ قباء میں سوار ہو کر اور پیدل بھی تشریف لایا کرتے تھے۔

۱۸٤- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ ' عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ ' عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ مُرَّةَ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَا تَرَوْنَ فِی الشَّارِبِ وَالسَّارِقِ وَالزَّانِیْ ' وَذٰلِکَ قَبْلَ اَنْ یُّنْزَلَ فِیْهِمْ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ. قَالَ هُنَّ فَوَاحِشُ ' وَفِیْهِنَّ عُقُوْبَةٌ ' وَاَسْوَاُ السَّرِقَةِ الَّذِیْ یَسْرِقُ صَلٰوتَهٗ ' قَالُوْا وَکَیْفَ یَسْرِقُ صَلَاتَهٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ لَا یُتِمُّ رُکُوْعَهَا ' وَلَا سُجُوْدَهَا

حضرت نعمان بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شرابی' چور اور زانی کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ یہ ان کے احکام نازل ہونے سے پہلے کی بات ہے' لوگ عرض گزار ہوئے کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: یہ بے حیائی کے کام ہیں اور ان کی سزا ہے اور سب سے بری چوری نماز کی چوری ہے۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! نماز کی چوری کیسی؟ فرمایا: جو اس کے رکوع اور سجدے پورے نہ

کرے۔

۱۸۵- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اجْعَلُوا مِنْ صَلٰوتِكُمْ فِي بُيُوتِكُمْ. صحیح البخاری(٤٣٢) صحیح مسلم(١٨١٧)

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی نمازوں کا کچھ حصہ اپنے گھروں کے لیے رکھا کرو۔

[۲۱۵] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ إِذَا لَمْ يَسْتَطِعِ الْمَرِيْضُ السُّجُوْدَ أَوْمَأَ بِرَأْسِهِ إِيْمَاءً، وَلَمْ يَرْفَعْ إِلٰى جَبْهَتِهِ شَيْئًا.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ جب مریض سجدہ نہ کر سکے تو اپنے سر کے ساتھ اشارہ کرے لیکن پیشانی کے نیچے کوئی چیز نہ رکھے۔

[۲۱۶] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا جَاءَ الْمَسْجِدَ وَقَدْ صَلَّى النَّاسُ، بَدَأَ بِصَلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ، وَلَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا شَيْئًا.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب مسجد میں آتے اور لوگ نماز پڑھ چکے ہوتے تو یہ فرض نماز پڑھنا شروع کر دیتے اور اس سے پہلے کچھ نہ پڑھتے۔

[۲۱۷] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ مَرَّ عَلٰى رَجُلٍ وَهُوَ يُصَلِّيْ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَرَدَّ الرَّجُلُ كَلَامًا، فَرَجَعَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، فَقَالَ لَهُ إِذَا سُلِّمَ عَلٰى أَحَدِكُمْ وَهُوَ يُصَلِّيْ، فَلَا يَتَكَلَّمْ، وَلْيُشِرْ بِيَدِهِ.

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو نماز پڑھ رہا تھا' پس انہوں نے اسے سلام کیا تو اس نے زبان سے جواب دیا۔ حضرت عبداللہ اس کی جانب لوٹے اور اس سے فرمایا: جب تم کسی نمازی کو سلام کرو تو وہ زبان سے جواب نہ دے بلکہ ہاتھ سے اشارہ کرے۔

[۲۱۸] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ نَسِيَ صَلٰوةً، فَلَمْ يَذْكُرْهَا إِلَّا وَهُوَ مَعَ الْإِمَامِ، فَإِذَا سَلَّمَ الْإِمَامُ، فَلْيُصَلِّ الصَّلٰوةَ الَّتِيْ نَسِيَ، ثُمَّ لِيُصَلِّ بَعْدَهَا الْأُخْرٰى.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ جو تم میں سے کسی نماز کو بھول جائے' پھر امام کے ساتھ اگلی نماز پڑھتے ہوئے اسے یاد آئے تو جب امام سلام پھیر دے تو اسے اپنی بھولی ہوئی نماز پڑھ لینی چاہیے اور پھر دوسری نماز دوبارہ پڑھنی چاہیے۔

[۲۱۹] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ عَمِّهِ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ، أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ أُصَلِّيْ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ مُسْنِدٌ ظَهْرَهُ إِلٰى جِدَارِ الْقِبْلَةِ، فَلَمَّا قَضَيْتُ صَلٰوتِيْ انْصَرَفْتُ إِلَيْهِ مِنْ قِبَلِ شِقِّي الْأَيْسَرِ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَنْصَرِفَ عَنْ يَمِيْنِكَ. قَالَ فَقُلْتُ رَأَيْتُكَ فَانْصَرَفْتُ إِلَيْكَ. قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَإِنَّكَ قَدْ أَصَبْتَ إِنَّ قَائِلًا يَقُوْلُ انْصَرِفْ عَنْ يَمِيْنِكَ، فَإِذَا

واسع بن حبان کا بیان ہے کہ میں نماز پڑھ رہا تھا اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما دیوار قبلہ کے ساتھ پیٹھ لگائے بیٹھے تھے۔ جب میں نماز سے فارغ ہوا تو بائیں جانب سے مڑ کر ان کے پاس گیا۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ آپ کو دائیں جانب سے مڑنے سے کس چیز نے روکا؟ میں نے کہا کہ آپ کو دیکھ کر چلا آیا۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ آپ نے درست کیا۔ ایک صاحب یہ بھی کہتے ہیں کہ دائیں جانب سے مڑنا چاہیے لیکن تم جب نماز پڑھو تو جدھر سے چاہو مڑو' خواہ دائیں جانب سے' خواہ

كُنْتَ تُصَلِّي فَانْصَرِفْ حَيْثُ شِئْتَ إِنْ شِئْتَ عَنْ يَمِينِكَ، وَإِنْ شِئْتَ عَنْ يَسَارِكَ.

بائیں جانب سے۔

۱۸۶- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ لَمْ يَرَ بِهِ بَأْسًا أَنَّهُ سَأَلَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَأُصَلِّي فِي عَطَنِ الْإِبِلِ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ لَا، وَلَكِنْ صَلِّ فِي مُرَاحِ الْغَنَمِ.

سنن ابو داؤد (۴۹۳)

ایک مہاجر نے جو اس میں حرج نہیں سمجھتے تھے' حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ کیا میں اونٹوں کے باندھنے کی جگہ میں نماز پڑھ سکتا ہوں؟ حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ بکریوں کے بٹھانے کی جگہ تو نماز پڑھ سکتے ہو۔

[۲۲۰] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّهُ قَالَ مَا صَلَاةٌ يُجْلَسُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ مِنْهَا؟

ابن شہاب سے روایت ہے کہ سعید بن مسیب نے فرمایا کہ وہ کونسی نماز ہے جس کی ہر رکعت میں بیٹھا جاتا ہے؟

ثُمَّ قَالَ سَعِيدٌ هِيَ الْمَغْرِبُ إِذَا فَاتَتْكَ مِنْهَا رَكْعَةٌ، وَكَذَلِكَ سُنَّةُ الصَّلَاةِ كُلِّهَا.

پھر سعید نے خود ہی فرمایا کہ وہ مغرب کی نماز ہے جبکہ تمہاری ایک رکعت جاتی رہے اور ہر نماز کے لیے یہی طریقہ ہے۔

۲۴- بَابُ جَامِعِ الصَّلَاةِ

نماز کے متعلقات کا بیان

۱۸۷- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ حَامِلٌ أُمَامَةَ بِنْتَ زَيْنَبَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَلِأَبِي الْعَاصِ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ، فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا، وَإِذَا قَامَ حَمَلَهَا.

صحیح البخاری (۵۱٦) صحیح مسلم (۱۲۱۲-۱۲۱۵)

حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور آپ نے حضرت امامہ بنت زینب بنت رسول اللہ کو اٹھایا ہوا تھا جس کے والد کا نام ابو العاص بن ربیعہ تھا' جب آپ سجدے میں جاتے تو اسے بٹھا دیتے اور جب قیام فرماتے تو اٹھا لیتے۔

۱۸۸- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ يَتَعَاقَبُونَ فِيكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ، وَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ وَصَلَاةِ الْفَجْرِ، ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِينَ بَاتُوا فِيكُمْ، فَيَسْأَلُهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي؟ فَيَقُولُونَ تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ، وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ.

صحیح البخاری (۵۵۵) صحیح مسلم (۱۴۳۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ باری باری آتے رہتے ہیں تمہارے پاس فرشتے رات اور دن کے اور وہ نماز عصر اور نماز فجر کے وقت' پھر وہ اوپر چڑھ جاتے ہیں جنہوں نے تمہارے ساتھ رات گزاری ہے۔ پس اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے جو سب کچھ جانتا ہے کہ میرے بندوں کو تم نے کس حال میں چھوڑا؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ ہم نے انہیں نماز پڑھتے ہوئے چھوڑا اور جب ہم گئے تھے تب بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے۔

۱۸۹- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ،

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ

عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ فَلْیُصَلِّ لِلنَّاسِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِذَا قَامَ فِیْ مَقَامِكَ لَمْ یُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ، فَمُرْ عُمَرَ فَلْیُصَلِّ لِلنَّاسِ، قَالَ مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ فَلْیُصَلِّ لِلنَّاسِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ قُوْلِیْ لَهٗ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ اِذَا قَامَ فِیْ مَقَامِكَ لَمْ یُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ، فَمُرْ عُمَرَ فَلْیُصَلِّ لِلنَّاسِ، فَفَعَلَتْ حَفْصَةُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّكُنَّ لَاَنْتُنَّ صَوَاحِبُ یُوْسُفَ، مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ فَلْیُصَلِّ لِلنَّاسِ فَقَالَتْ حَفْصَةُ لِعَائِشَةَ مَا كُنْتُ لِاُصِیْبَ مِنْكِ خَیْرًا. صحیح البخاری (۶۷۹)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، حضرت عائشہ عرض گزار ہوئیں کہ یا رسول اللہ! جب حضرت ابوبکر آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو رونے کے سبب لوگوں کو آواز نہ سنا سکیں گے لہٰذا حضرت عمر کے لیے فرمایئے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، فرمایا: ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، حضرت عائشہ نے فرمایا کہ میں نے حفصہ سے کہا کہ آپ عرض کریں کہ حضرت ابوبکر جب آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو رونے کے سبب لوگوں کو آواز نہ سنا سکیں گے، لہٰذا حضرت عمر کے لیے حکم فرمایئے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، حفصہ نے ایسا ہی کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم حضرت یوسف والی عورتوں کی طرح ہو، ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، پس حضرت حفصہ نے حضرت عائشہ سے کہا: مجھے آپ سے کوئی بھلائی حاصل نہیں ہوئی۔ف

ف: اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ انبیائے کرام کے بعد سب انسانوں سے افضل ہیں کیونکہ نبی کریم ﷺ نے انہیں شمع رسالت کے عدیم المثال پروانوں اور انبیائے کرام کے بعد سب سے یگانوں کا امام مقرر فرمایا۔ اپنے حکم سے اپنی موجودگی میں جسے امت محمدیہ کا امام بنایا۔ امامت صغریٰ کا تاج ان کے سر پر سجا کر بتایا کہ یہ تمہارا امام ہے بھلا اب امامت کبریٰ کے لیے اور کس پر نظر جا کر ٹھہرتی؟ صحابۂ کرام نے بالآخر حضرت ابوبکر صدیق کو خلیفہ منتخب کر کے رسول اللہ ﷺ کے اشارے پر عمل کر کے دکھا دیا اور سب نے اس فیصلے کو جان و دل سے قبول کر لیا، کسی مسلمان کو اس پر نہ اس وقت اعتراض تھا اور نہ قیامت تک ہو سکتا ہے۔

۱۹۰- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَزِیْدَ اللَّیْثِیِّ، عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عَدِیِّ بْنِ الْخِیَارِ، اَنَّهٗ قَالَ بَیْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ بَیْنَ ظَهْرَانَیِ النَّاسِ اِذْ جَاءَهٗ رَجُلٌ، فَسَارَّهٗ، فَلَمْ یُدْرَ مَا سَارَّهٗ بِهٖ، حَتّٰی جَهَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَاِذَا هُوَ یَسْتَاْذِنُهٗ فِیْ قَتْلِ رَجُلٍ مِنَ الْمُنَافِقِیْنَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِیْنَ جَهَرَ اَلَیْسَ یَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ الرَّجُلُ بَلٰی، وَلَا شَهَادَةَ لَهٗ، فَقَالَ اَلَیْسَ یُصَلِّیْ؟ قَالَ بَلٰی، وَلَا صَلٰوةَ لَهٗ، فَقَالَ ﷺ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ نَهَانِی اللّٰهُ عَنْهُمْ.

حضرت عبید اللہ بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی نے آکر سرگوشی کی۔ ہمیں معلوم نہ ہوا کہ اس نے کان میں کیا بات کہی ہے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ آواز سے گویا ہوئے تو پتہ لگا کہ وہ ایک منافق کو قتل کرنے کی اجازت مانگتا ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے آواز سے فرمایا کہ کیا وہ اس بات کی گواہی نہیں دیتا ہے کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کا رسول ہے؟ اس آدمی نے کہا کیوں نہیں لیکن اس کی گواہی ناقابل اعتبار ہے۔ فرمایا: کیا وہ نماز نہیں پڑھتا؟ عرض گزار ہوا: کیوں نہیں لیکن اس کی نماز نماز نہیں ہے۔ فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے قتل سے منع فرمایا ہے۔

۱۹۱- وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِکٍ، عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا یُعْبَدُ، اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰی قَوْمٍ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَائِهِمْ مَسَاجِدَ.

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا کی: اے اللہ! میری قبر کو بت نہ بنانا کہ اس کی پوجا کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کا سخت غضب ہے اس قوم پر جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔ ف

ف: نبی کریم ﷺ نے دعا کی: "اے اللہ! میری قبر کو بت نہ بنانا کہ اس کی عبادت کی جائے۔" آپ کی یہ دعا ضرور قبول ہوئی ہو گی لہٰذا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ آپ کی تربت انور و روضۂ اطہر کو بت بنایا گیا ہو یا اس مقام آرام گاہ خیر الانام کی عبادت کی گئی ہو؟ ہرگز آج تک ایسا نہیں ہوا اور نہ ہوسکتا ہے۔ لیکن مسلمانوں کو اپنے آقا و مولیٰ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ سے جو بے پناہ محبت و عقیدت ہے اس کے باعث وہ شمع رسالت کی جانب آج بھی پروانہ وار دوڑتے چلے جاتے ہیں اور آقا کے قدموں میں پہنچ کر سکون قلب کی دولت پاتے ہیں کیونکہ ان کے پروردگار نے انہیں اس بارگاہ عالی میں حاضر ہونے کا حکم فرمایا ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا. (النساء: ۶۴)

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب! تمہارے پاس حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

اس حکم خداوندی کے تحت اہل ایمان جب اپنے آقا و مولیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں، محبوب پروردگار سے اپنی محبت و عقیدت کا اظہار کرتے ہیں اور جب تک وہاں نہ پہنچ سکیں تو شمع نبوت کے پروانوں کی بارگاہوں میں حاضر ہو کر رحمت خداوندی کے متلاشی رہتے اور عملاً ثابت کرتے ہیں کہ انہیں بھی اللہ کے پیاروں سے پیار ہے اور خدا کے دوستوں کو وہ بھی دوست رکھتے ہیں۔ جس طرح ساون کے اندھوں کو ہرا ہی ہرا نظر آتا ہے ایسے ہی شرک فروش ٹولے کو اللہ والوں سے اظہار محبت و عقیدت کے سارے مناظر بھی شرک دکھائی دیتے ہیں۔ جس بارگاہ بے کس پناہ کی حاضری کا شرف حاصل کرنے کے لیے روزانہ ستر ہزار فرشتے شد رحال کر کے آتے اور صلوٰۃ و سلام کے پھول نچھاور کرتے رہتے ہیں۔ اس بارگاہ عالی تک رسائی ہو یا ان کے پیاروں خدا کے یاروں کی بارگاہ میں کوئی حاضری دے تو اس کا شرک سے کیا تعلق؟ معلوم نہیں کہ ان مہربانوں کے نزدیک خدا کا بھی کوئی مزار ہے کہ جس پر جانا توحید ہے اور دوسروں کے مزاروں پر جانا شرک۔ کاش! یہ حضرات مرنے سے پہلے عقیدت اور عبادت کے فرق کو جان لیں تاکہ یہ کرم فرما مسلمانوں کو مشرک اور مشرکوں بت پرستوں کو آقا و مولیٰ بنانے کی بیماری سے نجات پاسکیں۔ اللہ تعالیٰ ہر مدعیٔ اسلام کو سچی ہدایت نصیب فرمائے کہ وہ عمر بھر یہی کہتے رہیں:

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

۱۹۲- وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِکٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ الرَّبِیْعِ الْاَنْصَارِیِّ، اَنَّ عِتْبَانَ بْنَ مَالِکٍ كَانَ یَؤُمُّ قَوْمَهٗ وَهُوَ اَعْمٰی، وَاَنَّهٗ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِنَّهَا تَكُوْنُ الظُّلْمَةُ، وَالْمَطَرُ، وَالسَّیْلُ، وَاَنَا رَجُلٌ ضَرِیْرُ الْبَصَرِ، فَصَلِّ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فِیْ بَیْتِیْ مَكَانًا

حضرت محمود بن ربیع انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عتبان بن مالک اپنی قوم کی امامت کیا کرتے تھے اور وہ نابینا تھے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے گزارش کی تھی کہ اندھیرا، بارش اور سیلاب بھی آتا ہے اور میری بینائی بہت کمزور ہے تو یا رسول اللہ! آپ میرے غریب خانے پر کسی جگہ نماز پڑھیے

اَتَّخِذُهٗ مُصَلّٰی ' فَجَآءَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اَيْنَ تُحِبُّ اَنْ اُصَلِّيَ فَاَشَارَ لَهٗ اِلٰى مَكَانٍ مِّنَ الْبَيْتِ ' فَصَلّٰى فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ.

صحیح البخاری (۴۲۵) صحیح مسلم (۱۴۸-۱۴۹-۱۴۹۴ تا ۱۴۹۶)

تا کہ میں اس جگہ کو جائے نماز بنا لوں' پس رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے اور فرمایا: تم کہاں پسند کرتے ہو کہ میں نماز پڑھوں؟ پس انہوں نے گھر کے ایک جانب اشارہ کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس میں نماز پڑھی۔ف

ف: حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ رسالت میں عرض کی کہ میرے گھر میں آپ کسی جگہ نماز ادا فرمائیں تا کہ میں اس جگہ کو اپنے لیے سجدہ گاہ بنالوں۔ حضور نے ان سے یہ نہیں فرمایا کہ عتبان! بھلا اللہ اور اس کے رسول نے کہیں یہ حکم دیا ہے کہ اپنے گھر میں اس جگہ نماز پڑھو جہاں اللہ کے رسول نے پڑھی ہو اور نہ اس انداز فکر کو شرک و بدعت قرار دیا بلکہ ان کی حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے آپ نے ان کے گھر میں نماز ادا کی' تا کہ ان کی خواہش کے مطابق گھر میں ایک جگہ مقدس و متبرک ہو جائے اور وہ اسے اپنی عبادت گاہ بنالیں۔ عقیدت اور عبادت کے اس واضح فرق میں شرک فروش ٹولہ دھاندلی کر کے سچے اور پکے مسلمانوں کو مشرک بنانے اور منوانے کے لیے وقف ہو کر رہ گیا ہے۔

اس موقع پر مجھے ایک لطیفہ یاد آیا۔ مدرسہ انوار التوحید میں شرک فروش ٹولے کے دو مولوی صاحبان بیٹھے تنہائی میں توحید کو پھیلانے اور شرک کو دنیا بھر سے مٹانے کی تدابیر پر غور فرما رہے تھے۔ ایک مولوی صاحب کا نام بدعت توڑ اور دوسرے کا شرک پھوڑ تھا' اثنائے گفتگو مولانا شرک پھوڑ صاحب فرمانے لگے: بھائی بدعت توڑ! دل چاہتا ہے کہ آج آپ سے دل کی بات کہہ دوں! یار بعض احادیث کو پڑھ کر میں حیران رہ جاتا ہوں کہ حضرات صحابہ کرام جیسی ہستیوں کو ہو کیا گیا تھا؟ دیکھیے حضور تھوکتے تو وہ اسے حاصل کرنے کے لیے دوڑتے' حضور وضو فرماتے تو وہ مستعمل پانی کا ایک ایک قطرہ حاصل کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتے' اگر وہ مل جاتا تو فبہا ورنہ جس زمین پر گرتا اس گیلی مٹی کو لے کر اپنے جسم اور کپڑوں پر مل لیتے' حضور حجامت بنواتے تو وہ ایک ایک بال کو حاصل کرنے کی ایسے کوشش کرتے کہ گویا ابھی آپس میں لڑ پڑیں گے' اپنے گھر میں نماز بھی اس جگہ پڑھنا پسند کرتے جہاں حضور سے نماز پڑھوا لیتے' بھلا ان سے کون پوچھتا کہ جب ایسا کرنے کا اللہ اور رسول نے کوئی حکم نہیں دیا تو آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں؟ یار سچی بات تو یہ ہے کہ اگر سچی بات کہہ دی جائے تو سارے مسلمان لٹھ لے کر ہمارے پیچھے پڑ جائیں گے' ورنہ مجھے تو صحابہ بھی بالکل بریلوی ہی نظر آتے ہیں' زاویہ نظر ان کا بھی شرک پسندانہ ہی تھا۔

اس کے بعد تھوڑی دیر تو منہ پر مہر سکوت لگائے رکھی اور پھر قفل دہن کھولتے ہوئے یوں گوہر افشانی فرماتے ہیں کہ بھائی بدعت توڑ! چلیے صحابہ تو اس لیے یہ دھندا کر رہے ہوں گے کہ ساری دنیا میں عاشق رسول مشہور ہو جائیں گے اور ان کے نام کا چار دانگ عالم میں ڈنکا بج جائے گا لیکن خود حضور کو کیا ہو گیا تھا کہ ان حرکتوں سے صحابہ کو منع نہ فرمایا؟ یار مجھے تو یوں لگتا ہے کہ بریلی والے مولوی کا حضور پر بھی جادو چل گیا تھا' حضور بھی اس کی چکنی چپڑی باتوں میں آ گئے تھے' شرک پسند سہی لیکن کم بخت کی باتوں میں رس بڑا ہے۔ بدعت توڑ مولانا نے لقمہ دیتے ہوئے فرمایا کہ بھائی شرک پھوڑ! بریلی والا مولوی تو کل پرسوں پیدا ہوا تھا' وہ حضور کے زمانے میں کب تھا؟ مولانا شرک پھوڑ صاحب فرمانے لگے کہ یار میں تو یہی سمجھ سکا ہوں کہ توحید کے ساتھ ساتھ بریلویت بھی خود حضور نے پھیلائی ہے۔

اس کے بعد ایک سرد آہ بھرتے ہوئے مولانا شرک پھوڑ صاحب نے بڑے دردناک لہجے میں کہا: یار چلیے صحابہ ایسا کرتے رہے' حضور بھی اس دھندے کو تعظیم کے پردے میں چھپا کر خوش ہوتے رہے کہ میرا قیصر و کسریٰ سے بھی بڑھ کر احترام کیا جا رہا ہے اور وہ بھی دل کی گہرائیوں سے' لیکن معلوم نہیں خدا کو کیا ہو گیا تھا کہ اور ہزاروں احکام تو نازل فرماتا رہا لیکن ایک دفعہ بھی صحابہ سے یہ نہیں فرمایا کہ تعظیم کے پردے میں پوجا پاٹ کا یہ کاروبار بند کر دو۔ نہ اپنے نبی کو حکم دیا کہ صحابہ کو ایسا کرنے سے منع فرما دو۔ یار مجھے تو یوں

محسوس ہوتا ہے کہ خود خدا شرک پسند اور بریلویت نواز ہے اور خواہ مخواہ ساری مصیبت ہمارے سر پر ڈالی ہوئی ہے۔ مولانا شرک چھوڑ صاحب ابھی یہ جملہ ختم ہی کرنے پائے تھے کہ کسی کے آنے کی آہٹ محسوس ہوئی' نظر تو کوئی نہ آیا لیکن بلند آواز سے کوئی یہ کہہ رہا تھا:

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم نبی — اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

۱۹۳- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ' عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ' عَنْ عَمِّهِ' أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مُسْتَلْقِيًا فِي الْمَسْجِدِ وَاضِعًا إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى. صحیح البخاری (٤٧٥) صحیح مسلم (٥٤٧١)

عبداللہ بن زید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے مسجد میں چت لیٹے ہوئے دیکھا اور آپ نے ایک پیر کو دوسرے پر رکھا ہوا تھا۔

[۲۲۱] اثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ' عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ' أَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ' وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَا يَفْعَلَانِ ذٰلِكَ.

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما اسی طرح کیا کرتے تھے۔

[۲۲۲] اثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ' عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ' أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ قَالَ لِإِنْسَانٍ إِنَّكَ فِي زَمَانٍ كَثِيرٌ فُقَهَاؤُهُ قَلِيلٌ قُرَّاؤُهُ' تُحْفَظُ فِيهِ حُدُودُ الْقُرْآنِ' وَتُضَيَّعُ حُرُوفُهُ' قَلِيلٌ مَنْ يَسْأَلُ' كَثِيرٌ مَنْ يُعْطِي' يُطِيلُونَ فِيهِ الصَّلٰوةَ' وَيَقْصُرُونَ الْخُطْبَةَ يُبَدُّونَ أَعْمَالَهُمْ قَبْلَ أَهْوَائِهِمْ' وَسَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ' قَلِيلٌ فُقَهَاؤُهُ كَثِيرٌ قُرَّاؤُهُ' يُحْفَظُ فِيهِ حُرُوفُ الْقُرْآنِ' وَتُضَيَّعُ حُدُودُهُ' كَثِيرٌ مَنْ يَسْأَلُ' قَلِيلٌ مَنْ يُعْطِي' يُطِيلُونَ فِيهِ الْخُطْبَةَ' وَيَقْصُرُونَ الصَّلٰوةَ' يُبَدُّونَ فِيهِ أَهْوَاءَهُمْ قَبْلَ أَعْمَالِهِمْ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک آدمی سے فرمایا کہ تم ایسے زمانے میں ہو کہ اب عالم بہت ہیں اور الفاظ کی لکیر کو پیٹنے والے کم' قرآنی حدود کی حفاظت کی جاتی ہے اور حروف کو ضائع کر دیا جاتا ہے' مانگنے والے کم اور دینے والے زیادہ ہیں' نمازیں لمبی پڑھتے ہیں اور تقریریں مختصر کرتے ہیں' خواہشات کے آڑے آنے سے پہلے عمل کر گزرتے ہیں۔ لیکن عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ عالم کم ہوں گے اور پڑھنے والے زیادہ' قرآن حکیم کے حروف کو محفوظ کریں گے اور اس کی حدود کو ضائع کریں گے' مانگنے والے بہت ہوں گے اور دینے والے کم' تقریریں لمبی جھاڑیں گے اور نمازیں مختصر پڑھیں گے اور ان کی خواہشات ان کے اعمال پر غالب ہوں گی۔

۱۹۴- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ' عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ' أَنَّهُ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ أَوَّلَ مَا يُنْظَرُ فِيهِ مِنْ عَمَلِ الْعَبْدِ الصَّلٰوةُ' فَإِنْ قُبِلَتْ مِنْهُ نُظِرَ فِيمَا بَقِيَ مِنْ عَمَلِهِ' وَإِنْ لَمْ تُقْبَلْ مِنْهُ لَمْ يُنْظَرْ فِي شَيْءٍ مِنْ عَمَلِهِ. سنن ابوداؤد (٨٦٤) سنن ترمذی (٤١٣) سنن نسائی (٤٦٣) سنن ابن ماجہ (١٤٢٥)

یحییٰ بن سعید نے فرمایا کہ بندے کے اعمال میں سے سب سے پہلے نماز دیکھی جائے گی۔ اگر یہ ہوئی تو باقی اعمال دیکھے جائیں گے اور اگر یہی قبول نہ ہوئی تو دوسرا کوئی عمل نہیں دیکھا جائے گا۔

۱۹۵- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ' عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ' عَنْ أَبِيهِ' عَنْ عَائِشَةَ' زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ' أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ أَحَبُّ الْعَمَلِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الَّذِي يَدُومُ عَلَيْهِ

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کو وہ عمل سب سے پسند ہے جس کو آدمی ہمیشہ کرے۔

صَاحِبُهُ. صحیح البخاری (٦٤٦٢)

١٩٦- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ قَالَ كَانَ رَجُلَانِ أَخَوَانِ، فَهَلَكَ أَحَدُهُمَا قَبْلَ صَاحِبِهِ بِأَرْبَعِينَ لَيْلَةً فَذُكِرَتْ فَضِيلَةُ الْأَوَّلِ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ أَلَمْ يَكُنِ الْآخَرُ مُسْلِمًا؟ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَكَانَ لَا بَأْسَ بِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَمَا يُدْرِيكُمْ مَا بَلَغَتْ بِهِ صَلٰوتُهُ، إِنَّمَا مَثَلُ الصَّلٰوةِ كَمَثَلِ نَهَرٍ غَمْرٍ عَذْبٍ بِبَابِ أَحَدِكُمْ يَقْتَحِمُ فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ، فَمَا تَرَوْنَ ذٰلِكَ يُبْقِي مِنْ دَرَنِهِ، فَإِنَّكُمْ لَا تَدْرُونَ مَا بَلَغَتْ بِهِ صَلَاتُهُ. صحیح البخاری (٥٢٨) صحیح مسلم (١٥٢٠)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ دو سگے بھائیوں نے چالیس روز آگے پیچھے وفات پائی۔ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس پہلے کی تعریف کی۔ فرمایا: کیا دوسرا مسلمان نہیں؟ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! کیوں نہیں، برائی اس میں بھی کوئی نہیں، پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہیں کیا معلوم کہ نماز نے اسے کہاں سے کہاں پہنچا دیا ہو؟ بے شک نماز کی مثال نہر جیسی ہے جو کسی کے دروازے کے سامنے بہے، وہ روزانہ اس میں پانچ وقت غوطے لگائے، کیا اس کے جسم پر میل رہ جائے گی؟ پس تمہیں نہیں معلوم کہ نماز کہاں پہنچا دیتی ہے۔

[٢٢٣] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ كَانَ إِذَا مَرَّ عَلَيْهِ بَعْضُ مَنْ يَبِيعُ فِي الْمَسْجِدِ دَعَاهُ، فَسَأَلَهُ مَا مَعَكَ؟ وَمَا تُرِيدُ؟ فَإِنْ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ يُرِيدُ أَنْ يَبِيعَهُ، قَالَ عَلَيْكَ بِسُوقِ الدُّنْيَا، وَإِنَّمَا هٰذَا سُوقُ الْآخِرَةِ.

عطاء بن یسار جب ایسے شخص کے پاس سے گزرتے جو مسجد میں سودا بیچتا تو اسے اپنے پاس بلاتے اور فرماتے کہ تمہارے پاس کیا ہے اور تم کیا چاہتے ہو؟ اگر وہ بتاتا کہ میں سودا بیچتا ہوں، تو فرماتے کہ تجھے دنیا کے بازار میں جانا چاہیے اور یہ تو آخرت کا بازار ہے۔

[٢٢٤] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ بَنَى رَحَبَةً فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ تُسَمَّى الْبُطَيْحَاءَ، وَقَالَ مَنْ كَانَ يُرِيدُ أَنْ يَلْغَطَ أَوْ يُنْشِدَ شِعْرًا أَوْ يَرْفَعَ صَوْتَهُ، فَلْيَخْرُجْ إِلَى هٰذِهِ الرَّحَبَةِ.

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد کے کسی گوشے میں ایک جگہ بنادی جس کو بطیحاء کہا جاتا اور فرمایا کہ جو باتیں کرنا چاہے یا شعر پڑھے یا آواز بلند کرے تو اسے اس جگہ چلا جانا چاہیے۔

٢٥- بَابُ جَامِعِ التَّرْغِيبِ فِي الصَّلٰوةِ

نماز کی ترغیب کا بیان

١٩٧- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَمِّهِ، أَبِي سُهَيْلِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ يَقُولُ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ ثَائِرُ الرَّأْسِ يُسْمَعُ دَوِيُّ صَوْتِهِ، وَلَا نَفْقَهُ مَا يَقُولُ، حَتّٰى دَنَا، فَإِذَا هُوَ يَسْأَلُ عَنِ الْإِسْلَامِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ قَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُنَّ؟ قَالَ لَا، إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَصِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ قَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُ؟ قَالَ لَا، إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ قَالَ وَذَكَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الزَّكٰوةَ، فَقَالَ

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نجد والوں سے ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا جس کے بال بکھرے ہوئے تھے، گنگناہٹ کی طرح بول رہا تھا اور پتہ نہیں لگتا تھا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ آپ کے نزدیک ہوا تو اس نے اسلام کے متعلق پوچھا، رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ رات دن میں پانچ نمازیں، عرض گزار ہوا کہ کیا ان کے علاوہ بھی کچھ ہے؟ فرمایا کہ کچھ نہیں مگر جو تم اپنی خوشی سے پڑھو، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ماہ رمضان کے روزے، عرض کی کہ کیا ان کے علاوہ بھی مجھ پر اور ہیں؟ فرمایا: نہیں مگر جو تم اپنی

هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا؟ قَالَ لَا، إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ، قَالَ فَأَدْبَرَ الرَّجُلُ، وَهُوَ يَقُولُ وَاللّٰهِ لَا أَزِيْدُ عَلٰى هٰذَا وَلَا أَنْقُصُ مِنْهُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَفْلَحَ الرَّجُلُ إِنْ صَدَقَ.

صحیح البخاری (٤٦) صحیح مسلم (١٠٠-١٠١)

خوشی سے رکھو۔ راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زکوۃ کے لیے بھی فرمایا۔ اس نے پوچھا کہ کیا اس کے علاوہ بھی مجھ پر کچھ ہے؟ فرمایا: نہیں مگر جو تم اپنی مرضی سے دو۔ راوی کا بیان ہے کہ وہ پیٹھ پھیر کر چل دیا اور یہ کہتا جا رہا تھا کہ خدا کی قسم! میں ان پر کوئی اضافہ یا کمی نہیں کروں گا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ آدمی سچ کہتا ہے تو نجات پا گیا۔

١٩٨- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلٰى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ، إِذَا هُوَ نَامَ ثَلَاثَ عُقَدٍ يَضْرِبُ مَكَانَ كُلِّ عُقْدَةٍ عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيْلٌ، فَارْقُدْ، فَإِنِ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللّٰهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَإِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَإِنْ صَلّٰى انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَأَصْبَحَ نَشِيْطًا طَيِّبَ النَّفْسِ، وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِيْثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ.

(صحیح البخاری (١١٤٢) صحیح مسلم (١٨١٦)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی سوتا ہے تو شیطان اس کی گدی پر تین گرہیں لگا دیتا ہے، ہر گرہ لگاتے وقت کہتا ہے کہ ابھی رات بہت پڑی ہے سو جا۔ جب وہ جاگ اٹھے اور اللہ کا ذکر کرے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے، اگر وہ وضو کرے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے اور جب نماز پڑھتا ہے تو تیسری گرہ کھل جاتی ہے، پس وہ صبح کرتا ہے کہ ہشاش بشاش اور خوش مزاج ہوتا ہے ورنہ ایسی حالت میں صبح کرتا ہے کہ بدمزاج اور کاہل ہوتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

١٠- كِتَابُ الْعِيْدَيْنِ

عیدین کا بیان

١- بَابُ الْعَمَلِ فِيْ غُسْلِ الْعِيْدَيْنِ وَالنِّدَاءِ فِيْهِمَا وَالْإِقَامَةِ

عیدین کے لئے غسل کرنا

١٩٩- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَمِعَ غَيْرَ وَاحِدٍ مِنْ عُلَمَائِهِمْ يَقُوْلُ لَمْ يَكُنْ فِيْ عِيْدِ الْفِطْرِ، وَلَا فِي الْأَضْحٰى نِدَاءٌ، وَلَا إِقَامَةٌ مُنْذُ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْيَوْمِ.

امام مالک نے کتنے ہی علماء کو فرماتے ہوئے سنا کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی رسول اللہ ﷺ کے زمانہ سے آج تک اذان و اقامت نہیں ہوئی۔

قَالَ مَالِكٌ وَتِلْكَ السُّنَّةُ الَّتِيْ لَا اخْتِلَافَ فِيْهَا عِنْدَنَا. صحیح البخاری (٩٦٠) صحیح مسلم (٢٠٤٦-٢٠٤٧)

امام مالک نے فرمایا: یہ ایسی سنت ہے جس میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں۔

[٢٢٥] أثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَغْتَسِلُ يَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ أَنْ يَغْدُوَ إِلَى الْمُصَلّٰى.

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عید الفطر کے روز عید گاہ میں جانے سے پہلے غسل کیا کرتے۔

٢- بَابُ الْأَمْرِ بِالصَّلٰوةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ فِي الْعِيْدَيْنِ

عیدین میں خطبے سے پہلے نماز کا حکم

۲۰۰- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی عَنْ مَالِکٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ کَانَ یُصَلِّیْ یَوْمَ الْفِطْرِ وَ یَوْمَ الْاَضْحٰی قَبْلَ الْخُطْبَةِ. صحیح البخاری (۹۵۷) صحیح مسلم (۲۰۴۹)

ابن شہاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر اور عید الاضحٰی کی نماز خطبے سے پہلے پڑھا کرتے تھے۔

۲۰۱- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ، اَنَّ اَبَا بَکْرٍ وَ عُمَرَ کَانَا یَفْعَلَانِ ذٰلِکَ.

(صحیح البخاری (۹۶۴) صحیح مسلم (۲۰۴۱)

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اسی طرح کیا کرتے۔

۲۰۲- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ اَبِیْ عُبَیْدٍ مَوْلَی ابْنِ اَزْهَرَ، قَالَ شَهِدْتُ الْعِیْدَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَصَلّٰی، ثُمَّ انْصَرَفَ فَخَطَبَ النَّاسَ، فَقَالَ اِنَّ هٰذَیْنِ یَوْمَانِ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صِیَامِهِمَا یَوْمُ فِطْرِکُمْ مِنْ صِیَامِکُمْ، وَالْاٰخَرُ یَوْمٌ تَاْکُلُوْنَ فِیْهِ مِنْ نُسُکِکُمْ.

صحیح البخاری (۱۹۹۰) صحیح مسلم (۲۶۶۶)

ابوعبید کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ نماز عید پڑھی، جب وہ فارغ ہوئے تو انہوں نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ ان دنوں کے روزے سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ عید الفطر کے روز تم روزے موقوف کرتے ہو اور عید الاضحٰی کے روز اپنی قربانی کا گوشت کھاتے ہو۔

۲۰۳- قَالَ اَبُوْ عُبَیْدٍ ثُمَّ شَهِدْتُ الْعِیْدَ مَعَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، فَجَاءَ، فَصَلّٰی، ثُمَّ انْصَرَفَ فَخَطَبَ وَقَالَ اِنَّهٗ قَدِ اجْتَمَعَ لَکُمْ فِیْ یَوْمِکُمْ هٰذَا عِیْدَانِ فَمَنْ اَحَبَّ مِنْ اَهْلِ الْعَالِیَةِ اَنْ یَنْتَظِرَ الْجُمُعَةَ فَلْیَنْتَظِرْهَا، وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ یَرْجِعَ، فَقَدْ اَذِنْتُ لَهٗ.

سنن ابوداؤد (۱۰۷۰) سنن ابن ماجہ (۱۳۱۰)

ابوعبید نے فرمایا کہ پھر میں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ عید پڑھی، وہ آئے اور نماز پڑھائی، جب فارغ ہوئے تو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: آج تمہارے لیے دو عیدیں جمع ہو گئیں ہیں لہٰذا گاؤں کے رہنے والوں میں سے جو نماز جمعہ کا انتظار کرنا چاہے تو اسے انتظار کرنا چاہیے اور جو واپس لوٹنا چاہے تو میں اسے اجازت دیتا ہوں۔

قَالَ اَبُوْ عُبَیْدٍ ثُمَّ شَهِدْتُ الْعِیْدَ مَعَ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ (وَعُثْمَانُ مَحْصُوْرٌ)، فَجَاءَ، فَصَلّٰی، ثُمَّ انْصَرَفَ فَخَطَبَ.

ابوعبید کا بیان ہے کہ پھر میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ نماز عید پڑھی (اور حضرت عثمان محصور تھے) وہ آئے اور انہوں نے نماز پڑھائی، پھر جب فارغ ہوئے تو خطبہ دیا۔

۳- بَابُ الْاَمْرِ بِالْاَکْلِ قَبْلَ الْغُدُوِّ فِی الْعِیْدِ

عید الفطر میں نماز سے پہلے کھانا

۲۰۴- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِیْهِ، اَنَّهٗ کَانَ یَاْکُلُ یَوْمَ عِیْدِ الْفِطْرِ قَبْلَ اَنْ یَغْدُوَ. صحیح البخاری (۹۵۳)

ہشام بن عروہ کا بیان ہے کہ عروہ بن زبیر عید الفطر کی نماز سے پہلے کھانا کھالیا کرتے تھے۔

[۲۲۶] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ، اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ، اَنَّ النَّاسَ کَانُوْا یُؤْمَرُوْنَ بِالْاَکْلِ یَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ الْغُدُوِّ.

امام مالک نے ابن شہاب سے روایت کی جنہیں سعید بن مسیب نے بتایا کہ عید الفطر کے روز لوگوں کو نماز سے پہلے کھانا کھانے کا حکم دیا جاتا۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَا أَرَى ذٰلِكَ عَلَى النَّاسِ فِي الْأَضْحٰى.

امام مالک نے فرمایا کہ عید الاضحیٰ کے روز میں اسے ضروری نہیں سمجھتا۔

٤- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةِ فِي صَلٰوةِ الْعِيدَيْنِ

نمازِ عید میں تکبیریں اور قرآن

٢٠٥- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ سَعِيدٍ الْمَازِنِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سَأَلَ أَبَا وَاقِدٍ اللَّيْثِيَّ مَا كَانَ يَقْرَأُ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْأَضْحٰى وَالْفِطْرِ، فَقَالَ كَانَ يَقْرَأُ بِ: ﴿قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيدِ﴾ (ق:١) و ﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ﴾ (القمر:١) صحیح مسلم (٢٠٥٦-٢٠٥٧)

حضرت عمر نے حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں رسول اللہ ﷺ کونسی سورتیں پڑھا کرتے تھے؟ فرمایا کہ آپ سورۂ "ق والقران المجید" اور "اقتربت الساعة" سورۂ القمر پڑھا کرتے تھے۔

٢٠٦- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، مَوْلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ قَالَ شَهِدْتُ الْأَضْحٰى، وَالْفِطْرَ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ، فَكَبَّرَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولٰى سَبْعَ تَكْبِيرَاتٍ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ، وَفِي الْآخِرَةِ خَمْسَ تَكْبِيرَاتٍ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ. سنن ابوداؤد (١١٤٩)

نافع مولیٰ عبد اللہ بن عمر کا بیان ہے کہ میں نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز حضرت ابو ہریرہ کے ساتھ پڑھی تو انہوں نے پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے سات تکبیریں کہیں اور دوسری رکعت میں قرأت سے پہلے پانچ تکبیریں۔

قَالَ مَالِكٌ وَهُوَ الْأَمْرُ عِنْدَنَا.

امام مالک نے فرمایا: ہماری تحقیق بھی یہی ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ وَجَدَ النَّاسَ قَدِ انْصَرَفُوا مِنَ الصَّلٰوةِ يَوْمَ الْعِيدِ إِنَّهُ لَا يَرٰى عَلَيْهِ صَلٰوةً فِي الْمُصَلّٰى، وَلَا فِي بَيْتِهِ، وَإِنَّهُ إِنْ صَلّٰى فِي الْمُصَلّٰى، أَوْ فِي بَيْتِهِ لَمْ أَرَ بِذٰلِكَ بَأْسًا، وَيُكَبِّرُ سَبْعًا فِي الْأُولٰى قَبْلَ الْقِرَاءَةِ، وَخَمْسًا فِي الثَّانِيَةِ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ.

امام مالک نے اس کے بارے میں فرمایا: جس نے دیکھا کہ لوگ نماز عید پڑھ چکے ہیں تو اس کے لیے اب عید گاہ یا گھر میں نماز عید پڑھنا ضروری نہیں اور اگر اس نے عید گاہ یا گھر میں نماز پڑ لی تب بھی کوئی حرج نہیں لہٰذا پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے سات اور دوسری رکعت میں قرأت سے پہلے پانچ تکبیریں کہے۔ف

ف: امام ابوحنیفہ اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک نماز عیدین فرض ہے مانند نماز جمعہ کے' لیکن امام ابوحنیفہ کا مشہور قول یہ ہے کہ واجب ہے۔ امام مالک بھی وجوب کے قائل ہیں' صاحبین اور امام شافعی کے نزدیک یہ نماز سنت مؤکدہ ہے' نماز عیدین کی زائد تکبیروں میں روایات کی رو سے بہت اختلاف ہے' امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک دونوں رکعتوں میں چھ زائد تکبیریں کہی جائیں یعنی پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے تین تکبیریں اور دوسری رکعت میں قرأت کے بعد اور رکوع سے پہلے تین زائد تکبیریں' ہر تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھا کر کانوں سے لگائے جائیں گے اور چھوڑ دیئے جائیں گے ماسوائے پہلی رکعت کی تیسری زائد تکبیر کے۔ اس کے بعد مقتدی ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جائیں اور امام کی قرأت سنیں' عیدین کا خطبہ نماز کے بعد پڑھا جاتا ہے جو مسنون ہے۔

٥- بَابُ تَرْكِ الصَّلٰوةِ قَبْلَ الْعِيدَيْنِ وَبَعْدَهُمَا

عیدین کی نماز سے پہلے یا بعد میں نوافل پڑھنے کی ممانعت

۲۰۷- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ لَمْ یَکُنْ یُصَلِّیْ یَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ الصَّلٰوةِ، وَلَا بَعْدَهَا. صحیح البخاری (۹۸۹) صحیح مسلم (۲۰۵۴-۲۰۵۵)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عید الفطر کے روز نماز عید سے پہلے اور بعد نفل نہیں پڑھا کرتے تھے۔

[۲۲۷] اثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ، اَنَّ سَعِیْدَ بْنَ الْمُسَیَّبِ کَانَ یَغْدُوْ اِلَی الْمُصَلّٰی، بَعْدَ اَنْ یُصَلِّیَ الصُّبْحَ، قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ سعید بن مسیب نماز فجر کے بعد سورج نکلنے سے پہلے ہی عید گاہ کے لیے روانہ ہو جایا کرتے تھے۔

٦- بَابُ الرُّخْصَةِ فِی الصَّلٰوةِ قَبْلَ الْعِیْدَیْنِ وَبَعْدَهُمَا

نماز عیدین سے پہلے اور ان کے بعد نفل پڑھنے کی اجازت

[۲۲۸] اثر- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، اَنَّ اَبَاهُ الْقَاسِمَ کَانَ یُصَلِّیْ قَبْلَ اَنْ یَغْدُوَ اِلَی الْمُصَلّٰی اَرْبَعَ رَکَعَاتٍ.

عبدالرحمٰن بن قاسم کا بیان ہے کہ قاسم بن محمد عید گاہ جانے سے پہلے چار رکعت نفل پڑھا کرتے تھے۔

[۲۲۹] اثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِیْهِ، اَنَّهٗ کَانَ یُصَلِّیْ فِیْ یَوْمِ الْفِطْرِ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فِی الْمَسْجِدِ.

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ عروہ بن زبیر عید الفطر کے روز نماز عید سے پہلے مسجد میں نفل پڑھا کرتے تھے۔

٧- بَابُ غُدُوِّ الْاِمَامِ یَوْمَ الْعِیْدِ وَانْتِظَارِ الْخُطْبَةِ

امام کے لیے نمازِ عید کو جانے کا وقت اور خطبے کا انتظار کرنا

[۲۳۰] اثر- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، قَالَ مَالِکٌ مَضَتِ السُّنَّةُ الَّتِیْ لَا اخْتِلَافَ فِیْهَا عِنْدَنَا فِیْ وَقْتِ الْفِطْرِ، وَ الْاَضْحٰی، اَنَّ الْاِمَامَ یَخْرُجُ مِنْ مَنْزِلِهٖ قَدْرَ مَا یَبْلُغُ مُصَلَّاهُ، وَقَدْ حَلَّتِ الصَّلٰوةُ.

امام مالک نے فرمایا کہ عید الفطر کا وقت ایسی سنت ہے جس کے متعلق ہم میں کوئی اختلاف نہیں۔

قَالَ یَحْیٰی وَسُئِلَ مَالِکٌ عَنْ رَجُلٍ صَلّٰی مَعَ الْاِمَامِ، هَلْ لَهٗ اَنْ یَنْصَرِفَ قَبْلَ اَنْ یَسْمَعَ الْخُطْبَةَ؟ فَقَالَ لَا یَنْصَرِفُ حَتّٰی یَنْصَرِفَ الْاِمَامُ.

امام مالک سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جس نے امام کے ساتھ نماز پڑھی کیا وہ خطبہ سننے سے پہلے لوٹ سکتا ہے؟ فرمایا کہ امام کے لوٹنے تک واپس نہ لوٹے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

١١- کِتَابُ صَلٰوةِ الْخَوْفِ

نمازِ خوف کا بیان

١- بَابُ صَلٰوةِ الْخَوْفِ

نماز خوف کا بیان

۲۰۸- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ یَزِیْدَ بْنِ رُوْمَانَ، عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ، عَمَّنْ صَلّٰی مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ یَوْمَ ذَاتِ الرِّقَاعِ صَلٰوةَ الْخَوْفِ، اَنَّ طَائِفَةً

حضرت صالح بن خوات رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ ذات الرقاع میں نماز خوف ادا کی کہ کچھ لوگوں نے آپ کے پیچھے صف بندی کر لی اور

صَفَّتْ مَعَهُ وَصَفَّتْ طَائِفَةٌ وُجَاهَ الْعَدُوِّ، فَصَلَّى بِالَّتِي مَعَهُ رَكْعَةً، ثُمَّ ثَبَتَ قَائِمًا وَأَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمْ، ثُمَّ انْصَرَفُوا، فَصَفُّوا وُجَاهَ الْعَدُوِّ، وَجَاءَتِ الطَّائِفَةُ الْأُخْرَى، فَصَلَّى بِهِمُ الرَّكْعَةَ الَّتِي بَقِيَتْ مِنْ صَلَاتِهِ، ثُمَّ ثَبَتَ جَالِسًا، وَأَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمْ، ثُمَّ سَلَّمَ بِهِمْ.

صحیح البخاری (٤١٢٩) صحیح مسلم (١٩٤٥)

کچھ حضرات دشمن کے بالمقابل صف آرا رہے۔ پس جو آپ کے ساتھ تھے انہوں نے ایک رکعت با جماعت پڑھی پھر آپ کھڑے رہے اور انہوں نے اپنی دوسری رکعت خود پوری کی جب فارغ ہوئے تو یہ دشمن کے بالمقابل جا ڈٹے اور دوسری جماعت آ گئی پس آپ نے انہیں وہ ایک رکعت پڑھائی جو آپ کی نماز سے باقی رہ گئی تھی پھر آپ کھڑے رہے اور ان حضرات نے خود اپنی نماز پوری کی پھر ان کے ساتھ سلام پھیر دیا۔

۲۰۹- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ، أَنَّ سَهْلَ بْنَ أَبِي حَثْمَةَ حَدَّثَهُ، أَنَّ صَلَاةَ الْخَوْفِ، أَنْ يَقُومَ الْإِمَامُ وَمَعَهُ طَائِفَةٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، وَطَائِفَةٌ مُوَاجِهَةَ الْعَدُوِّ، فَيَرْكَعُ الْإِمَامُ رَكْعَةً، وَيَسْجُدُ بِالَّذِينَ مَعَهُ، ثُمَّ يَقُومُ، فَإِذَا اسْتَوَى قَائِمًا ثَبَتَ، وَأَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمُ الرَّكْعَةَ الْبَاقِيَةَ، ثُمَّ يُسَلِّمُونَ وَيَنْصَرِفُونَ، وَالْإِمَامُ قَائِمٌ، فَيَكُونُونَ وُجَاهَ الْعَدُوِّ، ثُمَّ يُقْبِلُ الْآخَرُونَ الَّذِينَ لَمْ يُصَلُّوا، فَيُكَبِّرُونَ وَرَاءَ الْإِمَامِ، فَيَرْكَعُ بِهِمُ الرَّكْعَةَ وَيَسْجُدُ، ثُمَّ يُسَلِّمُ، فَيَقُومُونَ فَيَرْكَعُونَ لِأَنْفُسِهِمُ الرَّكْعَةَ الْبَاقِيَةَ، ثُمَّ يُسَلِّمُونَ.

صحیح البخاری (٤١٣١) صحیح مسلم (١٩٤٤-١٩٤٥)

حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نماز خوف یوں روایت ہے کہ امام کھڑا ہو جائے اور ساتھیوں کا ایک گروہ اس کے ساتھ نماز پڑھے اور دوسرا گروہ دشمن کے مقابلے پر رہے۔ پس امام ایک رکعت پڑھائے اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ رکوع سجدہ کر کے کھڑا ہو جائے جب وہ سیدھا کھڑا ہو جائے تو یہ لوگ اپنی دوسری رکعت خود پوری کر کے سلام پھیر دیں اور لوٹ جائیں امام کھڑا رہے اور یہ دشمن کے مقابلے پر جا پہنچیں پھر دوسرے حضرات جنہوں نے نماز نہیں پڑھی وہ آ جائیں اور امام کے پیچھے تکبیر تحریمہ آ کہیں امام انہیں ایک رکعت پڑھائے اور سجدہ کر کے سلام پھیر دے پس وہ کھڑے ہو کر اپنی باقی ایک رکعت پوری کر لیں اور پھر سلام پھیر دیں۔

۲۱۰- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا سُئِلَ عَنْ صَلَاةِ الْخَوْفِ قَالَ يَتَقَدَّمُ الْإِمَامُ وَطَائِفَةٌ مِنَ النَّاسِ، فَيُصَلِّي بِهِمُ الْإِمَامُ رَكْعَةً، وَتَكُونُ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْعَدُوِّ لَمْ يُصَلُّوا، فَإِذَا صَلَّى الَّذِينَ مَعَهُ رَكْعَةً اسْتَأْخَرُوا مَكَانَ الَّذِينَ لَمْ يُصَلُّوا، وَلَا يُسَلِّمُونَ، وَيَتَقَدَّمُ الَّذِينَ لَمْ يُصَلُّوا، فَيُصَلُّونَ مَعَهُ رَكْعَةً، ثُمَّ يَنْصَرِفُ الْإِمَامُ، وَقَدْ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، فَتَقُومُ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِنَ الطَّائِفَتَيْنِ، فَيُصَلُّونَ لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً رَكْعَةً بَعْدَ أَنْ يَنْصَرِفَ الْإِمَامُ، فَيَكُونُ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِنَ الطَّائِفَتَيْنِ قَدْ صَلَّوْا رَكْعَتَيْنِ، فَإِنْ كَانَ خَوْفًا هُوَ أَشَدَّ مِنْ ذَلِكَ صَلَّوْا رِجَالًا قِيَامًا عَلَى

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جب نماز خوف کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ امام نماز کے لیے آگے بڑھے اور لوگوں میں سے ایک گروہ پس امام ان کے ساتھ ایک رکعت پڑھے اور دوسرا گروہ جس نے نماز نہیں پڑھی وہ ان کے اور دشمن کے درمیان حائل رہے جب یہ لوگ ایک رکعت پڑھ لیں تو ان لوگوں کی جگہ پر جا پہنچیں جنہوں نے نماز نہیں پڑھی اور سلام نہ پھیریں اب وہ آگے بڑھیں جنہوں نے نماز نہیں پڑھی اور وہ امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھیں پھر امام فارغ ہو جائے کیونکہ وہ دو رکعتیں پڑھ چکا دونوں فریق ایک ایک اب اپنے آپ پڑھنے کھڑے ہوں امام کے فارغ ہونے کے بعد اس طرح ہر گروہ کی دو رکعتیں ہو جائیں گی اگر خوف اس سے بھی زیادہ ہو تو لوگ اپنے

أَقْدَامِهِمْ، أَوْ رُكْبَانًا مُسْتَقْبِلِي الْقِبْلَةِ أَوْ غَيْرَ مُسْتَقْبِلِيهَا.

قدموں پر کھڑے ہی یا سواری پر نماز پڑھ لیں اور منہ خواہ قبلہ کی جانب ہو یا نہ ہو۔

قَالَ مَالِكٌ قَالَ نَافِعٌ لَا أَرَى عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ إِلَّا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ. صحيح البخاري (٤٥٣٥)

امام مالک' نافع نے فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے اسے رسول اللہ ﷺ ہی سے روایت کیا ہوگا۔

٢١١- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّهُ قَالَ مَا صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ، حَتَّى غَابَتِ الشَّمْسُ. صحيح البخاري (٥٩٦) صحيح مسلم (١٤٢٨ـ١٤٢٩)

سعید بن مسیب نے فرمایا کہ جنگ خندق میں رسول اللہ ﷺ نے آفتاب غروب ہونے کے بعد ظہر اور عصر کی نماز پڑھی۔

قَالَ مَالِكٌ وَحَدِيثُ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ أَحَبُّ مَا سَمِعْتُ إِلَيَّ فِي صَلٰوةِ الْخَوْفِ.

امام مالک نے فرمایا کہ قاسم بن محمد نے صالح بن خوات سے جو روایت کی وہ نماز خوف کے بارے میں مجھے سب سے زیادہ پسند ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

١٢- كِتَابُ صَلٰوةِ الْكُسُوفِ

نمازِ کسوف کا بیان

١- بَابُ الْعَمَلِ فِي صَلٰوةِ الْكُسُوفِ

نمازِ کسوف کا طریقہ

٢١٢- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهَا قَالَتْ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَصَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِالنَّاسِ، فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ، ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ، ثُمَّ قَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ، وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ، وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَفَعَ فَسَجَدَ، ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ، فَخَطَبَ النَّاسَ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ، وَلَا لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ، فَادْعُوا اللّٰهَ، وَكَبِّرُوا، وَتَصَدَّقُوا. ثُمَّ قَالَ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ وَاللّٰهِ مَا مِنْ أَحَدٍ أَغْيَرَ مِنَ اللّٰهِ أَنْ يَزْنِيَ عَبْدُهُ، أَوْ تَزْنِيَ أَمَتُهُ، يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ وَاللّٰهِ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا، وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا. صحيح البخاري (٢٠٨٦) صحيح مسلم (٩٠١)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں سورج گرہن ہوا تو آپ نے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی' جب قیام میں کھڑے ہوئے تو لمبا قیام کیا' پھر لمبا رکوع کیا' پھر کھڑے ہو کر لمبا قیام کیا لیکن وہ پہلے قیام سے کم تھا' پھر لمبا رکوع کیا لیکن یہ پہلے رکوع سے کم تھا' پھر اٹھے اور سجدہ کیا' پھر دوسری رکعت میں پہلی کی طرح کیا' پھر جب فارغ ہوئے تو سورج روشن ہو چکا تھا' پھر آپ نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی اور فرمایا: بے شک سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں یہ کسی کی موت اور زندگی کے باعث نہیں گہناتے۔ جب تم ایسا دیکھو تو اللہ سے دعا کرو' اس کی بزرگی بیان کرو اور خیرات دو' پھر فرمایا کہ اے امتِ محمد! خدا کی قسم! تم میں سے اللہ سے زیادہ غیرت والا کوئی نہیں کہ اس کا غلام یا اس کی لونڈی زنا کرے۔ اے امتِ محمد! خدا کی قسم! جو میں جانتا ہوں اگر تم بھی جانتے تو ضرور کم ہنستے اور یقیناً زیادہ روتے۔

٢١٣- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ

عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالنَّاسُ مَعَهُ، فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا نَحْوًا مِنْ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ، قَالَ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا، ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا، وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا، وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ سَجَدَ، ثُمَّ قَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا، وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا، وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَفَعَ، فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا، وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا، وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ سَجَدَ، ثُمَّ انْصَرَفَ، وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ، فَقَالَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ، وَلَا لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ، فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَأَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِيْ مَقَامِكَ هٰذَا، ثُمَّ رَأَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ، فَقَالَ إِنِّيْ رَأَيْتُ الْجَنَّةَ، فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُوْدًا، وَلَوْ أَخَذْتُهُ لَأَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا، وَرَأَيْتُ النَّارَ، فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ مَنْظَرًا قَطُّ، وَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ قَالُوْا لِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ لِكُفْرِهِنَّ. قِيْلَ أَيَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ؟ قَالَ وَيَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ، وَيَكْفُرْنَ الْإِحْسَانَ، لَوْ أَحْسَنْتَ إِلٰى إِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ كُلَّهُ، ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ.

صحیح البخاری (۱۰۵۲) صحیح مسلم (۲۱۰۶-۲۱۰۷)

سورج کو گرہن لگا تو رسول اللہ ﷺ اور لوگوں نے نماز پڑھی' آپ نے طویل قیام کیا سورۃ البقرہ پڑھنے کے برابر' پھر طویل رکوع کیا' پھر اٹھے اور طویل قیام کیا جو پہلے قیام سے کم تھا' پھر طویل رکوع کیا اور وہ پہلے رکوع سے کم تھا' پھر سجدہ کیا' پھر کھڑے ہو گئے اور طویل قیام کیا جو پہلے قیام سے کم تھا' پھر طویل رکوع کیا لیکن وہ پہلے رکوع سے کم تھا' پھر سجدہ کیا جب فارغ ہوئے تو آفتاب روشن ہو چکا تھا' لہٰذا فرمایا کہ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی دو نشانیاں ہیں' یہ کسی کی موت اور زندگی سے نہیں گہناتے' جب تم ایسا دیکھو تو اللہ کا ذکر کرو' لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! ہم نے دیکھا کہ آپ اپنی جگہ کسی چیز کو پکڑنا چاہتے تھے' پھر ہم نے دیکھا کہ آپ نے ہاتھ روک لیا۔ فرمایا کہ میں نے جنت کو دیکھا تو اس سے ایک گچھے کو لینا چاہا' اگر میں اسے پکڑ لاتا تو تم رہتی دنیا تک کھاتے رہتے' پھر میں نے دوزخ کو دیکھا اور آج سے زیادہ ہولناک منظر پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ دوزخ میں عورتیں زیادہ ہیں۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! یہ کس لیے؟ فرمایا کہ ان کی ناشکری کے باعث' عرض کی گئی کہ کیا وہ اللہ کی ناشکر گزار ہیں؟ فرمایا: وہ خاوند کی ناشکری اور احسانات کا انکار کرتی ہیں۔ اگر تم عمر بھر کسی کے ساتھ نیکی کرتے رہو اور اسے ایک ہی تکلیف پہنچ جائے تو کہہ دے گی کہ مجھے کبھی تم سے بھلائی پہنچی ہی نہیں۔

۲۱۴- **وَحَدَّثَنِيْ** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّ يَهُوْدِيَّةً جَاءَتْ تَسْأَلُهَا فَقَالَتْ أَعَاذَكِ اللّٰهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَسَأَلَتْ عَائِشَةُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَيُعَذَّبُ النَّاسُ فِيْ قُبُوْرِهِمْ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَائِذًا بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ، ثُمَّ رَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ غَدَاةٍ مَرْكَبًا، فَخَسَفَتِ الشَّمْسُ، فَرَجَعَ ضُحًى، فَمَرَّ بَيْنَ ظَهْرَانَيِ الْحُجَرِ، ثُمَّ قَامَ يُصَلِّيْ، وَقَامَ النَّاسُ وَرَاءَهُ،

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک یہودیہ ان سے سوال کرنے آئی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ عذاب قبر سے محفوظ رکھے' پس حضرت عائشہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کیا لوگوں کو قبروں میں عذاب دیا جاتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے' پھر ایک روز رسول اللہ ﷺ سوار ہو کر نکلے' پھر سورج کو گرہن لگ گیا' لہٰذا آپ دن چڑھے واپس لوٹ آئے اور حجروں کے پیچھے سے گزرے۔ پھر آپ نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے اور لوگ آپ کے پیچھے کھڑے

فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا ، ثُمَّ رَفَعَ ، فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا ، وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا ، وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ، ثُمَّ رَفَعَ ، فَسَجَدَ ، ثُمَّ قَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا ، وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا ، وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ، ثُمَّ رَفَعَ ، فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا ، وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ، ثُمَّ رَفَعَ ، ثُمَّ سَجَدَ ، ثُمَّ انْصَرَفَ ، فَقَالَ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقُوْلَ ، ثُمَّ اَمَرَهُمْ اَنْ يَّتَعَوَّذُوْا مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

صحیح البخاری (١٠٥٠) صحیح مسلم (٢٠٩٦، ٢٠٩٥)

تھے' پھر آپ نے طویل قیام کیا' پھر طویل رکوع کیا' پھر اٹھے تو طویل قیام کیا اور یہ پہلے قیام سے کم تھا' پھر طویل رکوع کیا لیکن یہ پہلے رکوع سے کم تھا' پھر اٹھے اور سجدہ کیا' پھر کھڑے ہو کر طویل قیام کیا اور یہ پہلے قیام سے کم تھا' پھر طویل رکوع کیا اور یہ پہلے رکوع سے کم طویل تھا' پھر اٹھے اور طویل قیام کیا لیکن یہ پہلے قیام سے کم طویل تھا' پھر رکوع کیا اور یہ پہلے رکوع سے کم طویل تھا' پھر اٹھے' پھر سجدہ کیا' پھر فارغ ہوئے تو فرمایا اور جو اللہ نے چاہا وہ فرمایا' پھر لوگوں کو حکم دیا کہ وہ عذاب قبر سے پناہ مانگا کریں۔

٢- بَابُ مَا جَآءَ فِيْ صَلٰوةِ الْكُسُوْفِ

نمازِ کسوف کے بارے میں روایات

٢١٥- **حَدَّثَنِيْ** يَحْيٰى ، عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ ، عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ ، اَنَّهَا قَالَتْ اَتَيْتُ عَائِشَةَ ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ ، حِيْنَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ ، فَاِذَا النَّاسُ قِيَامٌ يُصَلُّوْنَ ، وَاِذَا هِيَ قَائِمَةٌ تُصَلِّيْ ، فَقُلْتُ مَا لِلنَّاسِ؟ فَاَشَارَتْ بِيَدِهَا نَحْوَ السَّمَآءِ وَقَالَتْ سُبْحَانَ اللّٰهِ ، فَقُلْتُ اٰيَةٌ؟ فَاَشَارَتْ بِرَاْسِهَا اَنْ نَعَمْ. قَالَتْ فَقُمْتُ حَتّٰى تَجَلَّانِي الْغَشْيُ ، وَجَعَلْتُ اَصُبُّ فَوْقَ رَاْسِي الْمَآءَ ، فَحَمِدَ اللّٰهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ، ثُمَّ قَالَ مَا مِنْ شَيْءٍ كُنْتُ لَمْ اَرَهُ اِلَّا قَدْ رَاَيْتُهُ فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا ، حَتَّى الْجَنَّةُ وَالنَّارُ ، وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّكُمْ تُفْتَنُوْنَ فِي الْقُبُوْرِ مِثْلَ ، اَوْ قَرِيْبًا مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ (لَا اَدْرِيْ اَيَّتَهُمَا قَالَتْ اَسْمَآءُ). يُؤْتٰى اَحَدُكُمْ فَيُقَالُ لَهُ مَا عِلْمُكَ بِهٰذَا الرَّجُلِ؟ فَاَمَّا الْمُؤْمِنُ ، اَوِ الْمُوْقِنُ ، (لَا اَدْرِيْ اَيَّ ذٰلِكَ قَالَتْ اَسْمَآءُ). فَيَقُوْلُ هُوَ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ جَآءَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَالْهُدٰى ، فَاَجَبْنَا وَاٰمَنَّا وَاتَّبَعْنَا ، فَيُقَالُ لَهُ نَمْ صَالِحًا قَدْ عَلِمْنَا اِنْ كُنْتَ لَمُؤْمِنًا وَاَمَّا الْمُنَافِقُ اَوِ الْمُرْتَابُ (لَا اَدْرِيْ اَيَّتَهُمَا قَالَتْ اَسْمَآءُ). فَيَقُوْلُ لَا اَدْرِيْ ، سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ شَيْئًا ،

حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق سے روایت ہے کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئی جب کہ سورج کو گرہن لگا ہوا تھا تو لوگ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے اور یہ بھی نماز میں کھڑی تھیں' میں نے کہا کہ لوگوں کو کیا ہوا؟ پس انہوں نے اپنے ہاتھ سے آسمان کی جانب اشارہ کیا اور سبحان اللہ کہا۔ میں نے کہا: کوئی نشانی ہے؟ تو انہوں نے اثبات میں سر ہلایا' ان کا بیان ہے کہ میں کھڑی ہوئی تو مجھ پر غشی طاری ہونے لگی' لہٰذا میں اپنے سر پر پانی ڈالنے لگی' پھر رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی' پھر فرمایا کہ جن چیزوں کو میں نے دیکھا نہیں تھا انہیں اس مقام پر آج میں نے دیکھ لیا یہاں تک کہ جنت اور دوزخ کو بھی اور میری طرف یہ وحی کی گئی ہے کہ قبروں میں تمہاری آزمائش ہوگی فتنہ دجال کی طرح یا اس کے لگ بھگ (مجھے نہیں معلوم کہ دونوں میں سے حضرت اسماء نے کون سی بات کہی) تم میں سے ہر کسی کے پاس دو فرشتے آئیں گے۔ کہا جائے گا کہ اس شخص کے بارے میں تو کیا جانتا ہے؟ جو مومن یا یقین رکھنے والا ہوگا (معلوم نہیں دونوں میں سے حضرت اسماء نے کون سا لفظ کہا) وہ کہے گا کہ یہ تو محمد رسول اللہ ہیں جو ہمارے پاس کھلی نشانیاں اور ہدایت لے کر تشریف لائے تھے پس ہم نے ان کی دعوت قبول کی' ان پر ایمان لائے اور ان کی پیروی کی۔ اس

تَخْرِيْجُهُ: صحیح البخاری (١٨٤) صحیح مسلم (٢١٠٠-٢١٠١)

سے کہا جائے گا کہ آرام کی نیند سو جاؤ' ہمیں معلوم تھا کہ تم صاحب ایمان ہو' اگر وہ منافق یا شک رکھنے والا ہوگا (معلوم نہیں دونوں میں سے حضرت اسماء نے کون سا لفظ فرمایا) وہ کہے گا کہ مجھے کچھ معلوم نہیں' میں جو کچھ لوگوں سے سنتا وہی کہہ دیا کرتا تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے

١٣- كِتَابُ الْاِسْتِسْقَاءِ

نمازِ استسقاء کا بیان

١- بَابُ الْعَمَلِ فِي الْاِسْتِسْقَاءِ

نمازِ استسقاء کا طریقہ

٢١٦- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى ' عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ ' أَنَّهُ سَمِعَ عَبَّادَ بْنَ تَمِيْمٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ زَيْدِ الْمَازِنِيَّ يَقُوْلُ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَى الْمُصَلّٰى ' فَاسْتَسْقٰى ' وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ حِيْنَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ.

صحیح البخاری (١٠١٢) صحیح مسلم (٢٠٧٠-٢٠٧٢)

عباد بن تمیم کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن زید مازنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نمازِ استسقاء کے لیے نکلے اور جب آپ نے قبلہ کی جانب رخ کیا تو اپنی چادر کو الٹ دیا۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ صَلٰوةِ الْاِسْتِسْقَاءِ كَمْ هِيَ؟ فَقَالَ رَكْعَتَانِ ' وَلٰكِنْ يَبْدَأُ الْاِمَامُ بِالصَّلٰوةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ ' فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ ' ثُمَّ يَخْطُبُ قَائِمًا ' وَيَدْعُوْ ' وَيَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ ' وَيُحَوِّلُ رِدَاءَهُ حِيْنَ يَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ ' وَيَجْهَرُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بِالْقِرَاءَةِ ' وَاِذَا حَوَّلَ رِدَاءَهُ جَعَلَ الَّذِيْ عَلٰى يَمِيْنِهِ عَلٰى شِمَالِهِ ' وَالَّذِيْ عَلٰى شِمَالِهِ عَلٰى يَمِيْنِهِ ' وَيُحَوِّلُ النَّاسُ اَرْدِيَتَهُمْ اِذَا حَوَّلَ الْاِمَامُ رِدَاءَهُ ' وَ يَسْتَقْبِلُوْنَ الْقِبْلَةَ ' وَهُمْ قُعُوْدٌ.

امام مالک سے نمازِ استسقاء کے متعلق پوچھا گیا کہ کتنی ہے؟ تو فرمایا کہ دو رکعتیں ہیں لیکن امام خطبے سے پہلے نماز پڑھائے' جب دو رکعتیں پڑھ لیں تو خطبہ دے اور کھڑے کھڑے دعا کرے اور قبلہ رو ہو جائے اور قبلہ رو ہوتے وقت اپنی چادر کو الٹ دے اور دونوں رکعتوں میں آواز سے قرأت پڑھے اور جب چادر کو الٹے تو جو حصہ دائیں جانب ہے اسے بائیں جانب کرے اور جو بائیں جانب ہے اسے دائیں جانب الٹ لے اور جب امام اپنی چادر کو الٹے تو مقتدی بھی اپنی چادریں الٹ لیں اور قبلہ رو ہو کر بیٹھیں۔

٢- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْاِسْتِسْقَاءِ

نمازِ استسقاء کے بارے میں روایات

٢١٧- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى ' عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ ' عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا اسْتَسْقٰى قَالَ اَللّٰهُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ وَبَهِيْمَتَكَ ' وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ ' وَاَحْيِ بَلَدَكَ الْمَيِّتَ.

سنن ابوداؤد (١١٧٦)

حضرت عمرو بن شعیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نمازِ استسقاء پڑھتے تو یوں دعا کرتے: اے اللہ! اپنے بندوں اور جانوروں کو پانی پلا اور اپنی رحمت کو پھیلا اور اپنے مرے ہوئے ملک کو زندہ کر۔

٢١٨- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ شَرِيْكِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ نَمِرٍ ' عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ ' اَنَّهُ قَالَ جَاءَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک آدمی نے حاضر ہو کر

رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلَكَتِ الْمَوَاشِي، وَتَقَطَّعَتِ السُّبُلُ، فَادْعُ اللّٰهَ، فَدَعَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَمُطِرْنَا مِنَ الْجُمُعَةِ إِلَى الْجُمُعَةِ، قَالَ: فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ تَهَدَّمَتِ الْبُيُوتُ، وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ، وَهَلَكَتِ الْمَوَاشِي، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: اَللّٰهُمَّ ظُهُورَ الْجِبَالِ، وَالْآكَامِ، وَبُطُونَ الْأَوْدِيَةِ، وَمَنَابِتَ الشَّجَرِ، قَالَ: فَانْجَابَتْ عَنِ الْمَدِينَةِ انْجِيَابَ الثَّوْبِ.

صحیح البخاری (١٠١٣) صحیح مسلم (٢٠٧٥)

قَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ فَاتَتْهُ صَلَاةُ الْاِسْتِسْقَاءِ، وَأَدْرَكَ الْخُطْبَةَ، فَأَرَادَ أَنْ يُصَلِّيَهَا فِي الْمَسْجِدِ، أَوْ فِي بَيْتِهِ إِذَا رَجَعَ، قَالَ مَالِكٌ: هُوَ مِنْ ذٰلِكَ فِي سَعَةٍ إِنْ شَاءَ فَعَلَ، أَوْ تَرَكَ.

٣- بَابُ الْاِسْتِمْطَارِ بِالنُّجُومِ

٢١٩- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الصُّبْحِ بِالْحُدَيْبِيَةِ عَلَى إِثْرِ سَمَاءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلِ. فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ، فَقَالَ: أَتَدْرُونَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟ قَالُوا: اَللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: قَالَ: أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي، وَكَافِرٌ بِي. فَأَمَّا مَنْ قَالَ: مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَتِهِ، فَذٰلِكَ مُؤْمِنٌ بِي كَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ. وَأَمَّا مَنْ قَالَ: مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا، فَذٰلِكَ كَافِرٌ بِي مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ.

صحیح البخاری (٧٤٦) صحیح مسلم (٢٢٨)

٢٢٠- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ: إِذَا أَنْشَأَتْ بَحْرِيَّةً، ثُمَّ تَشَاءَمَتْ، فَتِلْكَ عَيْنٌ غُدَيْقَةٌ.

(رسالہ وصل البلاغات الاربع فی الموطا لابن الصلاح ج ١ ص ٢٥)

[٢٢١] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ أَبَا

گزارش کی: یا رسول اللہ! مویشی ہلاک ہو گئے اور راستے بند ہو گئے لہٰذا اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے دعا کی تو اس جمعہ سے اگلے جمعہ تک بارش ہوتی رہی۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! گھر گر گئے، راستے بند ہو گئے اور مویشی ہلاک ہو گئے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے یوں دعا کی: اے اللہ! پہاڑوں اور ٹیلوں پر، میدانی علاقوں میں اور جنگلات پر بارش برسا، راوی کا بیان ہے کہ مدینہ منورہ کے اوپر سے بادل یوں پھٹ گیا جیسے کپڑا پھٹتا ہے۔

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس سے نماز استسقاء رہ گئی اور خطبے میں شامل ہو گیا اور واپس لوٹنے پر وہ مسجد یا گھر میں نماز پڑھنا چاہے؟ امام مالک نے فرمایا کہ اس میں گنجائش ہے چاہے پڑھے چاہے نہ پڑھے۔

بارش کو ستاروں کی وجہ سے جاننا

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں مقام حدیبیہ میں بھیگی زمین پر نماز فجر پڑھائی کیونکہ بارش ہوئی تھی۔ جب فارغ ہوئے تو لوگوں کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ لوگ عرض گزار ہوئے کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں، ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے بندوں نے یوں صبح کی کہ کچھ ایمان والے رہے اور کچھ کافر ہو گئے۔ جس نے کہا کہ ہم پر اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت سے بارش ہوئی ان کا مجھ پر ایمان رہا اور ستاروں کے منکر ہوئے اور جس نے کہا کہ ہم پر فلاں فلاں ستارے کے باعث بارش برسی تو وہ میرے منکر ہوئے اور ستاروں پر ایمان لے آئے۔

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے: جب ابر سمندر کی جانب سے اٹھ کر شام کی طرف جانے لگے تو وہ بھرپور چشمہ ہے۔

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت ابو ہریرہ فرمایا کرتے:

هُرَيْرَةَ كَانَ يَقُولُ إِذَا أَصْبَحَ، وَقَدْ مُطِرَ النَّاسُ مُطِرْنَا بِنَوْءِ الْفَتْحِ، ثُمَّ يَتْلُو هٰذِهِ الْآيَةَ ﴿مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا وَمَا يُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهُ مِنْ بَعْدِهِ﴾ (فاطر:۲).

جب صبح ہوا اور لوگوں پر بارش برس جائے تو ہم پر رحمت کی بارش ہوئی اور یہ آیت پڑھتے: "اللہ جو رحمت لوگوں کے لئے کھولے اس کا کوئی روکنے والا نہیں اور جو کچھ روک لے تو اس کی روک کے بعد اس کا کوئی چھوڑنے والا نہیں"۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

۱۴- كِتَابُ الْقِبْلَةِ

قبلہ کا بیان

۱- بَابُ النَّهْيِ عَنِ اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ وَالْإِنْسَانُ عَلَى حَاجَتِهِ

بول و براز کے وقت قبلہ رو ہونے کی ممانعت

۲۲۱- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ رَافِعِ بْنِ إِسْحَاقَ مَوْلَى لِآلِ الشِّفَاءِ، وَكَانَ يُقَالُ لَهُ مَوْلَى أَبِي طَلْحَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيَّ صَاحِبَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَهُوَ بِمِصْرَ يَقُولُ: وَاللّٰهِ مَا أَدْرِي كَيْفَ أَصْنَعُ بِهٰذِهِ الْكَرَابِيسِ؟ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا ذَهَبَ أَحَدُكُمُ الْغَائِطَ، أَوِ الْبَوْلَ، فَلَا يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ، وَلَا يَسْتَدْبِرْهَا بِفَرْجِهِ. صحیح البخاری (۱۴۴) صحیح مسلم (۶۰۸)

رافع بن اسحاق مولی آل شفاء جنہیں مولی ابوطلحہ کہا جاتا تھا، انہوں نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالی عنہ کو فرماتے ہوئے سنا جب کہ وہ مصر میں تھے کہ خدا کی قسم! مجھے نہیں معلوم کہ ان پاخانوں کا کیا بناؤں جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی پاخانہ یا پیشاب کرنے جائے تو قبلہ کی جانب منہ کر کے نہ بیٹھے اور نہ اس کی طرف پیٹھ کرے۔

۲۲۲- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى أَنْ تُسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةُ لِغَائِطٍ، أَوْ بَوْلٍ.

نافع نے ایک انصاری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بول و براز کے وقت قبلہ کی جانب منہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

۲- بَابُ الرُّخْصَةِ فِي اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ لِبَوْلٍ أَوْ غَائِطٍ

بول و براز کے وقت قبلہ رو ہونے کی اجازت

۲۲۳- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ عَمِّهِ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: إِنَّ أُنَاسًا يَقُولُونَ إِذَا قَعَدْتَ عَلَى حَاجَتِكَ، فَلَا تَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ، وَلَا بَيْتَ الْمَقْدِسِ. قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَقَدِ ارْتَقَيْتُ عَلَى ظَهْرِ بَيْتٍ لَنَا، فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى لَبِنَتَيْنِ مُسْتَقْبِلَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ لِحَاجَتِهِ، ثُمَّ قَالَ لَعَلَّكَ مِنَ الَّذِينَ يُصَلُّونَ عَلَى أَوْرَاكِهِمْ قَالَ قُلْتُ لَا أَدْرِي وَاللّٰهِ.

واسع بن حبان سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما فرمایا کرتے کہ لوگ کہتے ہیں: جب تم قضائے حاجت کے لیے بیٹھو تو قبلہ یا بیت المقدس کی جانب منہ نہ کیا کرو۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ میں اپنے گھر کی چھت پر چڑھا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ دو اینٹوں پر بیٹھے حاجت رفع فرما رہے تھے اور رخ بیت المقدس کی جانب تھا۔ پھر فرمایا کہ شاید تم ان لوگوں میں سے ہو جو اپنی سرین پر نماز پڑھا کرتے ہیں؟ میں عرض گزار ہوا کہ خدا کی قسم! میری سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔

قَالَ مَالِكٌ يَعْنِي الَّذِي يَسْجُدُ، وَلَا يَرْتَفِعُ عَلَى الْأَرْضِ، يَسْجُدُ وَهُوَ لَاصِقٌ بِالْأَرْضِ.

صحیح البخاری (١٤٥) صحیح مسلم (٦١٠-٦١١)

امام مالک نے فرمایا کہ مراد وہ لوگ ہیں جو سجدہ کرتے ہوئے زمین سے اونچے نہیں رہتے بلکہ زمین سے چمٹ جاتے ہیں۔

٣- بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْبُصَاقِ فِي الْقِبْلَةِ

جانب قبلہ تھوکنے کی ممانعت

٢٢٤- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَأَى بُصَاقًا فِي جِدَارِ الْقِبْلَةِ، فَحَكَّهُ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ، فَقَالَ إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّي، فَلَا يَبْصُقْ قِبَلَ وَجْهِهِ، فَإِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قِبَلَ وَجْهِهِ إِذَا صَلَّى.

صحیح البخاری (٤٠٦) صحیح مسلم (١٢٢٣)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دیوار قبلہ پر بلغم دیکھی تو اسے صاف کردیا اور پھر لوگوں کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز پڑھتا ہو تو قبلہ کی جانب نہ تھوکے کیونکہ اللہ تعالیٰ نمازی کے سامنے ہوتا ہے۔

٢٢٥- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَأَى فِي جِدَارِ الْقِبْلَةِ بُصَاقًا، أَوْ مُخَاطًا، أَوْ نُخَامَةً، فَحَكَّهُ. صحیح البخاری (٤٠٧) صحیح مسلم (١٢٢٥-١٢٢٦)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دیوار قبلہ پر تھوک، رینٹ یا بلغم دیکھی تو اسے وہاں سے صاف کردیا۔

٤- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِبْلَةِ

قبلہ کے بارے میں روایات

٢٢٦- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ قَالَ بَيْنَمَا النَّاسُ بِقُبَاءٍ فِي صَلٰوةِ الصُّبْحِ، إِذْ جَاءَهُمْ آتٍ، فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْآنٌ، وَقَدْ أُمِرَ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ، فَاسْتَقْبِلُوهَا، وَكَانَتْ وُجُوهُهُمْ إِلَى الشَّامِ، فَاسْتَدَارُوا إِلَى الْكَعْبَةِ.

صحیح البخاری (٤٠٣) صحیح مسلم (١١٧٨)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ لوگ مسجد قباء میں نماز فجر ادا کر رہے تھے کہ ایک شخص نے آ کر بتایا کہ آج رات رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوئی اور حکم دیا گیا ہے کہ کعبہ کی جانب منہ کیا کریں۔ لوگ پھر گئے۔ جب کہ ان کے منہ شام کی جانب تھے تو اب کعبہ کی طرف گھوم گئے۔

٢٢٧- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّهُ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ أَنْ قَدِمَ الْمَدِينَةَ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ، ثُمَّ حُوِّلَتِ الْقِبْلَةُ قَبْلَ بَدْرٍ بِشَهْرَيْنِ.

صحیح البخاری (٣٩٩) صحیح مسلم (١١٧٧)

سعید بن مسیب نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ میں تشریف لانے کے بعد سولہ مہینے تک بیت المقدس کی جانب نماز پڑھی۔ پھر غزوہ بدر سے دو ماہ پہلے قبلہ تبدیل فرما دیا گیا۔

[٢٣٢] أَثَر- حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ إِذَا تُوُجِّهَ قِبَلَ الْبَيْتِ.

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب بیت اللہ کی طرف منہ کرو گے تو قبلہ مشرق اور مغرب کے درمیان (جنوب میں) ہے۔

٥- بَابُ مَا جَاءَ فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ ﷺ

٢٢٨- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ رَبَاحٍ، وَ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ سَلْمَانَ الْأَغَرِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ صَلٰوةٌ فِي مَسْجِدِي هٰذَا، خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلٰوةٍ فِيمَا سِوَاهُ، إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ.

صحیح البخاری (۱۱۹۰) صحیح مسلم (۳۳۶۱)

مسجدِ نبوی کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری مسجد میں نماز پڑھنا دوسری مسجدوں کی ہزار نمازوں سے بہتر ہے سوائے مسجد حرام (خانہ کعبہ) کے۔

٢٢٩- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَوْ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَا بَيْنَ قَبْرِي وَ مِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ، وَ مِنْبَرِي عَلَى حَوْضِي. صحیح البخاری (۱۱۹۶) صحیح مسلم (۳۳۵۷)

حضرت ابو ہریرہ یا حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے۔

٢٣٠- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ الْمَازِنِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ. صحیح البخاری (۱۱۹۵) صحیح مسلم (۳۳۵۵-۳۳۵۶)

حضرت عبداللہ بن زید مازنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے گھر اور میرے منبر کی درمیانی جگہ جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے۔

٦- بَابُ مَا جَاءَ فِي خُرُوجِ النِّسَاءِ إِلَى الْمَسَاجِدِ

عورتوں کا مسجدوں میں جانا

٢٣١- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَمْنَعُوا إِمَاءَ اللَّهِ مَسَاجِدَ اللَّهِ. صحیح البخاری (۹۰۰) صحیح مسلم (۹۸۹)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی لونڈیوں کو مسجدوں سے نہ روکو۔

٢٣٢- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِذَا شَهِدَتْ إِحْدَاكُنَّ صَلٰوةَ الْعِشَاءِ فَلَا تَمَسَّنَّ طِيبًا.

صحیح مسلم (۹۹۵-۹۹۶)

حضرت بسر بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم (عورتوں) میں سے کوئی نماز عشاء کے لیے آئے تو خوشبو نہ لگائے۔

[٢٣٣] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَاتِكَةَ بِنْتِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ، امْرَأَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، أَنَّهَا كَانَتْ تَسْتَأْذِنُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ إِلَى الْمَسْجِدِ، فَيَسْكُتُ فَتَقُولُ وَاللَّهِ لَأَخْرُجَنَّ إِلَّا أَنْ تَمْنَعَنِي، فَلَا يَمْنَعُهَا.

حضرت عمر کی زوجہ حضرت عاتکہ بنت زید سے روایت ہے کہ وہ حضرت عمر سے مسجد میں جانے کی اجازت مانگا کرتی تھیں تو یہ خاموش ہو جاتے۔ انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم! میں جاتی رہوں گی جب تک آپ مجھے منع نہیں کریں گے لیکن انہوں نے منع نہ کیا۔

[۲۳۴]أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهَا قَالَتْ لَوْ أَدْرَكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا أَحْدَثَ النِّسَاءُ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسَاجِدَ، كَمَا مُنِعَهُ نِسَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ.

عمرہ بنت عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: آج کی عورتوں نے جو جدت پیدا کر لی ہے اگر رسول اللہ ﷺ اسے ملاحظہ فرماتے تو ضرور انہیں مسجدوں سے روک دیتے جیسے بنی اسرائیل کی عورتوں کو روکا گیا تھا۔

قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ فَقُلْتُ لِعَمْرَةَ أَوَ مُنِعَ نِسَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ الْمَسَاجِدَ؟ قَالَتْ نَعَمْ.

یحییٰ بن سعید نے عمرہ سے پوچھا: کیا بنی اسرائیل کی عورتوں کو روکا گیا تھا؟ فرمایا: ہاں۔ ف

صحیح البخاری(۸٦۹) صحیح مسلم(۹۹۸۔۹۹۹)

ف: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں عورتوں کا مسجد میں آنا بند کر دیا تھا کیونکہ اب تقویٰ وطہارت میں کمی آ گئی تھی' یہ فیصلہ اتفاق رائے سے کیا تھا اور موجودہ زمانے کو دیکھیے تو عورتوں کا گھروں سے نکلنا بغیر کسی شرعی ضرورت کے مناسب ہی نہیں ہے۔ جب مسلمان عورتوں کا خانۂ خدا میں نذرانۂ عبودیت پیش کرنے کے لیے جانا بھی مناسب نہیں تو بازاروں' دفتروں' کاروباری اداروں اور تفریح گاہوں میں جانا بھلا کس طرح جائز ہو سکتا ہے؟ اسلام نے عورت کو انمول جنس قرار دے کر اس کا دائرہ کار ایسا متعین فرمایا کہ عورت کا تقدس اور اس کی عزت برقرار رہ سکے۔ وہ چراغ خانہ بن کر پورے گھر کو بقعۂ نور اور جنت نظیر بنائے۔ افسوس اس پرفتن دور میں عورت نے اپنے تقدس کو بڑی بے دردی سے خود پامال کر لیا۔ مردوں نے بھی اس بے راہ روی میں اس کی خوب حوصلہ افزائی کی' اس نے چراغ خانہ ہو کر رہنے پر شمع محفل بننے کو ترجیح دینا شروع کر دی۔ اسے اپنی آزادی قرار دیا۔ گویا عطر اس بات پر منحصر ہے کہ وہ شیشی سے باہر رہے گا۔ شیشی میں رکھنا اس پر ظلم ہے۔ وہ شیشی سے باہر رہ کر بھی اپنا وجود برقرار رکھ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عقل سلیم عطا فرمائے۔ آمین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

۱۵- كِتَابُ الْقُرْآنِ

قرآن مجید کے بارے میں بیان

۱- بَابُ الْأَمْرِ بِالْوُضُوْءِ لِمَنْ مَسَّ الْقُرْآنَ

قرآن مجید چھونے کے لئے باوضو ہونے کا حکم

۲۳۳- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ، أَنَّ فِي الْكِتَابِ الَّذِي كَتَبَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِعَمْرِو بْنِ حَزْمٍ أَنْ لَا يَمَسَّ الْقُرْآنَ إِلَّا طَاهِرٌ.

عبداللہ بن ابو بکر بن حزم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرو بن حزم کے لئے جو خط لکھا اس میں یہ بھی تھا کہ قرآن مجید کو نہ چھوئے مگر جو باوضو ہو۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَا يَحْمِلُ أَحَدٌ الْمُصْحَفَ بِعِلَاقَتِهِ، وَلَا عَلَى وِسَادَةٍ إِلَّا وَهُوَ طَاهِرٌ، وَلَوْ جَازَ ذٰلِكَ لَحُمِلَ فِي خَبِيْئَتِهِ، وَلَمْ يُكْرَهْ ذٰلِكَ لِأَنْ يَكُوْنَ فِي يَدَيِ الَّذِي يَحْمِلُهُ شَيْءٌ يُدَنِّسُ بِهِ الْمُصْحَفَ، وَلٰكِنْ إِنَّمَا كُرِهَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَحْمِلُهُ، وَهُوَ غَيْرُ طَاهِرٍ إِكْرَامًا

امام مالک نے فرمایا کہ کوئی شخص قرآن کریم کو فیتے سے پکڑ کر یا تکیہ پر رکھ کر تو نہ اٹھائے مگر باوضو ہو کر' اگر قرآن کریم کو جزدان میں رکھ کر اٹھانا مکروہ نہ ہوتا تو اس کی جلد کو بھی چھو سکتے لیکن یہاں کراہت اٹھانے والے کے بے وضو ہونے میں ہے بوجہ قرآن مجید کے احترام اور تعظیم کے۔

لِلْقُرْآنِ وَتَعْظِيمًا لَهُ.

قَالَ مَالِكٌ أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِي هٰذِهِ الْآيَةِ ﴿لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ﴾ (الواقعہ:۷۹). إِنَّمَا هِيَ بِمَنْزِلَةِ هٰذِهِ الْآيَةِ الَّتِي فِي عَبَسَ وَتَوَلّٰى قَوْلُ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ﴿كَلَّا إِنَّهَا تَذْكِرَةٌ. فَمَنْ شَاءَ ذَكَرَهُ. فِي صُحُفٍ مُكَرَّمَةٍ. مَرْفُوعَةٍ مُطَهَّرَةٍ. بِأَيْدِي سَفَرَةٍ. كِرَامٍ بَرَرَةٍ﴾ (عبس:۱۱۔۱۶).

امام مالک نے فرمایا کہ اس بارے میں جو سنا سب سے عمدہ یہ آیت ہے: ''اسے نہ چھوئیں مگر باوضو'' یہ اس آیت کے قریب ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ عبس میں فرمایا ہے: ''یوں نہیں یہ تو سمجھانا ہے تو جو چاہے اسے یاد کرے ان صحیفوں میں کہ عزت والے ہیں' بلندی والے پاکی والے' ایسی ہستیوں کے لکھے ہوئے جو کرم والے نکوئی والے ہیں''۔

۲- بَابُ الرُّخْصَةِ فِي قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ عَلٰى غَيْرِ وُضُوْءٍ

بغیر وضو کے قرآن مجید پڑھنا

حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ أَبِي تَمِيمَةَ السَّخْتِيَانِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ فِي قَوْمٍ وَهُمْ يَقْرَؤُونَ الْقُرْآنَ، فَذَهَبَ لِحَاجَتِهِ، ثُمَّ رَجَعَ وَهُوَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَتَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَلَسْتَ عَلٰى وُضُوءٍ؟ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ مَنْ أَفْتَاكَ بِهٰذَا أَمُسَيْلِمَةُ؟

محمد بن سیرین سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھ لوگوں کے پاس تھے جو تلاوت کر رہے تھے۔ پس آپ کسی ضرورت سے گئے اور جب لوٹے تو قرآن کریم کی تلاوت کرنے لگے۔ ایک آدمی نے کہا کہ اے امیر المومنین! کیا آپ بغیر وضو کے قرآن مجید پڑھ رہے ہیں؟ حضرت عمر نے فرمایا کہ تمہیں یہ فتویٰ کس نے دیا؟ کیا مسیلمہ کذاب نے؟

۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَحْزِيبِ الْقُرْآنِ

تلاوتِ قرآن مجید کا ورد مقرر کرنا

۲۳۴- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَنْ فَاتَهُ حِزْبُهُ مِنَ اللَّيْلِ، فَقَرَأَهُ حِينَ تَزُولُ الشَّمْسُ إِلٰى صَلَاةِ الظُّهْرِ، فَإِنَّهُ لَمْ يَفُتْهُ، أَوْ كَأَنَّهُ أَدْرَكَهُ. صحیح مسلم(۱۷۴۲)

عبدالرحمٰن بن عبدالقاری سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جس کا رات کا ورد فوت (قضاء) ہو جائے۔ پس وہ ظہر کے وقت زوالِ آفتاب سے پہلے پڑھ لے تو وقت فوت نہ ہوا گویا اس نے وقت پالیا۔

[۲۳۵] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ أَنَا وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ جَالِسَيْنِ، فَدَعَا مُحَمَّدٌ رَجُلًا، فَقَالَ أَخْبِرْنِي بِالَّذِي سَمِعْتَ مِنْ أَبِيكَ، فَقَالَ الرَّجُلُ أَخْبَرَنِي أَبِي أَنَّهُ أَتٰى زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ، فَقَالَ لَهُ كَيْفَ تَرٰى فِي قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فِي سَبْعٍ؟ فَقَالَ زَيْدٌ حَسَنٌ، وَلَأَنْ أَقْرَأَهُ فِي نِصْفٍ، أَوْ عَشْرٍ، أَحَبُّ إِلَيَّ، وَسَلْنِي لِمَ ذَاكَ؟ قَالَ فَإِنِّي أَسْأَلُكَ. قَالَ زَيْدٌ لِكَيْ أَتَدَبَّرَهُ وَأَقِفَ عَلَيْهِ.

یحییٰ بن سعید کا بیان ہے کہ میں اور محمد بن یحییٰ بن حبان بیٹھے ہوئے تھے کہ محمد نے ایک آدمی کو بلایا اور کہا کہ مجھے وہ بات بتایئے جو آپ نے اپنے والدِ محترم سے سنی ہے۔ اس آدمی نے کہا کہ مجھے والد ماجد نے بتایا کہ میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ سات روز میں قرآن مجید ختم کرنا آپ کے نزدیک کیسا ہے؟ حضرت زید نے فرمایا کہ اچھا ہے لیکن میں پندرہ یا دس روز میں پڑھتا ہوں اور یہی مجھے پسند ہے۔ پوچھو کیوں؟ عرض گزار ہوئے کہ بتایئے؟ فرمایا: تاکہ غور و فکر کر سکوں اور یاد کرلوں۔

٤- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقُرْآنِ

قرآن مجید کے بارے میں روایات

٢٣٥- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ، أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ عَلَى غَيْرِ مَا أَقْرَؤُهَا، وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَقْرَأَنِيهَا، فَكِدْتُ أَنْ أَعْجَلَ عَلَيْهِ، ثُمَّ أَمْهَلْتُهُ حَتَّى انْصَرَفَ، ثُمَّ لَبَّبْتُهُ بِرِدَائِهِ، فَجِئْتُ بِهِ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي سَمِعْتُ هٰذَا يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ عَلَى غَيْرِ مَا أَقْرَأْتَنِيهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَرْسِلْهُ، ثُمَّ قَالَ اقْرَأْ يَا هِشَامُ، فَقَرَأَ الْقِرَاءَةَ الَّتِي سَمِعْتُهُ يَقْرَأُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ هٰكَذَا أُنْزِلَتْ، ثُمَّ قَالَ لِيَ اقْرَأْ فَقَرَأْتُهَا، فَقَالَ هٰكَذَا أُنْزِلَتْ، إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ. صحیح البخاری (٢٤١٩) صحیح مسلم (١٨٩٦)

عبدالرحمٰن بن عبدالقاری کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے حضرت ہشام بن حکیم بن حزام کو جس طرح میں نے پڑھی اس کے سوا اور ہی طرح سورۂ الفرقان پڑھتے ہوئے سنا حالانکہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے پڑھائی تھی۔ قریب تھا کہ میں ان پر ٹوٹ پڑتا لیکن میں نے انہیں مہلت دی یہاں تک کہ وہ نماز سے فارغ ہو گئے۔ پھر میں ان کی چادر ان کے گلے میں ڈال کر بارگاہ رسالت میں لے گیا اور عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ! جس طرح آپ نے مجھے سورۂ الفرقان پڑھائی میں نے انہیں اس کے خلاف پڑھتے ہوئے سنا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انہیں چھوڑ دو۔ پھر فرمایا کہ ہشام پڑھو۔ انہوں نے اسی طرح پڑھی جیسے میں نے سنی تھی۔ حضور نے فرمایا کہ اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ پھر مجھ سے فرمایا کہ پڑھو۔ میں نے پڑھی تو فرمایا: اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ یہ قرآن سات قرأتوں میں نازل ہوا ہے جو قرأت جس کے لئے آسان ہو اس طرح پڑھے۔

٢٣٦- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْآنِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْإِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ إِنْ عَاهَدَ عَلَيْهَا أَمْسَكَهَا وَإِنْ أَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ.
صحیح البخاری (٥٠٣١) صحیح مسلم (١٨٣٦)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرآن کریم پڑھنے والے کی مثال اونٹ والے جیسی ہے، اگر باندھے گا تو رکا رہے گا اور کھول دے گا تو چلا جائے گا۔

٢٣٧- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ يَأْتِيكَ الْوَحْيُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَحْيَانًا يَأْتِينِي فِي مِثْلِ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ، وَهُوَ أَشَدُّهُ عَلَيَّ فَيَفْصِمُ عَنِّي، وَقَدْ وَعَيْتُ مَا قَالَ، وَأَحْيَانًا يَتَمَثَّلُ لِيَ الْمَلَكُ رَجُلًا، فَيُكَلِّمُنِي، فَأَعِي مَا يَقُولُ. قَالَتْ عَائِشَةُ وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يَنْزِلُ عَلَيْهِ فِي الْيَوْمِ الشَّدِيدِ الْبَرْدِ فَيَفْصِمُ عَنْهُ وَإِنَّ جَبِينَهُ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقًا. صحیح البخاری (٢) صحیح مسلم (٦٠١٣)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت حارث بن ہشام نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ آپ پر وحی کس طرح آتی ہے؟ فرمایا: کبھی تو گھنٹی کی آواز کے مانند آتی ہے اور یہ مجھ پر سب سے سخت ہے۔ جب موقوف ہوتی ہے تو جو کہا گیا اسے یاد کر لیتا ہوں اور کبھی فرشتہ آدمی کی شکل میں آتا ہے اور بات کرتا ہے تو جو کہے میں یاد کر لیتا ہوں۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ میں نے آپ کو دیکھا کہ سخت سردی کے روز وحی نازل ہوئی، جب موقوف ہوئی تو آپ کی مبارک پیشانی سے پسینہ بہہ رہا تھا۔

٢٣٨- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ قَالَ أُنْزِلَتْ ﴿عَبَسَ وَتَوَلَّى﴾ (عبس:١) فِي عَبْدِ اللهِ بْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ، جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَجَعَلَ يَقُولُ يَا مُحَمَّدُ اسْتَدْنِينِي، وَعِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ رَجُلٌ مِنْ عُظَمَاءِ الْمُشْرِكِينَ، فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يُعْرِضُ عَنْهُ، وَيُقْبِلُ عَلَى الْآخَرِ، وَيَقُولُ يَا أَبَا فُلَانٍ هَلْ تَرَى بِمَا أَقُولُ بَأْسًا فَيَقُولُ لَا، وَالدِّمَاءِ مَا أَرَى بِمَا تَقُولُ بَأْسًا، فَأُنْزِلَتْ ﴿عَبَسَ وَتَوَلَّى. أَنْ جَاءَهُ الْأَعْمَى﴾ (عبس: ١-٢). سنن ترمذی (٣٣٣١)

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ سورۂ عبس حضرت عبداللہ بن ام مکتوم کے بارے میں نازل ہوئی۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے: اے محمد! مجھے اپنے نزدیک جگہ دیجئے اور نبی کریم ﷺ کے پاس اس وقت مشرکین کا ایک سردار بیٹھا تھا۔ پس نبی کریم ﷺ نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا اور دوسرے کی جانب متوجہ رہے اور فرماتے: اے ابو فلاں! کیا جو میں کہتا ہوں اس میں کوئی برائی ہے؟ وہ کہتا کہ بتوں کی قسم! جو آپ کہتے ہیں مجھے اس میں کوئی برائی نظر نہیں آتی' پس سورۂ عبس نازل ہوئی۔

٢٣٩- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، كَانَ يَسِيرُ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ، وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسِيرُ مَعَهُ لَيْلًا، فَسَأَلَهُ عُمَرُ عَنْ شَيْءٍ، فَلَمْ يُجِبْهُ، ثُمَّ سَأَلَهُ، فَلَمْ يُجِبْهُ، ثُمَّ سَأَلَهُ، فَلَمْ يُجِبْهُ، فَقَالَ عُمَرُ ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ عُمَرُ نَزَرْتَ رَسُولَ اللهِ ﷺ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلَّ ذٰلِكَ لَا يُجِيبُكَ قَالَ عُمَرُ فَحَرَّكْتُ بَعِيرِي حَتَّى إِذَا كُنْتُ أَمَامَ النَّاسِ، وَخَشِيتُ أَنْ يُنْزَلَ فِيَّ قُرْآنٌ فَمَا نَشِبْتُ أَنْ سَمِعْتُ صَارِخًا يَصْرُخُ بِي قَالَ فَقُلْتُ لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ يَكُونَ نَزَلَ فِيَّ قُرْآنٌ. قَالَ فَجِئْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ لَقَدْ أُنْزِلَتْ عَلَيَّ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ سُورَةٌ لَهِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ، ثُمَّ قَرَأَ ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا﴾ (الفتح:١).
صحیح البخاری (٤١٧٧)

اسلم عدوی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کے وقت سفر کر رہے تھے اور حضرت عمر ساتھ تھے۔ حضرت عمر نے کوئی بات پوچھی تو انہیں جواب نہ دیا' پھر پوچھی تو جواب نہ دیا' پوچھا تب بھی جواب نہ دیا۔ حضرت عمر نے دل میں کہا: ''اے عمر! تجھے تیری ماں روئے تو نے رسول اللہ ﷺ سے تین مرتبہ سوال کیا اور ایک مرتبہ بھی تجھے جواب نہ دیا گیا'' حضرت عمر نے فرمایا کہ میں نے اپنے اونٹ کو تیز کیا یہاں تک کہ لوگوں سے آگے جا نکلا اور ڈر رہا تھا کہ میرے بارے میں وحی نازل ہو جائے گی۔ اسی اثناء میں ایک پکارنے والا مجھے پکار رہا تھا۔ میں نے دل میں کہا: ''ڈر ہے کہ میرے بارے میں وحی نازل ہوگی'' پس میں نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا۔ فرمایا کہ آج رات مجھ پر ایک ایسی سورت نازل ہوئی ہے جو مجھے ان تمام چیزوں سے پیاری ہے جن پر سورج طلوع ہوتا ہے اور پھر آپ نے سورۂ الفتح پڑھی۔

٢٤٠- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ يَخْرُجُ فِيكُمْ قَوْمٌ تَحْقِرُونَ صَلَاتَكُمْ مَعَ صَلَاتِهِمْ، وَصِيَامَكُمْ مَعَ صِيَامِهِمْ، وَأَعْمَالَكُمْ مَعَ أَعْمَالِهِمْ، يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ، وَلَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں سے کچھ لوگ ایسے نکلیں گے کہ تم اپنی نمازوں کو ان کی نمازوں کے سامنے حقیر جانو گے اور اپنے روزوں کو ان کے روزوں کے سامنے اور اپنے اعمال کو ان کے اعمال کے سامنے' وہ قرآن کریم پڑھیں گے لیکن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے۔ اگر اس کے پیکان کو دیکھو تو کچھ نہ

الرِّيْشَةِ' تَنْظُرُ فِي النَّصْلِ فَلَا تَرٰى شَيْئًا' وَتَنْظُرُ فِي الْقِدْحِ فَلَا تَرٰى شَيْئًا' وَتَنْظُرُ فِي الرِّيْشِ' فَلَا تَرٰى شَيْئًا' وَتَتَمَارٰى فِي الْفُوْقِ.

صحیح البخاری (۵۰۵۸) صحیح مسلم (۲۴۵۲-۲۴۵۳)

پاؤ' لکڑی کو دیکھو تو اس میں کچھ نہ پاؤ اور پیر کو دیکھو تو کچھ نہ پاؤ اور تمہیں سوفار (وہ حصہ جو تیر انداز کی چٹکی میں ہوتا ہے) پر شک گزرے۔ف

ف: اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ اسلام کے اندر ایک ایسا فرقہ بھی ہوگا جو نماز روزے اور دیگر اعمال صالحہ کے لحاظ سے مسلمانوں میں سب سے بہتر نظر آئے گا۔ وہ قرآن کریم کو کثرت سے پڑھیں گے۔ زبانی طور پر حافظ و قاری' مولوی و مفسر وغیرہ بن کر کلام الٰہی پڑھتے اور سمجھاتے پھریں گے لیکن قرآن کریم ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ ان کے دلوں پر قرآن مجید کا ذرا بھی اثر نہیں ہوگا کیونکہ ان کی دائرہ اسلام سے خارجی ہو چکی ہوگی۔ اسلام کے دائرے میں آنا یا اس دائرے سے نکلنا عقائد کی بناء پر ہوتا ہے۔ اسلامی عقائد اختیار کر کے غیر مسلم ہو جاتا ہے اور ایک بھی غیر اسلامی عقیدہ اختیار کرنے سے ایک سچا اور پکا مسلمان بھی اسلام کے دائرے سے باہر نکل جاتا ہے۔ ایسا شخص اس کے بعد خواہ کتنا ہی نمازی و حاجی یا مولانا و مفتی بنے لیکن عند اللہ اور عند الناس ہرگز مسلمان نہیں ہے جب تک اس غیر اسلامی عقیدے سے توبہ کر کے از سر نو اسلام قبول نہ کرے۔ صحابہ کرام اس حدیث کو خوارج پر منطبق کیا کرتے تھے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو خوارج کو بدترین مخلوق شمار فرمایا کرتے تھے۔ (بخاری شریف)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اتمام حجت کے بعد نہروان کے مقام پر خوارج سے جہاد کیا اور ان کی اکثریت کو واصل جہنم کیا تھا' بخاری شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں ان لوگوں کو پاؤں تو قوم عاد کی طرح انہیں ہلاک کر دوں۔ احادیث مطہرہ میں ان کی مختلف نشانیاں بیان فرمائی گئی ہیں۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ خوارج مختلف رنگوں اور ناموں کے ساتھ قیامت تک ظاہر ہوتے رہیں گے اور ان کا آخری گروہ دجال کے ساتھ ہوگا۔ مسلمانوں سے عداوت اور کافروں بت پرستوں سے مودت ان کی عام نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر دور کے مسلمانوں کو ان گندم نما جو فروش قسم کے مدعیان اسلام کے شر سے محفوظ و مامون رکھے۔ آمین

[۲۳۶] اَثَر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ' اَنَّهٗ بَلَغَهٗ' اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ مَكَثَ عَلٰى سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ ثَمَانِيَ سِنِيْنَ يَتَعَلَّمُهَا.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن عمر آٹھ سال تک سورۂ البقرہ کو سیکھتے رہے۔

۵- بَابُ مَا جَآءَ فِيْ سُجُوْدِ الْقُرْاٰنِ

سجدۂ تلاوت کے متعلق روایات

۲۴۱- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى' عَنْ مَالِكٍ' عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ مَوْلَى الْاَسْوَدِ بْنِ سُفْيَانَ' عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ' اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَرَاَ لَهُمْ ﴿اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ﴾ (الانشقاق: ۱) فَسَجَدَ فِيْهَا' فَلَمَّا انْصَرَفَ اَخْبَرَهُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سَجَدَ فِيْهَا.

صحیح البخاری (۱۰۷۴) صحیح مسلم (۱۲۹۹)

ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورۂ انشقاق پڑھی تو سجدہ کیا' جب فارغ ہوئے تو لوگوں کو بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی اس میں سجدہ کیا تھا۔

[۲۳۷] اَثَر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ' عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ' اَنَّ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ مِصْرَ اَخْبَرَهٗ' اَنَّ عُمَرَ بْنَ

نافع مولیٰ ابن عمر نے ایک مصری سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورۂ الحج کی تلاوت کی تو اس میں

الْخَطَّابِ قَرَأَ سُوْرَةَ الْحَجِّ ، فَسَجَدَ فِيْهَا سَجْدَتَيْنِ ، ثُمَّ قَالَ إِنَّ هٰذِهِ السُّوْرَةَ فُضِّلَتْ بِسَجْدَتَيْنِ.

دو سجدے کیے۔ پھر فرمایا کہ یہ سورت دو سجدوں کے ساتھ فضیلت دی گئی ہے۔

[۲۳۸] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ ، أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عُمَرَ يَسْجُدُ فِيْ سُوْرَةِ الْحَجِّ سَجْدَتَيْنِ.

عبد اللہ بن دینار سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو سورۂ الحج میں دو سجدے کرتے دیکھا۔

[۲۳۹] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنِ الْأَعْرَجِ ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَرَأَ ﴿وَالنَّجْمِ إِذَا هَوٰى﴾ (النجم:۱) ، فَسَجَدَ فِيْهَا ، ثُمَّ قَامَ فَقَرَأَ بِسُوْرَةٍ أُخْرٰى.

ابن شہاب نے اعرج سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورۂ والنجم پڑھی تو اس میں سجدہ کیا' پھر کھڑے ہوئے اور دوسری سورت پڑھی۔

[۲۴۰] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ، عَنْ أَبِيْهِ ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَرَأَ سَجْدَةً وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ، فَنَزَلَ ، فَسَجَدَ ، وَسَجَدَ النَّاسُ مَعَهُ ، ثُمَّ قَرَأَهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرٰى ، فَتَهَيَّأَ النَّاسُ لِلسُّجُوْدِ ، فَقَالَ عَلٰى رِسْلِكُمْ إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكْتُبْهَا عَلَيْنَا إِلَّا أَنْ نَشَاءَ ، فَلَمْ يَسْجُدْ وَمَنَعَهُمْ أَنْ يَسْجُدُوْا.

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جمعہ کے روز منبر پر یہ آیتِ سجدہ پڑھی۔ پھر نیچے اتر کر سجدہ کیا اور لوگوں نے بھی ان کے ساتھ سجدہ کیا۔ پھر اگلے جمعہ کے روز بھی وہ پڑھی تو لوگ سجدہ کرنے کے لئے تیار ہوئے۔ فرمایا: رکے رہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے فرض نہیں فرمایا مگر جب ہم چاہیں' پس آپ نے سجدہ نہ کیا اور انہیں بھی سجدے سے منع کیا۔

قَالَ مَالِكٌ لَيْسَ الْعَمَلُ عَلٰى أَنْ يَنْزِلَ الْإِمَامُ إِذَا قَرَأَ السَّجْدَةَ عَلَى الْمِنْبَرِ ، فَيَسْجُدَ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارا اس پر عمل نہیں ہے کہ امام جب منبر پر آیتِ سجدہ پڑھے تو نیچے اترے اور پھر سجدہ کرے۔

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنَّ عَزَائِمَ سُجُوْدِ الْقُرْآنِ إِحْدٰى عَشْرَةَ سَجْدَةً. لَيْسَ فِي الْمُفَصَّلِ مِنْهَا شَيْءٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارا مذہب یہ ہے کہ ضروری سجدے قرآن کریم میں گیارہ ہیں اور ان میں سے مفصل سورتوں کے اندر ایک بھی نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ لَا يَنْبَغِيْ لِأَحَدٍ يَقْرَأُ مِنْ سُجُوْدِ الْقُرْآنِ شَيْئًا بَعْدَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ ، وَلَا بَعْدَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ ، وَذٰلِكَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ ، وَعَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ ، وَالسَّجْدَةُ مِنَ الصَّلٰوةِ فَلَا يَنْبَغِيْ لِأَحَدٍ أَنْ يَقْرَأَ سَجْدَةً فِيْ تَيْنِكَ السَّاعَتَيْنِ.

امام مالک نے فرمایا کہ کسی کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ نمازِ فجر اور نمازِ عصر کے بعد سجدے کی کوئی آیت پڑھے اور یہ اس وجہ سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز فجر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے جب تک آفتاب طلوع نہ ہو جائے اور نمازِ عصر کے بعد نماز پڑھنے سے جب تک سورج غروب نہ ہو۔ اور سجدہ بھی نماز کا ایک حصہ ہے تو کسی کے لئے ان دونوں وقتوں میں آیت سجدہ کا پڑھنا مناسب نہیں ہے۔

سُئِلَ مَالِكٌ عَمَّنْ قَرَأَ سَجْدَةً وَامْرَأَةٌ حَائِضٌ تَسْمَعُ ، هَلْ لَهَا أَنْ تَسْجُدَ؟ قَالَ مَالِكٌ لَا يَسْجُدُ الرَّجُلُ ، وَلَا الْمَرْأَةُ ، إِلَّا وَهُمَا طَاهِرَانِ. وَسُئِلَ عَنْ

امام مالک سے اس کے متعلق پوچھا گیا کہ سجدہ کی آیت پڑھی جو حائضہ عورت نے سنی تو کیا وہ سجدہ کرے؟ امام مالک نے فرمایا کہ مرد ہوں یا عورت وہ سجدہ نہ کریں مگر جب پاک ہوں۔

امْرَاَةٍ قَرَاَتْ سَجْدَةً، وَرَجُلٌ مَعَهَا يَسْمَعُ عَلَيْهِ اَنْ يَسْجُدَ مَعَهَا؟ قَالَ مَالِكٌ لَيْسَ عَلَيْهِ اَنْ يَسْجُدَ مَعَهَا، اِنَّمَا تَجِبُ السَّجْدَةُ عَلَى الْقَوْمِ يَكُوْنُوْنَ مَعَ الرَّجُلِ فَيَاْتَمُّوْنَ بِهِ، فَيَقْرَاُ السَّجْدَةَ، فَيَسْجُدُوْنَ مَعَهُ، وَلَيْسَ عَلٰى مَنْ سَمِعَ سَجْدَةً مِنْ اِنْسَانٍ يَقْرَؤُهَا لَيْسَ لَهُ بِاِمَامٍ اَنْ يَسْجُدَ تِلْكَ السَّجْدَةَ. صحیح البخاری (۱۰۷۷)

اس عورت کے متعلق پوچھا گیا جس نے آیت سجدہ پڑھی اور اس کے ساتھ ایک آدمی سنتا ہے کیا وہ آدمی اس عورت کے ساتھ سجدہ کرے؟ امام مالک نے فرمایا کہ وہ آدمی اس عورت کے ساتھ سجدہ نہ کرے۔ سجدہ تو ان لوگوں پر واجب ہوتا ہے جو کسی کے ساتھ ہوں اور وہ امامت کرتا ہوا آیت سجدہ پڑھتا ہے، پس یہ لوگ اس کے ساتھ سجدہ کریں گے اور جو کسی سے آیت سجدہ سنے جو اس کا امام نہ ہو تو سننے والے پر سجدہ نہیں ہے۔ف

ف: امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک سجدۂ تلاوت سنت ہے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ امام احمد کے نزدیک واجب ہے۔ ہمارے آئمہ احناف شکر اللہ تعالیٰ سعیہم کے نزدیک ہر قاری وسامع پر سجدۂ تلاوت واجب ہے۔ اس کی شرائط نماز جیسی ہیں۔ احناف کے نزدیک پورے قرآن کریم میں چودہ سجدۂ تلاوت ہیں، جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

(۱) پارہ ۹، الاعراف: ۲۰۶ یعنی آخری
(۲) پارہ ۱۳، الرعد: ۱۵
(۳) پارہ ۱۴، النحل: ۵۰
(۴) پارہ ۱۵، بنی اسرائیل: ۱۰۹
(۵) پارہ ۱۶، مریم: ۵۸
(۶) پارہ ۱۷، الحج: ۱۸
(۷) پارہ ۱۹، الفرقان: ۶۰
(۸) پارہ ۱۹، النمل: ۲۶
(۹) پارہ ۲۱، السجدہ: ۱۵
(۱۰) پارہ ۲۳، ص: ۲۴
(۱۱) پارہ ۲۴، حم سجدہ: ۳۸
(۱۲) پارہ ۲۷، النجم: ۶۲ یعنی آخری
(۱۳) پارہ ۳۰، انشقاق: ۲۱
(۱۴) پارہ ۳۰، العلق: ۱۹ یعنی آخری

۶- بَابُ مَا جَاءَ فِيْ قِرَاءَةِ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ (الاخلاص: ۱) وَ ﴿تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ﴾ (الملک: ۱)

سورۂ اخلاص اور سورۂ ملک کا بیان

۲۴۲- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ صَعْصَعَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، اَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَاُ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ (الاخلاص: ۱) يُرَدِّدُهَا، فَلَمَّا اَصْبَحَ غَدَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ، وَكَانَ الرَّجُلَ يَتَقَالُّهَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ اِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ. صحیح البخاری (۵۰۱۳)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو بار بار سورۂ اخلاص پڑھتے ہوئے سنا۔ جب صبح ہوئی تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اس بات کا آپ سے ذکر کیا، گویا ان کے نزدیک وہ آدمی کم پڑھتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے یہ تو تہائی قرآن کے برابر ہے۔

۲۴۳- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ مَوْلٰى اٰلِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ، اَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ اَقْبَلْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَسَمِعَ رَجُلًا يَقْرَاُ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ (الاخلاص: ۱)، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَجَبَتْ،

عبید بن حنین نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آیا تو آپ نے ایک شخص کو سورۂ اخلاص پڑھتے ہوئے سن کر فرمایا: ''واجب ہوگئی'' میں عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! کیا چیز واجب ہوگئی؟ فرمایا کہ جنت۔ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا: میرا ارادہ ہوا کہ جا کر

فَـقَـالَ لَهُ مَاذَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ الْجَنَّةُ، فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَاَرَدْتُ اَنْ اَذْهَبَ اِلَيْهِ فَاُبَشِّرَهُ، ثُمَّ فَرِقْتُ اَنْ يَفُوْتَنِي الْغَدَاءُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَآثَرْتُ الْغَدَاءَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ ذَهَبْتُ اِلَى الرَّجُلِ، فَوَجَدْتُهُ قَدْ ذَهَبَ. سنن ترمذی (۲۸۹۷)

اسے خوشخبری سناؤں پھر میں ڈرا کہ مبادہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صبح کا کھانا کھانے سے محروم رہ جاؤں۔ چنانچہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھانا کھایا اور پھر اس آدمی کی طرف گیا تو معلوم ہوا کہ وہ جا چکا ہے۔

[۲۴۱] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، اَنَّهُ اَخْبَرَهُ اَنَّ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ (الاخلاص: ۱) تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ، وَاَنَّ ﴿تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ﴾ (الملک: ۱) تُجَادِلُ عَنْ صَاحِبِهَا.

...حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت ہے کہ سورۂ اخلاص تہائی قرآن کے برابر ہے اور "تبارک الذی بیده الملک" اپنے پڑھنے والے کی طرف سے جھگڑے گی۔

۷- بَابُ مَا جَاءَ فِيْ ذِكْرِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى

ذکرِ الٰہی کی فضیلت کے بارے میں روایات

۲۴۴- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُمَيٍّ مَوْلٰى اَبِيْ بَكْرٍ، عَنْ اَبِيْ صَالِحِ السَّمَّانِ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ فِيْ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ، كَانَتْ لَهُ عَدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ، وَكُتِبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ، وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ، وَكَانَتْ لَهُ حِرْزًا مِّنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهُ ذٰلِكَ، حَتّٰى يُمْسِيَ، وَلَمْ يَاْتِ اَحَدٌ بِاَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهِ اِلَّا اَحَدٌ عَمِلَ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ.

صحیح البخاری (۳۲۹۳) صحیح مسلم (۶۷۸۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو روزانہ سو مرتبہ یہ کہے: "نہیں کوئی معبود مگر اللہ' وہ اکیلا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' اسی کی بادشاہی ہے اور حمد اسی کے لئے ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے" تو اس کو دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا' اس کے لئے سو نیکیاں لکھ دی جائیں گی اور اس کی سو برائیاں مٹا دی جائیں گی اور وہ اس کے باعث اس روز شام تک شیطان کے شر سے بچا رہے گا اور اس شخص سے بہتر دوسرا آدمی عمل نہ لا سکے گا مگر جو اسے زیادہ پڑھے۔

۲۴۵- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُمَيٍّ مَوْلٰى اَبِيْ بَكْرٍ، عَنْ اَبِيْ صَالِحِ السَّمَّانِ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَبِحَمْدِهِ فِيْ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ عَنْهُ خَطَايَاهُ، وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ. (صحیح البخاری (۶۴۰۵) صحیح مسلم (۶۷۸۳)

ابو صالح سمان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو روزانہ سو مرتبہ "سبحان الله وبحمده" کہے تو اس کے گناہ معاف فرما دیئے جائیں گے خواہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

۲۴۶- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَبِيْ عُبَيْدٍ مَوْلٰى سُلَيْمَانَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، اَنَّهُ قَالَ مَنْ سَبَّحَ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ ثَلَاثًا

عطاء بن یزید سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جو ہر نماز کے بعد تینتیس مرتبہ "سبحان الله" تینتیس مرتبہ "الله اکبر" اور تینتیس مرتبہ "الحمد لله" کہے

وَثَلَاثِيْنَ ، وَكَبَّرَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ ، وَحَمِدَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ ، وَخَتَمَ الْمِائَةَ بِلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ ، لَهُ الْمُلْكُ ، وَلَهُ الْحَمْدُ ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ، غُفِرَتْ ذُنُوْبُهُ وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ.

صحیح مسلم (۱۳۵۱)

اور یہ کہہ کر سو پورے کرے کہ "نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہی ہے اور حمد اسی کے لئے ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے" تو اس کے تمام گناہ معاف فرما دیئے جاتے ہیں خواہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

[۲۴۲] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ صَيَّادٍ ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ ، أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُوْلُ فِيْ ﴿وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ﴾ (الکہف:۴۶) إِنَّهَا قَوْلُ الْعَبْدِ اللّٰهُ أَكْبَرُ ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ.

عمارہ بن صیاد نے سعید بن میسّب کو فرماتے ہوئے سنا کہ باقی رہنے والی نیکیاں اور بندے کے کہنے والی بات یہ کلمے ہیں: الله اکبر ، سبحان الله. الحمد لله. لا اله الا الله . ولا حول ولا قوة الا بالله۔

۲۴۷- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ زِيَادِ بْنِ أَبِيْ زِيَادٍ ، أَنَّهُ قَالَ قَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ أَعْمَالِكُمْ ، وَأَرْفَعِهَا فِيْ دَرَجَاتِكُمْ ، وَأَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِيْكِكُمْ ، وَخَيْرٍ لَكُمْ مِنْ إِعْطَاءِ الذَّهَبِ ، وَالْوَرِقِ وَخَيْرٍ لَكُمْ مِنْ أَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوْا أَعْنَاقَهُمْ ، وَيَضْرِبُوْا أَعْنَاقَكُمْ؟ قَالُوْا بَلٰى. قَالَ ذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى.

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں وہ عمل نہ بتاؤں جو تمہارے اعمال میں سب سے بہتر ہو، تمہارے درجات میں سب سے بلند ہو، تمہارے مالک کے پاس سب سے پاکیزہ ہو، تمہارے لئے سونا اور چاندی خیرات کرنے سے بہتر ہو اور تم دشمنوں سے ٹکرا جاؤ اور ان کی گردنیں اتار دو یا وہ تمہاری گردنیں اتار دیں، اس سے بھی بہتر ہو، لوگ عرض گزار ہوئے کہ کیوں نہیں۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا۔

قَالَ زِيَادُ بْنُ أَبِيْ زِيَادٍ وَقَالَ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ مَا عَمِلَ ابْنُ آدَمَ مِنْ عَمَلٍ أَنْجٰى لَهُ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ.

سنن ترمذی (۳۳۷۷) سنن ابن ماجہ (۳۷۹۰)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بنی آدم کا کوئی عمل بھی ایسا نہیں ہے جو اسے خدا کے عذاب سے بچانے میں اللہ کے ذکر سے بڑھ کر ہو۔

۲۴۸- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ ، عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُجْمِرِ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَحْيَى الزُّرَقِيِّ ، عَنْ أَبِيْهِ ، عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ ، أَنَّهُ قَالَ كُنَّا يَوْمًا نُصَلِّيْ وَرَاءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، فَلَمَّا رَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ وَقَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ قَالَ رَجُلٌ وَرَاءَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ. فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنِ الْمُتَكَلِّمُ آنِفًا؟ فَقَالَ الرَّجُلُ أَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَقَدْ رَأَيْتُ بِضْعَةً وَّثَلَاثِيْنَ مَلَكًا يَبْتَدِرُوْنَهَا أَيُّهُمْ يَكْتُبُهُنَّ

حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک روز ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے رکوع سے سر اٹھایا اور "سمع الله لمن حمده" کہا تو ایک شخص نے کہا جو آپ کے پیچھے تھا "ربنا ولک الحمد حمدا كثيرا طيبا مبارکا فيه"۔ جب رسول اللہ ﷺ فارغ ہوئے تو فرمایا کہ ابھی ابھی کون بولا؟ وہ عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! میں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تیس سے زیادہ فرشتوں کو دیکھا کہ ہر ایک اس کا ثواب سب سے پہلے لکھنے کے لئے لپک رہا تھا۔

أَوَّلُ (أَوَّلًا). صحیح البخاری (۷۹۹)

٨- بَابُ مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ

دعا کے بارے میں روایات

٢٤٩- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ يَدْعُو بِهَا، فَأُرِيدُ أَنْ أَخْتَبِيءَ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي فِي الْآخِرَةِ.

صحیح البخاری (٦٣٠٤) صحیح مسلم (٤٨٦)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر نبی کے لئے ایک دعا کی اجازت تھی جو چاہے مانگتا۔ میں نے چاہا کہ اپنی دعا کو اٹھا رکھوں تاکہ آخرت میں اپنی امت کی شفاعت کروں۔

٢٥٠- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَدْعُو فَيَقُولُ اللَّهُمَّ فَالِقَ الْإِصْبَاحِ وَجَاعِلَ اللَّيْلِ سَكَنًا، وَالشَّمْسِ وَالْقَمَرِ حُسْبَانًا، اِقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ، وَأَغْنِنِي مِنَ الْفَقْرِ، وَ أَمْتِعْنِي بِسَمْعِي وَبَصَرِي وَ قُوَّتِي فِي سَبِيلِكَ.

یحییٰ بن سعید کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ دعا کیا کرتے: اے اللہ! صبح کے نکالنے والے رات کو باعث سکون بنانے والے سورج اور چاند کو حساب سے چلانے والے میرا قرض ادا کر دے اور مجھے غریبی سے بے نیاز کر دے اور مجھے اپنی راہ میں میری سماعت میری بصارت اور میری قوت سے فائدہ عطا فرما۔

٢٥١- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ إِذَا دَعَا اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي، إِنْ شِئْتَ. اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي، إِنْ شِئْتَ لِيَعْزِمِ الْمَسْأَلَةَ، فَإِنَّهُ لَا مُكْرِهَ لَهُ.

صحیح البخاری (٦٣٣٩) صحیح مسلم (٦٧٥٤)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی یہ دعا نہ کرے کہ اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے بخش دے۔ اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھ پر رحم فرما' بلکہ عزم کے ساتھ سوال کرے کیونکہ اسے روکنے والا کوئی نہیں۔

٢٥٢- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ يُسْتَجَابُ لِأَحَدِكُمْ مَا لَمْ يَعْجَلْ فَيَقُولُ قَدْ دَعَوْتُ فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِي.

صحیح البخاری (٦٣٤٠) صحیح مسلم (٦٨٦٩-٦٨٧٠)

ابو عبید نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہاری دعا قبول ہوتی ہے جب تک مانگنے والا جلدی نہ کرے، جو کہتا ہے کہ میں نے دعا کی لیکن میری دعا قبول نہ ہوئی۔

٢٥٣- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْأَغَرِّ، وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَ تَعَالَى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ، فَيَقُولُ مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ؟ مَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ؟ مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي، فَأَغْفِرَ لَهُ؟

صحیح البخاری (٧٤٩٤) صحیح مسلم (١٧٦٩)

ابو سلمہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ نزول فرماتا ہے ہر رات میں آسمان دنیا کی طرف جب کہ تہائی رات باقی رہ جاتی ہے اور فرماتا ہے: کون ہے مجھ سے دعا کرنے والا کہ اس کی دعا قبول کروں؟ کون ہے مجھ سے سوال کرنے والا کہ اسے عطا فرماؤں؟ کون ہے مجھ سے بخشش چاہنے والا کہ اسے بخش دوں۔ ف

ف: جیسے اس حدیث میں "یَنْزِلُ رَبُّنَا" ہے ایسے ہی الفاظ سے بعض مبتدعین زمانہ نے اپنے آپ کو دھوکا دیا کہ خود گمراہ ہوئے اور دوسروں کو گمراہ کرنے میں کوشاں رہتے ہیں۔ یہ خدا کی ذات وصفات سے ناآشنا ہونے کا ثبوت ہے کہ باری تعالیٰ عز شانہ کا اترنا چڑھنا انسانوں جیسا سمجھا جائے کیونکہ "وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى" (۱۶:۶۰) اگر انسانوں کی طرح چلنا اترنا مانیے تو اس کے پیر ہوئے جن سے چلتا ہوگا اور جسم ہوا کہ پیر تو جسم کا حصہ ہیں' یہ مشبہ کے راستے پر چلنا اور خدا کا انکار کرنا ہے کیونکہ جو چلنے کے لیے پیروں کا محتاج ہے اس کے لیے "اَللّٰهُ الصَّمَدُ" (۱۱۲:۲) کس منہ سے کہا جائے گا؟ چلیے ان کا مجسم خدا آسمان دنیا پر آ گیا۔ آسمان میں سما گیا۔ بتائیں کہ خدا بڑا ہوا کہ آسمان دنیا؟ اب وہ اللہ اکبر کس منہ سے کہیں گے؟ آسمان اسی کی مخلوق ہے' خدا اپنی ایک مخلوق کے اندر سکڑ سمٹ کر سما گیا' اب "كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ" (۵۵:۲۶) پڑھ کر بتائیے کہ اس طرح خدا کو فانی بنا دیا یا نہیں؟ کیونکہ دنیا کے پردے پر جو چیز بھی کسی جگہ ہے یا ہوگی وہ فانی ہے۔ قرآن کریم میں اس کے ساتھ ہی استثناء موجود تھا: "ویبقی وجه ربک ذی الجلال والاکرام" (۵۵:۲۶) اور وہ اسی وجہ سے تھا کہ خدا اس کائنات ارضی وسماوی کی کسی جگہ میں نہیں' نہ ہو سکتا' نہ کوئی چیز اسے اپنے اندر سما سکتی ہے کیونکہ اس کی ذات کریم باقی رہنے والی ہے اور فانی چیز باقی کا احاطہ نہیں کر سکتی اور نہ ذات باقی کسی بڑی سے بڑی فانی چیز میں سما سکتی ہے خواہ وہ آسمان دنیا ہو یا عرش وکرسی۔ بلکہ اس کی ذات کریم نہ کسی کے علم وادراک میں آئے اور نہ کسی کے وہم وگمان میں سمائے کیونکہ "اَلَا اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ" (۴۱:۵۴) جس نے مخلوق کے ہر فرد کا احاطہ کر رکھا ہے تو یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ مخلوق کا کوئی فرد اس کا احاطہ کرے' اسے اپنے اندر سمو سکے اور خدا اس کے اندر سما سکے۔ لہٰذا خداوند کریم کی ذات علم وادراک میں بھی نہیں سماتی۔ قطب ربانی' غوث صمدانی' حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حقیقت کو یوں بیان فرمایا ہے:

ہم ایسے خدا کی ہرگز پرستش نہیں کرتے جو احاطۂ شہود میں آ سکے' جو دیکھا جا سکے' دائرہ معلومات میں آ سکے اور وہم وگمان میں سما سکے کیونکہ مشہود' مرئی' معلوم اور موہوم ومتخیل بھی مشاہدہ کرنے والے' دیکھنے والے' جاننے والے اور خیال دوڑانے والے کی طرح مخلوق وحادث ہے۔ (مبداء ومعاد مترجم' مطبوعہ کراچی' ص ۴۷)

۲۵٤- **وَحَدَّثَنِيْ** عَنْ مَالِكٍ' عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ' عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ ابْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ' اَنَّ عَائِشَةَ' اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتْ كُنْتُ نَائِمَةً اِلٰى جَنْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَفَقَدْتُهٗ مِنَ اللَّيْلِ' فَلَمَسْتُهٗ بِيَدِيْ' فَوَضَعْتُ يَدِيْ عَلٰى قَدَمَيْهِ وَهُوَ سَاجِدٌ يَقُوْلُ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ' وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ' وَبِكَ مِنْكَ' لَا اُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ' اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ. صحیح مسلم (۱۰۹۰)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں سوئی ہوئی تھی کہ رات کے وقت میں نے آپ کو موجود نہ پایا۔ پس میں ٹٹولنے لگی تو میرے ہاتھ آپ کے مبارک قدموں پر پڑے۔ آپ سجدے کی حالت میں یہ دعا کر رہے تھے: "میں تیری رضا کی تیری ناراضگی سے پناہ مانگتا ہوں اور تیری معافی کی تیرے غصے سے' سب کچھ تیرے ساتھ اور تجھ سے ہے' کوئی تیری ساری تعریفیں نہیں کر سکتا' تو ایسا ہے جیسی تو نے اپنی خود تعریف فرمائی ہے"۔

۲۵۵- **وَحَدَّثَنِيْ** عَنْ مَالِكٍ' عَنْ زِيَادِ بْنِ اَبِيْ زِيَادٍ' عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ كَرِيْزٍ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَفْضَلُ الدُّعَاءِ دُعَاءُ يَوْمِ عَرَفَةَ' وَاَفْضَلُ مَا قُلْتُ اَنَا وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ قَبْلِيْ (لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ). سنن ترمذی (۳۵۸۵)

حضرت طلحہ بن عبید اللہ بن کریز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ افضل دعا روز عرفہ کی ہے اور میں نے اور سارے انبیائے کرام نے جو کچھ کہا اس میں سب سے افضل بات یہ ہے: "نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ' وہ اکیلا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں"۔

٢٥٦- وحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ، عَنْ طَاوُسٍ الْيَمَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُعَلِّمُهُمْ هٰذَا الدُّعَاءَ، كَمَا يُعَلِّمُهُمُ السُّورَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ، يَقُولُ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ. صحیح مسلم (١٣٣٢)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کو یہ دعا اس طرح سکھایا کرتے جیسے قرآن کریم کی سورت سکھاتے تھے۔ کہتے: "اے اللہ! میں جہنم کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور دجال کے فتنہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں نیز زندگی اور موت کے فتنہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں"۔

٢٥٧- وحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ، عَنْ طَاوُسٍ الْيَمَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ يَقُولُ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيَّامُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَمَنْ فِيهِنَّ، أَنْتَ الْحَقُّ، وَقَوْلُكَ الْحَقُّ، وَوَعْدُكَ الْحَقُّ، وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ، وَالْجَنَّةُ حَقٌّ، وَالنَّارُ حَقٌّ، وَالسَّاعَةُ حَقٌّ، اللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ، وَبِكَ اٰمَنْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ، وَبِكَ خَاصَمْتُ، وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ، فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَأَخَّرْتُ، وَأَسْرَرْتُ وَأَعْلَنْتُ، أَنْتَ إِلٰهِي. لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ. صحیح البخاری (١١٢٠) صحیح مسلم (١٨٠٥)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب دوران رات نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو یوں دعا کرتے: "اے اللہ! حمد تیرے لئے ہے۔ تو آسمانوں اور زمین کا نور ہے اور جو ان میں ہے اور حمد تیرے لئے ہے۔ تو آسمانوں اور زمین کا قائم رکھنے والا ہے اور حمد تیرے لئے ہے تو آسمانوں اور زمین کا رب ہے اور جو ان میں ہے۔ تو حق ہے، تیری بات حق ہے، تیرا وعدہ حق ہے، تیرا دیدار حق ہے، جنت حق ہے، دوزخ حق ہے اور قیامت حق ہے۔ اے اللہ! میں تیرا تابع فرمان ہوا، تجھ پر ایمان لایا، تجھ پر بھروسہ کیا، تیری جانب رجوع کیا۔ تیری مدد کے سہارے میں جھگڑا اور تیری اجازت سے میں نے حکم کیا، پس مجھے بخش دے جو کچھ میں نے پہلے، بعد میں، چھپا کر اور علانیہ کیا۔ تو میرا معبود ہے۔ نہیں ہے کوئی معبود مگر تو"۔

٢٥٨- وحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَابِرِ بْنِ عَتِيكٍ، أَنَّهُ قَالَ جَاءَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ فِي بَنِي مُعَاوِيَةَ. وَهِيَ قَرْيَةٌ مِنْ قُرَى الْأَنْصَارِ. فَقَالَ هَلْ تَدْرُونَ أَيْنَ صَلّٰى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ مَسْجِدِكُمْ هٰذَا؟ فَقُلْتُ لَهُ نَعَمْ، وَأَشَرْتُ لَهُ إِلَى نَاحِيَةٍ مِنْهُ، فَقَالَ هَلْ تَدْرِي مَا الثَّلَاثُ الَّتِي دَعَا بِهِنَّ فِيهِ؟ فَقُلْتُ نَعَمْ. قَالَ فَأَخْبِرْنِي بِهِنَّ. فَقُلْتُ دَعَا بِأَنْ لَا يُظْهِرَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ غَيْرِهِمْ، وَلَا يُهْلِكَهُمْ بِالسِّنِينَ، فَأُعْطِيَهُمَا، وَدَعَا بِأَنْ لَا يَجْعَلَ بَأْسَهُمْ بَيْنَهُمْ، فَمُنِعَهَا. قَالَ صَدَقْتَ.

حضرت عبداللہ بن عبداللہ نے فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن عمر ہمارے پاس بنی معاویہ میں تشریف لائے جو انصار کا ایک گاؤں ہے اور فرمایا: کیا آپ جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کی اس مسجد میں کس جگہ نماز پڑھی؟ میں نے ان سے کہا: ہاں! اور انہیں ایک گوشہ بتا دیا۔ پھر مجھ سے کہا کہ کیا آپ کو وہ تین دعائیں معلوم ہیں جو یہاں کیں؟ میں نے کہا: ہاں۔ کہا تو مجھے وہ بتایئے۔ میں نے کہا کہ پہلی دعا یہ کی کہ کفار ان پر غالب نہ ہوں۔ دوسری یہ کہ یہ قحط سے ہلاک نہ ہوں۔ پس وہ دونوں قبول ہوئیں تیسری دعا یہ کی کہ ان کے آپس میں جھگڑے نہ ہوں تو اس سے روک دیا گیا۔ گویا ہوئے کہ آپ نے سچ فرمایا۔

قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَلَنْ يَزَالَ الْهَرْجُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. صحیح مسلم (۷۱۸۹)

حضرت ابن عمر نے فرمایا کہ قیامت تک جھگڑے ہوتے رہیں گے۔

[۲۴۳] اَثَر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ مَا مِنْ دَاعٍ يَدْعُو إِلَّا كَانَ بَيْنَ إِحْدَى ثَلَاثٍ، إِمَّا أَنْ يُسْتَجَابَ لَهُ، وَإِمَّا أَنْ يُدَّخَرَ لَهُ، وَإِمَّا أَنْ يُكَفَّرَ عَنْهُ.

زید بن اسلم فرمایا کرتے کہ کوئی دعا کرنے والا ایسا نہیں مگر اس کی دعا کی تین میں سے کوئی ایک صورت ہوتی ہے۔ یا اس کی دعا قبول فرمائی جاتی ہے، یا وہ آخرت کے لیے رکھ دی جاتی ہے یا اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے۔

۹- بَابُ الْعَمَلِ فِي الدُّعَاءِ

دعا مانگنے کا طریقہ

۲۵۹- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ قَالَ رَآنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ وَأَنَا أَدْعُو، وَأُشِيرُ بِإِصْبَعَيْنِ. أَصْبُعٍ مِنْ كُلِّ يَدٍ، فَنَهَانِي. سنن ترمذی (۳۵۵۷) سنن نسائی (۱۲۷۱)

عبداللہ بن دینار کا بیان ہے کہ مجھے حضرت عبداللہ بن عمر نے دعا کرتے دیکھا جب کہ میں دو انگلیوں سے اشارہ کر رہا تھا یعنی ہر ہاتھ کی ایک انگلی سے تو انہوں نے مجھے منع کیا۔

[۲۴۴] اَثَر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ كَانَ يَقُولُ إِنَّ الرَّجُلَ لَيُرْفَعُ بِدُعَاءِ وَلَدِهِ مِنْ بَعْدِهِ، وَقَالَ بِيَدَيْهِ نَحْوَ السَّمَاءِ، فَرَفَعَهُمَا.

سعید بن مسیب فرمایا کرتے کہ مرنے کے بعد آدمی کا درجہ اس کی اولاد کی دعا سے بلند کر دیا جاتا ہے اور دونوں ہاتھ اٹھا کر آسمان کی جانب اشارہ کیا۔

[۲۴۵] اَثَر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ قَالَ إِنَّمَا أُنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا﴾ (الاسراء: ۱۱۰) فِي الدُّعَاءِ.

عروہ بن زبیر فرمایا کرتے کہ آیت: "اور اپنی نماز نہ بہت آواز سے پڑھو اور نہ بالکل آہستہ اور ان دونوں کے بیچ میں راستہ چاہو" یہ دعا کے بارے میں ہے۔

قَالَ يَحْيَى وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنِ الدُّعَاءِ فِي الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ، فَقَالَ لَا بَأْسَ بِالدُّعَاءِ فِيهَا. صحیح البخاری (۶۳۲۷)

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک سے فرض نمازوں میں دعا مانگنے کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ ان کے اندر دعا مانگنے میں کوئی حرج نہیں۔

۲۶۰- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَدْعُو، فَيَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ، وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ، وَحُبَّ الْمَسَاكِينِ، وَإِذَا أَدَرْتَ (أَرَدْتَ) فِي النَّاسِ فِتْنَةً، فَاقْبِضْنِي إِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُونٍ. سنن ترمذی (۳۲۳۳)

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ یوں دعا مانگا کرتے: "اے اللہ! میں تجھ سے توفیق مانگتا ہوں کہ نیک کام کروں، برے کاموں سے دور رہوں اور غریبوں سے محبت رکھوں اور جب تو لوگوں کو کسی فتنہ میں مبتلا کرنا چاہے تو مجھے اس سے بچا کر اپنے پاس بلا لینا"۔ ف

ف: غریبوں اور مسکینوں سے محبت رکھنا کتنا مبارک فعل اور مقدس جذبہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ بھی اپنے پروردگار سے دعا کیا کرتے تھے کہ مجھے مسکینوں کی محبت عطا فرما۔ اس انسان دشمنی کے دور میں جسے قبر و حشر کی بے بسی اور بے چارگی کا احساس ہوا سے چاہیے کہ بے چارہ اور بے بس لوگوں کے ساتھ اس دار العمل میں اچھا سلوک کرے تاکہ ان کا پروردگار قبر و حشر کی بے بسی اور بے

چارگی کے وقت اچھا سلوک کرے اور غرباء پروری کے باعث لطف و کرم فرمائے کیونکہ ان رحمة الله قريب من المحسنين۔

٢٦١- حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ مَا مِنْ دَاعٍ يَدْعُوْ إِلَى هُدًى، إِلَّا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ مَنِ اتَّبَعَهُ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ أُجُوْرِهِمْ شَيْئًا، وَمَا مِنْ دَاعٍ يَدْعُوْ إِلَى ضَلَالَةٍ إِلَّا كَانَ عَلَيْهِ مِثْلُ أَوْزَارِهِمْ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْئًا. صحیح مسلم (٦٧٤٥)

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو راہِ ہدایت کی جانب بلائے اسے پیروی کرنے والوں کے برابر اجر ملے گا اور ان کے اجر میں کوئی کمی نہیں آئے گی اور جو گمراہی کی جانب بلائے تو اسے سب پیروی کرنے والوں کے برابر گناہ ہوگا اور ان کے گناہوں میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔

[٢٤٦] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنْ أَئِمَّةِ الْمُتَّقِيْنَ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے دعا کی: "اے اللہ! مجھے ان لوگوں میں شامل فرما جو پرہیزگاروں کے پیشوا ہیں"۔

[٢٤٧] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ أَبَا الدَّرْدَاءِ كَانَ يَقُوْمُ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ، فَيَقُوْلُ نَامَتِ الْعُيُوْنُ، وَغَارَتِ النُّجُوْمُ، وَأَنْتَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت ابودرداء جب رات کو اٹھ کھڑے ہوتے تو کہتے: "آنکھیں سو گئیں، ستارے غائب ہو گئے اور تو ہمیشہ زندہ اور ہمیشہ قائم رہنے والا ہے"۔

١٠- بَابُ النَّهْيِ عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصُّبْحِ وَبَعْدَ الْعَصْرِ

نمازِ فجر اور نمازِ عصر کے بعد نماز پڑھنے کی ممانعت

٢٦٢- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ الصُّنَابِحِيِّ، أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ إِنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ وَمَعَهَا قَرْنُ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا ارْتَفَعَتْ فَارَقَهَا، ثُمَّ إِذَا اسْتَوَتْ قَارَنَهَا، فَإِذَا زَالَتْ فَارَقَهَا، فَإِذَا دَنَتْ لِلْغُرُوْبِ قَارَنَهَا، فَإِذَا غَرَبَتْ فَارَقَهَا، وَنَهٰى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَنِ الصَّلٰوةِ فِيْ تِلْكَ السَّاعَاتِ. سنن نسائی (٥٥٨) سنن ابن ماجہ (١٢٥٣)

حضرت عبداللہ صنابحی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سورج جب طلوع ہوتا ہے تو اس کے ساتھ شیطان کا سینگ ہوتا ہے۔ جب سورج بلند ہونے لگے تو اسے جدا کر لیتا ہے۔ جب سورج سر پر آ جائے تو اسے ملا دیتا ہے اور جب ڈھل جائے تو جدا کر لیتا ہے۔ جب غروب ہونے کے قریب ہو تو ملا دیتا ہے اور جب غروب ہو جائے تو ہٹا لیتا ہے۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے ان تینوں وقتوں میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

٢٦٣- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، أَنَّهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ إِذَا بَدَا حَاجِبُ الشَّمْسِ، فَأَخِّرُوا الصَّلٰوةَ حَتّٰى تَبْرُزَ، وَإِذَا غَابَ حَاجِبُ الشَّمْسِ، فَأَخِّرُوا الصَّلٰوةَ حَتّٰى تَغِيْبَ. صحیح البخاری (٥٨٣) صحیح مسلم (١٩٢٣)

عروہ بن زبیر کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے: جب سورج کا کنارہ نظر آئے تو نماز نہ پڑھو یہاں تک کہ پوری طرح نکل آئے اور جب سورج کا کنارا ڈوبنے لگے تو نماز نہ پڑھو یہاں تک کہ پوری طرح غائب ہو جائے۔

٢٦٤- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ بَعْدَ الظُّهْرِ، فَقَامَ يُصَلِّي الْعَصْرَ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ ذَكَرْنَا تَعْجِيْلَ الصَّلٰوةِ، أَوْ ذَكَرَهَا، فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ

علاء بن عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ ہم نماز ظہر کے بعد حضرت انس بن مالک کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے نمازِ عصر پڑھائی، جب فارغ ہوئے تو ہم نے یا انہوں نے جلدی نماز پڑھنے کا ذکر کیا، فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے

اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ تِلْكَ صَلٰوةُ الْمُنَافِقِيْنَ، تِلْكَ صَلٰوةُ الْمُنَافِقِيْنَ، تِلْكَ صَلٰوةُ الْمُنَافِقِيْنَ، يَجْلِسُ اَحَدُهُمْ حَتّٰى اِذَا اصْفَرَّتِ الشَّمْسُ، وَكَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ، اَوْ عَلٰى قَرْنِ الشَّيْطَانِ قَامَ، فَنَقَرَ اَرْبَعًا لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيْهَا اِلَّا قَلِيْلًا. صحیح مسلم (١٤١١)

ہوئے سنا کہ یہ منافقوں کی نماز ہے، یہ منافقوں کی نماز ہے، یہ منافقوں کی نماز ہے۔ منافق بیٹھا رہتا ہے، یہاں تک کہ جب سورج زرد ہو جائے اور وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان یا اس کے سینگ پر ہوتا ہے، اس وقت کھڑا ہو کر چار ٹھونگے مار لیتا ہے نہیں کرتا اس میں اللہ کا ذکر مگر تھوڑا۔

٢٦٥- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَتَحَرَّ اَحَدُكُمْ، فَيُصَلِّيْ عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ، وَلَا عِنْدَ غُرُوْبِهَا. صحیح البخاری (٥٨٥) صحیح مسلم (١٩٢١)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی تم میں سے ارادہ کر کے طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کے وقت نماز نہ پڑھے۔

٢٦٦- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيٰى بْنِ حَبَّانَ، عَنِ الْاَعْرَجِ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْعَصْرِ، حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ، وَعَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ. صحیح مسلم (١٩١٧)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز عصر کے بعد سے غروب آفتاب تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا اور نماز فجر کے بعد نماز پڑھنے سے یہاں تک کہ آفتاب طلوع ہو جائے۔

٢٦٧- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَقُوْلُ لَا تَحَرَّوْا بِصَلٰوتِكُمْ طُلُوْعَ الشَّمْسِ، وَلَا غُرُوْبَهَا، فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَطْلُعُ قَرْنَاهُ مَعَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ، وَيَغْرُبَانِ مَعَ غُرُوْبِهَا.

وَكَانَ يَضْرِبُ النَّاسَ عَلٰى تِلْكَ الصَّلٰوةِ.

صحیح البخاری (٣٢٧٣) صحیح مسلم (١٩٢٢)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر فرمایا کرتے کہ تم میں سے کوئی ارادہ کر کے طلوع یا غروب آفتاب کے وقت نماز نہ پڑھے کیونکہ سورج کے طلوع ہوتے وقت شیطان بھی اپنے دو سینگوں کو نکالتا ہے اور وہ سورج کے ساتھ ہی غروب ہوتے ہیں۔

جو ایسے وقت نماز پڑھتا تو حضرت عمر اسے مارا کرتے۔

[٢٤٨] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ، اَنَّهٗ رَاٰى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَضْرِبُ الْمُنْكَدِرَ فِي الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْعَصْرِ.

سائب بن یزید نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے عصر کے بعد نماز پڑھنے پر منکدر کو مارا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

١٦- كِتَابُ الْجَنَائِزِ

جنازے کا بیان

١- بَابُ غُسْلِ الْمَيِّتِ

مردے کو غسل دینے کا بیان

٢٦٨- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ غُسِّلَ فِيْ قَمِيْصٍ.

امام محمد بن علی بن حسین سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو ایک قمیص میں غسل دیا گیا۔

۲۶۹- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ أَبِي تَمِيمَةَ السَّخْتِيَانِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ الْأَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ تُوُفِّيَتْ ابْنَتُهُ، فَقَالَ اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا، أَوْ خَمْسًا، أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ، إِنْ رَأَيْتُنَّ ذَلِكَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ، وَاجْعَلْنَ فِي الْآخِرَةِ كَافُورًا، أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ، فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي. قَالَتْ فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّاهُ، فَأَعْطَانَا حِقْوَهُ، فَقَالَ أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ. تَعْنِي بِحِقْوِهِ إِزَارَهُ.

صحیح البخاری (۱۲۵۳) صحیح مسلم (۲۱۶۵۔۲۱۶۷)

حضرت ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی فوت ہوئی تو آپ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ اسے بیری کے پتوں والے پانی سے تین، پانچ یا اس سے زیادہ مرتبہ غسل دو اور آخر میں کافور بھی شامل کر لینا یا کوئی کافوری چیز اور جب فارغ ہو جاؤ تو مجھے بلا لینا۔ جب ہم فارغ ہوئے تو آپ کو بلا لیا۔ پس آپ نے اپنی ازار دیتے ہوئے فرمایا کہ اسے اس میں لپیٹ دو۔

[۲۴۹] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ عُمَيْسٍ غَسَّلَتْ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ حِينَ تُوُفِّيَ، ثُمَّ خَرَجَتْ، فَسَأَلَتْ مَنْ حَضَرَهَا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ، فَقَالَتْ إِنِّي صَائِمَةٌ، وَإِنَّ هَذَا يَوْمٌ شَدِيدُ الْبَرْدِ، فَهَلْ عَلَيَّ مِنْ غُسْلٍ؟ فَقَالُوا لَا.

حضرت اسماء بنت عمیس نے (اپنے شوہر) حضرت ابو بکر صدیق کو غسل دیا جب کہ ان کی وفات ہوئی۔ پھر وہ باہر نکلیں اور موجودہ مہاجرین سے پوچھا کہ میں روزے سے ہوں اور آج سخت سردی ہے تو کیا میرے لئے غسل کرنا ضروری ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔

[۲۵۰] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَهْلَ الْعِلْمِ يَقُولُونَ إِذَا مَاتَتِ الْمَرْأَةُ وَلَيْسَ مَعَهَا نِسَاءٌ يُغَسِّلْنَهَا، وَلَا مِنْ ذَوِي الْمَحْرَمِ أَحَدٌ يَلِي ذَلِكَ مِنْهَا، وَلَا زَوْجٌ يَلِي ذَلِكَ مِنْهَا، يُمِّمَتْ فَمُسِحَ بِوَجْهِهَا وَكَفَّيْهَا مِنَ الصَّعِيدِ. قَالَ مَالِكٌ وَإِذَا هَلَكَ الرَّجُلُ، وَلَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ إِلَّا نِسَاءٌ يَمَّمْنَهُ أَيْضًا. قَالَ مَالِكٌ وَلَيْسَ لِغُسْلِ الْمَيِّتِ عِنْدَنَا شَيْءٌ مَوْصُوفٌ، وَلَيْسَ لِذَلِكَ صِفَةٌ مَعْلُومَةٌ، وَلَكِنْ يُغَسَّلُ فَيُطَهَّرُ.

امام مالک نے اہل علم حضرات کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب عورت فوت ہو جائے اور اس کے پاس غسل دینے والی عورتیں نہ ہوں، نہ کوئی عورت کا قریبی محرم ہو اور نہ خاوند کا تو اسے تیمم کروا دیا جائے یعنی اس کے چہرے اور ہتھیلیوں پر پاک مٹی مل دی جائے۔ امام مالک نے فرمایا کہ جب آدمی فوت ہو جائے اور اس کے پاس عورتوں کے سوا کوئی نہ ہو تو اسے بھی اسی طرح تیمم کروا دیا جائے۔ امام مالک نے فرمایا کہ میت کے غسل کی ہمارے ہاں کوئی مقررہ حد نہیں ہے اور نہ اس کی کوئی حد ہو سکتی ہے، ہاں پاک ہونے تک غسل دیا جائے گا۔

۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَفَنِ الْمَيِّتِ

مردے کے کفن کا بیان

۲۷۰- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كُفِّنَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بِيضٍ سَحُولِيَّةٍ لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ، وَلَا عِمَامَةٌ.

صحیح البخاری (۱۲۶۵) صحیح مسلم (۲۱۷۶)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو تین سفید اور سحولی کپڑوں کا کفن دیا گیا تھا جن میں قمیص تھی اور نہ عمامہ۔

۲۷۱- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ،

یحییٰ بن سعید کو یہ بات پہنچی کہ حضرت ابو بکر صدیق نے

أَنَّهُ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ قَالَ لِعَائِشَةَ وَهُوَ مَرِيضٌ فِي كَمْ كُفِّنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَتْ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بِيضٍ سَحُولِيَّةٍ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ خُذُوا هٰذَا الثَّوْبَ (لِثَوْبٍ عَلَيْهِ قَدْ أَصَابَهُ مِشْقٌ أَوْ زَعْفَرَانٌ)، فَاغْسِلُوهُ، ثُمَّ كَفِّنُونِي فِيهِ مَعَ ثَوْبَيْنِ آخَرَيْنِ. فَقَالَتْ عَائِشَةُ وَمَا هٰذَا؟ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ الْحَيُّ أَحْوَجُ إِلَى الْجَدِيدِ مِنَ الْمَيِّتِ، وَإِنَّمَا هٰذَا لِلْمُهْلَةِ.

صحیح البخاری (۱۳۸۷)

بیماری کی حالت میں حضرت عائشہ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو کتنے کپڑوں میں کفنایا گیا تھا؟ انہوں نے جواب دیا کہ تین کپڑوں میں جو سفید اور سحولی تھے۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ یہ کپڑا لے لو (جو ان کے جسم پر تھا اور اس پر گرو یا زعفران لگا ہوا تھا) اور اسے دھولو' پھر اس کا مجھے کفن دینا نیز دو کپڑے اور ملالینا۔ حضرت عائشہ نے کہا: یہ کیا؟ حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ زندوں کو مردوں کی نسبت نئے کپڑوں کی زیادہ ضرورت ہے اور یہ تو پیپ خون کے لیے ہے۔

[۲۵۱] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، أَنَّهُ قَالَ الْمَيِّتُ يُقَمَّصُ، وَيُؤَزَّرُ، وَيُلَفُّ فِي الثَّوْبِ الثَّالِثِ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ إِلَّا ثَوْبٌ وَاحِدٌ كُفِّنَ فِيهِ.

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میت کو قمیص پہنا کر' ازار سے ڈھک کر تیسرے کپڑے میں لپیٹ دیا جائے' اگر صرف ایک ہی کپڑا میسر آئے تو اسی کو کفن بنا کر پہنا دیا جائے۔

۳- بَابُ الْمَشْيِ أَمَامَ الْجَنَازَةِ

جنازے کے آگے چلنے کا بیان

۲۷۲- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، وَأَبَا بَكْرٍ، وَعُمَرَ كَانُوا يَمْشُونَ أَمَامَ الْجَنَازَةِ، وَالْخُلَفَاءَ هَلُمَّ جَرًّا، وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ.

سنن ابوداؤد (۳۱۷۹) سنن ترمذی (۱۰۰۷) سنن نسائی (۱۹۴۳)
سنن ابن ماجہ (۱۴۸۲)

ابن شہاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ' حضرت ابوبکر اور حضرت عمر جنازے کے آگے چلا کرتے۔ دیگر خلفاء بھی ایسا ہی کرتے آئے اور حضرت عبداللہ بن عمر بھی۔

[۲۵۲] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْهُدَيْرِ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ رَأَى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقْدُمُ النَّاسَ أَمَامَ الْجَنَازَةِ فِي جَنَازَةِ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ.

ربیعہ بن عبداللہ بن ہدیر سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عمر کو حضرت زینب بنت جحش کے جنازے کے آگے آگے چلتے دیکھا (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)۔

[۲۵۳] أثر- وَحَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، قَالَ مَا رَأَيْتُ أَبِي قَطُّ فِي جَنَازَةٍ إِلَّا أَمَامَهَا.

ہشام بن عروہ نے فرمایا کہ میں نے ہرگز نہیں دیکھا اپنے والدِ محترم کو مگر جنازے کے آگے چلتے ہوئے۔

قَالَ ثُمَّ يَأْتِي الْبَقِيعَ، فَيَجْلِسُ حَتَّى يَمُرُّوا عَلَيْهِ.

فرمایا کہ پھر بقیع میں جا کر بیٹھ جاتے یہاں تک کہ جنازہ آگے گزر جاتا۔

[۲۵۴] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّهُ قَالَ الْمَشْيُ خَلْفَ الْجَنَازَةِ مِنْ خَطَإِ

ابن شہاب نے فرمایا کہ جنازے کے پیچھے چلنا سنت کی خلاف ورزی ہے۔ف

السُّنَّةِ.

ف: امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جنازے کے آگے چلنا اچھا اور اس کے پیچھے چلنے میں فضیلت ہے۔ مختلف احادیث مطہرہ کا نچوڑ یہی ہے۔ (موطا امام محمد)

٤- بَابُ النَّهْيِ عَنْ اَنْ تُتْبَعَ الْجَنَازَةُ بِنَارٍ

جنازے کے پیچھے آگ لے جانے کی ممانعت

[٢٥٥] اَثَر- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ، اَنَّهَا قَالَتْ لِاَهْلِهَا اَجْمِرُوْا ثِيَابِيْ اِذَا مِتُّ، ثُمَّ حَنِّطُوْنِيْ، وَلَا تَذُرُّوْا عَلٰى كَفَنِيْ حِنَاطًا، وَلَا تَتْبَعُوْنِيْ بِنَارٍ.

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے گھر والوں سے فرمایا: جب میں فوت ہو جاؤں تو میرے کپڑوں کو دھونی دینا، مجھے خوشبو لگانا لیکن میرے کفن پر خوشبو نہ چھڑکنا اور میرے جنازے کے پیچھے آگ لے کر نہ جانا۔

[٢٥٦] اَثَر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، اَنَّهُ نَهٰى اَنْ يُتْبَعَ بَعْدَ مَوْتِهِ بِنَارٍ.

سعید بن ابوسعید مقبری سے روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منع فرمادیا تھا کہ ان کے جنازے کے پیچھے کوئی آگ لے کر جائے۔

قَالَ يَحْيٰى سَمِعْتُ مَالِكًا يَكْرَهُ ذٰلِكَ.

یحییٰ نے امام مالک سے سنا کہ وہ اسے مکروہ جانتے تھے۔

٥- بَابُ التَّكْبِيْرِ عَلَى الْجَنَائِزِ

نماز جنازہ کی تکبیریں

٢٧٣- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَعَى النَّجَاشِيَّ لِلنَّاسِ فِي الْيَوْمِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ، وَخَرَجَ بِهِمْ اِلَى الْمُصَلّٰى، فَصَفَّ بِهِمْ وَكَبَّرَ اَرْبَعَ تَكْبِيْرَاتٍ. صحیح البخاری (١٢٤٥) صحیح مسلم (٢٢٠١)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس روز نجاشی کا انتقال ہوا رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو اسی روز بتا دیا تھا اور لوگوں کے ساتھ نماز جنازہ کے لیے نکلے تو انہوں نے صفیں بنالیں اور آپ نے چار تکبیریں کہیں۔

٢٧٤- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، اَنَّهُ اَخْبَرَهُ اَنَّ مِسْكِيْنَةً مَرِضَتْ، فَاُخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَرَضِهَا، وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعُوْدُ الْمَسَاكِيْنَ، وَيَسْاَلُ عَنْهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا مَاتَتْ فَاٰذِنُوْنِيْ بِهَا فَخُرِجَ بِجَنَازَتِهَا لَيْلًا، فَكَرِهُوْا اَنْ يُوْقِظُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ. فَلَمَّا اَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اُخْبِرَ بِالَّذِيْ كَانَ مِنْ شَاْنِهَا فَقَالَ اَلَمْ اٰمُرْكُمْ اَنْ تُؤْذِنُوْنِيْ بِهَا؟ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَرِهْنَا اَنْ نُخْرِجَكَ لَيْلًا، وَنُوْقِظَكَ، فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى صَفَّ بِالنَّاسِ عَلٰى قَبْرِهَا، وَكَبَّرَ اَرْبَعَ تَكْبِيْرَاتٍ. صحیح البخاری (٤٥٨) صحیح مسلم (٢٢١٢)

ابوامامہ بن سہل بن حنیف کا بیان ہے کہ ایک غریب عورت بیمار پڑ گئی تو رسول اللہ ﷺ کو اس کی بیماری کے بارے میں بتایا گیا اور رسول اللہ ﷺ کی یہ عادت تھی کہ مسکینوں کی عیادت کرتے اور ان کا حال دریافت فرمایا کرتے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب یہ فوت ہو جائے تو مجھے بتا دینا۔ پس لوگ رات کے وقت اس کے جنازے کو لے کر نکلے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو جگانا ناپسند کیا۔ صبح کے وقت جب اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ کو بتایا گیا تو آپ نے فرمایا کہ کیا میں نے تمہیں حکم نہیں دیا تھا کہ مجھے بتا دینا۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! ہم نے رات کے وقت آپ کو باہر نکالنا اور جگانا ناپسند کیا۔ پس رسول اللہ ﷺ نکلے یہاں تک کہ لوگوں نے اس کی قبر کے پاس صفیں بنا

لیں اور آپ نے چار تکبیریں کہیں۔

[۲۵۷] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ، عَنِ الرَّجُلِ يُدْرِكُ بَعْضَ التَّكْبِيرِ عَلَى الْجَنَازَةِ، وَيَفُوتُهُ بَعْضُهُ، فَقَالَ يَقْضِي مَا فَاتَهُ مِنْ ذٰلِكَ.

امام مالک نے ابن شہاب سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جس کو نماز جنازہ کی بعض تکبیریں ملیں اور بعض نہ ملیں؟ فرمایا کہ جو رہ گئیں ان کی قضاء کرے۔

٦- بَابُ مَا يَقُولُ الْمُصَلِّي عَلَى الْجَنَازَةِ

میت کے لیے دعا کرنا

[۲۵۸] اثر- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ، كَيْفَ تُصَلِّي عَلَى الْجَنَازَةِ؟ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَا لَعَمْرُ اللّٰهِ أُخْبِرُكَ أَتَّبِعُهَا مِنْ أَهْلِهَا، فَإِذَا وُضِعَتْ كَبَّرْتُ وَحَمِدْتُ اللّٰهَ وَصَلَّيْتُ عَلٰى نَبِيِّهِ، ثُمَّ أَقُولُ اَللّٰهُمَّ إِنَّهُ عَبْدُكَ، وَابْنُ عَبْدِكَ، وَابْنُ أَمَتِكَ، كَانَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ، وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ، اَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِي إِحْسَانِهِ، وَإِنْ كَانَ مُسِيئًا فَتَجَاوَزْ عَنْ سَيِّئَاتِهِ، اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ، وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُ.

حضرت ابو سعید مقبری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آپ نماز جنازہ کس طرح پڑھتے ہیں؟ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا کہ خدا کی قسم! میں تمہیں بتاتا ہوں۔ میں اس کے گھر سے جنازے کے ساتھ جاتا ہوں۔ جب اسے رکھا جاتا ہے تو تکبیر کہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی حمد بجالاتا ہوں اور اس کے نبی پر درود بھیجتا ہوں۔ پھر یوں دعا کرتا ہوں: "اے اللہ! یہ تیرا بندہ ہے نیز تیرے بندے اور تیری بندی کا بیٹا ہے' یہ گواہی دیتا ہے کہ نہیں کوئی معبود مگر تو اور محمد مصطفیٰ تیرے بندے اور رسول ہیں اور تو اس کے متعلق سب کچھ جانتا ہے۔ اے اللہ! اگر یہ نیک ہے تو اس کی نیکیوں کو بڑھا۔ اور اگر یہ برا ہے تو اس کی برائیوں سے درگزر فرما۔ اے اللہ! ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ کرنا اور اس کے بعد ہمیں فتنہ میں مبتلا نہ کرنا"۔

[۲۵۹] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ صَلَّيْتُ وَرَاءَ أَبِي هُرَيْرَةَ عَلٰى صَبِيٍّ لَمْ يَعْمَلْ خَطِيئَةً قَطُّ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ اَللّٰهُمَّ أَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

سعید بن مسیب کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے ایک بچے کی نماز جنازہ پڑھی جس نے قطعاً کوئی گناہ نہیں کیا تھا۔ میں نے انہیں یوں کہتے سنا: اے اللہ! اسے عذاب قبر سے محفوظ رکھنا۔

[۲۶۰] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَقْرَأُ فِي الصَّلٰوةِ عَلَى الْجَنَازَةِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نماز جنازہ میں قرأت نہیں پڑھا کرتے تھے۔

٧- بَابُ الصَّلٰوةِ عَلَى الْجَنَائِزِ بَعْدَ الصُّبْحِ إِلَى الْإِسْفَارِ وَبَعْدَ الْعَصْرِ إِلَى الْإِصْفِرَارِ

نماز فجر اور نماز عصر کے بعد نماز جنازہ پڑھنا

[۲۶۱] اثر- وَحَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي حَرْمَلَةَ مَوْلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ بْنِ حُوَيْطِبٍ، أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ تُوُفِّيَتْ

محمد بن ابو حرملہ سے روایت ہے کہ جب زینب بنت ابو سلمہ کا انتقال ہوا تو مدینہ منورہ کے حاکم طارق تھے۔ پس نماز فجر کے بعد جنازہ لایا گیا اور بقیع میں رکھا گیا۔ راوی کا بیان ہے کہ طارق

وَطَارِقٌ اَمِیْرُ الْمَدِیْنَةِ، فَاُتِیَ بِجَنَازَتِهَا بَعْدَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ، فَوُضِعَتْ بِالْبَقِیْعِ. قَالَ وَكَانَ طَارِقٌ يُغَلِّسُ بِالصُّبْحِ.

صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھا کرتے تھے۔

قَالَ ابْنُ اَبِیْ حَرْمَلَةَ فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ لِاَهْلِهَا اِمَّا اَنْ تُصَلُّوْا عَلٰى جَنَازَتِكُمُ الْاٰنَ، وَاِمَّا اَنْ تَتْرُكُوْهَا حَتّٰى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ.

ابن ابوحرملہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اپنے گھر والوں سے کہتے ہوئے سنا کہ چاہے تم اپنے جنازے پر ابھی نماز پڑھ لو اور چاہے رہنے دو یہاں تک کہ سورج بلند ہو جائے۔

[۲۶۲] اثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ يُصَلّٰى عَلَى الْجَنَازَةِ بَعْدَ الْعَصْرِ، وَبَعْدَ الصُّبْحِ اِذَا صُلِّيَتَا لِوَقْتِهِمَا.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ نماز عصر اور نماز فجر کے بعد جنازے کی نماز پڑھ سکتے ہو جبکہ یہ دونوں نمازیں اپنے وقت پر پڑھی ہوں۔

۸- بَابُ الصَّلٰوةِ عَلَى الْجَنَائِزِ فِی الْمَسْجِدِ

نماز جنازہ مسجد میں پڑھنا

۲۷۵- حَدَّثَنِیْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَبِی النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهَا اَمَرَتْ اَنْ يُّمَرَّ عَلَيْهَا بِسَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ فِی الْمَسْجِدِ حِيْنَ مَاتَ لِتَدْعُوَ لَهٗ، فَاَنْكَرَ ذٰلِكَ النَّاسُ عَلَيْهَا، فَقَالَتْ عَائِشَةُ مَا اَسْرَعَ النَّاسُ مَا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى سُهَيْلِ بْنِ بَيْضَاءَ اِلَّا فِی الْمَسْجِدِ.

صحیح مسلم (۲۲۴۹-۲۲۵۰)

ابوالنضر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ جب حضرت سعد بن ابی وقاص کا انتقال ہو جائے تو ان کے جنازے کو مسجد میں ان کے پاس سے گزارا جائے تاکہ یہ ان کے لیے دعا کریں۔لوگوں نے اس فعل کے جواز میں کلام کیا تو حضرت عائشہ نے فرمایا: لوگ کتنی جلدی بھول جاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سہیل بن بیضاء کی نماز جنازہ نہیں پڑھائی تھی مگر مسجد میں۔

[۲۶۳] اثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّهٗ قَالَ صُلِّیَ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِی الْمَسْجِدِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ حضرت عمر کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھائی گئی۔

۹- بَابُ جَامِعِ الصَّلٰوةِ عَلَى الْجَنَائِزِ

نماز جنازہ کے متعلقات

[۲۶۴] اثر- حَدَّثَنِیْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ، اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ، وَعَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عُمَرَ، وَاَبَا هُرَيْرَةَ، كَانُوْا يُصَلُّوْنَ عَلَى الْجَنَائِزِ بِالْمَدِيْنَةِ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ، فَيَجْعَلُوْنَ الرِّجَالَ مِمَّا يَلِی الْاِمَامَ، وَالنِّسَاءَ مِمَّا يَلِی الْقِبْلَةَ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عثمان، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت ابوہریرہ مردوں اور عورتوں کی مدینہ منورہ میں نماز جنازہ پڑھایا کرتے۔ مردوں کو امام کے قریب رکھتے اور عورتوں کو قبلہ کے نزدیک رکھا جاتا تھا۔

[۲۶۵] اثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، كَانَ اِذَا صَلّٰى عَلَى الْجَنَائِزِ يُسَلِّمُ

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب جنازے کی نماز پڑھاتے تو اتنی آواز سے سلام پھیرتے

حَتّٰى يُسْمِعَ مَنْ يَلِيْهِ.

کہ نزدیک والے سن لیتے۔

[۲۶۶] **اثر- وَحَدَّثَنِيْ** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ لَا يُصَلِّي الرَّجُلُ عَلَى الْجَنَازَةِ اِلَّا وَهُوَ طَاهِرٌ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ جنازے کی نماز نہ پڑھے مگر جو باوضو ہو۔

قَالَ يَحْيٰى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ لَمْ اَرَ اَحَدًا مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ يَكْرَهُ اَنْ يُصَلِّيَ عَلٰى وَلَدِ الزِّنَا وَاُمِّهٖ.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے اہل علم میں سے کوئی ایسا نہ دیکھا جو ولد الزنا یا اس کی والدہ پر نماز جنازہ پڑھنے سے انکار کرتا ہو۔

۱۰- بَابُ مَا جَاءَ فِيْ دَفْنِ الْمَيِّتِ

مردے کو دفن کرنے کا بیان

۲۷۶- **حَدَّثَنِيْ** يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تُوُفِّيَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ، وَدُفِنَ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ، وَصَلَّى النَّاسُ عَلَيْهِ اَفْذَاذًا لَا يَؤُمُّهُمْ اَحَدٌ، فَقَالَ نَاسٌ يُدْفَنُ عِنْدَ الْمِنْبَرِ، وَقَالَ اٰخَرُوْنَ يُدْفَنُ بِالْبَقِيْعِ، فَجَاءَ اَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَا دُفِنَ نَبِيٌّ قَطُّ اِلَّا فِيْ مَكَانِهِ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ. فَحُفِرَ لَهٗ فِيْهِ، فَلَمَّا كَانَ عِنْدَ غُسْلِهٖ اَرَادُوْا نَزْعَ قَمِيْصِهٖ، فَسَمِعُوْا صَوْتًا يَقُوْلُ لَا تَنْزِعُوا الْقَمِيْصَ. فَلَمْ يُنْزَعِ الْقَمِيْصُ وَغُسِّلَ وَهُوَ عَلَيْهِ ﷺ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے پیر کے روز وفات پائی اور منگل کے روز دفن کیے گئے۔ لوگوں نے خود آپ پر نماز پڑھی اور ان کا امام کوئی نہ تھا۔ بعض لوگوں نے کہا کہ آپ کو منبر کے پاس دفن کیا جائے اور دوسرے حضرات نے کہا کہ بقیع میں۔ جب حضرت ابوبکر صدیق آئے تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ نبی جس جگہ فوت ہوتا ہے اسی جگہ دفن کیا جاتا ہے‘ پس اسی جگہ آپ کی قبر کھودی گئی۔ جب غسل دینے لگے تو لوگوں نے ارادہ کیا کہ آپ کا کرتا اتار دیں۔ پس انہوں نے آواز سنی کہ ان کا کرتہ نہ اتارو۔ لہٰذا انہوں نے کرتہ نہ اتارا اور غسل دیتے وقت وہ آپ کے جسم اطہر پر تھا۔

۲۷۷- **وَحَدَّثَنِيْ** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّهٗ قَالَ كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ رَجُلَانِ اَحَدُهُمَا يَلْحَدُ، وَالْاٰخَرُ لَا يَلْحَدُ، فَقَالُوْا اَيُّهُمَا جَاءَ اَوَّلُ عَمِلَ عَمَلَهٗ، فَجَاءَ الَّذِيْ يَلْحَدُ فَلَحَدَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ.

سنن ابن ماجہ (۱۵۵۷)

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ مدینہ منورہ میں دو گورکن تھے ایک بغلی قبر کھودتا تھا اور دوسرا بغلی نہیں بناتا تھا۔ لوگوں نے کہا کہ دونوں میں سے جو پہلے آ گیا اسی طرح کی بنوالیں گے۔ پس بغلی قبر کھودنے والا پہلے آیا تو رسول اللہ ﷺ کے لئے بغلی قبر کھودی گئی۔

[۲۶۷] **اثر- وَحَدَّثَنِيْ** عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ، اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ، كَانَتْ تَقُوْلُ مَا صَدَّقْتُ بِمَوْتِ النَّبِيِّ ﷺ، حَتّٰى سَمِعْتُ وَقْعَ الْكَرَازِيْنِ.

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمایا کرتیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی وفات کا یقین ہی نہیں آتا تھا یہاں تک کہ میں نے کسی چلنے کی آوازیں سنیں۔

[۲۶۸] **اثر- وَحَدَّثَنِيْ** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، اَنَّ عَائِشَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ رَاَيْتُ ثَلَاثَةَ اَقْمَارٍ سَقَطْنَ فِيْ حَجْرِيْ (حُجْرَتِيْ)، فَقَصَصْتُ رُؤْيَايَ عَلٰى اَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ تین چاند میرے حجرے میں آ گرے ہیں تو حضرت ابوبکر صدیق سے اپنے خواب کا ذکر کیا۔

قَالَتْ فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَدُفِنَ فِيْ بَيْتِهَا قَالَ لَهَا اَبُوْ بَكْرٍ هٰذَا اَحَدُ اَقْمَارِكِ وَهُوَ خَيْرُهَا.

ان کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا اور ان کے حجرے میں دفن ہوئے تو حضرت ابوبکر نے ان سے کہا کہ تمہارے چاندوں میں سے ایک تو یہ ہیں اور یہ ان میں بہترین ہیں۔

[۲۶۹] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِمَّنْ يَثِقُ بِهٖ، اَنَّ سَعْدَ بْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ، وَسَعِيْدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ تُوُفِّيَا بِالْعَقِيْقِ، وَحُمِلَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ، وَدُفِنَا بِهَا.

امام مالک کو کئی معتمد حضرات سے یہ بات پہنچی کہ حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت سعید بن زید کا وصال عقیق میں ہوا اور انہیں اٹھا کر مدینہ منورہ لایا گیا اور یہیں دفن کیے گئے۔

[۲۷۰] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّهٗ قَالَ مَا اُحِبُّ اَنْ اُدْفَنَ بِالْبَقِيْعِ، لَاَنْ اُدْفَنَ بِغَيْرِهٖ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اُدْفَنَ بِهٖ. اِنَّمَا هُوَ اَحَدُ رَجُلَيْنِ اِمَّا ظَالِمٌ، فَلَا اُحِبُّ اَنْ اُدْفَنَ مَعَهٗ، وَاِمَّا صَالِحٌ فَلَا اُحِبُّ اَنْ تُنْبَشَ لِيْ عِظَامُهٗ.

عروہ بن زبیر نے فرمایا کہ مجھے بقیع میں دفن ہونا پسند نہیں ہے اور بقیع میں دفن ہونے سے کسی دوسری جگہ دفن ہونا مجھے زیادہ پسند ہے کیونکہ وہ دونوں میں سے ایک قسم کا آدمی ہوگا اگر ظالم کی جگہ مجھے دفن کیا تو مجھے اس کے ساتھ دفن ہونا پسند نہیں اور اگر نیک کی وہ جگہ ہے تو میں پسند نہیں کرتا کہ میری خاطر اس کی ہڈیوں کو کھودا جائے۔

۱۱- بَابُ الْوُقُوْفِ لِلْجَنَائِزِ وَالْجُلُوْسِ عَلَى الْمَقَابِرِ

جنازے کو دیکھ کر کھڑے ہونا اور قبروں پر بیٹھنا

۲۷۸- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ وَاقِدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ مَسْعُوْدِ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْمُ فِي الْجَنَائِزِ ثُمَّ جَلَسَ بَعْدُ. صحیح مسلم (۲۲۲۴ تا ۲۲۲۸)

مسعود بن حکم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جنازے کو دیکھ کر کھڑے ہو جاتے اور گزر جانے کے بعد بیٹھ جاتے۔

[۲۷۱] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ، اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ كَانَ يَتَوَسَّدُ الْقُبُوْرَ وَيَضْطَجِعُ عَلَيْهَا.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبر سے ٹیک لگا لیتے اور اس پر لیٹ جاتے تھے۔

قَالَ مَالِكٌ وَاِنَّمَا نُهِيَ عَنِ الْقُعُوْدِ عَلَى الْقُبُوْرِ فِيْمَا نُرٰى لِلْمَذَاهِبِ.

امام مالک نے فرمایا کہ پیشاب اور قضائے حاجت کے لیے قبروں پر بیٹھنا منع ہے۔

[۲۷۲] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا اُمَامَةَ بْنَ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ يَقُوْلُ كُنَّا نَشْهَدُ الْجَنَائِزَ، فَمَا يَجْلِسُ اٰخِرُ النَّاسِ، حَتّٰى يُؤْذَنُوْا.

ابوبکر بن عثمان نے حضرت ابو امامہ بن سہل بن حنیف کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہم جنازوں میں شامل ہوتے تو آخری شخص بھی اجازت کے بغیر بیٹھا نہیں کرتا تھا۔

۱۲- بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ

۲۷۹- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَابِرِ بْنِ عَتِيكٍ، عَنْ عَتِيكِ بْنِ الْحَارِثِ. وَهُوَ جَدُّ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَابِرٍ أَبُو أُمِّهِ. أَنَّهُ أَخْبَرَهُ، أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَتِيكٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، جَاءَ يَعُودُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ ثَابِتٍ، فَوَجَدَهُ قَدْ غُلِبَ عَلَيْهِ، فَصَاحَ بِهِ فَلَمْ يُجِبْهُ، فَاسْتَرْجَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَقَالَ غُلِبْنَا عَلَيْكَ يَا أَبَا الرَّبِيعِ فَصَاحَ النِّسْوَةُ وَبَكَيْنَ، فَجَعَلَ جَابِرٌ يُسَكِّتُهُنَّ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ دَعْهُنَّ، فَإِذَا وَجَبَ فَلَا تَبْكِيَنَّ بَاكِيَةٌ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا الْوُجُوبُ؟ قَالَ إِذَا مَاتَ فَقَالَتِ ابْنَتُهُ وَاللَّهِ إِنْ كُنْتُ لَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ شَهِيدًا، فَإِنَّكَ كُنْتَ قَدْ قَضَيْتَ جِهَازَكَ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَوْقَعَ أَجْرَهُ عَلَى قَدْرِ نِيَّتِهِ. وَمَا تَعُدُّونَ الشَّهَادَةَ؟ قَالُوا الْقَتْلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الشُّهَدَاءُ سَبْعَةٌ سِوَى الْقَتْلِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ الْمَطْعُونُ شَهِيدٌ، وَالْغَرِقُ شَهِيدٌ، وَصَاحِبُ ذَاتِ الْجَنْبِ شَهِيدٌ، وَالْمَبْطُونُ شَهِيدٌ، وَالْحَرِقُ شَهِيدٌ، وَالَّذِي يَمُوتُ تَحْتَ الْهَدْمِ شَهِيدٌ، وَالْمَرْأَةُ تَمُوتُ بِجُمْعٍ شَهِيدٌ.

سنن ابوداؤد (۳۱۱۱) سنن نسائی (۱۸۴۵)

میت پر رونے کی ممانعت

حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت عبداللہ بن ثابت کی عیادت کے لیے تشریف لائے تو انہیں بے ہوش پایا۔ آپ نے آواز دی تو انہوں نے جواب نہ دیا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے ''انا للہ وانا الیہ راجعون '' کہا اور فرمایا: اے ابوالربیع! تمہارے معاملے میں ہم مغلوب ہوئے۔ پس عورتیں رونے دھونے لگیں تو حضرت جابر انہیں خاموش کرانے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انہیں جانے دو لیکن جب واجب ہو جائے تو اس وقت کوئی رونے والی نہ روئے۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! کیا واجب ہو جائے؟ فرمایا کہ جب مر جائے۔ اس کی بیٹی کہنے لگی کہ خدا کی قسم! ہم تو آپ کی شہادت کے آرزومند تھے کیونکہ آپ نے جہاد کا سامان تیار کر لیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ انہیں ان کی نیت کے مطابق اجر عطا فرمائے گا۔ تم شہادت کس چیز کو شمار کرتی ہو؟ عرض گزار ہوئیں کہ اللہ کی راہ میں لڑ مرنے کو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں شہید ہونے کے سوا بھی سات قسم کے شہید ہیں۔ (۱) طاعون کی بیماری سے مرنے والا شہید ہے' (۲) غرق ہونے والا شہید ہے (۳) نمونیہ والا شہید ہے (۴) پیٹ کی بیماری سے مرنے والا شہید ہے (۵) جل کر مرنے والا شہید ہے (۶) دیوار کے نیچے دب کر مرنے والا شہید ہے اور زچگی میں مرنے والی عورت شہید ہے۔

۲۸۰- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ تَقُولُ، (وَذُكِرَ لَهَا أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ) فَقَالَتْ عَائِشَةُ يَغْفِرُ اللَّهُ لِأَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَمَا إِنَّهُ لَمْ يَكْذِبْ، وَلَكِنَّهُ نَسِيَ، أَوْ أَخْطَأَ إِنَّمَا مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِيَهُودِيَّةٍ يَبْكِي عَلَيْهَا أَهْلُهَا، فَقَالَ إِنَّكُمْ لَتَبْكُونَ عَلَيْهَا، وَإِنَّهَا لَتُعَذَّبُ فِي قَبْرِهَا.

عمرہ بنت عبدالرحمٰن نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرماتے ہوئے سنا: جب ان کے سامنے ذکر ہوا کہ حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ زندوں کے رونے سے مردے کو عذاب دیا جاتا ہے تو حضرت عائشہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عبد الرحمٰن کو معاف فرمائے کیونکہ انہوں نے جھوٹ تو نہیں کہا لیکن وہ بھول گئے یا ان سے سمجھنے میں غلطی ہوئی کیونکہ رسول اللہ ﷺ ایک یہودی عورت کے پاس سے گزرے اور اس کے گھر والے اس پر رو رہے تھے آپ نے فرمایا کہ تم اس پر رو رہے ہو اور اسے

صحیح البخاری (۱۲۸۹) صحیح مسلم (۲۱۵۳)

قبر میں عذاب دیا جا رہا ہے۔

۱۳- بَابُ الْحِسْبَةِ فِي الْمُصِيبَةِ

مصیبت کے وقت صبر کرنا

۲۸۱- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَمُوتُ لِأَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ، فَتَمَسَّهُ النَّارُ إِلَّا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر کسی مسلمان کے تین بچے فوت ہو جائیں تو اسے آگ نہیں چھوتی مگر قسم پوری کرنے کے لیے۔

صحیح البخاری (۱۲۵۱) صحیح مسلم (۶۶۳۹)

۲۸۲- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ السَّلَمِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَمُوتُ لِأَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ، فَيَحْتَسِبُهُمْ إِلَّا كَانُوا لَهُ جُنَّةً مِنَ النَّارِ. فَقَالَتِ امْرَأَةٌ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَوِ اثْنَانِ؟ قَالَ أَوِ اثْنَانِ.

حضرت ابوالنضر سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس مسلمان کے تین بچے فوت ہو جائیں اور وہ ان پر صبر کرے تو وہ اس کے لیے جہنم سے ڈھال بن جائیں گے۔ ایک عورت بارگاہ رسالت میں عرض گزار ہوئی کہ یا رسول اللہ! اگر وہ دو ہوں؟ فرمایا کہ دو بھی۔

صحیح البخاری (۱۰۱) صحیح مسلم (۶۶۴۲)

۲۸۳- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، عَنْ أَبِي الْحُبَابِ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَا يَزَالُ الْمُؤْمِنُ يُصَابُ فِي وَلَدِهِ، وَحَامَّتِهِ، حَتَّى يَلْقَى اللّٰهَ، وَلَيْسَتْ لَهُ خَطِيئَةٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کو ہمیشہ اس کی اولاد اور اعزہ کی مصیبتوں کی وجہ سے تکلیف پہنچتی رہتی ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرتا ہے کہ اس کے سر کوئی گناہ نہیں رہ جاتا۔

۱۴- بَابُ جَامِعِ الْحِسْبَةِ فِي الْمُصِيبَةِ

بوقتِ مصیبت صبر کرنے کے متعلق روایات

۲۸۴- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِيُعَزِّ الْمُسْلِمِينَ فِي مَصَائِبِهِمُ الْمُصِيبَةُ بِي.

عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد بن ابو بکر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری مصیبتوں کو یاد کر کے مسلمانوں کی تمام مصیبتیں دور ہو جاتی ہیں۔

۲۸۵- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ أَصَابَتْهُ مُصِيبَةٌ، فَقَالَ كَمَا أَمَرَ اللّٰهُ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، اللّٰهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي، وَأَعْقِبْنِي خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا فَعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ بِهِ قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ فَلَمَّا تُوُفِّيَ أَبُو سَلَمَةَ، قُلْتُ ذٰلِكَ ثُمَّ قُلْتُ وَمَنْ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کو کوئی مصیبت پہنچے اور وہ حکم خداوندی کے مطابق کہے: "بے شک ہم اللہ کا مال ہیں اور بے شک ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ اے اللہ! مجھے میری مصیبت کا اجر عطا فرما اور اس کے عوض مجھے بہتر چیز عطا فرما" تو اللہ تعالیٰ ایسا ہی کر دے گا۔ حضرت ام سلمہ نے فرمایا کہ جب حضرت ابوسلمہ فوت

خَيْرٌ مِنْ أَبِي سَلَمَةَ؟ فَأَعْقَبَهَا اللّٰهُ رَسُولَهُ ﷺ فَتَزَوَّجَهَا.
صحیح مسلم (٢١٢٤)

[٢٧٣] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، أَنَّهُ قَالَ هَلَكَتِ امْرَأَةٌ لِي، فَأَتَانِي مُحَمَّدُ بْنُ كَعْبٍ الْقُرَظِيُّ يُعَزِّيْنِي بِهَا، فَقَالَ إِنَّهُ كَانَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ رَجُلٌ فَقِيهٌ عَالِمٌ عَابِدٌ مُجْتَهِدٌ، وَكَانَتْ لَهُ امْرَأَةٌ، وَكَانَ بِهَا مُعْجَبًا لَهَا مُحِبًّا، فَمَاتَتْ فَوَجَدَ عَلَيْهَا وَجْدًا شَدِيدًا، وَلَقِيَ عَلَيْهَا أَسَفًا، حَتَّى خَلَا فِي بَيْتٍ، وَغَلَّقَ عَلَى نَفْسِهِ، وَاحْتَجَبَ مِنَ النَّاسِ، فَلَمْ يَكُنْ يَدْخُلُ عَلَيْهِ أَحَدٌ. وَإِنَّ امْرَأَةً سَمِعَتْ بِهِ. فَجَاءَتْهُ فَقَالَتْ إِنَّ لِي إِلَيْهِ حَاجَةً أَسْتَفْتِيهِ فِيهَا لَيْسَ يُجْزِيْنِي فِيهَا إِلَّا مُشَافَهَتُهُ، فَذَهَبَ النَّاسُ، وَلَزِمَتْ بَابَهُ، وَقَالَتْ مَا لِي مِنْهُ بُدٌّ. فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ إِنَّ هٰهُنَا امْرَأَةً أَرَادَتْ أَنْ تَسْتَفْتِيَكَ، وَقَالَتْ إِنْ أَرَدْتُ إِلَّا مُشَافَهَتَهُ، وَقَدْ ذَهَبَ النَّاسُ، وَهِيَ لَا تُفَارِقُ الْبَابَ. فَقَالَ ائْذَنُوا لَهَا. فَدَخَلَتْ عَلَيْهِ، فَقَالَتْ إِنِّي جِئْتُكَ أَسْتَفْتِيكَ فِي أَمْرٍ. قَالَ وَمَا هُوَ؟ قَالَتْ إِنِّي اسْتَعَرْتُ مِنْ جَارَةٍ لِي حَلْيًا، فَكُنْتُ أَلْبَسُهُ، وَأُعِيرُهُ زَمَانًا، ثُمَّ أَرْسَلُوا إِلَيَّ فِيهِ أَفَأُؤَدِّيهِ إِلَيْهِمْ؟ فَقَالَ نَعَمْ وَاللّٰهِ. فَقَالَتْ إِنَّهُ قَدْ مَكَثَ عِنْدِي زَمَانًا. فَقَالَ ذٰلِكَ أَحَقُّ لِرَدِّكِ إِيَّاهُ إِلَيْهِمْ حِينَ أَعَارُوكِيهِ زَمَانًا. فَقَالَتْ أَيْ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ أَفَتَأْسَفُ عَلَى مَا أَعَارَكَ اللّٰهُ، ثُمَّ أَخَذَهُ مِنْكَ، وَهُوَ أَحَقُّ بِهِ مِنْكَ؟ فَأَبْصَرَ مَا كَانَ فِيهِ، وَنَفَعَهُ اللّٰهُ بِقَوْلِهَا.

ہوئے تو میں نے یہی دعا کی پھر اپنے دل میں کہا کہ ابوسلمہ سے بہتر کون ہو سکتا ہے؟ لیکن ان کے بعد مجھے اللہ نے رسول اللہ کی زوجیت سے مشرف فرمادیا۔

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ ان کی زوجہ محترمہ فوت ہو گئیں تو محمد بن کعب قرظی تعزیت کے لیے پاس آئے اور کہا کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جو فقیہ، عالم، عابد اور مجتہد تھا۔ اس کی ایک بیوی تھی جس کے ساتھ اسے غایت درجہ محبت تھی۔ وہ فوت ہو گئی تو اس آدمی کو بڑا دھکا لگا اور شدت ملال کے باعث وہ گھر میں بیٹھا رہا۔ دروازہ بند کر لیا اور لوگوں سے ملنا جلنا چھوڑ دیا۔ اب اس کے پاس کوئی آ نہیں سکتا تھا۔ ایک عورت نے جب یہ بات سنی تو اس کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ مجھے ان سے ایک حاجت ہے، جس کے سلسلے میں ان سے میں نے فتویٰ لینا ہے۔ بالمشافہ پوچھے بغیر بات نہیں بن پڑے گی، لوگ تو چلے گئے لیکن وہ عورت دروازے پر جام ہو گئی اور کہا کہ مجھے اس کے سوا چارۂ کار نہیں۔ کسی نے اس عالم سے کہا کہ یہاں ایک عورت ہے، جو آپ سے کوئی فتویٰ لینا چاہتی ہے۔ وہ چاہتی ہے کہ میں بالمشافہ پوچھوں گی اور لوگ جا چکے ہیں لیکن وہ دروازہ سے ذرا نہیں ہٹتی۔ کہا کہ اسے اندر آنے دو۔ پس وہ اندر گئی اور اس نے کہا کہ میں آپ کی خدمت میں ایک مسئلہ دریافت کرنے کی غرض سے حاضر ہوئی ہوں۔ کہا: وہ ہے کیا؟ عورت نے کہا کہ میں نے اپنی ہمسائی سے کچھ زیور ادھار لیے تھے۔ میں انہیں پہنتی رہی اور مدتوں ادھار دیتی رہی۔ اب اس گھر والوں نے مجھے پیغام بھیجا ہے کہ زیور انہیں لوٹادوں۔ تو کیا میں ان کی طرف لوٹا دوں؟ کہا: خدا کی قسم! ضرور۔ عورت نے کہا کہ میرے پاس تو اس زیور کو مدت گزر گئی، پھر واپسی کیسی؟ کہا کہ اس صورت میں تو واپس لوٹانے کا اور زیادہ حق ہو گیا کہ اتنی مدت ادھار دیے رکھے۔ عورت گویا ہوئی کہ حضور والا! اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے، کیا آپ اس چیز پر افسوس کر رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ادھار دی، پھر واپس لے لی، کیا وہ اس کا آپ سے زیادہ حق دار نہیں۔ اس بات نے اس عالم کی آنکھیں کھول دیں اور اس کی بات سے اللہ تعالیٰ نے

اسے فائدہ پہنچایا۔

١٥- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْاِخْتِفَاءِ

٢٨٦- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الرِّجَالِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أُمِّهِ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّهُ سَمِعَهَا تَقُولُ لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمُخْتَفِيَ وَالْمُخْتَفِيَةَ، يَعْنِي نَبَّاشَ الْقُبُورِ.

کفن چور کے بارے میں روایات

عمرہ بنت عبدالرحمٰن کو فرماتے ہوئے سنا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کفن چرانے والے مرد اور کفن چرانے والی عورت پر لعنت کی ہے۔

٢٨٧- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ، كَانَتْ تَقُولُ كَسْرُ عَظْمِ الْمُسْلِمِ مَيْتًا كَكَسْرِهِ وَهُوَ حَيٌّ، تَعْنِي فِي الْإِثْمِ.

سنن ابوداؤد(٣٢٠٧) سنن ابن ماجہ(١٦١٦)

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمایا کرتیں کہ کسی مسلمان مردے کی ہڈی کو توڑنے کا اتنا ہی گناہ ہے جتنا اس کی زندگی میں توڑنے کا۔

١٦- بَابُ جَامِعِ الْجَنَائِزِ

٢٨٨- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ، أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ، وَهُوَ مُسْتَنِدٌ إِلَى صَدْرِهَا، وَأَصْغَتْ إِلَيْهِ يَقُولُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي، وَارْحَمْنِي، وَأَلْحِقْنِي بِالرَّفِيقِ الْأَعْلَى.

صحیح البخاری(٤٤٣٦) صحیح مسلم(٦٢٤٣_٦٢٤٤)

جنازے کے دیگر متعلقات

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے آپ کے وصال سے پہلے سنا جب کہ آپ نے ان کے سینے سے ٹیک لگائی ہوئی تھی اور یہ سراپا گوش ہو کر آپ کی جانب متوجہ تھیں تو حضور کہہ رہے تھے: اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما اور مجھے رفیقِ اعلیٰ کے ساتھ ملا دے۔

٢٨٩- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ نَبِيٍّ يَمُوتُ حَتّٰى يُخَيَّرَ قَالَتْ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ اللّٰهُمَّ الرَّفِيقَ الْأَعْلَى، فَعَرَفْتُ أَنَّهُ ذَاهِبٌ. صحیح البخاری(٤٤٣٧) صحیح مسلم(٦٢٤٧)

حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب بھی کسی نبی کی وفات کا وقت آیا تو انہیں اختیار دیا گیا۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ جب میں نے آپ کو ''اللھم الرفیق الاعلی'' کہتے ہوئے سنا تو میں جان گئی کہ آپ جانے والے ہیں۔

٢٩٠- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا مَاتَ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ، إِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَمِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، فَمِنْ أَهْلِ النَّارِ، يُقَالُ لَهُ هٰذَا مَقْعَدُكَ حَتّٰى يَبْعَثَكَ اللّٰهُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. صحیح البخاری(١٣٧٩) صحیح مسلم(٧١٤٠)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مر جاتا ہے تو صبح وشام اسے اس کا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے۔ اگر وہ اہل جنت سے ہے تو جنتی ٹھکانا اور اگر اہل جہنم سے ہے تو جہنمی ٹھکانا۔ اس سے کہا جاتا ہے کہ تیرا ٹھکانہ یہ ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تجھے قیامت میں اٹھائے۔

٢٩١- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

الْأَعْرَجِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ كُلُّ ابْنِ آدَمَ تَأْكُلُهُ الْأَرْضُ ، إِلَّا عَجْبَ الذَّنَبِ ، مِنْهُ خُلِقَ ، وَفِيهِ يُرَكَّبُ. صحیح مسلم (۷۳٤۱)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی کے سارے جسم کو زمین کھا جاتی ہے ماسوائے ریڑھ کی ہڈی کے۔ اسی سے اسے پیدا کیا گیا اور اسی پر اسے دوبارہ بنا دیا جائے گا۔

۲۹۲- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ ابْنِ مَالِكِ الْأَنْصَارِيِّ ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ ، أَنَّ أَبَاهُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِنَّمَا نَسَمَةُ الْمُؤْمِنِ طَيْرٌ يَعْلَقُ فِي شَجَرِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يُرْجِعَهُ اللَّهُ إِلٰى جَسَدِهِ يَوْمَ يَبْعَثُهُ.

سنن نسائی (۲۰۷۲) سنن ابن ماجہ (٤۲۷۱)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن کی روح ایک پرندے کی شکل میں جنت کے ایک درخت سے جا لٹکتی ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے اس کے جسم کی طرف اس روز لوٹائے گا جس روز اٹھایا جائے گا۔

۲۹۳- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ ، عَنِ الْأَعْرَجِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى إِذَا أَحَبَّ عَبْدِي لِقَائِي أَحْبَبْتُ لِقَاءَهُ وَإِذَا كَرِهَ لِقَائِي كَرِهْتُ لِقَاءَهُ.

صحیح البخاری (۷۵۰٤)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میرا بندہ مجھ سے ملنا پسند کرتا ہے تو میں بھی اس سے ملنا پسند کرتا ہوں اور جب وہ مجھ سے ملنا ناپسند کرتا ہے تو میں بھی اس سے ملنا ناپسند کرتا ہوں۔

۲۹٤- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ ، عَنِ الْأَعْرَجِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لَمْ يَعْمَلْ حَسَنَةً قَطُّ لِأَهْلِهِ إِذَا مَاتَ ، فَحَرِّقُوهُ ، ثُمَّ اذْرُوا نِصْفَهُ فِي الْبَرِّ ، وَنِصْفَهُ فِي الْبَحْرِ ، فَوَاللَّهِ لَئِنْ قَدَرَ اللَّهُ عَلَيْهِ لَيُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا لَا يُعَذِّبُهُ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ. فَلَمَّا مَاتَ الرَّجُلُ فَعَلُوا مَا أَمَرَهُمْ بِهِ ، فَأَمَرَ اللَّهُ الْبَرَّ فَجَمَعَ مَا فِيهِ ، وَأَمَرَ الْبَحْرَ فَجَمَعَ مَا فِيهِ ، ثُمَّ قَالَ لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا؟ قَالَ مِنْ خَشْيَتِكَ يَا رَبِّ ، وَأَنْتَ أَعْلَمُ. قَالَ فَغَفَرَ لَهُ. صحیح البخاری (۷۵۰۸) صحیح مسلم (۲۹۱٤)

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی نے زندگی بھر کوئی نیکی نہیں کی تھی، مرتے وقت اس نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ مجھے جلا دینا۔ پھر میری نصف راکھ خشکی میں اور نصف دریا میں ڈال دینا کیونکہ خدا کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ پر قابو پایا تو اتنا عذاب دے گا کہ پوری دنیا میں اتنا عذاب کسی کو نہ دے گا۔ جب وہ مر گیا تو گھر والوں نے اس کے حکم کی تعمیل کی۔ پس اللہ تعالیٰ نے خشکی کو حکم دیا تو اس نے اس کے ذرات اکٹھے کر دیئے اور دریا کو حکم دیا تو اس نے بھی جمع کر دیئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس آدمی سے فرمایا کہ تو نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے کہا: اے رب! تو جانتا ہے کہ صرف تیرے ڈر سے۔ فرمایا کہ پھر اسے بخش دیا گیا۔

۲۹۵- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ ، عَنِ الْأَعْرَجِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ ، أَوْ يُنَصِّرَانِهِ ، كَمَا تُنَاتَجُ الْإِبِلُ مِنْ بَهِيمَةٍ جَمْعَاءَ هَلْ تُحِسُّ فِيهَا مِنْ جَدْعَاءَ؟ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ ، أَرَأَيْتَ الَّذِي يَمُوتُ وَهُوَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر پیدا ہونے والا فطرتِ اسلام پر پیدا ہوتا ہے پھر والدین اسے یہودی یا نصرانی بنا لیتے ہیں، جیسے کہ اونٹ کا بچہ صحیح سالم پیدا ہوتا ہے، کیا تم نے ان میں کوئی کن کٹا دیکھا ہے؟ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! چھوٹے بچے

صَغِيرٌ؟ قَالَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ.
صحیح البخاری (۶۵۹۹) صحیح مسلم (۶۷۰۲)

جو مر جائیں ان کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ وہ کیا کرنے والے تھے۔

۲۹۶- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْاَعْرَجِ، عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ، فَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي مَكَانَهُ. صحیح البخاری (۷۱۱۵) صحیح مسلم (۷۲۳۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ ایک آدمی کسی کی قبر کے پاس سے گزرے گا تو کہے گا: کاش! اس کی جگہ میں ہوتا۔

۲۹۷- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ الدِّيلِيِّ، عَنْ مَعْبَدِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ اَبِي قَتَادَةَ بْنِ رِبْعِيٍّ، اَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ عَلَيْهِ بِجَنَازَةٍ فَقَالَ مُسْتَرِيحٌ وَمُسْتَرَاحٌ مِنْهُ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا الْمُسْتَرِيحُ وَالْمُسْتَرَاحُ مِنْهُ؟ قَالَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ يَسْتَرِيحُ مِنْ نَصَبِ الدُّنْيَا وَاَذَاهَا اِلٰى رَحْمَةِ اللّٰهِ، وَالْعَبْدُ الْفَاجِرُ يَسْتَرِيحُ مِنْهُ الْعِبَادُ وَالْبِلَادُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ.
(صحیح البخاری (۶۵۱۲) صحیح مسلم (۲۱۹۹_۲۲۰۰)

حضرت ابو قتادہ بن ربعی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو آپ نے فرمایا: "مستریح ومستراح منه" لوگ عرض گزار ہوئے کہ مستریح اور مستراح منه کیا ہے؟ فرمایا کہ "مستریح" تو یہ ہے کہ مومن بندہ دنیا کی تکالیف اور اذیتوں سے نجات پاکر خدا کی رحمت سے لطف اندوز ہوتا ہے اور "مستراح منه" یہ کہ بدکردار بندے سے لوگ، شہر، درخت اور مویشی تک نجات پا جاتے ہیں۔

۲۹۸- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، اَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا مَاتَ عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ وَمُرَّ بِجَنَازَتِهِ ذَهَبْتَ وَلَمْ تَلْتَبِسْ مِنْهَا بِشَيْءٍ.

ابو النضر مولیٰ عمر بن عبید اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کہ حضرت عثمان بن مظعون فوت ہوئے اور ان کا جنازہ آپ کے سامنے سے گزرا: "تم چل دیے اور دنیا سے بھی کچھ بھی نہیں لیا"۔

۲۹۹- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ اَبِي عَلْقَمَةَ، عَنْ اُمِّهِ اَنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ تَقُولُ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَلَبِسَ ثِيَابَهُ، ثُمَّ خَرَجَ. قَالَتْ فَاَمَرْتُ جَارِيَتِي بَرِيرَةَ تَتْبَعُهُ، فَتَبِعَتْهُ حَتّٰى جَاءَ الْبَقِيعَ، فَوَقَفَ فِي اَدْنَاهُ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَقِفَ، ثُمَّ انْصَرَفَ، فَسَبَقَتْهُ بَرِيرَةُ، فَاَخْبَرَتْنِي، فَلَمْ اَذْكُرْ لَهُ شَيْئًا حَتّٰى اَصْبَحَ، ثُمَّ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ اِنِّي بُعِثْتُ اِلٰى اَهْلِ الْبَقِيعِ لِاُصَلِّيَ عَلَيْهِمْ. سنن نسائی (۲۰۳۷)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے، کپڑے پہنے اور باہر نکل گئے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنی لونڈی بریرہ سے کہا کہ آپ کے پیچھے جائے تو وہ پیچھے گئی۔ یہاں تک کہ آپ بقیع جا پہنچے اور اس کے قریب کھڑے رہے جتنی دیر خدا نے چاہا کہ کھڑے رہیں۔ پھر واپس لوٹے تو بریرہ نے آپ سے پہلے آ کر مجھے بتا دیا۔ میں نے آپ سے کوئی ذکر نہ کیا یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ پھر آپ سے ذکر کیا تو فرمایا: مجھے حکم دیا گیا تھا کہ بقیع والوں کے لیے دعا کروں۔

۳۰۰- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ اَسْرِعُوا بِجَنَائِزِكُمْ، فَاِنَّمَا هُوَ خَيْرٌ تُقَدِّمُونَهُ

نافع کا بیان ہے کہ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا: اپنے جنازے کو لے جانے میں جلدی کیا کرو کیونکہ اگر وہ نیک ہے تو اسے نیکی

بِالَيْهِ، أَوْ شَرٌّ تَضَعُوْنَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ.

صحیح البخاری (۱۳۱۵) صحیح مسلم (۲۱۸۳)

کی طرف لے جا رہے ہو اور اگر برا ہے تو اپنے کندھوں سے بوجھ اتار رہے ہو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

۱۷- كِتَابُ الزَّكٰوةِ

زکوۃ کا بیان

۱- بَابُ مَا تَجِبُ فِيْهِ الزَّكٰوةُ

کس مال کی زکوۃ دینا واجب ہے؟

۳۰۱- حَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ، عَنْ أَبِيْهِ، أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ، وَلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ، وَلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ.

صحیح البخاری (۱٤٤٧) صحیح مسلم (۲۲٦۰ تا ۲۲٦۷)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانچ اونٹوں سے کم میں زکوۃ نہیں اور پانچ اوقیہ چاندی سے کم میں زکوۃ نہیں اور پانچ وسق غلہ سے کم میں زکوۃ نہیں۔

۳۰۲- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ صَعْصَعَةَ الْأَنْصَارِيِّ، ثُمَّ الْمَازِنِيِّ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ مِنَ التَّمْرِ صَدَقَةٌ، وَلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ أَوَاقِيَّ مِنَ الْوَرِقِ صَدَقَةٌ، وَلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ مِنَ الْإِبِلِ صَدَقَةٌ.

صحیح البخاری (۱٤٥۹)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانچ اونٹوں سے کم میں زکوۃ نہیں اور پانچ اوقیہ چاندی سے کم میں زکوۃ نہیں اور پانچ وسق غلہ سے کم میں زکوۃ نہیں۔

[۲۷٤] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ كَتَبَ إِلٰى عَامِلِهِ عَلٰى دِمَشْقَ فِي الصَّدَقَةِ إِنَّمَا الصَّدَقَةُ فِي الْحَرْثِ، وَالْعَيْنِ، وَالْمَاشِيَةِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اپنے دمشق کے عامل کو زکوۃ کے بارے میں لکھا کہ زکوۃ کھیتی، سونا، چاندی، نقدی اور مویشیوں میں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَا تَكُوْنُ الصَّدَقَةُ إِلَّا فِيْ ثَلَاثَةِ أَشْيَاءَ فِي الْحَرْثِ، وَالْعَيْنِ، وَالْمَاشِيَةِ.

امام مالک نے فرمایا کہ نہیں ہے زکوۃ مگر تین چیزوں میں: کھیتی، نقدی و سونا چاندی اور مویشیوں میں۔

۲- بَابُ الزَّكٰوةِ فِي الْعَيْنِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ

سونے چاندی کی زکوۃ کا بیان

[۲۷٥] اثر- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُقْبَةَ مَوْلَى الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَأَلَ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ مُكَاتَبٍ لَهُ، قَاطَعَهُ بِمَالٍ عَظِيْمٍ هَلْ عَلَيْهِ فِيْهِ زَكٰوةٌ؟ فَقَالَ الْقَاسِمُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيْقَ لَمْ يَكُنْ

محمد بن عقبہ نے قاسم بن محمد سے پوچھا کہ انہوں نے اپنے مکاتب سے کافی مال کے بدلے مقاطعت کی ہے، کیا اس مال کی ان پر زکوۃ ہے؟ قاسم نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق مال سے زکوۃ نہیں لیا کرتے تھے یہاں تک کہ اس پر پورا سال گزر جاتا۔

يَأْخُذُ مِنْ مَالٍ زَكٰوةٍ حَتّٰى يَحُوْلَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ. قَالَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ اِذَا اَعْطَى النَّاسَ اُعْطِيَاتِهِمْ يَسْأَلُ الرَّجُلَ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ مَالٍ وَجَبَتْ عَلَيْكَ فِيْهِ الزَّكٰوةُ؟ فَاِذَا قَالَ نَعَمْ، اَخَذَ مِنْ عَطَائِهٖ زَكٰوةَ ذٰلِكَ الْمَالِ، وَاِنْ قَالَ لَا، اَسْلَمَ اِلَيْهِ عَطَاءَهٗ، وَلَمْ يَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا.

قاسم بن محمد نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر جب لوگوں کو ان کے وظیفے دیتے تو پوچھ لیتے کہ کیا ان کے پاس کوئی ایسا مال ہے جس پر زکوٰۃ واجب ہو؟ اگر وہ ہاں کہتا تو وظیفے میں سے اس مال کی زکوٰۃ وضع کر لیتے اور اگر وہ نہیں کہتا تو وظیفہ اسے دے دیتے اور اس میں سے کچھ نہ لیتے۔

[۲۷٦] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ قُدَامَةَ، عَنْ اَبِيْهَا، اَنَّهٗ قَالَ كُنْتُ اِذَا جِئْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ اَقْبِضُ عَطَائِيْ سَاَلَنِيْ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ مَالٍ وَجَبَتْ عَلَيْكَ فِيْهِ الزَّكٰوةُ؟ قَالَ فَاِنْ قُلْتُ نَعَمْ، اَخَذَ مِنْ عَطَائِيْ زَكٰوةَ ذٰلِكَ الْمَالِ، وَاِنْ قُلْتُ لَا، دَفَعَ اِلَيَّ عَطَائِيْ.

حضرت قدامہ بن مظعون کا بیان ہے کہ جب میں وظیفہ لینے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو پوچھتے کہ کیا تمہارے پاس کوئی ایسا مال ہے جس کی زکوٰۃ واجب ہو؟ اگر میں ہاں کہتا تو میرے وظیفے میں سے اس سال کی زکوٰۃ وضع کر لیتے اور اگر میں کہتا کہ نہیں تو میرا وظیفہ مجھے پورا دے دیتے۔

[۲۷۷] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ لَا تَجِبُ فِيْ مَالٍ زَكٰوةٌ حَتّٰى يَحُوْلَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ مال پر جب تک پورا سال نہ گزر جائے زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔

[۲۷۸] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، اَنَّهٗ قَالَ اَوَّلُ مَنْ اَخَذَ مِنَ الْاَعْطِيَةِ الزَّكٰوةَ مُعَاوِيَةُ بْنُ اَبِيْ سُفْيَانَ.

ابن شہاب نے فرمایا کہ سب سے پہلے تنخواہ میں سے زکوٰۃ وضع کرنے والے حضرت معاویہ بن ابوسفیان ہیں۔

قَالَ مَالِكٌ السُّنَّةُ الَّتِيْ لَا اخْتِلَافَ فِيْهَا عِنْدَنَا، اَنَّ الزَّكٰوةَ تَجِبُ فِيْ عِشْرِيْنَ دِيْنَارًا عَيْنًا، كَمَا تَجِبُ فِيْ مِائَتَيْ دِرْهَمٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک وہی سنت ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں کہ زکوٰۃ سونے کے بیس دینار پر واجب ہے جیسے دوسو درہموں پر واجب ہوتی ہے۔

قَالَ مَالِكٌ لَيْسَ فِيْ عِشْرِيْنَ دِيْنَارًا نَاقِصَةً بَيِّنَةَ النُّقْصَانِ زَكٰوةٌ، فَاِنْ زَادَتْ حَتّٰى تَبْلُغَ بِزِيَادَتِهَا عِشْرِيْنَ دِيْنَارًا وَازِنَةً فَفِيْهَا الزَّكٰوةُ، وَلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ عِشْرِيْنَ دِيْنَارًا عَيْنًا الزَّكٰوةُ، وَلَيْسَ فِيْ مِائَتَيْ دِرْهَمٍ نَاقِصَةً بَيِّنَةَ النُّقْصَانِ زَكٰوةٌ، فَاِنْ زَادَتْ حَتّٰى تَبْلُغَ بِزِيَادَتِهَا مِائَتَيْ دِرْهَمٍ وَافِيَةً فَفِيْهَا الزَّكٰوةُ، فَاِنْ كَانَتْ تَجُوْزُ بِجَوَازِ الْوَازِنَةِ رَاَيْتُ فِيْهَا الزَّكٰوةَ دَنَانِيْرَ كَانَتْ اَوْ دَرَاهِمَ.

امام مالک نے فرمایا کہ ناقص اور کم وزن بیس دیناروں میں زکوٰۃ نہیں ہے اور ایسے دینار اگر زیادہ ہوں کہ وزن میں بیس دینار کے برابر ہو جائیں تو ان میں زکوٰۃ ہے اور بیس دینار سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ دوسو درہم اگر ناقص یا کم وزن ہوں تو ان میں سے زکوٰۃ نہیں ہے لیکن وہ زیادہ ہوں کہ زیادتی کے باعث دو سو درہم کے برابر ہو جائیں تو ان میں زکوٰۃ ہے اور اگر یہ سکے پورے دینار و درہم کے برابر چلتے ہوں تو ان میں زکوٰۃ ہے، خواہ وہ دینار ہوں یا درہم۔

قَالَ مَالِكٌ فِيْ رَجُلٍ كَانَتْ عِنْدَهٗ سِتُّوْنَ

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس کے پاس

وَمِائَةُ دِرْهَمٍ وَازِنَةً وَصَرْفُ الدَّرَاهِمِ بِبَلَدِهِ ثَمَانِيَةُ دَرَاهِمَ بِدِينَارٍ أَنَّهَا لَا تَجِبُ فِيهَا الزَّكٰوةُ، وَإِنَّمَا تَجِبُ الزَّكٰوةُ فِي عِشْرِينَ دِينَارًا عَيْنًا، أَوْ مِائَتَيْ دِرْهَمٍ.

ایک سو ساٹھ درہم ہیں اور اس کے شہر میں آٹھ درہم کے بدلے ایک دینار ملتا ہے' تب بھی اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے کیونکہ زکوٰۃ بیس دینار پر واجب ہوتی ہے یا دو سو درہم پر۔

قَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ كَانَتْ لَهُ خَمْسَةُ دَنَانِيرَ مِنْ فَائِدَةٍ، أَوْ غَيْرِهَا، فَتَجَرَ فِيهَا، فَلَمْ يَأْتِ الْحَوْلُ حَتّٰى بَلَغَتْ مَا تَجِبُ فِيهِ الزَّكٰوةُ أَنَّهُ يُزَكِّيهَا وَإِنْ لَمْ تَتِمَّ إِلَّا قَبْلَ أَنْ يَحُولَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ بِيَوْمٍ وَاحِدٍ، أَوْ بَعْدَ مَا يَحُولُ عَلَيْهَا الْحَوْلُ بِيَوْمٍ وَاحِدٍ، ثُمَّ لَا زَكٰوةَ فِيهَا حَتّٰى يَحُولَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ مِنْ يَوْمِ زُكِّيَتْ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس کے پاس پانچ دینار وغیرہ تھے تو ان سے تجارت کی۔ ابھی سال نہیں گزرا تھا کہ وہ نصاب کی حد کو پہنچ گئے تو اس کی زکوٰۃ دینا ہوگی' اگرچہ وہ سال گزرنے سے ایک دن پہلے اس مقدار کو پہنچے ہوں یا ایک دن بعد۔ پھر اس پر زکوٰۃ نہیں دینا ہوگی مگر جس روز زکوٰۃ دی ہے اس سے ایک سال گزرنے کے بعد۔

وَقَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ كَانَتْ لَهُ عَشَرَةُ دَنَانِيرَ، فَتَجَرَ فِيهَا، فَحَالَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ، وَقَدْ بَلَغَتْ عِشْرِينَ دِينَارًا إِنَّهُ يُزَكِّيهَا مَكَانَهَا، وَلَا يَنْتَظِرُ بِهَا أَنْ يَحُولَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ مِنْ يَوْمِ بَلَغَتْ مَا تَجِبُ فِيهِ الزَّكٰوةُ، لِأَنَّ الْحَوْلَ قَدْ حَالَ عَلَيْهَا، وَهِيَ عِنْدَهُ عِشْرُونَ ثُمَّ لَا زَكٰوةَ فِيهَا حَتّٰى يَحُولَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ مِنْ يَوْمِ زُكِّيَتْ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس کے پاس دس دینار تھے تو اس نے ان سے تجارت کی اور ان پر سال گزر گیا تو وہ بیس دینار ہو گئے تو ان پر زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی اور یہ نہیں ہوگا کہ بیس دینار ہونے سے آگے سال شمار کرے' کیونکہ ان پر سال گزر گیا اور وہ اس کے پاس بیس تھے۔ پھر اس پر زکوٰۃ نہیں ہوگی مگر جس روز زکوٰۃ دی ہے اس سے آگے سال گزرنے پر۔

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا فِي إِجَارَةِ الْعَبِيدِ وَخَرَاجِهِمْ، وَكِرَاءِ الْمَسَاكِينِ، وَكِتَابَةِ الْمُكَاتَبِ، أَنَّهُ لَا تَجِبُ فِي شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ الزَّكٰوةُ، قَلَّ ذٰلِكَ أَوْ كَثُرَ حَتّٰى يَحُولَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ مِنْ يَوْمِ يَقْبِضُهُ صَاحِبُهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ بات ہمارے نزدیک متفق علیہ ہے کہ غلاموں کی مزدوری' غریبوں کے کرائے اور مکاتب کی کتابت پر بالکل زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی' خواہ وہ کم ہو یا زیادہ' یہاں تک کہ اس پر سال گزر جائے جس روز سے کہ مالک نے اس پر قبضہ کیا ہے۔

وَقَالَ مَالِكٌ فِي الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ يَكُونُ بَيْنَ الشُّرَكَاءِ إِنَّ مَنْ بَلَغَتْ حِصَّتُهُ مِنْهُمْ عِشْرِينَ دِينَارًا عَيْنًا أَوْ مِائَتَيْ دِرْهَمٍ، فَعَلَيْهِ فِيهَا الزَّكٰوةُ، وَمَنْ نَقَصَتْ حِصَّتُهُ عَمَّا تَجِبُ فِيهِ الزَّكٰوةُ، فَلَا زَكٰوةَ عَلَيْهِ، وَإِنْ بَلَغَتْ حِصَصُهُمْ جَمِيعًا مَا تَجِبُ فِيهِ الزَّكٰوةُ، وَكَانَ بَعْضُهُمْ فِي ذٰلِكَ أَفْضَلَ نَصِيبًا مِنْ بَعْضٍ، أُخِذَ مِنْ كُلِّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ بِقَدْرِ حِصَّتِهِ إِذَا كَانَ فِي حِصَّةِ كُلِّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ مَا تَجِبُ فِيهِ الزَّكٰوةُ، وَذٰلِكَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ مِنَ الْوَرِقِ

امام مالک نے مشترکہ سونے اور چاندی کے بارے میں فرمایا کہ جس شریک کا حصہ بیس دینار یا دو سو درہم کو پہنچے تو اس پر زکوٰۃ ہوگی اور جس کا حصہ اس سے کم ہو جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو اس پر زکوٰۃ نہیں اگرچہ ان کے حصے مل کر اس حد کو پہنچ جائیں جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اور کسی کا حصہ اگر کم ہو اور کسی کا زیادہ تو ہر ایک سے اس کے حصے کے مطابق زکوٰۃ لی جائے گی جب کہ ان میں سے ہر ایک کا حصہ اس حد کو پہنچا ہوا ہو جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اور یہ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانچ اوقیہ سے کم چاندی پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

صَدَقَةٌ.

قَالَ مَالِكٌ وَهٰذَا اَحَبُّ مَا سَمِعْتُ اِلَيَّ فِيْ ذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ جو میں نے سنا یہ مجھے سب سے پسند ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَاِذَا كَانَتْ لِرَجُلٍ ذَهَبٌ اَوْ وَرِقٌ مُتَفَرِّقَةٌ بِاَيْدِيْ اُنَاسٍ شَتّٰى، فَاِنَّهٗ يَنْبَغِيْ لَهٗ اَنْ يُحْصِيَهَا جَمِيْعًا، ثُمَّ يُخْرِجَ مَا وَجَبَ عَلَيْهِ مِنْ زَكَاتِهَا كُلِّهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ جب کسی کے پاس سونا یا چاندی ہو جو مختلف لوگوں کے قبضے میں ہو تو اسے چاہیے کہ اس کا حساب جمع کرے اور پھر وہ سارے کی جو زکوٰۃ واجب ہوتی ہے وہ نکال دے۔

قَالَ مَالِكٌ وَمَنْ اَفَادَ ذَهَبًا، اَوْ وَرِقًا، اِنَّهٗ لَا زَكٰوةَ عَلَيْهِ فِيْهَا حَتّٰى يَحُوْلَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ مِنْ يَوْمِ اَفَادَهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے سونے یا چاندی کو کمایا تو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے جب تک حاصل ہونے کے دن سے پورا ایک سال نہ گزر جائے۔

۳- بَابُ الزَّكٰوةِ فِي الْمَعَادِنِ

کانوں کی زکوٰۃ کا بیان

۳۰۳- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَطَعَ لِبِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُزَنِيِّ مَعَادِنَ الْقَبَلِيَّةِ. وَهِيَ مِنْ نَاحِيَةِ الْفُرْعِ. فَتِلْكَ الْمَعَادِنُ لَا يُؤْخَذُ مِنْهَا اِلَى الْيَوْمِ اِلَّا الزَّكٰوةُ.

کئی حضرات سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال بن حارث مزنی کو ان کے قبیلے کی کانیں بخش دی تھیں، جو فرع کے نزدیک ہیں تو آج کے دن تک ان سے کچھ نہیں لیا گیا ماسوائے زکوٰۃ کے۔

قَالَ مَالِكٌ اَرٰى. وَاللّٰهُ اَعْلَمُ. اَنَّهٗ لَا يُؤْخَذُ مِنَ الْمَعَادِنِ مِمَّا يَخْرُجُ مِنْهَا شَيْءٌ، حَتّٰى يَبْلُغَ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا قَدْرَ عِشْرِيْنَ دِيْنَارًا، عَيْنًا، اَوْ مِائَتَيْ دِرْهَمٍ، فَاِذَا بَلَغَ ذٰلِكَ، فَفِيْهِ الزَّكٰوةُ مَكَانَهٗ، وَمَا زَادَ عَلٰى ذٰلِكَ اُخِذَ بِحِسَابِ ذٰلِكَ مَا دَامَ فِي الْمَعْدِنِ نَيْلٌ، فَاِذَا انْقَطَعَ عِرْقُهٗ، ثُمَّ جَاءَ بَعْدَ ذٰلِكَ نَيْلٌ، فَهُوَ مِثْلُ الْاَوَّلِ يُبْتَدَاُ فِيْهِ الزَّكٰوةُ كَمَا ابْتُدِئَتْ فِي الْاَوَّلِ.

امام مالک نے فرمایا کہ میرا تو یہ خیال ہے آگے اللہ بہتر جانے کہ کانوں میں سے جو نکلے اس میں سے کچھ نہیں لینا چاہیے جب تک وہ بیس دینار یا دو سو درہم کے برابر نہ ہو جائے۔ جب اس تعداد کو پہنچ جائے تو اس پر زکوٰۃ ہوگی اور جو اس سے زیادہ ہو تو اسی حساب سے لی جائے گی جب تک کہ کان سے آمدنی ہوتی رہے، اگر بند ہو جائے اور اس کے بعد پھر آمدنی شروع ہو تو اس میں سے اسی طرح زکوٰۃ لی جائے گی جیسے پہلے لی جاتی تھی۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْمَعْدِنُ بِمَنْزِلَةِ الزَّرْعِ يُؤْخَذُ مِنْهُ مِثْلُ مَا يُؤْخَذُ مِنَ الزَّرْعِ. يُؤْخَذُ مِنْهُ اِذَا خَرَجَ مِنَ الْمَعْدِنِ مِنْ يَوْمِهٖ ذٰلِكَ، وَلَا يُنْتَظَرُ بِهِ الْحَوْلُ، كَمَا يُؤْخَذُ مِنَ الزَّرْعِ اِذَا حُصِدَ الْعُشْرُ، وَلَا يُنْتَظَرُ اَنْ يَحُوْلَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ. سنن ابوداؤد (۳۰۶۱)

امام مالک نے فرمایا کہ کانوں کا معاملہ زراعت کی طرح ہے۔ اس سے بھی اسی طرح زکوٰۃ لی جائے گی جیسے زراعت سے لی جاتی ہے یعنی کان سے جس روز مال نکلے اسی روز زکوٰۃ لی جائے گی اور سال گزرنے کا انتظار نہیں کیا جائے گا جیسا کہ زراعت میں ہوتا ہے کہ جب فصل آ جائے تو عشر لیا جاتا ہے اور اس پر سال گزرنے کا انتظار نہیں کیا جاتا۔

٤- بَابُ زَكٰوةِ الرِّكَازِ

دفینے کی زکوٰۃ کا بیان

٣٠٤- حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ.

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رکاز میں سے پانچواں حصہ لیا جائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ اَلْأَمْرُ الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ عِنْدَنَا وَالَّذِي سَمِعْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ يَقُولُونَهُ إِنَّ الرِّكَازَ إِنَّمَا هُوَ دِفْنٌ يُوجَدُ مِنْ دِفْنِ الْجَاهِلِيَّةِ مَا لَمْ يُطْلَبْ بِمَالٍ وَلَمْ يُتَكَلَّفْ فِيهِ نَفَقَةٌ وَلَا كَبِيرُ عَمَلٍ وَلَا مُؤُونَةٍ. فَأَمَّا مَا طُلِبَ بِمَالٍ وَتُكُلِّفَ فِيهِ كَبِيرُ عَمَلٍ فَأُصِيبَ مَرَّةً وَأُخْطِئَ مَرَّةً فَلَيْسَ بِرِكَازٍ. صحیح البخاری (١٤٩٩)

امام مالک نے فرمایا کہ جس بات میں ہمارے نزدیک اختلاف نہیں اور وہ حضرات کہتے ہیں جنہوں نے اہل علم سے سنا کہ رکاز اس دفینے کو کہتے ہیں جو کافروں کا دفن کیا ہوا ملے۔ جو نہ مال طلب کرے اور نہ اس پر خرچ کرنا پڑے اور نہ زیادہ کام ومحنت درکار ہو۔ پس جو مال کے ذریعے حاصل ہو یا جس کو حاصل کرنے کے لیے سخت محنت کرنی پڑے پھر بھی کبھی حاصل ہو اور کبھی حاصل نہ ہو تو وہ رکاز نہیں ہے۔

٥- بَابُ مَا لَا زَكٰوةَ فِيهِ مِنَ الْحُلِيِّ وَالتِّبْرِ وَالْعَنْبَرِ

جن چیزوں پر زکوٰۃ واجب نہیں جیسے زیورات ڈلی اور عنبر

[٢٧٩] أَثَرٌ- حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ كَانَتْ تَلِي بَنَاتِ أَخِيهَا يَتَامٰى فِي حَجْرِهَا لَهُنَّ الْحُلِيُّ فَلَا تُخْرِجُ مِنْ حُلِيِّهِنَّ الزَّكٰوةَ.

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زیر پرورش ان کی یتیم بھتیجیاں تھیں جن کے پاس زیور تھے تو یہ ان کے زیور سے زکوٰۃ نہیں نکالتی تھیں۔

[٢٨٠] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُحَلِّي بَنَاتِهِ وَجَوَارِيَهُ الذَّهَبَ ثُمَّ لَا يُخْرِجُ مِنْ حُلِيِّهِنَّ الزَّكٰوةَ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنی صاحبزادیوں اور لونڈیوں کو سونے کے زیورات پہناتے اور پھر ان زیورات سے زکوٰۃ نہیں نکالتے تھے۔

قَالَ مَالِكٌ مَنْ كَانَ عِنْدَهُ تِبْرٌ أَوْ حُلِيٌّ مِنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ لَا يُنْتَفَعُ بِهِ لِلُبْسٍ فَإِنَّ عَلَيْهِ فِيهِ الزَّكٰوةَ فِي كُلِّ عَامٍ يُوزَنُ فَيُؤْخَذُ رُبُعُ عُشْرِهِ إِلَّا أَنْ يَنْقُصَ مِنْ وَزْنِ عِشْرِينَ دِينَارًا عَيْنًا أَوْ مِائَتَيْ دِرْهَمٍ فَإِنْ نَقَصَ مِنْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ فِيهِ الزَّكٰوةُ وَإِنَّمَا تَكُونُ فِيهِ الزَّكٰوةُ إِذَا كَانَ إِنَّمَا يُمْسِكُهُ لِغَيْرِ اللُّبْسِ فَأَمَّا التِّبْرُ وَالْحُلِيُّ الْمَكْسُورُ الَّذِي يُرِيدُ أَهْلُهُ إِصْلَاحَهُ وَلُبْسَهُ فَإِنَّمَا هُوَ بِمَنْزِلَةِ الْمَتَاعِ الَّذِي يَكُونُ عِنْدَ أَهْلِهِ فَلَيْسَ عَلٰى أَهْلِهِ فِيهِ زَكٰوةٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس کے پاس سونے یا چاندی کی ڈلی ہو، جس سے پہننے کا فائدہ حاصل نہ ہو تو اس پر ہر سال زکوٰۃ ہے، وزن کر کے چالیسواں حصہ لیا جائے گا ماسوائے اس صورت کے کہ وہ وزن میں بیس دینار یا دوسو درہم سے کم ہو۔ اگر اس سے کم ہے تو اس میں زکوٰۃ نہیں ہے، اس پر زکوٰۃ اسی وقت ہوگی جبکہ وہ پہننے کے لیے نہ ہو۔ اگر اس سے زیور بنوانا یا ٹوٹے ہوئے زیورات درست کروانے مقصود ہوں جو گھر والوں کے پہننے کے لیے ہوں تو وہ اس کے گھریلو سامان کی طرح ہے اور اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ لَيْسَ فِي اللُّؤْلُؤِ وَلَا فِي الْمِسْكِ

امام مالک نے فرمایا کہ موتی، مشک اور عنبر پر زکوٰۃ نہیں

وَلَا الْعَنْبَرِ زَكٰوةٌ.

ہے۔ف

ف: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک زیور کی زکوۃ نہیں ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سونے اور چاندی کے زیورات میں زکوۃ فرض ہوتی ہے جب کہ کسی کے پاس ساڑھے سات تولے سونا یا ساڑھے باون تولے چاندی ہو۔ اگر ایک ہی چیز ہو اور معینہ مقدار سے کم ہو تو اس پر زکوۃ نہیں۔ اگر سونے اور چاندی دونوں کے زیورات ہوں اور دونوں اپنے نصاب سے کم ہوں تو یہ دیکھا جائے گا کہ اگر چاندی کو بیچ کر سونا خریدا جائے اور اسے موجودہ سونے میں ملانے سے سونے کا نصاب مکمل ہو جائے تو ان زیورات کی زکوۃ دی جائے گی۔ اسی طرح اگر سونے کے زیورات سے چاندی کا نصاب پورا ہو جائے تب بھی زکوۃ ادا کی جائے گی۔ نابالغ یتیم بچوں کے مال سے زکوۃ نہیں دی جائے گی خواہ وہ صاحب نصاب ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

٦- بَابُ زَكٰوةِ اَمْوَالِ الْيَتَامٰى وَالتِّجَارَةِ لَهُمْ فِيْهَا

یتیم کے مال کی زکوۃ اور اس کے لیے تجارت کرنا

[٢٨١] اَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهُ بَلَغَهُ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ اِتَّجِرُوْا فِيْ اَمْوَالِ الْيَتَامٰى لَا تَاْكُلُهَا الزَّكٰوةُ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یتیموں کے مال سے تجارت کرو تا کہ اس مال کو زکوۃ نہ کھا جائے۔ف

ف: اگر یتیم بچی صاحب نصاب ہو اور کوئی اس کے مال سے اس کے لیے تجارت کر رہا ہو جس کے باعث اس بچی کا مال بڑھ رہا ہو تو وہ شخص اس بچی کے مال سے زکوۃ بھی ادا کر سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[٢٨٢] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّهُ قَالَ كَانَتْ عَائِشَةُ تَلِيْنِيْ، وَاَخَالِيْ يَتِيْمَيْنِ فِيْ حَجْرِهَا، فَكَانَتْ تُخْرِجُ مِنْ اَمْوَالِنَا الزَّكٰوةَ.

قاسم بن محمد نے فرمایا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میری اور میری دو یتیم بہنوں کی پرورش کرتی تھیں تو وہ ہمارے مال میں سے زکوۃ نکالتی تھیں۔

[٢٨٣] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهُ بَلَغَهُ، اَنَّ عَائِشَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ، كَانَتْ تُعْطِيْ اَمْوَالَ الْيَتَامٰى الَّذِيْنَ فِيْ حَجْرِهَا مَنْ يَّتَّجِرُ لَهُمْ فِيْهَا.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے زیر پرورش یتیموں کے مال کو تجارت کے لیے دیا کرتی تھیں۔

[٢٨٤] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، اَنَّهُ اشْتَرٰى لِبَنِيْ اَخِيْهِ يَتَامٰى فِيْ حَجْرِهٖ مَالًا، فَبِيْعَ ذٰلِكَ الْمَالُ بَعْدُ بِمَالٍ كَثِيْرٍ.

یحییٰ بن سعید نے اپنے زیر پرورش یتیم بھتیجوں کے لیے مال خریدا اور بعد میں اس مال کو فروخت کر کے کافی مال کمایا۔

قَالَ مَالِكٌ لَا بَاْسَ بِالتِّجَارَةِ فِيْ اَمْوَالِ الْيَتَامٰى لَهُمْ اِذَا كَانَ الْوَلِيُّ مَاْذُوْنًا، وَلَا اَرٰى عَلَيْهِ ضَمَانًا.

امام مالک نے فرمایا کہ یتیموں کے لیے ان کے مال سے تجارت کرنے میں کوئی حرج نہیں جبکہ ولی کو اجازت حاصل ہو اور میرے خیال میں اس پر تاوان نہیں ہے۔

٧- بَابُ زَكٰوةِ الْمِيْرَاثِ

میراث کی زکوۃ کا بیان

[٢٨٥] اَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهُ قَالَ

امام مالک نے فرمایا کہ جب کوئی ہلاک ہو جائے اور اس

اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا هَلَکَ، وَلَمْ يُؤَدِّ زَكٰوةَ مَالِهِ اِنِّيْ اَرٰى اَنْ يُّؤْخَذَ ذٰلِكَ مِنْ ثُلُثِ مَالِهِ، وَلَا يُجَاوِزُ بِهَا الثُّلُثُ، وَتُبَدّٰى عَلَى الْوَصَايَا، وَاَرَاهَا بِمَنْزِلَةِ الدَّيْنِ عَلَيْهِ، فَلِذٰلِكَ رَاَيْتُ اَنْ تُبَدّٰى عَلَى الْوَصَايَا.

نے اپنے مال کی زکوۃ ادا نہ کی ہو تو میرے خیال میں اس کے تہائی مال سے لی جائے گی اور تہائی سے تجاوز نہ کیا جائے اور یہ وصیتوں پر مقدم ہو گی کیونکہ یہ قرض کی طرح ہے' اسی لیے میرے نزدیک وصیتوں پر مقدم ہے۔

قَالَ وَذٰلِكَ اِذَا اَوْصٰى بِهَا الْمَيِّتُ. قَالَ فَاِنْ لَّمْ يُوْصِ بِذٰلِكَ الْمَيِّتُ، فَفَعَلَ ذٰلِكَ اَهْلُهُ، فَذٰلِكَ حَسَنٌ، وَاِنْ لَّمْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ اَهْلُهُ لَمْ يَلْزَمْهُمْ ذٰلِكَ.

فرمایا کہ یہ اس وقت ہے جبکہ میت نے وصیت کی ہو۔ اگر میت نے اس کی وصیت نہ کی ہو اور اس کے وارث ایسا نہ کریں تو ان پر لازم بھی نہیں ہے۔

قَالَ وَالسُّنَّةُ عِنْدَنَا الَّتِيْ لَا اخْتِلَافَ فِيْهَا، اَنَّهُ لَا يَجِبُ عَلٰى وَارِثٍ زَكٰوةٌ فِيْ مَالٍ وَرِثَهُ فِيْ دَيْنٍ، وَلَا عَرْضٍ، وَلَا دَارٍ، وَلَا عَبْدٍ، وَلَا وَلِيْدَةٍ، حَتّٰى يَحُوْلَ عَلٰى ثَمَنِ مَا بَاعَ مِنْ ذٰلِكَ، اَوِ اقْتَضَى الْحَوْلُ مِنْ يَوْمِ بَاعَهُ وَقَبَضَهُ.

فرمایا کہ سنت جس میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں' یہ ہے کہ وارث پر ترکہ کے مال کی زکوۃ نہیں ہے' خواہ وہ قرض' اسباب' گھر' غلام اور لونڈی ہو' یہاں تک کہ اس میں سے جو بیچا اس کی قیمت پر یا جو جمع کر رکھا اس پر بیچنے اور قبضہ کرنے کے دن سے سال گزر جائے۔

وَقَالَ مَالِكٌ اَلسُّنَّةُ عِنْدَنَا اَنَّهُ لَا تَجِبُ عَلٰى وَارِثٍ فِيْ مَالٍ وَرِثَهُ الزَّكٰوةُ، حَتّٰى يَحُوْلَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک سنت یہ ہے کہ وارث پر وراثت میں زکوۃ نہیں ہے جب تک اس پر سال نہ گزر جائے۔

۸- بَابُ الزَّكٰوةِ فِي الدَّيْنِ

قرض کی زکوۃ کا بیان

[۲۸۶] اَثَر- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ، اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ كَانَ يَقُوْلُ هٰذَا شَهْرُ زَكٰوتِكُمْ، فَمَنْ كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ فَلْيُؤَدِّ دَيْنَهُ، حَتّٰى تَحْصُلَ اَمْوَالُكُمْ فَتُؤَدُّوْنَ مِنْهُ الزَّكٰوةَ.

سائب بن یزید سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے کہ یہ مہینہ تمہاری زکوۃ کا ہے۔ پس جس کے اوپر قرض ہو وہ اسے ادا کرے تاکہ جو مال باقی بچے اس سے تم زکوۃ ادا کرو۔

[۲۸۷] اَثَر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَيُّوْبَ بْنِ اَبِيْ تَمِيْمَةَ السَّخْتِيَانِيِّ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ كَتَبَ فِيْ مَالٍ قَبَضَهُ بَعْضُ الْوُلَاةِ ظُلْمًا يَاْمُرُ بِرَدِّهِ اِلٰى اَهْلِهِ، وَيُؤْخَذُ زَكَاتُهُ لِمَا مَضٰى مِنَ السِّنِيْنَ، ثُمَّ عَقَّبَ بَعْدَ ذٰلِكَ بِكِتَابٍ اَنْ لَا يُؤْخَذَ مِنْهُ اِلَّا زَكٰوةٌ وَاحِدَةٌ، فَاِنَّهُ كَانَ ضِمَارًا.

عمر بن عبدالعزیز نے اس مال کے متعلق لکھا جس پر بعض حکام نے ظلماً قبضہ کر لیا تھا۔ حکم دیا کہ وہ مالکوں کو واپس کر دیا جائے اور اس میں سے گزشتہ سالوں کی زکوۃ وصول کر لی جائے۔ پھر اس کے بعد لکھا کہ اس میں سے زکوۃ وصول نہ کی جائے مگر ایک سال کی کیونکہ وہ مال تو ضمار تھا۔

[۲۸۸] اَثَر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ خُصَيْفَةَ، اَنَّهُ سَاَلَ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ عَنْ رَجُلٍ لَهُ مَالٌ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ مِثْلُهُ، اَعَلَيْهِ زَكٰوةٌ فَقَالَ لَا.

سلیمان بن یسار سے اس آدمی کے متعلق پوچھا گیا جس کے پاس مال ہے اور اتنا ہی اس پر قرضہ ہے تو کیا اس پر زکوۃ ہے؟ فرمایا: نہیں۔

قَالَ مَالِكٌ اَلْاَمْرُ الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ عِنْدَنَا فِي الدَّيْنِ اَنَّ صَاحِبَهُ لَا يُزَكِّيهِ حَتّٰى يَقْبِضَهُ، وَاِنْ اَقَامَ عِنْدَ الَّذِي هُوَ عَلَيْهِ سِنِينَ ذَوَاتِ عَدَدٍ، ثُمَّ قَبَضَهُ صَاحِبُهُ لَمْ تَجِبْ عَلَيْهِ اِلَّا زَكٰوةٌ وَاحِدَةٌ، فَاِنْ قَبَضَ مِنْهُ شَيْئًا لَا تَجِبُ فِيهِ الزَّكٰوةُ، فَاِنَّهُ اِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ سِوَى الَّذِي قُبِضَ تَجِبُ فِيهِ الزَّكٰوةُ، فَاِنَّهُ يُزَكّٰى مَعَ مَا قَبَضَ مِنْ دَيْنِهِ ذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ قرض کے بارے میں وہ بات جس کے متعلق ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں' یہ ہے کہ مالک اس وقت تک زکوٰۃ نہیں دے گا جب تک قبضہ نہ کرے۔ اگر قرض کئی برس سالہا سال تک رہے اور پھر مالک کا قبضہ ہو تو اس پر ایک ہی سال کی زکوٰۃ واجب ہوگی۔ اگر تھوڑا قرض وصول ہوا ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔ اگر اس کے پاس اور بھی مال ہے اس کے سوا جو ابھی وصول ہوا تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی اور قرض کی وصولی کے ساتھ اسے ملائے۔

قَالَ وَاِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ نَاضٌّ غَيْرُ الَّذِي اقْتَضٰى مِنْ دَيْنِهِ، وَكَانَ الَّذِي اقْتَضٰى مِنْ دَيْنِهِ لَا تَجِبُ فِيهِ الزَّكٰوةُ، فَلَا زَكٰوةَ عَلَيْهِ فِيهِ، وَلٰكِنْ لِيَحْفَظْ عَدَدَ مَا اقْتَضٰى، فَاِنِ اقْتَضٰى بَعْدَ ذٰلِكَ عَدَدَ مَا تَتِمُّ بِهِ الزَّكٰوةُ مَعَ مَا قَبَضَ قَبْلَ ذٰلِكَ فَعَلَيْهِ الزَّكٰوةُ فِيهِ.

فرمایا کہ اگر اس کے پاس مال نہ ہو' سوائے اس کے جو قرض سے باقی ہے تو بقایا قرض پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔ اور نہ وصولی پر زکوٰۃ ہے لیکن وصولی کے دنوں کو یاد رکھے اور اس کے بعد اگر اتنی وصولی مزید ہو جائے کہ زکوٰۃ کا نصاب پورا ہو جائے پہلے وصول شدہ مال کو ملا کر تو اس پر زکوٰۃ ہے۔

قَالَ فَاِنْ كَانَ قَدِ اسْتَهْلَكَ مَا اقْتَضٰى اَوَّلًا، اَوْ لَمْ يَسْتَهْلِكْهُ فَالزَّكٰوةُ وَاجِبَةٌ عَلَيْهِ مَعَ مَا اقْتَضٰى مِنْ دَيْنِهِ، فَاِذَا بَلَغَ مَا اقْتَضٰى عِشْرِينَ دِينَارًا عَيْنًا، اَوْ مِائَتَيْ دِرْهَمٍ فَعَلَيْهِ فِيهِ الزَّكٰوةُ. ثُمَّ مَا اقْتَضٰى بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْ قَلِيلٍ اَوْ كَثِيرٍ، فَعَلَيْهِ الزَّكٰوةُ بِحِسَابِ ذٰلِكَ.

فرمایا کہ جو پہلے وصول ہوا اگر اسے ہلاک کر دے یا تلف نہ کرے لیکن قرض سے جو مزید وصولی ہو اسے ملا کر اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ جب وصولی بیس دینار یا دو سو درہم کے برابر ہو جائے تو اس پر زکوٰۃ ہوگی اور اس کے بعد تھوڑی یا زیادہ وصولی ہونے پر اس کے مطابق زکوٰۃ ہوگی۔

قَالَ مَالِكٌ وَالدَّلِيلُ عَلَى الدَّيْنِ يَغِيبُ اَعْوَامًا ثُمَّ يُقْتَضٰى، فَلَا يَكُونُ فِيهِ اِلَّا زَكٰوةٌ وَاحِدَةٌ. اَنَّ الْعُرُوضَ تَكُونُ عِنْدَ الرَّجُلِ لِلتِّجَارَةِ اَعْوَامًا، ثُمَّ يَبِيعُهَا، فَلَيْسَ عَلَيْهِ فِي اَثْمَانِهَا اِلَّا زَكٰوةٌ وَاحِدَةٌ، وَذٰلِكَ اَنَّهُ لَيْسَ عَلٰى صَاحِبِ الدَّيْنِ، اَوِ الْعُرُوضِ اَنْ يُخْرِجَ زَكٰوةَ ذٰلِكَ الدَّيْنِ، اَوِ الْعُرُوضِ مِنْ مَالٍ سِوَاهُ، وَاِنَّمَا يُخْرِجُ زَكٰوةَ كُلِّ شَيْءٍ مِنْهُ، وَلَا يُخْرِجُ الزَّكٰوةَ مِنْ شَيْءٍ عَنْ شَيْءٍ غَيْرِهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ جو قرض سالہا سال تک قبضے میں نہ رہے' پھر وصول ہو تو اس پر ایک ہی سال کی زکوٰۃ ہوگی' اس کی دلیل یہ ہے کہ کسی کے پاس تجارت کا مال سالہا سال تک رہتا ہے۔ پھر جب فروخت کرے گا تو اس کی قیمت سے ایک ہی سال کی زکوٰۃ لی جائے گی۔ اور یہ اس لیے ہے کہ قرض خواہ یا سامان والے پر یہ ضروری نہیں ہے کہ قرض یا سامان کی زکوٰۃ دوسرے مال سے دے۔ ہر مال کی زکوٰۃ اسی سے نکالی جاتی ہے اور ایک چیز کی زکوٰۃ دوسری سے نہیں نکالی جاتی۔

قَالَ مَالِكٌ اَلْاَمْرُ عِنْدَنَا فِي الرَّجُلِ يَكُونُ عَلَيْهِ دَيْنٌ، وَعِنْدَهُ مِنَ الْعُرُوضِ مَا فِيهِ وَفَاءٌ لِمَا عَلَيْهِ مِنَ الدَّيْنِ، وَيَكُونُ عِنْدَهُ مِنَ النَّاضِّ سِوٰى ذٰلِكَ مَا

امام مالک نے فرمایا کہ مقروض کے بارے میں ہمارا موقف یہ ہے جب کہ اس کے پاس قرض کے برابر مال ہو اور اس کے سوا نقد رقم اتنی ہو جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو نقد کو سامان

تَجِبُ فِيهِ الزَّكٰوةُ، فَإِنَّهُ يُزَكِّيْ مَا بِيَدِهِ مِنْ نَاضٍّ تَجِبُ فِيهِ الزَّكٰوةُ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ مِنَ الْعُرُوْضِ وَالنَّقْدِ إِلَّا وَفَاءُ دَيْنِهِ، فَلَا زَكٰوةَ عَلَيْهِ حَتّٰى يَكُوْنَ عِنْدَهُ مِنَ النَّاضِّ فَضْلٌ عَنْ دَيْنِهِ مَا تَجِبُ فِيهِ الزَّكٰوةُ فَعَلَيْهِ أَنْ يُزَكِّيَهُ.

کے ساتھ ملا کر سب کی زکوٰۃ ادا کرے اور اگر سامان اور نقدی مل کر صرف اتنے ہیں کہ قرض ہی ادا ہو سکے تو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے، جب تک کہ نقد اس کے قرض سے بڑھ نہ جائے، اتنا کہ جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو اسے چاہیے کہ زکوٰۃ دے۔

۹- بَابُ زَكٰوةِ الْعُرُوْضِ

مالِ تجارت کی زکوٰۃ کا بیان

[۲۸۹] أَثَر- حَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ زُرَيْقِ بْنِ حَيَّانَ، وَكَانَ زُرَيْقٌ عَلٰى جَوَازِ مِصْرَ فِيْ زَمَانِ الْوَلِيْدِ، وَسُلَيْمَانَ، وَعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ، فَذَكَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ كَتَبَ إِلَيْهِ أَنِ انْظُرْ مَنْ مَرَّ بِكَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ، فَخُذْ مِمَّا ظَهَرَ مِنْ أَمْوَالِهِمْ مِمَّا يُدِيْرُوْنَ مِنَ التِّجَارَاتِ مِنْ كُلِّ أَرْبَعِيْنَ دِيْنَارًا دِيْنَارًا، فَمَا نَقَصَ، فَبِحِسَابِ ذٰلِكَ حَتّٰى يَبْلُغَ عِشْرِيْنَ دِيْنَارًا، فَإِنْ نَقَصَتْ ثُلُثَ دِيْنَارٍ، فَدَعْهَا، وَلَا تَأْخُذْ مِنْهَا شَيْئًا.

زریق بن حیان نے جو ولید، سلیمان اور عمر بن عبدالعزیز کے زمانے میں مصر کی چنگی پر تھے، ذکر کیا کہ عمر بن عبدالعزیز نے ان کے لیے حکم لکھا کہ اگر مسلمانوں میں سے کوئی تمہارے پاس سے گزرے تو دیکھو کہ اس کے تجارتی مال سے ظاہر مال کتنا ہے۔ پھر چالیس دینار سے ایک دینار لیتے جاؤ۔ کم ہو تو اسی حساب سے بیس دینار تک۔ اگر بیس دینار سے ایک تہائی دینار بھی کم ہو تو اس سے کچھ نہ لو۔

وَمَنْ مَرَّ بِكَ مِنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ، فَخُذْ مِمَّا يُدِيْرُوْنَ مِنَ التِّجَارَاتِ مِنْ كُلِّ عِشْرِيْنَ دِيْنَارًا دِيْنَارًا، فَمَا نَقَصَ، فَبِحِسَابِ ذٰلِكَ حَتّٰى يَبْلُغَ عَشَرَةَ دَنَانِيْرَ، فَإِنْ نَقَصَتْ ثُلُثَ دِيْنَارٍ، فَدَعْهَا، وَلَا تَأْخُذْ مِنْهَا شَيْئًا، وَاكْتُبْ لَهُمْ بِمَا تَأْخُذُ مِنْهُمْ كِتَابًا إِلٰى مِثْلِهِ مِنَ الْحَوْلِ.

اور اگر تمہارے پاس سے کوئی ذمی تجارتی مال لے کر گزرے تو اس سے بیس دینار میں سے ایک دینار وصول کرو، اگر کم ہوں تو اسی حساب سے وصول کرو دس دینار تک، اگر ان سے تہائی دینار بھی کم ہوں تو چھوڑ دو اور اس سے کچھ نہ لو اور جو کچھ اس سے وصول کیا ہے اس کی سال بھر کے لیے رسید لکھ دو۔

قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِيْمَا يُدَارُ مِنَ الْعُرُوْضِ لِلتِّجَارَاتِ، أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا صَدَّقَ مَالَهُ، ثُمَّ اشْتَرٰى بِهِ عَرْضًا بَزًّا، أَوْ رَقِيْقًا أَوْ مَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ، ثُمَّ بَاعَهُ قَبْلَ أَنْ يَحُوْلَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ، فَإِنَّهُ لَا يُؤَدِّيْ مِنْ ذٰلِكَ الْمَالِ زَكٰوةً، حَتّٰى يَحُوْلَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ مِنْ يَوْمَ صَدَّقَهُ، وَأَنَّهُ إِنْ لَمْ يَبِعْ ذٰلِكَ الْعَرْضَ سِنِيْنَ لَمْ يَجِبْ عَلَيْهِ فِيْ شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ الْعَرْضِ زَكٰوةٌ، وَإِنْ طَالَ زَمَانُهُ، فَإِذَا بَاعَهُ فَلَيْسَ فِيْهِ إِلَّا زَكٰوةٌ وَاحِدَةٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ تجارتی مال کے بارے میں ہماری تحقیق یہ ہے کہ ایک آدمی نے جب مال کی زکوٰۃ ادا کر دی، پھر اس کے بدلے دوسرا سامان، کپڑے یا لونڈی غلام خریدے، پھر سال گزرنے سے پہلے انہیں بیچ دیا یا اس سامان کو سالہا سال تک نہ بیچے تو اس سامان پر زکوٰۃ نہیں ہوگی خواہ کتنا ہی عرصہ گزر جائے۔ جب اسے فروخت کرے گا تو اس پر ایک ہی سال کی زکوٰۃ ہوگی۔

قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي الرَّجُلِ يَشْتَرِيْ

امام مالک نے فرمایا کہ اس شخص کے بارے میں جس نے

بِالذَّهَبِ، أَوِ الْوَرِقِ حِنْطَةً، أَوْ تَمْرًا، أَوْ غَيْرَهُمَا لِلتِّجَارَةِ، ثُمَّ يُمْسِكُهَا حَتَّى يَحُولَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ، ثُمَّ يَبِيعُهَا أَنَّ عَلَيْهِ فِيهَا الزَّكٰوةَ حِينَ يَبِيعُهَا إِذَا بَلَغَ ثَمَنُهَا مَا تَجِبُ فِيهِ الزَّكٰوةُ وَلَيْسَ ذٰلِكَ مِثْلَ الْحَصَادِ يَحْصُدُهُ الرَّجُلُ مِنْ أَرْضِهِ وَلَا مِثْلَ الْجِدَادِ.

سونا، چاندی، گندم یا کھجوریں وغیرہ چیزیں تجارت کے لیے خریدیں، پھر انہیں روکے رکھا یہاں تک کہ ان پر سال گزر گیا، پھر فروخت کر دیا تو ہماری تحقیق یہ ہے کہ اس پر فروخت کے وقت زکوٰۃ ہوگی جبکہ اس کی مالیت زکوٰۃ کے نصاب کو پہنچ جائے اور یہ معاملہ زمین سے حاصل ہونے والی پیداوار یا پھلوں کے مانند نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَمَا كَانَ مِنْ مَالٍ عِنْدَ رَجُلٍ يُدِيرُهُ لِلتِّجَارَةِ، وَلَا يَنِضُّ لِصَاحِبِهِ مِنْهُ شَيْءٌ تَجِبُ عَلَيْهِ فِيهِ الزَّكٰوةُ، فَإِنَّهُ يَجْعَلُ لَهُ شَهْرًا مِنَ السَّنَةِ يُقَوِّمُ فِيهِ مَا كَانَ عِنْدَهُ مِنْ عَرْضٍ لِلتِّجَارَةِ، وَيُحْصِي فِيهِ مَا كَانَ عِنْدَهُ مِنْ نَقْدٍ أَوْ عَيْنٍ، فَإِذَا بَلَغَ ذٰلِكَ كُلُّهُ مَا تَجِبُ فِيهِ الزَّكٰوةُ فَإِنَّهُ يُزَكِّيهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ ایک آدمی کے پاس تجارتی مال ہے لیکن اس کے پاس نقدی اتنی جمع نہیں ہوتی جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو سال کے کسی ایک مہینے میں وہ حساب کرے کہ اس کے پاس تجارتی مال کتنی مالیت کا ہے اور کتنی نقدی ہے۔ اگر سب مل کر اتنا ہو جائے جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو وہ زکوٰۃ ادا کرے۔

وَقَالَ مَالِكٌ وَمَنْ تَجَرَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، وَمَنْ لَمْ يَتَّجِرْ سَوَاءٌ لَيْسَ عَلَيْهِمْ إِلَّا صَدَقَةٌ وَاحِدَةٌ فِي كُلِّ عَامٍ تَجَرُوا فِيهِ، أَوْ لَمْ يَتَّجِرُوا.

امام مالک نے فرمایا کہ تجارت کرنے والا مسلمان اور تجارت نہ کرنے والا برابر ہیں۔ دونوں کو سال میں ایک ہی دفعہ زکوٰۃ دینا ہوگی، خواہ وہ اس مال سے تجارت کریں یا نہ کریں۔

۱۰- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكَنْزِ

کنز سے کونسا مال مراد ہے؟

[۲۹۰] أَثَرٌ- **حَدَّثَنِي** يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ، أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ وَهُوَ يُسْأَلُ عَنِ الْكَنْزِ مَا هُوَ؟ فَقَالَ هُوَ الْمَالُ الَّذِي لَا تُؤَدّٰى مِنْهُ الزَّكٰوةُ.

عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کنز کے بارے میں پوچھا گیا کہ وہ کیا ہے؟ فرمایا کہ وہ مال جس سے زکوٰۃ ادا نہ کی جاتی ہو۔

۳۰۵- **وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ مَنْ كَانَ عِنْدَهُ مَالٌ لَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهُ مُثِّلَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ لَهُ زَبِيبَتَانِ يَطْلُبُهُ حَتّٰى يُمْكِنَهُ يَقُولُ لَهُ أَنَا كَنْزُكَ. صحیح البخاری (۱٤۰۳)

ابو صالح سمان سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے کہ جس کے پاس مال ہو اور اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے روز اس مال کو گنجے سانپ کی شکل دی جائے گی جس کی آنکھوں پر سیاہ داغ ہوں گے۔ وہ اپنے مالک کو تلاش کر کے کہے گا کہ میں تیرا جمع کیا ہوا مال ہوں۔

۱۱- بَابُ صَدَقَةِ الْمَاشِيَةِ

مویشیوں کی زکوٰۃ

۳۰٦- **حَدَّثَنِي** يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ قَرَأَ كِتَابَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي الصَّدَقَةِ قَالَ فَوَجَدْتُ فِيهِ.

یحییٰ نے امام مالک سے روایت کی کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نامہ مبارک پڑھا جس میں یہ لکھا ہوا پایا۔

سنن ابوداؤد (۱٥٦٨) سنن ترمذی (٦٢١)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

كِتَابُ الصَّدَقَةِ

صدقہ کا بیان

فِيْ اَرْبَعٍ وَ عِشْرِيْنَ مِنَ الْاِبِلِ، فَدُوْنَهَا الْغَنَمُ، فِيْ كُلِّ خَمْسٍ شَاةٌ.

چوبیس اونٹوں میں ہر پانچ کے بدلے ایک بکری۔

وَفِيْمَا فَوْقَ ذٰلِكَ اِلٰى خَمْسٍ وَ ثَلَاثِيْنَ اِبْنَةُ مَخَاضٍ.

فَاِنْ لَّمْ تَكُنِ ابْنَةُ مَخَاضٍ، فَابْنُ لَبُوْنٍ ذَكَرٌ.

اس سے زیادہ ہوں تو پینتیس تک ایک برس کی اونٹنی اگر ایک برس کی اونٹنی نہ ہو تو دو سالہ اونٹ۔

وَفِيْمَا فَوْقَ ذٰلِكَ اِلٰى خَمْسٍ وَّ اَرْبَعِيْنَ بِنْتُ لَبُوْنٍ.

اس سے زیادہ میں پینتالیس تک دو سال کی اونٹنی۔

وَفِيْمَا فَوْقَ ذٰلِكَ اِلٰى سِتِّيْنَ حِقَّةٌ طَرُوْقَةُ الْفَحْلِ.

اور اس سے زیادہ میں ساٹھ تک تین سال کی اونٹنی، جو جفتی کے قابل ہو۔

وَفِيْمَا فَوْقَ ذٰلِكَ اِلٰى خَمْسٍ وَّ سَبْعِيْنَ جَذَعَةٌ.

اور اس سے زیادہ میں پچھتر تک چار سال کی اونٹنی۔

وَفِيْمَا فَوْقَ ذٰلِكَ اِلٰى تِسْعِيْنَ اِبْنَتَا لَبُوْنٍ.

اور اس سے زیادہ میں نوے تک دو دو سال کی دو اونٹنیاں۔

وَفِيْمَا فَوْقَ ذٰلِكَ اِلٰى عِشْرِيْنَ وَّ مِائَةٍ حِقَّتَانِ طَرُوْقَتَا الْفَحْلِ.

اور اس سے زیادہ میں ایک سو بیس تک تین تین سال کی دو اونٹنیاں، جو جفتی کے قابل ہوں۔

فَمَا زَادَ عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الْاِبِلِ، فَفِيْ كُلِّ اَرْبَعِيْنَ بِنْتُ لَبُوْنٍ.

اور جو اس سے زیادہ ہوں تو ہر چالیس میں دو سال کی اونٹنی۔

وَفِيْ كُلِّ خَمْسِيْنَ حِقَّةٌ.

اور ہر پچاس میں تین سال کی اونٹنی۔

وَفِيْ سَائِمَةِ الْغَنَمِ اِذَا بَلَغَتْ اَرْبَعِيْنَ اِلٰى عِشْرِيْنَ وَّ مِائَةٍ شَاةٌ.

اور چرنے والی بکریاں جب چالیس ہو جائیں تو ایک سو بیس تک ایک بکری۔

وَفِيْمَا فَوْقَ ذٰلِكَ اِلٰى مِائَتَيْنِ شَاتَانِ.

اور اس سے زیادہ میں دو سو تک دو بکریاں۔

وَفِيْمَا فَوْقَ ذٰلِكَ اِلٰى ثَلَاثِمِائَةٍ ثَلَاثُ شِيَاهٍ.

اور اس سے زیادہ میں تین سو تک تین بکریاں۔

فَمَا زَادَ عَلٰى ذٰلِكَ فَفِيْ كُلِّ مِائَةٍ شَاةٌ.

اور اس سے زیادہ میں ہر سو پر ایک بکری۔

وَلَا يُخْرَجُ فِي الصَّدَقَةِ تَيْسٌ وَّلَا هَرِمَةٌ وَّلَا ذَاتُ عَوَارٍ اِلَّا مَا شَاءَ الْمُصَّدِّقُ.

اور زکوٰۃ میں بکرا نہیں لیا جائے گا اور نہ عیب دار اور بوڑھی بکری، سوائے اس کے کہ زکوٰۃ لینے والا پسند کرے۔

وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُفْتَرِقٍ، وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ.

اور جو مال جدا جدا ہو اسے اکٹھا نہیں کیا جائے گا اور نہ زکوٰۃ کے طور سے اکٹھے مال کو الگ الگ کیا جائے گا۔

وَمَا كَانَ مِنْ خَلِيْطَيْنِ، فَاِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ.

اور جس مال میں دو آدمی شریک ہوں تو دونوں رضا مندی سے برابر حصہ بانٹ لیں۔

وَفِي الرِّقَةِ اِذَا بَلَغَتْ خَمْسَ اَوَاقٍ رُبُعُ الْعُشْرِ.

اور چاندی جب پانچ اوقیہ ہو جائے تو اس میں چالیسواں حصہ زکوٰۃ ہے۔

۱۲ - بَابُ مَا جَاءَ فِي صَدَقَةِ الْبَقَرِ

بیل گائے کی زکوٰۃ کا بیان

[۲۹۱] اثر - حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسٍ الْمَكِّيِّ، عَنْ طَاوُسٍ الْيَمَانِيِّ، أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ الْأَنْصَارِيَّ أَخَذَ مِنْ ثَلَاثِينَ بَقَرَةً تَبِيعًا، وَمِنْ أَرْبَعِينَ بَقَرَةً مُسِنَّةً، وَأُتِيَ بِمَا دُونَ ذٰلِكَ، فَأَبَى أَنْ يَأْخُذَ مِنْهُ شَيْئًا، وَقَالَ لَمْ أَسْمَعْ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِيهِ شَيْئًا حَتّٰى أَلْقَاهُ فَأَسْأَلَهُ، فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَبْلَ أَنْ يَقْدَمَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ.

طاؤس یمانی سے روایت ہے کہ حضرت معاذ بن جبل انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تیس گایوں پر ایک سال کی بچھیا لی اور چالیس گایوں پر دو سال کی اوسر اور اس سے کم پر جب انہیں زکوٰۃ دینے کی کوشش کی گئی تو انہوں نے لینے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ میں نے اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کچھ نہیں سنا، جب میں حاضر خدمت ہوں گا تو دریافت کروں گا تو حضرت معاذ بن جبل کے آنے سے پہلے رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا۔

قَالَ يَحْيَى، قَالَ مَالِكٌ أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِيمَنْ كَانَتْ لَهُ غَنَمٌ عَلٰى رَاعِيَيْنِ مُفْتَرِقَيْنِ، أَوْ عَلٰى رِعَاءٍ مُفْتَرِقِينَ فِي بُلْدَانٍ شَتّٰى، أَنَّ ذٰلِكَ يُجْمَعُ كُلُّهُ عَلٰى صَاحِبِهِ فَيُؤَدِّي مِنْهُ صَدَقَتَهُ، وَمِثْلُ ذٰلِكَ الرَّجُلُ يَكُونُ لَهُ الذَّهَبُ، أَوِ الْوَرِقُ مُتَفَرِّقَةً فِي أَيْدِي نَاسٍ شَتّٰى، إِنَّهُ يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَجْمَعَهَا، فَيُخْرِجَ مِنْهَا مَا وَجَبَ عَلَيْهِ فِي ذٰلِكَ مِنْ زَكَاتِهَا.

یحییٰ نے امام مالک سے روایت کی کہ اس سلسلے میں جو میں نے سب سے اچھی بات سنی' یہ ہے کہ جس کی بکریاں دو یا زیادہ چرواہوں کے پاس مختلف شہروں میں ہوں' ان سب کا حساب جوڑ کر مالک سب کی زکوٰۃ دے گا اور یہی معاملہ اس شخص کا ہے جس کا سونا یا چاندی مختلف لوگوں کے پاس ہو' تو وہ سب کا حساب جمع کر کے جو اس پر زکوٰۃ واجب ہے وہ نکالے۔

وَقَالَ يَحْيَى، قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يَكُونُ لَهُ الضَّأْنُ وَالْمَعْزُ أَنَّهَا تُجْمَعُ عَلَيْهِ فِي الصَّدَقَةِ، فَإِنْ كَانَ فِيهِمَا مَا تَجِبُ فِيهِ الصَّدَقَةُ صُدِّقَتْ، وَقَالَ إِنَّمَا هِيَ غَنَمٌ كُلُّهَا، وَفِي كِتَابِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَفِي سَائِمَةِ الْغَنَمِ إِذَا بَلَغَتْ أَرْبَعِينَ شَاةً شَاةٌ.

یحییٰ سے روایت ہے کہ امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس کے پاس بھیڑ اور بکریاں دونوں ہوں کہ اس پر ان کے مجموعے کے مطابق زکوٰۃ ہے' جبکہ مجموعہ اتنا ہو جائے جس پر زکوٰۃ دی جاتی ہے اور فرمایا کہ وہ سب بکریوں کے حکم میں ہیں۔ حضرت عمر کے نامۂ گرامی میں ہے کہ چرنے والی بکریوں میں سے ہر چالیس پر ایک بکری ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فَإِنْ كَانَتِ الضَّأْنُ هِيَ أَكْثَرَ مِنَ الْمَعْزِ وَلَمْ يَجِبْ عَلٰى رَبِّهَا إِلَّا شَاةٌ وَاحِدَةٌ، أَخَذَ الْمُصَدِّقُ تِلْكَ الشَّاةَ الَّتِي وَجَبَتْ عَلٰى رَبِّ الْمَالِ مِنَ الضَّأْنِ، وَإِنْ كَانَتِ الْمَعْزُ أَكْثَرَ مِنَ الضَّأْنِ أُخِذَ مِنْهَا، فَإِنِ اسْتَوَى الضَّأْنُ وَالْمَعْزُ أَخَذَ الشَّاةَ مِنْ أَيَّتِهِمَا شَاءَ.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر بھیڑیں بکریوں سے زیادہ ہوں اور مالک پر ایک ہی بکری دینا واجب آئے تو مالک پر جو بکری واجب آتی ہے' وصولی کرنے والا اس سے ایک بھیڑ لے گا اور اگر بھیڑوں سے بکریاں زیادہ ہوں تو ایک بکری لی جائے ورنہ اگر دونوں میں سے جو ایک چاہے وصول کر لے۔

قَالَ يَحْيَى قَالَ مَالِكٌ وَكَذٰلِكَ الْإِبِلُ الْعِرَابُ وَالْبُخْتُ يُجْمَعَانِ عَلٰى رَبِّهِمَا فِي الصَّدَقَةِ وَقَالَ إِنَّمَا هِيَ إِبِلٌ كُلُّهَا، فَإِنْ كَانَتِ الْعِرَابُ هِيَ أَكْثَرَ

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک نے فرمایا کہ اسی طرح عربی اور بختی اونٹوں کو زکوٰۃ کے لیے جمع کیا جائے گا' فرمایا کہ دونوں ہی قسم کے اونٹ ہیں۔ اگر بختی سے عربی زیادہ ہوں تب بھی مالک پر

مِنَ الْبُخْتِ، وَلَمْ يَجِبْ عَلٰى رَبِّهَا اِلَّا بَعِيْرٌ وَاحِدٌ، فَلْيَاْخُذْ مِنَ الْعِرَابِ صَدَقَتَهَا، فَاِنْ كَانَتِ الْبُخْتُ اَكْثَرَ فَلْيَاْخُذْ مِنْهَا، فَاِنِ اسْتَوَتْ فَلْيَاْخُذْ مِنْ اَيَّتِهِمَا شَاءَ.

ایک ہی اونٹ واجب ہوگا اور زکوٰۃ عربی اونٹوں سے لی جائے گی اور بختی زیادہ ہوں تو ان سے لی جائے گی۔ اگر دونوں برابر ہوں تو دونوں میں سے جس میں سے چاہے وصول کرلیں۔

قَالَ مَالِكٌ وَكَذٰلِكَ الْبَقَرُ وَالْجَوَامِيْسُ تُجْمَعُ فِي الصَّدَقَةِ عَلٰى رَبِّهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ اسی طرح گائے اور بھینسوں کو زکوٰۃ میں اکٹھا کرلیا جائے۔

وَقَالَ اِنَّمَا هِيَ بَقَرٌ كُلُّهَا، فَاِنْ كَانَتِ الْبَقَرُ اَكْثَرَ مِنَ الْجَوَامِيْسِ، وَلَا تَجِبُ عَلٰى رَبِّهَا اِلَّا بَقَرَةٌ وَاحِدَةٌ، فَلْيَاْخُذْ مِنَ الْبَقَرِ صَدَقَتَهُمَا، وَاِنْ كَانَتِ الْجَوَامِيْسُ اَكْثَرَ فَلْيَاْخُذْ مِنْهَا، فَاِنِ اسْتَوَتْ فَلْيَاْخُذْ مِنْ اَيَّتِهِمَا شَاءَ. فَاِذَا وَجَبَتْ فِيْ ذٰلِكَ الصَّدَقَةُ صُدِّقَ الصِّنْفَانِ جَمِيْعًا.

فرمایا کہ سب گایوں میں شمار ہیں۔ اگر بھینسوں سے گائے زیادہ ہوں تو مالک پر ایک گائے واجب ہوگی اور زکوٰۃ گایوں سے لی جائے گا اور بھینسیں زیادہ ہوں تو ان سے زکوٰۃ لی جائے گی اور دونوں برابر ہوں تو جن میں سے چاہے وصول کرلیں۔ جب یہ زکوٰۃ واجب ہوگی تو دونوں قسموں کو جمع کرلیا جائے گا۔

قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ مَنْ اَفَادَ مَاشِيَةً مِنْ اِبِلٍ، اَوْ بَقَرٍ، اَوْ غَنَمٍ، فَلَا صَدَقَةَ عَلَيْهِ فِيْهَا حَتّٰى يَحُوْلَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ مِنْ يَوْمِ اَفَادَهَا اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ لَهٗ قَبْلَهَا نِصَابُ مَاشِيَةٍ، وَالنِّصَابُ مَا تَجِبُ فِيْهِ الصَّدَقَةُ اِمَّا خَمْسُ ذَوْدٍ مِنَ الْاِبِلِ، وَاِمَّا ثَلَاثُوْنَ بَقَرَةً، وَاِمَّا اَرْبَعُوْنَ شَاةً، فَاِذَا كَانَ لِلرَّجُلِ خَمْسُ ذَوْدٍ مِنَ الْاِبِلِ، اَوْ ثَلَاثُوْنَ بَقَرَةً، اَوْ اَرْبَعُوْنَ شَاةً، ثُمَّ اَفَادَ اِلَيْهَا اِبِلًا، اَوْ بَقَرًا، اَوْ غَنَمًا بِاشْتِرَاءٍ، اَوْ هِبَةٍ، اَوْ مِيْرَاثٍ، فَاِنَّهٗ يُصَدِّقُهَا مَعَ مَاشِيَتِهٖ حِيْنَ يُصَدِّقُهَا، وَاِنْ لَمْ يَحُلْ عَلَى الْفَائِدَةِ الْحَوْلُ، وَاِنْ كَانَ مَا اَفَادَ مِنَ الْمَاشِيَةِ اِلٰى مَاشِيَتِهٖ قَدْ صُدِّقَتْ قَبْلَ اَنْ يَشْتَرِيَهَا بِيَوْمٍ وَاحِدٍ، اَوْ قَبْلَ اَنْ يَرِثَهَا بِيَوْمٍ وَاحِدٍ، فَاِنَّهٗ يُصَدِّقُهَا مَعَ مَاشِيَتِهٖ حِيْنَ يُصَدِّقُ مَاشِيَتَهٗ.

یحیٰی سے روایت ہے کہ امام مالک نے فرمایا کہ جسے مویشی حاصل ہوئے اونٹ، گائے یا بکریاں تو ان پر زکوٰۃ نہیں ہے جب تک حاصل ہونے کے دن سے پورا سال نہ گزر جائے، مگر یہ کہ پہلے ہی مویشیوں کا نصاب ہو، وہ نصاب جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے، خواہ پانچ اونٹ یا تیس گائیں یا چالیس بکریاں، جب کسی کے پاس پانچ اونٹ ہوں یا تیس گائیں یا چالیس بکریاں، پھر اسے اونٹ، گائیں یا بکریاں اور حاصل ہو جائیں، خریدنے، ہبہ یا میراث سے تو زکوٰۃ کے وقت وہ سب کی زکوٰۃ ادا کرے گا اگرچہ بعد میں حاصل ہونے والے مویشیوں پر سال نہ گزرا ہو اور اگر یہ پچھلے جانور اس وقت حاصل ہوئے کہ انہیں خریدنے سے ایک دن پہلے زکوٰۃ ادا کر چکا تھا، یا میراث میں ملنے سے ایک روز پہلے تو اب ان کی زکوٰۃ اس وقت دی جائے گی جب کہ پچھلے جانور کی زکوٰۃ آئندہ سال دے گا۔

قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ وَاِنَّمَا مَثَلُ ذٰلِكَ مَثَلُ الْوَرِقِ يُزَكِّيْهَا الرَّجُلُ، ثُمَّ يَشْتَرِيْ بِهَا مِنْ رَجُلٍ اٰخَرَ عَرْضًا، وَقَدْ وَجَبَتْ عَلَيْهِ فِيْ عَرْضِهٖ ذٰلِكَ اِذَا بَاعَهُ الصَّدَقَةُ، فَيُخْرِجُ الرَّجُلُ الْاٰخَرُ صَدَقَتَهَا هٰذَا الْيَوْمَ، وَيَكُوْنُ الْاٰخَرُ قَدْ صَدَّقَهَا مِنَ الْغَدِ.

یحیٰی سے روایت ہے کہ امام مالک نے فرمایا کہ اس کی مثال چاندی جیسی ہے کہ مالک نے اس کی زکوٰۃ دے دی، پھر دوسرے آدمی سے اس کے بدلے سامان خرید لیا، سامان بیچنے والے پر اپنے سامان کی زکوٰۃ واجب تھی، اس نے پھر چاندی کی زکوٰۃ ادا کی تو دوسرے آدمی نے اس کی زکوٰۃ آج ادا کی اور پہلا کل ادا کر چکا۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ إِذَا كَانَتْ لَهُ غَنَمٌ لَا تَجِبُ فِيهَا الصَّدَقَةُ، فَاشْتَرَى إِلَيْهَا غَنَمًا كَثِيرَةً تَجِبُ فِي دُونِهَا الصَّدَقَةُ، أَوْ وَرِثَهَا أَنَّهُ لَا تَجِبُ عَلَيْهِ فِي الْغَنَمِ كُلِّهَا الصَّدَقَةُ حَتَّى يَحُولَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ مِنْ يَوْمِ أَفَادَهَا بِاشْتِرَاءٍ أَوْ مِيرَاثٍ، وَذَلِكَ أَنَّ كُلَّ مَا كَانَ عِنْدَ الرَّجُلِ مِنْ مَاشِيَةٍ لَا تَجِبُ فِيهَا الصَّدَقَةُ مِنْ إِبِلٍ، أَوْ بَقَرٍ، أَوْ غَنَمٍ، فَلَيْسَ يُعَدُّ ذَلِكَ نِصَابَ مَالٍ، حَتَّى يَكُونَ فِي كُلِّ صِنْفٍ مِنْهَا مَا تَجِبُ فِيهِ الصَّدَقَةُ، فَذَلِكَ النِّصَابُ الَّذِي يُصَدِّقُ مَعَهُ مَا أَفَادَ إِلَيْهِ صَاحِبُهُ مِنْ قَلِيلٍ، أَوْ كَثِيرٍ مِنَ الْمَاشِيَةِ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا کہ جس کے پاس اتنی بکریاں ہوں جن پر زکوٰۃ نہیں ہے پھر اس نے اتنی ساری بکریاں خریدیں جن سے کم پر زکوٰۃ واجب ہے یا ترکہ میں ملیں تو اس پر تمام بکریوں کی زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی جب تک کہ حاصل ہونے کے دن سے پورا ایک سال نہ گزر جائے یا خریدنے سے یا میراث ملنے سے اور اسی طرح آدمی کے پاس جتنے مویشی جمع ہو جائیں تو سب پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی' اونٹ ہوں یا گائے یا بکریاں' ان سب کو مال کا نصاب شمار نہیں کیا جائے گا' یہاں تک کہ ہر قسم اتنی نہ ہو جائے جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ یہ ہر قسم کا نصاب ہے جس کے ساتھ ان مویشیوں کی زکوٰۃ بھی دے جائے گی جو حاصل ہوں' خواہ وہ مویشی تھوڑے ہوں یا زیادہ۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَوْ كَانَتْ لِرَجُلٍ إِبِلٌ، أَوْ بَقَرٌ، أَوْ غَنَمٌ تَجِبُ فِي كُلِّ صِنْفٍ مِنْهَا الصَّدَقَةُ، ثُمَّ أَفَادَ إِلَيْهَا بَعِيرًا، أَوْ بَقَرَةً، أَوْ شَاةً صَدَّقَهَا مَعَ مَاشِيَتِهِ حِينَ يُصَدِّقُهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ ایک آدمی کے پاس اتنے اونٹ' گائے اور بکریاں ہیں کہ ہر قسم کی جتنی تعداد پر زکوٰۃ واجب ہے' پھر اسے اونٹ' گائے یا بکریاں اور حاصل ہوئیں تو اس قسم کی زکوٰۃ دیتے وقت ان کی زکوٰۃ بھی دے گا۔

قَالَ يَحْيَى، قَالَ مَالِكٌ وَهَذَا أَحَبُّ مَا سَمِعْتُ إِلَيَّ فِي هَذَا.

یحییٰ سے روایت ہے کہ امام مالک نے فرمایا کہ اس سلسلے میں یہ بات میں نے سب سے اچھی سنی۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْفَرِيضَةِ تَجِبُ عَلَى الرَّجُلِ، فَلَا تُوجَدُ عِنْدَهُ أَنَّهَا إِنْ كَانَتِ ابْنَةَ مَخَاضٍ، فَلَمْ تُوجَدْ أُخِذَ مَكَانَهَا ابْنُ لَبُونٍ ذَكَرٌ، وَإِنْ كَانَتْ بِنْتَ لَبُونٍ، أَوْ حِقَّةً، أَوْ جَذَعَةً، وَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ كَانَ عَلَى رَبِّ الْإِبِلِ أَنْ يَبْتَاعَهَا لَهُ حَتَّى يَأْتِيَهُ بِهَا، وَلَا أُحِبُّ أَنْ يُعْطِيَهُ قِيمَتَهَا.

امام مالک نے ادائیگی کے بارے میں فرمایا جو کسی آدمی پر واجب آئے اور وہ مویشی اس کے پاس موجود نہ ہو' مثلاً ایک سال کی اونٹنی واجب ہوا اور وہ نہ نکلے تو اس کی جگہ دو سال کا اونٹ لیا جائے گا اور اگر دو سال یا تین سال یا چار سال کی اونٹنی دینی ہو اور وہ موجود نہ ہو تو مالک کو چاہیے کہ خرید کر ادا کرے اور مجھے یہ پسند نہیں کہ اس کی قیمت ادا کرے۔

وَقَالَ مَالِكٌ فِي الْإِبِلِ النَّوَاضِحِ، وَالْبَقَرِ السَّوَانِي، وَبَقَرِ الْحَرْثِ إِنِّي أَرَى أَنْ يُؤْخَذَ مِنْ ذَلِكَ كُلِّهِ إِذَا وَجَبَتْ فِيهِ الصَّدَقَةُ.

امام مالک نے فرمایا کہ پانی سینچنے والے اونٹ یا چرس کھینچنے والے یا ہل چلانے والے بیل تو میرے خیال میں ان سب کی زکوٰۃ لی جائے جبکہ ان پر زکوٰۃ واجب ہو۔

۱۳- بَابُ صَدَقَةِ الْخُلَطَاءِ

مشترکہ مال کی زکوٰۃ

[۲۹۲] اَثَرٌ - قَالَ يَحْيَى قَالَ مَالِكٌ فِي الْخَلِيطَيْنِ إِذَا كَانَ الرَّاعِي وَاحِدًا، وَالْفَحْلُ وَاحِدًا، وَالْمُرَاحُ وَاحِدًا، وَالدَّلْوُ وَاحِدًا، فَالرَّجُلَانِ خَلِيطَانِ، وَإِنْ

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک نے خلیطان کے بارے میں فرمایا کہ جب چرواہا ایک ہو' ریوڑ ایک ہو' چراگاہ ایک ہو اور ڈول ایک ہو تو وہ دونوں شریک خلیطان ہیں اگر چہ ان میں سے ہر ایک

عَرَفَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مَالَهُ مِنْ مَالِ صَاحِبِهِ.
قَالَ وَالَّذِي لَا يَعْرِفُ مَالَهُ مِنْ مَالِ صَاحِبِهِ لَيْسَ بِخَلِيطٍ إِنَّمَا هُوَ شَرِيكٌ.

قَالَ مَالِكٌ وَلَا تَجِبُ الصَّدَقَةُ عَلَى الْخَلِيطَيْنِ حَتَّى يَكُونَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مَا تَجِبُ فِيهِ الصَّدَقَةُ، وَتَفْسِيرُ ذٰلِكَ أَنَّهُ إِذَا كَانَ لِأَحَدِ الْخَلِيطَيْنِ أَرْبَعُونَ شَاةً فَصَاعِدًا، وَلِلْآخَرِ أَقَلُّ مِنْ أَرْبَعِينَ شَاةً، كَانَتِ الصَّدَقَةُ عَلَى الَّذِي لَهُ الْأَرْبَعُونَ شَاةً، وَلَمْ تَكُنْ عَلَى الَّذِي لَهُ أَقَلُّ مِنْ ذٰلِكَ صَدَقَةٌ، فَإِنْ كَانَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مَا تَجِبُ فِيهِ الصَّدَقَةُ جُمِعَا فِي الصَّدَقَةِ وَوَجَبَتِ الصَّدَقَةُ عَلَيْهِمَا جَمِيعًا، فَإِنْ كَانَ لِأَحَدِهِمَا أَلْفُ شَاةٍ، أَوْ أَقَلُّ مِنْ ذٰلِكَ مِمَّا تَجِبُ فِيهِ الصَّدَقَةُ، وَلِلْآخَرِ أَرْبَعُونَ شَاةً، أَوْ أَكْثَرُ فَهُمَا خَلِيطَانِ يَتَرَادَّانِ الْفَضْلَ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ عَلَى قَدْرِ عَدَدِ أَمْوَالِهِمَا عَلَى الْأَلْفِ بِحِصَّتِهَا، وَعَلَى الْأَرْبَعِينَ بِحِصَّتِهَا.

قَالَ مَالِكٌ اَلْخَلِيطَانِ فِي الْإِبِلِ بِمَنْزِلَةِ الْخَلِيطَيْنِ فِي الْغَنَمِ يَجْتَمِعَانِ فِي الصَّدَقَةِ جَمِيعًا إِذَا كَانَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مَا تَجِبُ فِيهِ الصَّدَقَةُ، وَذٰلِكَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ ذَوْدٍ مِنَ الْإِبِلِ صَدَقَةٌ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي سَائِمَةِ الْغَنَمِ إِذَا بَلَغَتْ أَرْبَعِينَ شَاةً شَاةٌ.

وَقَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ وَهٰذَا أَحَبُّ مَا سَمِعْتُ إِلَيَّ فِي ذٰلِكَ.

قَالَ مَالِكٌ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُفْتَرِقٍ، وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ، أَنَّهُ إِنَّمَا يَعْنِي بِذٰلِكَ أَصْحَابَ الْمَوَاشِي.

قَالَ مَالِكٌ وَتَفْسِيرُ قَوْلِهِ لَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُفْتَرِقٍ أَنْ يَكُونَ النَّفَرُ الثَّلَاثَةُ الَّذِينَ يَكُونُ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ أَرْبَعُونَ شَاةً قَدْ وَجَبَتْ عَلَى كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ فِي غَنَمِهِ

اپنے مال کو دوسرے کے مال سے پہچانتا ہو۔
فرمایا کہ جو اپنے مال کو دوسرے کے مال سے نہ پہچانے وہ خلیط نہیں بلکہ شریک ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ خلیطین پر زکوٰۃ اس وقت تک واجب نہیں ہوتی جب تک ہر ایک کے پاس اتنے جانور نہ ہوں جن پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اور اس کی تفسیر یہ ہے کہ اگر ایک خلیط کی چالیس یا زیادہ بکریاں ہیں اور دوسرے کی چالیس سے کم بکریاں ہیں تو زکوٰۃ اسی پر ہے جس کی چالیس بکریاں ہیں اور جس کے پاس کم ہیں اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ اگر اس میں سے ہر ایک کے پاس اتنی تعداد ہو جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو زکوٰۃ کے لیے ان کے مال کو اکٹھا کر لیا جائے گا اور ان پر مشترکہ زکوٰۃ واجب ہوگی جبکہ ان میں سے ایک کے پاس ہزار بکریاں ہوں یا اس سے اتنی کم جن پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اور دوسرے کے پاس چالیس بکریاں یا اس سے زیادہ، تب بھی وہ خلیطان ہیں، کمی بیشی کو آپس میں اپنی اپنی تعداد کے مطابق برابر کریں گے یعنی ہزار والا اپنے حصے کے مطابق اور چالیس والا اپنے حصے کے مطابق۔

امام مالک نے فرمایا کہ اونٹوں کے خلیطان بھی بکریوں کے خلیطان کی طرح ہیں، زکوٰۃ میں دونوں اکٹھے ہوں گے جبکہ ہر ایک کے پاس اتنا مال ہو جس میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اور یہ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ اور حضرت عمر نے فرمایا کہ چرنے والی بکریاں جب چالیس ہو جائیں تو ایک بکری زکوٰۃ ہے۔

یحییٰ سے روایت ہے کہ امام مالک نے فرمایا: اس بارے میں یہ میں نے سب سے اچھی بات سنی۔

امام مالک کا بیان ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا کہ زکوٰۃ کے ڈر سے اکٹھے مال کو جدا اور جدا مال کو اکٹھا نہ کیا جائے۔ یہ حکم جانور والوں کے لیے ہے۔

امام مالک نے اس ارشاد کی تفسیر میں کہ جدا مال کو اکٹھا نہ کیا جائے، فرمایا ہے کہ مثلاً تین آدمی ہیں جن میں سے ہر ایک کے پاس چالیس بکریاں ہیں، لہٰذا ہر ایک پر زکوٰۃ میں ایک بکری واجب

الصَّدَقَةُ، فَإِذَا أَظَلَّهُمُ الْمُصَدِّقُ جَمَعُوهَا لِئَلَّا يَكُونَ عَلَيْهِمْ فِيهَا إِلَّا شَاةٌ وَاحِدَةٌ، فَنُهُوا عَنْ ذٰلِكَ وَتَفْسِيرُ قَوْلِهِ وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ أَنَّ الْخَلِيطَيْنِ يَكُونُ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِائَةُ شَاةٍ وَشَاةٌ، فَيَكُونُ عَلَيْهِمَا فِيهَا ثَلَاثُ شِيَاهٍ، فَإِذَا أَظَلَّهُمَا الْمُصَدِّقُ فَرَّقَا غَنَمَهُمَا، فَلَمْ يَكُنْ عَلَى كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا إِلَّا شَاةٌ وَاحِدَةٌ فَنُهِيَ عَنْ ذٰلِكَ، فَقِيلَ لَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُفْتَرِقٍ، وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ، خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ. قَالَ مَالِكٌ فَهٰذَا الَّذِي سَمِعْتُ فِي ذٰلِكَ.

ہے۔ جب زکوٰۃ وصول کرنے والا پہنچا تو انہوں نے سب کو اکٹھا کرلیا تاکہ انہیں صرف ایک ہی بکری دینی پڑے۔ تو اس سے روکا گیا ہے اور اس قول کی تفسیر کہ اکٹھے مال کو متفرق نہ کیا جائے' یہ ہے کہ خلیطان میں سے ہر ایک کی ایک سو ایک بکریاں ہیں تو ان پر تین بکریاں آتی ہیں۔ جب زکوٰۃ وصول کرنے والا آیا تو انہوں نے بکریاں جدا جدا کرلیں تو یوں ہر ایک کو صرف ایک بکری دینی پڑی۔ تو ایسا کرنے سے منع کیا گیا ہے اور کہا گیا کہ زکوٰۃ سے ڈرتے ہوئے جدا مال کو اکٹھا اور اکٹھے کو جدا نہ کیا جائے۔ امام مالک نے فرمایا کہ اس سلسلے میں یہی میں نے سنا ہے۔

١٤ - بَابُ مَا جَاءَ فِيمَا يُعْتَدُّ بِهِ مِنَ السَّخْلِ فِي الصَّدَقَةِ

بکریوں کی تعداد میں بچے بھی شمار کیے جائیں گے

[۲۹۳] اثر- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدِّيلِيِّ، عَنِ ابْنٍ لِعَبْدِ اللهِ ابْنِ سُفْيَانَ الثَّقَفِيِّ، عَنْ جَدِّهِ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ بَعَثَهُ مُصَدِّقًا، فَكَانَ يَعُدُّ عَلَى النَّاسِ بِالسَّخْلِ، فَقَالُوا أَتَعُدُّ عَلَيْنَا بِالسَّخْلِ، وَلَا تَأْخُذُ مِنْهُ شَيْئًا؟ فَلَمَّا قَدِمَ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ذَكَرَ لَهُ ذٰلِكَ، فَقَالَ عُمَرُ نَعَمْ، تَعُدُّ عَلَيْهِمْ بِالسَّخْلَةِ يَحْمِلُهَا الرَّاعِي، وَلَا تَأْخُذُ الْأَكُولَةَ، وَلَا الرُّبَّى، وَلَا الْمَاخِضَ، وَلَا فَحْلَ الْغَنَمِ، وَتَأْخُذُ الْجَذَعَةَ وَالثَّنِيَّةَ، وَذٰلِكَ عَدْلٌ بَيْنَ غِذَاءِ الْغَنَمِ وَخِيَارِهِ.

سفیان بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا تو وہ بچوں کو بھی بکریوں میں شمار کرتے۔ لوگوں نے کہا کہ آپ بچوں کو شمار تو کرتے ہیں لیکن لیتے نہیں ہیں۔ جب یہ حضرت عمر کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس بات کا ذکر کیا۔ حضرت عمر نے فرمایا: ہاں! ہم انہیں گنتے ہیں بلکہ اسے بھی جسے چرواہا اٹھائے پھرتا ہے اور ہم موٹی بکری' بچے پالنے والی' حاملہ اور نر کو نہیں لیتے بلکہ ایک سال یا دو سال کی درمیانی بکری لیتے ہیں جو بچہ یا بوڑھی نہ ہو اور نہ بہت عمدہ ہو۔

قَالَ مَالِكٌ وَالسَّخْلَةُ الصَّغِيرَةُ حِينَ تُنْتَجُ، وَالرُّبَّى الَّتِي قَدْ وَضَعَتْ، فَهِيَ تُرَبِّي وَلَدَهَا، وَالْمَاخِضُ هِيَ الْحَامِلُ، وَالْأَكُولَةُ هِيَ شَاةُ اللَّحْمِ الَّتِي تُسَمَّنُ لِتُؤْكَلَ.

امام مالک نے فرمایا "تنتج" بکری کا چھوٹا بچہ۔ "الربی" جس نے بچہ جنا اور وہ اس کی پرورش کرے" "الماخض" حاملہ بکری "الاکولۃ" وہ بکری جو گوشت کھانے کے لیے موٹی کی جائے۔

وَقَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ تَكُونُ لَهُ الْغَنَمُ لَا تَجِبُ فِيهَا الصَّدَقَةُ، فَتَوَالَدُ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَهَا الْمُصَدِّقُ بِيَوْمٍ وَاحِدٍ، فَتَبْلُغُ مَا تَجِبُ فِيهِ الصَّدَقَةُ بِوِلَادَتِهَا.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے لیکن زکوٰۃ وصول کرنے والے کے آنے سے ایک روز پہلے بعض بکریوں نے بچے جنے جن کی پیدائش سے وہ تعداد پوری ہوگئی جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔

قَالَ مَالِكٌ إِذَا بَلَغَتِ الْغَنَمُ بِأَوْلَادِهَا مَا تَجِبُ

امام مالک نے فرمایا کہ جب بچے جننے سے بکریاں حد کو پہنچ

فِيْهِ الصَّدَقَةُ، فَعَلَيْهِ فِيْهَا الصَّدَقَةُ، وَذٰلِكَ اَنَّ وِلَادَةَ الْغَنَمِ مِنْهَا، وَذٰلِكَ مُخَالِفٌ لِمَا اُفِيْدَ مِنْهَا بِاشْتِرَاءٍ، اَوْ هِبَةٍ، اَوْ مِيْرَاثٍ، وَمِثْلُ ذٰلِكَ الْعَرْضُ لَا يَبْلُغُ ثَمَنُهُ مَا تَجِبُ فِيْهِ الصَّدَقَةُ، ثُمَّ يَبِيْعُهُ صَاحِبُهُ، فَيَبْلُغُ بِرِبْحِهِ مَا تَجِبُ فِيْهِ الصَّدَقَةُ، فَيُصَدِّقُ رِبْحَهُ مَعَ رَاْسِ الْمَالِ، وَلَوْ كَانَ رِبْحُهُ فَائِدَةً، اَوْ مِيْرَاثًا لَمْ تَجِبْ فِيْهِ الصَّدَقَةُ حَتّٰى يَحُوْلَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ مِنْ يَوْمِ اَفَادَهُ اَوْ وَرِثَهُ.

جائیں تو ان پر زکوۃ ہوگی اور یہ اس لیے ہے کہ بچے بھی بکریوں میں شمار ہیں اور یہ اس مسئلہ کے مخالف ہے کہ خریدنے ہبہ یا میراث سے اور بکریاں حاصل ہوں۔ ہاں اس کی نظیر یہ ہے کہ ایک آدمی کے پاس اتنا مال ہے جس پر زکوۃ واجب نہیں۔ پھر وہ اسے فروخت کر کے اتنا نفع کماتا ہے کہ جس پر زکوۃ واجب ہے۔ پس وہ منافع کو راس المال میں شامل کرے گا۔ اگرچہ فائدہ اسے میراث ہی سے حاصل ہوا ہو جس پر سال گزرنے سے پہلے زکوۃ واجب نہیں ہوتی' اس روز اسے حاصل ہوا یا وراثت ملی۔

قَالَ مَالِكٌ فَغِذَاءُ الْغَنَمِ مِنْهَا كَمَا رِبْحُ الْمَالِ مِنْهُ غَيْرَ اَنَّ ذٰلِكَ يَخْتَلِفُ فِيْ وَجْهٍ اٰخَرَ، اَنَّهُ اِذَا كَانَ لِلرَّجُلِ مِنَ الذَّهَبِ، اَوِ الْوَرِقِ مَا تَجِبُ فِيْهِ الزَّكٰوةُ، ثُمَّ اَفَادَ اِلَيْهِ مَالًا تَرَكَ مَالَهُ الَّذِيْ اَفَادَ، فَلَمْ يُزَكِّهِ مَعَ مَالِهِ الْاَوَّلِ حِيْنَ يُزَكِّيْهِ حَتّٰى يَحُوْلَ عَلَى الْفَائِدَةِ الْحَوْلُ مِنْ يَوْمِ اَفَادَهَا، وَلَوْ كَانَتْ لِرَجُلٍ غَنَمٌ، اَوْ بَقَرٌ، اَوْ اِبِلٌ تَجِبُ فِيْ كُلِّ صِنْفٍ مِنْهَا الصَّدَقَةُ، ثُمَّ اَفَادَ اِلَيْهَا بَعِيْرًا، اَوْ بَقَرَةً، اَوْ شَاةً صَدَّقَهَا مَعَ صِنْفِ مَا اَفَادَ مِنْ ذٰلِكَ حِيْنَ يُصَدِّقُهُ اِذَا كَانَ عِنْدَهُ مِنْ ذٰلِكَ الصِّنْفِ الَّذِيْ اَفَادَ نِصَابُ مَاشِيَةٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ بچے بکریوں میں شمار ہوں گے جس طرح منافع راس المال میں۔ ہاں دونوں کے درمیان ایک یہ اختلاف ہے کہ جب کسی کے پاس اتنا سونا چاندی ہو جس پر زکوۃ واجب ہے۔ پھر اسے اور مال حاصل ہوا تو وہ اپنے حاصل ہونے والے مال کو چھوڑ دے گا اور پہلے مال کے ساتھ اس کی زکوۃ ادا نہیں کرے گا' جب تک کہ منافع کے مال پر حاصل ہونے کے دن سے پورا ایک سال نہ گزر جائے۔ جبکہ کسی کے پاس بکریاں' گائیں یا اونٹ ہوں' جن میں سے ہر چیز پر زکوۃ واجب ہو' پھر اسے کچھ اونٹ یا گائیں یا بکریاں اور حاصل ہوں تو حاصل ہونے والے مال کی زکوۃ بھی اس جنس کے سابقہ مال کے ساتھ ادا کرے گا جبکہ حاصل ہونے والے مویشیوں کا نصاب پہلے ہی موجود ہو۔

قَالَ مَالِكٌ وَهٰذَا اَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِيْ ذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس سلسلے میں یہ میں نے سب سے اچھی بات سنی۔

١٥- بَابُ الْعَمَلِ فِيْ صَدَقَةِ عَامَيْنِ اِذَا اجْتَمَعَا

اگر کسی کے ذمے دو سال کی زکوۃ واجب الادا ہو

[٢٩٤] اَثَرٌ- قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ اَلْاَمْرُ عِنْدَنَا فِي الرَّجُلِ تَجِبُ عَلَيْهِ الصَّدَقَةُ وَاِبِلُهُ مِائَةُ بَعِيْرٍ، فَلَا يَاْتِيْهِ السَّاعِيْ حَتّٰى تَجِبَ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ اُخْرٰى، فَيَاْتِيْهِ الْمُصَدِّقُ، وَقَدْ هَلَكَتْ اِبِلُهُ اِلَّا خَمْسَ ذَوْدٍ.

یحیٰی سے روایت ہے کہ امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک صورت یہ ہے کہ جس پر زکوۃ واجب ہو اور اس کے سو اونٹ ہوں لیکن اس کے پاس زکوۃ وصول کرنے والا نہ پہنچے۔ یہاں تک کہ جب دوسرے سال کی وصولی واجب ہو جائے تو وصول کرنے والا پہنچے جبکہ پانچ کے سوا اس کے سارے اونٹ ہلاک ہو چکے ہوں۔

قَالَ مَالِكٌ يَأْخُذُ الْمُصَدِّقُ مِنَ الْخَمْسِ ذَوْدٍ الصَّدَقَتَيْنِ اللَّتَيْنِ وَجَبَتَا عَلَى رَبِّ الْمَالِ شَاتَيْنِ فِي كُلِّ عَامٍ شَاةٌ، لِأَنَّ الصَّدَقَةَ إِنَّمَا تَجِبُ عَلَى رَبِّ الْمَالِ يَوْمَ يُصَدِّقُ مَالَهُ، فَإِنْ هَلَكَتْ مَاشِيَتُهُ، أَوْ نَمَتْ، فَإِنَّمَا يُصَدِّقُ الْمُصَدِّقُ زَكَاةَ مَا يَجِدُ يَوْمَ يُصَدِّقُ، وَإِنْ تَظَاهَرَتْ عَلَى رَبِّ الْمَالِ صَدَقَاتٌ غَيْرُ وَاحِدَةٍ، فَلَيْسَ عَلَيْهِ أَنْ يُصَدِّقَ إِلَّا مَا وَجَدَ الْمُصَدِّقُ عِنْدَهُ، فَإِنْ هَلَكَتْ مَاشِيَتُهُ، أَوْ وَجَبَتْ عَلَيْهِ فِيهَا صَدَقَاتٌ، فَلَمْ يُؤْخَذْ مِنْهُ شَيْءٌ حَتَّى هَلَكَتْ مَاشِيَتُهُ كُلُّهَا، أَوْ صَارَتْ إِلَى مَا لَا تَجِبُ فِيهِ الصَّدَقَةُ، فَإِنَّهُ لَا صَدَقَةَ عَلَيْهِ، وَلَا ضَمَانَ فِيمَا هَلَكَ، أَوْ مَضَى مِنَ السِّنِينَ.

امام مالک نے فرمایا کہ زکوٰۃ وصول کرنے والا اس سے دو سال کی زکوٰۃ یعنی دو بکریاں وصول کرے گا یعنی ہر سال کی ایک بکری کیونکہ زکوٰۃ اسی مال پر واجب ہوتی ہے جو وصولی کے روز موجود ہو۔ خواہ مویشی ہلاک ہو جائیں یا بڑھ جائیں تو زکوٰۃ ان کے حساب سے لی جائے گی جتنے اس وقت موجود ہوں جب وصول کرنے والا آئے۔ اگر مالک پر کئی سال کی زکوٰۃ ہو تو جتنے مویشی وصول کرنے والا پائے گا ان کی زکوٰۃ ہی وصول کی جائے گی۔ اگر سب جانور ہلاک ہو گئے یا اس پر کئی سال کی زکوٰۃ ہے تب بھی اس سے کچھ نہیں لیا جائے گا۔ یہاں تک کہ اس کے سارے مویشی ہلاک ہو گئے یا صرف اتنے باقی رہے جن پر زکوٰۃ واجب نہیں تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں اور نہ ہلاک ہونے پر موجودہ یا سالہائے گزشتہ کی۔

۱۶- بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّضْيِيقِ عَلَى النَّاسِ فِي الصَّدَقَةِ

زکوٰۃ وصول کرتے وقت لوگوں کو تنگ کرنے کی ممانعت

[۲۹۵] اثر- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى ابْنِ حَبَّانَ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهَا قَالَتْ: مُرَّ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِغَنَمٍ مِنَ الصَّدَقَةِ، فَرَأَى فِيهَا شَاةً حَافِلًا ذَاتَ ضَرْعٍ عَظِيمٍ، فَقَالَ عُمَرُ: مَا هَذِهِ الشَّاةُ؟ فَقَالُوا: شَاةٌ مِنَ الصَّدَقَةِ، فَقَالَ عُمَرُ: مَا أَعْطَى هَذِهِ أَهْلُهَا وَهُمْ طَائِعُونَ، لَا تَفْتِنُوا النَّاسَ، لَا تَأْخُذُوا حَزَرَاتِ الْمُسْلِمِينَ، نَكِّبُوا عَنِ الطَّعَامِ.

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضرت عمر کے پاس سے زکوٰۃ کی بکریاں گزریں تو انہوں نے ان میں ایک بہت دودھ دینے والی بکری دیکھی۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ یہ بکری کیسی ہے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ زکوٰۃ کی بکری ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ اس کے مالکوں نے یہ بخوشی نہیں دی ہو گی۔ لوگوں کو تنگ نہ کرو، مسلمانوں کا بہترین مال نہ لیا کرو اور ان کی روزی نہ چھینا کرو۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، أَنَّهُ قَالَ: أَخْبَرَنِي رَجُلَانِ مِنْ أَشْجَعَ، أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ مَسْلَمَةَ الْأَنْصَارِيَّ كَانَ يَأْتِيهِمْ مُصَدِّقًا، فَيَقُولُ لِرَبِّ الْمَالِ: أَخْرِجْ إِلَيَّ صَدَقَةَ مَالِكَ، فَلَا يَقُودُ إِلَيْهِ شَاةً فِيهَا وَفَاءٌ مِنْ حَقِّهِ إِلَّا قَبِلَهَا.

قبیلہ اشجع کے دو آدمیوں سے روایت ہے کہ ان کے پاس حضرت محمد بن مسلمہ انصاری زکوٰۃ وصول کرنے تشریف لایا کرتے تو مال والے سے فرماتے کہ اپنے مال کی زکوٰۃ دو۔ پھر مالک جو بکری لے کر آتا اگر وہ زکوٰۃ کے قابل ہوتی تو قبول کر لیا کرتے تھے۔

قَالَ مَالِكٌ: السُّنَّةُ عِنْدَنَا، وَالَّذِي أَدْرَكْتُ

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک جو سنت ہے اور

عَلَيْهِ أَهْلَ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا، أَنَّهُ لَا يُضَيَّقُ عَلَى الْمُسْلِمِينَ فِي زَكَاتِهِمْ، وَأَنْ يُقْبَلَ مِنْهُمْ مَا دَفَعُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ.

جس پر میں نے اپنے شہر کے اکثر اہل علم کو پایا' یہ ہے کہ زکوٰۃ وصول کرتے وقت مسلمانوں کو تنگ نہ کیا جائے اور جیسی چیز وہ اپنے مال سے دیں اسے قبول کر لیا جائے۔

۱۷- بَابُ أَخْذِ الصَّدَقَةِ وَمَنْ يَجُوزُ لَهُ أَخْذُهَا

کن لوگوں کے لیے مالِ زکوٰۃ لینا جائز ہے؟

۳۰۷- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيٍّ إِلَّا لِخَمْسَةٍ لِغَازٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، أَوْ لِعَامِلٍ عَلَيْهَا، أَوْ لِغَارِمٍ، أَوْ لِرَجُلٍ اشْتَرَاهَا بِمَالِهِ، أَوْ لِرَجُلٍ لَهُ جَارٌ مِسْكِينٌ فَتَصَدَّقَ عَلَى الْمِسْكِينِ، فَأَهْدَى الْمِسْكِينُ لِلْغَنِيِّ.

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زکوٰۃ مالدار کو لینی درست نہیں ماسوائے پانچ کے کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرے یا زکوٰۃ وصول کرنے پر مقرر ہو یا قرض دار ہو یا کوئی اپنے مال کے بدلے زکوٰۃ کا مال خریدے یا اس آدمی کے لیے جس کا ہمسایہ غریب ہو تو یہ اسے زکوٰۃ دے اور مسکین مالدار کو ہدیہ دے۔

قَالَ مَالِكٌ اَلْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي قَسْمِ الصَّدَقَاتِ أَنَّ ذَلِكَ لَا يَكُونُ إِلَّا عَلَى وَجْهِ الْاِجْتِهَادِ مِنَ الْوَالِي، فَأَيُّ الْأَصْنَافِ كَانَتْ فِيهِ الْحَاجَةُ وَالْعَدَدُ، أُوثِرَ ذَلِكَ الصِّنْفُ بِقَدْرِ مَا يَرَى الْوَالِي، وَعَسَى أَنْ يَنْتَقِلَ ذَلِكَ إِلَى الصِّنْفِ الْآخَرِ بَعْدَ عَامٍ، أَوْ عَامَيْنِ، أَوْ أَعْوَامٍ، فَيُؤْثَرُ أَهْلُ الْحَاجَةِ وَالْعَدَدِ حَيْثُمَا كَانَ ذَلِكَ. وَعَلَى هَذَا أَدْرَكْتُ مَنْ أَرْضَى مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ.

امام مالک نے فرمایا کہ صدقہ کی تقسیم میں ہمارے نزدیک یہ بات ہے کہ یہ فیصلہ کرنا حاکم کی رائے پر منحصر ہے کہ کون سے حاجت مندوں اور کتنے لوگوں کو دی جائے۔ حاکم اپنی رائے سے جس قسم کو چاہے ترجیح دے اور چاہے تو سال' دو سال یا کئی سال کے بعد دوسری قسم کو ترجیح دے' ضرورت یا تعداد کے لحاظ سے خواہ وہ کہیں ہوں اور میں نے اپنے ملک کے اہل علم کو اسی پر پایا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَيْسَ لِلْعَامِلِ عَلَى الصَّدَقَاتِ فَرِيضَةٌ مُسَمَّاةٌ إِلَّا عَلَى قَدْرِ مَا يَرَى الْإِمَامُ.

امام مالک نے فرمایا کہ وصول کرنے والے کے لیے زکوٰۃ میں سے کوئی حصہ مقرر نہیں مگر جو امام مناسب سمجھے۔

سنن ابوداؤد (۱۶۳۵) سنن ابن ماجہ (۱۸۴۱)

۱۸- بَابُ مَا جَاءَ فِي أَخْذِ الصَّدَقَاتِ وَالتَّشْدِيدِ فِيهَا

زکوٰۃ نہ دینے والوں پر سختی کرنے کا بیان

۳۰۸- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ قَالَ لَوْ مَنَعُونِي عِقَالًا لَجَاهَدْتُهُمْ عَلَيْهِ.

صحیح البخاری (۱۴۰۰) صحیح مسلم (۱۲۴)

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت ابو بکر صدیق نے فرمایا کہ اگر کوئی اونٹ باندھنے کی رسی بھی روکے گا تو اس پر میں ان سے جہاد کروں گا۔

[۲۹۶] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، أَنَّهُ قَالَ شَرِبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لَبَنًا، فَأَعْجَبَهُ، فَسَأَلَ الَّذِي سَقَاهُ مِنْ أَيْنَ هَذَا اللَّبَنُ؟ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ وَرَدَ عَلَى مَاءٍ قَدْ سَمَّاهُ، فَإِذَا نَعَمٌ مِنْ نَعَمِ الصَّدَقَةِ وَهُمْ

زید بن اسلم نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دودھ پیا تو انہیں بہت پسند آیا۔ پلانے والے سے پوچھا کہ یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟ اس نے بتایا کہ میں پانی کی فلاں جگہ پر گیا تھا۔ وہاں زکوٰۃ کے جانور پانی پی رہے تھے' انہوں نے دودھ

يَسْقُوْنَ، فَحَلَبُوْا لِيْ مِنْ أَلْبَانِهَا، فَجَعَلْتُهُ فِيْ سِقَائِيْ، فَهُوَ هٰذَا فَأَدْخَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَدَهُ فَاسْتَقَاءَهُ.

دودھ کر مجھے دیا تو میں نے اسے اپنی مشک میں ڈال لیا اور یہ وہی تھا۔ حضرت عمر نے منہ میں ہاتھ ڈال کر قے کر دی۔

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنَّ كُلَّ مَنْ مَنَعَ فَرِيْضَةً مِنْ فَرَائِضِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَلَمْ يَسْتَطِعِ الْمُسْلِمُوْنَ أَخْذَهَا كَانَ حَقًّا عَلَيْهِمْ جِهَادُهُ حَتّٰى يَأْخُذُوْهَا مِنْهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ بات ہے کہ جو اللہ کے فرائض میں سے کسی فرض کو روکے اور مسلمانوں کو ان کا حق نہ لینے دے تو مسلمانوں کو حق حاصل ہے کہ ان سے جہاد کر کے حاصل کر لیں۔

[۲۹۷] **اثر- وَحَدَّثَنِيْ** عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عَامِلًا لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ كَتَبَ إِلَيْهِ يَذْكُرُ أَنَّ رَجُلًا مَنَعَ زَكٰوةَ مَالِهِ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ عُمَرُ أَنْ دَعْهُ، وَلَا تَأْخُذْ مِنْهُ زَكٰوةً مَعَ الْمُسْلِمِيْنَ. قَالَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ الرَّجُلَ، فَاشْتَدَّ عَلَيْهِ، وَأَدّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ زَكٰوةَ مَالِهِ، فَكَتَبَ عَامِلُ عُمَرَ إِلَيْهِ يَذْكُرُ لَهُ ذٰلِكَ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ عُمَرُ أَنْ خُذْهَا مِنْهُ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے ایک عامل نے ان کے لیے لکھا کہ ایک آدمی اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں دیتا۔ حضرت عمر نے اس کے لیے لکھا کہ اسے جانے دو اور مسلمانوں کے ساتھ اس سے زکوٰۃ نہ لو۔ جب اس آدمی تک یہ بات پہنچی تو اس پر گراں گزری اور بعد میں اس نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی۔ عامل نے حضرت عمر کے لیے لکھا اور اس بات کی اطلاع دی۔ پس حضرت عمر نے عامل کے لیے لکھا کہ اس سے لے لو۔

۱۹- بَابُ زَكٰوةِ مَا يُخْرَصُ مِنْ ثِمَارِ النَّخِيْلِ وَالْأَعْنَابِ

پھلوں اور میووں کی زکوٰۃ

۳۰۹- **حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى**، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الثِّقَةِ عِنْدَهُ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، وَعَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِيْمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْعُيُوْنُ، وَالْبَعْلُ الْعُشْرُ، وَفِيْمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ.

صحیح البخاری (۱۴۸۳) صحیح مسلم (۲۲۶۹)

سلیمان بن یسار اور بسر بن سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بارانی نیز چشموں اور تالابوں سے سیراب کی جانے والی زمین کی پیداوار میں دسواں حصہ اور جو زمین پانی سینچ کر سیراب کی جائے اس میں بیسواں حصہ۔

[۲۹۸] **اثر- وَحَدَّثَنِيْ** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زِيَادِ بْنِ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّهُ قَالَ لَا يُؤْخَذُ فِيْ صَدَقَةِ النَّخْلِ الْجُعْرُوْرُ، وَلَا مُصْرَانُ الْفَارَةِ، وَلَا عَذْقُ ابْنِ حُبَيْقٍ. قَالَ وَهُوَ يُعَدُّ عَلٰى صَاحِبِ الْمَالِ، وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهُ فِي الصَّدَقَةِ.

ابن شہاب نے فرمایا کہ زکوٰۃ میں ''جعرور'' کھجور نہیں لی جائے گی اور نہ ''مصران الفارہ'' اور ''عذق ابن حبیق'' لی جائیں گی۔ فرمایا کہ یہ مال میں شمار کی جائیں گی لیکن زکوٰۃ میں لی نہیں جائیں گی۔

قَالَ مَالِكٌ وَإِنَّمَا مِثْلُ ذٰلِكَ الْغَنَمُ تُعَدُّ عَلٰى صَاحِبِهَا بِسِخَالِهَا، وَالسَّخْلُ لَا يُؤْخَذُ مِنْهُ فِي الصَّدَقَةِ، وَقَدْ يَكُوْنُ فِي الْأَمْوَالِ ثِمَارٌ لَا تُؤْخَذُ الصَّدَقَةُ مِنْهَا مِنْ ذٰلِكَ الْبُرْدِيُّ، وَمَا أَشْبَهَهُ لَا يُؤْخَذُ مِنْ أَدْنَاهُ كَمَا لَا

امام مالک نے فرمایا کہ یہ بکریوں کے مانند ہیں کہ ان کے بچے شمار میں آتے ہیں لیکن زکوٰۃ میں نہیں لیے جاتے، پھلوں میں وہ بھی ہیں جو عمدگی کے باعث زکوٰۃ میں نہیں لیے جاتے۔ جیسے بردی کھجور اس جیسی گھٹیا کھجوریں بھی نہیں لی جائیں گی جیسے بڑھیا

يُؤْخَذُ مِنْ خِيَارِهِ.

نہیں لی جاتی۔

قَالَ وَإِنَّمَا تُؤْخَذُ الصَّدَقَةُ مِنْ أَوْسَاطِ الْمَالِ.

فرمایا کہ زکوٰۃ درمیانے مال سے لی جاتی ہے۔

قَالَ مَالِكٌ اَلْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا أَنَّهُ لَا يُخْرَصُ مِنَ الثِّمَارِ إِلَّا النَّخِيلُ وَالْأَعْنَابُ فَإِنَّ ذٰلِكَ يُخْرَصُ حِينَ يَبْدُو صَلَاحُهُ وَيَحِلُّ بَيْعُهُ وَذٰلِكَ أَنَّ ثَمَرَ النَّخِيلِ وَالْأَعْنَابِ يُؤْكَلُ رُطَبًا وَعِنَبًا فَيُخْرَصُ عَلَى أَهْلِهِ لِلتَّوْسِعَةِ عَلَى النَّاسِ وَلِئَلَّا يَكُونَ عَلَى أَحَدٍ فِي ذٰلِكَ ضِيقٌ فَيُخْرَصُ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ ثُمَّ يُخَلّٰى بَيْنَهُمْ وَبَيْنَهُ يَأْكُلُونَهُ كَيْفَ شَاءُوا ثُمَّ يُؤَدُّونَ مِنْهُ الزَّكٰوةَ عَلَى مَا خُرِصَ عَلَيْهِمْ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک متفق بات یہ ہے کہ کھجوروں اور انگوروں کے سوا کسی پھل کا اندازہ نہیں کیا جائے گا۔ ان کا اندازہ اس وقت کیا جائے گا جب ان کی پیداوار ظاہر اور فروخت جائز ہو جائے۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ کھجور اور انگور پکنے پر کھائے جاتے ہیں لٰہذا اس وقت لوگوں کو ان کے اندازے میں وقت نہیں ہوگی اور کسی ایک کو تنگی محسوس نہ ہوگی اور وہ اندازہ کر کے آپس میں فیصلہ کر لیں گے اور جیسے چاہیں کھائیں۔ پھر جو اندازہ کیا ہے اس کے مطابق زکوٰۃ ادا کریں گے۔

قَالَ مَالِكٌ فَأَمَّا مَا لَا يُؤْكَلُ رَطْبًا وَإِنَّمَا يُؤْكَلُ بَعْدَ حَصَادِهِ مِنَ الْحُبُوبِ كُلِّهَا فَإِنَّهُ لَا يُخْرَصُ وَإِنَّمَا عَلَى أَهْلِهَا فِيهَا إِذَا حَصَدُوهَا وَدَقُّوهَا وَطَيَّبُوهَا وَخَلُصَتْ حَبًّا فَإِنَّمَا عَلَى أَهْلِهَا فِيهَا الْأَمَانَةُ يُؤَدُّونَ زَكَاتَهَا إِذَا بَلَغَ ذٰلِكَ مَا تَجِبُ فِيهِ الزَّكٰوةُ وَهٰذَا الْأَمْرُ الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ عِنْدَنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ جو پھل تر نہیں کھائے جاتے اور فصل کٹنے کے بعد دانے کھائے جاتے ہیں تو ان کا اندازہ نہیں کیا جائے گا۔ یہ مالک پر ہے کہ جب وہ فصل کاٹ کر اکٹھی کر لے اور صاف کر کے دونوں کو علیحدہ کر لے تو یہ مالکوں کے پاس امانت ہے کہ فصل کی زکوٰۃ ادا کریں جب کہ اس حد کو پہنچے جس پر زکوٰۃ واجب ہے اور اس بات میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ اَلْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا أَنَّ النَّخْلَ يُخْرَصُ عَلَى أَهْلِهَا وَثَمَرُهَا فِي رُءُوسِهَا إِذَا طَابَ وَحَلَّ بَيْعُهُ وَيُؤْخَذُ مِنْهُ صَدَقَتُهُ تَمْرًا عِنْدَ الْجِدَادِ فَإِنْ أَصَابَتِ الثَّمَرَةَ جَائِحَةٌ بَعْدَ أَنْ تُخْرَصَ عَلَى أَهْلِهَا وَقَبْلَ أَنْ تُجَدَّ فَأَحَاطَتِ الْجَائِحَةُ بِالثَّمَرِ كُلِّهِ فَلَيْسَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةٌ فَإِنْ بَقِيَ مِنَ الثَّمَرِ شَيْءٌ يَبْلُغُ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ فَصَاعِدًا بِصَاعِ النَّبِيِّ ﷺ أُخِذَ مِنْهُمْ زَكَاتُهُ وَلَيْسَ عَلَيْهِمْ فِيمَا أَصَابَتِ الْجَائِحَةُ زَكٰوةٌ وَكَذٰلِكَ الْعَمَلُ فِي الْكَرْمِ أَيْضًا وَإِذَا كَانَ لِرَجُلٍ قِطَعُ أَمْوَالٍ مُتَفَرِّقَةٌ أَوِ اشْتِرَاكٌ فِي أَمْوَالٍ مُتَفَرِّقَةٍ لَا يَبْلُغُ مَالُ كُلِّ شَرِيكٍ أَوْ قِطَعُهُ مَا تَجِبُ فِيهِ الزَّكٰوةُ وَكَانَتْ إِذَا جُمِعَ بَعْضُ ذٰلِكَ إِلٰى بَعْضٍ يَبْلُغُ مَا تَجِبُ فِيهِ الزَّكٰوةُ فَإِنَّهُ يَجْمَعُهَا

امام مالک نے فرمایا کہ یہ بات ہمارے نزدیک متفق ہے کہ کھجوروں کا اندازہ کیا جائے گا جب کہ درختوں میں لگی ہوئی ہوں لیکن پک جائیں اور بیع حلال ہو جائے اور ان کی زکوٰۃ اس وقت لی جائے گی جب پھل توڑنے کا وقت آئے۔ اگر اندازہ کرنے کے بعد پھلوں پر کوئی آفت آ جائے اور توڑنے سے پہلے جس کے باعث سب پھل ضائع ہو جائیں تو ان کی زکوٰۃ نہیں لی جائے گی۔ اگر کچھ کھجوریں باقی رہی ہوں اور وہ پانچ وسق کو پہنچ جائیں تو نبی کریم ﷺ کے صاع کے مطابق ان کی زکوٰۃ لی جائے گی اور جو آفت سے برباد ہو گئیں ان پر زکوٰۃ نہیں ہے اور انگور کا حکم بھی یہی ہے اور اگر کسی آدمی کے پاس متفرق قطعات ہوں یا متفرق قطعات میں کئی آدمی شریک ہوں اور ان میں سے کسی شریک کا مال یا قطعہ اس حد کو نہ پہنچے جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے لیکن جب بعض قطعے دوسرے بعض سے ملا دیئے جائیں تو زکوٰۃ

وَيُؤَدِّي زَكَاتَهَا.

کے نصاب کو پہنچ جاتے ہیں' پس انہیں جمع کر کے ان کی زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

۲۰- بَابُ زَكٰوةِ الْحُبُوبِ وَالزَّيْتُونِ

اناج اور زیتون کی زکوٰۃ

[۲۹۹] اثر- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ، عَنِ الزَّيْتُونِ، فَقَالَ فِيهِ الْعُشْرُ. **قَالَ مَالِكٌ** وَإِنَّمَا يُؤْخَذُ مِنَ الزَّيْتُونِ الْعُشْرُ بَعْدَ أَنْ يُعْصَرَ، وَيَبْلُغَ زَيْتُونُهُ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ، فَمَا لَمْ يَبْلُغْ زَيْتُونُهُ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ فَلَا زَكٰوةَ فِيهِ، وَالزَّيْتُونُ بِمَنْزِلَةِ النَّخِيلِ مَا كَانَ مِنْهُ سَقَتْهُ السَّمَاءُ وَالْعُيُونُ، أَوْ كَانَ بَعْلًا فَفِيهِ الْعُشْرُ، وَمَا كَانَ يُسْقٰى بِالنَّضْحِ فَفِيهِ نِصْفُ الْعُشْرِ، وَلَا يُخْرَصُ شَيْءٌ مِنَ الزَّيْتُونِ فِي شَجَرِهِ. وَالسُّنَّةُ عِنْدَنَا فِي الْحُبُوبِ الَّتِي يَدَّخِرُهَا النَّاسُ وَيَأْكُلُونَهَا، أَنَّهُ يُؤْخَذُ مِمَّا سَقَتْهُ السَّمَاءُ مِنْ ذٰلِكَ، وَمَا سَقَتْهُ الْعُيُونُ، وَمَا كَانَ بَعْلًا الْعُشْرُ، وَمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ، نِصْفُ الْعُشْرِ إِذَا بَلَغَ ذٰلِكَ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ بِالصَّاعِ الْأَوَّلِ صَاعِ النَّبِيِّ ﷺ، وَمَا زَادَ عَلٰى خَمْسَةِ أَوْسُقٍ فَفِيهِ الزَّكٰوةُ بِحِسَابِ ذٰلِكَ.

ابن شہاب سے زیتون کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ اس میں عشر ہے۔ امام مالک نے فرمایا کہ زیتون کا عشر تیل نکالنے کے بعد لیا جائے گا اور زیتون پانچ وسق کو پہنچ جائے۔ اگر پانچ وسق کو نہ پہنچے تو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ زیتون کھجور کی طرح ہے۔ اگر بارش یا چشمے سے یا خود بخود پرورش پائے تو اس میں دسواں حصہ ہے اور جو پانی سینچ کر پرورش کی جائے تو اس میں بیسواں حصہ ہے اور زیتون جب درخت میں ہو تو اس کا اندازہ نہیں کیا جائے گا۔ اور اناج کے بارے میں ہمارے نزدیک سنت یہ ہے جس کو لوگ کھاتے یا جمع کر رکھتے ہیں کہ اگر وہ بارش یا چشموں سے پالی جائے یا خود بخود پرورش پائے تو دسواں حصہ اور پانی سینچ کر بیسواں حصہ۔ جبکہ وہ پانچ وسق کو پہنچے پہلے صاع یعنی نبی کریم ﷺ کے صاع سے اور اگر پانچ وسق سے زیادہ ہو تو اس کے حساب سے زکوٰۃ لی جائے گی۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْحُبُوبُ الَّتِي فِيهَا الزَّكٰوةُ الْحِنْطَةُ، وَالشَّعِيرُ، وَالسُّلْتُ، وَالذُّرَةُ، وَالدُّخْنُ، وَالْأَرُزُّ، وَالْعَدَسُ، وَالْجُلْبَانُ، وَاللُّوبِيَا، وَالْجُلْجُلَانُ، وَمَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ مِنَ الْحُبُوبِ الَّتِي تَصِيرُ طَعَامًا، فَالزَّكٰوةُ تُؤْخَذُ مِنْهَا بَعْدَ أَنْ تُحْصَدَ وَتَصِيرَ حَبًّا.

امام مالک نے فرمایا کہ جن اناجوں پر زکوٰۃ لی جاتی ہے یہ ہیں: گندم، جو، جوار، چنے، چاول، مسور، ماش، لوبیا، تل اور ان کی مانند دوسری چیزیں جو کھائی جاتی ہیں۔ ان سب میں زکوٰۃ لی جائے گی جبکہ انہیں کاٹ کر دانے صاف کر لیے جائیں۔

قَالَ وَالنَّاسُ مُصَدَّقُونَ فِي ذٰلِكَ يُقْبَلُ مِنْهُمْ فِي ذٰلِكَ مَا دَفَعُوا.

فرمایا کہ لوگوں پر اس بارے میں اعتبار کیا جائے گا اور جو کچھ وہ دیں لیا جائے گا۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ مَتٰى يُخْرَجُ مِنَ الزَّيْتُونِ الْعُشْرُ، أَوْ نِصْفُهُ أَقَبْلَ النَّفَقَةِ أَمْ بَعْدَهَا؟ فَقَالَ لَا يُنْظَرُ إِلَى النَّفَقَةِ، وَلٰكِنْ يُسْأَلُ عَنْهُ أَهْلُهُ كَمَا يُسْأَلُ أَهْلُ الطَّعَامِ عَنِ الطَّعَامِ؟ وَيُصَدَّقُونَ بِمَا قَالُوا، فَمَنْ رُفِعَ مِنْ زَيْتُونِهِ خَمْسَةُ أَوْسُقٍ فَصَاعِدًا أُخِذَ مِنْ زَيْتِهِ الْعُشْرُ بَعْدَ أَنْ يُعْصَرَ، وَمَنْ لَمْ يُرْفَعْ مِنْ زَيْتُونِهِ خَمْسَةُ أَوْسُقٍ لَمْ تَجِبْ

امام مالک سے پوچھا گیا کہ زیتون سے دسواں اور بیسواں حصہ کب لیا جاتا ہے؟ آیا خرچ سے پہلے یا بعد؟ امام مالک نے فرمایا کہ خرچ کو نہیں دیکھا جائے گا بلکہ مالک سے پوچھا جائے گا جیسے غلے والے سے پوچھا جاتا ہے اور ان کے کہنے پر اعتبار کیا جاتا ہے۔ جو اپنے زیتون سے اٹھائے گا اس سے تیل نکالنے کے بعد دسواں حصہ لیا جائے گا اور جو پانچ وسق سے کم اٹھائے گا تو اس

عَلَيْهِ فِي زَيْتِهِ الزَّكٰوةُ.

کے زیتون پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔

قَالَ مَالِكٌ وَمَنْ بَاعَ زَرْعَهٗ وَقَدْ صَلَحَ وَيَبِسَ فِي أَكْمَامِهٖ فَعَلَيْهِ زَكَاتُهٗ، وَلَيْسَ عَلَى الَّذِي اشْتَرَاهُ زَكٰوةٌ، وَلَا يَصْلُحُ بَيْعُ الزَّرْعِ حَتّٰى يَيْبَسَ فِي أَكْمَامِهٖ وَيَسْتَغْنِيَ عَنِ الْمَآءِ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے اپنی فصل کو فروخت کیا اور وہ پک کر اپنی بالیوں میں خشک ہوگئی تو مالک پر اس کی زکوٰۃ ہے اور خریدار پر زکوٰۃ نہیں ہے اور فصل کی خرید وفروخت درست نہیں ہے یہاں تک کہ اپنی بالیوں میں پک کر پانی سے بے نیاز ہو جائے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَءَاتُوا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ﴾ (الانعام: ۱٤۱) إِنَّ ذٰلِكَ الزَّكٰوةُ وَقَدْ سَمِعْتُ مَنْ يَقُوْلُ ذٰلِكَ.

امام مالک نے ارشاد باری تعالیٰ "واتوا حقه یوم حصاده" کے بارے میں فرمایا کہ مراد زکوٰۃ ہے اور میں نے ایک کہنے والے سے یہی سنا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَمَنْ بَاعَ أَصْلَ حَائِطِهٖ أَوْ أَرْضَهٗ وَفِي ذٰلِكَ زَرْعٌ، أَوْ ثَمَرٌ لَمْ يَبْدُ صَلَاحُهٗ فَزَكٰوةُ ذٰلِكَ عَلَى الْمُبْتَاعِ، وَإِنْ كَانَ قَدْ طَابَ وَحَلَّ بَيْعُهٗ فَزَكٰوةُ ذٰلِكَ عَلَى الْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَهَا عَلَى الْمُبْتَاعِ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے اپنا باغ فروخت کیا یا زمین اور اس میں فصل یا کھجوریں ہیں جن کی بہتری معلوم نہیں ہوئی تو اس کی زکوٰۃ خریدار پر ہے اور اگر اس کی بہتری ظاہر اور بیع حلال ہوگئی تو زکوٰۃ فروخت کرنے والے پر ہے مگر یہ کہ خریدار سے شرط کر لی جائے۔

۲۱- بَابُ مَا لَا زَكٰوةَ فِيْهِ مِنَ الثِّمَارِ

جن پھلوں پر زکوٰۃ واجب نہیں

[۳۰۰] أَثَرٌ- **قَالَ** مَالِكٌ إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا كَانَ لَهٗ مَا يَجُدُّ مِنْهُ أَرْبَعَةَ أَوْسُقٍ مِنَ التَّمْرِ، وَمَا يَقْطِفُ مِنْهُ أَرْبَعَةَ أَوْسُقٍ مِنَ الزَّبِيْبِ، وَمَا يَحْصُدُ مِنْهُ أَرْبَعَةَ أَوْسُقٍ مِنَ الْحِنْطَةِ، وَمَا يَحْصُدُ مِنْهُ أَرْبَعَةَ أَوْسُقٍ مِنَ الْقِطْنِيَّةِ، إِنَّهٗ لَا يُجْمَعُ عَلَيْهِ بَعْضُ ذٰلِكَ إِلٰى بَعْضٍ، وَإِنَّهٗ لَيْسَ عَلَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ زَكٰوةٌ حَتّٰى يَكُوْنَ فِي الصِّنْفِ الْوَاحِدِ مِنَ التَّمْرِ، أَوْ فِي الزَّبِيْبِ، أَوْ فِي الْحِنْطَةِ، أَوْ فِي الْقِطْنِيَّةِ مَا يَبْلُغُ الصِّنْفُ الْوَاحِدُ مِنْهُ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ بِصَاعِ النَّبِيِّ ﷺ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ مِنَ التَّمْرِ صَدَقَةٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ جب کسی کو اپنی فصل سے چار وسق کھجوریں حاصل ہوں یا چار وسق انگور یا چار وسق گندم یا چار وسق دالیں تو ان میں سے کسی چیز کو دوسری کے ساتھ ملایا نہیں جائے گا اور اس پر کسی چیز کی زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔ یہاں تک کہ ایک ہی قسم یعنی کھجوریں یا انگور یا گندم یا کوئی دال اکیلی ہی پانچ وسق کو نہ پہنچ جائے نبی کریم ﷺ کے صاع سے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پانچ وسق سے کم کھجوروں میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

وَإِنْ كَانَ فِي الصِّنْفِ الْوَاحِدِ مِنْ تِلْكَ الْأَصْنَافِ مَا يَبْلُغُ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ فَفِيْهِ الزَّكٰوةُ، فَإِنْ لَمْ يَبْلُغْ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ فَلَا زَكٰوةَ فِيْهِ. وَتَفْسِيْرُ ذٰلِكَ أَنْ يَجُدَّ الرَّجُلُ مِنَ التَّمْرِ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ، وَإِنِ اخْتَلَفَتْ أَسْمَاؤُهٗ، وَأَلْوَانُهٗ، فَإِنَّهٗ يُجْمَعُ بَعْضُهٗ إِلٰى بَعْضٍ، ثُمَّ

اگر ان میں سے کوئی ایک چیز پانچ وسق کو پہنچ جاتی ہے تو اس میں زکوٰۃ ہے اور اگر پانچ وسق کو نہیں پہنچتی تو اس میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ اس بات کو یوں کھول کر بیان کیا جا سکتا ہے کہ پانچ وسق میں ہر قسم کی کھجوروں کو شامل کیا جائے گا خواہ ان کے نام اور رنگ مختلف ہوں یعنی ایک کو دوسری میں جمع کر کے، پھر ان کی زکوٰۃ لی

يُؤْخَذُ مِنْ ذٰلِكَ الزَّكٰوةُ، فَإِنْ لَمْ يَبْلُغْ ذٰلِكَ فَلَا زَكٰوةَ فِيهِ. وَكَذٰلِكَ الْحِنْطَةُ كُلُّهَا السَّمْرَاءُ وَالْبَيْضَاءُ وَالشَّعِيرُ وَالسُّلْتُ كُلُّ ذٰلِكَ صِنْفٌ وَاحِدٌ، فَإِذَا حَصَدَ الرَّجُلُ مِنْ ذٰلِكَ كُلِّهِ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ جُمِعَ عَلَيْهِ بَعْضُ ذٰلِكَ إِلَى بَعْضٍ وَوَجَبَتْ فِيهِ الزَّكٰوةُ، فَإِنْ لَمْ يَبْلُغْ ذٰلِكَ فَلَا زَكٰوةَ فِيهِ. وَكَذٰلِكَ الزَّبِيبُ كُلُّهُ أَسْوَدُهُ وَأَحْمَرُهُ، فَإِذَا قَطَفَ الرَّجُلُ مِنْهُ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ وَجَبَتْ فِيهِ الزَّكٰوةُ، فَإِنْ لَمْ يَبْلُغْ ذٰلِكَ فَلَا زَكٰوةَ فِيهِ. وَكَذٰلِكَ الْقِطْنِيَّةُ هِيَ صِنْفٌ وَاحِدٌ مِثْلُ الْحِنْطَةِ وَالتَّمْرِ وَالزَّبِيبِ، وَإِنِ اخْتَلَفَتْ أَسْمَاؤُهَا وَأَلْوَانُهَا. وَالْقِطْنِيَّةُ الْحِمَّصُ، وَالْعَدَسُ، وَاللُّوبِيَا، وَالْجُلْبَانُ، وَكُلُّ مَا ثَبَتَ مَعْرِفَتُهُ عِنْدَ النَّاسِ أَنَّهُ قِطْنِيَّةٌ، فَإِذَا حَصَدَ الرَّجُلُ مِنْ ذٰلِكَ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ بِالصَّاعِ الْأَوَّلِ صَاعِ النَّبِيِّ ﷺ، وَإِنْ كَانَ مِنْ أَصْنَافِ الْقِطْنِيَّةِ كُلِّهَا لَيْسَ مِنْ صِنْفٍ وَاحِدٍ مِنَ الْقِطْنِيَّةِ، فَإِنَّهُ يُجْمَعُ ذٰلِكَ بَعْضُهُ إِلَى بَعْضٍ وَعَلَيْهِ فِيهِ الزَّكٰوةُ.

جائے گی اور اگر اس حد کو نہ پہنچیں تو ان پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ اسی طرح ہر قسم کی گندم یعنی زرد و سفید اور چھلکے والے اور بغیر چھلکے والے جو، یہ سب ایک ہی قسم میں داخل ہیں تو جب آدمی اس کی فصل اٹھائے اگر ایک قسم کو دوسری میں جمع کرنے سے پانچ وسق ہو جائیں تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے اور اس حد کو نہ پہنچیں تو اس پر زکوٰۃ نہیں۔ اسی طرح کالے اور سرخ ہر قسم کے انگور۔ جب آدمی انہیں چنے اور وہ پانچ وسق ہو جائیں تو ان پر زکوٰۃ ہے اور اگر اس حد کو نہ پہنچیں تو ان پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ اسی طرح دالیں ایک قسم ہیں جیسے گندم، کھجور اور انگور اگرچہ ان کے نام اور رنگ مختلف ہوں۔ دالوں میں چنے، مسور، لوبیا اور ماش ہیں اور وہ بھی جنہیں لوگ دالوں میں شمار کرتے ہوں۔ جب آدمی ان کی فصل اٹھائے اور یہ نبی کریم ﷺ کے پہلے صاع سے پانچ وسق ہو جائیں اور اگرچہ وہ دالوں کی سب اقسام ہوں اور دال کی کوئی ایک قسم نہ ہو بلکہ ایک کو دوسری میں جمع کیا گیا ہو تو ان پر زکوٰۃ ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَقَدْ فَرَّقَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بَيْنَ الْقِطْنِيَّةِ وَالْحِنْطَةِ فِيمَا أُخِذَ مِنَ النَّبَطِ، وَرَأَى أَنَّ الْقِطْنِيَّةَ كُلَّهَا صِنْفٌ وَاحِدٌ، فَأَخَذَ مِنْهَا الْعُشْرَ، وَأَخَذَ مِنَ الْحِنْطَةِ وَالزَّبِيبِ نِصْفَ الْعُشْرِ.

امام مالک نے فرمایا کہ حضرت عمر نے دالوں اور گندم میں فرق رکھا جبکہ نبط والوں سے محصول لیا تو دالوں کی تمام اقسام کو ایک ہی قسم شمار کیا اور ان سے دسواں حصہ لیا جبکہ گندم اور انگور سے بیسواں حصہ لیا۔

قَالَ مَالِكٌ فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ كَيْفَ يُجْمَعُ الْقِطْنِيَّةُ بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ فِي الزَّكٰوةِ حَتّٰى تَكُونَ صَدَقَتُهَا وَاحِدَةً، وَالرَّجُلُ يَأْخُذُ مِنْهَا اثْنَيْنِ بِوَاحِدٍ يَدًا بِيَدٍ، وَلَا يُؤْخَذُ مِنَ الْحِنْطَةِ اثْنَانِ بِوَاحِدٍ يَدًا بِيَدٍ؟ قِيلَ لَهُ فَإِنَّ الذَّهَبَ وَالْوَرِقَ يُجْمَعَانِ فِي الصَّدَقَةِ، وَقَدْ يُؤْخَذُ بِالدِّينَارِ أَضْعَافُهُ فِي الْعَدَدِ مِنَ الْوَرِقِ يَدًا بِيَدٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ دالوں کی تمام اقسام کی زکوٰۃ میں ایک کو دوسری کے اندر کیوں جمع کیا جاتا ہے اور ان کی ایک زکوٰۃ لی جاتی ہے حالانکہ آدمی ایک کلوگرام کے بدلے دوسری دو کلوگرام نقد لے لیتا ہے اور دست بدست گندم کی ایک قسم کے بدلے دوسری اس سے دگنی نہیں لے سکتا؟ اس سے کہا جائے گا کہ سونے اور چاندی دونوں کو زکوٰۃ میں اکٹھے کر لیا جاتا ہے جبکہ ایک دینار کے بدلے دست بدست کئی گنا چاندی لی جاتی ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي النَّخِيلِ يَكُونُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ فَيَجُذَّانِ مِنْهَا ثَمَانِيَةَ أَوْسُقٍ مِنَ التَّمْرِ إِنَّهُ لَا صَدَقَةَ

امام مالک نے کھجوروں کے بارے میں فرمایا کہ وہ دو آدمیوں کی ہیں۔ جب انہوں نے توڑیں تو آٹھ وسق کھجوریں

عَلَيْهِمَا فِيهَا، وَإِنَّهُ إِنْ كَانَ لِأَحَدِهِمَا مِنْهَا مَا يَجُدُّ مِنْهُ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ، وَلِلْآخَرِ مَا يَجُدُّ أَرْبَعَةَ أَوْسُقٍ، أَوْ أَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ فِي أَرْضٍ وَاحِدَةٍ كَانَتِ الصَّدَقَةُ عَلٰى صَاحِبِ الْخَمْسَةِ الْأَوْسُقِ، وَلَيْسَ عَلَى الَّذِي جَدَّ أَرْبَعَةَ أَوْسُقٍ، أَوْ أَقَلَّ مِنْهَا صَدَقَةٌ. وَكَذٰلِكَ الْعَمَلُ فِي الشُّرَكَاءِ كُلِّهِمْ فِي كُلِّ زَرْعٍ مِنَ الْحُبُوبِ كُلِّهَا يُحْصَدُ، أَوِ النَّخْلُ يُجَدُّ، أَوِ الْكَرْمُ يُقْطَفُ، فَإِنَّهُ إِذَا كَانَ كُلُّ رَجُلٍ مِنْهُمْ يَجُدُّ مِنَ التَّمْرِ، أَوْ يَقْطِفُ مِنَ الزَّبِيبِ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ، أَوْ يَحْصُدُ مِنَ الْحِنْطَةِ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ فَعَلَيْهِ فِيهِ الزَّكٰوةُ، وَمَنْ كَانَ حَقُّهُ أَقَلَّ مِنْ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ، فَلَا صَدَقَةَ عَلَيْهِ، وَإِنَّمَا تَجِبُ الصَّدَقَةُ عَلٰى مَنْ بَلَغَ جِدَادُهُ، أَوْ قِطَافُهُ، أَوْ حَصَادُهُ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ.

حاصل ہوئیں' ان دونوں پر ان کی زکوٰۃ نہیں۔ اگر ان میں سے کسی کی کھجوریں پانچ وسق ہوں اور دوسرے کی چار وسق یا ایک ہی زمین کی اس سے بھی کم تو پانچ وسق والے پر زکوٰۃ ہے اور چار وسق یا اس سے کم والے پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ یہی معاملہ تمام شرکاء اور ہر قسم کے اناج کی فصل کا ہے کہ جب بھی ان کی فصل کاٹی جائے یا کھجوریں توڑی جائیں یا انگور چنے جائیں تو جب ہر آدمی کے حصے میں کھجوریں' انگور یا گندم پانچ وسق آئے تو اس پر زکوٰۃ ہے اور جس کا حصہ پانچ وسق سے کم ہو اس پر زکوٰۃ نہیں۔ زکوٰۃ تو اسی پر واجب ہے کہ توڑنے' چننے یا فصل اٹھانے پر پانچ وسق جنس حاصل ہو۔

قَالَ مَالِكٌ اَلسُّنَّةُ عِنْدَنَا أَنَّ كُلَّ مَا أُخْرِجَتْ زَكَاتُهُ مِنْ هٰذِهِ الْأَصْنَافِ كُلِّهَا الْحِنْطَةِ، وَالتَّمْرِ، وَالزَّبِيبِ وَالْحُبُوبِ كُلِّهَا، ثُمَّ أَمْسَكَهُ صَاحِبُهُ بَعْدَ أَنْ أَدّٰى صَدَقَتَهُ سِنِينَ، ثُمَّ بَاعَهُ أَنَّهُ لَيْسَ عَلَيْهِ فِي ثَمَنِهِ زَكٰوةٌ حَتّٰى يَحُولَ عَلٰى ثَمَنِهِ الْحَوْلُ مِنْ يَوْمِ بَاعَهُ، إِذَا كَانَ أَصْلُ تِلْكَ الْأَصْنَافِ مِنْ فَائِدَةٍ، أَوْ غَيْرِهَا، وَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِلتِّجَارَةِ، وَإِنَّمَا ذٰلِكَ بِمَنْزِلَةِ الطَّعَامِ، وَالْحُبُوبِ، وَالْعُرُوضِ يُفِيدُهَا الرَّجُلُ، ثُمَّ يُمْسِكُهَا سِنِينَ، ثُمَّ يَبِيعُهَا بِذَهَبٍ، أَوْ وَرِقٍ، فَلَا يَكُونُ عَلَيْهِ فِي ثَمَنِهَا زَكٰوةٌ حَتّٰى يَحُولَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ مِنْ يَوْمِ بَاعَهَا، فَإِنْ كَانَ أَصْلُ تِلْكَ الْعُرُوضِ لِلتِّجَارَةِ فَعَلٰى صَاحِبِهَا فِيهَا الزَّكٰوةُ حِينَ يَبِيعُهَا إِذَا كَانَ قَدْ حَبَسَهَا سَنَةً مِنْ يَوْمِ زَكَّى الْمَالَ الَّذِي ابْتَاعَهَا بِهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک سنت یہ ہے کہ وہ تمام اقسام جن کی زکوٰۃ نکال دی گئی جیسے گندم' کھجوریں' انگور اور تمام قسم کے اناج۔ پھر مالک زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد انہیں سالہا سال تک روکنے کے بعد فروخت کرے تو ان کی قیمت پر زکوٰۃ نہیں لی جائے گی یہاں تک کہ فروخت کرنے کے دن سے اس پر پورا سال نہ گزر جائے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ یہ چیزیں اسے میراث یا ہبہ کے ذریعے حاصل ہوئی ہوں اور یہ تجارت کے لیے نہ ہوں' کیونکہ یہ کھانا' غلہ اور اسباب کے مانند ہیں۔ جو آدمی کو حاصل ہوتا ہے اور وہ اسے سالہا سال روکے رکھتا ہے' پھر اسے سونے یا چاندی کے بدلے فروخت کرتا ہے تو اس کی قیمت پر زکوٰۃ نہیں یہاں تک کہ فروخت کرنے کے دن سے پورا سال نہ گزر جائے۔ ہاں اگر یہ چیزیں تجارت کے لیے ہوں تو مالک پر فروخت کرتے وقت زکوٰۃ ہوگی جبکہ مالک نے زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد ایک سال روک کر فروخت کی ہوں۔

۲۲- بَابُ مَا لَا زَكٰوةَ فِيهِ مِنَ الْفَوَاكِهِ وَالْقَضْبِ وَالْبُقُولِ

وہ پھل' ساگ اور ترکاری جن پر زکوٰۃ نہیں

قَالَ مَالِكٌ اَلسُّنَّةُ الَّتِي لَا اخْتِلَافَ فِيهَا عِنْدَنَا،

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک سنت یہ ہے جس

وَالَّذِیْ سَمِعْتُ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ ' اَنَّهٗ لَیْسَ فِیْ شَیْءٍ مِنَ الْفَوَاكِهِ كُلِّهَا صَدَقَةٌ اَلرُّمَّانِ ' وَالْفِرْسِكِ ' وَالتِّیْنِ ' وَمَا اَشْبَهَ ذٰلِكَ ' وَمَا لَمْ يُشْبِهْهُ اِذَا كَانَ مِنَ الْفَوَاكِهِ.

قَالَ وَلَا فِی الْقَضْبِ ' وَلَا فِی الْبُقُوْلِ كُلِّهَا صَدَقَةٌ ' وَلَا فِیْ اَثْمَانِهَا اِذَا بِيْعَتْ صَدَقَةٌ حَتّٰى يَحُوْلَ عَلٰى اَثْمَانِهَا الْحَوْلُ مِنْ يَوْمِ بَيْعِهَا وَيَقْبِضُ صَاحِبُهَا ثَمَنَهَا.

میں اختلاف نہیں' اور جو میں نے اہل علم سے سنا کہ پھلوں کی کسی قسم پر زکوٰۃ نہیں ہے' جیسے انار' شفتالو' انجیر اور جو ان کے مشابہ ہوں یا مشابہ نہ ہوں' جبکہ وہ پھلوں میں شمار ہوں۔

فرمایا کہ کسی بھی قسم کے ساگ اور سبزیوں پر زکوٰۃ نہیں ہے اور فروخت کرتے وقت بھی ان پر زکوٰۃ نہیں ہے یہاں تک کہ ان کی قیمت پر فروخت کرنے کے دن سے ایک سال نہ گزر جائے اور مالک نے ان کی قیمت وصول کر لی ہو۔

۲۳- بَابُ مَا جَآءَ فِیْ صَدَقَةِ الرَّقِیْقِ وَالْخَیْلِ وَالْعَسَلِ

لونڈی' غلام' گھوڑوں اور شہد کی زکوٰۃ

۳۱۰- حَدَّثَنِیْ يَحْيٰى ' عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ ' عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ يَسَارٍ ' عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ ' عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِیْ عَبْدِهٖ وَلَا فِیْ فَرَسِهٖ صَدَقَةٌ.

صحیح البخاری (۱٤٦٤) صحیح مسلم (۲۲۷۰، ۲۲۷۳)

عراک بن مالک نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان پر اس کے لونڈی' غلام اور گھوڑے کی زکوٰۃ نہیں ہے۔

[۳۰۱] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ' عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ ' اَنَّ اَهْلَ الشَّامِ قَالُوْا لِاَبِیْ عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ خُذْ مِنْ خَيْلِنَا وَرَقِيْقِنَا صَدَقَةً ' فَاَبٰى ثُمَّ كَتَبَ اِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَاَبٰى عُمَرُ ' ثُمَّ كَلَّمُوْهُ اَيْضًا ' فَكَتَبَ اِلٰى عُمَرَ ' فَكَتَبَ اِلَيْهِ عُمَرُ اِنْ اَحَبُّوْا فَخُذْهَا مِنْهُمْ ' وَارْدُدْهَا عَلَيْهِمْ ' وَارْزُقْ رَقِيْقَهُمْ.

قَالَ مَالِكٌ مَعْنٰى قَوْلِهٖ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَارْدُدْهَا عَلَيْهِمْ يَقُوْلُ عَلٰى فُقَرَائِهِمْ.

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ اہل شام نے حضرت ابو عبیدہ بن الجراح سے کہا کہ ہمارے گھوڑوں اور غلاموں کی زکوٰۃ بھی لیا کرو۔ انہوں نے انکار کر دیا' پھر حضرت عمر کے لیے لکھا تو حضرت عمر نے بھی انکار کر دیا۔ پھر انہوں نے یہی بات کہی تو انہوں نے حضرت عمر کے لیے لکھا کہ جو وہ دینا چاہیں وہ لے لو اور ان کے غریبوں کو دے دیا کرو اور ان کے غلاموں کو کھلا دیا کرو۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ان پر لوٹا دو کا مطلب یہ ہے کہ ان کے غریبوں کو دے دیا کرو۔

[۳۰۲] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بَكْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ ' اَنَّهٗ قَالَ جَآءَ كِتَابٌ مِنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اِلٰى اَبِیْ ' وَهُوَ بِمِنًى اَنْ لَا يَاْخُذَ مِنَ الْعَسَلِ ' وَلَا مِنَ الْخَيْلِ صَدَقَةً.

عبد اللہ بن ابو بکر نے فرمایا کہ حضرت عمر بن عبد العزیز کا خط میرے والدِ محترم کے نام آیا جب کہ وہ منیٰ میں تھے کہ وہ شہد اور گھوڑوں میں زکوٰۃ نہ لیں۔

[۳۰۳] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ ' اَنَّهٗ قَالَ سَاَلْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيِّبِ عَنْ صَدَقَةِ الْبَرَاذِيْنِ ' فَقَالَ وَهَلْ فِی الْخَيْلِ مِنْ صَدَقَةٍ؟

عبد اللہ بن دینار کا بیان ہے کہ میں نے سعید بن مسیب سے ترکی گھوڑوں کی زکوٰۃ کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا: کیا گھوڑوں میں بھی زکوٰۃ ہے؟

۲٤- بَابُ جِزْيَةِ اَهْلِ الْكِتَابِ

اہل کتاب اور مجوسیوں سے جزیہ

وَالْمَجُوْسِ

لینے کا بیان

۳۱۱- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ بَلَغَنِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَخَذَ الْجِزْیَةَ مِنْ مَجُوْسِ الْبَحْرَیْنِ.

ابن شہاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بحرین کے مجوسیوں سے جزیہ لیا۔

وَاَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَخَذَهَا مِنْ مَجُوْسِ فَارِسَ، وَاَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ اَخَذَهَا مِنَ الْبَرْبَرِ.

صحیح البخاری (۳۱۵۸) صحیح مسلم (۱۵۸۸)

اور حضرت عمر نے ایران کے مجوسیوں سے اور حضرت عثمان نے بربر قوم سے جزیہ لیا۔

[۳۰۴] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ، عَنْ اَبِیْهِ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ذَکَرَ الْمَجُوْسَ، فَقَالَ مَا اَدْرِیْ کَیْفَ اَصْنَعُ فِیْ اَمْرِهِمْ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ عَوْفٍ اَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ سُنُّوْا بِهِمْ سُنَّةَ اَهْلِ الْکِتَابِ.

امام محمد باقر سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجوسیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے نہیں معلوم کہ ان کے معاملے میں کیا کروں؟ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ان کے ساتھ وہی معاملہ کرو جو اہلِ کتاب کے ساتھ کرتے ہو۔

[۳۰۵] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ اَسْلَمَ مَوْلٰی عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ضَرَبَ الْجِزْیَةَ عَلٰی اَهْلِ الذَّهَبِ اَرْبَعَةَ دَنَانِیْرَ، وَعَلٰی اَهْلِ الْوَرِقِ اَرْبَعِیْنَ دِرْهَمًا مَعَ ذٰلِکَ اَرْزَاقُ الْمُسْلِمِیْنَ، وَضِیَافَةُ ثَلَاثَةِ اَیَّامٍ.

اسلم مولی عمر بن خطاب سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سونے والوں پر سالانہ چار دینار جزیہ مقرر فرمایا اور چاندی والوں پر چالیس درہم اور اس کے ساتھ یہ کہ جب مسلمان ان کے پاس آ کر ٹھہریں تو تین دن تک ان کی مہمان نوازی کریں۔

[۳۰۶] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ، عَنْ اَبِیْهِ، اَنَّهُ قَالَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اِنَّ فِی الظَّهْرِ نَاقَةً عَمْیَاءَ. فَقَالَ عُمَرُ اِدْفَعْهَا اِلٰی اَهْلِ بَیْتٍ یَنْتَفِعُوْنَ بِهَا. قَالَ فَقُلْتُ وَهِیَ عَمْیَاءُ؟ فَقَالَ عُمَرُ یَقْطُرُوْنَهَا بِالْاِبِلِ. قَالَ فَقُلْتُ کَیْفَ تَاْکُلُ مِنَ الْاَرْضِ؟ قَالَ فَقَالَ عُمَرُ اَمِنْ نَعَمِ الْجِزْیَةِ هِیَ اَمْ مِنْ نَعَمِ الصَّدَقَةِ؟ فَقُلْتُ بَلْ مِنْ نَعَمِ الْجِزْیَةِ. فَقَالَ عُمَرُ اَرَدْتُمْ وَاللّٰهِ اَکْلَهَا. فَقُلْتُ اِنَّ عَلَیْهَا وَسْمَ الْجِزْیَةِ. فَاَمَرَ بِهَا عُمَرُ فَنُحِرَتْ، وَکَانَ عِنْدَهُ صِحَافٌ تِسْعٌ، فَلَا تَکُوْنُ فَاکِهَةٌ وَلَا طُرَیْفَةٌ اِلَّا جَعَلَ مِنْهَا فِیْ تِلْکَ الصِّحَافِ، فَبَعَثَ بِهَا اِلٰی اَزْوَاجِ النَّبِیِّ ﷺ، وَیَکُوْنُ الَّذِیْ یَبْعَثُ بِهِ اِلٰی حَفْصَةَ ابْنَتِهِ مِنْ اٰخِرِ ذٰلِکَ، فَاِنْ کَانَ فِیْهِ

زید بن اسلم نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ شترخانے میں ایک اندھی اونٹنی ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ وہ اہل بیت کو دے دو تاکہ اس سے فائدہ حاصل کریں۔ میں نے کہا کہ وہ تو اندھی ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ اسے اونٹوں کی قطار میں باندھ دو۔ میں عرض گزار ہوا کہ وہ زمین میں کیسے چرے گی؟ حضرت عمر نے کہا کہ وہ جزیہ کے جانوروں سے ہے یا صدقہ کے جانوروں سے؟ میں نے کہا کہ جزیہ کے جانوروں سے۔ حضرت عمر نے کہا کہ خدا کی قسم! تم اسے کھانے کا ارادہ رکھتے ہو۔ میں عرض گزار ہوا کہ اس پر تو جزیہ کی نشانی ہے۔ پس حضرت عمر کے حکم سے اسے ذبح کیا گیا اور ان کے پاس نو پیالے تھے جب بھی کوئی پھل یا اچھی چیز آتی تو ان پیالوں میں وہ چیز ڈال کر نبی کریم ﷺ کی

نُقْصَانٌ كَانَ فِيْ حَظِّ حَفْصَةَ. قَالَ فَجَعَلَ فِيْ تِلْكَ الصِّحَافِ مِنْ لَحْمِ تِلْكَ الْجَزُوْرِ، فَبَعَثَ بِهِ إِلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ، وَأَمَرَ بِمَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِ تِلْكَ الْجَزُوْرِ، فَصُنِعَ، فَدَعَا عَلَيْهِ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارَ.

ازواج مطہرات کے لیے بھیج دیا کرتے اور آخر میں اپنی صاحبزادی حضرت حفصہ کے لیے بھیجتے تا کہ کوئی کمی واقع ہو تو حضرت حفصہ کے حصے میں ہو۔ پس انہوں نے مذکورہ پیالوں میں گوشت ڈال کر نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کے لیے بھیج دیا اور باقی کو پکانے کا حکم دیا۔ جب وہ پک گیا تو انہوں نے انصار ومہاجرین کو مدعو کر لیا۔

قَالَ مَالِكٌ لَا أَرَى أَنْ تُؤْخَذَ النَّعَمُ مِنْ أَهْلِ الْجِزْيَةِ إِلَّا فِيْ جِزْيَتِهِمْ.

امام مالک نے فرمایا کہ اہل جزیہ سے جانور اسی صورت میں ہمارے نزدیک لیے جائیں گے جن کے پاس جانور ہوں۔

[۳۰۷] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ كَتَبَ إِلَى عُمَّالِهِ أَنْ يَضَعُوا الْجِزْيَةَ عَمَّنْ أَسْلَمَ مِنْ أَهْلِ الْجِزْيَةِ حِيْنَ يُسْلِمُوْنَ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر بن عبد العزیز نے اپنے عمال کے لیے لکھا کہ اہل جزیہ سے جب کوئی مسلمان ہو جائے تو اس سے جزیہ لینا موقوف کر دیا جائے۔

قَالَ مَالِكٌ مَضَتِ السُّنَّةُ أَنْ لَا جِزْيَةَ عَلَى نِسَاءِ أَهْلِ الْكِتَابِ، وَلَا عَلَى صِبْيَانِهِمْ، وَأَنَّ الْجِزْيَةَ لَا تُؤْخَذُ إِلَّا مِنَ الرِّجَالِ الَّذِيْنَ قَدْ بَلَغُوا الْحُلُمَ، وَلَيْسَ عَلَى أَهْلِ الذِّمَّةِ، وَلَا عَلَى الْمَجُوْسِ فِيْ نَخِيْلِهِمْ، وَلَا كُرُوْمِهِمْ، وَلَا زُرُوْعِهِمْ، وَلَا مَوَاشِيْهِمْ صَدَقَةٌ، لِأَنَّ الصَّدَقَةَ إِنَّمَا وُضِعَتْ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ تَطْهِيْرًا لَهُمْ وَرَدًّا عَلَى فُقَرَائِهِمْ، وَوُضِعَتِ الْجِزْيَةُ عَلَى أَهْلِ الْكِتَابِ صِغَارًا لَهُمْ، فَهُمْ مَا كَانُوْا بِبَلَدِهِمُ الَّذِيْنَ صَالَحُوْا عَلَيْهِ لَيْسَ عَلَيْهِمْ شَيْءٌ سِوَى الْجِزْيَةِ فِيْ شَيْءٍ مِنْ أَمْوَالِهِمْ إِلَّا أَنْ يَتَّجِرُوْا فِيْ بِلَادِ الْمُسْلِمِيْنَ، وَيَخْتَلِفُوْا فِيْهَا فَيُؤْخَذُ مِنْهُمُ الْعُشْرُ فِيْمَا يُدِيْرُوْنَ مِنَ التِّجَارَاتِ، وَذٰلِكَ أَنَّهُمْ إِنَّمَا وُضِعَتْ عَلَيْهِمُ الْجِزْيَةُ، وَصَالَحُوْا عَلَيْهَا عَلَى أَنْ يُقَرُّوْا بِبِلَادِهِمْ، وَيُقَاتَلُ عَنْهُمْ عَدُوُّهُمْ، فَمَنْ خَرَجَ مِنْهُمْ مِنْ بِلَادِهِ إِلَى غَيْرِهَا يَتْجُرُ إِلَيْهَا، فَعَلَيْهِ الْعُشْرُ، مَنْ تَجَرَ مِنْهُمْ مِنْ أَهْلِ مِصْرَ إِلَى الشَّامِ، وَمِنْ أَهْلِ الشَّامِ إِلَى الْعِرَاقِ، وَمِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ إِلَى الْمَدِيْنَةِ، أَوِ الْيَمَنِ، أَوْ مَا أَشْبَهَ هٰذَا مِنَ الْبِلَادِ، فَعَلَيْهِ الْعُشْرُ، وَلَا صَدَقَةَ عَلَى أَهْلِ الْكِتَابِ، وَلَا الْمَجُوْسِ فِيْ شَيْءٍ مِنْ أَمْوَالِهِمْ، وَلَا مِنْ مَوَاشِيْهِمْ،

امام مالک نے فرمایا کہ قدیمی سنت ہے کہ اہل کتاب کی عورتوں اور بچوں کا جزیہ نہیں لیا جائے گا بلکہ جزیہ ان کے بالغ مردوں سے لیا جائے گا نیز ذمیوں اور مجوسیوں کے کھجوروں انگوروں ان کی زراعت اور ان کے مویشیوں سے زکوٰۃ نہیں لی جائے گی کیونکہ زکوٰۃ تو مسلمانوں پر ہے ان کے مالوں کو پاک کرنے اور ان کے غریبوں کو دینے کے لیے اور جزیہ اہل کتاب پر انہیں ذلیل کرنے کے لیے ہے' پس جب وہ ایسے شہر میں ہوں کہ ان کے ساتھ صلح ہو تو جزیہ کے سوا ان سے کچھ اور نہیں لیا جائے گا مگر یہ کہ وہ مسلمانوں کے شہروں میں تجارت کریں اور ان میں آ ئیں جائیں تو ان کے تجارتی مال سے عشر لیا جائے گا اور یہ بایں وجہ ہے کہ جب ان پر جزیہ مقرر ہے اور ان کے ساتھ صلح ہے تو وہ اپنے شہروں میں رہیں اور ان کی طرف سے ان کے دشمنوں سے مسلمان لڑیں لیکن جو ان میں سے بغرضِ تجارت اپنے شہروں سے نکلے گا تو اس سے دسواں حصہ لیا جائے گا۔ یعنی جو مصری شام تجارت کرنے جائے اور جو شامی عراق جائے اور عراقی مدینہ منورہ یا یمن جائے یا اسی طرح دوسرے شہروں کو تو اس پر دسواں حصہ ہے نیز اہل کتاب اور مجوسیوں پر کسی بھی مال میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ نہ ان کے مویشیوں میں نہ پھلوں میں اور نہ ان کی کھیتی میں یہی سنت چلی آتی ہے اور وہ اپنے دین پر جس طرح چاہیں قائم رہ

وَلَا ثِمَارِهِمْ، وَلَا زُرُوْعِهِمْ، مَضَتْ بِذٰلِكَ السُّنَّةُ، وَيُقَرُّوْنَ عَلٰى دِيْنِهِمْ وَيَكُوْنُوْنَ عَلٰى مَا كَانُوْا عَلَيْهِ، وَإِنِ اخْتَلَفُوْا فِي الْعَامِ الْوَاحِدِ مِرَارًا فِيْ بِلَادِ الْمُسْلِمِيْنَ فَعَلَيْهِمْ كُلَّمَا اخْتَلَفُوا الْعُشْرُ، لِأَنَّ ذٰلِكَ لَيْسَ مِمَّا صَالَحُوْا عَلَيْهِ، وَلَا مِمَّا شُرِطَ لَهُمْ. وَهٰذَا الَّذِيْ أَدْرَكْتُ عَلَيْهِ أَهْلَ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا.

سکتے ہیں اور وہ سال میں تجارت کی غرض سے جتنی دفعہ بھی مسلمانوں کے شہروں میں آئیں گے ہر دفعہ ان سے دسواں حصہ لیا جائے گا کیونکہ اس بات پر ان سے صلح نہیں ہوئی اور نہ یہ شرط رکھی گئی۔ یہ وہ ہے جس پر میں نے اپنے شہر کے اہل علم حضرات کو پایا۔

۲۵- بَابُ عُشُوْرِ أَهْلِ الذِّمَّةِ

ذمیوں سے عشر لینا

[۳۰۸] أَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِيْهِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَأْخُذُ مِنَ النَّبَطِ مِنَ الْحِنْطَةِ، وَالزَّيْتِ نِصْفَ الْعُشْرِ، يُرِيْدُ بِذٰلِكَ أَنْ يَكْثُرَ الْحَمْلُ إِلَى الْمَدِيْنَةِ، وَيَأْخُذُ مِنَ الْقِطْنِيَّةِ الْعُشْرَ.

سالم بن عبداللہ نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبط والوں سے گندم اور تیل کا بیسواں حصہ لیا کرتے تاکہ مدینہ منورہ میں ان کی بہتات ہو جائے اور دالوں سے دسواں حصہ لیا کرتے تھے۔

[۳۰۹] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ، أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ غُلَامًا عَامِلًا مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَلٰى سُوْقِ الْمَدِيْنَةِ فِيْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَكُنَّا نَأْخُذُ مِنَ النَّبَطِ الْعُشْرَ.

سائب بن یزید نے فرمایا کہ میں لڑکا تھا اور حضرت عمر کے عہد خلافت میں مدینہ منورہ کے بازار کا عبداللہ بن عتبہ بن مسعود کے ساتھ عامل تھا تو ہم کفار نبط سے دسواں حصہ لیا کرتے تھے۔

[۳۱۰] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَلٰى أَيِّ وَجْهٍ كَانَ يَأْخُذُ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ مِنَ النَّبَطِ الْعُشْرَ؟ فَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ كَانَ ذٰلِكَ يُؤْخَذُ مِنْهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَأَلْزَمَهُمْ ذٰلِكَ عُمَرُ.

امام مالک نے ابن شہاب سے پوچھا کہ حضرت عمر کفار نبط سے دسواں حصہ کیوں لیتے تھے؟ پس ابن شہاب نے فرمایا کہ زمانۂ جاہلیت میں ان سے دسواں حصہ لیا جاتا تھا تو حضرت عمر نے بھی ان پر مذکورہ شرح کو قائم رکھا۔

۲٦- بَابُ اشْتِرَاءِ الصَّدَقَةِ وَالْعَوْدِ فِيْهَا

مالِ زکوٰۃ ادا کر کے پھر خریدنا یا لوٹانا

۳۱۲- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيْهِ، أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَهُوَ يَقُوْلُ حَمَلْتُ عَلٰى فَرَسٍ عَتِيْقٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَكَانَ الرَّجُلُ الَّذِيْ هُوَ عِنْدَهُ قَدْ أَضَاعَهُ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَشْتَرِيَهُ مِنْهُ، وَظَنَنْتُ أَنَّهُ بَائِعُهُ بِرُخْصٍ، فَسَأَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَا تَشْتَرِهِ، وَإِنْ أَعْطَاكَهُ بِدِرْهَمٍ وَاحِدٍ، فَإِنَّ الْعَائِدَ فِيْ صَدَقَتِهِ كَالْكَلْبِ يَعُوْدُ فِيْ قَيْئِهِ. صحیح البخاری (۱٤۹۰) صحیح مسلم (٤۱۳۹ تا ٤۱٤۲)

زید بن اسلم نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے ایک شخص کو راہ خدا میں جہاد کرنے کے لیے ایک عمدہ گھوڑا دیا لیکن اس آدمی نے گھوڑے کو برباد کر دیا۔ میں نے ارادہ کیا کہ اس سے خریدلوں اس خیال سے کہ وہ سستا بیچ دے گا۔ پس میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ اسے نہ خریدنا خواہ تمہیں ایک ہی درہم میں ملے کیونکہ اپنی خیرات کو واپس لوٹانے والا گویا کتے کی طرح ہے جو اپنی قے کو چاٹ لیتا

ہے۔

۳۱۳- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ حَمَلَ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، فَأَرَادَ أَنْ يَبْتَاعَهُ، فَسَأَلَ عَنْ ذٰلِكَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَا تَبْتَعْهُ، وَلَا تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ.

قَالَ يَحْيٰى سُئِلَ مَالِكٌ عَنْ رَجُلٍ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ، فَوَجَدَهَا مَعَ غَيْرِ الَّذِي تَصَدَّقَ بِهَا عَلَيْهِ تُبَاعُ أَيَشْتَرِيهَا؟ فَقَالَ تَرْكُهَا أَحَبُّ إِلَيَّ.

صحیح البخاری (١٤٨٩) صحیح مسلم (٤١٤٣)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے کسی کو راہ خدا میں ایک گھوڑا دیا اور پھر اسے خریدنے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ سے پوچھا۔ آپ نے فرمایا کہ اسے نہ خریدو اور اپنی خیرات کو واپس نہ لوٹاؤ۔

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جس نے کوئی خیرات دی۔ پھر کسی دوسرے آدمی کو دیکھے کہ اسے فروخت کر رہا ہے تو کیا خیرات دینے والا اسے خرید لے؟ فرمایا کہ نہ خریدنا مجھے زیادہ پسند ہے۔

۲۷- بَابُ مَنْ تَجِبُ عَلَيْهِ زَكٰوةُ الْفِطْرِ

جن پر صدقۂ فطر واجب ہے

[۳۱۱] اَثَر- حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُخْرِجُ زَكٰوةَ الْفِطْرِ عَنْ غِلْمَانِهِ الَّذِينَ بِوَادِي الْقُرٰى وَبِخَيْبَرَ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے ان غلاموں کا بھی صدقۂ فطر نکالتے جو وادیٔ قریٰ اور خیبر میں تھے۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ أَنَّ أَحْسَنَ مَا سَمِعْتُ فِيمَا يَجِبُ عَلَى الرَّجُلِ مِنْ زَكٰوةِ الْفِطْرِ أَنَّ الرَّجُلَ يُؤَدِّي ذٰلِكَ عَنْ كُلِّ مَنْ يَضْمَنُ نَفَقَتَهُ، وَلَا بُدَّ لَهُ مِنْ أَنْ يُنْفِقَ عَلَيْهِ، وَالرَّجُلُ يُؤَدِّي عَنْ مُكَاتَبِهِ، وَمُدَبَّرِهِ، وَرَقِيقِهِ كُلِّهِمْ غَائِبِهِمْ، وَشَاهِدِهِمْ مَنْ كَانَ مِنْهُمْ مُسْلِمًا، وَمَنْ كَانَ مِنْهُمْ لِتِجَارَةٍ، أَوْ لِغَيْرِ تِجَارَةٍ، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مِنْهُمْ مُسْلِمًا، فَلَا زَكٰوةَ عَلَيْهِ فِيهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ میں نے بہت اچھی بات سنی کہ آدمی ہر اس فرد کی جانب سے صدقۂ فطر ادا کرے جس کے اخراجات کا وہ ذمہ دار ہے اور جن پر خرچ کیے بغیر چارۂ کار نہیں۔ اور آدمی اپنے مکاتب، مدبر اور غلام سب کی طرف سے ادا کرے خواہ وہ غائب ہوں یا حاضر لیکن ہوں وہ مسلمان، خواہ تجارت کے لیے ہوں یا نہ ہوں اور جو ان میں سے مسلمان نہ ہو تو اس کی زکوٰۃ نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْعَبْدِ الْآبِقِ إِنَّ سَيِّدَهُ إِنْ عَلِمَ مَكَانَهُ، أَوْ لَمْ يَعْلَمْ، وَكَانَتْ غَيْبَتُهُ قَرِيبَةً، وَهُوَ يَرْجُو حَيَاتَهُ وَرَجْعَتَهُ، فَإِنِّي أَرٰى أَنْ يُزَكِّيَ عَنْهُ، وَإِنْ كَانَ إِبَاقُهُ قَدْ طَالَ، وَيَئِسَ مِنْهُ فَلَا أَرٰى أَنْ يُزَكِّيَ عَنْهُ.

امام مالک نے مفرور غلام کے بارے میں فرمایا کہ مالک اگر اس کی رہائش گاہ کو جانتا ہو یا نہ جانے اور واقعہ ماضی قریب کا ہو اور وہ اس کی زندگی اور واپسی کی امید رکھتا ہو تو میرے خیال میں وہ صدقۂ فطر اس کی طرف سے دے اور اگر بھاگے ہوئے عرصہ بیت گیا اور ناامیدی ہو چکی تو اس کی طرف سے صدقۂ فطر نہ دے۔

قَالَ مَالِكٌ تَجِبُ زَكٰوةُ الْفِطْرِ عَلَى أَهْلِ الْبَادِيَةِ كَمَا تَجِبُ عَلَى أَهْلِ الْقُرٰى، وَذٰلِكَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَرَضَ زَكٰوةَ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ عَلَى النَّاسِ عَلَى كُلِّ حُرٍّ، أَوْ عَبْدٍ ذَكَرٍ، أَوْ أُنْثٰى مِنَ

امام مالک نے فرمایا کہ صدقۂ فطر دیہاتیوں پر بھی اسی طرح واجب ہے جیسے شہریوں پر اور اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے اسے ہر مسلمان کے لیے ضروری قرار دیا ہے خواہ وہ آزاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت۔

الْمُسْلِمِيْنَ.

٢٨- بَابُ مَكِيْلَةِ زَكٰوةِ الْفِطْرِ

صدقۂ فطر کی مقدار

٣١٤- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَرَضَ زَكٰوةَ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ عَلَى النَّاسِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ عَلٰى كُلِّ حُرٍّ، أَوْ عَبْدٍ ذَكَرٍ، أَوْ أُنْثٰى مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ. صحیح البخاری (١٥٠٣) صحیح مسلم (٢٢٧٥)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان کے صدقۂ فطر کو ہر مسلمان کے لیے ضروری قرار دیا ہے کہ ایک صاع کھجور یا جَو دیے جائیں خواہ وہ آزاد ہو یا غلام اور مرد ہو یا عورت۔

٣١٥- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ سَرْحٍ الْعَامِرِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُوْلُ كُنَّا نُخْرِجُ زَكٰوةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ زَبِيْبٍ، وَذٰلِكَ بِصَاعِ النَّبِيِّ ﷺ.

صحیح البخاری (١٥٠٦) صحیح مسلم (٢٢٨٠، ٢٢٨٤)

عبداللہ بن سعد بن ابو سرح نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہم صدقۂ فطر نکالا کرتے تھے ایک صاع کھانا یا ایک صاع جو یا ایک صاع کھجوریں یا ایک صاع پنیر یا ایک صاع کشمش نبی کریم ﷺ کے صاع سے۔

[٣١٢] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يُخْرِجُ فِيْ زَكٰوةِ الْفِطْرِ إِلَّا التَّمْرَ إِلَّا مَرَّةً وَّاحِدَةً، فَإِنَّهُ أَخْرَجَ شَعِيْرًا.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر صدقۂ فطر میں ہمیشہ کھجوریں دیا کرتے لیکن ایک دفعہ انہوں نے جَو دیئے۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْكَفَّارَاتُ كُلُّهَا، وَزَكٰوةُ الْفِطْرِ، وَزَكٰوةُ الْعُشُوْرِ، كُلُّ ذٰلِكَ بِالْمُدِّ الْأَصْغَرِ مُدِّ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا الظِّهَارَ، فَإِنَّ الْكَفَّارَةَ فِيْهِ بِمُدِّ هِشَامٍ، وَهُوَ الْمُدُّ الْأَعْظَمُ. صحیح البخاری (١٥١١)

امام مالک نے فرمایا کہ تمام کفارے اور صدقۂ فطر اور پیداوار کا عشر سب چھوٹے مد سے لیے جائیں گے جو نبی کریم ﷺ کا مد ہے ماسوائے کفارۂ ظہار کے کہ وہ ہشام بن عبدالملک کے بڑے مد سے ادا کیا جائے گا۔

٢٩- بَابُ وَقْتِ إِرْسَالِ زَكٰوةِ الْفِطْرِ

صدقۂ فطر ادا کرنے کا وقت

٣١٦- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَبْعَثُ بِزَكٰوةِ الْفِطْرِ إِلَى الَّذِيْ تُجْمَعُ عِنْدَهُ قَبْلَ الْفِطْرِ بِيَوْمَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ.

صحیح البخاری (١٥٠٩) صحیح مسلم (٢٢٨٥)

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عید سے دو یا تین دن پہلے صدقۂ فطر اس شخص کے پاس بھیج دیا کرتے تھے جس کے پاس جمع ہوا کرتا تھا۔

وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ رَأٰى أَهْلَ الْعِلْمِ يَسْتَحِبُّوْنَ أَنْ يُخْرِجُوْا زَكٰوةَ الْفِطْرِ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ مِنْ يَوْمِ الْفِطْرِ قَبْلَ أَنْ يَغْدُوْا إِلَى الْمُصَلّٰى.

امام مالک نے اہل علم کو دیکھا کہ وہ نماز سے پہلے صدقۂ فطر نکالنے کو مستحب سمجھتے یعنی عید الفطر کی فجر طلوع ہونے سے عیدگاہ کو جانے تک۔

قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ وَاسِعٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ أَنْ

امام مالک نے فرمایا کہ انشاء اللہ اس میں وسعت ہے کہ

تُؤَدِّي قَبْلَ الْغُدُوِّ مِنْ يَوْمِ الْفِطْرِ وَبَعْدَهُ.

صدقۂ فطر عید کی نماز سے پہلے ادا کر دے یا بعد میں۔

٣٠- بَابُ مَنْ لَا تَجِبُ عَلَيْهِ زَكٰوةُ الْفِطْرِ

جن پر صدقۂ فطر واجب نہیں

[٣١٣] اثر- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، لَيْسَ عَلَى الرَّجُلِ فِيْ عَبِيْدِ عَبِيْدِهٖ، وَلَا فِيْ أَجِيْرِهٖ، وَلَا فِيْ رَقِيْقِ امْرَأَتِهٖ زَكٰوةٌ، إِلَّا مَنْ كَانَ مِنْهُمْ يَخْدِمُهُ، وَلَا بُدَّ لَهُ مِنْهُ فَتَجِبُ عَلَيْهِ، وَلَيْسَ عَلَيْهِ زَكٰوةٌ فِيْ أَحَدٍ مِنْ رَقِيْقِهِ الْكَافِرِ مَا لَمْ يُسْلِمْ لِتِجَارَةٍ كَانُوْا، أَوْ لِغَيْرِ تِجَارَةٍ.

یحییٰ نے امام مالک سے روایت کی کہ آدمی پر اس کے غلام کے غلام مزدور اور بیوی کے غلام کا صدقۂ فطر نہیں ہے مگر جو اس کی خدمت کرتے ہوں اور جن کی اسے ضرورت ہو تو ان کا اس پر واجب ہے اور اس پر اپنے کسی کافر غلام کا صدقۂ فطر نہیں ہے، جب تک وہ مسلمان نہ ہو جائے خواہ وہ تجارت کے لیے ہو یا تجارت کے لیے نہ ہو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

١٨- كِتَابُ الصِّيَامِ

روزے کا بیان

١- بَابُ مَا جَاءَ فِيْ رُؤْيَةِ الْهِلَالِ لِلصَّوْمِ وَالْفِطْرِ فِيْ رَمَضَانَ

رمضان کا چاند دیکھنا اور افطاری کا بیان

٣١٧- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرَ رَمَضَانَ فَقَالَ لَا تَصُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوُا الْهِلَالَ، وَلَا تُفْطِرُوْا حَتّٰى تَرَوْهُ، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوْا لَهُ.

صحیح البخاری (١٩٠٦) صحیح مسلم (٢٤٩٥)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: روزے نہ رکھو جب تک چاند نہ دیکھ لو اور رکھنے نہ چھوڑو جب تک چاند دیکھ نہ لو۔ اگر ابر کے باعث نہ دیکھ سکو تو دن پورے کرلو۔

٣١٨- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الشَّهْرُ تِسْعَةٌ وَعِشْرُوْنَ، فَلَا تَصُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوُا الْهِلَالَ، وَلَا تُفْطِرُوْا حَتّٰى تَرَوْهُ، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوْا لَهُ.

صحیح البخاری (١٩٠٧) صحیح مسلم (٢٥٠٢)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے لہٰذا روزے نہ رکھو جب تک چاند نہ دیکھ لو اور اسے دیکھے بغیر روزے نہ چھوڑو اور اگر ابر ہو تو دن پورے کرلو۔

٣١٩- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدِّيْلِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرَ رَمَضَانَ فَقَالَ لَا تَصُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوُا الْهِلَالَ، وَلَا تُفْطِرُوْا حَتّٰى تَرَوْهُ، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلَاثِيْنَ.

سنن ابو داؤد (٢٣٢٧) سنن ترمذی (٦٨٨) سنن نسائی (٢١٢٧)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: روزے نہ رکھو یہاں تک کہ چاند دیکھ لو اور رکھنے نہ چھوڑو یہاں تک کہ اسے دیکھو اگر ابر ہو تو تیس کی گنتی پوری کرلو۔

[٣١٤] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عثمان کے زمانہ میں

الْهِلَالَ رُئِيَ فِي زَمَانِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ بِعَشِيٍّ، فَلَمْ يُفْطِرْ عُثْمَانُ حَتّٰى أَمْسٰى، وَغَابَتِ الشَّمْسُ.

چاند کی اطلاع بعد دوپہر ملی تو حضرت عثمان نے شام تک روزہ نہ توڑا اور سورج غروب ہوگیا۔

قَالَ يَحْيٰى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ فِي الَّذِي يَرٰى هِلَالَ رَمَضَانَ وَحْدَهُ إِنَّهُ يَصُومُ لَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يُفْطِرَ، وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّ ذٰلِكَ الْيَوْمَ مِنْ رَمَضَانَ.

یحیٰی نے امام مالک کو اس شخص کے بارے میں فرماتے سنا جس نے اکیلے چاند دیکھا کہ وہ ضرور روزہ رکھے اس کے لیے روزہ چھوڑنا مناسب نہیں کیونکہ وہ جانتا ہے کہ آج رمضان ہے۔

قَالَ وَمَنْ رَأَى هِلَالَ شَوَّالٍ وَحْدَهُ، فَإِنَّهُ لَا يُفْطِرُ لِأَنَّ النَّاسَ يَتَّهِمُونَ عَلٰى أَنْ يُفْطِرَ مِنْهُمْ مَنْ لَيْسَ مَأْمُونًا، وَيَقُولُ أُولٰئِكَ إِذَا ظَهَرَ عَلَيْهِمْ قَدْ رَأَيْنَا الْهِلَالَ، وَمَنْ رَأَى هِلَالَ شَوَّالٍ نَهَارًا، فَلَا يُفْطِرُ، وَيُتِمُّ صِيَامَ يَوْمِهِ ذٰلِكَ، فَإِنَّمَا هُوَ هِلَالُ اللَّيْلَةِ الَّتِي تَأْتِي.

فرمایا کہ جس نے اکیلے شوال کا چاند دیکھا تو وہ روزہ نہ چھوڑے کیونکہ لوگ اس پر الزام عائد کریں گے کہ نا قابل اعتبار آدمی نے روزہ نہ رکھنے کی غرض سے کہا ہے اور جب لوگوں پر چاند کا نظر آنا کھل جائے تب کہے اور جس نے شوال کا چاند دن میں دیکھ لیا تو وہ روزہ نہ توڑے اور اس دن کا روزہ پورا کرے کیوں کہ وہ چاند آنے والی رات کا ہے۔

قَالَ يَحْيٰى وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ إِذَا صَامَ النَّاسُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَهُمْ يَظُنُّونَ أَنَّهُ مِنْ رَمَضَانَ، فَجَاءَهُمْ ثَبْتٌ أَنَّ هِلَالَ رَمَضَانَ قَدْ رُئِيَ قَبْلَ أَنْ يَصُومُوا بِيَوْمٍ، وَأَنَّ يَوْمَهُمْ ذٰلِكَ أَحَدٌ وَثَلَاثُونَ، فَإِنَّهُمْ يُفْطِرُونَ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ أَيَّةَ سَاعَةٍ جَاءَهُمُ الْخَبَرُ، غَيْرَ أَنَّهُمْ لَا يُصَلُّونَ صَلَاةَ الْعِيدِ إِنْ كَانَ ذٰلِكَ جَاءَهُمْ بَعْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ.

یحیٰی نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب لوگوں نے عید الفطر کے روز روزہ رکھا اور ان کے گمان میں وہ رمضان کا دن ہے۔ پھر ان کے پاس ایک معتبر شخص آیا کہ عید کا چاند گذشتہ کل دیکھا گیا تھا اور یہ آپ کا اکتیسواں دن ہے تو اس روز روزہ توڑ دیں گے اسی وقت جب کہ خبر آئی۔ ہاں اگر زوال کے بعد یہ خبر پہنچی تو عید کی نماز نہیں پڑھیں گے۔

۲- بَابُ مَنْ أَجْمَعَ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ

فجر سے پہلے روزے کی نیت کرنا

۳۲۰- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ لَا يَصُومُ إِلَّا مَنْ أَجْمَعَ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے: روزہ نہ رکھے مگر جس نے طلوع فجر سے پہلے روزے کی نیت کی ہو۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَائِشَةَ، وَحَفْصَةَ، زَوْجَيِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ ذٰلِكَ.

سنن ابوداؤد (۲٤٥٤) سنن ترمذی (۷۳۰) سنن نسائی (۲۳۳۵)

ابن شہاب نے حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَعْجِيلِ الْفِطْرِ

روزہ جلد افطار کرنے کا بیان

۳۲۱- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي حَازِمِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ.

صحیح البخاری (۱۹۵۷) صحیح مسلم (۲٥٤۹)

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگ ہمیشہ اچھے رہیں گے جب تک افطار میں جلدی کرتے رہیں گے۔

۳۲۲- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَرْمَلَةَ الْاَسْلَمِیِّ، عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا یَزَالُ النَّاسُ بِخَیْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ.

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں کے ہمیشہ بھلے دن رہیں گے جب تک افطار میں جلدی کرتے رہیں گے۔

[۳۱۵] اثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَیْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ کَانَا یُصَلِّیَانِ الْمَغْرِبَ حِیْنَ یَنْظُرَانِ اِلَی اللَّیْلِ الْاَسْوَدِ قَبْلَ اَنْ یُفْطِرَا، ثُمَّ یُفْطِرَانِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ، وَذٰلِکَ فِیْ رَمَضَانَ.

حمید بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما نماز مغرب اس وقت پڑھتے جب رات کی سیاہی نظر آنے لگتی یعنی افطار سے پہلے پھر رمضان میں نماز کے بعد روزہ افطار کرتے۔

٤- بَابُ مَا جَآءَ فِیْ صِیَامِ الَّذِیْ یُصْبِحُ جُنُبًا فِیْ رَمَضَانَ

جنبی کے روزہ رکھنے کا بیان جبکہ صبح ہو جائے

۳۲۳- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَعْمَرٍ الْاَنْصَارِیِّ، عَنْ اَبِیْ یُوْنُسَ مَوْلٰی عَائِشَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلَی الْبَابِ، وَاَنَا اَسْمَعُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اُصْبِحُ جُنُبًا، وَاَنَا اُرِیْدُ الصِّیَامَ، فَقَالَ ﷺ وَاَنَا اُصْبِحُ جُنُبًا، وَاَنَا اُرِیْدُ الصِّیَامَ، فَاَغْتَسِلُ، وَاَصُوْمُ. فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّکَ لَسْتَ مِثْلَنَا قَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَکَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ. فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَرْجُوْ اَنْ اَکُوْنَ اَخْشَاکُمْ لِلّٰهِ، وَاَعْلَمَکُمْ بِمَا اَتَّقِیْ. صحیح مسلم (۲۵۸۸)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے دروازے پر کھڑے ہو کر کہا اور میں سن رہی تھی کہ یا رسول اللہ! میں نے جنابت کی حالت میں صبح کی جبکہ میں روزہ رکھنا چاہتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنابت کی حالت میں مجھے بھی صبح ہو جاتی ہے اور میں روزہ رکھنا چاہتا ہوں تو غسل کر کے روزہ رکھ لیتا ہوں۔ وہ شخص عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! آپ ہمارے جیسے تو نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے سبب آپ کے اگلے پچھلوں کے گناہ معاف فرما دیئے ہیں۔ پس رسول اللہ ﷺ ناراض ہوئے اور فرمایا کہ خدا کی قسم! مجھے زیادہ آرزو ہے کہ اللہ سے زیادہ ڈرنے والا ہوں اور پرہیزگاری کو میں تمہاری نسبت زیادہ جاننے والا ہوں۔

۳۲٤- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِیْدٍ، عَنْ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ، وَاُمِّ سَلَمَةَ، زَوْجَیِ النَّبِیِّ ﷺ، اَنَّهُمَا قَالَتَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ جِمَاعٍ غَیْرِ احْتِلَامٍ فِیْ رَمَضَانَ، ثُمَّ یَصُوْمُ.

صحیح البخاری (۱۹۳۰) صحیح مسلم (۲۵۸۷)

حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جنابت کی حالت میں رمضان کے اندر صبح کرتے بوجہ جماع نہ کہ احتلام پھر روزہ رکھ لیا کرتے۔

۳۲۵- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ سُمَیٍّ مَوْلٰی اَبِیْ بَکْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا بَکْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ یَقُوْلُ

ابوبکر بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ میں اور میرے والد ماجد مروان بن الحکم کے پاس تھے جب کہ وہ مدینہ منورہ کے گورنر تھے۔ ان کے سامنے ذکر ہوا کہ حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جو

كُنْتُ أَنَا، وَأَبِي عِنْدَ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ، وَهُوَ أَمِيرُ الْمَدِينَةِ، فَذُكِرَ لَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ مَنْ أَصْبَحَ جُنُبًا أَفْطَرَ ذَلِكَ الْيَوْمَ. فَقَالَ مَرْوَانُ أَقْسَمْتُ عَلَيْكَ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ لَتَذْهَبَنَّ إِلَى أُمَّيِ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ، وَأُمِّ سَلَمَةَ فَلَتَسْأَلَنَّهُمَا عَنْ ذَلِكَ. فَذَهَبَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ، وَذَهَبْتُ مَعَهُ حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى عَائِشَةَ، فَسَلَّمَ عَلَيْهَا ثُمَّ قَالَ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّا كُنَّا عِنْدَ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ، فَذُكِرَ لَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ مَنْ أَصْبَحَ جُنُبًا أَفْطَرَ ذَلِكَ الْيَوْمَ. قَالَتْ عَائِشَةُ لَيْسَ كَمَا قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ، أَتَرْغَبُ عَمَّا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُ؟ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ لَا وَاللّٰهِ. قَالَتْ عَائِشَةُ فَأَشْهَدُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ جِمَاعٍ غَيْرِ احْتِلَامٍ، ثُمَّ يَصُومُ ذَلِكَ الْيَوْمَ. قَالَ ثُمَّ خَرَجْنَا حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ، فَسَأَلَهَا عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَتْ مِثْلَ مَا قَالَتْ عَائِشَةُ. قَالَ فَخَرَجْنَا حَتَّى جِئْنَا مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ، فَذَكَرَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ مَا قَالَتَا، فَقَالَ مَرْوَانُ أَقْسَمْتُ عَلَيْكَ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ لَتَرْكَبَنَّ دَابَّتِي، فَإِنَّهَا بِالْبَابِ، فَلْتَذْهَبَنَّ إِلَى أَبِي هُرَيْرَةَ، فَإِنَّهُ بِأَرْضِهِ بِالْعَقِيقِ، فَلْتُخْبِرَنَّهُ ذَلِكَ، فَرَكِبَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ، وَرَكِبْتُ مَعَهُ حَتَّى أَتَيْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ، فَتَحَدَّثَ مَعَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ سَاعَةً، ثُمَّ ذَكَرَ لَهُ ذَلِكَ، فَقَالَ لَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ لَا عِلْمَ لِي بِذَاكَ، إِنَّمَا أَخْبَرَنِيهِ مُخْبِرٌ.

صحیح البخاری (۱۹۲۶) صحیح مسلم (۲۵۸۴-۲۵۸۶)

جنابت کی حالت میں صبح کرے تو اس دن روزہ نہ رکھے۔ مروان نے کہا: اے عبدالرحمٰن! میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ آپ حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ کی خدمت میں ضرور جائیں اور ان سے اس بارے میں ضرور پوچھیں۔ پس عبدالرحمٰن گئے اور میں بھی ساتھ گیا۔ یہاں تک کہ ہم حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوئے' انہیں سلام کیا' پھر عرض گزار ہوئے: اے ام المومنین! ہم مروان بن الحکم کے پاس تھے تو ان سے مذکور ہوا کہ حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جسے جنابت کی حالت میں صبح ہو جائے وہ اس دن کا روزہ نہ رکھے۔ حضرت عائشہ نے کہا کہ اے عبدالرحمٰن! جو ابوہریرہ نے کہا وہ درست نہیں ہے۔ کیا جو رسول اللہ ﷺ کرتے تھے تم اس سے منہ پھیرتے ہو؟ عبدالرحمٰن عرض گزار ہوئے کہ خدا کی قسم! نہیں۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے متعلق گواہی دیتی ہوں کہ آپ جنابت کی حالت میں صبح کرتے' جماع سے نہ کہ احتلام سے اور پھر اس دن کا روزہ رکھتے۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر ہم حضرت ام سلمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے بھی اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے بھی حضرت عائشہ کی طرح فرمایا۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر ہم چلے آئے یہاں تک کہ مروان کے پاس آ پہنچے تو عبدالرحمٰن نے بتا دیا جو دونوں نے فرمایا تھا۔ مروان نے کہا کہ اے ابومحمد! میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ آپ میرے جانور پر سوار ہوں جو دروازے پر موجود ہے' اور حضرت ابوہریرہ کی خدمت میں جائیے جو عقیق میں رہتے ہیں اور انہیں یہ بات ضرور بتائیے۔ پس عبدالرحمٰن سوار ہوئے اور میں بھی اس کے ساتھ سوار ہوا' یہاں تک کہ ہم حضرت ابوہریرہ کی خدمت میں جا پہنچے' پہلے تو حضرت عبدالرحمٰن ان سے کچھ دیر باتیں کرتے رہے پھر ان سے اس بات کا ذکر کیا۔ حضرت ابوہریرہ نے فرمایا کہ مجھے اس کا علم نہ تھا' مجھے وہ بات ایک بتانے والے نے بتائی تھی۔

۳۲۶- **وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ، وَأُمِّ سَلَمَةَ، زَوْجَيِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهُمَا قَالَتَا إِنْ كَانَ رَسُولُ

ابوبکر بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جنابت کی حالت میں صبح کرتے' جماع سے نہ کہ احتلام سے' پھر

اللّٰهِ ﷺ لَيُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ جِمَاعٍ غَيْرِ احْتِلَامٍ، ثُمَّ يَصُوْمُ.

روزہ رکھ لیا کرتے۔

۵- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي الْقُبْلَةِ لِلصَّائِمِ

روزہ دار کو بوسے کی اجازت

۳۲۷- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَجُلًا قَبَّلَ امْرَأَتَهُ وَهُوَ صَائِمٌ فِي رَمَضَانَ، فَوَجَدَ مِنْ ذٰلِكَ وَجْدًا شَدِيْدًا، فَأَرْسَلَ امْرَأَتَهُ تَسْأَلُ لَهُ عَنْ ذٰلِكَ، فَدَخَلَتْ عَلٰى أُمِّ سَلَمَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهَا، فَأَخْبَرَتْهَا أُمُّ سَلَمَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ، فَرَجَعَتْ، فَأَخْبَرَتْ زَوْجَهَا بِذٰلِكَ، فَزَادَهُ ذٰلِكَ شَرًّا، وَقَالَ لَسْنَا مِثْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اللّٰهُ يُحِلُّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا شَاءَ. ثُمَّ رَجَعَتِ امْرَأَتُهُ إِلٰى أُمِّ سَلَمَةَ، فَوَجَدَتْ عِنْدَهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا لِهٰذِهِ الْمَرْأَةِ؟ فَأَخْبَرَتْهُ أُمُّ سَلَمَةَ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَلَا أَخْبَرْتِيْهَا أَنِّيْ أَفْعَلُ ذٰلِكَ فَقَالَتْ قَدْ أَخْبَرْتُهَا فَذَهَبَتْ إِلٰى زَوْجِهَا، فَأَخْبَرَتْهُ فَزَادَهُ ذٰلِكَ شَرًّا، وَقَالَ لَسْنَا مِثْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَللّٰهُ يُحِلُّ لِرَسُوْلِهِ ﷺ مَا شَاءَ. فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَتْقَاكُمْ لِلّٰهِ، وَأَعْلَمُكُمْ بِحُدُوْدِهِ.

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رمضان میں اپنی بیوی کو بوسہ دیا اور اس سے اسے بڑی تشویش ہوئی۔ چنانچہ اس نے اپنی بیوی کو پوچھنے کے لیے بھیجا تو وہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی اور ان سے اس واقعہ کا ذکر کیا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ روزے کی حالت میں بوسہ دیا کرتے تھے۔ وہ واپس گئی اور جا کر اپنے خاوند کو یہ بات بتائی تو اس کے افسوس میں مزید اضافہ ہوا۔ کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ جیسے نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کے لیے جو چیز چاہے حلال فرما دیتا ہے۔ پھر وہ عورت حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی اور رسول اللہ ﷺ کو بھی ان کے پاس پایا۔ آپ نے فرمایا کہ اسے کیا ہوا ہے؟ حضرت ام سلمہ نے ماجرا بتایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اسے بتایا کیوں نہیں کہ میں بھی ایسا کرتا ہوں؟ عرض گزار ہوئیں کہ میں نے اسے بتایا تھا۔ پس یہ اپنے خاوند کے پاس گئی اور اسے بتایا تو اس کی تشویش میں مزید اضافہ ہوا اور کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ جیسے نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کے لیے جو چاہے حلال فرما دیتا ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ ناراض ہوئے اور فرمایا: خدا کی قسم! میں تمہاری نسبت خدا سے زیادہ ڈرنے والا اور اس کی حدود کو تم سے زیادہ جانتا ہوں۔

۳۲۸- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، أَنَّهَا قَالَتْ إِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيُقَبِّلُ بَعْضَ أَزْوَاجِهِ وَهُوَ صَائِمٌ، ثُمَّ ضَحِكَتْ.

صحیح البخاری (۱۹۲۸) صحیح مسلم (۵۶۸

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ روزے کی حالت میں رسول اللہ ﷺ اپنی کسی بیوی کو بوسہ دیتے تھے پھر وہ ہنس پڑیں۔

[۳۱۶] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، أَنَّ عَاتِكَةَ ابْنَةَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ امْرَأَةَ

حضرت عمر کی زوجۂ محترمہ حضرت عاتکہ بنت زید جب حضرت عمر کے سر کو بوسہ دیتیں تو روزہ دار ہوتے ہوئے حضرت عمر

عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ كَانَتْ تُقَبِّلُ رَأْسَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَهُوَ صَائِمٌ فَلَا يَنْهَاهَا.

رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں منع نہیں کرتے تھے۔

[۳۱۷] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، أَنَّ عَائِشَةَ بِنْتَ طَلْحَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، فَدَخَلَ عَلَيْهَا زَوْجُهَا هُنَالِكَ وَهُوَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، وَهُوَ صَائِمٌ، فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَدْنُوَ مِنْ أَهْلِكَ، فَتُقَبِّلَهَا، وَتُلَاعِبَهَا؟ فَقَالَ أُقَبِّلُهَا وَأَنَا صَائِمٌ؟ قَالَتْ نَعَمْ.

عائشہ بنت طلحہ سے روایت ہے کہ وہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھیں کہ ان کا خاوند آ گیا جن کا نام عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابو بکر صدیق ہے اور وہ روزہ دار تھے۔ حضرت عائشہ نے ان سے فرمایا کہ اپنی بیوی کے پاس جانے سے تمہیں کیا چیز روکتی ہے؟ اسے بوسہ دو اور اس کے ساتھ دل بہلاؤ۔ عرض گزار ہوئے کہ میں روزہ دار ہو کر بوسہ دوں؟ فرمایا: ہاں۔

[۳۱۸] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ وَسَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ كَانَا يُرَخِّصَانِ فِي الْقُبْلَةِ لِلصَّائِمِ.

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص دونوں روزہ دار کو بوسہ کی اجازت دیتے تھے۔

٦- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّشْدِيدِ فِي الْقُبْلَةِ لِلصَّائِمِ

روزہ دار کے لیے بوسہ کی ممانعت

۳۲۹- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عَائِشَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ، كَانَتْ إِذَا ذَكَرَتْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ تَقُولُ وَأَيُّكُمْ أَمْلَكُ لِنَفْسِهِ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے جب ذکر ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ بھی روزہ کی حالت میں بوسہ دیتے تھے تو فرمایا کرتیں: تم میں رسول اللہ ﷺ کی طرح نفس کو قابو میں رکھنے والا کون ہے؟

قَالَ يَحْيَى قَالَ مَالِكٌ قَالَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ قَالَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ لَمْ أَرَ الْقُبْلَةَ لِلصَّائِمِ تَدْعُو إِلَى خَيْرٍ. صحیح البخاری (۱۹۲۷) صحیح مسلم (۲۵۷۲، ۲۵۷۱)

ہشام کے والد ماجد عروہ بن زبیر نے فرمایا کہ روزہ دار کا بوس و کنار کرنا اسے بھلائی کی طرف نہیں لے جاتا۔

[۳۱۹] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ سُئِلَ عَنِ الْقُبْلَةِ لِلصَّائِمِ، فَأَرْخَصَ فِيهَا لِلشَّيْخِ وَكَرِهَهَا لِلشَّابِّ.

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روزہ دار کے بوسہ دینے کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے بوڑھے کے لیے اجازت دی اور جوان کے لیے ناپسند فرمایا۔

[۳۲۰] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَنْهَى عَنِ الْقُبْلَةِ وَالْمُبَاشَرَةِ لِلصَّائِمِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روزہ دار کو بوسہ دینے اور مباشرت سے منع فرمایا کرتے تھے۔ ف

ف: امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ جو اپنے نفس پر قابو رکھتا ہو اس کے لیے روزے کی حالت میں اپنی بیوی کو

بوسے دینے کی ممانعت نہیں ہے لیکن پرہیز کرنا افضل ہے (موطاامام محمد) اس بے راہ روی اور عیاشی کے دور میں دوری میں ہی خیریت ہے اور خصوصاً نوجوان طبقے کو بہت ہی محتاط رہنے کی ضرورت ہے کہ ذرا سی غفلت میں بات کہیں سے کہیں جا پہنچتی ہے۔

٧- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصِّيَامِ فِي السَّفَرِ

دورانِ سفر روزہ رکھنے کا بیان

٣٣٠- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ إِلَى مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ فِي رَمَضَانَ، فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ الْكَدِيدَ، ثُمَّ أَفْطَرَ، فَأَفْطَرَ النَّاسُ، وَكَانُوا يَأْخُذُونَ بِالْأَحْدَثِ فَالْأَحْدَثِ مِنْ أَمْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

صحیح البخاری (١٩٤٤) صحیح مسلم (٢٥٩٩ تا ٢٦٠١)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ فتح کے سال رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ کی جانب رمضان میں نکلے۔ آپ روزے رکھتے رہے یہاں تک کہ کدید پہنچ گئے۔ پھر آپ نے نہ رکھے تو لوگوں نے بھی نہ رکھے اور لوگ رسول اللہ ﷺ کے جدید سے جدید قول و فعل کو لیا کرتے تھے۔

٣٣١- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَ النَّاسَ فِي سَفَرِهِ عَامَ الْفَتْحِ بِالْفِطْرِ وَقَالَ تَقَوَّوْا لِعَدُوِّكُمْ، وَصَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

قَالَ أَبُو بَكْرٍ قَالَ الَّذِي حَدَّثَنِي لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِالْعَرْجِ يَصُبُّ الْمَاءَ عَلَى رَأْسِهِ مِنَ الْعَطَشِ، أَوْ مِنَ الْحَرِّ، ثُمَّ قِيلَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ طَائِفَةً مِنَ النَّاسِ قَدْ صَامُوا حِينَ صُمْتَ. قَالَ فَلَمَّا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالْكَدِيدِ دَعَا بِقَدَحٍ، فَشَرِبَ، فَأَفْطَرَ النَّاسُ. صحیح مسلم (٢٦٠٥)

ابوبکر بن عبدالرحمٰن نے بعض صحابہ کرام سے روایت کی ہے کہ فتح مکہ کے سال رسول اللہ ﷺ نے دورانِ سفر لوگوں کو روزہ چھوڑنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ دشمن کے مقابلے میں قوت حاصل کرو جبکہ رسول اللہ ﷺ نے خود روزہ رکھا۔

ابوبکر کا بیان ہے کہ مجھ سے ایک صحابی نے یہ بات بیان کی کہ عرج کے مقام پر میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ پیاس یا گرمی کے باعث سر پر پانی ڈال رہے تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ سے کہا گیا کہ یا رسول اللہ! بعض لوگوں نے آپ کو دیکھ کر روزے رکھ لیے ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کدید کے مقام پر پہنچے تو آپ نے ایک پیالہ پانی منگا کر پی لیا، پس لوگوں نے بھی روزہ افطار کر لیا۔

٣٣٢- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ قَالَ سَافَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ، فَلَمْ يَعِبِ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ. صحیح البخاری (١٩٤٧) صحیح مسلم (٢٦١٥)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے رمضان میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر کیا تو کسی روزہ دار نے روزہ نہ رکھنے والے پر اور روزہ نہ رکھنے والے نے روزہ دار پر کسی قسم کی حرف گیری نہ کی۔

٣٣٣- وَحَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيَّ، قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي رَجُلٌ أَصُومُ أَفَأَصُومُ فِي السَّفَرِ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنْ شِئْتَ

حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہِ رسالت میں عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! میں ہمیشہ روزہ رکھتا ہوں تو کیا میں سفر میں روزہ رکھ سکتا ہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چاہے روزہ رکھ لو اور چاہے چھوڑ دو۔

فَصُمْ، وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ.

صحیح البخاری (۱۹۴۳) صحیح مسلم (۲۶۲۱)

[۳۲۱] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَصُومُ فِي السَّفَرِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر سفر میں روزہ نہیں رکھتے تھے۔

[۳۲۲] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ كَانَ يُسَافِرُ فِي رَمَضَانَ، وَنُسَافِرُ مَعَهُ، فَيَصُومُ عُرْوَةُ، وَنُفْطِرُ نَحْنُ، فَلَا يَأْمُرُنَا بِالصِّيَامِ.

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ والد محترم رمضان میں سفر کیا کرتے تھے اور ہم بھی ان کے ساتھ سفر کرتے تو حضرت عروہ روزہ رکھتے اور ہم روزہ نہ رکھتے مگر وہ ہمیں روزہ رکھنے کا حکم نہیں دیتے تھے۔

۸- بَابُ مَا يَفْعَلُ مَنْ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ أَوْ أَرَادَهُ فِي رَمَضَانَ

رمضان میں سفر سے آنے اور جانے کا بیان

[۳۲۳] اَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ إِذَا كَانَ فِي سَفَرٍ فِي رَمَضَانَ فَعَلِمَ أَنَّهُ دَاخِلُ الْمَدِينَةِ مِنْ أَوَّلِ يَوْمِهِ دَخَلَ وَهُوَ صَائِمٌ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ رمضان کے اندر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب سفر میں ہوتے اور انہیں معلوم ہوتا کہ مدینہ منورہ کے اندر دن کے پہلے حصے میں داخل ہو جائیں گے تو روزے کی حالت میں داخل ہوتے۔

قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ مَنْ كَانَ فِي سَفَرٍ فَعَلِمَ أَنَّهُ دَاخِلٌ عَلٰى أَهْلِهِ مِنْ أَوَّلِ يَوْمِهِ، وَطَلَعَ لَهُ الْفَجْرُ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ دَخَلَ، وَهُوَ صَائِمٌ.

یحییٰ، امام مالک نے فرمایا کہ جو سفر میں ہو اور وہ محسوس کرے کہ گھر والوں کے پاس دن کے پہلے حصے میں پہنچ جائے گا اور اسے داخل ہونے سے پہلے فجر طلوع ہو جائے تو روزے کی حالت میں داخل ہو۔

قَالَ مَالِكٌ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ فِي رَمَضَانَ، فَطَلَعَ لَهُ الْفَجْرُ وَهُوَ بِأَرْضِهِ قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ، فَإِنَّهُ يَصُومُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ.

امام مالک نے فرمایا کہ جب رمضان میں نکلنے کا ارادہ کرے اور اپنی جگہ پر ہی اسے فجر طلوع ہو جائے جب کہ ابھی نکلا نہ ہو تو اس روز کا روزہ رکھے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يَقْدَمُ مِنْ سَفَرِهِ، وَهُوَ مُفْطِرٌ وَامْرَأَتُهُ مُفْطِرَةٌ حِيْنَ طَهُرَتْ مِنْ حَيْضِهَا فِي رَمَضَانَ، أَنَّ لِزَوْجِهَا أَنْ يُصِيْبَهَا إِنْ شَاءَ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو سفر سے آئے اور اس کا روزہ نہ ہو اور اس کی بیوی کا بھی روزہ نہ ہو کہ وہ اپنے حیض سے رمضان میں اسی روز پاک ہوئی ہو، لہٰذا خاوند اگر چاہے تو اس کے ساتھ صحبت کر سکتا ہے۔

۹- بَابُ كَفَّارَةِ مَنْ أَفْطَرَ فِي رَمَضَانَ

رمضان کے روزے کا کفارہ

۳۲٤- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَجُلًا أَفْطَرَ فِي رَمَضَانَ، فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُكَفِّرَ بِعِتْقِ رَقَبَةٍ، أَوْ صِيَامِ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ، أَوْ إِطْعَامِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رمضان کا روزہ توڑ دیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے کفارے کا حکم دیا کہ ایک غلام آزاد کرے یا متواتر دو مہینے کے روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ وہ عرض گزار ہوا کہ

سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا، فَقَالَ لَا اَجِدُ. فَاُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِعَرَقِ تَمْرٍ، فَقَالَ خُذْ هٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهٖ. فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَحَدٌ اَحْوَجَ مِنِّيْ. فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى بَدَتْ اَنْيَابُهٗ، ثُمَّ قَالَ كُلْهُ.

صحیح البخاری (۱۹۳۶) صحیح مسلم (۲۵۹۰تا۲۵۹۵)

مجھے ان میں سے کسی بھی کام کی توفیق نہیں ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کھجوروں کا ٹوکرا پیش ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اسے لے کر خیرات کر دو۔ عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! مجھ سے بڑھ کر حاجت مند تو کوئی بھی نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے یہاں تک کہ دندانِ مبارک نظر آنے لگے۔ پھر فرمایا: خود کھا لو۔ ف

ف: جب رمضان کا روزہ توڑنے والا عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! مجھ سے بڑھ کر محتاج تو کوئی بھی نہیں ہے تو رسول اللہ ﷺ نے تبسم ریزی کرتے ہوئے فرمایا: انہیں تم کھا لو۔ یہ ساری گفتگو کفارے کے متعلق ہو رہی تھی اور حبیب پروردگار نے کفارہ یوں ادا کروایا کہ دو اڑھائی من کھجوریں الٹی اسی شخص کو کھلا دیں۔ لیکن اس کے باوجود مولوی وحید الزمان خان صاحب نے خدائے قادرِ مطلق کے خلیفۂ اعظم، محبوب اکرم ﷺ کی خصوصیت کو چھپانے اور خدا کے عطا فرمودہ اختیار کو مٹانے کی غرض سے لکھا ہے: ''پھر جب اس کو خدا دے تو اس پر کفارہ لازم ہوگا۔ یہی مذہب ہے اکثر علماء کا'' (ص ۲۹۱)۔ یہ حدیث صحاح ستہ کی تمام کتابوں میں بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اور اس کے آخر میں ہے: ''قال اذهب فاطعمه اهلک'' فرمایا کہ جاؤ اور اپنے گھر والوں کو کھلا دو۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کلہ انت وعیالک فقد کفر اللہ عنک'' تم اور تمہارے اہل وعیال انہیں کھا لیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف سے کفارہ ادا فرما دیا (دارقطنی) نیز ارشاد فرمایا ''کل انت وعیالک تجزنک ولا تجزی احدا بعدک'' یعنی تم اور تمہارے بال بچے کھا لیں، تمہیں کفارے سے کفایت کرے گا اور تمہارے بعد کسی دوسرے کے لیے کافی نہ ہوگا' امام ابن شہاب زہری سے مروی ہے ''انما کان هذه رخصة له خاصة ولو ان رجلا فعل ذلک الیوم لم یکن له بد من التکفیر'' یہ خاص اسی شخص کے لیے اجازت تھی۔ آج کوئی ایسا کرے تو اسے کفارے کے بغیر چارہ نہیں (ابوداؤد) علامہ صاحب کو چاہیے تھا کہ اس موقف کی بات بھی کر ہی دیتے۔ کیا رسول اللہ ﷺ کی اس خصوصیت کو بیان کرنے والوں میں انہیں ایک بھی محقق نظر نہیں آیا؟

۳۳۵- **وَحَدَّثَنِيْ** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْخُرَاسَانِيِّ، عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، اَنَّهٗ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَضْرِبُ نَحْرَهٗ وَيَنْتِفُ شَعْرَهٗ، وَيَقُوْلُ هَلَكَ الْاَبْعَدُ. فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَمَا ذَاكَ؟ فَقَالَ اَصَبْتُ اَهْلِيْ وَاَنَا صَائِمٌ فِيْ رَمَضَانَ. فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هَلْ تَسْتَطِيْعُ اَنْ تُعْتِقَ رَقَبَةً؟ فَقَالَ لَا. فَقَالَ هَلْ تَسْتَطِيْعُ اَنْ تُهْدِيَ بُدْنَةً؟ قَالَ لَا. قَالَ فَاجْلِسْ. فَاُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِعَرَقِ تَمْرٍ فَقَالَ خُذْ هٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهٖ. فَقَالَ مَا اَحَدٌ اَحْوَجَ مِنِّيْ. فَقَالَ كُلْهُ وَصُمْ يَوْمًا مَكَانَ مَا اَصَبْتَ.

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا کہ سینے کو کوٹتا اور بالوں کو نوچتا تھا اور کہہ رہا تھا کہ میں تو بری طرح ہلاک ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ ہوا کیا ہے؟ عرض گزار ہوا کہ رمضان کا روزہ رکھ کر میں اپنی بیوی سے صحبت کر بیٹھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ کیا ایک غلام آزاد کرنے کی استطاعت ہے؟ عرض گزار ہوا کہ نہیں۔ فرمایا کہ حرم کی قربانی کے لیے ایک اونٹ یا گائے بھیج سکتا ہے؟ عرض گزار ہوا کہ نہیں۔ فرمایا: بیٹھ جاؤ۔ پس رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کھجوروں کا ایک ٹوکرا پیش ہوا۔ فرمایا کہ اسے لے کر خیرات کر دو۔ عرض گزار ہوا کہ مجھ سے زیادہ حاجت مند تو کوئی بھی نہیں۔ فرمایا: خود کھا لو اور اس کے بدلے

میں ایک دن کا روزہ رکھ لینا۔

قَالَ مَالِكٌ قَالَ عَطَاءٌ فَسَأَلْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ كَمْ فِي ذٰلِكَ الْعَرَقِ مِنَ التَّمْرِ؟ فَقَالَ مَا بَيْنَ خَمْسَةَ عَشَرَ صَاعًا إِلَى عِشْرِينَ.

سعید بن مسیب سے پوچھا گیا کہ عرق میں کتنی کھجوریں آتی ہیں؟ فرمایا کہ پندرہ سے بیس صاع تک آتی ہیں۔

قَالَ مَالِكٌ سَمِعْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ يَقُولُونَ لَيْسَ عَلَى مَنْ أَفْطَرَ يَوْمًا فِي قَضَاءِ رَمَضَانَ بِإِصَابَةِ أَهْلِهِ نَهَارًا، أَوْ غَيْرِ ذٰلِكَ الْكَفَّارَةُ الَّتِي تُذْكَرُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِيمَنْ أَصَابَ أَهْلَهُ نَهَارًا فِي رَمَضَانَ، وَإِنَّمَا عَلَيْهِ قَضَاءُ ذٰلِكَ الْيَوْمِ. قَالَ مَالِكٌ وَهٰذَا أَحَبُّ مَا سَمِعْتُ فِيهِ إِلَيَّ.

امام مالک نے اہل علم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے رمضان کے روزے کی قضاء کے روزے کو بیوی سے صحبت کر کے یا کسی دوسری طرح توڑ دیا تو اس پر وہ کفارہ لازم نہیں آئے گا جو رمضان میں اپنی بیوی سے دن میں صحبت کرنے کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے مذکور ہے بلکہ اس پر اس روز کی قضاء ہے۔ امام مالک نے فرمایا کہ جو میں نے اس بارے میں سنا یہ مجھے سب سے پسند ہے۔

۱۰- بَابُ مَا جَاءَ فِي حِجَامَةِ الصَّائِمِ

روزے کی حالت میں پچھنے لگوانے کا بیان

[۳۲۴] أَثَر- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ كَانَ يَحْتَجِمُ وَهُوَ صَائِمٌ. قَالَ ثُمَّ تَرَكَ ذٰلِكَ بَعْدُ، فَكَانَ إِذَا صَامَ لَمْ يَحْتَجِمْ حَتَّى يُفْطِرَ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روزے کی حالت میں پچھنے لگوا لیتے۔ راوی کا بیان ہے کہ بعد میں انہوں نے اسے ترک کر دیا اور جب روزہ رکھتے تو افطار کرنے کے بعد پچھنے لگواتے۔

[۳۲۵] أَثَر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ، وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَا يَحْتَجِمَانِ، وَهُمَا صَائِمَانِ.

ابن شہاب سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عبداللہ بن عمر روزے کی حالت میں پچھنے لگوالیا کرتے تھے۔

[۳۲۶] أَثَر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ كَانَ يَحْتَجِمُ، وَهُوَ صَائِمٌ، ثُمَّ لَا يُفْطِرُ.

ہشام بن عروہ کا بیان ہے کہ والد ماجد روزے کی حالت میں پچھنے لگوا لیتے تھے اور پھر روزہ نہیں توڑتے تھے۔

قَالَ وَمَا رَأَيْتُهُ احْتَجَمَ قَطُّ إِلَّا وَهُوَ صَائِمٌ.

راوی کا بیان ہے کہ میں نے انہیں پچھنے لگواتے نہیں دیکھا مگر روزے کی حالت میں۔

قَالَ مَالِكٌ لَا تُكْرَهُ الْحِجَامَةُ لِلصَّائِمِ إِلَّا خَشْيَةً مِنْ أَنْ يَضْعُفَ، وَلَوْلَا ذٰلِكَ لَمْ تُكْرَهْ، وَلَوْ أَنَّ رَجُلًا احْتَجَمَ فِي رَمَضَانَ، ثُمَّ سَلِمَ مِنْ أَنْ يُفْطِرَ لَمْ أَرَ عَلَيْهِ شَيْئًا، وَلَمْ آمُرْهُ بِالْقَضَاءِ لِذٰلِكَ الْيَوْمِ الَّذِي احْتَجَمَ فِيهِ، لِأَنَّ الْحِجَامَةَ إِنَّمَا تُكْرَهُ لِلصَّائِمِ لِمَوْضِعِ التَّغْرِيرِ بِالصِّيَامِ، فَمَنِ احْتَجَمَ وَسَلِمَ مِنْ أَنْ يُفْطِرَ حَتّٰى

امام مالک نے فرمایا کہ روزہ دار کے لیے پچھنے لگوانا مکروہ نہیں ہے جبکہ ضعف کا خدشہ نہ ہو۔ اگر یہ نہ ہو تو اس میں کراہت نہیں۔ اگر کسی آدمی نے پچھنے لگوائے اور روزہ توڑنے سے بچ گیا تو اس پر کچھ نہیں اور جس روز پچھنے لگوائے اس کی قضاء کا اسے حکم نہیں دیا جائے گا کیونکہ روزہ دار کے لیے پچھنے لگوانا اس وقت مکروہ ہے جبکہ روزہ ٹوٹنے کا خدشہ ہو۔ جس نے پچھنے لگوائے اور

يُشِيَّ، فَلَا أَرَى عَلَيْهِ شَيْئًا، وَلَيْسَ عَلَيْهِ قَضَاءُ ذٰلِكَ الْيَوْمِ.

روزہ توڑنے سے بچ گیا، یہاں تک کہ شام ہو گئی تو اس پر کچھ نہیں اور اس پر اس روز کی قضاء نہیں ہے۔

۱۱- بَابُ صِيَامِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ

عاشورہ کے روزے کا بیان

۳۳۶- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ يَوْمُ عَاشُورَاءَ يَوْمًا تَصُومُهُ قُرَيْشٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَصُومُهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِينَةَ صَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ، فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ كَانَ هُوَ الْفَرِيضَةُ، وَتُرِكَ يَوْمُ عَاشُورَاءَ، فَمَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ.

صحیح البخاری (۲۰۰۲) صحیح مسلم (۲۶۳۲)

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: قریش زمانۂ جاہلیت میں عاشورے کا روزہ رکھا کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ بھی عہدِ جاہلیت میں رکھتے تھے، جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لے آئے تو آپ نے اس کا روزہ رکھا اور رکھنے کا حکم دیا۔ جب رمضان کے روزے فرض ہو گئے تو عاشورے کا روزہ ترک کر دیا گیا، پس جو چاہتا روزہ رکھتا اور جو چاہتا نہ رکھتا۔

۳۳۷- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ، أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ عَامَ حَجَّ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ: يَا أَهْلَ الْمَدِينَةِ أَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ؟ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ لِهٰذَا الْيَوْمِ: هٰذَا يَوْمُ عَاشُورَاءَ، وَلَمْ يُكْتَبْ عَلَيْكُمْ صِيَامُهُ، وَأَنَا صَائِمٌ، فَمَنْ شَاءَ فَلْيَصُمْ، وَمَنْ شَاءَ فَلْيُفْطِرْ. صحیح البخاری (۲۰۰۳) صحیح مسلم (۲۶۲۸ تا ۲۶۵۰)

حمید بن عبد الرحمٰن بن عوف نے حضرت معاویہ بن ابو سفیان کو عاشورے کے روز منبر پر فرماتے ہوئے سنا جس سال کہ انہوں نے حج کیا تھا کہ اے اہلِ مدینہ! تمہارے علماء کہاں ہیں؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس روز کے بارے میں فرماتے ہوئے سنا کہ یہ عاشورے کا روز ہے، تم پر اس روز کا روزہ فرض نہیں ہے جبکہ میں نے روزہ رکھا ہے لہٰذا تم میں سے جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے۔

[۳۳۷] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَرْسَلَ إِلَى الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّ غَدًا يَوْمُ عَاشُورَاءَ، فَصُمْ وَأْمُرْ أَهْلَكَ أَنْ يَصُومُوا.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حارث بن ہشام کے لیے پیغام بھیجا کہ کل عاشورے کا روز ہے۔ پس خود روزہ رکھنا اور اپنے گھر والوں کو روزے کا حکم دینا۔

۱۲- بَابُ صِيَامِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَالْأَضْحٰى وَالدَّهْرِ

عید الفطر اور عید الاضحیٰ کا روزہ نیز دائمی روزے رکھنا

۳۳۸- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيٰى بْنِ حَبَّانَ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ صِيَامِ يَوْمَيْنِ يَوْمِ الْفِطْرِ، وَيَوْمِ الْأَضْحٰى. صحیح مسلم (۲۶۶۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ دونوں دنوں کے روزے سے منع فرمایا ہے۔

[۳۳۸] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَهْلَ الْعِلْمِ يَقُولُونَ لَا بَأْسَ بِصِيَامِ الدَّهْرِ إِذَا أَفْطَرَ الْأَيَّامَ الَّتِي نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صِيَامِهَا، وَهِيَ أَيَّامُ مِنًى،

امام مالک نے اہلِ علم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ دائمی روزے رکھنے میں کوئی حرج نہیں جبکہ ان دنوں کے روزے نہ رکھے جن کے روزے سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے اور

وَيَوْمُ الْأَضْحٰى 'وَيَوْمُ الْفِطْرِ فِيْمَا بَلَغَنَا.
قَالَ وَذٰلِكَ اَحَبُّ مَا سَمِعْتُ اِلَيَّ فِيْ ذٰلِكَ.

جیسا کہ ہم تک پہنچا وہ منی کے دن' عید الاضحیٰ اور عید الفطر ہیں۔
فرمایا کہ اس بارے میں یہ مجھے سب سے پسند ہے۔

۱۳- بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْوِصَالِ فِي الصِّيَامِ

وصال کے روزوں کی ممانعت

۳۳۹- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى 'عَنْ مَالِكٍ 'عَنْ نَافِعٍ 'عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ 'اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الْوِصَالِ 'فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ 'فَاِنَّكَ تُوَاصِلُ 'فَقَالَ اِنِّيْ لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ 'اِنِّيْ اُطْعَمُ وَاُسْقٰى.

صحیح البخاری (۱۹۲۲) صحیح مسلم (۲۵۵۹)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وصال کے روزوں سے منع فرمایا ہے۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! آپ تو رکھتے ہیں؟ فرمایا کہ میری حالت تمہارے جیسی نہیں ہے' مجھے کھلایا اور پلایا جاتا ہے۔

۳۴۰- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ 'عَنْ اَبِي الزِّنَادِ 'عَنِ الْاَعْرَجِ 'عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ 'اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِيَّاكُمْ وَالْوِصَالَ 'اِيَّاكُمْ وَالْوِصَالَ. قَالُوْا فَاِنَّكَ تُوَاصِلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنِّيْ لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ اِنِّيْ اَبِيْتُ يُطْعِمُنِيْ رَبِّيْ وَيَسْقِيْنِيْ.

صحیح البخاری (۱۹۶۵) صحیح مسلم (۲۵۶۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صوم وصال نہ رکھو۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! آپ تو رکھتے ہیں؟ فرمایا کہ میرا حال تمہاری طرح نہیں ہے' میں رات گزارتا ہوں تو میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔ف

ف: اس حدیث سے ان لوگوں کو سبق حاصل کرنا چاہیے جو انبیائے کرام کو بڑی شد و مد سے اپنے جیسا بشر کہتے اور بھائی تک کہنا جائز بتاتے رہتے ہیں۔ اگرچہ کھانے پینے وغیرہ عام کاموں میں انبیائے کرام اور دوسرے انسانوں میں بظاہر کوئی فرق نظر نہیں آتا لیکن درحقیقت ہزاروں منزلوں کا فرق ہے جیسا کہ حضور نے فرمایا کہ میں اس حالت میں رات گزارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ ان حضرات کے جو کام ہمیں اپنے جیسے نظر آئیں وہ بھی ہمارے اور دوسرے عام انسانوں جیسے نہیں ہوتے' ہمارے پاس وہ آنکھیں نہیں ہیں کہ ان بلند و بالا ہستیوں کے کاموں کی حقیقت کو دیکھ سکیں' اسی لیے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے تمام مسلمانوں کو فہمائش کی ہے۔

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر
گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

۱۴- بَابُ صِيَامِ الَّذِيْ يَقْتُلُ خَطَأً اَوْ يَتَظَاهَرُ

کفارۂ قتلِ خطا اور کفارۂ ظہار کے روزوں کا بیان

[۳۳۹] اثر- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى 'سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ اَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِيْمَنْ وَجَبَ عَلَيْهِ صِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ فِيْ قَتْلِ خَطَأً 'اَوْ تَظَاهُرٍ فَعَرَضَ لَهٗ مَرَضٌ يَغْلِبُهٗ 'وَيَقْطَعُ عَلَيْهِ صِيَامَهٗ اَنَّهٗ اِنْ صَحَّ مِنْ مَرَضِهٖ

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ اس شخص کے بارے میں کیا اچھی بات سنی جس پر متواتر دو مہینے کے روزے واجب ہوں۔ قتلِ خطا یا ظہار کے باعث تو وہ بیمار ہو گیا کہ مرض کے غالب آ جانے سے روزوں کا سلسلہ ٹوٹ گیا تو جب اسے

وَقَوِيَ عَلَى الصِّيَامِ، فَلَيْسَ لَهُ أَنْ يُؤَخِّرَ ذَلِكَ، وَهُوَ يَبْنِي عَلَى مَا قَدْ مَضَى مِنْ صِيَامِهِ.

وَكَذَلِكَ الْمَرْأَةُ الَّتِي يَجِبُ عَلَيْهَا الصِّيَامُ فِي قَتْلِ النَّفْسِ خَطَأً إِذَا حَاضَتْ بَيْنَ ظَهْرَيْ صِيَامِهَا أَنَّهَا إِذَا طَهُرَتْ لَا تُؤَخِّرُ الصِّيَامَ، وَهِيَ تَبْنِي عَلَى مَا قَدْ صَامَتْ.

وَلَيْسَ لِأَحَدٍ وَجَبَ عَلَيْهِ صِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ فِي كِتَابِ اللَّهِ أَنْ يُفْطِرَ إِلَّا مِنْ عِلَّةِ مَرَضٍ أَوْ حَيْضَةٍ، وَلَيْسَ لَهُ أَنْ يُسَافِرَ فَيُفْطِرَ.

قَالَ مَالِكٌ وَهَذَا أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِي ذَلِكَ.

مرض سے صحت ہو جائے اور روزے رکھنے کی طاقت آ جائے تو ان میں تاخیر نہ کرے اور اپنے گذشتہ روزوں کو حساب میں شمار کر لے۔

اسی طرح جس عورت پر قتل خطا کے باعث روزے واجب ہوئے اور روزوں کے درمیان اسے حیض آ گیا تو پاک ہوتے ہی روزے شروع کر دے اور ان میں تاخیر نہ کرے اور اپنے پہلے روزوں کو گنتی میں شمار کر لے۔

کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ اس پر قرآن مجید کے مطابق متواتر دو مہینے کے روزے ہوں تو مرض یا حیض کسی خاص وجہ کے سوا روزے چھوڑے اور اسے یہ حق نہیں کہ سفر کے باعث روزہ نہ رکھے۔

امام مالک نے فرمایا کہ یہ مجھے اس بارے میں سب سے زیادہ پسند ہے۔

١٥ - بَابُ مَا يَفْعَلُ الْمَرِيضُ فِي صِيَامِهِ

بیمار کے روزوں کا بیان

[٣٣٠] أَثَرٌ- قَالَ يَحْيَى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ الْأَمْرُ الَّذِي سَمِعْتُ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ، أَنَّ الْمَرِيضَ إِذَا أَصَابَهُ الْمَرَضُ الَّذِي يَشُقُّ عَلَيْهِ الصِّيَامُ مَعَهُ وَيُتْعِبُهُ وَيَبْلُغُ ذَلِكَ مِنْهُ، فَإِنَّ لَهُ أَنْ يُفْطِرَ، وَكَذَلِكَ الْمَرِيضُ الَّذِي اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْقِيَامُ فِي الصَّلَوٰةِ، وَبَلَغَ مِنْهُ وَمَا اللَّهُ أَعْلَمُ بِعُذْرِ ذَلِكَ مِنَ الْعَبْدِ، وَمِنْ ذَلِكَ مَا لَا تَبْلُغُ صِفَتُهُ، فَإِذَا بَلَغَ ذَلِكَ صَلَّى وَهُوَ جَالِسٌ، وَدِينُ اللَّهِ يُسْرٌ.

وَقَدْ أَرْخَصَ اللَّهُ لِلْمُسَافِرِ فِي الْفِطْرِ فِي السَّفَرِ، وَهُوَ أَقْوَى عَلَى الصِّيَامِ مِنَ الْمَرِيضِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِي كِتَابِهِ ﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾ (البقرة:١٨٤) فَأَرْخَصَ اللَّهُ لِلْمُسَافِرِ فِي الْفِطْرِ فِي السَّفَرِ، وَهُوَ أَقْوَى عَلَى الصَّوْمِ مِنَ الْمَرِيضِ، فَهَذَا أَحَبُّ مَا سَمِعْتُ إِلَيَّ، وَهُوَ الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ یہ بات میں نے اہل علم سے سنی کہ بیمار کی جب بیماری اتنی بڑھ جائے کہ روزہ رکھنا اس کے لیے دشوار ہو جائے اور اسے تکلیف پہنچائے تو جب اس حد کو پہنچے تو روزہ نہ رکھے اور اسی طرح وہ مریض جس کے لیے نماز میں کھڑا ہونا دشوار ہو جائے جبکہ وہ اس حالت کو پہنچے اور بندے کی نسبت عذر کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ کون اس حد تک نہیں پہنچا ہے جب اس حد تک پہنچ جائے تو بیٹھ کر نماز پڑھے اور اللہ کا دین آسان ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے مسافر کو اجازت دی ہے کہ سفر میں روزہ نہ رکھے حالانکہ روزہ رکھنے کی وہ بیمار سے زیادہ طاقت رکھتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے کہ جو تم میں سے بیمار یا مسافر ہو تو وہ دوسرے دنوں میں گنتی پوری کر لے۔ پس اللہ تعالیٰ نے مسافر کو سفر میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت دی اور وہ بیمار کی نسبت روزہ رکھنے کی زیادہ طاقت رکھتا ہے۔ جو کچھ میں نے سنا یہ مجھے سب سے پسند ہے اور اس بات پر سب کا اتفاق ہے۔

١٦ - بَابُ النَّذْرِ فِي الصِّيَامِ وَالصِّيَامِ

نذر کا روزہ اور میت کی طرف

عَنِ الْمَيِّتِ

[۳۳۱] اثر- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ نَذَرَ صِيَامَ شَهْرٍ هَلْ لَهُ أَنْ يَتَطَوَّعَ؟ فَقَالَ سَعِيدٌ لِيَبْدَأْ بِالنَّذْرِ قَبْلَ أَنْ يَتَطَوَّعَ.

قَالَ مَالِكٌ وَبَلَغَنِي عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ مِثْلُ ذٰلِكَ. قَالَ مَالِكٌ مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ نَذْرٌ مِنْ رَقَبَةٍ يُعْتِقُهَا، أَوْ صِيَامٍ، أَوْ صَدَقَةٍ، أَوْ بَدَنَةٍ فَأَوْصَى بِأَنْ يُوَفَّى ذٰلِكَ عَنْهُ مِنْ مَالِهِ، فَإِنَّ الصَّدَقَةَ وَالْبَدَنَةَ فِي ثُلُثِهِ، وَهُوَ يُبَدَّى عَلَى مَا سِوَاهُ مِنَ الْوَصَايَا إِلَّا مَا كَانَ مِثْلَهُ، وَذٰلِكَ أَنَّهُ لَيْسَ الْوَاجِبُ عَلَيْهِ مِنَ النُّذُورِ وَغَيْرِهَا كَهَيْئَةِ مَا يَتَطَوَّعُ بِهِ مِمَّا لَيْسَ بِوَاجِبٍ، وَإِنَّمَا يُجْعَلُ ذٰلِكَ فِي ثُلُثِهِ خَاصَّةً دُونَ رَأْسِ مَالِهِ لِأَنَّهُ لَوْ جَازَ لَهُ ذٰلِكَ فِي رَأْسِ مَالِهِ لَأَخَّرَ الْمُتَوَفَّى مِثْلَ ذٰلِكَ مِنَ الْأُمُورِ الْوَاجِبَةِ عَلَيْهِ، حَتَّى إِذَا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ وَصَارَ الْمَالُ لِوَرَثَتِهِ سَمَّى مِثْلَ هٰذِهِ الْأَشْيَاءِ الَّتِي لَمْ يَكُنْ يَتَقَاضَاهَا مِنْهُ مُتَقَاضٍ، فَلَوْ كَانَ ذٰلِكَ جَائِزًا لَهُ أَخَّرَ هٰذِهِ الْأَشْيَاءَ حَتَّى إِذَا كَانَ عِنْدَ مَوْتِهِ سَمَّاهَا، وَعَسَى أَنْ يُحِيطَ بِجَمِيعِ مَالِهِ، فَلَيْسَ ذٰلِكَ لَهُ.

[۳۳۲] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُسْأَلُ هَلْ يَصُومُ أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ، أَوْ يُصَلِّي أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ؟ فَيَقُولُ لَا يَصُومُ أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ، وَلَا يُصَلِّي أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ.

۱۷- بَابُ مَا جَاءَ فِي قَضَاءِ رَمَضَانَ وَالْكَفَّارَاتِ

[۳۳۳] اثر- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَخِيهِ خَالِدِ بْنِ أَسْلَمَ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَفْطَرَ ذَاتَ يَوْمٍ فِي رَمَضَانَ فِي يَوْمٍ ذِي غَيْمٍ، وَرَأَى أَنَّهُ قَدْ أَمْسَى، وَغَابَتِ الشَّمْسُ، فَجَاءَهُ رَجُلٌ

سے روزے رکھنا

سعید بن مسیب سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے ایک ماہ کے روزوں کی نذر مانی۔ کہ کیا وہ نفلی روزے رکھ سکتا ہے؟ سعید نے فرمایا کہ پہلے نذر کے روزے رکھے اور پھر نفلی۔

امام مالک نے فرمایا کہ سلیمان بن یسار سے بھی مجھے ایسی ہی بات پہنچی ہے۔ امام مالک نے فرمایا کہ جو فوت ہو جائے اور اس پر نذر ہو غلام آزاد کرنے یا روزہ یا صدقہ یا اونٹ گائے کی قربانی کی پھر اس نے وصیت کی کہ اسے میرے مال سے پوری کر دیا جائے کیونکہ صدقہ اور قربانی تہائی مال سے ہو اور یہ دوسری وصیتوں سے مقدم ہے ماسوائے اس کے جو ایسی ہی ضروری ہو اور یہ اس لیے ہے کہ نذر وغیرہ کے سوا اس پر اور کچھ واجب نہیں ہے اور دوسری وصیتیں نفلی ہیں واجب نہیں اور یہ سارے مال کے بجائے تہائی میں اس لیے نافذ ہیں کیونکہ اس کی سارے مال سے اجازت دی جاتی تو وفات پانے والا ایسے واجب امور کو مؤخر کرتا رہتا' یہاں تک کہ جب وفات ہوتی' مال وارثوں کا ہو جاتا تو اس وقت وہ ایسی چیزوں کو بیان کرے گا جن کا تقاضا کرنے والا کوئی نہ ہو۔ اگر اشیاء کا مؤخر کرنا اس کے لیے جائز ہوتا' یہاں تک کہ وہ موت کے وقت انہیں بتاتا اور ہو سکتا ہے کہ وہ اس کے تمام مال کے برابر ہو جائیں اور اس کے لیے کچھ نہ رہے۔

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن عمر سے پوچھا جاتا کہ کیا کسی کی طرف سے کوئی روزہ رکھ سکتا اور کسی کی طرف سے نماز پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا کہ کوئی کسی کی طرف سے روزہ نہ رکھے اور کوئی کسی کی طرف سے نماز نہ پڑھے۔

عذر کے باعث رمضان کے روزے نہ رکھنے کا فدیہ

خالد بن اسلم سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ابر والے دن رمضان کا روزہ افطار کر لیا' ان کا خیال تھا کہ شام ہو گئی اور سورج غروب ہو گیا۔ پس ایک آدمی نے آ کر بتایا کہ اے امیر المؤمنین! سورج نکل آیا ہے۔ حضرت عمر نے

فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ طَلَعَتِ الشَّمْسُ. فَقَالَ عُمَرُ الْخَطْبُ يَسِيرٌ، وَقَدِ اجْتَهَدْنَا.

فرمایا کہ تلافی آسان ہے، ہم نے اجتہاد کیا تھا۔

قَالَ مَالِكٌ يُرِيدُ بِقَوْلِهِ (الْخَطْبُ يَسِيرٌ)، الْقَضَاءَ فِيمَا نُرَى وَاللّٰهُ أَعْلَمُ. وَخِفَّةَ مُؤْنَتِهِ وَيَسَارَتِهِ يَقُولُ نَصُومُ يَوْمًا مَكَانَهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ "الخطب یسیر" سے مراد قضاء ہے آگے اللہ بہتر جانتا ہے۔ چونکہ محنت کم ہے اس لیے فرمایا کہ اس کی جگہ ایک روزہ رکھ لیں گے۔

[٣٣٤] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ يَصُومُ قَضَاءَ رَمَضَانَ مُتَتَابِعًا مَنْ أَفْطَرَهُ مِنْ مَرَضٍ، أَوْ فِي سَفَرٍ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر فرمایا کرتے کہ رمضان کے روزوں کی قضاء متواتر رکھے جو بیماری یا سفر کے باعث چھوڑے ہوں۔

[٣٣٥] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ، وَأَبَا هُرَيْرَةَ اخْتَلَفَا فِي قَضَاءِ رَمَضَانَ، فَقَالَ أَحَدُهُمَا يُفَرِّقُ بَيْنَهُ، وَقَالَ الْآخَرُ لَا يُفَرِّقُ بَيْنَهُ، لَا أَدْرِي أَيُّهُمَا قَالَ يُفَرِّقُ بَيْنَهُ.

حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت ابو ہریرہ کے درمیان رمضان کے روزوں کی قضاء کے بارے میں اختلاف ہوا۔ ایک کہتے تھے کہ متواتر نہیں ہیں، دوسرے کہتے تھے کہ متواتر ہیں۔ ابن شہاب کا بیان ہے کہ مجھے یہ معلوم نہیں کہ یہ کس نے کہا کہ متواتر نہیں ہیں۔ ف

ف: اس مسئلے میں اختلاف روایات ہے۔ متواتر کی قید لگانے والوں نے سزا کا پہلو مدِنظر رکھا ہے اور جنہوں نے "فعدۃ من ایام اخر" میں متواتر کی قید نہ ہونے کے باعث فرمایا کہ رمضان کے روزوں کی قضاء متواتر رکھنا ضروری نہیں۔ انہوں نے آیت میں متواتر کی قید نہ ہونے سے رعایت کا فائدہ اٹھایا ہے۔ چنانچہ اکثر بزرگ اسی جانب گئے ہیں کہ قضاء کے روزوں کا متواتر رکھنا ضروری نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[٣٣٦] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ مَنِ اسْتَقَاءَ وَهُوَ صَائِمٌ فَعَلَيْهِ الْقَضَاءُ، وَمَنْ ذَرَعَهُ الْقَيْءُ، فَلَيْسَ عَلَيْهِ الْقَضَاءُ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ جو روزے کی حالت میں قصداً قے کرے تو اس پر قضاء ہے اور جسے خود بخود قے آئے تو اس پر قضاء نہیں ہے۔

[٣٣٧] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يُسْأَلُ عَنْ قَضَاءِ رَمَضَانَ، فَقَالَ سَعِيدٌ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ لَا يُفَرَّقَ قَضَاءُ رَمَضَانَ وَأَنْ يُوَاتَرَ.

سعید بن مسیب سے رمضان کے روزوں کی قضاء کے بارے میں پوچھا گیا تو سعید نے فرمایا: میرے نزدیک پسندیدہ یہ ہے کہ رمضان کے روزوں کی قضاء متواتر ہو اور ان روزوں میں فرق نہ رکھا جائے۔

قَالَ يَحْيَى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ فِيمَنْ فَرَّقَ قَضَاءَ رَمَضَانَ فَلَيْسَ عَلَيْهِ إِعَادَةٌ وَذٰلِكَ مُجْزِئٌ عَنْهُ وَأَحَبُّ ذٰلِكَ إِلَيَّ أَنْ يُتَابِعَهُ.

یحیٰی نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو رمضان کے روزوں کی قضاء متواتر نہ رکھے تو اس پر اعادہ کرنا ضروری نہیں اور یہی کفایت کریں گے لیکن مجھے یہی پسند ہے کہ متواتر رکھے جائیں۔

قَالَ مَالِكٌ مَنْ أَكَلَ، أَوْ شَرِبَ فِي رَمَضَانَ سَاهِيًا، أَوْ نَاسِيًا، أَوْ مَا كَانَ مِنْ صِيَامٍ وَاجِبٍ عَلَيْهِ أَنَّ

امام مالک نے فرمایا کہ جو رمضان میں بھول چوک کر کھا پی لے یا ایسے روزے میں جو واجب تھا تو اس کی جگہ اس پر ایک

عَلَيْهِ قَضَاءُ يَوْمٍ مَكَانَهُ

روزے کی قضاء ہے۔ف

ف: امام مالک کا یہی مذہب ہے کہ رمضان کے روزے میں اگر کوئی بھول کر بھی کھا پی بیٹھے تو روزہ ٹوٹ گیا اور اس پر روزے کی قضاء لازم ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بھول کر کھانے پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا خواہ فرض روزہ ہو یا نفلی اسی روزے کو پورا کرے لیکن اگر کھانے پینے کے دوران روزہ یاد آ گیا تو جو کچھ منہ میں ہے فوراً اگل دے اور حلق سے پار کوئی چیز نہ جانے دے اب اگر دانستہ کوئی چیز کھائے پیئے گا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[۳۳۸] اَثَر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسٍ الْمَكِّيِّ، اَنَّهُ اَخْبَرَهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ مُجَاهِدٍ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ، فَجَاءَهُ اِنْسَانٌ، فَسَاَلَهُ عَنْ صِيَامِ اَيَّامِ الْكَفَّارَةِ اَمُتَتَابِعَاتٌ اَمْ يَقْطَعُهَا؟ قَالَ حُمَيْدٌ فَقُلْتُ لَهُ نَعَمْ، يَقْطَعُهَا اِنْ شَاءَ. قَالَ مُجَاهِدٌ لَا يَقْطَعُهَا، فَاِنَّهَا فِي قِرَاءَةِ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مُتَتَابِعَاتٍ.

حمید بن قیس مکی کا بیان ہے کہ میں مجاہد کے ساتھ تھا اور وہ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے تو ایک آدمی نے ان سے کفارۂ قسم کے روزوں کے بارے میں پوچھا کہ متواتر ہوں یا الگ الگ؟ حمید کا بیان ہے کہ میں نے اس سے کہا کہ ہاں اگر چاہے تو الگ الگ رکھ لے۔ مجاہد نے فرمایا کہ الگ الگ نہ رکھے کیونکہ حضرت ابی بن کعب کی قرأت میں ہے کہ متواتر تین روزے۔

قَالَ مَالِكٌ وَاَحَبُّ اِلَيَّ اَنْ يَكُونَ مَا سَمَّى اللّٰهُ فِي الْقُرْاٰنِ يُصَامُ مُتَتَابِعًا.

امام مالک نے فرمایا کہ میرے نزدیک بہتر یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جتنے روزوں کا ذکر فرمایا ہے وہ متواتر رکھے جائیں۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنِ الْمَرْاَةِ تُصْبِحُ صَائِمَةً فِي رَمَضَانَ، فَتَدْفَعُ دُفْعَةً مِنْ دَمٍ عَبِيطٍ فِي غَيْرِ اَوَانِ حَيْضِهَا، ثُمَّ تَنْتَظِرُ حَتّٰى تُمْسِيَ اَنْ تَرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ فَلَا تَرٰى شَيْئًا، ثُمَّ تُصْبِحُ يَوْمًا اٰخَرَ فَتَدْفَعُ دُفْعَةً اُخْرٰى، وَهِيَ دُونَ الْاُولٰى، ثُمَّ يَنْقَطِعُ ذٰلِكَ عَنْهَا قَبْلَ حَيْضَتِهَا بِاَيَّامٍ، فَسُئِلَ مَالِكٌ كَيْفَ تَصْنَعُ فِي صِيَامِهَا وَصَلٰوتِهَا؟ قَالَ مَالِكٌ ذٰلِكَ الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ، فَاِذَا رَاَتْهُ فَلْتُفْطِرْ، وَلْتَقْضِ مَا اَفْطَرَتْ، فَاِذَا ذَهَبَ عَنْهَا الدَّمُ، فَلْتَغْتَسِلْ وَتَصُومُ.

امام مالک سے اس عورت کے بارے میں پوچھا گیا جو صبح اس حالت میں کرے کہ اس نے رمضان کا روزہ رکھا ہوا ہے، پھر اچانک وہ حیض کا خون دیکھتی ہے، پھر شام تک منتظر رہتی ہے کہ اسی طرح کا خون نظر آئے لیکن نظر نہیں آتا۔ دوسرے روز بھی اسی طرح صبح کرتی ہے پھر اچانک خون دیکھتی ہے لیکن پہلے سے کم۔ پھر وہ بالکل بند ہو جاتا ہے۔ اور ایسا اس کے ایام حیض سے پہلے ہوتا ہے۔ پس امام مالک سے پوچھا گیا کہ وہ اپنے روزوں اور نمازوں کا کیا کرے؟ امام مالک نے فرمایا کہ یہ حیض کا خون ہے اور جب اسے دیکھے تو روزہ چھوڑ دے اور جتنے روزے چھوڑے ان کی قضاء رکھے۔ جب خون بند ہو جائے تو غسل کرنا چاہیے اور روزے رکھے۔

وَسُئِلَ عَمَّنْ اَسْلَمَ فِي اٰخِرِ يَوْمٍ مِنْ رَمَضَانَ هَلْ عَلَيْهِ قَضَاءُ رَمَضَانَ كُلِّهِ، اَوْ يَجِبُ عَلَيْهِ قَضَاءُ الْيَوْمِ الَّذِي اَسْلَمَ فِيهِ؟ فَقَالَ لَيْسَ عَلَيْهِ قَضَاءُ مَا مَضٰى، وَاِنَّمَا يَسْتَاْنِفُ الصِّيَامَ فِيمَا يَسْتَقْبِلُ. وَاَحَبُّ اِلَيَّ اَنْ يَقْضِيَ الْيَوْمَ الَّذِي اَسْلَمَ فِيهِ.

اور اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو رمضان کے آخری روز اسلام لایا، کیا اس پر رمضان کے سارے روزوں کی قضاء ہے یا اسی ایک دن کی جس روز کہ مسلمان ہوا؟ فرمایا کہ اس پر گزشتہ روزوں کی قضاء نہیں ہے۔ اس کے لیے آئندہ کے روزے رکھنے ضروری ہیں اور میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ جس

روز مسلمان ہوا اس روز کے روزے کی قضاء رکھے۔

١٨ - بَابُ قَضَاءِ التَّطَوُّعِ

نفلی روزوں کی قضاء کا بیان

٣٤١- **حَدَّثَنِي** يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ عَائِشَةَ وَحَفْصَةَ، زَوْجَيِ النَّبِيِّ ﷺ، أَصْبَحَتَا صَائِمَتَيْنِ مُتَطَوِّعَتَيْنِ فَأُهْدِيَ إِلَيْهِمَا طَعَامٌ، فَأَفْطَرَتَا عَلَيْهِ، فَدَخَلَ عَلَيْهِمَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَالَتْ حَفْصَةُ، وَبَدَرَتْنِي بِالْكَلَامِ، وَكَانَتْ بِنْتَ أَبِيهَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي أَصْبَحْتُ أَنَا وَعَائِشَةُ صَائِمَتَيْنِ مُتَطَوِّعَتَيْنِ فَأُهْدِيَ إِلَيْنَا طَعَامٌ فَأَفْطَرْنَا عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اِقْضِيَا مَكَانَهُ يَوْمًا آخَرَ.

ابن شہاب سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ نے نفلی روزے رکھے ہوئے صبح کی۔ ان کی خدمت میں کھانا پیش ہوا تو دونوں نے روزہ افطار کر لیا۔ پس رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لے آئے' حضرت عائشہ نے فرمایا کہ مجھ پر سبقت لے جاتے ہوئے' اپنے والد محترم کی طرح حفصہ عرض گزار ہوئیں کہ یا رسول اللہ! صبح تک میں اور عائشہ دونوں نے نفلی روزہ رکھا ہوا تھا' پھر ہمارے پاس کھانا آیا تو ہم دونوں نے روزہ توڑ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے بدلے کسی دوسرے دن کا روزہ رکھ لینا۔

قَالَ يَحْيَى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ مَنْ أَكَلَ، أَوْ شَرِبَ سَاهِيًا، أَوْ نَاسِيًا فِي صِيَامِ تَطَوُّعٍ، فَلَيْسَ عَلَيْهِ قَضَاءٌ، وَلْيُتِمَّ يَوْمَهُ الَّذِي أَكَلَ فِيهِ، أَوْ شَرِبَ وَهُوَ مُتَطَوِّعٌ، وَلَا يُفْطِرْهُ، وَلَيْسَ عَلَى مَنْ أَصَابَهُ أَمْرٌ يَقْطَعُ صِيَامَهُ، وَهُوَ مُتَطَوِّعٌ قَضَاءٌ إِذَا كَانَ إِنَّمَا أَفْطَرَ مِنْ عُذْرٍ غَيْرِ مُتَعَمِّدٍ لِلْفِطْرِ، وَلَا أَرَى عَلَيْهِ قَضَاءَ صَلٰوةٍ نَافِلَةٍ إِذَا هُوَ قَطَعَهَا مِنْ حَدَثٍ لَا يَسْتَطِيعُ حَبْسَهُ مِمَّا يَحْتَاجُ فِيهِ إِلَى الْوُضُوءِ.

یحییٰ کا بیان ہے کہ میں نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو نفلی روزے میں بھول چوک کر کھا پی لے تو اس پر قضاء نہیں ہے اور اس روزے کو پورا کرے جس روز کھا پی لیا تھا' وہ نفلی روزہ ہے اسے نہ توڑے اور جس کو نفلی روزے میں کوئی ایسا غیر اختیاری معاملہ پیش آ جائے جو روزے کو توڑ دے تو اس کی قضاء نہیں ہے جبکہ عذر کے باعث روزہ توڑا ہو نہ کہ قصداً۔ اسی طرح اس پر نفل نماز کی قضاء نہیں جس کی نماز غیر اختیاری حدث سے ٹوٹی ہو اور جس کے باعث وضو کرنا پڑتا ہو۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَا يَنْبَغِي أَنْ يَدْخُلَ الرَّجُلُ فِي شَيْءٍ مِنَ الْأَعْمَالِ الصَّالِحَةِ الصَّلٰوةِ، وَالصِّيَامِ، وَالْحَجِّ، وَمَا أَشْبَهَ هٰذَا مِنَ الْأَعْمَالِ الصَّالِحَةِ الَّتِي يَتَطَوَّعُ بِهَا النَّاسُ فَيَقْطَعَهُ حَتَّى يُتِمَّهُ عَلَى سُنَّتِهِ، إِذَا كَبَّرَ لَمْ يَنْصَرِفْ حَتَّى يُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ، وَإِذَا صَامَ لَمْ يُفْطِرْ حَتَّى يُتِمَّ صَوْمَ يَوْمِهِ، وَإِذَا أَهَلَّ لَمْ يَرْجِعْ حَتَّى يُتِمَّ حَجَّهُ، وَإِذَا دَخَلَ فِي الطَّوَافِ لَمْ يَقْطَعْهُ حَتَّى يُتِمَّ سُبُوعَهُ، وَلَا يَنْبَغِي أَنْ يَتْرُكَ شَيْئًا مِنْ هٰذَا إِذَا دَخَلَ فِيهِ، حَتَّى يَقْضِيَهُ إِلَّا مِنْ أَمْرٍ يَعْرِضُ لَهُ مِمَّا يَعْرِضُ لِلنَّاسِ مِنَ الْأَسْقَامِ الَّتِي يُعْذَرُونَ بِهَا، وَالْأُمُورِ الَّتِي يُعْذَرُونَ بِهَا، وَذٰلِكَ أَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقُولُ

امام مالک نے فرمایا کہ جب کوئی نیک کام شروع کرے جیسے نماز' روزہ' حج اور ان جیسے دوسرے نیک کام جنہیں لوگ نفلی طور پر کرتے ہیں تو انہیں طریقے کے مطابق پورا کرنے سے پہلے توڑنا مناسب نہیں ہے۔ جب تکبیر تحریمہ کہہ لے تو نماز ختم نہ کرے یہاں تک کہ دو رکعتیں پڑھ لے۔ جب روزہ رکھے تو اس دن کا روزہ پورا ہونے سے پہلے نہ توڑے اور جب تلبیہ کہہ لے تو واپس نہ لوٹے یہاں تک کہ حج پورا کر لے اور جب طواف کرنے لگے تو سات پھیرے پورے ہونے تک نہ چھوڑے۔ اسی طرح جس کام کو شروع کرے تو پورا ہونے سے پہلے چھوڑنا مناسب نہیں ہے ماسوائے اس کے کہ کوئی ایسا عارضہ پیش آ جائے جو مجبور کر کے رکھ دیتا ہے یعنی ایسی بیماریاں جو مجبور کر دیں اور ایسے معاملے

فِیْ کِتَابِہٖ ﴿وَکُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی الَّیْلِ﴾ (البقرہ:۱۸۷) فَعَلَیْہِ اِتْمَامُ الصِّیَامِ کَمَا قَالَ اللّٰہُ. وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی ﴿وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ لِلّٰہِ﴾ (البقرہ:۱۹۶) فَلَوْ اَنَّ رَجُلًا اَھَلَّ بِالْحَجِّ تَطَوُّعًا، وَقَدْ قَضَی الْفَرِیْضَۃَ لَمْ یَکُنْ لَہٗ اَنْ یَتْرُکَ الْحَجَّ بَعْدَ اَنْ دَخَلَ فِیْہِ وَیَرْجِعَ حَلَالًا مِنَ الطَّرِیْقِ، وَکُلُّ اَحَدٍ دَخَلَ فِیْ نَافِلَۃٍ فَعَلَیْہِ اِتْمَامُھَا اِذَا دَخَلَ فِیْھَا کَمَا یُتِمُّ الْفَرِیْضَۃَ، وَھٰذَا اَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ.

سنن ابوداؤد(۲۴۵۷)سنن ترمذی(۷۳۵)

جو معذور بنا دیں اور یہ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: ''اور کھاؤ اور پیئو یہاں تک کہ ظاہر ہو جائے تمہارے لیے سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے فجر کے وقت' پھر روزہ پورا کرو رات تک'' پس اس پر روزے کا پورا کرنا ضروری ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ نیز ارشاد خداوندی ہے: ''حج اور عمرہ کو اللہ کے لئے پورا کرو'' پس اگر کوئی نفلی حج کا تلبیہ کہہ لے اور فرض حج ادا کر چکا ہو' تو حج شروع کر کے اس کو ترک کرنا مناسب نہیں ہے یہ کہ راستے ہی سے واپس لوٹ آئے اور جو بھی نفلی عبادت شروع کرے تو شروع کرنے کے بعد اس کا پورا کرنا ضروری ہو جاتا ہے جیسے فرض کو پورا کیا جاتا ہے اور جو کچھ میں نے سنا یہ ان میں سے بہت ہی اچھا ہے۔

۱۹- بَابُ فِدْیَۃِ مَنْ اَفْطَرَ فِیْ رَمَضَانَ مِنْ عِلَّۃٍ

عذر کے باعث رمضان کے روزے نہ رکھنے کا فدیہ

[۳۳۹] اَثَرٌ- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، اَنَّہٗ بَلَغَہٗ، اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍ کَبِرَ حَتّٰی کَانَ لَا یَقْدِرُ عَلَی الصِّیَامِ فَکَانَ یَفْتَدِیْ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت انس بن مالک اتنے بوڑھے ہو گئے کہ روزہ نہیں رکھ سکتے تھے تو فدیہ دیا کرتے تھے۔

قَالَ مَالِکٌ وَلَا اَرٰی ذٰلِکَ وَاجِبًا، وَاَحَبُّ اِلَیَّ اَنْ یَفْعَلَہٗ اِذَا کَانَ قَوِیًّا عَلَیْہِ، فَمَنْ فَدٰی، فَاِنَّمَا یُطْعِمُ مَکَانَ کُلِّ یَوْمٍ مُدًّا بِمُدِّ النَّبِیِّ ﷺ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ واجب نہیں ہے کہ میرے نزدیک فدیہ دینا اسی کے لیے بہتر ہے جو اس کی طاقت رکھتا ہو۔ پس جو فدیہ دے وہ نبی کریم ﷺ کے مدّ کے برابر ہر روز کے بدلے کھانا کھلائے۔

[۳۴۰] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، اَنَّہٗ بَلَغَہٗ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ سُئِلَ عَنِ الْمَرْاَۃِ الْحَامِلِ اِذَا خَافَتْ عَلٰی وَلَدِھَا وَاشْتَدَّ عَلَیْھَا الصِّیَامُ، قَالَ تُفْطِرُ وَتُطْعِمُ مَکَانَ کُلِّ یَوْمٍ مِسْکِیْنًا مُدًّا مِنْ حِنْطَۃٍ بِمُدِّ النَّبِیِّ ﷺ.

حضرت عبد اللہ بن عمر سے حاملہ عورت کے بارے میں پوچھا گیا جب کہ وہ حمل کے بارے میں ڈرے اور روزہ اس پر شاق گذرے؟ فرمایا: وہ روزہ نہ رکھے اور ہر روز کے بدلے میں مسکین کو ایک مدّ کھانا کھلا دے' نبی کریم ﷺ کے مدّ سے۔

قَالَ مَالِکٌ وَاَھْلُ الْعِلْمِ یَرَوْنَ عَلَیْھَا الْقَضَاءَ کَمَا قَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ ﴿فَمَنْ کَانَ مِنْکُمْ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِنْ اَیَّامٍ اُخَرَ﴾ (البقرہ:۱۸۴) وَیَرَوْنَ ذٰلِکَ مَرَضًا مِنَ الْاَمْرَاضِ مَعَ الْخَوْفِ عَلٰی وَلَدِھَا.

امام مالک نے فرمایا کہ اہل علم کے نزدیک اس پر قضاء ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''جو تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں تو دوسرے دنوں میں گنتی پوری کرے'' اور وہ بچے کے متعلق اس خوف کو ایک بیماری ہی شمار کرتے ہیں۔

[۳۴۱] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ اَبِیْہِ، اَنَّہٗ کَانَ یَقُوْلُ مَنْ کَانَ

قاسم بن محمد فرمایا کرتے کہ جس پر رمضان کے روزوں کی قضاء ہو اور وہ روزے رکھنے پر قادر ہوتے ہوئے نہ رکھے یہاں

عَلَيْهِ قَضَاءُ رَمَضَانَ، فَلَمْ يَقْضِهِ وَهُوَ قَوِيٌّ عَلَى صِيَامِهِ حَتَّى جَاءَ رَمَضَانُ آخَرُ، فَإِنَّهُ يُطْعِمُ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مِسْكِينًا مُدًّا مِنْ حِنْطَةٍ، وَعَلَيْهِ مَعَ ذَلِكَ الْقَضَاءُ.

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ مِثْلُ ذَلِكَ.

تک کہ اگلا رمضان آ جائے تو ہر روز کے بدلے میں ایک مسکین کو کھانا کھلائے یا ایک مد گندم دے اور اس کے ساتھ ہی اس پر قضاء بھی ہے۔

امام مالک کو سعید بن جبیر سے بھی یہی بات پہنچی۔

۲۰- بَابُ جَامِعِ قَضَاءِ الصِّيَامِ

روزوں کی قضاء کے بارے میں

۳۴۲- حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ تَقُولُ إِنْ كَانَ لَيَكُونُ عَلَيَّ الصِّيَامُ مِنْ رَمَضَانَ فَمَا أَسْتَطِيعُ أَصُومُهُ حَتَّى يَأْتِيَ شَعْبَانُ.

صحیح البخاری (۱۹۵۰) صحیح مسلم (۲۶۶۲)

ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر میرے اوپر رمضان کے کچھ روزے ہوتے تو میں قضاء نہ رکھ سکتی یہاں تک کہ شعبان کا مہینہ آ جاتا۔

۲۱- بَابُ صِيَامِ الْيَوْمِ الَّذِي يُشَكُّ فِيهِ

یوم شک کے روزے کا بیان

[۳۴۲] أثر- حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَهْلَ الْعِلْمِ يَنْهَوْنَ أَنْ يُصَامَ الْيَوْمُ الَّذِي يُشَكُّ فِيهِ مِنْ شَعْبَانَ إِذَا نُوِيَ بِهِ صِيَامُ رَمَضَانَ وَيَرَوْنَ أَنَّ عَلَى مَنْ صَامَهُ عَلَى غَيْرِ رُؤْيَةٍ ثُمَّ جَاءَ الثَّبْتُ أَنَّهُ مِنْ رَمَضَانَ أَنَّ عَلَيْهِ قَضَاءَهُ وَلَا يَرَوْنَ بِصِيَامِهِ تَطَوُّعًا بَأْسًا. قَالَ مَالِكٌ وَهَذَا الْأَمْرُ عِنْدَنَا وَالَّذِي أَدْرَكْتُ عَلَيْهِ أَهْلَ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا.

امام مالک نے اہل علم سے سنا کہ وہ شک کے روز روزہ رکھنے سے منع فرماتے تھے کہ شعبان کا دن ہو اور اس میں رمضان کے روزے کی نیت کی جائے۔ جس نے بغیر چاند دیکھے روزہ رکھ لیا اور ثبوت آیا کہ وہ رمضان کا روزہ ہے تب بھی اس پر اس روزے کی قضاء ہے اور وہ نفلی روزہ رکھنے میں کوئی قباحت محسوس نہیں کرتے تھے۔ امام مالک نے فرمایا کہ ہمارا یہی موقف ہے اور میں نے اپنے شہر کے اہل علم کو اسی پر پایا ہے۔

۲۲- بَابُ جَامِعِ الصِّيَامِ

روزے کے بارے میں دیگر روایات

۳۴۳- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصُومُ حَتَّى نَقُولَ لَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتَّى نَقُولَ لَا يَصُومُ وَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ قَطُّ إِلَّا رَمَضَانَ وَمَا رَأَيْتُهُ فِي شَهْرٍ أَكْثَرَ صِيَامًا مِنْهُ فِي شَعْبَانَ.

صحیح البخاری (۱۹۶۹) صحیح مسلم (۲۷۱۴)

ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ روزے رکھتے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ اب نہیں چھوڑیں گے اور چھوڑ دیتے تو ہم کہتے کہ آپ نہیں رکھیں گے اور رمضان کے علاوہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو پورے مہینے کے روزے رکھتے نہیں دیکھا اور میں نے نہیں دیکھا کہ آپ کسی مہینے میں شعبان سے زیادہ روزے رکھتے ہوں۔

۳۴۴- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الصِّيَامُ جُنَّةٌ فَإِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ صَائِمًا فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَجْهَلْ فَإِنِ امْرُؤٌ قَاتَلَهُ أَوْ شَاتَمَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّي صَائِمٌ، إِنِّي صَائِمٌ. صحیح البخاری (۱۸۹٤) صحیح مسلم (۲۷۰۰)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: روزہ ڈھال ہے تو جب تم میں سے کوئی روزے سے ہو تو بیہودہ گوئی اور جہالت کی بات نہ کرے اور اگر کوئی اس سے لڑے یا اسے گالیاں دے تو کہہ دینا چاہیے کہ میں روزے سے ہوں' میں روزے سے ہوں۔

۳٤٥- **وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ إِنَّمَا يَذَرُ شَهْوَتَهُ وَطَعَامَهُ مِنْ أَجْلِي فَالصِّيَامُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ كُلُّ حَسَنَةٍ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ إِلَّا الصِّيَامَ فَهُوَ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ.
صحیح البخاری (۱۸۹٤) صحیح مسلم (۲۷۰۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے' روزہ دار کے منہ کی بدبو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ وہ اپنی شہوتِ نفسانی' کھانا اور پینا میری وجہ سے چھوڑتا ہے' پس روزہ صرف میرے لیے ہے اور اس کی جزاء میں خود دوں گا۔ ہر نیکی کا ثواب دس سے سات سو گنا تک ہے ماسوائے روزے کے کہ وہ میرے لئے ہے اور میں خود اس کی جزاء دوں گا۔

۳٤٦- **وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَمِّهِ أَبِي سُهَيْلِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ وَصُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ. صحیح البخاری (۱۸۹۹) صحیح مسلم (۲٤۹۳ تا ۲٤۹٤)

ابو سہیل بن مالک نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب رمضان کا مہینہ آ جائے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔

[۳٤۳] أَثَرٌ- **وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَهْلَ الْعِلْمِ لَا يَكْرَهُونَ السِّوَاكَ لِلصَّائِمِ فِي رَمَضَانَ فِي سَاعَةٍ مِنْ سَاعَاتِ النَّهَارِ لَا فِي أَوَّلِهِ وَلَا فِي آخِرِهِ وَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ يَكْرَهُ ذٰلِكَ وَلَا يَنْهَى عَنْهُ.

امام مالک نے اہل علم سے سنا کہ وہ رمضان میں روزہ دار کے لیے مسواک کرنے کو ناپسند نہیں کرتے تھے خواہ دن کی کسی ساعت میں ہو دن کے پہلے حصے میں یا آخری میں اور میں نے کسی صاحب علم سے نہیں سنا جو اسے ناپسند کرے یا اس سے منع کرے۔

قَالَ يَحْيَى وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ فِي صِيَامِ سِتَّةِ أَيَّامٍ بَعْدَ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ إِنَّهُ لَمْ يَرَ أَحَدًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ وَالْفِقْهِ يَصُومُهَا وَلَمْ يَبْلُغْنِي ذٰلِكَ عَنْ أَحَدٍ مِنَ السَّلَفِ وَإِنَّ أَهْلَ الْعِلْمِ يَكْرَهُونَ ذٰلِكَ وَيَخَافُونَ بِدْعَتَهُ وَأَنْ يُلْحِقَ بِرَمَضَانَ مَا لَيْسَ مِنْهُ أَهْلُ الْجَهَالَةِ وَالْجَفَاءِ لَوْ رَأَوْا فِي ذٰلِكَ رُخْصَةً عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ وَرَأَوْهُمْ يَعْمَلُونَ ذٰلِكَ.

یحیٰی کا بیان ہے کہ میں نے امام مالک کو عید الفطر کے بعد چھ روزوں کے بارے میں فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے کسی صاحب علم اور صاحب فقہ کو یہ روزے رکھتے نہیں دیکھا اور سلف کے کسی ایک فرد سے یہ بات مجھ تک نہیں پہنچی بلکہ اہل علم اسے مکروہ جانتے اور اس بدعت سے بچتے ہیں کہ جہلا انہیں رمضان کے ساتھ نہ ملا دیں بلکہ یہ اس کا جزو نہیں ہیں' جہلا اہل علم کو دیکھ کر رخصت پائیں گے جبکہ وہ انہیں ایسا کرتے ہوئے دیکھیں گے۔

وَقَالَ يَحْيَى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ لَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ وَالْفِقْهِ وَمَنْ يُقْتَدَى بِهِ يَنْهَى عَنْ

یحیٰی کا بیان ہے کہ میں نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے علم و فقہ والے کسی ایک سے بھی نہیں سنا' جس کی

صِيَامِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَصِيَامُهُ حَسَنٌ وَقَدْ رَأَيْتُ بَعْضَ أَهْلِ الْعِلْمِ يَصُومُهُ وَأُرَاهُ كَانَ يَتَحَرَّاهُ.

پیروی کی جاتی ہو کہ وہ جمعہ کے روزے سے منع کرے اور اس کا روزہ رکھنا بہتر ہے اور میں نے بعض اہل علم کو اس کا روزہ رکھتے دیکھا اور وہ اس روز کا خیال رکھا کرتے تھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

۱۹ - كِتَابُ الْاِعْتِكَافِ

اعتکاف کا بیان

۱ - بَابُ ذِكْرِ الْاِعْتِكَافِ

اعتکاف کا بیان

۳۴۷- حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اعْتَكَفَ يُدْنِي إِلَيَّ رَأْسَهُ فَأُرَجِّلُهُ وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةِ الْإِنْسَانِ.

صحیح البخاری (۲۰۲۹) صحیح مسلم (۶۸۲)

عمرہ بنت عبد الرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب اعتکاف میں ہوتے تو سر مبارک میری جانب جھکا دیتے اور میں کنگھی کر دیتی۔ آپ کسی ضرورت کے تحت کاشانۂ اقدس میں تشریف نہیں لاتے تھے۔

[۳۴۴] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ كَانَتْ إِذَا اعْتَكَفَتْ لَا تَسْأَلُ عَنِ الْمَرِيضِ إِلَّا وَهِيَ تَمْشِي لَا تَقِفُ.

عمرہ بنت عبد الرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب اعتکاف میں ہوتیں تو کسی کی عیادت نہ کرتیں مگر چلتے چلتے اور ٹھہرتی نہ تھیں۔

قَالَ مَالِكٌ لَا يَأْتِي الْمُعْتَكِفُ حَاجَتَهُ وَلَا يَخْرُجُ لَهَا وَلَا يُعِينُ أَحَدًا إِلَّا أَنْ يَخْرُجَ لِحَاجَةِ الْإِنْسَانِ وَلَوْ كَانَ خَارِجًا لِحَاجَةِ أَحَدٍ لَكَانَ أَحَقَّ مَا يُخْرَجُ إِلَيْهِ عِيَادَةُ الْمَرِيضِ وَالصَّلٰوةُ عَلَى الْجَنَائِزِ وَاتِّبَاعُهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ معتکف اپنی کسی ضرورت کے لیے نہ جائے نہ اس کے لیے نکلے نہ کسی کی مدد کرے مگر ضروری حاجت کے لیے نکلے۔ اگر کسی حاجت کے لیے نکلنا درست ہوتا تو بیمار کی عیادت، نماز جنازہ اور جنازے کے ساتھ جانے کا زیادہ حق ہے۔

قَالَ مَالِكٌ لَا يَكُونُ الْمُعْتَكِفُ مُعْتَكِفًا حَتّٰى يَجْتَنِبَ مَا يَجْتَنِبُ الْمُعْتَكِفُ مِنْ عِيَادَةِ الْمَرِيضِ وَالصَّلٰوةِ عَلَى الْجَنَائِزِ وَدُخُولِ الْبَيْتِ إِلَّا لِحَاجَةِ الْإِنْسَانِ.

امام مالک نے فرمایا کہ معتکف اس وقت تک معتکف شمار نہیں ہوتا جب تک ان باتوں سے نہ بچے جن سے اعتکاف میں بچا جاتا ہے، جیسے بیمار کی عیادت، نماز جنازہ، گھروں میں جانا ماسوائے انسانی ضرورت کے۔

[۳۴۵] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنِ الرَّجُلِ يَعْتَكِفُ هَلْ يَدْخُلُ لِحَاجَتِهِ تَحْتَ سَقْفٍ؟ فَقَالَ نَعَمْ لَا بَأْسَ بِذٰلِكَ.

امام مالک نے ابن شہاب سے معتکف کے بارے میں پوچھا کہ کیا وہ حاجت کے تحت چھت والے مکان میں جا سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں! اس میں کوئی حرج نہیں۔

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ عِنْدَنَا الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ أَنَّهُ لَا يُكْرَهُ الْاِعْتِكَافُ فِي كُلِّ مَسْجِدٍ يُجَمَّعُ فِيهِ وَلَا

امام مالک نے فرمایا: ہمارا موقف یہ ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں کہ ہر وہ مسجد جس میں جمعہ ہوتا ہے اس کے اندر

أَرَاهُ كُرِهَ الْإِعْتِكَافُ فِي الْمَسَاجِدِ الَّتِيْ لَا يُجَمَّعُ فِيْهَا إِلَّا كَرَاهِيَةَ أَنْ يَخْرُجَ الْمُعْتَكِفُ مِنْ مَسْجِدِهِ الَّذِيْ اعْتَكَفَ فِيْهِ إِلَى الْجُمُعَةِ أَوْ يَدَعَهَا فَإِنْ كَانَ مَسْجِدًا لَا يُجَمَّعُ فِيْهِ الْجُمُعَةُ وَلَا يَجِبُ عَلَى صَاحِبِهِ إِتْيَانُ الْجُمُعَةِ فِيْ مَسْجِدٍ سِوَاهُ فَإِنِّيْ لَا أَرَى بَأْسًا بِالْإِعْتِكَافِ فِيْهِ لِأَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَالَ ﴿وَأَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِي الْمَسٰجِدِ﴾ (البقرہ،۱۸۷) فَعَمَّ اللّٰهُ الْمَسَاجِدَ كُلَّهَا وَلَمْ يَخُصَّ شَيْئًا مِنْهَا.

اعتکاف مکروہ نہیں ہے اور میرے نزدیک تو اعتکاف ان میں بھی مکروہ نہیں جن میں جمعہ نہیں ہوتا۔ کراہیت اس میں ہے کہ معتکف کو جمعہ کے لئے مسجد سے نکلنا پڑے گا اور اسے چھوڑے گا۔ اگر ایسی مسجد ہو جس میں جمعہ نہیں ہوتا لیکن معتکف پر جمعہ واجب نہیں کہ کسی دوسری مسجد میں جانا پڑے تو میرے نزدیک اس کے اندر اعتکاف بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "اور تم اعتکاف میں ہو مسجدوں کے اندر" پس اللہ تعالیٰ نے تمام مساجد کو عام رکھا ہے اور ان میں سے کسی کو خاص نہیں فرمایا۔

قَالَ مَالِكٌ فَمِنْ هُنَالِكَ جَازَ لَهُ أَنْ يَعْتَكِفَ فِي الْمَسَاجِدِ الَّتِيْ لَا يُجَمَّعُ فِيْهَا الْجُمُعَةُ إِذَا كَانَ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ أَنْ يَخْرُجَ مِنْهُ إِلَى الْمَسْجِدِ الَّذِيْ تُجَمَّعُ فِيْهِ الْجُمُعَةُ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس سے جواز معلوم ہوا ایسی مسجد میں اعتکاف کرنے کا جس میں جمعہ نہیں ہوتا جبکہ معتکف پر وہاں سے ایسی مسجد کی طرف جانا واجب نہ ہو جہاں جمعہ ہوتا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَا يَبِيْتُ الْمُعْتَكِفُ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ الَّذِيْ اعْتَكَفَ فِيْهِ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ خِبَاؤُهُ فِيْ رَحَبَةٍ مِنْ رِحَابِ الْمَسْجِدِ.

امام مالک نے فرمایا کہ معتکف رات نہ گزارے مگر اسی مسجد میں جس کے اندر اعتکاف بیٹھا ہے یا مسجد کے کسی خیمے میں۔

وَلَمْ أَسْمَعْ أَنَّ الْمُعْتَكِفَ يَضْرِبُ بِنَاءً يَبِيْتُ فِيْهِ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ أَوْ فِيْ رَحَبَةٍ مِنْ رِحَابِ الْمَسْجِدِ.

اور میں نے نہیں سنا کہ معتکف رات بسر کرنے کے لیے خیمہ لگوائے مگر مسجد میں یا مسجد کے خیموں میں سے کسی خیمے میں۔

وَمِمَّا يَدُلُّ عَلَى أَنَّهُ لَا يَبِيْتُ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ قَوْلُ عَائِشَةَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اعْتَكَفَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةِ الْإِنْسَانِ.

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ رات نہ گزاری جائے مگر مسجد میں۔ حضرت عائشہ کا ارشاد ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب معتکف ہوتے تو آستانہ عالیہ میں تشریف نہ لے جاتے مگر انسانی ضرورت سے۔

وَلَا يَعْتَكِفُ فَوْقَ ظَهْرِ الْمَسْجِدِ، وَلَا فِي الْمَنَارِ، يَعْنِي الصَّوْمَعَةَ.

مسجد کی چھت پر اور مینار پر اعتکاف نہیں بیٹھنا چاہیے۔

وَقَالَ مَالِكٌ يَدْخُلُ الْمُعْتَكِفُ الْمَكَانَ الَّذِيْ يُرِيْدُ أَنْ يَعْتَكِفَ فِيْهِ قَبْلَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ مِنَ اللَّيْلَةِ الَّتِيْ يُرِيْدُ أَنْ يَعْتَكِفَ فِيْهَا حَتّٰى يَسْتَقْبِلَ بِاعْتِكَافِهِ أَوَّلَ اللَّيْلَةِ الَّتِيْ يُرِيْدُ أَنْ يَعْتَكِفَ فِيْهَا وَالْمُعْتَكِفُ مُشْتَغِلٌ بِاعْتِكَافِهِ لَا يَعْرِضُ لِغَيْرِهِ مِمَّا يَشْتَغِلُ بِهِ مِنَ التِّجَارَاتِ أَوْ غَيْرِهَا وَلَا بَأْسَ بِأَنْ يَأْمُرَ الْمُعْتَكِفُ بِبَعْضِ حَاجَتِهِ بِضَيْعَتِهِ وَمَصْلَحَةِ أَهْلِهِ، وَأَنْ يَأْمُرَ بِبَيْعِ مَالِهِ أَوْ بِشَيْءٍ

امام مالک نے فرمایا کہ معتکف نے جس مکان میں اعتکاف بیٹھنا ہے تو اس میں سورج غروب ہونے سے پہلے داخل ہو جائے تاکہ جس رات میں اعتکاف شروع کرنا ہے اس پوری رات کے اعتکاف کا ثواب پائے۔ معتکف اعتکاف کے کاموں میں مشغول رہے اور دوسرے کاموں کی طرف متوجہ نہ ہو جیسے تجارت وغیرہ اور اس میں حرج نہیں کہ اپنی کسی حاجت یا چیز کے لیے کہے اور اپنے گھر والوں کی بہتری یا اپنے مال کو بیچنے کے لئے

لَا يَشْغَلُهُ فِي نَفْسِهِ فَلَا بَأْسَ بِذٰلِكَ إِذَا كَانَ خَفِيفًا أَنْ يَأْمُرَ بِذٰلِكَ مَنْ يَكْفِيهِ إِيَّاهُ.

کہنا یا کسی ایسی چیز کے لیے جس میں اس کا دل مشغول نہ ہو اگر کام ہلکا ہے تو کوئی حرج نہیں کہ اس کے لیے دوسروں سے کہے۔

قَالَ مَالِكٌ لَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ يَذْكُرُ فِي الْاِعْتِكَافِ شَرْطًا وَإِنَّمَا الْاِعْتِكَافُ عَمَلٌ مِنَ الْأَعْمَالِ مِثْلُ الصَّلٰوةِ وَالصِّيَامِ وَالْحَجِّ وَمَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ مِنَ الْأَعْمَالِ مَا كَانَ مِنْ ذٰلِكَ فَرِيضَةً أَوْ نَافِلَةً، فَمَنْ دَخَلَ فِي شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ فَإِنَّمَا يَعْمَلُ بِمَا مَضٰى مِنَ السُّنَّةِ، وَلَيْسَ لَهُ أَنْ يُحْدِثَ فِي ذٰلِكَ غَيْرَ مَا مَضٰى عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ لَا مِنْ شَرْطٍ يَشْتَرِطُهُ وَلَا يَبْتَدِعُهُ، وَقَدِ اعْتَكَفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَعَرَفَ الْمُسْلِمُونَ سُنَّةَ الْاِعْتِكَافِ.

امام مالک نے فرمایا کہ میں نے کسی صاحب علم سے نہیں سنا کہ اس نے اعتکاف کے بارے میں کوئی شرط بیان کی ہو کیونکہ اعتکاف بھی نماز روزہ اور حج وغیرہ اعمال کی طرح ایک عمل ہے یا ان سے مشابہت رکھنے والا عمل خواہ وہ فرض عبادت ہو یا نفلی۔ بس جو ان میں سے کوئی کام کرے تو اسے چاہیے کہ سنت ماضیہ کے مطابق کرے اور یہ اسے حق نہیں ہے کہ مسلمانوں کے پرانے طریقے کو چھوڑ کر اس میں جدت پیدا کرے اور نہ کوئی جدید شرط عائد کرنی چاہیے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے خود اعتکاف کیا اور مسلمانوں نے اعتکاف کا طریقہ سیکھ لیا۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْاِعْتِكَافُ وَالْجِوَارُ سَوَاءٌ وَالْاِعْتِكَافُ لِلْقَرَوِيِّ وَالْبَدَوِيِّ سَوَاءٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ اعتکاف اور جوار ایک ہی چیز ہے نیز شہری اور دیہاتی کا اعتکاف ایک جیسا ہے۔

۲- بَابُ مَا لَا يَجُوزُ الْاِعْتِكَافُ إِلَّا بِهِ

جن چیزوں کے بغیر اعتکاف درست نہیں

[۳۴۶] أَثَرٌ- **حَدَّثَنِي** يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ، وَنَافِعًا مَوْلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَا لَا اعْتِكَافَ إِلَّا بِصِيَامٍ، بِقَوْلِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي كِتَابِهِ ﴿وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عٰكِفُونَ فِي الْمَسٰجِدِ﴾ (البقرہ:۱۸۷) فَإِنَّمَا ذَكَرَ اللّٰهُ الْاِعْتِكَافَ مَعَ الصِّيَامِ.

قاسم بن محمد اور نافع دونوں حضرات نے فرمایا کہ نہیں ہے اعتکاف مگر روزے کے ساتھ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: ”اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ تمہارے لیے ظاہر ہو جائے سفیدی کا ڈورا سیاہی کے ڈورے سے پو پھٹ کر۔ پھر رات آنے تک روزے پورے کرو اور عورتوں کو ہاتھ نہ لگاؤ جب تم مسجدوں میں اعتکاف سے ہو“ یہاں اللہ تعالیٰ نے اعتکاف کا ذکر روزے کے ساتھ فرمایا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَعَلٰى ذٰلِكَ الْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنَّهُ لَا اعْتِكَافَ إِلَّا بِصِيَامٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک بھی یہی حکم ہے کہ نہیں ہے اعتکاف مگر روزے کے ساتھ۔

۳- بَابُ خُرُوجِ الْمُعْتَكِفِ إِلَى الْعِيدِ

معتکف کا نماز عید کے لیے نکلنا

[۳۴۷] أَثَرٌ- **حَدَّثَنِي** يَحْيٰى عَنْ زِيَادِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلٰى أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اعْتَكَفَ فَكَانَ يَذْهَبُ لِحَاجَتِهِ تَحْتَ سَقِيفَةٍ فِي حُجْرَةٍ مُغْلَقَةٍ فِي دَارِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ ثُمَّ لَا يَرْجِعُ حَتّٰى يَشْهَدَ الْعِيدَ مَعَ الْمُسْلِمِينَ.

سمی مولیٰ ابو بکر سے روایت ہے کہ ابو بکر بن عبد الرحمٰن اعتکاف میں ہوتے تو قضائے حاجت کے لیے ایک چھت والے بند حجرے میں جاتے جو حضرت خالد بن ولید کے گھر میں تھا اور اس کے علاوہ باہر نہ نکلتے یہاں تک کہ مسلمانوں کے ساتھ عید میں شامل ہوتے۔

[۳۴۸] اَثَرٌ- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی عَنْ زِیَادٍ، عَنْ مَالِکٍ، اَنَّہٗ رَاٰی بَعْضَ اَھْلِ الْعِلْمِ اِذَا اعْتَکَفُوا الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ لَا یَرْجِعُوْنَ اِلٰی اَھَالِیْھِمْ حَتّٰی یَشْھَدُوا الْفِطْرَ مَعَ النَّاسِ.

امام مالک نے بعض اہل علم کو دیکھا کہ جب وہ رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف کرتے تو اپنے گھر والوں کے پاس نہ جاتے یہاں تک کہ لوگوں کے ساتھ عیدالفطر کی نماز پڑھ لیتے۔

قَالَ زِیَادٌ قَالَ مَالِکٌ وَبَلَغَنِیْ ذٰلِکَ عَنْ اَھْلِ الْفَضْلِ الَّذِیْنَ مَضَوْا، وَھٰذَا اَحَبُّ مَا سَمِعْتُ اِلَیَّ فِیْ ذٰلِکَ.

امام مالک نے بعض اہل علم کو دیکھا کہ جب وہ رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف کرتے تو اپنے گھر والوں کے پاس نہ جاتے یہاں تک کہ لوگوں کے ساتھ عیدالفطر کی نماز پڑھ لیتے۔

٤- بَابُ قَضَاءِ الْاِعْتِکَافِ

اعتکاف کی قضاء کا بیان

۳٤۸- حَدَّثَنِیْ زِیَادٌ، عَنْ مَالِکٍ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ، عَنْ عَمْرَۃَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اَرَادَ اَنْ یَعْتَکِفَ فَلَمَّا انْصَرَفَ اِلَی الْمَکَانِ الَّذِیْ اَرَادَ اَنْ یَعْتَکِفَ فِیْہِ وَجَدَ اَخْبِیَۃً خِبَاءُ عَائِشَۃَ، وَخِبَاءُ حَفْصَۃَ وَخِبَاءُ زَیْنَبَ، فَلَمَّا رَاٰھَا سَاَلَ عَنْھَا فَقِیْلَ لَہٗ ھٰذَا خِبَاءُ عَائِشَۃَ وَحَفْصَۃَ وَزَیْنَبَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلْبِرَّ تَقُوْلُوْنَ بِھِنَّ؟ ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمْ یَعْتَکِفْ حَتَّی اعْتَکَفَ عَشْرًا مِنْ شَوَّالٍ.

صحیح البخاری (۲۰۳٤) صحیح مسلم (۲۷۷۷_۲۷۷۸)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اعتکاف کا ارادہ کیا۔ جب اس مکان کی طرف گئے جس میں اعتکاف بیٹھنے کا ارادہ تھا تو وہاں خیمے دیکھے جو حضرت عائشہ' حضرت حفصہ اور حضرت زینب کے تھے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم کہتے ہو کہ نیکی ان کے ساتھ ہے؟ پھر آپ واپس لوٹ گئے اور اعتکاف نہ بیٹھے یہاں تک کہ شوال کے دس روز معتکف رہے۔

وَسُئِلَ مَالِکٌ عَنْ رَجُلٍ دَخَلَ الْمَسْجِدَ لِعُکُوْفٍ فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ، فَاَقَامَ یَوْمًا اَوْ یَوْمَیْنِ، ثُمَّ مَرِضَ، فَخَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ اَیَجِبُ عَلَیْہِ اَنْ یَعْتَکِفَ مَا بَقِیَ مِنَ الْعَشْرِ اِذَا صَحَّ اَمْ لَا یَجِبُ ذٰلِکَ عَلَیْہِ، وَفِیْ اَیِّ شَھْرٍ یَعْتَکِفُ اِنْ وَجَبَ عَلَیْہِ ذٰلِکَ؟ فَقَالَ مَالِکٌ یَقْضِیْ مَا وَجَبَ عَلَیْہِ مِنْ عُکُوْفٍ اِذَا صَحَّ فِیْ رَمَضَانَ اَوْ غَیْرِہٖ، وَقَدْ بَلَغَنِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اَرَادَ الْعُکُوْفَ فِیْ رَمَضَانَ ثُمَّ رَجَعَ فَلَمْ یَعْتَکِفْ، حَتّٰی اِذَا ذَھَبَ رَمَضَانُ اعْتَکَفَ عَشْرًا مِنْ شَوَّالٍ.

امام مالک سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف کرنے کے لیے مسجد میں داخل ہوا' پھر ایک یا دو روز ٹھہرنے کے بعد بیمار پڑ گیا تو مسجد سے چلا گیا۔ اس پر دس میں سے باقی دنوں کا اعتکاف واجب ہے' جب کہ تندرست ہو جائے یا واجب نہیں ہے؟ اور اگر یہ اس پر واجب ہے تو کون سے مہینے میں اعتکاف کرے؟ امام مالک نے فرمایا کہ جو دن رہ گئے ہیں ان کی قضاء کرے جبکہ وہ تندرست ہو جائے' خواہ رمضان میں قضاء کرے یا دوسرے مہینوں میں اور مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان میں اعتکاف کا ارادہ کیا' پھر واپس لوٹ گئے اور اعتکاف نہ فرمایا' یہاں تک کہ جب رمضان گزر گیا تو شوال میں دس روز اعتکاف کیا۔

وَالْمُتَطَوِّعُ فِی الْاِعْتِکَافِ فِیْ رَمَضَانَ وَالَّذِیْ عَلَیْہِ الْاِعْتِکَافُ اَمْرُھُمَا وَاحِدٌ فِیْمَا یَحِلُّ لَھُمَا وَیَحْرُمُ عَلَیْھِمَا وَلَمْ یَبْلُغْنِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کَانَ اعْتِکَافُہٗ

رمضان میں نفلی اعتکاف ہو یا فرض اعتکاف' دونوں کا حکم یکساں ہے' جو حلال ہیں وہ دونوں میں اور جو حرام ہیں وہ دونوں میں اور مجھے اسکے سوا اور کوئی خبر نہیں پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ کا

إلَّا تَطَوُّعًا.

اعتکاف نفلی ہی ہوتا تھا۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْمَرْأَةِ إِنَّهَا إِذَا اعْتَكَفَتْ، ثُمَّ حَاضَتْ فِي اعْتِكَافِهَا إِنَّهَا تَرْجِعُ إِلَى بَيْتِهَا فَإِذَا طَهُرَتْ رَجَعَتْ إِلَى الْمَسْجِدِ أَيَّةَ سَاعَةٍ طَهُرَتْ، ثُمَّ تَبْنِي عَلَى مَا مَضَى مِنْ اعْتِكَافِهَا وَمِثْلُ ذٰلِكَ الْمَرْأَةُ يَجِبُ عَلَيْهَا صِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ، فَتَحِيضُ ثُمَّ تَطْهُرُ فَتَبْنِي عَلَى مَا مَضَى مِنْ صِيَامِهَا وَلَا تُؤَخِّرُ ذٰلِكَ.

امام مالک نے اس عورت کے بارے میں فرمایا جس نے اعتکاف کیا' پھر اعتکاف میں حیض آ گیا تو وہ اپنے گھر لوٹ جائے اور جب پاک ہو تو مسجد میں واپس آ جائے' جس وقت بھی پاک ہو' پھر اپنے پچھلے اعتکاف پر بناء کرے اور اسی عورت کے مانند جس عورت پر دو مہینے کے متواتر روزے واجب ہوں اور اسے حیض آ جائے تو پاک ہونے پر اپنے گزشتہ روزوں پر بنا کرے اور اس میں تاخیر بالکل نہ کرے۔

۳۴۹- وَحَدَّثَنِي زِيَادٌ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَذْهَبُ لِحَاجَةِ الْإِنْسَانِ فِي الْبُيُوتِ.

ابن شہاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ انسانی ضرورت کے تحت گھروں میں جایا کرتے تھے۔

قَالَ مَالِكٌ لَا يَخْرُجُ الْمُعْتَكِفُ مَعَ جَنَازَةِ أَبَوَيْهِ وَلَا مَعَ غَيْرِهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ معتکف اپنے والدین یا دوسرے کے جنازے کے ساتھ نہ جائے۔

۵- بَابُ النِّكَاحِ فِي الْاعْتِكَافِ

اعتکاف میں نکاح کرنا

قَالَ مَالِكٌ لَا بَأْسَ بِنِكَاحِ الْمُعْتَكِفِ نِكَاحَ الْمِلْكِ مَا لَمْ يَكُنِ الْمَسِيسُ، وَالْمَرْأَةُ الْمُعْتَكِفَةُ أَيْضًا تُنْكَحُ نِكَاحَ الْخِطْبَةِ مَا لَمْ يَكُنِ الْمَسِيسُ، وَيَحْرُمُ عَلَى الْمُعْتَكِفِ مِنْ أَهْلِهِ بِاللَّيْلِ مَا يَحْرُمُ عَلَيْهِ مِنْهُنَّ بِالنَّهَارِ.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر معتکف اپنا نکاح کرے تو کوئی ڈر نہیں لیکن ہاتھ نہ لگایا جائے' اسی طرح اعتکاف والی عورت کا معاملہ ہے جب کہ ہاتھ نہ لگایا جائے اور معتکف پر رات میں بھی وہی چیزیں حرام ہیں جو اس کے لیے دن میں حرام ہیں۔

قَالَ يَحْيٰى قَالَ زِيَادٌ قَالَ مَالِكٌ، وَلَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يَمَسَّ امْرَأَتَهُ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ وَلَا يَتَلَذَّذُ مِنْهَا بِقُبْلَةٍ وَلَا غَيْرِهَا وَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا يَكْرَهُ لِلْمُعْتَكِفِ وَلَا لِلْمُعْتَكِفَةِ أَنْ يَنْكِحَا فِي اعْتِكَافِهِمَا مَا لَمْ يَكُنِ الْمَسِيسُ فَيُكْرَهُ وَلَا يُكْرَهُ لِلصَّائِمِ أَنْ يَنْكِحَ فِي صِيَامِهِ، وَفَرْقٌ بَيْنَ نِكَاحِ الْمُعْتَكِفِ، وَنِكَاحِ الْمُحْرِمِ أَنَّ الْمُحْرِمَ يَأْكُلُ، وَيَشْرَبُ، وَيَعُودُ الْمَرِيضَ، وَيَشْهَدُ الْجَنَائِزَ، وَلَا يَتَطَيَّبُ. وَالْمُعْتَكِفُ وَالْمُعْتَكِفَةُ يَدَّهِنَانِ، وَيَتَطَيَّبَانِ، وَيَأْخُذُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِنْ شَعَرِهِ، وَلَا يَشْهَدَانِ الْجَنَائِزَ، وَلَا يُصَلِّيَانِ عَلَيْهَا، وَلَا يَعُودَانِ الْمَرِيضَ، فَأَمْرُهُمَا فِي النِّكَاحِ مُخْتَلِفٌ، وَذٰلِكَ

یحیٰ' زیاد' امام مالک نے فرمایا کہ اعتکاف میں آدمی کا اپنی بیوی کو چھونا حلال نہیں ہے اور نہ بوسہ وغیرہ کے ذریعے اس سے لذت حاصل کرے اور میں نے کسی سے نہیں سنا کہ وہ اعتکاف والے مرد یا عورت کے نکاح کرنے کو مکروہ جانتے جب تک کہ مساس نہ ہو کیونکہ یہ مکروہ ہے اور روزے کی حالت میں روزہ دار کے لیے نکاح کرنا مکروہ نہیں ہے۔ معتکف اور احرام والے کے نکاح میں یہ فرق ہے کہ احرام والا کھاتا پیتا ہے' بیمار کی عیادت کرتا ہے' جنازے کے ساتھ جاتا ہے لیکن خوشبو نہیں لگاتا جبکہ اعتکاف والے مرد عورت خوشبو لگاتے' تیل ڈالتے' اپنے بال درست کرتے ہیں مگر جنازے کے ساتھ نہیں جاتے' اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھتے اور مریض کی عیادت نہیں کرتے۔ پس ان کے نکاح کا حکم

الْمَاضِيُ مِنَ السُّنَّةِ فِيُ نِكَاحِ الْمُحْرِمِ وَالْمُعْتَكِفِ وَالصَّائِمِ.

بھی معتکف ہے۔ لہٰذا احرام والے، معتکف اور روزہ دار کے نکاح سے متعلق یہی سنت چلی آ رہی ہے۔

٦- بَابُ مَا جَاءَ فِيُ لَيُلَةِ الْقَدُرِ

شب قدر کا بیان

٣٥٠- حَدَّثَنِيُ زِيَادٌ، عَنُ مَالِكٍ، عَنُ يَزِيُدَ بُنِ عَبُدِ اللّٰهِ بُنِ الْهَادِ، عَنُ مُحَمَّدِ بُنِ إِبُرَاهِيُمَ بُنِ الْحَارِثِ التَّيُمِيِّ، عَنُ أَبِي سَلَمَةَ بُنِ عَبُدِ الرَّحُمٰنِ، عَنُ أَبِي سَعِيُدِ الْخُدُرِيِّ، أَنَّهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَعُتَكِفُ الْعَشُرَ الْوُسُطَ مِنُ رَمَضَانَ، فَاعُتَكَفَ عَامًا حَتّٰى إِذَا كَانَ لَيُلَةَ إِحُدٰى وَعِشُرِيُنَ، وَهِيَ اللَّيُلَةُ الَّتِي يَخُرُجُ فِيُهَا مِنُ صُبُحِهَا مِنُ اِعُتِكَافِهِ قَالَ مَنِ اعُتَكَفَ مَعِيَ فَلْيَعُتَكِفِ الْعَشُرَ الْأَوَاخِرَ وَقَدُ رَأَيُتُ هٰذِهِ اللَّيُلَةَ، ثُمَّ أُنُسِيُتُهَا وَقَدُ رَأَيُتُنِي أَسُجُدُ مِنُ صُبُحِهَا فِيُ مَاءٍ وَطِيُنٍ، فَالْتَمِسُوُهَا فِي الْعَشُرِ الْأَوَاخِرِ، وَالْتَمِسُوُهَا فِيُ كُلِّ وِتُرٍ.

ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے درمیانی عشرے میں اعتکاف کیا کرتے۔ ایک سال آپ نے اعتکاف کیا تو جب اکیسویں رات ہوئی جس کی صبح کو آپ اعتکاف سے باہر آیا کرتے تھے تو فرمایا کہ جس نے میرے ساتھ اعتکاف کیا ہے تو اسے چاہیے کہ آخری عشرے کا اعتکاف کرے اور آج رات میں نے شب قدر کو دیکھا لیکن پھر مجھے بھلا دی گئی اور میں نے دیکھا اس کی صبح کو میں کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں پس اسے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

قَالَ أَبُو سَعِيُدٍ فَأُمُطِرَتِ السَّمَاءُ تِلُكَ اللَّيُلَةَ وَكَانَ الْمَسُجِدُ عَلٰى عَرِيُشٍ فَوَكَفَ الْمَسُجِدُ. قَالَ أَبُو سَعِيُدٍ فَأَبُصَرَتُ عَيُنَايَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ انُصَرَفَ وَعَلٰى جَبُهَتِهِ وَأَنُفِهِ أَثَرُ الْمَاءِ وَالطِّيُنِ مِنُ صُبُحِ لَيُلَةِ إِحُدٰى وَعِشُرِيُنَ. صحیح البخاری (۲۰۲۷) صحیح مسلم (۲۷۶۱ تا ۲۷۶۵)

حضرت ابو سعید نے فرمایا کہ اس رات بارش ہوئی اور مسجد کی چھت پتوں اور شاخوں کی تھی۔ حضرت ابو سعید نے فرمایا کہ میری آنکھوں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوئے تو آپ کی پیشانی اور ناک پر پانی اور مٹی کا نشان تھا یعنی اکیسویں رات کی صبح کو۔

٣٥١- وَحَدَّثَنِيُ زِيَادٌ، عَنُ مَالِكٍ، عَنُ هِشَامِ بُنِ عُرُوَةَ، عَنُ أَبِيُهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ تَحَرَّوُا لَيُلَةَ الْقَدُرِ فِي الْعَشُرِ الْأَوَاخِرِ مِنُ رَمَضَانَ.

صحیح البخاری (۲۰۲۰) صحیح مسلم (۲۷۶۸)

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شب قدر کو رمضان کے آخری عشرے میں تلاش کیا کرو۔

٣٥٢- وَحَدَّثَنِيُ زِيَادٌ، عَنُ مَالِكٍ، عَنُ عَبُدِ اللّٰهِ بُنِ دِيُنَارٍ، عَنُ عَبُدِ اللّٰهِ بُنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ تَحَرَّوُا لَيُلَةَ الْقَدُرِ فِي السَّبُعِ الْأَوَاخِرِ. صحیح مسلم (۲۷۵۴)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شب قدر کو آخری سات راتوں میں تلاش کیا کرو۔

٣٥٣- وَحَدَّثَنِيُ زِيَادٌ، عَنُ مَالِكٍ عَنُ أَبِي النَّضُرِ مَوُلٰى عُمَرَ بُنِ عُبَيُدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبُدَ اللّٰهِ بُنَ أُنَيُسٍ الْجُهَنِيَّ قَالَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي رَجُلٌ شَاسِعُ الدَّارِ فَمُرُنِي لَيُلَةً أَنُزِلُ لَهَا فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ

حضرت عبد اللہ بن انیس جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! میرا گھر بہت دور ہے میرے لئے ٹھہرنے کی رات مقرر فرما دیجئے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ رمضان کی تیسویں رات کو

أُنْزِلَ لَيْلَةَ ثَلَاثٍ وَعِشْرِيْنَ مِنْ رَمَضَانَ. صحیح مسلم(٢٧٦٧)

ٹھہرا کرو۔

٣٥٤- وَحَدَّثَنِيْ زِيَادٌ عَنْ مَالِكٍ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ رَمَضَانَ فَقَالَ إِنِّيْ أُرِيْتُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ فِيْ رَمَضَانَ حَتّٰى تَلَاحٰى رَجُلَانِ فَرُفِعَتْ فَالْتَمِسُوْهَا فِي التَّاسِعَةِ وَالسَّابِعَةِ وَالْخَامِسَةِ. صحیح البخاری(٢٠٢٣)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ رمضان میں ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھے رمضان کی وہ رات دکھائی گئی لیکن دو آدمیوں نے شور کیا تو اٹھالی گئی۔ اب اسے انتیسویں' ستائیسویں اور پچیسویں راتوں میں تلاش کیا کرو۔

٣٥٥- وَحَدَّثَنِيْ زِيَادٌ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رِجَالًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أُرُوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْمَنَامِ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنِّيْ أَرٰى رُؤْيَاكُمْ قَدْ تَوَاطَأَتْ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ فَمَنْ كَانَ مُتَحَرِّيْهَا فَلْيَتَحَرَّهَا فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ. صحیح البخاری(٢٠١٥) صحیح مسلم(٢٧٥٣)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ بعض صحابہ کرام کو شب قدر کے اندر آخری سات راتوں میں دکھائی گئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے خواب کی طرح میں نے بھی آخری سات راتوں میں دیکھی ہے۔ پس جو اسے تلاش کرے تو آخری سات راتوں میں ڈھونڈے۔

[٣٤٩] أثر- وَحَدَّثَنِيْ زِيَادٌ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَ مَنْ يَثِقُ بِهِ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ يَقُوْلُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أُرِيَ أَعْمَارَ النَّاسِ قَبْلَهُ أَوْ مَا شَاءَ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ فَكَأَنَّهُ تَقَاصَرَ أَعْمَارَ أُمَّتِهِ أَنْ لَا يَبْلُغُوْا مِنَ الْعَمَلِ مِثْلَ الَّذِيْ بَلَغَ غَيْرُهُمْ فِيْ طُوْلِ الْعُمُرِ فَأَعْطَاهُ اللّٰهُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ. (رسالہ وصل البلاغات الاربع لابن الصلاح ج ا ص ٢٢)

امام مالک نے ایک معتبر صاحب علم کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کو پہلے لوگوں کی عمریں دکھائی گئیں یا ان میں سے جو اللہ نے چاہا تو آپ نے اپنی امت کی عمروں کو کم سمجھا کہ یہ عمل میں وہاں تک نہیں پہنچیں گے جہاں تک وہ لمبی عمروں کے باعث پہنچے تو اللہ نے ہزار مہینوں سے بہتر شب قدر عطا فرمادی۔

[٣٥٠] أثر- وَحَدَّثَنِيْ زِيَادٌ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ شَهِدَ الْعِشَاءَ مِنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ فَقَدْ أَخَذَ بِحَظِّهِ مِنْهَا.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ سعید بن مسیب فرمایا کرتے: جو شب قدر کی نماز عشاء میں شامل ہوا تو اس نے شب قدر کا ثواب حاصل کرلیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

٢٠- كِتَابُ الْحَجِّ

حج کا بیان

١- بَابُ الْغُسْلِ لِلْإِهْلَالِ

احرام باندھنے کے لیے غسل کرنا

٣٥٦- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ أَنَّهَا وَلَدَتْ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِيْ بَكْرٍ بِالْبَيْدَاءِ فَذَكَرَ ذٰلِكَ أَبُوْ بَكْرٍ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ مُرْهَا فَلْتَغْتَسِلْ ثُمَّ لِتُهِلَّ. صحیح مسلم(٢٩٠٠)

قاسم بن محمد نے حضرت اسماء بنت عمیس سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حضرت محمد بن ابوبکر کو بیداء کے مقام پر جنا تو حضرت ابوبکر نے اس بات کا رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا: ان سے کہیے کہ غسل کر کے احرام باندھ لیں۔

[۳۵۱] اثر- وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِکٍ، عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیدٍ، عَنْ سَعِیدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ، اَنَّ اَسْمَاءَ بِنْتَ عُمَیْسٍ وَلَدَتْ مُحَمَّدَ بْنَ اَبِی بَکْرٍ بِذِی الْحُلَیْفَةِ، فَاَمَرَهَا اَبُوْ بَکْرٍ اَنْ تَغْتَسِلَ، ثُمَّ تُهِلَّ۔

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت اسماء بنت عمیس نے محمد بن ابوبکر کو ذوالحلیفہ کے مقام پر جنا تو حضرت ابوبکر نے ان سے فرمایا کہ غسل کر کے احرام باندھ لو۔ ف

ف: حضرت اسماء بنت عمیس یہ صحابیہ صالحہ عاقلہ جمیلہ ہیں' یہ حضرت علی کے بڑے بھائی حضرت جعفر کی زوجہ محترمہ ہیں' اپنے خاوند کے ساتھ حبشہ کی جانب ہجرت کی' ان سے تین صاحبزادے عبداللہ' محمد اور عون پیدا ہوئے' جب مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کی اور حضرت جعفر طیار جام شہادت نوش فرما گئے تو انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق کے ساتھ نکاح کر لیا' ان سے محمد بن ابوبکر پیدا ہوئے' حضرت ابوبکر کی وفات کے بعد انہوں نے حضرت علی سے نکاح کر لیا اور کمسن ہونے کے باعث محمد بن ابوبکر بھی حضرت علی کے زیر پرورش رہے' اسی ایک تاریخی حقیقت کو سامنے رکھیں تو دونوں مقدس گھرانوں کے خوشگوار اور انتہائی قریبی تعلقات کی روشن تصویر نگاہوں کے سامنے آ جاتی ہے اور اس جھوٹے پروپیگنڈے کے چہرے سے نقاب ہٹ جاتی ہے جو حضرت ابوبکر اور حضرت علی کے درمیان کدورت اور کشیدگی بتانے کو اپنے دین و ایمان کی بنیاد بنائے بیٹھے ہیں۔

علاوہ بریں محمد بن ابوبکر کے صاحبزادے ہیں قاسم بن محمد۔ جو اکابر تابعین و افاضل عصر اور مدینہ منورہ کے سات فقہاء سے ہیں۔ یہی قاسم بن محمد تو خسر ہیں امام محمد باقر کے اور نانا جان ہیں امام جعفر صادق کے۔ گویا حضرت ابوبکر صدیق وہ ہیں جو امام جعفر صادق کے نانا جان کے دادا جان ہیں۔ ان حضرات کے نسلاً بعد نسلاً کس طرح رشتہ داری کے تعلقات چلتے رہے کہ دونوں گھرانے باہم شیر و شکر نظر آتے ہیں۔ اگر ان گھرانوں کے مابین ذرا سا بھی بُعد ہوتا تو اس طرح ایک دوسرے کی آنکھوں کا نور اور اس طرح ایک دوسرے کے دل کا سرور بن کر کبھی نہ رہتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[۳۵۲] اثر- وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ کَانَ یَغْتَسِلُ لِاِحْرَامِهِ قَبْلَ اَنْ یُحْرِمَ، وَلِدُخُوْلِهِ مَکَّةَ، وَلِوُقُوْفِهِ عَشِیَّةَ عَرَفَةَ۔

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما غسل کیا کرتے تھے احرام باندھنے سے پہلے اور مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے لیے اور عرفات میں ٹھہرنے کے لیے۔

۲- بَابُ غُسْلِ الْمُحْرِمِ

محرم کے غسل کا بیان

۳۵۷- حَدَّثَنِی یَحْیَی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ، عَنْ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُنَیْنٍ، عَنْ اَبِیْهِ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ، وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ اِخْتَلَفَا بِالْاَبْوَاءِ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ یَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَاْسَهُ، وَقَالَ الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ لَا یَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَاْسَهُ. قَالَ فَاَرْسَلَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ اِلٰی اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ، فَوَجَدْتُهُ یَغْتَسِلُ بَیْنَ الْقَرْنَیْنِ، وَهُوَ یُسْتَرُ بِثَوْبٍ، فَسَلَّمْتُ عَلَیْهِ، فَقَالَ مَنْ هٰذَا؟ فَقُلْتُ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُنَیْنٍ، اَرْسَلَنِیْ اِلَیْکَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ اَسْاَلُکَ کَیْفَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَغْسِلُ رَاْسَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ؟

عبداللہ بن حنین سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت مسور بن مخرمہ میں ابواء کے مقام پر اختلاف ہو گیا۔ حضرت عبداللہ نے کہا کہ محرم اپنا سر دھو سکتا ہے اور حضرت مسور نے کہا کہ محرم اپنا سر نہ دھوئے۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس نے مجھے حضرت ابو ایوب انصاری کی خدمت میں بھیجا تو میں نے انہیں دو لکڑیوں کے درمیان غسل کرتے ہوئے پایا اور کپڑے سے پردہ کیا ہوا تھا۔ میں نے انہیں سلام کیا تو فرمایا: کون ہے؟ میں نے کہا کہ عبداللہ بن حنین ہوں' مجھے حضرت عبداللہ بن عباس نے آپ کے پاس یہ پوچھنے کے لیے بھیجا ہے کہ حالت احرام میں رسول اللہ ﷺ اپنا سر مبارک کس

قَالَ فَوَضَعَ أَبُو أَيُّوبَ يَدَهُ عَلَى الثَّوْبِ فَطَأْطَأَهُ حَتَّى بَدَا لِي رَأْسُهُ، ثُمَّ قَالَ لِإِنْسَانٍ يَصُبُّ عَلَيْهِ اُصْبُبْ. فَصَبَّ عَلَى رَأْسِهِ، ثُمَّ حَرَّكَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ، فَأَقْبَلَ بِهِمَا، وَأَدْبَرَ، ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَفْعَلُ.

صحیح البخاری (۱۸٤۰) صحیح مسلم (۲۸۸۱-۲۸۸۲)

طرح دھویا کرتے تھے؟ حضرت ابوایوب نے کپڑے پر ہاتھ رکھ کر اسے نیچا کر دیا یہاں تک کہ مجھے ان کا سر نظر آنے لگا، پھر انہوں نے ایک آدمی سے پانی ڈالنے کے لیے کہا تو اس نے ان کے سر پر پانی ڈالا پھر انہوں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے سر کو حرکت دی اور انہیں آگے پیچھے کیا۔ پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس طرح کرتے دیکھا تھا۔

[۳۵۳] اَثر- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لِيَعْلَى بْنِ مُنْيَةَ، وَهُوَ يَصُبُّ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ مَاءً، وَهُوَ يَغْتَسِلُ اُصْبُبْ عَلَى رَأْسِي. فَقَالَ يَعْلَى أَتُرِيدُ أَنْ تَجْعَلَهَا بِي؟ إِنْ أَمَرْتَنِي صَبَبْتُ. فَقَالَ لَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اُصْبُبْ فَلَنْ يَزِيدَهُ الْمَاءُ إِلَّا شَعَثًا.

عطاء بن ابی رباح سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یعلیٰ بن منیہ سے فرمایا جو غسل کرتے وقت ان کے اوپر پانی ڈالا کرتے تھے کہ میرے سر پر پانی ڈالو۔ یعلیٰ عرض گزار ہوئے کہ کیا آپ یہی چاہتے ہیں کہ گناہ مجھ پر ہو؟ اگر آپ حکم فرمائیں تو میں ڈالوں۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ ڈالو پانی سے یہی ہوگا کہ بال اور بکھر جائیں گے۔

۳۵۸- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا دَنَا مِنْ مَكَّةَ بَاتَ بِذِي طُوًى بَيْنَ الثَّنِيَّتَيْنِ حَتَّى يُصْبِحَ، ثُمَّ يُصَلِّي الصُّبْحَ، ثُمَّ يَدْخُلُ مِنَ الثَّنِيَّةِ الَّتِي بِأَعْلَى مَكَّةَ، وَلَا يَدْخُلُ إِذَا خَرَجَ حَاجًّا، أَوْ مُعْتَمِرًا حَتَّى يَغْتَسِلَ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ مَكَّةَ إِذَا دَنَا مِنْ مَكَّةَ بِذِي طُوًى، وَيَأْمُرُ مَنْ مَعَهُ، فَيَغْتَسِلُونَ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلُوا. صحیح البخاری (۱۵۷۳)

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر جب مکہ مکرمہ کے نزدیک پہنچتے تو ذی طویٰ میں رات گزارتے دو گھاٹیوں کے درمیان، جب صبح ہو جاتی تو نماز فجر ادا کر کے اس گھاٹی سے داخل ہوتے جو مکہ معظمہ کے بالائی جانب ہے اور جب حج یا عمرہ کے ارادے سے نکلتے تو بغیر غسل کیے مکہ مکرمہ میں داخل نہ ہوتے یعنی مکہ معظمہ میں داخل ہونے سے پہلے نزدیک جا کر ذی طویٰ میں غسل کرتے اور اپنے ساتھیوں کو بھی داخل ہونے سے پہلے غسل کرنے کا حکم دیا کرتے۔

[۳۵٤] اَثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَغْسِلُ رَأْسَهُ، وَهُوَ مُحْرِمٌ إِلَّا مِنَ الِاحْتِلَامِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر احرام کی حالت میں اپنا سر نہ دھوتے مگر احتلام کے باعث۔

قَالَ مَالِكٌ سَمِعْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ يَقُولُونَ لَا بَأْسَ أَنْ يَغْسِلَ الرَّجُلُ الْمُحْرِمُ رَأْسَهُ بِالْغَسُولِ بَعْدَ أَنْ يَرْمِيَ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ، وَقَبْلَ أَنْ يَحْلِقَ رَأْسَهُ، وَذٰلِكَ أَنَّهُ إِذَا رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَقَدْ حَلَّ لَهُ قَتْلُ الْقَمْلِ، وَحَلْقُ الشَّعْرِ، وَإِلْقَاءُ التَّفَثِ، وَلُبْسُ الثِّيَابِ.

امام مالک نے فرمایا کہ میں نے اہل علم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ محرم کو خطمی و کھلی وغیرہ سے اپنا سر دھونے میں کوئی حرج نہیں یعنی جمرۂ عقبہ پر رمی کرنے کے بعد اور سر منڈانے سے پہلے اور یہ اس لیے ہے کہ جب جمرۂ عقبہ پر رمی کر لی تو جوں مارنا، سر منڈانا، میل چھڑانا اور کپڑے پہننا اس کے لیے حلال ہو گیا۔

۳- بَابُ مَا يُنْهَى عَنْهُ مِنْ لُبْسِ الثِّيَابِ فِي الْإِحْرَامِ

احرام میں جو کپڑے پہننا ممنوع ہیں

٣٥٩- **حَدَّثَنِي** يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَلْبَسُوا الْقُمُصَ، وَلَا الْعَمَائِمَ، وَلَا السَّرَاوِيلَاتِ، وَلَا الْبَرَانِسَ، وَلَا الْخِفَافَ، إِلَّا أَحَدٌ لَا يَجِدُ نَعْلَيْنِ، فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ، وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ، وَلَا تَلْبَسُوا مِنَ الثِّيَابِ شَيْئًا مَسَّهُ الزَّعْفَرَانُ، وَلَا الْوَرْسُ.

صحیح البخاری (١٥٤٢) صحیح مسلم (٢٧٨٣)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ محرم کون سے کپڑے پہن سکتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قمیص، عمامے، شلواریں، ٹوپیاں اور موزے نہ پہنو مگر جسے میسر نہ آئیں تو موزے پہن لے لیکن اتنے کاٹ لے کہ ٹخنے کھلے رہیں اور نہ کوئی ایسا کپڑا پہنو جسے زعفران یا ورس لگی ہوئی ہو۔

قَالَ يَحْيَى سُئِلَ مَالِكٌ عَمَّا ذُكِرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ وَمَنْ لَمْ يَجِدْ إِزَارًا فَلْيَلْبَسْ سَرَاوِيلَ، فَقَالَ لَمْ أَسْمَعْ بِهٰذَا، وَلَا أَرَى أَنْ يَلْبَسَ الْمُحْرِمُ سَرَاوِيلَ، لِأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ لُبْسِ السَّرَاوِيلَاتِ فِيمَا نَهَى عَنْهُ مِنْ لُبْسِ الثِّيَابِ الَّتِي لَا يَنْبَغِي لِلْمُحْرِمِ أَنْ يَلْبَسَهَا، وَلَمْ يَسْتَثْنِ فِيهَا كَمَا اسْتَثْنَى فِي الْخُفَّيْنِ.

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک سے پوچھا گیا کہ یہ جو کہا جاتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ "جس کو ازار نہ ملے تو وہ شلوار پہن لے"۔ امام مالک نے فرمایا کہ میں نے یہ بات نہیں سنی اور میرے خیال میں محرم شلوار نہیں پہن سکتا کیونکہ نبی کریم ﷺ نے شلواروں کے پہننے سے منع فرمایا ہے جبکہ آپ نے ان کپڑوں سے منع فرمایا جن کا پہننا محرم کے لیے درست نہیں اور حضور نے موزوں کی طرح اس کا استثنیٰ بھی نہیں فرمایا۔

٤- بَابُ لُبْسِ الثِّيَابِ الْمُصْبَغَةِ فِي الْإِحْرَامِ

احرام میں رنگین کپڑے پہننا

٣٦٠- **حَدَّثَنِي** يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَلْبَسَ الْمُحْرِمُ ثَوْبًا مَصْبُوغًا بِزَعْفَرَانٍ أَوْ وَرْسٍ. وَقَالَ مَنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ، فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ، وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ.

صحیح البخاری (٥٨٥٢) صحیح مسلم (٢٧٨٥)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے محرم کو زعفران یا ورس کے رنگے ہوئے کپڑے پہننے سے منع فرمایا ہے اور فرمایا کہ جس کو جوتے نہ ملیں تو وہ موزے پہن لے لیکن چاہیے کہ انہیں ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ دے۔

[٣٥٥] أَثَرٌ- **وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَسْلَمَ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، يُحَدِّثُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَأَى عَلَى طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ ثَوْبًا مَصْبُوغًا، وَهُوَ مُحْرِمٌ، فَقَالَ عُمَرُ مَا هٰذَا الثَّوْبُ الْمَصْبُوغُ يَا طَلْحَةُ؟ فَقَالَ طَلْحَةُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّمَا هُوَ مَدَرٌ، فَقَالَ عُمَرُ إِنَّكُمْ أَيُّهَا الرَّهْطُ أَئِمَّةٌ يَقْتَدِي بِكُمُ النَّاسُ، فَلَوْ أَنَّ رَجُلًا جَاهِلًا رَأَى هٰذَا الثَّوْبَ لَقَالَ إِنَّ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ كَانَ يَلْبَسُ الثِّيَابَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ کو حالت احرام میں رنگین کپڑا پہنے ہوئے دیکھا تو فرمایا: اے طلحہ! یہ رنگا ہوا کپڑا کیسا ہے؟ حضرت طلحہ نے کہا: اے امیر المومنین! یہ مٹی سے رنگا ہوا ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ آپ حضرات امت محمدیہ کے امام ہیں، لوگ آپ کی پیروی کرتے ہیں، اگر کسی جاہل آدمی نے یہ کپڑا دیکھا تو ضرور کہے گا کہ میں نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ کو حالتِ احرام میں رنگین کپڑا پہنے ہوئے دیکھا، لہٰذا آپ حضرات کسی بھی

الْمُصَبَّغَةِ فِي الْاِحْرَامِ ' فَلَا تَلْبَسُوْا اَيُّهَا الرَّهْطُ شَيْئًا مِنْ هٰذِهِ الثِّيَابِ الْمُصَبَّغَةِ.

چیز سے رنگا ہوا کپڑا نہ پہنا کریں۔

[۳۵۶] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ' عَنْ اَبِيْهِ ' عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ ' اَنَّهَا كَانَتْ تَلْبَسُ الثِّيَابَ الْمُعَصْفَرَاتِ الْمُشَبَّعَاتِ ' وَهِيَ مُحْرِمَةٌ لَيْسَ فِيْهَا زَعْفَرَانٌ.

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت اسماء بنت ابوبکر حالتِ احرام میں کسم سے گہرے رنگے ہوئے کپڑے پہنتی تھیں لیکن اس میں زعفران کی ملاوٹ نہیں ہوتی تھی۔

قَالَ يَحْيٰى سُئِلَ مَالِكٌ عَنْ ثَوْبٍ مَسَّهُ طِيْبٌ ' ثُمَّ ذَهَبَ مِنْهُ رِيْحُ الطِّيْبِ ' هَلْ يُحْرِمُ فِيْهِ؟ فَقَالَ نَعَمْ ' مَا لَمْ يَكُنْ فِيْهِ صِبَاغٌ مِنْ زَعْفَرَانٍ ' اَوْ وَرْسٍ.

یحییٰ سے روایت ہے کہ امام مالک سے پوچھا گیا کہ جس کپڑے کو خوشبو لگی ہو پھر خوشبو جاتی رہے تو کیا اس میں احرام باندھ لیا جائے؟ فرمایا: ہاں! جبکہ اس میں زعفران یا ورس کا رنگ نہ ہو۔ف

ف: امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حالتِ احرام میں کسم، ورس یا زعفران سے رنگے ہوئے کپڑے پہننا جن سے خوشبو آتی ہو مکروہ ہے۔ اگر خوشبو زائل ہو چکی تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ یہی مذہب امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام مالک کا ہے۔ جمہور فقہاء اسی پر ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۵- بَابُ لُبْسِ الْمُحْرِمِ الْمِنْطَقَةَ

محرم کا پیٹی باندھنا

[۳۵۷] اَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى ' عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ نَافِعٍ ' اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَكْرَهُ لُبْسَ الْمِنْطَقَةِ لِلْمُحْرِمِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما محرم کی پیٹی باندھنے کو ناپسند فرمایا کرتے تھے۔

[۳۵۸] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ ' اَنَّهُ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ فِي الْمِنْطَقَةِ يَلْبَسُهَا الْمُحْرِمُ تَحْتَ ثِيَابِهِ اَنَّهُ لَا بَاْسَ بِذٰلِكَ اِذَا جَعَلَ طَرَفَيْهَا جَمِيْعًا سُيُوْرًا يَعْقِدُ بَعْضَهَا اِلٰى بَعْضٍ.

یحییٰ بن سعید نے سعید بن مسیب کو فرماتے ہوئے سنا کہ محرم اگر کپڑوں کے نیچے پیٹی باندھ لے تو کوئی حرج نہیں جبکہ اس کے دونوں سروں پر تسمے ہوں جو ایک دوسرے سے باندھ دیئے جائیں۔

قَالَ مَالِكٌ وَهٰذَا اَحَبُّ مَا سَمِعْتُ اِلَيَّ فِيْ ذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس سلسلے میں یہ میں نے سب سے اچھی بات سنی۔

٦- بَابُ تَخْمِيْرِ الْمُحْرِمِ وَجْهَهُ

محرم کا منہ کو ڈھانپنا

[۳۵۹] اَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى ' عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ ' عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ ' اَنَّهُ قَالَ اَخْبَرَنِي الْفُرَافِصَةُ بْنُ عُمَيْرٍ الْحَنَفِيُّ اَنَّهُ رَاٰى عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ بِالْعَرْجِ يُغَطِّيْ وَجْهَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

قاسم بن محمد نے فرمایا کہ مجھے فرافصہ بن عمیر حنفی نے بتایا کہ عرج کے مقام پر میں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ حالتِ احرام میں اپنا منہ ڈھانپ رکھا تھا۔

[۳٦٠] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ نَافِعٍ ' اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ مَا فَوْقَ الذَّقَنِ مِنَ الرَّاْسِ

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ ٹھوڑی سے اوپر والا حصہ سر میں داخل ہے لہٰذا

فَلَا يُخَمِّرُهُ الْمُحْرِمُ.

محرم اسے نہ چھپائے۔

[٣٦١] أَثَرٌ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَفَّنَ ابْنَهُ وَاقِدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ وَمَاتَ بِالْجُحْفَةِ مُحْرِمًا، وَخَمَّرَ رَأْسَهُ وَوَجْهَهُ، وَقَالَ: لَوْلَا أَنَّا حُرُمٌ لَطَيَّبْنَاهُ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر نے اپنے صاحبزادے حضرت واقد بن عبد اللہ کو کفن پہنایا جن کا حالت احرام کے اندر جحفہ میں انتقال ہو گیا تھا اور ان کے سر اور چہرے کو ڈھانپ دیا اور فرمایا کہ اگر ہم محرم نہ ہوتے تو ضرور اسے خوشبو لگاتے۔

قَالَ مَالِكٌ: وَإِنَّمَا يَعْمَلُ الرَّجُلُ مَا دَامَ حَيًّا، فَإِذَا مَاتَ، فَقَدِ انْقَضَى الْعَمَلُ.

امام مالک نے فرمایا کہ عمل اسی وقت ہے جب تک کوئی زندہ رہے جب مر گیا تو عمل ختم ہو گیا۔

[٣٦٢] أَثَرٌ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ: لَا تَنْتَقِبُ الْمَرْأَةُ الْمُحْرِمَةُ، وَلَا تَلْبَسُ الْقُفَّازَيْنِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر فرمایا کرتے کہ جو عورت احرام باندھے ہوئے ہو وہ چہرے پر نقاب نہ ڈالے اور دستانے نہ پہنے۔

[٣٦٣] أَثَرٌ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ، أَنَّهَا قَالَتْ: كُنَّا نُخَمِّرُ وُجُوهَنَا وَنَحْنُ مُحْرِمَاتٌ، وَنَحْنُ مَعَ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ.

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت منذر نے فرمایا کہ حالت احرام کے اندر ہم اپنے چہرے ڈھانپ لیا کرتیں اور ہم حضرت اسماء بنت ابو بکر صدیق کے ساتھ ہوتیں۔

٧- بَابُ مَا جَاءَ فِي الطِّيبِ فِي الْحَجِّ

دورانِ حج خوشبو لگانے کا بیان

٣٦١- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهَا قَالَتْ: كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لِإِحْرَامِهِ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ، وَلِحِلِّهِ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ بِالْبَيْتِ.

صحيح البخاري (١٥٣٩) صحيح مسلم (٢٨١٨)

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو احرام باندھنے سے پہلے خوشبو لگاتی اور احرام کھولنے کے لیے بیت اللہ کا طواف کرنے سے پہلے بھی۔

٣٦٢- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، أَنَّ أَعْرَابِيًّا جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ بِحُنَيْنٍ، وَعَلَى الْأَعْرَابِيِّ قَمِيصٌ وَبِهِ أَثَرُ صُفْرَةٍ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنِّي أَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ، فَكَيْفَ تَأْمُرُنِي أَنْ أَصْنَعَ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: انْزِعْ قَمِيصَكَ، وَاغْسِلْ هٰذِهِ الصُّفْرَةَ عَنْكَ، وَافْعَلْ فِي عُمْرَتِكَ مَا تَفْعَلُ فِي حَجَّتِكَ.

صحيح البخاري (١٥٣٦) صحيح مسلم (٢٧٩٠ تا ٢٧٩٤)

عطاء بن ابی رباح سے روایت ہے کہ حنین سے ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اعرابی کے اوپر قمیص تھی جس پر زرد نشانات تھے وہ عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! میں نے عمرے کا احرام باندھا ہے تو آپ مجھے کیا کرنے کا حکم فرماتے ہیں؟ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اپنی قمیص اتار دو اور زردی کے نشانات اس سے دھو ڈالو اور پھر اپنے عمرے میں اسی طرح کرو جیسے اپنے حج میں کرتے ہو۔

[٣٦٤] أَثَرٌ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ

اسلم مولیٰ عمر بن خطاب سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی

أَسْلَمَ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَجَدَ رِيحَ طِيبٍ، وَهُوَ بِالشَّجَرَةِ، فَقَالَ مِمَّنْ رِيحُ هٰذَا الطِّيبِ؟ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ مِنِّي يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ. فَقَالَ مِنْكَ لَعَمْرُ اللّٰهِ؟ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ إِنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ طَيَّبَتْنِي يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ. فَقَالَ عُمَرُ عَزَمْتُ عَلَيْكَ لَتَرْجِعَنَّ فَلْتَغْسِلَنَّهُ.

اللہ تعالیٰ عنہ کو شجرہ کے مقام پر خوشبو آئی تو فرمایا کہ یہ خوشبو کس سے آ رہی ہے؟ حضرت معاویہ عرض گزار ہوئے کہ اے امیر المومنین مجھ سے۔ حضرت عمر نے فرمایا: وجود باری تعالیٰ کی قسم! آپ سے؟ حضرت معاویہ عرض گزار ہوئے کہ اے امیر المومنین! حضرت ام حبیبہ نے مجھے خوشبو لگا دی تھی۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ ضرور اسے دھو کر واپس آ یئے۔

[۳۶۵] أَثَرٌ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الصَّلْتِ بْنِ زُبَيْدٍ، عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِهِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَجَدَ رِيحَ طِيبٍ، وَهُوَ بِالشَّجَرَةِ، وَإِلَى جَنْبِهِ كَثِيرُ بْنُ الصَّلْتِ، فَقَالَ عُمَرُ مِمَّنْ رِيحُ هٰذَا الطِّيبِ؟ فَقَالَ كَثِيرٌ مِنِّي يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، لَبَّدْتُ رَأْسِي وَأَرَدْتُ أَنْ لَا أَحْلِقَ، فَقَالَ عُمَرُ فَاذْهَبْ إِلَى شَرَبَةٍ، فَادْلُكْ رَأْسَكَ حَتّٰى تُنَقِّيَهُ. فَفَعَلَ كَثِيرُ بْنُ الصَّلْتِ.

صلت بن زبید نے اپنے کئی گھر والوں سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شجرہ کے مقام پر خوشبو محسوس کی اور ان کے پہلو میں کثیر بن صلت تھے۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ یہ خوشبو کس سے آ رہی ہے؟ کثیر نے کہا کہ اے امیر المومنین! مجھ سے، میں نے اپنے سر کے بال جمائے ہوئے ہیں اور میرا سر منڈانے کا ارادہ نہیں ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ کسی گھڑے کے پاس جاؤ اور سر کو مل مل کر اسے دھو ڈالو۔ پس کثیر بن صلت نے ایسا ہی کیا۔

قَالَ مَالِكٌ الشَّرَبَةُ حَفِيرٌ تَكُونُ عِنْدَ أَصْلِ النَّخْلَةِ.

امام مالک نے فرمایا کہ شربہ اس گڑھے کو کہتے ہیں جو کھجور کی جڑ کے پاس ہوتا ہے۔ ف

ف: امام مالک کا موقف یہ ہے کہ اگر احرام باندھنے سے پہلے خوشبو لگائی اور حالت احرام میں بھی خوشبو کا اثر باقی رہے تو یہ مناسب نہیں ہے۔ ان کا عمل حضرت عمر کے اس ارشاد پر ہے جیسا کہ انہوں نے حضرت معاویہ اور حضرت کثیر بن الصلت سے فرمایا۔ امام ابو حنیفہ، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک اگر حالت احرام میں خوشبو کا اثر باقی رہے تب بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ ان بزرگوں کا عمل حدیث عائشہ پر ہے جو موطا امام مالک کے اسی باب کی سب سے پہلی حدیث ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[۳۶۶] أَثَرٌ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، وَرَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّ الْوَلِيدَ بْنَ عَبْدِ الْمَلِكِ سَأَلَ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، وَخَارِجَةَ بْنَ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ بَعْدَ أَنْ رَمَى الْجَمْرَةَ وَحَلَقَ رَأْسَهُ، وَقَبْلَ أَنْ يُفِيضَ عَنِ الطِّيبِ، فَنَهَاهُ سَالِمٌ، وَأَرْخَصَ لَهُ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ.

امام مالک نے یحییٰ بن سعید، عبد اللہ بن ابو بکر اور ربیعہ بن ابو عبد الرحمٰن سے روایت کی ہے کہ ولید بن عبد الملک نے سالم بن عبد اللہ اور خارجہ بن زید بن ثابت سے کنکریاں مارنے اور سر منڈانے کے بعد اور طواف افاضہ سے پہلے خوشبو لگانے کے متعلق پوچھا تو سالم بن عبد اللہ نے منع کیا اور خارجہ بن زید بن ثابت نے اسے اجازت دی۔

قَالَ مَالِكٌ لَا بَأْسَ أَنْ يَدَّهِنَ الرَّجُلُ بِدُهْنٍ لَيْسَ فِيهِ طِيبٌ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ، وَقَبْلَ أَنْ يُفِيضَ مِنْ مِنًى بَعْدَ رَمْيِ الْجَمْرَةِ.

امام مالک نے فرمایا کہ محرم کے لیے ایسا تیل لگانے میں کوئی حرج نہیں جس کے اندر خوشبو نہ ہو جبکہ یہ منیٰ سے لوٹنے سے پہلے اور کنکریاں مارنے کے بعد ہو۔

قَالَ يَحْيَى سُئِلَ مَالِكٌ عَنْ طَعَامٍ فِيهِ

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک سے اس کھانے کے بارے

زَعْفَرَانٌ هَلْ يَاكُلُهُ الْمُحْرِمُ؟ فَقَالَ اَمَّا مَا تَمَسُّهُ النَّارُ مِنْ ذٰلِكَ، فَلَا بَاْسَ بِهٖ اَنْ يَاكُلَهُ الْمُحْرِمُ، وَاَمَّا مَا لَمْ تَمَسَّهُ النَّارُ مِنْ ذٰلِكَ فَلَا يَاكُلُهُ الْمُحْرِمُ.

میں پوچھا گیا جس میں زعفران ہو کہ کیا احرام والا اسے کھا سکتا ہے؟ فرمایا کہ اگر وہ چیز آگ پر پکائی گئی ہو تو محرم کے لیے اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں اور جس کھانے کو آگ پر نہ پکایا ہو تو احرام والا اسے نہ کھائے۔ف

ف: رمی جمار اور سر منڈانے کے بعد طواف افاضہ سے پہلے خوشبو لگانے سے سالم بن عبداللہ بن عمر نے منع فرمایا ہے اور امام مالک کا اسی پر عمل ہے جب کہ خارجہ بن زید بن ثابت نے اس کی اجازت دی ہے اور امام اعظم ابوحنیفہ کا اس پر عمل ہے۔ امام مالک کے نزدیک جس کھانے میں زعفران ہو اور اسے آگ پر پکایا گیا ہو تو اس کے کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک خواہ وہ آگ پر پکایا یا نہ پکایا ہر حالت میں اس کا کھانا درست ہے، صرف تنہا زعفران کا کھانا درست نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

٨- بَابُ مَوَاقِيْتِ الْاِهْلَالِ

احرام باندھنے کے میقات

٣٦٣- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يُهِلُّ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ، وَيُهِلُّ اَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ، وَيُهِلُّ اَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ. قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَبَلَغَنِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَيُهِلُّ اَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ. صحیح البخاری (١٥٢٥) صحیح مسلم (٢٧٩٧)

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ منورہ والے ذوالحلیفہ سے احرام باندھیں، شام والے جحفہ سے اور نجد والے قرن سے۔ حضرت عبداللہ بن عمر کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد مجھ تک پہنچا کہ یمن والے یلملم سے احرام باندھا کریں۔

٣٦٤- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهُ قَالَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ اَنْ يُهِلُّوْا مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ، وَاَهْلَ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ، وَاَهْلَ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ مدینہ منورہ والے ذوالحلیفہ سے احرام باندھیں، شام والے جحفہ سے اور نجد والے قرن سے۔

٣٦٥- قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اَمَّا هٰؤُلَاءِ الثَّلَاثُ فَسَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَاُخْبِرْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَيُهِلُّ اَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ.

صحیح البخاری (٧٣٤٤) صحیح مسلم (٢٨٠٠)

حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ یہ تینوں تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے خود سنے اور مجھے بتایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یمن والے یلملم سے احرام باندھا کریں۔

[٣٦٧] اَثَر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اَهَلَّ مِنَ الْفُرْعِ.

مالک، نافع، حضرت عبداللہ بن عمر نے فرع سے احرام باندھا۔

[٣٦٨] اَثَر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الثِّقَةِ عِنْدَهٗ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اَهَلَّ مِنْ اِيْلِيَاءَ.

امام مالک نے ایک ثقہ آدمی سے روایت کی کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے بیت المقدس سے احرام باندھا۔

٣٦٦- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَهَلَّ مِنَ الْجِعِرَّانَةِ بِعُمْرَةٍ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے جعرانہ سے عمرے کا احرام باندھا۔

سنن ابوداود (١٩٩٦) سنن ترمذی (٩٣٥) سنن نسائی (٢٨٦٣)

٩- بَابُ الْعَمَلِ فِي الْإِهْلَالِ

احرام باندھنے کا طریقہ اور لبیک کہنا

٣٦٧- **حَدَّثَنِي** يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ تَلْبِيَةَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيكَ لَكَ. قَالَ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَزِيدُ فِيهَا لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ بِيَدَيْكَ لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ. صحیح البخاری (١٥٤٩) صحیح مسلم (٢٨٠٣)

نافع نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کا تلبیہ یہ تھا "لبیک اللھم لبیک لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمة لک والملک لا شریک لک " راوی کا بیان ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر اس میں یہ اضافہ کرتے "لبیک وسعدیک والخیر بیدیک لبیک والرغباء الیک والعمل "۔

٣٦٨- **وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي فِي مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ، فَإِذَا اسْتَوَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ أَهَلَّ. صحیح البخاری (١٥١٤) صحیح مسلم (٢٨١٤)

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ذوالحلیفہ کی مسجد میں دو رکعتیں ادا کرتے اور جب اپنی سواری پر جلوہ افروز ہو جاتے تو لبیک کہتے۔

٣٦٩- **وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ يَقُولُ بَيْدَاؤُكُمْ هٰذِهِ الَّتِي تَكْذِبُونَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِيهَا مَا أَهَلَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا مِنْ عِنْدِ الْمَسْجِدِ، يَعْنِي مَسْجِدَ ذِي الْحُلَيْفَةِ. صحیح البخاری (١٥٤١) صحیح مسلم (٢٨٠٤ تا ٢٨٠٩)

سالم بن عبد اللہ نے اپنے والد ماجد کو فرماتے ہوئے سنا کہ یہاں سے ابتداء کرنے کا تم رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھتے ہو، حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے تلبیہ نہیں کہا مگر ذوالحلیفہ کی مسجد کے پاس سے۔

٣٧٠- **وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ ابْنِ جُرَيْجٍ، أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ رَأَيْتُكَ تَصْنَعُ أَرْبَعًا لَمْ أَرَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِكَ يَصْنَعُهَا. قَالَ وَمَا هُنَّ يَا ابْنَ جُرَيْجٍ؟ قَالَ رَأَيْتُكَ لَا تَمَسُّ مِنَ الْأَرْكَانِ إِلَّا الْيَمَانِيَّيْنِ، وَرَأَيْتُكَ تَلْبَسُ النِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ، وَرَأَيْتُكَ تَصْبُغُ بِالصُّفْرَةِ، وَرَأَيْتُكَ إِذَا كُنْتَ بِمَكَّةَ أَهَلَّ النَّاسُ إِذَا رَأَوُا الْهِلَالَ، وَلَمْ تُهْلِلْ أَنْتَ حَتّٰى يَكُونَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ. فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ أَمَّا الْأَرْكَانُ فَإِنِّي لَمْ أَرَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَمَسُّ إِلَّا الْيَمَانِيَّيْنِ، وَأَمَّا النِّعَالُ السِّبْتِيَّةُ، فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَلْبَسُ النِّعَالَ الَّتِي لَيْسَ فِيهَا شَعَرٌ وَيَتَوَضَّأُ فِيهَا، فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَلْبَسَهَا، وَأَمَّا الصُّفْرَةُ فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَصْبُغُ بِهَا،

عبید بن جریج نے حضرت عبد اللہ بن عمر سے گزارش کی کہ اے ابو عبد الرحمٰن! میں نے آپ کے چار کام ایسے دیکھے ہیں کہ آپ کے ساتھیوں میں سے کسی کو وہ کام کرتے نہیں دیکھا۔ فرمایا کہ اے ابن جریج! وہ کیا ہیں؟ کہا کہ میں نے آپ کو دیکھا کہ رکنِ یمانی اور حجرِ اسود کے سوا اور کسی رکن کو نہیں چھوتے، میں نے دیکھا کہ آپ ایسے جوتے پہنتے ہیں جن میں بال نہیں ہوتے۔ میں نے آپ کو زرد خضاب کرتے دیکھا اور میں نے دیکھا جبکہ آپ مکہ مکرمہ میں تھے تو لوگوں نے چاند دیکھتے ہی احرام باندھ لیا اور آپ آٹھویں ذوالحجہ سے پہلے احرام نہیں باندھتے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر نے فرمایا کہ ارکان کی بات تو یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو چھوتے نہیں دیکھا مگر ان دونوں ارکان کو رہی سبتیہ جوتوں کی بات تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ ایسے جوتے پہنتے جن پر بال نہ ہوتے اور انہیں وضو کر کے پہن لیتے لہٰذا میں

فَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اَصْبُغَ بِهَا، وَاَمَّا الْاِهْلَالُ، فَاِنِّیْ لَمْ اَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُهِلُّ حَتّٰى تَنْبَعِثَ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ.
صحیح البخاری (۱۶۶) صحیح مسلم (۲۸۱۰-۲۸۱۱)

ایسے جوتے پہننا پسند کرتا ہوں، زرد رنگ کی بات یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو زرد خضاب کرتے دیکھا تو میں بھی لگانا پسند کرتا ہوں اور احرام باندھنے کی بات یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو احرام باندھتے نہیں دیکھا مگر جب سواری کا جانور سیدھا کھڑا ہو جاتا۔

[۳۶۹] اثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ، ثُمَّ يَخْرُجُ فَيَرْكَبُ، فَاِذَا اسْتَوَتْ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ اَحْرَمَ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ذوالحلیفہ کی مسجد میں نماز پڑھتے، پھر باہر نکل کر سوار ہوتے اور جب سواری سیدھی ہو جاتی تو احرام باندھتے۔

[۳۷۰] اثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ، اَنَّ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ اَهَلَّ مِنْ عِنْدِ مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ حِيْنَ اسْتَوَتْ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ، وَاَنَّ اَبَانَ بْنَ عُثْمَانَ اَشَارَ عَلَيْهِ بِذٰلِكَ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ عبدالملک بن مروان نے مسجد ذوالحلیفہ سے احرام باندھا جب کہ ان کی سواری سیدھی ہو گئی اور یہ بات انہیں ابان بن عثمان نے بتائی تھی۔

۱۰- بَابُ رَفْعِ الصَّوْتِ بِالْاِهْلَالِ

احرام میں بلند آواز سے لبیک کہنا

۳۷۱- حَدَّثَنِیْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ خَلَّادِ بْنِ السَّائِبِ الْاَنْصَارِيِّ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَتَانِيْ جِبْرِيْلُ، فَاَمَرَنِيْ اَنْ اٰمُرَ اَصْحَابِيْ، اَوْ مَنْ مَعِيَ اَنْ يَرْفَعُوْا اَصْوَاتَهُمْ بِالتَّلْبِيَةِ، اَوْ بِالْاِهْلَالِ يُرِيْدُ اَحَدَهُمَا.
سنن ابوداؤد (۱۸۱۴) سنن ترمذی (۸۲۹) سنن نسائی (۲۷۵۳) سنن ابن ماجہ (۲۹۲۲)

خلاد بن سائب انصاری نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت جبرئیل میرے پاس آئے اور مجھے یہ حکم پہنچایا کہ میں اپنے اصحاب یا جو میرے ساتھ ہیں انہیں یہ حکم دوں کہ تلبیہ کہتے وقت یا احرام باندھتے وقت اپنی آوازوں کو بلند کیا کریں یہاں ان دونوں میں سے ایک چیز مراد ہے۔

[۳۷۱] اثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهٗ سَمِعَ اَهْلَ الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ لَيْسَ عَلَى النِّسَاءِ رَفْعُ الصَّوْتِ بِالتَّلْبِيَةِ لِتُسْمِعِ الْمَرْاَةُ نَفْسَهَا.

امام مالک نے اہل علم کو فرماتے ہوئے سنا کہ تلبیہ میں عورتوں پر آواز بلند کرنا نہیں ہے صرف اتنی آواز سے کہیں کہ خود سن سکیں۔

قَالَ مَالِكٌ لَا يَرْفَعُ الْمُحْرِمُ صَوْتَهٗ بِالْاِهْلَالِ فِيْ مَسَاجِدِ الْجَمَاعَاتِ لِيُسْمِعْ نَفْسَهٗ وَمَنْ يَلِيْهِ، اِلَّا فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَمَسْجِدِ مِنًى، فَاِنَّهٗ يَرْفَعُ صَوْتَهٗ فِيْهِمَا.

امام مالک نے فرمایا کہ محرم اپنی آواز کو جامع مسجدوں میں بلند نہ کرے، بس وہ خود سنے یا نزدیک والا، سوائے مسجد حرام اور مسجد منیٰ کے کیونکہ ان دونوں میں آواز بلند کی جائے گی۔

قَالَ مَالِكٌ سَمِعْتُ بَعْضَ اَهْلِ الْعِلْمِ يَسْتَحِبُّ

امام مالک نے فرمایا کہ میں نے بعض اہل علم حضرات کو

التَّلْبِيَةَ دُبُرَ كُلِّ صَلوٰةٍ، وَعَلٰى كُلِّ شَرَفٍ مِنَ الْاَرْضِ.

فرماتے ہوئے سنا کہ ہر نماز کے بعد اور ہر چڑھائی پر چڑھتے ہوئے تلبیہ کہنا مستحب ہے۔

١١ - بَابُ اِفْرَادِ الْحَجِّ

حج افراد کا بیان

٣٧٢- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَبِي الْاَسْوَدِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، اَنَّهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ، وَمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِحَجَّةٍ، وَعُمْرَةٍ، وَمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِالْحَجِّ، وَاَهَلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْحَجِّ. فَاَمَّا مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ فَحَلَّ، وَاَمَّا مَنْ اَهَلَّ بِحَجٍّ، اَوْ جَمَعَ الْحَجَّ، وَالْعُمْرَةَ، فَلَمْ يُحِلُّوْا حَتّٰى كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ.

صحیح البخاری (١٥٦٢) صحیح مسلم (٢٩٠٩)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے سال ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے تو ہم میں سے بعض نے عمرے کا احرام باندھا، بعض نے حج اور عمرہ دونوں کا اور بعض نے حج کا جبکہ رسول اللہ ﷺ نے حج کا احرام باندھا۔ جنہوں نے عمرے کا احرام باندھا تھا انہوں نے احرام کھول دیا لیکن جنہوں نے حج کا یا حج وعمرہ دونوں کا احرام باندھا تھا انہوں نے قربانی کے روز تک احرام نہ کھولا۔

٣٧٣- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَفْرَدَ الْحَجَّ. صحیح مسلم (٢٩١٣)

قاسم بن محمد نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج افراد کیا۔

[٣٧٢] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَبِي الْاَسْوَدِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَفْرَدَ الْحَجَّ.

عروہ بن زبیر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج افراد کیا۔

[٣٧٣] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهُ سَمِعَ اَهْلَ الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ مَنْ اَهَلَّ بِحَجٍّ مُفْرَدٍ، ثُمَّ بَدَا لَهُ اَنْ يُهِلَّ بَعْدَهُ بِعُمْرَةٍ، فَلَيْسَ لَهُ ذٰلِكَ.

امام مالک نے اہل علم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے حج مفرد کا احرام باندھا، پھر اس کا دل چاہا کہ عمرہ کا احرام باندھ لوں تو وہ ایسا نہیں کر سکتا۔

قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ الَّذِيْ اَدْرَكْتُ عَلَيْهِ اَهْلَ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ اسی پر میں نے اپنے شہر کے اہل علم کو پایا ہے۔

١٢ - بَابُ الْقِرَانِ فِي الْحَجِّ

حج قران کا بیان

[٣٧٤] اَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّ الْمِقْدَادَ بْنَ الْاَسْوَدِ دَخَلَ عَلٰى عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ بِالسُّقْيَا، وَهُوَ يَنْجَعُ بَكَرَاتٍ لَهُ دَقِيْقًا وَخَبَطًا، فَقَالَ هٰذَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ يَنْهٰى عَنْ اَنْ يُقْرَنَ بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ، فَخَرَجَ عَلِيُّ بْنُ

امام محمد باقر سے روایت ہے کہ حضرت مقداد بن اسود اس وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے جبکہ وہ اپنے بکری کے بچوں کو آٹا وغیرہ گھول کر پلا رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عثمان حج اور عمرہ کے درمیان قران سے منع کرتے ہیں۔ حضرت علی نکلے اوران کے ہاتھوں پر آٹے اور پتوں کے نشانات

أَبِي طَالِبٍ وَعَلَى يَدَيْهِ أَثَرُ الدَّقِيقِ، وَالْخَبَطِ، فَمَا أَنْسَى أَثَرَ الدَّقِيقِ، وَالْخَبَطِ عَلَى ذِرَاعَيْهِ حَتَّى دَخَلَ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَقَالَ أَنْتَ تَنْهَى أَنْ يُقْرَنَ بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ؟ فَقَالَ عُثْمَانُ ذَلِكَ رَأْيِي. فَخَرَجَ عَلِيٌّ مُغْضَبًا وَهُوَ يَقُولُ لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ بِحَجَّةٍ، وَعُمْرَةٍ مَعًا.

تھے اور میں ان کی کلائیوں کے ان نشانات کو بھولا نہیں ہوں یہاں تک کہ وہ حضرت عثمان کے پاس پہنچے اور کہا: آپ حج اور عمرہ کے درمیان قران سے منع کرتے ہیں؟ حضرت عثمان نے کہا کہ میری رائے تو یہی ہے۔ پس حضرت علی ناراض ہو کر یہ کہتے ہوئے چلے آئے "لبیک اللھم لبیک بحجة وعمرة معا" (گویا اپنے عمل سے جواز ثابت کیا)۔

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنَّ مَنْ قَرَنَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ، لَمْ يَأْخُذْ مِنْ شَعَرِهِ شَيْئًا، وَلَمْ يَحْلِلْ مِنْ شَيْءٍ حَتَّى يَنْحَرَ هَدْيًا إِنْ كَانَ مَعَهُ، وَيَحِلَّ بِمِنًى يَوْمَ النَّحْرِ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ ہے کہ جو حج وعمرہ کا قران کرے تو اپنے بال نہ کتروائے اور اس وقت تک احرام نہ کھولے جب تک قربانی پیش نہ کرے اگر اس کے پاس ہو اور یوم النحر کو منیٰ میں احرام کھولے۔

[۳۷۵] **أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ خَرَجَ إِلَى الْحَجِّ، فَمِنْ أَصْحَابِهِ مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ، وَمِنْهُمْ مَنْ جَمَعَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ، وَمِنْهُمْ مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ. فَأَمَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ، أَوْ جَمَعَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَلَمْ يَحْلِلْ، وَأَمَّا مَنْ كَانَ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ، فَحَلُّوا.

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے سال رسول اللہ ﷺ حج کے لیے نکلے آپ کے اصحاب میں سے بعض نے حج کا احرام باندھا بعض نے حج وعمرہ کو جمع کیا اور بعض نے عمرہ کا احرام باندھا تو جنہوں نے حج کا احرام باندھا یا حج وعمرہ کو جمع کیا انہوں نے احرام نہ کھولا اور جو عمرہ کر چکے تھے انہوں نے احرام کھول دیا۔

۳۷٤- **وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَمِعَ بَعْضَ أَهْلِ الْعِلْمِ يَقُولُونَ مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ، ثُمَّ بَدَا لَهُ أَنْ يُهِلَّ بِحَجٍّ مَعَهَا فَذَلِكَ لَهُ مَا لَمْ يَطُفْ بِالْبَيْتِ، وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَقَدْ صَنَعَ ذَلِكَ ابْنُ عُمَرَ حِينَ قَالَ إِنْ صُدِدْتُ عَنِ الْبَيْتِ صَنَعْنَا كَمَا صَنَعْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَى أَصْحَابِهِ، فَقَالَ مَا أَمْرُهُمَا إِلَّا وَاحِدٌ، أُشْهِدُكُمْ أَنِّي أَوْجَبْتُ الْحَجَّ مَعَ الْعُمْرَةِ.

صحیح البخاری (۱۸۰٦) صحیح مسلم (۲۹۷۹)

امام مالک نے بعض اہل علم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے عمرہ کا احرام باندھا پھر چاہا کہ حج کا بھی اس کے ساتھ باندھ لے تو کر سکتا ہے جب تک بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی نہ کی ہو۔ حضرت ابن عمر نے ایسا ہی کیا جبکہ فرمایا تھا کہ اگر مجھے بیت اللہ سے روکا گیا تو میں وہی کروں گا جو ہم نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں کیا تھا۔ پھر اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: دونوں کا حال ایک جیسا ہے تو گواہ رہنا کہ میں نے حج کی نیت بھی عمرہ کے ساتھ کر لی ہے۔

۳۷۵- **قَالَ مَالِكٌ** وَقَدْ أَهَلَّ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِالْعُمْرَةِ، ثُمَّ قَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ، فَلْيُهْلِلْ بِالْحَجِّ مَعَ الْعُمْرَةِ، ثُمَّ لَا يَحِلَّ حَتَّى يَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيعًا.

صحیح البخاری (۱۵۵٦) صحیح مسلم (۲۹۰۲)

امام مالک نے فرمایا کہ حجۃ الوداع کے سال رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے عمرہ کا احرام باندھا تھا پھر رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ جس کے پاس قربانی ہے اسے چاہیے کہ عمرہ کے ساتھ حج کا بھی احرام باندھ لے اور پھر اس وقت تک احرام نہ کھولے جب تک دونوں سے فارغ نہ ہو جائے۔

۱۳- بَابُ قَطْعِ التَّلْبِيَةِ

لبیک نہ کہنے کا بیان

۳۷٦- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الثَّقَفِيِّ، أَنَّهُ سَأَلَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَهُمَا غَادِيَانِ مِنْ مِنًى إِلَى عَرَفَةَ كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ فِي هَذَا الْيَوْمِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ كَانَ يُهِلُّ الْمُهِلُّ مِنَّا فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ، وَيُكَبِّرُ الْمُكَبِّرُ فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ.

صحیح البخاری (١٦٥٩) صحیح مسلم (٣٠٨٥-٣٠٨٦)

محمد بن ابوبکر ثقفی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا جبکہ وہ دونوں منیٰ سے عرفات کی جانب جارہے تھے کہ آج کے روز آپ حضرات رسول اللہ ﷺ کی معیت میں کیا کیا کرتے تھے؟ فرمایا کہ ہم میں سے بعض لبیک کہتے تو کوئی منع نہ کرتا اور بعض تکبیر کہتے اور انہیں بھی کوئی منع نہیں کیا کرتا تھا۔

[۳۷٦] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ كَانَ يُلَبِّي فِي الْحَجِّ حَتَّى إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ قَطَعَ التَّلْبِيَةَ.

امام محمد باقر سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حج میں لبیک کہتے رہتے یہاں تک کہ عرفہ کے روز جب سورج ڈھل جاتا تو لبیک کہنا موقوف کرتے تھے۔

قَالَ يَحْيَى، قَالَ مَالِكٌ وَذَلِكَ الْأَمْرُ الَّذِي لَمْ يَزَلْ عَلَيْهِ أَهْلُ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا.

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک نے فرمایا: یہ ایسی بات ہے جس پر ہمارے شہر کے اہل علم ہمیشہ رہے ہیں۔

[۳۷۷] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهَا كَانَتْ تَتْرُكُ التَّلْبِيَةَ إِذَا رَجَعَتْ إِلَى الْمَوْقِفِ.

قاسم بن محمد نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ جب وہ عرفات کی طرف جاتیں تو لبیک کہنا موقوف کردیا کرتی تھیں۔

۳۷۷- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقْطَعُ التَّلْبِيَةَ فِي الْحَجِّ إِذَا انْتَهَى إِلَى الْحَرَمِ حَتَّى يَطُوفَ بِالْبَيْتِ، وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، ثُمَّ يُلَبِّي حَتَّى يَغْدُوَ مِنْ مِنًى إِلَى عَرَفَةَ، فَإِذَا غَدَا تَرَكَ التَّلْبِيَةَ، وَكَانَ يَتْرُكُ التَّلْبِيَةَ فِي الْعُمْرَةِ إِذَا دَخَلَ الْحَرَمَ. صحیح البخاری (١٥٧٣) صحیح مسلم (٣٠٣٤)

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر جب کے دوران بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کے مابین سعی کرتے تو لبیک کہنا موقوف کر دیتے، پھر لبیک کہتے رہتے یہاں تک کہ منیٰ سے عرفات کو چلے یعنی صبح ہی سے لبیک کہنا ترک کر دیتے اور عمرہ میں حرم کے اندر داخل ہوتے ہی لبیک کہنا موقوف کر دیتے۔

[۳۷۸] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ كَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ لَا يُلَبِّي وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ.

ابن شہاب سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر جب بیت اللہ کا طواف کرتے تو لبیک کہنا موقوف کر دیا کرتے۔

[۳۷۹] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ أَبِي عَلْقَمَةَ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، أَنَّهَا كَانَتْ تَنْزِلُ مِنْ عَرَفَةَ بِنَمِرَةَ، ثُمَّ تَحَوَّلَتْ إِلَى الْأَرَاكِ.

علقمہ بن ابو علقمہ نے اپنی والدہ ماجدہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ پہلے عرفات کے اندر نمرہ میں اترتیں اور پھر اراک میں اترنے لگیں۔

قَالَتْ وَكَانَتْ عَائِشَةُ تُهِلُّ مَا كَانَتْ فِي مَنْزِلِهَا، وَمَنْ كَانَ مَعَهَا، فَإِذَا رَكِبَتْ فَتَوَجَّهَتْ إِلَى الْمَوْقِفِ تَرَكَتِ الْإِهْلَالَ.

ان کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ جب تک اپنی رہائش گاہ پر ہوتیں تو لبیک کہتیں اور جو بھی ان کے ساتھ ہوتا، جب موقف کی جانب سوار ہوتیں تو لبیک کہنا بند کر دیتیں۔

قَالَتْ وَكَانَتْ عَائِشَةُ تَعْتَمِرُ بَعْدَ الْحَجِّ مِنْ مَكَّةَ فِي ذِي الْحِجَّةِ، ثُمَّ تَرَكَتْ ذٰلِكَ، فَكَانَتْ تَخْرُجُ قَبْلَ هِلَالِ الْمُحَرَّمِ، حَتّٰى تَأْتِيَ الْجُحْفَةَ، فَتُقِيمَ بِهَا حَتّٰى تَرَى الْهِلَالَ، فَإِذَا رَأَتِ الْهِلَالَ أَهَلَّتْ بِعُمْرَةٍ.

ان کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ حج کے بعد ذوالحجہ میں مکہ مکرمہ سے عمرہ کرتیں پھر ایسا کرنا ترک کر دیا۔ چنانچہ محرم کا چاند دیکھنے سے پہلے نکل آتیں یہاں تک کہ جحفہ میں آ ٹھہرتیں چاند دیکھنے تک جب چاند دیکھ لیتیں تو عمرے کا احرام باندھ لیتیں۔

[۳۸۰] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ غَدَا يَوْمَ عَرَفَةَ مِنْ مِنًى، فَسَمِعَ التَّكْبِيرَ عَالِيًا، فَبَعَثَ الْحَرَسَ يَصِيحُونَ فِي النَّاسِ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهَا التَّلْبِيَةُ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز جب عرفہ کے روز منیٰ سے چلے تو بلند آواز سے تکبیر سنی گئی۔ انہوں نے محافظوں کو بھیجا جو بلند آواز سے کہہ رہے تھے: لوگو! یہ لبیک کہنے کا وقت ہے۔

۱۴- بَابُ إِهْلَالِ أَهْلِ مَكَّةَ وَمَنْ بِهَا مِنْ غَيْرِهِمْ

اہلِ مکہ اور مکہ مکرمہ میں رہنے والوں کے احرام کا بیان

[۳۸۱] اثر- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ يَا أَهْلَ مَكَّةَ مَا شَأْنُ النَّاسِ يَأْتُونَ شُعْثًا، وَأَنْتُمْ مُدَّهِنُونَ؟ أَهِلُّوا إِذَا رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ.

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے اہلِ مکہ! یہ کیا بات ہے کہ لوگ جب تمہارے پاس آتے ہیں تو ان کے بال بکھرے ہوئے ہوتے ہیں اور تم تیل لگاتے ہو؟ تم چاند دیکھ کر احرام باندھ لیا کرو۔

[۳۸۲] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ أَقَامَ بِمَكَّةَ تِسْعَ سِنِينَ يُهِلُّ بِالْحَجِّ لِهِلَالِ ذِي الْحِجَّةِ، وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ مَعَهُ يَفْعَلُ ذٰلِكَ.

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر نو سال تک مکہ مکرمہ میں رہے اور ذوالحجہ کا چاند دیکھتے ہی احرام باندھ لیا کرتے، عروہ بن زبیر بھی ان کے ساتھ ہوتے اور ایسا ہی کرتے۔

قَالَ يَحْيٰى، قَالَ مَالِكٌ وَإِنَّمَا يُهِلُّ أَهْلُ مَكَّةَ وَغَيْرُهُمْ بِالْحَجِّ إِذَا كَانُوا بِهَا، وَمَنْ كَانَ مُقِيمًا بِمَكَّةَ مِنْ غَيْرِ أَهْلِهَا مِنْ جَوْفِ مَكَّةَ لَا يَخْرُجُ مِنَ الْحَرَمِ.

یحییٰ نے امام مالک سے روایت کی کہ اہل مکہ اور اس میں رہنے والے حج کا احرام باندھیں اور جو مکہ مکرمہ کا باشندہ نہ ہو وہ حرم کی حد سے باہر نہ نکلے۔

قَالَ يَحْيٰى، قَالَ مَالِكٌ وَمَنْ أَهَلَّ مِنْ مَكَّةَ بِالْحَجِّ، فَلْيُؤَخِّرِ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ، وَالسَّعْيَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ حَتّٰى يَرْجِعَ مِنْ مِنًى، وَكَذٰلِكَ صَنَعَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ.

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک نے فرمایا کہ جو مکہ مکرمہ سے حج کا احرام باندھے تو اسے چاہیے کہ بیت اللہ کے طواف اور صفا و مروہ کی سعی کو مؤخر کر دے یہاں تک کہ منیٰ سے لوٹ آئے اور حضرت عبداللہ بن عمر ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَمَّنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ مِنْ أَهْلِ

امام مالک سے ان کے بارے میں پوچھا گیا جو مدینہ منورہ

الْمَدِينَةِ' أَوْ غَيْرِهِمْ مِنْ مَكَّةَ لِهِلَالِ ذِي الْحِجَّةِ كَيْفَ يَصْنَعُ بِالطَّوَافِ؟ قَالَ أَمَّا الطَّوَافُ الْوَاجِبُ' فَلْيُؤَخِّرْهُ وَهُوَ الَّذِي يَصِلُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّعْيِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ' وَلْيَطُفْ مَا بَدَا لَهُ' وَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ كُلَّمَا طَافَ سَبْعًا' وَقَدْ فَعَلَ ذٰلِكَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الَّذِينَ أَهَلُّوا بِالْحَجِّ' فَأَخَّرُوا الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ' وَالسَّعْيَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ' حَتّٰى رَجَعُوا مِنْ مِنًى' وَفَعَلَ ذٰلِكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ' فَكَانَ يُهِلُّ لِهِلَالِ ذِي الْحِجَّةِ بِالْحَجِّ مِنْ مَكَّةَ' وَيُؤَخِّرُ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ' وَالسَّعْيَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ' حَتّٰى يَرْجِعَ مِنْ مِنًى. وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ هَلْ يُهِلُّ مِنْ جَوْفِ مَكَّةَ بِعُمْرَةٍ؟ قَالَ بَلْ يَخْرُجُ إِلَى الْحِلِّ فَيُحْرِمُ مِنْهُ.

وغیرہ کے باشندے ذوالحجہ کا چاند دیکھ کر مکہ مکرمہ سے حج کا احرام باندھیں تو وہ طواف کس طرح کریں؟ فرمایا کہ جو واجب طواف ہے اسے مؤخر کر دیں اور یہ وہ ہے جو طواف اور صفا و مروہ کی سعی کے درمیان ہوتا ہے اور نفلی طواف جتنے چاہے کرے لیکن ہر طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھے اور کل سات مرتبہ طواف کرے اور رسول اللہ ﷺ کے اصحاب ایسا ہی کرتے جبکہ وہ حج کا احرام باندھتے کہ بیت اللہ کے طواف اور صفا و مروہ کی سعی کو مؤخر کر دیتے یہاں تک کہ منیٰ سے لوٹ آتے اور حضرت عبداللہ بن عمر نے ایسا ہی کیا' وہ ذوالحجہ کا چاند دیکھ کر مکہ مکرمہ سے حج کا احرام باندھتے اور بیت اللہ کے طواف اور صفا و مروہ کی سعی کو مؤخر کر دیتے یہاں تک کہ منیٰ سے واپس لوٹتے' امام مالک سے پوچھا گیا کہ مکہ معظمہ کا رہنے والا کیا مکہ مکرمہ سے عمرہ کا احرام باندھ سکتا ہے؟ فرمایا کہ اسے حرم سے باہر نکل کر احرام باندھنا چاہیے۔

۱۵- بَابُ مَا لَا يُوجِبُ الْإِحْرَامَ مِنْ تَقْلِيدِ الْهَدْيِ

ہدی کے گلے میں کچھ لٹکا دینے سے آدمی محرم نہیں ہو جاتا

۳۷۸- حَدَّثَنِي يَحْيٰى' عَنْ مَالِكٍ' عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ' عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ' أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ' أَنَّ زِيَادَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ كَتَبَ إِلٰى عَائِشَةَ' زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ' أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَ مَنْ أَهْدٰى هَدْيًا حَرُمَ عَلَيْهِ مَا يَحْرُمُ عَلَى الْحَاجِّ حَتّٰى يُنْحَرَ الْهَدْيُ' وَقَدْ بَعَثْتُ بِهَدْيِي' فَاكْتُبِي إِلَيَّ بِأَمْرِكِ' أَوْ مُرِي صَاحِبَ الْهَدْيِ. قَالَتْ عَمْرَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ لَيْسَ كَمَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ' أَنَا فَتَلْتُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِيَدَيَّ' ثُمَّ قَلَّدَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ' ثُمَّ بَعَثَ بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَعَ أَبِي' فَلَمْ يَحْرُمْ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ شَيْءٌ أَحَلَّهُ اللّٰهُ لَهُ حَتّٰى نُحِرَ الْهَدْيُ.

صحیح البخاری (۱۷۰۰) صحیح مسلم (۳۱۹۲)

عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ زیاد بن ابو سفیان نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے لکھا کہ حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ جس نے ہدی بھیج دی تو اس پر وہ سب کچھ حرام ہو گیا جو حاجیوں پر ہوتا ہے یہاں تک کہ قربانی ذبح ہو جائے' میں ہدی بھیج رہا ہوں مجھے اپنا فیصلہ لکھ بھیجیے یا ہدی لے جانے والے کو بتا دیجیے۔ عمرہ کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہے جو ابن عباس نے بتایا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کی ہدی کے لیے اپنے ہاتھ سے ہار بنا۔ رسول اللہ ﷺ نے وہ اپنے دستِ مبارک سے پہنایا' پھر رسول اللہ ﷺ نے اسے میرے والد محترم کے ساتھ بھیجا لیکن اللہ تعالیٰ کی حلال فرمائی ہوئی چیزوں میں سے کوئی بھی رسول اللہ ﷺ پر حرام نہ ہوئی یہاں تک کہ ہدی ذبح ہو گئی۔ ف

ف: ہدی اس جانور کو کہتے ہیں جو مکہ مکرمہ کی جانب قربانی کے ارادے سے بھیجا جاتا ہے۔ قربانی بھیج دینے سے آدمی محرم نہیں ہو جاتا بلکہ ساتھ جانے اور احرام باندھنے سے محرم ہوتا ہے اور ہدی کے گلے میں جوتی یا ہار وغیرہ کوئی چیز لٹکا دینے کو تقلید کہتے ہیں۔
واللہ تعالیٰ اعلم

[۳۸۳] اَثَر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، اَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ عَمْرَةَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ الَّذِيْ يَبْعَثُ بِهَدْيِهِ، وَيُقِيْمُ هَلْ يَحْرُمُ عَلَيْهِ شَيْءٌ؟ فَاَخْبَرَتْنِيْ اَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ تَقُوْلُ لَا يَحْرُمُ اِلَّا مَنْ اَهَلَّ وَلَبّٰى.

یحییٰ بن سعید نے عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو قربانی بھیج کر خود ٹھہرا رہے کہ کیا اس پر کوئی چیز حرام ہو جاتی ہے؟ انہوں نے مجھے بتایا کہ میں نے حضرت عائشہ کو فرماتے سنا کہ کوئی چیز حرام نہیں ہوتی مگر احرام باندھنے اور تلبیہ کہنے سے۔

[۳۸۴] اَثَر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ، عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْهُدَيْرِ، اَنَّهُ رَاٰى رَجُلًا مُتَجَرِّدًا، بِالْعِرَاقِ، فَسَاَلَ النَّاسَ عَنْهُ، فَقَالُوْا اِنَّهُ اَمَرَ بِهَدْيِهِ اَنْ يُقَلَّدَ فَلِذٰلِكَ تَجَرَّدَ، قَالَ رَبِيْعَةُ فَلَقِيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ، فَذَكَرْتُ لَهُ ذٰلِكَ، فَقَالَ بِدْعَةٌ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ.

ربیعہ بن عبداللہ بن ہدیر سے روایت ہے کہ انہوں نے عراق میں ایک آدمی کو کپڑے اتارے ہوئے دیکھا تو لوگوں سے اس کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے جواب دیا کہ اس نے اپنی ہدی کو ہار پہنانے کا حکم دیا ہے اس لیے کپڑے اتار دیئے۔ ربیعہ نے کہا کہ پھر میں حضرت عبداللہ بن زبیر سے ملا تو ان سے اس بات کا ذکر کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ رب کعبہ کی قسم! یہ تو بدعت ہے۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَمَّنْ خَرَجَ بِهَدْيٍ لِنَفْسِهِ فَاَشْعَرَهُ، وَقَلَّدَهُ بِذِي الْحُلَيْفَةِ، وَلَمْ يُحْرِمْ هُوَ حَتّٰى جَاءَ الْجُحْفَةَ قَالَ لَا اُحِبُّ ذٰلِكَ، وَلَمْ يُصِبْ مَنْ فَعَلَهُ، وَلَا يَنْبَغِيْ لَهُ اَنْ يُقَلِّدَ الْهَدْيَ، وَلَا يُشْعِرَهُ اِلَّا عِنْدَ الْاِهْلَالِ اِلَّا رَجُلٌ لَا يُرِيْدُ الْحَجَّ، فَيَبْعَثُ بِهِ وَيُقِيْمُ فِيْ اَهْلِهِ.

امام مالک سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو اپنی قربانی کو لے کر خود نکلا پھر ذوالحلیفہ میں اشعار کیا اور ہار پہنایا اور احرام نہ باندھا یہاں تک کہ وہ جحفہ میں پہنچ گیا۔ فرمایا کہ میں اسے پسند نہیں کرتا اور اس نے اچھا نہیں کیا۔ اس کے لیے قربانی کو ہار پہنانا اور اشعار کرنا مناسب نہیں مگر احرام باندھتے وقت، مگر جو آدمی حج کا ارادہ رکھے اور قربانی بھیج کر اپنے گھر میں رہے۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ هَلْ يَخْرُجُ بِالْهَدْيِ غَيْرُ مُحْرِمٍ فَقَالَ نَعَمْ، لَا بَاْسَ بِذٰلِكَ.

امام مالک سے پوچھا گیا کہ کیا ہدی کو بغیر احرام کے لے کر نکل سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں! اس میں کوئی حرج نہیں۔

وَسُئِلَ اَيْضًا عَمَّا اخْتَلَفَ فِيْهِ النَّاسُ مِنَ الْاِحْرَامِ لِتَقْلِيْدِ الْهَدْيِ مِمَّنْ لَا يُرِيْدُ الْحَجَّ، وَلَا الْعُمْرَةَ، فَقَالَ الْاَمْرُ عِنْدَنَا الَّذِيْ نَاْخُذُ بِهِ فِيْ ذٰلِكَ قَوْلُ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ بِهَدْيِهِ، ثُمَّ اَقَامَ فَلَمْ يَحْرُمْ عَلَيْهِ شَيْءٌ مِمَّا اَحَلَّهُ اللّٰهُ لَهُ حَتّٰى نُحِرَ هَدْيُهُ.

یہ بھی پوچھا گیا کہ لوگوں نے اختلاف کیا ہے کہ کوئی اپنی قربانی کو ہار پہنائے لیکن اس کا حج و عمرہ کا ارادہ نہیں ہے، یہ احرام کیسا ہے؟ فرمایا کہ اس بارے میں ہمارا موقف یہ ہے جو حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی بھیجی اور خود ٹھہرے رہے، پس جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے حلال فرمائی ہیں ان میں سے کوئی چیز آپ پر حرام نہ ہوئی، یہاں تک کہ آپ کی قربانی ذبح کر دی گئی۔

۱۶- بَابُ مَا تَفْعَلُ الْحَائِضُ فِي الْحَجِّ

اگر عورت کو دورانِ حج حیض آ جائے

[۳۸۵] اَثَر- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ الْمَرْاَةُ الْحَائِضُ الَّتِيْ

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر فرمایا کرتے کہ حائضہ عورت جو حج یا عمرہ کا احرام باندھے ہوئے ہو تو وہ اپنے

تُهِلُّ بِالْحَجِّ، أَوِ الْعُمْرَةِ إِنَّهَا تُهِلُّ بِحَجِّهَا، أَوْ عُمْرَتِهَا إِذَا أَرَادَتْ، وَلٰكِنْ لَا تَطُوفُ بِالْبَيْتِ، وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَهِيَ تَشْهَدُ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا مَعَ النَّاسِ غَيْرَ أَنَّهَا لَا تَطُوفُ بِالْبَيْتِ، وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَلَا تَقْرَبُ الْمَسْجِدَ حَتّٰى تَطْهُرَ.

حج یا عمرہ میں جب چاہے لبیک کہتی رہے لیکن بیت اللہ کا طواف نہ کرے اور نہ صفا و مروہ کے چکر لگائے اور وہ لوگوں کے ساتھ سارے ارکان ادا کرے ماسوائے اس کے کہ وہ بیت اللہ کا طواف نہیں کرے گی' صفا و مروہ کے درمیان نہیں دوڑے گی اور پاک ہونے تک مسجد کے نزدیک نہیں جائے گی۔

١٧- بَابُ الْعُمْرَةِ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ

حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے کا بیان

[٣٨٦] اثر- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ اعْتَمَرَ ثَلَاثًا عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ، وَعَامَ الْقَضِيَّةِ، وَعَامَ الْجِعِرَّانَةِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے تین عمرے کیے: حدیبیہ کے سال' قضیہ کے سال اور جعرانہ کے سال۔

[٣٨٧] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَعْتَمِرْ إِلَّا ثَلَاثًا إِحْدَاهُنَّ فِي شَوَّالٍ، وَاثْنَتَيْنِ فِي ذِي الْقَعْدَةِ.

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرے نہیں کیے مگر تین' ان میں سے ایک شوال میں کیا اور دو ذی قعدہ میں۔

٣٧٩- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَرْمَلَةَ الْأَسْلَمِيِّ، أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ فَقَالَ أَعْتَمِرُ قَبْلَ أَنْ أَحُجَّ؟ فَقَالَ سَعِيدٌ نَعَمْ، قَدِ اعْتَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَبْلَ أَنْ يَحُجَّ. صحیح البخاری (١٧٧٤)

ایک شخص نے سعید بن مسیب سے دریافت کیا کہ کیا میں حج سے پہلے عمرہ کرلوں؟ انہوں نے فرمایا: ہاں! کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے حج سے پہلے عمرہ کیا ہے۔

[٣٨٨] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ أَبِي سَلَمَةَ اسْتَأْذَنَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَنْ يَعْتَمِرَ فِي شَوَّالٍ، فَأَذِنَ لَهُ فَاعْتَمَرَ، ثُمَّ قَفَلَ إِلٰى أَهْلِهِ، وَلَمْ يَحُجَّ.

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ عمر بن ابو سلمہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شوال میں عمرہ کرنے کی اجازت طلب کی تو انہیں اجازت دے دی گئی۔ پس انہوں نے عمرہ کیا اور حج کیے بغیر اپنے گھر واپس لوٹ آئے۔

١٨- بَابُ قَطْعِ التَّلْبِيَةِ فِي الْعُمْرَةِ

عمرہ میں کب لبیک کہنا موقوف کرے؟

[٣٨٩] اثر- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ كَانَ يَقْطَعُ التَّلْبِيَةَ فِي الْعُمْرَةِ إِذَا دَخَلَ الْحَرَمَ.

ہشام نے اپنے والد ماجد عروہ بن زبیر سے روایت کی ہے کہ عمرہ کے اندر جب وہ حرم میں داخل ہوتے تو لبیک کہنا موقوف کر دیتے۔

قَالَ مَالِكٌ فِيمَنْ أَحْرَمَ مِنَ التَّنْعِيمِ أَنَّهُ يَقْطَعُ التَّلْبِيَةَ حِينَ يَرَى الْبَيْتَ.

امام مالک نے فرمایا کہ جو تنعیم سے عمرہ کا احرام باندھے تو وہ بیت اللہ کو دیکھتے ہی تلبیہ موقوف کر دے۔

قَالَ يَحْيٰى سُئِلَ مَالِكٌ عَنِ الرَّجُلِ يَعْتَمِرُ مِنْ بَعْضِ الْمَوَاقِيتِ، وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ، أَوْ غَيْرِهِمْ مَتٰى يَقْطَعُ التَّلْبِيَةَ؟ قَالَ أَمَّا الْمُهِلُّ مِنَ الْمَوَاقِيتِ، فَإِنَّهُ يَقْطَعُ التَّلْبِيَةَ إِذَا انْتَهٰى إِلَى الْحَرَمِ.

یحییٰ سے روایت ہے کہ امام مالک سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے مواقیت سے عمرہ کا احرام باندھا اور وہ مدینہ منورہ وغیرہ کا رہنے والا ہے وہ تلبیہ کب بند کرے؟ فرمایا کہ جس نے مواقیت سے احرام باندھا ہے وہ حرم میں داخل ہوتے

ہی تلبیہ کہنا موقوف کر دے۔

قَالَ وَبَلَغَنِي أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَصْنَعُ ذٰلِكَ.

فرمایا اور مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر ایسا ہی کرتے تھے۔

۱۹- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّمَتُّعِ

تمتع کا بیان

۳۸۰- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ، وَالضَّحَّاكَ ابْنَ قَيْسٍ عَامَ حَجَّ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ، وَهُمَا يَذْكُرَانِ التَّمَتُّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ، فَقَالَ الضَّحَّاكُ بْنُ قَيْسٍ لَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ إِلَّا مَنْ جَهِلَ أَمْرَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَقَالَ سَعْدٌ بِئْسَ مَا قُلْتَ يَا ابْنَ أَخِي، فَقَالَ الضَّحَّاكُ فَإِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَدْ نَهٰى عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ سَعْدٌ قَدْ صَنَعَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَصَنَعْنَاهَا مَعَهُ. صحیح البخاری (۱۷۲٤) صحیح مسلم (۲۹٤۸، ۲۹۵۱)

محمد بن عبداللہ بن حارث سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت ضحاک بن قیس سے سنا جس سال کہ حضرت معاویہ بن ابو سفیان نے حج کیا کہ یہ دونوں حضرات عمرہ سے حج کے تمتع کا ذکر کر رہے تھے تو حضرت ضحاک بن قیس نے کہا کہ اسے وہی کرے گا جو احکام الٰہیہ سے بے خبر ہو۔ حضرت سعد نے فرمایا کہ اے بھتیجے! تم نے اچھی بات نہیں کہی۔ حضرت ضحاک نے کہا کہ حضرت عمر نے اس سے منع فرمایا ہے۔ حضرت سعد نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ کام کیا ہے۔

[۳۹۰] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ صَدَقَةَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ قَالَ وَاللّٰهِ لَأَنْ أَعْتَمِرَ قَبْلَ الْحَجِّ، وَأُهْدِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَعْتَمِرَ بَعْدَ الْحَجِّ فِي ذِي الْحِجَّةِ.

صدقہ بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ خدا کی قسم! اگر میں حج سے پہلے عمرہ کروں اور قربانی بھیجوں تو یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ حج کے بعد ذوالحجہ میں عمرہ کروں۔

[۳۹۱] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ مَنِ اعْتَمَرَ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ فِي شَوَّالٍ، أَوْ ذِي الْقَعْدَةِ، أَوْ فِي ذِي الْحِجَّةِ قَبْلَ الْحَجِّ، ثُمَّ أَقَامَ بِمَكَّةَ حَتّٰى يُدْرِكَهُ الْحَجُّ، فَهُوَ مُتَمَتِّعٌ إِنْ حَجَّ، وَعَلَيْهِ مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ، فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ، وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعَ.

عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر فرمایا کرتے کہ جو حج سے پہلے حج کے مہینوں شوال ذی قعدہ یا ذی الحجہ میں عمرہ کرے، پھر مکہ مکرمہ میں ٹھہرا رہے یہاں تک کہ حج کو پائے، پس اگر حج کرے تو اس نے تمتع کیا۔ اس پر قربانی ہے جو میسر آئے، اگر قربانی نہ ملے تو حج کے دوران تین روزے رکھے اور سات روزے لوٹتے وقت۔

قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ إِذَا أَقَامَ حَتَّى الْحَجِّ، ثُمَّ حَجَّ مِنْ عَامِهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ اس وقت ہے کہ حج تک ٹھہرے پھر اس سال حج کرے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ انْقَطَعَ إِلٰى غَيْرِهَا، وَسَكَنَ سِوَاهَا، ثُمَّ قَدِمَ مُعْتَمِرًا فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ، ثُمَّ أَقَامَ بِمَكَّةَ حَتّٰى أَنْشَأَ الْحَجَّ مِنْهَا إِنَّهُ مُتَمَتِّعٌ

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو مکہ مکرمہ کا رہنے والا تھا لیکن دوسری جگہ جا کر آباد ہو گیا پھر حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے آیا پھر مکہ مکرمہ میں ٹھہرا رہا، یہاں تک کہ اس نے حج کو

يَجِبُ عَلَيْهِ الْهَدْيُ، أَوِ الصِّيَامُ أَنْ لَمْ يَجِدْ هَدْيًا، وَأَنَّهُ لَا يَكُونُ مِثْلَ أَهْلِ مَكَّةَ.

پالیا تو اس نے تمتع کیا اور اس پر قربانی واجب ہے اور نہ ملے تو روزے رکھے اور اس کا حال مکہ معظمہ میں رہنے والوں جیسا نہیں ہے۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ رَجُلٍ مِنْ غَيْرِ أَهْلِ مَكَّةَ دَخَلَ مَكَّةَ بِعُمْرَةٍ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ، وَهُوَ يُرِيدُ الْإِقَامَةَ بِمَكَّةَ حَتَّى يُنْشِئَ الْحَجَّ، أَمُتَمَتِّعٌ هُوَ؟ فَقَالَ نَعَمْ، هُوَ مُتَمَتِّعٌ، وَلَيْسَ هُوَ مِثْلَ أَهْلِ مَكَّةَ، وَإِنْ أَرَادَ الْإِقَامَةَ، وَذٰلِكَ أَنَّهُ دَخَلَ مَكَّةَ وَلَيْسَ هُوَ مِنْ أَهْلِهَا، وَإِنَّمَا الْهَدْيُ، أَوِ الصِّيَامُ عَلَى مَنْ لَمْ يَكُنْ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ، وَأَنَّ هٰذَا الرَّجُلَ يُرِيدُ الْإِقَامَةَ، وَلَا يَدْرِي مَا يَبْدُو لَهُ بَعْدَ ذٰلِكَ، وَلَيْسَ هُوَ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ.

امام مالک سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو مکہ مکرمہ کا رہنے والا نہیں ہے وہ حج کے مہینوں میں عمرہ کے ارادے سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوا اور وہ حج تک مکہ معظمہ میں ٹھہرنا چاہتا ہے کیا وہ متمتع ہے؟ فرمایا: ہاں! وہ متمتع ہے اور اہل مکہ جیسا نہیں ہے' اگرچہ وہ ٹھہرنے کا ارادہ کرے اور اس غرض سے مکہ مکرمہ میں داخل ہو لیکن وہ یہاں کا باشندہ نہیں اور جو مکہ مکرمہ کا باشندہ نہ ہو تو اس پر قربانی یا روزے ہیں کیونکہ اس نے مکہ مکرمہ میں جو عارضی اقامت اختیار کی تو نہیں معلوم کہ اس کے بعد وہ کیا صورت اختیار کرے' لہٰذا وہ مکہ مکرمہ کے باشندوں میں شمار نہیں۔

[۳۹۲] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ مَنِ اعْتَمَرَ فِي شَوَّالٍ، أَوْ ذِي الْقَعْدَةِ، أَوْ فِي ذِي الْحِجَّةِ، ثُمَّ أَقَامَ بِمَكَّةَ حَتَّى يُدْرِكَهُ الْحَجُّ، فَهُوَ مُتَمَتِّعٌ إِنْ حَجَّ، وَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ، فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ، وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعَ.

یحییٰ بن سعید نے سعید بن مسیب کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے حج کے مہینوں یعنی شوال' ذی قعدہ اور ذی الحجہ میں عمرہ کیا پھر مکہ مکرمہ میں ٹھہرا یہاں تک کہ حج کو پایا تو وہ متمتع ہے جبکہ حج کرے' لہٰذا جو میسر آئے قربانی دے اور نہ ملے تو تین روزے حج کے دوران رکھے اور سات روزے اس وقت جبکہ لوٹے۔

۲۰- بَابُ مَا لَا يَجِبُ فِيهِ التَّمَتُّعُ

جس صورت میں آدمی متمتع نہیں ہوتا

قَالَ مَالِكٌ مَنِ اعْتَمَرَ فِي شَوَّالٍ، أَوْ ذِي الْقَعْدَةِ، أَوْ ذِي الْحِجَّةِ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ، ثُمَّ حَجَّ مِنْ عَامِهِ ذٰلِكَ، فَلَيْسَ عَلَيْهِ هَدْيٌ، إِنَّمَا الْهَدْيُ عَلَى مَنِ اعْتَمَرَ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ، ثُمَّ أَقَامَ حَتَّى الْحَجِّ، ثُمَّ حَجَّ، وَكُلُّ مَنِ انْقَطَعَ إِلَى مَكَّةَ مِنْ أَهْلِ الْآفَاقِ وَسَكَنَهَا، ثُمَّ اعْتَمَرَ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ، ثُمَّ أَنْشَأَ الْحَجَّ مِنْهَا فَلَيْسَ بِمُتَمَتِّعٍ، وَلَيْسَ عَلَيْهِ هَدْيٌ وَلَا صِيَامٌ، وَهُوَ بِمَنْزِلَةِ أَهْلِ مَكَّةَ إِذَا كَانَ مِنْ سَاكِنِيهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے شوال' ذی قعدہ یا ذی الحجہ میں عمرہ کیا' پھر اپنے گھر کو واپس لوٹ گیا' پھر اسی سال حج کیا تو اس پر قربانی نہیں ہے' قربانی تو اس پر ہے جو حج کے مہینوں میں عمرہ کرے' پھر حج تک وہیں ٹھہرے اور حج کرے' اگر کوئی دوسرے کسی ملک سے مکہ مکرمہ میں آ ٹھہرا' پھر وہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرے' پھر حج کو پائے تو وہ متمتع نہیں ہوگا اور اس پر قربانی اور روزے نہیں ہیں کیونکہ وہ اہل مکہ کی طرح ہے جبکہ یہاں کی رہائش اختیار کر لی ہے۔

سُئِلَ مَالِكٌ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ خَرَجَ إِلَى الرِّبَاطِ، أَوْ إِلَى سَفَرٍ مِنَ الْأَسْفَارِ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى مَكَّةَ وَهُوَ يُرِيدُ الْإِقَامَةَ بِهَا كَانَ لَهُ أَهْلٌ بِمَكَّةَ، أَوْ لَا أَهْلَ لَهُ

امام مالک سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو اہل مکہ ہے' وہ رباط کی جانب یا کسی اور جگہ کی طرف سفر پر نکلا' پھر مکہ مکرمہ واپس آ گیا اور وہ یہیں اقامت پذیر رہنا چاہتا ہے اور مکہ

بِهَا، فَدَخَلَهَا بِعُمْرَةٍ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ، ثُمَّ أَنْشَأَ الْحَجَّ وَكَانَتْ عُمْرَتُهُ الَّتِي دَخَلَ بِهَا مِنْ مِيقَاتِ النَّبِيِّ ﷺ، أَوْ دُونَهُ أَمُتَمَتِّعٌ مَنْ كَانَ عَلَى تِلْكَ الْحَالَةِ؟ فَقَالَ مَالِكٌ لَيْسَ عَلَيْهِ مَا عَلَى الْمُتَمَتِّعِ مِنَ الْهَدْيِ أَوِ الصِّيَامِ، وَذَلِكَ أَنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ فِي كِتَابِهِ ﴿ذَلِكَ لِمَنْ لَمْ يَكُنْ أَهْلُهُ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ (البقرة:۱۹۶).

مکہ مکرمہ میں اس کے گھر والے ہوں یا نہ ہوں' پھر وہ حج کے مہینوں میں عمرہ کی غرض سے حاضر ہوا' پھر حج پایا اور اس نے عمرہ کا احرام نبی کریم ﷺ کے میقات سے باندھا ہو یا کسی دوسرے سے' جس کی یہ حالت ہو وہ متمتع ہو سکتا ہے یا نہیں؟ امام مالک نے فرمایا کہ اس پر متمتع کی طرح قربانی اور روزے نہیں ہیں اور یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: ''یہ حکم اس کے لیے ہے جو مکہ کا رہنے والا نہ ہو''۔

۲۱- بَابُ جَامِعِ مَا جَاءَ فِي الْعُمْرَةِ

عمرہ کے بارے میں دیگر روایات

۳۸۱- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ الْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا، وَالْحَجُّ الْمَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ. صحیح البخاری (۱۷۷۳) صحیح مسلم (۳۲۷۶)

ابو صالح سمان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک کے گناہوں کا کفارہ ہے اور نہیں ہے حج مبرور کی جزاء مگر جنت۔

۳۸۲- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يَقُولُ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَتْ إِنِّي قَدْ كُنْتُ تَجَهَّزْتُ لِلْحَجِّ، فَاعْتُرِضَ لِي، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اعْتَمِرِي فِي رَمَضَانَ، فَإِنَّ عُمْرَةً فِيهِ كَحَجَّةٍ. سنن ابو داؤد (۱۹۸۹) سنن ترمذی (۹۳۹) سنن نسائی (۲۱۰۹) سنن ابن ماجہ (۲۹۹۱)

ابوبکر بن عبد الرحمٰن سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئی کہ میں نے حج کی تیاری کر لی تھی لیکن ایک رکاوٹ پیش آ گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ رمضان میں عمرہ کر لینا کیونکہ اس میں عمرہ کرنا حج کی طرح ہے۔

[۳۹۳] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ افْصِلُوا بَيْنَ حَجِّكُمْ، وَعُمْرَتِكُمْ، فَإِنَّ ذَلِكَ أَتَمُّ لِحَجِّ أَحَدِكُمْ، وَأَتَمُّ لِعُمْرَتِهِ أَنْ يَعْتَمِرَ فِي غَيْرِ أَشْهُرِ الْحَجِّ.

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا: اپنے حج اور عمرہ کے درمیان فاصلہ رکھا کرو تاکہ تمہارا حج پورا ہو جائے اور تمہارا عمرہ بھی پورا ہو جائے اور یہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ حج کے مہینوں کے سوا عمرہ کیا کرو۔

[۳۹۴] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ كَانَ إِذَا اعْتَمَرَ رُبَّمَا لَمْ يَحْطُطْ عَنْ رَاحِلَتِهِ حَتَّى يَرْجِعَ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب عمرہ کرتے تو بعض اوقات اپنی سواری سے بھی نہ اترتے کہ واپس لوٹ آتے۔

قَالَ مَالِكٌ الْعُمْرَةُ سُنَّةٌ، وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ أَرْخَصَ فِي تَرْكِهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ عمرہ سنت ہے اور مجھے نہیں معلوم کہ مسلمانوں میں سے کسی نے اسے ترک کرنے کی اجازت دی ہو۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَا أَرَى لِأَحَدٍ أَنْ يَعْتَمِرَ فِي السَّنَةِ

امام مالک نے فرمایا کہ کسی کے لیے سال میں کئی دفعہ عمرہ

مِرَارًا.

قَالَ مَالِکٌ فِي الْمُعْتَمِرِ يَقَعُ بِأَهْلِهِ إِنَّ عَلَيْهِ فِي ذٰلِكَ الْهَدْيَ وَعُمْرَةً أُخْرٰى يَبْتَدِئُ بِهَا بَعْدَ إِتْمَامِهِ الَّتِي أَفْسَدَ، وَيُحْرِمُ مِنْ حَيْثُ أَحْرَمَ بِعُمْرَتِهِ الَّتِي أَفْسَدَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ أَحْرَمَ مِنْ مَكَانٍ أَبْعَدَ مِنْ مِيقَاتِهِ، فَلَيْسَ عَلَيْهِ إِلَّا أَنْ يُحْرِمَ مِنْ مِيقَاتِهِ.

کرنا مناسب نہیں۔

امام مالک نے فرمایا کہ عمرہ کرنے والا اگر اپنی بیوی سے صحبت کر بیٹھے تو اس پر قربانی ہے اور اس عمرہ کو پورا کرنے کے بعد جو فاسد کیا ہے قضاء کا دوسرہ عمرہ شروع کردے اور جہاں سے فاسد عمرے کا احرام باندھا تھا وہیں سے قضاء کے عمرے کا احرام باندھے ماسوائے اس کے کہ وہ جگہ میقات سے بہت دور ہو تو اس پر نہیں ہے مگر میقات سے احرام باندھنا۔

قَالَ مَالِکٌ وَمَنْ دَخَلَ مَكَّةَ بِعُمْرَةٍ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَسَعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَهُوَ جُنُبٌ، أَوْ عَلٰى غَيْرِ وُضُوءٍ، ثُمَّ وَقَعَ بِأَهْلِهِ ثُمَّ ذَكَرَ قَالَ يَغْتَسِلُ أَوْ يَتَوَضَّأُ، ثُمَّ يَعُودُ فَيَطُوفُ بِالْبَيْتِ، وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَيَعْتَمِرُ عُمْرَةً أُخْرٰى وَيُهْدِي. وَعَلَى الْمَرْأَةِ إِذَا أَصَابَهَا زَوْجُهَا وَهِيَ مُحْرِمَةٌ مِثْلُ ذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ جو عمرے کا احرام باندھ کر مکہ مکرمہ میں داخل ہو پھر بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے اور وہ جنبی یا بغیر وضو ہو پھر اپنی بیوی سے صحبت کر بیٹھے اور پھر ذکر کرے؟ فرمایا کہ وضو یا غسل کرے پھر دوبارہ بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے اور دوسرا عمرہ کرے اور قربانی دے اور اس کی بیوی پر بھی یہی کچھ ہے جبکہ اس نے بھی احرام باندھا ہوا تھا۔

قَالَ مَالِکٌ فَأَمَّا الْعُمْرَةُ مِنَ التَّنْعِيمِ، فَإِنَّهُ مَنْ شَاءَ أَنْ يَخْرُجَ مِنَ الْحَرَمِ، ثُمَّ يُحْرِمَ فَإِنَّ ذٰلِكَ يُجْزِئُ عَنْهُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، وَلٰكِنَّ الْفَضْلَ أَنْ يُهِلَّ مِنَ الْمِيقَاتِ الَّذِي وَقَّتَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، أَوْ مَا هُوَ أَبْعَدُ مِنَ التَّنْعِيمِ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے تنعیم سے عمرہ شروع کیا تو وہ اگر چاہے تو حرم سے نکل کر احرام باندھ لے یہ کافی ہوگا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ لیکن افضل یہی ہے کہ اس میقات سے احرام باندھے جو رسول اللہ ﷺ نے مقرر فرمایا ہے یا جو تنعیم سے زیادہ دور ہو۔

۲۲- بَابُ نِكَاحِ الْمُحْرِمِ

محرم کے نکاح کا بیان

[۳۹۵] اثر- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ أَبَا رَافِعٍ وَرَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ، فَزَوَّجَاهُ مَيْمُونَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِالْمَدِينَةِ قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ.

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو رافع اور ایک انصاری کو بھیجا تو ان دونوں نے میمونہ بنت حارث کا نکاح کر دیا اور رسول اللہ ﷺ اس وقت نکلنے سے پہلے مدینہ منورہ میں تھے۔

۳۸۳- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ أَخِي بَنِي عَبْدِ الدَّارِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَرْسَلَ إِلٰى أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ، وَأَبَانُ يَوْمَئِذٍ أَمِيرُ الْحَاجِّ وَهُمَا مُحْرِمَانِ إِنِّي قَدْ أَرَدْتُ أَنْ أُنْكِحَ طَلْحَةَ بْنَ عُمَرَ بِنْتَ شَيْبَةَ بْنِ جُبَيْرٍ، وَأَرَدْتُ أَنْ تَحْضُرَ، فَأَنْكَرَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ

نبیہ بن وہب سے روایت ہے کہ عمر بن عبید اللہ نے انہیں ابان بن عثمان کے پاس بھیجا جو حاجیوں کے امیر تھے اور دونوں نے احرام باندھا ہوا تھا کہ میرا ارادہ ہے کہ طلحہ بن عمر کا نکاح شیبہ بن جبیر کی صاحبزادی سے کردوں اور میں چاہتا ہوں کہ آپ بھی تشریف لائیں۔ ابان نے آنے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ میں

أَبَانُ وَقَالَ سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ، وَلَا يُنْكِحُ، وَلَا يَخْطُبُ.
صحیح مسلم (۳۴۳۲)

نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: محرم نہ نکاح کرے نہ نکاح کرائے اور نہ نکاح کا پیغام دے۔

[۳۹۶] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، أَنَّ أَبَا غَطَفَانَ بْنَ طَرِيفٍ الْمُرِّيَّ أَخْبَرَهُ، أَنَّ أَبَاهُ طَرِيفًا تَزَوَّجَ امْرَأَةً، وَهُوَ مُحْرِمٌ، فَرَدَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ نِكَاحَهُ.

ابوغطفان بن طریف مری سے روایت ہے کہ ان کے والد ماجد طریف نے احرام کی حالت میں ایک عورت کا نکاح کر دیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس نکاح کو باطل کر دیا۔

[۳۹۷] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ، وَلَا يَخْطُبُ عَلَى نَفْسِهِ، وَلَا عَلَى غَيْرِهِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر فرمایا کرتے کہ احرام والا نکاح نہ کرے اور اپنے لیے یا کسی دوسرے سے نکاح کا پیغام نہ دے۔

[۳۹۸] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ، وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ سُئِلُوا عَنْ نِكَاحِ الْمُحْرِمِ فَقَالُوا لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ، وَلَا يُنْكِحُ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ سعید بن مسیب، سالم بن عبد اللہ اور سلیمان بن یسار سے نکاح محرم کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: محرم نکاح نہ کرے اور نہ نکاح کروائے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ الْمُحْرِمِ إِنَّهُ يُرَاجِعُ امْرَأَتَهُ إِنْ شَاءَ إِذَا كَانَتْ فِي عِدَّةٍ مِنْهُ.

امام مالک نے احرام والے کے بارے میں فرمایا کہ اگر وہ چاہے تو اپنی بیوی سے رجوع کر سکتا ہے جبکہ وہ عدت گزار رہی ہو۔

۲۳- بَابُ حِجَامَةِ الْمُحْرِمِ

محرم کا پچھنے لگوانا

۳۸۴- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ احْتَجَمَ، وَهُوَ مُحْرِمٌ فَوْقَ رَأْسِهِ، وَهُوَ يَوْمَئِذٍ بِلَحْيَيْ جَمَلٍ مَكَانٌ بِطَرِيقِ مَكَّةَ.
صحیح البخاری (۱۸۳۶) صحیح مسلم (۲۸۷۸ و ۳۴۳۶)

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حالت احرام کے اندر سر کے اوپر پچھنے لگوائے اور اس روز آپ لحی جمل میں تھے جو مکہ مکرمہ کے راستے میں ایک جگہ ہے۔

[۳۹۹] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ لَا يَحْتَجِمُ الْمُحْرِمُ إِلَّا مِمَّا لَا بُدَّ لَهُ مِنْهُ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر فرمایا کرتے کہ احرام والا پچھنے نہ لگوائے مگر جب اس کے سوا چارۂ کار نہ ہو۔

قَالَ مَالِكٌ لَا يَحْتَجِمُ الْمُحْرِمُ إِلَّا مِنْ ضَرُورَةٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ احرام والا پچھنے نہ لگوائے۔

۲۴- بَابُ مَا يَجُوزُ لِلْمُحْرِمِ أَكْلُهُ مِنَ الصَّيْدِ

محرم کے لیے کس شکار کا کھانا جائز ہے؟

۳۸۵- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ

نافع مولیٰ ابوقتادہ انصاری سے روایت ہے کہ حضرت ابو

مَوْلٰی عُمَرَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰهِ التَّیْمِیِّ، عَنْ نَافِعٍ مَوْلٰی اَبِیْ قَتَادَةَ الْاَنْصَارِیِّ، عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ، اَنَّهٗ كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰی اِذَا كَانُوْا بِبَعْضِ طَرِیْقِ مَكَّةَ تَخَلَّفَ مَعَ اَصْحَابٍ لَهٗ مُحْرِمِیْنَ، وَهُوَ غَیْرُ مُحْرِمٍ، فَرَاٰی حِمَارًا وَحْشِیًّا، فَاسْتَوٰی عَلٰی فَرَسِهٖ، فَسَاَلَ اَصْحَابَهٗ اَنْ یُّنَاوِلُوْهُ سَوْطَهٗ فَاَبَوْا عَلَیْهِ، فَسَاَلَهُمْ رُمْحَهٗ فَاَبَوْا، فَاَخَذَهٗ، ثُمَّ شَدَّ عَلَی الْحِمَارِ فَقَتَلَهٗ، فَاَكَلَ مِنْهُ بَعْضُ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَبٰی بَعْضُهُمْ، فَلَمَّا اَدْرَكُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سَاَلُوْهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ اِنَّمَا هِیَ طُعْمَةٌ اَطْعَمَكُمُوْهَا اللّٰهُ.

صحیح البخاری (۲۹۱٤) صحیح مسلم (۲۸٤٣-۲۸٤٤)

قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے یہاں تک کہ مکہ مکرمہ کے راستے میں ایک جگہ چند ساتھیوں سمیت پیچھے رہ گئے جنہوں نے احرام باندھا ہوا تھا اور یہ غیر محرم تھے۔ انہوں نے ایک گورخر دیکھا تو فوراً سوار ہو گئے۔ پھر اپنے ساتھیوں سے کوڑا پکڑانے کے لیے کہا تو انہوں نے انکار کر دیا۔ پھر اپنا نیزہ مانگا تب بھی انہوں نے انکار کر دیا۔ یہ خود لے کر گورخر پر ٹوٹ پڑے اور اسے مار گرایا۔ پس رسول اللہ ﷺ کے بعض اصحاب نے اس میں سے کھایا اور بعض نے انکار کر دیا۔ جب رسول اللہ ﷺ تک جا پہنچے تو اس بارے میں آپ سے پوچھا' فرمایا کہ یہ کھانا ہے جو تمہیں اللہ تعالیٰ نے کھلایا۔

[٤٠٠] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِیْهِ، اَنَّ الزُّبَیْرَ بْنَ الْعَوَّامِ كَانَ یَتَزَوَّدُ صَفِیْفَ الظِّبَاءِ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

قَالَ مَالِكٌ وَالصَّفِیْفُ الْقَدِیْدُ.

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حالتِ احرام میں ہرن کے بھنے ہوئے گوشت سے ناشتہ کیا کرتے۔

امام مالک نے فرمایا کہ صفیف کا معنیٰ خشک گوشت ہے۔

۳۸٦- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ، اَنَّ عَطَاءَ بْنَ یَسَارٍ اَخْبَرَهٗ، عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ فِی الْحِمَارِ الْوَحْشِیِّ مِثْلَ حَدِیْثِ اَبِی النَّضْرِ اِلَّا اَنَّ فِیْ حَدِیْثِ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ هَلْ مَعَكُمْ مِنْ لَحْمِهٖ شَیْءٌ؟ صحیح البخاری (٤٥٩١) صحیح مسلم (۲۸٤٥)

زید بن اسلم کو عطاء بن یسار نے حضرت ابوقتادہ کے گورخر شکار کرنے کی حدیث ابوالنضر کی طرح بتائی مگر زید بن اسلم کی حدیث میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا اس کے گوشت میں سے تمہارے پاس کچھ باقی ہے؟

۳۸۷- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ الْاَنْصَارِیِّ، اَنَّهٗ قَالَ اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّیْمِیُّ، عَنْ عِیْسَی بْنِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰهِ، عَنْ عُمَیْرِ ابْنِ سَلَمَةَ الضَّمْرِیِّ، عَنِ الْبَهْزِیِّ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ یُرِیْدُ مَكَّةَ، وَهُوَ مُحْرِمٌ حَتّٰی اِذَا كَانَ بِالرَّوْحَاءِ اِذَا حِمَارٌ وَحْشِیٌّ عَقِیْرٌ، فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ دَعُوْهُ، فَاِنَّهٗ یُوْشِكُ اَنْ یَّاْتِیَ صَاحِبُهٗ. فَجَاءَ الْبَهْزِیُّ وَهُوَ صَاحِبُهٗ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ شَاْنَكُمْ بِهٰذَا الْحِمَارِ، فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَبَا بَكْرٍ فَقَسَمَهٗ بَیْنَ الرِّفَاقِ، ثُمَّ مَضٰی حَتّٰی

عمیر بن سلمہ ضمری نے حضرت زید بن کعب بہزی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ کے ارادے سے نکلے اور احرام باندھ لیا تھا یہاں تک کہ جب روحاء کے مقام پر پہنچے تو وہاں ایک زخمی گورخر تھا۔ رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا گیا تو فرمایا کہ اسے رہنے دو۔ ہوسکتا ہے کہ اس کا مالک آ جائے۔ پس بہزی جو اس کے مالک تھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ! یہ گورخر آپ کی نذر ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر کو حکم دیا کہ اسے ساتھیوں میں تقسیم کر دیں۔ پھر چل پڑے یہاں تک کہ جب اثابہ کے مقام پر پہنچے جو رویثہ اور عرج کے درمیان ہے تو سائے میں ایک ہرن

إِذَا كَانَ بِالْأُثَايَةِ بَيْنَ الرُّوَيْثَةِ وَالْعَرْجِ إِذَا ظَبْيٌ حَاقِفٌ فِي ظِلٍّ فِيهِ سَهْمٌ، فَزَعَمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ رَجُلًا أَنْ يَقِفَ عِنْدَهُ لَا يَرِيبُهُ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ حَتَّى يُجَاوِزَهُ.

سنن نسائی (۲۸۱۷)

سر جھکائے کھڑا تھا جس کو تیر لگا ہوا تھا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ اس کے پاس کھڑا رہے تاکہ اسے کوئی نہ چھیڑے یہاں تک کہ سب گزر جائیں۔

[۴۰۱] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ أَقْبَلَ مِنَ الْبَحْرَيْنِ حَتَّى إِذَا كَانَ بِالرَّبَذَةِ وَجَدَ رَكْبًا مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ مُحْرِمِينَ، فَسَأَلُوهُ عَنْ لَحْمِ صَيْدٍ وَجَدُوهُ عِنْدَ أَهْلِ الرَّبَذَةِ، فَأَمَرَهُمْ بِأَكْلِهِ. قَالَ ثُمَّ إِنِّي شَكَكْتُ فِيمَا أَمَرْتُهُمْ بِهِ، فَلَمَّا قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَقَالَ عُمَرُ مَاذَا أَمَرْتَهُمْ بِهِ؟ فَقَالَ أَمَرْتُهُمْ بِأَكْلِهِ، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لَوْ أَمَرْتَهُمْ بِغَيْرِ ذٰلِكَ لَفَعَلْتُ بِكَ يَتَوَاعَدُهُ.

سعید بن مسیب نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ بحرین سے آ رہے تھے یہاں تک کہ جب ربذہ کے مقام پر پہنچے تو چند عراقی سوار ملے جنھوں نے احرام باندھا ہوا تھا۔ انہوں نے ان سے شکار کے گوشت کے بارے میں پوچھا جو انہیں ربذہ والوں سے ملا تھا۔ پس انہوں نے انہیں کھانے کا حکم دیا۔ فرمایا کہ پھر مجھے یہ حکم دینے کے متعلق شک ہو گیا۔ جب میں مدینہ منورہ میں آیا تو حضرت عمر سے میں نے ذکر کیا۔ حضرت عمر نے پوچھا کہ آپ نے انہیں کیا حکم دیا؟ جواب دیا کہ میں نے انہیں کھانے کا حکم دیا۔ حضرت عمر نے کہا کہ اگر آپ اس کے سوا کوئی اور حکم دیتے تو میں ضرور آپ کے ساتھ ایسا کرتا یعنی انہیں دھمکاتے۔

[۴۰۲] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، أَنَّهُ مَرَّ بِهِ قَوْمٌ مُحْرِمُونَ بِالرَّبَذَةِ، فَاسْتَفْتَوْهُ فِي لَحْمِ صَيْدٍ وَجَدُوا نَاسًا أَحِلَّةً يَأْكُلُونَهُ، فَأَفْتَاهُمْ بِأَكْلِهِ. قَالَ ثُمَّ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ بِمَ أَفْتَيْتَهُمْ؟ قَالَ فَقُلْتُ أَفْتَيْتُهُمْ بِأَكْلِهِ. قَالَ فَقَالَ عُمَرُ لَوْ أَفْتَيْتَهُمْ بِغَيْرِ ذٰلِكَ لَأَوْجَعْتُكَ.

سالم بن عبد اللہ نے حضرت ابو ہریرہ سے سنا کہ وہ حضرت عبد اللہ بن عمر سے بیان کر رہے تھے کہ ربذہ میں ان کے پاس سے ایسے لوگ گزرے جنھوں نے احرام باندھا ہوا تھا۔ تو ان سے شکار کے گوشت کے بارے میں پوچھا جسے چند ایسے لوگ کھا رہے تھے جو محرم نہ تھے۔ تو میں نے انہیں کھانے کا حکم دیا۔ پھر میں مدینہ منورہ میں حضرت عمر کے پاس حاضر ہوا اور ان سے اس بارے میں پوچھا تو فرمایا: آپ نے انہیں کیا فتویٰ دیا۔ جواب دیا کہ میں نے انہیں کھانے کا فتویٰ دیا تھا۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ اگر اس کے سوا کوئی اور فتویٰ دیتے تو میں آپ کو سزا دیتا۔

[۴۰۳] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ كَعْبَ الْأَحْبَارِ أَقْبَلَ مِنَ الشَّامِ فِي رَكْبٍ حَتَّى إِذَا كَانُوا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ وَجَدُوا لَحْمَ صَيْدٍ، فَأَفْتَاهُمْ كَعْبٌ بِأَكْلِهِ. قَالَ فَلَمَّا قَدِمُوا عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِالْمَدِينَةِ ذَكَرُوا ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ مَنْ أَفْتَاكُمْ بِهٰذَا؟ قَالُوا كَعْبٌ. قَالَ فَإِنِّي قَدْ أَمَّرْتُهُ عَلَيْكُمْ

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت کعب احبار جب چند سواروں کے ساتھ شام سے آ رہے تھے تو راستے میں انہیں شکار کا گوشت ملا۔ حضرت کعب نے انہیں کھانے کا فتویٰ دیا۔ جب مدینہ منورہ میں حضرت عمر کے پاس حاضر ہوئے تو لوگوں نے آپ سے اس کا ذکر کیا۔ فرمایا کہ تمہیں اس کا فتویٰ کس نے دیا؟ کہا حضرت کعب نے۔ فرمایا کہ میں نے واپسی تک انہیں

حَتّٰى تَرْجِعُوْا. ثُمَّ لَمَّا كَانُوْا بِبَعْضِ طَرِيْقِ مَكَّةَ مَرَّتْ بِهِمْ رِجْلٌ مِّنْ جَرَادٍ، فَأَفْتَاهُمْ كَعْبٌ أَنْ يَأْخُذُوْهُ، فَيَأْكُلُوْهُ، فَلَمَّا قَدِمُوْا عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ذَكَرُوْا لَهُ ذٰلِكَ، فَقَالَ مَا حَمَلَكَ عَلٰى أَنْ تُفْتِيَهُمْ بِهٰذَا؟ قَالَ هُوَ مِنْ صَيْدِ الْبَحْرِ قَالَ وَمَا يُدْرِيْكَ؟ قَالَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ إِنْ هِيَ إِلَّا نَثْرَةُ حُوْتٍ يَنْثُرُهُ فِيْ كُلِّ عَامٍ مَرَّتَيْنِ.

تمہارے اوپر امیر بنایا تھا۔ پھر جب مکہ مکرمہ کے راستے میں تھے تو ان کے پاس سے ٹڈی دل گزرا۔ حضرت کعب نے انہیں فتویٰ دیا کہ پکڑو اور کھاؤ۔ جب واپس حضرت عمر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس کا ان سے ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا: تمہیں یہ فتویٰ دینے پر کس چیز نے آمادہ کیا؟ کہا کہ یہ دریائی شکار ہے۔ فرمایا کہ تمہیں کیسے معلوم ہوا؟ کہا کہ امیر المؤمنین! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے یہ ایک مچھلی کی چھینک سے ہیں جو سال میں دو مرتبہ چھینکتی ہے۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَمَّا يُوْجَدُ مِنْ لُحُوْمِ الصَّيْدِ عَلَى الطَّرِيْقِ هَلْ يَبْتَاعُهُ الْمُحْرِمُ؟ فَقَالَ أَمَّا مَا كَانَ مِنْ ذٰلِكَ يُعْتَرَضُ بِهِ الْحَاجُّ، وَمِنْ أَجْلِهِمْ صِيْدَ، فَإِنِّيْ أَكْرَهُهُ وَأَنْهٰى عَنْهُ، فَأَمَّا أَنْ يَكُوْنَ عِنْدَ رَجُلٍ لَمْ يُرِدْ بِهِ الْمُحْرِمِيْنَ، فَوَجَدَهُ مُحْرِمٌ فَابْتَاعَهُ فَلَا بَأْسَ بِهٖ.

امام مالک سے پوچھا گیا کہ جو راستے میں شکار کا گوشت پائے تو کیا احرام والا اسے خرید سکتا ہے؟ فرمایا کہ جو حاجیوں کے لیے شکار کیا جائے تو میں اسے مکروہ شمار کرتا ہوں اور اس سے منع کرتا ہوں لیکن وہ ایسے آدمی کے پاس ہو جس نے احرام والوں کے لیے شکار نہ کیا ہو پھر محرم اسے دیکھ کر خرید لے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِيْمَنْ أَحْرَمَ، وَعِنْدَهُ صَيْدٌ قَدْ صَادَهُ، أَوِ ابْتَاعَهُ، فَلَيْسَ عَلَيْهِ أَنْ يُرْسِلَهُ، وَلَا بَأْسَ أَنْ يَجْعَلَهُ عِنْدَ أَهْلِهٖ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے احرام باندھ لیا لیکن اس کے پاس شکار کیا ہوا یا خریدا ہوا جانور ہے تو اس کے لیے ضروری نہیں کہ اسے چھوڑ دے بلکہ اپنے گھر والوں کے پاس چھوڑ دینے میں کوئی قباحت نہیں۔

قَالَ مَالِكٌ فِيْ صَيْدِ الْحِيْتَانِ فِي الْبَحْرِ وَالْأَنْهَارِ وَالْبِرَكِ وَمَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ إِنَّهٗ حَلَالٌ لِّلْمُحْرِمِ أَنْ يَصْطَادَهٗ.

امام مالک نے مچھلیوں کے شکار کے بارے میں فرمایا کہ دریا، نہروں اور تالاب وغیرہ میں احرام والے کے لیے ان کا شکار کرنا حلال ہے۔

۲۵- بَابُ مَا لَا يَحِلُّ لِلْمُحْرِمِ أَكْلُهٗ مِنَ الصَّيْدِ

کس شکار کا کھانا محرم کے لیے جائز نہیں؟

۳۸۸- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ اللَّيْثِيِّ أَنَّهٗ أَهْدٰى لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حِمَارًا وَحْشِيًّا وَهُوَ بِالْأَبْوَاءِ أَوْ بِوَدَّانَ، فَرَدَّهٗ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَلَمَّا رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا فِيْ وَجْهِيْ قَالَ إِنَّا لَمْ نَرُدَّهٗ عَلَيْكَ إِلَّا أَنَّا حُرُمٌ. صحیح البخاری (۱۸۲۵) صحیح مسلم (۲۸۳۷-۲۸۳۸)

حضرت صعب بن جثامہ لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک گورخر بطور نذرانہ پیش کیا جبکہ آپ ابواء یا ودان کے مقام پر تھے تو رسول اللہ ﷺ نے وہ انہیں واپس کر دیا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ان کا چہرہ مغموم دیکھا تو فرمایا: میں تمہارا تحفہ کبھی واپس نہ لوٹاتا لیکن میں نے احرام باندھا ہوا ہے۔

[٤٠٤] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِیْعَةَ قَالَ رَاَیْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ بِالْعَرْجِ، وَهُوَ مُحْرِمٌ فِیْ یَوْمٍ صَائِفٍ قَدْ غَطّٰی وَجْهَهٗ بِقَطِیْفَةِ اُرْجُوَانٍ، ثُمَّ اُتِیَ بِلَحْمِ صَیْدٍ، فَقَالَ لِاَصْحَابِهٖ کُلُوْا. فَقَالُوْا اَوَلَا تَاْکُلُ اَنْتَ؟ فَقَالَ اِنِّیْ لَسْتُ کَهَیْئَتِکُمْ اِنَّمَا صِیْدَ مِنْ اَجْلِیْ.

عبدالرحمٰن بن عامر بن ربیعہ سے روایت ہے کہ میں نے عرج کے مقام پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا جنہوں نے احرام باندھا ہوا تھا کہ گرمی کی شدت کے باعث انہوں نے سرخ کمبل سے اپنا منہ ڈھانپ رکھا ہے۔ پھر ان کی خدمت میں شکار کا گوشت پیش ہوا تو اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ کھالو، وہ عرض گزار ہوئے کہ آپ کیوں نہیں کھاتے؟ فرمایا کہ میرا معاملہ تمہارے جیسا نہیں ہے، میری خاطر تو یہ شکار کیا گیا ہے۔

[٤٠٥] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ، اَنَّهَا قَالَتْ لَهٗ یَا ابْنَ اُخْتِیْ اِنَّمَا هِیَ عَشْرُ لَیَالٍ، فَاِنْ تَخَلَّجَ فِیْ نَفْسِکَ شَیْءٌ، فَدَعْهُ تَعْنِیْ اَکْلَ لَحْمِ الصَّیْدِ.

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان سے فرمایا: اے بھانجے! یہ دس راتیں ہیں اگر تمہارے دل میں کسی قسم کا شبہ ہو تو شکار کا گوشت نہ کھاؤ۔

قَالَ مَالِکٌ فِی الرَّجُلِ الْمُحْرِمِ یُصَادُ مِنْ اَجْلِهٖ صَیْدٌ فَیُصْنَعُ لَهٗ ذٰلِکَ الصَّیْدُ، فَیَاْکُلُ مِنْهُ وَهُوَ یَعْلَمُ اَنَّهٗ مِنْ اَجْلِهٖ صِیْدَ، فَاِنَّ عَلَیْهِ جَزَاءَ ذٰلِکَ الصَّیْدِ کُلِّهٖ.

امام مالک نے اس محرم کے بارے میں فرمایا جس کی خاطر شکار کیا گیا ہو، پھر وہ شکار اس کے لیے بنایا جائے، پھر وہ اس میں سے یہ جانتے ہوئے کھائے کہ اسی کی خاطر شکار کیا گیا ہے تو اس پورے شکار کا بدلہ اسی پر ہے۔

وَسُئِلَ مَالِکٌ عَنِ الرَّجُلِ یَضْطَرُّ اِلٰی اَکْلِ الْمَیْتَةِ وَهُوَ مُحْرِمٌ اَیَصِیْدُ الصَّیْدَ فَیَاْکُلُهٗ، اَمْ یَاْکُلُ الْمَیْتَةَ؟ فَقَالَ بَلْ یَاْکُلُ الْمَیْتَةَ، وَذٰلِکَ اَنَّ اللّٰهَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی لَمْ یُرَخِّصْ لِلْمُحْرِمِ فِیْ اَکْلِ الصَّیْدِ، وَلَا فِیْ اَخْذِهٖ فِیْ حَالٍ مِنَ الْاَحْوَالِ، وَقَدْ اَرْخَصَ فِی الْمَیْتَةِ عَلٰی حَالِ الضَّرُوْرَةِ.

امام مالک سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے احرام باندھا ہوا ہے اور وہ مردار کھانے پر مجبور ہو جائے، کیا وہ شکار کر کے کھا سکتا ہے؟ یا مردار کھائے؟ فرمایا کہ مردار کھائے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے محرم کو شکار کھانے کی اجازت نہیں دی اور نہ کسی حال میں پکڑنے کی لیکن مجبوری میں مردار کھانے کی اجازت دی ہے۔

قَالَ مَالِکٌ وَاَمَّا مَا قَتَلَ الْمُحْرِمُ، اَوْ ذَبَحَ مِنَ الصَّیْدِ، فَلَا یَحِلُّ اَکْلُهٗ لِحَلَالٍ، وَلَا لِمُحْرِمٍ لِاَنَّهٗ لَیْسَ بِذَکِیٍّ کَانَ خَطَاً، اَوْ عَمْدًا فَاَکْلُهٗ لَا یَحِلُّ، وَقَدْ سَمِعْتُ ذٰلِکَ مِنْ غَیْرِ وَاحِدٍ، وَالَّذِیْ یَقْتُلُ الصَّیْدَ، ثُمَّ یَاْکُلُهٗ اِنَّمَا عَلَیْهِ کَفَّارَةٌ وَاحِدَةٌ مِثْلُ مَنْ قَتَلَهٗ وَلَمْ یَاْکُلْ مِنْهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس شکار کو محرم نے مارا یا ذبح کیا تو اس کا کھانا غیر احرام والے اور احرام والے کسی کے لیے حلال نہیں ہے کیونکہ وہ پاک نہیں ہے خواہ غلطی سے کیا ہو یا جان بوجھ کر اس کا کھانا حلال نہیں۔ یہ میں نے کتنے ہی حضرات سے سنا ہے جو شکار کو مارے پھر اسے کھائے تو اس پر ایک ہی کفارہ ہے جیسے مارنے والے پر جس نے کھایا نہ ہو۔

٢٦- بَابُ اَمْرِ الصَّیْدِ فِی الْحَرَمِ

حرم کے شکار کا بیان

قَالَ مَالِکٌ کُلُّ شَیْءٍ صِیْدَ فِی الْحَرَمِ، اَوْ اُرْسِلَ عَلَیْهِ کَلْبٌ فِی الْحَرَمِ، فَقُتِلَ ذٰلِکَ الصَّیْدُ فِیْ

امام مالک نے فرمایا کہ حرم میں جو شکار کیا جائے یا جس پر حرم میں کتا چھوڑا گیا اور کتے نے اسے حل میں جا کر مارا تو اس کا

الْحِلِّ، فَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ أَكْلُهُ، وَعَلَى مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ جَزَاءُ الصَّيْدِ، فَأَمَّا الَّذِي يُرْسِلُ كَلْبَهُ عَلَى الصَّيْدِ فِي الْحِلِّ فَيَطْلُبُهُ حَتّٰى يَصِيدَهُ فِي الْحَرَمِ، فَإِنَّهُ لَا يُؤْكَلُ وَلَيْسَ عَلَيْهِ فِي ذٰلِكَ جَزَاءٌ إِلَّا أَنْ يَكُونَ أَرْسَلَهُ عَلَيْهِ وَهُوَ قَرِيبٌ مِنَ الْحَرَمِ فَإِنْ أَرْسَلَهُ قَرِيبًا مِنَ الْحَرَمِ فَعَلَيْهِ جَزَاؤُهُ.

کھانا حلال نہیں ہے اور جس نے ایسا کیا اس پر شکار کا بدلہ ہے جس نے شکار پر حل میں کتا چھوڑا' وہ اسے تلاش کرتا رہا یہاں تک کہ حرم میں شکار جا کیا تو اسے نہ کھایا جائے لیکن اس کا بدلہ نہیں ہے ماسوائے اس صورت کے کہ چھوڑتے وقت وہ حرم کے قریب ہوا گر حرم کے قریب ہی اسے چھوڑا تھا تو پھر اس پر بدلہ ہے۔

٢٧- بَابُ الْحُكْمِ فِي الصَّيْدِ

شکار کے بارے میں حکم

قَالَ مَالِكٌ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ وَمَنْ قَتَلَهُ مِنْكُمْ مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءٌ مِثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ هَدْيًا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ أَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِينَ أَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِيَذُوقَ وَبَالَ أَمْرِهِ﴾ (المائدہ:۹۵).

امام مالک کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اے ایمان والو! شکار نہ مارو جب تم احرام میں ہو اور تم میں جو اسے قصداً قتل کرے تو اس کا بدلہ یہ ہے کہ ویسا ہی جانور مویشی سے دے تم میں سے دو ثقہ آدمی اس کا حکم کریں قربانی ہو کعبہ کو پہنچتی یا کفارہ دے چند مسکینوں کا کھانا یا اس کے برابر روزے کہ اپنے کام کا وبال چکھے"۔

قَالَ مَالِكٌ فَالَّذِي يَصِيدُ الصَّيْدَ وَهُوَ حَلَالٌ، ثُمَّ يَقْتُلُهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ بِمَنْزِلَةِ الَّذِي يَبْتَاعُهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ، ثُمَّ يَقْتُلُهُ، وَقَدْ نَهَى اللّٰهُ عَنْ قَتْلِهِ فَعَلَيْهِ جَزَاؤُهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ جو شخص حلال ہونے کی صورت میں شکار کو پکڑے اور حالتِ احرام میں اسے مارے تو یہ اسی کی طرح ہے جیسے محرم شکار کو خرید کر مارے چونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے قتل سے منع کیا ہے پس اس پر بدلہ ہے۔

وَالْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنَّ مَنْ أَصَابَ الصَّيْدَ وَهُوَ مُحْرِمٌ حُكِمَ عَلَيْهِ.

اور ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ جو حالتِ احرام میں شکار مارے بدلہ اسی پر ہے۔

قَالَ يَحْيٰى، قَالَ مَالِكٌ أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِي الَّذِي يَقْتُلُ الصَّيْدَ فَيُحْكَمُ عَلَيْهِ فِيهِ أَنْ يُقَوَّمَ الصَّيْدُ الَّذِي أَصَابَ، فَيُنْظَرَ كَمْ ثَمَنُهُ مِنَ الطَّعَامِ، فَيُطْعِمَ كُلَّ مِسْكِينٍ مُدًّا، أَوْ يَصُومَ مَكَانَ كُلِّ مُدٍّ يَوْمًا، وَيُنْظَرَ كَمْ عِدَّةُ الْمَسَاكِينِ، فَإِنْ كَانُوا عَشَرَةً صَامَ عَشَرَةَ أَيَّامٍ، وَإِنْ كَانُوا عِشْرِينَ مِسْكِينًا صَامَ عِشْرِينَ يَوْمًا عَدَدَهُمْ مَا كَانُوا، وَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ سِتِّينَ مِسْكِينًا.

یحیٰی کا بیان ہے کہ امام مالک نے فرمایا کہ شکار کو قتل کرنے کے بارے میں سب سے اچھی بات میں نے یہ سنی کہ شکار کی قیمت لگائی جائے گی' پھر دیکھا جائے گا کہ اس کا کتنا کھانا آتا ہے ہر مسکین کو ایک مد کھانا کھلایا جائے گا' یا ہر مد کے بدلے ایک روزہ رکھے چنانچہ مساکین کی تعداد دیکھی جائے گی' اگر وہ دس ہوں تو دس روزے رکھے جائیں گے' اگر بیس مسکین ہوں تو بیس روزے رکھے جائیں گے' غرضیکہ ان کی تعداد جو بھی ہو خواہ وہ ساٹھ مساکین سے بھی بڑھ جائیں۔

قَالَ مَالِكٌ سَمِعْتُ أَنَّهُ يُحْكَمُ عَلَى مَنْ قَتَلَ الصَّيْدَ فِي الْحَرَمِ وَهُوَ حَلَالٌ بِمِثْلِ مَا يُحْكَمُ بِهِ عَلَى الْمُحْرِمِ الَّذِي يَقْتُلُ الصَّيْدَ فِي الْحَرَمِ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس حلال نے شکار کو حرم میں قتل کیا تو وہ اسی کے مانند ہے جیسے محرم نے حالتِ احرام کے اندر حرم میں شکار کو مارا ہو۔

۲۸- بَابٌ مَا يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ مِنَ الدَّوَابِّ

محرم کون سے جانوروں کو مار سکتا ہے؟

۳۸۹- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ لَيْسَ عَلَى الْمُحْرِمِ فِيْ قَتْلِهِنَّ جُنَاحٌ الْغُرَابُ، وَالْحِدَاَةُ، وَالْعَقْرَبُ، وَالْفَارَةُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ.

صحیح البخاری (۱۸۲۸) صحیح مسلم (۲۸٦٤)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانچ جانور ایسے ہیں کہ محرم کو ان کا قتل کرنا گناہ نہیں کوا' چیل' بچھو' چوہا اور کاٹنے والا کتا۔

۳۹۰- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ مَنْ قَتَلَهُنَّ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ الْعَقْرَبُ، وَالْفَارَةُ، وَالْغُرَابُ، وَالْحِدَاَةُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ. صحیح البخاری (۲۳۱۵) صحیح مسلم (۲۸٦۸)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پانچ جانور ایسے ہیں کہ جو انہیں حالتِ احرام میں بھی قتل کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں یعنی بچھو' چوہا' کوا' چیل اور کاٹنے والا کتا۔

۳۹۱- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ خَمْسٌ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحَرَمِ الْفَارَةُ، وَالْعَقْرَبُ، وَالْغُرَابُ، وَالْحِدَاَةُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ. صحیح مسلم (۲۸۵۵)

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانچ فواسق ہیں جو حرم میں بھی قتل کیے جائیں گے یعنی چوہا' بچھو' کوا' چیل اور کاٹنے والا کتا۔

[٤٠٦] اَثَر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَمَرَ بِقَتْلِ الْحَيَّاتِ فِي الْحَرَمِ.

ابن شہاب سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سانپوں کو حرم میں بھی مار دینے کا حکم فرمایا۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْكَلْبِ الْعَقُوْرِ الَّذِيْ اُمِرَ بِقَتْلِهِ فِي الْحَرَمِ اِنَّ كُلَّ مَا عَقَرَ النَّاسَ وَعَدَا عَلَيْهِمْ، وَاَخَافَهُمْ مِثْلَ الْاَسَدِ، وَالنَّمِرِ، وَالْفَهْدِ، وَالذِّئْبِ، فَهُوَ الْكَلْبُ الْعَقُوْرُ، وَاَمَّا مَا كَانَ مِنَ السِّبَاعِ لَا يَعْدُوْ مِثْلُ الضَّبُعِ، وَالثَّعْلَبِ، وَالْهِرِّ وَمَا اَشْبَهَهُنَّ مِنَ السِّبَاعِ، فَلَا يَقْتُلُهُنَّ الْمُحْرِمُ، فَاِنْ قَتَلَهُ فَدَاهُ. وَاَمَّا مَا ضَرَّ مِنَ الطَّيْرِ، فَاِنَّ الْمُحْرِمَ لَا يَقْتُلُهُ اِلَّا مَا سَمَّى النَّبِيُّ ﷺ الْغُرَابُ وَالْحِدَاَةُ. وَاِنْ قَتَلَ الْمُحْرِمُ شَيْئًا مِنَ الطَّيْرِ سِوَاهُمَا فَدَاهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ کاٹنے والے کتے کو حرم میں بھی مار دینے کا حکم دیا گیا ہے' لہٰذا جو جانور لوگوں کو کاٹیں' ان پر حملہ کریں اور ڈرائیں جیسے شیر' چیتا' ریچھ اور بھیڑیا وغیرہ وہ کاٹنے والے کتے کے حکم میں ہیں اور جو درندے حملہ نہیں کرتے جیسے بجو' لومڑی' بلی اور ان جیسے درندے تو محرم انہیں قتل نہ کرے' اگر قتل کرے گا تو بدلہ دینا ہوگا اور جو پرندے ضرر پہنچاتے ہیں تو محرم انہیں قتل نہیں کرے گا مگر جن کا نام نبی کریم ﷺ نے لیا ہے جیسے کوا اور چیل اور اگر محرم ان دونوں کے سوا کسی پرندے کو مارے گا تو بدلہ دینا ہو گا۔

۲۹- بَابٌ مَا يَجُوْزُ لِلْمُحْرِمِ اَنْ يَفْعَلَهُ

محرم کے لیے کون سے کام کرنا درست ہیں؟

[٤٠٧] اَثَر- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْحَارِثِ

ربیعہ بن ابو عبداللہ بن ہدیر سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سقیا کے مقام پر دیکھا کہ اپنے

التَّيْمِيِّ، عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْهُدَيْرِ، اَنَّهُ رَاٰى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يُقَرِّدُ بَعِيْرًا لَهُ فِيْ طِيْنٍ بِالسُّقْيَا وَهُوَ مُحْرِمٌ. قَالَ مَالِكٌ وَاَنَا اَكْرَهُهُ.

اونٹ کی جوئیں نکال کر مٹی میں پھینکتے جاتے تھے اور وہ حالتِ احرام میں تھے امام مالک نے کہا کہ میں اسے مکروہ شمار کرتا ہوں۔

[۴۰۸] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ اَبِيْ عَلْقَمَةَ، عَنْ اُمِّهِ اَنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ، تُسْاَلُ عَنِ الْمُحْرِمِ اَيَحُكُّ جَسَدَهُ فَقَالَتْ نَعَمْ، فَلْيَحْكُكْهُ وَلْيَشْدُدْ، وَلَوْ رُبِطَتْ يَدَايَ، وَلَمْ اَجِدْ اِلَّا رِجْلَيَّ لَحَكَكْتُ.

علقمہ بن ابو علقمہ کی والدہ ماجدہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سنا جبکہ ان سے پوچھا گیا کہ کیا محرم اپنے جسم کو کھجا سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں! کھجائے اور خوب کھجائے اور اگر میرے ہاتھ باندھ دیئے جائیں اور پیر میرے قابو میں ہوں تو ان سے کھجاؤں۔

[۴۰۹] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَيُّوْبَ بْنِ مُوْسٰى، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ نَظَرَ فِي الْمِرْاٰةِ لِشَكْوٍ كَانَ بِعَيْنَيْهِ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آنکھ کی تکلیف کے باعث آئینہ دیکھا اور وہ احرام باندھے ہوئے تھے۔

[۴۱۰] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَكْرَهُ اَنْ يَنْزِعَ الْمُحْرِمُ حَلَمَةً، اَوْ قُرَادَةً عَنْ بَعِيْرِهِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے اونٹ کی جوں نکالنے کو مکروہ شمار کیا کرتے تھے۔

قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ اَحَبُّ مَا سَمِعْتُ اِلَيَّ فِيْ ذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس بارے میں مجھے یہ بات سب سے زیادہ پسند ہے۔

[۴۱۱] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ مَرْيَمَ، اَنَّهُ سَاَلَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ عَنْ ظُفُرٍ لَهُ انْكَسَرَ وَهُوَ مُحْرِمٌ، فَقَالَ سَعِيْدٌ اِقْطَعْهُ.

محمد بن عبداللہ بن ابو مریم نے سعید بن مسیب سے احرام والے کا ناخن ٹوٹ جانے کے متعلق پوچھا تو سعید نے فرمایا: "اسے کاٹ دو"۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنِ الرَّجُلِ يَشْتَكِيْ اُذُنَهُ اَيَقْطُرُ فِيْ اُذُنِهِ مِنَ الْبَانِ الَّذِيْ لَمْ يُطَيَّبْ، وَهُوَ مُحْرِمٌ؟ فَقَالَ لَا اَرٰى بِذٰلِكَ بَاْسًا، وَلَوْ جَعَلَهُ فِيْ فِيْهِ لَمْ اَرَ بِذٰلِكَ بَاْسًا.

امام مالک سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس کے کان میں درد ہو کہ کیا وہ اپنے کان میں بغیر خوشبو کا تیل ڈال سکتا ہے جبکہ وہ محرم ہو؟ فرمایا کہ مجھے اس میں کوئی قباحت نظر نہیں آتی اور اگر منہ میں تکلیف ہو تب بھی کوئی ڈر نہیں۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَا بَاْسَ اَنْ يَبُطَّ الْمُحْرِمُ خُرَاجَهُ، وَيَفْقَاَ دُمَّلَهُ، وَيَقْطَعَ عِرْقَهُ اِذَا احْتَاجَ اِلٰى ذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ محرم اگر اپنے پھوڑے کو چیرے یا اپنے آبلے کو پھوڑے یا فصد کھولے تو بوقتِ ضرورت کوئی حرج نہیں۔

۳۰- بَابُ الْحَجِّ عَمَّنْ يُحَجُّ عَنْهُ

دوسرے کی جانب سے حج کرنے کا بیان

۳۹۲- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ رَدِيْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَجَاءَتْهُ امْرَاَةٌ مِنْ خَثْعَمَ تَسْتَفْتِيْهِ، فَجَعَلَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ اِلَيْهَا، وَتَنْظُرُ

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے فضل بن عباس بیٹھے تھے کہ قبیلہ خثعم سے ایک عورت مسئلہ پوچھنے آئی، فضل اس کی طرف اور وہ فضل کی طرف دیکھنے لگی، رسول اللہ

اِلَيْهِ، فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصْرِفُ وَجْهَ الْفَضْلِ إِلَى الشِّقِّ الْآخَرِ، فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ فَرِيْضَةَ اللّٰهِ فِي الْحَجِّ اَدْرَكَتْ اَبِيْ شَيْخًا كَبِيْرًا لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَّثْبُتَ عَلَى الرَّاحِلَةِ اَفَاَحُجُّ عَنْهُ؟ قَالَ نَعَمْ، وَذٰلِكَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ. صحیح البخاری (۱۵۱۳) صحیح مسلم (۳۲۳۸)

ﷺ نے فضل کا منہ دوسری طرف کر دیا' وہ عرض گزار ہوئی کہ یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے میرے والد محترم پر اس وقت حج فرض کیا جبکہ وہ بہت بوڑھے ہو گئے اور سواری پر ٹھہر نہیں سکتے' کیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ فرمایا: ہاں اور یہ حجۃ الوداع کی بات ہے۔

۳۱- بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ اُحْصِرَ بِعَدُوٍّ

جسے دشمن روک دیں

[۴۱۲] اَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، قَالَ مَنْ حُبِسَ بِعَدُوٍّ فَحَالَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَيْتِ، فَاِنَّهُ يَحِلُّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ، وَيَنْحَرُ هَدْيَهُ، وَيَحْلِقُ رَاْسَهُ حَيْثُ حُبِسَ، وَلَيْسَ عَلَيْهِ قَضَاءٌ.

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک نے فرمایا کہ جسے دشمن روک دے اور اس کے اور بیت اللہ کے درمیان حائل ہو جائے تو وہ احرام کھول دے' قربانی کو ذبح کرے اور سر منڈائے جہاں کہ اسے روکا گیا اور اس پر قضا نہیں ہے۔

وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهُ بَلَغَهُ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَلَّ هُوَ وَاَصْحَابُهُ بِالْحُدَيْبِيَةِ، فَنَحَرُوا الْهَدْيَ، وَحَلَقُوْا رُءُوْسَهُمْ، وَحَلُّوْا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ قَبْلَ اَنْ يَّطُوْفُوْا بِالْبَيْتِ، وَقَبْلَ اَنْ يَّصِلَ اِلَيْهِ الْهَدْيُ، ثُمَّ لَمْ يُعْلَمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَ اَحَدًا مِنْ اَصْحَابِهِ وَلَا مِمَّنْ كَانَ مَعَهُ اَنْ يَّقْضُوْا شَيْئًا وَلَا يَعُوْدُوْا لِشَيْءٍ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حدیبیہ کے مقام پر رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب نے احرام کھول دیا تھا' ہدی ذبح کیں' سر منڈائے اور ہر چیز سے حلال ہو گئے پیشتر اس کے کہ بیت اللہ کا طواف کرتے یا ہدی وہاں پہنچتی' پھر ہمیں نہیں معلوم کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے کسی صحابی یا ساتھی کو قضاء یا اعادہ کرنے کا حکم فرمایا ہو۔

۳۹۳- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهُ قَالَ حِيْنَ خَرَجَ اِلٰى مَكَّةَ مُعْتَمِرًا فِي الْفِتْنَةِ اِنْ صُدِدْتُ عَنِ الْبَيْتِ صَنَعْنَا كَمَا صَنَعْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَاَهَلَّ بِعُمْرَةٍ مِنْ اَجْلِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر جب فساد کے زمانے میں مکہ مکرمہ کی جانب عمرہ کے ارادے سے نکلے تو فرمایا: اگر مجھے بیت اللہ سے روکا گیا تو وہی کروں گا جو رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا۔ پس عمرہ کا احرام باندھا' اس لیے کہ حدیبیہ کے سال رسول اللہ ﷺ نے بھی عمرے کا احرام باندھا تھا۔

ثُمَّ اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ نَظَرَ فِيْ اَمْرِهِ فَقَالَ مَا اَمْرُهُمَا اِلَّا وَاحِدٌ، ثُمَّ الْتَفَتَ اِلٰى اَصْحَابِهِ فَقَالَ مَا اَمْرُهُمَا اِلَّا وَاحِدٌ، اُشْهِدُكُمْ اَنِّيْ قَدْ اَوْجَبْتُ الْحَجَّ مَعَ الْعُمْرَةِ.

پھر حضرت عبد اللہ نے اپنے حال پر نظر کی تو فرمایا: "دونوں کا حال یکساں ہے" پھر اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: "دونوں کا حال یکساں ہے" میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے عمرہ کے ساتھ اپنے اوپر حج بھی واجب کر لیا۔

ثُمَّ نَفَذَ حَتّٰى جَاءَ الْبَيْتَ، فَطَافَ طَوَافًا وَاحِدًا، وَرَاٰى ذٰلِكَ مُجْزِيًا عَنْهُ وَاَهْدٰى.
صحیح البخاری (۴۱۸۵) صحیح مسلم (۲۹۷۹)

پھر چل دیئے یہاں تک کہ بیت اللہ پہنچے پھر ایک طواف کیا اور اسی کو کافی سمجھا اور قربانی پیش کر دی۔

قَالَ مَالِكٌ فَهٰذَا الْاَمْرُ عِنْدَنَا فِيْمَنْ اُحْصِرَ بِعَدُوٍّ كَمَا اُحْصِرَ النَّبِيُّ ﷺ وَاَصْحَابُهُ، فَاَمَّا مَنْ اُحْصِرَ

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارا موقف بھی یہی ہے کہ جس کو دشمن روک دیں جیسے رسول اللہ ﷺ اور ان کے اصحاب کو روک

بِغَيْرِ عَدُوٍّ، فَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ دُونَ الْبَيْتِ.

دیا گیا تھا اور جو دشمن کے سوا اور کسی وجہ سے رکا تو وہ بیت اللہ پہنچے بغیر حلال نہیں ہوگا۔

۳۲- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ أُحْصِرَ بِغَيْرِ عَدُوٍّ

جو دشمن کے علاوہ کسی اور سبب سے رک جائے

[٤١٣] أثر- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ الْمُحْصَرُ بِمَرَضٍ لَا يَحِلُّ حَتَّى يَطُوفَ بِالْبَيْتِ، وَيَسْعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، فَإِذَا اضْطُرَّ إِلَى لُبْسِ شَيْءٍ مِنَ الثِّيَابِ الَّتِي لَا بُدَّ لَهُ مِنْهَا، أَوِ الدَّوَاءِ صَنَعَ ذٰلِكَ وَافْتَدَى.

سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جو مرض کے باعث رک جائے تو وہ حلال نہیں ہوگا یہاں تک کہ بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کر لے اگر کوئی کپڑا پہننے پر مجبور ہو جائے یا دوا استعمال کیے بغیر چارہ نہ رہے تو ایسا کر لے اور فدیہ دے۔

[٤١٤] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهَا كَانَتْ تَقُولُ الْمُحْرِمُ لَا يُحِلُّهُ إِلَّا الْبَيْتُ.

یحییٰ بن سعید کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمایا کرتیں کہ بیت اللہ پہنچے بغیر محرم حلال نہیں ہوتا۔

[٤١٥] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ أَبِي تَمِيمَةَ السَّخْتِيَانِيِّ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ كَانَ قَدِيمًا، أَنَّهُ قَالَ خَرَجْتُ إِلَى مَكَّةَ حَتَّى إِذَا كُنْتُ بِبَعْضِ الطَّرِيقِ كُسِرَتْ فَخِذِي، فَأَرْسَلْتُ إِلَى مَكَّةَ، وَبِهَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ، وَالنَّاسُ، فَلَمْ يُرَخِّصْ لِي أَحَدٌ أَنْ أَحِلَّ، فَأَقَمْتُ عَلَى ذٰلِكَ الْمَاءِ سَبْعَةَ أَشْهُرٍ حَتَّى أَحْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ.

ایوب بن ابو تمیمہ سختیانی سے روایت ہے کہ بصرہ کے ایک قدیمی آدمی نے فرمایا کہ میں مکہ مکرمہ کی جانب نکلا اور راستے ہی میں تھا کہ میرا کولہا نکل گیا۔ میں نے ایک آدمی مکہ مکرمہ بھیجا اور وہاں پر حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر اور دیگر حضرات موجود تھے لیکن کسی نے مجھے احرام کھولنے کی اجازت نہ دی پس میں سات مہینوں تک اسی جگہ ٹھہرا رہا یہاں تک کہ عمرہ کر کے احرام کھولا۔

[٤١٦] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ قَالَ مَنْ حُبِسَ دُونَ الْبَيْتِ بِمَرَضٍ، فَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ حَتَّى يَطُوفَ بِالْبَيْتِ، وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ.

سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جسے کسی مرض کے باعث بیت اللہ سے رکنا پڑے تو وہ اس وقت تک حلال نہیں ہو سکتا جب تک بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی نہ کر لے۔

[٤١٧] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ سَعِيدَ بْنَ حُزَابَةَ الْمَخْزُومِيَّ صُرِعَ بِبَعْضِ طَرِيقِ مَكَّةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ، فَسَأَلَ مَنْ يَلِي عَلَى الْمَاءِ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ فَوَجَدَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ، وَعَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ، وَمَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ، فَذَكَرَ لَهُمُ الَّذِي عَرَضَ لَهُ، فَكُلُّهُمْ أَمَرَهُ أَنْ

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ سعید بن خزامہ مخزومی کو مکہ مکرمہ کے راستے میں مرگی کا دورہ پڑ گیا اور انہوں نے احرام باندھا ہوا تھا۔ جس پانی پر وہ تھے وہاں کے لوگوں سے پوچھا تو انہیں عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن زبیر اور مروان بن حکم ملے اور ان کے سامنے واقعہ بیان کیا۔ ہر ایک نے کہا کہ جس کے بغیر چارہ نہ ہو وہ علاج معالجہ کرے اور فدیہ دے۔ جب تندرست ہو جائے تو

يَتَدَاوَى بِمَا لَا بُدَّ لَهُ مِنْهُ وَيَفْتَدِي، فَإِذَا صَحَّ اعْتَمَرَ، فَحَلَّ مِنْ إِحْرَامِهِ، ثُمَّ عَلَيْهِ حَجُّ قَابِلٍ، وَيُهْدِي مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ.

عمرہ کر کے احرام کھول دے۔ پھر اگلے سال حج کرے اور جو میسر آئے قربانی دے۔

قَالَ مَالِكٌ وَعَلَى هٰذَا الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِيمَنْ أُحْصِرَ بِغَيْرِ عَدُوٍّ، وَقَدْ أَمَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَبَا أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيَّ وَهَبَّارَ بْنَ الْأَسْوَدِ حِينَ فَاتَهُمَا الْحَجُّ وَأَتَيَا يَوْمَ النَّحْرِ أَنْ يَحِلَّا بِعُمْرَةٍ، ثُمَّ يَرْجِعَا حَلَالًا، ثُمَّ يَحُجَّانِ عَامًا قَابِلًا، وَيُهْدِيَانِ، فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ، وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ جو دشمن کے علاوہ کسی اور وجہ سے روکا جائے اس کے متعلق ہمارا موقف یہی ہے۔ حضرت عمر نے حضرت ابوایوب انصاری اور ہبار بن اسود کو یہی حکم دیا جبکہ ان کا حج فوت ہو گیا اور قربانی کے روز حاضر ہوئے تھے کہ عمرہ کر کے احرام کھول دیں اور حلال ہو کر لوٹ جائیں پھر آئندہ سال حج کریں اور قربانی دیں۔ اگر کسی کو قربانی میسر نہ آئے تو تین روزے دوران حج اور سات روزے حج سے گھر واپس لوٹنے پر رکھے۔

قَالَ مَالِكٌ وَكُلُّ مَنْ حُبِسَ عَنِ الْحَجِّ بَعْدَمَا يُحْرِمُ إِمَّا بِمَرَضٍ، أَوْ بِغَيْرِهِ، أَوْ بِخَطَإٍ مِنَ الْعَدَدِ أَوْ خَفِيَ عَلَيْهِ الْهِلَالُ، فَهُوَ مُحْصَرٌ عَلَيْهِ مَا عَلَى الْمُحْصَرِ. قَالَ يَحْيٰى سُئِلَ مَالِكٌ عَمَّنْ أَهَلَّ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ بِالْحَجِّ، ثُمَّ أَصَابَهُ كَسْرٌ، أَوْ بَطْنٌ مُتَخَرِّقٌ أَوِ امْرَأَةٌ تَطْلُقُ، قَالَ مَنْ أَصَابَهُ هٰذَا مِنْهُمْ فَهُوَ مُحْصَرٌ يَكُونُ عَلَيْهِ مِثْلُ مَا عَلَى أَهْلِ الْآفَاقِ إِذَا هُمْ أُحْصِرُوا.

امام مالک نے فرمایا کہ جو احرام باندھنے کے بعد کسی وجہ سے حج سے روکا جائے خواہ بیماری سے یا کسی اور وجہ سے جیسے گنتی میں غلطی ہونا یا چاند نظر نہ آنا تو اس پر وہی ہے جو محصر پر ہے۔ یحیٰی کا بیان ہے کہ امام مالک سے سوال ہوا کہ جس مکہ مکرمہ کے باشندے نے حج کا احرام باندھا، پھر اس کا کوئی عضو ٹوٹ گیا، یا دست لگ گئے یا عورت کو درد شروع ہو گیا؟ فرمایا کہ جس کو ان میں سے کوئی چیز پیش آئے تو وہ محصر ہے، اس پر بھی وہی ہے جو دوسرے شہر کے لوگوں پر ہے جبکہ وہ روکے جائیں۔

قَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ قَدِمَ مُعْتَمِرًا فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ حَتّٰى إِذَا قَضٰى عُمْرَتَهُ أَهَلَّ بِالْحَجِّ مِنْ مَكَّةَ، ثُمَّ كُسِرَ أَوْ أَصَابَهُ أَمْرٌ لَا يَقْدِرُ عَلٰى أَنْ يَحْضُرَ مَعَ النَّاسِ الْمَوْقِفَ. قَالَ مَالِكٌ أَرٰى أَنْ يُقِيمَ حَتّٰى إِذَا بَرِئَ خَرَجَ إِلَى الْحِلِّ، ثُمَّ يَرْجِعُ إِلٰى مَكَّةَ، فَيَطُوفُ بِالْبَيْتِ، وَيَسْعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، ثُمَّ يَحِلُّ، ثُمَّ عَلَيْهِ حَجٌّ قَابِلٌ وَالْهَدْيُ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو عمرہ کرنے حج کے مہینوں میں آیا یہاں تک کہ جب عمرہ پورا ہو گیا تو اس نے مکہ مکرمہ سے حج کا احرام باندھ لیا۔ پھر اس کا کوئی عضو ٹوٹ گیا یا ایسی تکلیف پہنچی کہ لوگوں کے ساتھ عرفات میں نہ جا سکا۔ امام مالک نے فرمایا کہ وہ ٹھہرا رہے یہاں تک کہ جب تندرست ہو جائے تو حل میں چلا جائے پھر مکہ مکرمہ میں واپس آ کر بیت اللہ کا طواف کرے اور صفا و مروہ کے درمیان دوڑے، پھر احرام کھول دے، پھر اگلے سال اس پر حج اور قربانی ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِيمَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ مِنْ مَكَّةَ، ثُمَّ طَافَ بِالْبَيْتِ، وَسَعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، ثُمَّ مَرِضَ فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَحْضُرَ مَعَ النَّاسِ الْمَوْقِفَ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے مکہ مکرمہ سے حج کا احرام باندھا، پھر بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کی پھر بیمار پڑ گیا کہ لوگوں کے ساتھ عرفات میں حاضر نہیں ہو سکتا۔

قَالَ مَالِكٌ إِذَا فَاتَهُ الْحَجُّ فَإِنِ اسْتَطَاعَ خَرَجَ إِلَى الْحِلِّ، فَدَخَلَ بِعُمْرَةٍ، فَطَافَ بِالْبَيْتِ، وَسَعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، لِأَنَّ الطَّوَافَ الْأَوَّلَ لَمْ يَكُنْ نَوَاهُ لِلْعُمْرَةِ، فَلِذٰلِكَ يَعْمَلُ بِهٰذَا وَعَلَيْهِ حَجٌّ قَابِلٌ وَالْهَدْيُ، فَإِنْ كَانَ مِنْ غَيْرِ أَهْلِ مَكَّةَ، فَأَصَابَهُ مَرَضٌ حَالَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْحَجِّ، فَطَافَ بِالْبَيْتِ، وَسَعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ حَلَّ بِعُمْرَةٍ، وَطَافَ بِالْبَيْتِ طَوَافًا آخَرَ، وَسَعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، لِأَنَّ طَوَافَهُ الْأَوَّلَ وَسَعْيَهُ إِنَّمَا كَانَ نَوَاهُ لِلْحَجِّ، وَعَلَيْهِ حَجٌّ قَابِلٌ وَالْهَدْيُ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس کا حج فوت ہو جائے اس سے ہو سکے تو حل کی طرف نکل جائے اور عمرہ کا احرام باندھ کر داخل ہو، پھر بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کی سعی کرے کیونکہ پہلا طواف عمرہ کا نہ تھا، لہٰذا دوبارہ کرے اور اگلے سال اس پر حج اور قربانی ہے اگر وہ مکہ مکرمہ کا باشندہ نہیں ہے۔ پھر اسے کوئی تکلیف ہو جائے جو حج نہ کرنے دے تو وہ بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کی سعی کر کے عمرہ سے حلال ہو جائے اور دوبارہ طواف کرے اور صفا و مروہ کے درمیان دوڑے کیونکہ پہلا طواف و سعی حج کے تھے اور اگلے سال اس پر حج اور قربانی ہے۔

۳۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي بِنَاءِ الْكَعْبَةِ

تعمیر کعبہ کا بیان

۳۹٤- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ أَخْبَرَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ أَلَمْ تَرَيْ أَنَّ قَوْمَكِ حِينَ بَنَوُا الْكَعْبَةَ اقْتَصَرُوا عَنْ قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ؟ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَفَلَا تَرُدُّهَا عَلٰى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَوْلَا حِدْثَانُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ لَفَعَلْتُ. قَالَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لَئِنْ كَانَتْ عَائِشَةُ سَمِعَتْ هٰذَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مَا أُرَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ تَرَكَ اسْتِلَامَ الرُّكْنَيْنِ اللَّذَيْنِ يَلِيَانِ الْحِجْرَ إِلَّا أَنَّ الْبَيْتَ لَمْ يُتَمَّمْ عَلٰى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ.

صحیح البخاری (٤٤٨٤) صحیح مسلم (۳۲۲۹-۳۲۳۰)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہاری قوم نے کعبہ کو ایسا تعمیر کیا ہے کہ قواعد ابراہیم سے گھٹا دیا۔ میں عرض گزار ہوئی کہ یا رسول اللہ! آپ اسے حضرت ابراہیم کی بنیادوں پر کیوں نہیں بنا دیتے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری قوم کے کفر کا زمانہ نزدیک نہ ہوتا تو ضرور میں ایسا کر دیتا۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا: چونکہ حضرت عائشہ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سنی شاید اسی لیے رسول اللہ ﷺ دو رکنوں کا استلام نہیں کرتے تھے جو حجرِ اسود کے نزدیک ہیں کہ بیت اللہ ابراہیمی بنیادوں پر نہیں ہے۔

[٤١٨] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ مَا أُبَالِي أَصَلَّيْتُ فِي الْحِجْرِ أَمْ فِي الْبَيْتِ.

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: میرے لیے یکساں ہے کہ حطیم کے اندر نماز پڑھوں یا بیت اللہ میں۔

[٤١٩] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ شِهَابٍ يَقُولُ سَمِعْتُ بَعْضَ عُلَمَائِنَا يَقُولُ مَا حُجِرَ الْحِجْرُ فَطَافَ النَّاسُ مِنْ وَرَائِهِ إِلَّا إِرَادَةَ أَنْ يَسْتَوْعِبَ النَّاسُ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ كُلِّهِ.

امام مالک نے ابن شہاب کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہمارے بعض علماء فرماتے ہیں کہ حطیم کے گرد صحیح جگہ دیوار نہیں بنائی گئی لہٰذا لوگ اس کے پیچھے سے طواف کرتے ہیں، اس سے لوگوں کا ارادہ یہ ہوتا ہے کہ پورے بیت اللہ کا طواف ہو جائے۔

۳٤- بَابُ الرَّمَلِ فِي الطَّوَافِ

طواف میں رمل کرنا

۳۹۵- حَدَّثَنِی یَحْیٰی ' عَنْ مَالِکٍ ' عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ ' عَنْ اَبِیْهِ ' عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ' اَنَّهٗ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَمَلَ مِنَ الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ حَتّٰی انْتَهٰی اِلَیْهِ ثَلَاثَةَ اَطْوَافٍ. صحیح مسلم (۳۰۴۲_۳۰۴۳)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے حجر اسود سے رمل کیا اور تین طواف کرنے کے بعد اسی پر ختم کیا۔

قَالَ مَالِکٌ وَذٰلِکَ الْاَمْرُ الَّذِیْ لَمْ یَزَلْ عَلَیْهِ اَهْلُ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے شہر کے اہل علم کا ہمیشہ سے یہی معمول ہے۔

[۴۲۰] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ ' عَنْ نَافِعٍ ' اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ کَانَ یَرْمُلُ مِنَ الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ اِلَی الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ ثَلَاثَةَ اَطْوَافٍ ' وَیَمْشِیْ اَرْبَعَةَ اَطْوَافٍ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حجر اسود سے حجر اسود تک تین طوافوں میں رمل کیا کرتے اور چار طوافوں میں چلتے۔

[۴۲۱] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ ' عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ' اَنَّ اَبَاهُ کَانَ اِذَا طَافَ بِالْبَیْتِ یَسْعَی الْاَشْوَاطَ الثَّلَاثَةَ یَقُوْلُ:

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ ان کے والد ماجد جب بیت اللہ کا طواف کرتے تو تین پھیروں میں دوڑ کر چلتے اور کہتے:

اَللّٰهُمَّ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَا
وَاَنْتَ تُحْیِیْ بَعْدَ مَا اَمَتَّا

اے اللہ! نہیں ہے کوئی معبود مگر تو
تو ہی ہمیں مرنے کے بعد جلائے گا

یَخْفِضُ صَوْتَهٗ بِذٰلِکَ.

یہ کہتے وقت آواز پست رکھتے۔

[۴۲۲] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ ' عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ' عَنْ اَبِیْهِ ' اَنَّهٗ رَاٰی عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ الزُّبَیْرِ اَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ مِنَ التَّنْعِیْمِ.

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر کو دیکھا کہ عمرہ کا احرام تنعیم سے باندھتے۔

قَالَ ثُمَّ رَاَیْتُهٗ یَسْعٰی حَوْلَ الْبَیْتِ الْاَشْوَاطَ الثَّلَاثَةَ.

ہشام نے فرمایا: پھر میں نے انہیں خانہ کعبہ کے گرد تین پھیروں میں دوڑتے دیکھا۔

[۴۲۳] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ ' عَنْ نَافِعٍ ' اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ ' کَانَ اِذَا اَحْرَمَ مِنْ مَکَّةَ لَمْ یَطُفْ بِالْبَیْتِ ' وَلَا بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ حَتّٰی یَرْجِعَ مِنْ مِنًی ' وَکَانَ لَا یَرْمُلُ اِذَا طَافَ حَوْلَ الْبَیْتِ ' اِذَا اَحْرَمَ مِنْ مَکَّةَ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر جب مکہ مکرمہ سے احرام باندھتے تو بیت اللہ اور صفا و مروہ کے درمیان طواف نہ کرتے یہاں تک کہ منیٰ سے لوٹتے اور جب مکہ مکرمہ سے احرام باندھتے تو خانہ کعبہ کے گرد طواف کرتے ہوئے رمل نہ کرتے۔

۳۵ - بَابُ الْاِسْتِلَامِ فِی الطَّوَافِ

طواف میں استلام کرنا

۳۹۶- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی ' عَنْ مَالِکٍ ' اَنَّهٗ بَلَغَهٗ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ کَانَ اِذَا قَضٰی طَوَافَهٗ بِالْبَیْتِ ' وَرَکَعَ الرَّکْعَتَیْنِ ' وَاَرَادَ اَنْ یَخْرُجَ اِلَی الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ اسْتَلَمَ الرُّکْنَ الْاَسْوَدَ قَبْلَ اَنْ یَخْرُجَ. صحیح مسلم (۲۹۴۱_۲۹۴۲)

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ جب بیت اللہ کے پورے طواف کر کے دو رکعتیں پڑھ لیتے اور صفا و مروہ کی جانب نکلنے کا ارادہ فرماتے تو نکلنے سے پہلے حجر اسود کو بوسہ دیتے۔

۳۹۷- وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِکٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ كَيْفَ صَنَعْتَ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ فِي اسْتِلَامِ الرُّكْنِ؟ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ اسْتَلَمْتُ وَتَرَكْتُ. فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَصَبْتَ.

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے فرمایا: اے ابومحمد! تم نے حجر اسود کو کس طرح بوسہ دیا؟ حضرت عبدالرحمٰن عرض گزار ہوئے کہ میں نے کبھی بوسہ دیا اور کبھی نہ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے درست کیا۔

[٤٢٤] اثر- وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِکٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، أَنَّ أَبَاهُ كَانَ إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ يَسْتَلِمُ الْأَرْكَانَ كُلَّهَا، وَكَانَ لَا يَدَعُ الْيَمَانِيَّ إِلَّا أَنْ يُغْلَبَ عَلَيْهِ.

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ ان کے والد ماجد جب بیت اللہ کا طواف کرتے تو تمام ارکان کو بوسہ دیتے اور رکن یمانی کو تو کبھی نہ چھوڑتے ماسوائے اشد مجبوری کے۔

۳۶- بَابُ تَقْبِيلِ الرُّكْنِ الْأَسْوَدِ فِي الْاِسْتِلَامِ

استلام کے وقت حجرِ اسود کو چومنا

۳۹۸- حَدَّثَنِی يَحْيٰى، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ لِلرُّكْنِ الْأَسْوَدِ إِنَّمَا أَنْتَ حَجَرٌ، وَلَوْ لَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَبَّلَكَ مَا قَبَّلْتُكَ، ثُمَّ قَبَّلَهُ.

صحیح البخاری (۱۵۹۷) صحیح مسلم (۳۰۵۶)

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے حجر اسود سے کہا: تو پتھر ہے اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا، پھر اسے چوم لیا۔

قَالَ مَالِكٌ سَمِعْتُ بَعْضَ أَهْلِ الْعِلْمِ يَسْتَحِبُّ إِذَا رَفَعَ الَّذِي يَطُوفُ بِالْبَيْتِ يَدَهُ عَنِ الرُّكْنِ الْيَمَانِيِّ أَنْ يَضَعَهَا عَلَى فِيهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ میں نے بعض اہل علم سے سنا ہے کہ مستحب ہے کہ بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے جب رکن یمانی سے ہاتھ اٹھائے تو انہیں اپنے منہ پر رکھ لے۔

۳۷- بَابُ رَكْعَتَا الطَّوَافِ

طواف کے دوگانے کا بیان

[٤٢٥] اثر- حَدَّثَنِی يَحْيٰى، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ كَانَ لَا يَجْمَعُ بَيْنَ السُّبْعَيْنِ لَا يُصَلِّي بَيْنَهُمَا، وَلٰكِنَّهُ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ كُلِّ سُبْعٍ رَكْعَتَيْنِ، فَرُبَّمَا صَلَّى عِنْدَ الْمَقَامِ أَوْ عِنْدَ غَيْرِهِ.

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ ان کے والد ماجد ساتوں طوافوں کو ملاتے نہ تھے بلکہ ان کے درمیان دوگانہ پڑھتے تھے یعنی ساتوں میں سے ہر طواف کے بعد دوگانہ پڑھتے، کبھی مقام ابراہیم کے پاس پڑھتے اور کبھی کسی دوسری جگہ۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنِ الطَّوَافِ إِنْ كَانَ أَخَفَّ عَلَى الرَّجُلِ أَنْ يَتَطَوَّعَ بِهِ، فَيَقْرِنَ بَيْنَ الْأُسْبُوعَيْنِ، أَوْ أَكْثَرَ، ثُمَّ يَرْكَعُ مَا عَلَيْهِ مِنْ رُكُوعِ تِلْكَ السُّبُوعِ. قَالَ لَا يَنْبَغِي ذٰلِكَ، وَإِنَّمَا السُّنَّةُ أَنْ يُتْبِعَ كُلَّ سُبْعٍ رَكْعَتَيْنِ.

امام مالک سے طواف کے بارے میں پوچھا گیا کہ اگر کوئی آسانی کی غرض سے دو یا زیادہ طواف کرنے کے بعد دوگانہ پڑھے تو کیسا ہے؟ فرمایا کہ یہ مناسب نہیں ہے۔ سنت یہی ہے کہ ساتوں میں سے ہر طواف کے بعد دوگانہ پڑھے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يَدْخُلُ فِي الطَّوَافِ فَيَسْهُو حَتّٰى يَطُوفَ ثَمَانِيَةَ أَوْ تِسْعَةَ أَطْوَافٍ، قَالَ يَقْطَعُ إِذَا عَلِمَ أَنَّهُ قَدْ زَادَ، ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، وَلَا يَعْتَدُّ بِالَّذِي كَانَ زَادَ، وَلَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَبْنِيَ عَلَى التِّسْعَةِ

امام مالک سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو بھول کر آٹھ یا نو طواف کر بیٹھا۔ فرمایا کہ چھوڑ دے۔ جب اسے زیادتی کا علم ہو پھر دوگانہ پڑھے اور جو زیادتی ہوئی ہے اسے شمار نہ کرے اور یہ نہ کرے کہ دوسرا طواف بھی کر کے دونوں کا اکٹھا

حَتّٰی يُصَلِّيَ سُبْعَيْنِ جَمِيعًا لِاَنَّ السُّنَّةَ فِي الطَّوَافِ اَنْ يُتْبِعَ كُلَّ سُبْعٍ رَكْعَتَيْنِ.

دوگانہ ادا کرے کیونکہ طواف میں سنت یہی ہے کہ ہر پھیرے کے بعد دوگانہ پڑھا جائے (دو رکعت نماز)۔

قَالَ مَالِكٌ وَمَنْ شَكَّ فِي طَوَافِهٖ بَعْدَ مَا يَرْكَعُ رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ، فَلْيَعُدْ، فَلْيُتَمِّمْ طَوَافَهٗ عَلَى الْيَقِينِ، ثُمَّ لِيُعِدِ الرَّكْعَتَيْنِ لِاَنَّهٗ لَا صَلٰوةَ لِطَوَافٍ اِلَّا بَعْدَ اِكْمَالِ السُّبْعِ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس کو دوگانہ پڑھنے کے بعد طواف کی تعداد میں شک واقع ہو جائے تو اپنے یقین پر طواف پورے کرے اور پھر دوگانہ پڑھے کیونکہ طواف کی نماز نہیں ہے مگر ساتھ پھیرے پورے ہو جانے کے بعد۔

وَمَنْ اَصَابَهٗ شَيْءٌ بِنَقْضِ وُضُوئِهٖ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ، اَوْ يَسْعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، اَوْ بَيْنَ ذٰلِكَ، فَاِنَّهٗ مَنْ اَصَابَهٗ ذٰلِكَ وَقَدْ طَافَ بَعْضَ الطَّوَافِ، اَوْ كُلَّهٗ وَلَمْ يَرْكَعْ رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ، فَاِنَّهٗ يَتَوَضَّأُ، وَيَسْتَاْنِفُ الطَّوَافَ وَالرَّكْعَتَيْنِ، وَاَمَّا السَّعْيُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، فَاِنَّهٗ لَا يَقْطَعُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ مَا اَصَابَهٗ مِنِ انْتِقَاضِ وُضُوئِهٖ، وَلَا يَدْخُلُ السَّعْيَ اِلَّا وَهُوَ طَاهِرٌ بِوُضُوءٍ.

اگر بیت اللہ کا طواف یا صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتے ہوئے کسی کا وضو ٹوٹ جائے۔ وہ بعض طواف یا سارے کر چکا ہے لیکن طواف کا دوگانہ نہیں پڑھا تو وہ وضو کرے اور دوبارہ طواف کر کے دوگانہ پڑھے اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا یہ وضو ٹوٹنے سے باطل نہیں ہوتی۔ وضو کر کے جتنے پھیرے رہ گئے ہیں وہ لگائے اور سعی نہیں کرنی چاہیے مگر باوضو ہو کر۔

۳۸- بَابُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ فِي الطَّوَافِ

نمازِ فجر یا نمازِ عصر کے بعد طواف کا دوگانہ ادا کرنا

[٤٢٦] **اَثَرٌ- حَدَّثَنِي** يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَبْدٍ الْقَارِيَّ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ طَافَ بِالْبَيْتِ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بَعْدَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ، فَلَمَّا قَضٰى عُمَرُ طَوَافَهٗ نَظَرَ، فَلَمْ يَرَ الشَّمْسَ طَلَعَتْ، فَرَكِبَ حَتّٰى اَنَاخَ بِذِي طُوًى، فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ.

حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف کو عبدالرحمٰن بن عبدالقاری نے بتایا کہ انہوں نے نماز فجر کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کیا۔ جب حضرت عمر فارغ ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ سورج ابھی طلوع نہیں ہوا۔ پس وہ سوار ہوئے یہاں تک کہ ذی طویٰ میں اونٹ کو بٹھایا اور دوگانہ ادا کیا۔

[٤٢٧] **اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ، اَنَّهٗ قَالَ لَقَدْ رَاَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ يَطُوفُ بَعْدَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ، ثُمَّ يَدْخُلُ حُجْرَتَهٗ، فَلَا اَدْرِي مَا يَصْنَعُ.

ابو الزبیر مکی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباس کو نماز عصر کے بعد طواف کرتے دیکھا' پھر وہ اپنے حجرے میں داخل ہو گئے تو مجھے نہیں معلوم کہ کیا کرتے رہے۔

[٤٢٨] **اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ، اَنَّهٗ قَالَ لَقَدْ رَاَيْتُ الْبَيْتَ يَخْلُو بَعْدَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ، وَبَعْدَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ مَا يَطُوفُ بِهٖ اَحَدٌ.

امام مالک سے روایت ہے کہ ابو الزبیر مکی نے فرمایا کہ بیت اللہ کو نماز فجر اور نماز عصر کے بعد خالی ہی دیکھا' کوئی ایک بھی طواف نہیں کرتا تھا۔

قَالَ مَالِكٌ وَمَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ بَعْضَ اُسْبُوعِهٖ،

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے طواف کیا اور کچھ پھیرے

ثُمَّ أُقِيمَتْ صَلٰوةُ الصُّبْحِ، أَوْ صَلٰوةُ الْعَصْرِ، فَإِنَّهُ يُصَلِّي مَعَ الْإِمَامِ، ثُمَّ يَبْنِي عَلٰى مَا طَافَ حَتّٰى يُكْمِلَ سُبْعًا، ثُمَّ لَا يُصَلِّي حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، أَوْ تَغْرُبَ.

لگا لیے پھر نماز فجر یا نماز عصر کی اقامت ہونے لگی تو وہ امام کے ساتھ نماز پڑھے پھر باقی طواف کر کے پورے سات پھیرے کر لے پھر نماز نہ پڑھے یہاں تک کہ سورج طلوع یا غروب ہو جائے۔

قَالَ وَإِنْ أَخَّرَهُمَا حَتّٰى يُصَلِّيَ الْمَغْرِبَ فَلَا بَأْسَ بِذٰلِكَ.

فرمایا کہ اگر نماز مغرب پڑھنے تک مؤخر کر دے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَا بَأْسَ أَنْ يَطُوفَ الرَّجُلُ طَوَافًا وَاحِدًا بَعْدَ الصُّبْحِ، وَبَعْدَ الْعَصْرِ لَا يَزِيدُ عَلٰى سُبْعٍ وَاحِدٍ، وَيُؤَخِّرُ الرَّكْعَتَيْنِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ كَمَا صَنَعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، وَيُؤَخِّرُهُمَا بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ، فَإِنْ غَرَبَتِ الشَّمْسُ صَلَّاهُمَا إِنْ شَاءَ وَإِنْ شَاءَ أَخَّرَهُمَا حَتّٰى يُصَلِّيَ الْمَغْرِبَ لَا بَأْسَ بِذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ نماز فجر یا نماز عصر کے بعد ایک ہی طواف کرے۔ آگے ایک بھی طواف نہ کرے اور دوگانے کو طلوع آفتاب تک مؤخر کر دے جیسا کہ حضرت عمر نے کیا یا دونوں کو مؤخر کر دے نماز عصر کے بعد یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے۔ آفتاب غروب ہونے پر اگر چاہے تو دوگانہ پڑھ لے اور چاہے تو انہیں مؤخر کر دے یہاں تک کہ نماز مغرب پڑھ لے تب بھی کوئی حرج نہیں۔

۳۹- بَابُ وَدَاعِ الْبَيْتِ

خانہ کعبہ سے رخصت ہونے کا بیان

[۴۲۹] أَثَرٌ- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لَا يَصْدُرَنَّ أَحَدٌ مِنَ الْحَاجِّ حَتّٰى يَطُوفَ بِالْبَيْتِ، فَإِنَّ آخِرَ النُّسُكِ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا: کوئی حاجی بیت اللہ کا طواف کیے بغیر واپس نہ لوٹے کیونکہ بیت اللہ کا طواف ہی آخری عبادت ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي قَوْلِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَإِنَّ آخِرَ النُّسُكِ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ إِنَّ ذٰلِكَ فِيمَا نُرٰى وَاللّٰهُ أَعْلَمُ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ﴿وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ﴾ (الحج:۳۲) وَقَالَ ﴿ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ﴾ (الحج:۳۳) فَمَحِلُّ الشَّعَائِرِ كُلِّهَا وَانْقِضَاؤُهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ.

امام مالک نے حضرت عمر کے ارشاد ''بیت اللہ کا طواف آخری عبادت ہے'' کے بارے میں فرمایا کہ میرے خیال میں یہ اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور جو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے'' اور فرمایا: ''پھر لوٹنا ہے بیت اللہ تک'' پس تمام شعائر کی انتہا بیت اللہ سے واپس لوٹنا ہے۔

[۴۳۰] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَدَّ رَجُلًا مِنْ مَرِّ الظَّهْرَانِ لَمْ يَكُنْ وَدَّعَ الْبَيْتَ حَتّٰى وَدَّعَ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے ایک آدمی کو مر الظہران سے واپس پھیرا کیونکہ اس نے الوداعی طواف نہیں کیا تھا، یہاں تک کہ اس نے طواف کیا۔

[۴۳۱] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ قَالَ مَنْ أَفَاضَ، فَقَدْ قَضَى اللّٰهُ حَجَّهُ، فَإِنَّهُ إِنْ لَمْ يَكُنْ حَبَسَهُ شَيْءٌ، فَهُوَ حَقِيقٌ أَنْ

عروہ بن زبیر نے فرمایا کہ جس نے طواف افاضہ کر لیا اس کا اللہ تعالیٰ نے حج پورا کر دیا جبکہ اسے کسی چیز نے نہ روکا ہو پس اس پر حق ہے کہ آخر میں بیت اللہ کا طواف کرے اور اگر اسے کوئی چیز

يَكُوْنَ اٰخِرُ عَهْدِهِ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ، وَاِنْ حَبَسَهُ شَيْءٌ، اَوْ عَرَضَ لَهُ، فَقَدْ قَضَى اللّٰهُ حَجَّهُ.

قَالَ مَالِكٌ وَلَوْ اَنَّ رَجُلًا جَهِلَ اَنْ يَكُوْنَ اٰخِرُ عَهْدِهِ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ حَتّٰى صَدَرَ لَمْ اَرَ عَلَيْهِ شَيْئًا اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ قَرِيْبًا، فَيَرْجِعَ فَيَطُوْفَ بِالْبَيْتِ، ثُمَّ يَنْصَرِفُ اِذَا كَانَ قَدْ اَفَاضَ.

روکے یا کوئی عارضہ پیش آ جائے پھر بھی اللہ تعالیٰ نے حج اس کا پورا کر دیا۔

امام مالک نے فرمایا کہ اگر کوئی آدمی اس سے بے خبر ہو کہ آخر میں بیت اللہ کا طواف ہے یہاں تک کہ چلا جائے تو میرے خیال میں اس پر کچھ نہیں ہے ماسوائے اس کے کہ قریب ہو تو واپس لوٹ کر بیت اللہ کا طواف کرے، پھر فارغ ہو کر چلا جائے۔

٤٠- بَابُ جَامِعِ الطَّوَافِ

طواف کے دیگر متعلقات

۳۹۹- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَبِي الْاَسْوَدِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، اَنَّهَا قَالَتْ شَكَوْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنِّيْ اَشْتَكِيْ، فَقَالَ طُوْفِيْ مِنْ وَّرَاءِ النَّاسِ وَاَنْتِ رَاكِبَةٌ. قَالَتْ فَطُفْتُ رَاكِبَةً بَعِيْرِيْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَئِذٍ يُصَلِّيْ اِلٰى جَانِبِ الْبَيْتِ، وَهُوَ يَقْرَاُ بِ﴿وَالطُّوْرِ. وَ كِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ﴾ (الطور: ۱-۲)، صحیح البخاری (٤٦٤)

زینب بنت ابو سلمہ سے روایت ہے کہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں نے اپنی بیماری کی رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی تو فرمایا "لوگوں کے پیچھے سوار ہو کر طواف کر لو۔" یہ عرض گزار ہوئیں کہ میں اپنے اونٹ پر سوار ہو کر طواف کر چکی ہوں اور رسول اللہ ﷺ اس وقت بیت اللہ کی جانب رخ کر کے نماز پڑھ رہے تھے اور آپ سورۃ الطور کی تلاوت کر رہے تھے۔

[٤٣٢] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ، اَنَّ اَبَا مَاعِزٍ الْاَسْلَمِيَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سُفْيَانَ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ كَانَ جَالِسًا مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، فَجَاءَتْهُ امْرَاَةٌ تَسْتَفْتِيْهِ فَقَالَتْ اِنِّيْ اَقْبَلْتُ اُرِيْدُ اَنْ اَطُوْفَ بِالْبَيْتِ حَتّٰى اِذَا كُنْتُ بِبَابِ الْمَسْجِدِ هَرَقْتُ الدِّمَاءَ، فَرَجَعْتُ حَتّٰى ذَهَبَ ذٰلِكَ عَنِّيْ، ثُمَّ اَقْبَلْتُ حَتّٰى اِذَا كُنْتُ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ هَرَقْتُ الدِّمَاءَ، فَرَجَعْتُ حَتّٰى ذَهَبَ ذٰلِكَ عَنِّيْ، ثُمَّ اَقْبَلْتُ حَتّٰى اِذَا كُنْتُ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ هَرَقْتُ الدِّمَاءَ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اِنَّمَا ذٰلِكَ رَكْضَةٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ فَاغْتَسِلِيْ، ثُمَّ اسْتَثْفِرِيْ بِثَوْبٍ، ثُمَّ طُوْفِيْ.

عبداللہ بن ابوسفیان سے روایت ہے کہ وہ حضرت عبداللہ بن عمر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک عورت مسئلہ پوچھنے آئی اور کہا کہ میں نے بیت اللہ کے طواف کا ارادہ کیا یہاں تک کہ جب مسجد کے دروازے پر پہنچی تو خون آ گیا۔ میں واپس لوٹ گئی تو بند ہو گیا، پھر دوبارہ جب مسجد کے دروازے پر آئی تو خون آنے لگا۔ واپس لوٹ گئی تو خون بند ہو گیا، سہ بارہ آئی اور مسجد کے دروازہ پر پہنچی تو خون آنے لگا، حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ یہ شیطان کی ٹھوکر ہے تم غسل کر کے کپڑا باندھ لو اور پھر طواف کر لو۔

[٤٣٣] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهُ بَلَغَهُ، اَنَّ سَعْدَ بْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ كَانَ اِذَا دَخَلَ مَكَّةَ مُرَاهِقًا خَرَجَ اِلٰى عَرَفَةَ قَبْلَ اَنْ يَطُوْفَ بِالْبَيْتِ، وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، ثُمَّ يَطُوْفُ بَعْدَ اَنْ يَرْجِعَ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت سعد بن ابی وقاص جب مکہ مکرمہ میں نویں تاریخ سے پہلے آتے تو بیت اللہ اور صفا و مروہ کے پھیروں سے پہلے عرفات میں چلے جاتے اور پھر واپس آ کر طواف کرتے۔

قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ وَاسِعٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ. وَسُئِلَ مَالِكٌ هَلْ يَقِفُ الرَّجُلُ فِي الطَّوَافِ بِالْبَيْتِ الْوَاجِبِ عَلَيْهِ يَتَحَدَّثُ مَعَ الرَّجُلِ؟ فَقَالَ لَا أُحِبُّ ذٰلِكَ لَهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ انشاء اللہ اس میں وسعت ہے۔ امام مالک سے پوچھا گیا کہ کیا کوئی بیت اللہ کا واجب طواف کرتے ہوئے کسی آدمی سے باتیں کرنے کے لیے ٹھہر سکتا ہے فرمایا کہ میں اسے پسند نہیں کرتا۔

قَالَ مَالِكٌ لَا يَطُوفُ أَحَدٌ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، إِلَّا وَهُوَ طَاهِرٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ کوئی بھی بیت اللہ کا طواف اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی نہ کرے مگر باوضو۔

٤١- بَابُ الْبَدْءِ بِالصَّفَا فِي السَّعْيِ

صفا سے سعی شروع کرنے کا بیان

٤٠٠- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ حِينَ خَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ، وَهُوَ يُرِيدُ الصَّفَا، [وَهُوَ يَقُولُ] نَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ بِهِ، فَبَدَأَ بِالصَّفَا. صحیح مسلم (٢٩٤١-٢٩٤٢)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جبکہ آپ مسجد سے نکل کر صفا جا رہے تھے تو فرما رہے تھے کہ ہم اسی سے ابتداء کرتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ نے ابتداء فرمائی چنانچہ آپ نے صفا سے سعی کی ابتداء کی۔

٤٠١- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا وَقَفَ عَلَى الصَّفَا يُكَبِّرُ ثَلَاثًا، وَيَقُولُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، يَصْنَعُ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَيَدْعُو، وَيَصْنَعُ عَلَى الْمَرْوَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب صفا پر کھڑے ہوتے تو تین مرتبہ تکبیر کہتے اور کہتے: نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کے لیے سب تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ ایسا تین مرتبہ کر کے دعا کرتے اور مروہ پر بھی اسی طرح کرتے۔

[٤٣٤] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، وَهُوَ عَلَى الصَّفَا يَدْعُو يَقُولُ اللّٰهُمَّ إِنَّكَ قُلْتَ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ، وَإِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ، وَإِنِّي أَسْأَلُكَ كَمَا هَدَيْتَنِي لِلْإِسْلَامِ أَنْ لَا تَنْزِعَهُ مِنِّي حَتّٰى تَتَوَفَّانِي وَأَنَا مُسْلِمٌ.

نافع نے حضرت عبداللہ بن عمر سے سنا کہ صفا پر دعا کرتے ہوئے کہہ رہے تھے: "اے اللہ! تو نے فرمایا ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا اور بے شک تو وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ لہٰذا میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ جس طرح تو نے مجھے اسلام کی طرف ہدایت فرمائی تو اسے مجھ سے چھین نہ لینا یہاں تک کہ میں مسلمانی کی حالت میں وفات پاؤں"۔

٤٢- بَابُ جَامِعِ السَّعْيِ

سعی کے بارے میں دیگر روایات

٤٠٢- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ حَدِيثُ السِّنِّ أَرَأَيْتِ قَوْلَ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے گزارش کی اور ان دنوں میں نو عمر تھا کہ کیا آپ نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں تو جو بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے تو

عَشِيَّةَ عَرَفَةَ يَدْفَعُ الْإِمَامُ، ثُمَّ تَقِفُ حَتَّى يَبْيَضَّ مَا بَيْنَهَا، وَبَيْنَ النَّاسِ مِنَ الْأَرْضِ، ثُمَّ تَدْعُو بِشَرَابٍ، فَتُفْطِرُ.

ٹھہری رہیں یہاں تک کہ زمین لوگوں سے خالی ہو گئی پھر انہوں نے پانی منگایا اور روزہ افطار کیا۔

٤٤- بَابُ مَا جَاءَ فِي صِيَامِ أَيَّامِ مِنًى

منیٰ کے دنوں میں روزے رکھنے کا بیان

٤٠٥- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ صِيَامِ أَيَّامِ مِنًى.

ابو النضر مولیٰ عمر بن عبید اللہ نے سلیمان بن یسار سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایام منیٰ کے روزوں سے منع فرمایا ہے۔

٤٠٦- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعَثَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ حُذَافَةَ أَيَّامَ مِنًى يَطُوفُ، يَقُولُ إِنَّمَا هِيَ أَيَّامُ أَكْلٍ، وَشُرْبٍ، وَذِكْرِ اللَّهِ.

امام مالک نے ابن شہاب سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبد اللہ بن حذافہ کو بھیجا کہ لوگوں میں پھر کر یہ اعلان کر دیں کہ منیٰ کے دن کھانے پینے اور ذکر الٰہی کے ہیں۔

٤٠٧- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ صِيَامِ يَوْمَيْنِ يَوْمِ الْفِطْرِ، وَيَوْمِ الْأَضْحَى. صحیح مسلم (٢٦٦٧)

اعرج نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے روزوں سے منع فرمایا ہے۔

٤٠٨- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْهَادِي، عَنْ أَبِي مُرَّةَ مَوْلَى أُمِّ هَانِىءٍ أُخْتِ عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى أَبِيهِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ فَوَجَدَهُ يَأْكُلُ، قَالَ فَدَعَانِي، قَالَ فَقُلْتُ لَهُ إِنِّي صَائِمٌ فَقَالَ هَذِهِ الْأَيَّامُ الَّتِي نَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ صِيَامِهِنَّ، وَأَمَرَنَا بِفِطْرِهِنَّ. سنن ابوداؤد (٢٤١٨)

ابو مرہ مولیٰ ام ہانی نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے روایت کی ہے کہ وہ اپنے والد ماجد حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہیں کھاتے ہوئے پایا۔ انہوں نے مجھے بلایا تو میں عرض گزار ہوا: "میرا روزہ ہے" فرمایا کہ یہ ایسے دن ہیں جن کا روزہ رکھنے سے رسول اللہ ﷺ نے ہمیں منع فرمایا ہے اور حکم دیا کہ ان میں روزے نہ رکھیں۔

قَالَ مَالِكٌ هِيَ أَيَّامُ التَّشْرِيقِ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس سے مراد ایام تشریق ہیں۔

٤٥- بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ الْهَدْيِ

ہدی کے لیے جو جانور درست ہیں

٤٠٩- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَهْدَى جَمَلاً كَانَ لِأَبِي جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ فِي حَجٍّ، أَوْ عُمْرَةٍ. سنن ابوداؤد (١٧٤٩)

عبد اللہ بن ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج یا عمرہ میں ہدی کے طور پر ایک اونٹ بھیجا جو ابو جہل بن ہشام کا تھا۔

٤١٠- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَأَى رَجُلاً يَسُوقُ بَدَنَةً فَقَالَ ارْكَبْهَا، فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

اعرج نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ ہدی کے اونٹ کو ہانک رہا ہے آپ نے فرمایا کہ سوار ہو جاؤ۔ عرض گزار

إِنَّهَا بَدَنَةٌ، فَقَالَ: اِرْكَبْهَا وَيْلَكَ فِي الثَّانِيَةِ أَوِ الثَّالِثَةِ.
صحیح البخاری (۱۶۸۹) صحیح مسلم (۳۱۹۵)

ہوئے کہ یارسول اللہ! یہ قربانی کا ہے تو دوسری یا تیسری مرتبہ فرمایا کہ تمہاری خرابی ہو، سوار ہو جاؤ۔

[٤٣٧] اثر - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ، أَنَّهُ كَانَ يَرَى عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يُهْدِي فِي الْحَجِّ بَدَنَتَيْنِ بَدَنَتَيْنِ، وَفِي الْعُمْرَةِ بَدَنَةً بَدَنَةً، قَالَ وَرَأَيْتُهُ فِي الْعُمْرَةِ يَنْحَرُ بَدَنَةً، وَهِيَ قَائِمَةٌ فِي دَارِ خَالِدِ بْنِ أَسِيدٍ، وَكَانَ فِيهَا مَنْزِلُهُ، قَالَ وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ طَعَنَ فِي لَبَّةِ بَدَنَتِهِ حَتَّى خَرَجَتِ الْحَرْبَةُ مِنْ تَحْتِ كَتِفِهَا.

عبداللہ بن دینار نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا کہ حج کی ہدی دو اونٹ اور عمرہ کی ایک اونٹ بھیجا کرتے تھے اور میں نے عمرہ میں انہیں اپنی ہدی کو نحر کرتے دیکھا جو خالد بن اسید کے گھر میں کھڑی تھی اور وہ اسی میں ٹھہرا کرتے تھے اور میں نے انہیں دیکھا کہ اپنی ہدی کی گردن میں برچھی ماری یہاں تک کہ اس کی انی کندھے کے نیچے سے نکل آئی۔

[٤٣٨] اثر - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَهْدَى جَمَلًا فِي حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے حج یا عمرہ کی ہدی کے طور پر ایک اونٹ بھیجا۔

[٤٣٩] اثر - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْقَارِيءِ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَيَّاشِ ابْنِ أَبِي رَبِيعَةَ الْمَخْزُومِيَّ أَهْدَى بَدَنَتَيْنِ إِحْدَاهُمَا بُخْتِيَّةٌ.

ابوجعفر القاری سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عیاش بن ابو ربیعہ مخزومی نے ہدی کے دو اونٹ بھیجے جن میں سے ایک بختی تھا۔

[٤٤٠] اثر - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ: إِذَا نُتِجَتِ النَّاقَةُ، فَلْيُحْمَلْ وَلَدُهَا حَتَّى يُنْحَرَ مَعَهَا، فَإِنْ لَمْ يُوجَدْ لَهُ مَحْمَلٌ حُمِلَ عَلَى أُمِّهِ حَتَّى يُنْحَرَ مَعَهَا.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر فرمایا کرتے: جب ہدی کی اونٹنی بچہ جنے تو اس کے بچے کو بھی ساتھ لے جانا چاہیے یہاں تک کہ اس کے ساتھ نحر کر دیں۔ اگر اس کو اٹھا کر لے جانے کا بندوبست نہ ہو سکے تو اس کی والدہ پر بٹھا کر لے جائیں اور اس کے ساتھ ہی نحر کر دیں۔

[٤٤١] اثر - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، أَنَّ أَبَاهُ قَالَ: إِذَا اضْطُرِرْتَ إِلَى بَدَنَتِكَ، فَارْكَبْهَا رُكُوبًا غَيْرَ فَادِحٍ، وَإِذَا اضْطُرِرْتَ إِلَى لَبَنِهَا، فَاشْرَبْ بَعْدَ مَا يُرْوَى فَصِيلُهَا، فَإِذَا نَحَرْتَهَا فَانْحَرْ فَصِيلَهَا مَعَهَا.

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ ان کے والد ماجد نے فرمایا کہ اگر تمہیں مجبوری ہو تو اپنی قربانی پر سوار ہو جاؤ لیکن کمر نہ توڑ ڈالنا اور اگر اس کے دودھ کی ضرورت پیش آئے تو بچے کو پلانے کے بعد پی لو اور جب ہدی کو نحر کرو تو اس کے بچے کو بھی نحر کر دو۔

٤٦- بَابُ الْعَمَلِ فِي الْهَدْيِ حِينَ يُسَاقُ

ہدی کے ہانکنے کا طریقہ

[٤٤٢] اثر - حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ كَانَ إِذَا أَهْدَى هَدْيًا مِنَ الْمَدِينَةِ قَلَّدَهُ وَأَشْعَرَهُ بِذِي الْحُلَيْفَةِ، يُقَلِّدُهُ قَبْلَ أَنْ

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر جب مدینہ منورہ سے ہدی لے جاتے تو ذوالحلیفہ میں اس کی تقلید و اشعار کرتے اور یہ ایک ہی جگہ ہوتا اور اسے قبلہ رو کر کے دو جوتوں کا

يُشْعِرُهُ، وَذٰلِكَ فِي مَكَانٍ وَاحِدٍ، وَهُوَ مُوَجَّهٌ لِلْقِبْلَةِ يُقَلِّدُهُ بِنَعْلَيْنِ، وَيُشْعِرُهُ مِنَ الشِّقِّ الْأَيْسَرِ، ثُمَّ يُسَاقُ مَعَهُ، حَتّٰى يُوقَفَ بِهِ مَعَ النَّاسِ بِعَرَفَةَ، ثُمَّ يَدْفَعُ بِهِ مَعَهُمْ إِذَا دَفَعُوا، فَإِذَا قَدِمَ مِنًى غَدَاةَ النَّحْرِ نَحَرَهُ قَبْلَ أَنْ يَحْلِقَ، أَوْ يُقَصِّرَ، وَكَانَ هُوَ يَنْحَرُ هَدْيَهُ بِيَدِهِ يَصُفُّهُنَّ قِيَامًا، وَيُوَجِّهُهُنَّ إِلَى الْقِبْلَةِ، ثُمَّ يَأْكُلُ وَيُطْعِمُ.

ہار پہناتے اور اس کی دائیں جانب اشعار کرتے' پھر اسے لے جاتے یہاں تک کہ عرفات میں لوگوں کے ساتھ ٹھہرتے' پھر جب لوگ لوٹتے تو یہ بھی ان کے ساتھ لوٹ آتے' جب قربانی کی صبح منیٰ میں آتے تو سر منڈانے یا بال کترانے سے پہلے نحر کرتے اور وہ ہدی کو اپنے ہاتھوں نحر کرتے تھے' انہیں قطار میں قبلہ رو کھڑا کر لیتے' پھر خود کھاتے اور لوگوں کو بھی کھلاتے۔

[۴۴۳] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا طَعَنَ فِي سَنَامِ هَدْيِهِ وَهُوَ يُشْعِرُهُ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر جب اشعار کے طور پر ہدی کے کوہان میں زخم کرتے تو کہتے: ''اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں اور اللہ بہت بڑا ہے''۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ الْهَدْيُ مَا قُلِّدَ وَأُشْعِرَ، وَوُقِفَ بِهِ بِعَرَفَةَ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر کہا کرتے: ''ہدی وہ ہے جس کو ہار پہنایا جائے اور اشعار کیا جائے اور عرفات میں اسے کھڑا کیا جائے''۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُجَلِّلُ بُدْنَهُ الْقَبَاطِيَّ وَالْأَنْمَاطَ وَالْحُلَلَ، ثُمَّ يَبْعَثُ بِهَا إِلَى الْكَعْبَةِ، فَيَكْسُوهَا إِيَّاهَا.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر قربانی کے اونٹوں کو مصری کپڑے' چار جامے اور حلے پہنایا کرتے تھے' پھر انہیں کعبہ کی طرف لے جاتے اور انہیں اڑھا دیتے۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَأَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ دِينَارٍ مَا كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَصْنَعُ بِجِلَالِ بُدْنِهِ حِينَ كُسِيَتِ الْكَعْبَةُ هٰذِهِ الْكِسْوَةَ، فَقَالَ كَانَ يَتَصَدَّقُ بِهَا.

امام مالک نے عبداللہ بن دینار سے پوچھا کہ جب کعبہ کو یہ غلاف پہنا دیا گیا تو حضرت عبداللہ بن عمر اپنے اونٹ کی جھول کا کیا کرتے تھے؟ فرمایا کہ اسے خیرات کر دیتے تھے۔

[۴۴۴] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ فِي الضَّحَايَا وَالْبُدْنِ الثَّنِيُّ فَمَا فَوْقَهُ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر فرمایا کرتے: قربانی کے لیے پانچ برس یا اس سے زیادہ عمر کا اونٹ ہو۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَشُقُّ جِلَالَ بُدْنِهِ، وَلَا يُجَلِّلُهَا حَتّٰى يَغْدُوَ مِنْ مِنًى إِلَى عَرَفَةَ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر نہ جھول پھاڑتے اور نہ پہناتے' یہاں تک کہ منیٰ سے عرفات کو جاتے۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ لِبَنِيهِ يَا بَنِيَّ لَا يُهْدِيَنَّ أَحَدُكُمْ مِنَ الْبُدْنِ شَيْئًا يَسْتَحْيِي أَنْ يُهْدِيَهُ لِكَرِيمِهِ، فَإِنَّ اللّٰهَ أَكْرَمُ الْكُرَمَاءِ، وَأَحَقُّ مَنِ اخْتِيرَ لَهُ.

عروہ بن زبیر اپنے صاحبزادوں سے فرمایا کرتے: اے بیٹو! تم میں سے کوئی ایسے اونٹ کی ہدی نہ دے جسے دوست کو دیتے ہوئے شرم آئے۔ پس اللہ تعالیٰ تو سب بڑوں سے بڑا ہے' لہٰذا بہترین چیز کا سب سے زیادہ حق دار ہے۔

۴۷- بَابُ الْعَمَلِ فِي الْهَدْيِ إِذَا عَطِبَ أَوْ ضَلَّ

اگر ہدی چلنے سے عاجز یا گم ہو جائے

٤١١- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ صَاحِبَ هَدْيِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ أَصْنَعُ بِمَا عَطِبَ مِنَ الْهَدْيِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كُلُّ بَدَنَةٍ عَطِبَتْ مِنَ الْهَدْيِ، فَانْحَرْهَا، ثُمَّ أَلْقِ قِلَادَتَهَا فِي دَمِهَا، ثُمَّ خَلِّ بَيْنَهَا وَبَيْنَ النَّاسِ يَأْكُلُونَهَا.

سنن ابوداود(١٧٦٣) سنن ترمذی(٩١٠) سنن ابن ماجہ(٣١٠٦)

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ہدی لے جانے والا عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! اگر ہدی راستے میں ہلاک ہونے لگے تو کیا کروں؟ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ہدی کا جو اونٹ ہلاک ہونے لگے تو اسے نحر کردو' پھر اس کے ہار کو اس کے خون میں ڈال دو' پھر چھوڑ دو کہ لوگ اسے کھالیں۔

[٤٤٥] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّهُ قَالَ مَنْ سَاقَ بَدَنَةً تَطَوُّعًا، فَعَطِبَتْ، فَنَحَرَهَا، ثُمَّ خَلَّى بَيْنَهَا وَبَيْنَ النَّاسِ يَأْكُلُونَهَا، فَلَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ، وَإِنْ أَكَلَ مِنْهَا، أَوْ أَمَرَ مَنْ يَأْكُلُ مِنْهَا غَرِمَهَا.

سعید بن مسیب نے فرمایا کہ جو ہدی کا اونٹ لے جائے پھر وہ ہلاک ہونے لگے تو اسے نحر کرکے چھوڑ دو تاکہ لوگ کھالیں اس صورت میں اس پر کچھ نہیں ہے اور اگر اس میں سے کھایا یا کسی کو اس میں سے کھانے کے لیے کہا تو اس کا تاوان دینا ہوگا۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدِّيلِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ مِثْلَ ذَلِكَ.

امام مالک' ثور بن زید دیلی نے حضرت عبداللہ بن عباس سے اسی طرح روایت کی ہے۔

[٤٤٦] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّهُ قَالَ مَنْ أَهْدَى بَدَنَةً جَزَاءً، أَوْ نَذْرًا، أَوْ هَدْيَ تَمَتُّعٍ، فَأُصِيبَ فِي الطَّرِيقِ، فَعَلَيْهِ الْبَدَلُ.

ابن شہاب نے فرمایا کہ جو بدلہ' نذر یا تمتع کی ہدی کے طور پر اونٹ لے گیا۔ پھر وہ راستے میں تلف ہوگیا تو اس کا بدلہ لازم آتا ہے۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ قَالَ مَنْ أَهْدَى بَدَنَةً، ثُمَّ ضَلَّتْ، أَوْ مَاتَتْ، فَإِنَّهَا إِنْ كَانَتْ نَذْرًا أَبْدَلَهَا، وَإِنْ كَانَتْ تَطَوُّعًا، فَإِنْ شَاءَ أَبْدَلَهَا، وَإِنْ شَاءَ تَرَكَهَا.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا: جو اونٹ کی ہدی لے جائے پھر وہ راستے میں گم ہوجائے یا مرجائے اس صورت میں اگر وہ نذر کا ہے تو بدلہ دے اور اگر وہ نفلی تھا تو چاہے دوسرا دے اور چاہے نہ دے۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَهْلَ الْعِلْمِ يَقُولُونَ لَا يَأْكُلُ صَاحِبُ الْهَدْيِ مِنَ الْجَزَاءِ، وَالنُّسُكِ.

امام مالک نے اہل علم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہدی والا نہ کھائے جبکہ وہ جنایت کا بدلہ یا فدیہ ہو۔

٤٨- بَابُ هَدْيِ الْمُحْرِمِ إِذَا أَصَابَ أَهْلَهُ

بیوی سے صحبت کرنے والے کی ہدی کا بیان

[٤٤٧] أَثَرٌ- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، وَعَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، وَأَبَا هُرَيْرَةَ سُئِلُوا عَنْ رَجُلٍ أَصَابَ أَهْلَهُ، وَهُوَ مُحْرِمٌ بِالْحَجِّ، فَقَالُوا يَنْفُذَانِ يَمْضِيَانِ لِوَجْهِهِمَا حَتَّى يَقْضِيَا

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر' حضرت علی اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے حج کا احرام باندھا ہوا تھا اور اپنی بیوی سے صحبت کر بیٹھا۔ سب نے فرمایا کہ حج کے ارکان ادا کرتے رہیں

حَجَّهُمَا، ثُمَّ عَلَيْهِمَا حَجٌّ قَابِلٍ وَالْهَدْيُ. قَالَ وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَإِذَا أَهَلَّا بِالْحَجِّ مِنْ عَامٍ قَابِلٍ تَفَرَّقَا حَتَّى يَقْضِيَا حَجَّهُمَا.

یہاں تک کہ حج پورا ہو جائے پھر آئندہ سال ان پر حج اور قربانی ہے۔ حضرت علی نے فرمایا کہ آئندہ سال جب حج کا احرام باندھیں تو دونوں جدا رہیں۔

[٤٤٨] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيِّبِ يَقُولُ مَا تَرَوْنَ فِي رَجُلٍ وَقَعَ بِامْرَأَتِهِ وَهُوَ مُحْرِمٌ؟ فَلَمْ يَقُلْ لَهُ الْقَوْمُ شَيْئًا فَقَالَ سَعِيدٌ أَنَّ رَجُلًا وَقَعَ بِامْرَأَتِهِ وَهُوَ مُحْرِمٌ، فَبَعَثَ إِلَى الْمَدِينَةِ يَسْأَلُ عَنْ ذٰلِكَ. فَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ يُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا إِلَى عَامٍ قَابِلٍ، فَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ لِيَنْفُذَا لِوَجْهِهِمَا، فَلْيُتِمَّا حَجَّهُمَا الَّذِي أَفْسَدَاهُ، فَإِذَا فَرَغَا رَجَعَا، فَإِنْ أَدْرَكَهُمَا حَجٌّ قَابِلٌ فَعَلَيْهِمَا الْحَجُّ وَالْهَدْيُ، وَيُهِلَّانِ مِنْ حَيْثُ أَهَلَّا بِحَجِّهِمَا الَّذِي أَفْسَدَاهُ، وَيَتَفَرَّقَانِ حَتَّى يَقْضِيَا حَجَّهُمَا.

یحییٰ بن سعید نے سعید بن میسب کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو حالت احرام میں اپنی بیوی سے صحبت کر بیٹھے اس کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ لوگوں نے کوئی جواب نہ دیا تو سعید بن میسب نے فرمایا کہ ایک آدمی احرام کی حالت میں اپنی بیوی سے جماع کر بیٹھا تھا تو اس بارے میں پوچھنے کے لیے ایک آدمی کو مدینہ منورہ بھیجا۔ بعض لوگوں نے کہا کہ دونوں اگلے سال تک جدا رہیں۔ سعید بن میسب نے فرمایا کہ دونوں حج کرتے رہیں اور اپنے فاسد حج کو پورا کریں جب فارغ ہوں تو لوٹ جائیں۔ جب اگلے سال کا حج آئے تو ان دونوں پر حج اور قربانی ہے اور دونوں اس جگہ سے احرام باندھیں جہاں سے اس حج کا باندھا تھا جو فاسد کیا اور حج سے فارغ ہونے تک دونوں جدا رہیں۔

قَالَ مَالِكٌ يُهْدِيَانِ جَمِيعًا بَدَنَةً بَدَنَةً.

امام مالک نے فرمایا کہ دونوں ایک ایک اونٹ کی قربانی دیں۔

قَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ وَقَعَ بِامْرَأَتِهِ فِي الْحَجِّ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَنْ يَدْفَعَ مِنْ عَرَفَةَ وَيَرْمِيَ الْجَمْرَةَ، إِنَّهُ يَجِبُ عَلَيْهِ الْهَدْيُ وَحَجُّ قَابِلٍ. قَالَ فَإِنْ كَانَتْ إِصَابَتُهُ أَهْلَهُ بَعْدَ رَمْيِ الْجَمْرَةِ، فَإِنَّمَا عَلَيْهِ أَنْ يَعْتَمِرَ، وَيُهْدِيَ، وَلَيْسَ عَلَيْهِ حَجُّ قَابِلٍ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا: جس نے دوران حج اپنی بیوی سے صحبت کی عرفات سے لوٹنے کے بعد اور کنکریاں مارنے سے پہلے اس پر ہدی اور اگلے سال کا حج واجب ہے۔ اگر کنکریاں مارنے کے بعد صحبت کی تو اس پر عمرہ اور ہدی ہے اور اس پر اگلے سال کا حج نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَالَّذِي يُفْسِدُ الْحَجَّ، أَوِ الْعُمْرَةَ حَتَّى يَجِبَ عَلَيْهِ فِي ذٰلِكَ الْهَدْيُ فِي الْحَجِّ، أَوِ الْعُمْرَةِ الْتِقَاءُ الْخِتَانَيْنِ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ مَاءٌ دَافِقٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس سے حج یا عمرہ فاسد ہوتا ہے یہاں تک کہ اس پر ہدی اور حج یا عمرہ واجب ہوتا ہے وہ دونوں ختنوں کا مل جانا (دخول) ہے اگرچہ انزال نہ ہو۔

قَالَ وَيُوجِبُ ذٰلِكَ أَيْضًا الْمَاءُ الدَّافِقُ إِذَا كَانَ مِنْ مُبَاشَرَةٍ. فَأَمَّا رَجُلٌ ذَكَرَ شَيْئًا حَتَّى خَرَجَ مِنْهُ مَاءٌ دَافِقٌ فَلَا أَرَى عَلَيْهِ شَيْئًا، وَلَوْ أَنَّ رَجُلًا قَبَّلَ امْرَأَتَهُ، وَلَمْ يَكُنْ مِنْ ذٰلِكَ مَاءٌ دَافِقٌ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ فِي الْقُبْلَةِ إِلَّا الْهَدْيُ، وَلَيْسَ عَلَى الْمَرْأَةِ الَّتِي يُصِيبُهَا زَوْجُهَا وَهِيَ مُحْرِمَةٌ مِرَارًا فِي الْحَجِّ، أَوِ الْعُمْرَةِ وَهِيَ لَهُ فِي

فرمایا کہ بوسہ دینے سے اگر انزال ہو جائے تب بھی یہی کچھ واجب ہوتا ہے۔ اگر کسی چیز کا ذکر کرنے سے انزال ہو جائے تو اس پر کچھ نہیں۔ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو بوسہ دیا تو اس پر اگلے سال کچھ نہیں مگر ہدی ہے اور وہ محرمہ عورت جس سے اس کے خاوند نے کئی بار صحبت کی حج یا عمرہ میں اور وہ اس پر رضامند تھی تو اس پر ہدی اور اگلے سال کا حج ہے جبکہ ایسا حج میں ہوا ہو۔

ذٰلِكَ مُطَاوِعَةً اِلَّا الْهَدْيُ وَحَجٌّ قَابِلٍ اِنْ اَصَابَهَا فِي الْحَجِّ، وَاِنْ كَانَ اَصَابَهَا فِي الْعُمْرَةِ، فَاِنَّمَا عَلَيْهَا قَضَاءُ الْعُمْرَةِ الَّتِي اَفْسَدَتْ وَالْهَدْيُ.

اگر عمرہ میں اس نے ایسا کیا تو اس پر اس عمرہ کی قضاء ہے جسے فاسد کیا اور ہدی دینا۔

۴۹- بَابُ هَدْيِ مَنْ فَاتَهُ الْحَجُّ

حج فوت ہو جانے والے کی ہدی کا بیان

[۴۴۹] اثر- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، اَنَّهُ قَالَ اَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ، اَنَّ اَبَا اَيُّوبَ الْاَنْصَارِيَّ خَرَجَ حَاجًّا حَتّٰى اِذَا كَانَ بِالنَّازِيَةِ مِنْ طَرِيقِ مَكَّةَ اَضَلَّ رَوَاحِلَهُ، وَاِنَّهُ قَدِمَ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يَوْمَ النَّحْرِ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ عُمَرُ اصْنَعْ كَمَا يَصْنَعُ الْمُعْتَمِرُ، ثُمَّ قَدْ حَلَلْتَ، فَاِذَا اَدْرَكَكَ الْحَجُّ قَابِلًا، فَاحْجُجْ، وَاَهْدِ مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ.

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت ابو ایوب انصاری حج کے لیے نکلے۔ جب مکہ مکرمہ کے راستے میں نازیہ کے مقام پر تھے تو ان کا اونٹ گم ہو گیا۔ وہ حضرت عمر کے پاس قربانی کے دن پہنچے اور اس بات کا ان سے ذکر کیا۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ اسی طرح کر لو جیسے عمرہ والا کرتا ہے' پھر حلال ہو جاؤ' پھر اگلے سال موسم حج میں حج کرنا اور جو میسر آئے ہدی پیش کرنا۔

[۴۵۰] اثر- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، اَنَّ هَبَّارَ بْنَ الْاَسْوَدِ جَاءَ يَوْمَ النَّحْرِ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَنْحَرُ هَدْيَهُ، فَقَالَ يَا اَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اَخْطَاْنَا الْعِدَّةَ، كُنَّا نَرٰى اَنَّ هٰذَا الْيَوْمَ يَوْمُ عَرَفَةَ، فَقَالَ عُمَرُ اذْهَبْ اِلٰى مَكَّةَ، فَطُفْ اَنْتَ وَمَنْ مَعَكَ، وَانْحَرُوا هَدْيًا اِنْ كَانَ مَعَكُمْ، ثُمَّ احْلِقُوا، اَوْ قَصِّرُوا، وَارْجِعُوا، فَاِذَا كَانَ عَامٌ قَابِلٌ فَحُجُّوا وَاَهْدُوا، فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعَ.

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ ہبار بن اسود قربانی کے روز حضرت عمر کی خدمت میں پہنچے جبکہ یہ اپنی ہدی کو نحر کر رہے تھے۔ عرض گزار ہوئے کہ اے امیر المؤمنین! ہم سے شمار میں غلطی ہو گئی اور ہم سمجھے بیٹھے تھے کہ آج عرفہ کا روز ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ مکہ مکرمہ جاؤ' تم اور تمہارے ساتھی طواف کریں' ہدی جو تمہارے پاس ہوں انہیں نحر کرو' پھر سر منڈا کر یا بال کترا کر لوٹ آؤ' جب اگلا سال آئے تو حج کرنا اور ہدی بھیجنا' جو ہدی نہ بھیج سکے تو حج کے دوران تین روزے رکھے اور سات روزے جبکہ لوٹے اس وقت رکھے۔

قَالَ مَالِكٌ وَمَنْ قَرَنَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ، ثُمَّ فَاتَهُ الْحَجُّ فَعَلَيْهِ اَنْ يَحُجَّ قَابِلًا، وَيَقْرِنَ بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ، وَيُهْدِي هَدْيَيْنِ هَدْيًا لِقِرَانِهِ الْحَجَّ مَعَ الْعُمْرَةِ، وَهَدْيًا لِمَا فَاتَهُ مِنَ الْحَجِّ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے حج و عمرہ کا قران کیا' پھر اس کا حج فوت ہو گیا تو اس پر اگلے سال حج کرنا ہے اور حج و عمرہ کا قران اور دو قربانیاں پیش کرے ایک قربانی قران کی کہ حج و عمرہ کا قران کیا اور دوسری قربانی حج فوت ہونے کی۔

۵۰- بَابُ مَنْ اَصَابَ اَهْلَهُ قَبْلَ اَنْ يُفِيضَ

طوافِ زیارت سے پہلے بیوی سے صحبت کر لینے والے کی ہدی کا بیان

[۴۵۱] اثر- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِي رَبَاحٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ وَقَعَ بِاَهْلِهِ وَهُوَ بِمِنًى

عطاء بن ابی رباح سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو طواف افاضہ سے پہلے منیٰ میں اپنی بیوی سے صحبت کر بیٹھا۔

قَبْلَ اَنْ يُّفِيضَ، فَاَمَرَهُ اَنْ يَّنْحَرَ بَدَنَةً.

انہوں نے حکم دیا کہ ایک اونٹ نحر کرے۔

[٤٥٢] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدِ الدِّيْلِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ. قَالَ لَا اَظُنُّهُ اِلَّا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ. اَنَّهُ قَالَ الَّذِي يُصِيبُ اَهْلَهُ قَبْلَ اَنْ يُّفِيضَ يَعْتَمِرُ وَيُهْدِي.

عکرمہ مولی ابن عباس کا بیان ہے کہ غالباً حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جو طواف افاضہ سے پہلے اپنی بیوی سے صحبت کر بیٹھے تو ایک عمرہ کرے اور ہدی بھیجے۔

[٤٥٣] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهُ سَمِعَ رَبِيعَةَ بْنَ اَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَقُولُ فِي ذٰلِكَ مِثْلَ قَوْلِ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

امام مالک نے ربیعہ بن ابو عبدالرحمٰن کو اسی طرح فرماتے سنا جیسا کہ عکرمہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ اَحَبُّ مَا سَمِعْتُ اِلَيَّ فِي ذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس بارے میں جو میں نے سنا' یہ مجھے سب سے زیادہ پسند ہے۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ رَجُلٍ نَسِيَ الْاِفَاضَةَ حَتّٰى خَرَجَ مِنْ مَكَّةَ، وَرَجَعَ اِلٰى بِلَادِهِ، فَقَالَ اَرٰى اِنْ لَمْ يَكُنْ اَصَابَ النِّسَاءَ فَلْيَرْجِعْ فَلْيُفِضْ، وَاِنْ كَانَ اَصَابَ النِّسَاءَ، فَلْيَرْجِعْ فَلْيُفِضْ، ثُمَّ لِيَعْتَمِرْ وَلْيُهْدِ، وَلَا يَنْبَغِي لَهُ اَنْ يَّشْتَرِيَ هَدْيَهُ مِنْ مَكَّةَ وَيَنْحَرَهُ بِهَا، وَلٰكِنْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ سَاقَهُ مَعَهُ مِنْ حَيْثُ اعْتَمَرَ، فَلْيَشْتَرِهِ بِمَكَّةَ، ثُمَّ لِيُخْرِجْهُ اِلَى الْحِلِّ، فَلْيَسُقْهُ مِنْهُ اِلٰى مَكَّةَ، ثُمَّ يَنْحَرُهُ بِهَا.

امام مالک سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو طواف افاضہ بھول گیا اور مکہ مکرمہ سے نکل کر اپنے شہر کی طرف چلا گیا؟ فرمایا کہ اگر اس نے اپنی بیوی سے صحبت نہیں کی تو وہ واپس لوٹ آنا چاہیے اور طواف افاضہ کر لے اور اگر وہ صحبت کر چکا ہے تو واپس آ کر طواف افاضہ کرے' پھر عمرہ کرے اور ہدی دے اور اس کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ مکہ مکرمہ سے ہدی خرید کر نحر کرے' ہاں اگر اس نے عمرہ شروع کرنے کی جگہ سے ہدی ساتھ نہیں لی تھی تو مکہ مکرمہ سے خرید کر حل کی جانب باہر نکل جائے' پھر اسے ہانکتا ہوا مکہ مکرمہ میں لائے اور پھر اسے نحر کرے۔

٥١- بَابُ مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ

حسبِ استطاعت ہدی سے کیا مراد ہے؟

[٤٥٤] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ اَبِيهِ، اَنَّ عَلِيَّ ابْنَ اَبِي طَالِبٍ كَانَ يَقُولُ ﴿فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ﴾ (البقرہ:١٩٦) شَاةٌ.

امام محمد باقر سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے کہ حسب استطاعت ہدی سے مراد بکری ہے۔

[٤٥٥] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يَقُولُ ﴿فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ﴾ (البقرہ:١٩٦) شَاةٌ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ جو ہدی میسر آئے سے مراد بکری ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ اَحَبُّ مَا سَمِعْتُ اِلَيَّ فِي ذٰلِكَ لِاَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقُولُ فِي كِتَابِهِ ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ وَمَنْ قَتَلَهُ

امام مالک نے فرمایا کہ اس بارے میں جو میں نے سنا یہ مجھے سب سے پسند ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے: "اے ایمان والو! شکار نہ مارو جب تم احرام میں ہو اور تم میں جو

مِنْكُمْ مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءٌ مِثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ أَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسَاكِينَ أَوْ عَدْلُ ذَلِكَ صِيَامًا﴾ (المائدہ:۹۵) فِيمَا يُحْكَمُ بِهِ فِي الْهَدْيِ شَاةٌ، وَقَدْ سَمَّاهَا اللَّهُ هَدْيًا، وَذَلِكَ الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ عِنْدَنَا، وَكَيْفَ يَشُكُّ أَحَدٌ فِي ذَلِكَ؟ وَكُلُّ شَيْءٍ لَا يَبْلُغُ أَنْ يُحْكَمَ فِيهِ بِبَعِيرٍ، أَوْ بَقَرَةٍ فَالْحُكْمُ فِيهِ شَاةٌ، وَمَا لَا يَبْلُغُ أَنْ يُحْكَمَ فِيهِ بِشَاةٍ، فَهُوَ كَفَّارَةٌ مِنْ صِيَامٍ، أَوْ إِطْعَامِ مَسَاكِينَ.

اسے قصداً قتل کرے تو اس کا بدلہ ہے کہ ویسا ہی جانور مویشی سے دے۔ تم میں سے دو ثقہ آدمی اس کا حکم کریں۔ قربانی ہو کعبہ کو پہنچتی یا کفارہ دے چند مسکینوں کا کھانا یا اس کے برابر روزے" ہدی سے مراد کبھی بکری بھی ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کا نام ہدی رکھا ہے اور ہمارے نزدیک اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے اور اس میں کوئی کیسے شک کرے گا اور ہر چیز یہاں تک نہیں پہنچتی کہ اس کے بدلے اونٹ یا گائے کا حکم کیا جائے۔ پس بکری کا حکم ہوگا اور جس کے بدلے بکری کا حکم نہ کیا جا سکے تو اس کا کفارہ ہوگا کہ روزے رکھے یا مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

[۴۵٦] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ ﴿فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ﴾ (البقرہ:۱۹٦) بَدَنَةٌ أَوْ بَقَرَةٌ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ حسب استطاعت قربانی سے مراد اونٹ یا گائے ہے۔

[۴۵۷] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، أَنَّ مَوْلَاةً لِعَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يُقَالُ لَهَا رُقَيَّةُ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا خَرَجَتْ مَعَ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِلَى مَكَّةَ، قَالَتْ فَدَخَلَتْ عَمْرَةُ مَكَّةَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ وَأَنَا مَعَهَا، فَطَافَتْ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، ثُمَّ دَخَلَتْ صُفَّةَ الْمَسْجِدِ، فَقَالَتْ أَمَعَكِ مِقَصَّانِ، فَقُلْتُ لَا، فَقَالَتْ فَالْتَمِسِيهِ لِي، فَالْتَمَسْتُهُ حَتَّى جِئْتُ بِهِ، فَأَخَذَتْ مِنْ قُرُونِ رَأْسِهَا، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ ذَبَحَتْ شَاةً.

رقیہ سے روایت ہے کہ وہ عمرہ بنت عبدالرحمٰن کے ساتھ مکہ مکرمہ کی جانب نکلیں اور حضرت عمرہ آٹھویں تاریخ کو مکہ مکرمہ میں داخل ہوئیں جبکہ میں ان کے ساتھ تھی۔ انہوں نے بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کی' پھر وہ مسجد میں داخل ہوئیں اور مجھ سے فرمایا کہ کیا تمہارے پاس قینچی ہے؟ میں عرض گزار ہوئی کہ نہیں ہے۔ فرمایا کہ میرے لئے تلاش کرو۔ پس میں نے تلاش کی یہاں تک کہ لے آئی انہوں نے اپنے سر کی لٹیں کاٹ دیں اور جب قربانی کا دن آیا تو بکری ذبح کی۔

۵۲- بَابُ جَامِعِ الْهَدْيِ

ہدی کے متعلق دیگر روایات

[۴۵۸] اثر- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ صَدَقَةَ بْنِ يَسَارٍ الْمَكِّيِّ، أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ جَاءَ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، وَقَدْ ضَفَرَ رَأْسَهُ، فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنِّي قَدِمْتُ بِعُمْرَةٍ مُفْرَدَةٍ، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ لَوْ كُنْتُ مَعَكَ، أَوْ سَأَلْتَنِي لَأَمَرْتُكَ أَنْ تَقْرِنَ. فَقَالَ الْيَمَانِيُّ قَدْ كَانَ ذَلِكَ. فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ خُذْ مَا تَطَايَرَ مِنْ رَأْسِكَ وَاهْدِ. فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ مَا هَدْيُهُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ؟ فَقَالَ هَدْيُهُ

صدقہ بن یسار مکی سے روایت ہے کہ ایک یمن کا باشندہ حضرت عبداللہ بن عمر کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے سر کے بال بٹے ہوئے تھے۔ عرض گزار ہوا کہ اے ابو عبدالرحمٰن! میں صرف عمرہ کرنے آیا ہوں۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے اس سے فرمایا کہ اگر میں تمہارے ساتھ ہوتا یا مجھ سے پوچھتے تو میں تمہیں قران کا حکم دیتا۔ یمنی نے کہا کہ جو ہونا تھا ہو چکا۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ اپنے بکھرے ہوئے بالوں کو کاٹ کر ہدی دے دو۔ ایک عراقی عورت عرض گزار ہوئی کہ اے ابو عبدالرحمٰن! ہدی

فَقَالَتْ لَهُ مَا هَدْيُهُ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ لَوْ لَمْ اَجِدْ اِلَّا اَنْ اَذْبَحَ شَاةً لَكَانَ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَصُوْمَ.

کیا ہے؟ فرمایا کہ جو اس کی ہدی ہے۔ عرض گزار ہوئی کہ اس کی ہدی ہے کیا؟ حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ اگر میں کچھ نہ پاؤں تو بکری ذبح کر دوں، یہ مجھے روزے رکھنے سے زیادہ پسند ہے۔

[۴۵۹] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ الْمَرْاَةُ الْمُحْرِمَةُ اِذَا حَلَّتْ لَمْ تَمْتَشِطْ حَتّٰى تَاْخُذَ مِنْ قُرُوْنِ رَاْسِهَا، وَاِنْ كَانَ لَهَا هَدْيٌ لَمْ تَاْخُذْ مِنْ شَعْرِهَا شَيْئًا حَتّٰى تَنْحَرَ هَدْيَهَا.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر فرمایا کرتے تھے کہ جو عورت احرام باندھے ہوئے ہو تو احرام کھولنے پر اس وقت تک وہ کنگھی نہ کرے جب تک اپنے سر کی لٹیں نہ کاٹ دے۔ اور اگر اس کے پاس ہدی ہو تو قربانی نحر ہونے تک ایک بال بھی نہ کاٹے۔

[۴۶۰] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهُ سَمِعَ بَعْضَ اَهْلِ الْعِلْمِ يَقُوْلُ لَا يَشْتَرِكُ الرَّجُلُ وَامْرَاَتُهُ فِيْ بَدَنَةٍ وَاحِدَةٍ، لِيُهْدِ كُلُّ وَاحِدٍ بَدَنَةً بَدَنَةً.

امام مالک نے بعض اہل علم حضرات کو فرماتے ہوئے سنا کہ مرد اور عورت ایک ہی اونٹ میں شریک نہیں ہو سکتے بلکہ ہر ایک کا اونٹ علیحدہ ہو۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَمَّنْ بُعِثَ مَعَهُ بِهَدْيٍ يَنْحَرُهُ فِيْ حَجٍّ وَهُوَ مُهِلٌّ بِعُمْرَةٍ هَلْ يَنْحَرُهُ اِذَا حَلَّ اَمْ يُؤَخِّرُهُ حَتّٰى يَنْحَرَهُ فِي الْحَجِّ وَيَحِلُّ هُوَ مِنْ عُمْرَتِهِ؟ فَقَالَ بَلْ يُؤَخِّرُهُ حَتّٰى يَنْحَرَهُ فِي الْحَجِّ، وَيَحِلُّ هُوَ مِنْ عُمْرَتِهِ.

امام مالک سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے کسی کے ہاتھ حج میں نحر کرنے کے لیے ہدی بھیجی اور اس نے عمرہ کا احرام باندھا، کیا وہ حلال ہوتے ہی اسے نحر کر دے یا تاخیر کرے تاکہ اسے حج میں نحر کرے اور اپنے عمرے کا احرام کھول دے؟ فرمایا: بلکہ وہ اسے حج میں نحر کرے ٹھہر کر اور اپنے عمرے کا احرام کھول دے۔

قَالَ مَالِكٌ وَالَّذِيْ يُحْكَمُ عَلَيْهِ بِالْهَدْيِ فِيْ قَتْلِ الصَّيْدِ، اَوْ يَجِبُ عَلَيْهِ هَدْيٌ فِيْ غَيْرِ ذٰلِكَ، فَاِنَّ هَدْيَهُ لَا يَكُوْنُ اِلَّا بِمَكَّةَ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ﴿هَدْيًا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ﴾ (المائدہ: ۹۵) وَاَمَّا مَا عُدِلَ بِهِ الْهَدْيُ مِنَ الصِّيَامِ، اَوِ الصَّدَقَةِ، فَاِنَّ ذٰلِكَ يَكُوْنُ بِغَيْرِ مَكَّةَ حَيْثُ اَحَبَّ صَاحِبُهُ اَنْ يَفْعَلَهُ فَعَلَهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس کو شکار قتل کرنے کی وجہ سے ہدی کا حکم کیا جائے یا کسی اور وجہ سے اس پر ہدی واجب ہو تو وہ ہدی پیش نہیں ہوگی مگر مکہ مکرمہ میں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "قربانی ہو کعبہ کو پہنچتی" اور جو ہدی کی جگہ روزے رکھے یا خیرات کرے تو یہ مکہ مکرمہ سے باہر ہو سکتے ہیں جس طرح وہ کرنا چاہے کرے۔

[۴۶۱] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ يَعْقُوْبَ بْنِ خَالِدٍ الْمَخْزُوْمِيِّ، عَنْ اَبِيْ اَسْمَاءَ مَوْلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ، اَنَّهُ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ كَانَ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ، فَخَرَجَ مَعَهُ مِنَ الْمَدِيْنَةِ، فَمَرُّوْا عَلٰى حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ وَهُوَ مَرِيْضٌ بِالسُّقْيَا، فَاَقَامَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ جَعْفَرٍ حَتّٰى اِذَا خَافَ الْفَوَاتَ خَرَجَ، وَبَعَثَ اِلٰى عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ، وَاَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ،

ابو اسماء مولیٰ عبداللہ بن جعفر سے روایت ہے کہ وہ حضرت عبداللہ بن جعفر کے ساتھ مدینہ منورہ سے نکلے۔ ان کا گزر حضرت حسین بن علی کے پاس ہوا جو سقیا میں بیمار تھے۔ عبداللہ بن جعفر ان کے پاس ٹھہر گئے یہاں تک کہ حج کے فوت ہونے کا خطرہ محسوس ہونے لگا تو انہوں نے حضرت علی اور حضرت اسماء بنت عمیس کے پاس پیغام بھیجا جو مدینہ منورہ میں تھے تو وہ دونوں آ گئے پھر امام حسین نے اپنے سر کی جانب اشارہ کیا تو حضرت علی

وَهُمَا بِالْمَدِينَةِ، فَقَدِمَا عَلَيْهِ، ثُمَّ إِنَّ حُسَيْنًا أَشَارَ إِلَى رَأْسِهِ، فَأَمَرَ عَلِيٌّ بِرَأْسِهِ، فَحُلِقَ، ثُمَّ نَسَكَ عَنْهُ بِالسُّقْيَا، فَنَحَرَ عَنْهُ بَعِيرًا.

نے ان کے سر کو مونڈنے کا حکم دیا' پھر سقیا میں ہی ان کی جانب سے قربانی دی گئی یعنی ایک اونٹ نحر کیا گیا۔

قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَكَانَ حُسَيْنٌ خَرَجَ مَعَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فِي سَفَرِهِ ذٰلِكَ إِلَى مَكَّةَ.

یحییٰ بن سعید نے کہا: امام حسین حضرت عثمان کے ساتھ حج کرنے نکلے تھے۔

۵۳- بَابُ الْوُقُوفِ بِعَرَفَةَ وَالْمُزْدَلِفَةِ

عرفات اور مزدلفہ میں ٹھہرنے کا بیان

۴۱۲- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ عَرَفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ، وَارْتَفِعُوا عَنْ بَطْنِ عُرَنَةَ، وَالْمُزْدَلِفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ، وَارْتَفِعُوا عَنْ بَطْنِ مُحَسِّرٍ. صحیح مسلم (۲۹۴۳)

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سارا عرفات ہی ٹھہرنے کی جگہ ہے لیکن بطن مکہ میں نہ ٹھہرا کرو اور سارا مزدلفہ ہی ٹھہرنے کی جگہ ہے' بطن محسر میں نہ ٹھہرا کرو۔

[۴۶۲] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ اِعْلَمُوا أَنَّ عَرَفَةَ كُلَّهَا مَوْقِفٌ إِلَّا بَطْنَ عُرَنَةَ، وَأَنَّ الْمُزْدَلِفَةَ كُلَّهَا مَوْقِفٌ إِلَّا بَطْنَ مُحَسِّرٍ.

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ بطنِ عرفہ کے سوا سارا عرفات ہی ٹھہرنے کی جگہ ہے اور بطن محسر کے سوا سارا ہی مزدلفہ ٹھہرنے کی جگہ ہے۔

قَالَ مَالِكٌ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ﴿فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ﴾ (البقرہ:۱۹۷) قَالَ فَالرَّفَثُ إِصَابَةُ النِّسَاءِ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ، قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ﴿أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ﴾ (البقرہ:۱۸۷) قَالَ وَالْفُسُوقُ الذَّبْحُ لِلْأَنْصَابِ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ، قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ﴿أَوْ فِسْقًا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهِ﴾ (الانعام:۱۴۵) قَالَ وَالْجِدَالُ فِي الْحَجِّ أَنَّ قُرَيْشًا كَانَتْ تَقِفُ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ بِالْمُزْدَلِفَةِ بِقُزَحَ، وَكَانَتِ الْعَرَبُ وَغَيْرُهُمْ يَقِفُونَ بِعَرَفَةَ، فَكَانُوا يَتَجَادَلُونَ، يَقُولُ هٰؤُلَاءِ نَحْنُ أَصْوَبُ، وَيَقُولُ هٰؤُلَاءِ نَحْنُ أَصْوَبُ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالَى ﴿لِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْأَمْرِ وَادْعُ إِلَى رَبِّكَ إِنَّكَ لَعَلَى هُدًى مُسْتَقِيمٍ﴾ (الحج:۶۷) فَهٰذَا الْجِدَالُ فِيمَا نُرَى، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ، وَقَدْ سَمِعْتُ ذٰلِكَ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ.

امام مالک کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج" "تو" رفث" سے مراد عورتوں کے ساتھ صحبت کرنا ہے آگے اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "احل لکم لیلۃ الصیام الرفث الی نساء کم" اور فرمایا "الفسوق" سے مراد بتوں کے لیے ذبح کرنا ہے آگے اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "او فسقا اھل لغیر اللہ بہ" اور فرمایا کہ "والجدال فی الحج" یہ ہے کہ قریش مزدلفہ میں مشعر الحرام کے پاس قزح میں ٹھہرتے اور دوسرے عرب وغیرہ عرفات میں ٹھہرتے تو وہ آپس میں جھگڑتے ہوئے کہتے کہ ہم درست کر رہے ہیں اور وہ کہتے کہ ہم درست کر رہے ہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "ہر امت کے لیے ہم نے عبادت کے قاعدے بنا دیے کہ وہ ان پر چلے تو ہرگز وہ تم سے اس معاملہ میں جھگڑا نہ کریں اور اپنے رب کی طرف بلاؤ بے شک تم سیدھی راہ پر ہو" تو جدال یہی ہے جیسا کہ معلوم ہوا۔ آگے اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے اور یہ میں نے اہل علم سے سنا ہے۔

۵۴- بَابُ وُقُوفِ الرَّجُلِ وَهُوَ غَيْرُ

وقوف کرنا جبکہ پاک نہ ہو اور

طَاهِرٍ وَوُقُوْفُهُ عَلٰى دَابَّتِهٖ

سُئِلَ مَالِكٌ هَلْ يَقِفُ الرَّجُلُ بِعَرَفَةَ، أَوْ بِالْمُزْدَلِفَةِ، أَوْ يَرْمِي الْجِمَارَ، أَوْ يَسْعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَهُوَ غَيْرُ طَاهِرٍ؟ فَقَالَ كُلُّ أَمْرٍ تَصْنَعُهُ الْحَائِضُ مِنْ أَمْرِ الْحَجِّ، فَالرَّجُلُ يَصْنَعُهُ وَهُوَ غَيْرُ طَاهِرٍ، ثُمَّ لَا يَكُوْنُ عَلَيْهِ شَيْءٌ فِيْ ذٰلِكَ، وَالْفَضْلُ أَنْ يَكُوْنَ الرَّجُلُ فِيْ ذٰلِكَ كُلِّهٖ طَاهِرًا، وَلَا يَنْبَغِيْ لَهٗ أَنْ يَتَعَمَّدَ ذٰلِكَ.

اپنی سواری پر ٹھہرنا

امام مالک سے پوچھا گیا کہ کیا آدمی عرفات یا مزدلفہ میں ٹھہر سکتا ہے یا کنکریاں مار سکتا ہے یا صفا و مروہ کے درمیان سعی کر سکتا ہے جبکہ وہ بے وضو ہو؟ فرمایا کہ حج میں ہر وہ کام جسے حائضہ کر سکتی ہے اسے وہ بھی کر سکتا ہے جو بے وضو ہو اور اس کے عوض اس پر کچھ نہیں ہے لیکن افضل یہی ہے کہ آدمی باوضو ہو اور جان بوجھ کر بے وضو رہنا مناسب نہیں۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنِ الْوُقُوْفِ بِعَرَفَةَ لِلرَّاكِبِ أَيَنْزِلُ أَمْ يَقِفُ رَاكِبًا؟ فَقَالَ بَلْ يَقِفُ رَاكِبًا إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ بِهٖ، أَوْ بِدَابَّتِهٖ عِلَّةٌ، فَاللّٰهُ أَعْذَرُ بِالْعُذْرِ.

امام مالک سے سوار کے وقوف کے بارے میں پوچھا گیا کہ اتر جائے یا سوار ہو کر وقوف کرے؟ فرمایا کہ سواری پر وقوف کرے ماسوائے اس کے اسے یا اس کی سواری کو تکلیف ہو اور اللہ تعالیٰ عذر سے زیادہ درگزر کرنے والا ہے۔

۵۵- بَابُ وُقُوْفِ مَنْ فَاتَهُ الْحَجُّ بِعَرَفَةَ

وقوفِ عرفات کی انتہا

[٤٦٣] أَثَر- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ لَمْ يَقِفْ بِعَرَفَةَ مِنْ لَيْلَةِ الْمُزْدَلِفَةِ قَبْلَ أَنْ يَطْلُعَ الْفَجْرُ، فَقَدْ فَاتَهُ الْحَجُّ، وَمَنْ وَقَفَ بِعَرَفَةَ مِنْ لَيْلَةِ الْمُزْدَلِفَةِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَطْلُعَ الْفَجْرُ، فَقَدْ أَدْرَكَ الْحَجَّ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر فرمایا کرتے تھے کہ جو مزدلفہ کی رات کو طلوع فجر تک عرفات میں نہ ٹھہرے تو اس کا حج فوت ہو گیا اور جو مزدلفہ کی رات (یوم النحر) کو طلوع فجر سے پہلے عرفات میں آ ٹھہرا تو اس نے حج کو پا لیا۔

[٤٦٤] أَثَر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، أَنَّهُ قَالَ مَنْ أَدْرَكَهُ الْفَجْرُ مِنْ لَيْلَةِ الْمُزْدَلِفَةِ، وَلَمْ يَقِفْ بِعَرَفَةَ، فَقَدْ فَاتَهُ الْحَجُّ، وَمَنْ وَقَفَ بِعَرَفَةَ مِنْ لَيْلَةِ الْمُزْدَلِفَةِ قَبْلَ أَنْ يَطْلُعَ الْفَجْرُ، فَقَدْ أَدْرَكَ الْحَجَّ.

عروہ بن زبیر نے فرمایا کہ جس نے شب مزدلفہ کی صبح پائی اور عرفات میں نہ ٹھہرا تو اس کا حج فوت ہو گیا اور جو مزدلفہ کی رات کو طلوع فجر سے پہلے عرفات میں آ ٹھہرا تو اس نے حج پا لیا۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْعَبْدِ يُعْتَقُ فِي الْمَوْقِفِ بِعَرَفَةَ فَإِنَّ ذٰلِكَ لَا يُجْزِيْ عَنْهُ مِنْ حَجَّةِ الْإِسْلَامِ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ لَمْ يُحْرِمْ، فَيُحْرِمُ بَعْدَ أَنْ يُعْتَقَ، ثُمَّ يَقِفُ بِعَرَفَةَ مِنْ تِلْكَ اللَّيْلَةِ قَبْلَ أَنْ يَطْلُعَ الْفَجْرُ، فَإِنْ فَعَلَ ذٰلِكَ أَجْزَأَ عَنْهُ، وَإِنْ لَمْ يُحْرِمْ حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ كَانَ بِمَنْزِلَةِ مَنْ فَاتَهُ الْحَجُّ إِذَا لَمْ يُدْرِكِ الْوُقُوْفَ بِعَرَفَةَ قَبْلَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ مِنْ لَيْلَةِ الْمُزْدَلِفَةِ، وَيَكُوْنُ عَلَى الْعَبْدِ

امام مالک نے اس غلام کے بارے میں فرمایا جس کو وقوف عرفات میں آزاد کیا گیا تو یہ اس کے فرض حج کی جگہ کفایت نہیں کرے گا ماسوائے اس کے کہ وہ محرم نہ ہو اور آزاد ہونے کے بعد احرام باندھے پھر اس رات عرفات میں قیام کرے طلوع فجر سے پہلے تو یہ اس کے لیے کافی ہو گا اور اگر طلوع فجر تک احرام نہ باندھے تو اسی کی طرح ہے جس کا حج فوت ہو گیا جبکہ مزدلفہ کی رات کو طلوع فجر سے پہلے عرفات میں نہ ٹھہرا ہو اور غلام پر فرض حج

حَجَّةُ الْإِسْلَامِ بِقَضِيهَا.

کی قضاء رہے گی۔

٥٦- بَابُ تَقْدِيمِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ

عورتوں اور بچوں کو پہلے روانہ کر دینے کا بیان

٤١٣- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ سَالِمٍ، وَعُبَيْدِ اللَّهِ ابْنَيْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ أَبَاهُمَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُقَدِّمُ أَهْلَهُ، وَصِبْيَانَهُ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ إِلَى مِنًى حَتَّى يُصَلُّوا الصُّبْحَ بِمِنًى، وَيَرْمُوا قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَ النَّاسُ. صحیح البخاری (١٦٧٦) صحیح مسلم (٣١١٧)

سالم اور عبید اللہ سے روایت ہے کہ ان کے والد ماجد حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنی بیویوں اور بچوں کو پہلے ہی مزدلفہ سے منیٰ میں بھیج دیتے تا کہ وہ صبح کی نماز منیٰ میں پڑھ لیں اور لوگوں کے آنے سے پہلے کنکریاں ماریں۔

٤١٤- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، أَنَّ مَوْلَاةً لِأَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَخْبَرَتْهُ قَالَتْ جِئْنَا مَعَ أَسْمَاءَ ابْنَةِ أَبِي بَكْرٍ مِنًى بِغَلَسٍ، قَالَتْ فَقُلْتُ لَهَا لَقَدْ جِئْنَا مِنًى بِغَلَسٍ، فَقَالَتْ قَدْ كُنَّا نَصْنَعُ ذَلِكَ مَعَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْكِ.
صحیح البخاری (١٦٧٩) صحیح مسلم (٣١١٠)

اسماء بنت ابوبکر کی آزاد کردہ لونڈی سے روایت ہے کہ ہم حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ منیٰ میں صبح سویرے آ گئے۔ میں ان کی خدمت میں عرض گزار ہوئی کہ ہم منیٰ کے اندر اندھیرے میں آ گئے ہیں۔ فرمایا کہ ان (حضور) کی معیت میں بھی ایسا ہی کرتے تھے جو تم سے بہتر تھے۔

[٤٦٥] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللَّهِ كَانَ يُقَدِّمُ نِسَاءَهُ، وَصِبْيَانَهُ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ إِلَى مِنًى.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ اپنی عورتوں اور بچوں کو مزدلفہ سے منیٰ کی طرف پہلے ہی بھیج دیا کرتے تھے۔

[٤٦٦] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَمِعَ بَعْضَ أَهْلِ الْعِلْمِ يَكْرَهُ رَمْيَ الْجَمْرَةِ حَتَّى يَطْلُعَ الْفَجْرُ مِنْ يَوْمِ النَّحْرِ، وَمَنْ رَمَى، فَقَدْ حَلَّ لَهُ النَّحْرُ.

امام مالک نے بعض اہل علم حضرات سے سنا کہ وہ یوم النحر کی فجر طلوع ہونے سے پہلے کنکریاں مارنے کو مکروہ شمار کرتے اور جس نے کنکریاں مارلیں تو نحر کرنا اس کے لیے حلال ہو گیا۔

[٤٦٧] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ، أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا كَانَتْ تَرَى أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ بِالْمُزْدَلِفَةِ تَأْمُرُ الَّذِي يُصَلِّي لَهَا وَلِأَصْحَابِهَا الصُّبْحَ يُصَلِّي لَهُمُ الصُّبْحَ حِينَ يَطْلُعُ الْفَجْرُ، ثُمَّ تَرْكَبُ فَتَسِيرُ إِلَى مِنًى، وَلَا تَقِفُ.

ہشام بن عروہ نے فاطمہ بنت منذر سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حضرت اسماء بنت ابوبکر کو مزدلفہ میں دیکھا کہ جو انہیں اور ان کے ساتھ والوں کو نماز پڑھاتا تھا' اسے حکم دے رہی تھیں کہ فجر طلوع ہوتے ہی انہیں صبح کی نماز پڑھا دے، پھر سوار ہو کر منیٰ میں آئیں اور ٹھہرتی نہ تھیں۔

٥٧- بَابُ السَّيْرِ فِي الدَّفْعَةِ

عرفات سے لوٹتے وقت کی چال

٤١٥- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ قَالَ سُئِلَ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَأَنَا جَالِسٌ مَعَهُ كَيْفَ كَانَ يَسِيرُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ حِينَ دَفَعَ؟ قَالَ كَانَ يَسِيرُ الْعَنَقَ، فَإِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ.

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا گیا جبکہ میں ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ اونٹ کو کس طرح چلاتے تھے؟ فرمایا کہ ہلکی تیز رفتار سے چلاتے تھے اور جب خالی راستہ پاتے تو خوب دوڑاتے۔

صحیح مسلم (۳۰۹۴-۳۰۹۵)

قَالَ مَالِكٌ قَالَ هِشَامٌ وَالنَّصُّ فَوْقَ الْعَنَقِ.

امام مالک نے فرمایا کہ "نص" "عنق" سے تیز رفتار کو کہتے ہیں۔

[٤٦٨] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُحَرِّكُ رَاحِلَتَهُ فِي بَطْنِ مُحَسِّرٍ قَدْرَ رَمْيَةٍ بِحَجَرٍ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر اپنے اونٹ کو بطن محسر میں ڈھیلے کی مار تک تیز دوڑاتے تھے۔

٥٨- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّحْرِ فِي الْحَجِّ

حج کی قربانی کا بیان

٤١٦- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ بِمِنًى هٰذَا الْمَنْحَرُ وَكُلُّ مِنًى مَنْحَرٌ. وَقَالَ فِي الْعُمْرَةِ هٰذَا الْمَنْحَرُ يَعْنِي الْمَرْوَةَ وَكُلُّ فِجَاجِ مَكَّةَ وَطُرُقِهَا مَنْحَرٌ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں فرمایا کہ یہ نحر کی جگہ ہے اور سارا ہی منیٰ نحر کی جگہ ہے اور عمرہ کے وقت مروہ کے لیے فرمایا کہ نحر کی جگہ یہ ہے اور مکہ مکرمہ کی ہر گھاٹی اور ہر راستہ نحر کی جگہ ہے۔

سنن ابوداود (۱۹۳۷) سنن ابن ماجہ (۳۰۴۸)

٤١٧- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ أَخْبَرَتْنِي عَمْرَةُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ تَقُوْلُ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِخَمْسِ لَيَالٍ بَقِيْنَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ، وَلَا نُرٰى إِلَّا أَنَّهُ الْحَجُّ، فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْ مَكَّةَ أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ، وَسَعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ أَنْ يَحِلَّ. قَالَتْ عَائِشَةُ فَدُخِلَ عَلَيْنَا يَوْمَ النَّحْرِ بِلَحْمِ بَقَرٍ، فَقُلْتُ مَا هٰذَا؟ فَقَالُوْا نَحَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ أَزْوَاجِهِ.

عمرہ بنت عبدالرحمٰن نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پچیس ذی قعدہ کو حج کے ارادے سے نکلے۔ جب ہم مکہ معظمہ کے نزدیک پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ جس کے پاس ہدی نہ ہو وہ بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کر کے احرام کھول دے۔ یوم النحر کے روز ہمارے پاس گائے کا گوشت آیا تو میں نے پوچھا کہ یہ کیسا ہے؟ لانے والوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کی جانب سے گائے کی قربانی دی ہے۔

قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ فَذَكَرْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ لِلْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، فَقَالَ أَتَتْكَ وَاللّٰهِ بِالْحَدِيْثِ عَلٰى وَجْهِهِ.

یحییٰ کا بیان ہے کہ میں نے یہ حدیث قاسم بن محمد سے بیان کی تو فرمایا کہ انہوں (عمرہ) نے یہ حدیث درست بیان کی۔

صحیح البخاری (۱۷۰۹) صحیح مسلم (۱۲۵-۱۲۱۱)

٤١٨- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ حَفْصَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ، أَنَّهَا قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا شَأْنُ النَّاسِ حَلُّوْا، وَلَمْ تَحْلِلْ أَنْتَ مِنْ عُمْرَتِكَ؟ فَقَالَ إِنِّي لَبَّدْتُ رَأْسِي وَقَلَّدْتُ هَدْيِي، فَلَا أَحِلُّ حَتّٰى أَنْحَرَ.

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ ام المومنین حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض گزار ہوئیں کہ لوگوں نے تو احرام کھول دیئے لیکن آپ نے ابھی اپنے عمرہ کا احرام نہیں کھولا۔ فرمایا کہ میں نے اپنے بال جمائے ہوئے ہیں اور اپنی ہدی کو ہار پہنایا ہے، لہٰذا احرام نہیں کھولوں گا یہاں تک کہ نحر کر لوں۔

صحیح البخاری (۱۵۶۶) صحیح مسلم (۲۹۷۴-۲۹۷۵)

٥٩- بَابُ الْعَمَلِ فِي النَّحْرِ

نحر کرنے کا طریقہ

٤١٩- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِیْهِ، عَنْ عَلِیِّ بْنِ أَبِیْ طَالِبٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَحَرَ بَعْضَ هَدْیِهٖ، وَنَحَرَ غَیْرُهٗ بَعْضَهٗ.

صحیح مسلم (۲۹٤۱۔۲۹٤۳)

امام محمد باقر نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ہدی کے بعض جانوروں کو خود نحر کیا اور بعض کو دوسرے لوگوں نے نحر کیا۔

[٤٦٩] اثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ مَنْ نَذَرَ بَدَنَةً، فَإِنَّهٗ یُقَلِّدُهَا نَعْلَیْنِ وَیُشْعِرُهَا، ثُمَّ یَنْحَرُهَا عِنْدَ الْبَیْتِ، أَوْ بِمِنًی یَوْمَ النَّحْرِ لَیْسَ لَهَا مَحِلٌّ دُوْنَ ذٰلِکَ، وَمَنْ نَذَرَ جَزُوْرًا مِنَ الْإِبِلِ، أَوِ الْبَقَرِ، فَلْیَنْحَرْهَا حَیْثُ شَاءَ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا: جو اونٹ یا گائے کی قربانی نذر کرے تو دو جوتے اس کے گلے میں لٹکا دے اور اس کا اشعار کرے پھر اسے بیت اللہ کے پاس یا منیٰ میں نحر کرے اس کے علاوہ اس کے ذبح کرنے کی جگہ نہیں ہے اور جو اونٹ گائے کی قربانی نذر کرے تو اسے جہاں چاہے ذبح کر سکتا ہے۔

[٤٧٠] اثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، أَنَّ أَبَاهُ کَانَ یَنْحَرُ بُدْنَهٗ قِیَامًا.

امام مالک نے ہشام بن عروہ سے روایت کی ہے کہ ان کے والد ماجد اپنے اونٹوں کو کھڑا کر کے ذبح کیا کرتے تھے۔

قَالَ مَالِکٌ لَا یَجُوْزُ لِأَحَدٍ أَنْ یَحْلِقَ رَأْسَهٗ حَتّٰی یَنْحَرَ هَدْیَهٗ، وَلَا یَنْبَغِیْ لِأَحَدٍ أَنْ یَنْحَرَ قَبْلَ الْفَجْرِ یَوْمَ النَّحْرِ، وَإِنَّمَا الْعَمَلُ کُلُّهٗ یَوْمَ النَّحْرِ الذَّبْحُ، وَلُبْسُ الثِّیَابِ، وَإِلْقَاءُ التَّفَثِ، وَالْحِلَاقُ لَا یَکُوْنُ شَیْءٌ مِنْ ذٰلِکَ یُفْعَلُ قَبْلَ یَوْمِ النَّحْرِ.

امام مالک نے فرمایا کہ کسی کے لیے مناسب نہیں ہے کہ اپنی ہدی کو نحر کرنے سے پہلے سر منڈائے اور کسی کے لیے مناسب نہیں ہے کہ دس ذی الحجہ کو فجر سے پہلے نحر کرے اور یہ سارے کام یعنی ذبح کرنا، کپڑے پہننا، میل چھڑانا اور سر منڈانا دسویں ذوالحجہ کو ہونے چاہئیں، ان میں سے کوئی کام بھی یوم النحر سے پہلے نہیں ہونا چاہیے۔

٦٠- بَابُ الْحِلَاقِ

سر منڈانے کا بیان

٤٢٠- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِیْنَ، قَالُوْا وَالْمُقَصِّرِیْنَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ. قَالَ اَللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِیْنَ، قَالُوْا وَالْمُقَصِّرِیْنَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ. قَالَ وَالْمُقَصِّرِیْنَ.

صحیح البخاری (۱۷۲۷) صحیح مسلم (۳۱۳۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا مانگی: اے اللہ! سر منڈانے والوں پر رحم فرما۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ اور بال کترانے والوں پر۔ پھر کہا: اے اللہ! سر منڈانے والوں پر رحم فرما۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! بال کترانے والوں پر بھی۔ کہا کہ بال کترانے والوں پر بھی۔

[٤٧١] اثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِیْهِ، أَنَّهٗ کَانَ یَدْخُلُ مَکَّةَ لَیْلًا وَهُوَ مُعْتَمِرٌ، فَیَطُوْفُ بِالْبَیْتِ، وَبَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَیُؤَخِّرُ الْحِلَاقَ حَتّٰی یُصْبِحَ. قَالَ وَلٰکِنَّهٗ لَا یَعُوْدُ إِلَی الْبَیْتِ، فَیَطُوْفُ بِهٖ حَتّٰی یَحْلِقَ رَأْسَهٗ.

عبدالرحمٰن بن قاسم نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ وہ عمرہ کی حالت میں رات کے وقت مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے پھر بیت اللہ اور صفا و مروہ کے درمیان طواف کرتے اور سر نہ منڈاتے جب تک صبح نہ ہو جاتی، فرمایا اور بیت اللہ کا طواف کرنے کے لیے نہ لوٹے یہاں تک کہ سر منڈالے۔

قَالَ وَرُبَّمَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ، فَأَوْتَرَ فِيهِ، وَلَا يَقْرَبُ الْبَيْتَ.

فرمایا اور کبھی وہ مسجد میں داخل ہو کر وتر پڑھتے اور بیت اللہ کے قریب نہ جاتے۔

قَالَ مَالِكٌ التَّفَثُ حِلَاقُ الشَّعْرِ وَلُبْسُ الثِّيَابِ وَمَا يَتْبَعُ ذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ "التفث" "سرمنڈانے" کپڑے پہننے اور ان کے تابع امور کو کہتے ہیں۔

قَالَ يَحْيٰى سُئِلَ مَالِكٌ عَنْ رَجُلٍ نَسِيَ الْحِلَاقَ بِمِنًى فِي الْحَجِّ هَلْ لَهُ رُخْصَةٌ فِي أَنْ يَحْلِقَ بِمَكَّةَ؟ قَالَ ذٰلِكَ وَاسِعٌ، وَالْحِلَاقُ بِمِنًى أَحَبُّ إِلَيَّ.

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو حج میں منیٰ کے اندر سر منڈانا بھول گیا' کیا اس کے لیے اجازت ہے کہ مکہ مکرمہ میں سر منڈائے؟ فرمایا کہ اس میں وسعت ہے لیکن منیٰ میں سر منڈانا مجھے زیادہ پسند ہے۔

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ عِنْدَنَا أَنَّ أَحَدًا لَا يَحْلِقُ رَأْسَهُ، وَلَا يَأْخُذُ مِنْ شَعْرِهِ حَتّٰى يَنْحَرَ هَدْيًا إِنْ كَانَ مَعَهُ، وَلَا يَحِلُّ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ عَلَيْهِ حَتّٰى يَحِلَّ بِمِنًى يَوْمَ النَّحْرِ، وَذٰلِكَ أَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَالَ ﴿وَلَا تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ﴾ (البقرة:۱۹٦).

امام مالک نے فرمایا کہ اس بات میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے کہ کوئی سر نہ منڈائے اور ایک بال بھی نہ کاٹے یہاں تک کہ ہدی نحر کرے اگر اس کے پاس ہو اور حلال ہو جائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "اور اپنے سر نہ منڈاؤ یہاں تک کہ قربانی اپنی جگہ پر پہنچ جائے"۔

٦١- بَابُ التَّقْصِيرِ

قصر کا بیان

[٤٧٢] أَثَرٌ- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا أَفْطَرَ مِنْ رَمَضَانَ وَهُوَ يُرِيدُ الْحَجَّ لَمْ يَأْخُذْ مِنْ رَأْسِهِ وَلَا مِنْ لِحْيَتِهِ شَيْئًا حَتّٰى يَحُجَّ. قَالَ مَالِكٌ لَيْسَ ذٰلِكَ عَلَى النَّاسِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر جب رمضان کے روزے رکھ لیتے اور حج کرنے کا ارادہ کرتے تو اپنے سر اور داڑھی میں سے ایک بال بھی نہ کاٹتے' امام مالک نے فرمایا کہ یہ سب لوگوں پر واجب نہیں ہے۔

[٤٧٣] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا حَلَقَ فِي حَجٍّ، أَوْ عُمْرَةٍ أَخَذَ مِنْ لِحْيَتِهِ، وَشَارِبِهِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر جب حج یا عمرہ کے بعد سر منڈاتے تو اپنی داڑھی اور مونچھوں میں سے بال لیتے تھے۔

[٤٧٤] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّ رَجُلًا أَتَى الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ فَقَالَ إِنِّي أَفَضْتُ، وَأَفَضْتُ مَعِي بِأَهْلِي، ثُمَّ عَدَلْتُ إِلٰى شِعْبٍ، فَذَهَبْتُ لِأَدْنُوَ مِنْ أَهْلِي، فَقَالَتْ إِنِّي لَمْ أُقَصِّرْ مِنْ شَعْرِي بَعْدُ، فَأَخَذْتُ مِنْ شَعْرِهَا بِأَسْنَانِي، ثُمَّ وَقَعْتُ بِهَا. فَضَحِكَ الْقَاسِمُ وَقَالَ مُرْهَا فَلْتَأْخُذْ مِنْ شَعْرِهَا بِالْجَلَمَيْنِ.

ربیعہ بن ابوعبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے قاسم بن محمد کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ میں نے طواف افاضہ کیا اور میرے ساتھ میری بیوی نے بھی' پھر میں ایک گھاٹی کی طرف گیا تاکہ اپنی بیوی سے صحبت کروں۔ اس نے کہا کہ میں نے ابھی اپنے بال نہیں کتروائے' میں نے اپنے دانتوں سے اس کے بال کترے اور پھر اس سے صحبت کی۔ قاسم بن محمد ہنس پڑے اور اس سے کہا کہ اپنی بیوی کو قینچی سے بال کترنے کا حکم دو۔

قَالَ مَالِكٌ أَسْتَحِبُّ فِي مِثْلِ هٰذَا أَنْ يُهْرِيقَ

امام مالک نے فرمایا کہ اس صورت میں مستحب یہ ہے کہ وہ

دَمًا، وَذٰلِکَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَ مَنْ نَسِیَ مِنْ نُسُکِهٖ شَیْئًا فَلْیُهْرِقْ دَمًا.

قربانی دے اور اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا ہے کہ جو کسی رکن کو بھول جائے تو وہ قربانی کرے۔

[٤٧٥] اَثَر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّهٗ لَقِیَ رَجُلًا مِنْ اَهْلِهٖ یُقَالُ لَهُ الْمُجَبَّرُ، قَدْ اَفَاضَ، وَلَمْ یَحْلِقْ، وَلَمْ یُقَصِّرْ جَهِلَ ذٰلِکَ، فَاَمَرَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ اَنْ یَرْجِعَ، فَیَحْلِقَ، اَوْ یُقَصِّرَ، ثُمَّ یَرْجِعَ اِلَی الْبَیْتِ، فَیُفِیْضَ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر کو ان کے اعزہ سے ایک آدمی ملا جس کو مجبر کہا جاتا تھا' وہ طواف افاضہ کر چکا تھا لیکن بے خبری میں سر نہ منڈایا' نہ بال کتروائے تو حضرت عبداللہ نے اسے حکم دیا کہ واپس لوٹ جائے' پھر سر منڈائے یا بال کتروائے' پھر بیت اللہ کی طرف لوٹ کر طواف افاضہ کرے۔

[٤٧٦] اَثَر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ، اَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ کَانَ اِذَا اَرَادَ اَنْ یُحْرِمَ دَعَا بِالْجَلَمَیْنِ فَقَصَّ شَارِبَهٗ، وَاَخَذَ مِنْ لِحْیَتِهٖ قَبْلَ اَنْ یَرْکَبَ، وَقَبْلَ اَنْ یُهِلَّ مُحْرِمًا.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ سالم بن عبداللہ جب احرام باندھنے کا ارادہ کرتے تو سوار ہوتے اور لبیک کہنے سے پہلے قینچی منگا کر اپنی مونچھوں کو پست کرتے اور داڑھی کے بال لیتے۔

٦٢- بَابُ التَّلْبِیْدِ

تلبید کا بیان

[٤٧٧] اَثَر- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَنْ ضَفَرَ رَاْسَهٗ فَلْیَحْلِقْ، وَلَا تَشَبَّهُوْا بِالتَّلْبِیْدِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا: جو بال گوندھے اسے چاہیے کہ احرام کھولتے وقت سر منڈائے اور تلبید سے مشابہت نہ کی جائے۔

[٤٧٨] اَثَر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ، عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَنْ عَقَصَ رَاْسَهٗ، اَوْ ضَفَرَ، اَوْ لَبَّدَ، فَقَدْ وَجَبَ عَلَیْهِ الْحِلَاقُ.

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو سر کے بالوں کی لٹ باندھے یا گوندھے یا تلبید کرے تو اس پر سر منڈانا واجب ہے۔

٦٣- بَابُ الصَّلٰوةِ فِی الْبَیْتِ وَقَصْرِ الصَّلٰوةِ وَتَعْجِیْلِ الْخُطْبَةِ بِعَرَفَةَ

بیت اللہ میں نماز پڑھنا' عرفات میں نماز قصر کرنا اور خطبہ جلدی پڑھنا

٤٢١- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ الْکَعْبَةَ هُوَ وَاُسَامَةُ بْنُ زَیْدٍ، وَبِلَالُ بْنُ رَبَاحٍ، وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ الْحَجَبِیُّ، فَاَغْلَقَهَا عَلَیْهِ، وَمَکَثَ فِیْهَا.

قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَسَاَلْتُ بِلَالًا حِیْنَ خَرَجَ مَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَ جَعَلَ عَمُوْدًا عَنْ یَمِیْنِهٖ، وَعَمُوْدَیْنِ عَنْ یَسَارِهٖ، وَثَلَاثَةَ اَعْمِدَةٍ وَرَاءَهٗ، وَکَانَ الْبَیْتُ یَوْمَئِذٍ عَلٰی سِتَّةِ اَعْمِدَةٍ، ثُمَّ صَلّٰی.

صحیح البخاری (۵۰۵) صحیح مسلم (۳۲۲۱ تا ۳۲۱۷)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ خانہ کعبہ میں داخل ہوئے اور آپ کے ساتھ حضرت اسامہ بن زید' حضرت بلال بن رباح اور حضرت عثمان بن طلحہ بھی تھے چنانچہ دروازہ بند کر لیا گیا اور آپ اس میں ٹھہرے۔

حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ نکلنے پر میں نے حضرت بلال سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کیا کیا؟ فرمایا کہ حضور نے ایک ستون کو دائیں جانب دوسرے کو بائیں جانب اور تین پیچھے رکھے پھر نماز پڑھی اور ان دنوں بیت اللہ کے چھ ستون تھے۔

٤٢٢- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّهُ قَالَ كَتَبَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ إِلَى الْحَجَّاجِ بْنِ يُوسُفَ أَنْ لَا تُخَالِفَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فِي شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الْحَجِّ. قَالَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ عَرَفَةَ جَاءَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَأَنَا مَعَهُ، فَصَاحَ بِهِ عِنْدَ سُرَادِقِهِ أَيْنَ هٰذَا؟ فَخَرَجَ عَلَيْهِ الْحَجَّاجُ وَعَلَيْهِ مِلْحَفَةٌ مُعَصْفَرَةٌ. فَقَالَ مَا لَكَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ؟ فَقَالَ الرَّوَاحَ إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ السُّنَّةَ؟ فَقَالَ أَهٰذِهِ السَّاعَةَ؟ قَالَ نَعَمْ، قَالَ فَأَنْظِرْنِي حَتّٰى أُفِيضَ عَلَيَّ مَاءً، ثُمَّ أَخْرُجَ، فَنَزَلَ عَبْدُ اللّٰهِ حَتّٰى خَرَجَ الْحَجَّاجُ، فَسَارَ بَيْنِي وَبَيْنَ أَبِي، فَقُلْتُ لَهُ إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ أَنْ تُصِيبَ السُّنَّةَ الْيَوْمَ فَاقْصُرِ الْخُطْبَةَ وَعَجِّلِ الصَّلٰوةَ. قَالَ فَجَعَلَ يَنْظُرُ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ كَيْمَا يَسْمَعَ ذٰلِكَ مِنْهُ، فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ صَدَقَ سَالِمٌ. صحیح البخاری (١٦٦٠)

سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ عبدالملک بن مروان نے حجاج بن یوسف کے لیے لکھا کہ حج کے کسی کام میں عبداللہ بن عمر کی مخالفت نہ کرنا' پس سورج ڈھلتے ہی حضرت عبداللہ بن عمر آئے اور میں ان کے ساتھ تھا تو اس کے خیمے کے پاس چلائے کہ وہ کہاں ہے؟ پس حجاج کسم میں رنگی ہوئی چادر اوڑھے ہوئے نکلا اور کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن! کیا بات ہے؟ فرمایا کہ اگر سنت کی پیروی کا ارادہ ہے تو چلو۔ کہا: کیا اسی وقت؟ فرمایا: ہاں۔ کہا کہ مجھے اتنی مہلت تو دیجئے کہ اپنے اوپر پانی بہالوں پھر چلوں گا' پس حضرت عبداللہ سواری سے اتر پڑے یہاں تک کہ حجاج باہر نکلا' پس وہ والد محترم اور میرے درمیان چل دیا' پس میں نے اس سے کہا کہ آج اگر تم سنت کو حاصل کرنا چاہتے ہو تو مختصر خطبہ دینا اور نماز جلدی پڑھانا' پس وہ حضرت عبداللہ بن عمر کی طرف دیکھنے لگا کہ اس بارے میں ان سے سنے' جب حضرت عبداللہ نے یہ بات دیکھی تو فرمایا: سالم نے ٹھیک کہا ہے۔

٦٤- بَابُ الصَّلٰوةِ بِمِنًى يَوْمَ التَّرْوِيَةِ وَالْجُمُعَةِ بِمِنًى وَعَرَفَةَ

ترویہ کے روز منیٰ میں نمازیں اور منیٰ و عرفات میں جمعہ

[٤٧٩] أثر- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ، وَالْعَصْرَ، وَالْمَغْرِبَ، وَالْعِشَاءَ، وَالصُّبْحَ بِمِنًى، ثُمَّ يَغْدُو إِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ إِلَى عَرَفَةَ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر ظہر' عصر' مغرب' عشاء اور فجر کی نماز منیٰ میں پڑھ کر سورج طلوع ہونے کے بعد عرفات کے لیے روانہ ہو جاتے۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْأَمْرُ الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ عِنْدَنَا أَنَّ الْإِمَامَ لَا يَجْهَرُ بِالْقُرْآنِ فِي الظُّهْرِ يَوْمَ عَرَفَةَ، وَأَنَّهُ يَخْطُبُ النَّاسَ يَوْمَ عَرَفَةَ، وَأَنَّ الصَّلٰوةَ يَوْمَ عَرَفَةَ إِنَّمَا هِيَ ظُهْرٌ، وَإِنْ وَافَقَتِ الْجُمُعَةَ، فَإِنَّمَا هِيَ ظُهْرٌ، وَلٰكِنَّهَا قُصِرَتْ مِنْ أَجْلِ السَّفَرِ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس حکم میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں کہ عرفہ کے روز امام ظہر کی نماز میں قرأت جہری نہ کرے اور وہ عرفہ کے روز لوگوں کو خطبہ دے اور یوم عرفہ کی نماز ہی نماز ظہر ہے اور اس روز جمعہ کا دن آ جائے تب بھی ظہر پڑھی جائے گی لیکن سفر کے باعث یہ قصر ہوگی۔

قَالَ مَالِكٌ فِي إِمَامِ الْحَاجِّ إِذَا وَافَقَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ يَوْمَ عَرَفَةَ، أَوْ يَوْمَ النَّحْرِ، أَوْ بَعْضَ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ إِنَّهُ لَا يُجَمِّعُ فِي شَيْءٍ مِنْ تِلْكَ الْأَيَّامِ.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر عرفہ کے روز یا یوم النحر کو یا ایام تشریق میں جمعہ کا روز آ جائے تو ان دنوں میں جمعہ پڑھا جائے گا۔

٦٥- بَابُ صَلٰوةِ الْمُزْدَلِفَةِ

مزدلفہ میں نماز پڑھنے کا بیان

٤٢٣- حَدَّثَنِی یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنِ ابْنِ شِھَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى الْمَغْرِبَ، وَالْعِشَاءَ بِالْمُزْدَلِفَةِ جَمِیْعًا.

صحیح البخاری (١٦٧٤) صحیح مسلم (٣٠٩٨)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز ملا کر پڑھی۔

٤٢٤- وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِکٍ، عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ کُرَیْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَیْدٍ، اَنَّهُ سَمِعَهُ یَقُوْلُ دَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ عَرَفَةَ حَتّٰى اِذَا کَانَ بِالشِّعْبِ نَزَلَ فَبَالَ، فَتَوَضَّاَ، فَلَمْ یُسْبِغِ الْوُضُوْءَ، فَقُلْتُ لَهُ الصَّلٰوةَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَقَالَ الصَّلٰوةُ اَمَامَکَ، فَرَکِبَ، فَلَمَّا جَاءَ الْمُزْدَلِفَةَ نَزَلَ فَتَوَضَّاَ فَاَسْبَغَ الْوُضُوْءَ، ثُمَّ اُقِیْمَتِ الصَّلٰوةُ، فَصَلَّى الْمَغْرِبَ، ثُمَّ اَنَاخَ کُلُّ اِنْسَانٍ بَعِیْرَهُ فِیْ مَنْزِلِهِ، ثُمَّ اُقِیْمَتِ الْعِشَاءُ فَصَلَّاهَا، وَلَمْ یُصَلِّ بَیْنَهُمَا شَیْئًا.

صحیح البخاری (١٣٩) صحیح مسلم (٣٠٨٧، ٣٠٩١)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عرفات سے لوٹتے وقت جب گھاٹی میں پہنچے تو پیشاب کیا، پھر وضو فرمایا لیکن پورا وضو نہ کیا۔ میں عرض گزار ہوا کہ یارسول اللہ! نماز۔ فرمایا کہ نماز تم سے آگے ہے، پھر سوار ہو کر جب مزدلفہ جا پہنچے تو اترے، وضو فرمایا اور پوری طرح وضو کیا، پھر نماز کی اقامت پڑھی گئی تو نماز مغرب پڑھائی، پھر ہر شخص نے اپنے اونٹ کو اپنے ٹھہرنے کی جگہ پر بٹھا دیا، پھر عشاء کی اقامت کہی گئی تو آپ نے یہ پڑھائی اور ان دونوں کے درمیان میں کوئی اور نماز مطلق نہ پڑھی۔

٤٢٥- وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِکٍ، عَنْ یَحْیَى بْنِ سَعِیْدٍ، عَنْ عَدِیِّ بْنِ ثَابِتٍ الْاَنْصَارِیِّ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ یَزِیْدَ الْخَطْمِیَّ اَخْبَرَهُ اَنَّ اَبَا اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیَّ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ الْمَغْرِبَ، وَالْعِشَاءَ بِالْمُزْدَلِفَةِ جَمِیْعًا.

صحیح البخاری (١٦٧٤) صحیح مسلم (٣٠٩٦-٣٠٩٧)

عبداللہ بن یزید خطمی نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حجۃ الوداع کے موقع پر مزدلفہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مغرب اور عشاء کی نمازیں ملا کر پڑھیں۔

[٤٨٠] اثر- وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ کَانَ یُصَلِّی الْمَغْرِبَ، وَالْعِشَاءَ بِالْمُزْدَلِفَةِ جَمِیْعًا.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر مغرب اور عشاء کی نمازوں کو مزدلفہ میں ملا کر پڑھا کرتے تھے۔

٦٦- بَابُ صَلٰوةِ مِنًى

منیٰ میں نماز پڑھنے کا بیان

[٤٨١] اثر- قَالَ مَالِکٌ فِیْ اَھْلِ مَکَّةَ اِنَّهُمْ یُصَلُّوْنَ بِمِنًى اِذَا حَجُّوْا رَکْعَتَیْنِ رَکْعَتَیْنِ حَتّٰى یَنْصَرِفُوْا اِلٰى مَکَّةَ.

امام مالک نے اہل مکہ کے بارے میں فرمایا کہ جب وہ حج کرتے ہیں تو منیٰ میں دو دو رکعتیں پڑھتے ہیں یہاں تک کہ مکہ مکرمہ کی جانب لوٹ جائیں۔

٤٢٦- وَحَدَّثَنِی یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِیْهِ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى الصَّلٰوةَ الرُّبَاعِیَّةَ بِمِنًى رَکْعَتَیْنِ، وَاَنَّ اَبَا بَکْرٍ صَلَّاهَا بِمِنًى

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چار رکعتوں والی نماز کی منیٰ میں دو رکعتیں پڑھیں، حضرت ابو بکر صدیق نے بھی دو رکعتیں پڑھیں، حضرت عمر فاروق نے بھی دو

رَكْعَتَيْنِ، وَأَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ صَلَّاهَا بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ، وَأَنَّ عُثْمَانَ صَلَّاهَا بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ شَطْرَ إِمَارَتِهِ، ثُمَّ أَتَمَّهَا بَعْدُ. صحیح البخاری (۱۰۸۲) صحیح مسلم (۱۵۹۰)

رکعتیں پڑھیں اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی آدھی امارت میں دو رکعتیں پڑھیں پھر بعد میں پوری پڑھنے لگے۔

[۴۸۲] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ لَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ صَلَّى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ انْصَرَفَ، فَقَالَ يَا أَهْلَ مَكَّةَ أَتِمُّوا صَلَاتَكُمْ، فَإِنَّا قَوْمٌ سَفْرٌ، ثُمَّ صَلَّى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَكْعَتَيْنِ بِمِنًى، وَلَمْ يَبْلُغْنَا أَنَّهُ قَالَ لَهُمْ شَيْئًا.

سعید بن میتب سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مکہ مکرمہ آئے تو انہوں نے دو رکعتیں پڑھیں، جب فارغ ہوئے تو فرمایا: اے اہل مکہ! اپنی نمازیں پوری کرو کیونکہ ہم تو مسافر ہیں۔ پھر حضرت عمر نے منیٰ میں دو رکعتیں پڑھیں اور ہم تک یہ بات نہیں پہنچی کہ ان سے کچھ فرمایا ہو۔

[۴۸۳] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ صَلَّى لِلنَّاسِ بِمَكَّةَ رَكْعَتَيْنِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ يَا أَهْلَ مَكَّةَ أَتِمُّوا صَلَاتَكُمْ، فَإِنَّا قَوْمٌ سَفْرٌ. ثُمَّ صَلَّى عُمَرُ رَكْعَتَيْنِ بِمِنًى، وَلَمْ يَبْلُغْنَا أَنَّهُ قَالَ لَهُمْ شَيْئًا.

اسلم عدوی سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکہ مکرمہ میں لوگوں کو دو رکعتیں پڑھائیں، جب فارغ ہوئے تو فرمایا: اے اہل مکہ! اپنی نمازیں پوری کرلو کیونکہ ہم تو مسافر ہیں۔ پھر حضرت عمر نے منیٰ میں دو رکعتیں پڑھیں اور یہ بات ہم تک نہیں پہنچی کہ ان سے کچھ فرمایا ہو۔

سُئِلَ مَالِكٌ عَنْ أَهْلِ مَكَّةَ كَيْفَ صَلَاتُهُمْ بِعَرَفَةَ أَرَكْعَتَانِ أَمْ أَرْبَعٌ، وَكَيْفَ بِأَمِيرِ الْحَاجِّ إِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ أَيُصَلِّي الظُّهْرَ، وَالْعَصْرَ بِعَرَفَةَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ، أَوْ رَكْعَتَيْنِ، وَكَيْفَ صَلَاةُ أَهْلِ مَكَّةَ فِي إِقَامَتِهِمْ؟ فَقَالَ مَالِكٌ يُصَلِّي أَهْلُ مَكَّةَ بِعَرَفَةَ وَمِنًى مَا أَقَامُوا بِهِمَا رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ يَقْصُرُونَ الصَّلَاةَ حَتَّى يَرْجِعُوا إِلَى مَكَّةَ. قَالَ وَأَمِيرُ الْحَاجِّ أَيْضًا إِذَا كَانَ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ قَصَرَ الصَّلَاةَ بِعَرَفَةَ وَأَيَّامَ مِنًى، وَإِنْ كَانَ أَحَدٌ سَاكِنًا بِمِنًى مُقِيمًا بِهَا، فَإِنَّ ذَلِكَ يُتِمُّ الصَّلَاةَ بِمِنًى، وَإِنْ كَانَ أَحَدٌ سَاكِنًا بِعَرَفَةَ مُقِيمًا بِهَا، فَإِنَّ ذَلِكَ يُتِمُّ الصَّلَاةَ بِهَا أَيْضًا.

امام مالک سے پوچھا گیا کہ عرفات میں اہل مکہ کی نماز کیسی ہو یعنی دو رکعتیں پڑھیں یا چار اور امیر الحاج اگر اہل مکہ سے ہو تو عرفات میں ظہر اور عصر کی چار رکعتیں پڑھیں یا دو رکعتیں اور اہل مکہ جب تک وہاں ٹھہریں تو ان کی نماز کیسی ہو؟ امام مالک نے فرمایا کہ اہل مکہ جب تک عرفات اور منیٰ میں ٹھہریں تو دو دو رکعتیں پڑھیں یعنی قصر نماز یہاں تک کہ مکہ مکرمہ کی جانب لوٹ جائیں۔ فرمایا اور امیر الحاج بھی اسی طرح جبکہ وہ اہل مکہ سے ہو تو عرفات میں قصر نماز پڑھے اور ایام منیٰ میں بھی اور اگر کوئی منیٰ کا رہنے والا ہے تو وہاں مقیم ہے لہٰذا منیٰ میں پوری نماز پڑھے گا اور اگر کوئی عرفات میں سکونت پذیر ہے تو وہاں مقیم ہے لہٰذا عرفات میں پوری نماز پڑھے گا۔

٦٧- بَابُ صَلَاةِ الْمُقِيمِ بِمَكَّةَ وَمِنًى

مکہ اور منیٰ میں مقیم کی نماز

[۴۸۴] أَثَرٌ- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ قَالَ مَنْ قَدِمَ مَكَّةَ لِهِلَالِ ذِي الْحِجَّةِ، فَأَهَلَّ بِالْحَجِّ، فَإِنَّهُ يُتِمُّ الصَّلَاةَ حَتَّى يَخْرُجَ مِنْ مَكَّةَ لِمِنًى فَيَقْصُرَ، وَذَلِكَ أَنَّهُ قَدْ أَجْمَعَ عَلَى مُقَامٍ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعِ لَيَالٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ جو ذوالحجہ کا چاند دیکھتے ہی مکہ مکرمہ میں آ گیا اور حج کا احرام باندھ لیا تو وہ پوری نماز پڑھے گا یہاں تک کہ جب مکہ مکرمہ سے منیٰ کے لیے جائے تو قصر پڑھے گا اور یہ اس وجہ سے ہے کہ اس نے چار دن سے زیادہ ایک جگہ پر ٹھہرنے

کا ارادہ کرلیا۔

٦٨- بَابُ تَكْبِيرِ اَيَّامِ التَّشْرِيقِ

[٤٨٥] اثر- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، اَنَّهُ بَلَغَهُ، اَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ خَرَجَ الْغَدَ مِنْ يَوْمِ النَّحْرِ حِيْنَ ارْتَفَعَ النَّهَارُ شَيْئًا، فَكَبَّرَ فَكَبَّرَ النَّاسُ بِتَكْبِيرِهِ، ثُمَّ خَرَجَ الثَّانِيَةَ مِنْ يَوْمِهِ ذٰلِكَ بَعْدَ ارْتِفَاعِ النَّهَارِ، فَكَبَّرَ، فَكَبَّرَ النَّاسُ بِتَكْبِيرِهِ، ثُمَّ خَرَجَ الثَّالِثَةَ حِيْنَ زَاغَتِ الشَّمْسُ، فَكَبَّرَ، فَكَبَّرَ النَّاسُ بِتَكْبِيرِهِ، حَتّٰى يَتَّصِلَ التَّكْبِيرُ، وَيَبْلُغَ الْبَيْتَ فَيُعْلَمَ اَنَّ عُمَرَ قَدْ خَرَجَ يَرْمِيْ.

ایام تشریق کی تکبیروں کا بیان

یحیٰی بن سعید کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر گیارہویں ذوالحجہ کو تھوڑا سا سورج بلند ہونے پر نکلے اور تکبیر کہی تو لوگوں نے بھی ان کے ساتھ تکبیر کہی' پھر اسی روز جب سورج خوب بلند ہوگیا تو دوبارہ نکلے اور تکبیر کہی' لہٰذا لوگوں نے بھی ان کے ساتھ تکبیر کہی' پھر سورج ڈھلنے کے بعد سہ بارہ نکلے اور تکبیر کہی تو لوگوں نے بھی ان کے ساتھ تکبیر کہی یہاں تک کہ تکبیروں کی آوازیں مل کر بیت اللہ تک گئیں' پس لوگوں نے جان لیا کہ حضرت عمر رمی کرنے نکلے ہیں۔

قَالَ مَالِكٌ الْاَمْرُ عِنْدَنَا اَنَّ التَّكْبِيرَ فِيْ اَيَّامِ التَّشْرِيقِ دُبُرَ الصَّلَوَاتِ، وَاَوَّلُ ذٰلِكَ تَكْبِيرُ الْاِمَامِ وَالنَّاسُ مَعَهُ دُبُرَ صَلٰوةِ الظُّهْرِ مِنْ يَوْمِ النَّحْرِ، وَاٰخِرُ ذٰلِكَ تَكْبِيرُ الْاِمَامِ وَالنَّاسُ مَعَهُ دُبُرَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ مِنْ اٰخِرِ اَيَّامِ التَّشْرِيقِ، ثُمَّ يَقْطَعُ التَّكْبِيرَ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ ایام تشریق میں ہر فرض کے بعد تکبیر کہی جائے۔ پہلے امام تکبیر کہے اور پھر لوگ اس کے ساتھ کہیں یعنی دسویں ذوالحجہ کی نماز ظہر سے امام اور لوگوں کی تکبیر تیرھویں ذوالحجہ کی نماز فجر تک ہے جو ایام تشریق کا آخری دن ہے پھر تکبیر بند کر دی جائے۔

قَالَ مَالِكٌ وَالتَّكْبِيرُ فِيْ اَيَّامِ التَّشْرِيقِ عَلَى الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ، مَنْ كَانَ فِيْ جَمَاعَةٍ، اَوْ وَحْدَهُ بِمِنًى، اَوْ بِالْاٰفَاقِ كُلِّهَا وَاجِبٌ، وَاِنَّمَا يَاْتَمُّ النَّاسُ فِيْ ذٰلِكَ بِاِمَامِ الْحَاجِّ وَبِالنَّاسِ بِمِنًى لِاَنَّهُمْ اِذَا رَجَعُوْا وَانْقَضَى الْاِحْرَامُ ائْتَمُّوْا بِهِمْ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مِثْلَهُمْ فِي الْحِلِّ، فَاَمَّا مَنْ لَمْ يَكُنْ حَاجًّا، فَاِنَّهُ لَا يَاْتَمُّ بِهِمْ اِلَّا فِيْ تَكْبِيرِ اَيَّامِ التَّشْرِيقِ.

امام مالک نے فرمایا کہ ایام تشریق میں تکبیر کا کہنا ہر مرد اور عورت پر واجب ہے خواہ جماعت سے نماز پڑھیں یا تنہا اور منیٰ میں ہوں یا دنیا میں کسی بھی جگہ اس بارے میں امام الحاج کی پیروی کریں لوگوں کے ساتھ منیٰ میں کیونکہ جب وہ لوٹیں گے اور مکمل کر کے احرام کھولیں گے تو حل ہونے میں سب ایک جیسے ہو جائیں گے جو لوگ حاجی نہیں ہیں وہ پیروی نہیں کریں گے مگر ایام تشریق کے اندر تکبیر کہتے ہیں۔

قَالَ مَالِكٌ الْاَيَّامُ الْمَعْدُوْدَاتُ اَيَّامُ التَّشْرِيقِ.

امام مالک نے فرمایا کہ "الایام معدودات" سے ایام تشریق مراد ہیں۔ف

ف: ایام تشریق سے ذوالحجہ کا گیارھواں' بارھواں اور تیرھواں دن مراد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

٦٩- بَابُ صَلٰوةِ الْمُعَرَّسِ وَالْمُحَصَّبِ

٤٢٧- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَنَاخَ بِالْبَطْحَاءِ الَّتِيْ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَصَلّٰى بِهَا. قَالَ نَافِعٌ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ. صحیح مسلم (۱۲۵۷-۶۳۰)

معرس اور محصب میں نماز پڑھنا

نافع نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ذوالحلیفہ کے اندر بطحاء میں اونٹ بٹھایا اور وہاں نماز پڑھی۔ نافع نے فرمایا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

قَالَ مَالِكٌ لَا يَنْبَغِي لِاَحَدٍ اَنْ يُجَاوِزَ الْمُعَرَّسَ اِذَا قَفَلَ حَتّٰى يُصَلِّيَ فِيْهِ ' وَاِنْ مَرَّ بِهٖ فِيْ غَيْرِ وَقْتِ صَلٰوةٍ ' فَلْيُقِمْ حَتّٰى تَحِلَّ الصَّلٰوةُ ' ثُمَّ صَلّٰى مَا بَدَا لَهٗ لِاَنَّهٗ بَلَغَنِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَرَّسَ بِهٖ ' وَاَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اَنَاخَ بِهٖ.

امام مالک نے فرمایا کہ کسی کے لیے مناسب نہیں ہے کہ لوٹتے وقت معرس سے آگے جائے یہاں تک کہ اس میں نماز پڑھ لے اور اگر ایسے وقت گزرے کہ وہ نماز کا وقت نہ ہو تو ٹھہر جانا چاہیے یہاں تک کہ نماز کا وقت ہو جائے' پھر جتنی دل چاہے نماز پڑھے کیونکہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہاں قیام فرمایا اور حضرت عبداللہ بن عمر نے اس میں اونٹ بٹھایا۔

[٤٨٦] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ نَافِعٍ ' اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ ' وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ ' وَالْعِشَاءَ بِالْمُحَصَّبِ ' ثُمَّ يَدْخُلُ مَكَّةَ مِنَ اللَّيْلِ ' فَيَطُوْفُ بِالْبَيْتِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر ظہر' عصر' مغرب اور عشاء کی نماز محصب میں ادا کرتے تھے' پھر مکہ مکرمہ میں رات کے وقت داخل ہو کر بیت اللہ کا طواف کرتے۔

٧٠- بَابُ الْبَيْتُوْتَةِ بِمَكَّةَ لَيَالِيَ مِنًى

منیٰ کے دنوں میں مکہ مکرمہ کے اندر شب باشی کرنا

[٤٨٧] اَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى ' عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ نَافِعٍ ' اَنَّهٗ قَالَ زَعَمُوْا اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَبْعَثُ رِجَالًا يُدْخِلُوْنَ النَّاسَ مِنْ وَّرَاءِ الْعَقَبَةِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چند لوگوں کو بھیجا کرتے تاکہ وہ لوگوں کو جمرۂ عقبہ کے پیچھے سے منیٰ کی جانب پھیریں۔

[٤٨٨] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ نَافِعٍ ' عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ' اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لَا يَبِيْتَنَّ اَحَدٌ مِّنَ الْحَاجِّ لَيَالِيَ مِنًى مِنْ وَّرَاءِ الْعَقَبَةِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا: کوئی حاجی منیٰ کی راتوں کو جمرۂ عقبہ کے پرے نہ گزارے۔

[٤٨٩] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ' عَنْ اَبِيْهِ ' اَنَّهٗ قَالَ فِي الْبَيْتُوْتَةِ بِمَكَّةَ لَيَالِيَ مِنًى لَا يَبِيْتَنَّ اَحَدٌ اِلَّا بِمِنًى.

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ ان کے والد ماجد نے منیٰ کی راتوں کے اندر مکہ مکرمہ میں رہنے کے متعلق فرمایا: کوئی رات نہ گزارے مگر منیٰ میں۔

٧١- بَابُ رَمْيِ الْجِمَارِ

کنکریاں مارنے کا بیان

[٤٩٠] اَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى ' عَنْ مَالِكٍ ' اَنَّهٗ بَلَغَهٗ ' اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَقِفُ عِنْدَ الْجَمْرَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ وُقُوْفًا طَوِيْلًا حَتّٰى يَمَلَّ الْقَائِمُ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمرۂ اولیٰ اور جمرۂ وسطیٰ کے پاس اتنی دیر ٹھہرتے کہ پاس کھڑا ہونے والا تھک جاتا تھا۔

[٤٩١] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ نَافِعٍ ' اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقِفُ عِنْدَ الْجَمْرَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ وُقُوْفًا طَوِيْلًا يُكَبِّرُ اللّٰهَ ' وَيُسَبِّحُهٗ وَيَحْمَدُهٗ ' وَيَدْعُو اللّٰهَ ' وَلَا يَقِفُ عِنْدَ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر جمرۂ اولیٰ اور جمرۂ وسطیٰ کے پاس بہت دیر تک ٹھہرتے' اللہ تعالیٰ کی بڑائی پاکی اور حمد بیان کرتے' دعا کرتے اور جمرۂ عقبہ کے پاس نہ ٹھہرتے۔

[٤٩٢] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ نَافِعٍ ' اَنَّ

نافع سے روایت کہ حضرت عبد اللہ بن عمر جب جمرہ پر

عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُكَبِّرُ عِنْدَ رَمْيِ الْجَمْرَةِ كُلَّمَا رَمٰى بِحَصَاةٍ.

کنکریاں مارتے تو ہر دفعہ کنکریاں مارتے وقت تکبیر کہتے۔

[٤٩٣] اَثَر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' اَنَّهٗ سَمِعَ بَعْضَ اَهْلِ الْعِلْمِ يَقُوْلُ الْحَصَى الَّتِيْ يُرْمٰى بِهَا الْجِمَارُ مِثْلُ حَصَى الْخَذْفِ.

امام مالک نے بعض اہل علم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کنکریاں کم از کم اتنی بڑی تو ہوں کہ دو انگلیوں سے پکڑ کر ماری جا سکیں۔

قَالَ مَالِكٌ وَاَكْبَرُ مِنْ ذٰلِكَ قَلِيْلًا اَعْجَبُ اِلَيَّ.

امام مالک نے کہا: اگر ان سے ذرا بڑی ہوں تو مجھے زیادہ پسند ہیں۔

وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ نَافِعٍ ' اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ غَرَبَتْ لَهُ الشَّمْسُ مِنْ اَوْسَطِ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ ' وَهُوَ بِمِنًى ' فَلَا يَنْفِرَنَّ حَتّٰى يَرْمِيَ الْجِمَارَ مِنَ الْغَدِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر فرمایا کرتے تھے کہ جسے بارہویں تاریخ کا سورج منیٰ میں غروب ہو جائے تو مکہ مکرمہ کو نہ لوٹے یہاں تک کہ تیرہویں تاریخ کو رمی کرے۔

[٤٩٤] اَثَر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ ' عَنْ اَبِيْهِ ' اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا اِذَا رَمَوُا الْجِمَارَ مَشَوْا ذَاهِبِيْنَ وَرَاجِعِيْنَ ' وَاَوَّلُ مَنْ رَكِبَ مُعَاوِيَةُ بْنُ اَبِيْ سُفْيَانَ.

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ رمی کے لیے لوگ پیدل ہی جاتے اور آتے تھے اور اس کے لیے جو سب سے پہلے سوار ہوئے وہ حضرت معاویہ بن ابوسفیان تھے۔

[٤٩٥] اَثَر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' اَنَّهٗ سَاَلَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ مِنْ اَيْنَ كَانَ الْقَاسِمُ يَرْمِيْ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ؟ فَقَالَ مِنْ حَيْثُ تَيَسَّرَ.

امام مالک نے عبد الرحمٰن بن قاسم سے پوچھا کہ حضرت قاسم کہاں سے جمرۂ عقبہ کی رمی شروع کرتے تھے؟ فرمایا کہ جہاں سے میسر آ جاتی۔

قَالَ يَحْيٰى سُئِلَ مَالِكٌ ' هَلْ يُرْمٰى عَنِ الصَّبِيِّ وَالْمَرِيْضِ؟ فَقَالَ نَعَمْ ' وَيَتَحَرَّى الْمَرِيْضُ حِيْنَ يُرْمٰى عَنْهُ ' فَيُكَبِّرُ وَهُوَ فِيْ مَنْزِلِهٖ ' وَيُهْرِقُ دَمًا ' فَاِنْ صَحَّ الْمَرِيْضُ فِيْ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ رَمَى الَّذِيْ رُمِيَ عَنْهُ وَاَهْدٰى وُجُوْبًا.

امام مالک سے پوچھا گیا کہ کیا بچے اور بیمار کی طرف سے رمی کی جا سکتی ہے؟ فرمایا: ہاں اور جب مریض کی جانب سے رمی کی جائے تو وہ اندازے سے اس وقت تکبیر کہے اپنی قیام گاہ پر ہی اور قربانی دے اگر بیمار ایام تشریق کے اندر تندرست ہو جائے تو وہ خود رمی کرے اور ہدی دے جو اس پر واجب ہے۔

قَالَ مَالِكٌ لَا اَرٰى عَلَى الَّذِيْ يَرْمِي الْجِمَارَ ' اَوْ يَسْعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَهُوَ غَيْرُ مُتَوَضِّئٍ اِعَادَةً ' وَلٰكِنْ لَا يَتَعَمَّدُ ذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ جو بغیر وضو کے کنکریاں مارے اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے تو اس پر اعادہ نہیں ہے لیکن جان بوجھ کر ایسا نہ کرے۔

[٤٩٦] اَثَر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ نَافِعٍ ' اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ لَا تُرْمَى الْجِمَارُ فِي الْاَيَّامِ الثَّلَاثَةِ حَتّٰى تَزُوْلَ الشَّمْسُ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر فرمایا کرتے کہ تینوں دنوں میں زوال آفتاب کے بعد رمی کرنی چاہیے۔

٧٢- بَابُ الرُّخْصَةِ فِيْ رَمْيِ الْجِمَارِ

رمی جمار میں رخصت کا بیان

۴۲۸- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ، عَنْ اَبِیْهِ، اَنَّ اَبَا الْبَدَّاحِ بْنَ عَاصِمِ بْنِ عَدِیٍّ اَخْبَرَهٗ عَنْ اَبِیْهِ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَرْخَصَ لِرِعَاءِ الْاِبِلِ فِی الْبَیْتُوْتَةِ خَارِجِیْنَ عَنْ مِنًی یَرْمُوْنَ یَوْمَ النَّحْرِ، ثُمَّ یَرْمُوْنَ الْغَدَ، وَمِنْ بَعْدِ الْغَدِ لِیَوْمَیْنِ، ثُمَّ یَرْمُوْنَ یَوْمَ النَّفْرِ. سنن ابوداؤد (۱۹۷۵) سنن ترمذی (۹۵۵) سنن نسائی (۳۰۶۹) سنن ابن ماجہ (۳۰۳۷)

عاصم بن عدی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اونٹ والوں کو منٰی سے باہر راتیں گزارنے کی اجازت مرحمت فرمائی کہ یوم النحر کو رمی کریں پھر گیارہ ذوالحجہ کو پھر بارہ ذوالحجہ کو اور پھر چوتھے دن بھی رمی کریں۔

[۴۹۷] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِیْ رَبَاحٍ، اَنَّهٗ سَمِعَهٗ یَذْكُرُ اَنَّهٗ اُرْخِصَ لِلرِّعَاءِ اَنْ یَرْمُوْا بِاللَّیْلِ یَقُوْلُ فِی الزَّمَانِ الْاَوَّلِ.

یحیٰی بن سعید نے عطاء بن ابی رباح کو ذکر کرتے ہوئے سنا کہ اونٹ چرانے والوں کو رات کے وقت رمی کرنے کی اجازت دی گئی، کہتے ہیں کہ پہلے زمانے (عہدِ رسالت) میں۔

قَالَ مَالِکٌ تَفْسِیْرُ الْحَدِیْثِ الَّذِیْ اَرْخَصَ فِیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِرِعَاءِ الْاِبِلِ فِیْ تَاْخِیْرِ رَمْیِ الْجِمَارِ فِیْمَا نَرٰی. وَاللّٰهُ اَعْلَمُ. اَنَّهُمْ یَرْمُوْنَ یَوْمَ النَّحْرِ، فَاِذَا مَضَی الْیَوْمُ الَّذِیْ یَلِیْ یَوْمَ النَّحْرِ رَمَوْا مِنَ الْغَدِ، وَذٰلِکَ یَوْمُ النَّفْرِ الْاَوَّلِ، فَیَرْمُوْنَ لِلْیَوْمِ الَّذِیْ مَضٰی، ثُمَّ یَرْمُوْنَ لِیَوْمِهِمْ ذٰلِکَ، لِاَنَّهٗ لَا یَقْضِیْ اَحَدٌ شَیْئًا حَتّٰی یَجِبَ عَلَیْهِ، فَاِذَا وَجَبَ عَلَیْهِ وَمَضٰی كَانَ الْقَضَاءُ بَعْدَ ذٰلِکَ، فَاِنْ بَدَا لَهُمُ النَّفْرُ فَقَدْ فَرَغُوْا، وَاِنْ اَقَامُوْا اِلَی الْغَدِ رَمَوْا مَعَ النَّاسِ یَوْمَ النَّفْرِ الْاٰخِرِ وَنَفَرُوْا.

امام مالک نے حدیث کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا جس میں رسول اللہ ﷺ نے اونٹ چرانے والوں کو تاخیر سے رمی کرنے کی اجازت دی تھی اس کے متعلق ہمارا خیال یہ ہے آگے اللہ بہتر جانتا ہے کہ وہ یوم النحر کو رمی کرتے ہوں گے پھر جب گیارھویں تاریخ گزر جاتی تو اگلے روز رمی کرتے جو لوٹنے کا پہلا دن ہے تو اس روز گزشتہ روز کی رمی کرتے اور پھر بارھویں تاریخ کی رمی کرتے کیونکہ جب تک کوئی چیز واجب نہ ہو اس کی قضاء لازم نہیں آتی، جو واجب ہو اور وقت پر ادا نہ کی جائے تو قضاء لازم آتی ہے۔ پس اگر بارھویں تاریخ کو جانا چاہیں تو فارغ ہو جاتے ہیں اور اگلے روز ٹھہریں تو لوگوں کے ساتھ رمی کریں گے جو رخصت ہونے کا آخری دن ہے اور رخصت ہو جاتے ہیں۔

[۴۹۸] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ اَبِیْ بَكْرِ بْنِ نَافِعٍ، عَنْ اَبِیْهِ، اَنَّ ابْنَةَ اَخٍ لِصَفِیَّةَ بِنْتِ اَبِیْ عُبَیْدٍ نُفِسَتْ بِالْمُزْدَلِفَةِ فَتَخَلَّفَتْ هِیَ وَصَفِیَّةُ حَتّٰی اَتَتَا مِنًی بَعْدَ اَنْ غَرَبَتِ الشَّمْسُ مِنْ یَوْمِ النَّحْرِ، فَاَمَرَهُمَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اَنْ تَرْمِیَا الْجَمْرَةَ حِیْنَ اَتَتَا، وَلَمْ یَرَ عَلَیْهِمَا شَیْئًا.

نافع سے روایت ہے کہ صفیہ بنت ابو عبید کی بھتیجی کو مزدلفہ میں حیض آ گیا تو وہ اور صفیہ پیچھے رہ گئیں یہاں تک کہ یوم النحر کو سورج غروب ہو جانے کے بعد منٰی میں آئیں تو حضرت عبداللہ بن عمر نے ان دونوں کو حکم دیا جب کہ وہ آ گئیں کہ کنکریاں ماریں اور ان پر کوئی چیز لازم نہ آئی۔

قَالَ یَحْیٰی سُئِلَ مَالِکٌ عَمَّنْ نَسِیَ جَمْرَةً مِنَ الْجِمَارِ فِیْ بَعْضِ اَیَّامِ مِنًی حَتّٰی یُمْسِیَ قَالَ لِیَرْمِ اَیَّ

امام مالک سے پوچھا کہ اگر کوئی منٰی کے دنوں میں سے کسی روز کنکریاں مارنا بھول جائے یہاں تک کہ شام ہو جائے؟ فرمایا

سَاعَةٍ ذَكَرَ مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ، كَمَا يُصَلِّي الصَّلٰوةَ إِذَا نَسِيَهَا، ثُمَّ ذَكَرَهَا لَيْلًا، أَوْ نَهَارًا، فَإِنْ كَانَ ذَالِكَ بَعْدَ مَا صَدَرَ وَهُوَ بِمَكَّةَ، أَوْ بَعْدَ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا فَعَلَيْهِ الْهَدْيُ.

کہ رات یا دن میں جب بھی یاد آئے تو کنکریاں مارے جیسے کہ بھولنے پر نماز پڑھی جاتی ہے جب بھی رات یا دن میں یاد آئے۔ ہاں اگر مکہ مکرمہ میں جانے یا وہاں سے نکلنے کے بعد یاد آئے تو اس پر ہدی لازم ہے۔

٧٣- بَابُ الْإِفَاضَةِ

طوافِ زیارت کا بیان

[٤٩٩] اثر- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَطَبَ النَّاسَ بِعَرَفَةَ، وَعَلَّمَهُمْ أَمْرَ الْحَجِّ، وَقَالَ لَهُمْ فِيمَا قَالَ إِذَا جِئْتُمْ مِنًى فَمَنْ رَمَى الْجَمْرَةَ، فَقَدْ حَلَّ لَهُ مَا حَرُمَ عَلَى الْحَاجِّ إِلَّا النِّسَاءَ، وَالطِّيبَ، لَا يَمَسَّ أَحَدٌ نِسَاءً، وَلَا طِيبًا حَتّٰى يَطُوفَ بِالْبَيْتِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے عرفات میں لوگوں کو خطبہ دیا اور انہیں حج کے احکام بتائے اور یہ بتاتے ہوئے ان سے فرمایا کہ جب تم منیٰ میں آیا کرو تو جو تم میں سے کنکریاں مار چکا ہے تو اس کے لیے وہ چیزیں حلال ہو گئیں جو حاجیوں پر حرام تھیں مگر عورتیں اور خوشبو' لہٰذا کوئی عورتوں کو ہاتھ نہ لگائے اور نہ خوشبو استعمال کرے جب تک بیت اللہ کا طواف نہ کرے۔

[٥٠٠] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَنْ رَمَى الْجَمْرَةَ، ثُمَّ حَلَقَ، أَوْ قَصَّرَ، وَنَحَرَ هَدْيًا إِنْ كَانَ مَعَهُ، فَقَدْ حَلَّ لَهُ مَا حَرُمَ عَلَيْهِ إِلَّا النِّسَاءَ، وَالطِّيبَ حَتّٰى يَطُوفَ بِالْبَيْتِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا کہ جس نے کنکریاں مار لیں پھر سر منڈایا یا بال کٹائے اور اگر ہدی اس کے پاس تھی نحر کر لی تو جو اس پر حرام تھا وہ حلال ہو گیا ماسوائے عورتوں اور خوشبو کے یہاں تک کہ بیت اللہ کا طواف کر لے۔

٧٤- بَابُ دُخُولِ الْحَائِضِ مَكَّةَ

حائضہ کے مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کا بیان

٤٢٩- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، أَنَّهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ، فَأَهْلَلْنَا بِعُمْرَةٍ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ، فَلْيُهْلِلْ بِالْحَجِّ مَعَ الْعُمْرَةِ، ثُمَّ لَا يَحِلُّ حَتّٰى يَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيعًا. قَالَتْ فَقَدِمْتُ مَكَّةَ وَأَنَا حَائِضٌ، فَلَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، فَشَكَوْتُ ذٰلِكَ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ انْقُضِي رَأْسَكِ، وَامْتَشِطِي، وَأَهِلِّي بِالْحَجِّ، وَدَعِي الْعُمْرَةَ. قَالَتْ فَفَعَلْتُ فَلَمَّا قَضَيْنَا الْحَجَّ أَرْسَلَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ إِلَى التَّنْعِيمِ فَاعْتَمَرْتُ، فَقَالَ هٰذَا مَكَانُ عُمْرَتِكِ. فَطَافَ الَّذِينَ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حجۃ الوداع کے سال ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے تو ہم نے عمرہ کا احرام باندھا' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کے پاس قربانی ہو وہ عمرہ کے ساتھ حج کا احرام باندھ لے اور اس وقت تک احرام نہ کھولے جب تک دونوں سے حلال نہ ہو جائے۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ میں مکہ مکرمہ کے اندر حیض کی حالت میں پہنچی تو میں نے نہ بیت اللہ کا طواف کیا اور نہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کی' پس میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ کے گوش گزار کی تو فرمایا کہ اپنے سر کے بال کھول دو' کنگھی کر لو اور حج کا احرام باندھ لو' عمرہ کو چھوڑ دو۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا' جب میں حج سے فارغ ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر کے ساتھ تنعیم کی طرف بھیج دیا تو میں نے عمرہ کیا۔ فرمایا کہ یہ

اَهَلُّوْا بِالْعُمْرَةِ بِالْبَيْتِ ، وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ، ثُمَّ حَلُّوْا مِنْهَا ، ثُمَّ طَافُوْا طَوَافًا اٰخَرَ بَعْدَ اَنْ رَجَعُوْا مِنْ مِنًى لِحَجِّهِمْ ، وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَانُوْا اَهَلُّوْا بِالْحَجِّ ، اَوْ جَمَعُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ ، فَاِنَّمَا طَافُوْا طَوَافًا وَاحِدًا.

تمہارے عمرہ کی جگہ ہے' پس جنہوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا وہ بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کر کے حلال ہو گئے' پھر انہوں نے منیٰ سے لوٹنے کے بعد اپنے حج کا دوسرا طواف کیا' اور جنہوں نے حج کا احرام باندھا تھا یا حج و عمرہ کو جمع کیا تھا تو انہوں نے ایک ہی طواف کیا۔

وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ ، عَنْ عَائِشَةَ بِمِثْلِ ذٰلِكَ.

صحیح البخاری (۱۵۵۶) صحیح مسلم (۲۹۰۲)

امام مالک' ابن شہاب' عروہ بن زبیر نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۴۳۰- حَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ ، عَنْ اَبِيْهِ ، عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ قَدِمْتُ مَكَّةَ وَاَنَا حَائِضٌ ، فَلَمْ اَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ، فَشَكَوْتُ ذٰلِكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اِفْعَلِيْ مَا يَفْعَلُ الْحَاجُّ غَيْرَ اَنْ لَا تَطُوْفِيْ بِالْبَيْتِ ، وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ حَتّٰى تَطْهُرِيْ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب میں مکہ مکرمہ میں پہنچی تو حائضہ تھی تو نہ میں نے بیت اللہ کا طواف کیا اور نہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات عرض کی تو فرمایا کہ جو حاجی کرتے ہیں تم بھی کرتی رہو ماسوائے بیت اللہ کے طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کے یہاں تک کہ تم پاک ہو جاؤ۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْمَرْاَةِ الَّتِيْ تُهِلُّ بِالْعُمْرَةِ ، ثُمَّ تَدْخُلُ مَكَّةَ مُوَافِيَةً لِلْحَجِّ وَهِيَ حَائِضٌ لَا تَسْتَطِيْعُ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ اِنَّهَا اِذَا خَشِيَتِ الْفَوَاتَ اَهَلَّتْ بِالْحَجِّ وَاَهْدَتْ ، وَكَانَتْ مِثْلَ مَنْ قَرَنَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ ، وَاَجْزَاَ عَنْهَا طَوَافٌ وَاحِدٌ ، وَالْمَرْاَةُ الْحَائِضُ اِذَا كَانَتْ قَدْ طَافَتْ بِالْبَيْتِ وَصَلَّتْ ، فَاِنَّهَا تَسْعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ، وَتَقِفُ بِعَرَفَةَ ، وَالْمُزْدَلِفَةِ ، وَتَرْمِي الْجِمَارَ غَيْرَ اَنَّهَا لَا تُفِيْضُ حَتّٰى تَطْهُرَ مِنْ حَيْضَتِهَا.

صحیح البخاری (۱۶۵۰)

امام مالک نے اس عورت کے بارے میں فرمایا جو عمرہ کا احرام باندھے' پھر حج کے دنوں میں مکہ مکرمہ کے اندر داخل ہو اور حائضہ ہو' بیت اللہ کا طواف نہ کر سکے' اگر فوت ہونے کا خدشہ ہو تو حج کا احرام باندھ کر ہدی دے اور یہ اس کی طرح ہے جس نے حج کے ساتھ عمرہ کا قران کیا ہو اور اس کے لیے ایک طواف کافی ہے۔ حائضہ عورت بیت اللہ کا طواف اس وقت کرے گی جب نماز پڑھے گی' یہ صفا و مروہ کے درمیان دوڑ سکتی ہے' عرفات و مزدلفہ میں ٹھہر سکتی ہے' کنکریاں مار سکتی ہے' لیکن جب تک پاک نہ ہو جائے طواف زیارت نہیں کر سکتی۔

۷۵- بَابُ اِفَاضَةِ الْحَائِضِ

حائضہ کے طواف زیارت کا بیان

۴۳۱- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى ، عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ ، عَنْ اَبِيْهِ ، عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ ، اَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ حَاضَتْ ، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ ، فَقَالَ ، اَحَابِسَتُنَا هِيَ ؟ فَقِيْلَ اِنَّهَا قَدْ اَفَاضَتْ ، فَقَالَ فَلَا اِذًا. صحیح البخاری (۱۷۵۷)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ام المؤمنین صفیہ بنت حیی کو حیض آ گیا۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو فرمایا: کیا یہ ہمیں روک دیں گی؟ عرض کی گئی کہ وہ طواف زیارت کر چکی ہیں۔ فرمایا کہ پھر تو کوئی بات نہیں۔

۴۳۲- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ

عمرہ بنت عبد الرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ

بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، أَنَّهَا قَالَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ قَدْ حَاضَتْ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَعَلَّهَا تَحْبِسُنَا، أَلَمْ تَكُنْ طَافَتْ مَعَكُنَّ بِالْبَيْتِ؟ قُلْنَ بَلٰى، قَالَ فَاخْرُجْنَ.

صحیح البخاری (۳۲۸) صحیح مسلم (۳۲۱۳)

صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے گزارش کی کہ یارسول اللہ! صفیہ بنت حیی کو حیض آ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شاید وہ ہمیں روک دیں گی کیا انہوں نے تمہارے ساتھ بیت اللہ کا طواف نہیں کیا تھا؟ ہم عرض گزار ہوئیں کہ کیوں نہیں۔ فرمایا: پھر تو چلو۔

[۵۰۱] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الرِّجَالِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ كَانَتْ إِذَا حَجَّتْ وَمَعَهَا نِسَاءٌ تَخَافُ أَنْ يَحِضْنَ قَدَّمَتْهُنَّ يَوْمَ النَّحْرِ، فَأَفَضْنَ، فَإِنْ حِضْنَ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمْ تَنْتَظِرْهُنَّ، فَتَنْفِرُ بِهِنَّ وَهُنَّ حُيَّضٌ إِذَا كُنَّ قَدْ أَفَضْنَ.

عمرہ بنت عبد الرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب عورتوں کے ساتھ حج کرتیں اور حیض آنے کا خدشہ محسوس ہوتا تو طواف زیارت کے لیے انہیں یوم النحر کو روانہ کر دیتیں اگر اس کے بعد انہیں حیض آ جاتا تو ٹھہرنا نہ پڑتا بلکہ روانہ ہو جاتیں جبکہ انہوں نے طواف افاضہ کر لیا ہوتا۔

۴۳۳- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ، فَقِيلَ لَهُ قَدْ حَاضَتْ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَعَلَّهَا حَابِسَتُنَا، فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّهَا قَدْ طَافَتْ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَلَا إِذًا.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ بنت حیی کا ذکر فرمایا تو عرض کی گئی کہ انہیں حیض آ رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شاید وہ ہمیں روک دیں گی۔ عرض کی گئی کہ یارسول اللہ ﷺ وہ طواف کر چکی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پھر تو کوئی بات نہیں۔

قَالَ مَالِكٌ قَالَ هِشَامٌ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ وَنَحْنُ نَذْكُرُ ذٰلِكَ، فَلِمَ يُقَدِّمُ النَّاسُ نِسَاءَهُمْ إِنْ كَانَ ذٰلِكَ لَا يَنْفَعُهُنَّ، وَلَوْ كَانَ الَّذِي يَقُولُونَ لَأَصْبَحَ بِمِنًى أَكْثَرُ مِنْ سِتَّةِ آلَافِ امْرَأَةٍ حَائِضٍ كُلُّهُنَّ قَدْ أَفَاضَتْ. سنن ابوداؤد (۲۰۰۳)

امام مالک، ہشام، عروہ، حضرت عائشہ نے فرمایا کہ ہم اس بات کا ذکر کیا کرتے کہ لوگ اپنی عورتوں کو پہلے کیوں بھیج دیتے ہیں جب کہ یہ بات انہیں کوئی فائدہ نہیں دیتی اگر بات یہی ہوتی جو لوگ کہتے ہیں تو منیٰ میں چھ ہزار سے زیادہ عورتیں طواف زیارت کے انتظار میں پڑی ہوتیں۔

۴۳۴- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ بِنْتَ مِلْحَانَ اسْتَفْتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَقَدْ حَاضَتْ، أَوْ وَلَدَتْ بَعْدَمَا أَفَاضَتْ يَوْمَ النَّحْرِ، فَأَذِنَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَخَرَجَتْ.

ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت ام سلیم بنت ملحان نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا جبکہ یوم النحر کو طواف زیارت کرنے کے بعد انہیں حیض آ گیا تھا یا بچہ جنا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں اجازت دی اور وہ چلی آئیں۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْمَرْأَةُ تَحِيضُ بِمِنًى تُقِيمُ حَتّٰى تَطُوفَ بِالْبَيْتِ لَا بُدَّ لَهَا مِنْ ذٰلِكَ، وَإِنْ كَانَتْ قَدْ أَفَاضَتْ فَحَاضَتْ بَعْدَ الْإِفَاضَةِ، فَلْتَنْصَرِفْ إِلٰى بَلَدِهَا،

امام مالک نے فرمایا کہ جس عورت کو منیٰ میں حیض آ جائے تو وہ بیت اللہ کا طواف کرنے تک ٹھہری رہے کیونکہ اس کے بغیر اس کے لیے چارہ کار نہیں اور اگر اسے طواف افاضہ کرنے کے

فَإِنَّهُ قَدْ بَلَغَنَا فِي ذٰلِكَ رُخْصَةٌ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لِلْحَائِضِ.

بعد حیض آیا ہے تو اسے اپنے شہر کی طرف لوٹ آنا چاہیے کیونکہ حائضہ کے لیے اجازت رسول اللہ ﷺ سے ہم تک پہنچی ہے۔

قَالَ وَإِنْ حَاضَتِ الْمَرْأَةُ بِمِنًى قَبْلَ أَنْ تُفِيضَ فَإِنْ كَرِيَهَا يُحْبَسُ عَلَيْهَا أَكْثَرَ مِمَّا يَحْبِسُ النِّسَاءَ الدَّمُ.

فرمایا کہ اگر عورت کو طواف افاضہ سے پہلے حیض آیا اور پھر بند نہ ہوا تو اس سے زیادہ دن لگائیں گے جتنے روز عورتوں کو خون آتا ہے۔

٧٦- بَابُ فِدْيَةِ مَا أُصِيبَ مِنَ الطَّيْرِ وَالْوَحْشِ

پرند یا چرند شکار کرنے کا طریقہ

[٥٠٢] اَثَرٌ- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَضٰى فِي الضَّبُعِ بِكَبْشٍ، وَفِي الْغِزَالِ بِعَنْزٍ، وَفِي الْأَرْنَبِ بِعَنَاقٍ، وَفِي الْيَرْبُوعِ بِجَفْرَةٍ.

ابو الزبیر سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بجو مارنے کے بدلے مینڈھے کا، ہرن کے بدلے بکری کا، خرگوش کے بدلے بکری کے ایک سالہ بچے کا اور جنگلی چوہے کے بدلے بکری کے چار ماہ بچے کا حکم فرمایا۔

[٥٠٣] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ قُرَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ إِنِّي أَجْرَيْتُ أَنَا وَصَاحِبٌ لِي فَرَسَيْنِ نَسْتَبِقُ إِلٰى ثُغْرَةِ ثَنِيَّةٍ، فَأَصَبْنَا ظَبْيًا، وَنَحْنُ مُحْرِمَانِ، فَمَاذَا تَرٰى؟ فَقَالَ عُمَرُ لِرَجُلٍ إِلٰى جَنْبِهِ تَعَالَ حَتّٰى أَحْكُمَ أَنَا وَأَنْتَ، قَالَ فَحَكَمَا عَلَيْهِ بِعَنْزٍ، فَوَلَّى الرَّجُلُ، وَهُوَ يَقُولُ هٰذَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَحْكُمَ فِي ظَبْيٍ حَتّٰى دَعَا رَجُلًا يَحْكُمُ مَعَهُ، فَسَمِعَ عُمَرُ قَوْلَ الرَّجُلِ، فَدَعَاهُ، فَسَأَلَهُ هَلْ تَقْرَأُ سُورَةَ الْمَائِدَةِ؟ قَالَ لَا، قَالَ فَهَلْ تَعْرِفُ هٰذَا الرَّجُلَ الَّذِي حَكَمَ مَعِي؟ فَقَالَ لَا. فَقَالَ لَوْ أَخْبَرْتَنِي أَنَّكَ تَقْرَأُ سُورَةَ الْمَائِدَةِ لَأَوْجَعْتُكَ ضَرْبًا، ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقُولُ فِي كِتَابِهِ ﴿يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ﴾ (المائدہ: ٩٥) وَهٰذَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ.

محمد بن سیرین سے روایت ہے کہ ایک آدمی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ میں اور میرے ایک ساتھی نے تنگ گھاٹی میں گھوڑے ڈالے تو ہم نے احرام کی حالت میں ایک ہرن مار گرایا' آپ کا خیال کیا ہے؟ حضرت عمر نے ایک آدمی سے فرمایا جو ان کے پہلو میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آؤ تاکہ میں اور آپ حکم کریں۔ راوی کا بیان ہے کہ دونوں نے ایک ایک بکری کا حکم کیا' وہ آدمی واپس جاتے ہوئے کہہ رہا تھا: یہ امیر المومنین ہیں جو ایک ہرن کا فیصلہ بھی نہیں کر سکتے یہاں تک کہ ایک اور آدمی کو بلا کر فیصلہ کیا۔ حضرت عمر نے اس کی بات سن کر اسے بلایا اور فرمایا کہ تم سورۃ المائدہ پڑھتے ہو؟ کہا کہ نہیں۔ فرمایا: کیا تم اس شخص کو جانتے ہو جس نے میرے ساتھ فیصلہ کیا۔ کہا کہ نہیں۔ فرمایا کہ اگر مجھے یہ معلوم ہو جاتا کہ تم نے سورۃ المائدہ پڑھی ہے تو میں تمہاری پٹائی کرتا۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے "تم میں سے دو ثقہ آدمی اس کا حکم کریں" اور یہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

[٥٠٤] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، أَنَّ أَبَاهُ كَانَ يَقُولُ فِي الْبَقَرَةِ مِنَ الْوَحْشِ بَقَرَةٌ، وَفِي الشَّاةِ مِنَ الظِّبَاءِ شَاةٌ.

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ ان کے والد ماجد فرمایا کرتے: نیل گائے کے بدلے میں ایک گائے اور ہرن کے بدلے میں ایک بکری لازم آتی ہے۔

[٥٠٥] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ سعید بن مسیب فرمایا

سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فِي حَمَامِ مَكَّةَ إِذَا قُتِلَ شَاةٌ.

وَقَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ يُحْرِمُ بِالْحَجِّ، أَوِ الْعُمْرَةِ، وَفِي بَيْتِهِ فِرَاخٌ مِنْ حَمَامِ مَكَّةَ فَيُغْلِقُ عَلَيْهَا فَتَمُوتُ فَقَالَ أَرَى بِأَنْ يَفْدِيَ ذٰلِكَ عَنْ كُلِّ فَرْخٍ بِشَاةٍ.

[۵۰۶] أَثَرٌ- قَالَ مَالِكٌ لَمْ أَزَلْ أَسْمَعُ أَنَّ فِي النَّعَامَةِ إِذَا قَتَلَهَا الْمُحْرِمُ بَدَنَةٌ.

قَالَ مَالِكٌ أَرَى أَنَّ فِي بَيْضَةِ النَّعَامَةِ عُشْرَ ثَمَنِ الْبَدَنَةِ كَمَا يَكُونُ فِي جَنِينِ الْحُرَّةِ غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ وَلِيدَةٌ، وَقِيمَةُ الْغُرَّةِ خَمْسُونَ دِينَارًا، وَذٰلِكَ عُشْرُ دِيَةِ أُمِّهِ، وَكُلُّ شَيْءٍ مِنَ النُّسُورِ، أَوِ الْعِقْبَانِ، أَوِ الْبُزَاةِ، أَوِ الرَّخَمِ، فَإِنَّهُ صَيْدٌ يُودَى كَمَا يُودَى الصَّيْدُ إِذَا قَتَلَهُ الْمُحْرِمُ، وَكُلُّ شَيْءٍ فُدِيَ فَفِي صِغَارِهِ مِثْلُ مَا يَكُونُ فِي كِبَارِهِ، وَإِنَّمَا مَثَلُ ذٰلِكَ مَثَلُ دِيَةِ الْحُرِّ الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ فَهُمَا بِمَنْزِلَةٍ وَاحِدَةٍ سَوَاءٌ.

کرتے: مکہ مکرمہ کا کبوتر قتل کرنے پر ایک بکری لازم آتی ہے۔

امام مالک نے اس اہل مکہ کے بارے میں فرمایا جس نے حج یا عمرہ کا احرام باندھا ہوا ہو اور اس کے گھر میں مکہ مکرمہ کے کبوتروں کے بچے ہوں تو وہ گھونسلے کا دروازہ بند کر دے۔ فرمایا کہ وہ ہر بچے کے بدلے میں ایک بکری فدیہ دے۔

امام مالک نے فرمایا کہ میں یہی سنتا آ رہا ہوں کہ محرم اگر شتر مرغ کو قتل کرے تو ایک اونٹ دینا ہوگا۔

امام مالک نے فرمایا کہ شتر مرغ کے انڈے میں اونٹ کا دسواں حصہ لازم آتا ہے جیسے آزاد عورت کے پیٹ کے بچے کا تاوان ایک غلام یا لونڈی ہے اور تاوان کی قیمت پچاس دینار ہے اور یہ دیت کا دسواں حصہ ہے اور ہر گدھ باز اور رخم کا فدیہ ہے۔ ان کا اسی طرح فدیہ دیا جائے گا جیسے شکار کا جبکہ محرم انہیں قتل کرے اور فدیہ ہر چھوٹے کا بھی اسی طرح ہے جیسے بڑے کا اور یہ آزاد آدمی کی دیت کے مانند ہے کہ اس میں چھوٹا اور بڑا ایک ہی خانے میں شمار ہوتا ہے۔

۷۷- بَابُ فِدْيَةِ مَنْ أَصَابَ شَيْئًا مِنَ الْجَرَادِ وَهُوَ مُحْرِمٌ

حالتِ احرام میں ٹڈی مارنے کا فدیہ

[۵۰۷] أَثَرٌ- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنِّي أَصَبْتُ جَرَادَاتٍ بِسَوْطِي، وَأَنَا مُحْرِمٌ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ أَطْعِمْ قَبْضَةً مِنْ طَعَامٍ.

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت عمر کی خدمت میں آ کر عرض گزار ہوا: اے امیر المؤمنین! میں نے حالت احرام میں اپنے کوڑے سے چند ٹڈیوں کو مار دیا؟ حضرت عمر نے فرمایا کہ کسی کو ایک مٹھی بھر کھانا کھلا دو۔

[۵۰۸] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَسَأَلَهُ عَنْ جَرَادَاتٍ قَتَلَهَا وَهُوَ مُحْرِمٌ، فَقَالَ عُمَرُ لِكَعْبٍ تَعَالَ حَتَّى نَحْكُمَ، فَقَالَ كَعْبٌ دِرْهَمٌ، فَقَالَ عُمَرُ لِكَعْبٍ إِنَّكَ لَتَجِدُ الدَّرَاهِمَ لَتَمْرَةٌ خَيْرٌ مِنْ جَرَادَةٍ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضرت عمر کی خدمت میں حاضر ہو کر ٹڈیوں کے بارے میں پوچھا جنہیں اس نے حالتِ احرام میں مار دیا تھا۔ حضرت عمر نے حضرت کعب سے فرمایا کہ آیئے تاکہ ہم حکم کریں۔ حضرت کعب نے کہا: درہم ہوں۔ حضرت عمر نے حضرت کعب سے فرمایا کہ آپ درہم ڈھونڈتے ہیں اور میرے نزدیک ایک ٹڈی سے ایک کھجور بہتر ہے۔

۷۸- بَابُ فِدْيَةِ مَنْ حَلَقَ قَبْلَ أَنْ يَنْحَرَ

قربانی سے پہلے سر منڈانے کا فدیہ

۴۳۵- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ

حضرت کعب بن عجرہ سے روایت ہے کہ وہ حالت احرام

الْكَرِيمِ بْنِ مَالِكٍ الْجَزَرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ، أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مُحْرِمًا، فَآذَاهُ الْقَمْلُ فِي رَأْسِهِ، فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَحْلِقَ رَأْسَهُ، وَقَالَ صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِينَ مُدَّيْنِ مُدَّيْنِ لِكُلِّ إِنْسَانٍ، أَوِ انْسُكْ بِشَاةٍ، أَيَّ ذٰلِكَ فَعَلْتَ أَجْزَأَ عَنْكَ.

صحیح البخاری(۱۸۱۵) صحیح مسلم(۲۸۶۹تا۲۸۷۴)

میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے تو ان کے سر میں جوئیں پڑ گئیں، پس رسول اللہ ﷺ نے انہیں سر منڈانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ تین روزے رکھ لو یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلا دو' ہر آدمی کو دو دو مد کھانا یا ایک بکری کی قربانی' ان میں سے جو کام بھی کر لو گے تمہارے لیے کافی ہوگی۔

۴۳۶- **وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ أَبِي الْحَجَّاجِ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهُ لَعَلَّكَ آذَاكَ هَوَامُّكَ، فَقُلْتُ نَعَمْ، يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ احْلِقْ رَأْسَكَ، وَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِينَ، أَوِ انْسُكْ بِشَاةٍ. (صحیح البخاری(۱۸۱۴)

ابن ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہ حضرت کعب بن عجرہ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شاید جوئیں تمہیں تکلیف دیتی ہیں؟ میں عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! ہاں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنا سر منڈا لو اور تین روزے رکھ لینا یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلا دینا یا ایک بکری کی قربانی دینا۔

۴۳۷- **وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْخُرَاسَانِيِّ، أَنَّهُ قَالَ حَدَّثَنِي شَيْخٌ بِسُوقِ الْبُرَمِ بِالْكُوفَةِ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ، أَنَّهُ قَالَ جَاءَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا أَنْفُخُ تَحْتَ قِدْرٍ لِأَصْحَابِي، وَقَدِ امْتَلَأَ رَأْسِي وَلِحْيَتِي قَمْلًا، فَأَخَذَ بِجَبْهَتِي ثُمَّ قَالَ احْلِقْ هٰذَا الشَّعْرَ، وَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِينَ، وَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلِمَ أَنَّهُ لَيْسَ عِنْدِي مَا أَنْسُكُ بِهِ. صحیح البخاری(۱۴۹۰) صحیح مسلم(۲۸۶۹تا۲۸۷۴)

عطاء بن عبداللہ خراسانی کا بیان ہے کہ مجھے ایک بزرگ نے بازار کوفہ میں بتایا کہ ان سے حضرت کعب بن عجرہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے جبکہ میں اپنے ساتھیوں کی ہانڈی کے نیچے پھونکیں مار رہا تھا اور میرے سر اور داڑھی میں جوئیں بھری ہوئی تھیں' حضور نے میری پیشانی پکڑ کر فرمایا کہ یہ بال منڈا دو اور تین روزے رکھ لینا یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلا دینا اور رسول اللہ ﷺ بخوبی جانتے تھے کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے جس کی میں قربانی دوں۔

قَالَ مَالِكٌ فِي فِدْيَةِ الْأَذٰى إِنَّ الْأَمْرَ فِيهِ أَنَّ أَحَدًا لَا يَفْتَدِي حَتّٰى يَفْعَلَ مَا يُوجِبُ عَلَيْهِ الْفِدْيَةَ، وَإِنَّ الْكَفَّارَةَ إِنَّمَا تَكُونُ بَعْدَ وُجُوبِهَا عَلٰى صَاحِبِهَا، وَأَنَّهُ يَضَعُ فِدْيَتَهُ حَيْثُ مَا شَاءَ النُّسُكَ، أَوِ الصِّيَامَ، أَوِ الصَّدَقَةَ بِمَكَّةَ أَوْ بِغَيْرِهَا مِنَ الْبِلَادِ.

امام مالک نے تکلیف کے فدیہ کے بارے میں فرمایا کہ اس کے بارے میں یہ حکم ہے کہ کوئی اس وقت تک فدیہ نہ دے جب تک اس کام کو کر نہ لے جس کا فدیہ لازم آئے گا اور کفارہ کسی پر واجب کے بعد لازم آتا ہے اور فدیہ کو جہاں چاہے ادا کرے یعنی قربانی' روزے اور صدقہ چاہے مکہ مکرمہ میں دے یا کسی دوسرے شہر میں۔

قَالَ مَالِكٌ لَا يَصْلُحُ لِلْمُحْرِمِ أَنْ يَنْتِفَ مِنْ شَعْرِهِ شَيْئًا، وَلَا يَحْلِقَهُ، وَلَا يُقَصِّرَهُ حَتّٰى يَحِلَّ إِلَّا أَنْ يُصِيبَهُ أَذًى فِي رَأْسِهِ فَعَلَيْهِ فِدْيَةٌ كَمَا أَمَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى

امام مالک نے فرمایا کہ محرم کے لیے یہ درست نہیں ہے کہ احرام کھولنے سے پہلے کوئی بال نوچے' منڈائے یا چھوٹے کرائے مگر یہ کہ اس کے سر میں تکلیف ہو تو اس کا اس پر فدیہ ہے جیسا کہ

وَلَا يَصْلُحُ لَهُ أَنْ يُقَلِّمَ أَظْفَارَهُ، وَلَا يَقْتُلَ قَمْلَةً، وَلَا يَطْرَحَهَا مِنْ رَأْسِهِ إِلَى الْأَرْضِ، وَلَا مِنْ جِلْدِهِ، وَلَا مِنْ ثَوْبِهِ، فَإِنْ طَرَحَهَا الْمُحْرِمُ مِنْ جِلْدِهِ، أَوْ مِنْ ثَوْبِهِ فَلْيُطْعِمْ حَفْنَةً مِنْ طَعَامٍ.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور نہ اس کے لیے یہ درست ہے کہ اپنے ناخن کاٹے اور نہ جوں مارے اور نہ اسے سر سے نکال کر زمین پر ڈالے نہ اپنے جسم سے اور نہ اپنے کپڑے سے اگر محرم اپنے جسم یا کپڑے سے نکالے تو مٹھی بھر کھانا راہِ خدا دینا ہوگا۔

قَالَ مَالِكٌ مَنْ نَتَفَ شَعْرًا مِنْ أَنْفِهِ، أَوْ مِنْ إِبْطِهِ، أَوِ اطَّلٰى جَسَدَهُ بِنُورَةٍ، أَوْ يَحْلِقُ عَنْ شَجَّةٍ فِي رَأْسِهِ لِضَرُورَةٍ، أَوْ يَحْلِقُ قَفَاهُ لِمَوْضِعِ الْمَحَاجِمِ، وَهُوَ مُحْرِمٌ نَاسِيًا، أَوْ جَاهِلًا، إِنَّ مَنْ فَعَلَ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ فَعَلَيْهِ الْفِدْيَةُ فِي ذٰلِكَ كُلِّهِ، وَلَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَحْلِقَ مَوْضِعَ الْمَحَاجِمِ، وَمَنْ جَهِلَ، فَحَلَقَ رَأْسَهُ قَبْلَ أَنْ يَرْمِيَ الْجَمْرَةَ افْتَدٰى. صحیح البخاری (۱۴۹۰)

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے اپنی ناک یا بغل سے کوئی بال اکھاڑا یا اپنے جسم پر نورہ لگایا یا کسی ضرورت کے تحت اپنا سر منڈایا یا پچھنے لگوانے کے لیے گدی کے بال منڈائے احرام کی حالت میں بھولے سے یا بے خبری میں اگر ان میں سے کوئی کام کیا تو اس کا فدیہ دینا ہوگا اور پچھنے لگوانے کی جگہ کو منڈوانا درست نہیں ہے اور جس نے کنکریاں مارنے سے پہلے سر منڈا لیا وہ فدیہ دے۔

۷۹- بَابُ مَا يَفْعَلُ مَنْ نَسِيَ مِنْ نُسُكِهِ شَيْئًا

جو کسی رکن کو بھول جائے تو کیا کرے؟

[۵۰۹] أَثَرٌ- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ أَبِي تَمِيمَةَ السَّخْتِيَانِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ مَنْ نَسِيَ مِنْ نُسُكِهِ شَيْئًا، أَوْ تَرَكَهُ فَلْيُهْرِقْ دَمًا.

سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا: جو حج کے کاموں میں سے کسی کام کو بھول جائے یا چھوڑ دے تو قربانی دے۔

قَالَ أَيُّوبُ لَا أَدْرِي قَالَ تَرَكَ، أَوْ نَسِيَ.

ایوب نے کہا: مجھے نہیں معلوم کہ ترک کرنے کے متعلق فرمایا یا بھولنے کے۔

قَالَ مَالِكٌ مَا كَانَ مِنْ ذٰلِكَ هَدْيًا فَلَا يَكُونُ إِلَّا بِمَكَّةَ، وَمَا كَانَ مِنْ ذٰلِكَ نُسُكًا، فَهُوَ يَكُونُ حَيْثُ أَحَبَّ صَاحِبُ النُّسُكِ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہدی تو ہر صورت میں مکہ معظمہ پہنچائی جائے گی اور دوسری خواہ کسی بھی وجہ سے قربانی لازم آئے تو قربانی دینے والا جہاں چاہے دے سکتا ہے۔

۸۰- بَابُ جَامِعِ الْفِدْيَةِ

فدیہ کے متعلق دیگر مسائل

قَالَ مَالِكٌ فِيمَنْ أَرَادَ أَنْ يَلْبَسَ شَيْئًا مِنَ الثِّيَابِ الَّتِي لَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَلْبَسَهَا وَهُوَ مُحْرِمٌ، أَوْ يُقَصِّرَ شَعْرَهُ، أَوْ يَمَسَّ طِيبًا مِنْ غَيْرِ ضَرُورَةٍ لِيَسَارَةِ مُؤْنَةِ الْفِدْيَةِ عَلَيْهِ، قَالَ لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَفْعَلَ ذٰلِكَ، وَإِنَّمَا أُرْخِصَ فِيهِ لِلضَّرُورَةِ وَعَلٰى مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ الْفِدْيَةُ، وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنِ الْفِدْيَةِ مِنَ الصِّيَامِ، أَوِ الصَّدَقَةِ، أَوِ النُّسُكِ أَصَاحِبُهُ بِالْخِيَارِ فِي ذٰلِكَ، وَمَا

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو اپنے کپڑے پہننا چاہے جن کا پہننا حالتِ احرام میں درست نہیں یا اپنے بال کٹانا چاہے یا بغیر ضرورت خوشبو لگانا چاہے فدیہ کو آسان سمجھ کر تو ایسا کرنا کسی کے لیے بھی مناسب نہیں ہے کہ اجازت تو ضرورت کے تحت ہے تاکہ جو ایسا کرے وہ فدیہ دے۔ امام مالک سے فدیہ کے روزوں صدقہ اور قربانی کے بارے میں پوچھا گیا کہ دینے والے کو کیا ان میں اختیار ہے؟ قربانی کس چیز کی

النُّسُكُ، وَكَمِ الطَّعَامُ، وَبِأَيِّ مُدٍّ هُوَ، وَكَمِ الصِّيَامُ، وَهَلْ يُؤَخِّرُ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ أَمْ يَفْعَلُهُ فِي فَوْرِهِ ذٰلِكَ؟ قَالَ مَالِكٌ كُلُّ شَيْءٍ فِي كِتَابِ اللّٰهِ فِي الْكَفَّارَاتِ كَذَا أَوْ كَذَا، فَصَاحِبُهُ مُخَيَّرٌ فِي ذٰلِكَ أَيَّ شَيْءٍ أَحَبَّ أَنْ يَفْعَلَ ذٰلِكَ فَعَلَ. قَالَ وَأَمَّا النُّسُكُ فَشَاةٌ، وَأَمَّا الصِّيَامُ فَثَلَاثَةُ أَيَّامٍ، وَأَمَّا الطَّعَامُ، فَيُطْعِمُ سِتَّةَ مَسَاكِينَ لِكُلِّ مِسْكِينٍ مُدَّانِ بِالْمُدِّ الْأَوَّلِ مُدِّ النَّبِيِّ ﷺ.

ہو؟ کھانا کتنا ہو؟ کس مد سے ہو؟ روزے کب رکھے جائیں؟ کیا ان میں سے کسی کام کے اندر دیر کی جا سکتی ہے یا فوراً کرنا چاہیے؟ امام مالک نے فرمایا کہ جتنے کفاروں کا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر فرمایا کہ یہ کرو یا وہ کرو تو ان میں دینے والے کو اختیار ہے کہ جس کو پسند کرے اسے کر گزرے۔ فرمایا کہ "النسک" سے مراد بکری ہے اور روزے تین دن کے ہیں، رہی کھانے کی بات تو چھ مسکینوں کو کھانا کھلائے، ہر مسکین کو دو مد۔ پہلے یعنی نبی کریم ﷺ کے مد سے۔

قَالَ مَالِكٌ وَسَمِعْتُ بَعْضَ أَهْلِ الْعِلْمِ يَقُولُ إِذَا رَمَى الْمُحْرِمُ شَيْئًا، فَأَصَابَ شَيْئًا مِنَ الصَّيْدِ لَمْ يُرِدْهُ، فَقَتَلَهُ إِنَّ عَلَيْهِ أَنْ يَفْدِيَهُ، وَكَذٰلِكَ الْحَلَالُ يَرْمِي فِي الْحَرَمِ شَيْئًا فَيُصِيبُ صَيْدًا لَمْ يُرِدْهُ فَيَقْتُلُهُ إِنَّ عَلَيْهِ أَنْ يَفْدِيَهُ، لِأَنَّ الْعَمْدَ وَالْخَطَأَ فِي ذٰلِكَ بِمَنْزِلَةٍ سَوَاءٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ میں نے بعض اہل علم حضرات کو فرماتے ہوئے سنا کہ محرم نے کوئی چیز ماری جو کسی جانور کو جا لگی، اگرچہ اس کا ارادہ مارنے کا نہ تھا اور وہ جانور مر گیا، اسی طرح جو حلال ہو وہ حرم میں کوئی چیز مارے، وہ کسی کو جا لگے حالانکہ ارادہ قتل کا نہ ہو، تب بھی فدیہ دینا ہوگا کیونکہ اس معاملے میں دانستہ اور نادانستہ کی ایک ہی بات ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْقَوْمِ يُصِيبُونَ الصَّيْدَ جَمِيعًا وَهُمْ مُحْرِمُونَ أَوْ فِي الْحَرَمِ، قَالَ أَرَى أَنَّ عَلَى كُلِّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ جَزَاءَهُ إِنْ حُكِمَ عَلَيْهِمْ بِالْهَدْيِ فَعَلَى كُلِّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ هَدْيٌ، وَإِنْ حُكِمَ عَلَيْهِمْ بِالصِّيَامِ كَانَ عَلَى كُلِّ إِنْسَانٍ مِنْهُمُ الصِّيَامُ، وَمِثْلُ ذٰلِكَ الْقَوْمُ يَقْتُلُونَ الرَّجُلَ خَطَأً فَتَكُونُ كَفَّارَةُ ذٰلِكَ عِتْقَ رَقَبَةٍ عَلَى كُلِّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ، أَوْ صِيَامَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ عَلَى كُلِّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ.

امام مالک نے فرمایا کہ کچھ لوگوں نے شکار مارا اور انہوں نے احرام باندھا ہوا ہے یا حرم میں ہیں، فرمایا کہ ان میں سے ہر ایک پر فدیہ ہے، اگر انہیں قربانی کا حکم دیا جائے گا تو ان میں سے ہر ایک قربانی دے گا اور اگر روزوں کا حکم دیا جائے گا تو ہر ایک روزے رکھے گا اور اسی طرح اگر چند لوگ مل کر غلطی سے کسی کو قتل کر دیں تو ان میں سے ہر ایک کو ایک غلام آزاد کرنا ہوگا یا ہر ایک کو دو مہینے کے متواتر روزے رکھنے ہوں گے۔

قَالَ مَالِكٌ مَنْ رَمَى صَيْدًا أَوْ صَادَهُ بَعْدَ رَمْيِهِ الْجَمْرَةَ، وَحِلَاقِ رَأْسِهِ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يُفِضْ إِنَّ عَلَيْهِ جَزَاءَ ذٰلِكَ الصَّيْدِ لِأَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَالَ ﴿وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا﴾ (المائدہ:۲) وَمَنْ لَمْ يُفِضْ فَقَدْ بَقِيَ عَلَيْهِ مَسُّ الطِّيبِ وَالنِّسَاءِ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے کنکریاں مارنے اور سر منڈانے کے بعد شکار مارا یا شکار کیا اور ابھی طواف افاضہ نہیں کیا تو اس پر اس جانور کا فدیہ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "اور جب تم احرام سے نکلو تو شکار کرو" اور جس نے طواف افاضہ نہیں کیا وہ خوشبو اور عورتوں سے کنارا کش رہے۔

قَالَ مَالِكٌ لَيْسَ عَلَى الْمُحْرِمِ فِيمَا قَطَعَ مِنَ الشَّجَرِ فِي الْحَرَمِ شَيْءٌ، وَلَمْ يَبْلُغْنَا أَنَّ أَحَدًا حَكَمَ عَلَيْهِ فِيهِ بِشَيْءٍ وَبِئْسَ مَا صَنَعَ.

امام مالک نے فرمایا کہ محرم اگر حرم کا درخت کاٹے تو اس پر کچھ نہیں اور ہم تک یہ بات نہیں پہنچی کہ اس پر کسی نے کوئی حکم لگایا ہو اور جو اس نے کیا وہ برا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الَّذِي يَجْهَلُ، أَوْ يَنْسَى صِيَامَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ، أَوْ يَمْرَضُ فِيهَا فَلَا يَصُومُهَا حَتَّى يَقْدَمَ بَلَدَهُ، قَالَ لِيُهْدِ إِنْ وَجَدَ هَدْيًا وَإِلَّا فَلْيَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فِي أَهْلِهِ وَسَبْعَةً بَعْدَ ذٰلِكَ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو بے خبر ہو یا دورانِ حج تین روزے رکھنا بھول جائے یا بیماری کے باعث روزے نہ رکھ سکے اور وہ اپنے شہر پہنچنے تک روزے نہ رکھے' فرمایا کہ اگر اس میں طاقت ہو تو ہدی دے ورنہ اپنے گھر میں تین روزے رکھے اور اس کے بعد سات روزے رکھے۔

۸۱- بَابُ جَامِعِ الْحَجِّ

حج کے متعلق دیگر روایات

۴۳۸- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، أَنَّهُ قَالَ وَقَفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِلنَّاسِ بِمِنًى، وَالنَّاسُ يَسْأَلُونَهُ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَمْ أَشْعُرْ، فَحَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَنْحَرَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ انْحَرْ وَلَا حَرَجَ. ثُمَّ جَاءَهُ آخَرُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَمْ أَشْعُرْ، فَنَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ. قَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ. قَالَ فَمَا سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ شَيْءٍ قُدِّمَ وَلَا أُخِّرَ إِلَّا قَالَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ.

صحیح البخاری (۱۷۳۶) صحیح مسلم (۳۱۴۳ تا ۳۱۵۰)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کی خاطر منٰی میں جلوہ افروز رہے اور لوگ آپ سے سوال کرتے رہے' پس ایک آدمی آ کر عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! مجھے معلوم نہ تھا اس لیے قربانی ذبح کرنے سے پہلے سر منڈا لیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں' اب قربانی ذبح کر لو' پھر ایک آدمی آ کر عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! میں نے بے خبری میں کنکریاں مارنے سے پہلے قربانی ذبح کر لی' فرمایا کہ کوئی حرج نہیں' اب کنکریاں مار لو' راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے جس چیز کی بھی تقدیم و تاخیر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے یہی فرمایا کہ کوئی حرج نہیں ہے اب کر لو۔

۴۳۹- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا قَفَلَ مِنْ غَزْوٍ، أَوْ حَجٍّ، أَوْ عُمْرَةٍ يُكَبِّرُ عَلَى كُلِّ شَرَفٍ مِنَ الْأَرْضِ ثَلَاثَ تَكْبِيرَاتٍ، ثُمَّ يَقُولُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ سَاجِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ، صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ. صحیح البخاری (۱۷۹۷) صحیح مسلم (۳۲۶۵)

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی غزوہ' حج یا عمرہ سے لوٹتے تو ہر بلندی پر چڑھتے وقت تین مرتبہ تکبیر کہتے' پھر یوں کہتے: نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ' وہ اکیلا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' بادشاہی اسی کی ہے اور سب تعریفیں اسی کے لیے ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے' ہم لوٹنے والے توبہ کرنے والے' عبادت کرنے والے' سجدہ کرنے والے اور اپنے رب کی حمد و ثناء کرنے والے ہیں' اللہ نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا اور اپنے بندے کی مدد فرمائی اور اس اکیلے نے فوجوں کو بھگا دیا۔

۴۴۰- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ بِامْرَأَةٍ وَهِيَ فِي مِحَفَّتِهَا، فَقِيلَ لَهَا هٰذَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَأَخَذَتْ بِضَبْعَيْ صَبِيٍّ كَانَ مَعَهَا، فَقَالَتْ أَلِهٰذَا حَجٌّ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ نَعَمْ وَلَكِ أَجْرٌ. صحیح مسلم (۳۲۴۰۔۳۲۴۲)

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک عورت کے پاس سے گزرے جو اپنے ہودج میں تھی' اسے بتایا گیا کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں' پس وہ اپنے بچے کا بازو پکڑ کر عرض گزار ہوئی جو اس کے ساتھ ہی تھا کہ یا رسول اللہ! کیا اس کا بھی حج ہے؟ فرمایا: ہاں اور تمہارے لیے اجر ہے۔

۴۴۱- وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِکٍ، عَنْ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ اَبِیْ عَبْلَةَ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ کَرِیْزٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَا رُئِیَ الشَّیْطَانُ یَوْمًا هُوَ فِیْهِ اَصْغَرُ، وَلَا اَدْحَرُ، وَلَا اَحْقَرُ، وَلَا اَغْیَظُ مِنْهُ فِیْ یَوْمِ عَرَفَةَ، وَمَا ذَاکَ اِلَّا لِمَا رَاٰی مِنْ تَنَزُّلِ الرَّحْمَةِ وَتَجَاوُزِ اللّٰهِ عَنِ الذُّنُوْبِ الْعِظَامِ، اِلَّا مَا اُرِیَ یَوْمَ بَدْرٍ. قِیْلَ وَمَا رَاٰی یَوْمَ بَدْرٍ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ اَمَا اِنَّهُ قَدْ رَاٰی جِبْرِیْلَ یَزَعُ الْمَلَائِکَةَ.

حضرت طلحہ بن عبید اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شیطان کو اتنا ذلیل، منحوس، حقیر اور غضب ناک کبھی نہیں دیکھا جاتا جتنا عرفہ کے روز اور یہ اس لیے ہے جو وہ دیکھتا ہے رحمتِ الٰہیہ کا نزول اور بڑے بڑے گناہوں سے درگزر کرنا سوائے غزوۂ بدر کے روز دیکھا گیا، عرض کی گئی کہ یا رسول اللہ! بدر کے روز اس نے کیا دیکھا؟ فرمایا کہ اس نے حضرت جبرئیل کو صف بستہ فرشتوں کے ساتھ دیکھا۔

۴۴۲- وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِکٍ، عَنْ زِیَادِ بْنِ اَبِیْ زِیَادٍ مَوْلٰی عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَیَّاشِ بْنِ اَبِیْ رَبِیْعَةَ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ کَرِیْزٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَفْضَلُ الدُّعَاءِ دُعَاءُ یَوْمِ عَرَفَةَ، وَاَفْضَلُ مَا قُلْتُ اَنَا وَالنَّبِیُّوْنَ مِنْ قَبْلِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ.

حضرت طلحہ بن عبید اللہ بن کریز سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب دعاؤں سے یوم عرفہ کی دعا افضل ہے اور سب سے افضل بات وہ ہے جو میں نے کہی اور مجھ سے پہلے انبیائے کرام نے کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔

۴۴۳- وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِکٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ مَکَّةَ عَامَ الْفَتْحِ، وَعَلٰی رَاْسِهِ الْمِغْفَرُ، فَلَمَّا نَزَعَهٗ جَاءَهٗ رَجُلٌ، فَقَالَ لَهٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ابْنُ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِاَسْتَارِ الْکَعْبَةِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اُقْتُلُوْهُ.

صحیح البخاری (۱۸۴۶) صحیح مسلم (۳۲۹۵)

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے وقت جب رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر اقدس پر خود تھا، جب آپ نے اسے اتارا تو ایک آدمی آ کر عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ! ابن خطل کعبہ کے پردوں سے لٹکا ہوا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسے قتل کر دو۔

قَالَ مَالِکٌ وَلَمْ یَکُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَوْمَئِذٍ مُحْرِمًا، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ.

امام مالک نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اس دن حالت احرام میں نہیں تھے۔

[۵۱۰] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اَقْبَلَ مِنْ مَکَّةَ حَتّٰی اِذَا کَانَ بِقُدَیْدٍ جَاءَهٗ خَبَرٌ مِنَ الْمَدِیْنَةِ، فَرَجَعَ فَدَخَلَ مَکَّةَ بِغَیْرِ اِحْرَامٍ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر مکہ مکرمہ سے آ رہے تھے یہاں تک کہ قدید آ پہنچے تو مدینہ منورہ میں فساد کی خبر ملی۔ پس واپس لوٹ کر بغیر احرام کے مکہ مکرمہ میں داخل ہو گئے۔

وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِکٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِمِثْلِ ذٰلِکَ.

یحییٰ، امام مالک نے ابن شہاب سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۴۴۴- وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِکٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ الدِّیْلِیِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِمْرَانَ الْاَنْصَارِیِّ، عَنْ اَبِیْهِ اَنَّهٗ قَالَ عَدَلَ اِلَیَّ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَاَنَا نَازِلٌ تَحْتَ سَرْحَةٍ بِطَرِیْقِ مَکَّةَ فَقَالَ مَا اَنْزَلَکَ تَحْتَ هٰذِهِ

محمد بن عمران انصاری نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر میرے پاس تشریف لائے اور میں مکہ مکرمہ کے راستے میں ایک درخت کے نیچے اترا ہوا تھا، فرمایا کہ تم اس درخت کے نیچے کیوں اترے ہو؟ میں نے کہا کہ سائے کی

الشَّرْحَةِ؟ فَقُلْتُ اَرَدْتُ ظِلَّهَا، فَقَالَ هَلْ غَيْرُ ذٰلِكَ؟ فَقُلْتُ لَا، مَا اَنْزَلَنِيْ اِلَّا ذٰلِكَ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا كُنْتَ بَيْنَ الْاَخْشَبَيْنِ مِنْ مِنًى، وَنَفَخَ بِيَدِهِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ، فَاِنَّ هُنَاكَ وَادِيًا يُقَالُ لَهُ السُّرَرُ بِهِ شَجَرَةٌ سُرَّ تَحْتَهَا سَبْعُوْنَ نَبِيًّا.

سنن نسائی (۲۹۹۵)

غرض سے؟ فرمایا کہ کیا اس کے سوا بھی کوئی غرض ہے؟ میں نے کہا نہیں کیونکہ میں تو اسی غرض سے اترا ہوں' حضرت عبداللہ بن عمر کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم منیٰ کی دو پہاڑیوں کے درمیان میں ہو اور اپنے ہاتھ سے مشرق کی جانب اشارہ کیا تو وہاں ایک وادی ہے جس کو سرر کہا جاتا ہے' اس میں ایک درخت ہے جس کے نیچے ستر انبیائے کرام کو نبوت سے سرفراز کیا گیا۔

[٥١١] اَثَر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ، عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ مَرَّ بِامْرَاَةٍ مَجْذُوْمَةٍ، وَهِيَ تَطُوْفُ بِالْبَيْتِ، فَقَالَ لَهَا يَا اَمَةَ اللّٰهِ لَا تُؤْذِي النَّاسَ لَوْ جَلَسْتِ فِيْ بَيْتِكِ، فَجَلَسَتْ فَمَرَّ بِهَا رَجُلٌ بَعْدَ ذٰلِكَ فَقَالَ لَهَا اِنَّ الَّذِيْ كَانَ قَدْ نَهَاكِ قَدْ مَاتَ فَاخْرُجِيْ، فَقَالَتْ مَا كُنْتُ لِاُطِيْعَهُ حَيًّا، وَاَعْصِيَهُ مَيِّتًا.

ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر ایک کوڑھی عورت کے پاس سے گزرے جو بیت اللہ کا طواف کر رہی تھی۔ انہوں نے اس سے فرمایا: اے اللہ کی بندی! لوگوں کو تکلیف نہ دو اور اپنے گھر میں بیٹھ رہو' پس وہ جا بیٹھی' اس کے بعد ایک آدمی اس کے پاس سے گزرا اور کہا: جنہوں نے آپ کو روکا تھا ان کا وصال ہو گیا' لہٰذا تم چلی جاؤ' اس نے کہا: میں ایسی نہیں ہوں کہ زندگی میں ان کی اطاعت اور وفات کے بعد نافرمانی کروں۔

[٥١٢] اَثَر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهُ بَلَغَهُ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يَقُوْلُ مَا بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْبَابِ الْمُلْتَزَمُ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن عباس فرمایا کرتے کہ حجر اسود اور دروازۂ کعبہ کے درمیان ملتزم ہے۔

[٥١٣] اَثَر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، اَنَّهُ سَمِعَهُ يَذْكُرُ اَنَّ رَجُلًا مَرَّ عَلٰى اَبِيْ ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ، وَاَنَّ اَبَا ذَرٍّ سَاَلَهُ اَيْنَ تُرِيْدُ؟ فَقَالَ اَرَدْتُ الْحَجَّ، فَقَالَ هَلْ نَزَعَكَ غَيْرُهُ، فَقَالَ لَا، قَالَ فَأْتَنِفِ الْعَمَلَ قَالَ الرَّجُلُ فَخَرَجْتُ حَتّٰى قَدِمْتُ مَكَّةَ، فَمَكَثْتُ مَا شَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ اِذَا اَنَا بِالنَّاسِ مُنْقَصِفِيْنَ عَلٰى رَجُلٍ، فَضَاغَطْتُ عَلَيْهِ النَّاسَ، فَاِذَا اَنَا بِالشَّيْخِ الَّذِيْ وَجَدْتُ بِالرَّبَذَةِ. يَعْنِيْ اَبَا ذَرٍّ. قَالَ فَلَمَّا رَاٰنِيْ عَرَفَنِيْ، فَقَالَ هُوَ الَّذِيْ حَدَّثْتُكَ.

محمد بن یحییٰ بن حبان نے ایک آدمی کو ذکر کرتے ہوئے سنا کہ وہ ربذہ میں حضرت ابوذر کے پاس سے گزرا' حضرت ابوذر نے اس سے پوچھا کہ کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے کہا کہ حج کا ارادہ ہے' فرمایا کہ کیا اس کے سوا کسی اور غرض سے نکلا ہے؟ کہا: نہیں' فرمایا کہ اپنا کام شروع کر دو' اس آدمی کا بیان ہے کہ میں چل دیا' یہاں تک کہ مکہ مکرمہ میں جا پہنچا' پھر وہاں رہا جب تک اللہ نے چاہا' پھر میں نے دیکھا کہ لوگوں نے ایک آدمی کو گھیرا ہوا ہے' میں لوگوں کو چیرتا ہوا اس تک جا پہنچا' دیکھا تو وہی بزرگ تھے جو مجھے ربذہ میں ملے تھے یعنی حضرت ابوذر' انہوں نے مجھے دیکھ کر پہچان لیا اور فرمایا کہ تم وہی ہو جس سے میں نے بات کی تھی؟

[٥١٤] اَثَر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهُ سَاَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنِ الْاِسْتِثْنَاءِ فِي الْحَجِّ فَقَالَ اَوَ يَصْنَعُ ذٰلِكَ اَحَدٌ؟ وَاَنْكَرَ ذٰلِكَ.

امام مالک نے ابن شہاب سے حج میں شرط لگانے کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ کیا کوئی ایسا بھی کرتا ہے؟ اور اس کے درست ہونے کا انکار کیا۔

سُئِلَ مَالِكٌ هَلْ يَحْتَشُّ الرَّجُلُ لِدَابَّتِهِ مِنَ

امام مالک سے پوچھا گیا کہ کیا اپنی سواری کے لیے کوئی حرم

الْحَرَمِ؟ فَقَالَ لَا.

کی گھاس کاٹ سکتا ہے؟ فرمایا کہ نہیں۔

۸۲- بَابُ حَجِّ الْمَرْاَةِ بِغَيْرِ ذِي مَحْرَمٍ

بغیر محرم کے عورت کا حج کرنا

[۵۱۵] اَثَرٌ- قَالَ مَالِكٌ فِي الصَّرُوْرَةِ مِنَ النِّسَاءِ الَّتِي لَمْ تَحُجَّ قَطُّ اِنَّهَا اِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ يَخْرُجُ مَعَهَا' اَوْ كَانَ لَهَا فَلَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يَخْرُجَ مَعَهَا اَنَّهَا لَا تَتْرُكُ فَرِيْضَةَ اللّٰهِ عَلَيْهَا فِي الْحَجِّ لِتَخْرُجَ فِي جَمَاعَةِ النِّسَاءِ.

امام مالک نے ان بیوہ عورتوں کے بارے میں فرمایا جنہوں نے مطلقاً حج کیا ہی نہیں کہ اگر ساتھ جانے کے لیے ان کا کوئی محرم نہ ہو یا ہو لیکن ان کے ساتھ جانے کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کے فرض فرمائے ہوئے حج کو ترک نہ کرے اور دوسری عورتوں کے ساتھ چلی جائے۔

۸۳- بَابُ صِيَامِ التَّمَتُّعِ

تمتع کے روزوں کا بیان

[۵۱۶] اَثَرٌ- حَدَّثَنِي يَحْيٰى' عَنْ مَالِكٍ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ' عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ' عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ' اَنَّهَا كَانَتْ تَقُوْلُ الصِّيَامُ لِمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ لِمَنْ لَمْ يَجِدْ هَدْيًا مَا بَيْنَ اَنْ يُهِلَّ بِالْحَجِّ اِلٰى يَوْمِ عَرَفَةَ' فَاِنْ لَمْ يَصُمْ صَامَ اَيَّامَ مِنًى.

عروہ بن زبیر کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ فرمایا کرتیں: روزہ اس پر ہے جو عمرہ کر کے حج کا تمتع کرے اور ہدی کی توفیق نہ ہو تو حج کا احرام باندھنے سے یوم عرفہ کے درمیان میں روزے رکھ لے۔ اگر ان دنوں میں نہیں رکھے تو منیٰ کے دنوں میں رکھ لے۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ' عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ' عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ' اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ فِي ذٰلِكَ مِثْلَ قَوْلِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا.

سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس بارے میں وہی فرماتے جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

۲۱- كِتَابُ الْجِهَادِ

جہاد کا بیان

۱- بَابُ التَّرْغِيْبِ فِي الْجِهَادِ

جہاد کی رغبت دلانا

۴۴۵- حَدَّثَنِي يَحْيٰى' عَنْ مَالِكٍ' عَنْ اَبِي الزِّنَادِ' عَنِ الْاَعْرَجِ' عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ' كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ الدَّائِمِ الَّذِي لَا يَفْتُرُ مِنْ صَلٰوةٍ' وَلَا صِيَامٍ حَتّٰى يَرْجِعَ.

صحیح البخاری (۲۷۸۵) صحیح مسلم (۴۸۴۶)

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مثال ہمیشہ روزے رکھنے اور قیام کرنے والے جیسی ہے جو نہ نماز پڑھنے سے تھکے اور نہ روزے رکھنے سے یہاں تک کہ مجاہد اپنے گھر کو لوٹے۔ ف

ف: مجاہد چونکہ اپنے گھر بار' اہل وعیال اور خویش واقارب کو چھوڑ کر اپنے دنیاوی کاروبار اور آرام وراحت سے منہ موڑ کر اعلائے کلمۃ الحق کی خاطر راہِ خدا میں جان کی بازی لگانے کے لیے نکل کھڑا ہوتا ہے تو پروردگار عالم نے مجاہدین کو اتنا نوازا ہے کہ قیامت تک شہداء کے خون سے ملتِ اسلامیہ کی قسمت کو وابستہ کر دیا ہے اور گھر واپس لوٹنے تک مجاہد کو نماز روزے کا ثواب ملتا رہتا ہے کیونکہ ہمیشہ راتوں کو قیام کرنے والا اور دن کو ہمیشہ روزہ رکھنے والا آرام وراحت سے دور اور اپنے کاروبار سے کافی حد تک اسی طرح مجبور ہو جاتا ہے جیسے مجاہد محض رضائے الٰہی کے لیے ان باتوں سے بخوشی دست بردار ہوا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

٤٤٦- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: تَكَفَّلَ اللهُ لِمَنْ جَاهَدَ فِي سَبِيلِهِ، لَا يُخْرِجُهُ مِنْ بَيْتِهِ إِلَّا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِهِ، وَتَصْدِيقُ كَلِمَاتِهِ، أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، أَوْ يَرُدَّهُ إِلَى مَسْكَنِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ مَعَ مَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ، أَوْ غَنِيمَةٍ. صحيح البخاري (٢٧٨٧) صحيح مسلم (٤٨٣٨)

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لیے نکلے، نہیں نکالتی اسے گھر سے کوئی غرض مگر اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اور کلمۂ حق کی تصدیق تو اللہ تعالیٰ اس کا ضامن بن جاتا ہے اور اسے جنت میں داخل فرمائے گا یا اس کے گھر کی طرف واپس لوٹا دے گا اور ساتھ ہی اجر و غنیمت لے کر لوٹے گا۔

٤٤٧- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: الْخَيْلُ لِرَجُلٍ أَجْرٌ، وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ، وَعَلَى رَجُلٍ وِزْرٌ. فَأَمَّا الَّذِي هِيَ لَهُ أَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيلِ اللهِ، فَأَطَالَ لَهَا فِي مَرْجٍ، أَوْ رَوْضَةٍ، فَمَا أَصَابَتْ فِي طِيَلِهَا ذٰلِكَ مِنَ الْمَرْجِ، أَوِ الرَّوْضَةِ كَانَ لَهُ حَسَنَاتٌ، وَلَوْ أَنَّهَا قَطَعَتْ طِيَلَهَا ذٰلِكَ فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا، أَوْ شَرَفَيْنِ كَانَتْ آثَارُهَا، وَأَرْوَاثُهَا حَسَنَاتٍ لَهُ، وَلَوْ أَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهَرٍ، فَشَرِبَتْ مِنْهُ، وَلَمْ يُرِدْ أَنْ يَسْقِيَ بِهِ كَانَ ذٰلِكَ لَهُ حَسَنَاتٍ، فَهِيَ لَهُ أَجْرٌ، وَرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغَنِّيًا، وَتَعَفُّفًا، وَلَمْ يَنْسَ حَقَّ اللهِ فِي رِقَابِهَا، وَلَا فِي ظُهُورِهَا فَهِيَ لِذٰلِكَ سِتْرٌ. وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخْرًا، وَرِيَاءً، وَنِوَاءً، لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ، فَهِيَ عَلَى ذٰلِكَ وِزْرٌ. وَسُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْحُمُرِ، فَقَالَ: لَمْ يُنْزَلْ عَلَيَّ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا هٰذِهِ الْآيَةُ الْجَامِعَةُ الْفَاذَّةُ ﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ. وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ﴾ (الزلزال: ٧-٨).

صحيح البخاري (٢٨٦٠) صحيح مسلم (٢٢٨٧-٢٢٨٨)

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گھوڑا کسی کے لیے باعث اجر، کسی کے لیے پردہ پوشی اور کسی پر بوجھ ہے۔ باعثِ اجر اس کے لیے ہے جو اسے راہِ خدا میں باندھے پھر کسی گاؤں یا چراگاہ میں اس کی رسی لمبی کر دے تو اس گاؤں یا چراگاہ میں جتنی دور تک وہ چرے گا اسی کے مطابق مالک کو نیکیاں ملیں گی۔ اگر وہ رسی کو توڑ کر ایک یا دو ٹیلے عبور کر جائے تو اس کے سارے قدم اور لید تک اس کی نیکیوں میں شمار ہوں گی۔ اور اگر وہ کسی نہر کے پاس سے گزرے اور اس کا پانی پیئے، اگرچہ مالک کا ارادہ پانی پلانے کا نہ ہو، تب بھی یہ اس کی نیکی شمار ہوگی۔ یہ مالک کے لیے باعث اجر ہے اور جو امیری ظاہر کرنے اور غربت کو چھپانے کی غرض سے پالے اور اس کے متعلق اللہ کے حق کو نہ بھلائے تو یہ گھوڑا مالک کے لیے پردہ پوشی ہے اور جس نے تکبر اور ریا کاری کے لیے یا مسلمانوں کی عداوت میں گھوڑا باندھا تو یہ مالک پر بوجھ ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ سے گدھے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ اس بارے میں مجھ پر کچھ نازل نہیں فرمایا گیا مگر یہ آیت جو سب باتوں کی جامع ہے: ''تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرہ بھر برائی کرے اسے دیکھے گا''۔

٤٤٨- وَحَدَّثَنِي عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَعْمَرٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ مَنْزِلًا؟ رَجُلٌ آخِذٌ بِعِنَانِ فَرَسِهِ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللهِ. أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ مَنْزِلًا بَعْدَهُ؟ رَجُلٌ مُعْتَزِلٌ فِي غُنَيْمَتِهِ يُقِيمُ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَيَعْبُدُ اللهَ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا.

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں وہ آدمی نہ بتاؤں جس کا رتبہ سب سے بلند ہوگا؟ وہ شخص جو اپنے گھوڑے کی لگام پکڑ کر راہِ خدا میں جہاد کرے۔ کیا میں تمہیں وہ آدمی نہ بتاؤں جس کا درجہ اس کے بعد سب سے بلند ہوگا؟ جو اپنی بکریوں کو لے کر ایک طرف ہو جائے، نماز پڑھے، زکوٰۃ ادا کرے، اللہ کی عبادت کرے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک

سنن ترمذی (١٦٥٢) سنن نسائی (٢٥٦٨)

نہ ٹھہرائے۔

٤٤٩- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَادَةُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ بَايَعْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ، وَالطَّاعَةِ فِي الْيُسْرِ وَالْعُسْرِ، وَالْمَنْشَطِ، وَالْمَكْرَهِ، وَأَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ، وَأَنْ نَقُولَ، أَوْ نَقُومَ بِالْحَقِّ حَيْثُ مَا كُنَّا لَا نَخَافُ فِي اللَّهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ.

صحیح البخاری (٧١٩٩_٧٢٠٠) صحیح مسلم (٤٧٤٥)

حضرت عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی کہ ہر بات سنیں گے اور اطاعت کریں گے خواہ آسانی ہو یا تنگی' خوشی ہو یا غمی اور حکومت کے اہل سے نہیں جھگڑیں گے' جہاں کہیں بھی ہوں حق بات کہیں گے اور حق بات پر قائم رہیں گے اور اللہ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

[٥١٧] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالَ كَتَبَ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يَذْكُرُ لَهُ جُمُوعًا مِنَ الرُّومِ وَمَا يَتَخَوَّفُ مِنْهُمْ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّهُ مَهْمَا يَنْزِلُ بِعَبْدٍ مُؤْمِنٍ مِنْ مُنْزَلِ شِدَّةٍ يَجْعَلُ اللَّهُ بَعْدَهُ فَرَجًا، وَإِنَّهُ لَنْ يَغْلِبَ عُسْرٌ يُسْرَيْنِ، وَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ فِي كِتَابِهِ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ (آل عمران: ٢٠٠).

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح نے حضرت عمر کے لیے رومی لشکروں کے اجتماع اور ان سے متعلق خدشات کا ذکر کرتے ہوئے خط لکھا۔ حضرت عمر نے ان کے لیے جواب میں لکھا: حمد ونعت کے بعد معلوم ہو کہ بعض اوقات وہ بندۂ مومن کو سختی کی جگہ اتار دیتا ہے اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ آسانی پیدا فرما دیتا ہے اور بے شک تنگی دو آسانیوں پر غالب نہیں آسکتی اور اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے: "یایھا الذین امنوا اصبروا وصابروا ۔۔۔۔۔۔ الخ

٢- بَابُ النَّهْيِ عَنْ أَنْ يُسَافَرَ بِالْقُرْآنِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ

دشمن کے ملک میں قرآنِ کریم لے جانے کی ممانعت

٤٥٠- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُسَافَرَ بِالْقُرْآنِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ. صحیح البخاری (٢٩٩٠) صحیح مسلم (٤٨١٧)

قَالَ مَالِكٌ وَإِنَّمَا ذَلِكَ مَخَافَةَ أَنْ يَنَالَهُ الْعَدُوُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قرآن کریم لے کر دشمن کے ملک میں سفر کرنے سے منع فرمایا ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ یہ اس خدشے کے پیش نظر ہے کہ مبادا وہ دشمن کے ہاتھ لگ جائے۔

٣- بَابُ النَّهْيِ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ فِي الْغَزْوِ

جہاد میں عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے کی ممانعت

٤٥١- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ ابْنٍ لِكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ (حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبٍ) أَنَّهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الَّذِينَ قَتَلُوا ابْنَ أَبِي الْحُقَيْقِ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ. قَالَ فَكَانَ رَجُلٌ مِنْهُمْ يَقُولُ بَرَّحَتْ بِنَا امْرَأَةُ ابْنِ أَبِي

عبدالرحمن بن کعب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان حضرات کو عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع فرمایا جنھوں نے ابن ابی حقیق کو قتل کیا تھا۔ ان میں سے ایک صاحب کا بیان ہے کہ ابن ابی حقیق (ابورافع) کی بیوی نے چلا کر ہمارا راز فاش کیا تو میں نے اس پر تلوار تول لی پھر مجھے رسول اللہ ﷺ کا منع فرمانا یاد

الْحُقَيْقِ بِالصِّيَاحِ، فَارْفَعُ السَّيْفَ عَلَيْهَا، ثُمَّ اَذْكُرُ نَهْيَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَاَكُفُّ، وَلَوْلَا ذٰلِكَ اسْتَرَحْنَا مِنْهَا.

آ گیا تو میں نے ہاتھ روک لیا۔ اگر معاملہ یہ نہ ہوتا تو ہم اس سے خلاصی حاصل کر لیتے۔

٤٥٢- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَاٰى فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ امْرَاَةً مَقْتُولَةً، فَاَنْكَرَ ذٰلِكَ، وَنَهٰى عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ.

صحیح البخاری (۳۰۱۵) صحیح مسلم (٤٥٢٢)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی غزوہ میں ایک عورت کو مقتول دیکھا تو اسے ناپسند فرمایا اور عورتوں اور بچوں کے قتل کرنے کی ممانعت فرما دی۔

[٥١٨] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، اَنَّ اَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ بَعَثَ جُيُوشًا اِلَى الشَّامِ، فَخَرَجَ يَمْشِي مَعَ يَزِيدَ بْنِ اَبِي سُفْيَانَ، وَكَانَ اَمِيرَ رُبْعٍ مِنْ تِلْكَ الْاَرْبَاعِ، فَزَعَمُوا اَنَّ يَزِيدَ قَالَ لِاَبِي بَكْرٍ: اِمَّا اَنْ تَرْكَبَ، وَاِمَّا اَنْ اَنْزِلَ. فَقَالَ اَبُو بَكْرٍ: مَا اَنْتَ بِنَازِلٍ، وَمَا اَنَا بِرَاكِبٍ، اِنِّي اَحْتَسِبُ خُطَايَ هٰذِهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، ثُمَّ قَالَ لَهُ: اِنَّكَ سَتَجِدُ قَوْمًا زَعَمُوا اَنَّهُمْ حَبَسُوا اَنْفُسَهُمْ لِلّٰهِ فَذَرْهُمْ وَمَا زَعَمُوا اَنَّهُمْ حَبَسُوا اَنْفُسَهُمْ لَهُ، وَسَتَجِدُ قَوْمًا فَحَصُوا عَنْ اَوْسَاطِ رُءُوسِهِمْ مِنَ الشَّعَرِ فَاضْرِبْ مَا فَحَصُوا عَنْهُ بِالسَّيْفِ، وَاِنِّي مُوصِيكَ بِعَشْرٍ: لَا تَقْتُلَنَّ امْرَاَةً، وَلَا صَبِيًّا، وَلَا كَبِيرًا هَرِمًا، وَلَا تَقْطَعَنَّ شَجَرًا مُثْمِرًا، وَلَا تُخَرِّبَنَّ عَامِرًا، وَلَا تَعْقِرَنَّ شَاةً، وَلَا بَعِيرًا اِلَّا لِمَاْكَلَةٍ، وَلَا تَحْرِقَنَّ نَحْلًا، وَلَا تُغَرِّقَنَّهُ، وَلَا تَغْلُلْ، وَلَا تَجْبُنْ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے ایک لشکر شام کی طرف بھیجا تو وہ یزید بن ابوسفیان کے ساتھ پیدل چلتے ہوئے نکلے جو چوتھائی لشکر کے امیر تھے۔ حضرت یزید حضرت ابوبکر کی خدمت میں عرض گزار ہوئے کہ آپ سوار ہو جائیں ورنہ میں نیچے اترتا ہوں۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ نہ تم نیچے اترو اور نہ میں سوار ہوں گا۔ میں اپنے ان قدموں کو راہِ خدا میں شمار کرتا ہوں۔ پھر فرمایا کہ تم کچھ ایسے لوگ پاؤ گے جن کا یہ گمان ہے کہ انہوں نے اپنی جانوں کو اللہ کے لیے روک رکھا ہے تو انہیں چھوڑ دینا کیونکہ ان کا یہ گمان نہیں ہے کہ اپنے لیے رکے ہوئے ہیں۔ علاوہ بریں کچھ ایسے لوگ پاؤ گے جنہوں نے درمیان سے سر منڈائے ہوئے ہیں تو ان کے منڈے ہوئے سروں پر تلوار مارنا اور میں تمہیں دس باتوں کی وصیت کرتا ہوں: عورتوں، بچوں اور ان لوگوں کو قتل نہ کرنا جو بوڑھے ہیں۔ پھل دار درختوں کو نہ کاٹنا، آبادیوں کو برباد نہ کرنا، کسی بکری اور اونٹ کی کونچیں نہ کاٹنا مگر کھانے کے لیے، کھجور کے درختوں کو نہ جلانا اور نہ انہیں ڈبونا، خیانت نہ کرنا اور بزدلی نہ دکھانا۔

٤٥٣- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهُ بَلَغَهُ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ كَتَبَ اِلٰى عَامِلٍ مِنْ عُمَّالِهِ، اَنَّهُ بَلَغَنَا اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا بَعَثَ سَرِيَّةً يَقُولُ لَهُمْ: اغْزُوا بِاسْمِ اللّٰهِ، فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، تُقَاتِلُونَ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ، لَا تَغُلُّوا، وَلَا تَغْدِرُوا، وَلَا تُمَثِّلُوا، وَلَا تَقْتُلُوا وَلِيدًا، وَقُلْ ذٰلِكَ لِجُيُوشِكَ وَسَرَايَاكَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ، وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ. صحیح مسلم (٤٤٩٦ تا ٤٤٩٩)

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اپنے ایک عامل کے لیے لکھا کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کوئی سریہ بھیجتے تو ان سے فرماتے: اللہ کا نام لے کر راہِ خدا میں لڑنا، تم ان لوگوں سے لڑتے ہو جنہوں نے اللہ کے ساتھ کفر کیا۔ لہٰذا خیانت نہ کرنا، عہد شکنی نہ کرنا، مثلہ نہ کرنا، کسی بچے کو قتل نہ کرنا اور اگر اللہ چاہے تو یہ اپنی فوج یا ٹولی کو بتا دینا اور تم پر سلامتی ہو۔

٤- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوَفَاءِ بِالْاَمَانِ

امان دے کر وعدہ وفا کرنا

[۵۱۹] اَثَر- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَتَبَ اِلٰى عَامِلِ جَيْشٍ كَانَ بَعَثَهُ، اِنَّهُ بَلَغَنِيْ اَنَّ رِجَالًا مِنْكُمْ يَطْلُبُوْنَ الْعِلْجَ حَتّٰى اِذَا اَسْنَدَ فِي الْجَبَلِ وَامْتَنَعَ قَالَ رَجُلٌ مَطْرَسْ (يَقُوْلُ لَا تَخَفْ)، فَاِذَا اَدْرَكَهُ قَتَلَهُ، وَاِنِّيْ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَا اَعْلَمُ مَكَانَ وَاحِدٍ فَعَلَ ذٰلِكَ اِلَّا ضَرَبْتُ عُنُقَهُ.

کوفے کے ایک آدمی سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے ایک لشکر کے امیر کو لکھا جسے آپ نے مقرر فرمایا تھا کہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ تم میں سے کچھ آدمی عجمی کافر کو بلاتے ہیں، پھر اسے دلاسا دے کر پہاڑ پر چڑھا دیتے ہیں اور وہ لڑائی سے رک جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ پھر موقع پا کر اسے قتل کر دیتے ہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، اگر مجھے معلوم ہوا کہ ایک جگہ بھی ایسا ہوا ہے تو میں اس کی گردن اتار دوں گا۔

قَالَ يَحْيٰى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ لَيْسَ هٰذَا الْحَدِيْثُ بِالْمُجْتَمَعِ عَلَيْهِ وَلَيْسَ عَلَيْهِ الْعَمَلُ.

یحیٰی نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ علماء کا اس حدیث پر اتفاق و عمل نہیں ہے۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنِ الْاِشَارَةِ بِالْاَمَانِ اَهِيَ بِمَنْزِلَةِ الْكَلَامِ؟ فَقَالَ نَعَمْ، وَاِنِّيْ اَرٰى اَنْ يُتَقَدَّمَ اِلَى الْجُيُوْشِ اَنْ لَا تَقْتُلُوْا اَحَدًا اَشَارُوْا اِلَيْهِ بِالْاَمَانِ، لِاَنَّ الْاِشَارَةَ عِنْدِيْ بِمَنْزِلَةِ الْكَلَامِ، وَاِنَّهُ بَلَغَنِيْ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَ مَا خَتَرَ قَوْمٌ بِالْعَهْدِ اِلَّا سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْعَدُوَّ.

امام مالک سے پوچھا گیا کہ کیا اشارے سے امان دینا زبان سے امان دینے کا قائم مقام ہے؟ فرمایا: ہاں اور میرے خیال میں فوجوں سے کہہ دیا جائے کہ جن کی جانب میں امان کا اشارہ کروں ان میں سے کسی ایک کو قتل نہ کیا جائے کیونکہ اشارہ میرے نزدیک کلام کی طرح ہے اور مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا کہ جو قوم عہد توڑتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر دشمن کو مسلط کر دیتا ہے۔

۵- بَابُ الْعَمَلِ فِيْمَنْ اَعْطٰى شَيْئًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

مجاہدین کی امداد کرنے کا بیان

[۵۲۰] اَثَر- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّهُ كَانَ اِذَا اَعْطٰى شَيْئًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهِ اِذَا بَلَغْتَ وَادِيَ الْقُرٰى فَشَاْنُكَ بِهِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر جب کوئی چیز کسی کو راہِ خدا میں عطا فرماتے تو اپنے اس ساتھی سے کہتے کہ جب تم وادی قریٰ میں پہنچ جاؤ گے تو یہ چیز تمہاری ہو جائے گی۔

[۵۲۱] اَثَر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا اُعْطِيَ الرَّجُلُ الشَّيْءَ فِي الْغَزْوِ، فَيَبْلُغُ بِهِ رَاْسَ مَغْزَاتِهِ فَهُوَ لَهُ.

سعید بن مسیب فرمایا کرتے کہ جب جہاد کرنے کے لیے کسی کو کوئی چیز دی جائے اور وہ میدانِ جہاد تک جا پہنچے تو وہ چیز اس کی ہوگی۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ رَجُلٍ اَوْجَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الْغَزْوَ، فَتَجَهَّزَ حَتّٰى اِذَا اَرَادَ اَنْ يَخْرُجَ مَنَعَهُ اَبَوَاهُ، اَوْ اَحَدُهُمَا فَقَالَ لَا يُكَابِرْهُمَا، وَلٰكِنْ يُؤَخِّرْ ذٰلِكَ اِلٰى عَامٍ اٰخَرَ، فَاَمَّا الْجِهَازُ فَاِنِّيْ اَرٰى اَنْ يَرْفَعَهُ حَتّٰى يَخْرُجَ

امام مالک سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے اپنے اوپر جہاد واجب کر کے تیاری بھی کر لی یہاں تک کہ جب نکلنے کا ارادہ کیا تو اس کے والدین نے روکا یا ان میں سے ایک نے فرمایا کہ ان سے نہ جھگڑے بلکہ جہاد کو اگلے سال پر ملتوی

بِهٖ، فَإِنْ خَشِيَ أَنْ يَفْسُدَ بَاعَهُ وَأَمْسَكَ ثَمَنَهُ حَتّٰى يَشْتَرِيَ بِهٖ مَا يُصْلِحُهُ لِلْغَزْوِ، فَإِنْ كَانَ مُوسِرًا يَجِدُ مِثْلَ جِهَازِهٖ إِذَا خَرَجَ فَلْيَصْنَعْ بِجِهَازِهٖ مَا شَاءَ.

کردے۔ رہا سامان جہاد تو اسے رکھ چھوڑے اور خراب ہو جانے کا ڈر ہو تو فروخت کر کے اس کی قیمت کو محفوظ کر چھوڑے تا کہ اس سے سامانِ حرب خرید سکے اگر وہ صاحبِ استطاعت ہے کہ نکلتے وقت سامان خرید سکے گا تو اس سامان کا جو چاہے کرے۔

٦- بَابُ جَامِعِ النَّفَلِ فِي الْغَزْوِ

٤٥٤- **حَدَّثَنِي** يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَعَثَ سَرِيَّةً فِيهَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ قِبَلَ نَجْدٍ، فَغَنِمُوا إِبِلًا كَثِيرَةً، فَكَانَ سُهْمَانُهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ بَعِيرًا، أَوْ أَحَدَ عَشَرَ بَعِيرًا، وَنُفِّلُوا بَعِيرًا بَعِيرًا. صحیح البخاری (٣١٣٤) صحیح مسلم (٤٥٣٣)

غنیمت کے متعلق روایات

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نجد کی جانب ایک سریہ بھیجا جس میں حضرت عبداللہ بن عمر بھی تھے انہیں غنیمت میں بڑے اونٹ ملے کہ ہر ایک کے حصے میں بارہ بارہ گیارہ گیارہ اونٹ آئے نیز ایک ایک مزید ملا۔

٤٥٥- **وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ: كَانَ النَّاسُ فِي الْغَزْوِ إِذَا اقْتَسَمُوا غَنَائِمَهُمْ يَعْدِلُونَ الْبَعِيرَ بِعَشْرِ شِيَاهٍ.
صحیح البخاری (٢٤٨٨) صحیح مسلم (٥٠٦٥تا٥٠٦٩)

یحیٰی بن سعید نے سعید بن مسیب کو فرماتے سنا کہ مجاہدین جب مالِ غنیمت تقسیم کرتے تو وہ ایک اونٹ کو دس بکریوں کے برابر شمار کرتے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْأَجِيرِ فِي الْغَزْوِ أَنَّهُ إِنْ كَانَ شَهِدَ الْقِتَالَ، وَكَانَ مَعَ النَّاسِ عِنْدَ الْقِتَالِ، وَكَانَ حُرًّا فَلَهُ سَهْمُهُ، وَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَا سَهْمَ لَهُ. وَأَرٰى أَنْ لَا يُقْسَمَ إِلَّا لِمَنْ شَهِدَ الْقِتَالَ مِنَ الْأَحْرَارِ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس کو جہاد میں اجرت پر رکھا گیا ہو کہ اگر وہ قتال میں برابر حصہ لے اور آزاد ہو تو اسے برابر کا حصہ ملے گا اور اگر ایسا نہ کرے تو اس کا حصہ نہیں ہے اور میرے خیال میں حصہ اسی آزاد مرد کا ہے جو قتل و قتال میں شریک رہے۔

٧- بَابُ مَا لَا يَجِبُ فِيهِ الْخُمُسُ

قَالَ مَالِكٌ فِيمَنْ وُجِدَ مِنَ الْعَدُوِّ عَلٰى سَاحِلِ الْبَحْرِ بِأَرْضِ الْمُسْلِمِينَ، فَزَعَمُوا أَنَّهُمْ تُجَّارٌ، وَأَنَّ الْبَحْرَ لَفَظَهُمْ، وَلَا يَعْرِفُ الْمُسْلِمُونَ تَصْدِيقَ ذٰلِكَ، إِلَّا أَنَّ مَرَاكِبَهُمْ تَكَسَّرَتْ، أَوْ عَطِشُوا، فَنَزَلُوا بِغَيْرِ إِذْنِ الْمُسْلِمِينَ، أَرٰى أَنَّ ذٰلِكَ لِلْإِمَامِ يَرٰى فِيهِمْ رَأْيَهُ، وَلَا أَرٰى لِمَنْ أَخَذَهُمْ فِيهِمْ خُمُسًا.

جن چیزوں کا خمس نہیں دیا جائے گا

امام مالک نے ان کے بارے میں فرمایا جنہوں نے ساحل سمندر پر مسلمانوں کی زمین میں دشمن کو پایا۔ انہوں نے کہا کہ ہم تاجر ہیں اور سمندر نے ہمیں پھینک دیا ہے۔ مسلمانوں کو اس بات کی تصدیق تو نہ ہو لیکن ان کا جہاز ٹوٹا ہوا ہے یا پیاس کے باعث مسلمانوں سے اجازت لیے بغیر اتر پڑے ہیں تو ان کے بارے میں امام کو اختیار ہے لیکن گرفتار کرنے والوں کو خمس نہیں ملے گا۔

٨- بَابُ مَا يَجُوزُ لِلْمُسْلِمِينَ أَكْلُهُ قَبْلَ الْخُمُسِ

قَالَ مَالِكٌ لَا أَرٰى بَأْسًا أَنْ يَأْكُلَ الْمُسْلِمُونَ إِذَا دَخَلُوا أَرْضَ الْعَدُوِّ مِنْ طَعَامِهِمْ مَا وَجَدُوا مِنْ

مالِ غنیمت کی تقسیم سے پہلے چیز کا کھانا جائز ہے

امام مالک نے فرمایا کہ اگر مسلمان دشمن کی زمین میں داخل ہوں اور کھانے کی چیزیں پائیں تو تقسیم ہونے سے پہلے ان میں

ذٰلِکَ کُلِّهٖ قَبْلَ اَنْ یَقَعَ فِی الْمَقَاسِمِ.

قَالَ مَالِکٌ وَاَنَا اَرَی الْاِبِلَ وَالْبَقَرَ وَالْغَنَمَ بِمَنْزِلَةِ الطَّعَامِ یَاْکُلُ مِنْهُ الْمُسْلِمُوْنَ اِذَا دَخَلُوْا اَرْضَ الْعَدُوِّ کَمَا یَاْکُلُوْنَ مِنَ الطَّعَامِ وَلَوْ اَنَّ ذٰلِکَ لَا یُؤْکَلُ حَتّٰی یَحْضُرَ النَّاسُ الْمَقَاسِمَ وَیُقْسَمَ بَیْنَهُمْ اَضَرَّ ذٰلِکَ بِالْجُیُوْشِ فَلَا اَرٰی بَاْسًا بِمَا اُکِلَ مِنْ ذٰلِکَ کُلِّهٖ عَلٰی وَجْهِ الْمَعْرُوْفِ وَلَا اَرٰی اَنْ یَدَّخِرَ اَحَدٌ مِنْ ذٰلِکَ شَیْئًا یَرْجِعُ بِهٖ اِلٰی اَهْلِهٖ.

وَسُئِلَ مَالِکٌ عَنِ الرَّجُلِ یُصِیْبُ الطَّعَامَ فِیْ اَرْضِ الْعَدُوِّ فَیَاْکُلُ مِنْهُ وَیَتَزَوَّدُ فَیَفْضُلُ مِنْهُ شَیْءٌ اَیَصْلُحُ لَهٗ اَنْ یَحْبِسَهٗ فَیَاْکُلَهٗ فِیْ اَهْلِهٖ اَوْ یَبِیْعَهٗ قَبْلَ اَنْ یَقْدَمَ بِلَادَهٗ فَیَنْتَفِعَ بِثَمَنِهٖ؟ قَالَ مَالِکٌ اِنْ بَاعَهٗ وَهُوَ فِی الْغَزْوِ فَاِنِّیْ اَرٰی اَنْ یَجْعَلَ ثَمَنَهٗ فِیْ غَنَائِمِ الْمُسْلِمِیْنَ وَاِنْ بَلَغَ بِهٖ بَلَدَهٗ فَلَا اَرٰی بَاْسًا اَنْ یَاْکُلَهٗ وَیَنْتَفِعَ بِهٖ اِذَا کَانَ یَسِیْرًا تَافِهًا.

۹- بَابُ مَا یُرَدُّ قَبْلَ اَنْ یَقَعَ الْقَسْمُ مِمَّا اَصَابَ الْعَدُوُّ

۴۵۶- **حَدَّثَنِیْ** یَحْیٰی عَنْ مَالِکٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عَبْدًا لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَبَقَ وَاَنَّ فَرَسًا لَهٗ عَارَ فَاَصَابَهُمَا الْمُشْرِکُوْنَ ثُمَّ غَنِمَهُمَا الْمُسْلِمُوْنَ فَرُدَّا عَلٰی عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ وَذٰلِکَ قَبْلَ اَنْ تُصِیْبَهُمَا الْمَقَاسِمُ. صحیح البخاری (۳۰۶۸)

قَالَ وَسَمِعْتُ مَالِکًا یَقُوْلُ فِیْمَا یُصِیْبُ الْعَدُوُّ مِنْ اَمْوَالِ الْمُسْلِمِیْنَ اِنَّهٗ اِنْ اُدْرِکَ قَبْلَ اَنْ تَقَعَ فِیْهِ الْمَقَاسِمُ فَهُوَ رَدٌّ عَلٰی اَهْلِهٖ وَاَمَّا مَا وَقَعَتْ فِیْهِ الْمَقَاسِمُ فَلَا یُرَدُّ عَلٰی اَحَدٍ وَسُئِلَ مَالِکٌ عَنْ رَجُلٍ حَازَ الْمُشْرِکُوْنَ غُلَامَهٗ ثُمَّ غَنِمَهُ الْمُسْلِمُوْنَ قَالَ

سے کھا سکتے ہیں۔

امام مالک نے فرمایا کہ میرے نزدیک اونٹ، گائے اور بکری بھی کھانے کی چیزوں کے قائم مقام ہیں۔ دشمن کی زمین میں داخل ہونے پر مسلمان ان میں سے کھا سکتے ہیں جس طرح دوسری کھانے کی چیزوں کو اور اگر نہ کھائیں یہاں تک کہ انہیں تقسیم کیا جائے اور فوجوں کو اس سے تکلیف پہنچے تو اس صورت میں دستور کے مطابق کھاتے ہوئے اگر سارا مال غنیمت بھی کھا جائیں تو کوئی حرج نہیں۔ لیکن جمع کرنا اور اپنے گھر والوں کے لیے لے جانا کسی کے لیے بھی درست نہیں ہے۔

امام مالک سے اس شخص کے بارے میں سوال ہوا جو دشمن کی سرزمین میں خوراک پائے تو اس میں سے کھائے اور جمع کر چھوڑے، پھر اس سے کچھ بچ رہے۔ کیا اس کے لیے درست ہے کہ اسے روک کر اپنے گھر والوں میں جا کھائے یا اپنے شہر میں پہنچنے سے پہلے اسے فروخت کر دے اور اس کی قیمت سے فائدہ حاصل کرے؟ امام مالک نے فرمایا کہ اگر جہاد کی حالت میں بیچے تو اسے مال غنیمت میں شامل کر دے اور اگر اسے اپنے شہر میں لے آیا تو اسے کھانے اور نفع حاصل کرنے میں کوئی حرج نہیں جبکہ وہ چیز کم قیمت ہو۔

مال غنیمت کی تقسیم سے پہلے جو چیز دی جائے

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن عمر کا ایک غلام بھاگ گیا تھا اور ایک گھوڑا تھا، یہ دونوں مشرکوں کے ہتھے چڑھ گئے پھر مال غنیمت میں مسلمانوں کے ہاتھ آ گئے تو انہوں نے تقسیم سے پہلے دونوں کو حضرت عبداللہ بن عمر کے سپرد کر دیا۔

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ دشمن سے جو مسلمانوں کو مال دستیاب ہو وہ تقسیم سے پہلے اس کے مالک کی طرف لوٹا دیا جائے گا اور اگر تقسیم ہو چکا تو پھر نہیں لوٹایا جائے گا۔ امام مالک سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس کے غلام کو مشرکین لے گئے، پھر مسلمانوں کو مال غنیمت میں ملا؟ امام مالک

مَالِكٌ صَاحِبُهُ أَوْلَى بِهِ بِغَيْرِ ثَمَنٍ، وَلَا قِيمَةٍ، وَلَا غُرْمٍ مَا لَمْ تُصِبْهُ الْمَقَاسِمُ، فَإِنْ وَقَعَتْ فِيهِ الْمَقَاسِمُ، فَإِنِّي أَرَى أَنْ يَكُونَ الْغُلَامُ لِسَيِّدِهِ بِالثَّمَنِ إِنْ شَاءَ.

نے فرمایا کہ تقسیم سے پہلے مالک بغیر کسی معاوضہ قیمت یا تاوان کے اس کا زیادہ حق دار ہے اور اگر وہ تقسیم ہو چکا تو مالک اسے قیمت دے کر لے سکتا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي أُمِّ وَلَدِ رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ حَازَهَا الْمُشْرِكُونَ، ثُمَّ غَنِمَهَا الْمُسْلِمُونَ، فَقُسِمَتْ فِي الْمَقَاسِمِ، ثُمَّ عَرَفَهَا سَيِّدُهَا بَعْدَ الْقَسْمِ إِنَّهَا لَا تُسْتَرَقُّ وَأَرَى أَنْ يَفْتَدِيَهَا الْإِمَامُ لِسَيِّدِهَا، فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ فَعَلَى سَيِّدِهَا أَنْ يَفْتَدِيَهَا وَلَا يَدَعَهَا، وَلَا أَرَى لِلَّذِي صَارَتْ لَهُ أَنْ يَسْتَرِقَّهَا، وَلَا يَسْتَحِلَّ فَرْجَهَا، وَإِنَّمَا هِيَ بِمَنْزِلَةِ الْحُرَّةِ لِأَنَّ سَيِّدَهَا يُكَلَّفُ أَنْ يَفْتَدِيَهَا إِذَا جُرِحَتْ، فَهَذَا بِمَنْزِلَةِ ذَلِكَ، فَلَيْسَ لَهُ أَنْ يُسْلِمَ أُمَّ وَلَدِهِ تُسْتَرَقُّ وَيُسْتَحَلُّ فَرْجُهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ کسی مسلمان کی ام ولد کو مشرک لے جائیں پھر وہ غنیمت میں مسلمانوں کو ملے اور تقسیم ہو جائے۔ تقسیم کے بعد مالک اسے پہچان لے تو اسے لونڈی نہیں بنایا جائے گا اور امام اس کا فدیہ دے کر مالک کے حوالے کرے اور اگر وہ ایسا نہ کرے تو مالک فدیہ دے کر اسے چھڑا لے اور جس کے حصے میں آئی ہے وہ اسے لونڈی نہیں بنا سکتا اور نہ اس کی شرمگاہ اس کے لیے حلال ہے کیونکہ یہ آزاد عورت کی طرح ہے۔ اگر یہ کسی کو زخمی کرے تو اس کے مالک کو حکم دیا جائے گا کہ فدیہ دے کر اسے چھڑائے، پس یہاں بھی یہی حکم ہوگا جس کے حصے میں آئی اسے اختیار نہیں ہوگا کہ اسے لونڈی بنائے اور اس کی شرمگاہ کو اپنے لیے حلال ٹھہرائے۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنِ الرَّجُلِ يَخْرُجُ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ فِي الْمُفَادَاةِ، أَوْ فِي التِّجَارَةِ فَيَشْتَرِي الْحُرَّ أَوِ الْعَبْدَ، أَوْ يُوهَبَانِ لَهُ، فَقَالَ أَمَّا الْحُرُّ فَإِنَّ مَا اشْتَرَاهُ بِهِ دَيْنٌ عَلَيْهِ، وَلَا يُسْتَرَقُّ، وَإِنْ كَانَ وُهِبَ لَهُ فَهُوَ حُرٌّ، وَلَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَكُونَ الرَّجُلُ أَعْطَى فِيهِ شَيْئًا مُكَافَأَةً، فَهُوَ دَيْنٌ عَلَى الْحُرِّ بِمَنْزِلَةِ مَا اشْتَرَى بِهِ، وَأَمَّا الْعَبْدُ، فَإِنَّ سَيِّدَهُ الْأَوَّلَ مُخَيَّرٌ فِيهِ إِنْ شَاءَ أَنْ يَأْخُذَهُ وَيَدْفَعَ إِلَى الَّذِي اشْتَرَاهُ ثَمَنَهُ فَذَلِكَ لَهُ، وَإِنْ أَحَبَّ أَنْ يُسْلِمَهُ أَسْلَمَهُ، وَإِنْ كَانَ وُهِبَ لَهُ، فَسَيِّدُهُ الْأَوَّلُ أَحَقُّ بِهِ وَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ الرَّجُلُ أَعْطَى فِيهِ شَيْئًا مُكَافَأَةً، فَيَكُونُ مَا أَعْطَى فِيهِ غُرْمًا عَلَى سَيِّدِهِ إِنْ أَحَبَّ أَنْ يَفْتَدِيَهُ. صحیح البخاری (۳۰۶۸)

امام مالک سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو کفار کے ملک میں گیا مسلمانوں کو چھڑانے یا تجارت کی غرض سے۔ پس اس نے کسی آزاد یا غلام کو خریدا یا اسے ہبہ کیے گئے۔ فرمایا کہ آزاد کی قیمت تو اس پر قرض ہے اور اسے غلام نہیں بنایا جائے گا۔ اگر اسے ہبہ کیا گیا تو وہ آزاد ہے اور اس پر کچھ نہیں مگر یہ کہ اس کے بدلے میں کچھ خرچ کیا ہو تو وہ اس آزاد پر قرض ہوگا گویا یہ قیمت خرید کی طرح ہے اور غلام کے پہلے آقا کو اختیار ہے، اگر چاہے تو قیمت دے کر خریدنے والے سے حاصل کر لے اور اگر اس کے پاس چھوڑنا چاہے تو چھوڑ دے اور اگر اسے ہبہ کیا گیا ہے تو پہلا آقا زیادہ حق دار ہے اور اس پر کچھ نہیں مگر یہ کہ اس کے بدلے میں اس شخص نے کچھ خرچ کیا ہو تو پہلا آقا اگر چاہے تو وہ دے کر حاصل کر لے یا نہ لے۔

۱۰- بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّلَبِ فِي النَّفَلِ

ہتھیار قتل کرنے والے کو دینا

۴۵۷- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ كَثِيرِ بْنِ أَفْلَحَ، عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ بْنِ رِبْعِيٍّ، أَنَّهُ قَالَ

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ حنین کے سال ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے۔ جب ہماری مڈبھیڑ ہوئی تو مسلمانوں میں سراسیمگی پھیل گئی، راوی کا بیان ہے کہ

خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ حُنَيْنٍ ، فَلَمَّا الْتَقَيْنَا كَانَتْ لِلْمُسْلِمِيْنَ جَوْلَةٌ ، قَالَ فَرَاَيْتُ رَجُلًا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَدْ عَلَا رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ، قَالَ فَاسْتَدَرْتُ لَهُ حَتّٰى اَتَيْتُهُ مِنْ وَرَائِهِ ، فَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ عَلٰى حَبْلِ عَاتِقِهِ ، فَاَقْبَلَ عَلَيَّ فَضَمَّنِيْ ضَمَّةً وَجَدْتُ مِنْهَا رِيْحَ الْمَوْتِ ، ثُمَّ اَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَاَرْسَلَنِيْ. قَالَ فَلَقِيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ، فَقُلْتُ مَا بَالُ النَّاسِ؟ فَقَالَ اَمْرُ اللّٰهِ. ثُمَّ اِنَّ النَّاسَ رَجَعُوْا ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَتَلَ قَتِيْلًا لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلَبُهُ. قَالَ فَقُمْتُ ، ثُمَّ قُلْتُ مَنْ يَشْهَدُ لِيْ؟ ثُمَّ جَلَسْتُ. ثُمَّ قَالَ مَنْ قَتَلَ قَتِيْلًا لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلَبُهُ. قَالَ فَقُمْتُ ثُمَّ قُلْتُ مَنْ يَشْهَدُ لِيْ؟ ثُمَّ جَلَسْتُ. ثُمَّ قَالَ ذٰلِكَ الثَّالِثَةَ ، فَقُمْتُ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا لَكَ يَا اَبَا قَتَادَةَ؟ قَالَ فَاقْتَصَصْتُ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ صَدَقَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، وَسَلَبُ ذٰلِكَ الْقَتِيْلِ عِنْدِيْ فَاَرْضِهِ عَنْهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ. فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ لَا هَاءَ اللّٰهِ اِذًا لَا يَعْمِدُ اِلٰى اَسَدٍ ، مِنْ اُسْدِ اللّٰهِ يُقَاتِلُ عَنِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ فَيُعْطِيْكَ سَلَبَهُ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَدَقَ فَاَعْطِهِ اِيَّاهُ ، فَاَعْطَانِيْهِ ، فَبِعْتُ الدِّرْعَ ، فَاشْتَرَيْتُ بِهِ مَخْرَفًا فِيْ بَنِيْ سَلِمَةَ ، فَاِنَّهُ لَاَوَّلُ مَالٍ تَاَثَّلْتُهُ فِي الْاِسْلَامِ.

صحیح البخاری (٣١٤٢) صحیح مسلم (٤٥٤١_٤٥٤٢_٤٥٤٣)

میں نے ایک مشرک کو ایک مسلمان پر غالب دیکھا' میں نے پیچھے سے جا کر اس کی گردن پر تلوار کا وار کیا۔ اب وہ مجھ پر ٹوٹ پڑا اور ایسا مجھے دبوچا کہ موت کا مزہ چکھا دیا' پھر اچانک وہ مر گیا اور مجھے چھوڑ دیا۔ پھر میں حضرت عمر سے ملا اور ان سے کہا کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟ فرمایا کہ خدا کا حکم۔ پھر لوگ واپس لوٹ آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کسی کو قتل کیا اور اس کے پاس ثبوت ہو تو مقتول کا سامان اسے ملے گا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں کھڑا ہوا اور دل میں کہا کہ میری گواہی کون دے گا' لہٰذا بیٹھ گیا۔ پھر فرمایا کہ جس نے کسی کو قتل کیا ہو اور اس کے پاس ثبوت ہو تو مقتول کا سامان اسی کو ملے گا۔ میں کھڑا ہوا لیکن یہ کہہ کر بیٹھ گیا کہ میری گواہی کون دے گا۔ پھر آپ نے تیسری مرتبہ فرمایا تو میں کھڑا ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے ابو قتادہ! کیا بات ہے؟ پس میں نے سارا واقعہ عرض کر دیا تو ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہ! یہ سچ کہہ رہے ہیں اور اس مقتول کا سامان میرے پاس ہے۔ یا رسول اللہ! انہیں مجھ سے راضی کر دیجئے۔ حضرت ابو بکر نے فرمایا کہ خدا کی قسم ایسا نہیں ہو گا کہ اللہ کا ایک شیر اللہ اور رسول کی طرف سے لڑے اور اس کا سامان تمہیں دے دیا جائے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سامان انہیں دے دو۔ پس اس نے مجھے دے دیا۔ پس میں نے زرہ بیچ کر بنو سلمہ میں ایک باغ خریدا اور یہ میرا پہلا مال ہے جو مجھے حالتِ اسلام میں حاصل ہوا۔

[٥٢٢] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ ، اَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلًا يَسْاَلُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ عَنِ الْاَنْفَالِ ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْفَرَسُ مِنَ النَّفَلِ ، وَالسَّلَبُ مِنَ النَّفَلِ. قَالَ ثُمَّ عَادَ الرَّجُلُ لِمَسْاَلَتِهِ ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ذٰلِكَ اَيْضًا ، ثُمَّ قَالَ الرَّجُلُ الْاَنْفَالُ الَّتِيْ قَالَ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهِ مَا هِيَ؟ قَالَ الْقَاسِمُ فَلَمْ يَزَلْ يَسْاَلُهُ حَتّٰى كَادَ اَنْ يُحْرِجَهُ ، ثُمَّ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَتَدْرُوْنَ مَا مَثَلُ هٰذَا؟ مَثَلُ صَبِيْغٍ الَّذِيْ ضَرَبَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ.

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ میں نے سنا' ایک آدمی حضرت ابن عباس سے انفال (مالِ غنیمت) کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ گھوڑا غنیمت ہے' سامان غنیمت ہے۔ اس نے پھر دوبارہ آ کر یہی پوچھا تو حضرت ابن عباس نے وہی جواب دیا' پھر اس آدمی نے کہا کہ میں اس انفال کے بارے میں پوچھتا ہوں جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر فرمایا ہے؟ قاسم بن محمد کا بیان ہے کہ وہ برابر یہی پوچھتا رہا یہاں تک کہ وہ تنگ آ گئے ہوں گے' پھر حضرت ابن عباس نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ اس کی مثال کیا ہے؟ اس کی مثال صبیغ

قَالَ وَسُئِلَ مَالِكٌ عَمَّنْ قَتَلَ قَتِيلاً مِنَ الْعَدُوِّ أَيَكُونُ لَهُ سَلَبُهُ بِغَيْرِ إِذْنِ الْإِمَامِ؟ قَالَ لَا يَكُونُ ذٰلِكَ لِأَحَدٍ بِغَيْرِ إِذْنِ الْإِمَامِ، وَلَا يَكُونُ ذٰلِكَ مِنَ الْإِمَامِ إِلَّا عَلَى وَجْهِ الْاِجْتِهَادِ، وَلَمْ يَبْلُغْنِي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ قَتَلَ قَتِيلاً فَلَهُ سَلَبُهُ إِلَّا يَوْمَ حُنَيْنٍ.

جیسی ہے، جس کو حضرت عمر نے پیٹا تھا۔

امام مالک سے اس کے بارے میں پوچھا گیا جس نے دشمن کو قتل کیا تو کیا امام کی اجازت کے بغیر وہ مقتول کا سامان لے سکتا ہے؟ امام مالک نے فرمایا کہ امام کی اجازت کے بغیر کسی کو کچھ لینے کا اختیار نہیں ہے اور ایسا حکم دینا بھی امام کے اپنے اجتہاد پر منحصر ہے اور مجھ تک یہ بات نہیں پہنچی کہ "جو کسی کو قتل کرے تو مقتول کا سامان اسی کو ملے گا"۔ ایسا غزوۂ حنین کے سوا اور کسی موقع پر فرمایا ہو۔

۱۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِعْطَاءِ النَّفَلِ مِنَ الْخُمُسِ

خمس سے امام کا نفلی عطیہ دینا

[۵۲۳] اثر- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّهُ قَالَ كَانَ النَّاسُ يُعْطَوْنَ النَّفَلَ مِنَ الْخُمُسِ.

ابو الزناد سے روایت ہے کہ سعید بن مسیب نے فرمایا: لوگوں کو خمس سے نفلی عطیات دیئے جاتے تھے۔

قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ إِلَيَّ فِي ذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ جو کچھ میں نے اس بارے میں سنا یہ سب سے اچھی روایت ہے۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنِ النَّفَلِ هَلْ يَكُونُ فِي أَوَّلِ مَغْنَمٍ؟ قَالَ ذٰلِكَ عَلَى وَجْهِ الْاِجْتِهَادِ مِنَ الْإِمَامِ، وَلَيْسَ عِنْدَنَا فِي ذٰلِكَ أَمْرٌ مَعْرُوفٌ مَوْقُوفٌ إِلَّا اجْتِهَادُ السُّلْطَانِ، وَلَمْ يَبْلُغْنِي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَفَّلَ فِي مَغَازِيهِ كُلِّهَا، وَقَدْ بَلَغَنِي أَنَّهُ نَفَّلَ فِي بَعْضِهَا يَوْمَ حُنَيْنٍ، وَإِنَّمَا ذٰلِكَ عَلَى وَجْهِ الْاِجْتِهَادِ مِنَ الْإِمَامِ فِي أَوَّلِ مَغْنَمٍ وَفِيمَا بَعْدَهُ.

امام مالک سے پوچھا گیا کہ کیا غنیمت پہلے مال میں ہوتی ہے؟ فرمایا کہ یہ امام کے اجتہاد پر موقوف ہے اور اس میں ہمارے نزدیک امام کے اجتہاد کے سوا کوئی مقررہ قانون موجود نہیں ہے اور ہم تک ایسی کوئی بات نہیں پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے غزوات میں غنیمت کا کوئی قانون متعین فرمایا ہو سوائے غزوۂ حنین کے اور یہ بھی امام کے اجتہاد پر منحصر ہے کہ وہ پہلے مال غنیمت سے کسی کو دے یا بعد والے سے۔ ف

ف: مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ امام کے لیے مخصوص ہے۔ باقی چار حصے مجاہدین میں تقسیم کیے جاتے ہیں۔ تقسیم سے پہلے مال غنیمت سے چوری چھپے کسی چیز کا لینا خیانت شمار ہوتی ہے اور احادیث مطہرہ میں اس پر تہدید آئی ہے۔ امام اپنے پانچویں حصے میں سے کسی کو کچھ دے تو اسے نفل کہتے ہیں۔ خمس سے کسی کو کچھ دینا یا نہ دینا یہ امام کی مرضی اور تقاضائے مصلحت پر موقوف ہے۔ دوسرے کو اس پر اعتراض کا حق نہیں پہنچتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۲- بَابُ الْقَسْمِ لِلْخَيْلِ فِي الْغَزْوِ

جہاد میں گھوڑے کا حصہ

۴۵۸- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ كَانَ يَقُولُ لِلْفَرَسِ سَهْمَانِ، وَلِلرَّجُلِ سَهْمٌ. صحیح البخاری (۲۸۶۳) صحیح مسلم (۴۵۶۱)

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر بن عبد العزیز فرمایا کرتے کہ گھوڑے کے دو حصے ہیں اور آدمی کا ایک حصہ ہے۔ ف

ف: امام مالک' امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کا مذہب یہ ہے کہ غنیمت سے پیدل کا ایک حصہ اور سوار کے تین حصے ہیں' ایک اس کا اپنا اور دو حصے گھوڑے کے۔ امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک سوار کے دو حصے ہیں جیسا کہ حضرت علی' حضرت ابوموسیٰ اشعری' حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قَالَ مَالِكٌ وَلَمْ أَزَلْ أَسْمَعُ ذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ میں ہمیشہ سے یہی سنتا آیا ہوں۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ رَجُلٍ يَحْضُرُ بِأَفْرَاسٍ كَثِيرَةٍ فَهَلْ يُقْسَمُ لَهَا كُلِّهَا؟ فَقَالَ لَمْ أَسْمَعْ بِذٰلِكَ وَلَا أَرَى أَنْ يُقْسَمَ إِلَّا لِفَرَسٍ وَاحِدٍ الَّذِي يُقَاتِلُ عَلَيْهِ.

امام مالک سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو بہت سے گھوڑے لے کر شامل ہوا تو کیا اس کو سب گھوڑوں کا حصہ ملے گا؟ فرمایا کہ میں نے ایسا نہیں سنا بلکہ میرے خیال میں اسے صرف ایک گھوڑے کا حصہ ملے گا جس پر سوار ہو کر لڑتا رہا۔

قَالَ مَالِكٌ لَا أَرَى الْبَرَاذِينَ وَالْهُجُنَ إِلَّا مِنَ الْخَيْلِ لِأَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَالَ فِي كِتَابِهِ ﴿وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً﴾ (النحل ۸) وَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ﴾ (الانفال ۶۰) فَأَنَا أَرَى الْبَرَاذِينَ وَالْهُجُنَ مِنَ الْخَيْلِ إِذَا أَجَازَهَا الْوَالِي وَقَدْ قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَسُئِلَ عَنِ الْبَرَاذِينِ هَلْ فِيهَا مِنْ صَدَقَةٍ؟ فَقَالَ وَهَلْ فِي الْخَيْلِ مِنْ صَدَقَةٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ ترکی اور ہجن گھوڑے بھی گھوڑوں میں شمار ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: "اور گھوڑے اور خچر اور گدھے کہ ان پر سوار ہو اور زینت کے لیے" اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "اور ان کے لیے تیار رکھو جو قوت تمہیں بن پڑے اور جتنے گھوڑے باندھ سکو کہ ان سے ان کے دلوں میں دھاک بٹھاؤ" تو میں ترکی اور ہجن گھوڑوں کو گھوڑوں میں شمار کرتا ہوں جبکہ حاکم انہیں قبول کر لے۔ سعید بن میسب سے جب ترکی گھوڑوں میں زکوٰۃ کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: کیا ان میں زکوٰۃ ہے؟ کیا گھوڑوں میں بھی زکوٰۃ ہوتی ہے۔

۱۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْغُلُولِ

مالِ غنیمت سے کچھ چھپا لینا

۴۵۹- حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ حِينَ صَدَرَ مِنْ حُنَيْنٍ وَهُوَ يُرِيدُ الْجِعِرَّانَةَ سَأَلَهُ النَّاسُ حَتّٰى دَنَتْ بِهِ نَاقَتُهُ مِنْ شَجَرَةٍ فَتَشَبَّكَتْ بِرِدَائِهِ حَتّٰى نَزَعَتْهُ عَنْ ظَهْرِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رُدُّوا عَلَيَّ رِدَائِي أَتَخَافُونَ أَنْ لَا أَقْسِمَ بَيْنَكُمْ مَا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ مِثْلَ سَمُرِ تِهَامَةَ نَعَمًا لَقَسَمْتُهُ بَيْنَكُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُونِي بَخِيلًا وَلَا جَبَانًا وَلَا كَذَّابًا. فَلَمَّا نَزَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَامَ فِي النَّاسِ فَقَالَ أَدُّوا الْخِيَاطَ وَالْمِخْيَطَ فَإِنَّ الْغُلُولَ عَارٌ وَنَارٌ وَشَنَارٌ عَلٰى أَهْلِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. قَالَ ثُمَّ تَنَاوَلَ مِنَ الْأَرْضِ وَبَرَةً مِنْ بَعِيرٍ أَوْ شَيْئًا ثُمَّ قَالَ

عمرو بن شعیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب حنین سے واپس لوٹے اور جعرانہ کا ارادہ تھا تو لوگ سوال کرنے لگے یہاں تک کہ آپ کی اونٹنی ایک درخت کے نزدیک چلی گئی اور اس کے کانٹے چادر مبارک میں ایسے الجھے کہ وہ پشت مبارک سے ہٹ گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری چادر تو لا دو۔ کیا تمہیں اس بات کا خوف ہے کہ جب اللہ تعالیٰ مجھے مال عطا فرمائے گا تو میں تمہارے درمیان تقسیم نہیں کروں گا؟ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر اللہ تعالیٰ مجھے اتنے اونٹ مرحمت فرمائے جتنی وادیٔ تہامہ کی کنکریاں ہیں پھر بھی میں تمہارے درمیان تقسیم کردوں گا اور تم مجھے بخیل' بزدل اور جھوٹا نہیں پاؤ گے۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ سواری سے اترے تو لوگوں میں کھڑے ہو کر فرمایا: اگر کسی نے دھاگا یا سوئی بھی لے لی ہو تو

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَالِي مِمَّا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ، وَلَا مِثْلُ هٰذِهِ اِلَّا الْخُمُسُ، وَالْخُمُسُ مَرْدُوْدٌ عَلَيْكُمْ.

سنن نسائی (٤١٥٠)

لے آؤ کیونکہ بد دیانتی باعث شرم اور موجب جہنم ہے۔ ایسا کرنا قیامت میں عیب شمار ہوگا۔ پھر آپ نے زمین سے اونٹ یا کسی اور جانور کا بال اٹھا کر فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے' جو مال اللہ تعالیٰ تمہیں لڑے بھڑے بغیر عطا فرماتا ہے اس میں سے خمس کے علاوہ میرا اتنا بھی حصہ نہیں ہے اور وہ پانچواں حصہ بھی میں تم پر ہی لٹا دیتا ہوں۔

٤٦٠- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى ابْنِ حَبَّانَ، اَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ الْجُهَنِيَّ قَالَ تُوُفِّيَ رَجُلٌ يَوْمَ حُنَيْنٍ، وَاِنَّهُمْ ذَكَرُوْهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَزَعَمَ زَيْدٌ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ صَلُّوْا عَلٰى صَاحِبِكُمْ، فَتَغَيَّرَتْ وُجُوْهُ النَّاسِ لِذٰلِكَ، فَزَعَمَ زَيْدٌ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ صَاحِبَكُمْ قَدْ غَلَّ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ. فَفَتَحْنَا مَتَاعَهُ فَوَجَدْنَا خَرَزَاتٍ مِنْ خَرَزِ يَهُوْدَ مَا تُسَاوِيْنَ دِرْهَمَيْنِ.

سنن ابوداود (٢٧١٠) سنن نسائی (١٩٥٨) سنن ابن ماجه (٢٨٤٨)

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ حنین سے لوٹتے ہوئے ایک آدمی کا انتقال ہو گیا اور لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا تو حضرت زید کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھ لو۔ اس پر لوگوں کے چہروں کا رنگ بدل گیا۔ حضرت زید کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے ساتھی نے مال غنیمت میں خیانت کی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ ہم نے اس کے سامان کو کھولا تو ہم نے اس میں یہودیوں کے چند منکے پائے جن کی مالیت دو درہم ہو گی۔

٤٦١- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ اَبِيْ بُرْدَةَ الْكِنَانِيِّ، اَنَّهُ بَلَغَهُ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَتَى النَّاسَ فِيْ قَبَائِلِهِمْ يَدْعُوْ لَهُمْ، وَاَنَّهُ تَرَكَ قَبِيْلَةً مِنَ الْقَبَائِلِ، قَالَ وَاِنَّ الْقَبِيْلَةَ وَجَدُوْا فِيْ بَرْدَعَةِ رَجُلٍ مِنْهُمْ عِقْدَ جَزْعٍ غُلُوْلًا، فَاَتَاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَكَبَّرَ عَلَيْهِمْ كَمَا يُكَبِّرُ عَلَى الْمَيِّتِ.

عبداللہ بن مغیرہ بن ابو بردہ کنانی کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ مختلف قبائل کے لوگوں کے پاس دعا کرنے کے لیے تشریف لے گئے لیکن ایک قبیلے والوں کے پاس تشریف نہ لے گئے اور فرمایا کہ اس قبیلے کے ایک آدمی کے بستر تلے سے عقیق کا ایک ہار برآمد ہوا تھا جو بد دیانتی سے رکھا تھا' پس رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے اور اس طرح تکبیر کہی جیسے مردے پر کہتے ہیں۔ ف

ف: معلوم ہوا کہ جو لوگ خیانت کریں یا خلاف شرع کاموں کا ارتکاب کرتے رہیں اور سمجھانے والوں کی فہمائش پر کان نہ دھریں' اثر نہ لیں اور بے راہ روی پر قائم رہیں' وہ اپنے آپ کو خواہ کتنا ہی عقل مند کیوں نہ شمار کریں اور دوسرے لوگ انہیں دانا و بینا ہی کیوں نہ کہیں لیکن حقیقت میں وہ زندہ نہیں بلکہ مردوں جیسے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

٤٦٢- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدِّيْلِيِّ، عَنْ اَبِي الْغَيْثِ سَالِمٍ مَوْلَى ابْنِ مُطِيْعٍ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ خَيْبَرَ، فَلَمْ نَغْنَمْ ذَهَبًا، وَلَا وَرِقًا اِلَّا الْاَمْوَالَ، الثِّيَابَ وَالْمَتَاعَ. قَالَ فَاَهْدٰى رِفَاعَةُ بْنُ زَيْدٍ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیبر کی جانب نکلے تھے۔ ہمیں غنیمت میں سونا چاندی حاصل نہیں ہوا بلکہ باغات' کپڑے اور دیگر سامان ملا تھا۔ پس رفاعہ بن زید نے رسول اللہ ﷺ کو ایک سیاہ غلام تحفے کے طور پر دیا جس کو مدعم کہا جاتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ وادی

غُلَامًا أَسْوَدَ يُقَالُ لَهُ مِدْعَمٌ، فَوَجَّهَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى وَادِي الْقُرَى، حَتَّى إِذَا كُنَّا بِوَادِي الْقُرَى بَيْنَمَا مِدْعَمٌ يَحُطُّ رَحْلَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِذْ جَاءَهُ سَهْمٌ عَائِرٌ فَأَصَابَهُ فَقَتَلَهُ، فَقَالَ النَّاسُ هَنِيئًا لَهُ الْجَنَّةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَلَّا، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ الشَّمْلَةَ الَّتِي أَخَذَ يَوْمَ خَيْبَرَ مِنَ الْمَغَانِمِ لَمْ تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ لَتَشْتَعِلُ عَلَيْهِ نَارًا. قَالَ فَلَمَّا سَمِعَ النَّاسُ ذَلِكَ جَاءَ رَجُلٌ بِشِرَاكٍ، أَوْ شِرَاكَيْنِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ شِرَاكٌ، أَوْ شِرَاكَانِ مِنْ نَارٍ.

صحیح البخاری (۶۷۰۷) صحیح مسلم (۳۰۶)

قری کی جانب روانہ ہو گئے۔ یہاں تک کہ جب وادی القریٰ میں جا پہنچے تو مدعم رسول اللہ ﷺ کے پالان کو درست کرنے لگا۔ اچانک ایک بے نشانہ تیر اسے آ لگا اور وہ جاں بحق ہو گیا۔ لوگوں نے کہا کہ اسے جنت مبارک ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہے، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، خیبر کے مال غنیمت سے اس نے جو کمبل لیا تھا وہ اسے تقسیم میں نہیں ملا تھا، وہ آگ بن کر اس پر بھڑک رہا ہے۔ جب لوگوں نے یہ بات سنی تو ایک آدمی جوتے کا ایک تسمہ یا دو تسمے لے آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ تسمہ یا تسمے بھی آگ میں تھے۔

[٥٢٤] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ قَالَ مَا ظَهَرَ الْغُلُولُ فِي قَوْمٍ قَطُّ، إِلَّا أُلْقِيَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبُ، وَلَا فَشَا الزِّنَا فِي قَوْمٍ قَطُّ، إِلَّا كَثُرَ فِيهِمُ الْمَوْتُ، وَلَا نَقَصَ قَوْمٌ الْمِكْيَالَ، وَالْمِيزَانَ إِلَّا قُطِعَ عَنْهُمُ الرِّزْقُ، وَلَا حَكَمَ قَوْمٌ بِغَيْرِ الْحَقِّ، إِلَّا فَشَا فِيهِمُ الدَّمُ، وَلَا خَتَرَ قَوْمٌ بِالْعَهْدِ، إِلَّا سَلَّطَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ الْعَدُوَّ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جو قوم مال غنیمت سے چوری کرتی ہے اس کے دلوں میں رعب ڈال دیا جاتا ہے اور جس قوم میں زنا پھیل جاتا ہے اس میں اموات کی کثرت ہو جاتی ہے اور جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے اس کا رزق منقطع ہو جاتا ہے اور جو قوم انصاف نہیں کرتی اس میں خونریزی پھیل جاتی ہے اور جو قوم عہد شکنی کرتی ہے اس پر دشمن کو مسلط کر دیا جاتا ہے۔

١٤- بَابُ الشُّهَدَاءِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

راہِ خدا میں شہادت پانا

٤٦٣- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوَدِدْتُ أَنِّي أُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَأُقْتَلُ، ثُمَّ أُحْيَا فَأُقْتَلُ، ثُمَّ أُحْيَا فَأُقْتَلُ. فَكَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يَقُولُ ثَلَاثًا أَشْهَدُ بِاللَّهِ. صحیح البخاری (۷۲۲۶) صحیح مسلم (۴۸۴۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں لڑوں اور قتل کیا جاؤں۔ پھر زندہ ہو کر لڑوں اور قتل کیا جاؤں۔ پھر زندہ ہو کر لڑوں اور قتل کیا جاؤں۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آپ نے تین مرتبہ ایسا فرمایا۔

٤٦٤- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ يَضْحَكُ اللَّهُ إِلَى رَجُلَيْنِ يَقْتُلُ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ كِلَاهُمَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ، يُقَاتِلُ هَذَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيُقْتَلُ، ثُمَّ يَتُوبُ اللَّهُ عَلَى الْقَاتِلِ، فَيُقَاتِلُ فَيُسْتَشْهَدُ.

صحیح البخاری (۲۸۲۶) صحیح مسلم (۴۸۶۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دو شخص ایسے ہوں گے کہ جن پر اللہ تعالیٰ ہنسے گا (اپنی شان کے مطابق) ان میں سے ایک نے دوسرے کو قتل کیا ہو گا لیکن دونوں جنت میں داخل ہوں گے۔ ایک نے راہِ خدا میں جہاد کیا اور قتل ہوا۔ پھر قاتل نے اللہ سے توبہ کی، جہاد کیا اور شہادت پائی۔

٤٦٥- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُكْلَمُ أَحَدٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُكْلَمُ فِي سَبِيلِهِ، إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَجُرْحُهُ يَثْعَبُ دَمًا، اللَّوْنُ لَوْنُ الدَّمِ وَالرِّيحُ رِيحُ الْمِسْكِ. صحیح البخاری (۲۸۰۳) صحیح مسلم (۴۸۳۹)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، نہیں ہوتا کوئی اللہ کی راہ میں زخمی اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کون اس کی راہ میں زخمی ہوتا ہے مگر وہ قیامت کے روز اس حالت میں آئے گا کہ اس کے زخم سے خون بہتا ہوگا۔ اس کا رنگ تو خون جیسا ہوگا اور اس کی خوشبو مشک کی طرح ہوگی۔

[۵۲۵] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَقُولُ اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَتْلِي بِيَدِ رَجُلٍ صَلَّى لَكَ سَجْدَةً وَاحِدَةً يُحَاجُّنِي بِهَا عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ! مجھے اس شخص کے ہاتھوں قتل نہ کرانا جس نے تجھے ایک بھی سجدہ کیا ہو ورنہ قیامت کے روز اس کی وجہ سے تیرے ساتھ جھگڑے گا۔

۴۶۶- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا مُقْبِلًا غَيْرَ مُدْبِرٍ أَيُكَفِّرُ اللَّهُ عَنِّي خَطَايَايَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَعَمْ. فَلَمَّا أَدْبَرَ الرَّجُلُ نَادَاهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، أَوْ أَمَرَ بِهِ فَنُودِيَ لَهُ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَيْفَ قُلْتَ؟ فَأَعَادَ عَلَيْهِ قَوْلَهُ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ نَعَمْ، إِلَّا الدَّيْنَ، كَذَلِكَ قَالَ لِي جِبْرِيلُ.
صحیح مسلم (۴۸۵۷-۴۸۵۸)

حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ! اگر میں صبر کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے اللہ کی راہ میں لڑتا ہوا قتل کیا جاؤں اور دشمن کے مقابلے سے پیٹھ نہ پھیری ہو تو کیا اللہ تعالیٰ میرے گناہوں کو معاف فرما دے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں۔ جب وہ چلا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے بلایا یا حکم دیا اور اسے بلایا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ تم نے کیا کہا تھا؟ اس نے اپنی بات دہرا دی تو نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا کہ قرض معاف نہ ہوگا کیونکہ مجھے جبرئیل نے بتایا ہے۔

۴۶۷- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِشُهَدَاءِ أُحُدٍ هَؤُلَاءِ أَشْهَدُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ أَلَسْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِإِخْوَانِهِمْ أَسْلَمْنَا كَمَا أَسْلَمُوا، وَجَاهَدْنَا كَمَا جَاهَدُوا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَلَى، وَلَكِنْ لَا أَدْرِي مَا تُحْدِثُونَ بَعْدِي. فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ بَكَى، ثُمَّ قَالَ أَئِنَّا لَكَائِنُونَ بَعْدَكَ؟

ابوالنضر کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے شہدائے احد کے متعلق فرمایا کہ ان کا گواہ میں ہوں۔ حضرت ابوبکر صدیق عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! کیا ہم ان کے بھائی نہیں ہیں؟ ہم بھی اسی طرح اسلام لائے جیسے وہ، ہم نے بھی اسی طرح جہاد کیا جیسے انہوں نے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں لیکن مجھے نہیں معلوم کہ میرے بعد تم کیا کرو گے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر رو پڑے پھر روئے اور عرض گزار ہوئے کہ کیا ہم آپ کے بعد زندہ رہیں گے؟

۴۶۸- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَالِسًا وَقَبْرٌ يُحْفَرُ بِالْمَدِينَةِ، فَاطَّلَعَ رَجُلٌ فِي الْقَبْرِ، فَقَالَ بِئْسَ مَضْجَعُ الْمُؤْمِنِ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے اور مدینہ منورہ میں ایک قبر کھودی جا رہی تھی، ایک آدمی نے قبر میں جھانک کر کہا کہ یہ مومن کے لیے بری جگہ ہے۔ پس

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِئْسَ مَا قُلْتَ. فَقَالَ الرَّجُلُ إِنِّيْ لَمْ أُرِدْ هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنَّمَا أَرَدْتُ الْقَتْلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا مِثْلَ لِلْقَتْلِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، مَا عَلَى الْأَرْضِ بُقْعَةٌ هِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يَكُوْنَ قَبْرِيْ بِهَا مِنْهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، يَعْنِي الْمَدِيْنَةَ.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے بری بات کہی۔ وہ عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! میری یہ مراد نہیں بلکہ میرا مقصد یہ تھا کہ راہِ خدا میں شہادت پاتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ راہِ خدا میں قتل ہونے کی تو بات ہی کیا ہے لیکن دنیا بھر میں زمین کا کوئی ٹکڑا ایسا نہیں جو مجھے اپنی قبر کے لیے مدینہ منورہ سے زیادہ پسند ہو۔ یہ تین مرتبہ فرمایا۔

۱۵- بَابُ مَا تَكُوْنُ فِيْهِ الشَّهَادَةُ

شہادت کی آرزو

[۵۲۶] أَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ شَهَادَةً فِيْ سَبِيْلِكَ، وَوَفَاةً بِبَلَدِ رَسُوْلِكَ.

صحیح البخاری (۱۸۹۰)

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں دعا کیا کرتے: اے اللہ! میں تجھ سے تیری راہ میں شہادت اور تیرے رسول کے شہر میں وفات مانگتا ہوں۔

[۵۲۷] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ كَرَمُ الْمُؤْمِنِ تَقْوَاهُ، وَدِيْنُهُ حَسَبُهُ، وَمُرُوْءَتُهُ خُلُقُهُ، وَالْجُرْأَةُ، وَالْجُبْنُ غَرَائِزُ يَضَعُهَا اللّٰهُ حَيْثُ شَاءَ، فَالْجَبَانُ يَفِرُّ عَنْ أَبِيْهِ وَأُمِّهِ، وَالْجَرِيْءُ يُقَاتِلُ عَمَّا لَا يَؤُوْبُ بِهِ إِلٰى رَحْلِهِ، وَالْقَتْلُ حَتْفٌ مِنَ الْحُتُوْفِ، وَالشَّهِيْدُ مَنِ احْتَسَبَ نَفْسَهُ عَلَى اللّٰهِ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: مومن کی عزت تقویٰ سے ہے، دین اس کا حسب و نسب ہے، مروت اس کا خلق ہے، بہادری اور بزدلی ایسی خصلتیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ جہاں چاہے رکھے۔ بزدل اپنے والدین کو بھی چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے اور بہادر اس سے بھی لڑتا ہے جس کے متعلق علم ہو کہ گھر نہیں لوٹنے دے گا اور لڑائی بھی ایک موت ہے اور شہید وہ ہے جو اپنی جان اللہ کے سپرد کر دے۔

۱۶- بَابُ الْعَمَلِ فِيْ غُسْلِ الشَّهِيْدِ

شہید کے غسل کا بیان

[۵۲۸] أَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ غُسِّلَ، وَكُفِّنَ، وَصُلِّيَ عَلَيْهِ، وَكَانَ شَهِيْدًا يَرْحَمُهُ اللّٰهُ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر غسل و کفن دیئے گئے اور ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی حالانکہ وہ شہید تھے۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔

[۵۲۹] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ أَهْلِ الْعِلْمِ، أَنَّهُمْ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ الشُّهَدَاءُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يُغَسَّلُوْنَ، وَلَا يُصَلّٰى عَلٰى أَحَدٍ مِنْهُمْ، وَإِنَّهُمْ يُدْفَنُوْنَ فِي الثِّيَابِ الَّتِيْ قُتِلُوْا فِيْهَا.

امام مالک کو اہلِ علم حضرات سے یہ بات پہنچی کہ وہ فرمایا کرتے: اللہ کی راہ میں شہید ہونے والوں کو نہ غسل دیا جائے اور نہ ان میں سے کسی پر نماز جنازہ پڑھی جائے اور وہ ان کپڑوں میں ہی دفن کیے جاتے ہیں جن میں شہادت پائی ہو۔

قَالَ مَالِكٌ وَتِلْكَ السُّنَّةُ فِيْمَنْ قُتِلَ فِي الْمُعْتَرَكِ، فَلَمْ يُدْرَكْ حَتّٰى مَاتَ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ طریقہ ان شہداء کے بارے میں ہے جنہیں میدانِ کارزار میں مردہ پایا جائے۔

قَالَ وَأَمَّا مَنْ حُمِلَ مِنْهُمْ، فَعَاشَ مَا شَاءَ اللّٰهُ بَعْدَ ذٰلِكَ، فَإِنَّهُ يُغَسَّلُ، وَيُصَلّٰى عَلَيْهِ كَمَا عُمِلَ بِعُمَرَ بْنِ

فرمایا کہ جس کو میدان سے اٹھا کر لایا گیا پھر وہ زندہ رہا جتنی دیر اللہ نے چاہا تو اس کو غسل دیا جائے گا اور اس پر نماز پڑھی

الْخَطَّابِ.

۱۷ - بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الشَّيْءِ يُجْعَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ

[۵۳۰] اثر - حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَحْمِلُ فِي الْعَامِ الْوَاحِدِ عَلٰى أَرْبَعِينَ أَلْفَ بَعِيرٍ، يَحْمِلُ الرَّجُلَ إِلَى الشَّامِ عَلٰى بَعِيرٍ، وَيَحْمِلُ الرَّجُلَيْنِ إِلَى الْعِرَاقِ عَلٰى بَعِيرٍ، فَجَاءَهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ، فَقَالَ احْمِلْنِي وَسُحَيْمًا، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ نَشَدْتُكَ اللّٰهَ أَسُحَيْمٌ زِقٌّ؟ قَالَ لَهُ نَعَمْ.

۱۸ - بَابُ التَّرْغِيبِ فِي الْجِهَادِ

۴۶۹ - حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا ذَهَبَ إِلَى قُبَاءٍ يَدْخُلُ عَلٰى أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ فَتُطْعِمُهُ، وَكَانَتْ أُمُّ حَرَامٍ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، فَدَخَلَ عَلَيْهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا فَأَطْعَمَتْهُ، وَجَلَسَتْ تَفْلِي فِي رَأْسِهِ، فَنَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ، قَالَتْ فَقُلْتُ مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيلِ اللّٰهِ يَرْكَبُونَ ثَبَجَ هٰذَا الْبَحْرِ مُلُوكًا عَلَى الْأَسِرَّةِ، أَوْ مِثْلَ الْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ، (يَشُكُّ إِسْحَاقُ) قَالَتْ فَقُلْتُ لَهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ. فَدَعَا لَهَا، ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ فَنَامَ، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ يَضْحَكُ. قَالَتْ فَقُلْتُ لَهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا يُضْحِكُكَ؟ قَالَ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيلِ اللّٰهِ مُلُوكًا عَلَى الْأَسِرَّةِ، أَوْ مِثْلَ الْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ. كَمَا قَالَ فِي الْأُولٰى. قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ. فَقَالَ أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِينَ. قَالَ فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ فِي زَمَانِ مُعَاوِيَةَ، فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِينَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ،

جائے گی جیسا کہ حضرت عمر کے ساتھ کیا گیا۔

راہِ خدا میں دھوکا دینا برا ہے

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سالانہ چالیس ہزار اونٹ سواری کے لیے دیتے۔ شام کی طرف جانے والے ہر آدمی کو ایک اونٹ اور عراق کی طرف جانے والے دو آدمیوں کو ایک اونٹ۔ ایک عراقی آ کر عرض گزار ہوا کہ مجھے اور سحیم کو ایک اونٹ دے دیجئے۔ حضرت عمر نے اس سے فرمایا: میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ سحیم سے تمہاری مراد زق ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔

جہاد کی ترغیب کا بیان

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب قباء کی طرف جاتے تو حضرت ام حرام بنت ملحان کے پاس تشریف لے جاتے اور وہ آپ کو کھانا کھلاتیں جو حضرت عبادہ بن صامت کے نکاح میں تھیں۔ ایک روز رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے تو انہوں نے کھانا کھلایا اور آپ کے گیسوئے مبارک درست کرنے لگیں تو رسول اللہ ﷺ سو گئے۔ جب بیدار ہوئے تو ہنس رہے تھے۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں عرض گزار ہوئی: یا رسول اللہ ﷺ! کس چیز نے آپ کو ہنسایا؟ فرمایا کہ مجھے امت کے کچھ لوگ دکھائے گئے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لیے اس سمندر کی پیٹھ پر سوار ہیں جیسے بادشاہ تخت پر یا بادشاہوں کی طرح جو تختوں پر ہوں۔ وہ فرماتی ہیں: میں عرض گزار ہوئی کہ یا رسول اللہ! دعا کیجئے اللہ تعالیٰ مجھے ان میں شامل فرمالے۔ آپ نے ان کے لیے دعا کی اور پھر سر مبارک رکھ کر سو گئے۔ پھر ہنستے ہوئے بیدار ہوئے۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں عرض گزار ہوئی: یا رسول اللہ! آپ کس بات پر ہنسے؟ فرمایا کہ مجھے میری امت کے کچھ غازی دکھائے گئے جو ایسے بیٹھے ہیں جیسے بادشاہ تخت پر۔ یہ عرض گزار ہوئیں کہ یا رسول اللہ! دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان میں شامل فرمالے۔ فرمایا کہ تم پہلی جماعت میں ہو۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت معاویہ کے زمانہ میں انہوں نے

فَهَلَكَتْ. صحیح البخاری (۲۷۸۸) صحیح مسلم (۴۹۱۱)

سمندری سفر کیا اور جب سمندر سے نکلیں تو اپنی سواری سے گر کر جاں بحق ہو گئیں۔

۴۷۰- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَوْ لَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَحْبَبْتُ أَنْ لَا أَتَخَلَّفَ عَنْ سَرِيَّةٍ تَخْرُجُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَلَكِنِّي لَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ، وَلَا يَجِدُونَ مَا يَتَحَمَّلُونَ عَلَيْهِ فَيَخْرُجُونَ، وَيَشُقُّ عَلَيْهِمْ أَنْ يَتَخَلَّفُوا بَعْدِي، فَوَدِدْتُ أَنِّي أُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَأُقْتَلُ، ثُمَّ أُحْيَا فَأُقْتَلُ، ثُمَّ أُحْيَا فَأُقْتَلُ. صحیح البخاری (۲۹۷۲) صحیح مسلم (۴۸۳۶-۴۸۳۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میری امت پر گراں نہ گزرتا تو میں پسند کرتا کہ اللہ کی راہ میں کسی سریہ کے نکلتے وقت پیچھے نہ رہتا لیکن نہ میرے پاس اتنی سواریاں ہیں کہ تمام لوگوں کو سوار کر سکوں اور نہ جہاد کرنے کے لیے انہیں اتنی سواریاں میسر ہیں اور یہ بھی ان پر گراں گزرتا اگر میں انہیں چھوڑ کر چلا جاتا ورنہ میں تو یہی چاہتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں لڑوں اور قتل کیا جاؤں پھر جلایا جاؤں اور قتل کیا جاؤں پھر جلایا جاؤں اور قتل کیا جاؤں۔

۴۷۱- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ يَأْتِينِي بِخَبَرِ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيِّ؟ فَقَالَ رَجُلٌ أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ. فَذَهَبَ الرَّجُلُ يَطُوفُ بَيْنَ الْقَتْلَى، فَقَالَ لَهُ سَعْدُ بْنُ الرَّبِيعِ مَا شَأْنُكَ؟ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ بَعَثَنِي إِلَيْكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِآتِيَهُ بِخَبَرِكَ. قَالَ فَاذْهَبْ إِلَيْهِ فَاقْرَأْهُ مِنِّي السَّلَامَ، وَأَخْبِرْهُ أَنِّي قَدْ طُعِنْتُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ طَعْنَةً، وَأَنِّي قَدْ أُنْفِذَتْ مَقَاتِلِي، وَأَخْبِرْ قَوْمَكَ أَنَّهُ لَا عُذْرَ لَهُمْ عِنْدَ اللَّهِ إِنْ قُتِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَوَاحِدٌ مِنْهُمْ حَيٌّ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ احد کے روز فرمایا کہ کون ہے جو مجھے سعد بن ربیع انصاری کی خبر لا کر دے؟ ایک شخص عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ! میں، پس وہ گیا اور لاشوں میں پھرتا رہا۔ حضرت سعد بن ربیع نے اس سے کہا: کیا بات ہے؟ وہ آدمی کہنے لگا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے آپ کی خبر لانے کے لیے بھیجا ہے، فرمایا کہ جا کر حضور کی خدمت میں میرا سلام عرض کرنا اور بتانا کہ مجھے برچھی کے بارہ زخم آئے جو کاری ہیں اور اپنی قوم کو یہ بتا دینا کہ اللہ تعالیٰ کے حضور تمہارا کوئی عذر قابلِ قبول نہ ہوگا اگر تمہارا ایک آدمی بھی زندہ رہا اور رسول اللہ ﷺ شہید کر دیئے گئے۔ف

ف: شمعِ رسالت کو اپنے پروانوں سے اتنا پیار کہ حضرت سعد بن ربیع کا حال معلوم کرنے کے لیے حضرت ابی بن کعب کو بھیجا۔ پروانے اس درجہ فنافی الرسول ہیں کہ دمِ واپسیں جب کہ زخموں سے نڈھال ہو کر عازمِ جنت ہو رہے ہیں، لیکن قوم کے نام پیغام بھیجتے ہیں کہ اگر تمہارا ایک فرد بھی زندہ رہے اور اس کی موجودگی میں حبیبِ خدا کو کوئی ٹھیس پہنچ گئی تو بارگاہِ خداوندی میں تمہارا کوئی عذر قابلِ قبول نہ ہوگا۔ سبحان اللہ! یہ ہیں شمعِ رسالت پر ایمان لانے والے اور یہ ہیں دنیا کو ایمان کی حقیقت بتانے والے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

۴۷۲- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَغَّبَ فِي الْجِهَادِ، وَذَكَرَ الْجَنَّةَ، وَرَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يَأْكُلُ تَمَرَاتٍ فِي يَدِهِ، فَقَالَ إِنِّي لَحَرِيصٌ عَلَى الدُّنْيَا إِنْ جَلَسْتُ حَتَّى أَفْرُغَ مِنْهُنَّ، فَرَمَى مَا فِي يَدِهِ، فَحَمَلَ بِسَيْفِهِ، فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جہاد کی رغبت دلائی اور جنت کا ذکر فرمایا۔ اس وقت ایک انصاری ہاتھ میں لے کر کھجوریں کھا رہا تھا۔ فرمایا کہ اگر میں ان سے فارغ ہونے تک بیٹھا رہا تو گویا دنیا کا لالچ کیا۔ پس ہاتھ کی کھجوریں پھینک دیں۔ تلوار سنبھالی، لڑے اور جام شہادت نوش کر گئے۔ف

صحیح البخاری (٤٠٤٦) صحیح مسلم (٤٨٩٠)

ف: سبحان اللہ! آخرت پر یقین ہو تو ایسا ہو کہ میدانِ کارزار میں مصروفِ جہاد ہیں' بھوک نے مجبور کیا تو ایک صحابی ذرا فرصت ملتے ہی چند کھجوریں ہاتھ میں لے کر کھانے لگے۔ زبانِ رسالت سے جنت کا ذکر سنتے ہیں تو فوراً دل میں خیال آتا ہے کہ جو کام میں کر رہا ہوں یہ تو میرے جنت کے درمیان حائل ہے اور اس وقت تک حائل رہے گا جب تک میں اس میں مصروف رہوں گا۔ فوراً کھجوریں پھینک کر معرکہ آراء ہو گئے اور تھوڑی ہی دیر میں جامِ شہادت سے اپنی پیاس بجھا کر دلی مراد پا گئے' جب مسلمانوں میں اعلائے کلمۃ الحق کی خاطر یہ جاں فروشی اور آرام وراحت سے وہ دست برداری رہی تو کامیابی دنیا کے ہر میدان میں ان کے قدم چومتی رہی اور جب کہ معاملہ برعکس ہو گیا تو نتیجہ بھی اس کے برعکس برآمد نہ ہوتو اور کیا ہو؟ شاعرِ مشرق ڈاکٹر اقبال مرحوم بھی تو یہی فرما گئے ہیں:

میں تجھ کو بتاتا ہوں تقدیرِ امم کیا ہے
شمشیر و سناں اوّل طاؤس و رباب آخر

٤٧٣- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، أَنَّهُ قَالَ الْغَزْوُ غَزْوَانِ، فَغَزْوٌ تُنْفَقُ فِيهِ الْكَرِيمَةُ، وَيُيَاسَرُ فِيهِ الشَّرِيكُ، وَيُطَاعُ فِيهِ ذُو الْأَمْرِ، وَيُجْتَنَبُ فِيهِ الْفَسَادُ، فَذَلِكَ الْغَزْوُ خَيْرٌ كُلُّهُ، وَغَزْوٌ لَا تُنْفَقُ فِيهِ الْكَرِيمَةُ، وَلَا يُيَاسَرُ فِيهِ الشَّرِيكُ، وَلَا يُطَاعُ فِيهِ ذُو الْأَمْرِ، وَلَا يُجْتَنَبُ فِيهِ الْفَسَادُ، فَذَلِكَ الْغَزْوُ لَا يَرْجِعُ صَاحِبُهُ كَفَافًا

سنن ابوداؤد (٢٥١٥) سنن نسائی (٣١٨٨)

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جہاد دو قسم کا ہے۔ ایک جہاد وہ جس پر اچھا مال خرچ کیا جائے' ساتھی کی مدد کی جائے' امیرِ لشکر کی اطاعت کی جائے اور فساد سے اجتناب کیا جائے تو یہ جہاد سارا ہی بہتر ہے اور دوسرا جہاد وہ جس میں اچھا مال خرچ نہ کیا جائے' ساتھی کی مدد نہ کی جائے' امیرِ لشکر کی اطاعت نہ کی جائے اور فساد سے نہ بچا جائے تو ایسے جہاد میں جس طرح آدمی گیا تھا اسی طرح لوٹ آنا بھی مشکل ہے۔

١٩- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخَيْلِ وَالْمُسَابَقَةِ بَيْنَهَا وَالنَّفَقَةِ فِي الْغَزْوِ

گھوڑوں' گھڑ دوڑ اور راہِ خدا میں خرچ کرنے کا بیان

٤٧٤- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ الْخَيْلُ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

صحیح البخاری (٢٨٤٩) صحیح مسلم (٤٨٢٢)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بھلائی قیامت تک گھوڑوں کی پیشانیوں سے وابستہ ہے۔

٤٧٥- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي قَدْ أُضْمِرَتْ مِنَ الْحَفْيَاءِ، وَكَانَ أَمَدُهَا ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ، وَسَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي لَمْ تُضَمَّرْ مِنَ الثَّنِيَّةِ إِلَى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ، وَأَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ مِمَّنْ سَابَقَ بِهَا. صحیح البخاری (٤٢٠) صحیح مسلم (٤٨٢٠)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تیار کردہ گھوڑوں کی رسول اللہ ﷺ نے حفیاء سے ثنیۃ الوداع تک دوڑ کروائی اور جنہیں تیار نہیں کیا گیا تھا ان کی ثنیۃ الوداع سے بنی زریق کی مسجد تک دوڑ کروائی گئی اور حضرت عبداللہ بن عمر نے بھی اس میں حصہ لیا تھا۔

[٥٣١] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ

یحییٰ بن سعید نے سعید بن مسیب کو فرماتے سنا کہ گھڑ دوڑ کی

سَعِيدٍ، أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ لَيْسَ بِرِهَانِ الْخَيْلِ بَأْسٌ إِذَا دَخَلَ فِيهَا مُحَلِّلٌ، فَإِنْ سَبَقَ أَخَذَ السَّبَقَ، وَإِنْ سُبِقَ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ شَيْءٌ.

شرط میں کوئی حرج نہیں جبکہ تیسرا آدمی فیصلے کے لیے رکھ لیا جائے۔ اگر ایک آدمی آگے نکل جائے تو انعام حاصل کر لے اور اگر پیچھے رہ جائے تو اسے کچھ دینا نہ پڑے۔

۴۷۶- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رُئِيَ وَهُوَ يَمْسَحُ وَجْهَ فَرَسِهِ بِرِدَائِهِ، فَسُئِلَ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ إِنِّي عُوتِبْتُ اللَّيْلَةَ فِي الْخَيْلِ

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو دیکھا گیا کہ اپنے گھوڑے کا منہ اپنی چادر سے صاف فرما رہے تھے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا: رات مجھ پر گھوڑے کے متعلق عتاب فرمایا گیا۔

۴۷۷- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حِينَ خَرَجَ إِلَى خَيْبَرَ أَتَاهَا لَيْلًا، وَكَانَ إِذَا أَتَى قَوْمًا بِلَيْلٍ لَمْ يُغِرْ حَتَّى يُصْبِحَ، فَخَرَجَتْ يَهُودُ بِمَسَاحِيهِمْ وَمَكَاتِلِهِمْ، فَلَمَّا رَأَوْهُ قَالُوا مُحَمَّدٌ وَاللَّهِ مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيسُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اللَّهُ أَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ، إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ، فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ.

صحیح البخاری (۲۹۴۵) صحیح مسلم (۳۴۸۲-۴۶۴۱-۴۶۴۲)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ خیبر کی جانب روانہ ہوئے اور رات کے وقت پہنچے اور آپ جب کسی قوم کے پاس رات میں پہنچتے تو صبح ہونے تک جنگ شروع نہ کرتے۔ چنانچہ یہودی اپنی کسیاں اور زنبیلیں لے کر نکلے۔ جب انہوں نے دیکھا تو کہنے لگے: محمد خدا کی قسم! محمد اور فوج۔ پس رسول اللہ ﷺ نے تکبیر کہتے ہوئے فرمایا: ہم جب کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو ڈرائے گئے لوگوں کے برے دن آ جاتے ہیں۔

۴۷۸- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ عَوْفٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ نُودِيَ فِي الْجَنَّةِ يَا عَبْدَ اللَّهِ هَذَا خَيْرٌ، فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا عَلَى مَنْ يُدْعَى مِنْ هَذِهِ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ، فَهَلْ يُدْعَى أَحَدٌ مِنْ هَذِهِ الْأَبْوَابِ كُلِّهَا؟ قَالَ نَعَمْ، وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ.

صحیح البخاری (۱۸۹۷) صحیح مسلم (۲۳۶۸-۲۳۶۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ کی راہ میں کسی چیز کا جوڑا خرچ کرے تو جنت سے آواز دی جاتی ہے کہ اے اللہ کے بندے! بھلائی یہ ہے۔ جو نمازی ہوگا اسے باب الصلوٰۃ سے بلایا جائے گا، جو مجاہد ہوگا اسے باب الجہاد سے بلایا جائے گا، جو خیرات زیادہ کرے گا اسے باب الصدقہ سے بلایا جائے گا اور روزے رکھنے والے کو باب الریان سے بلایا جائے گا۔ حضرت ابو بکر صدیق عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! جو ان دروازوں سے بلایا گیا اسے پھر کیا پروا۔ کیا کوئی ایسا بھی ہے جس کو تمام دروازوں سے بلایا جائے گا؟ فرمایا: ہاں امید ہے کہ تم ان لوگوں میں سے ہو۔ (یعنی تمہیں جنت کے ہر ایک دروازے سے بلایا جائے گا)

۲۰- بَابُ إِحْرَازِ مَنْ أَسْلَمَ مِنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ أَرْضَهُ

ذمیوں میں سے مسلمان ہو جانے والے کی زمین کا بیان

سُئِلَ مَالِكٌ عَنْ إِمَامٍ قَبِلَ الْجِزْيَةَ مِنْ قَوْمٍ،

امام مالک سے پوچھا گیا کہ امام نے ایک قوم پر جزیہ مقرر

فَكَانُوا يُعْطُونَهَا أَرَأَيْتَ مَنْ أَسْلَمَ مِنْهُمْ أَتَكُونُ لَهُ أَرْضُهُ، أَوْ تَكُونُ لِلْمُسْلِمِينَ وَيَكُونُ لَهُمْ مَالُهُ؟ فَقَالَ مَالِكٌ ذٰلِكَ يَخْتَلِفُ، أَمَّا أَهْلُ الصُّلْحِ، فَإِنَّ مَنْ أَسْلَمَ مِنْهُمْ فَهُوَ أَحَقُّ بِأَرْضِهِ وَمَالِهِ، وَأَمَّا أَهْلُ الْعَنْوَةِ الَّذِينَ أُخِذُوا عَنْوَةً فَمَنْ أَسْلَمَ مِنْهُمْ، فَإِنَّ أَرْضَهُ وَمَالَهُ لِلْمُسْلِمِينَ. لِأَنَّ أَهْلَ الْعَنْوَةِ قَدْ غُلِبُوا عَلٰى بِلَادِهِمْ وَصَارَتْ فَيْئًا لِلْمُسْلِمِينَ، وَأَمَّا أَهْلُ الصُّلْحِ، فَإِنَّهُمْ قَدْ مَنَعُوا أَمْوَالَهُمْ وَأَنْفُسَهُمْ حَتّٰى صَالَحُوا عَلَيْهَا، فَلَيْسَ عَلَيْهِمْ إِلَّا مَا صَالَحُوا عَلَيْهِ.

کیا ان میں سے ایک آدمی مسلمان ہو گیا تو کیا وہ اپنی زمین کا مالک ہوگا یا وہ مسلمانوں کی ملکیت ہوگی اور اس کا مال بھی؟ امام مالک نے فرمایا کہ اس کی مختلف صورتیں ہیں۔ اگر اس قوم سے صلح ہے تو ان میں سے جو مسلمان ہوگا وہ اپنی زمین اور مال کا زیادہ حق دار ہے اور اگر ان سے جنگ ہوئی اور تلوار کے ذریعے زیر کیے گئے تو اس کی زمین اور مال مسلمانوں کا ہوگا کیونکہ دشمنی رکھنے والے اپنے شہروں پر مسلط رہ کر مسلمانوں کے لیے مصیبت کا باعث بنتے رہے اور صلح کر لینے والوں نے اپنے مالوں اور جانوں کو محفوظ کر لیا یہاں تک کہ صلح کر لی تو ان پر کچھ نہیں مگر جن شرائط پر صلح ہوئی۔

۲۱- بَابُ الدَّفْنِ فِي قَبْرٍ وَّاحِدٍ مِّنْ ضُرُورَةٍ وَإِنْفَاذُ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عِدَةَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

دو یا زیادہ افراد کو ایک قبر میں دفن کرنا نیز حضور کا وعدہ پورا کرنا

[۵۳۲] أَثَرٌ- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عَمْرَو بْنَ الْجَمُوحِ، وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو الْأَنْصَارِيَّيْنِ ثُمَّ السَّلَمِيَّيْنِ كَانَا قَدْ حَفَرَ السَّيْلُ قَبْرَهُمَا، وَكَانَ قَبْرُهُمَا مِمَّا يَلِي السَّيْلَ، وَكَانَا فِي قَبْرٍ وَاحِدٍ، وَهُمَا مِمَّنِ اسْتُشْهِدَ يَوْمَ أُحُدٍ، فَحُفِرَ عَنْهُمَا لِيُغَيَّرَا مِنْ مَكَانِهِمَا، فَوُجِدَا لَمْ يَتَغَيَّرَا كَأَنَّهُمَا مَاتَا بِالْأَمْسِ، وَكَانَ أَحَدُهُمَا قَدْ جُرِحَ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلٰى جُرْحِهِ فَدُفِنَ وَهُوَ كَذٰلِكَ، فَأُمِيطَتْ يَدُهُ عَنْ جُرْحِهِ، ثُمَّ أُرْسِلَتْ فَرَجَعَتْ كَمَا كَانَتْ، وَكَانَ بَيْنَ أُحُدٍ، وَبَيْنَ يَوْمِ حُفِرَ عَنْهُمَا سِتٌّ وَأَرْبَعُونَ سَنَةً.

عبد الرحمٰن بن ابو صعصعہ کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمرو بن جموح اور حضرت عبد اللہ بن عمرو انصاری سلمی کی قبر میں نمی پہنچنے لگی اور ان حضرات کی قبر سیلاب کے نزدیک تھی۔ دونوں ایک ہی قبر میں مدفون تھے اور دونوں نے غزوۂ احد میں جام شہادت نوش کیا تھا' ان کے لیے دوسری قبر کھودی گئی تاکہ انہیں اس جگہ سے وہاں منتقل کیا جائے۔ دیکھا تو ان جسموں میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی گویا آج ہی فوت ہوئے ہیں' ان میں سے ایک نے اپنے زخم پر ہاتھ رکھا ہوا تھا اور انہیں اسی حالت میں دفن کر دیا گیا تھا۔ ان کا ہاتھ زخم سے ہٹایا گیا تو پھر جب چھوڑا گیا تو اسی جگہ پہنچ گیا' جب ان کی دوسری قبر کھودی گئی اس وقت غزوۂ احد کو چھیالیس سال گزر گئے تھے۔

قَالَ مَالِكٌ لَا بَأْسَ أَنْ يُدْفَنَ الرَّجُلَانِ، وَالثَّلَاثَةُ فِي قَبْرٍ وَاحِدٍ مِنْ ضُرُورَةٍ، وَيُجْعَلُ الْأَكْبَرُ مِمَّا يَلِي الْقِبْلَةَ.

امام مالک نے فرمایا کہ ضرورت کے تحت اگر دو یا تین آدمیوں کو ایک قبر میں دفن کیا جائے تو کوئی حرج نہیں لیکن سب سے بڑے کو قبلے کی جانب رکھیں۔

[۵۳۳] أَثَرٌ- حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّهُ قَالَ قَدِمَ عَلٰى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ

ربیعہ بن ابو عبد الرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق کے پاس بحرین سے مال آیا تو انہوں نے فرمایا کہ جس

مَالٌ مِنَ الْبَحْرَيْنِ، فَقَالَ مَنْ كَانَ لَهُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاْیٌ، اَوْ عِدَةٌ فَلْيَاْتِنِيْ، فَجَاءَهُ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، فَحَفَنَ لَهُ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ.

صحیح البخاری (۲۲۹۶) صحیح مسلم (۵۹۷۷-۵۹۷۸)

سے رسول اللہ ﷺ نے مال دینے کا وعدہ فرمایا ہو وہ میرے پاس آ جائے۔ پس حضرت جابر بن عبداللہ آئے تو حضرت ابوبکر نے انہیں تین لپ بھر کر دیے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کا نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم کرنے والا ہے

۲۲- كِتَابُ النُّذُوْرِ وَالْاَيْمَانِ

نذر وقسم کا بیان

۱- بَابُ مَا يَجِبُ مِنَ النُّذُوْرِ فِي الْمَشْيِ

پیدل چلنے کی نذروں کے متعلق

۴۷۹- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ اسْتَفْتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اِنَّ اُمِّيْ مَاتَتْ وَعَلَيْهَا نَذْرٌ، وَلَمْ تَقْضِهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِقْضِهِ عَنْهَا.

صحیح البخاری (۲۷۶۱) صحیح مسلم (۴۲۱۱-۴۲۱۲)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ دریافت کیا کہ میری والدۂ ماجدہ کا انتقال ہو گیا' ان پر ایک نذر تھی جو ادا نہیں کر پائی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم ان کی جانب سے ادا کر دو۔

[۵۳۴] اَثَر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ، عَنْ عَمَّتِهِ، اَنَّهَا حَدَّثَتْهُ عَنْ جَدَّتِهِ، اَنَّهَا كَانَتْ جَعَلَتْ عَلٰى نَفْسِهَا مَشْيًا اِلٰى مَسْجِدِ قُبَاءٍ، فَمَاتَتْ وَلَمْ تَقْضِهِ، فَاَفْتٰى عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ اِبْنَتَهَا اَنْ تَمْشِيَ عَنْهَا.

عبداللہ بن ابوبکر نے اپنی پھوپھی جان سے روایت کی ہے کہ ان کی دادی جان نے مسجد قباء میں پیدل جانے کی نذر مانی تھی۔ نذر ادا کرنے سے پہلے ان کا انتقال ہو گیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس نے ان کے صاحبزادے کو فتویٰ دیا کہ ان کی طرف سے تم چلے جاؤ۔

قَالَ يَحْيٰى وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ لَا يَمْشِيْ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے سنا کہ کسی کی جانب سے کوئی پیدل نہ چلے۔

[۵۳۵] اَثَر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبَةَ قَالَ قُلْتُ لِرَجُلٍ وَاَنَا حَدِيْثُ السِّنِّ مَا عَلَى الرَّجُلِ اَنْ يَقُوْلَ عَلَيَّ مَشْيٌ اِلٰى بَيْتِ اللّٰهِ، وَلَمْ يَقُلْ عَلَيَّ نَذْرُ مَشْيٍ، فَقَالَ لِيْ رَجُلٌ هَلْ لَكَ اَنْ اُعْطِيَكَ هٰذَا الْجِرْوَ؟ لِجِرْوٍ قِثَّاءٍ فِيْ يَدِهِ، وَتَقُوْلُ عَلَيَّ مَشْيٌ اِلٰى بَيْتِ اللّٰهِ قَالَ فَقُلْتُ، نَعَمْ، فَقُلْتُهُ وَاَنَا يَوْمَئِذٍ حَدِيْثُ السِّنِّ، ثُمَّ مَكَثْتُ حَتّٰى عَقَلْتُ، فَقِيْلَ لِيْ اِنَّ عَلَيْكَ مَشْيًا، فَجِئْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ، فَسَاَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ لِيْ عَلَيْكَ مَشْيٌ. فَمَشَيْتُ.

عبداللہ بن ابو حبیبہ سے روایت ہے کہ نوعمری میں ایک شخص سے میں نے کہا کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ مجھ پر بیت اللہ تک پیدل چلنا ہے اور یہ نہ کہے کہ پیدل چلنے کی نذر ہے تو اس آدمی پر کچھ نہیں۔ سننے والے نے مجھ سے کہا جس کے ہاتھ میں ککڑی تھی کہ اگر میں تمہیں یہ ککڑی دے دوں تو کہہ دو گے کہ مجھ پر بیت اللہ تک پیدل چلنا ہے؟ میں نے ہاں کر لی اور ان دنوں میں کم سن تھا۔ کچھ دیر بعد میری عقل درست ہوئی جبکہ مجھے بتایا گیا کہ تمہیں پیدل چلنا ہو گا' پس میں نے سعید بن مسیب کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ تمہیں جانا ہو گا' پس میں

قَالَ مَالِكٌ وَهٰذَا الْأَمْرُ عِنْدَنَا.

۲- بَابُ فِيمَنْ نَذَرَ مَشْيًا إِلَى بَيْتِ اللّٰهِ فَعَجَزَ

[۵۳۶] اثر- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ أُذَيْنَةَ اللَّيْثِيِّ، أَنَّهُ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ جَدَّةٍ لِي عَلَيْهَا مَشْيٌ إِلَى بَيْتِ اللّٰهِ، حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ عَجَزَتْ، فَأَرْسَلَتْ مَوْلًى لَهَا يَسْأَلُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، فَخَرَجْتُ مَعَهُ، فَسَأَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ مُرْهَا فَلْتَرْكَبْ، ثُمَّ لْتَمْشِ مِنْ حَيْثُ عَجَزَتْ.

قَالَ يَحْيٰى وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ وَأَرٰى عَلَيْهَا مَعَ ذٰلِكَ الْهَدْيَ.

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ، وَأَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ كَانَا يَقُولَانِ مِثْلَ قَوْلِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ.

[۵۳۷] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّهُ قَالَ كَانَ عَلَيَّ مَشْيٌ، فَأَصَابَتْنِي خَاصِرَةٌ، فَرَكِبْتُ حَتّٰى أَتَيْتُ مَكَّةَ، فَسَأَلْتُ عَطَاءَ بْنَ أَبِي رَبَاحٍ وَغَيْرَهُ فَقَالُوا عَلَيْكَ هَدْيٌ. فَلَمَّا قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ سَأَلْتُ عُلَمَاءَهَا، فَأَمَرُونِي أَنْ أَمْشِيَ مَرَّةً أُخْرٰى مِنْ حَيْثُ عَجَزْتُ، فَمَشَيْتُ.

قَالَ يَحْيٰى وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِيمَنْ يَقُولُ عَلَيَّ مَشْيٌ إِلَى بَيْتِ اللّٰهِ أَنَّهُ إِذَا عَجَزَ رَكِبَ، ثُمَّ عَادَ فَمَشٰى مِنْ حَيْثُ عَجَزَ، فَإِنْ كَانَ لَا يَسْتَطِيعُ الْمَشْيَ فَلْيَمْشِ مَا قَدَرَ عَلَيْهِ، ثُمَّ لْيَرْكَبْ وَعَلَيْهِ هَدْيُ بَدَنَةٍ، أَوْ بَقَرَةٍ، أَوْ شَاةٍ إِنْ لَمْ يَجِدْ إِلَّا هِيَ.

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنِ الرَّجُلِ يَقُولُ لِلرَّجُلِ أَنَا

پیدل گیا۔

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

جو بیت اللہ تک پیدل چلنے کی نذر مانے

عروہ بن اذینہ لیثی سے روایت ہے کہ میں اپنی دادی جان کے ساتھ بیت اللہ کی طرف پیدل چلا' راستے میں وہ چلنے سے مجبور ہو گئیں تو انہوں نے اپنے آزاد کردہ غلام کو حضرت عبداللہ بن عمر کے پاس پوچھنے کے لیے بھیجا۔ میں بھی اس کے ساتھ گیا تو اس نے حضرت عبداللہ بن عمر سے پوچھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ اب سوار ہو جائے اور پھر وہیں سے پیدل چلے جہاں سے عاجز ہوئی ہے۔

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ اس کے ساتھ اس پر ہدی بھی ہے۔

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ سعید بن مسیب اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بھی اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمر کے مطابق فرمایا کرتے۔

امام مالک کو یحییٰ بن سعید نے بتایا کہ مجھ پر پیدل چلنے کی نذر تھی تو میری ناف میں درد ہونے لگا' پس میں سوار ہو کر مکہ مکرمہ پہنچ گیا' وہاں عطاء بن ابی رباح وغیرہ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ تم پر ہدی ہے۔ جب میں مدینہ منورہ میں آیا تو یہاں کے علماء سے دریافت کیا۔ تو انہوں نے مجھے حکم دیا کہ وہاں سے دوبارہ پیدل چلنا ہو گا جہاں سے میں عاجز ہوا تھا۔ پس میں پیدل گیا۔

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ جو کہے کہ میں نے بیت اللہ تک پیدل جانا ہے تو مجبور ہونے پر وہ سوار ہو جائے۔ پھر دوسری دفعہ وہاں سے پیدل چلے جہاں سے عاجز ہوا تھا' اگر اتنی طاقت نہ ہو تو جتنا چل سکتا ہے چلے پھر سوار ہو جائے اور اس پر اونٹ یا گائے کی قربانی ہے اور اگر میسر نہ ہو تو بکری ہی سہی۔

امام مالک سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس

أَحْمِلُكَ اِلٰى بَيْتِ اللّٰهِ. فَقَالَ مَالِكٌ اِنْ نَوٰى اَنْ يَحْمِلَهٗ عَلٰى رَقَبَتِهٖ يُرِيْدُ بِذٰلِكَ الْمَشَقَّةَ وَتَعَبَ نَفْسِهٖ، فَلَيْسَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ، وَلْيَمْشِ عَلٰى رِجْلَيْهِ، وَلْيُهْدِ، وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ نَوٰى شَيْئًا، فَلْيَحْجُجْ وَلْيَرْكَبْ، وَلْيَحْجُجْ بِذٰلِكَ الرَّجُلِ مَعَهٗ، وَذٰلِكَ اَنَّهٗ قَالَ اَحْمِلُكَ اِلٰى بَيْتِ اللّٰهِ، فَاِنْ اَبٰى اَنْ يَحُجَّ مَعَهٗ، فَلَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ، وَقَدْ قَضٰى مَا عَلَيْهِ.

نے دوسرے سے کہا کہ میں تمہیں بیت اللہ تک اٹھا کر لے جاؤں گا۔ امام مالک نے فرمایا کہ اگر اس کی مراد یہ تھی کہ میں تمہیں اپنی گردن پر اٹھا کر لے جاؤں گا تو یہ اپنے آپ کو مشقت اور تنگی میں ڈالنا ہے اور اس پر کچھ بھی نہیں، لہٰذا چاہیے کہ پیدل چل کر جائے اور ہدی دے اور اگر کچھ بھی ارادہ نہ ہو تو سوار ہو کر حج کرے اور اس آدمی کے ساتھ حج کرے کیونکہ اس نے کہا تھا کہ میں بیت اللہ تک لے جاؤں گا۔ اگر یہ اس کے ساتھ حج کرنے سے انکار کرے تو اس پر کچھ نہیں کیونکہ وہ اپنا وعدہ پورا کر چکا۔

قَالَ يَحْيٰى سُئِلَ مَالِكٌ عَنِ الرَّجُلِ يَحْلِفُ بِنُذُوْرٍ مُسَمَّاةٍ مَشْيًا اِلٰى بَيْتِ اللّٰهِ اَنْ لَّا يُكَلِّمَ اَخَاهُ، اَوْ اَبَاهُ بِكَذَا وَكَذَا نَذْرًا لِشَيْءٍ لَا يَقْوٰى عَلَيْهِ، وَلَوْ تَكَلَّفَ ذٰلِكَ كُلَّ عَامٍ لَعُرِفَ اَنَّهٗ لَا يَبْلُغُ عُمُرُهٗ مَا جَعَلَ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ ذٰلِكَ، فَقِيْلَ لَهٗ هَلْ يُجْزِيْهِ مِنْ ذٰلِكَ نَذْرٌ وَاحِدٌ، اَوْ نُذُوْرٌ مُسَمَّاةٌ؟ فَقَالَ مَالِكٌ مَا اَعْلَمُهٗ يُجْزِئُهٗ مِنْ ذٰلِكَ اِلَّا الْوَفَاءُ بِمَا جَعَلَ عَلٰى نَفْسِهٖ، فَلْيَمْشِ مَا قَدَرَ عَلَيْهِ مِنَ الزَّمَانِ، وَلْيَتَقَرَّبْ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى بِمَا اسْتَطَاعَ مِنَ الْخَيْرِ.

یحیٰی کا بیان ہے کہ امام مالک سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جس نے کئی نذریں مانیں مثلاً بیت اللہ کو پیدل جاؤں گا، بھائی یا باپ سے نہیں بولوں گا وغیرہ ایسی نذریں جنہیں پوری کرنے کی طاقت نہیں اور اگر ہر سال پوری کرنے کی کوشش بھی کرے تو عمر بھر نہ کر سکے جتنا بوجھ وہ اپنے اوپر رکھ بیٹھا، پس کہا گیا کہ کیا ایک نذر کا پورا کرنا کافی ہوگا یا وہ ساری نذریں پوری کرے؟ امام مالک نے فرمایا کہ میں تو یہی جانتا ہوں کہ اسے سب کو پورا کرنا چاہیے جتنا اس نے اپنے اوپر بوجھ رکھا، لہٰذا جتنی زندگی ہے اس وقت تک پیدل جانا چاہیے اور اپنی طاقت کے مطابق نیکی کر کے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا چاہیے۔

۳- بَابُ الْعَمَلِ فِي الْمَشْيِ اِلَى الْكَعْبَةِ

کعبہ تک پیدل جانے کا بیان

حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، اَنَّ اَحْسَنَ مَا سَمِعَ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ فِي الرَّجُلِ يَحْلِفُ بِالْمَشْيِ اِلٰى بَيْتِ اللّٰهِ، اَوِ الْمَرْاَةِ، فَيَحْنَثُ، اَوْ تَحْنَثُ، اَنَّهٗ اِنْ مَشَى الْحَالِفُ مِنْهُمَا فِيْ عُمْرَةٍ، فَاِنَّهٗ يَمْشِيْ حَتّٰى يَسْعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، فَاِذَا سَعٰى فَقَدْ فَرَغَ، وَاَنَّهٗ اِنْ جَعَلَ عَلٰى نَفْسِهٖ مَشْيًا فِي الْحَجِّ، فَاِنَّهٗ يَمْشِيْ حَتّٰى يَاْتِيَ مَكَّةَ، ثُمَّ يَمْشِيْ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنَ الْمَنَاسِكِ كُلِّهَا، وَلَا يَزَالُ مَاشِيًا حَتّٰى يُفِيْضَ.

قَالَ مَالِكٌ وَلَا يَكُوْنُ مَشْيٌ اِلَّا فِيْ حَجٍّ، اَوْ عُمْرَةٍ.

یحیٰی نے امام مالک سے روایت کی کہ میں نے اہل علم سے یہ بڑی اچھی بات سنی اس شخص کے بارے میں جس نے بیت اللہ تک پیدل جانے کی قسم کھائی اور قسم ٹوٹے تو قسم کھانے والا اگر عمرہ میں پیدل جائے تو صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے تک پیدل چلے۔ جب سعی کر چکا تو فارغ ہو گیا اور اگر حج میں اس نے اپنے اوپر پیدل چلنا مقرر کیا ہے تو وہ مکہ مکرمہ تک پیدل جائے پھر تمام مناسک سے فارغ ہونے تک پیدل چلے اور طواف افاضہ کرنے تک پیدل ہی چلے۔

امام مالک نے فرمایا کہ نہیں ہے پیدل چلنا مگر حج یا عمرہ میں۔

۴- بَابُ مَا لَا يَجُوْزُ مِنَ النُّذُوْرِ

اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے باعث

فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ

جو منتیں جائز نہیں

٤٨٠- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسٍ، وَثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدِّيْلِيِّ، أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَأَحَدُهُمَا يَزِيْدُ فِي الْحَدِيْثِ عَلٰى صَاحِبِهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَأٰى رَجُلًا قَائِمًا فِي الشَّمْسِ فَقَالَ مَا بَالُ هٰذَا؟ فَقَالُوْا نَذَرَ أَنْ لَا يَتَكَلَّمَ، وَلَا يَسْتَظِلَّ مِنَ الشَّمْسِ، وَلَا يَجْلِسَ، وَيَصُوْمَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُرُوْهُ فَلْيَتَكَلَّمْ، وَلْيَسْتَظِلَّ، وَلْيَجْلِسْ وَلْيُتِمَّ صِيَامَهُ.

قَالَ مَالِكٌ وَلَمْ أَسْمَعْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَهُ بِكَفَّارَةٍ، وَقَدْ أَمَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُتِمَّ مَا كَانَ لِلّٰهِ طَاعَةً، وَيَتْرُكَ مَا كَانَ لِلّٰهِ مَعْصِيَةً. صحیح البخاری (٦٧٠٤)

حمید بن قیس اور ثور بن زید دیلی سے روایت ہے جبکہ ایک نے اپنے ساتھی سے حدیث کا زیادہ حصہ روایت کیا ہے کہ ایک آدمی کو رسول اللہ ﷺ نے دھوپ میں کھڑے دیکھ کر فرمایا: اس کا کیا حال ہے؟ لوگ عرض گزار ہوئے کہ اس نے نہ بولنے، دھوپ میں کھڑے رہنے، نہ بیٹھنے اور روزے رکھنے کی قسم کھائی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس سے کہو کہ کلام کرے، سائے سے لطف اندوز ہو، بیٹھے اور اپنے روزے پورے کر لے۔

امام مالک نے فرمایا کہ: میں نے نہیں سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے کفارہ دینے کا حکم فرمایا ہو بلکہ آپ نے اس چیز کو پورا کرنے کا حکم دیا جو اللہ کی اطاعت ہے اور اسے چھوڑنے کے لیے کہا جس میں اللہ کی نافرمانی ہے۔

[٥٣٨] أثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُوْلُ أَتَتِ امْرَأَةٌ إِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، فَقَالَتْ إِنِّيْ نَذَرْتُ أَنْ أَنْحَرَ ابْنِيْ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا تَنْحَرِيْ ابْنَكِ، وَكَفِّرِيْ عَنْ يَمِيْنِكِ. فَقَالَ شَيْخٌ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَكَيْفَ يَكُوْنُ فِيْ هٰذَا كَفَّارَةٌ؟ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ ﴿اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِنْ نِسَائِهِمْ﴾ (المجادلہ: ٢) ثُمَّ جَعَلَ فِيْهِ مِنَ الْكَفَّارَةِ مَا قَدْ رَأَيْتَ.

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت ابن عباس کے پاس آ کر عرض گزار ہوئی کہ میں نے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کی نذر مانی ہے۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ اپنے بیٹے کو ذبح نہ کرو بلکہ اپنی قسم کا کفارہ دے دو۔ ایک بوڑھے نے کہا جو حضرت ابن عباس کے پاس تھے کہ اس کا کفارہ کیسے ہو؟ حضرت ابن عباس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "جو تم میں سے اپنی عورتوں کے ساتھ ظہار کر بیٹھیں"۔ پھر اس کا کفارہ مقرر فرمایا جیسا کہ آپ کو معلوم ہے۔ ف

ف: کیونکہ بیٹے کو ذبح کرنا خدا کی نافرمانی و معصیت ہے اور معصیت کی نذر کا پورا کرنا بھی معصیت ہے جیسا کہ بخاری، نسائی اور رزین میں حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت عمران بن حصین، حضرت ابن عباس اور مسروق بن اجدع ہمدانی تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے۔ جو چیز اپنی ملکیت میں نہ ہو اور کام جان کو مصیبت میں ڈالنے والا ہو اس کی منت ماننا بھی درست نہیں ہے۔ حضرت ابن عباس نے اس عورت کو بیٹا ذبح کرنے سے منع فرمایا اور حکم دیا کہ کفارۂ ظہار کی طرح قسم کا کفارہ ادا کر دے یعنی ایک غلام آزاد کرے یا دس مسکینوں کو کھانا کھلائے یا تین روزے رکھے۔ بعض آئمہ کے نزدیک حضرت عبد اللہ بن عباس کی مراد یہ تھی کہ وہ عورت ایک بکری فدیہ دے اور حضرات نے ایسی نذر کو معصیت کے باعث لغو قرار دیا ہے جس کا کفارہ توبہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

٤٨١- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ الْأَيْلِيِّ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدِ ابْنِ الصِّدِّيْقِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيْعَ

قاسم بن محمد نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اللہ کی اطاعت کرنے کی نذر مانی تو اسے اطاعت کرنی چاہیے اور جس

اللّٰہَ فَلْیُطِعْہُ، وَمَنْ نَذَرَ اَنْ یَعْصِیَ اللّٰہَ فَلَا یَعْصِہٖ.
صحیح البخاری (٦٦٩٦)

نے اللہ کی نافرمانی کرنے کی نذر مانی تو اسے نافرمانی نہیں کرنی چاہیے۔

قَالَ یَحْیٰی وَسَمِعْتُ مَالِکًا یَقُوْلُ مَعْنٰی قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ مَنْ نَذَرَ اَنْ یَعْصِیَ اللّٰہَ فَلَا یَعْصِہٖ، اَنْ یَنْذُرَ الرَّجُلُ اَنْ یَمْشِیَ اِلَی الشَّامِ، اَوْ اِلٰی مِصْرَ، اَوْ اِلَی الرَّبَذَۃِ، اَوْ مَا اَشْبَہَ ذٰلِکَ مِمَّا لَیْسَ لِلّٰہِ بِطَاعَۃٍ اِنْ کَلَّمَ فُلَانًا، اَوْ مَا اَشْبَہَ ذٰلِکَ، فَلَیْسَ عَلَیْہِ فِیْ شَیْءٍ مِنْ ذٰلِکَ شَیْءٌ اِنْ ھُوَ کَلَّمَہٗ، اَوْ حَنِثَ بِمَا حَلَفَ عَلَیْہِ، لِاَنَّہٗ لَیْسَ لِلّٰہِ فِیْ ھٰذِہِ الْاَشْیَاءِ طَاعَۃٌ، وَاِنَّمَا یُوَفّٰی لِلّٰہِ بِمَا لَہٗ فِیْہِ طَاعَۃٌ.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کے ارشادِ گرامی کا مطلب یہ ہے کہ جس نے اللہ کی نافرمانی کرنے کی نذر مانی تو نافرمانی نہ کرے مثلاً کسی نے نذر مانی کہ شام یا مصر یا ربذہ تک پیدل جائے گا وغیرہ جس میں اللہ کی اطاعت نہ ہو یا کہے کہ اگر میں فلاں سے بات کروں تو اس پر کچھ نہیں ہے جبکہ اس سے کلام کرے یا اس کی قسم ٹوٹتی ہو کیونکہ ایسی باتوں میں اللہ کی اطاعت نہیں ہے۔ نذریں تو وہ پوری کی جائیں جن کے اندر اللہ کی اطاعت ہے۔

٥- بَابُ اللَّغْوِ فِی الْیَمِیْنِ

لغو قسم کا بیان

[٥٣٩] اَثَرٌ- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ ھِشَامِ بْنِ عُرْوَۃَ، عَنْ اَبِیْہِ، عَنْ عَائِشَۃَ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنَّھَا کَانَتْ تَقُوْلُ لَغْوُ الْیَمِیْنِ قَوْلُ الْاِنْسَانِ لَا وَاللّٰہِ، وَبَلٰی وَاللّٰہِ.

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمایا کرتیں: لغو وہ قسم ہے جیسے انسان کہتا رہتا ہے: نہیں خدا کی قسم! کیوں نہیں خدا کی قسم!

قَالَ مَالِکٌ اَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِیْ ھٰذَا اَنَّ اللَّغْوَ حَلْفُ الْاِنْسَانِ عَلَی الشَّیْءِ یَسْتَیْقِنُ اَنَّہٗ کَذٰلِکَ، ثُمَّ یُوْجَدُ عَلٰی غَیْرِ ذٰلِکَ فَھُوَ اللَّغْوُ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس سلسلے میں یہ میں نے خوب سنا کہ ایک آدمی کسی بات کو درست جان کر غلطی سے قسم کھا لیتا ہے جبکہ وہ بات اس کے خلاف نکلتی ہے تو یہ قسم لغو ہے۔

قَالَ مَالِکٌ وَعَقْدُ الْیَمِیْنِ اَنْ یَحْلِفَ الرَّجُلُ اَنْ لَا یَبِیْعَ ثَوْبَہٗ بِعَشَرَۃِ دَنَانِیْرَ، ثُمَّ یَبِیْعُہٗ بِذٰلِکَ، اَوْ یَحْلِفَ لَیَضْرِبَنَّ غُلَامَہٗ، ثُمَّ لَا یَضْرِبُہٗ، وَنَحْوَ ھٰذَا، فَھٰذَا الَّذِیْ یُکَفِّرُ صَاحِبُہٗ عَنْ یَمِیْنِہٖ، وَلَیْسَ فِی اللَّغْوِ کَفَّارَۃٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ قسم منعقدہ یعنی ایک آدمی نے قسم کھائی کہ اپنا کپڑا دس دینار میں نہیں بیچے گا، پھر اتنے میں بیچ دے یا اپنے غلام کو مارنے کی قسم کھائی اور پھر نہ مارا وغیرہ یہ وہ قسمیں ہیں جن کا کفارہ دینا ہوگا اور لغو قسم کا کفارہ نہیں ہے۔

قَالَ مَالِکٌ فَاَمَّا الَّذِیْ یَحْلِفُ عَلَی الشَّیْءِ، وَھُوَ یَعْلَمُ اَنَّہٗ اٰثِمٌ، وَیَحْلِفُ عَلَی الْکَذِبِ، وَھُوَ یَعْلَمُ لِیُرْضِیَ بِہٖ اَحَدًا، اَوْ لِیَعْتَذِرَ بِہٖ اِلٰی مُعْتَذِرٍ اِلَیْہِ، اَوْ لِیَقْطَعَ بِہٖ مَالًا، فَھٰذَا اَعْظَمُ مِنْ اَنْ تَکُوْنَ فِیْہِ کَفَّارَۃٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ جو کسی بات پر قسم کھا رہا ہے اور جانتا ہے کہ وہ گناہ کما رہا ہے اور جان بوجھ کر جھوٹ بول رہا ہے تاکہ کسی کو راضی کر لے یا کوئی اس کا عذر قبول کر لے یا کسی کا مال ہڑپ کر جائے تو یہ اتنا بڑا گناہ ہے کہ کفارہ دینے سے اس کی تلافی نہیں ہوتی۔ ف

ف: جھوٹ بولنے، چوری کرنے، کسی کو دھوکا دینے، کسی کا مال مارنے، ظلم و جور کرنے، نماز روزہ چھوڑنے، ماں باپ یا رشتہ داروں کے ساتھ نیکی نہ کرنے کی قسم کھانا ایسی قسم ہے جس کا توڑ دینا ضروری ہے لیکن دنیا میں صرف غلام آزاد کرنے، دس مسکینوں کو

کھانا کھلانے یا تین روزے رکھنے سے ہی اس کا کفارہ ادا نہیں ہوگا بلکہ اس کا کفارہ دل سے توبہ کرنا ہے اور اگر کسی کا مال چھینا ہے تو اسے واپس دے اور کسی کی دل آزاری کی ہے تو اس سے معافی مانگے اور اسے راضی کرے۔ غرضیکہ حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کا بھی پورا خیال رکھے کیونکہ حقوق العباد کا معاملہ بہت نازک اور انتہائی خطرناک ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہے تو اپنا حق معاف فرما دیتا ہے لیکن بندے کا حق اس وقت تک معاف نہیں فرماتا جب تک بندہ خود معاف نہ کر دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

٦- بَابُ مَا لَا تَجِبُ فِيهِ الْكَفَّارَةُ مِنَ الْيَمِينِ

جن قسموں کا کفارہ واجب نہیں

[٥٤٠] أثر- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ مَنْ قَالَ وَاللَّهِ، ثُمَّ قَالَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ، ثُمَّ لَمْ يَفْعَلِ الَّذِي حَلَفَ عَلَيْهِ لَمْ يَحْنَثْ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ جو اللہ کی قسم کھائے پھر کہے کہ اگر اللہ نے چاہا اور اس کام کو نہ کرے جس پر قسم کھائی ہے تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔

قَالَ مَالِكٌ أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِي الثُّنْيَا أَنَّهَا لِصَاحِبِهَا مَا لَمْ يَقْطَعْ كَلَامَهُ، وَمَا كَانَ مِنْ ذَلِكَ نَسَقًا يَتْبَعُ بَعْضُهُ بَعْضًا قَبْلَ أَنْ يَسْكُتَ، فَإِذَا سَكَتَ وَقَطَعَ كَلَامَهُ فَلَا ثُنْيَا لَهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ انشاء اللہ کہنے کے بارے میں یہ میں نے خوب سنا کہ قسم کھانے والے نے اگر ابھی کلام منقطع نہیں کیا اور خاموش ہونے سے پہلے انشاء اللہ کہا تو استثناء ہوا اور اگر کلام منقطع کر کے خاموش ہو گیا تو استثناء کام نہیں آئے گا۔

قَالَ يَحْيَى وَقَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ، يَقُولُ كَفَرَ بِاللَّهِ، أَوْ أَشْرَكَ بِاللَّهِ، ثُمَّ يَحْنَثُ إِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْهِ كَفَّارَةٌ، وَلَيْسَ بِكَافِرٍ، وَلَا مُشْرِكٍ حَتَّى يَكُونَ قَلْبُهُ مُضْمِرًا عَلَى الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ، وَلْيَسْتَغْفِرِ اللَّهَ وَلَا يَعُدْ إِلَى شَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ، وَبِئْسَ مَا صَنَعَ.

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو کہے کہ میں نے ایسا کیا تو کافر ہوں یا مشرک۔ تو اس پر کفارہ نہیں اور نہ وہ کافر و مشرک شمار ہوگا جب تک یہ معلوم نہ ہو جائے کہ اس کے دل میں شرک و کفر چھپا ہوا ہے وہ توبہ کرے اور پھر ایسی بات نہ کہے کیونکہ اس نے برا کیا۔

٧- بَابُ مَا تَجِبُ فِيهِ الْكَفَّارَةُ مِنَ الْأَيْمَانِ

جن قسموں کا کفارہ واجب ہے

٤٨٢- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَنْ حَلَفَ بِيَمِينٍ، فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَلْيُكَفِّرْ عَنْ يَمِينِهِ، وَلْيَفْعَلِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ. صحیح مسلم (٤٢٤٨)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو قسم کھائے اور اس کے خلاف میں بھلائی دیکھے تو اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دے اور اس کام کو کرے جس میں بھلائی ہے۔

قَالَ يَحْيَى وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ مَنْ قَالَ عَلَيَّ نَذْرٌ، وَلَمْ يُسَمِّ شَيْئًا إِنَّ عَلَيْهِ كَفَّارَةَ يَمِينٍ.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو کہے کہ مجھ پر نذر ہے اور کسی چیز کا نام نہ لے تو اس پر قسم کا کفارہ ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فَأَمَّا التَّوْكِيدُ فَهُوَ حَلِفُ الْإِنْسَانِ فِي الشَّيْءِ الْوَاحِدِ مِرَارًا، يُرَدِّدُ فِيهِ الْأَيْمَانَ يَمِينًا بَعْدَ يَمِينٍ، كَقَوْلِهِ وَاللَّهِ لَا أَنْقُصُهُ مِنْ كَذَا وَكَذَا، يَحْلِفُ

امام مالک نے فرمایا کہ آدمی کا ایک ہی بات پر بار بار قسم کھانا تاکید کے لیے ہے کہ ایک کے بعد دوسری قسم کھاتا جائے۔ جیسے کوئی کہے کہ میں اس میں اتنی بھی کمی نہیں کروں گا اور پھر بار بار

بِذٰلِکَ مِرَارًا ثَلَاثًا، اَوْ اَکْثَرَ مِنْ ذٰلِکَ.

قسمیں کھائے خواہ تین مرتبہ یا اس سے بھی زیادہ۔

قَالَ فَکَفَّارَةُ ذٰلِکَ کَفَّارَةٌ وَاحِدَةٌ مِثْلُ کَفَّارَةِ الْیَمِیْنِ، فَاِنْ حَلَفَ رَجُلٌ مَثَلًا، فَقَالَ وَاللّٰهِ لَا اٰکُلُ هٰذَا الطَّعَامَ، وَلَا اَلْبَسُ هٰذَا الثَّوْبَ، وَلَا اَدْخُلُ هٰذَا الْبَیْتَ، فَکَانَ هٰذَا فِیْ یَمِیْنٍ وَاحِدَةٍ، فَاِنَّمَا عَلَیْهِ کَفَّارَةٌ وَاحِدَةٌ، وَاِنَّمَا ذٰلِکَ کَقَوْلِ الرَّجُلِ لِامْرَاَتِهٖ اَنْتِ الطَّلَاقُ اِنْ کَسَوْتُکِ هٰذَا الثَّوْبَ، وَاَذِنْتُ لَکِ اِلَی الْمَسْجِدِ یَکُوْنُ ذٰلِکَ نَسَقًا مُتَتَابِعًا فِیْ کَلَامٍ وَاحِدٍ، فَاِنْ حَنِثَ فِیْ شَیْءٍ وَاحِدٍ مِنْ ذٰلِکَ، فَقَدْ وَجَبَ عَلَیْهِ الطَّلَاقُ، وَلَیْسَ عَلَیْهِ فِیْمَا فَعَلَ بَعْدَ ذٰلِکَ حِنْثٌ، اِنَّمَا الْحِنْثُ فِیْ ذٰلِکَ حِنْثٌ وَاحِدٌ.

فرمایا کہ اس کا کفارہ وہی ہوگا جو ایک قسم کا کفارہ ہوتا ہے۔ اگر کسی آدمی نے قسم کھائی مثلاً کہا کہ خدا کی قسم! میں یہ کھانا نہیں کھاؤں گا' نہ یہ کپڑا پہنوں گا اور نہ اس گھر میں داخل ہوں گا تو یہ ایک ہی قسم شمار ہوگی اور اس پر ایک ہی کفارہ لازم آئے گا اور یہ اسی طرح ہے جیسے کوئی اپنی بیوی سے کہے کہ اگر میں تجھے یہ کپڑا پہناؤں تو تجھ پر طلاق' اگر تجھے مسجد جانے کی اجازت دوں تو تجھ پر طلاق۔ یہ ایک ہی گفتگو میں متواتر واقع ہوا اگر ان میں سے ایک کام کیا تو اس پر ایک طلاق پڑ گئی اور اس کے بعد اگر دوسرا کام کیا تو دوسری طلاق نہیں پڑے گی۔ یہ ایک ہی قسم کا ٹوٹنا ہے۔

قَالَ مَالِکٌ اَلْاَمْرُ عِنْدَنَا فِیْ نَذْرِ الْمَرْاَةِ اَنَّهٗ جَائِزٌ بِغَیْرِ اِذْنِ زَوْجِهَا یَجِبُ عَلَیْهَا ذٰلِکَ، وَیَثْبُتُ اِذَا کَانَ ذٰلِکَ فِیْ جَسَدِهَا، وَکَانَ ذٰلِکَ لَا یَضُرُّ بِزَوْجِهَا، وَاِنْ کَانَ ذٰلِکَ یَضُرُّ بِزَوْجِهَا فَلَهٗ مَنْعُهَا مِنْهُ، وَکَانَ ذٰلِکَ عَلَیْهَا حَتّٰی تَقْضِیَهٗ.

امام مالک نے عورت کی نذر کے بارے میں فرمایا کہ وہ بغیر خاوند کی اجازت کے جائز ہے اور اس پر واجب ہوگی اور باقی رہے گی جبکہ وہ اسی کی ذات سے متعلق ہو اور خاوند کا اس پر نقصان نہ ہو ورنہ وہ منع کر سکتا ہے اور عورت پر اس کی ادائیگی لازم ہے۔

۸- بَابُ الْعَمَلِ فِیْ کَفَّارَةِ الْیَمِیْنِ

قسم کا کفارہ

[۵۴۱] اثر- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّهٗ کَانَ یَقُوْلُ مَنْ حَلَفَ بِیَمِیْنٍ فَوَکَّدَهَا، ثُمَّ حَنِثَ فَعَلَیْهِ عِتْقُ رَقَبَةٍ، اَوْ کِسْوَةُ عَشَرَةِ مَسَاکِیْنَ، وَمَنْ حَلَفَ بِیَمِیْنٍ فَلَمْ یُؤَکِّدْهَا، ثُمَّ حَنِثَ فَعَلَیْهِ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاکِیْنَ لِکُلِّ مِسْکِیْنٍ مُدٌّ مِنْ حِنْطَةٍ، فَمَنْ لَمْ یَجِدْ، فَصِیَامُ ثَلَاثَةِ اَیَّامٍ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر فرمایا کرتے کہ جو کوئی مرتبہ قسم کھا کر توڑ دے تو اس پر ایک غلام آزاد کرنا یا دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے اور جو صرف ایک مرتبہ قسم کھائے تو دس مسکینوں کو کھانا کھلائے' ہر مسکین کو ایک مد گندم اور جس کو یہ توفیق نہ ہو تو تین روزے رکھے۔

[۵۴۲] اثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّهٗ کَانَ یُکَفِّرُ عَنْ یَمِیْنِهٖ بِاِطْعَامِ عَشَرَةِ مَسَاکِیْنَ لِکُلِّ مِسْکِیْنٍ مُدٌّ مِنْ حِنْطَةٍ، وَکَانَ یَعْتِقُ الْمِرَارَ اِذَا وَکَّدَ الْیَمِیْنَ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر جب قسم کا کفارہ دیتے تو دس مسکینوں کو کھانا کھلاتے اور ہر مسکین کو ایک مد گندم دیتے اور جب بار بار قسم کھاتے تو ایک غلام آزاد کرتے۔

وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ، عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ یَسَارٍ، اَنَّهٗ قَالَ اَدْرَکْتُ النَّاسَ وَهُمْ اِذَا اَعْطَوْا فِیْ کَفَّارَةِ الْیَمِیْنِ اَعْطَوْا مُدًّا مِنْ حِنْطَةٍ بِالْمُدِّ

سلیمان بن یسار نے فرمایا کہ میں نے لوگوں کو پایا کہ وہ قسم کے کفارے میں چھوٹے مد سے ایک مد گندم دیتے اور اسے کافی شمار کرتے تھے۔

الْأَصْغَرِ، وَرَأَوْا ذٰلِكَ مُجْزِئًا عَنْهُمْ.

قَالَ مَالِكٌ أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِي الَّذِي يُكَفِّرُ عَنْ يَمِينِهِ بِالْكِسْوَةِ، أَنَّهُ إِنْ كَسَا الرِّجَالَ كَسَاهُمْ ثَوْبًا ثَوْبًا، وَإِنْ كَسَا النِّسَاءَ كَسَاهُنَّ ثَوْبَيْنِ ثَوْبَيْنِ دِرْعًا وَخِمَارًا، وَذٰلِكَ أَدْنٰى مَا يُجْزِئُ كُلًّا فِي صَلَاتِهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ قسم کے کفارے سے متعلق یہ بات میں نے خوب سنی کہ جب آدمیوں کو کپڑے پہنائے تو انہیں ایک ایک کپڑا پہنائے اور اگر عورتوں کو پہنائے تو دو دو کپڑے دے یعنی کرتہ اور دوپٹہ۔ اور یہ کم از کم ہے کیونکہ اس سے کم میں نماز نہیں ہوتی۔

۹- بَابُ جَامِعِ الْأَيْمَانِ

قسم کے متعلق دیگر روایات

٤٨٣- **حَدَّثَنِي** يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَدْرَكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَهُوَ يَسِيرُ فِي رَكْبٍ، وَهُوَ يَحْلِفُ بِأَبِيهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ، فَمَنْ كَانَ حَالِفًا، فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ أَوْ لِيَصْمُتْ. صحیح البخاری (٦٦٤٦) صحیح مسلم (٤٢٣٣)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر کو دیکھا کہ وہ سوار ہو کر جا رہے ہیں اور اپنے باپ کی قسم کھا رہے ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنے آباؤ اجداد کی قسم کھانے سے منع فرمایا ہے جو قسم کھائے تو اللہ کی قسم کھائے یا خاموش رہے۔

٤٨٤- **وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوبِ.

صحیح البخاری (٦٦٢٨)

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے: قسم ہے دلوں کو پھیرنے والے کی۔

٤٨٥- **وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حَفْصِ بْنِ عُمَرَ بْنِ خَلْدَةَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ أَبَا لُبَابَةَ بْنَ عَبْدِ الْمُنْذِرِ حِينَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَهْجُرُ دَارَ قَوْمِي الَّتِي أَصَبْتُ فِيهَا الذَّنْبَ، وَأُجَاوِرُكَ، وَأَنْخَلِعُ مِنْ مَالِي صَدَقَةً إِلَى اللّٰهِ وَإِلٰى رَسُولِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُجْزِيكَ مِنْ ذٰلِكَ الثُّلُثُ.

ابن شہاب سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر کی توبہ قبول فرمائی تو عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ! میں اپنی قوم کے اس گھر کو چھوڑنا چاہتا ہوں جس میں مجھ سے گناہ سرزد ہوا اور آپ کے قریب رہنا چاہتا ہوں اور اپنا سارا مال اللہ اور رسول کی رضا کے لیے خیرات کر دینا چاہتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تہائی مال خیرات کر دینا تمہارے لیے کافی ہے۔

[٥٤٣] **أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسٰى، عَنْ مَنْصُورِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحَجَبِيِّ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، أَنَّهَا سُئِلَتْ عَنْ رَجُلٍ قَالَ مَالِي فِي رِتَاجِ الْكَعْبَةِ. فَقَالَتْ عَائِشَةُ يُكَفِّرُهُ مَا يُكَفِّرُ الْيَمِينَ.

منصور بن عبدالرحمٰن حجبی نے اپنی والدہ ماجدہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو کہے کہ میرا مال دروازۂ کعبہ پر وقف ہے۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ وہ کفارہ دے کفارۂ قسم کے برابر۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الَّذِي يَقُولُ مَالِي فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ثُمَّ يَحْنَثُ. قَالَ يَجْعَلُ ثُلُثَ مَالِهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ،

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو کہے کہ میرا سارا مال راہِ خدا میں وقف ہے پھر قسم توڑ دے۔ فرمایا کہ وہ مال کا

وَذٰلِكَ الَّذِي جَاءَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي أَمْرِ أَبِي لُبَابَةَ.

تہائی حصہ خیرات کر دے اور یہ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابولبابہ سے ایسا ہی فرمایا تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

۲۳- كِتَابُ الضَّحَايَا

قربانی کا بیان

١- بَابُ مَا يُنْهَى عَنْهُ مِنَ الضَّحَايَا

جس جانور کی قربانی منع ہے

٤٨٦- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ فَيْرُوزَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ مَاذَا يُتَّقَى مِنَ الضَّحَايَا؟ فَأَشَارَ بِيَدِهِ وَقَالَ أَرْبَعًا. وَكَانَ الْبَرَاءُ يُشِيرُ بِيَدِهِ وَيَقُولُ يَدِي أَقْصَرُ مِنْ يَدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، اَلْعَرْجَاءُ الْبَيِّنُ ظَلَعُهَا، وَالْعَوْرَاءُ الْبَيِّنُ عَوَرُهَا، وَالْمَرِيضَةُ الْبَيِّنُ مَرَضُهَا، وَالْعَجْفَاءُ الَّتِي لَا تُنْقِي. سنن ابن ماجہ (٣١٤٤)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ قربانی دینے کے لیے کیسے جانوروں سے بچا جائے تو آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے بتایا کہ چار سے اور حضرت براء بھی اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے فرماتے کہ میرا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کے دستِ مبارک سے بہت چھوٹا ہے، وہ لنگڑا جو چل نہ سکے، جس کا کانا ہونا ظاہر ہو، جس کی بیماری ظاہر ہو اور ایسا دبلا جانور جس میں گودا نہ رہے۔

[٥٤٤] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَتَّقِي مِنَ الضَّحَايَا وَالْبُدْنِ الَّتِي لَمْ تُسِنَّ، وَالَّتِي نَقَصَ مِنْ خَلْقِهَا.

قَالَ مَالِكٌ وَهٰذَا أَحَبُّ مَا سَمِعْتُ إِلَيَّ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر ان جانوروں کی قربانی نہ دیتے جو مسنہ نہ دیتے اور نہ ان کی قربانی دیتے جن کی پیدائش میں نقص ہوتا۔

٢- بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الضَّحَايَا

جن جانوروں کی قربانی مستحب ہے

[٥٤٥] أَثَرٌ- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ ضَحّٰى مَرَّةً بِالْمَدِينَةِ. قَالَ نَافِعٌ فَأَمَرَنِي أَنْ أَشْتَرِيَ لَهُ كَبْشًا فَحِيلًا أَقْرَنَ، ثُمَّ أَذْبَحَهُ يَوْمَ الْأَضْحٰى فِي مُصَلَّى النَّاسِ.

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے ایک دفعہ مدینہ منورہ میں عید الاضحیٰ کی اور مجھے حکم فرمایا کہ سینگوں والا ایک بکرا خرید کر لاؤں اور عید الاضحیٰ کے روز اسے عید گاہ میں ذبح کروں۔

قَالَ نَافِعٌ فَفَعَلْتُ، ثُمَّ حُمِلَ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، فَحَلَقَ رَأْسَهُ حِينَ ذُبِحَ الْكَبْشُ، وَكَانَ مَرِيضًا لَمْ يَشْهَدِ الْعِيدَ مَعَ النَّاسِ. قَالَ نَافِعٌ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَقُولُ لَيْسَ حِلَاقُ الرَّأْسِ بِوَاجِبٍ عَلَى مَنْ ضَحّٰى، وَقَدْ فَعَلَهُ ابْنُ عُمَرَ.

نافع کا بیان ہے کہ میں نے ایسا ہی کیا، پھر اسے حضرت عبداللہ بن عمر کی خدمت میں بھیجا گیا تو بکرا ذبح ہو جانے کے بعد اپنا سر منڈایا، وہ بیمار تھے اور لوگوں کے ساتھ عید کی نماز بھی نہیں پڑھی تھی۔ نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر فرمایا کرتے کہ قربانی کرنے والے پر سر منڈانا واجب نہیں ہے، لیکن حضرت ابن عمر نے ایسا کیا۔

٣- بَابُ النَّهْيِ عَنْ ذَبْحِ الضَّحِيَّةِ قَبْلَ انْصِرَافِ الْإِمَامِ

امام کے نمازِ عید سے لوٹنے سے پہلے قربانی کی ممانعت ہے

٤٨٧- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ، عَنْ بُشَیْرِ بْنِ یَسَارٍ، اَنَّ اَبَا بُرْدَةَ بْنَ نِیَارٍ ذَبَحَ ضَحِیَّتَهٗ قَبْلَ اَنْ یَّذْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَوْمَ الْاَضْحٰی، فَزَعَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَهٗ اَنْ یَّعُوْدَ بِضَحِیَّةٍ اُخْرٰی. قَالَ اَبُوْ بُرْدَةَ لَا اَجِدُ اِلَّا جَذَعًا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ. قَالَ وَاِنْ لَّمْ تَجِدْ اِلَّا جَذَعًا فَاذْبَحْ.

صحیح البخاری (٩٥٥) صحیح مسلم (٥٠٤٢تا٥٠٤٩)

بشیر بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت ابو بردہ بن نیار نے اپنی قربانی ذبح کر لی اس سے پہلے کہ عید الاضحیٰ کے روز رسول اللہ ﷺ اپنی قربانی ذبح کرتے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے انہیں دوبارہ قربانی کرنے کا حکم دیا۔ حضرت ابو بردہ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! میرے پاس تو صرف بکری کا ایک سالہ بچہ ہے۔ فرمایا: اگر اور کچھ میسر نہیں تو وہی ایک سالہ بچہ ذبح کر دو۔

٤٨٨- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِیْمٍ، اَنَّ عُوَیْمِرَ بْنَ اَشْقَرَ ذَبَحَ ضَحِیَّتَهٗ قَبْلَ اَنْ یَّغْدُوَ یَوْمَ الْاَضْحٰی، وَاَنَّهٗ ذَکَرَ ذٰلِکَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَاَمَرَهٗ اَنْ یَّعُوْدَ بِضَحِیَّةٍ اُخْرٰی.

سنن ابن ماجہ (٣١٥٤)

عباد بن تمیم سے روایت ہے کہ حضرت عویمر بن اشقر نے عید الاضحیٰ کے روز صبح سویرے ہی اپنی قربانی ذبح کر لی۔ جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے انہیں دوبارہ قربانی کرنے کا حکم فرمایا۔

٤- بَابُ اِدِّخَارِ لُحُوْمِ الْاَضَاحِیِّ

قربانی کا گوشت رکھ چھوڑنے کا بیان

٤٨٩- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ الْمَکِّیِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰی عَنْ اَکْلِ لُحُوْمِ الضَّحَایَا بَعْدَ ثَلَاثَةِ اَیَّامٍ، ثُمَّ قَالَ بَعْدُ کُلُوْا وَتَصَدَّقُوْا وَتَزَوَّدُوْا وَادَّخِرُوْا. صحیح مسلم (٥٠٧٧)

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔ پھر اس کے بعد فرمایا کہ کھاؤ، خیرات کرو، توشہ بناؤ اور جمع رکھ چھوڑا کرو۔

٤٩٠- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ وَاقِدٍ، اَنَّهٗ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ اَکْلِ لُحُوْمِ الضَّحَایَا بَعْدَ ثَلَاثَةِ اَیَّامٍ. قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ بَکْرٍ فَذَکَرْتُ ذٰلِکَ لِعَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، فَقَالَتْ صَدَقَ، سَمِعْتُ عَائِشَةَ، زَوْجَ النَّبِیِّ ﷺ، تَقُوْلُ دَفَّ نَاسٌ مِّنْ اَهْلِ الْبَادِیَةِ حَضْرَةَ الْاَضْحٰی فِیْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِدَّخِرُوْا لِثَلَاثٍ، وَتَصَدَّقُوْا بِمَا بَقِیَ. قَالَتْ فَلَمَّا کَانَ بَعْدَ ذٰلِکَ قِیْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَقَدْ کَانَ النَّاسُ یَنْتَفِعُوْنَ بِضَحَایَاهُمْ، وَیَجْمِلُوْنَ مِنْهَا الْوَدَکَ، وَیَتَّخِذُوْنَ مِنْهَا الْاَسْقِیَةَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَمَا ذٰلِکَ؟ اَوْ کَمَا قَالَ. قَالُوْا نَهَیْتَ عَنْ لُحُوْمِ الضَّحَایَا بَعْدَ ثَلَاثٍ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّمَا نَهَیْتُکُمْ مِّنْ اَجْلِ

حضرت عبد اللہ بن واقد سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تین روز کے بعد قربانی کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔ عبد اللہ بن ابو بکر کا بیان ہے کہ میں نے عمرہ بنت عبد الرحمٰن سے اس کا ذکر کیا تو فرمایا کہ سچ کہا کیونکہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں کچھ دیہاتی لوگ قربانی کے دنوں میں آ گئے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین دن کے لیے رکھ لو اور باقی صدقہ کر دو۔ وہ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی گئی کہ قبل ازیں لوگ اپنی قربانیوں سے نفع حاصل کرتے، چربی رکھ چھوڑتے اور مشکیں بناتے تھے۔ رسول خدا نے فرمایا تو پھر کیا ہو گیا؟ عرض کی گئی کہ آپ نے تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے سے منع فرما دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تو ان لوگوں کی وجہ سے منع کیا تھا جو تمہارے پاس

الدَّافَّةِ الَّتِي دَفَّتْ عَلَيْكُمْ ' فَكُلُوْا وَتَصَدَّقُوْا وَادَّخِرُوْا. آ گئے تھے۔ پس تم کھاؤ' بانٹو اور جمع کرلو۔

يَعْنِي بِالدَّافَّةِ قَوْمًا مَسَاكِيْنَ قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ. ''الدافۃ'' سے وہ غریب لوگ مراد ہیں جو مدینہ منورہ میں

صحیح مسلم (۵۰۷۶) آ گئے تھے۔ف

ف: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہم قربانی کا گوشت تین دن سے زائد نہیں کھایا کرتے تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اجازت مرحمت فرما دی کہ کھاؤ اور جمع کر لیا کرو تو ہم کھانے اور جمع کرنے لگ گئے (متفق علیہ) حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو تم میں سے قربانی کرے تو تین دن کے بعد اس کے گھر میں قربانی کا گوشت نہ رہے۔ جب اگلا سال آیا تو لوگ عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ! کیا ہم اسی طرح کریں جیسے پچھلے سال کیا تھا؟ فرمایا کہ کھاؤ' کھلاؤ اور جمع کرو' سال گزشتہ چونکہ کچھ ضرورت مند آ گئے تھے ان کی مدد کے پیش نظر میں نے وہ حکم دیا تھا (متفق علیہ) معلوم ہوا کہ وہ وقتی ضرورت کے تحت وقتی حکم تھا نہ کہ دائمی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴۹۱- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ' عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ ' أَنَّهُ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ ' فَقَدَّمَ إِلَيْهِ أَهْلُهُ لَحْمًا ' فَقَالَ انْظُرُوْا أَنْ يَكُوْنَ هٰذَا مِنْ لُحُوْمِ الْأَضْحٰى ' فَقَالُوْا هُوَ مِنْهَا ' فَقَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ أَلَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْهَا؟ فَقَالُوْا إِنَّهُ قَدْ كَانَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَكَ أَمْرٌ ' فَخَرَجَ أَبُوْ سَعِيْدٍ ' فَسَأَلَ عَنْ ذٰلِكَ ' فَأُخْبِرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ نَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْأَضْحٰى بَعْدَ ثَلَاثٍ ' فَكُلُوْا وَتَصَدَّقُوْا ' وَادَّخِرُوْا ' وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ الْإِنْتِبَاذِ فَانْتَبِذُوْا ' وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ ' وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا ' وَلَا تَقُوْلُوْا هُجْرًا.

يَعْنِي لَا تَقُوْلُوْا سُوْءًا. صحیح البخاری (۳۹۹۷)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ایک سفر سے اپنے گھر واپس لوٹے اور گھر والوں نے ان کے آگے گوشت رکھا تو فرمایا: کہیں یہ گوشت قربانی کا تو نہیں؟ کہا گیا کہ قربانی کا ہے۔ چنانچہ حضرت ابوسعید نے فرمایا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع نہیں فرمایا؟ عرض کی گئی کہ آپ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اس کی اجازت دے دی ہے' پس حضرت ابوسعید یہ پوچھنے کے لیے باہر نکلے تو انہیں بتایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے تمہیں منع کیا تھا کہ تین روز کے بعد قربانی کا گوشت نہ کھانا لیکن اب کھاؤ' خیرات کرو اور جمع کرلو۔ نیز نبیذ بنانے سے منع کیا تھا لیکن اب بنا لیا کرو اور نشہ لانے والی ہر چیز حرام ہے اور میں نے تمہیں قبروں کی زیارت کرنے سے منع کیا تھا لیکن اب کرلیا کرو۔ لیکن بری بات نہ کہنا۔ف

ف: اس حدیث میں تین کاموں کا ذکر ہے جن سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا تھا اور ایک مدت گزرنے کے بعد ان کی اجازت مرحمت فرما دی یعنی:

(۱) قربانی کا گوشت تین دن کے بعد کھانے سے منع کیا تھا لیکن اب کھاؤ' خیرات کرو اور جمع کر چھوڑو۔

(۲) شراب کے برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع کیا تھا لیکن اب بنا لیا کرو مگر یہ بات مدِّ نظر رکھنا کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

(۳) زیارتِ قبور سے تمہیں منع کیا تھا مگر اب کرلیا کرو لیکن کوئی بری بات نہ کہنا۔ اس ارشاد گرامی یعنی بری بات کہنے کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں مثلاً:

(۱) تم زیارت کے لیے جاؤ اور اس مردے کی برائی کرنے لگو تو اب جب کہ وہ دار العمل سے جا چکا' دفتر عمل لپیٹ دیا گیا تو برائی کرنے سے کیا فائدہ؟ اب کونسی اس کی اصلاح ممکن ہے' اس کی برائی کر کے اپنا نامۂ عمل سیاہ نہ کرنا کیونکہ اس کا معاملہ تو خدا کے سپرد ہو چکا۔ اب برائی کر کے ان کا دل نہ دکھانا۔ جلتی پہ تیل نہ گرانا۔

(۲) تم مردے کو نہلانے لگے تھے تو وہ تم سے کہہ رہا تھا کہ آرام سے نہلاؤ۔ تم دیر کر رہے تھے تو وہ تم سے جلدی لے چلنے کے لیے کہہ رہا تھا' تم لے کر چلے تو وہ تمہیں چار پائی ہلانے جلانے سے منع کر رہا تھا' تم اسے دفن کر کے چلے تو وہ تمہارے جوتوں کی چپل سن رہا تھا۔ لہٰذا اب قبرستان میں جاؤ تو ان کو سلام کر کے ان کی بخشش کے لیے دعا کیا کرنا۔ ایسا نہ ہو کہ انہیں گونگے بہرے بتا کر ان کا مذاق اڑانے لگو۔

(۳) غرباء مسکین ہمیشہ مالداروں کی طرف دوڑتے ہیں اور اس کے بغیر چارۂ کار نہیں۔ ایسا کیے بغیر بات بنتی ہی نہیں۔ اللہ والے نہ صرف مالدار ہیں بلکہ رحمتِ الٰہیہ کے خزانے لیے بیٹھے ہیں۔ خدا کے خزانوں سے اپنا حصہ لینے کے لیے ان کی جانب دوڑتے رہنا۔ مالدار اپنی دولت سے زکوٰۃ اور خیرات بانٹتے ہیں لیکن اللہ والے اپنی خداداد دولت سے رحمتِ الٰہیہ کی خیرات بانٹتے ہیں۔ اس سے رکنے اور دوسروں کو روکنے نہ لگ جانا کیونکہ یہ خود محروم رہنا اور دوسروں کو محروم رکھنا ہے۔

(۴) اللہ والوں کی آرام گاہوں پر رحمتِ الٰہیہ کی بارش برستی رہتی ہے۔ وہاں پہنچنے والا محروم کیوں رہے گا؟ اگر اس بارش میں بھیگ نہ سکا تو ایک آدھ چھینٹا اس کے اوپر ضرور پڑ ہی جائے گا۔ اس حاضری کو بے سود یا خلاف شرع بتا کر کہیں اپنے پیروں پر کلہاڑی نہ مار لینا۔

(۵) اللہ والے اگرچہ ہرگز خدا نہیں ہیں لیکن وہ خدا سے ہرگز جدا نہیں ہیں کیونکہ وہ اللہ کے دوست ہیں۔ خدا ان کے ساتھ ہے۔ خدا سے ملنا ہو تو ان کے قریب ہو جانا کیونکہ ان سے دور ہونا خدا سے دور ہوتا ہے' ان کا ہو رہنا خدا کا ہو رہنا ہے' ان کے خلاف زبان کھولنا اپنی دینی موت کو دعوت دینا' خدا کا غضب مول لینا' باری تعالیٰ سے اپنے خلاف اعلان جنگ کروانا اور جان بوجھ کر اپنے لیے فاردار بالا کوٹ منگوانا ہے۔

(۶) اللہ والے یقیناً اللہ کے دوست ہیں' ان سے محبت رکھنا اللہ سے محبت رکھنا ہے۔ ان کی عقیدت کا خوب اظہار کرنا اور ثابت قدم رہنا لیکن عقیدت سے آگے بڑھتے ہوئے انہیں خدا نہ بنالینا جیسا کہ یہود و نصاریٰ نے کیا تھا: "وقالت الیھود عزیر بن اللہ وقالت النصاری المسیح بن اللہ" یعنی یہود بولے کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور نصرانی بولے کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے (التوبہ: ۳۰) نیز اللہ تعالیٰ نے جتایا ہے: "اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ والمسیح بن مریم وما امروا الا لیعبدوا الھا واحدا لا الہ الا ھو سبحانہ عما یشرکون" (التوبہ: ۳۱) یعنی انہوں نے اپنے پادریوں اور جوگیوں کو اللہ کے سوا خدا بنالیا اور مسیح ابن مریم کو اور انہیں حکم نہ تھا مگر یہ کہ ایک اللہ کی عبادت کریں۔ نہیں ہے کوئی عبادت کے لائق مگر وہی۔ وہ ان کے شرک سے پاک ہے۔ آپ نے تلقین فرمائی کہ تم اللہ والوں کو یہود و نصاریٰ کی طرح اللہ یا اللہ کے بیٹے یا عبادت کے لائق نہ ٹھہرانا کیونکہ یہ بہت ہی بری بات ہے۔

(۷) ممکن ہے بری بات سے آپ کی مراد انبیائے کرام و اولیائے عظام کی قبروں کو مسجدیں بنانے سے ہو۔ جیسا کہ حضور نے خود ارشاد فرمایا ہے: "اشتد غضب اللہ علی قوم اتخذوا قبور انبیائھم مساجد" یعنی اللہ کا بڑا غضب ہوا ان لوگوں پر جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنالیا (موطا امام مالک) یعنی تم دیگر اقوام کی طرح انبیائے کرام اور اولیائے عظام کی قبروں کو سجدے نہ کرنا۔ انہیں مسجود لہ یا مسجود الیہ نہ ٹھہرا لینا اور ان کی قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنانا کیونکہ ایسا کرنا بری بات ہے' ایسا کرنے والا بزرگوں کا عقیدت مند نہیں بلکہ اللہ کے غضب کو اپنے اوپر مسلط کرنے والا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۵- بَابُ الشَّرِكَةِ فِي الضَّحَايَا وَعَنْ كَمْ تُذْبَحُ الْبَقَرَةُ وَالْبَدَنَةُ

ایک قربانی میں کئی آدمیوں کا شریک ہونا

۴۹۲- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ الْمَکِّیِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، اَنَّهٗ قَالَ نَحَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الْحُدَیْبِیَةِ الْبَدَنَةَ عَنْ سَبْعَةٍ، وَالْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ. صحیح البخاری (۱۳۱۸-۳۵۰)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ حدیبیہ کے سال ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اونٹ نحر کیے تو سات آدمیوں کی طرف سے ایک اونٹ اور سات آدمیوں کی طرف سے ایک گائے ذبح کی۔

[۵۴۶] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ یَسَارٍ، اَنَّ عَطَاءَ بْنَ یَسَارٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اَبَا اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیَّ اَخْبَرَهٗ قَالَ کُنَّا نُضَحِّیْ بِالشَّاةِ الْوَاحِدَةِ یَذْبَحُهَا الرَّجُلُ عَنْهُ وَعَنْ اَهْلِ بَیْتِهٖ، ثُمَّ تَبَاهَی النَّاسُ بَعْدُ فَصَارَتْ مُبَاهَاةً.

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم ایک بکری ذبح کیا کرتے۔ آدمی اپنی اور اپنے گھر والوں کی جانب سے اسے ذبح کرتا، پھر لوگوں نے فخر کے طور پر ہر ایک نے علیحدہ قربانی کرنا شروع کر دی۔

قَالَ مَالِکٌ وَاَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِی الْبَدَنَةِ وَالْبَقَرَةِ وَالشَّاةِ اَنَّ الرَّجُلَ یَنْحَرُ عَنْهُ، وَعَنْ اَهْلِ بَیْتِهِ الْبَدَنَةَ، وَیَذْبَحُ الْبَقَرَةَ وَالشَّاةَ الْوَاحِدَةَ هُوَ یَمْلِکُهَا، وَیَذْبَحُهَا عَنْهُمْ، وَیُشْرِکُهُمْ فِیْهَا. فَاَمَّا اَنْ یَشْتَرِیَ النَّفَرُ الْبَدَنَةَ، اَوِ الْبَقَرَةَ، اَوِ الشَّاةَ یَشْتَرِکُوْنَ فِیْهَا فِی النُّسُکِ، وَالضَّحَایَا، فَیُخْرِجُ کُلُّ اِنْسَانٍ مِنْهُمْ حِصَّةً مِنْ ثَمَنِهَا وَیَکُوْنُ لَهٗ حِصَّةٌ مِنْ لَحْمِهَا، فَاِنَّ ذٰلِکَ یُکْرَهُ، وَاِنَّمَا سَمِعْنَا الْحَدِیْثَ اَنَّهٗ لَا یُشْتَرَکُ فِی النُّسُکِ، وَاِنَّمَا یَکُوْنُ عَنْ اَهْلِ الْبَیْتِ الْوَاحِدِ.

امام مالک نے فرمایا کہ اچھی بات جو میں نے ایک اونٹ، گائے یا بکری کے متعلق سنی یہ ہے کہ آدمی اپنی اور اپنے گھر والوں کی جانب سے ایک اونٹ نحر کر دے یا گائے ذبح کر دے یا بکری جس کا وہ مالک ہوا سے ذبح کر کے ثواب میں ان سب کو شریک کر لے۔ اگر ایک اونٹ، گائے یا بکری خریدی جائے اور اس قربانی میں کئی آدمیوں کو شریک کرے اور ہر ایک اس کی قیمت کا حصہ دے اور حصے کے مطابق اسے گوشت ملے تو یہ مکروہ ہے اور ہم نے تو یہی بات سنی ہے کہ قربانی میں کوئی شریک نہیں ہو سکتا اور سارے گھر والوں کی طرف سے ایک قربانی ہو سکتی ہے۔ ف

ف: امام مالک کا مذہب یہی ہے کہ ایک جانور ایک ہی گھر والوں کی طرف سے ہو خواہ وہ اونٹ یا گائے ہی کیوں نہ ہو اور مختلف حضرات کا اس کی قیمت اور گوشت میں شامل ہونا مکروہ ہے۔ نیز امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک ایک بکری سارے گھر والوں کی طرف سے کفایت کرتی ہے جب کہ امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک ایک بکری ایک ہی شخص کی جانب سے کفایت کرتی ہے، اگر گھر کے اندر کوئی اور بھی صاحب نصاب ہو تو اس پر علیحدہ قربانی واجب ہے، نیز امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اونٹ، گائے اور بھینس وغیرہ بڑے جانوروں میں سات مختلف آدمی شریک ہو سکتے ہیں، اس طرح کہ ساتوں حضرات مساوی قیمت ادا کر دیں اور ساتوں مساوی گوشت بانٹ لیں۔ ہاں یہ بات دریں ایام بہت قابل لحاظ ہے کہ ان ساتوں شرکاء کا اہل سنت و جماعت سے ہونا ضروری ہے۔ اگر ایک بھی کسی دوسری جماعت کا فریعنی بد مذہب غیر سنی کو شامل کر لیا جو اہل سنت کو مشرک اور بدعتی وغیرہ بتاتا ہو تو باقی چھ حضرات کی قربانی بھی ضائع جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[۵۴۷] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، اَنَّهٗ قَالَ مَا نَحَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْهُ وَعَنْ اَهْلِ بَیْتِهٖ اِلَّا بَدَنَةً وَاحِدَةً، اَوْ بَقَرَةً وَاحِدَةً. قَالَ مَالِکٌ لَا اَدْرِیْ اَیَّتُهُمَا قَالَ ابْنُ شِهَابٍ.

ابن شہاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی اور اپنے گھر والوں کی جانب سے ایک اونٹ یا ایک گائے کی قربانی دی۔ امام مالک نے فرمایا کہ مجھے یاد نہیں رہا کہ ابن شہاب نے دونوں میں سے کس کے متعلق فرمایا۔

٦- بَابُ الضَّحِيَّةِ عَمَّا فِي بَطْنِ الْمَرْأَةِ وَذِكْرِ أَيَّامِ الْأَضْحٰى

پیٹ کے بچے کی قربانی نیز ایامِ قربانی

[٥٤٨] أثر- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ الْأَضْحٰى يَوْمَانِ بَعْدَ يَوْمِ الْأَضْحٰى.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ عید الاضحیٰ کے بعد قربانی دو دن تک ہے۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ مِثْلُ ذٰلِكَ.

امام مالک کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی یہی بات پہنچی۔

[٥٤٩] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ لَمْ يَكُنْ يُضَحِّي عَمَّا فِي بَطْنِ الْمَرْأَةِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر اس بچے کی جانب سے قربانی نہیں کیا کرتے تھے جو عورت کے پیٹ میں ہو۔

قَالَ مَالِكٌ الضَّحِيَّةُ سُنَّةٌ وَلَيْسَتْ بِوَاجِبَةٍ، وَلَا أُحِبُّ لِأَحَدٍ مِمَّنْ قَوِيَ عَلٰى ثَمَنِهَا أَنْ يَتْرُكَهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ قربانی سنت ہے واجب نہیں اور مجھے یہ پسند نہیں کہ ایک آدمی قربانی خریدنے کی طاقت رکھتا ہو اور پھر بھی ترک کر دے۔ ف

ف: امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہر اس مسلمان کے لیے قربانی کرنا سنتِ مؤکدہ ہے جو قربانی کا جانور خریدنے کی استطاعت رکھتا ہو۔ ایک روایت میں امام احمد کے نزدیک مالدار پر قربانی واجب اور غریبوں کے لیے سنت مؤکدہ ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہر صاحبِ نصاب مسلمان پر قربانی واجب ہے جب کہ وہ آزاد اور مقیم ہو۔ حضرات صاحبین کا بھی یہی مذہب ہے اور یہی موقف زیادہ مضبوط اور کتاب و سنت سے زیادہ قریب نظر آتا ہے۔ ترمذی، ابوداؤد اور نسائی میں اس کے متعلق روایات موجود ہیں۔

یہاں ایک بات اور ملحوظ خاطر رہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کی جانب سے بھی قربانی دی ہے۔ مثلاً حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سینگوں والے دو مینڈھوں کی قربانی دی۔ اس روایت کے آخر میں حضور یوں گویا ہیں: "اللّٰهم منك ولك عن محمد وامته بسم اللّٰه واللّٰه اكبر" (احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ، دارمی) یعنی اے اللہ! یہ تیری عطا سے ہے تیرے لیے ہے محمد اور اس کی امت کی طرف سے، پھر تسمیہ و تکبیر کہی۔ معلوم ہوا کہ حضور نے اس قربانی کے ثواب میں اپنی امت کو بھی شامل فرما لیا، عام اس سے کہ وہ غریب ہوں یا امیر، نیک ہوں یا بد، اب موجود ہیں یا جو قیامت تک پیدا ہوں گے سب کو اس کے ثواب سے حصہ مل جائے اللہ غنی! امت پر سرکار کا یہ کرم۔ سبحان اللہ! یہ کرم نوازی

مسند امام احمد، ترمذی اور ابوداؤد کی روایت کے آخر میں یہ الفاظ ہیں: "قال بسم اللّٰه واللّٰه اكبر اللّٰهم هذا عني وعمن لم يضح من امتي" یعنی کہا: بسم اللہ اللہ اکبر، اے اللہ! یہ میری طرف سے ہے اور میرے ہر اس امتی کی طرف سے جو قربانی نہ کر سکے۔ سبحان اللہ! جائے غور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جانور کو ذبح کرتے وقت اپنی امت کا ذکر بھی فرمایا جس کے لیے آپ ایصالِ ثواب کر رہے تھے۔ پہلی روایت میں تسمیہ و تکبیر سے پہلے آپ نے امت کا نام لیا اور دوسری روایت میں تسمیہ و تکبیر کہنے کے بعد ان کی وضاحت فرمائی جن کے لیے ایصالِ ثواب کیا جا رہا تھا۔ معلوم ہوا کہ ایصالِ ثواب کے لیے جانور کو اگر کسی کی جانب منسوب کیا جائے تو اس کی حلت میں قطعاً کوئی فرق نہیں آتا خواہ بوقت ذبح بھی اس کا ذکر کر دیا جائے جس کے لیے ایصالِ ثواب کیا جا رہا ہو۔ بزرگوں کے لیے ایصالِ ثواب کرنے کی غرض سے جانور ذبح کرنے والے سچے اور پکے مسلمانوں پر بعض مبتدعین زمانہ بڑی بے دردی سے کفر

وشرک کی بمباری کرتے ہیں۔ ایصالِ ثواب کے گوشت، دیگر کھانوں اور مٹھائی وغیرہ کو بھی حرام اور پلید بتاتے رہتے ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ان میں سے جن حضرات کو اپنے پیدا کرنے والے کی بارگاہ میں حاضری پر یقین اور باز پرس پر اعتماد ہو وہ مذکورہ حدیث کے تحت رسول اللہ ﷺ کے ذاتی فعل کی روشنی میں اس مسئلے میں ٹھنڈے دل سے غور کریں گے اور ایسا فیصلہ ہرگز نہیں کریں گے جس کی وجہ سے نبی کریم ﷺ کا ذاتی فعل بھی ان کے کفر و شرک کی زد میں آتا ہو۔ واللہ ولی التوفیق

مانگ لو حق سے توفیق دیں مانگ لو
نورِ ایمان، صدقِ یقیں مانگ لو

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

٢٤- كِتَابُ الذَّبَائِحِ

ذبح کا بیان

١- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْمِيَةِ عَلَى الذَّبِيحَةِ

ذبیحہ پر بسم اللہ پڑھنے کا بیان

٤٩٣- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقِيلَ لَهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ نَاسًا مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ يَأْتُونَنَا بِلُحْمَانٍ، وَلَا نَدْرِي هَلْ سَمَّوُا اللّٰهَ عَلَيْهَا أَمْ لَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سَمُّوا اللّٰهَ عَلَيْهَا ثُمَّ كُلُوهَا.

قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ.

صحیح البخاری (۷۳۹۸)

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھتے ہوئے عرض کی گئی کہ یا رسول اللہ! بعض بدو ہمارے پاس گوشت لے کر آتے ہیں اور ہمیں معلوم نہیں ہوتا کہ انہوں نے اس پر بسم اللہ پڑھی تھی یا نہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اس پر اللہ کا نام لے کر کھا لیا کرو۔

امام مالک نے فرمایا کہ یہ ابتدائے اسلام کی بات ہے۔ف

ف: یہ حدیث اگرچہ دورِ اسلام کی ابتداء سے متعلق بتائی جاتی ہے لیکن آج کے پرفتن دور میں اصل عظیم کا کام دیتی ہے۔ آج جب کہ مدعیانِ اسلام نے رنگ برنگے روپ دھار رکھے ہیں اور مقدس شجرِ اسلام میں پوری جرأت اور بے باکی کے ساتھ غیر اسلامی عقائد و نظریات کی قلمیں لگائی ہوئی ہیں تو ہمیں کیا معلوم کہ جو گوشت ہمارے سامنے ہے وہ کس قسم کے مسلمان کا ذبیحہ ہے؟ اس کا ذبیحہ حلال بھی ہے یا از روئے شرح حلال نہیں؟ دریں حالات ایسے مشکوک گوشت کو کھانے سے پہلے اس پر بسم اللہ پڑھ لینا بہت ہی ضروری ہے تاکہ فرمانِ رسالت کے مطابق اس کا کھانا حلال ہو جائے اور اس کے متعلق عند اللہ باز پرس نہ ہو۔

[٥٥٠] أَثَر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَيَّاشِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ الْمَخْزُومِيَّ أَمَرَ غُلَامًا لَهُ أَنْ يَذْبَحَ ذَبِيحَةً، فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَذْبَحَهَا قَالَ لَهُ سَمِّ اللّٰهَ. فَقَالَ لَهُ الْغُلَامُ قَدْ سَمَّيْتُ. فَقَالَ لَهُ سَمِّ اللّٰهَ وَيْحَكَ. قَالَ لَهُ قَدْ سَمَّيْتُ اللّٰهَ. فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَيَّاشٍ وَاللّٰهِ لَا أُطْعِمُهَا أَبَدًا.

عبد اللہ بن عیاش بن ابو ربیعہ مخزومی نے اپنے غلام سے ایک جانور ذبح کرنے کو کہا۔ جب وہ ذبح کرنے لگا تو انہوں نے اس سے فرمایا کہ بسم اللہ پڑھ۔ غلام نے کہا کہ میں بسم اللہ پڑھ چکا، فرمایا کہ تیری خرابی ہو بسم اللہ پڑھ۔ اس نے کہا کہ میں بسم اللہ پڑھ چکا۔ عبد اللہ بن عیاش نے اس سے کہا کہ خدا کی قسم! میں اسے کبھی نہیں کھاؤں گا۔ف

ف: جس جانور پر ذبح کرتے وقت قصداً بسم اللہ نہ پڑھی جائے تو امام ابوحنیفہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک اس کا کھانا

قطعاً حلال نہیں ہے۔ دوسری یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ جس جانور کو اللہ کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہو وہ حلال ہے' اس کا گوشت کھانے میں قطعاً کوئی مضائقہ نہیں خواہ اسے دوسروں کی جانب منسوب کیا جاتا رہا ہو کہ یہ فلاں کا بکرا ہے' یہ فلاں کی گائے ہے وغیرہ۔ اس نسبت سے تو محض اتنی سی مراد ہوتی ہے کہ اس کا ثواب فلاں بزرگ کی نذر کرنا ہے' یہ فلاں کے ایصالِ ثواب کے لیے ہے۔ ایسا کرنے اور کہنے سے اس جانور کی علت قطعاً متاثر نہیں ہوتی۔ بعض مبتدعین زمانہ نے اس کے خلاف شور مچا کر آسمان سر پر اٹھایا ہوا ہے۔ ان حضرات نے بزرگوں کے ایصالِ ثواب کی چیز کو بتوں کے چڑھاوے کی طرح قرار دے کر یہ ثبوت فراہم کیا ہوا ہے کہ انبیائے کرام و اولیائے عظام ان کرم فرماؤں کی نظر میں بتوں سے ذرا بھی مختلف نہیں ہیں اور ان ہستیوں سے اظہارِ عقیدت کے سارے مظاہرے گویا بت پرستی کی جدید صورت ہیں۔ جو حضرات اسے اپنی خانہ ساز توحید کے خلاف بتا کر بت پرستی ٹھہراتے ہیں' ان کی بت پرست نوازی اور بت پرستوں سے پرستش کی حد تک پیار تاریخ انسانیت کا ایک حیرت انگیز باب ہے۔ اس ضمن میں تیسری بات یہ بھی مدِ نظر رکھنی چاہیے کہ تسمیہ پڑھ کر' اللہ کا نام لے کر ذبح کرنے سے صرف وہی جانور حلال ہوتا ہے' جس کا ذبح کرنا شرعاً جائز ہو۔ جس طرح کتے اور گدھے کو خواہ کتنا ہی اللہ کا نام لے کر ذبح کیا جائے وہ ہرگز حلال نہیں ہو سکتے اور ان کا گوشت کھانا قطعاً جائز نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح چوری' غصب اور رشوت وغیرہ حرام ذرائع سے حاصل کیے ہوئے جانور' ایسے حرام ذرائع سے حاصل کی ہوئی رقم سے خریدے ہوئے جانور کا گوشت حرام ہی رہتا ہے' ہرگز حلال نہیں ہو سکتا۔ ہاں جن دوسرے لوگوں نے بے خبری کے باعث اس کا گوشت کھایا ان کے لیے وہ کتے اور گدھے کے گوشت کی طرح نہیں ہے۔ حرام روزی کے جسم پر جو اثرات مرتب ہوتے ہیں اس کے مناظر آج آنکھوں کے سامنے ہیں۔ انسان کے بننے اور بگڑنے کا دار و مدار بڑی حد تک اس کی روزی پر منحصر ہے۔ پاک ہونے کے لیے پاک روزی ضروری ہے۔

اے طائرِ لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

۲- بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ الذَّكَاةِ فِي حَالِ الضَّرُورَةِ

کسی جانور کو مجبوراً ذبح کرنا

۴۹۴- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ مِنْ بَنِي حَارِثَةَ كَانَ يَرْعَى لِقْحَةً لَهُ بِأُحُدٍ فَأَصَابَهَا الْمَوْتُ فَذَكَّاهَا بِشِظَاظٍ، فَسُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ لَيْسَ بِهَا بَأْسٌ فَكُلُوهَا.

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ بنی حارثہ میں سے ایک انصاری اپنی اونٹنی کو احد پہاڑ پر چرا رہا تھا۔ اچانک اونٹنی مرنے لگی تو اس نے ایک دھار والی لکڑی سے اسے ذبح کر دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں' اسے کھا لو۔

۴۹۵- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، عَنْ مُعَاذِ ابْنِ سَعْدٍ، أَوْ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ، أَنَّ جَارِيَةً لِكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ كَانَتْ تَرْعَى غَنَمًا لَهُ بِسَلْعٍ، فَأُصِيبَتْ شَاةٌ مِنْهَا فَأَدْرَكَتْهَا، فَذَكَّتْهَا بِحَجَرٍ، فَسُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ لَا بَأْسَ بِهَا فَكُلُوهَا.

صحیح البخاری (۵۵۰۵)

معاذ بن سعد یا سعد بن معاذ سے روایت ہے کہ حضرت کعب بن مالک کی ایک لونڈی سلع پہاڑ پر بکریاں چرا رہی تھی کہ ایک بکری مرنے لگی۔ لونڈی نے اسے ایک پتھر سے ذبح کر دیا۔ پس رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں' اسے کھا لو۔

[۵۵۱] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدِّيلِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے عربی نصاریٰ کے ذبیحہ کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: اس میں حرج نہیں

ذَبَائِحِ نَصَارَى الْعَرَبِ فَقَالَ لَا بَأْسَ بِهَا، وَتَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ ﴿وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ﴾ (المائدہ:۵۱).

اور یہ آیت پڑھی: ''اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ انہیں میں سے ہیں''۔

[۵۵۲] اَثَر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يَقُولُ مَا فَرَى الْأَوْدَاجَ فَكُلُوهُ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن عباس فرمایا کرتے کہ جو چیز رگوں کو کاٹ دے اس کے ذبح کو کھالو۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ مَا ذُبِحَ بِهِ إِذَا بَضَعَ، فَلَا بَأْسَ بِهِ إِذَا اضْطُرِرْتَ إِلَيْهِ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ سعید بن میتب فرمایا کرتے: جب تمہیں مجبوری ہو تو جس چیز کے ساتھ ذبح کرو اور وہ کاٹ دے تو کوئی حرج نہیں۔

۳- بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الذَّبِيحَةِ فِي الذَّكَاةِ

جس ذبیحہ کا کھانا مکروہ ہے

[۵۵۳] اَثَر- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي مُرَّةَ مَوْلَى عُقَيْلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنْ شَاةٍ ذُبِحَتْ، فَتَحَرَّكَ بَعْضُهَا، فَأَمَرَهُ أَنْ يَأْكُلَهَا، ثُمَّ سَأَلَ عَنْ ذٰلِكَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ، فَقَالَ إِنَّ الْمَيْتَةَ لَتَتَحَرَّكُ، وَنَهَاهُ عَنْ ذٰلِكَ.

ابو مرہ نے حضرت ابو ہریرہ سے اس بکری کے بارے میں پوچھا جسے ذبح کر دیا گیا لیکن اس کا کوئی حصہ حرکت کر رہا ہو۔ انہوں نے اس کے کھانے کا حکم دیا۔ پھر حضرت زید بن ثابت سے اس کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ مردہ بھی حرکت کرتا ہے اور اس سے منع کر دیا۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ شَاةٍ تَرَدَّتْ، فَتَكَسَّرَتْ، فَأَدْرَكَهَا صَاحِبُهَا، فَذَبَحَهَا، فَسَالَ الدَّمُ مِنْهَا وَلَمْ تَتَحَرَّكْ، فَقَالَ مَالِكٌ إِذَا كَانَ ذَبَحَهَا، وَنَفَسُهَا يَجْرِي وَهِيَ تَطْرِفُ فَلْيَأْكُلْهَا.

امام مالک سے اس بکری کے متعلق پوچھا گیا جو اوپر سے گر پڑی اور اس کی ٹانگیں ٹوٹ گئیں۔ مالک نے اسے دیکھ کر ذبح کر دیا، اس سے خون بہا لیکن اس نے حرکت نہیں کی۔ امام مالک نے فرمایا کہ ذبح کے وقت اگر اس کا سانس چل رہا تھا اور پتلیاں پھر رہی تھیں تو اسے کھالو۔

۴- بَابُ ذَكَاةِ مَا فِي بَطْنِ الذَّبِيحَةِ

اگر ذبیحہ کے پیٹ سے بچہ برآمد ہو

[۵۵۴] اَثَر- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ إِذَا نُحِرَتِ النَّاقَةُ فَذَكَاةُ مَا فِي بَطْنِهَا فِي ذَكَاتِهَا إِذَا كَانَ قَدْ تَمَّ خَلْقُهُ وَنَبَتَ شَعَرُهُ، فَإِذَا خَرَجَ مِنْ بَطْنِ أُمِّهِ ذُبِحَ حَتَّى يَخْرُجَ الدَّمُ مِنْ جَوْفِهِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر فرمایا کرتے کہ جب اونٹنی کو نحر کر دیا گیا تو اس کے پیٹ کا بچہ بھی پاک ہو گیا جبکہ اس کے اعضا مکمل ہو گئے ہوں اور اس کے بال نکل آئے ہوں۔ اگر بچہ اپنی والدہ کے جسم سے زندہ پیدا ہو تو اسے ذبح کیا جائے تاکہ اس کے پیٹ سے خون جاری ہو جائے۔

[۵۵۵] اَثَر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُسَيْطٍ اللَّيْثِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ ذَكَاةُ مَا فِي بَطْنِ الذَّبِيحَةِ فِي ذَكَاةِ أُمِّهِ إِذَا كَانَ قَدْ تَمَّ خَلْقُهُ وَنَبَتَ شَعَرُهُ.

یزید بن عبداللہ بن قسیط لیثی سے روایت ہے کہ سعید بن میتب فرمایا کرتے: ماں کی ذکوۃ سے پیٹ کے بچے کی ذکاۃ ہو جاتی ہے جبکہ اس کی تخلیق مکمل ہو چکی ہو اور اس کے بال نکل آئے ہوں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

٢٥- كِتَابُ الصَّيْدِ

شکار کا بیان

١- بَابُ تَرْكِ أَكْلِ مَا قَتَلَ الْمِعْرَاضُ وَالْحَجَرُ

لکڑی یا پتھر سے مارے ہوئے جانور کو نہ کھانا

[٥٥٦] أَثَرٌ- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّهُ قَالَ رَمَيْتُ طَائِرَيْنِ بِحَجَرٍ، وَأَنَا بِالْجُرُفِ فَأَصَبْتُهُمَا، فَأَمَّا أَحَدُهُمَا، فَمَاتَ، فَطَرَحَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَذَهَبَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يُذَكِّيهِ بِقَدُومٍ، فَمَاتَ قَبْلَ أَنْ يُذَكِّيَهُ، فَطَرَحَهُ عَبْدُ اللّٰهِ أَيْضًا.

نافع کا بیان ہے کہ میں نے جرف کے مقام پر ایک پتھر سے دو چڑیاں شکار کیں۔ پس انہیں لے لیا تو ان میں سے ایک مر گئی تو حضرت عبداللہ بن عمر نے وہ پھینک دی۔ حضرت عبداللہ بن عمر دوسری کو بسولے سے ذبح کرنے کے لیے دوڑے تو ذبح کرنے سے پہلے وہ بھی مر گئی۔ پس حضرت عبداللہ نے وہ بھی پھینک دی۔

[٥٥٧] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ كَانَ يَكْرَهُ مَا قَتَلَ الْمِعْرَاضُ وَالْبُنْدُقَةُ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ قاسم بن محمد اسے مکروہ شمار کرتے تھے جس کو لاٹھی یا بندوق سے مارا جائے۔

[٥٥٨] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ كَانَ يَكْرَهُ أَنْ تُقْتَلَ الْإِنْسِيَّةُ بِمَا يُقْتَلُ بِهِ الصَّيْدُ مِنَ الرَّمْيِ وَأَشْبَاهِهِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ سعید بن مسیب پالتو جانوروں کو شکار کے مانند تیر وغیرہ سے مارنے کو مکروہ جانتے تھے۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَا أَرَى بَأْسًا بِمَا أَصَابَ الْمِعْرَاضُ إِذَا خَسَقَ وَبَلَغَ الْمَقَاتِلَ أَنْ يُؤْكَلَ، قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗٓ اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ﴾ (المائدہ: ۹٤) قَالَ فَكُلُّ شَيْءٍ نَالَهُ الْإِنْسَانُ بِيَدِهِ، أَوْ رُمْحِهِ، أَوْ بِشَيْءٍ مِنْ سِلَاحِهِ، فَأَنْفَذَهُ وَبَلَغَ مَقَاتِلَهُ، فَهُوَ صَيْدٌ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى.

امام مالک نے فرمایا کہ جس لاٹھی میں نوکدار لوہا لگا ہوا ہو اور اس نوک سے جانور زخمی کیا جائے تو اس کا کھانا درست ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اے ایمان والو! ضرور اللہ تمہیں آزمائے گا ایسے بعض شکار سے جس تک تمہارا ہاتھ اور نیزے پہنچیں"۔ فرمایا کہ جس چیز تک آدمی کا ہاتھ، برچھی یا کوئی اور ہتھیار پہنچے پس وہ اسے مارے یا قتل کرے تو وہ شکار ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

[٥٥٩] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَهْلَ الْعِلْمِ يَقُولُونَ إِذَا أَصَابَ الرَّجُلُ الصَّيْدَ فَأَعَانَهُ عَلَيْهِ غَيْرُهُ مِنْ مَاءٍ، أَوْ كَلْبٍ غَيْرِ مُعَلَّمٍ لَمْ يُؤْكَلْ ذٰلِكَ الصَّيْدُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ سَهْمُ الرَّامِي قَدْ قَتَلَهُ، أَوْ بَلَغَ مَقَاتِلَ الصَّيْدِ حَتّٰى لَا يَشُكَّ أَحَدٌ فِي أَنَّهُ هُوَ قَتَلَهُ، وَأَنَّهُ لَا يَكُونُ لِلصَّيْدِ حَيَاةٌ بَعْدَهُ.

امام مالک نے اہلِ علم حضرات کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب آدمی نے کسی شکار کو زخمی کیا، پھر کسی دوسری چیز نے بھی اس پر مدد کی جیسے پانی یا بغیر سکھائے ہوئے کتے نے تو وہ شکار نہیں کھایا جائے گا۔ ماسوائے اس صورت کے کہ یہ یقین ہو کہ شکار تیر مارنے والے کے تیر سے مرا ہے اور کسی کو بھی اس میں شک نہ رہے کہ اسی نے قتل کیا ہے اور اس کے بعد شکار زندہ نہ رہا ہو۔

قَالَ وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ لَا بَأْسَ بِأَكْلِ الصَّيْدِ،

میں نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ اس شکار کے

وَإِنْ غَابَ عَنْكَ مَصْرَعُهُ إِذَا وَجَدْتَ بِهِ أَثَرًا مِنْ كَلْبِكَ، أَوْ كَانَ بِهِ سَهْمُكَ مَا لَمْ يَبِتْ، فَإِذَا بَاتَ، فَإِنَّهُ يُكْرَهُ أَكْلُهُ.

کھانے میں کوئی حرج نہیں جو تمہارا زخم کھا کر غائب ہو جائے اور جب تمہیں ملے تو تمہارے کتے یا تیر کا اس پر نشان ہو جبکہ رات نہ گزرے اور اگر رات گزر گئی تو اس کا کھانا مکروہ ہے۔

۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَيْدِ الْمُعَلَّمَاتِ

سدھائے ہوئے جانوروں کے ذریعے شکار کرنا

[۵۶۰] أثر- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فِي الْكَلْبِ الْمُعَلَّمِ كُلْ مَا أَمْسَكَ عَلَيْكَ إِنْ قَتَلَ، وَإِنْ لَمْ يَقْتُلْ.

نافع سے روایت ہے کہ سدھائے ہوئے کتے کے بارے میں حضرت عبد اللہ بن عمر فرمایا کرتے: اس جانور کو کھا لو جسے تمہارے لیے شکار کیا ہو خواہ جان سے مار دیا ہو یا نہ مارا ہو۔

[۵۶۱] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَمِعَ نَافِعًا يَقُولُ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ وَإِنْ أَكَلَ وَإِنْ لَمْ يَأْكُلْ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر نے فرمایا: خواہ اس میں سے کھا لیا ہو یا نہ کھایا ہو۔

[۵۶۲] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْكَلْبِ الْمُعَلَّمِ إِذَا قَتَلَ الصَّيْدَ، فَقَالَ سَعْدٌ كُلْ وَإِنْ لَمْ تَبْقَ إِلَّا بَضْعَةٌ وَاحِدَةٌ.

امام مالک کو حضرت سعد بن ابی وقاص کی یہ بات پہنچی کہ جب ان سے سدھائے ہوئے کتے کے متعلق پوچھا گیا کہ جب کتا شکار کو مار دے تو؟ سعد نے فرمایا کہ اسے کھا لو اگرچہ اس میں سے ایک بوٹی ہی باقی بچی ہو۔

[۵۶۳] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَمِعَ بَعْضَ أَهْلِ الْعِلْمِ يَقُولُونَ فِي الْبَازِي، وَالْعُقَابِ، وَالصَّقْرِ، وَمَا أَشْبَهَ ذَلِكَ إِذَا كَانَ يَفْقَهُ كَمَا تَفْقَهُ الْكِلَابُ الْمُعَلَّمَةُ فَلَا بَأْسَ بِأَكْلِ مَا قَتَلَتْ مِمَّا صَادَتْ إِذَا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَى إِرْسَالِهَا.

امام مالک نے بعض اہل علم حضرات کو فرماتے ہوئے سنا کہ باز، عقاب یا صقر وغیرہ جانور کو کتے کی طرح سدھا لیا جائے تو اس کے قتل کیے ہوئے جانور کو کھانے میں کوئی حرج نہیں جبکہ اس نے شکار کیا اور اسے چھوڑتے وقت اللہ کا نام لیا گیا ہو۔

قَالَ مَالِكٌ وَأَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِي الَّذِي يَتَخَلَّصُ الصَّيْدَ مِنْ مَخَالِبِ الْبَازِي، أَوْ مِنَ الْكَلْبِ، ثُمَّ يَتَرَبَّصُ بِهِ فَيَمُوتُ أَنَّهُ لَا يَحِلُّ أَكْلُهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس بارے میں یہ میں نے جھوٹ سنا کہ جو شکار باز یا کتے سے چھوٹ کر مر جائے تو اس کا کھانا حلال نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَكَذَلِكَ كُلُّ مَا قُدِرَ عَلَى ذَبْحِهِ وَهُوَ فِي مَخَالِبِ الْبَازِي، أَوْ فِي الْكَلْبِ، فَيَتْرُكُهُ صَاحِبُهُ وَهُوَ قَادِرٌ عَلَى ذَبْحِهِ حَتَّى يَقْتُلَهُ الْبَازِي، أَوِ الْكَلْبُ فَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ أَكْلُهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے ذبح کرنے پر قدرت پائی جبکہ وہ باز کے پنجے یا کتے کے منہ میں تھا، پھر اسے رہنے دیا حالانکہ وہ اس کے ذبح کرنے پر قادر تھا یہاں تک کہ باز یا کتے نے اسے جان سے مار دیا تو اس کا کھانا حلال نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَكَذَلِكَ الَّذِي يَرْمِي الصَّيْدَ فَيَنَالُهُ وَهُوَ حَيٌّ، فَيُفَرِّطُ فِي ذَبْحِهِ حَتَّى يَمُوتَ، فَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ أَكْلُهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ اسی طرح جس جانور کو تیر مارا، پھر اسے زندہ پایا اور ذبح کرنے میں دیر کی یہاں تک کہ وہ مر گیا تو اس کا کھانا حلال نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا أَنَّ الْمُسْلِمَ إِذَا أَرْسَلَ كَلْبَ الْمَجُوسِيِّ الضَّارِي فَصَادَ أَوْ

امام مالک نے فرمایا کہ اس بات پر ہم سب متفق ہیں کہ اگر مسلمان کسی مجوسی یا موذی کے سدھائے ہوئے کتے کو شکار پر

قَالَ: إِنَّهُ إِذَا كَانَ مُعَلَّمًا فَأَكْلُ ذٰلِكَ الصَّيْدِ حَلَالٌ لَا بَأْسَ بِهِ، وَإِنْ لَمْ يُذَكِّهِ الْمُسْلِمُ، وَإِنَّمَا مَثَلُ ذٰلِكَ مَثَلُ الْمُسْلِمِ يَذْبَحُ بِشَفْرَةِ الْمَجُوسِيِّ، أَوْ يَرْمِي بِقَوْسِهِ، أَوْ بِنَبْلِهِ، فَيَقْتُلُ بِهَا فَصَيْدُهُ ذٰلِكَ، وَذَبِيحَتُهُ حَلَالٌ لَا بَأْسَ بِأَكْلِهِ، وَإِذَا أَرْسَلَ الْمَجُوسِيُّ كَلْبَ الْمُسْلِمِ الضَّارِيَ عَلَى صَيْدٍ، فَأَخَذَهُ فَإِنَّهُ لَا يُؤْكَلُ ذٰلِكَ الصَّيْدُ إِلَّا أَنْ يُذَكَّى، وَإِنَّمَا مَثَلُ ذٰلِكَ مَثَلُ قَوْسِ الْمُسْلِمِ وَنَبْلِهِ يَأْخُذُهَا الْمَجُوسِيُّ فَيَرْمِي بِهَا الصَّيْدَ فَيَقْتُلُهُ، وَبِمَنْزِلَةِ شَفْرَةِ الْمُسْلِمِ يَذْبَحُ بِهَا الْمَجُوسِيُّ، فَلَا يَحِلُّ أَكْلُ شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ.

چھوڑے اور وہ شکار مارے تو اس کا کھانا جائز ہے کوئی حرج نہیں اگرچہ مسلمان نے اسے ذبح نہیں کیا اور اس کی مثال اس مسلمان جیسی ہے جو کسی مجوسی کی چھری سے ذبح کرے یا اس کی کمان یا برچھی سے شکار کرے تو وہ شکار اور اس سے ذبح کیا ہوا حلال ہے اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں اور جب مجوسی نے مسلمان کے کتے کو شکار پر چھوڑا اور اس نے پکڑ لیا تو اس شکار سے نہیں کھایا جائے گا مگر یہ کہ اسے ذبح کر لیا جائے اور اس کی مثال مسلمان کے کمان و تیر جیسی ہے کہ اسے لے کر مجوسی شکار مارے اور مسلمان کی چھری سے جسے مجوسی ذبح کرے تو اس میں سے ذرا سا بھی کھا لینا حلال نہیں۔

٣- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَيْدِ الْبَحْرِ

دریائی شکار کا بیان

[٥٦٤] أثر- وَحَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي هُرَيْرَةَ سَأَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ عَمَّا لَفَظَ الْبَحْرُ، فَنَهَاهُ عَنْ أَكْلِهِ.

عبدالرحمٰن بن ابو ہریرہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا کہ جس جانور کو دریا پھینک دے؟ انہوں نے اس کے کھانے سے منع فرمایا۔

قَالَ نَافِعٌ: ثُمَّ انْقَلَبَ عَبْدُ اللّٰهِ فَدَعَا بِالْمُصْحَفِ فَقَرَأَ ﴿أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ﴾ (المائدة: ٩٦) قَالَ نَافِعٌ: فَأَرْسَلَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ إِلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ لَا بَأْسَ بِأَكْلِهِ.

نافع کا بیان ہے کہ پھر حضرت عبداللہ واپس گئے، قرآن مجید منگوایا اور پڑھا: "تمہارے لیے دریائی شکار اور اس کا کھانا حلال کیا گیا ہے"۔ نافع نے کہا تو حضرت عبداللہ بن عمر نے مجھے عبدالرحمٰن بن ابو ہریرہ کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا کہ اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں۔

[٥٦٥] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ سَعْدٍ الْجَارِيِّ مَوْلَى عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهُ قَالَ: سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ عَنِ الْحِيتَانِ يَقْتُلُ بَعْضُهَا بَعْضًا، أَوْ تَمُوتُ صَرَدًا فَقَالَ لَيْسَ بِهَا بَأْسٌ. قَالَ سَعْدٌ: ثُمَّ سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ.

سعد الجاری سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ان مچھلیوں کے بارے میں پوچھا جو ایک دوسری کو کھا جاتی ہیں یا سردی سے مر جاتی ہیں؟ فرمایا کہ ان میں کوئی حرج نہیں ہے۔ پھر میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے پوچھا تو انہوں نے بھی ایسا ہی فرمایا۔

[٥٦٦] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّهُمَا كَانَا لَا يَرَيَانِ بِمَا لَفَظَ الْبَحْرُ بَأْسًا.

ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ اور حضرت زید بن ثابت دونوں حضرات اس مچھلی کو کھانے میں کوئی حرج محسوس نہ کرتے جس کو دریا نے پھینکا ہو۔

[٥٦٧] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّ نَاسًا مِنْ أَهْلِ

ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ جار کے کچھ باشندے آئے اور انہوں نے مروان بن حکم سے دریا کے پھینکے

الْجَارِ قَدِمُوْا، فَسَأَلُوْا مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ عَمَّا لَفَظَ الْبَحْرُ فَقَالَ لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ، وَقَالَ اذْهَبُوْا إِلَى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، فَاسْأَلُوْهُمَا عَنْ ذٰلِكَ، ثُمَّ ائْتُوْنِي، فَأَخْبِرُوْنِي مَاذَا يَقُوْلَانِ؟ فَأَتَوْهُمَا، فَسَأَلُوْهُمَا، فَقَالَا لَا بَأْسَ بِهِ، فَأَتَوْا مَرْوَانَ، فَأَخْبَرُوْهُ، فَقَالَ مَرْوَانُ قَدْ قُلْتُ لَكُمْ.

ہوئے شکار کے بارے میں پوچھا۔ فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں اور کہا کہ تم حضرت زید بن ثابت اور حضرت ابو ہریرہ کی خدمت میں جاؤ اور ان دونوں سے اس بارے میں پوچھو۔ پھر مجھے بھی آ کر بتانا کہ ان دونوں حضرات نے کیا فرمایا۔ پس وہ ان دونوں کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے پوچھا تو دونوں حضرات نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔ پس وہ مروان کے پاس آئے اور انہیں بتایا، مروان نے کہا کہ میں نے بھی تم سے یہی کہا تھا۔

قَالَ مَالِكٌ لَا بَأْسَ بِأَكْلِ الْحِيْتَانِ يَصِيْدُهَا الْمَجُوْسِيُّ لِأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِي الْبَحْرِ هُوَ الطَّهُوْرُ مَاؤُهُ الْحِلُّ مَيْتَتُهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ ان مچھلیوں کے کھانے میں کوئی حرج نہیں جن کو مجوسیوں نے شکار کیا ہو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے سمندر کے بارے میں فرمایا کہ اس کا پانی پاک اور اس کا مردہ حلال ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَإِذَا أُكِلَ ذٰلِكَ مَيْتًا، فَلَا يَضُرُّهُ مَنْ صَادَهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ جب یہ مردہ کھانا بھی حلال ہے تو کسی کے شکار کرنے سے کیا نقصان ہوگا۔

٤- بَابُ تَحْرِيْمِ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ

دانتوں والے ہر درندے کا حرام ہونا

٤٩٦- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي إِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ أَكْلُ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ حَرَامٌ. صحیح البخاری (۵۵۳۰) صحیح مسلم (۴۹۶۵تا۴۹۶۷)

حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دانتوں سے پھاڑ کھانے والے ہر درندے کا کھانا حرام ہے۔

٤٩٧- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أَبِي حَكِيْمٍ، عَنْ عَبِيْدَةَ بْنِ سُفْيَانَ الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ أَكْلُ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ حَرَامٌ. قَالَ مَالِكٌ وَهُوَ الْأَمْرُ عِنْدَنَا.
صحیح مسلم (۴۹۶۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دانتوں سے پھاڑ کر کھانے والے ہر درندے کا کھانا حرام ہے۔ امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

٥- بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ أَكْلِ الدَّوَابِّ

جن جانوروں کا کھانا مکروہ ہے

حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، أَنَّ أَحْسَنَ مَا سُمِعَ فِي الْخَيْلِ، وَالْبِغَالِ، وَالْحَمِيْرِ، أَنَّهَا لَا تُؤْكَلُ لِأَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَالَ ﴿وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً﴾ (النحل:۸) وَقَالَ تَبَارَكَ وَ

یحییٰ نے امام مالک سے روایت کی ہے کہ گھوڑے، خچر اور گدھے کے بارے میں یہ میں نے خوب سنا کہ انہیں نہ کھایا جائے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "اور گھوڑے اور خچر اور گدھے کہ ان پر سوار ہو اور زینت کے لیے" اور مویشیوں کے

تَعَالٰی فِی الْاَنْعَامِ ﴿لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ﴾ (غافر:۷۹) وَقَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی ﴿لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰی مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ﴾ (الحج:۳٤) ﴿فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ﴾ (الحج:۳٦).

بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ: "کسی پر سوار ہو اور کسی کا گوشت کھاؤ" اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ: "اللہ کا نام لیں اس کے دیئے ہوئے بے زبان چوپایوں پر" نیز فرمایا: "تو ان میں سے خود کھاؤ اور صبر سے بیٹھنے والے اور بھیک مانگنے والے کو کھلاؤ"۔

قَالَ مَالِكٌ وَسَمِعْتُ اَنَّ الْبَائِسَ هُوَ الْفَقِيْرُ، وَاَنَّ الْمُعْتَرَّ هُوَ الزَّائِرُ. قَالَ مَالِكٌ فَذَكَرَ اللّٰهُ الْخَيْلَ، وَالْبِغَالَ، وَالْحَمِيْرَ لِلرُّكُوْبِ، وَالزِّيْنَةِ، وَذَكَرَ الْاَنْعَامَ لِلرُّكُوْبِ وَالْاَكْلِ.

امام مالک نے فرمایا کہ "البائس" تو فقیر کو کہتے ہیں اور "المعتر" بھیک مانگنے والا۔ امام مالک نے فرمایا کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے گھوڑے، خچر اور گدھے کو سواری اور زینت کے لیے بنایا ہے اور دوسرے چوپایوں کو سواری اور کھانے کے لیے۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْقَانِعُ هُوَ الْفَقِيْرُ اَيْضًا.

امام مالک نے فرمایا کہ "القانع" بھی فقیر کو کہتے ہیں۔

٦- بَابُ مَا جَاءَ فِيْ جُلُوْدِ الْمَيْتَةِ

مردار کی کھال کا بیان

٤٩٨- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰی، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّهُ قَالَ مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِشَاةٍ مَيْتَةٍ كَانَ اَعْطَاهَا مَوْلَاةً لِمَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ اَفَلَا انْتَفَعْتُمْ بِجِلْدِهَا؟ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهَا مَيْتَةٌ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّمَا حَرُمَ اَكْلُهَا.

صحیح البخاری (١٤٩٢) صحیح مسلم (٨٠٤ تا ٨٠٦ـ٨٠٨)

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ایک مردہ بکری کے پاس سے گزرے جو حضرت میمونہ ام المومنین کے غلام کو دی گئی تھی۔ فرمایا کہ اس کی کھال کو کیوں کام میں نہ لائے؟ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! یہ تو مردار ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ اس کا کھانا ہی تو حرام ہے۔

٤٩٩- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ، عَنِ ابْنِ وَعْلَةَ الْمِصْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا دُبِغَ الْاِهَابُ فَقَدْ طَهُرَ.

صحیح مسلم (٨١٠ تا ٨١٣)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: جس کھال کی دباغت کر لی جائے وہ پاک ہو جاتی ہے۔

٥٠٠- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُسَيْطٍ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ اُمِّهِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَ اَنْ يُسْتَمْتَعَ بِجُلُوْدِ الْمَيْتَةِ اِذَا دُبِغَتْ.

سنن ابو داؤد (٤١٢٤) سنن ترمذی (١٧٢٨) سنن نسائی (٤٢٦٣) سنن ابن ماجہ (٣٦١٢)

محمد بن عبد الرحمٰن بن ثوبان کی والدہ ماجدہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے حکم فرمایا کہ مردار کی کھال سے دباغت کے بعد فائدہ اٹھانا چاہیے۔

٧- بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ يُضْطَرُّ اِلٰی اَكْلِ الْمَيْتَةِ

جو مردار کھانے پر مجبور ہو جائے

حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، أَنَّ أَحْسَنَ مَا سُمِعَ فِي الرَّجُلِ يُضْطَرُّ إِلَى الْمَيْتَةِ، أَنَّهُ يَأْكُلُ مِنْهَا حَتَّى يَشْبَعَ، وَيَتَزَوَّدَ مِنْهَا، فَإِنْ وَجَدَ عَنْهَا غِنًى طَرَحَهَا.

یحیٰ نے امام مالک سے روایت کی ہے کہ بہتر بات جو میں نے اس شخص کے بارے میں سنی جو مردار کھانے پر مجبور ہو جائے' یہ ہے کہ پیٹ بھر کر کھالے اور کچھ رکھ چھوڑے۔ اگر حلال روزی مل جائے تو اسے پھینک دے۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنِ الرَّجُلِ يُضْطَرُّ إِلَى الْمَيْتَةِ أَيَأْكُلُ مِنْهَا وَهُوَ يَجِدُ ثَمَرَ الْقَوْمِ، أَوْ زَرْعًا، أَوْ غَنَمًا بِمَكَانِهِ ذٰلِكَ؟ قَالَ مَالِكٌ إِنْ ظَنَّ أَنَّ أَهْلَ ذٰلِكَ الثَّمَرِ، أَوِ الزَّرْعِ، أَوِ الْغَنَمِ يُصَدِّقُونَهُ بِضَرُورَتِهِ حَتَّى لَا يُعَدَّ سَارِقًا، فَتُقْطَعَ يَدُهُ رَأَيْتُ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ أَيِّ ذٰلِكَ وَجَدَ مَا يَرُدُّ جُوعَهُ، وَلَا يَحْمِلُ مِنْهُ شَيْئًا، وَذٰلِكَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَأْكُلَ الْمَيْتَةَ، وَإِنْ هُوَ خَشِيَ أَنْ لَا يُصَدِّقُوهُ، وَأَنْ يُعَدَّ سَارِقًا بِمَا أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ، فَإِنَّ أَكْلَ الْمَيْتَةِ خَيْرٌ لَهُ عِنْدِي، وَلَهُ فِي أَكْلِ الْمَيْتَةِ عَلَى هٰذَا الْوَجْهِ سَعَةٌ، مَعَ أَنِّي أَخَافُ أَنْ يَعْدُوَ عَادٍ مِمَّنْ لَمْ يُضْطَرَّ إِلَى الْمَيْتَةِ يُرِيدُ اسْتِجَازَةَ أَخْذِ أَمْوَالِ النَّاسِ، وَزُرُوعِهِمْ، وَثِمَارِهِمْ بِذٰلِكَ بِدُونِ اضْطِرَارٍ.

امام مالک سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جو مردار کھانے پر مجبور ہو جائے کہ اگر اسے کسی کے پھل' کھیتی یا بکری وغیرہ ملیں تو مردار کی جگہ انہیں کھالے یا نہیں؟ امام مالک نے فرمایا کہ اگر پھلوں' کھیتی یا بکریوں کا مالک اس کے اضطرار (مجبوری) کو محسوس کر لے گا اور اسے چور شمار کر کے ہاتھ نہیں کٹوائے گا تو جو چیز پائی ہے اسے کھا کر اپنی بھوک بجھالے اور جمع کر کے نہ رکھے اور یہ مجھے مردار کھانے سے زیادہ پسند ہے اور اگر یہ خدشہ ہو کہ وہ اسے سچا نہیں سمجھے گا اور اس حرکت کے باعث اسے چور شمار کرے گا تو اس حالت میں میرے نزدیک اس کا مردار کو کھا لینا بہتر ہے اور اس وجہ سے اس کے لیے مردار کھانے کی گنجائش ہے' کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ جو مردار کھانے پر مجبور نہیں ہوگا اسے بھی لوگوں کے مال' کھیتیاں اور پھل کھانے کی اجازت مل جائے گی' حالانکہ انہیں کوئی مجبوری نہ ہوگی۔

قَالَ مَالِكٌ وَهٰذَا أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ.

امام مالک نے فرمایا کہ جو میں نے سنا یہ بہتر ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

٢٦- كِتَابُ الْعَقِيقَةِ

عقیقہ کا بیان

١- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعَقِيقَةِ

عقیقے کے متعلق روایات

١٠٥- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي ضَمْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْعَقِيقَةِ فَقَالَ لَا أُحِبُّ الْعُقُوقَ، وَكَأَنَّهُ إِنَّمَا كَرِهَ الْإِسْمَ.

بنی ضمرہ کے ایک آدمی نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عقیقہ کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: کہ میں عقوق (نافرمانی) کو پسند نہیں کرتا گویا اس نام کو ناپسند فرمایا۔

وَقَالَ مَنْ وُلِدَ لَهُ وَلَدٌ، فَأَحَبَّ أَنْ يَنْسُكَ عَنْ وَلَدِهِ فَلْيَفْعَلْ. سنن ابوداود (٢٨٤٢) سنن نسائی (٤٢٢٣)

اور فرمایا کہ جس کے گھر لڑکا پیدا ہوا اور وہ اس کی طرف سے قربانی کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔ف

ف: بچے کا عقیقہ کرنا مستحب ہے۔ فرض یا واجب نہیں ہے کہ اسے ضروری سمجھا جائے۔ صاحب استطاعت کرے تو اچھا ہے' ثواب پائے گا' لیکن قرض لے کر کرنا ہرگز درست نہیں ہے۔ بہتر یہ ہے کہ لڑکی کی طرف سے ایک بکری اور لڑکے کی طرف سے دو ہوں۔ کچا گوشت تقسیم کر دیا جائے یا پکا کر کھلا دیا جائے' جو ممکن ہو اور آسانی کرلیا جائے وہ بہتر ہے۔ عقیقے کے گوشت سے گھر والے

بھی کھا سکتے ہیں اور بچے کے تمام رشتہ دار کھا سکتے ہیں۔ کسی کے لیے کوئی ممانعت نہیں ہے۔ عقیقے کے جانور کی ہڈی نہ توڑنا اور اس جانور کا خون بچے کے جسم سے لگانا جہالت کی رسمیں اور بے ہودہ خیالات ہیں جن سے اجتناب واحتراز ضروری ہے۔ عقیقہ اور عقوق (والدین کی نافرمانی) کا مادہ چونکہ ایک ہے' اس لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں عقوق کو ناپسند کرتا ہوں۔ آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ مجھے عقیقہ ناپسند ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[٥٦٨] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ قَالَ وَزَنَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ شَعَرَ حَسَنٍ وَحُسَيْنٍ، وَزَيْنَبَ وَأُمِّ كُلْثُومٍ، فَتَصَدَّقَتْ بِزِنَةِ ذَالِكَ فِضَّةً.

امام محمد باقر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ نے امام حسن' امام حسین' حضرت زینب اور حضرت ام کلثوم کے بال اتروا کر ان کے برابر چاندی خیرات فرمائی۔

[٥٦٩] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ أَنَّهُ قَالَ وَزَنَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ شَعَرَ حَسَنٍ وَحُسَيْنٍ، فَتَصَدَّقَتْ بِزِنَتِهِ فِضَّةً.

محمد بن علی بن حسین (امام محمد باقر) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ نے امام حسن اور امام حسین کے بالوں کے برابر چاندی خیرات فرمائی۔ ف

ف: عقیقے کے بارے میں حضرت عائشہ' حضرت ام کرز' حضرت بریدہ' حضرت سمرہ بن جندب' حضرت ابو ہریرہ' حضرت عبداللہ بن عمر' حضرت انس بن مالک' حضرت سلمان بن عامر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت آئی ہے۔ حضرت سمرہ کی روایت میں ہے کہ عقیقہ کرنے تک گویا بچہ گروی رکھا ہوا ہوتا ہے۔ ساتویں روز اس کی طرف سے جانور ذبح کرے۔ اس کا نام رکھے اور اس کا سر منڈائے۔ (احمد' ترمذی' ابوداؤد' نسائی) امام محمد باقر کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے امام حسن کا عقیقہ ایک بکری سے کیا اور بالوں کے برابر چاندی خیرات کی جو ایک درہم یا اس سے کم تھی (ترمذی) حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے امام حسن اور امام حسین کا عقیقہ ایک ایک مینڈھے سے کیا (ابوداؤد) لیکن ان سے ہی یہ بھی روایت ہے کہ دو دو مینڈھوں سے کیا (نسائی) عمرو بن شعیب کی روایت میں ہے کہ لڑکے کی طرف سے دو اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ذبح کی جائے اور اسے بچے کی طرف سے قربانی کہیں تو بہتر ہے (ابوداؤد' نسائی) نیز رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کان میں بوقت ولادت نماز جیسی اذان کہی تھی۔ چونکہ اس سے شیطان بھاگ جاتا ہے' بچے کے کان میں اس وقت اذان کہنا سنت ہے۔ بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی جائے اور مستحب ہے کہ بچے کے کان میں یہ بھی کہہ دیا جائے: "واعیذھا بک وذریتھا من الشیطان الرجیم"۔ (ترمذی' ابوداؤد) واللہ تعالیٰ اعلم

٢- بَابُ الْعَمَلِ فِي الْعَقِيقَةِ

عقیقے کا طریقہ

[٥٧٠] اثر- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ لَمْ يَكُنْ يَسْأَلُهُ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِهِ عَقِيقَةً إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهَا، وَكَانَ يَعُقُّ عَنْ وَلَدِهِ بِشَاةٍ شَاةٍ عَنِ الذُّكُورِ وَالْإِنَاثِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر سے جب ان کے کسی بچے کے عقیقے کی بابت کہا جاتا تو اپنے ہر بچے کے عقیقے میں خواہ لڑکی ہو یا لڑکا ایک بکری دیا کرتے تھے۔

[٥٧١] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ

محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی سے روایت ہے کہ میں نے اپنے والد ماجد کو فرماتے ہوئے سنا کہ عقیقہ کرنا مستحب ہے خواہ

التَّيْمِيِّ، أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَسْتَحِبُّ الْعَقِيقَةَ وَلَوْ بِعُصْفُورٍ.

ایک چڑیا ہی کیوں نہ دی جائے۔

۵۰۲- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّهُ عَقَّ عَنْ حَسَنٍ وَحُسَيْنٍ ابْنَيْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ.

سنن ابوداؤد (۲۸۳۱) سنن نسائی (٤٢٢٤)

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت علی نے اپنے صاحبزادے امام حسن اور امام حسین کا عقیقہ کیا۔

[۵۷۲] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، أَنَّ أَبَاهُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ كَانَ يَعُقُّ عَنْ بَنِيهِ الذُّكُورِ وَالْإِنَاثِ، بِشَاةٍ شَاةٍ.

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ ان کے والد ماجد عروہ بن زبیر اپنے ہر لڑکے اور لڑکی کی طرف سے ایک ایک بکری کا عقیقہ کیا کرتے تھے۔

قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي الْعَقِيقَةِ أَنَّ مَنْ عَقَّ، فَإِنَّمَا يَعُقُّ عَنْ وَلَدِهِ بِشَاةٍ شَاةٍ الذُّكُورِ وَالْإِنَاثِ، وَلَيْسَتِ الْعَقِيقَةُ بِوَاجِبَةٍ، وَلَكِنَّهَا يُسْتَحَبُّ الْعَمَلُ بِهَا، وَهِيَ مِنَ الْأَمْرِ الَّذِي لَمْ يَزَلْ عَلَيْهِ النَّاسُ عِنْدَنَا، فَمَنْ عَقَّ عَنْ وَلَدِهِ، فَإِنَّمَا هِيَ بِمَنْزِلَةِ النُّسُكِ. وَالضَّحَايَا لَا يَجُوزُ فِيهَا عَوْرَاءُ، وَلَا عَجْفَاءُ، وَلَا مَكْسُورَةٌ، وَلَا مَرِيضَةٌ، وَلَا يُبَاعُ مِنْ لَحْمِهَا شَيْءٌ وَلَا جِلْدُهَا، وَيُكْسَرُ عِظَامُهَا، وَيَأْكُلُ أَهْلُهَا مِنْ لَحْمِهَا، وَيَتَصَدَّقُونَ مِنْهَا، وَلَا يُمَسُّ الصَّبِيُّ بِشَيْءٍ مِنْ دَمِهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ عقیقہ میں ہمارے نزدیک حکم یہ ہے کہ جو اپنی اولاد کا عقیقہ کرے تو ایک ایک بکری سے کرے اور عقیقہ واجب نہیں بلکہ یہ ایک مستحب عمل ہے اور یہ ایسا کام ہے جس کو لوگ ہمیشہ سے کرتے آ رہے ہیں۔ جو اپنی اولاد کا عقیقہ کرے تو جانور قربانی جیسا ہو کیونکہ کانے' دبلے' سینگ ٹوٹے اور بیمار جانور کا عقیقہ درست نہیں ہے اور اس کے گوشت میں سے ذرا سا بھی فروخت نہ کرے اور نہ اس کی کھال بیچے اور اس کی ہڈی توڑ سکتا ہے اور عقیقہ دینے والا بھی اس کا گوشت کھا سکتا ہے اور اس میں سے خیرات کرے اور بچے کو اس جانور کا خون نہ لگایا جائے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے

۲۷- كِتَابُ الْفَرَائِضِ

فرائض کا بیان

۱- بَابُ مِيرَاثِ الصُّلْبِ

اولاد کی میراث کا بیان

حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ: الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا، وَالَّذِي أَدْرَكْتُ عَلَيْهِ أَهْلَ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا فِي فَرَائِضِ الْمَوَارِيثِ، أَنَّ مِيرَاثَ الْوَلَدِ مِنْ وَالِدِهِمْ، أَوْ وَالِدَتِهِمْ، أَنَّهُ إِذَا تُوُفِّيَ الْأَبُ، أَوِ الْأُمُّ، وَتَرَكَا وَلَدًا رِجَالًا وَنِسَاءً، فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ، فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ، فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ، وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ، فَإِنْ شَرِكَهُمْ أَحَدٌ بِفَرِيضَةٍ مُسَمَّاةٍ، وَكَانَ فِيهِمْ ذَكَرٌ بُدِئَ بِفَرِيضَةِ مَنْ شَرِكَهُمْ، وَكَانَ مَا بَقِيَ بَعْدَ ذَلِكَ بَيْنَهُمْ عَلَى قَدْرِ مَوَارِيثِهِمْ، وَمَنْزِلَةُ وَلَدِ الْأَبْنَاءِ الذُّكُورِ إِذَا لَمْ يَكُنْ وَلَدٌ كَمَنْزِلَةِ

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفق ہے اور میں نے اپنے شہر کے اہل علم کو اسی پر پایا ہے میت کی میراث کے بارے میں جو والد یا والدہ نے بچوں کے لئے چھوڑی جب ماں یا باپ فوت ہو جائے اور پیچھے بیٹے اور بیٹیاں چھوڑیں تو ایک مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر۔ اگر بیٹیاں دو سے زیادہ ہوں تو میراث میں ان کا حصہ دو تہائی اور ایک ہو تو نصف ملے گا۔ اگر ذوی الفروض میں سے کوئی شریک ہو اور وہ مرد ہوں تو ان سے ابتداء کی جائے گی اور جو بچے گا وہ بعد میں حصے کے مطابق اولاد میں تقسیم ہو گا۔ اگر بیٹا نہ ہو تو پوتے بھی بیٹے کی جگہ ہیں۔ پوتے بیٹوں کی جگہ اور پوتیاں بہنوں کی جگہ۔ یہ ان کی طرح میراث پائیں گے اور

الْوَلَدِ سَوَاءٌ ذُكُورُهُمْ كَذُكُورِهِمْ وَإِنَاثُهُمْ كَإِنَاثِهِمْ، يَرِثُونَ كَمَا يَرِثُونَ وَيَحْجُبُونَ كَمَا يَحْجُبُونَ، فَإِنِ اجْتَمَعَ الْوَلَدُ لِلصُّلْبِ وَوَلَدُ الِابْنِ، وَكَانَ فِي الْوَلَدِ لِلصُّلْبِ ذَكَرٌ، فَإِنَّهُ لَا مِيرَاثَ مَعَهُ لِأَحَدٍ مِنْ وَلَدِ الِابْنِ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِي الْوَلَدِ لِلصُّلْبِ ذَكَرٌ، وَكَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَأَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ مِنَ الْبَنَاتِ لِلصُّلْبِ، فَإِنَّهُ لَا مِيرَاثَ لِبَنَاتِ الِابْنِ مَعَهُنَّ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَعَ بَنَاتِ الِابْنِ ذَكَرٌ هُوَ مِنَ الْمُتَوَفَّى بِمَنْزِلَتِهِنَّ، أَوْ هُوَ أَطْرَفُ مِنْهُنَّ، فَإِنَّهُ يَرُدُّ عَلَى مَنْ هُوَ بِمَنْزِلَتِهِ، وَمَنْ هُوَ فَوْقَهُ مِنْ بَنَاتِ الْأَبْنَاءِ فَضْلًا إِنْ فَضَلَ، فَيَقْتَسِمُونَهُ بَيْنَهُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ، فَإِنْ لَمْ يَفْضُلْ شَيْءٌ، فَلَا شَيْءَ لَهُمْ، وَإِنْ لَمْ يَكُنِ الْوَلَدُ لِلصُّلْبِ إِلَّا ابْنَةٌ وَاحِدَةٌ، فَلَهَا النِّصْفُ، وَلِابْنَةِ ابْنِهِ وَاحِدَةً كَانَتْ، أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ مِنْ بَنَاتِ الْأَبْنَاءِ مِمَّنْ هُوَ مِنَ الْمُتَوَفَّى بِمَنْزِلَةٍ وَاحِدَةٍ السُّدُسُ، فَإِنْ كَانَ مَعَ بَنَاتِ الِابْنِ ذَكَرٌ هُوَ مِنَ الْمُتَوَفَّى بِمَنْزِلَتِهِنَّ، فَلَا فَرِيضَةَ وَلَا سُدُسَ لَهُنَّ، وَلَكِنْ إِنْ فَضَلَ بَعْدَ فَرَائِضِ أَهْلِ الْفَرَائِضِ فَضْلٌ، كَانَ ذَلِكَ الْفَضْلُ لِذَلِكَ الذَّكَرِ وَلِمَنْ هُوَ بِمَنْزِلَتِهِ وَمَنْ فَوْقَهُ مِنْ بَنَاتِ الْأَبْنَاءِ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ، وَلَيْسَ لِمَنْ هُوَ أَطْرَفُ مِنْهُمْ شَيْءٌ، فَإِنْ لَمْ يَفْضُلْ شَيْءٌ فَلَا شَيْءَ لَهُمْ، وَذَلِكَ أَنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَالَ فِي كِتَابِهِ ﴿يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ﴾ (النساء:۱۱).

ان کی طرح محروم ہوں گے۔ اگر بیٹا اور پوتا دونوں جمع ہو جائیں تو صلبی بیٹے کی موجودگی میں کسی پوتے کو میراث نہیں ملے گی۔ اگر صلبی بیٹا نہ ہو بلکہ دو یا زیادہ بیٹیاں ہوں تو بیٹیوں کی موجودگی میں پوتیوں کا حصہ نہیں ہے مگر جبکہ پوتیوں کے ساتھ پوتا بھی ہو، جو متوفی کے لیے ان کی جگہ یا ان سے دور ہوں تو مال اگر باقی بچا تو وہ ایسی پوتیوں میں تقسیم کر دیا جائے گا اور مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہوگا۔ اگر کچھ نہیں بچا تو انہیں کچھ نہیں ملے گا۔ اگر بیٹے کی صرف ایک صلبی بیٹی ہو تو اس کو نصف ملے گا اور پوتی خواہ ایک ہو یا زیادہ جو بیٹوں کی بیٹیاں ہوں تو متوفی کے لیے وہ ایک کی جگہ ہیں اور چھٹا حصہ پائیں گی۔ اگر پوتیوں کے ساتھ پوتا بھی ہو تو متوفی کے لئے وہ انہیں کی جگہ ہے۔ اب انہیں چھٹا حصہ نہیں ملے گا بلکہ اہلِ فرائض کو تقسیم کرنے کے بعد جو بچے گا وہ اس پوتے کو ملے گا اور جو اس کی جگہ ہو۔ پوتیاں اگر زیادہ ہوں تو مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر اور دور والے کے لئے کچھ نہیں۔ اگر کچھ نہ بچا تو انہیں کچھ نہیں ملے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے:

''اللہ تمہیں حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں کہ بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے برابر ہے۔ پھر اگر صرف لڑکیاں ہوں اگرچہ دو سے اوپر تو ان کو ترکہ کا دو تہائی اور اگر ایک لڑکی ہو تو اس کا آدھا''۔

قَالَ مَالِكٌ الْأَطْرَفُ هُوَ الْأَبْعَدُ.

امام مالک نے فرمایا کہ ''الاطرف'' دور والے مراد ہیں۔

۲- بَابُ مِيرَاثِ الرَّجُلِ مِنِ امْرَأَتِهِ وَالْمَرْأَةِ مِنْ زَوْجِهَا

میاں بیوی کی میراث کا بیان

قَالَ مَالِكٌ وَمِيرَاثُ الرَّجُلِ مِنِ امْرَأَتِهِ إِذَا لَمْ تَتْرُكْ وَلَدًا وَلَا وَلَدَ ابْنٍ مِنْهُ، أَوْ مِنْ غَيْرِهِ النِّصْفُ، فَإِنْ تَرَكَتْ وَلَدًا، أَوْ وَلَدَ ابْنٍ ذَكَرًا كَانَ أَوْ أُنْثَى،

امام مالک نے فرمایا کہ آدمی کو اس کی بیوی کی میراث سے نصف ملے گا جبکہ اس نے بیٹا یا بیٹے کی اولاد وغیرہ نہ چھوڑی ہو۔ اگر اس نے بیٹا چھوڑا ہو یا بیٹے کی اولاد جو خواہ لڑکے ہوں یا

فَلِزَوْجِهَا الرُّبُعُ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ ' وَ مِيرَاثُ الْمَرْأَةِ مِنْ زَوْجِهَا إِذَا لَمْ يَتْرُكْ وَلَدًا وَلَا وَلَدَ ابْنٍ الرُّبُعُ. فَإِنْ تَرَكَ وَلَدًا ' أَوْ وَلَدَ ابْنٍ ذَكَرًا كَانَ أَوْ أُنْثَى ' فَلِامْرَأَتِهِ الثُّمُنُ. مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ ' وَذٰلِكَ أَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ فِي كِتَابِهِ ﴿وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُنَّ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِينَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ﴾ (النساء:۱۱).

۳- بَابُ مِيرَاثِ الْأَبِ وَالْأُمِّ مِنْ وَلَدِهِمَا

قَالَ مَالِكٌ اَلْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ ' وَالَّذِي أَدْرَكْتُ عَلَيْهِ أَهْلَ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا أَنَّ مِيرَاثَ الْأَبِ مِنِ ابْنِهِ ' أَوِ ابْنَتِهِ أَنَّهُ إِنْ تَرَكَ الْمُتَوَفَّى وَلَدًا ' أَوْ وَلَدَ ابْنٍ ذَكَرًا ' فَإِنَّهُ يُفْرَضُ لِلْأَبِ السُّدُسُ فَرِيضَةً ' فَإِنْ لَمْ يَتْرُكِ الْمُتَوَفَّى وَلَدًا وَلَا وَلَدَ ابْنٍ ذَكَرًا ' فَإِنَّهُ يُبَدَّأُ بِمَنْ شَرَّكَ الْأَبَ مِنْ أَهْلِ الْفَرَائِضِ فَيُعْطَوْنَ فَرَائِضَهُمْ ' فَإِنْ فَضَلَ مِنَ الْمَالِ السُّدُسُ فَمَا فَوْقَهُ كَانَ لِلْأَبِ ' وَإِنْ لَمْ يَفْضُلْ عَنْهُمُ السُّدُسُ فَمَا فَوْقَهُ فُرِضَ لِلْأَبِ السُّدُسُ فَرِيضَةً.

وَمِيرَاثُ الْأُمِّ مِنْ وَلَدِهَا إِذَا تُوُفِّيَ ابْنُهَا أَوِ ابْنَتُهَا ' فَتَرَكَ الْمُتَوَفَّى وَلَدًا ' أَوْ وَلَدَ ابْنٍ ذَكَرًا كَانَ ' أَوْ أُنْثَى ' أَوْ تَرَكَ مِنَ الْإِخْوَةِ اثْنَيْنِ فَصَاعِدًا ذُكُورًا كَانُوا أَوْ إِنَاثًا ' مِنْ أَبٍ وَأُمٍّ ' أَوْ مِنْ أَبٍ ' أَوْ مِنْ أُمٍّ ' فَالسُّدُسُ لَهَا.

وَإِنْ لَمْ يَتْرُكِ الْمُتَوَفَّى وَلَدًا ' وَلَا وَلَدَ ابْنٍ ' وَلَا اثْنَيْنِ مِنَ الْإِخْوَةِ فَصَاعِدًا ' فَإِنَّ لِلْأُمِّ الثُّلُثَ كَامِلًا إِلَّا فِي فَرِيضَتَيْنِ فَقَطْ.

لڑکیاں تو خاوند کو وصیت اور قرض ادا کرنے کے بعد چوتھائی حصہ ملے گا۔ اور عورت کو اس کے خاوند کی میراث سے جبکہ اس نے بیٹے پوتے نہ چھوڑے ہوں چوتھائی ملے گی۔ اگر بیٹا یا بیٹے کی اولاد چھوڑی جو لڑکے ہوں یا لڑکیاں تو بیوی کا آٹھواں حصہ وصیت اور قرض ادا کرنے کے بعد اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: ''اور تمہاری بیویاں جو چھوڑ جائیں اس میں تمہیں آدھا ہے اگر ان کی اولاد نہ ہو' پھر اگر ان کی اولاد ہو تو ان کے ترکہ میں سے تمہیں چوتھائی ہے جو وصیت وہ کر گئیں اور قرض نکال کر اور تمہارے ترکہ میں عورتوں کا چوتھائی ہے اگر تمہارے اولاد نہ ہو' پھر اگر تمہارے اولاد ہو تو ان کا تمہارے ترکہ میں آٹھواں ہے جو وصیت تم کر جاؤ اور قرضہ نکال کر''۔

صاحب اولاد ماں باپ کی میراث

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفق ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں اور اسی پر میں نے اپنے شہر کے اہل علم کو پایا ہے کہ باپ کی میراث بیٹا یا پوتے سے' اگر متوفی نے بیٹا یا پوتا چھوڑا تو باپ کو چھٹا حصہ۔ اگر متوفی نے بیٹا یا پوتا نہیں چھوڑا تو باپ سے تعلق رکھنے والے جتنے ذوی الفروض ہیں پہلے ان کے حصے دیئے جائیں گے۔ اگر چھٹا حصہ بچا یا زیادہ تو وہ باپ کا ہوگا۔ اگر ان سے چھٹا حصہ یا اس سے زیادہ نہ بچا تو باپ کو چھٹا حصہ دیا جائے گا۔

والدہ کو اس کے بیٹے کی میراث جبکہ متوفی کا بیٹا یا بیٹی ہو۔ پس متوفی نے بیٹا یا بیٹے کی اولاد لڑکے یا لڑکیاں چھوڑیں یا بھائی کے دو بچے چھوڑے خواہ لڑکے ہوں یا لڑکیاں' جو ماں اور باپ دونوں سے ہوں یا صرف باپ سے یا صرف ماں سے تو اس کے لیے چھٹا حصہ ہے۔

اور متوفی نے اگر کوئی بیٹا یا پوتا نہیں چھوڑا اور نہ دو بھائی یا بہنیں تو ماں کو پورا تہائی ملے گا ماسوائے دو صورتوں کے۔

وَإِحْدَى الْفَرِيضَتَيْنِ أَنْ يُتَوَفَّى رَجُلٌ، وَيَتْرُكَ امْرَأَتَهُ، وَأَبَوَيْهِ فَلِامْرَأَتِهِ الرُّبُعُ، وَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ مِمَّا بَقِيَ، وَهُوَ الرُّبُعُ مِنْ رَأْسِ الْمَالِ.

وَالْأُخْرَى أَنْ تُتَوَفَّى امْرَأَةٌ، وَتَتْرُكَ زَوْجَهَا، وَأَبَوَيْهَا، فَيَكُونُ لِزَوْجِهَا النِّصْفُ، وَلِأُمِّهَا الثُّلُثُ مِمَّا بَقِيَ، وَهُوَ السُّدُسُ مِنْ رَأْسِ الْمَالِ.

وَذٰلِكَ أَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ فِي كِتَابِهِ ﴿وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ﴾ (النساء:۱۱) فَمَضَتِ السُّنَّةُ أَنَّ الْإِخْوَةَ اثْنَانِ فَصَاعِدًا.

٤- بَابُ مِيرَاثِ الْإِخْوَةِ لِلْأُمِّ

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا أَنَّ الْإِخْوَةَ لِلْأُمِّ لَا يَرِثُونَ مَعَ الْوَلَدِ، وَلَا مَعَ وَلَدِ الْأَبْنَاءِ ذُكْرَانًا كَانُوا، أَوْ إِنَاثًا شَيْئًا، وَلَا يَرِثُونَ مَعَ الْأَبِ، وَلَا مَعَ الْجَدِّ أَبِي الْأَبِ شَيْئًا، وَأَنَّهُمْ يَرِثُونَ فِيمَا سِوَى ذٰلِكَ، يُفْرَضُ لِلْوَاحِدِ مِنْهُمُ السُّدُسُ ذَكَرًا كَانَ أَوْ أُنْثَى، فَإِنْ كَانَا اثْنَيْنِ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ، فَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ يَقْتَسِمُونَهُ بَيْنَهُمْ بِالسَّوَاءِ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ، وَذٰلِكَ أَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ فِي كِتَابِهِ ﴿وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَالَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ فَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ﴾ (النساء:۱۲) فَكَانَ الذَّكَرُ وَالْأُنْثَى فِي هٰذَا، بِمَنْزِلَةٍ وَاحِدَةٍ.

٥- بَابُ مِيرَاثِ الْإِخْوَةِ لِلْأَبِ وَالْأُمِّ

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا أَنَّ الْإِخْوَةَ لِلْأَبِ وَالْأُمِّ لَا يَرِثُونَ مَعَ الْوَلَدِ الذَّكَرِ شَيْئًا، وَلَا مَعَ وَلَدِ الِابْنِ الذَّكَرِ شَيْئًا، وَلَا مَعَ الْأَبِ دِنْيَا شَيْئًا وَهُمْ يَرِثُونَ مَعَ الْبَنَاتِ وَبَنَاتِ الْأَبْنَاءِ مَا لَمْ يَتْرُكِ

ایک صورت یہ ہے کہ متوفی بیوی اور والدین چھوڑے تو اس کی بیوی کو چوتھائی اور اس کی ماں کو باقی کا تہائی جو سارے مال کا چوتھائی حصہ ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ عورت فوت ہو جائے تو خاوند اور اپنے والدین چھوڑے۔ پس اس کے خاوند کو نصف اور اس کی ماں کو باقی کا تہائی جو سارے مال کا چھٹا حصہ ہے۔

اور یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے: ''اور میت کے ماں باپ کو ہر ایک کو اس کے ترکہ سے چھٹا اگر میت کے اولاد ہو۔ پھر اگر اس کی اولاد نہ ہو اور ماں باپ چھوڑے تو ماں کا تہائی۔ پھر اگر اس کے کئی بہن بھائی ہوں تو ماں کا چھٹا'' یہ جاری سنت ہے کہ دو بھائی ہوں یا دو بہنیں۔

اخیافی بھائی بہنوں کی میراث کا بیان

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفقہ ہے کہ اخیافی بھائی بہن اپنے بیٹے یا پوتوں کے ہوتے ہوئے وارث نہیں ہوتے خواہ وہ لڑکے ہوں یا لڑکیاں اور اسی طرح وہ باپ اور دادا کے ساتھ بھی وارث نہیں ہوتے اور باقی کے ساتھ وہ وارث ہوں گے اور ان میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا خواہ وہ مرد ہوں یا عورت۔ اگر وہ دو ہوں تو ہر ایک کا چھٹا حصہ ہے اور اگر زیادہ ہوں تو سارے تہائی میں شامل۔ آپس میں برابر بانٹ لیں گے لیکن ایک مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر۔ اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے: ''اور اگر کسی ایسے مرد یا عورت کا ترکہ بٹتا ہو جس نے ماں باپ اولاد کچھ نہ چھوڑے اور ماں کی طرف سے اس کا بھائی یا بہن ہے تو ان میں سے ہر ایک کو چھٹا۔ پھر اگر وہ بہن بھائی ایک سے زیادہ ہوں تو سب تہائی میں شریک ہیں'' یہاں مرد اور عورت سب برابر ہیں۔

سگے بھائی بہنوں کی میراث کا بیان

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفقہ ہے کہ سگے بھائی بہن بھی اپنے بیٹوں' پوتوں یا باپ کے ہوتے ہوئے کچھ نہیں پائیں گے۔ وہ بیٹیوں اور پوتیوں کے ہوتے ہوئے میراث پائیں گے۔ جب متوفی دادا نہ چھوڑے تو باقی مال ذوی

الْمُتَوَفَّى جَدًّا أَبَا أَبٍ مَا فَضَلَ مِنَ الْمَالِ يَكُونُونَ فِيهِ عَصَبَةً يُبْدَأُ بِمَنْ كَانَ لَهُ أَصْلُ فَرِيضَةٍ مُسَمَّاةٍ فَيُعْطَوْنَ فَرَائِضَهُمْ، فَإِنْ فَضَلَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَضْلٌ كَانَ لِلْإِخْوَةِ لِلْأَبِ وَالْأُمِّ يَقْتَسِمُونَهُ بَيْنَهُمْ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ ذُكْرَانًا كَانُوا، أَوْ إِنَاثًا لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ، فَإِنْ لَمْ يَفْضُلْ شَيْءٌ فَلَا شَيْءَ لَهُمْ.

الفروض کا ہوگا۔ زیادہ قرب کے لحاظ سے ابتداء کی جائے گی اور ان کے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق تقسیم کی جائے گی' خواہ وہ مرد ہوں یا عورت یعنی مرد کو دو عورتوں کے برابر۔ اگر کچھ نہ بچے تو انہیں بھی کچھ نہیں ملے گا۔

قَالَ وَإِنْ لَمْ يَتْرُكِ الْمُتَوَفَّى أَبًا، وَلَا جَدًّا أَبَا أَبٍ، وَلَا وَلَدًا، وَلَا وَلَدَ ابْنٍ ذَكَرًا كَانَ، أَوْ أُنْثٰى، فَإِنَّهُ يُفْرَضُ لِلْأُخْتِ الْوَاحِدَةِ لِلْأَبِ، وَالْأُمِّ النِّصْفُ، فَإِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَمَا فَوْقَ ذٰلِكَ مِنَ الْأَخَوَاتِ لِلْأَبِ فُرِضَ لَهُمَا الثُّلُثَانِ، فَإِنْ كَانَ مَعَهُمَا أَخٌ ذَكَرٌ، فَلَا فَرِيضَةَ لِأَحَدٍ مِنَ الْأَخَوَاتِ وَاحِدَةً كَانَتْ أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَيُبْدَأُ بِمَنْ شَرِكَهُمْ بِفَرِيضَةٍ مُسَمَّاةٍ فَيُعْطَوْنَ فَرَائِضَهُمْ، فَمَا فَضَلَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْ شَيْءٍ كَانَ بَيْنَ الْإِخْوَةِ لِلْأَبِ وَالْأُمِّ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ إِلَّا فِي فَرِيضَةٍ وَاحِدَةٍ فَقَطْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ فِيهَا شَيْءٌ، فَاشْتَرَكُوا فِيهَا مَعَ بَنِي الْأُمِّ فِي ثُلُثِهِمْ، وَتِلْكَ الْفَرِيضَةُ هِيَ امْرَأَةٌ تُوُفِّيَتْ وَتَرَكَتْ زَوْجَهَا، وَأُمَّهَا، وَإِخْوَتَهَا لِأُمِّهَا، وَإِخْوَتَهَا لِأُمِّهَا وَأَبِيهَا، فَكَانَ لِزَوْجِهَا النِّصْفُ وَلِأُمِّهَا السُّدُسُ، وَلِإِخْوَتِهَا لِأُمِّهَا الثُّلُثُ، فَلَمْ يَفْضُلْ شَيْءٌ بَعْدَ ذٰلِكَ، فَيَشْتَرِكُ بَنُو الْأَبِ وَالْأُمِّ فِي هٰذِهِ الْفَرِيضَةِ مَعَ بَنِي الْأُمِّ فِي ثُلُثِهِمْ، فَيَكُونُ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثٰى مِنْ أَجْلِ أَنَّهُمْ كُلَّهُمْ إِخْوَةُ الْمُتَوَفَّى لِأُمِّهِ، وَإِنَّمَا وَرِثُوا بِالْأُمِّ وَذٰلِكَ أَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَالَ فِي كِتَابِهِ ﴿وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلٰلَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ فَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ﴾ (النساء: ۱۲) فَلِذٰلِكَ شُرِّكُوا فِي هٰذِهِ الْفَرِيضَةِ لِأَنَّهُمْ كُلَّهُمْ إِخْوَةُ الْمُتَوَفَّى لِأُمِّهِ.

فرمایا اور متوفی اگر باپ یا دادا نہ چھوڑے نیز بیٹا نہ پوتا خواہ مرد ہو یا عورت اور ایک سگی بہن ہو تو اسے نصف ملے گا' اگر دو یا اس سے زیادہ سگی بہنیں ہوں تو دو تہائی ملے گا۔ اگر ان کے ساتھ بھائی بھی ہو تو بہنوں میں سے کسی کو معین حصہ نہیں ملے گا خواہ ایک ہو یا زیادہ' بلکہ ذوی الفروض کے حصے ادا کر کے جو بچے گا وہ سگے بہن بھائیوں میں تقسیم ہوگا بمطابق مرد کو دو عورتوں کے برابر۔ اگر اس صورت میں ان کے لیے کچھ نہ بچے تو وہ اخیافی بہن بھائیوں کے ساتھ شریک ہوں گے۔ یہ مسئلہ یوں ہے کہ ایک عورت فوت ہوگئی اور اس نے خاوند' والدہ' اخیافی بہن بھائی' اور سگے بہن بھائی چھوڑے تو خاوند کو نصف' والدہ کو چھٹا' اخیافی بہن بھائیوں کو تہائی۔ اگر اس کے بعد کچھ نہ بچے تو سگے بہن بھائی بھی اخیافی بہن بھائیوں کے تہائی میں شریک ہوں گے۔ یہاں مرد کو عورت کے برابر حصہ ملے گا کیونکہ فوت شدہ والدہ ان سب کی برابر ہے اور انہوں نے ماں کی وراثت پائی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: "اور اگر کسی ایسے مرد یا عورت کا ترکہ بٹتا ہو جس نے ماں باپ اولاد کچھ نہ چھوڑے اور ماں کی طرف سے اس کا بھائی یا بہن ہے تو ان میں سے ہر ایک کو چھٹا۔ پھر اگر وہ بہن بھائی ایک سے زیادہ ہوں تو سب تہائی میں شریک ہیں" لہٰذا سب اس میں حصہ دار ہیں کیونکہ سب مادری بہن بھائی ہیں۔

٦- بَابُ مِيرَاثِ الْإِخْوَةِ لِلْأَبِ

سوتیلے بہن بھائیوں کی میراث کا بیان

قَالَ مَالِكٌ اَلْاَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا اَنَّ مِيْرَاثَ الْاِخْوَةِ لِلْاَبِ اِذَا لَمْ يَكُنْ مَعَهُمْ اَحَدٌ مِنْ بَنِي الْاَبِ وَالْاُمِّ كَمَنْزِلَةِ الْاِخْوَةِ لِلْاَبِ وَالْاُمِّ سَوَاءٌ ذَكَرُهُمْ كَذَكَرِهِمْ، وَاُنْثَاهُمْ كَاُنْثَاهُمْ، اِلَّا اَنَّهُمْ لَا يُشَرَّكُوْنَ مَعَ بَنِي الْاُمِّ فِي الْفَرِيْضَةِ الَّتِي شَرَّكَهُمْ فِيْهَا بَنُو الْاَبِ وَالْاُمِّ لِاَنَّهُمْ خَرَجُوْا مِنْ وِلَادَةِ الْاُمِّ الَّتِي جَمَعَتْ اُولٰٓئِكَ

امام مالک نے فرمایا کہ یہ علاتی بھائیوں کی میراث کا حکم ہمارے نزدیک متفقہ ہے کہ جب سگا بھائی نہ ہو تو علاتی اور اخیافی بھائی بھی ان کی طرح ہے۔ بھائی کی طرح بھائی اور بہن کی طرح بہن سوائے اس کے کہ وہ اخیافی بھائیوں کے ساتھ ذوی الفروض میں شامل نہیں ہوں گے جن میں سگے بھائی شامل ہیں کیونکہ یہ اس والدہ کی پیدائش سے خارج ہیں کہ جس نے انہیں جمع کیا۔

قَالَ مَالِكٌ فَاِنِ اجْتَمَعَ الْاِخْوَةُ لِلْاَبِ وَالْاُمِّ وَالْاِخْوَةُ لِلْاَبِ، فَكَانَ فِي بَنِي الْاَبِ وَالْاُمِّ ذَكَرٌ، فَلَا مِيْرَاثَ لِاَحَدٍ مِنْ بَنِي الْاَبِ، وَاِنْ لَمْ يَكُنْ بَنُو الْاَبِ وَالْاُمِّ اِلَّا امْرَاَةً وَاحِدَةً، اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ مِنَ الْاِنَاثِ لَا ذَكَرَ مَعَهُنَّ، فَاِنَّهُ يُفْرَضُ لِلْاُخْتِ الْوَاحِدَةِ لِلْاَبِ وَالْاُمِّ النِّصْفُ، وَيُفْرَضُ لِلْاَخَوَاتِ لِلْاَبِ السُّدُسُ تَتِمَّةَ الثُّلُثَيْنِ، فَاِنْ كَانَ مَعَ الْاَخَوَاتِ لِلْاَبِ ذَكَرٌ، فَلَا فَرِيْضَةَ لَهُنَّ، وَيُبْدَاُ بِاَهْلِ الْفَرَائِضِ الْمُسَمَّاةِ، فَيُعْطَوْنَ فَرَائِضَهُمْ، فَاِنْ فَضَلَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَضْلٌ كَانَ بَيْنَ الْاِخْوَةِ لِلْاَبِ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ، وَاِنْ لَمْ يَفْضُلْ شَيْءٌ، فَلَا شَيْءَ لَهُمْ، فَاِنْ كَانَ الْاِخْوَةُ لِلْاَبِ وَالْاُمِّ امْرَاَتَيْنِ، اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ مِنَ الْاِنَاثِ فُرِضَ لَهُنَّ الثُّلُثَانِ، وَلَا مِيْرَاثَ مَعَهُنَّ لِلْاَخَوَاتِ لِلْاَبِ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ مَعَهُنَّ اَخٌ لِاَبٍ، فَاِنْ كَانَ مَعَهُنَّ اَخٌ لِاَبٍ بُدِيءَ بِمَنْ شَرَّكَهُمْ بِفَرِيْضَةٍ مُسَمَّاةٍ، فَاُعْطُوْا فَرَائِضَهُمْ، فَاِنْ فَضَلَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَضْلٌ كَانَ بَيْنَ الْاِخْوَةِ لِلْاَبِ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ، وَاِنْ لَمْ يَفْضُلْ شَيْءٌ، فَلَا شَيْءَ لَهُمْ، وَلِبَنِي الْاُمِّ مَعَ بَنِي الْاَبِ وَالْاُمِّ وَمَعَ بَنِي الْاَبِ لِلْوَاحِدِ السُّدُسُ، وَلِلْاِثْنَيْنِ فَصَاعِدًا الثُّلُثُ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَى هُمْ فِيْهِ بِمَنْزِلَةٍ وَاحِدَةٍ سَوَاءٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر سگے اور علاتی بھائی جمع ہو جائیں تو کسی سگے بھائی کو میراث نہیں ملے گی۔ اگر سگی صرف ایک بہن ہو یا اس سے زیادہ اور اس کے ساتھ بھائی کوئی نہ ہو تو وہ ایک بہن شمار ہوگی اور سگی بہن کے لیے نصف اور علاتی بہنوں کے لیے چھٹا یعنی دو تہائی پورا کرنے کے لیے۔ اگر علاتی بہنوں کے ساتھ بھائی بھی ہو تو ان کا حصہ نہیں ہے۔ ذوی الفروض سے ابتداء کی جائے گی۔ ہر ایک کو اس کا حصہ دیا جائے گا اور اس کے بعد جو باقی بچا تو وہ علاتی بہنوں میں تقسیم ہوگا اس حساب سے کہ ایک مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر۔ اگر کچھ باقی نہ بچا تو ان کو کچھ نہ ملے گا۔ اگر سگی دو بہنیں یا اس سے زیادہ ہوں تو ان کا حصہ دو تہائی اور ان کے ساتھ علاتی بہنوں کو میراث نہیں ملے گی مگر جب کہ ان کے ساتھ علاتی بھائی ہو۔ اگر ان کے ساتھ علاتی بھائی ہو تو ذوی الفروض کا حصہ دے کر جو بچے گا اس کو علاتی بہنوں میں مرد کو دو عورتوں کے برابر کے حساب سے بانٹ دیا جائے گا اور اگر کچھ نہ بچا تو انہیں کچھ نہیں ملے گا۔ اور اخیافی بھائی کو سگے اور علاتی بھائی کے ساتھ ایک کو چھٹا اور دو کو تہائی۔ یہاں مرد اور عورت برابر ہیں۔

۷- بَابُ مِيْرَاثِ الْجَدِّ

دادا کی میراث کا بیان

[۵۷۳] اَثَرٌ- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، اَنَّهُ بَلَغَهُ، اَنَّ مُعَاوِيَةَ ابْنَ اَبِي سُفْيَانَ

یحییٰ بن سعید کو یہ بات پہنچی کہ حضرت معاویہ نے حضرت زید بن ثابت کے لیے لکھا اور ان سے دادا کی میراث کے متعلق

كَتَبَ إِلَى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ يَسْأَلُهُ عَنِ الْجَدِّ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ إِنَّكَ كَتَبْتَ إِلَيَّ تَسْأَلُنِي عَنِ الْجَدِّ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ، وَذٰلِكَ مِمَّا لَمْ يَكُنْ يَقْضِي فِيهِ إِلَّا الْأُمَرَاءُ يَعْنِي الْخُلَفَاءَ وَقَدْ حَضَرْتُ الْخَلِيفَتَيْنِ قَبْلَكَ يُعْطِيَانِهِ النِّصْفَ مَعَ الْأَخِ الْوَاحِدِ، وَالثُّلُثَ مَعَ الْاِثْنَيْنِ، فَإِنْ كَثُرَتِ الْإِخْوَةُ لَمْ يَنْقُصُوهُ مِنَ الثُّلُثِ.

پوچھا تو حضرت زید بن ثابت نے ان کے لیے لکھا کہ آپ نے مجھ سے دادا کی میراث کے متعلق پوچھتے ہوئے لکھا تو اللہ بہتر جانے اور اس کا فیصلہ حکام ہی کیا کرتے ہیں یعنی خلیفۂ وقت اور آپ سے پہلے دو خلفاء ایک بھائی کے ساتھ اسے نصف دلاتے اور دو کے ساتھ تہائی اور اگر بھائی زیادہ ہوں تو تہائی سے کم نہ کرتے۔

[٥٧٤] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ، أَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ فَرَضَ لِلْجَدِّ الَّذِي يَفْرِضُ النَّاسُ لَهُ الْيَوْمَ.

قبیصہ بن ذویب سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دادا کو وہی دلاتے جو کچھ لوگ آج دلاتے ہیں۔

[٥٧٥] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّهُ قَالَ فَرَضَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ، وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ لِلْجَدِّ مَعَ الْإِخْوَةِ الثُّلُثَ.

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ حضرت عثمان اور حضرت زید بن ثابت نے دادا کو بھائی کے ساتھ تہائی حصہ دلایا۔

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا، وَالَّذِي أَدْرَكْتُ عَلَيْهِ أَهْلَ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا أَنَّ الْجَدَّ أَبَا الْأَبِ لَا يَرِثُ مَعَ الْأَبِ دِنْيَا شَيْئًا، وَهُوَ يُفْرَضُ لَهُ مَعَ الْوَلَدِ الذَّكَرِ، وَمَعَ ابْنِ الْاِبْنِ الذَّكَرِ السُّدُسُ فَرِيضَةً، وَهُوَ فِيمَا سِوَى ذٰلِكَ مَا لَمْ يَتْرُكِ الْمُتَوَفّٰى أُمًّا، أَوْ أُخْتًا لِأَبِيهِ يُبَدَّأُ بِأَحَدٍ إِنْ شَرَكَهُ بِفَرِيضَةٍ مُسَمَّاةٍ فَيُعْطَوْنَ فَرَائِضَهُمْ، فَإِنْ فَضَلَ مِنَ الْمَالِ السُّدُسُ فَمَا فَوْقَهُ فُرِضَ لِلْجَدِّ السُّدُسُ فَرِيضَةً.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفق ہے اور میں نے اپنے شہر کے اہل علم کو اسی پر پایا ہے کہ دادا باپ کے ساتھ میراث نہیں پائے گا لیکن بیٹے اور پوتے کے ساتھ بطور فرض کے دادا کو چھٹا حصہ ملتا ہے اور یہ اس کے علاوہ ہے جبکہ متوفی ماں یا علاتی بہن نہ چھوڑے تو ذوی الفروض کو ان کا حصہ دے کر اگر مال کا چھٹا حصہ یا اس سے زیادہ بچا تو دادا کا چھٹا حصہ مقرر کر دیا جائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْجَدُّ وَالْإِخْوَةُ لِلْأَبِ وَالْأُمِّ إِذَا شَرَكَهُمْ أَحَدٌ بِفَرِيضَةٍ مُسَمَّاةٍ يُبَدَّأُ بِمَنْ شَرَكَهُمْ مِنْ أَهْلِ الْفَرَائِضِ، فَيُعْطَوْنَ فَرَائِضَهُمْ، فَمَا بَقِيَ بَعْدَ ذٰلِكَ لِلْجَدِّ، وَالْإِخْوَةِ مِنْ شَيْءٍ، فَإِنَّهُ يُنْظَرُ أَيُّ ذٰلِكَ أَفْضَلُ لِحَظِّ الْجَدِّ أُعْطِيَهُ الثُّلُثُ مِمَّا بَقِيَ لَهُ، وَلِلْإِخْوَةِ أَوْ يَكُونُ بِمَنْزِلَةِ رَجُلٍ مِنَ الْإِخْوَةِ فِيمَا يَحْصُلُ لَهُ وَلَهُمْ يُقَاسِمُهُمْ بِمِثْلِ حِصَّةِ أَحَدِهِمْ، أَوِ السُّدُسُ مِنْ رَأْسِ الْمَالِ كُلِّهِ، أَيُّ ذٰلِكَ كَانَ أَفْضَلَ لِحَظِّ الْجَدِّ أُعْطِيَهُ الْجَدُّ، وَكَانَ مَا بَقِيَ بَعْدَ ذٰلِكَ لِلْإِخْوَةِ لِلْأَبِ

امام مالک نے فرمایا کہ دادا اور اس کے سگے بھائی بہنوں کے ساتھ کوئی ذوی الفروض بھی ہو تو پہلے ذوی الفروض کو ان کا حصہ دیں گے۔ پھر جو باقی بچا تو وہ دادا اور بھائی کا ہوگا اور اس کی کئی صورتیں ہیں لہٰذا دیکھا جائے گا کہ دادا کے لیے کون سی صورت بہتر ہے۔ ایک صورت یہ ہے کہ دادا اور بھائی کو باقی کا تہائی۔ دوسری صورت یہ کہ دادا کو بھی بھائیوں کی طرح سمجھا جائے۔ تیسری صورت یہ کہ اسے کل مال کا چھٹا حصہ دے دیا جائے۔ جو حصہ دادا کے لیے بہتر ہو وہ دیا جائے گا اور اس کے بعد جو باقی بچے وہ سگے بھائی بہنوں کا ہوگا، مرد کو دو عورتوں کے برابر

وَالْأُمِّ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ إِلَّا فِي فَرِيضَةٍ وَاحِدَةٍ تَكُونُ قِسْمَتُهُمْ فِيهَا عَلَى غَيْرِ ذَلِكَ، وَتِلْكَ الْفَرِيضَةُ امْرَأَةٌ تُوُفِّيَتْ وَتَرَكَتْ زَوْجَهَا، وَأُمَّهَا وَأُخْتَهَا لِأُمِّهَا وَأَبِيهَا، وَجَدَّهَا فَلِلزَّوْجِ النِّصْفُ، وَلِلْأُمِّ الثُّلُثُ، وَلِلْجَدِّ السُّدُسُ، وَلِلْأُخْتِ لِلْأُمِّ وَالْأَبِ النِّصْفُ، ثُمَّ يُجْمَعُ سُدُسُ الْجَدِّ، وَنِصْفُ الْأُخْتِ، فَيُقْسَمُ أَثْلَاثًا لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ، فَيَكُونُ لِلْجَدِّ ثُلُثَاهُ، وَلِلْأُخْتِ ثُلُثُهُ.

کے حساب سے مگر ایک صورت میں تقسیم اور طرح ہو گی' جو یہ ہے کہ عورت فوت ہو گئی اور اس نے خاوند' والدہ' سگی بہن اور دادا کو چھوڑا۔ خاوند کو نصف' والدہ کو تہائی' دادا کو چھٹا اور سگی بہن کو نصف ملے گا۔ پھر دادا کے چھٹے اور بہن کے نصف کو ملا کر مرد کا عورت سے دُگنا حصہ کے مطابق تقسیم کریں گے یعنی دادا کے لئے دو تہائی اور بہن کے لئے تہائی۔

قَالَ مَالِكٌ: وَمِيرَاثُ الْإِخْوَةِ لِلْأَبِ مَعَ الْجَدِّ إِذَا لَمْ يَكُنْ مَعَهُمْ إِخْوَةٌ لِأَبٍ وَأُمٍّ كَمِيرَاثِ الْإِخْوَةِ لِلْأَبِ وَالْأُمِّ سَوَاءٌ ذَكَرُهُمْ كَذَكَرِهِمْ، وَأُنْثَاهُمْ كَأُنْثَاهُمْ، فَإِذَا اجْتَمَعَ الْإِخْوَةُ لِلْأَبِ وَالْأُمِّ، وَالْإِخْوَةُ لِلْأَبِ، فَإِنَّ الْإِخْوَةَ لِلْأَبِ، وَالْأُمِّ يُعَادُّونَ الْجَدَّ بِإِخْوَتِهِمْ لِأَبِيهِمْ، فَيَمْنَعُونَهُ بِهِمْ كَثْرَةَ الْمِيرَاثِ بِعَدَدِهِمْ، وَلَا يُعَادُّونَهُ بِالْإِخْوَةِ لِلْأُمِّ لِأَنَّهُ لَوْ لَمْ يَكُنْ مَعَ الْجَدِّ غَيْرُهُمْ لَمْ يَرِثُوا مَعَهُ شَيْئًا، وَكَانَ الْمَالُ كُلُّهُ لِلْجَدِّ، فَمَا حَصَلَ لِلْإِخْوَةِ مِنْ بَعْدِ حَظِّ الْجَدِّ، فَإِنَّهُ يَكُونُ لِلْإِخْوَةِ مِنَ الْأَبِ وَالْأُمِّ دُونَ الْإِخْوَةِ لِلْأَبِ، وَلَا يَكُونُ لِلْإِخْوَةِ لِلْأَبِ مَعَهُمْ شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَكُونَ الْإِخْوَةُ لِلْأَبِ وَالْأُمِّ امْرَأَةً وَاحِدَةً، فَإِنْ كَانَتِ امْرَأَةً وَاحِدَةً فَإِنَّهَا تُعَادُّ الْجَدَّ بِإِخْوَتِهَا لِأَبِيهَا مَا كَانُوا، فَمَا حَصَلَ لَهُمْ وَلَهَا مِنْ شَيْءٍ كَانَ لَهَا دُونَهُمْ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ أَنْ تَسْتَكْمِلَ فَرِيضَتَهَا، وَفَرِيضَتُهَا النِّصْفُ مِنْ رَأْسِ الْمَالِ كُلِّهِ، فَإِنْ كَانَ فِيمَا يُحَازُ لَهَا، وَلِإِخْوَتِهَا لِأَبِيهَا فَضْلٌ عَنْ نِصْفِ رَأْسِ الْمَالِ كُلِّهِ، فَهُوَ لِإِخْوَتِهَا لِأَبِيهَا لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ، فَإِنْ لَمْ يَفْضُلْ شَيْءٌ فَلَا شَيْءَ لَهُمْ.

امام مالک نے فرمایا کہ علاتی بھائی کی دادا کے ساتھ میراث جبکہ ان کے ساتھ سگا بھائی نہ ہو' یہ بھی سگے بھائی کی طرح ہے۔ مرد' مردوں کی طرح اور عورت' عورتوں کی طرح۔ جب سگے بھائی اور علاتی بھائی اکٹھے ہو جائیں تو سگے بھائی علاتی بھائیوں کے ساتھ مل کر دادا کے حصے کو گھٹا دیں گے اور اخیافی بھائی بہن گھٹائیں گے کیونکہ وہ دادا میں شریک نہ ہونے کے باعث میراث نہیں پائیں گے اور سارا مال دادا کا ہو گا۔ دادا کے بعد جو مال بھائیوں کے لئے بچے گا تو وہ علاتی بھائیوں کے سوا سگے بھائیوں کا ہو گا اور علاتی بھائی کو ان کے ساتھ کچھ نہیں ملے گا جبکہ ایک سگی بہن ہو۔ اگر ایک سگی بہن ہو تو علاتی بہن کے ساتھ دادا کے حصے کو گھٹا دے گی۔ یوں انہیں اور اسے اپنے مکمل حصے کے سوا اور کچھ نہیں ملے گا اور ان کا مکمل حصہ کل مال کا نصف ہے۔ پھر اگر کچھ بچا تو وہ علاتی بھائیوں میں مرد کو عورت سے دوگنا کے حساب سے دیا جائے گا۔ اگر کچھ نہ بچا تو انہیں کچھ نہیں ملے گا۔

۸- بَابُ مِيرَاثِ الْجَدَّةِ

۵۰۳- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ إِسْحَاقَ ابْنِ خَرَشَةَ، عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ، أَنَّهُ قَالَ جَاءَتِ الْجَدَّةُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ

نانی اور دادی کی میراث کا بیان

قبیصہ بن ذؤیب سے روایت ہے کہ ایک دادی اپنا حصہ پوچھنے کے لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ اللہ کی کتاب میں

تَسْأَلُهُ مِيْرَاثَهَا، فَقَالَ لَهَا أَبُوْ بَكْرٍ مَا لَكِ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ شَيْءٌ، وَمَا عَلِمْتُ لَكِ فِيْ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا، فَارْجِعِيْ حَتّٰى أَسْأَلَ النَّاسَ، فَسَأَلَ النَّاسَ، فَقَالَ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ حَضَرْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَعْطَاهَا السُّدُسَ. فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ هَلْ مَعَكَ غَيْرُكَ؟ فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ الْأَنْصَارِيُّ، فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالَ الْمُغِيْرَةُ، فَأَنْفَذَهُ لَهَا أَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ ثُمَّ جَاءَتِ الْجَدَّةُ الْأُخْرٰى إِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ تَسْأَلُهُ مِيْرَاثَهَا فَقَالَ لَهَا مَا لَكِ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ شَيْءٌ، وَمَا كَانَ الْقَضَاءُ الَّذِيْ قُضِيَ بِهِ إِلَّا لِغَيْرِكِ، وَمَا أَنَا بِزَائِدٍ فِي الْفَرَائِضِ شَيْئًا، وَلٰكِنَّهُ ذٰلِكَ السُّدُسُ، فَإِنِ اجْتَمَعْتُمَا، فَهُوَ بَيْنَكُمَا، وَأَيَّتُكُمَا خَلَتْ بِهِ، فَهُوَ لَهَا.

سنن ابوداؤد (٢٨٩٤) سنن ترمذی (٢١٠١) سنن ابن ماجہ (٢٧٢٣)

تمہارے لئے کچھ نہیں ہے اور میرے علم میں کوئی ایسی رسول اللہ ﷺ کی سنت بھی نہیں۔ تم جاؤ میں لوگوں سے پوچھتا ہوں۔ آپ نے لوگوں سے پوچھا تو حضرت مغیرہ بن شعبہ نے کہا کہ میرے سامنے رسول اللہ ﷺ نے چھٹا حصہ دلایا۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ تمہارے ساتھ کوئی اور بھی تھا؟ پس حضرت محمد بن مسلمہ انصاری نے حضرت مغیرہ کی تصدیق کی۔ حضرت ابوبکر صدیق نے دادی کو حصہ دلا دیا۔ پھر ایک اور دادی حضرت عمر کی خدمت میں میراث سے اپنا حصہ پوچھنے آئی تو آپ نے اس سے فرمایا کہ میں اللہ کی کتاب میں تمہارے لیے کچھ نہیں پاتا۔ قبل ازیں جو فیصلے ہوئے وہ دادی کے نہ تھے اور میں فرائض کے اندر اپنی جانب سے اضافہ نہیں کرسکتا' وہی چھٹا حصہ ہے اگر نانی اور دادی جمع ہو جائیں تو دونوں کا اور ایک ہو تو اکیلی کا ہوگا۔

[٥٧٦] أَثَر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، أَنَّهُ قَالَ أَتَتِ الْجَدَّتَانِ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ، فَأَرَادَ أَنْ يَجْعَلَ السُّدُسَ لِلَّتِيْ مِنْ قِبَلِ الْأُمِّ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ أَمَا إِنَّكَ تَتْرُكُ الَّتِيْ لَوْ مَاتَتْ وَهُوَ حَيٌّ كَانَ إِيَّاهَا يَرِثُ، فَجَعَلَ أَبُوْ بَكْرٍ السُّدُسَ بَيْنَهُمَا.

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق کی خدمت میں نانی اور دادی دونوں حاضر ہوئیں تو چاہا کہ والدہ کی طرف سے ہر ایک کو چھٹا حصہ دلا دیا جائے۔ ایک انصاری نے کہا کہ اگر یہ مرگئی ہوتی اور وہ زندہ ہوتا تو اس کا وارث ہوتا۔ پس حضرت ابوبکر نے دونوں کو چھٹا حصہ دلایا۔

[٥٧٧] أَثَر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيْدٍ، أَنَّ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، كَانَ لَا يَفْرِضُ إِلَّا لِلْجَدَّتَيْنِ.

ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام سے روایت ہے کہ حصہ نہیں دلایا جاتا تھا مگر نانی اور دادی کو۔

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا الَّذِيْ لَا اخْتِلَافَ فِيْهِ، وَالَّذِيْ أَدْرَكْتُ عَلَيْهِ أَهْلَ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا أَنَّ الْجَدَّةَ أُمَّ الْأُمِّ لَا تَرِثُ مَعَ الْأُمِّ دِنْيَا شَيْئًا، وَهِيَ فِيْمَا سِوٰى ذٰلِكَ يُفْرَضُ لَهَا السُّدُسُ فَرِيْضَةً، وَأَنَّ الْجَدَّةَ أُمَّ الْأَبِ لَا تَرِثُ مَعَ الْأُمِّ، وَلَا مَعَ الْأَبِ شَيْئًا، وَهِيَ فِيْمَا سِوٰى ذٰلِكَ يُفْرَضُ لَهَا السُّدُسُ فَرِيْضَةً، فَإِذَا اجْتَمَعَتِ الْجَدَّتَانِ أُمُّ الْأَبِ، وَأُمُّ الْأُمِّ وَلَيْسَ لِلْمُتَوَفّٰى دُوْنَهُمَا أَبٌ وَلَا أُمٌّ، قَالَ مَالِكٌ فَإِنِّيْ سَمِعْتُ أَنَّ أُمَّ

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفق ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں اور اسی پر میں نے اپنے شہر کے اہل علم کو پایا ہے کہ نانی کو والدہ کے ساتھ کچھ نہیں ملے گا اور وہ نہ ہو تو اسے چھٹا حصہ ملے گا اور دادی کو ماں اور باپ کے ہوتے ہوئے کچھ نہیں ملے گا اور یہ نہ ہوں تو اس کا چھٹا حصہ ہوگا۔ جب نانی اور دادی دونوں جمع ہو جائیں اور ان کے سوا متوفی کے ماں باپ نہ ہوں۔ امام مالک نے فرمایا کہ میں نے سنا کہ نانی اگر زیادہ قریب ہوگی تو اس کا چھٹا حصہ دادی کے سوا اور اگر دادی زیادہ قریب ہو یا دونوں

الْأُمِّ إِنْ كَانَتْ أَقْعَدَهُمَا كَانَ لَهَا السُّدُسُ دُوْنَ أُمِّ الْأَبِ، وَإِنْ كَانَتْ أُمُّ الْأَبِ أَقْعَدَهُمَا، أَوْ كَانَتَا فِي الْقُعْدَةِ مِنَ الْمُتَوَفّٰى بِمَنْزِلَةٍ سَوَاءٍ، فَإِنَّ السُّدُسَ بَيْنَهُمَا نِصْفَيْنِ.

ہی زیادہ قریب ہوں تو دونوں برابر ہیں اور چھٹے حصے سے دونوں بانٹ لیں گی۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَا مِيرَاثَ لِأَحَدٍ مِنَ الْجَدَّاتِ إِلَّا لِلْجَدَّتَيْنِ، لِأَنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَرَّثَ الْجَدَّةَ، ثُمَّ سَأَلَ أَبُوْ بَكْرٍ عَنْ ذٰلِكَ حَتّٰى أَتَاهُ الثَّبْتُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، أَنَّهُ وَرَّثَ الْجَدَّةَ فَأَنْفَذَهُ لَهَا. ثُمَّ أَتَتِ الْجَدَّةُ الْأُخْرٰى إِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ لَهَا مَا أَنَا بِزَائِدٍ فِي الْفَرَائِضِ شَيْئًا، فَإِنِ اجْتَمَعْتُمَا فَهُوَ بَيْنَكُمَا، وَأَيَّتُكُمَا خَلَتْ بِهِ، فَهُوَ لَهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ دادیوں اور نانیوں کے لیے میراث نہیں ہے مگر ایک دادی اور ایک نانی کو کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ نے نانی کو ترکہ دلایا' پھر حضرت ابو بکر نے اس بارے میں پوچھا' یہاں تک کہ انہیں ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے نانی کو ترکہ دلایا۔ پھر دادی حضرت عمر کی خدمت میں آئی تو انہوں نے فرمایا: میں فرائض میں اضافہ نہیں کر سکتا۔ اگر وہ دونوں جمع ہوں تو اسی حصے میں دونوں شامل ہیں اور ایک ہو تو یہ حصہ اسی کا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ ثُمَّ لَمْ نَعْلَمْ أَحَدًا وَرَّثَ غَيْرَ جَدَّتَيْنِ مُنْذُ كَانَ الْإِسْلَامُ إِلَى الْيَوْمِ.

امام مالک نے فرمایا کہ میرے علم میں ایسی کوئی بات نہیں کہ شروع اسلام سے آج تک کسی نے نانی اور دادی کے سوا کسی دوسری کو ترکہ دلایا ہو۔

۹- بَابُ مِيرَاثِ الْكَلَالَةِ

کلالہ کی میراث کا بیان

٥٠٤- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْكَلَالَةِ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَكْفِيكَ مِنْ ذٰلِكَ الْآيَةُ الَّتِي أُنْزِلَتْ فِي الصَّيْفِ آخِرَ سُوْرَةِ النِّسَاءِ.

صحیح مسلم (١٢٥٨_٤١٢٦_٤١٢٧)

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے رسول اللہ ﷺ سے کلالہ کے متعلق پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: تمہارے لئے سورۃ النساء کی وہ آخری آیت کافی ہے جو گرمیوں میں نازل ہوئی تھی۔

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا لَا اخْتِلَافَ فِيهِ، وَالَّذِي أَدْرَكْتُ عَلَيْهِ أَهْلَ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا أَنَّ الْكَلَالَةَ عَلٰى وَجْهَيْنِ، فَأَمَّا الْآيَةُ الَّتِي أُنْزِلَتْ فِي أَوَّلِ سُوْرَةِ النِّسَاءِ الَّتِي قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِيهَا ﴿وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُوْرَثُ كَلٰلَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَلَهٗ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ فَإِنْ كَانُوْا أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ﴾ (النساء: ١٢) فَهٰذِهِ الْكَلَالَةُ الَّتِي لَا يَرِثُ فِيهَا الْإِخْوَةُ لِلْأُمِّ حَتّٰى لَا يَكُوْنَ وَلَدٌ وَلَا وَالِدٌ، وَأَمَّا الْآيَةُ الَّتِي فِي آخِرِ سُوْرَةِ النِّسَاءِ الَّتِي قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِيهَا ﴿يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفق ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں اور میں نے اپنے شہر کے اہل علم کو اسی پر پایا ہے کہ کلالہ کی دو صورتیں ہیں۔ ایک سورۂ نساء کی ابتدائی آیت جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں فرمایا: "اور اگر کسی ایسے مرد یا عورت کا ترکہ بٹتا ہو جس نے ماں باپ اولاد کچھ نہ چھوڑے اور ماں کی طرف سے اس کا بھائی یا بہن ہے تو ان میں سے ہر ایک کو چھٹا۔ پھر اگر وہ بہن بھائی ایک سے زیادہ ہوں تو سب تہائی میں شریک ہیں" یہ وہ کلالہ ہے کہ ماں جائی بہن جس کی وارث نہیں اور جس کا بیٹا یا باپ نہ ہو۔ دوسری سورۃ النساء کی وہ آخری آیت جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "اے محبوب! تم سے فتویٰ پوچھتے ہیں۔ تم فرما

اَللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَا اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ وَاِنْ كَانُوْا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَاءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾ (النساء:۱۷۶)

دو کہ اللہ تمہیں کلالہ میں فتویٰ دیتا ہے۔ اگر کسی مرد کا انتقال ہو جو بے اولاد ہے اور اس کی ایک بہن ہو تو ترکہ میں اس کی بہن کا آدھا ہے اور مرد اپنی بہن کا وارث ہوگا جبکہ بہن کے اولاد نہ ہو پھر اگر دو بہنیں ہوں تو ترکہ میں ان کا دو تہائی اور اگر بہن بھائی ہوں، مرد بھی اور عورتیں بھی تو مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر۔ اللہ تمہارے لیے صاف بیان فرماتا ہے کہ کہیں بہک نہ جاؤ اور اللہ ہر چیز جانتا ہے"۔

قَالَ مَالِكٌ فَهٰذِهِ الْكَلَالَةُ الَّتِي تَكُوْنُ فِيْهَا الْاِخْوَةُ عَصَبَةً اِذَا لَمْ يَكُنْ وَلَدٌ، فَيَرِثُوْنَ مَعَ الْجَدِّ فِي الْكَلَالَةِ، فَالْجَدُّ يَرِثُ مَعَ الْاِخْوَةِ لِاَنَّهٗ اَوْلٰى بِالْمِيْرَاثِ مِنْهُمْ، وَذٰلِكَ اَنَّهٗ يَرِثُ مَعَ ذُكُوْرِ وَلَدِ الْمُتَوَفّٰى السُّدُسَ، وَالْاِخْوَةُ لَا يَرِثُوْنَ مَعَ ذُكُوْرِ وَلَدِ الْمُتَوَفّٰى شَيْئًا، وَكَيْفَ لَا يَكُوْنُ كَاَحَدِهِمْ، وَهُوَ يَاْخُذُ السُّدُسَ مَعَ وَلَدِ الْمُتَوَفّٰى، فَكَيْفَ لَا يَاْخُذُ الثُّلُثَ مَعَ الْاِخْوَةِ وَبَنُو الْاُمِّ يَاْخُذُوْنَ مَعَهُمُ الثُّلُثَ؟ فَالْجَدُّ هُوَ الَّذِي حَجَبَ الْاِخْوَةَ لِلْاُمِّ، وَمَنَعَهُمْ مَكَانُهُ الْمِيْرَاثَ، فَهُوَ اَوْلٰى بِالَّذِي كَانَ لَهُمْ لِاَنَّهُمْ سَقَطُوْا مِنْ اَجْلِهٖ، وَلَوْ اَنَّ الْجَدَّ لَمْ يَاْخُذْ ذٰلِكَ الثُّلُثَ اَخَذَهٗ بَنُو الْاُمِّ، فَاِنَّمَا اَخَذَ مَا لَمْ يَكُنْ يَرْجِعُ اِلَى الْاِخْوَةِ لِلْاَبِ، وَكَانَ الْاِخْوَةُ لِلْاُمِّ هُمْ اَوْلٰى بِذٰلِكَ الثُّلُثِ مِنَ الْاِخْوَةِ لِلْاَبِ، وَكَانَ الْجَدُّ هُوَ اَوْلٰى بِذٰلِكَ مِنَ الْاِخْوَةِ لِلْاُمِّ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ وہ کلالہ ہے جس میں بھائی عصبہ ہوں گے جب کہ اس کی اولاد نہ ہو۔ تو وہ دادا کے ساتھ کلالہ کی میراث پائیں گے اور دادا بھائیوں کے ساتھ میراث پائے گا کیونکہ یہ تو ان سے بھی زیادہ حق دار ہے۔ اسی لئے وہ متوفی کی نرینہ اولاد کے ساتھ چھٹا حصہ پائے گا اور متوفی کی نرینہ اولاد کے ساتھ بھائیوں کو ترکہ نہیں ملے گا۔ اور وہ ان جیسا کیوں نہ ہوگا جب کہ متوفی کی اولاد کے ہوتے ہوئے چھٹا حصہ پاتا ہے تو بھائی کے ساتھ تہائی کیوں نہ لے گا اور تہائی اس کے ساتھ ماں کے بیٹے لیں گے۔ پس وہ دادا ہے جس نے مادری بھائیوں کا حصہ ختم کیا اور انہیں میراث سے محروم کیا۔ پس وہ ان سے زیادہ حق دار ہے۔ کیونکہ وہ ان کا حصہ ساقط کر دیتا ہے۔ اگر دادا تہائی نہ لے تو اسے مادری بیٹے لیں گے کیونکہ انہوں نے وہ مال لیا ہے جو علاتی بھائیوں کی طرف نہیں لوٹتا۔ اخیافی بھائی اس جگہ علاتی بھائیوں سے زیادہ حق دار ہیں اور دادا اخیافی بھائیوں سے بھی زیادہ حق دار ہے۔ ف

ف: کلالہ اس شخص کو کہتے ہیں جو مرتے وقت نہ پیچھے ماں باپ چھوڑے اور نہ اولاد۔ اس کی میراث کے بارے میں قرآن کریم کے اندر دو آیتیں نازل ہوئیں جن کے اندر اس کا ترکہ تقسیم کرنے کے احکام نازل فرمائے گئے۔ دونوں آیات سورۃ النساء کے اندر ہیں۔ احادیث کے مطابق سردیوں میں نازل ہونے والی آیت یہ ہے:

وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ فَاِنْ كَانُوْا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَا اَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ (النساء:۱۲)

اور اگر کسی ایسے مرد یا عورت کا ترکہ بٹتا ہو جس نے ماں باپ اولاد کچھ نہ چھوڑے اور ماں کی طرف سے اس کا بھائی یا بہن ہے تو ان میں سے ہر ایک کو چھٹا، پھر اگر وہ بہن بھائی ایک سے زیادہ ہوں تو سب تہائی میں شریک ہیں میت کی وصیت اور قرض نکال کر جس میں اس نے نقصان نہ پہنچایا ہو۔ یہ اللہ کا ارشاد ہے اور اللہ علم والا، حلم والا ہے۔

کلالہ کے متعلق گرمیوں میں نازل ہونے والی آیت یہ ہے:

يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ إِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗٓ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَآ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ فَإِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ وَإِنْ كَانُوٓا إِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ أَنْ تَضِلُّوا وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (النساء:۱۷۶)

اے محبوب! تم سے فتویٰ پوچھتے ہیں۔ تم فرمادو کہ اللہ تمہیں کلالہ میں فتویٰ دیتا ہے اگر کسی مرد کا انتقال ہو جو بے اولاد ہے اور اس کی ایک بہن ہو تو ترکہ میں سے اس کی بہن کا آدھا ہے اور مرد اپنی بہن کا وارث ہوگا جب کہ بہن کی اولاد نہ ہو۔ پھر اگر دو بہنیں ہوں ترکہ میں ان کا دو تہائی اور اگر بھائی بہن ہوں، مرد بھی اور عورتیں بھی تو مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر۔ اللہ تمہارے لیے صاف بیان فرماتا ہے کہ کہیں بہک نہ جاؤ اور اللہ ہر چیز کو جانتا ہے۔

۱۰- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعَمَّةِ

پھوپھی کی میراث کا بیان

[۵۷۸] اثر- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ حَزْمٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَنْظَلَةَ الزُّرَقِيِّ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ عَنْ مَوْلًى لِقُرَيْشٍ كَانَ قَدِيمًا يُقَالُ لَهُ ابْنُ مِرْسٰى أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَلَمَّا صَلَّى الظُّهْرَ قَالَ يَا يَرْفَا هَلُمَّ ذٰلِكَ الْكِتَابَ لِكِتَابٍ كَتَبَهُ فِي شَأْنِ الْعَمَّةِ، فَنَسْأَلُ عَنْهَا وَنَسْتَخْبِرُ عَنْهَا، فَأَتَاهُ بِهِ يَرْفَا، فَدَعَا بِتَوْرٍ أَوْ قَدَحٍ فِيهِ مَاءٌ فَمَحَا ذٰلِكَ الْكِتَابَ فِيهِ، ثُمَّ قَالَ لَوْ رَضِيَكِ اللّٰهُ وَارِثَةً أَقَرَّكِ، لَوْ رَضِيَكِ اللّٰهُ أَقَرَّكِ.

عبدالرحمٰن بن حنظلہ زرقی کو قریش کے ایک قدیمی مولیٰ ابن موسیٰ نے بتایا کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ جب ظہر کی نماز پڑھ لی تو فرمایا: اے یرفا! وہ کتاب لانا۔ یہ وہ کتاب تھی جو پھوپھی کے متعلق لکھی تھی کہ معلومات حاصل کرنے کے لئے اس بارے میں پوچھیں۔ پس یرفا کتاب لے آیا۔ پھر پانی کی ایک چھاگل یا پیالہ منگایا اور اس لکھے ہوئے کو دھو دیا۔ پھر فرمایا کہ اگر اللہ اسے ترکہ دلاتا تو مقرر فرماتا۔ اگر اللہ اسے ترکہ دلاتا تو مقرر فرماتا۔

[۵۷۹] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ كَثِيرًا يَقُولُ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَقُولُ عَجَبًا لِلْعَمَّةِ تُورَثُ، وَلَا تَرِثُ.

ابوبکر بن حزم سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ پھوپھی پر تعجب ہے کہ بھتیجا اس کا وارث ہوتا ہے لیکن وہ بھتیجے کی وارث نہیں ہوتی۔

۱۱- بَابُ مِيرَاثِ وِلَايَةِ الْعَصَبَةِ

عصبات کی میراث کا بیان

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ، وَالَّذِي أَدْرَكْتُ عَلَيْهِ أَهْلَ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا فِي وِلَايَةِ الْعَصَبَةِ أَنَّ الْأَخَ لِلْأَبِ وَالْأُمِّ أَوْلٰى بِالْمِيرَاثِ مِنَ الْأَخِ لِلْأَبِ، وَالْأَخُ لِلْأَبِ أَوْلٰى بِالْمِيرَاثِ مِنْ بَنِي الْأَخِ لِلْأَبِ وَالْأُمِّ، وَبَنُو الْأَخِ لِلْأَبِ وَالْأُمِّ أَوْلٰى مِنْ بَنِي الْأَخِ لِلْأَبِ، وَبَنُو الْأَخِ لِلْأَبِ أَوْلٰى مِنْ بَنِي ابْنِ الْأَخِ لِلْأَبِ وَالْأُمِّ، وَبَنُو ابْنِ الْأَخِ لِلْأَبِ أَوْلٰى مِنَ الْعَمِّ

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفقہ ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں اور میں نے اپنے شہر کے اہل علم کو اسی پر پایا ہے کہ عصبہ کی ولایت میں سگا بھائی سوتیلے بھائی پر مقدم ہے اور سوتیلا بھائی سگے بھتیجے پر مقدم ہے اور سگا بھتیجا سوتیلے بھتیجے پر مقدم ہے اور سوتیلا بھتیجا سگے بھائی کے پوتے پر مقدم ہے اور سوتیلے بھائی کا بیٹا سگے چچا پر مقدم ہے اور سگا چچا سوتیلے چچا پر مقدم ہے اور سوتیلا چچا سگے چچا کے بیٹوں پر مقدم ہے اور سوتیلے چچا کے بیٹے

أَخِي الْأَبِ لِلْأَبِ وَالْأُمِّ، وَالْعَمَّ أَخُو الْأَبِ لِلْأَبِ وَالْأُمِّ أَوْلَى مِنَ الْعَمِّ أَخِي الْأَبِ لِلْأَبِ وَالْعَمِّ أَخُو الْأَبِ لِلْأَبِ أَوْلَى مِنْ بَنِي الْعَمِّ أَخِي الْأَبِ لِلْأَبِ وَالْأُمِّ، وَابْنُ الْعَمِّ لِلْأَبِ أَوْلَى مِنْ عَمِّ الْأَبِ أَخِي أَبِي الْأَبِ لِلْأَبِ وَالْأُمِّ.

باپ کے سگے چچا پر مقدم ہیں۔

قَالَ مَالِكٌ وَكُلُّ شَيْءٍ سُئِلْتَ عَنْهُ مِنْ مِيرَاثِ الْعَصَبَةِ، فَإِنَّهُ عَلَى نَحْوِ هٰذَا أُنْسُبِ الْمُتَوَفَّى وَمَنْ يُنَازِعُ فِي وِلَايَتِهِ مِنْ عَصَبَتِهِ، فَإِنْ وَجَدْتَ أَحَدًا مِنْهُمْ يَلْقَى الْمُتَوَفَّى إِلَى أَبٍ لَا يَلْقَاهُ أَحَدٌ مِنْهُمْ إِلَى أَبٍ دُونَهُ، فَاجْعَلْ مِيرَاثَهُ لِلَّذِي يَلْقَاهُ إِلَى الْأَبِ الْأَدْنَى دُونَ مَنْ يَلْقَاهُ إِلَى فَوْقِ ذٰلِكَ، فَإِنْ وَجَدْتَهُمْ كُلَّهُمْ يَلْقَوْنَهُ إِلَى أَبٍ وَاحِدٍ يَجْمَعُهُمْ جَمِيعًا فَانْظُرْ أَقْعَدَهُمْ فِي النَّسَبِ، فَإِنْ كَانَ ابْنُ أَبٍ فَقَطْ، فَاجْعَلِ الْمِيرَاثَ لَهُ دُونَ الْأَطْرَافِ، وَإِنْ كَانَ ابْنُ أَبٍ وَأُمٍّ، وَإِنْ وَجَدْتَهُمْ مُسْتَوِينَ يَنْتَسِبُونَ مِنْ عَدَدِ الْآبَاءِ إِلَى عَدَدٍ وَاحِدٍ حَتَّى يَلْقَوْا نَسَبَ الْمُتَوَفَّى جَمِيعًا، وَكَانُوا كُلُّهُمْ جَمِيعًا بَنِي أَبٍ أَوْ بَنِي أَبٍ وَأُمٍّ، فَاجْعَلِ الْمِيرَاثَ بَيْنَهُمْ سَوَاءً، وَإِنْ كَانَ وَالِدُ بَعْضِهِمْ أَخَا وَالِدِ الْمُتَوَفَّى لِلْأَبِ وَالْأُمِّ، وَكَانَ مَنْ سِوَاهُ مِنْهُمْ إِنَّمَا هُوَ أَخُو أَبِي الْمُتَوَفَّى لِأَبِيهِ فَقَطْ، فَإِنَّ الْمِيرَاثَ لِبَنِي أَخِي الْمُتَوَفَّى لِأَبِيهِ وَأُمِّهِ دُونَ بَنِي الْأَخِ لِلْأَبِ، وَذٰلِكَ أَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَالَ ﴿وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَى بِبَعْضٍ فِي كِتٰبِ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾ (الانفال: ۷۵).

امام مالک نے فرمایا کہ جب عصبہ کی میراث کے بارے میں پوچھا جائے تو قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جتنے عصبات ہوں ان کو میت سے نسبت کے حساب سے دیکھیں گے کہ یہ میت کا کیا لگتا ہے۔ جو ان میں سے میت کے ساتھ ایسے باپ میں مل جائے جو دوسروں سے قریب ہو تو میراث اسی کو ملے گی نہ کہ اسے جو میت کے ساتھ اوپر والے باپ میں ملتا ہو۔ اگر ان میں سے ایک ہی باپ میں کئی ملتے ہوں تو یہ دیکھا جائے گا کہ کس کا رشتہ نزدیک ہے، اگر چہ نزدیک والا سوتیلا ہو تب بھی میراث اسی کو ملے گی اور دور والا خواہ سگا بھی ہو تب بھی اسے میراث نہیں ملے گی۔ اگر رشتے میں سب برابر ہوں اور سارے سگے ہوں یا سارے سوتیلے ہوں تو ترکہ میں سارے ہی برابر حصہ پائیں گے۔ اگر ان میں سے بعض کا باپ میت کا سگا بھائی اور بعض کا باپ میت کا سوتیلا بھائی ہو تو میراث سگے بھائی کی اولاد کو ملے گی اور سوتیلے بھائی کی اولاد کو میراث نہیں ملے گی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بعض رشتے والے اللہ کی کتاب میں بعض سے نزدیک ہیں اور اللہ کو ہر چیز کا علم ہے''۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْجَدُّ أَبُو الْأَبِ أَوْلَى مِنْ بَنِي الْأَخِ لِلْأَبِ وَالْأُمِّ وَأَوْلَى مِنَ الْعَمِّ أَخِي الْأَبِ لِلْأَبِ وَالْأُمِّ بِالْمِيرَاثِ، وَابْنُ الْأَخِ لِلْأَبِ وَالْأُمِّ أَوْلَى مِنَ الْجَدِّ بِوَلَاءِ الْمَوَالِي.

امام مالک نے فرمایا کہ دادا سگے بھتیجوں اور سگے چچا سے میراث میں مقدم ہے اور ولاء میں سگا بھتیجا دادا سے مقدم ہے۔

۱۲- بَابُ مَنْ لَا مِيرَاثَ لَهُ

جو میراث کا حق دار نہیں

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا، الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ، وَالَّذِي أَدْرَكْتُ عَلَيْهِ أَهْلَ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا أَنَّ ابْنَ الْأَخِ لِلْأُمِّ، وَالْجَدَّ أَبَا الْأُمِّ، وَالْعَمَّ أَخَا

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم متفقہ ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں اور میں نے اپنے شہر کے اہل علم کو اسی پر پایا ہے کہ اخیافی بھائی کا بیٹا اور نانا اور چچا جو باپ کا اخیافی بھائی ہو اور

الْأَبِ لِلْاُمِّ، وَالْخَالَ، وَالْجَدَّةَ اُمَّ اَبِي الْاُمِّ، وَابْنَةَ الْاَخِ لِلْاَبِ وَالْاُمِّ، وَالْعَمَّةَ، وَالْخَالَةَ، لَا يَرِثُوْنَ بِاَرْحَامِهِمْ شَيْئًا.

ماموں اور نانا کی ماں اور سگے بھائی کے بیٹے اور پھوپھی اور خالہ یہ رحم کے حساب سے میراث نہیں پائیں گے۔

قَالَ وَاِنَّهُ لَا تَرِثُ امْرَاَةٌ، هِيَ اَبْعَدُ نَسَبًا مِنَ الْمُتَوَفّٰى، مِمَّنْ سُمِّيَ فِي هٰذَا الْكِتَابِ، بِرَحِمِهَا شَيْئًا. وَاِنَّهُ لَا يَرِثُ اَحَدٌ مِنَ النِّسَاءِ شَيْئًا. اِلَّا حَيْثُ سُمِّيْنَ. وَاِنَّمَا ذَكَرَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي كِتَابِهٖ مِيْرَاثَ الْاُمِّ مِنْ وَلَدِهَا، وَمِيْرَاثَ الْبَنَاتِ مِنْ اَبِيْهِنَّ، وَمِيْرَاثَ الزَّوْجَةِ مِنْ زَوْجِهَا، وَمِيْرَاثَ الْاَخَوَاتِ لِلْاَبِ وَالْاُمِّ، وَمِيْرَاثَ الْاَخَوَاتِ لِلْاَبِ، وَمِيْرَاثَ الْاَخَوَاتِ لِلْاُمِّ، وَوَرِثَتِ الْجَدَّةُ بِالَّذِيْ جَاءَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيْهَا، وَالْمَرْاَةُ تَرِثُ مَنْ اَعْتَقَتْ هِيَ نَفْسُهَا. لِاَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَالَ فِي كِتَابِهٖ ﴿فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ﴾ (الاحزاب:۵).

اور فرمایا کہ کوئی عورت جو متوفی سے نسبت میں دور ہو میراث نہیں پائے گی، جن کا اس کتاب میں ذکر کر دیا گیا ہے اور کسی عورت کو کوئی میراث نہیں ملے گی مگر جن کو بیان کر دیا گیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر فرمایا ہے کہ والدہ کی میراث اولاد سے، بیٹیوں کی باپ سے، بیوی کی میراث خاوند سے، سگی بہنوں، علاتی بہنوں، اخیافی بہنوں اور دادی نانی کی میراث نبی کریم ﷺ سے وارد ہے اور عورت نے جس کو آزاد کیا ہو اس کی میراث پائے گی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: ''تو دین میں تمہارے بھائی اور دوست ہیں''۔

۱۳- بَابُ مِيْرَاثِ اَهْلِ الْمِلَلِ

مختلف مذاہب والوں کی وراثت کا بیان

۵۰۵- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ. صحیح مسلم (۴۱۱۶)

عمر بن عثمان بن عفان نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوتا۔

[۵۸۰] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ، اَنَّهُ اَخْبَرَهُ اِنَّمَا وَرِثَ اَبَا طَالِبٍ عَقِيْلٌ وَطَالِبٌ. وَلَمْ يَرِثْهُ عَلِيٌّ. قَالَ فَلِذٰلِكَ تَرَكْنَا نَصِيْبَنَا مِنَ الشِّعْبِ.

ابن شہاب سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں خبر دی کہ ابو طالب کے وارث عقیل اور طالب ہوئے جبکہ علی نہیں ہوئے۔ فرمایا کہ اسی لیے ہم نے شعب میں سے اپنا حصہ چھوڑ دیا تھا۔

[۵۸۱] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ الْاَشْعَثِ اَخْبَرَهُ اَنَّ عَمَّةً لَهُ يَهُوْدِيَّةً اَوْ نَصْرَانِيَّةً تُوُفِّيَتْ. وَاَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ الْاَشْعَثِ ذَكَرَ ذٰلِكَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ. وَقَالَ لَهُ مَنْ يَرِثُهَا؟ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَرِثُهَا اَهْلُ دِيْنِهَا. ثُمَّ اَتٰى عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَسَاَلَهُ عَنْ ذٰلِكَ. فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ اَتُرَانِيْ نَسِيْتُ مَا قَالَ لَكَ عُمَرُ بْنُ

سلیمان بن یسار کو محمد بن اشعث نے بتایا کہ ان کی ایک یہودیہ یا نصرانیہ پھوپھی کا انتقال ہو گیا تو محمد بن اشعث نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اس کا وارث کون ہوگا؟ حضرت عمر نے فرمایا کہ اس کے وارث اس کے دین والے ہوں گے۔ پھر حضرت عثمان آئے تو ان سے اس کے متعلق پوچھا۔ حضرت عثمان نے ان سے فرمایا: تمہارے خیال میں جو حضرت عمر نے فرمایا میں اسے بھول گیا ہوں؟ اس

الْخَطَّابِ؟ يَرِثُهَا أَهْلُ دِيْنِهَا.

کے وارث اس کے دین والے ہوں گے۔

[٥٨٢] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أَبِيْ حَكِيْمٍ، أَنَّ نَصْرَانِيًّا، أَعْتَقَهُ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ، هَلَكَ. قَالَ إِسْمَاعِيْلُ فَأَمَرَنِيْ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ، أَنْ أَجْعَلَ مَالَهُ فِيْ بَيْتِ الْمَالِ.

اسمٰعیل بن ابو حکیم سے روایت ہے کہ نصرانی کو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے آزاد کر دیا۔ وہ فوت ہو گیا' اسمٰعیل کا بیان ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے مجھے حکم دیا کہ اس کا مال بیت المال میں جمع کر دو۔

[٥٨٣] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الثِّقَةِ عِنْدَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ أَبَى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَنْ يُوَرِّثَ أَحَدًا مِنَ الْأَعَاجِمِ. إِلَّا أَحَدًا وُلِدَ فِي الْعَرَبِ.

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے غیر عربی کا وارث بننے سے روک دیا تھا مگر جبکہ کوئی عرب میں پیدا ہوا ہو۔

قَالَ مَالِكٌ وَإِنْ جَاءَتِ امْرَأَةٌ حَامِلٌ مِنْ أَرْضِ الْعَدُوِّ، فَوَضَعَتْهُ فِيْ أَرْضِ الْعَرَبِ، فَهُوَ وَلَدُهَا يَرِثُهَا إِنْ مَاتَتْ. وَتَرِثُهُ إِنْ مَاتَ، مِيْرَاثَهَا فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر کوئی حاملہ عورت کفار کے ملک سے آ جائے اور وہ عرب میں آ کر بچہ جنے تو وہ اسی کا بیٹا ہے اور اگر وہ مر گئی تو اس کا وارث ہو گا اور لڑکا مر گیا تو یہ اس کی وارث ہو گی۔ اس کی میراث اللہ کی کتاب میں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا، وَالسُّنَّةُ الَّتِيْ لَا اخْتِلَافَ فِيْهَا، وَالَّذِيْ أَدْرَكْتُ عَلَيْهِ أَهْلَ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا أَنَّهُ لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ، بِقَرَابَةٍ، وَلَا وَلَاءٍ، وَلَا رَحِمٍ. وَلَا يَحْجُبُ أَحَدًا عَنْ مِيْرَاثِهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفق ہے اور اس سنت میں کسی کا اختلاف نہیں اور اسی پر میں نے اپنے شہر کے اہل علم کو پایا ہے کہ مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوتا۔ قرابت' ولاء یا رحم کسی وجہ سے حق دار نہیں اور نہ کسی کو اس کی میراث سے محروم کر سکتا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَكَذٰلِكَ كُلُّ مَنْ لَا يَرِثُ، إِذَا لَمْ يَكُنْ دُوْنَهُ وَارِثٌ. فَإِنَّهُ لَا يَحْجُبُ أَحَدًا عَنْ مِيْرَاثِهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ اسی طرح جو میراث نہ پائے جبکہ اس کے سوا کوئی وارث نہ ہو تو وہ کسی کو میراث سے محروم نہیں کر سکتا۔

١٤- بَابُ مَنْ جُهِلَ أَمْرُهُ بِالْقَتْلِ أَوْ غَيْرِ ذٰلِكَ

ان کی میراث جن کی موت کا وقت معلوم نہ ہو

[٥٨٤] اَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ عُلَمَائِهِمْ أَنَّهُ لَمْ يَتَوَارَثْ مَنْ قُتِلَ يَوْمَ الْجَمَلِ. وَيَوْمَ صِفِّيْنَ. وَيَوْمَ الْحَرَّةِ. ثُمَّ كَانَ يَوْمَ قُدَيْدٍ. فَلَمْ يُوَرَّثْ أَحَدٌ مِنْهُمْ مِنْ صَاحِبِهِ شَيْئًا. إِلَّا مَنْ عُلِمَ أَنَّهُ قُتِلَ قَبْلَ صَاحِبِهِ.

ربیعہ بن ابو عبدالرحمٰن نے کتنے ہی اپنے علمائے کرام سے روایت کی ہے کہ جو جنگِ جمل' جنگِ صفین' جنگِ حرہ' اور جنگِ قدید میں مارے گئے ان میں سے کسی کو اس کے دوسرے ساتھی کا وارث نہیں بنایا گیا مگر جس کے متعلق علم ہو گیا کہ وہ اپنے ساتھی سے پہلے قتل کر دیا گیا تھا۔

قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ الْأَمْرُ الَّذِيْ لَا اخْتِلَافَ

امام مالک نے فرمایا کہ اس حکم میں ہمارے نزدیک کوئی

فِيهِ. وَلَا شَكَّ عِنْدَ أَحَدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا وَكَذٰلِكَ الْعَمَلُ فِي كُلِّ مُتَوَارِثَيْنِ هَلَكَا، بِغَرَقٍ، أَوْ قَتْلٍ أَوْ غَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ الْمَوْتِ. إِذَا لَمْ يُعْلَمْ أَيُّهُمَا مَاتَ قَبْلَ صَاحِبِهِ، لَمْ يَرِثْ أَحَدٌ مِنْهُمَا مِنْ صَاحِبِهِ شَيْئًا. وَكَانَ مِيرَاثُهُمَا لِمَنْ بَقِيَ مِنْ وَرَثَتِهِمَا. يَرِثُ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا وَرَثَتُهُ مِنَ الْأَحْيَاءِ.

اختلاف نہیں اور ہمارے شہر کے اہل علم میں سے کسی ایک کو بھی شک نہیں ہے اور وارثوں کے بارے میں اسی پر عمل ہے کہ جب کتنے ہی آدمی ڈوب جائیں یا کسی طریقے سے قتل کر دیئے جائیں اور یہ پتہ نہ ہو کہ کون اپنے ساتھی سے پہلے مرا تو ان میں سے کوئی بھی دوسرے کا وارث نہیں ہوگا' ان کی میراث زندہ رہنے والے باقی وارثوں میں تقسیم کر دی جائے گی۔

قَالَ مَالِكٌ لَا يَنْبَغِي أَنْ يَرِثَ أَحَدٌ أَحَدًا بِالشَّكِّ. وَلَا يَرِثُ أَحَدٌ أَحَدًا إِلَّا بِالْيَقِينِ مِنَ الْعِلْمِ، وَالشُّهَدَاءِ. وَذٰلِكَ أَنَّ الرَّجُلَ يَهْلِكُ هُوَ وَمَوْلَاهُ الَّذِي أَعْتَقَهُ أَبُوهُ، فَيَقُولُ بَنُو الرَّجُلِ الْعَرَبِيِّ قَدْ وَرِثَهُ أَبُونَا. فَلَيْسَ ذٰلِكَ لَهُمْ أَنْ يَرِثُوهُ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا شَهَادَةٍ. إِنَّهُ مَاتَ قَبْلَهُ. وَإِنَّمَا يَرِثُهُ أَوْلَى النَّاسِ بِهِ مِنَ الْأَحْيَاءِ.

امام مالک نے فرمایا: یہ مناسب نہیں ہے کہ شک کے ساتھ کوئی کسی کا وارث بنے۔ کوئی کسی کا وارث نہ بنے مگر پورے علم اور شہادتوں کی بناء پر' مثلاً ایک آدمی فوت ہو جائے اور ان کا آزاد کردہ غلام بھی جس کو اس کے باپ نے آزاد کیا تھا۔ اب متوفی کے وارث کہیں کہ اس کا وارث ہمارا باپ تھا تو ان کی یہ بات بغیر علم اور شہادت کے نہیں مانی جائے گی کہ وہ پہلے مرا تھا اور اس کے قریبی رشتہ داروں میں سے جو زندہ ہوں وہی اس کے وارث ہوں گے۔

قَالَ مَالِكٌ وَمِنْ ذٰلِكَ أَيْضًا الْأَخَوَانِ لِلْأَبِ وَالْأُمِّ. يَمُوتَانِ. وَلِأَحَدِهِمَا وَلَدٌ. وَالْآخَرُ لَا وَلَدَ لَهُ. وَلَهُمَا أَخٌ لِأَبِيهِمَا، فَلَا يُعْلَمُ أَيُّهُمَا مَاتَ قَبْلَ صَاحِبِهِ. فَمِيرَاثُ الَّذِي لَا وَلَدَ لَهُ، لِأَخِيهِ لِأَبِيهِ، وَلَيْسَ لِبَنِي أَخِيهِ، لِأَبِيهِ وَأُمِّهِ، شَيْءٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ اسی طرح دو سگے بھائی فوت ہو جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک کی اولاد ہے اور دوسرے کی کوئی اولاد نہیں اور ان کا ایک علاتی بھائی ہے۔ اب یہ معلوم نہیں کہ دونوں میں سے کون پہلے فوت ہوا تو لاولد کی میراث علاتی بھائی کو ملے گی اور سگے بھتیجوں کو کچھ نہیں ملے گا۔

قَالَ مَالِكٌ وَمِنْ ذٰلِكَ أَنْ تَهْلِكَ الْعَمَّةُ وَابْنُ أَخِيهَا، أَوِ ابْنَةُ الْأَخِ وَعَمُّهَا، فَلَا يُعْلَمُ أَيُّهُمَا مَاتَ قَبْلُ. فَإِنْ لَمْ يُعْلَمْ أَيُّهُمَا مَاتَ قَبْلُ، لَمْ يَرِثِ الْعَمُّ مِنِ ابْنَةِ أَخِيهِ شَيْئًا. وَلَا يَرِثُ ابْنُ الْأَخِ مِنْ عَمَّتِهِ شَيْئًا.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر پھوپھی اور بھتیجا ایک ساتھ فوت ہو جائیں یا بھتیجے اور چچا کا ایک ساتھ انتقال ہو جائے اور یہ معلوم نہ ہو کہ پہلے کون فوت ہوا تو چچا کو بھتیجے کی میراث سے کچھ نہیں ملے گا اور نہ بھتیجا پھوپھی کے ترکہ سے کچھ پائے گا۔ ف

ف: جنگ جمل حضرت علی اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مابین ہوئی۔ جنگ صفین حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان ہوئی۔ دونوں مواقع پر اکابر صحابہ بھی شریک ہوئے اور کم و بیش نصف لاکھ مسلمان شہید ہوئے۔ یہ بدبخت خارجیوں اور سبائیوں کی شرارت تھی کہ امت محمدیہ کے ایسے مایۂ ناز بہی خواہ بھی آپس میں ٹکرائے بغیر نہ رہ سکے۔ شاید پروردگار عالم نے امت محمدیہ کو خلیفۂ ثالث حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خونِ ناحق کی ۳۶ھ میں جنگ جمل اور ۳۷ھ میں جنگ صفین کی صورت میں سزا دی تھی۔

۱۵- بَابُ مِيرَاثِ وَلَدِ الْمُلَاعَنَةِ وَوَلَدِ الزِّنَا

لعان والی عورت کے بچے اور ولد الزنا کی میراث

[۵۸۵] اَثَر- حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ كَانَ يَقُولُ فِي وَلَدِ الْمُلَاعَنَةِ وَوَلَدِ الزِّنَا إِنَّهُ إِذَا مَاتَ وَرِثَتْهُ أُمُّهُ، حَقَّهَا فِي كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ. وَإِخْوَتُهُ لِأُمِّهِ حُقُوقَهُمْ، وَيَرِثُ الْبَقِيَّةَ، مَوَالِيَ أُمِّهِ. إِنْ كَانَتْ مَوْلَاةً. وَإِنْ كَانَتْ عَرَبِيَّةً، وَرِثَتْ حَقَّهَا. وَوَرِثَ إِخْوَتُهُ لِأُمِّهِ حُقُوقَهُمْ. وَكَانَ مَا بَقِيَ لِلْمُسْلِمِينَ.

عروہ بن زبیر فرمایا کرتے تھے کہ لعان والی کا بیٹا اور ولد الزنا جب فوت ہو جائے تو اس کی والدہ وارث ہوگی اور اللہ کی کتاب کے مطابق اپنا حق لے گی اور اس کے اخیافی بھائی بھی حصہ لیں گے اور باقی اس کی والدہ کے موالی کو ملے گا جب کہ وہ آزاد کردہ ہو اور اگر وہ عربیہ ہو تو اس کی والدہ اور اخیافی بھائی بہنوں سے جو بچے گا وہ مسلمانوں کا حق ہوگا۔

قَالَ مَالِكٌ وَبَلَغَنِي عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ مِثْلُ ذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ مجھے یہی بات سلیمان بن یسار سے پہنچی ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَعَلَى ذٰلِكَ أَدْرَكْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ میں نے اپنے شہر کے اہلِ علم کو اسی پر پایا ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

۲۸- كِتَابُ النِّكَاحِ

نکاح کا بیان

١- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخِطْبَةِ

نکاح کے پیغام کا بیان

۵۰۶- حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا يَخْطُبُ أَحَدُكُمْ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ. صحیح البخاری (٥١٤٤)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی تم میں سے اپنے مسلمان بھائی کے پیغام پر نکاح کا پیغام نہ دے۔

۵۰۷- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا يَخْطُبُ أَحَدُكُمْ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ. صحیح البخاری (٥١٤٢)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی اپنے مسلمان بھائی کے پیغام نکاح پر پیغام نہ دے۔

قَالَ مَالِكٌ وَتَفْسِيرُ قَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِيمَا نُرَى، وَاللَّهُ أَعْلَمُ، لَا يَخْطُبُ أَحَدُكُمْ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ. أَنْ يَخْطُبَ الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ. فَتَرْكَنَ إِلَيْهِ. وَيَتَّفِقَانِ عَلَى صَدَاقٍ وَاحِدٍ مَعْلُومٍ. وَقَدْ تَرَاضَيَا. فَهِيَ تَشْتَرِطُ عَلَيْهِ لِنَفْسِهَا. فَتِلْكَ الَّتِي نَهَى أَنْ يَخْطُبَهَا الرَّجُلُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ. وَلَمْ يَعْنِ بِذٰلِكَ، إِذَا خَطَبَ الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ فَلَمْ يُوَافِقْهَا أَمْرُهُ، وَلَمْ تَرْكَنْ إِلَيْهِ، أَنْ لَا يَخْطُبَهَا أَحَدٌ. فَهٰذَا بَابُ فَسَادٍ يَدْخُلُ عَلَى النَّاسِ.

امام مالک نے رسول اللہ ﷺ کے ارشادِ گرامی: "تم میں سے کوئی اپنے مسلمان بھائی کے پیغام نکاح پر پیغام نہ دے"۔ کی تفسیر میں فرمایا کہ کوئی آدمی کسی عورت کو نکاح کا پیغام دے، وہ عورت اس کی جانب جھکے اور دونوں رضا مندی سے ایک مہر مقرر کر لیں۔ ایسی صورت میں دوسرے آدمی کو اپنے بھائی کے پیغام پر پیغام دینے سے منع فرمایا گیا اور اس کی ممانعت نہیں کی کہ کسی نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا لیکن موافقت نہ ہوئی اور نہ عورت کا اُدھر جھکاؤ ہوا کہ اس صورت میں کوئی پیغام نہ دے۔ بہر حال فساد اسی راستے سے لوگوں میں داخل ہوتا ہے۔

[۵۸۶] اَثَر- وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِکٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ اَبِیْهِ، اَنَّهٗ کَانَ یَقُوْلُ فِیْ قَوْلِ اللّٰهِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی ﴿وَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ فِیْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاۤءِ اَوْ اَکْنَنْتُمْ فِیْۤ اَنْفُسِکُمْ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّکُمْ سَتَذْکُرُوْنَهُنَّ وَلٰکِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اِلَّاۤ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا﴾ (البقرۃ:۲۳۵). اَنْ یَقُوْلَ الرَّجُلُ لِلْمَرْاَةِ، وَهِیَ فِیْ عِدَّتِهَا مِنْ وَفَاةِ زَوْجِهَا اِنَّکِ عَلَیَّ لَکَرِیْمَةٌ. وَاِنِّیْ فِیْکِ لَرَاغِبٌ. وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَائِقٌ اِلَیْکِ خَیْرًا وَرِزْقًا. وَنَحْوَ هٰذَا مِنَ الْقَوْلِ.

قاسم بن محمد ارشاد باری تعالیٰ: ''اور تم پر گناہ نہیں اس بات میں جو پردہ رکھ کر تم عورتوں کے نکاح کا پیغام دو یا اپنے دل میں چھپا رکھو اللہ جانتا ہے کہ اب تم ان کو یاد کرو گے ہاں ان سے خفیہ وعدہ نہ کر رکھو مگر یہ کہ اتنی ہی بات کہو جو شرع میں معروف ہے''۔ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ کوئی آدمی کسی عورت سے کہے جس کا خاوند فوت ہو گیا ہو اور وہ عدت گزار رہی ہو کہ مجھے تو پسند ہے یا مجھے تیری جانب رغبت ہے یا اللہ تیرے لئے بھلائی اور روزی بھیجنے والا ہے یا اس جیسی کوئی اور بات۔

۲- بَابُ اسْتِئْذَانِ الْبِکْرِ وَالْاَیِّمِ فِیْ اَنْفُسِهِمَا

کنواری اور شوہر دیدہ سے اجازت لینا

۵۰۸- حَدَّثَنِیْ مَالِکٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَلْاَیِّمُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِیِّهَا. وَالْبِکْرُ تُسْتَاْذَنُ فِیْ نَفْسِهَا. وَاِذْنُهَا صُمَاتُهَا.

صحیح مسلم (۳۴٦۱-۳۴٦۲-۳۴٦۳)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شوہر دیدہ اپنے نفس کا اپنے ولی کی نسبت زیادہ حق رکھتی ہے اور کنواری سے اجازت لی جائے گی۔ جبکہ خاموشی بھی اس کی اجازت ہے۔ف

ف: عورت سے اذن لینے میں تفصیل ہے' تمام صورتیں اور ان کے احکام حسب ذیل ہیں:

(۱) ثیبہ بالغہ کے بارے میں تمام آئمہ وفقہاء کا اتفاق ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر نکاح جائز نہیں جب کہ وہ عاقلہ بھی ہو' اگر بڑی حد تک بے عقل ہو تو ولی کی اجازت کافی ہے۔

(۲) باکرہ صغیرہ یعنی نابالغ کنواری لڑکی کے متعلق بھی سب کا اتفاق ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر بھی نکاح کر سکتے ہیں۔ ولی کی اجازت سے نکاح ہو جائے گا۔

(۳) ثیبہ صغیرہ یعنی وہ لڑکی جو نابالغہ اور شوہر دیدہ ہو تو احناف کے نزدیک اس کی اجازت کے بغیر ولی اس کا نکاح کر سکتا ہے اور ایسا کرنا جائز ہے جب کہ شافعیہ کے نزدیک ایسا کرنا جائز نہیں ہے اور اس لڑکی سے اجازت لینا ہی ضروری ہے۔

(۴) باکرہ بالغہ یعنی وہ کنواری لڑکی جو بالغہ ہو۔ احناف کے نزدیک بغیر اس کی اجازت کے نکاح جائز نہیں ہے اور شافعیہ کے نزدیک جائز ہے۔

گویا احناف کے نزدیک مبنائے ولایت بلوغ پر ہے۔ بالغہ ہو تو باکرہ ہو یا ثیبہ اس سے اجازت لینا ضروری ہے اور نابالغہ خواہ ثیبہ ہو یا باکرہ اس سے اجازت لینا ضروری نہیں ہے۔ شافعیہ کے نزدیک مبنائے ولایت ثیابت وبکارت ہے کہ ثیبہ سے ضرور اجازت لی جائے گی خواہ بالغہ ہو یا نابالغہ اور باکرہ سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں اگرچہ وہ بالغہ ہی کیوں نہ ہو۔ احادیث کی رو سے کنواری لڑکی کا بوقت اذن خاموش رہنا بھی رضامندی شمار ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[۵۸۷] اَثَر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ عَنْ

امام مالک کو سعید بن مسیب سے یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر

سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهُ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لَا تُنْكَحُ الْمَرْاَةُ اِلَّا بِاِذْنِ وَلِيِّهَا. اَوْ ذِي الرَّاْيِ مِنْ اَهْلِهَا. اَوِ السُّلْطَانِ.

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ عورت نکاح نہ کرے مگر اپنے ولی یا عقل مند اہل یا بادشاہ کی اجازت سے۔

[۵۸۸] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ، وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، كَانَا يُنْكِحَانِ بَنَاتِهِمَا الْاَبْكَارَ، وَلَا يَسْتَامِرَانِهِنَّ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ قاسم بن محمد اور سالم بن عبداللہ اپنی کنواری کا نکاح کر دیتے اور ان سے اجازت نہ لیتے۔

قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ الْاَمْرُ عِنْدَنَا فِي نِكَاحِ الْاَبْكَارِ.

امام مالک نے فرمایا کہ کنواری کے نکاح کے بارے میں یہی حکم ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَيْسَ لِلْبِكْرِ جَوَازٌ فِي مَالِهَا، حَتّٰى تَدْخُلَ بَيْتَهَا، وَيُعْرَفَ مِنْ حَالِهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ کنواری کو اپنے مال میں تصرف کا حق نہیں یہاں تک کہ اپنے گھر میں داخل ہو جائے اور اس کے حال سے باخبر ہو جائے۔

[۵۸۹] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ، وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ، كَانُوا يَقُولُونَ فِي الْبِكْرِ، يُزَوِّجُهَا اَبُوهَا بِغَيْرِ اِذْنِهَا اِنَّ ذٰلِكَ لَازِمٌ لَهَا.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ قاسم بن محمد، سالم بن عبداللہ اور سلیمان بن یسار کنواری کے بارے میں فرمایا کرتے کہ باپ اس کی اجازت کے بغیر اس کی شادی کر دے تو یہ نکاح اس پر لازم ہو جاتا ہے۔

۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّدَاقِ وَالْحِبَاءِ

مہر اور حباء کا بیان

۵۰۹- حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَبِي حَازِمِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ، اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ جَاءَتْهُ امْرَاَةٌ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنِّي قَدْ وَهَبْتُ نَفْسِي لَكَ. فَقَامَتْ قِيَامًا طَوِيلًا. فَقَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ زَوِّجْنِيهَا. اِنْ لَمْ تَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ تُصْدِقُهَا اِيَّاهُ؟ فَقَالَ مَا عِنْدِي اِلَّا اِزَارِي هٰذَا. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اِنْ اَعْطَيْتَهَا اِيَّاهُ، جَلَسْتَ لَا اِزَارَ لَكَ، فَالْتَمِسْ شَيْئًا فَقَالَ مَا اَجِدُ شَيْئًا. قَالَ الْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ فَالْتَمَسَ فَلَمْ يَجِدْ شَيْئًا. فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ شَيْءٌ؟ فَقَالَ نَعَمْ. مَعِي سُورَةُ كَذَا، وَسُورَةُ كَذَا لِسُوَرٍ سَمَّاهَا. فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ اَنْكَحْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ.

صحیح البخاری (۵۱۳۵) صحیح مسلم (۳۴۷۲)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئی: یا رسول اللہ! میں نے خود کو آپ کے سپرد کیا۔ پس وہ کافی دیر کھڑی رہی تو ایک شخص کھڑا ہو کر عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ! اگر آپ کو اس کی حاجت نہیں ہے تو اس کا میرے ساتھ نکاح کر دیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسے دینے کے لیے کیا تمہارے پاس کچھ ہے؟ عرض گزار ہوئے کہ میرے پاس اس تہبند کے سوا اور کچھ نہیں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ تم اسے دو گے تو خود بغیر تہبند کے بیٹھے رہو گے۔ لہٰذا کوئی چیز ڈھونڈو۔ عرض کی کہ مجھے کوئی چیز نہیں ملتی۔ فرمایا: ڈھونڈو تو سہی خواہ لوہے کا چھلا ہو۔ انہوں نے ڈھونڈا مگر کچھ نہ پایا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں قرآن کریم آتا ہے؟ عرض گزار ہوئے: ہاں اور نام بتائے کہ فلاں فلاں سورتیں آتی ہیں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے قرآن مجید جاننے کے باعث میں نے

تمہارے ساتھ اس کا نکاح کر دیا۔ ف

ف: مہر سے متعلق اس حدیث کے مفہوم و مطالب میں فقہاء نے بہت گفتگو کی اور مختلف معانی اور صورتیں تحریر کی ہیں۔ حضرات احناف کا موقف یہ ہے کہ جہاں مہر کا ذکر نہ آئے وہاں مہر مثل دینا لازم آتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[۵۹۰] اَثَرٌ- **وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّهُ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَيُّمَا رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً وَبِهَا جُنُونٌ، أَوْ جُذَامٌ، أَوْ بَرَصٌ، فَمَسَّهَا، فَلَهَا صَدَاقُهَا كَامِلًا. وَذٰلِكَ لِزَوْجِهَا غُرْمٌ عَلٰى وَلِيِّهَا.

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص کسی عورت سے نکاح کرے اور اسے جنون، جذام یا کوڑھ کی بیماری ہو، پھر اس سے جماع کرے تو عورت کو پورا مہر ادا کرے گا اور خاوند اسے اس عورت کے ولی سے وصول کرے گا۔

قَالَ مَالِكٌ وَإِنَّمَا يَكُونُ ذٰلِكَ غُرْمًا عَلٰى وَلِيِّهَا لِزَوْجِهَا، إِذَا كَانَ وَلِيُّهَا الَّذِي أَنْكَحَهَا، هُوَ أَبُوهَا أَوْ أَخُوهَا، أَوْ مَنْ يُرٰى أَنَّهُ يَعْلَمُ ذٰلِكَ مِنْهَا. فَأَمَّا إِذَا كَانَ وَلِيُّهَا الَّذِي أَنْكَحَهَا، ابْنَ عَمٍّ، أَوْ مَوْلًى، أَوْ مِنَ الْعَشِيرَةِ، مِمَّنْ يُرٰى أَنَّهُ لَا يَعْلَمُ ذٰلِكَ مِنْهَا، فَلَيْسَ عَلَيْهِ غُرْمٌ. وَتَرُدُّ تِلْكَ الْمَرْأَةُ مَا أَخَذَتْهُ مِنْ صَدَاقِهَا. وَيَتْرُكُ لَهَا قَدْرَ مَا تُسْتَحَلُّ بِهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ بیوی کے ولی کو یہ تاوان اس صورت میں ادا کرنا ہوگا جبکہ اس کا نکاح کرنے والا ولی اس کا باپ یا بھائی ہو یا ایسا شخص جس کو یہ بات معلوم تھی۔ لیکن اس کے نکاح کا ولی اگر چچا زاد بھائی یا آزاد کردہ غلام ہو یا دور کا رشتہ دار ہو، جسے اس بات کا علم نہ ہو تو اسے یہ تاوان ادا نہیں کرنا پڑے گا بلکہ اس عورت سے مہر واپس کروایا جائے گا اور صرف اتنا چھوڑ دیا جائے گا جس سے وہ اس کے لئے حلال ہو۔

[۵۹۱] اَثَرٌ- **وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ ابْنَةَ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، وَأُمُّهَا بِنْتُ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ، كَانَتْ تَحْتَ ابْنٍ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ. فَمَاتَ وَلَمْ يَدْخُلْ بِهَا. وَلَمْ يُسَمِّ لَهَا صَدَاقًا. فَابْتَغَتْ أُمُّهَا صَدَاقَهَا. فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لَيْسَ لَهَا صَدَاقٌ. وَلَوْ كَانَ لَهَا صَدَاقٌ لَمْ نُمْسِكْهُ، وَلَمْ نَظْلِمْهَا. فَأَبَتْ أُمُّهَا أَنْ تَقْبَلَ ذٰلِكَ. فَجَعَلُوا بَيْنَهُمْ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ. فَقَضٰى أَنْ لَا صَدَاقَ لَهَا. وَلَهَا الْمِيرَاثُ.

نافع کا بیان ہے کہ عبید اللہ بن عمر کی صاحبزادی جن کی والدہ زید بن خطاب کی بیٹی تھیں، یہ حضرت عبد اللہ بن عمر کے صاحبزادے کے نکاح میں تھیں۔ صاحبزادے کا انتقال ہو گیا اور اس نے صحبت نہیں کی تھی اور مہر بھی مقرر نہیں ہوا تھا۔ اس کی والدہ نے مہر کا مطالبہ کیا۔ حضرت عبد اللہ نے فرمایا کہ یہ مہر کی حق دار نہیں۔ اگر حق دار ہوتی تو ہم مہر نہ روکتے اور اس پر ظلم نہ کرتے۔ اس کی والدہ نے یہ بات نہ مانی اور فریقین نے حضرت زید بن ثابت پر بات رکھی۔ انہوں نے فیصلہ فرمایا کہ عوت کو مہر نہیں ملے گا اور یہ میراث کی حق دار ہے۔

[۵۹۲] اَثَرٌ- **وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ كَتَبَ فِي خِلَافَتِهِ إِلٰى بَعْضِ عُمَّالِهِ أَنَّ كُلَّ مَا اشْتَرَطَ الْمُنْكِحُ، مَنْ كَانَ أَبًا أَوْ غَيْرَهُ، مِنْ حِبَاءٍ أَوْ كَرَامَةٍ. فَهُوَ لِلْمَرْأَةِ إِنِ ابْتَغَتْهُ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر بن عبد العزیز نے اپنے عہد خلافت میں اپنے ایک عامل کے لئے لکھا کہ نکاح کرنے والا خواہ وہ باپ ہو یا دوسرا شخص، اگر وہ تحفہ یا ہدیہ کی شرط رکھے تو مطالبہ کرنے پر وہ چیز عورت کو ملے گی۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْمَرْأَةِ يُنْكِحُهَا أَبُوهَا، وَيَشْتَرِطُ فِي صَدَاقِهَا الْحِبَاءَ يُحْبٰى بِهِ إِنَّ مَا كَانَ مِنْ

امام مالک نے اس عورت کے متعلق فرمایا جس کا نکاح اس کے باپ نے کیا اور اس کے مہر میں کچھ تحفہ دینے کی شرط

شَرْطٍ يَقَعُ بِهِ النِّكَاحُ، فَهُوَ لِابْنَتِهِ إِنِ ابْتَغَتْهُ. وَإِنْ فَارَقَهَا زَوْجُهَا، قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا، فَلِزَوْجِهَا شَطْرُ الْحِبَاءِ الَّذِي وَقَعَ بِهِ النِّكَاحُ.

رکھے۔ اگر وہ ایسی شرط رکھی ہے جس سے نکاح واقع ہوتا ہے تو مطالبے پر تحفہ اس کی بیٹی کو ملے گا۔ اور خاوند اگر صحبت کرنے سے پہلے اس سے جدا ہو گیا تو جس کے ذریعے نکاح واقع ہوا ہے اس نصف تحفے کا حق دار خاوند ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يُزَوِّجُ ابْنَهُ صَغِيرًا لَا مَالَ لَهُ: إِنَّ الصَّدَاقَ عَلَى أَبِيهِ إِذَا كَانَ الْغُلَامُ يَوْمَ تَزَوَّجَ لَا مَالَ لَهُ. وَإِنْ كَانَ لِلْغُلَامِ مَالٌ فَالصَّدَاقُ فِي مَالِ الْغُلَامِ. إِلَّا أَنْ يُسَمِّيَ الْأَبُ أَنَّ الصَّدَاقَ عَلَيْهِ. وَذَٰلِكَ النِّكَاحُ، ثَابِتٌ عَلَى الِابْنِ إِذَا كَانَ صَغِيرًا، وَكَانَ فِي وِلَايَةِ أَبِيهِ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے اپنے کم سن لڑکے کی شادی کی جس کا کوئی مال نہیں' مہر اس کے باپ پر ہوگا جبکہ شادی کے روز لڑکے کا ذاتی مال نہ ہو اور اگر لڑکے کے پاس مال ہو تو مہر لڑکے کے مال سے دیا جائے گا۔ ماسوائے اس کے کہ باپ کہہ دے کہ مہر اس پر ہے اور لڑکے کا یہ نکاح واقع ہو جائے گا جبکہ وہ نابالغ اور اپنے والد کی تحویل میں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي طَلَاقِ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا وَهِيَ بِكْرٌ، فَيَعْفُو أَبُوهَا عَنْ نِصْفِ الصَّدَاقِ: إِنَّ ذَٰلِكَ جَائِزٌ لِزَوْجِهَا مِنْ أَبِيهَا، فِيمَا وَضَعَ عَنْهُ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے صحبت سے پہلے اپنی بیوی کو طلاق دی اور وہ کنواری ہے' پس اس کا باپ نصف مہر معاف کر دے تو خاوند کے لیے وہ وضع کر لینا جائز ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَذَٰلِكَ أَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَىٰ قَالَ فِي كِتَابِهِ ﴿إِلَّا أَنْ يَعْفُونَ﴾ فَهُنَّ النِّسَاءُ اللَّاتِي قَدْ دُخِلَ بِهِنَّ. ﴿أَوْ يَعْفُوَ الَّذِي بِيَدِهِ عُقْدَةُ النِّكَاحِ﴾ (البقرۃ:۲۳۷). فَهُوَ الْأَبُ فِي ابْنَتِهِ الْبِكْرِ، وَالسَّيِّدُ فِي أَمَتِهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ''مگر جو عورتیں معاف کر دیں'' یہ تو وہ عورتیں ہیں جن کے ساتھ دخول ہو چکا ''یا وہ شخص معاف کر دے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے'' اور وہ کنواری کا باپ اور لونڈی کا آقا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَهٰذَا الَّذِي سَمِعْتُ فِي ذَٰلِكَ. وَالَّذِي عَلَيْهِ الْأَمْرُ عِنْدَنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ اس بارے میں یہی میں نے سنا اور ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْيَهُودِيَّةِ أَوِ النَّصْرَانِيَّةِ تَحْتَ الْيَهُودِيِّ أَوِ النَّصْرَانِيِّ، فَتُسْلِمُ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا: إِنَّهُ لَا صَدَاقَ لَهَا.

امام مالک نے اس یہودیہ اور نصرانیہ کے بارے میں فرمایا جو یہودی یا نصرانی کے نکاح میں ہو۔ پھر عورت دخول سے پہلے مسلمان ہو جاتی ہے تو اسے مہر نہیں ملے گا۔

قَالَ مَالِكٌ لَا أَرَىٰ أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ بِأَقَلَّ مِنْ رُبْعِ دِينَارٍ. وَذَٰلِكَ أَدْنَىٰ مَا يَجِبُ فِيهِ الْقَطْعُ.

امام مالک نے فرمایا کہ میرے نزدیک چوتھائی دینار سے کم مہر نہیں ہوتا اور یہ وہ کم سے کم مقدار ہے جس پر ہاتھ کاٹنا واجب ہوتا ہے۔

٤- بَابُ إِرْخَاءِ السُّتُورِ

خلوت صحیحہ کا بیان

[۵۹۳] أَثَرٌ- حَدَّثَنِي يَحْيَىٰ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک عورت کے بارے میں فیصلہ فرمایا جس سے ایک آدمی نے نکاح کیا تھا کہ جب تمام

الْخَطَّابِ قَضٰى فِي الْمَرْاَةِ إِذَا تَزَوَّجَهَا الرَّجُلُ، أَنَّهُ إِذَا أُرْخِيَتِ السُّتُورُ، فَقَدْ وَجَبَ الصَّدَاقُ.

پردے اٹھ جائیں تو مہر واجب ہو گیا۔

[۵۹۴] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ كَانَ يَقُولُ إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بِامْرَأَتِهِ، فَأُرْخِيَتْ عَلَيْهِمَا السُّتُورُ، فَقَدْ وَجَبَ الصَّدَاقُ.

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے کہ جب آدمی اپنی بیوی کے پاس جائے اور خلوت صحیحہ ہو جائے تو مہر واجب ہو گیا۔

[۵۹۵] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ كَانَ يَقُولُ إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بِالْمَرْأَةِ فِي بَيْتِهَا، صُدِّقَ الرَّجُلُ عَلَيْهَا. وَإِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ فِي بَيْتِهِ، صُدِّقَتْ عَلَيْهِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ سعید بن مسیب فرمایا کرتے کہ جب آدمی عورت کے گھر میں داخل ہو گیا تو خاوند کی تصدیق ہو گئی اور جب عورت مرد کے گھر میں داخل ہو گئی تو عورت کی تصدیق ہو گئی۔

قَالَ مَالِكٌ أَرَى ذٰلِكَ فِي الْمَسِيسِ. إِذَا دَخَلَ عَلَيْهَا فِي بَيْتِهَا فَقَالَتْ قَدْ مَسَّنِي، وَقَالَ لَمْ أَمَسَّهَا، صُدِّقَ عَلَيْهَا. فَإِنْ دَخَلَتْ عَلَيْهِ فِي بَيْتِهِ. فَقَالَ لَمْ أَمَسَّهَا، وَقَالَتْ قَدْ مَسَّنِي، صُدِّقَتْ عَلَيْهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ چھونے کے بارے میں میرا خیال ہے کہ جب مرد عورت کے گھر میں داخل ہوا۔ عورت کہتی ہے کہ اس نے مجھ سے جماع کیا' مرد کہے کہ میں نے نہیں کیا تو مرد کے بیان کا اعتبار کیا جائے گا۔ اگر عورت مرد کے گھر میں داخل ہوئی۔ مرد کہتا ہے کہ میں نے اسے ہاتھ نہیں لگایا اور عورت کہتی ہے کہ لگایا ہے تو عورت پر اعتبار کیا جائے گا۔

۵- بَابُ الْمُقَامِ عِنْدَ الْبِكْرِ وَالْأَيِّمِ

شوہر دیدہ اور کنواری کے پاس رہنے کا بیان

۵۱۰- حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ الْمَخْزُومِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ حِينَ تَزَوَّجَ أُمَّ سَلَمَةَ، وَأَصْبَحَتْ عِنْدَهُ، قَالَ لَهَا لَيْسَ بِكِ عَلٰى أَهْلِكِ هَوَانٌ. إِنْ شِئْتِ سَبَّعْتُ عِنْدَكِ وَسَبَّعْتُ عِنْدَهُنَّ. وَإِنْ شِئْتِ ثَلَّثْتُ عِنْدَكِ وَدُرْتُ فَقَالَتْ ثَلِّثْ. صحیح مسلم (۳۶۰۶، ۳۶۱۰)

حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰن مخزومی سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا تو ان کے پاس رات گزار کر فرمایا کہ میں تمہیں تمہارے خاندان میں رسوا نہیں کروں گا' اگر تم چاہو تو میں سات روز تمہارے پاس رہوں اور اسی حساب سے دوسری بیویوں کے پاس رہوں اور اگر تم چاہو تو تین دن تمہارے پاس رہوں اور دوسری بیویوں کے پاس حسب معمول؟ پس انہوں نے تین دن کے لئے کہا۔

۵۱۱- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ لِلْبِكْرِ سَبْعٌ وَلِلثَّيِّبِ ثَلَاثٌ. صحیح البخاری (۵۲۱۳) صحیح مسلم (۳۴۲۲)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے کہ کنواری کے لیے سات اور شوہر دیدہ کے لئے تین راتیں ہیں۔

قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ الْأَمْرُ عِنْدَنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ یہی حکم ہمارے نزدیک ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فَإِنْ كَانَتْ لَهُ امْرَأَةٌ غَيْرُ الَّتِي تَزَوَّجَ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس عورت سے شادی کی ہے اگر

فَإِنَّهُ يَقْسِمُ بَيْنَهُمَا. بَعْدَ أَنْ تَمْضِيَ أَيَّامُ الَّتِي تَزَوَّجَ بِالسَّوَاءِ. وَلَا يَحْسِبُ عَلَى الَّتِي تَزَوَّجَ، مَا أَقَامَ عِنْدَهَا.

٦- بَابُ مَا لَا يَجُوزُ مِنَ الشُّرُوطِ فِي النِّكَاحِ

[٥٩٦] أَثَر- حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ سُئِلَ عَنِ الْمَرْأَةِ تَشْتَرِطُ عَلَى زَوْجِهَا أَنَّهُ لَا يَخْرُجُ بِهَا مِنْ بَلَدِهَا. فَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ يَخْرُجُ بِهَا إِنْ شَاءَ.

قَالَ مَالِكٌ فَالْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنَّهُ إِذَا شَرَطَ الرَّجُلُ لِلْمَرْأَةِ وَإِنْ كَانَ ذَلِكَ عِنْدَ عُقْدَةِ النِّكَاحِ، أَنْ لَا أَنْكِحَ عَلَيْكِ، وَلَا أَتَسَرَّرَ إِنَّ ذَلِكَ لَيْسَ بِشَيْءٍ إِلَّا أَنْ يَكُونَ فِي ذَلِكَ يَمِينٌ بِطَلَاقٍ، أَوْ عِتَاقَةٍ، فَيَجِبُ ذَلِكَ عَلَيْهِ، وَيَلْزَمُهُ.

٧- بَابُ نِكَاحِ الْمُحَلِّلِ وَمَا أَشْبَهَهُ

٥١٢- وَحَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ، عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الزَّبِيرِ، أَنَّ رِفَاعَةَ بْنَ سَمْوَالٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ، تَمِيمَةَ بِنْتَ وَهْبٍ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ ثَلَاثًا. فَنَكَحَتْ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الزَّبِيرِ. فَاعْتَرَضَ عَنْهَا. فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَمَسَّهَا. فَفَارَقَهَا. فَأَرَادَ رِفَاعَةُ أَنْ يَنْكِحَهَا. وَهُوَ زَوْجُهَا الْأَوَّلُ الَّذِي كَانَ طَلَّقَهَا. فَذَكَرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ. فَنَهَاهُ عَنْ تَزْوِيجِهَا. وَقَالَ لَا تَحِلُّ لَكَ حَتَّى تَذُوقَ الْعُسَيْلَةَ. صحیح البخاری (۵۷۹۲)

[٥٩٧] أَثَر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهَا سُئِلَتْ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ الْبَتَّةَ. فَتَزَوَّجَهَا بَعْدَهُ رَجُلٌ آخَرُ. فَطَلَّقَهَا قَبْلَ أَنْ يَمَسَّهَا هَلْ يَصْلُحُ لِزَوْجِهَا الْأَوَّلِ أَنْ يَتَزَوَّجَهَا؟ فَقَالَتْ عَائِشَةُ لَا.

اس آدمی کی اس کے سوا بھی بیویاں ہوں تو نئی نویلی کے پاس چند یوم گزار کر سب کی برابر باری مقرر کرے گا اور نو بیاہتا کے یہ دن باری میں شمار نہیں ہوں گے۔

نکاح میں جو شرطیں درست نہیں

سعید بن مسیب سے اس عورت کے بارے میں پوچھا گیا جس نے اپنے خاوند سے یہ شرط رکھی کہ اسے اس کے شہر سے نہیں نکالا جائے گا۔ سعید بن مسیب نے فرمایا کہ اگر وہ چاہے تو لے جا سکتا ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک حکم یہ ہے کہ جب آدمی عورت سے شرط رکھے تو اگر وہ نکاح کے وقت رکھے جیسے میں دوسرا نکاح نہیں کروں گا یا لونڈی نہیں رکھوں گا۔ تو یہ فضول بات ہے ماسوائے اس صورت کے کہ اس نے طلاق و عتاق کو اس پر موقوف رکھا ہو۔ دریں حالت یہ بات اس پر واجب و لازم ہو جائے گی۔

حلالہ اور اس کے مشابہ نکاح کا بیان

زبیر بن عبدالرحمٰن بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے مبارک زمانہ میں حضرت رفاعہ بن سموال نے اپنی بیوی حضرت تمیمہ بنت وہب کو تین طلاقیں دے دیں تو انہوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن زبیر سے نکاح کر لیا۔ وہ اپنی بیوی پر قادر نہ ہو سکے اور اسے چھوڑ دیا۔ حضرت رفاعہ نے اس سے دوبارہ نکاح کرنا چاہا جو اس کے پہلے خاوند تھے اور اسے طلاق دے دی تھی۔ جب اس بات کا رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا گیا تو آپ نے انہیں ان کے ساتھ نکاح کرنے سے منع کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ تمہارے لئے حلال نہیں جب تک وہ دوسرے کا ذائقہ نہ چکھ لے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا گیا کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دیں۔ پھر عورت نے دوسرے آدمی سے نکاح کر لیا۔ دوسرے نے جماع کرنے سے پہلے طلاق دے دی۔ کیا پہلے خاوند کے لئے اس سے نکاح کرنا درست ہے؟ حضرت عائشہ نے فرمایا: درست نہیں یہاں تک کہ وہ

حَتّٰى يَذُوقَ عُسَيْلَتَهَا.

دوسرے کا ذائقہ چکھ لے۔

[۵۹۸] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ ' سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَاَتَهُ الْبَتَّةَ. ثُمَّ تَزَوَّجَهَا بَعْدَهُ رَجُلٌ اٰخَرُ. فَمَاتَ عَنْهَا قَبْلَ اَنْ يَمَسَّهَا. هَلْ يَحِلُّ لِزَوْجِهَا الْاَوَّلِ اَنْ يُرَاجِعَهَا؟ فَقَالَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ لَا يَحِلُّ لِزَوْجِهَا الْاَوَّلِ اَنْ يُرَاجِعَهَا.

قاسم بن محمد سے اس آدمی کے متعلق پوچھا گیا جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں۔ پھر عورت نے دوسرے آدمی سے نکاح کر لیا۔ دوسرا جماع کرنے سے پہلے فوت ہو گیا' کیا پہلے خاوند کو اس عورت سے رجوع کرنا حلال ہے؟ قاسم بن محمد نے فرمایا کہ پہلے خاوند کو اس سے رجوع کرنا حلال نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْمُحَلِّلِ اِنَّهُ لَا يُقِيْمُ عَلٰى نِكَاحِهِ ذٰلِكَ ' حَتّٰى يَسْتَقْبِلَ نِكَاحًا جَدِيْدًا. فَاِنْ اَصَابَهَا فِيْ ذٰلِكَ ' فَلَهَا مَهْرُهَا.

امام مالک نے حلالہ کے بارے میں فرمایا کہ اس نیت سے کیا ہوا نکاح واقع نہیں ہو گا جب تک جدید نکاح نہ کرے۔ اگر مرد جماع کر چکا تو عورت پورے مہر کی حق دار ہو گی۔

۸- بَابُ مَا لَا يُجْمَعُ بَيْنَهُ مِنَ النِّسَاءِ

جن عورتوں کا نکاح میں جمع کرنا درست نہیں

۵۱۳- وَحَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ اَبِي الزِّنَادِ ' عَنِ الْاَعْرَجِ ' عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يُجْمَعُ بَيْنَ الْمَرْاَةِ وَعَمَّتِهَا ' وَلَا بَيْنَ الْمَرْاَةِ وَ خَالَتِهَا. صحیح البخاری (۵۱۰۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورت کو اس کی پھوپھی کے ساتھ جمع نہ کرو اور نہ عورت کو اس کی خالہ کے ساتھ۔

[۵۹۹] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ ' عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ ' اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ يُنْهٰى اَنْ تُنْكَحَ الْمَرْاَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا. اَوْ عَلٰى خَالَتِهَا. وَاَنْ يَطَاَ الرَّجُلُ وَلِيْدَةً. وَفِيْ بَطْنِهَا جَنِيْنٌ لِغَيْرِهِ.

سعید بن مسیب فرمایا کرتے کہ پھوپھی کے اوپر بھتیجی اور خالہ کے اوپر بھانجی کے ساتھ نکاح کرنے سے منع فرمایا گیا ہے اور اس لونڈی کے ساتھ صحبت کرنے سے منع کیا گیا ہے جس کے پیٹ میں دوسرے کا بچہ ہو۔

۹- بَابُ مَا لَا يَجُوْزُ مِنْ نِكَاحِ الرَّجُلِ اُمَّ امْرَاَتِهِ

ساس سے نکاح جائز نہیں

[۶۰۰] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ ' اَنَّهُ قَالَ سُئِلَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ عَنْ رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَاَةً ' ثُمَّ فَارَقَهَا قَبْلَ اَنْ يُصِيْبَهَا. هَلْ تَحِلُّ لَهُ اُمُّهَا؟ فَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ لَا ' الْاُمُّ مُبْهَمَةٌ. لَيْسَ فِيْهَا شَرْطٌ. وَاِنَّمَا الشَّرْطُ فِي الرَّبَائِبِ.

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آدمی کے متعلق پوچھا گیا جس نے ایک عورت سے شادی کی۔ پھر صحبت کرنے سے پہلے اسے چھوڑ دیا۔ کیا اس عورت کی والدہ اس آدمی کے لئے حلال ہے؟ حضرت زید بن ثابت نے فرمایا کہ حلال نہیں ہے کیونکہ بغیر کسی شرط کے ساس سے نکاح کرنا حرام فرمایا گیا ہے اور شرط تو گود کھلائی ہوئی لڑکیوں کے بارے میں ہے۔

[۶۰۱] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ ' اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ اسْتُفْتِيَ وَهُوَ بِالْكُوْفَةِ ' عَنْ نِكَاحِ الْاُمِّ بَعْدَ الْاِبْنَةِ ' اِذَا لَمْ تَكُنِ الْاِبْنَةُ مُسَّتْ. فَاَرْخَصَ فِيْ ذٰلِكَ. ثُمَّ اِنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوفہ میں بیٹی کے بعد ماں سے نکاح کرنے کے بارے میں پوچھا گیا۔ جبکہ بیٹی سے صحبت نہ کی ہو۔ پس انہوں اس کی اجازت دی پھر جب حضرت ابن مسعود وارد مدینہ منورہ ہوئے اور اس بارے میں

فَسَأَلَ عَنْ ذٰلِكَ، فَأُخْبِرَ أَنَّهُ لَيْسَ كَمَا قَالَ. وَإِنَّمَا الشَّرْطُ فِي الرَّبَائِبِ. فَرَجَعَ ابْنُ مَسْعُودٍ إِلَى الْكُوفَةِ، فَلَمْ يَصِلْ إِلَى مَنْزِلِهِ، حَتّٰى أَتَى الرَّجُلَ الَّذِي أَفْتَاهُ بِذٰلِكَ. فَأَمَرَهُ أَنْ يُفَارِقَ امْرَأَتَهُ.

دریافت کیا تو انہیں بتایا گیا کہ بات یوں نہیں ہے اور شرط تو گود کھلائی ہوئی لڑکیوں کے بارے میں ہے۔ جب حضرت ابن مسعود واپس کوفہ لوٹے تو جس آدمی کو فتویٰ دیا تھا اس کے گھر تشریف لے گئے اور اسے عورت کو چھوڑ دینے کا حکم دیا۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ تَكُونُ تَحْتَهُ الْمَرْأَةُ، ثُمَّ يَنْكِحُ أُمَّهَا فَيُصِيبُهَا إِنَّهَا تَحْرُمُ عَلَيْهِ امْرَأَتُهُ. وَيُفَارِقُهُمَا جَمِيعًا. وَيَحْرُمَانِ عَلَيْهِ أَبَدًا. إِذَا كَانَ قَدْ أَصَابَ الْأُمَّ. فَإِنْ لَمْ يُصِبِ الْأُمَّ، لَمْ تَحْرُمْ عَلَيْهِ امْرَأَتُهُ، وَفَارَقَ الْأُمَّ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس کے نکاح میں ایک عورت ہے۔ پھر وہ اس کی والدہ کے ساتھ نکاح کر کے اس سے صحبت کر لیتا ہے۔ اس صورت میں بیوی اس پر حرام ہو گئی اور دونوں کو چھوڑے گا کیونکہ ماں سے صحبت کرنے کے باعث دونوں ہمیشہ کے لئے اس پر حرام ہو گئیں اگر والدہ سے صحبت نہ کی ہو تو بیوی اس پر حرام نہیں ہوگی اور والدہ کو چھوڑ دے۔

وَقَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يَتَزَوَّجُ الْمَرْأَةَ، ثُمَّ يَنْكِحُ أُمَّهَا فَيُصِيبُهَا إِنَّهُ لَا تَحِلُّ لَهُ أُمُّهَا أَبَدًا. وَلَا تَحِلُّ لِأَبِيهِ، وَلَا لِابْنِهِ. وَلَا تَحِلُّ لَهُ ابْنَتُهَا، وَتَحْرُمُ عَلَيْهِ امْرَأَتُهُ.

اور امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے ایک عورت سے شادی کی پھر اس عورت کی والدہ سے نکاح کر کے اس کے ساتھ صحبت کی۔ دریں حالات ماں کی والدہ اس کے لئے کبھی حلال نہیں ہوگی اور نہ اس کے بیٹے کے لیے اور اس آدمی کے لئے اس کی بیٹی حلال نہیں رہے گی بلکہ اس کی بیوی اس پر حرام ہو جائے گی۔

قَالَ مَالِكٌ فَأَمَّا الزِّنَا فَإِنَّهُ لَا يُحَرِّمُ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ لِأَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَالَ ﴿وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ﴾ (النساء:۲۳) فَإِنَّمَا حَرَّمَ مَا كَانَ تَزْوِيجًا وَلَمْ يَذْكُرْ تَحْرِيمَ الزِّنَا، فَكُلُّ تَزْوِيجٍ كَانَ عَلٰى وَجْهِ الْحَلَالِ يُصِيبُ صَاحِبُهُ امْرَأَتَهُ، فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ التَّزْوِيجِ الْحَلَالِ، فَهٰذَا الَّذِي سَمِعْتُ، وَالَّذِي عَلَيْهِ أَمْرُ النَّاسِ عِنْدَنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ زنا سے حرمت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بیویوں کی ماؤں کو حرام فرمایا ہے۔ پس نکاح کی وجہ سے حرام قرار دیا اور زنا کی وجہ سے حرمت کا ذکر نہیں فرمایا۔ پس ہر نکاح جو حلال طریقے سے ہوا اور خاوند نے بیوی سے صحبت کی تو وہ حلال نکاح کی جگہ شمار ہوگا۔ میں نے یہی سنا ہے اور ہمارے نزدیک لوگوں کے لیے یہی حکم ہے۔

۱۰- بَابُ نِكَاحِ الرَّجُلِ أُمَّ امْرَأَةٍ قَدْ أَصَابَهَا عَلٰى وَجْهٍ مَا يُكْرَهُ

جس عورت سے زنا کیا اس کی ماں سے نکاح کرنا

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يَزْنِي بِالْمَرْأَةِ، فَيُقَامُ عَلَيْهِ الْحَدُّ فِيهَا إِنَّهُ يَنْكِحُ ابْنَتَهَا، وَيَنْكِحُهَا ابْنُهُ إِنْ شَاءَ، وَذٰلِكَ أَنَّهُ أَصَابَهَا حَرَامًا، وَإِنَّمَا الَّذِي حَرَّمَ اللّٰهُ مَا أُصِيبَ بِالْحَلَالِ، أَوْ عَلٰى وَجْهِ الشُّبْهَةِ بِالنِّكَاحِ، قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ﴿وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے کسی عورت سے زنا کیا اور اس کی اس پر حد قائم ہوئی وہ اس کی بیٹی سے نکاح کرے یا اس کا بیٹا چاہے تو اسی عورت سے نکاح کرے کیونکہ جو اس نے کیا اسے اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے وہ حلال طریقے سے صحبت نہیں کی یا نکاح کے شبہ میں نہیں کی جبکہ اللہ تعالیٰ

مِنَ النِّسَاءِ﴾(النساء:۲۲).

نے فرمایا کہ "ان عورتوں سے نکاح نہ کرو جن سے تمہارے باپوں نے نکاح کیا"۔

قَالَ مَالِكٌ فَلَوْ اَنَّ رَجُلًا نَكَحَ امْرَاَةً فِيْ عِدَّتِهَا نِكَاحًا حَلَالًا ، فَاَصَابَهَا حَرُمَتْ عَلٰى ابْنِهِ اَنْ يَتَزَوَّجَهَا ، وَذٰلِكَ اَنَّ اَبَاهُ نَكَحَهَا عَلٰى وَجْهِ الْحَلَالِ لَا يُقَامُ عَلَيْهِ فِيْهِ الْحَدُّ ، وَيَلْحَقُ بِهِ الْوَلَدُ الَّذِيْ يُوْلَدُ فِيْهِ بِاَبِيْهِ ، وَكَمَا حَرُمَتْ عَلٰى ابْنِهِ اَنْ يَتَزَوَّجَهَا حِيْنَ تَزَوَّجَهَا اَبُوْهُ فِيْ عِدَّتِهَا ، وَاَصَابَهَا فَكَذٰلِكَ يَحْرُمُ عَلَى الْاَبِ ابْنَتُهَا اِذَا هُوَ اَصَابَ اُمَّهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر کوئی آدمی کسی عورت سے عدت کے دوران حلال طریقے سے نکاح کرے پھر اس کے ساتھ صحبت کرے تو وہ اس کے بیٹے پر حرام ہوگئی۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ اس کے باپ نے حلال طریقے پر اس سے نکاح کیا اور اس فعل کے باعث اس پر حد قائم نہیں ہوتی اور اس سے جو لڑکا پیدا ہوگا وہ اسی کی جانب منسوب ہوگا یعنی اپنے باپ کی طرف اور جس طرح اس عورت سے نکاح کرنا اس کے بیٹے پر حرام ہے جبکہ عدت میں اس کے باپ نے اس سے نکاح کر کے صحبت کر لی اسی طرح باپ پر اس عورت کی بیٹی حرام ہوگی جس کی ماں سے صحبت کر چکا۔

۱۱- بَابُ جَامِعِ مَا لَا يَجُوْزُ مِنَ النِّكَاحِ

جو نکاح جائز نہیں

٥١٤- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى ، عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الشِّغَارِ ، وَالشِّغَارُ اَنْ يُّزَوِّجَ الرَّجُلُ ابْنَتَهٗ عَلٰى اَنْ يُّزَوِّجَهُ الْاٰخَرُ ابْنَتَهٗ لَيْسَ بَيْنَهُمَا صَدَاقٌ.

صحیح البخاری (۵۱۱۲) صحیح مسلم (۳۴۵۰)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نکاح شغار سے منع فرمایا ہے۔ شغار یہ ہے کہ ایک آدمی اپنی بیٹی دوسرے کے نکاح میں دے کہ دوسرا اپنی بیٹی کا نکاح اس کے ساتھ کر دے اور دونوں جانب مہر بالکل نہ ہو۔

٥١٥- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ ، عَنْ اَبِيْهِ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ، وَمُجَمِّعٍ ابْنَيْ يَزِيْدَ بْنِ جَارِيَةَ الْاَنْصَارِيِّ ، عَنْ خَنْسَاءَ بِنْتِ خِدَامٍ الْاَنْصَارِيَّةِ ، اَنَّ اَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ ثَيِّبٌ ، فَكَرِهَتْ ذٰلِكَ ، فَاَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ، فَرَدَّ نِكَاحَهُ.

صحیح البخاری (۵۱۳۸)

حضرت خنساء بنت خدام انصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ان کے والد محترم نے ان کا نکاح کر دیا جبکہ وہ شوہر دیدہ تھیں اور انہوں نے اس نکاح کو ناپسند کیا۔ پس یہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوگئیں تو آپ نے ان کے نکاح کو رد فرمادیا۔

[٦٠٢] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اُتِيَ بِنِكَاحٍ لَمْ يَشْهَدْ عَلَيْهِ اِلَّا رَجُلٌ وَامْرَاَةٌ فَقَالَ هٰذَا نِكَاحُ السِّرِّ ، وَلَا اُجِيْزُهٗ ، وَلَوْ كُنْتُ تَقَدَّمْتُ فِيْهِ لَرَجَمْتُ.

زبیر مکی سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک ایسا نکاح آیا جس پر ایک مرد گواہ تھا اور ایک عورت۔ فرمایا کہ یہ چوری چھپے کا نکاح ہے جسے میں جائز قرار نہیں دیتا۔ اگر میں پیش قدمی کرتا تو ضرور رجم کرتا۔

[٦٠٣] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ ، وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ ، اَنَّ طُلَيْحَةَ الْاَسَدِيَّةَ كَانَتْ تَحْتَ رُشَيْدٍ الثَّقَفِيِّ ،

سعید بن مسیب اور سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ طلیحہ اسدیہ رشید ثقفی کے نکاح میں تھی۔ اس نے انہیں طلاق دے دی۔ اس نے عدت کے دوران نکاح کر لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ

فَطَلَّقَهَا، فَنَكَحَتْ فِي عِدَّتِهَا، فَضَرَبَهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، وَضَرَبَ زَوْجَهَا بِالْمِخْفَقَةِ ضَرَبَاتٍ، وَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا، ثُمَّ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَيُّمَا امْرَأَةٍ نَكَحَتْ فِي عِدَّتِهَا، فَإِنْ كَانَ زَوْجُهَا الَّذِي تَزَوَّجَهَا لَمْ يَدْخُلْ بِهَا فُرِّقَ بَيْنَهُمَا، ثُمَّ اعْتَدَّتْ بَقِيَّةَ عِدَّتِهَا مِنْ زَوْجِهَا الْأَوَّلِ، ثُمَّ كَانَ الْآخَرُ خَاطِبًا مِنَ الْخُطَّابِ، وَإِنْ كَانَ دَخَلَ بِهَا فُرِّقَ بَيْنَهُمَا ثُمَّ اعْتَدَّتْ بَقِيَّةَ عِدَّتِهَا مِنَ الْأَوَّلِ، ثُمَّ اعْتَدَّتْ مِنَ الْآخَرِ، ثُمَّ لَا يَجْتَمِعَانِ أَبَدًا.

تعالیٰ عنہ نے اسے پیٹا اور اس کے خاوند کو کئی دُرّے مارے اور ان کے درمیان تفریق کروادی۔ پھر حضرت عمر نے فرمایا کہ جو عورت عدت میں نکاح کرے اگر اس کا خاوند جس سے نکاح کیا ہے اس کے ساتھ خلوت صحیحہ نہیں کر چکا تو ان دونوں کو جدا کر دیا جائے گا۔ پھر عورت پہلے خاوند کی باقی عدت پوری کرے گی۔ اس کے بعد وہ شخص پیغام دے سکتا ہے اور اگر یہ عورت کے ساتھ خلوت صحیحہ کر چکا تو ان دونوں کو جدا کیا جائے گا' پھر عورت پہلی بقیہ عدت گزارے گی اور اس کے بعد دوسرے خاوند کی عدت پوری کرے گی پھر یہ دونوں کبھی اکٹھے نہیں ہوں گے۔

قَالَ مَالِكٌ وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَلَهَا مَهْرُهَا بِمَا اسْتَحَلَّ مِنْهَا.

امام مالک کا بیان ہے کہ سعید بن میتب نے فرمایا کہ عورت دوسرے خاوند سے جائز مہر کی حق دار ہے۔

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي الْمَرْأَةِ الْحُرَّةِ يُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا فَتَعْتَدُّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا، إِنَّهَا لَا تَنْكِحُ إِنِ ارْتَابَتْ مِنْ حَيْضَتِهَا حَتَّى تَسْتَبْرِئَ نَفْسَهَا مِنْ تِلْكَ الرِّيبَةِ إِذَا خَافَتِ الْحَمْلَ.

امام مالک نے فرمایا کہ آزاد عورت کے بارے میں ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ اس کا خاوند فوت ہو جائے تو چار مہینے دس دن عدت گزارے۔ اگر اس عورت کو حمل کا شک ہو تو جب تک یہ شک دور نہ ہو جائے اس وقت تک نکاح نہ کرے۔

۱۲- بَابُ نِكَاحِ الْأَمَةِ عَلَى الْحُرَّةِ

آزاد عورت کے ہوتے ہوئے لونڈی سے نکاح

[۶۰۴] اثر- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ، وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ سُئِلَا عَنْ رَجُلٍ كَانَتْ تَحْتَهُ امْرَأَةٌ حُرَّةٌ، فَأَرَادَ أَنْ يَنْكِحَ عَلَيْهَا أَمَةً، فَكَرِهَا أَنْ يَجْمَعَ بَيْنَهُمَا.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس کے نکاح میں آزاد عورت ہو' پھر وہ کسی لونڈی سے بھی نکاح کرنا چاہے۔ دونوں حضرات نے اس طرح اکٹھا کرنے کو ناپسند فرمایا۔

[۶۰۵] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ لَا تُنْكَحُ الْأَمَةُ عَلَى الْحُرَّةِ إِلَّا أَنْ تَشَاءَ الْحُرَّةُ، فَإِنْ طَاعَتِ الْحُرَّةُ، فَلَهَا الثُّلُثَانِ مِنَ الْقَسْمِ.

یحییٰ بن سعید کا بیان ہے کہ سعید بن میتب فرمایا کرتے کہ آزاد عورت پر لونڈی کے ساتھ نکاح نہ کیا جائے مگر جبکہ آزاد عورت رضا مند ہو۔ اگر آزاد عورت رضا مند ہو تو اس کی باری دو گنی ہوگی۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَا يَنْبَغِي لِحُرٍّ أَنْ يَتَزَوَّجَ أَمَةً، وَهُوَ يَجِدُ طَوْلًا لِحُرَّةٍ، وَلَا يَتَزَوَّجَ أَمَةً إِذَا لَمْ يَجِدْ طَوْلًا لِحُرَّةٍ إِلَّا أَنْ يَخْشَى الْعَنَتَ، وَذَلِكَ أَنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَالَ فِي كِتَابِهِ ﴿وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا أَنْ يَنْكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِنْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ

امام مالک نے فرمایا کہ آزاد مرد کے لئے مناسب نہیں ہے کہ لونڈی سے نکاح کرے جبکہ آزاد عورت سے نکاح کرنے کی استطاعت ہو۔ اگر آزاد عورت سے نکاح کرنے کی طاقت نہ ہو تب بھی لونڈی سے نکاح نہ کرے مگر جبکہ بدکاری میں پھنسنے کا ڈر ہو۔ یہ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے:

مِنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ﴾ (النساء:۲۵) وَقَالَ ﴿ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ﴾ (النساء:۲۵) قَالَ مَالِكٌ وَالْعَنَتُ هُوَ الزِّنَا.

"اور تم میں بے مقدوری کے باعث جن کے نکاح میں آزاد عورتیں ایمان والی نہ ہوں تو ان سے نکاح نہ کرے جو تمہارے ہاتھ کی ملک ہیں ایمان والی کنیزیں" اور فرمایا: "یہ اس کے لیے ہے جسے تم میں سے زنا کا اندیشہ ہو"۔ امام مالک نے فرمایا کہ "العنت" سے مراد زنا ہے۔

۱۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَمْلِكُ امْرَأَتَهُ وَقَدْ كَانَتْ تَحْتَهُ فَفَارَقَهَا

لونڈی کو تین طلاق دینے کے بعد خریدنا

[۶۰۶] أَثَرٌ- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فِي الرَّجُلِ يُطَلِّقُ الْأَمَةَ ثَلَاثًا ثُمَّ يَشْتَرِيهَا إِنَّهَا لَا تَحِلُّ لَهُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ.

ابو عبدالرحمن سے روایت ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس شخص کے بارے میں فرمایا کرتے جو لونڈی کو تین طلاقیں دینے کے بعد خریدے کہ یہ اس کے لئے حلال نہیں ہے جب تک لونڈی دوسرے شخص سے نکاح نہ کرے۔

[۶۰۷] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ، وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ سُئِلَا عَنْ رَجُلٍ زَوَّجَ عَبْدًا لَهُ جَارِيَةً، فَطَلَّقَهَا الْعَبْدُ الْبَتَّةَ، ثُمَّ وَهَبَهَا سَيِّدُهَا لَهُ، فَهَلْ تَحِلُّ لَهُ بِمِلْكِ الْيَمِينِ؟ فَقَالَا لَا تَحِلُّ لَهُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ.

سعید بن مسیب اور سلیمان بن یسار سے اس آدمی کے متعلق پوچھا گیا جس نے اپنے غلام کا ایک لونڈی سے نکاح کیا۔ پھر غلام نے اسے تین طلاق دے دیں۔ پھر آقا نے وہ لونڈی غلام کو ہبہ کر دی، کیا غلام کے لیے وہ ملک یمین کے طور پر حلال ہے؟ دونوں حضرات نے فرمایا کہ وہ اس کے لیے حلال نہیں ہے جب تک دوسرے خاوند سے نکاح نہ کرے۔

[۶۰۸] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنْ رَجُلٍ كَانَتْ تَحْتَهُ أَمَةٌ مَمْلُوكَةٌ، فَاشْتَرَاهَا وَقَدْ كَانَ طَلَّقَهَا وَاحِدَةً، فَقَالَ تَحِلُّ لَهُ بِمِلْكِ يَمِينِهِ مَا لَمْ يَبُتَّ طَلَاقَهَا، فَإِنْ بَتَّ طَلَاقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ بِمِلْكِ يَمِينِهِ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ.

ابن شہاب نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس کے نکاح میں لونڈی ہے اور وہ اس کی زرخرید مملوکہ ہو اور اس آدمی نے لونڈی کو ایک طلاق دے دی۔ فرمایا کہ وہ اس کے لیے ملک یمین کے طور پر حلال رہے گی جب تک تین طلاق نہ دے۔ اگر تین طلاق دے دیں تو پھر ملک یمین کے طور پر حلال نہیں رہے گی جب تک دوسرے خاوند سے نکاح نہ کرے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يَنْكِحُ الْأَمَةَ فَتَلِدُ مِنْهُ، ثُمَّ يَبْتَاعُهَا إِنَّهَا لَا تَكُونُ أُمَّ وَلَدٍ لَهُ بِذٰلِكَ الْوَلَدِ الَّذِي وَلَدَتْ مِنْهُ، وَهِيَ لِغَيْرِهِ حَتَّى تَلِدَ مِنْهُ، وَهِيَ فِي مِلْكِهِ بَعْدَ ابْتِيَاعِهِ إِيَّاهَا.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے لونڈی سے نکاح کیا، پھر اس سے بچہ پیدا ہوا، پھر اسے خریدے تو اس کے لئے وہ ام ولد نہیں ہوگی، اس بچے کی وجہ سے جو اس سے پیدا ہوا اور وہ دوسرے کی ہوگی، جب تک وہ اس کی ملکیت میں رہتے ہوئے اس سے بچہ نہ جنے، اسی سے خریدنے کے بعد۔

قَالَ مَالِكٌ وَإِنِ اشْتَرَاهَا وَهِيَ حَامِلٌ مِنْهُ، ثُمَّ وَضَعَتْ عِنْدَهُ كَانَتْ أُمَّ وَلَدِهِ بِذٰلِكَ الْحَمْلِ فِيمَا

امام مالک نے فرمایا کہ اگر اس نے حاملہ لونڈی خریدی جبکہ حمل اسی کا تھا۔ پھر اس کے پاس بچہ جنا تو یہ حمل جو ظاہر ہوا اس

تُرٰی، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

کے باعث وہ ام ولد ہوگی۔ آگے اللہ بہتر جانے۔

١٤- بَابُ مَا جَاءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ اِصَابَةِ الْاُخْتَيْنِ بِمِلْكِ الْيَمِيْنِ وَالْمَرْاَةِ وَابْنَتِهَا

دو بہنوں یا ماں بیٹی کو ملک یمین سے رکھنا

[٦٠٩] اَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سُئِلَ عَنِ الْمَرْاَةِ وَابْنَتِهَا مِنْ مِلْكِ الْيَمِيْنِ تُوْطَاُ اِحْدَاهُمَا بَعْدَ الْاُخْرٰى، فَقَالَ عُمَرُ مَا اُحِبُّ اَنْ اُخْبِرَهُمَا جَمِيْعًا، وَنَهٰى عَنْ ذٰلِكَ.

عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ ماں بیٹی کسی کی ملک یمین میں ہوں تو کیا وہ ایک کے بعد دوسری سے صحبت کر سکتا ہے؟ حضرت عمر نے فرمایا کہ میں اس طرح جمع کرنے کو پسند نہیں کرتا اور اس سے منع فرمایا۔

[٦١٠] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ قَبِيْصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ، اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ عَنِ الْاُخْتَيْنِ مِنْ مِلْكِ الْيَمِيْنِ هَلْ يُجْمَعُ بَيْنَهُمَا؟ فَقَالَ عُثْمَانُ اَحَلَّتْهُمَا اٰيَةٌ وَحَرَّمَتْهُمَا اٰيَةٌ، فَاَمَّا اَنَا فَلَا اُحِبُّ اَنْ اَصْنَعَ ذٰلِكَ.

قبیصہ بن ذؤیب سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دو بہنوں کو ملک یمین کے طور پر رکھنے کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا انہیں جمع کیا جا سکتا ہے؟ حضرت عثمان نے فرمایا کہ ایک آیت اسے حلال قرار دیتی ہے اور ایک آیت اسے حرام ٹھہراتی ہے لیکن ایسا کرنے کو میں پسند نہیں کرتا۔

قَالَ فَخَرَجَ مِنْ عِنْدِهٖ فَلَقِيَ رَجُلًا مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَسَاَلَهٗ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ لَوْ كَانَ لِيْ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ، ثُمَّ وَجَدْتُ اَحَدًا فَعَلَ ذٰلِكَ لَجَعَلْتُهٗ نَكَالًا.

ان کا بیان ہے کہ پھر وہ ان کے پاس سے چلا گیا اور رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی سے ملا اور اس بارے میں ان سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: اگر مجھے اختیار ہوتا، پھر کسی کو ایسا کرتے دیکھتا تو اسے عبرت ناک سزا دیتا۔

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ اُرَاهُ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ.

ابن شہاب نے فرمایا کہ میرے خیال میں وہ حضرت علی تھے۔

[٦١١] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ مِثْلَ ذٰلِكَ.

امام مالک کو حضرت زبیر بن عوام سے بھی یہی بات پہنچی۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْاَمَةِ تَكُوْنُ عِنْدَ الرَّجُلِ فَيُصِيْبُهَا، ثُمَّ يُرِيْدُ اَنْ يُصِيْبَ اُخْتَهَا اِنَّهَا لَا تَحِلُّ لَهٗ حَتّٰى يُحَرِّمَ عَلَيْهِ فَرْجَ اُخْتِهَا بِنِكَاحٍ، اَوْ عَتَاقَةٍ، اَوْ كِتَابَةٍ، اَوْ مَا اَشْبَهَ ذٰلِكَ يُزَوِّجُهَا عَبْدَهٗ، اَوْ غَيْرَ عَبْدِهٖ.

امام مالک نے لونڈی کے متعلق فرمایا جو کسی کے پاس ہو اور وہ اس سے صحبت کرے، پھر وہ اس کی بہن سے صحبت کرنا چاہے تو یہ اس کے لئے حلال نہیں ہے جب تک اس کی بہن کی شرمگاہ کو اپنے اوپر حرام نہ کرے نکاح، آزادی، کتابت اور ایسی ہی بات سے مثلاً اپنے غلام یا دوسرے شخص سے اس کی شادی کر دے۔

١٥- بَابُ النَّهْيِ عَنْ اَنْ يُصِيْبَ الرَّجُلُ اَمَةً كَانَتْ لِاَبِيْهِ

باپ کی لونڈی سے صحبت نہ کرے

[٦١٢] اَثَرٌ- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَهَبَ لِابْنِهٖ جَارِیَةً فَقَالَ لَا تَمَسَّهَا فَاِنِّیْ قَدْ کَشَفْتُهَا.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحبزادے کو لونڈی ہبہ کر کے فرمایا کہ اسے ہاتھ نہ لگانا کیونکہ میں نے اسے بے پردہ کیا تھا۔

وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْمُجَبَّرِ، اَنَّهٗ قَالَ وَهَبَ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ لِابْنِهٖ جَارِیَةً فَقَالَ لَا تَقْرَبْهَا فَاِنِّیْ قَدْ اَرَدْتُهَا، فَلَمْ اَنْشَطْ اِلَیْهَا.

عبدالرحمٰن بن مجبر نے فرمایا کہ سالم بن عبداللہ نے اپنے بیٹے کو لونڈی ہبہ کر کے فرمایا کہ اس کے نزدیک نہ جانا کیونکہ ایک دفعہ میں نے اس کا ارادہ کیا تھا اگرچہ جماع نہیں کیا۔

[٦١٣] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ، اَنَّ اَبَا نَهْشَلِ بْنَ الْاَسْوَدِ قَالَ لِلْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ اِنِّیْ رَاَیْتُ جَارِیَةً لِیْ مُنْکَشِفًا عَنْهَا وَهِیَ فِی الْقَمَرِ، فَجَلَسْتُ مِنْهَا مَجْلِسَ الرَّجُلِ مِنِ امْرَاَتِهٖ، فَقَالَتْ اِنِّیْ حَائِضٌ، فَقُمْتُ، فَلَمْ اَقْرَبْهَا بَعْدُ اَفَاَهَبُهَا لِابْنِیْ یَطَؤُهَا؟ فَنَهَاهُ الْقَاسِمُ عَنْ ذٰلِکَ.

ابونہشل بن اسود نے قاسم بن محمد سے کہا کہ میں نے چاندنی رات میں اپنی لونڈی ننگی دیکھی تو میں اسی طرح جماع کرنے بیٹھ گیا جیسے آدمی اپنی عورت سے کرتا ہے۔ اس نے کہا کہ میں حائضہ ہوں اس کے بعد میں اس کے قریب نہیں گیا۔ کیا میں صحبت کرنے کے لیے اسے اپنے بیٹے کو ہبہ کر دوں؟ قاسم نے اسے ایسا کرنے سے منع فرمایا۔

[٦١٤] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ اَبِیْ عَبْلَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِکِ بْنِ مَرْوَانَ، اَنَّهٗ وَهَبَ لِصَاحِبٍ لَهٗ جَارِیَةً، ثُمَّ سَاَلَهٗ عَنْهَا فَقَالَ قَدْ هَمَمْتُ اَنْ اَهَبَهَا لِابْنِیْ فَیَفْعَلُ بِهَا کَذَا وَکَذَا، فَقَالَ عَبْدُ الْمَلِکِ لَمَرْوَانُ کَانَ اَوْرَعَ مِنْکَ، وَهَبَ لِابْنِهٖ جَارِیَةً ثُمَّ قَالَ لَا تَقْرَبْهَا، فَاِنِّیْ قَدْ رَاَیْتُ سَاقَهَا مُنْکَشِفَةً.

عبدالملک بن مروان نے اپنے کسی دوست کو ایک لونڈی ہبہ کی پھر اس کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا: میں نے ارادہ کیا ہے کہ اسے اپنے بیٹے کو ہبہ کر دوں تاکہ وہ اس کے ساتھ صحبت کرے۔ عبدالملک نے فرمایا کہ مروان آپ سے زیادہ پرہیزگار تھے کہ اپنے صاحبزدے کو لونڈی ہبہ کر کے فرمایا کہ اس کے نزدیک نہ جانا کیونکہ میں نے اس کی ننگی پنڈلی دیکھی ہے۔

١٦- بَابُ النَّهْیِ عَنْ نِکَاحِ اِمَاءِ اَهْلِ الْکِتَابِ

اہل کتاب کی لونڈیوں سے ممانعت نکاح

قَالَ مَالِکٌ لَا یَحِلُّ نِکَاحُ اَمَةٍ یَهُوْدِیَّةٍ وَلَا نَصْرَانِیَّةٍ، لِاَنَّ اللّٰهَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی یَقُوْلُ فِیْ کِتَابِهٖ ﴿وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ﴾ (المائدۃ:٥) فَهُنَّ الْحَرَائِرُ مِنَ الْیَهُوْدِیَّاتِ وَالنَّصْرَانِیَّاتِ، وَقَالَ اللّٰهُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی ﴿وَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ مِنْکُمْ طَوْلًا اَنْ یَّنْکِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ مِّنْ فَتَیٰتِکُمُ الْمُؤْمِنٰتِ﴾ (النساء:٢٥) فَهُنَّ الْاِمَاءُ الْمُؤْمِنَاتُ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہودی اور نصرانی کی لونڈی سے نکاح حلال نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے: "اور پارسا عورتیں مسلمان اور پارسا عورتیں ان میں سے جن کو تم سے پہلے کتاب ملی"۔ اور وہ یہود و نصاریٰ کی آزاد عورتیں ہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "اور تم میں بے مقدوری کے باعث جن کے نکاح میں آزاد عورتیں ایمان والی نہ ہوں تو ان سے نکاح کرے جو تمہارے ہاتھ کی ملک ہیں ایمان والی کنیزیں"۔ یہ مسلمان لونڈیاں ہیں۔

قَالَ مَالِکٌ فَاِنَّمَا اَحَلَّ اللّٰهُ فِیْمَا نُرٰی نِکَاحَ الْاِمَاءِ الْمُؤْمِنَاتِ وَلَمْ یُحْلِلْ نِکَاحَ اِمَاءِ اَهْلِ الْکِتَابِ

امام مالک نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان لونڈیوں سے نکاح کرنا حلال فرمایا ہے اور اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ کی

الْيَهُوْدِيَّةِ وَالنَّصْرَانِيَّةِ.

لونڈیوں سے نکاح حلال نہیں فرمایا۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْأَمَةُ الْيَهُوْدِيَّةُ وَالنَّصْرَانِيَّةُ تَحِلُّ لِسَيِّدِهَا بِمِلْكِ الْيَمِيْنِ، وَلَا يَحِلُّ وَطْءُ أَمَةٍ مَجُوْسِيَّةٍ بِمِلْكِ الْيَمِيْنِ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہودی اور نصرانی کی لونڈی ملک یمین کے طور پر اپنے آقا کے لئے حلال ہے لیکن ملک یمین کے طور پر مجوسی کی لونڈی سے صحبت کرنا حلال نہیں ہے۔

١٧- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِحْصَانِ

احصان کے متعلق روایات

[٦١٥] أَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّهُ قَالَ الْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ هُنَّ أُولَاتُ الْأَزْوَاجِ، وَيَرْجِعُ ذٰلِكَ إِلَى أَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ الزِّنَا.

ابن شہاب سے روایت ہے کہ سعید بن مسیب نے فرمایا: محصنہ عورتوں سے خاوند والی عورتیں مراد ہیں اور اسے اس طرف لوٹاتے کہ اللہ تعالیٰ نے زنا حرام فرمایا ہے۔

[٦١٦] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، وَبَلَغَهُ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، أَنَّهُمَا كَانَا يَقُوْلَانِ إِذَا نَكَحَ الْحُرُّ الْأَمَةَ فَمَسَّهَا فَقَدْ أَحْصَنَتْهُ.

ابن شہاب اور قاسم بن محمد فرمایا کرتے کہ جب آزاد آدمی لونڈی سے نکاح کر کے اس سے صحبت کر لے تو وہ محصن ہو گیا۔

قَالَ مَالِكٌ وَكُلُّ مَنْ أَدْرَكْتُ كَانَ يَقُوْلُ ذٰلِكَ تُحْصِنُ الْأَمَةُ الْحُرَّ إِذَا نَكَحَهَا فَمَسَّهَا فَقَدْ أَحْصَنَتْهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ مجھے جو بھی ملا یہی کہتا کہ لونڈی آزاد آدمی کو محصن بنا دے گی۔ جب وہ نکاح کر کے اس کے ساتھ جماع کرے تو محصن ہو جائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ يُحْصِنُ الْعَبْدُ الْحُرَّةَ إِذَا مَسَّهَا بِنِكَاحٍ، وَلَا تُحْصِنُ الْحُرَّةُ الْعَبْدَ إِلَّا أَنْ يَعْتِقَ وَهُوَ زَوْجُهَا فَيَمَسَّهَا بَعْدَ عِتْقِهِ، فَإِنْ فَارَقَهَا قَبْلَ أَنْ يَعْتِقَ فَلَيْسَ بِمُحْصَنٍ حَتّٰى يَتَزَوَّجَ بَعْدَ عِتْقِهِ وَيَمَسَّ امْرَأَتَهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ غلام آزاد عورت کو محصنہ بنا دیتا ہے۔ جب کہ وہ نکاح کر کے اس سے صحبت کرے، لیکن آزاد عورت غلام کو محصن نہیں بناتی، سوائے اس کے کہ اسے آزاد کر دے اور وہ اس کا خاوند ہو، پھر آزاد ہونے کے بعد اس سے صحبت کرے۔ اگر وہ آزاد ہونے سے پہلے اس سے جدا ہو جائے تو بھی محصن نہیں یہاں تک کہ آزاد ہونے کے بعد نکاح کر کے اپنی بیوی سے صحبت کرے۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْأَمَةُ إِذَا كَانَتْ تَحْتَ الْحُرِّ، ثُمَّ فَارَقَهَا قَبْلَ أَنْ تَعْتِقَ فَإِنَّهُ لَا يُحْصِنُهَا نِكَاحُهُ إِيَّاهَا وَهِيَ أَمَةٌ حَتّٰى تُنْكَحَ بَعْدَ عِتْقِهَا، وَيُصِيْبَهَا زَوْجُهَا، فَذٰلِكَ إِحْصَانُهَا، وَالْأَمَةُ إِذَا كَانَتْ تَحْتَ الْحُرِّ فَتَعْتِقُ وَهِيَ تَحْتَهُ قَبْلَ أَنْ يُفَارِقَهَا، فَإِنَّهُ يُحْصِنُهَا إِذَا عَتَقَتْ وَهِيَ عِنْدَهُ إِذَا هُوَ أَصَابَهَا بَعْدَ أَنْ تَعْتِقَ.

امام مالک نے فرمایا کہ جب لونڈی آزاد آدمی کے نکاح میں ہو، پھر وہ آزاد ہونے سے پہلے اس آدمی سے جدا ہو جائے تو وہ لونڈی ہونے کی حالت میں نکاح کرنے سے محصنہ نہیں ہوگی یہاں تک کہ آزاد ہونے کے بعد نکاح کرے اور اس کا خاوند اس کے ساتھ صحبت کرے۔ یہ اس کا احصان ہے۔ لونڈی جب آزاد آدمی کے نکاح میں ہو، پھر وہ نکاح میں رکھتے ہوئے آزاد کر دے اسے جدا کرنے سے پہلے۔ پس عورت محصنہ ہوگی جبکہ آزاد ہوتے وقت اسی کے پاس ہو اور جب کہ آزاد کرنے سے پہلے اس نے

عورت سے صحبت کی ہو۔

وَقَالَ مَالِكٌ وَالْحُرَّةُ النَّصْرَانِيَّةُ وَالْيَهُودِيَّةُ وَالْأَمَةُ الْمُسْلِمَةُ يُحْصِنَّ الْحُرَّ الْمُسْلِمَ إِذَا نَكَحَ إِحْدَاهُنَّ فَأَصَابَهَا.

امام ملک نے فرمایا کہ یہود و نصاریٰ کی آزاد عورت اور مسلمان لونڈی محصن بنا دیتی ہے آزاد مسلمان کو جب کہ ان میں سے کسی کے ساتھ نکاح کر کے صحبت کر لے۔

۱۸- بَابُ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ

نکاح متعہ کا بیان

۵۱۶- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، وَالْحَسَنِ ابْنَيْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، عَنْ أَبِيهِمَا، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ، وَعَنْ أَكْلِ لُحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ.

صحیح البخاری (٤٢١٦) صحیح مسلم (٣٤١٧تا٣٤٢١)

امام محمد حنیف نے اپنے والد محترم حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی ہے کہ خیبر کے روز رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کے ساتھ متعہ کرنے اور پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔ ف

ف: گدھے کا گوشت اور متعہ دونوں غزوہ خیبر کے روز حرام فرمائے گئے۔ متعہ کی حرمت قرآن کریم اور احادیث مطہرہ سے ثابت ہے۔ چنانچہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: "والذين هم لفروجهم حافظون الا على ازواجهم او ما ملكت ايمانهم فانهم غير ملومين فمن ابتغى وراء ذلك فاولئك هم العادون" (المومنون: ۵-۷) وہ لوگ جو اپنی شرم گاہوں کو بچائے ہوئے ہیں مگر اپنی بیویوں یا اپنی شرعی کنیزوں پر کہ ان پر کچھ ملامت نہیں تو جو اس کے سوا کوئی اور راہ طلب کرے تو وہی لوگ ہیں حد سے بڑھنے والے۔

ظاہر ہے کہ زن ممتوعہ (جس عورت سے متعہ کیا) نہ اس کی بیوی ہے اور نہ شرعی کنیز تو یہ وہی تیسری راہ ہے جو خدا کی مقرر فرمودہ حد سے جدا اور حرام و گناہ ہے۔ نیز اللہ تبارک و تعالی مردوں سے فرماتا ہے: "محصنين غير مسافحين ولا متخذی اخدان" نکاح کرو بیوی بنا کر قید میں رکھنے کو نہ کہ پانی گرانے اور نہ آشنا بنانے کو عورتوں سے فرماتا ہے: "محصنت غير مسافحات ولا متخذات اخدان" (النساء: ۲۵) یعنی قید میں آنے والی عورتیں جو نہ مستی نکالنے والی ہوں اور نہ یار بنانے والی۔ ظاہر ہے کہ متعہ بھی مستی نکالنے اور پانی گرانے ہی کا صیغہ ہے نہ کہ قید میں رکھنے اور بیوی بنانے کا۔

حضرت سبرہ بن معبد جہنی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یایها الناس انی کنت اذنت لکم فی الاستمتاع من النساء وان الله عزوجل قد حرم ذلک الی یوم القیامة" (صحیح مسلم) اے لوگو! میں نے پہلے تمہیں عورتوں کے ساتھ متعہ کرنے کی اجازت دی تھی اور اب بے شک اللہ عزوجل نے اسے تا قیامت حرام فرما دیا ہے۔ حضرت امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالی وجہہ سے ہے "ان رسول الله ﷺ نهى عن متعة النساء يوم خيبر وعن لحوم الحمر الانسية" (بخاری و مسلم) بے شک رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ خیبر کے دن عورتوں سے متعہ اور گدھے کا گوشت حرام فرما دیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے ہے "قد انما كانت المتعة في اول الاسلام كان الرجل يقدم البلدة ليس له معرفة فيتزوج المراة بقدر ما يرى انه يقيم فتحفظ له متاعه وتصلح له شانه حتى اذا انزلت الاية الاعلى ازواجهم او ما ملكت ايمانهم قال ابن عباس فكل فرج سواهما فهو حرام" (جامع ترمذی) یعنی متعہ ابتدائے اسلام میں تھا۔ مرد کسی شہر میں جاتا جہاں کسی سے جان پہچان نہ ہوتی تو کسی عورت سے اتنے دنوں کے لیے عقد کر لیتا جتنے روز اس کے خیال میں وہاں ٹھہرنا ہوتا۔ وہ عورت اس کے اسباب کی حفاظت اور اس کے کاموں کی درستی کرتی۔ جب یہ آیت شریفہ نازل ہوئی کہ سب سے

اپنی شرمگاہیں محفوظ رکھو سوائے اپنی بیویوں اور کنیزوں کے (المومنون:۵تا۷) اس روز سے ان دو کے سوا جو فرج ہے وہ حرام ہوگئی۔
حازمی کتاب الناسخ والمنسوخ میں حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں کہ غزوۂ تبوک میں ہم نے کچھ عورتوں سے متعہ کیا "فجاء رسول الله ﷺ فنظر اليهن وقال من هولاء النسوة قلنا يا رسول الله نسوة تمتعنا منهن قال فغضب رسول الله ﷺ حتى احتمرت وجنتاه وتعمر وجهه وقام فينا خطيبا فحمد الله واثنى عليه ثم نهى عن المتعة" پس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور انہیں دیکھا تو فرمایا۔ یہ عورتیں کون ہیں؟ ہم نے عرض کی کہ یارسول اللہ! ان سے ہم نے متعہ کیا ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے غضب فرمایا یہاں تک کہ دونوں رخسار مبارک سرخ ہو گئے اور چہرۂ انور کا رنگ بدل گیا' پھر خطبہ دینے ہم میں کھڑے ہوئے تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی اور متعہ سے منع فرمایا (فتاوی رضویہ' ج ۵) ان آیات و احادیث کی رو سے معلوم ہوا کہ متعہ کو رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ خیبر کے روز قیامت تک کے لیے حرام فرمادیا تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[٦١٧] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، اَنَّ خَوْلَةَ بِنْتَ حَكِيْمٍ دَخَلَتْ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَتْ اِنَّ رَبِيْعَةَ بْنَ اُمَيَّةَ اسْتَمْتَعَ بِامْرَاَةٍ فَحَمَلَتْ مِنْهُ، فَخَرَجَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَزِعًا يَجُرُّ رِدَاءَهٗ، فَقَالَ هٰذِهِ الْمُتْعَةُ، وَلَوْ كُنْتُ تَقَدَّمْتُ فِيْهَا لَرَجَمْتُ.

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں خولہ بنت حکیم حاضر ہو کر عرض گزار ہوئیں کہ ربیعہ بن امیہ نے ایک عورت سے متعہ کیا ہے جس کے باعث وہ حاملہ ہوگئی' پس حضرت عمر ناراضگی کی حالت میں چادر گھسیٹتے ہوئے باہر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ یہ متعہ؟ اگر میں حدود شرعیہ سے تجاوز کرتا تو ضرور رجم کر دیتا۔

١٩ - بَابُ نِكَاحِ الْعَبِيْدِ

غلام کے نکاح کا بیان

[٦١٨] اَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهٗ سَمِعَ رَبِيْعَةَ بْنَ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَقُوْلُ يَنْكِحُ الْعَبْدُ اَرْبَعَ نِسْوَةٍ.

امام مالک نے ربیعہ بن ابوعبدالرحمٰن کو فرماتے ہوئے سنا کہ غلام چار عورتوں سے نکاح کر سکتا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَهٰذَا اَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِيْ ذٰلِكَ.

امام مالک فرماتے ہیں کہ اس بارے میں یہ میں نے خوب سنا۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْعَبْدُ مُخَالِفٌ لِلْمُحَلِّلِ اِنْ اَذِنَ لَهٗ سَيِّدُهٗ ثَبَتَ نِكَاحُهٗ، وَاِنْ لَمْ يَاْذَنْ لَهٗ سَيِّدُهٗ فُرِّقَ بَيْنَهُمَا، وَالْمُحَلِّلُ يُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا عَلٰى كُلِّ حَالٍ اِذَا اُرِيْدَ بِالنِّكَاحِ التَّحْلِيْلُ.

امام مالک نے فرمایا کہ غلام کی بات حلالہ والے کے برعکس ہے۔ اگر اس کا آقا اجازت دے تو نکاح برقرار رہے گا اور اگر اجازت نہ دے تو دونوں کو جدا کر دیا جائے گا' جبکہ حلالہ والے دونوں افراد کی ہر حالت میں جدائی کروائی جائے گی جبکہ انہوں نے حلالہ کے طور پر نکاح کرنے کا ارادہ کیا ہو۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْعَبْدِ اِذَا مَلَكَتْهُ امْرَاَتُهٗ، اَوِ الزَّوْجِ يَمْلِكُ امْرَاَتَهٗ اِنَّ مِلْكَ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا صَاحِبَهٗ يَكُوْنُ فَسْخًا بِغَيْرِ طَلَاقٍ، وَاِنْ تَرَاجَعَا بِنِكَاحٍ بَعْدُ لَمْ تَكُنْ تِلْكَ الْفُرْقَةُ طَلَاقًا.

امام مالک نے اس غلام کے بارے میں فرمایا جس کی بیوی اس کی مالکہ ہو جائے یا خاوند اپنی بیوی کا مالک ہو جائے یعنی ان میں سے کوئی ایک دوسرے کا مالک ہو جائے تو ان کا نکاح بغیر طلاق کے فسخ ہو جاتا ہے اور اس کے بعد اگر نکاح کرنا چاہیں تو یہ جدائی طلاق شمار نہیں ہوگی۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْعَبْدُ إِذَا أَعْتَقَتْهُ امْرَأَتُهُ إِذَا مَلَكَتْهُ وَهِيَ فِي عِدَّةٍ مِنْهُ لَمْ يَتَرَاجَعَا إِلَّا بِنِكَاحٍ جَدِيدٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ غلام جب اپنی بیوی کو اپنی ملکیت سے آزاد کرے اور وہ اس کی عدت گزار رہی ہو تو وہ جدید نکاح کے بغیر اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ ف

ف: امام مالک کا مذہب ہے کہ غلام بھی چار عورتوں کو نکاح میں رکھ سکتا ہے لیکن امام ابوحنیفہ امام شافعی اور اکثر فقہاء کے نزدیک غلام دو عورتوں کو نکاح میں رکھنے کا مجاز ہے اور وہ بھی اپنے مولی کی اجازت سے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۰- بَابُ نِكَاحِ الْمُشْرِكِ إِذَا أَسْلَمَتْ زَوْجَتُهُ قَبْلَهُ

مشرک کی زوجہ کا خاوند سے پہلے مسلمان ہونا

۵۱۷- حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ نِسَاءً كُنَّ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يُسْلِمْنَ بِأَرْضِهِنَّ وَهُنَّ غَيْرُ مُهَاجِرَاتٍ، وَأَزْوَاجُهُنَّ حِينَ أَسْلَمْنَ كُفَّارٌ، مِنْهُنَّ بِنْتُ الْوَلِيدِ بْنِ الْمُغِيرَةِ، وَكَانَتْ تَحْتَ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ، فَأَسْلَمَتْ يَوْمَ الْفَتْحِ، وَهَرَبَ زَوْجُهَا صَفْوَانُ ابْنُ أُمَيَّةَ مِنَ الْإِسْلَامِ، فَبَعَثَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ابْنَ عَمِّهِ وَهْبَ بْنَ عُمَيْرٍ بِرِدَاءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَمَانًا لِصَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ، وَدَعَاهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى الْإِسْلَامِ، وَأَنْ يَقْدَمَ عَلَيْهِ فَإِنْ رَضِيَ أَمْرًا قَبِلَهُ، وَإِلَّا سَيَّرَهُ شَهْرَيْنِ. فَلَمَّا قَدِمَ صَفْوَانُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِرِدَائِهِ نَادَاهُ عَلَى رُؤُوسِ النَّاسِ، فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ هَذَا وَهْبَ بْنَ عُمَيْرٍ جَاءَنِي بِرِدَائِكَ، وَزَعَمَ أَنَّكَ دَعَوْتَنِي إِلَى الْقُدُومِ عَلَيْكَ، فَإِنْ رَضِيتُ أَمْرًا قَبِلْتُهُ وَإِلَّا سَيَّرْتَنِي شَهْرَيْنِ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ انْزِلْ أَبَا وَهْبٍ فَقَالَ لَا وَاللَّهِ لَا أَنْزِلُ حَتَّى تُبَيِّنَ لِي. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَلْ لَكَ تَسِيرُ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قِبَلَ هَوَازِنَ بِحُنَيْنٍ، فَأَرْسَلَ إِلَى صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ يَسْتَعِيرُهُ أَدَاةً وَسِلَاحًا عِنْدَهُ، فَقَالَ صَفْوَانُ أَطَوْعًا أَمْ كَرْهًا؟ فَقَالَ بَلْ طَوْعًا، فَأَعَارَهُ الْأَدَاةَ وَالسِّلَاحَ الَّذِي عِنْدَهُ، ثُمَّ خَرَجَ صَفْوَانُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ كَافِرٌ، فَشَهِدَ حُنَيْنًا وَالطَّائِفَ وَهُوَ كَافِرٌ، وَامْرَأَتُهُ مُسْلِمَةٌ، وَلَمْ يُفَرِّقْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَهُ وَبَيْنَ امْرَأَتِهِ حَتَّى أَسْلَمَ صَفْوَانُ، وَاسْتَقَرَّتْ عِنْدَهُ

ابن شہاب کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں چند عورتیں اپنی جگہ مسلمان ہو گئیں اور انہوں نے ہجرت نہ کی۔ جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو ان کے خاوند کافر تھے ولید بن مغیرہ کی صاحبزادی بھی ان میں سے تھیں اور یہ صفوان بن امیہ کے نکاح میں تھیں پس یہ فتح کے دن اسلام لے آئیں اور صفوان بن امیہ اسلام کے خوف سے بھاگ گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے چچا زاد بھائی وہب بن عمیر کو اپنی چادر دے کر بھیجا کہ صفوان بن امیہ کے لئے امان ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے اسلام کی دعوت دی اور اپنے پاس بلایا کہ مرضی ہو تو اسلام قبول کر لو ورنہ دو مہینے کی مہلت ہے۔ صفوان بن امیہ چادر لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو لوگوں کے سامنے پکارا: اے محمد! وہب بن عمیر میرے پاس آپ کی چادر لے کر آئے تھے اور کہا تھا کہ آپ مجھے اپنے پاس بلاتے ہیں کہ اگر چاہو تو اسلام قبول کر لو ورنہ تمہیں دو مہینے کی مہلت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے ابو وہب! اتر آؤ۔ اس نے کہا کہ خدا کی قسم! نہیں اتروں گا یہاں تک کہ آپ مجھے صاف صاف بتا دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلکہ تمہیں چار مہینے کی مہلت ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ قبیلہ ہوازن کی طرف غزوۂ حنین کے لئے نکلے تو صفوان بن امیہ کے لئے پیغام بھیجا کہ کچھ سامان اور ہتھیار عاریتاً دے دو۔ صفوان نے کہا کہ رضامندی سے یا زبردستی؟ فرمایا کہ رضامندی سے۔ پس جو سامان اور ہتھیار اس کے پاس تھے عاریتاً دے دیئے پھر حالت کفر میں صفوان بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلا اور کافر ہی تھا کہ حنین اور طائف کے غزوات میں موجود رہا اور اس کی بیوی

امْرَأَتُهُ بِذٰلِكَ النِّكَاحِ. صحیح مسلم(۵۹۷٦)

مسلمان ہو چکی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان زوجین کے درمیان تفریق نہیں کروائی یہاں تک کہ صفوان مسلمان ہو گئے اور ان کی زوجہ محترمہ اسی نکاح کے ذریعے ان کے پاس رہیں۔

[٦١٩] اَثَر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّهُ قَالَ كَانَ بَيْنَ إِسْلَامِ صَفْوَانَ وَ بَيْنَ إِسْلَامِ امْرَأَتِهِ نَحْوٌ مِنْ شَهْرَيْنِ.

ابن شہاب نے فرمایا کہ صفوان اور ان کی بیوی کے مسلمان ہونے میں قریباً ایک مہینے کا فرق ہے۔

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَلَمْ يَبْلُغْنَا أَنَّ امْرَأَةً هَاجَرَتْ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَزَوْجُهَا كَافِرٌ مُقِيمٌ بِدَارِ الْكُفْرِ إِلَّا فَرَّقَتْ هِجْرَتُهَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ زَوْجِهَا، إِلَّا أَنْ يَقْدَمَ زَوْجُهَا مُهَاجِرًا قَبْلَ أَنْ تَنْقَضِيَ عِدَّتُهَا.

ابن شہاب نے فرمایا کہ ہم تک یہ بات نہیں پہنچی کہ کسی عورت نے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کی ہو اور اس کا کافر خاوند دارالکفر میں مقیم رہا ہو مگر عورت کی ہجرت نے اس جوڑے کے درمیان تفریق کروا دی ماسوائے اس صورت کے کہ عدت پوری ہونے سے پہلے ہی اس کا خاوند ہجرت کر کے آ جائے۔

[٦٢٠] اَثَر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ أُمَّ حَكِيمٍ بِنْتَ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، وَ كَانَتْ تَحْتَ عِكْرِمَةَ بْنِ أَبِي جَهْلٍ، فَأَسْلَمَتْ يَوْمَ الْفَتْحِ، وَهَرَبَ زَوْجُهَا عِكْرِمَةُ بْنُ أَبِي جَهْلٍ مِنَ الْإِسْلَامِ حَتّٰى قَدِمَ الْيَمَنَ، فَارْتَحَلَتْ أُمُّ حَكِيمٍ حَتّٰى قَدِمَتْ عَلَيْهِ بِالْيَمَنِ، فَدَعَتْهُ إِلَى الْإِسْلَامِ، فَأَسْلَمَ وَ قَدِمَ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ، فَلَمَّا رَآهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَثَبَ إِلَيْهِ فَرِحًا، وَمَا عَلَيْهِ رِدَاءٌ حَتّٰى بَايَعَهُ، فَثَبَتَا عَلٰى نِكَاحِهِمَا ذٰلِكَ.

ابن شہاب کا بیان ہے کہ ام حکیم بنت حارث بن ہشام یہ عکرمہ بن ابو جہل کے نکاح میں تھیں۔ یہ فتح مکہ کے روز مسلمان ہو گئیں اور ان کا خاوند عکرمہ بن ابو جہل اسلام کے خوف سے بھاگ گیا اور یمن جا پہنچا۔ حضرت ام حکیم سوار ہو کر یمن گئیں اور اسے اسلام کی دعوت دی تو وہ مسلمان ہو گئے اور فتح کے سال ہی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں دیکھا تو فرط مسرت سے ان کے لیے کھڑے ہو گئے اور اپنی چادر ان کے اوپر ڈال دی یہاں تک کہ بیعت کر لیا۔ پھر ان دونوں کے نکاح کو اسی طرح برقرار رکھا۔

قَالَ مَالِكٌ وَإِذَا أَسْلَمَ الرَّجُلُ قَبْلَ امْرَأَتِهِ وَقَعَتِ الْفُرْقَةُ بَيْنَهُمَا إِذَا عُرِضَ عَلَيْهَا الْإِسْلَامُ، فَلَمْ تُسْلِمْ لِأَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقُولُ فِي كِتَابِهِ ﴿وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ﴾ (الممتحنۃ:١٠).

امام مالک نے فرمایا کہ جب مرد اپنی بیوی سے پہلے اسلام قبول کرے تو دونوں کے درمیان جدائی واقع ہو جائے گی جبکہ عورت پر اسلام پیش کیا جائے گا اور وہ قبول نہ کرے کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: "اور کافر عورتوں کے نکاح پر نہ جمے رہو"۔

٢١- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوَلِيمَةِ

ولیمہ کے متعلق روایات

۵١٨- وَحَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ جَاءَ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَبِهِ أَثَرُ صُفْرَةٍ، فَسَأَلَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ تَزَوَّجَ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور ان کے اوپر زرد نشانات تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ شادی کر لی ہے۔ رسول

اللّٰهِ ﷺ کَمْ سُقْتَ إِلَيْهَا؟ فَقَالَ زِنَةَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ ' فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ.

صحیح البخاری (۵۱۵۳) صحیح مسلم (۳۴۷۵)

اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ اسے کیا مہر دیا ہے؟ عرض گزار ہوئے کہ گٹھلی کے برابر سونا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ولیمہ بھی کر دو خواہ ایک ہی بکری کا ہو۔ ف

ف: اس حدیث پاک سے کئی باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ پہلی بات یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم یا کپڑوں پر زردی کا اثر دیکھ کر اسے دھونے کا حکم نہیں فرمایا' نکاح کے اندر جو مہر مقرر ہوا اس کا ذکر بھی ہو گیا۔ نبی کریم ﷺ نے عقیقے کا حکم بھی فرمایا اور وہ بھی ان کی استطاعت کے مطابق۔

شب زفاف کے بعد ولیمہ کرنا چاہیے۔ اہل علم کا اختلاف ہے کیونکہ بعض اسے مستحب' بعض سنت اور بعض واجب بتاتے ہیں۔ یہ اظہار مسرت ہے اور خوشی کا اظہار وہی ہے جو اپنی بساط کے مطابق اور شریعتِ مطہرہ کی حدود کے اندر رہتے ہوئے کیا جائے' خلاف شرع اظہار مسرت آخرت میں وبال جان ہوگا۔ اس زمانے میں شریعت مطہرہ کا لحاظ کم اور ناک بڑھانے کا خیال زیادہ زور پکڑ گیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے برا دعوت ولیمہ کا وہ کھانا ہے جس میں امیر بلائے جائیں اور غریبوں کو نظر انداز کیا جائے (متفق علیہ) اگر ایسی قباحت نہ ہو اور واقعی حدود شرعیہ کے اندر رہتے ہوئے ضیافت کی جا رہی ہو تو ایسی دعوت کو قبول نہ کرنا اللہ و رسول کی نافرمانی قرار دی گئی ہے۔

دریں ایام شادی بیاہ اور دیگر تقاریب کے موقع پر جب کہ ناچ باجے عام' فساد کا ازدحام' مردوں اور عورتوں کا اختلاط' خلاف شرع امور کی افراط ایسا عام مشاہدہ ہے' جس کے لیے کسی ثبوت کی حاجت نہیں۔ چاہیے تو یہ تھا کہ آزاد ہونے کے بعد ہم ہوش کے ناخن لیتے' عقل سے کام کرتے' دولت کو بے کار کاموں میں لٹانا' خلاف شرع امور کو گلے لگانا' اسلام کا نام لے کر خلاف اسلام راستے پر جانا کہاں کی عقل مندی ہے۔ کاموں کو اس طرح کریں جس سے دنیا و آخرت میں بھلا ہو۔ یہ تو کوئی دانش مندی نہ ہوئی کہ اظہار مسرت کے نام سے شیطان کو خوش اور اللہ و رسول کو ناراض کریں۔ ناک نیکیوں سے بڑھتی ہے گھر میں آگ لگانے سے نہیں۔ عزت پرہیزگاری سے بنتی ہے دولت کا مظاہرہ کرنے سے نہیں ملتی تیز دارین کی ساری بہار حبیب پروردگار کی غلامی میں ہے۔

اللھم ارزقنا اتباعه ﷺ

۵۱۹- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ ' أَنَّهُ قَالَ لَقَدْ بَلَغَنِي أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُوْلِمُ بِالْوَلِيمَةِ مَا فِيهَا خُبْزٌ وَّلَا لَحْمٌ. سنن ابن ماجہ (۱۹۱۰)

یحییٰ بن سعید نے فرمایا کہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ولیمہ کرتے تو اس میں روٹی ہوتی اور نہ گوشت۔

۵۲۰- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ نَافِعٍ ' عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ' أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى وَلِيمَةٍ فَلْيَأْتِهَا. صحیح البخاری (۵۱۷۳) صحیح مسلم (۳۴۹۵)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو ولیمہ کی دعوت دی جائے تو اسے جانا چاہیے۔

۵۲۱- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ' عَنِ الْأَعْرَجِ ' عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيمَةِ ' يُدْعَى لَهَا الْأَغْنِيَاءُ وَيُتْرَكُ الْمَسَاكِيْنُ وَمَنْ لَمْ يَأْتِ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ.

صحیح البخاری (۵۱۷۷) صحیح مسلم (۳۵۰۷_۳۵۰۸)

اعرج کا بیان ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے کہ برا کھانا اس ولیمے کا کھانا ہے جس میں امیر بلائے جائیں اور غریب چھوڑ دیئے جائیں اور جو دعوت میں حاضر نہ ہو تو اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

۵۲۲- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَۃَ، اَنَّہٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍ یَقُوْلُ اِنَّ خَیَّاطًا دَعَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ لِطَعَامٍ صَنَعَہٗ. قَالَ اَنَسٌ فَذَھَبْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اِلٰی ذٰلِکَ الطَّعَامِ، فَقَرَّبَ اِلَیْہِ خُبْزًا مِنْ شَعِیْرٍ وَمَرَقًا فِیْہِ دُبَّاءٌ. قَالَ اَنَسٌ فَرَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوْلِ الْقَصْعَۃِ، فَلَمْ اَزَلْ اُحِبُّ الدُّبَّاءَ بَعْدَ ذٰلِکَ الْیَوْمِ.

صحیح البخاری (۵۳۷۹) صحیح مسلم (۵۲۹۳)

اسحاق بن عبد اللہ بن ابوطلحہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک درزی نے کھانا پکا کر رسول اللہ ﷺ کی دعوت کی۔ حضرت انس نے فرمایا کہ میں بھی اس کھانے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گیا۔ آپ کی خدمت میں جَو کی روٹی اور پیالے میں کدو کا سالن پیش کیا گیا۔ حضرت انس نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو پیالے کے درمیان سے کدو کے ٹکڑے تلاش کرتے ہوئے دیکھا۔ اس روز سے میں ہمیشہ کدو کو پسند کرتا ہوں۔ ف

ف: سبحان اللہ! یہی ہے فنافی الرسول ہونا اور یہی ہے محبِ صادق کی پہچان کہ وہ اپنی پسند اور ناپسند کو محبوب کی پسند اور ناپسند میں فنا کر دیتا ہے۔ محبِ صادق وہی چاہتا ہے جو اس کا محبوب چاہے اور اسے ہرگز نہیں چاہتا جسے اس کا محبوب نہ چاہے، وہ اپنے ذاتی تعلقات کو بھول جاتا ہے اور اسے دوستی ہوتی ہے تو محبوب کے دوستوں سے اور دشمنی ہوتی ہے تو محبوب کے دشمنوں سے، وہ اس دنیا کی ہر چیز کو اپنے محبوب کی نظر سے دیکھنے کا عادی ہو جاتا ہے۔ غرضیکہ اس کی زندگی کا ہر قول و فعل محبوب کے لیے وقف ہو کر رہ جاتا ہے کیونکہ وہ اپنے جملہ اقوال و افعال کو رضائے محبوب کے قالب میں ڈھال کر زبانِ حال سے ہر وقت یہی کہتا رہتا ہے:

ان کی دُھن، ان کی لگن، ان کی تمنا، ان کی یاد
مختصر سا ہے مگر کافی ہے سامانِ حیات

وہ ہر چیز کو محبوب کے رنگ میں دیکھنے سے لطف و لذت محسوس کرتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ اس دنیا کی ہر چیز اور بنی آدم کا ہر فرد اس کے محبوب کا رنگ اختیار کرے۔ صورت ہو یا سیرت، گفتار ہو یا کردار اسے ان میں سے وہی چیز پسند آتی ہے جو اس کے محبوب کی صورت و سیرت اور گفتار و کردار سے مشابہت رکھے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کدّو کو پسند کرنے کی جو وجہ بیان فرمائی اس سے ان کے محبِ صادق ہونے کا پورا پتہ چل رہا ہے اور اس طرزِ عمل کا اظہار بھی اس لیے فرمایا کہ محبوب پروردگار کے بارے میں دوسروں کا زاویۂ نظر و اندازِ فکر یہی ہو جائے کیونکہ محبِ صادق کی تمنا یہی ہوتی ہے کہ ساری دنیا پر محبوب کا رنگ چڑھ جائے۔

صرف حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کی یہ حالت نہ تھی، فنافی الرسول کے مقام پر وہی فائز نہ تھے بلکہ سارے مسلمان اس وقت ایسے ہی تھے۔ سب شمعِ رسالت کے پروانے تھے۔ ہر ایک پر گمان گزرتا تھا کہ یہ سب سے نرالا ہے۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ سارے کے سارے ہی نرالے تھے۔ اپنے اپنے رنگ میں ہر ایک نرالا تھا۔ حبیبِ خدا کی نگاہ کیمیا اثر نے اللہ کے رنگ میں سب کو ایسا رنگا کہ پوری کائنات سے ممتاز کر دکھایا کہ انبیائے کرام کے بعد ان کی نظیر نظر نہیں آتی۔ یہ اسی نگاہ کیمیا اثر کا کرشمہ تھا کہ کل جو ننگِ انسانیت تھے آج وہ رہبر ہیں، کل جو گم کردۂ منزل تھے آج وہ پورے انسانی قافلے کے رہنما ہیں۔ کل جو جہالت کی منہ بولتی تصویریں تھے آج وہ آسمانِ علم و عرفاں کے شمس و قمر ہیں، کل جو مردے تھے آج وہ مسیحائے قوم ہیں اور شمعِ رسالت کے وہ عدیم النظیر پروانے تن من دھن سے اعلائے کلمۃ الحق کے لیے وقف ہو کر رہ گئے ہیں، ایک دانائے راز نے ان کی اس حالت کا نقشہ ان لفظوں میں کھینچا ہے:

حسنِ یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشتِ زناں
سر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردانِ عرب

۲۲- بَابُ جَامِعِ النِّکَاحِ

نکاح کے متعلق دیگر روایات

۵۲۳- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اِذَا تَزَوَّجَ اَحَدُکُمْ

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی کسی عورت کے ساتھ شادی کرے یا لونڈی

الْمَرْأَةَ، أَوِ اشْتَرَى الْجَارِيَةَ، فَلْيَأْخُذْ بِنَاصِيَتِهَا وَلْيَدْعُ بِالْبَرَكَةِ، وَإِذَا اشْتَرَى الْبَعِيرَ فَلْيَأْخُذْ بِذِرْوَةِ سَنَامِهِ وَلْيَسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ.

خریدے تو چاہیے کہ اس کی پیشانی کو تھام کر برکت کی دعا کرے اور جب کوئی اونٹ خریدے تو چاہیے کہ اس کے کوہان پر ہاتھ رکھ کر شیطان سے اللہ کی پناہ پکڑے۔

[٦٢١] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ، أَنَّ رَجُلًا خَطَبَ إِلَى رَجُلٍ أُخْتَهُ، فَذَكَرَ أَنَّهَا قَدْ كَانَتْ أَحْدَثَتْ، فَبَلَغَ ذَلِكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، فَضَرَبَهُ، أَوْ كَادَ يَضْرِبُهُ، ثُمَّ قَالَ مَا لَكَ وَلِلْخَبَرِ؟

ابوزبیر مکی سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے دوسرے کو اس کی بہن کے لئے نکاح کا پیغام دیا۔ اس کو کسی نے بتایا کہ وہ عورت بدکار ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مخبر کو پیٹا یا پیٹنے لگے۔ پھر فرمایا کہ تیرا اس خبر سے کیا تعلق تھا۔

[٦٢٢] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ، وَعُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ كَانَا يَقُولَانِ فِي الرَّجُلِ يَكُونُ عِنْدَهُ أَرْبَعُ نِسْوَةٍ فَيُطَلِّقُ إِحْدَاهُنَّ الْبَتَّةَ أَنَّهُ يَتَزَوَّجُ إِنْ شَاءَ، وَلَا يَنْتَظِرُ أَنْ تَنْقَضِيَ عِدَّتُهَا.

قاسم بن محمد اور عروہ بن زبیر دونوں اس شخص کے بارے میں فرمایا کرتے جس کی چار بیویاں ہوں اور ان میں سے ایک کو تین طلاق دے دے۔ اگر وہ چاہے تو کسی سے نکاح کر سکتا ہے اور وہ انتظار نہیں کرے گا کہ عورت کی عدت پوری ہو جائے۔ ف

ف: چونکہ دوران عدت مطلقہ کو مکان دینا اور خرچ برداشت کرنا خاوند کی ذمہ داری ہے، اس لیے جب تک وہ چوتھی عورت خاوند کے پاس ہے اور عدت پوری کر کے چلی نہ جائے اس وقت تک خاوند پانچویں عورت سے نکاح نہ کرے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایسی مطلقہ کا یہی حکم ہے اور ابن ابی شیبہ نے حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ایسا ہی روایت کیا ہے، لیکن جن حضرات کے نزدیک مطلقہ کو مکان اور نفقہ دینے کی ذمہ داری خاوند کی نہیں اور وہ جہاں چاہے عدت گزار سکتی ہے، ان کے نزدیک چوتھی بیوی کو طلاق دیتے ہی مرد پانچویں بیوی سے نکاح کر سکتا ہے اور امام مالک کے نزدیک بھی یہی حکم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[٦٢٣] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ، وَعُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَفْتَيَا الْوَلِيدَ بْنَ عَبْدِ الْمَلِكِ عَامَ قَدِمَ الْمَدِينَةَ بِذَلِكَ، غَيْرَ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ قَالَ طَلَّقَهَا فِي مَجَالِسَ شَتَّى.

قاسم بن محمد اور عروہ بن زبیر نے ولید بن عبدالملک کو مذکورہ بالا فتویٰ دیا تھا جبکہ وہ مدینہ منورہ میں حاضر ہوا تھا۔ ہاں قاسم بن محمد نے یہ بھی فرمایا کہ عورت کو جبکہ مختلف مجالس میں طلاق دی ہو۔

٥٢٤- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ قَالَ ثَلَاثٌ لَيْسَ فِيهِنَّ لَعِبٌ النِّكَاحُ وَالطَّلَاقُ وَالْعِتْقُ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ سعید بن مسیب نے فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں جو ہنسی کھیل نہیں: (۱) نکاح (۲) طلاق (۳) لونڈی، غلام آزاد کرنا۔

سنن ابوداؤد (٢١٩٤) سنن ترمذی (١١٨٤) سنن ابن ماجہ (٢٠٣٩)

[٦٢٤] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، أَنَّهُ تَزَوَّجَ بِنْتَ مُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ الْأَنْصَارِيِّ فَكَانَتْ عِنْدَهُ حَتَّى كَبِرَتْ، فَتَزَوَّجَ عَلَيْهَا فَتَاةً شَابَّةً، فَآثَرَ الشَّابَّةَ عَلَيْهَا. فَنَاشَدَتْهُ

ابن شہاب نے رافع بن خدیج سے روایت کی ہے کہ انہوں نے محمد بن مسلمہ انصاری کی صاحبزادی سے شادی کی۔ وہ ان کے پاس رہیں یہاں تک کہ بڑھیا ہو گئیں۔ پس انہوں نے ایک نوجوان لڑکی سے شادی کر لی اور نوجوان کی طرف زیادہ مائل ہو

الطَّلَاقَ، فَطَلَّقَهَا وَاحِدَةً، ثُمَّ اَمْهَلَهَا حَتّٰى اِذَا كَادَتْ تَحِلُّ رَاجَعَهَا، ثُمَّ عَادَ فَاٰثَرَ الشَّابَّةَ، فَنَاشَدَتْهُ الطَّلَاقَ، فَطَلَّقَهَا وَاحِدَةً، ثُمَّ رَاجَعَهَا، ثُمَّ عَادَ، فَاٰثَرَ الشَّابَّةَ، فَنَاشَدَتْهُ الطَّلَاقَ فَقَالَ مَا شِئْتِ اِنَّمَا بَقِيَتْ وَاحِدَةٌ، فَاِنْ شِئْتِ اسْتَقْرَرْتِ عَلٰى مَا تَرَيْنَ مِنَ الْاُثْرَةِ، وَاِنْ شِئْتِ فَارَقْتُكِ. فَقَالَتْ بَلْ اَسْتَقِرُّ عَلَى الْاُثْرَةِ. فَاَمْسَكَهَا عَلٰى ذٰلِكَ. وَلَمْ يَرَ رَافِعٌ عَلَيْهِ اِثْمًا حِيْنَ قَرَّتْ عِنْدَهُ عَلَى الْاُثْرَةِ.

گئے پس انہوں نے طلاق مانگی تو انہوں نے ایک طلاق دے دی۔ پھر مہلت دی یہاں تک کہ جب حلال ہونے لگی تو رجوع کر لیا۔ پھر نوجوان لڑکی کی طرف زیادہ مائل رہے تو انہوں نے دوبارہ طلاق کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے ایک طلاق دے دی پھر رجوع کر لیا۔ پھر نوجوان لڑکی کی جانب زیادہ مائل دیکھے تو انہوں نے سہ بارہ طلاق چاہی انہوں نے کہا کہ جو تمہاری مرضی۔ صرف ایک طلاق باقی رہ گئی جو حالت تم دیکھ رہی ہو اس میں اگر رہنا چاہو تو رہ سکتی ہو اور اگر چاہو تو تمہیں جدا کر دوں؟ انہوں نے کہا کہ میں اس حالت میں بھی رہنا چاہتی ہوں۔ اس پر انہوں نے انہیں رکھ لیا اور حضرت رافع نے اس میں کوئی گناہ شمار نہیں کیا جبکہ وہ اس میلانِ طبع کے ساتھ ان کے پاس رہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

۲۹- كِتَابُ الطَّلَاقِ

طلاق کا بیان

۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبَتَّةِ

تین طلاقوں کا بیان

[۶۲۵] اَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهُ بَلَغَهُ، اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اِنِّيْ طَلَّقْتُ امْرَاَتِيْ مِائَةَ تَطْلِيْقَةٍ، فَمَاذَا تَرٰى عَلَيَّ؟ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ طَلُقَتْ مِنْكَ لِثَلَاثٍ، وَسَبْعٌ وَتِسْعُوْنَ اتَّخَذْتَ بِهَا اٰيَاتِ اللّٰهِ هُزُوًا.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ ایک آدمی نے حضرت عبداللہ بن عباس سے کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دی ہیں۔ حضرت ابن عباس نے اس سے فرمایا کہ تین طلاقوں میں تو عورت تم سے فارغ ہوگئی اور ستانویں کے ساتھ تم نے اللہ کی آیتوں سے مذاق کیا ہے۔

[۶۲۶] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهُ بَلَغَهُ، اَنَّ رَجُلًا جَاءَ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، فَقَالَ اِنِّيْ طَلَّقْتُ امْرَاَتِيْ ثَمَانِيَ تَطْلِيْقَاتٍ، فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَمَاذَا قِيْلَ لَكَ؟ قَالَ قِيْلَ لِيْ اِنَّهَا قَدْ بَانَتْ مِنِّيْ، فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ صَدَقُوْا، مَنْ طَلَّقَ كَمَا اَمَرَهُ اللّٰهُ فَقَدْ بَيَّنَ اللّٰهُ لَهُ، وَمَنْ لَبَسَ عَلٰى نَفْسِهِ لَبْسًا جَعَلْنَا لَبْسَهُ مُلْصَقًا بِهِ، لَا تَلْبِسُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ، وَنَتَحَمَّلَهُ عَنْكُمْ، هُوَ كَمَا يَقُوْلُوْنَ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ ایک آدمی نے حضرت عبداللہ بن مسعود کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو آٹھ طلاقیں دی ہیں۔ حضرت ابن مسعود نے فرمایا کہ دوسرے حضرات نے تم سے کیا کہا؟ اس نے جواب دیا: مجھ سے کہا گیا ہے کہ عورت پر تمہاری طرف سے طلاقیں پڑ گئیں۔ حضرت ابن مسعود نے فرمایا کہ انہوں نے درست فرمایا ہے جو طلاق دے جیسے اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے تو اس کا طریقہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرما دیا۔ جو گڑبڑ کرے تو اپنی جان پر کرے گا۔ ہم اس گڑبڑ کو اسی کے سر منڈھیں گے۔ اپنی جانوں کو مصیبت میں مت پھنکو اور اپنے بوجھ ہمارے اوپر مت ڈالو فیصلہ وہی ہے جو دوسرے حضرات کہتے ہیں۔ ف

ف: چاہیے تو یہی کہ طلاق شریعت مطہرہ کے مطابق دی جائے کہ ایک طلاق دینے کے بعد دوسری طلاق اگلے طہر میں دے اور تیسری طلاق تیسرے طہر میں۔ یوں تیسرے حیض کے بعد عورت فارغ ہو جائے گی جب کہ کسی طہر میں اس سے صحبت نہ کی ہو۔ اگر صحبت کر لی تو یہ رجوع ہوگا اور پہلے دی ہوئی طلاق شمار نہ ہوگی۔ اگر کوئی ایک ساتھ تین یا سو یا ہزار طلاق دے ڈالے تو یہ حرکت خلاف شرع ہونے کے باعث گناہ ہے لیکن تین طلاقیں پڑ جائیں گی اور تین سے زیادہ جتنی طلاقیں دی ہیں ان کے ذریعے شریعت مطہرہ اور حکم خداوندی کا مذاق اڑایا ہے جسے جہالت اور سخت گناہ تو کہا جا سکتا ہے لیکن ایسا کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوگا جیسا کہ ان دونوں روایتوں سے ثابت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[٦٢٧] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ قَالَ لَهُ الْبَتَّةَ مَا يَقُولُ النَّاسُ فِيْهَا؟ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ فَقُلْتُ لَهُ كَانَ أَبَانُ بْنُ عُثْمَانَ يَجْعَلُهَا وَاحِدَةً. فَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ لَوْ كَانَ الطَّلَاقُ أَلْفًا مَا أَبْقَتِ الْبَتَّةُ مِنْهَا شَيْئًا. مَنْ قَالَ الْبَتَّةَ فَقَدْ رَمَى الْغَايَةَ الْقُصْوٰى.

ابو بکر بن حزم سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز نے ان سے کہا کہ لوگ طلاق بتہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ ابو بکر کا بیان ہے کہ میں نے ان سے کہا: ابان بن عثمان تو اسے ایک طلاق شمار کرتے ہیں۔ عمر بن عبد العزیز نے کہا: اگر طلاق ہزار تک بھی ہوتی تب بھی لفظ بتہ کچھ باقی نہ چھوڑتا۔ جس نے بتہ کہہ دیا وہ انتہاء کو پہنچ گیا۔

[٦٢٨] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ كَانَ يَقْضِيْ فِي الَّذِيْ يُطَلِّقُ امْرَأَتَهُ الْبَتَّةَ أَنَّهَا ثَلَاثُ تَطْلِيْقَاتٍ.

ابن شہاب کا بیان ہے کہ مروان بن الحکم اس شخص کے بارے میں جس نے اپنی بیوی کو طلاق بتہ دی ہو یہ فیصلہ کیا کرتے کہ وہ تین طلاقیں ہیں۔

قَالَ مَالِكٌ وَهٰذَا أَحَبُّ مَا سَمِعْتُ إِلَيَّ فِيْ ذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس سلسلے میں یہ بات میں نے بہت اچھی سنی۔

٢- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخَلِيَّةِ وَالْبَرِيَّةِ وَأَشْبَاهِ ذٰلِكَ

کنایہ کے الفاظ خلیہ و بریہ وغیرہ

[٦٢٩] اَثَرٌ- حَدَّثَنِیْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِکٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّهُ كُتِبَ إِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ مِنَ الْعِرَاقِ، أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِامْرَأَتِهِ حَبْلُكِ عَلٰى غَارِبِكِ، فَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِلٰى عَامِلِهِ أَنْ مُرْهُ يُوَافِيْنِيْ بِمَكَّةَ فِي الْمَوْسِمِ، فَبَيْنَمَا عُمَرُ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ إِذْ لَقِيَهُ الرَّجُلُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَقَالَ عُمَرُ مَنْ أَنْتَ؟ فَقَالَ أَنَا الَّذِيْ أَمَرْتَ أَنْ أُجْلَبَ عَلَيْكَ. فَقَالَ لَهُ عُمَرُ أَسْأَلُكَ بِرَبِّ هٰذِهِ الْبَنِيَّةِ مَا أَرَدْتَ بِقَوْلِكَ حَبْلُكِ عَلٰى غَارِبِكِ؟ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ لَوِ اسْتَحْلَفْتَنِيْ فِيْ غَيْرِ هٰذَا الْمَكَانِ مَا صَدَقْتُكَ، أَرَدْتُ بِذٰلِكَ الْفِرَاقَ، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ هُوَ مَا أَرَدْتَ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ عراق سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے خط لکھا گیا کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی سے کہا "تیری رسی تیرے کوہان پر ہے" (تو خود مختار ہے) پس حضرت عمر نے اپنے عامل کے لئے لکھا کہ اس سے کہو کہ موسم حج میں مکہ مکرمہ کے اندر مجھ سے ملے۔ جب حضرت عمر بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے تو وہ آدمی ان سے ملا، اس نے انہیں سلام کیا۔ حضرت عمر نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں وہی ہوں جس کو آپ نے ملنے کا حکم فرمایا۔ حضرت عمر نے اس سے فرمایا کہ میں تمہیں اس گھر کے رب کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ تم نے "تیری رسی تیرے کوہان پر ہے" سے کیا مراد لی تھی؟ وہ عرض گزار ہوا کہ اگر آپ بیت اللہ کے سوا مجھے اور کسی جگہ قسم دیتے تو سچی بات نہ بتاتا، اس

بات سے میرا ارادہ چھوڑ دینے کا تھا۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ تمہارے ارادے کے مطابق بات واقع ہوگئی۔

[٦٣٠] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهُ بَلَغَهُ، اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِي طَالِبٍ كَانَ يَقُوْلُ فِي الرَّجُلِ يَقُوْلُ لِامْرَاَتِهِ اَنْتِ عَلَيَّ حَرَامٌ، اِنَّهَا ثَلَاثُ تَطْلِيْقَاتٍ.

قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ اَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِي ذٰلِكَ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے کہ جو آدمی اپنی بیوی سے کہے کہ تو مجھ پر حرام ہے تو تین طلاقیں پڑ گئیں۔

امام مالک نے فرمایا کہ اس بارے میں جو کچھ سنا یہ بہت بہتر ہے۔

[٦٣١] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ فِي الْخَلِيَّةِ وَالْبَرِيَّةِ اِنَّهَا ثَلَاثُ تَطْلِيْقَاتٍ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ خلیہ اور بریہ کہنے سے تین طلاقیں پڑتی ہیں' ان دونوں میں ہر ایک کے ذریعے۔

[٦٣٢] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، اَنَّ رَجُلًا كَانَتْ تَحْتَهُ وَلِيْدَةٌ لِقَوْمٍ فَقَالَ لِاَهْلِهَا شَاْنَكُمْ بِهَا، فَرَاَى النَّاسُ اَنَّهَا تَطْلِيْقَةٌ وَاحِدَةٌ.

قاسم بن محمد کا بیان ہے کہ ایک آدمی کے نکاح میں قوم کی لونڈی تھی۔ اس نے لونڈی کے مالکوں سے کہا کہ اس کا معاملہ آپ جانیں۔ پس لوگوں نے اس بات کو ایک طلاق شمار کیا۔

[٦٣٣] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ شِهَابٍ يَقُوْلُ فِي الرَّجُلِ يَقُوْلُ لِامْرَاَتِهِ بَرِئْتِ مِنِّي وَبَرِئْتُ مِنْكِ، اِنَّهَا ثَلَاثُ تَطْلِيْقَاتٍ بِمَنْزِلَةِ الْبَتَّةِ.

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يَقُوْلُ لِامْرَاَتِهِ اَنْتِ خَلِيَّةٌ، اَوْ بَرِيَّةٌ، اَوْ بَائِنَةٌ، اِنَّهَا ثَلَاثُ تَطْلِيْقَاتٍ لِلْمَرْاَةِ الَّتِي قَدْ دَخَلَ بِهَا، وَيُدَيَّنُ فِي الَّتِي لَمْ يَدْخُلْ بِهَا، اَوَاحِدَةً اَرَادَ اَمْ ثَلَاثًا، فَاِنْ قَالَ وَاحِدَةً اُحْلِفَ عَلَى ذٰلِكَ، وَكَانَ خَاطِبًا مِنَ الْخُطَّابِ، لِاَنَّهُ لَا يُخْلِي الْمَرْاَةَ الَّتِي قَدْ دَخَلَ بِهَا زَوْجُهَا، وَلَا يُبِيْنُهَا، وَلَا يُبْرِيْهَا اِلَّا ثَلَاثُ تَطْلِيْقَاتٍ، وَالَّتِي لَمْ يَدْخُلْ بِهَا تُخْلِيْهَا، وَتُبْرِيْهَا، وَتُبِيْنُهَا الْوَاحِدَةُ.

قَالَ مَالِكٌ وَهٰذَا اَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِي ذٰلِكَ.

امام مالک نے ابن شہاب کو اس آدمی کے بارے میں فرماتے ہوئے سنا جو اپنی بیوی سے کہے: "تم مجھ سے اور میں تم سے بری الذمہ ہوں" یہ طلاق بتہ کی طرح تین طلاقیں ہیں۔

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو اپنی بیوی سے کہے کہ "تیرا راستہ صاف ہے' تو آزاد ہے' تو بائنہ ہے" تو عورت پر تین طلاقیں پڑیں گی جبکہ اس سے صحبت کر چکا ہو اور جس سے صحبت نہیں کی تو دیکھا جائے گا کہ ایک طلاق کا ارادہ کیا تھا یا تین کا۔ اگر وہ ایک کہے تو اس سے قسم لی جائے گی اور وہ بھی پیغام دے سکتا ہے' کیونکہ جس عورت سے اس کے خاوند نے صحبت کی ہو وہ بائنہ آزاد نہیں ہوتی مگر تین طلاقوں پر اور جس کے ساتھ صحبت نہ کی ہو وہ ایک طلاق پر آزاد بری الذمہ اور بائنہ ہو جاتی ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ اس بارے میں جو کچھ میں نے سنا یہ خوب ہے۔

٣- بَابُ مَا يُبِيْنُ مِنَ التَّمْلِيْكِ

جس تملیک سے طلاق بائن پڑتی ہے

[٦٣٤] اَثَرٌ- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهُ بَلَغَهُ، اَنَّ رَجُلًا جَاءَ اِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَقَالَ يَا اَبَا عَبْدِ

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ ایک آدمی حضرت عبداللہ بن عمر کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ اے عبدالرحمٰن! میں

الرَّحْمٰنِ اِنِّیْ جَعَلْتُ اَمْرَ امْرَاَتِیْ فِیْ یَدِهَا فَطَلَّقَتْ نَفْسَهَا فَمَاذَا تَرٰی؟ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اُرَاهُ کَمَا قَالَتْ فَقَالَ الرَّجُلُ لَا تَفْعَلْ یَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ. فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ اَنَا اَفْعَلُ؟ اَنْتَ فَعَلْتَهٗ.

نے طلاق کا اختیار اپنی بیوی کے ہاتھ میں دے دیا تھا تو اس نے اپنے آپ کو طلاق دے لی۔ اس بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ تمہارے کیے کے مطابق ہو گیا۔ وہ عرض گزار ہوا کہ اے ابوعبدالرحمٰن! ایسا نہ کیجئے۔ حضرت ابن عمر نے فرمایا کہ میں کیا کر رہا ہوں؟ یہ تو تم نے کیا ہے۔

[۶۳۵] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ کَانَ یَقُوْلُ اِذَا مَلَّکَ الرَّجُلُ امْرَاَتَهٗ اَمْرَهَا فَالْقَضَاءُ مَا قَضَتْ بِهٖ اِلَّا اَنْ یُّنْکِرَ عَلَیْهَا وَیَقُوْلُ لَمْ اُرِدْ اِلَّا وَاحِدَةً، فَیَحْلِفُ عَلٰی ذٰلِکَ، وَیَکُوْنُ اَمْلَکَ بِهَا مَا کَانَتْ فِیْ عِدَّتِهَا.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ جب آدمی اپنی بیوی کو طلاق کا اختیار دے، پس عورت خود کو طلاق دے لے تو واقع ہو جائے گی مگر جبکہ آدمی انکار کرے اور کہے کہ میں نے ایک طلاق کا اختیار دیا تھا۔ پس اس بات پر اس سے قسم لی جائے گی اور عدت کے دوران اسے رجوع کرنے کا اختیار رہے گا۔

٤- بَابُ مَا یَجِبُ فِیْهِ تَطْلِیْقَةٌ وَاحِدَةٌ مِنَ التَّمْلِیْکِ

جس تملیک سے ایک طلاق پڑتی ہے

[۶۳۶] اَثَرٌ- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ سَعِیْدِ بْنِ سُلَیْمَانَ بْنِ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ، اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ، اَنَّهٗ کَانَ جَالِسًا عِنْدَ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ، فَاَتَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ عَتِیْقٍ، وَعَیْنَاهُ تَدْمَعَانِ، فَقَالَ لَهٗ زَیْدٌ مَا شَاْنُکَ؟ فَقَالَ مَلَّکْتُ امْرَاَتِیْ اَمْرَهَا فَفَارَقَتْنِیْ، فَقَالَ لَهٗ زَیْدٌ وَمَا حَمَلَکَ عَلٰی ذٰلِکَ؟ قَالَ الْقَدَرُ، فَقَالَ زَیْدٌ اِرْتَجِعْهَا اِنْ شِئْتَ، فَاِنَّمَا هِیَ وَاحِدَةٌ، وَاَنْتَ اَمْلَکُ بِهَا.

خارجہ بن زید بن ثابت سے روایت ہے کہ وہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ محمد بن ابو عتیق روتے ہوئے آئے۔ حضرت زید نے ان سے فرمایا کہ بات کیا ہے؟ کہا کہ میں نے طلاق کا اختیار اپنی بیوی کو دے دیا تھا تو اس نے مجھے چھوڑ دیا۔ حضرت زید نے ان سے فرمایا کہ تمہیں اس بات پر کس چیز نے آمادہ کیا؟ کہا: تقدیر نے۔ حضرت زید نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو اس سے رجوع کر سکتے ہو کیونکہ یہ ایک طلاق ہے اور تم ابھی اس کے مالک ہو۔

[۶۳۷] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ اَبِیْهِ، اَنَّ رَجُلًا مِّنْ ثَقِیْفٍ مَلَّکَ امْرَاَتَهٗ اَمْرَهَا فَقَالَتْ اَنْتَ الطَّلَاقُ، فَسَکَتَ، ثُمَّ قَالَتْ اَنْتَ الطَّلَاقُ، فَقَالَ بِفِیْکِ الْحَجَرُ، ثُمَّ قَالَتْ اَنْتَ الطَّلَاقُ، فَقَالَ بِفِیْکِ الْحَجَرُ، فَاخْتَصَمَا اِلٰی مَرْوَانَ بْنِ الْحَکَمِ فَاسْتَحْلَفَهٗ مَا مَلَّکَهَا اِلَّا وَاحِدَةً وَرَدَّهَا اِلَیْهِ.

قَالَ مَالِکٌ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَکَانَ الْقَاسِمُ یُعْجِبُهٗ هٰذَا الْقَضَاءُ وَیَرَاهُ اَحْسَنَ مَا سَمِعَ فِیْ ذٰلِکَ.

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ ثقیف کے ایک آدمی نے طلاق کا اختیار اپنی بیوی کو دے دیا۔ عورت نے کہا کہ آپ کو طلاق ہے۔ وہ خاموش رہا۔ عورت نے دوبارہ کہا کہ آپ کو طلاق ہے۔ مرد نے کہا کہ تیرے منہ میں پتھر۔ عورت نے سہ بارہ کہا کہ آپ کو طلاق ہے، مرد نے کہا کہ تیرے منہ میں پتھر پس دونوں جھگڑے کو مروان بن حکم کے پاس لے گئے۔ آدمی نے قسم کھالی کہ اس نے ایک طلاق کا اختیار دیا تھا اور عورت اس کی طرف لوٹا دی گئی۔

قاسم بن محمد اس فیصلے کو پسند فرماتے اور جو کچھ اس بارے میں سنا اسے سب سے بہتر شمار کرتے۔

قَالَ مَالِكٌ وَهٰذَا اَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِيْ ذٰلِكَ وَاَحَبُّهُ اِلَيَّ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس سلسلے میں یہ میں نے اچھا سنا اور یہ مجھے پسند ہے۔

۵- بَابُ مَا لَا يَبِيْنُ مِنَ التَّمْلِيْكِ

جس تملیک سے طلاق بائن نہیں پڑتی

[٦٣٨] اَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ، اَنَّهَا خَطَبَتْ عَلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ قُرَيْبَةَ بِنْتَ اَبِيْ اُمَيَّةَ فَزَوَّجُوْهُ، ثُمَّ اِنَّهُمْ عَتَبُوْا عَلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَقَالُوْا مَا زَوَّجْنَا اِلَّا عَائِشَةَ، فَاَرْسَلَتْ عَائِشَةُ اِلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهٗ، فَجَعَلَ اَمْرَ قُرَيْبَةَ بِيَدِهَا، فَاخْتَارَتْ زَوْجَهَا، فَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ طَلَاقًا.

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عبدالرحمٰن بن ابوبکر کا پیغام قریبہ بنت ابوامیہ کو دیا تو انہوں نے ان کی شادی کر دی۔ پھر وہ لوگ حضرت عبد الرحمٰن سے ناراض ہو گئے اور کہا کہ یہ شادی حضرت عائشہ نے کی ہے۔ پس حضرت عائشہ نے حضرت عبدالرحمٰن کو بلایا اور ان سے اس بات کا ذکر کیا۔ انہوں نے قریبہ کو ان کے معاملے کا اختیار دے دیا تو انہوں نے اپنے خاوند کو اختیار کیا' لہٰذا اسے طلاق شمار نہیں کیا گیا۔

[٦٣٩] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّ عَائِشَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ زَوَّجَتْ حَفْصَةَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، الْمُنْذِرَ بْنَ الزُّبَيْرِ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ غَائِبٌ بِالشَّامِ، فَلَمَّا قَدِمَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ وَمِثْلِيْ يُصْنَعُ هٰذَا بِهٖ؟ وَمِثْلِيْ يُفْتَاتُ عَلَيْهِ؟ فَكَلَّمَتْ عَائِشَةُ الْمُنْذِرَ بْنَ الزُّبَيْرِ، فَقَالَ الْمُنْذِرُ فَاِنَّ ذٰلِكَ بِيَدِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ مَا كُنْتُ لِاَرُدَّ اَمْرًا قَضَيْتِيْهِ. فَقَرَّتْ حَفْصَةُ عِنْدَ الْمُنْذِرِ، وَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ طَلَاقًا.

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حفصہ بنت عبدالرحمٰن کا نکاح منذر بن زبیر سے کر دیا اور حضرت عبدالرحمٰن شام گئے ہوئے تھے۔ جب حضرت عبدالرحمٰن واپس آئے تو کہا: "کیا میرے ساتھ ایسا کرنا تھا؟ کیا میرے اوپر یہ جلدی دکھائی تھی؟" پس حضرت عائشہ نے منذر بن زبیر سے بات کی تو منذر نے کہا: میں اس کا اختیار حضرت عبد الرحمٰن کو دیتا ہوں۔ حضرت عبد الرحمٰن نے کہا: میرے لئے مناسب نہیں کہ آپ کے کئے ہوئے کام کو رد کروں۔ پس حفصہ اسی طرح منذر کے پاس رہیں اور اسے طلاق نہیں سمجھا گیا۔

[٦٤٠] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، وَاَبَا هُرَيْرَةَ سُئِلَا عَنِ الرَّجُلِ يُمَلِّكُ امْرَاَتَهٗ اَمْرَهَا فَتَرُدُّ ذٰلِكَ اِلَيْهِ وَلَا تَقْضِيْ فِيْهِ شَيْئًا، فَقَالَا لَيْسَ ذٰلِكَ بِطَلَاقٍ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابوہریرہ سے اس آدمی کے متعلق پوچھا گیا کہ جو طلاق کا اختیار اپنی بیوی کو دے۔ عورت اس حق کو مرد کی طرف لوٹا دے اور خود کو مطلقاً طلاق نہ دے تو دونوں حضرات نے فرمایا کہ یہ طلاق نہیں۔

وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، اَنَّهٗ قَالَ اِذَا مَلَّكَ الرَّجُلُ امْرَاَتَهٗ اَمْرَهَا فَلَمْ تُفَارِقْهُ، وَقَرَّتْ عِنْدَهٗ، فَلَيْسَ ذٰلِكَ بِطَلَاقٍ.

سعید بن مسیب نے فرمایا کہ جب آدمی نے اپنی بیوی کو طلاق کا اختیار دیا لیکن عورت نے اسے نہ چھوڑا بلکہ اسی کے پاس رہی تو یہ طلاق نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْمُمَلَّكَةِ اِذَا مَلَّكَهَا زَوْجُهَا اَمْرَهَا، ثُمَّ افْتَرَقَا، وَلَمْ تَقْبَلْ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَلَيْسَ

امام مالک نے فرمایا کہ جب خاوند اپنی مملوکہ بیوی کو طلاق کا اختیار دے۔ پھر وہ جدا ہو جائیں اور عورت کوئی بات قبول نہ

بِيَدِهَا مِنْ ذٰلِكَ شَيْءٌ وَهُوَ لَهَا مَا دَامَا فِي مَجْلِسِهِمَا.

کرے تو عورت کے ہاتھ میں کوئی اختیار نہیں۔ یہ اختیار نہیں رہا۔ یہ اختیار عورت کو اسی مجلس کے اندر تھا۔

٦- بَابُ الْإِيلَاءِ

ایلاء کا بیان

[٦٤١] أَثَرٌ- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيِّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ إِذَا آلَى الرَّجُلُ مِنِ امْرَأَتِهِ لَمْ يَقَعْ عَلَيْهِ طَلَاقٌ، وَإِنْ مَضَتِ الْأَرْبَعَةُ الْأَشْهُرِ حَتّٰى يُوقَفَ، فَإِمَّا أَنْ يُطَلِّقَ، وَإِمَّا أَنْ يَفِيءَ.

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے کہ جب آدمی اپنی بیوی کو ایلاء کرے تو اس پر طلاق نہیں پڑے گی خواہ چار مہینے گزر جائیں۔ یہاں تک کہ اسے مجبور کیا جائے گا کہ خواہ اسے طلاق دے یا اس کے ساتھ صحبت کرے۔ ف

ف: اپنی بیویوں سے صحبت نہ کرنے کی قسم کھا لینے کو اصطلاح فقہ میں ایلاء کہتے ہیں' اگر ایلاء کرنے کے بعد کوئی اپنی بیوی سے صحبت کرے تو قسم توڑنے کا کفارہ لازم آتا ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک اگر ایلاء کرنے والا اپنی بیوی سے صحبت نہ کرے تو چار مہینے گزرنے پر ایک طلاق خود بخود پڑ جاتی ہے۔ اب اسے حاکم کی عدالت میں پیش کیا جائے گا کہ وہ رجوع کرکے اپنی قسم کا کفارہ ادا کردے یا اپنی بیوی کو طلاق دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ الْأَمْرُ عِنْدَنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

[٦٤٢] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ أَيُّمَا رَجُلٍ آلَى مِنِ امْرَأَتِهِ، فَإِنَّهُ إِذَا مَضَتِ الْأَرْبَعَةُ الْأَشْهُرِ وُقِفَ حَتّٰى يُطَلِّقَ أَوْ يَفِيءَ، وَلَا يَقَعُ عَلَيْهِ طَلَاقٌ إِذَا مَضَتِ الْأَرْبَعَةُ الْأَشْهُرِ حَتّٰى يُوقَفَ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ جو اپنی بیوی سے ایلاء کرے تو پھر جب چار مہینے گزر جائیں تو اسے مجبور کیا جائے گا' یہاں تک کہ طلاق دے یا صحبت کرے گا۔ عورت پر طلاق نہیں پڑے گی۔ جب چار مہینے گزر جائیں گے تو آدمی کو مجبور کیا جائے گا۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ، وَأَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ كَانَا يَقُولَانِ فِي الرَّجُلِ يُولِي مِنِ امْرَأَتِهِ إِنَّهَا إِذَا مَضَتِ الْأَرْبَعَةُ الْأَشْهُرِ، فَهِيَ تَطْلِيقَةٌ، وَلِزَوْجِهَا عَلَيْهَا الرَّجْعَةُ مَا كَانَتْ فِي الْعِدَّةِ.

سعید بن مسیب اور ابوبکر بن عبدالرحمٰن اس آدمی کے بارے میں فرمایا کرتے جس نے اپنی بیوی سے ایلاء کیا ہو تو جب چار مہینے گزر جائیں گے تو یہ عورت کے لیے ایک طلاق ہوگی' خاوند کو اختیار ہوگا کہ دوران عدت عورت سے رجوع کرے۔

[٦٤٣] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ كَانَ يَقْضِي فِي الرَّجُلِ إِذَا آلَى مِنِ امْرَأَتِهِ أَنَّهَا إِذَا مَضَتِ الْأَرْبَعَةُ الْأَشْهُرِ فَهِيَ تَطْلِيقَةٌ، وَلَهُ عَلَيْهَا الرَّجْعَةُ مَا دَامَتْ فِي عِدَّتِهَا.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ مروان بن حکم اس شخص کا جس نے اپنی بیوی سے ایلاء کیا ہو' یہ فیصلہ کیا کرتے کہ جب چار مہینے گزر جائیں تو یہ ایک طلاق ہے اور مرد کو رجوع کرنے کا اختیار ہے جب تک عورت عدت گزار رہی ہو۔

قَالَ مَالِكٌ وَعَلٰى ذٰلِكَ كَانَ رَأْيُ ابْنِ شِهَابٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ ابن شہاب کی بھی یہی رائے ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يُولِي مِنِ امْرَأَتِهِ فَيُوقَفُ فَيُطَلِّقُ عِنْدَ انْقِضَاءِ الْأَرْبَعَةِ الْأَشْهُرِ، ثُمَّ يُرَاجِعُ امْرَأَتَهُ

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے اپنی بیوی سے ایلاء کیا۔ پس اسے مجبور کیا جائے اور چار مہینے گزرنے پر

أَنَّهُ إِنْ لَمْ يُصِبْهَا حَتَّى تَنْقَضِيَ عِدَّتُهَا، فَلَا سَبِيلَ لَهُ إِلَيْهَا، وَلَا رَجْعَةَ لَهُ عَلَيْهَا إِلَّا أَنْ يَكُونَ لَهُ عُذْرٌ مِنْ مَرَضٍ، أَوْ سِجْنٍ، أَوْ مَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ مِنَ الْعُذْرِ، فَإِنَّ ارْتِجَاعَهُ إِيَّاهَا ثَابِتٌ عَلَيْهَا، فَإِنْ مَضَتْ عِدَّتُهَا، ثُمَّ تَزَوَّجَهَا بَعْدَ ذٰلِكَ، فَإِنَّهُ إِنْ لَمْ يُصِبْهَا حَتَّى تَنْقَضِيَ الْأَرْبَعَةُ الْأَشْهُرِ وُقِفَ أَيْضًا، فَإِنْ لَمْ يَفِئْ دَخَلَ عَلَيْهِ الطَّلَاقُ بِالْإِيلَاءِ الْأَوَّلِ إِذَا مَضَتِ الْأَرْبَعَةُ الْأَشْهُرِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ عَلَيْهَا رَجْعَةٌ، لِأَنَّهُ نَكَحَهَا، ثُمَّ طَلَّقَهَا قَبْلَ أَنْ يَمَسَّهَا، فَلَا عِدَّةَ لَهُ عَلَيْهَا وَلَا رَجْعَةَ.

ایک طلاق پڑ جائے گی۔ پھر اپنی بیوی سے رجعت کرے۔ اگر عدت گزرنے تک اس نے عورت سے جماع نہ کیا تو عورت پر اس کا حق نہیں رہا اور اب رجوع نہیں کر سکتا' سوائے اس صورت کے کہ اسے بیماری یا قید وغیرہ قسم کا کوئی عذر ہو تو زبانی رجوع بھی تسلیم کیا جائے گا۔ اگر عدت گزرنے کے بعد دوبارہ شادی کرے اور صحبت نہ کرے یہاں تک کہ چار مہینے گزر جائیں تو پھر مجبور کیا جائے گا۔ اگر صحبت نہ کرے تو پہلے ایلاء کی طلاق بھی شامل ہو جائے گی جبکہ چار مہینے گزر جائیں' اب رجوع کرنے کا اختیار بھی نہیں رہے گا کیونکہ اس نے عورت سے نکاح کر کے ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دی ہے۔ لہٰذا نہ عورت پر عدت ہے نہ مرد کو رجوع کا اختیار۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يُولِي مِنِ امْرَأَتِهِ فَيُوقَفُ بَعْدَ الْأَرْبَعَةِ الْأَشْهُرِ فَيُطَلِّقُ، ثُمَّ يَرْتَجِعُ وَلَا يَمَسُّهَا، فَتَنْقَضِي أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ قَبْلَ أَنْ تَنْقَضِيَ عِدَّتُهَا إِنَّهُ لَا يُوقَفُ وَلَا يَقَعُ عَلَيْهِ طَلَاقٌ، وَإِنَّهُ إِنْ أَصَابَهَا قَبْلَ أَنْ تَنْقَضِيَ عِدَّتُهَا كَانَ أَحَقَّ بِهَا، وَإِنْ مَضَتْ عِدَّتُهَا قَبْلَ أَنْ يُصِيبَهَا، فَلَا سَبِيلَ لَهُ إِلَيْهَا، وَهٰذَا أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِي ذٰلِكَ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے اپنی بیوی سے ایلاء کیا تو چار مہینے کے بعد اسے مجبور کیا جائے تو ایک طلاق ڈالے۔ پھر رجوع کر لے اور اسے ہاتھ نہ لگائے' پس چار مہینے گزر جائیں تو عدت پوری ہونے سے پہلے اسے مجبور نہیں کیا جائے گا اور نہ عورت پر طلاق پڑے گی۔ اگر عدت پوری ہونے سے پہلے وہ عورت سے صحبت کر لے تو وہ اس کا حق دار ہو گیا اور اگر عدت پوری ہونے سے پہلے جماع نہ کیا تو مرد کا عورت پر کوئی اختیار نہیں رہا۔ اور اس بارے میں یہ میں نے اچھی بات سنی۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يُولِي مِنِ امْرَأَتِهِ ثُمَّ يُطَلِّقُهَا، فَتَنْقَضِي الْأَرْبَعَةُ الْأَشْهُرُ قَبْلَ انْقِضَاءِ عِدَّةِ الطَّلَاقِ، قَالَ هُمَا تَطْلِيقَتَانِ إِنْ هُوَ وُقِفَ، وَلَمْ يَفِئْ، وَإِنْ مَضَتْ عِدَّةُ الطَّلَاقِ قَبْلَ الْأَرْبَعَةِ الْأَشْهُرِ، فَلَيْسَ الْإِيلَاءُ بِطَلَاقٍ، وَذٰلِكَ أَنَّ الْأَرْبَعَةَ الْأَشْهُرِ الَّتِي كَانَتْ يُوقَفُ بَعْدَهَا مَضَتْ وَلَيْسَتْ لَهُ يَوْمَئِذٍ بِامْرَأَةٍ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے اپنی بیوی سے ایلاء کیا' پھر اسے طلاق دے دی' پس عدت پوری ہونے سے پہلے چار مہینے گزر گئے۔ **فرمایا:** یہ دو طلاقیں ہیں۔ اگر وہ مجبور کیا گیا اور اس نے صحبت نہ کی اور اگر چار مہینے گزرنے سے پہلے عدت پوری ہو گئی تو ایلاء سے طلاق نہیں پڑے گی اور یہ اس لئے کہ چار ماہ گزرنے کے بعد جب اسے مجبور کیا تو اس روز وہ اس کی بیوی ہی نہیں تھی۔

قَالَ مَالِكٌ وَمَنْ حَلَفَ أَنْ لَا يَطَأَ امْرَأَتَهُ يَوْمًا، أَوْ شَهْرًا، ثُمَّ مَكَثَ حَتَّى يَنْقَضِيَ أَكْثَرُ مِنَ الْأَرْبَعَةِ الْأَشْهُرِ، فَلَا يَكُونُ ذٰلِكَ إِيلَاءً، وَإِنَّمَا يُوقَفُ فِي الْإِيلَاءِ مَنْ حَلَفَ عَلَى أَكْثَرَ مِنَ الْأَرْبَعَةِ الْأَشْهُرِ، فَأَمَّا

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے قسم کھائی کہ اپنی بیوی سے ایک روز یا ایک مہینہ صحبت نہیں کروں گا۔ پھر وہ ٹھہرا رہا یہاں تک کہ چار مہینے سے زیادہ مدت گزر گئی تو یہ ایلاء شمار نہیں ہو گا' ایلاء میں مجبور تو اس وقت کیا جاتا ہے جبکہ چار ماہ سے زیادہ کی قسم

مَنْ حَلَفَ اَنْ لَا یَطَأَ امْرَاَتَهُ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ، اَوْ اَدْنٰی مِنْ ذٰلِکَ فَلَا اَرٰی عَلَیْهِ اِیْلَاءً، لِاَنَّهُ اِذَا دَخَلَ الْاَجَلُ الَّذِیْ یُوْقَفُ عِنْدَهُ خَرَجَ مِنْ یَمِیْنِهِ، وَلَمْ یَکُنْ عَلَیْهِ وَقْفٌ.

کھائے۔ اگر کوئی قسم کھائے کہ چار مہینے اپنی بیوی سے صحبت نہیں کروں گا یا اس سے کم دن تو ایلاء نہیں ہوگا کیونکہ جب مجبور کرنے کا وقت آئے گا تو وہ اپنی قسم سے باہر ہوگا لہٰذا اسے مجبور کرنے کا حق ہی نہ ہوگا۔

قَالَ مَالِکٌ مَنْ حَلَفَ لِامْرَاَتِهِ اَنْ لَا یَطَاَهَا حَتّٰی تَفْطِمَ وَلَدَهَا، فَاِنَّ ذٰلِکَ لَا یَکُوْنُ اِیْلَاءً، وَقَدْ بَلَغَنِیْ اَنَّ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ سُئِلَ عَنْ ذٰلِکَ فَلَمْ یَرَهُ اِیْلَاءً.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے قسم کھائی کہ اپنی بیوی سے اس وقت تک صحبت نہیں کروں گا جب تک بچے کا دودھ نہیں چھڑایا جائے گا تو یہ ایلاء نہیں ہے اور مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ یہی مسئلہ جب حضرت علی سے پوچھا گیا تو انہوں نے اسے ایلاء شمار نہیں فرمایا۔

۷- بَابُ اِیْلَاءِ الْعَبْدِ

غلام کے ایلاء کا بیان

[٦٤٤] اَثَرٌ- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، اَنَّهُ سَاَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنْ اِیْلَاءِ الْعَبْدِ؟ فَقَالَ هُوَ نَحْوُ اِیْلَاءِ الْحُرِّ، وَهُوَ عَلَیْهِ وَاجِبٌ، وَاِیْلَاءُ الْعَبْدِ شَهْرَانِ.

امام مالک نے ابن شہاب سے غلام کے ایلاء کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ وہ آزاد آدمی کے ایلاء جیسا اور اس پر واجب ہے اور غلام کے ایلاء کی مدت دو ماہ ہے۔

۸- بَابُ ظِهَارِ الْحُرِّ

آزاد کے ظہار کا بیان

[٦٤٥] اَثَرٌ- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ سَعِیْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سُلَیْمٍ الزُّرَقِیِّ، اَنَّهُ سَاَلَ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَاَةً اِنْ هُوَ تَزَوَّجَهَا، فَقَالَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ اِنَّ رَجُلًا جَعَلَ امْرَاَةً عَلَیْهِ کَظَهْرِ اُمِّهِ اِنْ هُوَ تَزَوَّجَهَا، فَاَمَرَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اِنْ هُوَ تَزَوَّجَهَا اَنْ لَا یَقْرَبَهَا حَتّٰی یُکَفِّرَ کَفَّارَةَ الْمُتَظَاهِرِ.

سعید بن عمرو بن سلیم زرقی نے قاسم بن محمد سے پوچھا کہ اگر کوئی کسی عورت سے کہے کہ میں تجھ سے شادی کروں تو تجھے طلاق۔ قاسم بن محمد نے فرمایا کہ ایک آدمی نے کہا کہ اگر میں تیرے ساتھ شادی کروں تو تیری پیٹھ میری ماں جیسی۔ حضرت عمر نے اسے حکم دیا کہ اگر اس کے ساتھ شادی کرے تو قریب نہ جائے جب تک کفارۂ ظہار ادا نہ کر دے۔

[٦٤٦] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، اَنَّهُ بَلَغَهُ، اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ، وَسُلَیْمَانَ بْنَ یَسَارٍ عَنْ رَجُلٍ تَظَاهَرَ مِنِ امْرَاَتِهِ قَبْلَ اَنْ یَنْکِحَهَا، فَقَالَا اِنْ نَکَحَهَا فَلَا یَمَسَّهَا حَتّٰی یُکَفِّرَ کَفَّارَةَ الْمُتَظَاهِرِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ کسی نے قاسم بن محمد اور سلیمان بن یسار سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جس نے نکاح کرنے سے پہلے اپنی بیوی سے ظہار کیا۔ دونوں حضرات نے فرمایا کہ اگر اس نے نکاح کیا تو کفارۂ ظہار ادا کرنے سے پہلے عورت کو ہاتھ نہ لگائے۔

[٦٤٧] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِیْهِ، اَنَّهُ قَالَ فِیْ رَجُلٍ تَظَاهَرَ مِنْ اَرْبَعَةِ نِسْوَةٍ لَهُ بِکَلِمَةٍ وَاحِدَةٍ اِنَّهُ لَیْسَ عَلَیْهِ اِلَّا کَفَّارَةٌ وَاحِدَةٌ.

عروہ بن زبیر نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے اپنی چار بیویوں کے ساتھ ایک ہی کلمہ سے ظہار کیا کہ اس پر ایک ہی کفارہ ادا کرنا لازم آئے گا۔

وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ رَبِیْعَةَ بْنِ اَبِیْ عَبْدِ

امام مالک نے ربیعہ بن ابو عبد الرحمٰن سے مذکورہ بالا

الرَّحْمٰنِ مِثْلَ ذٰلِكَ.

قَالَ مَالِكٌ وَعَلٰى ذٰلِكَ الْاَمْرُ عِنْدَنَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي كَفَّارَةِ الْمُتَظَاهِرِ ﴿فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَاسَّا﴾ (المجادلہ: ۳) ﴿فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَاسَّا فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا﴾ (المجادلہ: ٤) قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يَتَظَاهَرُ مِنِ امْرَاَتِهٖ فِي مَجَالِسَ مُتَفَرِّقَةٍ قَالَ لَيْسَ عَلَيْهِ اِلَّا كَفَّارَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِنْ تَظَاهَرَ ثُمَّ كَفَّرَ ثُمَّ تَظَاهَرَ بَعْدَ اَنْ يُّكَفِّرَ فَعَلَيْهِ الْكَفَّارَةُ اَيْضًا.

قَالَ مَالِكٌ وَمَنْ تَظَاهَرَ مِنِ امْرَاَتِهٖ ثُمَّ مَسَّهَا قَبْلَ اَنْ يُّكَفِّرَ لَيْسَ عَلَيْهِ اِلَّا كَفَّارَةٌ وَّاحِدَةٌ وَيَكُفُّ عَنْهَا حَتّٰى يُكَفِّرَ وَلْيَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ وَذٰلِكَ اَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ.

قَالَ مَالِكٌ وَالظِّهَارُ مِنْ ذَوَاتِ الْمَحَارِمِ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَالنَّسَبِ سَوَاءٌ.

قَالَ مَالِكٌ وَلَيْسَ عَلَى النِّسَاءِ ظِهَارٌ.

قَالَ مَالِكٌ فِي قَوْلِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ﴿وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا﴾ (المجادلہ: ۳) قَالَ سَمِعْتُ اَنَّ تَفْسِيْرَ ذٰلِكَ اَنْ يَّتَظَاهَرَ الرَّجُلُ مِنِ امْرَاَتِهٖ ثُمَّ يُجْمِعَ عَلٰى اِمْسَاكِهَا وَاِصَابَتِهَا فَاِنْ اَجْمَعَ عَلٰى ذٰلِكَ فَقَدْ وَجَبَتْ عَلَيْهِ الْكَفَّارَةُ وَاِنْ طَلَّقَهَا وَلَمْ يُجْمِعْ بَعْدَ تَظَاهُرِهٖ مِنْهَا عَلٰى اِمْسَاكِهَا وَاِصَابَتِهَا فَلَا كَفَّارَةَ عَلَيْهِ.

قَالَ مَالِكٌ فَاِنْ تَزَوَّجَهَا بَعْدَ ذٰلِكَ لَمْ يَمَسَّهَا حَتّٰى يُكَفِّرَ كَفَّارَةَ الْمُتَظَاهِرِ.

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يَتَظَاهَرُ مِنْ اَمَتِهٖ اِنَّهٗ اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّصِيْبَهَا فَعَلَيْهِ كَفَّارَةُ الظِّهَارِ قَبْلَ اَنْ يَطَاَهَا.

روایت کی ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے کفارۂ ظہار کے بارے میں فرمایا: ''تو ان پر ایک غلام آزاد کرنا لازم ہے اس سے پہلے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں۔ جسے غلام کی توفیق نہ ہو تو لگاتار دو مہینے کے روزے رکھیں اس سے پہلے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں۔ پھر جس سے روزے بھی نہ ہوسکیں تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے''۔ امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے مختلف مجلسوں کے اندر اپنی بیوی سے ظہار کیا۔ فرمایا کہ اس پر ایک ہی کفارہ لازم ہے۔ اگر پھر ظہار کرے تو کفارہ دے۔ پھر کفارہ دینے کے بعد ظہار کرے تو پھر بھی کفارہ ادا کرنا ہوگا۔

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے اپنی بیوی سے ظہار کیا' پھر کفارہ دینے سے پہلے عورت سے صحبت کی تو اس پر ایک ہی کفارہ لازم آئے گا۔ وہ کفارہ دینے تک عورت سے رکا رہے اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے اور یہ میں نے اچھی بات سنی۔

امام مالک نے فرمایا کہ ظہار میں رضاعی یا نسبی محارم سے تشبیہ دینا برابر ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ عورتوں پر ظہار نہیں ہے۔

امام مالک نے ارشاد باری تعالیٰ ''عورتوں سے ظہار کرتے ہیں اور پھر اپنے کہے سے پھر جاتے ہیں'' کے بارے میں فرمایا: میں نے اس کی تفسیر میں سنا کہ کسی نے اپنی بیوی سے ظہار کیا۔ پھر اسے روکنا اور صحبت کرنا چاہے۔ اگر اس کے باوجود اس سے جماع کیا تو اس پر کفارہ واجب ہوگیا اور اگر اسے طلاق دے دی اور ظہار کے بعد نہ اس سے جماع کیا' نہ روکا تو اس پر کفارہ نہیں ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ اگر اس کے بعد نکاح کرے تو ظہار کا کفارہ ادا کرنے تک اسے ہاتھ نہ لگائے۔

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے اپنی لونڈی سے ظہار کیا۔ اگر وہ اس سے صحبت کرنا چاہتا ہے تو اس پر ظہار کا کفارہ ہے۔ جماع کرنے سے پہلے۔

قَالَ مَالِكٌ لَا يَدْخُلُ عَلَى الرَّجُلِ إِيلَاءٌ فِي تَظَاهُرِهِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مُضَارًّا لَا يُرِيدُ أَنْ يَفِيءَ مِنْ تَظَاهُرِهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ ظہار سے ایلاء نہیں ہوتا مگر جب کہ ضرر پہنچانے اور جس سے ظہار کیا اس کے ساتھ صحبت کرنے کا ارادہ نہ ہو۔

[٦٤٨] أَثَرٌ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا يَسْأَلُ عُرْوَةَ ابْنَ الزُّبَيْرِ عَنْ رَجُلٍ قَالَ لِامْرَأَتِهِ كُلُّ امْرَأَةٍ أَنْكِحُهَا عَلَيْكِ مَا عِشْتِ، فَهِيَ عَلَيَّ كَظَهْرِ أُمِّي، فَقَالَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ يُجْزِيهِ عَنْ ذٰلِكَ عِتْقُ رَقَبَةٍ.

امام مالک روایت کرتے ہیں کہ ہشام بن عروہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو سنا وہ عروہ بن زبیر سے اس شخص کے بارے میں سوال کر رہے تھے جو اپنی بیوی سے یہ کہے کہ میں عمر بھر میں تجھ پر جس بھی عورت کو اپنے نکاح میں لاؤں وہ مجھ پر ایسے ہو جس طرح میری ماں کی پشت ہے تو عروہ بن زبیر نے فرمایا: اس پر ایک غلام آزاد کرنا کافی ہے۔

٩ - بَابُ ظِهَارِ الْعَبِيدِ

غلام کے ظہار کا بیان

[٦٤٩] أَثَرٌ - حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنْ ظِهَارِ الْعَبْدِ، فَقَالَ نَحْوُ ظِهَارِ الْحُرِّ.

ابن شہاب سے غلام کے ظہار کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ آزاد کی طرح ہے۔

قَالَ مَالِكٌ يُرِيدُ أَنَّهُ يَقَعُ عَلَيْهِ كَمَا يَقَعُ عَلَى الْحُرِّ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس پر بھی آزاد کی طرح کفارہ لازم آتا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَظِهَارُ الْعَبْدِ عَلَيْهِ وَاجِبٌ، وَصِيَامُ الْعَبْدِ فِي الظِّهَارِ شَهْرَانِ.

امام مالک نے فرمایا کہ غلام کا ظہار اس پر واجب ہے اور ظہار میں غلام کے روزے دو ماہ کے ہیں۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْعَبْدِ يَتَظَاهَرُ مِنِ امْرَأَتِهِ إِنَّهُ لَا يَدْخُلُ عَلَيْهِ إِيلَاءٌ، وَذٰلِكَ أَنَّهُ لَوْ ذَهَبَ يَصُومُ صِيَامَ كَفَّارَةِ الْمُتَظَاهِرِ دَخَلَ عَلَيْهِ طَلَاقُ الْإِيلَاءِ قَبْلَ أَنْ يَفْرُغَ مِنْ صِيَامِهِ.

امام مالک نے اس غلام کے بارے میں فرمایا جس نے اپنی بیوی سے ظہار کیا تو اس میں ایلاء شامل نہیں ہوگا اور یہ اس لئے کہ جب وہ کفارہ ظہار کے روزے رکھے گا تو روزوں سے فارغ نہیں ہوگا کہ ایلاء کی طلاق پڑ جائے گی۔

١٠ - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخِيَارِ

اختیار دینے کا بیان

٥٢٥ - حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ فِي بَرِيرَةَ ثَلَاثُ سُنَنٍ، فَكَانَتْ إِحْدَى السُّنَنِ الثَّلَاثِ أَنَّهَا أُعْتِقَتْ فَخُيِّرَتْ فِي زَوْجِهَا، وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ. وَدَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَالْبُرْمَةُ تَفُورُ بِلَحْمٍ، فَقُرِّبَ إِلَيْهِ خُبْزٌ وَأُدْمٌ مِنْ أُدْمِ الْبَيْتِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَلَمْ أَرَ بُرْمَةً فِيهَا لَحْمٌ؟ فَقَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَلٰكِنْ ذٰلِكَ لَحْمٌ تُصُدِّقَ بِهِ عَلَى بَرِيرَةَ، وَأَنْتَ لَا تَأْكُلُ

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ بریرہ کے معاملے میں تین سنتیں ہیں۔ ان میں سے ایک یہ کہ اسے آزاد کر کے خاوند کے بارے میں اختیار دیا گیا۔ دوسرے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ولاء اس کے لئے ہے جو آزاد کرے۔ تیسری یہ بات کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو گوشت کی ہانڈی جوش مار رہی تھی۔ پس آپ کے حضور روٹی اور گھر کا سالن پیش کیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں ہانڈی میں گوشت نہیں دیکھتا؟ عرض کی گئی کہ یا رسول اللہ! کیوں نہیں لیکن یہ گوشت بریرہ کو صدقہ دیا گیا

الصَّدَقَةِ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَهُوَ لَنَا هَدِيَّةٌ. صحیح البخاری (۵۲۷۹) صحیح مسلم (۳۷۶۵)

ہے۔ جبکہ آپ صدقہ نہیں کھاتے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ اس کے لئے صدقہ اور ہمارے لئے ہدیہ ہے۔

[۶۵۰] اَثَر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ فِي الْاَمَةِ تَكُوْنُ تَحْتَ الْعَبْدِ فَتُعْتَقُ اِنَّ الْاَمَةَ لَهَا الْخِيَارُ مَا لَمْ يَمَسَّهَا.

قَالَ مَالِكٌ وَاِنْ مَسَّهَا زَوْجُهَا فَزَعَمَتْ اَنَّهَا جَهِلَتْ اَنَّ لَهَا الْخِيَارَ، فَاِنَّهَا تُتَّهَمُ وَلَا تُصَدَّقُ بِمَا ادَّعَتْ مِنَ الْجَهَالَةِ، وَلَا خِيَارَ لَهَا بَعْدَ اَنْ يَمَسَّهَا.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس لونڈی کے متعلق فرمایا کرتے جو غلام کے نکاح میں ہو' پھر آزاد کر دی جائے۔ لونڈی کو اختیار ہوگا جب تک اسے ہاتھ نہ لگایا جائے۔

امام مالک نے فرمایا کہ اگر اس کے خاوند نے ہاتھ لگایا اور عورت نے کہا کہ اسے یہ معلوم نہ تھا تو عورت کو بدستور اختیار رہے گا اور اگر بے خبری کے دعوے میں وہ جھوٹی ہو اور محض بہانہ بنایا ہو تو ہاتھ لگانے کے بعد عورت کو اختیار نہیں رہے گا۔

[۶۵۱] اَثَر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، اَنَّ مَوْلَاةً لِبَنِیْ عَدِيٍّ يُقَالُ لَهَا زَبْرَاءُ اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ عَبْدٍ، وَهِيَ اَمَةٌ يَوْمَئِذٍ فَعَتَقَتْ، قَالَتْ فَاَرْسَلَتْ اِلَيَّ حَفْصَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ فَدَعَتْنِيْ، فَقَالَتْ اِنِّيْ مُخْبِرَتُكِ خَبَرًا، وَلَا اُحِبُّ اَنْ تَصْنَعِيْ شَيْئًا، اِنَّ اَمْرَكِ بِيَدِكِ مَا لَمْ يَمْسَسْكِ زَوْجُكِ، فَاِنْ مَسَّكِ فَلَيْسَ لَكِ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ. قَالَتْ فَقُلْتُ هُوَ الطَّلَاقُ، ثُمَّ الطَّلَاقُ، ثُمَّ الطَّلَاقُ فَفَارَقَتْهُ ثَلَاثًا.

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ بنی عدی کی مولاۃ نے انہیں بتایا جس کو زبرہ کہا جاتا تھا کہ وہ ایک غلام کے نکاح میں تھی اور ان دنوں لونڈی تھی کہ آزاد کر دی گئی۔ اس کا بیان ہے کہ میری طرف پیغام بھیج کر حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھے بلایا اور فرمایا کہ میں تمہیں ایک بات بتاتی ہوں اور میں نہیں چاہتی کہ تم نادانستہ کچھ کر بیٹھو۔ تمہیں تمہارے معاملے کا اختیار ہے جب تک تمہارا خاوند تمہیں ہاتھ نہ لگائے۔ اگر اس نے تمہارے ساتھ جماع کیا تو پھر تمہیں کوئی اختیار نہیں رہے گا۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے کہا: طلاق' پھر طلاق' پھر طلاق اور تین دفعہ کہہ کر جدا ہو گئی۔

[۶۵۲] اَثَر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، اَنَّهُ قَالَ اَيُّمَا رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَاَةً وَبِهِ جُنُوْنٌ، اَوْ ضَرَرٌ فَاِنَّهَا تُخَيَّرُ فَاِنْ شَاءَتْ قَرَّتْ، وَاِنْ شَاءَتْ فَارَقَتْ.

سعید بن مسیب نے فرمایا کہ کوئی شخص کسی عورت سے شادی کرے اور مرد کو جنون یا کوئی موذی مرض ہو تو عورت کو اختیار ہوگا کہ چاہے تو اس کے پاس رہے اور چاہے جدا ہو جائے۔

[۶۵۳] اَثَر- قَالَ مَالِكٌ فِي الْاَمَةِ تَكُوْنُ تَحْتَ الْعَبْدِ، ثُمَّ تُعْتَقُ قَبْلَ اَنْ يَدْخُلَ بِهَا اَوْ يَمَسَّهَا اِنَّهَا اِنِ اخْتَارَتْ نَفْسَهَا فَلَا صَدَاقَ لَهَا، وَهِيَ تَطْلِيْقَةٌ، وَذٰلِكَ الْاَمْرُ عِنْدَنَا.

امام مالک نے اس لونڈی کے بارے میں فرمایا جو غلام کے نکاح میں ہو۔ پھر خلوت صحیحہ یا ہاتھ لگانے سے پہلے وہ آزاد ہو جائے اگر وہ نکاح سے باہر ہونا چاہے تو اسے مہر نہیں ملے گا اور اس پر طلاق پڑ جائے گی۔ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

[۶۵۴] اَثَر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، اَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُوْلُ اِذَا خَيَّرَ الرَّجُلُ امْرَاَتَهُ فَاخْتَارَتْهُ فَلَيْسَ ذٰلِكَ بِطَلَاقٍ.

قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ اَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ.

امام مالک نے ابن شہاب کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب مرد اپنی بیوی کو اختیار دے اور وہ خاوند کو اختیار کر لے تو طلاق نہیں پڑے گی۔

امام مالک نے فرمایا کہ یہ میں نے اچھی بات سنی۔

قَالَ مَالِکٌ فِي الْمُخَيَّرَةِ إِذَا خَيَّرَهَا زَوْجُهَا فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا، فَقَدْ طَلَقَتْ ثَلَاثًا، وَإِنْ قَالَ زَوْجُهَا لَمْ أُخَيِّرْكِ إِلَّا وَاحِدَةً، فَلَيْسَ لَهُ ذٰلِكَ، وَذٰلِكَ أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُهُ.

امام مالک نے اختیار والی کے متعلق فرمایا کہ جب خاوند نے اسے اختیار دیا اور اس نے جدائی پسند کر لی تو اس پر تین طلاقیں پڑ گئیں۔ اگرچہ خاوند یہ کہے کہ میں نے اسے ایک طلاق کا اختیار دیا تھا تو اس کی یہ بات نہیں سنی جائے گی اور یہ بات میں نے اچھی سنی۔

قَالَ مَالِکٌ وَإِنْ خَيَّرَهَا فَقَالَتْ قَدْ قَبِلْتُ وَاحِدَةً، وَقَالَ لَمْ أُرِدْ ذٰلِكَ، وَإِنَّمَا خَيَّرْتُكِ فِي الثَّلَاثِ جَمِيعًا، أَنَّهَا إِنْ لَمْ تَقْبَلْ إِلَّا وَاحِدَةً أَقَامَتْ عِنْدَهُ عَلَى نِكَاحِهَا، وَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ فِرَاقًا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالَى.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر عورت کو اختیار دیا گیا اور اس نے کہا کہ میں نے ایک طلاق کا اختیار قبول کیا۔ مرد کہے کہ میرا یہ مقصد نہیں میں نے تجھے اکٹھی تین طلاق کا اختیار دیا ہے۔ لیکن وہ ایک ہی قبول کرے تو اسی نکاح کے ساتھ اس کے پاس رہے گی اور ان شاء اللہ تعالیٰ جدا نہیں ہوگی۔

۱۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخُلْعِ

خلع کے متعلق روایات

۵۲۶- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ عَنْ حَبِيبَةَ بِنْتِ سَهْلٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ، وَأَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ إِلَى الصُّبْحِ، فَوَجَدَ حَبِيبَةَ بِنْتَ سَهْلٍ عِنْدَ بَابِهِ فِي الْغَلَسِ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ هٰذِهِ؟ فَقَالَتْ أَنَا حَبِيبَةُ بِنْتُ سَهْلٍ يَا رَسُولَ اللّٰهِ. قَالَ مَا شَأْنُكِ؟ قَالَتْ لَا أَنَا وَلَا ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ لِزَوْجِهَا، فَلَمَّا جَاءَ زَوْجُهَا ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ هٰذِهِ حَبِيبَةُ بِنْتُ سَهْلٍ قَدْ ذَكَرَتْ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ تَذْكُرَ، فَقَالَتْ حَبِيبَةُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كُلُّ مَا أَعْطَانِي عِنْدِي، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ خُذْ مِنْهَا. فَأَخَذَ مِنْهَا وَجَلَسَتْ فِي بَيْتِ أَهْلِهَا.

عمرہ بنت عبد الرحمٰن کو حبیبہ بنت سہل انصاری نے بتایا جو حضرت ثابت بن قیس بن شماس کے نکاح میں تھیں کہ رسول اللہ ﷺ علی الصبح باہر نکلے تو اندھیرے میں حبیبہ بنت سہل کو ان کے دروازے پر پایا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا کہ کون ہے؟ یہ عرض گزار ہوئیں کہ یا رسول اللہ! میں حبیبہ بنت سہل ہوں۔ فرمایا کیا بات ہے؟ عرض کی کہ میں نہیں اور نہ ثابت بن قیس یعنی ان کا خاوند۔ جب ان کے خاوند حضرت ثابت بن قیس آئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ یہ حبیبہ بنت سہل ہیں۔ انہوں نے بتایا جو اللہ نے چاہا۔ پس حضرت حبیبہ بنت سہل نے کہا کہ جو کچھ انہوں نے دیا وہ میرے پاس ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ثابت بن قیس سے فرمایا کہ ان سے لے لو۔ پس انہوں نے مال لے لیا اور یہ اپنے میکے چلی گئیں۔

سنن ابوداؤد (۲۲۲۷) سنن نسائی (۳۴٦۲) سنن ابن ماجه (۲۰۵٦)

[٦۵۵] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ مَوْلَاةٍ لِصَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ، أَنَّهَا اخْتَلَعَتْ مِنْ زَوْجِهَا بِكُلِّ شَيْءٍ لَهَا، فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ.

نافع نے صفیہ بنت ابوعبید کی مولاۃ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے اپنا سارا مال دے کر خاوند سے خلع کیا تو حضرت عبد اللہ بن عمر نے اس کو برا نہیں سمجھا۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْمُفْتَدِيَةِ الَّتِي تَفْتَدِي مِنْ زَوْجِهَا أَنَّهُ إِذَا عُلِمَ أَنَّ زَوْجَهَا أَضَرَّ بِهَا وَضَيَّقَ عَلَيْهَا

امام مالک نے اس عورت کے بارے میں فرمایا جو مال دے کر خاوند سے اپنا پیچھا چھڑائے کہ جب معلوم ہو جائے کہ

وَعُلِمَ اَنَّهٗ ظَالِمٌ لَهَا مَضَى الطَّلَاقُ ' وَرَدَّ عَلَيْهَا مَالَهَا.

خاوند اس کو تکلیف دیتا رہا اور اس پر تنگی کی ہے اور معلوم ہو جائے گا کہ اس نے عورت پر ظلم کیا ہے تو طلاق پڑ جائے گی اور عورت کا مال اسے لوٹایا جائے گا۔

قَالَ فَهٰذَا الَّذِيْ كُنْتُ اَسْمَعُ ' وَالَّذِيْ عَلَيْهِ اَمْرُ النَّاسِ عِنْدَنَا.

فرمایا کہ میں نے یہی سنا ہے اور ہمارے نزدیک لوگوں کا یہی حکم ہے۔

قَالَ مَالِكٌ لَا بَاْسَ بِاَنْ تَفْتَدِيَ الْمَرْاَةُ مِنْ زَوْجِهَا بِاَكْثَرَ مِمَّا اَعْطَاهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ عورت اس سے زیادہ فدیہ دے جو خاوند نے مال دیا تھا۔

۱۲- بَابُ طَلَاقِ الْمُخْتَلِعَةِ

خلع کی طلاق کا بیان

[٦٥٦] اثر- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى ' عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ نَافِعٍ ' اَنَّ رُبَيِّعَ بِنْتَ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ جَاءَتْ هِيَ وَعَمَّتُهَا اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ' فَاَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا اخْتَلَعَتْ مِنْ زَوْجِهَا فِيْ زَمَانِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ ' فَبَلَغَ ذٰلِكَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَلَمْ يُنْكِرْهُ ' وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عِدَّتُهَا عِدَّةُ الْمُطَلَّقَةِ.

نافع سے روایت ہے کہ ربیع بنت معوذ بن عفراء اپنی پھوپھی کو لے کر حضرت عبداللہ بن عمر کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور انہیں بتایا کہ انہوں نے حضرت عثمان کے زمانے میں اپنے خاوند سے خلع کیا تھا۔ جب یہ بات حضرت عثمان تک پہنچی تو انہوں نے برا نہ جانا اور حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ اس کی عدت طلاق والی جیسی ہے۔

وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' اَنَّهٗ بَلَغَهٗ ' اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ ' وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ ' وَابْنَ شِهَابٍ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ عِدَّةُ الْمُخْتَلِعَةِ مِثْلُ عِدَّةِ الْمُطَلَّقَةِ ثَلَاثَةُ قُرُوْءٍ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ سعید بن میتب' سلیمان بن یسار اور ابن شہاب فرمایا کرتے کہ خلع والی کی عدت طلاق والی جیسی ہے یعنی تین طہر۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْمُفْتَدِيَةِ اِنَّهَا لَا تَرْجِعُ اِلٰى زَوْجِهَا اِلَّا بِنِكَاحٍ جَدِيْدٍ ' فَاِنْ هُوَ نَكَحَهَا ' فَفَارَقَهَا قَبْلَ اَنْ يَمَسَّهَا لَمْ يَكُنْ لَهٗ عَلَيْهَا عِدَّةٌ مِنَ الطَّلَاقِ الْاٰخَرِ ' وَتَبْنِيْ عَلٰى عِدَّتِهَا الْاُوْلٰى.

امام مالک نے مال دے کر پیچھا چھڑانے والی کے متعلق فرمایا کہ وہ اپنے خاوند کی طرف نہیں لوٹے گی مگر نئے نکاح کے ساتھ۔ اگر وہ ہاتھ لگانے سے پہلے اسے چھوڑ دے تو اس پر دوسری طلاق کی عدت نہیں ہوگی بلکہ وہ پہلی عدت پوری کرے گی۔

قَالَ مَالِكٌ وَهٰذَا اَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِيْ ذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس بارے میں یہ میں نے خوب سنا۔

قَالَ مَالِكٌ اِذَا افْتَدَتِ الْمَرْاَةُ مِنْ زَوْجِهَا بِشَيْءٍ عَلٰى اَنْ يُطَلِّقَهَا فَطَلَّقَهَا طَلَاقًا مُتَتَابِعًا نَسَقًا ' فَذٰلِكَ ثَابِتٌ عَلَيْهِ ' فَاِنْ كَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ صُمَاتٌ ' فَمَا اَتْبَعَهٗ بَعْدَ الصُّمَاتِ فَلَيْسَ بِشَيْءٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ جب عورت نے اپنے خاوند کو اس لئے مال دیا کہ اسے طلاق دی جائے اور وہ ایک ہی دفعہ اسے متواتر تین طلاقیں دے ڈالے تو وہ پڑ جائیں گی۔ اگر ایک طلاق دینے کے بعد خاموش ہو گیا تو خاموش ہونے کے بعد جو طلاق دی وہ لغو ہے۔

۱۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي اللِّعَانِ

لعان کے متعلق روایات

۵۲۷- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدِ السَّاعِدِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُوَيْمِرًا الْعَجْلَانِيَّ جَاءَ إِلَى عَاصِمِ بْنِ عَدِيِّ الْأَنْصَارِيِّ، فَقَالَ لَهُ يَا عَاصِمُ أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ، فَتَقْتُلُونَهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ؟ سَلْ لِي يَا عَاصِمُ عَنْ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ. فَسَأَلَ عَاصِمٌ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ، فَكَرِهَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَسَائِلَ، وَعَابَهَا حَتَّى كَبُرَ عَلَى عَاصِمٍ مَا سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. فَلَمَّا رَجَعَ عَاصِمٌ إِلَى أَهْلِهِ جَاءَهُ عُوَيْمِرٌ فَقَالَ يَا عَاصِمُ مَاذَا قَالَ لَكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ فَقَالَ عَاصِمٌ لِعُوَيْمِرٍ لَمْ تَأْتِنِي بِخَيْرٍ، قَدْ كَرِهَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَسْأَلَةَ الَّتِي سَأَلْتُهُ عَنْهَا. فَقَالَ عُوَيْمِرٌ وَاللَّهِ لَا أَنْتَهِي حَتَّى أَسْأَلَهُ عَنْهَا، فَأَقْبَلَ عُوَيْمِرٌ حَتَّى أَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَسَطَ النَّاسِ، فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ، فَتَقْتُلُونَهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَدْ أُنْزِلَ فِيكَ وَفِي صَاحِبَتِكَ، فَاذْهَبْ فَأْتِ بِهَا. قَالَ سَهْلٌ فَتَلَاعَنَا وَأَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَلَمَّا فَرَغَا مِنْ تَلَاعُنِهِمَا قَالَ عُوَيْمِرٌ كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ أَمْسَكْتُهَا. فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَأْمُرَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

صحیح البخاری (۵۲۵۹) صحیح مسلم (۳۷۲۳۔۳۷۲۴۔۳۷۲۵)

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عاصم بن عدی انصاری نے حضرت عویمر عجلانی کے پاس آ کر کہا: اے عاصم! اگر کوئی اپنی بیوی کے پاس کسی کو دیکھ کر اسے قتل کر دے تو کیا تم اسے قتل کر دو گے؟ پھر وہ کیا کرے؟ اے عاصم! اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھ کر مجھے بتاؤ۔ پس حضرت عاصم نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے پوچھی تو رسول اللہ ﷺ نے اس بات کا پوچھنا ناپسند فرمایا۔ یہاں تک کہ حضرت عاصم نے جو کچھ رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ اس کا انہیں دکھ ہوا۔ جب حضرت عاصم اپنے گھر لوٹے تو حضرت عویمر ان کے پاس آئے تو پوچھا کہ اے عاصم! رسول اللہ ﷺ نے آپ سے کیا فرمایا؟ حضرت عویمر کو بتایا کہ میں بھلائی لے کر نہیں آیا کیونکہ جو بات میں نے پوچھی رسول اللہ ﷺ نے اسے ناپسند فرمایا۔ حضرت عویمر نے کہا کہ خدا کی قسم! میں تو نہیں رکوں گا جب تک یہ بات پوچھ نہ لوں۔ پس حضرت عویمر لوگوں کے درمیان رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے اور کہا: یا رسول اللہ! اگر کوئی اپنی بیوی کے ساتھ کسی دوسرے آدمی کو دیکھ کر اسے قتل کر دے تو آپ اسے قتل کر دیں گے پھر وہ کیا کرے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے اور تمہاری بیوی کے متعلق حکم نازل ہو گیا ہے۔ جا کر عورت کو لے آؤ۔ حضرت سہل فرماتے ہیں کہ پھر ان دونوں نے لعان کیا اور میں لوگوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں موجود تھا۔ جب دونوں لعان سے فارغ ہو گئے تو حضرت عویمر عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! اگر میں عورت کو اپنے پاس رکھوں تو گویا میں نے اس پر جھوٹا الزام لگایا تھا۔ پس اس سے پہلے کہ رسول اللہ ﷺ انہیں کوئی حکم دیتے انہوں نے تین طلاقیں دے دیں۔ ف

ف: اگر کوئی خاوند اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگائے تو دونوں کو حاکم کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ حاکم دونوں سے چار چار مرتبہ قسمیں لیتا ہے اور پانچویں دفعہ جھوٹے پر لعنت بھیجی جاتی ہے۔ ایسا کرنے والے جوڑے کو متلاعنین اور ایسا کرنے کو لعان کہتے ہیں۔ قرآن کریم میں اس کے متعلق کوئی حکم نازل نہیں ہوا تھا کہ لعان کرنے کے بعد وہ جوڑا اکٹھا رہے گا یا الگ ہو جائیں گے۔ عورت پر طلاق پڑ جائے گی یا نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے بھی اس وقت تک اس سلسلے میں کچھ نہیں فرمایا تھا۔ لعان کرنے کے بعد حضرت عویمر عجلانی نے غصے میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے کر جدا کر دیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے لعان کرنے والوں کے لیے یہی سنت مقرر فرما

دی اور ان کے اس فیصلے پر ناراضگی کا اظہار نہیں فرمایا بلکہ اسے قیامت تک کے لیے قانون بنا دیا۔ ساتھ ہی یہ بھی اس روایت سے معلوم ہو گیا کہ اگرچہ طلاق اکٹھی نہیں دینی چاہیے لیکن کسی نے اگر اکٹھی تین طلاقیں دے دیں تو تین ہی واقع ہوں گی۔

واللہ تعالیٰ اعلم

قَالَ مَالِكٌ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَكَانَتْ تِلْكَ بَعْدُ سُنَّةَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ.

امام مالک نے کہا: ابن شہاب کا یہ قول ہے کہ اس کے بعد یہی لعان کرنے کی سنت قرار پائی۔

۵۲۸- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا لَاعَنَ امْرَأَتَهُ فِي زَمَانِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَانْتَفَلَ مِنْ وَلَدِهَا، فَفَرَّقَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَهُمَا، وَأَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالْمَرْأَةِ.

صحیح البخاری (۵۳۱۵) صحیح مسلم (۱۴۹۴)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک آدمی اور اس کی بیوی نے لعان کیا۔ آدمی نے کہا کہ بچہ میرا نہیں ہے پس رسول اللہ ﷺ نے ان کے درمیان جدائی کروا دی اور بچہ عورت کے سپرد کر دیا۔

قَالَ مَالِكٌ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ. وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ. وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ أَنْ تَشْهَدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ. وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ﴾ (النور: ۶-۹) قَالَ مَالِكٌ السُّنَّةُ عِنْدَنَا أَنَّ الْمُتَلَاعِنَيْنِ لَا يَتَنَاكَحَانِ أَبَدًا، وَإِنْ أَكْذَبَ نَفْسَهُ جُلِدَ الْحَدَّ، وَأُلْحِقَ بِهِ الْوَلَدُ، وَلَمْ تَرْجِعْ إِلَيْهِ أَبَدًا، وَعَلَى هَذَا السُّنَّةُ عِنْدَنَا الَّتِي لَا شَكَّ فِيهَا، وَلَا اخْتِلَافَ.

امام مالک نے کہا کہ اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے: ”اور جو اپنی عورتوں کو عیب لگائیں اور ان کے پاس اپنے بیان کے سوا گواہ نہ ہوں تو ایسے کسی کی گواہی یہ ہے کہ چار بار گواہی دے اللہ کے نام سے کہ وہ سچا ہے اور پانچویں یہ کہ اللہ کی لعنت ہو اس پر اگر جھوٹا ہو۔ اور عورت سے یوں سزا ٹل جائے گی کہ وہ اللہ کا نام لے کر چار بار گواہی دے کہ مرد جھوٹا ہے اور پانچویں یوں کہ عورت پر غضب اللہ کا اگر مرد سچا ہو“۔ امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی سنت ہے کہ لعان کرنے والے دونوں کبھی آپس میں نکاح نہیں کر سکتے اور اگر مرد خود کو جھوٹا بتائے تو اس پر حد جاری ہو گی اور بچہ اسے دیا جائے گا اور عورت اسے کبھی نہیں ملے گی اور ہمارے نزدیک یہی سنت ہے جس میں نہ کوئی شک ہے اور نہ اختلاف۔

قَالَ مَالِكٌ وَإِذَا فَارَقَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ طَلَاقًا بَاتًّا لَيْسَ لَهُ عَلَيْهَا فِيهِ رَجْعَةٌ، ثُمَّ أَنْكَرَ حَمْلَهَا لَاعَنَهَا إِذَا كَانَتْ حَامِلًا، وَكَانَ حَمْلُهَا يُشْبِهُ أَنْ يَكُونَ مِنْهُ إِذَا ادَّعَتْهُ مَا لَمْ يَأْتِ دُونَ ذَلِكَ مِنَ الزَّمَانِ الَّذِي يُشَكُّ فِيهِ فَلَا يُعْرَفُ أَنَّهُ مِنْهُ. قَالَ فَهَذَا الْأَمْرُ عِنْدَنَا، وَالَّذِي سَمِعْتُ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ.

امام مالک نے فرمایا کہ جب آدمی اپنی بیوی کو طلاق بائن دے چکا تو عورت سے رجوع کرنے کا حق نہیں رہ جاتا۔ پھر اس کے حمل کا انکار کرے تو دونوں لعان کریں گے جبکہ عورت حاملہ ہو اور حمل کے متعلق یہ شبہ ہو سکے کہ ممکن ہے اسی کا ہو جبکہ وہ انکار کرتا ہے۔ جس عورت کے بارے میں شک ہوا گر وہ اس کے علاوہ ہو تو اس آدمی کا نہیں سمجھا جائے گا۔ فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے اور یہی میں نے اہل علم سے سنا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَإِذَا قَذَفَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ بَعْدَ أَنْ

امام مالک نے فرمایا کہ جب آدمی اپنی بیوی پر زنا کی تہمت

يُطَلِّقَهَا ثَلَاثًا، وَهِيَ حَامِلٌ يُقِرُّ بِحَمْلِهَا، ثُمَّ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَآهَا تَزْنِي قَبْلَ أَنْ يُفَارِقَهَا جُلِدَ الْحَدَّ وَلَمْ يُلَاعِنْهَا، وَإِنْ أَنْكَرَ حَمْلَهَا بَعْدَ أَنْ يُطَلِّقَهَا ثَلَاثًا لَاعَنَهَا.

لگائے اس کے بعد کہ اسے تین طلاقیں دے دے اور وہ حاملہ ہے۔ اپنے حمل کا اقرار کر رہی ہے لیکن مرد دعویٰ کرتا ہے کہ اس نے طلاق سے پہلے اسے زنا کرتے دیکھا ہے تو مرد پر حد جاری ہو گی اور وہ لعان نہیں کریں گے اور تین طلاقیں دینے کے بعد اگر وہ عورت کے حمل کا انکار کرے تو لعان ہوگا۔

قَالَ وَهٰذَا الَّذِي سَمِعْتُ.

فرمایا کہ میں نے یہی سنا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْعَبْدُ بِمَنْزِلَةِ الْحُرِّ فِي قَذْفِهِ وَلِعَانِهِ يَجْرِي مَجْرَى الْحُرِّ فِي مُلَاعَنَتِهِ، غَيْرَ أَنَّهُ لَيْسَ عَلَى مَنْ قَذَفَ مَمْلُوكَةً حَدٌّ.

امام مالک نے فرمایا کہ قذف اور لعان میں غلام بھی آزاد کی طرح ہے۔ اس پر بھی لعان میں وہی واجب ہوگا جو آزاد پر، ماسوائے اس کے کہ مملوکہ لونڈی پر زنا کی تہمت لگانے سے حد قذف جاری نہیں ہوگی۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْأَمَةُ الْمُسْلِمَةُ وَالْحُرَّةُ النَّصْرَانِيَّةُ وَالْيَهُودِيَّةُ تُلَاعِنُ الْحُرَّ الْمُسْلِمَ إِذَا تَزَوَّجَ إِحْدَاهُنَّ فَأَصَابَهَا، وَذٰلِكَ أَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ فِي كِتَابِهِ ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ﴾ (النور:٦) فَهُنَّ مِنَ الْأَزْوَاجِ، وَعَلَى هٰذَا الْأَمْرُ عِنْدَنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ مسلمان لونڈی اور آزاد یہودیہ و نصرانیہ بھی آزاد مسلمان کے ساتھ لعان کریں گی جبکہ وہ ان میں سے کسی کے ساتھ نکاح کر کے صحبت کر لے اور یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے کہ "جو اپنی بیویوں پر تہمت لگاتے ہیں"۔ اور یہ عورتیں بھی بیویاں ہیں اور ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْعَبْدُ إِذَا تَزَوَّجَ الْمَرْأَةَ الْحُرَّةَ الْمُسْلِمَةَ، أَوِ الْأَمَةَ الْمُسْلِمَةَ، أَوِ الْحُرَّةَ النَّصْرَانِيَّةَ، أَوِ الْيَهُودِيَّةَ لَاعَنَهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ غلام جب آزاد مسلمان عورت یا مسلمان لونڈی یا آزاد نصرانی عورت یا آزاد یہودی عورت سے نکاح کرے تو وہ لعان کریں گے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يُلَاعِنُ امْرَأَتَهُ فَيَنْزِعُ، وَيُكَذِّبُ نَفْسَهُ بَعْدَ يَمِينٍ، أَوْ يَمِينَيْنِ مَا لَمْ يَلْتَعِنْ فِي الْخَامِسَةِ إِنَّهُ إِذَا نَزَعَ قَبْلَ أَنْ يَلْتَعِنَ جُلِدَ الْحَدَّ وَلَمْ يُفَرَّقْ بَيْنَهُمَا.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو اپنی بیوی سے لعان کرنے لگے پھر رک جائے اور ایک یا دو قسموں کے بعد اپنے آپ کو جھٹلائے جبکہ پانچ مرتبہ لعان نہیں کیا اور لعان پورا ہونے سے پہلے رک گیا تو اس پر حد قذف جاری ہوگی اور ان کے درمیان جدائی نہیں کرائی جائے گی۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يُطَلِّقُ امْرَأَتَهُ، فَإِذَا مَضَتِ الثَّلَاثَةُ الْأَشْهُرِ قَالَتِ الْمَرْأَةُ أَنَا حَامِلٌ، قَالَ إِنْ أَنْكَرَ زَوْجُهَا حَمْلَهَا لَاعَنَهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ جس آدمی نے اپنی بیوی کو طلاق دی، پھر تین مہینے گزرنے کے بعد عورت نے کہا کہ میں حاملہ ہوں۔ فرمایا کہ اگر اس کا شوہر اس کے حمل کا انکار کرتا ہے تو اس کے ساتھ لعان کرے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْأَمَةِ الْمَمْلُوكَةِ يُلَاعِنُهَا زَوْجُهَا ثُمَّ يَشْتَرِيهَا إِنَّهُ لَا يَطَؤُهَا وَإِنْ مَلَكَهَا، وَذٰلِكَ أَنَّ

امام مالک نے مملوکہ لونڈی کے بارے میں فرمایا جس نے اپنے خاوند کے ساتھ لعان کیا۔ پھر خاوند نے اسے خرید لیا تو وہ اس

السُّنَّةُ مَضَتْ أَنَّ الْمُتَلَاعِنَيْنِ لَا يَتَرَاجَعَانِ أَبَدًا.

کی مملوکہ ہے لیکن اس کے ساتھ صحبت نہ کرے کیونکہ ہمیشہ سے یہی سنت چلی آ رہی ہے کہ لعان کرنے والے کبھی اکٹھے نہیں ہوتے۔

قَالَ مَالِكٌ إِذَا لَاعَنَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا، فَلَيْسَ لَهَا إِلَّا نِصْفُ الصَّدَاقِ.

صحیح البخاری (۵۳۱۵)

امام مالک نے فرمایا کہ صحبت کرنے سے پہلے اگر آدمی نے اپنی بیوی کے ساتھ لعان کیا تو عورت کو صرف آدھا مہر ملے گا۔

۱۴- بَابُ مِيرَاثِ وَلَدِ الْمُلَاعَنَةِ

لعان والی عورت کے بیٹے کی میراث

حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ كَانَ يَقُولُ فِي وَلَدِ الْمُلَاعَنَةِ وَوَلَدِ الزِّنَا أَنَّهُ إِذَا مَاتَ وَرِثَتْهُ أُمُّهُ حَقَّهَا فِي كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالَى وَإِخْوَتُهُ لِأُمِّهِ حُقُوقَهُمْ، وَيَرِثُ الْبَقِيَّةَ مَوَالِي أُمِّهِ إِنْ كَانَتْ مَوْلَاةً، وَإِنْ كَانَتْ عَرَبِيَّةً وَرِثَتْ حَقَّهَا، وَوَرِثَ إِخْوَتُهُ لِأُمِّهِ حُقُوقَهُمْ، وَكَانَ مَا بَقِيَ لِلْمُسْلِمِينَ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ عروہ بن زبیر ملاعنہ کے بچے اور ولد الزنا کے بارے میں فرمایا کرتے کہ جب وہ مر جائے تو اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق اس کی والدہ کو میراث ملے گی اور ماں سے اس کے بھائی حق دار ہوں گے اور باقی اس کی والدہ کے موالی کو ملے گا جب کہ وہ آزاد کردہ لونڈی ہو اور اگر عربیہ ہو تو اپنے حصے کی وارث ہوگی اور ماں جائے بھائی اپنے حصے کے وارث ہوں گے اور باقی مال بیت المال میں جمع کروایا جائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ وَبَلَغَنِي عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ مِثْلُ ذٰلِكَ، وَعَلَى ذٰلِكَ أَدْرَكْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ سلیمان بن یسار سے بھی مجھے یہی بات پہنچی ہے اور میں نے اپنے شہر کے اہل علم کو اسی پر پایا ہے۔

۱۵- بَابُ طَلَاقِ الْبِكْرِ

کنواری کو طلاق دینا

[۶۵۷] **أَثَرٌ- حَدَّثَنِي يَحْيَى**، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِيَاسِ بْنِ الْبُكَيْرِ، أَنَّهُ قَالَ طَلَّقَ رَجُلٌ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا، ثُمَّ بَدَا لَهُ أَنْ يَنْكِحَهَا، فَجَاءَ يَسْتَفْتِي، فَذَهَبْتُ مَعَهُ أَسْأَلُ لَهُ، فَسَأَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ، وَأَبَا هُرَيْرَةَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَا لَا نَرَى أَنْ تَنْكِحَهَا حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَكَ. قَالَ فَإِنَّمَا طَلَاقِي إِيَّاهَا وَاحِدَةٌ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّكَ أَرْسَلْتَ مِنْ يَدِكَ مَا كَانَ لَكَ مِنْ فَضْلٍ.

محمد بن عبد الرحمٰن بن ثوبان نے محمد بن ایاس بن بکیر سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ایک آدمی نے اپنی بیوی کو صحبت کرنے سے پہلے تین طلاقیں دے دیں۔ پھر اس نے نکاح کرنا چاہا تو فتویٰ پوچھنے نکلا۔ پس میں بھی ان کے ساتھ پوچھنے گیا۔ حضرت عبد اللہ بن عباس اور حضرت ابو ہریرہ سے اس بارے میں پوچھا تو دونوں حضرات نے فرمایا کہ تم اس کے ساتھ نکاح نہیں کر سکتے یہاں تک کہ وہ تمہارے سوا دوسرے سے نکاح کرے۔ اس نے کہا کہ میری ایک ہی طلاق سے وہ بائن ہوگئی؟ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ تمہارے ہاتھ میں جو اختیار تھا وہ تم نے خود ہی گنوا دیا۔

[۶۵۸] **أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّهُ قَالَ

نعمان بن ابو عیاش انصاری نے روایت کی ہے کہ عطاء بن یسار نے فرمایا: ایک آدمی نے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا کہ کسی نے اپنی بیوی کو ہاتھ لگانے

جَاءَ رَجُلٌ يَسْأَلُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا قَبْلَ اَنْ تَمَسَّهَا. قَالَ عَطَاءٌ فَقُلْتُ اِنَّمَا طَلَاقُ الْبِكْرِ وَاحِدَةٌ، فَقَالَ لِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اِنَّمَا اَنْتَ قَاصٌّ، اَلْوَاحِدَةُ تُبِيْنُهَا، وَالثَّلَاثَةُ تُحَرِّمُهَا حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ.

سے پہلے تین طلاق دے دیں۔ عطاء کا بیان ہے کہ میں نے کہا: کنواری پر ایک طلاق پڑتی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص نے مجھ سے فرمایا کہ تم قصہ خوان ہو۔ ایک طلاق سے عورت بائن ہو جاتی ہے اور تین طلاقوں سے حرام ہوتی ہے یہاں تک کہ دوسرے خاوند سے نکاح کرے۔

[٦٥٩] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَشَجِّ، اَنَّهُ اَخْبَرَهُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِيْ عَيَّاشٍ الْاَنْصَارِيِّ، اَنَّهُ كَانَ جَالِسًا مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، وَعَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ فَجَاءَهُمَا مُحَمَّدُ بْنُ اِيَاسِ بْنِ الْبُكَيْرِ، فَقَالَ اِنَّ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ بِهَا، فَمَاذَا تَرَيَانِ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ اِنَّ هٰذَا الْاَمْرَ مَا لَنَا فِيْهِ قَوْلٌ، فَاذْهَبْ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ، فَاِنِّيْ تَرَكْتُهُمَا عِنْدَ عَائِشَةَ، فَسَلْهُمَا، ثُمَّ ائْتِنَا، فَاَخْبِرْنَا. فَذَهَبَ فَسَاَلَهُمَا، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِاَبِيْ هُرَيْرَةَ اَفْتِهِ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ، فَقَدْ جَاءَتْكَ مُعْضِلَةٌ، فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَلْوَاحِدَةُ تُبِيْنُهَا، وَالثَّلَاثَةُ تُحَرِّمُهَا حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِثْلَ ذٰلِكَ.

معاویہ بن ابو عیاش انصاری کا بیان ہے کہ وہ عبد اللہ بن زبیر اور عاصم بن عمر بن خطاب کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ محمد بن ایاس بن بکیر آئے اور کہا کہ ایک بدو نے اپنی بیوی کو صحبت کرنے سے پہلے تین طلاق دے دیں آپ دونوں حضرات کی کیا رائے ہے؟ حضرت عبد اللہ بن زبیر نے کہا کہ اس بارے میں ہمیں کچھ معلوم نہیں۔ لہٰذا تم حضرت عبد اللہ بن عباس اور حضرت ابو ہریرہ کے پاس جاؤ جنہیں میں حضرت عائشہ کے پاس چھوڑ کر آیا ہوں اور ان سے پوچھ کر ہمیں بھی آ کر مطلع کرنا۔ وہ گئے اور دونوں حضرات سے پوچھا۔ حضرت ابن عباس نے حضرت ابو ہریرہ سے کہا کہ اے ابو ہریرہ! فتویٰ دیجئے کیونکہ آپ کے پاس مشکل سوال آیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا کہ ایک طلاق عورت کو بائن اور تین طلاق حرام کر دیتی ہیں یہاں تک کہ دوسرے خاوند سے نکاح کرے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ایسا ہی فرمایا۔

قَالَ مَالِكٌ وَعَلٰى ذٰلِكَ الْاَمْرُ عِنْدَنَا، وَالثَّيِّبُ اِذَا مَلَكَهَا الرَّجُلُ، فَلَمْ يَدْخُلْ بِهَا اِنَّهَا تَجْرِيْ مَجْرَى الْبِكْرِ اَلْوَاحِدَةُ تُبِيْنُهَا وَالثَّلَاثُ تُحَرِّمُهَا حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے کہ ثیبہ جب کسی کی ملک میں آئے اور وہ اس سے صحبت نہ کرے تو اس کا معاملہ کنواری جیسا ہے کہ ایک طلاق سے بائن اور تین طلاق سے حرام ہو جائے گی یہاں تک کہ دوسرے خاوند سے نکاح کرے۔

١٦- بَابُ طَلَاقِ الْمَرِيْضِ

بیمار کا طلاق دینا

[٦٦٠] اَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَوْفٍ قَالَ وَكَانَ اَعْلَمَهُمْ بِذٰلِكَ، وَعَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ طَلَّقَ امْرَاَتَهُ الْبَتَّةَ وَهُوَ مَرِيْضٌ، فَوَرَّثَهَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ مِنْهُ بَعْدَ انْقِضَاءِ عِدَّتِهَا.

طلحہ بن عبد اللہ بن عوف سے جنہیں اس بات کا بخوبی علم تھا اور ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن بن عوف سے روایت ہے کہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیں جبکہ وہ بیمار تھے۔ پس حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عدت گزرنے کے بعد ان کی بیوی کو میراث دلائی۔

[٦٦١] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْفَضْلِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، أَنَّ عُثْمَانَ ابْنَ عَفَّانَ وَرَّثَ نِسَاءَ ابْنِ مُكْمِلٍ مِنْهُ، وَكَانَ طَلَّقَهُنَّ وَهُوَ مَرِيضٌ.

اعرج کا بیان ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابن مکمل کی بیویوں کو میراث دلائی جنہیں ابن مکمل نے بیماری کی حالت میں طلاق دی تھی۔

[٦٦٢] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَمِعَ رَبِيعَةَ بْنَ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَقُولُ بَلَغَنِي أَنَّ امْرَأَةَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ سَأَلَتْهُ أَنْ يُطَلِّقَهَا، فَقَالَ إِذَا حِضْتِ ثُمَّ طَهُرْتِ فَآذِنِينِي. فَلَمْ تَحِضْ حَتَّى مَرِضَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ، فَلَمَّا طَهُرَتْ آذَنَتْهُ، فَطَلَّقَهَا الْبَتَّةَ، أَوْ تَطْلِيقَةً لَمْ يَكُنْ بَقِيَ لَهُ عَلَيْهَا مِنَ الطَّلَاقِ غَيْرُهَا، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ يَوْمَئِذٍ مَرِيضٌ، فَوَرَّثَهَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ مِنْهُ بَعْدَ انْقِضَاءِ عِدَّتِهَا.

امام مالک نے ربیعہ بن ابوعبدالرحمٰن کو فرماتے ہوئے سنا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی بیوی نے ان سے طلاق مانگی تو انہوں نے فرمایا کہ جب تمہیں حیض آئے پھر پاک ہو جاؤ تو مجھے بتانا۔ انہیں حیض نہ آیا یہاں تک کہ حضرت عبدالرحمٰن بیمار ہو گئے۔ جب یہ پاک ہوئیں تو انہیں بتانا۔ انہوں نے طلاق بتہ یا آخری طلاق دے دی جس کے بعد کوئی طلاق باقی نہ رہی اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ان دنوں بیمار تھے۔ حضرت عثمان نے عدت پوری ہونے کے بعد انہیں ترکہ دلایا۔

[٦٦٣] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ قَالَ كَانَتْ عِنْدَ جَدِّي حَبَّانَ امْرَأَتَانِ هَاشِمِيَّةٌ، وَأَنْصَارِيَّةٌ، فَطَلَّقَ الْأَنْصَارِيَّةَ وَهِيَ تُرْضِعُ، فَمَرَّتْ بِهَا سَنَةٌ ثُمَّ هَلَكَ عَنْهَا، وَلَمْ تَحِضْ، فَقَالَتْ أَنَا أَرِثُهُ لَمْ أَحِضْ. فَاخْتَصَمَتَا إِلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، فَقَضَى لَهَا بِالْمِيرَاثِ، فَلَامَتِ الْهَاشِمِيَّةُ عُثْمَانَ، فَقَالَ هٰذَا عَمَلُ ابْنِ عَمِّكِ، هُوَ أَشَارَ عَلَيْنَا بِهٰذَا، يَعْنِي عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ.

محمد بن یحییٰ بن حبان نے فرمایا کہ میرے جد امجد حضرت حبان کی دو بیویاں تھیں۔ ایک ہاشمیہ اور دوسری انصاریہ۔ انہوں نے انصاریہ کو طلاق دے دی جو دودھ پلاتی تھیں۔ اسی طرح سال گزر گیا۔ پھر وہ وفات پا گئے اور انہیں حیض نہ آیا۔ انہوں نے کہا کہ میں میراث لوں گی کیونکہ مجھے حیض نہیں آیا۔ دونوں کا جھگڑا حضرت عثمان کی بارگاہ میں پیش ہوا۔ پس اس کے لئے میراث کا فیصلہ ہوا۔ ہاشمیہ نے حضرت عثمان کو ملامت کی تو فرمایا کہ یہ تمہارے چچازاد بھائی کا عمل ہے۔ انہوں نے ہمیں ایسا ہی بتایا' یعنی حضرت علی نے۔

[٦٦٤] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ شِهَابٍ يَقُولُ إِذَا طَلَّقَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا وَهُوَ مَرِيضٌ، فَإِنَّهَا تَرِثُهُ. قَالَ مَالِكٌ وَإِنْ طَلَّقَهَا وَهُوَ مَرِيضٌ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا فَلَهَا نِصْفُ الصَّدَاقِ، وَلَهَا الْمِيرَاثُ. وَلَا عِدَّةَ عَلَيْهَا، وَإِنْ دَخَلَ بِهَا، ثُمَّ طَلَّقَهَا فَلَهَا الْمَهْرُ كُلُّهُ، وَالْمِيرَاثُ، الْبِكْرُ وَالثَّيِّبُ فِي هٰذَا عِنْدَنَا سَوَاءٌ.

امام مالک نے ابن شہاب کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب آدمی مرض الموت میں اپنی بیوی کو تین طلاق دے تو وہ میراث پائے گی۔ امام مالک نے فرمایا کہ اگر وہ بیماری میں صحبت کرنے سے پہلے طلاق دے دے تو عورت کو نصف مہر ملے گا اور وہ میراث پائے گی اور اس پر عدت نہیں ہے۔ اگر صحبت کرنے کے بعد اسے طلاق دی ہے تو اسے پورا مہر اور میراث ملے گی۔ کنواری اور شوہر دیدہ اس جگہ ہمارے نزدیک برابر ہیں۔

١٧- بَابُ مَا جَاءَ فِي مُتْعَةِ الطَّلَاقِ

بوقت طلاق عورت کی مالی مدد

[٦٦٥] أثر- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ طَلَّقَ امْرَأَةً لَهُ فَمَتَّعَ بِوَلِيدَةٍ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے جب اپنی بیوی کو طلاق دی تو ایک لونڈی دے کر اسے فائدہ

پہنچایا۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ لِكُلِّ مُطَلَّقَةٍ مُتْعَةٌ إِلَّا الَّتِي تُطَلَّقُ وَقَدْ فُرِضَ لَهَا صَدَاقٌ، وَلَمْ تُمَسَّ فَحَسْبُهَا نِصْفُ مَا فُرِضَ لَهَا.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر فرمایا کرتے کہ ہر مطلقہ کو مالی فائدہ پہنچایا جائے ماسوائے اس مطلقہ کے جس کا مہر مقرر ہو چکا اور اس کو ہاتھ نہیں لگایا گیا تو اسے نصف مہر ملے گا۔

[٦٦٦] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّهُ قَالَ لِكُلِّ مُطَلَّقَةٍ مُتْعَةٌ.

ابن شہاب نے فرمایا کہ ہر مطلقہ کو مالی فائدہ پہنچایا جائے۔

قَالَ مَالِكٌ وَبَلَغَنِي عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ مِثْلُ ذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ مجھے قاسم بن محمد سے بھی یہی بات پہنچی ہے۔

قَالَ مَالِكٌ لَيْسَ لِلْمُتْعَةِ عِنْدَنَا حَدٌّ مَعْرُوفٌ فِي قَلِيلِهَا وَلَا كَثِيرِهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ مالی فائدہ پہنچانے کی ہمارے نزدیک کوئی حد نہیں اور نہ کم وبیش کا کوئی قانون مقرر ہے۔ف

ف: مطلقہ کو مالی فائدہ پہنچانا مرد کی استطاعت اور مرضی پر موقوف ہے۔ اس سلسلے میں قرآن کریم کے اندر یہ واضح تصریح ہے:

لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً وَمَتِّعُوهُنَّ عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِينَ. (البقرہ:۲۳۶)

تم پر کچھ مطالبہ نہیں اگر تم عورت کو طلاق دو جب تک تم نے عورت کو ہاتھ نہ لگایا ہو یا کوئی مہر مقرر نہ کر لیا ہو اور ان کو کچھ برتنے کو دو۔ مقدور والے پر اس کے لائق اور تنگ دست پر اس کے لائق حسب دستور یہ بھلائی والوں پر واجب ہے۔

قرآن مجید میں مسلمانوں کو اس سلسلے میں یہ ہدایت بھی فرمائی گئی ہے:

وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ سَرِّحُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِتَعْتَدُوا وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ وَلَا تَتَّخِذُوا آيَاتِ اللهِ هُزُوًا وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللهِ عَلَيْكُمْ وَمَا أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهِ وَاتَّقُوا اللهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ. (البقرہ:۲۳۱)

جب تم عورتوں کو طلاق دو اور ان کی میعاد آ لگے تو اس وقت تک یا بھلائی کے ساتھ روک لو یا نیک نامی کے ساتھ چھوڑ دو اور انہیں ضرر پہنچانے کے لیے نہ روکا جائے کہ حد سے بڑھو اور جو ایسا کرے وہ اپنی جان پر ظلم کرتا ہے اور اللہ کی آیتوں کو مذاق نہ بناؤ اور یاد کرو اللہ کا احسان جو تم پر ہے اور جو تم پر کتاب اور حکمت اتاری تمہیں سمجھانے کو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

قرآن کریم نے ایلاء کے بارے میں یہ ہدایت فرمائی ہے:

لِلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ فَإِنْ فَاءُوا فَإِنَّ اللهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ. وَإِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَإِنَّ اللهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ. (البقرہ:۲۲۶-۲۲۷)

وہ جو قسم کھا بیٹھتے ہیں اپنی عورتوں کے پاس جانے کی انہیں چار مہینے کی مہلت ہے پس اگر اس مدت میں پھر آئے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اگر چھوڑ دینے کا پکا ارادہ کر لیا ہے تو اللہ سنتا جانتا ہے۔

مطلقہ عورتوں کو پروردگار عالم نے یہ ہدایت بھی فرمائی ہے:

وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ. اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْــًٔا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ. فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ. (البقرہ: ۲۲۸تا۲۳۰)

اور طلاق والی عورتیں اپنی جانوں کو روکے رکھیں تین حیض تک اور انہیں حلال نہیں کہ چھپائیں وہ جو اللہ نے ان کے پیٹ میں پیدا کیا اگر اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہیں۔ اور ان کے شوہروں کو اس مدت کے اندر ان کے پھیر لینے کا حق پہنچتا ہے اگر ملاپ چاہیں اور عورتوں کا حق بھی ایسا ہی ہے جیسا ان پر ہے اور مردوں کو ان پر فضیلت ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے یہ طلاق دوبار تک ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا نیکی کے ساتھ چھوڑ دینا اور تمہیں روا نہیں کہ جو کچھ عورتوں کو دیا اس میں سے کچھ واپس لو مگر جب دونوں کو اندیشہ ہو کہ اللہ کی حدیں قائم نہ کریں گے پھر اگر تمہیں خوف ہو کہ وہ دونوں ٹھیک انہی حدوں پر نہ رہیں گے تو ان پر کچھ گناہ نہیں اس میں جو بدلہ دے کر عورت چھٹی لے یہ اللہ کی حدیں ہیں ان سے آگے نہ بڑھو اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھے تو وہی ظالم لوگ ہیں۔ پھر اگر تیسری طلاق اسے دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے پھر وہ دوسرا اگر طلاق دے دے تو ان دونوں پر گناہ نہیں کہ پھر آپس میں مل جائیں اگر سمجھتے ہوں کہ اللہ کی حدیں نبا ہیں گے اور یہ اللہ کی حدیں ہیں جنہیں بیان کرتا ہے دانش مندوں کے لیے۔ ف

ف: مسلمان مردوں اور عورتوں کو طلاق کے موقع پر یہ قرآنی ضابطے ضرور مدِنظر رکھنے چاہئیں۔

۱۸- بَابُ مَا جَآءَ فِيْ طَلَاقِ الْعَبْدِ

غلام کی طلاق کے متعلق روایات

[٦٦٧] اثر- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَبِي الزِّنَادِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، اَنَّ نُفَيْعًا، مُكَاتَبًا كَانَ لِاُمِّ سَلَمَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، اَوْ عَبْدًا لَهَا كَانَتْ تَحْتَهٗ امْرَاَةٌ حُرَّةٌ فَطَلَّقَهَا اثْنَتَيْنِ، ثُمَّ اَرَادَ اَنْ يُّرَاجِعَهَا، فَاَمَرَهٗ اَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ اَنْ يَّاْتِيَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَيَسْاَلَهٗ عَنْ ذٰلِكَ، فَلَقِيَهٗ عِنْدَ الدَّرَجِ اٰخِذًا بِيَدِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، فَسَاَلَهُمَا فَابْتَدَرَاهُ جَمِيْعًا، فَقَالَا: حَرُمَتْ عَلَيْكَ، حَرُمَتْ عَلَيْكَ.

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ نفیع حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مکاتب یا غلام تھا۔ اس کے نکاح میں آزاد عورت تھی۔ اس نے دو طلاقیں دے دیں اور پھر رجعت کرنی چاہی۔ امہات المؤمنین نے اسے حکم دیا کہ حضرت عثمان کے پاس جا کر ان سے یہ بات پوچھو۔ وہ درج کے نزدیک حضرت زید بن ثابت کا ہاتھ پکڑے ہوئے ملے۔ پس ان سے مسئلہ پوچھا تو دونوں حضرات نے یک زبان ہو کر فرمایا: تم پر حرام ہوگئی، تم پر حرام ہو گئی۔

[٦٦٨] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ نفیع حضرت ام سلمہ رضی

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ ' اَنَّ نُفَيْعًا، مُكَاتَبًا كَانَ لِأُمِّ سَلَمَةَ ' زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ' طَلَّقَ امْرَاَةً حُرَّةً تَطْلِيْقَتَيْنِ ' فَاسْتَفْتٰى عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ ' فَقَالَ حَرُمَتْ عَلَيْكَ.

اللہ تعالیٰ عنہا کا مکاتب تھا۔ اس نے اپنی آزاد بیوی کو دو طلاقیں دے دیں۔ پھر حضرت عثمان سے فتویٰ پوچھا تو انہوں نے فرمایا: تمہارے اوپر حرام ہوگئی۔

[٦٦٩] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ عَبْدِ رَبِّهٖ بْنِ سَعِيْدٍ ' عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ ابْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ اَنَّ نُفَيْعًا. مُكَاتَبًا كَانَ لِأُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ. اِسْتَفْتٰى زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ ' فَقَالَ اِنِّيْ طَلَّقْتُ امْرَاَةً حُرَّةً تَطْلِيْقَتَيْنِ. فَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ حَرُمَتْ عَلَيْكَ.

محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی سے روایت ہے کہ نفیع جو حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مکاتب تھا۔ اس نے حضرت زید بن ثابت سے فتویٰ پوچھتے ہوئے کہا کہ میں نے آزاد بیوی کو دو طلاقیں دے دی ہیں۔ حضرت زید بن ثابت نے فرمایا کہ وہ تم پر حرام ہوگئی ہے۔

[٦٧٠] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ نَافِعٍ ' اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا طَلَّقَ الْعَبْدُ امْرَاَتَهٗ تَطْلِيْقَتَيْنِ ' فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْهِ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ' حُرَّةً كَانَتْ اَوْ اَمَةً. وَعِدَّةُ الْحُرَّةِ ثَلَاثُ حِيَضٍ ' وَعِدَّةُ الْاَمَةِ حَيْضَتَانِ.

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ جب غلام نے اپنی بیوی کو دو طلاقیں دے دیں تو وہ اس پر حرام ہو گئی یہاں تک کہ دوسرے خاوند سے نکاح کرے۔ عورت خواہ آزاد ہو یا لونڈی اور آزاد کی عدت تین حیض اور لونڈی کی عدت دو حیض ہے۔

[٦٧١] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ نَافِعٍ ' اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ اَذِنَ لِعَبْدِهٖ اَنْ يَّنْكِحَ ' فَالطَّلَاقُ بِيَدِ الْعَبْدِ لَيْسَ بِيَدِ غَيْرِهٖ مِنْ طَلَاقِهٖ شَيْءٌ ' فَاَمَّا اَنْ يَّاْخُذَ الرَّجُلُ اَمَةَ غُلَامِهٖ ' اَوْ اَمَةَ وَلِيْدَتِهٖ ' فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ.

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ جس نے اپنے غلام کو نکاح کرنے کی اجازت دی تو طلاق کا اختیار غلام کے ہاتھ میں ہوگا کسی دوسرے کو طلاق کا ذرا بھی اختیار نہیں ہوگا۔ جو اپنے لیے غلام یا لونڈی کی لونڈی حاصل کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

١٩- بَابُ نَفَقَةِ الْاَمَةِ اِذَا طُلِّقَتْ وَهِيَ حَامِلٌ

حاملہ لونڈی کو طلاق دی تو نفقہ دیا جائے

قَالَ مَالِكٌ لَيْسَ عَلٰى حُرٍّ ' وَلَا عَلٰى عَبْدٍ طَلَّقَا مَمْلُوْكَةً ' وَلَا عَبْدٍ طَلَّقَ حُرَّةً طَلَاقًا بَائِنًا نَفَقَةٌ ' وَاِنْ كَانَتْ حَامِلًا اِذَا لَمْ يَكُنْ لَهٗ عَلَيْهَا رَجْعَةٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ آزاد مرد یا غلام اپنی مملوکہ کو طلاق دے یا غلام اپنی آزاد بیوی کو طلاق بائن دے تو ان میں سے کسی پر بھی نفقہ لازم نہیں خواہ عورت حاملہ ہو بایں صورت کہ رجعت کا حق نہ رہا ہو۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَيْسَ عَلٰى حُرٍّ اَنْ يَّسْتَرْضِعَ لِابْنِهٖ وَهُوَ عَبْدُ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ' وَلَا عَلٰى عَبْدٍ اَنْ يُّنْفِقَ مِنْ مَالِهٖ عَلٰى مَا يَمْلِكُ سَيِّدُهٗ اِلَّا بِاِذْنِ سَيِّدِهٖ.

امام مالک نے فرمایا کہ آزاد مرد پر اپنے بیٹے کا دودھ پلانا نہیں (جبکہ وہ دوسرے کی لونڈی سے ہو) کیونکہ وہ دوسرے لوگوں کا غلام ہے اور نہ غلام پر اس مال سے خرچ کرنا ہے جو اس کے آقا کی ملک ہو مگر اپنے آقا کی اجازت سے۔

٢٠- بَابُ عِدَّةِ الَّتِيْ تَفْقِدُ زَوْجَهَا

اس عورت کی عدت جس کا خاوند گم ہو جائے

[٦٧٢] اَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى ' عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ

يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ أَيُّمَا امْرَأَةٍ فَقَدَتْ زَوْجَهَا، فَلَمْ تَدْرِ أَيْنَ هُوَ، فَإِنَّهَا تَنْتَظِرُ أَرْبَعَ سِنِينَ ثُمَّ تَعْتَدُّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ثُمَّ تَحِلُّ.

تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جس عورت کا خاوند لاپتہ ہو جائے اور یہ معلوم نہ ہو کہ وہ کہاں ہے تو عورت چار سال انتظار کرے گی' پھر چار ماہ دس روز عدت گزار کر دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَإِنْ تَزَوَّجَتْ بَعْدَ انْقِضَاءِ عِدَّتِهَا فَدَخَلَ بِهَا زَوْجُهَا، أَوْ لَمْ يَدْخُلْ بِهَا فَلَا سَبِيلَ لِزَوْجِهَا الْأَوَّلِ إِلَيْهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ جب عدت گزارنے کے بعد عورت نے شادی کر لی تو خاوند نے اس سے خلوت صحیحہ کی یا نہ کی لیکن پہلے خاوند کا اس پر کوئی حق نہیں رہا۔

قَالَ مَالِكٌ وَذَلِكَ الْأَمْرُ عِنْدَنَا، وَإِنْ أَدْرَكَهَا زَوْجُهَا قَبْلَ أَنْ تَتَزَوَّجَ فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے اور اگر قبل نکاح کرنے کے پہلا خاوند آ جائے تو عورت کا وہ زیادہ حقدار ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَأَدْرَكْتُ النَّاسَ يُنْكِرُونَ الَّذِي قَالَ بَعْضُ النَّاسِ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهُ قَالَ يُخَيَّرُ زَوْجُهَا الْأَوَّلُ إِذَا جَاءَ فِي صَدَاقِهَا أَوْ فِي امْرَأَتِهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ میں نے لوگوں کو اس آدمی کا انکار کرتے ہوئے پایا ہے جس نے یہ دعویٰ کیا کہ حضرت عمر نے فرمایا کہ پہلا خاوند جب بھی آئے اسے مہر یا اپنی بیوی کو لینے کا اختیار ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَبَلَغَنِي أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ فِي الْمَرْأَةِ يُطَلِّقُهَا زَوْجُهَا وَهُوَ غَائِبٌ عَنْهَا ثُمَّ يُرَاجِعُهَا فَلَا يَبْلُغُهَا رَجْعَتُهُ، وَقَدْ بَلَغَهَا طَلَاقُهُ إِيَّاهَا فَتَزَوَّجَتْ أَنَّهُ إِذَا دَخَلَ بِهَا زَوْجُهَا الْآخَرُ، أَوْ لَمْ يَدْخُلْ بِهَا فَلَا سَبِيلَ لِزَوْجِهَا الْأَوَّلِ الَّذِي كَانَ طَلَّقَهَا إِلَيْهَا. قَالَ مَالِكٌ وَهَذَا أَحَبُّ مَا سَمِعْتُ إِلَيَّ فِي هَذَا وَفِي الْمَفْقُودِ.

امام مالک نے فرمایا: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس عورت کے بارے میں فرمایا جس کو اس کے خاوند نے طلاق دی اور پھر کہیں چلا گیا۔ پھر اس نے رجوع کر لیا لیکن رجعت کی خبر عورت کو نہیں پہنچی۔ جب اس کی طلاق پوری ہو جائے تو نکاح کرے۔ اب دوسرے خاوند نے خواہ اس کے ساتھ صحبت کی ہے یا نہیں کی لیکن پہلے خاوند کا اس پر کوئی حق نہیں رہا جس نے اسے طلاق دی تھی۔ امام مالک نے فرمایا کہ گم شدہ آدمی کے متعلق یہ میں نے بہت اچھی بات سنی۔

۲۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَقْرَاءِ وَعِدَّةِ الطَّلَاقِ وَطَلَاقِ الْحَائِضِ

قروء' طلاق' عدت اور حائضہ کی طلاق کا بیان

٥٢٩- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَسَأَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ يُمْسِكْهَا حَتَّى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيضَ ثُمَّ تَطْهُرَ، ثُمَّ إِنْ شَاءَ أَمْسَكَ بَعْدُ، وَإِنْ شَاءَ طَلَّقَ قَبْلَ أَنْ يَمَسَّ،

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اپنی بیوی کو طلاق دی جبکہ وہ حائضہ تھیں۔ حضرت عمر نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق دریافت کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان سے کہو کہ رجوع کر لیں' پھر اپنے پاس رکھیں یہاں تک کہ پاک ہو جائے۔ پھر حیض آئے اور پاک ہو جائے' پھر چاہے اپنے پاس روک لیں اور چاہے ہاتھ لگانے

فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِي أَمَرَ اللّٰهُ أَنْ يُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ.

صحیح البخاری (۵۲۵۱) صحیح مسلم (۳۶۳۷)

سے پہلے اسے طلاق دے دیں' عورتوں کی طلاق کے بارے میں یہ وہ عدت ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔

[٦٧٣] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، أَنَّهَا انْتَقَلَتْ حَفْصَةَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ حِينَ دَخَلَتْ فِي الدَّمِ مِنَ الْحَيْضَةِ الثَّالِثَةِ.

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حفصہ بنت عبد الرحمٰن بن ابوبکر صدیق کو عدت سے اٹھا دیا جبکہ انہیں تیسرے حیض کا خون شروع ہوا۔

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِعَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، فَقَالَتْ صَدَقَ عُرْوَةُ. وَقَدْ جَادَلَهَا فِي ذٰلِكَ نَاسٌ، فَقَالُوا إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ فِي كِتَابِهِ ﴿ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ﴾ (البقرۃ:۲۲۸) فَقَالَتْ عَائِشَةُ صَدَقْتُمْ تَدْرُونَ مَا الْأَقْرَاءُ؟ إِنَّمَا الْأَقْرَاءُ الْأَطْهَارُ.

ابن شہاب نے فرمایا کہ جب عمرہ بنت عبد الرحمٰن سے اس بات کا ذکر ہوا تو فرمایا کہ عروہ نے سچ کہا ہے اور لوگوں نے حضرت عائشہ سے اس بارے میں بحث کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ تو اپنی کتاب میں "ثلاثة قروء" فرماتا ہے۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ تم سچ کہتے ہو لیکن جانتے ہو کہ "الاقراء" کیا ہے۔ "الاقراء" سے مراد "الاطهار" یعنی پاکی ہے۔

[٦٧٤] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَقُولُ مَا أَدْرَكْتُ أَحَدًا مِنْ فُقَهَائِنَا إِلَّا وَهُوَ يَقُولُ هٰذَا يُرِيدُ قَوْلَ عَائِشَةَ.

ابن شہاب نے ابوبکر بن عبد الرحمٰن کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے اپنے فقہاء میں سے کسی ایک کو نہیں پایا مگر وہی کہتے ہوئے جو حضرت عائشہ نے فرمایا ہے۔

[٦٧٥] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ وَزَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ الْأَحْوَصَ هَلَكَ بِالشَّامِ حِينَ دَخَلَتِ امْرَأَتُهُ فِي الدَّمِ مِنَ الْحَيْضَةِ الثَّالِثَةِ، وَقَدْ كَانَ طَلَّقَهَا، فَكَتَبَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ إِلَى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ يَسْأَلُهُ عَنْ ذٰلِكَ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ زَيْدٌ إِنَّهَا إِذَا دَخَلَتْ فِي الدَّمِ مِنَ الْحَيْضَةِ الثَّالِثَةِ فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ وَبَرِئَ مِنْهَا، وَلَا تَرِثُهُ وَلَا يَرِثُهَا.

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ احوص کا شام میں انتقال ہو گیا جبکہ ان کی بیوی کو تیسرے حیض کا خون شروع ہوا اور انہوں نے اسے طلاق دی ہوئی تھی۔ پس معاویہ بن ابو سفیان نے حضرت زید بن ثابت کو اس کا حکم بتانے کے لئے لکھا۔ حضرت زید نے ان کے لئے لکھا کہ جب اسے تیسرے حیض کا خون شروع ہو تو عورت کا مرد سے اور مرد کا عورت سے کوئی تعلق نہ رہا اور وہ ایک دوسرے کی میراث نہیں پائیں گے۔

[٦٧٦] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، وَسَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، وَأَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، وَابْنِ شِهَابٍ، أَنَّهُمْ كَانُوا يَقُولُونَ إِذَا دَخَلَتِ الْمُطَلَّقَةُ فِي الدَّمِ مِنَ الْحَيْضَةِ الثَّالِثَةِ، فَقَدْ بَانَتْ مِنْ زَوْجِهَا، وَلَا مِيرَاثَ بَيْنَهُمَا، وَلَا رَجْعَةَ لَهُ عَلَيْهَا.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ قاسم بن محمد' سالم بن عبد اللہ' ابوبکر بن عبد الرحمٰن' سلیمان بن یسار' ابن شہاب یہ تمام حضرات کہا کرتے کہ جب مطلقہ کو تیسرے حیض کا خون آنے لگا تو وہ اپنے خاوند سے بائن ہو جائے گی اور وہ دونوں ایک دوسرے کی میراث نہیں پائیں گے اور مرد کو اس عورت سے رجوع کرنے کا حق نہیں رہا۔

[٦٧٧] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ

عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ' اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا طَلَّقَ الرَّجُلُ امْرَاَتَهُ ' فَدَخَلَتْ فِي الدَّمِ مِنَ الْحَيْضَةِ الثَّالِثَةِ ' فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ ' وَبَرِيْءَ مِنْهَا.

جب کسی نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور اسے تیسرے حیض کا خون آنے لگا تو عورت کا مرد سے اور مرد کا عورت سے کوئی تعلق نہ رہا۔

قَالَ مَالِكٌ وَهُوَ الْاَمْرُ عِنْدَنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

[٦٧٨] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِىْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنِ الْفُضَيْلِ بْنِ اَبِىْ عَبْدِ اللّٰهِ مَوْلَى الْمَهْرِيِّ اَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ ' وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ كَانَا يَقُوْلَانِ اِذَا طُلِّقَتِ الْمَرْاَةُ فَدَخَلَتْ فِي الدَّمِ مِنَ الْحَيْضَةِ الثَّالِثَةِ ' فَقَدْ بَانَتْ مِنْهُ وَحَلَّتْ.

قاسم بن محمد اور سالم بن عبداللہ فرمایا کرتے کہ جب عورت کو طلاق دے دی جائے اور اسے تیسرے حیض کا خون آنے لگے تو وہ خاوند سے بائن ہوگی اور دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے۔

[٦٧٩] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِىْ عَنْ مَالِكٍ ' اَنَّهُ بَلَغَهُ ' عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ ' وَابْنِ شِهَابٍ ' وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ اِنَّ عِدَّةَ الْمُخْتَلِعَةِ ثَلَاثَةُ قُرُوْءٍ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ سعید بن مسیب' ابن شہاب اور سلیمان بن یسار کہا کرتے کہ خلع کی عدت تین قروء ہے۔

[٦٨٠] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِىْ عَنْ مَالِكٍ ' اَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ شِهَابٍ يَقُوْلُ عِدَّةُ الْمُطَلَّقَةِ الْاَقْرَاءُ ' وَاِنْ تَبَاعَدَتْ.

امام مالک نے ابن شہاب کو فرماتے ہوئے سنا کہ مطلقہ کی عدت قروء کے حساب سے ہے اگر چہ دن زیادہ لگیں۔

[٦٨١] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِىْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ ' عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ ' اَنَّ امْرَاَتَهُ سَاَلَتْهُ الطَّلَاقَ ' فَقَالَ لَهَا اِذَا حِضْتِ فَاٰذِنِيْنِىْ. فَلَمَّا حَاضَتْ اٰذَنَتْهُ ' فَقَالَ اِذَا طَهُرْتِ فَاٰذِنِيْنِىْ. فَلَمَّا طَهُرَتْ اٰذَنَتْهُ ' فَطَلَّقَهَا.

یحییٰ بن سعید نے ایک انصاری سے روایت کی ہے کہ ان کی بیوی نے طلاق کا مطالبہ کیا تو انہوں نے فرمایا: جب تمہیں حیض آئے تو مجھے بتانا۔ جب اسے حیض آیا تو انہیں بتا دیا۔ فرمایا کہ جب پاک ہو جاؤ تو مجھے بتانا۔ جب وہ پاک ہوئی تو انہیں بتا دیا۔ پس انہوں نے طلاق دے دی۔

قَالَ مَالِكٌ وَهٰذَا اَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِىْ ذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ میں نے جو اس بارے میں سنا یہ بہت اچھا ہے۔

٢٢- بَابُ مَا جَاءَ فِىْ عِدَّةِ الْمَرْاَةِ فِىْ بَيْتِهَا اِذَا طُلِّقَتْ فِيْهِ

جس گھر میں طلاق دی عدت وہیں پوری کرے

٥٣٠- حَدَّثَنِىْ يَحْيٰى ' عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ ' عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ ' وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ ' اَنَّهُ سَمِعَهُمَا يَذْكُرَانِ اَنَّ يَحْيَى بْنَ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ طَلَّقَ ابْنَةَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَكَمِ الْبَتَّةَ ' فَانْتَقَلَهَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْحَكَمِ ' فَاَرْسَلَتْ عَائِشَةُ اُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ اِلٰى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ ' وَهُوَ يَوْمَئِذٍ اَمِيْرُ الْمَدِيْنَةِ ' فَقَالَتْ اِتَّقِ اللّٰهَ وَارْدُدِ الْمَرْاَةَ اِلٰى بَيْتِهَا. فَقَالَ مَرْوَانُ فِىْ

یحییٰ بن سعید نے قاسم بن محمد اور سلیمان بن یسار کو ذکر کرتے ہوئے سنا کہ یحییٰ بن سعید نے عبدالرحمٰن بن حکم کی بیٹی کو طلاق بتہ دی۔ پس ام المومنین حضرت عائشہ نے مروان بن حکم حاکم مدینہ کے لئے پیغام بھیجا کہ اللہ سے ڈرو اور عورت کو اس کے مکان میں بھیجو۔ سلیمان کی حدیث میں ہے کہ مروان نے کہا: عبدالرحمٰن مجھ پر غالب آ گئے ہیں۔ قاسم کی حدیث میں ہے کہ مروان نے کہا: کیا فاطمہ بنت قیس کا واقعہ آپ تک نہیں پہنچا؟ حضرت

حَدِيْثِ سُلَيْمَانَ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ غَلَبَنِيْ. وَقَالَ مَرْوَانُ فِيْ حَدِيْثِ الْقَاسِمِ اَوَمَا بَلَغَكَ شَاْنُ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ. فَقَالَتْ عَائِشَةُ لَا يَضُرُّكَ اَنْ لَا تَذْكُرَ حَدِيْثَ فَاطِمَةَ. فَقَالَ مَرْوَانُ اِنْ كَانَ بِكَ الشَّرُّ فَحَسْبُكَ مَا بَيْنَ هٰذَيْنِ مِنَ الشَّرِّ. صحیح البخاری (۵۳۲۱)

عائشہ نے فرمایا کہ فاطمہ کی بات کو اگر نظر انداز کر دو تو تمہارا کوئی نقصان نہیں۔ مروان نے کہا کہ آپ کے نزدیک جو شر اس میں تھا وہی شر ان دونوں کے درمیان موجود ہے۔

[۶۸۲] اثرؔ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ بِنْتَ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ كَانَتْ تَحْتَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَطَلَّقَهَا الْبَتَّةَ، فَانْتَقَلَتْ، فَاَنْكَرَ ذٰلِكَ عَلَيْهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ.

نافع سے روایت ہے کہ سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کی بیٹی عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان کے نکاح میں تھی۔ پس انہوں نے اسے طلاق بتہ دے دی اور اس نے جگہ تبدیل کر لی۔ اس بات کو حضرت عبداللہ بن عمر نے ناپسند فرمایا۔

[۶۸۳] اثرؔ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَاَةً لَهٗ فِيْ مَسْكَنِ حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ وَكَانَ طَرِيْقُهٗ اِلَى الْمَسْجِدِ، فَكَانَ يَسْلُكُ الطَّرِيْقَ الْاُخْرٰى مِنْ اَدْبَارِ الْبُيُوْتِ كَرَاهِيَةَ اَنْ يَسْتَاْذِنَ عَلَيْهَا حَتّٰى رَاجَعَهَا.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے اپنی بیوی کو حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دولت کدے پر طلاق دی اور اس کے اندر سے مسجد کو راستہ جاتا تھا۔ یہ گھروں کے پیچھے کی جانب دوسرے راستے سے جانے لگے اور رجوع کئے بغیر اجازت مانگنا ناپسند فرمایا۔

[۶۸۴] اثرؔ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ سُئِلَ عَنِ الْمَرْاَةِ يُطَلِّقُهَا زَوْجُهَا وَهِيَ فِيْ بَيْتٍ بِكِرَاءٍ، عَلٰى مَنِ الْكِرَاءُ؟ فَقَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَلٰى زَوْجِهَا، قَالَ فَاِنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَ زَوْجِهَا؟ قَالَ فَعَلَيْهَا، قَالَ فَاِنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهَا؟ قَالَ فَعَلَى الْاَمِيْرِ.

سعید بن مسیب سے اس عورت کے بارے میں پوچھا گیا جس کو اس کے خاوند نے طلاق دے دی ہو اور وہ کرائے کے مکان میں ہو کہ کرایہ کس پر ہے؟ سعید بن مسیب نے فرمایا کہ اس کے خاوند پر۔ کہا کہ اگر اس کے خاوند کے پاس نہ ہو تو؟ فرمایا کہ پھر عورت پر۔ کہا کہ اگر عورت کے پاس بھی نہ ہو تو؟ فرمایا کہ حاکم پر۔

۲۳- بَابُ مَا جَاءَ فِيْ نَفَقَةِ الْمُطَلَّقَةِ

نفقہ مطلقہ کے متعلق روایات

۵۳۱- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ مَوْلَى الْاَسْوَدِ ابْنِ سُفْيَانَ، عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ، اَنَّ اَبَا عَمْرِو بْنَ حَفْصٍ طَلَّقَهَا الْبَتَّةَ وَهُوَ غَائِبٌ بِالشَّامِ، فَاَرْسَلَ اِلَيْهَا وَكِيْلُهٗ بِشَعِيْرٍ فَسَخِطَتْهُ، فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا لَكِ عَلَيْنَا مِنْ شَيْءٍ، فَجَاءَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهٗ، فَقَالَ لَيْسَ لَكِ عَلَيْهِ نَفَقَةٌ، وَاَمَرَهَا اَنْ تَعْتَدَّ فِيْ بَيْتِ اُمِّ شَرِيْكٍ، ثُمَّ قَالَ تِلْكَ امْرَاَةٌ يَغْشَاهَا اَصْحَابِيْ، اِعْتَدِّيْ عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُمِّ

ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت قیس کو ابو عمرو بن حفص نے طلاق بتہ دی اور وہ شام گئے ہوئے تھے انہوں نے اپنے وکیل کے ہاتھ ان کے لئے جو بھیجے۔ پس یہ اس سے ناراض ہوئیں۔ اس نے کہا کہ خدا کی قسم! آپ کا ہم پر کچھ نہیں۔ پس یہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور اس بات کا آپ سے ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارا خرچ ان کے ذمے نہیں ہے اور انہیں حکم دیا کہ ام شریک کے گھر میں عدت پوری کر لو۔ پھر فرمایا کہ اس گھر میں میرے اصحاب آتے ہیں لہٰذا تم عبداللہ بن ام مکتوم کے پاس عدت گزارو کیونکہ وہ نابینا

مَكْتُومٍ، فَإِنَّهُ رَجُلٌ أَعْمَى تَضَعِينَ ثِيَابَكِ عِنْدَهُ، فَإِذَا حَلَلْتِ فَآذِنِينِي. قَالَتْ فَلَمَّا حَلَلْتُ ذَكَرْتُ لَهُ أَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ. وَأَبَا جَهْمِ بْنَ هِشَامٍ خَطَبَانِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَمَّا أَبُو جَهْمٍ فَلَا يَضَعُ عَصَاهُ عَنْ عَاتِقِهِ، وَأَمَّا مُعَاوِيَةُ فَصُعْلُوكٌ لَا مَالَ لَهُ. اِنْكِحِي أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ. قَالَتْ فَكَرِهْتُهُ. ثُمَّ قَالَ انْكِحِي أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَنَكَحْتُهُ، فَجَعَلَ اللهُ فِي ذٰلِكَ خَيْرًا، وَ اغْتُبِطْتُ بِهِ. صحیح مسلم (۳۶۸۷۵۳۶۸۱)

ہیں تو ان کے پاس تم اپنے کپڑے بھی اتار سکتی ہو۔ جب عدت پوری ہو جائے تو مجھے بتانا۔ ان کا بیان ہے کہ جب میری عدت پوری ہو گئی تو میں نے آپ کو بتا دیا کہ معاویہ بن ابوسفیان اور ابو جہم بن ہشام نے مجھے پیغام بھیجے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابوجہم تو اپنے کندھے سے لاٹھی کو کبھی ہٹاتے ہی نہیں اور معاویہ کا ہاتھ تنگ ہے۔ ان کے پاس مال نہیں ہے' تم اسامہ بن زید سے نکاح کر لو۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے انہیں ناپسند کیا۔ پھر فرمایا کہ تم اسامہ بن زید سے نکاح کر لو۔ پس میں نے ان سے نکاح کر لیا' اللہ تعالیٰ نے اس میں برکت دی کہ میری قسمت پر رشک کیا جانے لگا۔

[٦٨٥] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ شِهَابٍ يَقُولُ الْمَبْتُوتَةُ لَا تَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهَا حَتَّى تَحِلَّ، وَلَيْسَتْ لَهَا نَفَقَةٌ إِلَّا أَنْ تَكُونَ حَامِلًا، فَيُنْفِقُ عَلَيْهَا حَتَّى تَضَعَ حَمْلَهَا.

امام مالک نے ابن شہاب کو فرماتے ہوئے سنا کہ طلاق بتہ والی عدت پوری ہونے تک اپنے گھر سے نہ نکلے اور اسے خرچ نہیں ملے گا مگر اس صورت میں کہ وہ حاملہ ہو' پھر بچہ جننے تک اسے خرچ دیا جائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ وَهٰذَا الْأَمْرُ عِنْدَنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

۲٤- بَابُ مَا جَاءَ فِي عِدَّةِ الْأَمَةِ مِنْ طَلَاقِ زَوْجِهَا

مطلقہ لونڈی کی عدت کا بیان

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي طَلَاقِ الْعَبْدِ الْأَمَةَ إِذَا طَلَّقَهَا وَهِيَ أَمَةٌ، ثُمَّ عَتَقَتْ بَعْدُ فَعِدَّتُهَا عِدَّةُ الْأَمَةِ لَا يُغَيِّرُ عِدَّتَهَا عِتْقُهَا كَانَتْ لَهُ عَلَيْهَا رَجْعَةٌ، أَوْ لَمْ تَكُنْ لَهُ عَلَيْهَا رَجْعَةٌ لَا تَنْتَقِلُ عِدَّتُهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ لونڈی کو غلام کے طلاق دینے کا ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ جب طلاق دی تو وہ لونڈی تھی' پھر بعد میں آزاد ہو گئی تو اس کی عدت لونڈی جیسی ہے اور آزاد ہونے سے عدت تبدیل نہیں ہو گی خواہ اس سے رجوع کرنے کا حق باقی رہے لیکن عدت تبدیل نہیں ہو گی۔

قَالَ مَالِكٌ وَمِثْلُ ذٰلِكَ الْحَدُّ يَقَعُ عَلَى الْعَبْدِ، ثُمَّ يَعْتِقُ بَعْدَ أَنْ يَقَعَ عَلَيْهِ الْحَدُّ، فَإِنَّمَا حَدُّهُ حَدُّ عَبْدٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ اسی طرح حد میں ہے۔ غلام پر واقع ہوئی' پھر بعد میں آزاد ہو گیا تو اس پر وہی حد واقع ہو گی جو غلام کی ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْحُرُّ يُطَلِّقُ الْأَمَةَ ثَلَاثًا وَتَعْتَدُّ بِحَيْضَتَيْنِ، وَالْعَبْدُ يُطَلِّقُ الْحُرَّةَ تَطْلِيقَتَيْنِ وَتَعْتَدُّ ثَلَاثَةَ قُرُوْءٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ آزاد آدمی لونڈی کو تین طلاق دے گا اور وہ دو حیض عدت گزارے گی اور غلام آزاد عورت کو دو طلاق دے گا جبکہ اس کی عدت تین قروء ہو گی۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ تَكُونُ تَحْتَهُ الْأَمَةُ، ثُمَّ يَبْتَاعُهَا فَيُعْتِقُهَا إِنَّهَا تَعْتَدُّ عِدَّةَ الْأَمَةِ حَيْضَتَيْنِ مَا لَمْ

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس کے نکاح میں لونڈی ہو۔ پھر اسے خرید کر آزاد کر دے تو وہ لونڈی والی دو حیض کی

يُصِبْهَا، فَإِنْ أَصَابَهَا بَعْدَ مِلْكِهِ إِيَّاهَا قَبْلَ عِتَاقِهَا لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا إِلَّا الْإِسْتِبْرَاءُ بِحَيْضَةٍ.

عدت گزارے گی جبکہ اس سے صحبت نہ کی ہو۔ اگر ملکیت کے بعد اور آزاد کرنے سے پہلے صحبت کی ہو تو عورت کو صرف ایک حیض سے پاک ہونا کافی ہے۔

۲۵- بَابُ جَامِعِ عِدَّةِ الطَّلَاقِ

عدت کے متعلق دیگر روایات

[٦٨٦] أثر- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، وَعَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قُسَيْطٍ اللَّيْثِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّهُ قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: أَيُّمَا امْرَأَةٍ طُلِّقَتْ، فَحَاضَتْ حَيْضَةً، أَوْ حَيْضَتَيْنِ، ثُمَّ رَفَعَتْهَا حَيْضَتُهَا، فَإِنَّهَا تَنْتَظِرُ تِسْعَةَ أَشْهُرٍ، فَإِنْ بَانَ بِهَا حَمْلٌ فَذَلِكَ، وَإِلَّا اعْتَدَّتْ بَعْدَ التِّسْعَةِ الْأَشْهُرِ ثَلَاثَةَ أَشْهُرٍ، ثُمَّ حَلَّتْ.

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جس عورت کو طلاق دی گئی ہو۔ پھر اسے ایک حیض آئے یا دو اور پھر حیض بند ہو جائے تو وہ نو مہینے انتظار کرے۔ اگر حمل ظاہر ہو جائے تو فبہا ورنہ نو مہینوں کے بعد تین مہینے عدت گزار کر حلال ہو جائے۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: الطَّلَاقُ لِلرِّجَالِ، وَالْعِدَّةُ لِلنِّسَاءِ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ سعید بن مسیب فرمایا کرتے کہ طلاق مردوں کے لئے اور عدت عورتوں کے واسطے ہے۔

[٦٨٧] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّهُ قَالَ: عِدَّةُ الْمُسْتَحَاضَةِ سَنَةٌ.

ابن شہاب سے روایت ہے کہ سعید بن مسیب نے فرمایا: مستحاضہ کی عدت ایک سال ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي الْمُطَلَّقَةِ الَّتِي تَرْفَعُهَا حَيْضَتُهَا حِينَ يُطَلِّقُهَا زَوْجُهَا، أَنَّهَا تَنْتَظِرُ تِسْعَةَ أَشْهُرٍ، فَإِنْ لَمْ تَحِضْ فِيهِنَّ اعْتَدَّتْ ثَلَاثَةَ أَشْهُرٍ، فَإِنْ حَاضَتْ قَبْلَ أَنْ تَسْتَكْمِلَ الْأَشْهُرَ الثَّلَاثَةَ اسْتَقْبَلَتِ الْحَيْضَ، فَإِنْ مَرَّتْ بِهَا تِسْعَةُ أَشْهُرٍ قَبْلَ أَنْ تَحِيضَ اعْتَدَّتْ ثَلَاثَةَ أَشْهُرٍ، فَإِنْ حَاضَتِ الثَّانِيَةَ قَبْلَ أَنْ تَسْتَكْمِلَ الْأَشْهُرَ الثَّلَاثَةَ اسْتَقْبَلَتِ الْحَيْضَ، فَإِنْ مَرَّتْ بِهَا تِسْعَةُ أَشْهُرٍ قَبْلَ أَنْ تَحِيضَ اعْتَدَّتْ ثَلَاثَةَ أَشْهُرٍ، فَإِنْ حَاضَتِ الثَّالِثَةَ كَانَتْ قَدِ اسْتَكْمَلَتْ عِدَّةَ الْحَيْضِ، فَإِنْ لَمْ تَحِضْ اسْتَقْبَلَتْ ثَلَاثَةَ أَشْهُرٍ، ثُمَّ حَلَّتْ، وَلِزَوْجِهَا عَلَيْهَا فِي ذَلِكَ الرَّجْعَةُ قَبْلَ أَنْ تَحِلَّ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ قَدْ بَتَّ طَلَاقَهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ جس عورت کا حیض بند ہو جائے جبکہ اس کا خاوند اسے طلاق دے تو وہ نو مہینے انتظار کرے۔ اگر ان میں اسے حیض نہ آئے تو تین مہینے عدت گزارے۔ اگر تین مہینے پورے ہونے سے پہلے اسے حیض آ جائے تو حیض سے عدت شروع کرے پھر اگر حیض آنے سے پہلے نو مہینے گزر جائیں تو تین مہینے عدت گزارے، پھر اگر تین مہینے پورے ہونے سے پہلے حیض آ جائے تو حیض سے عدت شروع کرے۔ پھر اگر حیض آنے سے پہلے نو مہینے گزر جائیں تو تین مہینے عدت پوری کرے۔ پھر اگر تیسری مرتبہ حیض آ جائے تو حیض کی عدت پوری ہو چکی۔ اگر اب حیض نہ آئے تو تین مہینے پورے کر کے حلال ہو جائے اور اس کے خاوند کو حلال ہونے سے پہلے رجوع کرنے کا حق حاصل ہے ماسوائے اس کے کہ طلاق بتہ دی ہو۔

قَالَ مَالِكٌ: السُّنَّةُ عِنْدَنَا أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا طَلَّقَ

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک سنت ہے کہ آدمی

امْرَاتَهُ، وَلَهُ عَلَيْهَا رَجْعَةٌ فَاعْتَدَّتْ بَعْضَ عِدَّتِهَا، ثُمَّ ارْتَجَعَهَا، ثُمَّ فَارَقَهَا قَبْلَ اَنْ يَمَسَّهَا اَنَّهَا لَا تَبْنِيْ عَلٰى مَا مَضٰى مِنْ عِدَّتِهَا، وَاَنَّهَا تَسْتَانِفُ مِنْ يَوْمِ طَلَّقَهَا عِدَّةً مُسْتَقْبَلَةً، وَقَدْ ظَلَمَ زَوْجُهَا نَفْسَهُ، وَاَخْطَاَ اِنْ كَانَ ارْتَجَعَهَا، وَلَا حَاجَةَ لَهُ بِهَا.

جب اپنی بیوی کو طلاق دے اور اسے رجوع کرنے کا حق حاصل ہے۔ جب وہ کچھ عدت گزارے تو رجوع کرے۔ پھر صحبت کرنے سے پہلے اسے چھوڑ دے تو وہ عدت کے گزشتہ دنوں کو شمار نہیں کرے گی اور وہ آئندہ اس روز سے عدت پوری کرے گی جس روز طلاق دی ہے اور خاوند نے بیوی کی جان پر ظلم کیا اور خطا کھائی جب کہ وہ اس کی ضرورت محسوس نہیں کرتا اور رجوع کر رہا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْاَمْرُ عِنْدَنَا اَنَّ الْمَرْاَةَ اِذَا اَسْلَمَتْ وَزَوْجُهَا كَافِرٌ، ثُمَّ اَسْلَمَ، فَهُوَ اَحَقُّ بِهَا مَا دَامَتْ فِيْ عِدَّتِهَا، فَاِنِ انْقَضَتْ عِدَّتُهَا، فَلَا سَبِيْلَ لَهُ عَلَيْهَا، وَاِنْ تَزَوَّجَهَا بَعْدَ انْقِضَاءِ عِدَّتِهَا لَمْ يُعَدَّ ذٰلِكَ طَلَاقًا، وَاِنَّمَا فَسَخَهَا مِنْهُ الْاِسْلَامُ بِغَيْرِ طَلَاقٍ.

امام مالک نے فرمایا: عورت جب مسلمان ہو جائے اور خاوند کافر ہو۔ پھر وہ مسلمان ہو جائے تو عدت کے دوران وہ عورت کا زیادہ حق دار ہے۔ اگر عدت پوری ہو گئی تو اس کا کوئی حق نہ رہا۔ اگر اس نے عدت پوری ہونے کے بعد شادی کر لی تو یہ طلاق شمار نہیں ہو گی بلکہ بغیر طلاق کے اسلام نے اس کا نکاح فسخ کیا ہے۔

۲٦- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَكَمَيْنِ

تحکیم کا بیان

[٦٨٨] اَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهُ بَلَغَهُ، اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ فِي الْحَكَمَيْنِ اللَّذَيْنِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ يُّرِيْدَا اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا﴾ (النساء:٣٥) اِنَّ اِلَيْهِمَا الْفُرْقَةَ بَيْنَهُمَا وَالْاِجْتِمَاعَ.

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ دو پنچوں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اور اگر تم کو میاں بیوی کے جھگڑے کا خوف ہو تو ایک پنچ مرد والوں کی طرف سے بھیجو اور ایک پنچ عورت والوں کی طرف سے۔ یہ دونوں اگر صلح کرانا چاہیں گے تو اللہ ان میں میل کر دے گا۔ بے شک اللہ جاننے والا خبر دار ہے" ان دونوں کو توڑنا اور جوڑنا ان کے اختیار میں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ اَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّ الْحَكَمَيْنِ يَجُوْزُ قَوْلُهُمَا بَيْنَ الرَّجُلِ، وَامْرَاَتِهٖ فِي الْفُرْقَةِ وَالْاِجْتِمَاعِ.

امام مالک نے فرمایا کہ اہل علم سے یہ میں نے اچھی بات سنی کہ دو پنچوں کا قول میاں بیوی کو جدا کرنے اور ملانے میں قابل قبول ہے۔

۲۷- بَابٌ فِيْ يَمِيْنِ الرَّجُلِ بِطَلَاقِ مَا لَمْ يَنْكِحْ

جس عورت سے نکاح نہ کیا اسے طلاق دینے کی قسم کھانا

[٦٨٩] اَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهُ بَلَغَهُ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، وَعَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عُمَرَ، وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ، وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، وَالْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ، وَابْنَ شِهَابٍ، وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ اِذَا حَلَفَ الرَّجُلُ بِطَلَاقِ الْمَرْاَةِ قَبْلَ اَنْ يَنْكِحَهَا، ثُمَّ اَثِمَ

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن مسعود، سالم بن عبداللہ، قاسم بن محمد، ابن شہاب اور سلیمان بن یسار فرمایا کرتے کہ جب آدمی نکاح سے پہلے عورت کو طلاق دینے کی قسم کھالے، پھر توڑے تو نکاح کرنے پر یہ لازم ہو جائے گی۔

إِنَّ ذٰلِكَ لَازِمٌ لَهُ إِذَا نَكَحَهَا.

[٦٩٠] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ كَانَ يَقُولُ فِيمَنْ قَالَ كُلُّ امْرَأَةٍ أَنْكِحُهَا فَهِيَ طَالِقٌ إِنَّهُ إِذَا لَمْ يُسَمِّ قَبِيلَةً، أَوِ امْرَأَةً بِعَيْنِهَا، فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن مسعود فرمایا کرتے: جس نے کہا کہ جس عورت سے میں نکاح کروں اسے طلاق ہے تو جب اس نے کسی قبیلے کا نام نہیں لیا اور عورت کو معین نہیں کیا تو یہ کچھ بھی نہیں۔

قَالَ مَالِكٌ وَهٰذَا أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ میں نے اچھی بات سنی۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يَقُولُ لِامْرَأَتِهِ أَنْتِ الطَّلَاقُ، وَكُلُّ امْرَأَةٍ أَنْكِحُهَا فَهِيَ طَالِقٌ، وَمَالُهُ صَدَقَةٌ إِنْ لَمْ يَفْعَلْ كَذَا وَكَذَا فَحَنِثَ، قَالَ أَمَّا نِسَاؤُهُ فَطَلَاقٌ كَمَا قَالَ. وَأَمَّا قَوْلُهُ كُلُّ امْرَأَةٍ أَنْكِحُهَا فَهِيَ طَالِقٌ، فَإِنَّهُ إِذَا لَمْ يُسَمِّ امْرَأَةً بِعَيْنِهَا، أَوْ قَبِيلَةً، أَوْ أَرْضًا، أَوْ نَحْوَ هٰذَا فَلَيْسَ يَلْزَمُهُ ذٰلِكَ، وَلْيَتَزَوَّجْ مَا شَاءَ. وَأَمَّا مَالُهُ فَلْيَتَصَدَّقْ بِثُلُثِهِ.

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے اپنی بیوی سے کہا: تجھ پر طلاق اور ہر عورت جس سے نکاح کروں اس پر طلاق اور اس کا مال صدقہ ہے اگر فلاں کام نہ کرے۔ پھر قسم توڑ دے تو اس کی بیوی پر اس کے کہنے کے مطابق طلاق پڑ گئی اور اس کا یہ کہنا کہ جس عورت سے بھی میں نکاح کروں اس پر طلاق تو جب اس نے کسی معین عورت' قبیلے یا جگہ وغیرہ کا نام نہیں لیا تو یہ لازم نہیں آئے گی لہٰذا جہاں چاہے شادی کرے۔ رہی مال کی بات تو اس کا تہائی صدقہ کرنا چاہیے۔

۲۸- بَابُ أَجَلِ الَّذِي لَا يَمَسُّ امْرَأَتَهُ

جو اپنی عورت سے جماع نہ کر سکے اسے مہلت دینا

[٦٩١] أَثَرٌ- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ مَنْ تَزَوَّجَ امْرَأَةً فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَمَسَّهَا، فَإِنَّهُ يُضْرَبُ لَهُ أَجَلٌ سَنَةً، فَإِنْ مَسَّهَا وَإِلَّا فُرِّقَ بَيْنَهُمَا.

ابن شہاب سے روایت ہے کہ سعید بن مسیب فرمایا کرتے تھے کہ جو کسی عورت سے نکاح کرے اور پھر اس کے ساتھ صحبت نہ کر سکے تو اسے ایک سال کی مہلت دی جائے گی۔ اگر وہ اس کے ساتھ صحبت کر سکا تو فبہا ورنہ ان دونوں کے درمیان تفریق کروا دی جائے گی۔

[٦٩٢] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ مَتَى يُضْرَبُ لَهُ الْأَجَلُ أَمِنْ يَوْمِ يَبْنِي بِهَا، أَمْ مِنْ يَوْمِ تُرَافِعُهُ إِلَى السُّلْطَانِ؟ فَقَالَ بَلْ مِنْ يَوْمِ تُرَافِعُهُ إِلَى السُّلْطَانِ.

امام مالک نے ابن شہاب سے پوچھا کہ اسے کس روز سے مہلت دی جائے گی؟ کیا خلوت کے روز سے یا جس روز سلطان کے سامنے پیش کیا گیا؟ فرمایا: بلکہ اس روز سے جب سلطان کے سامنے پیش کیا گیا۔

قَالَ مَالِكٌ فَأَمَّا الَّذِي قَدْ مَسَّ امْرَأَتَهُ ثُمَّ اعْتَرَضَ عَنْهَا، فَإِنِّي لَمْ أَسْمَعْ أَنَّهُ يُضْرَبُ لَهُ أَجَلٌ، وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے اپنی بیوی کے ساتھ صحبت کی پھر کسی وجہ سے عاجز ہو گیا تو اس کے مہلت دینے کی بات نہیں سنی جائے گی اور نہ ان دونوں کے درمیان تفریق کروائی جائے گی۔

۲۹- بَابُ جَامِعِ الطَّلَاقِ

طلاق کے متعلق دیگر روایات

۵۳۲- وَحَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، اَنَّهٗ قَالَ بَلَغَنِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ مِنْ ثَقِیْفٍ. اَسْلَمَ وَعِنْدَهٗ عَشْرُ نِسْوَةٍ حِیْنَ اَسْلَمَ الثَّقَفِیُّ اَمْسِکْ مِنْهُنَّ اَرْبَعًا، وَفَارِقْ سَائِرَهُنَّ.

سنن ترمذی (۱۱۲۸) سنن ابن ماجہ (۱۹۵۳)

ابن شہاب نے فرمایا: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ثقیف کے ایک آدمی سے فرمایا جو مسلمان ہوا اور اس ثقفی کے پاس اسلام قبول کرتے وقت دس بیویاں تھیں کہ چار کو ان میں سے رکھ لو اور باقی سب کو چھوڑ دو۔

[۶۹۳] اَثَر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، اَنَّهٗ قَالَ سَمِعْتُ سَعِیْدَ بْنَ الْمُسَیَّبِ، وَحُمَیْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، وَعُبَیْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنَ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ، وَسُلَیْمَانَ بْنَ یَسَارٍ، کُلُّهُمْ یَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا هُرَیْرَةَ یَقُوْلُ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ یَقُوْلُ اَیُّمَا امْرَاَةٍ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا تَطْلِیْقَةً، اَوْ تَطْلِیْقَتَیْنِ، ثُمَّ تَرَکَهَا حَتّٰی تَحِلَّ، وَتَنْکِحَ زَوْجًا غَیْرَهٗ، فَیَمُوْتَ عَنْهَا، اَوْ یُطَلِّقَهَا، ثُمَّ یَنْکِحُهَا زَوْجُهَا الْاَوَّلُ، فَاِنَّهَا تَکُوْنُ عِنْدَهٗ عَلٰی مَا بَقِیَ مِنْ طَلَاقِهَا.

ابن شہاب نے فرمایا کہ میں نے سعید بن مسیب، حمید بن عبد الرحمٰن بن عوف، عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود اور سلیمان بن یسار سب کو فرماتے سنا کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس عورت کو اس کے خاوند نے ایک یا دو طلاقیں دے دیں، پھر چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ حلال ہو گئی اور دوسرے خاوند سے نکاح کر لیا، پھر یہ خاوند مر جائے یا طلاق دے چھوڑے۔ پھر عورت پہلے خاوند سے نکاح کر لے تو اسے باقی ایک طلاق کا حق حاصل ہوگا۔

قَالَ مَالِکٌ وَعَلٰی ذٰلِکَ السُّنَّةُ عِنْدَنَا الَّتِیْ لَا اخْتِلَافَ فِیْهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی طریقہ ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں۔

[۶۹۴] اَثَر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ الْاَحْنَفِ، اَنَّهٗ تَزَوَّجَ اُمَّ وَلَدٍ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَیْدِ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ فَدَعَانِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَیْدِ بْنِ الْخَطَّابِ، فَجِئْتُهٗ، فَدَخَلْتُ عَلَیْهِ، فَاِذَا سِیَاطٌ مَوْضُوْعَةٌ، وَاِذَا قَیْدَانِ مِنْ حَدِیْدٍ وَعَبْدَانِ لَهٗ قَدْ اَجْلَسَهُمَا، فَقَالَ طَلِّقْهَا وَاِلَّا وَالَّذِیْ یُحْلَفُ بِهٖ فَعَلْتُ بِکَ کَذَا وَکَذَا. قَالَ فَقُلْتُ هِیَ الطَّلَاقُ اَلْفًا. قَالَ فَخَرَجْتُ مِنْ عِنْدِهٖ، فَاَدْرَکْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ بِطَرِیْقِ مَکَّةَ، فَاَخْبَرْتُهٗ بِالَّذِیْ کَانَ مِنْ شَاْنِیْ، فَتَغَیَّظَ عَبْدُ اللّٰهِ، وَقَالَ لَیْسَ ذٰلِکَ بِطَلَاقٍ، وَاِنَّهَا لَمْ تَحْرُمْ عَلَیْکَ، فَارْجِعْ اِلٰی اَهْلِکَ. قَالَ فَلَمْ تُقْرِرْنِیْ نَفْسِیْ حَتّٰی اَتَیْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَیْرِ، وَهُوَ یَوْمَئِذٍ بِمَکَّةَ اَمِیْرٌ عَلَیْهَا، فَاَخْبَرْتُهٗ بِالَّذِیْ کَانَ مِنْ شَاْنِیْ، وَبِالَّذِیْ قَالَ لِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ فَقَالَ لِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَیْرِ

امام مالک نے ثابت بن احنف سے روایت کی ہے کہ انہوں نے عبد الرحمٰن بن زید بن خطاب کی ام ولد سے شادی کی۔ ان کا بیان ہے کہ مجھے عبد اللہ بن عبد الرحمٰن بن زید بن خطاب نے بلایا۔ میں ان کے پاس حاضر ہوا۔ دیکھا تو کوڑے رکھے ہوئے ہیں۔ لوہے کی دو بیڑیاں رکھی ہیں اور اپنے دو غلاموں کو بٹھایا ہوا ہے، پس کہا کہ اسے طلاق دے دو ورنہ قسم اس ذات کی جس کی قسم کھائی جاتی ہے، میں تمہارے ساتھ برا سلوک کروں گا۔ میں نے کہا: اسے ہزار طلاق۔ ان کا بیان ہے کہ میں ان کے پاس سے چلا آیا تو مکہ مکرمہ کے راستے میں حضرت عبد اللہ بن عمر مل گئے۔ میں نے انہیں اپنا ماجرا سنایا۔ حضرت عبد اللہ ناراض ہوئے اور فرمایا کہ عورت تم پر حرام نہیں ہوئی۔ تم اپنی بیوی کے پاس جاؤ۔ وہ فرماتے ہیں کہ مجھے قلبی سکون نہ ہوا یہاں تک کہ میں حضرت عبد اللہ بن زبیر کے پاس پہنچ گیا جو ان دنوں مکہ مکرمہ میں تھے اور اس کے حاکم تھے۔ پس میں نے انہیں اپنا ماجرا سنایا اور جو حضرت عبد

لَمْ تَحْرُمْ عَلَيْكَ، فَارْجِعْ إِلَى أَهْلِكَ، وَكَتَبَ إِلَى جَابِرِ بْنِ الْأَسْوَدِ الزُّهْرِيِّ وَهُوَ أَمِيرُ الْمَدِينَةِ يَأْمُرُهُ أَنْ يُعَاقِبَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، وَأَنْ يُخَلِّيَ بَيْنِي وَ بَيْنَ أَهْلِي. قَالَ فَقَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَجَهَّزَتْ صَفِيَّةُ امْرَأَةُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ امْرَأَتِي حَتَّى أَدْخَلَتْهَا عَلَيَّ بِعِلْمِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، ثُمَّ دَعَوْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَوْمَ عُرْسِي لِوَلِيمَتِي فَجَاءَنِي.

اللہ بن عمر نے فرمایا تھا: ان کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر نے مجھ سے فرمایا: تم پر حرام نہیں ہوئی، تم اپنی بیوی کے پاس جاؤ اور جابر بن اسود زہری امیر مدینہ کے لیے حکم دیتے ہوئے لکھا کہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن کو سزا دو تا کہ وہ میرے اور میری بیوی کے درمیان سے ہٹ جائے۔ ان کا بیان ہے کہ میں مدینہ منورہ میں حاضر ہوا تو حضرت عبداللہ بن عمر کی زوجہ محترمہ حضرت صفیہ نے میری بیوی کو بنا سنوار کر میرے پاس بھیج دیا حضرت عبداللہ بن عمر کے ایماء پر۔ پھر میں نے ولیمہ کیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر کو دعوت دی تو وہ میرے پاس تشریف لائے۔ ف

ف: ائمہ ثلاثہ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک جبری طلاق واقع نہیں ہوتی لیکن امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک واقع ہو جاتی ہے۔ جس نے احناف کے اس موقف کو سمجھنا اور متعلقہ احادیث و آثار کو دیکھنا ہو تو وہ شرح معانی الآثار کا مطالعہ کرے۔ واللہ ولی التوفیق

[۶۹۵] أَثَر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ ابْنَ عُمَرَ قَرَأَ ﴿يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ﴾ لِقُبُلِ ﴿عِدَّتِهِنَّ﴾.

عبداللہ بن دینار کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر کو پڑھتے ہوئے سنا: ”اے نبی! تم جب طلاق دو عورتوں کو تو انہیں عدت کے استقبال میں طلاق دو“۔

قَالَ مَالِكٌ يَعْنِي بِذٰلِكَ أَنْ يُطَلِّقَ فِي كُلِّ طُهْرٍ مَرَّةً.

امام مالک نے فرمایا کہ اس سے یہ مراد ہے کہ ہر طہر میں ایک طلاق دی جائے

۵۳۳- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ إِذَا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ، ثُمَّ ارْتَجَعَهَا قَبْلَ أَنْ تَنْقَضِيَ عِدَّتُهَا كَانَ ذٰلِكَ لَهُ، وَإِنْ طَلَّقَهَا أَلْفَ مَرَّةٍ فَعَمَدَ رَجُلٌ إِلَى امْرَأَتِهِ، فَطَلَّقَهَا حَتَّى إِذَا شَارَفَتِ انْقِضَاءَ عِدَّتِهَا رَاجَعَهَا، ثُمَّ طَلَّقَهَا، ثُمَّ قَالَ لَا وَاللَّهِ لَا أُوِيكِ إِلَيَّ وَلَا تَحِلِّينَ أَبَدًا، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى ﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ﴾ (البقرہ:۲۲۹) فَاسْتَقْبَلَ النَّاسُ الطَّلَاقَ جَدِيدًا مِنْ يَوْمَئِذٍ مَنْ كَانَ طَلَّقَ مِنْهُمْ، أَوْ لَمْ يُطَلِّقْ. سنن ترمذی (۱۱۹۲)

عروہ بن زبیر نے فرمایا کہ جو اپنی بیوی کو طلاق دے اور پھر عدت پوری ہونے سے پہلے رجوع کرے تو اسے یہ اختیار حاصل تھا اگرچہ ہزار مرتبہ طلاق دیتا۔ چنانچہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کو طلاق دی اسی ارادے سے یہاں تک کہ جب عدت پوری ہونے لگی تو رجوع کر لیا۔ پھر طلاق دی اور کہا: خدا کی قسم! نہ میں تجھے اپنے ساتھ ملاؤں گا اور نہ کسی کے لیے حلال ہونے دوں گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا: ”طلاق دو مرتبہ ہے۔ پس دستور کے مطابق روک لو یا نیکی کے ساتھ رخصت کر دو“۔ تو اس روز سے لوگ نئے طریقے سے طلاق دینے لگے جو ان میں سے طلاق دیتا یا طلاق نہ دیتا۔

[۶۹۶] أَثَر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدِّيلِيِّ، أَنَّ الرَّجُلَ كَانَ يُطَلِّقُ امْرَأَتَهُ، ثُمَّ يُرَاجِعُهَا وَلَا حَاجَةَ لَهُ بِهَا، وَلَا يُرِيدُ إِمْسَاكَهَا كَيْمَا يُطَوِّلَ

امام مالک نے ثور بن زید دیلی سے روایت کی کہ آدمی اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے پھر رجوع کر لیتا ہے حالانکہ اس عورت کی اسے حاجت نہیں اور نہ اسے رکھنے کا ارادہ۔ اسی طرح اس کی

بِذٰلِكَ عَلَيْهَا الْعِدَّةَ لِيُضَارَّهَا، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ﴿وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ﴾ (البقرۃ:۲۳۱) يَعِظُهُمُ اللّٰهُ بِذٰلِكَ.

عدت کو طول دیتا رہتا ہے تا کہ اسے تکلیف پہنچائے ۔ پس اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرمایا: "انہیں تکلیف دینے کے لیے مت روکو تا کہ حد سے بڑھو اور جو ایسا کرے تو اس نے اپنی جان پر ظلم کیا" اللہ تعالیٰ انہیں اس طرح سمجھاتا ہے۔

[٦٩٧] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهٗ بَلَغَهٗ، أَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ، وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ سُئِلَا عَنْ طَلَاقِ السَّكْرَانِ، فَقَالَا: إِذَا طَلَّقَ السَّكْرَانُ جَازَ طَلَاقُهٗ وَإِنْ قَتَلَ قُتِلَ بِهٖ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ سعید بن مسیب اور سلیمان بن یسار سے نشے کی حالت میں طلاق دینے کے متعلق پوچھا گیا۔ دونوں حضرات نے فرمایا کہ حالت نشہ کی طلاق پڑے گی اور اگر وہ قتل کرے گا تو (قصاص میں) قتل کیا جائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ وَعَلٰى ذٰلِكَ الْأَمْرُ عِنْدَنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

[٦٩٨] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهٗ بَلَغَهٗ، أَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ كَانَ يَقُوْلُ إِذَا لَمْ يَجِدِ الرَّجُلُ مَا يُنْفِقُ عَلَى امْرَأَتِهٖ فُرِّقَ بَيْنَهُمَا.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ سعید بن مسیب فرمایا کرتے کہ جب آدمی اپنی بیوی کو نان نفقہ نہ دے سکے تو ان کے درمیان تفریق کروادی جائے گی۔

قَالَ مَالِكٌ وَعَلٰى ذٰلِكَ أَدْرَكْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ میں نے اہل علم کو اسی پر پایا۔

٣٠- بَابُ عِدَّةِ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا إِذَا كَانَتْ حَامِلًا

حاملہ کی عدت جس کا خاوند مر جائے

٥٣٤- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ رَبِّهٖ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّهٗ قَالَ سُئِلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ، وَأَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ الْمَرْأَةِ الْحَامِلِ يُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ آخِرُ الْأَجَلَيْنِ. وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ إِذَا وَلَدَتْ فَقَدْ حَلَّتْ. فَدَخَلَ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَلٰى أُمِّ سَلَمَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، فَسَأَلَهَا عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ وَلَدَتْ سُبَيْعَةُ الْأَسْلَمِيَّةُ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِنِصْفِ شَهْرٍ، فَخَطَبَهَا رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا شَابٌّ وَالْآخَرُ كَهْلٌ، فَحَطَّتْ إِلَى الشَّابِّ، فَقَالَ الشَّيْخُ لَمْ تَحِلِّيْ بَعْدُ. وَكَانَ أَهْلُهَا غُيَّبًا، وَرَجَا إِذَا جَاءَ أَهْلُهَا أَنْ يُؤْثِرُوْهُ بِهَا، فَجَاءَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ قَدْ حَلَلْتِ فَانْكِحِيْ مَنْ شِئْتِ. سنن نسائی(۳۵۱۰)

ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت ابو ہریرہ سے حاملہ عورت کے متعلق پوچھا گیا جس کا خاوند فوت ہو گیا ہو۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ دونوں میں سے آخری مدت۔ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا کہ بچہ جننے پر حلال ہو جائے گی۔ پس ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے اس بارے میں پوچھا۔ حضرت ام سلمہ نے فرمایا سبیعہ اسلمیہ نے اپنے خاوند کی وفات کے پندرہ روز بعد بچہ جنا تو انہیں دو آدمیوں نے پیغام بھیجے جن میں ایک جوان اور دوسرا ادھیڑ عمر تھا۔ وہ جوان کی طرف مائل ہو گئیں۔ بوڑھے نے کہا کہ تم حلال نہیں ہوئی ہو۔ ان کے گھر والے کہیں گئے ہوئے تھے امید یہ تھی کہ شاید گھر والے آنے پر میری طرف مائل کر دیں۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو گئیں تو آپ نے فرمایا: تم حلال ہو چکی ہو، جس سے چاہو نکاح کر لو۔

[٦٩٩] اثرٌ- **وحدثني** عن مالك، عن نافع، عن عبد الله بن عمر، أنه سئل عن المرأة يتوفى عنها زوجها وهي حامل، فقال عبد الله بن عمر إذا وضعت حملها، فقد حلت. فأخبره رجل من الأنصار كان عنده أن عمر بن الخطاب قال لو وضعت وزوجها على سريره لم يدفن بعد لحلت.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس عورت کے متعلق پوچھا گیا جس کا خاوند فوت ہو گیا اور وہ حاملہ ہو۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ جب وہ بچہ جن لے تو حلال ہو جائے گی۔ انہیں ایک انصاری نے بتایا جو ان کے پاس تھا کہ حضرت عمر نے فرمایا کہ: اگر وہ بچہ جنے اور خاوند کی میت نہلانے کے تختے پر ہو، بعد میں دفن کیا جائے تو وہ حلال ہو گئی۔

٥٣٥- **وحدثني** عن مالك، عن هشام بن عروة، عن أبيه، عن المسور ابن مخرمة، أنه أخبره، أن سبيعة الأسلمية نفست بعد وفاة زوجها بليال، فقال لها رسول الله ﷺ قد حللت فانكحي من شئت.

صحیح البخاری (٥٣٢٠)

عروہ بن زبیر کو حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ سبیعہ اسلمیہ نے اپنے خاوند کی وفات کے چند روز بعد بچہ جنا تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم حلال ہو گئی ہو، جس سے چاہو نکاح کرلو۔

٥٣٦- **وحدثني** عن مالك، عن يحيى بن سعيد، عن سليمان بن يسار، أن عبد الله بن عباس، وأبا سلمة بن عبد الرحمن بن عوف اختلفا في المرأة تنفس بعد وفاة زوجها بليال، فقال أبو سلمة إذا وضعت ما في بطنها، فقد حلت، وقال ابن عباس آخر الأجلين، فجاء أبو هريرة، فقال أنا مع ابن أخي يعني أبا سلمة، فبعثوا كريبا مولى عبد الله بن عباس إلى أم سلمة، زوج النبي ﷺ يسألها عن ذلك، فجاءهم، فأخبرهم أنها قالت ولدت سبيعة الأسلمية بعد وفاة زوجها بليال، فذكرت ذلك لرسول الله ﷺ، فقال قد حللت فانكحي من شئت.

سنن نسائی (٣٥١٤) صحیح مسلم (٣٧٠٧-٣٧٠٨)

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف کے درمیان اس عورت کے بارے میں اختلاف ہوا جو اپنے خاوند کی وفات کے چند روز بعد بچہ جنے۔ پس حضرت ابو سلمہ نے کہا کہ بچہ جننے پر وہ حلال ہو جائے گی۔ حضرت ابن عباس نے کہا کہ دونوں میں سے آخری مدت۔ حضرت ابو ہریرہ بھی آ گئے اور کہا کہ میں اپنے بھتیجے (ابو سلمہ) کے ساتھ ہوں۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس کے آزاد کردہ غلام کریب کو حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں ان سے یہ پوچھنے کی غرض سے بھیجا۔ انہوں نے جا کر ان حضرات کو بتایا کہ حضرت ام سلمہ نے فرمایا: سبیعہ اسلمیہ نے اپنے خاوند کی وفات کے چند روز بعد بچہ جنا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بات کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: تم حلال ہو چکی ہو، جس سے چاہو نکاح کرلو"۔

قال مالك وهذا الأمر الذي لم يزل عليه أهل العلم عندنا.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ وہ حکم ہے جس پر ہمیشہ سے اہل علم رہے۔

٣١- باب مقام المتوفى عنها زوجها في بيتها حتى تحل

عورت کا اسی گھر میں عدت پوری کرنا جہاں خاوند فوت ہوا

٥٣٧- **حدثني** يحيى، عن مالك، عن سعيد بن

زینب بنت کعب بن عجرہ کو حضرت ابو سعید خدری کی بہن

اِسْحَاقَ بْنِ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ ، عَنْ عَمَّتِهِ زَيْنَبَ بِنْتِ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ اَنَّ الْفُرَيْعَةَ بِنْتَ مَالِكِ بْنِ سِنَانٍ ، وَهِيَ اُخْتُ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ ، اَخْبَرَتْهَا اَنَّهَا جَاءَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَسْاَلُهُ اَنْ تَرْجِعَ اِلٰى اَهْلِهَا فِيْ بَنِيْ خُدْرَةَ ، فَاِنَّ زَوْجَهَا خَرَجَ فِيْ طَلَبِ اَعْبُدٍ لَهُ اَبَقُوْا ، حَتّٰى اِذَا كَانُوْا بِطَرَفِ الْقَدُوْمِ لَحِقَهُمْ ، فَقَتَلُوْهُ ، قَالَتْ فَسَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَنْ اَرْجِعَ اِلٰى اَهْلِيْ فِيْ بَنِيْ خُدْرَةَ ، فَاِنَّ زَوْجِيْ لَمْ يَتْرُكْنِيْ فِيْ مَسْكَنٍ يَمْلِكُهُ ، وَلَا نَفَقَةٍ. قَالَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَعَمْ. قَالَتْ فَانْصَرَفْتُ حَتّٰى اِذَا كُنْتُ فِي الْحُجْرَةِ نَادَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَوْ اَمَرَ بِيْ ، فَنُوْدِيْتُ لَهُ ، فَقَالَ كَيْفَ قُلْتِ؟ فَرَدَدْتُ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ الَّتِيْ ذَكَرْتُ لَهُ مِنْ شَاْنِ زَوْجِيْ ، فَقَالَ امْكُثِيْ فِيْ بَيْتِكِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتَابُ اَجَلَهُ قَالَتْ فَاعْتَدَدْتُ فِيْهِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَعَشْرًا. قَالَتْ فَلَمَّا كَانَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ اَرْسَلَ اِلَيَّ ، فَسَاَلَنِيْ عَنْ ذٰلِكَ ، فَاَخْبَرْتُهُ ، فَاتَّبَعَهُ وَقَضٰى بِهِ.

سنن ابوداؤد (۲۳۰۰) سنن ترمذی (۱۲۰۴) سنن نسائی (۳۵۲۸)

حضرت فریعہ بنت مالک بن سنان نے بتایا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں یہ پوچھنے کے لئے حاضر ہوئیں کہ بنی خدرہ میں اپنے گھر والوں کی طرف لوٹ جائیں کیونکہ ان کا خاوند اپنے غلاموں کی تلاش میں نکلا تھا جو بھاگ گئے تھے۔ یہاں تک کہ جب قدوم کے اندر پایا تو غلاموں نے اسے قتل کر دیا۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ میں بنی خدرہ میں اپنے گھر والوں کے پاس چلی جاؤں؟ کیونکہ میرے خاوند نے اپنا کوئی ذاتی مکان نہیں چھوڑا اور نہ نفقہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ہاں! انہوں نے فرمایا کہ پھر میں لوٹ آئی یہاں تک کہ جب حجرے میں تھے تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلایا یا مجھے بلانے کا کسی کو حکم دیا اور فرمایا: تم نے کیا کہا تھا؟ میں نے اپنے خاوند کا مذکورہ واقعہ عرض کیا تو فرمایا کہ عدت پوری ہونے تک اپنے گھر میں ہی رہو۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے اسی میں چار مہینے دس دن عدت پوری کی۔ انہوں نے فرمایا کہ حضرت عثمان نے مجھے بلایا اور اس بارے میں پوچھا تو میں نے انہیں بتا دیا تو اس کے پیش نظر یہی فیصلہ کیا۔

[۷۰۰] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسٍ الْمَكِّيِّ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَرُدُّ الْمُتَوَفّٰى عَنْهُنَّ اَزْوَاجُهُنَّ مِنَ الْبَيْدَاءِ ، يَمْنَعُهُنَّ الْحَجَّ.

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوت شدگان کی بیویوں کو بیداء سے لوٹا دیتے اور انہیں حج سے روک دیا کرتے تھے۔

وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ ، اَنَّهُ بَلَغَهُ ، اَنَّ السَّائِبَ بْنَ خَبَّابٍ تُوُفِّيَ ، وَاَنَّ امْرَاَتَهُ جَاءَتْ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ، فَذَكَرَتْ لَهُ وَفَاةَ زَوْجِهَا ، وَذَكَرَتْ لَهُ حَرْثًا لَهُمْ بِقَنَاةَ ، وَسَاَلَتْهُ هَلْ يَصْلُحُ لَهَا اَنْ تَبِيْتَ فِيْهِ؟ فَنَهَاهَا عَنْ ذٰلِكَ ، فَكَانَتْ تَخْرُجُ مِنَ الْمَدِيْنَةِ سَحَرًا ، فَتُصْبِحُ فِيْ حَرْثِهِمْ ، فَتَظَلُّ فِيْهِ يَوْمَهَا ، ثُمَّ تَدْخُلُ الْمَدِيْنَةَ اِذَا اَمْسَتْ ، فَتَبِيْتُ فِيْ بَيْتِهَا.

یحییٰ بن سعید کو یہ بات پہنچی کہ سائب بن خباب کا انتقال ہو گیا تو ان کی زوجہ محترمہ نے اپنے خاوند کی وفات کا حضرت عبد اللہ بن عمر کی خدمت میں حاضر ہو کر ذکر کیا اور بتایا کہ ان کی کھیتی قناۃ میں ہے۔ ان سے پوچھا کہ کیا اس کے لئے وہاں رات گزارنا درست ہے؟ انہوں نے ایسا کرنے سے منع کیا۔ پس وہ علی الصبح مدینہ منورہ سے نکلتیں' صبح کے وقت کھیت میں جا پہنچتی' سارا دن وہاں گزارتیں' پھر شام کو مدینہ منورہ میں داخل ہو کر رات اپنے گھر میں بسر کرتیں۔

[۷۰۱] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ هِشَامِ بْنِ

عروہ بن زبیر خانہ بدوش عورت کے بارے میں فرمایا

عُرْوَةَ 'اَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فِي الْمَرْاَةِ الْبَدَوِيَّةِ يُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا اِنَّهَا تَنْتَوِيْ حَيْثُ انْتَوٰى اَهْلُهَا.

قَالَ مَالِكٌ وَهٰذَا الْاَمْرُ عِنْدَنَا.

کرتے کہ جس کا خاوند فوت ہو جائے تو وہ وہیں رہے۔ جہاں اس کے گھر والے رہیں۔

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

[۷۰۲] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ 'عَنْ نَافِعٍ 'عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ 'اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ لَا تَبِيْتُ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا 'وَلَا الْمَبْتُوْتَةُ اِلَّا فِيْ بَيْتِهَا.

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے یا جس کو طلاق دی گئی ہو وہ رات نہ گزارے مگر اپنے گھر میں۔

۳۲- بَابُ عِدَّةِ اُمِّ الْوَلَدِ اِذَا تُوُفِّيَ عَنْهَا سَيِّدُهَا

ام ولد کی عدت کا بیان جس کا مالک فوت ہو جائے

[۷۰۳] اثر- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى 'عَنْ مَالِكٍ 'عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ 'اَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ يَقُوْلُ اِنَّ يَزِيْدَ بْنَ عَبْدِ الْمَلِكِ فَرَّقَ بَيْنَ رِجَالٍ وَبَيْنَ نِسَائِهِمْ 'وَكُنَّ اُمَّهَاتِ اَوْلَادِ رِجَالٍ هَلَكُوْا 'فَتَزَوَّجُوْهُنَّ بَعْدَ حَيْضَةٍ 'اَوْ حَيْضَتَيْنِ 'فَفَرَّقَ بَيْنَهُمْ حَتّٰى يَعْتَدِدْنَ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا 'فَقَالَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ سُبْحَانَ اللّٰهِ يَقُوْلُ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهِ ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا﴾ (البقرہ: ۲۳۴) مَا هُنَّ مِنَ الْاَزْوَاجِ.

یحییٰ بن سعید نے قاسم بن محمد کو فرماتے ہوئے سنا کہ یزید بن عبد الملک نے ان مردوں اور عورتوں کے درمیان جدائی کروا دی جن کے مالک ہلاک ہو گئے تھے۔ پس انہوں نے ایک حیض یا دو حیض کے بعد نکاح کر لئے۔ پس چار مہینے دس دن عدت گزارنے کے دوران ان میں دوری رکھی۔ اس پر قاسم بن محمد نے تعجب کرتے ہوئے فرمایا: اللہ تعالیٰ تو اپنی کتاب میں فرماتا ہے کہ "جو فوت ہو جائیں اور پیچھے بیویاں چھوڑیں"۔ اور یہ عورتیں بیویاں نہیں ہیں۔

[۷۰۴] اثر- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ 'عَنْ نَافِعٍ 'عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهُ قَالَ عِدَّةُ اُمِّ الْوَلَدِ اِذَا تُوُفِّيَ عَنْهَا سَيِّدُهَا حَيْضَةٌ.

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جب ام ولد کا مالک فوت ہو جائے تو اس کی عدت ایک حیض ہے۔

وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ 'عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ 'عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ 'اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ عِدَّةُ اُمِّ الْوَلَدِ اِذَا تُوُفِّيَ عَنْهَا سَيِّدُهَا حَيْضَةٌ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ قاسم بن محمد فرمایا کرتے کہ ام ولد کا جب مالک وفات پا جائے تو اس کی عدت ایک حیض ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَهُوَ الْاَمْرُ عِنْدَنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَاِنْ لَّمْ تَكُنْ مِمَّنْ تَحِيْضُ فَعِدَّتُهَا ثَلَاثَةُ اَشْهُرٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر اسے حیض نہ آتا ہو تو اس کی عدت تین مہینے ہے۔

۳۳- بَابُ عِدَّةِ الْاَمَةِ اِذَا تُوُفِّيَ سَيِّدُهَا اَوْ زَوْجُهَا

لونڈی کی عدت جبکہ اس کا آقا یا خاوند مر جائے

[۷۰۵] اثر- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى 'عَنْ مَالِكٍ 'اَنَّهُ بَلَغَهُ 'اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ 'وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ كَانَا يَقُوْلَانِ

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ سعید بن مسیب اور سلیمان بن یسار فرمایا کرتے کہ لونڈی کا خاوند جب فوت ہو جائے تو اس کی

عِدَّةُ الْأَمَةِ إِذَا هَلَكَ عَنْهَا زَوْجُهَا شَهْرَانِ وَ خَمْسُ لَيَالٍ

عدت دو ماہ پانچ روز ہے۔

[۷۰۶] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ مِثْلَ ذٰلِكَ.

امام مالک نے ابن شہاب سے اسی طرح روایت کی ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْعَبْدِ يُطَلِّقُ الْأَمَةَ طَلَاقًا لَمْ يَبُتَّهَا فِيهِ لَهُ عَلَيْهَا فِيهِ الرَّجْعَةُ، ثُمَّ يَمُوتُ، وَهِيَ فِي عِدَّتِهَا مِنْ طَلَاقِهِ إِنَّهَا تَعْتَدُّ عِدَّةَ الْأَمَةِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا شَهْرَيْنِ وَ خَمْسَ لَيَالٍ، وَإِنَّهَا إِنْ عُتِقَتْ وَلَهُ عَلَيْهَا رَجْعَةٌ، ثُمَّ لَمْ تَخْتَرْ فِرَاقَهُ بَعْدَ الْعِتْقِ حَتَّى يَمُوتَ، وَهِيَ فِي عِدَّتِهَا مِنْ طَلَاقِهِ اعْتَدَّتْ عِدَّةَ الْحُرَّةِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا، وَذٰلِكَ أَنَّهَا إِنَّمَا وَقَعَتْ عَلَيْهَا عِدَّةُ الْوَفَاةِ بَعْدَ مَا عُتِقَتْ فَعِدَّتُهَا عِدَّةُ الْحُرَّةِ

امام مالک نے اس غلام کے بارے میں فرمایا جس نے لونڈی کو طلاق دی جو بتہ نہیں ہے اور اسے رجوع کرنے کا حق حاصل ہے۔ پھر وہ عورت کی عدت طلاق کے دوران فوت ہو جائے تو اب وہ متوفی خاوند کی زوجہ والی عدت گزارے گی۔ یعنی دو ماہ پانچ دن اور اگر وہ آزاد ہو جائے اور مرد کو اس سے رجوع کا حق حاصل ہے، پھر آزاد ہونے کے بعد وہ بھی جدا ہونا نہیں چاہتی یہاں تک کہ وہ فوت ہو جائے اور وہ عورت اس کی عدت طلاق میں ہو تو اس آزاد عورت کی عدت گزارے گی جس کا شوہر فوت ہو گیا ہو یعنی چار ماہ دس دن اور یہ اس لیے کہ اس پر آزاد ہونے کے بعد عدت وفات واقع ہوتی ہے، پس اس کی عدت آزاد عورت کی عدت ہوگی۔

قَالَ مَالِكٌ وَهٰذَا الْأَمْرُ عِنْدَنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

۳۴- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعَزْلِ

عزل کے متعلق روایات

۵۳۸- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ، أَنَّهُ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ، فَرَأَيْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ، فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ، فَسَأَلْتُهُ عَنِ الْعَزْلِ، فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ، فَأَصَبْنَا سَبْيًا مِنْ سَبْيِ الْعَرَبِ، فَاشْتَهَيْنَا النِّسَاءَ، وَاشْتَدَّتْ عَلَيْنَا الْعُزْبَةُ، وَأَحْبَبْنَا الْفِدَاءَ، فَأَرَدْنَا أَنْ نَعْزِلَ، فَقُلْنَا نَعْزِلُ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ أَظْهُرِنَا قَبْلَ أَنْ نَسْأَلَهُ؟ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ مَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَفْعَلُوا، مَا مِنْ نَسَمَةٍ كَائِنَةٍ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا وَهِيَ كَائِنَةٌ. صحیح البخاری (۲۵۴۲) صحیح مسلم (۳۵۲۹ تا ۳۵۳۱)

ابن محیریز کا بیان ہے کہ میں مسجد میں داخل ہوا تو حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ کر ان کے پاس گیا اور ان سے عزل کے بارے میں پوچھا۔ حضرت ابو سعید خدری نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ غزوۂ بنی مصطلق کے لئے نکلے۔ وہاں عربی عورتیں ہماری قید میں آئیں جب کہ ہمیں عورتوں کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی اور مجرد زندگی نے ہمیں تنگ کر رکھا تھا اور ہم ان عورتوں سے مال بھی کمانا چاہتے تھے تو ہم نے عزل کا ارادہ کیا۔ ہم نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے ہوتے ہوئے بغیر پوچھے ہم کس طرح عزل کریں؟ پس آپ سے اس بارے میں پوچھا تو فرمایا: تمہارے اوپر کیا بوجھ ہے اگر نہ کرو۔ قیامت تک جو جان پیدا ہونے والی ہے وہ ضرور پیدا ہو کر رہے گی۔

[۷۰۷] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ كَانَ يَعْزِلُ.

عامر بن سعید بن ابی وقاص نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ عزل کیا کرتے تھے۔

[۷۰۸] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنِ ابْنِ أَفْلَحَ مَوْلَى أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أُمِّ وَلَدٍ لِأَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّهُ كَانَ يَعْزِلُ.

حضرت ابوایوب انصاری کی ام ولد سے روایت ہے کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ عزل کیا کرتے تھے۔

[۷۰۹] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ كَانَ لَا يَعْزِلُ وَكَانَ يَكْرَهُ الْعَزْلَ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر عزل نہیں کیا کرتے تھے اور وہ عزل کو ناپسند فرماتے تھے۔

[۷۱۰] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ سَعِيدٍ الْمَازِنِيِّ، عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ عَمْرِو بْنِ غَزِيَّةَ، أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا عِنْدَ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، فَجَاءَهُ ابْنُ فَهْدٍ. رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ. فَقَالَ يَا أَبَا سَعِيدٍ إِنَّ عِنْدِي جَوَارِيَ لِي لَيْسَ نِسَائِي اللَّاتِي أُكِنُّ بِأَعْجَبَ إِلَيَّ مِنْهُنَّ، وَلَيْسَ كُلُّهُنَّ يُعْجِبُنِي أَنْ تَحْمِلَ مِنِّي أَفَأَعْزِلُ؟ فَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ أَفْتِهِ يَا حَجَّاجُ قَالَ فَقُلْتُ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكَ، إِنَّمَا نَجْلِسُ عِنْدَكَ لِنَتَعَلَّمَ مِنْكَ. قَالَ أَفْتِهِ. قَالَ فَقُلْتُ هُوَ حَرْثُكَ إِنْ شِئْتَ سَقَيْتَهُ، وَإِنْ شِئْتَ أَعْطَشْتَهُ. قَالَ وَكُنْتُ أَسْمَعُ ذَلِكَ مِنْ زَيْدٍ، فَقَالَ زَيْدٌ صَدَقَ.

حجاج بن عمرو بن غزیہ بیٹھے ہوئے تھے کہ اہل یمن سے ابن فہد آ گئے اور کہا: میرے پاس چند لونڈیاں ہیں جبکہ میری کوئی بیوی بھی ان جیسی خوبصورت نہیں اور میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ وہ مجھ سے حاملہ ہو جائیں تو کیا میں عزل کرلوں؟ حضرت زید بن ثابت نے فرمایا کہ اے حجاج! فتویٰ دو۔ ان کا بیان ہے کہ میں عرض گزار ہوا: ہم آپ کی مجلس میں علم حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ فرمایا کہ فتویٰ دو۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے کہا: وہ تمہاری کھیتی ہے، چاہے سیراب کرو، چاہے خشک رکھو اور کہا کہ یہ میں حضرت زید سے سنا کرتا ہوں۔ حضرت زید نے فرمایا کہ سچ کہا ہے۔

[۷۱۱] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسٍ الْمَكِّيِّ، عَنْ رَجُلٍ يُقَالُ لَهُ ذَفِيفٌ، أَنَّهُ قَالَ سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ الْعَزْلِ فَدَعَا جَارِيَةً لَهُ فَقَالَ أَخْبِرِيهِمْ، فَكَأَنَّهَا اسْتَحْيَتْ، فَقَالَ هُوَ ذَلِكَ، أَمَّا أَنَا فَأَفْعَلُهُ يَعْنِي أَنَّهُ يَعْزِلُ.

حمید بن قیس مکی المعروف بہ ذفیف کا بیان ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے عزل کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے اپنی ایک لونڈی کو بلا کر کہا کہ انہیں بتا دو۔ اس نے شرم محسوس کی تو آپ نے فرمایا کہ یہ ایسی ہی بات ہے۔ لیکن میں عزل کرتا ہوں۔

قَالَ مَالِكٌ لَا يَعْزِلُ الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ الْحُرَّةَ إِلَّا بِإِذْنِهَا، وَلَا بَأْسَ أَنْ يَعْزِلَ عَنْ أَمَتِهِ بِغَيْرِ إِذْنِهَا، وَمَنْ كَانَ تَحْتَهُ أَمَةُ قَوْمٍ فَلَا يَعْزِلُ إِلَّا بِإِذْنِهِمْ.

امام مالک نے فرمایا کہ کوئی آزاد عورت سے عزل نہ کرے مگر اس کی اجازت سے اور اپنی لونڈی سے عزل کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں خواہ بغیر اجازت ہو اور دوسرے لوگوں کی لونڈی سے بغیر ان کی اجازت کے عزل نہ کرے۔

۳۵- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِحْدَادِ

سوگ کے متعلق روایات

۵۳۹- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ، أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ هَذِهِ

حمید بن نافع کا بیان ہے کہ زینب بنت ابوسلمہ نے مجھے مندرجہ ذیل تین حدیثیں بتائیں۔ زینب نے فرمایا کہ میں نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت ام حبیبہ کی خدمت میں گئی جبکہ ان

الْاَحَادِيْثَ الثَّلَاثَةَ ' قَالَتْ زَيْنَبُ دَخَلْتُ عَلٰى اُمِّ حَبِيْبَةَ ' زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ' حِيْنَ تُوُفِّيَ اَبُوْهَا اَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ ' فَدَعَتْ اُمُّ حَبِيْبَةَ بِطِيْبٍ فِيْهِ صُفْرَةٌ خَلُوْقٌ ' اَوْ غَيْرُهُ ' فَدَهَنَتْ بِهٖ جَارِيَةً ' ثُمَّ مَسَحَتْ بِعَارِضَيْهَا ' ثُمَّ قَالَتْ وَاللّٰهِ مَا لِيْ بِالطِّيْبِ مِنْ حَاجَةٍ ' غَيْرَ اَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَا يَحِلُّ لِاِمْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا.

صحيح البخاري (٥٣٣٤_٥٣٣٥) صحيح مسلم (٣٧٠٩ تا ٣٧١٤)

کے والد محترم حضرت ابوسفیان کا انتقال ہو گیا تھا۔ حضرت ام حبیبہ نے خوشبو منگوائی جس میں خلوق وغیرہ کی زردی تھی۔ پھر اپنی لونڈی کو لگا کر اپنے دونوں عارضوں پر ہاتھ مل دیئے اور فرمایا کہ مجھے خوشبو کی حاجت نہ تھی مگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کسی عورت کے لئے جائز نہیں ہے جو اللہ اور آخری دن پر ایمان رکھتی ہو کہ کسی میت کا تین دن سے زیادہ سوگ کرے مگر اپنے خاوند کا چار ماہ دس دن ہے۔

٥٤٠- قَالَتْ زَيْنَبُ ثُمَّ دَخَلْتُ عَلٰى زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ ' زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ' حِيْنَ تُوُفِّيَ اَخُوْهَا ' فَدَعَتْ بِطِيْبٍ فَمَسَّتْ مِنْهُ ' ثُمَّ قَالَتْ وَاللّٰهِ مَا لِيْ بِالطِّيْبِ حَاجَةٌ ' غَيْرَ اَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَا يَحِلُّ لِاِمْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ عَشْرًا. صحيح البخاري (٥٣٣٤_٥٣٣٥) صحيح مسلم (٣٧٠٩ تا ٣٧١٤)

زینب نے فرمایا کہ پھر میں نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت زینب بنت جحش کی خدمت میں حاضر ہوئی جب کہ ان کے بھائی کا انتقال ہوا۔ انہوں نے خوشبو منگا کر اس میں سے ملی اور فرمایا: خدا کی قسم! مجھے خوشبو کی حاجت نہ تھی مگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ کسی عورت کے لئے حلال نہیں جو اللہ اور آخری دن پر ایمان رکھتی ہو کہ کسی مرنے والے کا تین دن سے زیادہ سوگ کرے مگر اپنے خاوند کا چار ماہ دس دن ہے۔

٥٤١- قَالَتْ زَيْنَبُ وَسَمِعْتُ اُمِّيْ اُمَّ سَلَمَةَ ' زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ ' تَقُوْلُ جَاءَتِ امْرَاَةٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ ابْنَتِيْ تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا ' وَقَدِ اشْتَكَتْ عَيْنَيْهَا اَفَتَكْحُلُهُمَا؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا كُلَّ ذٰلِكَ يَقُوْلُ لَا ' ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا هِيَ اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا. وَقَدْ كَانَتْ اِحْدَاكُنَّ فِي الْجَاهِلِيَّةِ تَرْمِيْ بِالْبَعَرَةِ عَلٰى رَاْسِ الْحَوْلِ.

زینب نے فرمایا کہ میں نے اپنی والدہ محترمہ اور نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت ام سلمہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئی کہ یا رسول اللہ! میری بیٹی کا خاوند فوت ہو گیا ہے اور لڑکی کی آنکھوں میں تکلیف ہے تو کیا میں ان میں سرمہ لگا دوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں اور انکار کے لفظ دو تین مرتبہ دہراتے ہوئے فرمایا: یہ تو صرف چار ماہ دس دن ہیں جبکہ عہد جاہلیت میں عورت سال کے بعد سر کے اوپر سے مینگنیاں پھینکتی ہوئی نکلتی تھی۔

قَالَ حُمَيْدُ بْنُ نَافِعٍ فَقُلْتُ لِزَيْنَبَ وَمَا تَرْمِيْ بِالْبَعَرَةِ عَلٰى رَاْسِ الْحَوْلِ؟ فَقَالَتْ زَيْنَبُ كَانَتِ الْمَرْاَةُ اِذَا تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا دَخَلَتْ حِفْشًا ' وَلَبِسَتْ شَرَّ ثِيَابِهَا ' وَلَمْ تَمَسَّ طِيْبًا ' وَلَا شَيْئًا حَتّٰى تَمُرَّ بِهَا سَنَةٌ ' ثُمَّ تُؤْتٰى بِدَابَّةٍ حِمَارٍ ' اَوْ شَاةٍ ' اَوْ طَيْرٍ ' فَتَفْتَضُّ بِهٖ فَقَلَّمَا تَفْتَضُّ بِشَيْءٍ اِلَّا مَاتَ ' ثُمَّ تَخْرُجُ فَتُعْطٰى بَعَرَةً

حمید بن نافع کا بیان ہے کہ میں نے زینب سے کہا کہ سر کے اوپر سے مینگنیاں پھینکنے کا مطلب کیا ہے؟ زینب نے کہا کہ جس عورت کا خاوند فوت ہو جاتا تو وہ ٹوٹی پھوٹی کوٹھڑی میں میلے کچیلے کپڑے پہن کر داخل ہو جاتی۔ خوشبو وغیرہ کوئی چیز نہ لگاتی' یہاں تک کہ سال گزر جاتا۔ پھر ایک جانور لایا جاتا گدھا' بکری یا کوئی پرندہ وغیرہ جسے وہ اپنے جسم سے ملتی۔ ملتے ہوئے اکثر وہ مر

فَتَرْمِي بِهَا، ثُمَّ تُرَاجِعُ بَعْدَ مَا شَاءَتْ مِنْ طِيبٍ أَوْ غَيْرِهِ.

صحیح البخاری (۵۳۳۴_۵۳۳۵) صحیح مسلم (۳۷۰۹تا۳۷۱۴)

جاتا۔ پھر وہ نکلتی تو اسے اونٹ کی مینگنیاں دی جاتیں جنہیں وہ پھینکتی۔ اس کے بعد وہ واپس لوٹتی۔ پھر جو وہ چاہتی خوشبو وغیرہ استعمال کرتی۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْحِفْشُ الْبَيْتُ الرَّدِيُّ، وَتَفْتَضُّ تَمْسَحُ بِهِ جِلْدَهَا كَالنُّشْرَةِ.

امام مالک نے فرمایا کہ "الحفش" خراب گھر کو کہتے ہیں۔ "تفتض" جلد سے مَل کر گزرنے کی طرح۔

۵۴۲- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ، عَنْ عَائِشَةَ، وَحَفْصَةَ زَوْجَي النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ. صحیح مسلم (۳۷۱۵تا۳۷۱۸)

حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی عورت کے لیے جائز نہیں ہے جو اللہ اور آخری دن پر ایمان رکھتی ہو کہ کسی میت کا تین دن سے زیادہ سوگ کرے ماسوائے خاوند کے۔

[۷۱۲] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ لِامْرَأَةٍ حَادٍّ عَلَى زَوْجِهَا اشْتَكَتْ عَيْنَيْهَا، فَبَلَغَ ذَلِكَ مِنْهَا اكْتَحِلِي بِكُحْلِ الْجِلَاءِ بِاللَّيْلِ، وَامْسَحِيهِ بِالنَّهَارِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک عورت سے کہا جو اپنے خاوند کے سوگ میں تھی اور اس کی آنکھیں دکھتی تھیں کہ رات کو سرمہ لگا لیا کرو اور دن میں پونچھ لیا کرو۔

[۷۱۳] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّهُمَا كَانَا يَقُولَانِ فِي الْمَرْأَةِ يُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا إِنَّهَا إِذَا خَشِيَتْ عَلَى بَصَرِهَا مِنْ رَمَدٍ، أَوْ شَكْوٍ أَصَابَهَا إِنَّهَا تَكْتَحِلُ وَتَتَدَاوَى بِدَوَاءٍ، أَوْ كُحْلٍ، وَإِنْ كَانَ فِيهِ طِيبٌ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ سالم بن عبداللہ اور سلیمان بن یسار اس عورت کے بارے میں جس کا خاوند فوت ہو جائے، فرمایا کرتے کہ اگر اس کی آنکھ میں آشوب یا کوئی شکایت پیدا ہو جائے تو وہ سرمہ اور دوائی کا استعمال کر سکتی ہے اگرچہ اس میں خوشبو ہو۔

قَالَ مَالِكٌ وَإِذَا كَانَتِ الضَّرُورَةُ، فَإِنَّ دِينَ اللَّهِ يُسْرٌ.

امام مالک نے فرمایا جبکہ ضرورت ہو کیونکہ اللہ کا دین آسان ہے۔

[۷۱۴] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ أَبِي عُبَيْدٍ اشْتَكَتْ عَيْنَيْهَا، وَهِيَ حَادٌّ عَلَى زَوْجِهَا عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ فَلَمْ تَكْتَحِلْ حَتَّى كَادَتْ عَيْنَاهَا تَرْمَصَانِ.

امام مالک نے نافع سے روایت کی ہے کہ صفیہ بنت ابوعبید کی آنکھوں میں تکلیف ہوگئی جبکہ وہ اپنے خاوند حضرت عبداللہ بن عمر کے سوگ میں تھیں تو انہوں نے سرمہ نہ لگایا یہاں تک کہ ان کی آنکھیں چپک جاتی تھیں۔

قَالَ مَالِكٌ تَدَّهِنُ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا بِالزَّيْتِ، وَالشَّبْرَقِ وَمَا أَشْبَهَ ذَلِكَ إِذَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ طِيبٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ متوفی کی بیوی زیتون اور تل وغیرہ کا تیل لگا سکتی ہے جبکہ اس میں خوشبو نہ ہو۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَا تَلْبَسُ الْمَرْأَةُ الْحَادُّ عَلَى زَوْجِهَا شَيْئًا مِنَ الْحَلْيِ، خَاتَمًا، وَلَا خَلْخَالًا، وَلَا غَيْرَ ذَلِكَ مِنَ الْحَلْيِ، وَلَا تَلْبَسُ شَيْئًا مِنَ الْعَصْبِ إِلَّا أَنْ

امام مالک نے فرمایا کہ اپنے خاوند کا سوگ کرنے والی عورت زیورات سے انگوٹھی پازیب وغیرہ کوئی چیز نہ پہنے اور نہ زیورات کے علاوہ دوسری آرائشی چیز اور یمنی کپڑا بھی نہ پہنے مگر

يَكُوْنَ عَصَبًا غَلِيْظًا ' وَلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَصْبُوْغًا بِشَيْءٍ مِنَ الصِّبْغِ اِلَّا بِالسَّوَادِ ' وَلَا تَمْتَشِطُ اِلَّا بِالسِّدْرِ وَمَا اَشْبَهَهُ مِمَّا لَا يَخْتَمِرُ فِيْ رَأْسِهَا.

جبکہ موٹا اور سخت ہو اور رنگا ہوا کپڑا بھی نہ پہنے ماسوائے سیاہ کے اور بالوں کو نہ دھوئے مگر بیری کے پتوں سے یا ایسی ہی کسی اور چیز کے ساتھ جس سے سر میں خوشبو نہ ہو۔

٥٤٣- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' اَنَّهُ بَلَغَهُ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَلٰى اُمِّ سَلَمَةَ ' وَهِيَ حَادٌّ عَلٰى اَبِيْ سَلَمَةَ ' وَقَدْ جَعَلَتْ عَلٰى عَيْنَيْهَا صَبِرًا ' فَقَالَ مَا هٰذَا يَا اُمَّ سَلَمَةَ؟ فَقَالَتْ اِنَّمَا هُوَ صَبِرٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ. قَالَ اجْعَلِيْهِ فِي اللَّيْلِ وَامْسَحِيْهِ بِالنَّهَارِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ام سلمہ کے پاس تشریف لے گئے جبکہ وہ حضرت ابو سلمہ کے سوگ میں تھیں اور انہوں نے اپنی آنکھوں میں مصبر لگایا تھا۔ آپ نے فرمایا: اے ام سلمہ! یہ کیا ہے؟ عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ مصبر ہے فرمایا کہ اسے رات میں لگایا کرو۔ اور دن میں پونچھ دیا کرو۔

قَالَ مَالِكٌ اَلْاِحْدَادُ عَلَى الصَّبِيَّةِ الَّتِيْ لَمْ تَبْلُغِ الْمَحِيْضَ كَهَيْئَتِهٖ عَلَى الَّتِيْ قَدْ بَلَغَتِ الْمَحِيْضَ ' تَجْتَنِبُ مَا تَجْتَنِبُ الْمَرْاَةُ الْبَالِغَةُ اِذَا هَلَكَ عَنْهَا زَوْجُهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ سوگ والی نابالغ لڑکی جو حیض کی عمر کو نہیں پہنچی ان کے مانند ہے جو حیض کو پہنچ گئیں اور ان تمام باتوں سے اجتناب کرے گی جن سے بالغہ عورت بچتی ہے جبکہ اس کا خاوند فوت ہو گیا ہو۔

قَالَ مَالِكٌ تُحِدُّ الْاَمَةُ اِذَا تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا شَهْرَيْنِ وَخَمْسَ لَيَالٍ مِثْلَ عِدَّتِهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ لونڈی کا سوگ جبکہ اس کا خاوند فوت ہو جائے تو عدت کی طرح دو ماہ پانچ دن ہے۔

قَالَ مَالِكٌ لَيْسَ عَلٰى اُمِّ الْوَلَدِ اِحْدَادٌ اِذَا هَلَكَ عَنْهَا سَيِّدُهَا ' وَلَا عَلٰى اَمَةٍ يَمُوْتُ عَنْهَا سَيِّدُهَا اِحْدَادٌ ' وَاِنَّمَا الْاِحْدَادُ عَلٰى ذَوَاتِ الْاَزْوَاجِ.

سنن ابوداؤد (۲۳۰۵) سنن نسائی (۳۵۳۹)

امام مالک نے فرمایا کہ ام ولد پر سوگ نہیں ہے جبکہ اس کا آقا فوت ہو جائے اور لونڈی پر بھی سوگ نہیں جس کا آقا فوت ہو' کیونکہ سوگ تو خاوند والی عورتوں پر ہے۔

[٧١٥] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' اَنَّهُ بَلَغَهُ ' اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ ' زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ ' كَانَتْ تَقُوْلُ تَجْمَعُ الْحَادُّ رَأْسَهَا بِالسِّدْرِ وَالزَّيْتِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمایا کرتیں: سوگ والی عورت اپنے سر میں بیری اور زیتون کو جمع کر سکتی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

۳۰- كِتَابُ الرَّضَاعِ

دودھ پلانے کا بیان

۱- بَابُ رَضَاعَةِ الصَّغِيْرِ

بچے کو دودھ پلانا

٥٤٤- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى ' عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ ' عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ' اَنَّ عَائِشَةَ اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَخْبَرَتْهَا ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ عِنْدَهَا ' وَاَنَّهَا سَمِعَتْ صَوْتَ رَجُلٍ يَسْتَاْذِنُ فِيْ بَيْتِ حَفْصَةَ ' قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا رَجُلٌ يَسْتَاْذِنُ فِيْ بَيْتِكَ ' فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اُرَاهُ فُلَانًا لِعَمٍّ لِحَفْصَةَ مِنَ

عمرہ بنت عبد الرحمن نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس تھیں اور اس شخص کی آواز سن رہی تھیں جو حضرت حفصہ کے گھر میں داخل ہونے کی اجازت مانگ رہا تھا۔ حضرت عائشہ نے فرمایا: میں عرض گزار ہوئی کہ یا رسول اللہ! یہ آپ کے گھر میں آنے کی اجازت مانگتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے خیال میں

الرَّضَاعَةِ. فَقَالَتْ عَائِشَةُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَوْ كَانَ فُلَانٌ حَيًّا. لِعَمِّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ. دَخَلَ عَلَيَّ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ نَعَمْ. إِنَّ الرَّضَاعَةَ تُحَرِّمُ مَا تُحَرِّمُ الْوِلَادَةُ.

صحیح البخاری (۲۶۴۶) صحیح مسلم (۳۵۵۳)

حفصہ کا فلاں رضاعی چچا ہے۔ حضرت عائشہ عرض گزار ہوئیں کہ یا رسول اللہ! اگر فلاں زندہ ہوتا یعنی ان کا رضاعی چچا تو وہ میرے پاس آیا کرتا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں! بے شک رضاعت بھی اسی طرح حرام کرتی ہے جیسے ولادت حرام کرتی ہے۔

۵۴۵- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، أَنَّهَا قَالَتْ جَاءَ عَمِّي مِنَ الرَّضَاعَةِ يَسْتَأْذِنُ عَلَيَّ، فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ عَلَيَّ حَتَّى أَسْأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ، فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ إِنَّهُ عَمُّكِ فَأْذَنِي لَهُ. قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّمَا أَرْضَعَتْنِي الْمَرْأَةُ، وَلَمْ يُرْضِعْنِي الرَّجُلُ، فَقَالَ إِنَّهُ عَمُّكِ فَلْيَلِجْ عَلَيْكِ.

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میرے رضاعی چچا نے آ کر مجھ سے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو میں نے اس کے متعلق آپ سے پوچھا۔ فرمایا کہ وہ تمہارا چچا ہے اسے اجازت دے دینا۔ وہ فرماتی ہیں: میں عرض گزار ہوئی کہ یا رسول اللہ! مجھے عورت نے دودھ پلایا ہے مرد نے تو نہیں پلایا۔ فرمایا کہ وہ تمہارا چچا ہے تمہارے پاس آ سکتا ہے۔

قَالَتْ عَائِشَةُ وَذٰلِكَ بَعْدَ مَا ضُرِبَ عَلَيْنَا الْحِجَابُ.

حضرت عائشہ نے فرمایا کہ یہ پردے کا حکم نازل ہونے سے بعد کی بات ہے۔

وَقَالَتْ عَائِشَةُ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ. صحیح البخاری (۵۲۳۹) صحیح مسلم (۳۵٦٠)

حضرت عائشہ نے فرمایا کہ رضاعت بھی ان رشتوں کو حرام کرتی ہے جن کو ولادت حرام کر دیتی ہے۔

۵۴٦- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ، أَنَّ أَفْلَحَ أَخَا أَبِي الْقُعَيْسِ جَاءَ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهَا، وَهُوَ عَمُّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ، بَعْدَ أَنْ أُنْزِلَ الْحِجَابُ. قَالَتْ فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ عَلَيَّ، فَلَمَّا جَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي صَنَعْتُ، فَأَمَرَنِي أَنْ آذَنَ لَهُ عَلَيَّ.

صحیح البخاری (۵۱۰۳) صحیح مسلم (۳۵۵٦)

عروہ بن زبیر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ ابوقعیس کے بھائی افلح نے آ کر ان سے اجازت مانگی اور وہ ان کا رضاعی چچا تھا، اس کے بعد کہ پردے کا حکم نازل ہو چکا تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو جو میں نے کیا تھا آپ کو بتا دیا۔ آپ نے مجھے حکم دیا کہ اسے اپنے پاس آنے کی اجازت دے دیا کروں۔

[۷۱٦] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدِّيلِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ مَا كَانَ فِي الْحَوْلَيْنِ، وَإِنْ كَانَ مَصَّةً وَاحِدَةً، فَهُوَ يُحَرِّمُ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ دو سال کے دوران خواہ ایک ہی دفعہ دودھ پیا ہو لیکن حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔ ف

ف: اہل حق کے ائمہ اربعہ اور جمہور علماء کا یہی مذہب ہے کہ رضاعت صرف بچپن میں دودھ پلانے سے ثابت ہوتی ہے جب کہ بچے کی خوراک صرف دودھ ہے۔ اکثر فقہاء کے نزدیک یہ مدت دو سال کی عمر تک ہے جب کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اڑھائی سال کی عمر تک یہی حکم ہے اس کے بعد کسی عورت کا دودھ پینے اور پلانے سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[۷۱۷] اَثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِیْدِ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ کَانَتْ لَهٗ امْرَاَتَانِ، فَاَرْضَعَتْ اِحْدَاهُمَا غُلَامًا، وَاَرْضَعَتِ الْاُخْرٰی جَارِیَةً، فَقِیْلَ لَهٗ هَلْ یَتَزَوَّجُ الْغُلَامُ الْجَارِیَةَ؟ فَقَالَ لَا، اَللِّقَاحُ وَاحِدٌ.

سنن ترمذی (۱۱۴۹)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جس کی دو بیویاں ہوں۔ اس کی ایک بیوی نے کسی لڑکے کو دودھ پلایا اور دوسری نے ایک لڑکی کو۔ ان سے کہا گیا: کیا اس لڑکے اور لڑکی کا نکاح ہوسکتا ہے؟ فرمایا: نہیں ہوسکتا کیونکہ ان کا باپ (رضاعی) ایک ہے۔

[۷۱۸] اَثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ کَانَ یَقُوْلُ لَا رَضَاعَةَ اِلَّا لِمَنْ اُرْضِعَ فِی الصِّغَرِ، وَلَا رَضَاعَةَ لِکَبِیْرٍ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ رضاعت نہیں ہے مگر چھوٹی عمر میں اور بڑے کی کوئی رضاعت نہیں ہے۔

[۷۱۹] اَثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَخْبَرَهٗ، اَنَّ عَائِشَةَ اُمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ اَرْسَلَتْ بِهٖ، وَهُوَ یَرْضَعُ اِلٰی اُخْتِهَا اُمِّ کُلْثُوْمٍ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ الصِّدِّیْقِ، فَقَالَتْ اَرْضِعِیْهِ عَشْرَ رَضَعَاتٍ حَتّٰی یَدْخُلَ عَلَیَّ. قَالَ سَالِمٌ فَاَرْضَعَتْنِیْ اُمُّ کُلْثُوْمٍ ثَلَاثَ رَضَعَاتٍ، ثُمَّ مَرِضَتْ فَلَمْ تُرْضِعْنِیْ غَیْرَ ثَلَاثِ رَضَعَاتٍ، فَلَمْ اَکُنْ اَدْخُلُ عَلٰی عَائِشَةَ مِنْ اَجْلِ اَنَّ اُمَّ کُلْثُوْمٍ لَمْ تُتِمَّ لِیْ عَشْرَ رَضَعَاتٍ.

سالم بن عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ نے حالت رضاعت میں انہیں اپنی بہن حضرت ام کلثوم بنت ابوبکر صدیق کے پاس بھیجا اور فرمایا کہ اسے دس دفعہ دودھ پلا دیا جائے تاکہ میرے پاس آجایا کرے۔ حضرت ام کلثوم نے مجھے تین دفعہ دودھ پلایا پھر بیمار پڑ گئیں تو تین دفعہ سے زیادہ مجھے دودھ نہ پلاسکیں۔ پس میں حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر نہیں ہوسکتا کیونکہ حضرت ام کلثوم نے مجھے پورے دس دفعہ دودھ نہیں پلایا۔

[۷۲۰] اَثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ صَفِیَّةَ بِنْتَ اَبِیْ عُبَیْدٍ اَخْبَرَتْهُ، اَنَّ حَفْصَةَ اُمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ اَرْسَلَتْ بِعَاصِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعْدٍ اِلٰی اُخْتِهَا فَاطِمَةَ بِنْتِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ تُرْضِعُهٗ عَشْرَ رَضَعَاتٍ لِیَدْخُلَ عَلَیْهَا وَهُوَ صَغِیْرٌ یَرْضَعُ، فَفَعَلَتْ، فَکَانَ یَدْخُلُ عَلَیْهَا.

صفیہ بنت ابوعبید سے روایت ہے کہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عاصم بن عبداللہ بن سعد کو اپنی بہن حضرت فاطمہ بنت عمر کے پاس بھیجا کہ اسے دس دفعہ دودھ پلا دیں تاکہ ان کے پاس آجایا کرے اور وہ دودھ پیتے بچے تھے۔ انہوں نے ایسا ہی کیا تو یہ ان کے پاس آیا کرتے۔ ف

ف: ان دونوں روایتوں کی بنیاد اصل میں یہ روایت ہے "عن عائشة رضی الله عنها قالت کان فیما انزل من القرآن عشر رضعات معلومات یحرمن ثم ینسخن بخمس معلومات فتوفی رسول الله ﷺ وهی فیما یقرء من القرآن" (صحیح مسلم) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا جیسا کہ قرآن مجید میں نازل کیا گیا کہ دس دفعہ دودھ پلانا حرام کردیتا ہے۔ پھر یہ آیت پانچ دفعہ پلانے کے حکم سے منسوخ ہوئی۔ پس رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی اور قرآن کریم میں یہ آیت اسی طرح پڑھی جاتی تھی۔

امام شافعی کا قول ہے کہ پانچ دفعہ دودھ پینے سے حرمت ثابت ہونے کی مذکورہ آیت کی تلاوت تو منسوخ ہوگئی لیکن یہ حکم باقی ہے۔ جمہور کے نزدیک پانچ دفعہ سے حرمت ثابت ہونے کا حکم بھی منسوخ ہے اور وہ اس بات کو بھی تسلیم نہیں کرتے کہ پانچ دفعہ دودھ

پینے سے حرمت ثابت ہونے کی آیت رسول اللہ ﷺ کے وصال تک قرآن مجید میں پڑھی جاتی تھی۔ اگر واقعی صورت حال یہی ہے تو کون اس آیت کی تلاوت منسوخ کر سکتا تھا اور کون اسے قرآن کریم سے نکال سکتا تھا۔ دریں حالات یہی بات سمجھ میں آتی ہے کہ پانچ دفعہ دودھ پینے والی آیت کی تلاوت بھی نبی کریم ﷺ کے زمانۂ اقدس ہی کے اندر منسوخ ہوئی ہوگی اور اسی لیے اسے قرآن کریم میں شامل نہیں کیا گیا ہوگا اور جب تلاوت اس کی ہی منسوخ ہوئی تو حکم کہاں رہا؟ واللہ تعالیٰ اعلم

[۷۲۱] اثر - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ، أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ، كَانَ يَدْخُلُ عَلَيْهَا مَنْ أَرْضَعَتْهُ أَخَوَاتُهَا وَبَنَاتُ أَخِيهَا، وَلَا يَدْخُلُ عَلَيْهَا مَنْ أَرْضَعَهُ نِسَاءُ إِخْوَتِهَا.

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس وہ حضرات آتے جن کو ان کی بہنوں اور بھتیجیوں نے دودھ پلایا ہوتا اور وہ لوگ نہ آتے جن کو ان کی بھاوجوں نے دودھ پلایا ہوتا۔

[۷۲۲] اثر - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ، أَنَّهُ سَأَلَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ عَنِ الرَّضَاعَةِ فَقَالَ سَعِيدٌ كُلُّ مَا كَانَ فِي الْحَوْلَيْنِ، وَإِنْ كَانَتْ قَطْرَةً وَاحِدَةً فَهُوَ يُحَرِّمُ، وَمَا كَانَ بَعْدَ الْحَوْلَيْنِ، فَإِنَّمَا هُوَ طَعَامٌ يَأْكُلُهُ.

سعید بن مسیب سے رضاعت کے بارے میں پوچھا گیا تو سعید نے فرمایا کہ جو دو سالوں کے درمیان ہو خواہ وہ ایک ہی قطرہ ہو تو اس سے حرمت ثابت ہو جاتی ہے اور جو رضاعت کے دو سالوں کے بعد ہو تو وہ کھانے کی طرح ہے جو کھایا جاتا ہے۔

قَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُقْبَةَ، ثُمَّ سَأَلْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ، فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ.

ابراہیم بن عقبہ نے کہا کہ پھر میں نے عروہ بن زبیر سے پوچھا تو انہوں نے سعید بن مسیب کی طرح فرمایا۔

[۷۲۳] اثر - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ لَا رَضَاعَةَ إِلَّا مَا كَانَ فِي الْمَهْدِ، وَإِلَّا مَا أَنْبَتَ اللَّحْمَ وَالدَّمَ.

یحییٰ بن سعید کا بیان ہے کہ میں نے سعید بن مسیب کو فرماتے ہوئے سنا کہ رضاعت نہیں ہے مگر پنگوڑے میں اور وہی جس سے گوشت اور خون بنتا ہے۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ الرَّضَاعَةُ قَلِيلُهَا وَكَثِيرُهَا تُحَرِّمُ، وَالرَّضَاعَةُ مِنْ قِبَلِ الرِّجَالِ تُحَرِّمُ.

ابن شہاب فرمایا کرتے تھے کہ دودھ خواہ تھوڑا پیا ہو یا زیادہ حرمت ثابت ہو جاتی ہے اور رضاعت مردوں کی طرف سے بھی حرام کر دیتی ہے۔

قَالَ يَحْيَى وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ الرَّضَاعَةُ قَلِيلُهَا وَكَثِيرُهَا إِذَا كَانَ فِي الْحَوْلَيْنِ تُحَرِّمُ، فَأَمَّا مَا كَانَ بَعْدَ الْحَوْلَيْنِ، فَإِنَّ قَلِيلَهُ وَكَثِيرَهُ لَا يُحَرِّمُ شَيْئًا، وَإِنَّمَا هُوَ بِمَنْزِلَةِ الطَّعَامِ.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ رضاعت تھوڑی ہو یا زیادہ جبکہ دو سالوں کے درمیان ہو تو حرام کر دیتی ہے اور جو دو سالوں کے بعد ہو خواہ تھوڑی ہو یا زیادہ تو وہ کسی چیز کو حرام نہیں کرتی کیونکہ وہ تو کھانے کی طرح ہے۔

۲ - بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّضَاعَةِ بَعْدَ الْكِبَرِ

جوان آدمی کو دودھ پلانا

۵۴۷ - حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَضَاعَةِ الْكَبِيرِ فَقَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ

ابن شہاب سے بڑے آدمی کو دودھ پلانے کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ مجھے عروہ بن زبیر نے بتایا کہ حضرت ابو حذیفہ بن

الزُّبَيْرِ، أَنَّ أَبَا حُذَيْفَةَ بْنَ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَكَانَ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا، وَكَانَ تَبَنَّى سَالِمًا الَّذِي يُقَالُ لَهُ سَالِمٌ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ، كَمَا تَبَنَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ، وَأَنْكَحَ أَبُو حُذَيْفَةَ سَالِمًا وَهُوَ يَرَى أَنَّهُ ابْنُهُ، أَنْكَحَهُ بِنْتَ أَخِيهِ فَاطِمَةَ بِنْتَ الْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، وَهِيَ يَوْمَئِذٍ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُوَلِ، وَهِيَ مِنْ أَفْضَلِ أَيَامَى قُرَيْشٍ، فَلَمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى فِي كِتَابِهِ فِي زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ مَا أَنْزَلَ فَقَالَ ﴿ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ فَإِنْ لَمْ تَعْلَمُوا آبَاءَهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ وَمَوَالِيكُمْ﴾ (الاحزاب:۵) رُدَّ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْ أُولَئِكَ إِلَى أَبِيهِ، فَإِنْ لَمْ يُعْلَمْ أَبُوهُ رُدَّ إِلَى مَوْلَاهُ، فَجَاءَتْ سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَيْلٍ، وَهِيَ امْرَأَةُ أَبِي حُذَيْفَةَ، وَهِيَ مِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ كُنَّا نَرَى سَالِمًا وَلَدًا، وَكَانَ يَدْخُلُ عَلَيَّ وَأَنَا فُضُلٌ، وَلَيْسَ لَنَا إِلَّا بَيْتٌ وَاحِدٌ، فَمَاذَا تَرَى فِي شَأْنِهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَرْضِعِيهِ خَمْسَ رَضَعَاتٍ فَيَحْرُمُ بِلَبَنِهَا. وَكَانَتْ تَرَاهُ ابْنًا مِنَ الرَّضَاعَةِ، فَأَخَذَتْ بِذَلِكَ عَائِشَةُ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ فِيمَنْ كَانَتْ تُحِبُّ أَنْ يَدْخُلَ عَلَيْهَا مِنَ الرِّجَالِ، فَكَانَتْ تَأْمُرُ أُخْتَهَا أُمَّ كُلْثُومٍ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، وَبَنَاتِ أَخِيهَا أَنْ يُرْضِعْنَ مَنْ أَحَبَّتْ أَنْ يَدْخُلَ عَلَيْهَا مِنَ الرِّجَالِ، وَأَبَى سَائِرُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنْ يَدْخُلَ عَلَيْهِنَّ بِتِلْكَ الرَّضَاعَةِ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ، وَقُلْنَ لَا وَاللَّهِ مَا نَرَى الَّذِي أَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَهْلَةَ بِنْتَ سُهَيْلٍ إِلَّا رُخْصَةً مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي رَضَاعَةِ سَالِمٍ وَحْدَهُ، لَا وَاللَّهِ لَا يَدْخُلُ عَلَيْنَا بِهَذِهِ الرَّضَاعَةِ أَحَدٌ

فَعَلَى هَذَا كَانَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ فِي رَضَاعَةِ الْكَبِيرِ. صحیح مسلم(۳۵۸۵تا۳۵۸۸)

عتبہ بن ربیعہ جو رسول اللہ ﷺ کے صحابی اور غزوۂ بدر میں شامل ہوئے تھے انہوں نے سالم کو متبنیٰ بنا لیا تھا جس کو سالم مولیٰ ابو حذیفہ کہا جاتا تھا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ کو متبنیٰ بنایا تھا اور حضرت ابو حذیفہ نے سالم کا نکاح کر دیا تھا اور وہ اسے اپنا بیٹا ہی سمجھتے تھے۔ اس کا نکاح اپنی بھتیجی فاطمہ بنت ولید بن عتبہ بن ربیعہ سے کیا تھا جو ان دنوں سب سے پہلے ہجرت کرنے والی عورتوں سے تھیں اور وہ قریش کی افضل ثیبہ عورتوں سے تھیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حضرت زید بن حارثہ کے متعلق حکم نازل کرتے ہوئے فرمایا: ''انہیں ان کے باپ ہی کا کہہ کر پکارو۔ یہ اللہ کے نزدیک زیادہ ٹھیک ہے۔ پھر اگر تمہیں ان کے باپ معلوم نہ ہوں تو دین میں تمہارے بھائی ہیں اور تمہارے دوست''۔ تو ان میں سے ہر ایک کی نسبت اس کے باپ کی طرف ہونے لگی۔ اگر کسی کے باپ کا نام معلوم نہ ہوتا تو اس کے آزاد کرنے والے کی طرف نسبت کی جاتی۔ پس حضرت سہلہ بنت سہیل جو حضرت ابو حذیفہ کی بیوی اور بنو عامر بن لوی سے تھیں، رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئیں کہ یا رسول اللہ! ہم سالم کو اپنا بیٹا سمجھتے تھے اور وہ میرے پاس آتا تھا، خود میں ننگے سر بھی ہوتی اور ہمارے پاس صرف ایک ہی گھر ہے تو اب اس کے متعلق کیا کریں؟ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ پانچ دفعہ اسے دودھ پلا دو تو وہ دودھ سے محروم ہو جائے گا اور اس طرح وہ اسے رضاعی بیٹا سمجھنے لگیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ اسی کو لیتی تھیں۔ پس جس کے متعلق چاہتیں کہ ان کے پاس آیا کرے تو اپنی بہن حضرت ام کلثوم یا اپنی بھتیجیوں کو حکم دیتیں کہ اسے دودھ پلا دے جبکہ نبی کریم ﷺ کی باقی تمام ازواجِ مطہرات نے ایسے کسی بھی رضاعی آدمی کو اپنے پاس آنے سے منع فرما دیا تھا اور فرمایا: نہیں، خدا کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے سہلہ بنت سہیل کو جو حکم دیا یہ اجازت صرف سالم کی رضاعت کے ساتھ مخصوص ہے۔ خدا کی قسم! ایسی رضاعت والا ہمارے پاس کوئی داخل نہیں ہو سکتا۔

پس ازواج النبی ﷺ کا بڑے آدمی کی رضاعت کے متعلق یہی موقف ہے۔ ف

ف: ائمہ اربعہ اور جمہور علماء کا یہی مذہب ہے کہ مدتِ رضاعت کے بعد دودھ پلانے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ بڑی عمر میں دس دفعہ یا پانچ دفعہ دودھ پینے سے حرمت ثابت ہونے کی روایتوں کا دارومدار حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اجتہاد پر ہے۔ اس سلسلے کی تمام احادیث صحیحہ صریحہ کو پس پشت رکھ کر حضرت عائشہ صدیقہ کے قول کو اپنا دین و مذہب بنانے والے کبھی اس پر بھی غور فرمائیں کہ خود حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "فانما الرضاعة عن المجاعة" (متفق علیہ) کیونکہ رضاعت تو وہ ہے جب بچے کا دارومدار دودھ پر ہو۔ یہ حالت چونکہ صرف مدت رضاعت میں ہوتی ہے لہٰذا قابل یقین و اعتماد اور لائق عمل وہی بات ہے جو جمہور کا مذہب ہے کہ حرمت ایام رضاعت میں ثابت ہوتی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے موقف سے باقی تمام امہات المومنین رضوان اللہ تعالیٰ علیہن اجمعین نے اتفاق نہیں کیا اور اس طرح جس کو دودھ پلا کر محرم بنایا جاتا وہ اسے اپنے پاس آنے کی اجازت نہیں دیا کرتی تھیں اور بات وہی زیادہ درست ہے جو انہوں نے فرمائی کہ رسول اللہ ﷺ نے جو سہلہ بنت سہیل کو اجازت مرحمت فرمائی کہ سالم مولیٰ حذیفہ کو دودھ پلا دیں کیونکہ اب تک اسے بیٹا بنا کر رکھا تھا' لہٰذا یوں حرمت ثابت ہو جائے گی تو یہ اجازت صرف ان کے ساتھ ہی خاص تھی اور ان کے نزدیک یہ عام قانون نہیں تھا۔ رضاعت کے اس مسئلے میں جمہور کا مذہب ہی اس پرفتن دور کے اندر تقویٰ و طہارت اور صحت و سلامتی کا ضامن ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[۷۲۴] اثر۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَأَنَا مَعَهُ عِنْدَ دَارِ الْقَضَاءِ يَسْأَلُهُ عَنْ رَضَاعَةِ الْكَبِيرِ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَقَالَ إِنِّي كَانَتْ لِي وَلِيدَةٌ، وَكُنْتُ أَطَؤُهَا، فَعَمَدَتِ امْرَأَتِي إِلَيْهَا فَأَرْضَعَتْهَا، فَدَخَلْتُ عَلَيْهَا فَقَالَتْ دُونَكَ فَقَدْ وَاللَّهِ أَرْضَعْتُهَا، فَقَالَ عُمَرُ أَوْجِعْهَا وَأْتِ جَارِيَتَكَ فَإِنَّمَا الرَّضَاعَةُ رَضَاعَةُ الصَّغِيرِ.

عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ ایک آدمی حضرت عبد اللہ بن عمر کی خدمت میں آیا اور میں دارالقضاء کے پاس ان کے ساتھ تھا' تا کہ بڑے آدمی کی رضاعت کے بارے میں پوچھے۔ وہ حضرت عبداللہ بن عمر کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ میری ایک لونڈی تھی جس سے صحبت کیا کرتا تھا۔ میری بیوی نے قصداً اسے اپنا دودھ پلا دیا' جب میں لونڈی کے پاس گیا تو میری بیوی نے کہا کہ اس سے دور رہنا کیونکہ خدا کی قسم! میں نے اسے دودھ پلایا ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ اپنی بیوی کو سزا دو اور لونڈی کے پاس چلے جایا کرو کیونکہ رضاعت تو بچپن کی ہے۔

[۷۲۵] اثر۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ أَبَا مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ فَقَالَ إِنِّي مَصَصْتُ عَنِ امْرَأَتِي مِنْ ثَدْيِهَا لَبَنًا فَذَهَبَ فِي بَطْنِي. فَقَالَ أَبُو مُوسَى لَا أُرَاهَا إِلَّا قَدْ حَرُمَتْ عَلَيْكَ. فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ انْظُرْ مَاذَا تُفْتِي بِهِ الرَّجُلَ. فَقَالَ أَبُو مُوسَى فَمَاذَا تَقُولُ أَنْتَ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ لَا رَضَاعَةَ إِلَّا مَا كَانَ فِي الْحَوْلَيْنِ. فَقَالَ أَبُو مُوسَى لَا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ مَا كَانَ هَذَا الْحَبْرُ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک آدمی نے کہا کہ میں نے اپنی بیوی کے پستانوں سے دودھ چوسا تو وہ میرے پیٹ میں چلا گیا۔ حضرت ابوموسیٰ نے فرمایا کہ میرے خیال میں وہ تمہارے اوپر حرام ہو گئی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: غور کیجئے کہ آپ اس آدمی کو کیا فتویٰ دے رہے ہیں؟ حضرت ابوموسیٰ نے کہا کہ اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کہ رضاعت نہیں ہے۔ مگر دو سالوں میں۔ حضرت ابوموسیٰ نے فرمایا کہ جب تک یہ جید عالم تمہارے درمیان موجود ہیں مجھ سے کچھ نہ پوچھا

کرو۔

٣- بَابُ جَامِعِ مَا جَاءَ فِي الرَّضَاعَةِ

رضاعت کے متعلق دیگر روایات

٥٤٨- وَحَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، وَعَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ. سنن ترمذی (١١٤٦)

عروہ بن زبیر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رضاعت سے بھی وہ رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو ولادت سے حرام ہوتے ہیں۔

٥٤٩- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ، أَنَّهُ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، عَنْ جُدَامَةَ بِنْتِ وَهْبٍ الْأَسَدِيَّةِ، أَنَّهَا أَخْبَرَتْهَا، أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَنْهَى عَنِ الْغِيلَةِ حَتَّى ذَكَرْتُ أَنَّ الرُّومَ، وَفَارِسَ يَصْنَعُونَ ذٰلِكَ فَلَا يَضُرُّ أَوْلَادَهُمْ.
صحیح مسلم (٣٥٤٩تا٣٥٥١)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت جدامہ بنت وہب اسدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: میں نے ارادہ کیا تھا کہ غیلہ سے منع کر دوں یہاں تک کہ مجھے بتایا گیا کہ روم اور ایران کے لوگ ایسا کرتے ہیں اور ان کی اولاد کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا (یعنی دودھ پلانے والی عورت کے ساتھ صحبت کرنے سے)۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْغِيلَةُ أَنْ يَمَسَّ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ وَهِيَ تُرْضِعُ.

امام مالک نے فرمایا: غیلہ یہ ہے کہ آدمی اپنی بیوی سے صحبت کرے اور وہ بچے کو دودھ پلاتی ہو۔

٥٥٠- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ فِيمَا أُنْزِلَ مِنَ الْقُرْآنِ عَشْرُ رَضَعَاتٍ مَعْلُومَاتٍ يُحَرِّمْنَ، ثُمَّ نُسِخْنَ بِخَمْسٍ مَعْلُومَاتٍ، فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ فِيمَا يُقْرَأُ مِنَ الْقُرْآنِ. صحیح مسلم (٣٥٨٢)

عمرہ بنت عبد الرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا جیسا کہ قرآن کریم میں حکم نازل ہوا کہ دس دفعہ دودھ پلانا عورتوں کو حرام کر دیتا ہے۔ پھر یہ بات پانچ دفعہ کے حکم سے منسوخ ہو گئی۔ پس رسول اللہ ﷺ کی وفات تک قرآن مجید میں اسی طرح پڑھا جاتا تھا۔

قَالَ يَحْيَى قَالَ مَالِكٌ وَلَيْسَ عَلَى هٰذَا الْعَمَلُ.

یحییٰ، امام مالک نے فرمایا کہ اس پر عمل نہیں ہے۔ ف

ف: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اس ارشاد پر پیچھے بحث کی جا چکی ہے۔ حضرت صدیقہ کے اس اجتہاد پر باقی جملہ امہات المؤمنین، صحابہ کرام، ائمہ اربعہ اور جمہور علماء نے اسے قابل عمل شمار نہیں کیا بلکہ منسوخ قرار دیا ہے۔ حضرت صدیقہ نے اپنے اجتہاد کی بنیاد غالباً رسول اللہ ﷺ کی اس اجازت پر رکھی ہے جو حضرت سہلہ بنت سہیل کو مرحمت فرمائی گئی تھی۔ مذکورہ جملہ حضرات نے اس اجازت کو مخصوص قرار دیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

٣١- كِتَابُ الْبُيُوعِ

بیع کرنے کا بیان

۱ - بَابُ مَا جَاءَ فِي بَيْعِ الْعُرْبَانِ

۵۵۱- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الثِّقَةِ عِنْدَهُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ الْعُرْبَانِ.

سنن ابوداؤد (۳۵۰۲) سنن ابن ماجہ (۲۱۹۲)

قَالَ مَالِكٌ وَذَلِكَ فِيمَا نُرَى، وَاللَّهُ أَعْلَمُ، أَنْ يَشْتَرِيَ الرَّجُلُ الْعَبْدَ، أَوِ الْوَلِيدَةَ، أَوْ يَتَكَارَى الدَّابَّةَ، ثُمَّ يَقُولُ لِلَّذِي اشْتَرَى مِنْهُ أَوْ تَكَارَى مِنْهُ أُعْطِيكَ دِينَارًا، أَوْ دِرْهَمًا، أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ، أَوْ أَقَلَّ عَلَى أَنِّي إِنْ أَخَذْتُ السِّلْعَةَ، أَوْ رَكِبْتُ مَا تَكَارَيْتُ مِنْكَ، فَالَّذِي أَعْطَيْتُكَ هُوَ مِنْ ثَمَنِ السِّلْعَةِ، أَوْ مِنْ كِرَاءِ الدَّابَّةِ، وَإِنْ تَرَكْتُ ابْتِيَاعَ السِّلْعَةِ، أَوْ كِرَاءَ الدَّابَّةِ، فَمَا أَعْطَيْتُكَ لَكَ بَاطِلٌ بِغَيْرِ شَيْءٍ.

قَالَ مَالِكٌ وَالْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنَّهُ لَا بَأْسَ بِأَنْ يَبْتَاعَ الْعَبْدَ التَّاجِرَ الْفَصِيحَ بِالْأَعْبُدِ مِنَ الْحَبَشَةِ، أَوْ مِنْ جِنْسٍ مِنَ الْأَجْنَاسِ لَيْسُوا مِثْلَهُ فِي الْفَصَاحَةِ، وَلَا فِي التِّجَارَةِ، وَالنَّفَاذِ وَالْمَعْرِفَةِ، لَا بَأْسَ بِهَذَا أَنْ تَشْتَرِيَ مِنْهُ الْعَبْدَ بِالْعَبْدَيْنِ، أَوْ بِالْأَعْبُدِ إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ إِذَا اخْتَلَفَ فَبَانَ اخْتِلَافُهُ، فَإِنْ أَشْبَهَ بَعْضُ ذَلِكَ بَعْضًا حَتَّى يَتَقَارَبَ، فَلَا تَأْخُذْ مِنْهُ اثْنَيْنِ بِوَاحِدٍ إِلَى أَجَلٍ، وَإِنِ اخْتَلَفَتْ أَجْنَاسُهُمْ.

قَالَ مَالِكٌ وَلَا بَأْسَ بِأَنْ تَبِيعَ مَا اشْتَرَيْتَ مِنْ ذَلِكَ قَبْلَ أَنْ تَسْتَوْفِيَهُ، إِذَا انْتَقَدْتَ ثَمَنَهُ مِنْ غَيْرِ صَاحِبِهِ الَّذِي اشْتَرَيْتَهُ مِنْهُ.

قَالَ مَالِكٌ لَا يَنْبَغِي أَنْ يُسْتَثْنَى جَنِينٌ فِي بَطْنِ أُمِّهِ إِذَا بِيعَتْ، لِأَنَّ ذَلِكَ غَرَرٌ، لَا يُدْرَى أَذَكَرٌ هُوَ أَمْ أُنْثَى، أَحَسَنٌ أَمْ قَبِيحٌ، أَوْ نَاقِصٌ، أَوْ تَامٌّ، أَوْ حَيٌّ، أَوْ مَيِّتٌ؟ وَذَلِكَ يَضَعُ مِنْ ثَمَنِهَا.

بیع عربان کے متعلق روایات

عمرو بن شعیب نے اپنے والد محترم اور انہوں نے ان کے جدامجد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیع عربان سے منع فرمایا ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ میرے خیال میں یہ اس لئے آگے اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ کوئی جب غلام یا لونڈی خریدے یا جانور کرائے پر لے اور پھر جس سے چیز خریدی یا کرائے پر لی ہے اس سے کہے کہ میں آپ کو ایک دینار یا درہم یا اس سے کم و بیش دیتا ہوں کہ اگر میں نے یہ چیز خرید لی یا کرائے کے جانور پر سواری کی تو یہ رقم اس چیز کی قیمت میں شمار کر لینا یا جانور کے کرائے میں اور اگر میں اس چیز کو نہ خریدوں یا کرائے کے جانور کو تو جو کچھ میں نے آپ کو دیا ہے وہ ضبط کر لینا۔

امام مالک نے فرمایا ہمارے نزدیک حکم یہ ہے کہ اس بات میں کوئی مضائقہ نہیں کہ ایک ماہر تجارت اور اچھی زبان جاننے والے غلام کو حبشی غلاموں کے بدلے بیچا جائے یا ایک جنس کو دوسری جنسوں کے بدلے۔ وہ فصاحت و تجارت اور بہ نفاذ و معرفت میں چونکہ ایک جیسی چیزیں نہیں ہیں لہٰذا ایک غلام کے بدلے دو یا زیادہ غلام خریدنے میں کوئی مضائقہ نہیں جبکہ ان کا مختلف ہونا واضح ہے۔ اگر ایک چیز کو دوسری سے مشابہت ہو یہاں تک کہ ایک ہی معلوم ہوں تو ایک کے بدلے میں دو چیزیں نہ لی جائیں اگرچہ ان کی جنس مختلف ہو۔

امام مالک نے فرمایا کہ کھانے کی چیزوں کے سوا اور چیزوں کا قبضے سے پہلے فروخت کرنا درست ہے جبکہ فروخت کرنے والے کے سوا اس چیز کی قیمت کسی دوسرے کو ادا کر دی ہو۔

امام مالک نے فرمایا کہ فروخت کرتے وقت عورت کے پیٹ کے بچے کو مستثنیٰ کر لینا مناسب نہیں ہے کیونکہ یہ دھوکا ہے نہیں معلوم کہ وہ لڑکا ہے یا لڑکی خوب صورت ہے یا بدصورت ناقص ہے یا مکمل اور زندہ ہے یا مردہ؟ اور اس کو وہ عورت کی قیمت سے وضع کرے گا۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يَبْتَاعُ الْعَبْدَ، أَوِ الْوَلِيدَةَ بِمِائَةِ دِينَارٍ إِلَى أَجَلٍ، ثُمَّ يَنْدَمُ الْبَائِعُ، فَيَسْأَلُ الْمُبْتَاعَ أَنْ يُقِيلَهُ بِعَشَرَةِ دَنَانِيرَ يَدْفَعُهَا إِلَيْهِ نَقْدًا، أَوْ إِلَى أَجَلٍ، وَيَمْحُو عَنْهُ الْمِائَةَ دِينَارٍ الَّتِي لَهُ.

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جو ایک مدت مقرر کر کے غلام یا لونڈی کو ایک سو دینار میں خریدے، پھر فروخت کرنے والا نادم ہو اور خریدنے والے سے کہے کہ وہ دس دینار قبول کرے۔ اسے نقد دے یا چند دنوں کا وعدہ کرے اور جو سو دینار اس نے دینے ہیں انہیں صفحہ دل سے مٹا دے۔

قَالَ مَالِكٌ لَا بَأْسَ بِذٰلِكَ وَإِنْ نَدِمَ الْمُبْتَاعُ فَسَأَلَ الْبَائِعَ أَنْ يُقِيلَهُ فِي الْجَارِيَةِ، أَوِ الْعَبْدِ، وَيَزِيدَهُ عَشَرَةَ دَنَانِيرَ نَقْدًا، أَوْ إِلَى أَجَلٍ أَبْعَدَ مِنَ الْأَجَلِ الَّذِي اشْتَرَى إِلَيْهِ الْعَبْدَ، أَوِ الْوَلِيدَةَ، فَإِنَّ ذٰلِكَ لَا يَنْبَغِي، وَإِنَّمَا كُرِهَ ذٰلِكَ لِأَنَّ الْبَائِعَ كَأَنَّهُ بَاعَ مِنْهُ مِائَةَ دِينَارٍ لَهُ إِلَى سَنَةٍ قَبْلَ أَنْ تَحِلَّ بِجَارِيَةٍ وَبِعَشَرَةِ دَنَانِيرَ نَقْدًا، أَوْ إِلَى أَجَلٍ أَبْعَدَ مِنَ السَّنَةِ، فَدَخَلَ فِي ذٰلِكَ بَيْعُ الذَّهَبِ بِالذَّهَبِ إِلَى أَجَلٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ ہاں اگر خریدار نادم ہو کر بائع سے کہے کہ وہ لونڈی یا غلام کو قبول کرے اور وہ دس دینار زائد اسے نقد دیتا ہے یا کوئی مدت مقرر کرتا ہے جو غلام یا لونڈی کو خریدنے کی مدت سے دور ہے تو یہ مناسب نہیں ہے اور اس میں کراہت ہے کیونکہ اس نے اپنے سو دینار کو حلال ہونے سے پہلے لونڈی اور دس دینار کے بدلے نقد یا کسی میعاد پر فروخت کیا۔ پس یہ سونے کی سونے کے ساتھ میعادی بیع میں داخل ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يَبِيعُ مِنَ الرَّجُلِ الْجَارِيَةَ بِمِائَةِ دِينَارٍ إِلَى أَجَلٍ، ثُمَّ يَشْتَرِيهَا بِأَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ الثَّمَنِ الَّذِي بَاعَهَا بِهِ إِلَى أَبْعَدَ مِنْ ذٰلِكَ الْأَجَلِ الَّذِي بَاعَهَا إِلَيْهِ إِنَّ ذٰلِكَ لَا يَصْلُحُ. وَتَفْسِيرُ مَا كُرِهَ مِنْ ذٰلِكَ أَنْ يَبِيعَ الرَّجُلُ الْجَارِيَةَ إِلَى أَجَلٍ، ثُمَّ يَبْتَاعُهَا إِلَى أَجَلٍ أَبْعَدَ مِنْهُ يَبِيعُهَا بِثَلَاثِينَ دِينَارًا إِلَى شَهْرٍ، ثُمَّ يَبْتَاعُهَا بِسِتِّينَ دِينَارًا إِلَى سَنَةٍ، أَوْ إِلَى نِصْفِ سَنَةٍ، فَصَارَ إِنْ رَجَعَتْ إِلَيْهِ سِلْعَتُهُ بِعَيْنِهَا، وَأَعْطَاهُ صَاحِبُهُ ثَلَاثِينَ دِينَارًا إِلَى شَهْرٍ بِسِتِّينَ دِينَارًا إِلَى سَنَةٍ، أَوْ إِلَى نِصْفِ سَنَةٍ، فَهٰذَا لَا يَنْبَغِي.

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جو اپنی لونڈی کو ایک میعاد پر سو دینار میں فروخت کرے۔ پھر اسے زیادہ قیمت پر خریدے جس مدت پر فروخت کی تھی اس سے لمبی مدت پر، تو یہ درست نہیں اور اس کی کراہت کی تفسیر یہ ہے کہ کوئی اپنی لونڈی کو ایک میعاد پر فروخت کرے، پھر اسے اس سے لمبی مدت پر خرید لے یعنی ایک ماہ کے وعدے پر اسے تیس دینار میں فروخت کرے، پھر اسے ساٹھ دینار میں ایک سال یا چھ ماہ کے وعدے پر خرید لے تو ہو گا یوں کہ اگر وہ اس کا سامان واپس کرے اور ایک ماہ کے بعد اس کے صاحب کو تیس دینار دے اور یہ ساٹھ دینار ایک سال یا چھ ماہ بعد دے گا تو درست نہیں ہو گا۔ ف

ف: رسول اللہ ﷺ کے ظہور کے وقت عرب کے اندر تجارت کے مختلف طریقے رائج تھے جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں: بیع عربان، عریہ، مزابنہ، محاقلہ، بیع صرف، مراطلہ، بیع عینہ، بیع سلف، ملامسہ، منابذہ، مرابحہ، ملاقیح، حبل الحبلہ اور بہنامے پر بیع وغیرہ۔ نبی کریم ﷺ نے ان بیوع سے بعض کو ناجائز قرار دیتے ہوئے ان سے منع فرمایا اور باقی کی جائز اور ناجائز صورتیں متعین فرما دیں۔ بیع عربان کی تعریف امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اسی حدیث کے تحت فرمائی ہوئی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَمْلُوكِ — لونڈی غلام کے مال کا حکم

۵۵۲- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ

حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی

عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَنْ بَاعَ عَبْدًا، وَلَهُ مَالٌ، فَمَالُهُ لِلْبَائِعِ اِلَّا اَنْ يَشْتَرِطَهُ الْمُبْتَاعُ.

صحیح البخاری (۲۳۷۹) صحیح مسلم (۳۸۸۲)

اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص غلام کو فروخت کرے تو اس کا مال فروخت کرنے والے کا ہوگا مگر جبکہ خریدار شرط کرے۔

قَالَ مَالِكٌ اَلْاَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا اَنَّ الْمُبْتَاعَ اِنِ اشْتَرَطَ مَالَ الْعَبْدِ فَهُوَ لَهُ نَقْدًا كَانَ، اَوْ دَيْنًا، اَوْ عَرْضًا يُعْلَمُ، اَوْ لَا يُعْلَمُ، وَاِنْ كَانَ لِلْعَبْدِ مِنَ الْمَالِ اَكْثَرُ مِمَّا اشْتَرٰى بِهِ كَانَ ثَمَنُهُ نَقْدًا، اَوْ دَيْنًا، اَوْ عَرْضًا، وَذٰلِكَ اَنَّ مَالَ الْعَبْدِ لَيْسَ عَلٰى سَيِّدِهِ فِيْهِ زَكٰوةٌ، وَاِنْ كَانَتْ لِلْعَبْدِ جَارِيَةٌ اِسْتَحَلَّ فَرْجَهَا بِمِلْكِهِ اِيَّاهَا، وَاِنْ عَتَقَ الْعَبْدُ، اَوْ كَاتَبَ تَبِعَهُ مَالُهُ، وَاِنْ اَفْلَسَ اَخَذَ الْغُرَمَاءُ مَالَهُ، وَلَمْ يُتْبَعْ سَيِّدُهُ بِشَيْءٍ مِنْ دَيْنِهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفقہ ہے کہ خریدار اگر غلام کے مال کی شرط کرے تو وہ اسی کا ہوگا' نقد' قرض یا سامان جو کچھ بھی ہو' معلوم ہو یا نامعلوم۔ غلام کے پاس اگر اس سے زیادہ مال ہو جتنے میں فروخت کیا گیا ہے' خواہ وہ نقد قیمت ہو یا قرض یا اسباب اور اسی لئے غلام کے مال میں آقا پر زکوٰۃ نہیں ہے اور اگر غلام کی ایک لونڈی ہو تو ملکیت کے باعث آقا کے لئے اس کی شرمگاہ حلال ہو جائے گی۔ اگر غلام کو آزاد یا مکاتب کیا تو اس کا مال بھی تابع ہوگا کہ اگر وہ مفلس ہو جاتا تو قرض خواہوں کو مل جاتا اور آقا سے اس کے قرض کا مطلقاً مطالبہ نہ ہوتا۔

٣- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعُهْدَةِ

مواخذے کا حکم

[٧٢٦] **اَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى**، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، اَنَّ اَبَانَ بْنَ عُثْمَانَ، وَهِشَامَ بْنَ اِسْمَاعِيْلَ كَانَا يَذْكُرَانِ فِيْ خُطْبَتِهِمَا عُهْدَةَ الرَّقِيْقِ فِي الْاَيَّامِ الثَّلَاثَةِ مِنْ حِيْنَ يُشْتَرَى الْعَبْدُ اَوِ الْوَلِيْدَةُ، وَعُهْدَةَ السَّنَةِ.

عبداللہ بن ابوبکر سے روایت ہے کہ ابان بن عثمان اور ہشام بن اسمٰعیل دونوں نے اپنے خطبے میں بیان فرمایا کہ غلام کی ایک جواب دہی تین دن تک ہے' اس روز سے جس روز لونڈی یا غلام کو خریدا اور دوسری جواب دہی ایک سال ہے۔

قَالَ مَالِكٌ مَا اَصَابَ الْعَبْدُ، اَوِ الْوَلِيْدَةُ فِي الْاَيَّامِ الثَّلَاثَةِ مِنْ حِيْنَ يُشْتَرَيَانِ حَتّٰى تَنْقَضِيَ الْاَيَّامُ الثَّلَاثَةُ فَهُوَ مِنَ الْبَائِعِ، وَاِنَّ عُهْدَةَ السَّنَةِ مِنَ الْجُنُوْنِ وَالْجُذَامِ وَالْبَرَصِ، فَاِذَا مَضَتِ السَّنَةُ فَقَدْ بَرِئَ الْبَائِعُ مِنَ الْعُهْدَةِ كُلِّهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ غلام یا لونڈی میں تین دن تک جو عارضہ نظر آ جائے جبکہ خریداری کے دن سے تین روز پورے ہونے تک وہ فروخت کرنے والے کی طرف سے ہے اور سال بھر والا عہد جنون' جذام اور برص کا ہے۔ اگر ایک سال گزر جائے تو فروخت کرنے والا ہر قسم کی ذمہ داری سے بری ہو جاتا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَمَنْ بَاعَ عَبْدًا، اَوْ وَلِيْدَةً مِنْ اَهْلِ الْمِيْرَاثِ، اَوْ مِنْ غَيْرِهِمْ بِالْبَرَاءَةِ، فَقَدْ بَرِئَ مِنْ كُلِّ عَيْبٍ، وَلَا عُهْدَةَ عَلَيْهِ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ عَلِمَ عَيْبًا فَكَتَمَهُ، فَاِنْ كَانَ عَلِمَ عَيْبًا فَكَتَمَهُ لَمْ تَنْفَعْهُ الْبَرَاءَةُ، وَكَانَ ذٰلِكَ الْبَيْعُ مَرْدُوْدًا، وَلَا عُهْدَةَ عِنْدَنَا اِلَّا فِي الرَّقِيْقِ.

امام مالک نے فرمایا کہ میراث پانے والوں یا دوسرے لوگوں نے غلام یا لونڈی کو فروخت کیا' اس شرط پر کہ وہ جواب دہی سے بری ہیں تو وہ ہر عیب سے بری الذمہ ہوں گے اور ان پر کوئی جواب دہی نہیں ہوگی مگر جبکہ عیب کا علم ہو اور انہوں نے چھپایا ہو۔ اگر انہیں عیب کا علم تھا اور اسے چھپایا تو براءت ان کے کام نہیں

آ جائے گی اور یہ بیع باطل قرار پائے گی اور ہمارے نزدیک جواب وہی صرف لونڈی غلام میں ہے۔

٤- بَابُ الْعَيْبِ فِي الرَّقِيقِ

لونڈی غلام میں عیب نکل آنے کا حکم

[۷۲۷] اَثَرٌ- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ بَاعَ غُلَامًا لَهُ بِثَمَانِمِائَةِ دِرْهَمٍ وَبَاعَهُ بِالْبَرَاءَةِ، فَقَالَ الَّذِي ابْتَاعَهُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بِالْغُلَامِ دَاءٌ لَمْ تُسَمِّهِ لِي، فَاخْتَصَمَا إِلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، فَقَالَ الرَّجُلُ بَاعَنِي عَبْدًا وَبِهِ دَاءٌ لَمْ يُسَمِّهِ. وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بِعْتُهُ بِالْبَرَاءَةِ. فَقَضَى عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ عَلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنْ يَحْلِفَ لَهُ لَقَدْ بَاعَهُ الْعَبْدَ وَمَا بِهِ دَاءٌ يَعْلَمُهُ، فَأَبَى عَبْدُ اللّٰهِ أَنْ يَحْلِفَ وَارْتَجَعَ الْعَبْدَ فَصَحَّ عِنْدَهُ، فَبَاعَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بَعْدَ ذٰلِكَ بِأَلْفٍ وَخَمْسِمِائَةِ دِرْهَمٍ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے ایک غلام کو آٹھ سو درہم میں برأت کے ساتھ فروخت کیا۔ خریدنے والے نے حضرت عبداللہ بن عمر سے کہا کہ غلام کو ایک مرض ہے جو آپ نے مجھے نہیں بتایا۔ دونوں جھگڑے کو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں لے گئے۔ اس آدمی نے کہا کہ میں نے غلام خریدا جس کو مرض ہے جو مجھے بتایا نہیں گیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا کہ میں نے برأت کے ساتھ فروخت کیا تھا۔ حضرت عثمان نے فیصلہ فرمایا کہ عبداللہ بن عمر اس کا حلف اٹھائیں کہ انہوں نے جب غلام بیچا تو کوئی مرض ایسا نہ تھا جو ان کے علم میں ہو۔ حضرت عبداللہ نے حلف سے انکار کیا۔ غلام لوٹ آیا اور پھر تندرست ہو گیا تو اس کے بعد حضرت عبداللہ نے اسے ایک ہزار پانچ سو درہم میں فروخت کیا۔

قَالَ مَالِكٌ اَلْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا أَنَّ كُلَّ مَنِ ابْتَاعَ وَلِيدَةً فَحَمَلَتْ، أَوْ عَبْدًا فَأَعْتَقَهُ، وَكُلَّ أَمْرٍ دَخَلَهُ الْفَوْتُ حَتَّى لَا يُسْتَطَاعَ رَدُّهُ، فَقَامَتِ الْبَيِّنَةُ إِنَّهُ قَدْ كَانَ بِهِ عَيْبٌ عِنْدَ الَّذِي بَاعَهُ، أَوْ عُلِمَ ذٰلِكَ بِاعْتِرَافٍ مِنَ الْبَائِعِ أَوْ غَيْرِهِ، فَإِنَّ الْعَبْدَ، أَوِ الْوَلِيدَةَ يُقَوَّمُ وَبِهِ الْعَيْبُ الَّذِي كَانَ بِهِ يَوْمَ اشْتَرَاهُ، فَيُرَدُّ مِنَ الثَّمَنِ قَدْرُ مَا بَيْنَ قِيمَتِهِ صَحِيحًا، وَقِيمَتِهِ وَبِهِ ذٰلِكَ الْعَيْبُ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفقہ ہے کہ جو لونڈی خریدے اور وہ حاملہ ہو جائے یا غلام خریدے اور اسے آزاد کر دے اور ایسی کوئی وجہ اس کے ساتھ شامل ہو جائے کہ اسے لوٹایا نہ جا سکے تو گواہ کھڑے کئے جائیں گے کہ فروخت کرنے والے کے پاس ہی اس میں عیب تھا یا اس کے معلوم ہونے کا بائع اعتراف کر لے یا کوئی دوسرا۔ پس اس عیب والے غلام یا لونڈی کی خریداری کے روز کی قیمت لگائی جائے گی۔ پس یہ عیب والی قیمت صحیح قیمت سے جتنی کم ہو گی اتنی رقم واپس پھیری جائے گی۔

قَالَ مَالِكٌ اَلْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا فِي الرَّجُلِ يَشْتَرِي الْعَبْدَ، ثُمَّ يَظْهَرُ مِنْهُ عَلَى عَيْبٍ يَرُدُّهُ مِنْهُ، وَقَدْ حَدَثَ بِهِ عِنْدَ الْمُشْتَرِي عَيْبٌ آخَرُ، إِنَّهُ إِذَا كَانَ الْعَيْبُ الَّذِي حَدَثَ بِهِ مُفْسِدًا مِثْلُ الْقَطْعِ، أَوِ الْعَوَرِ، أَوْ مَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ مِنَ الْعُيُوبِ الْمُفْسِدَةِ، فَإِنَّ الَّذِي اشْتَرَى الْعَبْدَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ إِنْ أَحَبَّ أَنْ يُوضَعَ عَنْهُ مِنْ ثَمَنِ الْعَبْدِ بِقَدْرِ الْعَيْبِ الَّذِي كَانَ بِالْعَبْدِ يَوْمَ اشْتَرَاهُ وُضِعَ عَنْهُ، وَإِنْ أَحَبَّ أَنْ يَغْرَمَ قَدْرَ مَا أَصَابَ

امام مالک نے فرمایا کہ یہ بات ہمارے نزدیک متفقہ ہے کہ کسی نے غلام خریدا۔ پس اس میں ایسا عیب ظاہر ہوا کہ لوٹایا جا سکتا ہے۔ پھر خریدار کے پاس دوسرا عیب پیدا ہو گیا مثلاً کوئی عضو کٹ گیا یا کانا ہو گیا یا کوئی دوسرا عیب۔ دریں حالات غلام کو صحیح حالت میں خریدنے والا اگر چاہے تو عیب کے مطابق قیمت وضع کرے گا اور اگر چاہے تو غلام کو لوٹا دے اور جو عیب اس کے ہاں پیدا ہوا اس کا تاوان ادا کر دے۔ اگر خریدار کے پاس غلام مر جائے تو غلام کی قیمت لگائی جائے گی اس عیب کے ساتھ جو

الْعَبْدَ مِنَ الْعَيْبِ عِنْدَهُ، ثُمَّ يَرُدُّ الْعَبْدَ فَذٰلِكَ لَهُ، وَإِنْ مَاتَ الْعَبْدُ عِنْدَ الَّذِي اشْتَرَاهُ أُقِيمَ الْعَبْدُ، وَبِهِ الْعَيْبُ الَّذِي كَانَ بِهِ يَوْمَ اشْتَرَاهُ فَيُنْظَرُ كَمْ ثَمَنُهُ، فَإِنْ كَانَتْ قِيمَةُ الْعَبْدِ يَوْمَ اشْتَرَاهُ بِغَيْرِ عَيْبٍ مِائَةَ دِينَارٍ، وَقِيمَتُهُ يَوْمَ اشْتَرَاهُ وَبِهِ الْعَيْبُ ثَمَانُونَ دِينَارًا وُضِعَ عَنِ الْمُشْتَرِي مَا بَيْنَ الْقِيمَتَيْنِ، وَإِنَّمَا تَكُونُ الْقِيمَةُ يَوْمَ اشْتُرِيَ الْعَبْدُ.

خریداری کے روز موجود تھا۔ پھر اس کی قیمت دیکھی جائے گی۔ اگر خریداری کے روز عیب کے بغیر قیمت سو دینار تھی اور خریداری کے روز عیب کے ساتھ اسی دینار قیمت تھی تو مشتری بائع سے دونوں قیمتوں کا فرق وضع کر لے گا لیکن قیمت اس روز کی ہوگی جس روز کہ غلام کو خریدا گیا۔

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا أَنَّ مَنْ رَدَّ وَلِيدَةً مِنْ عَيْبٍ وَجَدَهُ بِهَا وَكَانَ قَدْ أَصَابَهَا أَنَّهَا إِنْ كَانَتْ بِكْرًا فَعَلَيْهِ مَا نَقَصَ مِنْ ثَمَنِهَا، وَإِنْ كَانَتْ ثَيِّبًا فَلَيْسَ عَلَيْهِ فِي إِصَابَتِهِ إِيَّاهَا شَيْءٌ، لِأَنَّهُ كَانَ ضَامِنًا لَهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفق ہے کہ جو لونڈی کو عیب کے باعث لوٹائے اور خریدار اس کے ساتھ صحبت کر چکا ہے تو اگر وہ کنواری تھی تو قیمت میں جتنی کمی آئی ہے وہ ادا کرے اور اگر شوہر دیدہ تھی تو صحبت کرنے کے باعث اسے تاوان نہیں دینا پڑے گا۔

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا فِيمَنْ بَاعَ عَبْدًا، أَوْ وَلِيدَةً، أَوْ حَيَوَانًا بِالْبَرَاءَةِ مِنْ أَهْلِ الْمِيرَاثِ، أَوْ غَيْرِهِمْ، فَقَدْ بَرِئَ مِنْ كُلِّ عَيْبٍ فِيمَا بَاعَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ عَلِمَ فِي ذٰلِكَ عَيْبًا فَكَتَمَهُ، فَإِنْ كَانَ عَلِمَ عَيْبًا فَكَتَمَهُ لَمْ تَنْفَعْهُ تَبْرِئَتُهُ، وَكَانَ مَا بَاعَ مَرْدُودًا عَلَيْهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ بات ہمارے نزدیک متفق ہے کہ جس نے غلام، لونڈی یا کسی جانور کو برأت کے ساتھ فروخت کیا خواہ وہ اہل میراث سے ہو یا دوسرا، تو وہ اس چیز کے ہر عیب سے بری الذمہ ہو جائے گا ماسوائے اس صورت کے کہ اس کو عیب کا علم ہو اور چھپائے۔ اگر عیب کا اسے علم ہو اور دانستہ چھپایا ہو تو برأت اسے فائدہ نہیں دے گی اور یہ سودا باطل ہوگا۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْجَارِيَةِ تُبَاعُ بِالْجَارِيَتَيْنِ، ثُمَّ يُوجَدُ بِإِحْدَى الْجَارِيَتَيْنِ عَيْبٌ تُرَدُّ مِنْهُ، قَالَ تُقَامُ الْجَارِيَةُ الَّتِي كَانَتْ قِيمَةَ الْجَارِيَتَيْنِ فَيُنْظَرُ كَمْ ثَمَنُهَا، ثُمَّ تُقَامُ الْجَارِيَتَانِ بِغَيْرِ الْعَيْبِ الَّذِي وُجِدَ بِإِحْدَاهُمَا تُقَامَانِ صَحِيحَتَيْنِ سَالِمَتَيْنِ، ثُمَّ يُقْسَمُ ثَمَنُ الْجَارِيَةِ الَّتِي بِيعَتْ بِالْجَارِيَتَيْنِ عَلَيْهِمَا بِقَدْرِ ثَمَنِهِمَا حَتّٰى يَقَعَ عَلٰى كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا حِصَّتُهَا مِنْ ذٰلِكَ عَلَى الْمُرْتَفِعَةِ بِقَدْرِ ارْتِفَاعِهَا، وَعَلَى الْأُخْرٰى بِقَدْرِهَا، ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى الَّتِي بِهَا الْعَيْبُ فَيُرَدُّ بِقَدْرِ الَّذِي وَقَعَ عَلَيْهَا مِنْ تِلْكَ الْحِصَّةِ إِنْ كَانَتْ كَثِيرَةً أَوْ قَلِيلَةً، وَإِنَّمَا تَكُونُ قِيمَةُ الْجَارِيَتَيْنِ عَلَيْهِ يَوْمَ قَبْضِهِمَا.

امام مالک نے اس لونڈی کے متعلق فرمایا جو دو لونڈیوں کے بدلے فروخت کی گئی۔ پھر ان میں سے ایک کے اندر ایسا عیب پایا گیا جس کی وجہ سے وہ پھر سکتی ہے، فرمایا کہ اس لونڈی کی قیمت لگائی جائے گی جو دونوں لونڈیوں کے برابر تھی۔ دیکھا جائے گا کہ اس کی قیمت کیا ہے؟ پھر دونوں لونڈیوں کی قیمت لگائی جائے گی اس عیب کے بغیر جو ان میں سے ایک کے اندر پایا گیا۔ پھر ان کی صحیح سالم کی قیمت لگائی جائے گی۔ پھر دیکھا جائے گا کہ اس ایک لونڈی کی قیمت ان دونوں لونڈیوں سے کتنی زیادہ ہے۔ پھر زائد رقم کو ان دونوں لونڈیوں کی قیمت پر تقسیم کریں گے اور دیکھیں گے کہ صحیح سالم کی قیمت کیا بنی اور عیب والی کی کتنی۔ پھر عیب والی کو دیکھ کر جتنا اس پر حصہ پڑا اس کے حساب سے واپس لوٹا دی جائے گی خواہ وہ قلیل حصہ ہو یا کثیر اور ان دونوں لونڈیوں کی قبضے کے

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يَشْتَرِي الْعَبْدَ فَيُؤَاجِرُهُ بِالْإِجَارَةِ الْعَظِيمَةِ، أَوِ الْغَلَّةِ الْقَلِيلَةِ، ثُمَّ يَجِدُ بِهِ عَيْبًا يُرَدُّ مِنْهُ إِنَّهُ يَرُدُّهُ بِذَلِكَ الْعَيْبِ، وَتَكُونُ لَهُ إِجَارَتُهُ وَغَلَّتُهُ وَهَذَا الْأَمْرُ الَّذِي كَانَتْ عَلَيْهِ الْجَمَاعَةُ بِبَلَدِنَا، وَذَلِكَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا ابْتَاعَ عَبْدًا فَبَنَى لَهُ دَارًا قِيمَةُ بِنَائِهَا ثَمَنُ الْعَبْدِ أَضْعَافًا، ثُمَّ وَجَدَ بِهِ عَيْبًا يُرَدُّ مِنْهُ رَدَّهُ وَلَا يُحْسَبُ لِلْعَبْدِ عَلَيْهِ إِجَارَةٌ فِيمَا عَمِلَ لَهُ، فَكَذَلِكَ تَكُونُ لَهُ إِجَارَتُهُ إِذَا آجَرَهُ مِنْ غَيْرِهِ لِأَنَّهُ ضَامِنٌ لَهُ، وَهَذَا الْأَمْرُ عِنْدَنَا.

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِيمَنِ ابْتَاعَ رَقِيقًا فِي صَفْقَةٍ وَاحِدَةٍ فَوَجَدَ فِي ذَلِكَ الرَّقِيقِ عَبْدًا مَسْرُوقًا، أَوْ وَجَدَ بِعَبْدٍ مِنْهُمْ عَيْبًا، إِنَّهُ يُنْظَرُ فِيمَا وَجَدَ مَسْرُوقًا، أَوْ وَجَدَ بِهِ عَيْبًا، فَإِنْ كَانَ هُوَ وَجْهَ ذَلِكَ الرَّقِيقِ، أَوْ أَكْثَرَهُ ثَمَنًا، أَوْ مِنْ أَجْلِهِ اشْتَرَى، وَهُوَ الَّذِي فِيهِ الْفَضْلُ فِيمَا يَرَى النَّاسُ كَانَ ذَلِكَ الْبَيْعُ مَرْدُودًا كُلُّهُ، وَإِنْ كَانَ الَّذِي وَجَدَ مَسْرُوقًا أَوْ وُجِدَ بِهِ الْعَيْبُ مِنْ ذَلِكَ الرَّقِيقِ فِي الشَّيْءِ الْيَسِيرِ مِنْهُ لَيْسَ هُوَ وَجْهَ ذَلِكَ الرَّقِيقِ، وَلَا مِنْ أَجْلِهِ اشْتَرَى، وَلَا فِيهِ الْفَضْلُ فِيمَا يَرَى النَّاسُ رُدَّ ذَلِكَ الَّذِي وُجِدَ بِهِ الْعَيْبُ، أَوْ وُجِدَ مَسْرُوقًا بِعَيْنِهِ بِقَدْرِ قِيمَتِهِ مِنَ الثَّمَنِ الَّذِي اشْتَرَى بِهِ أُولَئِكَ الرَّقِيقَ.

۵- بَابُ مَا يُفْعَلُ فِي الْوَلِيدَةِ إِذَا بِيعَتْ وَالشَّرْطُ فِيهَا

[۷۲۸] **أَثَرٌ- حَدَّثَنِي يَحْيَى**، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ ابْتَاعَ جَارِيَةً مِنِ امْرَأَتِهِ زَيْنَبَ الثَّقَفِيَّةِ، وَاشْتَرَطَتْ عَلَيْهِ أَنَّكَ إِنْ بِعْتَهَا فَهِيَ لِي بِالثَّمَنِ الَّذِي تَبِيعُهَا بِهِ، فَسَأَلَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ عَنْ ذَلِكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، فَقَالَ عُمَرُ

روز کی قیمت لگائی جائے گی۔

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے غلام خرید کر مزدوری کروائی۔ مزدوری سے خواہ زیادہ حاصل کیا یا تھوڑا پھر اس میں ایسا عیب پائے جس کے باعث لوٹا سکے تو وہ غلام کو واپس کر دے بوجہ عیب کے اور مزدوری کی رقم رکھ لے اور اس بات پر ہمارے شہر کی ایک جماعت ہے۔ جیسے کسی شخص نے اگر غلام خریدا اور غلام سے ایک گھر بنوایا جس کی مزدوری غلام کی قیمت سے کئی گنا ہے۔ پھر اس میں عیب پائے جس کے باعث لوٹا سکے تو اسے لوٹا دے اور غلام نے جو مزدوری کی وہ واپس نہیں کی جائے گی کیونکہ مشتری اس کا ضامن تھا اور ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے ایک ہی عقد میں کئی غلام خریدے پھر ان میں سے ایک غلام چوری کا نکل آیا یا ایک غلام کے اندر کوئی عیب پایا گیا تو یہ دیکھا جائے گا کہ جو غلام چوری کا نکلا یا جس میں عیب پایا گیا کہ کیا وہ سب غلاموں میں عمدہ یا زیادہ قیمتی ہے جس کے باعث خریدا گیا یا لوگوں کے نزدیک اس کے اندر کوئی خاص خوبی ہے؟ ایسا ہے تو وہ ساری بیع فسخ ہو گی۔ اور اگر جس کو چور پایا گیا یا جس میں عیب نکلا وہ دوسرے غلاموں سے معمولی شمار ہوتا ہے اور اس غلام کی وجہ سے سودا نہیں ہوا اور نہ لوگوں کے نزدیک اس کے اندر کوئی خاص خوبی ہے تو جس میں عیب پایا گیا یا چوری کا نکلا تو اس غلام کو اتنی ہی قیمت پر واپس کر دیا جائے گا جتنے میں اسے خریدا تھا۔

اگر لونڈی کو شرط لگا کر بیچا جائے

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود نے اپنی بیوی حضرت زینب ثقفیہ سے ایک لونڈی خریدی۔ انہوں نے شرط رکھی کہ جتنی قیمت پر آپ اسے فروخت کریں اتنے داموں میری ہو گی۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود نے اس کا حضرت عمر سے ذکر کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جس میں ایک بھی شرط ہو اس سے صحبت نہ کرنا۔

بْنُ الْخَطَّابِ لَا تَقْرَبْهَا، وَفِيهَا شَرْطٌ لِأَحَدٍ.

[۷۲۹] أَثَرٌ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ لَا يَطَأُ الرَّجُلُ وَلِيدَةً إِلَّا وَلِيدَةً إِنْ شَاءَ بَاعَهَا، وَإِنْ شَاءَ وَهَبَهَا، وَإِنْ شَاءَ أَمْسَكَهَا، وَإِنْ شَاءَ صَنَعَ بِهَا مَا شَاءَ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ آدمی اس لونڈی سے صحبت کر سکتا ہے جس کو چاہے فروخت کرے چاہے ہبہ کرے چاہے روکے اور چاہے جو مرضی ہو کرے۔

قَالَ مَالِكٌ فِيمَنِ اشْتَرَى جَارِيَةً عَلَى شَرْطٍ أَنْ لَا يَبِيعَهَا، وَلَا يَهَبَهَا، أَوْ مَا أَشْبَهَ ذَلِكَ مِنَ الشُّرُوطِ، فَإِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِلْمُشْتَرِي أَنْ يَطَأَهَا، وَذَلِكَ أَنَّهُ لَا يَجُوزُ لَهُ أَنْ يَبِيعَهَا وَلَا أَنْ يَهَبَهَا، فَإِنْ كَانَ لَا يَمْلِكُ ذَلِكَ مِنْهَا، فَلَمْ يَمْلِكْهَا مِلْكًا تَامًّا لِأَنَّهُ قَدِ اسْتُثْنِيَ عَلَيْهِ فِيهَا مَا مَلَكَهُ بِيَدِ غَيْرِهِ، فَإِذَا دَخَلَ هَذَا الشَّرْطُ لَمْ يَصْلُحْ، وَكَانَ بَيْعًا مَكْرُوهًا.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے اس شرط پر لونڈی خریدی کہ نہ اسے بیچے گا اور نہ ہبہ کرے گا وغیرہ ایسی ہی شرط کے ساتھ تو خریدنے والے کو اس سے صحبت کرنا درست نہیں اور اسے فروخت یا ہبہ کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ اس صورت میں وہ پوری طرح اس کا مالک نہ ہوا کیونکہ مکمل اختیار نہیں رکھتا۔ چونکہ اس کا کچھ اختیار دوسرے کے ہاتھ میں رہا۔ لہٰذا ایسی شرط کا شامل کرنا درست نہیں اور ایسی بیع مکروہ قرار پائے گی۔

٦- بَابُ النَّهْيِ عَنْ أَنْ يَطَأَ الرَّجُلُ وَلِيدَةً وَلَهَا زَوْجٌ

خاوند والی لونڈی سے وطی کی ممانعت ہے

[۷۳۰] أَثَرٌ - حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَامِرٍ أَهْدَى لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ جَارِيَةً وَلَهَا زَوْجٌ ابْتَاعَهَا بِالْبَصْرَةِ، فَقَالَ عُثْمَانُ لَا أَقْرَبُهَا حَتَّى يُفَارِقَهَا زَوْجُهَا، فَأَرْضَى ابْنُ عَامِرٍ زَوْجَهَا فَفَارَقَهَا.

عبداللہ بن عامر نے حضرت عثمان کی خدمت میں ایک لونڈی کو تحفے کے طور پر پیش کیا۔ اس کا خاوند بھی تھا اور لونڈی کو بصرے سے خریدا تھا۔ حضرت عثمان نے فرمایا کہ جب تک اس کا خاوند چھوڑ نہ دے میں اس کے نزدیک نہیں جاؤں گا۔ ابن عامر نے اس کے خاوند کو راضی کر لیا تو اس نے لونڈی کو چھوڑ دیا۔

[۷۳۱] أَثَرٌ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ عَوْفٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ ابْتَاعَ وَلِيدَةً، فَوَجَدَهَا ذَاتَ زَوْجٍ، فَرَدَّهَا.

ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے ایک لونڈی خریدی۔ معلوم ہوا کہ وہ خاوند والی ہے تو اسے واپس کر دیا۔

٧- بَابُ مَا جَاءَ فِي ثَمَرِ الْمَالِ يُبَاعُ أَصْلُهُ

درخت بیچا گیا تو پھل اس میں شامل نہیں

۵۵۳- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَنْ بَاعَ نَخْلًا قَدْ أُبِّرَتْ، فَثَمَرُهَا لِلْبَائِعِ، إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ.

صحیح البخاری (۲۲۰۴) صحیح مسلم (۳۸۷۸)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو تا بیر کیا ہوا کھجور کا درخت بیچے تو اس کے پھل بائع کے ہوں گے مگر یہ کہ خریدار ان کی شرط کر لے۔

٨- بَابُ النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا

پھلوں کو پختگی ظاہر ہونے تک بیچنا منع ہے

٥٥٤- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى ' عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ نَافِعٍ ' عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا ' نَهَى الْبَائِعَ وَالْمُشْتَرِيَ.

صحیح البخاری (٢١٩٤) صحیح مسلم (٣٨٤٠)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پھلوں کو بیچنے سے جب تک پختگی ظاہر نہ ہو بائع اور مشتری کو منع فرمایا ہے۔

٥٥٥- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ ' عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتّٰى تُزْهِيَ ' فَقِيْلَ لَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا تُزْهِيْ؟ فَقَالَ حِيْنَ تَحْمَرُّ. وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَرَاَيْتَ اِذَا مَنَعَ اللّٰهُ الثَّمَرَةَ فَبِمَ يَاْخُذُ اَحَدُكُمْ مَالَ اَخِيْهِ؟

صحیح البخاری (٢١٩٨) صحیح مسلم (٣٩٥٤)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خوش رنگ ہونے سے پہلے پھلوں کو بیچنے سے منع فرمایا ہے۔ عرض کی گئی: یا رسول اللہ! خوش رنگ ہونا کیا ہے؟ فرمایا: جب سرخ ہو جائے اور فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ نہ پکنے دے تو تم کس چیز کے بدلے اپنے بھائی کا مال لو گے؟

٥٥٦- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ اَبِي الرِّجَالِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَارِثَةَ ' عَنْ اُمِّهِ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتّٰى تَنْجُوَ مِنَ الْعَاهَةِ.

عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پھلوں کو فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے یہاں تک کہ ہر آفت سے نجات پا جائیں۔

قَالَ مَالِكٌ وَبَيْعُ الثِّمَارِ قَبْلَ اَنْ يَبْدُوَ صَلَاحُهَا مِنْ بَيْعِ الْغَرَرِ.

امام مالک نے فرمایا کہ صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے پھلوں کو بیچنا دھوکے کی تجارت ہے۔

[٧٣٢] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ اَبِي الزِّنَادِ ' عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ ' عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ ' اَنَّهُ كَانَ لَا يَبِيْعُ ثِمَارَهُ حَتّٰى تَطْلُعَ الثُّرَيَّا.

خارجہ بن زید بن ثابت سے روایت ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھلوں کو نہ بیچتے یہاں تک کہ ثریا کے تارے نکلنے لگتے۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْاَمْرُ عِنْدَنَا فِيْ بَيْعِ الْبِطِّيْخِ وَالْقِثَّاءِ وَالْخِرْبِزِ وَالْجَزَرِ اِنَّ بَيْعَهُ اِذَا بَدَا صَلَاحُهُ حَلَالٌ جَائِزٌ ' ثُمَّ يَكُوْنُ لِلْمُشْتَرِيْ مَا يَنْبُتُ حَتّٰى يَنْقَطِعَ ثَمَرُهُ وَيَهْلِكَ ' وَلَيْسَ فِيْ ذٰلِكَ وَقْتٌ يُوَقَّتُ ' وَذٰلِكَ اَنَّ وَقْتَهُ مَعْرُوْفٌ عِنْدَ النَّاسِ ' وَرُبَّمَا دَخَلَتْهُ الْعَاهَةُ فَقَطَعَتْ ثَمَرَتَهُ قَبْلَ اَنْ يَاْتِيَ ذٰلِكَ الْوَقْتُ ' فَاِذَا دَخَلَتْهُ الْعَاهَةُ بِجَائِحَةٍ تَبْلُغُ الثُّلُثَ فَصَاعِدًا كَانَ ذٰلِكَ مَوْضُوْعًا عَنِ الَّذِي ابْتَاعَهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک خربوزے ' ککڑی ' دوسرے خربوزے اور گاجر کی بیع کا یہ حکم ہے کہ بہتری معلوم ہونے پر ان کی بیع حلال و جائز ہے۔ پھر جو لگیں گے وہ پھلوں کے ختم ہونے یا ہلاک ہونے تک مشتری کے ہوں گے اور اس کی کوئی مقررہ مدت نہیں ہے بلکہ لوگوں کے دستور کے مطابق ہے اور بعض اوقات کوئی آفت آ کر پھلوں کو ضائع کر دیتی ہے اس وقت کے آنے سے پہلے کوئی آفت آ جائے تو مقررہ قیمت کے تہائی تک مجرا کیا جا سکتا ہے کہ اسے خریدار وضع کر لے گا۔

٩- بَابُ مَا جَاءَ فِيْ بَيْعِ الْعَرِيَّةِ

عریہ کے فروخت کرنے کا بیان

۵۵۷- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى ، عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَرْخَصَ لِصَاحِبِ الْعَرِيَّةِ اَنْ يَبِيْعَهَا بِخَرْصِهَا.

صحیح البخاری (۲۱۸۸) صحیح مسلم (۳۸۵۵تا۳۸۶۳)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اندازے سے میوے فروخت کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔

۵۵۸- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ ، عَنْ اَبِيْ سُفْيَانَ مَوْلٰى ابْنِ اَبِيْ اَحْمَدَ ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَرْخَصَ فِيْ بَيْعِ الْعَرَايَا بِخَرْصِهَا فِيْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ ، اَوْ فِيْ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ. يَشُكُّ دَاوُدُ قَالَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ ، اَوْ دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ. صحیح البخاری (۲۱۹۰) صحیح مسلم (۳۸۶۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اندازے سے بیع عرایا (میووں) کی اجازت مرحمت فرمائی ہے جبکہ وہ پانچ وسق سے کم یا تقریباً پانچ وسق ہوں۔

داؤد کو شک ہے فرمایا کہ پانچ وسق یا پانچ وسق سے کم۔

قَالَ مَالِكٌ وَاِنَّمَا تُبَاعُ الْعَرَايَا بِخَرْصِهَا مِنَ التَّمْرِ يُتَحَرّٰى ذٰلِكَ وَيُخْرَصُ فِيْ رُؤُوْسِ النَّخْلِ وَاِنَّمَا اُرْخِصَ فِيْهِ لِاَنَّهٗ اُنْزِلَ بِمَنْزِلَةِ التَّوْلِيَةِ وَالْاِقَالَةِ وَالشِّرْكِ ، وَلَوْ كَانَ بِمَنْزِلَةِ غَيْرِهٖ مِنَ الْبُيُوْعِ مَا اَشْرَكَ اَحَدٌ اَحَدًا فِيْ طَعَامِهٖ حَتّٰى يَسْتَوْفِيَهٗ ، وَلَا اَقَالَهٗ مِنْهُ ، وَلَا وَلَّاهُ اَحَدًا حَتّٰى يَقْبِضَهُ الْمُبْتَاعُ.

امام مالک نے فرمایا کہ میووں کا درختوں پر اندازہ کر لیا جائے گا کیونکہ اس کی اجازت دی گئی ہے اور اسے تولیہ، اقالہ اور شراکت کی طرح شمار کیا گیا ہے۔ اگر یہ دوسری بیوع کی طرح ہوتا تو جیسے کھانے کی چیزوں کا تولیہ، اقالہ یا شرکت خریدار کے قبضے سے پہلے درست نہیں اسی طرح اس کا بھی درست نہ ہوتا۔

۱۰- بَابُ الْجَائِحَةِ فِيْ بَيْعِ الثِّمَارِ وَالزَّرْعِ

پھلوں اور کھیتی کی بیع میں آفت آنے کا بیان

۵۵۹- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى ، عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ اَبِي الرِّجَالِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ، عَنْ اُمِّهٖ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ، اَنَّهٗ سَمِعَهَا تَقُوْلُ اَبْتَاعَ رَجُلٌ ثَمَرَ حَائِطٍ فِيْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، فَعَالَجَهٗ وَقَامَ فِيْهِ حَتّٰى تَبَيَّنَ لَهُ النُّقْصَانُ ، فَسَاَلَ رَبَّ الْحَائِطِ اَنْ يَضَعَ لَهٗ اَوْ اَنْ يُقِيْلَهٗ ، فَحَلَفَ اَنْ لَا يَفْعَلَ ، فَذَهَبَتْ اُمُّ الْمُشْتَرِيْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهٗ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَاَلّٰى اَنْ لَا يَفْعَلَ خَيْرًا. فَسَمِعَ بِذٰلِكَ رَبُّ الْحَائِطِ فَاَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ هُوَ لَهٗ. صحیح البخاری (۲۷۰۵) صحیح مسلم (۳۹۶۰)

عمرہ بنت عبد الرحمٰن سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک آدمی نے کسی باغ کے پھل خریدے اس نے بہتری کی تدبیر کی لیکن بالآخر نقصان ہوا۔ اس نے باغ کے مالک سے کہا کہ قیمت کچھ گھٹا دو یا واپس کر لو۔ اس نے قسم کھائی کہ ایسا نہیں کرے گا۔ پس خریدار کی والدہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور آپ سے اس بات کا ذکر کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا واقعی اس نے قسم کھائی کہ بھلائی نہیں کرے گا؟ یہ بات باغ والے نے سنی تو عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ! مجھے اس کی بات منظور ہے۔

[۷۳۳] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ قَضٰى بِوَضْعِ الْجَائِحَةِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ عمر بن عبد العزیز نے خریدار کے نقصان کو پورا کرنے کا فیصلہ فرمایا۔

قَالَ مَالِكٌ وَعَلٰى ذٰلِكَ الْاَمْرُ عِنْدَنَا.

قَالَ مَالِكٌ وَالْجَائِحَةُ الَّتِي تُوضَعُ عَنِ الْمُشْتَرِي الثُّلُثُ فَصَاعِدًا، وَلَا يَكُونُ مَا دُونَ ذٰلِكَ جَائِحَةً.

۱۱- بَابُ مَا يَجُوزُ فِي اسْتِثْنَاءِ الثَّمَرِ

[۷۳۴] اَثَر- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، اَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ كَانَ يَبِيعُ ثَمَرَ حَائِطِهِ وَيَسْتَثْنِي مِنْهُ.

[۷۳۵] اَثَر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي بَكْرٍ، اَنَّ جَدَّهُ مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ بَاعَ ثَمَرَ حَائِطٍ لَهُ يُقَالُ لَهُ الْاَفْرَقُ بِاَرْبَعَةِ اٰلَافِ دِرْهَمٍ، وَاسْتَثْنٰى مِنْهُ بِثَمَانِمِائَةِ دِرْهَمٍ تَمْرًا.

[۷۳۶] اَثَر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَبِي الرِّجَالِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَارِثَةَ، اَنَّ اُمَّهُ عَمْرَةَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ كَانَتْ تَبِيعُ ثِمَارَهَا وَتَسْتَثْنِي مِنْهَا.

قَالَ مَالِكٌ اَلْاَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا اَنَّ الرَّجُلَ اِذَا بَاعَ ثَمَرَ حَائِطِهِ اَنَّ لَهُ اَنْ يَسْتَثْنِيَ مِنْ ثَمَرِ حَائِطِهِ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ ثُلُثِ الثَّمَرِ لَا يُجَاوِزُ ذٰلِكَ، وَمَا كَانَ دُونَ الثُّلُثِ فَلَا بَاْسَ بِذٰلِكَ.

قَالَ مَالِكٌ فَاَمَّا الرَّجُلُ يَبِيعُ ثَمَرَ حَائِطِهِ وَيَسْتَثْنِي مِنْ ثَمَرِ حَائِطِهِ ثَمَرَ نَخْلَةٍ، اَوْ نَخَلَاتٍ يَخْتَارُهَا وَيُسَمِّي عَدَدَهَا، فَلَا اَرٰى بِذٰلِكَ بَاْسًا، لِاَنَّ رَبَّ الْحَائِطِ اِنَّمَا اسْتَثْنٰى شَيْئًا مِنْ ثَمَرِ حَائِطِ نَفْسِهِ، وَاِنَّمَا ذٰلِكَ شَيْءٌ احْتَبَسَهُ مِنْ حَائِطِهِ، وَاَمْسَكَهُ لَمْ يَبِعْهُ، وَبَاعَ مِنْ حَائِطِهِ مَا سِوٰى ذٰلِكَ.

۱۲- بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ بَيْعِ التَّمْرِ

۵۶۰- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، اَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اَلتَّمْرُ بِالتَّمْرِ مِثْلًا بِمِثْلٍ، فَقِيلَ لَهُ اِنَّ عَامِلَكَ

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ خریدار کا نقصان پورا کیا جائے گا جبکہ تہائی یا اس سے زیادہ نقصان ہو لیکن کم ہو تو پورا نہیں کیا جائے گا۔

کچھ پھلوں کو بیع سے مستثنیٰ کرنا جائز ہے

ربیعہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ قاسم بن محمد اپنے باغ کے پھلوں کو فروخت کرتے تو بعض کو مستثنیٰ کرلیا کرتے۔

عبداللہ بن ابوبکر سے روایت ہے کہ ان کے جدِ امجد محمد بن عمرو بن حزم نے اپنے باغ کے پھل بیچے جس کو افراق کہا جاتا تھا' چار ہزار درہم میں اور آٹھ سو درہم کی کھجوریں اس سے مستثنیٰ کر لیں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی والدہ عمرہ بنت عبدالرحمٰن اپنے (باغ کے) پھل فروخت کرتے ہوئے ان میں سے استثناء کر لیتی تھیں۔

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفق ہے کہ جب کوئی اپنے باغ کا پھل بیچے تو اسے حق ہے کہ اپنے باغ کے پھل میں تہائی تک مستثنیٰ کرلے اور اس سے تجاوز نہ کرے ہاں تہائی سے کم میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ جو اپنے باغ کا پھل بیچے اور اس میں سے کچھ پھل مستثنیٰ کرے نیز ایک دو درخت بھی نہ بیچے اور ان کی تعداد بتا دے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ کیونکہ مالک نے جن درختوں سے مستثنیٰ کیا ہے گویا انہیں بیچا ہی نہیں اور بلکہ روک لیا ہے اور ان کے سوا باقی باغ کے پھل بیچے ہیں۔

کھجوروں کی مکروہ بیع

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کھجور کے بدلے کھجور برابر بیچو۔ عرض کی گئی کہ آپ کا عامل خیبر تو ایک صاع دو صاع کھجوروں کے بدلے لیتا ہے۔ آپ نے

عَلٰی خَیْبَرَ یَاْخُذُ الصَّاعَ بِالصَّاعَیْنِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ادْعُوْهُ لِیْ، فَدُعِیَ لَهٗ، فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَتَاْخُذُ الصَّاعَ بِالصَّاعَیْنِ؟ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَا یَبِیْعُوْنَنِی الْجَنِیْبَ بِالْجَمْعِ صَاعًا بِصَاعٍ. فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِعِ الْجَمْعَ بِالدَّرَاهِمِ، ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِیْبًا.

فرمایا کہ اسے میرے پاس بلاؤ۔ اسے بلایا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم دو صاع کے بدلے ایک صاع لیتے ہو؟ عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! ایک صاع گھٹیا کھجوروں کے بدلے ایک صاع عمدہ کھجوریں نہیں ملتیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ گھٹیا کھجوروں کو نقدی سے بیچ دو اور پھر عمدہ کھجوریں نقدی سے خرید لو۔

۵۶۱- حَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِیْدِ بْنِ سُهَیْلِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ، عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ، عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ، وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا عَلٰی خَیْبَرَ، فَجَاءَهٗ بِتَمْرٍ جَنِیْبٍ، فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَكُلُّ تَمْرِ خَیْبَرَ هٰكَذَا؟ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا لَنَاْخُذُ الصَّاعَ مِنْ هٰذَا بِالصَّاعَیْنِ، وَالصَّاعَیْنِ بِالثَّلَاثَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، لَا تَفْعَلْ، بِعِ الْجَمْعَ بِالدَّرَاهِمِ، ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِیْبًا.

صحیح البخاری (۲۲۰۱) صحیح مسلم (۴۰۵۷-۴۰۵۸)

حضرت ابو سعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو خیبر کا عامل مقرر فرمایا تو وہ عمدہ کھجوریں لے کر آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ کیا خیبر میں ساری کھجوریں ایسی ہی ہوتی ہیں؟ عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! خدا کی قسم! نہیں، ہم اپنی دو صاع کے بدلے ایک صاع اور تین صاع کے بدلے دو صاع لیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایسا نہ کیا کرو بلکہ گھٹیا کھجوروں کو دراہم سے بیچ دو اور پھر عمدہ کھجوریں نقدی سے خرید لو۔

۵۶۲- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ یَزِیْدَ، اَنَّ زَیْدًا اَبَا عَیَّاشٍ اَخْبَرَهٗ، اَنَّهٗ سَاَلَ سَعْدَ بْنَ اَبِیْ وَقَّاصٍ عَنِ الْبَیْضَاءِ بِالسُّلْتِ، فَقَالَ لَهٗ سَعْدٌ اَیَّتُهُمَا اَفْضَلُ؟ قَالَ الْبَیْضَاءُ، فَنَهَاهُ عَنْ ذٰلِكَ، وَقَالَ سَعْدٌ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یُسْاَلُ عَنِ اشْتِرَاءِ التَّمْرِ بِالرُّطَبِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَیَنْقُصُ الرُّطَبُ اِذَا یَبِسَ؟ فَقَالُوْا نَعَمْ، فَنَهٰی عَنْ ذٰلِكَ.

سنن ابو داؤد (۳۳۵۹) سنن ترمذی (۱۲۲۵) سنن نسائی (۴۵۵۹) سنن ابن ماجہ (۲۲۶٤)

ابو عیاش زید نے حضرت سعد بن ابی وقاص سے سلت کے بدلے بیضاء لینے کے متعلق پوچھا۔ فرمایا: دونوں میں سے کون سا غلہ بہتر ہے؟ عرض کی: بیضاء۔ آپ نے اس سے منع فرمایا اور حضرت سعد نے بتایا کہ میں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ سے تازی کھجوروں کے بدلے خشک کھجوریں لینے کے متعلق پوچھا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تازہ کھجوروں کا سوکھ کر وزن گھٹتا ہے؟ عرض کی گئی: ہاں تو آپ نے اس سے منع فرما دیا۔

۱۳- بَابُ مَا جَاءَ فِی الْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ

مزابنہ اور محاقلہ بیع کا بیان

۵۶۳- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰی عَنِ الْمُزَابَنَةِ، وَالْمُزَابَنَةُ بَیْعُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ كَیْلًا، وَبَیْعُ الْكَرْمِ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مزابنہ سے منع فرمایا ہے۔ اندازے سے کھجور کے بدلے کھجور بیچنے کو مزابنہ کہتے ہیں۔ اسی طرح انگور کے بدلے

بِالزَّبِيبِ كَيْلًا. صحيح البخاري (٢١٨٥) صحيح مسلم (٣٨٧٠)

کشمش خریدنے کو۔

٥٦٤- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ مَوْلَى ابْنِ أَبِي أَحْمَدَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ. وَالْمُزَابَنَةُ اشْتِرَاءُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ فِي رُؤُوسِ النَّخْلِ، وَالْمُحَاقَلَةُ كِرَاءُ الْأَرْضِ بِالْحِنْطَةِ. صحيح البخاري (٢١٨٦) صحيح مسلم (٣٩١١)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مزابنہ اور محاقلہ سے منع فرمایا ہے۔ درخت پر لگی ہوئی کھجوروں کو خشک کھجوروں کے بدلے بیچنا اور محاقلہ مثلاً گندم کے کھیت کو گندم کے بدلے دینا۔

٥٦٥- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ. وَالْمُزَابَنَةُ اشْتِرَاءُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ، وَالْمُحَاقَلَةُ اشْتِرَاءُ الزَّرْعِ بِالْحِنْطَةِ، وَاسْتِكْرَاءُ الْأَرْضِ بِالْحِنْطَةِ.

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مزابنہ اور محاقلہ سے منع فرمایا ہے۔ مزابنہ تو کھجور کے بدلے کھجور خریدنا ہے اور محاقلہ کھیتی کے بدلے گندم یا گندم لے کر زمین کرائے پر دینا۔

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَسَأَلْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ عَنِ اسْتِكْرَاءِ الْأَرْضِ بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ، فَقَالَ لَا بَأْسَ بِذَلِكَ.

ابن شہاب کا بیان ہے کہ میں نے سعید بن مسیب سے سونے کے بدلے زمین کرائے پر دینے کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ کوئی مضائقہ نہیں۔

قَالَ مَالِكٌ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْمُزَابَنَةِ، وَتَفْسِيرُ الْمُزَابَنَةِ أَنَّ كُلَّ شَيْءٍ مِنَ الْجِزَافِ الَّذِي لَا يُعْلَمُ كَيْلُهُ، وَلَا وَزْنُهُ، وَلَا عَدَدُهُ ابْتِيعَ بِشَيْءٍ مُسَمًّى مِنَ الْكَيْلِ، أَوِ الْوَزْنِ، أَوِ الْعَدَدِ، وَذَلِكَ أَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ يَكُونُ لَهُ الطَّعَامُ الْمُصَبَّرُ الَّذِي لَا يُعْلَمُ كَيْلُهُ مِنَ الْحِنْطَةِ، أَوِ التَّمْرِ، أَوْ مَا أَشْبَهَ ذَلِكَ مِنَ الْأَطْعِمَةِ، أَوْ يَكُونُ لِلرَّجُلِ السِّلْعَةُ مِنَ الْحِنْطَةِ، أَوِ النَّوَى، أَوِ الْقَضْبِ، أَوِ الْعُصْفُرِ، أَوِ الْكُرْسُفِ، أَوِ الْكَتَّانِ، أَوِ الْقَزِّ، أَوْ مَا أَشْبَهَ ذَلِكَ مِنَ السِّلَعِ، لَا يُعْلَمُ كَيْلُ شَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ، وَلَا وَزْنُهُ، وَلَا عَدَدُهُ، فَيَقُولُ الرَّجُلُ لِرَبِّ تِلْكَ السِّلْعَةِ كِلْ سِلْعَتَكَ هَذِهِ، أَوْ مُرْ مَنْ يَكِيلُهَا، أَوْ زِنْ مِنْ ذَلِكَ مَا يُوزَنُ، أَوْ عُدَّ مِنْ ذَلِكَ مَا كَانَ يُعَدُّ، فَمَا نَقَصَ عَنْ كَيْلِ كَذَا وَكَذَا صَاعًا لِتَسْمِيَةٍ يُسَمِّيهَا، أَوْ وَزْنِ كَذَا وَكَذَا رِطْلًا، أَوْ عَدَدِ كَذَا وَكَذَا، فَمَا نَقَصَ مِنْ ذَلِكَ فَعَلَيَّ غُرْمُهُ لَكَ

امام مالک کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مزابنہ سے منع فرمایا ہے۔ مزابنہ کی تفسیر یہ ہے کہ اندازہ کی ہوئی کسی چیز کو جس کی تول یا وزن یا تعداد معلوم نہ ہو اس کی کسی ایسی چیز کے ساتھ خرید و فروخت کرنا جس کی تول یا وزن معلوم ہو۔ مثلاً کوئی آدمی دوسرے سے کہے کہ اپنے اس ڈھیر کا اندازہ کرو، جس کی تول معلوم نہیں ہے، خواہ ڈھیر گندم، کھجور یا ان جیسی کھانے کی کسی چیز کا ہو یا اس آدمی کا کوئی اور سامان ہو، جیسے گندم یا گٹھلیاں یا لکڑیوں کا گٹھا، کسم روئی یا کتان یا ابریشم وغیرہ کسی بھی چیز کا ڈھیر ہو، جس کی نہ تول معلوم ہے اور نہ وزن اور نہ گنتی۔ اس سامان والے سے وہ آدمی کہتا ہے کہ اپنے اس سامان کو تولو یا گنو۔ پس اندازے کی تول کے بعد وزن کرنے پر جو وزن نکلے یا گننے پر جہاں تک شمار پہنچے اندازے کے مقابلے میں جتنے صاع کم نکلے یا جتنے رطل وزن گھٹے یا گنتی میں جتنا کم واقع ہو، تو اس کی کمی کا تاوان میں ادا کر دوں گا، یہاں تک کہ اس اندازے کے برابر کر دوں گا اور اگر زائد نکلے تو میرا ہوگا کیونکہ میں نقصان کی ضمانت اسی لیے دے رہا ہوں

حَتّٰى أُوَفِّيَكَ تِلْكَ التَّسْمِيَةَ، فَمَا زَادَ عَلٰى تِلْكَ التَّسْمِيَةِ فَهُوَ لِي أَضْمَنُ مَا نَقَصَ مِنْ ذٰلِكَ عَلٰى أَنْ يَكُونَ لِي مَا زَادَ، فَلَيْسَ ذٰلِكَ بَيْعًا، وَلٰكِنَّهُ الْمُخَاطَرَةُ وَالْغَرَرُ، وَالْقِمَارُ يَدْخُلُ هٰذَا لِأَنَّهُ لَمْ يَشْتَرِ مِنْهُ شَيْئًا بِشَيْءٍ أَخْرَجَهُ، وَلٰكِنَّهُ ضَمِنَ لَهُ مَا سُمِّيَ مِنْ ذٰلِكَ الْكَيْلِ، أَوِ الْوَزْنِ، أَوِ الْعَدَدِ عَلٰى أَنْ يَكُونَ لَهُ مَا زَادَ عَلٰى ذٰلِكَ، فَإِنْ نَقَصَتْ تِلْكَ السِّلْعَةُ عَنْ تِلْكَ التَّسْمِيَةِ أَخَذَ مِنْ مَالِ صَاحِبِهِ مَا نَقَصَ بِغَيْرِ ثَمَنٍ، وَلَا هِبَةٍ طَيِّبَةٍ بِهَا نَفْسُهُ، فَهٰذَا يُشْبِهُ الْقِمَارَ، وَمَا كَانَ مِثْلَ هٰذَا مِنَ الْأَشْيَاءِ فَذٰلِكَ يَدْخُلُهُ.

کہ جتنا زائد نکلے وہ میرا ہوگا۔ پس یہ تجارت نہیں بلکہ خطرناک دھوکا ہے اور اس میں جوا بازی شامل ہے کیونکہ جتنی چیز زائد نکلی وہ خریدی نہیں ہے بلکہ ایک تول یا وزن یا گنتی کی صرف ضمانت دی تھی جس کی تول یا وزن یا گنتی مقرر کر لی گئی کہ اس سے زائد اس کا ہوگا اور اگر وہ سامان مقررہ اندازے سے کم نکلے گا تو دوسرے ساتھی کے سامان میں سے اتنا بغیر قیمت دیے یا ہبہ کیے اس کے دل کی خوشی سے لے گا۔ یہ جوا سے مشابہت ہے اور چیزوں کی ایسی خرید و فروخت اسی حکم میں داخل ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَمِنْ ذٰلِكَ أَيْضًا أَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ لَهُ الثَّوْبُ أَضْمَنُ لَكَ مِنْ ثَوْبِكَ هٰذَا كَذَا وَكَذَا ظِهَارَةَ قَلَنْسُوَةٍ قَدْرُ كُلِّ ظِهَارَةٍ كَذَا وَكَذَا لِشَيْءٍ يُسَمِّيهِ، فَمَا نَقَصَ مِنْ ذٰلِكَ فَعَلَيَّ غُرْمُهُ حَتّٰى أُوَفِّيَكَ، وَمَا زَادَ فَلِي، أَوْ أَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ أَضْمَنُ لَكَ مِنْ ثِيَابِكَ هٰذِي كَذَا وَكَذَا قَمِيصًا ذَرْعُ كُلِّ قَمِيصٍ كَذَا وَكَذَا، فَمَا نَقَصَ مِنْ ذٰلِكَ فَعَلَيَّ غُرْمُهُ، وَمَا زَادَ عَلٰى ذٰلِكَ فَلِي، أَوْ أَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ لَهُ الْجُلُودُ مِنْ جُلُودِ الْبَقَرِ، أَوِ الْإِبِلِ أَقْطَعُ جُلُودَكَ هٰذِهِ نِعَالًا عَلٰى إِمَامٍ يُرِيهِ إِيَّاهُ فَمَا نَقَصَ مِنْ مِائَةِ زَوْجٍ فَعَلَيَّ غُرْمُهُ، وَمَا زَادَ فَهُوَ لِي بِمَا ضَمِنْتُ لَكَ. وَمِمَّا يُشْبِهُ ذٰلِكَ أَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ عِنْدَهُ حَبُّ الْبَانِ اعْصُرْ حَبَّكَ هٰذَا فَمَا نَقَصَ مِنْ كَذَا وَكَذَا رِطْلًا فَعَلَيَّ أَنْ أُعْطِيَكَهُ، وَمَا زَادَ فَهُوَ لِي، فَهٰذَا كُلُّهُ وَمَا أَشْبَهَهُ مِنَ الْأَشْيَاءِ، أَوْ ضَارَعَهُ مِنَ الْمُزَابَنَةِ الَّتِي لَا تَصْلُحُ، وَلَا تَجُوزُ، وَكَذٰلِكَ أَيْضًا إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ لَهُ الْخَبَطُ، أَوِ النَّوَى، أَوِ الْكُرْسُفُ، أَوِ الْكَتَّانُ، أَوِ الْقَضْبُ، أَوِ الْعُصْفُرُ أَبْتَاعُ مِنْكَ هٰذَا الْخَبَطَ بِكَذَا وَكَذَا صَاعًا مِنْ خَبَطٍ يُخْبَطُ مِثْلَ خَبَطِهِ، أَوْ هٰذَا النَّوَى بِكَذَا وَكَذَا صَاعًا مِنْ نَوًى مِثْلِهِ، وَفِي

امام مالک نے یہ بھی فرمایا کہ اگر ایک آدمی دوسرے سے کہے کہ یہ کپڑا اتنی ٹوپیوں کے لئے کافی ہو جائے گا کیونکہ ایک ٹوپی پر اتنا کپڑا لگتا ہے۔ اگر یہ کم رہ جائے تو تمہارا نقصان میں پورا کروں گا یا ایک آدمی دوسرے سے کہے کہ اس کپڑے میں اتنی قمیصیں بنیں گی کیونکہ قمیص پر اتنا کپڑا لگتا ہے۔ اگر کم رہ جائے تو نقصان میں پورا کروں گا اور اگر بڑھ جائے تو میرا ہے یا ایک آدمی دوسرے سے کہے کہ جس کے پاس گائے یا اونٹ کی کھالیں ہوں کہ میرے سامنے ان کے جوتے بناؤ۔ اگر ایک سو جوڑوں سے گھٹ جائیں تو میں پورے کروں گا اور زائد رہے تو میں لے لوں گا کیونکہ میں نے ضمانت دی ہے۔ اسی طرح اگر ایک آدمی دوسرے سے کہے کہ یہ تل ہیں۔ ان کا تیل نکالو۔ اگر اتنے رطل سے کم ہوا تو میں پورا کروں گا۔ اور اگر زائد رہا تو میں لے لوں گا۔ چیزوں اور سامان کے یہ تمام سودے ایسے ہیں جن کی مزابنہ سے مشابہت ہے جو درست اور جائز نہیں اور اسی طرح جب ایک آدمی دوسرے سے کہے جس کے پاس گٹھلیاں یا روئی یا کتان یا لکڑیوں یا کسم کا ڈھیر ہو کہ میں تمہارے اس ڈھیر کو اتنے صاع کے بدلے خریدتا ہوں یا اس ڈھیر کے بدلے جو تمہارے ڈھیر جیسا ہے یا اتنے صاع گٹھلیوں کے بدلے جو تمہاری گٹھلیوں جیسی ہیں یا کسم اور روئی اور کتان اور لکڑیوں کے بدلے جو ان جیسی ہیں۔ تو جیسا ہم نے بتایا ہے اس کے مطابق یہ تمام سودے مزابنہ کی طرف

الْعُصْفُرِ، وَالْكُرْسُفِ، وَالْكَتَّانِ، وَالْقَضْبِ مِثْلَ ذٰلِكَ، فَهٰذَا كُلُّهُ يَرْجِعُ إِلَى مَا وَصَفْنَا مِنَ الْمُزَابَنَةِ.

١٤ - بَابُ جَامِعِ بَيْعِ الثَّمَرِ

قَالَ مَالِكٌ مَنِ اشْتَرَى ثَمَرًا مِنْ نَخْلٍ مُسَمَّاةٍ، أَوْ حَائِطٍ مُسَمًّى، أَوْ لَبَنًا مِنْ غَنَمٍ مُسَمَّاةٍ إِنَّهُ لَا بَأْسَ بِذٰلِكَ إِذَا كَانَ يُؤْخَذُ عَاجِلًا يَشْرَعُ الْمُشْتَرِي فِي أَخْذِهِ عِنْدَ دَفْعِهِ الثَّمَنَ، وَإِنَّمَا مَثَلُ ذٰلِكَ بِمَنْزِلَةِ رَاوِيَةِ زَيْتٍ يَبْتَاعُ مِنْهَا رَجُلٌ بِدِينَارٍ، أَوْ دِينَارَيْنِ، وَيُعْطِيهِ ذَهَبَهُ، وَيَشْتَرِطُ عَلَيْهِ أَنْ يَكِيلَ لَهُ مِنْهَا، فَهٰذَا لَا بَأْسَ بِهِ، فَإِنِ انْشَقَّتِ الرَّاوِيَةُ، فَذَهَبَ زَيْتُهَا فَلَيْسَ لِلْمُبْتَاعِ إِلَّا ذَهَبُهُ، وَلَا يَكُونُ بَيْنَهُمَا بَيْعٌ، وَأَمَّا كُلُّ شَيْءٍ كَانَ حَاضِرًا يُشْتَرٰى عَلَى وَجْهِهِ مِثْلُ اللَّبَنِ إِذَا حُلِبَ وَالرُّطَبِ يُسْتَجْنٰى فَيَأْخُذُ الْمُبْتَاعُ يَوْمًا بِيَوْمٍ فَلَا بَأْسَ بِهِ، فَإِنْ فَنِيَ قَبْلَ أَنْ يَسْتَوْفِيَ الْمُشْتَرِي مَا اشْتَرٰى رَدَّ عَلَيْهِ الْبَائِعُ مِنْ ذَهَبِهِ بِحِسَابِ مَا بَقِيَ لَهُ، أَوْ يَأْخُذُ مِنْهُ الْمُشْتَرِي سِلْعَةً بِمَا بَقِيَ لَهُ يَتَرَاضَيَانِ عَلَيْهَا، وَلَا يُفَارِقُهُ حَتّٰى يَأْخُذَهَا، فَإِنْ فَارَقَهُ فَإِنَّ ذٰلِكَ مَكْرُوهٌ لِأَنَّهُ يَدْخُلُهُ الدَّيْنُ بِالدَّيْنِ، وَقَدْ نُهِيَ عَنِ الْكَالِئِ بِالْكَالِئِ، فَإِنْ وَقَعَ فِي بَيْعِهِمَا أَجَلٌ فَإِنَّهُ مَكْرُوهٌ، وَلَا يَحِلُّ فِيهِ تَأْخِيرٌ وَلَا نَظِرَةٌ، وَلَا يَصْلُحُ إِلَّا بِصِفَةٍ مَعْلُومَةٍ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى، فَيَضْمَنُ ذٰلِكَ الْبَائِعُ لِلْمُبْتَاعِ، وَلَا يُسَمّٰى ذٰلِكَ فِي حَائِطٍ بِعَيْنِهِ وَلَا فِي غَنَمٍ بِأَعْيَانِهَا.

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنِ الرَّجُلِ يَشْتَرِي مِنَ الرَّجُلِ الْحَائِطَ فِيهِ أَلْوَانٌ مِنَ النَّخْلِ مِنَ الْعَجْوَةِ، وَالْكَبِيسِ، وَالْعَذْقِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِنْ أَلْوَانِ التَّمْرِ فَيَسْتَثْنِي مِنْهَا ثَمَرَ النَّخْلَةِ، أَوِ النَّخَلَاتِ يَخْتَارُهَا مِنْ نَخْلِهِ.

فَقَالَ مَالِكٌ ذٰلِكَ لَا يَصْلُحُ لِأَنَّهُ إِذَا صَنَعَ ذٰلِكَ تَرَكَ ثَمَرَ النَّخْلَةِ مِنَ الْعَجْوَةِ، وَمَكِيلَةُ ثَمَرِهَا خَمْسَةَ عَشَرَ صَاعًا، وَأَخَذَ مَكَانَهَا ثَمَرَ نَخْلَةٍ مِنَ

لوٹتے ہیں۔

پھلوں کی بیع کے دیگر مسائل

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے کھجور کے درختوں کا معین پھل خریدا یا معین باغ کا پھل خریدا یا ریوڑ کا معین دودھ خریدا تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں جبکہ قیمت ادا کرنے کے ساتھ ہی مشتری اس چیز پر قبضہ کر لے اور اس کی مثال زیتون کے کپے کی طرح ہے جیسے ایک آدمی نے ایک دینار یا دو دینار میں خریدا اور قیمت ادا کر دی اور شرط یہ کی کہ اس میں سے تول کرے گا تو اس میں بھی مضائقہ نہیں اگر کپہ پھٹ جائے اور روغن زیتون بہہ جائے تو خریدار کو قیمت واپس ملے گی اور ان کے درمیان بیع واقع نہیں ہوگی کیونکہ چیز حاضر اور مشتری کے روبرو ہونی چاہیے۔ جیسے دودھ جب دوہ لیا جائے اور کھجوریں جب اتار لی جائیں تو خریدار روزانہ حاصل کر لیا کرے گا۔ اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ اگر خریدار کے قبضے میں جانے سے پہلے وہ چیز ضائع ہو گئی تو بائع اس کی رقم واپس کرے گا جتنی چیز باقی رہی اسی کے حساب سے یا مشتری ضائع شدہ مال کے عوض مال لے لے گا' جس بات پر دونوں رضامند ہو جائیں لیکن جدا ہونے سے پہلے قبضہ ضروری ہے۔ اگر جدا ہو گئے تو یہ مکروہ ہے۔ کیونکہ یہ تو قرض کے بدلے قرض ہوا جس سے روکا گیا ہے۔ اگر ان کی بیع میں کوئی مدت مقرر کی گئی تو یہ مکروہ ہے کیونکہ اس میں تاخیر اور ڈھیل جائز نہیں اور یہ درست نہیں جب تک معین صفت کے ساتھ مدت مقرر نہ ہو اور بائع خریدار کو ضمانت دے اور باغ یا ریوڑ میں اس قسم کا تعین نہ کیا جائے۔

امام مالک سے پوچھا گیا کہ ایک آدمی نے کسی سے باغ خریدا جس میں عجوہ' کبیس اور عذق وغیرہ مختلف قسم کی کھجوریں ہیں۔ وہ ایک یا دو درختوں کے پھل مستثنیٰ کر لیتا ہے۔ کسی بھی کھجور کا اختیار ہوگا۔

امام مالک نے فرمایا کہ یہ درست نہیں ہے کیونکہ جب وہ ایسا کرے گا تو بالفرض وہ عجوہ کے درخت کو چھوڑ دے جس کی کھجوروں کا وزن پندرہ صاع ہے یا وہ پندرہ صاع والے عجوہ کھجور

الْكَبِيسِ وَمَكِيلَتُهُ تَمْرِهَا عَشَرَةُ أَصْوُعٍ، فَإِنْ أَخَذَ الْعَجْوَةَ الَّتِي فِيهَا خَمْسَةَ عَشَرَ صَاعًا، وَتَرَكَ الَّتِي فِيهَا عَشَرَةُ أَصْوُعٍ مِنَ الْكَبِيسِ، فَكَأَنَّهُ اشْتَرَى الْعَجْوَةَ بِالْكَبِيسِ مُتَفَاضِلًا، وَذٰلِكَ مِثْلُ أَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ بَيْنَ يَدَيْهِ صُبَرٌ مِنَ التَّمْرِ قَدْ صَبَّرَ الْعَجْوَةَ، فَجَعَلَهَا خَمْسَةَ عَشَرَ صَاعًا، وَجَعَلَ صُبْرَةَ الْكَبِيسِ عَشَرَةَ آصُعٍ، وَجَعَلَ صُبْرَةَ الْعَذْقِ اثْنَيْ عَشَرَ صَاعًا، فَأَعْطَى صَاحِبَ التَّمْرِ دِينَارًا عَلَى أَنَّهُ يَخْتَارُ فَيَأْخُذُ أَيَّ تِلْكَ الصُّبَرِ شَاءَ.

کے درخت کو لیتا ہے اور اس کی جگہ دس صاع والے کبیس کے درخت کو چھوڑ دیتا ہے تو گویا اس نے عجوہ کو کبیس کے بدلے زیادتی پر خریدا ہے اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی دوسرے آدمی سے کہے جس کے سامنے کھجوروں کے ڈھیر ہوں۔ پندرہ صاع کا ڈھیر عجوہ کھجور کا' دس صاع کا ڈھیر کبیس کا اور بارہ صاع کا ڈھیر عذق کا۔ مشتری اگر کھجور والے کو ایک دینار دے کر کہے کہ جس ڈھیر کو میں چاہوں لے لوں۔

قَالَ مَالِكٌ فَهٰذَا لَا يَصْلُحُ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ درست نہیں ہے۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنِ الرَّجُلِ يَشْتَرِي الرُّطَبَ مِنْ صَاحِبِ الْحَائِطِ فَيُسْلِفُهُ الدِّينَارَ مَاذَا لَهُ إِذَا ذَهَبَ رُطَبُ ذٰلِكَ الْحَائِطِ؟ قَالَ مَالِكٌ يُحَاسِبُ صَاحِبَ الْحَائِطِ ثُمَّ يَأْخُذُ مَا بَقِيَ لَهُ مِنْ دِينَارِهِ إِنْ كَانَ أَخَذَ بِثُلُثَيْ دِينَارٍ رُطَبًا، أَخَذَ ثُلُثَ الدِّينَارِ الَّذِي بَقِيَ لَهُ، وَإِنْ كَانَ أَخَذَ ثَلَاثَةَ أَرْبَاعِ دِينَارِهِ رُطَبًا أَخَذَ الرُّبُعَ الَّذِي بَقِيَ لَهُ، أَوْ يَتَرَاضَيَانِ بَيْنَهُمَا، فَيَأْخُذُ بِمَا بَقِيَ لَهُ مِنْ دِينَارِهِ عِنْدَ صَاحِبِ الْحَائِطِ مَا بَدَا لَهُ إِنْ أَحَبَّ أَنْ يَأْخُذَ تَمْرًا، أَوْ سِلْعَةً سِوَى التَّمْرِ أَخَذَهَا بِمَا فَضَلَ لَهُ، فَإِنْ أَخَذَ تَمْرًا، أَوْ سِلْعَةً أُخْرَى، فَلَا يُفَارِقُهُ حَتَّى يَسْتَوْفِيَ ذٰلِكَ مِنْهُ.

امام مالک سے پوچھا گیا کہ ایک آدمی نے باغ والے سے تر کھجوریں خریدیں۔ پھر اسے ایک دینار پیشگی دے کہ یہ میری ہیں' جبکہ باغ کا پھل ضائع یا ختم ہو جائے۔ امام مالک نے فرمایا کہ باغ والے سے حساب کیا جائے گا اور دینار میں سے جو باقی رہ گیا وہ وصول کیا جائے گا۔ اگر اس نے دو تہائی کی کھجوریں وصول کر لی ہیں تو ایک تہائی اور لے گا جو باقی ہے اور اگر اس نے تین چوتھائی دینار کی کھجوریں لی ہیں تو باقی ایک چوتھائی کی مزید وصول کرے گا یا جس طرح دونوں رضا مند ہوں یعنی باقی دینار کے بدلے میں کھجوروں کے علاوہ باغ والا کوئی اور پھل یا سامان دے۔ اگر وہ کھجوروں کے علاوہ کوئی اور چیز لے تو قبضے سے پہلے دونوں جدا نہ ہوں۔

قَالَ مَالِكٌ وَإِنَّمَا هٰذَا بِمَنْزِلَةِ أَنْ يُكْرِيَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ رَاحِلَةً بِعَيْنِهَا، أَوْ يُؤَاجِرَ غُلَامَهُ الْخَيَّاطَ، أَوِ النَّجَّارَ، أَوِ الْعَمَّالَ لِغَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ الْأَعْمَالِ، أَوْ يُكْرِيَ مَسْكَنَهُ، وَيَسْتَلِفَ إِجَارَةَ ذٰلِكَ الْغُلَامِ، أَوْ كِرَاءَ ذٰلِكَ الْمَسْكَنِ، أَوْ تِلْكَ الرَّاحِلَةِ، ثُمَّ يَحْدُثُ فِي ذٰلِكَ حَدَثٌ بِمَوْتٍ، أَوْ غَيْرِ ذٰلِكَ، فَيَرُدُّ رَبُّ الرَّاحِلَةِ، أَوِ الْعَبْدِ، أَوِ الْمَسْكَنِ، إِلَى الَّذِي سَلَّفَهُ مَا بَقِيَ مِنْ كِرَاءِ الرَّاحِلَةِ، أَوْ إِجَارَةِ الْعَبْدِ، أَوْ كِرَاءِ الْمَسْكَنِ يُحَاسِبُ صَاحِبَهُ بِمَا اسْتَوْفَى مِنْ ذٰلِكَ إِنْ

امام مالک نے فرمایا یہ اس طرح ہے جیسے ایک آدمی دوسرے کو اپنی سواری کرائے پر دیتا ہے یا اسے اپنا غلام اجرت پر دے جو درزی' بڑھئی اور کوئی کاریگر ہو یا مکان کرائے پر دے اور اس غلام' گھر یا سواری وغیرہ کا کرایہ پیشگی وصول کر لے۔ پھر اس چیز کو موت یا کوئی دوسرا حادثہ پیش آ جاتا ہے تو سواری' غلام اور گھر والا حساب کر کے باقی کرایہ واپس کر دیتا ہے۔ وہ متاجر سے حساب کر کے اس کا پورا حق دے گا۔ اگر وہ نصف حق وصول کر چکا ہے تو باقی نصف اسے ادا کرے گا اور اگر کم وبیش ہے تو اسی حساب سے باقی حق ادا کرے گا۔

كَانَ اسْتَوْفَى نِصْفَ حَقِّهِ رَدَّ عَلَيْهِ النِّصْفَ الْبَاقِيَ الَّذِي لَهُ عِنْدَهُ، وَإِنْ كَانَ أَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ، أَوْ أَكْثَرَ فَبِحِسَابِ ذٰلِكَ يَرُدُّ إِلَيْهِ مَا بَقِيَ لَهُ.

قَالَ مَالِكٌ وَلَا يَصْلُحُ التَّسْلِيفُ فِي شَيْءٍ مِنْ هٰذَا يُسَلَّفُ فِيهِ بِعَيْنِهِ إِلَّا أَنْ يَقْبِضَ الْمُسَلِّفُ مَا سَلَّفَ فِيهِ عِنْدَ دَفْعِهِ الذَّهَبَ إِلَى صَاحِبِهِ يَقْبِضُ الْعَبْدَ، أَوِ الرَّاحِلَةَ، أَوِ الْمَسْكَنَ، أَوْ يَبْدَأُ فِيمَا اشْتَرَى مِنَ الرُّطَبِ فَيَأْخُذُ مِنْهُ عِنْدَ دَفْعِهِ الذَّهَبَ إِلَى صَاحِبِهِ، لَا يَصْلُحُ أَنْ يَكُونَ فِي شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ تَأْخِيرٌ وَلَا أَجَلٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ پیشگی قیمت دینا درست نہیں ہے مگر اس صورت میں کہ جس پر پیشگی دی ہے اسے قبضے میں لے یعنی غلام، سواری اور گھر پر قبضہ کرے یا تر کھجوریں ہیں تو انہیں توڑنا شروع کر دیا جائے گا تاکہ جس نے پیشگی دی ہے وہ ان پر قبضہ کرے۔ اس بارے میں تاخیر یا مدت مقرر کرنا درست نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَتَفْسِيرُ مَا كُرِهَ مِنْ ذٰلِكَ أَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ أُسَلِّفُكَ فِي رَاحِلَتِكَ فُلَانَةَ أَرْكَبُهَا فِي الْحَجِّ، وَبَيْنَهُ وَبَيْنَ الْحَجِّ أَجَلٌ مِنَ الزَّمَانِ، أَوْ يَقُولَ مِثْلَ ذٰلِكَ فِي الْعَبْدِ، أَوِ الْمَسْكَنِ، فَإِنَّهُ إِذَا صَنَعَ ذٰلِكَ كَانَ إِنَّمَا يُسَلِّفُهُ ذَهَبًا عَلَى أَنَّهُ إِنْ وَجَدَ تِلْكَ الرَّاحِلَةَ صَحِيحَةً لِذٰلِكَ الْأَجَلِ الَّذِي سَمَّى لَهُ، فَهِيَ لَهُ بِذٰلِكَ الْكِرَاءِ، وَإِنْ حَدَثَ بِهَا حَدَثٌ مِنْ مَوْتٍ، أَوْ غَيْرِهِ رَدَّ عَلَيْهِ ذَهَبَهُ، وَكَانَتْ عَلَيْهِ عَلَى وَجْهِ السَّلَفِ عِنْدَهُ.

امام مالک نے اس کی تفسیر میں فرمایا جو اس کے اندر مکروہ ہے کہ ایک آدمی مثلاً دوسرے سے کہے کہ میں آپ کو کرایہ پیشگی دیتا ہوں کہ حج کے دنوں میں آپ کے فلاں اونٹ پر سواری کروں گا اور ایام حج کی ابھی مدت پڑی ہو یا ایسی ہی بات غلام اور گھر کے بارے میں کہے اس کی صورت یہ ہوگی کہ جس کی پیشگی دی ہے اگر وہ سواری صحیح سالم ہوئی تو کرائے پر دے دی جائے گی اور اگر اسے موت یا کوئی دوسرا حادثہ پیش آ گیا تو مالک کے پاس پیشگی کے نام سے جو رقم موجود ہے وہ واپس کر دی جائے۔

قَالَ مَالِكٌ وَإِنَّمَا فَرَقَ بَيْنَ ذٰلِكَ الْقَبْضُ مَنْ قَبَضَ مَا اسْتَأْجَرَ، أَوِ اسْتَكْرَى فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْغَرَرِ، وَالسَّلَفِ الَّذِي يُكْرَهُ، وَأَخَذَ أَمْرًا مَعْلُومًا، وَإِنَّمَا مَثَلُ ذٰلِكَ أَنْ يَشْتَرِيَ الرَّجُلُ الْعَبْدَ، أَوِ الْوَلِيدَةَ فَيَقْبِضَهُمَا وَيَنْقُدَ أَثْمَانَهُمَا، فَإِنْ حَدَثَ بِهِمَا حَدَثٌ مِنْ عُهْدَةِ السَّنَةِ أَخَذَ ذَهَبَهُ مِنْ صَاحِبِهِ الَّذِي ابْتَاعَ مِنْهُ، فَهٰذَا لَا بَأْسَ بِهِ، وَبِهٰذَا مَضَتِ السُّنَّةُ فِي بَيْعِ الرَّقِيقِ.

امام مالک نے فرمایا کہ مذکورہ دونوں صورتوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ جو چیز اجرت یا کرائے پر لی ہے اس پر فوراً قبضہ کر لیا جائے تو وہ دھوکے اور کراہت سے نکل جاتی ہے اور معاملہ صاف ہو جاتا ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص غلام یا لونڈی خرید کر اس پر قبضہ کر لے اور ان کی قیمت ادا کر دے۔ پھر اسے کوئی حادثہ پیش آ جائے اور بائع سے قیمت واپس پھیر لے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اور غلام کی خرید و فروخت میں یہی سنت چلی آ رہی ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَمَنِ اسْتَأْجَرَ عَبْدًا بِعَيْنِهِ، أَوْ تَكَارَى رَاحِلَةً بِعَيْنِهَا إِلَى أَجَلٍ يَقْبِضُ الْعَبْدَ، أَوِ الرَّاحِلَةَ إِلَى ذٰلِكَ الْأَجَلِ، فَقَدْ عَمِلَ بِمَا لَا يَصْلُحُ لَا هُوَ قَبَضَ مَا اسْتَكْرَى، أَوِ اسْتَأْجَرَ. وَلَا هُوَ سَلَّفَ فِي

امام مالک نے فرمایا کہ جو کسی معین غلام یا اونٹ کو ایک مدت تک کے لیے کرائے پر لے کہ اس غلام یا سواری پر اسی وقت قبضہ کرے گا تو ایسا کرنا درست نہیں ہے کیونکہ مستاجر نے قبضہ نہیں کیا اس چیز پر جو کرایہ یا اجرت پر لی ہے اور نہ دینے والے نے

دَيْنٍ يَكُوْنُ ضَامِنًا عَلٰى صَاحِبِهٖ حَتّٰى يَسْتَوْفِيَهٗ.

١٥ - بَابُ بَيْعِ الْفَاكِهَةِ

قَالَ مَالِكٌ اَلْاَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا اَنَّ مَنِ ابْتَاعَ شَيْئًا مِنَ الْفَاكِهَةِ مِنْ رَطْبِهَا، اَوْ يَابِسِهَا، فَاِنَّهٗ لَا يَبِيْعُهٗ حَتّٰى يَسْتَوْفِيَهٗ، وَلَا يُبَاعُ شَيْءٌ مِنْهَا بَعْضُهٗ بِبَعْضٍ اِلَّا يَدًا بِيَدٍ، وَمَا كَانَ مِنْهَا مِمَّا يَيْبَسُ فَيَصِيْرُ فَاكِهَةً يَابِسَةً تُدَّخَرُ، وَتُؤْكَلُ فَلَا يُبَاعُ بَعْضُهٗ بِبَعْضٍ اِلَّا يَدًا بِيَدٍ، وَمِثْلًا بِمِثْلٍ اِذَا كَانَ مِنْ صِنْفٍ وَاحِدٍ، فَاِنْ كَانَ مِنْ صِنْفَيْنِ مُخْتَلِفَيْنِ، فَلَا بَأْسَ بِاَنْ يُبَاعَ مِنْهُ اثْنَانِ بِوَاحِدٍ يَدًا بِيَدٍ، وَلَا يَصْلُحُ اِلٰى اَجَلٍ، وَمَا كَانَ مِنْهَا مِمَّا لَا يَيْبَسُ، وَلَا يُدَّخَرُ، وَاِنَّمَا يُؤْكَلُ رَطْبًا كَهَيْئَةِ الْبِطِّيْخِ، وَالْقِثَّاءِ، وَالْخِرْبِزِ، وَالْجَزَرِ، وَالْاُتْرُجِّ، وَالْمَوْزِ، وَالرُّمَّانِ، وَمَا كَانَ مِثْلَهٗ وَاِنْ يَبِسَ لَمْ يَكُنْ فَاكِهَةً بَعْدَ ذٰلِكَ، وَلَيْسَ هُوَ مِمَّا يُدَّخَرُ وَيَكُوْنُ فَاكِهَةً، قَالَ فَاَرَاهُ حَقِيْقًا اَنْ يُؤْخَذَ مِنْهُ مِنْ صِنْفٍ وَاحِدٍ اثْنَانِ بِوَاحِدٍ يَدًا بِيَدٍ فَاِذَا لَمْ يَدْخُلْ فِيْهِ شَيْءٌ مِنَ الْاَجَلِ فَاِنَّهٗ لَا بَأْسَ بِهٖ.

١٦ - بَابُ بَيْعِ الذَّهَبِ بِالْفِضَّةِ تِبْرًا وَعَيْنًا

٥٦٦ - حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، اَنَّهٗ قَالَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ السَّعْدَيْنِ اَنْ يَبِيْعَا اٰنِيَةً مِنَ الْمَغَانِمِ مِنْ ذَهَبٍ، اَوْ فِضَّةٍ فَبَاعَا كُلَّ ثَلَاثَةٍ بِاَرْبَعَةٍ عَيْنًا، اَوْ كُلَّ اَرْبَعَةٍ بِثَلَاثَةٍ عَيْنًا، فَقَالَ لَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَرْبَيْتُمَا فَرُدَّا.

٥٦٧ - وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُوْسَى بْنِ اَبِيْ تَمِيْمٍ، عَنْ اَبِي الْحُبَابِ سَعِيْدِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الدِّيْنَارُ بِالدِّيْنَارِ، وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ لَا فَضْلَ بَيْنَهُمَا. صحیح مسلم (٤٠٤٥ـ٤٠٤٦)

٥٦٨ - وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا تَبِيْعُوا

پیشگی لی کہ اپنے قرض کی پوری ادائیگی پر اسے ضمانت مل جاتی۔

پھلوں کی بیع کا بیان

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفقہ ہے کہ جو کوئی پھل خریدے خواہ وہ تر ہو یا خشک تو اس وقت تک نہ بیچے یہاں تک کہ قبضہ کرے اور ایک چیز کے بدلے دوسری نہ بیچے مگر دست بدتی' جو میوہ ایسا ہے کہ سکھایا جاتا ہے اور خشک کر کے کھایا جاتا ہے تو انہیں ایک دوسرے کے بدلے نہ بیچے مگر دست بدتی۔ اگر ایک ہی قسم ہو تو دونوں ایک دوسرے کے برابر ہوں۔ اگر دونوں کی مختلف قسمیں ہوں تو دو کے بدلے ایک فروخت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں جب کہ ہو دست بدتی اور مدت مقرر کرنا درست نہیں ہے اور جو خشک نہیں کئے جاتے اور جمع نہیں رکھے جاتے۔ بلکہ تر کھائے جاتے ہیں جیسے خربوزہ' ککڑی' ترنج' کیلا' گاجر اور انار وغیرہ یہ خشک کرنے پر خراب ہو جاتے اور جمع نہیں کئے جاتے' انہیں ایک دوسری جنس کی دو کے یا اسی جنس کی دو کے بدلے خریدنا' اگر اس کی مدت مقرر نہ کی جائے تو ایسے سودے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

سونے چاندی کو فروخت کرنے کا بیان

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دونوں سعدوں کو حکم فرمایا کہ غنیمت کے جو سونے چاندی کے برتن ہیں انہیں فروخت کر دو۔ انہوں نے ہر تین برتنوں کے عوض چار یا چار برتنوں کے بدلے تین کے حساب سے فروخت کر دیئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم نے سود لیا' بیع کو رد کر دو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دینار کو دینار کے بدلے اور درہم کو درہم کے بدلے بیچا جائے تو کمی بیشی نہ ہو۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سونے کو سونے کے بدلے نہ بیچو

الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ، وَلَا تُشِفُّوا بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ، وَلَا تَبِيعُوا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ، لَا تُشِفُّوا بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ، وَلَا تَبِيعُوا مِنْهَا شَيْئًا غَائِبًا بِنَاجِزٍ. صحیح البخاری (٢١٧٧) صحیح مسلم (٤٠٣٠تا٤٠٣٢)

مگر برابر برابر اور ایک دوسرے سے زیادہ نہ ہو اور چاندی کو چاندی کے بدلے نہ بیچو مگر برابر برابر اور ایک دوسری سے کم وبیش نہ ہوں اور نقد کو غائب کے بدلے نہ بیچو۔

[٧٣٧] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسٍ الْمَكِّيِّ، عَنْ مُجَاهِدٍ، أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ فَجَاءَهُ صَائِغٌ، فَقَالَ لَهُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنِّي أَصُوغُ الذَّهَبَ، ثُمَّ أَبِيعُ الشَّيْءَ مِنْ ذَلِكَ بِأَكْثَرَ مِنْ وَزْنِهِ فَأَسْتَفْضِلُ مِنْ ذَلِكَ قَدْرَ عَمَلِ يَدِي، فَنَهَاهُ عَبْدُ اللَّهِ عَنْ ذَلِكَ، فَجَعَلَ الصَّائِغُ يُرَدِّدُ عَلَيْهِ الْمَسْأَلَةَ، وَعَبْدُ اللَّهِ يَنْهَاهُ حَتَّى انْتَهَى إِلَى بَابِ الْمَسْجِدِ، أَوْ إِلَى دَابَّةٍ يُرِيدُ أَنْ يَرْكَبَهَا، ثُمَّ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ الدِّينَارُ بِالدِّينَارِ، وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ لَا فَضْلَ بَيْنَهُمَا، هَذَا عَهْدُ نَبِيِّنَا إِلَيْنَا وَعَهْدُنَا إِلَيْكُمْ.

مجاہد کا بیان ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر کے پاس تھا تو ایک سنار ان کی خدمت میں آ کر عرض گزار ہوا: اے ابوعبدالرحمٰن! میں سونے کا کام کرتا ہوں۔ پھر چیز کو اس سے زیادہ وزن کے بدلے فروخت کرتا ہوں۔ زیادہ میں اپنی محنت کے معاوضے میں لیتا ہوں۔ حضرت عبداللہ نے اسے ایسا کرنے سے روکا۔ وہ سنار پوچھتا رہا اور حضرت عبداللہ منع کرتے رہے یہاں تک کہ مسجد کے دروازے پر آ گئے یا سواری کے پاس جس پر سوار ہونا تھا۔ پھر حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ دینار کے بدلے دینار اور درہم کے بدلے درہم ہوں تو ان میں کمی بیشی نہ ہو۔ یہ ہمارے نبی نے ہمیں سکھایا اور ہم تمہیں سکھاتے ہیں۔

٥٦٩- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ جَدِّهِ مَالِكِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ، أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَبِيعُوا الدِّينَارَ بِالدِّينَارَيْنِ، وَلَا الدِّرْهَمَ بِالدِّرْهَمَيْنِ. صحیح مسلم (٤٠٣٤)

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ ایک دینار دو دیناروں کے بدلے اور ایک درہم دو درہموں کے بدلے فروخت نہ کیا کرو۔

٥٧٠- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ بَاعَ سِقَايَةً مِنْ ذَهَبٍ، أَوْ وَرِقٍ بِأَكْثَرَ مِنْ وَزْنِهَا، فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَنْهَى عَنْ مِثْلِ هَذَا إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ، فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ مَا أَرَى بِمِثْلِ هَذَا بَأْسًا، فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ مَنْ يَعْذِرُنِي مِنْ مُعَاوِيَةَ أَنَا أُخْبِرُهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَيُخْبِرُنِي عَنْ رَأْيِهِ، لَا أُسَاكِنُكَ بِأَرْضٍ أَنْتَ بِهَا، ثُمَّ قَدِمَ أَبُو الدَّرْدَاءِ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ، فَكَتَبَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ إِلَى مُعَاوِيَةَ أَنْ لَا تَبِيعَ ذَلِكَ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ، وَزْنًا بِوَزْنٍ.

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت معاویہ بن ابو سفیان نے سونے یا چاندی کا ایک پیالہ اس سے زیادہ سونے یا چاندی کے عوض خریدا۔ حضرت ابودرداء نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ایسا کرنے سے منع فرماتے مگر یہ کہ برابر برابر ہوں۔ حضرت معاویہ نے ان سے کہا کہ میرے خیال میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ حضرت ابودرداء نے کہا کہ معاویہ کے مقابلے میں میرا عذر کون قبول کرے گا۔ میں انہیں رسول اللہ ﷺ کا حکم بتا رہا ہوں اور وہ مجھے اپنی رائے بتا رہے ہیں۔ میں اس ملک میں نہیں رہوں گا جس میں آپ ہیں۔ حضرت ابودرداء پھر حضرت عمر کے پاس آ گئے اور یہ بات انہیں بتائی تو حضرت عمر نے حضرت معاویہ کے لیے لکھا کہ ایسی بیع نہ کیا کریں مگر وزن برابر برابر ہو۔

[۷۳۸] اثر- وحدثنی عن مالک، عن نافع، عن عبد الله بن عمر، ان عمر بن الخطاب قال لا تبیعوا الذهب بالذهب، الا مثلا بمثل، ولا تشفوا بعضها على بعض، ولا تبیعوا الورق بالورق الا مثلا بمثل ولا تشفوا بعضها على بعض، ولا تبیعوا الورق بالذهب احدهما غائب والآخر ناجز، وان استنظرک الى ان یلج بیته، فلا تنظره انی اخاف علیکم الرماء. والرماء هو الربا.

حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ سونے کو سونے کے بدلے نہ بیچو مگر برابر برابر اور ایک دوسرے سے زیادہ نہ ہو اور چاندی کو چاندی کے بدلے نہ بیچو مگر برابر برابر اور ایک دوسری سے زیادہ نہ ہو اور چاندی کو سونے کے بدلے اس طرح نہ بیچو کہ ایک موجود نہ ہو اور دوسری چیز موجود ہو اور ساتھی اگر گھر جانے آنے کی اجازت مانگے تو اتنا انتظار بھی نہ کرو کیونکہ مجھے تمہارے اوپر رماء کا ڈر ہے اور رماء سود ہے۔

[۷۳۹] اثر- وحدثنی عن مالک، عن عبد الله بن دینار، عن عبد الله بن عمر، ان عمر بن الخطاب قال لا تبیعوا الذهب بالذهب الا مثلا بمثل، ولا تشفوا بعضها على بعض، ولا تبیعوا الورق بالورق الا مثلا بمثل، ولا تشفوا بعضها على بعض، ولا تبیعوا شیئا منها غائبا بناجز، وان استنظرک الى ان یلج بیته، فلا تنظره انی اخاف علیکم الرماء، والرماء هو الربا.

حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ سونے کو سونے کے بدلے نہ بیچو مگر دونوں برابر ہوں اور ایک دوسرے سے زیادہ نہ ہو اور چاندی کو چاندی کے بدلے نہ بیچو مگر دونوں برابر ہوں اور ایک دوسری سے زائد نہ ہو اور غائب چیز کے بدلے حاضر کو نہ بیچو اور اگر تم سے گھر جانے آنے کی اجازت مانگی جائے تب بھی انتظار نہ کرو کیونکہ تمہارے اوپر مجھے رماء کا خوف ہے اور رماء سود ہے۔

[۷۴۰] اثر- وحدثنی عن مالک، انه بلغه عن القاسم بن محمد، انه قال قال عمر بن الخطاب الدینار بالدینار، والدرهم بالدرهم، والصاع بالصاع، ولا یباع کالئ بناجز.

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ دینار کے بدلے دینار، درہم کے بدلے درہم، صاع کے بدلے صاع اور حاضر چیز کو وعدے پر فروخت نہ کیا کرو۔

[۷۴۱] اثر- وحدثنی عن مالک، عن ابی الزناد، انه سمع سعید بن المسیب یقول لا ربا الا فی ذهب، او فی فضة، او ما یکال، او یوزن مما یؤکل، او یشرب.

ابو الزناد نے سعید بن مسیب کو فرماتے ہوئے سنا کہ نہیں ہے سود مگر سونے میں یا چاندی میں یا کھانے پینے کی چیزوں میں جو ناپ تول کر بکتی ہیں۔

[۷۴۲] اثر- وحدثنی عن مالک، عن یحیى بن سعید، انه سمع سعید بن المسیب یقول قطع الذهب، والورق من الفساد فی الارض.

یحییٰ بن سعید نے سعید بن مسیب کو فرماتے ہوئے سنا کہ سونے چاندی (سکوں) کو کاٹنا زمین میں فساد برپا کرتا ہے۔

قال مالک ولا بأس ان یشتری الرجل الذهب بالفضة، والفضة بالذهب جزافا اذا کان تبرا، او حلیا قد صیغ، فاما الدراهم المعدودة والدنانیر

امام مالک نے فرمایا کہ ایک آدمی اگر چاندی کے بدلے سونا خریدے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ اسی طرح چاندی کو سونے کے بدلے ڈھیر لگا کر جبکہ وہ ڈلی یا زیور کی شکل میں ہوں۔ اگر درہم و

الْمَعْدُودَةُ، فَلَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَشْتَرِيَ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ جِزَافًا حَتّٰى يُعْلَمَ وَيُعَدَّ، فَإِنِ اشْتُرِيَ ذٰلِكَ جِزَافًا فَإِنَّمَا يُرَادُ بِهِ الْغَرَرُ حِينَ يُتْرَكُ عَدُّهُ وَيُشْتَرٰى جِزَافًا، وَلَيْسَ هٰذَا مِنْ بُيُوعِ الْمُسْلِمِينَ، فَأَمَّا مَا كَانَ يُوزَنُ مِنَ التِّبْرِ، وَالْحُلِيِّ، فَلَا بَأْسَ أَنْ يُبَاعَ ذٰلِكَ جِزَافًا وَإِنَّمَا ابْتِيَاعُ ذٰلِكَ جِزَافًا كَهَيْئَةِ الْحِنْطَةِ، وَالتَّمْرِ، وَنَحْوِهِمَا مِنَ الْأَطْعِمَةِ الَّتِي تُبَاعُ جِزَافًا، وَمِثْلُهَا يُكَالُ فَلَيْسَ بِابْتِيَاعِ ذٰلِكَ جِزَافًا بَأْسٌ.

قَالَ مَالِكٌ مَنِ اشْتَرٰى مُصْحَفًا، أَوْ سَيْفًا، أَوْ خَاتَمًا وَفِي شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ ذَهَبٌ، أَوْ فِضَّةٌ بِدَنَانِيرَ أَوْ دَرَاهِمَ، فَإِنَّ مَا اشْتُرِيَ مِنْ ذٰلِكَ وَفِيهِ الذَّهَبُ بِدَنَانِيرَ، فَإِنَّهُ يُنْظَرُ إِلٰى قِيمَتِهِ، فَإِنْ كَانَتْ قِيمَةُ ذٰلِكَ الثُّلُثَيْنِ، وَقِيمَةُ مَا فِيهِ مِنَ الذَّهَبِ الثُّلُثَ، فَذٰلِكَ جَائِزٌ لَا بَأْسَ بِهِ إِذَا كَانَ ذٰلِكَ يَدًا بِيَدٍ، وَلَا يَكُونُ فِيهِ تَأْخِيرٌ وَمَا اشْتُرِيَ مِنْ ذٰلِكَ بِالْوَرِقِ مِمَّا فِيهِ الْوَرِقُ نُظِرَ إِلٰى قِيمَتِهِ، فَإِنْ كَانَ قِيمَةُ ذٰلِكَ الثُّلُثَيْنِ، وَقِيمَةُ مَا فِيهِ مِنَ الْوَرِقِ الثُّلُثَ، فَذٰلِكَ جَائِزٌ لَا بَأْسَ بِهِ إِذَا كَانَ ذٰلِكَ يَدًا بِيَدٍ، وَلَمْ يَزَلْ ذٰلِكَ مِنْ أَمْرِ النَّاسِ عِنْدَنَا.

۱۷ - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّرْفِ

۵۷۱ - **حَدَّثَنِي** يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسِ ابْنِ الْحَدَثَانِ النَّصْرِيِّ، أَنَّهُ الْتَمَسَ صَرْفًا بِمِائَةِ دِينَارٍ قَالَ فَدَعَانِي طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ فَتَرَاوَضْنَا حَتّٰى اصْطَرَفَ مِنِّي، وَأَخَذَ الذَّهَبَ يُقَلِّبُهَا فِي يَدِهِ، ثُمَّ قَالَ حَتّٰى يَأْتِيَنِي خَازِنِي مِنَ الْغَابَةِ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسْمَعُ، فَقَالَ عُمَرُ وَاللّٰهِ لَا تُفَارِقُهُ حَتّٰى تَأْخُذَ مِنْهُ، ثُمَّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الذَّهَبُ بِالْوَرِقِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ، وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ، وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ، وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ. صحیح البخاری (۲۱۷۴) صحیح مسلم (۴۰۳۵۔۴۰۳۶)

قَالَ مَالِكٌ إِذَا اصْطَرَفَ الرَّجُلُ دَرَاهِمَ بِدَنَانِيرَ،

دینار ہوں تو گنتی ہونی چاہیے۔ کیونکہ انہیں ڈھیر لگا کر خریدنا درست نہیں ہے۔ جب تک تعداد معلوم نہ ہو اگر یہ گنتی کو چھوڑ کر ڈھیر لگا کر خریدے جائیں گے تو یہ دھوکہ بازی ہے اور مسلمانوں کی تجارت یہ نہیں ہے۔ جن کا وزن کیا جاتا ہے جیسے ڈلی اور زیور تو ان کا ڈھیر خریدنے میں مضائقہ نہیں اور انہیں بھی گندم' کھجور وغیرہ کھانے کی چیزوں کی طرح ڈھیر کی صورت میں خرید سکتے ہیں اور ایسی ہی دوسری چیزوں کا ڈھیر کی شکل میں خریدنا کوئی قباحت نہیں رکھتا۔

امام مالک نے فرمایا کہ جو قرآن کریم' یا انگوٹھی' دینار یا درہم سے خریدے جس میں سونا یا چاندی لگی ہوئی ہو۔ اگر سونا لگی ہوئی چیز کو دیناروں کے بدلے خریدے تو اس چیز کی قیمت دیکھی جائے گی۔ اگر اس کی قیمت دو تہائی اور اس میں لگے ہوئے سونے کی ایک تہائی ہو تو کوئی مضائقہ نہیں جبکہ دست بدست ہو اور اس میں تاخیر نہ ہو اور جو چیز درہموں سے خریدی جائے اور اس میں چاندی لگی ہوئی ہو تو اس کی قیمت دیکھی جائے گی۔ اگر اس چیز کی قیمت دو تہائی ہے تو یہ جائز ہے' اس میں کوئی مضائقہ نہیں جبکہ ہاتھوں ہاتھ ہو۔

بیع صرف کا بیان

مالک بن اوس بن حدثان نصری کو سو دینار کے درہم لینے کی ضرورت پڑی۔ ان کا بیان ہے کہ مجھے حضرت طلحہ بن عبیداللہ نے بلایا۔ ہم دونوں راضی ہو گئے یہاں تک کہ مجھ سے بیع صرف کر لی۔ وہ دیناروں کو لے کر ہاتھوں میں پلٹنے لگے اور فرمایا: میرے خازن کو غابہ سے آ جانے دو۔ حضرت عمر سن رہے تھے۔ حضرت عمر نے فرمایا: خدا کی قسم! ان سے جدا نہ ہونا جب تک وصول نہ کر لو۔ پھر فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: سونا چاندی کے بدلے سود ہے مگر ہاتھوں ہاتھ۔ گندم گندم کے بدلے سود ہے مگر ہاتھوں ہاتھ' کھجوریں کھجوروں کے بدلے سود ہیں مگر ہاتھوں ہاتھ۔ جو جو کے بدلے سود ہیں مگر ہاتھوں ہاتھ۔

امام مالک نے فرمایا کہ جب کسی نے درہموں کے بدلے

ثُمَّ وَجَدَ فِيهَا دِرْهَمًا زَائِفًا، فَأَرَادَ رَدَّهُ انْتَقَضَ صَرْفُ الدِّينَارِ، وَرَدَّ إِلَيْهِ وَرِقَهُ، وَأَخَذَ إِلَيْهِ دِينَارَهُ وَتَفْسِيرُ مَا كُرِهَ مِنْ ذٰلِكَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَلذَّهَبُ بِالْوَرِقِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ. وَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَإِنِ اسْتَنْظَرَكَ إِلَى أَنْ يَلِجَ بَيْتَهُ فَلَا تُنْظِرْهُ، وَهُوَ إِذَا رَدَّ عَلَيْهِ دِرْهَمًا مِنْ صَرْفٍ بَعْدَ أَنْ يُفَارِقَهُ كَانَ بِمَنْزِلَةِ الدَّيْنِ، أَوِ الشَّيْءِ الْمُتَأَخِّرِ، فَلِذٰلِكَ كُرِهَ ذٰلِكَ وَانْتَقَضَ الصَّرْفُ، وَإِنَّمَا أَرَادَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَنْ لَا يُبَاعَ الذَّهَبُ، وَالْوَرِقُ، وَالطَّعَامُ كُلُّهُ عَاجِلًا بِآجِلٍ، فَإِنَّهُ لَا يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ فِي شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ تَأْخِيرٌ وَلَا نَظِرَةٌ، وَإِنْ كَانَ مِنْ صِنْفٍ وَاحِدٍ، أَوْ كَانَ مُخْتَلِفَةً أَصْنَافُهُ.

دیناروں کی بیع صرف کی۔ پھر ایک درہم کھوٹا نکل آیا تو اسے پھیرنا چاہتا ہے تو یہ دیناروں کی بیع صرف ختم ہوئی لہٰذا اس کے درہم لوٹا دے اور اپنے دینار واپس لے اور اس کی کراہت کی تفسیر یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سونا چاندی کے بدلے خریدنا سود ہے مگر ہاتھوں ہاتھ اور حضرت عمر نے فرمایا کہ دوسرا فریق اپنے گھر جانے آنے کی مہلت بھی مانگے تب بھی انتظار نہ کرو اور جب وہ بیع صرف کے درہم کو واپس کرے گا جدا ہونے کے بعد تو یہ قرض یا میعادی چیز کی طرح ہو جائے گا اور اس میں کراہت ہے اور بیع کو توڑ دے اور حضرت عمر کا مقصد یہ تھا کہ سونا، چاندی اور کھانے کی چیزیں سب جلد از جلد طے پائیں کیونکہ ان میں تاخیر اور مہلت درست نہیں ہے خواہ جنس ایک ہو یا مختلف۔

۱۸ - بَابُ الْمُرَاطَلَةِ

مراطلہ کا بیان

حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُسَيْطٍ أَنَّهُ رَأَى سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يُرَاطِلُ الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ، فَيُفْرِغُ ذَهَبَهُ فِي كِفَّةِ الْمِيزَانِ، وَيُفْرِغُ صَاحِبُهُ الَّذِي يُرَاطِلُهُ ذَهَبَهُ فِي كِفَّةِ الْمِيزَانِ الْأُخْرَى، فَإِذَا اعْتَدَلَ لِسَانُ الْمِيزَانِ أَخَذَ وَأَعْطَى.

یزید بن عبداللہ بن قسیط نے سعید بن مسیب کو دیکھا کہ سونے کے بدلے سونا تول رہے تھے۔ انہوں نے اپنا سونا ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا اور اپنے ساتھی کا سونا ترازو کے دوسرے پلڑے میں رکھ کر تولا۔ جب کانٹا برابر ہو گیا تو یہ لے لیا اور وہ دے دیا۔

قَالَ مَالِكٌ اَلْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي بَيْعِ الذَّهَبِ بِالذَّهَبِ، وَالْوَرِقِ بِالْوَرِقِ مُرَاطَلَةً أَنَّهُ لَا بَأْسَ بِذٰلِكَ أَنْ يَأْخُذَ أَحَدَ عَشَرَ دِينَارًا بِعَشَرَةِ دَنَانِيرَ يَدًا بِيَدٍ إِذَا كَانَ وَزْنُ الذَّهَبَيْنِ سَوَاءً عَيْنًا بِعَيْنٍ، وَإِنْ تَفَاضَلَ الْعَدَدُ، وَالدَّرَاهِمُ أَيْضًا فِي ذٰلِكَ بِمَنْزِلَةِ الدَّنَانِيرِ.

امام مالک نے فرمایا کہ سونے کی سونے کے بدلے اور چاندی کی چاندی کے بدلے مراطلہ بیع کا ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں اگرچہ دس دینار کے بدلے ہاتھوں ہاتھ گیارہ دینار لے جبکہ وزن میں دونوں طرف سونا برابر ہو اگرچہ گنتی میں کم و بیش ہوں اور اسی طرح دراہم کا معاملہ ہے جو اس جگہ دینار کی طرح ہیں۔

قَالَ مَالِكٌ مَنْ رَاطَلَ ذَهَبًا بِذَهَبٍ، أَوْ وَرِقًا بِوَرِقٍ، فَكَانَ بَيْنَ الذَّهَبَيْنِ فَضْلُ مِثْقَالٍ، فَأَعْطَى صَاحِبَهُ قِيمَتَهُ مِنَ الْوَرِقِ، أَوْ مِنْ غَيْرِهَا فَلَا يَأْخُذُهُ، فَإِنَّ ذٰلِكَ قَبِيحٌ وَذَرِيعَةٌ إِلَى الرِّبَا، لِأَنَّهُ إِذَا جَازَ لَهُ أَنْ يَأْخُذَ الْمِثْقَالَ بِقِيمَتِهِ حَتَّى كَأَنَّهُ اشْتَرَاهُ عَلَى حِدَتِهِ جَازَ لَهُ أَنْ يَأْخُذَ الْمِثْقَالَ بِقِيمَتِهِ مِرَارًا، لِأَنْ يُجِيزَ

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے سونے کو سونے کے بدلے یا چاندی کو چاندی کے بدلے تولا تو ایک مثقال کا فرق نکلا۔ یہ اس ایک مثقال کی قیمت کے حساب سے چاندی یا کوئی اور چیز دے تو نہ لی جائے کیونکہ ایسا کرنا برا ہے اور ذریعۂ سود ہے کیونکہ جب اس کی اجازت دی جائے گی کہ ایک مثقال کی قیمت وصول کرے۔ اگر وہ اس کو علیحدہ بیچے تو اتنی چاندی کے بدلے ایک

ذٰلِکَ الْبَیْعُ بَیْنَهُ وَبَیْنَ صَاحِبِهِ.

قَالَ مَالِکٌ وَلَوْ اَنَّهُ بَاعَهُ ذٰلِکَ الْمِثْقَالَ مُفْرَدًا لَیْسَ مَعَهُ غَیْرُهُ لَمْ یَاْخُذْهُ بِعُشْرِ الثَّمَنِ الَّذِیْ اَخَذَهُ بِهِ، لِاَنْ یُجَوِّزَ لَهُ الْبَیْعَ، فَذٰلِکَ الذَّرِیْعَةُ اِلٰی اِحْلَالِ الْحَرَامِ، وَالْاَمْرُ الْمَنْهِیُّ عَنْهُ.

قَالَ مَالِکٌ فِی الرَّجُلِ یُرَاطِلُ الرَّجُلَ وَیُعْطِیْهِ الذَّهَبَ الْعُتُقَ الْجِیَادَ، وَیَجْعَلُ مَعَهَا تِبْرًا ذَهَبًا غَیْرَ جَیِّدَةٍ، وَیَاْخُذُ مِنْ صَاحِبِهِ ذَهَبًا کُوْفِیَّةً مُقَطَّعَةً، وَتِلْکَ الْکُوْفِیَّةُ مَکْرُوْهَةٌ عِنْدَ النَّاسِ، فَیَتَبَایَعَانِ ذٰلِکَ مِثْلًا بِمِثْلٍ اِنَّ ذٰلِکَ لَا یَصْلُحُ.

قَالَ مَالِکٌ وَتَفْسِیْرُ مَا کُرِهَ مِنْ ذٰلِکَ اَنَّ صَاحِبَ الذَّهَبِ الْجِیَادِ اَخَذَ فَضْلَ عُیُوْنِ ذَهَبِهِ فِی التِّبْرِ الَّذِیْ طَرَحَ مَعَ ذَهَبِهِ، وَلَوْ لَا فَضْلُ ذَهَبِهِ عَلٰی ذَهَبِ صَاحِبِهِ لَمْ یُرَاطِلْهُ صَاحِبُهُ بِتِبْرِهِ ذٰلِکَ اِلٰی ذَهَبِهِ الْکُوْفِیَّةِ فَامْتَنَعَ، وَاِنَّمَا مَثَلُ ذٰلِکَ کَمَثَلِ رَجُلٍ اَرَادَ اَنْ یَبْتَاعَ ثَلَاثَةَ اَصْوُعٍ مِنْ تَمْرٍ عَجْوَةٍ بِصَاعَیْنِ وَمُدٍّ مِنْ تَمْرٍ کَبِیْسٍ، فَقِیْلَ لَهُ هٰذَا لَا یَصْلُحُ، فَجَعَلَ صَاعَیْنِ مِنْ کَبِیْسٍ، وَصَاعًا مِنْ حَشَفٍ یُرِیْدُ اَنْ یُجِیْزَ بِذٰلِکَ بَیْعَهُ، فَذٰلِکَ لَا یَصْلُحُ لِاَنَّهُ لَمْ یَکُنْ صَاحِبُ الْعَجْوَةِ لِیُعْطِیَهُ صَاعًا مِنَ الْعَجْوَةِ بِصَاعٍ مِنْ حَشَفٍ، وَلٰکِنَّهُ اِنَّمَا اَعْطَاهُ ذٰلِکَ لِفَضْلِ الْکَبِیْسِ، اَوْ اَنْ یَقُوْلَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ بِعْنِیْ ثَلَاثَةَ اَصْوُعٍ مِنَ الْبَیْضَاءِ بِصَاعَیْنِ وَنِصْفٍ مِنْ حِنْطَةٍ شَامِیَّةٍ فَیَقُوْلُ هٰذَا لَا یَصْلُحُ اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ فَیَجْعَلُ صَاعَیْنِ مِنْ حِنْطَةٍ شَامِیَّةٍ وَصَاعًا مِنْ شَعِیْرٍ یُرِیْدُ اَنْ یُجِیْزَ بِذٰلِکَ الْبَیْعَ فِیْمَا بَیْنَهُمَا، فَهٰذَا لَا یَصْلُحُ لِاَنَّهُ لَمْ یَکُنْ لِیُعْطِیَهُ بِصَاعٍ مِنْ شَعِیْرٍ صَاعًا مِنْ حِنْطَةٍ بَیْضَاءَ لَوْ کَانَ ذٰلِکَ الصَّاعُ مُفْرَدًا، وَاِنَّمَا اَعْطَاهُ اِیَّاهُ لِفَضْلِ الشَّامِیَّةِ عَلَی الْبَیْضَاءِ، فَهٰذَا لَا یَصْلُحُ، وَهُوَ مِثْلُ مَا وَصَفْنَا مِنَ التِّبْرِ.

مثقال سونا کبھی نہ دے گا یہ صرف بیع کو مکمل کرنے کے لیے ایسا کر رہا ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ اگر وہ اس ایک مثقال سونے کو علیحدہ فروخت کرتا تو جو اس کی قیمت لی ہے اس کا دسواں حصہ بھی نہ ملتا تو یہ بیع کس طرح جائز ہو جبکہ یہ حرام کو حلال کرنے کا ایک ذریعہ ہوا' لہٰذا اس سے منع کرنے کا حکم ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ ایک آدمی نے دوسرے سے مراطلہ کیا اور اسے عمدہ سونے کے ساتھ گھٹیا سونے کے پترے بھی دیئے اور دوسرے سے کٹا ہوا کوفی سونا لیا جبکہ کوفی سونا لوگوں کے نزدیک ناپسندیدہ ہے چونکہ دونوں کا مال ایک دوسرے کے مطابق نہیں اس لیے یہ درست نہیں ہے۔

امام مالک نے فرمایا: اس کراہت کی تفسیر یہ ہے کہ جس نے کھرے سونے کے ساتھ گھٹیا سونے کے پترے بھی رکھے اور دوسرے نے درمیانی کوفی سونا رکھا۔ عمدہ سونے والے نے گھٹیا سونا ساتھ ملا کر اپنا نقصان پورا کر لیا اسی طرح تو دوسرا اس کے بدلے کوفی سونا دے رہا ہے۔ وہ اس بیع کو جائز سمجھ رہا ہے حالانکہ یہ درست نہیں ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی سواد و صاع کبیس کھجوریں دے کر تین صاع عجوہ کھجوریں خریدے۔ جب اس سے کہا جائے کہ یہ بیع جائز نہیں ہے تو وہ دو صاع کبیس اور ایک صاع خراب کھجوریں دے کر خریدے تو یہ بھی جائز نہیں ہے۔ کیونکہ اگر الگ بیچتا تو وہ ایک صاع عجوہ کے بدلے ہرگز ایک صاع خراب کھجوریں نہ لیتا' یہاں اس نے صرف کبیس کی وجہ سے لی ہیں۔ اس کی مثال یہ بھی ہے کہ ایک شخص تین صاع متوسط گندم کو اڑھائی صاع عمدہ گندم کے بدلے خریدے' جب اس سے کہا جائے کہ یہ درست نہیں ہے تو اس نے عمدہ گندم کے دو صاع میں ایک صاع جو ملا دیئے' تا کہ وزن برابر ہونے کے باعث بیع حلال ہو جائے لیکن یہ درست نہیں ہے کیونکہ اگر یہ علیحدہ فروخت کرتا تو ایک صاع جو کے بدلے دوسرا کبھی ایک صاع متوسط گندم نہ دیتا۔

قَالَ مَالِكٌ فَكُلُّ شَيْءٍ مِنَ الذَّهَبِ، وَالْوَرِقِ، وَالطَّعَامِ كُلِّهِ الَّذِي لَا يَنْبَغِي أَنْ يُبَاعَ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ، فَلَا يَنْبَغِي أَنْ يُجْعَلَ مَعَ الصِّنْفِ الْجَيِّدِ مِنَ الْمَرْغُوبِ فِيهِ الشَّيْءُ الرَّدِيءُ الْمَسْخُوطُ لِيُجَازَ الْبَيْعُ، وَلِيُسْتَحَلَّ بِذٰلِكَ مَا نُهِيَ عَنْهُ مِنَ الْأَمْرِ الَّذِي لَا يَصْلُحُ إِذَا جُعِلَ ذٰلِكَ مَعَ الصِّنْفِ الْمَرْغُوبِ فِيهِ، وَإِنَّمَا يُرِيدُ صَاحِبُ ذٰلِكَ أَنْ يُدْرِكَ بِذٰلِكَ فَضْلَ جَوْدَةِ مَا يَبِيعُ، فَيُعْطِي الشَّيْءَ الَّذِي لَوْ أَعْطَاهُ وَحْدَهُ لَمْ يَقْبَلْهُ صَاحِبُهُ، وَلَمْ يَهْمُمْ بِذٰلِكَ، وَإِنَّمَا يَقْبَلُهُ مِنْ أَجْلِ الَّذِي يَأْخُذُ مَعَهُ لِفَضْلِ سِلْعَةِ صَاحِبِهِ عَلَى سِلْعَتِهِ، فَلَا يَنْبَغِي لِشَيْءٍ مِنَ الذَّهَبِ، وَالْوَرِقِ، وَالطَّعَامِ أَنْ يَدْخُلَهُ شَيْءٌ مِنْ هٰذِهِ الصِّفَةِ، فَإِنْ أَرَادَ صَاحِبُ الطَّعَامِ الرَّدِيءِ أَنْ يَبِيعَهُ بِغَيْرِهِ فَلْيَبِعْهُ عَلَى حِدَتِهِ، وَلَا يَجْعَلْ مَعَ ذٰلِكَ شَيْئًا، فَلَا بَأْسَ بِهِ إِذَا كَانَ كَذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ سونا' چاندی اور کھانے کی تمام چیزوں کو متبادل خریدنا درست نہیں ہے جب تک وہ ایک جیسی نہ ہوں۔ یہ مناسب نہیں ہے کہ عمدہ اور مرغوب چیز میں گھٹیا اور ناپسندیدہ چیز ملا کر وزن پورا کرے تاکہ بیع جائز اور حلال ہو جائے جس سے منع کیا گیا ہے اور جو درست نہیں ہے۔ عمدہ مال میں گھٹیا اس لئے ملایا جاتا ہے کہ دوسرا اپنے سے عمدہ مال کے باعث اسے بھی قبول کر لے گا۔ اگر عمدہ مال ساتھ نہ ہوتا تو متوسط مال والا کبھی اس گھٹیا مال کو قبول نہ کرتا۔ پس سونا چاندی یا کھانے کی چیزوں میں عمدہ کے ساتھ گھٹیا مال کو ملانا درست نہیں ہے۔ ہاں مال والا اگر اپنے ردی مال کو علیحدہ بیچے اور دوسرا مال اس کے ساتھ نہ ملائے تو اس صورت میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

۱۹ - بَابُ الْعِينَةِ وَمَا يُشْبِهُهَا

بیع عینہ اور قبضے سے پہلے فروخت کرنا

۵۷۲- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا، فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى يَسْتَوْفِيَهُ.

صحیح البخاری (۲۱۲۶) صحیح مسلم (۳۸۱۹)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو غلہ خریدے تو اسے فروخت نہ کرے یہاں تک کہ قبضہ کر لے۔

۵۷۳- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا، فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى يَقْبِضَهُ. صحیح مسلم (۳۸۲۳)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کھانے کی چیز خریدے تو اسے فروخت نہ کرے یہاں تک کہ قبضہ کر لے۔

۵۷۴- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ قَالَ كُنَّا فِي زَمَانِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ نَبْتَاعُ الطَّعَامَ، فَيَبْعَثُ عَلَيْنَا مَنْ يَأْمُرُنَا بِانْتِقَالِهِ مِنَ الْمَكَانِ الَّذِي ابْتَعْنَاهُ فِيهِ إِلٰى مَكَانٍ سِوَاهُ قَبْلَ أَنْ نَبِيعَهُ. صحیح مسلم (۳۸۲۰)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ہم غلہ خریدتے تو آپ ہماری طرف آدمی بھیجتے جو ہمیں حکم دیتا کہ فروخت کرنے سے پہلے غلہ کو خریدنے کی جگہ سے دوسری جگہ لے جاؤ۔

[۷۴۳] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ ابْتَاعَ طَعَامًا أَمَرَ بِهِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِلنَّاسِ، فَبَاعَ حَكِيمٌ الطَّعَامَ قَبْلَ أَنْ يَسْتَوْفِيَهُ، فَبَلَغَ

حضرت حکیم بن حزام نے غلہ خریدا جس کے لئے حضرت عمر نے لوگوں کو حکم دیا تھا۔ پس حضرت حکیم نے وہ غلہ قبضے سے پہلے فروخت کر دیا۔ جب یہ بات حضرت عمر تک پہنچی تو انہوں نے

ذٰلِکَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَرَدَّهُ عَلَيْهِ وَقَالَ لَا تَبِعْ طَعَامًا ابْتَعْتَهُ حَتّٰى تَسْتَوْفِيَهُ.

واپس کروا دیا اور فرمایا کہ غلے کو اس وقت تک فروخت نہ کرو جب تک اس پر قبضہ نہ کرلو۔

[۷٤٤] **اثر- وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ صُكُوكًا خَرَجَتْ لِلنَّاسِ فِي زَمَانِ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ مِنْ طَعَامِ الْجَارِ فَتَبَايَعَ النَّاسُ تِلْكَ الصُّكُوكَ بَيْنَهُمْ قَبْلَ أَنْ يَسْتَوْفُوهَا فَدَخَلَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَرَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ عَلٰى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ فَقَالَا أَتُحِلُّ بَيْعَ الرِّبَا يَا مَرْوَانُ؟ فَقَالَ أَعُوذُ بِاللّٰهِ وَمَا ذَاكَ؟ فَقَالَا هٰذِهِ الصُّكُوكُ تَبَايَعَهَا النَّاسُ ثُمَّ بَاعُوهَا قَبْلَ أَنْ يَسْتَوْفُوهَا. فَبَعَثَ مَرْوَانُ الْحَرَسَ يَتْبَعُونَهَا يَنْزِعُونَهَا مِنْ أَيْدِي النَّاسِ وَيَرُدُّونَهَا إِلٰى أَهْلِهَا. صحیح مسلم (۳۸۲۷)

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ مروان بن حکم کے زمانے میں لوگوں کو جار کے غلے کی سندیں ملیں تو لوگوں نے غلے پر قبضہ کرنے سے پہلے آپس میں ان سندوں کو بیچنا شروع کر دیا۔ پس حضرت زید بن ثابت نیز ایک اور صحابی مروان بن حکم کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: اے مروان! کیا تم سود کو حلال کرتے ہو؟ کہا: میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں' بات کیا ہوئی؟ دونوں حضرات نے فرمایا کہ ان سندوں سے لوگ خریدتے ہیں اور قبضہ سے کرنے سے پہلے بیچ دیتے ہیں۔ پس مروان نے چوکیداروں کو بھیجا جنہوں نے ایسے لوگوں سے سندیں چھین کر سند والوں کے حوالے کر دیں۔

[۷٤٥] **اثر- وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلًا أَرَادَ أَنْ يَبْتَاعَ طَعَامًا مِنْ رَجُلٍ إِلٰى أَجَلٍ فَذَهَبَ بِهِ الرَّجُلُ الَّذِي يُرِيدُ أَنْ يَبِيعَهُ الطَّعَامَ إِلَى السُّوقِ فَجَعَلَ يُرِيهِ الصُّبَرَ وَيَقُولُ لَهُ مِنْ أَيِّهَا تُحِبُّ أَنْ أَبْتَاعَ لَكَ؟ فَقَالَ الْمُبْتَاعُ أَتَبِيعُنِي مَا لَيْسَ عِنْدَكَ؟ فَأَتَيَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَذَكَرَا ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لِلْمُبْتَاعِ لَا تَبْتَعْ مِنْهُ مَا لَيْسَ عِنْدَهُ. وَقَالَ لِلْبَائِعِ لَا تَبِعْ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ ایک آدمی نے دوسرے سے ایک مدت کے وعدے پر غلہ خریدنا چاہا تو غلہ بیچنے والا اسے بازار لے گیا تا کہ غلہ خریدے تو اس کے مختلف ڈھیر دکھا کر کہنے لگا کہ آپ کے لئے میں کون سا غلہ خریدوں؟ خریدار نے کہا کہ میرے ہاتھوں وہ چیز فروخت کر رہے ہیں جو آپ کے پاس نہیں ہے۔ پس وہ دونوں حضرت عبداللہ بن عمر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے اس بات کا ذکر کیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے خریدار سے فرمایا کہ جو چیز ان کے پاس نہیں ہے اسے مت خریدو اور بائع سے کہا کہ جو چیز تمہارے پاس نہیں ہے' اسے فروخت مت کرو۔

[۷٤٦] **اثر- وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَمِيلَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُؤَذِّنَ يَقُولُ لِسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ إِنِّي رَجُلٌ أَبْتَاعُ مِنَ الْأَرْزَاقِ الَّتِي تُعْطَى النَّاسُ بِالْجَارِ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ أُرِيدُ أَنْ أَبِيعَ الطَّعَامَ الْمَضْمُونَ عَلَيَّ إِلٰى أَجَلٍ. فَقَالَ لَهُ سَعِيدٌ أَتُرِيدُ أَنْ تُوَفِّيَهُمْ مِنْ تِلْكَ الْأَرْزَاقِ الَّتِي ابْتَعْتَ؟ فَقَالَ نَعَمْ. فَنَهَاهُ عَنْ ذٰلِكَ

جمیل بن عبدالرحمن مؤذن نے سعید بن مسیب سے کہا کہ میں لوگوں سے جار کے غلے کی سندیں خرید لیتا ہوں جتنی اللہ چاہے' پھر میں چاہتا ہوں کہ مدت مقرر کر کے وہ غلہ لوگوں کو فروخت کر دوں۔ سعید نے ان سے فرمایا: کیا تم اسی غلے سے لوگوں کو دینا چاہتے ہو جو خریدا تھا؟ کہا: ہاں۔ تو انہوں نے اس سے منع فرمایا۔

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ أَنَّهُ مَنِ اشْتَرٰى طَعَامًا بُرًّا أَوْ شَعِيرًا أَوْ

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم متفق ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں کہ جس نے غلہ خریدا گندم ہو' جو' باجرہ یا

سَلْتًا، أَوْ ذُرَةً، أَوْ دُخْنًا، أَوْ شَيْئًا مِنَ الْحُبُوبِ الْقِطْنِيَّةِ، أَوْ شَيْئًا مِمَّا يُشْبِهُ الْقِطْنِيَّةَ مِمَّا تَجِبُ فِيهِ الزَّكَوٰةُ، أَوْ شَيْئًا مِنَ الْأُدُمِ كُلِّهَا، الزَّيْتِ، وَالسَّمْنِ، وَالْعَسَلِ، وَالْخَلِّ، وَالْجُبْنِ، وَالشَّبْرَقِ (وَالشَّيْرَقِ)، وَاللَّبَنِ، وَمَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ مِنَ الْأُدُمِ، فَإِنَّ الْمُبْتَاعَ لَا يَبِيعُ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ حَتّٰى يَقْبِضَهُ وَيَسْتَوْفِيَهُ.

دالیں وغیرہ جن پر زکوۃ واجب ہوتی ہے یا روٹی کے ساتھ کھانے کی تمام چیزیں جیسے روغن زیتون، گھی، شہد، سرکہ، پنیر، تل کا تیل اور دودھ وغیرہ یا جو سالن کے مشابہ ہیں تو ان میں سے کوئی چیز نہ بیچی جائے یہاں تک کہ اس پر قبضہ کر لیا جائے۔

۲۰ - بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ بَيْعِ الطَّعَامِ إِلٰى أَجَلٍ

اناج کی وہ میعادی بیع جو مکروہ ہے

[۷۴۷] أَثَر - حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ، وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ يَنْهَيَانِ أَنْ يَبِيعَ الرَّجُلُ حِنْطَةً بِذَهَبٍ إِلٰى أَجَلٍ، ثُمَّ يَشْتَرِيَ بِالذَّهَبِ تَمْرًا قَبْلَ أَنْ يَقْبِضَ الذَّهَبَ.

ابو الزناد نے سعید بن میتب اور سلیمان بن یسار کو منع فرماتے ہوئے سنا جو مدت مقرر کر کے گندم کو سونے کے بدلے فروخت کرے اور پھر سونے پر قبضہ کرنے سے پہلے اسی سونے سے کھجوریں خریدے۔

[۷۴۸] أَثَر - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ فَرْقَدٍ، أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا بَكْرِ بْنَ مُحَمَّدِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنِ الرَّجُلِ يَبِيعُ الطَّعَامَ مِنَ الرَّجُلِ بِذَهَبٍ إِلٰى أَجَلٍ، ثُمَّ يَشْتَرِي بِالذَّهَبِ تَمْرًا قَبْلَ أَنْ يَقْبِضَ الذَّهَبَ، فَكَرِهَ ذٰلِكَ وَنَهٰى عَنْهُ.

کثیر بن فرقد نے ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے اس آدمی کے متعلق پوچھا جس نے میعاد مقرر کر کے کسی سے سونے کے بدلے غلہ خریدا۔ پھر سونے پر قبضہ کرنے سے پہلے اسی سونے کے ساتھ کھجوریں خریدیں تو انہوں نے یہ بات ناپسند کی اور اس سے منع فرمایا۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِمِثْلِ ذٰلِكَ.

امام مالک نے ابن شہاب سے اسی کے مطابق روایت کی ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَإِنَّمَا نَهٰى سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، وَسُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، وَابْنُ شِهَابٍ عَنْ أَنْ لَا يَبِيعَ الرَّجُلُ حِنْطَةً بِذَهَبٍ، ثُمَّ يَشْتَرِي الرَّجُلُ بِالذَّهَبِ تَمْرًا قَبْلَ أَنْ يَقْبِضَ الذَّهَبَ مِنْ بَيْعِهِ الَّذِي اشْتَرٰى مِنْهُ الْحِنْطَةَ، فَأَمَّا أَنْ يَشْتَرِيَ بِالذَّهَبِ الَّتِي بَاعَ بِهَا الْحِنْطَةَ إِلٰى أَجَلٍ تَمْرًا مِنْ غَيْرِ بَائِعِهِ الَّذِي بَاعَ مِنْهُ الْحِنْطَةَ قَبْلَ أَنْ يَقْبِضَ الذَّهَبَ، وَيُحِيلَ الَّذِي اشْتَرٰى مِنْهُ التَّمْرَ عَلٰى غَرِيمِهِ الَّذِي بَاعَ مِنْهُ الْحِنْطَةَ بِالذَّهَبِ الَّتِي لَهُ عَلَيْهِ فِي ثَمَرِ التَّمْرِ، فَلَا بَأْسَ بِذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ سعید بن میتب، سلیمان بن یسار، ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم اور ابن شہاب نے منع فرمایا ہے کہ ایک آدمی سونے کے بدلے گندم خریدے، پھر وہ اس سونے کے بدلے کھجوریں خریدے اس سے پہلے کہ اس نے سونے پر قبضہ کیا ہو جس سے گندم خریدی تھی، اگر وہ اس سونے سے جس کے بدلے گندم بیچی ہے گندم والے کے علاوہ کسی اور سے کھجوریں خریدے اور کھجوروں والے سے گندم والے کا حوالہ کر دے اس سونے کا جو اس پر ہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

قَالَ مَالِكٌ وَقَدْ سَأَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ غَيْرَ وَاحِدٍ

امام مالک نے فرمایا کہ میں نے یہ بات کتنے ہی اہل علم

مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ فَلَمْ يَرَوْا بِهِ بَأْسًا۔

۲۱ - بَابُ السُّلْفَةِ فِي الطَّعَامِ

[۷۴۹] اثر- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهُ قَالَ لَا بَاْسَ بِاَنْ يُسَلِّفَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِي الطَّعَامِ الْمَوْصُوْفِ بِسِعْرٍ مَعْلُوْمٍ اِلٰى اَجَلٍ مُسَمًّى مَا لَمْ يَكُنْ فِيْ زَرْعٍ لَمْ يَبْدُ صَلَاحُهُ، اَوْ تَمْرٍ لَمْ يَبْدُ صَلَاحُهُ۔

قَالَ مَالِكٌ اَلْاَمْرُ عِنْدَنَا فِيْمَنْ سَلَّفَ فِيْ طَعَامٍ بِسِعْرٍ مَعْلُوْمٍ اِلٰى اَجَلٍ مُسَمًّى فَحَلَّ الْاَجَلُ فَلَمْ يَجِدِ الْمُبْتَاعُ عِنْدَ الْبَائِعِ وَفَاءً مِمَّا ابْتَاعَ مِنْهُ فَاَقَالَهُ، فَاِنَّهُ لَا يَنْبَغِيْ لَهُ اَنْ يَاْخُذَ مِنْهُ اِلَّا وَرِقَهُ، اَوْ ذَهَبَهُ، اَوِ الثَّمَنَ الَّذِيْ دَفَعَ اِلَيْهِ بِعَيْنِهِ، وَاِنَّهُ لَا يَشْتَرِيْ مِنْهُ بِذٰلِكَ الثَّمَنِ شَيْئًا حَتّٰى يَقْبِضَهُ مِنْهُ، وَذٰلِكَ اَنَّهُ اِذَا اَخَذَ غَيْرَ الثَّمَنِ الَّذِيْ دَفَعَ اِلَيْهِ، اَوْ صَرَفَهُ فِيْ سِلْعَةٍ غَيْرِ الطَّعَامِ الَّذِي ابْتَاعَ مِنْهُ، فَهُوَ بَيْعُ الطَّعَامِ قَبْلَ اَنْ يَسْتَوْفِيَ۔

قَالَ مَالِكٌ وَقَدْ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الطَّعَامِ قَبْلَ اَنْ يُسْتَوْفٰى۔

قَالَ مَالِكٌ فَاِنْ نَدِمَ الْمُشْتَرِيْ، فَقَالَ لِلْبَائِعِ اَقِلْنِيْ وَاُنْظِرُكَ بِالثَّمَنِ الَّذِيْ دَفَعْتُ اِلَيْكَ، فَاِنَّ ذٰلِكَ لَا يَصْلُحُ، وَاَهْلُ الْعِلْمِ يَنْهَوْنَ عَنْهُ، وَذٰلِكَ اَنَّهُ لَمَّا حَلَّ الطَّعَامُ لِلْمُشْتَرِيْ عَلَى الْبَائِعِ اَخَّرَ عَنْهُ حَقَّهُ عَلٰى اَنْ يُقِيْلَهُ، فَكَانَ ذٰلِكَ بَيْعَ الطَّعَامِ اِلٰى اَجَلٍ قَبْلَ اَنْ يَسْتَوْفِيَ۔

قَالَ مَالِكٌ وَتَفْسِيْرُ ذٰلِكَ اَنَّ الْمُشْتَرِيَ حِيْنَ حَلَّ الْاَجَلُ وَكَرِهَ الطَّعَامَ اَخَذَ بِهِ دِيْنَارًا اِلٰى اَجَلٍ، وَلَيْسَ ذٰلِكَ بِالْاِقَالَةِ، وَاِنَّمَا الْاِقَالَةُ مَا لَمْ يَزْدَدْ فِيْهِ الْبَائِعُ وَلَا الْمُشْتَرِيْ، فَاِذَا وَقَعَتْ فِيْهِ الزِّيَادَةُ بِنَسِيْئَةٍ اِلٰى اَجَلٍ، اَوْ بِشَيْءٍ يَزْدَادُهُ اَحَدُهُمَا عَلٰى صَاحِبِهِ، اَوْ بِشَيْءٍ يَنْتَفِعُ بِهِ اَحَدُهُمَا، فَاِنَّ ذٰلِكَ لَيْسَ بِالْاِقَالَةِ، وَاِنَّمَا تَصِيْرُ الْاِقَالَةُ اِذَا فَعَلَا ذٰلِكَ بَيْعًا، وَاِنَّمَا اُرْخِصَ

سے پوچھی تو انہوں نے فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں۔

اناج میں سلفہ کرنے کا بیان

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ایک آدمی دوسرے سے کھانے کی چیزوں میں وصف، نرخ اور مدت مقرر کر کے سلف کرے تو کوئی مضائقہ نہیں جبکہ ایسے کھیت کا نہ ہو جس کی بہتری معلوم نہ ہوئی ہو اور نہ ایسی کھجوروں کا ہو جن کی بہتری واضح نہ ہوئی ہو۔

امام مالک نے فرمایا کہ کھانے کی چیزوں میں ہمارے نزدیک یہ حکم ہے جو نرخ اور مدت مقرر کر کے ہو کہ جب مدت پوری ہو جائے تو خریدار بائع کے پاس وہ اناج نہ پائے تو بیع فسخ کر دے کیونکہ اپنی چاندی، سونا یا قیمت جو دی اسے واپس لینے کے سوا اور کیا کر سکتا ہے اور یہ نہ ہو کہ اپنے زرِ ثمن سے دوسری چیز بائع سے خریدے جب تک اپنے زرِ ثمن پر قبضہ نہ کر لے۔ کیونکہ خریدار نے جو غلہ یا دوسری چیز کے لیے رقم دی اس پر قبضہ کرنے سے پہلے اسی کے ساتھ دوسرا غلہ خرید لیا۔

امام مالک نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے قبضے سے پہلے غلے کو بیچنے سے منع فرمایا ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ مشتری نادم ہوا تو بائع نے کہا کہ میں زرِ ثمن کی واپسی میں جو میں نے تمہیں دی ہے مہلت دیتا ہوں تو یہ درست نہیں ہے اور اہل علم اس سے منع کرتے ہیں کیونکہ جب میعاد گزر گئی اور غلہ بائع کے ذمے واجب ہوا تو مشتری نے اس شرط کی وجہ سے اپنا حق لینے میں دیر کی اور یہ قبضے سے پہلے اناج فروخت کر دینا ہوا۔

امام مالک نے فرمایا کہ اس کی تفسیر یہ ہے کہ جب مدت پوری ہو گئی اور خریدار نے اناج لینا پسند نہ کیا بلکہ اس اناج کے بدلے ایک مدت کے وعدے پر کچھ روپے ٹھہرا لیے تو یہ اقالہ نہ ہوا کیونکہ اقالہ تو جب ہے کہ بائع یا مشتری کی طرف سے کمی یا بیشی نہ ہو اور اگر اس میں کمی بیشی ہوئی یا میعاد بڑھائی یا بائع یا مشتری کا کوئی فائدہ مقرر ہوا تو اسے اقالہ نہیں سمجھا جائے گا۔ جبکہ اقالہ، شرکت اور تولیہ اسی وقت تک درست ہیں کہ کمی یا بیشی نہ کی جائے

فِی الْاِقَالَةِ وَالشِّرْکِ وَالتَّوْلِیَةِ مَا لَمْ یَدْخُلْ شَیْئًا مِنْ ذٰلِکَ زِیَادَةٌ اَوْ نُقْصَانٌ اَوْ نَظِرَةٌ فَاِنْ دَخَلَ ذٰلِکَ زِیَادَةٌ اَوْ نُقْصَانٌ اَوْ نَظِرَةٌ صَارَ بَیْعًا یُحِلُّهُ مَا یُحِلُّ الْبَیْعَ وَیُحَرِّمُهُ مَا یُحَرِّمُ الْبَیْعَ.

اور میعاد نہ بڑھائی جائے۔ اگر ان میں سے کوئی بات ہوئی تو وہ بیع ہوئی اور جن وجوہات سے بیع درست ہوتی ہے ان سے یہ بھی درست ہوگی اور جن سے بیع حرام ہوجاتی ہے ان سے یہ بھی حرام ہوجائے گی۔

قَالَ مَالِکٌ مَنْ سَلَّفَ فِیْ حِنْطَةٍ شَامِیَّةٍ فَلَا بَاْسَ اَنْ یَاْخُذَ مَحْمُوْلَةً بَعْدَ مَحِلِّ الْاَجَلِ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے اچھی گندم کا سلف کیا اور مدت پوری ہونے پر گھٹیا یا بڑھیا اتنی ہی گندم لے لی تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

قَالَ مَالِکٌ وَکَذٰلِکَ مَنْ سَلَّفَ فِیْ صِنْفٍ مِنَ الْاَصْنَافِ فَلَا بَاْسَ اَنْ یَاْخُذَ خَیْرًا مِمَّا سَلَّفَ فِیْهِ اَوْ اَدْنٰی بَعْدَ مَحِلِّ الْاَجَلِ وَتَفْسِیْرُ ذٰلِکَ اَنْ یُسَلِّفَ الرَّجُلُ فِیْ حِنْطَةٍ مَحْمُوْلَةٍ فَلَا بَاْسَ اَنْ یَاْخُذَ شَعِیْرًا اَوْ شَامِیَّةً وَاِنْ سَلَّفَ فِیْ تَمْرٍ عَجْوَةٍ فَلَا بَاْسَ اَنْ یَاْخُذَ صَیْحَانِیًّا اَوْ جَمْعًا وَاِنْ سَلَّفَ فِیْ زَبِیْبٍ اَحْمَرَ فَلَا بَاْسَ اَنْ یَاْخُذَ اَسْوَدَ اِذَا کَانَ ذٰلِکَ کُلُّهُ بَعْدَ مَحِلِّ الْاَجَلِ اِذَا کَانَتْ مَکِیْلَةُ ذٰلِکَ سَوَاءً بِمِثْلِ کَیْلِ مَا سَلَّفَ فِیْهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے کسی بھی چیز کا سلف کیا تو مدت پوری ہونے پر اس سے بہتر یا کمتر لینے میں کوئی قباحت نہیں اور اس کی تفسیر یہ ہے کہ جس نے درمیانی گندم کا سلف کیا تو جو یا بڑھیا گندم لینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اگر عجوہ کھجور کا سلف کیا یا صیحانی یا جمع کے لینے میں کوئی ڈر نہیں۔ اگر سرخ کشمش کا سلف کیا تو سیاہ کشمش لینے میں کوئی حرج نہیں جبکہ یہ مدت پوری ہو جانے کے بعد ہو اور وزن وہی ہو جتنے کا سلف کیا تھا۔

۲۲- بَابُ بَیْعِ الطَّعَامِ بِالطَّعَامِ لَا فَضْلَ بَیْنَهُمَا

اناج کے بدلے اناج بیچا جائے تو کمی بیشی نہ ہو

[۷۵۰] اَثَرٌ- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی عَنْ مَالِکٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ سُلَیْمَانَ بْنَ یَسَارٍ قَالَ فَنِیَ عَلَفُ حِمَارِ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ فَقَالَ لِغُلَامِهِ خُذْ مِنْ حِنْطَةِ اَهْلِکَ فَابْتَعْ بِهَا شَعِیْرًا وَلَا تَاْخُذْ اِلَّا مِثْلَهُ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ سلیمان بن یسار نے فرمایا: حضرت سعد بن ابی وقاص کے گھوڑے کا چارہ ختم ہوگیا تو انہوں نے اپنے غلام سے فرمایا کہ گھر سے گندم لے جاؤ اور اس کے بدلے جو لے آنا لیکن نہ لینا مگر برابر۔

[۷۵۱] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ یَسَارٍ اَنَّهُ اَخْبَرَهُ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْاَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ یَغُوْثَ فَنِیَ عَلَفُ دَابَّتِهِ فَقَالَ لِغُلَامِهِ خُذْ مِنْ حِنْطَةِ اَهْلِکَ طَعَامًا فَابْتَعْ بِهَا شَعِیْرًا وَلَا تَاْخُذْ اِلَّا مِثْلَهُ.

نافع کو سلیمان بن یسار نے بتایا کہ عبدالرحمٰن بن اسود بن عبد یغوث کی سواری کا چارہ ختم ہوگیا تو انہوں نے اپنے غلام سے فرمایا کہ اپنے گھر سے کھانے کی گندم لے جاؤ اور اس کے بدلے جو خرید لاؤ اور نہ لینا مگر برابر۔

[۷۵۲] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ مُعَیْقِیْبٍ الدَّوْسِیِّ مِثْلَ ذٰلِکَ.

امام مالک نے قاسم بن محمد سے انہوں نے ابن معیقیب دوسی سے اسی کے مطابق روایت کی ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَهُوَ الْأَمْرُ عِنْدَنَا.

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا أَنْ لَا تُبَاعَ الْحِنْطَةُ بِالْحِنْطَةِ، وَلَا التَّمْرُ بِالتَّمْرِ، وَلَا الْحِنْطَةُ بِالتَّمْرِ، وَلَا التَّمْرُ بِالزَّبِيبِ، وَلَا الْحِنْطَةُ بِالزَّبِيبِ، وَلَا شَيْءٌ مِنَ الطَّعَامِ كُلِّهِ إِلَّا يَدًا بِيَدٍ، فَإِنْ دَخَلَ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ الْأَجَلُ لَمْ يَصْلُحْ، وَكَانَ حَرَامًا وَلَا شَيْءَ مِنَ الْأُدُمِ كُلِّهَا إِلَّا يَدًا بِيَدٍ.

قَالَ مَالِكٌ وَلَا يُبَاعُ شَيْءٌ مِنَ الطَّعَامِ وَالْأُدُمِ إِذَا كَانَ مِنْ صِنْفٍ وَاحِدٍ اثْنَانِ بِوَاحِدٍ، فَلَا يُبَاعُ مُدُّ حِنْطَةٍ بِمُدَّيْ حِنْطَةٍ، وَلَا مُدُّ تَمْرٍ بِمُدَّيْ تَمْرٍ، وَلَا مُدُّ زَبِيبٍ بِمُدَّيْ زَبِيبٍ، وَلَا مَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ مِنَ الْحُبُوبِ وَالْأُدُمِ كُلِّهَا إِذَا كَانَ مِنْ صِنْفٍ وَاحِدٍ، وَإِنْ كَانَ يَدًا بِيَدٍ، إِنَّمَا ذٰلِكَ بِمَنْزِلَةِ الْوَرِقِ بِالْوَرِقِ، وَالذَّهَبِ بِالذَّهَبِ لَا يَحِلُّ فِي شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ الْفَضْلُ، وَلَا يَحِلُّ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ يَدًا بِيَدٍ.

قَالَ مَالِكٌ وَإِذَا اخْتَلَفَ مَا يُكَالُ أَوْ يُوزَنُ مِمَّا يُؤْكَلُ أَوْ يُشْرَبُ، فَبَانَ اخْتِلَافُهُ، فَلَا بَأْسَ أَنْ يُؤْخَذَ مِنْهُ اثْنَانِ بِوَاحِدٍ يَدًا بِيَدٍ، وَلَا بَأْسَ أَنْ يُؤْخَذَ صَاعٌ مِنْ تَمْرٍ بِصَاعَيْنِ مِنْ حِنْطَةٍ، وَصَاعٌ مِنْ تَمْرٍ بِصَاعَيْنِ مِنْ زَبِيبٍ، وَصَاعٌ مِنْ حِنْطَةٍ بِصَاعَيْنِ مِنْ سَمْنٍ، فَإِذَا كَانَ الصِّنْفَانِ مِنْ هٰذَا مُخْتَلِفَيْنِ فَلَا بَأْسَ بِاثْنَيْنِ مِنْهُ بِوَاحِدٍ، أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ يَدًا بِيَدٍ، فَإِنْ دَخَلَ فِي ذٰلِكَ الْأَجَلُ فَلَا يَحِلُّ.

قَالَ مَالِكٌ وَلَا تَحِلُّ صُبْرَةُ الْحِنْطَةِ بِصُبْرَةِ الْحِنْطَةِ، وَلَا بَأْسَ بِصُبْرَةِ الْحِنْطَةِ بِصُبْرَةِ التَّمْرِ يَدًا بِيَدٍ، وَذٰلِكَ أَنَّهُ لَا بَأْسَ أَنْ يُشْتَرَى الْحِنْطَةُ بِالتَّمْرِ جِزَافًا.

قَالَ مَالِكٌ وَكُلُّ مَا اخْتَلَفَ مِنَ الطَّعَامِ وَالْأُدُمِ فَبَانَ اخْتِلَافُهُ، فَلَا بَأْسَ أَنْ يُشْتَرَى بَعْضُهُ بِبَعْضٍ جِزَافًا يَدًا بِيَدٍ، فَإِنْ دَخَلَهُ الْأَجَلُ فَلَا خَيْرَ فِيهِ، وَإِنَّمَا اشْتِرَاءُ

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم متفق ہے کہ گندم کے بدلے گندم' کھجور کے بدلے کھجور' گندم کے بدلے کھجور' کھجور کے بدلے کشمش اور گندم کے بدلے کشمش نہ بیچی جائے اور کھانے کی کوئی چیز بھی بیچی نہ جائے مگر ہاتھوں ہاتھ۔ اگر اس میں کوئی مدت مقرر کی تو درست نہیں اور بیع حرام ہو جائے گی اور روٹی سے لگا کر کھانے کی کوئی چیز نہ بیچی جائے مگر ہاتھوں ہاتھ۔

امام مالک نے فرمایا کہ غلہ یا روٹی سے لگا کر کھانے کی ایک چیز کے بدلے دو نہ خریدی جائیں۔ اسی طرح ایک مد گندم کے بدلے دو مد گندم' ایک مد کھجوروں کے بدلے دو مد کھجوریں' ایک مد کشمش کے بدلے دو مد کشمش نیز ایسے ہی تمام اجناس اور ترکاریاں وغیرہ ایک جنس سے برابر اور ہاتھوں ہاتھ خریدی جائیں۔ یہ اس جگہ چاندی اور سونے کی طرح ہیں۔ کسی چیز کی زیادتی جائز نہیں۔ جائز یہی ہے کہ برابر ہوں اور ہاتھوں ہاتھ ہوں۔

امام مالک نے فرمایا کہ جب کھانے پینے کی چیزوں کے اندر ناپ تول کا فرق ہو اور وہ مختلف جنس ہوں تو ایک کے بدلے دو لینے میں کوئی مضائقہ نہیں جبکہ لین دین ہاتھوں ہاتھ ہو۔ اس میں کوئی قباحت نہیں کہ ایک صاع کھجور کے بدلے دو صاع گندم لی جائے ایک صاع کھجور کی دو صاع کشمش اور ایک صاع گندم کا دو صاع گھی لیا جائے۔ جبکہ دونوں چیزوں کی جنس مختلف ہو تو ان میں سے ایک کے زیادہ ہونے میں کوئی قباحت نہیں جبکہ ہاتھوں ہاتھ ہو' اگر اس میں مدت مقرر کی گئی تو بیع حلال نہیں رہے گی۔

امام مالک نے فرمایا کہ گندم کے ڈھیر کے بدلے گندم کا ڈھیر اور گندم کے ڈھیر کے بدلے کھجوروں کا ڈھیر خریدنا جائز نہیں ہے خواہ ہاتھوں ہاتھ ہو اور یہ اس لئے ہے کہ گندم کو اندازے سے کھجوروں کے بدلے خریدنے میں مضائقہ نہیں۔

امام مالک نے فرمایا کہ کھانے یا روٹی کے ساتھ لگانے کی جتنی چیزیں ہیں جبکہ وہ مختلف ہوں تو ان کا ایک کے بدلے دوسری کو خریدنے میں مضائقہ نہیں جبکہ لین دین ہاتھوں ہاتھ ہو۔

ذٰلِکَ جِزَافًا کَاشْتِرَاءِ بَعْضِ ذٰلِکَ بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ جِزَافًا.

اگر مدت مقرر کی گئی تو اس میں کوئی بھلائی نہیں اور ان چیزوں کا ڈھیر لگا کر بیچنا ایسا ہی ہے جیسے سونے چاندی کا ڈھیر لگا کر فروخت کرنا۔

قَالَ مَالِکٌ وَذٰلِکَ اَنَّکَ تَشْتَرِی الْحِنْطَةَ بِالْوَرِقِ جِزَافًا، وَالتَّمْرَ بِالذَّهَبِ جِزَافًا، فَهٰذَا حَلَالٌ لَا بَاْسَ بِهٖ.

امام مالک نے فرمایا کہ گندم کے ڈھیر کو چاندی سے اور کھجوروں کے ڈھیر کو سونے سے خریدنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

قَالَ مَالِکٌ وَمَنْ صَبَّرَ صُبْرَةَ طَعَامٍ، وَقَدْ عَلِمَ کَیْلَهَا، ثُمَّ بَاعَهَا جِزَافًا، وَکَتَمَ الْمُشْتَرِیْ کَیْلَهَا، فَاِنَّ ذٰلِکَ لَا یَصْلُحُ، فَاِنْ اَحَبَّ الْمُشْتَرِیْ اَنْ یَرُدَّ ذٰلِکَ الطَّعَامَ عَلَی الْبَائِعِ رَدَّهٗ بِمَا کَتَمَهٗ کَیْلَهٗ، وَغَرَّهٗ، وَکَذٰلِکَ کُلُّ مَا عَلِمَ الْبَائِعُ کَیْلَهٗ، وَعَدَدَهٗ مِنَ الطَّعَامِ، وَغَیْرِهٖ، ثُمَّ بَاعَهٗ جِزَافًا وَلَمْ یَعْلَمِ الْمُشْتَرِیْ بِذٰلِکَ، فَاِنَّ الْمُشْتَرِیْ اِنْ اَحَبَّ اَنْ یَرُدَّ ذٰلِکَ عَلَی الْبَائِعِ رَدَّهٗ، وَلَمْ یَزَلْ اَهْلُ الْعِلْمِ یَنْهَوْنَ عَنْ ذٰلِکَ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے غلے کا ڈھیر لگایا اور اسے وزن معلوم ہے۔ پھر اس نے ڈھیر کے حساب سے فروخت کیا اور مشتری سے وزن چھپایا تو یہ درست نہیں ہے۔ اگر مشتری چاہے تو وہ غلہ بائع کو واپس کر دے کیونکہ اس نے وزن چھپایا اور دھوکا دیا۔ اسی طرح جس غلے وغیرہ کی تول کا بائع کو علم ہو پھر وہ اسے ڈھیری کے حساب سے بیچے اور مشتری کو اس بات کا علم نہ ہو تو مشتری اگر چاہے تو وہ چیز بائع کو واپس کر دے اور اہل علم ہمیشہ اس بات سے منع کرتے رہے ہیں۔

قَالَ مَالِکٌ وَلَا خَیْرَ فِی الْخُبْزِ قُرْصٍ بِقُرْصَیْنِ وَلَا عَظِیْمٍ بِصَغِیْرٍ اِذَا کَانَ بَعْضُ ذٰلِکَ اَکْبَرَ مِنْ بَعْضٍ، فَاَمَّا اِذَا کَانَ یُتَحَرّٰی اَنْ یَکُوْنَ مِثْلًا بِمِثْلٍ، فَلَا بَاْسَ بِهٖ وَاِنْ لَمْ یُوْزَنْ.

امام مالک نے فرمایا کہ ایک روٹی کے بدلے دو روٹیاں اور چھوٹی روٹی کے بدلے بڑی لینے میں کوئی بھلائی نہیں جبکہ بعض دوسری بعض سے بڑی ہوں۔ ہاں اگر یہ اندازہ کیا گیا کہ دونوں طرف برابر ہیں تو کوئی قباحت نہیں اگرچہ وزن نہ کیا ہو۔

قَالَ مَالِکٌ لَا یَصْلُحُ مُدُّ زُبْدٍ وَمُدُّ لَبَنٍ بِمُدَّیْ زُبْدٍ وَهُوَ مِثْلُ الَّذِیْ وَصَفْنَا مِنَ التَّمْرِ الَّذِیْ یُبَاعُ صَاعَیْنِ مِنْ کَبِیْسٍ، وَصَاعًا مِنْ حَشَفٍ بِثَلَاثَةِ اَصْوُعٍ مِنْ عَجْوَةٍ حِیْنَ قَالَ لِصَاحِبِهٖ اِنَّ صَاعَیْنِ مِنْ کَبِیْسٍ بِثَلَاثَةِ اَصْوُعٍ مِنَ الْعَجْوَةِ لَا یَصْلُحُ، فَفَعَلَ ذٰلِکَ لِیُجِیْزَ بَیْعَهٗ، وَاِنَّمَا جَعَلَ صَاحِبُ اللَّبَنِ اللَّبَنَ مَعَ زُبْدِهٖ لِیَاْخُذَ فَضْلَ زُبْدِهٖ عَلٰی زُبْدِ صَاحِبِهٖ حِیْنَ اَدْخَلَ مَعَهُ اللَّبَنَ.

امام مالک نے فرمایا کہ ایک مد زبد اور ایک مد دودھ کو دو مد زبد کے بدلے لینا درست نہیں کیونکہ اس کی مثال وہی ہے جو ہم نے کھجوروں کی بیان کی کہ جو دو صاع کبیس اور ایک صاع حشف کے بدلے تین صاع عجوہ خریدے اور اپنے ساتھی سے کہہ دے کہ دو صاع کبیس ہی تین صاع عجوہ کے برابر ہیں تو یہ درست نہیں۔ یہ گھڑنت اس نے اپنی بیع کو جائز بنانے کے لیے کی۔ اسی لئے تو دودھ والے نے زبد کے ساتھ دودھ دیا تاکہ دودھ شامل کرنے کے باعث اپنے ساتھی کے زائد زبد کو لے سکے۔

قَالَ مَالِکٌ وَالدَّقِیْقُ بِالْحِنْطَةِ مِثْلًا بِمِثْلٍ لَا بَاْسَ بِهٖ، وَذٰلِکَ لِاَنَّهٗ اَخْلَصَ الدَّقِیْقَ فَبَاعَهٗ بِالْحِنْطَةِ مِثْلًا بِمِثْلٍ، وَلَوْ جَعَلَ نِصْفَ الْمُدِّ مِنْ دَقِیْقٍ وَنِصْفَهٗ مِنْ حِنْطَةٍ فَبَاعَ ذٰلِکَ بِمُدٍّ مِنْ حِنْطَةٍ کَانَ ذٰلِکَ مِثْلَ

امام مالک نے فرمایا کہ آٹے کو گندم کے برابر بیچے تو کوئی قباحت نہیں اور یہ اس لئے کہ خالص آٹے کو گندم کے بدلے برابری پر بیچا ہے۔ اگر نصف مد آٹا اور نصف مد گندم کو ایک مد گندم کے بدلے بیچے تو یہ درست نہیں کیونکہ یہ اسی کی طرح ہے جو

الَّذِي وَصَفْنَا لَا يَصْلُحُ، لِأَنَّهُ إِنَّمَا أَرَادَ أَنْ يَأْخُذَ فَضْلَ حِنْطَتِهِ الْجَيِّدَةِ حَتَّى جَعَلَ مَعَهَا الدَّقِيقَ، فَهٰذَا لَا يَصْلُحُ.

صورت ہم نے بیان کی کیونکہ اس نے اپنی بڑھیا گندم کی عمدگی آٹا ساتھ شامل کر کے برابر کر لی اور یہ درست نہیں۔

۲۳- بَابُ جَامِعِ بَيْعِ الطَّعَامِ

اناج بیچنے کے متعلق دیگر روایات

[۷۵۳] أَثَرٌ- **حَدَّثَنِي** يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، أَنَّهُ سَأَلَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ، فَقَالَ إِنِّي رَجُلٌ أَبْتَاعُ الطَّعَامَ يَكُونُ مِنَ الصُّكُوكِ بِالْجَارِ، فَرُبَّمَا ابْتَعْتُ مِنْهُ بِدِينَارٍ وَنِصْفِ دِرْهَمٍ، فَأُعْطِي بِالنِّصْفِ طَعَامًا، فَقَالَ سَعِيدٌ لَا، وَلٰكِنْ أَعْطِ أَنْتَ دِرْهَمًا، وَخُذْ بَقِيَّتَهُ طَعَامًا.

محمد بن عبداللہ بن ابو مریم نے سعید بن مسیب سے پوچھتے ہوئے کہا کہ میں جار کی سندوں سے غلہ خریدا کرتا ہوں تو کبھی میں ایک دینار اور نصف درہم کا خریدتا ہوں۔ کیا میں نصف درہم کا اناج دے دوں؟ سعید نے فرمایا: نہیں بلکہ تم ایک درہم دے دو اور باقی کا بھی غلہ لے لیا کرو۔

[۷۵۴] أَثَرٌ- **وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ سِيرِينَ كَانَ يَقُولُ لَا تَبِيعُوا الْحَبَّ فِي سُنْبُلِهِ حَتَّى يَبْيَضَّ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ محمد بن سیرین کہا کرتے: نہ بیچو اناج کو بالیوں میں یہاں تک کہ پک جائے۔

قَالَ مَالِكٌ مَنِ اشْتَرَى طَعَامًا بِسِعْرٍ مَعْلُومٍ إِلٰى أَجَلٍ مُسَمًّى، فَلَمَّا حَلَّ الْأَجَلُ قَالَ الَّذِي عَلَيْهِ الطَّعَامُ لِصَاحِبِهِ لَيْسَ عِنْدِي طَعَامٌ فَبِعْنِي الطَّعَامَ الَّذِي لَكَ عَلَيَّ إِلٰى أَجَلٍ، فَيَقُولُ صَاحِبُ الطَّعَامِ هٰذَا لَا يَصْلُحُ لِأَنَّهُ قَدْ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الطَّعَامِ حَتّٰى يُسْتَوْفٰى، فَيَقُولُ الَّذِي عَلَيْهِ الطَّعَامُ لِغَرِيمِهِ فَبِعْنِي طَعَامًا إِلٰى أَجَلٍ حَتّٰى أَقْضِيَكَهُ، فَهٰذَا لَا يَصْلُحُ لِأَنَّهُ إِنَّمَا يُعْطِيهِ طَعَامًا، ثُمَّ يَرُدُّهُ إِلَيْهِ فَيَصِيرُ الذَّهَبُ الَّذِي أَعْطَاهُ ثَمَنَ الَّذِي كَانَ لَهُ عَلَيْهِ وَيَصِيرُ الطَّعَامُ الَّذِي أَعْطَاهُ مُحَلِّلًا فِيمَا بَيْنَهُمَا، وَيَكُونُ ذٰلِكَ إِذَا فَعَلَاهُ بَيْعَ الطَّعَامِ قَبْلَ أَنْ يُسْتَوْفٰى.

امام مالک نے فرمایا کہ جو نرخ اور مدت مقرر کر کے اناج خریدے۔ مدت پوری ہونے پر بائع مشتری سے کہے کہ اناج اس وقت میرے پاس نہیں ہے۔ جتنا اناج میرے ذمے واجب ہے تم اسے میرے ہاتھوں بیچ دو۔ مشتری کہے کہ یہ تو جائز نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے قبضے سے پہلے اناج بیچنے سے منع فرمایا ہے۔ بائع کہے کہ اچھا تم کوئی اور اناج میرے ہاتھوں مدت مقرر کر کے بیچ دو تاکہ وہ اناج میں تمہارے حوالے کر دوں تو یہ بھی درست نہیں کیونکہ مشتری جو غلہ دے گا وہی اس کی طرف لوٹا دیا جائے گا اور بائع جو رقم واپس دے گا وہ مشتری کی اپنی ہوگی اور جو غلہ دیا جائے گا یہ دونوں کے درمیان بیع کو حلال بنانے کے لیے ہوگا۔ اگر انہوں نے ایسا کیا تو یہ قبضے سے پہلے اناج کی بیع ہوئی۔

قَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ لَهُ عَلٰى رَجُلٍ طَعَامٌ ابْتَاعَهُ مِنْهُ وَلِغَرِيمِهِ عَلٰى رَجُلٍ طَعَامٌ مِثْلُ ذٰلِكَ الطَّعَامِ، فَقَالَ الَّذِي عَلَيْهِ الطَّعَامُ لِغَرِيمِهِ أُحِيلُكَ عَلٰى غَرِيمٍ لِي عَلَيْهِ مِثْلُ الطَّعَامِ الَّذِي لَكَ عَلَيَّ بِطَعَامِكَ الَّذِي لَكَ عَلَيَّ.

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس کا دوسرے پر غلہ ہے جو اس سے خریدا تھا۔ دوسرے کا اتنا ہی غلہ کسی تیسرے پر تھا۔ دوسرے نے پہلے سے کہا کہ جتنا میرے اوپر تمہارا غلہ ہے اتنا ہی غلہ میرا فلاں پر ہے میں اسے تمہارے روبرو کروا دیتا ہوں۔

قَالَ مَالِكٌ إِنْ كَانَ الَّذِي عَلَيْهِ الطَّعَامُ إِنَّمَا هُوَ

امام مالک نے فرمایا کہ جس پر غلہ ہے یہ وہی غلہ ہے جو اس

طَعَامٌ ابْتَاعَهُ، فَأَرَادَ أَنْ يُحِيلَ غَرِيمَهُ بِطَعَامٍ ابْتَاعَهُ، فَإِنَّ ذٰلِكَ لَا يَصْلُحُ، وَذٰلِكَ بَيْعُ الطَّعَامِ قَبْلَ أَنْ يُسْتَوْفَى، فَإِنْ كَانَ الطَّعَامُ سَلَفًا حَالًّا فَلَا بَأْسَ أَنْ يُحِيلَ بِهِ غَرِيمَهُ لِأَنَّ ذٰلِكَ لَيْسَ بِبَيْعٍ، وَلَا يَحِلُّ بَيْعُ الطَّعَامِ قَبْلَ أَنْ يُسْتَوْفَى لِنَهْيِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ، غَيْرَ أَنَّ أَهْلَ الْعِلْمِ قَدِ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنَّهُ لَا بَأْسَ بِالشِّرْكِ، وَالتَّوْلِيَةِ، وَالْإِقَالَةِ فِي الطَّعَامِ وَغَيْرِهِ.

نے خریدا۔ پھر اس نے اپنے فریق ثانی سے خریدے ہوئے غلے کا حوالہ کرنا چاہا تو یہ درست نہیں ہے کیونکہ یہ قبضے سے پہلے غلے کی بیع ہے۔ اگر اس غلے سے بیع سلف کی جاتی تو فریق ثانی سے حیلے میں مضائقہ نہ تھا۔ کیونکہ یہ بیع نہیں ہے اور قبضے سے پہلے غلے کی بیع حلال نہیں ہوتی کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے اور جبکہ اہل علم کا اس پر اتفاق ہے کہ شرکت' تولیہ اور اقالہ میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ أَنَّ أَهْلَ الْعِلْمِ أَنْزَلُوهُ عَلَى وَجْهِ الْمَعْرُوفِ، وَلَمْ يُنْزِلُوهُ عَلَى وَجْهِ الْبَيْعِ، وَذٰلِكَ مِثْلُ الرَّجُلِ يُسَلِّفُ الدَّرَاهِمَ النُّقَّصَ فَيُقْضَى دَرَاهِمَ وَازِنَةً فِيهَا فَضْلٌ، فَيَحِلُّ لَهُ ذٰلِكَ، وَيَجُوزُ وَلَوِ اشْتَرَى مِنْهُ دَرَاهِمَ نُقَّصًا بِوَازِنَةٍ لَمْ يَحِلَّ ذٰلِكَ، وَلَوِ اشْتَرَطَ عَلَيْهِ حِينَ أَسْلَفَهُ وَازِنَةً، وَإِنَّمَا أَعْطَاهُ نُقَّصًا لَمْ يَحِلَّ لَهُ ذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ اسی لئے اہل علم نے رواج اور دستور کا اعتبار کیا اور اسے بیع نہیں سمجھا ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ کسی نے سلم میں ناقص اور کم وزن درہم دیئے اور وزن میں پورے دراہم دیئے گئے تو اس اضافے کے باوجود اس کے لئے یہ حلال اور جائز ہے۔ اگر وہ ناقص اور کم وزن دراہم خریدے تو جائز نہیں اگر سلم کے وقت وزن کی شرط کر لی جائے اور پھر کم دے تو یہ حلال نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَمِمَّا يُشْبِهُ ذٰلِكَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ الْمُزَابَنَةِ، وَأَرْخَصَ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا بِخَرْصِهَا مِنَ التَّمْرِ، وَإِنَّمَا فُرِقَ بَيْنَ ذٰلِكَ أَنَّ بَيْعَ الْمُزَابَنَةِ بَيْعٌ عَلَى وَجْهِ الْمُكَايَسَةِ وَالتِّجَارَةِ، وَأَنَّ بَيْعَ الْعَرَايَا عَلَى وَجْهِ الْمَعْرُوفِ لَا مُكَايَسَةَ فِيهِ.

امام مالک نے فرمایا: اس کی نظیر یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مزابنہ سے منع فرمایا اور اندازے سے کھجور بیچنے یعنی بیع عرایا کی اجازت دی ہے۔ ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ بیع مزابنہ تو تجارت اور چالاکی ہے اور بیع عرایا دستور کے مطابق ہے' جس میں دھوکا نہیں۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَا يَنْبَغِي أَنْ يَشْتَرِيَ رَجُلٌ طَعَامًا بِرُبُعٍ، أَوْ ثُلُثٍ، أَوْ كِسْرٍ مِنْ دِرْهَمٍ عَلَى أَنْ يُعْطَى بِذٰلِكَ طَعَامًا إِلَى أَجَلٍ، وَلَا بَأْسَ أَنْ يَبْتَاعَ الرَّجُلُ طَعَامًا بِكِسْرٍ مِنْ دِرْهَمٍ إِلَى أَجَلٍ، ثُمَّ يُعْطَى دِرْهَمًا، وَيَأْخُذُ بِمَا بَقِيَ لَهُ مِنْ دِرْهَمِهِ سِلْعَةً مِنَ السِّلَعِ، لِأَنَّهُ أَعْطَى الْكِسْرَ الَّذِي عَلَيْهِ فِضَّةً وَأَخَذَ بِبَقِيَّةِ دِرْهَمِهِ سِلْعَةً، فَهٰذَا لَا بَأْسَ بِهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ چوتھائی تہائی یا درہم کے اور کسی حصے کا غلہ اس شرط پر خریدنا درست نہیں ہے کہ اتنی مدت کے بعد اس کے بدلے غلہ ادا کر دے گا۔ ہاں اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ درہم کے کسی حصے کا غلہ مدت مقرر کر کے خریدے۔ پھر ایک درہم دے کر باقی درہم کی کوئی اور چیز اس سے خریدے' کیونکہ اس نے درہم کی جو کسر دی تو باقی درہم کا اور سامان خرید لیا تو اس میں کوئی قباحت نہیں۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَا بَأْسَ أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ عِنْدَ الرَّجُلِ دِرْهَمًا، ثُمَّ يَأْخُذُ مِنْهُ بِرُبُعٍ، أَوْ بِثُلُثٍ، أَوْ بِكِسْرٍ مَعْلُومٍ سِلْعَةً مَعْلُومَةً، فَإِذَا لَمْ يَكُنْ فِي ذٰلِكَ سِعْرٌ مَعْلُومٌ، وَقَالَ الرَّجُلُ آخُذُ مِنْكَ بِسِعْرِ كُلِّ يَوْمٍ،

امام مالک نے فرمایا کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ ایک آدمی دوسرے کے پاس درہم رکھے۔ پھر اس سے چوتھائی' تہائی یا درہم کے کسی معین حصے کی کوئی معین چیز خریدے اگرچہ نرخ معین نہ ہو۔ اگر کوئی دوسرے سے کہے کہ میں آپ سے روزانہ کے بھاؤ

فَهٰذَا لَا يَحِلُّ لِأَنَّهُ غَرَرٌ يَقِلُّ مَرَّةً وَيَكْثُرُ مَرَّةً وَلَمْ يَفْتَرِقَا عَلٰى بَيْعٍ مَعْلُومٍ.

کے حساب سے لوں گا تو یہ حلال نہیں کیونکہ اس میں دھوکا ہے۔ بھاؤ تو گھٹتا بڑھتا رہتا ہے اور انہوں نے بیع معین نہیں کی۔

قَالَ مَالِكٌ وَمَنْ بَاعَ طَعَامًا جِزَافًا، وَلَمْ يَسْتَثْنِ مِنْهُ شَيْئًا، ثُمَّ بَدَا لَهُ أَنْ يَشْتَرِيَ مِنْهُ شَيْئًا، فَإِنَّهُ لَا يَصْلُحُ أَنْ يَشْتَرِيَ مِنْهُ شَيْئًا إِلَّا مَا كَانَ يَجُوزُ لَهُ أَنْ يَسْتَثْنِيَ مِنْهُ، وَذٰلِكَ الثُّلُثُ فَمَا دُونَهُ، فَإِنْ زَادَ عَلَى الثُّلُثِ صَارَ ذٰلِكَ إِلَى الْمُزَابَنَةِ وَإِلٰى مَا يُكْرَهُ، فَلَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَشْتَرِيَ مِنْهُ شَيْئًا إِلَّا مَا كَانَ يَجُوزُ لَهُ أَنْ يَسْتَثْنِيَ مِنْهُ، وَلَا يَجُوزُ لَهُ أَنْ يَسْتَثْنِيَ مِنْهُ إِلَّا الثُّلُثَ فَمَا دُونَهُ، وَهٰذَا الْأَمْرُ الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ عِنْدَنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے اناج کا ڈھیر فروخت کیا اور اس کا کچھ حصہ مستثنیٰ نہیں کیا تھا۔ پھر اس میں کچھ خریدنا چاہے تو اس میں سے ذرا بھی خریدنا درست نہیں کیونکہ جائز وہی ہوگا جس کا استثناء کر لیا جائے جبکہ وہ تہائی یا اس سے کم ہو۔ اگر وہ تہائی سے زیادہ ہوا تو ایسا کرنا مزابنہ کی طرح مکروہ ہوگا' پس اس میں سے ذرا بھی خریدنا مناسب نہیں ہے کیونکہ جائز وہی ہوگا جس کا استثناء کر لیا جائے اور وہ تہائی یا اس سے کم ہو اور اس حکم میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے۔

۲۴- بَابُ الْحُكْرَةِ وَالتَّرَبُّصِ

ذخیرہ اندوزی اور نرخ بڑھانا

[۷۵۵] اَثَرٌ- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لَا حُكْرَةَ فِي سُوقِنَا لَا يَعْمِدُ رِجَالٌ بِأَيْدِيهِمْ فُضُولٌ مِنْ أَذْهَابٍ إِلٰى رِزْقٍ مِنْ رِزْقِ اللّٰهِ نَزَلَ بِسَاحَتِنَا فَيَحْتَكِرُونَهُ عَلَيْنَا، وَلٰكِنْ أَيُّمَا جَالِبٍ جَلَبَ عَلٰى عَمُودِ كَبِدِهِ فِي الشِّتَاءِ، وَالصَّيْفِ، فَذٰلِكَ ضَيْفُ عُمَرَ، فَلْيَبِعْ كَيْفَ شَاءَ اللّٰهُ، وَلْيُمْسِكْ كَيْفَ شَاءَ اللّٰهُ.

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے بازاروں میں کوئی ذخیرہ اندوزی نہ کرے۔ جن لوگوں کے پاس زائد روپیہ پیسہ ہے وہ ہمارے ملک میں آنے والے اللہ کے رزق کو ذخیرہ کرنے کے لئے نہ خریدیں۔ ہاں جو خون پسینہ ایک کر کے' گرمی اور سردی برداشت کر کے ہمارے ملک میں غلہ لائے وہ عمر کا مہمان ہے پھر جیسے اللہ چاہے اپنے غلے کو بیچے اور جیسے اللہ چاہے اسے روکے۔

[۷۵۶] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ يُوسُفَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ مَرَّ بِحَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ، وَهُوَ يَبِيعُ زَبِيبًا لَهُ بِالسُّوقِ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِمَّا أَنْ تَزِيدَ فِي السِّعْرِ، وَإِمَّا أَنْ تُرْفَعَ مِنْ سُوقِنَا.

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر کا حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کے پاس سے گزر ہوا جو بازار میں اپنی کشمش بیچ رہے تھے۔ حضرت عمر نے ان سے فرمایا کہ آپ نرخ بڑھا دیں یا ہمارے بازار سے اٹھ جائیں۔

[۷۵۷] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ كَانَ يَنْهٰى عَنِ الْحُكْرَةِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عثمان ذخیرہ اندوزی سے منع فرمایا کرتے تھے۔

۲۵- بَابُ مَا يَجُوزُ مِنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بَعْضِهِ بِبَعْضٍ وَالسَّلَفِ فِيهِ

جانور کو جانور کے بدلے ادھار بیچنا

[۷۵۸] اَثَرٌ- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ حَسَنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ بَاعَ جَمَلًا لَهُ يُدْعٰى

حسن بن محمد بن علی سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عصیفیر نامی اپنا اونٹ مدت مقرر کر کے بیس اونٹوں کے بدلے فروخت کیا تھا۔

عُصَیْفِیْرًا بِعِشْرِیْنَ بَعِیْرًا اِلٰی اَجَلٍ.

[۷۵۹] اَثَر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ ' عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ اشْتَرٰی رَاحِلَۃً بِاَرْبَعَۃِ اَبْعِرَۃٍ مَضْمُوْنَۃٍ عَلَیْہِ یُوْفِیْھَا صَاحِبَھَا بِالرَّبَذَۃِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک سانڈنی چار اونٹوں کے بدلے خریدی کہ اونٹوں کو بائع کے پاس ربذہ پہنچا دیا جائے گا۔

[۷۶۰] اَثَر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ ' اَنَّہٗ سَاَلَ ابْنَ شِھَابٍ ' عَنْ بَیْعِ الْحَیَوَانِ اثْنَیْنِ بِوَاحِدٍ اِلٰی اَجَلٍ فَقَالَ لَا بَاْسَ بِذٰلِکَ.

امام مالک نے ابن شہاب سے ایک جانور کے بدلے دو کی بیع کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

قَالَ مَالِکٌ اَلْاَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَیْہِ عِنْدَنَا اَنَّہٗ لَا بَاْسَ بِالْجَمَلِ بِالْجَمَلِ مِثْلِہٖ وَزِیَادَۃِ دَرَاھِمَ یَدًا بِیَدٍ ' وَلَا بَاْسَ بِالْجَمَلِ بِالْجَمَلِ مِثْلِہٖ وَزِیَادَۃِ دَرَاھِمَ اَلْجَمَلُ بِالْجَمَلِ یَدًا بِیَدٍ وَالدَّرَاھِمُ اِلٰی اَجَلٍ. قَالَ وَلَا خَیْرَ فِی الْجَمَلِ بِالْجَمَلِ مِثْلِہٖ وَزِیَادَۃِ دَرَاھِمَ اَلدَّرَاھِمُ نَقْدًا ' وَالْجَمَلُ اِلٰی اَجَلٍ ' وَاِنْ اَخَّرْتَ الْجَمَلَ ' وَالدَّرَاھِمَ لَا خَیْرَ فِیْ ذٰلِکَ اَیْضًا.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفق ہے کہ ایک اونٹ کو دوسرے سے بدلنے میں کوئی مضائقہ نہیں اور دراہم کا اضافہ ہو تو ہاتھوں ہاتھ۔ اس میں بھی قباحت نہیں کہ اونٹ کے بدلے اونٹ اور کچھ روپے ہوں تو اونٹ ہاتھوں ہاتھ ہوں اور روپوں کی مدت مقرر ہو۔ لیکن اس میں بھلائی نہیں کہ اونٹ کے بدلے اونٹ اور کچھ روپے ہوں جبکہ روپے تو نقد ادا کئے جائیں اور اونٹ ایک مدت کے بعد۔ اگر اونٹ اور روپے دونوں کی تاخیر کی جائے تو اس میں بھی بھلائی نہیں۔

قَالَ مَالِکٌ وَلَا بَاْسَ اَنْ یَّبْتَاعَ الْبَعِیْرَ النَّجِیْبَ بِالْبَعِیْرَیْنِ ' اَوْ بِالْاَبْعِرَۃِ مِنَ الْحَمُوْلَۃِ مِنْ مَاشِیَۃِ الْاِبِلِ ' وَاِنْ کَانَتْ مِنْ نَعَمٍ وَاحِدَۃٍ فَلَا بَاْسَ اَنْ یَّشْتَرِیَ مِنْھَا اثْنَانِ بِوَاحِدٍ اِلٰی اَجَلٍ اِذَا اخْتَلَفَتْ فَبَانَ اخْتِلَافُھَا ' وَاِنْ اَشْبَہَ بَعْضُھَا بَعْضًا وَاخْتَلَفَتْ اَجْنَاسُھَا ' اَوْ لَمْ تَخْتَلِفْ فَلَا یُؤْخَذُ مِنْھَا اثْنَانِ بِوَاحِدٍ اِلٰی اَجَلٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ سواری کے اونٹ کو دو اونٹوں کے بدلے خریدنے میں کوئی مضائقہ نہیں خواہ وہ ایک ہی جنس کے ہوں۔ اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں کہ مدت مقرر کر کے ایک کے بدلے دو خریدے جبکہ ان کا اختلاف واضح ہو۔ اگرچہ ایک دوسرے سے مشابہت رکھتے ہوں۔ جنس کا اختلاف ہو یا نہ ہو' لیکن مدت مقرر کر کے ایک کے بدلے دو نہ لے۔

قَالَ مَالِکٌ وَتَفْسِیْرُ مَا کُرِہَ مِنْ ذٰلِکَ اَنْ یُّؤْخَذَ الْبَعِیْرُ بِالْبَعِیْرَیْنِ لَیْسَ بَیْنَھُمَا تَفَاضُلٌ فِیْ نَجَابَۃٍ وَلَا رِحْلَۃٍ ' فَاِذَا کَانَ ھٰذَا عَلٰی مَا وَصَفْتُ لَکَ فَلَا یُشْتَرٰی مِنْہُ اثْنَانِ بِوَاحِدٍ اِلٰی اَجَلٍ ' وَلَا بَاْسَ اَنْ تَبِیْعَ مَا اشْتَرَیْتَ مِنْھَا قَبْلَ اَنْ تَسْتَوْفِیَہٗ مِنْ غَیْرِ الَّذِی اشْتَرَیْتَہٗ مِنْہُ اِذَا انْتَقَدْتَ ثَمَنَہٗ.

امام مالک نے فرمایا: اس کی کراہت کی تفسیر یہ ہے کہ ایک اونٹ کے بدلے دو اونٹ لئے جائیں جن میں سواری یا بوجھ لادنے کا فرق نہ ہو' جب وہ ایسے ہوں تو مدت مقرر کر کے ایک کے بدلے دو نہ خریدے جائیں۔ اس میں قباحت نہیں کہ جو خریدا ہے اسے قبضے سے پہلے فروخت کر دے دوسرے شخص کے ہاتھوں جبکہ قیمت نقد وصول ہو۔

قَالَ مَالِکٌ وَمَنْ سَلَّفَ فِیْ شَیْءٍ مِّنَ الْحَیَوَانِ اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی فَوَصَفَہٗ وَحَلَّاہُ وَنَقَدَ ثَمَنَہٗ فَذٰلِکَ جَائِزٌ وَھُوَ لَازِمٌ لِّلْبَائِعِ وَالْمُبْتَاعِ عَلٰی مَا وَصَفَا وَحَلَّیَا '

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے مدت مقرر کر کے جانور کی بیع سلم کی۔ پھر اوصاف اور حلیہ بیان کر کے قیمت نقد ادا کی گئی ہو تو جائز ہے اور اوصاف وحلیہ بیان کرنے بائع اور مشتری دونوں کے

وَلَمْ يَزَلْ ذٰلِكَ مِنْ عَمَلِ النَّاسِ الْجَائِزِ بَيْنَهُمْ، وَالَّذِي لَمْ يَزَلْ عَلَيْهِ اَهْلُ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا.

لئے ضروری ہے لوگوں کا ہمیشہ سے اسی جائز طریقے پر عمل رہا' ہمیشہ سے اسی پر ہمارے شہر کے اہل علم ہیں۔

۲۶- بَابُ مَا لَا يَجُوزُ مِنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ

جانوروں کو جس طرح بیچنا جائز نہیں ہے

۵۷۵- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ، وَكَانَ بَيْعًا يَتَبَايَعُهُ اَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ، كَانَ الرَّجُلُ يَبْتَاعُ الْجَزُوْرَ اِلٰى اَنْ تُنْتَجَ النَّاقَةُ، ثُمَّ تُنْتَجَ الَّتِي فِي بَطْنِهَا. صحیح البخاری (۲۱۴۳) صحیح مسلم (۳۷۸۸)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حبل الحبلہ بیع سے منع فرمایا ہے اس بیع کا دور جاہلیت میں رواج تھا۔ آدمی ایک اونٹ خریدتا' اس سے اونٹنی حاملہ ہوتی' پھر وہ بچہ پیدا ہو جو اس کے پیٹ میں ہے۔

[۷۶۱] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، اَنَّهُ قَالَ لَا رِبًا فِي الْحَيَوَانِ، وَاِنَّمَا نُهِيَ مِنَ الْحَيَوَانِ عَنْ ثَلَاثَةٍ عَنِ الْمَضَامِيْنِ وَالْمَلَاقِيْحِ وَحَبَلِ الْحَبَلَةِ. وَالْمَضَامِيْنُ بَيْعُ مَا فِي بُطُوْنِ اِنَاثِ الْاِبِلِ، وَالْمَلَاقِيْحُ بَيْعُ مَا فِي ظُهُوْرِ الْجِمَالِ.

سعید بن مسیب نے فرمایا کہ حیوان میں سود نہیں۔ حیوان کی تین قسم کی بیع سے منع فرمایا گیا ہے: مضامین' ملاقیح اور حبل الحبلہ سے۔ مضامین یعنی بچہ اونٹنی کے پیٹ میں ہو۔ ملاقیح' یہ کہ بچہ اونٹ کی پشت میں ہو۔

قَالَ مَالِكٌ لَا يَنْبَغِيْ اَنْ يَشْتَرِيَ اَحَدٌ شَيْئًا مِنَ الْحَيَوَانِ بِعَيْنِهِ اِذَا كَانَ غَائِبًا عَنْهُ، وَاِنْ كَانَ قَدْ رَآهُ وَرَضِيَهُ عَلٰى اَنْ يَنْقُدَ ثَمَنَهُ لَا قَرِيْبًا، وَلَا بَعِيْدًا.

امام مالک نے فرمایا: یہ درست نہیں کہ ایسے معین جانور کو خریدے جو موجود نہ ہو۔ اگرچہ مشتری اس جانور کو دیکھ کر پسند کر چکا ہو جبکہ قیمت نقد ادا کرے اور جانور خواہ قریب ہو یا دور۔

قَالَ مَالِكٌ وَاِنَّمَا كُرِهَ ذٰلِكَ لِاَنَّ الْبَائِعَ يَنْتَفِعُ بِالثَّمَنِ، وَلَا يُدْرٰى هَلْ تُوْجَدُ تِلْكَ السِّلْعَةُ عَلٰى مَا رَآهَا الْمُبْتَاعُ اَمْ لَا، فَلِذٰلِكَ كُرِهَ ذٰلِكَ، وَلَا بَاْسَ بِهِ اِذَا كَانَ مَضْمُوْنًا مَوْصُوْفًا.

امام مالک نے فرمایا کہ اس میں کراہت بایں وجہ ہے کہ بائع قیمت سے فائدہ اٹھائے گا اور وہ نہیں جانتا کہ جو چیز اس نے دیکھی تھی وہ اسے مل جائے گی۔ یہی اس میں کراہت ہے اور غیر معین جانور کو اوصاف بیان کر کے بیچے تو کوئی قباحت نہیں۔

۲۷- بَابُ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِاللَّحْمِ

جانور کو گوشت کے بدلے فروخت کرنا

۵۷۶- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِاللَّحْمِ.

زید بن اسلم نے سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جانور کو گوشت کے بدلے بیچنے سے منع فرمایا ہے۔

[۷۶۲] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، اَنَّهُ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ مِنْ مَيْسِرِ اَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ بَيْعُ الْحَيَوَانِ بِاللَّحْمِ بِالشَّاةِ وَالشَّاتَيْنِ.

داؤد بن حصین نے سعید بن مسیب کو فرماتے سنا کہ یہ بھی جاہلیت کا جوا ہے کہ جانور کو ایک یا دو بکریوں کے گوشت کے بدلے بیچا جائے۔

[۷۶۳] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَبِي الزِّنَادِ،

ابو الزناد سے روایت ہے کہ سعید بن مسیب فرمایا کرتے

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، اَنَّهُ كَانَ يَقُولُ نُهِيَ عَنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِاللَّحْمِ.

تھے کہ جانور کو گوشت کے بدلے بیچنے سے منع فرمایا گیا ہے۔

قَالَ اَبُو الزِّنَادِ فَقُلْتُ لِسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَرَاَيْتَ رَجُلًا اشْتَرٰى شَارِفًا بِعَشَرَةِ شِيَاهٍ؟ فَقَالَ سَعِيدٌ اِنْ كَانَ اشْتَرَاهَا لِيَنْحَرَهَا فَلَا خَيْرَ فِي ذٰلِكَ.

ابوالزناد کا بیان ہے کہ میں نے سعید بن میسب سے کہا کہ دس بکریوں کے بدلے ایک اونٹ خریدنا کیسا ہے؟ سعید نے فرمایا کہ اگر اسے ذبح کرنے کے لیے خریدا ہے تو اس میں بھلائی نہیں۔

قَالَ اَبُو الزِّنَادِ وَمَنْ اَدْرَكْتُ مِنَ النَّاسِ يَنْهَوْنَ عَنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِاللَّحْمِ.

ابوالزناد نے فرمایا کہ میں نے ہر ایک کو گوشت کے بدلے جانور بیچنے سے منع کرتے ہوئے پایا۔

قَالَ اَبُو الزِّنَادِ وَكَانَ ذٰلِكَ يُكْتَبُ فِي عُهُودِ الْعُمَّالِ فِي زَمَانِ اَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ وَ هِشَامِ بْنِ اِسْمَاعِيلَ يَنْهَوْنَ عَنْ ذٰلِكَ.

ابوالزناد نے فرمایا کہ ابان بن عثمان اور ہشام بن اسمٰعیل کے دور میں عاملوں کے لئے یہ حکم لکھا جاتا اور ایسا کرنے سے انہیں منع کیا جاتا۔

۲۸- بَابُ بَيْعِ اللَّحْمِ بِاللَّحْمِ

گوشت کو گوشت کے بدلے فروخت کرنا

[٧٦٤] اَثَرٌ- قَالَ مَالِكٌ اَلْاَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا فِي لَحْمِ الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ، وَمَا اَشْبَهَ ذٰلِكَ مِنَ الْوُحُوشِ اَنَّهُ لَا يُشْتَرٰى بَعْضُهُ بِبَعْضٍ اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ، وَزْنًا بِوَزْنٍ، يَدًا بِيَدٍ، وَلَا بَاْسَ بِهِ، وَاِنْ لَمْ يُوْزَنْ اِذَا تَحَرَّى اَنْ يَكُونَ مِثْلًا بِمِثْلٍ يَدًا بِيَدٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک اونٹ، گائے، بکری اور ان جیسے جانوروں کے گوشت کے بارے میں متفقہ حکم یہ ہے کہ ان میں سے ایک کو دوسرے کے بدلے نہ خریدا جائے مگر ایک جیسے وزن میں برابر اور ہاتھوں ہاتھ اور وزن نہ کرنے میں بھی مضائقہ نہیں جبکہ اندازے سے برابر ہو اور ہاتھوں ہاتھ۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَا بَاْسَ بِلَحْمِ الْحِيتَانِ بِلَحْمِ الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ وَمَا اَشْبَهَ ذٰلِكَ مِنَ الْوُحُوشِ كُلِّهَا اثْنَيْنِ بِوَاحِدٍ وَاَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ يَدًا بِيَدٍ. فَاِنْ دَخَلَ ذٰلِكَ الْاَجَلُ فَلَا خَيْرَ فِيهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ مچھلی کا گوشت اگر اونٹ، گائے اور بکری وغیرہ جانوروں کے گوشت کے بدلے ایک صاع کے عوض دو صاع یا کم و بیش ہو تو کوئی مضائقہ نہیں جبکہ ہاتھوں ہاتھ ہو۔ اگر مدت مقرر کی گئی تو اس میں بھلائی نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَاَرٰى لُحُومَ الطَّيْرِ كُلَّهَا مُخَالِفَةً لِلُحُومِ الْاَنْعَامِ وَالْحِيتَانِ، فَلَا اَرٰى بَاْسًا بِاَنْ يُشْتَرٰى بَعْضُ ذٰلِكَ بِبَعْضٍ مُتَفَاضِلًا يَدًا بِيَدٍ وَلَا يُبَاعُ شَيْءٌ مِنْ ذٰلِكَ اِلٰى اَجَلٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ پرندوں کا گوشت مویشیوں اور مچھلی کا گوشت اگر کم و بیش ہو تو میرے نزدیک کوئی قباحت نہیں جبکہ لین دین ہاتھوں ہاتھ ہو اور مدت مقرر کر کے ان میں سے کوئی چیز نہ بیچی جائے۔

۲۹- بَابُ مَا جَاءَ فِي ثَمَنِ الْكَلْبِ

کتے کی بیع کا بیان

۵۷۷- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ اَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ اَبِي مَسْعُودٍ الْاَنْصَارِيِّ، اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ، وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ.

ابو بکر بن عبد الرحمٰن بن حارث بن ہشام نے حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کتے کی قیمت، فاحشہ عورت کی کسبی اور کاہن کی کمائی سے منع فرمایا ہے۔

يَعْنِي بِمَهْرِ الْبَغِيِّ مَا تُعْطَاهُ الْمَرْأَةُ عَلَى الزِّنَى، وَحُلْوَانُ الْكَاهِنِ رِشْوَتُهُ، وَمَا يُعْطَى عَلَى أَنْ يَتَكَهَّنَ.

صحیح البخاری (۲۲۳۷) صحیح مسلم (۳۹۵۸)

قَالَ مَالِكٌ أَكْرَهُ ثَمَنَ الْكَلْبِ الضَّارِي وَغَيْرَ الضَّارِي لِنَهْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ.

۳۰- بَابُ السَّلَفِ وَبَيْعِ الْعُرُوْضِ بَعْضُهَا بِبَعْضٍ

۵۷۸- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعٍ وَسَلَفٍ.

قَالَ مَالِكٌ وَتَفْسِيْرُ ذٰلِكَ أَنْ يَقُوْلَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ آخُذُ سِلْعَتَكَ بِكَذَا وَكَذَا عَلٰى أَنْ تُسْلِفَنِيْ كَذَا وَكَذَا، فَإِنْ عَقَدَا بَيْعَهُمَا عَلٰى هٰذَا الْوَجْهِ فَهُوَ غَيْرُ جَائِزٍ، فَإِنْ تَرَكَ الَّذِي اشْتَرَطَ السَّلَفَ مَا اشْتَرَطَ مِنْهُ، كَانَ ذٰلِكَ الْبَيْعُ جَائِزًا.

قَالَ مَالِكٌ وَلَا بَأْسَ أَنْ يَشْتَرِيَ الثَّوْبَ مِنَ الْكِتَّانِ، أَوِ الشَّطَوِيِّ، أَوِ الْقَصَبِيِّ بِالْأَثْوَابِ مِنَ الْإِتْرِبِيِّ، أَوِ الْقَسِّيِّ، أَوِ الزِّيقَةِ، أَوِ الثَّوْبِ الْهَرَوِيِّ، أَوِ الْمَرْوِيِّ بِالْمَلَاحِفِ الْيَمَانِيَّةِ وَالشَّقَائِقِ، وَمَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ الْوَاحِدُ بِالْاِثْنَيْنِ، أَوِ الثَّلَاثَةِ يَدًا بِيَدٍ، أَوْ إِلَى أَجَلٍ، وَإِنْ كَانَ مِنْ صِنْفٍ وَاحِدٍ، فَإِنْ دَخَلَ ذٰلِكَ نَسِيْئَةٌ فَلَا خَيْرَ فِيْهِ.

قَالَ مَالِكٌ وَلَا يَصْلُحُ حَتّٰى يَخْتَلِفَ فَيَبِيْنَ اخْتِلَافُهُ، فَإِذَا أَشْبَهَ بَعْضُ ذٰلِكَ بَعْضًا، وَإِنِ اخْتَلَفَتْ أَسْمَاؤُهُ فَلَا يَأْخُذِ اثْنَيْنِ بِوَاحِدٍ إِلٰى أَجَلٍ، وَذٰلِكَ أَنْ يَأْخُذَ الثَّوْبَيْنِ مِنَ الْهَرَوِيِّ بِالثَّوْبِ مِنَ الْمَرْوِيِّ، أَوِ الْقُوهِيِّ إِلٰى أَجَلٍ، أَوْ يَأْخُذَ الثَّوْبَيْنِ مِنَ الْفُرْقُبِيِّ بِالثَّوْبِ مِنَ الشَّطَوِيِّ، فَإِذَا كَانَتْ هٰذِهِ الْأَجْنَاسُ عَلٰى هٰذِهِ الصِّفَةِ فَلَا يُشْتَرٰى مِنْهَا اثْنَانِ بِوَاحِدٍ إِلٰى أَجَلٍ.

قَالَ مَالِكٌ وَلَا بَأْسَ أَنْ تَبِيْعَ مَا اشْتَرَيْتَ مِنْهَا

"بمهر البغی" وہ رقم جو عورت کو زنا کے بدلے دی جائے اور "حلوان الکاھن" جو کاہن کو بات بتانے پر رشوت دی جائے۔

امام مالک نے فرمایا کہ میں ہر قسم کے کتے کی قیمت کو ناپسند کرتا ہوں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے کتے کی قیمت سے منع فرمایا ہے۔

بیع سلف اور سامان کو سامان کے بدلے بیچنا

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے بیع اور سلف سے منع فرمایا۔

امام مالک نے فرمایا: اس کی تفسیر یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے سے کہے کہ میں تمہارا فلاں فلاں اسباب لیتا ہوں کہ تم فلاں فلاں شرائط پر میرے ساتھ سلف کرو۔ اگر وہ اپنی بیع پر متفق ہو جائیں تو یہ جائز نہیں۔ اگر ان شرطوں کو چھوڑ دیا جائے جو لگائیں تو یہ بیع جائز ہو جائے گی۔

امام مالک نے فرمایا کہ کتان شطوی اور قصبی کے کپڑوں کو اتربی، قسی، زیقہ، ہروی کپڑے، مروی، ملاحف یمانیہ اور شقاق وغیرہ کے بدلے خریدنے میں کوئی قباحت نہیں، خواہ ایک کے بدلے میں دو یا تین لئے جائیں جبکہ ہاتھوں ہاتھ ہوں یا مدت مقرر کرکے، اگر وہ کپڑے ایک ہی قسم کے ہوں تو کمی بیشی میں بھلائی نہیں۔

امام مالک نے فرمایا کہ اگر دونوں طرف کے کپڑوں میں اختلاف واضح نہ ہو تو درست نہیں۔ اگر ایک دوسرے سے مشابہت رکھتے ہوں اگرچہ نام مختلف ہوں تو مدت مقرر کر کے ایک کے بدلے دو نہ لئے جائیں۔ مثلاً دو ہروی کپڑے لئے جائیں ایک مروی یا قوہی کپڑے کے بدلے مدت مقرر کرکے یا دو فرقبی کپڑے لئے جائیں ایک شطوی کپڑے سے۔ جب ان کے اختلاف کا یہ حال ہو تو مدت مقرر کر کے ایک کے بدلے دو نہ خریدے جائیں۔

امام مالک نے فرمایا کہ بائع سے جو خریدا ہے قبضہ کرنے

قَبْلَ اَنْ تَسْتَوْفِيَهُ مِنْ غَيْرِ صَاحِبِهِ الَّذِي اشْتَرَيْتَهُ مِنْهُ اِذَا انْتَقَدْتَ ثَمَنَهُ.

سنن ابوداؤد (۳۵۰٤) سنن ترمذی (۱۲۳٤) سنن نسائی (٤٦٢٥)

سے پہلے اسے فروخت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں جبکہ بائع کے سوا دوسرے شخص کو دے اور قیمت نقد وصول کر لے۔

۳۱ - بَابُ السُّلْفَةِ فِي الْعُرُوْضِ

سامان میں سلف کرنے کا بیان

[۷٦٥] اَثَرٌ - حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، اَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَرَجُلٌ يَسْاَلُهُ عَنْ رَجُلٍ سَلَّفَ فِي سَبَائِبَ، فَاَرَادَ بَيْعَهَا قَبْلَ اَنْ يَقْبِضَهَا، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تِلْكَ الْوَرِقُ بِالْوَرِقِ وَكَرِهَ ذٰلِكَ.

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کسی نے پوچھا کہ ایک آدمی نے دوسرے کے ساتھ کپڑوں کی سلف کی اور پھر ارادہ کیا کہ قبضہ کرنے سے پہلے انہیں فروخت کر دے۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ تو چاندی کے بدلے چاندی ہوئی اور اسے ناپسند فرمایا۔

قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ فِيْمَا نَرٰى. وَاللّٰهُ اَعْلَمُ. اَنَّهُ اَرَادَ اَنْ يَبِيْعَهَا مِنْ صَاحِبِهَا الَّذِي اشْتَرَاهَا مِنْهُ بِاَكْثَرَ مِنَ الثَّمَنِ الَّذِي ابْتَاعَهَا بِهِ، وَلَوْ اَنَّهُ بَاعَهَا مِنَ الَّذِي اشْتَرَاهَا مِنْهُ لَمْ يَكُنْ بِذٰلِكَ بَاْسٌ.

امام مالک نے فرمایا: میرا خیال یہ ہے آگے اللہ بہتر جانے کہ وہ اس کو کپڑے بیچنا چاہتا ہوگا جس سے خریدے تھے اور قیمت خرید سے زیادہ میں دیتا ہوگا ورنہ کسی دوسرے آدمی کے ہاتھوں فروخت کرتا تو اس میں قباحت نہ تھی۔

قَالَ مَالِكٌ اَلْاَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا فِيْمَنْ سَلَّفَ فِي رَقِيْقٍ، اَوْ مَاشِيَةٍ، اَوْ عُرُوْضٍ، فَاِذَا كَانَ كُلُّ شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ مَوْصُوْفًا فَسَلَّفَ فِيْهِ اِلٰى اَجَلٍ فَحَلَّ الْاَجَلُ، فَاِنَّ الْمُشْتَرِيَ لَا يَبِيْعُ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ مِنَ الَّذِي اشْتَرَاهُ مِنْهُ بِاَكْثَرَ مِنَ الثَّمَنِ الَّذِي سَلَّفَهُ فِيْهِ قَبْلَ اَنْ يَقْبِضَ مَا سَلَّفَهُ فِيْهِ، وَذٰلِكَ اَنَّهُ اِذَا فَعَلَهُ فَهُوَ الرِّبَا صَارَ الْمُشْتَرِي اِنْ اَعْطَى الَّذِي بَاعَهُ دَنَانِيْرَ، اَوْ دَرَاهِمَ فَانْتَفَعَ بِهَا فَلَمَّا حَلَّتْ عَلَيْهِ السِّلْعَةُ، وَلَمْ يَقْبِضْهَا الْمُشْتَرِي بَاعَهَا مِنْ صَاحِبِهَا بِاَكْثَرَ مِمَّا سَلَّفَهُ فِيْهَا، فَصَارَ اِنْ رَدَّ اِلَيْهِ مَا سَلَّفَهُ وَزَادَهُ مِنْ عِنْدِهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک متفقہ حکم یہ ہے کہ جو غلام، جانور یا کسی قسم کے اسباب میں سلف کرے تو اس چیز کے اوصاف بیان کر دے، پھر مدت مقرر کر کے سلف کرے۔ مدت پوری ہونے پر مشتری بائع کو ان میں سے کوئی چیز اس سے زیادہ میں نہیں بیچ سکے گا جتنے میں کہ سلف کی تھی اور نہ جب تک کی سلف کی ہے اس سے پہلے اور اگر وہ ایسا کرے گا تو سود ہوگا کیونکہ بائع نے مشتری کے دیئے ہوئے دیناروں اور درہموں سے فائدہ اٹھایا، پھر وہ چیز جب اس پر حلال ہوئی اور مشتری نے ابھی قبضہ نہیں کیا کہ سلف سے زیادہ میں وہ چیز اسی کو لوٹا دی اور اپنی جانب سے اضافہ کیا۔

قَالَ مَالِكٌ مَنْ سَلَّفَ ذَهَبًا، اَوْ وَرِقًا فِي حَيَوَانٍ، اَوْ عُرُوْضٍ اِذَا كَانَ مَوْصُوْفًا اِلٰى اَجَلٍ مُسَمًّى، ثُمَّ حَلَّ الْاَجَلُ، فَاِنَّهُ لَا بَاْسَ اَنْ يَبِيْعَ الْمُشْتَرِي تِلْكَ السِّلْعَةَ مِنَ الْبَائِعِ قَبْلَ اَنْ يَحِلَّ الْاَجَلُ، اَوْ بَعْدَمَا يَحِلُّ بِعَرْضٍ مِنَ الْعُرُوْضِ يُعَجِّلُهُ، وَلَا يُؤَخِّرُهُ بَالِغًا مَا بَلَغَ ذٰلِكَ الْعَرْضُ، اِلَّا الطَّعَامَ فَاِنَّهُ لَا يَحِلُّ اَنْ يَبِيْعَهُ قَبْلَ اَنْ يَقْبِضَهُ، وَلِلْمُشْتَرِي اَنْ يَبِيْعَ تِلْكَ السِّلْعَةَ مِنْ غَيْرِ صَاحِبِهِ

امام مالک نے فرمایا کہ جو سونا چاندی دے کر جانور یا اسباب کی سلف کرے تو جب اوصاف بیان کر دے اور مدت مقرر کر لی، پھر مدت پوری ہو جانے پر کوئی مضائقہ نہیں کہ مشتری اسے بائع کے ہاتھوں فروخت کر دے، اس سے پہلے کہ مدت پوری ہو، جبکہ سامان کے بدلے سامان ہو خواہ جلدی سے دے یا دیر کر کے مگر نقد دے سوائے اناج کے کہ قبضے سے پہلے اس کا بیچنا حلال نہیں ہے، اگر مشتری اس چیز کو بائع کے سوا کسی اور کے ہاتھوں بیچنا

الَّذِي ابْتَاعَهَا مِنْهُ بِذَهَبٍ، أَوْ وَرِقٍ أَوْ عَرْضٍ مِنَ الْعُرُوضِ يَقْبِضُ ذٰلِكَ، وَلَا يُؤَخِّرُهُ لِأَنَّهُ إِذَا أَخَّرَ ذٰلِكَ قَبُحَ وَدَخَلَهُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْكَالِئِ بِالْكَالِئِ. وَالْكَالِئُ بِالْكَالِئِ أَنْ يَبِيعَ الرَّجُلُ دَيْنًا لَهُ عَلَى رَجُلٍ بِدَيْنٍ عَلَى رَجُلٍ آخَرَ.

چاہے سونے چاندی یا کسی اور سامان کے بدلے تو قبضہ کرنے میں تاخیر نہ کرے کیونکہ اگر تاخیر کی تو یہ برا ہے اور اس میں وہی کراہت ہوگی جو کالیٔ کے بدلے کالیٔ یعنی قرض کے بدلے قرض میں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَمَنْ سَلَّفَ فِي سِلْعَةٍ إِلَى أَجَلٍ وَتِلْكَ السِّلْعَةُ مِمَّا لَا يُؤْكَلُ وَلَا يُشْرَبُ، فَإِنَّ الْمُشْتَرِيَ يَبِيعُهَا مِمَّنْ شَاءَ، بِنَقْدٍ أَوْ عَرْضٍ قَبْلَ أَنْ يَسْتَوْفِيَهَا مِنْ غَيْرِ صَاحِبِهَا الَّذِي اشْتَرَاهَا مِنْهُ، وَلَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَبِيعَهَا مِنَ الَّذِي ابْتَاعَهَا مِنْهُ إِلَّا بِعَرْضٍ يَقْبِضُهُ وَلَا يُؤَخِّرُهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے اسباب میں ایک مدت پر سلف کیا اور وہ کھانے پینے کی چیزوں میں سے نہیں ہے تو مشتری جس کو چاہے اسے فروخت کر دے نقد یا سامان کے بدلے قبضے سے پہلے جبکہ بائع کے سوا دوسرے کو بیچے اور اسے بائع کے ہاتھوں بیچنا مناسب نہیں ہے مگر سامان کے بدلے جس پر قبضہ کرے اور تاخیر نہ کرے۔

قَالَ مَالِكٌ وَإِنْ كَانَتِ السِّلْعَةُ لَمْ تَحِلَّ فَلَا بَأْسَ بِأَنْ يَبِيعَهَا مِنْ صَاحِبِهَا بِعَرْضٍ مُخَالِفٍ لَهَا بَيِّنٍ خِلَافُهُ يَقْبِضُهُ وَلَا يُؤَخِّرُهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر وہ سامان بائع کو دوسری چیز کے بدلے بیچ دیا جائے' مدت پوری ہونے سے پہلے تو کوئی مضائقہ نہیں جبکہ اس چیز پر قبضہ کرے اور تاخیر نہ کرے۔

قَالَ مَالِكٌ فِيمَنْ سَلَّفَ دَنَانِيرَ، أَوْ دَرَاهِمَ فِي أَرْبَعَةِ أَثْوَابٍ مَوْصُوفَةٍ إِلَى أَجَلٍ، فَلَمَّا حَلَّ الْأَجَلُ تَقَاضَى صَاحِبَهَا فَلَمْ يَجِدْهَا عِنْدَهُ، وَوَجَدَ عِنْدَهُ ثِيَابًا دُونَهَا مِنْ صِنْفِهَا، فَقَالَ لَهُ الَّذِي عَلَيْهِ الْأَثْوَابُ أُعْطِيكَ بِهَا ثَمَانِيَةَ أَثْوَابٍ مِنْ ثِيَابِي هٰذِهِ، إِنَّهُ لَا بَأْسَ بِذٰلِكَ إِذَا أَخَذَ تِلْكَ الْأَثْوَابَ الَّتِي يُعْطِيهِ قَبْلَ أَنْ يَفْتَرِقَا، فَإِنْ دَخَلَ ذٰلِكَ الْأَجَلُ فَإِنَّهُ لَا يَصْلُحُ، وَإِنْ كَانَ ذٰلِكَ قَبْلَ مَحِلِّ الْأَجَلِ فَإِنَّهُ لَا يَصْلُحُ أَيْضًا إِلَّا أَنْ يَبِيعَهُ ثِيَابًا لَيْسَتْ مِنْ صِنْفِ الثِّيَابِ الَّتِي سَلَّفَهُ فِيهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے چار کپڑوں کا دینار و درہم کے بدلے مدت مقرر کر کے سلف کیا اور ان کے اوصاف بیان کر دیئے' مدت پوری ہونے پر مشتری نے بائع سے تقاضا کیا تو اس کے پاس نہ پائے مگر اس سے گھٹیا قسم کے کپڑے۔ بائع نے کہا: میں تمہیں ان کے بدلے یہ آٹھ کپڑے دیتا ہوں۔ اس میں بھی کوئی قباحت نہیں جبکہ جدا ہونے سے پہلے انہیں حاصل کر لے۔ اگر ان کپڑوں کی کوئی میعاد مقرر کرے تو درست نہیں۔ ہاں ان کپڑوں کے بدلے خریدے تو سلف والے کپڑوں سے علاوہ قسم ہو تو مضائقہ نہیں۔

۳۲ - بَابُ بَيْعِ النُّحَاسِ وَالْحَدِيدِ وَمَا أَشْبَهَهُمَا مِمَّا يُوزَنُ

تانبا' لوہا اور تلنے والی چیزوں کی بیع

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِيمَا كَانَ مِمَّا يُوزَنُ مِنْ غَيْرِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، مِنَ النُّحَاسِ وَالشَّبَهِ وَالرَّصَاصِ، وَالْآنُكِ، وَالْحَدِيدِ، وَالْقَضْبِ، وَالتِّينِ، وَالْكُرْسُفِ، وَمَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ مِمَّا يُوزَنُ، فَلَا بَأْسَ بِأَنْ يُؤْخَذَ مِنْ صِنْفٍ وَاحِدٍ اثْنَانِ بِوَاحِدٍ يَدًا بِيَدٍ، وَلَا بَأْسَ أَنْ يُؤْخَذَ

امام مالک نے فرمایا کہ جو چیزیں وزن کر کے بکتی ہیں ان کے متعلق ہمارے نزدیک یہ حکم ہے جبکہ وہ سونے چاندی کے علاوہ تانبا' پیتل' رانگ' سیسہ' لوہا' پتے' گھاس' روئی وغیرہ جو چیزیں وزن کر کے بیچی جاتی ہیں تو ان کی ایک چیز کے بدلے دو چیزیں لینے میں کوئی مضائقہ نہیں جبکہ ہاتھوں ہاتھ ہو اور ایک رطل لوہے

رِطْلُ حَدِيْدٍ بِرِطْلَيْ حَدِيْدٍ وَرِطْلُ صُفْرٍ بِرِطْلَيْ صُفْرٍ.

کے بدلے دو رطل لوہا اور ایک رطل پیتل کے بدلے دو رطل پیتل لینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَا خَيْرَ فِيْهِ اثْنَانِ بِوَاحِدٍ مِنْ صِنْفٍ وَاحِدٍ إِلَى أَجَلٍ، فَإِذَا اخْتَلَفَ الصِّنْفَانِ مِنْ ذٰلِكَ فَبَانَ اخْتِلَافُهُمَا، فَلَا بَأْسَ بِأَنْ يُؤْخَذَ مِنْهُ اثْنَانِ بِوَاحِدٍ إِلَى أَجَلٍ، فَإِنْ كَانَ الصِّنْفُ مِنْهُ يُشْبِهُ الصِّنْفَ الْآخَرَ، وَإِنِ اخْتَلَفَا فِي الْإِسْمِ مِثْلَ الرَّصَاصِ، وَالْآنُكِ، وَالشَّبَهِ، وَالصُّفْرِ، فَإِنِّي أَكْرَهُ أَنْ يُؤْخَذَ مِنْهُ اثْنَانِ بِوَاحِدٍ إِلَى أَجَلٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس میں بھلائی نہیں کہ مدت مقرر کر کے ایک چیز کے بدلے دو لی جائیں۔ اگر دونوں کی جنس مختلف اور اختلاف واضح ہو تو مدت مقرر کر کے ایک چیز کے بدلے دو چیزیں لینے میں کوئی قباحت نہیں اگر وہ ایک دوسری سے مشابہت رکھنے والی جنس ہوں۔ اگر نام مختلف ہوں جیسے قلعی، سیسہ، پیتل اور کانسی تو میں ناپسند کرتا ہوں کہ مدت مقرر کر کے ان میں سے ایک کے بدلے دو چیزیں لی جائیں۔

قَالَ مَالِكٌ وَمَا اشْتَرَيْتَ مِنْ هٰذِهِ الْأَصْنَافِ كُلِّهَا، فَلَا بَأْسَ أَنْ تَبِيْعَهُ قَبْلَ أَنْ تَقْبِضَهُ مِنْ غَيْرِ صَاحِبِهِ الَّذِي اشْتَرَيْتَهُ مِنْهُ إِذَا قَبَضْتَ ثَمَنَهُ إِذَا كُنْتَ اشْتَرَيْتَهُ كَيْلًا أَوْ وَزْنًا، فَإِنِ اشْتَرَيْتَهُ جِزَافًا فَبِعْهُ مِنْ غَيْرِ الَّذِي اشْتَرَيْتَهُ مِنْهُ بِنَقْدٍ أَوْ إِلَى أَجَلٍ وَذٰلِكَ أَنَّ ضَمَانَهُ مِنْكَ إِذَا اشْتَرَيْتَهُ جِزَافًا، وَلَا يَكُوْنُ ضَمَانُهُ مِنْكَ إِذَا اشْتَرَيْتَهُ وَزْنًا حَتّٰى تَزِنَهُ وَتَسْتَوْفِيَهُ، وَهٰذَا أَحَبُّ مَا سَمِعْتُ إِلَيَّ فِي هٰذِهِ الْأَشْيَاءِ كُلِّهَا، وَهُوَ الَّذِي لَمْ يَزَلْ عَلَيْهِ أَمْرُ النَّاسِ عِنْدَنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ اس قسم کی تمام چیزوں کو قبضے سے پہلے فروخت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں جبکہ جس سے خریدی تھی۔ اس کے علاوہ دوسرے کو بیچے اور قیمت وصول کر لی ہو اور جب کہ وہ ناپ یا تول سے بکی ہو اور اگر ڈھیری کے حساب سے خریدی ہو تو نقد اور ادھار دونوں طرح فروخت کی جا سکتی ہے کیونکہ ڈھیری کی صورت میں خریدنے سے وہ چیز اسی وقت مشتری کی تحویل میں آ جاتی ہے جبکہ وزن کی صورت میں ایسا نہیں ہوتا جب تک وزن کر کے سپرد نہ کر دی جائے اور ان چیزوں کے بارے میں یہ میں نے سب سے اچھی بات سنی اور لوگوں کا ہمیشہ سے اسی پر عمل ہے۔

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِيْمَا يُكَالُ، أَوْ يُوْزَنُ مِمَّا لَا يُؤْكَلُ، وَلَا يُشْرَبُ مِثْلُ الْعُصْفُرِ، وَالنَّوَى، وَالْخَبَطِ، وَالْكَتَمِ، وَمَا يُشْبِهُ ذٰلِكَ أَنَّهُ لَا بَأْسَ بِأَنْ يُؤْخَذَ مِنْ كُلِّ صِنْفٍ مِنْهُ اثْنَانِ بِوَاحِدٍ يَدًا بِيَدٍ، وَلَا يُؤْخَذُ مِنْ صِنْفٍ وَاحِدٍ مِنْهُ اثْنَانِ بِوَاحِدٍ إِلَى أَجَلٍ، فَإِنِ اخْتَلَفَ الصِّنْفَانِ فَبَانَ اخْتِلَافُهُمَا، فَلَا بَأْسَ بِأَنْ يُؤْخَذَ مِنْهُمَا اثْنَانِ بِوَاحِدٍ إِلَى أَجَلٍ، وَمَا اشْتُرِيَ مِنْ هٰذِهِ الْأَصْنَافِ كُلِّهَا فَلَا بَأْسَ بِأَنْ يُبَاعَ قَبْلَ أَنْ يُسْتَوْفَى إِذَا قَبَضَ ثَمَنَهُ مِنْ غَيْرِ صَاحِبِهِ الَّذِي اشْتَرَاهُ مِنْهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ جو چیزیں کھانے پینے کی نہیں ہیں ان کے متعلق ہمارے نزدیک یہ حکم ہے جیسے زرد رنگ، گٹھلیوں، پتوں، کسم اور ان کے مشابہ دوسری چیزوں میں، اگر مختلف جنس کی ایک کے بدلے دو لی جائیں جبکہ ہاتھوں ہاتھ لین دین ہو۔ ہاں ایک ہی جنس سے ایک کے بدلے دو چیزیں نہ لی جائیں مدت مقرر کر کے۔ اگر دونوں مختلف جنس ہوں اور اختلاف واضح ہو تو ان میں ہر ایک چیز سے ایک کے بدلے دو لینے میں کوئی مضائقہ نہیں خواہ قبضے سے پہلے بیچے جبکہ جس سے خریدی تھی اس کے علاوہ دوسرے سے قیمت وصول کر لی ہو۔

قَالَ مَالِكٌ وَكُلُّ شَيْءٍ يَنْتَفِعُ بِهِ النَّاسُ مِنَ الْأَصْنَافِ كُلِّهَا، وَإِنْ كَانَتِ الْحَصْبَاءَ وَالْقَصَّةَ فَكُلُّ

امام مالک نے فرمایا کہ ان تمام چیزوں سے جو لوگوں کو فائدہ پہنچاتی ہیں، خواہ وہ ریت اور چونا ہو تو ان میں ایک کے

وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِمِثْلَيْهِ إِلَى أَجَلٍ فَهُوَ رِبًا ' وَوَاحِدٌ مِنْهُمَا بِمِثْلِهِ ' وَزِيَادَةُ شَيْءٍ مِنَ الْأَشْيَاءِ إِلَى أَجَلٍ فَهُوَ رِبًا.

بدلے وہی چیز دوگنی لینا سود ہے بلکہ ہر ایک برابر ہو اور مدت مقرر کر کے زیادہ لینا دینا سود ہے۔

۳۳ - بَابُ النَّهْيِ عَنْ بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ

ایک کی دو بیع کرنا ممنوع ہے

۵۷۹ - حَدَّثَنِي يَحْيَى ' عَنْ مَالِكٍ ' أَنَّهُ بَلَغَهُ ' أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ.

سنن ترمذی (۱۲۳۱) سنن نسائی (٤٦٤٦)

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک بیع میں دو بیعوں سے منع فرمایا ہے۔

[٧٦٦] أَثَرٌ - وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ ' أَنَّهُ بَلَغَهُ ' أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِرَجُلٍ ابْتَعْ لِي هَذَا الْبَعِيرَ بِنَقْدٍ حَتَّى أَبْتَاعَهُ مِنْكَ إِلَى أَجَلٍ ' فَسُئِلَ عَنْ ذَلِكَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ فَكَرِهَهُ وَنَهَى عَنْهُ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ ایک آدمی نے دوسرے سے کہا کہ مجھ سے یہ اونٹ نقد خرید لیجئے میں آپ سے مدت مقرر کر کے خرید لوں گا۔ حضرت عبداللہ بن عمر سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو ناپسند کیا اور اس سے منع فرمایا۔

[٧٦٧] أَثَرٌ - وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ ' أَنَّهُ بَلَغَهُ ' أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ اشْتَرَى سِلْعَةً بِعَشَرَةِ دَنَانِيرَ نَقْدًا ' أَوْ بِخَمْسَةَ عَشَرَ دِينَارًا إِلَى أَجَلٍ فَكَرِهَ ذَلِكَ وَنَهَى عَنْهُ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ قاسم بن محمد سے پوچھا گیا کہ ایک آدمی نے کوئی چیز دس دینار نقد یا پندرہ دینار مدت مقرر کر کے خریدی تو انہوں نے ناپسند کیا اور ایسا کرنے سے منع فرمایا۔

قَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ ابْتَاعَ سِلْعَةً مِنْ رَجُلٍ بِعَشَرَةِ دَنَانِيرَ نَقْدًا ' أَوْ بِخَمْسَةَ عَشَرَ دِينَارًا إِلَى أَجَلٍ ' قَدْ وَجَبَتْ لِلْمُشْتَرِي بِأَحَدِ الثَّمَنَيْنِ إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي ذَلِكَ لِأَنَّهُ إِنْ أَخَّرَ الْعَشَرَةَ كَانَتْ خَمْسَةَ عَشَرَ إِلَى أَجَلٍ وَإِنْ نَقَدَ الْعَشَرَةَ كَانَ إِنَّمَا اشْتَرَى بِهَا الْخَمْسَةَ عَشَرَ الَّتِي إِلَى أَجَلٍ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے ایک چیز دس دینار نقد یا پندرہ دینار میں مدت مقرر کر کے خریدی تو مشتری پر دونوں میں سے ایک قیمت واجب ہوئی اور یہ مناسب نہیں کیونکہ اگر وہ دس دینار کو مؤخر کرے تو مدت پوری ہونے پر پندرہ دینار ہو جائیں گے اور اگر نقد دس دینار ادا کرے تو اس نے مدت پر پندرہ دینار پر خریدی ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ اشْتَرَى مِنْ رَجُلٍ سِلْعَةً بِدِينَارٍ نَقْدًا ' أَوْ بِشَاةٍ مَوْصُوفَةٍ إِلَى أَجَلٍ قَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ بِأَحَدِ الثَّمَنَيْنِ إِنَّ ذَلِكَ مَكْرُوهٌ لَا يَنْبَغِي لِأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ نَهَى عَنْ بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ وَهَذَا مِنْ بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے کوئی چیز خریدی ایک دینار نقد یا حلیہ بتائی ہوئی ایک بکری کے بدلے مدت مقرر کر کے۔ اس پر دونوں میں سے ایک قیمت واجب ہو گئی جبکہ یہ مکروہ اور نامناسب ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ایک بیع میں دو سے منع فرمایا اور یہ ایک میں دو بیع ہیں۔

قَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ قَالَ لِرَجُلٍ اشْتَرِي مِنْكَ هَذِهِ الْعَجْوَةَ خَمْسَةَ عَشَرَ صَاعًا ' أَوِ الصَّيْحَانِيَّ عَشَرَةَ أَصْوُعٍ ' أَوِ الْحِنْطَةَ الْمَحْمُولَةَ خَمْسَةَ عَشَرَ صَاعًا ' أَوِ الشَّامِيَّةَ عَشَرَةَ أَصْوُعٍ بِدِينَارٍ قَدْ وَجَبَتْ لِي إِحْدَاهُمَا إِنَّ ذَلِكَ مَكْرُوهٌ لَا يَحِلُّ. وَذَلِكَ أَنَّهُ قَدْ

امام مالک نے اس آدمی کے بارے میں فرمایا جس نے دوسرے سے کہا کہ میں آپ سے پندرہ صاع عجوہ یا دس صاع صیحانی یا پندرہ صاع درمیانی گندم یا دس صاع عمدہ گندم ایک صاع میں خریدتا ہوں مجھ پر ایک چیز واجب ہو گئی۔ یہ مکروہ ہے حلال نہیں کیونکہ اس پر دس صاع صیحانی واجب ہوئی اور اسے چھوڑ کر پندرہ

اَوْجَبَ لَهٗ عَشَرَةَ اَصْوُعٍ صَيْحَانِيًّا، فَهُوَ يَدَعُهَا وَيَاْخُذُ خَمْسَةَ عَشَرَ صَاعًا مِنَ الْعَجْوَةِ، اَوْ تَجِبُ عَلَيْهِ خَمْسَةَ عَشَرَ صَاعًا مِنَ الْحِنْطَةِ الْمَحْمُوْلَةِ فَيَدَعُهَا وَيَاْخُذُ عَشَرَةَ اَصْوُعٍ مِنَ الشَّامِيَّةِ، فَهٰذَا اَيْضًا مَكْرُوْهٌ لَا يَحِلُّ، وَهُوَ اَيْضًا يُشْبِهُ مَا نُهِيَ عَنْهُ مِنْ بَيْعَتَيْنِ فِيْ بَيْعَةٍ، وَهُوَ اَيْضًا مِمَّا نُهِيَ عَنْهُ اَنْ يُبَاعَ مِنْ صِنْفٍ وَاحِدٍ مِنَ الطَّعَامِ اثْنَانِ بِوَاحِدٍ.

صاع عجوہ لیتا ہے یا اس پر پندرہ صاع درمیانی گندم واجب ہوئی اور اسے چھوڑ کر دس صاع عمدہ گندم لے رہا ہے۔ یہ بھی مکروہ ہے حلال نہیں۔ یہ بھی اسی کے مشابہ ہے جو ایک بیع میں دو سے منع فرمایا گیا ہے اور اس ممانعت سے بھی ہے کہ کھانے کی چیزوں میں سے ایک کے بدلے دو چیزیں نہ خریدی جائیں۔

٣٤- بَابُ بَيْعِ الْغَرَرِ

دھوکے کی بیع

٥٨٠- **حَدَّثَنِيْ** يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَبِيْ حَازِمِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ. صحیح مسلم (٣٧٨٧)

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دھوکے کی بیع سے منع فرمایا ہے

قَالَ مَالِكٌ وَمِنَ الْغَرَرِ وَالْمُخَاطَرَةِ اَنْ يَعْمِدَ الرَّجُلُ قَدْ ضَلَّتْ دَابَّتُهٗ اَوْ اَبَقَ غُلَامُهٗ، وَثَمَنُ الشَّيْءِ مِنْ ذٰلِكَ خَمْسُوْنَ دِيْنَارًا، فَيَقُوْلُ رَجُلٌ اَنَا اٰخُذُهٗ مِنْكَ بِعِشْرِيْنَ دِيْنَارًا، فَاِنْ وَجَدَهُ الْمُبْتَاعُ ذَهَبَ مِنَ الْبَائِعِ ثَلَاثُوْنَ دِيْنَارًا. وَاِنْ لَّمْ يَجِدْهُ ذَهَبَ الْبَائِعُ مِنَ الْمُبْتَاعِ بِعِشْرِيْنَ دِيْنَارًا.

امام مالک نے فرمایا: یہ دھوکا و فریب ہے کہ کسی کی سواری گم ہو جائے یا غلام بھاگ جائے اور اس کی قیمت پچاس دینار ہو۔ ایک آدمی اس سے کہے کہ میں اسے آپ سے بیس دینار میں لیتا ہوں۔ اگر وہ خریدار کو مل جائے تو بائع کے تیس دینار گئے اور اگر نہ ملے تو مشتری کے بائع کی طرف بیس دینار گئے۔

قَالَ مَالِكٌ وَفِيْ ذٰلِكَ عَيْبٌ اٰخَرُ اِنَّ تِلْكَ الضَّالَّةَ اِنْ وُجِدَتْ لَمْ يُدْرَ اَزَادَتْ اَمْ نَقَصَتْ اَمْ مَا حَدَثَ بِهَا مِنَ الْعُيُوْبِ فَهٰذَا اَعْظَمُ الْمُخَاطَرَةِ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس میں دوسرا عیب یہ ہے کہ اگر وہ چیز مل گئی تو کیا معلوم اس کی قیمت بڑھی یا گھٹی ہے؟ یا اسے کون سا عیب لاحق ہو گیا ہے؟ پس یہ بہت بڑا فریب ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْاَمْرُ عِنْدَنَا اَنَّ مِنَ الْمُخَاطَرَةِ وَالْغَرَرِ اشْتِرَاءَ مَا فِيْ بُطُوْنِ الْاِنَاثِ مِنَ النِّسَاءِ وَالدَّوَابِّ لِاَنَّهٗ لَا يُدْرٰى اَيَخْرُجُ اَمْ لَا يَخْرُجُ، فَاِنْ خَرَجَ لَمْ يُدْرَ اَيَكُوْنُ حَسَنًا، اَمْ قَبِيْحًا، اَمْ تَامًّا، اَمْ نَاقِصًا، اَمْ ذَكَرًا، اَمْ اُنْثٰى، وَذٰلِكَ كُلُّهٗ يَتَفَاضَلُ اِنْ كَانَ عَلٰى كَذَا فَقِيْمَتُهٗ كَذَا، وَاِنْ كَانَ عَلٰى كَذَا فَقِيْمَتُهٗ كَذَا.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ پیٹ کے بچے خریدنا خواہ عورتوں کے ہوں یا جانوروں کے یہ بھی دھوکا فریب ہے کیونکہ معلوم نہیں کہ بچہ نکلے یا نہ نکلے۔ اگر نکلے تو معلوم نہیں کہ خوبصورت ہو گا یا بدصورت، مکمل ہو گا یا ناقص، نر ہو گا یا مادہ؟ ان میں سے ہر برتری کے لحاظ سے قیمتوں میں فرق ہو گا۔ وہ جیسا ہو گا اسی کے لحاظ سے قیمت ہو گی۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَا يَنْبَغِيْ بَيْعُ الْاِنَاثِ وَاسْتِثْنَاءُ مَا فِيْ بُطُوْنِهَا، وَذٰلِكَ اَنْ يَقُوْلَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ ثَمَنُ شَاتِي الْغَزِيْرَةِ ثَلَاثَةُ دَنَانِيْرَ، فَهِيَ لَكَ بِدِيْنَارَيْنِ وَلِيْ

امام مالک نے فرمایا کہ پیٹ کا بچہ خریدنا یا مستثنیٰ کرنا مناسب نہیں ہے۔ مثلاً کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ میری بکری کی قیمت تین دینار ہے۔ یہ میں تمہیں دو دینار میں دیتا ہوں اور

مَا فِيْ بَطْنِهَا ' فَهٰذَا مَكْرُوْهٌ لِاَنَّهٗ غَرَرٌ وَمُخَاطَرَةٌ.

اس کے پیٹ کا بچہ میرے لئے ہوگا۔ یہ مکروہ ہے۔ کیونکہ دھوکا و فریب ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَا يَحِلُّ بَيْعُ الزَّيْتُوْنِ بِالزَّيْتِ ' وَلَا الْجُلْجُلَانِ بِدُهْنِ الْجُلْجُلَانِ ' وَلَا الزُّبْدِ بِالسَّمْنِ ' لِاَنَّ الْمُزَابَنَةَ تَدْخُلُهٗ لِاَنَّ الَّذِيْ يَشْتَرِي الْحَبَّ ' وَمَا اَشْبَهَهٗ بِشَيْءٍ مُسَمًّى مِمَّا يَخْرُجُ مِنْهُ لَا يَدْرِيْ اَيَخْرُجُ مِنْهُ اَقَلُّ مِنْ ذٰلِكَ ' اَوْ اَكْثَرُ ' فَهٰذَا غَرَرٌ وَمُخَاطَرَةٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ روغن زیتون کی زیتون کے بدلے تلوں کے تیل کی تلوں کے بدلے اور مکھن کے بدلے گھی کی بیع حلال نہیں ہے کیونکہ یہ مزابنہ میں داخل ہے کیونکہ اس نے دانوں وغیرہ کے بدلے اس چیز کو خریدا ہے جو ان سے ہی نکلی ہے' تو کیا معلوم کہ اب وہ اس روغن سے کم نکلے یا زیادہ' لٰہذا یہ دھوکا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَمِنْ ذٰلِكَ اَيْضًا اِشْتِرَاءُ حَبِّ الْبَانِ بِالسَّلِيْخَةِ ' فَذٰلِكَ غَرَرٌ لِاَنَّ الَّذِيْ يَخْرُجُ مِنْ حَبِّ الْبَانِ هُوَ السَّلِيْخَةُ ' وَلَا بَاْسَ بِحَبِّ الْبَانِ بِالْبَانِ الْمُطَيَّبِ لِاَنَّ الْبَانَ الْمُطَيَّبَ قَدْ طُيِّبَ ' وَنُشَّ ' وَتَحَوَّلَ عَنْ حَالِ السَّلِيْخَةِ.

امام مالک نے فرمایا کہ اسی طرح روغن بان کو تخم بان کے ذریعے خریدنا ہے' تو اس میں دھوکا ہے کیونکہ سلیخہ تخم بان ہی سے نکلا ہے۔ ہاں تخم بان کو خوشبو کے بدلے لینے میں مضائقہ نہیں کیونکہ خوشبودار بان باوجود لطافت کے روغن بان نہیں بنا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِيْ رَجُلٍ بَاعَ سِلْعَةً مِنْ رَجُلٍ عَلٰى اَنَّهٗ لَا نُقْصَانَ عَلَى الْمُبْتَاعِ اِنَّ ذٰلِكَ بَيْعٌ غَيْرُ جَائِزٍ ' وَهُوَ مِنَ الْمُخَاطَرَةِ ' وَتَفْسِيْرُ ذٰلِكَ اَنَّهٗ كَاَنَّهُ اسْتَاْجَرَهٗ بِرِبْحٍ اِنْ كَانَ فِيْ تِلْكَ السِّلْعَةِ ' وَاِنْ بَاعَ بِرَاْسِ الْمَالِ ' اَوْ بِنُقْصَانٍ ' فَلَا شَيْءَ لَهٗ وَذَهَبَ عَنَاؤُهٗ بَاطِلًا ' فَهٰذَا لَا يَصْلُحُ ' وَلِلْمُبْتَاعِ فِيْ هٰذَا اُجْرَةٌ بِمِقْدَارِ مَا عَالَجَ مِنْ ذٰلِكَ ' وَمَا كَانَ فِيْ تِلْكَ السِّلْعَةِ مِنْ نُقْصَانٍ ' اَوْ رِبْحٍ فَهُوَ لِلْبَائِعِ وَعَلَيْهِ ' وَاِنَّمَا يَكُوْنُ ذٰلِكَ اِذَا فَاتَتِ السِّلْعَةُ وَبِيْعَتْ فَاِنْ لَمْ تَفُتْ فُسِخَ الْبَيْعُ بَيْنَهُمَا.

امام مالک نے فرمایا کہ ایک آدمی نے اپنی کوئی چیز دوسرے کو اس شرط پر بیچی کہ خریدار کا نقصان نہیں ہوگا۔ یہ بیع جائز نہیں کیونکہ اس میں دھوکا ہے اور اس کی تفسیر یہ ہے کہ مشتری کو گویا اس چیز کے لئے مزدور رکھا گیا ہے۔ اگر مال بیچنے میں نقصان ہوا تو اسے کچھ نہیں ملے گا اور اس کی محنت رائیگاں گئی' لٰہذا یہ درست نہیں ہوتا یہ کہ اس سودے میں اس کی مزدوری مقرر کی جاتی اور نفع و نقصان بائع کا ہوتا۔ یہ حکم اس وقت ہے جبکہ مشتری اس چیز کو فروخت کر کے دے چکا ہو ورنہ ایسی بیع کو دونوں فسخ کر دیں۔

قَالَ مَالِكٌ فَاَمَّا اَنْ يَبِيْعَ رَجُلٌ مِنْ رَجُلٍ سِلْعَةً يَبُتُّ بَيْعَهَا ' ثُمَّ يَنْدَمُ الْمُشْتَرِيْ فَيَقُوْلُ لِلْبَائِعِ ضَعْ عَنِّيْ ' فَيَاْبَى الْبَائِعُ وَيَقُوْلُ بِعْ فَلَا نُقْصَانَ عَلَيْكَ ' فَهٰذَا لَا بَاْسَ بِهٖ لِاَنَّهٗ لَيْسَ مِنَ الْمُخَاطَرَةِ ' وَاِنَّمَا هُوَ شَيْءٌ وَصَفَهٗ لَهٗ ' وَلَيْسَ عَلٰى ذٰلِكَ عَقَدَا بَيْعَهُمَا ' وَذٰلِكَ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْاَمْرُ عِنْدَنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ ایک آدمی نے دوسرے کے ہاتھوں کوئی چیز فروخت کی اور لین دین ہو چکا' پھر مشتری نادم ہوا اور بائع سے کہا کہ کچھ کمی کر دو۔ بائع نے انکار کرتے ہوئے کہا کہ تم بیچ دو' تمہارا نقصان نہیں ہوگا۔ اس میں کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ یہ دھوکا نہیں ہے۔ یہ اس نے صرف مشورہ دیا ہے' بیع کا کوئی معاہدہ نہیں کیا اور اس کا ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

۳۵- بَابُ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ

ملامسہ اور منابذہ کا بیان

۵۸۱- حَدَّثَنَا يَحْيٰى ' عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ

اعرج نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، وَعَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ.

کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ملامسہ اور منابذہ (دونوں قسم کی بیع) سے منع فرمایا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْمُلَامَسَةُ أَنْ يَلْمِسَ الرَّجُلُ الثَّوْبَ، وَلَا يَنْشُرُهُ، وَلَا يَتَبَيَّنُ مَا فِيهِ، أَوْ يَبْتَاعَهُ لَيْلًا، وَلَا يَعْلَمُ مَا فِيهِ، وَالْمُنَابَذَةُ أَنْ يَنْبِذَ الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ ثَوْبَهُ، وَيَنْبِذَ الْآخَرُ إِلَيْهِ ثَوْبَهُ عَلَى غَيْرِ تَأَمُّلٍ مِنْهُمَا، وَيَقُولُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا هٰذَا بِهٰذَا، فَهٰذَا الَّذِي نُهِيَ عَنْهُ مِنَ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ.

امام مالک نے فرمایا: ملامسہ یہ ہے کہ آدمی کپڑے کو ہاتھ لگا دے اور کھول کر نہ دیکھے کہ اس میں کیا ہے یا رات میں خریدے بغیر اسے جانے اور منابذہ یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے کی جانب اپنا کپڑا پھینکے اور دوسرا اس کی طرف اپنا کپڑا پھینک دے۔ دونوں بغیر سوچے سمجھے کہہ دیں کہ یہ اس کے بدلے ہے۔ اسی لئے ملامسہ اور منابذہ سے منع فرمایا گیا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي السَّاجِ الْمُدْرَجِ فِي جِرَابِهِ، أَوِ الثَّوْبِ الْقُبْطِيِّ الْمُدْرَجِ فِي طَيِّهِ إِنَّهُ لَا يَجُوزُ بَيْعُهُمَا حَتَّى يُنْشَرَا، وَيُنْظَرَ إِلَى مَا فِي أَجْوَافِهِمَا، وَذٰلِكَ أَنَّ بَيْعَهُمَا مِنْ بَيْعِ الْغَرَرِ، وَهُوَ مِنَ الْمُلَامَسَةِ.

امام مالک نے تہہ کئے ہوئے تھان کے متعلق فرمایا جو تھیلے میں ہو یا چادر جو بستر ے میں ہو کہ ان کی بیع درست نہیں جب تک کھول کر نہ دکھائیں کیونکہ ان کی بیع دھوکے کی بیع ہے اور یہ ملامسہ سے ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَبَيْعُ الْأَعْدَالِ عَلَى الْبَرْنَامَجِ مُخَالِفٌ لِبَيْعِ السَّاجِ فِي جِرَابِهِ وَالثَّوْبِ فِي طَيِّهِ، وَمَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ فَرَقَ بَيْنَ ذٰلِكَ الْأَمْرُ الْمَعْمُولُ بِهِ، وَمَعْرِفَةُ ذٰلِكَ فِي صُدُورِ النَّاسِ، وَمَا مَضَى مِنْ عَمَلِ الْمَاضِينَ فِيهِ، وَأَنَّهُ لَمْ يَزَلْ مِنْ بُيُوعِ النَّاسِ الْجَائِزَةِ، وَالتِّجَارَةِ بَيْنَهُمُ الَّتِي لَا يَرَوْنَ بِهَا بَأْسًا لِأَنَّ بَيْعَ الْأَعْدَالِ عَلَى الْبَرْنَامَجِ عَلَى غَيْرِ نَشْرٍ لَا يُرَادُ بِهِ الْغَرَرُ، وَلَيْسَ يُشْبِهُ الْمُلَامَسَةَ.

صحیح البخاری (۲۱٤٦) صحیح مسلم (۳۷۸۰)

امام مالک نے فرمایا کہ برنامے والی بیع تھیلے میں ڈالے ہوئے تھان یا بستر کے اندر والے کپڑے کی طرح نہیں بلکہ مخالف ہے اور ان میں مشابہت نہیں بلکہ فرق ہے۔ یہ لوگوں کا معمول ہے۔ سب کے دلوں میں اس کی معرفت ہے۔ پچھلے زمانے سے اس پر عمل ہو رہا ہے اور ہمیشہ اسے لوگوں کی جائز بیع شمار کیا گیا اور تاجر آپس میں اس کے اندر قباحت نہ سمجھتے کیونکہ برنامے کی بیع نشر کر کے نہیں ہوتی اور نہ اس میں دھوکا ہے اور نہ ملامسہ سے مشابہت۔

۳٦- بَابُ بَيْعِ الْمُرَابَحَةِ

بیع مرابحہ کا بیان

حَدَّثَنِي يَحْيَى، قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا فِي الْبَزِّ يَشْتَرِيهِ الرَّجُلُ بِبَلَدٍ، ثُمَّ يَقْدَمُ بِهِ بَلَدًا آخَرَ فَيَبِيعُهُ مُرَابَحَةً إِنَّهُ لَا يَحْسِبُ فِيهِ أَجْرَ السَّمَاسِرَةِ، وَلَا أَجْرَ الطَّيِّ، وَلَا الشَّدِّ، وَلَا النَّفَقَةِ، وَلَا كِرَاءَ بَيْتٍ. فَأَمَّا كِرَاءُ الْبَزِّ فِي حُمْلَانِهِ فَإِنَّهُ يُحْسَبُ فِي أَصْلِ الثَّمَنِ، وَلَا يُحْسَبُ فِيهِ رِبْحٌ إِلَّا أَنْ يُعْلِمَ الْبَائِعُ مَنْ يُسَاوِمُهُ بِذٰلِكَ كُلِّهِ، فَإِنْ رَبَّحُوهُ عَلَى ذٰلِكَ

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفقہ ہے کہ ایک آدمی کسی شہر سے کپڑا خریدے اور اسے دوسرے شہر میں لا کر مرابحہ کے طور پر فروخت کرنا چاہے تو دلالوں کی دلالی تہہ کرنے والوں کی مزدوری باندھنے اٹھانے والوں کی اجرت اپنا خرچ اور مکان کا کرایہ اس میں شامل نہ کرے۔ صرف بار برداری کا خرچ شامل کر سکتا ہے لیکن اس پر نفع نہ لے۔ ہاں مشتری کو اگر بتا دے اور وہ بھی اس پر منافع دینے پر رضا مند ہو جائے تو کوئی مضائقہ

كُلِّهِ بَعْدَ الْعِلْمِ بِهِ فَلَا بَأْسَ بِهِ.

نہیں۔

قَالَ مَالِكٌ فَأَمَّا الْقِصَارَةُ وَالْخِيَاطَةُ وَالصِّبَاغُ وَمَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الْبَزِّ يُحْسَبُ فِيهِ الرِّبْحُ كَمَا يُحْسَبُ فِي الْبَزِّ فَإِنْ بَاعَ الْبَزَّ وَلَمْ يُبَيِّنْ شَيْئًا مِمَّا سَمَّيْتُ أَنَّهُ لَا يُحْسَبُ لَهُ فِيهِ رِبْحٌ فَإِنْ فَاتَ الْبَزُّ فَإِنَّ الْكِرَاءَ يُحْسَبُ وَلَا يُحْسَبُ عَلَيْهِ رِبْحٌ فَإِنْ لَمْ يَفُتِ الْبَزُّ فَالْبَيْعُ مَفْسُوخٌ بَيْنَهُمَا إِلَّا أَنْ يَتَرَاضَيَا عَلَى شَيْءٍ مِمَّا يَجُوزُ بَيْنَهُمَا.

امام مالک نے فرمایا کہ کپڑوں کی دھلائی، سلائی اور رنگائی وغیرہ اخراجات لاگت کی طرح ہیں اور منافع میں ان کا شمار ہوگا جیسے لاگت شمار کی جاتی ہے۔ اگر گانٹھ کو بیچا اور کپڑوں کا حال بیان نہ کیا جو اس میں ہیں تو اس پر نفع نہیں ملے گا۔ اگر کپڑے ضائع ہو گئے تو کرایہ محسوب ہوگا اور اس پر نفع نہیں لگایا جائے گا۔ اگر کپڑے ضائع نہیں ہوئے تو ان کے درمیان بیع فسخ کر دی جائے گی مگر جبکہ دونوں کسی بات پر راضی ہو جائیں تو جائز ہوگی۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يَشْتَرِي الْمَتَاعَ بِالذَّهَبِ أَوْ بِالْوَرِقِ وَالصَّرْفُ يَوْمَ اشْتَرَاهُ عَشَرَةُ دَرَاهِمَ بِدِينَارٍ فَيَقْدَمُ بِهِ بَلَدًا فَيَبِيعُهُ مُرَابَحَةً أَوْ يَبِيعُهُ حَيْثُ اشْتَرَاهُ مُرَابَحَةً عَلَى صَرْفِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ الَّذِي بَاعَهُ فِيهِ فَإِنَّهُ إِنْ كَانَ ابْتَاعَهُ بِدَرَاهِمَ وَبَاعَهُ بِدَنَانِيرَ أَوِ ابْتَاعَهُ بِدَنَانِيرَ وَبَاعَهُ بِدَرَاهِمَ وَكَانَ الْمَتَاعُ لَمْ يَفُتْ فَالْمُبْتَاعُ بِالْخِيَارِ إِنْ شَاءَ أَخَذَهُ وَإِنْ شَاءَ تَرَكَهُ فَإِنْ فَاتَ الْمَتَاعُ كَانَ لِلْمُشْتَرِي بِالثَّمَنِ الَّذِي ابْتَاعَهُ بِهِ الْبَائِعُ وَيُحْسَبُ لِلْبَائِعِ الرِّبْحُ عَلَى مَا اشْتَرَاهُ بِهِ عَلَى مَا رَبَّحَهُ الْمُبْتَاعُ.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر کوئی سونے چاندی کے بدلے اسباب خریدے اور اس وقت سونے چاندی کا بھاؤ یہ ہو کہ دس درہم میں ایک دینار آتا ہو۔ پھر مشتری اس مال کو دوسرے شہر میں لے گیا اور وہاں مرابحہ کے طور پر بیچنا چاہا، سونے چاندی کے اسی بھاؤ سے جو خریدنے کے روز تھا۔ اگر اس نے دراہم سے خریدا تھا اور دیناروں سے بیچا، یا دیناروں سے خریدا تھا اور دراہم سے بیچا تو اسباب اگر موجود ہو اور تلف نہ ہوا ہو تو خریدار کو لینے یا نہ لینے کا اختیار ہوگا۔ اگر وہ اسباب تلف ہو گیا تو مشتری سے وہ ثمن جتنے میں بائع نے مال خریدا تھا دلایا جائے گا اور ساتھ ہی منافع کا حساب کر کے دیا جائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ وَإِذَا بَاعَ رَجُلٌ سِلْعَةً قَامَتْ عَلَيْهِ بِمِائَةِ دِينَارٍ لِلْعَشَرَةِ أَحَدَ عَشَرَ ثُمَّ جَاءَهُ بَعْدَ ذٰلِكَ أَنَّهَا قَامَتْ عَلَيْهِ بِتِسْعِينَ دِينَارًا وَقَدْ فَاتَتِ السِّلْعَةُ خُيِّرَ الْبَائِعُ فَإِنْ أَحَبَّ فَلَهُ قِيمَةُ سِلْعَتِهِ يَوْمَ قُبِضَتْ مِنْهُ إِلَّا أَنْ تَكُونَ الْقِيمَةُ أَكْثَرَ مِنَ الثَّمَنِ الَّذِي وَجَبَ لَهُ بِهِ الْبَيْعُ أَوَّلَ يَوْمٍ فَلَا يَكُونُ لَهُ أَكْثَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَذٰلِكَ مِائَةُ دِينَارٍ وَعَشَرَةُ دَنَانِيرَ وَإِنْ أَحَبَّ ضُرِبَ لَهُ الرِّبْحُ عَلَى التِّسْعِينَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ الَّذِي بَلَغَتْ سِلْعَتُهُ مِنَ الثَّمَنِ أَقَلَّ مِنَ الْقِيمَةِ فَيُخَيَّرُ فِي الَّذِي بَلَغَتْ سِلْعَتُهُ وَفِي رَأْسِ مَالِهِ وَرِبْحِهِ وَذٰلِكَ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ دِينَارًا.

امام مالک نے فرمایا کہ کسی کو ایک چیز سو دینار میں پڑی۔ اس نے دس فیصد نفع پر فروخت کر دی۔ معلوم ہوا کہ وہ چیز تو نوے دینار میں پڑی تھی اور مشتری کے پاس وہ تلف ہو گئی تو بائع کو اختیار ہوگا کہ چاہے بازار کی موجودہ قیمت لے یا اس روز کی جبکہ وہ مشتری کے پاس آئی۔ بازار کی موجودہ قیمت لینے کی صورت میں زر ثمن اس قیمت سے زیادہ نہ ہو جو پہلے روز ٹھہری تھی یعنی ایک سو دس دینار سے اور بائع کو ایک سو دس دینار سے زیادہ نہیں ملیں گے اور اگر چاہے تو نوے دینار پر اسی دس فیصد کے حساب سے نفع لگا کر۔

قَالَ مَالِكٌ وَإِنْ بَاعَ رَجُلٌ سِلْعَةً مُرَابَحَةً فَقَالَ

امام مالک نے فرمایا کہ کسی نے ایک چیز مرابحہ پر فروخت

قَامَتْ عَلَيَّ بِمِائَةِ دِينَارٍ، ثُمَّ جَاءَهُ بَعْدَ ذٰلِكَ أَنَّهَا قَامَتْ بِمِائَةٍ وَعِشْرِينَ دِينَارًا خُيِّرَ الْمُبْتَاعُ، فَإِنْ شَاءَ أَعْطَى الْبَائِعَ قِيمَةَ السِّلْعَةِ يَوْمَ قَبَضَهَا، وَإِنْ شَاءَ أَعْطَى الثَّمَنَ الَّذِي ابْتَاعَ بِهِ عَلَى حِسَابِ مَا رَبَّحَهُ بَالِغًا مَا بَلَغَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ ذٰلِكَ أَقَلَّ مِنَ الثَّمَنِ الَّذِي ابْتَاعَ بِهِ السِّلْعَةَ، فَلَيْسَ لَهُ أَنْ يَنْقُصَ رَبَّ السِّلْعَةِ مِنَ الثَّمَنِ الَّذِي ابْتَاعَهَا بِهِ، لِأَنَّهُ قَدْ كَانَ رَضِيَ بِذٰلِكَ، وَإِنَّمَا جَاءَ رَبُّ السِّلْعَةِ يَطْلُبُ الْفَضْلَ، فَلَيْسَ لِلْمُبْتَاعِ فِي هٰذَا حُجَّةٌ عَلَى الْبَائِعِ بِأَنْ يَضَعَ مِنَ الثَّمَنِ الَّذِي ابْتَاعَ بِهِ عَلَى الْبَرْنَامِجِ.

کی اور کہا کہ سو دینار کی مجھے پڑی ہے۔ پھر اسے معلوم ہوا کہ یہ تو ایک سو بیس دینار میں پڑی تھی۔ دریں حالات خریدار کو اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو وصولی کے روز بازار میں جو قیمت تھی وہ دے اور چاہے تو جس ثمن کے بدلے بائع نے خریدی تھی اس پر نفع لگا کر ادا کر دے۔ اگر یہ قیمت پہلے روز کے ثمن سے کم ہو تو مشتری کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اس سے کم ادا کرے، کیونکہ اس پر مشتری رضا مند ہو چکا ہے۔ اگر بائع نے کچھ زیادہ بیان کیا تو خریدار کو اصل قیمت سے گھٹانے کا اختیار نہیں ہوگا۔

۳۷- بَابُ الْبَيْعِ عَلَى الْبَرْنَامِجِ

برنامے پر بیع کرنا

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي الْقَوْمِ يَشْتَرُونَ السِّلْعَةَ الْبَزَّ، أَوِ الرَّقِيقَ فَيَسْمَعُ بِهِ الرَّجُلُ، فَيَقُولُ لِرَجُلٍ مِنْهُمْ الْبَزُّ الَّذِي اشْتَرَيْتَ مِنْ فُلَانٍ قَدْ بَلَغَتْنِي صِفَتُهُ، وَأَمْرُهُ، فَهَلْ لَكَ أَنْ أُرْبِحَكَ فِي نَصِيبِكَ كَذَا وَكَذَا؟ فَيَقُولُ نَعَمْ، فَيُرْبِحُهُ وَيَكُونُ شَرِيكًا لِلْقَوْمِ مَكَانَهُ، فَإِذَا نَظَرَ إِلَيْهِ رَآهُ قَبِيحًا وَاسْتَغْلَاهُ.

امام مالک نے فرمایا: ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ اگر چند لوگ مل کر مال اسباب خریدیں۔ پھر ان میں سے ایک آدمی دوسرے سے کہے کہ تم نے جو فلاں سے مال خریدا ہے مجھے اس کے اوصاف معلوم ہو گئے ہیں۔ کیا تم اپنے حصے کو بطور مرابحہ اتنے میں بیچتے ہو؟ وہ کہے: ہاں۔ چنانچہ وہ مرابحہ کر کے اس کی جگہ بھی دوسرے لوگوں میں شامل ہو جاتا ہے۔ بیچنے والا جب اس کی طرف دیکھتا ہے تو برا مناتا اور گرانی محسوس کرتا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ ذٰلِكَ لَازِمٌ لَهُ، وَلَا خِيَارَ لَهُ فِيهِ إِذَا كَانَ ابْتَاعَهُ عَلَى بَرْنَامِجٍ وَصِفَةٍ مَعْلُومَةٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ اس کے لئے لازم ہو گیا اور اسے اختیار نہیں رہا جبکہ اس نے برنامے پر بیچا اور اوصاف بتا دیئے تھے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يَقْدَمُ لَهُ أَصْنَافٌ مِنَ الْبَزِّ، وَيَحْضُرُهُ السُّوَّامُ، وَيَقْرَأُ عَلَيْهِمْ بَرْنَامِجَهُ وَيَقُولُ فِي كُلِّ عَدْلٍ كَذَا وَكَذَا مِلْحَفَةً بَصْرِيَّةً، وَكَذَا وَكَذَا رَيْطَةً سَابِرِيَّةً ذَرْعُهَا كَذَا وَكَذَا، وَيُسَمِّي لَهُمْ أَصْنَافًا مِنَ الْبَزِّ بِأَجْنَاسِهِ، وَيَقُولُ اشْتَرُوا مِنِّي عَلَى هٰذِهِ الصِّفَةِ فَيَشْتَرُونَ الْأَعْدَالَ عَلَى مَا وَصَفَ لَهُمْ، ثُمَّ يَفْتَحُونَهَا فَيَسْتَغْلُونَهَا وَيَنْدَمُونَ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس کے پاس کپڑوں کی گانٹھیں آئیں اور بیوپاری بھی آ پہنچے۔ اس نے انہیں برنامے پڑھ کر سنا دیئے اور کہا کہ ہر گانٹھ میں اتنے بصری لحاف اور اتنی سابری چادریں ہیں اور انہیں کپڑے کی جنس بتا کر کہا کہ ان اوصاف پر مجھ سے خرید لو۔ پس بتائے ہوئے اوصاف پر انہوں نے گانٹھیں خرید لیں۔ جب کھول کر دیکھیں تو مہنگی نظر آئیں اور پشیمان ہوئے۔

قَالَ مَالِكٌ ذٰلِكَ لَازِمٌ لَهُمْ إِذَا كَانَ مُوَافِقًا لِلْبَرْنَامِجِ الَّذِي بَاعَهُمْ عَلَيْهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ ان کے لئے لازم ہے جبکہ وہ برنامے کے مطابق ہو جس پر بیچا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَهٰذَا الْاَمْرُ الَّذِيْ لَمْ يَزَلْ عَلَيْهِ النَّاسُ عِنْدَنَا يُجِيْزُوْنَهُ بَيْنَهُمْ اِذَا كَانَ الْمَتَاعُ مُوَافِقًا لِلْبَرْنَامِجِ، وَلَمْ يَكُنْ مُخَالِفًا لَهٗ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک لوگوں کا ہمیشہ اس پر عمل رہا ہے اور سب اسے جائز سمجھتے رہے ہیں جبکہ سامان برنامے کے مطابق ہو اور اس سے اختلاف نہ رکھتا ہو۔

۳۸- بَابُ بَيْعِ الْخِيَارِ

بیع خیار کا بیان

۵۸۲- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَلْمُتَبَايِعَانِ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِالْخِيَارِ عَلٰى صَاحِبِهٖ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا اِلَّا بَيْعَ الْخِيَارِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیع میں جدا ہونے سے پہلے بائع اور مشتری دونوں کو اختیار ہوتا ہے ماسوائے بیع خیار کے۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَيْسَ لِهٰذَا عِنْدَنَا حَدٌّ مَعْرُوْفٌ، وَلَا اَمْرٌ مَعْمُوْلٌ بِهٖ فِيْهِ. صحیح البخاری (۲۱۱۱) صحیح مسلم (۳۸۳۱)

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک اس کی کوئی حد یا کوئی معمول بہ حکم نہیں ہے۔ف

ف: بائع اور مشتری دونوں کو اختیار حاصل ہے کہ بیع کو قائم رکھیں یا جدا ہونے سے پہلے اسے کالعدم قرار دے دیں۔ لیکن جس بیع میں اختیار کی شرط رکھی گئی ہو جسے بیع بالخیار کہتے ہیں اس میں بائع اور مشتری کو بعد میں بھی بیع کے قائم رکھنے یا ختم کر دینے کا اختیار رہتا ہے اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس اختیار کی زیادہ سے زیادہ مدت تین دن ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۵۸۳- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ كَانَ يُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَيُّمَا بَيِّعَيْنِ تَبَايَعَا فَالْقَوْلُ مَا قَالَ الْبَائِعُ، اَوْ يَتَرَادَّانِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کیا کرتے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر بائع اور مشتری میں اختلاف ہو جائے تو بائع کی بات کا اعتبار کیا جائے گا یا دونوں بیع کو رد کر دیں۔

قَالَ مَالِكٌ فِيْمَنْ بَاعَ مِنْ رَجُلٍ سِلْعَةً، فَقَالَ الْبَائِعُ عِنْدَ مُوَاجَبَةِ الْبَيْعِ اَبِيْعُكَ عَلٰى اَنْ اَسْتَشِيْرَ فُلَانًا، فَاِنْ رَضِيَ فَقَدْ جَازَ الْبَيْعُ، وَاِنْ كَرِهَ فَلَا بَيْعَ بَيْنَنَا فَيَتَبَايَعَانِ عَلٰى ذٰلِكَ، ثُمَّ يَنْدَمُ الْمُشْتَرِيْ قَبْلَ اَنْ يَسْتَشِيْرَ الْبَائِعُ فُلَانًا، اِنَّ ذٰلِكَ الْبَيْعَ لَازِمٌ لَهُمَا عَلٰى مَا وَصَفَا، وَلَا خِيَارَ لِلْمُبْتَاعِ وَهُوَ لَازِمٌ لَهٗ اِنْ اَحَبَّ الَّذِي اشْتَرَطَ لَهُ الْبَائِعُ اَنْ يُجِيْزَهٗ.

امام مالک نے فرمایا کہ ایک آدمی نے اپنی چیز بیچتے وقت یہ شرط لگائی کہ میں فلاں شخص سے مشورہ کروں گا، اگر اس نے اجازت دی تو بیع نافذ رہے گی اور اس نے منع کیا تو بیع کالعدم ہو جائے گی دوسرا بھی اس شرط پر رضا مند ہو گیا۔ پھر مشتری اس پر نادم ہوا اس سے پہلے کہ بائع اس سے مشورہ کرے۔ یہ بیع مذکورہ صورت میں دونوں پر لازم ہو گی اور خریدار کو اختیار نہ رہا۔ یہ اس پر بھی لازم ہے جبکہ بائع نے جس آدمی کی شرط رکھی وہ اسے اجازت دے۔

قَالَ مَالِكٌ اَلْاَمْرُ عِنْدَنَا فِي الرَّجُلِ يَشْتَرِي السِّلْعَةَ مِنَ الرَّجُلِ فَيَخْتَلِفَانِ فِي الثَّمَنِ، فَيَقُوْلُ الْبَائِعُ بِعْتُكَهَا بِعَشَرَةِ دَنَانِيْرَ، وَيَقُوْلُ الْمُبْتَاعُ ابْتَعْتُهَا مِنْكَ بِخَمْسَةِ دَنَانِيْرَ، اِنَّهٗ يُقَالُ لِلْبَائِعِ اِنْ شِئْتَ فَاَعْطِهَا لِلْمُشْتَرِيْ بِمَا قَالَ، وَاِنْ شِئْتَ فَاحْلِفْ بِاللّٰهِ مَا بِعْتَ سِلْعَتَكَ اِلَّا بِمَا قُلْتَ، فَاِنْ حَلَفَ قِيْلَ لِلْمُشْتَرِيْ اِمَّا

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ اگر ایک آدمی دوسرے سے کوئی چیز خریدے۔ پھر دونوں میں قیمت کا اختلاف پڑ جائے۔ بائع کہے کہ میں نے دس دینار میں بیچی ہے۔ مشتری کہے کہ میں نے پانچ دینار میں خریدی ہے۔ دریں حالات بائع سے کہا جائے گا کہ پانچ دینار میں مشتری کو دے دو ورنہ قسم کھاؤ کہ میں نے اسے اپنی چیز دس دینار میں بیچی ہے۔ اگر بائع

أَنْ تَأْخُذَ السِّلْعَةَ بِمَا قَالَ الْبَائِعُ ، وَإِمَّا أَنْ تَحْلِفَ بِاللّٰهِ مَا اشْتَرَيْتَهَا إِلَّا بِمَا قُلْتَ ، فَإِنْ حَلَفَ بَرِئَ مِنْهَا ، وَذٰلِكَ أَنَّ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مُدَّعٍ عَلٰى صَاحِبِهٖ.

سنن ترمذی (۱۲۷۰)

قسم کھالے تو مشتری سے کہا جائے گا کہ تم چاہو تو دس دینار میں یہ چیز لے لو ورنہ قسم کھاؤ کہ میں نے یہ چیز پانچ دینار میں خریدی ہے۔ اگر قسم کھا گیا تو یہ بھی بری ہو گیا اور ان میں سے ہر ایک اپنے ساتھی پر مدعی ہے۔

۳۹- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرِّبَا فِي الدَّيْنِ

قرض میں سود کے متعلق روایات

[۷۶۸] اَثَر- حَدَّثَنِي يَحْيٰى ، عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ ، عَنْ عُبَيْدٍ أَبِي صَالِحٍ مَوْلَى السَّفَّاحِ ، أَنَّهُ قَالَ بِعْتُ بَزًّا لِي مِنْ أَهْلِ دَارِ نَخْلَةَ إِلٰى أَجَلٍ ، ثُمَّ أَرَدْتُ الْخُرُوجَ إِلَى الْكُوفَةِ ، فَعَرَضُوا عَلَيَّ أَنْ أَضَعَ عَنْهُمْ بَعْضَ الثَّمَنِ وَيَنْقُدُونِي ، فَسَأَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ ، فَقَالَ لَا آمُرُكَ أَنْ تَأْكُلَ هٰذَا وَلَا تُوكِلَهُ.

بسر بن سعید سے روایت ہے کہ عبید ابو صالح مولی سفاح نے فرمایا کہ میں نے ایک مدت مقرر کر کے دار نخلہ والوں کے ہاتھوں کپڑا بیچا۔ پھر میں نے کوفے کی طرف جانے کا ارادہ کیا تو ان لوگوں نے مجھ سے کہا کہ اگر آپ قیمت کچھ کم کر دیں تو ہم نقد ادا کر دیتے ہیں۔ پس میں نے اس بارے میں حضرت زید بن ثابت سے پوچھا تو فرمایا کہ میں تمہیں اس کے کھانے اور کھلانے کی اجازت نہیں دیتا۔

[۷۶۹] اَثَر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حَفْصِ بْنِ خَلْدَةَ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ، أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الرَّجُلِ يَكُونُ لَهُ الدَّيْنُ عَلَى الرَّجُلِ إِلٰى أَجَلٍ ، فَيَضَعُ عَنْهُ صَاحِبُ الْحَقِّ ، وَيُعَجِّلُهُ الْآخَرُ ، فَكَرِهَ ذٰلِكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ ، وَنَهٰى عَنْهُ.

سالم بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جس پر دوسرے کا قرض ہو ایک مدت تک۔ قرض خواہ اس میں سے کچھ کم کر دے اور دوسرا جلدی ادا کر دے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر نے ناپسند کیا اور اس سے منع فرمایا۔ ف

ف: زید کے مثلاً بکر پر ایک ہزار روپے ہیں جن کی ادائیگی میں ابھی چار ماہ کی مدت باقی ہے۔ زید کہے کہ تم ان ایک ہزار کے بدلے مجھے نقد آٹھ سو روپے دے دو یا بکر کہے کہ آٹھ سو لے لو۔ ایسا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ ایک ہزار ادھار روپوں کو آٹھ سو نقد کے بدلے بیچنا اور خریدنا ہے چونکہ اس کے اندر یہ شبہ پایا جاتا ہے کہ شاید دو سو روپے سود قرار پائیں بایں وجہ اسے جائز نہیں سمجھا گیا۔ حضرت عمر، حضرت زید بن ثابت اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ایسا ہی مروی ہے اور یہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[۷۷۰] اَثَر- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّهُ قَالَ كَانَ الرِّبَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ يَكُونَ لِلرَّجُلِ عَلَى الرَّجُلِ الْحَقُّ إِلٰى أَجَلٍ ، فَإِذَا حَلَّ الْأَجَلُ قَالَ أَتَقْضِي أَمْ تُرْبِي؟ فَإِنْ قَضٰى أَخَذَ وَإِلَّا زَادَهُ فِي حَقِّهٖ وَأَخَّرَ عَنْهُ فِي الْأَجَلِ.

زید بن اسلم نے فرمایا کہ زمانۂ جاہلیت میں سود اس طرح ہوتا تھا کہ ایک آدمی کا دوسرے پر قرض ہوتا۔ جب مدت پوری ہو جاتی تو قرض خواہ کہتا: قرض ادا کرو گے یا سود دو گے؟ اگر وہ ادا کرتا تو قرض خواہ لے لیتا ورنہ سود ساتھ لگا کر مدت اور بڑھا دیتا۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْأَمْرُ الْمَكْرُوهُ الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ عِنْدَنَا أَنْ يَكُونَ لِلرَّجُلِ عَلَى الرَّجُلِ الدَّيْنُ إِلٰى

امام مالک نے فرمایا کہ اس حکم کی کراہت میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے کہ ایک آدمی کا دوسرے پر قرض ہو

أَجَلٍ، فَيَضَعُ عَنْهُ الطَّالِبُ، وَيُعَجِّلُهُ الْمَطْلُوبُ، وَذٰلِكَ عِنْدَنَا بِمَنْزِلَةِ الَّذِي يُؤَخِّرُ دَيْنَهُ بَعْدَ مَحِلِّهِ عَنْ غَرِيمِهِ، وَيَزِيدُهُ الْغَرِيمُ فِي حَقِّهِ. قَالَ فَهٰذَا الرِّبَا بِعَيْنِهِ لَا شَكَّ فِيهِ.

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يَكُونُ لَهُ عَلَى الرَّجُلِ مِائَةُ دِينَارٍ إِلَى أَجَلٍ، فَإِذَا حَلَّتْ قَالَ لَهُ الَّذِي عَلَيْهِ الدَّيْنُ بِعْنِي سِلْعَةً يَكُونُ ثَمَنُهَا مِائَةَ دِينَارٍ نَقْدًا بِمِائَةٍ وَخَمْسِينَ إِلَى أَجَلٍ، هٰذَا بَيْعٌ لَا يَصْلُحُ، وَلَمْ يَزَلْ أَهْلُ الْعِلْمِ يَنْهَوْنَ عَنْهُ.

قَالَ مَالِكٌ وَإِنَّمَا كُرِهَ ذٰلِكَ لِأَنَّهُ إِنَّمَا يُعْطِيهِ ثَمَنَ مَا بَاعَهُ بِعَيْنِهِ، وَيُؤَخِّرُ عَنْهُ الْمِائَةَ الْأُولَى إِلَى الْأَجَلِ الَّذِي ذَكَرَ لَهُ آخِرَ مَرَّةٍ وَيَزْدَادُ عَلَيْهِ خَمْسِينَ دِينَارًا فِي تَأْخِيرِهِ عَنْهُ، فَهٰذَا مَكْرُوهٌ وَلَا يَصْلُحُ، وَهُوَ أَيْضًا يُشْبِهُ حَدِيثَ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ فِي بَيْعِ أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ إِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا حَلَّتْ دُيُونُهُمْ قَالُوا لِلَّذِي عَلَيْهِ الدَّيْنُ إِمَّا أَنْ تَقْضِيَ، وَإِمَّا أَنْ تُرْبِيَ، فَإِنْ قَضَى أَخَذُوا، وَإِلَّا زَادُوهُمْ فِي حُقُوقِهِمْ، وَزَادُوهُمْ فِي الْأَجَلِ.

٤٠- بَابُ جَامِعِ الدَّيْنِ وَالْحِوَلِ

٥٨٤- **حَدَّثَنَا** يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ، وَإِذَا أُتْبِعَ أَحَدُكُمْ عَلَى مَلِيءٍ فَلْيَتْبَعْ.

صحیح البخاری (۲۲۸۷) صحیح مسلم (۳۹۷۸)

[۷۷۱] **أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي** مَالِكٌ، عَنْ مُوسَى بْنِ مَيْسَرَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا يَسْأَلُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ فَقَالَ إِنِّي رَجُلٌ أَبِيعُ بِالدَّيْنِ، فَقَالَ سَعِيدٌ لَا تَبِعْ إِلَّا مَا أَوَيْتَ إِلَى رَحْلِكَ.

قَالَ مَالِكٌ فِي الَّذِي يَشْتَرِي السِّلْعَةَ مِنَ الرَّجُلِ عَلَى أَنْ يُوَفِّيَهُ تِلْكَ السِّلْعَةَ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى، إِمَّا لِسُوقٍ يَرْجُو نَفَاقَهَا فِيهِ، وَإِمَّا لِحَاجَةٍ فِي ذٰلِكَ الزَّمَانِ الَّذِي اشْتَرَطَ عَلَيْهِ، ثُمَّ يُخْلِفُهُ الْبَائِعُ عَنْ ذٰلِكَ

طالب قرض میں کچھ کمی کر دے اور مطلوب جلد ادا کر دے۔ یہ ہمارے نزدیک مدت پوری ہونے پر قرض بڑھانے کی طرح ہے اور قرض دار اپنا حق بڑھالے۔ فرمایا کہ یہ بالکل سود ہے، جس میں کوئی شک نہیں۔

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس کے دوسرے پر سو دینار ہوں ایک مدت کے وعدے پر۔ جب مدت پوری ہو جائے تو مقروض کہے کہ اپنی فلاں چیز، جس کی قیمت سو دینار ہے، مدت مقرر کر کے مجھے ڈیڑھ سو دینار میں فروخت کر دو۔ یہ بیع درست نہیں اور اہل علم ہمیشہ اس سے منع کرتے آئے ہیں۔

امام مالک نے فرمایا کہ میں اسے ناپسند کرتا ہوں۔ کیونکہ وہ قیمت ادا کر دینی چاہیے جتنے میں واقعی چیز بیچی جبکہ مدت پوری ہونے پر پہلے سو دینار کو موخر کیا جا رہا ہے اور تاخیر کے باعث اس پر پچاس دینار بڑھائے جا رہے ہیں۔ یہ مکروہ ہے، درست نہیں۔ یہ اس سے مشابہت رکھتا ہے جو زید بن اسلم کی روایت میں اہل جاہلیت کا سود بتایا۔ یعنی جب ان کے قرض کی مدت پوری ہو جاتی تو مقروض سے کہتے کہ قرض ادا کرو یا سود دو؟ اگر وہ قرض ادا کرتا تو لے لیتے ورنہ سود لگا کر مدت اور بڑھا دیتے۔

قرض کے متعلق دیگر روایات

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مال دار کا قرض ادا کرنے میں دیر کرنا ظلم ہے اور جب تم میں سے کوئی مال دار پر حوالہ کیا جائے تو حوالے کو قبول کر لینا چاہیے۔

ایک آدمی نے سعید بن مسیب سے پوچھتے ہوئے کہا کہ میں قرض کے بدلے تجارت کرتا ہوں۔ سعید نے فرمایا: اس چیز کو نہ بیچو جو تمہارے پاس نہ ہو۔

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے دوسرے سے کوئی چیز خریدی کہ مدت پوری ہونے پر اسے واپس کر دی جائے گی۔ خواہ یہ شرط بازار کی مانگ کے باعث رکھی ہو یا کسی ضرورت کے تحت مدت پوری ہونے پر بائع خلاف ورزی

اَلْاَجَلِ، فَيُرِيْدُ الْمُشْتَرِيْ رَدَّ تِلْكَ السِّلْعَةِ عَلَى الْبَائِعِ، اِنَّ ذٰلِكَ لَيْسَ لِلْمُشْتَرِيْ، وَاِنَّ الْبَيْعَ لَازِمٌ لَهٗ، وَاِنَّ الْبَائِعَ لَوْ جَاءَ بِتِلْكَ السِّلْعَةِ قَبْلَ مَحِلِّ الْاَجَلِ لَمْ يُكْرَهِ الْمُشْتَرِيْ عَلٰى اَخْذِهَا.

کرے۔ پس مشتری وہ چیز بائع کو لوٹانا چاہے تو مشتری کو یہ حق نہیں۔ کیونکہ بیع اس پر لازم ہو چکی اور بائع اس چیز کو اگر مدت پوری ہونے سے پہلے لے جائے تو مشتری اس کے لینے کا برا نہیں منائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الَّذِيْ يَشْتَرِي الطَّعَامَ فَيَكْتَالُهٗ، ثُمَّ يَأْتِيْهِ مَنْ يَشْتَرِيْهِ مِنْهُ، فَيُخْبِرُ الَّذِيْ يَأْتِيْهِ اَنَّهٗ قَدِ اكْتَالَهٗ لِنَفْسِهٖ وَاسْتَوْفَاهُ فَيُرِيْدُ الْمُبْتَاعُ اَنْ يُصَدِّقَهٗ وَيَاْخُذَهٗ بِكَيْلِهٖ اِنَّ مَا بِيْعَ عَلٰى هٰذِهِ الصِّفَةِ بِنَقْدٍ فَلَا بَاْسَ بِهٖ، وَمَا بِيْعَ عَلٰى هٰذِهِ الصِّفَةِ اِلٰى اَجَلٍ، فَاِنَّهٗ مَكْرُوْهٌ حَتّٰى يَكْتَالَهُ الْمُشْتَرِي الْاٰخَرُ لِنَفْسِهٖ، وَاِنَّمَا كُرِهَ الَّذِيْ اِلٰى اَجَلٍ لِاَنَّهٗ ذَرِيْعَةٌ اِلَى الرِّبَا وَتَخَوُّفٌ اَنْ يُدَارَ ذٰلِكَ عَلٰى هٰذَا الْوَجْهِ بِغَيْرِ كَيْلٍ، وَلَا وَزْنٍ، فَاِنْ كَانَ اِلٰى اَجَلٍ فَهُوَ مَكْرُوْهٌ، وَلَا اخْتِلَافَ فِيْهِ عِنْدَنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ جو اناج خریدے پھر اسے تول لے۔ پھر اس کے پاس ایک آدمی خریدنے آئے تو یہ آنے والے کو بتا دے کہ میں نے اسے خود تولا ہے۔ خریدار اس کا اعتبار کر کے اسی وزن کے حساب سے خریدے تو اس طرح کی یہ بیع جبکہ ہاتھوں ہاتھ ہو تو کوئی مضائقہ نہیں اور مدت مقرر کر کے ایسی بیع ہو تو مکروہ ہے یہاں تک کہ دوسرا مشتری خود نہ تول لے اور یہ کراہت مدت کے باعث ہے کیونکہ یہ ذریعۂ سود ہے۔ خطرہ یہ ہے کہ اس بیع کا دارومدار اس چیز پر ہے جس کی ناپ تول نہیں ہوئی۔ اگر وہ مدت مقرر کر کے ہو تو مکروہ ہے اور ہمارے نزدیک اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ لَا يَنْبَغِيْ اَنْ يُشْتَرٰى دَيْنٌ عَلٰى رَجُلٍ غَائِبٍ وَلَا حَاضِرٍ اِلَّا بِاِقْرَارٍ مِنَ الَّذِيْ عَلَيْهِ الدَّيْنُ وَلَا عَلٰى مَيِّتٍ، وَاِنْ عَلِمَ الَّذِيْ تَرَكَ الْمَيِّتُ، وَذٰلِكَ اَنَّ اشْتِرَاءَ ذٰلِكَ غَرَرٌ لَا يُدْرٰى اَيَتِمُّ اَمْ لَا يَتِمُّ. قَالَ وَتَفْسِيْرُ مَا كُرِهَ مِنْ ذٰلِكَ اَنَّهٗ اِذَا اشْتَرٰى دَيْنًا عَلٰى غَائِبٍ، اَوْ مَيِّتٍ اَنَّهٗ لَا يُدْرٰى مَا يَلْحَقُ الْمَيِّتَ مِنَ الدَّيْنِ الَّذِيْ لَمْ يُعْلَمْ بِهٖ، فَاِنْ لَحِقَ الْمَيِّتَ دَيْنٌ ذَهَبَ الثَّمَنُ الَّذِيْ اَعْطَى الْمُبْتَاعُ بَاطِلًا.

امام مالک نے فرمایا کہ کسی کے قرض کو خریدنا مناسب نہیں ہے خواہ وہ حاضر ہو یا غائب مگر جب کہ وہ اقرار کر لے جس پر قرض ہے اور نہ میت کے قرض کو، خواہ علم بھی ہو کہ میت نے مال چھوڑا ہے کیونکہ اس کے خریدنے میں دھوکا ہے۔ نہیں معلوم کہ کچھ ملے گا یا نہیں۔ امام مالک نے فرمایا: اس کراہت کی تفسیر یہ ہے کہ جب اس نے غائب یا میت کے قرض کو خریدا تو اسے کیا معلوم کہ میت پر اور کتنا قرض نکلے جس کا اسے علم نہ ہو۔ اگر میت پر اور بھی قرض نکلا تو خریدار کی پونجی رائیگاں گئی۔

قَالَ مَالِكٌ وَفِيْ ذٰلِكَ اَيْضًا عَيْبٌ اٰخَرُ اَنَّهُ اشْتَرٰى شَيْئًا لَيْسَ بِمَضْمُوْنٍ لَهٗ، وَاِنْ لَمْ يَتِمَّ ذَهَبَ ثَمَنُهٗ بَاطِلًا، فَهٰذَا غَرَرٌ لَا يَصْلُحُ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس میں یہ خرابی بھی ہے کہ اس نے ایسی چیز خریدی جس کا کوئی ضامن نہیں۔ اگر قرض ادا نہ ہوا تو قیمت بیکار گئی۔ یہ دھوکا ہے جو درست نہیں۔

قَالَ مَالِكٌ وَاِنَّمَا فُرِقَ بَيْنَ اَنْ لَا يَبِيْعَ الرَّجُلُ اِلَّا مَا عِنْدَهٗ، وَاَنْ يُسَلِّفَ الرَّجُلُ فِيْ شَيْءٍ لَيْسَ عِنْدَهٗ اَصْلُهٗ، اَنَّ صَاحِبَ الْعِيْنَةِ، اِنَّمَا يَحْمِلُ ذَهَبَهُ الَّتِيْ يُرِيْدُ اَنْ يَبْتَاعَ بِهَا فَيَقُوْلُ هٰذِهٖ عَشَرَةُ دَنَانِيْرَ فَمَا تُرِيْدُ اَنْ اَشْتَرِيَ لَكَ بِهَا، فَكَاَنَّهٗ يَبِيْعُ عَشَرَةَ دَنَانِيْرَ نَقْدًا

امام مالک نے فرمایا کہ دونوں کے درمیان یہ فرق ہے کہ آدمی نہیں خریدتا مگر جو چیز اس کے پاس ہے اور سلف میں آدمی اس چیز کو خریدتا ہے جو حقیقت میں پاس نہیں ہے اور بیع عینہ والا اپنے جس سونے کو بیچنا چاہتا ہے تو کہتا ہے کہ یہ دس دینار ہیں، کیا نہیں مجھ سے خریدنا چاہتے ہو؟ گویا وہ دس دینار نقد کو مدت مقرر کر

بِخَمْسَةَ عَشَرَ دِيْنَارًا إِلَى أَجَلٍ، فَلِهٰذَا كُرِهَ ذٰلِكَ، وَإِنَّمَا تِلْكَ الدُّخْلَةُ وَالدُّلْسَةُ.

کے پندرہ دینار کے بدلے بیچ دیتا ہے جبکہ یہ دھوکا اور فریب ہے۔

٤١- بَابُ مَا جَاءَ فِي الشِّرْكَةِ وَالتَّوْلِيَةِ وَالْإِقَالَةِ

شرکت' تولیہ اور اقالہ کا بیان

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يَبِيعُ الْبَزَّ الْمُصَنَّفَ وَيَسْتَثْنِي ثِيَابًا بِرُقُومِهَا إِنَّهُ إِنِ اشْتَرَطَ أَنْ يَخْتَارَ مِنْ ذٰلِكَ الرَّقْمِ فَلَا بَأْسَ بِهِ، فَإِنْ لَمْ يَشْتَرِطْ أَنْ يَخْتَارَ مِنْهُ حِيْنَ اسْتَثْنَى، فَإِنِّي أَرَاهُ شَرِيكًا فِي عَدَدِ الْبَزِّ الَّذِي اشْتُرِيَ مِنْهُ، وَذٰلِكَ أَنَّ الثَّوْبَيْنِ يَكُونُ رَقْمُهُمَا سَوَاءً، وَبَيْنَهُمَا تَفَاوُتٌ فِي الثَّمَنِ.

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے مختلف قسم کے کپڑے فروخت کئے اور ان میں سے کچھ کپڑے ان کی قیمت کے ساتھ مستثنیٰ کر لئے۔ اگر یہ شرط کی کہ رقم میں مختار ہوگا تو کوئی مضائقہ نہیں اور مستثنیٰ کرتے وقت اگر شرط نہیں کی تو میرے خیال میں جتنے کپڑے مشتری نے خریدے ان کی تعداد میں شریک رہے گا۔ یہ اس لئے کہ بعض اوقات دو کپڑے ایک جیسے ہوتے ہیں لیکن ان کی قیمتوں میں فرق ہوتا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ اَلْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنَّهُ لَا بَأْسَ بِالشِّرْكِ وَالتَّوْلِيَةِ وَالْإِقَالَةِ مِنْهُ فِي الطَّعَامِ وَغَيْرِهِ، قَبَضَ ذٰلِكَ أَوْ لَمْ يَقْبِضْ، إِذَا كَانَ ذٰلِكَ بِالنَّقْدِ، وَلَمْ يَكُنْ فِيهِ رِبْحٌ وَلَا وَضِيعَةٌ وَلَا تَأْخِيرٌ لِلثَّمَنِ، فَإِنْ دَخَلَ ذٰلِكَ رِبْحٌ، أَوْ وَضِيعَةٌ، أَوْ تَأْخِيرٌ مِنْ وَاحِدٍ مِنْهُمَا صَارَ بَيْعًا يُحِلُّهُ مَا يُحِلُّ الْبَيْعَ، وَيُحَرِّمُهُ مَا يُحَرِّمُ الْبَيْعَ، وَلَيْسَ بِشِرْكٍ وَلَا تَوْلِيَةٍ وَلَا إِقَالَةٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ اناج وغیرہ میں شرکت' تولیہ اور اقالہ میں کوئی قباحت نہیں۔ خواہ قبضہ کر لیا ہو یا نہ کیا ہو جبکہ ادائیگی نقد ہو' میعاد' کمی بیشی یا قیمت میں تاخیر نہ ہو۔ اگر اس میں میعاد' کمی بیشی یا تاخیر کا دخل ہوا تو بیع ہو جائے گی۔ جو بیع کے اصولوں سے حلال یا حرام ہو جائے گی اور وہ شرکت' تولیہ یا اقالہ نہ رہے گی۔

قَالَ مَالِكٌ مَنِ اشْتَرَى سِلْعَةً بَزًّا أَوْ رَقِيقًا، فَبَتَّ بِهِ، ثُمَّ سَأَلَهُ رَجُلٌ أَنْ يُشَرِّكَهُ، فَفَعَلَ، وَنَقَدَا الثَّمَنَ صَاحِبَ السِّلْعَةِ جَمِيعًا، ثُمَّ أَدْرَكَ السِّلْعَةَ شَيْءٌ يَنْتَزِعُهَا مِنْ أَيْدِيهِمَا، فَإِنَّ الْمُشَرَّكَ يَأْخُذُ مِنَ الَّذِي أَشْرَكَهُ الثَّمَنَ، وَيَطْلُبُ الَّذِي أَشْرَكَ بَيِّعَهُ الَّذِي بَاعَهُ السِّلْعَةَ بِالثَّمَنِ كُلِّهِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُشَرِّكُ عَلَى الَّذِي أَشْرَكَ بِحَضْرَةِ الْبَيْعِ، وَعِنْدَ مُبَايَعَةِ الْبَائِعِ الْأَوَّلِ، وَقَبْلَ أَنْ يَتَفَاوَتَ ذٰلِكَ أَنَّ عُهْدَتَكَ عَلَى الَّذِي ابْتَعْتَ مِنْهُ، وَإِنْ تَفَاوَتَ ذٰلِكَ وَفَاتَ الْبَائِعُ الْأَوَّلُ فَشَرْطُ الْآخِرِ بَاطِلٌ، وَعَلَيْهِ الْعُهْدَةُ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے اسباب خریدا جیسے کپڑے اور غلام وغیرہ۔ پھر اس سے ایک آدمی نے شریک ہونے کے لئے کہا' اس نے پیشکش قبول کر لی اور مل کر بائع کو قیمت ادا کر دی۔ پھر وہ سامان متنازعہ نکلا تو شریک ہونے والا اپنے دام مشتری سے وصول کرے گا اور مشتری دونوں کی جملہ رقم بائع سے لے گا' ماسوائے اس کے کہ مشتری نے سودے کے وقت اپنے شریک سے بائع کے سامنے کہہ دیا ہو کہ بیع میں اگر فتور نکلا تو اس کا ذمہ دار بائع ہوگا' تو اس صورت میں شریک بائع سے لے گا ورنہ مشتری کی شرط بے کار ہوگی اور نقصان اسے ادا کرنا پڑے گا۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يَقُولُ لِلرَّجُلِ اشْتَرِ هٰذِهِ السِّلْعَةَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ، وَانْقُدْ عَنِّي، وَأَنَا أَبِيعُهَا لَكَ،

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے دوسرے سے کہا کہ یہ چیز میرے اور اپنے ساجھے میں خرید لو' میری

إِنَّ ذٰلِكَ لَا يَصْلُحُ حِينَ قَالَ انْقُدْ عَنِّي وَأَنَا أَبِيعُهَا لَكَ، وَإِنَّمَا ذٰلِكَ سَلَفٌ يُسْلِفُهُ إِيَّاهُ عَلَى أَنْ يَبِيعَهَا لَهُ، وَلَوْ أَنَّ تِلْكَ السِّلْعَةَ هَلَكَتْ، أَوْ فَاتَتْ أَخَذَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ الَّذِي نَقَدَ الثَّمَنَ مِنْ شَرِيكِهِ مَا نَقَدَ عَنْهُ، فَهٰذَا مِنَ السَّلَفِ الَّذِي يَجُرُّ مَنْفَعَةً.

طرف سے بھی تم قیمت ادا کر دینا' میں اسے تمہارے لئے فروخت کر دوں گا۔ یہ بیع درست نہیں ہے کیونکہ اس نے کہا ہے کہ "میری طرف سے بھی ادائیگی کر دو" اور "تمہارے لئے میں فروخت کر دوں گا"۔ یہ فروخت کروانے کی شرط پر سلف ہے۔ اگر وہ چیز تلف یا گم ہو جائے تو یہ اپنے شریک سے وہ قیمت وصول کرے گا جو اس کی طرف سے ادا کی تھی۔ سلف میں یہی ہوتا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَوْ أَنَّ رَجُلًا ابْتَاعَ سِلْعَةً فَوَجَبَتْ لَهُ، ثُمَّ قَالَ لَهُ رَجُلٌ أَشْرِكْنِي بِنِصْفِ هٰذِهِ السِّلْعَةِ، وَأَنَا أَبِيعُهَا لَكَ جَمِيعًا كَانَ ذٰلِكَ حَلَالًا لَا بَأْسَ بِهِ، وَتَفْسِيرُ ذٰلِكَ أَنَّ هٰذَا بَيْعٌ جَدِيدٌ بَاعَهُ نِصْفَ السِّلْعَةِ عَلَى أَنْ يَبِيعَ لَهُ النِّصْفَ الْآخَرَ.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر کسی نے کوئی چیز خرید لی۔ پھر ایک آدمی نے اس سے کہا کہ مجھے اس چیز میں آدھے کا ساجھی کر لو' فروخت کروانے کا ذمہ دار میں ہوں۔ وہ بیع حلال ہو گی' اس میں کوئی قباحت نہیں۔ اس کی تفسیر یہ ہے کہ یہ بیع جدید ہے۔ اس نے اسے نصف چیز بیچی کہ اس کے لئے آدھی خرید لے۔

۴۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِفْلَاسِ الْغَرِيمِ

مقروض کے مفلس ہو جانے کا بیان

۵۸۵- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ أَيُّمَا رَجُلٍ بَاعَ مَتَاعًا، فَأَفْلَسَ الَّذِي ابْتَاعَهُ مِنْهُ، وَلَمْ يَقْبِضِ الَّذِي بَاعَهُ مِنْ ثَمَنِهِ شَيْئًا، فَوَجَدَهُ بِعَيْنِهِ، فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ، وَإِنْ مَاتَ الَّذِي ابْتَاعَهُ، فَصَاحِبُ الْمَتَاعِ فِيهِ أُسْوَةُ الْغُرَمَاءِ.

ابو بکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی کو اپنا سامان بیچا۔ پھر مشتری مفلس ہو گیا اور بائع اس سے قیمت نہ لے سکا۔ اگر اپنی چیز اسی طرح مشتری کے پاس پائے تو بائع زیادہ حق دار ہے۔ اگر مشتری مر جائے تو بائع دوسرے قرض خواہوں کے برابر ہے۔

۵۸۶- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ أَيُّمَا رَجُلٍ أَفْلَسَ، فَأَدْرَكَ الرَّجُلُ مَالَهُ بِعَيْنِهِ، فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ مِنْ غَيْرِهِ.

صحیح البخاری (٢٤٠٢) صحیح مسلم (٢٩٦٣)

ابو بکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص مفلس ہو جائے اور بائع اس کے پاس اپنا مال اسی حالت میں پائے تو وہ دوسروں سے زیادہ حق دار ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ بَاعَ مِنْ رَجُلٍ مَتَاعًا فَأَفْلَسَ الْمُبْتَاعُ، فَإِنَّ الْبَائِعَ إِذَا وَجَدَ شَيْئًا مِنْ مَتَاعِهِ بِعَيْنِهِ أَخَذَهُ، وَإِنْ كَانَ الْمُشْتَرِي قَدْ بَاعَ بَعْضَهُ وَفَرَّقَهُ فَصَاحِبُ الْمَتَاعِ أَحَقُّ بِهِ مِنَ الْغُرَمَاءِ لَا يَمْنَعُهُ مَا فَرَّقَ الْمُبْتَاعُ مِنْهُ أَنْ يَأْخُذَ مَا وَجَدَ بِعَيْنِهِ، فَإِنِ اقْتَضَى مِنْ

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے دوسرے سے مال خریدا' پھر خریدار مفلس ہو گیا۔ اگر بائع اس کے پاس اپنی چیز اسی حالت میں پائے تو لے سکتا ہے۔ اگر مشتری نے اس کا کچھ حصہ فروخت کر دیا تو باقی کا مال والا قرض خواہوں سے زیادہ حق دار ہے۔ اگر بائع تھوڑی سی قیمت وصول کر چکا ہو تو بائع

ثَمَنِ الْمُبْتَاعِ شَيْئًا فَأَحَبَّ أَنْ يَرُدَّهُ وَيَقْبِضَ مَا وَجَدَهُ مِنْ مَتَاعِهِ وَيَكُونَ فِيمَا لَمْ يَجِدْ أُسْوَةَ الْغُرَمَاءِ، فَذٰلِكَ لَهُ.

کو اختیار ہے کہ وصول کردہ قیمت واپس دے کر باقی چیز پر قبضہ کر لے اور بقایا وصولی کے لیے قرض خواہوں میں شامل ہو جائے۔

قَالَ مَالِكٌ وَمَنِ اشْتَرَى سِلْعَةً مِنَ السِّلَعِ غَزْلًا، أَوْ مَتَاعًا، أَوْ بُقْعَةً مِنَ الْأَرْضِ، ثُمَّ أَحْدَثَ فِي ذٰلِكَ الْمُشْتَرِي عَمَلًا بَنَى الْبُقْعَةَ دَارًا، أَوْ نَسَجَ الْغَزْلَ ثَوْبًا، ثُمَّ أَفْلَسَ الَّذِي ابْتَاعَ ذٰلِكَ، فَقَالَ رَبُّ الْبُقْعَةِ أَنَا آخُذُ الْبُقْعَةَ وَمَا فِيهَا مِنَ الْبُنْيَانِ، إِنَّ ذٰلِكَ لَيْسَ لَهُ، وَلٰكِنْ تُقَوَّمُ الْبُقْعَةُ وَمَا فِيهَا مِمَّا أَصْلَحَ الْمُشْتَرِي، ثُمَّ يُنْظَرُ كَمْ ثَمَنُ الْبُقْعَةِ، وَكَمْ ثَمَنُ الْبُنْيَانِ مِنْ تِلْكَ الْقِيمَةِ، ثُمَّ يَكُونَانِ شَرِيكَيْنِ فِي ذٰلِكَ، لِصَاحِبِ الْبُقْعَةِ بِقَدْرِ حِصَّتِهِ، وَيَكُونُ لِلْغُرَمَاءِ بِقَدْرِ حِصَّةِ الْبُنْيَانِ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے کوئی چیز خریدی یعنی سوت' مال یا قطعۂ زمین' پھر مشتری نے زمین پر مکان بنا لیا یا سوت کا کپڑا بن لیا پھر مشتری مفلس ہو گیا۔ بائع کہے کہ میں زمین کو عمارت سمیت لیتا ہوں تو یہ اسے حق نہیں پہنچتا۔ ہاں زمین کی اور جو کچھ مشتری نے اس پر بنایا ہے اس کی قیمت لگائی جائے گی۔ پھر دیکھیں گے کہ زمین کی قیمت کتنی ہے اور عمارت کی کتنی؟ پھر دونوں اس میں شریک ہوں گے۔ زمین والا اپنے حصے کے مطابق حق دار ہوگا اور دوسرے قرض خواہ عمارت کے حصے کے مطابق۔

قَالَ مَالِكٌ وَتَفْسِيرُ ذٰلِكَ أَنْ تَكُونَ قِيمَةُ ذٰلِكَ كُلِّهِ أَلْفَ دِرْهَمٍ وَخَمْسَمِائَةِ دِرْهَمٍ، فَتَكُونُ قِيمَةُ الْبُقْعَةِ خَمْسَمِائَةِ دِرْهَمٍ وَقِيمَةُ الْبُنْيَانِ أَلْفَ دِرْهَمٍ، فَيَكُونُ لِصَاحِبِ الْبُقْعَةِ الثُّلُثُ وَيَكُونُ لِلْغُرَمَاءِ الثُّلُثَانِ.

امام مالک نے فرمایا کہ گویا ان دونوں کی مجموعی قیمت پندرہ سو درہم ہے۔ زمین کی قیمت پانچ سو درہم اور عمارت کی قیمت ایک ہزار درہم تو قطعۂ زمین والا تہائی کا حق دار ہوگا اور قرض خواہ دو تہائی کے۔

قَالَ مَالِكٌ وَكَذٰلِكَ الْغَزْلُ وَغَيْرُهُ مِمَّا أَشْبَهَهُ إِذَا دَخَلَهُ هٰذَا، وَلَحِقَ الْمُشْتَرِيَ دَيْنٌ لَا وَفَاءَ لَهُ عِنْدَهُ، وَهٰذَا الْعَمَلُ فِيهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہی حال سوت وغیرہ کا ہے جبکہ اسے بن لیا اور مشتری مقروض ہو' ادا کرنے کے لئے کچھ پاس نہ ہو تو اس میں بھی یہی کیا جائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ فَأَمَّا مَا بِيعَ مِنَ السِّلَعِ الَّتِي لَمْ يُحْدِثْ فِيهَا الْمُبْتَاعُ شَيْئًا إِلَّا أَنَّ تِلْكَ السِّلْعَةَ نَفَقَتْ وَارْتَفَعَ ثَمَنُهَا، فَصَاحِبُهَا يَرْغَبُ فِيهَا، وَالْغُرَمَاءُ يُرِيدُونَ إِمْسَاكَهَا، فَإِنَّ الْغُرَمَاءَ يُخَيَّرُونَ بَيْنَ أَنْ يُعْطُوا رَبَّ السِّلْعَةِ الثَّمَنَ الَّذِي بَاعَهَا بِهِ وَلَا يُنَقِّصُوهُ شَيْئًا، وَبَيْنَ أَنْ يُسَلِّمُوا إِلَيْهِ سِلْعَتَهُ، وَإِنْ كَانَتِ السِّلْعَةُ قَدْ نَقَصَ ثَمَنُهَا فَالَّذِي بَاعَهَا بِالْخِيَارِ إِنْ شَاءَ أَنْ يَأْخُذَ سِلْعَتَهُ، وَلَا تِبَاعَةَ لَهُ فِي شَيْءٍ مِنْ مَالِ غَرِيمِهِ فَذٰلِكَ لَهُ، وَإِنْ شَاءَ أَنْ يَكُونَ غَرِيمًا مِنَ الْغُرَمَاءِ يُحَاصُّ بِحَقِّهِ، وَلَا يَأْخُذُ سِلْعَتَهُ فَذٰلِكَ لَهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے کوئی چیز بیچی' جس میں مشتری نے کوئی تبدیلی نہیں کی مگر اس چیز کی قیمت بڑھ گئی۔ بائع اسے لینا چاہتا ہے اور قرض خواہ چاہتے ہیں کہ روکے۔ اس حالت میں قرض خواہوں کو اختیار ہوگا کہ جتنے میں بائع سے وہ چیز خریدی گئی وہ رقم اس کے حوالے کر دیں اور اس میں کمی نہ کریں' ورنہ بائع کی چیز اس کے سپرد کر دی جائے۔ اگر اس چیز کی قیمت گر گئی ہو تو بائع کو اختیار ہوگا کہ اپنی چیز واپس لوٹا لے اور مشتری کے مال سے اسے کوئی سروکار نہ ہوگا اور اگر چاہے تو قرض خواہوں میں شامل ہو جائے اور اپنی چیز نہ لے۔

وَقَالَ مَالِكٌ فِيمَنِ اشْتَرَى جَارِيَةً، أَوْ دَابَّةً،

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے لونڈی

فَوَلَدَتْ عِنْدَهُ، ثُمَّ أَفْلَسَ الْمُشْتَرِي، فَإِنَّ الْجَارِيَةَ، أَوِ الدَّابَّةَ وَوَلَدَهَا لِلْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَرْغَبَ الْغُرَمَاءُ فِي ذٰلِكَ، فَيُعْطُونَهُ حَقَّهُ كَامِلًا، وَيُمْسِكُونَ ذٰلِكَ.

خریدی یا جانور۔ پھر اس نے بچہ جنا۔ پھر مشتری مفلس ہو گیا' لونڈی یا جانور کا بچہ بائع کا ہو گا۔ مگر قرض خواہ اگر پورا پورا حق ادا کر دیں تو لے کر دونوں کو رکھ سکتے ہیں۔

٤٣- بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ السَّلَفِ

جس چیز میں سلف جائز ہے

٥٨٧- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ مَوْلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ اسْتَسْلَفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَكْرًا فَجَاءَتْهُ إِبِلٌ مِنَ الصَّدَقَةِ. قَالَ أَبُو رَافِعٍ فَأَمَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ أَقْضِيَ الرَّجُلَ بَكْرَهُ، فَقُلْتُ لَمْ أَجِدْ فِي الْإِبِلِ إِلَّا جَمَلًا خِيَارًا رَبَاعِيًا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَعْطِهِ إِيَّاهُ، فَإِنَّ خِيَارَ النَّاسِ أَحْسَنُهُمْ قَضَاءً. صحیح مسلم (٤٠٨٤)

ابو رافع مولی رسول اللہ ﷺ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک چھوٹا اونٹ بطور قرض لیا۔ پھر صدقہ کے اونٹ آئے۔ ابو رافع کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے چھوٹا اونٹ ادا کرنے کا حکم فرمایا۔ میں عرض گزار ہوا کہ یہ تمام اونٹ اچھے اچھے اور بڑے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہی دے دو' کیونکہ اچھے لوگ وہی ہیں جو قرض کو اچھی طرح ادا کرتے ہیں۔

[٧٧٢] أَثَر- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسٍ الْمَكِّيِّ، عَنْ مُجَاهِدٍ، أَنَّهُ قَالَ اسْتَسْلَفَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ مِنْ رَجُلٍ دَرَاهِمَ، ثُمَّ قَضَاهُ دَرَاهِمَ خَيْرًا مِنْهَا، فَقَالَ الرَّجُلُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذِهِ خَيْرٌ مِنْ دَرَاهِمِي الَّتِي أَسْلَفْتُكَ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَدْ عَلِمْتُ، وَلٰكِنْ نَفْسِي بِذٰلِكَ طَيِّبَةٌ.

مجاہد کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے کسی سے کچھ درہم قرض لئے۔ پھر ان سے بہتر درہم ادا کئے۔ اس نے کہا: اے ابو عبدالرحمٰن! یہ میرے درہموں سے بہتر ہے جو آپ نے قرض لئے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہے لیکن میں نے بخوشی دیئے ہیں۔

قَالَ مَالِكٌ لَا بَأْسَ بِأَنْ يُقْبِضَ مَنْ أُسْلِفَ شَيْئًا مِنَ الذَّهَبِ، أَوِ الْوَرِقِ، أَوِ الطَّعَامِ، أَوِ الْحَيَوَانِ مِمَّنْ أَسْلَفَهُ ذٰلِكَ أَفْضَلَ مِمَّا أَسْلَفَهُ إِذَا لَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ عَلٰى شَرْطٍ مِنْهُمَا، أَوْ عَادَةٍ، فَإِنْ كَانَ ذٰلِكَ عَلٰى شَرْطٍ، أَوْ وَأْيٍ، أَوْ عَادَةٍ فَذٰلِكَ مَكْرُوهٌ وَلَا خَيْرَ فِيهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ جس نے سونا' چاندی' اناج یا جانور بطور قرض لیا ہو اور پھر قرض سے بہتر ادا کرے جبکہ یہ شرط یا رواج کے تحت نہ ہو۔ اگر یہ شرط' وعدہ یا رواج کی وجہ سے کیا جائے گا تو مکروہ ہے اور اس میں بھلائی نہیں۔

قَالَ وَذٰلِكَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَضٰى جَمَلًا رَبَاعِيًا خِيَارًا مَكَانَ بَكْرٍ اسْتَسْلَفَهُ، وَأَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اسْتَسْلَفَ دَرَاهِمَ فَقَضٰى خَيْرًا مِنْهَا. فَإِنْ كَانَ ذٰلِكَ عَلٰى طِيبِ نَفْسٍ مِنَ الْمُسْتَسْلِفِ، وَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ عَلٰى شَرْطٍ، وَلَا وَأْيٍ، وَلَا عَادَةٍ كَانَ ذٰلِكَ حَلَالًا لَا بَأْسَ بِهِ.

فرمایا یہ اس لئے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چھوٹا اونٹ ادھار لیا تو اس کی جگہ بڑا اور عمدہ اونٹ دیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے کچھ درہم قرض لئے تو ان سے بہتر ادا کئے جبکہ یہ ادھار لینے والے کی طرف سے بخوشی ہو۔ اگر یہ کسی شرط' وعدہ یا رواج کی وجہ سے نہ ہو تو حلال ہے' اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

٤٤- بَابُ مَا لَا يَجُوزُ مِنَ السَّلَفِ

جو باتیں سلف میں درست نہیں

[٧٧٣] أَثَر- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ،

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ فِیْ رَجُلٍ اَسْلَفَ رَجُلًا طَعَامًا عَلٰی اَنْ یُّعْطِیَهٗ اِیَّاهُ فِیْ بَلَدٍ اٰخَرَ ' فَکَرِهَ ذٰلِکَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَقَالَ فَاَیْنَ الْحَمْلُ؟ یَعْنِیْ حُمْلَانَهٗ.

نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے دوسرے سے کہا کہ مجھے اناج ادھار دے دو میں تمہیں فلاں شہر میں اتنا ہی ادا کر دوں گا۔ حضرت عمر نے اسے ناپسند کیا اور فرمایا کہ بار برداری کہاں سے آئے گی؟

[۷۷٤] اثر- وَحَدَّثَنِیْ مَالِکٌ ' اَنَّهٗ بَلَغَهٗ ' اَنَّ رَجُلًا اَتٰی عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَقَالَ یَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِنِّیْ اَسْلَفْتُ رَجُلًا سَلَفًا ' وَاشْتَرَطْتُ عَلَیْهِ اَفْضَلَ مِمَّا اَسْلَفْتُهٗ ' فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَذٰلِکَ الرِّبَا. قَالَ فَکَیْفَ تَاْمُرُنِیْ یَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ اَلسَّلَفُ عَلٰی ثَلَاثَةِ وُجُوْهٍ سَلَفٌ تُسْلِفُهٗ تُرِیْدُ بِهٖ وَجْهَ اللّٰهِ ' فَلَکَ وَجْهُ اللّٰهِ ' وَسَلَفٌ تُسْلِفُهٗ تُرِیْدُ بِهٖ وَجْهَ صَاحِبِکَ ' فَلَکَ وَجْهُ صَاحِبِکَ ' وَسَلَفٌ تُسْلِفُهٗ لِتَاْخُذَ خَبِیْثًا بِطَیِّبٍ فَذٰلِکَ الرِّبَا. قَالَ فَکَیْفَ تَاْمُرُنِیْ یَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ؟ قَالَ اَرٰی اَنْ تَشُقَّ الصَّحِیْفَةَ ' فَاِنْ اَعْطَاکَ مِثْلَ الَّذِیْ اَسْلَفْتَهٗ قَبِلْتَهٗ ' وَاِنْ اَعْطَاکَ دُوْنَ الَّذِیْ اَسْلَفْتَهٗ فَاَخَذْتَهٗ اُجِرْتَ ' وَاِنْ اَعْطَاکَ اَفْضَلَ مِمَّا اَسْلَفْتَهٗ طَیِّبَةً بِهٖ نَفْسُهٗ فَذٰلِکَ شُکْرٌ شَکَرَهٗ لَکَ ' وَلَکَ اَجْرُ مَا اَنْظَرْتَهٗ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن عمر کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! میں نے ایک آدمی کو قرض دیا ہے اور اس سے شرط کی ہے کہ اس سے بہتر چیز لوں گا۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ یہ تو سود ہے۔ کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن! آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ قرض تین طرح کا ہے۔ ایک وہ قرض جو رضائے الٰہی کے لئے ہے۔ دوسرا وہ کہ دوست کی مدد کی جائے تو یہ دوست کی مدد ہے۔ تیسرا وہ ہے کہ پاک مال کے بدلے ناپاک مال لے اور یہ سود ہے۔ کہا اے ابوعبدالرحمٰن! آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا کہ میرے خیال میں دستاویز کو پھاڑ دو۔ اگر وہ تمہارے جیسی چیز دے تو قبول کر لینا۔ اگر گھٹا دے تب بھی لے لینا کہ تمہیں اجر ملے گا۔ اگر تمہاری چیز سے بہتر دے اپنی خوشی سے تو یہ اس نے تمہارا شکریہ ادا کیا اور تمہیں مہلت دینے کا اجر ملے گا۔

وَحَدَّثَنِیْ مَالِکٌ ' عَنْ نَافِعٍ ' اَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ یَقُوْلُ مَنْ اَسْلَفَ سَلَفًا فَلَا یَشْتَرِطْ اِلَّا قَضَاءَهٗ.

نافع نے حضرت عبداللہ بن عمر کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو قرض دے تو ادا کرنے کے سوا اور کوئی شرط نہ رکھے۔

وَحَدَّثَنِیْ مَالِکٌ ' اَنَّهٗ بَلَغَهٗ ' اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ کَانَ یَقُوْلُ مَنْ اَسْلَفَ سَلَفًا فَلَا یَشْتَرِطْ اَفْضَلَ مِنْهُ ' وَاِنْ کَانَتْ قَبْضَةً مِنْ عَلَفٍ فَهُوَ رِبًا.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن مسعود فرمایا کرتے کہ جو قرض دے تو اس سے زیادہ کی شرط نہ رکھے۔ اگر وہ مٹھی بھر گھاس بھی ہوئی تب بھی سود ہے۔

قَالَ مَالِکٌ اَلْاَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَیْهِ عِنْدَنَا اَنَّ مَنِ اسْتَسْلَفَ شَیْئًا مِنَ الْحَیَوَانِ بِصِفَةٍ وَتَحْلِیَةٍ مَعْلُوْمَةٍ ' فَاِنَّهٗ لَا بَاْسَ بِذٰلِکَ ' وَعَلَیْهِ اَنْ یَّرُدَّ مِثْلَهٗ اِلَّا مَا کَانَ مِنَ الْوَلَائِدِ ' فَاِنَّهٗ یُخَافُ فِیْ ذٰلِکَ الذَّرِیْعَةُ اِلٰی اِحْلَالِ مَا لَا یَحِلُّ فَلَا یَصْلُحُ. وَتَفْسِیْرُ مَا کُرِهَ مِنْ ذٰلِکَ اَنْ یَّسْتَسْلِفَ الرَّجُلُ الْجَارِیَةَ فَیُصِیْبُهَا مَا بَدَا لَهٗ ' ثُمَّ یَرُدُّهَا اِلٰی صَاحِبِهَا بِعَیْنِهَا ' فَذٰلِکَ لَا یَصْلُحُ وَلَا یَحِلُّ ' وَلَمْ

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفقہ ہے کہ جو کسی کو جانور قرض دے جس کے اوصاف اور حلیہ بتا دیا ہو تو کوئی مضائقہ نہیں اور وہ اسی طرح کا لوٹائے گا لیکن لونڈی قرض نہیں دے گا کیونکہ اس میں حرام کو حلال کرنے کا خوف ہے' اس لئے درست نہیں۔ اس میں کراہت بایں وجہ ہے کہ جب کسی نے دوسرے سے لونڈی قرض لی پھر اس سے صحبت کرتا رہا' پھر اسی طرح مالک کو واپس کر دی تو یہ درست اور حلال نہیں اور اہل علم

يَزَلْ أَهْلُ الْعِلْمِ يَنْهَوْنَ عَنْهُ، وَلَا يُرَخِّصُونَ فِيهِ لِأَحَدٍ.

ہمیشہ اس سے منع کرتے آئے ہیں اور کسی ایک نے بھی اجازت نہیں دی۔

٤٥- بَابُ مَا يُنْهٰى عَنْهُ مِنَ الْمُسَاوَمَةِ وَالْمُبَايَعَةِ

مول تول یا بیع جو ممنوع ہے

۵۸۸- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ.

صحیح البخاری (۲۱۳۹) صحیح مسلم (۳۷۹۰-۳٤٤٠)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرے۔

۵۸۹- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا تَلَقَّوُا الرُّكْبَانَ لِلْبَيْعِ، وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ، وَلَا تَنَاجَشُوا، وَلَا يَبِعْ حَاضِرٌ لِبَادٍ، وَلَا تُصَرُّوا الْإِبِلَ وَالْغَنَمَ، فَمَنِ ابْتَاعَهَا بَعْدَ ذٰلِكَ، فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ بَعْدَ أَنْ يَحْلُبَهَا إِنْ رَضِيَهَا أَمْسَكَهَا، وَإِنْ سَخِطَهَا رَدَّهَا وَصَاعًا مِنْ تَمْرٍ.

صحیح البخاری (۲۱۵۰) صحیح مسلم (۳۷۹٤)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مال خریدنے کے لئے آگے جا کر بیو پاریوں سے نہ ملو اور دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرو اور نہ ملی بھگت سے قیمت بڑھاؤ اور شہری دیہاتی کے لئے بیع نہ کرے اور اونٹ اور بکری کا دودھ نہ روکو اور جس نے ایسی چیز خرید لی تو دوہنے کے بعد اسے اختیار ہے کہ خوش ہو تو رکھ لے اور ناراض ہو تو لوٹا دے اور ایک صاع کھجور ادا کرے۔

قَالَ مَالِكٌ وَتَفْسِيرُ قَوْلِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِيمَا نُرٰى وَاللّٰهُ أَعْلَمُ، لَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ أَنَّهُ إِنَّمَا نَهٰى أَنْ يَسُومَ الرَّجُلُ عَلٰى سَوْمِ أَخِيهِ إِذَا رَكَنَ الْبَائِعُ إِلَى السَّائِمِ، وَجَعَلَ يَشْتَرِطُ وَزْنَ الذَّهَبِ وَيَتَبَرَّأُ مِنَ الْعُيُوبِ وَمَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ مِمَّا يُعْرَفُ بِهِ أَنَّ الْبَائِعَ قَدْ أَرَادَ مُبَايَعَةَ السَّائِمِ، فَهٰذَا الَّذِي نُهِيَ عَنْهُ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

امام مالک نے رسول اللہ ﷺ کے ارشاد گرامی کی تفسیر میں فرمایا: میرا خیال یہ ہے آگے اللہ بہتر جانے کہ کوئی دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرے یعنی کوئی ایسا سودا نہ کرے جو اس کا بھائی کر چکا ہو اور بائع بھی رضا مند ہو چکا ہو تو یہ سونے کے وزن کی شرط سمجھائے اور اس کا نقائص سے پاک ہونا بتائے وغیرہ باتیں بتائے تاکہ ان کا علم ہونے پر بائع سودے سے پھر جائے۔ اس سے منع فرمایا گیا ہے آگے اللہ بہتر جانتا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَا بَأْسَ بِالسَّوْمِ بِالسِّلْعَةِ تُوقَفُ لِلْبَيْعِ فَيَسُومُ بِهَا غَيْرُ وَاحِدٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس مال کا سودا کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں جو بیچنے کے لیے رکھا ہو۔ پس متعدد آدمی اس کا سودا کر سکتے ہیں۔

قَالَ وَلَوْ تَرَكَ النَّاسُ السَّوْمَ عِنْدَ أَوَّلِ مَنْ يَسُومُ بِهَا أُخِذَتْ بِشِبْهِ الْبَاطِلِ مِنَ الثَّمَنِ، وَدَخَلَ عَلَى الْبَاعَةِ فِي سِلَعِهِمُ الْمَكْرُوهُ، وَلَمْ يَزَلِ الْأَمْرُ عِنْدَنَا عَلٰى هٰذَا.

فرمایا اگر ایک آدمی کے قیمت پوچھتے ہی دوسروں کے لئے ممانعت ہو جائے تو غلط قیمت وصول کی جا سکتی ہے اور بائع اپنی چیزوں کی مکروہ تجارت کرنے لگیں لہٰذا ہمارے نزدیک ہمیشہ سے یہی حکم ہے۔

۵۹۰- قَالَ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ،

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ النَّجْشِ.

قَالَ مَالِكٌ وَالنَّجْشُ أَنْ تُعْطِيَهُ بِسِلْعَتِهِ أَكْثَرَ مِنْ ثَمَنِهَا وَلَيْسَ فِي نَفْسِكَ اشْتِرَاؤُهَا، فَيَقْتَدِي بِكَ غَيْرُكَ. صحیح البخاری (۲۱۴۲) صحیح مسلم (۳۷۹۷)

رسول اللہ ﷺ نے ملی بھگت کی تجارت سے منع فرمایا ہے۔

امام مالک نے فرمایا: نجش یہ ہے کہ کسی چیز کی زیادہ قیمت لگانا اور ارادہ خریدنے کا نہ ہو بلکہ مقصد یہ ہو کہ دوسرے اس سے بڑھ کر قیمت دیں گے۔

٤٦- بَابُ جَامِعِ الْبُيُوعِ

بیع کے متعلق دیگر روایات

۵۹۱- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا ذَكَرَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ يُخْدَعُ فِي الْبُيُوعِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ. قَالَ فَكَانَ الرَّجُلُ إِذَا بَايَعَ يَقُولُ لَا خِلَابَةَ. صحیح البخاری (۲۱۱۷) صحیح مسلم (۳۸۳۸)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ایک آدمی نے گزارش کی کہ بیع میں لوگ اسے دھوکا دیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بیع کرتے وقت کہہ دیا کرو: "دھوکا نہ دینا" فرمایا: وہ صاحب بیع کرتے وقت یہی کہا کرتے۔

[۷۷۵] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ إِذَا جِئْتَ أَرْضًا يُوفُونَ الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ، فَأَطِلِ الْمُقَامَ بِهَا. وَإِذَا جِئْتَ أَرْضًا يُنَقِّصُونَ الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ، فَأَقْلِلِ الْمُقَامَ بِهَا.

یحییٰ بن سعید نے سعید بن مسیب کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم ایسے مقام پر پہنچو جہاں لوگ ناپ تول پوری کرتے ہوں تو وہاں خوب ٹھہرو اور جہاں لوگ ناپ تول میں کمی کرتے ہوں تو وہاں بہت کم ٹھہرا کرو۔

۵۹۲- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّهُ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ الْمُنْكَدِرِ يَقُولُ أَحَبَّ اللّٰهُ عَبْدًا، سَمْحًا إِنْ بَاعَ، سَمْحًا إِنِ ابْتَاعَ، سَمْحًا إِنْ قَضَى، سَمْحًا إِنِ اقْتَضَى.

یحییٰ بن سعید نے محمد بن منکدر کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ کو وہ بندہ بہت محبوب ہے جو بیچتے وقت نرمی، خریدتے وقت نرمی، قرض دیتے وقت نرمی اور قرض لیتے وقت نرمی کرتا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يَشْتَرِي الْإِبِلَ، أَوِ الْغَنَمَ، أَوِ الْبَزَّ، أَوِ الرَّقِيقَ، أَوْ شَيْئًا مِنَ الْعُرُوضِ جِزَافًا إِنَّهُ لَا يَكُونُ الْجِزَافُ فِي شَيْءٍ مِمَّا يُعَدُّ عَدًّا.

امام مالک نے فرمایا کہ جو اونٹ، بکریاں، کپڑے، غلام یا سامان وغیرہ جگھٹے کے حساب سے خریدے تو جن چیزوں کو گنا جاتا ہے۔ان کی بے حساب بیع نہ کی جائے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يُعْطِي الرَّجُلَ السِّلْعَةَ يَبِيعُهَا لَهُ وَقَدْ قَوَّمَهَا صَاحِبُهَا قِيمَةً قَالَ إِنْ بِعْتَهَا بِهٰذَا الثَّمَنِ الَّذِي أَمَرْتُكَ بِهِ فَلَكَ دِينَارٌ، أَوْ شَيْءٌ يُسَمِّيهِ لَهُ يَتَرَاضَيَانِ عَلَيْهِ، وَإِنْ لَمْ تَبِعْهَا فَلَيْسَ لَكَ شَيْءٌ إِنَّهُ لَا بَأْسَ بِذٰلِكَ إِذَا سَمّٰى ثَمَنًا يَبِيعُهَا بِهِ وَسَمّٰى أَجْرًا مَعْلُومًا إِذَا بَاعَ أَخَذَهُ وَإِنْ لَمْ يَبِعْ فَلَا شَيْءَ لَهُ.

امام مالک نے اس آدمی کے متعلق فرمایا کہ جس نے دوسرے کو اپنی چیز بیچنے کے لئے قیمت مقرر کر دی اور کہا: جو قیمت میں نے تمہیں بتائی ہے اگر اتنے میں بیچ دو گے تو تمہیں ایک دینار ملے گا۔ یا جتنے پر دونوں رضا مند ہو جائیں اور اگر نہیں بیچو گے تو کچھ نہیں ملے گا' اس میں کوئی مضائقہ نہیں جبکہ قیمت اور اجرت دونوں کی وضاحت کر دی جائے۔ اگر وہ بیچ دے تو مزدوری لے گا اور نہ بیچے گا تو کچھ نہیں ملے گا۔

قَالَ مَالِكٌ وَمِثْلُ ذٰلِكَ أَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ

امام مالک نے فرمایا کہ اسی طرح ایک آدمی دوسرے سے

لِلرَّجُلِ اِنْ قَدَرْتَ عَلٰى غُلَامِي الْآبِقِ ' اَوْ جِئْتَ بِجَمَلِي الشَّارِدِ فَلَكَ كَذَا ' فَهٰذَا مِنْ بَابِ الْجُعْلِ وَلَيْسَ مِنْ بَابِ الْاِجَارَةِ ' وَلَوْ كَانَ مِنْ بَابِ الْاِجَارَةِ لَمْ يَصْلُحْ.

قَالَ مَالِكٌ فَاَمَّا الرَّجُلُ يُعْطَى السِّلْعَةَ ' فَيُقَالُ لَهُ بِعْهَا وَلَكَ كَذَا وَكَذَا فِي كُلِّ دِيْنَارٍ لِشَيْءٍ يُسَمِّيْهِ ' فَاِنَّ ذٰلِكَ لَا يَصْلُحُ ' لِاَنَّهُ كُلَّمَا نَقَصَ دِيْنَارٌ مِنْ ثَمَنِ السِّلْعَةِ نَقَصَ مِنْ حَقِّهِ الَّذِي سَمّٰى لَهُ ' فَهٰذَا غَرَرٌ لَا يَدْرِي كَمْ جَعَلَ لَهُ. صحیح البخاری (۲۰۷۶)

[۷۷۶] اَثَر- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ' اَنَّهُ سَاَلَهُ عَنِ الرَّجُلِ يَتَكَارَى الدَّابَّةَ ' ثُمَّ يُكْرِيْهَا بِاَكْثَرَ مِمَّا تَكَارَاهَا بِهِ فَقَالَ لَا بَاْسَ بِذٰلِكَ.

کہے کہ اگر تم میرے نکلے ہوئے غلام یا بھاگے ہوئے اونٹ کو لے آؤ تو تمہیں اتنی رقم دوں گا۔ یہ مزدوری ہے اجارہ نہیں ہے اگر یہ اجارے کی بات ہوتی تو درست قرار نہ پاتی۔

امام مالک نے فرمایا کہ اگر کسی نے دوسرے کو کوئی چیز دی پھر اس سے کہا گیا کہ اسے فروخت کر دو اور تمہیں ہر دینار پر اتنا ملے گا۔ یہ درست نہیں ہے کیونکہ چیز کی قیمت جتنے دینار گھٹے گی اتنی ہی مزدوری گھٹ جائے گی۔ یہ دھوکا ہے کیونکہ اسے اپنی مزدوری معلوم نہیں۔

ابن شہاب سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جس نے کرائے پر جانور لیا۔ پھر اس سے زیادہ کرائے پر دوسرے کو دے دیا۔ فرمایا کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

۳۲- كِتَابُ الْقِرَاضِ

قراض یا مضاربت کا بیان

۱- بَابٌ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاضِ

قراض یا مضاربت کا بیان

[۷۷۷] اَثَر- حَدَّثَنِي مَالِكٌ ' عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ ' عَنْ اَبِيْهِ ' اَنَّهُ قَالَ خَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ ابْنَا عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي جَيْشٍ اِلَى الْعِرَاقِ ' فَلَمَّا قَفَلَا مَرَّا عَلٰى اَبِي مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ ' وَهُوَ اَمِيْرُ الْبَصْرَةِ ' فَرَحَّبَ بِهِمَا وَسَهَّلَ ' ثُمَّ قَالَ لَوْ اَقْدِرُ لَكُمَا عَلٰى اَمْرٍ اَنْفَعُكُمَا بِهِ لَفَعَلْتُ ' ثُمَّ قَالَ بَلٰى هَاهُنَا مَالٌ مِنْ مَالِ اللّٰهِ اُرِيْدُ اَنْ اَبْعَثَ بِهِ اِلٰى اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ' فَاُسْلِفُكُمَاهُ فَتَبْتَاعَانِ بِهِ مَتَاعًا مِنْ مَتَاعِ الْعِرَاقِ ' ثُمَّ تَبِيْعَانِهِ بِالْمَدِيْنَةِ فَتُؤَدِّيَانِ رَاْسَ الْمَالِ اِلٰى اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ' وَيَكُوْنُ الرِّبْحُ لَكُمَا. فَقَالَا وَدِدْنَا ذٰلِكَ ' فَفَعَلَ وَكَتَبَ اِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنْ يَاْخُذَ مِنْهُمَا الْمَالَ ' فَلَمَّا قَدِمَا بَاعَا فَاُرْبِحَا فَلَمَّا دَفَعَا ذٰلِكَ اِلٰى عُمَرَ قَالَ اَكُلُّ الْجَيْشِ اَسْلَفَهُ مِثْلَ مَا اَسْلَفَكُمَا؟ قَالَا لَا ' فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اِبْنَا اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ فَاَسْلَفَكُمَا ' اَدِّيَا الْمَالَ وَرِبْحَهُ ' فَاَمَّا عَبْدُ اللّٰهِ فَسَكَتَ ' وَاَمَّا عُبَيْدُ اللّٰهِ فَقَالَ مَا

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبد اللہ اور حضرت عبید اللہ ایک لشکر کے ساتھ عراق کی طرف گئے۔ واپسی پر حضرت ابوموسیٰ اشعری کے پاس گئے جو حاکم بصرہ تھے۔ انہوں نے خوش آمدید کہتے ہوئے فرمایا کہ کاش! میں کوئی ایسا کام کر سکوں جس سے تمہیں فائدہ پہنچے۔ پھر فرمایا کہ یہ اللہ کا مال ہے جو میں نے امیر المؤمنین کی خدمت میں بھیجنا ہے۔ تم اس کے بدلے عراق سے مال خرید لو اور مدینہ منورہ میں جا کر فروخت کر دینا۔ اصل پونجی امیر المؤمنین کی خدمت میں پیش کر دینا اور منافع تم دونوں رکھ لینا۔ دونوں نے کہا کہ ہم بھی یہی چاہتے ہیں۔ پس انہوں نے مال دے کر حضرت عمر کے لیے لکھ دیا کہ ان دونوں سے اصل رقم وصول کر لینا۔ جب یہ پہنچ گئے اور مال بیچ کر نفع کمالیا تو اسے حضرت عمر کی خدمت میں لے گئے۔ فرمایا کہ کیا ساری فوج کو اسی طرح قرض دیا تھا جیسے تمہیں دیا؟ دونوں نے کہا: نہیں۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ امیر المؤمنین کے بیٹے ہونے کے باعث تمہیں مال دیا ہوگا' لہٰذا اصل رقم اور منافع دونوں پیش کرو۔

يَنْبَغِيْ لَكَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ هٰذَا لَوْ نَقَصَ هٰذَا الْمَالُ أَوْ هَلَكَ لَضَمِنْتَاهُ. فَقَالَ عُمَرُ أَدِّيَاهُ. فَسَكَتَ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَاجَعَهُ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ جُلَسَاءِ عُمَرَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَوْ جَعَلْتَهُ قِرَاضًا فَقَالَ عُمَرُ قَدْ جَعَلْتُهُ قِرَاضًا، فَأَخَذَ عُمَرُ رَأْسَ الْمَالِ وَنِصْفَ رِبْحِهِ، وَأَخَذَ عَبْدُ اللّٰهِ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ ابْنَا عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ نِصْفَ رِبْحِ الْمَالِ.

حضرت عبد اللہ تو خاموش رہے اور حضرت عبید اللہ عرض گزار ہوئے کہ اے امیر المؤمنین! اگر اس مال میں نقصان ہوتا یا ضائع ہو جاتا تو ضامن ہم ہوتے۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ منافع دے دو۔ حضرت عبد اللہ خاموش رہے۔ اور حضرت عبید اللہ جواب عرض کرنے لگے کہ حضرت عمر کے ہم نشینوں میں سے ایک بزرگ نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! آپ اسے مضاربت کیوں نہیں بنا لیتے۔ اس پر حضرت عمر نے فرمایا کہ میں نے اسے مضاربت بنا دیا۔ پس اصل مال اور نصف منافع تو حضرت عمر نے لے لیا اور نصف منافع حضرت عمر کے دونوں صاحبزادوں حضرت عبد اللہ اور حضرت عبید اللہ نے لے لیا۔

[۷۷۸] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ أَعْطَاهُ مَالًا قِرَاضًا يَعْمَلُ فِيْهِ عَلٰى أَنَّ الرِّبْحَ بَيْنَهُمَا.

یعقوب کو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مال دیا کہ وہ اس کے ذریعے کام کریں اور منافع آدھا آدھا دونوں کا ہو گا۔ ف

ف: قراض کو مضاربت بھی کہتے ہیں۔ یہ جائز ہے اور اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ ایک آدمی کا مال یا نقد رقم ہوتی ہے اور دوسرے آدمی کی محنت۔ یعنی زید کی رقم سے بکر تجارت کرتا ہے اور نفع میں دونوں شریک ہوتے ہیں جو حصہ بھی طرفین کی رضامندی سے طے ہو جائے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی مضاربت جائز ہے لیکن مزارعت اور مساقات ان کے نزدیک جائز نہیں ہیں اور متعدد حدیثیں ان کے موقف کی تائید بھی کر رہی ہیں لیکن بعض دیگر روایات کی بناء پر صاحبین اور آئمہ ثلاثہ انہیں جائز قرار دیتے ہیں۔ مزارعت و مساقات میں احناف کا فتویٰ بھی صاحبین کے قول پر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲- بَابُ مَا يَجُوْزُ فِي الْقِرَاضِ

کس طرح کی مضاربت جائز ہے؟

قَالَ مَالِكٌ وَجْهُ الْقِرَاضِ الْمَعْرُوْفِ الْجَائِزِ أَنْ يَأْخُذَ الرَّجُلُ الْمَالَ مِنْ صَاحِبِهِ عَلٰى أَنْ يَعْمَلَ فِيْهِ. وَلَا ضَمَانَ عَلَيْهِ، وَنَفَقَةُ الْعَامِلِ فِي الْمَالِ فِيْ سَفَرِهِ مِنْ طَعَامِهِ، وَكِسْوَتِهِ وَمَا يُصْلِحُهُ بِالْمَعْرُوْفِ بِقَدْرِ الْمَالِ، إِذَا شَخَصَ فِي الْمَالِ إِذَا كَانَ الْمَالُ يَحْمِلُ ذٰلِكَ، فَإِنْ كَانَ مُقِيْمًا فِيْ أَهْلِهِ فَلَا نَفَقَةَ لَهُ مِنَ الْمَالِ وَلَا كِسْوَةَ.

امام مالک نے فرمایا کہ مضاربت کی جائز اور معروف صورت یہ ہے کہ ایک آدمی اپنے ساتھی سے محنت کرنے کے لئے مال لے اور ضمان اس پر نہیں ہو گا اور محنت کرنے والے کا سفر خرچ اور کھانا پہننا مال میں سے ہو گا۔ جو بھی دستور کے مطابق ہو اور جبکہ اس کا متحمل ہو سکے۔ اگر وہ اپنے گھر میں رہے تو اس مال میں خرچ اور لباس وغیرہ نہیں ملے گا۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَا بَأْسَ بِأَنْ يُعِيْنَ الْمُتَقَارِضَانِ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ عَلٰى وَجْهِ الْمَعْرُوْفِ إِذَا صَحَّ ذٰلِكَ مِنْهُمَا.

امام مالک نے فرمایا کہ مضاربت کرنے والے دونوں میں سے اگر کوئی بھی اپنے ساتھی کی دستور کے مطابق مدد کرے تو کوئی مضائقہ نہیں جبکہ کوئی شرط نہ کی ہو۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَا بَأْسَ أَنْ يَشْتَرِيَ رَبُّ الْمَالِ

امام مالک نے فرمایا کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ رب

بِمَنْ قَارَضَهُ بَعْضَ مَا يَشْتَرِي مِنَ السِّلَعِ إِذَا كَانَ ذٰلِكَ صَحِيحًا عَلَى غَيْرِ شَرْطٍ.

المال مضارب سے کوئی چیز خریدے۔ یہ اس وقت صحیح ہے جب بغیر کسی شرط کے ہو۔

قَالَ مَالِكٌ فِيمَنْ دَفَعَ إِلَى رَجُلٍ، وَإِلَى غُلَامٍ لَهُ مَالًا قِرَاضًا يَعْمَلَانِ فِيهِ جَمِيعًا إِنَّ ذٰلِكَ جَائِزٌ لَا بَأْسَ بِهِ، لِأَنَّ الرِّبْحَ مَالٌ لِغُلَامِهِ لَا يَكُونُ الرِّبْحُ لِلسَّيِّدِ حَتّٰى يَنْتَزِعَهُ مِنْهُ، وَهُوَ بِمَنْزِلَةِ غَيْرِهِ مِنْ كَسْبِهِ.

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے ایک آدمی اور اپنے غلام کو مضاربت کے طور پر مال دیا تا کہ دونوں اس پر محنت کریں۔ یہ جائز ہے اس میں کوئی مضائقہ نہیں' کیونکہ منافع غلام کا ہوگا آقا کا نہیں ہوگا' خواہ وہ اس سے جھگڑا کرے اور وہ اپنی محنت کے باعث یہاں غیر کی طرح ہے۔

۳- بَابُ مَا لَا يَجُوزُ فِي الْقِرَاضِ

کس طرح کی مضاربت جائز نہیں ہے؟

قَالَ مَالِكٌ إِذَا كَانَ لِرَجُلٍ عَلَى رَجُلٍ دَيْنٌ فَسَأَلَهُ أَنْ يُقِرَّهُ عِنْدَهُ قِرَاضًا إِنَّ ذٰلِكَ يُكْرَهُ حَتّٰى يَقْبِضَ مَالَهُ، ثُمَّ يُقَارِضُهُ بَعْدُ، أَوْ يُمْسِكُ، وَإِنَّمَا ذٰلِكَ مَخَافَةَ أَنْ يَكُونَ أَعْسَرَ بِمَالِهِ، فَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يُؤَخِّرَ ذٰلِكَ عَلَى أَنْ يَزِيدَهُ فِيهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ جب کسی کا دوسرے پر قرض ہو اور مقروض قرض خواہ سے کہے کہ میرے پاس مضاربت کے لئے رہنے دو۔ یہ مکروہ ہے جب تک اپنے مال پر قبضہ نہ کر لے' پھر چاہے مضاربت پر دے یا رکھ چھوڑے۔ ورنہ اس طرح مال میں سود کا خوف ہے' وہ چاہے گا کہ تاخیر کر کے قرض کی مدت میں زیادتی کرے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ دَفَعَ إِلَى رَجُلٍ مَالًا قِرَاضًا فَهَلَكَ بَعْضُهُ قَبْلَ أَنْ يَعْمَلَ فِيهِ، ثُمَّ عَمِلَ فِيهِ فَرَبِحَ فَأَرَادَ أَنْ يَجْعَلَ رَأْسَ الْمَالِ بَقِيَّةَ الْمَالِ بَعْدَ الَّذِي هَلَكَ مِنْهُ قَبْلَ أَنْ يَعْمَلَ فِيهِ.

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے کسی کو مضاربت کے لیے مال دیا۔ اس پر محنت کرنے سے پہلے مال کا بعض حصہ ضائع ہو گیا۔ پھر باقی مال پر محنت کر کے اس نے نفع کمایا' اگر وہ چاہے کہ تلف ہونے کے بعد جو مال باقی بچا تھا اسے راس المال قرار دے۔

قَالَ مَالِكٌ لَا يُقْبَلُ قَوْلُهُ وَيُجْبَرُ رَأْسُ الْمَالِ مِنْ رِبْحِهِ، ثُمَّ يَقْتَسِمَانِ مَا بَقِيَ بَعْدَ رَأْسِ الْمَالِ عَلَى شَرْطِهِمَا مِنَ الْقِرَاضِ.

تو اس کا یہ کہنا قابل قبول نہیں' وہ پہلے راس المال کو پورا کرے گا اور راس المال کے بعد جو باقی بچے گا اسے مضاربت کی شرط کے مطابق تقسیم کیا جائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ لَا يَصْلُحُ الْقِرَاضُ إِلَّا فِي الْعَيْنِ مِنَ الذَّهَبِ، أَوِ الْوَرِقِ، وَلَا يَكُونُ فِي شَيْءٍ مِنَ الْعُرُوضِ وَالسِّلَعِ، وَمِنَ الْبُيُوعِ مَا يَجُوزُ إِذَا تَفَاوَتَ أَمْرُهُ وَتَفَاحَشَ رَدُّهُ، فَأَمَّا الرِّبَا، فَإِنَّهُ لَا يَكُونُ فِيهِ إِلَّا الرَّدُّ أَبَدًا، وَلَا يَجُوزُ مِنْهُ قَلِيلٌ، وَلَا كَثِيرٌ، وَلَا يَجُوزُ فِيهِ مَا يَجُوزُ فِي غَيْرِهِ لِأَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَالَ فِي كِتَابِهِ ﴿وَإِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ﴾ (البقرہ:۲۷۹).

امام مالک نے فرمایا کہ مضاربت درست نہیں مگر عین مال یعنی سونے اور چاندی میں۔ اسباب اور سامان میں مضاربت نہیں ہوگی۔ جائز تجارتوں میں جب کوئی فرق یا فساد آ جاتا ہے تو رد کر دی جاتی ہے تا کہ اس میں سود شامل نہ ہونے پائے جو ہمیشہ کے لئے رد کیا گیا ہے' وہ کم ہو یا زیادہ قطعاً جائز نہیں ہے اور جو دوسری چیزوں میں جائز ہے اس میں جائز نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: ''اور اگر تم توبہ کرو تو اپنا اصل مال لے لو۔ نہ تم کسی کو نقصان پہنچاؤ نہ تمہیں نقصان ہو''۔

٤- بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ الشَّرْطِ فِي الْقِرَاضِ

قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ دَفَعَ إِلَى رَجُلٍ مَالًا قِرَاضًا، وَشَرَطَ عَلَيْهِ أَنْ لَا تَشْتَرِيَ بِمَالِيَ إِلَّا سِلْعَةً كَذَا وَكَذَا، أَوْ يَنْهَاهُ أَنْ يَشْتَرِيَ سِلْعَةً بِاسْمِهَا.

قَالَ مَالِكٌ مَنِ اشْتَرَطَ عَلَى مَنْ قَارَضَ أَنْ لَا يَشْتَرِيَ حَيَوَانًا، أَوْ سِلْعَةً بِاسْمِهَا فَلَا بَأْسَ بِذٰلِكَ، وَمَنِ اشْتَرَطَ عَلَى مَنْ قَارَضَ أَنْ لَا يَشْتَرِيَ إِلَّا سِلْعَةً كَذَا وَكَذَا، فَإِنَّ ذٰلِكَ مَكْرُوهٌ إِلَّا أَنْ تَكُونَ السِّلْعَةُ الَّتِي أَمَرَهُ أَنْ لَا يَشْتَرِيَ غَيْرَهَا كَثِيرَةً مَوْجُودَةً لَا تُخْلِفُ فِي شِتَاءٍ وَلَا صَيْفٍ فَلَا بَأْسَ بِذٰلِكَ.

قَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ دَفَعَ إِلَى رَجُلٍ مَالًا قِرَاضًا وَاشْتَرَطَ عَلَيْهِ فِيهِ شَيْئًا مِنَ الرِّبْحِ خَالِصًا دُونَ صَاحِبِهِ، فَإِنَّ ذٰلِكَ لَا يَصْلُحُ وَإِنْ كَانَ دِرْهَمًا وَاحِدًا إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ نِصْفَ الرِّبْحِ لَهُ، وَنِصْفَهُ لِصَاحِبِهِ، أَوْ ثُلُثَهُ أَوْ رُبُعَهُ، أَوْ أَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ أَوْ أَكْثَرَ، فَإِذَا سَمّٰى شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ، قَلِيلًا أَوْ كَثِيرًا فَإِنَّ كُلَّ شَيْءٍ سَمّٰى مِنْ ذٰلِكَ حَلَالٌ، وَهُوَ قِرَاضُ الْمُسْلِمِينَ قَالَ وَلٰكِنْ إِنِ اشْتَرَطَ أَنَّ لَهُ مِنَ الرِّبْحِ دِرْهَمًا وَاحِدًا فَمَا فَوْقَهُ خَالِصًا لَهُ دُونَ صَاحِبِهِ. وَمَا بَقِيَ مِنَ الرِّبْحِ فَهُوَ بَيْنَهُمَا نِصْفَيْنِ، فَإِنَّ ذٰلِكَ لَا يَصْلُحُ، وَلَيْسَ عَلَى ذٰلِكَ قِرَاضُ الْمُسْلِمِينَ.

مضاربت میں جو شرطیں جائز ہیں

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جو اپنا مال دوسرے کو مضاربت کے لئے دے اور شرط رکھے کہ میرے مال سے نہ خریدنا مگر فلاں فلاں چیزیں یا کسی چیز کا نام لے کر اس کے خریدنے سے منع کرے۔

امام مالک نے فرمایا کہ جو مضاربت میں نام لے کر یہ شرط رکھے کہ فلاں حیوان اور چیز نہ خریدنا تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں اور جو مضارب سے یہ شرط کرے کہ نہ خریدنا مگر فلاں فلاں چیزیں تو یہ مکروہ ہے مگر جب کہ وہ چیز جس کے متعلق اسے حکم دیا کہ اس کے علاوہ نہ خریدنا' بازار میں کثرت سے موجود رہتی ہو' سردی اور گرمی میں ختم نہ ہو' تو پھر کوئی مضائقہ نہیں۔

امام مالک نے فرمایا کہ کسی نے دوسرے کو مضاربت پر مال دیا اور کچھ منافع کی صرف اپنے ہی لئے شرط کر لی تو یہ درست نہیں ہے خواہ ایک ہی درہم کی بات ہو مگر جبکہ یہ شرط کی ہو کہ نصف منافع اس کا ہوگا اور نصف اس کے ساتھی کا یا اس کا تہائی یا چوتھائی کم و بیش' جب اس طرح حصہ مقرر کر لیا جائے خواہ کم ہو یا زیادہ تو جس مضاربت میں ایسے مقرر کیا وہ حلال ہے اور مسلمانوں کی مضاربت یہی ہے۔ فرمایا: اگر یہ شرط کی کہ منافع میں سے ایک درہم اس کا ہوگا اور جو اس سے اوپر ہے وہ بھی ساتھی کے علاوہ اسی کا اور جو باقی منافع ہو وہ دونوں میں آدھا آدھا۔ یہ درست نہیں ہے اور مسلمان اس طرح مضاربت نہیں کرتے۔

٥- بَابُ مَا لَا يَجُوزُ مِنَ الشَّرْطِ فِي الْقِرَاضِ

قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ لَا يَنْبَغِي لِصَاحِبِ الْمَالِ أَنْ يَشْتَرِطَ لِنَفْسِهِ شَيْئًا مِنَ الرِّبْحِ خَالِصًا دُونَ الْعَامِلِ، وَلَا يَنْبَغِي لِلْعَامِلِ أَنْ يَشْتَرِطَ لِنَفْسِهِ شَيْئًا مِنَ الرِّبْحِ خَالِصًا دُونَ صَاحِبِهِ، وَلَا يَكُونُ مَعَ الْقِرَاضِ بَيْعٌ، وَلَا كِرَاءٌ، وَلَا عَمَلٌ، وَلَا سَلَفٌ، وَلَا مَرْفِقٌ يَشْتَرِطُهُ أَحَدُهُمَا لِنَفْسِهِ دُونَ صَاحِبِهِ إِلَّا أَنْ يُعِينَ

جو شرطیں مضاربت میں جائز نہیں

امام مالک نے فرمایا کہ مال والے کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ مضارب کو چھوڑ کر منافع سے صرف اپنے لیے کوئی شرط کرے اور اسی طرح مضارب کے لیے بھی ایسا کرنا مناسب نہیں۔ مضاربت کے ساتھ بیع' کرایہ' محنت' ادھار اور احسان کی دونوں یا کسی ایک کے لیے شرط کرنا درست نہیں۔ ہاں بغیر کسی شرط کے دستور کے مطابق دونوں ایک دوسرے کی مدد کر سکتے ہیں اور

أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ عَلٰى غَيْرِ شَرْطٍ عَلٰى وَجْهِ الْمَعْرُوفِ إِذَا صَحَّ ذٰلِكَ مِنْهُمَا، وَلَا يَنْبَغِي لِلْمُتَقَارِضَيْنِ أَنْ يَشْتَرِطَ أَحَدُهُمَا عَلٰى صَاحِبِهٖ زِيَادَةً مِنْ ذَهَبٍ، وَلَا فِضَّةٍ، وَلَا طَعَامٍ، وَلَا شَيْءٍ مِنَ الْأَشْيَاءِ يَزْدَادُهُ أَحَدُهُمَا عَلٰى صَاحِبِهٖ، قَالَ فَإِنْ دَخَلَ الْقِرَاضَ شَيْءٌ مِنْ ذٰلِكَ صَارَ إِجَارَةً، وَلَا تَصْلُحُ الْإِجَارَةُ إِلَّا بِشَيْءٍ ثَابِتٍ مَعْلُومٍ، وَلَا يَنْبَغِي لِلَّذِي أَخَذَ الْمَالَ أَنْ يَشْتَرِطَ مَعَ أَخْذِهِ الْمَالَ أَنْ يُكَافِئَ، وَلَا يُوَلِّيَ مِنْ سِلْعَتِهٖ أَحَدًا، وَلَا يَتَوَلّٰى مِنْهَا شَيْئًا لِنَفْسِهٖ، فَإِذَا وَفَرَ الْمَالُ وَحَصَلَ عَزْلُ رَأْسِ الْمَالِ، ثُمَّ اقْتَسَمَا الرِّبْحَ عَلٰى شَرْطِهِمَا، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لِلْمَالِ رِبْحٌ أَوْ دَخَلَتْهُ وَضِيعَةٌ لَمْ يَلْحَقِ الْعَامِلَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْءٌ لَا مِمَّا أَنْفَقَ عَلٰى نَفْسِهٖ، وَلَا مِنَ الْوَضِيعَةِ، وَذٰلِكَ عَلٰى رَبِّ الْمَالِ فِي مَالِهٖ. وَالْقِرَاضُ جَائِزٌ عَلٰى مَا تَرَاضٰى عَلَيْهِ رَبُّ الْمَالِ وَالْعَامِلُ، مِنْ نِصْفِ الرِّبْحِ، أَوْ ثُلُثِهٖ، أَوْ رُبُعِهٖ، أَوْ أَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ أَوْ أَكْثَرَ.

مضاربت کرنے والے دونوں میں سے کسی کو سونا چاندی' اناج یا کوئی دوسری چیز اپنے ساتھی کے علاوہ زائد لینے کی شرط کرنا مناسب نہیں ہے۔ اگر ان میں سے کوئی بات مضاربت میں شامل ہوئی تو یہ اجارہ ہو جائے گا اور اجارہ کے درست ہونے کی باتیں معروف اور ثابت شدہ ہیں۔ مال لینے والے کے لیے مال لیتے وقت یہ شرط کرنا مناسب نہیں کہ اس مال سے کسی کے احسان کا بدلہ دے گا یا وہ مال کسی کو تولیہ کے طور پر دے گا اور نہ کوئی چیز اپنے لیے مخصوص کرے۔ جب مال بڑھ گیا تو راس المال کو ایک طرف کر کے نفع کو دونوں شرط کے مطابق تقسیم کر لیں گے۔ اگر مال پر نفع نہ ہوا یا نقصان ہوا تو مضاربت پر کچھ نہیں پڑے گا۔ نہ اس سے وضع ہوگا جو اس نے اپنے اوپر خرچ کیا۔ یہ نقصان مال والے کے مال پر ہوا ہے۔ رب المال اور مضارب جتنے منافع پر رضامند ہو جائیں۔ مضاربت جائز ہے خواہ شرح نصف' تہائی یا چوتھائی رکھی یا اس سے کم وبیش۔

قَالَ مَالِكٌ لَا يَجُوزُ لِلَّذِي يَأْخُذُ الْمَالَ قِرَاضًا أَنْ يَشْتَرِطَ أَنْ يَعْمَلَ فِيهِ سِنِينَ لَا يُنْزَعُ مِنْهُ، قَالَ وَلَا يَصْلُحُ لِصَاحِبِ الْمَالِ أَنْ يَشْتَرِطَ أَنَّكَ لَا تَرُدُّهُ إِلٰى سِنِينَ لِأَجَلٍ يُسَمِّيَانِهٖ، لِأَنَّ الْقِرَاضَ لَا يَكُونُ إِلٰى أَجَلٍ، وَلٰكِنْ يَدْفَعُ رَبُّ الْمَالِ مَالَهُ إِلَى الَّذِي يَعْمَلُ لَهُ فِيهِ، فَإِنْ بَدَا لِأَحَدِهِمَا أَنْ يَتْرُكَ ذٰلِكَ وَالْمَالُ نَاضٌّ لَمْ يَشْتَرِ بِهٖ شَيْئًا تَرَكَهُ وَأَخَذَ صَاحِبُ الْمَالِ مَالَهُ، وَإِنْ بَدَا لِرَبِّ الْمَالِ أَنْ يَقْبِضَهُ بَعْدَ أَنْ يَشْتَرِيَ بِهٖ سِلْعَةً، فَلَيْسَ ذٰلِكَ لَهُ حَتّٰى يُبَاعَ الْمَتَاعُ وَيَصِيرَ عَيْنًا، فَإِنْ بَدَا لِلْعَامِلِ أَنْ يَرُدَّهُ وَهُوَ عَرْضٌ لَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ لَهُ حَتّٰى يَبِيعَهُ، فَيَرُدَّهُ عَيْنًا كَمَا أَخَذَهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ مضارب کے لیے یہ شرط کرنا جائز نہیں ہے کہ وہ اتنے سالوں تک محنت کرے گا اور اس سے مال نہیں لیا جائے گا۔ امام مالک نے فرمایا کہ رب المال کے لیے بھی یہ شرط کرنا مناسب نہیں کہ اتنے سالوں تک مال میری طرف نہ لوٹایا جائے کیونکہ مضاربت میں مدت مقرر نہیں کی جاتی۔ ہاں رب المال نے اپنے مال مضارب کے سپرد کر دیا۔ مضارب نے اس میں محنت کی' اب کسی ایک نے چھوڑنے کا ارادہ کیا اور مال اسی طرح موجود ہے' اس سے کوئی چیز نہیں خریدی تو مال والا اپنا مال حاصل کرے' اگر مال والا یہ چاہے کہ اس کے ذریعے سامان خرید لیا جائے پھر لے گا تو یہ اسے حق حاصل نہیں جب تک مال کو بیچ کر نقدی حاصل نہ کی جائے۔ اگر مضارب اسے لوٹانا چاہے جبکہ سامان کی صورت میں ہو تو اسے یہ حق حاصل نہیں یہاں تک کہ فروخت کر دے اور نقدی کی صورت میں ادا کرے جس طرح مال لیا تھا۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَا يَصْلُحُ لِمَنْ دَفَعَ إِلٰى رَجُلٍ مَالًا

امام مالک نے فرمایا کہ رب المال کے لیے یہ مناسب نہیں

قِرَاضًا أَنْ يَشْتَرِطَ عَلَيْهِ الزَّكٰوةَ فِي حِصَّتِهِ مِنَ الرِّبْحِ خَاصَّةً لِأَنَّ رَبَّ الْمَالِ إِذَا اشْتَرَطَ ذٰلِكَ فَقَدِ اشْتَرَطَ لِنَفْسِهِ فَضْلًا مِنَ الرِّبْحِ ثَابِتًا فِيمَا سَقَطَ عَنْهُ مِنْ حِصَّةِ الزَّكٰوةِ الَّتِي تُصِيبُهُ مِنْ حِصَّتِهِ وَلَا يَجُوزُ لِرَجُلٍ أَنْ يَشْتَرِطَ عَلَى مَنْ قَارَضَهُ أَنْ لَا يَشْتَرِيَ إِلَّا مِنْ فُلَانٍ لِرَجُلٍ يُسَمِّيهِ فَذٰلِكَ غَيْرُ جَائِزٍ لِأَنَّهُ يَصِيرُ لَهُ أَجِيرًا بِأَجْرٍ لَيْسَ بِمَعْرُوفٍ.

ہے کہ جس کو مال دیا ہے اس سے یہ شرط کرے کہ صرف اپنے حصے سے ہی زکوۃ ادا کرے کیونکہ رب المال جب یہ شرط کرے گا تو اپنے مال کو بچا کر شرط کی حالانکہ اس کے حصے پر بھی زکوۃ تھی جس کو علیحدہ کر دیا۔ نیز کسی کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ مضارب سے یہ کہے کہ مال نہ خریدے مگر فلاں شخص سے' کسی شخص کو معین کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ یوں تو وہ اجیر ہو گا اور یہ دستور کے مطابق نہیں۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يَدْفَعُ إِلَى رَجُلٍ مَالًا قِرَاضًا وَيَشْتَرِطُ عَلَى الَّذِي دَفَعَ إِلَيْهِ الْمَالَ الضَّمَانَ قَالَ لَا يَجُوزُ لِصَاحِبِ الْمَالِ أَنْ يَشْتَرِطَ فِي مَالِهِ غَيْرَ مَا وُضِعَ الْقِرَاضُ عَلَيْهِ وَمَا مَضَى مِنْ سُنَّةِ الْمُسْلِمِينَ فِيهِ فَإِنْ نَمَا الْمَالُ عَلَى شَرْطِ الضَّمَانِ كَانَ قَدِ ازْدَادَ فِي حَقِّهِ مِنَ الرِّبْحِ مِنْ أَجْلِ مَوْضِعِ الضَّمَانِ وَإِنَّمَا يَقْتَسِمَانِ الرِّبْحَ عَلَى مَا لَوْ أَعْطَاهُ إِيَّاهُ عَلَى غَيْرِ ضَمَانٍ وَإِنْ تَلِفَ الْمَالُ لَمْ أَرَ عَلَى الَّذِي أَخَذَهُ ضَمَانًا لِأَنَّ شَرْطَ الضَّمَانِ فِي الْقِرَاضِ بَاطِلٌ.

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے اپنا مال مضاربت کے لیے دیا اور جس کو مال دیا اس سے ضمان کی شرط کرے۔ فرمایا کہ مال والے کو ایسی شرط کرنا جائز نہیں جو اصول مضاربت کے خلاف ہو اور جو اسلاف کا طریقہ نہ ہو۔ کیونکہ اگر ضمان کی شرط پر مال دیا جائے تو منافع میں سے تاوان کے باعث مضارب کے لیے زیادہ حصہ ہونا چاہیے حالانکہ منافع کو وہ تاوان کے بغیر دونوں آپس میں تقسیم کریں گے اور اگر مال تلف ہو گیا تو مضارب پر تاوان نہیں پڑے گا کیونکہ اس نے اس سے شرط کی کہ اس کے بدلے نہ خریدنا مگر کھجور کے درخت یا مویشی تاکہ ان کے پھل یا بچے فروخت کرتے رہو اور اصل چیز کو روکے رکھنا۔

قَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ دَفَعَ إِلَى رَجُلٍ مَالًا قِرَاضًا وَاشْتَرَطَ عَلَيْهِ أَنْ لَا يَبْتَاعَ بِهِ إِلَّا نَخْلًا أَوْ دَوَابَّ لِأَجْلِ أَنَّهُ يَطْلُبُ ثَمَرَ النَّخْلِ أَوْ نَسْلَ الدَّوَابِّ وَيَحْبِسُ رِقَابَهَا قَالَ مَالِكٌ لَا يَجُوزُ هٰذَا وَلَيْسَ هٰذَا مِنْ سُنَّةِ الْمُسْلِمِينَ فِي الْقِرَاضِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِيَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَبِيعَهُ كَمَا يُبَاعُ غَيْرُهُ مِنَ السِّلَعِ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ جائز نہیں ہے اور مضاربت میں مسلمانوں کا طریقہ یہ نہیں ہے ماسوائے اس کے کہ انہیں خرید کر اسی طرح بیچ دے جیسے دوسری چیزوں کو فروخت کیا جاتا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ لَا بَأْسَ أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُقَارِضُ عَلَى رَبِّ الْمَالِ غُلَامًا يُعِينُهُ بِهِ عَلَى أَنْ يَقُومَ مَعَهُ الْغُلَامُ فِي الْمَالِ إِذَا لَمْ يَعْدُ أَنْ يُعِينَهُ فِي الْمَالِ لَا يُعِينُهُ فِي غَيْرِهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ مضارب رب المال سے مدد کی خاطر غلام کی شرط کرے کہ غلام کو مال سے خریدا جائے گا۔ اگر اس کی قیمت مال سے نہ دی جائے تو علیحدہ مال سے نہیں دی جائے گی۔

٦ - بَابُ الْقِرَاضِ فِي الْعُرُوضِ

اسباب میں مضاربت

قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يُقَارِضَ أَحَدًا إِلَّا فِي الْعَيْنِ لِأَنَّهُ لَا تَنْبَغِي الْمُقَارَضَةُ فِي

امام مالک نے فرمایا کہ سونے چاندی کے علاوہ دوسرے مال میں مضاربت کرنا کسی کے لیے مناسب نہیں' کیونکہ سامان

الْعُرُوضِ، لِاَنَّ الْمُقَارَضَةَ فِي الْعُرُوضِ اِنَّمَا تَكُوْنُ عَلٰى اَحَدِ وَجْهَيْنِ، اِمَّا اَنْ يَقُوْلَ لَهٗ صَاحِبُ الْعَرْضِ خُذْ هٰذَا الْعَرْضَ فَبِعْهُ فَمَا خَرَجَ مِنْ ثَمَنِهٖ فَاشْتَرِ بِهٖ، وَبِعْ عَلٰى وَجْهِ الْقِرَاضِ، فَقَدِ اشْتَرَطَ صَاحِبُ الْمَالِ فَضْلًا لِنَفْسِهٖ مِنْ بَيْعِ سِلْعَتِهٖ وَمَا يَكْفِيْهِ مِنْ مُؤْنَتِهَا، اَوْ يَقُوْلَ اشْتَرِ بِهٰذِهِ السِّلْعَةِ، وَبِعْ فَاِذَا فَرَغْتَ فَابْتَعْ لِيْ مِثْلَ عَرْضِي الَّذِيْ دَفَعْتُ اِلَيْكَ، فَاِنْ فَضَلَ شَيْءٌ فَهُوَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ، وَلَعَلَّ صَاحِبَ الْعَرْضِ اَنْ يَدْفَعَهٗ اِلَى الْعَامِلِ فِيْ زَمَنٍ هُوَ فِيْهِ نَافِقٌ كَثِيْرُ الثَّمَنِ، ثُمَّ يَرُدَّهُ الْعَامِلُ حِيْنَ يَرُدُّهٗ، وَقَدْ رَخُصَ فَيَشْتَرِيْهِ بِثُلُثِ ثَمَنِهٖ اَوْ اَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ، فَيَكُوْنُ الْعَامِلُ قَدْ رَبِحَ نِصْفَ مَا نَقَصَ مِنْ ثَمَنِ الْعَرْضِ فِيْ حِصَّتِهٖ مِنَ الرِّبْحِ، اَوْ يَاْخُذُ الْعَرْضَ فِيْ زَمَانٍ ثَمَنُهٗ فِيْهِ قَلِيْلٌ، فَيَعْمَلُ فِيْهِ حَتّٰى يَكْثُرَ الْمَالُ فِيْ يَدَيْهِ، ثُمَّ يَغْلُوْ ذٰلِكَ الْعَرْضُ وَيَرْتَفِعُ ثَمَنُهٗ حِيْنَ يَرُدُّهٗ فَيَشْتَرِيْهِ بِكُلِّ مَا فِيْ يَدِهٖ فَيَذْهَبُ عَمَلُهٗ وَعِلَاجُهٗ بَاطِلًا فَهٰذَا غَرَرٌ لَا يَصْلُحُ، فَاِنْ جُهِلَ ذٰلِكَ حَتّٰى يَمْضِيَ نُظِرَ اِلٰى قَدْرِ اَجْرِ الَّذِيْ دُفِعَ اِلَيْهِ الْقِرَاضُ فِيْ بَيْعِهٖ اِيَّاهُ وَعِلَاجِهٖ، فَيُعْطَاهُ ثُمَّ يَكُوْنُ الْمَالُ قِرَاضًا مِنْ يَوْمِ نَضَّ الْمَالُ وَاجْتَمَعَ عَيْنًا وَيُرَدُّ اِلٰى قِرَاضِ مِثْلِهٖ.

٧- بَابُ الْكِرَاءِ فِي الْقِرَاضِ

قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ فِيْ رَجُلٍ دَفَعَ اِلٰى رَجُلٍ مَالًا قِرَاضًا، فَاشْتَرٰى بِهٖ مَتَاعًا، فَحَمَلَهٗ اِلٰى بَلَدِ التِّجَارَةِ، فَبَارَ عَلَيْهِ وَخَافَ النُّقْصَانَ اِنْ بَاعَهٗ فَتَكَارٰى عَلَيْهِ اِلٰى بَلَدٍ اٰخَرَ، فَبَاعَ بِنُقْصَانٍ فَاغْتَرَقَ الْكِرَاءُ اَصْلَ الْمَالِ كُلَّهٗ.

قَالَ مَالِكٌ اِنْ كَانَ فِيْمَا بَاعَ وَفَاءٌ لِلْكِرَاءِ فَسَبِيْلُهٗ ذٰلِكَ، وَاِنْ بَقِيَ مِنَ الْكِرَاءِ شَيْءٌ بَعْدَ اَصْلِ الْمَالِ كَانَ عَلَى الْعَامِلِ، وَلَمْ يَكُنْ عَلٰى رَبِّ الْمَالِ مِنْهُ شَيْءٌ يُتْبَعُ بِهٖ، وَذٰلِكَ اَنَّ رَبَّ الْمَالِ اِنَّمَا اَمَرَهٗ

میں مضاربت درست نہیں ہے۔ سامان میں مضاربت کرنے کی دو میں سے ایک وجہ ہوگی یا تو سامان والا یہ کہے کہ یہ مال لے کر فروخت کر دو اور اس سے جو قیمت وصول ہو اس کے ساتھ مضاربت کی تجارت کرو۔ یہ مال والے نے اپنے سامان کے بکنے کے لیے شرط کی ہے کہ بغیر مشقت اٹھائے اس کا سامان بک جائے گا یا یہ کہے کہ یہ سامان لے کر بیچ دو جب فارغ ہو جاؤ تو مجھے اسی طرح کا مال خرید دو جو مجھ سے لیا اور جو منافع ہو وہ ہم دونوں کا۔ ہو سکتا ہے کہ مال والے مضارب کو جب مال دیا تو گراں قیمت زیادہ ہو اور جب مضارب واپس دے تو قیمت گر جائے کہ وہ تہائی خریدا جائے یا زر ثمن میں اس سے بھی کم۔ پس مال والے نے مال کی قیمت سے جو نقصان ہوا اس سے آدھا نفع کما لیا اپنے حصے کے منافع سے یا سامان ایسے وقت لیا کہ ان دنوں قیمت کم تھی جب کام کیا تو اس کے ہاتھوں میں مال بڑھ گیا اور واپس دیتے وقت اس کی قیمت چڑھ گئی تو جو کچھ اس کے پاس ہو سب کا مال خرید لے اور یوں اس کی محنت مزدوری رائیگاں جائے۔ یہ دھوکا ہے جو درست نہیں۔ اگر وہ اس سے بے خبر ہو یہاں تک کہ جو ہونا ہے ہو گزرے۔ اب مال کو دیکھ کر مضارب کو اس کی مزدوری دلائی جائے گی اور مال کی اس روز سے مضاربت شروع ہوگی جب اس کی نقدی حاصل کی اور مال والے کو اسی کے برابر لوٹائی جائے گی۔

مضاربت کے مال کا کرایہ

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے دوسرے کو مضاربت کے لیے مال دیا۔ اس نے مال خریدا اور بیچنے کے لیے ایک شہر میں لے گیا معلوم ہوا کہ وہاں بیچنے میں اسے نقصان ہوگا۔ پس وہ دوسرے شہر میں لے گیا اور وہاں نقصان کے ساتھ بیچا اور سارا مال کرائے میں ہی غرق ہو گیا۔

امام مالک نے فرمایا کہ اگر کرایہ میں مال برابر ہو گیا تو گئی آئی بات ہوئی۔ اگر کرایہ مزید کچھ باقی رہ گیا اس مال کے بعد جو مضارب کو دیا تھا تو رب المال مزید کچھ نہیں دے گا کیونکہ رب المال نے اپنے مال سے تجارت کرنے کا حکم دیا تھا' لہٰذا مال کے

بِالتِّجَارَةِ فِي مَالِهِ فَلَيْسَ لِلْمُقَارِضِ أَنْ يَتْبَعَهُ بِمَا سِوَى ذٰلِكَ مِنَ الْمَالِ ، وَلَوْ كَانَ ذٰلِكَ يُتْبَعُ بِهِ رَبُّ الْمَالِ لَكَانَ ذٰلِكَ دَيْنًا عَلَيْهِ مِنْ غَيْرِ الْمَالِ الَّذِي قَارَضَهُ فِيهِ ، فَلَيْسَ لِلْمُقَارِضِ أَنْ يَحْمِلَ ذٰلِكَ عَلٰى رَبِّ الْمَالِ.

سوا وہ اور کچھ دینے کا پابند نہیں۔ اگر رب المال پر اور بھی دینا آیا تو یہ اس پر قرض ہوگا اس مال کے سوا جو اس نے مضاربت کے لیے دیا۔ لہٰذا مضارب کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ رب المال پر اس کا بوجھ بھی ڈالے۔

۸- بَابُ التَّعَدِّي فِي الْقِرَاضِ

مالِ مضاربت میں نقصان

قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ دَفَعَ إِلٰى رَجُلٍ مَالًا قِرَاضًا فَعَمِلَ فِيهِ فَرَبِحَ ، ثُمَّ اشْتَرٰى مِنْ رِبْحِ الْمَالِ ، أَوْ مِنْ جُمْلَتِهِ جَارِيَةً فَوَطِئَهَا فَحَمَلَتْ ، ثُمَّ نَقَصَ الْمَالُ.

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے مضاربت کے لیے دوسرے کو مال دیا۔ پس اس نے محنت کی اور نفع ہوا۔ پھر اس نے اصل مال یا سارے مال سے لونڈی خریدی اور اس سے صحبت کی تو وہ حاملہ ہوگئی اور مال میں نقصان ہوا۔

قَالَ مَالِكٌ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ أُخِذَتْ قِيمَةُ الْجَارِيَةِ مِنْ مَالِهِ. فَيُجْبَرُ بِهِ الْمَالُ ، فَإِنْ كَانَ فَضْلٌ بَعْدَ وَفَاءِ الْمَالِ ، فَهُوَ بَيْنَهُمَا عَلَى الْقِرَاضِ الْأَوَّلِ ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَفَاءٌ بِيعَتِ الْجَارِيَةُ حَتّٰى يُجْبَرَ الْمَالُ مِنْ ثَمَنِهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر مضارب کے پاس مال ہے تو لونڈی کی قیمت اس کے مال سے لی جائے گی اور اس سے راس المال پورا کیا جائے گا' اگر مال پورا کرنے کے بعد کچھ بچے تو پہلی مضاربت کے مطابق دونوں میں تقسیم ہوگا' اگر پورا نہ ہو تو لونڈی کو بیچ کر اس کی قیمت سے مال پورا کیا جائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ دَفَعَ إِلٰى رَجُلٍ مَالًا قِرَاضًا ، فَتَعَدّٰى ، فَاشْتَرٰى بِهِ سِلْعَةً ، وَزَادَ فِي ثَمَنِهَا مِنْ عِنْدِهِ.

امام مالک نے اس آدمی کے متعلق فرمایا جس نے دوسرے کو مضاربت کے لیے مال دیا' مضارب نے غلطی سے قیمت بڑھا کر مال خرید لیا۔

قَالَ مَالِكٌ صَاحِبُ الْمَالِ بِالْخِيَارِ ، إِنْ بِيعَتِ السِّلْعَةُ بِرِبْحٍ ، أَوْ وَضِيعَةٍ ، أَوْ لَمْ تُبَعْ ، إِنْ شَاءَ أَنْ يَأْخُذَ السِّلْعَةَ أَخَذَهَا ، وَقَضَاهُ مَا أَسْلَفَهُ فِيهَا ، وَإِنْ أَبٰى كَانَ الْمُقَارِضُ شَرِيكًا لَهُ بِحِصَّتِهِ مِنَ الثَّمَنِ فِي النَّمَاءِ وَالنُّقْصَانِ بِحِسَابِ مَا زَادَ الْعَامِلُ فِيهَا مِنْ عِنْدِهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ مال والے کو اختیار ہے کہ سامان کو نفع کے ساتھ بیچ لے یا نقصان کے ساتھ۔ یا فروخت ہی نہ کرے۔ اگر چاہے تو سامان کو لے کر جو زائد ہے اسے واپس ادا کر دے۔ اگر ایسا کرنے سے انکار کرے تو مضارب بھی اپنے حصے کے مطابق اس میں نفع و نقصان کا شریک ہوگا جب تک کہ مضارب اس میں محنت کرے گا۔

قَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ أَخَذَ مِنْ رَجُلٍ مَالًا قِرَاضًا ، ثُمَّ دَفَعَهُ إِلٰى رَجُلٍ آخَرَ فَعَمِلَ فِيهِ قِرَاضًا بِغَيْرِ إِذْنِ صَاحِبِهِ إِنَّهُ ضَامِنٌ لِلْمَالِ إِنْ نَقَصَ فَعَلَيْهِ النُّقْصَانُ ، وَإِنْ رَبِحَ فَلِصَاحِبِ الْمَالِ شَرْطُهُ مِنَ الرِّبْحِ ، ثُمَّ يَكُونُ لِلَّذِي عَمِلَ شَرْطُهُ بِمَا بَقِيَ مِنَ الْمَالِ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے مضاربت کے طور مال لیا' پھر بغیر مالک کی اجازت کے دوسرے کو مضاربت پر دے دیا تو ضامن پہلا مضارب ہی ہے۔ اگر نقصان ہوا تو اسی پر پڑے گا اور نفع ہوا تو مال والے کو شرط کے مطابق ملے گا' پھر باقی مال میں سے کام کرنے والے کو شرط کے مطابق دیا جائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ تَعَدّٰى فَتَسَلَّفَ مِمَّا بِيَدَيْهِ

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس سے

مِنَ الْقِرَاضِ مَالًا، فَابْتَاعَ بِهِ سِلْعَةً لِنَفْسِهِ.

زیادتی کرتے ہوئے مضاربت کے مال سے سلف کر لی اور اپنی مرضی سے دوسرا سامان خرید لیا۔

قَالَ مَالِكٌ: إِنْ رَبِحَ فَالرِّبْحُ عَلَى شَرْطِهِمَا فِي الْقِرَاضِ، وَإِنْ نَقَصَ فَهُوَ ضَامِنٌ لِلنُّقْصَانِ.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر نفع ہو تو مضاربت کی شرط کے مطابق تقسیم ہوگا اور اگر نقصان ہوا تو وہ خود نقصان کا ضامن ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ دَفَعَ إِلَى رَجُلٍ مَالًا قِرَاضًا فَاسْتَسْلَفَ مِنْهُ الْمَدْفُوعُ إِلَيْهِ الْمَالُ مَالًا، وَاشْتَرَى بِهِ سِلْعَةً لِنَفْسِهِ، إِنَّ صَاحِبَ الْمَالِ بِالْخِيَارِ، إِنْ شَاءَ أَشْرَكَهُ فِي السِّلْعَةِ عَلَى قِرَاضِهَا، وَإِنْ شَاءَ خَلَّى بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا وَأَخَذَ مِنْهُ رَأْسَ الْمَالِ كُلَّهُ، وَكَذٰلِكَ يُفْعَلُ بِكُلِّ مَنْ تَعَدَّى.

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس کو مضاربت پر مال دیا گیا تھا لیکن اس نے مال سے سلف کر کے اپنے لیے دوسرا سامان خرید لیا۔ دریں حالات مال والے کو اختیار ہے کہ اگر وہ چاہے تو مضاربت کے طور پر اس مال میں شامل ہو جائے اور چاہے لاتعلق ہو کر اپنا مال اس سے وصول کر لے اور جب کوئی زیادتی کرے تو ایسا ہی کیا جاتا ہے۔

۹- بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ النَّفَقَةِ فِي الْقِرَاضِ

مالِ مضاربت سے کتنا خرچ کرنا جائز ہے؟

قَالَ يَحْيٰى: قَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ دَفَعَ إِلَى رَجُلٍ مَالًا قِرَاضًا: إِنَّهُ إِذَا كَانَ الْمَالُ كَثِيرًا يَحْمِلُ النَّفَقَةَ، فَإِذَا شَخَصَ فِيهِ الْعَامِلُ فَإِنَّ لَهُ أَنْ يَأْكُلَ مِنْهُ وَيَكْتَسِيَ بِالْمَعْرُوفِ مِنْ قَدْرِ الْمَالِ، وَيَسْتَأْجِرَ مِنَ الْمَالِ إِذَا كَانَ كَثِيرًا لَا يَقْوٰى عَلَيْهِ بَعْضُ مَنْ يَكْفِيهِ بَعْضَ مَؤُونَتِهِ، وَمِنَ الْأَعْمَالِ أَعْمَالٌ لَا يَعْمَلُهَا الَّذِي يَأْخُذُ الْمَالَ، وَلَيْسَ مِثْلُهُ يَعْمَلُهَا، مِنْ ذٰلِكَ تَقَاضِي الدَّيْنِ، وَنَقْلُ الْمَتَاعِ وَشَدُّهُ، وَأَشْبَاهُ ذٰلِكَ، فَلَهُ أَنْ يَسْتَأْجِرَ مِنَ الْمَالِ مَنْ يَكْفِيهِ ذٰلِكَ، وَلَيْسَ لِلْمُقَارِضِ أَنْ يَسْتَنْفِقَ مِنَ الْمَالِ، وَلَا يَكْتَسِيَ مِنْهُ مَا كَانَ مُقِيمًا فِي أَهْلِهِ، إِنَّمَا يَجُوزُ لَهُ النَّفَقَةُ إِذَا شَخَصَ فِي الْمَالِ وَكَانَ الْمَالُ يَحْمِلُ النَّفَقَةَ، فَإِنْ كَانَ إِنَّمَا يَتَّجِرُ فِي الْمَالِ فِي الْبَلَدِ الَّذِي هُوَ بِهِ مُقِيمٌ فَلَا نَفَقَةَ لَهُ مِنَ الْمَالِ وَلَا كِسْوَةَ.

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے مضاربت پر دوسرے کو مال دیا۔ جب مال اتنا زیادہ ہو کہ خرچ کا بوجھ اٹھا سکے تو مضارب محنت کرے گا اور دستور کے مطابق اسی میں سے کھائے پہنے گا مال کی مناسبت سے اگر کام زیادہ ہو کہ اکیلا نہ کر سکے تو مال کی اجرت اسی میں سے دے گا اور بعض کام ایسے بھی ہیں جنہیں وہ خود نہ کر سکے جیسے قرض کا تقاضا کرنا، مال کا باندھنا، کھولنا اور مال اٹھا کر لے جانا وغیرہ اور مضارب کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ جب اپنے گھر میں رہے تو اسی مال سے کھائے پہنے۔ مال سے خرچ کرنا اس وقت جائز ہے جبکہ مال اس کا متحمل ہو سکے۔ جب تک وہ مال کی تجارت اسی شہر میں رہ کر کرے جس میں مقیم ہے تو مال میں سے اسے کھانا پہننا نہیں ملے گا۔

قَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ دَفَعَ إِلَى رَجُلٍ مَالًا قِرَاضًا فَخَرَجَ بِهِ وَبِمَالِ نَفْسِهِ قَالَ: يَجْعَلُ النَّفَقَةَ مِنَ الْقِرَاضِ وَمِنْ مَالِهِ عَلَى قَدْرِ حِصَصِ الْمَالِ.

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے دوسرے کو مضاربت پر مال دیا تو وہ اسے اور اپنے ذاتی مال کو لے کر نکلا۔ فرمایا: اب وہ مضاربت کے مال اور اپنے مال سے حصے کے

۱۰ - بَابُ مَا لَا يَجُوزُ مِنَ النَّفَقَةِ فِي الْقِرَاضِ

قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ مَعَهُ مَالٌ قِرَاضٌ فَهُوَ يَسْتَنْفِقُ مِنْهُ وَيَكْتَسِي، إِنَّهُ لَا يَهَبُ مِنْهُ شَيْئًا، وَلَا يُعْطِي مِنْهُ سَائِلًا وَلَا غَيْرَهُ، وَلَا يُكَافِيءُ فِيهِ أَحَدًا، فَأَمَّا إِنِ اجْتَمَعَ هُوَ وَقَوْمٌ، فَجَاؤُوا بِطَعَامٍ وَجَاءَ هُوَ بِطَعَامٍ، فَأَرْجُو أَنْ يَكُونَ ذٰلِكَ وَاسِعًا إِذَا لَمْ يَتَعَمَّدْ أَنْ يَتَفَضَّلَ عَلَيْهِمْ، فَإِنْ تَعَمَّدَ ذٰلِكَ، أَوْ مَا يُشْبِهُهُ بِغَيْرِ إِذْنِ صَاحِبِ الْمَالِ فَعَلَيْهِ أَنْ يَتَحَلَّلَ ذٰلِكَ مِنْ رَبِّ الْمَالِ، فَإِنْ حَلَّلَهُ ذٰلِكَ فَلَا بَأْسَ بِهِ، وَإِنْ أَبَى أَنْ يُحَلِّلَهُ فَعَلَيْهِ أَنْ يُكَافِئَهُ بِمِثْلِ ذٰلِكَ إِنْ كَانَ ذٰلِكَ شَيْئًا لَهُ مُكَافَاةٌ.

۱۱ - بَابُ الدَّيْنِ فِي الْقِرَاضِ

قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا فِي رَجُلٍ دَفَعَ إِلٰى رَجُلٍ مَالًا قِرَاضًا، فَاشْتَرٰى بِهِ سِلْعَةً، ثُمَّ بَاعَ السِّلْعَةَ بِدَيْنٍ، فَرَبِحَ فِي الْمَالِ، ثُمَّ هَلَكَ الَّذِي أَخَذَ الْمَالَ قَبْلَ أَنْ يَقْبِضَ الْمَالَ قَالَ إِنْ أَرَادَ وَرَثَتُهُ أَنْ يَقْبِضُوا ذٰلِكَ الْمَالَ وَهُمْ عَلٰى شَرْطِ أَبِيهِمْ مِنَ الرِّبْحِ فَذٰلِكَ لَهُمْ إِذَا كَانُوا أُمَنَاءَ عَلٰى ذٰلِكَ الْمَالِ، وَإِنْ كَرِهُوا أَنْ يَقْتَضُوهُ وَخَلَّوْا بَيْنَ صَاحِبِ الْمَالِ وَبَيْنَهُ لَمْ يُكَلَّفُوا أَنْ يَقْتَضُوهُ، وَلَا شَيْءَ عَلَيْهِمْ، وَلَا شَيْءَ لَهُمْ إِذَا أَسْلَمُوهُ إِلٰى رَبِّ الْمَالِ، فَإِنِ اقْتَضَوْهُ فَلَهُمْ فِيهِ مِنَ الشَّرْطِ وَالنَّفَقَةِ مِثْلُ مَا كَانَ لِأَبِيهِمْ فِي ذٰلِكَ هُمْ فِيهِ بِمَنْزِلَةِ أَبِيهِمْ، فَإِنْ لَمْ يَكُونُوا أُمَنَاءَ عَلٰى ذٰلِكَ فَإِنَّ لَهُمْ أَنْ يَأْتُوا بِأَمِينٍ ثِقَةٍ فَيَقْتَضِي ذٰلِكَ الْمَالَ، فَإِذَا اقْتَضٰى جَمِيعَ الْمَالِ وَجَمِيعَ الرِّبْحِ كَانُوا فِي ذٰلِكَ بِمَنْزِلَةِ أَبِيهِمْ.

قَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ دَفَعَ إِلٰى رَجُلٍ مَالًا قِرَاضًا عَلٰى أَنَّهُ يَعْمَلُ فِيهِ فَمَا بَاعَ بِهِ مِنْ دَيْنٍ فَهُوَ ضَامِنٌ لَهُ إِنَّ

مطابق خرچ کرے گا۔

مالِ مضاربت سے کیا خرچ جائز نہیں ہے؟

امام مالک نے فرمایا کہ ایک آدمی کے پاس مضاربت کا مال ہے تو وہ اس میں سے خرچ لیتا اور کپڑے پہنتا ہے وہ اس میں سے کوئی چیز ہبہ نہیں کر سکتا' کسی سائل وغیرہ کو اس میں سے نہیں دے سکتا کسی کے احسان کا بدلہ نہیں دے سکتا۔ اگر اس کے پاس کچھ لوگ اکٹھے ہو جائیں' وہ کھانا لائیں تو یہ بھی کھانا لے آئے' مجھے امید ہے کہ اس کی وسعت ہوگی جب کہ ان پر برتری حاصل کرنے کا ارادہ نہ ہو۔ اگر اس کا مال والے کی اجازت کے بغیر ایسا کوئی ارادہ ہو تو چاہیے کہ رب المال سے اجازت حاصل کر لے' اگر وہ اجازت دینے سے انکار کرے تو جس قدر خرچ کیا ہے اس کی تلافی کرے۔

مالِ مضاربت کو قرض بیچنا

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفقہ ہے اس شخص کے متعلق جس نے دوسرے کو مضاربت پر مال دیا۔ اس نے سامان خریدا' پھر سامان کو ادھار بیچا منافع کے ساتھ' پھر وصول کرنے سے پہلے مضارب فوت ہو گیا۔ اگر اس کے وارث اس مال کو قبضے میں لینا چاہیں تو وہ اپنے باپ کی شرط پر نفع پائیں گے' یہ ان کا حق ہوگا جبکہ وہ معتبر ہوں۔ اگر وہ وصول کرنا ناپسند کریں تو لاتعلق ہو جائیں' انہیں وصول کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔ نہ ان پر کچھ ہوگا اور نہ انہیں کچھ ملے گا جبکہ وہ رب المال کے سامنے یہ تسلیم کر لیں۔ اگر وہ وصول کر لیں تو ان کے لیے ان کے باپ کی طرح نفقہ وغیرہ کی شرط ہوگی اور وہ اپنے باپ کی جگہ ہو جائیں گے۔ اگر وہ اس کے لیے معتبر نہ ہوں تو انہیں چاہیے کہ کوئی معتبر شخص لائیں جو اس مال کو وصول کرے' جب وہ سارا مال نفع سمیت جمع کر دے تو یہ اپنے باپ کی جگہ ہو جائیں گے۔

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے دوسرے کو مضاربت پر مال دیا کہ اس میں محنت کرے اور جو قرض بیچا اس

ذٰلِکَ لَازِمٌ لَهٗ اِنْ بَاعَ بِدَيْنٍ فَقَدْ ضَمِنَهٗ.

کا وہی ضامن ہوگا تو یہ اس کے لیے ضروری ہو گیا کہ جو ادھار بیچے گا اس کا وہ خود ذمہ دار ہوگا۔

۱۲ - بَابُ الْبِضَاعَةِ فِي الْقِرَاضِ

قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ فِيْ رَجُلٍ دَفَعَ اِلٰى رَجُلٍ مَالًا قِرَاضًا، وَاسْتَسْلَفَ مِنْ صَاحِبِ الْمَالِ سَلَفًا، اَوِ اسْتَسْلَفَ مِنْهُ صَاحِبُ الْمَالِ سَلَفًا، اَوْ اَبْضَعَ مَعَهٗ صَاحِبُ الْمَالِ بِضَاعَةً يَبِيْعُهَا لَهٗ، اَوْ بِدَنَانِيْرَ يَشْتَرِيْ لَهٗ بِهَا سِلْعَةً.

قَالَ مَالِكٌ اِنْ كَانَ صَاحِبُ الْمَالِ اِنَّمَا اَبْضَعَ مَعَهٗ. وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّهٗ لَوْ لَمْ يَكُنْ مَالُهٗ عِنْدَهٗ، ثُمَّ سَاَلَهٗ مِثْلَ ذٰلِكَ فَعَلَهٗ لِاِخَاءٍ بَيْنَهُمَا، اَوْ لِيَسَارَةِ مَؤُوْنَةِ ذٰلِكَ عَلَيْهِ، وَلَوْ اَبٰى ذٰلِكَ عَلَيْهِ لَمْ يَنْزِعْ مَالَهٗ مِنْهُ، اَوْ كَانَ الْعَامِلُ اِنَّمَا اسْتَسْلَفَ مِنْ صَاحِبِ الْمَالِ، اَوْ حَمَلَ لَهٗ بِضَاعَتَهٗ، وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّهٗ لَوْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهٗ مَالُهٗ فَعَلَ لَهٗ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَلَوْ اَبٰى ذٰلِكَ عَلَيْهِ لَمْ يَرْدُدْ عَلَيْهِ مَالَهٗ، فَاِذَا صَحَّ ذٰلِكَ مِنْهُمَا جَمِيْعًا، وَكَانَ ذٰلِكَ مِنْهُمَا عَلٰى وَجْهِ الْمَعْرُوْفِ، وَلَمْ يَكُنْ شَرْطًا فِيْ اَصْلِ الْقِرَاضِ فَذٰلِكَ جَائِزٌ لَا بَاْسَ بِهٖ، وَاِنْ دَخَلَ ذٰلِكَ شَرْطٌ، اَوْ خِيْفَ اَنْ يَكُوْنَ اِنَّمَا صَنَعَ ذٰلِكَ الْعَامِلُ لِصَاحِبِ الْمَالِ لِيُقِرَّ مَالَهٗ فِيْ يَدَيْهِ، اَوْ اِنَّمَا صَنَعَ ذٰلِكَ صَاحِبُ الْمَالِ لِاَنْ يُمْسِكَ الْعَامِلُ مَالَهٗ وَلَا يَرُدَّهٗ عَلَيْهِ، فَاِنَّ ذٰلِكَ لَا يَجُوْزُ فِي الْقِرَاضِ وَهُوَ مِمَّا يَنْهٰى عَنْهُ اَهْلُ الْعِلْمِ.

مضاربت میں بضاعہ

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے دوسرے کو مضاربت پر مال دیا۔ مضارب نے مال والے سے کچھ قرض لیا یا مال والے نے مضارب سے یا مال والے نے کچھ مال اور دیا کہ اسے اس کے لیے بیچ دینا یا دینار دیئے کہ ان سے اس کے لیے سامان خرید لانا۔

امام مالک نے فرمایا کہ اگر صاحب مال جس نے اس کے ساتھ ابضاعہ کیا ہے یہ جانتا ہو کہ اگر اس کے پاس میرا مال نہ ہوتا پھر بھی کہنے پر وہ کر دیتا باہمی بھائی چارے اور اعتبار کے باعث اور اگر وہ انکار کر دے تو یہ اپنا مال نہیں چھینے گا یا مضارب مال والے سے ادھار لیتا رہتا ہے یا اس کا سامان لادلاتا ہے اور وہ جانتا ہے کہ اس کے پاس اس کا مال نہ بھی ہوتا تب بھی کر دیتا اور اگر انکار کرے تو یہ اپنا مال واپس نہیں لے گا تو ان تمام صورتوں میں یہ صحیح ہے اور یہ فعل دستور کے مطابق ہوگا' یہ مضاربت کی شرط نہیں ہوگا لہٰذا جائز ہے' اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اگر یہ شرط کے طور پر داخل ہو یا خفیف سمجھ کر کہ مضارب اس لیے مال والے کا کام کرے گا کہ اس کا مال اس کے ہاتھوں میں رہے یا مال والا اس لیے ایسا کرے کہ مضارب اس کا مال روکے رکھے اور واپس نہ کرے تو مضاربت میں یہ جائز نہیں اور اہل علم اس سے منع کرتے آئے ہیں۔

۱۳ - بَابُ السَّلَفِ فِي الْقِرَاضِ

قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ فِيْ رَجُلٍ اَسْلَفَ رَجُلًا مَالًا، ثُمَّ سَاَلَهُ الَّذِيْ تَسَلَّفَ الْمَالَ اَنْ يُقِرَّهٗ عِنْدَهٗ قِرَاضًا، قَالَ مَالِكٌ لَا اُحِبُّ ذٰلِكَ حَتّٰى يَقْبِضَ مَالَهٗ مِنْهُ، ثُمَّ يَدْفَعَهٗ اِلَيْهِ قِرَاضًا اِنْ شَاءَ اَوْ يُمْسِكَهٗ.

مضاربت میں قرض

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے دوسرے کو ادھار مال دیا' پھر مقروض سے کہا کہ تم اسے مضاربت کے طور پر رکھ لو' امام مالک نے فرمایا کہ میں اسے پسند نہیں کرتا یہاں تک کہ وہ اپنے مال کو اس سے لے کر قبضہ کرے' پھر اگر چاہے تو اسے مضاربت پر دے اور چاہے نہ دے۔

قَالَ مَالِكٌ فِيْ رَجُلٍ دَفَعَ اِلٰى رَجُلٍ مَالًا قِرَاضًا

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے دوسرے

فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَدِ اجْتَمَعَ عِنْدَهُ، وَسَأَلَهُ أَنْ يَكْتُبَهُ عَلَيْهِ سَلَفًا، قَالَ لَا أُحِبُّ ذٰلِكَ حَتّٰى يَقْبِضَ مِنْهُ مَالَهُ، ثُمَّ يُسَلِّفَهُ إِيَّاهُ إِنْ شَاءَ، أَوْ يُمْسِكَهُ، وَإِنَّمَا ذٰلِكَ مَخَافَةَ أَنْ يَكُوْنَ قَدْ نَقَصَ فِيْهِ، فَهُوَ يُحِبُّ أَنْ يُؤَخِّرَهُ عَنْهُ عَلٰى أَنْ يَزِيْدَهُ فِيْهِ مَا نَقَصَ مِنْهُ، فَذٰلِكَ مَكْرُوْهٌ وَلَا يَجُوْزُ وَلَا يَصْلُحُ.

کو مضاربت پر مال دیا۔ مضارب نے اسے بتایا کہ مال اس کے پاس جمع ہے اور وہ اس پر قرض لکھ لے فرمایا کہ میں اسے پسند نہیں کرتا جب تک اس سے اپنا مال وصول نہ کر لے۔ پھر اگر چاہے تو اسے قرض دے دے یا روک رکھے' اس میں یہ خطرہ ہے کہ کہیں نقصان واقع نہ ہو جائے اور اسی لیے وہ دیر کرنا چاہتا ہو کہ نقصان زیادہ ہو جائے۔ لہٰذا یہ مکروہ ہے' جائز اور درست نہیں ہے۔

١٤ - بَابُ الْمُحَاسَبَةِ فِي الْقِرَاضِ

مضاربت کا حساب کرنا

قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ فِيْ رَجُلٍ دَفَعَ إِلٰى رَجُلٍ مَالًا قِرَاضًا فَعَمِلَ فِيْهِ فَرَبِحَ، فَأَرَادَ أَنْ يَأْخُذَ حِصَّتَهُ مِنَ الرِّبْحِ، وَصَاحِبُ الْمَالِ غَائِبٌ قَالَ لَا يَنْبَغِيْ لَهُ أَنْ يَأْخُذَ مِنْهُ شَيْئًا إِلَّا بِحَضْرَةِ صَاحِبِ الْمَالِ، وَإِنْ أَخَذَ شَيْئًا فَهُوَ لَهُ ضَامِنٌ حَتّٰى يُحْسَبَ مَعَ الْمَالِ إِذَا اقْتَسَمَاهُ.

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے دوسرے کو مضاربت پر مال دیا' اس نے محنت کر کے نفع کمایا' اب وہ چاہتا ہے کہ منافع سے اپنا حصہ لے اور مال والا موجود نہیں ہے۔ فرمایا کہ اس کے لیے کچھ بھی اس میں سے لینا مناسب نہیں ہے' مگر مال والے کی موجودگی میں اگر کچھ لے لیا جائے۔ وہ اس کا ضامن ہے یہاں تک کہ مال کے ساتھ تقسیم کرتے ہوئے اس کا حساب ہو جائے۔

قَالَ مَالِكٌ لَا يَجُوْزُ لِلْمُتَقَارِضَيْنِ أَنْ يَتَحَاسَبَا وَيَتَفَاصَلَا وَالْمَالُ غَائِبٌ عَنْهُمَا حَتّٰى يَحْضُرَ الْمَالُ فَيَسْتَوْفِيَ صَاحِبُ الْمَالِ رَأْسَ مَالِهِ، ثُمَّ يَقْتَسِمَانِ الرِّبْحَ عَلٰى شَرْطِهِمَا.

امام مالک نے فرمایا کہ فریقین کے لیے یہ جائز نہیں کہ منافع کا حساب کریں اور مال ان کے پاس موجود نہ ہو' پہلے مال کو حاضر کیا جائے اور اصل پونجی رب المال کے سپرد کر دی جائے' پھر منافع کو دونوں اپنی شرط کے مطابق تقسیم کر لیں۔

قَالَ مَالِكٌ فِيْ رَجُلٍ أَخَذَ مَالًا قِرَاضًا فَاشْتَرٰى بِهِ سِلْعَةً، وَقَدْ كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ، فَطَلَبَهُ غُرَمَاؤُهُ، فَأَدْرَكُوْهُ بِبَلَدٍ غَائِبٍ عَنْ صَاحِبِ الْمَالِ، وَفِيْ يَدَيْهِ عَرْضٌ مُرْبِحٌ بَيِّنٌ فَضْلُهُ، فَأَرَادُوْا أَنْ يُبَاعَ لَهُمُ الْعَرْضُ، فَيَأْخُذُوْا حِصَّتَهُ مِنَ الرِّبْحِ. قَالَ لَا يُؤْخَذُ مِنْ رِبْحِ الْقِرَاضِ شَيْءٌ حَتّٰى يَحْضُرَ صَاحِبُ الْمَالِ، فَيَأْخُذَ مَالَهُ، ثُمَّ يَقْتَسِمَانِ الرِّبْحَ عَلٰى شَرْطِهِمَا.

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے مضاربت کے لیے مال دیا۔ پس اس سے سامان خریدا' اس پر قرض ہے' قرض خواہ اسے مال والے کے شہر سے دور لے گئے۔ پس انہوں نے ارادہ کیا کہ ان کے لیے سامان بیچ دیا جائے تاکہ منافع میں سے وہ اس کا حصہ لے لیں۔ فرمایا کہ مضاربت کے نفع سے کچھ نہ لیا جائے یہاں تک کہ مال والا موجود ہو' وہ اپنا مال حاصل کر لے' پھر منافع کو دونوں اپنی شرط کے مطابق تقسیم کریں۔

قَالَ مَالِكٌ فِيْ رَجُلٍ دَفَعَ إِلٰى رَجُلٍ مَالًا قِرَاضًا، فَتَجَرَ بِهِ، فَرَبِحَ، ثُمَّ عَزَلَ رَأْسَ الْمَالِ، وَقَسَمَ الرِّبْحَ، فَأَخَذَ حِصَّتَهُ، وَطَرَحَ حِصَّةَ صَاحِبِ الْمَالِ فِي الْمَالِ بِحَضْرَةِ شُهَدَاءَ أَشْهَدَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ، قَالَ لَا يَجُوْزُ قِسْمَةُ الرِّبْحِ إِلَّا بِحَضْرَةِ صَاحِبِ الْمَالِ، وَإِنْ كَانَ

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے دوسرے کو مضاربت پر مال دیا۔ اس نے تجارت کر کے نفع کمایا' پھر اس نے پونجی کو ایک طرف کر کے منافع تقسیم کیا اور اپنا حصہ لے لیا۔ مال والے کا تمام حصہ مال میں رہنے دیا اور یہ گواہوں کی موجودگی میں کیا تاکہ وہ اس بات کی گواہی دیں' فرمایا کہ مال کی تقسیم جائز

اَخَذَ شَيْئًا رَدَّهٗ حَتّٰى يَسْتَوْفِيَ صَاحِبُ الْمَالِ رَأْسَ مَالِهٖ، ثُمَّ يَقْتَسِمَانِ مَا بَقِيَ بَيْنَهُمَا عَلٰى شَرْطِهِمَا.

نہیں مگر مال والے کی موجودگی میں اگر کچھ لے لیا ہے تو اسے واپس کرے یہاں تک کہ راس المال تو مال والے کے سپرد کر دیا جائے پھر باقی کو دونوں اپنی شرط کے مطابق تقسیم کر لیں۔

قَالَ مَالِكٌ فِيْ رَجُلٍ دَفَعَ اِلٰى رَجُلٍ مَالًا قِرَاضًا، فَعَمِلَ فِيْهِ فَجَاءَهٗ فَقَالَ لَهٗ هٰذِهٖ حِصَّتُكَ مِنَ الرِّبْحِ، وَقَدْ اَخَذْتُ لِنَفْسِيْ مِثْلَهٗ، وَرَأْسُ مَالِكَ وَافِرٌ عِنْدِيْ.

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے دوسرے کو مضاربت پر مال دیا۔ مضارب نے اس میں محنت کی' پھر اس کے پاس آ کر کہنے لگا کہ یہ منافع سے آپ کا حصہ ہے اور اتنا ہی میں نے اپنا حصہ لے لیا ہے اور آپ کا راس المال الگ میرے پاس ہے۔

قَالَ مَالِكٌ لَا اُحِبُّ ذٰلِكَ حَتّٰى يَحْضُرَ الْمَالُ كُلُّهٗ، فَيُحَاسِبَهٗ حَتّٰى يَحْصُلَ رَأْسُ الْمَالِ، وَيَعْلَمَ اَنَّهٗ وَافِرٌ وَيَصِلَ اِلَيْهِ، ثُمَّ يَقْتَسِمَانِ الرِّبْحَ بَيْنَهُمَا، ثُمَّ يَرُدُّ اِلَيْهِ الْمَالَ اِنْ شَاءَ، اَوْ يَحْبِسَهٗ، وَاِنَّمَا يَجِبُ حُضُوْرُ الْمَالِ مَخَافَةَ اَنْ يَكُوْنَ الْعَامِلُ قَدْ نَقَصَ فِيْهِ، فَهُوَ يُحِبُّ اَنْ لَا يُنْزَعَ مِنْهُ وَاَنْ يُقِرَّهٗ فِيْ يَدِهٖ.

امام مالک نے فرمایا کہ میں اسے پسند نہیں کرتا یہاں تک کہ سارا مال حاضر کرے' پھر اس کا حساب کیا جائے یہاں تک کہ راس المال کو لے کر دیکھا جائے کہ وافر کتنا ہے' پھر منافع کو دونوں باہم تقسیم کر لیں گے۔ پھر رب المال چاہے تو اپنا مال اسی کے سپرد کر دے اور چاہے روک لے لیکن مال کا حاضر ہونا ضروری ہے مبادا مضارب نے اس میں کمی کر دی ہو' لہٰذا وہ اپنا مال اس سے چھین لینا چاہے یا اسی کے پاس رکھے۔

۱۵ - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاضِ

مضاربت کے دیگر مسائل

قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ فِيْ رَجُلٍ دَفَعَ اِلٰى رَجُلٍ مَالًا قِرَاضًا، فَابْتَاعَ بِهٖ سِلْعَةً، فَقَالَ لَهٗ صَاحِبُ الْمَالِ بِعْهَا، وَقَالَ الَّذِيْ اَخَذَ الْمَالَ لَا اَرٰى وَجْهَ بَيْعٍ، فَاخْتَلَفَا فِيْ ذٰلِكَ قَالَ لَا يُنْظَرُ اِلٰى قَوْلِ وَاحِدٍ مِنْهُمَا، وَيُسْاَلُ عَنْ ذٰلِكَ اَهْلُ الْمَعْرِفَةِ، وَالْبَصَرِ بِتِلْكَ السِّلْعَةِ، فَاِنْ رَاَوْا وَجْهَ بَيْعٍ بِيْعَتْ عَلَيْهِمَا، وَاِنْ رَاَوْا وَجْهَ انْتِظَارٍ انْتُظِرَ بِهَا.

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے دوسرے کو مضاربت کے لیے مال دیا۔ اس نے سامان خرید لیا' مال والے نے اس سے کہا کہ اسے فروخت کر دو۔ مضارب نے کہا کہ میرے خیال میں بیچنا نہیں چاہیے۔ اس پر دونوں میں اختلاف ہو گیا۔ فرمایا کہ ان میں سے کسی ایک کی بات کو نہیں دیکھا جائے گا بلکہ اس سامان کے متعلق اس میدان کے تجربہ کار لوگوں سے پوچھا جائے گا۔ اگر وہ بیچنا مناسب بتائیں تو بیچ دیا جائے اور اگر انتظار کرنے کا مشورہ دیں تو انتظار کرنا چاہیے۔

قَالَ مَالِكٌ فِيْ رَجُلٍ اَخَذَ مِنْ رَجُلٍ مَالًا قِرَاضًا، فَعَمِلَ فِيْهِ، ثُمَّ سَاَلَهٗ صَاحِبُ الْمَالِ عَنْ مَالِهٖ فَقَالَ هُوَ عِنْدِيْ وَافِرٌ، فَلَمَّا اَخَذَهٗ بِهٖ قَالَ قَدْ هَلَكَ عِنْدِيْ مِنْهُ كَذَا وَكَذَا لِمَالٍ يُسَمِّيْهِ، وَاِنَّمَا قُلْتُ لَكَ ذٰلِكَ لِكَيْ تَتْرُكَهٗ عِنْدِيْ قَالَ لَا يَنْتَفِعُ بِاِنْكَارِهٖ بَعْدَ اِقْرَارِهٖ اَنَّهٗ عِنْدَهٗ، وَيُؤْخَذُ بِاِقْرَارِهٖ عَلٰى نَفْسِهٖ اِلَّا اَنْ يَاْتِيَ فِيْ

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے دوسرے کو مضاربت پر مال دیا' پس اس نے محنت کی' پھر مال والے نے اس سے مال کے متعلق پوچھا تو کہا کہ وہ میرے پاس وافر مقدار میں ہے۔ جب وہ اسے لے کر آیا تو کہا کہ فلاں فلاں چیز مجھ سے ضائع ہو گئی ہے' وہ میں نے اس لیے کہا تھا کہ اپنا مال آپ میرے پاس ہی رہنے دیں گے۔ فرمایا کہ اقرار کے بعد انکار سے نفع نہیں

هَلَاکِ ذٰلِکَ الْمَالِ بِاَمْرٍ یُعْرَفُ بِهٖ قَوْلُهٗ، فَاِنْ لَّمْ یَاْتِ بِاَمْرٍ مَعْرُوْفٍ اُخِذَ بِاِقْرَارِهٖ وَلَمْ یَنْفَعْهُ اِنْکَارُهٗ.

دے گا کہ میرے پاس ہے۔ یہ اقرار کر کے اس نے اپنے اوپر گواہی دی ہے مگر یہ کہ ضائع شدہ مال کا دستور کے مطابق ثبوت پیش کرے اگر ثبوت پیش نہ کر سکے گا تو اقرار کے مطابق مال لیا جائے گا اور انکار نفع نہ دے گا۔

قَالَ مَالِکٌ وَکَذٰلِکَ اَیْضًا لَوْ قَالَ رَبِحْتُ فِی الْمَالِ کَذَا وَکَذَا، فَسَاَلَهٗ رَبُّ الْمَالِ اَنْ یَّدْفَعَ اِلَیْهِ مَالَهٗ وَرِبْحَهٗ، فَقَالَ مَا رَبِحْتُ فِیْهِ شَیْئًا، وَمَا قُلْتُ ذٰلِکَ اِلَّا لِاَنْ تُقِرَّهٗ فِیْ یَدِیْ، فَذٰلِکَ لَا یَنْفَعُهٗ، وَیُؤْخَذُ بِمَا اَقَرَّ بِهٖ، اِلَّا اَنْ یَّاْتِیَ بِاَمْرٍ یُعْرَفُ بِهٖ قَوْلُهٗ وَصِدْقُهٗ، فَلَا یَلْزَمُهٗ ذٰلِکَ.

امام مالک نے فرمایا کہ اسی طرح اگر مضارب نے کہا کہ میں نے مال میں اتنا منافع کمایا ہے۔ رب المال کہے کہ اصل مال اور منافع مجھے واپس کر دو۔ اس نے کہا کہ مجھے تو کوئی نفع نہیں ہوا۔ میں نے تو صرف اس لیے کہا تھا کہ آپ مال کو میرے پاس رہنے دیں گے' یہ بات اسے نفع نہ دے گی اور اس کے اقرار کے مطابق لیا جائے گا مگر یہ کہ اپنی بات کی سچائی میں ثبوت پیش کرے تو پھر یہ لازم نہیں ہوگا۔

قَالَ مَالِکٌ فِیْ رَجُلٍ دَفَعَ اِلٰی رَجُلٍ مَالًا قِرَاضًا، فَرَبِحَ فِیْهِ رِبْحًا، فَقَالَ الْعَامِلُ قَارَضْتُکَ عَلٰی اَنَّ لِیَ الثُّلُثَیْنِ، وَقَالَ صَاحِبُ الْمَالِ قَارَضْتُکَ عَلٰی اَنَّ لَکَ الثُّلُثَ.

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے دوسرے کو مضاربت پر مال دیا' پس اس میں نفع ہوا۔ مضارب نے کہا کہ میں اس بات پر مضاربت کروں گا کہ میرا حصہ دو تہائی ہوگا۔ مال والے نے کہا کہ مضاربت میں تمہارا ایک تہائی حصہ ہوگا۔

قَالَ مَالِکٌ اَلْقَوْلُ قَوْلُ الْعَامِلِ، وَعَلَیْهِ فِیْ ذٰلِکَ الْیَمِیْنُ اِذَا کَانَ مَا قَالَ یُشْبِهُ قِرَاضَ مِثْلِهٖ، وَکَانَ ذٰلِکَ نَحْوًا مِّمَّا یَتَقَارَضُ عَلَیْهِ النَّاسُ، وَاِنْ جَاءَ بِاَمْرٍ یُسْتَنْکَرُ لَیْسَ عَلٰی مِثْلِهٖ یَتَقَارَضُ النَّاسُ لَمْ یُصَدَّقْ وَرُدَّ اِلٰی قِرَاضِ مِثْلِهٖ.

امام مالک نے فرمایا کہ مضارب کی بات مانی جائے گی اور وہ اس پر قسم کھائے گا جبکہ یہ دستور کے مطابق ہو اور لوگوں کا اس پر عمل ہو۔ اگر وہ ایسی بات کہے جو قابلِ قبول نہ ہو اور مضاربت میں لوگوں کا اس پر عمل نہ ہو تو اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی اور اسے برابر مضاربت دی جائے گی۔

قَالَ مَالِکٌ فِیْ رَجُلٍ اَعْطٰی رَجُلًا مِائَةَ دِیْنَارٍ قِرَاضًا، فَاشْتَرٰی بِهَا سِلْعَةً، ثُمَّ ذَهَبَ لِیَدْفَعَ اِلٰی رَبِّ السِّلْعَةِ الْمِائَةَ دِیْنَارٍ، فَوَجَدَهَا قَدْ سُرِقَتْ، فَقَالَ رَبُّ الْمَالِ بِعِ السِّلْعَةَ، فَاِنْ کَانَ فِیْهَا فَضْلٌ کَانَ لِیْ، وَاِنْ کَانَ فِیْهَا نُقْصَانٌ کَانَ عَلَیْکَ، لِاَنَّکَ اَنْتَ ضَیَّعْتَ، وَقَالَ الْمُقَارِضُ بَلْ عَلَیْکَ وَفَاءُ حَقِّ هٰذَا، اِنَّمَا اشْتَرَیْتُهَا بِمَالِکَ الَّذِیْ اَعْطَیْتَنِیْ.

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے دوسرے کو سو دینار مضاربت کے لیے دیئے' اس نے ان کے ساتھ سامان خریدا' وہ سامان والے کو سو دینار دینے گیا تو معلوم ہوا کہ وہ چوری ہو چکے' رب المال نے کہا کہ سامان بیچ دو۔ اگر اس میں نفع ہوا تو میرا اور نقصان ہوا تو تمہارا۔ کیونکہ تم کافی نقصان کر چکے ہو۔ مضارب نے کہا کہ آپ اس کی قیمت ادا کریں کیونکہ میں نے اسے آپ کے دیئے ہوئے مال سے خریدا تھا۔

قَالَ مَالِکٌ یَلْزَمُ الْعَامِلَ الْمُشْتَرِیَ اَدَاءُ ثَمَنِهَا اِلَی الْبَائِعِ، وَیُقَالُ لِصَاحِبِ الْمَالِ الْقِرَاضِ اِنْ شِئْتَ فَاَدِّ الْمِائَةَ الدِّیْنَارِ اِلَی الْمُقَارِضِ، وَالسِّلْعَةُ بَیْنَکُمَا،

امام مالک نے فرمایا کہ مضارب مشتری پر لازم ہے کہ بائع کو قیمت ادا کرے اور مال والے سے کہا جائے گا کہ اگر آپ چاہیں تو مضارب کو سو دینار پھر دیں اور سامان آپ دونوں کے

وَتَكُونُ قِرَاضًا عَلٰى مَا كَانَتْ عَلَيْهِ الْمِائَةُ الْأُوْلٰى ، وَإِنْ شِئْتَ فَابْرَأْ مِنَ السِّلْعَةِ ، فَإِنْ دَفَعَ الْمِائَةَ دِيْنَارٍ إِلَى الْعَامِلِ كَانَتْ قِرَاضًا عَلٰى سُنَّةِ الْقِرَاضِ الْأَوَّلِ ، وَإِنْ أَبٰى كَانَتِ السِّلْعَةُ لِلْعَامِلِ ، وَكَانَ عَلَيْهِ ثَمَنُهَا.

درمیان رہے اور مضاربت اسی طرح پہلے سو دینار پر قائم رہے اور اگر آپ چاہیں تو سامان سے لاتعلق ہو جائیں۔ اگر وہ مضارب کو سو دینار ادا کر دے تو حسب سابق مضاربت باقی رہے گی اور اگر انکار کرے تو سامان مضارب کا ہوگا اور مضارب ہی اس کی قیمت دے گا۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْمُتَقَارِضَيْنِ إِذَا تَفَاصَلَا ، فَبَقِيَ بِيَدِ الْعَامِلِ مِنَ الْمَتَاعِ الَّذِي يَعْمَلُ فِيْهِ خَلَقُ الْقِرْبَةِ ، أَوْ خَلَقُ الثَّوْبِ ، أَوْ مَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ دونوں کے درمیان مضاربت ختم ہو گئی لیکن مضارب کے پاس ایک آدھ چیز ایسی رہ گئی جو کام میں لایا کرتا تھا۔ جیسے پھٹی پرانی مشک یا پھٹا پرانا کپڑا یا ایسی ہی کوئی چیز۔

قَالَ مَالِكٌ كُلُّ شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ كَانَ تَافِهًا لَا خَطْبَ لَهُ فَهُوَ لِلْعَامِلِ ، وَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا أَفْتٰى بِرَدِّ ذٰلِكَ ، وَإِنَّمَا يُرَدُّ مِنْ ذٰلِكَ الشَّيْءُ الَّذِي لَهُ ثَمَنٌ ، وَإِنْ كَانَ شَيْئًا لَهُ اِسْمٌ مِثْلَ الدَّابَّةِ ، أَوِ الْجَمَلِ ، أَوِ الشَّاذَكُوْنَةِ ، أَوْ أَشْبَاهِ ذٰلِكَ مِمَّا لَهُ ثَمَنٌ ، فَإِنِّي أَرٰى أَنْ يَرُدَّ مَا بَقِيَ عِنْدَهُ مِنْ هٰذَا إِلَّا أَنْ يَتَحَلَّلَ صَاحِبَهُ مِنْ ذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ ایسی ہر چیز جو قابل ذکر نہ ہو وہ مضارب کی ہوگی اور میں نے کسی کو اس کے خلاف فتویٰ دیتے نہیں سنا۔ ہاں ان میں سے وہ چیز لوٹائی جائے گی جو قیمتی ہو خواہ وہ ایسی چیز ہو جس کا کوئی نام ہو جیسے جانور، اونٹ، عمدہ کپڑا وغیرہ جو قیمتی ہوں۔ میرے خیال میں ایسی جو چیز اس کے پاس ہو وہ واپس کر دی جائے ماسوائے اس صورت کے کہ رب المال معاف کر دے۔ف

ف: افسوس! اس کتاب القراض کے اندر مولوی وحید الزمان خان صاحب نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے اکثر اقوال کا ترجمہ کرتے ہوئے دل کھول کر چھری پھیری ہے۔ موصوف نے طویل طویل عبارتوں کا چند سطروں میں مفہوم بیان کر کے ترجمانی کا حق ادا کیا ہوا ہے۔ ترجمہ اڑا دینا اور اپنی جانب سے پیوند لگا دینا بھی ساتھ ساتھ چلتا ہی رہا ہے۔ امید ہے کہ بعض حضرات کو ہماری یہ بات بری لگے اور وہ اسے فرقہ وارانہ تعصب یا پگڑی اچھالنا قرار دیں جب کہ خدا گواہ ہے کہ ہرگز ایسا کوئی جذبہ ہماری نیت کے اندر کارفرما نہیں بلکہ ان الفاظ کے لکھنے پر ہمیں صرف اس بات نے مجبور کیا ہے کہ اختلاف مذہب رہا اپنی جگہ پر لیکن ایسا کرنا موصوف جیسی قد آور علمی شخصیت کی شان کے شایان نہ تھا۔ حقیقت خواہ کچھ بھی ہو لیکن ہر پڑھنے والا یہ کہنے پر مجبور ہو جائے گا کہ فاضل مترجم نے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا جب کہ ایسا کرنا کسی کے لیے بھی مناسب نہیں ہوتا:

خیال خاطر احباب چاہیے ہر دم
انیس ٹھیس نہ لگ جائے آبگینوں کو

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

۳۳- كِتَابُ الْمُسَاقَاةِ

مساقات کا بیان

۱ - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُسَاقَاةِ

مساقات کے متعلق روایات

۵۹۳- حَدَّثَنَا يَحْيٰى ، عَنْ مَالِكٍ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ،

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِيَهُوْدِ خَيْبَرَ يَوْمَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ اُقِرُّكُمْ فِيْهَا مَا اَقَرَّكُمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ' عَلٰى اَنَّ الثَّمَرَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ. قَالَ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَبْعَثُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ رَوَاحَةَ فَيَخْرُصُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمْ ' ثُمَّ يَقُوْلُ اِنْ شِئْتُمْ فَلَكُمْ ' وَاِنْ شِئْتُمْ فَلِيَ ' فَكَانُوْا يَاْخُذُوْنَهٗ.

خیبر کے روز خبر کے یہود سے فرمایا۔ ہم تمہیں ان زمینوں پر اس وقت تک برقرار رکھیں گے جب تک اللہ تعالیٰ برقرار رکھے گا۔ پھل ہمارے اور تمہارے درمیان برابر برابر ہوں گے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ حضرت عبداللہ بن رواحہ کو بھیجا کرتے تو وہ اندازہ کر کے فرمایا کرتے کہ جس حصے کو تم چاہے لے لو یا جس حصے کو میں لے لوں' پس وہ ایک حصہ لے لیا کرتے۔

۵۹۴- وَحَدَّثَنِىْ مَالِكٌ ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ' عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَبْعَثُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ رَوَاحَةَ اِلٰى خَيْبَرَ ' فَيَخْرُصُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ يَهُوْدِ خَيْبَرَ ' قَالَ فَجَمَعُوْا لَهٗ حَلْيًا مِنْ حَلْيِ نِسَائِهِمْ فَقَالُوْا لَهٗ ' هٰذَا لَكَ ' وَخَفِّفْ عَنَّا وَتَجَاوَزْ فِى الْقَسْمِ ' فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ رَوَاحَةَ يَا مَعْشَرَ الْيَهُوْدِ ' وَاللّٰهِ اِنَّكُمْ لَمِنْ اَبْغَضِ خَلْقِ اللّٰهِ اِلَيَّ ' وَمَا ذَاكَ بِحَامِلِيْ عَلٰى اَنْ اَحِيْفَ عَلَيْكُمْ ' فَاَمَّا مَا عَرَضْتُمْ مِنَ الرَّشْوَةِ فَاِنَّهَا سُحْتٌ. وَاِنَّا لَا نَاْكُلُهَا ' فَقَالُوْا بِهٰذَا قَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ.

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت عبداللہ بن رواحہ کو خیبر بھیجا کرتے' ان کا بیان ہے کہ ایک دفعہ انہوں نے اپنی عورتوں کے زیور اکٹھے کیے اور کہنے لگے کہ یہ آپ کا نذرانہ ہے' آپ تخفیف کر کے ہمارا بوجھ ہلکا کر دیں۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ نے کہا کہ اے یہودیو! خدا کی قسم! میں ساری مخلوق خدا میں تمہیں سب سے برا سمجھتا ہوں' اس کے باوجود میں تمہارے ساتھ ناانصافی نہیں کرنا چاہتا۔ جو رشوت تم پیش کر رہے ہو یہ حرام ہے اور ہم اسے نہیں کھایا کرتے۔ انہوں نے کہا کہ اسی لیے تو زمین و آسمان قائم ہیں۔

قَالَ مَالِكٌ اِذَا سَاقَى الرَّجُلُ النَّخْلَ ' وَفِيْهَا الْبَيَاضُ فَمَا ازْدَرَعَ الرَّجُلُ فِى الْبَيَاضِ فَهُوَ لَهٗ.

امام مالک نے فرمایا کہ جب کسی نے کھجور کا باغ مساقات کے طور پر لیا اور اس میں خالی جگہ بھی ہو' جو کچھ وہ خالی زمین میں بوئے گا وہ اسی کا ہوگا۔

قَالَ وَاِنِ اشْتَرَطَ صَاحِبُ الْاَرْضِ اَنَّهٗ يَزْرَعُ فِى الْبَيَاضِ لِنَفْسِهٖ فَذٰلِكَ لَا يَصْلُحُ لِاَنَّ الرَّجُلَ الدَّاخِلَ فِى الْمَالِ يَسْقِىْ لِرَبِّ الْاَرْضِ. فَذٰلِكَ زِيَادَةٌ ازْدَادَهَا عَلَيْهِ.

فرمایا اگر زمین کا مالک یہ شرط کرے کہ میں خالی زمین میں خود کھیتی کروں گا تو یہ درست نہیں کیونکہ مالک کی زمین کو سیراب تو کسان کرے گا' لہٰذا یہ زیادتی ہے۔

قَالَ وَاِنِ اشْتَرَطَ الزَّرْعَ بَيْنَهُمَا ' فَلَا بَاْسَ بِذٰلِكَ اِذَا كَانَتِ الْمَؤُوْنَةُ كُلُّهَا عَلَى الدَّاخِلِ فِى الْمَالِ الْبَذْرُ ' وَالسَّقْىُ ' وَالْعِلَاجُ كُلُّهٗ ' فَاِنِ اشْتَرَطَ الدَّاخِلُ فِى الْمَالِ عَلٰى رَبِّ الْمَالِ اَنَّ الْبَذْرَ عَلَيْكَ كَانَ ذٰلِكَ غَيْرَ جَائِزٍ لِاَنَّهٗ قَدِ اشْتَرَطَ عَلٰى رَبِّ الْمَالِ زِيَادَةً ازْدَادَهَا عَلَيْهِ ' وَاِنَّمَا تَكُوْنُ الْمُسَاقَاةُ عَلٰى اَنَّ عَلَى الدَّاخِلِ فِى الْمَالِ الْمَؤُوْنَةَ كُلَّهَا وَالنَّفَقَةَ ' وَلَا يَكُوْنُ عَلٰى رَبِّ الْمَالِ مِنْهَا شَيْئًا ' فَهٰذَا وَجْهُ الْمُسَاقَاةِ

فرمایا اگر یہ شرط کی کہ زراعت میں دونوں مشترک ہوں گے تو کوئی مضائقہ نہیں جبکہ محنت' بیج' پانی دینا اور زمین کو درست کرنا یہ سب کچھ کسان کی ذمہ داری ہو۔ اگر کسان نے یہ شرط رکھی کہ بیج مالک دے گا تو یہ جائز نہیں ہے کیونکہ یہ مالک زمین پر زیادتی ہے۔ مساقات تو اسی صورت ہوتی ہے کہ زمین میں محنت اور سارا خرچ کسان پر اور مالک زمین پر ان میں سے کچھ بھی نہیں۔ مساقات کا یہ طریقہ معروف ہے۔

الْمَعْرُوْفِ.

قَالَ مَالِكٌ فِي الْعَيْنِ تَكُوْنُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ، فَيَنْقَطِعُ مَاؤُهَا، فَيُرِيْدُ أَحَدُهُمَا أَنْ يَعْمَلَ فِي الْعَيْنِ، وَيَقُوْلُ الْآخَرُ لَا أَجِدُ مَا أَعْمَلُ بِهِ إِنَّهُ يُقَالُ لِلَّذِي يُرِيْدُ أَنْ يَعْمَلَ فِي الْعَيْنِ اعْمَلْ، وَأَنْفِقْ، وَيَكُوْنُ لَكَ الْمَاءُ كُلُّهُ، تَسْقِي بِهِ حَتَّى يَأْتِيَ صَاحِبُكَ بِنِصْفِ مَا أَنْفَقْتَ، فَإِذَا جَاءَ بِنِصْفِ مَا أَنْفَقَ أَخَذَ حِصَّتَهُ مِنَ الْمَاءِ، وَإِنَّمَا أُعْطِيَ الْأَوَّلُ الْمَاءَ كُلَّهُ لِأَنَّهُ أَنْفَقَ، وَلَوْ لَمْ يُدْرِكْ شَيْئًا بِعَمَلِهِ لَمْ يَعْلَقِ الْآخَرَ مِنَ النَّفَقَةِ شَيْءٌ.

امام مالک نے اس چشمہ کے متعلق فرمایا جو دو آدمیوں کا مشترک ہو۔ پس اس کا پانی بند ہو جائے' ان میں سے ایک چشمے پر خرچ کرنے کے لیے تیار ہے اور دوسرا کہے کہ میرے پاس خرچ کرنے کے لیے کچھ نہیں۔ اس شخص سے کہا جائے گا جس نے خرچ کیا کہ پانی کو استعمال کرو' اس پر تمہارا ہی حق ہے' اس سے اس وقت تک پانی دیتے رہو جب تک ساتھی نصف خرچ نہ دے۔ جب اس سے نصف حصہ مل جائے تو اس کے حصے کا پانی اسے دیا جائے اور پہلے کو تمام پانی دیا جائے گا' اگر اس کی محنت کا اسے کچھ نہ ملا اور دوسرے کو کوئی خرچ نہیں ملے گا۔

قَالَ مَالِكٌ وَإِذَا كَانَتِ النَّفَقَةُ كُلُّهَا وَالْمَؤُوْنَةُ عَلَى رَبِّ الْحَائِطِ، وَلَمْ يَكُنْ عَلَى الدَّاخِلِ فِي الْمَالِ شَيْءٌ إِلَّا أَنَّهُ يَعْمَلُ بِيَدِهِ إِنَّمَا هُوَ أَجِيْرٌ بِبَعْضِ الثَّمَرِ، فَإِنَّ ذٰلِكَ لَا يَصْلُحُ لِأَنَّهُ لَا يَدْرِي كَمْ إِجَارَتُهُ إِذَا لَمْ يُسَمِّ شَيْئًا يَعْرِفُهُ وَيَعْمَلُ عَلَيْهِ لَا يَدْرِي أَيَقِلُّ ذٰلِكَ أَمْ يَكْثُرُ.

امام مالک نے فرمایا کہ جب سارا خرچ اور محنت باغ والے پر ہو اور کسان کا مال میں کوئی حصہ نہ ہو' مگر جو اپنے ہاتھ سے کرے تو کچھ پھل اجرت میں ملیں گے۔ یہ درست نہیں کیونکہ اسے اپنی مزدوری معلوم نہیں کہ کتنی مزدوری پر اسے کام کرنا ہوگا۔ کیا معلوم ہو کم ہوگی یا زیادہ۔

قَالَ مَالِكٌ وَكُلُّ مُقَارِضٍ، أَوْ مُسَاقٍ فَلَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَسْتَثْنِيَ مِنَ الْمَالِ، وَلَا مِنَ النَّخْلِ شَيْئًا دُوْنَ صَاحِبِهِ، وَذٰلِكَ أَنَّهُ يَصِيْرُ لَهُ أَجِيْرًا بِذٰلِكَ يَقُوْلُ أُسَاقِيْكَ عَلَى أَنْ تَعْمَلَ لِي فِي كَذَا وَكَذَا نَخْلَةً تَسْقِيْهَا وَتَأْبُرُهَا، وَأُقَارِضُكَ فِي كَذَا وَكَذَا مِنَ الْمَالِ عَلَى أَنْ تَعْمَلَ لِي بِعَشَرَةِ دَنَانِيْرَ لَيْسَتْ مِمَّا أُقَارِضُكَ عَلَيْهِ، فَإِنَّ ذٰلِكَ لَا يَنْبَغِي وَلَا يَصْلُحُ وَذٰلِكَ الْأَمْرُ عِنْدَنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ مضاربت اور مساقات میں کچھ مال یا درختوں کو اپنے ساتھی کے علاوہ مخصوص کر لینا مناسب نہیں ہے اور یہ اس لیے کہ اس میں وہ اجیر ہو جائے گا۔ مثلاً کہے کہ میں اتنے کھجور کے درخت تمہیں مساقات کے لیے دیتا ہوں کہ پانی دو اور دیکھ بھال کر دو یا میں تمہیں اتنا مال مضاربت کے لیے دیتا ہوں کہ میرے دس دینار پر بھی محنت کرو۔ یہ مضاربت کے خلاف ہے جو مناسب یا درست نہیں اور ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَالسُّنَّةُ فِي الْمُسَاقَاةِ الَّتِي يَجُوْزُ لِرَبِّ الْحَائِطِ أَنْ يَشْتَرِطَهَا عَلَى الْمُسَاقِي شَدُّ الْحِظَارِ، وَخَمُّ الْعَيْنِ، وَسَرْوُ الشَّرَبِ، وَإِبَارُ النَّخْلِ، وَقَطْعُ الْجَرِيْدِ، وَجَذُّ الثَّمَرِ هٰذَا، وَأَشْبَاهُهُ عَلَى أَنَّ لِلْمُسَاقِي شَطْرَ الثَّمَرِ، أَوْ أَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ، أَوْ أَكْثَرَ إِذَا تَرَاضَيَا عَلَيْهِ، غَيْرَ أَنَّ صَاحِبَ الْأَصْلِ لَا يَشْتَرِطُ ابْتِدَاءَ عَمَلٍ

امام مالک نے فرمایا کہ مساقات کا یہ طریقہ ہے اور باغ والے کو محنت کش سے یہ شرط کرنا جائز ہے کہ باغ کی حد بندی' چشمے کی صفائی' نالوں کی دیکھ بال' درختوں کی صفائی اور ان کی کاٹ چھانٹ اور کھجوریں اوپر سے توڑنا وغیرہ امور اور یہ اس پر ہے کہ عامل کے لیے آدھے یا کم و بیش پھل مقرر کر دے رضا مندی سے۔ ہاں عامل سے کسی نئے کام کی شرط نہیں کی جائے گی

جَدِيدٍ يُحْدِثُهُ الْعَامِلُ فِيهَا مِنْ بِئْرٍ يَحْتَفِرُهَا، أَوْ عَيْنٍ يَرْفَعُ رَأْسَهَا، أَوْ غِرَاسٍ يَغْرِسُهُ فِيهَا يَأْتِي بِأَصْلِ ذٰلِكَ مِنْ عِنْدِهِ، أَوْ ضَفِيرَةٍ يَبْنِيهَا تَعْظُمُ فِيهَا نَفَقَتُهُ، وَإِنَّمَا ذٰلِكَ بِمَنْزِلَةِ أَنْ يَقُولَ رَبُّ الْحَائِطِ لِرَجُلٍ مِنَ النَّاسِ، ابْنِ لِي هَاهُنَا بَيْتًا، أَوِ احْفِرْ لِي بِئْرًا، أَوْ أَجْرِ لِي عَيْنًا، أَوِ اعْمَلْ لِي عَمَلًا بِنِصْفِ ثَمَرِ حَائِطِي هٰذَا قَبْلَ أَنْ يَطِيبَ ثَمَرُ الْحَائِطِ، وَيَحِلَّ بَيْعُهُ فَهٰذَا بَيْعُ الثَّمَرِ قَبْلَ أَنْ يَبْدُوَ صَلَاحُهُ، وَقَدْ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا.

جیسے کنواں کھودنا' چشمہ جاری کرنا' نئے درخت لگانا اور جڑیں عامل لے کر آئے یا تالاب بنائے جس پر بہت خرچ ہوتا ہے۔ یہ تو اسی طرح ہے جیسے باغ والا کسی آدمی سے کہے کہ میرے لیے یہاں ایک گھر بنا دو یا میرے لیے کنواں کھود دو یا میرے لیے چشمہ جاری کر دو یا میرے لیے محنت کرو تو میں تمہیں اس باغ کے آدھے پھل دوں گا اور پھل ابھی بہتری نہیں دکھا سکے کہ ان کی بیع حلال ہو جائے۔ یہ پھلوں کی بیع صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے ہے حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے بہتری ظاہر ہونے سے پہلے پھلوں کو بیچنے سے منع فرمایا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فَأَمَّا إِذَا طَابَ الثَّمَرُ وَبَدَا صَلَاحُهُ وَحَلَّ بَيْعُهُ، ثُمَّ قَالَ رَجُلٌ لِرَجُلٍ اعْمَلْ لِي بَعْضَ هٰذِهِ الْأَعْمَالِ لِعَمَلٍ يُسَمِّيهِ لَهُ بِنِصْفِ ثَمَرِ حَائِطِي هٰذَا، فَلَا بَأْسَ بِذٰلِكَ إِنَّمَا اسْتَأْجَرَهُ بِشَيْءٍ مَعْرُوفٍ مَعْلُومٍ قَدْ رَآهُ وَرَضِيَهُ، فَأَمَّا الْمُسَاقَاةُ، فَإِنَّهُ إِنْ لَمْ يَكُنْ لِلْحَائِطِ ثَمَرٌ، أَوْ قَلَّ ثَمَرُهُ، أَوْ فَسَدَ، فَلَيْسَ لَهُ إِلَّا ذٰلِكَ، وَأَنَّ الْأَجِيرَ لَا يُسْتَأْجَرُ إِلَّا بِشَيْءٍ مُسَمًّى لَا تَجُوزُ الْإِجَارَةُ إِلَّا بِذٰلِكَ، وَإِنَّمَا الْإِجَارَةُ بَيْعٌ مِنَ الْبُيُوعِ إِنَّمَا يَشْتَرِي مِنْهُ عَمَلَهُ، وَلَا يَصْلُحُ ذٰلِكَ إِذَا دَخَلَهُ الْغَرَرُ، لِأَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ.

امام مالک نے فرمایا کہ جب پھل پک جائیں' ان کی بہتری ظاہر اور بیع حلال ہو جائے' پھر کوئی دوسرے سے کہے کہ میرے لیے ان کاموں میں سے بعض کام کرو تو اس باغ کے تمہیں نصف پھل ملیں گے' اس میں کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ اسے دستور کے مطابق اجرت بتا کر رکھا ہے اور اس نے رضا مندی ظاہر کی ہے۔ مساقات میں اگر باغ میں پھل نہ ہوں' گھٹ جائیں یا خراب ہو جائیں تو اسے کچھ نہیں ملے گا جبکہ مزدور کو مقررہ اجرت ملے گی۔ اجارہ اسی طرح جائز ہے اور یہ بھی تجارتوں میں سے ایک تجارت ہے کہ کام کو خریدا جاتا ہے اور جب اس میں دھوکا شامل ہو جائے تو درست نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے دھوکے کی بیع سے منع فرمایا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ السُّنَّةُ فِي الْمُسَاقَاةِ عِنْدَنَا أَنَّهَا تَكُونُ فِي أَصْلِ كُلِّ نَخْلٍ، أَوْ كَرْمٍ، أَوْ زَيْتُونٍ، أَوْ رُمَّانٍ، أَوْ فِرْسِكٍ، أَوْ مَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ مِنَ الْأُصُولِ جَائِزٌ لَا بَأْسَ بِهِ، عَلٰى أَنَّ لِرَبِّ الْمَالِ نِصْفَ الثَّمَرِ مِنْ ذٰلِكَ، أَوْ ثُلُثَهُ، أَوْ رُبُعَهُ، أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ، أَوْ أَقَلَّ.

امام مالک نے فرمایا کہ مساقات میں ہمارے نزدیک یہ سنت ہے کہ اصل میں ہو جیسے کھجور' انگور' زیتون' انار' زرد آلو وغیرہ۔ ان چیزوں میں ہو تو جائز ہے' کوئی مضائقہ نہیں کہ رب المال کو آدھے تہائی یا چوتھائی پھل ملیں گے یا کم وبیش۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْمُسَاقَاةُ أَيْضًا تَجُوزُ فِي الزَّرْعِ إِذَا خَرَجَ وَاسْتَقَلَّ فَعَجَزَ صَاحِبُهُ عَنْ سَقْيِهِ، وَعَمَلِهِ، وَعِلَاجِهِ، فَالْمُسَاقَاةُ فِي ذٰلِكَ أَيْضًا جَائِزَةٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ مساقات زراعت میں بھی جائز ہے جبکہ پھوٹ نکلی ہو اور کھیتی والا پانی دینے' کام کرنے اور نلائی وغیرہ سے عاجز ہو تو اس میں بھی مساقات جائز ہے۔

قَالَ مَالِكٌ لَا تَصْلُحُ الْمُسَاقَاةُ فِي شَيْءٍ مِنَ الْأُصُولِ مِمَّا تَحِلُّ فِيهِ الْمُسَاقَاةُ إِذَا كَانَ فِيهِ ثَمَرٌ قَدْ

امام مالک نے فرمایا کہ جن چیزوں میں مساقات حلال ہوئی ہے جب ان میں پھل لگ کر پک گئے ہوں اور ان کی بہتری

طَابَ وَبَدَا صَلَاحُهُ وَحَلَّ بَيْعُهُ، وَإِنَّمَا يَنْبَغِي أَنْ يُسَاقَى مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ، وَإِنَّمَا مُسَاقَاةُ مَا حَلَّ بَيْعُهُ مِنَ الثِّمَارِ إِجَارَةٌ لِأَنَّهُ إِنَّمَا سَاقَى صَاحِبُ الْأَصْلِ ثَمَرًا قَدْ بَدَا صَلَاحُهُ عَلَى أَنْ يَكْفِيَهُ إِيَّاهُ وَيَجُدَّهُ لَهُ بِمَنْزِلَةِ الدَّنَانِيرِ وَالدَّرَاهِمِ يُعْطِيهِ إِيَّاهَا، وَلَيْسَ ذَلِكَ بِالْمُسَاقَاةِ، إِنَّمَا الْمُسَاقَاةُ مَا بَيْنَ أَنْ يَجُدَّ النَّخِيلَ إِلَى أَنْ يَطِيبَ الثَّمَرُ وَيَحِلَّ بَيْعُهُ.

ظاہر ہو گئی ہو اور بیع حلال ہو چکی ہو تو اب ان میں مساقات درست نہیں ہے' چاہیے کہ اب اگلے سال کے لیے مساقات کریں۔ ان پھلوں کی مساقات جن میں بیع حلال ہو چکی اجارہ ہے۔ اگر درختوں والا پھلوں کی مساقات کرے جبکہ پھلوں کی بہتری ظاہر ہو چکی تو اسے بغیر کسی کام کے جو دیا جائے گا وہ درہم و دینار کی طرح ہے اور یہ مساقات نہیں ہے' مساقات تو پھلوں کے پکنے اور بیع حلال ہونے سے پہلے ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَمَنْ سَاقَى ثَمَرًا فِي أَصْلٍ قَبْلَ أَنْ يَبْدُوَ صَلَاحُهُ وَيَحِلَّ بَيْعُهُ، فَتِلْكَ الْمُسَاقَاةُ بِعَيْنِهَا جَائِزَةٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے پھلوں کی مساقات ان کی بہتری ظاہر ہونے اور بیع حلال ہونے سے پہلے کی تو یہ مساقات بالکل جائز ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَا يَنْبَغِي أَنْ تُسَاقَى الْأَرْضُ الْبَيْضَاءُ، وَذَلِكَ أَنَّهُ يَحِلُّ لِصَاحِبِهَا كِرَاؤُهَا بِالدَّنَانِيرِ وَالدَّرَاهِمِ وَمَا أَشْبَهَ ذَلِكَ مِنَ الْأَثْمَانِ الْمَعْلُومَةِ.

امام مالک نے فرمایا کہ سفید زمین کو مساقات پر دینا درست نہیں ہے اور یہ اس لیے کہ مالک کے لیے اسے کرائے پر دینا حلال ہے درہم و دینار کے بدلے یا دستور کے مطابق جیسے قیمت لی جاتی ہو۔

قَالَ فَأَمَّا الرَّجُلُ الَّذِي يُعْطِي أَرْضَهُ الْبَيْضَاءَ بِالثُّلُثِ، أَوِ الرُّبُعِ مِمَّا يَخْرُجُ مِنْهَا فَذَلِكَ مِمَّا يَدْخُلُهُ الْغَرَرُ لِأَنَّ الزَّرْعَ يَقِلُّ مَرَّةً وَيَكْثُرُ مَرَّةً، وَرُبَّمَا هَلَكَ رَأْسًا فَيَكُونُ صَاحِبُ الْأَرْضِ قَدْ تَرَكَ كِرَاءً مَعْلُومًا يَصْلُحُ لَهُ أَنْ يُكْرِيَ أَرْضَهُ بِهِ، وَأَخَذَ أَمْرًا غَرَرًا لَا يَدْرِي أَيَتِمُّ أَمْ لَا فَهَذَا مَكْرُوهٌ، وَإِنَّمَا ذَلِكَ مَثَلُ رَجُلٍ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا لِسَفَرٍ بِشَيْءٍ مَعْلُومٍ، ثُمَّ قَالَ الَّذِي اسْتَأْجَرَ الْأَجِيرَ هَلْ لَكَ أَنْ أُعْطِيَكَ عُشْرَ مَا أَرْبَحُ فِي سَفَرِي هَذَا إِجَارَةً لَكَ؟ فَهَذَا لَا يَحِلُّ وَلَا يَنْبَغِي.

امام مالک نے فرمایا کہ جو اپنی خالی زمین کو تہائی یا چوتھائی وغیرہ حصے پر دے تو یہ دھوکا ہے کیونکہ فصل کبھی کم ہوتی ہے اور کبھی زیادہ اور کبھی سرے سے برباد ہو جاتی ہے تو زمین والے نے معلوم کرائے کو چھوڑ کر جو درست ہے اپنی زمین کو ایسے کرائے پر دیا ہے جس میں دھوکا ہے۔ نہیں معلوم کہ بیل منڈھے چڑھے یا نہ چڑھے لہٰذا یہ مکروہ ہے۔ یہ تو اس آدمی کی طرح ہے جس نے اجرت بتا کر ایک آدمی کو سفر کا ساتھی بنایا' پھر کہا کہ اس سفر میں مجھے جو نفع ہو گا تو دسواں حصہ تمہارے لیے بطور مزدوری ہو گا۔ یہ حلال نہیں اور مناسب بھی نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَا يَنْبَغِي لِرَجُلٍ أَنْ يُؤَاجِرَ نَفْسَهُ، وَلَا أَرْضَهُ، وَلَا سَفِينَتَهُ إِلَّا بِشَيْءٍ مَعْلُومٍ لَا يَزُولُ إِلَى غَيْرِهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ کسی کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ اپنے آپ کو' اپنی زمین کو یا اپنی کشتی کو اجرت پر دے مگر مقررہ اجرت پر' جس کا دوسرے پر انحصار نہ ہو۔

قَالَ مَالِكٌ وَإِنَّمَا فَرَّقَ بَيْنَ الْمُسَاقَاةِ فِي النَّخْلِ وَالْأَرْضِ الْبَيْضَاءِ أَنَّ صَاحِبَ النَّخْلِ لَا يَقْدِرُ عَلَى أَنْ يَبِيعَ ثَمَرَهَا حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ، وَصَاحِبُ الْأَرْضِ يُكْرِيهَا وَهِيَ أَرْضٌ بَيْضَاءُ لَا شَيْءَ فِيهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ کھجوروں کی مساقات اور خالی زمین میں یہ فرق ہے کہ کھجوروں والا اپنے پھلوں کو بیچ نہیں سکتا جب تک ان کی بہتری ظاہر نہ ہو جائے اور خالی زمین والا جو کرائے پر دے رہا ہے اس میں تو کچھ بھی نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي النَّخْلِ أَيْضًا أَنَّهَا لِلسَّاقِي السِّنِينَ الثَّلَاثَ، وَالْأَرْبَعَ، وَأَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ، وَأَكْثَرَ.

امام مالک نے فرمایا کہ کھجوروں کے متعلق ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ یہ تین چار سال یا کم وبیش کے لیے بھی مساقات کی جا سکتی ہے۔

قَالَ وَذٰلِكَ الَّذِي سَمِعْتُ، وَكُلُّ شَيْءٍ مِثْلُ ذٰلِكَ مِنَ الْأُصُولِ بِمَنْزِلَةِ النَّخْلِ، يَجُوزُ فِيهِ لِمَنْ سَاقَى مِنَ السِّنِينَ مِثْلُ مَا يَجُوزُ فِي النَّخْلِ.

فرمایا کہ میں نے یہ سنا ہے کہ اس طرح کی جتنی اصلی چیزیں ہیں سب کھجور کے درختوں کی طرح ہیں۔ ان میں بھی کھجور کے درختوں کی طرح کئی سال کے لیے مساقات پر دینا جائز ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْمُسَاقِي إِنَّهُ لَا يَأْخُذُ مِنْ صَاحِبِهِ الَّذِي سَاقَاهُ شَيْئًا مِنْ ذَهَبٍ، وَلَا وَرِقٍ يَزْدَادُهُ، وَلَا طَعَامٍ، وَلَا شَيْئًا مِنَ الْأَشْيَاءِ لَا يَصْلُحُ ذٰلِكَ، وَلَا يَنْبَغِي أَنْ يَأْخُذَ الْمُسَاقِي مِنْ رَبِّ الْحَائِطِ شَيْئًا يَزِيدُهُ إِيَّاهُ مِنْ ذَهَبٍ، وَلَا وَرِقٍ، وَلَا طَعَامٍ، وَلَا شَيْءٍ مِنَ الْأَشْيَاءِ، وَالزِّيَادَةُ فِيمَا بَيْنَهُمَا لَا تَصْلُحُ.

امام مالک نے مساقات کے متعلق فرمایا کہ مالک عامل سے اس سونا چاندی وغیرہ سے زیادہ نہ لے جتنا کہ مقرر ہوا نہ اناج اور نہ کوئی دوسری چیز کیونکہ یہ درست نہیں ہے اور نہ عامل کے لیے مناسب ہے کہ وہ باغ والے سے مقرر کردہ رقم سے زیادہ لے خواہ وہ سونا، چاندی، اناج یا کوئی دوسری چیز ہو، اضافہ خواہ کسی جانب سے ہو درست نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْمُقَارِضُ أَيْضًا بِهٰذِهِ الْمَنْزِلَةِ، لَا يَصْلُحُ إِذَا دَخَلَتِ الزِّيَادَةُ فِي الْمُسَاقَاةِ، أَوِ الْمُقَارَضَةِ صَارَتْ إِجَارَةً، وَمَا دَخَلَتْهُ الْإِجَارَةُ، فَإِنَّهُ لَا يَصْلُحُ، وَلَا يَنْبَغِي أَنْ تَقَعَ الْإِجَارَةُ بِأَمْرٍ غَرَرٍ لَا يَدْرِي أَيَكُونُ أَمْ لَا يَكُونُ، أَوْ يَقِلُّ أَوْ يَكْثُرُ.

امام مالک نے فرمایا کہ مضاربت بھی اسی کی طرح ہے جو درست نہیں یعنی جب مساقات یا مضاربت میں اضافہ داخل ہو جائے تو اجارہ ہو جائے گا اور اجارہ داخل ہو جائے تو درست نہیں کیونکہ اس میں دھوکا ہے۔ کیا معلوم ہو یا نہ ہو اور گھٹے یا بڑھے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يُسَاقِي الرَّجُلَ الْأَرْضَ فِيهَا النَّخْلُ وَالْكَرْمُ، أَوْ مَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ مِنَ الْأُصُولِ، فَيَكُونُ فِيهَا الْأَرْضُ الْبَيْضَاءُ.

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے دوسرے کو زمین مساقات پر دی جس میں کھجور، انگور اور ان جیسی دوسری اصلی چیزیں ہیں پھر اس میں خالی زمین بھی ہو۔

قَالَ مَالِكٌ إِذَا كَانَ الْبَيَاضُ تَبَعًا لِلْأَصْلِ، وَكَانَ الْأَصْلُ أَعْظَمَ ذٰلِكَ، أَوْ أَكْثَرَهُ فَلَا بَأْسَ بِمُسَاقَاتِهِ، وَذٰلِكَ أَنْ يَكُونَ النَّخْلُ الثُّلُثَيْنِ، أَوْ أَكْثَرَ، وَيَكُونَ الْبَيَاضُ الثُّلُثَ، أَوْ أَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ وَذٰلِكَ أَنَّ الْبَيَاضَ حِينَئِذٍ تَبَعٌ لِلْأَصْلِ، وَإِذَا كَانَتِ الْأَرْضُ الْبَيْضَاءُ فِيهَا نَخْلٌ، أَوْ كَرْمٌ، أَوْ مَا يُشْبِهُ ذٰلِكَ مِنَ الْأُصُولِ، فَكَانَ الْأَصْلُ الثُّلُثَ، أَوْ أَقَلَّ وَالْبَيَاضُ الثُّلُثَيْنِ، أَوْ أَكْثَرَ جَازَ فِي ذٰلِكَ الْكِرَاءُ، وَحَرُمَتْ فِيهِ الْمُسَاقَاةُ، وَذٰلِكَ أَنَّ مِنْ أَمْرِ النَّاسِ أَنْ يُسَاقُوا الْأَصْلَ وَفِيهِ الْبَيَاضُ، وَتُكْرَى الْأَرْضُ وَفِيهَا الشَّيْءُ

امام مالک نے فرمایا کہ خالی زمین جب اصلی کے تابع ہو یعنی اصلی بہت زیادہ ہو تو مساقات میں مضائقہ نہیں اور وہ اس طرح کہ کھجور کے درخت دو تہائی یا اس سے بھی زیادہ ہوں اور خالی جگہ ایک تہائی یا اس سے بھی کم ہو اور یہ خالی جگہ یہاں اصلی کے تابع ہے اور جب خالی جگہ میں کھجور، انگور یا ان جیسی دوسری اصلی چیزیں ہوں اور اصلی زمین تہائی یا اس سے کم ہو اور خالی جگہ دو تہائی یا اس سے بھی زیادہ ہو تو ایسی زمین میں کرایہ جائز اور مساقات حرام ہے۔ لوگوں کا دستور یہ ہے کہ اصلی زمین کو مساقات پر دیتے ہیں اور یہاں خالی ہے اور اس زمین کو کرایہ پر دیتے ہیں جس میں اصلی کم ہو۔ مثلاً ایسے مصحف یا تلوار کو چاندی

الْيَسِيْرُ مِنَ الْأَصْلِ، أَوْ يُبَاعُ الْمُصْحَفُ، أَوِ السَّيْفُ وَفِيهِمَا الْحِلْيَةُ مِنَ الْوَرِقِ بِالْوَرِقِ، أَوِ الْقِلَادَةُ، أَوِ الْخَاتَمُ، وَفِيهِمَا الْفُصُوصُ وَالذَّهَبُ بِالدَّنَانِيرِ، وَلَمْ تَزَلْ هٰذِهِ الْبُيُوعُ جَائِزَةً يَتَبَايَعُهَا النَّاسُ وَيَبْتَاعُونَهَا، وَلَمْ يَأْتِ فِي ذٰلِكَ شَيْءٌ مَوْصُوفٌ مَوْقُوفٌ عَلَيْهِ إِذَا هُوَ بَلَغَهُ كَانَ حَرَامًا، أَوْ قَصُرَ عَنْهُ كَانَ حَلَالًا، وَالْأَمْرُ فِي ذٰلِكَ عِنْدَنَا الَّذِي عَمِلَ بِهِ النَّاسُ وَأَجَازُوهُ بَيْنَهُمْ أَنَّهُ إِذَا كَانَ الشَّيْءُ مِنْ ذٰلِكَ الْوَرِقِ أَوِ الذَّهَبِ تَبَعًا لِمَا هُوَ فِيهِ جَازَ بَيْعُهُ وَذٰلِكَ أَنْ يَكُونَ النَّصْلُ، أَوِ الْمُصْحَفُ، أَوِ الْفُصُوصُ قِيمَتُهُ الثُّلُثَانِ، أَوْ أَكْثَرُ وَالْحِلْيَةُ قِيمَتُهَا الثُّلُثُ أَوْ أَقَلُّ.

کے بدلے بیچتے ہیں جس میں چاندی لگی ہوئی ہو یا ایسے ہار اور انگوٹھی کو سونے کے بدلے بیچتے ہیں جس میں نگ یا دیناروں کا سونا ہو۔ یہ بیع ہمیشہ سے جائز ہے لوگ بیچتے اور خریدتے رہتے ہیں اور اس کی کوئی حد بندی نہیں کی گئی کہ اتنا ہو تو حرام اور اتنا ہو تو حلال اور اس کے متعلق ہمارے نزدیک یہ حکم ہے جس پر لوگ عمل کرتے آئے اور ایک دوسرے کو اجازت دیتے آئے ہیں کہ جب چاندی یا سونا وغیرہ اس چیز کے تابع ہوں جس میں ہیں تو اس کی بیع جائز ہے اور یہ جبکہ اس تلوار، مصحف یا انگوٹھی کی قیمت دو تہائی یا اس سے زیادہ ہو اور اس سونے چاندی کی قیمت تہائی یا اس سے کم ہو۔

۲ - بَابُ الشَّرْطِ فِي الرَّقِيقِ فِي الْمُسَاقَاةِ

مساقات میں خدمت غلام کی شرط کرنا

قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ إِنَّ أَحْسَنَ مَا سُمِعَ فِي عُمَّالِ الرَّقِيقِ فِي الْمُسَاقَاةِ يَشْتَرِطُهُمُ الْمُسَاقِي عَلٰى صَاحِبِ الْأَصْلِ إِنَّهُ لَا بَأْسَ بِذٰلِكَ، لِأَنَّهُمْ عُمَّالُ الْمَالِ فَهُمْ بِمَنْزِلَةِ الْمَالِ لَا مَنْفَعَةَ فِيهِمْ لِلدَّاخِلِ إِلَّا أَنَّهُ تَخِفُّ عَنْهُ بِهِمُ الْمَؤُونَةُ، وَإِنْ لَمْ يَكُونُوا فِي الْمَالِ اشْتَدَّتْ مَؤُونَتُهُ، وَإِنَّمَا ذٰلِكَ بِمَنْزِلَةِ الْمُسَاقَاةِ فِي الْعَيْنِ وَالنَّضْحِ، وَلَنْ تَجِدَ أَحَدًا يُسَاقِي فِي أَرْضَيْنِ سَوَاءٍ فِي الْأَصْلِ وَالْمَنْفَعَةِ إِحْدَاهُمَا بِعَيْنٍ وَاثِنَةٍ غَزِيرَةٍ وَالْأُخْرٰى بِنَضْحٍ عَلٰى شَيْءٍ وَاحِدٍ لِخِفَّةِ مَؤُونَةِ الْعَيْنِ وَشِدَّةِ مَؤُونَةِ النَّضْحِ، قَالَ وَعَلٰى ذٰلِكَ الْأَمْرُ عِنْدَنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ مساقات میں کام کرنے والے غلاموں کے متعلق یہ بات میں نے خوب سنی کہ عامل اگر ان کے مالک سے شرط کرے تو کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ وہ عمالِ مال ہونے کی وجہ سے مال کی جگہ ہیں اس میں عامل کا کوئی فائدہ نہیں ماسوائے محنت کی کمی کے۔ اگر وہ مال میں نہ ہوتے تو محنت ہی زیادہ ہوتی اور مساقات میں یہ چشمے سے سیراب کرنے اور دور سے پانی لا کر سینچنے کی طرح ہے۔ دونوں طرح سے زمینوں کو سیراب کرنا اصل اور منافع میں برابر نہیں۔ ایک چشمے سے چشم زدن میں سیراب کر دیتا ہے دوسرا مشک وغیرہ میں پانی لاتا ہے اس میں محنت کم اور اس میں زیادہ ہے۔ فرمایا کہ ہمارے نزدیک اسی کے مطابق حکم ہے۔

قَالَ وَالْوَاثِنَةُ الثَّابِتُ مَاؤُهَا الَّتِي لَا تَغُورُ وَلَا تَنْقَطِعُ.

فرمایا: جاری چشمے کا پانی نہ جوش مار کر بہتا ہے اور نہ بند ہوتا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَيْسَ لِلْمُسَاقِي أَنْ يَعْمَلَ بِعُمَّالِ الْمَالِ فِي غَيْرِهِ، وَلَا أَنْ يَشْتَرِطَ ذٰلِكَ عَلَى الَّذِي سَاقَاهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ عامل کے لیے مناسب نہیں کہ عمال کو دوسرے کام میں لگائے یا یہ کہ اس کی مالک سے شرط کرے۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَا يَجُوزُ لِلَّذِي سَاقٰى أَنْ يَشْتَرِطَ

امام مالک نے فرمایا کہ عامل کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ

عَلٰى رَبِّ الْمَالِ رَقِيْقًا يَعْمَلُ بِهِمْ فِي الْحَائِطِ لَيْسُوْا فِيْهِ حِيْنَ سَاقَاهُ إِيَّاهُ.

مالک سے ان غلاموں سے کام لینے کی شرط کرے جو مساقات کے وقت اس کام پر نہ تھے۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَا يَنْبَغِيْ لِرَبِّ الْمَالِ أَنْ يَشْتَرِطَ عَلَى الَّذِيْ دَخَلَ فِيْ مَالِهِ بِمُسَاقَاةٍ أَنْ يَأْخُذَ مِنْ رَقِيْقِ الْمَالِ أَحَدًا يُخْرِجُهُ مِنَ الْمَالِ، وَإِنَّمَا مُسَاقَاةُ الْمَالِ عَلٰى حَالِهِ الَّذِيْ هُوَ عَلَيْهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ رب المال کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ جو غلام مساقات کے وقت اس کے مال میں تھے ان میں سے کسی ایک کو مال سے نکالنے کی شرط کرے۔ مساقات کے وقت جو حال تھا وہی برقرار رہنا چاہیے۔

قَالَ فَإِنْ كَانَ صَاحِبُ الْمَالِ يُرِيْدُ أَنْ يُخْرِجَ مِنْ رَقِيْقِ الْمَالِ أَحَدًا فَلْيُخْرِجْهُ قَبْلَ الْمُسَاقَاةِ، أَوْ يُرِيْدُ أَنْ يُدْخِلَ فِيْهِ أَحَدًا فَلْيَفْعَلْ ذٰلِكَ قَبْلَ الْمُسَاقَاةِ، ثُمَّ لِيُسَاقِ بَعْدَ ذٰلِكَ إِنْ شَاءَ، قَالَ وَمَنْ مَاتَ مِنَ الرَّقِيْقِ، أَوْ غَابَ، أَوْ مَرِضَ فَعَلٰى رَبِّ الْمَالِ أَنْ يُخْلِفَهُ.

فرمایا: اگر مال والا کسی ایک غلام کو مال سے نکالنا چاہے تو اسے مساقات سے پہلے نکال لینا چاہیے اور اگر کسی کو شامل کرنا چاہے تو اسے مساقات سے پہلے شامل کر لینا چاہیے اور اگر چاہے تو اس کے بعد مساقات کرے۔ فرمایا کہ اگر کوئی غلام مر جائے یا بھاگ جائے یا بیمار پڑ جائے تو یہ رب المال پر حق ہے کہ اس کی جگہ دوسرا دے۔ ف

ف: مولوی وحید الزمان خان صاحب حیدر آبادی نے کتاب المساقاۃ کی تینوں عبارتوں کے ترجمے میں بھی وہی کاریگری دکھائی ہے جس کا مظاہرہ انہوں نے کتاب المکاتب اور کتاب القراض کے اندر کیا ہے' موصوف کا معاملہ تو مدت ہوئی خدا کے سپرد ہے' اب وہ جانیں اور ان کا پروردگار جانے لیکن اس طرز عمل سے موصوف نے اپنے متبعین کے لیے کوئی اچھی روش قائم نہیں کی حالانکہ:

کہنے کو ان سے کہہ رہا ہوں حال دل مگر
ڈر ہے کہ شانِ ناز پہ شکوہ گراں نہ ہو

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

٣٤- كِتَابُ كِرَاءِ الْأَرْضِ

کرائے پر زمین دینے کا بیان

١ - بَابُ مَا جَاءَ فِيْ كِرَاءِ الْأَرْضِ

زمین کو کرائے پر دینے کے متعلق روایات

٥٩٥- حَدَّثَنَا يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسٍ الزُّرَقِيِّ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ. صحیح مسلم (۳۹۲۸)

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھیتی کو کرائے پر دینے سے منع فرمایا ہے۔

قَالَ حَنْظَلَةُ فَسَأَلْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيْجٍ بِالذَّهَبِ، وَالْوَرِقِ فَقَالَ أَمَّا بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ، فَلَا بَأْسَ بِهِ.

حنظلہ بن قیس نے حضرت رافع بن خدیج سے پوچھا کہ سونے چاندی کے بدلے؟ فرمایا کہ سونے چاندی کے بدلے مضائقہ نہیں۔

[٧٧٩] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ، فَقَالَ لَا بَأْسَ بِهِ.

سعید بن مسیب سے سونے چاندی کے بدلے زمین کرائے پر دینے کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

[۷۸۰] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ مَالِکٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، اَنَّهٗ سَأَلَ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ فَقَالَ لَا بَأْسَ بِهَا بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ.

سالم بن عبداللہ بن عمر سے کرائے پر کھیتی دینے کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ سونے چاندی کے بدلے کوئی قباحت نہیں ہے۔

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَقُلْتُ لَهٗ اَرَاَيْتَ الْحَدِيْثَ الَّذِیْ يُذْكَرُ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ؟ فَقَالَ اَكْثَرَ رَافِعٌ وَلَوْ كَانَ لِیْ مَزْرَعَةٌ اَكْرَيْتُهَا.

ابن شہاب کا بیان ہے کہ میں نے ان سے کہا: کیا آپ کو حضرت رافع بن خدیج کی حدیث یاد نہیں؟ فرمایا کہ حضرت رافع نے ٹھیک کہا ہے اور اگر میرے پاس کھیتی ہوتی تو کرائے پر دے دیتا۔

[۷۸۱] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ مَالِکٌ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ، اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ تَكَارٰى اَرْضًا فَلَمْ تَزَلْ فِیْ يَدَيْهِ بِكِرَاءٍ حَتّٰى مَاتَ. قَالَ ابْنُهٗ فَمَا كُنْتُ اُرَاهَا اِلَّا لَنَا مِنْ طُوْلِ مَا مَكَثَتْ فِیْ يَدَيْهِ حَتّٰى ذَكَرَهَا لَنَا عِنْدَ مَوْتِهٖ فَاَمَرَنَا بِقَضَاءِ شَیْءٍ كَانَ عَلَيْهِ مِنْ كِرَائِهَا ذَهَبٍ، اَوْ وَرِقٍ.

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے ایک زمین کرائے پر لی تھی وہ وفات تک ان کے پاس رہی۔ ان کے ایک صاحبزادے نے فرمایا: اتنی مدت پاس رہنے کے باعث ہم اس زمین کو اپنا سمجھا کرتے تھے یہاں تک کہ بوقت وصال والد محترم نے اس کا ذکر فرمایا اور ہمیں سونے یا چاندی کی صورت میں کرایہ ادا کرنے کا حکم دیا۔

[۷۸۲] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ مَالِکٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّهٗ يُكْرِیْ اَرْضَهٗ بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ.

عروہ بن زبیر سونے چاندی کے بدلے اپنی زمین کو کرائے پر دیا کرتے تھے۔

وَسُئِلَ مَالِکٌ عَنْ رَجُلٍ اَكْرٰى مَزْرَعَتَهٗ بِمِائَةِ صَاعٍ مِنْ تَمْرٍ، اَوْ مِمَّا يَخْرُجُ مِنْهَا مِنَ الْحِنْطَةِ، اَوْ مِنْ غَيْرِ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا فَكَرِهَ ذٰلِكَ.

امام مالک سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جو اپنی زمین کو سو صاع کھجور یا پیداوار سے گندم وغیرہ یا زمین سے پیدا نہ ہونے والی کسی چیز کے بدلے کرائے پر دے تو انہوں نے اسے ناپسند فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

۳۵- كِتَابُ الشُّفْعَةِ

شفعہ کا بیان

۱- بَابُ مَا تَقَعُ فِيْهِ الشُّفْعَةُ

جس میں شفعہ ہو سکتا ہے

۵۹۶- حَدَّثَنَا يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، وَعَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَضٰى بِالشُّفْعَةِ فِيْمَا لَمْ يُقْسَمْ بَيْنَ الشُّرَكَاءِ، فَاِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ بَيْنَهُمْ، فَلَا شُفْعَةَ فِيْهِ.

ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شفعہ اس چیز میں ہے جو شرکاء میں تقسیم نہ ہوئی، جب آپس میں حد بندی ہو جائے تو اب اس میں شفعہ نہیں ہے۔

قَالَ مَالِکٌ وَعَلٰى ذٰلِكَ السُّنَّةُ الَّتِیْ لَا اخْتِلَافَ فِيْهَا عِنْدَنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ ایسی سنت ہے جس میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے۔

[۷۸۳] اَثَرٌ- قَالَ مَالِکٌ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ، اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ سعید بن مسیب سے پوچھا گیا

الْمُسَيَّبِ سُئِلَ عَنِ الشُّفْعَةِ هَلْ فِيهَا مِنْ سُنَّةٍ؟ فَقَالَ نَعَمْ، الشُّفْعَةُ فِي الدُّورِ وَالْأَرَضِينَ، وَلَا تَكُونُ إِلَّا بَيْنَ الشُّرَكَاءِ.

کہ شفعہ میں سنت کیا ہے؟ فرمایا: ہاں شفعہ گھر اور زمین میں ہے اور حق نہیں مگر شریک کو۔

[۷۸۴] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ مِثْلُ ذٰلِكَ.

امام مالک کو سلیمان بن یسار سے یہی بات پہنچی۔

قَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ اشْتَرَى شِقْصًا مَعَ قَوْمٍ فِي أَرْضٍ بِحَيَوَانٍ، عَبْدٍ، أَوْ وَلِيدَةٍ، أَوْ مَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ مِنَ الْعُرُوضِ، فَجَاءَ الشَّرِيكُ يَأْخُذُ بِشُفْعَتِهِ بَعْدَ ذٰلِكَ، فَوَجَدَ الْعَبْدَ، أَوِ الْوَلِيدَةَ قَدْ هَلَكَا، وَلَمْ يَعْلَمْ أَحَدٌ قَدْرَ قِيمَتِهِمَا، فَيَقُولُ الْمُشْتَرِي قِيمَةُ الْعَبْدِ، أَوِ الْوَلِيدَةِ مِائَةُ دِينَارٍ، وَيَقُولُ صَاحِبُ الشُّفْعَةِ الشَّرِيكُ بَلْ قِيمَتُهُمَا خَمْسُونَ دِينَارًا.

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے مشترکہ زمین کا ایک قطعہ کسی جانور' غلام یا لونڈی وغیرہ کے بدلے خریدا۔ اس کے بعد شریک شفعہ کرنے آ گیا۔ اس نے دیکھا کہ وہ لونڈی یا غلام تو ہلاک ہو گیا اور کسی کو اس کی قیمت معلوم نہیں۔ مشتری کہتا ہے کہ غلام یا لونڈی کی قیمت سو دینار تھی۔ شفعہ کرنے والا شریک کہتا ہے کہ اس کی قیمت پچاس دینار تھی۔

قَالَ مَالِكٌ يَحْلِفُ الْمُشْتَرِي أَنَّ قِيمَةَ مَا اشْتَرَى بِهِ مِائَةُ دِينَارٍ، ثُمَّ إِنْ شَاءَ أَنْ يَأْخُذَ صَاحِبُ الشُّفْعَةِ أَخَذَ، أَوْ يَتْرُكَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَ الشَّفِيعُ بِبَيِّنَةٍ أَنَّ قِيمَةَ الْعَبْدِ، أَوِ الْوَلِيدَةِ دُونَ مَا قَالَ الْمُشْتَرِي.

امام مالک نے فرمایا کہ مشتری سے قسم لی جائے گی کہ اس کی قیمت جتنے میں خریدا سو دینار ہے پھر چاہے شفعہ کرنے والا لے یا چھوڑ دے مگر جبکہ شفیع گواہ پیش کر دے کہ غلام یا لونڈی کی قیمت اس سے کم ہے جو مشتری نے بتائی۔

قَالَ مَالِكٌ مَنْ وَهَبَ شِقْصًا فِي دَارٍ، أَوْ أَرْضٍ مُشْتَرَكَةٍ، فَأَثَابَهُ الْمَوْهُوبُ لَهُ بِهَا نَقْدًا، أَوْ عَرْضًا، فَإِنَّ الشُّرَكَاءَ يَأْخُذُونَهَا بِالشُّفْعَةِ إِنْ شَاؤُوا، وَيَدْفَعُونَ إِلَى الْمَوْهُوبِ لَهُ قِيمَةَ مَثُوبَتِهِ دَنَانِيرَ، أَوْ دَرَاهِمَ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے گھر کا ایک حصہ ہبہ کیا یا مشترکہ زمین کا۔ پس موہوب لہ سے اسے کچھ نقدی یا سامان ملا۔ شریک اگر چاہیں تو شفعہ کے ذریعے اسے لے لیں اور موہوب لہ کو درہم و دینار میں اس کی قیمت ادا کر دیں۔

قَالَ مَالِكٌ مَنْ وَهَبَ هِبَةً فِي دَارٍ، أَوْ أَرْضٍ مُشْتَرَكَةٍ، فَلَمْ يُثَبْ مِنْهَا، وَلَمْ يَطْلُبْهَا، فَأَرَادَ شَرِيكُهُ أَنْ يَأْخُذَهَا بِقِيمَتِهَا، فَلَيْسَ ذٰلِكَ لَهُ مَا لَمْ يُثَبْ عَلَيْهَا، فَإِنْ أُثِيبَ فَهُوَ لِلشَّفِيعِ بِقِيمَةِ الثَّوَابِ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے گھر یا مشترکہ زمین ہبہ کی اس سے حاصل کچھ نہ ہوا اور نہ طلب کیا، شریک قیمت دے کر اسے لینا چاہے تو اسے یہ حق نہیں جبکہ اس پر حاصل کچھ نہیں ہوا۔ اگر کچھ حاصل کیا ہوتا تو شفیع کے لیے وہی قیمت ہوتی۔

قَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ اشْتَرَى شِقْصًا فِي أَرْضٍ مُشْتَرَكَةٍ بِثَمَنٍ إِلَى أَجَلٍ، فَأَرَادَ الشَّرِيكُ أَنْ يَأْخُذَهَا بِالشُّفْعَةِ.

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے مشترکہ زمین کا ایک حصہ مدت مقرر کر کے خریدا' شریک نے شفعہ کے ذریعے اسے لینے کا ارادہ کیا۔

قَالَ مَالِكٌ إِنْ كَانَ مَلِيًّا فَلَهُ الشُّفْعَةُ بِذٰلِكَ الثَّمَنِ إِلَى ذٰلِكَ الْأَجَلِ، وَإِنْ كَانَ مَخُوفًا أَنْ لَا يُؤَدِّيَ الثَّمَنَ إِلَى ذٰلِكَ الْأَجَلِ، فَإِذَا جَاءَهُمْ بِحَمِيلٍ مَلِيٍّ

امام مالک نے فرمایا کہ اگر مدت مقرر کر کے سودا ہوا ہے تو شفعہ کرنے والا وہی قیمت اتنی مدت بعد ادا کرے۔ اگر شفیع کے متعلق خوف ہو کہ مقررہ مدت پر قیمت ادا نہیں کرے گا تو کوئی ایسا

ثِقَةٍ مِثْلِ الَّذِي اشْتَرَى مِنْهُ الشِّقْصَ فِي الْأَرْضِ الْمُشْتَرَكَةِ فَذٰلِكَ لَهُ.

معتبر ضامن لائے جو اس شخص کی طرح ہو جس نے مشترکہ زمین کا قطعہ خریدا ہے تو یہ حق دار ہوگا لینے کا۔

قَالَ مَالِكٌ لَا تَقْطَعُ شُفْعَةَ الْغَائِبِ غَيْبَتُهُ، وَإِنْ طَالَتْ غَيْبَتُهُ، وَلَيْسَ لِذٰلِكَ عِنْدَنَا حَدٌّ تُقْطَعُ إِلَيْهِ الشُّفْعَةُ.

امام مالک نے فرمایا کہ شفیع اگر غائب ہو تو حق شفعہ ختم نہیں ہوگا خواہ کتنی ہی مدت گزر جائے اور اس کی ہمارے نزدیک کوئی حد نہیں جس کے بعد شفعہ کا حق ختم ہو جائے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يُوَرِّثُ الْأَرْضَ نَفَرًا مِنْ وَلَدِهِ، ثُمَّ يُولَدُ لِأَحَدِ النَّفَرِ، ثُمَّ يَهْلِكُ الْأَبُ، فَيَبِيعُ أَحَدُ وَلَدِ الْمَيِّتِ حَقَّهُ فِي تِلْكَ الْأَرْضِ، فَإِنَّ أَخَا الْبَائِعِ أَحَقُّ بِشُفْعَتِهِ مِنْ عُمُومَتِهِ شُرَكَاءِ أَبِيهِ.

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے ترکہ میں اپنے بیٹوں کے لیے زمین چھوڑی' پھر ایک بیٹے کے گھر لڑکے ہوئے' ایک پوتے نے مرحوم باپ کی زمین سے اپنا حصہ فروخت کر دیا۔ بائع کا ہر بھائی اس کے ہر چچا کی نسبت شفعہ کا زیادہ حق رکھتا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَهٰذَا الْأَمْرُ عِنْدَنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

قَالَ مَالِكٌ الشُّفْعَةُ بَيْنَ الشُّرَكَاءِ عَلَى قَدْرِ حِصَصِهِمْ يَأْخُذُ كُلُّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ بِقَدْرِ نَصِيبِهِ إِنْ كَانَ قَلِيلًا فَقَلِيلًا، وَإِنْ كَانَ كَثِيرًا فَبِقَدْرِهِ، وَذٰلِكَ إِنْ تَشَاحُّوا فِيهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ شرکاء اپنے اپنے حصے کے مطابق شفعہ کر سکتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کو اس کے حصے کے مطابق ملے گا خواہ حصہ کم ہو یا زیادہ جبکہ وہ پوری چیز لیں۔

قَالَ مَالِكٌ فَأَمَّا أَنْ يَشْتَرِيَ رَجُلٌ مِنْ رَجُلٍ مِنْ شُرَكَائِهِ حَقَّهُ، فَيَقُولُ أَحَدُ الشُّرَكَاءِ أَنَا آخُذُ مِنَ الشُّفْعَةِ بِقَدْرِ حِصَّتِي، وَيَقُولُ الْمُشْتَرِي إِنْ شِئْتَ أَنْ تَأْخُذَ الشُّفْعَةَ كُلَّهَا أَسْلَمْتُهَا إِلَيْكَ، وَإِنْ شِئْتَ أَنْ تَدَعَ فَدَعْ. فَإِنَّ الْمُشْتَرِيَ إِذَا خَيَّرَهُ فِي هٰذَا وَأَسْلَمَهُ إِلَيْهِ، فَلَيْسَ لِلشَّفِيعِ إِلَّا أَنْ يَأْخُذَ الشُّفْعَةَ كُلَّهَا، أَوْ يُسَلِّمَهَا إِلَيْهِ، فَإِنْ أَخَذَهَا فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا وَإِلَّا فَلَا شَيْءَ لَهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ شرکاء میں سے اگر کوئی دوسرے شریک کا حق خریدے تو ایک شریک کہے کہ میں تو شفعہ سے اپنا حصہ لیتا ہوں۔ مشتری کہے کہ اگر تم سارا شفعہ لو تو میں تمہارے سپرد کر دوں گا ورنہ اپنا بھی چھوڑ دو۔ مشتری نے جب اسے اختیار دے دیا اور اس پر بات ڈال دی تو شفیع کے لیے کوئی راستہ نہیں مگر یہی کہ سارا شفعہ لے یا اسی کے سپرد کر دے۔ اگر وہ لے تو اس کا زیادہ حق دار ہے ورنہ اسے کچھ نہیں ملے گا۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يَشْتَرِي الْأَرْضَ فَيَعْمُرُهَا بِالْأَصْلِ يَضَعُهُ فِيهَا، أَوِ الْبِئْرِ يَحْفِرُهَا، ثُمَّ يَأْتِي رَجُلٌ فَيُدْرِكُ فِيهَا حَقًّا فَيُرِيدُ أَنْ يَأْخُذَهَا بِالشُّفْعَةِ إِنَّهُ لَا شُفْعَةَ لَهُ فِيهَا إِلَّا أَنْ يُعْطِيَهُ قِيمَةَ مَا عَمَرَ، فَإِنْ أَعْطَاهُ قِيمَةَ مَا عَمَرَ كَانَ أَحَقَّ بِالشُّفْعَةِ وَإِلَّا فَلَا حَقَّ لَهُ فِيهَا.

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے زمین خرید کر اسے آباد کیا یا اس میں کنواں کھودا۔ پھر ایک آدمی آ کر اس پر اپنا حق جتائے اور اسے شفعہ کے ذریعے لینا چاہے۔ اس میں اسے شفعہ کا حق نہیں مگر یہ کہ آباد کرنے کی قیمت ادا کر دے۔ اگر وہ قیمت ادا کر دے تو شفعہ کا اسے سب سے زیادہ حق ہوگا ورنہ اسے کوئی حق حاصل نہیں۔

قَالَ مَالِكٌ مَنْ بَاعَ حِصَّتَهُ مِنْ أَرْضٍ، أَوْ دَارٍ

امام مالک نے فرمایا کہ اگر کوئی زمین یا گھر سے اپنا حصہ

مُشْتَرَكَةٍ ، فَلَمَّا عَلِمَ أَنَّ صَاحِبَ الشُّفْعَةِ يَأْخُذُ بِالشُّفْعَةِ اسْتَقَالَ الْمُشْتَرِي فَأَقَالَهُ قَالَ لَيْسَ ذٰلِكَ لَهُ ، وَالشَّفِيعُ أَحَقُّ بِهَا بِالثَّمَنِ الَّذِي كَانَ بَاعَهَا بِهِ.

فروخت کر دے جب اسے معلوم ہو کہ شفعہ کا حق دار شفعہ کے ذریعے لے جائے گا تو مشتری اقالہ کے لیے کہے اور وہ اقالہ کر دے فرمایا کہ اسے یہ حق نہیں اور شفیع اس قیمت پر لینے کا زیادہ حق دار ہے جس پر وہ چیز بکی۔

قَالَ مَالِكٌ مَنِ اشْتَرَى شِقْصًا فِي دَارٍ ، أَوْ أَرْضٍ ، وَحَيَوَانًا ، وَعُرُوضًا فِي صَفْقَةٍ وَاحِدَةٍ ، فَطَلَبَ الشَّفِيعُ شُفْعَتَهُ فِي الدَّارِ ، أَوِ الْأَرْضِ ، فَقَالَ الْمُشْتَرِي خُذْ مَا اشْتَرَيْتُ جَمِيعًا ، فَإِنِّي إِنَّمَا اشْتَرَيْتُهُ جَمِيعًا.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے کسی گھر یا زمین کا ایک حصہ خریدا یا حیوان اور جانور بھی ایک ہی رسید میں۔ پس ایک شفیع نے اس گھر یا زمین وغیرہ سے اپنا حصہ طلب کیا۔ مشتری نے کہا کہ سارا مال لو کیونکہ میں نے ساری چیزیں خریدی ہیں۔

قَالَ مَالِكٌ بَلْ يَأْخُذُ الشَّفِيعُ شُفْعَتَهُ فِي الدَّارِ ، أَوِ الْأَرْضِ بِحِصَّتِهَا مِنْ ذٰلِكَ الثَّمَنِ يُقَامُ كُلُّ شَيْءٍ اشْتَرَاهُ مِنْ ذٰلِكَ عَلَى حِدَتِهِ عَلَى الثَّمَنِ الَّذِي اشْتَرَاهُ بِهِ ، ثُمَّ يَأْخُذُ الشَّفِيعُ شُفْعَتَهُ بِالَّذِي يُصِيبُهَا مِنَ الْقِيمَةِ مِنْ رَأْسِ الثَّمَنِ ، وَلَا يَأْخُذُ مِنَ الْحَيَوَانِ ، وَالْعُرُوضِ شَيْئًا إِلَّا أَنْ يَشَاءَ ذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ شفیع اپنا حصہ گھر اور زمین سے لے گا قیمت سے اس حصے کے مطابق جو ہر چیز کی علیحدہ علیحدہ قیمت لگانے پر مجموعے سے اس کا حصہ آئے گا۔ شفیع اپنے اس حصے کے مطابق قیمت ادا کر کے اپنا حصہ لے گا اور جانور و اسباب سے لینا اس کے لیے ضروری نہیں۔ ہاں اگر اپنی خوشی سے لے تو کوئی مضائقہ بھی نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَمَنْ بَاعَ شِقْصًا مِنْ أَرْضٍ مُشْتَرَكَةٍ ، فَسَلَّمَ بَعْضُ مَنْ لَهُ فِيهَا الشُّفْعَةُ لِلْبَائِعِ ، وَأَبَى بَعْضُهُمْ إِلَّا أَنْ يَأْخُذَ بِشُفْعَتِهِ ، إِنَّ مَنْ أَبَى أَنْ يُسَلِّمَ يَأْخُذُ بِالشُّفْعَةِ كُلِّهَا ، وَلَيْسَ لَهُ أَنْ يَأْخُذَ بِقَدْرِ حَقِّهِ وَيَتْرُكَ مَا بَقِيَ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے مشترکہ زمین کا ایک حصہ فروخت کیا۔ تمام شفیعوں نے اپنا حق بائع کے سپرد کر دیا لیکن ایک شفیع اپنے حق سے دست بردار نہ ہوا۔ جس نے اپنا حق چھوڑنے سے انکار کیا وہ سارا شفعہ لے اور اسے یہ حق نہیں ہے کہ اپنے حصے کے مطابق لے اور باقی کو چھوڑ دے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي نَفَرٍ شُرَكَاءَ فِي دَارٍ وَاحِدَةٍ فَبَاعَ أَحَدُهُمْ حِصَّتَهُ ، وَشُرَكَاؤُهُ غُيَّبٌ كُلُّهُمْ إِلَّا رَجُلًا ، فَعُرِضَ عَلَى الْحَاضِرِ أَنْ يَأْخُذَ بِالشُّفْعَةِ ، أَوْ يَتْرُكَ فَقَالَ أَنَا آخُذُ بِحِصَّتِي ، وَأَتْرُكُ حِصَصَ شُرَكَائِي حَتّٰى يَقْدَمُوا ، فَإِنْ أَخَذُوا فَذٰلِكَ ، وَإِنْ تَرَكُوا أَخَذْتُ جَمِيعَ الشُّفْعَةِ.

امام مالک نے فرمایا کہ ایک گھر میں کئی آدمی شریک ہیں ان میں سے ایک نے اپنا حصہ فروخت کر دیا جبکہ اس کے تمام شرکاء موجود نہ تھے۔ سوائے ایک کے۔ حاضر سے کہا گیا کہ شفعہ لے لو یا چھوڑ دو۔ اس نے کہا کہ میں اپنا حصہ لیتا ہوں اور دوسرے حصے چھوڑتا ہوں یہاں تک کہ وہ آ جائیں اگر وہ لیں تو فبہا اور اگر وہ چھوڑیں تو سارا شفعہ میں لوں گا۔

قَالَ مَالِكٌ لَيْسَ لَهُ إِلَّا أَنْ يَأْخُذَ ذٰلِكَ كُلَّهُ ، أَوْ يَتْرُكَ ، فَإِنْ جَاءَ شُرَكَاؤُهُ أَخَذُوا مِنْهُ ، أَوْ تَرَكُوا إِنْ شَاؤُوا ، فَإِذَا عُرِضَ هٰذَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَقْبَلْهُ فَلَا أَرَى لَهُ شُفْعَةً.

امام مالک نے فرمایا کہ اسے حق نہیں مگر یہ کہ ساری چیز کو لے یا چھوڑ دے۔ جب شرکاء آئے انہوں نے لیا یا چھوڑ دیا ان کی مرضی۔ لیکن جب اس پر یہ بات پیش ہوئی تو اس نے قبول نہیں کی تھی۔ لہٰذا اسے شفعہ کا حق نہیں رہا۔

۲ - بَابُ مَا لَا تَقَعُ فِيهِ الشُّفْعَةُ

جن چیزوں میں شفعہ نہیں ہو سکتا

[۷۸۵] اَثَرٌ- قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَارَةَ، عَنْ اَبِىْ بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ، اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَالَ اِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ فِى الْاَرْضِ فَلَا شُفْعَةَ فِيْهَا، وَلَا شُفْعَةَ فِىْ بِئْرٍ، وَلَا فِىْ فَحْلِ النَّخْلِ.

ابو بکر بن حزم سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ زمین کی جب حد بندی ہو جائے تو اس میں شفعہ نہیں ہوتا نیز کنوئیں اور کھجور کے درخت میں شفعہ نہیں ہوتا۔

قَالَ مَالِكٌ وَعَلٰى هٰذَا الْاَمْرُ عِنْدَنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَا شُفْعَةَ فِىْ طَرِيْقٍ صَلُحَ الْقَسْمُ فِيْهَا اَوْ لَمْ يَصْلُحْ.

امام مالک نے فرمایا کہ راستے میں شفعہ نہیں ہے خواہ اس کی تقسیم درست ہو یا درست نہ ہو۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْاَمْرُ عِنْدَنَا اَنَّهٗ لَا شُفْعَةَ فِىْ عَرْصَةِ دَارٍ، صَلُحَ الْقَسْمُ فِيْهَا، اَوْ لَمْ يَصْلُحْ.

امام مالک نے فرمایا کہ مکان کے صحن میں شفعہ نہیں ہے خواہ وہ قابل تقسیم ہو یا نہ ہو۔

قَالَ مَالِكٌ فِىْ رَجُلٍ اِشْتَرٰى شِقْصًا مِنْ اَرْضٍ مُشْتَرَكَةٍ عَلٰى اَنَّهٗ فِيْهَا بِالْخِيَارِ، فَاَرَادَ شُرَكَاءُ الْبَائِعِ اَنْ يَاْخُذُوْا مَا بَاعَ شَرِيْكُهُمْ بِالشُّفْعَةِ قَبْلَ اَنْ يَخْتَارَ الْمُشْتَرِىْ، اِنَّ ذٰلِكَ لَا يَكُوْنُ لَهُمْ حَتّٰى يَاْخُذَ الْمُشْتَرِىْ وَيَثْبُتَ لَهُ الْبَيْعُ، فَاِذَا وَجَبَ لَهُ الْبَيْعُ فَلَهُمُ الشُّفْعَةُ.

امام ملک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے مشترکہ زمین کا ایک حصہ خریدا اس شرط پر کہ اسے اختیار ہوگا جو اس نے بیچی۔ اس کے شرکاء نے اسے شفعہ کے ذریعے لینا چاہا اس سے پہلے کہ مشتری کو اختیار حاصل ہو۔ یہ انہیں حق نہیں یہاں تک کہ مشتری وصول کرلے اور اس کے لیے بیع ثابت ہو جائے' جب اس کے لیے بیع واجب ہوگئی تو انہیں شفعہ کا حق ہوگا۔

وَقَالَ مَالِكٌ فِى الرَّجُلِ يَشْتَرِىْ اَرْضًا فَتَمْكُثُ فِىْ يَدَيْهِ حِيْنًا، ثُمَّ يَاْتِىْ رَجُلٌ فَيُدْرِكُ فِيْهَا حَقًّا بِمِيْرَاثٍ اِنَّ لَهُ الشُّفْعَةَ اِنْ ثَبَتَ حَقُّهٗ، وَاِنَّ مَا اَغَلَّتِ الْاَرْضُ مِنْ غَلَّةٍ فَهِىَ لِلْمُشْتَرِى الْاَوَّلِ اِلٰى يَوْمِ يَثْبُتُ حَقُّ الْاٰخِرِ لِاَنَّهٗ قَدْ كَانَ ضَمِنَهَا لَوْ هَلَكَ مَا كَانَ فِيْهَا مِنْ غِرَاسٍ، اَوْ ذَهَبَ بِهٖ سَيْلٌ.

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے زمین خریدی اور وہ مدتوں اس کے قبضے میں رہی' پھر ایک شخص نے آکر اس میں اپنا میراث کا حق بتایا تو اسے شفعہ کا حق ہوگا جب کہ وہ اپنا حق ثابت کر دے اور زمین سے جو کچھ حاصل ہوا ہے وہ مشتری کا ہوگا اس وقت تک جب کہ دوسرے کا حق ثابت ہو کیونکہ وہ اس کا ضامن تھا جب کہ وہ ہلاک ہو جاتی یا وہاں سے سیلاب جاتا۔

قَالَ فَاِنْ طَالَ الزَّمَانُ، اَوْ هَلَكَ الشُّهُوْدُ، اَوْ مَاتَ الْبَائِعُ، اَوِ الْمُشْتَرِىْ، اَوْ هُمَا حَيَّانِ فَنُسِىَ اَصْلُ الْبَيْعِ وَالْاِشْتِرَاءِ لِطُوْلِ الزَّمَانِ، فَاِنَّ الشُّفْعَةَ تَنْقَطِعُ، وَيَاْخُذُ حَقَّهُ الَّذِىْ ثَبَتَ لَهٗ، وَاِنْ كَانَ اَمْرُهٗ عَلٰى غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ فِىْ حَدَاثَةِ الْعَهْدِ وَقُرْبِهٖ، وَاَنَّهٗ يَرٰى اَنَّ الْبَائِعَ غَيَّبَ الثَّمَنَ، وَاَخْفَاهُ لِيَقْطَعَ بِذٰلِكَ حَقَّ صَاحِبِ الشُّفْعَةِ قُوِّمَتِ الْاَرْضُ عَلٰى قَدْرِ مَا يُرٰى اَنَّهٗ ثَمَنُهَا، فَيَصِيْرُ ثَمَنُهَا اِلٰى ذٰلِكَ، ثُمَّ يَنْظُرُ اِلٰى مَا زَادَ فِى الْاَرْضِ مِنْ بِنَاءٍ، اَوْ غِرَاسٍ، اَوْ عِمَارَةٍ، فَيَكُوْنُ

فرمایا: اگر مدت زیادہ گزر گئی یا گواہ مر گئے یا بائع اور مشتری فوت ہو گئے اور یا دونوں زندہ ہیں لیکن مدت دراز کے باعث اصل خرید و فروخت کو بھول گئے تو شفعہ ختم ہو گیا اور اپنا حق وہی لے گا جو ثابت کر دے۔ اگر زمانے کے قرب و بعد کے علاوہ وجہ کچھ اور ہو اور دیکھے کہ بائع نے جان بوجھ کر بیع کو چھپایا ہے تاکہ شفعہ کا حق ختم ہو جائے' دریں حالات زمین کی قیمت لگائی جائے گی کہ کہاں تک پہنچی ہے پھر دیکھا جائے گا کہ اس کے علاوہ زمین پر کیا ہے یعنی بنیاد' درخت اور عمارت۔ بہ مناسب قیمت کے مطابق اسی کا ہوگا جس نے خریدی' پھر عمارت بنائی اور درخت

عَلٰی مَا یَکُوْنُ عَلَیْهِ مَنِ ابْتَاعَ الْاَرْضَ بِثَمَنٍ مَعْلُوْمٍ ' ثُمَّ بَنٰی فِیْهَا ' وَغَرَسَ ' ثُمَّ اَخَذَهَا صَاحِبُ الشُّفْعَةِ بَعْدَ ذٰلِکَ.

لگائے۔ اس کے بعد یہ صاحب شفعہ سے لے گا۔

قَالَ مَالِکٌ وَالشُّفْعَةُ ثَابِتَةٌ فِیْ مَالِ الْمَیِّتِ کَمَا هِیَ فِیْ مَالِ الْحَیِّ ' فَاِنْ خَشِیَ اَهْلُ الْمَیِّتِ اَنْ یَنْکَسِرَ مَالُ الْمَیِّتِ قَسَمُوْهُ ' ثُمَّ بَاعُوْهُ ' فَلَیْسَ عَلَیْهِمْ فِیْهِ شُفْعَةٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ شفعہ میت کے مال میں بھی اسی طرح ہے جیسے زندہ کے مال میں۔ اگر میت والے اس بات سے ڈریں کہ تقسیم کرنے اور بیچنے سے میت کا مال بکھر جائے گا تو اس میں ان پر شفعہ نہیں۔

قَالَ مَالِکٌ وَلَا شُفْعَةَ عِنْدَنَا فِیْ عَبْدٍ ' وَلَا وَلِیْدَةٍ ' وَلَا بَعِیْرٍ ' وَلَا بَقَرَةٍ ' وَلَا شَاةٍ ' وَلَا فِیْ شَیْءٍ مِّنَ الْحَیَوَانِ ' وَلَا فِیْ ثَوْبٍ ' وَلَا فِیْ بِئْرٍ لَیْسَ لَهَا بَیَاضٌ ' اِنَّمَا الشُّفْعَةُ فِیْمَا یَصْلُحُ اَنَّهٗ یَنْقَسِمُ ' وَتَقَعُ فِیْهِ الْحُدُوْدُ مِنَ الْاَرْضِ ' فَاَمَّا مَا لَا یَصْلُحُ فِیْهِ الْقَسْمُ فَلَا شُفْعَةَ فِیْهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک غلام، لونڈی، کنواں، گائے، بکری اور کسی بھی جانور، کپڑے اور اس کنوئیں میں جس کی متعلقہ زمین نہ ہو شفعہ نہیں ہے۔ شفعہ تو اس چیز میں درست ہے جو تقسیم ہو سکے اور جس کی زمین میں حد بندی کی جاتی ہو۔ پس جس چیز کو تقسیم نہ کیا جا سکے اس میں شفعہ نہیں۔

قَالَ مَالِکٌ وَمَنِ اشْتَرٰی اَرْضًا فِیْهَا شُفْعَةٌ لِنَاسٍ حُضُوْرٍ ' فَلْیَرْفَعْهُمْ اِلَی السُّلْطَانِ ' فَاِمَّا اَنْ یَسْتَحِقُّوْا ' وَاِمَّا اَنْ یُسَلِّمَ لَهُ السُّلْطَانُ ' فَاِنْ تَرَکَهُمْ فَلَمْ یَرْفَعْ اَمْرَهُمْ اِلَی السُّلْطَانِ ' وَقَدْ عَلِمُوْا بِاشْتِرَائِهٖ ' فَتَرَکُوْا ذٰلِکَ حَتّٰی طَالَ زَمَانُهٗ ' ثُمَّ جَاءُوْا یَطْلُبُوْنَ شُفْعَتَهُمْ فَلَا اَرٰی ذٰلِکَ لَهُمْ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے ایسی زمین خریدی جس میں لوگوں کو شفعہ کا حق حاصل ہے تو وہ انہیں حاکم وقت کے پاس لے جائے تو حاکم وقت انہیں مستحق بنا دے گا یا ان سے چھڑا دے گا، مگر انہوں نے چھوڑے رکھا اور حاکم وقت اس وقت تک اس بات کو نہیں لے گا حالانکہ انہیں خرید و فروخت کا علم تھا لیکن پھر بھی مدتوں اس بات کو چھوڑے رکھا، پھر آ کر اپنا حق شفعہ طلب کرنے لگے تو اب اس میں ان کے لیے کچھ نہیں ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

۳۶- کِتَابُ الْاَقْضِیَةِ

فیصلے کرنے کا بیان

۱ - بَابُ التَّرْغِیْبِ فِی الْقَضَاءِ بِالْحَقِّ

حق کے ساتھ فیصلہ کرنے کی ترغیب

۵۹۷- حَدَّثَنَا یَحْیٰی ' عَنْ مَالِکٍ ' عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ' عَنْ اَبِیْهِ ' عَنْ زَیْنَبَ بِنْتِ اَبِیْ سَلَمَةَ ' عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ ' زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ ' وَاِنَّکُمْ تَخْتَصِمُوْنَ اِلَیَّ ' فَلَعَلَّ بَعْضَکُمْ اَنْ یَکُوْنَ اَلْحَنَ بِحُجَّتِهٖ مِنْ بَعْضٍ ' فَاَقْضِیَ لَهٗ عَلٰی نَحْوِ مَا اَسْمَعُ مِنْهُ ' فَمَنْ قَضَیْتُ لَهٗ بِشَیْءٍ مِنْ حَقِّ اَخِیْهِ فَلَا یَاْخُذَنَّ مِنْهُ شَیْئًا ' فَاِنَّمَا اَقْطَعُ لَهٗ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ.

صحیح البخاری (۲۶۸۰) صحیح مسلم (٤٤٤٨)

زینب بنت ابو سلمہ نے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں بھی بشر ہوں، تم اپنے جھگڑے میرے پاس لاتے ہو۔ ہو سکتا ہے کہ ایک تم میں سے اپنی دلیل کو دوسرے سے بہتر بیان کرے۔ پس میں اس کی بات سن کر اس کے حق میں فیصلہ کر دوں۔ پس جس کے لیے میں نے اس کے بھائی کی چیز کا فیصلہ کیا تو اسے مطلقاً وہ چیز نہیں لینی چاہیے کیونکہ میں اسے آگ کی انگاری دے رہا ہوں۔ ف

ف: الوہیت کے بعد منصب نبوت ہی تمام مناصب سے بلند و بالا ہے۔ جملہ مناصب در نبی کے غلام ہیں اور ہر عالی منصب کے لیے نبی کی تعظیم و تکریم فرض عین و جزو ایمان ہے۔ بدقسمتی سے آج مسلمانوں میں ایک ایسا گروہ بھی موجود ہے کہ جس نبی کا وہ کلمہ پڑھتے اور جس کے امتی ہونے کا دم بھرتے ہیں اسی کی توہین و تنقیص میں ایک خاص لذت محسوس کرتے ہیں۔ اس سراسر خلاف دین و دیانت فعل کو اپنا محبوب ترین مشغلہ بنا کر اس میں انہوں نے اس درجہ ترقی کی ہے کہ منکرین منصب نبوت کے سابقہ سارے ریکارڈ توڑ کر پھینک دیئے ہیں۔ ان مہربانوں نے عبداللہ بن ابی بن سلول اور ذوالخویصرہ والی روش کو دین کی بہت بڑی خدمت سمجھا ہوا ہے اور مارے خوشی کے پھولے نہیں سماتے کہ وہ دنیا میں توحید کا علم بلند کر رہے ہیں۔

جب وہ حضرات اپنے مخصوص زاویۂ نظر سے اس حدیث کو دیکھتے ہیں تو کہہ اٹھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اگر نبی کریم ﷺ کو علم غیب دیا ہوتا تو آپ ایسا کیوں فرماتے؟! اگر ان مہربانوں کی نظر اور آگے پہنچ جائے اور کہنے لگیں کہ خدا کو اگر سارے انسانوں کا علم ہوتا اور سب کے جملہ افعال اس کی نظر میں ہوتے تو کراماً کاتبین کا نظام کیوں قائم کرتا؟ ہر انسان کے کندھوں پر دو فرشتوں کو کیوں بٹھاتا بلکہ قیامت میں بعض انسانوں کے منہ پر مہر لگا کر ان کے ہاتھوں اور پیروں سے گواہی لینے کے لیے کیوں فرماتا؟ اگر یہاں تک پہنچ جاتے اپنے اجتہاد کے گھوڑے کو اس میدان میں بھی دوڑاتے تو اس مادر پدر آزادی کے دور میں کون ان کی زبان پکڑ سکتا تھا۔ اسلام کی جڑوں کو پوری جرأت کے ساتھ یوں دن دہاڑے کھودنے پر کون انہیں جکڑ سکتا تھا؟

ہائے اسلام تیرے چاہنے والے نہ رہے افسوس تو جن کا چاند تھا وہ ہالے نہ رہے

دوستو! اسلام کا ایک اپنا قانونی اور عدالتی نظام ہے جس کے مطابق حاکم کو فیصلہ کرنا ہوتا ہے اور وہ فریقین کے بیانات کی روشنی میں کیا جاتا ہے' اس کے بارے میں حاکم یا قاضی کے ذاتی علم کو کسی پلڑے میں نہیں ڈالا گیا۔ اگر ایسا کیا جاتا یا نبی کریم ﷺ ہی اپنی زندگی میں ایک فیصلہ بھی شرعی تقاضوں کو نظر انداز کر کے صرف اپنے ذاتی علم کی بناء پر کر دیتے تو بعد میں آنے والے قاضی اور حاکم جس مقدمے میں چاہتے تو اپنے ذاتی علم کا بہانہ بنا کر تمام شرعی تقاضوں کو توڑ دیتے اور ان کا اپنی مرضی کے مطابق فیصلہ کر لیا کرتے' اس سے حاکموں اور قاضیوں کو ایسا فتنہ کھڑا کرنے کا موقع مل جاتا کہ سعی بسیار کے باوجود قیامت تک اس کا دروازہ بند نہ کیا جا سکتا۔

بایں وجہ رسول اللہ ﷺ کوئی فیصلہ اپنے ذاتی علم کی بناء پر نہیں کرتے تھے بلکہ شریعت مطہرہ کی رو سے جو قانونی تقاضے پورے کر دیتا اس کے حق میں فیصلہ فرما دیا جاتا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ جیتنے والے نے غلط بیانی یا چرب زبانی سے شرعی تقاضے پورے کیے ہوں' جب کہ فریق ثانی حق پر ہونے کے باوجود کم گوئی یا کم عقلی سے اپنے حق کو ثابت کرنے سے قاصر رہ گیا ہو تو مقدمہ جیت جانے والے کے لیے جو چیز حلال نہ تھی وہ مقدمہ جیتنے سے حلال نہیں ہو جائے گی بلکہ وہ بدستور اس کے لیے حرام ہی رہے گی اور اسے جہنم کا ٹکڑا سمجھنا چاہیے کہ اس نے اس طرح جو کچھ حاصل کیا وہ جہنم کا ایک ٹکڑا حاصل کیا ہے۔ نبی کریم ﷺ یہاں یہ بات ذہنوں میں بٹھا رہے ہیں کہ ہمیشہ اپنا حق حاصل کرنے کی کوشش کرنا اور جو چیز تمہارا حق نہیں ہے اگر اسے حاصل کرو گے تو گویا تم اپنے لیے جہنم کا ٹکڑا خریدو گے۔ رہا رسول اللہ ﷺ کو پیش ہونے والے جھگڑوں کا ذاتی طور پر علم تھا یا نہ تھا یہ بات یہاں سرے سے زیر بحث ہی نہیں ہے بلکہ مقصود صرف اس حقیقت کا ذہن نشین کروانا ہے جو مذکور ہوئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[۷۸۶] اثر- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اخْتَصَمَ إِلَيْهِ مُسْلِمٌ وَيَهُودِيٌّ ، فَرَأَى عُمَرُ أَنَّ الْحَقَّ لِلْيَهُودِيِّ فَقَضَى لَهُ. فَقَالَ لَهُ الْيَهُودِيُّ وَاللَّهِ لَقَدْ

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک مسلمان اور ایک یہودی جھگڑا لے کر آئے' حضرت عمر نے حق یہودی کی طرف دیکھ کر فیصلہ کر دیا۔ یہودی نے ان سے کہا کہ خدا کی قسم! آپ نے حق کے ساتھ فیصلہ کیا ہے۔

قَضَيْتَ بِالْحَقِّ. فَضَرَبَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِالدِّرَّةِ ثُمَّ قَالَ وَمَا يُدْرِيكَ؟ فَقَالَ لَهُ الْيَهُودِيُّ إِنَّا نَجِدُ أَنَّهُ لَيْسَ قَاضٍ يَقْضِي بِالْحَقِّ إِلَّا كَانَ عَنْ يَمِينِهِ مَلَكٌ، وَعَنْ شِمَالِهِ مَلَكٌ يُسَدِّدَانِهِ وَيُوَفِّقَانِهِ لِلْحَقِّ مَا دَامَ مَعَ الْحَقِّ، فَإِذَا تَرَكَ الْحَقَّ عَرَجَا وَتَرَكَاهُ.

حضرت عمر نے اسے دُرّہ مار کر فرمایا: تمہیں کیسے معلوم ہوا؟ یہودی نے ان سے کہا کہ ہم دیکھتے ہیں جو حق کے ساتھ فیصلہ کرتا ہے تو ایک فرشتہ اس کے دائیں اور ایک بائیں ہوتا ہے جو اس کی مدد کرتا اور اسے حق پر قائم رکھتا ہے جب تک وہ حق پر رہے، جب وہ حق کو چھوڑ دے تو وہ اسے چھوڑ کر اوپر چلے جاتے ہیں۔

۲ - بَابُ مَا جَاءَ فِي الشَّهَادَاتِ

گواہی کے متعلق روایات

۵۹۸- حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ أَبِي عَمْرَةَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ الشُّهَدَاءِ الَّذِي يَأْتِي بِشَهَادَتِهِ قَبْلَ أَنْ يُسْأَلَهَا، أَوْ يُخْبِرُ بِشَهَادَتِهِ قَبْلَ أَنْ يُسْأَلَهَا. صحیح مسلم (٤٤٦٩)

ابو عمرہ انصاری نے حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں اچھے گواہ نہ بتاؤں۔ اچھے گواہ وہ ہیں جو پوچھنے سے پہلے گواہی دیں یا پوچھنے سے پہلے اپنی گواہی کے متعلق بتا دیں۔

[۷۸۷] أثر- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّهُ قَالَ قَدِمَ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَقَالَ لَقَدْ جِئْتُكَ لِأَمْرٍ مَا لَهُ رَأْسٌ، وَلَا ذَنَبٌ، فَقَالَ عُمَرُ مَا هُوَ؟ قَالَ شَهَادَاتُ الزُّورِ ظَهَرَتْ بِأَرْضِنَا، فَقَالَ عُمَرُ، أَوَ قَدْ كَانَ ذَلِكَ؟ قَالَ نَعَمْ، فَقَالَ عُمَرُ وَاللَّهِ لَا يُؤْسَرُ رَجُلٌ فِي الْإِسْلَامِ بِغَيْرِ الْعُدُولِ.

ربیعہ بن ابو عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عراق کا ایک آدمی آیا اور وہ عرض گزار ہوا کہ میں آپ کی خدمت میں ایسی بات لایا ہوں جس کا سر پیر کوئی نہیں۔ حضرت عمر نے فرمایا: وہ کیا ہے؟ کہا کہ جھوٹی گواہی کا ہمارے علاقے میں ظہور ہو گیا ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا: کیا واقعی یہ ہو گیا ہے؟ جواب دیا: ہاں! حضرت عمر نے فرمایا کہ خدا کی قسم! پھر تو معتبر گواہوں کے بغیر مسلمان کسی کو قید نہیں کر سکیں گے۔

وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لَا تَجُوزُ شَهَادَةُ خَصْمٍ، وَلَا ظَنِينٍ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر نے فرمایا: دشمن اور متہم کی گواہی جائز نہیں ہے

۳ - بَابُ الْقَضَاءِ فِي شَهَادَةِ الْمَحْدُودِ

حدِ قذف والے کی گواہی

قَالَ يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ وَغَيْرِهِ أَنَّهُمْ سُئِلُوا عَنْ رَجُلٍ جُلِدَ الْحَدَّ أَتَجُوزُ شَهَادَتُهُ؟ فَقَالُوا نَعَمْ، إِذَا ظَهَرَتْ مِنْهُ التَّوْبَةُ.

سلیمان بن یسار وغیرہ سے پوچھا گیا کہ جس پر حد جاری ہوئی ہو کیا اس کی گواہی جائز ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں! جبکہ اس کی سچی توبہ ظاہر ہو گئی ہو۔

وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ شِهَابٍ يُسْأَلُ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ.

امام مالک نے سنا کہ ابن شہاب سے یہی بات پوچھی گئی تو انہوں نے سلیمان بن یسار کے مطابق فرمایا۔

قَالَ مَالِكٌ وَذَلِكَ الْأَمْرُ عِنْدَنَا وَذَلِكَ لِقَوْلِ

امام مالک نے فرمایا: ہمارے نزدیک حکم یہی ہے جیسا کہ

اللّٰہِ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی ﴿وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَاْتُوْا بِاَرْبَعَۃِ شُھَدَآءَ فَاجْلِدُوْھُمْ ثَمٰنِیْنَ جَلْدَۃً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَھُمْ شَھَادَۃً اَبَدًا وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ. اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِکَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾ (النور:٤۔٥)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "اور جو پارسا عورتوں کو عیب لگائیں پھر چار گواہ معائنہ کے نہ لائیں تو انہیں اسی کوڑے مارو اور ان کی گواہی کبھی قبول نہ کرو اور وہی فاسق ہیں۔ مگر جو اس کے بعد توبہ کر لیں اور اپنی اصلاح کر لیں تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے"۔

قَالَ مَالِکٌ فَالْاَمْرُ الَّذِیْ لَا اخْتِلَافَ فِیْہِ عِنْدَنَا اَنَّ الَّذِیْ یُجْلَدُ الْحَدَّ، ثُمَّ تَابَ وَاَصْلَحَ تَجُوْزُ شَھَادَتُہٗ، وَھُوَ اَحَبُّ مَا سَمِعْتُ اِلَیَّ فِیْ ذٰلِکَ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس حکم میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں یہ ہے کہ جس پر حد قائم ہوئی پھر اس نے توبہ کر کے اصلاح کر لی تو اس کی گواہی درست ہے اور میں نے اس سلسلے میں جو سنا یہ مجھے سب سے پسند ہے۔

٤- بَابُ الْقَضَاءِ بِالْیَمِیْنِ مَعَ الشَّاھِدِ

گواہ کے ساتھ قسم پر فیصلہ کرنا

٥٩٩- قَالَ یَحْیٰی قَالَ مَالِکٌ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْہِ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَضٰی بِالْیَمِیْنِ مَعَ الشَّاھِدِ. صحیح مسلم (٤٤٤٧)

امام محمد جعفر نے امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گواہ کے ساتھ قسم پر فیصلہ فرمایا۔

[٧٨٨] اَثَرٌ- وَعَنْ مَالِکٍ، عَنْ اَبِی الزِّنَادِ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِیْزِ کَتَبَ اِلٰی عَبْدِ الْحَمِیْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَیْدِ بْنِ الْخَطَّابِ، وَھُوَ عَامِلٌ عَلَی الْکُوْفَۃِ اَنِ اقْضِ بِالْیَمِیْنِ مَعَ الشَّاھِدِ.

حضرت عمر بن عبد العزیز نے عبد الحمید بن عبد الرحمٰن بن خطاب کے لیے لکھا جو کوفہ کے عامل تھے کہ گواہ کے ساتھ قسم پر فیصلہ کیا کرو۔

[٧٨٩] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ مَالِکٌ اَنَّہٗ بَلَغَہٗ، اَنَّ اَبَا سَلَمَۃَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، وَسُلَیْمَانَ بْنَ یَسَارٍ سُئِلَا ھَلْ یُقْضٰی بِالْیَمِیْنِ مَعَ الشَّاھِدِ؟ فَقَالَا نَعَمْ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن اور سلیمان بن یسار سے پوچھا گیا کہ کیا گواہ کے ساتھ قسم پر فیصلہ کیا جائے؟ دونوں نے فرمایا: ہاں۔

قَالَ مَالِکٌ مَضَتِ السُّنَّۃُ فِی الْقَضَاءِ بِالْیَمِیْنِ مَعَ الشَّاھِدِ الْوَاحِدِ یَحْلِفُ صَاحِبُ الْحَقِّ مَعَ شَاھِدِہٖ وَیَسْتَحِقُّ حَقَّہٗ، فَاِنْ نَکَلَ، وَاَبٰی اَنْ یَّحْلِفَ اُحْلِفَ الْمَطْلُوْبُ فَاِنْ حَلَفَ سَقَطَ عَنْہُ ذٰلِکَ الْحَقُّ، فَاِنْ اَبٰی اَنْ یَّحْلِفَ ثَبَتَ عَلَیْہِ الْحَقُّ لِصَاحِبِہٖ.

امام مالک نے فرمایا کہ ایک گواہ کے ساتھ قسم پر فیصلہ کرنا ایسی سنت ہے جو شروع سے چلی آ رہی ہے کہ ایک گواہ کے ساتھ مدعی قسم کھا کر اپنے دعوے کو ثابت کرے۔ اگر وہ قسم کھانے سے انکار کرے تو مدعا علیہ قسم کھائے گا۔ اگر وہ قسم کھا گیا تو حق اس کے اوپر سے ساقط ہو جائے گا اور اگر انکار کرے تو مدعی کا دعویٰ اس پر ثابت ہو جائے گا۔

قَالَ مَالِکٌ وَاِنَّمَا یَکُوْنُ ذٰلِکَ فِی الْاَمْوَالِ خَاصَّۃً، وَلَا یَقَعُ ذٰلِکَ فِیْ شَیْءٍ مِنَ الْحُدُوْدِ، وَلَا فِیْ نِکَاحٍ، وَلَا فِیْ طَلَاقٍ، وَلَا فِیْ عَتَاقَۃٍ، وَلَا فِیْ سَرِقَۃٍ، وَلَا فِیْ فِرْیَۃٍ، فَاِنْ قَالَ قَائِلٌ فَاِنَّ الْعَتَاقَۃَ مِنَ الْاَمْوَالِ،

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم صرف مال کے دعووں سے تعلق رکھتا ہے اور یہ حدود، نکاح، طلاق، عتاق، سرقہ اور قذف میں واقع نہیں ہوگا۔ اگر کوئی کہے کہ عتاق تو اموال سے ہے تو اس کا یہ کہنا غلط ہوگا کیونکہ پھر تو غلام ایک گواہ پیش کر کے قسم کھا جائے کہ

فَقَدْ أَخْطَأَ لَيْسَ ذٰلِكَ عَلَى مَا قَالَ، وَلَوْ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى مَا قَالَ لَحَلَفَ الْعَبْدُ مَعَ شَاهِدِهِ إِذَا جَاءَ بِشَاهِدٍ أَنَّ سَيِّدَهُ أَعْتَقَهُ، وَأَنَّ الْعَبْدَ إِذَا جَاءَ بِشَاهِدٍ عَلَى مَالٍ مِنَ الْأَمْوَالِ ادَّعَاهُ حَلَفَ مَعَ شَاهِدِهِ، وَاسْتَحَقَّ حَقَّهُ كَمَا يَحْلِفُ الْحُرُّ.

آقا نے اسے آزاد کیا ہے اور اس دعویٰ مال کے مطابق غلام جب ایک گواہ لا کر قسم کھا گیا تو آزاد آدمی کی طرح اس کا حق بھی ثابت ہو جانا چاہیے۔

قَالَ مَالِكٌ فَالسُّنَّةُ عِنْدَنَا أَنَّ الْعَبْدَ إِذَا جَاءَ بِشَاهِدٍ عَلَى عَتَاقَتِهِ اسْتُحْلِفَ سَيِّدُهُ مَا أَعْتَقَهُ وَبَطَلَ ذٰلِكَ عَنْهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ غلام جب اپنی آزادی ثابت کرنے کے لیے ایک گواہ لائے کہ آقا نے اسے آزاد کیا ہے تو اس کا یہ دعویٰ باطل ہوگا۔

قَالَ مَالِكٌ وَكَذٰلِكَ السُّنَّةُ عِنْدَنَا أَيْضًا فِي الطَّلَاقِ إِذَا جَاءَتِ الْمَرْأَةُ بِشَاهِدٍ أَنَّ زَوْجَهَا طَلَّقَهَا أُحْلِفَ زَوْجُهَا مَا طَلَّقَهَا، فَإِذَا حَلَفَ لَمْ يَقَعْ عَلَيْهِ الطَّلَاقُ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہی سنت ہمارے نزدیک طلاق میں ہے کہ جب عورت ایک گواہ لائے کہ خاوند نے اسے طلاق دی ہے تو خاوند سے طلاق دینے کی قسم لی جائے گی جب وہ قسم کھا گیا تو عورت پر طلاق واقع ہوگی۔

قَالَ مَالِكٌ فَسُنَّةُ الطَّلَاقِ، وَالْعَتَاقَةِ فِي الشَّاهِدِ الْوَاحِدِ وَاحِدَةٌ، إِنَّمَا يَكُونُ الْيَمِينُ عَلَى زَوْجِ الْمَرْأَةِ، وَعَلَى سَيِّدِ الْعَبْدِ، وَإِنَّمَا الْعَتَاقَةُ حَدٌّ مِنَ الْحُدُودِ لَا تَجُوزُ فِيهَا شَهَادَةُ النِّسَاءِ، لِأَنَّهُ إِذَا عَتَقَ الْعَبْدُ ثَبَتَتْ حُرْمَتُهُ، وَوَقَعَتْ لَهُ الْحُدُودُ، وَوَقَعَتْ عَلَيْهِ، وَإِنْ زَنَى وَقَدْ أُحْصِنَ رُجِمَ، وَإِنْ قَتَلَ الْعَبْدَ قُتِلَ بِهِ، وَثَبَتَ لَهُ الْمِيرَاثُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ مَنْ يُوَارِثُهُ، فَإِنِ احْتَجَّ مُحْتَجٌّ فَقَالَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا أَعْتَقَ عَبْدَهُ وَجَاءَ رَجُلٌ يَطْلُبُ سَيِّدَ الْعَبْدِ بِدَيْنٍ لَهُ عَلَيْهِ فَشَهِدَ لَهُ عَلَى حَقِّهِ ذٰلِكَ رَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ، فَإِنَّ ذٰلِكَ يُثْبِتُ الْحَقَّ عَلَى سَيِّدِ الْعَبْدِ حَتَّى تُرَدَّ بِهِ عَتَاقَتُهُ إِذَا لَمْ يَكُنْ لِسَيِّدِ الْعَبْدِ مَالٌ غَيْرُ الْعَبْدِ يُرِيدُ أَنْ يُجِيزَ بِذٰلِكَ شَهَادَةَ النِّسَاءِ فِي الْعَتَاقَةِ، فَإِنَّ ذٰلِكَ لَيْسَ عَلَى مَا قَالَ، وَإِنَّمَا مَثَلُ ذٰلِكَ الرَّجُلِ يَعْتِقُ عَبْدَهُ، ثُمَّ يَأْتِي طَالِبُ الْحَقِّ عَلَى سَيِّدِهِ بِشَاهِدٍ وَاحِدٍ، فَيَحْلِفُ مَعَ شَاهِدِهِ، ثُمَّ يَسْتَحِقُّ حَقَّهُ. وَتُرَدُّ بِذٰلِكَ عَتَاقَةُ الْعَبْدِ، أَوْ يَأْتِي الرَّجُلُ قَدْ كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَيِّدِ الْعَبْدِ مُخَالَطَةٌ وَمُلَابَسَةٌ، فَيَزْعُمُ أَنَّ لَهُ عَلَى سَيِّدِ الْعَبْدِ مَالًا فَيُقَالُ لِسَيِّدِ الْعَبْدِ احْلِفْ مَا

امام مالک نے فرمایا کہ طلاق اور عتاق میں ایک گواہی ایک ہی شمار ہوگی۔ عورت کے خاوند اور غلام کے آقا پر قسم لازم آئے گی۔ عتاق بھی ایک حد ہے' اس میں عورتوں کی گواہی جائز نہیں' کیونکہ جب غلام آزاد ہو گیا تو اس کی حرمت ثابت ہوگئی۔ اس کی حدود دوسروں پر اور دوسروں کی اس پر پڑتی ہیں اور جب وہ محصن ہو کر زنا کرے گا تو رجم کیا جائے گا اور اگر کسی کو قتل کرے گا تو اس کے بدلے قتل کیا جائے گا اور اس کے لیے میراث ثابت ہوگی اور جو اس کے وارث ہوں اور ایک دوسرے کی میراث لیں گے۔ اگر کوئی احتجاج کرنے والا کہے کہ ایک آدمی نے اپنا غلام آزاد کیا اور آقا کے پاس ایک آدمی اپنا قرض مانگنے آیا تو اس کے اس حق پر ایک آدمی اور دو عورتوں نے گواہی دی۔ اس سے غلام کے آقا پر حق ثابت ہو جائے گا' یہاں تک کہ غلام کی آزادی رد کردی جائے گی جبکہ آقا کے پاس اس کے سوا کوئی اور مال نہ ہو۔ حجت کرنے والے کا منشا یہ ہو کہ عتاق میں عورت کی گواہی جائز نہیں۔ بات یوں نہیں ہے جو اس نے کہی۔ اس کی مثال اس آدمی کی ہے جس نے اپنا غلام آزاد کیا۔ پھر قرض خواہ اپنا قرض مانگنے آقا کے پاس آیا اور ایک گواہ لے کر۔ پس وہ اپنے گواہ کے ساتھ قسم کھائے گا اور پھر قرض کا حق دار ہوگا اور اس سے غلام کا عتاق رد کر دیا جائے

عَلَيْكَ مَا ادَّعٰى ، فَإِنْ نَكَلَ وَأَبٰى أَنْ يَحْلِفَ حَلَفَ صَاحِبُ الْحَقِّ وَثَبَتَ حَقُّهُ عَلٰى سَيِّدِ الْعَبْدِ ، فَيَكُوْنُ ذٰلِكَ يَرُدُّ عَتَاقَةَ الْعَبْدِ إِذَا ثَبَتَ الْمَالُ عَلٰى سَيِّدِهِ.

گویا کوئی آدمی آئے جس کے غلام کا آقا سے میل جول ہو اور وہ دعوٰی کرے کہ غلام کے آقا پر اس کا مال ہے۔ پس آقا سے اس دعوٰی کے خلاف قسم کھانے کو کہا جائے گا۔ اگر وہ قسم کھانے سے انکار کرے تو قرض خواہ سے قسم لی جائے گی اور آقا پر اس کا حق ثابت ہو جائے گا۔ پس اس سے غلام کا عتاق رد کر دیا جائے گا جب کہ اس کے آقا پر مال ثابت ہو گیا۔

قَالَ وَكَذٰلِكَ أَيْضًا الرَّجُلُ يَنْكِحُ الْأَمَةَ فَتَكُوْنُ امْرَأَتَهُ ، فَيَأْتِيْ سَيِّدُ الْأَمَةِ إِلَى الرَّجُلِ الَّذِيْ تَزَوَّجَهَا فَيَقُوْلُ ابْتَعْتَ مِنِّيْ جَارِيَتِيْ فُلَانَةَ أَنْتَ وَفُلَانٌ بِكَذَا وَكَذَا دِيْنَارًا ، فَيُنْكِرُ ذٰلِكَ زَوْجُ الْأَمَةِ فَيَأْتِيْ سَيِّدُ الْأَمَةِ بِرَجُلٍ وَامْرَأَتَيْنِ ، فَيَشْهَدُوْنَ عَلٰى مَا قَالَ ، فَيَثْبُتُ بَيْعُهُ وَيَحِقُّ حَقُّهُ ، وَتَحْرُمُ الْأَمَةُ عَلٰى زَوْجِهَا ، وَيَكُوْنُ ذٰلِكَ فِرَاقًا بَيْنَهُمَا ، وَشَهَادَةُ النِّسَاءِ لَا تَجُوْزُ فِي الطَّلَاقِ.

فرمایا کہ اسی طرح ایک آدمی نے لونڈی سے نکاح کیا تو وہ اس کی بیوی ہو گئی۔ نکاح کرنے والے کے پاس لونڈی کا آقا آ کر کہے کہ تم نے اور فلاں آدمی نے مل کر میری لونڈی کو اتنے دینار میں خریدا ہے۔ لونڈی کا خاوند انکار کرے تو لونڈی کا آقا ایک آدمی اور دو عورتیں لے آئے جو اس بات کی گواہی دیں تو بیع ثابت ہوئی اور اس کا حق ثابت ہوا اور لونڈی خاوند پر حرام ہو گئی اور ان میں جدائی کروا دی جائے گی حالانکہ عورتوں کی شہادت طلاق میں جائز نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَمِنْ ذٰلِكَ أَيْضًا الرَّجُلُ يَفْتَرِيْ عَلَى الرَّجُلِ الْحُرِّ. فَيَقَعُ عَلَيْهِ الْحَدُّ ، فَيَأْتِيْ رَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ فَيَشْهَدُوْنَ أَنَّ الَّذِي افْتُرِيَ عَلَيْهِ عَبْدٌ مَمْلُوْكٌ ، فَيَضَعُ ذٰلِكَ الْحَدَّ عَنِ الْمُفْتَرِيْ بَعْدَ أَنْ وَقَعَ عَلَيْهِ ، وَشَهَادَةُ النِّسَاءِ لَا تَجُوْزُ فِي الْفِرْيَةِ.

امام مالک نے فرمایا کہ اسی طرح ایک آدمی دوسرے آزاد آدمی پر تہمت لگاتا ہے تو اس پر حد بیان کر دی جاتی ہے۔ پھر ایک آدمی اور دو عورتوں نے آ کر گواہی دی کہ جس نے تہمت لگائی وہ مملوک غلام ہے پس مفتری سے حد ہٹا لی جاتی ہے اس کے بعد کہ اس پر حد بیان کر دی تھی حالانکہ قذف میں عورتوں کی شہادت جائز نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَمِمَّا يُشْبِهُ ذٰلِكَ أَيْضًا مِمَّا يَفْتَرِقُ فِيْهِ الْقَضَاءُ وَمَا مَضٰى مِنَ السُّنَّةِ أَنَّ الْمَرْأَتَيْنِ يَشْهَدَانِ عَلَى اسْتِهْلَالِ الصَّبِيِّ ، فَيَجِبُ بِذٰلِكَ مِيْرَاثُهُ حَتّٰى يَرِثَ ، وَيَكُوْنُ مَالُهُ لِمَنْ يَرِثُهُ إِنْ مَاتَ الصَّبِيُّ وَلَيْسَ مَعَ الْمَرْأَتَيْنِ اللَّتَيْنِ شَهِدَتَا رَجُلٌ وَلَا يَمِيْنٌ وَقَدْ يَكُوْنُ ذٰلِكَ فِي الْأَمْوَالِ الْعِظَامِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ وَالرِّبَاعِ وَالْحَوَائِطِ وَالرَّقِيْقِ وَمَا سِوٰى ذٰلِكَ مِنَ الْأَمْوَالِ ، وَلَوْ شَهِدَتِ امْرَأَتَانِ عَلٰى دِرْهَمٍ وَاحِدٍ ، أَوْ أَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ ، أَوْ أَكْثَرَ لَمْ تَقْطَعْ شَهَادَتُهُمَا شَيْئًا ، وَلَمْ تَجُزْ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ مَعَهُمَا شَاهِدٌ أَوْ يَمِيْنٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ ایسی باتوں سے یہ بھی ہے جس کو قضاء میں ملحوظ رکھا جاتا اور پرانی سنت ہے کہ اگر دو عورتیں کسی بچے کے رونے کی گواہی دیں تو اس کی میراث واجب ہو جاتی ہے یہاں تک کہ میراث پاتا اور اس کا مال وارثوں کا ہو جاتا ہے۔ اگر بچہ فوت ہو گیا اور دونوں عورتوں کے ساتھ کوئی مرد گواہ نہیں اور نہ قسم ہے۔ یہ لحاظ کثیر مال میں ہوتا ہے جیسے سونا، چاندی، زمین، باغ اور غلام وغیرہ میں اور جو مال اس کے سوا ہے خواہ دو عورتیں ایک درہم یا اس سے کم و بیش کی بھی گواہی دیں تو ان کی گواہی کچھ بھی نہیں بنائے گی اور نہ جائز ہو گی مگر یہ کہ ان کے ساتھ ایک مرد گواہ ہو یا قسم کھائی جائے۔

قَالَ مَالِكٌ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ لَا تَكُونُ الْيَمِينُ مَعَ الشَّاهِدِ الْوَاحِدِ، وَيَحْتَجُّ بِقَوْلِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَقَوْلُهُ الْحَقُّ ﴿وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ فَإِنْ لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ﴾ (البقرہ:۲۸۲) يَقُولُ فَإِنْ لَّمْ يَأْتِ بِرَجُلٍ وَّامْرَأَتَيْنِ فَلَا شَيْءَ لَهُ وَلَا يُحَلَّفُ مَعَ شَاهِدِهِ.

قَالَ مَالِكٌ فَمِنَ الْحُجَّةِ عَلٰى مَنْ قَالَ ذٰلِكَ الْقَوْلَ أَنْ يُّقَالَ لَهُ أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا ادَّعٰى عَلٰى رَجُلٍ مَالًا أَلَيْسَ يَحْلِفُ الْمَطْلُوبُ مَا ذٰلِكَ الْحَقُّ عَلَيْهِ؟ فَإِنْ حَلَفَ بَطَلَ ذٰلِكَ عَنْهُ، وَإِنْ نَّكَلَ عَنِ الْيَمِينِ حُلِّفَ صَاحِبُ الْحَقِّ إِنَّ حَقَّهُ لَحَقٌّ، وَثَبَتَ حَقُّهُ عَلٰى صَاحِبِهِ، فَهٰذَا مِمَّا لَا اخْتِلَافَ فِيهِ عِنْدَ أَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ، وَلَا بِبَلَدٍ مِّنَ الْبُلْدَانِ، فَبِأَيِّ شَيْءٍ أَخَذَ هٰذَا، أَوْ فِي أَيِّ مَوْضِعٍ مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ وَجَدَهُ؟ فَإِنْ أَقَرَّ بِهٰذَا فَلْيُقِرَّ بِالْيَمِينِ مَعَ الشَّاهِدِ، وَإِنْ لَّمْ يَكُنْ ذٰلِكَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، وَأَنَّهُ لَيَكْفِي مِنْ ذٰلِكَ مَا مَضٰى مِنَ السُّنَّةِ، وَلٰكِنِ الْمَرْءُ قَدْ يُحِبُّ أَنْ يَّعْرِفَ وَجْهَ الصَّوَابِ وَمَوْقِعَ الْحُجَّةِ. فَفِي هٰذَا بَيَانُ مَا أَشْكَلَ مِنْ ذٰلِكَ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى.

۵- بَابُ الْقَضَاءِ فِيمَنْ هَلَكَ وَلَهُ دَيْنٌ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ لَّهُ فِيهِ شَاهِدٌ وَّاحِدٌ

قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يَهْلِكُ وَلَهُ دَيْنٌ عَلَيْهِ شَاهِدٌ وَّاحِدٌ، وَعَلَيْهِ دَيْنٌ لِّلنَّاسِ لَهُمْ فِيهِ شَاهِدٌ وَّاحِدٌ، فَيَأْبٰى وَرَثَتُهُ أَنْ يَّحْلِفُوا عَلٰى حُقُوقِهِمْ مَعَ شَاهِدِهِمْ، قَالَ فَإِنَّ الْغُرَمَآءَ يَحْلِفُونَ وَيَأْخُذُونَ حُقُوقَهُمْ، فَإِنْ فَضَلَ فَضْلٌ لَّمْ يَكُنْ لِّلْوَرَثَةِ مِنْهُ شَيْءٌ، وَذٰلِكَ أَنَّ الْأَيْمَانَ عُرِضَتْ عَلَيْهِمْ قَبْلُ فَتَرَكُوهَا إِلَّا أَنْ يَّقُولُوا لَمْ نَعْلَمْ لِصَاحِبِنَا فَضْلًا، وَيُعْلَمُ أَنَّهُمْ إِنَّمَا تَرَكُوا الْأَيْمَانَ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ، فَإِنِّي أَرٰى أَنْ يَّحْلِفُوا

امام مالک نے فرمایا کہ بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ ایک گواہ اور قسم سے دعویٰ ثابت نہیں ہوتا اور ثبوت کے طور پر یہ آیت پیش کرتے ہیں: ''اور دو گواہ کر لو اپنے مردوں میں سے۔ پھر اگر مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں' ایسے گواہ جن کو پسند کرو'' کہے کہ جب ایک مرد اور دو عورتیں نہ لایا تو اس کے پاس کچھ نہ ہوا اور ایک گواہ کے ساتھ قسم نہیں ہوگی۔

امام مالک نے فرمایا کہ اس حجت کا جواب یہ ہے کہ ایک آدمی اگر دوسرے پر مال کا دعویٰ کرے تو مدعی علیہ سے کیا اس قرض پر قسم نہیں لیتے؟ اگر وہ انکار کرے تو مدعی سے قسم لی جائے گی کہ اس کا اتنا حق ہے اور دوسرے پر اس کا حق ثابت ہو جائے گا۔ یہ وہ مسئلہ ہے جس میں کسی کا اختلاف نہیں اور نہ کسی شہر والوں نے کیا تو اس نے وہ مال کس وجہ سے لیا؟ یہ مسئلہ قرآن مجید میں کس جگہ پایا؟ اگر اس بات کا اقرار کر لے تو اسے ایک گواہ کے ساتھ قسم کا بھی اقرار کر لینا چاہیے اور جب کہ یہ بات اللہ تعالیٰ کی کتاب میں نہیں ہے اور اس بارے میں ہمارے لیے اسلاف کا طریقہ کافی ہے جو سنت پر مبنی ہے اور آدمی اگر راہ صواب اور دلیل کا موقع و محل جاننا چاہے تو اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو اس کا تفصیلی بیان پیش کیا جائے گا۔

ایک شخص ہلاک ہو گیا جس کا لوگوں پر قرض تھا نیز اس پر لوگوں کا قرض تھا اور گواہ صرف ایک ہو

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جو فوت ہو گیا اور اس کا لوگوں پر قرض ہے جس کا گواہ ایک ہے اور اس پر لوگوں کا قرض ہے جس کا گواہ بھی ایک ہے' اس کے وارث گواہ کے ساتھ اپنے حق کے لیے قسم کھانے سے انکار کریں تو قرض خواہ قسم کھا کر اپنے قرض وصول کر لیں۔ اگر کچھ مال بچ رہا تو اس میں سے وارثوں کو کچھ نہیں ملے گا کیونکہ حق کے لیے ان سے قسم کھانے کو کہا گیا تھا مگر انہوں نے چھوڑ دیا تھا۔ مگر اس صورت کے سوا جب کہ وہ کہیں کہ ہمیں یہ معلوم نہ تھا کہ مال بچے گا اور یہ معلوم ہو جائے کہ

وَيَأْخُذُوا مَا بَقِيَ بَعْدَ دَيْنِهِ

انہوں نے قسم واقعی اسی وجہ سے نہیں کھائی تھی تو میرے خیال میں وہ قسم کھا کر جو مال قرض سے بچا اسے لینے کے حق دار ہو جائیں گے۔

٦- بَابُ الْقَضَاءِ فِي الدَّعْوَى

[٧٩٠] أَثَرٌ- قَالَ يَحْيَى قَالَ مَالِكٌ، عَنْ جَمِيلِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُؤَذِّنِ، أَنَّهُ كَانَ يَحْضُرُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَهُوَ يَقْضِي بَيْنَ النَّاسِ، فَإِذَا جَاءَهُ الرَّجُلُ يَدَّعِي عَلَى الرَّجُلِ حَقًّا نَظَرَ، فَإِنْ كَانَتْ بَيْنَهُمَا مُخَالَطَةٌ، أَوْ مُلَابَسَةٌ أَحْلَفَ الَّذِي ادُّعِيَ عَلَيْهِ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ شَيْءٌ مِنْ ذٰلِكَ لَمْ يُحَلِّفْهُ.

قَالَ مَالِكٌ وَعَلَى ذٰلِكَ الْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنَّهُ مَنِ ادَّعَى عَلَى رَجُلٍ بِدَعْوَى نُظِرَ، فَإِنْ كَانَتْ بَيْنَهُمَا مُخَالَطَةٌ، أَوْ مُلَابَسَةٌ أُحْلِفَ الْمُدَّعَى عَلَيْهِ. فَإِنْ حَلَفَ بَطَلَ ذٰلِكَ الْحَقُّ عَنْهُ، وَإِنْ أَبَى أَنْ يَحْلِفَ وَرَدَّ الْيَمِينَ عَلَى الْمُدَّعِي فَحَلَفَ طَالِبُ الْحَقِّ أَخَذَ حَقَّهُ.

دعویٰ کا فیصلہ

جمیل بن عبد الرحمٰن، یہ حضرت عمر بن عبد العزیز کے پاس حاضر ہوا کرتے جب کہ وہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا کرتے۔ جب ایک آدمی اپنے حق کا دوسرے پر دعویٰ کرتا تو دیکھتے کہ اگر ان میں میل جول ہے تو مدعا علیہ سے قسم لیتے اور اگر یہ بات نہ ہوتی تو قسم نہ لیتے۔

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے کہ جو آدمی دوسرے پر دعویٰ کرے تو دیکھا جائے، اگر ان میں میل جول نظر آئے تو مدعا علیہ سے قسم لی جائے، اگر وہ قسم کھا جائے تو مدعی کا دعویٰ باطل ہو گیا اور اگر وہ قسم کھانے سے انکار کرے اور مدعی پر قسم ڈالے تو مدعی قسم کھا کر اپنا حق وصول کرے گا۔

٧- بَابُ الْقَضَاءِ فِي شَهَادَةِ الصِّبْيَانِ

[٧٩١] أَثَرٌ- قَالَ يَحْيَى قَالَ مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ كَانَ يَقْضِي بِشَهَادَةِ الصِّبْيَانِ فِيمَا بَيْنَهُمْ مِنَ الْجِرَاحِ.

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا أَنَّ شَهَادَةَ الصِّبْيَانِ تَجُوزُ فِيمَا بَيْنَهُمْ مِنَ الْجِرَاحِ، وَلَا تَجُوزُ عَلَى غَيْرِهِمْ، وَإِنَّمَا تَجُوزُ شَهَادَتُهُمْ فِيمَا بَيْنَهُمْ مِنَ الْجِرَاحِ وَحْدَهَا لَا تَجُوزُ فِي غَيْرِ ذٰلِكَ إِذَا كَانَ ذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ يَتَفَرَّقُوا، أَوْ يُخَبَّبُوا، أَوْ يُعَلَّمُوا، فَإِنِ افْتَرَقُوا فَلَا شَهَادَةَ لَهُمْ إِلَّا أَنْ يَكُونُوا قَدْ أَشْهَدُوا الْعُدُولَ عَلَى شَهَادَتِهِمْ قَبْلَ أَنْ يَفْتَرِقُوا.

لڑکوں کی گواہی

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن زبیر لڑکوں کی گواہی پر ان کے جھگڑوں کا فیصلہ کر دیا کرتے تھے۔

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ بات متفقہ ہے کہ لڑکوں کی گواہی ان کے آپس کے جھگڑے فساد میں جائز ہے اور دوسروں کے لیے جائز نہیں کیونکہ ان کی گواہی صرف ان کے ہی باہمی جھگڑوں میں جائز ہے جب کہ ابھی بچھڑے نہ ہوں۔ سازش نہ کی ہو اور سکھائے نہ گئے ہوں۔ اگر جدا ہو گئے ہوں تو ان کی گواہی قابل قبول نہ ہو گی مگر جبکہ جدا ہونے سے پہلے اپنی گواہی پر عادل لوگوں کو کھڑے کر گئے ہوں۔

٨- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحِنْثِ عَلَى مِنْبَرِ النَّبِيِّ ﷺ

منبر رسول پر جھوٹی قسم کھانے کا بیان

٦٠٠- قَالَ يَحْيَى

حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ هِشَامِ بْنِ عُتْبَةَ

یحییٰ کا بیان ہے کہ:

عبد اللہ بن نسطاس نے حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری

بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نِسْطَاسٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلَى مِنْبَرِي آثِمًا تَبَوَّأَ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

سنن ابوداؤد (۳۲٤٦) سنن ابن ماجہ (۲۳۲۵)

۶۰۱- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ مَعْبَدِ بْنِ كَعْبٍ السَّلَمِيِّ، عَنْ أَخِيهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِئٍ بِيَمِينِهِ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ، وَأَوْجَبَ لَهُ النَّارَ. قَالُوا وَإِنْ كَانَ شَيْئًا يَسِيرًا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ وَإِنْ كَانَ قَضِيبًا مِنْ أَرَاكٍ، وَإِنْ كَانَ قَضِيبًا مِنْ أَرَاكٍ، وَإِنْ كَانَ قَضِيبًا مِنْ أَرَاكٍ. قَالَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. صحیح مسلم (۳۵۱)

۹- بَابُ جَامِعِ مَا جَاءَ فِي الْيَمِينِ عَلَى الْمِنْبَرِ

[۷۹۳] أثر- قَالَ يَحْيَى قَالَ مَالِكٌ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا غَطَفَانَ بْنَ طَرِيفٍ الْمُرِّيَّ يَقُولُ اخْتَصَمَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيُّ، وَابْنُ مُطِيعٍ فِي دَارٍ كَانَتْ بَيْنَهُمَا إِلَى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ، وَهُوَ أَمِيرٌ عَلَى الْمَدِينَةِ، فَقَضَى مَرْوَانُ عَلَى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ بِالْيَمِينِ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، أَحْلِفُ لَهُ مَكَانِي، قَالَ فَقَالَ مَرْوَانُ لَا وَاللَّهِ إِلَّا عِنْدَ مَقَاطِعِ الْحُقُوقِ، قَالَ فَجَعَلَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ يَحْلِفُ أَنَّ حَقَّهُ لَحَقٌّ، وَيَأْبَى أَنْ يَحْلِفَ عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَ فَجَعَلَ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ يَعْجَبُ مِنْ ذٰلِكَ.

قَالَ مَالِكٌ لَا أَرَى أَنْ يُحَلَّفَ أَحَدٌ عَلَى الْمِنْبَرِ عَلَى أَقَلَّ مِنْ رُبْعِ دِينَارٍ، وَذٰلِكَ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ.

۱۰- بَابُ مَا لَا يَجُوزُ مِنْ غَلَقِ الرَّهْنِ

۶۰۲- قَالَ يَحْيَى حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا يَغْلَقُ الرَّهْنُ.

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے میرے منبر پر جھوٹی قسم کھائی وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔

عبداللہ بن کعب بن مالک انصاری نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو جھوٹی قسم کھا کر مسلمان کا مال ہڑپ کرے تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو حرام فرما دیتا ہے اور جہنم اس کے لیے واجب کر دیتا ہے۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! اگر وہ معمولی چیز ہو؟ فرمایا کہ خواہ وہ پیلو کی لکڑی ہو، خواہ وہ پیلو کی لکڑی ہو، خواہ وہ پیلو کی لکڑی ہو، یہ تین مرتبہ فرمایا۔

منبر پر قسم کھانے کا بیان

داؤد بن حصین نے ابوغطفان بن طریف مری کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت زید بن ثابت انصاری اور ابن مطیع کا ایک مکان پر جھگڑا ہوا جوان میں مشترک تھا اور وہ مقدمے کو مروان بن حکم کے پاس لے گئے جو ان دنوں مدینہ منورہ کے حاکم تھے۔ مروان بن حکم نے فیصلہ کیا کہ حضرت زید بن ثابت منبر پر قسم کھائیں۔ حضرت زید نے فرمایا کہ میں اپنے مکان پر قسم کھاؤں گا۔ مروان نے کہا: خدا کی قسم! ایسا نہ کرو لوگوں کے فیصلے یہیں ہوتے ہیں۔ حضرت زید بن ثابت قسم کھانے کے لیے تیار تھے لیکن منبر پر قسم کھانے سے انکار کرتے رہے اور مروان بن حکم کو اس پر حیرانی تھی۔

امام مالک نے فرمایا کہ جو منبر پر قسم کھائے تو کم از کم چوتھائی دینار دے جو تین درہم کے برابر ہے۔

مرہونہ کا روکنا جائز نہیں ہے

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رہن کو روکا نہ جائے۔

قَالَ مَالِكٌ وَتَفْسِيرُ ذٰلِكَ فِيمَا نُرٰى وَاللّٰهُ اَعْلَمُ ' اَنْ يَرْهَنَ الرَّجُلُ الرَّهْنَ عِنْدَ الرَّجُلِ بِالشَّيْءِ ' وَفِي الرَّهْنِ فَضْلٌ عَمَّا رُهِنَ بِهٖ فَيَقُولُ الرَّاهِنُ لِلْمُرْتَهِنِ اِنْ جِئْتُكَ بِحَقِّكَ اِلٰى اَجَلٍ يُسَمِّيهِ لَهُ ' وَاِلَّا فَالرَّهْنُ لَكَ بِمَا رُهِنَ فِيهِ.

امام مالک نے اس کی تفسیر میں فرمایا کہ میرا تو یہ خیال ہے آگے اللہ بہتر جانے کہ جب کوئی آدمی کسی کے پاس کوئی چیز رہن رکھے اور رہن رکھتے ہوئے مرہونہ پر اضافہ کرتے ہوئے کہے کہ اگر میں اتنی مدت میں اپنی چیز چھڑا لوں تو میری ورنہ جتنے میں رہن رکھی ہے اتنے میں تمہاری ہو جائے گی۔

قَالَ فَهٰذَا لَا يَصْلُحُ ' وَلَا يَحِلُّ ' وَهٰذَا الَّذِي نُهِيَ عَنْهُ وَاِنْ جَاءَ صَاحِبُهُ بِالَّذِي رَهَنَ بِهٖ بَعْدَ الْاَجَلِ فَهُوَ لَهُ ' وَاَرٰى هٰذَا الشَّرْطَ مُنْفَسِخًا.

فرمایا کہ یہ درست اور حلال نہیں ہے اور اس سے منع فرمایا گیا ہے۔ اگر رہن رکھنے والا مدت ختم ہونے کے بعد بھی آئے تو لے سکتا ہے اور مذکورہ شرط فسخ ہو جائے گی۔

۱۱- بَابُ الْقَضَاءِ فِي رَهْنِ الثَّمَرِ وَالْحَيَوَانِ

پھلوں اور جانوروں کو رہن رکھنا

قَالَ يَحْيٰى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ فِيمَنْ رَهَنَ حَائِطًا لَهُ اِلٰى اَجَلٍ مُسَمًّى ' فَيَكُونُ ثَمَرُ ذٰلِكَ الْحَائِطِ قَبْلَ ذٰلِكَ الْاَجَلِ : اِنَّ الثَّمَرَ لَيْسَ بِرَهْنٍ مَعَ الْاَصْلِ اِلَّا اَنْ يَكُونَ اشْتَرَطَ ذٰلِكَ الْمُرْتَهِنُ فِي رَهْنِهٖ ' وَاِنَّ الرَّجُلَ اِذَا ارْتَهَنَ جَارِيَةً وَهِيَ حَامِلٌ ' اَوْ حَمَلَتْ بَعْدَ ارْتِهَانِهٖ اِيَّاهَا اِنَّ وَلَدَهَا مَعَهَا.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے مدت مقرر کر کے اپنے باغ کو رہن رکھا۔ باغ کے پھل جو رہن رکھنے سے پہلے نکل آئے تھے وہ اصل کے ساتھ شمار نہیں ہوں گے مگر یہ کہ مرتہن نے ان کی شرط کر لی ہو۔ اگر کسی نے لونڈی رہن رکھی اور وہ حاملہ تھی یا رہن رکھنے کے بعد حاملہ ہو گئی تو اس کا بچہ ساتھ شمار ہوگا۔

قَالَ مَالِكٌ وَفُرِّقَ بَيْنَ الثَّمَرِ وَبَيْنَ وَلَدِ الْجَارِيَةِ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ بَاعَ نَخْلًا قَدْ اُبِّرَتْ فَثَمَرُهَا لِلْبَائِعِ اِلَّا اَنْ يَشْتَرِطَهُ الْمُبْتَاعُ.

امام مالک نے فرمایا کہ پھلوں اور لونڈی کے بچے کے درمیان فرق ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کھجور کے درخت بیچے تو پھل بائع کو ملیں گے مگر یہ کہ خریدار ان کی شرط کر لے۔

قَالَ وَالْاَمْرُ الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ عِنْدَنَا اَنَّ مَنْ بَاعَ وَلِيدَةً ' اَوْ شَيْئًا مِنَ الْحَيَوَانِ وَفِي بَطْنِهَا جَنِينٌ ' اَنَّ ذٰلِكَ الْجَنِينَ لِلْمُشْتَرِي اشْتَرَطَهُ الْمُشْتَرِي ' اَوْ لَمْ يَشْتَرِطْهُ ' فَلَيْسَتِ النَّخْلُ مِثْلَ الْحَيَوَانِ ' وَلَيْسَ الثَّمَرُ مِثْلَ الْجَنِينِ فِي بَطْنِ اُمِّهٖ.

فرمایا کہ اس حکم میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے کہ جس نے لونڈی بیچی یا کوئی حیوان جس کے پیٹ میں بچہ ہے تو وہ بچہ مشتری کا ہوگا خواہ مشتری نے اس کی شرط کی ہو یا نہ کی ہو لیکن کھجور کے درخت حیوان کی طرح نہیں ہیں اور نہ پھل پیٹ کے بچے کی طرح ہیں۔

قَالَ مَالِكٌ وَمِمَّا يُبَيِّنُ ذٰلِكَ اَيْضًا اَنَّ مِنْ اَمْرِ النَّاسِ اَنْ يَرْهَنَ الرَّجُلُ ثَمَرَ النَّخْلِ ' وَلَا يَرْهَنُ النَّخْلَ ' وَلَيْسَ يَرْهَنُ اَحَدٌ مِنَ النَّاسِ جَنِينًا فِي بَطْنِ اُمِّهٖ مِنَ الرَّقِيقِ ' وَلَا مِنَ الدَّوَابِّ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ بھی اس کی مثال ہے کہ لوگ کھجور کے پھل رہن رکھ دیتے ہیں اور درختوں کو رہن نہیں رکھتے' لیکن کوئی آدمی پیٹ کے بچے کو رہن نہیں رکھتا جو لونڈی یا جانور کے پیٹ میں ہو۔

۱۲- بَابُ الْقَضَاءِ فِي الرَّهْنِ

جانور کو گروی رکھنے

مِنَ الْحَيَوَانِ

قَالَ يَحْيٰى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ الْأَمْرُ الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ عِنْدَنَا فِي الرَّهْنِ أَنَّ مَا كَانَ مِنْ أَمْرٍ يُعْرَفُ هَلَاكُهُ مِنْ أَرْضٍ أَوْ دَارٍ أَوْ حَيَوَانٍ فَهَلَكَ فِي يَدِ الْمُرْتَهِنِ وَعُلِمَ هَلَاكُهُ فَهُوَ مِنَ الرَّاهِنِ وَإِنَّ ذٰلِكَ لَا يَنْقُصُ مِنْ حَقِّ الْمُرْتَهِنِ شَيْئًا وَمَا كَانَ مِنْ رَهْنٍ يَهْلِكُ فِي يَدِ الْمُرْتَهِنِ فَلَا يُعْلَمُ هَلَاكُهُ إِلَّا بِقَوْلِهِ فَهُوَ مِنَ الْمُرْتَهِنِ وَهُوَ لِقِيمَتِهِ ضَامِنٌ يُقَالُ لَهُ صِفْهُ فَإِذَا وَصَفَهُ أُحْلِفَ عَلٰى صِفَتِهِ وَتَسْمِيَةِ مَالِهِ فِيهِ ثُمَّ يُقَوِّمُهُ أَهْلُ الْبَصَرِ بِذٰلِكَ فَإِنْ كَانَ فِيهِ فَضْلٌ عَمَّا سَمّٰى فِيهِ الْمُرْتَهِنُ أَخَذَهُ الرَّاهِنُ وَإِنْ كَانَ أَقَلَّ مِمَّا سَمّٰى أُحْلِفَ الرَّاهِنُ عَلٰى مَا سَمَّى الْمُرْتَهِنُ وَبَطَلَ عَنْهُ الْفَضْلُ الَّذِي سَمَّى الْمُرْتَهِنُ فَوْقَ قِيمَةِ الرَّهْنِ وَإِنْ أَبَى الرَّاهِنُ أَنْ يَحْلِفَ أُعْطِيَ الْمُرْتَهِنُ مَا فَضَلَ بَعْدَ قِيمَةِ الرَّهْنِ فَإِنْ قَالَ الْمُرْتَهِنُ لَا عِلْمَ لِي بِقِيمَةِ الرَّهْنِ حُلِّفَ الرَّاهِنُ عَلٰى صِفَةِ الرَّهْنِ وَكَانَ ذٰلِكَ لَهُ إِذَا جَاءَ بِالْأَمْرِ الَّذِي لَا يُسْتَنْكَرُ

قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ إِذَا قَبَضَ الْمُرْتَهِنُ الرَّهْنَ وَلَمْ يَضَعْهُ عَلٰى يَدَيْ غَيْرِهِ.

کا بیان

یحییٰ کا بیان ہے کہ میں نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ رہن کے اس حکم میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے کہ جس زمین، گھر یا حیوان کا ایک ہونا مرتہن کے ہاتھ میں عام معلوم ہو تو وہ رہن رکھنے والے کا نقصان ہے مرتہن کا اس سے کوئی نقصان نہیں ہوگا اور مرتہن کے ہاتھ میں جو ایسی چیز ہلاک ہوئی ہو جس کا ہلاک ہونا اس کے کہنے سے معلوم ہو تو اس کی قیمت کا وہ ضامن ہے اس سے کہا جائے گا کہ اس کے اوصاف بیان کرے۔ وہ اوصاف بیان کر کے ان اوصاف پر قسم کھائے گا اور جو اس پر مال لیا ہے۔ پھر اہل نظر حضرات اس کی قیمت لگائیں گے۔ اگر وہ اس سے زیادہ ہے جو مرتہن نے بتائی تو اسے راہن لے گا اور اگر وہ بتائی ہوئی قیمت سے کم ہے تو مرتہن کی بتائی ہوئی پر راہن سے قسم لی جائے گی اور وہ اضافہ باطل ہو جائے گا جو مرتہن نے بتایا یعنی رہن کی قیمت سے زیادہ اور اگر راہن قسم کھانے سے انکار کرے تو رہن کی قیمت سے زائد جو ہے وہ مرتہن کو دے دیا جائے گا اگر مرتہن کہے کہ مجھے باقی رہن کا علم نہیں تو راہن سے رہن کے اوصاف پر قسم لی جائے گی اور یہ اس کا ہوگا جب کہ وہ غلط بیانی نہ کرے۔

امام مالک نے فرمایا کہ یہ اس وقت ہے جب کہ مرتہن نے رہن پر قبضہ کر لیا ہو اور دوسرے کے ہاتھ میں نہ دی ہو۔

۱۳ - بَابُ الْقَضَاءِ فِي الرَّهْنِ يَكُونُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ

دو آدمیوں کے پاس رہن رکھنے کا بیان

قَالَ يَحْيٰى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ فِي الرَّجُلَيْنِ يَكُونُ لَهُمَا رَهْنٌ بَيْنَهُمَا فَيَقُومُ أَحَدُهُمَا بِبَيْعِ رَهْنِهِ وَقَدْ كَانَ الْآخَرُ أَنْظَرَهُ بِحَقِّهِ سَنَةً قَالَ إِنْ كَانَ يَقْدِرُ عَلٰى أَنْ يُقْسَمَ الرَّهْنُ وَلَا يَنْقُصُ حَقُّ الَّذِي أَنْظَرَهُ بِحَقِّهِ بِيعَ لَهُ نِصْفُ الرَّهْنِ الَّذِي كَانَ بَيْنَهُمَا فَأُوفِيَ حَقَّهُ وَإِنْ خِيفَ أَنْ يَنْقُصَ حَقُّهُ بِيعَ الرَّهْنُ كُلُّهُ فَأُعْطِيَ الَّذِي قَامَ بِبَيْعِ رَهْنِهِ حَقَّهُ مِنْ ذٰلِكَ فَإِنْ طَابَتْ نَفْسُ الَّذِي أَنْظَرَهُ بِحَقِّهِ أَنْ يَدْفَعَ نِصْفَ الثَّمَنِ

یحییٰ نے امام مالک کو ان دو آدمیوں کے متعلق فرماتے ہوئے سنا جن کے پاس کوئی چیز رہن ہو۔ ایک ان میں سے مرہونہ کو بیچنا چاہے اور دوسرا راہن کو مہلت دے۔ فرمایا کہ اگر وہ رہن کی تقسیم کرنے پر قادر ہے کہ ڈھیل دینے والے کے حق میں کمی نہ آئے تو مشترکہ سے نصف حصے کو فروخت کر دے اور دوسرے کا حق ادا کر دے۔ اگر یہ ڈر ہو کہ ساری رہن کو بیچنے سے اس کے حق میں کمی آئے گی تو جو بیچنا چاہتا ہے اس کا حق ادا کر دے اور ڈھیل دینے والا دلی خوشی سے اپنی نصف قیمت کو راہن کے حوالے کر

إِلَى الرَّاهِنِ، وَإِلَّا حُلِّفَ الْمُرْتَهِنُ أَنَّهُ مَا أَنْظَرَهُ إِلَّا لِيُوَقِّفَ لِي رَهْنِي عَلَى هَيْئَتِهِ، ثُمَّ أُعْطِيَ حَقَّهُ عَاجِلًا.

قَالَ وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ فِي الْعَبْدِ يَرْهَنُهُ سَيِّدُهُ وَلِلْعَبْدِ مَالٌ إِنَّ مَالَ الْعَبْدِ لَيْسَ بِرَهْنٍ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَهُ الْمُرْتَهِنُ.

١٤ - بَابُ الْقَضَاءِ فِي جَامِعِ الرُّهُونِ

قَالَ يَحْيَى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ فِيمَنِ ارْتَهَنَ مَتَاعًا، فَهَلَكَ الْمَتَاعُ عِنْدَ الْمُرْتَهِنِ، وَأَقَرَّ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ بِتَسْمِيَةِ الْحَقِّ، وَاجْتَمَعَا عَلَى التَّسْمِيَةِ وَتَدَاعَيَا فِي الرَّهْنِ، فَقَالَ الرَّاهِنُ قِيمَتُهُ عِشْرُونَ دِينَارًا، وَقَالَ الْمُرْتَهِنُ قِيمَتُهُ عَشَرَةُ دَنَانِيرَ، وَالْحَقُّ الَّذِي لِلرَّجُلِ فِيهِ عِشْرُونَ دِينَارًا. قَالَ مَالِكٌ يُقَالُ لِلَّذِي بِيَدِهِ الرَّهْنُ صِفْهُ، فَإِذَا وَصَفَهُ أُحْلِفَ عَلَيْهِ، ثُمَّ أَقَامَ تِلْكَ الصِّفَةَ أَهْلُ الْمَعْرِفَةِ بِهَا، فَإِنْ كَانَتِ الْقِيمَةُ أَكْثَرَ مِمَّا رُهِنَ بِهِ قِيلَ لِلْمُرْتَهِنِ ارْدُدْ إِلَى الرَّاهِنِ بَقِيَّةَ حَقِّهِ، وَإِنْ كَانَتِ الْقِيمَةُ أَقَلَّ مِمَّا رُهِنَ بِهِ أَخَذَ الْمُرْتَهِنُ بَقِيَّةَ حَقِّهِ مِنَ الرَّاهِنِ، وَإِنْ كَانَتِ الْقِيمَةُ بِقَدْرِ حَقِّهِ فَالرَّهْنُ بِمَا فِيهِ.

قَالَ يَحْيَى وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي الرَّجُلَيْنِ يَخْتَلِفَانِ فِي الرَّهْنِ يَرْهَنُهُ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ، فَيَقُولُ الرَّاهِنُ أَرْهَنْتُكَهُ بِعَشَرَةِ دَنَانِيرَ، وَيَقُولُ الْمُرْتَهِنُ ارْتَهَنْتُهُ مِنْكَ بِعِشْرِينَ دِينَارًا، وَالرَّهْنُ ظَاهِرٌ بِيَدِ الْمُرْتَهِنِ، قَالَ يُحَلَّفُ الْمُرْتَهِنُ حِينَ يُحِيطُ بِقِيمَةِ الرَّهْنِ، فَإِنْ كَانَ ذَلِكَ لَا زِيَادَةَ فِيهِ وَلَا نُقْصَانَ عَمَّا حُلِّفَ أَنَّ لَهُ فِيهِ أَخَذَهُ الْمُرْتَهِنُ بِحَقِّهِ، وَكَانَ أَوْلَى بِالتَّبْدِئَةِ بِالْيَمِينِ لِقَبْضِهِ الرَّهْنَ وَحِيَازَتِهِ إِيَّاهُ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّ الرَّهْنِ أَنْ يُعْطِيَهُ حَقَّهُ الَّذِي حُلِّفَ عَلَيْهِ، وَيَأْخُذَ رَهْنَهُ.

قَالَ وَإِنْ كَانَ الرَّهْنُ أَقَلَّ مِنَ الْعِشْرِينَ الَّتِي سُمِّيَ أُحْلِفَ الْمُرْتَهِنُ عَلَى الْعِشْرِينَ الَّتِي سُمِّيَ، ثُمَّ

دے ورنہ یہ مرتہن قسم کھائے کہ میں نے اس لیے ڈھیل دی تھی کہ میری رہن اپنی حالت پر رہے تو اس کا حق فوراً ادا کیا جائے گا۔

فرمایا کہ میں نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس غلام کو اس کے آقا نے رہن رکھ دیا ہو اور غلام کا مال ہو تو غلام کا مال رہن نہیں ہے مگر یہ کہ مرتہن نے شرط کر لی ہو۔

رہن کے متعلق دیگر احکام

یحیٰی کا بیان ہے کہ میں نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے سامان رہن رکھا اور وہ مرتہن کے پاس تلف ہو گیا۔ راہن اور مرتہن اس چیز کی مقدار یا گنتی پر متفق ہیں لیکن قیمت میں اختلاف ہے۔ راہن کہتا ہے کہ اس کی قیمت بیس دینار ہے اور مرتہن اس کی قیمت دس دینار بتاتا ہے اور حق اس کا بیس دینار ہے۔ امام مالک نے فرمایا کہ مرتہن سے اس کے اوصاف بیان کرنے کو کہا جائے گا۔ جب وہ اوصاف بیان کر دے تو ان پر قسم لی جائے گی۔ پھر ان اوصاف پر اہل نظر سے قیمت لگوائی جائے گی۔ اگر قیمت اس سے زیادہ ہے جتنے میں رہن رکھی تو مرتہن سے کہا جائے گا کہ باقی قیمت راہن کو ادا کرو اور اگر قیمت اس سے کم ہے جتنے میں رہن رکھی تو مرتہن باقی حق راہن سے لے گا اور اگر قیمت اسی حق کے برابر ہے تو رہن اپنی حالت پر رہے گی۔

یحیٰی نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ جن دو آدمیوں کا رہن میں اختلاف ہو ان کے متعلق ہمارے نزدیک یہ حکم ہے جب کہ ایک دوسرے کو جھوٹا کرے کہ راہن کہے: میں نے دس دینار لیے ہیں اور مرتہن کہے کہ میں نے بیس دینار دیئے ہیں اور رہن مرتہن کے ہاتھ میں ہے۔ فرمایا کہ مرتہن سے مرہونہ کی قیمت کا حلف لیا جائے گا۔ اگر وہ اتنی ہو جس میں نہ نفع ہو نہ نقصان تو مرتہن اپنا حق وصول کرے گا کہ قیمت لے یا چیز کو اپنے پاس رکھے مگر یہ کہ راہن اس کا حق دینا چاہے جس پر قسم کھائی ہے اور مرہونہ کو واپس لے۔

فرمایا کہ اگر مرہونہ کی قیمت بتاتے ہوئے بیس دینار سے کم ہو تو مرتہن سے بیس دینار پر قسم لی جائے گی۔ پھر راہن سے کہا

يُقَالُ لِلرَّاهِنِ إِمَّا أَنْ تُعْطِيَهُ الَّذِي حَلَفَ عَلَيْهِ وَتَأْخُذَ رَهْنَكَ، وَإِمَّا أَنْ تَحْلِفَ عَلَى الَّذِي قُلْتَ إِنَّكَ رَهَنْتَهُ بِهِ، وَيَبْطُلُ عَنْكَ مَا زَادَ الْمُرْتَهِنُ عَلَى قِيمَةِ الرَّهْنِ، فَإِنْ حَلَفَ الرَّاهِنُ بَطَلَ ذٰلِكَ عَنْهُ، وَإِنْ لَمْ يَحْلِفْ لَزِمَهُ غُرْمُ مَا حَلَفَ عَلَيْهِ الْمُرْتَهِنُ.

قَالَ مَالِكٌ فَإِنْ هَلَكَ الرَّهْنُ، وَتَنَاكَرَا الْحَقَّ، فَقَالَ الَّذِي لَهُ الْحَقُّ كَانَتْ لِي فِيهِ عِشْرُونَ دِينَارًا، وَقَالَ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ، لَمْ يَكُنْ لَكَ فِيهِ إِلَّا عَشَرَةُ دَنَانِيرَ، وَقَالَ الَّذِي لَهُ الْحَقُّ قِيمَةُ الرَّهْنِ عَشَرَةُ دَنَانِيرَ، وَقَالَ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ قِيمَتُهُ عِشْرُونَ دِينَارًا، قِيلَ لِلَّذِي لَهُ الْحَقُّ صِفْهُ، فَإِذَا وَصَفَهُ أُحْلِفَ عَلَى صِفَتِهِ، ثُمَّ أَقَامَ تِلْكَ الصِّفَةَ أَهْلُ الْمَعْرِفَةِ بِهَا، فَإِنْ كَانَتْ قِيمَةُ الرَّهْنِ أَكْثَرَ مِمَّا ادَّعَى فِيهِ الْمُرْتَهِنُ أُحْلِفَ عَلَى مَا ادَّعَى، ثُمَّ يُعْطَى الرَّاهِنُ مَا فَضَلَ مِنْ قِيمَةِ الرَّهْنِ، وَإِنْ كَانَتْ قِيمَتُهُ أَقَلَّ مِمَّا يَدَّعِي فِيهِ الْمُرْتَهِنُ أُحْلِفَ عَلَى الَّذِي زَعَمَ أَنَّهُ لَهُ فِيهِ، ثُمَّ قَاصَّهُ بِمَا بَلَغَ الرَّهْنُ، ثُمَّ أُحْلِفَ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ عَلَى الْفَضْلِ الَّذِي بَقِيَ لِلْمُدَّعَى عَلَيْهِ بَعْدَ مَبْلَغِ ثَمَنِ الرَّهْنِ، وَذٰلِكَ أَنَّ الَّذِي بِيَدِهِ الرَّهْنُ صَارَ مُدَّعِيًا عَلَى الرَّاهِنِ، فَإِنْ حَلَفَ بَطَلَ عَنْهُ بَقِيَّةُ مَا حَلَفَ عَلَيْهِ الْمُرْتَهِنُ مِمَّا ادَّعَى فَوْقَ قِيمَةِ الرَّهْنِ، وَإِنْ نَكَلَ لَزِمَهُ مَا بَقِيَ مِنْ حَقِّ الْمُرْتَهِنِ بَعْدَ قِيمَةِ الرَّهْنِ.

جائے گا کہ وہ قیمت ادا کر دو جس پر قسم لی گئی ہے یا اپنی چیز واپس کر لو یا حلف اٹھاؤ کہ میں نے اتنے پر رہن دی ہے تا کہ مرتہن رہن کی جو زیادہ قیمت بتاتا ہے وہ باطل ہو جائے۔ اگر راہن قسم کھا جائے تو مرتہن کا دعویٰ باطل اور اگر قسم نہ کھائے تو مرتہن کی بتائی ہوئی قیمت اس پر لازم ہو جاتی ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ رہن رکھی ہوئی چیز تلف ہو گئی اور قیمت میں اختلاف ہو گیا۔ مرتہن کہتا ہے کہ میں نے بیس دینار میں رکھی اور راہن کہتا ہے کہ دس دینار میں۔ مرتہن بتاتا ہے کہ اس کی قیمت دس دینار تھی اور راہن بیس دینار کہتا ہے۔ مرتہن سے کہا جائے گا کہ اس کے اوصاف بیان کرو اور ان اوصاف پر قسم لی جائے گی پھر ان اوصاف پر اہلِ نظر سے قیمت لگوائی جائے گی اگر یہ قیمت مرتہن کی بتائی ہوئی قیمت سے زیادہ ہوئی تو اس دعوے پر قسم لی جائے گی اور قیمت سے جو زیادہ ہو گا وہ راہن دے گا اور اگر قیمت اس سے کم ہوئی جو مرتہن نے بتائی تو کمی پر راہن سے قسم لی جائے گی۔ اگر وہ قسم کھا جائے تو مرتہن راہن سے کچھ نہیں لے گا اور اگر قسم نہ کھائے تو رہن کی قیمت سے زائد جو ہے وہ مترہن کا حق ہو گا۔ جب کہ زائد قیمت پر وہ قسم کھائے اور یہ اس لیے ہے کہ رہن جس کے قبضے میں ہے وہ راہن پر مدعی ہے۔ اگر یہ قسم کھا جائے تو وہ اس پر لازم نہیں آئے گا جس کی مرتہن نے قسم کھائی اور رہن کی قیمت سے زیادہ ہونے کا دعویٰ کیا اور اگر قسم سے انکار کیا تو راہن کی قیمت کے بعد مرتہن کا حق اس پر لازم آیا۔

١٥ - بَابُ الْقَضَاءِ فِي كِرَاءِ الدَّابَّةِ وَالتَّعَدِّي بِهَا

قَالَ يَحْيٰى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي الرَّجُلِ يَسْتَكْرِي الدَّابَّةَ إِلَى الْمَكَانِ الْمُسَمّٰى، ثُمَّ يَتَعَدّٰى ذٰلِكَ الْمَكَانَ، وَيَتَقَدَّمُ أَنَّ رَبَّ الدَّابَّةِ يُخَيَّرُ، فَإِنْ أَحَبَّ أَنْ يَأْخُذَ كِرَاءَ دَابَّتِهِ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي تُعُدِّيَ بِهَا إِلَيْهِ أُعْطِيَ ذٰلِكَ وَيَقْبِضُ دَابَّتَهُ، وَلَهُ الْكِرَاءُ الْأَوَّلُ، وَإِنْ أَحَبَّ رَبُّ الدَّابَّةِ فَلَهُ قِيمَةُ دَابَّتِهِ

جانور کو کرائے پر لے کر زیادتی کرنا

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ کسی نے ایک جانور مقررہ مقام تک کرائے پر لیا۔ پھر زیادتی کر کے آگے لے گیا، جانور والے کو اختیار ہے کہ اگر وہ چاہے تو جہاں تک وہ لے گیا اس کا کرایہ ادا کرے اور یہ اپنے جانور پر قبضہ کر لے اور اگر جانور والا چاہے تو اپنے جانور کی قیمت وصول کرے جس کو کرائے پر مقررہ جگہ سے آگے لے گیا اور پہلا کرایہ بھی جب کہ ایک طرف

مِنَ الْمَكَانِ الَّذِي تَعَدَّى مِنْهُ الْمُسْتَكْرِي، وَلَهُ الْكِرَاءُ الْأَوَّلُ إِنْ كَانَ اسْتَكْرَى الدَّابَّةَ الْبَدْأَةَ، فَإِنْ كَانَ اسْتَكْرَاهَا ذَاهِبًا وَرَاجِعًا، ثُمَّ تَعَدَّى حِينَ بَلَغَ الْبَلَدَ الَّذِي اسْتَكْرَى إِلَيْهِ، فَإِنَّمَا لِرَبِّ الدَّابَّةِ نِصْفُ الْكِرَاءِ الْأَوَّلِ، وَذَلِكَ أَنَّ الْكِرَاءَ نِصْفُهُ فِي الْبَدْأَةِ وَنِصْفُهُ فِي الرَّجْعَةِ، فَتَعَدَّى الْمُتَعَدِّي بِالدَّابَّةِ، وَلَمْ يَجِبْ عَلَيْهِ إِلَّا نِصْفُ الْكِرَاءِ الْأَوَّلِ، وَلَوْ أَنَّ الدَّابَّةَ هَلَكَتْ حِينَ بَلَغَ بِهَا الْبَلَدَ الَّذِي اسْتَكْرَى إِلَيْهِ لَمْ يَكُنْ عَلَى الْمُسْتَكْرِي ضَمَانٌ، وَلَمْ يَكُنْ لِلْمُكْرِي إِلَّا نِصْفُ الْكِرَاءِ.

کا کرایہ ٹھہرا ہو۔ اگر کرایہ جانے اور آنے کا مقرر ہوا تھا۔ پھر زیادتی کر کے آگے لے گیا تو جانور والے کو پہلے کرائے کا نصف ملے گا کیونکہ آدھا کرایہ جانے کا تھا اور آدھا آنے کا اور اس پر پہلے کرائے کا نصف ہی واجب ہے اور اگر جانور وہاں جا کر ہلاک ہو گیا جہاں تک کے لیے کرائے پر لیا تھا تو کرائے پر لینے والے پر تاوان نہیں پڑے گا اور وہ نصف کرایہ ہی ادا کرے گا۔

قَالَ وَعَلَى ذَلِكَ أَمْرُ أَهْلِ التَّعَدِّي وَالْخِلَافِ لِمَا أَخَذُوا الدَّابَّةَ عَلَيْهِ.

فرمایا کہ زیادتی اور خلاف ورزی کرنے والوں کا یہی حکم ہے کیونکہ وہ جانور اسی لیے لیتے ہیں۔

قَالَ وَكَذَلِكَ أَيْضًا مَنْ أَخَذَ مَالًا قِرَاضًا مِنْ صَاحِبِهِ، فَقَالَ لَهُ رَبُّ الْمَالِ لَا تَشْتَرِ بِهِ حَيَوَانًا، وَلَا سِلَعًا كَذَا وَكَذَا، لِسِلَعٍ يُسَمِّيهَا، وَيَنْهَاهُ عَنْهَا، وَيَكْرَهُ أَنْ يَضَعَ مَالَهُ فِيهَا، فَيَشْتَرِي الَّذِي أَخَذَ الْمَالَ الَّذِي نُهِيَ عَنْهُ، يُرِيدُ بِذَلِكَ أَنْ يَضْمَنَ الْمَالَ، وَيَذْهَبَ بِرِبْحِ صَاحِبِهِ، فَإِذَا صَنَعَ ذَلِكَ فَرَبُّ الْمَالِ بِالْخِيَارِ إِنْ أَحَبَّ أَنْ يَدْخُلَ مَعَهُ فِي السِّلْعَةِ عَلَى مَا شَرَطَا بَيْنَهُمَا مِنَ الرِّبْحِ فَعَلَ، وَإِنْ أَحَبَّ فَلَهُ رَأْسُ مَالِهِ ضَامِنًا عَلَى الَّذِي أَخَذَ الْمَالَ وَتَعَدَّى.

فرمایا کہ اسی طرح جس نے اپنے ساتھی سے مضاربت پر مال لیا۔ رب المال نے اس سے کہا کہ اس سے جانور اور فلاں فلاں چیزیں نہ خریدنا اور مال کو ان میں ضائع کرنا ناپسند کیا۔ پس وہ اسی مال کو خریدے جس سے منع کیا گیا تھا اور ارادہ یہ ہو کہ مال کا تاوان دے کر ساتھی کا منافع ہڑپ کر جاؤں گا۔ دریں حالات مال والے کو اختیار ہے کہ چاہے تو جس منافع پر اس کے ساتھ مضاربت کی ہے اسے قائم رکھے اور چاہے اپنا راس المال واپس کر لے کہ اس نے مال لے کر زیادتی کی ہے۔

قَالَ وَكَذَلِكَ أَيْضًا الرَّجُلُ الَّذِي يُبْضِعُ مَعَهُ الرَّجُلُ بِضَاعَةً، فَيَأْمُرُهُ صَاحِبُ الْمَالِ أَنْ يَشْتَرِيَ لَهُ سِلْعَةً بِاسْمِهَا فَيُخَالِفُ فَيَشْتَرِي بِبِضَاعَتِهِ غَيْرَ مَا أَمَرَهُ بِهِ وَيَتَعَدَّى ذَلِكَ، فَإِنَّ صَاحِبَ الْبِضَاعَةِ عَلَيْهِ بِالْخِيَارِ إِنْ أَحَبَّ أَنْ يَأْخُذَ مَا اشْتَرَى بِمَالِهِ أَخَذَهُ، وَإِنْ أَحَبَّ أَنْ يَكُونَ الْمُبْضِعُ مَعَهُ ضَامِنًا لِرَأْسِ مَالِهِ فَذَلِكَ لَهُ.

فرمایا کہ یہ بھی مثال ہے کہ ایک آدمی کے ساتھ دوسرے نے بضاعہ کیا اور مال والے نے اسے حکم دیا کہ فلاں فلاں چیزیں میرے لیے خرید لینا۔ مشتری ان کے علاوہ دوسری چیز خرید لیتا ہے اور زیادتی کرتا ہے تو مال والے کو اختیار ہے کہ اگر چاہے تو جو کچھ خریدا ہے اسے وصول کر لے اور چاہے تو اپنے راس المال پر ضمان لے جس کا اسے حق ہے۔

١٦ - بَابُ الْقَضَاءِ فِي الْمُسْتَكْرَهَةِ مِنَ النِّسَاءِ

عورت سے جبراً جماع کرنے کا بیان

[۷۹۳] أَثَرٌ - حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ قَضَى فِي امْرَأَةٍ أُصِيبَتْ مُسْتَكْرَهَةً بِصَدَاقِهَا عَلَى مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ بِهَا.

امام مالک نے ابن شہاب سے روایت کی کہ عبدالملک بن مروان نے اس عورت کے متعلق فیصلہ کیا جس سے جبراً جماع کیا گیا تھا کہ ایسا کرنے والا عورت کو مہر دے۔

قَالَ يَحْيٰى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي الرَّجُلِ يَغْتَصِبُ الْمَرْأَةَ بِكْرًا كَانَتْ، أَوْ ثَيِّبًا، أَنَّهَا إِنْ كَانَتْ حُرَّةً فَعَلَيْهِ صَدَاقُ مِثْلِهَا، وَإِنْ كَانَتْ أَمَةً فَعَلَيْهِ مَا نَقَصَ مِنْ ثَمَنِهَا، وَالْعُقُوْبَةُ فِي ذٰلِكَ عَلَى الْمُغْتَصِبِ، وَلَا عُقُوْبَةَ عَلَى الْمُغْتَصَبَةِ فِي ذٰلِكَ كُلِّهِ، وَإِنْ كَانَ الْمُغْتَصِبُ عَبْدًا فَذٰلِكَ عَلَى سَيِّدِهِ إِلَّا أَنْ يَّشَاءَ أَنْ يُّسَلِّمَهُ.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ عورت کو غصب کرنے والے کے متعلق ہمارے نزدیک حکم ہے کہ عورت کنواری ہو یا شوہر دیدہ۔ اگر عورت آزاد ہے تو مہر مثل دینا ہوگا اور اگر لونڈی ہے تو جتنی قیمت گھٹ گئی وہ دینی پڑے گی۔ غصب کرنے والے کو سزا بھی ملے گی جب کہ اس کے لیے کوئی سزا نہیں جس کو غصب کیا گیا۔ اگر غصب کرنے والا غلام ہو تو تاوان اس کے آقا پر پڑے گا مگر یہ کہ غلام کو سپرد کر دے۔

۱۷ - بَابُ الْقَضَاءِ فِي اسْتِهْلَاكِ الْحَيَوَانِ وَالطَّعَامِ وَغَيْرِهٖ

کسی کے جانور یا غلے کو تلف کرنے کا حکم

قَالَ يَحْيٰى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِيْمَنِ اسْتَهْلَكَ شَيْئًا مِنَ الْحَيَوَانِ بِغَيْرِ إِذْنِ صَاحِبِهٖ أَنَّ عَلَيْهِ قِيْمَتَهٗ يَوْمَ اسْتَهْلَكَهٗ لَيْسَ عَلَيْهِ أَنْ يُّؤْخَذَ بِمِثْلِهٖ مِنَ الْحَيَوَانِ، وَلَا يَكُوْنُ لَهٗ أَنْ يُّعْطِيَ صَاحِبَهٗ فِيْمَا اسْتَهْلَكَ شَيْئًا مِنَ الْحَيَوَانِ، وَلٰكِنْ عَلَيْهِ قِيْمَتُهٗ يَوْمَ اسْتَهْلَكَهٗ الْقِيْمَةُ أَعْدَلُ ذٰلِكَ فِيْمَا بَيْنَهُمَا فِي الْحَيَوَانِ وَالْعُرُوْضِ.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس جانور کو اس کے مالک کی اجازت کے بغیر ہلاک کر دیا جائے تو اس کے متعلق ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ اس پر یوم ہلاکت کی قیمت پڑے گی اور اس جیسا جانور اس سے نہیں لیا جائے گا اور نہ اسے یہ حق کہ اس کے بدلے مالک کو کوئی اور جانور دے بلکہ اس پر روز ہلاکت کی قیمت ہے۔ اس جانور یا سامان کی دونوں انصاف سے قیمت لگا لیں۔

قَالَ وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ فِيْمَنِ اسْتَهْلَكَ شَيْئًا مِنَ الطَّعَامِ بِغَيْرِ إِذْنِ صَاحِبِهٖ، فَإِنَّمَا يَرُدُّ عَلَى صَاحِبِهٖ مِثْلَ طَعَامِهٖ بِمَكِيْلَتِهٖ مِنْ صِنْفِهٖ، وَإِنَّمَا الطَّعَامُ بِمَنْزِلَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، إِنَّمَا يَرُدُّ مِنَ الذَّهَبِ الذَّهَبَ، وَمِنَ الْفِضَّةِ الْفِضَّةَ، وَلَيْسَ الْحَيَوَانُ بِمَنْزِلَةِ الذَّهَبِ فِي ذٰلِكَ فَرَقَ بَيْنَ ذٰلِكَ السُّنَّةُ، وَالْعَمَلُ الْمَعْمُوْلُ بِهٖ.

نیز امام مالک کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا کہ جس سے مالک کی اجازت کے بغیر اناج تلف ہو جائے تو مالک کو اسی جیسا اناج واپس کر دیا جائے گا جو اس کی ملک میں ہو اور اناج یہاں سونے چاندی کی جگہ ہے۔ سونے کے بدلے سونا اور چاندی کے بدلے چاندی لوٹائی جاتی ہے لیکن حیوان یہاں سونے کی جگہ نہیں ہیں سنت اور مسلمانوں کے عمل نے ان میں فرق رکھا ہے۔

قَالَ يَحْيٰى وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ إِذَا اسْتُوْدِعَ الرَّجُلُ مَالًا فَابْتَاعَ بِهٖ لِنَفْسِهٖ وَرَبِحَ فِيْهِ، فَإِنَّ ذٰلِكَ الرِّبْحَ لَهٗ لِأَنَّهٗ ضَامِنٌ لِّلْمَالِ. حَتّٰى يُؤَدِّيَهٗ إِلٰى صَاحِبِهٖ.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک آدمی کو مال سپرد کیا گیا اس نے اپنے لیے سامان خریدا اور نفع کمایا تو وہ منافع اسی کا ہے کیونکہ وہ مال کا ضامن ہے جب تک مالک کو واپس نہ کر دے۔

۱۸ - بَابُ الْقَضَاءِ فِيْمَنِ ارْتَدَّ

اسلام سے پھر جانے والے

عَنِ الْإِسْلَامِ

۶۰۳- حَدَّثَنَا يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ غَيَّرَ دِيْنَهٗ فَاضْرِبُوْا عُنُقَهٗ.

وَمَعْنٰى قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ فِيْمَا نُرٰى، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ، مَنْ غَيَّرَ دِيْنَهٗ فَاضْرِبُوْا عُنُقَهٗ اَنَّهٗ مَنْ خَرَجَ مِنَ الْإِسْلَامِ اِلٰى غَيْرِهٖ مِثْلُ الزَّنَادِقَةِ وَاَشْبَاهِهِمْ، فَاِنَّ اُولٰٓئِكَ اِذَا ظُهِرَ عَلَيْهِمْ قُتِلُوْا، وَلَمْ يُسْتَتَابُوْا، لِاَنَّهٗ لَا تُعْرَفُ تَوْبَتُهُمْ، وَاَنَّهُمْ كَانُوْا يُسِرُّوْنَ الْكُفْرَ، وَيُعْلِنُوْنَ الْإِسْلَامَ، فَلَا اَرٰى اَنْ يُسْتَتَابَ هٰؤُلَاءِ وَلَا يُقْبَلُ مِنْهُمْ قَوْلُهُمْ وَاَمَّا مَنْ خَرَجَ مِنَ الْإِسْلَامِ اِلٰى غَيْرِهٖ وَاَظْهَرَ ذَالِكَ فَاِنَّهٗ يُسْتَتَابُ، فَاِنْ تَابَ وَاِلَّا قُتِلَ، وَذٰلِكَ لَوْ اَنَّ قَوْمًا كَانُوْا عَلٰى ذٰلِكَ رَاَيْتُ اَنْ يُدْعَوْا اِلَى الْإِسْلَامِ، وَيُسْتَتَابُوْا، فَاِنْ تَابُوْا قُبِلَ ذٰلِكَ مِنْهُمْ، وَاِنْ لَمْ يَتُوْبُوْا قُتِلُوْا، وَلَمْ يُعْنَ بِذٰلِكَ فِيْمَا نُرٰى، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ، مَنْ خَرَجَ مِنَ الْيَهُوْدِيَّةِ اِلَى النَّصْرَانِيَّةِ، وَلَا مِنَ النَّصْرَانِيَّةِ اِلَى الْيَهُوْدِيَّةِ، وَلَا مَنْ يُغَيِّرُ دِيْنَهٗ مِنْ اَهْلِ الْاَدْيَانِ كُلِّهَا اِلَّا الْإِسْلَامَ، فَمَنْ خَرَجَ مِنَ الْإِسْلَامِ اِلٰى غَيْرِهٖ، وَاَظْهَرَ ذٰلِكَ فَذٰلِكَ الَّذِيْ عُنِيَ بِهٖ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ. صحیح البخاری (۳۰۱۷)

کا حکم

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اپنا دین تبدیل کرے تو اس کی گردن اڑا دو۔

نبی کریم ﷺ کے ارشاد گرامی کہ جو اپنا دین تبدیل کر لے اس کی گردن اڑا دو کا مطلب میرے خیال میں یہ ہے آگے اللہ بہتر جانے کہ جو اسلام سے کسی اور طرف نکل جائے یعنی زندیق وغیرہ ہو جائے تو قابو پانے پر مسلمان اسے قتل کر دیں اور اس سے توبہ نہ لی جائے کیونکہ اس کی توبہ کا اعتبار نہیں' ایسے لوگ اپنے کفر کو چھپاتے اور اسلام کو ظاہر کرتے ہیں۔ میرے خیال میں ایسے لوگوں سے توبہ کے لیے نہ کہا جائے اور ان کی باتوں کا اعتبار نہ کیا جائے اور جو اسلام سے نکل کر کسی اور دین میں شامل ہوا اور اسے ظاہر کیا تو اس سے توبہ کرائی جائے گی۔ اگر توبہ کرے تو فبہا ورنہ قتل کیا جائے گا۔ اگر کتنے ہی لوگ ایسا کریں تو انہیں اسلام کی طرف بلایا جائے گا اور توبہ کرائی جائے گی۔ اگر توبہ کر لیں تو ان کی توبہ قبول کی جائے گی اور توبہ نہ کریں تو قتل کیے جائیں گے اور اس سلسلے میں ان کی مدد نہیں کی جائے گی۔ آگے اللہ بہتر جانے جو یہودی سے نصرانی یا نصرانی سے یہودی ہو جائے یا اسلام کے علاوہ دیگر ادیان میں تبدیل ہوتا پھرے یہ الگ بات ہے کیونکہ جو اسلام سے دوسرے دین کی طرف نکلے اور اسے ظاہر کرے تو یہ سزا اس کے لیے ہے' آگے اللہ بہتر جانے۔ ف

ف: دین تبدیل کرنے اور کافر و مرتد ہونے کی دو صورتیں ہیں۔ پہلی صورت یہ کہ آدمی اسلام کو چھوڑ کر ہندو' سکھ' عیسائی' یہودی' پارسی' کیمونسٹ وغیرہ ہو جائے۔ ملت اسلامیہ کو چھوڑ کر کافروں کے کسی بھی گروہ میں شامل ہو جائے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ آدمی شامل تو مسلمانوں میں ہی رہے اور مسلمان ہی کہلائے لیکن کوئی غیر اسلامی عقیدہ اختیار کر لے جو صریح کفریہ ہو اور اس عقیدے کو اسلامی عقیدے پر محمول کرنے کا کوئی ضعیف سے ضعیف پہلو بھی نہ مل سکے اور وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن ہو جائے تو ایسے حالات میں یقیناً اس شخص کو کافر و مرتد قرار دیا جائے گا۔ عام مسلمان اس کے ساتھ کافروں مرتدوں جیسا سلوک کریں گے اور اسلامی حکومت ہو تو اسے قتل کر کے دنیا کو اس کے وجود سے پاک کرے گی۔

ماضی قریب میں جب کہ متحدہ ہندوستان پر انگریزوں کی حکومت تھی تو حکومت کی ضرورت کے لیے اس کے اشارہ چشم و ابرو پر کفر وارتداد کی یہ دوسری راہ ملک کے کتنے ہی اہل علم حضرات نے اختیار کر لی تھی۔ بے خبر مسلمان ان حضرات کو اپنے دینی رہنما' مذہبی پیشوا اور قومی لیڈر سمجھتے رہے اور حق کی علمبرداری کرنے والے علماء کے سمجھانے بجھانے' صورتِ حال بتانے جتانے کے باوجود کتنے ہی لوگ ان کی مولویت و مشیخیت اور لیڈری سے دھوکا کھا کر ان کی پیشوائی کا دم بھرتے ہی رہے' یوں وہ گمراہ گر کفریہ عقائد اختیار کر کے خود

تو جہنم کا ایندھن بنے ہی تھے لیکن ان غیر اسلامی عقائد ونظریات کی تشہیر کر کے اپنے ساتھ اور کتنے ہی مسلمانوں کو لے ڈوبے۔ مدعیان اسلام میں سے جو اس طرح راہ کفر وارتداد اختیار کرتے ہیں وہ مسلمانوں کے لیے کھلے کافروں مرتدوں سے ہزاروں گنا زیادہ مضر اور خطرناک ہیں۔ کھلے کافروں مرتدوں کے بہکانے سے کوئی مسلمان اپنے ایمان کی دولت کو ضائع کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا لیکن ایسے کافروں مرتدوں کی ظاہری مولویت ومشیخت اور جبہ ودستار کو دیکھ کر کتنے ہی مسلمان ان کے پیچھے لگ جاتے ہیں اور یوں بے خبری میں اپنی ایمان جیسی متاع عزیز کو ضائع کر بیٹھتے ہیں۔ لہٰذا مسلمانوں کو ایسے گندم نما جو فروش قسم کے پیشواؤں سے خبردار رہنا چاہیے۔ مدعیان اسلام کے اندر جو اتنے سارے فرقے نظر آرہے ہیں یہ ایسے ہی حضرات کی کارگزاری کا زندہ ثبوت ہیں جو ظاہر میں علم وفضل کی مسندوں پر براجمان تھے لیکن حقیقت میں شیطان ملعون کے نائب بن کر ملتِ اسلامیہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے اسے کمزور کرنے اور حقیقت میں اپنے دشمن دین وایمان ہونے کا ثبوت پیش کر رہے تھے۔

[٧٩٤] اثر- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ قَدِمَ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَجُلٌ مِنْ قِبَلِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ فَسَأَلَهُ عَنِ النَّاسِ، فَأَخْبَرَهُ، ثُمَّ قَالَ لَهُ عُمَرُ هَلْ كَانَ فِيكُمْ مِنْ مُغَرِّبَةِ خَبَرٍ؟ فَقَالَ نَعَمْ، رَجُلٌ كَفَرَ بَعْدَ إِسْلَامِهِ. قَالَ فَمَا فَعَلْتُمْ بِهِ؟ قَالَ قَرَّبْنَاهُ فَضَرَبْنَا عُنُقَهُ. فَقَالَ عُمَرُ أَفَلَا حَبَسْتُمُوهُ ثَلَاثًا، وَأَطْعَمْتُمُوهُ كُلَّ يَوْمٍ رَغِيفًا، وَاسْتَتَبْتُمُوهُ لَعَلَّهُ يَتُوبُ وَيُرَاجِعُ أَمْرَ اللّٰهِ، ثُمَّ قَالَ عُمَرُ اللّٰهُمَّ إِنِّي لَمْ أَحْضُرْ، وَلَمْ آمُرْ، وَلَمْ أَرْضَ إِذْ بَلَغَنِي.

محمد بن عبداللہ بن عبد القاری سے روایت ہے کہ حضرت عمر کی خدمت میں حضرت ابو موسیٰ اشعری کی طرف سے ایک آدمی آیا آپ نے اس سے لوگوں کا حال پوچھا تو اس نے بتا دیا۔ پھر حضرت عمر نے اس سے فرمایا کہ کیا تمہارے پاس کوئی خاص خبر ہے؟ وہ عرض گزار ہوا کہ ہاں۔ ایک مسلمان کافر ہو گیا تھا۔ فرمایا کہ تم نے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ عرض کی: ہم نے پکڑ کر اس کی گردن اڑا دی۔ حضرت عمر نے فرمایا: اسے تین دن قید رکھتے، روزانہ ایک روٹی دیتے اور اس سے توبہ کا مطالبہ کرتے، شاید وہ توبہ کر کے اللہ کے دین کی طرف لوٹ آتا، پھر حضرت عمر گویا ہوئے: اے اللہ! میں موجود نہ تھا، میں نے یہ حکم نہیں دیا۔ مجھ تک یہ بات پہنچی تو میں راضی نہیں ہوا۔

١٩- بَابُ الْقَضَاءِ فِيمَنْ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا

جو اپنی عورت کے ساتھ کسی کو پائے

٦٠٤- حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحِ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ قَالَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَرَأَيْتَ إِنْ وَجَدْتُ مَعَ امْرَأَتِي رَجُلًا أَأُمْهِلُهُ حَتَّى آتِيَ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ نَعَمْ. صحیح مسلم (٣٧٤١)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی کہ اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ کسی کو پاؤں تو کیا اسے مہلت دوں کہ چار گواہ لاؤں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔

[٧٩٥] اثر- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الشَّامِ يُقَالُ لَهُ ابْنُ خَيْبَرِيٍّ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا، فَقَتَلَهُ، أَوْ قَتَلَهُمَا مَعًا، فَأَشْكَلَ عَلَى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ ایک شامی نے جس کو ابن خیبری کہا جاتا تھا، اپنی بیوی کے پاس ایک آدمی کو دیکھ کر اسے قتل کر دیا یا دونوں کو قتل کر دیا۔ حضرت معاویہ کو اس فیصلے میں دقت پیش آئی تو انہوں نے حضرت ابو موسیٰ اشعری کے لیے لکھا کہ یہ

سُفْيَانَ الْقَضَاءَ فِيهِ، فَكَتَبَ إِلَى أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ يَسْأَلُ لَهُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ عَنْ ذٰلِكَ، فَسَأَلَ أَبُو مُوسَى عَنْ ذٰلِكَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ إِنَّ هٰذَا الشَّيْءَ مَا هُوَ بِأَرْضِي عَزَمْتُ عَلَيْكَ لَتُخْبِرَنِّي، فَقَالَ لَهُ أَبُو مُوسَى كَتَبَ إِلَيَّ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ أَنْ أَسْأَلَكَ عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ عَلِيٌّ أَنَا أَبُو حَسَنٍ إِنْ لَمْ يَأْتِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَلْيُعْطَ بِرُمَّتِهِ.

مسئلہ حضرت علی سے پوچھ کر انہیں بتایا جائے۔ حضرت علی نے فرمایا کہ یہ واقعہ میرے ملک میں نہیں ہوا۔ میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ مجھے پوری بات بتائی جائے۔ حضرت ابوموسیٰ نے انہیں واقعہ بتا دیا کہ حضرت معاویہ نے مجھے آپ سے پوچھنے کے لیے لکھا تھا۔ حضرت علی نے فرمایا کہ میں ابوالحسن ہوں' اگر چار گواہ نہ لا سکے تو اپنی گردن پیش کر دینی چاہیے۔

۲۰- بَابُ الْقَضَاءِ فِي الْمَنْبُوذِ

راستے میں پڑے ہوئے بچے کا حکم

[۷۹۶] أثر- قَالَ يَحْيَى قَالَ مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سُنَيْنٍ أَبِي جَمِيلَةَ رَجُلٍ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ، أَنَّهُ وَجَدَ مَنْبُوذًا فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ فَجِئْتُ بِهِ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَقَالَ مَا حَمَلَكَ عَلَى أَخْذِ هٰذِهِ النَّسَمَةِ؟ فَقَالَ وَجَدْتُهَا ضَائِعَةً فَأَخَذْتُهَا، فَقَالَ لَهُ عَرِيفُهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّهُ رَجُلٌ صَالِحٌ. فَقَالَ لَهُ عُمَرُ أَكَذٰلِكَ؟ قَالَ نَعَمْ. فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اذْهَبْ فَهُوَ حُرٌّ، وَلَكَ وَلَاؤُهُ، وَعَلَيْنَا نَفَقَتُهُ.

قَالَ يَحْيَى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي الْمَنْبُوذِ أَنَّهُ حُرٌّ، وَأَنَّ وَلَاءَهُ لِلْمُسْلِمِينَ هُمْ يَرِثُونَهُ وَيَعْقِلُونَ عَنْهُ.

بنی سلیم کے سنین ابوجمیلہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں انہیں راستے میں پڑا ہوا بچہ ملا' وہ فرماتے ہیں کہ میں اسے حضرت عمر کی خدمت میں لے گیا۔ فرمایا کہ اس جان کو اٹھانے پر تمہیں کس چیز نے آمادہ کیا؟ کہا کہ میں نے اس لیے اٹھایا کہ یہ مر جاتا۔ ان کے عریف نے کہا: اے امیر المؤمنین! یہ نیک آدمی ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا: کیا اسی طرح کا ہے؟ کہا: ہاں۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ جاؤ یہ آزاد ہے اور اس کی ولاء تمہارے لیے ہوگی اور اس کا خرچ ہم پر ہے۔

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ راستے میں پڑے ہوئے بچے کے متعلق ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ وہ آزاد ہے' اس کی ولاء مسلمانوں کے لیے ہے' وہی اس کے وارث ہیں اور وہی اس کی دیت ادا کریں گے۔

۲۱- بَابُ الْقَضَاءِ بِإِلْحَاقِ الْوَلَدِ بِأَبِيهِ

بیٹے کو باپ سے ملانا

۶۰۵- قَالَ يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ عُتْبَةُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ عَهِدَ إِلَى أَخِيهِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّ ابْنَ وَلِيدَةِ زَمْعَةَ مِنِّي فَاقْبِضْهُ إِلَيْكَ. قَالَتْ فَلَمَّا كَانَ عَامُ الْفَتْحِ أَخَذَهُ سَعْدٌ، وَقَالَ ابْنُ أَخِي قَدْ كَانَ عَهِدَ إِلَيَّ فِيهِ، فَقَامَ إِلَيْهِ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ أَخِي وَابْنُ وَلِيدَةِ أَبِي وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ، فَتَسَاوَقَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ سَعْدٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ابْنُ أَخِي قَدْ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ عتبہ بن ابی وقاص نے اپنی بھائی حضرت سعد بن ابی وقاص سے عہد لیا کہ زمعہ کی لونڈی کا بیٹا میرا ہے' تم اسے اپنے قبضے میں لے لینا۔ وہ فرماتی ہیں کہ فتح مکہ کے سال حضرت سعد نے اسے لے لیا کہ یہ میرا بھتیجا ہے اور مجھ سے اس کے متعلق عہد لیا گیا ہے۔ عبد بن زمعہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ میرا بھائی ہے' میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے' ان کے بستر پر پیدا ہوا ہے' یہ دونوں جھگڑے کو رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں لے گئے۔ حضرت سعد عرض گزار

كَانَ عَهِدَ إِلَيَّ فِيهِ. وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ أَخِي وَابْنُ وَلِيدَةِ أَبِي وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ ' ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ ' وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ ' ثُمَّ قَالَ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ احْتَجِبِي مِنْهُ ' لِمَا رَأَى مِنْ شَبَهِهِ بِعُتْبَةَ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ. قَالَتْ فَمَا رَآهَا حَتَّى لَقِيَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ.

صحیح البخاری (۲۰۵۳) صحیح مسلم (۳۵۹۸)

ہوئے کہ یا رسول اللہ! یہ میرا بھتیجا ہے اس کے متعلق مجھ سے عہد لیا گیا تھا۔ حضرت عبد بن زمعہ نے کہا کہ میرا بھائی ہے میرے والد کی لونڈی کا بیٹا ہے اور ان کے بستر پر پیدا ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے عبد بن زمعہ! یہ تمہارا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بچہ بستر والے کا اور زانی کے لیے پتھر ہیں۔ پھر حضرت سودہ بنت زمعہ سے فرمایا کہ اس لڑکے سے پردہ کرو کیونکہ اسے عتبہ بن ابی وقاص سے مشابہت ہے۔ حضرت صدیقہ فرماتی ہیں کہ پھر اس لڑکے نے حضرت سودہ کو نہیں دیکھا یہاں تک کہ بارگاہ خداوندی میں چلی گئیں۔

[۷۹۷] أَثَرٌ - وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ ' عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْهَادِي ' عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ ' عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ ' عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ أَنَّ امْرَأَةً هَلَكَ عَنْهَا زَوْجُهَا ' فَاعْتَدَّتْ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ' ثُمَّ تَزَوَّجَتْ حِينَ حَلَّتْ ' فَمَكَثَتْ عِنْدَ زَوْجِهَا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَنِصْفَ شَهْرٍ ' ثُمَّ وَلَدَتْ وَلَدًا تَامًّا ' فَجَاءَ زَوْجُهَا إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ ' فَدَعَا عُمَرُ نِسْوَةً مِنْ نِسَاءِ الْجَاهِلِيَّةِ قُدَمَاءَ فَسَأَلَهُنَّ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ أَنَا أُخْبِرُكَ عَنْ هَذِهِ الْمَرْأَةِ ' هَلَكَ عَنْهَا زَوْجُهَا حِينَ حَمَلَتْ ' فَأُهْرِيقَتْ عَلَيْهِ الدِّمَاءُ فَحَشَّ وَلَدُهَا فِي بَطْنِهَا ' فَلَمَّا أَصَابَهَا زَوْجُهَا الَّذِي نَكَحَهَا وَأَصَابَ الْوَلَدَ الْمَاءُ تَحَرَّكَ الْوَلَدُ فِي بَطْنِهَا وَكَبِرَ ' فَصَدَّقَهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا وَقَالَ عُمَرُ أَمَا إِنَّهُ لَمْ يَبْلُغْنِي عَنْكُمَا إِلَّا خَيْرٌ وَأَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالْأَوَّلِ.

سلیمان بن یسار نے عبد اللہ بن ابو امیہ سے روایت کی ہے کہ ایک عورت کا خاوند فوت ہو گیا تو اس نے چار مہینے دس دن کی عدت پوری کر کے حلال ہونے پر دوسرا نکاح کر لیا۔ اس خاوند کے پاس ساڑھے چار مہینے ہوئے تھے کہ عورت نے پورا بچہ جنا۔ اس کا خاوند حضرت عمر کی خدمت میں آیا اور اس بات کا ذکر کیا۔ حضرت عمر نے زمانۂ جاہلیت کی سمجھ دار اور بڑی بوڑھی عورتیں بلائیں اور ان سے یہ بات پوچھی۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ میں آپ کو اس عورت کے متعلق بتاتی ہوں۔ جب اس کا خاوند فوت ہوا تو یہ حاملہ تھی۔ حیض کا خون گرنے سے پیٹ میں بچہ سوکھ گیا۔ جب دوسرے خاوند سے نکاح کیا اور بچہ کو پانی لگا تو پیٹ میں بچہ حرکت کرنے لگا اور بڑا ہو گیا۔ حضرت عمر نے اس کی تصدیق کی اور مرد و عورت کو جدا کر کے حضرت عمر نے فرمایا: مجھے تم سے بھلائی ہی ملتی ہے اور بچے کا نسب پہلے آدمی سے ملا دیا۔

[۷۹۸] أَثَرٌ - وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ ' عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ ' عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ ' أَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يُلِيطُ أَوْلَادَ الْجَاهِلِيَّةِ بِمَنِ ادَّعَاهُمْ فِي الْإِسْلَامِ ' فَأَتَى رَجُلَانِ كِلَاهُمَا يَدَّعِي وَلَدَ امْرَأَةٍ ' فَدَعَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَائِفًا فَنَظَرَ إِلَيْهِمَا فَقَالَ الْقَائِفُ لَقَدِ اشْتَرَكَا فِيهِ. فَضَرَبَهُ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ بِالدِّرَّةِ ' ثُمَّ دَعَا الْمَرْأَةَ

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جاہلیت کی اولاد کے متعلق عہد اسلام میں جو دعویٰ کرتا اس کے ساتھ ملا دیتے۔ آپ کی خدمت میں دو آدمی آئے جو دونوں ایک بچے کے مدعی تھے۔ حضرت عمر نے قیافہ شناس کو بلایا۔ اس نے دونوں کی طرف دیکھ کر کہا کہ اس میں دونوں شریک ہیں۔ حضرت عمر نے اسے درے سے مارا اور پھر عورت کو بلا کر اس

فَقَالَ اَخْبِرِيْنِيْ خَبَرَكِ ' فَقَالَتْ كَانَ هٰذَا لِاَحَدِ الرَّجُلَيْنِ يَأْتِيْنِيْ وَهِيَ فِيْ اِبِلٍ لِاَهْلِهَا ' فَلَا يُفَارِقُهَا حَتّٰى يَظُنَّ وَتَظُنَّ اَنَّهُ قَدِ اسْتَمَرَّ بِهَا حَبَلٌ ' ثُمَّ انْصَرَفَ عَنْهَا فَاُهْرِيْقَتْ عَلَيْهِ دِمَاءٌ ' ثُمَّ خَلَفَ عَلَيْهَا هٰذَا تَعْنِي الْاٰخَرَ فَلَا اَدْرِيْ مِنْ اَيِّهِمَا هُوَ؟ قَالَ فَكَبَّرَ الْقَائِفُ ' فَقَالَ عُمَرُ لِلْغُلَامِ وَالِ اَيَّهُمَا شِئْتَ.

سے کہا کہ مجھے حقیقت بتاؤ۔ وہ عرض گزار ہوئی کہ ان میں سے ایک آدمی آیا کرتا اور میں اپنے اونٹوں میں ہوتی تھی۔ یہ سائے کی طرح مجھ سے جدا نہ ہوتا تھا یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ مجھے حمل ٹھہر گیا ہے۔ پھر یہ چلا گیا اور مجھے حیض آ تا تھا۔ پھر یہ دوسرا آدمی میرے پاس آنے لگا۔ میں نہیں جانتی کہ یہ بچہ دونوں میں سے کس کا ہے' قائف پھولے نہ سمایا' حضرت عمر نے لڑکے سے کہا کہ جس کے ساتھ چاہو موالات کرلو۔

[۷۹۹] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ ' اَنَّهُ بَلَغَهُ ' اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ' اَوْ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَضٰى اَحَدُهُمَا فِي امْرَاَةٍ غَرَّتْ رَجُلًا بِنَفْسِهَا ' وَذَكَرَتْ اَنَّهَا حُرَّةٌ فَتَزَوَّجَهَا ' فَوَلَدَتْ لَهُ اَوْلَادًا فَقَضٰى اَنْ يُّفْدِيَ وَلَدَهُ بِمِثْلِهِمْ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر یا حضرت عثمان نے اس عورت کے متعلق یہ فیصلہ فرمایا جس نے ایک آدمی کو دھوکا دیتے ہوئے خود کو آزاد بتا کر اس سے نکاح کر لیا تو بچہ پیدا ہوا' پس فیصلہ فرمایا کہ مرد اپنے بچے کا فدیہ دے کر آزاد کروائے۔

قَالَ يَحْيٰى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ وَالْقِيْمَةُ اَعْدَلُ فِيْ هٰذَا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ اس کی قیمت دینا زیادہ مناسب ہے۔

۲۲- بَابُ الْقَضَاءِ فِيْ مِيْرَاثِ الْوَلَدِ الْمُسْتَلْحَقِ

جو لڑکا کسی سے ملایا جائے اس کا وارث ہونا

قَالَ يَحْيٰى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ الْاَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا فِي الرَّجُلِ يَهْلِكُ وَلَهُ بَنُوْنَ فَيَقُوْلُ اَحَدُهُمْ قَدْ اَقَرَّ اَبِيْ اَنَّ فُلَانًا ابْنُهُ اِنَّ ذٰلِكَ النَّسَبَ لَا يَثْبُتُ بِشَهَادَةِ اِنْسَانٍ وَاحِدٍ ' وَلَا يَجُوْزُ اِقْرَارُ الَّذِيْ اَقَرَّ اِلَّا عَلٰى نَفْسِهِ فِيْ حِصَّتِهِ مِنْ مَالِ اَبِيْهِ يُعْطَى الَّذِيْ شَهِدَ لَهُ قَدْرَ مَا يُصِيْبُهُ مِنَ الْمَالِ الَّذِيْ بِيَدِهِ.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفق ہے کہ جو فوت ہو جائے اور اس کے کئی بیٹے ہوں' ان میں سے ایک کہے: ابا جان نے اقرار کیا تھا کہ فلاں میرا بیٹا ہے۔ چنانچہ نسب ایک آدمی کی گواہی سے ثابت نہیں ہوتا۔ وہ اقرار کوئی کام نہیں آئے گا ماسوائے اس کے کہ اقرار کرنے والے کو اس کے باپ کے مال سے جو حصہ ملا ہے شہادت کے باعث وہ اسے حصہ دے گا۔

قَالَ مَالِكٌ وَتَفْسِيْرُ ذٰلِكَ اَنْ يَّهْلِكَ الرَّجُلُ وَيَتْرُكَ ابْنَيْنِ لَهُ وَيَتْرُكَ سِتَّمِائَةِ دِيْنَارٍ ' فَيَاْخُذُ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا ثَلَاثَمِائَةِ دِيْنَارٍ ' ثُمَّ يَشْهَدُ اَحَدُهُمَا اَنَّ اَبَاهُ الْهَالِكَ اَقَرَّ اَنَّ فُلَانًا ابْنُهُ ' فَيَكُوْنُ عَلَى الَّذِيْ شَهِدَ لِلَّذِي اسْتُلْحِقَ مِائَةُ دِيْنَارٍ ' وَذٰلِكَ نِصْفُ مِيْرَاثِ الْمُسْتَلْحَقِ لَوْ لَحِقَ ' وَلَوْ اَقَرَّ لَهُ الْاٰخَرُ اَخَذَ الْمِائَةَ الْاُخْرٰى فَاسْتَكْمَلَ حَقَّهُ ' وَثَبَتَ نَسَبُهُ ' وَهُوَ اَيْضًا

امام مالک نے اس کی تفسیر میں فرمایا کہ ایک آدمی فوت ہو گیا' پیچھے دو بیٹے اور چھ سو دینار چھوڑے۔ ان میں سے ہر ایک کو تین سو دینار مل جائیں گے۔ پھر ان میں سے ایک کہے کہ میرے مرحوم باپ نے اقرار کیا تھا کہ فلاں بھی میرا بیٹا ہے۔ پس گواہی دینے والا اس ملحق کو سو دینار دے۔ یہ اس ملائے گئے کی نصف میراث ہے مگر دوسرا بھی اقرار کر لیتا تو وہ دوسرے ایک سو دینار بھی لیتا' یوں اس کو پورا حق مل جاتا اور اس کا نسب ثابت ہو جاتا۔

بِمَنْزِلَةِ الْمَرْأَةِ تُقِرُّ بِالدَّيْنِ عَلَى أَبِيهَا، أَوْ عَلَى زَوْجِهَا وَيُنْكِرُ ذٰلِكَ الْوَرَثَةُ فَعَلَيْهَا أَنْ تَدْفَعَ إِلَى الَّذِي أَقَرَّتْ لَهُ بِالدَّيْنِ قَدْرَ الَّذِي يُصِيبُهَا مِنْ ذٰلِكَ الدَّيْنِ لَوْ ثَبَتَ عَلَى الْوَرَثَةِ كُلِّهِمْ إِنْ كَانَتِ امْرَأَةً وَرِثَتِ الثُّمُنَ دَفَعَتْ إِلَى الْغَرِيمِ ثُمُنَ دَيْنِهِ، وَإِنْ كَانَتِ ابْنَةً وَرِثَتِ النِّصْفَ دَفَعَتْ إِلَى الْغَرِيمِ نِصْفَ دَيْنِهِ، عَلَى حِسَابِ هٰذَا يَدْفَعُ إِلَيْهِ مَنْ أَقَرَّ لَهُ مِنَ النِّسَاءِ.

اس کی مثال یہ ہے جیسے کوئی عورت اپنے باپ یا بھائی پر قرضے کا اقرار کرے اور دوسرے وارث انکار کریں تو وہ اپنے حصے کے مطابق قرض ادا کرے جتنا تمام وارثوں کے حصوں سے آتا ہے۔ اگر اس عورت کو میراث کا آٹھواں ملا ہے تو قرض کا آٹھواں حصہ ادا کرے گی اور اگر بیٹی کی صورت میں اسے نصف ترکہ ملا ہے تو قرض خواہ کو نصف قرض ادا کرے گی جو عورت بھی اقرار کرے اسے اسی حساب سے دینا ہوگا۔

قَالَ مَالِكٌ وَإِنْ شَهِدَ رَجُلٌ عَلَى مِثْلِ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْمَرْأَةُ أَنَّ لِفُلَانٍ عَلَى أَبِيهِ دَيْنًا أُحْلِفَ صَاحِبُ الدَّيْنِ مَعَ شَهَادَةِ شَاهِدِهِ، وَأُعْطِيَ الْغَرِيمُ حَقَّهُ كُلَّهُ، وَلَيْسَ هٰذَا بِمَنْزِلَةِ الْمَرْأَةِ لِأَنَّ الرَّجُلَ تَجُوزُ شَهَادَتُهُ وَيَكُونُ عَلَى صَاحِبِ الدَّيْنِ مَعَ شَهَادَةِ شَاهِدِهِ أَنْ يَحْلِفَ وَيَأْخُذَ حَقَّهُ كُلَّهُ، فَإِنْ لَمْ يَحْلِفْ أَخَذَ مِنْ مِيرَاثِ الَّذِي أَقَرَّ لَهُ قَدْرَ مَا يُصِيبُهُ مِنْ ذٰلِكَ الدَّيْنِ لِأَنَّهُ أَقَرَّ بِحَقِّهِ وَأَنْكَرَ الْوَرَثَةُ وَجَازَ عَلَيْهِ إِقْرَارُهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر اس عورت کی طرح ایک مرد بھی گواہی دے کہ فلاں کا میرے باپ پر قرض ہے تو اس گواہ کے ساتھ قرض خواہ سے قسم لی جائے گی اور قرض خواہ کو اس کا پورا حق دیا جائے گا اور یہاں یہ معاملہ عورت والے کی طرح نہیں ہے کیونکہ آدمی کی شہادت جائز ہے اور قرض خواہ پر ضروری ہے کہ وہ گواہ کی گواہی کے ساتھ قسم کھائے اور اپنا پورا حق لے۔ اگر قسم نہ کھائے تو اقرار کرنے والے کی میراث سے جو اس کے حصے میں آتا ہے وہ قرض وصول کرے کیونکہ اس نے اپنے حق کا اقرار کیا ہے اور دوسرے وارثوں نے انکار کیا ہے اور اس کے اقرار نے اسے جائز کیا ہے۔

٢٣ - بَابُ الْقَضَاءِ فِي أُمَّهَاتِ الْأَوْلَادِ

لونڈیوں کی اولاد کا بیان

[٨٠٠] أَثَرٌ - قَالَ يَحْيَى قَالَ مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَا بَالُ رِجَالٍ يَطَؤُوْنَ وَلَائِدَهُمْ، ثُمَّ يَعْزِلُوْهُنَّ؟ لَا تَأْتِينِي وَلِيدَةٌ يَعْتَرِفُ سَيِّدُهَا أَنْ قَدْ أَلَمَّ بِهَا إِلَّا أَلْحَقْتُ بِهِ وَلَدَهَا، فَاعْزِلُوا بَعْدَ ذٰلِكَ، أَوِ اتْرُكُوا.

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ لونڈیوں سے صحبت کرتے ہیں اور پھر عزل بھی کرتے ہیں۔ میرے پاس آئندہ جو لونڈی آئی اور اس کے آقا نے اس کے ساتھ صحبت کرنے کا اقرار کیا تو میں اس اولاد کو ایسے مرد سے ملا دوں گا۔ اب اس کے ساتھ عزل کرنا یا چھوڑ دینا۔

[٨٠١] أَثَرٌ - وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ، أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَا بَالُ رِجَالٍ يَطَؤُوْنَ وَلَائِدَهُمْ، ثُمَّ يَدَعُوْهُنَّ يَخْرُجْنَ؟ لَا تَأْتِينِي وَلِيدَةٌ يَعْتَرِفُ سَيِّدُهَا أَنْ قَدْ أَلَمَّ بِهَا إِلَّا قَدْ أَلْحَقْتُ بِهِ وَلَدَهَا، فَأَرْسِلُوْهُنَّ بَعْدُ، أَوْ أَمْسِكُوْهُنَّ.

صفیہ بنت ابو عبید سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ لونڈیوں سے صحبت کرتے ہیں اور پھر انہیں چھوڑ دیتے ہیں کہ نکل جائیں۔ آئندہ میرے پاس کوئی لونڈی آئی اور آقا نے اس کے ساتھ صحبت کرنے کا اقرار کیا تو میں اس عورت کے بچے کو اس مرد کے ساتھ ملا دوں گا اس کے بعد ایسی عورتوں کو بھیج دینا یا روک رکھنا۔

قَالَ يَحْيٰى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِيْ أُمِّ الْوَلَدِ إِذَا جَنَتْ جِنَايَةً ضَمِنَ سَيِّدُهَا مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ قِيْمَتِهَا ' وَلَيْسَ لَهُ أَنْ يُسَلِّمَهَا ' وَلَيْسَ عَلَيْهِ أَنْ يَحْمِلَ مِنْ جِنَايَتِهَا أَكْثَرَ مِنْ قِيْمَتِهَا.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ ام الولد کے بارے میں ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ جب وہ جنایت کرے تو آقا اس کی قیمت سے تاوان ادا کرے گا اور وہ لونڈی نہیں دے گا اور جنایت میں اس کی قیمت سے زیادہ رقم بھی نہیں دے گا۔

٢٤ - بَابُ الْقَضَاءِ فِيْ عِمَارَةِ الْمَوَاتِ

بنجر زمین کو آباد کرنے کا حکم

٦٠٦ - حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى ' عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ' عَنْ أَبِيْهِ ' أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ أَحْيَا أَرْضًا مَيْتَةً فَهِيَ لَهُ ' وَلَيْسَ لِعِرْقٍ ظَالِمٍ حَقٌّ.

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے بنجر زمین کو قابل کاشت بنایا تو وہ اسی کی ہے اور کسی زبردستی قبضہ کرنے والے کا اس پر کوئی حق نہیں۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْعِرْقُ الظَّالِمُ كُلُّ مَا احْتُفِرَ ' أَوْ أُخِذَ ' أَوْ غُرِسَ بِغَيْرِ حَقٍّ.

امام مالک نے فرمایا کہ "العرق الظالم" سے مراد ہے جو بغیر حق کے گھڑا کھودے قبضہ کرے یا درخت لگائے۔

[٨٠٢] أَثَرٌ - وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ' عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ' عَنْ أَبِيْهِ ' أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَنْ أَحْيَا أَرْضًا مَيْتَةً فَهِيَ لَهُ.

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو بنجر زمین کو قابل کاشت بنائے تو وہ اسی کی ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَعَلٰى ذٰلِكَ الْأَمْرُ عِنْدَنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

٢٥ - بَابُ الْقَضَاءِ فِي الْمِيَاهِ

پانی دینے کا بیان

٦٠٧ - وَحَدَّثَنِيْ يَحْيٰى ' عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ ' أَنَّهُ بَلَغَهُ ' أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِيْ سَيْلِ مَهْزُوْرٍ وَمُذَيْنِبٍ يُمْسَكُ حَتَّى الْكَعْبَيْنِ ' ثُمَّ يُرْسِلُ الْأَعْلٰى عَلَى الْأَسْفَلِ. سنن ابوداود(٣٦٣٨) سنن ابن ماجہ(٢٤٨١)

عبداللہ بن ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مہزور اور مذینب نالوں کے بارے میں فرمایا کہ ٹخنوں تک ان کا پانی بھر لیا جائے' پھر اونچی جگہ والا نیچی جگہ والے کی طرف پانی چھوڑ دے۔

٦٠٨ - وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ ' عَنْ أَبِي الزِّنَادِ ' عَنِ الْأَعْرَجِ ' عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَاءِ لِيُمْنَعَ بِهِ الْكَلَأُ.

صحیح البخاری(٢٣٥٣) صحیح مسلم(٣٩٨٢)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زائد پانی نہ روکا جائے کہ لوگ گھاس سے رک جائیں۔

٦٠٩ - وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ ' عَنْ أَبِي الرِّجَالِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ' عَنْ أُمِّهِ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ' أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يُمْنَعُ نَقْعُ بِئْرٍ.

عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کنوئیں کے بچے ہوئے پانی سے نہ روکا جائے۔

٢٦ - بَابُ الْقَضَاءِ فِي الْمَرْفِقِ

مروّت کا بیان

٦١٠ - حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا ضَرَرَ وَلَا

یحییٰ بن عمارہ مازنی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہ کسی کو نقصان پہنچاؤ اور نہ اپنا نقصان کرو۔

ضِرَارَ. سنن ابن ماجه (٢٣٤٠)

٦١١- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنِ الْأَعْرَجِ ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَمْنَعْ أَحَدُكُمْ جَارَهُ خَشَبَةً يَغْرِزُهَا فِيْ جِدَارِهِ ، ثُمَّ يَقُوْلُ أَبُوْ هُرَيْرَةَ مَالِيْ أَرَاكُمْ عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ، وَاللّٰهِ لَأَرْمِيَنَّ بِهَا بَيْنَ أَكْتَافِكُمْ.

صحیح البخاری (٢٤٦٣) صحیح مسلم (٤١٠٦)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی کسی کو اپنی دیوار میں کھونٹی گاڑنے سے منع نہ کرے۔ پھر حضرت ابو ہریرہ کہا کرتے کہ آپ اسے توجہ سے نہیں سنتے۔ خدا کی قسم! میں آپ کو بار بار سناؤں گا۔

[٨٠٣] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ ، عَنْ أَبِيْهِ ، أَنَّ الضَّحَّاكَ ابْنَ خَلِيْفَةَ سَاقَ خَلِيْجًا لَهُ مِنَ الْعُرَيْضِ ، فَأَرَادَ أَنْ يَمُرَّ بِهِ فِيْ أَرْضِ مُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ ، فَأَبَى مُحَمَّدٌ ، فَقَالَ لَهُ الضَّحَّاكُ لِمَ تَمْنَعُنِيْ وَهُوَ لَكَ مَنْفَعَةٌ تَشْرَبُ بِهِ أَوَّلًا وَآخِرًا وَلَا يَضُرُّكَ؟ فَأَبَى مُحَمَّدٌ فَكَلَّمَ فِيْهِ الضَّحَّاكُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ، فَدَعَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مُحَمَّدَ بْنَ مَسْلَمَةَ فَأَمَرَهُ أَنْ يُخَلِّيَ سَبِيْلَهُ. فَقَالَ مُحَمَّدٌ لَا فَقَالَ عُمَرُ لِمَ تَمْنَعُ أَخَاكَ مَا يَنْفَعُهُ وَهُوَ لَكَ نَافِعٌ تَسْقِيْ بِهِ أَوَّلًا وَآخِرًا ، وَهُوَ لَا يَضُرُّكَ؟ فَقَالَ مُحَمَّدٌ لَا وَاللّٰهِ فَقَالَ عُمَرُ وَاللّٰهِ لَيَمُرَّنَّ بِهِ وَلَوْ عَلَى بَطْنِكَ ، فَأَمَرَهُ عُمَرُ أَنْ يَمُرَّ بِهِ. فَفَعَلَ الضَّحَّاكُ.

یحییٰ بن عمارہ سے روایت ہے کہ ضحاک بن خلیفہ نے عریض میں ایک نہر نکالی اور چاہا کہ وہ محمد بن مسلمہ کی زمین سے گزرے۔ محمد نے انکار کیا۔ ضحاک نے ان سے کہا کہ آپ کیوں منع کرتے ہیں۔ حالانکہ اس میں آپ کا فائدہ ہے کہ شروع اور آخر میں آپ کو پانی ملے گا اور نقصان کچھ نہیں۔ محمد نے پھر بھی انکار کیا۔ ضحاک نے حضرت عمر سے بات کی تو حضرت عمر نے محمد بن مسلمہ کو بلا کر فرمایا کہ انہیں نہ روکو۔ محمد نے کہا کہ یہ نہیں ہوگا۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ ایک مفید کام سے اپنے بھائی کو کیوں روکتے ہو جب کہ وہ تمہارے لیے مفید ہے اور اول و آخر میں اپنی زمین کو سیراب کیا کرو گے اور تمہارا کوئی نقصان نہیں ہوگا؟ محمد نے کہا کہ خدا کی قسم! ایسا نہیں ہوگا۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ خدا کی قسم! وہ ضرور گزرے گی خواہ تمہارے پیٹ کے اوپر سے ہو۔ پس حضرت عمر نے اس کے گزرنے کا حکم دیا تو ضحاک نے ایسا ہی کیا۔

[٨٠٤] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ ، عَنْ أَبِيْهِ ، أَنَّهُ قَالَ كَانَ فِيْ حَائِطِ جَدِّهِ رَبِيْعٌ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ ، فَأَرَادَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ أَنْ يُحَوِّلَهُ إِلٰى نَاحِيَةٍ مِنَ الْحَائِطِ هِيَ أَقْرَبُ إِلٰى أَرْضِهِ ، فَمَنَعَهُ صَاحِبُ الْحَائِطِ ، فَكَلَّمَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فِيْ ذٰلِكَ فَقَضٰى لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ بِتَحْوِيْلِهِ.

یحییٰ بن عمارہ سے روایت ہے کہ میرے جد امجد کے باغ سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی ایک نہر گزرتی تھی۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے رخ تبدیل کر کے باغ کے قریب سے لے جانا چاہا جو ان کی زمین سے قریبی راستہ تھا۔ باغ والے نے منع کیا تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے حضرت عمر سے بات کی تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے لیے تبدیل کرنے کا فیصلہ ہوگیا۔

٢٧- بَابُ الْقَضَاءِ فِيْ قَسْمِ الْأَمْوَالِ

مال تقسیم کرنے کا بیان

٦١٢- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى ، عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ

ثور بن زید دیلی کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے

الدِّيْلِيِّ، أَنَّهُ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ أَيُّمَا دَارٍ، أَوْ أَرْضٍ قُسِمَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَهِيَ عَلَى قَسْمِ الْجَاهِلِيَّةِ، وَأَيُّمَا دَارٍ أَوْ أَرْضٍ، أَدْرَكَهَا الْإِسْلَامُ، وَلَمْ تُقْسَمْ فَهِيَ عَلَى قَسْمِ الْإِسْلَامِ.

فرمایا: جو گھر یا زمین دور جاہلیت میں تقسیم ہوئی وہ جاہلیت کی تقسیم پر ہی رہے گی اور جو گھر یا زمین دور اسلام میں حاصل ہوئی اور اسے تقسیم نہیں کیا گیا تو اس کی تقسیم اسلامی طریقے پر ہوگی۔

[۸۰۵] اثر- قَالَ يَحْيٰى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ فِيْمَنْ هَلَكَ، وَتَرَكَ أَمْوَالًا بِالْعَالِيَةِ، وَالسَّافِلَةِ إِنَّ الْبَعْلَ لَا يُقْسَمُ مَعَ النَّضْحِ إِلَّا أَنْ يَرْضَى أَهْلُهُ بِذٰلِكَ، وَإِنَّ الْبَعْلَ يُقْسَمُ مَعَ الْعَيْنِ إِذَا كَانَ يُشْبِهُهَا، وَإِنَّ الْأَمْوَالَ إِذَا كَانَتْ بِأَرْضٍ وَاحِدَةٍ الَّذِي بَيْنَهُمَا مُتَقَارِبٌ أَنَّهُ يُقَامُ كُلُّ مَالٍ مِنْهَا، ثُمَّ يُقْسَمُ بَيْنَهُمْ، وَالْمَسَاكِنُ وَالدُّوْرُ بِهٰذِهِ الْمَنْزِلَةِ.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو فوت ہو جائے اور بارانی و چاہی زمینیں چھوڑے تو بارانی چاہی کے ساتھ نہیں ملائی جائے گی مگر جب کہ ورثاء اس پر رضامند ہوں۔ بارانی کو چشمے والی کے ساتھ تقسیم کر دیں گے جب کہ وہ ایک جیسی ہوں۔ ایک ہی زمین کے قطعات کی قدر و قیمت اگر مختلف ہو تو ہر ایک کی قیمت لگا کر پھر انہیں تقسیم کیا جائے گا۔ اسی طرح رہنے کے گھروں اور مکانوں کا معاملہ ہے۔

۲۸- بَابُ الْقَضَاءِ فِي الضَّوَارِي وَالْحَرِيْسَةِ

ضواری اور حریسہ کا بیان

۶۱۳- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حَرَامِ بْنِ سَعْدِ ابْنِ مُحَيِّصَةَ، أَنَّ نَاقَةً لِلْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ دَخَلَتْ حَائِطَ رَجُلٍ، فَأَفْسَدَتْ فِيْهِ، فَقَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ عَلَى أَهْلِ الْحَوَائِطِ حِفْظَهَا بِالنَّهَارِ، وَأَنَّ مَا أَفْسَدَتِ الْمَوَاشِيْ بِاللَّيْلِ ضَامِنٌ عَلَى أَهْلِهَا. سنن ابوداؤد (۳۵۷۰)

حرام بن سعد بن محیصہ سے روایت ہے کہ حضرت براء بن عازب کی اونٹنی کسی کے باغ میں داخل ہوئی اور نقصان کیا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ دن میں حفاظت کرنا باغ والوں کی ذمہ داری ہے اور جو جانور رات کے وقت نقصان کرے تو اس کا مالک تاوان دے۔

[۸۰۶] اثر- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَاطِبٍ، أَنَّ رَقِيْقًا لِحَاطِبٍ سَرَقُوْا نَاقَةً لِرَجُلٍ مِنْ مُزَيْنَةَ فَانْتَحَرُوْهَا، فَرُفِعَ ذٰلِكَ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَأَمَرَ عُمَرُ كَثِيْرَ بْنَ الصَّلْتِ أَنْ يَقْطَعَ أَيْدِيَهُمْ، ثُمَّ قَالَ عُمَرُ أَرَاكَ تُجِيْعُهُمْ؟ ثُمَّ قَالَ عُمَرُ وَاللّٰهِ لَأُغَرِّمَنَّكَ غُرْمًا يَشُقُّ عَلَيْكَ، ثُمَّ قَالَ لِلْمُزَنِيِّ كَمْ ثَمَنُ نَاقَتِكَ؟ فَقَالَ الْمُزَنِيُّ قَدْ كُنْتُ وَاللّٰهِ أَمْنَعُهَا مِنْ أَرْبَعِمِائَةِ دِرْهَمٍ، فَقَالَ عُمَرُ أَعْطِهِ ثَمَانِمِائَةِ دِرْهَمٍ.

یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب سے روایت ہے کہ حاطب کے غلاموں نے مزینہ کے ایک آدمی کی اونٹنی چرا کر ذبح کر لی۔ یہ مقدمہ حضرت عمر کی خدمت میں پیش ہوا۔ حضرت عمر نے کثیر بن صلت کو حکم دیا کہ ان کے ہاتھ کاٹ دیئے جائیں پھر حضرت عمر نے فرمایا کہ میرے خیال میں تم انہیں بھوکے رکھتے ہو۔ پھر حضرت عمر نے فرمایا کہ خدا کی قسم! میں تمہارے اوپر اتنا تاوان ڈالوں گا کہ تم گرانی محسوس کرو گے پھر مزنی سے فرمایا کہ تمہاری اونٹنی کی قیمت کیا ہوگی؟ مزنی نے کہا: خدا کی قسم! میں نے وہ چار سو درہم میں نہیں دی تھی۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ اسے آٹھ سو درہم دو۔

قَالَ يَحْيٰى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ وَلَيْسَ عَلَى

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہمارے نزدیک

هٰذَا الْعَمَلُ عِنْدَنَا فِي تَضْعِيفِ الْقِيمَةِ، وَلٰكِنْ مَضَى أَمْرُ النَّاسِ عِنْدَنَا عَلَى أَنَّهُ إِنَّمَا يَغْرَمُ الرَّجُلُ قِيمَةَ الْبَعِيرِ أَوِ الدَّابَّةِ يَوْمَ يَأْخُذُهَا.

۲۹- بَابُ الْقَضَاءِ فِيمَنْ أَصَابَ شَيْئًا مِنَ الْبَهَائِمِ

قَالَ يَحْيَى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ: اَلْأَمْرُ عِنْدَنَا فِيمَنْ أَصَابَ شَيْئًا مِنَ الْبَهَائِمِ، إِنَّ عَلَى الَّذِي أَصَابَهَا قَدْرَ مَا نَقَصَ مِنْ ثَمَنِهَا.

قَالَ يَحْيَى وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ فِي الْجَمَلِ يَصُولُ عَلَى الرَّجُلِ فَيَخَافُهُ عَلَى نَفْسِهِ فَيَقْتُلُهُ، أَوْ يَعْقِرُهُ. فَإِنَّهُ إِنْ كَانَتْ لَهُ بَيِّنَةٌ عَلَى أَنَّهُ أَرَادَهُ وَصَالَ عَلَيْهِ فَلَا غُرْمَ عَلَيْهِ، وَإِنْ لَمْ تَقُمْ لَهُ بَيِّنَةٌ إِلَّا مَقَالَتُهُ، فَهُوَ ضَامِنٌ لِلْجَمَلِ.

۳۰- بَابُ الْقَضَاءِ فِيمَا يُعْطَى الْعُمَّالَ

قَالَ يَحْيَى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ فِيمَنْ دَفَعَ إِلَى الْغَسَّالِ ثَوْبًا يَصْبُغُهُ، فَصَبَغَهُ فَقَالَ صَاحِبُ الثَّوْبِ لَمْ آمُرْكَ بِهٰذَا الصِّبْغِ، وَقَالَ الْغَسَّالُ بَلْ أَنْتَ أَمَرْتَنِي بِذٰلِكَ، فَإِنَّ الْغَسَّالَ مُصَدَّقٌ فِي ذٰلِكَ وَالْخَيَّاطُ مِثْلُ ذٰلِكَ وَالصَّائِغُ مِثْلُ ذٰلِكَ، وَيَحْلِفُونَ عَلَى ذٰلِكَ إِلَّا أَنْ يَأْتُوا بِأَمْرٍ لَا يُسْتَعْمَلُونَ فِي مِثْلِهِ، فَلَا يَجُوزُ قَوْلُهُمْ فِي ذٰلِكَ، وَلْيَحْلِفْ صَاحِبُ الثَّوْبِ، فَإِنْ رَدَّهَا وَأَبَى أَنْ يَحْلِفَ حَلَفَ الصَّبَّاغُ. قَالَ وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ فِي الصَّبَّاغِ يُدْفَعُ إِلَيْهِ الثَّوْبُ، فَيُخْطِئُ بِهِ، فَيَدْفَعُهُ إِلَى رَجُلٍ آخَرَ حَتَّى يَلْبَسَهُ الَّذِي أَعْطَاهُ إِيَّاهُ إِنَّهُ لَا غُرْمَ عَلَى الَّذِي لَبِسَهُ، وَيَغْرَمُ الْغَسَّالُ لِصَاحِبِ الثَّوْبِ، وَذٰلِكَ إِذَا لَبِسَ الثَّوْبَ الَّذِي دُفِعَ إِلَيْهِ عَلَى غَيْرِ مَعْرِفَةٍ بِأَنَّهُ لَيْسَ لَهُ، فَإِنْ لَبِسَهُ وَهُوَ يَعْرِفُ أَنَّهُ لَيْسَ ثَوْبَهُ فَهُوَ ضَامِنٌ لَهُ.

۳۱- بَابُ الْقَضَاءِ فِي الْحَمَالَةِ

اس پر عمل نہیں ہے کہ دوگنی قیمت لی جائے بلکہ ہمارے نزدیک اسلاف کا عمل یہ ہے کہ اونٹ یا دوسرے جانور کی اس روز کی قیمت بطور تاوان لی جائے جس روز اسے پکڑا تھا۔

جو کسی کے جانور کو نقصان پہنچائے

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے کسی کے جانور کو نقصان پہنچایا تو نقصان پہنچانے سے قیمت جتنی کم ہوگی اتنا تاوان دے۔

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ اونٹ اگر کسی آدمی پر حملہ کر دے اور وہ اپنی جان کے خوف سے اسے مار دے یا زخمی کر دے۔ اگر اس کے پاس حملہ کرنے کے دو گواہ ہوں تب تو اس پر تاوان نہیں پڑے گا اور اگر اپنی بات پر گواہ پیش نہ کر سکے تو اسے اونٹ کا تاوان دینا ہوگا۔

کاریگروں کو جو چیزیں دی جاتی ہیں

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے رنگریز کو رنگنے کے لیے کپڑا دیا۔ کپڑے والا کہے کہ میں نے تم سے اس رنگ کے لیے نہیں کہا تھا۔ رنگریز کہے کہ تم نے مجھے اسی رنگ کے لیے کہا تھا۔ رنگریز کو اس میں سچا سمجھا جائے گا اسی طرح درزی اور سنار کا معاملہ ہے وہ اس بات پر قسم کھائیں گے مگر جب کہ ایسی بات کہیں جو دستور کے خلاف ہو تو پھر ان کی بات قابل قبول نہ ہوگی بلکہ کپڑے والے سے قسم لی جائے گی۔ اگر وہ رد کرے اور قسم کھانے سے انکار کرے تو کاریگر سے قسم لی جائے گی۔ امام مالک کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا کہ رنگریز کو ایک کپڑا دیا' اس نے غلطی سے وہ کپڑا دوسرے آدمی کو دے دیا۔ جسے دیا تھا اس نے وہ کپڑا پہن لیا۔ پہننے والے پر کوئی تاوان نہیں۔ دھونے والا کپڑے والے کو تاوان دے۔ یہ اس وقت ہے جب کہ جس نے کپڑا پہنا اور جس کو دیا گیا اس کو یہ علم نہ ہوا ہو کہ کپڑا اس کا نہیں ہے۔ اگر اس نے یہ جانتے ہوئے پہنا کہ کپڑا اس کا نہیں ہے تو تاوان اسی پر ہوگا۔

حوالے اور کفالت

وَالْحَوْلِ

کا بیان

قَالَ يَحْيَى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي الرَّجُلِ يُحِيلُ الرَّجُلَ عَلَى الرَّجُلِ بِدَيْنٍ لَهُ عَلَيْهِ أَنَّهُ إِنْ أَفْلَسَ الَّذِي أُحِيلَ عَلَيْهِ، أَوْ مَاتَ فَلَمْ يَدَعْ وَفَاءً، فَلَيْسَ لِلْمُحْتَالِ عَلَى الَّذِي أَحَالَهُ شَيْءٌ، وَأَنَّهُ لَا يَرْجِعُ عَلَى صَاحِبِهِ الْأَوَّلِ.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہمارے نزدیک حکم یہ ہے کہ اگر ایک آدمی نے دوسرے پر اپنے قرض کا حوالہ کیا۔ اگر وہ آدمی جس پر قرض کا حوالہ کیا گیا' مفلس ہو گیا یا مر گیا اور پیچھے کوئی مال نہ چھوڑا تو قرض خواہ کا اس پر کچھ بھی نہیں رہا اور وہ پہلے مقروض کی طرف رجوع نہیں کرے گا۔

قَالَ مَالِكٌ وَهَذَا الْأَمْرُ الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ عِنْدَنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ اس میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فَأَمَّا الرَّجُلُ يَتَحَمَّلُ لَهُ الرَّجُلُ بِدَيْنٍ لَهُ عَلَى رَجُلٍ آخَرَ، ثُمَّ يَهْلِكُ الْمُتَحَمِّلُ، أَوْ يُفْلِسُ، فَإِنَّ الَّذِي تُحُمِّلَ لَهُ يَرْجِعُ عَلَى غَرِيمِهِ الْأَوَّلِ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے دوسرے کے قرض کا ذمہ لیا۔ پھر ذمہ لینے والا مر گیا یا مفلس ہو گیا تو قرض خواہ اپنے پہلے قرض دار کی طرف رجوع کرے۔

۳۲ - بَابُ الْقَضَاءِ فِيمَنِ ابْتَاعَ ثَوْبًا وَبِهِ عَيْبٌ

جس نے کپڑا خریدا اور اس میں عیب نکل آیا

قَالَ يَحْيَى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ إِذَا ابْتَاعَ الرَّجُلُ ثَوْبًا وَبِهِ عَيْبٌ مِنْ حَرْقٍ، أَوْ غَيْرِهِ قَدْ عَلِمَهُ الْبَائِعُ فَشُهِدَ عَلَيْهِ بِذَلِكَ، أَوْ أَقَرَّ بِهِ فَأَحْدَثَ فِيهِ الَّذِي ابْتَاعَهُ حَدَثًا مِنْ تَقْطِيعٍ يَنْقُصُ ثَمَنَ الثَّوْبِ، ثُمَّ عَلِمَ الْمُبْتَاعُ بِالْعَيْبِ، فَهُوَ رَدٌّ عَلَى الْبَائِعِ، وَلَيْسَ عَلَى الَّذِي ابْتَاعَهُ غُرْمٌ فِي تَقْطِيعِهِ إِيَّاهُ.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب کوئی آدمی دوسرے سے کپڑا خریدے اور اس میں کوئی جلے وغیرہ کا عیب نکل آیا جو بائع کے علم میں ہو۔ پس وہ اس بات کی گواہی دے یا اقرار کرے پھر مشتری اس میں تحریف کر لے یا کاٹ دے جس سے اس کی قیمت گھٹ جائے اور مشتری کو اس کے بعد عیب کا پتہ لگے تو وہ بائع کو واپس دے سکتا ہے اور خریدار پر کاٹنے وغیرہ کا تاوان نہیں ہے۔

قَالَ وَإِنِ ابْتَاعَ رَجُلٌ ثَوْبًا وَبِهِ عَيْبٌ مِنْ حَرْقٍ، أَوْ عَوَارٍ فَزَعَمَ الَّذِي بَاعَهُ أَنَّهُ لَمْ يَعْلَمْ بِذَلِكَ، وَقَدْ قَطَعَ الثَّوْبَ الَّذِي ابْتَاعَهُ، أَوْ صَبَغَهُ فَالْمُبْتَاعُ بِالْخِيَارِ إِنْ شَاءَ أَنْ يُوضَعَ عَنْهُ قَدْرُ مَا نَقَصَ الْحَرْقُ، أَوِ الْعَوَارُ مِنْ ثَمَنِ الثَّوْبِ، وَيُمْسِكُ الثَّوْبَ فَعَلَ، وَإِنْ شَاءَ أَنْ يَغْرَمَ مَا نَقَصَ التَّقْطِيعُ، أَوِ الصَّبْغُ مِنْ ثَمَنِ الثَّوْبِ وَيَرُدُّهُ فَعَلَ، وَهُوَ فِي ذَلِكَ بِالْخِيَارِ، فَإِنْ كَانَ الْمُبْتَاعُ قَدْ صَبَغَ الثَّوْبَ صِبْغًا يَزِيدُ فِي ثَمَنِهِ فَالْمُبْتَاعُ بِالْخِيَارِ إِنْ شَاءَ أَنْ يُوضَعَ عَنْهُ قَدْرُ مَا نَقَصَ الْعَيْبُ مِنْ ثَمَنِ الثَّوْبِ، وَإِنْ شَاءَ أَنْ يَكُونَ شَرِيكًا لِلَّذِي بَاعَهُ

فرمایا کہ اگر آدمی نے کپڑا خریدا جس میں جلنے یا ادھڑنے کا عیب ہے۔ بائع کہے کہ مجھے اس بات کا علم نہیں تھا اور اس کپڑے کو کاٹ لیا یا رنگ دیا۔ مشتری کو پھر بھی اختیار ہے کہ چاہے تو کپڑا رکھ لے اور جلنے یا ادھڑنے سے جتنی قیمت کم ہوئی وہ وصول کر لے اور کپڑا اپنے پاس رکھے۔ یا چاہے تو کاٹنے اور رنگنے سے قیمت میں جو کمی آئی ہے وہ ادا کر کے کپڑا واپس کر دے یہ اسے اختیار ہے اگر خریدار کے کپڑا رنگنے سے قیمت میں اضافہ ہوا ہے پھر بھی خریدار کو اختیار ہے کہ چاہے تو عیب سے جتنی قیمت گھٹی ہے وہ وصول کرے اور چاہے کپڑے میں بائع کے ساتھ شریک ہو جائے۔ یعنی یہ دیکھیں گے کہ اس جلے ہوئے یا

الثَّوْبَ فَعَلَ وَيَنْظُرُ كَمْ ثَمَنُ الثَّوْبِ وَفِيهِ الْخَرْقُ أَوِ الْعَوَارُ، فَإِنْ كَانَ ثَمَنُهُ عَشَرَةَ دَرَاهِمَ، وَثَمَنُ مَا زَادَ فِيهِ الصِّبْغُ خَمْسَةُ دَرَاهِمَ كَانَا شَرِيكَيْنِ فِي الثَّوْبِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِقَدْرِ حِصَّتِهِ فَعَلَى حِسَابِ هٰذَا يَكُونُ مَا زَادَ الصِّبْغُ فِي ثَمَنِ الثَّوْبِ.

ادھڑے ہوئے کپڑے کی قیمت کیا ہے۔ اگر اس کپڑے کی قیمت دس درہم ہو اور رنگنے سے اس کی قیمت میں پانچ درہم کا اضافہ ہو گیا ہو تو دونوں اس کپڑے میں شریک ہوں گے اور ہر ایک کو اس کے حصے کے مطابق ملے گا۔ پس حساب اس کے مطابق ہوگا جتنی کہ کپڑے کی قیمت بڑھی۔

۳۳- بَابُ مَا لَا يَجُوزُ مِنَ النُّحْلِ

جو ہبہ جائز نہیں

٦١٤- حَدَّثَنَا يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ أَبَاهُ بَشِيرًا أَتٰى بِهِ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ إِنِّي نَحَلْتُ ابْنِي هٰذَا غُلَامًا كَانَ لِي. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَهُ مِثْلَ هٰذَا؟ فَقَالَ لَا. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَارْتَجِعْهُ.

حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف اور محمد بن نعمان بن بشیر دونوں سے روایت ہے کہ حضرت نعمان بن بشیر نے فرمایا کہ ان کے والد ماجد بشیر انہیں لے کر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ میں نے اپنے اس بیٹے کو اپنا ایک غلام ہبہ کر دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم نے اپنے ہر بیٹے کو یہی کچھ دیا ہے؟ عرض گزار ہوئے کہ نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسے واپس لے لو۔ ف

صحیح البخاری (۲۵۸٦) صحیح مسلم (٤١٥٣)

ف: اس حدیث کے پیش نظر امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کا مذہب ہے کہ اولاد کے درمیان عدل و مساوات قائم رکھنا واجب ہے۔ جب کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس حکم کو استحباب پر محمول کرتے ہیں اور انہوں نے بتایا ہے کہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کا ان کے والد ماجد کو اولاد میں عدل و مساوات کا حکم دینا اور ہبہ کیا ہوا غلام واپس کروانا وجوب کے طور پر نہیں بلکہ بوجہ استحباب تھا۔ امام المسلمین ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایسے ہی کچھ فیصلوں کی آڑ لے کر بعض مبتدعین نے آپ کے خلاف طوفان کھڑا کیا ہوا ہے۔ انہوں نے اپنی گمراہ گری اور بے راہ روی پر پردہ ڈالنے کے لیے حضرت امام اعظم پر اعتراضات کرنا اپنا محبوب ترین مشغلہ بنایا ہوا ہے۔ امام ابوحنیفہ نے سرکردہ اہل علم اور یگانۂ روزگار علمی ہستیوں کا ایک بورڈ بنا کر قرآن و حدیث کی تعلیمات اور اسلامی احکام کو ان کی صحیح ترین صورت میں منضبط کر کے گمراہ گروں کے سامنے جو سدِ سکندری تعمیر کر دی تھی یہ حضرات اسی دیوار کو گرانے اور اپنی اسلام دشمنی و بے راہ روی کا منہ بولتا ثبوت پیش کرنے میں شب و روز مشغول رہتے ہیں اور ان میں سے ہر ایرا غیرا نتھو خیرا محقق دوراں بن کر اپنے اس سراسر خلاف دین و دیانت طرز عمل کو پیش خویش اسلام کی بہت بڑی خدمت اور ملت اسلامیہ کی خیر خواہی کا تقاضا بنائے بیٹھا ہے۔ ان حضرات کا یہ طرز عمل بوجوہ خلاف دین و دیانت اور حق و صداقت کے خلاف ہے۔

اولاً: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے عدیم المثال علمی کارنامے اور خدمت دین متین کے باعث نبی کریم ﷺ کے معجزات میں سے ایک معجزہ، سراجِ امت محمدیہ، علم شرع کو سب سے پہلے مدون کرنے والے آئمہ مجتہدین میں سب سے پہلے تابعی، امام المسلمین اور امت محمدیہ کے سوادِ اعظم کے پیشوا ہیں جنہیں اکثر آئمہ و فقہاء ان کی جلالت شان کے پیش نظر امام اعظم کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔

ثانیاً: امام اعظم کا زمانہ عہد رسالت سے اتنا قریب ہے کہ ایسا قرب باقی ائمہ مجتہدین کو بھی نصیب نہ ہوا اور محدثین میں سے اصحاب صحاح ستہ کا زمانہ تو تیسری صدی ہجری ہے۔ صحابۂ کرام کی بارگاہوں کے مایۂ ناز تربیت یافتہ تابعین سے وہ حضرات جو آسمان علم

وعرفان پر شمس وقمر بن کر چمکے اور جنہیں ملّت اسلامیہ آج بھی اپنا پیشوا اور علوم دینیہ کا سرچشمہ مانتی ہے وہ حضرات امام اعظم کے سامنے تھے جو حضرات صحابۂ کرام کے بعد ہر آیت وحدیث کے مفہوم ومحل کو باقی ساری امت سے زیادہ جانتے تھے۔ یہ سہولت مابعد کے حضرات کو میسر آ ہی نہیں سکتی تھی۔

ثالثاً: امام اعظم نے صرف اپنے زورِ علم ہی سے اجتہاد نہیں کیا بلکہ مختلف علوم وفنون میں اس زمانے کی چالیس یگانۂ روزگار علمی ہستیوں کا ایک بورڈ بنایا تھا جن میں علمی فوقیت کے باعث امام اعظم امیرِ مجلس ہوتے تھے۔ یہ جملہ حضرات ایک مسئلے پر ہر پہلو سے غور کرتے۔ دلائل کی رو سے اس پر تمام حضرات میں بحث ہوتی اور مسئلے کی جس صورت پر سب کا اتفاق ہوتا اسے تحریر کرلیا جاتا تھا۔ پوری امت محمدیہ میں یہ اہتمام کسی بزرگ کے ہاں نظر نہیں آتا۔ اس طرح آپ نے تراسی ہزار مسائل طے فرمائے جن میں سے اڑتیس ہزار کا تعلق عبادات سے ہے اور باقی مسائل معاملات کے متعلق ہیں۔

رابعاً: اہل حق سے چند بزرگوں نے بھی بعض مسائل کے پیش نظر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر تنقید کی ہے اور یہ اس لیے وقوع میں آیا کہ وہ حضرات امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی علمی رفعتوں کو سمجھنے سے قاصر رہ گئے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل سنت وجماعت کے باقی بزرگوں نے ان حضرات کی تنقید کے پیش نظر قطعاً امام اعظم کو مطعون نہیں کیا اور نہ ان تنقید کرنے والے حضرات سے اتفاق کیا' بلکہ علمی انداز میں ایسے بزرگوں کے شبہات کا ازالہ کردیا کیونکہ ان حضرات کی تنقید بھی بدنیتی کا نتیجہ نہ تھی بلکہ علمی لحاظ سے وہ اسی نتیجے پر پہنچے تھے جب کہ حقیقت نفس الامری تک ان کی رسائی نہیں ہوئی تھی۔ علمی اور روحانی لحاظ سے امت محمدیہ کی مایۂ ناز ہستی اور اپنے دور میں سرمایۂ ملت کے عدیم المثال نگہبان ثابت ہونے والے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اس سلسلے میں یوں رقمطراز ہیں:

عجب معاملہ است کہ امام ابو حنیفہ در تقلید سنت ازہمہ پیش قدم است و احادیث مرسل رادر رنگ احادیث مسند شایان متابعت میداندو بررائے خود مقدم می دارد وہمچنیں قول صحابی رابواسطۂ شرف صحبت خیر البشر علیہ و علیہم الصلوات والتسلیمات بررائے خود مقدم می دارد و دیگراں نہ چنیں اندمع ذلک مخالفان او را صاحب رائے میدانندو الفاظے کہ مبنی از سوئے ادب اندباو منتسب می سازند باوجود آنکہ ہمہ بکمال علم و وفور ورع و تقویٰ او معترف اند۔ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ ایشاں را توفیق دہاد کہ آزار راس دین و رئیس اہل اسلام را ایذا نکنند۔ **یریدون لیطفوا نور اللہ بافواھھم** جماعہ کہ اکابر دین را اصحاب رائے میدانند اگر ایں اعتقاد دارند کہ ایشاں بہ رائے خود حکم می کردند و متابعت کتاب و سنت نمی نمودند پس سواد

عجیب معاملہ ہے کہ امام ابوحنیفہ سنت کی پیروی میں باقی جملہ آئمہ سے آگے ہیں اور اسی لیے مرسل احادیث کو وہ مسند احادیث کی طرح لائق متابعت جانتے ہیں اور اپنی رائے سے بہرصورت مقدم رکھتے ہیں بلکہ اسی طرح قول صحابی کو صحبت خیر البشر علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات سے مشرف ہونے کے باعث اپنی ذاتی رائے پر مقدم رکھتے ہیں جب کہ دوسرے ائمہ کرام کے ہاں یہ معاملہ نہیں ہے۔ اس کے باوجود مخالفین انہیں صاحب رائے جانتے ہیں اور ایسے الفاظ سے انہیں یاد کرتے ہیں جو بے ادبی پر مبنی ہیں حالانکہ وہ سب آپ کے علمی کمال اور ورع وتقویٰ سے مالا مال ہونے کے معترف ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو توفیق بخشے کہ وہ دین کے سردار اور اہل اسلام کے پیشوا کو اذیت نہ پہنچائیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ خدا کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھادیں' وہ جماعت جو اکابر دین کو اصحاب رائے جانتی ہے' اگر ان کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ بزرگ اپنی رائے سے حکم لگاتے ہیں اور کتاب وسنت کی پیروی نہیں کرتے تو اس طرح ان کے زعم فاسد سے مسلمانوں کا سوادِ اعظم گمراہ

اعظم از اہل اسلام بزعم فاسد ایشان ضلال و مبتدع باشند بلکہ از جرگۂ اہل اسلام بیرون بوند این اعتقاد نکند مگر جاہلے کہ از جہل خود بے خبر است یا زندیقے کہ مقصودش ابطال شطر دین است ناقصے چند احادیث چند یاد گرفتہ اندو احکام شریعت را منحصر دراں ساختہ اندو ساورائے معلوم خود رانفی می نمایندو آنچہ نزد ایشان ثابت نشدہ منتفی می سازند۔

اور بدعتی قرار پاتا ہے بلکہ یہ لوگ دائرہ اسلام ہی سے خارج ہو جاتے ہیں ایسا عقیدہ نہیں رکھے گا مگر وہ جاہل جو اپنی جہالت سے بے خبر ہے یا ایسا زندیق جو آدھے دین کو باطل کر دینا چاہتا ہے۔ بعض نیم ملاؤں نے چند حدیثیں یاد کر کے شرعی احکام کو ان پر منحصر کر لیا ہے۔ اس طرح جو باتیں ان کی ذاتی معلومات سے باہر ہیں ان کا انکار کر دیتے ہیں اور جو چیز ان حضرات کے نزدیک ثابت نہیں ہے اس کا انکار کر دیتے ہیں۔

(مکتوبات، دفتر دوم مکتوب ۵۵)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۳۴ھ) نے اپنے صاحبزادگان یعنی حضرت خواجہ محمد سعید (المتوفی ۱۰۷۰ھ) اور حضرت خواجہ محمد معصوم (المتوفی ۱۰۷۹ھ) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کو پند و نصائح سے نوازتے ہوئے اسی مکتوب گرامی میں یہ بھی فرمایا:

مثل روح اللہ بمثل امام اعظم کوفی ست رحمۃ اللہ علیہ کہ برکت ورع و تقوی و بدولت متابعت سنت درجہ علیا در اجتہاد و استنباط یافتہ است کہ دیگراں در فہم آں عاجز و قاصر اندو مجتہدات اور ابواسطہ دقت معانی مخالف کتاب و سنت دانندو اورا و اصحاب اورا اصحاب رائے پند ارند کل ذلک لعدم الوصول الی حقیقۃ علمہ و درایتہ وعدم الاطلاع علی فہمہ وفراست امام شافعی بکر شمہ از دقت فقہاہت او علیہ الرضوان دریافت کہ گفت الفقہاء کلہم عیال ابی حنیفۃ وائے از جرِ انتہائے قاصر نظراں کہ قصور خودرا بدیگر نسبت نمایند (ایضاً)۔

حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کی مثال امام اعظم کوفی رحمۃ اللہ علیہ جیسی ہے کہ ورع و تقویٰ کی برکت اور سنت کی پیروی کے باعث اجتہاد و استنباط میں اعلیٰ مقام پایا ہے کہ دوسرے لوگوں کا فہم اس کے سمجھنے سے عاجز و قاصر ہے اور ان کے اجتہادی مسائل کو دقت معانی کے سبب کتاب و سنت کے خلاف جانتے ہیں اور انہیں اور ان کے ساتھیوں کو اصحاب رائے شمار کرتے ہیں۔ یہ سب کچھ ان کے علم کی حقیقت اور درایت تک نہ پہنچنے کے باعث ہے اور ان کے فہم پر وہ مطلع نہ ہو سکے۔ دقت فقاہت کے باعث یہ امام شافعی کی فراست کا کرشمہ ہے کہ جب ان سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ تمام فقہاء امام ابو حنیفہ کے بال بچے ہیں۔ ان کوتاہ اندیش لوگوں کی جرأت پر افسوس ہے جو اپنے قصور کو دوسرے (امام ابو حنیفہ) کے سر منڈھتے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جہاں علوم عقلیہ و نقلیہ میں درجہ کمال رکھتے تھے وہاں آپ کا روحانی مقام بھی اتنا بلند ہے کہ اہل کمال نے انہیں طریقت میں امام و مجتہد اور میدان مکاشفہ میں شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۳۸ھ) سے بلند پایا قرار دیتے ہوئے رئیس المکاشفین کے لقب سے یاد کیا ہے۔ جتنے شرعی معاملات کو کشفی نظر سے دیکھ کر انہوں نے ظاہر فرمایا اور کشف کے ذریعے جتنے سربستہ راز کھولے جو کتاب و سنت سے بال برابر بھی متصادم نہیں ہیں ان کے لحاظ سے دیکھئے تو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پوری امت محمدیہ میں اپنی مثال آپ ہیں کہ یہ اجازت و سعادت آپ کے حصے میں آئی۔ انہوں نے حضرت امام اعظم اور حنفی مذہب کو کشفی نظر سے کیا پایا؟ خود مجدد اعظم ہی کے لفظوں میں ملاحظہ فرمایئے:

[illegible] بغیر کسی تکلف اور تعصب کے شائبہ کے یہ کہا جا سکتا ہے

نورانیت ایں مذہب حنفی بنظر کشفی در رنگ دریا عظیم می نما یدو سائر مذاہب در رنگ حیاض وجد اول بنظر می در آیندو بظاہر ہم ملاحظه نموده می آید سواد اعظم از اہل اسلام متابعان ابی حنیفه اند علیہم الرضوان وایں مذہب باوجود کثرت متابعان در اصول و فروع از سائر مذاہب متمیز است و در استنباط طریق علیحدہ دارد وایں معنی مبنی از حقیقت است۔(ایضاً)

کہ اس مذہب حنفی کی نورانیت کشف کی نظر سے ایک بہت بڑے دریا کی طرح دکھائی دیتی ہے اور باقی سارے مذہب حوضوں اور نہروں کی طرح نظر آتے ہیں اور ظاہر کی نظر سے دیکھیں تب بھی یہی کچھ دکھائی دیتا ہے کہ اہل اسلام کا سوادِ اعظم امام ابوحنیفہ کے متبعین پر مشتمل ہے علیہم الرضوان اور پیروی کرنے والوں کی کثرت کے علاوہ یہ مذہب اصول و فروع میں دوسرے تمام مذاہب سے ممتاز ہے اور استنباط مسائل میں اس کا طریقہ ہی نرالا ہے اور یہ اس کے حقیقت پر مبنی ہونے کی دلیل ہے۔

اجتہادی مسائل میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ دیگر آئمہ کی نسبت کتاب وسنت کی تعلیمات سے زیادہ قریب ہیں۔ اکابر دین و ملت نے اسی حقیقت کے پیش نظر آپ کو امام اعظم کے لقب سے یاد کیا ہے۔ اہل حق کے دیگر آئمہ مجتہدین اور ان کے پیروکار اکثر فقہاء ومحدثین نے امام ابوحنیفہ کو فقہ کا بانی اور کشور اجتہاد کا فرمانروا تسلیم کر کے آپ کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ امت محمدیہ کی ایسی عدیم المثال اور سرمایۂ افتخار ہستی پر زبانِ طعن کھولنے سے پہلے معترض کو اپنے ورع وتقویٰ علم وعرفان اور اتباع واذناب کی پونجی کا جائزہ لے لینا چاہیے اور سوچنا چاہیے کہ آخر وہ ہے کس شمار میں؟

چلی ہی آتی ہیں شوق میں یاں زباں پہ بے اختیار باتیں
سکوت نخوت بھی مسکرا دے سنے جو دیوانہ وار باتیں

[۸۰۷] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهَا قَالَتْ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ كَانَ نَحَلَهَا جَادَّ عِشْرِيْنَ وَسْقًا مِنْ مَالِهِ بِالْغَابَةِ، فَلَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قَالَ وَاللّٰهِ يَا بُنَيَّةُ مَا مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ أَحَبُّ إِلَيَّ غِنًى بَعْدِيْ مِنْكِ، وَلَا أَعَزُّ عَلَيَّ فَقْرًا بَعْدِيْ مِنْكِ، وَإِنِّيْ كُنْتُ نَحَلْتُكِ جَادَّ عِشْرِيْنَ وَسْقًا فَلَوْ كُنْتِ جَدَدْتِيْهِ وَاحْتَزْتِيْهِ كَانَ لَكِ، وَإِنَّمَا هُوَ الْيَوْمَ مَالُ وَارِثٍ، وَإِنَّمَا هُمَا أَخَوَاكِ وَأُخْتَاكِ فَاقْتَسِمُوْهُ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ. قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا أَبَتِ وَاللّٰهِ لَوْ كَانَ كَذَا وَكَذَا لَتَرَكْتُهُ إِنَّمَا هِيَ أَسْمَاءُ فَمَنِ الْأُخْرٰى؟ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ. ذُوْ بَطْنِ بِنْتِ خَارِجَةَ أُرَاهَا جَارِيَةً.

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق نے غابہ میں انہیں کھجور کے چند درخت ہبہ کیے جن سے بیس وسق کھجوریں آتی تھیں۔ جب ان کی وفات کا وقت آیا تو فرمایا کہ اے میری بیٹی! دوسرا کوئی نہیں جس کا اپنے بعد غنی ہونا مجھے تم سے زیادہ پسند ہو اور اپنے بعد مجھے کسی کی مفلسی تمہاری سے زیادہ گراں نہیں۔ میں نے تمہیں کچھ درخت دیئے تھے جن سے بیس وسق کھجوریں آتی تھیں۔ اگر تم نے ان پر قبضہ کیا ہوتا تو تمہارے ہو جاتے۔ اب وہ میراث کا مال ہے اور تمہارے دو بھائی اور دو بہنیں ہیں۔ پس سارے مال کو اللہ کی کتاب کے مطابق تقسیم کر لینا۔ حضرت عائشہ کا بیان ہے کہ میں عرض گزار ہوئی۔ ابا جان! مال خواہ کتنا ہی زیادہ ہوتا میں چھوڑ دیتی لیکن میری بہن تو صرف حضرت اسماء ہیں' دوسری کون ہے؟ حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ وہ بنت خارجہ کے پیٹ میں ہے اور میرے خیال میں وہ لڑکی ہے۔ف

ف: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی صاحبزادی یعنی ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ ان کی زوجۂ محترمہ یعنی حضرت حبیبہ بنت خارجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پیٹ میں جو بچہ ہے وہ ان کے خیال میں لڑکی ہے اور ان کے ترکہ میں سے اسے بھی حصہ ملنا چاہیے۔ حضرت ابوبکر کی یہ کرامت ہے کہ اس بچے کے متعلق جان لیا کہ یہ لڑکی ہے یا لڑکا جب کہ وہ ابھی اپنی والدہ کے پیٹ ہی میں تھا۔ یہ علم مافی الارحام ہے جو ان پانچ باتوں میں سے ایک ہے جنہیں غیوب خمسہ اور مفاتیح الغیب کہا جاتا ہے۔ اس روایت سے صاف واضح ہو رہا ہے کہ غیوب خمسہ کی ایک شق یعنی علم مافی الارحام سے کچھ حصہ پروردگار عالم نے حضرت ابوبکر صدیق کو بھی مرحمت فرمایا تھا۔ حالانکہ یہ نبی نہیں تھے۔ دریں حالات حضرات انبیائے کرام اور خصوصاً سید الانبیاء والمرسلین علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات کو توعلیٰ قدر مراتب ان غیوب خمسہ سے یقیناً در جہاز یادہ حصہ ملا ہوگا چونکہ قرآن و حدیث کے واضح نصوص اس پر قائم ہیں لہٰذا مسلمانوں کے ناجی گروہ یعنی حضرات اہل سنت و جماعت کا یہی عقیدہ ہے۔

بعض مبتدعین زمانہ جو مسلمانی کا دعویٰ کرنے کے باوجود حضرات انبیائے کرام و اولیائے عظام کی عداوت میں مغلوب الحال ہوئے پھرتے ہیں انہیں اہل حق سے اس عقیدے میں اتفاق نہیں بلکہ ان کے نزدیک ایسا عقیدہ رکھنے والا بالاتفاق کافر و مشرک اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ ان کے نزدیک اہل حق تو سرے سے مسلمان ہی نہیں رہے بلکہ مسلمان تو وہ حضرات ہیں جو ہمہ وقت ایسا کارنامہ سرانجام دیتے ہوں کہ جس نبی کا کلمہ پڑھیں اس کی توہین و تنقیص کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ بہر حال غیوب خمسہ کے متعلق پروردگار عالم نے یوں فرمایا ہے:

اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ۔ (۳۱:۳۴)

بے شک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم اور اتارتا ہے بارش اور جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کل کیا کمائے گی اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین میں مرے گی۔ بے شک اللہ جاننے والا بتانے والا ہے۔

اور دوسرے مقام پر خدائے علیم و خبیر نے یوں فرمایا ہے:

وَعِنْدَہٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُھَآ اِلَّا ھُوَ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَۃٍ اِلَّا یَعْلَمُھَا وَلَا حَبَّۃٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ۔ (۶:۵۹)

اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں انہیں وہی جانتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ خشکی اور تری میں ہے اور جو پتا گرتا ہے وہ اسے جانتا ہے اور زمین کے اندھیروں میں کوئی دانہ نہیں اور نہ کوئی تر اور خشک مگر وہ روشن کتاب میں لکھا ہوا ہے۔

اس مفاتیح الغیب والی آیت میں پروردگار عالم نے بتایا کہ لوح محفوظ میں سب کچھ لکھا ہوا ہے اور لوح محفوظ کے متعلق بتایا کہ وہ چھپی ہوئی چیز نہیں بلکہ مخلوق کے بعض افراد پر ظاہر، روشن اور بیان کرنے والی ہے۔ جن فرشتوں یا انسانوں کے خاص افراد پر وہ ظاہر اور روشن ہے یا جن سے وہ بیان کرتی ہے تو انہیں اللہ تعالیٰ کی اجازت سے مندرجات لوح محفوظ کا علم حاصل ہو جاتا ہے۔ یہ اعلام علم کائنات ہے جو پروردگار عالم کی طرف سے بعض محبین کو مرحمت فرما دیا جاتا ہے۔ عارف کامل مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے اسی لیے فرمایا ہے:

لوح محفوظ است پیش اولیا   آنچہ محفوظ است محفوظ از خطا

سورۂ لقمان کی مذکورہ بالا آیت متعلقہ غیوب خمسہ کی تفسیر میں فخر سلاطین ہند یعنی سلطان محی الدین اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے امت محمدیہ کے لیے فتاویٰ عالمگیری جیسی عدیم المثال یادگار چھوڑی، ان کے استاد محترم حضرت علامہ احمد جیون امیٹھوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۳۰ھ) فرماتے ہیں:

ولکن ان تقول ان علم الساعۃ ھذہ الخمسۃ ان لا یعلمھا احد الا اللہ لکن یجوز ان یعلمھا من یشاء من محبیہ و اولیاء ہ بقرینۃ قولہ تعالی ان اللہ علیم خبیر المخبر. (تفسیرات احمدیہ)

اور تم کہہ سکتے ہو کہ ان پانچ چیزوں کا علم کسی کو نہیں مگر اللہ کو لیکن یہ جائز ہے کہ وہ اپنے پیاروں اور ولیوں میں سے جس کو چاہے بتا دے یہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے قرینہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ جاننے والا اور خبیر یعنی بتانے والا ہے۔

مشکوٰۃ شریف کی ایک حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے برکت پاک و ہند' خاتم المحققین سیدنا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۵۲ھ) نے یوں غیوب خمسہ کے بارے میں اسلامی عقیدے کی وضاحت فرمائی ہے:

مراد آنست کہ بے تعلیم الہی بحساب عقل ہیچکس اینہار اندا ندو آنہا از امور غیب اند کہ جز خدا کسے آنرا اند اند مگر آنکہ وے تعالی از خود کسے رابد انا ند بوحی و الہام۔

(اشعۃ اللمعات ج۱ص۴۴)

مراد یہ ہے کہ بغیر خدا کے بتائے عقل کے زور سے کوئی انہیں نہیں جان سکتا اور یہ غیب کی باتوں سے ہیں جنہیں خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا مگر جس کو خود اللہ تعالیٰ ہی وحی یا الہام کے ذریعے بتا دے۔

معلوم ہوا کہ عقل کے زور یا حساب وغیرہ کے ذریعے سے انسان کو ان پانچ چیزوں کا علم نہیں ہوتا لیکن اس بات کی ہرگز کوئی تصریح نہیں ملتی کہ اللہ تعالیٰ ان کا علم کسی کو مطلقاً دیتا ہی نہیں ہے۔ قرآن مجید و احادیث مطہرہ کے اندر ایسے بے شمار واقعات موجود ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیاروں کو ان کا علم عطا فرمایا۔ تفصیل کی گنجائش نہیں محض چند اشاروں پر اکتفا کرتا ہوں۔ و باللہ التوفیق

قرب قیامت کے وقت حضرت اسرافیل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ صور پھونکنے کا حکم دے گا جس کے باعث انہیں قیامت کا علم ہو جائے گا اگرچہ چند لمحے پہلے ہی سہی۔ نبی کریم ﷺ نے میدان بدر میں معرکہ آرائی ہونے سے ایک روز پہلے کفار قریش کے سرداروں کے متعلق اپنے اصحاب کو بتایا کہ فلاں اس جگہ گرے گا اور فلاں یہاں بچھاڑا جائے گا۔ اگلے روز اسی طرح ہوا جو آپ نے فرمایا تھا۔ یہ "بای ارض تموت" کی خبر ہے اور وہ "علم الساعۃ" کی۔ چونکہ زیر بحث حدیث علم مافی الارحام کے متعلق ہے لہٰذا اسی کے متعلق چند اشارے کر کے اس حاشیے کو ختم کرتا ہوں۔ قرآن کریم نے حضرت جبرئیل کا بیان یوں نقل فرمایا۔ "لاھب لک غلاما زکیا" تا کہ تجھے پاک بیٹا دے دوں۔ حضرت عیسیٰ ابھی شکم مادر میں بھی نہیں پہنچے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل کو بتا دیا اور ان کی معرفت حضرت مریم کو بھی۔ اسی طرح فرشتے کو اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے متعلق بتایا اور فرشتے کی معرفت حضرت زکریا علیہ السلام کو۔ اسی طرح حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب کی بشارت حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دی گئی۔ مشہور حدیث ہے کہ بچہ جب شکم مادر میں چار ماہ کا ہو جاتا ہے تو ایک فرشتہ آ کر اس کی پیشانی پر چار باتیں لکھ جاتا ہے۔ (۱) اس کی عمر (۲) اس کا رزق (۳) جنتی ہے یا جہنمی (۴) لڑکی ہے یا لڑکا۔ غور فرمایئے کہ اس فرشتے کو اللہ تعالیٰ نے جس بچے کی طرف بھیجا اس کے بارے میں قبل از وقت کیسے اہم ترین امور کا علم دے کر بھیجا اور جواب بھی ان کے بارے میں شک کرے تو کم از کم اسے مرتے وقت ضرور یقین ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے متعلق حضرت عزرائیل علیہ السلام کو 'بای ارض تموت' کا علم دیا ہوا ہے یا نہیں۔

واللہ تعالی اعلم و علمہ اتم و احکم

[۸۰۸] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ مَالِکٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَا بَالُ رِجَالٍ يَنْحَلُوْنَ

عبدالرحمٰن بن عبدالقاری سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ اپنے بیٹوں کو کوئی چیز ہبہ کرتے ہیں اور اسے اپنے پاس روک کے رکھتے ہیں۔ اگر

أَبْنَاءَهُمْ نُحْلًا، ثُمَّ يُمْسِكُونَهَا؟ فَإِنْ مَاتَ ابْنُ أَحَدِهِمْ قَالَ مَالِيْ بِيَدِيْ لَمْ أُعْطِهِ أَحَدًا، وَإِنْ مَاتَ هُوَ قَالَ هُوَ لِابْنِيْ قَدْ كُنْتُ أَعْطَيْتُهُ إِيَّاهُ. مَنْ نَحَلَ نِحْلَةً، فَلَمْ يَحُزْهَا الَّذِيْ نُحِلَهَا حَتّٰى يَكُوْنَ إِنْ مَاتَ لِوَرَثَتِهِ فَهِيَ بَاطِلٌ.

۳۴- بَابُ مَا لَا يَجُوْزُ مِنَ الْعَطِيَّةِ

قَالَ يَحْيٰى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِيْمَنْ أَعْطٰى أَحَدًا عَطِيَّةً لَا يُرِيْدُ ثَوَابَهَا فَأَشْهَدَ عَلَيْهَا، فَإِنَّهَا ثَابِتَةٌ لِلَّذِيْ أُعْطِيَهَا إِلَّا أَنْ يَمُوْتَ الْمُعْطِيْ قَبْلَ أَنْ يَقْبِضَهَا الَّذِيْ أُعْطِيَهَا، قَالَ وَإِنْ أَرَادَ الْمُعْطِيْ إِمْسَاكَهَا بَعْدَ أَنْ أَشْهَدَ عَلَيْهَا فَلَيْسَ ذٰلِكَ لَهُ إِذَا قَامَ عَلَيْهِ بِهَا صَاحِبُهَا أَخَذَهَا.

قَالَ مَالِكٌ وَمَنْ أَعْطٰى عَطِيَّةً، ثُمَّ نَكَلَ الَّذِيْ أَعْطَاهَا فَجَاءَ الَّذِيْ أُعْطِيَهَا بِشَاهِدٍ يَشْهَدُ لَهُ أَنَّهُ أَعْطَاهُ ذٰلِكَ عَرْضًا كَانَ، أَوْ ذَهَبًا، أَوْ وَرِقًا، أَوْ حَيَوَانًا أُحْلِفَ الَّذِيْ أُعْطِيَ مَعَ شَهَادَةِ شَاهِدِهِ، فَإِنْ أَبَى الَّذِيْ أُعْطِيَ أَنْ يَحْلِفَ حُلِّفَ الْمُعْطِيْ، وَإِنْ أَبٰى أَنْ يَحْلِفَ أَيْضًا أَدَّى إِلَى الْمُعْطٰى مَا ادَّعٰى عَلَيْهِ إِذَا كَانَ لَهُ شَاهِدٌ وَاحِدٌ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ شَاهِدٌ فَلَا شَيْءَ لَهُ.

قَالَ مَالِكٌ مَنْ أَعْطٰى عَطِيَّةً لَا يُرِيْدُ ثَوَابَهَا، ثُمَّ مَاتَ الْمُعْطٰى فَوَرَثَتُهُ بِمَنْزِلَتِهِ، وَإِنْ مَاتَ الْمُعْطِيْ قَبْلَ أَنْ يَقْبِضَ الْمُعْطٰى عَطِيَّتَهُ، فَلَا شَيْءَ لَهُ وَذٰلِكَ أَنَّهُ أُعْطِيَ عَطَاءً لَمْ يَقْبِضْهُ، فَإِنْ أَرَادَ الْمُعْطِيْ أَنْ يُمْسِكَهَا، وَقَدْ أَشْهَدَ عَلَيْهَا حِيْنَ أَعْطَاهَا فَلَيْسَ ذٰلِكَ لَهُ إِذَا قَامَ صَاحِبُهَا أَخَذَهَا.

۳۵- بَابُ الْقَضَاءِ فِي الْهِبَةِ

[۸۰۹] **أَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ**، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ أَبِيْ غَطَفَانَ بْنِ طَرِيْفٍ الْمُرِّيِّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَنْ وَهَبَ هِبَةً لِصِلَةِ رَحِمٍ، أَوْ عَلٰى وَجْهِ صَدَقَةٍ، فَإِنَّهُ لَا يَرْجِعُ فِيْهَا، وَمَنْ وَهَبَ هِبَةً يَرٰى أَنَّهُ إِنَّمَا أَرَادَ بِهَا الثَّوَابَ فَهُوَ عَلٰى هِبَتِهِ يَرْجِعُ فِيْهَا إِذَا

بیٹا فوت ہو جائے تو کہتے ہیں کہ مال میرے قبضے میں ہے میں کسی کو نہیں دوں گا اور اگر خود مرے تو کہتا ہے کہ میرے بیٹے کا ہے میں نے اسے دے دیا تھا۔ آئندہ جو ہبہ کرے اور موہوب لۂ اس پر قبضہ نہ کرے تو مرنے پر وہ وارثوں کا ہوگا اور ہبہ باطل ہو جائے گا۔

جو عطیہ جائز نہیں ہے

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ جو ثواب کی نیت سے کسی کو عطیہ دے اور اس پر لوگوں کو گواہ بنالے تو وہ معطی لۂ کے لیے ثابت ہو جائے گا جب کہ وہ معطی کی موت سے پہلے عطیہ پر قبضہ کر لے۔ فرمایا کہ معطی اگر گواہ بنانے کے بعد عطیہ کو روکنا چاہے تو اسے یہ حق نہیں۔ معطی لۂ جب چاہے اسے لے سکتا ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے عطیہ دیا اور پھر دینے سے انکار کر دیا۔ معطی لۂ دینے کا گواہ لے آیا۔ عطیہ خواہ سامان ہو یا سونا چاندی اور جانور وغیرہ تو گواہ کی گواہی کے ساتھ معطی لۂ سے قسم لی جائے گی۔ اگر وہ قسم کھانے سے انکار کرے تو معطی سے قسم لی جائے گی اور اگر یہ بھی قسم کھانے سے انکار کرے تو مدعی کو وہی کچھ دیا جائے گا جس کا اس نے دعویٰ کیا اور اس پر ایک گواہ رکھتا ہو۔ اگر اس کا گواہ ایک بھی نہ ہو تو اسے کچھ نہیں ملے گا۔

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے ثواب کی نیت سے عطیہ دیا پھر معطی فوت ہو گیا تو وارث اس کے قائم مقام ہوں گے۔ اگر معطی لۂ کے عطیہ پر قبضہ کرنے سے پہلے معطی فوت ہوا تو اسے کچھ نہیں ملے گا کیونکہ اس نے عطیہ پر قبضہ نہیں کیا تھا۔ اگر معطی عطیہ کو روکنا چاہے جب کہ دینے کے گواہ موجود ہوں تو اسے کوئی حق نہیں رہا۔ معطی لۂ جب چاہے لے سکتا ہے۔

ہبہ کا حکم

ابو غطفان بن طریف مری سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جس نے صلہ رحمی یا صدقہ کے طور پر کوئی چیز ہبہ کی تو اسے واپس نہیں لے سکتا۔ جس نے بدلے کی نیت سے کوئی چیز ہبہ کی تو جب اس کی مرضی نہ رہے واپس لے سکتا ہے۔

لَمْ يُرْضِ مِنْهَا.

قَالَ يَحْيٰى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ الْاَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا اَنَّ الْهِبَةَ اِذَا تَغَيَّرَتْ عِنْدَ الْمَوْهُوْبِ لَهُ لِلثَّوَابِ بِزِيَادَةٍ اَوْ نُقْصَانٍ، فَاِنَّ عَلَى الْمَوْهُوْبِ لَهُ اَنْ يُعْطِيَ صَاحِبَهَا قِيْمَتَهَا يَوْمَ قَبَضَهَا.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفقہ ہے کہ بدلے کی غرض سے ہبہ کی ہوئی چیز جب موہوب لہٗ کے پاس خراب ہو جائے یا اس میں کمی بیشی آ جائے تو دینے والا موہوب لہٗ سے قبضے کے روز کی قیمت لے سکتا ہے۔

۳۶- بَابُ الْاِعْتِصَارِ فِی الصَّدَقَةِ

صدقہ میں رجوع کرنے کا بیان

قَالَ يَحْيٰى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ الْاَمْرُ عِنْدَنَا الَّذِيْ لَا اخْتِلَافَ فِيْهِ اَنَّ كُلَّ مَنْ تَصَدَّقَ عَلَى ابْنِهِ بِصَدَقَةٍ قَبَضَهَا الْاِبْنُ، اَوْ كَانَ فِيْ حَجْرِ اَبِيْهِ، فَاَشْهَدَ لَهُ عَلٰى صَدَقَتِهِ فَلَيْسَ لَهُ اَنْ يَعْتَصِرَ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ لِاَنَّهُ لَا يَرْجِعُ فِيْ شَيْءٍ مِنَ الصَّدَقَةِ.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ اس حکم میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے کہ جس نے اپنے بیٹے کو کوئی چیز بطور صدقہ دی جس پر بیٹے نے قبضہ کر لیا یا وہ گود میں ہے اور باپ نے صدقہ کے گواہ بنا لیے تو اب اسے کوئی چیز واپس لینے کا حق نہیں رہا کیونکہ صدقہ کی چیز کو واپس نہیں لیا تھا۔

قَالَ وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ الْاَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا فِيْمَنْ نَحَلَ وَلَدَهُ نُحْلًا، اَوْ اَعْطَاهُ عَطَاءً لَيْسَ بِصَدَقَةٍ اِنَّ لَهُ اَنْ يَعْتَصِرَ ذٰلِكَ مَا لَمْ يَسْتَحْدِثِ الْوَلَدُ دَيْنًا يُدَايِنُهُ النَّاسُ بِهِ وَيَأْمَنُوْنَهُ عَلَيْهِ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ الْعَطَاءِ الَّذِيْ اَعْطَاهُ اَبُوْهُ، فَلَيْسَ لِاَبِيْهِ اَنْ يَعْتَصِرَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا بَعْدَ اَنْ تَكُوْنَ عَلَيْهِ الدُّيُوْنُ، اَوْ يُعْطِي الرَّجُلُ ابْنَهُ، اَوِ ابْنَتَهُ فَتَنْكِحُ الْمَرْاَةُ الرَّجُلَ، وَاِنَّمَا تَنْكِحُهُ لِغِنَاهُ، وَلِلْمَالِ الَّذِيْ اَعْطَاهُ اَبُوْهُ، فَيُرِيْدُ اَنْ يَعْتَصِرَ ذٰلِكَ الْاَبُ، اَوْ يَتَزَوَّجُ الرَّجُلُ الْمَرْاَةَ قَدْ نَحَلَهَا اَبُوْهَا النَّحْلَ اِنَّمَا يَتَزَوَّجُهَا وَيَرْفَعُ فِيْ صَدَاقِهَا لِغِنَاهَا وَمَالِهَا، وَمَا اَعْطَاهَا اَبُوْهَا، ثُمَّ يَقُوْلُ الْاَبُ اَنَا اَعْتَصِرُ ذٰلِكَ فَلَيْسَ لَهُ اَنْ يَعْتَصِرَ مِنِ ابْنِهِ، وَلَا مِنِ ابْنَتِهِ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ، اِذَا كَانَ عَلٰى مَا وَصَفْتُ لَكَ.

اور انہوں نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفقہ ہے کہ جو کوئی چیز اپنے بیٹے کو بخوشی دے جو بطور صدقہ نہ دی ہو تو اسے رجوع کرنے کا حق ہے جب تک بیٹا اس بھروسے کے ساتھ قابض ہو کر لوگوں کے ساتھ اس کا لین دین نہ کرے اور لوگ یہ جانتے ہوں کہ یہ اسے اس کے باپ نے دی ہے۔ اب باپ اس میں سے کوئی چیز نہیں لے سکتا جب کہ اس پر قرضے بھی ہوں یا کوئی اپنے بیٹے یا بیٹی کو عطیہ دے۔ پھر کوئی عورت اس سے نکاح کرے اور وہ اس کے باپ کے مال کی وجہ سے نکاح کرے کہ مال دار ہو گیا ہے۔ اب باپ اسے واپس لینا چاہے۔ یا کسی نے ایک عورت سے شادی کی جس کو اس کے باپ نے مال ہبہ کیا۔ اس نے اس عورت سے شادی کی اور بڑھ چڑھ کر مہر دیا کہ اس مال کی وجہ سے وہ عورت مال دار ہے جو اس کے باپ نے دیا تھا۔ پھر باپ کہے کہ میں واپس لیتا ہوں' تو مذکورہ حالات میں وہ اپنے بیٹے اور اپنی بیٹی سے واپس نہیں لے سکتے۔

۳۷- بَابُ الْقَضَاءِ فِی الْعُمْرٰی

عمریٰ کا بیان

٦١٥- حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَيُّمَا رَجُلٍ اُعْمِرَ عُمْرٰى لَهُ، وَلِعَقِبِهِ فَاِنَّهَا لِلَّذِيْ يُعْطَاهَا، لَا تَرْجِعُ اِلَى

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو کسی کو عمریٰ دے اور اس کے وارثوں کے لیے تو اب لینے والا دینے والے کو کبھی واپس نہیں دے گا کیونکہ اس نے جب چیز دے دی تو اس میں وراثت

الَّذِي أَعْطَاهَا أَبَدًا لِأَنَّهُ أَعْطَى عَطَاءً وَقَعَتْ فِيهِ الْمَوَارِيثُ. صحیح مسلم (٤١٦٤)

جاری ہوگئی۔

[٨١٠] اثر- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، أَنَّهُ سَمِعَ مَكْحُولًا الدِّمَشْقِيَّ يَسْأَلُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعُمْرَى وَمَا يَقُولُ النَّاسُ فِيهَا، فَقَالَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ مَا أَدْرَكْتُ النَّاسَ إِلَّا وَهُمْ عَلَى شُرُوطِهِمْ فِي أَمْوَالِهِمْ وَفِيمَا أُعْطُوا.

عبدالرحمٰن بن قاسم نے مکحول دمشقی سے سنا کہ قاسم بن محمد سے عمریٰ کے متعلق پوچھا گیا کہ لوگ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ قاسم بن محمد نے فرمایا کہ میں نے تو مال میں لوگوں کو ان کی شرطیں پوری کرتے پایا ہے اور عطیات میں بھی۔

قَالَ يَحْيَى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ وَعَلَى ذٰلِكَ الْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنَّ الْعُمْرَى تَرْجِعُ إِلَى الَّذِي أَعْمَرَهَا إِذَا لَمْ يَقُلْ هِيَ لَكَ وَلِعَقِبِكَ.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ عمریٰ دینے والے کی طرف لوٹتا ہے جبکہ اس نے یہ نہ کہا ہو کہ یہ تمہارے لیے اور تمہارے وارثوں کے لیے ہے۔

[٨١١] اثر- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ وَرِثَ مِنْ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ دَارَهَا قَالَ وَكَانَتْ حَفْصَةُ قَدْ أَسْكَنَتْ بِنْتَ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ مَا عَاشَتْ، فَلَمَّا تُوُفِّيَتْ بِنْتُ زَيْدٍ قَبَضَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْمَسْكَنَ وَرَأَى أَنَّهُ لَهُ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر کو حضرت حفصہ بنت عمر کا گھر ورثے میں ملا۔ فرمایا کہ حضرت حفصہ عمر بھر رہنے کے لیے حضرت زید بن خطاب کی بیٹی کو دے گئی تھیں۔ جب بنت زید کا انتقال ہوا تو حضرت عبداللہ بن عمر نے اس گھر پر قبضہ کرلیا اور اسے اپنا سمجھا۔

٣٨- بَابُ الْقَضَاءِ فِي اللُّقَطَةِ

گری پڑی چیز کا بیان

٦١٦- حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، أَنَّهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلَهُ عَنِ اللُّقَطَةِ، فَقَالَ اعْرِفْ عِفَاصَهَا، وَوِكَاءَهَا، ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً، فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا، وَإِلَّا فَشَأْنَكَ بِهَا قَالَ فَضَالَّةُ الْغَنَمِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ هِيَ لَكَ، أَوْ لِأَخِيكَ، أَوْ لِلذِّئْبِ، قَالَ فَضَالَّةُ الْإِبِلِ. قَالَ مَا لَكَ وَلَهَا؟ مَعَهَا سِقَاؤُهَا وَحِذَاؤُهَا، تَرِدُ الْمَاءَ، وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ حَتَّى يَلْقَاهَا رَبُّهَا.

صحیح البخاری (٢٤٢٩) صحیح مسلم (٤٤٧٣)

یزید مولی منبعث نے حضرت زید بن خالد جہنی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آ کر ایک آدمی نے گری پڑی چیز کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا: اس کا ظرف اور بندھن پہچان لو پھر ایک سال تک لوگوں میں بیان کرو۔ اگر اس کا مالک آ جائے تو دے دو ورنہ خود رکھ لو۔ عرض کیا: یارسول اللہ! گم شدہ بکری؟ فرمایا کہ وہ تمہارے لیے ہے یا تمہارے بھائی کے لیے یا بھیڑیے کے لیے۔ عرض کی اور گم شدہ اونٹ؟ فرمایا: تمہیں اس سے کیا سروکار؟ اس کا مشکیزہ اور توشہ دان اس کے پاس ہے پانی پیے گا' درختوں کے پتے کھائے گا' یہاں تک کہ اس کا مالک اسے پالے گا۔

[٨١٢] اثر- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسٰى، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَدْرٍ الْجُهَنِيِّ، أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ نَزَلَ مَنْزِلَ قَوْمٍ بِطَرِيقِ الشَّامِ، فَوَجَدَ

معاویہ بن عبداللہ بن بدر جہنی نے اپنے والد محترم سے روایت کی ہے کہ شام کے راستے میں جب وہ ایک منزل پر اترے تو انہیں ایک تھیلی ملی جس میں اسی دینار تھے۔ انہوں نے حضرت

صُرَّةٌ فِيهَا ثَمَانُونَ دِينَارًا ، فَذَكَرَهَا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ عَرِّفْهَا عَلَى أَبْوَابِ الْمَسَاجِدِ ، وَاذْكُرْهَا لِكُلِّ مَنْ يَأْتِي مِنَ الشَّامِ سَنَةً ، فَإِذَا مَضَتِ السَّنَةُ فَشَأْنُكَ بِهَا.

عمر سے ذکر کیا تو حضرت عمر نے ان سے فرمایا: مسجدوں کے دروازوں پر لوگوں سے کہا کرو اور جو بھی شام سے آئے اس سے ذکر کیا کرو جب ایسا کرتے ہوئے ایک سال گزر جائے تو پھر جو چاہو کرو۔

[۸۱۳] اَثَر- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ ، عَنْ نَافِعٍ ، أَنَّ رَجُلًا وَجَدَ لُقَطَةً ، فَجَاءَ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عُمَرَ ، فَقَالَ لَهُ إِنِّي وَجَدْتُ لُقَطَةً ، فَمَاذَا تَرَى فِيهَا ، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ عَرِّفْهَا. قَالَ قَدْ فَعَلْتُ ، قَالَ زِدْ ، قَالَ قَدْ فَعَلْتُ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ لَا آمُرُكَ أَنْ تَأْكُلَهَا ، وَلَوْ شِئْتَ لَمْ تَأْخُذْهَا.

نافع سے روایت ہے کہ ایک آدمی کو پڑی ہوئی چیز ملی تو وہ حضرت عبداللہ بن عمر کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور کہا کہ مجھے پڑی ہوئی چیز ملی ہے اس کا حکم بتایئے؟ حضرت عبداللہ بن عمر نے اس سے فرمایا کہ لوگوں میں اعلان کرو۔ عرض کی: میں کر چکا۔ فرمایا کہ اور کرو عرض کی اور بھی کر چکا۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ میں تمہیں کھانے کا حکم نہیں دوں گا۔ اگر تم چاہتے تو نہ لیتے۔ ف

ف: بہتر تو یہی ہے کہ کسی کا پڑا ہوا مال نہ اٹھایا جائے بلکہ اس کی اطلاع قریبی تھانے میں کر دی جائے۔ اگر اٹھا لیا ہے تو اس کی تشہیر کی جائے۔ آج کل اخبارات کے ذریعے خوب تشہیر ہوتی ہے۔ پوری کوشش کی جائے کہ مال مالک تک پہنچ جائے اور اٹھانے والے کی اپنی نیت نہ بگڑنے پائے کیونکہ اس نے بہت بڑی ذمہ داری کا بوجھ خود اپنے سر پر اٹھا لیا ہے۔ اب جلد از جلد سبک دوش ہونے کی کوشش کرے۔

۳۹- بَابُ الْقَضَاءِ فِي اسْتِهْلَاكِ الْعَبْدِ اللُّقَطَةَ

غلام نے اگر لقطے کو خرچ کر دیا

قَالَ يَحْيَى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي الْعَبْدِ يَجِدُ اللُّقَطَةَ فَيَسْتَهْلِكُهَا قَبْلَ أَنْ تَبْلُغَ الْأَجَلَ الَّذِي أُجِّلَ فِي اللُّقَطَةِ ، وَذَلِكَ سَنَةٌ أَنَّهَا فِي رَقَبَتِهِ ، إِمَّا أَنْ يُعْطِيَ سَيِّدُهُ ثَمَنَ مَا اسْتَهْلَكَ غُلَامُهُ ، وَإِمَّا أَنْ يُسَلِّمَ إِلَيْهِمْ غُلَامَهُ ، وَإِنْ أَمْسَكَهَا حَتَّى يَأْتِيَ الْأَجَلُ الَّذِي أُجِّلَ فِي اللُّقَطَةِ ، ثُمَّ اسْتَهْلَكَهَا ، كَانَتْ دَيْنًا عَلَيْهِ يُتْبَعُ بِهِ وَلَمْ تَكُنْ فِي رَقَبَتِهِ ، وَلَمْ يَكُنْ عَلَى سَيِّدِهِ فِيهَا شَيْءٌ.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ غلام اگر لقطہ پائے اور اسے خرچ کر دے لقطہ کی مدت یعنی ایک سال پورا ہونے سے پہلے تو یہ اس کی گردن پر ہے خواہ اس کا آقا اس چیز کی قیمت دے جو غلام نے خرچ کر دی یا غلام کو ان کے سپرد کر دے۔ اگر غلام نے لقطہ کی مدت یعنی ایک سال پورا ہو جانے کے بعد اسے خرچ کیا تو وہ آزاد ہونے تک اس پر قرض رہے گا۔ اس سے پہلے اس پر یا اس کے آقا پر کچھ واجب الادا نہیں۔

۴۰- بَابُ الْقَضَاءِ فِي الضَّوَالِّ

گم ہو جانے والے جانور کا بیان

[۸۱۴] اَثَر- مَالِكٌ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ ، أَنَّ ثَابِتَ بْنَ الضَّحَّاكِ الْأَنْصَارِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ وَجَدَ بَعِيرًا بِالْحَرَّةِ فَعَقَلَهُ ، ثُمَّ ذَكَرَهُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ، فَأَمَرَهُ عُمَرُ أَنْ يُعَرِّفَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ، فَقَالَ لَهُ

سلیمان بن یسار کو ثابت بن ضحاک انصاری نے بتایا کہ انہیں حرہ کے مقام پر ایک اونٹ ملا تو اس کا گھٹنا باندھ دیا اور حضرت عمر نے ان سے فرمایا کہ تین مرتبہ اس کا اعلان کرو۔ حضرت ثابت عرض گزار ہوئے کہ میں اپنی کھیتی میں بہت مشغول

ثَابِتٌ اِنَّهُ قَدْ شَغَلَنِیْ عَنْ ضَیْعَتِیْ، فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ اَرْسِلْهُ حَیْثُ وَجَدْتَهٗ.

ہوں۔ حضرت عمر نے ان سے فرمایا کہ اسی جگہ پہنچا دو جہاں یہ پایا تھا۔

۶۱۷- وَحَدَّثَنِیْ مَالِکٌ، عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ، عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ وَھُوَ مُسْنِدٌ ظَهْرَهٗ اِلَی الْکَعْبَةِ مَنْ اَخَذَ ضَالَّةً فَھُوَ ضَالٌّ.

صحیح مسلم(٤٤٨٥)

سعید بن میتب سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب کہ وہ کعبے سے پیٹھ لگا کر بیٹھے ہوئے تھے کہ جو گم شدہ چیز لے وہ خود گم کردہ راہ ہے۔

[۸۱۵] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ مَالِکٌ، اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ شِهَابٍ یَقُوْلُ کَانَتْ ضَوَالُّ الْاِبِلِ فِیْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اِبِلًا مُؤَبَّلَةً تَنَاتَجُ لَا یَمَسُّهَا اَحَدٌ، حَتّٰی اِذَا کَانَ زَمَانُ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ اَمَرَ بِتَعْرِیْفِهَا، ثُمَّ تُبَاعُ فَاِذَا جَاءَ صَاحِبُهَا اُعْطِیَ ثَمَنَهَا.

امام مالک نے ابن شہاب کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت عمر کے زمانے میں گم شدہ اونٹ چھوڑ دیئے جاتے تھے۔ اونٹنیاں بچے جنا کرتیں اور کوئی انہیں ہاتھ نہیں لگاتا تھا۔ جب حضرت عثمان کا زمانہ آیا تو حکم دیا کہ وہ بتائے جائیں اور انہیں بیچ دیا گیا۔ جب کسی کا مالک آیا تو اسے قیمت دے دی گئی۔

٤١- بَابُ صَدَقَةِ الْحَیِّ عَنِ الْمَیِّتِ

زندہ اگر مردے کی طرف سے صدقہ خیرات کرے

۶۱۸- حَدَّثَنِیْ مَالِکٌ، عَنْ سَعِیْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِیْلَ بْنِ سَعِیْدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ، عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ جَدِّهٖ، اَنَّهٗ قَالَ خَرَجَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ بَعْضِ مَغَازِیْهِ، فَحَضَرَتْ اُمَّهُ الْوَفَاةُ بِالْمَدِیْنَةِ فَقِیْلَ لَهَا اَوْصِیْ، فَقَالَتْ فِیْمَ اُوْصِیْ اِنَّمَا الْمَالُ مَالُ سَعْدٍ، فَتُوُفِّیَتْ قَبْلَ اَنْ یَّقْدَمَ سَعْدٌ، فَلَمَّا قَدِمَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ ذُکِرَ لَهٗ فَقَالَ سَعْدٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ یَنْفَعُهَا اَنْ اَتَصَدَّقَ عَنْهَا؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَعَمْ. فَقَالَ سَعْدٌ حَائِطُ کَذَا وَکَذَا صَدَقَةٌ عَنْهَا، لِحَائِطٍ سَمَّاهُ.

سنن نسائی(٣٦٥٢)

شرحبیل بن سعید بن سعد بن عبادہ سے روایت ہے کہ کسی غزوہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حضرت سعد بن عبادہ نکلے اور مدینہ منورہ میں ان کی والدۂ محترمہ کا آخری وقت آ گیا۔ ان سے وصیت کرنے کے لیے کہا گیا تو فرمایا: میں کس چیز کی وصیت کروں جب کہ مال تو سعد کا ہے۔ وہ حضرت سعد کی واپسی سے پہلے وفات پا گئیں۔ جب حضرت سعد بن عبادہ واپس آئے اور ان سے اس بات کا ذکر کیا گیا تو حضرت سعد عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ! اگر میں ان کی طرف سے خیرات کروں تو انہیں فائدہ پہنچے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ چنانچہ حضرت سعد نے کہا کہ فلاں فلاں باغ میری والدہ ماجدہ کی طرف سے صدقہ ہیں۔

۶۱۹- وَحَدَّثَنِیْ مَالِکٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ، اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اُمِّیْ افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا، وَاَرَاهَا لَوْ تَکَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ. اَفَاَتَصَدَّقُ عَنْهَا؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَعَمْ.

صحیح البخاری(٢٧٦٠) صحیح مسلم(٢٣٢٣-٢٣٢٤-٤١٩٦)

عروہ بن زبیر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں گزارش کی کہ میری والدہ کا اچانک انتقال ہو گیا' اگر وہ کلام کرتیں تو کچھ خیرات کرتیں' کیا میں ان کی طرف سے خیرات کر سکتا ہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ ف

ف: ایصالِ ثواب کے جواز میں اس کے علاوہ بھی متعدد احادیث موجود ہیں۔ جس طرح زندوں کو حسنِ سلوک کی ضرورت ہے مردے ان سے بھی زیادہ ضرورت مند ہیں کیونکہ جب انہیں نیکیوں کی قدر معلوم ہوئی تو نیکی کرنے کا وقت گزر چکا۔ اب تو انہیں صرف

وہی نیکی ملے گی جو صدقۂ جاریہ کی صورت کے اندر اس دنیا میں چھوڑ گئے یا لواحقین سے جو بھی اس دارالعمل میں رہتے ہوئے صدقہ و خیرات کا ثواب ان کے نامۂ اعمال میں لکھوائے یا کلمہ وکلام پڑھ کر اس کا ثواب ان کے لیے پہنچائے۔ اب قدر ہونے پر ایک ایک نیکی کے لیے وہ کیسی آس لگائے رکھتے ہوں گے؟ کیسی حسرت سے ہر ایک کا منہ تکتے ہوں گے؟

ایصالِ ثواب ایک تو بزرگانِ دین کے لیے کیا جاتا ہے۔ اگرچہ بظاہر وہ ہمارے ایصالِ ثواب کے حاجت مند نہیں اور نہ یہ آس لگائے بیٹھے رہتے ہوں گے کہ کوئی ہمارے لیے ایصالِ ثواب کرے تو ممکن ہے ہمارا بھی بیڑہ پار ہو جائے کیونکہ بفضلہٖ تعالیٰ وہ اپنی برزخی زندگی اپنے خالق و مالک کے قربِ خاص میں مہمانوں کی طرح گزار رہے ہوں گے۔ جہاں ان کی پیروی نجات کی ضامن ہے۔ وہاں ان حضرات کے لیے ایصالِ ثواب کرنے والے کی یہی آرزو ہوتی ہے کہ پروردگارِ عالم اسے بھی اپنے پیاروں کے چاہنے والوں میں شمار فرمالے وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

دوسری طرف اپنے والدین، بہن بھائی اور بیٹا بیٹی وغیرہ لواحقین کے لیے ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے کہ ایسا کرنے سے صلہ رحمی اور باہمی ہمدردی کے تقاضے پورے ہوتے ہیں۔ اگر آج کوئی تساہل یا اغماض کا شکار ہو کر اپنے لواحقین کو چند نیکیوں سے محروم رکھتا ہے تو اسے یاد رکھنا چاہیے کہ وہ بھی اسی صورتِ حال سے دوچار ہونے والا ہے۔ آج نہیں تو کل اس کے سامنے بھی یہی حالات پیش آئیں گے جب کہ اس کی نیکیوں کا دفترِ عمل بھی لپیٹ کر رکھ دیا جائے گا۔ ترس کھانے والوں پر ترس کھایا جائے گا اور جو آج اپنے لواحقین پر بھی ترس نہیں کھاتے ان پر ترس کھانے والے ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملیں گے کیونکہ "لا یرحم اللہ من لا یرحم الناس" جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا اس پر اللہ تعالیٰ بھی رحم نہیں فرماتا:

جس کو غمِ جہاں میں بھی یاد رہے غمِ بیکساں
میری طرف سے ہمنشیں جا کر اسے سلام دے

ایصالِ ثواب سے بعض حضرات کو آج کل ایک چڑ سی ہوگئی ہے کہ وہ اس سے بڑی حد تک دور رہتے اور دوسروں کو طرح طرح کے بہانے اور سہارے تلاش کر کے روکنے میں کوشاں رہتے ہیں۔ ان کا یہ طرزِ عمل اور اندازِ فکر یقیناً ان لوگوں کے مفاد میں نہیں کہا جا سکتا جو اس دارِ فانی کو چھوڑ کر عالمِ جاودانی میں جا پہنچے ہیں۔ ایسے حضرات کو اپنے طرزِ عمل پر نظرِ ثانی کرنی چاہیے۔ دوسری جانب ایصالِ ثواب کو نام و نمائش کا ذریعہ بنا لینا بھی قطعاً درست نہیں کیونکہ ایسا کرنے سے اموات کے کچھ بھی پلے نہیں پڑتا اور شہرت کے لیے ایصالِ ثواب کرنے والا بھی ثواب کی جگہ گناہ ہی کماتا ہے۔ بعض جگہ قرآن خوانی کرنے والے حضرات سب یا اکثر بلند آواز سے پڑھتے ہیں حالانکہ جب ایک شخص بھی بلند آواز سے تلاوت کرے تو حاضرین کے لیے اس کا سننا واجب ہو جاتا ہے، اگر نہیں سنیں گے تو سب گنہگار ہوں گے یوں تلاوت کرنے والے گناہ کا ارتکاب کر کے گھر لوٹے تو اموات کو ثواب کہاں سے ملے گا جب کہ صاحبِ خانہ اور پڑھنے والے سب گناہ کے مرتکب ہوئے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ایسے مواقع پر سب اس طرح تلاوت کریں کہ دوسرے کے کانوں تک آواز نہ جائے اور پڑھنا خلوصِ نیت سے ہو جس میں کسی طمع یا معاوضے کا دخل نہ ہو۔ غرضیکہ ہر کام حدودِ شرعیہ کے اندر ہونا چاہیے تاکہ ثواب کی امید ہو سکے اور اموات کو فائدہ پہنچ سکے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

٦٢٠- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ مِنْ بَنِي الْحَارِثِ ابْنِ الْخَزْرَجِ تَصَدَّقَ عَلَى أَبَوَيْهِ بِصَدَقَةٍ فَهَلَكَا، فَوَرِثَ ابْنُهُمَا الْمَالَ وَهُوَ نَخْلٌ فَسَأَلَ عَنْ ذٰلِكَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ قَدْ أُجِرْتَ فِي

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ بنی حارث بن خزرج سے ایک انصاری نے اپنے والدین کو صدقہ دیا وہ دونوں فوت ہو گئے تو ان کا بیٹا ہی مال کا وارث بنا اور وہ کھجور کے درخت تھے۔ اس نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ تمہیں اپنے

صَدَقَتِكَ، وَخُذْهَا بِمِيرَاثِكَ.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۳۷- كِتَابُ الْوَصِيَّةِ

١ - بَابُ الْأَمْرِ بِالْوَصِيَّةِ

٦٢١- حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَا حَقُّ امْرِىءٍ مُسْلِمٍ لَهُ شَيْءٌ يُوْصٰى فِيْهِ، يَبِيْتُ لَيْلَتَيْنِ إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ عِنْدَهُ مَكْتُوْبَةٌ؟ صحیح البخاری (۲۷۳۰) صحیح مسلم (۱۶۲۷)

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا، أَنَّ الْمُوْصِيَ إِذَا أَوْصٰى فِيْ صِحَّتِهِ، أَوْ فِيْ مَرَضِهِ بِوَصِيَّةٍ فِيْهَا عَتَاقَةُ رَقِيْقٍ مِنْ رَقِيْقِهِ، أَوْ غَيْرُ ذٰلِكَ فَإِنَّهُ يُغَيِّرُ مِنْ ذٰلِكَ مَا بَدَا لَهُ، وَيَصْنَعُ مِنْ ذٰلِكَ مَا شَاءَ حَتّٰى يَمُوْتَ. وَإِنْ أَحَبَّ أَنْ يَطْرَحَ تِلْكَ الْوَصِيَّةَ وَيُبْدِلَهَا، فَعَلَ، إِلَّا أَنْ يُدَبِّرَ مَمْلُوْكًا. فَإِنْ دَبَّرَ فَلَا سَبِيْلَ إِلٰى تَغْيِيْرِ مَا دَبَّرَ، وَذٰلِكَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَا حَقُّ امْرِىءٍ مُسْلِمٍ لَهُ شَيْءٌ يُوْصٰى فِيْهِ، يَبِيْتُ لَيْلَتَيْنِ إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ عِنْدَهُ مَكْتُوْبَةٌ.

قَالَ مَالِكٌ فَلَوْ كَانَ الْمُوْصِيْ لَا يَقْدِرُ عَلٰى تَغْيِيْرِ وَصِيَّتِهِ وَلَا مَا ذُكِرَ فِيْهَا مِنَ الْعَتَاقَةِ، كَانَ كُلُّ مُوْصٍ قَدْ حَبَسَ مَالَهُ الَّذِيْ أَوْصٰى فِيْهِ مِنَ الْعَتَاقَةِ وَغَيْرِهَا، وَقَدْ يُوْصِي الرَّجُلُ فِيْ صِحَّتِهِ، وَعِنْدَ سَفَرِهِ.

قَالَ مَالِكٌ فَالْأَمْرُ عِنْدَنَا الَّذِيْ لَا اخْتِلَافَ فِيْهِ أَنَّهُ يُغَيِّرُ مِنْ ذٰلِكَ مَا شَاءَ غَيْرَ التَّدْبِيْرِ.

٢ - بَابُ جَوَازِ وَصِيَّةِ الصَّغِيْرِ وَالضَّعِيْفِ وَالْمُصَابِ وَالسَّفِيْهِ

[۸۱٦] أَثَرٌ - حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ، عَنْ أَبِيْهِ، أَنَّ عَمْرَو ابْنَ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قِيْلَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ إِنَّ هَاهُنَا غُلَامًا يَفَاعًا

صدقے کا ثواب مل گیا اب اسے میراث میں لے لو۔

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

وصیت کا بیان

وصیت کا حکم

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان کو یہ حق نہیں ہے کہ جس کے پاس کوئی ایسی چیز یا معاملہ ہو جس میں وصیت کرنا ضروری ہو اور وصیت لکھے بغیر دو راتیں بھی گزارے۔

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفق ہے کہ آدمی بحالت صحت یا مرض جب کوئی وصیت کرے مثلاً غلام آزاد کرنے کی یا کوئی اور تو جب وہ چاہے اس میں تغیر و تبدل کر سکتا ہے اور اپنی موت تک اس میں تصرف کر سکتا ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کی جگہ کوئی اور وصیت کر دے ماسوائے غلام مدبر کرنے کے۔ مدبر کرنے کے بعد اب اسے بدل نہیں سکتا اور یہ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ کسی مسلمان کے لیے یہ لائق نہیں ہے کہ اس کے پاس قابل وصیت کوئی چیز ہو اور وہ بغیر وصیت لکھے دو راتیں بھی گزارے۔

امام مالک نے فرمایا کہ اگر موصی اپنی وصیت کو بدلنے پر قادر نہ ہوتا اور نہ عتاق میں جس کا ذکر کیا گیا تو ہر موصی کا مال جس کی اس نے عتاق وغیرہ میں وصیت کی رکا رہتا حالانکہ آدمی اپنی صحت اور سفر میں بھی وصیت کرتا ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک اس حکم میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ وصیت میں جو چاہے تبدیلی کر سکتا ہے ماسوائے مدبر کے۔

کمزور، کم سن، مجنون اور بے وقوف کی وصیت

ابوبکر بن حزم نے عمرو بن سلیم زرقی سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا گیا کہ یہاں ایک غسانی لڑکا قریب البلوغ ہے جو ابھی بالغ نہیں ہوا اور اس کے وارث شام

لَمْ يَحْتَلِمْ مِنْ غَسَّانَ، وَوَارِثُهُ بِالشَّامِ، وَهُوَ ذُوْ مَالٍ، وَلَيْسَ لَهُ هَاهُنَا إِلَّا ابْنَةُ عَمٍّ لَهُ، قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَلْيُوْصِ لَهَا. قَالَ فَأَوْصَى لَهَا بِمَالٍ يُقَالُ لَهُ بِئْرُ جُشَمٍ، قَالَ عَمْرُو بْنُ سُلَيْمٍ فَبِيعَ ذٰلِكَ الْمَالُ بِثَلَاثِيْنَ أَلْفَ دِرْهَمٍ، وَابْنَةُ عَمِّهِ الَّتِي أَوْصَى لَهَا هِيَ أُمُّ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ.

میں ہیں' وہ مال دار ہے اور یہاں ایک چچا زاد بہن کے سوا اس کا کوئی نہیں۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ اس کے لیے وصیت کر دے۔ راوی کا بیان ہے کہ اس نے مال کی وصیت کر دی جس کو بئر جشم کہا جاتا تھا۔ عمرو بن سلیم کا بیان ہے کہ وہ مال تیس ہزار درہم میں بیچا گیا۔ اس کی چچا زاد بہن جس کے لیے وصیت کی تھی' وہ عمرو بن سلیم کی والدہ تھیں۔

[۸۱۷] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ، أَنَّ غُلَامًا مِنْ غَسَّانَ حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ بِالْمَدِيْنَةِ، وَوَارِثُهُ بِالشَّامِ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقِيْلَ لَهُ إِنَّ فُلَانًا يَمُوْتُ أَفَيُوْصِيْ؟ قَالَ فَلْيُوْصِ.

ابو بکر بن حزم سے روایت ہے کہ ایک غسانی لڑکا مدینہ منورہ میں فوت ہونے لگا اور اس کے وارث شام میں تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کا ذکر ہوا اور کہا گیا کہ فلاں مرنے لگا ہے' کیا وہ وصیت کرے؟ فرمایا کہ وصیت کرے۔

قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ وَكَانَ الْغُلَامُ ابْنَ عَشْرِ سِنِيْنَ، أَوِ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً، قَالَ فَأَوْصَى بِبِئْرِ جُشَمٍ فَبَاعَهَا أَهْلُهَا بِثَلَاثِيْنَ أَلْفَ دِرْهَمٍ.

یحییٰ بن سعید نے ابو بکر سے روایت کی ہے کہ وہ لڑکا دس یا بارہ سال کا تھا' کہا کہ اس نے بئر جشم کی وصیت کی۔ لوگوں نے اسے تیس ہزار درہم میں فروخت کیا۔

قَالَ يَحْيَى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا أَنَّ الضَّعِيْفَ فِيْ عَقْلِهِ، وَالسَّفِيْهَ وَالْمُصَابَ الَّذِيْ يُفِيْقُ أَحْيَانًا تَجُوْزُ وَصَايَاهُمْ، إِذَا كَانَ مَعَهُمْ مِنْ عُقُوْلِهِمْ مَا يَعْرِفُوْنَ مَا يُوْصُوْنَ بِهِ، فَأَمَّا مَنْ لَيْسَ مَعَهُ مِنْ عَقْلِهِ مَا يَعْرِفُ بِذٰلِكَ، مَا يُوْصِيْ بِهِ، وَكَانَ مَغْلُوْبًا عَلَى عَقْلِهِ فَلَا وَصِيَّةَ لَهُ.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم متفقہ ہے کہ ضعیف العقل' پاگل اور وہ مجنوں جس کو کبھی کبھی افاقہ ہو جائے' ان کی وصیت بھی جائز ہے جب کہ انہیں کچھ نہ کچھ عقل ہو اور اتنا جانیں کہ کیا وصیت کی ہے اور جس کو اتنی عقل بھی نہ ہو کہ کیا وصیت کی ہے اور اس کی عقل جاتی رہی ہو تو اس کی وصیت نہیں ہے۔

۳- بَابُ الْوَصِيَّةِ فِي الثُّلُثِ لَا تَتَعَدَّى

تہائی سے زیادہ مال کی وصیت نہ کرے

٦٢٢- حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيْهِ، أَنَّهُ قَالَ جَاءَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعُوْدُنِيْ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ وَجَعٍ اشْتَدَّ بِيْ، فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ بَلَغَ بِيْ مِنَ الْوَجَعِ مَا تَرٰى، وَأَنَا ذُوْ مَالٍ وَلَا يَرِثُنِيْ إِلَّا ابْنَةٌ لِيْ، أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِيْ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا. فَقُلْتُ فَالشَّطْرُ قَالَ لَا. ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الثُّلُثُ، وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ، إِنَّكَ أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ، وَإِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِيْ بِهَا وَجْهَ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے سال میری سخت بیماری کے دوران رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے۔ میں عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! مجھے اتنی تکلیف ہے جو حضور ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ میں مالدار آدمی ہوں اور ایک بیٹی کے سوا میرا کوئی وارث نہیں تو کیا میں اپنا دو تہائی مال خیرات کر دوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں۔ میں عرض گزار ہوا کہ نصف؟ فرمایا: نہیں' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تہائی اور تہائی بھی زیادہ ہے۔ اگر تم اپنے وارثوں کو مالدار چھوڑو تو یہ انہیں کنگال چھوڑنے سے بہتر ہے

اللّٰهِ إِلَّا أُجِرْتَ حَتّٰى مَا تَجْعَلُ فِيْ فِيْ امْرَأَتِكَ قَالَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَأُخَلَّفُ بَعْدَ أَصْحَابِيْ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ، فَتَعْمَلَ عَمَلًا صَالِحًا إِلَّا ازْدَدْتَ بِهِ دَرَجَةً وَرِفْعَةً، وَلَعَلَّكَ أَنْ تُخَلَّفَ حَتّٰى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُوْنَ، اَللّٰهُمَّ أَمْضِ لِأَصْحَابِيْ هِجْرَتَهُمْ وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلٰى أَعْقَابِهِمْ، لٰكِنَّ الْبَائِسَ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ يَرْثِيْ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ، أَنْ مَاتَ بِمَكَّةَ.

صحیح البخاری (۱۲۹۵) صحیح مسلم (٤١٨٥)

کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائیں اور تم جو کچھ رضائے الٰہی کے لیے خرچ کرو گے اس کا ثواب ملے گا یہاں تک کہ جو لقمہ تم اپنی بیوی کے منہ میں دو۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر میں عرض گزار ہوا یا رسول اللہ! کیا میں اپنے ساتھیوں سے پیچھے رہ جاؤں گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم پیچھے نہیں چھوڑے جاؤ گے بلکہ تم نیک اعمال کرو گے جن سے تمہارے درجات اور رفعت میں اضافہ ہوگا شاید چھوڑے جاتے تو کچھ لوگ تم سے نفع پاتے اور لوگوں کو تم سے نقصان پہنچتا۔ اے اللہ! میرے ساتھیوں کی ہجرت پوری فرما اور انہیں واپس نہ لوٹا لیکن حضرت سعد بن خولہ کا صدمہ جو مکہ مکرمہ میں فوت ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کو ان کا افسوس رہا۔

قَالَ يَحْيٰى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ فِي الرَّجُلِ يُوْصِيْ بِثُلُثِ مَالِهِ لِرَجُلٍ، وَيَقُوْلُ غُلَامِيْ يَخْدُمُ فُلَانًا مَا عَاشَ ثُمَّ هُوَ حُرٌّ، فَيُنْظَرُ فِيْ ذٰلِكَ فَيُوْجَدُ الْعَبْدُ ثُلُثَ مَالِ الْمَيِّتِ. قَالَ فَإِنَّ خِدْمَةَ الْعَبْدِ تُقَوَّمُ، ثُمَّ يَتَحَاصَّانِ يُحَاصُّ الَّذِيْ أُوْصِيَ لَهُ بِالثُّلُثِ بِثُلُثِهِ، وَيُحَاصُّ الَّذِيْ أُوْصِيَ لَهُ بِخِدْمَةِ الْعَبْدِ بِمَا قُوِّمَ لَهُ مِنْ خِدْمَةِ الْعَبْدِ، فَيَأْخُذُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِنْ خِدْمَةِ الْعَبْدِ، أَوْ مِنْ إِجَارَتِهِ إِنْ كَانَتْ لَهُ إِجَارَةٌ بِقَدْرِ حِصَّتِهِ، فَإِذَا مَاتَ الَّذِيْ جُعِلَتْ لَهُ خِدْمَةُ الْعَبْدِ مَا عَاشَ عَتَقَ الْعَبْدُ.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو دوسرے کے لیے تہائی مال کی وصیت کرے اور کہے کہ میرا یہ غلام فلاں کی زندگی بھر خدمت کرے گا پھر یہ آزاد ہے تو دیکھیں گے کہ اگر اس غلام کی قیمت تہائی مال نکلے تو غلام کی خدمت کی قیمت لگائیں گے اور اس غلام میں حصہ رکھ لیں گے جس کے لیے مال کی وصیت کی ہے اور ایک تہائی حصہ اس کا ہوگا جس کے لیے خدمت کی وصیت کی ہے۔ اس کا حصہ خدمت کی قیمت کے مطابق ہوگا۔ اس کے بعد دونوں شخص غلام کی خدمت یا کمائی سے اپنا اپنا حصہ لیا کریں گے اور جب وہ شخص فوت ہو جائے جس کے لیے خدمت کی وصیت کی تھی تو غلام آزاد ہو جائے گا۔

قَالَ وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ فِي الَّذِيْ يُوْصِيْ فِيْ ثُلُثِهِ فَيَقُوْلُ لِفُلَانٍ كَذَا وَكَذَا، وَلِفُلَانٍ كَذَا وَكَذَا، يُسَمِّيْ مَالًا مِنْ مَالِهِ، فَيَقُوْلُ وَرَثَتُهُ قَدْ زَادَ عَلٰى ثُلُثِهِ، فَإِنَّ الْوَرَثَةَ يُخَيَّرُوْنَ بَيْنَ أَنْ يُعْطُوْا أَهْلَ الْوَصَايَا وَصَايَاهُمْ، وَيَأْخُذُوْا جَمِيْعَ مَالِ الْمَيِّتِ وَبَيْنَ أَنْ يَقْسِمُوْا لِأَهْلِ الْوَصَايَا ثُلُثَ مَالِ الْمَيِّتِ، فَيُسَلِّمُوْا إِلَيْهِمْ ثُلُثَهُ، فَتَكُوْنُ حُقُوْقُهُمْ فِيْهِ إِنْ أَرَادُوْا بَالِغًا مَا بَلَغَ. صحیح البخاری (۱۲۹۵)

امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا گیا کہ جس نے تہائی مال کی وصیت کی اور کہے کہ اتنا مال فلاں کے لیے ہے اور اتنا فلاں کے لیے۔ وارث کہیں کہ یہ تو تہائی سے زیادہ ہو گیا۔ دریں حالات ورثاء کو اختیار ہے کہ وصیت والوں کو ان کی وصیتیں ادا کر دیں اور میت کا سارا مال خود لے لیں یا اہل وصایا کے درمیان میت کا تہائی مال تقسیم ہو جائے گا لہٰذا تہائی ان کے سپرد کر دیں تا کہ وہ اپنے حصوں کے مطابق تقسیم کر لیں خواہ حصہ کہیں تک پہنچے۔

٤- بَابُ أَمْرِ الْحَامِلِ وَالْمَرِيْضِ وَالَّذِيْ

حاملہ، مریض اور جو میدان جنگ میں ہوا سے

يَحْضُرُ الْقِتَالَ فِيْ اَمْوَالِهِمْ

قَالَ يَحْيٰى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ اَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِيْ وَصِيَّةِ الْحَامِلِ وَفِيْ قَضَايَاهَا فِيْ مَالِهَا ، وَمَا يَجُوْزُ لَهَا اَنَّ الْحَامِلَ كَالْمَرِيْضِ ، فَاِذَا كَانَ الْمَرَضُ الْخَفِيْفُ غَيْرُ الْمَخُوْفِ عَلٰى صَاحِبِهِ ، فَاِنَّ صَاحِبَهُ يَصْنَعُ فِيْ مَالِهِ مَا يَشَاءُ ، وَاِذَا كَانَ الْمَرَضُ الْمَخُوْفُ عَلَيْهِ ، لَمْ يَجُزْ لِصَاحِبِهِ شَيْءٌ اِلَّا فِيْ ثُلُثِهِ.

قَالَ وَكَذٰلِكَ الْمَرْاَةُ الْحَامِلُ اَوَّلُ حَمْلِهَا بِشْرٌ وَسُرُوْرٌ ، وَلَيْسَ بِمَرَضٍ وَلَا خَوْفٍ ، لِاَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَالَ فِيْ كِتَابِهِ ﴿فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ﴾ (ھود:۷۱) وَقَالَ ﴿حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ فَلَمَّا اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ﴾ (الاعراف:۱۸۹) ، فَالْمَرْاَةُ الْحَامِلُ اِذَا اَثْقَلَتْ لَمْ يَجُزْ لَهَا قَضَاءٌ اِلَّا فِيْ ثُلُثِهَا ، فَاَوَّلُ الْاِتْمَامِ سِتَّةُ اَشْهُرٍ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِيْ كِتَابِهِ ﴿وَالْوٰلِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ﴾ (البقرہ:۲۳۳) وَقَالَ ﴿وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا﴾ (الاحقاف:۱۵) فَاِذَا مَضَتْ لِلْحَامِلِ سِتَّةُ اَشْهُرٍ مِنْ يَوْمِ حَمَلَتْ لَمْ يَجُزْ لَهَا قَضَاءٌ فِيْ مَالِهَا اِلَّا فِي الثُّلُثِ.

قَالَ وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ فِي الرَّجُلِ يَحْضُرُ الْقِتَالَ اَنَّهٗ اِذَا زَحَفَ فِي الصَّفِّ لِلْقِتَالِ ، لَمْ يَجُزْ لَهٗ اَنْ يَّقْضِيَ فِيْ مَالِهٖ شَيْئًا اِلَّا فِي الثُّلُثِ ، وَاَنَّهٗ بِمَنْزِلَةِ الْحَامِلِ وَالْمَرِيْضِ الْمَخُوْفِ عَلَيْهِ مَا كَانَ بِتِلْكَ الْحَالِ.

اپنے کتنے مال کا اختیار ہے؟

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ حاملہ کی وصیت کے متعلق یہ میں نے خوب سنا اور جو اس کے مال میں جائز نہیں ہے کہ حاملہ مریض کی طرح ہے۔ جب مرض کم ہو، جس میں موت کا خطرہ نہ ہو تو آدمی اپنے مال میں جس طرح چاہے تصرف کرے اور جب مرض خطرناک ہو تو تہائی مال سے زیادہ میں تصرف کرنا جائز نہیں۔

فرمایا کہ حاملہ شروع میں جب خوش وخرم اور تندرست رہے اور اسے کوئی مرض یا خوف نہ ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: "تو ہم نے اسے اسحاق کی خوشخبری دی اور اسحاق کے پیچھے یعقوب کی" اور فرمایا ہے: "جب اسے ہلکا سا پیٹ رہ گیا تو اسے لیے پھرتی رہی۔ پھر جب بوجھ محسوس ہوا تو دونوں نے اپنے رب سے دعا کی کہ ضرور تو ہمیں جیسا چاہیے بچہ دے گا تو بے شک ہم شکر گزار ہوں گے" پس عورت کا حمل جب وزنی ہو جائے تو اسے تہائی سے زیادہ مال میں تصرف جائز نہیں اور پہلا دور چھ ماہ پر مکمل ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: "اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں" اور فرمایا ہے: "اور اسے اٹھائے پھرنا اور دودھ چھڑانا تیس مہینوں میں ہے" لہٰذا جب حاملہ کو چھ مہینے ہو جائیں یعنی حمل ٹھہرے ہوئے تو اب اس کے لیے تہائی مال سے زیادہ میں تصرف کرنا جائز نہیں رہا۔

امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو میدان کارزار میں صف بستہ ہو وہ بھی اپنے مال کے تہائی سے زیادہ میں تصرف نہیں کر سکتا' وہ اس وقت حاملہ اور خوف والے مریض کی طرح ہے جب تک کہ اس حال میں رہے۔

۵- بَابُ الْوَصِيَّةِ لِلْوَارِثِ وَالْحِيَازَةِ

قَالَ يَحْيٰى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ فِيْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ اِنَّهَا مَنْسُوْخَةٌ قَوْلُ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ﴿اِنْ تَرَكَ

وارث کے لیے وصیت کرنا اور اسے کچھ مال دے دینا

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ آیت: "اگر کچھ مال چھوڑے تو وصیت کر جائے اپنے ماں باپ اور قریب کے رشتہ

خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ﴾ (البقرة:١٨٠) نَسَخَهَا مَا نَزَلَ مِنْ قِسْمَةِ الْفَرَائِضِ فِي كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ.

وارثوں کے لیے" یہ تقسیم میراث کی ان آیتوں سے منسوخ ہے جو اللہ کی کتاب میں ہیں۔

قَالَ وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ السُّنَّةُ الثَّابِتَةُ عِنْدَنَا الَّتِي لَا اخْتِلَافَ فِيهَا، أَنَّهُ لَا تَجُوزُ وَصِيَّةٌ لِوَارِثٍ، إِلَّا أَنْ يُجِيزَ لَهُ ذٰلِكَ وَرَثَةُ الْمَيِّتِ، وَأَنَّهُ إِنْ أَجَازَ لَهُ بَعْضُهُمْ وَأَبَى بَعْضٌ جَازَ لَهُ حَقُّ مَنْ أَجَازَ مِنْهُمْ، وَمَنْ أَبَى أَخَذَ حَقَّهُ مِنْ ذٰلِكَ.

امام مالک کو یہ بھی فرماتے سنا کہ ہمارے نزدیک ثابت شدہ سنت یہ ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں کہ وارث کے لیے وصیت جائز نہیں مگر جب کہ ورثاء اجازت دیں اور اگر بعض اس کے لیے اجازت دیں اور بعض اجازت نہ دیں تو اجازت دینے والوں کے حق سے دینا جائز ہوگا اور انکار کرنے والے اس سے اپنا حق لے لیں۔

قَالَ وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ فِي الْمَرِيضِ الَّذِي يُوصِي فَيَسْتَأْذِنُ وَرَثَتَهُ فِي وَصِيَّتِهِ وَهُوَ مَرِيضٌ لَيْسَ لَهُ مِنْ مَالِهِ إِلَّا ثُلُثُهُ، فَيَأْذَنُونَ لَهُ أَنْ يُوصِيَ لِبَعْضِ وَرَثَتِهِ بِأَكْثَرَ مِنْ ثُلُثِهِ إِنَّهُ لَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَرْجِعُوا فِي ذٰلِكَ، وَلَوْ جَازَ ذٰلِكَ لَهُمْ صَنَعَ كُلُّ وَارِثٍ ذٰلِكَ، فَإِذَا هَلَكَ الْمُوصِي أَخَذُوا ذٰلِكَ لِأَنْفُسِهِمْ وَمَنَعُوهُ الْوَصِيَّةَ فِي ثُلُثِهِ وَمَا أُذِنَ لَهُ بِهِ فِي مَالِهِ

امام مالک کو وصیت کرنے والے مریض کے متعلق فرماتے ہوئے سنا جو مرض کی حالت میں اپنے وارثوں سے وصیت کی اجازت لے جب کہ اسے تہائی سے زیادہ مال کا اختیار نہیں' پس وہ اجازت دے دیں کہ بعض وارثوں کے لیے تہائی سے زیادہ کی وصیت کر دی جائے تو انہیں رجوع کرنے کا اختیار نہیں رہے گا۔ اگر ان کے لیے یہ جائز ہوتا تو ہر وارث ایسا ہی کرتا کہ جب موصی فوت ہو جاتا تو مال کو خود لے لیتا اور تہائی سے زیادہ کا انکار کر دیتے جس کی اس کے مال میں خود اجازت دی ہوتی۔

قَالَ فَأَمَّا أَنْ يَسْتَأْذِنَ وَرَثَتَهُ فِي وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا لِوَارِثٍ فِي صِحَّتِهِ فَيَأْذَنُونَ لَهُ، فَإِنَّ ذٰلِكَ لَا يَلْزَمُهُمْ وَلِوَرَثَتِهِ أَنْ يَرُدُّوا ذٰلِكَ إِنْ شَاؤُوا، وَذٰلِكَ أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا كَانَ صَحِيحًا كَانَ أَحَقَّ بِجَمِيعِ مَالِهِ، يَصْنَعُ فِيهِ مَا شَاءَ، إِنْ شَاءَ أَنْ يَخْرُجَ مِنْ جَمِيعِهِ خَرَجَ، فَيَتَصَدَّقُ بِهِ، أَوْ يُعْطِيهِ مَنْ شَاءَ، وَإِنَّمَا يَكُونُ اسْتِئْذَانُهُ وَرَثَتَهُ جَائِزًا عَلَى الْوَرَثَةِ إِذَا أَذِنُوا لَهُ حِينَ يُحْجَبُ عَنْهُ مَالُهُ، وَلَا يَجُوزُ لَهُ شَيْءٌ إِلَّا فِي ثُلُثِهِ، وَحِينَ هُمْ أَحَقُّ بِثُلُثَيْ مَالِهِ مِنْهُ، فَذٰلِكَ حِينَ يَجُوزُ عَلَيْهِمْ أَمْرُهُمْ وَمَا أَذِنُوا لَهُ بِهِ، فَإِنْ سَأَلَ بَعْضُ وَرَثَتِهِ أَنْ يَهَبَ لَهُ مِيرَاثَهُ حِينَ تَحْضُرُهُ الْوَفَاةُ فَيَفْعَلُ، ثُمَّ لَا يَقْضِي فِيهِ الْهَالِكُ شَيْئًا، فَإِنَّهُ رَدٌّ عَلَى مَنْ وَهَبَهُ إِلَّا أَنْ يَقُولَ لَهُ الْمَيِّتُ فُلَانٌ لِبَعْضِ وَرَثَتِهِ ضَعِيفٌ، وَقَدْ أَحْبَبْتُ أَنْ تَهَبَ لَهُ مِيرَاثَكَ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ. فَإِنَّ ذٰلِكَ جَائِزٌ إِذَا سَمَّاهُ

فرمایا: اگر کوئی صحت کی حالت میں اپنے وارثوں سے اجازت لے اور وہ اسے اجازت دے دیں۔ یہ ان پر لازم نہیں آئے گی اور وارث جب چاہیں اس سے پھر سکتے ہیں اور یہ اس لیے ہے کہ جب وہ آدمی تندرست ہے تو اپنے سارے مال میں تصرف کر سکتا ہے' جو چاہے کرے' اگر چاہے تو سارے مال کو لٹا دے' خیرات کر دے' کسی کو دے چھوڑے' وارثوں سے اجازت لینا تو تب ہے جب اسے مال پر اختیار نہ رہے اور اس کے لیے صرف تہائی جائز رہ گیا ہو اور دو تہائی کا حق وارثوں کا ہو تو وہ اجازت دے سکتے ہیں۔ اگر مریض نے اپنے وارث سے کہا کہ تم اپنا حصہ میراث مجھے ہبہ کر دو۔ اس نے ہبہ کر دیا۔ مریض نے اس میں تصرف نہ کیا اور فوت ہو گیا تو وہ حصہ اسی طرح وارث کا ہو جائے گا۔ ہاں اگر میت ایک وارث سے کہے کہ فلاں وارث کمزور ہے تم اپنا حصہ اسے ہبہ کر دو۔ وہ ہبہ کرے تو درست ہے۔ اگر وارث اپنا حصہ مرنے والے ہی کو ہبہ کر دے۔ مرنے والے نے

الْمَيِّتُ لَهُ ' قَالَ وَإِنْ وَهَبَ لَهُ مِيْرَاثَهُ ' ثُمَّ أَنْفَقَ الْهَالِكُ بَعْضَهُ ' وَبَقِيَ بَعْضٌ فَهُوَ رَدٌّ عَلَى الَّذِي وَهَبَ ' يَرْجِعُ إِلَيْهِ مَا بَقِيَ بَعْدَ وَفَاةِ الَّذِي أُعْطِيَهُ.

اس میں سے کچھ کسی کو دلا دیا' جو باقی بچا وہ اسی وارث کا ہے۔ فرمایا کہ اگر وارث نے اپنے حصہ میراث سے کسی کو کچھ ہبہ کیا۔ پھر مرنے والے نے دوسرے کو کچھ دے دیا اور کچھ باقی رہا تو یہ دینے والے کی وفات کے بعد باقی مال ہبہ کرنے والے کی طرف لوٹایا جائے گا۔

قَالَ وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ فِيْمَنْ أَوْصَى بِوَصِيَّةٍ فَذَكَرَ أَنَّهُ قَدْ كَانَ أَعْطَى بَعْضَ وَرَثَتِهِ شَيْئًا ' لَمْ يَقْبِضْهُ فَأَبَى الْوَرَثَةُ أَنْ يُجِيْزُوْا ذٰلِكَ فَإِنَّ ذٰلِكَ يَرْجِعُ إِلَى الْوَرَثَةِ مِيْرَاثًا عَلَى كِتَابِ اللّٰهِ ' لِأَنَّ الْمَيِّتَ لَمْ يُرِدْ أَنْ يَقَعَ شَيْءٌ مِنْ ذٰلِكَ فِي ثُلُثِهِ ' وَلَا يُحَاصُّ أَهْلُ الْوَصَايَا فِي ثُلُثِهِ بِشَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ.

امام مالک سے سنا کہ جس نے وصیت کی۔ پھر بتایا کہ اس نے ایک وارث کو کوئی چیز دی تھی لیکن اس نے قبضہ نہ کیا۔ ورثاء نے اس کی اجازت دینے سے انکار کر دیا تو وہ وارثوں کا ہوگا اللہ کی کتاب کے مطابق کیونکہ میت نے تہائی میں سے اس کے اندر کچھ نہیں ڈالا اور نہ اہل وصیت کو تہائی مال سے کوئی علیحدہ حصہ دیا۔

٦- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُؤَنَّثِ مِنَ الرِّجَالِ وَمَنْ أَحَقُّ بِالْوَلَدِ

نامرد کا بیان اور لڑکے کا وارث کون ہے؟

٦٢٣- حَدَّثَنِي مَالِكٌ ' عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ' عَنْ أَبِيْهِ ' أَنَّ مُخَنَّثًا كَانَ عِنْدَ أُمِّ سَلَمَةَ ' زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ' فَقَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسْمَعُ يَا عَبْدَ اللّٰهِ إِنْ فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الطَّائِفَ غَدًا ' فَأَنَا أَدُلُّكَ عَلَى ابْنَةِ غَيْلَانَ ' فَإِنَّهَا تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ ' فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَدْخُلَنَّ هٰؤُلَاءِ عَلَيْكُمْ.

صحیح البخاری (٤٣٢٤) صحیح مسلم (٥٦٥٤)

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ ایک مخنث حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھا تو اس نے حضرت عبداللہ بن ابو امیہ سے کہا اور رسول اللہ ﷺ سن رہے تھے کہ اے عبداللہ! اگر اللہ تعالیٰ نے کل طائف پر آپ لوگوں کو فتح دی تو میں تمہیں بنت غیلان دکھاؤں گا' جو آتی ہے تو چار بل پڑتے ہیں اور جاتی ہے تو آٹھ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ مخلوق تمہارے پاس نہ آیا کرے۔ ف

ف: جب نبی کریم ﷺ نے اس مخنث کے بارے میں فرمادیا کہ یہ گھروں میں نہ آیا کرے جس نے ایک عورت کی خوبصورتی کا ذکر کر دیا تھا تو اس کی روشنی میں ہمیں غور کرنا چاہیے کہ گھروں میں غیر محرم مردوں کا آنا جانا اور عورتوں کا غیر محرموں کے اندر بازاروں اور دفتروں وغیرہ میں جانا کتنی قباحت کا حامل ہوگا؟ نسلیں خراب ہونا' اخلاقی قدروں کا پامال ہونا اور خاندانی خصائص کا مٹنا اسی بے راہ روی اور نفسانی زاویۂ نظر کی وجہ سے ہے۔ عورت ایک جنس عزیز اور انسانیت کی کان ہے' جو ماں' بہن اور بیٹی کے روپ میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ مائیں ہی تو قوم کے لیے سپوت جنتی ہیں اور اسلام کے رنگ میں رنگنے کے بعد اپنے بچوں کو معاشرے اور ملک و ملت کے سپرد کرتی ہیں۔ قوم کو بنانے کے لیے عورت جیسی متاع عزیز کی عفت کو محفوظ رکھنا انتہائی ضروری ہے۔ ماں کا دودھ اور اس کی پرورش بچے کی ساری زندگی کے اندر وہی عمل دخل ہے جو جسم کے اندر روح کا مقام ہے۔ ملتِ اسلامیہ کو ایسے بچوں کی اشد ضرورت ہے جو علوم دینیہ کے زیور سے آراستہ اور اعلائے کلمۃ الحق کے جذبے سے سرشار ہوں تاکہ کشتی ملت کو منجدھار سے نکال کر ساحل مراد پر لگا سکیں اور ایسے بچے وہی مسلمان عورتیں جن سکتی ہیں جو عفت مآب اور اسلامی غیرت وحمیت کے مجسمے ہوں گی' مسلمانان عالم کا قافلہ آج اسی صورت اپنی عظمت رفتہ کو حاصل کرنے کی جانب رواں ہو سکتا ہے۔

[۸۱۸] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ مَالِکٌ عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ، اَنَّهٗ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ یَقُوْلُ کَانَتْ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ امْرَاَةٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ، فَوَلَدَتْ لَهٗ عَاصِمَ بْنَ عُمَرَ، ثُمَّ اِنَّهٗ فَارَقَهَا، فَجَاءَ عُمَرُ قُبَاءَ فَوَجَدَ ابْنَهٗ عَاصِمًا یَلْعَبُ بِفِنَاءِ الْمَسْجِدِ، فَاَخَذَ بِعَضُدِهٖ فَوَضَعَهٗ بَیْنَ یَدَیْهِ عَلَی الدَّابَّةِ، فَاَدْرَکَتْهُ جَدَّةُ الْغُلَامِ فَنَازَعَتْهُ اِیَّاهُ، حَتّٰی اَتَیَا اَبَا بَکْرٍ الصِّدِّیْقَ فَقَالَ عُمَرُ ابْنِیْ. وَقَالَتِ الْمَرْاَةُ ابْنِیْ. فَقَالَ اَبُوْ بَکْرٍ خَلِّ بَیْنَهَا وَبَیْنَهٗ قَالَ فَمَا رَاجَعَهٗ عُمَرُ الْکَلَامَ، قَالَ وَسَمِعْتُ مَالِکًا یَقُوْلُ وَهٰذَا الْاَمْرُ الَّذِیْ اٰخُذُ بِهٖ فِیْ ذٰلِکَ.

۷- بَابُ الْعَیْبِ فِی السِّلْعَةِ وَضَمَانِهَا

قَالَ یَحْیٰی سَمِعْتُ مَالِکًا یَقُوْلُ فِی الرَّجُلِ یَبْتَاعُ السِّلْعَةَ مِنَ الْحَیَوَانِ، اَوِ الثِّیَابِ، اَوِ الْعُرُوْضِ، فَیُوْجَدُ ذٰلِکَ الْبَیْعُ غَیْرَ جَائِزٍ، فَیُرَدُّ وَیُؤْمَرُ الَّذِیْ قَبَضَ السِّلْعَةَ اَنْ یَّرُدَّ اِلٰی صَاحِبِهٖ سِلْعَتَهٗ.

قَالَ مَالِکٌ فَلَیْسَ لِصَاحِبِ السِّلْعَةِ اِلَّا قِیْمَتُهَا یَوْمَ قُبِضَتْ مِنْهُ، وَلَیْسَ یَوْمَ یَرُدُّ ذٰلِکَ اِلَیْهِ، وَذٰلِکَ اَنَّهٗ ضَمِنَهَا مِنْ یَوْمِ قَبَضَهَا، فَمَا کَانَ فِیْهَا مِنْ نُقْصَانٍ بَعْدَ ذٰلِکَ کَانَ عَلَیْهِ فَبِذٰلِکَ کَانَ نِمَاؤُهَا وَزِیَادَتُهَا لَهٗ، وَاِنَّ الرَّجُلَ یَقْبِضُ السِّلْعَةَ فِیْ زَمَانٍ هِیَ فِیْهِ نَافِقَةٌ مَرْغُوْبٌ فِیْهَا، ثُمَّ یَرُدُّهَا فِیْ زَمَانٍ هِیَ فِیْهِ سَاقِطَةٌ لَا یُرِیْدُهَا اَحَدٌ، فَیَقْبِضُ الرَّجُلُ السِّلْعَةَ مِنَ الرَّجُلِ فَیَبِیْعُهٗ بِعَشَرَةِ دَنَانِیْرَ، وَیُمْسِکُهَا وَثَمَنُهَا ذٰلِکَ، ثُمَّ یَرُدُّهَا وَاِنَّمَا ثَمَنُهَا دِیْنَارٌ، فَلَیْسَ لَهٗ اَنْ یَّذْهَبَ مِنْ مَالِ الرَّجُلِ بِتِسْعَةِ دَنَانِیْرَ، اَوْ یَقْبِضُهَا مِنْهُ الرَّجُلُ، فَیَبِیْعُهَا بِدِیْنَارٍ، اَوْ یُمْسِکُهَا، وَاِنَّمَا ثَمَنُهَا دِیْنَارٌ، ثُمَّ یَرُدُّهَا وَقِیْمَتُهَا یَوْمَ یَرُدُّهَا عَشَرَةُ دَنَانِیْرَ، فَلَیْسَ عَلَی الَّذِیْ قَبَضَهَا اَنْ یَّغْرَمَ لِصَاحِبِهَا مِنْ مَالِهٖ تِسْعَةَ دَنَانِیْرَ، اِنَّمَا عَلَیْهِ قِیْمَةُ مَا قَبَضَ یَوْمَ قَبْضِهٖ.

قَالَ وَمِمَّا یُبَیِّنُ ذٰلِکَ اَنَّ السَّارِقَ اِذَا سَرَقَ

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت عمر کے نکاح میں ایک انصاری عورت تھی جس سے عاصم بن عمر پیدا ہوئے' پھر اس عورت کو چھوڑ دیا۔ حضرت عمر قباء گئے تو اس لڑکے کو مسجد کے صحن میں کھیلتے ہوئے پایا تو اسے اٹھا کر سوار کر لیا۔ لڑکے کی نانی آئی اور جھگڑنے لگی۔ یہاں تک کہ دونوں حضرت ابوبکر کی خدمت میں گئے۔ حضرت عمر نے کہا کہ میرا بیٹا ہے۔ عورت نے کہا کہ میرا بیٹا ہے۔ پس حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ عورت کے پاس رہنے دو۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت عمر نے کچھ نہ کہا۔ یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ اس بارے میں اسی پر عمل ہے۔

مال میں عیب نکلے تو تاوان کس پر ہے؟

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے کوئی جانور' کپڑا یا سامان خریدا۔ پھر دیکھا کہ یہ بیع ناجائز ہے اور اسے واپس کرے۔ مشتری کو حکم دیا جائے گا کہ جیسی چیز پر قبضہ کیا تھا اسی طرح کی واپس پھیرے۔

امام مالک نے فرمایا کہ سامان والے پر اس روز کی قیمت ہے جس روز قبضہ کیا تھا اور واپسی کے روز کی نہیں دی جائے گی اور یہ اس لیے کہ قبضہ کے روز سے وہ ضامن ہو گیا تھا۔ اگر بعد میں کوئی نقصان ہوا تو اسی پر پڑے گا اور جو اضافہ ہوگا وہ بھی اسی کا ہو گا۔ ایک آدمی چیز پر جب قبضہ کرتا ہے تو اس کی تلاش اور رغبت ہوتی ہے اور پھر ایسے وقت واپس کرتا ہے کہ طلب گار ایک بھی نہیں۔ یعنی ایک آدمی جب دوسرے سے چیز کو اپنے قبضے میں لیتا ہے اور وہ چیز دس دینار میں خریدتا ہے۔ پھر اس چیز اور قیمت کو رکھ چھوڑتا ہے' پھر اسے واپس کرتا ہے تو اس کی قیمت ایک دینار ہوتی ہے۔ پس اسے یہ حق نہیں ہے کہ بائع کا نو دینار کا نقصان کرے یا قبضے کے وقت وہ چیز ایک دینار کی ہوتی ہے۔ پھر جب واپس کرتا ہے تو اس کی قیمت دس دینار ہو جاتی ہے۔ قبضہ کرنے والے کو یہ حق نہیں ہے کہ اپنے ساتھی کو نو دینار کا نقصان پہنچائے۔ اس کے اوپر قبضہ کے روز والی قیمت ہے۔

اس کی مثال یہ ہے کہ چور جب کوئی چیز چراتا ہے تو اس

السِّلْعَةَ فَإِنَّمَا يُنْظَرُ إِلَى ثَمَنِهَا يَوْمَ يَسْرِقُهَا، فَإِنْ كَانَ يَجِبُ فِيهِ الْقَطْعُ كَانَ ذَلِكَ عَلَيْهِ، وَإِنِ اسْتَأْخَرَ قَطْعُهُ إِمَّا فِي سِجْنٍ يُحْبَسُ فِيهِ حَتَّى يُنْظَرَ فِي شَأْنِهِ، وَإِمَّا أَنْ يَهْرُبَ السَّارِقُ، ثُمَّ يُؤْخَذُ بَعْدَ ذَلِكَ، فَلَيْسَ اسْتِئْخَارُ قَطْعِهِ بِالَّذِي يَضَعُ عَنْهُ حَدًّا قَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ يَوْمَ سَرَقَ، وَإِنْ رَخُصَتْ تِلْكَ السِّلْعَةُ بَعْدَ ذَلِكَ، وَلَا بِالَّذِي يُوجِبُ عَلَيْهِ قَطْعًا لَمْ يَكُنْ وَجَبَ عَلَيْهِ يَوْمَ أَخَذَهَا إِنْ غَلَتْ تِلْكَ السِّلْعَةُ بَعْدَ ذَلِكَ.

روز کی قیمت دیکھی جائے گی جس روز چرائی۔ اگر وہ اتنی ہے جس پر ہاتھ کاٹا جاتا ہے تو یہی ہوگا' خواہ دیر سے کاٹا جائے یا جیل میں بند کر دیا جائے پھر اس کا فیصلہ ہو۔ خواہ چور بھاگ جائے اور اس کے بعد پکڑا جائے' ہاتھ کاٹنے کی سزا کو ہٹا دینے کا اختیار نہیں ہوگا جب کہ چوری کے روز واجب ہو چکی ہو۔ اگر اس کے بعد چیز کی قیمت اتنی چڑھ گئی جس پر ہاتھ کاٹنا واجب ہے اور اگر اس چیز کی قیمت اتنی گر گئی کہ اس پر ہاتھ نہیں کاٹا جاتا تو چوری کے روز کی قیمت لگانا ضروری نہیں خواہ اس کے بعد اس چیز کی قیمت پھر چڑھ جائے۔

۸- بَابُ جَامِعِ الْقَضَاءِ وَكَرَاهِيَتِهِ

دیگر مسائل قضاء اور قضاء کا مکروہ ہونا

[۸۱۹] أَثَر- حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ أَبَا الدَّرْدَاءِ كَتَبَ إِلَى سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ أَنْ هَلُمَّ إِلَى الْأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ سَلْمَانُ إِنَّ الْأَرْضَ لَا تُقَدِّسُ أَحَدًا، وَإِنَّمَا يُقَدِّسُ الْإِنْسَانَ عَمَلُهُ، وَقَدْ بَلَغَنِي أَنَّكَ جُعِلْتَ طَبِيبًا تُدَاوِي، فَإِنْ كُنْتَ تُبْرِئُ فَنِعِمَّا لَكَ، وَإِنْ كُنْتَ مُتَطَبِّبًا فَاحْذَرْ أَنْ تَقْتُلَ إِنْسَانًا فَتَدْخُلَ النَّارَ. فَكَانَ أَبُو الدَّرْدَاءِ إِذَا قَضَى بَيْنَ اثْنَيْنِ، ثُمَّ أَدْبَرَا عَنْهُ نَظَرَ إِلَيْهِمَا وَقَالَ ارْجِعَا إِلَيَّ أَعِيدَا عَلَيَّ قِصَّتَكُمَا مُتَطَبِّبٌ وَاللَّهِ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت ابو درداء نے حضرت سلمان فارسی کے لیے لکھا کہ مقدس زمین کی طرف چلے آؤ۔ حضرت سلمان نے ان کے لیے لکھا کہ زمین کسی کو مقدس نہیں کرتی بلکہ انسان کے عمل اسے مقدس بناتے ہیں۔ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ طبیب (قاضی) بنا دیئے گئے ہیں' اگر آپ لوگوں کو شفا دیتے ہیں تو آپ کا بھلا ہے اور اگر آپ اس سے ناواقف ہیں تو کسی انسان کو قتل کر کے جہنم میں جانے سے بچ جائیے۔ چنانچہ حضرت ابو درداء جب دو آدمیوں کا فیصلہ کرتے تو انہیں دوبارہ بلا کر دیکھتے اور فرماتے کہ میری طرف آؤ اور مجھے قصہ پھر سناؤ۔ خدا کی قسم! میں ناواقف طبیب ہوں۔

قَالَ وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ مَنِ اسْتَعَانَ عَبْدًا بِغَيْرِ إِذْنِ سَيِّدِهِ فِي شَيْءٍ لَهُ بَالٌ، وَلِمِثْلِهِ إِجَارَةٌ فَهُوَ ضَامِنٌ لِمَا أَصَابَ الْعَبْدَ إِنْ أُصِيبَ الْعَبْدُ بِشَيْءٍ، وَإِنْ سَلِمَ الْعَبْدُ فَطَلَبَ سَيِّدُهُ إِجَارَتَهُ لِمَا عَمِلَ، فَذَلِكَ لِسَيِّدِهِ وَهُوَ الْأَمْرُ عِنْدَنَا.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے کسی غلام سے اس کے آقا کی منظوری کے بغیر کسی بڑے کام میں مدد لی' جس کے لیے مزدور رکھا جاتا ہے' اس سے غلام کو کوئی تکلیف پہنچی تو ضامن یہ ہوگا اور اگر غلام صحیح سالم رہا لیکن اس کے آقا نے اس کام کی مزدوری طلب کی تو آقا کو دی جائے اور ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

قَالَ وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ فِي الْعَبْدِ يَكُونُ بَعْضُهُ حُرًّا، وَبَعْضُهُ مُسْتَرَقًّا، إِنَّهُ يُوقَفُ مَالُهُ بِيَدِهِ، وَلَيْسَ لَهُ أَنْ يُحْدِثَ فِيهِ شَيْئًا، وَلَكِنَّهُ يَأْكُلُ فِيهِ وَيَكْتَسِي بِالْمَعْرُوفِ. فَإِذَا هَلَكَ فَمَالُهُ لِلَّذِي بَقِيَ لَهُ

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس غلام کا بعض حصہ آزاد اور بعض مملوک ہو تو اس کا مال اسی کے قبضے میں رہے گا لیکن وہ اس سے کوئی نیا کام نہیں کرے گا لیکن اس میں سے دستور کے مطابق کھاتا پہنتا رہے۔ جب وہ فوت ہو تو مال اس کا ہو گا

فِیْهِ الرِّقُّ.

جس کا اس کی غلامی میں حصہ باقی ہے۔

قَالَ وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ الْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنَّ الْوَالِدَ يُحَاسِبُ وَلَدَهُ بِمَا أَنْفَقَ عَلَيْهِ مِنْ يَوْمِ يَكُونُ لِلْوَلَدِ مَالٌ نَاضًّا كَانَ أَوْ عَرْضًا إِنْ أَرَادَ الْوَالِدُ ذٰلِكَ.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ باپ اپنے بیٹے سے وہ حساب وصول کر سکتا ہے جو لڑکے کے مالدار ہونے کے دن سے اس پر خرچ کیا' خواہ نقد کی صورت میں لے یا جنس کی شکل میں اگر والد یہ چاہے۔

[۸۲۰] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ دَلَافٍ الْمُزَنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَجُلًا مِنْ جُهَيْنَةَ كَانَ يَسْبِقُ الْحَاجَّ فَيَشْتَرِي الرَّوَاحِلَ، فَيُغْلِي بِهَا، ثُمَّ يُسْرِعُ السَّيْرَ، فَيَسْبِقُ الْحَاجَّ فَأَفْلَسَ، فَرُفِعَ أَمْرُهُ إِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ أَمَّا بَعْدُ أَيُّهَا النَّاسُ! فَإِنَّ الْأُسَيْفِعَ أُسَيْفِعَ جُهَيْنَةَ رَضِيَ مِنْ دِينِهِ وَأَمَانَتِهِ بِأَنْ يُقَالَ سَبَقَ الْحَاجَّ أَلَا وَإِنَّهُ قَدْ دَانَ مُعْرِضًا فَأَصْبَحَ قَدْ رِينَ بِهِ، فَمَنْ كَانَ لَهُ عَلَيْهِ دَيْنٌ فَلْيَأْتِنَا بِالْغَدَاةِ، نَقْسِمُ مَالَهُ بَيْنَهُمْ وَإِيَّاكُمْ وَالدَّيْنَ، فَإِنَّ أَوَّلَهُ هَمٌّ وَآخِرَهُ حَرْبٌ.

عبدالرحمٰن بن دلاف مزنی سے روایت ہے کہ جہینہ کا ایک آدمی حاجیوں سے آگے جا کر سواریاں خرید لیتا اور چھانٹ کر پھر انہیں تیز چلا کر حاجیوں سے پہلے پہنچ جاتا' وہ مفلس ہو گیا۔ اس کا معاملہ حضرت عمر کی خدمت میں پیش ہوا۔ انہوں نے فرمایا: اما بعد اے لوگو! بے شک اسیفع جہنی قرض اور امانت سے خوش تھا تاکہ یہ کہا جائے کہ وہ حاجیوں سے آگے نکل گیا۔ اس نے قرض خریدا اور مفلس ہو گیا' جس کا اس کے اوپر قرض ہو کل وہ ہمارے پاس آئے اس کا مال ان کے درمیان تقسیم کیا جائے گا اور قرض سے بچو کیونکہ اس کی ابتداء غم ہے اور انتہا لڑائی۔ ف

ف: رسول اللہ ﷺ نے قرض کو محبت کی قینچی فرمایا ہے۔ جس طرح قینچی کپڑے کو کاٹ دیتی ہے اسی طرح قرض محبت کو کاٹ کر پھینک دیتا ہے۔ قرض کے باعث کتنے ہی جڑے ہوئے دل بچھڑ جاتے ہیں۔ یگانوں میں بیگانگی اور دوستوں میں دشمنی پیدا ہو جاتی ہے۔ بغیر کسی اشد مجبوری کے قرض کی جانب وہی قدم بڑھائے گا جس نے محبت' اخوت اور دوستی کا جنازہ اپنے ہاتھوں سے نکالنا ہو۔ قرض ایک قسم کا عذاب ہے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ شروع میں یہ رنج والم لاتا ہے اور آخر میں لڑائی جھگڑے کا باعث بنتا ہے لہٰذا بغیر کسی خاص مجبوری کے اس عذاب کو اپنے اوپر مسلط کر لینا دانش مندی نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۹- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَا أَفْسَدَ الْعَبِيدُ أَوْ جَرَحُوا

غلام اگر کسی کا نقصان کرے یا زخمی کر دے

قَالَ يَحْيٰى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ السُّنَّةُ عِنْدَنَا فِي جِنَايَةِ الْعَبِيدِ أَنَّ كُلَّ مَا أَصَابَ الْعَبْدُ مِنْ جُرْحٍ جَرَحَ بِهِ إِنْسَانًا، أَوْ شَيْءٍ اخْتَلَسَهُ، أَوْ حَرِيسَةٍ احْتَرَسَهَا، أَوْ ثَمَرٍ مُعَلَّقٍ جَذَّهُ، أَوْ أَفْسَدَهُ، أَوْ سَرِقَةٍ سَرَقَهَا، لَا قَطْعَ عَلَيْهِ فِيهَا، إِنَّ ذٰلِكَ فِي رَقَبَةِ الْعَبْدِ لَا يَعْدُو ذٰلِكَ الرَّقَبَةَ، قَلَّ ذٰلِكَ أَوْ كَثُرَ، فَإِنْ شَاءَ سَيِّدُهُ أَنْ يُعْطِيَ قِيمَةَ مَا أَخَذَ غُلَامُهُ، أَوْ أَفْسَدَ، أَوْ عَقْلَ مَا جَرَحَ أَعْطَاهُ، وَأَمْسَكَ غُلَامَهُ، وَإِنْ شَاءَ أَنْ

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ غلام کی جنایت کے بارے میں ہمارے نزدیک سنت یہ ہے کہ غلام اگر کسی کو زخمی کرے یا کسی کی چیز لے اڑے' درخت سے پھل توڑ لے یا چوری کرے جتنی پر ہاتھ نہ کاٹا جائے تو اس کا اثر غلام کی آزادی پر پڑا کہ وہ آزاد شمار نہ ہو گا خواہ نقصان کم ہو یا زیادہ۔ آقا اگر چاہے تو غلام نے جو چرایا یا نقصان کیا اس کی قیمت ادا کر دے' زخم کی دیت ادا کر دے اور غلام کو اپنے پاس رکھ لے اور اگر چاہے تو غلام کو ان کے سپرد کر دے' آقا پر غلام کے سوا اور کچھ نہیں اور آقا کو

يُسْلِمَهُ أَسْلَمَهُ، وَلَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ غَيْرُ ذٰلِكَ، فَسَيِّدُهُ فِي ذٰلِكَ بِالْخِيَارِ.

دونوں میں سے ایک بات کا اختیار ہے۔

١٠- بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ النُّحْلِ

اپنی اولاد کو کیا دینا جائز ہے؟

[٨٢١] أَثَرٌ- حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَالَ مَنْ نَحَلَ وَلَدًا لَهُ صَغِيرًا لَمْ يَبْلُغْ أَنْ يَحُوزَ نُحْلَهُ. فَأَعْلَنَ ذٰلِكَ وَأَشْهَدَ عَلَيْهَا فَهِيَ جَائِزَةٌ، وَإِنْ وَلِيَهَا أَبُوهُ.

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو اپنے کم سن بچے کو کوئی چیز ہبہ کرے اور وہ اس عمر کو نہیں پہنچا کہ اسے ہبہ کرنا جائز ہو۔ وہ آدمی اس پر گواہ بنالے تو یہ جائز ہے اور باپ اس کا ولی ہوگا۔

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنَّ مَنْ نَحَلَ ابْنًا صَغِيرًا لَهُ، ذَهَبًا، أَوْ وَرِقًا، ثُمَّ هَلَكَ، وَهُوَ يَلِيهِ إِنَّهُ لَا شَيْءَ لِلِابْنِ مِنْ ذٰلِكَ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ الْأَبُ عَزَلَهَا بِعَيْنِهَا، أَوْ دَفَعَهَا إِلَى رَجُلٍ وَضَعَهَا لِابْنِهِ عِنْدَ ذٰلِكَ الرَّجُلِ، فَإِنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَهُوَ جَائِزٌ لِلِابْنِ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ جو کوئی چیز اپنے چھوٹے بچے کو ہبہ کرے سونا چاندی وغیرہ۔ پھر بچہ فوت ہو جائے اور مال والد کے پاس ہو تو بیٹے کا کچھ نہیں ہوگا مگر یہ کہ باپ نے وہ مال الگ کر دیا ہو یا اپنے بیٹے کے لیے کسی دوسرے آدمی کے پاس رکھ دیا ہو۔ اگر ایسا کر دیا تھا تو بیٹے کا شمار کرنا جائز ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

٣٨- كِتَابُ الْعِتْقِ وَالْوَلَاءِ

آزاد اور ولاء کرنے کا بیان

١- بَابُ مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي مَمْلُوكٍ

جو غلام میں اپنا حصہ آزاد کرے

٦٢٤- حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي عَبْدٍ، فَكَانَ لَهُ مَالٌ يَبْلُغُ ثَمَنَ الْعَبْدِ قُوِّمَ عَلَيْهِ قِيمَةَ الْعَدْلِ، فَأَعْطَى شُرَكَاءَهُ حِصَصَهُمْ وَعَتَقَ عَلَيْهِ الْعَبْدُ، وَإِلَّا فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ.

صحيح البخاري (٢٥٢٢) صحيح مسلم (٣٧٤٩_٤٣٠١)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کسی مشترک غلام سے اپنے حصے کا آزاد کرے اور اس کے پاس غلام کی قیمت کے برابر مال ہو تو انصاف سے اس کی قیمت لگائی جائے گی اور وہ ہر شریک کو اس کا حق دے گا اور غلام اس کی جانب سے آزاد ہوگا۔ ورنہ اتنا ہی آزاد ہوگا جتنا اس نے آزاد کیا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا فِي الْعَبْدِ يُعْتِقُ سَيِّدُهُ مِنْهُ، شِقْصًا ثُلُثَهُ، أَوْ رُبُعَهُ، أَوْ نِصْفَهُ، أَوْ سَهْمًا مِنَ الْأَسْهُمِ بَعْدَ مَوْتِهِ، إِنَّهُ لَا يَعْتِقُ مِنْهُ إِلَّا مَا أَعْتَقَ سَيِّدُهُ وَسَمَّى مِنْ ذٰلِكَ الشِّقْصِ، وَذٰلِكَ أَنَّ عَتَاقَةَ ذٰلِكَ الشِّقْصِ، إِنَّمَا وَجَبَتْ وَكَانَتْ بَعْدَ وَفَاةِ الْمَيِّتِ، وَأَنَّ سَيِّدَهُ كَانَ مُخَيَّرًا فِي ذٰلِكَ مَا عَاشَ،

امام مالک نے فرمایا کہ غلام کے متعلق ہمارے نزدیک متفق علیہ حکم یہ ہے کہ آقا کو مرنے کے بعد ایک حصہ آزاد کرے تہائی چوتھائی یا نصف تو اس کے مرنے کے بعد اتنا ہی آزاد ہوگا جتنا کہ اس نے آزاد کیا ہے' کیونکہ اس کی وفات کے بعد اتنے حصے کی آزادی ہی واجب ہوئی ہے جب کہ زندگی بھر آقا کو اس کا اختیار تھا۔ جب غلام پر اپنے آقا کی وصیت کے مطابق اتنی آزادی

فَلَمَّا وَقَعَ الْعِتْقُ لِلْعَبْدِ عَلَى سَيِّدِهِ الْمُوْصِى لَمْ يَكُنْ لِلْمُوْصِى إِلَّا مَا أَخَذَ مِنْ مَالِهِ، وَلَمْ يَعْتِقْ مَا بَقِيَ مِنَ الْعَبْدِ لِأَنَّ مَالَهُ قَدْ صَارَ لِغَيْرِهِ، فَكَيْفَ يَعْتِقُ مَا بَقِيَ مِنَ الْعَبْدِ عَلَى قَوْمٍ آخَرِينَ لَيْسُوْا هُمُ ابْتَدَؤُوا الْعَتَاقَةَ وَلَا أَثْبَتُوْهَا وَلَا لَهُمُ الْوَلَاءُ، وَلَا يَثْبُتُ لَهُمْ، وَإِنَّمَا صَنَعَ ذٰلِكَ الْمَيِّتُ هُوَ الَّذِي أَعْتَقَ، وَأُثْبِتَ لَهُ الْوَلَاءُ، فَلَا يُحْمَلُ ذٰلِكَ فِي مَالِ غَيْرِهِ، إِلَّا أَنْ يُوْصِيَ بِأَنْ يَعْتِقَ مَا بَقِيَ مِنْهُ فِي مَالِهِ، فَإِنَّ ذٰلِكَ لَازِمٌ لِشُرَكَائِهِ، وَوَرَثَتِهِ، وَلَيْسَ لِشُرَكَائِهِ أَنْ يَأْبَوْا ذٰلِكَ عَلَيْهِ، وَهُوَ ثُلُثُ مَالِ الْمَيِّتِ، لِأَنَّهُ لَيْسَ عَلَى وَرَثَتِهِ فِي ذٰلِكَ ضَرَرٌ.

واقع ہوگئی۔ وصیت کرنے والے کے لئے نہیں پہنچتا مگر جو اس کے مال سے لیا ہو اور غلام کا باقی حصہ آزاد نہیں ہوگا کیونکہ اس کا مال غیروں کا ہو چکا۔ تو غلام کا باقی دوسرے لوگوں سے کیسے آزاد ہوگا جب کہ نہ انہوں نے آزادی شروع کی اور نہ ثابت کی اور نہ ان کے لیے ولاء ہے اور نہ ثابت کی۔ کیونکہ یہ کام تو میت کا ہے کہ اس نے آزاد کیا اور ولاء اسی کے لئے ثابت ہوئی اور یہ بات دوسرے کے مال پر نہیں رکھی جا سکتی مگر یہ کہ وہ وصیت کر جاتا کہ باقی حصہ بھی اس کے مال سے آزاد کر دیا جائے۔ کیونکہ یہ اس کے شرکاء اور وارثوں کے لیے لازم ہو جاتا۔ اس کے شریکوں کو انکار کا حق نہیں پہنچتا اور یہ میت کے تہائی مال سے ہوتا اور اس میں وارثوں کا کوئی نقصان نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَوْ أَعْتَقَ رَجُلٌ ثُلُثَ عَبْدِهِ وَهُوَ مَرِيْضٌ، فَبَتَّ عِتْقَهُ، عَتَقَ عَلَيْهِ كُلُّهُ فِي ثُلُثِهِ، وَذٰلِكَ أَنَّهُ لَيْسَ بِمَنْزِلَةِ الرَّجُلِ يُعْتِقُ ثُلُثَ عَبْدِهِ بَعْدَ مَوْتِهِ، لِأَنَّ الَّذِي يُعْتِقُ ثُلُثَ عَبْدِهِ بَعْدَ مَوْتِهِ لَوْ عَاشَ رَجَعَ فِيْهِ، وَلَمْ يَنْفُذْ عِتْقُهُ، وَأَنَّ الْعَبْدَ الَّذِي يَبِتُّ سَيِّدُهُ عِتْقَ ثُلُثِهِ فِي مَرَضِهِ، يُعْتَقُ عَلَيْهِ كُلُّهُ إِنْ عَاشَ وَإِنْ مَاتَ عَتَقَ عَلَيْهِ فِي ثُلُثِهِ، وَذٰلِكَ أَنَّ أَمْرَ الْمَيِّتِ جَائِزٌ فِي ثُلُثِهِ، كَمَا أَنَّ أَمْرَ الصَّحِيْحِ جَائِزٌ فِي مَالِهِ كُلِّهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر آدمی بیماری کی حالت میں اپنے غلام کا تہائی حصہ آزاد کردے تو اس کی آزادی یقینی ہے کیونکہ باقی حصہ اس کے تہائی مال سے آزاد ہو جائے گا اور یہ اس شخص کی طرح نہیں ہے جس نے غلام کی تہائی آزادی اپنی موت پر رکھی تو غلام کا تہائی حصہ اس کی موت کے بعد آزاد ہوگا۔ اگر وہ زندہ رہے اور رجوع کرلے تو آزادی نافذ نہ ہوئی اور جس غلام کا تہائی حصہ آقا نے اپنی بیماری میں آزاد کر دیا۔ اگر زندہ رہا تو کل آزاد کردے گا اور اگر مر جائے تو اس کے تہائی مال سے آزاد کر دیا جائے کیونکہ میت کا معاملہ اس کے تہائی مال سے جائز ہے جیسا کہ زندگی میں سارے مال پر اس کا تصرف جائز ہے۔

۲- بَابُ الشَّرْطِ فِي الْعِتْقِ

آزاد کرنے میں شرط رکھنا

قَالَ مَالِكٌ مَنْ أَعْتَقَ عَبْدًا لَهُ فَبَتَّ عِتْقَهُ، حَتّٰى تَجُوْزَ شَهَادَتُهُ وَتَتِمَّ حُرْمَتُهُ وَيَثْبُتَ مِيْرَاثُهُ، فَلَيْسَ لِسَيِّدِهِ أَنْ يَشْتَرِطَ عَلَيْهِ مِثْلَ مَا يَشْتَرِطُ عَلَى عَبْدِهِ، مِنْ مَالٍ، أَوْ خِدْمَةٍ، وَلَا يَحْمِلَ عَلَيْهِ شَيْئًا مِنَ الرِّقِّ لِأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي عَبْدٍ قُوِّمَ عَلَيْهِ قِيْمَةَ الْعَدْلِ فَأَعْطَى شُرَكَاءَهُ حِصَصَهُمْ وَعَتَقَ عَلَيْهِ الْعَبْدُ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے اپنے غلام کو قطعی طور پر آزاد کر دیا یہاں تک کہ اس کی گواہی جائز ہوگئی اور اس کی حرمت مکمل ہوگئی اور اس کی میراث ثابت ہوگئی تو اس کے آقا کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ اس پر کوئی شرط لگائے جیسے اپنے غلام پر مال یا خدمت کی شرط رکھے اور نہ اس پر غلامی کا ذرا بھی بوجھ ڈالے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے غلام کو اپنے حصے کا آزاد کر دیا تو انصاف کے ساتھ اس کی قیمت لگائی جائے گی پس وہ تمام شرکاء کو ان کے حصے ادا کردے اور غلام کو آزاد کر

دے۔

قَالَ مَالِكٌ فَهُوَ إِذَا كَانَ لَهُ الْعَبْدُ خَالِصًا، أَحَقُّ بِاسْتِكْمَالِ عَتَاقَتِهِ، وَلَا يَخْلِطُهَا بِشَيْءٍ مِنَ الرِّقِّ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ اس صورت میں ہے کہ غلام خالص اسی کا ہو تو مکمل آزادی دینے کا وہی زیادہ حق دار ہے اور غلامی وغیرہ کسی چیز کو اس میں شامل نہ کرے۔

٣- بَابُ مَنْ أَعْتَقَ رَقِيقًا لَا يَمْلِكُ مَالًا غَيْرَهُمْ

جو غلاموں کو آزاد کر دے اور ان کے سوا مال نہ رکھتا ہو

٦٢٥- **حَدَّثَنِي مَالِكٌ**، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، وَعَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ، عَنِ الْحَسَنِ ابْنِ أَبِي الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ، وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، أَنَّ رَجُلًا فِي زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَعْتَقَ عَبِيدًا لَهُ، سِتَّةً عِنْدَ مَوْتِهِ فَأَسْهَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَهُمْ فَأَعْتَقَ ثُلُثَ تِلْكَ الْعَبِيدِ. صحیح مسلم (١٦٦٨)

حسن بن ابوالحسن بصری نے محمد بن سیرین سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک آدمی نے اپنی موت کے وقت اپنے چھ غلاموں کو آزاد کیا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے ان کے درمیان قرعہ ڈالا اور غلاموں کی تہائی تعداد کو آزاد کر دیا۔

قَالَ مَالِكٌ وَبَلَغَنِي أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِذٰلِكَ الرَّجُلِ مَالٌ غَيْرُهُمْ.

امام مالک نے فرمایا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ اس آدمی کا ان کے سوا اور مال نہ تھا۔

[٨٢٢] **أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ**، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّ رَجُلًا فِي إِمَارَةِ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ أَعْتَقَ رَقِيقًا لَهُ كُلَّهُمْ جَمِيعًا، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُمْ، فَأَمَرَ أَبَانُ بْنُ عُثْمَانَ بِتِلْكَ الرَّقِيقِ، فَقُسِمَتْ أَثْلَاثًا، ثُمَّ أَسْهَمَ، عَلَى أَيِّهِمْ يَخْرُجُ سَهْمُ الْمَيِّتِ فَيَعْتِقُونَ فَوَقَعَ السَّهْمُ عَلَى أَحَدِ الْأَثْلَاثِ، فَعَتَقَ الثُّلُثُ الَّذِي وَقَعَ عَلَيْهِ السَّهْمُ.

ربیعہ بن ابوعبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے ابان بن عثمان کی گورنری میں اپنے تمام غلاموں کو آزاد کر دیا اور ان کے سوا اس کے پاس اور مال نہ تھا۔ ابان بن عثمان کے حکم سے غلاموں کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا گیا تا کہ جو ایک حصہ میت کے نام پر نکلے اسے آزاد کر دیا جائے۔ پس ہر تہائی پر قرعہ ڈالا گیا پس اس تہائی کو آزاد کر دیا گیا جس پر میت کا قرعہ آیا۔ف

ف: میت کو اپنے کل مال کے تہائی سے زیادہ کی وصیت کرنا جائز نہیں ہے جیسا کہ بخاری، مسلم اور ترمذی میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

٤- بَابُ الْقَضَاءِ فِي مَالِ الْعَبْدِ إِذَا عَتَقَ

غلام آزاد ہو جائے تو اس کا مال کون لے گا؟

[٨٢٣] **أَثَرٌ- حَدَّثَنِي مَالِكٌ**، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ مَضَتِ السُّنَّةُ أَنَّ الْعَبْدَ إِذَا أُعْتِقَ تَبِعَهُ مَالُهُ.

امام مالک نے ابن شہاب کو فرماتے ہوئے سنا کہ غلام جب آزاد ہو گیا تو اس کا مال اسی کے پاس رہے گا۔

قَالَ مَالِكٌ وَمِمَّا يُبَيِّنُ ذٰلِكَ أَنَّ الْعَبْدَ إِذَا عَتَقَ تَبِعَهُ مَالُهُ، أَنَّ الْمُكَاتَبَ إِذَا كُوتِبَ تَبِعَهُ مَالُهُ، وَإِنْ لَمْ يَشْتَرِطْهُ، وَذٰلِكَ أَنَّ عَقْدَ الْكِتَابَةِ هُوَ عَقْدُ الْوَلَاءِ، إِذَا تَمَّ ذٰلِكَ وَلَيْسَ مَالُ الْعَبْدِ وَالْمُكَاتَبِ بِمَنْزِلَةِ مَا كَانَ لَهُمَا مِنْ وَلَدٍ إِنَّمَا أَوْلَادُهُمَا بِمَنْزِلَةِ رِقَابِهِمَا لَيْسُوْا

امام مالک نے فرمایا کہ غلام جب آزاد ہو گا تو اس کا مال اسی کے پاس رہے گا، اس کی نظیر یہ ہے کہ جب غلام کو مکاتب کیا جائے تو اس کا مال اسی کے پاس رہے گا۔ جب کہ شرط نہ کی ہو اور یہ اس لئے کہ کتابت کا عہد ولاء کے عہد کی طرح ہے جب کہ یہ تمام ہو جائے اور غلام و مکاتب کا مال ان کے لئے اولاد کی جگہ

بِمَنْزِلَةِ أَمْوَالِهِمَا، لِأَنَّ السُّنَّةَ الَّتِي لَا اخْتِلَافَ فِيهَا أَنَّ الْعَبْدَ إِذَا عَتَقَ تَبِعَهُ مَالُهُ، وَلَمْ يَتْبَعْهُ وَلَدُهُ. وَأَنَّ الْمُكَاتَبَ إِذَا كُوتِبَ تَبِعَهُ مَالُهُ، وَلَمْ يَتْبَعْهُ وَلَدُهُ.

نہیں ہے۔ ان کی اولاد ان کی گردنوں کی جگہ ہے ان کے مال کی جگہ نہیں ہے۔ اسی لئے یہ سنت ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں کہ غلام جب آزاد ہوا تو اس کا مال اسی کا ہے اور اولاد اس میں شامل نہیں ہوگی اور مکاتب کی جب کتابت ہو تو اس کا مال اسی کا ہوگا اور اولاد اس میں شامل نہیں ہوگی۔

قَالَ مَالِكٌ وَمِمَّا يُبَيِّنُ ذٰلِكَ أَيْضًا أَنَّ الْعَبْدَ وَالْمُكَاتَبَ إِذَا أَفْلَسَا أُخِذَتْ أَمْوَالُهُمَا وَأُمَّهَاتُ أَوْلَادِهِمَا، وَلَمْ تُؤْخَذْ أَوْلَادُهُمَا، لِأَنَّهُمْ لَيْسُوا بِأَمْوَالٍ لَهُمَا.

امام مالک نے فرمایا کہ اس کی یہ نظیر بھی ہے کہ غلام اور مکاتب جب مفلس ہو جائیں تو ان کا مال اور ان کی ام ولد سے لی جائیں گی لیکن ان کی اولاد نہیں لی جائے گی۔ کیونکہ یہ ان کا مال نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَمِمَّا يُبَيِّنُ ذٰلِكَ أَيْضًا أَنَّ الْعَبْدَ إِذَا بِيعَ وَاشْتَرَطَ الَّذِي ابْتَاعَهُ مَالَهُ لَمْ يَدْخُلْ وَلَدُهُ فِي مَالِهِ؟

امام مالک نے فرمایا کہ یہ بھی اس کی نظیر ہے کہ غلام کو جب فروخت کیا جائے اور خریدار مال کی شرط بھی کرے تو اس کی اولاد اس کے مال میں شمار نہیں ہوگی۔

قَالَ مَالِكٌ وَمِمَّا يُبَيِّنُ ذٰلِكَ أَيْضًا أَنَّ الْعَبْدَ إِذَا جَرَحَ أُخِذَ هُوَ وَمَالُهُ وَلَمْ يُؤْخَذْ وَلَدُهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس کی نظیر یہ بھی ہے کہ غلام جب کسی کو زخمی کرے تو اسے اور اس کے مال کو لیا جائے گا اور اس کے بیٹے کو نہیں لیا جائے گا۔

۵- بَابُ عِتْقِ أُمَّهَاتِ الْأَوْلَادِ وَجَامِعِ الْقَضَاءِ فِي الْعَتَاقَةِ

ام ولد کا آزاد ہونا اور آزاد کرنے کا اختیار

[٨٢٤] أَثَرٌ- حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ أَيُّمَا وَلِيدَةٍ وَلَدَتْ مِنْ سَيِّدِهَا، فَإِنَّهُ لَا يَبِيعُهَا وَلَا يَهَبُهَا، وَلَا يُوَرِّثُهَا، وَهُوَ يَسْتَمْتِعُ بِهَا فَإِذَا مَاتَ فَهِيَ حُرَّةٌ.

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو لونڈی اپنے آقا سے بچہ جنے تو وہ نہ بیچی جائے نہ ہبہ کی جائے اور نہ اس کی میراث بنے بلکہ وہ اس سے فائدہ اٹھائے اور آقا مر جائے تو وہ آزاد ہے۔

[٨٢٥] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَتَتْهُ وَلِيدَةٌ قَدْ ضَرَبَهَا سَيِّدُهَا، بِنَارٍ أَوْ أَصَابَهَا بِهَا فَأَعْتَقَهَا.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک لونڈی آئی جس کو اس کے آقا نے آگ سے مارا تھا یا اس کے جسم سے لگائی تھی تو آپ نے اسے آزاد کروا دیا۔

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا أَنَّهُ لَا تَجُوزُ عَتَاقَةُ رَجُلٍ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ يُحِيطُ بِمَالِهِ، وَأَنَّهُ لَا تَجُوزُ عَتَاقَةُ الْغُلَامِ حَتّٰى يَحْتَلِمَ، أَوْ يَبْلُغَ مَبْلَغَ الْمُحْتَلِمِ، وَأَنَّهُ لَا تَجُوزُ عَتَاقَةُ الْمُوَلّٰى عَلَيْهِ فِي مَالِهِ، وَإِنْ بَلَغَ الْحُلُمَ حَتّٰى يَلِيَ مَالَهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک متفقہ حکم یہ ہے کہ اس شخص کا لونڈی غلام کو آزاد کرنا جائز نہیں جس پر اس کے مال کے برابر قرض ہو اور لڑکے کا آزاد کرنا درست نہیں جب تک بالغ نہ ہو جائے یا بالغ ہونے کی عمر کو نہ پہنچ جائے اور نہ لڑکے کے ولی کو اس کے مال سے لونڈی غلام آزاد کرنا جائز ہے اور اگر وہ سوجھ بوجھ کی عمر کو پہنچ گیا ہے تو اپنا مال خود سنبھالے۔

٦- بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ الْعِتْقِ فِي الرِّقَابِ الْوَاجِبَةِ

٦٢٦- حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ هِلَالِ بْنِ أُسَامَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عُمَرَ ابْنِ الْحَكَمِ، أَنَّهُ قَالَ أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ جَارِيَةً لِي كَانَتْ تَرْعَى غَنَمًا لِي، فَجِئْتُهَا وَقَدْ فُقِدَتْ شَاةٌ مِنَ الْغَنَمِ، فَسَأَلْتُهَا عَنْهَا فَقَالَتْ أَكَلَهَا الذِّئْبُ فَأَسِفْتُ عَلَيْهَا، وَكُنْتُ مِنْ بَنِي آدَمَ فَلَطَمْتُ وَجْهَهَا وَعَلَيَّ رَقَبَةٌ أَفَأُعْتِقُهَا؟ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَيْنَ اللّٰهُ؟ فَقَالَتْ فِي السَّمَاءِ. فَقَالَ مَنْ أَنَا؟ فَقَالَتْ أَنْتَ رَسُولُ اللّٰهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَعْتِقْهَا.

جس کو عتاق واجب میں آزاد کرنا جائز ہے

حضرت معاویہ بن حکم کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ ﷺ میری ایک لونڈی میرے ریوڑ کو چرایا کرتی تھی۔ ایک روز میں گیا تو ریوڑ سے ایک بکری گم تھی۔ میں نے اس سے اس کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا کہ اسے بھیڑیا کھا گیا۔ مجھے اس پر افسوس ہوا' آخر میں آدمی تھا' چنانچہ اس کے منہ پر طمانچہ مارا۔ میرے اوپر ایک گردن آزاد کرنا ہے' تو اسی کو آزاد کر دوں؟ رسول اللہ ﷺ نے لونڈی سے پوچھا' اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ اس نے کہا: آسمان میں۔ فرمایا کہ میں کون ہوں؟ لونڈی نے کہا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسے آزاد کر دو۔ ف

ف: رسول اللہ ﷺ کا لونڈی سے پوچھنا کہ خدا کہاں ہے اور لونڈی کا جواب دینا کہ آسمان میں ہے' اس سے بعض مبتدعین زمانہ خدا کا آسمان میں ہونا بیان کرتے اور اس جواب سے دلیل پکڑتے ہیں حالانکہ یہ ایک لونڈی سے محض بایں وجہ سوال کیے گئے کہ اللہ اور رسول کے بارے میں وہ کچھ جانتی ہے یا نہیں۔ ان سوالات سے معلوم ہو گیا کہ وہ اللہ اور رسول کی قائل ہے اور یہی بات اس کی آزادی کی بنیاد بنا دی گئی۔ باقی خدا کے آسمان یا کسی اور جگہ میں ہونے یا نہ ہونے پر چونکہ پیچھے تفصیلی حاشیہ لکھا جا چکا ہے لہٰذا یہاں دوبارہ اس پر بحث کرنا محض تضیع اوقات اور تحصیل حاصل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہر مدعیٔ اسلام کو توفیق بخشے کہ وہ اسلامی عقائد و نظریات کو اس کے اصلی رنگ روپ میں قبول کر کے دولت ایمان حاصل کرے اور خواہ مخواہ کی ضد میں ایمان جیسی متاع عزیز کو ضائع کر دینے کی عادت بد سے بچائے۔ آمین یا ارحم الراحمین

٦٢٧- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِجَارِيَةٍ لَهُ سَوْدَاءَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ عَلَيَّ رَقَبَةً مُؤْمِنَةً، فَإِنْ كُنْتَ تَرَاهَا مُؤْمِنَةً أُعْتِقُهَا، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَتَشْهَدِينَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ؟ قَالَتْ نَعَمْ. قَالَ أَتَشْهَدِينَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ؟ قَالَتْ نَعَمْ. قَالَ أَتُوقِنِينَ بِالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ؟ قَالَتْ نَعَمْ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَعْتِقْهَا.

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سے روایت ہے کہ ایک انصاری اپنی کالی لونڈی کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! بے شک میرے اوپر ایک ایمان والی گردن کا آزاد کرنا ہے۔ اگر یہ آپ کو مومنہ نظر آتی ہے تو میں اسی کو آزاد کر دوں؟ رسول اللہ ﷺ نے لونڈی سے فرمایا: کیا تو گواہی دیتی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں؟ اس نے کہا: ہاں۔ فرمایا: کیا تو گواہی دیتی ہے کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں؟ اس نے کہا: ہاں۔ فرمایا کہ تو یقین رکھتی ہے کہ مرنے کے بعد پھر زندہ ہونا ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسے آزاد کر دو۔

[٨٢٦] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ

حضرت ابو ہریرہ سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جس پر

الْمَقْبُرِيِّ ' اَنَّهُ قَالَ سُئِلَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ الرَّجُلِ تَكُوْنُ عَلَيْهِ رَقَبَةٌ هَلْ يُعْتِقُ فِيْهَا ابْنَ زِنَا؟ فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ نَعَمْ ' ذٰلِكَ يُجْزِئُ عَنْهُ.

ایک گردن کا آزاد کرنا ہے کہ کیا وہ ولد الزنا کو آزاد کر سکتا ہے؟ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا: ہاں۔ یہ اس کی طرف سے کافی ہوگا۔

[۸۲۷] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ ' اَنَّهُ بَلَغَهُ ' عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ الْاَنْصَارِيِّ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الرَّجُلِ تَكُوْنُ عَلَيْهِ رَقَبَةٌ ' هَلْ يَجُوْزُ لَهُ اَنْ يُعْتِقَ وَلَدَ زِنًى قَالَ نَعَمْ ' ذٰلِكَ يُجْزِئُ عَنْهُ.

حضرت فضالہ بن عبید انصاری یہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے تھے۔ ان سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس پر ایک گردن آزاد کرنا ہو کہ کیا وہ ولد الزنا کو آزاد کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں یہ اس کی طرف سے کافی ہوگا۔

۷- بَابُ مَا لَا يَجُوْزُ مِنَ الْعِتْقِ فِي الرِّقَابِ الْوَاجِبَةِ

جن کو عتاق واجب میں آزاد کرنا جائز نہیں

[۸۲۸] اَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ ' اَنَّهُ بَلَغَهُ ' اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ سُئِلَ عَنِ الرَّقَبَةِ الْوَاجِبَةِ هَلْ تُشْتَرٰى بِشَرْطٍ؟ فَقَالَ لَا.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن عمر سے پوچھا گیا کہ جس غلام کا آزاد کرنا واجب ہے کیا وہ شرط کے ساتھ خریدا جا سکتا ہے؟ فرمایا کہ نہیں۔

قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ اَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِي الرِّقَابِ الْوَاجِبَةِ ' اَنَّهُ لَا يَشْتَرِيْهَا الَّذِيْ يُعْتِقُهَا فِيْمَا وَجَبَ عَلَيْهِ ' بِشَرْطٍ عَلٰى اَنْ يُعْتِقَهَا ' لِاَنَّهُ اِذَا فَعَلَ ذٰلِكَ فَلَيْسَتْ بِرَقَبَةٍ تَامَّةٍ ' لِاَنَّهُ يَضَعُ مِنْ ثَمَنِهَا لِلَّذِيْ يَشْتَرِطُ مِنْ عِتْقِهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ عتاق واجب میں یہ بات میں نے خوب سنی کہ جس کو آزاد کرنا اس کے اوپر واجب ہوا سے آزاد کرنے کی شرط پر نہ خریدے کیونکہ جب اس طرح کرے گا تو وہ پورا آزاد نہ ہوگا کیونکہ آزادی کی شرط پر وہ اس کی قیمت کم لگائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَا بَاْسَ اَنْ يَشْتَرِيَ الرَّقَبَةَ فِي التَّطَوُّعِ وَيَشْتَرِطَ اَنْ يُعْتِقَهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر نفلی طور پر آزاد کرنا چاہے تو آزادی کی شرط کے ساتھ خریدنے میں مضائقہ نہیں۔

قَالَ مَالِكٌ اِنَّ اَحْسَنَ مَا سُمِعَ فِي الرِّقَابِ الْوَاجِبَةِ اَنَّهُ لَا يَجُوْزُ اَنْ يُعْتَقَ فِيْهَا نَصْرَانِيٌّ ' وَلَا يَهُوْدِيٌّ ' وَلَا يُعْتَقُ فِيْهَا مُكَاتَبٌ ' وَلَا مُدَبَّرٌ ' وَلَا اُمُّ وَلَدٍ ' وَلَا مُعْتَقٌ اِلٰى سِنِيْنَ ' وَلَا اَعْمٰى ' وَلَا بَاْسَ اَنْ يُعْتَقَ النَّصْرَانِيُّ ' وَالْيَهُوْدِيُّ ' وَالْمَجُوْسِيُّ تَطَوُّعًا ' لِاَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَالَ فِيْ كِتَابِهِ ﴿فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً﴾ (محمد: ٤) فَالْمَنُّ الْعَتَاقَةُ.

امام مالک نے فرمایا کہ جن غلاموں کا آزاد کرنا واجب ہے ان کے متعلق یہ خوب سنا گیا کہ یہ جائز نہیں ہے کہ ان میں نصرانی و یہودی' مکاتب و مدبر' ام ولد و مدت کے وعدے پر آزاد اور اندھے کو آزاد کرے۔ ہاں نصرانی' یہودی اور مجوسی کو نفلی طور پر آزاد کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے: "پھر اس کے بعد چاہے احسان کر کے چھوڑ دو چاہے فدیہ لے لو" "المن" سے مراد آزاد کرنا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فَاَمَّا الرِّقَابُ الْوَاجِبَةُ الَّتِيْ ذَكَرَ اللّٰهُ فِي الْكِتَابِ ' فَاِنَّهُ لَا يُعْتَقُ فِيْهَا اِلَّا رَقَبَةٌ مُّؤْمِنَةٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ جن غلاموں کا آزاد کرنا واجب ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے تو ان میں آزاد نہ کی جائے مگر مومن کی گردن۔

قَالَ مَالِكٌ وَكَذٰلِكَ فِيْ اِطْعَامِ الْمَسَاكِيْنِ فِي

امام مالک نے فرمایا کہ اسی طرح جن کفاروں میں مسکین کو

الْكَفَّارَاتِ لَا يَنْبَغِي أَنْ يُطْعَمَ فِيهَا إِلَّا الْمُسْلِمُونَ وَلَا يُطْعَمُ فِيهَا أَحَدٌ عَلَى غَيْرِ دِينِ الْإِسْلَامِ.

کھانا کھلانا ہے تو کھانا کھلانا مناسب نہیں ہے مگر مسلمان کو اور کبھی بھی غیر مسلم کو ان میں کھانا نہ کھلائے۔ ف

ف: کفارہ روزے، ظہار یا قسم وغیرہ کسی چیز کا ہو جب اس کے تحت مساکین کو کھانا کھلایا جائے تو مسکینوں کا مسلمان ہونا ضروری ہے غیر مسلموں کو کھانا کھلانے سے کفارہ ادا نہیں ہوتا۔ یہ خیال رکھنا بھی ضروری ہے کہ مسلمان ہونے کے لیے صرف مسلمانی کا دعویٰ ہی کافی نہیں بلکہ مسلمان بننا پڑتا ہے۔ اس پُرفتن دور میں اسلام کا دعویٰ کرنے والے ایسے کتنے ہی افراد مل جاتے ہیں جنہوں نے غیر اسلامی عقائد ونظریات اختیار کر کے اپنے ایمان کی دولت کو بڑی بے دردی سے ضائع کر دیا ہوتا ہے۔ ایسے افراد کو کھلانا غیر مسلموں کو کھلانے سے چنداں مختلف نہیں بلکہ بے راہ روی اور اسلام دشمنی میں ان کی حوصلہ افزائی کرنا ہے۔ راسخ العقیدہ اور اہل علم حضرات پر فرض عائد ہوتا ہے کہ بڑے حکیمانہ انداز میں ایسے لوگوں کو سمجھائیں' سمجھا بجا کر راہ راست پر لائیں اور جو کسی طرح بھی مقدس شجر اسلام میں غیر اسلامی عقائد ونظریات کی قلمیں لگانے سے باز نہ آئے تو ایسے حضرات کی زندگی کے ہر میدان میں حوصلہ شکنی کرنا رضائے الٰہی کا موجب ہوگا۔

کفارے میں بردہ آزاد کرنا بھی ہے جس کا مسلمان ہونا ضروری ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ اسلام کی بدولت لونڈی غلام کا رواج مدت ہوئی کہ دنیا سے ختم ہو چکا۔ اگر دنیا میں لونڈیوں کا اس وقت کچھ وجود پایا جاتا ہے تو صرف ان چند حضرات کے پاس جو زمانہ حال کی خارجیت کے سرپرست اور ذوالخویصرہ کی معنوی ذریت سے ہیں۔ دعویٰ اسلام کے باعث ان لوگوں کا وجود اسلام کی مقدس پیشانی پر کلنک کا ٹیکا ہو کر رہ گیا ہے۔ اس کے ان نادان دوستوں نے نفاق' بے راہ روی اور عیاشی کے عالمی ریکارڈ قائم کر کے الف لیلیٰ کی داستانوں کو تازہ کر دکھایا ہے۔ خدائے ذوالمنن سارے مدعیان اسلام کو سچی ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین یا اللہ العالمین

٨- بَابُ عِتْقِ الْحَيِّ عَنِ الْمَيِّتِ

مردے کی جانب سے آزاد کرنا

٦٢٨- حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّ أُمَّهُ أَرَادَتْ أَنْ تُوصِيَ، ثُمَّ أَخَّرَتْ ذٰلِكَ إِلَى أَنْ تُصْبِحَ، فَهَلَكَتْ وَقَدْ كَانَتْ هَمَّتْ بِأَنْ تُعْتِقَ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَقُلْتُ لِلْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَيَنْفَعُهَا أَنْ أُعْتِقَ عَنْهَا؟ فَقَالَ الْقَاسِمُ إِنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ قَالَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ أُمِّي هَلَكَتْ؟ فَهَلْ يَنْفَعُهَا أَنْ أُعْتِقَ عَنْهَا. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ نَعَمْ.

عبدالرحمٰن بن ابوعمرہ انصاری کی والدہ محترمہ نے وصیت کرنے کا ارادہ کیا۔ پھر اس بات کو صبح پر ملتوی کر دیا اور رات کو فوت ہو گئیں اور انہوں نے غلام آزاد کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ عبدالرحمٰن نے فرمایا کہ میں نے قاسم بن محمد سے پوچھا کہ اگر ان کی جانب سے آزاد کر دیا جائے تو کیا انہیں فائدہ دے گا؟ قاسم نے فرمایا کہ حضرت سعد بن عبادہ بھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض گزار ہوئے تھے کہ میری والدہ ماجدہ کا انتقال ہو گیا' میں ان کی طرف سے غلام آزاد کر دوں تو کیا انہیں نفع دے گا؟ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں۔

[٨٢٩] اثر- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّهُ قَالَ تُوُفِّيَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ فِي نَوْمٍ نَامَهُ، فَأَعْتَقَتْ عَنْهُ عَائِشَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ رِقَابًا كَثِيرَةً، قَالَ مَالِكٌ وَهٰذَا أَحَبُّ مَا سَمِعْتُ إِلَيَّ فِي ذٰلِكَ.

یحییٰ بن سعید نے فرمایا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر بحالت خواب ہی وفات پا گئے تھے تو حضرت عائشہ نے ان کی طرف سے کتنے ہی غلام آزاد کیے۔ ف

ف: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے بھائی حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی وفات کے بعد بے شمار بردے آزاد کر کے ان کے لیے ایصالِ ثواب کیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وفات پانے والے کے لواحقین و متعلقین اگر صدقہ خیرات کر کے ایصالِ ثواب کریں تو میت کو ثواب پہنچتا ہے اور ایصالِ ثواب کرنے والا بھی ثواب کا مستحق ہوتا ہے۔ اس مضمون کی کتنی ہی احادیث موجود ہیں جن سے مصرّح ہے کہ مختلف صحابۂ کرام نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کر کے اپنے فوت شدہ لواحقین کے لیے ایصالِ ثواب کیا۔ ان تمام حقائق کے باوجود یہ سراسر جائز اور مستحسن فعل مبتدعین زمانہ کو بہت کھٹکتا ہے اور وہ طرح طرح کے حیلے اور بہانے تلاش کر کے اسے روکنے اور اموات کو ثواب سے محروم کرنے پر ایڑی چوٹی کا زور لگانے میں خاص لطف و لذت محسوس کرتے رہتے ہیں۔ حالانکہ یہ فعل عہد رسالت سے لے کر تا حال مسلمانوں کا معمول رہا ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت تک راسخ العقیدہ مسلمان اپنے لواحقین کے لیے ایصالِ ثواب کرتے ہی رہیں گے۔ جس کے لیے ایصالِ ثواب کیا جائے اسے تو یقیناً ثواب پہنچ جاتا ہے جیسا کہ احادیث مطہرہ سے ثابت ہے' اس کے علاوہ ایصالِ ثواب کرنے والے کو بھی اتنا ہی ثواب مل جاتا ہے اور یہ خدا کے فضل سے کچھ بعید نہیں۔ اس بارے میں فتاویٰ رضویہ' جلد چہارم سے تین حدیثیں پیش کی جاتی ہیں: و باللہ التوفیق

(۱) امام ابوالقاسم اصبہانی کتاب الترغیب اور امام احمد بن الحسین بیہقی شعب الایمان میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کرتے ہیں۔ حضور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں" من حج عن والدیه بعد وفاتهما کتب الله له عتقا من النار او کان للمحجوج عنهما اجر تامة غیر ان ینقص من اجورهما شیء " جو اپنے ماں باپ کی طرف سے ان کی وفات کے بعد حج کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے دوزخ سے آزادی لکھے اور ان دونوں کے لیے پورے حج کا اجر ہو بغیر اس کے کہ ان کے ثوابوں میں کچھ کمی ہو۔

(۲) طبرانی اوسط اور ابن عساکر میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔ حضور پُرنور ﷺ فرماتے ہیں" ما علی احدکم اذا اراد ان یتصدق لله صدقة تطوعا ان یجعلها عن والدیه اذا کان مسلمین فیکون لوالدیه اجرها وله مثل اجورهما بعد ان لا ینقص من اجورهما شیء "یعنی جب تم میں سے کوئی شخص کسی صدقۂ نافلہ کا ارادہ کرے تو اس کا کیا حرج ہے کہ وہ صدقہ اپنے ماں باپ کی نیت سے دے کہ انہیں اس کا ثواب پہنچے گا اور اسے ان دونوں کے اجروں کے برابر ملے گا بغیر اس کے کہ ان کے ثوابوں میں کچھ کمی ہو۔

(۳) امام دارقطنی اور ابوعبداللہ ثقفی فوائد ثقفیات میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں" اذا حج الرجل عن والدیه تقبل منه و منهما واستبشرت ارواحهما و کتب عند الله برا " جب آدمی اپنے والدین کی طرف سے حج کرے تو وہ حج اس حج کرنے والے اور ماں باپ تینوں کی طرف سے قبول کیا جائے گا اور ان کی روحیں خوش ہوں گی اور یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نیکوکار لکھا جائے گا۔ مذکورہ الفاظ دارقطنی کے ہیں فوائد ثقفیات میں ان لفظوں سے ہے:" من حج عن ابویه ولم یحجا اجزاء عنهما وبشرت ارواحهما فی السماء و کتب عند الله بـــــرا " جس کے ماں باپ بے حج کیے مر گئے ہوں اور یہ ان کی طرف سے حج کرے تو ان دونوں کا حج ہو جائے گا اور ان کی روحوں کو آسمان میں خوشخبری دی جائے گی اور یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نیک سلوک کرنے والا لکھا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۹- بَابُ فَضْلِ عِتْقِ الرِّقَابِ وَعِتْقِ الزَّانِيَةِ وَابْنِ الزِّنَا

غلام آزاد کرنے کی فضیلت نیز زانیہ اور ولد الزنا کا آزاد کرنا

۶۲۹- حَدَّثَنِیْ مَالِکٌ' عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ' عَنْ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ

أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سُئِلَ عَنِ الرِّقَابِ أَيُّهَا أَفْضَلُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَغْلَاهَا ثَمَنًا، وَأَنْفَسُهَا عِنْدَ أَهْلِهَا.

صحيح البخاري (٢٥١٨) صحيح مسلم (٢٤٦)

رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سا غلام آزاد کرنا زیادہ بہتر ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کی قیمت زیادہ ہو اور جو اس کے مالکوں کو زیادہ پسند ہو۔

[٨٣٠] أثر- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ أَعْتَقَ وَلَدَ زِنًا، وَأُمَّهُ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے ولد الزنا اور اس کی والدہ کو آزاد کیا۔

١٠- بَابُ مَصِيرِ الْوَلَاءِ لِمَنْ أَعْتَقَ

ولاء اسی کو ملے گی جو آزاد کرے

٦٣٠- حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهَا قَالَتْ جَاءَتْ بَرِيرَةُ، فَقَالَتْ إِنِّي كَاتَبْتُ أَهْلِي عَلَى تِسْعِ أَوَاقٍ فِي كُلِّ عَامٍ أُوقِيَّةٌ، فَأَعِينِينِي فَقَالَتْ عَائِشَةُ إِنْ أَحَبَّ أَهْلُكِ أَنْ أَعُدَّهَا لَهُمْ عَنْكِ عَدَدْتُهَا وَيَكُونَ لِي وَلَاؤُكِ فَعَلْتُ، فَذَهَبَتْ بَرِيرَةُ إِلَى أَهْلِهَا فَقَالَتْ لَهُمْ ذَلِكَ فَأَبَوْا عَلَيْهَا، فَجَاءَتْ مِنْ عِنْدِ أَهْلِهَا وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَالِسٌ فَقَالَتْ لِعَائِشَةَ إِنِّي قَدْ عَرَضْتُ عَلَيْهِمْ ذَلِكَ فَأَبَوْا عَلَيَّ إِلَّا أَنْ يَكُونَ الْوَلَاءُ لَهُمْ، فَسَمِعَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَسَأَلَهَا، فَأَخْبَرَتْهُ عَائِشَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خُذِيهَا وَاشْتَرِطِي لَهُمُ الْوَلَاءَ، فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ، فَفَعَلَتْ عَائِشَةُ، ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ (أَمَّا بَعْدُ). فَمَا بَالُ رِجَالٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللَّهِ، مَا كَانَ مِنْ شَرْطٍ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَهُوَ بَاطِلٌ، وَإِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ قَضَاءُ اللَّهِ أَحَقُّ، وَشَرْطُ اللَّهِ أَوْثَقُ، وَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ.

صحيح البخاري (٢١٦٨) صحيح مسلم (٣٧٥٨)

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ بریرہ میرے پاس آ کر کہنے لگی کہ میں نے نو اوقیہ چاندی پر کتابت کی ہے' سالانہ ایک اوقیہ تو میری مدد فرمایئے۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ تمہارے مالک اگر پسند کریں تو میں انہیں یک مشت ادا کر دوں اور تمہاری ولاء میرے لئے ہو گی۔ بریرہ نے ان لوگوں کے پاس جا کر انہیں یہ بات بتائی تو انہوں نے انکار کر دیا۔ وہ اپنے گھر والوں کے پاس سے آئی اور رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے۔ اس نے حضرت عائشہ سے کہا کہ میں نے یہ بات ان کے سامنے رکھی تو انہوں نے مجھ سے انکار کر دیا مگر یہ کہ ولاء ان کے لئے ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے سن کر اس سے پوچھا تو حضرت عائشہ نے واقعہ عرض کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسے لے لو اور انہیں ولاء کی شرط کرنے دو کیونکہ ولاء تو اسی کی ہے جو آزاد کرے۔ پس حضرت عائشہ نے یہ کام کر دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ لوگوں میں کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرنے کے بعد فرمایا: اما بعد! لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ ایسی شرطیں رکھتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں نہیں ہیں' جو شرط اللہ کی کتاب میں نہ ہو وہ باطل ہے' خواہ سو شرطیں ہوں' اللہ کا فیصلہ زیادہ سچا اور اللہ کی شرط زیادہ مضبوط ہے اور ولاء اسی کے لیے ہے جو آزاد کرے۔

٦٣١- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ جَارِيَةً تُعْتِقُهَا، فَقَالَ أَهْلُهَا نَبِيعُكِهَا عَلَى أَنَّ وَلَاءَهَا لَنَا، فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لَا يَمْنَعَنَّكِ

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ نے ارادہ کیا کہ لونڈی خرید کر آزاد کر دیں' اس کے مالکوں نے کہا کہ ہم آپ کے ہاتھوں بیچ دیں گے لیکن ولاء ہمارے لئے ہو گی۔ انہوں نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا تو فرمایا کہ یہ

ذٰلِكَ فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ.

صحیح البخاری (۲۱٦۹) صحیح مسلم (۳۷۵۵)

بات تمہیں ارادے سے نہ روکے کیونکہ ولاء تو اسی کے لیے ہے جو آزاد کرے۔

٦٣٢- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّ بَرِيرَةَ جَاءَتْ تَسْتَعِينُ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: إِنْ أَحَبَّ أَهْلُكِ أَنْ أَصُبَّ لَهُمْ ثَمَنَكِ صَبَّةً وَاحِدَةً وَأُعْتِقَكِ فَعَلْتُ، فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ بَرِيرَةُ لِأَهْلِهَا فَقَالُوا: لَا إِلَّا أَنْ يَكُونَ لَنَا وَلَاؤُكِ.

عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ بریرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مدد مانگنے آئی۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ اگر تمہارے مالک پسند کریں تو میں یک مشت تمہاری قیمت ادا کردوں اور آزاد کردوں؟ بریرہ نے اپنے مالکوں سے اس بات کا ذکر کیا۔ انہوں نے کہا: نہیں مگر اس صورت میں کہ تمہاری ولاء ہمارے لئے ہو۔

قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: فَزَعَمَتْ عَمْرَةُ أَنَّ عَائِشَةَ ذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: اشْتَرِيهَا وَأَعْتِقِيهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ.

صحیح البخاری (۲۵٦٤)

یحییٰ بن سعید کا بیان ہے کہ عمرہ نے کہا کہ حضرت عائشہ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسے خرید کر آزاد کردو کیونکہ ولاء اسی کے لئے ہے جس نے آزاد کیا۔

٦٣٣- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ، وَعَنْ هِبَتِهِ. صحیح البخاری (۲۵۳۵) صحیح مسلم (۳۷٦۷)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ولاء کو فروخت کرنے اور ہبہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْعَبْدِ يَبْتَاعُ نَفْسَهُ مِنْ سَيِّدِهِ عَلٰى أَنَّهُ يُوَالِي مَنْ شَاءَ: إِنَّ ذٰلِكَ لَا يَجُوزُ، وَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ، وَلَوْ أَنَّ رَجُلًا أَذِنَ لِمَوْلَاهُ أَنْ يُوَالِيَ مَنْ شَاءَ مَا جَازَ ذٰلِكَ لِأَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ، وَنَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهِ، فَإِذَا جَازَ لِسَيِّدِهِ أَنْ يَشْتَرِطَ ذٰلِكَ لَهُ، وَأَنْ يَأْذَنَ لَهُ أَنْ يُوَالِيَ مَنْ شَاءَ فَتِلْكَ الْهِبَةُ.

امام مالک نے اس غلام کے متعلق فرمایا جو اپنی جان کو اپنے آقا سے خریدے کہ اپنی ولاء جس کو چاہوں دوں' یہ جائز نہیں ہے' کیونکہ ولاء اسی کی ہے جس نے آزاد کیا۔ اگر کوئی اپنے آقا سے اجازت بھی حاصل کرلے کہ اپنی ولاء جس کو چاہو دے دو تب بھی جائز نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ولاء اسی کی ہے جو آزاد کرے اور رسول اللہ ﷺ نے ولاء کو بیچنے اور ہبہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ جب آقا کو غلام سے اس کی شرط کرنا جائز ہو جائے اور یہ کہ جس کو چاہو ولاء دو تو ہبہ یہی ہے۔

۱۱- بَابُ جَرِّ الْعَبْدِ الْوَلَاءَ إِذَا أُعْتِقَ

غلام جب آزاد ہو تو ولاء کو اپنی طرف کھینچتا ہے

[۸۳۱] أَثَرٌ- حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّ الزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ اشْتَرٰى عَبْدًا فَأَعْتَقَهُ، وَلِذٰلِكَ الْعَبْدِ بَنُونَ مِنِ امْرَأَةٍ حُرَّةٍ، فَلَمَّا أَعْتَقَهُ الزُّبَيْرُ قَالَ: هُمْ مَوَالِيَّ، وَقَالَ مَوَالِي أُمِّهِمْ: بَلْ هُمْ مَوَالِينَا، فَاخْتَصَمُوا إِلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَقَضٰى عُثْمَانُ لِلزُّبَيْرِ بِوَلَائِهِمْ.

ربیعہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت زبیر بن عوام نے ایک غلام خرید کر آزاد کردیا اور اس غلام کے آزاد عورت سے کئی بیٹے تھے۔ جب حضرت زبیر نے اسے آزاد کیا تو کہا کہ یہ میرے موالی ہیں اور ان کی والدہ کے موالی بولے کہ ان کی ولاء ہمارے لئے ہے۔ پس وہ اس جھگڑے کو حضرت عثمان کی خدمت میں لے گئے۔ حضرت عثمان نے فیصلہ فرمایا کہ ان کی ولاء حضرت

زبیر کے لئے ہے۔

وَحَدَّثَنِیْ مَالِکٌ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ ' اَنَّ سَعِیْدَ بْنَ الْمُسَیَّبِ سُئِلَ عَنْ عَبْدٍ لَهٗ وَلَدٌ مِنِ امْرَاَةٍ حُرَّةٍ لِمَنْ وَلَاؤُهُمْ؟ فَقَالَ سَعِیْدٌ اِنْ مَاتَ اَبُوْهُمْ وَهُوَ عَبْدٌ لَمْ یُعْتَقْ فَوَلَاؤُهُمْ لِمَوَالِیْ اُمِّهِمْ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ سعید بن مسیب سے اس غلام کے متعلق پوچھا گیا جس کے آزاد عورت سے لڑکے ہوں؟ سعید نے فرمایا کہ اگر ان کا باپ غلامی کی حالت میں مرگیا اور آزاد نہ ہوا تو ان کی ولاء ان کی والدہ کے موالی کی ہے۔

قَالَ مَالِکٌ وَمِثْلُ ذٰلِکَ وَلَدُ الْمُلَاعَنَةِ مِنَ الْمَوَالِیْ یُنْسَبُ اِلٰی مَوَالِیْ اُمِّهٖ ' فَیَکُوْنُوْنَ هُمْ مَوَالِیَهٗ اِنْ مَاتَ وَرِثُوْهُ ' وَاِنْ جَرَّ جَرِیْرَةً عَقَلُوْا عَنْهُ. فَاِنِ اعْتَرَفَ بِهٖ اَبُوْهُ اُلْحِقَ بِهٖ وَصَارَ وَلَاؤُهٗ اِلٰی مَوَالِیْ اَبِیْهِ ' وَکَانَ مِیْرَاثُهٗ لَهُمْ وَعَقْلُهٗ عَلَیْهِمْ ' وَیُجْلَدُ اَبُوْهُ الْحَدَّ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس کی مثال موالی سے ملاعنہ عورت کا لڑکا ہے کہ اپنی والدہ کے موالی سے منسوب ہوگا۔ پس وہ اس کے موالی ہیں۔ اگر مر جائے تو وارث ہوں گے' اگر جنایت کرے تو اس کی طرف سے دیت ادا کریں گے۔ اگر اس کا باپ اعتراف کرے تو اس کے ساتھ ملا دیا جائے گا اور لڑکے کی ولاء اس کے باپ کے موالی کی ہوگی اور اس کی میراث ان کے لئے ہوگی اور وہی اس کی دیت ادا کریں گے۔

قَالَ مَالِکٌ وَکَذٰلِکَ الْمَرْاَةُ الْمُلَاعِنَةُ مِنَ الْعَرَبِ اِذَا اعْتَرَفَ زَوْجُهَا الَّذِیْ لَاعَنَهَا بِوَلَدِهَا صَارَ بِمِثْلِ هٰذِهِ الْمَنْزِلَةِ ' اِلَّا اَنَّ بَقِیَّةَ مِیْرَاثِهٖ بَعْدَ مِیْرَاثِ اُمِّهٖ وَاِخْوَتِهٖ لِاُمِّهٖ لِعَامَّةِ الْمُسْلِمِیْنَ مَا لَمْ یُلْحَقْ بِاَبِیْهِ ' وَاِنَّمَا وَرَّثَ وَلَدُ الْمُلَاعَنَةِ الْمُوَالَاةَ مَوَالِیْ اُمِّهٖ قَبْلَ اَنْ یَعْتَرِفَ بِهٖ اَبُوْهُ لِاَنَّهٗ لَمْ یَکُنْ لَهٗ نَسَبٌ وَلَا عَصَبَةٌ ' فَلَمَّا ثَبَتَ نَسَبُهٗ صَارَ اِلٰی عَصَبَتِهٖ.

امام مالک نے فرمایا کہ ملاعنہ عورت عربی ہو تو جب اس کا خاوند اعتراف کرے تو لڑکے کو اس کے ساتھ ملا دیا جائے گا اور وہ اسی کا شمار ہوگا ورنہ اس کی میراث سے اس کی والدہ اور اس کے اخیافی بھائیوں کو حصہ دے کر جتنا مال باقی بچے گا وہ بیت المال میں جمع کروایا جائے گا جب کہ وہ اپنے باپ سے ملحق نہ ہو اور ملاعنہ کے لڑکے کے وارث اس کی والدہ کے موالی ہوں گے جب تک اس کا باپ اعتراف نہ کرے کیونکہ اس صورت میں نہ اس کا نسب ہے اور نہ عصبہ۔ جب نسب ثابت ہو جائے تو میراث عصبہ کی جانب لوٹ جائے گی۔

قَالَ مَالِکٌ اَلْاَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَیْهِ عِنْدَنَا فِیْ وَلَدِ الْعَبْدِ مِنِ امْرَاَةٍ حُرَّةٍ ' وَاَبُو الْعَبْدِ حُرٌّ اَنَّ الْجَدَّ اَبَا الْعَبْدِ یَجُرُّ وَلَاءَ وَلَدِ ابْنِهِ الْاَحْرَارِ مِنِ امْرَاَةٍ حُرَّةٍ یَرِثُهُمْ مَا دَامَ اَبُوْهُمْ عَبْدًا ' فَاِنْ عَتَقَ اَبُوْهُمْ رَجَعَ الْوَلَاءُ اِلٰی مَوَالِیْهِ ' وَاِنْ مَاتَ وَهُوَ عَبْدٌ کَانَ الْمِیْرَاثُ وَالْوَلَاءُ لِلْجَدِّ ' وَاِنَّ الْعَبْدَ کَانَ لَهُ ابْنَانِ حُرَّانِ فَمَاتَ اَحَدُهُمَا وَاَبُوْهُ عَبْدٌ جَرَّ الْجَدُّ اَبُو الْاَبِ الْوَلَاءَ وَالْمِیْرَاثَ.

امام مالک نے فرمایا کہ غلام کی آزاد عورت سے اولاد کے بارے میں ہمارے نزدیک متفقہ حکم یہ ہے جب کہ غلام کا باپ آزاد ہو تو اس کی ولاء دادا یعنی غلام کے باپ کی طرف جائے گی اور آزاد عورت سے اس کے بیٹے کی آزاد اولاد اس وقت تک اس کی میراث پائے گی جب تک ان کا باپ غلام رہے۔ اگر ان کا باپ آزاد ہو گیا تو ولاء اس کے موالی کی جانب لوٹ جائے گی اور اگر وہ غلامی کی حالت میں مر جائے تو میراث اور ولاء دادا کے لیے ہوگی اور اگر غلام کے دو آزاد بیٹے ہوں۔ ایک ان میں سے مر جائے اور اس کا باپ غلام رہے تو ولاء اور میراث اس کے دادا کی

طرف جائے گی۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْأَمَةِ تُعْتَقُ وَهِيَ حَامِلٌ وَزَوْجُهَا مَمْلُوكٌ، ثُمَّ يُعْتَقُ زَوْجُهَا قَبْلَ أَنْ تَضَعَ حَمْلَهَا، أَوْ بَعْدَ مَا تَضَعُ إِنَّ وَلَاءَ مَا كَانَ فِي بَطْنِهَا لِلَّذِي أَعْتَقَ أُمَّهُ، لِأَنَّ ذٰلِكَ الْوَلَدَ قَدْ كَانَ أَصَابَهُ الرِّقُّ قَبْلَ أَنْ تُعْتَقَ أُمُّهُ، وَلَيْسَ هُوَ بِمَنْزِلَةِ الَّذِي تَحْمِلُ بِهِ أُمُّهُ بَعْدَ الْعَتَاقَةِ، لِأَنَّ الَّذِي تَحْمِلُ بِهِ أُمُّهُ بَعْدَ الْعَتَاقَةِ إِذَا عَتَقَ أَبُوهُ جَرَّ وَلَاءَهُ.

امام مالک نے لونڈی کے بارے میں فرمایا جس کو آزاد کیا گیا اور وہ حاملہ ہے اور اس کا خاوند مملوک۔ پھر اس کا خاوند اس کے بچہ جننے سے پہلے آزاد ہو گیا یا اس کے بعد تو اس بچے کی ولاء اس کے لیے ہے جس نے اس کی والدہ کو آزاد کیا کیونکہ اس بچے نے اپنی والدہ کے آزاد ہونے سے پہلے غلامی پائی ہے اور یہ اس کی طرح نہیں ہے جس کی والدہ کو آزاد ہونے کے بعد حمل رہا ہو کیونکہ جس کو آزاد ہونے کے بعد حمل ٹھہرے تو جب اس کا باپ آزاد کر دیا جائے گا تو بچے کی ولاء اس کی طرف جائے گی۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْعَبْدِ يَسْتَأْذِنُ سَيِّدَهُ أَنْ يُعْتِقَ عَبْدًا لَهُ فَيَأْذَنُ لَهُ سَيِّدُهُ إِنَّ وَلَاءَ الْعَبْدِ الْمُعْتَقِ لِسَيِّدِ الْعَبْدِ، لَا يَرْجِعُ وَلَاؤُهُ لِسَيِّدِهِ الَّذِي أَعْتَقَهُ وَإِنْ عَتَقَ.

امام مالک نے اس غلام کے متعلق فرمایا جو اپنے آقا سے اپنا غلام آزاد کرنے کی اجازت مانگے، پس آقا نے اسے اجازت دے دی تو آزاد ہونے والے غلام کی ولاء غلام کے آقا کی ہے۔ اس کی ولاء آزاد کرنے والے آقا کی طرف نہیں لوٹے گی اگرچہ اس نے آزاد کیا ہے۔ف

ف: اخیافی بھائی انہیں کہتے ہیں جو ایک ماں سے ہوں۔ علاتی بھائی وہ ہوتے ہیں جو ایک باپ سے ہوں لیکن ایک والدہ سے نہ ہوں اور حقیقی اور عینی بھائی وہ کہلاتے ہیں جو ایک ماں اور ایک باپ سے ہوں جنہیں عرف عام میں سگے بھائی کہتے ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم

۱۲- بَابُ مِيرَاثِ الْوَلَاءِ

ولاء کی میراث کا بیان

[۸۳۲] أَثَرٌ- حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ الْعَاصِيَ بْنَ هِشَامٍ هَلَكَ وَتَرَكَ بَنِينَ لَهُ ثَلَاثَةً اثْنَانِ لِأُمٍّ، وَرَجُلٌ لِعَلَّةٍ، فَهَلَكَ أَحَدُ اللَّذَيْنِ لِأُمٍّ، وَتَرَكَ مَالًا وَمَوَالِيَ، فَوَرِثَهُ أَخُوهُ لِأَبِيهِ وَأُمِّهِ، مَالَهُ وَوَلَاءَهُ مَوَالِيهِ، ثُمَّ هَلَكَ الَّذِي وَرِثَ الْمَالَ وَوَلَاءَ الْمَوَالِي، وَتَرَكَ ابْنَهُ وَأَخَاهُ لِأَبِيهِ، فَقَالَ ابْنُهُ قَدْ أَحْرَزْتُ مَا كَانَ أَبِي أَحْرَزَ مِنَ الْمَالِ وَوَلَاءِ الْمَوَالِي، وَقَالَ أَخُوهُ لَيْسَ كَذٰلِكَ إِنَّمَا أَحْرَزْتَ الْمَالَ، وَأَمَّا وَلَاءُ الْمَوَالِي فَلَا، أَرَأَيْتَ لَوْ هَلَكَ أَخِي الْيَوْمَ أَلَسْتُ أَرِثُهُ أَنَا؟ فَاخْتَصَمَا إِلَى

ابو بکر بن عبد الرحمن بن حارث بن ہشام سے روایت ہے کہ عاصی بن ہشام فوت ہو گئے اور پیچھے تین بیٹے چھوڑے۔ دو ان میں سے ماں جائے تھے اور ایک علاتی۔ ماں جائے بھائیوں میں سے ایک فوت ہو گیا اور اس نے مالی و موالی چھوڑے تو اس کے مال ولاء کا وارث وہ بھائی ہوا جو ماں اور باپ دونوں سے ملتا تھا۔ پھر وہ بھائی بھی فوت ہو گیا جو مال اور ولاء کا وارث بنا تھا۔ اور پیچھے اس نے ایک بیٹا چھوڑا اور وہ بھائی جو باپ سے تھا۔ بیٹے نے کہا کہ میں اپنے باپ کے مال اور ولاء کا مالک ہوں۔ مرنے والے کے بھائی نے کہا کہ بات یوں نہیں ہے۔ بلکہ مال کے یقیناً تم مالک ہو لیکن موالی کی ولاء کے نہیں ہو۔ بالفرض اگر میرا بھائی آج فوت ہوتا تو میں اس کا وارث ہوتا یا تم؟ دونوں جھگڑے کو حضرت عثمان کی خدمت میں لے گئے۔ انہوں نے موالی کی ولاء

عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، فَقَضٰى لِأَخِيْهِ بِوَلَاءِ الْمَوَالِيْ.

کا فیصلہ بھائی کے حق میں فرمایا۔

[۸۳۳] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ، اَنَّهُ اَخْبَرَهُ اَبُوْهُ، اَنَّهُ كَانَ جَالِسًا عِنْدَ اَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ فَاخْتَصَمَ اِلَيْهِ نَفَرٌ مِنْ جُهَيْنَةَ، وَنَفَرٌ مِنْ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ، وَكَانَتِ امْرَاَةٌ مِنْ جُهَيْنَةَ عِنْدَ رَجُلٍ مِنْ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ يُقَالُ لَهٗ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ كُلَيْبٍ، فَمَاتَتِ الْمَرْاَةُ، وَتَرَكَتْ مَالًا وَمَوَالِيَ، فَوَرِثَهَا ابْنُهَا وَزَوْجُهَا، ثُمَّ مَاتَ ابْنُهَا فَقَالَ وَرَثَتُهٗ لَنَا وَلَاءُ الْمَوَالِيْ قَدْ كَانَ ابْنُهَا اَحْرَزَهٗ، فَقَالَ الْجُهَنِيُّوْنَ لَيْسَ كَذٰلِكَ اِنَّمَا هُمْ مَوَالِيْ صَاحِبَتِنَا، فَاِذَا مَاتَ وَلَدُهَا، فَلَنَا وَلَاؤُهُمْ وَنَحْنُ نَرِثُهُمْ، فَقَضٰى اَبَانُ بْنُ عُثْمَانَ لِلْجُهَنِيِّيْنَ بِوَلَاءِ الْمَوَالِيْ.

ابوبکر بن حزم سے روایت ہے کہ وہ ابان بن عثمان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ جہینہ کے کچھ لوگ اور بنی حارث بن خزرج کے کچھ آدمی جھگڑتے ہوئے ان کے پاس آ گئے۔ جہینہ کی ایک عورت بنی حارث بن خزرج کے ایک آدمی کے نکاح میں تھی۔ جس کو ابراہیم بن کلیب کہا جاتا تھا۔ وہ عورت فوت ہو گئی اور اس نے مال اور موالی چھوڑے۔ اس کا بیٹا اور خاوند اس کے وارث ہوئے پھر اس کا بیٹا فوت ہو گیا۔ لڑکے کے وارثوں نے کہا کہ موالی کی ولاء ہمیں ملے گی کیونکہ عورت کا بیٹا اس پر قابض ہو گیا تھا۔ جہنیوں نے کہا کہ بات یوں نہیں بلکہ یہ ہماری لڑکی کے موالی ہیں۔ جب اس کا بیٹا فوت ہو گیا تو ولاء ہماری ہو گئی اور اس کے وارث ہم ہیں' ابان بن عثمان نے موالی کی ولاء کا فیصلہ جہنیوں کے لئے فرمایا۔

وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ، اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ، قَالَ فِيْ رَجُلٍ هَلَكَ وَتَرَكَ بَنِيْنَ لَهٗ ثَلَاثَةً وَتَرَكَ مَوَالِيَ اَعْتَقَهُمْ هُوَ عَتَاقَةً، ثُمَّ اِنَّ الرَّجُلَيْنِ مِنْ بَنِيْهِ هَلَكَا وَتَرَكَا اَوْلَادًا، فَقَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ يَرِثُ الْمَوَالِيَ الْبَاقِيْ مِنَ الثَّلَاثَةِ، فَاِذَا هَلَكَ هُوَ فَوَلَدُهٗ وَوَلَدُ اِخْوَتِهٖ فِيْ وَلَاءِ الْمَوَالِيْ شَرْعٌ سَوَاءٌ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ سعید بن میتب نے اس شخص کے متعلق فرمایا جو فوت ہو جائے اور وہ تین بیٹے چھوڑے اور اپنے آزاد کردہ غلام چھوڑے۔ پھر اس آدمی کے دو بیٹے فوت ہو گئے۔ اور دونوں نے پیچھے اولاد چھوڑی۔ سعید بن میتب نے فرمایا کہ تیسرا بھائی ان کا وارث ہو گا۔ جب وہ فوت ہو جائے تو اس کے بیٹے اور بھتیجے موالی کی ولاء میں برابر کے حق دار ہوں گے۔

۱۳- بَابُ مِيْرَاثِ السَّائِبَةِ وَوَلَاءِ مَنْ اَعْتَقَ الْيَهُوْدِيُّ وَالنَّصْرَانِيُّ

میراث سائبہ اور اس غلام کی میراث جس کو یہودی یا نصرانی نے آزاد کیا

[۸۳۴] اَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، اَنَّهٗ سَاَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنِ السَّائِبَةِ، قَالَ يُوَالِيْ مَنْ شَاءَ، فَاِنْ مَاتَ وَلَمْ يُوَالِ اَحَدًا فَمِيْرَاثُهٗ لِلْمُسْلِمِيْنَ وَعَقْلُهٗ عَلَيْهِمْ.

ابن شہاب سے سائبہ کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ وہ جس سے چاہے عقد ولاء کر لے۔ اگر وہ مر جائے اور اگر کسی سے موالات نہ کرے تو اس کی میراث مسلمانوں کے لیے ہو گی اور وہی اس کی دیت ادا کریں گے۔

قَالَ مَالِكٌ اِنَّ اَحْسَنَ مَا سُمِعَ فِي السَّائِبَةِ اَنَّهٗ لَا يُوَالِيْ اَحَدًا، وَاَنَّ مِيْرَاثَهٗ لِلْمُسْلِمِيْنَ وَعَقْلَهٗ عَلَيْهِمْ.

امام مالک نے فرمایا کہ سائبہ کے بارے میں یہ میں نے خوب سنا کہ اگر وہ کسی سے موالات نہ کرے تو اس کی میراث مسلمانوں کے لیے ہو گی اور اس کی دیت بھی ان پر ہو گی۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْيَهُوْدِيِّ وَالنَّصْرَانِيِّ، يُسْلِمُ عَبْدُ اَحَدِهِمَا فَيُعْتِقُهٗ قَبْلَ اَنْ يُبَاعَ عَلَيْهِ اِنَّ وَلَاءَ الْعَبْدِ

امام مالک نے فرمایا کہ یہودی یا نصرانی کا غلام اگر مسلمان ہو جائے' پھر وہ فروخت کرنے سے پہلے اسے آزاد کر دے تو اس

الْمُعْتَقِ لِلْمُسْلِمِينَ، وَإِنْ أَسْلَمَ الْيَهُودِيُّ، أَوِ النَّصْرَانِيُّ بَعْدَ ذَلِكَ لَمْ يَرْجِعْ إِلَيْهِ الْوَلَاءُ أَبَدًا قَالَ وَلَكِنْ إِذَا أَعْتَقَ الْيَهُودِيُّ، أَوِ النَّصْرَانِيُّ عَبْدًا عَلَى دِينِهِمَا، ثُمَّ أَسْلَمَ الْمُعْتَقُ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ الْيَهُودِيُّ، أَوِ النَّصْرَانِيُّ الَّذِي أَعْتَقَهُ، ثُمَّ أَسْلَمَ الَّذِي أَعْتَقَهُ رَجَعَ إِلَيْهِ الْوَلَاءُ، لِأَنَّهُ قَدْ كَانَ ثَبَتَ لَهُ الْوَلَاءُ يَوْمَ أَعْتَقَهُ.

آزاد ہونے والے غلام کی میراث مسلمانوں کو ملے گی۔ پھر اس کے بعد یہودی یا نصرانی بھی مسلمان ہو جائے تو ولاء اس کی طرف کبھی نہیں لوٹے گی۔ فرمایا کہ یہودی یا نصرانی نے جب غلام آزاد کیا تو وہ ان کے دین پر تھا۔ پھر آزاد ہونے پر اسلام قبول کیا' آزاد کرنے والے یہودی یا نصرانی کے مسلمان ہونے سے پہلے یعنی جس نے اسے آزاد کیا وہ بھی مسلمان ہو گیا تو ولاء اس کی طرف لوٹ گئی کیونکہ ولاء اس کے لئے اسی روز ثابت ہو گئی جس روز کہ اسے آزاد کیا تھا۔

قَالَ مَالِكٌ وَإِنْ كَانَ لِلْيَهُودِيِّ، أَوِ النَّصْرَانِيِّ وَلَدٌ مُسْلِمٌ، وَرِثَ مَوَالِيَ أَبِيهِ الْيَهُودِيِّ، أَوِ النَّصْرَانِيِّ إِذَا أَسْلَمَ الْمَوْلَى الْمُعْتَقُ، قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ الَّذِي أَعْتَقَهُ، وَإِنْ كَانَ الْمُعْتَقُ حِينَ أَعْتَقَ مُسْلِمًا لَمْ يَكُنْ لِوَلَدِ النَّصْرَانِيِّ، أَوِ الْيَهُودِيِّ الْمُسْلِمِينَ مِنْ وَلَاءِ الْعَبْدِ الْمُسْلِمِ شَيْءٌ لِأَنَّهُ لَيْسَ لِلْيَهُودِيِّ، وَلَا لِلنَّصْرَانِيِّ وَلَاءٌ، فَوَلَاءُ الْعَبْدِ الْمُسْلِمِ لِجَمَاعَةِ الْمُسْلِمِينَ.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر یہودی یا نصرانی کا بیٹا مسلمان ہو تو اپنے یہودی یا نصرانی باپ کے موالی کی میراث پائے گا جب کہ وہ غلام مسلمان ہو گیا ہو آزاد کرنے والے سے پہلے اور اگر وہ غلام آزادی کے وقت مسلمان تھا تو نصرانی یا یہودی کے بیٹے کو مسلمان غلام کی ولاء سے کوئی چیز نہیں ملے گی کیونکہ یہودی یا نصرانی کے لئے ولاء نہیں ہے' پس مسلمان غلام کی ولاء مسلمانوں کی جماعت کے لئے ہے۔ف

ف: غلام کے بارے میں شرعی قانون یہ ہے کہ "الولاء لمن اعتق" (بخاری شریف) یعنی ولاء اس کے لیے ہے جو آزاد کرے۔ لہٰذا آزاد کردہ غلام کی ولاء اسی کو ملے گی جس نے آزاد کیا۔ لیکن آزاد کرنے والا آزاد کرتے وقت اپنی خوشی سے کہہ دے کہ تو اپنی ولاء کا خود مالک ہے یا میں نے اپنا حق ولاء تجھے دے دیا تو ایسے آزاد کردہ غلام کو سائب کہتے ہیں' اب وہ جس سے چاہے عقد موالات کرے ورنہ اس کی میراث عام مسلمانوں کا حق ہوگی اور بیت المال میں جمع کروائی جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

۳۹- كِتَابُ الْمُكَاتَبِ

مکاتب کا بیان

۱- بَابُ الْقَضَاءِ فِي الْمُكَاتَبِ

مکاتب کی ادائیگی کا بیان

۶۳۴- حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ الْمُكَاتَبُ عَبْدٌ مَا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنْ كِتَابَتِهِ شَيْءٌ. سنن ابوداؤد (۳۹۲۶) سنن ابن ماجہ (۲۵۱۹)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ مکاتب اس وقت تک غلام رہے گا جب تک اس کی کتابت میں سے کچھ بھی باقی رہے۔

[۸۳۵] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ، وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ كَانَا يَقُولَانِ الْمُكَاتَبُ عَبْدٌ مَا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنْ كِتَابَتِهِ شَيْءٌ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ عروہ بن زبیر اور سلیمان بن یسار فرمایا کرتے کہ مکاتب اس وقت تک غلام ہے جب تک اس کی کتابت سے کچھ بھی اس پر باقی ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَهُوَ رَأْيِي.

امام مالک نے فرمایا کہ یہی میری رائے ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فَإِنْ هَلَكَ الْمُكَاتَبُ وَتَرَكَ مَالًا

امام مالک نے فرمایا کہ جب مکاتب فوت ہو جائے اور

أَكْثَرَ مِمَّا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنْ كِتَابَتِهِ وَلَهُ وَلَدٌ وُلِدُوْا فِي كِتَابَتِهِ، أَوْ كَاتَبَ عَلَيْهِمْ وَرِثُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الْمَالِ، بَعْدَ قَضَاءِ كِتَابَتِهِ.

کافی مال چھوڑ کر جائے جو باقی کتابت سے بھی زیادہ ہے اور اس کی اولاد ہے جو کتابت کے دوران پیدا ہوئی یا عقد کتابت میں شامل تھی تو بدل کتابت ادا کرنے کے بعد جو مال بچے وہ اس کے وارث ہوں گے۔

[۸۳۶] اَثَر- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسٍ الْمَكِّيِّ، اَنَّ مُكَاتَبًا كَانَ لِابْنِ الْمُتَوَكِّلِ هَلَكَ بِمَكَّةَ، وَتَرَكَ عَلَيْهِ بَقِيَّةً مِنْ كِتَابَتِهِ، وَدُيُوْنًا لِلنَّاسِ، وَتَرَكَ ابْنَتَهُ، فَاَشْكَلَ عَلَى عَامِلِ مَكَّةَ الْقَضَاءُ فِيْهِ، فَكَتَبَ إِلَى عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ يَسْأَلُهُ عَنْ ذٰلِكَ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ الْمَلِكِ اَنِ ابْدَأْ بِدُيُوْنِ النَّاسِ، ثُمَّ اقْضِ مَا بَقِيَ مِنْ كِتَابَتِهِ، ثُمَّ اقْسِمْ مَا بَقِيَ مِنْ مَالِهِ بَيْنَ ابْنَتِهِ وَمَوْلَاهُ.

حمید بن قیس مکی سے روایت ہے کہ ابن متوکل کے مکاتب کا مکہ مکرمہ میں انتقال ہو گیا جب کہ کتابت اس پر باقی تھی اور لوگوں کا قرضہ تھا۔ اس نے ایک لڑکی چھوڑی تھی۔ عامل مکہ کو یہ فیصلہ کرنے میں مشکل پیش آئی تو یہ بات پوچھتے ہوئے عبد الملک بن مروان کے لئے لکھا۔ عبد الملک نے جواب لکھا کہ لوگوں کے قرضے سے ابتداء کرو۔ پھر جتنی کتابت باقی ہے وہ ادا کرو۔ پھر باقی مال کو اس کی بیٹی اور مولیٰ کے درمیان تقسیم کر دو۔

قَالَ مَالِكٌ اَلْاَمْرُ عِنْدَنَا اَنَّهُ لَيْسَ عَلَى سَيِّدِ الْعَبْدِ اَنْ يُكَاتِبَهُ إِذَا سَاَلَهُ ذٰلِكَ وَلَمْ اَسْمَعْ اَنَّ اَحَدًا مِنَ الْاَئِمَّةِ اَكْرَهَ رَجُلًا عَلَى اَنْ يُكَاتِبَ عَبْدَهُ وَقَدْ سَمِعْتُ بَعْضَ اَهْلِ الْعِلْمِ، إِذَا سُئِلَ عَنْ ذٰلِكَ فَقِيْلَ لَهُ إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُوْلُ ﴿فَكَاتِبُوْهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا﴾ (النور: ۳۳) يَتْلُوْ هَاتَيْنِ الْاٰيَتَيْنِ ﴿وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا﴾ (المائدہ: ۲)، ﴿فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ﴾ (الجمعہ: ۱۰).

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک حکم یہ ہے کہ آقا کے لیے ضروری نہیں ہے کہ وہ غلام کے کہنے پر اسے مکاتب کر دے اور میں نے آئمہ میں سے کسی ایک کے متعلق نہیں سنا کہ انہوں نے اپنے غلام کو مکاتب کرنا ناپسند فرمایا ہو اور میں نے سنا کہ بعض اہل علم سے جب اس بارے میں پوچھا جاتا تو اس سے کہا جاتا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: ''اگر ان میں بھلائی دیکھو تو انہیں مکاتب کر دو'' تو وہ حضرات یہ دو آیتیں پڑھ دیتے: ''جب احرام سے نکلو تو شکار کرو''۔ ''جب نماز پوری کر چکو تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو''۔

قَالَ مَالِكٌ وَإِنَّمَا ذٰلِكَ اَمْرٌ اَذِنَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِيْهِ لِلنَّاسِ، وَلَيْسَ بِوَاجِبٍ عَلَيْهِمْ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ ایسا حکم ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو اجازت دی ہے اور یہ ان پر واجب نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَسَمِعْتُ بَعْضَ اَهْلِ الْعِلْمِ يَقُوْلُ فِي قَوْلِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ﴿وَاٰتُوْهُمْ مِنْ مَالِ اللّٰهِ الَّذِيْ اٰتٰكُمْ﴾ (النور: ۳۳) إِنَّ ذٰلِكَ اَنْ يُكَاتِبَ الرَّجُلُ غُلَامَهُ، ثُمَّ يَضَعُ عَنْهُ مِنْ اٰخِرِ كِتَابَتِهِ شَيْئًا مُسَمًّى.

امام مالک نے فرمایا کہ میں نے بعض اہل علم کو ارشاد باری تعالیٰ ''اور انہیں اللہ کے اس مال سے دو جو تمہیں دیا ہے'' کے بارے میں فرماتے ہوئے سنا کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ جب آدمی اپنے غلام کو مکاتب کرے تو آخر میں بدل کتابت میں سے کچھ معاف کر دے۔

قَالَ مَالِكٌ فَهٰذَا الَّذِيْ سَمِعْتُ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ، وَاَدْرَكْتُ عَمَلَ النَّاسِ عَلَى ذٰلِكَ عِنْدَنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ یہی میں نے اہل علم سے سنا اور میں نے لوگوں کو اسی پر عمل کرتے ہوئے پایا۔

قَالَ مَالِكٌ وَقَدْ بَلَغَنِي، أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَاتَبَ غُلَامًا لَهُ عَلَى خَمْسَةٍ وَثَلَاثِينَ أَلْفَ دِرْهَمٍ، ثُمَّ وَضَعَ عَنْهُ مِنْ آخِرِ كِتَابَتِهِ خَمْسَةَ آلَافِ دِرْهَمٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ مجھے یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے اپنے ایک غلام کو پینتیس ہزار درہم پر مکاتب کیا۔ پھر کتابت کے آخر میں پانچ ہزار درہم معاف کر دیئے۔

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ عِنْدَنَا، أَنَّ الْمُكَاتَبَ إِذَا كَاتَبَهُ سَيِّدُهُ تَبِعَهُ مَالُهُ وَلَمْ يَتْبَعْهُ وَلَدُهُ، إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَهُمْ فِي كِتَابَتِهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ غلام کو جب اس کا آقا مکاتب کر دے تو اس کا مال اسی کو ملے گا اور اس کی اولاد عقد کتابت میں داخل نہیں ہوگی مگر یہ کہ کتابت میں ان کی شرط رکھی ہو۔

قَالَ يَحْيَى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ فِي الْمُكَاتَبِ يُكَاتِبُهُ سَيِّدُهُ، وَلَهُ جَارِيَةٌ بِهَا حَبَلٌ مِنْهُ، لَمْ يَعْلَمْ بِهِ هُوَ وَلَا سَيِّدُهُ يَوْمَ كِتَابَتِهِ فَإِنَّهُ لَا يَتْبَعُهُ ذٰلِكَ الْوَلَدُ، لِأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ دَخَلَ فِي كِتَابَتِهِ، وَهُوَ لِسَيِّدِهِ، فَأَمَّا الْجَارِيَةُ، فَإِنَّهَا لِلْمُكَاتَبِ لِأَنَّهَا مِنْ مَالِهِ.

یحییٰ نے کہا کہ میں نے امام مالک کو مکاتب کے بارے میں فرماتے ہوئے سنا جس کو اس کا آقا مکاتب کرے اور غلام کی ایک لونڈی ہو جسے حمل ہو، جس کے متعلق کتابت کے روز معلوم نہ ہو کہ اس کا ہے یا اس کے آقا کا ہے۔ تو یہ بچہ مکاتب کو نہیں ملے گا کیونکہ یہ اس کی کتابت میں داخل نہیں ہے اور وہ اس کے آقا کو ملے گا اور لونڈی مکاتب کو ملے گی کیونکہ یہ اس کا مال ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ وَرِثَ مُكَاتَبًا مِنِ امْرَأَتِهِ هُوَ وَابْنُهَا إِنَّ الْمُكَاتَبَ إِنْ مَاتَ قَبْلَ أَنْ يَقْضِيَ كِتَابَتَهُ اقْتَسَمَا مِيرَاثَهُ عَلَى كِتَابِ اللهِ، وَإِنْ أَدَّى كِتَابَتَهُ ثُمَّ مَاتَ، فَمِيرَاثُهُ لِابْنِ الْمَرْأَةِ وَلَيْسَ لِلزَّوْجِ مِنْ مِيرَاثِهِ شَيْءٌ.

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جو اپنی بیوی کے مکاتب کا وارث ہوا۔ مکاتب اگر کتابت پوری ہونے سے پہلے مر جائے تو اس کی میراث اللہ کی کتاب کے مطابق تقسیم ہوگی اور اگر کتابت ادا کر کے پھر مرا تو اس کی میراث عورت کے بیٹے کے لئے ہے اور خاوند کو اس کی میراث سے کچھ نہیں ملے گا۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْمُكَاتَبِ يُكَاتِبُ عَبْدَهُ، قَالَ يُنْظَرُ فِي ذٰلِكَ، فَإِنْ كَانَ إِنَّمَا أَرَادَ الْمُحَابَاةَ لِعَبْدِهِ، وَعُرِفَ ذٰلِكَ مِنْهُ بِالتَّخْفِيفِ عَنْهُ فَلَا يَجُوزُ ذٰلِكَ، وَإِنْ كَانَ إِنَّمَا كَاتَبَهُ عَلَى وَجْهِ الرَّغْبَةِ، وَطَلَبِ الْمَالِ، وَابْتِغَاءِ الْفَضْلِ وَالْعَوْنِ عَلَى كِتَابَتِهِ فَذٰلِكَ جَائِزٌ لَهُ.

امام مالک نے اس مکاتب کے بارے میں فرمایا جو اپنے غلام کو مکاتب کرے فرمایا کہ اس میں دیکھا جائے گا۔ اگر اس کا غلام کے ساتھ رعایت کا ارادہ ہے اور اس سے تخفیف مراد لی جائے تو یہ جائز نہیں ہے اور اگر رغبت اور طلب مال کے لئے کتابت کی ہو اور فائدہ و مدد کی تلاش میں کتابت کی ہو تو یہ جائز ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ وَطِئَ مُكَاتَبَةً لَهُ إِنَّهَا إِنْ حَمَلَتْ فَهِيَ بِالْخِيَارِ إِنْ شَاءَتْ كَانَتْ أُمَّ وَلَدٍ، وَإِنْ شَاءَتْ قَرَّتْ عَلَى كِتَابَتِهَا، فَإِنْ لَمْ تَحْمِلْ فَهِيَ عَلَى كِتَابَتِهَا.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے اپنی مکاتبہ لونڈی سے صحبت کی تو اگر وہ حاملہ ہوگئی تو اسے اختیار ہے کہ چاہے ام ولد بن کر رہے اور چاہے اپنی کتابت پر برقرار رہے۔ اگر وہ حاملہ نہیں ہے تو وہ مکاتبہ رہے گی۔

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا فِي الْعَبْدِ يَكُونُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ إِنَّ أَحَدَهُمَا لَا يُكَاتِبُ نَصِيبَهُ

امام مالک نے فرمایا کہ غلام کے بارے میں یہ حکم متفق ہے کہ جب وہ دو آدمیوں کا مشترکہ ہو تو ان میں سے کوئی ایک بھی

مِنْهُ اَذِنَ لَهٗ بِذٰلِكَ صَاحِبُهٗ، اَوْ لَمْ يَاْذَنْ اِلَّا اَنْ يُّكَاتِبَاهُ جَمِيْعًا، لِاَنَّ ذٰلِكَ يَعْقِدُ لَهٗ عِتْقًا وَيَصِيْرُ اِذَا اَدَّى الْعَبْدُ مَا كُوْتِبَ عَلَيْهِ، اِلٰى اَنْ يَّعْتِقَ نِصْفُهٗ، وَلَا يَكُوْنُ عَلَى الَّذِيْ كَاتَبَ بَعْضَهٗ اَنْ يَّسْتَتِمَّ عِتْقَهٗ، فَذٰلِكَ خِلَافُ مَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَعْتَقَ شِرْكًا لَهٗ فِيْ عَبْدٍ قُوِّمَ عَلَيْهِ قِيْمَةَ الْعَدْلِ.

اپنے حصے کی مکاتبت نہیں کر سکتا خواہ اس کا ساتھی اجازت دے یا نہ دے مگر یہ کہ وہ دونوں اکٹھے مکاتبت کریں کیونکہ اگر وہ اپنے حصے کی مکاتبت کرے اور غلام اپنی کتابت ادا کر دے تو نصف ہی آزاد ہوگا اور اس پر لازم نہیں کہ دوسرے نصف حصے کی ضمانت دے کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کے خلاف ہے کہ جو غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کرے تو غلام کی قیمت انصاف کے ساتھ لگائی جائے گی۔

قَالَ مَالِكٌ فَاِنْ جَهِلَ ذٰلِكَ حَتّٰى يُؤَدِّيَ الْمُكَاتَبُ، اَوْ قَبْلَ اَنْ يُؤَدِّيَ رَدَّ اِلَيْهِ الَّذِيْ كَاتَبَهٗ مَا قَبَضَ مِنَ الْمُكَاتَبِ فَاقْتَسَمَهٗ هُوَ وَشَرِيْكُهٗ عَلٰى قَدْرِ حِصَصِهِمَا، وَبَطَلَتْ كِتَابَتُهٗ وَكَانَ عَبْدًا لَّهُمَا عَلٰى حَالَتِهِ الْاُوْلٰى.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر اس شریک کو یہ بات معلوم نہ ہو اور وہ اپنے حصے کی مکاتبت کر کے کل یا بعض بدل کتابت وصول کرے تو جس قدر وصول کیا ہے اس کو وہ اور اس کا شریک اپنے حصوں کے مطابق بانٹ لیں، کتابت باطل ہو جائے گی اور مکاتب بدستور غلام رہے گا۔

قَالَ مَالِكٌ فِيْ مُكَاتَبٍ بَيْنَ رَجُلَيْنِ فَاَنْظَرَهٗ اَحَدُهُمَا بِحَقِّهِ الَّذِيْ عَلَيْهِ وَاَبَى الْاٰخَرُ اَنْ يُّنْظِرَهٗ فَاقْتَضَى الَّذِيْ اَبٰى اَنْ يُّنْظِرَهٗ بَعْضَ حَقِّهٖ، ثُمَّ مَاتَ الْمُكَاتَبُ، وَتَرَكَ مَالًا لَّيْسَ فِيْهِ وَفَاءٌ مِّنْ كِتَابَتِهٖ.

امام مالک نے اس مکاتب کے متعلق فرمایا جو دو آدمیوں کا مشترک ہو اور ایک ان میں سے اپنے حق کے اندر اسے مہلت دے اور دوسرا مہلت دینے سے انکار کر دے۔ مہلت نہ دینے والا اپنا بعض حق وصول کر لے پھر مکاتب مر جائے اور اتنا مال چھوڑے جو بدل کتابت کے برابر نہ ہو۔

قَالَ مَالِكٌ يَتَحَاصَّانِ بِقَدْرِ مَا بَقِيَ لَهُمَا عَلَيْهِ، يَاْخُذُ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا بِقَدْرِ حِصَّتِهٖ، فَاِنْ تَرَكَ الْمُكَاتَبُ فَضْلًا عَنْ كِتَابَتِهٖ، اَخَذَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مَا بَقِيَ مِنَ الْكِتَابَةِ، وَكَانَ مَا بَقِيَ بَيْنَهُمَا بِالسَّوَاءِ، فَاِنْ عَجَزَ الْمُكَاتَبُ وَقَدِ اقْتَضَى الَّذِيْ لَمْ يُنْظِرْهُ اَكْثَرَ مِمَّا اقْتَضٰى صَاحِبُهٗ، كَانَ الْعَبْدُ بَيْنَهُمَا نِصْفَيْنِ وَلَا يَرُدُّ عَلٰى صَاحِبِهٖ فَضْلَ مَا اقْتَضٰى لِاَنَّهٗ اِنَّمَا اقْتَضَى الَّذِيْ لَهٗ بِاِذْنِ صَاحِبِهٖ، وَاِنْ وَضَعَ عَنْهُ اَحَدُهُمَا الَّذِيْ لَهٗ، ثُمَّ اقْتَضٰى صَاحِبُهٗ بَعْضَ الَّذِيْ لَهٗ عَلَيْهِ ثُمَّ عَجَزَ، فَهُوَ بَيْنَهُمَا وَلَا يَرُدُّ الَّذِي اقْتَضٰى عَلٰى صَاحِبِهٖ شَيْئًا لِاَنَّهٗ اِنَّمَا اقْتَضَى الَّذِيْ لَهٗ عَلَيْهِ وَذٰلِكَ بِمَنْزِلَةِ الدَّيْنِ لِلرَّجُلَيْنِ بِكِتَابٍ وَاحِدٍ عَلٰى رَجُلٍ وَاحِدٍ، فَيُنْظِرُهٗ اَحَدُهُمَا وَيَشِحُّ الْاٰخَرُ، فَيَقْتَضِيْ بَعْضَ حَقِّهٖ ثُمَّ يُفْلِسُ الْغَرِيْمُ، فَلَيْسَ عَلَى الَّذِي اقْتَضٰى اَنْ يَرُدَّ شَيْئًا مِمَّا

امام مالک نے فرمایا کہ اس کو دونوں شریک اپنے حصوں کے مطابق تقسیم کر لیں گے۔ اگر مکاتب اتنا مال چھوڑ گیا ہے جو بدل کتابت سے زیادہ ہو تو ان میں ہر ایک اپنا باقی بدل کتابت وصول کر کے جو باقی بچے اسے برابر تقسیم کر لیں گے۔ اگر مکاتب عاجز ہو گیا اور مہلت نہ دینے والے نے دوسرے کی نسبت کچھ زیادہ وصول کر لیا تب بھی غلام دونوں میں برابر رہے گا اور زیادہ وصول کرنے والا اپنے شریک کو کچھ واپس نہیں کرے گا کیونکہ اس نے وصول کیا ہے تو اپنا حق۔ اس کی مثال یہ ہے کہ دو آدمیوں کا ایک ہی تحریر کی رو سے کسی پر قرض ہو۔ ایک اسے کچھ مہلت دے اور دوسرا لالچ کے تحت کچھ وصول کر لے۔ اس کے بعد قرض دار مفلس ہو جائے تو کچھ وصول کرنے والا دوسرے کو وصول یابی میں سے کچھ بھی نہ دے گا۔

آخذ.

٢- بَابُ الْحَمَالَةِ فِي الْكِتَابَةِ

قَالَ مَالِكٌ اَلْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا، أَنَّ الْعَبِيْدَ إِذَا كُوْتِبُوْا جَمِيْعًا كِتَابَةً وَاحِدَةً، فَإِنَّ بَعْضَهُمْ حُمَلَاءُ عَنْ بَعْضٍ، وَأَنَّهُ لَا يُوْضَعُ عَنْهُمْ لِمَوْتِ أَحَدِهِمْ شَيْءٌ، وَإِنْ قَالَ أَحَدُهُمْ قَدْ عَجَزْتُ وَأَلْقَى بِيَدَيْهِ فَإِنَّ لِأَصْحَابِهِ أَنْ يَسْتَعْمِلُوْهُ فِيْمَا يُطِيْقُ مِنَ الْعَمَلِ وَيَتَعَاوَنُوْنَ بِذٰلِكَ فِيْ كِتَابَتِهِمْ، حَتّٰى يَعْتِقَ بِعِتْقِهِمْ إِنْ عَتَقُوْا وَيَرِقَّ بِرِقِّهِمْ إِنْ رَقُّوْا.

قَالَ مَالِكٌ اَلْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا أَنَّ الْعَبْدَ إِذَا كَاتَبَهُ سَيِّدُهُ لَمْ يَنْبَغِ لِسَيِّدِهِ أَنْ يَتَحَمَّلَ لَهُ بِكِتَابَةِ عَبْدِهِ أَحَدٌ إِنْ مَاتَ الْعَبْدُ، أَوْ عَجَزَ وَلَيْسَ هٰذَا مِنْ سُنَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ، وَذٰلِكَ أَنَّهُ إِنْ تَحَمَّلَ رَجُلٌ لِسَيِّدِ الْمُكَاتَبِ بِمَا عَلَيْهِ مِنْ كِتَابَتِهِ، ثُمَّ اتَّبَعَ ذٰلِكَ سَيِّدُ الْمُكَاتَبِ قِبَلَ الَّذِيْ تَحَمَّلَ لَهُ أَخَذَ مَالَهُ بَاطِلًا لَا هُوَ ابْتَاعَ الْمُكَاتَبَ فَيَكُوْنَ مَا أُخِذَ مِنْهُ مِنْ ثَمَنِ شَيْءٍ هُوَ لَهُ وَلَا الْمُكَاتَبُ عَتَقَ، فَيَكُوْنُ فِيْ ثَمَنِ حُرْمَةٍ ثَبَتَتْ لَهُ فَإِنْ عَجَزَ الْمُكَاتَبُ رَجَعَ إِلٰى سَيِّدِهِ وَكَانَ عَبْدًا مَمْلُوْكًا لَهُ، وَذٰلِكَ أَنَّ الْكِتَابَةَ لَيْسَتْ بِدَيْنٍ ثَابِتٍ يُتَحَمَّلُ لِسَيِّدِ الْمُكَاتَبِ بِهَا إِنَّمَا هِيَ شَيْءٌ إِنْ أَدَّاهُ الْمُكَاتَبُ عَتَقَ، وَإِنْ مَاتَ الْمُكَاتَبُ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ لَمْ يُحَاصَّ الْغُرَمَاءَ سَيِّدُهُ بِكِتَابَتِهِ وَكَانَ الْغُرَمَاءُ أَوْلٰى بِذٰلِكَ مِنْ سَيِّدِهِ، وَإِنْ عَجَزَ الْمُكَاتَبُ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ لِلنَّاسِ رُدَّ عَبْدًا مَمْلُوْكًا لِسَيِّدِهِ وَكَانَتْ دُيُوْنُ النَّاسِ فِيْ ذِمَّةِ الْمُكَاتَبِ لَا يَدْخُلُوْنَ مَعَ سَيِّدِهِ فِيْ شَيْءٍ مِنْ ثَمَنِ رَقَبَتِهِ.

قَالَ مَالِكٌ إِذَا كَاتَبَ الْقَوْمُ جَمِيْعًا كِتَابَةً وَاحِدَةً، وَلَا رَحِمَ بَيْنَهُمْ يَتَوَارَثُوْنَ بِهَا، فَإِنَّ بَعْضَهُمْ حُمَلَاءُ عَنْ بَعْضٍ، وَلَا يَعْتِقُ بَعْضُهُمْ دُوْنَ

کتابت میں ضمانت

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم متفقہ ہے کہ کئی غلاموں کی جب ایک ہی کتابت کی جائے تو وہ ایک دوسرے کا بوجھ اٹھائیں گے اور ان میں سے کسی کی موت کے باعث کچھ کم نہیں کیا جائے گا اور اگر کوئی ان میں سے کہے کہ میں عاجز ہو گیا ہوں اور ہمت ہار جائے تو اس کے ساتھی اس کی ہمت کے مطابق کام لے کر کتابت میں اس کے ساتھ تعاون کریں کیونکہ یہ آزاد ہوا تو وہ بھی آزاد ہوں گے اور یہ غلام رہا تو وہ بھی غلام رہیں گے۔

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک متفقہ حکم ہے کہ غلام کو جب اس کا آقا مکاتب کرے۔ اس کے آقا کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اپنے اس غلام کی کتابت کا بوجھ کسی دوسرے پر رکھے خواہ غلام مر جائے یا عاجز ہو جائے کیونکہ یہ مسلمانوں کا طریقہ نہیں ہے اور یہ اس لئے ہے کہ اگر کوئی مکاتب کے آقا کو کتابت پر ضمانت دے۔ پھر مکاتب کا آقا ضامن کا پیچھا کرے اور اس کا مال ہتھیا لے تو یہ باطل ہے کیونکہ اس نے مکاتب کو خریدا نہیں ہے تا کہ جو کچھ اس نے چھینا ہے وہ اس کی قیمت شمار ہو جائے اور نہ مکاتب آزاد ہوا کہ اس مال کو اس کی آزادی کا بدلہ شمار کیا جائے۔ اگر مکاتب عاجز ہو جائے تو اپنے آقا کی طرف لوٹے گا اور غلام اسی کی ملک رہے گا اور یہ اس لئے ہے کہ کتابت دین صحیح نہیں ہے اسی لئے اس کا آقا کتابت پہ ضمانت نہیں لے سکتا۔ یہ تو ایک ایسی چیز ہے کہ مکاتب اسے ادا کر دے تو آزاد ہو جائے گا اور مکاتب اگر مر جائے اور اس پر قرض ہو تو آقا اور قرض خواہ اس کے مال کے برابر حصے نہیں کریں گے بلکہ قرض خواہ آقا سے زیادہ حق دار ہوں گے اور اگر مکاتب عاجز ہو جائے یا اس پر لوگوں کا قرض ہو تو غلام اپنے آقا کا مملوک رہے گا اور لوگوں کا قرض مکاتب کے سر پر ہے وہ اس کی قیمت میں آقا کے اوپر شمار نہیں ہو گا۔

امام مالک نے فرمایا کہ جب ایک ہی عقد میں کئی غلام مکاتب کئے جائیں اور ان کے درمیان آپس میں ایسی کوئی رشتہ داری نہ ہو جس کے باعث ایک دوسرے کے وارث ہوں۔ وہ

بِبَعْضٍ حَتّٰى يُؤَدُّوا الْكِتَابَةَ كُلَّهَا، فَإِنْ مَاتَ اَحَدٌ مِّنْهُمْ وَتَرَكَ مَالًا هُوَ اَكْثَرُ مِنْ جَمِيْعِ مَا عَلَيْهِمْ اُدِّيَ عَنْهُمْ جَمِيْعُ مَا عَلَيْهِمْ، وَكَانَ فَضْلُ الْمَالِ لِسَيِّدِهِ، وَلَمْ يَكُنْ لِمَنْ كَاتَبَ مَعَهُ مِنْ فَضْلِ الْمَالِ شَيْءٌ، وَيَتْبَعُهُمُ السَّيِّدُ بِحِصَصِهِمُ الَّتِيْ بَقِيَتْ عَلَيْهِمْ مِنَ الْكِتَابَةِ الَّتِيْ قُضِيَتْ مِنْ مَالِ الْهَالِكِ، لِاَنَّ الْهَالِكَ اِنَّمَا كَانَ تَحَمَّلَ عَنْهُمْ فَعَلَيْهِمْ اَنْ يُؤَدُّوْا مَا عَتَقُوْا بِهِ مِنْ مَالِهِ، وَاِنْ كَانَ لِلْمُكَاتَبِ الْهَالِكِ وَلَدٌ حُرٌّ لَمْ يُوْلَدْ فِي الْكِتَابَةِ وَلَمْ يُكَاتَبْ عَلَيْهِ لَمْ يَرِثْهُ لِاَنَّ الْمُكَاتَبَ لَمْ يُعْتَقْ حَتّٰى مَاتَ.

ایک دوسرے کے کفیل ہوں گے اور دوسروں کے بغیر کوئی آزاد نہیں ہو سکے گا یہاں تک کہ وہ ساری کتابت ادا کر دیں۔ اور اگر ان میں سے کوئی ایک مر جائے گا اور اتنا مال چھوڑے کہ اس سے زیادہ ہو جو ان پر ہے تو وہ اس سے بدل کتابت ادا کریں گے اور زائد مال آقا کا ہوگا اور ساتھیوں کو اس مال سے کچھ نہیں ملے گا۔ پھر ہر ایک غلام کی آزادی میں جس قدر روپیہ اس مال سے صرف ہوا ہے اس کو آقا ہر ایک کے حصے سے مجرا کرے گا کیونکہ اس کا جس قدر مال ان کی آزادی میں لگا وہ ادا کرنا ہوگا۔ اگر مرنے والے مکاتب کا کوئی آزاد لڑکا ہو جو حالت کتابت میں پیدا نہ ہوا ہو اور نہ اس پر عہد کتابت واقع ہوا ہو تو وہ اس کا وارث نہ ہوگا کیونکہ مرتے وقت مکاتب آزاد نہیں تھا۔

۳- بَابُ الْقَطَاعَةِ فِي الْكِتَابَةِ

[۸۳۷] اَثَرٌ- **حَدَّثَنِيْ** مَالِكٌ، اَنَّهُ بَلَغَهُ، اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ، كَانَتْ تُقَاطِعُ مُكَاتَبِيْهَا بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ.

قَالَ مَالِكٌ اَلْاَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا فِي الْمُكَاتَبِ يَكُوْنُ بَيْنَ الشَّرِيْكَيْنِ، فَاِنَّهُ لَا يَجُوْزُ لِاَحَدِهِمَا اَنْ يُقَاطِعَهُ عَلٰى حِصَّتِهِ اِلَّا بِاِذْنِ شَرِيْكِهِ، وَذٰلِكَ اَنَّ الْعَبْدَ وَمَالَهُ بَيْنَهُمَا، فَلَا يَجُوْزُ لِاَحَدِهِمَا اَنْ يَاْخُذَ شَيْئًا مِنْ مَالِهِ اِلَّا بِاِذْنِ شَرِيْكِهِ، وَلَوْ قَاطَعَهُ اَحَدُهُمَا دُوْنَ صَاحِبِهِ، ثُمَّ حَازَ ذٰلِكَ، ثُمَّ مَاتَ الْمُكَاتَبُ وَلَهُ مَالٌ، اَوْ عَجَزَ لَمْ يَكُنْ لِمَنْ قَاطَعَهُ شَيْءٌ مِنْ مَالِهِ، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ اَنْ يَرُدَّ مَا قَاطَعَهُ عَلَيْهِ وَيَرْجِعَ حَقُّهُ فِيْ رَقَبَتِهِ، وَلٰكِنْ مَنْ قَاطَعَ مُكَاتَبًا بِاِذْنِ شَرِيْكِهِ، ثُمَّ عَجَزَ الْمُكَاتَبُ، فَاِنْ اَحَبَّ الَّذِيْ قَاطَعَهُ اَنْ يَرُدَّ الَّذِيْ اَخَذَ مِنْهُ مِنَ الْقَطَاعَةِ وَيَكُوْنُ عَلٰى نَصِيْبِهِ مِنْ رَقَبَةِ الْمُكَاتَبِ كَانَ ذٰلِكَ لَهُ، وَاِنْ مَاتَ الْمُكَاتَبُ، وَتَرَكَ مَالًا اِسْتَوْفَى الَّذِيْ بَقِيَتْ لَهُ الْكِتَابَةُ حَقَّهُ الَّذِيْ بَقِيَ لَهُ عَلَى الْمُكَاتَبِ مِنْ مَالِهِ، ثُمَّ كَانَ الَّذِيْ بَقِيَ مِنْ مَالِ الْمُكَاتَبِ بَيْنَ الَّذِيْ قَاطَعَهُ، وَبَيْنَ شَرِيْكِهِ

مکاتب سے نقد رقم لینے کا بیان

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مکاتب سے سونے چاندی کے بدلے نقد رقم لے لیا کرتی تھیں۔

امام مالک نے فرمایا کہ مکاتب کے بارے میں یہ حکم ہمارے نزدیک متفق ہے کہ اس میں دو شریک ہوں تو کسی ایک کے لئے جائز نہیں ہے کہ دوسرے کی اجازت کے بغیر ایک ساتھی اپنے حصے کی نقد رقم لے کیونکہ غلام اور اس کا مال دونوں کے درمیان مشترک ہے۔ کسی ایک کو حق نہیں کہ دوسرے کے مال میں تصرف کرے بغیر اس کی اجازت کے۔ اگر ایک شریک نے دوسرے سے پوچھے بغیر قطاعت کی اور زر قطاعت وصول کر لیا ہو لیکن اس کے بعد مکاتب کچھ مال چھوڑ کر مر گیا یا عاجز ہو گیا تو جو قطاعت کر چکا اس کا مال مکاتب میں استحقاق نہ ہوگا اور زر قطاعت کو واپس نہیں کر سکے گا کہ مکاتب کو پھر غلام بنا لے ہاں جو اپنے شریک کی اجازت سے قطاعت کرے پھر مکاتب عاجز ہو جائے اور قطاعت کرنے والا یہ چاہے کہ زر قطاعت دے کر اس غلام کا اپنے حصے کے مطابق مالک ہو جائے تو ہو سکتا ہے۔ اگر مکاتب مر جائے اور مال چھوڑے تو جس شریک نے قطاعت نہیں کی، وہ اس کا بدل کتابت ادا کر کے جو کچھ مال بچے اس کو دونوں

عَلٰى قَدْرِ حِصَصِهِمَا فِى الْمُكَاتَبِ، وَإِنْ كَانَ أَحَدُهُمَا قَاطَعَهُ وَتَمَاسَكَ صَاحِبُهُ بِالْكِتَابَةِ، ثُمَّ عَجَزَ الْمُكَاتَبُ قِيْلَ لِلَّذِي قَاطَعَهُ إِنْ شِئْتَ أَنْ تَرُدَّ عَلٰى صَاحِبِكَ نِصْفَ الَّذِي أَخَذْتَ وَيَكُوْنُ الْعَبْدُ بَيْنَكُمَا شَطْرَيْنِ، وَإِنْ أَبَيْتَ فَجَمِيْعُ الْعَبْدِ لِلَّذِي تَمَسَّكَ بِالرِّقِّ خَالِصًا.

شریک اپنے حصے کے موافق بانٹ لیں گے۔ اگر ایک نے قطاعت کی اور دوسرے نے نہیں کی بعد اس کے کہ مکاتب عاجز ہو گیا تو جس نے قطاعت کی اس سے کہا جائے گا کہ جس قدر روپیہ اس نے قطاعت کا لیا ہے اس کا نصف اپنے شریک کو دے تو غلام دونوں میں مشترک رہے گا۔ ورنہ پورا غلام اس کا ہو گا جس نے قطاعت نہیں کی۔

قَالَ مَالِكٌ فِى الْمُكَاتَبِ يَكُوْنُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ فَيُقَاطِعُهُ أَحَدُهُمَا بِإِذْنِ صَاحِبِهِ، ثُمَّ يَقْتَضِي الَّذِي تَمَسَّكَ بِالرِّقِّ مِثْلَ مَا قَاطَعَ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ، أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ، ثُمَّ يَعْجِزُ الْمُكَاتَبُ.

امام مالک نے فرمایا کہ جو مکاتب دو آدمیوں میں مشترک ہو ان میں سے ایک نے قطاعت نہیں کی تو وہ بھی غلام سے اسی قدر مال وصول کرے جتنا قطاعت وصول کرنے والے نے حاصل کیا یا اس سے زیادہ' بعد اس کے مکاتب عاجز ہو جائے۔

قَالَ مَالِكٌ فَهُوَ بَيْنَهُمَا لِأَنَّهُ إِنَّمَا اقْتَضَى الَّذِي لَهُ عَلَيْهِ، وَإِنِ اقْتَضٰى أَقَلَّ مِمَّا أَخَذَ الَّذِي قَاطَعَهُ، ثُمَّ عَجَزَ الْمُكَاتَبُ، فَأَحَبَّ الَّذِي قَاطَعَهُ أَنْ يَرُدَّ عَلٰى صَاحِبِهِ نِصْفَ مَا تَفَضَّلَهُ بِهِ، وَيَكُوْنُ الْعَبْدُ بَيْنَهُمَا نِصْفَيْنِ فَذٰلِكَ لَهُ، وَإِنْ أَبٰى فَجَمِيْعُ الْعَبْدِ لِلَّذِي لَمْ يُقَاطِعْهُ، وَإِنْ مَاتَ الْمُكَاتَبُ وَتَرَكَ مَالًا فَأَحَبَّ الَّذِي قَاطَعَهُ أَنْ يَرُدَّ عَلٰى صَاحِبِهِ نِصْفَ مَا تَفَضَّلَهُ بِهِ وَيَكُوْنُ الْمِيْرَاثُ بَيْنَهُمَا فَذٰلِكَ لَهُ، وَإِنْ كَانَ الَّذِي تَمَسَّكَ بِالْكِتَابَةِ قَدْ أَخَذَ مِثْلَ مَا قَاطَعَ عَلَيْهِ شَرِيْكُهُ، أَوْ أَفْضَلَ فَالْمِيْرَاثُ بَيْنَهُمَا بِقَدْرِ مِلْكِهِمَا لِأَنَّهُ إِنَّمَا أَخَذَ حَقَّهُ.

تو قطاعت کرنے والا قطاعت نہ کرنے والے سے کچھ واپس نہیں لے سکے گا۔ اگر دوسرے شریک نے قطاعت سے کم وصول کیا' پھر غلام عاجز ہو گیا تو قطاعت والے کو اختیار ہے کہ اگر چاہے تو جتنی قطاعت زیادہ ہے اس کا نصف اپنے شریک کو دے کر غلام میں برابر کا شریک ہو جائے۔ اگر نہ دے تو سارا غلام دوسرے شریک کا ہو جائے گا۔ اگر مکاتب مر جائے اور مال چھوڑ گیا اور قطاعت کرنے والے نے چاہا کہ جتنا مال لیا ہے اس کا نصف اپنے شریک کو پھیر دے اور میراث میں شریک ہو جائے تو یہ ہو سکتا ہے اور جس نے قطاعت نہیں کی وہ بھی مکاتب سے قطاعت کے برابر یا اس سے زیادہ وصول کر چکا ہو' اس صورت میں میراث دونوں کو ملے گی کیونکہ ہر ایک نے اپنا حق وصول کر لیا۔

قَالَ مَالِكٌ فِى الْمُكَاتَبِ يَكُوْنُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ فَيُقَاطِعُ أَحَدُهُمَا عَلٰى نِصْفِ حَقِّهِ بِإِذْنِ صَاحِبِهِ، ثُمَّ يَقْبِضُ الَّذِي تَمَسَّكَ بِالرِّقِّ أَقَلَّ مِمَّا قَاطَعَ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ، ثُمَّ يَعْجِزُ الْمُكَاتَبُ.

امام مالک نے فرمایا کہ جو مکاتب دو آدمیوں میں مشترک ہو۔ ایک اپنے ساتھی کی اجازت کے بغیر غلام سے اپنے نصف حق پر قطاعت کرے۔ پھر جس نے قطاعت نہیں کی وہ بھی مکاتب سے قطاعت سے کم وصول کرے۔

قَالَ مَالِكٌ إِنْ أَحَبَّ الَّذِي قَاطَعَ الْعَبْدَ أَنْ يَرُدَّ عَلٰى صَاحِبِهِ نِصْفَ مَا تَفَضَّلَهُ بِهِ كَانَ الْعَبْدُ بَيْنَهُمَا شَطْرَيْنِ، وَإِنْ أَبٰى أَنْ يَرُدَّ فَلِلَّذِي تَمَسَّكَ بِالرِّقِّ حِصَّةُ صَاحِبِهِ الَّذِي كَانَ قَاطَعَ عَلَيْهِ الْمُكَاتَبَ.

امام مالک نے فرمایا کہ قطاعت والا اگر چاہے تو جتنی قطاعت زیادہ وصول کی ہے اس کا نصف اپنے شریک کو دے کر غلام میں برابر کا حصہ دار ہو جائے' ورنہ غلام کا اس قدر حصہ دوسرے شریک کا ہو جائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ وَتَفْسِيرُ ذٰلِكَ اَنَّ الْعَبْدَ يَكُونُ بَيْنَهُمَا شَطْرَيْنِ فَيُكَاتِبَانِهِ جَمِيعًا ' ثُمَّ يُقَاطِعُ اَحَدُهُمَا الْمُكَاتَبَ عَلٰى نِصْفِ حَقِّهِ بِاِذْنِ صَاحِبِهِ ' وَذٰلِكَ الرُّبُعُ مِنْ جَمِيعِ الْعَبْدِ ' ثُمَّ يَعْجِزُ الْمُكَاتَبُ ' فَيُقَالُ لِلَّذِي قَاطَعَهُ اِنْ شِئْتَ فَارْدُدْ عَلٰى صَاحِبِكَ نِصْفَ مَا فَضَلْتَهُ بِهِ وَيَكُونُ الْعَبْدُ بَيْنَكُمَا شَطْرَيْنِ ' وَاِنْ اَبٰى كَانَ لِلَّذِي تَمَسَّكَ بِالْكِتَابَةِ رُبُعُ صَاحِبِهِ الَّذِي قَاطَعَ الْمُكَاتَبَ عَلَيْهِ خَالِصًا ' وَكَانَ لَهُ نِصْفُ الْعَبْدِ فَذٰلِكَ ثَلَاثَةُ اَرْبَاعِ الْعَبْدِ ' وَكَانَ لِلَّذِي قَاطَعَ رُبُعُ الْعَبْدِ لِاَنَّهُ اَبٰى اَنْ يَرُدَّ ثَمَنَ رُبُعِهِ الَّذِي قَاطَعَ عَلَيْهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس کی تفسیر یہ ہے کہ ایک غلام دو آدمیوں میں مشترک ہو، دونوں مل کر اسے مکاتب کریں پھر ایک شریک اپنے نصف حصے پر غلام سے قطاعت کرے اپنی ساتھی کی اجازت کے ساتھ اور یہ غلام کا چوتھائی حصہ ہوا۔ اس کے بعد مکاتب عاجز ہو جائے تو جس نے قطاعت کی اس سے کہا جائے گا کہ جس قدر تم نے زیادہ لیا ہے اس کا نصف اپنے شریک کو ادا کر دو اور غلام میں برابر کے حصے دار ہو جاؤ۔ اگر وہ انکار کرے تو قطاعت والے کا چوتھائی غلام بھی دوسرے کو مل جائے گا اور اس صورت میں وہ تین چوتھائی اور یہ ایک چوتھائی کا مالک ہو گا۔ کیونکہ اس نے مقاطعت کی چوتھائی قیمت ادا کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْمُكَاتَبِ يُقَاطِعُهُ سَيِّدُهُ ' فَيَعْتِقُ وَيَكْتُبُ عَلَيْهِ مَا بَقِيَ مِنْ قَطَاعَتِهِ دَيْنًا عَلَيْهِ ' ثُمَّ يَمُوتُ الْمُكَاتَبُ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ لِلنَّاسِ.

امام مالک نے اس مکاتب کے متعلق فرمایا جس سے اس کے آقا نے مقاطعت کی۔ پھر وہ آزاد ہو گیا اور قطاعت سے جو باقی رہا وہ اس پر قرض لکھ لیا گیا۔ پھر مکاتب مر گیا اور پھر اس پر لوگوں کا قرض بھی ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فَاِنَّ سَيِّدَهُ لَا يُحَاصُّ غُرَمَاءَهُ بِالَّذِي عَلَيْهِ مِنْ قَطَاعَتِهِ وَلِغُرَمَائِهِ اَنْ يُبَدَّوْا عَلَيْهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ قرض خواہوں میں قطاعت کرنے والے اس کے آقا کی تخصیص نہیں ہو گی اور سب قرض خواہوں سے ابتداء کی جائے گی۔

قَالَ مَالِكٌ لَيْسَ لِلْمُكَاتَبِ اَنْ يُقَاطِعَ سَيِّدَهُ اِذَا كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ لِلنَّاسِ ' فَيَعْتِقُ وَيَصِيرُ لَا شَيْءَ لَهُ ' لِاَنَّ اَهْلَ الدَّيْنِ اَحَقُّ بِمَالِهِ مِنْ سَيِّدِهِ ' فَلَيْسَ ذٰلِكَ بِجَائِزٍ لَهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ آقا کو ایسے مکاتب سے مقاطعت نہیں کرنی چاہیے جس کے سر پر لوگوں کا قرض ہو کہ وہ آزاد ہو جائے تو اس کے پلے کچھ بھی نہ رہے کیونکہ قرض خواہ اس کے مال کے اس آقا سے زیادہ حق دار ہیں۔ لہٰذا یہ جائز نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ الْاَمْرُ عِنْدَنَا فِي الرَّجُلِ يُكَاتِبُ عَبْدَهُ ' ثُمَّ يُقَاطِعُهُ بِالذَّهَبِ ' فَيَضَعُ عَنْهُ مِمَّا عَلَيْهِ مِنَ الْكِتَابَةِ عَلٰى اَنْ يُعَجِّلَ لَهُ مَا قَاطَعَهُ عَلَيْهِ اَنَّهُ لَيْسَ بِذٰلِكَ بَأْسٌ ' وَاِنَّمَا كَرِهَ ذٰلِكَ مَنْ كَرِهَهُ لِاَنَّهُ اَنْزَلَهُ بِمَنْزِلَةِ الدَّيْنِ يَكُونُ لِلرَّجُلِ عَلَى الرَّجُلِ اِلٰى اَجَلٍ فَيَضَعُ عَنْهُ وَيَنْقُدُهُ ' وَلَيْسَ هٰذَا مِثْلَ الدَّيْنِ اِنَّمَا كَانَتْ قَطَاعَةُ الْمُكَاتَبِ سَيِّدَهُ عَلٰى اَنْ يُعْطِيَهُ مَالًا فِي اَنْ يَتَعَجَّلَ الْعِتْقَ ' فَيَجِبُ لَهُ الْمِيرَاثُ ' وَالشَّهَادَةُ ' وَالْحُدُودُ ' وَتَثْبُتُ لَهُ حُرْمَةُ

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک حکم یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے غلام کو مکاتب کرے۔ پھر اس سے سونے پر قطاعت کرے اور زر قطاعت فوراً ادا کرنے کی شرط پر بدل کتابت معاف کر دے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اور جس نے اسے مکروہ کہا ہے اس نے یہ سمجھا کہ اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص کا کسی پر میعادی قرضہ ہو اور اس کے بدلے میں کچھ نقد رقم لے کر قرض چھوڑ دے۔ حالانکہ یہ قرض اس کی مثال ہی نہیں ہے کیونکہ قطاعت تو اس لئے ہوتی ہے کہ غلام جلد آزاد ہو جائے اور اس

الْعَتَاقَةِ، وَلَمْ يَشْتَرِ دَرَاهِمَ بِدَرَاهِمَ، وَلَا ذَهَبًا بِذَهَبٍ، وَإِنَّمَا مَثَلُ ذٰلِكَ مَثَلُ رَجُلٍ قَالَ لِغُلَامِهِ ائْتِنِي بِكَذَا وَكَذَا دِينَارًا وَأَنْتَ حُرٌّ، فَوَضَعَ عَنْهُ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالَ إِنْ جِئْتَنِي بِأَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ فَأَنْتَ حُرٌّ. فَلَيْسَ هٰذَا دَيْنًا ثَابِتًا وَلَوْ كَانَ دَيْنًا ثَابِتًا لَحَاصَّ بِهِ السَّيِّدُ غُرَمَاءَ الْمُكَاتَبِ إِذَا مَاتَ أَوْ أَفْلَسَ، فَدَخَلَ مَعَهُمْ فِي مَالِ مُكَاتَبِهِ.

کے لئے میراث' شہادت اور حدود لازم آ جائیں اور حرمت عتاقہ ثابت ہو جائے۔ یہ نہیں ہوا ہے کہ اس نے روپوں کو روپوں کے بدلے یا سونے کو سونے کے عوض خریدا ہو بلکہ اس کی مثال تو یہ ہے کہ ایک شخص اپنے غلام سے کہے کہ تم مجھے اتنی اشرفیاں لا دو تو آزاد ہو۔ پھر گھٹا کر کہے کہ اگر اتنی لا دو تب بھی آزاد ہو۔ بدل کتابت دین صحیح نہیں ہے ورنہ مکاتب کے مرجانے کی صورت میں آقا بھی قرض خواہوں کے برابر اس کے مال پر حق رکھتا۔ ف

ف: غلام کو مکاتب کر دینے کے بعد اگر فریقین یعنی مولیٰ اور مکاتب غلام کسی نقد رقم پر کتابت کے بدلے رضامند ہو جائیں تو اسے قطاعت کہتے ہیں۔ مثلاً ایک غلام کو یوں مکاتب کیا کہ وہ دس سال کے اندر ایک ہزار روپیہ سالانہ کے حساب سے دس ہزار روپے ادا کر دے تو اس کے بعد وہ آزاد ہے۔ ابھی غلام ایک قسط ہی ادا کرنے پایا تھا کہ اس کے پاس کچھ نقد رقم جمع ہو گئی جس کے باعث بدل کتابت کے باقی نو ہزار کی جگہ فریقین پانچ ہزار نقد پر رضامند ہو گئے یہی دوسرا معاہدہ قطاعت کہلاتا ہے' اس میں فریقین کا مفاد اور ضرورت کارفرما ہوتی ہے۔ مولیٰ کو یک مشت پانچ ہزار روپے نقد مل گئے اور غلام نو سال پہلے آزاد ہو گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

٤- بَابُ جِرَاحِ الْمُكَاتَبِ

مکاتب کا کسی کو زخمی کرنا

قَالَ مَالِكٌ أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِي الْمُكَاتَبِ يَجْرَحُ الرَّجُلَ جَرْحًا يَقَعُ فِيهِ الْعَقْلُ عَلَيْهِ أَنَّ الْمُكَاتَبَ إِنْ قَوِيَ عَلَى أَنْ يُؤَدِّيَ عَقْلَ ذٰلِكَ الْجَرْحِ مَعَ كِتَابَتِهِ، أَدَّاهُ وَكَانَ عَلَى كِتَابَتِهِ، فَإِنْ لَمْ يَقْوَ عَلَى ذٰلِكَ فَقَدْ عَجَزَ عَنْ كِتَابَتِهِ، وَذٰلِكَ أَنَّهُ يَنْبَغِي أَنْ يُؤَدِّيَ عَقْلَ ذٰلِكَ الْجَرْحِ قَبْلَ الْكِتَابَةِ، فَإِنْ هُوَ عَجَزَ عَنْ أَدَاءِ عَقْلِ ذٰلِكَ الْجَرْحِ خُيِّرَ سَيِّدُهُ فَإِنْ أَحَبَّ أَنْ يُؤَدِّيَ عَقْلَ ذٰلِكَ الْجَرْحِ فَعَلَ، وَأَمْسَكَ غُلَامَهُ، وَصَارَ عَبْدًا مَمْلُوكًا، وَإِنْ شَاءَ أَنْ يُسَلِّمَ الْعَبْدَ إِلَى الْمَجْرُوحِ أَسْلَمَهُ، وَلَيْسَ عَلَى السَّيِّدِ أَكْثَرُ مِنْ أَنْ يُسَلِّمَ عَبْدَهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر مکاتب کسی کو ایسے زخمی کرے جس میں دیت واجب ہو تو اگر مکاتب اپنے بدل کتابت کے ساتھ دیت بھی ادا کر سکے تو دیت ادا کر دے تاکہ وہ مکاتب بنا رہے۔ اگر اس پر قادر نہ ہو تو کتابت سے عاجز شمار کیا جائے گا کیونکہ دیت کا ادا کرنا کتابت پر مقدم ہے۔ پھر جب دیت دینے سے عاجز ہو جائے تو اس کے آقا کو اختیار' ہے اگر چاہے تو دیت ادا کر دے اور مکاتب کو غلام سمجھ کر رکھ لے اور وہ بدستور اس کا غلام رہے گا۔ اگر چاہے تو خود مکاتب کو اس شخص کے حوالے کر دے جس کو زخمی کیا تھا' مگر آقا پر لازم نہیں ہے کہ غلام کو دینے سے زیادہ اپنا اور نقصان کرے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْقَوْمِ يُكَاتَبُونَ جَمِيعًا فَيَجْرَحُ أَحَدُهُمْ جَرْحًا فِيهِ عَقْلٌ.

امام مالک نے ان چند غلاموں کے متعلق فرمایا جنہیں ایک ساتھ مکاتب کیا گیا۔ پھر ان میں سے کوئی کسی کو زخمی کرے جس پر دیت لازم آئے۔

قَالَ مَالِكٌ مَنْ جَرَحَ مِنْهُمْ جَرْحًا فِيهِ عَقْلٌ قِيلَ لَهُ، وَلِلَّذِينَ مَعَهُ فِي الْكِتَابَةِ أَدُّوا جَمِيعًا عَقْلَ ذٰلِكَ الْجَرْحِ، فَإِنْ أَدَّوْا ثَبَتُوا عَلَى كِتَابَتِهِمْ، وَإِنْ لَمْ يُؤَدُّوا فَقَدْ عَجَزُوا وَيُخَيَّرُ سَيِّدُهُمْ، فَإِنْ شَاءَ أَدَّى عَقْلَ

امام مالک نے فرمایا کہ جو ان میں سے ایسا زخمی کرے جس کی دیت ہے تو اس سے کہا جائے گا اور جو اس کے ساتھ کتابت میں شامل ہیں کہ سب مل کر اس زخم کی دیت ادا کرو۔ اگر وہ دیت ادا کر دیں تو اپنی کتابت پر قائم رہے اور اگر ادا نہ کریں تو عاجز شمار

ذلک الجرح ورجعوا عبيدا له جميعا، وان شاء اسلم الجارح وحده ورجع الآخرون عبيدا له جميعا بعجزهم عن اداء عقل ذلک الجرح الذي جرح صاحبهم.

ہوں گے اور اس صورت میں ان کے آقا کو اختیار ہوگا کہ چاہے تو اس زخم کی دیت ادا کر دے اور وہ سارے حسب سابق اس کے غلام رہیں اور چاہے تو زخمی کرنے والے کو مجروح کے سپرد کر دے اور باقی سارے حسب سابق اس کے غلام رہیں گے کیونکہ وہ اس زخم کی دیت ادا کرنے سے عاجز رہ گئے تھے جو ان کے ساتھی نے زخمی کیا تھا۔

قال مالک الامر الذي لا اختلاف فيه عندنا ان المكاتب اذا اصيب بجرح يكون له فيه عقل، او اصيب احد من ولد المكاتب الذين معه في كتابته، فان عقلهم عقل العبيد في قيمتهم، وان ما اخذ لهم من عقلهم يدفع الى سيدهم الذي له الكتابة ويحسب ذلک للمكاتب في آخر كتابته، فيوضع عنه ما اخذ سيده من دية جرحه.

امام مالک نے فرمایا کہ اس حکم میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے کہ مکاتب کو جب کوئی زخمی کرے تو اسے دیت دلائی جائے گی یا مکاتب کے کسی بیٹے کو زخمی کرے جو کتابت میں اس کے ساتھ ہو اور ان کی دیت غلام والی ہے اور دیت کا جو کچھ وہ وصول کریں گے وہ ان کے آقا کو دیا جائے گا اور وہ مکاتب کی آخری کتابت میں شمار کیا جائے گا۔ پس آقا نے اس کے زخم کی جو دیت وصول کی ہے وہ وضع کر لی جائے گی۔

قال مالک وتفسير ذلک انه كانه كاتبه على ثلاثة آلاف درهم، وكان دية جرحه الذي اخذها سيده الف درهم، فان ادى المكاتب الى سيده الفي درهم فهو حر، وان كان الذي بقي عليه من كتابته الف درهم وكان الذي اخذ من دية جرحه الف درهم فقد عتق، وان كان عقل جرحه اكثر مما بقي على المكاتب اخذ سيد المكاتب ما بقي من كتابته وعتق، وكان ما فضل بعد اداء كتابته للمكاتب، ولا ينبغي ان يدفع الى المكاتب شيء من دية جرحه فياكله ويستهلكه، فان عجز رجع الى سيده اعور، او مقطوع اليد، او معضوب الجسد، وانما كاتبه سيده على ماله وكسبه، ولم يكاتبه على ان ياخذ ثمن ولده ولا ما اصيب من عقل جسده، فياكله ويستهلكه، ولكن عقل جراحات المكاتب وولده الذين ولدوا في كتابته، او كاتب عليهم يدفع الى سيده ويحسب ذلک له في آخر كتابته.

امام مالک نے فرمایا کہ اس کی تفسیر یہ ہے کہ کسی نے اپنے غلام کو تین ہزار درہم پر مکاتب کیا اور اس کے زخم کی دیت ایک ہزار وصول ہوئی تو مکاتب جب دو ہزار درہم ادا کر دے تو آزاد ہو جائے گا۔ اگر آقا کے غلام پر ایک ہزار درہم کتابت سے باقی تھے کہ دیت کے ایک ہزار درہم پائے تو وہ آزاد ہو جائے گا۔ جس قدر کتابت کے درہم باقی تھے اگر دیت کے اس سے زیادہ وصول پائے تو آقا اپنی بقایا رقم رکھ کر زائد رقم مکاتب کو پھیر دے گا اور وہ آزاد ہو جائے گا۔ یہ مناسب نہیں ہے کہ مکاتب کی دیت اسی کے حوالے کر دیں کہ وہ کھا پی کر برابر کر دے اور اگر عاجز ہو جائے اور کانا، لنگڑا یا لولا ہو کر اپنے آقا کے پاس واپس آئے اور کیونکہ آقا نے تو اسے اس کے مال اور کمائی پر اختیار دیا تھا نہ کہ اس کی اولاد کی قیمت اور اس کی دیت پر کہ وہ کھا پی کر برابر کر لے بلکہ مکاتب کی دیت اور اس اولاد کی دیت جو حالت کتابت میں پیدا ہوئی یا ان پر عقد کتابت ہوا وہ سب آقا کو دی جائے گی اور بدل کتابت میں سے مجرا ہوگی۔

۵- باب بيع المكاتب

مکاتب کی کتابت کو بیچ دینا

قَالَ مَالِكٌ اِنَّ اَحْسَنَ مَا سُمِعَ فِي الرَّجُلِ يَشْتَرِيْ مُكَاتَبَ الرَّجُلِ ' اَنَّهٗ لَا يَبِيْعُهٗ اِذَا كَانَ كَاتَبَهٗ بِدَنَانِيْرَ ' اَوْ دَرَاهِمَ اِلَّا بِعَرْضٍ مِنَ الْعُرُوْضِ يُعَجِّلُهٗ ' وَلَا يُؤَخِّرُهٗ لِاَنَّهٗ اِنْ اَخَّرَهٗ كَانَ دَيْنًا بِدَيْنٍ ' وَقَدْ نُهِيَ عَنِ الْكَالِيءِ بِالْكَالِيءِ.

امام مالک نے فرمایا کہ کسی مکاتب کو خریدنے کے متعلق یہ خوب سنا گیا کہ اسے نہ بیچے جب کہ کتابت درہم و دینار میں ہو مگر فوری سامان کے بدلے ہو اور اس میں تاخیر نہ کی جائے کیونکہ جب تاخیر ہو جائے گی تو یہ قرض شمار ہوگا اور ہمیں ایسا کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

قَالَ وَاِنْ كَاتَبَ الْمُكَاتَبَ سَيِّدُهٗ بِعَرْضٍ مِنَ الْعُرُوْضِ مِنَ الْاِبِلِ ' اَوِ الْبَقَرِ ' اَوِ الْغَنَمِ ' اَوِ الرَّقِيْقِ ' فَاِنَّهٗ يَصْلُحُ لِلْمُشْتَرِيْ اَنْ يَشْتَرِيَهٗ بِذَهَبٍ ' اَوْ فِضَّةٍ ' اَوْ عَرْضٍ مُخَالِفٍ لِلْعُرُوْضِ الَّتِيْ كَاتَبَهٗ سَيِّدُهٗ عَلَيْهَا يُعَجِّلُ ذٰلِكَ وَلَا يُؤَخِّرُهٗ.

فرمایا کہ مالک اگر سامان کے بدلے اسے مکاتب کرے یعنی اونٹ' گائے' بکریاں اور غلام پر تو مشتری کے لئے مناسب یہی ہے کہ روپیہ اشرفی دے کر اس کی کتابت خریدے یا جس چیز پر کتابت ہوئی ہے آقا کو اس کے علاوہ دے کر لیکن ایسا فوراً ہو تاخیر نہ کی جائے۔

قَالَ مَالِكٌ اَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِي الْمُكَاتَبِ اَنَّهٗ اِذَا بِيْعَ كَانَ اَحَقَّ بِاشْتِرَاءِ كِتَابَتِهٖ مِمَّنِ اشْتَرَاهَا اِذَا قَوِيَ اَنْ يُؤَدِّيَ اِلٰى سَيِّدِهِ الثَّمَنَ الَّذِيْ بَاعَهٗ بِهٖ نَقْدًا ' وَذٰلِكَ اَنَّ اشْتِرَاءَهٗ نَفْسَهٗ عَتَاقَةٌ ' وَالْعَتَاقَةُ تُبْدَاُ عَلٰى مَا كَانَ مَعَهَا مِنَ الْوَصَايَا ' وَاِنْ بَاعَ بَعْضُ مَنْ كَاتَبَ الْمُكَاتَبَ نَصِيْبَهٗ مِنْهُ فَبَاعَ نِصْفَ الْمُكَاتَبِ اَوْ ثُلُثَهٗ اَوْ رُبُعَهٗ اَوْ سَهْمًا مِنْ اَسْهُمِ الْمُكَاتَبِ فَلَيْسَ لِلْمُكَاتَبِ فِيْمَا بِيْعَ مِنْهُ شُفْعَةٌ ' وَذٰلِكَ اَنَّهٗ يَصِيْرُ بِمَنْزِلَةِ الْقَطَاعَةِ ' وَلَيْسَ لَهٗ اَنْ يُقَاطِعَ بَعْضَ مَنْ كَاتَبَهٗ اِلَّا بِاِذْنِ شُرَكَائِهٖ ' وَاَنَّ مَا بِيْعَ مِنْهُ لَيْسَتْ لَهٗ بِهٖ حُرْمَةٌ تَامَّةٌ ' وَاَنَّ مَالَهٗ مَحْجُوْرٌ عَنْهُ ' وَاَنَّ اشْتِرَاءَهٗ بَعْضَهٗ يُخَافُ عَلَيْهِ مِنْهُ الْعَجْزُ لِمَا يَذْهَبُ مِنْ مَالِهٖ ' وَلَيْسَ ذٰلِكَ بِمَنْزِلَةِ اشْتِرَاءِ الْمُكَاتَبِ نَفْسَهٗ كَامِلًا اِلَّا اَنْ يَاْذَنَ لَهٗ مَنْ بَقِيَ لَهٗ فِيْهِ كِتَابَةٌ ' فَاِنْ اَذِنُوْا لَهٗ كَانَ اَحَقَّ بِمَا بِيْعَ مِنْهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ مکاتب کے بارے میں یہ میں نے خوب سنا کہ جب اسے بیچا جائے تو وہ اپنی کتابت کو خریدنے کا زیادہ مستحق ہے جب کہ وہ اپنے آقا کو وہ قیمت ادا کر سکتا ہو جتنے میں اسے بیچا گیا ہے اور یہ اس لئے کہ اس کا اپنے آپ کو خریدنا آزادی ہے اور آزادی وصیتوں پر مقدم ہے اور اگر کوئی مکاتب سے اپنے حصے کی کتابت فروخت کرے۔ پس مکاتب کا نصف' تہائی' چوتھائی یا کوئی حصہ فروخت کرے تو اس سودے میں مکاتب کو شفعہ کا حق نہیں ہے بلکہ یہ تو قطاعت کی طرح ہے اور مکاتب کے لئے مناسب نہیں ہے کہ کتابت کرنے والوں میں سے کسی کے ساتھ قطاعت کرے مگر اپنے شرکاء کی اجازت سے اور اس سودے سے پوری آزادی بھی حاصل نہیں ہوتی اور وہ اپنے مال پر قادر بھی نہیں ہے اور اگر بعض حصہ خریدے تو عاجز ہو جانے کا خوف ہے کہ اس میں اس کا مال جاتا رہے گا اور یہ اس کی طرح نہیں ہے کہ مکاتب اپنے آپ کو پوری طرح خرید لے مگر یہ کہ باقی شرکاء اسے اجازت دیں اور اگر وہ اجازت دے دیں تو اس حصے کو خریدنے کا وہ زیادہ مستحق ہے۔

قَالَ مَالِكٌ لَا يَحِلُّ بَيْعُ نَجْمٍ مِنْ نُجُوْمِ الْمُكَاتَبِ وَذٰلِكَ اَنَّهٗ غَرَرٌ اِنْ عَجَزَ الْمُكَاتَبُ بَطَلَ مَا عَلَيْهِ ' وَاِنْ مَاتَ اَوْ اَفْلَسَ وَعَلَيْهِ دُيُوْنٌ لِلنَّاسِ لَمْ يَاْخُذِ الَّذِي اشْتَرٰى نَجْمَهٗ بِحِصَّتِهٖ مَعَ غُرَمَائِهٖ شَيْئًا ' وَاِنَّمَا

امام مالک نے فرمایا کہ مکاتب کو قسطوں پر فروخت کرنا درست نہیں ہے کیونکہ اس میں دھوکا ہے۔ اگر وہ عاجز ہو جائے تو جو اس پر ہے وہ باطل ہو گیا اور اگر وہ مر گیا یا اس پر لوگوں کا قرض ہو تو قرض خواہوں کے ساتھ خریدنے والوں کو کچھ بھی نہیں ملے گا

الَّذِي يَشْتَرِي نَجْمًا مِنْ نُجُومِ الْمُكَاتَبِ بِمَنْزِلَةِ سَيِّدِ الْمُكَاتَبِ فَسَيِّدُ الْمُكَاتَبِ لَا يُحَاصُّ بِكِتَابَةِ غُلَامِهِ غُرَمَاءَ الْمُكَاتَبِ وَكَذٰلِكَ الْخَرَاجُ أَيْضًا يَجْتَمِعُ لَهُ عَلَى غُلَامِهِ فَلَا يُحَاصُّ بِمَا اجْتَمَعَ لَهُ مِنَ الْخَرَاجِ غُرَمَاءَ غُلَامِهِ.

قَالَ مَالِكٌ لَا بَأْسَ بِأَنْ يَشْتَرِيَ الْمُكَاتَبُ كِتَابَتَهُ بِعَيْنٍ أَوْ عَرْضٍ مُخَالِفٍ لِمَا كُوتِبَ بِهِ مِنَ الْعَيْنِ، أَوِ الْعَرْضِ، أَوْ غَيْرِ مُخَالِفٍ مُعَجَّلٍ أَوْ مُؤَخَّرٍ.

قَالَ مَالِكٌ فِي الْمُكَاتَبِ يَهْلِكُ، وَيَتْرُكُ أُمَّ وَلَدٍ وَأَوْلَادًا لَهُ صِغَارًا مِنْهَا، أَوْ مِنْ غَيْرِهَا فَلَا يَقْوَوْنَ عَلَى السَّعْيِ، وَيُخَافُ عَلَيْهِمُ الْعَجْزُ عَنْ كِتَابَتِهِمْ قَالَ تُبَاعُ أُمُّ وَلَدِ أَبِيهِمْ إِذَا كَانَ فِي ثَمَنِهَا مَا يُؤَدَّى بِهِ عَنْهُمْ جَمِيعُ كِتَابَتِهِمْ أُمَّهُمْ كَانَتْ، أَوْ غَيْرَ أُمِّهِمْ يُؤَدَّى عَنْهُمْ وَيَعْتِقُونَ، لِأَنَّ أَبَاهُمْ كَانَ لَا يَمْنَعُ بَيْعَهَا إِذَا خَافَ الْعَجْزَ عَنْ كِتَابَتِهِ، فَهٰؤُلَاءِ إِذَا خِيفَ عَلَيْهِمُ الْعَجْزُ بِيعَتْ أُمُّ وَلَدِ أَبِيهِمْ فَيُؤَدَّى عَنْهُمْ ثَمَنُهَا، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِي ثَمَنِهَا مَا يُؤَدَّى عَنْهُمْ، وَلَمْ تَقْوَ هِيَ، وَلَا هُمْ عَلَى السَّعْيِ رَجَعُوا جَمِيعًا رَقِيقًا لِسَيِّدِهِمْ.

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي الَّذِي يَبْتَاعُ كِتَابَةَ الْمُكَاتَبِ، ثُمَّ يَهْلِكُ الْمُكَاتَبُ قَبْلَ أَنْ يُؤَدِّيَ كِتَابَتَهُ أَنَّهُ يَرِثُهُ الَّذِي اشْتَرَى كِتَابَتَهُ، وَإِنْ عَجَزَ فَلَهُ رَقَبَتُهُ، وَإِنْ أَدَّى الْمُكَاتَبُ كِتَابَتَهُ إِلَى الَّذِي اشْتَرَاهَا، وَعَتَقَ فَوَلَاؤُهُ لِلَّذِي عَقَدَ كِتَابَتَهُ لَيْسَ لِلَّذِي اشْتَرَى كِتَابَتَهُ مِنْ وَلَائِهِ شَيْءٌ.

٦- بَابُ سَعْيِ الْمُكَاتَبِ

حَدَّثَنِي مَالِكٌ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ، وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ سُئِلَا عَنْ رَجُلٍ كَاتَبَ عَلَى نَفْسِهِ وَعَلَى بَنِيهِ، ثُمَّ مَاتَ هَلْ يَسْعَى بَنُو الْمُكَاتَبِ فِي كِتَابَةِ أَبِيهِمْ أَمْ هُمْ عَبِيدٌ؟ فَقَالَا بَلْ يَسْعَوْنَ فِي كِتَابَةِ أَبِيهِمْ، وَلَا يُوضَعُ عَنْهُمْ لِمَوْتِ أَبِيهِمْ شَيْءٌ.

اور مکاتب کو قسطوں میں خریدنے والا مکاتب کے آقا کی طرح ہے کیونکہ مکاتب کا آقا قرض خواہوں کے ساتھ اپنے غلام کی کتابت نہیں پاتا اور خراج میں بھی اسی طرح ہے کہ وہ اس کے غلام پر جمع ہو جائے تب بھی وہ اپنے غلام کے قرض خواہوں کے برابر جمع شدہ رقم کو نہیں پائے گا۔

امام مالک نے فرمایا کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ مکاتب اپنی کتابت کو نقد روپیہ اشرفی یا اسباب کے بدلے خرید لے جو بدل کتابت کی جنس سے نہ ہو یا اسی جنس سے مؤجل یا معجل ہو۔

امام مالک نے فرمایا کہ اگر مکاتب مر جائے اور اپنی ام ولد اور چھوٹی اولاد کو چھوڑ جائے جو اسی ام ولد سے ہو یا کسی اور عورت سے اور اس کی اولاد محنت مزدوری پر قادر نہ ہو اور کتابت سے عاجز ہو جانے کا خوف ہو تو لونڈی کو فروخت کر دیں گے جب کہ اس کی قیمت اتنی ہو کہ بدل کتابت پورا ادا کر سکے کیونکہ مکاتب کو جب عجز کا خوف ہو تو ام ولد کو بیچ سکتا ہے اور اسی طرح جب اولاد پر خوف ہو تو ان کے باپ کی ام ولد فروخت کی جائے گی اور وہ آزاد ہو جائیں گے۔ اگر ام ولد کی قیمت بدل کتابت کے لئے کافی نہ ہو اور نہ ام ولد سے محنت مزدوری ہو سکے اور نہ مکاتب کی اولاد سے تو سارے اپنے آقا کے غلام ہو جائیں گے۔

امام مالک نے فرمایا کہ جو مکاتب کی کتابت کو خریدے۔ پھر مکاتب اپنی کتابت ادا کرنے سے پہلے فوت ہو جائے تو اس کا وارث وہی ہوگا جس نے کتابت خریدی ہے۔ اگر مکاتب عاجز ہو جائے تو اسی کا غلام رہے گا اور اگر مکاتب اس شخص کو بدل کتابت ادا کر کے آزاد ہو گیا تو ولاء اسی کو ملے گی جس نے اسے مکاتب کیا تھا نہ کہ کتابت خریدنے والے کو۔

مکاتب کی محنت مزدوری کا بیان

عروہ بن زبیر اور سلیمان بن یسار سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو اپنے آپ کو اور اپنے بیٹوں کو مکاتب کرے پھر مر جائے تو کیا مکاتب کے بیٹے اپنے باپ کی کتابت کے لئے مزدوری کریں گے یا غلام ہی رہیں گے؟ دونوں نے فرمایا کہ اپنے باپ کی کتابت کے لئے محنت مزدوری کریں گے اور ان کے باپ

کی موت کے باعث بدل کتابت میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔

قَالَ مَالِكٌ وَإِنْ كَانُوا صِغَارًا لَا يُطِيقُونَ السَّعْيَ لَمْ يُنْتَظَرْ بِهِمْ أَنْ يَكْبَرُوا، وَكَانُوا رَقِيقًا لِسَيِّدِ أَبِيهِمْ إِلَّا أَنْ يَكُونَ الْمُكَاتَبُ تَرَكَ مَا يُؤَدَّى بِهِ عَنْهُمْ نُجُومُهُمْ إِلَى أَنْ يَتَكَلَّفُوا السَّعْيَ، فَإِنْ كَانَ فِيمَا تَرَكَ مَا يُؤَدَّى عَنْهُمْ أُدِّيَ ذٰلِكَ عَنْهُمْ، وَتُرِكُوا عَلَى حَالِهِمْ حَتَّى يَبْلُغُوا السَّعْيَ، فَإِنْ أَدَّوْا عَتَقُوا وَإِنْ عَجَزُوا رَقُّوا.

امام مالک نے فرمایا: اگر وہ اتنے چھوٹے ہوں کہ محنت مزدوری نہ کرسکیں تو ان کے بڑے ہونے کا انتظار نہیں کیا جائے گا اور وہ اپنے باپ کے آقا کے غلام رہیں گے مگر جب کہ مکاتب اس قدر مال چھوڑ جائے کہ ان کے بالغ ہونے تک کی قسطوں کے لئے کافی ہو' تاکہ وہ محنت مزدوری کے قابل ہو جائیں۔ بالغ ہونے کے بعد اگر بدل کتابت کو ادا کر دیں تو آزاد ہو جائیں گے ورنہ غلام رہیں گے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْمُكَاتَبِ يَمُوتُ، وَيَتْرُكُ مَالًا لَيْسَ فِيهِ وَفَاءُ الْكِتَابَةِ، وَيَتْرُكُ وَلَدًا مَعَهُ فِي كِتَابَتِهِ، وَأُمَّ وَلَدٍ فَأَرَادَتْ أُمُّ وَلَدِهِ أَنْ تَسْعَى عَلَيْهِمْ إِنَّهُ يُدْفَعُ إِلَيْهَا الْمَالُ إِذَا كَانَتْ مَأْمُونَةً عَلَى ذٰلِكَ قَوِيَّةً عَلَى السَّعْيِ، وَإِنْ لَمْ تَكُنْ قَوِيَّةً عَلَى السَّعْيِ وَلَا مَأْمُونَةً عَلَى الْمَالِ لَمْ تُعْطَ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ وَرَجَعَتْ هِيَ وَوَلَدُ الْمُكَاتَبِ رَقِيقًا لِسَيِّدِ الْمُكَاتَبِ.

امام مالک نے اس مکاتب کے متعلق فرمایا جو فوت ہو جائے اور اتنا مال چھوڑے جس سے کتابت ادا نہ کی جا سکے اور وہ اپنی اولاد اور ام ولد پیچھے چھوڑے جو کتابت میں اس کے ساتھ ہیں۔ اس کی ام ولد چاہے کہ وہ محنت مزدوری کرے گی تو مال اسے لوٹا دیا جائے گا جب کہ وہ قابل اعتبار اور لائق مزدوری ہو اور اگر محنت مزدوری کرنے کے قابل اور مال کے حساب سے قابل اعتبار نہ ہو تو اسے کچھ نہیں دیا جائے گا اور وہ اور مکاتب کی اولاد مکاتب کے آقا کے غلام رہیں گے۔

قَالَ مَالِكٌ إِذَا كَاتَبَ الْقَوْمُ جَمِيعًا كِتَابَةً وَاحِدَةً، وَلَا رَحِمَ بَيْنَهُمْ، فَعَجَزَ بَعْضُهُمْ، وَسَعَى بَعْضُهُمْ حَتَّى عَتَقُوا جَمِيعًا، فَإِنَّ الَّذِينَ سَعَوْا يَرْجِعُونَ عَلَى الَّذِينَ عَجَزُوا بِحِصَّةِ مَا أَدَّوْا عَنْهُمْ لِأَنَّ بَعْضَهُمْ حُمَلَاءُ عَنْ بَعْضٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ چند غلام ایک ہی عقد میں مکاتب کئے جائیں اور ان کے درمیان رشتہ داری نہ ہو۔ ان میں بعض عاجز ہو جائیں اور بعض محنت مزدوری کریں' یہاں تک کہ سب آزاد ہو جائیں گے تو جنہوں نے محنت مزدوری کی ہے وہ عاجز ہونے والوں سے ان کا حصہ وصول کریں گے جو انہوں نے ادا کیا کیونکہ وہ ایک دوسرے کے کفیل تھے۔

۷- بَابُ عِتْقِ الْمُكَاتَبِ إِذَا أَدَّى مَا عَلَيْهِ قَبْلَ مَحِلِّهِ

مکاتب اگر قسطوں میں بدل کتابت ادا کرے تو آزاد ہو جائے گا

[۸۳۸] اثر- حَدَّثَنِي مَالِكٌ، أَنَّهُ سَمِعَ رَبِيعَةَ بْنَ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَغَيْرَهُ يَذْكُرُونَ أَنَّ مُكَاتَبًا كَانَ لِلْفُرَافِصَةِ بْنِ عُمَيْرٍ الْحَنَفِيِّ، وَأَنَّهُ عَرَضَ عَلَيْهِ أَنْ يَدْفَعَ إِلَيْهِ جَمِيعَ مَا عَلَيْهِ مِنْ كِتَابَتِهِ فَأَبَى الْفُرَافِصَةُ، فَأَتَى الْمُكَاتَبُ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ، وَهُوَ أَمِيرُ الْمَدِينَةِ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ، فَدَعَا مَرْوَانُ الْفُرَافِصَةَ فَقَالَ لَهُ

امام مالک نے ربیعہ بن ابو عبد الرحمٰن وغیرہ کو ذکر کرتے ہوئے سنا کہ فرافصہ بن عمیر حنفی کے ایک مکاتب نے انہیں کتابت کا سارا مال دیا تو انہوں نے لینے سے انکار کر دیا۔ مکاتب مروان بن حکم کے پاس چلا گیا جو ان دنوں مدینہ منورہ کے حاکم تھے اور انہیں یہ بات بتائی تو مروان نے فرافصہ کو بلایا۔ ان سے کہا تب بھی انہوں نے انکار کر دیا۔ مروان نے حکم دیا کہ مکاتب

ذٰلِکَ ، فَاَبٰی فَاَمَرَ مَرْوَانُ بِذٰلِکَ الْمَالِ اَنْ یُّقْبَضَ مِنَ الْمُکَاتَبِ فَیُوْضَعَ فِیْ بَیْتِ الْمَالِ. وَقَالَ لِلْمُکَاتَبِ اذْهَبْ فَقَدْ عُتِقْتَ ، فَلَمَّا رَاٰی ذٰلِکَ الْفُرَافِصَةُ قَبَضَ الْمَالَ.

سے وہ مال لے کر بیت المال میں جمع کروا دیا جائے گا اور مکاتب سے کہا کہ جا تو آزاد ہے۔ جب فرافصہ نے یہ بات دیکھی تو مال لے لیا۔

قَالَ مَالِکٌ فَالْاَمْرُ عِنْدَنَا اَنَّ الْمُکَاتَبَ اِذَا اَدّٰی جَمِیْعَ مَا عَلَیْهِ مِنْ نُّجُوْمِهٖ قَبْلَ مَحِلِّهَا جَازَ ذٰلِکَ لَهٗ ، وَلَمْ یَکُنْ لِّسَیِّدِهٖ اَنْ یَّاْبٰی ذٰلِکَ عَلَیْهِ ، وَذٰلِکَ اَنَّهٗ یَضَعُ عَنِ الْمُکَاتَبِ بِذٰلِکَ کُلَّ شَرْطٍ ، اَوْ خِدْمَةٍ ، اَوْ سَفَرٍ لِاَنَّهٗ لَا تَتِمُّ عَتَاقَةُ رَجُلٍ وَعَلَیْهِ بَقِیَّةٌ مِّنْ رِقٍّ ، وَلَا تَتِمُّ حُرْمَتُهٗ ، وَلَا تَجُوْزُ شَهَادَتُهٗ ، وَلَا یَجِبُ مِیْرَاثُهٗ ، وَلَا اَشْبَاهُ هٰذَا مِنْ اَمْرِهٖ ، وَلَا یَنْبَغِیْ لِسَیِّدِهٖ اَنْ یَّشْتَرِطَ عَلَیْهِ خِدْمَةً بَعْدَ عَتَاقَتِهٖ.

امام مالک نے فرمایا: ہمارے نزدیک حکم یہ ہے کہ مکاتب جب وقت سے پہلے اپنی تمام واجب الادا قسطیں ادا کر دے تو اس کے لئے جائز ہے اور آقا کو یہ حق نہیں کہ لینے سے انکار کرے کیونکہ یہ چیز مکاتب سے ہر شرط خدمت اور سفر کو مٹا دیتی ہے اور اس کے بغیر باقی غلامی سے آزاد نہیں ہوتا اور حرمت مکمل نہیں ہوتی۔ نہ اس کی شہادت جائز ہوتی ہے نہ میراث واجب ہوتی ہے اور نہ دوسری ایسی باتیں اور آقا کو یہ حق نہیں کہ آزادی کے بعد اس سے خدمت وغیرہ کی شرط کرے۔

قَالَ مَالِکٌ فِیْ مُکَاتَبٍ مَّرِضَ مَرَضًا شَدِیْدًا ، فَاَرَادَ اَنْ یَّدْفَعَ نُجُوْمَهٗ کُلَّهَا اِلٰی سَیِّدِهٖ لِاَنْ یَّرِثَهٗ وَرَثَةٌ لَّهٗ اَحْرَارٌ ، وَلَیْسَ مَعَهٗ فِیْ کِتَابَتِهٖ وَلَدٌ لَّهٗ.

امام مالک نے اس مکاتب کے متعلق فرمایا جو سخت بیمار ہو جائے لہٰذا وہ چاہے کہ اپنے آقا کو سارا بدل کتابت ادا کر دے تا کہ اس کے آزاد وارث اس کی میراث پائیں اور اس کے بیٹے کتابت میں اس کے ساتھ نہیں ہیں۔

قَالَ مَالِکٌ ذٰلِکَ جَائِزٌ لَّهٗ لِاَنَّهٗ تَتِمُّ بِذٰلِکَ حُرْمَتُهٗ ، وَتَجُوْزُ شَهَادَتُهٗ ، وَیَجُوْزُ اعْتِرَافُهٗ بِمَا عَلَیْهِ مِنْ دُیُوْنِ النَّاسِ ، وَتَجُوْزُ وَصِیَّتُهٗ ، وَلَیْسَ لِسَیِّدِهٖ اَنْ یَّاْبٰی ذٰلِکَ عَلَیْهِ بِاَنْ یَّقُوْلَ فَرَّ مِنِّیْ بِمَالِهٖ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ اس کے لئے جائز ہے کیونکہ اس سے حرمت تمام ہوتی ہے، شہادت جائز ہوتی ہے اور جن لوگوں کے قرضے کا اعتراف کرے وہ اعتراف جائز ہوتا ہے، اس کی وصیت جائز ہوتی ہے لہٰذا آقا کو اس سے انکار کرنے کا حق نہیں اور نہ یہ کہنے کا کہ اپنا مال لے کہ میرے پاس سے بھاگ جا۔

۸- بَابُ مِیْرَاثِ الْمُکَاتَبِ اِذَا عَتَقَ

مکاتب جب آزاد ہو جائے تو اس کی میراث

[۸۳۹] اَثَرٌ- حَدَّثَنِیْ مَالِکٌ ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ ، اَنَّ سَعِیْدَ بْنَ الْمُسَیَّبِ سُئِلَ عَنْ مُّکَاتَبٍ کَانَ بَیْنَ رَجُلَیْنِ فَاَعْتَقَ اَحَدُهُمَا نَصِیْبَهٗ فَمَاتَ الْمُکَاتَبُ ، وَتَرَکَ مَالًا کَثِیْرًا ، فَقَالَ یُؤَدّٰی اِلَی الَّذِیْ تَمَاسَکَ بِکِتَابَتِهٖ الَّذِیْ بَقِیَ لَهٗ ، ثُمَّ یَقْتَسِمَانِ مَا بَقِیَ بِالسَّوِیَّةِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ سعید بن مسیب سے اس مکاتب کے متعلق پوچھا گیا جو دو آدمیوں کا مشترک ہے۔ ایک نے اپنے حصے کا آزاد کر دیا۔ مکاتب مر گیا اور اس نے کافی مال چھوڑا۔ فرمایا کہ جس نے آزاد نہیں کیا وہ بدل کتابت ادا کر کے باقی مال کو دونوں برابر تقسیم کر لیں۔

قَالَ مَالِکٌ اِذَا کَاتَبَ الْمُکَاتَبُ فَعُتِقَ فَاِنَّمَا یَرِثُهٗ اَوْلَی النَّاسِ بِمَنْ کَاتَبَهٗ مِنَ الرِّجَالِ یَوْمَ تُوُفِّیَ الْمُکَاتَبُ مِنْ وَّلَدٍ ، اَوْ عَصَبَةٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ مکاتب جب بدل کتابت ادا کر کے آزاد ہو جائے تو سب سے پہلے اس کا وارث وہ ہے جس نے اسے مکاتب کیا اور مکاتب کرنے کے بعد اس کی اولاد و عصبہ۔

قَالَ وَهٰذَا اَيْضًا فِيْ كُلِّ مَنْ اَعْتَقَ فَاِنَّمَا مِيْرَاثُهٗ لِاَقْرَبِ النَّاسِ مِمَّنْ اَعْتَقَهٗ مِنْ وَلَدٍ، اَوْ عَصَبَةٍ مِنَ الرِّجَالِ يَوْمَ يَمُوْتُ الْمُعْتَقُ بَعْدَ اَنْ يَعْتِقَ، وَيَصِيْرَ مَوْرُوْثًا بِالْوَلَاءِ.

فرمایا اور یہ ہر اس شخص کے متعلق ہے جس کو آزاد کیا گیا۔ اس کی میراث آزاد کرنے والے کے قریب ترین لوگوں کے لئے ہے یعنی لوگوں سے بیٹا اور عصبہ وغیرہ جس روز کہ آزاد کردہ غلام فوت ہوا' آزاد ہونے کے بعد اور میراث ولاء کے مطابق ہوگی۔

قَالَ مَالِكٌ اَلْاِخْوَةُ فِي الْكِتَابَةِ بِمَنْزِلَةِ الْوَلَدِ اِذَا كُوْتِبُوْا جَمِيْعًا كِتَابَةً وَاحِدَةً اِذَا لَمْ يَكُنْ لِاَحَدٍ مِنْهُمْ وَلَدٌ كَاتَبَ عَلَيْهِمْ، اَوْ وُلِدُوْا فِيْ كِتَابَتِهٖ، اَوْ كَاتَبَ عَلَيْهِمْ، ثُمَّ هَلَكَ اَحَدُهُمْ وَتَرَكَ مَالًا اُدِّيَ عَنْهُمْ جَمِيْعُ مَا عَلَيْهِمْ مِنْ كِتَابَتِهِمْ وَعَتَقُوْا، وَكَانَ فَضْلُ الْمَالِ بَعْدَ ذٰلِكَ لِوَلَدِهٖ دُوْنَ اِخْوَتِهٖ.

امام مالک نے فرمایا کہ کتابت میں بھائی اولاد کی طرح ہیں۔ جب ایک عقد کتابت سے سب کی کتابت ہوا اور ان میں سے کسی کا بیٹا نہ ہو جو کتابت کے دوران پیدا ہوا ہو یا جو عقد کتابت میں شامل ہو۔ پھر ان میں سے ایک فوت ہو جائے اور مال چھوڑے تو کتابت کا جوان سب کے اوپر تھا اسے ادا کر کے وہ سب آزاد ہو گئے اور اس کے بعد اس کا مال اس کے بیٹے کو ملے گا اور اس کے بھائیوں کو نہیں ملے گا۔

۹- بَابُ الشَّرْطِ فِي الْمُكَاتِبِ

مکاتب پر شرط لگانے کا بیان

[۸۴۰] اَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ فِيْ رَجُلٍ كَاتَبَ عَبْدَهٗ بِذَهَبٍ، اَوْ وَرِقٍ وَاشْتَرَطَ عَلَيْهِ فِيْ كِتَابَتِهٖ سَفَرًا، اَوْ خِدْمَةً، اَوْ ضَحِيَّةً اَنَّ كُلَّ شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ سَمّٰى بِاسْمِهٖ، ثُمَّ قَوِيَ الْمُكَاتَبُ عَلٰى اَدَاءِ نُجُوْمِهٖ كُلِّهَا قَبْلَ مَحِلِّهَا.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے اپنے غلام کو سونے چاندی پر مکاتب کیا اور اس کی کتابت میں سفر' خدمت یا قربانی کی شرط رکھی اور اسے معین کر دیا۔ پھر وقت سے پہلے مکاتب اپنی تمام قسطوں کو وقت سے پہلے ادا کرنے پر قادر ہو گیا۔

قَالَ اِذَا اَدّٰى نُجُوْمَهٗ كُلَّهَا وَعَلَيْهِ هٰذَا الشَّرْطُ عُتِقَ فَتَمَّتْ حُرْمَتُهٗ، وَنُظِرَ اِلٰى مَا شَرَطَ عَلَيْهِ مِنْ خِدْمَةٍ اَوْ سَفَرٍ، اَوْ مَا اَشْبَهَ ذٰلِكَ مِمَّا يُعَالِجُهٗ هُوَ بِنَفْسِهٖ، فَذٰلِكَ مَوْضُوْعٌ عَنْهُ لَيْسَ لِسَيِّدِهٖ فِيْهِ شَيْءٌ، وَمَا كَانَ مِنْ ضَحِيَّةٍ، اَوْ كِسْوَةٍ، اَوْ شَيْءٍ يُؤَدِّيْهِ، فَاِنَّمَا هُوَ بِمَنْزِلَةِ الدَّنَانِيْرِ وَالدَّرَاهِمِ يُقَوَّمُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ فَيَدْفَعُهٗ مَعَ نُجُوْمِهٖ، وَلَا يَعْتِقُ حَتّٰى يَدْفَعَ ذٰلِكَ مَعَ نُجُوْمِهٖ.

فرمایا کہ جب اس نے تمام قسطیں ادا کر دیں اور یہ شرط اس پر باقی ہے تو وہ آزاد ہو گیا اور حرمت اس کی مکمل ہو گئی۔ اب جو خدمت اور سفر وغیرہ کی اس پر شرط رکھی گئی تھی اس کی جانب دیکھا جائے گا۔ اگر وہ اس پر جانی طور سے ادا کی جانے والی تھی تو ساقط ہو گئی اور آقا کا اس پر کوئی حق نہیں رہا اور اگر وہ قربانی یا کپڑے وغیرہ کی ہے تو ادا کی جائے گی کیونکہ وہ درہم و دینار کی جگہ ہے۔ یہ اس پر قائم رہے گی اور قسطوں کے ساتھ ادا کی جائے گی اور قسطوں کے ساتھ جب تک اسے ادا نہ کرے آزاد نہیں ہوگا۔

قَالَ مَالِكٌ اَلْاَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا الَّذِيْ لَا اخْتِلَافَ فِيْهِ اَنَّ الْمُكَاتَبَ بِمَنْزِلَةِ عَبْدٍ اَعْتَقَهٗ سَيِّدُهٗ بَعْدَ خِدْمَةِ عَشْرِ سِنِيْنَ، فَاِذَا هَلَكَ سَيِّدُهُ الَّذِيْ اَعْتَقَهٗ قَبْلَ عَشْرِ سِنِيْنَ فَاِنَّ مَا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنْ خِدْمَتِهٖ لِوَرَثَتِهٖ وَكَانَ وَلَاؤُهٗ لِلَّذِيْ عَقَدَ عِتْقَهٗ وَلِوَلَدِهٖ مِنَ الرِّجَالِ، اَوِ

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم متفق ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں کہ مکاتب اس غلام کی طرح ہے جس کو آقا نے دس سال کی خدمت کے بعد آزاد کر دیا ہو۔ اگر دس سال پورے ہونے سے پہلے اس کا آقا فوت ہو جائے تو وارثوں کی خدمت میں باقی مدت پوری کرے گا اور اس کی ولاء اس کے لئے

الْعَصَبَةِ.

ہو گی جس نے اس سے آزادی کا عہد کیا یا اس کی نرینہ اولاد اور عصبہ کے لئے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يَشْتَرِطُ عَلَى مُكَاتَبِهِ أَنَّكَ لَا تُسَافِرُ، وَلَا تَنْكِحُ، وَلَا تَخْرُجُ مِنْ أَرْضِي إِلَّا بِإِذْنِي، فَإِنْ فَعَلْتَ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ بِغَيْرِ إِذْنِي فَمَحْوُ كِتَابَتِكَ بِيَدِي.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو اپنے مکاتب سے شرط کرے کہ سفر نہ کرے، نکاح نہ کرے اور میری اجازت کے بغیر اس جگہ سے نہ جائے۔ اگر میری اجازت کے بغیر ان میں سے کوئی کام کرے تو میں اس کی کتابت کو اپنے ہاتھوں ختم کر دوں گا۔

قَالَ مَالِكٌ لَيْسَ مَحْوُ كِتَابَتِهِ بِيَدِهِ إِنْ فَعَلَ الْمُكَاتَبُ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ، وَلْيَرْفَعْ سَيِّدُهُ ذٰلِكَ إِلَى السُّلْطَانِ، وَلَيْسَ لِلْمُكَاتَبِ أَنْ يَنْكِحَ، وَلَا يُسَافِرَ، وَلَا يَخْرُجَ مِنْ أَرْضِ سَيِّدِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ اشْتَرَطَ ذٰلِكَ، أَوْ لَمْ يَشْتَرِطْهُ وَذٰلِكَ أَنَّ الرَّجُلَ يُكَاتِبُ عَبْدَهُ بِمِائَةِ دِينَارٍ وَلَهُ أَلْفُ دِينَارٍ، أَوْ أَكْثَرُ مِنْ ذٰلِكَ، فَيَنْطَلِقُ فَيَنْكِحُ الْمَرْأَةَ، فَيُصْدِقُهَا الصَّدَاقَ الَّذِي يُجْحِفُ بِمَالِهِ، وَيَكُونُ فِيهِ عَجْزُهُ، فَيَرْجِعُ إِلَى سَيِّدِهِ عَبْدًا لَا مَالَ لَهُ، أَوْ يُسَافِرُ فَتَحِلُّ نُجُومُهُ، وَهُوَ غَائِبٌ، فَلَيْسَ ذٰلِكَ لَهُ وَلَا عَلَى ذٰلِكَ كَاتَبَهُ. وَذٰلِكَ بِيَدِ سَيِّدِهِ إِنْ شَاءَ أَذِنَ لَهُ فِي ذٰلِكَ، وَإِنْ شَاءَ مَنَعَهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ وہ اپنے ہاتھوں کتابت کو ختم نہیں کر سکتا۔ اگر مکاتب نے ان میں سے کوئی کام کیا تو اس کے آقا کو چاہیے کہ اس بات کو بادشاہ کی خدمت میں لے جائے کیونکہ مکاتب کو حق نہیں ہے کہ اپنے آقا کی اجازت کے بغیر نکاح یا سفر کرے یا اس کی جگہ سے نکلے خواہ اس نے اس بات کی شرط کی ہو یا نہ کی ہو اور یہ اس وجہ سے ہے کہ کوئی اپنے غلام سے سو دینار مکاتبت کرے اور اس کے پاس ایک ہزار یا اس سے بھی زیادہ دینار ہوں۔ پس وہ نکاح کر لیتا ہے اور اپنے مال کو مہر میں دے کر عاجز ہو جاتا ہے۔ پھر وہ غلام اپنے آقا کی طرف خالی ہاتھ لوٹے یا وہ سفر کرتا ہے اور قسطیں ادا کرنے کے دن آ جاتے ہیں مگر وہ موجود نہیں ہوتا تو اسے کتابت کی وصولی نہیں ہوتی لہٰذا یہ اختیار آقا کے ہاتھ میں ہے کہ اگر چاہے تو اجازت دے اور چاہے منع کر دے۔

١٠- بَابُ وَلَاءِ الْمُكَاتَبِ إِذَا عَتَقَ

مکاتب جب آزاد ہو تو اس کی ولاء کا بیان

قَالَ مَالِكٌ إِنَّ الْمُكَاتَبَ إِذَا أَعْتَقَ عَبْدَهُ إِنَّ ذٰلِكَ غَيْرُ جَائِزٍ لَهُ إِلَّا بِإِذْنِ سَيِّدِهِ، فَإِنْ أَجَازَ ذٰلِكَ سَيِّدُهُ لَهُ، ثُمَّ عَتَقَ الْمُكَاتَبُ كَانَ وَلَاؤُهُ لِلْمُكَاتَبِ، وَإِنْ مَاتَ الْمُكَاتَبُ قَبْلَ أَنْ يُعْتَقَ كَانَ وَلَاءُ الْمُعْتَقِ لِسَيِّدِ الْمُكَاتَبِ، وَإِنْ مَاتَ الْمُعْتَقُ قَبْلَ أَنْ يُعْتَقَ الْمُكَاتَبُ وَرِثَهُ سَيِّدُ الْمُكَاتَبِ.

امام مالک نے فرمایا کہ مکاتب اگر اپنے غلام کو آزاد کرے تو یہ جائز نہیں ہے مگر اپنے آقا کی اجازت سے۔ اگر اس بات کی اپنے آقا سے اجازت لے کر مکاتب پھر آزاد کرے تو اس کی ولاء مکاتب کے لیے ہے اور اگر آزاد ہونے سے پہلے مکاتب مر جائے تو آزاد ہونے والے کی ولاء مکاتب کے آقا کی ہو گی اور اگر آزاد ہونے والا مکاتب کے ذریعے آزاد ہونے سے پہلے مر جائے تو اس کا وارث مکاتب کا آقا ہو گا۔

قَالَ مَالِكٌ وَكَذٰلِكَ أَيْضًا لَوْ كَاتَبَ الْمُكَاتَبُ عَبْدًا فَعَتَقَ الْمُكَاتَبُ الْآخَرُ قَبْلَ سَيِّدِهِ الَّذِي كَاتَبَهُ،

امام مالک نے فرمایا کہ اسی طرح مکاتب اگر اپنے غلام کو مکاتب کرے۔ پھر دوسرا مکاتب ہونے والا اگر کتابت کرنے

فَإِنْ وَلَاءَهُ لِسَيِّدِ الْمُكَاتَبِ مَا لَمْ يَعْتِقِ الْمُكَاتَبُ الْأَوَّلُ الَّذِي كَاتَبَهُ، فَإِنْ عَتَقَ الَّذِي كَاتَبَهُ رَجَعَ إِلَيْهِ وَلَاءُ مُكَاتَبِهِ الَّذِي كَانَ عُتِقَ قَبْلَهُ، وَإِنْ مَاتَ الْمُكَاتَبُ الْأَوَّلُ قَبْلَ أَنْ يُؤَدِّيَ، أَوْ عَجَزَ عَنْ كِتَابَتِهِ وَلَهُ وَلَدٌ أَحْرَارٌ لَمْ يَرِثُوا وَلَاءَ مُكَاتَبِ أَبِيهِمْ لِأَنَّهُ لَمْ يَثْبُتْ لِأَبِيهِمُ الْوَلَاءُ، وَلَا يَكُونُ لَهُ الْوَلَاءُ حَتَّى يَعْتِقَ.

والے اپنے آقا سے پہلے آزاد ہو جائے تو اس کی ولاء مکاتب کے آقا کی ہے جب تک مکاتبت کرنے والا پہلا آقا آزاد نہیں ہو جاتا۔ اگر وہ کتابت کرنے والا آزاد ہو جائے تو پہلے آزاد ہونے والے مکاتب کی ولاء اس کی طرف لوٹے گی اور اگر پہلا مکاتب مر گیا یا بدل کتابت ادا کرنے سے عاجز ہو گیا اور اس کی آزاد اولاد ہے تو وہ اپنے مکاتب باپ کی وارث نہیں ہو گی کیونکہ ان کے باپ کے لئے ولاء ثابت نہیں' ولاء تو آزاد ہونے پر ثابت ہوتی ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْمُكَاتَبِ يَكُونُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ، فَيَتْرُكُ أَحَدُهُمَا لِلْمُكَاتَبِ الَّذِي لَهُ عَلَيْهِ وَيَشِحُّ الْآخَرُ، ثُمَّ يَمُوتُ الْمُكَاتَبُ وَيَتْرُكُ مَالًا.

امام مالک نے اس مکاتب کے متعلق فرمایا جو دو آدمیوں کا مشترک ہو۔ ان میں سے ایک شخص مکاتب کو اپنا حق معاف کر دیتا ہے اور دوسرا نہیں کرتا۔ پھر مکاتب مال چھوڑ کر مر جاتا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ يَقْضِي الَّذِي لَمْ يَتْرُكْ لَهُ شَيْئًا مَا بَقِيَ لَهُ عَلَيْهِ، ثُمَّ يَقْتَسِمَانِ الْمَالَ كَهَيْئَتِهِ لَوْ مَاتَ عَبْدًا لِأَنَّ الَّذِي صَنَعَ لَيْسَ بِعَتَاقَةٍ، وَإِنَّمَا تَرَكَ مَا كَانَ لَهُ عَلَيْهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے معاف نہیں کیا تو اپنا پورا حق لے اور جو بچے اس باقی مال کو دونوں تقسیم کر لیں گے جیسے گویا غلام مرا ہے کیونکہ اس نے جو کچھ کیا وہ آزاد کرنا نہیں ہے اور اس نے صرف اپنا حق کتابت چھوڑا تھا۔

قَالَ مَالِكٌ وَمِمَّا يُبَيِّنُ ذٰلِكَ أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا مَاتَ وَتَرَكَ مُكَاتَبًا، وَتَرَكَ بَنِينَ رِجَالًا وَنِسَاءً، ثُمَّ أَعْتَقَ أَحَدُ الْبَنِينَ نَصِيبَهُ مِنَ الْمُكَاتَبِ إِنَّ ذٰلِكَ لَا يُثْبِتُ لَهُ مِنَ الْوَلَاءِ شَيْئًا وَلَوْ كَانَتْ عَتَاقَةً لَثَبَتَ الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ مِنْهُمْ مِنْ رِجَالِهِمْ وَنِسَائِهِمْ.

امام مالک نے فرمایا: اس کی دلیل یہ ہے کہ ایک آدمی جب مکاتب چھوڑ کر مر جائے اور اس نے بیٹے اور بیٹیاں بھی چھوڑی ہوں۔ پھر اس کی ایک بیٹی مکاتب میں سے اپنا حصہ معاف کر دے۔ اس کے لئے ولاء میں سے کچھ بھی ثابت نہیں ہوگا۔ اگر وہ آزاد ہوتا تو ان میں سے ہر آزاد کرنے والے کے لئے ولاء ثابت ہوتی خواہ وہ مرد ہوتا یا عورت۔

قَالَ مَالِكٌ وَمِمَّا يُبَيِّنُ ذٰلِكَ أَيْضًا أَنَّهُمْ إِذَا أَعْتَقَ أَحَدُهُمْ نَصِيبَهُ، ثُمَّ عَجَزَ الْمُكَاتَبُ لَمْ يُقَوَّمْ عَلَى الَّذِي أَعْتَقَ نَصِيبَهُ مَا بَقِيَ مِنَ الْمُكَاتَبِ وَلَوْ كَانَتْ عَتَاقَةً قُوِّمَ عَلَيْهِ حَتَّى يَعْتِقَ فِي مَالِهِ. كَمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي عَبْدٍ قُوِّمَ عَلَيْهِ قِيمَةَ الْعَدْلِ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس کی دلیل یہ بھی ہے کہ ان میں سے ایک نے جب اپنا حصہ معاف کر دیا۔ پھر مکاتب عاجز ہو گیا تو حصہ چھوڑنے والے کو بدل کتابت میں حصہ ادا نہیں کرنا ہوگا۔ اگر یہ آزادی ہوتی تو مکمل آزاد ہونے تک اسے حصہ دینا پڑتا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: جو غلام میں سے اپنے حصے کا آزاد کرے تو انصاف سے لگائی گئی قیمت سے اپنا حصہ دینا ہو گا۔ اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو جتنا آزاد کیا' اتنا آزاد ہوگا۔

قَالَ وَمِمَّا يُبَيِّنُ ذٰلِكَ أَيْضًا أَنَّ مِنْ سُنَّةِ الْمُسْلِمِينَ الَّتِي لَا اخْتِلَافَ فِيهَا أَنَّ مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ

امام مالک نے فرمایا کہ اس کی یہ بھی دلیل ہے اور یہ مسلمانوں کی سنت ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں کہ جس نے

فِيْ مُكَاتَبٍ لَمْ يُعْتَقْ عَلَيْهِ فِيْ مَالِهِ ، وَلَوْ أُعْتِقَ عَلَيْهِ كَانَ الْوَلَاءُ لَهُ دُوْنَ شُرَكَائِهِ ، وَمِمَّا يُبَيِّنُ ذٰلِكَ أَيْضًا أَنَّ مِنْ سُنَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ أَنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ عَقَدَ الْكِتَابَةَ ، وَأَنَّهُ لَيْسَ لِمَنْ وَرِثَ سَيِّدَ الْمُكَاتَبِ مِنَ النِّسَاءِ مِنْ وَلَاءِ الْمُكَاتَبِ ، وَإِنْ أَعْتَقْنَ نَصِيْبَهُنَّ شَيْءٌ ، إِنَّمَا وَلَاؤُهُ لِوَلَدِ سَيِّدِ الْمُكَاتَبِ الذُّكُوْرِ ، أَوْ عَصَبَتِهِ مِنَ الرِّجَالِ.

مکاتب کو اپنے حصے کا آزاد کیا تو وہ اسی کے مال سے آزاد نہیں ہو گا۔ اگر وہ آزاد ہو جاتا تو ولاء اسی کے لئے ہوگی نہ کہ دوسرے شریکوں کی۔ اور اس کی یہ بھی دلیل ہے اور یہ مسلمانوں کا دستور ہے کہ ولاء اس شریک کی ہے جس نے عقد کتابت کیا اور مکاتب کے آقا کے وارثوں میں سے کسی عورت کو مکاتب کی میراث نہیں ملے گی اگرچہ وہ اپنا کچھ حصہ آزاد کر دیں۔ اس کی ولاء مکاتب کے آقا کی نرینہ اولاد کو ملے گی یا عصبہ میں سے صرف مردوں کو۔

۱۱- بَابُ مَا لَا يَجُوْزُ مِنْ عِتْقِ الْمُكَاتَبِ

جس مکاتب کا آزاد کرنا درست نہیں

قَالَ مَالِكٌ إِذَا كَانَ الْقَوْمُ جَمِيْعًا فِيْ كِتَابَةٍ وَاحِدَةٍ لَمْ يُعْتِقْ سَيِّدُهُمْ أَحَدًا مِنْهُمْ دُوْنَ مُؤَامَرَةِ أَصْحَابِهِ الَّذِيْنَ مَعَهُ فِي الْكِتَابَةِ وَرِضًا مِنْهُمْ ، وَإِنْ كَانُوْا صِغَارًا فَلَيْسَ مُؤَامَرَتُهُمْ بِشَيْءٍ ، وَلَا يَجُوْزُ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ قَالَ وَذٰلِكَ أَنَّ الرَّجُلَ رُبَّمَا كَانَ يَسْعٰى عَلٰى جَمِيْعِ الْقَوْمِ وَيُؤَدِّيْ عَنْهُمْ كِتَابَتَهُمْ لِتَتِمَّ بِهِ عَتَاقَتُهُمْ ، فَيَعْمِدُ السَّيِّدُ إِلَى الَّذِيْ يُؤَدِّيْ عَنْهُمْ وَبِهِ نَجَاتُهُمْ مِنَ الرِّقِّ ، فَيُعْتِقُهُ ، فَيَكُوْنُ ذٰلِكَ عَجْزًا لِمَنْ بَقِيَ مِنْهُمْ ، وَإِنَّمَا أَرَادَ بِذٰلِكَ الْفَضْلَ وَالزِّيَادَةَ لِنَفْسِهِ ، فَلَا يَجُوْزُ ذٰلِكَ عَلٰى مَنْ بَقِيَ مِنْهُمْ ، وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا ضَرَرَ ، وَلَا ضِرَارَ وَهٰذَا أَشَدُّ الضَّرَرِ.

امام مالک نے فرمایا کہ جب چند غلام ایک ہی عقد میں مکاتب کئے جائیں تو آقا ان میں سے کسی ایک مکاتب کو آزاد نہیں کر سکتا دوسرے ان لوگوں کی رضا مندی کے بغیر جو کتابت میں اس کے ساتھ ہیں اور اگر وہ نو عمر ہوں تو ان کی رضا مندی نا قابل اعتبار ہے اور ان کا اعتبار کرنا جائز نہیں ہوگا۔ فرمایا کہ یہ اس لئے ہے کہ بعض اوقات کئی غلاموں میں سے ایک بھاگ دوڑ کرنے والا ہوتا ہے جو سب کی کتابت ادا کروا سکتا ہے تاکہ ان کی آزادی مکمل ہو جائے۔ چنانچہ اس تگ و دو کرنے والے کی جانب آقا متوجہ ہو جاتا ہے کیونکہ یہ انہیں غلامی سے نجات دلا کر آزاد کروا دے گا لہٰذا وہ اسی کو آزاد کر دے گا۔ پس باقی عاجز ہو جاتے ہیں۔ یہ اس کی زیادتی ہے اور باقی لوگوں کے ساتھ ایسا نہیں کرنا چاہیے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''نہ ضرر ہے نہ ضرر پہنچانا'' اور یہ بہت بڑا ضرر ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْعَبِيْدِ يُكَاتَبُوْنَ جَمِيْعًا إِنَّ لِسَيِّدِهِمْ أَنْ يُعْتِقَ مِنْهُمُ الْكَبِيْرَ الْفَانِيَ ، وَالصَّغِيْرَ الَّذِيْ لَا يُؤَدِّيْ وَاحِدٌ مِنْهُمَا شَيْئًا ، وَلَيْسَ عِنْدَ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَوْنٌ وَلَا قُوَّةٌ فِيْ كِتَابَتِهِمْ فَذٰلِكَ جَائِزٌ لَهُ.

امام مالک نے ان غلاموں کے متعلق فرمایا جن کی مشترکہ کتابت ہو اگر ان کا آقا ان میں سے کسی بوڑھے یا کم سن کو آزاد کر دے جو بدل کتابت سے کچھ ادا نہ کر سکتا ہو اور ان میں سے کسی کے پاس کوئی مدد یا قوت برائے کتابت نہ ہو تو یہ جائز ہے۔

۱۲- بَابُ مَا جَاءَ فِيْ عِتْقِ الْمُكَاتَبِ وَأُمِّ وَلَدِهِ

مکاتب اور ام ولد کی آزادی کا بیان

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يُكَاتِبُ عَبْدَهُ ، ثُمَّ يَمُوْتُ الْمُكَاتَبُ ، وَيَتْرُكُ أُمَّ وَلَدِهِ وَقَدْ بَقِيَتْ عَلَيْهِ مِنْ

امام مالک نے اس آدمی کے متعلق فرمایا جو اپنے غلام کو مکاتب کرے۔ پھر مکاتب مرجائے اور ام ولد چھوڑے اور باقی

كِتَابَتِهِ بَقِيَّةٌ، وَيَتْرُكُ وَفَاءً بِمَا عَلَيْهِ. إِنَّ أُمَّ وَلَدِهِ أَمَةٌ مَمْلُوكَةٌ حِينَ لَمْ يُعْتَقِ الْمُكَاتَبُ حَتَّى مَاتَ، وَلَمْ يَتْرُكْ وَلَدًا فَيُعْتَقُونَ بِأَدَاءِ مَا بَقِيَ، فَتُعْتَقُ أُمُّ وَلَدِ أَبِيهِمْ بِعِتْقِهِمْ.

کتابت اس کی طرف واجب الادا ہے اور بدل کتابت کے برابر مال چھوڑے تو اس کی ام ولد مملوکہ لونڈی ہوگی کیونکہ جب مکاتب فوت ہوا تو وہ آزاد نہیں ہوئی تھی اور نہ اولاد چھوڑ کر گیا کہ وہ باقی ادائیگی کر کے آزاد ہو جاتے اور یہ بھی ان کے ساتھ آزاد ہو جاتی۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْمُكَاتَبِ يُعْتِقُ عَبْدًا لَهُ، أَوْ يَتَصَدَّقُ بِبَعْضِ مَالِهِ وَلَمْ يَعْلَمْ بِذٰلِكَ سَيِّدُهُ حَتَّى عَتَقَ الْمُكَاتَبُ.

امام مالک نے اس مکاتب کے متعلق فرمایا جس نے اپنے غلام کو آزاد کیا یا اپنا کچھ مال اسے بطور صدقہ دیا اور اس کے آقا کو اس کا علم نہ ہو یہاں تک کہ مکاتب آزاد ہو جائے۔

قَالَ مَالِكٌ يَنْفُذُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ وَلَيْسَ لِلْمُكَاتَبِ أَنْ يَرْجِعَ فِيهِ، فَإِنْ عَلِمَ سَيِّدُ الْمُكَاتَبِ قَبْلَ أَنْ يُعْتَقَ الْمُكَاتَبُ فَرَدَّ ذٰلِكَ وَلَمْ يُجِزْهُ، فَإِنَّهُ إِنْ عَتَقَ الْمُكَاتَبُ وَذٰلِكَ فِي يَدِهِ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ أَنْ يُعْتِقَ ذٰلِكَ الْعَبْدَ، وَلَا أَنْ يُخْرِجَ تِلْكَ الصَّدَقَةَ إِلَّا أَنْ يَفْعَلَ ذٰلِكَ طَائِعًا مِنْ عِنْدِ نَفْسِهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ بات برقرار رہے گی اور مکاتب کو اس سے پھرنے کا حق نہیں۔ اگر مکاتب کو آزاد کرنے سے پہلے مکاتب کے آقا کو اس بات کا علم ہو جائے اور وہ اسے منظور نہ کرے تو لغو ہو جائے گی کیونکہ اگر مکاتب آزاد ہو جائے تو یہ بات اس کے ہاتھ ہوگی ورنہ اسے حق نہیں کہ اس غلام کو آزاد کرے اور نہ صدقہ دینے کا حق مگر جو اپنی خوشی سے کرے۔

۱۳- بَابُ الْوَصِيَّةِ فِي الْمُكَاتَبِ

مکاتب کے متعلق وصیت کرنے کا بیان

قَالَ مَالِكٌ إِنَّ أَحْسَنَ مَا سَمِعْتُ فِي الْمُكَاتَبِ يُعْتِقُهُ سَيِّدُهُ عِنْدَ الْمَوْتِ أَنَّ الْمُكَاتَبَ يُقَامُ عَلَى هَيْئَتِهِ تِلْكَ الَّتِي لَوْ بِيعَ كَانَ ذٰلِكَ الثَّمَنَ الَّذِي يَبْلُغُ، فَإِنْ كَانَتِ الْقِيمَةُ أَقَلَّ مِمَّا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنَ الْكِتَابَةِ وُضِعَ ذٰلِكَ فِي ثُلُثِ الْمَيِّتِ، وَلَمْ يُنْظَرْ إِلَى عَدَدِ الدَّرَاهِمِ الَّتِي بَقِيَتْ عَلَيْهِ، وَذٰلِكَ أَنَّهُ لَوْ قُتِلَ لَمْ يَغْرَمْ قَاتِلُهُ إِلَّا قِيمَتَهُ يَوْمَ قَتْلِهِ، وَلَوْ جُرِحَ لَمْ يَغْرَمْ جَارِحُهُ إِلَّا دِيَةَ جَرْحِهِ يَوْمَ جَرَحَهُ، وَلَا يُنْظَرُ فِي شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ إِلَى مَا كُوتِبَ عَلَيْهِ مِنَ الدَّنَانِيرِ وَالدَّرَاهِمِ لِأَنَّهُ عَبْدٌ مَا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنْ كِتَابَتِهِ شَيْءٌ، وَإِنْ كَانَ الَّذِي بَقِيَ عَلَيْهِ مِنْ كِتَابَتِهِ أَقَلَّ مِنْ قِيمَتِهِ لَمْ يُحْسَبْ فِي ثُلُثِ الْمَيِّتِ إِلَّا مَا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنْ كِتَابَتِهِ، وَذٰلِكَ أَنَّهُ إِنَّمَا تَرَكَ الْمَيِّتُ لَهُ مَا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنْ كِتَابَتِهِ، فَصَارَتْ وَصِيَّةً أَوْصَى بِهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ مکاتب کو اس کا آقا موت کے وقت آزاد کرے تو اس سلسلے میں یہ بات میں نے خوب سنی کہ مکاتب کی قیمت لگائیں گے وہ کہاں پہنچتی ہے۔ اگر اس کی قیمت بقیہ کتابت سے کم ہے تو وہ میت کے تہائی مال سے وضع کر لی جائے گی اور ان درہموں کو نہیں دیکھا جائے گا جو اس پر باقی ہیں اور یہ اس لئے کہ اگر وہ قتل کر دیا جاتا تو قاتل پر اس روز کی قیمت ہی لازم آتی اور اگر زخمی کر دیا جاتا تو زخمی کرنے والے پر اس روز کی دیت ہی لازم آتی لہٰذا اس مرحلے پر کتابت کے درہم و دینار کی گنتی کو نہیں دیکھیں گے کیونکہ کتابت سے جب تک کچھ باقی ہو وہ غلام ہوتا ہے اور جس پر بدل کتابت اس کی قیمت سے کم ہو تو وہ میت کے تہائی مال میں محسوب نہیں ہوگی مگر وہی جو کتابت سے باقی رہ گیا ہے اور یہ اس لئے کہ میت نے اس کے لئے باقی بدل کتابت کے برابر مال چھوڑا ہے جس کی کہ وصیت کی۔

قَالَ مَالِكٌ وَتَفْسِيرُ ذٰلِكَ أَنَّهُ لَوْ كَانَتْ قِيمَةُ الْمُكَاتَبِ أَلْفَ دِرْهَمٍ وَلَمْ يَبْقَ مِنْ كِتَابَتِهِ إِلَّا مِائَةُ دِرْهَمٍ،

امام مالک نے اس کی تفسیر میں فرمایا کہ اگر مکاتب کی قیمت ایک ہزار درہم ہو اور اس کے بدل کتابت سے سو درہم باقی رہ گئے

فَأَوْصَى سَيِّدُهُ لَهُ بِالْمِائَةِ دِرْهَمٍ الَّتِي بَقِيَتْ عَلَيْهِ حُسِبَتْ لَهُ فِي ثُلُثِ سَيِّدِهِ، فَصَارَ حُرًّا بِهَا.

ہوں۔ پھر اس کا آقا اس کے لئے ان باقی سو درہم کی وصیت کر دے جو آقا کے تہائی مال سے نکل سکیں تو وہ ان کے ساتھ آزاد ہو جائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ كَاتَبَ عَبْدَهُ عِنْدَ مَوْتِهِ إِنَّهُ يُقَوَّمُ عَبْدًا، فَإِنْ كَانَ فِي ثُلُثِهِ سَعَةٌ لِثَمَنِ الْعَبْدِ جَازَ لَهُ ذٰلِكَ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے اپنی موت کے وقت اپنے غلام کو مکاتب کیا تو غلام کی قیمت لگائیں گے اگر تہائی مال میں غلام کی قیمت کی گنجائش ہوتی تو یہ اس کے لئے جائز ہوگا۔

قَالَ مَالِكٌ وَتَفْسِيرُ ذٰلِكَ أَنْ تَكُونَ قِيمَةُ الْعَبْدِ أَلْفَ دِينَارٍ، فَيُكَاتِبُهُ سَيِّدُهُ عَلَى مِائَتَيْ دِينَارٍ عِنْدَ مَوْتِهِ، فَيَكُونُ ثُلُثُ مَالِ سَيِّدِهِ أَلْفَ دِينَارٍ فَذٰلِكَ جَائِزٌ لَهُ. وَإِنَّمَا هِيَ وَصِيَّةٌ أَوْصَى لَهُ بِهَا فِي ثُلُثِهِ، فَإِنْ كَانَ السَّيِّدُ قَدْ أَوْصَى لِقَوْمٍ بِوَصَايَا وَلَيْسَ فِي الثُّلُثِ فَضْلٌ عَنْ قِيمَةِ الْمُكَاتَبِ بُدِئَ بِالْمُكَاتَبِ، لِأَنَّ الْكِتَابَةَ عَتَاقَةٌ، وَالْعَتَاقَةُ تُبْدَأُ عَلَى الْوَصَايَا.

امام مالک نے فرمایا تفسیر اس کی یہ ہے کہ غلام کی قیمت اگر ایک ہزار دینار ہو اور اس کا آقا مرتے وقت اسے دو ہزار دینار میں مکاتب کرے تو آقا کا تہائی مال اگر ایک ہزار دینار ہو تو کتابت جائز ہوگی کیونکہ آقا کی وصیت تہائی مال کے اندر ہے۔ اگر آقا نے دیگر لوگوں کے حق میں بھی وصیتیں کی ہوں اور تہائی مال مکاتب کی قیمت سے زیادہ نہیں تو پہلے کتابت کی وصیت پوری کی جائے گی کیونکہ کتابت کا نتیجہ آزادی ہے اور آزادی دیگر وصیتوں پر مقدم ہے۔

ثُمَّ تُجْعَلُ تِلْكَ الْوَصَايَا فِي كِتَابَةِ الْمُكَاتَبِ يَتْبَعُونَهُ بِهَا، وَيُخَيَّرُ وَرَثَةُ الْمُوصِي، فَإِنْ أَحَبُّوا أَنْ يُعْطُوا أَهْلَ الْوَصَايَا وَصَايَاهُمْ كَامِلَةً وَتَكُونُ كِتَابَةُ الْمُكَاتَبِ لَهُمْ فَذٰلِكَ لَهُمْ، وَإِنْ أَبَوْا وَأَسْلَمُوا الْمُكَاتَبَ وَمَا عَلَيْهِ إِلَى أَهْلِ الْوَصَايَا فَذٰلِكَ لَهُمْ لِأَنَّ الثُّلُثَ صَارَ فِي الْمُكَاتَبِ، وَلِأَنَّ كُلَّ وَصِيَّةٍ أَوْصَى بِهَا أَحَدٌ، فَقَالَ الْوَرَثَةُ الَّذِي أَوْصَى بِهِ صَاحِبُنَا أَكْثَرُ مِنْ ثُلُثِهِ وَقَدْ أَخَذَ مَا لَيْسَ لَهُ، قَالَ فَإِنَّ وَرَثَتَهُ يُخَيَّرُونَ. فَيُقَالُ لَهُمْ قَدْ أَوْصَى صَاحِبُكُمْ بِمَا قَدْ عَلِمْتُمْ، فَإِنْ أَحْبَبْتُمْ أَنْ تُنَفِّذُوا ذٰلِكَ لِأَهْلِهِ عَلَى مَا أَوْصَى بِهِ الْمَيِّتُ، وَإِلَّا فَأَسْلِمُوا أَهْلَ الْوَصَايَا ثُلُثَ مَالِ الْمَيِّتِ كُلِّهِ.

اور پھر دیگر لوگوں سے جن کے لئے وصیتیں کی گئیں کہا جائے گا کہ مکاتب کا پیچھا کریں اور وصیت کرنے والے کے وارثوں کو اختیار ہوگا کہ وہ اگر چاہیں تو باقی وصیتیں خود پوری کر دیں اور مکاتب کی کتابت لے لیں اور اگر چاہیں تو مکاتب اور بدل کتابت کو ان کے حوالے کر دیں کیونکہ تہائی مال مکاتب ہی میں رہ گیا ہے اس لئے جس وصیت کے متعلق اس کے وارث کہیں کہ یہ تہائی مال سے زیادہ ہے اور اس نے اپنے حق سے تجاوز کیا ہے تو وارثوں کو اختیار ہوگا کہ چاہیں تو وصیت والوں کے سپرد وصیتیں کر دیں۔ اگر اسے قبول کریں تو میت کی وصیت کے مطابق اتنا مال وصیت والوں کے حوالے کر دیں اور چاہیں تو میت کے مال کا تہائی اہل وصیت کے سپرد کر دیں۔

قَالَ فَإِنْ أَسْلَمَ الْوَرَثَةُ الْمُكَاتَبَ إِلَى أَهْلِ الْوَصَايَا كَانَ لِأَهْلِ الْوَصَايَا مَا عَلَيْهِ مِنَ الْكِتَابَةِ، فَإِنْ أَدَّى الْمُكَاتَبُ مَا عَلَيْهِ مِنَ الْكِتَابَةِ أَخَذُوا ذٰلِكَ فِي

فرمایا کہ اگر وارث مکاتب کو وصیت والوں کے سپرد کر دیں تو بدل کتابت وصیت والوں کا ہو جائے گا۔ اگر مکاتب نے بدل کتابت ادا کر دیا تو وصیت والے اپنے حصوں کے مطابق تقسیم کر

وَصَايَاهُمْ عَلَى قَدْرِ حِصَصِهِمْ ' وَإِنْ عَجَزَ الْمُكَاتَبُ كَانَ عَبْدًا لِأَهْلِ الْوَصَايَا لَا يَرْجِعُ إِلَى أَهْلِ الْمِيرَاثِ ' لِأَنَّهُمْ تَرَكُوهُ حِينَ خُيِّرُوا وَلِأَنَّ أَهْلَ الْوَصَايَا حِينَ أُسْلِمَ إِلَيْهِمْ ضَمِنُوهُ ' فَلَوْ مَاتَ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ عَلَى الْوَرَثَةِ شَيْءٌ ' وَإِنْ مَاتَ الْمُكَاتَبُ قَبْلَ أَنْ يُؤَدِّيَ كِتَابَتَهُ ' وَتَرَكَ مَالًا هُوَ أَكْثَرُ مِمَّا عَلَيْهِ فَمَالُهُ لِأَهْلِ الْوَصَايَا ' وَإِنْ أَدَّى الْمُكَاتَبُ مَا عَلَيْهِ عَتَقَ وَرَجَعَ وَلَاؤُهُ إِلَى عَصَبَةِ الَّذِي عَقَدَ كِتَابَتَهُ.

لیں گے اور اگر مکاتب عاجز ہو گیا تو وصیت والوں کا غلام ہو جائے گا جو وارثوں کو لوٹایا نہیں جائے گا۔ کیونکہ اختیار کے وقت انہوں نے چھوڑ دیا تھا اور یہ لوگ اسے قبول کر کے ضامن بن گئے۔ اگر وہ مر گیا تو اس پر کوئی حق نہیں ہوگا اور اگر مکاتب کتابت ادا کرنے سے پہلے مر جائے اور وہ مال چھوڑے جو اس کے بدل کتابت سے زیادہ ہو تو اس کا مال وصیت والوں کے لئے ہے اور مکاتب اگر کتابت ادا کر دے تو وہ آزاد ہو گیا اور اس کی ولاء کتابت کرنے والے عصبہ کی جانب لوٹ جائے گی۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْمُكَاتَبِ يَكُونُ لِسَيِّدِهِ عَلَيْهِ عَشَرَةُ آلَافِ دِرْهَمٍ فَيَضَعُ عَنْهُ عِنْدَ مَوْتِهِ أَلْفَ دِرْهَمٍ.

امام مالک نے اس مکاتب کے متعلق فرمایا جس پر اس کے آقا کے دس ہزار درہم ہیں۔ پھر اس کا آقا مرتے وقت ایک ہزار درہم کم کر دیتا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ يُقَوَّمُ الْمُكَاتَبُ فَيُنْظَرُ كَمْ قِيمَتُهُ؟ فَإِنْ كَانَتْ قِيمَتُهُ أَلْفَ دِرْهَمٍ فَالَّذِي وُضِعَ عَنْهُ عُشْرُ الْكِتَابَةِ ' وَذٰلِكَ فِي الْقِيمَةِ مِائَةُ دِرْهَمٍ ' وَهُوَ عُشْرُ الْقِيمَةِ فَيُوضَعُ عَنْهُ عُشْرُ الْكِتَابَةِ ' فَيَصِيرُ ذٰلِكَ إِلَى عُشْرِ الْقِيمَةِ نَقْدًا ' وَإِنَّمَا ذٰلِكَ كَهَيْئَتِهِ لَوْ وُضِعَ عَنْهُ جَمِيعُ مَا عَلَيْهِ ' وَلَوْ فَعَلَ ذٰلِكَ لَمْ يُحْسَبْ فِي ثُلُثِ مَالِ الْمَيِّتِ إِلَّا قِيمَةُ الْمُكَاتَبِ أَلْفُ دِرْهَمٍ ' وَإِنْ كَانَ الَّذِي وُضِعَ عَنْهُ نِصْفُ الْكِتَابَةِ حُسِبَ فِي ثُلُثِ مَالِ الْمَيِّتِ نِصْفُ الْقِيمَةِ ' وَإِنْ كَانَ أَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ ' أَوْ أَكْثَرَ فَهُوَ عَلَى هٰذَا الْحِسَابِ.

امام مالک نے فرمایا کہ مکاتب کی قیمت لگا کر دیکھا جائے گا کہ اگر قیمت ہزار درہم ہے پس اس کے اوپر سے کتابت کے دسویں حصے کا بوجھ اتر گیا کیونکہ اس کی قیمت ہزار درہم ہے جو قیمت کا دسواں حصہ ہے۔ پس اس سے کتابت کا دسواں حصہ اتر گیا اور یہ کتابت کا دسواں حصہ نقد شمار ہوگا اور یہ اس کی طرح ہے جس کے سر سے سارا بوجھ اتر گیا ہو اور اگر ایسا کیا گیا تو میت کے تہائی مال میں محسوب نہیں ہوگا مگر وہی ایک ہزار روپیہ جو مکاتب کی قیمت ہے۔ اگر اس سے نصف کتابت ادا ہو سکے تو میت کے مال سے تہائی کتابت ادا کی جائے گی یعنی آدھی کتابت اور اس کے کم وبیش ہو تب بھی اسی حساب سے۔

قَالَ مَالِكٌ إِذَا وَضَعَ الرَّجُلُ عَنْ مُكَاتَبِهِ عِنْدَ مَوْتِهِ أَلْفَ دِرْهَمٍ مِنْ عَشَرَةِ آلَافِ دِرْهَمٍ ' وَلَمْ يُسَمِّ أَنَّهَا مِنْ أَوَّلِ كِتَابَتِهِ ' أَوْ مِنْ آخِرِهَا وُضِعَ عَنْهُ مِنْ كُلِّ نَجْمٍ عُشْرُهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ جب آدمی مرتے وقت اپنے مکاتب سے دس ہزار درہم سے ایک ہزار درہم وضع کر دے اور یہ نہ بتائے کہ یہ اس کی کتابت کے اول سے ہے یا آخر سے تو ہر قسط سے دسواں حصہ وضع کیا جائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ وَإِذَا وَضَعَ الرَّجُلُ عَنْ مُكَاتَبِهِ عِنْدَ مَوْتِهِ أَلْفَ دِرْهَمٍ مِنْ أَوَّلِ كِتَابَتِهِ ' أَوْ مِنْ آخِرِهَا ' وَكَانَ أَصْلُ الْكِتَابَةِ عَلَى ثَلَاثَةِ آلَافِ دِرْهَمٍ قُوِّمَ الْمُكَاتَبُ قِيمَةَ النَّقْدِ ' ثُمَّ قُسِمَتْ تِلْكَ الْقِيمَةُ فَجُعِلَ لِتِلْكَ الْأَلْفِ الَّتِي مِنْ أَوَّلِ الْكِتَابَةِ حِصَّتُهَا مِنْ تِلْكَ الْقِيمَةِ

امام مالک نے فرمایا کہ جب کسی آدمی نے مرتے وقت اپنے مکاتب سے ایک ہزار درہم گھٹا دیئے اس کی کتابت کے اول یا آخر سے اور اصل کتابت تین ہزار درہم ہے۔ مکاتب کی اصل قیمت لگائی جائے گی۔ پھر اس قیمت کو تقسیم کیا جائے گا۔ پس ان ایک ہزار کے جو اول کتابت سے ہیں اس قیمت سے حصے

بِقَدْرِ قُرْبِهَا مِنَ الْاَجَلِ وَفَضْلِهَا ' ثُمَّ الْاَلْفُ الَّتِیْ تَلِیْ الْاَلْفَ الْاُوْلٰی بِقَدْرِ فَضْلِهَا اَیْضًا ' ثُمَّ الْاَلْفُ الَّتِیْ تَلِیْهَا بِقَدْرِ فَضْلِهَا اَیْضًا ' حَتّٰی یُؤْتٰی عَلٰی اٰخِرِهَا تَفْضُلُ کُلُّ اَلْفٍ بِقَدْرِ مَوْضِعِهَا فِیْ تَعْجِیْلِ الْاَجَلِ وَتَاْخِیْرِهٖ لِاَنَّ مَا اسْتَاْخَرَ مِنْ ذٰلِکَ کَانَ اَقَلَّ فِی الْقِیْمَةِ ' ثُمَّ یُوْضَعُ فِیْ ثُلُثِ الْمَیِّتِ قَدْرُ مَا اَصَابَ تِلْکَ الْاَلْفَ مِنَ الْقِیْمَةِ عَلٰی تَفَاضُلِ ذٰلِکَ اِنْ قَلَّ ' اَوْ کَثُرَ فَهُوَ عَلٰی هٰذَا الْحِسَابِ.

بنائے جائیں گے مدت کے قرب و بعد کے حساب سے۔ پھر اگلے ہزار کی جو پہلے ہزار کے نزدیک ہے' پھر وہ ہزار جو اس کے نزدیک ہے یہاں تک کہ جو آخری ہزار ہوگا اس کی قیمت اس کے دورو نزدیک مقام کے حساب سے ہوگی یعنی جو سب سے آخری ہوگا اس کی قیمت سب سے کم ہوگی۔ پھر یہ میت کے تہائی مال سے وضع کیا جائے گا جو اس ہزار کی قیمت ہوگی۔ ان کی کمی یا بیشی اسی حساب سے ہوگی۔

قَالَ مَالِکٌ فِیْ رَجُلٍ اَوْصٰی لِرَجُلٍ بِرُبُعِ مُکَاتَبٍ وَاَعْتَقَ رُبُعَهٗ ' فَهَلَکَ الرَّجُلُ ثُمَّ هَلَکَ الْمُکَاتَبُ ' وَتَرَکَ مَالًا کَثِیْرًا اَکْثَرَ مِمَّا بَقِیَ عَلَیْهِ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے مکاتب کے چوتھائی کی وصیت کی یا اس کا چوتھائی حصہ آزاد کر دیا' پھر وہ فوت ہو گیا' پھر مکاتب فوت ہو گیا اور بہت سا مال چھوڑا جو اس باقی کتابت سے زیادہ ہے۔

قَالَ مَالِکٌ یُعْطٰی وَرَثَةُ السَّیِّدِ وَالَّذِیْ اَوْصٰی لَهٗ بِرُبُعِ الْمُکَاتَبِ مَا بَقِیَ لَهُمْ عَلَی الْمُکَاتَبِ ' ثُمَّ یَقْتَسِمُوْنَ مَا فَضَلَ فَیَکُوْنُ لِلْمُوْصٰی لَهٗ بِرُبُعِ الْمُکَاتَبِ ثُلُثُ مَا فَضَلَ بَعْدَ اَدَاءِ الْکِتَابَةِ وَلِوَرَثَةِ سَیِّدِهِ الثُّلُثَانِ ' وَذٰلِکَ اَنَّ الْمُکَاتَبَ عَبْدٌ مَا بَقِیَ عَلَیْهِ مِنْ کِتَابَتِهٖ شَیْءٌ فَاِنَّمَا یُوْرَثُ بِالرِّقِّ.

امام مالک نے فرمایا: آقا کے وارثوں اور موصی لہ کو مکاتب کا چوتھائی دیا جائے گا۔ ان کا مکاتب پر کچھ باقی نہ رہا۔ اب باقی حصص کو تقسیم کریں گے۔ تو موصی لہ کے لئے مکاتب کا چوتھائی یعنی کتابت ادا کرنے کے بعد باقی کا ایک تہائی اور آقا کے وارثوں کے لئے دو تہائی اور یہ مکاتب اب ایسا غلام ہے جس پر کتابت کا کچھ باقی نہ رہا اور وہ غلامی کی وجہ سے میراث دیا گیا ہے۔

قَالَ مَالِکٌ فِیْ مُکَاتَبٍ اَعْتَقَهٗ سَیِّدُهٗ عِنْدَ الْمَوْتِ قَالَ اِنْ لَّمْ یَحْمِلْهُ ثُلُثُ الْمَیِّتِ عُتِقَ مِنْهُ قَدْرُ مَا حَمَلَ الثُّلُثُ وَیُوْضَعُ عَنْهُ مِنَ الْکِتَابَةِ قَدْرُ ذٰلِکَ اِنْ کَانَ عَلَی الْمُکَاتَبِ خَمْسَةُ اٰلَافِ دِرْهَمٍ وَکَانَتْ قِیْمَتُهٗ اَلْفَیْ دِرْهَمٍ نَقْدًا ' وَیَکُوْنُ ثُلُثُ الْمَیِّتِ اَلْفَ دِرْهَمٍ عُتِقَ نِصْفُهٗ وَیُوْضَعُ عَنْهُ شَطْرُ الْکِتَابَةِ.

امام مالک نے اس مکاتب کے متعلق فرمایا جس کو اس کے آقا نے مرتے وقت آزاد کیا۔ فرمایا کہ اگر وہ تہائی مال میں آزاد نہ ہو سکے تو تہائی مال کے برابر ہی آزاد ہوگا اور اس کی کتابت سے اتنا وضع کر دیا جائے گا۔ اگر مکاتب پر پانچ ہزار درہم تھے جب کہ اس کی نقد قیمت دو ہزار درہم ہے میت کے مال کا تہائی ایک ہزار ہے تو اس کا نصف حصہ آزاد ہو جائے گا اور آدھی کتابت اس سے ساقط ہو جائے گی۔

قَالَ مَالِکٌ فِیْ رَجُلٍ قَالَ فِیْ وَصِیَّتِهٖ غُلَامِیْ فُلَانٌ حُرٌّ ' وَکَاتِبُوْا فُلَانًا تُبَدَّاُ الْعَتَاقَةُ عَلَی الْکِتَابَةِ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا' جس نے اپنی وصیت میں کہا کہ میرا فلاں غلام آزاد ہے اور فلاں سے کتابت کر لینا تو آزادی کو کتابت پر ترجیح دی جائے گی۔ ف

ف: قبل ازیں موطا امام مالک کا اردو ترجمہ مولوی وحید الزمان خان صاحب حیدر آبادی نے تقریباً ایک سو سال پہلے کیا تھا'

موصوف نے اس سلسلے میں بڑا کام کیا۔ وہ ترجمہ ایک مدت سے کراچی اور لاہور سے شائع ہو رہا ہے۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ اس مندرجہ بالا طویل عبارت کی پندرہ سطروں کا ترجمہ ہی غائب ہے تو ہمیں حیرت ہوتی ہے۔ اسی ایک عبارت کا رونا نہیں بلکہ درجنوں ایسے مقامات ہیں جہاں دو چار سطروں کا ترجمہ بڑی دلیری سے غائب کر دیا گیا ہے اور ایک آدھ سطر کا ترجمہ چھوڑ جانا یا ایک آدھ سطر کا اپنی جانب سے پیوند لگا دینا تو پوری کتاب میں معمول رہا ہے۔ یہ بھی ہوا کہ مثلاً عبارت عربی دس سطروں میں ہے اور ترجمے کے نام سے پانچ سطروں میں مفہوم بیان کر دیا۔ کہیں مفہوم اصل سے مطابقت رکھتا ہے اور کہیں سرے سے مطابقت بھی ندارد۔

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے

کوئی فاضل مترجم کو مورد الزام ٹھہرائے یا ناشرین کو ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں اور نہ ہمیں کسی کے کام میں کیڑے نکالنے کی چنداں ضرورت۔ ہاں موطا امام مالک اور حدیث کی دوسری کتابوں پر بعض حضرات کے کام کو دیکھ کر یہ ضرور واضح ہو گیا کہ جو حضرات اہل حق کے بزرگوں سے متفق ہی نہیں وہ ان کے علمی ذخیروں پر کس نیت سے کام کرتے رہے ہیں؟ آخر ان کام کرنے والوں کی اگر نیت واقعی نیک تھی تو اپنے مسلمہ بزرگوں کے علمی ذخیروں پر کیوں کام نہ کیا اور اکابر اہل سنت و جماعت کی تصانیف پر کیوں تابڑ توڑ کام کرنا شروع کیا؟ یہ سوال سب کے لیے غور طلب اور لمحۂ فکریہ ہے۔

دوسری جانب یہ ناچیز علمائے اہل سنت کی مقدس بارگاہوں میں بڑے ادب و احترام کے ساتھ یہ عرض کرنے کی جسارت کرتا ہے کہ حضور والا! آپ کا نائب انبیاء ہونا ہر قسم کے شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ یقیناً آپ انبیائے کرام کے وارث ہیں کیونکہ نبی کریم ﷺ کی علمی میراث آپ کی الماریوں میں محفوظ ہے۔ کون نہیں جانتا کہ آج آپ ہی کشتیِ امت کے ناخدا اور سرمایۂ ملت کے نگہبان ہیں۔ جہاں بوقت گفتار آپ کے منہ سے پھول جھڑتے ہیں وہاں آپ کے کردار کو دیکھ کر لوگ اپنی بے راہ روی کو چھوڑنے پر مجبور ہوتے رہتے ہیں اور باطل کی ظلمتوں کو تو آپ کے باعث کہیں منہ چھپانے کے لیے بھی جگہ نہیں ملتی' کیونکہ حق کے علمبرداروں کی یہی شان اور غلامانِ مصطفیٰ کی یہی پہچان ہوتی ہے۔

حضور والا! اگر طبع نازک پر گراں نہ گزرے تو عرض پرداز ہوں کہ نصف صدی سے سرمایۂ ملت کو دن دہاڑے لوٹا جا رہا ہے' راتوں کو نقب زنی ہو رہی ہے اور دن کے اجالے میں ڈاکے ڈالے جا رہے ہیں' آپ کے سرمائے کا اکثر حصہ لٹیروں کے گھروں میں جا پہنچا اور وہ اسے اپنا مال بتا رہے ہیں۔ باقی جو رہ گیا ہے اس پر بھی نگاہیں جمائی ہوئی ہیں۔ بلکہ خاکم بدہن اب تو وہ الٹا آپ حضرات کو چور بتا رہے ہیں۔ بھلا آپ کے عفو و درگزر پر قربان ہونے کو کس کا جی نہیں چاہے گا جب کہ سرمایۂ ملت کی بربادی کو آپ بہ چشم خود ملاحظہ فرما رہے ہیں اور اس کے باوجود "جل تو جلال تو' صاحب کمال تو' آئی بلا کو ٹال تو" کا وظیفہ پڑھ کر روحانی منزلیں طے فرمانے میں مشغول ہیں۔ خدا کرے کہ کبھی تو آپ کو ایسے ورد و وظائف سے تھوڑی بہت فرصت میسر آ جائے جس کے باعث آپ کے دل و دماغ کے کسی گوشے میں ہم غربائے اہل سنت کے دین و ایمان کو بچانے کی فکر بھی سما جائے اور کچھ بھی نہ سہی تو کم از کم ملت اسلامیہ کی حالتِ زار پر آپ کو بھی دو آنسو بہانے کی توفیق ہی مل جائے وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

٤٠- كِتَابُ الْمُدَبَّرِ

مدبر کا بیان

١- بَابُ الْقَضَاءِ فِي وَلَدِ الْمُدَبَّرَةِ

مدبر کی اولاد کا بیان

حَدَّثَنِي مَالِكٌ أَنَّهُ قَالَ الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِيمَنْ دَبَّرَ جَارِيَةً لَهُ فَوَلَدَتْ أَوْلَادًا بَعْدَ تَدْبِيرِهِ إِيَّاهَا' ثُمَّ مَاتَتِ

امام مالک نے فرمایا: ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ جس نے اپنی لونڈی کو مدبر کیا اور مدبر ہونے کے بعد اس سے اولاد ہوئی'

الْجَارِيَةُ قَبْلَ الَّذِي دَبَّرَهَا اَنَّ وَلَدَهَا بِمَنْزِلَتِهَا قَدْ ثَبَتَ لَهُمْ مِنَ الشَّرْطِ مِثْلُ الَّذِي ثَبَتَ لَهَا ، وَلَا يَضُرُّهُمْ هَلَاكُ اُمِّهِمْ فَاِذَا مَاتَ الَّذِي كَانَ دَبَّرَهَا فَقَدْ عَتَقُوا اِنْ وَسِعَهُمُ الثُّلُثُ.

پھر مدبر کرنے والے سے پہلے لونڈی فوت ہو گئی تو اولاد لونڈی کی جگہ مدبر ہوگی۔ جو اس کے لئے شرط تھی وہی ان کے لئے ثابت ہو گئی اور والدہ کا انتقال ہونا انہیں نقصان نہ دے گا۔ اگر مدبر کرنے والا مر جائے تو وہ آزاد ہو جائیں گے جب کہ تہائی مال میں گنجائش ہو۔

وَقَالَ مَالِكٌ كُلُّ ذَاتِ رَحِمٍ فَوَلَدُهَا بِمَنْزِلَتِهَا اِنْ كَانَتْ حُرَّةً فَوَلَدَتْ بَعْدَ عِتْقِهَا فَوَلَدُهَا اَحْرَارٌ ، وَاِنْ كَانَتْ مُدَبَّرَةً ، اَوْ مُكَاتَبَةً ، اَوْ مُعْتَقَةً اِلٰى سِنِيْنَ ، اَوْ مُخْدَمَةً ، اَوْ بَعْضُهَا حُرًّا ، اَوْ مَرْهُوْنَةً ، اَوْ اُمَّ وَلَدٍ فَوَلَدُ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ عَلٰى مِثَالِ حَالِ اُمِّهِ ، يُعْتَقُوْنَ بِعِتْقِهَا وَيُرَقُّوْنَ بِرِقِّهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ ہر اولاد اپنی والدہ کی مثل ہو گی۔ اگر ان کی ماں آزاد ہے اور آزاد ہونے کے بعد اس نے بچے جنے تو اس کے بچے آزاد ہوں گے۔ اگر وہ مدبر یا مکاتبہ یا چند سالوں تک معتقہ یا مخدمہ یا بعض حصہ آزاد اور بعض مرہونہ یا ام ولد رہی تو اولاد کی بھی وہی حالت شمار ہو گی جو ان کی والدہ کی ہے' اس کی آزادی کے ساتھ آزاد ہوں گے اور اس کی غلامی کے ساتھ وہ بھی میراث بنیں گے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي مُدَبَّرَةٍ دُبِّرَتْ وَهِيَ حَامِلٌ ، اِنَّ وَلَدَهَا بِمَنْزِلَتِهَا ، وَاِنَّمَا ذٰلِكَ بِمَنْزِلَةِ رَجُلٍ اَعْتَقَ جَارِيَةً لَهُ وَهِيَ حَامِلٌ ، وَلَمْ يَعْلَمْ بِحَمْلِهَا.

امام مالک نے اس مدبرہ کے بارے میں فرمایا جو حاملہ تھی کہ اس کا بچہ بھی اسی کی جگہ ہے اور یہ اس شخص کی طرح ہے جس نے اپنی لونڈی کو آزاد کیا جو حاملہ تھی اور اسے حمل کا علم بھی نہ تھا۔

قَالَ مَالِكٌ فَالسُّنَّةُ فِيْهَا اَنَّ وَلَدَهَا يَتْبَعُهَا وَيَعْتِقُ بِعِتْقِهَا.

امام مالک نے فرمایا: اس میں سنت یہی ہے کہ بیٹا اس کے پیچھے ہے اور اس کے ساتھ آزاد ہو جائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ وَكَذٰلِكَ لَوْ اَنَّ رَجُلًا ابْتَاعَ جَارِيَةً وَهِيَ حَامِلٌ فَالْوَلِيْدَةُ وَمَا فِي بَطْنِهَا لِمَنِ ابْتَاعَهَا اشْتَرَطَ ذٰلِكَ الْمُبْتَاعُ ، اَوْ لَمْ يَشْتَرِطْهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ اسی طرح ایک آدمی نے لونڈی خریدی اور وہ حاملہ ہے۔ تو لونڈی اور جو اس کے پیٹ میں ہے' خریدنے والے کے ہیں خواہ خریدار نے شرط کی یا نہ کی ہو۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَا يَحِلُّ لِلْبَائِعِ اَنْ يَسْتَثْنِيَ مَا فِي بَطْنِهَا لِاَنَّ ذٰلِكَ غَرَرٌ يَضَعُ مِنْ ثَمَنِهَا ، وَلَا يَدْرِي اَيَصِلُ ذٰلِكَ اِلَيْهِ اَمْ لَا ، وَاِنَّمَا ذٰلِكَ بِمَنْزِلَةِ مَا لَوْ بَاعَ جَنِيْنًا فِي بَطْنِ اُمِّهِ ، وَذٰلِكَ لَا يَحِلُّ لَهُ لِاَنَّهُ غَرَرٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ فروخت کرنے والے کے لیے جائز نہیں ہے کہ پیٹ کے بچے کو مستثنیٰ کرے' کیونکہ یہ دھوکا ہے وہ اس کی قیمت وضع کر دیتا ہے لیکن کیا معلوم کہ اسے ملے گا یا نہیں اور یہ اسی طرح ہے جیسے کوئی پیٹ کے بچے کو خریدے اور وہ اپنی ماں کے پیٹ میں ہو۔ یہ جائز نہیں کیونکہ اس میں دھوکا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي مُدَبَّرٍ ، اَوْ مُكَاتَبٍ ابْتَاعَ اَحَدُهُمَا جَارِيَةً فَوَطِئَهَا فَحَمَلَتْ مِنْهُ وَوَلَدَتْ قَالَ وَلَدُ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِنْ جَارِيَتِهِ بِمَنْزِلَتِهِ يُعْتَقُوْنَ بِعِتْقِهِ وَيُرَقُّوْنَ بِرِقِّهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ مکاتب یا مدبر سے اگر کوئی لونڈی خریدے' وہ اس سے حاملہ ہو کر بچہ جنے۔ فرمایا کہ ان میں سے ہر ایک کی اولاد اس کے باپ کے حکم سے ہے۔ اس کی آزادی کے ساتھ آزاد ہوں گے اور اس کی غلامی سے غلام رہیں گے۔

قَالَ مَالِكٌ فَاِذَا اُعْتِقَ هُوَ فَاِنَّمَا اُمُّ وَلَدِهِ مَالٌ مِنْ

امام مالک نے فرمایا کہ اسے جب آزاد کیا جائے گا تو ام

مَالِهٖ يُسَلَّمُ إِلَيْهِ إِذَا أُعْتِقَ.

ولد بھی اس کا ایک مال ہوگا اور آزاد کرتے وقت اس کے سپرد کر دی جائے گی۔ف

ف: مدبر اس غلام کو کہتے ہیں جس سے اس کا مولیٰ زندگی میں کہہ دے کہ میرے مرنے کے بعد تو آزاد ہے اور جس لونڈی سے ایسا کہا جائے اسے مدبرہ کہا جاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲- بَابُ جَامِعِ مَا جَاءَ فِي التَّدْبِيرِ

مدبر کے احکام

قَالَ مَالِكٌ فِي مُدَبَّرٍ قَالَ لِسَيِّدِهِ عَجِّلْ لِي الْعِتْقَ، وَأُعْطِيَكَ خَمْسِينَ مِنْهَا مُنَجَّمَةً عَلَيَّ. فَقَالَ سَيِّدُهُ نَعَمْ، أَنْتَ حُرٌّ وَعَلَيْكَ خَمْسُونَ دِينَارًا تُؤَدِّي إِلَيَّ كُلَّ عَامٍ عَشَرَةَ دَنَانِيرَ، فَرَضِيَ بِذٰلِكَ الْعَبْدُ، ثُمَّ هَلَكَ السَّيِّدُ بَعْدَ ذٰلِكَ بِيَوْمٍ، أَوْ يَوْمَيْنِ، أَوْ ثَلَاثَةٍ.

امام مالک نے فرمایا: مدبر نے اپنے آقا سے کہا کہ مجھے جلدی آزاد کر دیجئے۔ میں قسط وار آپ کو پچاس دینار ادا کر دوں گا۔ آقا نے کہا کہ اچھا تم آزاد ہو اور تمہارے اوپر پچاس دینار ہیں۔ تم مجھے ہر سال دس دینار دے دیا کرنا۔ وہ غلام بھی رضامند ہوگیا۔ پھر اس کے ایک دو روز بعد آقا فوت ہوگیا۔

قَالَ مَالِكٌ يَثْبُتُ لَهُ الْعِتْقُ وَصَارَتِ الْخَمْسُونَ دِينَارًا دَيْنًا عَلَيْهِ، وَجَازَتْ شَهَادَتُهُ، وَثَبَتَتْ حُرْمَتُهُ، وَمِيرَاثُهُ، وَحُدُودُهُ، وَلَا يَضَعُ عَنْهُ مَوْتُ سَيِّدِهِ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ الدَّيْنِ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس کی آزادی ثابت ہوگئی اور پچاس دینار اس پر قرضہ ہوگا۔ اس کی شہادت جائز ہوگئی حرمت ثابت ہوگئی نیز میراث و حدود لیکن آقا کی وفات سے اس قرض میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی۔

قَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ دَبَّرَ عَبْدًا لَهُ فَمَاتَ السَّيِّدُ، وَلَهُ مَالٌ حَاضِرٌ، وَمَالٌ غَائِبٌ فَلَمْ يَكُنْ فِي مَالِهِ الْحَاضِرِ مَا يَخْرُجُ فِيهِ الْمُدَبَّرُ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے اپنے غلام کو مدبر کیا۔ پس آقا فوت ہوگیا اور اس کا حاضر و غائب مال ہے اس کا حاضر مال اتنا ہو کہ اس کے ذریعے مدبر نہ نکل سکے۔

قَالَ يُوقَفُ الْمُدَبَّرُ بِمَالِهِ، وَيُجْمَعُ خَرَاجُهُ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ مِنَ الْمَالِ الْغَائِبِ، فَإِنْ كَانَ فِيمَا تَرَكَ سَيِّدُهُ مِمَّا يَحْمِلُهُ الثُّلُثُ عُتِقَ بِمَالِهِ وَبِمَا جُمِعَ مِنْ خَرَاجِهِ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيمَا تَرَكَ سَيِّدُهُ مَا يَحْمِلُهُ عُتِقَ مِنْهُ قَدْرَ الثُّلُثِ وَتُرِكَ مَالُهُ فِي يَدَيْهِ.

فرمایا کہ مدبر کو اس کے مال کے ساتھ روک لیں گے یہاں تک کہ جو اس کا غائب مال ہے وہ بھی آ جائے۔ اگر آقا کے کل مال کی تہائی سے وہ آزاد ہو سکے نیز اس کی کمائی جو جمع کی گئی تو اس مال سے آزاد ہو جائے گا۔ اگر آقا کا ترکہ اس کا متحمل نہ ہو تو تہائی مال کے برابر وہ آزاد ہو جائے گا اور اس کا مال اسی کے پاس رہنے دیا جائے گا۔

۳- بَابُ الْوَصِيَّةِ فِي التَّدْبِيرِ

مدبر کرنے کی وصیت کرنا

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا أَنَّ كُلَّ عَتَاقَةٍ أَعْتَقَهَا رَجُلٌ فِي وَصِيَّةٍ أَوْصٰى بِهَا فِي صِحَّةٍ، أَوْ مَرَضٍ، أَنَّهُ يَرُدُّهَا مَتٰى شَاءَ وَيُغَيِّرُهَا مَتٰى شَاءَ مَا لَمْ يَكُنْ تَدْبِيرًا، فَإِذَا دَبَّرَ فَلَا سَبِيلَ لَهُ إِلٰى رَدِّ مَا دَبَّرَ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ بات ہمارے نزدیک متفق ہے کہ آزادی کی تمام وصیتیں خواہ تندرستی میں کی ہوں یا بیماری میں' وہ آدمی جب چاہے ان میں تغیر و تبدل کر سکتا ہے لیکن جب مدبر کر دیا تو اب اسے رد کرنے کا کوئی راستہ نہیں۔

قَالَ مَالِكٌ وَكُلُّ وَلَدٍ وَلَدَتْهُ أَمَةٌ أَوْصٰى بِعِتْقِهَا

امام مالک نے فرمایا کہ جس بچے کو اس کی والدہ نے جنا'

وَلَمْ تُدَبَّرْ فَإِنَّ وَلَدَهَا لَا يُعْتَقُونَ مَعَهَا إِذَا عُتِقَتْ ، وَذٰلِكَ أَنَّ سَيِّدَهَا يُغَيِّرُ وَصِيَّتَهُ إِنْ شَاءَ ، وَيَرُدُّهَا مَتٰى شَاءَ ، وَلَمْ يَثْبُتْ لَهَا عَتَاقَةٌ ، وَإِنَّمَا هِيَ بِمَنْزِلَةِ رَجُلٍ قَالَ لِجَارِيَتِهِ إِنْ بَقِيَتْ عِنْدِي فُلَانَةُ حَتّٰى أَمُوتَ فَهِيَ حُرَّةٌ.

جس کو آزاد کرنے کی وصیت کی اور مدبر نہ کیا تو لونڈی کو جب آزاد کیا گیا اس وقت اس کے بیٹے آزاد نہیں ہوں گے اور یہ اس لئے کہ آقا کو اپنی وصیت کا اختیار تھا کہ جب چاہے بدل دے اور جب چاہے اسے رد کر دے۔ اور لونڈی کے لئے بھی آزادی ثابت نہیں ہوئی اور یہ اس کی طرح ہے جیسے کسی نے اپنے لونڈی سے کہا کہ اگر میری موت تک فلاں میرے پاس رہی تو وہ آزاد ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فَإِنْ أَدْرَكْتُ ذٰلِكَ كَانَ لَهَا ذٰلِكَ ، وَإِنْ شَاءَ قَبْلَ ذٰلِكَ بَاعَهَا وَوَلَدَهَا لِأَنَّهُ لَمْ يُدْخِلْ وَلَدَهَا فِي شَيْءٍ مِمَّا جَعَلَ لَهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر ایسا ہو جائے تب بھی اسے اختیار ہے کہ اگر چاہے تو اسے اور اس کی اولاد کو مرنے سے پہلے فروخت کر دے کیونکہ اس کی اولاد اس کے ساتھ شامل نہیں ہے۔

قَالَ وَالْوَصِيَّةُ فِي الْعَتَاقَةِ مُخَالِفَةٌ لِلتَّدْبِيرِ فَرَقَ بَيْنَ ذٰلِكَ مَا مَضٰى مِنَ السُّنَّةِ. قَالَ وَلَوْ كَانَتِ الْوَصِيَّةُ بِمَنْزِلَةِ التَّدْبِيرِ كَانَ كُلُّ مُوصٍ لَا يَقْدِرُ عَلٰى تَغْيِيرِ وَصِيَّتِهِ ، وَمَا ذُكِرَ فِيهَا مِنَ الْعَتَاقَةِ ، وَكَانَ قَدْ حَبَسَ عَلَيْهِ مِنْ مَالِهِ مَا لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَنْتَفِعَ بِهِ.

فرمایا کہ آزاد کرنے اور مدبر کرنے کی وصیت مختلف ہیں۔ سنت کی رو سے ان کے درمیان فرق ہے۔ فرمایا کہ اگر وصیت بھی مدبر کرنے کی طرح ہوتی تو کوئی وصیت کرنے والا وصیت میں تغیر وتبدل کا مجاز نہ ہوتا۔ اور اس میں جو آزادی کا ذکر کیا گیا ہے کہ اس کا مال روکا گیا ہے جس سے فائدہ حاصل کرنے کی وہ طاقت نہیں رکھتا۔

قَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ دَبَّرَ رَقِيقًا لَهُ جَمِيعًا فِي صِحَّتِهِ ، وَلَيْسَ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُمْ إِنْ كَانَ دَبَّرَ بَعْضَهُمْ قَبْلَ بَعْضٍ بُدِئَ بِالْأَوَّلِ فَالْأَوَّلِ حَتّٰى يَبْلُغَ الثُّلُثَ ، وَإِنْ كَانَ دَبَّرَهُمْ جَمِيعًا فِي مَرَضِهِ فَقَالَ فُلَانٌ حُرٌّ ، وَفُلَانٌ حُرٌّ ، وَفُلَانٌ حُرٌّ فِي كَلَامٍ وَاحِدٍ إِنْ حَدَثَ بِي فِي مَرَضِي هٰذَا حَدَثُ مَوْتٍ ، أَوْ دَبَّرَهُمْ جَمِيعًا فِي كَلِمَةٍ وَاحِدَةٍ تَحَاصُّوا فِي الثُّلُثِ ، وَلَمْ يُبَدَّأْ أَحَدٌ مِنْهُمْ قَبْلَ صَاحِبِهِ ، وَإِنَّمَا هِيَ وَصِيَّةٌ ، وَإِنَّمَا لَهُمُ الثُّلُثُ يُقْسَمُ بَيْنَهُمْ بِالْحِصَصِ ، ثُمَّ يُعْتَقُ مِنْهُمُ الثُّلُثُ بَالِغًا مَا بَلَغَ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے اپنے کئی غلام بہ حالت صحت مدبر کئے اور ان کے سوا اس کے پاس اور مال نہ ہو۔ اگر اس نے یکے بعد دیگرے مدبر کئے ہوں تو اول کو اولیت حاصل ہوگی یہاں تک کہ تہائی مال کو پہنچ جائیں۔ اگر ان سب کو اپنے مرض میں ایک ہی دفعہ مدبر کیا ہو اور کہا کہ فلاں آزاد فلاں آزاد اور فلاں آزاد ایک ہی سلسلۂ کلام میں کہا اور جب کہ اس کی موت اسی مرض میں واقع ہو جائے یا ان سب کو ایک ہی کلمے سے مدبر کیا ہو تو وہ تہائی مال میں مستحق ہوں گے لیکن ایک دوسرے سے پہلے نہیں ہوگا بلکہ اس وصیت میں تہائی کے اندر سب شامل ہوں گے۔ ان کے درمیان حصے بانٹے جائیں گے پھر جس آدمی تک شمار پہنچ سکے اس کا تہائی حصہ آزاد ہوگا۔

قَالَ وَلَا يُبَدَّأُ أَحَدٌ مِنْهُمْ إِذَا كَانَ ذٰلِكَ كُلُّهُ فِي مَرَضِهِ.

فرمایا کہ ان میں کسی ایک سے ابتداء نہیں کی جائے گی جب کہ سب کو اسی مرض میں کیا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ دَبَّرَ غُلَامًا لَهُ فَهَلَكَ

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے

السَّيِّدُ، وَلَا مَالَ لَهُ إِلَّا الْعَبْدُ الْمُدَبَّرُ وَلِلْعَبْدِ مَالٌ. قَالَ يُعْتَقُ ثُلُثُ الْمُدَبَّرِ وَيُوقَفُ مَالُهُ بِيَدَيْهِ.

اپنے غلام کو مدبر کیا۔ پھر آقا فوت ہو گیا اور اس مدبر غلام کے سوا اس کا اور مال نہ ہو اور غلام کے پاس مال ہو۔ فرمایا کہ مدبر کا تہائی آزاد ہو جائے گا اور اس کا مال اسی کے پاس رہے گا۔

قَالَ مَالِكٌ فِي مُدَبَّرٍ كَاتَبَهُ سَيِّدُهُ، فَمَاتَ السَّيِّدُ، وَلَمْ يَتْرُكْ مَالًا غَيْرَهُ.

امام مالک نے اس مدبر کے متعلق فرمایا جس کو اس کے آقا نے مدبر کیا' پس آقا فوت ہو گیا اور اس کے سوا اور اس نے مال نہ چھوڑا ہو۔

قَالَ مَالِكٌ يُعْتَقُ مِنْهُ ثُلُثُهُ وَيُوضَعُ عَنْهُ ثُلُثُ كِتَابَتِهِ وَيَكُونُ عَلَيْهِ ثُلُثَاهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ وہ تہائی آزاد ہو جائے گا اور تہائی کتابت کا بوجھ اس کے سر سے اتر جائے گا اور دو تہائی کتابت اس پر رہے گی۔

قَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ أَعْتَقَ نِصْفَ عَبْدٍ لَهُ وَهُوَ مَرِيضٌ فَبَتَّ عِتْقَ نِصْفِهِ، أَوْ بَتَّ عِتْقَهُ كُلَّهُ، وَقَدْ كَانَ دَبَّرَ عَبْدًا لَهُ آخَرَ قَبْلَ ذٰلِكَ.

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے حالت مرض میں اپنے غلام کا نصف آزاد کر دیا۔ پھر اس کا نصف یا مکمل قطعی طور پر آزاد کر دیا اور اس سے پہلے اس نے ایک اور غلام کو مدبر کیا تھا۔

قَالَ يُبَدَّأُ بِالْمُدَبَّرِ قَبْلَ الَّذِي أَعْتَقَهُ، وَهُوَ مَرِيضٌ، وَذٰلِكَ أَنَّهُ لَيْسَ لِلرَّجُلِ أَنْ يَرُدَّ مَا دَبَّرَ، وَلَا أَنْ يَتَعَقَّبَهُ بِأَمْرٍ يَرُدُّهُ بِهِ، فَإِذَا أَعْتَقَ الْمُدَبَّرَ فَلْيَكُنْ مَا بَقِيَ مِنَ الثُّلُثِ فِي الَّذِي أَعْتَقَ شَطْرَهُ حَتَّى يَسْتَتِمَّ عِتْقُهُ كُلُّهُ فِي ثُلُثِ مَالِ الْمَيِّتِ، فَإِنْ لَمْ يَبْلُغْ ذٰلِكَ فَضْلَ الثُّلُثِ عُتِقَ مِنْهُ مَا بَلَغَ فَضْلَ الثُّلُثِ بَعْدَ عِتْقِ الْمُدَبَّرِ الْأَوَّلِ.

فرمایا کہ اس مدبر سے ابتداء کرے جس کو بیماری کی حالت میں آزاد کیا اور یہ اس لئے کہ مدبر کرنے کے بعد کسی کو پھرنے کا حق نہیں ہے تو تہائی میں سے جتنا وہ غلام آزاد ہو اس کا اتنا ہو جائے گا۔ اگر تہائی مال سے وہ پورا آزاد نہ ہو سکے تو پہلے مدبر کو آزاد کرنے کے بعد باقی مال سے جتنا آزاد ہو سکے اتنا آزاد ہو جائے گا۔

۴- بَابُ مَسِّ الرَّجُلِ وَلِيدَتَهُ إِذَا دَبَّرَهَا

لونڈی کو مدبر کرنے کے بعد صحبت کرنے کا بیان

[۸۴۱] اثر- حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ دَبَّرَ جَارِيَتَيْنِ لَهُ فَكَانَ يَطَؤُهُمَا وَهُمَا مُدَبَّرَتَانِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنی دو لونڈیوں کو مدبر کیا اور وہ ان دونوں سے صحبت کیا کرتے تھے جب کہ وہ مدبرہ تھیں۔

[۸۴۲] اثر- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ كَانَ يَقُولُ إِذَا دَبَّرَ الرَّجُلُ جَارِيَتَهُ فَإِنَّ لَهُ أَنْ يَطَأَهَا، وَلَيْسَ لَهُ أَنْ يَبِيعَهَا، وَلَا يَهَبَهَا وَوَلَدُهَا بِمَنْزِلَتِهَا.

سعید بن مسیب فرمایا کرتے تھے کہ جب کوئی اپنی لونڈی کو مدبر کرے تو اس کے ساتھ صحبت کرنے کا حق ہے لیکن اسے یہ حق نہیں کہ اسے بیچے یا ہبہ کرے اور اس کی اولاد بھی اسی کی طرح ہے۔

۵- بَابُ بَيْعِ الْمُدَبَّرِ

مدبر کو فروخت کرنے کا بیان

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا فِي الْمُدَبَّرِ أَنَّ صَاحِبَهُ لَا يَبِيعُهُ، وَلَا يُحَوِّلُهُ عَنْ مَوْضِعِهِ

امام مالک نے فرمایا کہ مدبر کے بارے میں یہ بات ہمارے نزدیک متفق ہے کہ آقا نہ اسے فروخت کرے اور نہ

اَلَّذِيْ وَضَعَهُ فِيْهِ، وَاَنَّهُ اِنْ رَهِقَ سَيِّدَهُ دَيْنٌ، فَاِنَّ غُرَمَاءَهُ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى بَيْعِهٖ مَا عَاشَ سَيِّدُهُ، فَاِنْ مَاتَ سَيِّدُهُ، وَلَا دَيْنَ عَلَيْهِ فَهُوَ فِيْ ثُلُثِهٖ لِاَنَّهُ اسْتَثْنٰى عَلَيْهِ عَمَلَهُ مَا عَاشَ، فَلَيْسَ لَهُ اَنْ يَّخْدُمَهُ حَيَاتَهُ، ثُمَّ يُعْتِقُهُ عَلٰى وَرَثَتِهٖ اِذَا مَاتَ مِنْ رَاْسِ مَالِهٖ، وَاِنْ مَاتَ سَيِّدُ الْمُدَبَّرِ، وَلَا مَالَ لَهُ غَيْرُهُ عَتَقَ ثُلُثُهُ، وَكَانَ ثُلُثَاهُ لِوَرَثَتِهٖ فَاِنْ مَاتَ سَيِّدُ الْمُدَبَّرِ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ مُحِيْطٌ بِالْمُدَبَّرِ بِيْعَ فِيْ دَيْنِهٖ لِاَنَّهُ اِنَّمَا يُعْتَقُ فِي الثُّلُثِ.

تبدیل کرے اور آقا اگر مقروض ہو جائے تو قرض خواہ اسے فروخت نہیں کر سکتے جب تک اس کا آقا زندہ ہے۔ اگر اس کا آقا فوت ہو جائے اور اس پر قرض نہ ہو تو یہ تہائی مال میں آزاد ہو جائے گا کیونکہ زندگی بھر وہ اس کے لئے کام کرتا رہا تو زندگی بھر خدمت لینے کے باعث اپنی میراث سے اسے آزاد کر دیا یعنی مرتے وقت ذاتی مال سے اور اگر مدبر کا آقا مرے اور اس کے سوا اور مال نہ چھوڑا تو وہ تہائی آزاد ہوگا اور اس کا دو تہائی حصہ وارثوں کا ہوگا۔ اگر مدبر کا آقا مر گیا اور اس پر مدبر کی قیمت کے برابر قرض ہو تو اسے قرضے کی وجہ سے بیچیں گے کیونکہ وہ تہائی مال میں آزاد ہوتا ہے۔

قَالَ فَاِنْ كَانَ الدَّيْنُ لَا يُحِيْطُ اِلَّا بِنِصْفِ الْعَبْدِ بِيْعَ نِصْفُهُ لِلدَّيْنِ، ثُمَّ عَتَقَ ثُلُثُ مَا بَقِيَ بَعْدَ الدَّيْنِ.

فرمایا کہ اگر قرض مدبر کی نصف قیمت کے برابر ہو تو اس کا نصف قرض کے لیے بیچ دیں گے اور قرض کے بعد باقی تہائی آزاد ہو جائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ لَا يَجُوْزُ بَيْعُ الْمُدَبَّرِ وَلَا يَجُوْزُ لِاَحَدٍ اَنْ يَّشْتَرِيَهُ اِلَّا اَنْ يَّشْتَرِيَ الْمُدَبَّرُ نَفْسَهُ مِنْ سَيِّدِهٖ، فَيَكُوْنُ ذٰلِكَ جَائِزًا لَهُ، اَوْ يُعْطِيَ اَحَدٌ سَيِّدَ الْمُدَبَّرِ مَالًا، وَيُعْتِقُهُ سَيِّدُهُ الَّذِيْ دَبَّرَهُ فَذٰلِكَ يَجُوْزُ لَهُ اَيْضًا.

امام مالک نے فرمایا کہ مدبر کا فروخت کرنا درست نہیں ہے اور کسی کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ اسے خریدے مگر مدبر خود کو اپنے آقا سے خرید سکتا ہے اور اس کے لیے یہ جائز ہے یا کوئی مدبر کے آقا کو مال دے اور مدبر کرنے والا اس کا آقا آزاد کر دے تو یہ بھی اس کے لئے جائز ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَوَلَاؤُهُ لِسَيِّدِهِ الَّذِيْ دَبَّرَهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس کی ولاء اس کے مدبر کرنے والے آقا کے لیے ہے۔

قَالَ مَالِكٌ لَا يَجُوْزُ بَيْعُ خِدْمَةِ الْمُدَبَّرِ لِاَنَّهُ غَرَرٌ اِذْ لَا يُدْرٰى كَمْ يَعِيْشُ سَيِّدُهُ، فَذٰلِكَ غَرَرٌ لَا يَصْلُحُ.

امام مالک نے فرمایا کہ مدبر کی خدمت کو فروخت کرنا درست نہیں ہے کیونکہ یہ دھوکا ہے جب کہ یہ معلوم ہی نہیں کہ اس کا آقا کب تک جئے گا۔ لہٰذا یہ دھوکا ہے جو درست نہیں۔

وَقَالَ مَالِكٌ فِي الْعَبْدِ يَكُوْنُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ فَيُدَبِّرُ اَحَدُهُمَا حِصَّتَهُ اِنَّهُمَا يَتَقَاوَمَانِهٖ فَاِنِ اشْتَرَاهُ الَّذِيْ دَبَّرَهُ كَانَ مُدَبَّرًا كُلَّهُ، وَاِنْ لَّمْ يَشْتَرِهِ انْتَقَضَ تَدْبِيْرُهُ اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ الَّذِيْ بَقِيَ لَهُ فِيْهِ الرِّقُّ اَنْ يُّعْطِيَهُ شَرِيْكَهُ الَّذِيْ دَبَّرَهُ بِقِيْمَتِهٖ، فَاِنْ اَعْطَاهُ اِيَّاهُ بِقِيْمَتِهٖ لَزِمَهُ ذٰلِكَ وَكَانَ مُدَبَّرًا كُلَّهُ.

امام مالک نے اس غلام کے بارے میں فرمایا جو دو آدمیوں کا مشترکہ ہو۔ پس ایک ان میں سے اپنا حصہ مدبر کر دے تو اس کی قیمت لگائی جائے گی اگر مدبر کرنے والا اس کا حصہ خرید لے تو وہ سارا ہی مدبر ہو جائے گا اور اگر وہ نہ خریدے تو اس کا مدبر کرنا بھی باطل ہو جائے گا مگر جب کہ وہ شخص چاہے جس کا اس کی غلامی میں حصہ ہے کہ مدبر کرنے والے اپنے ساتھی کو اپنے حصے کی قیمت دے۔ اگر وہ قیمت ادا کر دے جو اس پر لازم آتی ہے تو وہ پورا

مدبر ہو جائے گا۔

وَقَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ نَصْرَانِيٍّ دَبَّرَ عَبْدًا لَهُ نَصْرَانِيًّا، فَأَسْلَمَ الْعَبْدُ.

امام مالک نے فرمایا کہ نصرانی نے اپنے نصرانی غلام کو مدبر کیا پھر غلام مسلمان ہو گیا۔

قَالَ مَالِكٌ يُحَالُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْعَبْدِ وَيُخَارَجُ عَلَى سَيِّدِهِ النَّصْرَانِيِّ وَلَا يُبَاعُ عَلَيْهِ حَتَّى يَتَبَيَّنَ أَمْرُهُ، فَإِنْ هَلَكَ النَّصْرَانِيُّ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ قُضِيَ دَيْنُهُ مِنْ ثَمَنِ الْمُدَبَّرِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ فِي مَالِهِ مَا يَحْمِلُ الدَّيْنَ فَيَعْتِقُ الْمُدَبَّرُ.

امام مالک نے فرمایا کہ ان دونوں کو جدا کر دیا جائے گا اور آقا کی غلامی سے اسے نکال دیا جائے گا اور اسے بیچا نہیں جائے گا یہاں تک کہ اس کا معاملہ واضح ہو جائے۔ اگر نصرانی ہلاک ہو گیا اور اس پر قرض ہے تو اس کا قرض مدبر کی قیمت سے ادا کیا جائے گا مگر جب کہ اس کے مال میں قرض کی گنجائش ہو تو مدبر آزاد ہو جائے گا۔

٦- بَابُ جِرَاحِ الْمُدَبَّرِ

مدبر کسی کو اگر آزاد کردے

[٨٤٣] اَثَرٌ حَدَّثَنِي مَالِكٌ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَضَى فِي الْمُدَبَّرِ إِذَا جَرَحَ أَنَّ لِسَيِّدِهِ أَنْ يُسَلِّمَ مَا يَمْلِكُ مِنْهُ إِلَى الْمَجْرُوحِ فَيَخْتَدِمُهُ الْمَجْرُوحُ وَيُقَاصُّهُ بِجِرَاحِهِ مِنْ دِيَةِ جَرْحِهِ، فَإِنْ أَدَّى قَبْلَ أَنْ يَهْلِكَ سَيِّدُهُ رَجَعَ إِلَى سَيِّدِهِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر بن عبد العزیز نے فیصلہ فرمایا کہ مدبر جب کسی کو زخمی کرے تو آقا اسے مجروح کے سپرد کر دے تاکہ مجروح اس سے اپنے زخم کی دیت میں خدمت لے۔ اگر آقا کے فوت ہونے سے پہلے دیت ادا ہو جائے تو وہ اپنے آقا کی طرف لوٹ جائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي الْمُدَبَّرِ إِذَا جَرَحَ، ثُمَّ هَلَكَ سَيِّدُهُ وَلَيْسَ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ، أَنَّهُ يُعْتَقُ ثُلُثُهُ، ثُمَّ يُقَسَّمُ عَقْلُ الْجَرْحِ أَثْلَاثًا، فَيَكُونُ ثُلُثُ الْعَقْلِ عَلَى الثُّلُثِ الَّذِي عَتَقَ مِنْهُ، وَيَكُونُ ثُلُثَاهُ عَلَى الثُّلُثَيْنِ اللَّذَيْنِ بِأَيْدِي الْوَرَثَةِ إِنْ شَاؤُوا أَسْلَمُوا الَّذِي لَهُمْ مِنْهُ إِلَى صَاحِبِ الْجَرْحِ، وَإِنْ شَاؤُوا أَعْطَوْهُ ثُلُثَيِ الْعَقْلِ، وَأَمْسَكُوا نَصِيبَهُمْ مِنَ الْعَبْدِ، وَذَلِكَ أَنَّ عَقْلَ ذَلِكَ الْجَرْحِ إِنَّمَا كَانَتْ جِنَايَتُهُ مِنَ الْعَبْدِ، وَلَمْ تَكُنْ دَيْنًا عَلَى السَّيِّدِ فَلَمْ يَكُنْ ذَلِكَ الَّذِي أَحْدَثَ الْعَبْدُ بِالَّذِي يُبْطِلُ مَا صَنَعَ السَّيِّدُ مِنْ عِتْقِهِ وَتَدْبِيرِهِ، فَإِنْ كَانَ عَلَى سَيِّدِ الْعَبْدِ دَيْنٌ لِلنَّاسِ مَعَ جِنَايَةِ الْعَبْدِ بِيعَ مِنَ الْمُدَبَّرِ بِقَدْرِ عَقْلِ الْجَرْحِ وَقَدْرِ الدَّيْنِ، ثُمَّ يُبَدَّأُ بِالْعَقْلِ الَّذِي كَانَ فِي جِنَايَةِ الْعَبْدِ فَيُقْضَى مِنْ ثَمَنِ الْعَبْدِ، ثُمَّ يُقْضَى دَيْنُ سَيِّدِهِ، ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى مَا بَقِيَ بَعْدَ ذَلِكَ مِنَ الْعَبْدِ فَيَعْتِقُ ثُلُثُهُ وَيَبْقَى ثُلُثَاهُ لِلْوَرَثَةِ،

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک مدبر کے بارے میں یہ حکم ہے کہ جب وہ کسی کو زخمی کرے۔ پھر اس کا آقا فوت ہو جائے اور اس کے سوا اس کا اور مال نہ ہو تو اس کا تہائی حصہ آزاد ہو جائے گا۔ پھر زخم کی دیت کو تین حصوں میں تقسیم کریں گے۔ ان میں سے ایک تہائی تو مدبر پر پڑے گا جس کا تہائی حصہ آزاد ہوا ہے۔ اور دو تہائی وارثوں پر پڑیں گے۔ ورثاء اگر چاہیں تو یہ دو تہائی بھی مدبر کے مجروح کے حوالے کر دیں اور اگر چاہیں تو دیت کی دو تہائی ادا کر دیں اور مدبر کی دو تہائی رکھ چھوڑیں کیونکہ اس زخم کی دیت غلام کی جنایت کے باعث ہے اور آقا پر یہ قرض نہیں تھا۔ تو غلام کی غلطی سے آقا پر جو بوجھ پڑا اس سے اس کی آزادی اور مدبر ہونا باطل نہیں ہوگا۔ اگر آقا اس صورت میں قرض دار بھی ہو تو مدبر میں سے دیت اور قرضہ کے مطابق بیچ کر پہلے دیت ادا کریں گے پھر قرض ادا کیا جائے گا اور اس کے بعد غلام کا جتنا حصہ بچ رہے گا اس کا ایک تہائی آزاد ہو جائے گا اور اس کے دو تہائی وارثوں کو ملیں گے کیونکہ غلام کی جنایت کا تاوان آقا کے

وَذٰلِكَ اَنَّ جَنَايَةَ الْعَبْدِ هِيَ اَوْلٰى مِنْ دَيْنِ سَيِّدِهٖ ، وَذٰلِكَ اَنَّ الرَّجُلَ اِذَا هَلَكَ ، وَتَرَكَ عَبْدًا مُدَبَّرًا قِيْمَتُهٗ خَمْسُوْنَ وَمِائَةُ دِيْنَارٍ ، وَكَانَ الْعَبْدُ قَدْ شَجَّ رَجُلًا حُرًّا مُوْضِحَةً عَقْلُهَا خَمْسُوْنَ دِيْنَارًا وَكَانَ عَلٰى سَيِّدِ الْعَبْدِ مِنَ الدَّيْنِ خَمْسُوْنَ دِيْنَارًا.

قرض پر مقدم ہے اور یہ اسی طرح ہے جیسے کوئی آدمی فوت ہو جائے اور مدبر غلام چھوڑے جس کی قیمت ایک سو پچاس دینار ہے اور اس غلام نے ایک آدمی کو زخمی کیا جس کی دیت پچاس دینار ہے اور غلام کے آقا پر قرض سے پچاس دینار ہیں۔

قَالَ مَالِكٌ فَاِنَّهٗ يُبْدَأُ بِالْخَمْسِيْنَ دِيْنَارًا الَّتِيْ فِيْ عَقْلِ الشَّجَّةِ فَتُقْضٰى مِنْ ثَمَنِ الْعَبْدِ ، ثُمَّ يُقْضٰى دَيْنُ سَيِّدِهٖ ، ثُمَّ يُنْظَرُ اِلٰى مَا بَقِيَ مِنَ الْعَبْدِ فَيَعْتِقُ ثُلُثُهٗ وَيَبْقٰى ثُلُثَاهُ لِلْوَرَثَةِ فَالْعَقْلُ اَوْجَبُ فِيْ رَقَبَتِهٖ مِنْ دَيْنِ سَيِّدِهٖ ، وَدَيْنُ سَيِّدِهٖ اَوْجَبُ مِنَ التَّدْبِيْرِ الَّذِيْ اِنَّمَا هُوَ وَصِيَّةٌ فِيْ ثُلُثِ مَالِ الْمَيِّتِ ، فَلَا يَنْبَغِيْ اَنْ يَجُوْزَ شَيْءٌ مِنَ التَّدْبِيْرِ وَعَلٰى سَيِّدِ الْمُدَبَّرِ دَيْنٌ لَمْ يُقْضَ وَاِنَّمَا هُوَ وَصِيَّةٌ وَذٰلِكَ اَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَالَ ﴿مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ﴾ (النساء:۱۲)

امام مالک نے فرمایا کہ غلام کی قیمت میں سے پہلے دیت کے پچاس دینار ادا کریں گے۔ پھر قرض کے پچاس دینار ادا کئے جائیں گے۔ اب جو باقی بچا اس کا ایک تہائی آزاد ہو جائے گا اور دو تہائی حصہ وارثوں کو ملے گا' کیونکہ دیت قرض سے مقدم ہے اور قرض تدبیر سے مقدم ہے۔ چونکہ وصیت تو مرنے والا تہائی مال میں کرتا ہے۔ لہٰذا تدبیر وغیرہ کسی چیز کو تہائی سے آگے بڑھانا مناسب نہیں اور آقا پر قرض ہے جو ادا نہیں ہوا۔ اور یہ تو وصیت ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "کی گئی وصیت اور قرض ادا کرنے کے بعد"۔

قَالَ مَالِكٌ فَاِنْ كَانَ فِيْ ثُلُثِ الْمَيِّتِ مَا يَعْتِقُ فِيْهِ الْمُدَبَّرُ كُلُّهٗ عَتَقَ ، وَكَانَ عَقْلُ جِنَايَتِهٖ دَيْنًا عَلَيْهِ يُتْبَعُ بِهٖ بَعْدَ عِتْقِهٖ ، وَاِنْ كَانَ ذٰلِكَ الْعَقْلُ الدِّيَةَ كَامِلَةً ، وَذٰلِكَ اِذَا لَمْ يَكُنْ عَلٰى سَيِّدِهٖ دَيْنٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر میت کے تہائی مال سے مدبر آزاد ہو سکتا ہو تو آزاد ہو جائے اور زخم کی دیت اس پر قرض ہو گا اگرچہ پوری دیت ہو۔ آزادی کے بعد اس پر مواخذہ کیا جائے گا جب کہ اس کے آقا پر قرض نہ ہو۔

وَقَالَ مَالِكٌ فِي الْمُدَبَّرِ اِذَا جَرَحَ رَجُلًا فَاَسْلَمَهٗ سَيِّدُهٗ اِلَى الْمَجْرُوْحِ ، ثُمَّ هَلَكَ سَيِّدُهٗ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ ، وَلَمْ يَتْرُكْ مَالًا غَيْرَهٗ فَقَالَ الْوَرَثَةُ نَحْنُ نُسَلِّمُهٗ اِلٰى صَاحِبِ الْجُرْحِ ، وَقَالَ صَاحِبُ الدَّيْنِ اَنَا اَزِيْدُ عَلٰى ذٰلِكَ اِنَّهٗ اِذَا زَادَ الْغَرِيْمُ شَيْئًا فَهُوَ اَوْلٰى بِهٖ وَيُحَطُّ عَنِ الَّذِيْ عَلَيْهِ الدَّيْنُ قَدْرُ مَا زَادَ الْغَرِيْمُ عَلٰى دِيَةِ الْجُرْحِ ، فَاِنْ لَمْ يَزِدْ شَيْئًا لَمْ يَاْخُذِ الْعَبْدَ.

امام مالک نے مدبر کے بارے میں فرمایا کہ جب وہ کسی شخص کو زخمی کرے اور اس کا آقا اسے مجروح کے حوالے کر دے۔ پھر اس کا آقا فوت ہو جائے اور اس پر قرض ہو اور اس کے سوا اور مال نہ چھوڑے' وارث کہیں کہ ہم اسے مجروح کے حوالے کرتے ہیں اور قرض خواہ کہے کہ میں مدبر کی زیادہ قیمت دیتا ہوں۔ اس صورت میں مدبر کو حوالے کرنا بہتر ہے اور قرض خواہ نے دیت سے جتنا زیادہ دیا ہے اتنا قرضہ آقا کے اوپر سے ساقط ہو جائے گا اور اگر دیت سے زیادہ نہ دے تو قرض خواہ اس مدبر کو نہیں لے سکے گا۔

وَقَالَ مَالِكٌ فِي الْمُدَبَّرِ اِذَا جَرَحَ وَلَهٗ مَالٌ فَاَبٰى سَيِّدُهٗ اَنْ يَّفْتَدِيَهٗ ، فَاِنَّ الْمَجْرُوْحَ يَاْخُذُ مَالَ الْمُدَبَّرِ فِيْ دِيَةِ جُرْحِهٖ ، فَاِنْ كَانَ فِيْهِ وَفَاءٌ اسْتَوْفٰى

امام مالک نے فرمایا کہ مدبر جب کسی کو زخمی کرے اور اس کے پاس مال ہو اور اس کا آقا دیت دینے سے انکار کرے تو مجروح اس مدبر کا مال اپنی دیت میں وصول کر لے گا۔ اگر دیت

الْمَجْرُوحُ دِيَةَ جُرْحِهِ وَرَدَّ الْمُدَبَّرَ إِلَى سَيِّدِهِ ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ وَفَاءٌ اقْتَضَاهُ مِنْ دِيَةِ جُرْحِهِ وَاسْتَعْمَلَ الْمُدَبَّرَ بِمَا بَقِيَ لَهُ مِنْ دِيَةِ جُرْحِهِ.

اسی مال میں پوری ہوگئی تو مدبر کو اس کے آقا کی طرف لوٹا دے گا ورنہ جتنی دیت باقی رہ گئی ہے اس کے مطابق مدبر سے خدمت لے گا۔

٧- بَابُ مَا جَاءَ فِي جِرَاحِ أُمِّ الْوَلَدِ

ام ولد اگر کسی کو زخمی کر دے

قَالَ مَالِكٌ فِي أُمِّ الْوَلَدِ تَجْرَحُ إِنَّ عَقْلَ ذَٰلِكَ الْجَرْحِ ضَامِنٌ عَلَى سَيِّدِهَا فِي مَالِهِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ عَقْلُ ذَٰلِكَ الْجَرْحِ أَكْثَرَ مِنْ قِيمَةِ أُمِّ الْوَلَدِ ، فَلَيْسَ عَلَى سَيِّدِهَا أَنْ يُخْرِجَ أَكْثَرَ مِنْ قِيمَتِهَا ، وَذَٰلِكَ أَنَّ رَبَّ الْعَبْدِ أَوِ الْوَلِيدَةِ ، إِذَا أَسْلَمَ غُلَامَهُ أَوْ وَلِيدَتَهُ ، بِجُرْحٍ أَصَابَهُ وَاحِدٌ مِنْهُمَا فَلَيْسَ عَلَيْهِ أَكْثَرُ مِنْ ذَٰلِكَ ، وَإِنْ كَثُرَ الْعَقْلُ ، فَإِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ سَيِّدُ أُمِّ الْوَلَدِ أَنْ يُسَلِّمَهَا لِمَا مَضَى فِي ذَٰلِكَ مِنَ السُّنَّةِ فَإِنَّهُ إِذَا أَخْرَجَ قِيمَتَهَا فَكَأَنَّهُ أَسْلَمَهَا ، فَلَيْسَ عَلَيْهِ أَكْثَرُ مِنْ ذَٰلِكَ.

امام مالک نے ام الولد کے بارے میں فرمایا کہ اگر وہ کسی کو زخمی کرے تو اس زخم کی دیت کا ضامن اس کا آقا ہے اسی کے مال سے مگر یہ کہ اس زخم کی دیت ام ولد کی قیمت سے زیادہ ہو تو آقا کے لئے ضروری نہیں ہے کہ وہ ام ولد کی قیمت سے زیادہ ادا کرے۔ اسی لئے لونڈی یا غلام اگر جنایت کرے تو آقا پر اس سے زیادہ لازم نہیں خواہ اس غلام یا لونڈی کی قیمت سے کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو۔ لیکن ام ولد کا آقا نہیں کر سکتا کہ اسے صاحب جنایت کے حوالے کرے کیونکہ یہ خلاف سنت ہے اور جب اس کی قیمت ادا کر دی تو گویا وہ سپرد ہی کر دی اور آقا پر اس سے زیادہ اور کچھ نہیں ہے۔

وَهَٰذَا أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ ، وَلَيْسَ عَلَيْهِ أَنْ يَحْمِلَ مِنْ جِنَايَتِهَا أَكْثَرَ مِنْ قِيمَتِهَا.

اور یہ میں نے خوب سنا اور اس پر قیمت سے زیادہ جنایت میں دینا ضروری نہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

٤١- كِتَابُ الْحُدُودِ

حدود کا بیان

١- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجْمِ

سنگسار کرنے کے متعلق روایات

٦٣٥- حَدَّثَنَا مَالِكٌ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ، أَنَّهُ قَالَ جَاءَتِ الْيَهُودُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرُوا لَهُ أَنَّ رَجُلًا مِنْهُمْ وَامْرَأَةً زَنَيَا. فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا تَجِدُونَ فِي التَّوْرَاةِ فِي شَأْنِ الرَّجْمِ؟ فَقَالُوا نَفْضَحُهُمْ ، وَيُجْلَدُونَ. فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ كَذَبْتُمْ إِنَّ فِيهَا آيَةَ الرَّجْمِ ، فَأَتَوْا بِالتَّوْرَاةِ فَنَشَرُوهَا فَوَضَعَ أَحَدُهُمْ يَدَهُ عَلَى آيَةِ الرَّجْمِ ، ثُمَّ قَرَأَ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا. فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ ارْفَعْ يَدَكَ ، فَرَفَعَ يَدَهُ فَإِذَا فِيهَا آيَةُ الرَّجْمِ فَقَالُوا صَدَقَ يَا مُحَمَّدُ فِيهَا آيَةُ الرَّجْمِ ، فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَرُجِمَا. صحیح البخاری (٦٨٤١) صحیح مسلم (٤٤١٢)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ یہودی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور بتایا کہ ان میں سے ایک مرد اور ایک عورت نے زنا کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ رجم کے متعلق تورات میں تم کیا پاتے ہو؟ بعض نے کہا: ہم انہیں رسوا کرتے اور کوڑے مارتے ہیں؟ حضرت عبداللہ بن سلام نے کہا کہ تم جھوٹ بولتے ہو اس میں رجم ہے۔ پس تورات لا کر کھولی گئی تو ایک نے رجم کی آیت پر ہاتھ رکھ لیا اور سیاق و سباق سے پڑھ دیا۔ عبداللہ بن سلام نے اس سے کہا کہ اپنا ہاتھ اٹھاؤ۔ اس نے ہاتھ اٹھایا تو نیچے آیت رجم تھی انہوں نے کہا: اے محمد! آپ نے سچ فرمایا اس میں آیت رجم ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے دونوں کو سنگسار کرنے کا حکم فرمایا۔

فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَرَأَيْتُ الرَّجُلَ يَحْنِيْ عَلَى الْمَرْأَةِ يَقِيْهَا الْحِجَارَةَ.

حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ میں نے اس آدمی کو دیکھا کہ پتھروں سے بچانے کے لئے اس عورت پر جھک جاتا۔

قَالَ مَالِكٌ يَعْنِيْ يَحْنِيْ يُكِبُّ عَلَيْهَا حَتّٰى تَقَعَ الْحِجَارَةُ عَلَيْهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ عورت پر جھک جاتا کہ پتھر اس آدمی کو لگیں۔

٦٣٦- **حَدَّثَنِيْ** مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَسْلَمَ جَاءَ إِلٰى أَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ فَقَالَ لَهُ إِنَّ الْأَخِرَ زَنٰى، فَقَالَ لَهُ أَبُوْ بَكْرٍ هَلْ ذَكَرْتَ هٰذَا لِأَحَدٍ غَيْرِيْ؟ فَقَالَ لَا. فَقَالَ لَهُ أَبُوْ بَكْرٍ فَتُبْ إِلَى اللّٰهِ وَاسْتَتِرْ بِسِتْرِ اللّٰهِ فَإِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ. فَلَمْ تُقْرِرْهُ نَفْسُهُ حَتّٰى أَتٰى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ مَا قَالَ لِأَبِيْ بَكْرٍ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ مِثْلَ مَا قَالَ لَهُ أَبُوْ بَكْرٍ، فَلَمْ تُقْرِرْهُ نَفْسُهُ حَتّٰى جَاءَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ لَهُ إِنَّ الْأَخِرَ زَنٰى، فَقَالَ سَعِيْدٌ فَأَعْرَضَ عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلُّ ذٰلِكَ يُعْرِضُ عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى إِذَا أَكْثَرَ عَلَيْهِ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلٰى أَهْلِهِ فَقَالَ أَيَشْتَكِيْ أَمْ بِهِ جِنَّةٌ؟ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ إِنَّهُ لَصَحِيْحٌ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَبِكْرٌ أَمْ ثَيِّبٌ؟ فَقَالُوْا بَلْ ثَيِّبٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَأَمَرَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَرُجِمَ.

صحیح البخاری (٦٨١٥) صحیح مسلم (٤٣٩٦)

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ قبیلہ اسلم کا ایک آدمی حضرت ابوبکر کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ اس نالائق نے زنا کیا ہے' حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ تم نے کیا میرے سوا کسی سے ذکر کیا ہے؟ عرض کی کہ نہیں۔ حضرت ابوبکر نے اس سے فرمایا کہ اللہ سے توبہ کرو اور اللہ کے پردے میں چھپے رہو کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے' اس کی دلی تسلی نہ ہوئی اور حضرت عمر کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے وہی کہا جو حضرت ابوبکر سے کہا تھا۔ حضرت عمر نے اس سے وہی فرمایا جو حضرت ابوبکر نے فرمایا تھا' لیکن اس کی دلی تسلی نہ ہوئی اور رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ اس نالائق نے زنا کیا ہے۔ سعید کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ تین مرتبہ کہا اور ہر مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے منہ پھیر لیا۔ جب اس نے بس نہ کی تو رسول اللہ ﷺ کاشانۂ اقدس کی طرف جانے لگے اور فرمایا: تم بیمار ہو کہ پاگل؟ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! خدا کی قسم! یہ تندرست ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم کنوارے ہو یا شادی شدہ؟ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! شادی شدہ۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اسے سنگسار کرنے کا حکم فرمایا۔ف

ف: نبی کریم ﷺ کی نگاہ کیمیا اثر کی کیا ہی بات ہے کہ جن حضرات نے اس بارگاہ سے خاص تربیت حاصل نہیں کی اور زیادہ عرصہ حضور کی خدمت میں رہ کر کسب فیض کا موقع نہیں ملا وہ بھی آخرت کی کامیابی کے کس درجہ متوالے تھے کہ حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ اخروی زندگی سنوارنے کے لیے کس طرح بارگاہ صدیقی' بارگاہ فاروقی اور بارگاہ رسالت میں دیوانہ وار حاضر ہو رہے تھے۔ پتھروں کی بوچھاڑ میں خود موت کو دعوت دیتے رہے۔ جگہ جگہ تلاش کرتے پھر رہے ہیں تاکہ اخروی مواخذے سے اپنے آپ کو اسی دنیا میں پاک کر لیں۔ ایسے ایک ہی بزرگ کا ورع وتقویٰ اگر لاکھوں آدمیوں میں تقسیم کر دیا جائے تو ان میں سے ہر ایک آج کے بزرگوں میں تقویٰ وطہارت میں بڑھ کر ہوگا۔ دریں حالات جید صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ورع وتقویٰ کا بھلا کون اندازہ کر سکتا ہے؟ اس نگاہ کیمیا اثر کے لیے اسی لیے تو کہا گیا ہے:

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے رہبر ہو گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

٦٣٧- حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّهُ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ مِنْ أَسْلَمَ يُقَالُ لَهُ هَزَّالٌ يَا هَزَّالُ لَوْ سَتَرْتَهُ بِرِدَائِكَ لَكَانَ خَيْرًا لَكَ. قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ فَحَدَّثْتُ بِهَذَا الْحَدِيثِ فِي مَجْلِسٍ فِيهِ يَزِيدُ بْنُ نُعَيْمِ بْنِ هَزَّالٍ الْأَسْلَمِيُّ فَقَالَ يَزِيدُ هَزَّالٌ جَدِّي، وَهَذَا الْحَدِيثُ حَقٌّ. سنن ابوداؤد (٤٣٧٧)

سعید بن مسیب نے فرمایا کہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ اسلم کے ہزال نامی شخص سے فرمایا کہ اگر تم اسے چادر میں چھپا لیتے تو تمہارے لیے بہتر ہوتا۔ یحییٰ بن سعید کا بیان ہے کہ یہ حدیث میں نے ایک مجلس میں بیان کی جس میں یزید بن نعیم بن ہزال اسلمی بھی تھے۔ یزید نے کہا کہ ہزال میرے جد امجد تھے اور یہ حدیث درست ہے۔

٦٣٨- حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَجُلًا اعْتَرَفَ عَلَى نَفْسِهِ بِالزِّنَى عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَشَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ، فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَرُجِمَ.

ابن شہاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک آدمی نے چار مرتبہ اپنے زنا کا اعتراف کیا تو رسول اللہ ﷺ کے حکم سے اسے سنگسار کر دیا گیا۔

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَمِنْ أَجْلِ ذَلِكَ يُؤْخَذُ الرَّجُلُ بِاعْتِرَافِهِ عَلَى نَفْسِهِ. صحیح البخاری (٦٨١٥) صحیح مسلم (٤٣٩٦)

ابن شہاب نے فرمایا کہ آدمی کے اعتراف کر لینے سے مواخذہ ہوتا ہے۔

٦٣٩- حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ زَيْدِ بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِيهِ زَيْدِ بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ، أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا زَنَتْ، وَهِيَ حَامِلٌ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اذْهَبِي حَتَّى تَضَعِي. فَلَمَّا وَضَعَتْ جَاءَتْهُ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اذْهَبِي حَتَّى تُرْضِعِيهِ، فَلَمَّا أَرْضَعَتْهُ جَاءَتْهُ فَقَالَ اذْهَبِي فَاسْتَوْدِعِيهِ قَالَ فَاسْتَوْدَعَتْهُ ثُمَّ جَاءَتْ فَأَمَرَ بِهَا فَرُجِمَتْ.
صحیح مسلم (٤٤٠٧)

عبد الرحمن بن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر آپ کو بتایا کہ اس نے زنا کیا ہے اور وہ حاملہ تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ چلی جاؤ یہاں تک کہ بچہ جن لو۔ جب وہ جن چکی تو حاضر ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چلی جاؤ یہاں تک کہ دودھ چھڑا لو۔ دودھ چھڑانے کے بعد وہ پھر حاضر ہوئی۔ فرمایا: جاؤ بچہ کسی کے سپرد کر دو۔ راوی کا بیان ہے کہ بچہ سپرد کر کے حاضر ہوئی۔ پس آپ کے حکم سے اسے سنگسار کر دیا گیا۔

٦٤٠- حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ ابْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ، أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ أَحَدُهُمَا يَا رَسُولَ اللَّهِ اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ، وَقَالَ الْآخَرُ وَهُوَ أَفْقَهُهُمَا أَجَلْ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَاقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ، وَأْذَنْ لِي

حضرت ابو ہریرہ اور حضرت زید بن خالد جہنی سے روایت ہے کہ دو آدمی جھگڑتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ ان میں سے ایک عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! ہمارے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ فرمایئے اور دوسرے نے کہا جو اس سے زیادہ سمجھدار تھا۔ یا رسول اللہ! ہمارے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق ہی فیصلہ فرمایئے اور مجھے عرض

فِيْ أَنْ أَتَكَلَّمَ. قَالَ تَكَلَّمْ. قَالَ إِنَّ ابْنِيْ كَانَ عَسِيْفًا عَلٰى هٰذَا ، فَزَنٰى بِامْرَأَتِهٖ فَأَخْبَرُوْنِيْ أَنَّ عَلٰى ابْنِي الرَّجْمَ ، فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَبِجَارِيَةٍ لِيْ ، ثُمَّ إِنِّيْ سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ ، فَأَخْبَرُوْنِيْ أَنَّ مَا عَلَى ابْنِيْ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبُ عَامٍ ، وَأَخْبَرُوْنِيْ أَنَّمَا الرَّجْمُ عَلَى امْرَأَتِهٖ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَمَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ ، أَمَّا غَنَمُكَ وَجَارِيَتُكَ فَرَدٌّ عَلَيْكَ ، وَجَلَدَ ابْنَهٗ مِائَةً وَغَرَّبَهٗ عَامًا ، وَأَمَرَ أُنَيْسًا الْأَسْلَمِيَّ أَنْ يَأْتِيَ امْرَأَةَ الْآخَرِ فَإِنِ اعْتَرَفَتْ رَجَمَهَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا. صحیح البخاری (۶۶۳۳) صحیح مسلم (۴۴۱۰)

کرنے کی اجازت دیجئے۔ فرمایا کہ بیان کرو۔ عرض گزار ہوا کہ میرا بیٹا اس کے پاس مزدوری کرتا تھا۔ اس نے اس کی بیوی کے ساتھ زنا کیا۔ مجھے بتایا گیا کہ تمہارے بیٹے کو سنگسار کیا جائے گا۔ میں نے سو بکریاں اور ایک لونڈی فدیہ میں دیں۔ پھر میں نے اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ تمہارے بیٹے کے لیے سو کوڑے اور ایک سال کی جلا وطنی ہے اور مجھے بتایا کہ عورت کو سنگسار کیا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میں تمہارے درمیان ضرور اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ بکریاں اور لونڈی تمہیں واپس ملیں گی اور تمہارے بیٹے کو سو کوڑے مارے جائیں گے اور ایک سال کے لئے جلاوطن کیا جائے گا اور حضرت انیس اسلمی کو حکم فرمایا کہ کل اس عورت کے پاس جانا۔ اگر وہ اعتراف کرے تو اسے سنگسار کر دینا۔ چنانچہ اس نے اعتراف کیا اور اسے سنگسار کر دیا گیا۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْعَسِيْفُ الْأَجِيْرُ.

امام مالک نے فرمایا کہ "العسیف" سے مزدور مراد ہے۔

۶۴۱- حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِيْ صَالِحٍ ، عَنْ أَبِيْهِ ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ، أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَرَأَيْتَ لَوْ أَنِّيْ وَجَدْتُ مَعَ امْرَأَتِيْ رَجُلًا أَأُمْهِلُهٗ حَتّٰى آتِيَ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَعَمْ. صحیح مسلم (۳۷۴۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ اگر میں اپنی بیوی کے پاس کسی کو پاؤں تو اسے مہلت دوں یہاں تک کہ چار گواہ لاؤں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں۔

[۸۴۴] أَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ ، أَنَّهٗ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ الرَّجْمُ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ حَقٌّ عَلٰى مَنْ زَنٰى مِنَ الرِّجَالِ ، وَالنِّسَاءِ إِذَا أُحْصِنَ ، إِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ ، أَوْ كَانَ الْحَبَلُ ، أَوِ الْاِعْتِرَافُ.

صحیح البخاری (۶۸۳۰) صحیح مسلم (۴۳۹۴)

حضرت عبداللہ بن عباس نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ کی کتاب میں زنا کرنے والے مرد اور عورت کے لیے سنگسار کرنے کا حکم بالکل درست ہے جب کہ وہ شادی شدہ ہوں اور جب شہادتیں قائم ہو جائیں یا حمل سے معلوم ہو یا اعتراف کرلے۔

[۸۴۵] أَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ ، عَنْ أَبِيْ وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَتَاهُ رَجُلٌ وَهُوَ بِالشَّامِ ، فَذَكَرَ لَهٗ أَنَّهٗ وَجَدَ

سلیمان بن یسار نے ابو واقد لیثی سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر کی خدمت میں ایک آدمی آیا جب کہ وہ شام میں تھے اور ذکر کیا کہ اس نے اپنی بیوی کے ساتھ کسی آدمی کو پایا ہے۔

مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا ' فَبَعَثَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَبَا وَاقِدٍ اللَّيْثِيَّ إِلَى امْرَأَتِهِ يَسْأَلُهَا عَنْ ذٰلِكَ فَأَتَاهَا وَعِنْدَهَا نِسْوَةٌ حَوْلَهَا ' فَذَكَرَ لَهَا الَّذِي قَالَ زَوْجُهَا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ' وَأَخْبَرَهَا أَنَّهَا لَا تُؤَاخَذُ بِقَوْلِهِ وَجَعَلَ يُلَقِّنُهَا أَشْبَاهَ ذٰلِكَ لِتَنْزِعَ فَأَبَتْ أَنْ تَنْزِعَ ' وَتَمَّتْ عَلَى الْاِعْتِرَافِ فَأَمَرَ بِهَا عُمَرُ فَرُجِمَتْ.

حضرت عمر نے اس عورت کے پاس ابو واقد لیثی کو بھیجا تا کہ اس بارے میں اس سے پوچھے۔ وہ گئے تو اس کے پاس عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں۔ انہوں نے اس بات کا ذکر کیا جو حضرت عمر نے فرمائی تھی اور اسے بتایا کہ خاوند کے کہنے پر اس کا مواخذہ نہیں ہوگا اور اسے ایسی باتیں سکھانے لگے کہ وہ اقرار نہ کرے۔ لیکن عورت نے اعتراف کیا اور حضرت عمر کے حکم سے اسے سنگسار کر دیا گیا۔ ف

ف: قربان جائیں اس محترمہ کی عظمت پر کہ آخرت پر ایمان کتنا پختہ ہے کہ اس کی کامیابی کے راستے میں دنیاوی زندگی کو ذرا بھی حائل نہیں ہونے دیا۔ لغزش کا اقرار کر کے رجم ہونا' پتھروں کی بارش کے اندر دائمی اجل کو لبیک کہنا قبول کر لیا لیکن آخرت کا ذرا سا خطرہ بھی باقی نہیں رہنے دیا۔ اسی لیے تو ابوالاثر جناب حفیظ جالندھری نے کہا ہے:

یہی مائیں ہیں جن کی گود میں اسلام پلتا ہے
اسی غیرت سے انسان نور کے سانچے میں ڈھلتا ہے

[٨٤٦] اَثَر- حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ ' عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ ' عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ ' أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُوْلُ لَمَّا صَدَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مِنْ مِنًى أَنَاخَ بِالْأَبْطَحِ ' ثُمَّ كَوَّمَ كُوْمَةً بَطْحَاءَ ' ثُمَّ طَرَحَ عَلَيْهَا رِدَاءَهُ وَاسْتَلْقَى ' ثُمَّ مَدَّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ كَبِرَتْ سِنِّيْ ' وَضَعُفَتْ قُوَّتِيْ ' وَانْتَشَرَتْ رَعِيَّتِيْ فَاقْبِضْنِيْ إِلَيْكَ غَيْرَ مُضَيِّعٍ ' وَلَا مُفَرِّطٍ ' ثُمَّ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَخَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ سُنَّتْ لَكُمُ السُّنَنُ ' وَفُرِضَتْ لَكُمُ الْفَرَائِضُ ' وَتُرِكْتُمْ عَلَى الْوَاضِحَةِ إِلَّا أَنْ تَضِلُّوْا بِالنَّاسِ يَمِيْنًا وَشِمَالًا ' وَضَرَبَ بِإِحْدٰى يَدَيْهِ عَلَى الْأُخْرٰى ' ثُمَّ قَالَ إِيَّاكُمْ أَنْ تَهْلِكُوْا عَنْ اٰيَةِ الرَّجْمِ ' أَنْ يَقُوْلَ قَائِلٌ لَا نَجِدُ حَدَّيْنِ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَقَدْ رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَرَجَمْنَا ' وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ لَا أَنْ يَقُوْلَ النَّاسُ زَادَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى لَكَتَبْتُهَا (اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ فَارْجُمُوْهُمَا الْبَتَّةَ) فَإِنَّا قَدْ قَرَأْنَاهَا.

سعید بن مسیب نے حضرت عمر کو کہتے ہوئے سنا جب کہ وہ منیٰ سے لوٹے اور ابطح میں اپنے اونٹ کو بٹھا رہے تھے تو کنکریوں کا ایک ڈھیر لگا کر اپنی چادر اس پر بچھا دی اور چت لیٹ گئے۔ پھر اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر عرض گزار ہوئے: اے اللہ! میری عمر زیادہ ہو گئی' میری قوت گھٹ گئی' میری رعیت بہت پھیل گئی لہٰذا مجھے اپنی بارگاہ میں بلا لے کہ نہ تیرے احکام کو ضائع کرنے والا بنوں اور نہ افراط کرنے والا۔ پھر جب مدینہ منورہ میں جلوہ افروز ہوئے تو لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: اے لوگو! راستہ تمہارے لیے صاف ہو گیا اور فرائض تمہارے لیے مقرر ہو گئے اور تم واضح راستے پر ڈال دیئے گئے مگر یہ کہ تم لوگوں کے ساتھ دائیں بائیں کو بہک جاؤ۔ پھر ایک ہاتھ دوسرے پر مار کر فرمایا کہ ایسا نہ ہو تم آیت رجم کو بھلا دو اور کوئی کہنے والا کہے کہ ہم اس کی حدیں اللہ کی کتاب میں نہیں پاتے تو رسول اللہ ﷺ نے رجم کیا' ہم نے رجم کیا' قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے' اگر لوگوں کے کہنے کا ڈر نہ ہوتا کہ عمر نے اللہ کی کتاب میں اضافہ کر دیا تو ضرور میں ''الشیخ والشیخۃ فارجموھما البتۃ'' کو لکھ دیتا کیونکہ ہم نے اسے پڑھا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ ' قَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ فَمَا انْسَلَخَ ذُو الْحِجَّةِ حَتّٰى قُتِلَ عُمَرُ رَحِمَهُ

یحییٰ بن سعید نے سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ ذوالحجہ کا مہینہ گزرا نہ تھا کہ حضرت عمر کو قتل کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ان

اللهُ.

قَالَ يَحْيٰى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ قَوْلُهُ الشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ يَعْنِي الثَّيِّبَ وَالثَّيِّبَةَ، فَارْجُمُوْهُمَا الْبَتَّةَ.

پر رحم فرمائے۔

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ "الشیخ و الشیخۃ" سے شادی شدہ مرد اور شادی شدہ عورت مراد ہے کہ دونوں کو سنگسار کر دیا جائے۔

[٨٤٧] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ أُتِيَ بِامْرَأَةٍ قَدْ وَلَدَتْ فِيْ سِتَّةِ أَشْهُرٍ، فَأَمَرَ بِهَا أَنْ تُرْجَمَ فَقَالَ لَهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ. لَيْسَ ذٰلِكَ عَلَيْهَا، إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقُوْلُ فِيْ كِتَابِهِ ﴿وَحَمْلُهُ وَفِصٰلُهُ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا﴾ (الاحقاف:١٥) وَقَالَ ﴿وَالْوٰلِدٰتُ يُرْضِعْنَ أَوْلٰدَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ﴾ (البقرہ:٢٣٣) فَالْحَمْلُ يَكُوْنُ سِتَّةَ أَشْهُرٍ فَلَا رَجْمَ عَلَيْهَا، فَبَعَثَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فِيْ أَثَرِهَا فَوَجَدَهَا قَدْ رُجِمَتْ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عثمان کے پاس ایک عورت لائی گئی جس نے چھ مہینے میں بچہ جنا تھا۔ آپ نے اس کو رجم کرنے کا حکم دیا۔ حضرت علی نے ان سے کہا کہ اس کی یہ سزا نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے: "اور اسے اٹھائے پھرنا اور دودھ چھڑانا تیس مہینے میں ہے" نیز فرماتا ہے: "اور مائیں دودھ پلائیں اپنے بچوں کو پورے دو برس۔ اس لیے جو دودھ کی مدت پوری کرنی ہے" پس حمل چھ ماہ کا ہو سکتا ہے تو وہ رجم نہ کی جائے۔ حضرت عثمان نے اس کے پیچھے آدمی بھیجا تو اسے رجم کر دیا گیا تھا۔

حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنِ الَّذِيْ يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ فَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ عَلَيْهِ الرَّجْمُ أَحْصَنَ، أَوْ لَمْ يُحْصِنْ.

ابن شہاب سے قوم لوط کے عمل کے متعلق پوچھا گیا۔ ابن شہاب نے فرمایا کہ اسے سنگسار کیا جائے خواہ شادی شدہ ہو یا شادی شدہ نہ ہو۔

٢- بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنِ اعْتَرَفَ عَلٰى نَفْسِهِ بِالزِّنَا

جو خود زنا کا اقرار کرے

٦٤٢- حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، أَنَّ رَجُلًا اعْتَرَفَ عَلٰى نَفْسِهِ بِالزِّنَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَدَعَا لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِسَوْطٍ فَأُتِيَ بِسَوْطٍ مَكْسُوْرٍ فَقَالَ فَوْقَ هٰذَا فَأُتِيَ بِسَوْطٍ جَدِيْدٍ لَمْ تُقْطَعْ ثَمَرَتُهُ فَقَالَ دُوْنَ هٰذَا. فَأُتِيَ بِسَوْطٍ قَدْ رُكِبَ بِهِ وَلَانَ فَأَمَرَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَجُلِدَ، ثُمَّ قَالَ أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ آنَ لَكُمْ أَنْ تَنْتَهُوْا عَنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ، مَنْ أَصَابَ مِنْ هٰذِهِ الْقَاذُوْرَاتِ شَيْئًا فَلْيَسْتَتِرْ بِسِتْرِ اللّٰهِ فَإِنَّهُ مَنْ يُبْدِيْ لَنَا صَفْحَتَهُ نُقِمْ عَلَيْهِ كِتَابَ اللّٰهِ.

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک آدمی نے اپنے متعلق زنا کا اعتراف کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے کوڑا منگایا۔ آپ کی خدمت میں ٹوٹا ہوا کوڑا لایا گیا۔ فرمایا کہ اچھا لاؤ تو ایک نیا کوڑا لایا گیا جس کا سرا ابھی کاٹا بھی نہیں گیا تھا۔ فرمایا کہ اس سے کم تر لاؤ۔ پس آپ کی خدمت میں استعمال شدہ لایا گیا جو نرم ہو گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کوڑے کے ساتھ مارنے کا حکم فرمایا۔ پھر ارشاد ہوا کہ اے لوگو! وقت آ گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حدوں سے بچو۔ اگر کوئی کسی برائی میں ملوث ہو جائے تو اللہ کے پردے میں چھپا رہے، جو ہمارے سامنے اپنا پردہ فاش کر دے گا تو ہم اس پر اللہ کی کتاب کے مطابق حد قائم کریں گے۔

[٨٤٨] أَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ صَفِيَّةَ

نافع کو صفیہ بنت ابو عبید نے بتایا کہ حضرت ابوبکر صدیق کی

بِنْتَ اَبِيْ عُبَيْدٍ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ اَبَا بَكْرِ الصِّدِّيْقَ اُتِيَ بِرَجُلٍ قَدْ وَقَعَ عَلٰى جَارِيَةٍ بِكْرٍ فَاَحْبَلَهَا ثُمَّ اعْتَرَفَ عَلٰى نَفْسِهٖ بِالزِّنَا وَلَمْ يَكُنْ اَحْصَنَ فَاَمَرَ بِهٖ اَبُوْ بَكْرٍ فَجُلِدَ الْحَدَّ ثُمَّ نُفِيَ اِلٰى فَدَكَ.

خدمت میں ایک آدمی کو لایا گیا جس نے ایک کنواری لونڈی سے زنا کیا اور وہ حاملہ ہو گئی۔ پھر اپنے متعلق زنا کا اعتراف کیا اور وہ شادی شدہ نہ تھا۔ حضرت ابوبکر نے اسے کوڑے مارنے کا حکم دیا اور پھر اسے فدک کی طرف جلاوطن کر دیا گیا۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الَّذِيْ يَعْتَرِفُ عَلٰى نَفْسِهٖ بِالزِّنَا ثُمَّ يَرْجِعُ عَنْ ذٰلِكَ وَيَقُوْلُ لَمْ اَفْعَلْ وَاِنَّمَا كَانَ ذٰلِكَ مِنِّيْ عَلٰى وَجْهِ كَذَا وَكَذَا لِشَيْءٍ يَذْكُرُهٗ اِنَّ ذٰلِكَ يُقْبَلُ مِنْهُ وَلَا يُقَامُ عَلَيْهِ الْحَدُّ وَذٰلِكَ اَنَّ الْحَدَّ الَّذِيْ هُوَ لِلّٰهِ لَا يُؤْخَذُ اِلَّا بِاَحَدِ وَجْهَيْنِ اِمَّا بِبَيِّنَةٍ عَادِلَةٍ تُثْبِتُ عَلٰى صَاحِبِهَا وَاِمَّا بِاعْتِرَافٍ يُقِيْمُ عَلَيْهِ حَتّٰى يُقَامَ عَلَيْهِ الْحَدُّ فَاِنْ اَقَامَ عَلٰى اعْتِرَافِهٖ اُقِيْمَ عَلَيْهِ الْحَدُّ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو اپنے متعلق زنا کا اعتراف کرے پھر اس بات سے پھر جائے اور کہے کہ میں نے ایسا نہیں کیا۔ میں نے جو کچھ کیا اسے زنا فلاں وجہ سے کہا ہے اور وہ بات بیان کرے تو اسے قبول کیا جائے گا اور اس پر حد جاری نہیں ہوگی۔ حد تو اللہ کے لیے قائم کی جاتی ہے اور دو میں سے ایک وجہ ضرور ہوتی ہے خواہ عادل گواہیاں قائم ہو جائیں یا اعتراف کرے اور قائم رہے تو اس پر حد قائم کی جائے گی اگر وہ اپنے اعتراف پر قائم رہے تو اس پر حد جاری ہوگی۔

قَالَ مَالِكٌ الَّذِيْ اَدْرَكْتُ عَلَيْهِ اَهْلَ الْعِلْمِ اَنَّهٗ لَا نَفْيَ عَلَى الْعَبِيْدِ اِذَا زَنَوْا.

امام مالک نے فرمایا کہ اہل علم کو میں نے اسی بات پر پایا ہے کہ زنا کرنے والے غلام کو جلاوطن نہیں کیا جائے گا۔

٣- بَابُ جَامِعِ مَا جَاءَ فِيْ حَدِّ الزِّنَا

حدِ زنا کے متعلق دیگر روایات

٦٤٣- **حَدَّثَنِيْ** مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ عَنِ الْاَمَةِ اِذَا زَنَتْ وَلَمْ تُحْصِنْ فَقَالَ اِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا ثُمَّ اِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا ثُمَّ اِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا ثُمَّ بِيْعُوْهَا وَلَوْ بِضَفِيْرٍ. صحیح البخاری (٢١٥٣) صحیح مسلم (٤٤٢٠)

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود نے حضرت ابو ہریرہ اور حضرت زید بن خالد جہنی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے لونڈی کے متعلق پوچھا گیا جو زنا کرے اور محصنہ نہ ہو۔ فرمایا کہ وہ زنا کرے تو کوڑے مارو' پھر زنا کرے تو کوڑے مارو۔ پھر زنا کرے تو کوڑے مارو اور اسے بیچ دو خواہ ایک رسی کے بدلے۔

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ لَا اَدْرِيْ اَبَعْدَ الثَّالِثَةِ اَوِ الرَّابِعَةِ.

ابن شہاب نے فرمایا کہ مجھے نہیں معلوم کہ ایسا تیسری دفعہ کے بعد فرمایا یا چوتھی دفعہ کے۔

قَالَ يَحْيٰى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ وَالضَّفِيْرُ الْحَبْلُ.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ "الضفیر" رسی کو کہتے ہیں۔

[٨٤٩] اَثَرٌ- **حَدَّثَنِيْ** مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدًا كَانَ يَقُوْمُ عَلٰى رَقِيْقِ الْخُمُسِ وَاَنَّهُ اسْتَكْرَهَ جَارِيَةً مِنْ ذٰلِكَ الرَّقِيْقِ فَوَقَعَ بِهَا فَجَلَدَهٗ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَنَفَاهُ وَلَمْ يَجْلِدِ الْوَلِيْدَةَ لِاَنَّهُ اسْتَكْرَهَهَا.

نافع سے روایت ہے کہ ایک غلام جو خمس کے لونڈی غلاموں پر مقرر تھا اس نے ان میں سے ایک لونڈی کے ساتھ زبردستی زنا کیا۔ حضرت عمر نے اسے کوڑے مارے اور نکال دیا اور لونڈی کو کوڑے نہ مارے کیونکہ اس کے ساتھ زبردستی کی گئی تھی۔

[٨٥٠] اَثَرٌ- **حَدَّثَنِيْ** مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ

عبد اللہ بن عیاش بن ابو ربیعہ مخزومی سے روایت ہے کہ

أَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَيَّاشِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ الْمَخْزُومِيَّ قَالَ أَمَرَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي فِتْيَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ، فَجَلَدْنَا وَلَائِدَ مِنْ وَلَائِدِ الْإِمَارَةِ خَمْسِينَ خَمْسِينَ فِي الزِّنَا.

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے اور قریش کے چند جوانوں کو حکم فرمایا کہ زنا کی سزا میں بیت المال کی لونڈیوں کو پچاس پچاس کوڑے ماریں۔

۴- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُغْتَصَبَةِ

عورت کو غصب کر لینے والے کا بیان

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي الْمَرْأَةِ تُوجَدُ حَامِلًا، وَلَا زَوْجَ لَهَا فَتَقُولُ قَدِ اسْتُكْرِهْتُ، أَوْ تَقُولُ تَزَوَّجْتُ إِنَّ ذٰلِكَ لَا يُقْبَلُ مِنْهَا. وَإِنَّهَا يُقَامُ عَلَيْهَا الْحَدُّ إِلَّا أَنْ يَكُونَ لَهَا عَلَى مَا ادَّعَتْ مِنَ النِّكَاحِ بَيِّنَةٌ، أَوْ عَلَى أَنَّهَا اسْتُكْرِهَتْ، أَوْ جَاءَتْ تَدْمَى إِنْ كَانَتْ بِكْرًا، أَوِ اسْتَغَاثَتْ حَتّٰى أُتِيَتْ، وَهِيَ عَلَى ذٰلِكَ الْحَالِ، أَوْ مَا أَشْبَهَ هٰذَا مِنَ الْأَمْرِ الَّذِي تَبْلُغُ فِيهِ فَضِيحَةَ نَفْسِهَا قَالَ فَإِنْ لَمْ تَأْتِ بِشَيْءٍ مِنْ هٰذَا أُقِيمَ عَلَيْهَا الْحَدُّ، وَلَمْ يُقْبَلْ مِنْهَا مَا ادَّعَتْ مِنْ ذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ جو عورت حاملہ پائی جائے اور اس کا خاوند نہ ہو اس کے بارے میں ہمارے نزدیک یہ حکم ہے جب کہ کہے کہ میرے ساتھ زبردستی ہوئی ہے یا کہے کہ میں نے شادی کر لی ہے تو اس کی بات قبول نہ کی جائے اور اس پر حد جاری کی جائے مگر جب کہ اس کے پاس نکاح کے گواہ ہوں یا اس بات کے کہ واقعی اس کے ساتھ زبردستی ہوئی تھی یا بلانے پر چلی آئے جب کہ کنواری ہو یا اسی حال میں فریاد کرتی ہوئی چلی آئے یا ایسی ہی کوئی بات جس سے دلی ناراضگی کا ثبوت ملے۔ فرمایا کہ اگر ان میں سے کوئی بات نہ ہوئی تو اس پر حد قائم ہوگی اور اس کا دعویٰ قبول نہیں ہوگا۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْمُغْتَصَبَةُ لَا تَنْكِحُ حَتّٰى تَسْتَبْرِئَ نَفْسَهَا بِثَلَاثِ حِيَضٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس کے ساتھ زیادتی ہوئی وہ نکاح نہ کرے جب تک تین حیضوں سے پاک نہ ہو جائے۔

قَالَ فَإِنِ ارْتَابَتْ مِنْ حَيْضَتِهَا، فَلَا تَنْكِحُ حَتّٰى تَسْتَبْرِئَ نَفْسَهَا مِنْ تِلْكَ الرِّيبَةِ.

فرمایا کہ اگر اسے حیض کا شک ہو تو نکاح نہ کرے کہ جب تک یہ شک دور نہ ہو جائے۔

۵- بَابُ الْحَدِّ فِي الْقَذْفِ وَالنَّفْيِ وَالتَّعْرِيضِ

حدِ قذف، نفی نسب اور اشارتاً گالی دینا

[۸۵۱] أَثَرٌ- حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، أَنَّهُ قَالَ جَلَدَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَبْدًا فِي فِرْيَةٍ ثَمَانِينَ.

ابو الزناد سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز نے حدِ قذف میں ایک غلام کو اسی کوڑے مارے۔

قَالَ أَبُو الزِّنَادِ فَسَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ أَدْرَكْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ، وَالْخُلَفَاءَ هَلُمَّ جَرًّا فَمَا رَأَيْتُ أَحَدًا جَلَدَ عَبْدًا فِي فِرْيَةٍ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعِينَ.

ابو الزناد کا بیان ہے کہ میں نے عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ سے اس بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ میں نے حضرت عمر، حضرت عثمان اور ان کے خلفاء کو دیکھا کہ حدِ قذف میں کسی نے غلام کو چالیس سے زیادہ کوڑے نہیں مارے۔

[۸۵۲] أَثَرٌ- حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ زُرَيْقِ بْنِ حَكِيمٍ الْأَيْلِيِّ، أَنَّ رَجُلًا يُقَالُ لَهُ مِصْبَاحٌ اسْتَعَانَ ابْنًا لَهُ، فَكَأَنَّهُ اسْتَبْطَأَهُ فَلَمَّا جَاءَهُ قَالَ لَهُ يَا زَانِي قَالَ زُرَيْقٌ

زریق بن حکیم ایلی سے روایت ہے کہ مصباح نامی ایک شخص نے کسی کام کے لیے اپنے بیٹے کو بلایا۔ اس نے دیر کر دی۔ جب وہ حاضر ہوا تو باپ نے کہا: اے زانی! لڑکے نے مجھ سے

فَاسْتَعْدَانِي عَلَيْهِ، فَلَمَّا أَرَدْتُ أَنْ أَجْلِدَهُ قَالَ ابْنُهُ: وَاللّٰهِ لَئِنْ جَلَدْتَهُ لَأَبُوءَنَّ عَلٰى نَفْسِي بِالزِّنَا، فَلَمَّا قَالَ ذٰلِكَ أَشْكَلَ عَلَيَّ أَمْرُهُ، فَكَتَبْتُ فِيهِ إِلٰى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، وَهُوَ الْوَالِي يَوْمَئِذٍ أَذْكُرُ لَهُ ذٰلِكَ، فَكَتَبَ إِلَيَّ عُمَرُ أَنْ أَجِزْ عَفْوَهُ.

فریاد کی۔ میں نے باپ کو کوڑے مارنے چاہے تو اس کے بیٹے نے کہا کہ خدا کی قسم! اگر آپ انہیں کوڑے ماریں گے تو میں زنا کا اقرار کرلوں گا۔ جب اس نے یہ کہا تو میرے لیے فیصلہ کرنا مشکل ہو گیا۔ پس میں نے عمر بن عبد العزیز کے لیے لکھا جو والی تھے اور انہیں یہ بات بتائی۔ حضرت عمر نے مجھے لکھا کہ اس کے معاف کرنے کو جائز سمجھو۔

قَالَ زُرَيْقٌ: وَكَتَبْتُ إِلٰى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَيْضًا: أَرَأَيْتَ رَجُلًا افْتُرِيَ عَلَيْهِ، أَوْ عَلٰى أَبَوَيْهِ، وَقَدْ هَلَكَا أَوْ أَحَدُهُمَا؟ قَالَ فَكَتَبَ إِلَيَّ عُمَرُ: إِنْ عَفَا فَأَجِزْ عَفْوَهُ فِي نَفْسِهِ، وَإِنِ افْتُرِيَ عَلٰى أَبَوَيْهِ وَقَدْ هَلَكَا، أَوْ أَحَدُهُمَا فَخُذْ لَهُ بِكِتَابِ اللّٰهِ إِلَّا أَنْ يُرِيدَ سِتْرًا.

زریق کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عمر بن عبد العزیز کے لیے یہ بھی لکھا کہ اگر کسی پر تہمت لگائی جائے یا اس کے والدین پر اور وہ دونوں فوت ہو گئے یا ان میں سے ایک۔ ان کا بیان ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے مجھے لکھا کہ اگر وہ معاف کر دے تو اس کا معاف کرنا درست ہے اور اگر اس کے والدین پر تہمت لگائی تھی جو دونوں فوت ہو چکے یا ان میں سے ایک، تو اسے اللہ کی کتاب کے مطابق پکڑ لو مگر یہ کہ وہ پردہ چاہے۔

قَالَ يَحْيٰى: سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ: وَذٰلِكَ أَنْ يَكُونَ الرَّجُلُ الْمُفْتَرٰى عَلَيْهِ يَخَافُ إِنْ كُشِفَ ذٰلِكَ مِنْهُ أَنْ تَقُومَ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ، فَإِذَا كَانَ عَلٰى مَا وَصَفْتُ فَعَفَا جَازَ عَفْوُهُ.

یحیٰی نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ تہمت لگانے والا اگر ڈرے کہ اگر اس نے یہ راز فاش کیا تو اس کے کہنے کے مطابق اس پر گواہیاں قائم ہو جائیں گی۔ لہٰذا وہ معاف کر دیتا ہے تو یہ معاف کرنا جائز ہے۔

[۸۵۳] اثر - وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ قَالَ فِي رَجُلٍ قَذَفَ قَوْمًا جَمَاعَةً أَنَّهُ لَيْسَ عَلَيْهِ إِلَّا حَدٌّ وَاحِدٌ.

عروہ بن زبیر نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے ایک جماعت پر تہمت لگائی کہ اس پر نہیں ہے مگر ایک حد۔

قَالَ مَالِكٌ: وَإِنْ تَفَرَّقُوا فَلَيْسَ عَلَيْهِ إِلَّا حَدٌّ وَاحِدٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر وہ جدا جدا ہو جائیں تب بھی اس پر ایک حد ہے۔

حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الرِّجَالِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَارِثَةَ بْنِ النُّعْمَانِ الْأَنْصَارِيِّ، ثُمَّ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ، عَنْ أُمِّهِ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّ رَجُلَيْنِ اسْتَبَّا فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِلْآخَرِ: وَاللّٰهِ مَا أَبِي بِزَانٍ وَلَا أُمِّي بِزَانِيَةٍ، فَاسْتَشَارَ فِي ذٰلِكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَقَالَ قَائِلٌ: مَدَحَ أَبَاهُ وَأُمَّهُ، وَقَالَ آخَرُونَ: قَدْ كَانَ لِأَبِيهِ وَأُمِّهِ مَدْحٌ غَيْرُ هٰذَا، نَرٰى أَنْ تَجْلِدَهُ الْحَدَّ، فَجَلَدَهُ عُمَرُ الْحَدَّ ثَمَانِينَ.

عمرہ بنت عبد الرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں دو آدمی آپس میں جھگڑے تو ایک نے دوسرے سے کہا کہ خدا کی قسم! میرے ماں باپ زانی نہ تھے۔ حضرت عمر نے اس بارے میں لوگوں سے مشورہ کیا۔ ایک نے کہا کہ اس نے اپنے ماں باپ کی تعریف کی ہے۔ دوسرے لوگوں نے کہا کہ اس کے سوا اس کے ماں باپ کی کوئی تعریف نہ تھی، لہٰذا ہمارے خیال میں اس پر حد جاری ہو۔ پس حضرت عمر نے اسے اسی کوڑے لگائے۔

قَالَ مَالِكٌ لَا حَدَّ عِنْدَنَا إِلَّا فِي نَفْيٍ، أَوْ قَذْفٍ، أَوْ تَعْرِيضٍ يُرَى أَنَّ قَائِلَهُ إِنَّمَا أَرَادَ بِذَلِكَ نَفْيًا، أَوْ قَذْفًا فَعَلَى مَنْ قَالَ ذَلِكَ الْحَدُّ تَامًّا.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک حد نہیں ہے مگر نفی نسب' تہمت اور تعریض میں۔ دیکھا جائے گا کہ نفی نسب اور تہمت میں قائل کی مراد ہے' کیا ایسا کہنے والے پر پوری حد ہے۔

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنَّهُ إِذَا نَفَى رَجُلٌ رَجُلًا مِنْ أَبِيهِ، فَإِنَّ عَلَيْهِ الْحَدَّ، وَإِنْ كَانَتْ أُمُّ الَّذِي نُفِيَ مَمْلُوكَةً فَإِنَّ عَلَيْهِ الْحَدَّ.

امام مالک نے فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی کی اس کے باپ سے نفی کرے تو اس پر حد جاری ہوگی' اگرچہ اس کی والدہ لونڈی ہو تب بھی حد جاری ہوگی۔

٦- بَابُ مَا لَا حَدَّ فِيهِ

جن باتوں پر حد نہیں

قَالَ مَالِكٌ إِنَّ أَحْسَنَ مَا سُمِعَ فِي الْأَمَةِ يَقَعُ بِهَا الرَّجُلُ وَلَهُ فِيهَا شِرْكٌ أَنَّهُ لَا يُقَامُ عَلَيْهِ الْحَدُّ، وَأَنَّهُ يُلْحَقُ بِهِ الْوَلَدُ وَتُقَوَّمُ عَلَيْهِ الْجَارِيَةُ حِينَ حَمَلَتْ، فَيُعْطَى شُرَكَاؤُهُ حِصَصَهُمْ مِنَ الثَّمَنِ، وَتَكُونُ الْجَارِيَةُ لَهُ. وَعَلَى هَذَا الْأَمْرُ عِنْدَنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ خوب سنا کہ اگر کوئی لونڈی سے زنا کرے اور اس میں اس کا حصہ ہو تو اس پر حد جاری نہیں ہوگی' بچے کا نسب اس سے ملایا جائے گا اور لونڈی اس وقت کی لگائی جائے گی جب کہ وہ حاملہ ہوئی۔ پس قیمت سے دوسرے شرکا کو ان کا حصہ دیا جائے گا اور لونڈی کو یہ شخص لے لے گا۔ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يُحِلُّ لِلرَّجُلِ جَارِيَتَهُ إِنَّهُ إِنْ أَصَابَهَا الَّذِي أُحِلَّتْ لَهُ قُوِّمَتْ عَلَيْهِ يَوْمَ أَصَابَهَا حَمَلَتْ، أَوْ لَمْ تَحْمِلْ، وَدُرِئَ عَنْهُ الْحَدُّ بِذَلِكَ، فَإِنْ حَمَلَتْ أُلْحِقَ بِهِ الْوَلَدُ.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر ایک آدمی اپنی لونڈی دوسرے کے لیے حلال کر دے تو جس کے لیے حلال کی اگر وہ اس کے ساتھ صحبت کرے تو صحبت کرنے کے روز کی قیمت ڈالی جائے گی' خواہ حاملہ ہو یا نہ ہو' اس پر حد جاری نہیں ہوگی اور بچے کا نسب اس آدمی کے ساتھ ملایا جائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يَقَعُ عَلَى جَارِيَةِ ابْنِهِ أَوِ ابْنَتِهِ أَنَّهُ يُدْرَأُ عَنْهُ الْحَدُّ، وَتُقَامُ عَلَيْهِ الْجَارِيَةُ حَمَلَتْ، أَوْ لَمْ تَحْمِلْ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے اپنے بیٹے یا بیٹی کی لونڈی سے صحبت کی تو اس پر حد جاری نہیں ہوگی اور اس سے لونڈی کی قیمت لی جائے گی خواہ وہ حاملہ ہوئی یا نہ ہوئی۔

[٨٥٤] أَثَرٌ- حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لِرَجُلٍ خَرَجَ بِجَارِيَةٍ لِامْرَأَتِهِ مَعَهُ فِي سَفَرٍ، فَأَصَابَهَا فَغَارَتِ امْرَأَتُهُ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَسَأَلَهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ وَهَبَتْهَا لِي، فَقَالَ عُمَرُ لَتَأْتِيَنِّي بِالْبَيِّنَةِ، أَوْ لَأَرْمِيَنَّكَ بِالْحِجَارَةِ. قَالَ فَاعْتَرَفَتِ امْرَأَتُهُ أَنَّهَا وَهَبَتْهَا لَهُ.

ربیعہ بن ابوعبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک آدمی سے کہا جو اپنی بیوی کی لونڈی کو سفر میں ساتھ لے گیا' پھر اس سے صحبت کی' اس کی بیوی کو غیرت آئی اور حضرت عمر سے اس بات کا ذکر کر دیا تو آپ نے اس سے پوچھا۔ اس نے کہا: بیوی نے مجھے ہبہ کر دی تھی۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ گواہ لاؤ ورنہ میں تمہیں رجم کروں گا۔ راوی کا بیان ہے کہ ان کی بیوی نے اعتراف کر لیا کہ اس نے انہیں ہبہ کر دی تھی۔

٧- بَابُ مَا يَجِبُ فِيهِ الْقَطْعُ

جس چوری پر ہاتھ کاٹا جائے گا

٦٤٤- حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَطَعَ فِي مِجَنٍّ ثَمَنُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ. صحیح البخاری (٦٧٩٦) صحیح مسلم (٤٣٨٢)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ڈھال کی قیمت یعنی تین درہم کی چوری پر ہاتھ کاٹا۔

٦٤٥- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ الْمَكِّيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا قَطْعَ فِي ثَمَرٍ مُعَلَّقٍ، وَلَا فِي حَرِيسَةِ جَبَلٍ، فَإِذَا آوَاهُ الْمُرَاحُ، أَوِ الْجَرِينُ، فَالْقَطْعُ فِيمَا يَبْلُغُ ثَمَنَ الْمِجَنِّ. سنن نسائی (٤٩٧٢)

عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابو حسین مکی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لٹکے ہوئے پھلوں اور پہاڑ پر پھرتی ہوئی بکری کے بدلے ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ اگر بکری گھر آ گئی اور پھل توڑ لیے گئے تھے تو کاٹا جائے گا جب کہ یہ ڈھال کی قیمت کے برابر ہو۔

[٨٥٥] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّ سَارِقًا سَرَقَ فِي زَمَانِ عُثْمَانَ أُتْرُجَّةً فَأَمَرَ بِهَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ أَنْ تُقَوَّمَ، فَقُوِّمَتْ بِثَلَاثَةِ دَرَاهِمَ مِنْ صَرْفِ اثْنَيْ عَشَرَ دِرْهَمًا بِدِينَارٍ فَقَطَعَ عُثْمَانُ يَدَهُ.

عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت عثمان کے زمانے میں کسی چور نے سنگترے چرائے تو حضرت عثمان نے قیمت لگانے کا حکم فرمایا۔ قیمت تین درہم لگائی گئی جب کہ ایک دینار کے بدلے بارہ درہم آتے ہوں' حضرت عثمان نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔

[٨٥٦] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهَا قَالَتْ مَا طَالَ عَلَيَّ وَمَا نَسِيتُ الْقَطْعُ فِي رُبْعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا.

صحیح البخاری (٦٧٩١) صحیح مسلم (٤٣٧٤)

عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ زیادہ زمانہ نہیں گزرا اور نہ میں بھولی کہ چوتھائی دینار میں ہاتھ کاٹا جاتا تھا۔

[٨٥٧] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّهَا قَالَتْ خَرَجَتْ عَائِشَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى مَكَّةَ، وَمَعَهَا مَوْلَاتَانِ لَهَا، وَمَعَهَا غُلَامٌ لِبَنِي عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، فَبَعَثَتْ مَعَ الْمَوْلَاتَيْنِ بِبُرْدٍ مُرَجَّلٍ قَدْ خِيطَ عَلَيْهِ خِرْقَةٌ خَضْرَاءُ. قَالَتْ فَأَخَذَ الْغُلَامُ الْبُرْدَ فَفَتَقَ عَنْهُ فَاسْتَخْرَجَهُ، وَجَعَلَ مَكَانَهُ لِبْدًا، أَوْ فَرْوَةً وَخَاطَ عَلَيْهِ، فَلَمَّا قَدِمَتِ الْمَوْلَاتَانِ دَفَعَتَا ذَلِكَ إِلَى أَهْلِهِ، فَلَمَّا فَتَقُوا عَنْهُ وَجَدُوا فِيهِ اللِّبْدَ، وَلَمْ يَجِدُوا الْبُرْدَ، فَكَلَّمُوا الْمَرْأَتَيْنِ فَكَلَّمَتَا عَائِشَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ، أَوْ كَتَبَتَا إِلَيْهَا، وَاتَّهَمَتَا الْعَبْدَ فَسُئِلَ الْعَبْدُ عَنْ ذَلِكَ فَاعْتَرَفَ فَأَمَرَتْ بِهِ عَائِشَةُ، زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ

عمرہ بنت عبدالرحمٰن نے فرمایا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مکہ مکرمہ کی طرف نکلیں اور ان کے ساتھ دو ان کی لونڈیاں آزاد کردہ اور ایک عبدالرحمٰن بن ابو بکر صدیق کے بیٹے کا غلام تھا۔ انہوں نے ان لونڈیوں کے ہاتھ ایک منقش چادر بھیجی' اسے ایک سبز کپڑے میں لپیٹ کر سی دیا۔ غلام نے وہ چادر تو نکال لی اور اس کی جگہ کوئی نمدہ یا پوستین رکھ کر اسی طرح سلائی کر دی' جب لونڈیاں مدینہ منورہ میں پہنچیں تو اسے گھر والوں کے سپرد کر دیا۔ انہوں نے اسے ادھیڑا تو نمدہ پایا اور چادر نہ ملی۔ لونڈیوں سے پوچھا گیا تو انہوں نے حضرت عائشہ کے لیے لکھ بھیجا اور دونوں نے غلام پر الزام لگایا۔ غلام سے اس بارے میں پوچھا گیا تو اس نے اعتراف کر لیا۔ حضرت عائشہ نے حکم دیا تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا اور حضرت عائشہ نے فرمایا کہ چوتھائی دینار یا اس

فَقُطِعَتْ يَدُهُ وَقَالَتْ عَائِشَةُ الْقَطْعُ فِي رُبُعِ دِيْنَارٍ فَصَاعِدًا.

سے زیادہ پر ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔

وَقَالَ مَالِكٌ اَحَبُّ مَا يَجِبُ فِيهِ الْقَطْعُ اِلَيَّ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ، وَاِنِ ارْتَفَعَ الصَّرْفُ، اَوِ اتَّضَعَ، وَذٰلِكَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَطَعَ فِي مِجَنٍّ قِيْمَتُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ، وَاَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَطَعَ فِي اُتْرُجَّةٍ قُوِّمَتْ بِثَلَاثَةِ دَرَاهِمَ، وَهٰذَا اَحَبُّ مَا سَمِعْتُ اِلَيَّ فِي ذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا: مجھے یہ پسند ہے کہ تین درہم کے بدلے ہاتھ کاٹنا واجب ہے، خواہ اٹھا لے جائے یا ضائع کر دے اور یہ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے ڈھال کے بدلے ہاتھ کاٹا جو تین درہم کی تھی اور حضرت عثمان نے سنگتروں پر ہاتھ کاٹا۔

٨- بَابُ مَا جَاءَ فِي قَطْعِ الْاٰبِقِ وَالسَّارِقِ

اس غلام کا ہاتھ کاٹنا جو بھاگا اور چوری کی

[٨٥٨] اثر- حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ عَبْدًا لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ سَرَقَ وَهُوَ اٰبِقٌ، فَاَرْسَلَ بِهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اِلٰى سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ، وَهُوَ اَمِيْرُ الْمَدِيْنَةِ لِيَقْطَعَ يَدَهُ فَاَبٰى سَعِيْدٌ اَنْ يَقْطَعَ يَدَهُ وَقَالَ لَا تُقْطَعُ يَدُ الْاٰبِقِ السَّارِقِ اِذَا سَرَقَ، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فِي اَيِّ كِتَابِ اللّٰهِ وَجَدْتَ هٰذَا؟ ثُمَّ اَمَرَ بِهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَقُطِعَتْ يَدُهُ.

نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر کے بھاگے ہوئے غلام نے چوری کی۔ حضرت عبد اللہ بن عمر نے اسے مدینہ منورہ کے امیر حضرت سعید بن العاص کے پاس بھیج دیا کہ اس کا ہاتھ کاٹ دیں۔ حضرت سعید نے اس کا ہاتھ کاٹنے سے انکار کیا اور فرمایا کہ بھاگا ہوا غلام اگر چوری کرے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جاتا۔ حضرت عبد اللہ بن عمر نے ان سے فرمایا کہ یہ بات آپ کو اللہ کی کون سی کتاب میں ملی ہے؟ پھر حضرت عبد اللہ بن عمر نے حکم دیا تو اس کا ہاتھ کاٹا گیا۔

[٨٥٩] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زُرَيْقِ بْنِ حَكِيْمٍ، اَنَّهُ اَخْبَرَهُ، اَنَّهُ اَخَذَ عَبْدًا اٰبِقًا قَدْ سَرَقَ. قَالَ فَاَشْكَلَ عَلَيَّ اَمْرُهُ. قَالَ فَكَتَبْتُ فِيْهِ اِلٰى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اَسْاَلُهُ عَنْ ذٰلِكَ، وَهُوَ الْوَالِي يَوْمَئِذٍ. قَالَ فَاَخْبَرْتُهُ اَنَّنِي كُنْتُ اَسْمَعُ اَنَّ الْعَبْدَ الْاٰبِقَ اِذَا سَرَقَ، وَهُوَ اٰبِقٌ لَمْ تُقْطَعْ يَدُهُ. قَالَ فَكَتَبَ اِلَيَّ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ نَقِيْضَ كِتَابِي يَقُوْلُ كَتَبْتَ اِلَيَّ اَنَّكَ كُنْتَ تَسْمَعُ اَنَّ الْعَبْدَ الْاٰبِقَ اِذَا سَرَقَ لَمْ تُقْطَعْ يَدُهُ، وَاَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقُوْلُ فِي كِتَابِهِ ﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ﴾ (المائدہ:٣٨) فَاِنْ بَلَغَتْ سَرِقَتُهُ رُبُعَ دِيْنَارٍ فَصَاعِدًا فَاقْطَعْ يَدَهُ.

زریق بن حکیم کا بیان ہے کہ انہوں نے ایک بھاگا ہوا غلام پکڑا جس نے چوری کی تھی۔ مجھے اس میں الجھن پیش آئی۔ میں نے یہ بات پوچھتے ہوئے حضرت عمر بن عبد العزیز کے لیے لکھا جو ان دنوں والی تھے۔ اور میں نے انہیں یہ بھی بتایا کہ میں سنتا ہوں کہ جو بھاگا ہوا غلام چوری کرے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جاتا۔ عمر بن عبد العزیز نے میرے خط کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا کہ تم نے لکھا ہے کہ بھاگا ہوا غلام جب چوری کرے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جاتا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے: "اور جو مرد یا عورت چور ہو اس کا ہاتھ کاٹو ان کے کیے کا بدلہ اللہ کی طرف سے سزا اور اللہ غالب حکمت والا ہے" اگر چوری چوتھائی دینار کو پہنچ جائے یا اس سے زیادہ تو اس کا ہاتھ کاٹ دو۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهُ بَلَغَهُ، اَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ قاسم بن محمد، سالم بن عبد اللہ اور

مُحَمَّدٍ، وَسَالِمِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، وَعُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ كَانُوا يَقُولُوْنَ إِذَا سَرَقَ الْعَبْدُ الْآبِقُ مَا يَجِبُ فِيهِ الْقَطْعُ قُطِعَ.

قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ الْأَمْرُ الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ عِنْدَنَا. اَنَّ الْعَبْدَ الْآبِقَ إِذَا سَرَقَ مَا يَجِبُ فِيهِ الْقَطْعُ قُطِعَ.

عروہ بن زبیر کہا کرتے تھے کہ بھاگا ہوا غلام جب اتنی مالیت کی چوری کرے جس پر ہاتھ کاٹنا واجب ہے تو ہاتھ کاٹا جائے گا۔

امام مالک نے فرمایا کہ اس حکم میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے کہ بھاگا ہوا غلام جب اتنی چوری کرے جس پر ہاتھ کاٹنا واجب ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

۹- بَابُ تَرْكِ الشَّفَاعَةِ لِلسَّارِقِ إِذَا بَلَغَ السُّلْطَانَ

چور حاکم تک پہنچ جائے تو سفارش نہ کی جائے

٦٤٦- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَفْوَانَ، اَنَّ صَفْوَانَ بْنَ أُمَيَّةَ قِيلَ لَهُ إِنَّهُ مَنْ لَمْ يُهَاجِرْ هَلَكَ، فَقَدِمَ صَفْوَانُ بْنُ أُمَيَّةَ الْمَدِينَةَ، فَنَامَ فِي الْمَسْجِدِ وَتَوَسَّدَ رِدَاءَهُ، فَجَاءَ سَارِقٌ فَاَخَذَ رِدَاءَهُ، فَاَخَذَ صَفْوَانُ السَّارِقَ فَجَاءَ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَسَرَقْتَ رِدَاءَ هٰذَا قَالَ نَعَمْ، فَاَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ تُقْطَعَ يَدُهُ، فَقَالَ لَهُ صَفْوَانُ إِنِّي لَمْ أُرِدْ هٰذَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ هُوَ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَهَلَّا قَبْلَ أَنْ تَأْتِيَنِي بِهِ؟ سنن نسائی (٤٨٩٣) سنن ابن ماجہ (٢٥٩٥)

صفوان بن عبد اللہ بن صفوان سے روایت ہے کہ صفوان بن امیہ سے کہا گیا کہ جس نے ہجرت نہیں کی وہ ہلاک ہو گیا۔ جب صفوان بن امیہ مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے تو اپنی چادر نیچے رکھ کر سو رہے۔ ایک چور نے آ کر ان کی چادر لے لی۔ صفوان نے چور کو پکڑ لیا اور اسے لے کر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔ صفوان عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ! میرا یہ ارادہ نہیں۔ یہ اس پر صدقہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ کام میرے پاس آنے سے پہلے کرنا تھا۔

[٨٦٠] اَثَر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، اَنَّ الزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ لَقِيَ رَجُلًا قَدْ اَخَذَ سَارِقًا، وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَذْهَبَ بِهِ إِلَى السُّلْطَانِ، فَشَفَعَ لَهُ الزُّبَيْرُ لِيُرْسِلَهُ، فَقَالَ لَا حَتّٰى أَبْلُغَ بِهِ السُّلْطَانَ، فَقَالَ الزُّبَيْرُ إِذَا بَلَغْتَ بِهِ السُّلْطَانَ فَلَعَنَ اللّٰهُ الشَّافِعَ وَالْمُشَفِّعَ.

ربیعہ بن ابو عبد الرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت زبیر بن العوام کو ایک آدمی ملا جس نے چور پکڑا ہوا تھا اور وہ اسے حاکم کے پاس لے جانا چاہتا تھا۔ حضرت زبیر نے سفارش کی کہ اسے چھوڑ دے۔ اس نے کہا: نہیں، اسے حاکم کے پاس ہی لے جاؤں گا۔ حضرت زبیر نے کہا کہ جب حاکم کے پاس پہنچ جائے تو سفارش کرنے والے اور سفارش ماننے والے پر لعنت ہوتی ہے۔

١٠- بَابُ جَامِعِ الْقَطْعِ

ہاتھ کاٹنے کے متعلق دیگر روایات

[٨٦١] اَثَر- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، اَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ أَقْطَعَ الْيَدِ، وَالرِّجْلِ قَدِمَ، فَنَزَلَ عَلٰى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، فَشَكَا إِلَيْهِ أَنَّ عَامِلَ الْيَمَنِ قَدْ ظَلَمَهُ، فَكَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ فَيَقُولُ أَبُو بَكْرٍ وَأَبِيكَ مَا لَيْلُكَ بِلَيْلِ سَارِقٍ، ثُمَّ إِنَّهُمْ فَقَدُوا عِقْدًا لِأَسْمَاءَ بِنْتِ

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ یمن کا رہنے والا ایک آدمی جس کے ہاتھ اور پیر کٹے ہوئے تھے۔ آیا اور حضرت ابو بکر صدیق کے پاس ٹھہرا۔ پس اس نے شکایت کی کہ یمن کے حاکم نے اس پر ظلم کیا ہے حالانکہ وہ رات کو نمازیں پڑھا کرتا تھا۔ حضرت ابو بکر نے فرمایا: تمہارے باپ کی قسم! پھر تو تم راتوں کو چوری نہیں کرتے ہو گے۔ پھر حضرت ابو بکر صدیق کی زوجہ محترمہ حضرت اسماء بنت

عُمَيْسٍ اِمْرَاَةِ اَبِیْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَطُوْفُ مَعَهُمْ وَيَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِمَنْ بَيَّتَ اَهْلَ هٰذَا الْبَيْتِ الصَّالِحِ ، فَوَجَدُوا الْحُلِيَّ عِنْدَ صَائِغٍ زَعَمَ اَنَّ الْاَقْطَعَ جَاءَهٗ بِهٖ فَاعْتَرَفَ بِهِ الْاَقْطَعُ ، اَوْ شُهِدَ عَلَيْهِ بِهٖ ، فَاَمَرَ بِهٖ اَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ فَقُطِعَتْ يَدُهُ الْيُسْرٰى ، وَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ وَاللّٰهِ لَدُعَاؤُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ اَشَدُّ عِنْدِیْ عَلَيْهِ مِنْ سَرِقَتِهٖ.

عمیس کا ہار گم ہو گیا' وہ آدمی بھی تلاش کرنے والوں کے ساتھ پھرتا اور کہتا: اے اللہ! اسے برباد کر جس نے ایسے نیک گھرانے والوں کی چوری کی ہے۔ چنانچہ ہار ایک سنار سے مل گیا' جس نے بتایا کہ اسے لنجے نے دیا ہے۔ پھر لنجے نے اعتراف کر لیا یا اس پر گواہی پڑ گئیں۔ پس حضرت ابو بکر صدیق نے حکم دیا اور اس کا بایاں ہاتھ بھی کاٹ دیا گیا۔ حضرت ابو بکر نے فرمایا کہ خدا کی قسم! اس کی چوری سے اس کا اپنے لیے بددعا کرنا مجھ پر زیادہ شاق گزرا۔

قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ اَلْاَمْرُ عِنْدَنَا فِی الَّذِیْ يَسْرِقُ مِرَارًا ، ثُمَّ يُسْتَعْدٰى عَلَيْهِ اِنَّهٗ لَيْسَ عَلَيْهِ اِلَّا اَنْ تُقْطَعَ يَدُهٗ لِجَمِيْعِ مَنْ سَرَقَ مِنْهُ اِذَا لَمْ يَكُنْ اُقِيْمَ عَلَيْهِ الْحَدُّ ، فَاِنْ كَانَ قَدْ اُقِيْمَ عَلَيْهِ الْحَدُّ قَبْلَ ذٰلِكَ ، ثُمَّ سَرَقَ مَا يَجِبُ فِيْهِ الْقَطْعُ قُطِعَ اَيْضًا.

یحییٰ' امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ جو بار بار چوری کرے اور پھر گرفتار ہو تو اس کا ایک ہاتھ ہی کاٹا جائے گا تمام چوریوں کے بدلے جب کہ اس پر حد قائم نہ ہوئی ہو۔ اگر اس سے پہلے اس پر حد قائم ہو چکی ہو' پھر چوری کی جس پر ہاتھ کاٹنا واجب ہوتا ہے تو اب پھر کاٹنے کی سزا دی جائے گی۔ ف

ف: امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک دس درہم کی چوری پر ہاتھ کاٹا جائے گا اور یہ اس لیے کہ نبی کریم ﷺ نے ڈھال کی قیمت پر ہاتھ کاٹنے کا حکم فرمایا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ڈھال کی قیمت دس درہم ہوتی تھی (ابن ابی شیبہ)۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک چوتھائی دینار یا تین درہم کی چوری پر ہاتھ کاٹا جاتا ہے اور ان کے موقف کی تائید میں مختلف احادیث موجود ہیں۔ اصل یہاں ڈھال کی قیمت ہے جو بعض حضرات کے نزدیک تین درہم اور بعض کے نزدیک دس درہم ہے۔

امام شافعی کے نزدیک پہلی دفعہ کی چوری پر دایاں ہاتھ' دوسری پر بایاں پیر' تیسری پر بایاں ہاتھ اور چوتھی پر دایاں پیر کاٹا جاتا ہے۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک تیسری چوری پر ہاتھ یا پیر کچھ بھی نہیں کاٹا جائے گا یہاں تک کہ توبہ کرے یا عمر بھر قید میں پڑا رہے۔ امام اعظم کی دلیل حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ارشاد ہے کہ مجھے خدا سے شرم آتی ہے کہ اس کے بندے کا ایک ہاتھ بھی نہ چھوڑوں جس سے وہ کھا سکے اور استنجاء کر سکے نیز ایک پیر بھی نہ چھوڑوں کہ وہ تھوڑا بہت چل پھر سکے۔ چنانچہ ان کی اس دلیل پر صحابہ کا اجماع منعقد ہوا اور یہی فقہائے احناف شکر اللہ تعالیٰ سعیہم کا مذہب ہے۔ (اشعۃ اللمعات' ج ۳) واللہ تعالیٰ اعلم

[۸۶۲] اثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ ، اَنَّ اَبَا الزِّنَادِ اَخْبَرَهٗ ، اَنَّ عَامِلًا لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اَخَذَ نَاسًا فِیْ حِرَابَةٍ ، وَلَمْ يَقْتُلُوْا اَحَدًا ، فَاَرَادَ اَنْ يَقْطَعَ اَيْدِيَهُمْ ، اَوْ يَقْتُلَ ، فَكَتَبَ اِلٰى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ فِیْ ذٰلِكَ ، فَكَتَبَ اِلَيْهِ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ لَوْ اَخَذْتَ بِاَيْسَرِ ذٰلِكَ.

ابو الزناد سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے ایک عامل نے بعض ڈاکوؤں کو گرفتار کیا جنہوں نے کسی کو قتل نہیں کیا تھا تو ارادہ کیا کہ ان کے ہاتھ کاٹ دیے جائیں یا انہیں قتل کر دیا جائے۔ چنانچہ عمر بن عبدالعزیز کے لیے اس بارے میں لکھا تو عمر بن عبدالعزیز نے اس کے لیے تحریر کیا کہ تم آسان بات کو اختیار کرو۔

قَالَ يَحْيٰى وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ اَلْاَمْرُ عِنْدَنَا

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو لوگوں کی

فِي الَّذِي يَسْرِقُ اَمْتِعَةَ النَّاسِ الَّتِي تَكُوْنُ مَوْضُوعَةً بِالْأَسْوَاقِ مُحْرَزَةً قَدْ اَحْرَزَهَا اَهْلُهَا فِي اَوْعِيَتِهِمْ، وَضَمُّوْا بَعْضَهَا إِلَى بَعْضٍ، اَنَّهُ مَنْ سَرَقَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا مِنْ حِرْزِهِ فَبَلَغَ قِيْمَتُهُ مَا يَجِبُ فِيْهِ الْقَطْعُ، فَاِنَّ عَلَيْهِ الْقَطْعَ كَانَ صَاحِبُ الْمَتَاعِ عِنْدَ مَتَاعِهِ، اَوْ لَمْ يَكُنْ لَيْلًا ذٰلِكَ، اَوْ نَهَارًا.

چیزیں چرائے اس کے متعلق ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ اگر بازار میں وہ چیزیں محفوظ ہوں' مالک نے انہیں برتنوں میں رکھا ہوا ہو' تو ایسی محفوظ چیزوں کی قیمت کو جمع کر کے دیکھیں گے اگر قیمت اتنی ہوگی جس پر ہاتھ کاٹا جاتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا' خواہ مالک اپنی چیز کے پاس تھا یا نہ تھا' دن کا واقعہ ہو یا رات کا۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الَّذِي يَسْرِقُ مَا يَجِبُ عَلَيْهِ فِيْهِ الْقَطْعُ، ثُمَّ يُوْجَدُ مَعَهُ مَا سَرَقَ، فَيُرَدُّ إِلَى صَاحِبِهِ اَنَّهُ تُقْطَعُ يَدُهُ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے اتنی مالیت کی چوری کی جس پر ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔ پھر اس سے مسروقہ مال برآمد ہو جائے اور وہ مالک کو لوٹا دے تب بھی ہاتھ کاٹا جائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ فَاِنْ قَالَ قَائِلٌ كَيْفَ تُقْطَعُ يَدُهُ وَقَدْ اُخِذَ الْمَتَاعُ مِنْهُ وَدُفِعَ إِلَى صَاحِبِهِ؟ فَاِنَّمَا هُوَ بِمَنْزِلَةِ الشَّارِبِ يُوْجَدُ مِنْهُ رِيْحُ الشَّرَابِ الْمُسْكِرِ، وَلَيْسَ بِهِ سُكْرٌ فَيُجْلَدُ الْحَدَّ.

امام مالک نے فرمایا: اگر کوئی کہے کہ مال لے کر مالک کو دے دینے کے بعد ہاتھ کیوں کاٹا جائے گا؟ اس کی مثال شرابی جیسی ہے جس کے منہ سے شراب کی بو آ رہی ہو اور وہ نشے میں نہ ہو تب بھی اس پر حد جاری ہوگی۔

قَالَ وَاِنَّمَا يُجْلَدُ الْحَدَّ فِي الْمُسْكِرِ اِذَا شَرِبَهُ، وَاِنْ لَمْ يُسْكِرْهُ، وَذٰلِكَ اَنَّهُ اِنَّمَا شَرِبَهُ لِيُسْكِرَهُ، فَكَذٰلِكَ تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ فِي السَّرِقَةِ الَّتِي اُخِذَتْ مِنْهُ، وَلَوْ لَمْ يَنْتَفِعْ بِهَا وَرَجَعَتْ إِلَى صَاحِبِهَا، وَاِنَّمَا سَرَقَهَا حِيْنَ سَرَقَهَا لِيَذْهَبَ بِهَا.

فرمایا کہ جب نشہ آور چیز پی تو حد جاری کی جائے گی اگرچہ نشہ نہ ہو۔ کیونکہ اس نے نشے کے لیے ہی پی ہے' اسی طرح اس چور کا ہاتھ بھی کاٹا جائے گا جس سے مال واپس لے لیا جائے کہ اگرچہ وہ اس سے فائدہ نہ اٹھا سکا اور مالک کو لوٹا دیا لیکن اس نے لے جانے کے لیے چرایا تھا۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْقَوْمِ يَأْتُوْنَ إِلَى الْبَيْتِ فَيَسْرِقُوْنَ مِنْهُ جَمِيْعًا، فَيَخْرُجُوْنَ بِالْعِدْلِ يَحْمِلُوْنَهُ جَمِيْعًا، اَوِ الصُّنْدُوْقِ، اَوِ الْخَشَبَةِ، اَوْ بِالْمِكْتَلِ، اَوْ مَا اَشْبَهَ ذٰلِكَ مِمَّا يَحْمِلُهُ الْقَوْمُ جَمِيْعًا اَنَّهُمْ اِذَا اَخْرَجُوْا ذٰلِكَ مِنْ حِرْزِهِ وَهُمْ يَحْمِلُوْنَهُ جَمِيْعًا فَبَلَغَ ثَمَنُ مَا خَرَجُوْا بِهِ مِنْ ذٰلِكَ مَا يَجِبُ فِيْهِ الْقَطْعُ وَذٰلِكَ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ فَصَاعِدًا فَعَلَيْهِمُ الْقَطْعُ جَمِيْعًا.

امام مالک نے ان لوگوں کے بارے میں فرمایا جو مل جل کر ایک گھر سے چوری کرتے ہیں۔ وہاں سے سامان مشترکہ اٹھاتے ہیں یعنی صندوق' لکڑی یا زنبیل وغیرہ جسے وہ اٹھا کر لے گئے۔ جب اس گھر سے نکلے تو اکٹھے لے جا رہے تھے۔ اگر اس چیز کی قیمت اتنی ہوئی جس پر ہاتھ کاٹا جاتا ہے یعنی تین درہم یا اس سے زیادہ تو ان سب کے ہاتھ کاٹے جائیں گے۔

قَالَ وَاِنْ خَرَجَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ بِمَتَاعٍ عَلٰى حِدَتِهِ، فَمَنْ خَرَجَ مِنْهُمْ بِمَا تَبْلُغُ قِيْمَتُهُ ثَلَاثَةَ دَرَاهِمَ فَصَاعِدًا فَعَلَيْهِ الْقَطْعُ، وَمَنْ لَمْ يَخْرُجْ مِنْهُمْ بِمَا تَبْلُغُ قِيْمَتُهُ ثَلَاثَةَ دَرَاهِمَ فَلَا قَطْعَ عَلَيْهِ.

فرمایا کہ اگر ان میں سے ہر ایک نے مال لے کر اپنا راستہ لیا تو جس کے مال کی قیمت تین درہم یا اس سے زیادہ ہوئی اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا اور جس کے مال مسروقہ کی قیمت تین درہم نہ نکلی اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ اَلْاَمْرُ عِنْدَنَا اَنَّهُ اِذَا كَانَتْ دَارُ رَجُلٍ مُغْلَقَةً عَلَيْهِ لَيْسَ مَعَهُ فِيْهَا غَيْرُهُ ' فَاِنَّهُ لَا يَجِبُ عَلٰى مَنْ سَرَقَ مِنْهَا شَيْئًا الْقَطْعُ حَتّٰى يَخْرُجَ بِهٖ مِنَ الدَّارِ كُلِّهَا ' وَذٰلِكَ اَنَّ الدَّارَ كُلَّهَا هِيَ حِرْزُهُ ' فَاِنْ كَانَ مَعَهُ فِي الدَّارِ سَاكِنٌ غَيْرُهُ ' وَكَانَ كُلُّ اِنْسَانٍ مِنْهُمْ يُغْلِقُ عَلَيْهِ بَابَهُ ' وَكَانَتْ حِرْزًا لَهُمْ جَمِيْعًا ' فَمَنْ سَرَقَ مِنْ بُيُوْتِ تِلْكَ الدَّارِ شَيْئًا يَجِبُ فِيْهِ الْقَطْعُ ' فَخَرَجَ بِهٖ اِلَى الدَّارِ فَقَدْ اَخْرَجَهُ مِنْ حِرْزِهٖ اِلٰى غَيْرِ حِرْزِهٖ ' وَوَجَبَ عَلَيْهِ فِيْهِ الْقَطْعُ.

یحییٰ' امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ اگر کسی کے گھر کے کئی کمرے ہوں جس میں وہ اکیلا رہتا ہو تو جس نے ایک کمرے سے چوری کی اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا جب تک سارے کمروں سے باہر نہ لے جائے۔ کیونکہ سارا گھر ایک ہی پناہ گاہ ہے۔ اگر اس کے ساتھ دوسرے کمرے میں کوئی اور رہائش پذیر ہو اور ہر ایک کا اپنا دروازہ ہو تو ایک کی اپنی پناہ گاہ ہو گی تو جو ایک گھر سے چیز چرائے گا اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا خواہ ایک کمرے سے دوسرے میں لے گیا۔ کیونکہ ایک پناہ گاہ سے دوسری میں لے گیا۔ اور اس پر اس کا ہاتھ کاٹنا واجب ہو گیا۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْاَمْرُ عِنْدَنَا فِي الْعَبْدِ يَسْرِقُ مِنْ مَتَاعِ سَيِّدِهٖ اَنَّهُ اِنْ كَانَ لَيْسَ مِنْ خَدَمِهٖ وَلَا مِمَّنْ يَاْمَنُ عَلٰى بَيْتِهٖ ثُمَّ دَخَلَ سِرًّا فَسَرَقَ مِنْ مَتَاعِ سَيِّدِهٖ مَا يَجِبُ فِيْهِ الْقَطْعُ فَلَا قَطْعَ عَلَيْهِ ' وَكَذٰلِكَ الْاَمَةُ اِذَا سَرَقَتْ مِنْ مَتَاعِ سَيِّدِهَا لَا قَطْعَ عَلَيْهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ غلام کے بارے میں ہمارے نزدیک یہ حکم ہے جب کہ وہ اپنے آقا کے مال سے چرائے تو اگر وہ خدام اور گھر میں آنے جانے والوں سے نہیں ہے' پھر وہ چوری چھپے اپنے آقا کے گھر میں داخل ہوا اور اتنا مال چرایا جس پر ہاتھ کاٹا جاتا ہے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اور اسی طرح لونڈی جب اپنے آقا کے مال سے چرائے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

وَقَالَ فِي الْعَبْدِ لَا يَكُوْنُ مِنْ خَدَمِهٖ وَلَا مِمَّنْ يَاْمَنُ عَلٰى بَيْتِهٖ فَدَخَلَ سِرًّا فَسَرَقَ مِنْ مَتَاعِ امْرَاَةِ سَيِّدِهٖ مَا يَجِبُ فِيْهِ الْقَطْعُ اَنَّهُ تُقْطَعُ يَدُهُ.

اور اس غلام کے متعلق فرمایا جو آقا کے خادموں اور گھر میں آنے جانے والوں سے نہ ہو' پھر چوری چھپے اندر داخل ہو کر آقا کی بیوی کا اتنا مال چرائے جس پر ہاتھ کاٹا جاتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

قَالَ وَكَذٰلِكَ اَمَةُ الْمَرْاَةِ اِذَا كَانَتْ لَيْسَتْ بِخَادِمٍ لَهَا ' وَلَا لِزَوْجِهَا ' وَلَا مِمَّنْ تَاْمَنُ عَلٰى بَيْتِهَا ' فَدَخَلَتْ سِرًّا فَسَرَقَتْ مِنْ مَتَاعِ سَيِّدَتِهَا مَا يَجِبُ فِيْهِ الْقَطْعُ فَلَا قَطْعَ عَلَيْهَا.

فرمایا اور بیوی کی لونڈی جو اس کی یا اس کے خاوند کی خادمہ اور گھر میں آنے جانے والی نہ ہو' لہٰذا خفیہ اندر داخل ہوا اور اپنی مالکن کے مال سے اتنا چرائے جس پر ہاتھ کاٹا جاتا ہے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ وَكَذٰلِكَ اَمَةُ الْمَرْاَةِ الَّتِيْ لَا تَكُوْنُ مِنْ خَدَمِهَا ' وَلَا مِمَّنْ تَاْمَنُ عَلٰى بَيْتِهَا فَدَخَلَتْ سِرًّا ' فَسَرَقَتْ مِنْ مَتَاعِ زَوْجِ سَيِّدَتِهَا مَا يَجِبُ فِيْهِ الْقَطْعُ اَنَّهَا تُقْطَعُ يَدُهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ اسی طرح بیوی کی لونڈی جو اس کی خادمہ یا گھر میں آنے جانے والی نہ ہو اور خفیہ اندر داخل ہو اور اپنی مالکن کے آقا کا اتنا مال چرائے جس پر ہاتھ کاٹا جاتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ وَكَذٰلِكَ الرَّجُلُ يَسْرِقُ مِنْ مَتَاعِ امْرَاَتِهٖ ' اَوِ الْمَرْاَةُ تَسْرِقُ مِنْ مَتَاعِ زَوْجِهَا مَا يَجِبُ فِيْهِ

امام مالک نے فرمایا کہ آدمی بیوی کے مال سے یا بیوی اپنے خاوند کے مال سے اتنا چرائے جس پر ہاتھ کاٹا جاتا ہے تو ان

الْقَطْعُ إِنْ كَانَ الَّذِي سَرَقَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِنْ مَتَاعِ صَاحِبِهِ فِي بَيْتٍ سِوَى الْبَيْتِ الَّذِي يُغْلِقَانِ عَلَيْهِمَا، وَكَانَ فِي حِرْزٍ سِوَى الْبَيْتِ الَّذِي هُمَا فِيهِ، فَإِنَّ مَنْ سَرَقَ مِنْهُمَا مِنْ مَتَاعِ صَاحِبِهِ مَا يَجِبُ فِيهِ الْقَطْعُ فَعَلَيْهِ الْقَطْعُ فِيهِ.

میں سے کسی بھی چوری کرنے والے کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ اگر دونوں سے کسی نے رہائشی گھر کے علاوہ دوسرے گھر سے چوری کی یعنی جو گھر ان کی پناہ گاہ ہے اس کے علاوہ دوسرے سے اور ایک نے دوسرے کا اتنا مال چرایا ہے، جس پر ہاتھ کاٹا جاتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الصَّبِيِّ الصَّغِيرِ، وَالْأَعْجَمِيِّ الَّذِي لَا يُفْصِحُ أَنَّهُمَا إِذَا سُرِقَا مِنْ حِرْزِهِمَا أَوْ غَلْقِهِمَا فَعَلَى مَنْ سَرَقَهُمَا الْقَطْعُ، وَإِنْ خَرَجَا مِنْ حِرْزِهِمَا، وَغَلْقِهِمَا، فَلَيْسَ عَلَى مَنْ سَرَقَهُمَا قَطْعٌ. قَالَ وَإِنَّمَا هُمَا بِمَنْزِلَةِ حَرِيسَةِ الْجَبَلِ، وَالثَّمَرِ الْمُعَلَّقِ.

امام مالک نے بچے اور غیر ملکی کے بارے میں فرمایا جو بات نہیں سمجھتا کہ اگر وہ گھر میں سے چوری کریں تو ان میں سے چوری کرنے والے کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ اور اگر وہ چیز ان کے گھر سے باہر تھی تو اس چوری پر ان کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ فرمایا کہ ان کا حکم پہاڑ پر پھرتی ہوئی بکری اور درخت پر لگے ہوئے پھلوں کا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْأَمْرُ عِنْدَنَا فِيمَنْ يَنْبِشُ الْقُبُورَ، أَنَّهُ إِذَا بَلَغَ مَا أَخْرَجَ مِنَ الْقُبُورِ مَا يَجِبُ فِيهِ الْقَطْعُ فَعَلَيْهِ فِيهِ الْقَطْعُ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک کفن چور کا یہ حکم ہے کہ جب وہ قبر سے اتنی مالیت کا کفن نکالے جس پر ہاتھ کاٹا جاتا ہے تو اس پر اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

وَقَالَ مَالِكٌ وَذَلِكَ أَنَّ الْقَبْرَ حِرْزٌ لِمَا فِيهِ كَمَا أَنَّ الْبُيُوتَ حِرْزٌ لِمَا فِيهَا.

اور امام مالک نے فرمایا کہ قبر مردے کی پناہ گاہ ہے جیسے زندہ لوگوں کے لیے ان کا گھر۔

قَالَ وَلَا يَجِبُ عَلَيْهِ الْقَطْعُ حَتَّى يَخْرُجَ مِنَ الْقَبْرِ.

فرمایا اور اس کا ہاتھ کاٹنا واجب نہیں جب تک قبر سے نکال نہ لے۔

۱۱- بَابُ مَا لَا قَطْعَ فِيهِ

جن صورتوں میں ہاتھ نہیں کاٹا جاتا

۶۴۷- **وَحَدَّثَنِي** يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، أَنَّ عَبْدًا سَرَقَ وَدِيًّا مِنْ حَائِطِ رَجُلٍ، فَغَرَسَهُ فِي حَائِطِ سَيِّدِهِ، فَخَرَجَ صَاحِبُ الْوَدِيِّ يَلْتَمِسُ وَدِيَّهُ فَوَجَدَهُ، فَاسْتَعْدَى عَلَى الْعَبْدِ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ، فَسَجَنَ مَرْوَانُ الْعَبْدَ، وَأَرَادَ قَطْعَ يَدِهِ، فَانْطَلَقَ سَيِّدُ الْعَبْدِ إِلَى رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، فَسَأَلَهُ عَنْ ذَلِكَ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ لَا قَطْعَ فِي ثَمَرٍ وَلَا كَثَرٍ، وَالْكَثَرُ الْجُمَّارُ، فَقَالَ الرَّجُلُ فَإِنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ أَخَذَ غُلَامًا لِي وَهُوَ يُرِيدُ قَطْعَهُ، وَأَنَا أُحِبُّ أَنْ تَمْشِيَ مَعِي إِلَيْهِ فَتُخْبِرَهُ بِالَّذِي سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَمَشَى مَعَهُ رَافِعٌ إِلَى

محمد بن یحییٰ بن حبان سے روایت ہے کہ کسی غلام نے ایک باغ سے پودا چرا کر اپنے آقا کے باغ میں لا لگایا۔ پودے والا ڈھونڈتا پھرا اور اسے پا لیا۔ اس نے مروان بن حکم کے ہاں غلام کی رپورٹ کر دی۔ مروان نے غلام کو قید کر دیا اور غلام کا ہاتھ کاٹنا چاہا۔ غلام کا آقا حضرت رافع بن خدیج کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس بارے میں ان سے پوچھا۔ انہوں نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ پھل اور پودے میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا' یہ معاف ہیں۔ وہ شخص عرض گزار ہوا کہ میرے غلام کو مروان بن حکم نے پکڑا ہے اور وہ اس کا ہاتھ کاٹنا چاہتا ہے' میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ ان کے پاس تشریف لے چلیں۔ اور جو حدیث آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے وہ

مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ فَقَالَ اَخَذْتَ غُلَامًا لِهٰذَا؟ فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَ مَا اَنْتَ صَانِعٌ بِهٖ؟ قَالَ اَرَدْتُ قَطْعَ يَدِهٖ ' فَقَالَ لَهٗ رَافِعٌ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَا قَطْعَ فِيْ ثَمَرٍ وَلَا كَثَرٍ فَاَمَرَ مَرْوَانُ بِالْعَبْدِ فَاُرْسِلَ. سنن ابوداؤد(۴۳۸۸)سنن ترمذی(۱۴۴۹)سنن نسائی(۴۹۷۵)سنن ابن ماجہ(۲۵۹۳)

انہیں بتائیں حضرت رافع ان کے ساتھ مروان بن حکم کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: یہ غلام تم نے پکڑا ہے؟ کہا: ہاں۔ فرمایا کہ تم اس کے ساتھ کیا کرو گے؟ کہا: میں اس کا ہاتھ کاٹنا چاہتا ہوں۔ حضرت رافع نے ان سے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ پھل اور پودے میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ چنانچہ مروان نے حکم دیا کہ غلام کو چھوڑ دو۔

[۸۶۳] اَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ' عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ ' اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عَمْرِو بْنِ الْحَضْرَمِيِّ جَاءَ بِغُلَامٍ لَهٗ اِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ' فَقَالَ لَهٗ اقْطَعْ يَدَ غُلَامِيْ هٰذَا ' فَاِنَّهٗ سَرَقَ. فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ مَاذَا سَرَقَ؟ فَقَالَ سَرَقَ مِرْاٰةً لِامْرَاَتِيْ ثَمَنُهَا سِتُّوْنَ دِرْهَمًا. فَقَالَ عُمَرُ اَرْسِلْهُ فَلَيْسَ عَلَيْهِ قَطْعٌ خَادِمُكُمْ سَرَقَ مَتَاعَكُمْ.

سائب بن یزید سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمرو بن الحضرمی اپنے ایک غلام کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لے گئے اور کہا کہ میرے اس غلام کا ہاتھ کاٹ دیجئے کیونکہ اس نے چوری کی ہے۔ حضرت عمر نے ان سے فرمایا کہ چرایا کیا ہے؟ کہا کہ میری بیوی کا آئینہ چرایا ہے جس کی قیمت ساٹھ درہم ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو' اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا کیونکہ تمہارے ہی خادم نے تمہارا مال چرایا ہے۔

[۸۶۴] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ' اَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ اُتِيَ بِاِنْسَانٍ قَدِ اخْتَلَسَ مَتَاعًا ' فَاَرَادَ قَطْعَ يَدِهٖ ' فَاَرْسَلَ اِلٰى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ يَسْاَلُهٗ عَنْ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ لَيْسَ فِي الْخُلْسَةِ قَطْعٌ.

ابن شہاب سے روایت ہے کہ مروان بن حکم کے پاس ایک آدمی لایا گیا جس نے کسی کا مال اچک لیا تھا۔ لہٰذا اس کا ہاتھ کاٹنا چاہا' پھر حضرت زید بن ثابت سے اس کا حکم پوچھنے کے لیے آدمی بھیجا تو حضرت زید بن ثابت نے فرمایا کہ اچکے کا ہاتھ نہیں کاٹا جاتا۔

[۸۶۵] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ ' اَنَّهٗ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ ' اَنَّهٗ اَخَذَ نَبَطِيًّا قَدْ سَرَقَ خَوَاتِمَ مِنْ حَدِيْدٍ ' فَحَبَسَهٗ لِيَقْطَعَ يَدَهٗ ' فَاَرْسَلَتْ اِلَيْهِ عَمْرَةُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَوْلَاةً لَهَا يُقَالُ لَهَا اُمَيَّةُ. قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ فَجَاءَتْنِيْ وَاَنَا بَيْنَ ظَهْرَانَيِ النَّاسِ فَقَالَتْ تَقُوْلُ لَكَ خَالَتُكَ عَمْرَةُ يَا ابْنَ اُخْتِيْ اَخَذْتَ نَبَطِيًّا فِيْ شَيْءٍ يَسِيْرٍ ذُكِرَ لِيْ فَاَرَدْتَ قَطْعَ يَدِهٖ؟ قُلْتُ نَعَمْ. قَالَتْ فَاِنَّ عَمْرَةَ تَقُوْلُ لَكَ لَا قَطْعَ اِلَّا فِيْ رُبْعِ دِيْنَارٍ فَصَاعِدًا. قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ فَاَرْسَلْتُ النَّبَطِيَّ.

ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے ایک نبطی کو پکڑا جس نے لوہے کی انگوٹھیاں چرائی تھیں۔ اسے قید کر کے چاہا کہ اس کا ہاتھ کاٹیں۔ چنانچہ عمرہ بنت عبدالرحمٰن نے ان کے پاس اپنی مولاۃ کو بھیجا جس کو امیہ کہا جاتا تھا۔ ابوبکر کا بیان ہے کہ وہ میرے پاس آئی جب کہ میں لوگوں میں بیٹھا تھا۔ اور کہا کہ آپ کی خالہ عمرہ نے فرمایا ہے کہ اے میرے بھانجے! تم نے جو کسی نبطی کو معمولی سی چیز کے بدلے پکڑا ہے تو تم اس کا ہاتھ کاٹنا چاہتے ہو؟ میں نے کہا: ہاں۔ کہا کہ حضرت عمرہ نے آپ کے لیے فرمایا ہے کہ ہاتھ نہیں کاٹا جاتا مگر چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ میں۔ ابوبکر کا بیان ہے کہ پھر میں نے نبطی کو چھوڑ دیا۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْاَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا فِيْ اعْتِرَافِ الْعَبِيْدِ اَنَّهٗ مَنِ اعْتَرَفَ مِنْهُمْ عَلٰى نَفْسِهٖ بِشَيْءٍ

امام مالک نے فرمایا کہ غلام کے اعتراف کی صورت میں یہ حکم ہمارے نزدیک متفق ہے کہ ان میں سے جو بھی ایسے جرم کا

يَقَعُ الْحَدُّ فِيهِ، أَوِ الْعُقُوبَةُ فِيهِ فِي جَسَدِهِ، فَإِنَّ اعْتِرَافَهُ جَائِزٌ عَلَيْهِ، وَلَا يُتَّهَمُ عَلَى أَنْ يُوقِعَ عَلَى نَفْسِهِ هٰذَا.

اعتراف کرے جس کی حد یا سزا اس کے جسم پر واقع ہوگی تو اس اعتراف کو درست مانا جائے گا اور یہ نہیں کہا جائے گا کہ اس نے اپنے آپ پر الزام لگایا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: وَأَمَّا مَنِ اعْتَرَفَ مِنْهُمْ بِأَمْرٍ يَكُونُ غُرْمًا عَلَى سَيِّدِهِ، فَإِنَّ اعْتِرَافَهُ غَيْرُ جَائِزٍ عَلَى سَيِّدِهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ جب غلام ایسی بات کا اعتراف کر لے جس کا تاوان اس کے آقا پر آئے تو یہ اعتراف اس کے آقا پر درست نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: لَيْسَ عَلَى الْأَجِيرِ وَلَا عَلَى الرَّجُلِ يَكُونَانِ مَعَ الْقَوْمِ يَخْدُمَانِهِمْ إِنْ سَرَقَاهُمْ قَطْعٌ، لِأَنَّ حَالَهُمَا لَيْسَتْ بِحَالِ السَّارِقِ، وَإِنَّمَا حَالُهُمَا حَالُ الْخَائِنِ، وَلَيْسَ عَلَى الْخَائِنِ قَطْعٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ مزدور یا وہ آدمی چوری کرے جو خدام سے ہو تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا کیونکہ وہ چور کی طرح نہیں ہے۔ اس کا حال خائن جیسا ہے اور خائن کا ہاتھ نہیں کاٹا جاتا۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الَّذِي يَسْتَعِيرُ الْعَارِيَةَ فَيَجْحَدُهَا: إِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْهِ قَطْعٌ، وَإِنَّمَا مَثَلُ ذٰلِكَ مَثَلُ رَجُلٍ كَانَ لَهُ عَلَى رَجُلٍ دَيْنٌ فَجَحَدَهُ ذٰلِكَ، فَلَيْسَ عَلَيْهِ فِيمَا جَحَدَهُ قَطْعٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ جو کوئی چیز عاریتاً لے کر انکار کر دے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا کیونکہ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی کا دوسرے پر قرض ہو۔ پھر مقروض اس بات کا انکار کر دے تو اس انکار کی وجہ سے اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا فِي السَّارِقِ يُوجَدُ فِي الْبَيْتِ قَدْ جَمَعَ الْمَتَاعَ، وَلَمْ يَخْرُجْ بِهِ، إِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْهِ قَطْعٌ، وَإِنَّمَا مَثَلُ ذٰلِكَ كَمَثَلِ رَجُلٍ وَضَعَ بَيْنَ يَدَيْهِ خَمْرًا لِيَشْرَبَهَا، فَلَمْ يَفْعَلْ، فَلَيْسَ عَلَيْهِ حَدٌّ، وَمِثْلُ ذٰلِكَ رَجُلٌ جَلَسَ مِنِ امْرَأَةٍ مَجْلِسًا، وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يُصِيبَهَا حَرَامًا، فَلَمْ يَفْعَلْ، وَلَمْ يَبْلُغْ ذٰلِكَ مِنْهَا، فَلَيْسَ عَلَيْهِ أَيْضًا فِي ذٰلِكَ حَدٌّ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفق ہے کہ چور گھر میں پایا گیا اس نے سامان اکٹھا کیا لیکن گھر سے باہر نہیں نکلا تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اور اس کی مثال اس شخص جیسی ہے جس نے پینے کے لیے شراب کا پیالہ سامنے رکھا لیکن پیا نہیں لہٰذا اس پر حد نہیں ہے یا اس کی مثال یہ بھی ہے کہ ایک آدمی کسی عورت کے پاس بیٹھا تا کہ اس سے حرام فعل کرے لیکن کیا نہیں اور وہاں تک نوبت نہیں پہنچی تو اس میں بھی اس پر حد نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا أَنَّهُ لَيْسَ فِي الْخُلْسَةِ قَطْعٌ بَلَغَ ثَمَنُهَا مَا يُقْطَعُ فِيهِ، أَوْ لَمْ يَبْلُغْ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفق ہے کہ اچک لینے کی سزا ہاتھ کاٹنا نہیں خواہ اس کی قیمت اتنی ہو جس پر ہاتھ کاٹا جاتا ہے یا اتنی نہ ہو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

٤٢- كِتَابُ الْأَشْرِبَةِ

مشروب کا بیان

١- بَابُ الْحَدِّ فِي الْخَمْرِ

خمر کی حد کا بیان

٦٤٨- حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَرَجَ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ: إِنِّي وَجَدْتُ مِنْ فُلَانٍ رِيحَ شَرَابٍ،

سائب بن یزید سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھے فلاں سے شراب کی بدبو آتی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ یہ شراب طلا ہے۔ میں پوچھتا

فَزَعَمَ أَنَّهُ شَرَابُ الطِّلَاءِ، وَأَنَا سَائِلٌ عَمَّا شَرِبَ فَإِنْ كَانَ يُسْكِرُ جَلَدْتُهُ، فَجَلَدَهُ عُمَرُ الْحَدَّ تَامًّا.

ہوں کہ اس کے پینے سے اگر نشہ ہوتا ہو تو اس پر حد جاری کروں۔ چنانچہ حضرت عمر نے اس پر پوری حد جاری کی۔

[۸۶۶] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدِّيلِيِّ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اسْتَشَارَ فِي الْخَمْرِ يَشْرَبُهَا الرَّجُلُ، فَقَالَ لَهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ نَرَى أَنْ تَجْلِدَهُ ثَمَانِينَ، فَإِنَّهُ إِذَا شَرِبَ سَكِرَ، وَإِذَا سَكِرَ هَذَى، وَإِذَا هَذَى افْتَرَى، أَوْ كَمَا قَالَ. فَجَلَدَ عُمَرُ فِي الْخَمْرِ ثَمَانِينَ.

ثور بن زید دیلی سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے شراب کے بارے میں مشورہ کیا جس کو لوگ پیتے تھے۔ حضرت علی نے ان سے کہا کہ میرے نزدیک اسی کوڑے مارنے مناسب ہیں۔ کیونکہ جب شراب پیئے گا تو مست ہو جائے گا۔ مست ہوگا' بے ہودہ باتیں کرے گا اور بے ہودہ باتیں کرے گا تو بہتان باندھے گا' یا جو کچھ فرمایا۔ چنانچہ حضرت عمر نے خمر میں اسی کوڑے مقرر کئے۔ف

ف: شرابی کو اسی درے مارنے کی سزا حضرت عمر نے صحابہ کرام کے مشورے سے مقرر فرمائی جس پر ان تمام حضرات کا اجماع منعقد ہوا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ چونکہ ان بزرگوں کا اجماع سب کے نزدیک حجت ہے لہٰذا تمام فقہاء کا اسی پر اتفاق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[۸۶۷] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ حَدِّ الْعَبْدِ فِي الْخَمْرِ فَقَالَ بَلَغَنِي أَنَّ عَلَيْهِ نِصْفَ حَدِّ الْحُرِّ فِي الْخَمْرِ، وَأَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ، وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، قَدْ جَلَدُوا عَبِيدًا لَهُمْ نِصْفَ حَدِّ الْحُرِّ فِي الْخَمْرِ.

ابن شہاب سے خمر میں غلام کی حد کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ آزاد کی نسبت خمر میں غلام پر آدھی حد ہے اور حضرت عمر' حضرت عثمان' حضرت عبداللہ بن عمر اپنے غلاموں کو شراب کی حد میں نصف کوڑے مارتے تھے۔

[۸۶۸] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ مَا مِنْ شَيْءٍ إِلَّا اللّٰهُ يُحِبُّ أَنْ يُعْفَى عَنْهُ مَا لَمْ يَكُنْ حَدًّا.

یحییٰ بن سعید نے سعید بن مسیب کو فرماتے ہوئے سنا کہ حد کے سوا ہر گناہ کے متعلق اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ معاف کر دیا جائے۔

قَالَ يَحْيَى قَالَ مَالِكٌ وَالسُّنَّةُ عِنْدَنَا أَنَّ كُلَّ مَنْ شَرِبَ شَرَابًا مُسْكِرًا، فَسَكِرَ أَوْ لَمْ يَسْكَرْ، فَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْحَدُّ.

یحییٰ' امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ سنت ہے کہ جس نے نشہ آور شراب پی۔ اب خواہ اسے نشہ ہو یا نہ ہو اس پر حد جاری کرنا واجب ہو گیا۔

۲- بَابُ مَا يُنْهَى أَنْ يُنْبَذَ فِيهِ

جن برتنوں میں نبیذ بنانا مکروہ ہے

۶۴۹- وَحَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ خَطَبَ النَّاسَ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَأَقْبَلْتُ نَحْوَهُ فَانْصَرَفَ قَبْلَ أَنْ أَبْلُغَهُ، فَسَأَلْتُ مَاذَا قَالَ؟ فَقِيلَ لِي نَهَى أَنْ يُنْبَذَ فِي الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ. صحیح مسلم (۵۱۵۷)

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ کسی غزوہ میں رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ میں آپ کی جانب بڑھا تو میرے پہنچنے سے پہلے آپ فارغ ہو گئے۔ میں نے پوچھا کہ آپ نے کیا فرمایا؟ مجھے بتایا گیا کہ آپ نے تو بنے اور مرتبان میں نبیذ بھگونے سے منع فرمایا ہے۔

۶۵۰- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ

عبدالرحمٰن بن یعقوب نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ

الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْقُوبَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى أَنْ يُنْبَذَ فِي الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ.
صحیح مسلم (۵۱۳۶)

عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تونبے اور مرتبان میں نبیذ بھگونے سے منع فرمایا ہے۔

۳- بَابُ مَا يُكْرَهُ أَنْ يُنْبَذَ جَمِيعًا

جن دو چیزوں کو ملا کر نبیذ نہ بنائی جائے

۶۵۱- وَحَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى أَنْ يُنْبَذَ الْبُسْرُ، وَالرُّطَبُ جَمِيعًا، وَالتَّمْرُ، وَالزَّبِيبُ جَمِيعًا. صحیح البخاری (۵۶۰۱) صحیح مسلم (۵۱۲۵، ۵۱۳۰)

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گدر اور پکی کھجوروں کو ملا کر یا کھجور اور کشمش کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا ہے۔

۶۵۲- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الثِّقَةِ عِنْدَهُ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحُبَابِ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى أَنْ يُشْرَبَ التَّمْرُ، وَالزَّبِيبُ جَمِيعًا، وَالزَّهْوُ، وَالرُّطَبُ جَمِيعًا. سابقہ حوالہ (۶۵۱)

عبد الرحمن بن حباب انصاری نے حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھجور اور کشمش کے مشترکہ شیرہ سے منع فرمایا ہے اور اسی طرح گدر اور پکی کھجوروں کو ملا کر بنانے سے۔

قَالَ مَالِكٌ وَهُوَ الْأَمْرُ الَّذِي لَمْ يَزَلْ عَلَيْهِ أَهْلُ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا أَنَّهُ يُكْرَهُ ذٰلِكَ لِنَهْيِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَنْهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے شہر کے اہل علم کا ہمیشہ سے اسی پر عمل ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اسے ناپسند فرمایا ہے۔

۴- بَابُ تَحْرِيمِ الْخَمْرِ

شراب کا حرام ہونا

۶۵۳- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهَا قَالَتْ سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْبِتْعِ فَقَالَ كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ، فَهُوَ حَرَامٌ.
صحیح البخاری (۵۵۸۵) صحیح مسلم (۵۱۷۹)

ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ سے تبع نامی شراب کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ ہر وہ شراب جو نشہ لائے وہ حرام ہے۔

۶۵۴- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ عَنِ الْغُبَيْرَاءِ، فَقَالَ لَا خَيْرَ فِيهَا، وَنَهَى عَنْهَا.

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے "غبیرہ" نامی شراب کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ اس میں کوئی بھلائی نہیں اور اس سے منع فرمایا۔

قَالَ مَالِكٌ فَسَأَلْتُ زَيْدَ بْنَ أَسْلَمَ مَا الْغُبَيْرَاءُ؟ فَقَالَ هِيَ الْأُسْكَرْكَةُ.

امام مالک کا بیان ہے کہ میں نے زید بن اسلم سے پوچھا کہ "غبیرہ" کیا ہے؟ فرمایا کہ ایک نشہ آور مشروب ہے۔

۶۵۵- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا، ثُمَّ لَمْ يَتُبْ مِنْهَا حُرِمَهَا فِي الْآخِرَةِ.

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے دنیا میں شراب پی اور اس سے توبہ نہ کی تو آخرت میں شراب اس پر حرام ہوگی۔

صحیح البخاری (٥٥٧٥) صحیح مسلم (٥١٩٠)

٥- بَابٌ جَامِعُ تَحْرِيمِ الْخَمْرِ

شراب کی حرمت کے متعلق دیگر روایات

٦٥٦- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنِ ابْنِ وَعْلَةَ الْمِصْرِيِّ، أَنَّهُ سَأَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ عَمَّا يُعْصَرُ مِنَ الْعِنَبِ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَهْدٰى رَجُلٌ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ رَاوِيَةَ خَمْرٍ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهَا؟ قَالَ لَا، فَسَارَّهُ رَجُلٌ إِلٰى جَنْبِهِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِمَ سَارَرْتَهُ؟ فَقَالَ أَمَرْتُهُ أَنْ يَبِيعَهَا، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ الَّذِي حَرَّمَ شُرْبَهَا حَرَّمَ بَيْعَهَا، فَفَتَحَ الرَّجُلُ الْمَزَادَتَيْنِ حَتّٰى ذَهَبَ مَا فِيهِمَا. صحیح مسلم (٤٠٢٠)

ابن وعلہ مصری نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے انگور کی شراب کے بارے میں پوچھا تو حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک مشک شراب کا تحفہ پیش کیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسے حرام فرمایا ہے؟ عرض کی: نہیں۔ پہلو کے ایک آدمی نے اس سے سرگوشی کی۔ آپ نے پوچھا کہ تم نے کیا سرگوشی کی ہے؟ عرض گزار ہوا کہ میں نے اسے بیچنے کے لیے کہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: جس نے اس کا پینا حرام کیا اس نے بیچنا بھی حرام فرمایا ہے۔ اس آدمی نے مشک کا منہ کھول دیا یہاں تک کہ ساری شراب بہہ گئی۔

[٨٦٩] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ أَسْقِي أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ، وَأَبَا طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيَّ، وَأُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ شَرَابًا مِنْ فَضِيخٍ وَتَمْرٍ. قَالَ فَجَاءَهُمْ آتٍ، فَقَالَ إِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ، فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ يَا أَنَسُ قُمْ إِلٰى هٰذِهِ الْجِرَارِ فَاكْسِرْهَا قَالَ فَقُمْتُ إِلٰى مِهْرَاسٍ لَنَا فَضَرَبْتُهَا بِأَسْفَلِهِ حَتّٰى تَكَسَّرَتْ. صحیح البخاری (٥٥٨٢) صحیح مسلم (٥١٠٩)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ابوعبیدہ بن جراح، حضرت ابوطلحہ انصاری اور حضرت ابی بن کعب کو گدر اور خشک کھجوروں کی شراب پلا رہا تھا کہ ایک آدمی آنے والے نے آ کر کہا کہ شراب حرام ہو گئی ہے۔ حضرت ابوطلحہ نے فرمایا: اے انس! کھڑے ہو کر اس گھڑے کو پھوڑ دو۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں موسل کی طرف گیا اور وہ گھڑے کے پیٹ پر مارا کہ وہ پھوٹ گیا۔

[٨٧٠] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ وَاقِدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حِينَ قَدِمَ الشَّامَ شَكَا إِلَيْهِ أَهْلُ الشَّامِ وَبَاءَ الْأَرْضِ وَثِقَلَهَا، وَقَالُوا لَا يُصْلِحُنَا إِلَّا هٰذَا الشَّرَابُ، فَقَالَ عُمَرُ اشْرَبُوا هٰذَا الْعَسَلَ قَالُوا لَا يُصْلِحُنَا الْعَسَلُ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ هَلْ لَكَ أَنْ نَجْعَلَ لَكَ مِنْ هٰذَا الشَّرَابِ شَيْئًا لَا يُسْكِرُ؟ قَالَ نَعَمْ. فَطَبَخُوهُ حَتّٰى ذَهَبَ مِنْهُ الثُّلُثَانِ وَبَقِيَ الثُّلُثُ، فَأَتَوْا بِهِ عُمَرَ

محمود بن لبید انصاری سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب شام تشریف لے گئے تو اہل شام نے علاقائی وباء اور آب و ہوا کے بھاری ہونے کی شکایت کی۔ اور کہا کہ صرف اس شراب سے ہم تندرست رہتے ہیں۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ شہد پیا کرو۔ عرض کی کہ شہد ہمارے موافق نہیں آتا۔ اسی علاقے کے ایک آدمی نے کہا کہ ہم آپ کے لیے ایسی شراب بنا کر لائیں جو نشہ آور نہ ہو؟ فرمایا: ہاں۔ پس انہوں نے شیرہ پکایا، یہاں تک کہ دو تہائی جل گیا اور ایک تہائی باقی رہ گیا۔ حضرت عمر نے اس میں انگلی داخل کر کے ہاتھ اوپر اٹھایا تو اس کا تار بندھ گیا۔ فرمایا

فَأَدْخَلَ فِيهِ عُمَرُ إِصْبَعَهُ، ثُمَّ رَفَعَ يَدَهُ فَتَبِعَهَا يَتَمَطَّطُ، فَقَالَ هٰذَا الطِّلَاءُ هٰذَا مِثْلُ طِلَاءِ الْإِبِلِ، فَأَمَرَهُمْ عُمَرُ أَنْ يَشْرَبُوهُ، فَقَالَ لَهُ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ أَحْلَلْتَهَا وَاللّٰهِ؟ فَقَالَ عُمَرُ كَلَّا وَاللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي لَا أُحِلُّ لَهُمْ شَيْئًا حَرَّمْتَهُ عَلَيْهِمْ، وَلَا أُحَرِّمُ عَلَيْهِمْ شَيْئًا أَحْلَلْتَهُ لَهُمْ.

کہ یہ گاڑھا تو اونٹ کے گاڑھے کی طرح ہے۔ پس حضرت عمر نے اس کے پینے کا حکم دیا۔ حضرت عبادہ بن صامت نے کہا کہ خدا کی قسم! آپ نے تو اسے حلال کر دیا۔ حضرت عمر نے کہا کہ خدا کی قسم! ایسا نہیں ہے، اے اللہ! میں کسی چیز کو حلال نہیں کرتا جس کو تو نے لوگوں پر حرام کیا اور ان پر کسی چیز کو حرام نہیں کرتا جس کو تو نے ان کے لیے حلال فرمایا ہے۔

[۸۷۱] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رِجَالًا مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ قَالُوا لَهُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِنَّا نَبْتَاعُ مِنْ ثَمَرِ النَّخْلِ، وَالْعِنَبِ، فَنَعْصِرُهُ خَمْرًا، فَنَبِيعُهَا، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ إِنِّي أُشْهِدُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتَهُ وَمَنْ سَمِعَ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ، أَنِّي لَا آمُرُكُمْ أَنْ تَبِيعُوهَا وَلَا تَبْتَاعُوهَا، وَلَا تَعْصِرُوهَا وَلَا تَشْرَبُوهَا وَلَا تَسْقُوهَا، فَإِنَّهَا رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ عراق کے کچھ لوگوں نے ان سے کہا: اے ابو عبدالرحمٰن! ہم کھجوریں اور انگور خریدتے ہیں اور ان سے شراب نچوڑ کر بیچتے ہیں؟ حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ میں تمہارے اوپر اللہ کو، اس کے فرشتوں کو اور جتنے جن وانس سن رہے ہیں ان سب کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں تمہیں اس کے بیچنے، خریدنے، نچوڑنے، پینے اور پلانے کا حکم نہیں دیتا کیونکہ یہ ناپاک ہے اور شیطانی عمل ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

٤٣- كِتَابُ الْعُقُوْلِ

دیتوں کا بیان

١- بَابُ ذِكْرِ الْعُقُوْلِ

دیتوں کا بیان

٦٥٧- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ فِي الْكِتَابِ الَّذِي كَتَبَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِعَمْرِو بْنِ حَزْمٍ فِي الْعُقُولِ إِنَّ فِي النَّفْسِ مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ، وَفِي الْأَنْفِ إِذَا أُوعِيَ جَدْعًا مِائَةٌ مِنَ الْإِبِلِ، وَفِي الْمَأْمُومَةِ ثُلُثُ الدِّيَةِ، وَفِي الْجَائِفَةِ مِثْلُهَا، وَفِي الْعَيْنِ خَمْسُونَ، وَفِي الْيَدِ خَمْسُونَ، وَفِي الرِّجْلِ خَمْسُونَ، وَفِي كُلِّ أُصْبُعٍ مِمَّا هُنَالِكَ عَشْرٌ مِنَ الْإِبِلِ، وَفِي السِّنِّ خَمْسٌ، وَفِي الْمُوضِحَةِ خَمْسٌ.

ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے روایت ہے کہ دیتوں کے بارے میں جو گرامی نامہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرو بن حزم کے لیے لکھا تھا، اس میں تھا کہ جان کے بدلے سو اونٹ اور ناک جب پوری کاٹ دی جائے تو سو اونٹ اور مامومہ و جائفہ میں تہائی دیت۔ آنکھ، ہاتھ اور ٹانگ ہر ایک کے بدلے پچاس اونٹ، ہر انگلی کے بدلے دس اونٹ، دانت کے بدلے پانچ اونٹ اور جس زخم سے ہڈی نظر آ جائے اس کے بدلے پانچ اونٹ۔ ف

ف: مامومہ سر کے اس زخم کو کہتے ہیں جو بھیجے تک پہنچ جائے۔ جائفہ وہ زخم کہلاتا ہے جو پیٹ کے اندر پہنچ جائے خواہ ضرب شکم کی جانب سے لگائی ہو یا پیچھے یا دائیں بائیں جانب سے اور موضحہ اس زخم کو کہتے ہیں جس سے ہڈی کھل جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

٢- بَابُ الْعَمَلِ فِي الدِّيَةِ

دیت کے وصول کرنے کا طریقہ

[۸۷۲] اثر- حَدَّثَنِي مَالِكٌ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَوَّمَ الدِّيَةَ عَلَى أَهْلِ الْقُرَى، فَجَعَلَهَا عَلَى أَهْلِ الذَّهَبِ أَلْفَ دِينَارٍ، وَعَلَى أَهْلِ الْوَرِقِ اثْنَيْ عَشَرَ أَلْفَ دِرْهَمٍ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر نے گاؤں والوں کے لئے دیت کی قیمت لگائی تو سونے والوں کے لئے ایک ہزار دینار مقرر کی اور چاندی والوں کے لئے بارہ ہزار درہم۔

قَالَ مَالِكٌ فَأَهْلُ الذَّهَبِ أَهْلُ الشَّامِ، وَأَهْلُ مِصْرَ، وَأَهْلُ الْوَرِقِ أَهْلُ الْعِرَاقِ.

امام مالک نے فرمایا کہ سونے والے شامی اور مصری ہیں اور چاندی والے عراقی ہیں۔

وَحَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَّ الدِّيَةَ تُقْطَعُ فِي ثَلَاثِ سِنِينَ، أَوْ أَرْبَعِ سِنِينَ قَالَ مَالِكٌ وَالثَّلَاثُ أَحَبُّ مَا سَمِعْتُ إِلَيَّ فِي ذَلِكَ.

امام مالک نے سنا کہ دیت تین یا چار سال میں پوری ادا کر دی جائے۔ امام مالک نے فرمایا کہ جو میں نے اس بارے میں سنا' وہ مجھے زیادہ پسند ہے۔

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا أَنَّهُ لَا يُقْبَلُ مِنْ أَهْلِ الْقُرَى فِي الدِّيَةِ الْإِبِلُ، وَلَا مِنْ أَهْلِ الْعَمُودِ الذَّهَبُ، وَلَا الْوَرِقُ، وَلَا مِنْ أَهْلِ الذَّهَبِ الْوَرِقُ، وَلَا مِنْ أَهْلِ الْوَرِقِ الذَّهَبُ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفق ہے کہ گاؤں والوں سے دیت میں اونٹ نہ لئے جائیں اور شہریوں سے سونا چاندی نہ لیا جائے نیز سونے والوں سے چاندی اور چاندی والوں سے سونا قبول نہ کیا جائے۔

۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي دِيَةِ الْعَمْدِ إِذَا قُبِلَتْ وَجِنَايَةِ الْمَجْنُونِ

قتلِ عمد کی دیت پر رضا مندی اور مجنون کی جنایت

حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ كَانَ يَقُولُ فِي دِيَةِ الْعَمْدِ إِذَا قُبِلَتْ خَمْسٌ وَعِشْرُونَ بِنْتَ مَخَاضٍ، وَخَمْسٌ وَعِشْرُونَ بِنْتَ لَبُونٍ، وَخَمْسٌ وَعِشْرُونَ حِقَّةً، وَخَمْسٌ وَعِشْرُونَ جَذَعَةً.

ابن شہاب قتل عمد کی دیت کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ پچیس ایک سال کی اونٹنیاں' پچیس دو سال کی اونٹنیاں' پچیس تین سال کی اونٹنیاں اور پچیس چار سال کی اونٹنیاں دی جائیں گی۔ف

ف: عمر کے لحاظ سے اونٹنیوں کے مذکورہ نام کتاب الزکوۃ میں گزشتہ صفحات کے اندر گزر چکے ہیں اور وہاں ان ناموں کی تشریح بھی کر دی گئی ہے۔ قارئین کو تلاش کرنے کی زحمت نہ اٹھانی پڑے اس لیے یہاں دوبارہ ان کے معانی بیان کر دیئے جاتے ہیں۔

بنت مخاض: ایک سال کی اونٹنی کو کہتے ہیں۔

بنت لبون: دو سال کی اونٹنی کو کہتے ہیں۔

حقہ: تین سال کی اونٹنی کو کہتے ہیں۔

جذعہ: چار سال کی اونٹنی کو کہتے ہیں۔

[۸۷۳] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ كَتَبَ إِلَى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، أَنَّهُ أُتِيَ بِمَجْنُونٍ قَتَلَ رَجُلًا، فَكَتَبَ إِلَيْهِ مُعَاوِيَةُ أَنِ اعْقِلْهُ وَلَا تُقِدْ مِنْهُ، فَإِنَّهُ لَيْسَ عَلَى مَجْنُونٍ قَوَدٌ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ مروان بن حکم نے حضرت معاویہ کے لئے لکھا کہ میرے پاس ایک مجنون لایا گیا ہے جس نے ایک آدمی کو قتل کر دیا ہے۔ حضرت معاویہ نے ان کے لیے لکھا کہ اسے قید کرلو اور اس سے قصاص نہ لو کیونکہ جنون والے پر قصاص نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْكَبِيرِ، وَالصَّغِيرِ، إِذَا قَتَلَا رَجُلًا جَمِيعًا عَمْدًا إِنَّ عَلَى الْكَبِيرِ أَنْ يُقْتَلَ، وَعَلَى الصَّغِيرِ نِصْفَ الدِّيَةِ.

امام مالک نے فرمایا کہ ایک بالغ اور ایک نابالغ نے مل کر کسی کو عمداً قتل کیا تو بالغ سے قصاص لیا جائے گا اور نابالغ سے نصف دیت وصول کی جائے گی۔

قَالَ مَالِكٌ وَكَذٰلِكَ الْحُرُّ وَالْعَبْدُ يَقْتُلَانِ الْعَبْدَ، فَيُقْتَلُ الْعَبْدُ وَيَكُونُ عَلَى الْحُرِّ نِصْفُ قِيمَتِهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ اسی طرح آزاد اور غلام نے ایک غلام کو قتل کر دیا تو غلام سے قصاص لیا جائے گا اور آزاد پر اس کی نصف قیمت واجب آئے گی۔

٤- بَابُ دِيَةِ الْخَطَإِ فِي الْقَتْلِ

قتل خطا کی دیت کا بیان

[۸۷۴] اثر- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ، وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي سَعْدِ بْنِ لَيْثٍ أَجْرَى فَرَسًا عَلَى إِصْبَعِ رَجُلٍ مِنْ جُهَيْنَةَ فَنُزِيَ مِنْهَا فَمَاتَ. فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِلَّذِي ادُّعِيَ عَلَيْهِمْ أَتَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ خَمْسِينَ يَمِينًا مَا مَاتَ مِنْهَا؟ فَأَبَوْا وَتَحَرَّجُوا. وَقَالَ لِلْآخَرِينَ أَتَحْلِفُونَ أَنْتُمْ؟ فَأَبَوْا. فَقَضَى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِشَطْرِ الدِّيَةِ عَلَى السَّعْدِيِّينَ.

عراک بن مالک اور سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ بنی سعد بن لیث کے ایک آدمی نے گھوڑا دوڑایا اور جہینہ کے ایک آدمی کی انگلی کچل دی جس سے اتنا خون بہا کہ وہ مر گیا' حضرت عمر نے مدعا علیہم سے فرمایا کہ کیا تم پچاس مرتبہ اللہ کی قسم کھاتے ہو کہ وہ انگلی کے باعث نہیں مرا؟ انہوں نے انکار کیا اور قسم کھانے سے رکے رہے۔ پھر دوسرے لوگوں سے فرمایا کہ کیا تم قسم کھاتے ہو؟ انہوں نے بھی انکار کیا۔ حضرت عمر نے فیصلہ فرمایا کہ بنی سعد والے نصف دیت دیں۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَيْسَ الْعَمَلُ عَلَى هٰذَا.

امام مالک نے فرمایا اور نہیں عمل اوپر اس کے۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ، وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ، وَرَبِيعَةَ بْنَ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ كَانُوا يَقُولُونَ دِيَةُ الْخَطَإِ عِشْرُونَ بِنْتَ مَخَاضٍ، وَعِشْرُونَ بِنْتَ لَبُونٍ، وَعِشْرُونَ ابْنَ لَبُونٍ ذَكَرًا، وَعِشْرُونَ حِقَّةً، وَعِشْرُونَ جَذَعَةً.

ابن شہاب' سلیمان بن یسار اور ربیعہ بن ابو عبدالرحمٰن فرمایا کرتے تھے کہ قتل خطا کی دیت میں بیس ایک سالہ اونٹنیاں' بیس دو سالہ اونٹنیاں' بیس دو سالہ اونٹ' بیس تین سالہ اور بیس چار سالہ دیئے جاتے ہیں۔

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا أَنَّهُ لَا قَوَدَ بَيْنَ الصِّبْيَانِ، وَإِنَّ عَمْدَهُمْ خَطَأٌ مَا لَمْ تَجِبْ عَلَيْهِمُ الْحُدُودُ وَيَبْلُغُوا الْحُلُمَ، وَإِنَّ قَتْلَ الصَّبِيِّ لَا يَكُونُ إِلَّا خَطَأً وَذٰلِكَ لَوْ أَنَّ صَبِيًّا، وَكَبِيرًا قَتَلَا رَجُلًا حُرًّا خَطَأً، كَانَ عَلَى عَاقِلَةِ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا نِصْفُ الدِّيَةِ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفق ہے کہ بچوں سے قصاص نہیں لیا جائے گا اگرچہ عمداً غلطی کی ہو جب تک ان پر حدود واجب نہ ہوں اور بالغ نہ ہو جائیں۔ اگر لڑکا نابالغ کسی کو قتل کر دے تو اسے قتل خطا شمار کیا جائے گا۔ اسی طرح اگر ایک نابالغ لڑکا اور ایک بڑا آدمی مل کر کسی آزاد آدمی کو غلطی سے قتل کر دیں تو دونوں میں سے ہر ایک پر نصف دیت لازم آئے گی۔

قَالَ مَالِكٌ وَمَنْ قَتَلَ خَطَأً فَإِنَّمَا عَقْلُهُ مَالٌ لَا قَوَدَ فِيهِ، وَإِنَّمَا هُوَ كَغَيْرِهِ مِنْ مَالِهِ يُقْضَى بِهِ دَيْنُهُ، وَتَجُوزُ فِيهِ وَصِيَّتُهُ، فَإِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ تَكُونُ الدِّيَةُ قَدْرَ

امام مالک نے فرمایا کہ جو غلطی سے قتل کر دیا جائے تو اس کی دیت مثل اس کے مال کے ہو گی اور اسی سے اس کا قرض ادا کیا جائے گا اور اسی سے اس کی وصیت پوری کی جائے گی۔ اگر اس

ثُلُثِهٖ، ثُمَّ عَفَا عَنْ دِيَتِهٖ فَذٰلِكَ جَائِزٌ لَهٗ، وَاِنْ لَمْ يَكُنْ لَهٗ مَالٌ غَيْرُ دِيَتِهٖ جَازَ لَهٗ مِنْ ذٰلِكَ الثُّلُثُ اِذَا عُفِيَ عَنْهُ وَاَوْصٰى بِهٖ.

کے پاس اتنا مال ہو کہ دیت اس کا تہائی حصہ بنے پھر اس کی دیت معاف کر دی جائے تو یہ جائز ہے اور اگر دیت کے سوا اس کے پاس اور مال نہ ہو تو اس میں سے اس کے لیے تہائی جائز ہے جب کہ معاف کر دیا جائے اور اس کی وصیت کی ہو۔

٥- بَابُ عَقْلِ الْجِرَاحِ فِي الْخَطَاِ

غلطی سے کسی کو زخمی کر دینے کی دیت

حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، اَنَّ الْاَمْرَ الْمُجْتَمَعَ عَلَيْهِ عِنْدَهُمْ فِي الْخَطَاِ اَنَّهٗ لَا يُعْقَلُ حَتّٰى يَبْرَاَ الْمَجْرُوْحُ وَيَصِحَّ، وَاَنَّهٗ اِنْ كُسِرَ عَظْمٌ مِنَ الْاِنْسَانِ يَدٌ، اَوْ رِجْلٌ، اَوْ غَيْرُ ذٰلِكَ مِنَ الْجَسَدِ خَطَاً فَبَرَاَ وَصَحَّ وَعَادَ لِهَيْئَتِهٖ فَلَيْسَ فِيْهِ عَقْلٌ، فَاِنْ نَقَصَ، اَوْ كَانَ فِيْهِ عَثَلٌ فَفِيْهِ مِنْ عَقْلِهٖ بِحِسَابِ مَا نَقَصَ مِنْهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ غلطی سے زخمی کرنے میں یہ بات لوگوں کے نزدیک متفق ہے کہ جب تک زخمی اچھا اور تندرست نہ ہو جائے دیت کا حکم نہیں ہو گا۔ اگر غلطی سے کسی انسان کی ہڈی ٹوٹ جائے یا ہاتھ پاؤں وغیرہ جسم کا کوئی حصہ۔ پھر وہ پہلے کی طرح درست ہو جائے تو اس کی دیت نہیں۔ اگر کوئی نقص رہ گیا تو نقص کے مطابق دیت ادا کی جائے گی۔

قَالَ مَالِكٌ فَاِنْ كَانَ ذٰلِكَ الْعَظْمُ مِمَّا جَاءَ فِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ عَقْلٌ مُسَمًّى فَبِحِسَابِ مَا فَرَضَ فِيْهِ النَّبِيُّ ﷺ، وَمَا كَانَ مِمَّا لَمْ يَاْتِ فِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ عَقْلٌ مُسَمًّى، وَلَمْ تَمْضِ فِيْهِ سُنَّةٌ، وَلَا عَقْلٌ مُسَمًّى، فَاِنَّهٗ يُجْتَهَدُ فِيْهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر ایسی ہڈی کی بات ہو جس کی نبی کریم ﷺ نے دیت دلائی ہو تو اس کی اسی حساب سے دلائی جائے جو نبی کریم ﷺ نے دلائی اور جو دیت سنت سے ثابت نہ ہو تو وہ اجتہاد سے دلائی جائے گی۔

فَقَالَ مَالِكٌ وَلَيْسَ فِي الْجِرَاحِ فِي الْجَسَدِ اِذَا كَانَتْ خَطَاً عَقْلٌ اِذَا بَرِئَ الْجُرْحُ وَعَادَ لِهَيْئَتِهٖ، فَاِنْ كَانَ فِيْ شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ عَثَلٌ، اَوْ شَيْنٌ، فَاِنَّهٗ يُجْتَهَدُ فِيْهِ اِلَّا الْجَائِفَةَ فَاِنَّ فِيْهَا ثُلُثَ دِيَةِ النَّفْسِ.

امام مالک نے فرمایا کہ جسم کے اس زخم کی دیت نہیں ہے جو مندمل ہو کر پہلی حالت پر آ جائے۔ اگر کوئی دھبہ یا عیب باقی رہ جائے تو اس کے مطابق اجتہاد سے دیت دلائی جائے گی ماسوائے جائفہ کے کہ اس میں جان کی تہائی دیت ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَيْسَ فِيْ مُنَقِّلَةِ الْجَسَدِ عَقْلٌ وَهِيَ مِثْلُ مُوْضِحَةِ الْجَسَدِ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس زخم میں ہڈی اپنے مقام سے ہٹ جائے اس میں موضحہ جسد کی طرح دیت نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ اَلْاَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا اَنَّ الطَّبِيْبَ اِذَا خَتَنَ فَقَطَعَ الْحَشَفَةَ اَنَّ عَلَيْهِ الْعَقْلَ، وَاَنَّ ذٰلِكَ مِنَ الْخَطَاِ الَّذِيْ تَحْمِلُهُ الْعَاقِلَةُ، وَاَنَّ كُلَّ مَا اَخْطَاَ بِهِ الطَّبِيْبُ، اَوْ تَعَدّٰى اِذَا لَمْ يَتَعَمَّدْ ذٰلِكَ فَفِيْهِ الْعَقْلُ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفق ہے کہ طبیب جب ختنہ کرے اور حشفہ کاٹ دے تو اس پر دیت ہے اور یہ غلطی عاقلہ کی حاملہ ہے اور طبیب سے جو غلطی یا زیادتی ہو جائے جب کہ وہ عمداً نہ ہو تو اس میں دیت ہے۔

٦- بَابُ عَقْلِ الْمَرْاَةِ

عورت کی دیت کا بیان

وَحَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ تُعَاقِلُ الْمَرْاَةُ الرَّجُلَ اِلٰى ثُلُثِ الدِّيَةِ اُصْبُعُهَا كَاُصْبُعِهٖ، وَسِنُّهَا

یحیٰی بن سعید سے روایت ہے کہ سعید بن مسیب فرمایا کرتے تھے: عورت اور مرد کا معاملہ تہائی دیت تک ایک جیسا ہے۔ عورت کی انگلی مرد کی انگلی کی طرح۔ دانت دانت کی طرح

كَسِيْبِه ' وَمُوْضِحَتُهَا كَمُوْضِحَتِهِ ' وَمُنَقَّلَتُهَا كَمُنَقِّلَتِهِ.

موضحہ موضحے کی طرح اور منقلہ منقلے کی طرح۔

وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ' وَبَلَغَهُ ' عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ ' اَنَّهُمَا كَانَا يَقُوْلَانِ مِثْلَ قَوْلِ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ فِي الْمَرْاَةِ اِنَّهَا تُعَاقِلُ الرَّجُلَ اِلٰى ثُلُثِ دِيَةِ الرَّجُلِ ' فَاِذَا بَلَغَتْ ثُلُثَ دِيَةِ الرَّجُلِ كَانَتْ اِلَى النِّصْفِ مِنْ دِيَةِ الرَّجُلِ.

ابن شہاب اور عروہ بن زبیر بھی عورت کے بارے میں سعید بن مسیب کی طرح فرمایا کرتے تھے کہ مرد کی تہائی دیت تک عورت کی دیت بھی اس کے برابر رہے گی اور اس سے آگے مرد کی دیت کا نصف رہے گی۔

قَالَ مَالِكٌ وَتَفْسِيْرُ ذٰلِكَ اَنَّهَا تُعَاقِلُهُ فِي الْمُوْضِحَةِ وَالْمُنَقِّلَةِ وَمَا دُوْنَ الْمَاْمُوْمَةِ ' وَالْجَائِفَةِ ' وَاَشْبَاهِهِمَا مِمَّا يَكُوْنُ فِيْهِ ثُلُثُ الدِّيَةِ فَصَاعِدًا ' فَاِذَا بَلَغَتْ ذٰلِكَ كَانَ عَقْلُهَا فِي ذٰلِكَ عَلَى النِّصْفِ مِنْ عَقْلِ الرَّجُلِ.

امام مالک نے فرمایا: اس کی تفسیر یہ ہے کہ موضحہ اور منقلہ میں دونوں کی دیت برابر رہے گی اور اس کے علاوہ مامومہ اور جائفہ وغیرہ جن میں تہائی دیت ہوتی ہے' جب یہاں تک بات پہنچے گی تو عورت کی دیت مرد کی دیت سے آدھی ہوگی۔

وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' اَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ شِهَابٍ يَقُوْلُ مَضَتِ السُّنَّةُ اَنَّ الرَّجُلَ اِذَا اَصَابَ امْرَاَتَهُ بِجُرْحٍ اَنَّ عَلَيْهِ عَقْلَ ذٰلِكَ الْجُرْحِ وَلَا يُقَادُ مِنْهُ.

امام مالک نے ابن شہاب کو فرماتے ہوئے سنا کہ مرد جب عورت کو زخمی کرے تو اس سے زخم کی دیت لی جائے گی اور قصاص نہیں لیا جائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ وَاِنَّمَا ذٰلِكَ فِي الْخَطَاِ اَنْ يَضْرِبَ الرَّجُلُ امْرَاَتَهُ فَيُصِيْبَهَا مِنْ ضَرْبِهِ مَا لَمْ يَتَعَمَّدْ كَمَا يَضْرِبُهَا بِسَوْطٍ فَيَفْقَاَ عَيْنَهَا. وَنَحْوَ ذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ غیر ارادی کے بارے میں ہے کہ مرد نے کسی عورت کو بغیر ارادے کے مارا کہ اس نے کوڑا مارا اور اس کی آنکھ میں جالگا' وغیرہ۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْمَرْاَةِ يَكُوْنُ لَهَا زَوْجٌ وَوَلَدٌ مِنْ غَيْرِ عَصَبَتِهَا وَلَا قَوْمِهَا ' فَلَيْسَ عَلٰى زَوْجِهَا اِذَا كَانَ مِنْ قَبِيْلَةٍ اُخْرٰى مِنْ عَقْلِ جِنَايَتِهَا شَيْءٌ ' وَلَا عَلٰى وَلَدِهَا اِذَا كَانُوْا مِنْ غَيْرِ قَوْمِهَا ' وَلَا عَلٰى اِخْوَتِهَا مِنْ اُمِّهَا اِذَا كَانُوْا مِنْ غَيْرِ عَصَبَتِهَا ' وَلَا قَوْمِهَا فَهٰؤُلَاءِ اَحَقُّ بِمِيْرَاثِهَا ' وَالْعَصَبَةُ عَلَيْهِمُ الْعَقْلُ مُنْذُ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلَى الْيَوْمِ ' وَكَذٰلِكَ مَوَالِيْ الْمَرْاَةِ مِيْرَاثُهُمْ لِوَلَدِ الْمَرْاَةِ ' وَاِنْ كَانُوْا مِنْ غَيْرِ قَبِيْلَتِهَا ' وَعَقْلُ جِنَايَةِ الْمَوَالِيْ عَلٰى قَبِيْلَتِهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ جس عورت کا خاوند یا لڑکا اس کی قوم سے نہ ہو' بلکہ دوسرے قبیلے سے ہو تو خیانت کی دیت میں خاوند یا لڑکے پر کچھ نہیں آئے گا اور نہ اخیافی بھائی پر جب کہ وہ دوسری قوم سے ہو حالانکہ وہ اس کی میراث کے حق دار ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ اقدس سے آج تک دیت عصبہ پر رہی ہے اور اسی طرح عورت کے موالی پر۔ ان کی میراث عورت کے لڑکے کی ہوگی خواہ وہ عورت کے قبیلے سے دوسرے کا ہو اور جنایت کی دیت اس کے قبیلے کے موالی پر ہوگی۔

٧- بَابُ عَقْلِ الْجَنِيْنِ

پیٹ کے بچے کی دیت

٦٥٨- وَحَدَّثَنِيْ يَحْيٰى ' عَنْ مَالِكٍ ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ' عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ ' عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ' اَنَّ امْرَاَتَيْنِ مِنْ هُذَيْلٍ رَمَتْ اِحْدَاهُمَا

ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن بن عوف نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہذیل کی دو عورتوں نے ایک دوسری کو پتھر مارے تو ایک کا حمل گر گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے

الْأُخْرٰى فَطَرَحَتْ جَنِيْنَهَا، فَقَضٰى فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ وَلِيْدَةٍ. صحیح البخاری (۵۷۵۹) صحیح مسلم (٤٣٦٥)

دیت میں ایک غلام یا لونڈی دینے کا حکم فرمایا۔

٦٥٩- حَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَضٰى فِي الْجَنِيْنِ يُقْتَلُ فِيْ بَطْنِ أُمِّهِ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ وَلِيْدَةٍ، فَقَالَ الَّذِيْ قُضِيَ عَلَيْهِ كَيْفَ أَغْرَمُ مَا لَا شَرِبَ، وَلَا أَكَلَ، وَلَا نَطَقَ، وَلَا اسْتَهَلَّ وَمِثْلُ ذٰلِكَ بَطَلَ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّمَا هٰذَا مِنْ إِخْوَانِ الْكُهَّانِ.

صحیح البخاری (۵۷۵۸) صحیح مسلم (٤٣٦٥)

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پیٹ کے بچہ کے بارے میں فیصلہ فرمایا جس کو قتل کر دیا گیا ہو کہ دیت میں ایک غلام یا لونڈی دی جائے۔ جس کے خلاف فیصلہ ہوا تھا اس نے کہا کہ میں تاوان کس طرح دوں جبکہ بچے نے کھایا نہ پیا اور وہ بولا نہ رویا۔ اور ایسی ہی بے کار بات کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ کاہنوں کا بھائی ہے۔

وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ الْغُرَّةُ تُقَوَّمُ خَمْسِيْنَ دِيْنَارًا، أَوْ سِتَّمِائَةِ دِرْهَمٍ، وَدِيَةُ الْمَرْأَةِ الْحُرَّةِ الْمُسْلِمَةِ خَمْسُمِائَةِ دِيْنَارٍ، أَوْ سِتَّةُ آلَافِ دِرْهَمٍ.

ربیعہ بن ابو عبد الرحمٰن فرمایا کرتے کہ غلام یا لونڈی کی قیمت پچاس دینار یا چھ سو درہم ہو اور آزاد مسلمان عورت کی دیت پانچ سو دینار یا چھ ہزار درہم ہو (یہ اس وقت کے حساب سے اجتہادی فتویٰ ہے)۔

قَالَ مَالِكٌ فَدِيَةُ جَنِيْنِ الْحُرَّةِ عُشْرُ دِيَتِهَا، وَالْعُشْرُ خَمْسُوْنَ دِيْنَارًا، أَوْ سِتُّمِائَةِ دِرْهَمٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ پیٹ کے بچے کا فدیہ آزاد عورت کی دیت کا دسواں حصہ ہے یعنی پچاس دینار یا چھ سو درہم۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا يُخَالِفُ فِيْهِ أَنَّ الْجَنِيْنَ لَا تَكُوْنُ فِيْهِ الْغُرَّةُ حَتّٰى يُزَايِلَ بَطْنَ أُمِّهِ وَيَسْقُطَ مِنْ بَطْنِهَا مَيِّتًا.

امام مالک نے فرمایا کہ پیٹ کے بچے کے متعلق میں نے کسی کو اختلاف کرتے ہوئے نہیں سنا کہ اس کا تاوان نہ ہو جب کہ وہ والدہ کے پیٹ میں مر جائے اور پیٹ سے مرا ہوا ساقط ہو۔

قَالَ مَالِكٌ وَسَمِعْتُ أَنَّهُ إِذَا خَرَجَ الْجَنِيْنُ مِنْ بَطْنِ أُمِّهِ حَيًّا، ثُمَّ مَاتَ أَنَّ فِيْهِ الدِّيَةَ كَامِلَةً.

امام مالک نے فرمایا کہ میں نے یہ سنا ہے کہ جب بچہ اپنی ماں کے پیٹ سے زندہ پیدا ہو کر مرے تو اس کی پوری دیت لازم آئے گی۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَا حَيَاةَ لِلْجَنِيْنِ إِلَّا بِالْاِسْتِهْلَالِ، فَإِذَا خَرَجَ مِنْ بَطْنِ أُمِّهِ، فَاسْتَهَلَّ، ثُمَّ مَاتَ فَفِيْهِ الدِّيَةُ كَامِلَةً، وَنَرٰى أَنَّ فِيْ جَنِيْنِ الْأَمَةِ عُشْرَ ثَمَنِ أُمِّهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ بچے کی زندگی کا اس کے رونے سے پتہ لگے گا۔ جب اپنی ماں کے پیٹ سے خارج ہو کر روئے پھر مر جائے تو اس کی دیت پوری ہے اور لونڈی کے بچے کی دیت اس کی قیمت کا دسواں حصہ ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَإِذَا قَتَلَتِ الْمَرْأَةُ رَجُلًا، أَوِ امْرَأَةً عَمْدًا وَالَّتِيْ قَتَلَتْ حَامِلٌ لَمْ يُقَدْ مِنْهَا حَتّٰى تَضَعَ حَمْلَهَا، وَإِنْ قُتِلَتِ الْمَرْأَةُ وَهِيَ حَامِلٌ عَمْدًا أَوْ خَطَأً، فَلَيْسَ عَلٰى مَنْ قَتَلَهَا فِيْ جَنِيْنِهَا شَيْءٌ، فَإِنْ قُتِلَتْ

امام مالک نے فرمایا کہ جب کوئی عورت کسی مرد یا عورت کو دانستہ قتل کر دے اور جس نے قتل کیا وہ حاملہ ہو تو وضع حمل تک اس سے قصاص نہیں لیا جائے گا۔ اگر حاملہ عورت کو کسی نے دانستہ یا نادانستہ قتل کر دیا تو قاتل پر بچے کی کوئی دیت نہیں ہے، اگر اسے

عَمْدًا قُتِلَ الَّذِي قَتَلَهَا، وَلَيْسَ فِي جَنِينِهَا دِيَةٌ وَإِنْ قُتِلَتْ خَطَأً فَعَلَى عَاقِلَةِ قَاتِلِهَا دِيَتُهَا، وَلَيْسَ فِي جَنِينِهَا دِيَةٌ.

دانستہ قتل کیا ہے تو قاتل کو قتل کیا جائے گا اور بچے کی دیت نہیں ہو گی اور اگر نادانستہ قتل کیا ہے تو قاتل کے عاقلہ پر دیت لازم ہو گی اور بچے کی دیت نہیں ہو گی۔

وَحَدَّثَنِي يَحْيَى، سُئِلَ مَالِكٌ عَنْ جَنِينِ الْيَهُودِيَّةِ، وَالنَّصْرَانِيَّةِ يُطْرَحُ فَقَالَ أَرَى أَنَّ فِيهِ عُشْرَ دِيَةِ أُمِّهِ.

امام مالک سے یہودیہ اور نصرانیہ کے بچے کے متعلق پوچھا گیا جس کو مار کر نکال دیا گیا ہو۔ فرمایا کہ اس میں والدہ کی دیت کا دسواں حصہ ہے۔

۸- بَابُ مَا فِيهِ الدِّيَةُ كَامِلَةً

جس پر پوری دیت لازم آتی ہے

حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فِي الشَّفَتَيْنِ الدِّيَةُ كَامِلَةً، فَإِذَا قُطِعَتِ السُّفْلَى فَفِيهَا ثُلُثَا الدِّيَةِ.

ابن شہاب سے روایت ہے کہ سعید بن مسیب فرمایا کرتے: دونوں ہونٹوں میں پوری دیت ہے اور جب نیچے کا ہونٹ کاٹ دیا جائے تو دیت کا تہائی ہے۔

حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنِ الرَّجُلِ الْأَعْوَرِ يَفْقَأُ عَيْنَ الصَّحِيحِ، فَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ إِنْ أَحَبَّ الصَّحِيحُ أَنْ يَسْتَقِيدَ مِنْهُ فَلَهُ الْقَوَدُ، وَإِنْ أَحَبَّ فَلَهُ الدِّيَةُ أَلْفُ دِينَارٍ، أَوِ اثْنَا عَشَرَ أَلْفَ دِرْهَمٍ.

ابن شہاب سے پوچھا گیا کہ کانا اگر صحیح سالم آدمی کی آنکھ پھوڑ دے؟ ابن شہاب نے فرمایا کہ صحیح آدمی اگر قصاص چاہے تو اس کی آنکھ پھوڑ دے اور چاہے تو دیت کے ایک ہزار دینار یا بارہ ہزار درہم وصول کرے۔

وَحَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ فِي كُلِّ زَوْجٍ مِنَ الْإِنْسَانِ الدِّيَةُ كَامِلَةً، وَأَنَّ فِي اللِّسَانِ الدِّيَةَ كَامِلَةً، وَأَنَّ فِي الْأُذُنَيْنِ إِذَا ذَهَبَ سَمْعُهُمَا الدِّيَةَ كَامِلَةً اصْطُلِمَتَا، أَوْ لَمْ تُصْطَلَمَا، وَفِي ذَكَرِ الرَّجُلِ الدِّيَةُ كَامِلَةً، وَفِي الْأُنْثَيَيْنِ الدِّيَةُ كَامِلَةً.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ جسم انسانی کی ڈبل چیزوں میں پوری دیت ہے، زبان میں پوری دیت ہے اور دونوں کانوں میں پوری دیت ہے جب کہ دونوں کی سماعت جاتی رہے خواہ کانوں کو کاٹے یا نہ کاٹے عضو مخصوص کی پوری دیت ہے اور دونوں خصیوں کی پوری دیت ہے۔

وَحَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ فِي ثَدْيَيِ الْمَرْأَةِ الدِّيَةَ كَامِلَةً.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ عورت کے دونوں پستانوں کی پوری دیت ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَأَخَفُّ ذَلِكَ عِنْدِي الْحَاجِبَانِ، وَثَدْيَا الرَّجُلِ.

امام مالک نے فرمایا کہ میرے نزدیک دونوں ابروؤں اور مرد کے پستانوں میں تخفیف ہے۔

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا أُصِيبَ مِنْ أَطْرَافِهِ أَكْثَرُ مِنْ دِيَتِهِ فَذَلِكَ لَهُ إِذَا أُصِيبَتْ يَدَاهُ، وَرِجْلَاهُ، وَعَيْنَاهُ، فَلَهُ ثَلَاثُ دِيَاتٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک حکم ہے کہ آدمی کو جب مختلف تکلیفیں پہنچائی گئیں تو دیت میں اضافہ ہو گا مثلاً دونوں ہاتھ اور دونوں پیر کاٹے گئے اور دونوں آنکھیں نکالی گئیں تو اس کی تین دیت ہوں گی۔

قَالَ مَالِكٌ فِي عَيْنِ الْأَعْوَرِ الصَّحِيحَةِ إِذَا فُقِئَتْ خَطَأً إِنَّ فِيهَا الدِّيَةَ كَامِلَةً.

امام مالک نے فرمایا کہ کسی نے دانستہ کانے کی صحیح آنکھ پھوڑ ڈالی تو اس کی پوری دیت ہے۔

٩- بَابُ مَا جَاءَ فِي عَقْلِ الْعَيْنِ إِذَا ذَهَبَ بَصَرُهَا

اس آنکھ کی دیت جو قائم رہی مگر بینائی جاتی رہی

حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ كَانَ يَقُولُ فِي الْعَيْنِ الْقَائِمَةِ إِذَا طَفِئَتْ مِائَةُ دِينَارٍ.

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جب آنکھ قائم رہے اور بینائی جاتی رہے تو سو دینار دینے ہوں گے۔

قَالَ يَحْيَى وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ شَتَرِ الْعَيْنِ وَحِجَاجِ الْعَيْنِ فَقَالَ لَيْسَ فِي ذَلِكَ إِلَّا الِاجْتِهَادُ إِلَّا أَنْ يَنْقُصَ بَصَرُ الْعَيْنِ، فَيَكُونُ لَهُ بِقَدْرِ مَا نَقَصَ مِنْ بَصَرِ الْعَيْنِ.

امام مالک سے آنکھ کے پپوٹے اور آنکھ کے گرد والی ہڈی کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ اس میں اجتہاد ہی کیا جائے گا مگر جب کہ آنکھ کی بینائی گھٹ جائے تو جتنی بینائی گھٹی ہے اس کے لحاظ سے تاوان ہوگا۔

قَالَ يَحْيَى قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي الْعَيْنِ الْقَائِمَةِ الْعَوْرَاءِ إِذَا طَفِئَتْ، وَفِي الْيَدِ الشَّلَّاءِ إِذَا قُطِعَتْ إِنَّهُ لَيْسَ فِي ذَلِكَ إِلَّا الِاجْتِهَادُ، وَلَيْسَ فِي ذَلِكَ عَقْلٌ مُسَمًّى.

امام مالک نے فرمایا: ہمارے نزدیک حکم ہے کہ کانی آنکھ پھوڑ دی یا شل ہاتھ کو کاٹ دیا تو ان کے بارے میں اجتہاد ہی کیا جائے گا کیونکہ ان کی مقررہ دیت نہیں ہے۔

١٠- بَابُ مَا جَاءَ فِي عَقْلِ الشِّجَاجِ

زخموں کی دیت کا بیان

وَحَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّهُ سَمِعَ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ يَذْكُرُ أَنَّ الْمُوضِحَةَ فِي الْوَجْهِ مِثْلُ الْمُوضِحَةِ فِي الرَّأْسِ إِلَّا أَنْ تَعِيبَ الْوَجْهَ فَيُزَادُ فِي عَقْلِهَا مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ عَقْلِ نِصْفِ الْمُوضِحَةِ فِي الرَّأْسِ فَيَكُونُ فِيهَا خَمْسَةٌ وَسَبْعُونَ دِينَارًا.

یحییٰ بن سعید نے سلیمان بن یسار کو ذکر کرتے ہوئے سنا کہ چہرے کا موضحہ سر کے موضحہ کی طرح ہے مگر جب چہرے میں عیب پیدا ہو جائے تو دیت بڑھا دی جائے گی یعنی اس کے اور سر کے موضحہ کے درمیان نصف دیت گویا پچھتر دینار۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنَّ فِي الْمُنَقِّلَةِ خَمْسَ عَشْرَةَ فَرِيضَةً.

امام مالک نے فرمایا: ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ منقلہ میں پندرہ اونٹ ہیں۔

قَالَ وَالْمُنَقِّلَةُ الَّتِي يَطِيرُ فِرَاشُهَا مِنَ الْعَظْمِ، وَلَا تَخْرِقُ إِلَى الدِّمَاغِ، وَهِيَ تَكُونُ فِي الرَّأْسِ وَفِي الْوَجْهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ منقلہ اس چوٹ کو کہتے ہیں جس میں ہڈی اپنے مقام سے ہٹ جائے لیکن دماغ تک نہ پہنچے اور یہ چوٹ سر اور چہرے میں ہوتی ہے۔

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا أَنَّ الْمَأْمُومَةَ وَالْجَائِفَةَ لَيْسَ فِيهِمَا قَوَدٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ حکم ہمارے نزدیک متفق ہے کہ مامومہ اور جائفہ میں قصاص نہیں ہے۔

وَقَدْ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ لَيْسَ فِي الْمَأْمُومَةِ قَوَدٌ.

اسی طرح ابن شہاب نے فرمایا ہے کہ مامومہ میں قصاص نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْمَأْمُومَةُ مَا خَرَقَ الْعَظْمَ إِلَى

امام مالک نے فرمایا: مامومہ وہ چوٹ ہے جو ہڈی کو توڑ کر

الدِّمَاغِ، وَلَا تَكُوْنُ الْمَأْمُوْمَةُ إِلَّا فِي الرَّأْسِ. وَمَا يَصِلُ إِلَى الدِّمَاغِ إِذَا خَرَقَ الْعَظْمَ.

دماغ تک پہنچ جائے۔ مامومہ چوٹ صرف سر میں ہوتی ہے اور دماغ تک نہیں پہنچتی مگر ہڈی کو توڑ کر۔

قَالَ مَالِكٌ اَلْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنَّهُ لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ الْمُوْضِحَةِ مِنَ الشِّجَاجِ عَقْلٌ حَتّٰى تَبْلُغَ الْمُوْضِحَةَ، وَإِنَّمَا الْعَقْلُ فِي الْمُوْضِحَةِ فَمَا فَوْقَهَا وَذٰلِكَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ انْتَهٰى إِلَى الْمُوْضِحَةِ فِي كِتَابِهِ لِعَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، فَجَعَلَ فِيْهَا خَمْسًا مِنَ الْإِبِلِ، وَلَمْ تَقْضِ الْأَئِمَّةُ فِي الْقَدِيْمِ، وَلَا فِي الْحَدِيْثِ فِيْمَا دُوْنَ الْمُوْضِحَةِ بِعَقْلٍ.

امام مالک نے فرمایا: ہمارے نزدیک حکم ہے کہ موضحہ سے کم زخم میں دیت نہیں ہے جب تک وہ موضحہ کو نہ پہنچ جائے۔ دیت موضحہ میں ہے یا اس سے اوپر جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے موضحہ کو اپنے اس گرامی نامہ میں حد قرار دیا جو حضرت عمرو بن حزم کے لئے لکھا تھا اور اس میں پانچ اونٹ مقرر فرمائے تھے کسی گزشتہ یا موجودہ امام نے بھی موضحہ سے کم میں دیت کا فیصلہ نہیں کیا۔

وَحَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّهُ قَالَ كُلُّ نَافِذَةٍ فِي عُضْوٍ مِنَ الْأَعْضَاءِ فَفِيْهَا ثُلُثُ عَقْلِ ذٰلِكَ الْعُضْوِ. حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ كَانَ ابْنُ شِهَابٍ لَا يَرٰى ذٰلِكَ، وَأَنَا لَا أَرٰى فِي نَافِذَةٍ فِي عُضْوٍ مِنَ الْأَعْضَاءِ فِي الْجَسَدِ أَمْرًا مُجْتَمَعًا عَلَيْهِ، وَلٰكِنِّيْ أَرٰى فِيْهَا الْاِجْتِهَادَ يَجْتَهِدُ الْإِمَامُ فِي ذٰلِكَ، وَلَيْسَ فِي ذٰلِكَ أَمْرٌ مُجْتَمَعٌ عَلَيْهِ عِنْدَنَا.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ سعید بن مسیب نے فرمایا کہ ہر وہ زخم جو کسی عضو میں پار ہو جائے تو اس کی دیت اس عضو کی تہائی ہوگی۔ ابن شہاب کی یہ رائے نہیں ہے اور میرے خیال میں جسم کے کسی عضو میں پار ہونے والے زخم کی کوئی متفقہ دیت نہیں ہے بلکہ اجتہاد کیا جائے گا یعنی امام اس میں اجتہاد کرے گا اور ہمارے نزدیک اس بارے میں کوئی متفقہ حکم نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ اَلْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنَّ الْمَأْمُوْمَةَ، وَالْمُنَقِّلَةَ وَالْمُوْضِحَةَ لَا تَكُوْنُ إِلَّا فِي الْوَجْهِ وَالرَّأْسِ، فَمَا كَانَ فِي الْجَسَدِ مِنْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ فِيْهِ إِلَّا الْاِجْتِهَادُ.

امام مالک نے فرمایا: ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ مامومہ، منقلہ اور موضحہ صرف چہرے اور سر میں ہوتا ہے۔ اگر ان میں کوئی زخم جسم میں ہو تو اس کے متعلق اجتہاد ہی کیا جائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ فَلَا أَرَى اللَّحْيَ الْأَسْفَلَ، وَالْأَنْفَ مِنَ الرَّأْسِ فِي جِرَاحِهِمَا لِأَنَّهُمَا عَظْمَانِ مُنْفَرِدَانِ، وَالرَّأْسُ بَعْدَهُمَا عَظْمٌ وَاحِدٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ زخموں کے سلسلے میں نیچے کا جبڑا اور ناک سر میں شامل نہیں ہیں۔ یہ دونوں علیحدہ ہڈیاں ہیں اور سر ان سے علیحدہ ایک ہڈی ہے۔

وَحَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ أَقَادَ مِنَ الْمُنَقِّلَةِ.

ربیعہ بن ابو عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر نے منقلہ میں قصاص لیا۔

۱۱- بَابُ مَا جَاءَ فِيْ عَقْلِ الْأَصَابِعِ

انگلیوں کی دیت

وَحَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ سَعِيْدَ ابْنَ الْمُسَيَّبِ كَمْ فِيْ إِصْبَعِ الْمَرْأَةِ؟ فَقَالَ عَشْرٌ مِنَ الْإِبِلِ. فَقُلْتُ كَمْ فِيْ إِصْبَعَيْنِ؟ قَالَ عِشْرُوْنَ مِنَ الْإِبِلِ، فَقُلْتُ كَمْ فِيْ ثَلَاثٍ؟ فَقَالَ ثَلَاثُوْنَ مِنَ الْإِبِلِ. فَقُلْتُ كَمْ فِيْ أَرْبَعٍ؟

ربیعہ ابو بن عبدالرحمٰن نے سعید بن مسیب سے پوچھا کہ عورت کی انگلی میں کتنی دیت ہے؟ فرمایا کہ دس اونٹ۔ میں نے پوچھا کہ دو انگلیوں میں؟ فرمایا کہ بیس اونٹ۔ میں نے پوچھا کہ تین میں؟ فرمایا کہ تیس اونٹ۔ میں نے کہا کہ چار میں؟ فرمایا کہ بیس اونٹ۔ میں عرض گزار ہوا کہ جب زخم بڑھا، تکلیف میں

قَالَ عِشْرُوْنَ مِنَ الْإِبِلِ. فَقُلْتُ حِيْنَ عَظُمَ جُرْحُهَا وَاشْتَدَّتْ مُصِيْبَتُهَا نَقَصَ عَقْلُهَا. فَقَالَ سَعِيْدٌ أَعِرَاقِيٌّ أَنْتَ؟ فَقُلْتُ بَلْ عَالِمٌ مُتَثَبِّتٌ، أَوْ جَاهِلٌ مُتَعَلِّمٌ. فَقَالَ سَعِيْدٌ هِيَ السُّنَّةُ يَا ابْنَ أَخِيْ.

اضافہ ہوا تو دیت گھٹ گئی؟ سعید نے فرمایا کہ کیا تم عراقی ہو؟ عرض کی کہ میں تو ثابت قدم عالم یا بے خبر طالب علم ہوں۔ سعید نے فرمایا کہ اے بھتیجے! سنت یہی ہے۔ف

ف: حضرت ربیعہ بن ابوعبدالرحمٰن کا حضرت سعید بن مسیّب سے پوچھنا اور ان کا بتانا کہ دو انگلیوں کی دیت بیس اونٹ، تین کی تیس اور چار کی بیس اونٹ ہیں۔ اس پر حضرت ربیعہ بن ابوعبدالرحمٰن کا تعجب کرنا اصول درایت کے عین مطابق ہے کیونکہ صورتِ حال اگر یہی ہو تو چار انگلیوں کی صورت میں مدعی چار انگلیاں بتا کر کیوں بیس اونٹ لے؟

وہ کیوں نہ تین انگلیوں کا مقدمہ دائر کرے کہ کم از کم تیس اونٹوں کا حق دار تو بنے گا۔ نیز اس سے اسلام کے اصول انصاف پر حرف آتا ہے کہ نقصان زیادہ ہوا تو دیت کس وجہ سے گھٹ گئی؟ اس کا یقیناً کوئی معقول جواب نہیں دیا جا سکتا ہے حالانکہ نبی کریم ﷺ نے تو فرمایا ہے: "وفی کل اصبع من اصابع الید والرجل عشر من الابل" (نسائی، دارمی) یعنی ہاتھ اور پیر کی ہر انگلی کے بدلے دس اونٹ ہیں۔ نیز فرمایا ہے کہ "اصابع الیدین والرجلین سواء" (ترمذی، ابوداؤد) ——— یعنی دونوں ہاتھوں اور دونوں پیروں کی انگلیاں (دیت میں) ایک جیسی ہیں۔ حضرت سعید بن مسیّب کے بموجب چار میں سے باقی دو انگلیاں اچھی برابر ہوئیں کہ ان کی دیت ندارد ہوگئی۔ حضرت سعید بن مسیّب کو ایسی کوئی روایت پہنچی ہوگی جس کے مطابق انہوں نے سائل کو جواب دیا لیکن یہ فیصلہ صرف عقلی لحاظ ہی سے نہیں بلکہ قرآن و حدیث کی تعلیمات اور اسلام کے اصول انصاف کے مطابق نظر نہیں آتا تھا۔ اسی لیے حضرت ربیعہ بن ابوعبدالرحمٰن اس پر چونکے اور اپنی حیرت کا اظہار کرتے ہوئے برملا عرض گزار ہوئے کہ جب نقصان بڑھ گیا تو دیت کس وجہ سے گھٹ گئی؟

یقیناً شریعت مطہرہ کے اندر ایسی کوئی نظیر نہیں ہوگی کہ نقصان بڑھنے پر دیت گھٹ جائے۔ یہ اصول درایت کے مطابق اظہار حیرت ہے حدیث پر عقلی اعتراض نہیں۔ ان کی حیرت اس بات پر ہے کہ اسلام کا اصول انصاف یہ نہیں ہے جو بتایا جا رہا ہے۔ اس بحث سے ہر صاحب علم و دانش کے سامنے دو نظریے اور انداز فکر آتے ہیں جو ذرا تفصیل طلب ہیں۔

پہلا نظریہ یہ ہے کہ ہر حدیث پر عمل کیا جائے اور حقیقت کی نظر سے دیکھا جائے تو یہ قطعاً ناممکن ہے کیونکہ بعض ایسے بھی موضوعات ہیں جن کے متعلق متضاد اور مختلف روایات موجود ہیں جیسے مس ذکر اور آگ پر پکائی ہوئی چیز کھا کر وضو کرنا ضروری ہے یا نہیں۔ دوسرا نظریہ یہ سامنے آیا کہ کسی ایک موضوع سے متعلق جملہ روایات کو سامنے رکھ کر انہیں قرآن کریم پر پیش کیا جائے اور انہیں قرآن مجید سے مطابقت، راویوں کی جلالت، روایات کی کثرت، اسناد کی صحت اور ناسخ و منسوخ وغیرہ امور کے لحاظ سے دیکھیں کہ کس روایت پر عمل کیا جائے اور کس پر عمل نہیں کیا جائے گا۔ فقہ اسی کو کہتے ہیں اور اسی دوسرے نظریہ کی تعریف کرتے ہوئے حبیب پروردگار نے فرمایا ہے:

ومن یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین۔

اور جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرے اسے فقہ (دین کی سوجھ بوجھ) عطا فرماتا ہے۔

اگر پروردگار عالم کی عطا فرمائی ہوئی یہ بھلائی کسی کو مذموم اور قبیح نظر آتی ہے اور مبتدعین زمانہ ایسے حضرات کو دائرہ ایمان سے خارج بتانے پر مصر ہیں تو انہیں کسی روحانی ڈاکٹر سے اپنا معائنہ کروانا چاہیے کہ وہ عقل کے دشمن ہونے کے ساتھ کہیں اسلام دشمنی کے مرض میں تو مبتلا نہیں؟

قَالَ مَالِكٌ اَلْاَمْرُ عِنْدَنَا فِي اَصَابِعِ الْكَفِّ إِذَا قُطِعَتْ، فَقَدْ تَمَّ عَقْلُهَا، وَذٰلِكَ اَنَّ خَمْسَ الْاَصَابِعِ إِذَا قُطِعَتْ كَانَ عَقْلُهَا عَقْلَ الْكَفِّ خَمْسِيْنَ مِنَ الْاِبِلِ فِيْ كُلِّ اُصْبُعٍ عَشَرَةٌ مِنَ الْاِبِلِ

امام مالک نے فرمایا: ہمارے نزدیک حکم ہے کہ ہتھیلی کی تمام انگلیوں کو کاٹ دینے میں پوری دیت لازم آئے گی یعنی جب کہ پانچوں انگلیاں کاٹ دی جائیں تو ان کی دیت ہتھیلی کی دیت کے برابر ہے یعنی پچاس اونٹ' ہر انگلی کے بدلے دس اونٹ۔

قَالَ مَالِكٌ وَحِسَابُ الْاَصَابِعِ ثَلَاثَةٌ وَثَلَاثُوْنَ دِيْنَارًا، وَثُلُثُ دِيْنَارٍ فِيْ كُلِّ اَنْمُلَةٍ، وَهِيَ مِنَ الْاِبِلِ ثَلَاثُ فَرَائِضَ، وَثُلُثُ فَرِيْضَةٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ انگلی کا حساب تینتیس اور ایک تہائی دینار ہے ہر پورے کے بدلے میں اور یہ اونٹوں کے حساب سے تین اور ایک تہائی اونٹ ہیں۔

۱۲- بَابُ جَامِعِ عَقْلِ الْاَسْنَانِ

دانتوں کی دیت

[۸۷۵] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ جُنْدُبٍ، عَنْ اَسْلَمَ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَضٰى فِي الضِّرْسِ بِجَمَلٍ، وَفِي التَّرْقُوَةِ بِجَمَلٍ، وَفِي الضِّلَعِ بِجَمَلٍ.

اسلم مولیٰ عمر بن خطاب سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے داڑھ میں ایک اونٹ کا فیصلہ کیا اور ہنسلی کی ہڈی میں ایک اونٹ کا اور پہلو کی ہڈی میں ایک اونٹ کا۔

وَحَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، اَنَّهُ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ قَضٰى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي الْاَضْرَاسِ بِبَعِيْرٍ بَعِيْرٍ، وَقَضٰى مُعَاوِيَةُ بْنُ اَبِيْ سُفْيَانَ فِي الْاَضْرَاسِ بِخَمْسَةِ اَبْعِرَةٍ خَمْسَةِ اَبْعِرَةٍ.

یحییٰ بن سعید نے سعید بن مسیب کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت عمر نے داڑھوں میں ایک ایک اونٹ کا فیصلہ کیا اور حضرت معاویہ بن ابوسفیان نے داڑھوں میں پانچ پانچ اونٹوں کا فیصلہ کیا۔

قَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ فَالدِّيَةُ تَنْقُصُ فِيْ قَضَاءِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَتَزِيْدُ فِيْ قَضَاءِ مُعَاوِيَةَ، فَلَوْ كُنْتُ اَنَا لَجَعَلْتُ فِي الْاَضْرَاسِ بَعِيْرَيْنِ بَعِيْرَيْنِ. فَتِلْكَ الدِّيَةُ سَوَاءٌ وَكُلُّ مُجْتَهِدٍ مَاْجُوْرٌ.

سعید بن مسیب نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلے میں دیت گھٹ گئی اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلے میں بڑھ گئی۔ اگر میں ہوتا تو داڑھوں میں دو دو اونٹ دلاتا کہ دیت برابر ہو جاتی اور اجر ہر مجتہد کو ملتا ہے۔

وَحَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ إِذَا اُصِيْبَتِ السِّنُّ فَاسْوَدَّتْ فَفِيْهَا عَقْلُهَا تَامًّا، فَإِنْ طُرِحَتْ بَعْدَ اَنْ تَسْوَدَّ فَفِيْهَا عَقْلُهَا اَيْضًا تَامًّا.

یحییٰ بن سعید نے سعید بن مسیب کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب دانت کو زخم پہنچے اور وہ سیاہ ہو جائے تو اس کی دیت پوری ہے اور کالا ہو کر گر جائے تب بھی دیت پوری لازم آئے گی۔

۱۳- بَابُ الْعَمَلِ فِيْ عَقْلِ الْاَسْنَانِ

دانتوں کی دیت کا طریقہ

[۸۷۶] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ اَبِيْ غَطَفَانَ ابْنِ طَرِيْفٍ الْمُرِّيِّ، اَنَّهُ اَخْبَرَهُ، اَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ بَعَثَهُ إِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ

ابوغطفان بن طریف مری کو مروان بن حکم نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں داڑھ کی دیت پوچھنے کے لیے بھیجا۔ حضرت عبد اللہ بن عباس نے فرمایا کہ اس

عَبَّاسٍ يَسْأَلُهُ مَاذَا فِي الضِّرْسِ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ فِيْهِ خَمْسٌ مِنَ الْإِبِلِ. قَالَ فَرَدَّنِيْ مَرْوَانُ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، فَقَالَ أَتَجْعَلُ مُقَدَّمَ الْفَمِ مِثْلَ الْأَضْرَاسِ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ لَوْ لَمْ تَعْتَبِرْ ذٰلِكَ إِلَّا بِالْأَصَابِعِ عَقْلُهَا سَوَاءٌ۔

میں پانچ اونٹ ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ مروان نے مجھے پھر حضرت عبداللہ بن عباس کی خدمت میں یہ کہہ کر بھیجا کہ آپ اگلے دانتوں اور داڑھوں کو برابر کرتے ہیں؟ حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا کہ تم نے اسے انگلیوں پر قیاس کیوں نہ کیا جن کی دیت برابر ہے۔

وَحَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، أَنَّهُ كَانَ يُسَوِّيْ بَيْنَ الْأَسْنَانِ فِي الْعَقْلِ، وَلَا يُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ.

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ عروہ بن زبیر دیت میں دانتوں کو برابر رکھتے تھے اور ایک کو دوسرے پر فضیلت نہیں دیا کرتے تھے۔

٦٦٠- قَالَ مَالِكٌ وَالْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنَّ مُقَدَّمَ الْفَمِ وَالْأَضْرَاسِ وَالْأَنْيَابِ عَقْلُهَا سَوَاءٌ، وَذٰلِكَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِي السِّنِّ خَمْسٌ مِنَ الْإِبِلِ، وَالضِّرْسُ سِنٌّ مِنَ الْأَسْنَانِ لَا يُفَضَّلُ بَعْضُهَا عَلٰى بَعْضٍ.

سنن نسائی (٤٨٥٦) سنن ابن ماجہ (٢٦٥١)

امام مالک نے فرمایا کہ سامنے کے دانت، داڑھیں اور کیلے دیت میں سب برابر ہیں اور یہ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دانت کی دیت پانچ اونٹ ہیں اور داڑھ بھی دانتوں میں شمار ہے۔ لہٰذا ایک کو دوسرے پر برتری نہیں ہوگی۔ ف

ف: انسان کے سارے دانتوں کا دیت کے لحاظ سے ایک جیسا حکم ہے۔ حدیث پاک ہے "وفی السن خمس من الابل" (نسائی، دارمی) اور ہر دانت کی دیت کے پانچ اونٹ ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ہے: "الاصابع سواء والاسنان سواء الثنية والضراس سواء" (ابوداؤد) یعنی سب انگلیاں برابر ہیں، سب دانت برابر ہیں اور دیت میں سامنے والے دانتوں اور داڑھوں کا ایک جیسا حکم ہے لہٰذا کوئی دانت توڑے یا داڑھ ہر صورت میں پانچ اونٹ لازم آتے ہیں اور زیادہ دانت توڑے تو پانچ اونٹ فی دانت کے حساب سے ادا کرے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

١٤- بَابُ مَا جَاءَ فِيْ دِيَةِ جِرَاحِ الْعَبْدِ

غلام کے زخموں کی دیت کا بیان

وَحَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ، وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ كَانَا يَقُوْلَانِ فِيْ مُوْضِحَةِ الْعَبْدِ نِصْفُ عُشْرِ ثَمَنِهِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ سعید بن مسیب اور سلیمان بن یسار دونوں فرمایا کرتے کہ غلام کے موضحہ میں اس کی قیمت کا بیسواں حصہ ہے۔

وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ كَانَ يَقْضِيْ فِي الْعَبْدِ يُصَابُ بِالْجِرَاحِ أَنَّ عَلٰى مَنْ جَرَحَهُ قَدْرَ مَا نَقَصَ مِنْ ثَمَنِ الْعَبْدِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ مروان بن حکم فیصلہ کیا کرتے کہ اس کو زخمی کرنے کے باعث غلام کی قیمت میں جو کمی آئی اس کے برابر دیت ادا کی جائے۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنَّ فِيْ مُوْضِحَةِ الْعَبْدِ نِصْفَ عُشْرِ ثَمَنِهِ، وَفِيْ مُنَقِّلَتِهِ الْعُشْرُ وَنِصْفُ الْعُشْرِ مِنْ ثَمَنِهِ، وَفِيْ مَأْمُوْمَتِهِ وَجَائِفَتِهِ، فِيْ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا ثُلُثُ ثَمَنِهِ، وَفِيْمَا سِوٰى هٰذِهِ الْخِصَالِ الْأَرْبَعِ مِمَّا يُصَابُ بِهِ الْعَبْدُ مَا نَقَصَ مِنْ ثَمَنِهِ، يُنْظَرُ فِيْ ذٰلِكَ

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک حکم ہے کہ غلام کا موضحہ اس کی قیمت کا بیسواں حصہ ہے اور منقلہ میں دسواں اور بیسواں حصہ اس کی قیمت کا اور مامومہ اور جائفہ ہر ایک میں اس کی تہائی قیمت اور ان چاروں کے سوا اگر غلام کو کسی اور قسم کی ضرب لگائی تو قیمت کی کمی کے مطابق یعنی تندرست ہونے کے

بَعْدَ مَا يَصِحُّ الْعَبْدُ وَيَبْرَأُ، كَمْ بَيْنَ قِيمَةِ الْعَبْدِ بَعْدَ أَنْ أَصَابَهُ الْجُرْحُ، وَقِيمَتِهِ صَحِيحًا قَبْلَ أَنْ يُصِيبَهُ هٰذَا، ثُمَّ يَغْرَمُ الَّذِي أَصَابَهُ مَا بَيْنَ الْقِيمَتَيْنِ.

بعد دیکھا جائے گا کہ زخم کے باعث غلام کی قیمت میں کتنی کمی آئی۔ زخم سے پہلے صحیح سالم کی قیمت کیا تھا۔ جو دونوں قیمتوں کے درمیان فرق ہو وہ تاوان ڈالا جائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْعَبْدِ إِذَا كُسِرَتْ يَدُهُ، أَوْ رِجْلُهُ، ثُمَّ صَحَّ كَسْرُهُ، فَلَيْسَ عَلَى مَنْ أَصَابَهُ شَيْءٌ، فَإِنْ أَصَابَ كَسْرَهُ ذٰلِكَ نَقْصٌ، أَوْ عَثَلٌ كَانَ عَلَى مَنْ أَصَابَهُ قَدْرُ مَا نَقَصَ مِنْ ثَمَنِ الْعَبْدِ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے غلام کا ہاتھ یا پاؤں توڑ دیا۔ پھر وہ درست ہو گیا تو زخمی کرنے والے پر کوئی تاوان نہیں۔ اگر کسی قدر نقص آ گیا یا عیب رہ گیا تو جتنی غلام کی قیمت گھٹی اس کے مطابق تاوان دینا ہوگا۔

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي الْقِصَاصِ بَيْنَ الْمَمَالِيكِ كَهَيْئَةِ قِصَاصِ الْأَحْرَارِ نَفْسُ الْأَمَةِ بِنَفْسِ الْعَبْدِ، وَجُرْحُهَا بِجُرْحِهِ، فَإِذَا قَتَلَ الْعَبْدُ عَبْدًا عَمْدًا خُيِّرَ سَيِّدُ الْعَبْدِ الْمَقْتُولِ، فَإِنْ شَاءَ قَتَلَ، وَإِنْ شَاءَ أَخَذَ الْعَقْلَ، فَإِنْ أَخَذَ الْعَقْلَ أَخَذَ قِيمَةَ عَبْدِهِ، وَإِنْ شَاءَ رَبُّ الْعَبْدِ الْقَاتِلِ أَنْ يُعْطِيَ ثَمَنَ الْعَبْدِ الْمَقْتُولِ فَعَلَ، وَإِنْ شَاءَ أَسْلَمَ عَبْدَهُ، فَإِذَا أَسْلَمَهُ فَلَيْسَ عَلَيْهِ غَيْرُ ذٰلِكَ، وَلَيْسَ لِرَبِّ الْعَبْدِ الْمَقْتُولِ إِذَا أَخَذَ الْعَبْدَ الْقَاتِلَ وَرَضِيَ بِهِ أَنْ يَقْتُلَهُ، وَذٰلِكَ فِي الْقِصَاصِ كُلِّهِ بَيْنَ الْعَبِيدِ فِي قَطْعِ الْيَدِ وَالرِّجْلِ وَأَشْبَاهِ ذٰلِكَ بِمَنْزِلَتِهِ فِي الْقَتْلِ.

امام مالک نے فرمایا کہ لونڈی غلاموں کے قصاص کا حکم ہمارے نزدیک آزاد آدمیوں کے قصاص کی طرح ہے اور ان کا زخم ان کے زخم کی طرح۔ اگر ایک غلام دوسرے غلام کو دانستہ قتل کر دے تو مقتول غلام کے آقا کو اختیار ہے کہ چاہے تو اسے قتل کرے اور چاہے دیت لے یعنی غلام کی قیمت لے لے۔ اگر قاتل غلام کا آقا چاہے تو مقتول غلام کی قیمت ادا کر دے اور چاہے اپنا غلام اس کے سپرد کر دے۔ جب اس نے غلام کو اس کے سپرد کر دیا تو مزید اس پر کچھ نہیں اور مقتول غلام کے آقا کو یہ حق نہیں کہ جب رضا مندی سے وہ غلام لے لیا تو اب اسے قتل کرے۔ غلاموں کے قصاص میں یہی قاعدہ ہے اور ہاتھ پیر وغیرہ کاٹ دینے میں بھی کیونکہ یہ بھی قتل کی جگہ ہیں۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْعَبْدِ الْمُسْلِمِ يَجْرَحُ الْيَهُودِيَّ، أَوِ النَّصْرَانِيَّ إِنَّ سَيِّدَ الْعَبْدِ إِنْ شَاءَ أَنْ يَعْقِلَ عَنْهُ مَا قَدْ أَصَابَ فَعَلَ، أَوْ أَسْلَمَهُ، فَيُبَاعُ، فَيُعْطِي الْيَهُودِيَّ، أَوِ النَّصْرَانِيَّ مِنْ ثَمَنِ الْعَبْدِ، دِيَةَ جُرْحِهِ، أَوْ ثَمَنَهُ كُلَّهُ إِنْ أَحَاطَ بِثَمَنِهِ، وَلَا يُعْطِي الْيَهُودِيَّ، وَلَا النَّصْرَانِيَّ عَبْدًا مُسْلِمًا.

امام مالک نے مسلمان غلام کے بارے میں فرمایا جس نے یہودی یا نصرانی کو زخمی کیا کہ غلام کا آقا اگر چاہے تو اس کی دیت ادا کر دے یا اسے سپرد کر دے کہ فروخت کر کے اس غلام کی قیمت یہودی یا نصرانی کو دے دی جائے' زخم کے مطابق یا ساری قیمت' لیکن مسلمان غلام کسی یہودی یا نصرانی کو مطلقاً نہیں دیا جائے گا۔

١٥- بَابُ مَا جَاءَ فِي دِيَةِ أَهْلِ الذِّمَّةِ

ذمی کافر کی دیت کا بیان

وَحَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَضَى أَنَّ دِيَةَ الْيَهُودِيِّ، أَوِ النَّصْرَانِيِّ إِذَا قُتِلَ أَحَدُهُمَا مِثْلُ نِصْفِ دِيَةِ الْحُرِّ الْمُسْلِمِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر بن عبد العزیز نے فیصلہ فرمایا کہ جب یہودی یا نصرانی کو قتل کر دیا جائے تو ان کی دیت آزاد مسلمان سے نصف ہوگی۔

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنْ لَا يُقْتَلَ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ إِلَّا أَنْ يَقْتُلَهُ مُسْلِمٌ قَتْلَ غِيلَةٍ فَيُقْتَلُ بِهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک حکم ہے کہ کافر کے بدلے مسلمان قتل نہیں کیا جائے گا مگر جب کہ مسلمان نے دھوکے

سے قتل کیا ہو تو اسے قتل کیا جائے گا۔

وَحَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ، اَنَّ سُلَیْمَانَ بْنَ یَسَارٍ کَانَ یَقُوْلُ دِیَةُ الْمَجُوْسِیِّ ثَمَانِمِائَةِ دِرْهَمٍ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ سلیمان بن یسار فرمایا کرتے کہ مجوسی کی دیت آٹھ سو درہم ہے۔

قَالَ مَالِکٌ وَهُوَ الْاَمْرُ عِنْدَنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

قَالَ مَالِکٌ وَجِرَاحُ الْیَهُوْدِیِّ، وَالنَّصْرَانِیِّ، وَالْمَجُوْسِیِّ فِیْ دِیَاتِهِمْ عَلٰی حِسَابِ جِرَاحِ الْمُسْلِمِیْنَ فِیْ دِیَاتِهِمْ الْمُوْضِحَةِ نِصْفُ عُشْرِ دِیَتِهٖ، وَالْمَامُوْمَةُ ثُلُثُ دِیَتِهٖ، وَالْجَائِفَةُ ثُلُثُ دِیَتِهٖ، فَعَلٰی حِسَابِ ذٰلِکَ جِرَاحَاتُهُمْ کُلُّهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ یہودی، نصرانی اور مجوسی کی زخموں میں دیت اسی طرح ہے جیسے مسلمانوں کی زخموں میں ہے۔ موضحہ میں بیسواں حصہ اور ماموہ و جائفہ میں دیت کا تہائی، پس ان کے تمام زخموں میں اسی حساب سے ہے۔

۱۶- بَابُ مَا یُوْجِبُ الْعَقْلَ عَلَی الرَّجُلِ فِیْ خَاصَّةِ مَالِهٖ

جن جنایات کی دیت قاتل کو اپنے مال سے ادا کرنا ہوتی ہے

حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِیْهِ، اَنَّهٗ کَانَ یَقُوْلُ لَیْسَ عَلَی الْعَاقِلَةِ عَقْلٌ فِیْ قَتْلِ الْعَمْدِ اِنَّمَا عَلَیْهِمْ عَقْلُ قَتْلِ الْخَطَاِ.

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ عروہ بن زبیر فرمایا کرتے: دانستہ قتل میں عاقلہ پر دیت نہیں ہے ان پر دیت قتل خطا میں ہے۔

وَحَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، اَنَّهٗ قَالَ مَضَتِ السُّنَّةُ اَنَّ الْعَاقِلَةَ لَا تَحْمِلُ شَیْئًا مِنْ دِیَةِ الْعَمْدِ اِلَّا اَنْ یَشَاءُوْا ذٰلِکَ.

ابن شہاب نے فرمایا کہ قتل عمد میں عاقلہ پر دیت کا بوجھ نہیں ڈالا جائے گا مگر جب کہ وہ خود چاہیں تو ایسا کر سکتے ہیں۔

وَحَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ، مِثْلَ ذٰلِکَ.

امام مالک نے یحییٰ بن سعید سے اسی طرح روایت کی ہے۔

قَالَ مَالِکٌ اِنَّ ابْنَ شِهَابٍ قَالَ مَضَتِ السُّنَّةُ فِیْ قَتْلِ الْعَمْدِ حِیْنَ یَعْفُوْ اَوْلِیَاءُ الْمَقْتُوْلِ اَنَّ الدِّیَةَ تَکُوْنُ عَلَی الْقَاتِلِ فِیْ مَالِهٖ خَاصَّةً اِلَّا اَنْ تُعِیْنَهُ الْعَاقِلَةُ عَنْ طِیْبِ اَنْفُسٍ مِنْهَا.

امام مالک کا بیان ہے کہ ابن شہاب نے فرمایا کہ قتل عمد میں یہ جاری سنت ہے جب کہ مقتول کے اولیاء معاف کر دیں کیونکہ دیت قاتل کے ذاتی مال سے دی جاتی ہے مگر جب کہ عاقلہ دل کی خوشی سے اس کی مدد کرنا چاہیں۔

قَالَ مَالِکٌ وَالْاَمْرُ عِنْدَنَا اَنَّ الدِّیَةَ لَا تَجِبُ عَلَی الْعَاقِلَةِ حَتّٰی تَبْلُغَ الثُّلُثَ فَصَاعِدًا، فَمَا بَلَغَ الثُّلُثَ، فَهُوَ عَلَی الْعَاقِلَةِ، وَمَا کَانَ دُوْنَ الثُّلُثِ، فَهُوَ فِیْ مَالِ الْجَارِحِ خَاصَّةً.

امام مالک نے فرمایا: ہمارے نزدیک حکم ہے کہ دیت عاقلہ پر واجب نہیں ہوتی یہاں تک کہ تہائی یا اس سے زیادہ ہو جائے، تہائی کو پہنچ جائے تو وہ عاقلہ پر ہے اور تہائی سے کم ہو تو وہ زخمی کرنے والے کے اپنے مال سے دی جائے گی۔

قَالَ مَالِکٌ الْاَمْرُ الَّذِیْ لَا اخْتِلَافَ فِیْهِ عِنْدَنَا فِیْمَنْ قُبِلَتْ مِنْهُ الدِّیَةُ فِیْ قَتْلِ الْعَمْدِ، اَوْ فِیْ شَیْءٍ مِنَ

امام مالک نے فرمایا کہ اس حکم میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے کہ جب قتل عمد میں دیت قبول کر لی جائے یا ان

الْجِرَاحِ الَّتِي فِيهَا الْقِصَاصُ اَنَّ عَقْلَ ذٰلِكَ لَا يَكُونُ عَلَى الْعَاقِلَةِ اِلَّا اَنْ يَشَاؤُوْا ' وَاِنَّمَا عَقْلُ ذٰلِكَ فِي مَالِ الْقَاتِلِ ' اَوِ الْجَارِحِ خَاصَّةً اِنْ وُجِدَ لَهُ مَالٌ ' فَاِنْ لَمْ يُوجَدْ لَهُ مَالٌ كَانَ دَيْنًا عَلَيْهِ ' وَلَيْسَ عَلَى الْعَاقِلَةِ مِنْهُ شَيْءٌ اِلَّا اَنْ يَشَاؤُوْا.

زخموں میں جن پر قصاص ہے تو ان کی دیت عاقلہ پر نہیں ہوگی مگر جب کہ خود چاہیں اور دیت قاتل یا جارح کے اپنے مال سے دی جائے گی جب کہ اس کے پاس مال ہو۔ اگر اس کے پاس مال نہ ہو بلکہ اس پر قرض ہو تب بھی عاقلہ پر کچھ نہیں ہے مگر جب کہ وہ خود چاہیں۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَا تَعْقِلُ الْعَاقِلَةُ اَحَدًا اَصَابَ نَفْسَهُ عَمْدًا ' اَوْ خَطَاً بِشَيْءٍ ' وَعَلَى ذٰلِكَ رَاْيُ اَهْلِ الْفِقْهِ عِنْدَنَا ' وَلَمْ اَسْمَعْ اَنَّ اَحَدًا ضَمَّنَ الْعَاقِلَةَ مِنْ دِيَةِ الْعَمْدِ شَيْئًا وَمِمَّا يُعْرَفُ بِهِ ذٰلِكَ اَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَالَ فِي كِتَابِهِ ﴿فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ اَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَاَدَاءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ﴾ (البقرہ: ۱۷۸) فَتَفْسِيرُ ذٰلِكَ فِيمَا نُرٰى وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اَنَّهُ مَنْ اُعْطِيَ مِنْ اَخِيهِ شَيْءٌ مِنَ الْعَقْلِ فَلْيَتْبَعْهُ بِالْمَعْرُوفِ. وَلْيُؤَدِّ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر کوئی اپنے آپ کو دانستہ یا نادانستہ زخمی کرے تو کسی عاقلہ پر دیت نہیں ہے اور ہمارے نزدیک اہلِ فقہ کی یہی رائے ہے اور میں نے کسی ایک کو نہیں سنا جس نے قتلِ عمد میں عاقلہ کو ذمہ دار ٹھہرایا ہو اور یہی کچھ سمجھا گیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: "تو جس کے لیے اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معافی ہوئی تو بھلائی سے تقاضا ہو اور اچھی طرح ادا" اس کی تفسیر یہ ہے کہ بھائی کو جو دیت دی ہے تو بھلائی کے ساتھ تقاضا کرے اور اچھے طریقے سے ادائیگی ہو۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الصَّبِيِّ الَّذِي لَا مَالَ لَهُ ' وَالْمَرْاَةُ الَّتِي لَا مَالَ لَهَا اِذَا جَنٰى اَحَدُهُمَا جِنَايَةً دُوْنَ الثُّلُثِ اِنَّهُ ضَامِنٌ عَلَى الصَّبِيِّ ' وَالْمَرْاَةِ فِي مَالِهَا خَاصَّةً اِنْ كَانَ لَهُمَا مَالٌ اُخِذَ مِنْهُ ' وَاِلَّا فَجِنَايَةُ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا دَيْنٌ عَلَيْهِ لَيْسَ عَلَى الْعَاقِلَةِ مِنْهُ شَيْءٌ ' وَلَا يُؤْخَذُ اَبُو الصَّبِيِّ بِعَقْلِ جِنَايَةِ الصَّبِيِّ ' وَلَيْسَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ.

امام مالک نے اس بچے کے متعلق فرمایا جس کے پاس مال نہ ہو اور اس عورت کے متعلق جس کے پاس مال نہ ہو' جب ان میں سے کوئی جنایت کرے جس میں تہائی سے کم دیت لازم آئے تو دیت ان کے اپنے مال سے ہی دی جائے گی۔ اگر ان کے پاس مال ہو تو اسی سے لی جائے گی اور نہ ہو تو ہر ایک کی جنایت اس پر قرض ہوگی اور عاقلہ پر کچھ نہیں ہوگا۔ اور بچے کی جنایت کا اس کے باپ سے کچھ نہیں لیا جائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ اَلْاَمْرُ عِنْدَنَا الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ اَنَّ الْعَبْدَ اِذَا قُتِلَ كَانَتْ فِيهِ الْقِيمَةُ يَوْمَ يُقْتَلُ ' وَلَا تَحْمِلُ عَاقِلَةُ قَاتِلِهِ مِنْ قِيمَةِ الْعَبْدِ شَيْئًا ' قَلَّ اَوْ كَثُرَ ' وَاِنَّمَا ذٰلِكَ عَلَى الَّذِي اَصَابَهُ فِي مَالِهِ خَاصَّةً بَالِغًا مَا بَلَغَ ' وَاِنْ كَانَتْ قِيمَةُ الْعَبْدِ الدِّيَةَ ' اَوْ اَكْثَرَ فَذٰلِكَ عَلَيْهِ فِي مَالِهِ ' وَذٰلِكَ لِاَنَّ الْعَبْدَ سِلْعَةٌ مِنَ السِّلَعِ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس حکم میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے کہ غلام کو اگر قتل کر دیا جائے تو اس کی وہ قیمت لازم آئے گی جو قتل کے روز تھی اور قاتل کے عاقلہ پر غلام کی قیمت سے کچھ نہیں ڈالا جائے گا خواہ وہ کم ہو یا زیادہ اور یہ اس کے ذاتی مال سے لی جائے گی خواہ کہیں تک پہنچے۔ اگر غلام کی قیمت دیت کے برابر یا اس سے زیادہ ہو تب بھی اس پر ہے اور اسی کے مال سے اور یہ اس لئے کہ غلام بھی ایک مال ہے۔

١٧- بَابُ مَا جَاءَ فِي مِيرَاثِ الْعَقْلِ وَالتَّغْلِيظِ فِيهِ

دیت میں میراث کا بیان

[٨٧٧] اثر- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ نَشَدَ النَّاسَ بِمِنًى مَنْ كَانَ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الدِّيَةِ اَنْ يُّخْبِرَنِيْ. فَقَامَ الضَّحَّاكُ بْنُ سُفْيَانَ الْكِلَابِيُّ فَقَالَ كَتَبَ اِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ اُوَرِّثَ امْرَاَةَ اَشْيَمَ الضِّبَابِيِّ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا، فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ادْخُلِ الْخِبَاءَ حَتّٰى اٰتِيَكَ، فَلَمَّا نَزَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَخْبَرَهُ الضَّحَّاكُ، فَقَضٰى بِذٰلِكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَكَانَ قَتْلُ اَشْيَمَ خَطَاً.

ابن شہاب سے روایت ہے کہ منیٰ میں حضرت عمر نے لوگوں کو بلایا اور کہا کہ جس کے پاس دیت کا علم ہو وہ مجھے بتائے۔ پس حضرت ضحاک بن سفیان کلابی کھڑے ہوئے اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے لکھا تھا کہ اشیم ضبابی کی دیت سے اس کی بیوی کو میراث دلاؤں۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ خیمے میں جاؤ یہاں تک کہ میں تمہارے پاس آؤں۔ جب حضرت عمر آئے تو حضرت ضحاک نے وہی بات بتائی۔ چنانچہ حضرت عمر نے یہی فیصلہ فرمایا۔ ابن شہاب نے فرمایا کہ اشیم کو غلطی سے قتل کیا گیا تھا۔

٦٦١- وَحَدَّثَنِیْ مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، اَنَّ رَجُلًا مِّنْ بَنِيْ مُدْلِجٍ يُقَالُ لَهٗ قَتَادَةُ حَذَفَ ابْنَهٗ بِالسَّيْفِ، فَاَصَابَ سَاقَهٗ فَنُزِيَ فِيْ جُرْحِهٖ فَمَاتَ، فَقَدِمَ سُرَاقَةُ بْنُ جُعْشُمٍ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ. فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ اعْدُدْ عَلٰى مَاءِ قُدَيْدٍ عِشْرِيْنَ وَمِائَةَ بَعِيْرٍ حَتّٰى اَقْدَمَ عَلَيْكَ، فَلَمَّا قَدِمَ اِلَيْهِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَخَذَ مِنْ تِلْكَ الْاِبِلِ ثَلَاثِيْنَ حِقَّةً، وَثَلَاثِيْنَ جَذَعَةً، وَاَرْبَعِيْنَ خَلِفَةً، ثُمَّ قَالَ اَيْنَ اَخُو الْمَقْتُوْلِ؟ قَالَ هَاَنَذَا. قَالَ خُذْهَا فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَيْسَ لِقَاتِلٍ شَيْءٌ.

عمرو بن شعیب سے روایت ہے کہ بنی مدلج کے قتادہ نامی شخص نے اپنے بیٹے کو تلوار ماری جو اس کی پنڈلی پر لگی۔ خون اتنا جاری ہوا کہ وہ مر گیا۔ چنانچہ سراقہ بن جعشم حضرت عمر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس کا ان سے ذکر کیا۔ حضرت عمر نے ان سے فرمایا کہ قدید کے مقام پر ایک سو بیس اونٹ تیار رکھو یہاں تک کہ میں آؤں۔ جب حضرت عمر ان کے پاس پہنچے تو اونٹوں سے تیس تین سالہ اونٹنیاں، تیس چار سالہ اونٹنیاں اور چالیس حاملہ اونٹنیاں لے کر فرمایا کہ مقتول کا بھائی کہاں ہے؟ اس نے کہا: میں موجود ہوں۔ فرمایا: انہیں لے لو کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ قاتل کے لیے کچھ نہیں ہے۔

وَحَدَّثَنِیْ مَالِكٌ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ، اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ، وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ سُئِلَا اَتُغَلَّظُ الدِّيَةُ فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ؟ فَقَالَا لَا وَلٰكِنْ يُزَادُ فِيْهَا لِلْحُرْمَةِ. فَقِيْلَ لِسَعِيْدٍ هَلْ يُزَادُ فِي الْجِرَاحِ كَمَا يُزَادُ فِي النَّفْسِ؟ فَقَالَ نَعَمْ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ سعید بن مسیب اور سلیمان بن یسار سے پوچھا گیا کہ حرمت والے مہینوں میں دیت کی سختی کی جائے گی؟ دونوں نے فرمایا کہ نہیں۔ بلکہ حرمت کے باعث دن بڑھا دیں گے۔ سعید سے پوچھا گیا کہ جان کی طرح کیا زخم میں بھی دن بڑھائیں گے؟ فرمایا: ہاں۔

قَالَ مَالِكٌ اُرَاهُمَا اَرَادَا مِثْلَ الَّذِيْ صَنَعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِيْ عَقْلِ الْمُدْلِجِيِّ حِيْنَ اَصَابَ ابْنَهٗ.

امام مالک نے فرمایا کہ میرے خیال میں دونوں حضرات کی مراد وہی ہے جو حضرت عمر نے مدلجی کی دیت میں کیا جب کہ اس نے اپنے بیٹے کو قتل کیا تھا۔

[٨٧٨] اثر- وَحَدَّثَنِیْ مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ يُقَالُ لَهٗ اُحَيْحَةُ بْنُ الْجُلَاحِ كَانَ لَهٗ عَمٌّ صَغِيْرٌ هُوَ

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ ایک انصاری جس کو احیحہ بن جلاح کہا جاتا تھا اور جس کا ایک کم سن چچا تھا جو احیحہ سے چھوٹا تھا۔ چنانچہ احیحہ نے پکڑ کر اسے قتل کر دیا۔ اس کی ننہال والوں نے

أَصْغَرُ مِنْ أُحَيْحَةَ، وَكَانَ عِنْدَ أَخْوَالِهِ، فَأَخَذَهُ أُحَيْحَةُ فَقَتَلَهُ، فَقَالَ أَخْوَالُهُ كُنَّا أَهْلَ ثُمِّهِ وَرُمِّهِ حَتَّى إِذَا اسْتَوَى عَلَى عُمَمِهِ غَلَبَنَا حَقُّ امْرِیءٍ فِي عَمِّهِ.
قَالَ عُرْوَةُ فَلِذٰلِكَ لَا يَرِثُ قَاتِلٌ مَنْ قَتَلَ.

کہا کہ ہم نے اس کی پرورش کی یہاں تک کہ جوان ہو گیا اور چھین لینے میں اس کا چچا ہم پر غالب آ گیا۔

عروہ نے فرمایا کہ اسی لیے قاتل مقتول کی میراث نہیں پاتا۔

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ عِنْدَنَا أَنَّ قَاتِلَ الْعَمْدِ لَا يَرِثُ مِنْ دِيَةِ مَنْ قَتَلَ شَيْئًا، وَلَا مِنْ مَالِهِ، وَلَا يَحْجُبُ أَحَدًا وَقَعَ لَهُ مِيرَاثٌ، وَأَنَّ الَّذِي يَقْتُلُ خَطَأً لَا يَرِثُ مِنَ الدِّيَةِ شَيْئًا، وَقَدِ اخْتُلِفَ فِي أَنْ يَرِثَ مِنْ مَالِهِ لِأَنَّهُ لَا يُتَّهَمُ عَلَى أَنَّهُ قَتَلَهُ لِيَرِثَهُ، وَلِيَأْخُذَ مَالَهُ فَأَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يَرِثَ مِنْ مَالِهِ، وَلَا يَرِثُ مِنْ دِيَتِهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس حکم میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے کہ دانستہ قتل کرنے والا مقتول کی میراث سے کچھ نہیں پاتا اور نہ اس کے مال سے اور جس کا میراث میں حق بنتا ہو اس کے لیے رکاوٹ نہیں ہو سکتا اور جو نادانستہ قتل کرے وہ دیت سے میراث نہیں پاتا اور اس میں اختلاف ہے کہ اس کے مال سے میراث پائے گا یا نہیں اور اس پر یہ الزام نہیں لگایا جا سکتا کہ اس نے میراث کے لیے قتل کیا تا کہ مال حاصل کرے تو میں یہی پسند کرتا ہوں کہ مال سے اسے میراث دی جائے اور دیت سے اسے میراث نہ دی جائے۔

۱۸- بَابُ جَامِعِ الْعَقْلِ

دیت کے دیگر متعلقات

٦٦٢- حَدَّثَنَا يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ جَرْحُ الْعَجْمَاءِ جُبَارٌ، وَالْبِئْرُ جُبَارٌ، وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ، وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ. صحیح البخاری (١٤٩٩) صحیح مسلم (٤٤٤٠)

ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جانور کے زخمی کرنے پر بدلہ نہیں' کنوئیں میں گرنے کا بدلہ نہیں' کان میں مرنے کا بدلہ نہیں اور دفینہ میں پانچواں حصہ ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَتَفْسِيرُ الْجُبَارِ أَنَّهُ لَا دِيَةَ فِيهِ.

امام مالک نے فرمایا "الجبار" کی تفسیر یہ ہے کہ اس میں دیت نہیں۔

وَقَالَ مَالِكٌ الْقَائِدُ، وَالسَّائِقُ، وَالرَّاكِبُ كُلُّهُمْ ضَامِنُونَ لِمَا أَصَابَتِ الدَّابَّةُ إِلَّا أَنْ تَرْمَحَ الدَّابَّةُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُفْعَلَ بِهَا شَيْءٌ تَرْمَحُ لَهُ، وَقَدْ قَضَى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي الَّذِي أَجْرٰى فَرَسَهُ بِالْعَقْلِ.

امام مالک نے فرمایا کہ جانور کو آگے بڑھانے والا' پیچھے دھکیلنے والا اور سوار سارے ضامن ہیں جب کہ جانور کو زخمی کرے مگر جب کہ جانور کسی کو اچانک لات مار دے اور حضرت عمر نے اس شخص سے دیت دلائی جس نے گھوڑے کو دوڑا کر ایک آدمی کو کچل دیا تھا۔

قَالَ مَالِكٌ فَالْقَائِدُ، وَالرَّاكِبُ، وَالسَّائِقُ أَحْرٰى أَنْ يَغْرَمُوا مِنَ الَّذِي أَجْرٰى فَرَسَهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ آگے بڑھانے والا اور پیچھے ہٹانے والا تاوان دینے کے گھوڑا دوڑانے والے کی نسبت زیادہ مستحق ہیں۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي الَّذِي يَحْفِرُ الْبِئْرَ عَلَى الطَّرِيقِ، أَوْ يَرْبِطُ الدَّابَّةَ، أَوْ يَصْنَعُ أَشْبَاهَ هٰذَا عَلَى طَرِيقِ الْمُسْلِمِينَ أَنَّ مَا صَنَعَ مِنْ ذٰلِكَ مِمَّا لَا يَجُوزُ لَهُ أَنْ يَصْنَعَهُ عَلَى طَرِيقِ الْمُسْلِمِينَ، فَهُوَ ضَامِنٌ لِمَا أُصِيبَ فِي ذٰلِكَ مِنْ جَرْحٍ، أَوْ غَيْرِهِ، فَمَا كَانَ مِنْ ذٰلِكَ عَقْلُهُ دُونَ ثُلُثِ الدِّيَةِ فَهُوَ مِنْ مَالِهِ خَاصَّةً، وَمَا بَلَغَ الثُّلُثَ فَصَاعِدًا فَهُوَ عَلَى الْعَاقِلَةِ، وَمَا صَنَعَ مِنْ ذٰلِكَ مِمَّا يَجُوزُ لَهُ أَنْ يَصْنَعَهُ عَلَى طَرِيقِ الْمُسْلِمِينَ فَلَا ضَمَانَ عَلَيْهِ فِيهِ وَلَا غُرْمَ وَمِنْ ذٰلِكَ الْبِئْرُ يَحْفِرُهَا الرَّجُلُ لِلْمَطَرِ، وَالدَّابَّةُ يَنْزِلُ عَنْهَا الرَّجُلُ لِلْحَاجَةِ فَيَقِفُهَا عَلَى الطَّرِيقِ، فَلَيْسَ عَلَى أَحَدٍ فِي هٰذَا غُرْمٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ جو راستے میں کنواں کھودے اس کے متعلق ہمارے نزدیک یہ حکم ہے یا جانور باندھے یا ایسا کوئی دوسرا کام مسلمانوں کے راستے میں کرے، مسلمانوں کے راستے میں ایسا کام کرنا جائز نہیں ہے اور اس کے باعث اگر کسی کو زخم وغیرہ پہنچے گا تو وہ ضامن ہوگا اور اس کا تاوان تہائی دیت سے کم نہیں ہے اور وہ اس کے ذاتی مال سے دیا جائے گا اور تہائی سے جتنا زیادہ ہوگا وہ عاقلہ سے لیا جائے گا۔ جس نے مسلمانوں کے راستے میں کوئی ایسا کام کیا جو اس کے لیے جائز تھا تو اس کا وہ ضامن نہیں ہوگا اور نہ تاوان دے گا جیسے بارش کے لیے گڑھا کھودا یا کسی ضرورت کے تحت سواری سے اترا اور اسے راستے میں کھڑا کر دیا، تو ان میں سے کسی کے باعث تاوان نہیں دے گا۔

وَقَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يَنْزِلُ فِي الْبِئْرِ فَيُدْرِكُهُ رَجُلٌ آخَرُ فِي أَثَرِهِ فَيَجْبِذُ الْأَسْفَلُ الْأَعْلَى فَيَخِرَّانِ فِي الْبِئْرِ فَيَهْلِكَانِ جَمِيعًا أَنَّ عَلَى عَاقِلَةِ الَّذِي جَبَذَهُ الدِّيَةَ.

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جو کنوئیں میں اترا اور دوسرا شخص اس کے پیچھے اترے۔ پھر نیچے والا اوپر والے کو کھینچے اور دونوں کنوئیں میں گر پڑیں اور مر جائیں تو دیت اس کھینچنے والے کے عاقلہ پر لازم آئے گی۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الصَّبِيِّ يَأْمُرُهُ الرَّجُلُ يَنْزِلُ فِي الْبِئْرِ، أَوْ يَرْقَى فِي النَّخْلَةِ، فَيَهْلِكُ فِي ذٰلِكَ إِنَّ الَّذِي أَمَرَهُ ضَامِنٌ لِمَا أَصَابَهُ مِنْ هَلَاكٍ، أَوْ غَيْرِهِ.

امام مالک نے اس بچے کے بارے میں فرمایا جو کنوئیں میں کسی کے کہنے پر اترے یا درخت پر چڑھے اور مر جائے تو ہلاک ہونے کا ضامن وہ شخص ہوگا جس نے اسے حکم دیا تھا۔

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ عِنْدَنَا أَنَّهُ لَيْسَ عَلَى النِّسَاءِ، وَالصِّبْيَانِ عَقْلٌ يَجِبُ عَلَيْهِمْ أَنْ يَعْقِلُوهُ مَعَ الْعَاقِلَةِ فِيمَا تَعْقِلُهُ الْعَاقِلَةُ مِنَ الدِّيَاتِ، وَإِنَّمَا يَجِبُ الْعَقْلُ عَلَى مَنْ بَلَغَ الْحُلُمَ مِنَ الرِّجَالِ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس حکم میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے کہ عورتوں اور بچوں پر دیت واجب نہیں ہے کہ وہ بھی عاقلہ کے ساتھ ادا کریں جو دیات عاقلہ کو ادا کرنی پڑتی ہوں۔ دیت ان پر ہے جو بالغ ہو چکے ہوں۔

وَقَالَ مَالِكٌ فِي عَقْلِ الْمَوَالِي تَلْزَمُهُ الْعَاقِلَةُ إِنْ شَاؤُوا، وَإِنْ أَبَوْا كَانُوا أَهْلَ دِيوَانٍ، أَوْ مُقْطَعِينَ، وَقَدْ تَعَاقَلَ النَّاسُ فِي زَمَنِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ. وَفِي زَمَانِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ قَبْلَ أَنْ يَكُونَ دِيوَانٌ وَإِنَّمَا كَانَ الدِّيوَانُ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَلَيْسَ لِأَحَدٍ أَنْ يَعْقِلَ عَنْهُ غَيْرُ قَوْمِهِ وَمَوَالِيهِ لِأَنَّ الْوَلَاءَ لَا يَنْتَقِلُ، وَلِأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ.

امام مالک نے موالی کی دیت کے بارے میں فرمایا کہ عاقلہ پر لازم آئے گی اگر وہ چاہیں اگر چہ وہ سرکاری ملازم ہی کیوں نہ ہوں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق کے زمانے میں ہوتا رہا دفاتر قائم ہونے سے پہلے۔ دفتری نظام حضرت عمر کے زمانے میں قائم ہوا۔ دوسری قوم اور موالی پر اس کی دیت نہیں ہے کیونکہ ولاء انہیں نہیں ملے گی اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ولاء اس کے لیے ہے جو آزاد کرے۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْوَلَاءُ نَسَبٌ ثَابِتٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ نسب کے لیے ولاء ثابت ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْأَمْرُ عِنْدَنَا فِيمَا أُصِيبَ مِنَ الْبَهَائِمِ أَنَّ عَلَى مَنْ أَصَابَ مِنْهَا شَيْئًا قَدْرَ مَا نَقَصَ مِنْ ثَمَنِهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ جو کسی جانور کو نقصان پہنچائے تو اتنا تاوان دے گا جتنی اس جانور کی قیمت میں کمی آئی ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يَكُونُ عَلَيْهِ الْقَتْلُ فَيُصِيبُ حَدًّا مِنَ الْحُدُودِ أَنَّهُ لَا يُؤْخَذُ بِهِ، وَذٰلِكَ أَنَّ الْقَتْلَ يَأْتِي عَلَى ذٰلِكَ كُلِّهِ إِلَّا الْفِرْيَةَ، فَإِنَّهَا تَثْبُتُ عَلَى مَنْ قِيلَتْ لَهُ، يُقَالُ لَهُ مَا لَكَ لَمْ تَجْلِدْ مَنِ افْتَرٰى عَلَيْكَ؟ فَأَرٰى أَنْ يُجْلَدَ الْمَقْتُولُ الْحَدَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُقْتَلَ، ثُمَّ يُقْتَلَ، وَلَا أَرٰى أَنْ يُقَادَ مِنْهُ فِي شَيْءٍ مِنَ الْجِرَاحِ إِلَّا الْقَتْلَ لِأَنَّ الْقَتْلَ يَأْتِي عَلَى ذٰلِكَ كُلِّهِ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے قتل کیا اور پھر اس نے ایسا کام کیا جس پر حد لازم آئے تو اس سے کچھ نہیں لیا جائے گا ما سوائے قتل کرنے کے، مگر حدِ قذف قائم ہو گی جس نے ایسی بات کہی وہ افتراء شمار کی جائے گی اور قتل کرنے سے پہلے اس پر حد جاری کی جائے گی پھر قتل کیا جائے گا۔ اس سے قتل کے سوا کسی زخم کی دیت نہیں لی جائے گی کیونکہ قتل میں سب کچھ آ جائے گا۔

وَقَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنَّ الْقَتِيلَ إِذَا وُجِدَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ قَوْمٍ فِي قَرْيَةٍ، أَوْ غَيْرِهَا لَمْ يُؤْخَذْ بِهِ أَقْرَبُ النَّاسِ إِلَيْهِ دَارًا وَلَا مَكَانًا، وَذٰلِكَ أَنَّهُ قَدْ يُقْتَلُ الْقَتِيلُ، ثُمَّ يُلْقٰى عَلَى بَابِ قَوْمٍ لِيُلَطَّخُوا بِهِ، فَلَيْسَ يُؤَاخَذُ أَحَدٌ بِمِثْلِ ذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ کسی مقتول کی لاش جب کسی بستی یا محلے میں ملے تو جن لوگوں کے گھر قریب ہو انہیں پکڑنا ضروری نہیں ہے کیونکہ بعض اوقات قتل کرنے والے دوسرے کے دروازے پر ڈال جاتے ہیں تا کہ وہ پکڑے جائیں لہذا کسی کو اس بناء پر نہیں پکڑا جائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ فِي جَمَاعَةٍ مِنَ النَّاسِ اقْتَتَلُوا فَانْكَشَفُوا وَبَيْنَهُمْ قَتِيلٌ، أَوْ جَرِيحٌ لَا يُدْرٰى مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ بِهِ إِنَّ أَحْسَنَ مَا سَمِعَ فِي ذٰلِكَ أَنَّ عَلَيْهِ الْعَقْلَ، وَأَنَّ عَقْلَهُ عَلَى الْقَوْمِ الَّذِينَ نَازَعُوهُ، وَإِنْ كَانَ الْجَرِيحُ أَوِ الْقَتِيلُ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيقَيْنِ فَعَقْلُهُ عَلَى الْفَرِيقَيْنِ جَمِيعًا.

امام مالک نے فرمایا کہ چند لوگ لڑے۔ معلوم ہوا کہ ایک آدمی قتل یا زخمی ہو گیا اور یہ معلوم نہیں کہ اس کے ساتھ ایسا کس نے کیا۔ یہ میں نے خوب سنا کہ اس کی دیت سارے مدِ مقابل فریق پر ہو گی۔ اگر وہ دونوں فریقوں سے نہ ہو تو ہر دو فریق پر اس کی دیت لازم آئے گی۔

١٩- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْغِيلَةِ وَالسِّحْرِ

جو مکر و فریب یا جادو سے مارا گیا

[٨٧٩] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَتَلَ نَفَرًا خَمْسَةً، أَوْ سَبْعَةً بِرَجُلٍ وَاحِدٍ قَتَلُوهُ قَتْلَ غِيلَةٍ. وَقَالَ عُمَرُ لَوْ تَمَالَأَ عَلَيْهِ أَهْلُ صَنْعَاءَ لَقَتَلْتُهُمْ جَمِيعًا.

یحییٰ بن سعید نے سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر نے ایک شخص کے بدلے پانچ یا سات آدمیوں کو قتل کیا، جس کو دھوکے سے قتل کیا گیا تھا اور حضرت عمر نے فرمایا کہ اگر صنعاء والے سارے اس کے قتل میں شریک ہوتے تو میں سب کو قتل کر دیتا۔

[٨٨٠] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَعْدِ بْنِ زُرَارَةَ، أَنَّهُ بَلَغَهُ،

محمد بن عبد الرحمٰن بن سعد بن زرارہ کو یہ بات پہنچی کہ ام المومنین حضرت حفصہ نے اپنی لونڈی کو قتل کر دیا تھا جس نے ان

أَنَّ حَفْصَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ، قَتَلَتْ جَارِيَةً لَهَا سَحَرَتْهَا وَقَدْ كَانَتْ دَبَّرَتْهَا، فَأَمَرَتْ بِهَا فَقُتِلَتْ.

قَالَ مَالِكٌ اَلسَّاحِرُ الَّذِي يَعْمَلُ السِّحْرَ وَلَمْ يَعْمَلْ ذٰلِكَ لَهُ غَيْرُهُ هُوَ مَثَلُ الَّذِي قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي كِتَابِهِ ﴿وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰهُ مَا لَهُ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ﴾ (البقرة:١٠٢) فَأَرٰى أَنْ يُقْتَلَ ذٰلِكَ إِذَا عَمِلَ ذٰلِكَ هُوَ نَفْسُهُ.

٢٠- بَابُ مَا يَجِبُ فِي الْعَمْدِ

[٨٨١] أثر- وَحَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ حُسَيْنٍ مَوْلٰى عَائِشَةَ بِنْتِ قُدَامَةَ، أَنَّ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ أَقَادَ وَلِيَّ رَجُلٍ عَنْ رَجُلٍ قَتَلَهُ بِعَصًا فَقَتَلَهُ وَلِيُّهُ بِعَصًا.

قَالَ مَالِكٌ وَالْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيْهِ عِنْدَنَا، أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا ضَرَبَ الرَّجُلَ بِعَصًا، أَوْ رَمَاهُ بِحَجَرٍ، أَوْ ضَرَبَهُ عَمْدًا فَمَاتَ مِنْ ذٰلِكَ، فَإِنَّ ذٰلِكَ هُوَ الْعَمْدُ وَفِيْهِ الْقِصَاصُ.

قَالَ مَالِكٌ فَقَتْلُ الْعَمْدِ عِنْدَنَا أَنْ يَعْمِدَ الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ فَيَضْرِبَهُ حَتّٰى تَفِيْضَ نَفْسُهُ، وَمِنَ الْعَمْدِ أَيْضًا أَنْ يَضْرِبَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِي النَّائِرَةِ تَكُوْنُ بَيْنَهُمَا، ثُمَّ يَنْصَرِفُ عَنْهُ وَهُوَ حَيٌّ فَيُنْزٰى فِي ضَرْبِهِ فَيَمُوْتُ فَتَكُوْنُ فِي ذٰلِكَ الْقَسَامَةُ.

قَالَ مَالِكٌ اَلْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنَّهُ يُقْتَلُ فِي الْعَمْدِ الرِّجَالُ الْأَحْرَارُ بِالرَّجُلِ الْحُرِّ الْوَاحِدِ، وَالنِّسَاءُ بِالْمَرْأَةِ كَذٰلِكَ، وَالْعَبِيْدُ بِالْعَبْدِ كَذٰلِكَ.

٢١- بَابُ الْقِصَاصِ فِي الْقَتْلِ

[٨٨٢] أثر- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ كَتَبَ إِلٰى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ يَذْكُرُ أَنَّهُ أُتِيَ بِسَكْرَانَ قَدْ قَتَلَ رَجُلًا، فَكَتَبَ إِلَيْهِ مُعَاوِيَةُ أَنِ اقْتُلْهُ بِهِ.

قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِي

پر جادو کیا تھا۔ انہوں نے اسے مدبر کر رکھا تھا' پھر حکم فرمایا تو اسے قتل کر دیا گیا۔

امام مالک نے فرمایا کہ جو جادوگر جادو کرے اور دوسرا اس کے لئے نہ کرے تو وہ اس کی طرح ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا "اور انہوں نے جان لیا کہ انہوں نے جو خریدا آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے" میرے خیال میں جب وہ کسی جان پر جادو کرے تو قتل کر دیا جائے۔

قتلِ عمد میں کیا واجب ہے؟

عمر بن حسین مولیٰ عائشہ بنت قدامہ سے روایت ہے کہ عبد الملک بن مروان نے ایک قاتل کو مقتول کے ولی کے حوالے کیا تاکہ اسے لاٹھی سے قتل کر دے۔ پس ولی نے اسے لاٹھی سے قتل کر دیا۔

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفقہ ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں کہ جب ایک آدمی دوسرے کو لاٹھی مارے یا پتھر یا دانستہ اور کوئی ضرب اور وہ اس سے مر جائے تو یہی قتل عمد ہے اور اس کا قصاص لیا جاتا ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک قتل عمد یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے کو چوٹ مارے یہاں تک کہ وہ مر جائے۔ یہ بھی قتل عمد ہے کہ لڑائی جھگڑے میں ایک آدمی نے دوسرے کو چوٹ ماری۔ پھر وہ اسے زندہ چھوڑ کر چلا گیا۔ چوٹ سے خون بہا اور وہ مر گیا۔ اس میں قسامت لازم آئے گی۔

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک حکم ہے کہ قتل عمد میں ایک آزاد آدمی کے بدلے آزاد آدمیوں کو' عورت کے بدلے عورت کو اور غلام کے بدلے غلام کو قتل کیا جائے گا۔

قتل کا قصاص

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ مروان بن حکم نے حضرت معاویہ کے لیے لکھا کہ ان کے پاس مدہوش کو لایا گیا ہے جس نے دوسرے کو قتل کیا ہے۔ حضرت معاویہ نے ان کے لیے لکھا کہ اسے قتل کر دو۔

یحییٰ' امام مالک نے فرمایا کہ یہ بات میں نے خوب سنی اس

تَاْوِيْلِ هٰذِهِ الْاٰيَةِ قَوْلَ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ﴿اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ﴾ (البقرہ:۱۷۸) فَهٰؤُلَاءِ الذُّكُوْرُ ﴿وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى﴾ (البقرہ:۱۷۸) اَنَّ الْقِصَاصَ يَكُوْنُ بَيْنَ الْاِنَاثِ كَمَا يَكُوْنُ بَيْنَ الذُّكُوْرِ، وَالْمَرْاَةُ الْحُرَّةُ تُقْتَلُ بِالْمَرْاَةِ الْحُرَّةِ كَمَا يُقْتَلُ الْحُرُّ بِالْحُرِّ، وَالْاَمَةُ تُقْتَلُ بِالْاَمَةِ كَمَا يُقْتَلُ الْعَبْدُ بِالْعَبْدِ، وَالْقِصَاصُ يَكُوْنُ بَيْنَ النِّسَاءِ كَمَا يَكُوْنُ بَيْنَ الرِّجَالِ وَالْقِصَاصُ اَيْضًا يَكُوْنُ بَيْنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ، وَذٰلِكَ اَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَالَ فِيْ كِتَابِهِ ﴿وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَا اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوْحُ قِصَاصٌ﴾ (المائدہ:۴۵) فَذَكَرَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ﴿اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ﴾ (المائدہ:۴۵) فَنَفْسُ الْمَرْاَةِ الْحُرَّةِ بِنَفْسِ الرَّجُلِ الْحُرِّ، وَجُرْحُهَا بِجُرْحِهِ.

ارشاد باری تعالیٰ کی تاویل میں کہ آزاد کے بدلے آزاد اور غلاموں کے بدلے غلام۔ یہ تو مردوں کے متعلق ہے اور ''عورت کے بدلے عورت'' تو عورتوں سے بھی اسی طرح قصاص لیا جاتا ہے جیسے مردوں سے اور آزاد عورت کو آزاد عورت کے بدلے قتل کیا جائے گا جیسے آزاد مرد کے بدلے آزاد مرد کو اور لونڈی کو لونڈی کے بدلے قتل کیا جائے گا جیسے غلام کو غلام کے بدلے قتل کیا جاتا ہے۔ قصاص عورتوں میں بھی اسی طرح ہے جیسے مردوں میں اور قصاص مردوں اور عورتوں کے درمیان بھی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: ''اور ہم نے ان کے لیے لکھ دیا ہے کہ جان کے بدلے جان' آنکھ کے بدلے آنکھ' ناک کے بدلے ناک' کان کے بدلے کان' دانت کے بدلے دانت اور زخموں کا قصاص ہے'' یہاں اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے کہ جان کے بدلے جان تو آزاد عورت آزاد مرد جیسی اور عورت کا زخم مرد کے زخم جیسا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يُمْسِكُ الرَّجُلَ لِلرَّجُلِ فَيَضْرِبُهُ فَيَمُوْتُ مَكَانَهُ اِنَّهُ اِنْ اَمْسَكَهُ وَهُوَ يَرٰى اَنَّهُ يُرِيْدُ قَتْلَهُ قُتِلَا بِهِ جَمِيْعًا، وَاِنْ اَمْسَكَهُ وَهُوَ يَرٰى اَنَّهُ اِنَّمَا يُرِيْدُ الضَّرْبَ بِمَا يَضْرِبُ بِهِ النَّاسُ لَا يَرٰى اَنَّهُ عَمَدَ لِقَتْلِهِ، فَاِنَّهُ يُقْتَلُ الْقَاتِلُ وَيُعَاقَبُ الْمُمْسِكُ اَشَدَّ الْعُقُوْبَةِ وَيُسْجَنُ سَنَةً لِاَنَّهُ اَمْسَكَهُ، وَلَا يَكُوْنُ عَلَيْهِ الْقَتْلُ.

امام مالک نے اس آدمی کے متعلق فرمایا جس نے دوسرے کو تیسرے کے لیے پکڑا۔ تیسرے نے آ کر دوسرے کو مارا اور وہ اسی جگہ مر گیا۔ اگر اس نے یہ جانتے ہوئے پکڑا کہ وہ اسے قتل کرنا چاہتا ہے تو پہلا بھی تیسرے کے ساتھ قتل کیا جائے گا اور اگر اس نے یہ جانتے ہوئے روکا کہ وہ اسے پیٹے گا جیسا کہ لوگ پٹائی کر دیتے ہیں اور اس کا یہ خیال ہو کہ وہ اسے قتل نہیں کرے گا تو روکنے کے باعث روکنے والے کو سخت سزا دے کر ایک سال کے لیے قید کیا جائے اور اسے قتل نہیں کریں گے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يَقْتُلُ الرَّجُلَ عَمْدًا، اَوْ يَفْقَاُ عَيْنَهُ عَمْدًا فَيُقْتَلُ الْقَاتِلُ، اَوْ تُفْقَاُ عَيْنُ الْفَاقِئِ قَبْلَ اَنْ يُقْتَصَّ مِنْهُ اَنَّهُ لَيْسَ عَلَيْهِ دِيَةٌ وَلَا قِصَاصٌ، وَاِنَّمَا كَانَ حَقُّ الَّذِيْ قُتِلَ، اَوْ فُقِئَتْ عَيْنُهُ فِي الشَّيْءِ بِالَّذِيْ ذَهَبَ، وَاِنَّمَا ذٰلِكَ بِمَنْزِلَةِ الرَّجُلِ يَقْتُلُ الرَّجُلَ عَمْدًا، ثُمَّ يَمُوْتُ الْقَاتِلُ فَلَا يَكُوْنُ لِصَاحِبِ الدَّمِ اِذَا مَاتَ الْقَاتِلُ شَيْءٌ دِيَةٌ وَلَا غَيْرُهَا، وَذٰلِكَ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے دانستہ دوسرے کو قتل کر دیا یا دانستہ اس کی آنکھ پھوڑی۔ تیسرے نے قاتل کو قتل کر دیا یا جارح کی آنکھ پھوڑ دی بدلہ لینے سے پہلے تو اب اس پر کوئی دیت یا قصاص نہیں ہے کیونکہ اس کا حق یہی تھا کہ اسے قتل کر دیا جائے یا اس کی آنکھ پھوڑی جائے اور یہ بات ہو چکی۔ اس کی مثال یہ ہے کہ ایک آدمی نے دوسرے کو دانستہ قتل کیا۔ پھر قاتل فوت ہو گیا تو قاتل کے مر جانے پر خون والوں کے لیے دیت وغیرہ کچھ نہیں اور یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ﴾ (البقرہ:١٧٨).

ہے: ''اے ایمان والو! تم پر فرض ہے کہ جو ناحق مارے جائیں ان کے خون کا بدلہ لو۔ آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام''۔

قَالَ مَالِكٌ فَإِنَّمَا يَكُونُ لَهُ الْقِصَاصُ عَلَى صَاحِبِهِ الَّذِي قَتَلَهُ، وَإِذَا هَلَكَ قَاتِلُهُ الَّذِي قَتَلَهُ، فَلَيْسَ لَهُ قِصَاصٌ وَلَا دِيَةٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ قصاص صرف قاتل کی ذات پر ہے۔ اگر قاتل ہی فوت ہو جائے تو اب قصاص یا دیت کسی پر نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ لَيْسَ بَيْنَ الْحُرِّ وَالْعَبْدِ قَوَدٌ فِي شَيْءٍ مِنَ الْجِرَاحِ، وَالْعَبْدُ يُقْتَلُ بِالْحُرِّ إِذَا قَتَلَهُ عَمْدًا، وَلَا يُقْتَلُ الْحُرُّ بِالْعَبْدِ، وَإِنْ قَتَلَهُ عَمْدًا، وَهُوَ أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ.

امام مالک نے فرمایا کہ آزاد پر غلام کو زخمی کرنے کا تاوان نہیں اور غلام اگر آزاد آدمی کو دانستہ قتل کرے تو اسے قتل کیا جائے گا لیکن اگر آزاد آدمی دانستہ غلام کو قتل کرے تو اسے قتل نہیں کیا جائے گا اور یہ میں نے اچھی بات سنی۔

٢٢- بَابُ الْعَفْوِ فِي قَتْلِ الْعَمْدِ

قتلِ عمد میں معاف کر دینا

حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ أَدْرَكَ مَنْ يَرْضَى مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ يَقُولُونَ فِي الرَّجُلِ إِذَا أَوْصَى أَنْ يُعْفَى عَنْ قَاتِلِهِ إِذَا قَتَلَ عَمْدًا إِنَّ ذَلِكَ جَائِزٌ لَهُ، وَأَنَّهُ أَوْلَى بِدَمِهِ مِنْ غَيْرِهِ مِنْ أَوْلِيَائِهِ مِنْ بَعْدِهِ.

امام مالک کو یہ بات کتنے ہی اہل علم سے پہنچی کہ جب آدمی اپنے قاتل کو معاف کرنے کی وصیت کرے جس نے دانستہ قتل کیا ہو تو یہ جائز ہے کیونکہ اپنے خون کا وہ اپنے اولیاء وغیرہ سے زیادہ حق رکھتا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يَعْفُو عَنْ قَتْلِ الْعَمْدِ بَعْدَ أَنْ يَسْتَحِقَّهُ وَيَجِبَ لَهُ، إِنَّهُ لَيْسَ عَلَى الْقَاتِلِ عَقْلٌ يَلْزَمُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ الَّذِي عَفَا عَنْهُ اشْتَرَطَ ذَلِكَ عِنْدَ الْعَفْوِ عَنْهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ جو حق حاصل ہونے اور اس کے لیے واجب ہونے کے بعد قاتل کو معاف کر دے تو قاتل پر دیت لازم نہیں آئے گی مگر یہ کہ معاف کرنے والے نے اس کی شرط کر لی ہو۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْقَاتِلِ عَمْدًا إِذَا عُفِيَ عَنْهُ أَنَّهُ يُجْلَدُ مِائَةَ جَلْدَةٍ وَيُسْجَنُ سَنَةً.

امام مالک نے قاتل کے بارے میں فرمایا جس کو معاف کر دیا گیا ہو کہ اسے سو کوڑے مارے جائیں اور ایک سال قید رکھا جائے۔

قَالَ مَالِكٌ وَإِذَا قَتَلَ الرَّجُلُ عَمْدًا وَقَامَتْ عَلَى ذَلِكَ الْبَيِّنَةُ، وَلِلْمَقْتُولِ بَنُونَ وَبَنَاتٌ، فَعَفَا الْبَنُونَ وَأَبَى الْبَنَاتُ أَنْ يَعْفُونَ فَعَفْوُ الْبَنِينَ جَائِزٌ عَلَى الْبَنَاتِ، وَلَا أَمْرَ لِلْبَنَاتِ مَعَ الْبَنِينَ فِي الْقِيَامِ بِالدَّمِ، وَالْعَفْوِ عَنْهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ جب کسی کو دانستہ قتل کیا گیا اور اس پر شہادتیں قائم ہو گئیں اور مقتول کے بیٹے اور بیٹیاں ہوں تو بیٹے معاف کر دیں اور بیٹیاں معاف کرنے سے انکار کر دیں تو بیٹیوں کے برخلاف بیٹوں کا معاف کرنا جائز ہے اور واقع ہوگا اور بیٹیوں کا دعویٰ خون یا معاف کرنا بیٹوں کے ساتھ مؤثر ہوتا ہے۔

٢٣- بَابُ الْقِصَاصِ فِي الْجِرَاحِ

زخموں کا قصاص

قَالَ يَحْيَى قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا أَنَّ مَنْ كَسَرَ يَدًا، أَوْ رِجْلًا عَمْدًا أَنَّهُ يُقَادُ مِنْهُ،

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفقہ ہے کہ جس نے دانستہ ہاتھ یا پاؤں توڑا تو اس سے قصاص لیا جائے گا

وَلَا يَعْقِلُ.

دیت وصول نہیں کی جائے گی۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَا يُقَادُ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى تَبْرَأَ جِرَاحُ صَاحِبِهِ فَيُقَادُ مِنْهُ، فَاِنْ جَاءَ جُرْحُ الْمُسْتَقَادِ مِنْهُ مِثْلَ جُرْحِ الْاَوَّلِ حِيْنَ يَصِحُّ فَهُوَ الْقَوَدُ، وَاِنْ زَادَ جُرْحُ الْمُسْتَقَادِ مِنْهُ، اَوْ مَاتَ، فَلَيْسَ عَلَى الْمَجْرُوْحِ الْاَوَّلِ الْمُسْتَقِيْدِ شَيْءٌ، وَاِنْ بَرَاَ جُرْحُ الْمُسْتَقَادِ مِنْهُ وَشَلَّ الْمَجْرُوْحُ الْاَوَّلُ، اَوْ بَرَاَتْ جِرَاحُهُ، وَبِهَا عَيْبٌ، اَوْ نَقْصٌ، اَوْ عَثَلٌ، فَاِنَّ الْمُسْتَقَادَ مِنْهُ لَا يَكْسِرُ الثَّانِيَةَ وَلَا يُقَادُ بِجُرْحِهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ زخم کا اس وقت تک قصاص نہیں لیا جائے گا جب تک مجروح اچھا نہ ہو جائے۔ اگر جارح کا زخم مندمل ہونے پر جارح کی طرح ہو جائے تو قصاص ہو گیا۔ اگر جارح کا زخم بڑھ گیا یا وہ مر گیا تو مجروح پر کوئی تاوان نہیں ہے۔ اگر جارح تندرست ہو گیا اور پہلا مجروح شل ہو جائے یا اچھا ہونے پر کوئی عیب اور نقص رہ جائے تو جارح سے دوبارہ قصاص نہیں لیا جائے گا اور اب اس زخم کا قصاص نہیں ہے۔

قَالَ وَلٰكِنَّهُ يُعْقَلُ لَهُ بِقَدْرِ مَا نَقَصَ مِنْ يَدِ الْاَوَّلِ، اَوْ فَسَدَ مِنْهَا، وَالْجِرَاحُ فِي الْجَسَدِ عَلٰى مِثْلِ ذٰلِكَ.

فرمایا کہ نقص رہنے اور فساد آنے کے مطابق تاوان دلایا جائے گا اور جسم کے زخم کی بھی یہی بات ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَاِذَا عَمَدَ الرَّجُلُ اِلَى امْرَاَتِهِ، فَفَقَاَ عَيْنَهَا، اَوْ كَسَرَ يَدَهَا، اَوْ قَطَعَ اِصْبَعَهَا، اَوْ شِبْهَ ذٰلِكَ مُتَعَمِّدًا لِذٰلِكَ فَاِنَّهَا تُقَادُ مِنْهُ، وَاَمَّا الرَّجُلُ يَضْرِبُ امْرَاَتَهُ بِالْحَبْلِ، اَوْ بِالسَّوْطِ فَيُصِيْبُهَا مِنْ ضَرْبِهِ مَا لَمْ يُرِدْ، وَلَمْ يَتَعَمَّدْ، فَاِنَّهُ يَعْقِلُ مَا اَصَابَ مِنْهَا عَلٰى هٰذَا الْوَجْهِ وَلَا يُقَادُ مِنْهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ جب آدمی نے دانستہ اپنی بیوی کی آنکھ پھوڑ دی یا ہاتھ توڑ دیا یا انگلی کاٹ دی تو اس سے قصاص لیا جائے گا اور جو اپنی بیوی کو رسی یا کوڑے سے مارے اور غیر ارادی طور پر دانستہ اسے چوٹ آ جائے تو اس زخم کی دیت لازم آئے گی قصاص نہیں لیا جائے گا۔

وَحَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهُ بَلَغَهُ، اَنَّ اَبَا بَكْرِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ اَقَادَ مِنْ كَسْرِ الْفَخِذِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے ران توڑ دینے کا قصاص لیا۔

۲۴- بَابُ مَا جَاءَ فِيْ دِيَةِ السَّائِبَةِ وَجِنَايَتِهِ

سائبہ کی دیت و جنایت

[۸۸۳] اَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَبِي الزِّنَادِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، اَنَّ سَائِبَةً اَعْتَقَهُ بَعْضُ الْحُجَّاجِ، فَقَتَلَ ابْنَ رَجُلٍ مِنْ بَنِيْ عَائِذٍ، فَجَاءَ الْعَائِذِيُّ اَبُو الْمَقْتُوْلِ اِلٰى عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ يَطْلُبُ دِيَةَ ابْنِهِ فَقَالَ عُمَرُ لَا دِيَةَ لَهُ، فَقَالَ الْعَائِذِيُّ اَرَاَيْتَ لَوْ قَتَلَهُ ابْنِيْ؟ فَقَالَ عُمَرُ اِذًا تُخْرِجُوْنَ دِيَتَهُ، فَقَالَ هُوَ اِذًا كَالْاَرْقَمِ اِنْ يُتْرَكْ يَلْقَمْ، وَاِنْ يُقْتَلْ يَنْقَمْ.

ابوالزناد نے سلیمان بن یسار سے روایت کی ہے کہ ایک سائبہ غلام جس کو کسی حاجی نے آزاد کیا تھا اس نے بنی عائذ کے کسی آدمی کے بیٹے کو قتل کر دیا۔ مقتول کا عائذی باپ اپنے بیٹے کی دیت طلب کرنے حضرت عمر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ اس کی دیت نہیں ہے۔ عائذی نے کہا کہ اگر میرا بیٹا اسے قتل کر دیتا تو آپ کیا کرتے۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ اس وقت تم دیت ادا کرتے۔ کہا: پھر تو وہ چتلا سانپ ہوا کہ چھوڑ دو تو ڈسے اور مارو تو بدلہ لے۔ ف

ف: سائبہ اس غلام کو کہتے ہیں جس کو آزاد کرتے وقت مولیٰ نے یہ کہہ دیا ہو کہ میں تیرا وارث نہیں ہوں گا لہٰذا تیری ولاء میرا حق نہیں بلکہ اپنی ولاء کا تو آپ مالک ہے یا جس کو تو اپنی مرضی سے مالک بنا دے۔ ایسا غلام اگر کسی کو زخمی کرے تو مولیٰ پر اس کی دیت لازم نہیں آئے گی بلکہ سائبہ اپنے جمیع افعال کا خود ذمہ دار ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

٤٤- كِتَابُ الْقَسَامَةِ

قسامت کا بیان

١- بَابُ تَبْدِئَةِ أَهْلِ الدَّمِ فِي الْقَسَامَةِ

قسامت میں پہلے وارثوں سے قسم لینا

٦٦٣- **حَدَّثَنِي** يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيْ لَيْلَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَهْلٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِيْ حَثْمَةَ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ رِجَالٌ مِنْ كُبَرَاءِ قَوْمِهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَهْلٍ، وَمُحَيِّصَةَ خَرَجَا إِلٰى خَيْبَرَ مِنْ جَهْدٍ أَصَابَهُمْ، فَأُتِيَ مُحَيِّصَةُ، فَأُخْبِرَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَهْلٍ قَدْ قُتِلَ وَطُرِحَ فِيْ فَقِيْرِ بِئْرٍ، أَوْ عَيْنٍ، فَأَتٰى يَهُوْدَ فَقَالَ أَنْتُمْ وَاللّٰهِ قَتَلْتُمُوْهُ. فَقَالُوْا وَاللّٰهِ مَا قَتَلْنَاهُ، فَأَقْبَلَ حَتّٰى قَدِمَ عَلٰى قَوْمِهِ فَذَكَرَ لَهُمْ ذٰلِكَ، ثُمَّ أَقْبَلَ هُوَ وَأَخُوْهُ حُوَيِّصَةُ، وَهُوَ أَكْبَرُ مِنْهُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَذَهَبَ مُحَيِّصَةُ لِيَتَكَلَّمَ، وَهُوَ الَّذِيْ كَانَ بِخَيْبَرَ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَبِّرْ كَبِّرْ. يُرِيْدُ السِّنَّ فَتَكَلَّمَ حُوَيِّصَةُ، ثُمَّ تَكَلَّمَ مُحَيِّصَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِمَّا أَنْ يَدُوْا صَاحِبَكُمْ، وَإِمَّا أَنْ يُؤْذِنُوْا بِحَرْبٍ. فَكَتَبَ إِلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ ذٰلِكَ فَكَتَبُوْا إِنَّا وَاللّٰهِ مَا قَتَلْنَاهُ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِحُوَيِّصَةَ وَمُحَيِّصَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَتَحْلِفُوْنَ وَتَسْتَحِقُّوْنَ دَمَ صَاحِبِكُمْ؟ فَقَالُوْا لَا، قَالَ أَفَتَحْلِفُ لَكُمْ يَهُوْدُ؟ قَالُوْا لَيْسُوْا بِمُسْلِمِيْنَ. فَوَدَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ عِنْدِهِ فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ بِمِائَةِ نَاقَةٍ حَتّٰى أُدْخِلَتْ عَلَيْهِمُ الدَّارَ. قَالَ سَهْلٌ لَقَدْ رَكَضَتْنِيْ مِنْهَا نَاقَةٌ حَمْرَاءُ.

صحیح البخاری (۷۱۹۲) صحیح مسلم (٤٣٢٥)

سہل بن ابوحثمہ کو ان کی قوم کے چند معزز لوگوں نے بتایا کہ معاشی تنگی کے باعث عبد اللہ بن سہل اور محیصہ خیبر کی طرف گئے۔ محیصہ کے پاس کسی نے آ کر بتایا کہ عبد اللہ بن سہل کو کسی نے قتل کر کے کنوئیں یا چشمے میں پھینک دیا ہے۔ وہ یہودیوں کے پاس جا کر کہنے لگے کہ خدا کی قسم! تم نے اسے قتل کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم! ہم نے قتل نہیں کیا۔ وہ اپنی قوم کے پاس آئے اور اس بات کا ذکر کیا۔ پھر وہ، ان کے بڑے بھائی حویصہ اور عبد الرحمٰن حاضر بارگاہ ہوئے۔ محیصہ عرض کرنے لگے کیونکہ خیبر وہی گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بڑا بڑا ہوتا ہے۔ پس حویصہ نے بات کی، پھر محیصہ نے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہودی تمہارے ساتھی کی دیت ادا کریں یا لڑنے کے لیے تیار ہو جائیں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے یہ بات لکھی تو انہوں نے لکھا کہ خدا کی قسم! ہم نے اسے قتل نہیں کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حویصہ، محیصہ اور عبد الرحمٰن سے فرمایا کہ کیا تم قسم کھا کر اپنے ساتھی کے خون کے حق دار بنتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ فرمایا کہ اگر یہودی قسم کھا جائیں؟ عرض گزار ہوئے کہ وہ مسلمان نہیں ہیں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اپنے پاس سے دیت ادا کر دی اور سو اونٹ ان کے گھر میں داخل کر دیئے۔ سہل کا بیان ہے کہ ان میں سے ایک سرخ اونٹنی نے مجھے لات ماری تھی۔

قَالَ مَالِكٌ اَلْفَقِيْرُ هُوَ الْبِئْرُ

امام مالک نے فرمایا کہ "الفقیر" سے مراد کنواں ہے۔ ف

ف: قسامت دورِ جاہلیت میں قسم کے ذریعے قاتل کو معلوم کرنے کی ایک رسم تھی۔ نبی کریم ﷺ نے بھی اسے برقرار رکھا۔ جب خیبر کے یہودیوں نے ایک انصاری حضرت عبد اللہ بن سہل کو شہید کر دیا تو آپ نے مقتول کے وارثوں اور یہود کے درمیان

قسامت کے ذریعے ہی فیصلہ کرنا چاہا تھا اور بالآخر اپنے پاس سے دیت ادا فرمادی تھی۔

پہلے مقتول کے وارث خون کا حق ثابت کرنے کے لیے پچاس قسمیں کھاتے ہیں اور پھر جن پر قتل کرنے کا شبہ ہے وہ لوگ اپنی برأت کے لیے پچاس قسمیں کھاتے ہیں کہ انہوں نے قتل نہیں کیا اور قاتل کا انہیں کوئی علم نہیں ہے۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے پیش نظر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قسم صرف ان لوگوں سے لی جائے گی جن پر قتل کا شبہ ہے۔ یہی فیصلہ احادیث کی روشنی میں زیادہ مناسب نظر آتا ہے کیونکہ "البینة علی المدعی والیمین علی من انکر" مشہور حدیث میں قضاء کا یہی اصول ذہن نشین کروایا گیا ہے۔ یاد رکھنا چاہیے کہ دعویٰ خواہ قتل عمد کا کیا ہو یا قتل خطا کا لیکن قسامت کے ذریعے فیصلہ ہونے پر دیت ادا کی جائے گی قصاص لازم نہیں آئے گا۔ امام مالک کے نزدیک اگر قتل کا دعویٰ کیا ہو تو قصاص لازم آئے گا اور امام شافعی کا قدیم قول بھی یہی ہے۔ (اشعۃ اللمعات) واللہ تعالیٰ اعلم

٦٦٤- قَالَ يَحْيٰى ' عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ ' عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ ' اَنَّهُ اَخْبَرَهُ ' اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَهْلٍ الْاَنْصَارِيَّ وَمُحَيِّصَةَ بْنَ مَسْعُوْدٍ خَرَجَا اِلٰى خَيْبَرَ ' فَتَفَرَّقَا فِيْ حَوَائِجِهِمَا ' فَقُتِلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَهْلٍ فَقَدِمَ مُحَيِّصَةُ فَاَتٰى هُوَ وَاَخُوْهُ حُوَيِّصَةُ ' وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَهَبَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ لِيَتَكَلَّمَ لِمَكَانِهِ مِنْ اَخِيْهِ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَبِّرْ كَبِّرْ ' فَتَكَلَّمَ حُوَيِّصَةُ وَمُحَيِّصَةُ فَذَكَرَا شَاْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَهْلٍ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَتَحْلِفُوْنَ خَمْسِيْنَ يَمِيْنًا وَتَسْتَحِقُّوْنَ دَمَ صَاحِبِكُمْ اَوْ قَاتِلِكُمْ؟ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَمْ نَشْهَدْ ' وَلَمْ نَحْضُرْ ' فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَتُبْرِئُكُمْ يَهُوْدُ بِخَمْسِيْنَ يَمِيْنًا فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ نَقْبَلُ اَيْمَانَ قَوْمٍ كُفَّارٍ.

صحیح البخاری (٦٨٩٨) صحیح مسلم (٤٣١٨، ٤٣٢٥)

بشیر بن یسار سے روایت ہے کہ عبداللہ بن سہل انصاری اور محیصہ بن مسعود خیبر کی طرف گئے۔ اپنی ضرورتوں کے تحت جدا ہو گئے تو عبداللہ بن سہل کو قتل کر دیا گیا۔ محیصہ آئے تو وہ اور ان کے بھائی حویصہ اور عبدالرحمٰن بن سہل تینوں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔ عبدالرحمٰن اپنے بھائی کی جگہ بات کرنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بڑا بڑا ہے۔ چنانچہ حویصہ اور محیصہ نے عبدالرحمٰن بن سہل کا واقعہ عرض کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ کیا تم پچاس قسمیں کھاتے اور قاتل پر اپنے بھائی کے خون کے مستحق بنتے ہو؟ عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم کیسے گواہی دیں جب کہ حاضر نہ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہود پچاس قسمیں کھا کر بری ہو جائیں گے۔ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! قوم کفار کی قسموں کا ہم کیسے اعتبار کریں؟

قَالَ يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ فَزَعَمَ بُشَيْرُ بْنُ يَسَارٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَدَاهُ مِنْ عِنْدِهٖ.

یحییٰ بن سعید نے بشیر بن یسار سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے پاس سے دیت ادا فرمائی۔

قَالَ مَالِكٌ اَلْاَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا وَالَّذِيْ سَمِعْتُ مِمَّنْ اَرْضٰى فِي الْقَسَامَةِ وَالَّذِيْ اجْتَمَعَتْ عَلَيْهِ الْاَئِمَّةُ فِي الْقَدِيْمِ ' وَالْحَدِيْثِ اَنْ يَبْدَاَ بِالْاَيْمَانِ الْمُدَّعُوْنَ فِي الْقَسَامَةِ ' فَيَحْلِفُوْنَ ' وَاَنَّ الْقَسَامَةَ لَا تَجِبُ اِلَّا بِاَحَدِ اَمْرَيْنِ اِمَّا اَنْ يَقُوْلَ الْمَقْتُوْلُ دَمِيْ عِنْدَ فُلَانٍ ' اَوْ يَاْتِيَ وُلَاةُ الدَّمِ بِلَوْثٍ مِنْ بَيِّنَةٍ ' وَاِنْ لَمْ تَكُنْ

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفقہ ہے اور اچھے لوگوں سے سنا جس پر پہلے اور موجودہ آئمہ کا اتفاق ہے کہ قسامت میں پہلے دعویٰ کرنے والوں سے قسم لی جائے گی اور قسامت دو میں سے کسی ایک بات پر لازم آتی ہے۔ اولاً مقتول کہ مجھے فلاں نے مارا ہے یا مقتول کے وارث گواہی کی جگہ شبہ ظاہر کریں۔ اگر مدعی کے پاس خون کا کوئی قطعی ثبوت نہ ہو تو

قَاطِعَةٌ عَلَى الَّذِي يُدَّعَى عَلَيْهِ الدَّمُ فَهٰذَا يُوْجِبُ الْقَسَامَةَ لِلْمُدَّعِيْنَ الدَّمَ عَلَى مَنِ ادَّعَوْهُ عَلَيْهِ ، وَلَا تَجِبُ الْقَسَامَةُ عِنْدَنَا اِلَّا بِاَحَدِ هٰذَيْنِ الْوَجْهَيْنِ.

قسامت واجب ہو جاتی ہے۔ ان پر جو خون کا دعویٰ کر رہے ہیں اور ہمارے نزدیک قسامت واجب نہیں ہوتی مگر ان دو وجوں سے۔

قَالَ مَالِكٌ وَتِلْكَ السُّنَّةُ الَّتِي لَا اخْتِلَافَ فِيْهَا عِنْدَنَا ، وَالَّذِي لَمْ يَزَلْ عَلَيْهِ عَمَلُ النَّاسِ اَنَّ الْمُبَدَّئِيْنَ بِالْقَسَامَةِ اَهْلُ الدَّمِ وَالَّذِيْنَ يَدَّعُوْنَهُ فِي الْعَمْدِ وَالْخَطَاِ.

امام مالک نے فرمایا: سنت یہ ہے جس میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے اور جس پر لوگوں کا ہمیشہ عمل رہا ہے کہ ابتداء ان سے ہوگی جو خون کے مدعی ہیں خواہ قتل عمد کا دعویٰ کریں یا قتل خطا کا۔

قَالَ مَالِكٌ وَقَدْ بَدَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْحَارِثِيِّيْنَ فِي قَتْلِ صَاحِبِهِمُ الَّذِي قُتِلَ بِخَيْبَرَ.

امام مالک نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی حارث سے ابتداء فرمائی جن کے آدمی کو خیبر میں قتل کیا گیا تھا۔

قَالَ مَالِكٌ فَاِنْ حَلَفَ الْمُدَّعُوْنَ اسْتَحَقُّوْا دَمَ صَاحِبِهِمْ ، وَقَتَلُوْا مَنْ حَلَفُوْا عَلَيْهِ ، وَلَا يُقْتَلُ فِي الْقَسَامَةِ اِلَّا وَاحِدٌ لَا يُقْتَلُ فِيْهَا اثْنَانِ يَحْلِفُ مِنْ وُّلَاةِ الدَّمِ خَمْسُوْنَ رَجُلًا خَمْسِيْنَ يَمِيْنًا ، فَاِنْ قَلَّ عَدَدُهُمْ ، اَوْ نَكَلَ بَعْضُهُمْ رُدَّتِ الْاَيْمَانُ عَلَيْهِمْ اِلَّا اَنْ يَنْكُلَ اَحَدٌ مِنْ وُّلَاةِ الْمَقْتُوْلِ وُلَاةِ الدَّمِ الَّذِيْنَ يَجُوْزُ لَهُمُ الْعَفْوُ عَنْهُ ، فَاِنْ نَكَلَ اَحَدٌ مِنْ اُولٰئِكَ فَلَا سَبِيْلَ اِلَى الدَّمِ اِذَا نَكَلَ اَحَدٌ مِنْهُمْ.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر دعویٰ کرنے والے قسم کھا کر اپنے ساتھی کے خون کا حق ثابت کر دیں اور اسے قتل کر دیں جس کے خلاف قسم کھائی تو قسامت میں قتل نہیں کیا جاتا مگر ایک آدمی۔ اس میں دو آدمی قتل نہیں کئے جاتے۔ خون کے پچاس مدعیوں سے پچاس قسمیں لی جائیں گی۔ اگر وہ پچاس سے کم ہوں یا بعض قسم کھانے سے انکار کریں تو بعض سے زیادہ قسمیں لی جائیں گی۔ اگر مقتول کے وارثوں سے ایک بھی قسم کھانے سے انکار کرے جسے معاف کرنے کا اختیار ہو تو ایسے ایک شخص کے انکار کر دینے کے بعد خون کے دعویٰ کی کوئی صورت باقی نہیں رہتی خواہ ایک نے ہی انکار کیا ہو۔

قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ وَاِنَّمَا تُرَدُّ الْاَيْمَانُ عَلٰى مَنْ بَقِيَ مِنْهُمْ اِذَا نَكَلَ اَحَدٌ مِمَّنْ لَا يَجُوْزُ لَهُمْ عَفْوٌ ، فَاِنْ نَكَلَ اَحَدٌ مِنْ وُّلَاةِ الدَّمِ الَّذِيْنَ يَجُوْزُ لَهُمُ الْعَفْوُ عَنِ الدَّمِ ، وَاِنْ كَانَ وَاحِدًا ، فَاِنَّ الْاَيْمَانَ لَا تُرَدُّ عَلٰى مَنْ بَقِيَ مِنْ وُّلَاةِ الدَّمِ اِذَا نَكَلَ اَحَدٌ مِنْهُمْ عَنِ الْاَيْمَانِ ، وَلٰكِنَّ الْاَيْمَانَ اِذَا كَانَ ذٰلِكَ تُرَدُّ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِمْ ، فَيَحْلِفُ مِنْهُمْ خَمْسُوْنَ رَجُلًا خَمْسِيْنَ يَمِيْنًا ، فَاِنْ لَمْ يَبْلُغُوْا خَمْسِيْنَ رَجُلًا رُدَّتِ الْاَيْمَانُ عَلٰى مَنْ حَلَفَ مِنْهُمْ ، فَاِنْ لَمْ يُوْجَدْ اَحَدٌ اِلَّا الَّذِي ادُّعِيَ عَلَيْهِ حَلَفَ هُوَ خَمْسِيْنَ يَمِيْنًا وَبَرِئَ.

امام مالک نے فرمایا کہ بار بار قسمیں ان لوگوں سے لی جائیں گی جو باقی ہیں اور ایسا شخص انکار کرے جو معاف نہیں کر سکتا۔ اگر ایسا شخص انکار کرے جو خون کا وارث ہو اور خون معاف کر سکتا ہو تو خواہ وہ ایک ہو تو خون کا دعویٰ کرنے والے باقی لوگوں سے زائد قسم نہیں لی جائے گی جب کہ وارثوں میں سے ایک بھی قسم سے انکار کر دے۔ اس صورت میں قسم مدعا علیہم سے لی جائے گی کہ ان کے پچاس آدمی پچاس قسمیں کھائیں۔ اگر پچاس آدمی پورے نہ ہوں تو ان میں سے دوسرے آدمیوں سے زائد قسمیں لی جائیں گی۔ اگر مدعا علیہ ایک ہو تو وہ پچاس قسمیں کھا کر بری ہو سکتا ہے۔

قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ وَاِنَّمَا فُرِقَ بَيْنَ الْقَسَامَةِ فِي الدَّمِ وَالْاَيْمَانِ فِي الْحُقُوْقِ ، اَنَّ الرَّجُلَ

یحییٰ نے امام مالک سے روایت کی ہے کہ قسامت کے خون اور دوسرے دعووں کی قسم میں فرق ہے کہ اس میں قسم کھا کر اپنا حق

إِذَا دَايَنَ الرَّجُلُ اسْتَثْبَتَ عَلَيْهِ فِي حَقِّهِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ إِذَا أَرَادَ قَتْلَ الرَّجُلِ لَمْ يَقْتُلْهُ فِي جَمَاعَةٍ مِنَ النَّاسِ، وَإِنَّمَا يَلْتَمِسُ الْخَلْوَةَ. قَالَ فَلَوْ لَمْ تَكُنِ الْقَسَامَةُ إِلَّا فِيمَا تَثْبُتُ فِيهِ الْبَيِّنَةُ، وَلَوْ عُمِلَ فِيهَا كَمَا يُعْمَلُ فِي الْحُقُوقِ هَلَكَتِ الدِّمَاءُ، وَاجْتَرَأَ النَّاسُ عَلَيْهَا إِذَا عَرَفُوا الْقَضَاءَ فِيهَا، وَلَكِنْ إِنَّمَا جُعِلَتِ الْقَسَامَةُ إِلَى وُلَاةِ الْمَقْتُولِ يَبْدَءُونَ بِهَا فِيهَا لِيَكُفَّ النَّاسُ عَنِ الدَّمِ، وَلِيَحْذَرَ الْقَاتِلُ أَنْ يُؤْخَذَ فِي مِثْلِ ذَلِكَ بِقَوْلِ الْمَقْتُولِ.

ثابت کیا جاتا ہے اور اس میں جب ایک آدمی دوسرے کو قتل کرتا ہے تو کسی جماعت کے سامنے نہیں کرتا بلکہ تنہائی میں قتل کرتا ہے۔ فرمایا کہ قسامت نہیں ہوتی مگر گواہی قائم کرنے کے لیے۔ اگر اس میں بھی دوسرے دعووں کی طرح کیا جاتا تو کتنے ہی خون ضائع ہو جاتے اور ایسے فیصلوں سے لوگ قتل پر جری ہو جاتے لٰہذا ہوتا یوں ہے کہ مقتول کے وارثوں سے پہلے قسم لی جاتی ہے تاکہ لوگ خون کرنے سے باز رہیں اور مقتول کی بات قابل قبول ہونے کے باعث قاتل ایسا کرنے سے بچے۔

قَالَ يَحْيَى وَقَدْ قَالَ مَالِكٌ فِي الْقَوْمِ يَكُونُ لَهُمُ الْعَدَدُ يُتَّهَمُونَ بِالدَّمِ فَيَرُدُّ وُلَاةُ الْمَقْتُولِ الْأَيْمَانَ عَلَيْهِمْ وَهُمْ نَفَرٌ لَهُمْ عَدَدٌ أَنْ يَحْلِفَ كُلُّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ عَلَى نَفْسِهِ خَمْسِينَ يَمِينًا، وَلَا تُقْطَعُ الْأَيْمَانُ عَلَيْهِمْ بِقَدْرِ عَدَدِهِمْ، وَلَا يَبْرَءُونَ دُونَ أَنْ يَحْلِفَ كُلُّ إِنْسَانٍ عَنْ نَفْسِهِ خَمْسِينَ يَمِينًا.

امام مالک نے فرمایا کہ کتنے ہی لوگوں پر خون کی تہمت لگائی گئی۔ مقتول کے وارث ان سے قسم لینا چاہیں اور وہ چند آدمی ہوں تو ہر ایک ان میں سے پچاس قسمیں کھائے گا اور یہ نہیں ہوگا کہ ان کی تعداد کے مطابق قسمیں کھائی جائیں بلکہ وہ اس وقت تک بری الذمہ نہیں ہوں گے جب تک ہر ایک ان میں سے پچاس قسمیں نہ کھائے۔

قَالَ مَالِكٌ وَهَذَا أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِي ذَلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس سلسلے میں یہ بات میں نے خوب سنی۔

قَالَ وَالْقَسَامَةُ تَصِيرُ إِلَى عَصَبَةِ الْمَقْتُولِ، وَهُمْ وُلَاةُ الدَّمِ الَّذِينَ يُقْسِمُونَ عَلَيْهِ وَالَّذِينَ يُقْتَلُ بِقَسَامَتِهِمْ.

فرمایا کہ قسامت مقتول کے عصبہ کی طرف لوٹتی ہے اور یہی خون کے وارث ہیں جن سے قسم لی جاتی اور قسامت کی وجہ سے قتل کیے جاتے ہیں۔

٢- بَابُ مَنْ تَجُوزُ قَسَامَتُهُ فِي الْعَمْدِ مِنْ وُلَاةِ الدَّمِ

خون کے وارثوں میں سے کن سے قسم لی جائے گی؟

قَالَ يَحْيَى قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ عِنْدَنَا، أَنَّهُ لَا يَحْلِفُ فِي الْقَسَامَةِ فِي الْعَمْدِ أَحَدٌ مِنَ النِّسَاءِ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لِلْمَقْتُولِ وُلَاةٌ إِلَّا النِّسَاءُ، فَلَيْسَ لِلنِّسَاءِ فِي قَتْلِ الْعَمْدِ قَسَامَةٌ وَلَا عَفْوٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس حکم میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے کہ قتل عمد کی قسامت میں عورتوں سے قسم نہیں لی جائے گی۔ اگر مقتول کے وارث صرف عورتیں ہوں تو عورتوں کو قتل عمد کی قسامت میں معاف کرنے کا اختیار نہیں ہے۔

قَالَ يَحْيَى قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يُقْتَلُ عَمْدًا أَنَّهُ إِذَا قَامَ عَصَبَةُ الْمَقْتُولِ، أَوْ مَوَالِيهِ، فَقَالُوا نَحْنُ نَحْلِفُ، وَنَسْتَحِقُّ دَمَ صَاحِبِنَا فَذَلِكَ لَهُمْ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس کو دانستہ قتل کیا گیا تو جب مقتول کے عصبہ یا وارث کھڑے ہو جائیں اور کہیں کہ ہم قسم کھا کر اپنے ساتھی کے خون کے مستحق بنتے ہیں تو انہیں یہ حق ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فَإِنْ أَرَادَ النِّسَاءُ أَنْ يَعْفُوْنَ عَنْهُ فَلَيْسَ ذٰلِكَ لَهُنَّ الْعَصَبَةُ وَالْمَوَالِيْ أَوْلٰى بِذٰلِكَ مِنْهُنَّ. لِأَنَّهُمْ هُمُ الَّذِيْنَ اسْتَحَقُّوا الدَّمَ وَحَلَفُوْا عَلَيْهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ عورتیں اگر معاف کریں تو انہیں یہ حق نہیں کیونکہ ان سے عصبہ اور وارث زیادہ حق رکھتے ہیں کیونکہ خون کا حق ثابت کرنے کے لیے قسم یہ لوگ کھائیں گے۔

قَالَ مَالِكٌ وَإِنْ عَفَتِ الْعَصَبَةُ، أَوِ الْمَوَالِيْ بَعْدَ أَنْ يَسْتَحِقُّوا الدَّمَ وَأَبَى النِّسَاءُ وَقُلْنَ لَا نَدَعُ قَاتِلَ صَاحِبِنَا، فَهُنَّ أَحَقُّ وَأَوْلٰى بِذٰلِكَ. لِأَنَّ مَنْ أَخَذَ الْقَوَدَ أَحَقُّ مِمَّنْ تَرَكَهُ مِنَ النِّسَاءِ، وَالْعَصَبَةِ إِذَا ثَبَتَ الدَّمُ وَوَجَبَ الْقَتْلُ.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر عصبہ اور دوسرے وارث معاف کر دیں اس کے بعد کہ خون کے مستحق ثابت ہو گئے اور عورتیں اس بات سے انکار کریں اور کہیں کہ ہم اپنے ساتھی کے قاتل کو نہیں چھوڑتے تو یہ عورتیں اس بات کا ان سے زیادہ حق رکھتی ہیں، کیونکہ عورتوں کے چھوڑنے کی نسبت قصاص لینے کے عصبہ زیادہ مستحق ہیں جب کہ خون ثابت اور قتل واجب ہو گیا۔

قَالَ مَالِكٌ لَا يُقْسِمُ فِي قَتْلِ الْعَمْدِ مِنَ الْمُدَّعِيْنَ إِلَّا اثْنَانِ فَصَاعِدًا، تُرَدَّدُ الْأَيْمَانُ عَلَيْهِمَا حَتّٰى يَحْلِفَا خَمْسِيْنَ يَمِيْنًا، ثُمَّ قَدِ اسْتَحَقَّا الدَّمَ وَذٰلِكَ الْأَمْرُ عِنْدَنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ قتل عمد میں کم از کم دو دعویٰ کرنے والوں سے قسم لی جائے گی۔ ان میں ہر ایک سے پچاس قسمیں لی جائیں گی، پھر وہ قتل کے مستحق ثابت ہوں گے۔ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَإِذَا ضَرَبَ النَّفَرُ الرَّجُلَ حَتّٰى يَمُوْتَ تَحْتَ أَيْدِيْهِمْ، قُتِلُوْا بِهِ جَمِيْعًا، فَإِنْ هُوَ مَاتَ بَعْدَ ضَرْبِهِمْ كَانَتِ الْقَسَامَةُ، وَإِنْ كَانَتِ الْقَسَامَةُ لَمْ تَكُنْ إِلَّا عَلٰى رَجُلٍ وَاحِدٍ، وَلَمْ يُقْتَلْ غَيْرُهُ، وَلَمْ نَعْلَمْ قَسَامَةً كَانَتْ قَطُّ إِلَّا عَلٰى رَجُلٍ وَاحِدٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ جب کئی آدمی ایک شخص کو ماریں اور وہ ان کے ہاتھوں مر جائے تو وہ سارے قتل کیے جائیں گے۔ اگر وہ ان کی ضربوں کے بعد مرے تو قسامت ہو گی اور جب قسامت ہو گی تو ایک ہی آدمی پر ہو گی اور اس کے سوا دوسرے کو قتل نہیں کیا جائے گا اور قسامت تو ہوتی ہی ایک آدمی پر ہے۔

۳- بَابُ الْقَسَامَةِ فِي قَتْلِ الْخَطَإِ

قتلِ خطا میں قسامت

قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ الْقَسَامَةُ فِي قَتْلِ الْخَطَإِ يُقْسِمُ الَّذِيْنَ يَدَّعُوْنَ الدَّمَ، وَيَسْتَحِقُّوْنَهُ بِقَسَامَتِهِمْ يَحْلِفُوْنَ خَمْسِيْنَ يَمِيْنًا تَكُوْنُ عَلٰى قَسْمِ مَوَارِيْثِهِمْ مِنَ الدِّيَةِ، فَإِنْ كَانَ فِي الْأَيْمَانِ كُسُوْرٌ إِذَا قُسِمَتْ بَيْنَهُمْ نُظِرَ إِلَى الَّذِيْ يَكُوْنُ عَلَيْهِ أَكْثَرُ تِلْكَ الْأَيْمَانِ. إِذَا قُسِمَتْ فَتُجْبَرُ عَلَيْهِ تِلْكَ الْيَمِيْنُ.

امام مالک نے فرمایا کہ قتلِ خطا کی قسامت میں بھی خون کا دعویٰ کرنے والے قسم کھا کر قسامت کے ذریعے مستحق بنیں گے۔ وہ پچاس قسمیں کھائیں گے اور قسم دیت کے وارثوں پر ہو گی۔ اگر قسم میں کسریں آئیں جب کہ ان کو بانٹی جائیں تو جس پر بڑی کسر آئے گی اس سے پوری قسم لی جائے گی اور قسم میں اسے مجبور کیا جائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لِلْمَقْتُوْلِ وَرَثَةٌ إِلَّا النِّسَاءُ فَإِنَّهُنَّ يَحْلِفْنَ، وَيَأْخُذْنَ الدِّيَةَ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَارِثٌ إِلَّا رَجُلٌ وَاحِدٌ حَلَفَ خَمْسِيْنَ يَمِيْنًا وَأَخَذَ الدِّيَةَ، وَإِنَّمَا يَكُوْنُ ذٰلِكَ فِي قَتْلِ الْخَطَإِ، وَلَا يَكُوْنُ فِي قَتْلِ الْعَمْدِ.

امام مالک نے فرمایا کہ مقتول کے وارث اگر صرف عورتیں ہوں تو وہی قسم کھا کر دیت لیں گی۔ اگر اس کا وارث صرف ایک آدمی ہو تو وہ پچاس قسمیں کھا کر دیت لے گا۔ ایسا قتلِ خطا میں ہو گا، قتلِ عمد میں ایسا نہیں کیا جائے گا۔

٤- بَابُ الْمِيرَاثِ فِي الْقَسَامَةِ

قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ إِذَا قَبِلَ وُلَاةُ الدَّمِ الدِّيَةَ فَهِيَ مَوْرُوثَةٌ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ، يَرِثُهَا بَنَاتُ الْمَيِّتِ، وَأَخَوَاتُهُ، وَمَنْ يَرِثُهُ مِنَ النِّسَاءِ، فَإِنْ لَمْ يُحْرِزِ النِّسَاءُ مِيرَاثَهُ كَانَ مَا بَقِيَ مِنْ دِيَتِهِ لِأَوْلَى النَّاسِ بِمِيرَاثِهِ مَعَ النِّسَاءِ.

قَالَ مَالِكٌ إِذَا قَامَ بَعْضُ وَرَثَةِ الْمَقْتُولِ الَّذِي يُقْتَلُ خَطَأً يُرِيدُ أَنْ يَأْخُذَ مِنَ الدِّيَةِ بِقَدْرِ حَقِّهِ مِنْهَا وَأَصْحَابُهُ غُيَّبٌ لَمْ يَأْخُذْ ذٰلِكَ، وَلَمْ يَسْتَحِقَّ مِنَ الدِّيَةِ شَيْئًا قَلَّ وَلَا كَثُرَ دُونَ أَنْ يَسْتَكْمِلَ الْقَسَامَةَ، يَحْلِفُ خَمْسِينَ يَمِينًا فَإِنْ حَلَفَ خَمْسِينَ يَمِينًا اسْتَحَقَّ حِصَّتَهُ مِنَ الدِّيَةِ، وَذٰلِكَ أَنَّ الدَّمَ لَا يَثْبُتُ إِلَّا بِخَمْسِينَ يَمِينًا، وَلَا تَثْبُتُ الدِّيَةُ حَتّٰى يَثْبُتَ الدَّمُ، فَإِنْ جَاءَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنَ الْوَرَثَةِ أَحَدٌ حَلَفَ مِنَ الْخَمْسِينَ يَمِينًا بِقَدْرِ مِيرَاثِهِ مِنْهَا وَأَخَذَ حَقَّهُ حَتّٰى يَسْتَكْمِلَ الْوَرَثَةُ حُقُوقَهُمْ إِنْ جَاءَ أَخٌ لِأُمٍّ فَلَهُ السُّدُسُ، وَعَلَيْهِ مِنَ الْخَمْسِينَ يَمِينًا السُّدُسُ، فَمَنْ حَلَفَ اسْتَحَقَّ مِنَ الدِّيَةِ، وَمَنْ نَكَلَ بَطَلَ حَقُّهُ، وَإِنْ كَانَ بَعْضُ الْوَرَثَةِ غَائِبًا، أَوْ صَبِيًّا لَمْ يَبْلُغْ حَلَفَ الَّذِينَ حَضَرُوا خَمْسِينَ يَمِينًا، فَإِنْ جَاءَ الْغَائِبُ بَعْدَ ذٰلِكَ، أَوْ بَلَغَ الصَّبِيُّ الْحُلُمَ حَلَفَ كُلٌّ مِنْهُمَا يَحْلِفُونَ عَلٰى قَدْرِ حُقُوقِهِمْ مِنَ الدِّيَةِ، وَعَلٰى قَدْرِ مَوَارِيثِهِمْ مِنْهَا.

قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ وَهٰذَا أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ.

قسامت میں میراث

امام مالک نے فرمایا کہ خون کے وارث جب دیت قبول کر لیں تو اللہ کی کتاب کے مطابق اسے تقسیم کریں اور میت کی بیٹیوں اور بہنوں کو بھی ترکہ دیں اور دوسری عورتوں کو بھی۔ اگر عورتوں میں تقسیم کرنے کے بعد کچھ دیت بچ رہے تو ان لوگوں کو دی جائے جو اس کی میراث میں عورتوں کے ساتھ زیادہ نزدیک ہوں۔

امام مالک نے فرمایا کہ جب قتل خطا کے مقتول کے بعض وارث دیت لینے کھڑے ہوں اور بعض غائب ہوں تو اس طرح وہ دیت کے مستحق نہیں ہوں گے خواہ تھوڑے ہوں یا زیادہ جب تک کہ قسامت پوری نہ ہو کہ پچاس قسمیں کھائیں۔ اگر وہ پچاس قسمیں کھالیں تو دیت میں اپنے حصے کے حق دار ہو گئے اور یہ اس لیے ہے کہ دیت ثابت نہیں ہوتی مگر پچاس قسموں سے اور دیت اس وقت تک ثابت نہیں ہوتی جب تک خون ثابت نہ ہو جائے۔ اگر اس کے بعد وارثوں میں سے ایک بھی آئے تو میراث سے اپنا حصہ لینے کے لیے پچاس قسمیں کھائے اور اپنا حصہ وصول کرے یہاں تک کہ تمام وارثوں کے حصے پورے ہو جائیں۔ اگر اخیافی بھائی آئے تو اس کے لیے چھٹا حصہ ہے اور حصے کے باعث اس پر پچاس قسمیں ہیں۔ جو قسم کھا جائے وہ دیت میں حق دار ہو جائے گا اور جو انکار کرے اس کا حصہ باطل ہوا۔ اگر بعض وارث غائب یا نابالغ ہوں تو حاضر وارث ان کی جگہ پچاس قسمیں کھائیں۔ اگر اس کے بعد غائب آ جائے یا نابالغ بالغ ہو جائے تو ان سے بھی قسم لی جائے گی۔ وہ دیت سے اپنے حصوں کے مطابق قسم کھائیں گے اور اس سے جو انہیں اپنے حصے کی میراث ملے گی۔

امام مالک نے فرمایا کہ یہ بات میں نے خوب سنی۔

٥- بَابُ الْقَسَامَةِ فِي الْعَبِيدِ

قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي الْعَبِيدِ، أَنَّهُ إِذَا أُصِيبَ الْعَبْدُ عَمْدًا، أَوْ خَطَأً، ثُمَّ جَاءَ سَيِّدُهُ بِشَاهِدٍ حَلَفَ مَعَ شَاهِدِهِ يَمِينًا وَاحِدَةً، ثُمَّ كَانَ لَهُ

غلام میں قسامت

امام مالک نے فرمایا کہ غلام کے متعلق ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ جب غلام دانستہ یا نادانستہ مارا جائے۔ پھر اس کا آقا گواہ لے آئے تو گواہ کے ساتھ وہ ایک قسم کھائے گا۔ اس کے بعد

قِيمَةُ عَبْدِهِ، وَلَيْسَ فِي الْعَبِيدِ قَسَامَةٌ فِي عَمْدٍ وَلَا خَطَإٍ، وَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالَ ذٰلِكَ.

غلام کی قیمت کا حق دار ہوگا۔ غلام خواہ دانستہ مارا جائے یا نادانستہ اس میں قسامت نہیں ہوگی اور میں نے نہیں سنا کہ کسی صاحب علم نے ایسا کہا ہو۔

قَالَ مَالِكٌ فَإِنْ قُتِلَ الْعَبْدُ عَمْدًا أَوْ خَطَأً، لَمْ يَكُنْ عَلَى سَيِّدِ الْعَبْدِ الْمَقْتُولِ قَسَامَةٌ وَلَا يَمِينٌ، وَلَا يَسْتَحِقُّ سَيِّدُهُ ذٰلِكَ إِلَّا بِبَيِّنَةٍ عَادِلَةٍ، أَوْ بِشَاهِدٍ فَيَحْلِفُ مَعَ شَاهِدِهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ غلام دانستہ یا نادانستہ قتل کر دیا جائے تو اس کے آقا پر قسامت یا قسم نہیں ہے اور آقا اس وقت تک مستحق نہیں ہوتا جب تک دو گواہ نہ لائے یا ایک گواہ ہو اور اس کے ساتھ خود قسم کھائے۔

قَالَ يَحْيَى قَالَ مَالِكٌ وَهٰذَا أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ.

یحییٰ' امام مالک نے فرمایا کہ یہ بات میں نے خوب سنی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

٤٥- كِتَابُ الْجَامِعِ

فضائل کا بیان

١- بَابُ الدُّعَاءِ لِلْمَدِينَةِ وَأَهْلِهَا

مدینہ اور اہل مدینہ کے حق میں دعا

٦٦٥- وَحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مِكْيَالِهِمْ، وَبَارِكْ لَهُمْ فِي صَاعِهِمْ وَمُدِّهِمْ. يَعْنِي أَهْلَ الْمَدِينَةِ.

صحیح البخاری (۲۱۳۰) صحیح مسلم (۳۳۱۲)

یحییٰ بن یحییٰ نے حدیث بیان کرتے ہوئے کہا:
حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! انہیں ان کے پیمانوں میں برکت دے اور انہیں ان کے صاع اور مد میں برکت دے یعنی مدینہ منورہ کے رہنے والوں کو۔

٦٦٦- وَحَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ قَالَ كَانَ النَّاسُ إِذَا رَأَوْا أَوَّلَ الثَّمَرِ جَاؤُوا بِهِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَإِذَا أَخَذَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي ثَمَرِنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِي مُدِّنَا، اَللّٰهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ عَبْدُكَ، وَخَلِيلُكَ، وَنَبِيُّكَ، وَإِنِّي عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ، وَإِنَّهُ دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَإِنِّي أَدْعُوكَ لِلْمَدِينَةِ بِمِثْلِ مَا دَعَاكَ بِهِ لِمَكَّةَ وَمِثْلِهِ مَعَهُ، ثُمَّ يَدْعُو أَصْغَرَ وَلِيدٍ يَرَاهُ، فَيُعْطِيهِ ذٰلِكَ الثَّمَرَ. صحیح مسلم (۳۳۲۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ جب پہلا پھل دیکھتے تو اسے لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے۔ رسول اللہ ﷺ اسے لے کر یوں دعا کرتے: اے اللہ! ہمیں ہمارے پھلوں میں برکت دے اور ہمیں ہمارے شہر میں برکت دے اور ہمیں ہمارے صاع میں برکت دے اور ہمیں ہمارے مد میں برکت دے۔ اے اللہ! بے شک ابراہیم تیرے بندے' تیرے خلیل اور تیرے نبی تھے۔ اور بے شک میں تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں۔ انہوں نے مکہ مکرمہ کے لیے دعا کی اور میں تجھ سے مدینہ منورہ کے لیے دعا کرتا ہوں جتنی انہوں نے مکہ مکرمہ کے لیے تجھ سے دعا کی نیز اتنی ہی مزید۔ پھر کسی چھوٹے بچے کو دیکھ کر بلاتے اور وہ پھل اسے مرحمت فرما دیتے۔ ف

ف: یہ نبی کریم ﷺ سے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے والہانہ لگاؤ کا زندہ ثبوت ہے کہ ہر نئے پھل کو پہلے بارگاہ رسالت میں پیش کرتے تھے حالانکہ پروردگار عالم نے انہیں ایسا کرنے کا کوئی واضح حکم نہیں دیا تھا لیکن وہ حضرات کر رہے ہیں کیونکہ اولاً تو یہ منبع خیر و برکت سے اکتساب فیض کا ایک ذریعہ تھا اور ثانیاً " تعزروہ وتوقروہ " کے حکم پر عمل کیا جا رہا تھا۔ اس عمل سے امت محمدیہ کو معلوم ہو گیا کہ اس شہنشاہ عالی وقار کے بعد حصول برکت کے لیے اس کے نائبوں کی خدمت میں نذرانے پیش کرنا سنت صحابۂ رضائے مصطفیٰ اور حکم خدا ہے۔

رسول اللہ ﷺ وہ پھل بچوں اور لڑکوں کو عنایت فرما دیتے تھے کیونکہ بچوں کو ہر نئی چیز کی زیادہ تمنا ہوتی ہے۔ معلوم ہوا کہ نذرانے جمع کرنے کے لیے نہیں ہوتے بلکہ ضرورت مندوں کا لحاظ رکھتے ہوئے ان کی مدد کرنے کے لیے ہوتے ہیں۔ بزرگان دین کا لنگر جاری کرنا اسی وجہ سے ہوا کرتا تھا۔ اگر کوئی اسے ذخیرہ کرے اور اپنے آرام و راحت کا ذریعہ بنائے تو دنیا کی دولت اور آرام و راحت سے ایسا لگاؤ رکھنے والا بزرگ حقیقت میں بزرگ نہیں اور نہ اسے نذرانے دینے کی وہ افادیت ہے جو حقیقت میں نذرانوں سے مقصود ہے۔

نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں جب نیا پھل پیش کیا جاتا تو بارگاہ خداوندی میں دعا کرتے۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کو اس پر عمل کرنا چاہیے کہ ایسے مواقع پر پیش کرنے والے اور دوسرے لوگوں کے لیے خدائے ذوالمنن سے خیر و برکت طلب کرے۔ ساتھ ہی " ومثلہ معہ " سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ پروردگار عالم نے یقیناً مدینہ منورہ کے اندر مکہ مکرمہ سے دو چند خیر و برکت رکھی ہو گی کیونکہ حبیب خدا ﷺ کی دعا خدا نے ضرور قبول فرمائی ہو گی جب کہ اس دعا کی کیفیت یہ ہوتی تھی۔

اجابت کا سہرا عنایت کا جوڑا
دلہن بن کے نکلی دعائے محمد

٢- بَابُ مَا جَاءَ فِي سُكْنَى الْمَدِينَةِ وَالْخُرُوجِ مِنْهَا

مدینہ منورہ میں رہنے اور اس سے نکلنے کا بیان

٦٦٧- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ قَطَنِ بْنِ وَهْبِ بْنِ عُمَيْرِ بْنِ الْأَجْدَعِ، أَنَّ يُحَنَّسَ مَوْلَى الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فِي الْفِتْنَةِ، فَأَتَتْهُ مَوْلَاةٌ لَهُ تُسَلِّمُ عَلَيْهِ فَقَالَتْ إِنِّي أَرَدْتُ الْخُرُوجَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اشْتَدَّ عَلَيْنَا الزَّمَانُ، فَقَالَ لَهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اقْعُدِي لُكَعُ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ لَا يَصْبِرُ عَلَى لَأْوَائِهَا وَشِدَّتِهَا أَحَدٌ إِلَّا كُنْتُ لَهُ شَفِيعًا، أَوْ شَهِيدًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ

صحیح مسلم (۳۳۳۲)

یحنس مولیٰ زبیر بن عوام سے روایت ہے کہ وہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس زمانہ فتنہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کی مولاۃ آئی اور انہیں سلام کر کے کہا: اے ابو عبد الرحمٰن! میں یہاں سے نکلنا چاہتی ہوں کیونکہ لوگ ہم پر ظلم کرتے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عمر نے اس سے فرمایا کہ ٹِکی بیٹھی رہو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ نہیں صبر کرے گا کوئی اس کی مصیبتوں اور سختیوں پر مگر میں اس کی شفاعت کروں گا یا قیامت کے روز اس کی گواہی دوں گا۔ ف

ف: مدینہ منورہ کی محبت ہر صاحب ایمان کے دل میں موجزن رہتی ہے۔ حبیب خدا اور محبوب کائنات جب تک مکہ مکرمہ میں جلوہ افروز رہے تو کائنات ارضی و سماوی کا ہر فرد ادھر متوجہ رہا بلکہ خود خالق کائنات بھی اسی جانب توجہ فرماتا رہا اور جب اس رحمت دو عالم نے مدینہ منورہ کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے نوازا تو سب کی نگاہوں کا مرکز مدینہ منورہ ہو گیا کیونکہ کونین کی ساری بہار اسی محبوب

پروردگار کے دم قدم سے وابستہ ہے۔ وہ جہاں بھی جلوہ افروز ہوں وہی مقام مدینہ منورہ ہے اور اسی کی جانب سب کی نگاہیں سمٹ سمٹا کر مرکوز ہو جاتی ہیں۔

عشق رسول کی منہ بولتی تصویر، دشمنانِ رسول اور گندم نما جو فروش قسم کے مدعیان علم و عرفاں کا عمر بھر محاسبہ کرنے والا محمدی کچھار کا شیر اور چودھویں صدی میں سرمایہ ملت کا عدیم المثال نگہبان یعنی امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) وہ یوں بارگاہ خداوندی میں عرض گزار ہوئے:

سایۂ دیوار و خاکِ در ہو یارب اور رضا
خواہش دیہیم قیصر، شوق تخت جم نہیں

مولانا کرامت علی شہیدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی منہ مانگی مراد پائی۔ ان کی دعا بارگاہِ خداوندی میں شرف قبولیت حاصل کر گئی جنہوں نے بارگاہِ رسالت میں اپنی خواہش کا یوں اظہار کیا تھا:

تمنا ہے درختوں پر ترے روضے کے جا بیٹھے
قفس جس وقت ٹوٹے طائر روحِ مقید کا

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۷۹ھ) جیسے قافلہ سالارِ عاشقان رسول نے جب فریضۂ حج ادا کر لیا تو پھر نفلی حج کرنے کبھی نہ گئے کہ مبادا راستے میں یا مکہ مکرمہ کے اندر آخری وقت آ جائے۔ وہ ساری عمر پھر مدینہ منورہ سے دور نہیں گئے کہ جب بھی موت آئے تو مدینہ منورہ میں آئے اور حضور کے قدموں میں دفن ہونا نصیب ہو۔ زیرِ نظر روایت کو دیکھیے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ (المتوفی ۱۰۱ھ) مدینہ منورہ سے جاتے ہوئے اشک بار ہو کر اس کی طرف دیکھتے اور ساتھی سے فرماتے ہیں کہ ہمارا شمار ان لوگوں میں نہ ہو جائے جنہیں مدینہ منورہ اپنے اندر رہنے نہیں دیتا بلکہ نکال دیتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دعا کیا کرتے تھے" اللھم ارزقنی وفاۃ وشھادۃ فی بلد رسولک "یعنی اے اللہ! مجھے اپنے رسول کے شہر میں وفات اور شہادت نصیب فرما۔ اسی لیے اس سراپا معصیت اور ذرہ ناچیز نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا ہے:

مدینے میں دو گز زمیں مجھ کو دے دو
نہ دو حور و غلماں مدینے کے والی

۶۶۸- وَحَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ اَعْرَابِیًّا بَایَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْاِسْلَامِ، فَاَصَابَ الْاَعْرَابِیَّ وَعْكٌ بِالْمَدِیْنَةِ، فَاَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ. فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَقِلْنِیْ بَیْعَتِیْ، فَاَبٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ جَاءَهٗ، فَقَالَ اَقِلْنِیْ بَیْعَتِیْ، فَاَبٰی، ثُمَّ جَاءَهٗ، فَقَالَ اَقِلْنِیْ بَیْعَتِیْ، فَاَبٰی، فَخَرَجَ الْاَعْرَابِیُّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّمَا الْمَدِیْنَةُ كَالْكِیْرِ تَنْفِیْ خَبَثَهَا وَیَنْصَعُ طِیْبُهَا.

صحیح البخاری (۷۲۱۱) صحیح مسلم (۳۳۴۲)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ ﷺ سے اسلام پر بیعت کی۔ اعرابی کو مدینہ منورہ میں بخار آنے لگا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر کہا: یا رسول اللہ! میری بیعت توڑ دیجیے۔ رسول اللہ ﷺ نے انکار فرمایا۔ دوبارہ آ کر کہا کہ میری بیعت توڑ دیجیے تو آپ نے انکار فرمایا۔ سہ بارہ آ کر کہا کہ میری بیعت توڑ دیجیے تو آپ نے انکار فرمایا۔ پس اعرابی باہر نکل گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ بھٹی کی طرح ہے جو میل کو نکال پھینکتی اور زرِ خالص کو رکھتی ہے۔

۶۶۹- وَحَدَّثَنِیْ مَالِكٌ، عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ، اَنَّهٗ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں

قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الْحُبَابِ سَعِيْدَ بْنَ يَسَارٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اُمِرْتُ بِقَرْيَةٍ تَاْكُلُ الْقُرٰى يَقُوْلُوْنَ يَثْرِبُ وَهِيَ الْمَدِيْنَةُ تَنْفِي النَّاسَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ.

صحیح البخاری (۱۸۷۱) صحیح مسلم (۳۳۴۰)

نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مجھے ایسی بستی میں جانے کا حکم ہوا ہے جو بہت سی بستیوں کو کھا جائے گی۔ لوگ اسے یثرب کہتے ہیں حالانکہ وہ مدینہ ہے۔ برے آدمیوں کو یوں نکال دیتی ہے جیسے بھٹی لوہے کے میل کو نکالتی ہے۔

۶۷۰- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَخْرُجُ اَحَدٌ مِنَ الْمَدِيْنَةِ رَغْبَةً عَنْهَا اِلَّا اَبْدَلَهَا اللّٰهُ خَيْرًا مِنْهُ.

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی مدینہ منورہ سے منہ پھیر کر نہیں نکلتا تو اللہ تعالیٰ اسے اس سے بہتر عطا فرما دیتا ہے۔

۶۷۱- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ سُفْيَانَ بْنِ اَبِيْ زُهَيْرٍ، اَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ تُفْتَحُ الْيَمَنُ فَيَاْتِيْ قَوْمٌ يَبُسُّوْنَ، فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِاَهْلِيْهِمْ، وَمَنْ اَطَاعَهُمْ، وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ، وَتُفْتَحُ الشَّامُ فَيَاْتِيْ قَوْمٌ يَبُسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِاَهْلِيْهِمْ، وَمَنْ اَطَاعَهُمْ، وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ، وَتُفْتَحُ الْعِرَاقُ، فَيَاْتِيْ قَوْمٌ يَبُسُّوْنَ، فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِاَهْلِيْهِمْ، وَمَنْ اَطَاعَهُمْ، وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ.

صحیح البخاری (۱۸۷۵) صحیح مسلم (۳۳۵۱-۳۳۵۲)

حضرت سفیان بن ابو زہیر کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ یمن فتح ہوگا، پس کچھ لوگ ٹہلتے ہوئے آئیں گے تو اپنے گھر والوں اور حلقۂ اثر کو لے جائیں گے حالانکہ مدینہ ان کے لیے بہتر ہے اگر وہ جانیں۔ شام فتح ہوگا پس کچھ لوگ ٹہلتے ہوئے آئیں گے تو اپنے گھر والوں اور حلقۂ اثر کو لے جائیں گے حالانکہ مدینہ ان کے لیے بہتر ہے اگر وہ جانیں۔ عراق فتح ہوگا، پس کچھ لوگ ٹہلتے ہوئے آئیں گے تو اپنے گھر والوں اور حلقۂ اثر کو لے جائیں گے حالانکہ مدینہ ان کے لیے بہتر ہے اگر وہ جانیں۔

۶۷۲- وَحَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ حِمَاسٍ، عَنْ عَمِّهِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَتُتْرَكَنَّ الْمَدِيْنَةُ عَلٰى اَحْسَنِ مَا كَانَتْ حَتّٰى يَدْخُلَ الْكَلْبُ، اَوِ الذِّئْبُ، فَيُغَذِّيْ عَلٰى بَعْضِ سَوَارِي الْمَسْجِدِ، اَوْ عَلَى الْمِنْبَرِ. فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَلِمَنْ تَكُوْنُ الثِّمَارُ ذٰلِكَ الزَّمَانَ؟ قَالَ لِلْعَوَافِي الطَّيْرِ وَالسِّبَاعِ.

صحیح البخاری (۱۸۷۴) صحیح مسلم (۳۳۵۳-۳۳۵۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم مدینہ کو ضرور اچھی حالت میں چھوڑ جاؤ گے یہاں تک کہ کتا یا بھیڑیا داخل ہو کر مسجد کے کسی ستون کے پاس یا منبر پر پیشاب کرے گا۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! اس زمانے میں پھل کس کے لیے ہوں گے؟ فرمایا کہ بھوکے پرندوں اور درندوں کے لیے۔

[۸۸۴] اثر- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ اَنَّهُ بَلَغَهُ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ حِيْنَ خَرَجَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ الْتَفَتَ اِلَيْهَا فَبَكٰى، ثُمَّ قَالَ يَا مُزَاحِمُ اَتَخْشٰى اَنْ نَكُوْنَ مِمَّنْ نَفَتِ الْمَدِيْنَةُ؟

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر بن عبد العزیز جب مدینہ منورہ سے نکلے تو اس کی طرف دیکھ کر روئے پھر کہا: اے مزاحم! کیا تم ڈرتے ہو کہ ہم ان لوگوں میں سے نہ ہوں جن کو مدینہ منورہ نے نکال دیا ہو؟

۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَحْرِيمِ الْمَدِينَةِ

مدینہ طیبہ کی حرمت کا بیان

۶۷۳- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ طَلَعَ لَهُ أُحُدٌ فَقَالَ هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ، اَللّٰهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ، وَأَنَا أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا.

صحیح البخاری (۳۳۶۷) صحیح مسلم (۳۳۰۸)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کوہ احد کو دیکھ کر فرمایا: یہ پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔ اے اللہ! ابراہیم نے مکہ کو حرم بنایا اور میں دونوں کناروں کی درمیانی جگہ کو حرم بناتا ہوں۔ ف

ف: اس حدیث میں حرم بنانے کی زبان رسالت سے نسبت قابل غور ہے۔ نبی کریم ﷺ بارگاہ خداوندی میں عرض کر رہے ہیں کہ مکہ مکرمہ کو میرے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حرم بنایا اور میں مدینہ منورہ کو حرم قرار دیتا ہوں۔ یہ اعزازی اختیارات ہیں جو پروردگار عالم اپنے مقبول بندوں کو عطا فرماتا ہے اور اسی اعزازی اختیار کی بناء پر مجازاً ان کی طرف بھی ایسے امور کی نسبت کر دی جاتی ہے جس کی قرآن وحدیث میں اتنی مثالیں موجود ہیں جنہیں شمار نہیں کیا جا سکتا۔

مبتدعین زمانہ سے بعض لوگ مقربین بارگاہِ الٰہیہ کے علوم واختیارات کے نام سے ہی جل بھن جاتے ہیں اور ایڑی سے چوٹی بلکہ اپنے مہاتما گاندھی کی لنگوٹی تک کا زور اس بات پر لگا دیتے ہیں کہ کسی بڑی سے بڑی ہستی کو ایک عام انسان سے ذرا بھی کسی بات میں مختلف نہ سمجھا جائے اور اگر فرق بھی کیا جائے تو صرف اتنا ہی جتنا کہ چھوٹے بڑے بھائی میں ہوتا ہے۔ ان کے نزدیک نبی اس ہستی کا نام ہے جس نے دینی مسائل کسی کتاب یا استاد سے نہیں سیکھے بلکہ اسے وحی کے ذریعے بتا دیئے گئے اور ان کی تبلیغ پر مامور فرما دیا گیا۔ گویا ان کی اصطلاح کے مطابق ایک نبی اور کسی مسجد کے ملاں جی میں وحی کے سوا اور کوئی بنیادی فرق نہیں ہے۔

اگر چہ قرآن وحدیث کے واضح نصوص ان حضرات کے اس غیر اسلامی نظریہ کی قطعاً تائید نہیں کرتے بلکہ صاف صریح طور پر اسے کلمۂ طیبہ سے انحراف اور عقیدۂ رسالت کا انکار قرار دیا ہے کیونکہ انبیائے کرام ہرگز خدا نہیں لیکن یقیناً خدا نما ہیں۔ یہ حضرات مظہر خدا ہوتے ہیں جن کے کمالات سے خدا کی ذات وصفات کا تصور انسانوں کے ذہن میں سماتا تھا۔ ان اعزازی علوم واختیارات کو شرک قرار دینا حقیقت میں اسلام سے مذاق، عقیدہ رسالت کے خلاف ابلیسی شرارت اور عقیدہ توحید کو مسلمانوں کے دلوں اور دماغوں سے نکالنے کی خاطر پُراسرار شیطانی سازش کے شوگر کوٹڈ کیپسول ہیں جن کو استعمال کرنے سے اسلامی عقیدۂ توحید وعقیدۂ رسالت کو آدمی اپنے ہاتھ سے دے بیٹھتا ہے۔ غرضیکہ یوں دین کے نام پر آدمی ایمان جیسی متاع عزیز کو ضائع کر کے اپنے آپ کو مکمل بے دین بنا لیتا ہے اور یہ سوچنے کی زحمت بھی گوارا نہیں کرتا کہ یہ تو وہ مرض ہے جو شیطان کو لاحق ہوا تھا اور کہیں وہ دینداری کے پردے میں مجھے اپنے جیسا بنانے کی کوشش نہ کر رہا ہو۔ توحید کی نام نہاد علمبرداری نے اسے منصب نبوت کو نہ سمجھنے دیا اور گلے میں لعنت کا طوق پڑا۔ شیطان کے اسی نقش قدم پر چلنا حقیقت میں شیطان کے انجام کو اپنا مقدر بنانا نہیں تو اور کیا ہے؟

مقربین بارگاہ الٰہیہ کے عطائی واعزازی اختیارات ایک ایسی مسلّمہ حقیقت ہیں جس کے انکار کی اسلام کے اندر قطعاً گنجائش نہیں ہے۔ خود قرآن کریم کے اندر ایسی درجنوں آیات موجود ہیں جن کے اندر غیر خدا کی طرف ایسے اختیارات کی نسبت کی گئی ہے۔ یہاں ایسی تمام آیات کو نقل کرنے کی گنجائش نہیں بلکہ خاص اسی تحریم وتحلیل کے سلسلے میں دو آیتیں پیش کی جاتی ہیں۔ ایک مقام پر پروردگار عالم نے اپنے حبیب سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ سے یوں فرمایا ہے:

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ

وہ جو غلامی کریں گے اس رسول غیب کی خبریں دینے والے بے پڑھے کی جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت

وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ. (الاعراف:۱۵۷)

انجیل میں وہ انہیں بھلائی کا حکم دے گا اور برائی سے منع فرمائے گا اور ستھری چیزیں ان کے لیے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا اور ان پر سے وہ بوجھ اور گلے کے پھندے جو ان پر تھے اتارے گا۔

اس آیت میں حلال وحرام کرنے کی نسبت خود پروردگار عالم نے اپنے حبیب کی طرف فرمائی اور بتایا کہ میرا محبوب لوگوں کے سروں سے بوجھ اور گلوں سے پھندے اتار کر ان کی مشکل کشائی اور حاجت روائی کرے گا۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو مخاطب کر کے جو فرمایا تھا دوسرے مقام پر قرآن کریم نے ان کے ارشادات کو یوں نقل فرمایا ہے:

اَنِّيْ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ. وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ. (آل عمران:۴۹-۵۰)

میں تمہارے لیے مٹی سے پرندے کی سی مورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرندہ ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے اور میں شفا دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو اور میں مردے زندہ کرتا ہوں اللہ کے حکم سے اور میں تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو۔ بے شک ان باتوں سے تمہارے لیے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو اور تصدیق کرتا آیا ہوں اپنے سے پہلے کتاب توریت کی اور اس لیے کہ حلال کر دوں تمہارے لیے کچھ وہ چیزیں جو تم پر حرام تھیں اور میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نشانی لایا ہوں تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو۔

ان دونوں آیتوں میں حضرت عیسٰی علیہ السلام نے اپنے جن عطائی واعزازی اختیارات کو بیان فرمایا اور قرآن مجید نے انہیں نقل کیا' وہ چشم بصیرت سے دیکھنے والے ہیں کہ اللہ کے ایک نبی جلیل القدر پیغمبر اور اولوالعزم رسول نے کیا فرمایا جب کہ وہ حضرات توحید کا علم بلند کرنے اور کفر وشرک کی جڑیں اکھاڑ پھینکنے کے لیے اس دنیا میں تشریف لاتے رہے۔ اگر ان عطائی واعزازی نسبتوں میں کفر وشرک کا ذرا بھی شائبہ ہوتا تو حضرت عیسٰی علیہ السلام ایسی باتوں کی ہرگز اپنی جانب نسبت نہ کرتے اور نہ قرآن کریم میں ایسی نسبتوں کو برقرار رکھا جاتا جب کہ انہوں نے بنی اسرائیل سے فرمایا:

(۱) میں تمہارے لیے مٹی سے پرندے کی مورت تخلیق کر کے اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے۔
(۲) میں مادر زاد اندھے کو بینائی عطا کر دیتا ہوں۔
(۳) میں کوڑھی کو شفا بخش دیتا ہوں۔
(۴) میں خدا کے حکم سے مردے کو زندہ کر دیتا ہوں۔
(۵) میں تمہیں بتا دیتا ہوں جو تم کھاتے ہو۔
(۶) میں تمہیں بتا دیتا ہوں جو تم گھروں میں جمع کر کے رکھتے ہو۔
(۷) میں تمہارے لیے بعض چیزوں کو حلال کرنے آیا ہوں جو پہلے تم پر حرام تھیں۔

ان نسبتوں کی حقیقت چشم بینا کو بھی ایمان کی روشنی میں ہی نظر آ سکتی ہے کیونکہ حضرات انبیائے کرام کی شان کو وہی لوگ علی قدر مراتب دیکھ سکتے ہیں جو منصب نبوت کے قائل ہوں' ورنہ جو سرے سے منصب نبوت و رسالت کے قائل نہیں اور جنہیں ایک عام

آدمی اور نبی کے اندر کوئی خاص فرق نظر ہی نہیں آتا وہ تو یہی سمجھیں گے کہ جس طرح سے ہمیں خدا کی طرف سے کوئی خاص علم واختیار نہیں ملا اسی طرح انبیائے کرام کو بھی کچھ نہیں ملا ہوگا۔ دریں حالات قرآن کریم کے بار بار فرمانے' احادیث مطہرہ کے سینکڑوں بار دہرانے بتانے کے باوجود ان کا ذہن ان نسبتوں کو تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں ہوگا کیونکہ انہوں نے اپنے آپ کو ایسی باتوں کو دیکھنے والی آنکھوں سے محروم کرالیا ہوتا ہے' لہٰذا وہ ان نسبتوں کی من مانی اور دور از کار تاویلیں گھڑیں گے اور اللہ اور رسول پر اپنے معانی مفہومہ کی تہمت دھریں گے اور کسی طرح بھی تسلیم کرنے کی جانب رخ سیدھا نہیں کریں گے کیونکہ:

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے

دیدہ کور کو کیا نظر آئے کیا دیکھے

چونکہ بات زیر بحث یہ ہے کہ اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے مکہ مکرمہ کو حرم بنانے کی نسبت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف فرمائی اور مدینہ منورہ کو حرم بنانے کی نسبت اپنی جانب۔ لہٰذا مناسب نظر آتا ہے کہ مدینہ طیبہ کو حرم بنانے کی چند دیگر حدیثیں اور پیش کر دی جائیں جن سے اہل ایمان کی آنکھوں کو نور اور دلوں کو سرور ملے۔ ان کی کشت دین لہلہائے اور گلشن ایمان بہاروں سے ہمکنار ہو جائے۔ اقول بعون اللہ تعالی

(۱) حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بارگاہ خداوندی میں عرض گزار ہوئے: ''اللھم ان ابراھیم حرم مکة وانی احرم ما بین لا بتیھا'' (بخاری' مسلم' احمد' طحاوی) اے اللہ! بے شک حضرت ابراہیم نے مکہ معظمہ کو حرم کر دیا اور میں (مدینہ طیبہ کے) ان دونوں سنگستانوں کی درمیانی جگہ کو حرم بناتا ہوں۔

(۲) حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان ابراھیم حرم مکة ودعا لاھلھا وانی حرمت المدینة کما حرم ابراھیم مکة وانی دعوت فی صاعھا و مدھا بمثلی ما دعا به ابراھیم لاھل مکة'' (بخاری ومسلم) بے شک حضرت ابراہیم نے مکہ معظمہ کو حرم بنا دیا اور اس کے باشندوں کے لیے دعا فرمائی اور بے شک میں نے مدینہ طیبہ کو حرم کر دیا جس طرح انہوں نے مکہ مکرمہ کو حرم کیا اور میں نے اس کے پیانوں میں اس سے دوگنی برکت کی دعا کی جو انہوں نے اہل مکہ کے لیے کی تھی۔

(۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے عرض کی: الٰہی! بے شک حضرت ابراہیم تیرے خلیل اور تیرے نبی ہیں اور تو نے ان کی زبان پر مکہ معظمہ کو حرم کیا ''اللھم انا عبدک و نبیک وانی احرم ما بین لابتیھا'' (بخاری ومسلم) الٰہی! اور میں تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں۔ میں مدینہ طیبہ کی ان دونوں حدوں کے درمیان والی ساری جگہ کو حرم بناتا ہوں۔

(۴) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انی احرم ما بین لابتی المدینة ان یقطع عضاھھا او یقتل صیدھا'' (بخاری' مسلم' احمد' طحاوی) بے شک میں حرم بناتا ہوں مدینہ طیبہ کے دونوں سنگستانوں کی درمیانی جگہ کو اس کے کیکر کے درخت نہ کاٹے جائیں اور اس کا شکار نہ مارا جائے۔

(۵) حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان ابراھیم حرم مکة وانی احرم ما بین لابتیھا'' (مسلم' طحاوی) بے شک حضرت ابراہیم نے مکہ معظمہ کو حرم کر دیا اور میں مدینہ منورہ کے دونوں سنگلاخ کی درمیانی جگہ کو حرم کرتا ہوں۔

(۶) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عرض گزار ہوئے: ''اللھم ان ابراھیم حرم مکة فجعلھا حرما وانی حرمت المدینة حراما مازمیھا ان لا یھرق فیھا دم ولا یحمل سلاح لقتال ولا یخبط فیھا

شجرة الا لعلف ''(صحیح مسلم) الٰہی! بے شک حضرت ابراہیم نے مکہ معظمہ کو حرام کر کے حرم بنادیا اور بے شک میں نے مدینہ منورہ کے دونوں کناروں کی درمیانی جگہ کو حرم بنا کر حرام کر دیا ہے کہ اس میں کوئی خون نہ بہایا جائے اور نہ لڑائی کے لیے ہتھیار اٹھائے جائیں اور نہ کسی درخت کے پتے جھاڑے جائیں مگر جانوروں کے چارے کو۔

(۷) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بارگاہ خداوندی میں عرض گزار ہوئے: ''اللھم انی قد حرمت ما بین لا بیتھا کما حرمت علی لسان ابراھیم الحرم'' (صحیح مسلم ،مسند احمد) الٰہی! بے شک میں نے سارے مدینہ منورہ کو حرم کر دیا جیسے تو نے (مکہ مکرمہ) کو زبان ابراہیم پر حرم محترم بنایا۔

(۸) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان ابراھیم حرم بیت اللہ و امنہ وانی حرمت المدینۃ ما بین لابتیھا لا یقطع عضاھھا ولا یصاد صیادھا'' (صحیح مسلم ،طحاوی) بے شک حضرت ابراہیم نے بیت اللہ کو حرم بنادیا اور امن والا کر دیا اور میں نے مدینہ طیبہ کو حرم کیا کہ اس کے کانٹے دار درخت بھی نہ کاٹے جائیں اور نہ اس کے وحشی جانور شکار کیے جائیں۔

(۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ''حرم رسول اللہ ﷺ ما بین لابتی المدینۃ وجعل اثنی عشر میلا حول المدینۃ حمی'' (بخاری، مسلم ،مسند احمد) مدینہ طیبہ کی دونوں سنگستانوں کے درمیان والی ساری جگہ کو رسول اللہ ﷺ نے حرم کر دیا اور اس کے گرداگرد بارہ بارہ میل تک کے سبزہ درختوں کو لوگوں کے تصرف سے اپنی حمایت میں لے لیا۔

(۱۰) حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''ان رسول اللہ حرم ما بین لا بتی المدینۃ'' (صحیح مسلم ،طحاوی شریف) بے شک رسول اللہ ﷺ نے سارے مدینہ طیبہ کو حرم بنادیا۔

(۱۱) عاصم احول سے روایت ہے قلت لانس بن مالک احرم رسول اللہ ﷺ المدینۃ قال نعم کہ انہوں نے انس بن مالک سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کو حرم قرار دیا؟ انہوں نے فرمایا: ہاں۔ (صحیح مسلم ،طحاوی شریف)

(۱۲) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''ان رسول اللہ ﷺ حرم ھذا الحرم'' (سنن ابوداؤد) بے شک رسول اللہ ﷺ نے (مدینہ منورہ کے) اس حرم محترم کو حرم بنادیا۔

(۱۳) سرحبیل کہتے ہیں کہ ہم مدینہ طیبہ میں چند جال لگا رہے تھے۔ حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ تشریف لائے' جال پھینک دیئے اور فرمایا ''الم تعلموا ان رسول اللہ ﷺ حرم صیدھا'' (طحاوی شریف) کیا تمہیں معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ طیبہ کا شکار حرام فرمایا ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت زید بن ثابت نے فرمایا: ''ان النبی ﷺ حرم ما بین لابتیھا'' (ابن ابی شیبہ) بے شک نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ کے دونوں سنگلاخ کے مابین کو حرم کر دیا ہے۔

(۱۴) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''ان رسول اللہ ﷺ حرم ما بین لابتی المدینۃ ان یعضد شجرھا او یخبط'' (طحاوی شریف) بے شک رسول اللہ ﷺ نے سارے مدینہ منورہ کو حرم بنادیا ہے کہ اس کے درخت نہ کاٹیں اور نہ پتے جھاڑیں۔

(۱۵) ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف فرماتے ہیں کہ میں نے ایک چڑیا پکڑی تھی' اسے لیے ہوئے باہر گیا تو والد ماجد حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ مل گئے۔ انہوں نے شدت سے میرا کان ملا' چڑیا کو لے کر چھوڑ دیا اور فرمایا: ''حرم رسول اللہ ﷺ صید ما بین لا بتیھا'' (طحاوی) رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ کا شکار حرام فرمادیا ہے۔

(۱۶) حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''ان رسول اللہ ﷺ حرم البقیع وقال لاحمی الا للہ و

لرسولہ" (طحاوی شریف) بے شک رسول اللہ ﷺ نے بقیع کو حرم بنا دیا اور فرمایا کہ چراگاہ کو کوئی اپنی حمایت میں نہیں لے سکتا سوائے اللہ اور اس کے رسول جل جلالہ و ﷺ کے۔ (الامن والعلیٰ)

یہ سولہ حدیثیں مذکور ہوئی ہیں۔ یعنی آٹھ میں خود رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہم نے مدینہ طیبہ کو حرم بنا دیا۔ پچھلی آٹھ میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے حرم کر دینے سے مدینہ منورہ حرم ہو گیا۔ پہلی آٹھ حدیثوں میں سے پانچ کے اندر اپنے جدِ امجد سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی جانب بھی یہی نسبت ارشاد فرمائی کہ مکہ معظمہ کو انہوں نے حرم کر دیا نیز جائے امن بنا دیا۔ یہ سب اسی عطائی اور اعزازی اختیارات کے جلوے ہیں جس کے باعث قرآن و حدیث میں ایسی باتوں کی نسبت مقربین بارگاہِ الٰہیہ کی جانب فرمائی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ اختیارات دیئے اور اپنے مقبول بندوں کی جانب خود ان کی نسبت فرمائی۔ مقربین بارگاہِ الٰہیہ جنہیں یہ اختیار ملا انہوں نے خود اپنی جانب ایسے امور کی نسبت کی اور صاحب اختیار دوسرے بزرگوں کی جانب بھی نسبت کرتے رہے۔ ان عطائی اور اعزازی اختیارات سے پروردگار عالم کے حقیقی و ذاتی اختیار پر قطعاً کوئی اثر نہیں پڑتا کیونکہ ایسا اختیار مرحمت فرما دینے کے باوجود صاحب اختیار اپنے تمام اختیارات سمیت پروردگار عالم کے اختیار سے ایک بال برابر علیٰحدہ یا باہر نہیں ہو سکتا۔ اس کے باوجود شرک کا خطرہ سوجھنا دین سے بے خبر ہونے کے ساتھ عقلِ سلیم سے بھی محروم ہونے کا ثبوت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۶۷۴- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ لَوْ رَأَيْتُ الظِّبَاءَ بِالْمَدِينَةِ تَرْتَعُ مَا ذَعَرْتُهَا، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا حَرَامٌ.

صحیح البخاری (۱۸۷۳) صحیح مسلم (۳۳۱۹)

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے کہ اگر میں مدینہ منورہ میں ہرنوں کو چرتے دیکھوں تو انہیں نہیں چھیڑوں گا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ان دونوں کناروں کی درمیان جگہ حرم ہے۔

[۸۸۵] اثر- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ يُونُسَ بْنِ يُوسُفَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّهُ وَجَدَ غِلْمَانًا قَدْ أَلْجَؤُوا ثَعْلَبًا إِلَى زَاوِيَةٍ فَطَرَدَهُمْ عَنْهُ.

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چند لڑکوں کو دیکھا کہ انہوں نے لومڑی کو ایک کونے میں گھیر رکھا تھا۔ انہوں نے اسے چھڑا دیا۔

قَالَ مَالِكٌ لَا أَعْلَمُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ أَفِي حَرَمِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يُصْنَعُ هٰذَا؟

امام مالک نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا مگر یہ کہ اس نے کہا: کیا حرم رسول میں یہ بھی بنایا گیا ہے؟

[۸۸۶] اثر- وَحَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَجُلٍ قَالَ دَخَلَ عَلَيَّ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَأَنَا بِالْأَسْوَافِ قَدِ اصْطَدْتُ نُهَسًا، فَأَخَذَهُ مِنْ يَدِي، فَأَرْسَلَهُ.

ایک آدمی کا بیان ہے کہ حضرت زید بن ثابت میرے پاس اسواف میں تشریف لائے۔ میں نے چڑیا شکار کی تو انہوں نے میرے ہاتھ سے لے کر اسے چھوڑ دیا۔ ف

ف: حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ چڑیا اسی لیے ان کے ہاتھ سے لے کر چھوڑی کہ وہ مدینہ منورہ کی حدود کے اندر پکڑی تھی جسے رسول اللہ ﷺ نے حرم قرار دیا تھا۔ مدینہ طیبہ کے دونوں سنگستانوں کی درمیانی جگہ یا ارد گرد بارہ بارہ میل تک کی جگہ میں شکار کرنا، وہاں کا درخت کاٹنا ان امور سے نبی کریم ﷺ نے منع فرما دیا تھا۔ اسی مضمون پر دلالت کرنے والی تین حدیثیں اس باب میں گزر چکی ہیں۔ اگر مزید حدیثیں دیکھنے کا شوق ہو تو بخاری، مسلم، طحاوی، مسند احمد، مسند عبد الرزاق اور مسند الفردوس میں ملاحظہ فرمائی جا سکتی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

٤- بَابُ مَا جَاءَ فِي وَبَاءِ الْمَدِينَةِ

٦٧٥- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، أَنَّهَا قَالَتْ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِينَةَ وُعِكَ أَبُو بَكْرٍ، وَبِلَالٌ قَالَتْ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِمَا فَقُلْتُ يَا أَبَتِ كَيْفَ تَجِدُكَ؟ وَيَا بِلَالُ كَيْفَ تَجِدُكَ؟ قَالَتْ فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ إِذَا أَخَذَتْهُ الْحُمَّى يَقُولُ:

كُلُّ امْرِئٍ مُصَبَّحٌ فِي أَهْلِهِ
وَالْمَوْتُ أَدْنَى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ

وَكَانَ بِلَالٌ إِذَا أُقْلِعَ عَنْهُ يَرْفَعُ عَقِيرَتَهُ فَيَقُولُ:

أَلَا لَيْتَ شِعْرِي هَلْ أَبِيتَنَّ لَيْلَةً
بِوَادٍ وَحَوْلِي إِذْخِرٌ وَجَلِيلُ؟
وَهَلْ أَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مَجَنَّةٍ
وَهَلْ يَبْدُوَنْ لِي شَامَةٌ وَطَفِيلُ؟

قَالَتْ عَائِشَةُ فَجِئْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ اللّٰهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ، أَوْ أَشَدَّ وَصَحِّحْهَا وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِهَا وَمُدِّهَا، وَانْقُلْ حُمَّاهَا فَاجْعَلْهَا بِالْجُحْفَةِ.

صحیح البخاری (۳۹۲۶) صحیح مسلم (۳۳۲۹)

[۸۸۷] أَثَرٌ- قَالَ مَالِكٌ وَحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ أَنَّ عَائِشَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ وَكَانَ عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ يَقُولُ:

قَدْ رَأَيْتُ الْمَوْتَ قَبْلَ ذَوْقِهِ
إِنَّ الْجَبَانَ حَتْفُهُ مِنْ فَوْقِهِ

٦٧٦- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُجْمِرِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى أَنْقَابِ الْمَدِينَةِ مَلَائِكَةٌ لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُونُ، وَلَا الدَّجَّالُ. صحیح البخاری (۱۸۸۰) صحیح مسلم (۳۳۳۷)

٥- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِجْلَاءِ الْيَهُودِ مِنَ الْمَدِينَةِ

مدینہ منورہ کی وبا کا بیان

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں جلوہ افروز ہوئے تو حضرت ابو بکر اور حضرت بلال کو بخار آنے لگا۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں ان کے پاس جاتی اور کہتی۔ ابا جان! آپ کا کیا حال ہے؟ بلال! آپ کے مزاج کیسے ہیں؟ وہ فرماتی ہیں کہ حضرت ابو بکر کو جب بخار چڑھتا تو کہتے:

ہر صبح تو مسرور ہے اہل وعیال سے
نزدیک تری موت ہے تیرے نعال سے

اور حضرت بلال کا جب بخار اترتا تو بلند آواز سے کہتے:

کاش! میں پھر اپنی وادی میں گزاروں ایک شب
گرد میرے وہ نباتاتِ جلیل اذخر ہوں سب
کاش! میں پانی مجنہ کا کبھی پھر پی سکوں
اور طفیل و شامہ کو جانے خدا دیکھوں گا کب؟

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ کو یہ بات بتائی تو آپ نے دعا کی: اے اللہ! ہمیں مکہ مکرمہ جیسی مدینہ منورہ کی محبت عطا فرما بلکہ زیادہ اور اسے ہمارے لیے صحت بخش بنا' ہمیں اس کے صاع اور مد میں برکت دے اور اس بخار کو جحفہ بھیج دے۔

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا کہ عامر بن فہیرہ کہتا ہے:

مرنے سے پہلے موت کو میں دیکھ چکا ہوں
گو بزدلوں پہ آتی ہے وہ آسمان سے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مدینہ منورہ کے راستوں پر فرشتوں کا پہرہ ہے اس میں طاعون اور دجال داخل نہیں ہو سکتے۔

مدینہ منورہ سے یہودیوں کو نکالنے کا بیان

٦٧٧- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي حَكِيمٍ ' أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ ابْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ يَقُولُ كَانَ مِنْ اٰخِرِ مَا تَكَلَّمَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ قَالَ قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارٰى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ ' لَا يَبْقَيَنَّ دِيْنَانِ بِأَرْضِ الْعَرَبِ.

صحیح البخاری (١٣٣٠) صحیح مسلم (١١٨٤)

اسمٰعیل بن حکیم بن عمر بن عبدالعزیز کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے آخری کلام یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ کو غارت کرے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنا لیا۔ سرزمینِ عرب میں دو دین نہ رہیں۔ ف

ف: نبی کریم ﷺ نے یہود و نصاریٰ کی ہلاکت کے لیے دعا فرمائی کیونکہ انہوں نے اپنے انبیائے کرام کی قبروں کو مسجد بنالیا تھا۔ مسجدیں بنانے سے غالباً یہی مراد ہوگی کہ انہیں مسجود الیہ قرار دے کر قبور انبیاء کی طرف سجدے کرتے ہوں گے۔ کسی کو مسجود لہ قرار دینا تو یقیناً کفر ہے اور قبلے کے علاوہ کسی کو مسجود الیہ بنانے کی اجازت بھی نہیں ہے۔ رہا تعظیمی سجدہ تو اب اسلام نے اسے حرام قرار دیا ہے کیونکہ ایسا کرنے سے بت پرستی کے لیے دروازہ کھل جاتا ہے۔ اس کی آڑ لے کر مبتدعین زمانہ نے بعض بت پرستوں کے پجاریوں نے قبور انبیاء کی زیارت کے لیے جانا' وہاں خدا سے دعا کرنا' ایسے مقامات پر روشنی کا اہتمام کرنا اور ان کی زیارت کے لیے دور دراز سے سفر کر کے آنا وغیرہ امور کو بھی خلافِ شرع' بدعت اور شرک تک بتانے کا دل آزار چکر چلایا ہوا ہے۔ حتیٰ کہ ابن تیمیہ حرانی اور ذوالخویصرہ کی وہ معنوی ذریت رسول اللہ ﷺ کے روضۂ اطہر کے بارے میں بھی اسی خیال کا اظہار کر کے راسخ العقیدہ مسلمانوں کے قلب و جگر پر نشتر زنی کرتی رہتی ہے۔ حالانکہ روضۂ انور کی زیارت کے لیے تو روزانہ صبح و شام ستر ہزار فرشتے آتے اور جاتے رہتے ہیں اور ہمہ وقت اس بارگاہِ عرش آستاں میں صلوٰۃ و سلام کے پھول نچھاور کرتے رہتے ہیں۔ سبحان اللہ! پروردگارِ عالم کی طرف سے نوروں کا یہ ایمان افروز اہتمام ہے اور شمعِ رسالت کو پھونکوں سے بجھانے والوں کو صرف مسلمانوں کی دل آزاری سے کام ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مدعیِ اسلام کو سچی ہدایت اور ایمان کی دولت سے سرفراز فرمائے۔ آمین یا اللہ العلمین

٦٧٨- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَجْتَمِعُ دِيْنَانِ فِي جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ. صحیح البخاری (٣١٦٨) صحیح مسلم (٤٢٠٨)

امام مالک نے ابن شہاب سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جزیرۂ عرب میں دو دین جمع نہ ہوں۔

قَالَ مَالِكٌ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَفَحَصَ عَنْ ذٰلِكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ حَتّٰى أَتَاهُ الثَّلْجُ ' وَالْيَقِيْنُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَجْتَمِعُ دِيْنَانِ فِي جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ ' فَأَجْلٰى يَهُودَ خَيْبَرَ.

امام مالک نے ابن شہاب سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر نے اس حدیث کی چھان بین فرمائی اور جب انہیں اطمینان و یقین ہوگیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جزیرۂ عرب میں دو دین جمع نہ ہوں تو انہوں نے خیبر کے یہودیوں کو جلاوطن کر دیا۔

[٨٨٨] أَثَرٌ- قَالَ مَالِكٌ وَقَدْ أَجْلٰى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَهُودَ نَجْرَانَ وَفَدَكَ ' فَأَمَّا يَهُودُ خَيْبَرَ فَخَرَجُوا مِنْهَا لَيْسَ لَهُمْ مِنَ الثَّمَرِ ' وَلَا مِنَ الْأَرْضِ شَيْءٌ ' وَأَمَّا يَهُودُ فَدَكَ فَكَانَ لَهُمْ نِصْفُ الثَّمَرِ وَنِصْفُ الْأَرْضِ لِأَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ صَالَحَهُمْ عَلٰى نِصْفِ الثَّمَرِ وَنِصْفِ الْأَرْضِ ' فَأَقَامَ لَهُمْ عُمَرُ

امام مالک نے فرمایا کہ حضرت عمر نے نجران اور فدک کے یہودیوں کو بھی نکالا۔ جب خیبر کے یہودیوں کو نکالا تو نہ ان کے پھل تھے اور نہ کوئی زمین۔ ہاں فدک کے یہودیوں کا آدھا پھل تھا اور آدھی زمین' کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے نصف پھل اور نصف زمین پر صلح کی تھی۔ حضرت عمر نے ان کے نصف پھلوں اور نصف زمین کی قیمت نیز سونے' چاندی' اونٹ' رسیوں اور

نِصْفُ الثَّمَرِ، وَنِصْفَ الْأَرْضِ قِيمَةً مِنْ ذَهَبٍ، وَوَرِقٍ، وَإِبِلٍ، وَحِبَالٍ، وَأَقْتَابٍ، ثُمَّ أَعْطَاهُمُ الْقِيمَةَ وَأَجْلَاهُمْ مِنْهَا.

آفتابوں تک کی قیمت دے کر انہیں وہاں سے جلاوطن کر دیا۔

٦- بَابٌ جَامِعُ مَا جَاءَ فِي أَمْرِ الْمَدِينَةِ

مدینہ منورہ کے دیگر فضائل

٦٧٩- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ طَلَعَ لَهُ أُحُدٌ فَقَالَ هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ.

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے احد پہاڑ کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔ف

ف: نبی کریم ﷺ کا احد پہاڑ یا کسی بھی چیز سے محبت رکھنا ایک ایسی بات ہے جو ہر ایک کی سمجھ میں آ سکتی ہے لیکن کسی پہاڑ کا محبت کرنا ایک ایسا معاملہ ہے جو آسانی سے ہر ایک کی سمجھ میں نہیں آ سکتا۔ چونکہ پہاڑ یا پتھر عقل وشعور سے محروم ہیں لہٰذا ان کا کسی سے دوستی و دشمنی اور محبت ونفرت کا علاقہ نہیں ہوتا' لیکن نبی کریم ﷺ چونکہ ساری کائنات کے نبی بنائے گئے لہٰذا کافر جنوں اور کافر انسانوں کے سوائے کائنات کے ہر فرد کو علیٰ قدر مراتب ان کی معرفت عطا فرمائی گئی' جس کے باعث دنیا کی ہر چیز ان سے محبت رکھتی اور ان کے حکم کی تعمیل کرتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ کے بے شمار معجزات اس بات پر شاہد ہیں کہ بے جان چیزوں نے بھی ان کے احکامات کی تعمیل شعور والوں کی طرح کی تھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[٨٨٩] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، أَنَّ أَسْلَمَ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ زَارَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَيَّاشٍ الْمَخْزُومِيَّ، فَرَأَى عِنْدَهُ نَبِيذًا، وَهُوَ بِطَرِيقِ مَكَّةَ، فَقَالَ لَهُ أَسْلَمُ إِنَّ هٰذَا الشَّرَابَ يُحِبُّهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَحَمَلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَيَّاشٍ قَدَحًا عَظِيمًا فَجَاءَ بِهِ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَوَضَعَهُ فِي يَدَيْهِ، فَقَرَّبَهُ عُمَرُ إِلَى فِيهِ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ، فَقَالَ عُمَرُ إِنَّ هٰذَا لَشَرَابٌ طَيِّبٌ، فَشَرِبَ مِنْهُ، ثُمَّ نَاوَلَهُ رَجُلًا عَنْ يَمِينِهِ، فَلَمَّا أَدْبَرَ عَبْدُ اللّٰهِ نَادَاهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ أَأَنْتَ الْقَائِلُ لَمَكَّةُ خَيْرٌ مِنَ الْمَدِينَةِ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَقُلْتُ هِيَ حَرَمُ اللّٰهِ وَأَمْنُهُ، وَفِيهَا بَيْتُهُ، فَقَالَ عُمَرُ لَا أَقُولُ فِي بَيْتِ اللّٰهِ، وَلَا فِي حَرَمِهِ شَيْئًا، ثُمَّ قَالَ عُمَرُ أَأَنْتَ الْقَائِلُ لِمَكَّةُ خَيْرٌ مِنَ الْمَدِينَةِ؟ قَالَ فَقُلْتُ هِيَ حَرَمُ اللّٰهِ وَأَمْنُهُ، وَفِيهَا بَيْتُهُ. فَقَالَ عُمَرُ لَا أَقُولُ فِي حَرَمِ اللّٰهِ، وَلَا فِي بَيْتِهِ شَيْئًا، ثُمَّ انْصَرَفَ.

اسلم مولیٰ عمر بن خطاب سے روایت ہے کہ انہوں نے عبد اللہ بن عیاش مخزومی سے ملاقات کی تو ان کے پاس نبیذ رکھا تھا جب کہ ہم مکہ مکرمہ کے راستے میں تھے۔ اسلم نے ان سے کہا کہ اس مشروب کو حضرت عمر بہت پسند کرتے ہیں۔ پس عبداللہ بن عیاش نے ایک بڑا سا پیالہ بھرا' اسے لے کر حضرت عمر کے پاس آئے اور ان کے سامنے رکھ دیا۔ حضرت عمر نے اپنے منہ کے نزدیک کیا اور پھر سر اٹھا لیا۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ یہ اچھا مشروب ہے اور اس میں سے پیا' پھر اس شخص کو دے دیا جو ان کے دائیں جانب تھا۔ جب عبداللہ جانے لگے تو حضرت عمر نے بلا کر فرمایا: کیا تم اس بات کے قائل ہو کہ مکہ مکرمہ مدینہ منورہ سے بہتر ہے' عبداللہ کا بیان ہے کہ میں نے کہا: وہ اللہ کا حرم اور اس کا امن ہے اور اس کا گھر اسی میں ہے۔ حضرت عمر نے کہا کہ میں بیت اللہ اور اس کے حرم ہونے کے متعلق کچھ نہیں کہتا۔ پھر حضرت عمر نے پوچھا کہ کیا تم اس بات کے قائل ہو کہ مکہ مکرمہ مدینہ منورہ سے بہتر ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے کہا: وہ اللہ کا گھر اس کا امن ہے اور اسی میں اس کا گھر ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ میں اللہ کے حرم اور اس کے گھر کے متعلق کچھ نہیں کہتا۔ پھر وہ چلے

گئے۔ف

ف: مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی فضیلت کے بارے میں اکابر امت میں اختلاف ہے۔ دونوں جانب ایسے قوی دلائل موجود ہیں کہ کسی فریق کے موقف کو کمزور نہیں کہہ سکتے۔ حق یہ ہے کہ بعض فضائل کے لحاظ سے مکہ مکرمہ اپنی نظیر آپ ہے اور بعض خصائص کے پیش نظر مدینہ منورہ کا جواب نہیں۔ ایک ہی جلوے کا ادھر جلال ہے اور ادھر جمال' ادھر محبت کی تجلی گاہ ہے اور ادھر محبوب جلوہ افروز' ادھر فرشی طواف کر رہے ہیں اور ادھر عرشی' ادھر مقام عبادت ہے اور ادھر مقام عقیدت' ادھر قبلۂ اجسام ہے اور ادھر قبلۂ ایمان' ادھر حکم ہے اور ادھر کشش' ادھر عقل ہے اور ادھر عشق' ادھر خلیل اللہ کا حرم ہے اور ادھر حبیب اللہ کا۔ غرضیکہ ایمان اور عقیدت کی نگاہوں سے دیکھیں تو دونوں کی مخصوص بہاریں جوبن پر ہیں اور دونوں ہی اپنا جواب آپ ہیں۔ ماضی قریب کے ایک عاشق صادق نے ساری بحث کو سمیٹتے ہوئے کیا خوب فرمایا ہے:

طیبہ نہ سہی افضل' مکہ ہی بڑا زاہد!
ہم عشق کے بندے ہیں کیونکہ بات بڑھائی ہے

عارف کامل مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مثنوی میں ایک حکایت لکھی کہ کسی معشوق نے اپنے عاشق صادق سے کہا کہ تو نے سیر و سیاحت کرتے ہوئے دنیا کے بے شمار شہر دیکھے ہوں گے جو رونق اور خوبصورتی کے لحاظ سے ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر ہوں گے تو ایک بات بتا:

پس کدامی شہر آنہا خوشتر است!
گفت آں شہرے کہ دروے دلبر است

۷- بَابُ مَا جَاءَ فِي الطَّاعُونِ

طاعون کا بیان

۶۸۰- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَرَجَ إِلَى الشَّامِ حَتّٰى إِذَا كَانَ بِسَرْغَ لَقِيَهُ أُمَرَاءُ الْأَجْنَادِ اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ وَاَصْحَابُهُ ، فَاَخْبَرُوْهُ اَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِاَرْضِ الشَّامِ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ادْعُ لِيَ الْمُهَاجِرِيْنَ الْاَوَّلِيْنَ ، فَدَعَاهُمْ فَاسْتَشَارَهُمْ ، وَاَخْبَرَهُمْ اَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ فَاخْتَلَفُوْا ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ قَدْ خَرَجْتَ لِاَمْرٍ ، وَلَا نَرٰى اَنْ تَرْجِعَ عَنْهُ ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ مَعَكَ بَقِيَّةُ النَّاسِ ، وَاَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَا نَرٰى اَنْ تُقْدِمَهُمْ عَلٰى هٰذَا الْوَبَاءِ فَقَالَ عُمَرُ ارْتَفِعُوْا عَنِّيْ ، ثُمَّ قَالَ ادْعُ لِيَ الْاَنْصَارَ فَدَعَوْتُهُمْ فَاسْتَشَارَهُمْ ، فَسَلَكُوْا سَبِيْلَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر شام کی طرف نکلے۔ جب وہ سرغ کے مقام پر تھے تو ان سے فوج کے بڑے بڑے افسر یعنی ابوعبیدہ بن جراح اور ان کے ساتھی ملے اور انہیں بتایا کہ شام کی زمین میں وبا پھیلی ہوئی ہے۔ حضرت ابن عباس کا بیان ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا: اوّلین مہاجرین کو میرے پاس بلا کر لاؤ' انہیں بلا کر مشورہ کیا گیا کہ شام کی زمین میں وبا پھیلی ہوئی ہے۔ انہوں نے اختلاف کیا۔ بعض نے کہا کہ آپ جس کام کے لیے نکلے ہیں اسے کیے بغیر واپس لوٹنا مناسب نہیں۔ بعض نے کہا کہ آپ کے ساتھ نادر روزگار حضرات اور رسول اللہ ﷺ کے اصحاب ہیں اور وبا کی جگہ انہیں لے جانا مناسب نہیں ہے۔ حضرت عمر نے کہا کہ تشریف لے جائیے۔ پھر فرمایا کہ انصار کو میرے پاس بلاؤ۔ چنانچہ انہیں بلا کر مشورہ کیا تو وہ بھی مہاجرین کے راستے پر چلے اور ان کی طرح ہی اختلاف کیا۔ فرمایا کہ آپ بھی تشریف لے جائیں۔ پھر فرمایا

الْمُهَاجِرِيْنَ وَاخْتَلَفُوْا كَاخْتِلَافِهِمْ فَقَالَ ارْتَفِعُوْا عَنِّيْ ثُمَّ قَالَ ادْعُ لِيْ مَنْ كَانَ هٰهُنَا مِنْ مَشْيَخَةِ قُرَيْشٍ مِنْ مُهَاجِرَةِ الْفَتْحِ فَدَعَوْتُهُمْ فَلَمْ يَخْتَلِفْ عَلَيْهِ مِنْهُمُ اثْنَانِ فَقَالُوْا نَرٰى اَنْ تَرْجِعَ بِالنَّاسِ وَلَا تُقْدِمَهُمْ عَلٰى هٰذَا الْوَبَاءِ فَنَادٰى عُمَرُ فِي النَّاسِ اِنِّيْ مُصْبِحٌ عَلٰى ظَهْرٍ فَاَصْبِحُوْا عَلَيْهِ فَقَالَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ اَفِرَارًا مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ؟ فَقَالَ عُمَرُ لَوْ غَيْرُكَ قَالَهَا يَا اَبَا عُبَيْدَةَ نَعَمْ نَفِرُّ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ اِلٰى قَدَرِ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ لَوْ كَانَ لَكَ اِبِلٌ فَهَبَطَتْ وَادِيًا لَهٗ عُدْوَتَانِ اِحْدَاهُمَا مُخْصِبَةٌ وَالْاُخْرٰى جَدْبَةٌ اَلَيْسَ اِنْ رَعَيْتَ الْخَصِبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللّٰهِ وَاِنْ رَعَيْتَ الْجَدْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللّٰهِ؟ فَجَاءَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَكَانَ غَائِبًا فِيْ بَعْضِ حَاجَتِهٖ فَقَالَ اِنَّ عِنْدِيْ مِنْ هٰذَا عِلْمًا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِذَا سَمِعْتُمْ بِهٖ بِاَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوْا عَلَيْهِ وَاِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَاَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِنْهُ قَالَ فَحَمِدَ اللّٰهَ عُمَرُ ثُمَّ انْصَرَفَ۔ صحیح البخاری (۵۷۲۹) صحیح مسلم (۵۷۴۵)

کہ میرے پاس قریش کے ان عمر رسیدہ لوگوں کو بلا کر لاؤ جنہوں نے فتح مکہ کے بعد ہجرت کی۔ پس انہیں بلایا گیا تو ان میں سے دو نے بھی اختلاف نہیں کیا۔ انہوں نے کہا کہ آپ واپس لوٹ جائیں اور لوگوں کو اس وبا میں نہ لے جائیں۔ حضرت عمر نے لوگوں میں منادی کروا دی کہ صبح کو میں روانہ ہو جاؤں گا۔ تم بھی تیاری کر لو۔ حضرت ابو عبیدہ نے کہا کہ کیا تقدیر الٰہی سے فرار کرتے ہوئے؟ حضرت عمر نے فرمایا: اے ابو عبیدہ! ایسا کہنا تمہیں زیب نہیں دیتا۔ ہاں! ہم اللہ کی تقدیر سے اللہ کی تقدیر کی طرف بھاگ رہے ہیں۔ بتایئے اگر آپ کے پاس اونٹ ہوں اور ایسی وادی میں چلے جائیں جس کے دو کنارے ہوں۔ ایک کنارا سرسبز و شاداب اور دوسرا خشک ہو۔ اگر آپ نے سرسبز و شاداب کنارے میں چرایا تو اللہ کی تقدیر سے اور اپنے اونٹوں کو خشک زمین پر چرایا تب بھی اللہ کی تقدیر سے۔ اتنے میں حضرت عبد الرحمٰن بن عوف آ گئے جو اپنی کسی ضرورت کے باعث وہاں موجود نہ تھے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے اس بات کا علم ہے کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب تم کسی زمین کے متعلق یہ خبر سنو تو وہاں نہ جاؤ اور جب اس جگہ وبا پھوٹ نکلے جہاں تم موجود ہو تو وہاں سے نہ بھاگو۔ حضرت عمر نے اللہ کا شکر ادا کیا اور واپس لوٹ آئے۔

۶۸۱- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ وَعَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ سَمِعَهٗ يَسْاَلُ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الطَّاعُوْنِ؟ فَقَالَ اُسَامَةُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلطَّاعُوْنُ رِجْزٌ اُرْسِلَ عَلٰى طَائِفَةٍ مِنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ اَوْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَاِذَا سَمِعْتُمْ بِهٖ بِاَرْضٍ فَلَا تَدْخُلُوْا عَلَيْهِ وَاِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَاَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِنْهُ۔ صحیح البخاری (۳۴۷۳) صحیح مسلم (۵۷۳۳)

حضرت سعد بن ابی وقاص نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے طاعون کے متعلق کیا سنا ہے؟ حضرت اسامہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: طاعون ایک عذاب ہے جو بنی اسرائیل کی ایک جماعت پر بھیجا گیا تھا یا تم سے پہلے لوگوں پر۔ جب تم کسی جگہ کے متعلق اس کی خبر سنو تو وہاں نہ جاؤ اور جب اس زمین میں پھوٹ نکلے جہاں تم رہتے ہو تو اس سے فرار کر کے نہ نکلو۔

قَالَ مَالِكٌ قَالَ اَبُو النَّضْرِ لَا يُخْرِجُكُمْ اِلَّا فِرَارٌ مِنْهُ۔

امام مالک کا بیان ہے کہ ابو النضر نے فرمایا: وہاں سے نکلنا ہی فرار ہے۔

۶۸۲- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ

عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر

عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ ' اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَرَجَ اِلَى الشَّامِ ' فَلَمَّا جَاءَ سَرْغَ بَلَغَهُ اَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ ' فَاَخْبَرَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا سَمِعْتُمْ بِهٖ بِاَرْضٍ ' فَلَا تَقْدَمُوْا عَلَيْهِ ' وَاِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَّاَنْتُمْ بِهَا ' فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِنْهُ.

رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام کی طرف گئے۔ جب سرغ کے مقام پر تھے تو انہیں یہ خبر ملی کہ شام میں وبا پھوٹ نکلی ہے۔ چنانچہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم کسی جگہ اس کی خبر سنو تو وہاں نہ جاؤ اور جب اس جگہ پھوٹ نکلے جہاں تم رہتے ہو تو اس سے فرار کرتے ہوئے نہ نکلو۔

فَرَجَعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مِنْ سَرْغَ.

صحیح البخاری (۵۷۳۰) صحیح مسلم (۵۷٤۸)

پس حضرت عمر مقامِ سرغ ہی سے لوٹ آئے۔

[۸۹۰] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ' عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ اِنَّمَا رَجَعَ بِالنَّاسِ مِنْ سَرْغَ عَنْ حَدِيْثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ.

سالم بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کے ساتھ سرغ ہی سے لوٹ آئے جب کہ انہوں نے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف سے حدیث سن لی۔

[۸۹۱] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ ' اَنَّهٗ قَالَ بَلَغَنِیْ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لَبَيْتٌ بِرُكْبَةَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ عَشَرَةِ اَبْيَاتٍ بِالشَّامِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: رکبہ کا ایک گھر مجھے شام کے دس گھروں سے زیادہ پسند ہے۔

قَالَ مَالِكٌ يُرِيْدُ لِطُوْلِ الْاَعْمَارِ وَالْبَقَاءِ وَلِشِدَّةِ الْوَبَاءِ بِالشَّامِ.

امام مالک نے فرمایا کہ مراد لمبی عمریں ہیں کیونکہ شام میں سخت وبا پھیلی ہوئی تھی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

٤٦- كِتَابُ الْقَدَرِ

تقدیر کا بیان

١- بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْقَوْلِ بِالْقَدَرِ

تقدیر کے بارے میں قیل وقال کی ممانعت

٦٨٣- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ اَبِی الزِّنَادِ ' عَنِ الْاَعْرَجِ ' عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ تَحَاجَّ اٰدَمُ وَمُوْسٰى ' فَحَجَّ اٰدَمُ مُوْسٰى قَالَ لَهٗ مُوْسٰى اَنْتَ اٰدَمُ الَّذِیْ اَغْوَيْتَ النَّاسَ وَاَخْرَجْتَهُمْ مِنَ الْجَنَّةِ ' فَقَالَ لَهٗ اٰدَمُ اَنْتَ مُوْسَى الَّذِیْ اَعْطَاهُ اللّٰهُ عِلْمَ كُلِّ شَیْءٍ وَاصْطَفَاهُ عَلَى النَّاسِ بِرِسَالَتِهٖ قَالَ نَعَمْ ' قَالَ اَفَتَلُوْمُنِیْ عَلٰی اَمْرٍ قَدْ قُدِّرَ عَلَیَّ قَبْلَ اَنْ اُخْلَقَ؟

صحیح مسلم (٦٦٨۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت آدم اور حضرت موسیٰ کا مباحثہ ہوا تو حضرت آدم حضرت موسیٰ پر غالب آئے' حضرت موسیٰ نے کہا کہ آپ وہی حضرت آدم ہیں جنہوں نے لوگوں کو معصیت میں ڈالا اور انہیں جنت سے نکلوایا؟ حضرت آدم نے ان سے فرمایا کہ آپ وہی موسیٰ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا علم عطا فرمایا اور اپنی رسالت کے ساتھ تمام لوگوں سے برگزیدہ کیا؟ کہا: ہاں۔ فرمایا تو مجھے اس بات پر کیوں ملامت کرتے ہیں جو میری پیدائش سے بھی پہلے میرے لیے مقرر فرما دیا گیا تھا۔ ف

ف: حضرت آدم علیہ السلام کا فرمانا کہ "مجھے اس بات پر کیوں ملامت کرتے ہیں جو میری پیدائش سے بھی پہلے میرا مقدر کر

دی گئی تھی''۔اس جواب کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد کہ ''بحث میں حضرت آدم حضرت موسیٰ پر غالب رہے''۔ مسئلہ تقدیر کو سمجھنے کے لیے بس اتنا ہی کافی ہے اور اس میں زیادہ بحث کرنے سے نبی کریم ﷺ نے منع فرما دیا ہے اور حضرت ابو بکر صدیق وحضرت عمر جیسی ہستیوں کو اس پر بحث کرنے سے روک دیا تھا تو دوسرے کس گنتی میں شمار ہیں۔

دوسری بات یہ مدنظر رکھنی چاہیے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے ایسے واقعات جنہیں پروردگار عالم نے لغزش قرار دیا' ان کے بارے میں ہمیں زبان کھولنے کی اجازت نہیں ہے کیونکہ ان حضرات کی تعظیم وتوقیر ہمارے ایمان کی جان اور ان کی ذرا سی بے ادبی بھی ہلاکت دین وایمان ہے۔ شیطان علیہ اللعنۃ اسی بات پر مارا گیا تھا۔ ہمیں چاہیے کہ ان کا ذکر ہمیشہ ادب واحترام سے کریں اور ان حضرات کے کسی فعل کو غلطی نہ کہیں کیونکہ وہ معصوم ہستیاں ہیں' گناہ کا صدور ان سے متصور نہیں۔ پروردگار عالم نے ان کے لیے کچھ فرمایا تو وہ ان کا بھی خالق و مالک ہے جو چاہے فرما سکتا ہے لیکن ہم تو ان کے نیاز مند غلام اور ان حضرات کی بارگاہوں کے بندۂ بے دام ہیں۔ ان حضرات کے ایسے افعال جنہیں بظاہر لغزش قرار دیا گیا ہماری نیکیوں سے لاکھوں گنا افضل ہیں کیونکہ وہ باتیں خدائی راز ہیں جن کی حقیقت کو کماحقہٗ خدا ہی جانتا ہے' حضرت آدم علیہ السلام کے مذکورہ فعل ہی کو دیکھیے کہ انسانوں کو خدا نے ہر صورت زمین پر بھیجنا تھا۔ تخلیق آدم سے پہلے فرشتوں میں اعلان فرما دیا گیا تھا کہ زمین پر رہنے کے لیے خلیفہ تخلیق فرمایا جائے گا۔ اس کے باوجود فرمایا گیا کہ آدم نے شجر ممنوعہ کا پھل کھا لیا جس کے باعث زمین پر جا پڑا۔ حالانکہ انسانیت کا سنگِ بنیاد ہی زمین پر بھیجنے کے لیے رکھا گیا تھا مگر کچھ عرصہ جنت میں روک کر الزام حضرت آدم علیہ السلام پر لگا دیا گیا۔ ایسا کیوں کیا؟ اس راز کو وہ علیم وخبیر خود جانے۔ بہر حال ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہر نبی کا ذکر پورے ادب واحترام سے کریں اور ہرگز ایسی بات زبان پر نہ لائیں جس سے ان بزرگوں کی خفیف سی توہین کا شائبہ بھی نکلتا ہو۔ ایمان کی سلامتی اسی میں ہے۔ رہا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کہنا تو یہ ہمارے لیے ایسا کہنے کی دلیل نہیں ہے کیونکہ حضرت موسیٰ نے کہا تو وہ جلیل القدر نبی' اولوالعزم پیغمبر اور کلیم اللہ تھے بلکہ حضرت آدم علیہ السلام سے بھی افضل ہیں۔ لیکن ہم کیا ہیں؟ کس کھیت کی مولی ہیں؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تو اپنے بڑے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو بھی گھسیٹا تھا۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام کو بھی تھپڑ رسید کر دیا تھا۔ کیا کوئی دوسرا ایسا کرنے کا مجاز ہے؟ ہماری سرفرازی کا راز تو ان حضرات کی نیاز مندی اور غلامی میں مضمر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

٦٨٤- **وَحَدَّثَنِي** يَحْيٰى ' عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ زَيْدِ بْنِ اَبِيْ اُنَيْسَةَ ' عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ ' اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارِ الْجُهَنِيِّ ' اَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ سُئِلَ عَنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ ﴿وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ﴾ (الاعراف:١٧٢) فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُسْاَلُ عَنْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى خَلَقَ اٰدَمَ ' ثُمَّ مَسَحَ ظَهْرَهٗ بِيَمِيْنِهٖ حَتّٰى اسْتَخْرَجَ مِنْهُ ذُرِّيَّةً فَقَالَ خَلَقْتُ هٰٓؤُلَآءِ لِلْجَنَّةِ وَبِعَمَلِ

مسلم بن یسار جہنی سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آیت کے متعلق پوچھا گیا: ''اور اے محبوب یاد کرو جب تمہارے رب نے اولاد آدم کی پشت سے ان کی نسل نکالی اور انہیں خود ان پر گواہ کیا کہ میں تمہارا رب نہیں؟ سب بولے کیوں نہیں۔ ہم گواہ ہوئے کہ کہیں قیامت کے دن کہو کہ ہمیں اس کی خبر نہ تھی'' حضرت عمر نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ اس بارے میں آپ سے پوچھا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو پیدا فرمایا' پھر اپنا دستِ قدرت ان کی پیٹھ پر پھیرا اور اس سے ان کی اولاد کو نکالا۔ پھر فرمایا: انہیں میں نے جنت کے لیے پیدا کیا ہے کہ یہ اہلِ جنت کے عمل کریں۔ دوبارہ ان کی پیٹھ پر پھیرا اور ان کی اولاد کو نکال کر

أَهْلِ الْجَنَّةِ يَعْمَلُونَ، ثُمَّ مَسَحَ ظَهْرَهُ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ ذُرِّيَّةً فَقَالَ خَلَقْتُ هٰؤُلَاءِ لِلنَّارِ وَبِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ يَعْمَلُونَ. فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَفِيمَ الْعَمَلُ؟ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ اللّٰهَ إِذَا خَلَقَ الْعَبْدَ لِلْجَنَّةِ اسْتَعْمَلَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَمُوتَ عَلٰى عَمَلٍ مِنْ أَعْمَالِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيُدْخِلَهُ بِهِ الْجَنَّةَ، وَإِذَا خَلَقَ الْعَبْدَ لِلنَّارِ اسْتَعْمَلَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتّٰى يَمُوتَ عَلٰى عَمَلٍ مِنْ أَعْمَالِ أَهْلِ النَّارِ فَيُدْخِلَهُ بِهِ النَّارَ.

سنن ابوداؤد(۴۷۰۳) سنن الترمذی(۳۰۷۵)

فرمایا: انہیں میں نے جہنم کے لیے پیدا کیا ہے کہ جہنمیوں کے عمل کریں۔ ایک آدمی عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! پھر ہم عمل کس لیے کریں؟ راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی نے جس بندے کو جنت کے لیے پیدا فرمایا ہے وہ اہل جنت جیسے عمل کرتا رہتا ہے اور اہل جنت کے اعمال سے کسی عمل کو کرتا ہوا فوت ہوتا اور جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ جس بندے کو جہنم کے لیے پیدا کیا جاتا ہے تو وہ جہنمیوں جیسے عمل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ جہنمیوں کا کوئی عمل کرتا ہوا فوت ہوتا اور جہنم میں داخل ہو جاتا ہے۔

٦٨٥- **وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللّٰهِ، وَسُنَّةَ نَبِيِّهِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تمہارے پاس دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں اگر انہیں پکڑے رکھو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے یعنی اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت۔

٦٨٦- **وَحَدَّثَنِي** يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زِيَادِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَاوُسٍ الْيَمَانِيِّ، أَنَّهُ قَالَ أَدْرَكْتُ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُونَ كُلُّ شَيْءٍ بِقَدَرٍ.

عمرو بن مسلم سے روایت ہے کہ طاؤس یمانی نے فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب سے کئی حضرات یہ فرماتے ہوئے ملے کہ ہر چیز قسمت سے ہے۔

قَالَ طَاوُسٌ. وَسَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ كُلُّ شَيْءٍ بِقَدَرٍ حَتّٰى الْعَجْزِ وَالْكَيْسِ، أَوِ الْكَيْسِ وَالْعَجْزِ. صحیح مسلم(٦٦٩٣)

طاؤس نے حضرت عبداللہ بن عمر کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر چیز تقدیر سے ہے یہاں تک کہ مجبوری اور دانائی یا دانائی اور مجبوری۔

[٨٩٢] **أثر- وَحَدَّثَنِي** مَالِكٌ، عَنْ زِيَادِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ يَقُولُ فِي خُطْبَتِهِ إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْهَادِي وَالْفَاتِنُ.

عمرو بن دینار نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالی عنہما کو دورانِ خطبہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالی ہی ہدایت دینے والا اور آزمائش کرنے والا ہے۔

[٨٩٣] **أثر- وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَمِّهِ أَبِي سُهَيْلِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ أَسِيرُ مَعَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ. فَقَالَ مَا رَأْيُكَ فِي هٰؤُلَاءِ الْقَدَرِيَّةِ؟ فَقُلْتُ رَأْيِي أَنْ تَسْتَتِيبَهُمْ، فَإِنْ تَابُوا، وَإِلَّا عَرَضْتَهُمْ عَلَى السَّيْفِ، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَذٰلِكَ رَأْيِي.

ابو سہیل بن مالک کا بیان ہے کہ میں حضرت عمر بن عبد العزیز کے ساتھ ٹہل رہا تھا تو فرمایا کہ قدریہ کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ میں نے کہا: میری رائے تو یہ ہے کہ ان سے توبہ لی جائے۔ اگر توبہ کر لیں تو بہتر ورنہ قتل کر دیئے جائیں۔ عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا: میری بھی یہی رائے ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ رَأْيِي.

امام مالک نے فرمایا کہ یہی میری رائے ہے۔ف

ف: حضرت ابوسہیل بن مالک اور حضرت عمر بن عبدالعزیز کے نزدیک قدریہ فرقے کے لوگ اسلام سے خارج ہیں توبہ نہ کریں تو واجب القتل ہیں کہ اسلامی حکومت انہیں قتل کر کے ان کے وجود سے زمین کو پاک کر دے کیونکہ تقدیر کے بارے میں ان کا عقیدہ غیر اسلامی ہے۔ معلوم ہوا کہ جو ایک بھی کفریہ اور غیر اسلامی عقیدہ اختیار کر لے وہ مسلمان نہیں رہتا' اس کا ایمان ضائع ہو جاتا ہے کیونکہ ایمان تو نام ہی اسلامی عقائد ونظریات کا ہے۔ اسلامی عقائد ونظریات اختیار کرنے سے ایک غیر مسلم بھی دائرہ اسلام میں آ جاتا ہے اور اسے ایمان کی دولت مل جاتی ہے۔ مسلمان ہوتے ہوئے اور سارے اسلامی کام کرتے ہوئے بھی آدمی اسلام کے دائرے سے نکل جاتا اور ایمان جیسی متاع عزیز کو ضائع کر بیٹھتا ہے جب کہ ایک بھی کفریہ اور غیر اسلام عقیدہ اختیار کر لیا ہو۔ اب اس کے ظاہری اعمال کا قطعاً اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

اسلام کے دو جزو ہیں۔ ایک ایمان اور دوسرا اعمال صالحہ۔ ایمان اصل ہے اور اعمال صالحہ اس کی فرع' ایمان روح ہے اور اعمال صالحہ جسم' ایمان شجر اسلام کی جڑ ہے اور اعمال صالحہ اس مقدس درخت کے باقی حصے۔ جس طرح اصل کے نہ ہونے سے فرع بے کار روح کے نہ ہونے سے جسم بے کار اور جڑ کے نہ ہونے سے درخت بے کار ہو جاتا ہے' اسی طرح ایمان کے نہ رہنے سے ایک بھی کفریہ اور غیر اسلامی عقیدہ اختیار کر لینے سے مسلمان بنے رہنا بے کار اور لایعنی ہو کر رہ جاتا ہے۔ خواہ وہ پیش خویش مولوی' مفتی' علامہ اور شیخ طریقت ہی کیوں نہ بنا پھرے۔ اس حالت میں وہ "عاملة ناصبة تصلی نارا حامية" کی منہ بولتی تصویر بن جاتا ہے۔

اعمال صالحہ میں فرائض' واجبات' سنتیں اور مستحبات ہیں۔ مستحبات سنتوں کی تکمیل کے لیے ہیں' سنتیں واجبات وفرائض کی تکمیل کے لیے اور واجبات وفرائض ایمان کی تقویت کے لیے' جب ایمان ہی نہ رہا تو جملہ اعمال صالحہ کس کو تقویت پہنچائیں گے؟ ان کی بہار اور ان کا اعتبار ایمان کے ساتھ ہے۔ ایمان کے ضائع ہوتے ہی ان کی افادیت بھی ختم ہو جاتی ہے۔ بارگاہ خداوندی سے ان پر کوئی اجر وثواب مرتب نہیں ہوتا۔ عقائد میں جتنی احتیاط کی ضرورت تھی اس سے بھی زیادہ برٹش گورنمنٹ کے عہد سے آج تک علمائے سوء نے اس میدان میں دھاندلی کی ہوئی ہے۔ ایسے کتنے ہی حضرات مسلمانوں کے پیشوا اور رہنما بن کر قوم کے سامنے آئے۔ وہ گندم نما جو فروش اپنے ایمان کی دولت تو ضائع کر ہی چکے تھے اپنے پیچھے لگا کر لاکھوں مسلمانوں کو بھی لے ڈوبے اور انہیں بھی ایمان جیسی متاع عزیز سے محروم کر کے اپنے ساتھ جہنم کا ایندھن بنا لیا۔ کتنے ہی مسلمان ان کے جبہ ودستار کو دیکھ کر اور عالم و پیر ہونے پر فریفتہ ہو کر ان کے پیچھے لگ گئے اور اپنا سرمایہ حیات گنوا بیٹھے۔

برٹش گورنمنٹ کو تو مسلمانوں کے اندر اس چکر کے چلانے کی ضرورت تھی۔ وہ اپنی حکومت کے استحکام ودوام کی خاطر ایسا کرنا وقت کی اہم ترین ضرورت سمجھتے تھے کہ مسلمانوں کی مجموعی طاقت منتشر ہو جائے اور اس طرح ان کی حکومت کو ہلانے کے قابل نہ رہیں۔ آزاد ہونے کے بعد دین وملت کے بہی خواہ سربراہوں کو یہ چکر بازی ختم کروانی چاہیے تھی لیکن افسوس! اس اہم ذمہ داری اور خیر خواہی کا کسی سربراہ کو خیال تک نہیں آیا۔ ہاں یہ ضرور ہوا کہ بعض حضرات نے انگریزوں کی طرح اسے اپنی ضرورت سمجھتے ہوئے فتنہ پردازی کی اس آگ کو جتنا ضروری نظر آیا اس کے مطابق بھڑکانے کی کوشش ضرور کی۔ حالانکہ اس فتنہ بازی کو ختم کرنے کی ضرورت کا پہلی فرصت میں احساس ہونا چاہیے تھا کیونکہ:

ایسا نہ ہو یہ درد سے درد لا دوا
ایسا نہ ہو کہ تم بھی مداوا نہ کر سکو

صرف مسلمانی کا دعویٰ کرنے سے آدمی مسلمان نہیں ہو جاتا کیونکہ منافقین مدینہ بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتے تھے۔ عالم اور علامہ ہو جانا مسلمانی کی سند نہیں کیونکہ شیطان بھی بہت بڑا عالم اور معلم الملکوت تھا۔ مسلمان وہ جس کے عقائد ونظریات اسلامی ہوں

اور جس کا ایک عقیدہ بھی کفریہ اور غیر اسلامی ہے وہ یقیناً اسلام کے دائرے سے باہر اور ایمان کی دولت سے محروم ہے خواہ وہ معلم الملکوت ہی کیوں نہ ہو' خواہ بیت المعمور میں بیٹھ کر فرشتوں کو درس دیتا اور وعظ سناتا ہو' خواہ اس نے زمین کے چپے چپے پر سجدہ کیوں نہ کر لیا ہو۔ ایسے جملہ حضرات اسی ملعون کے ساتھ میدان حشر میں اکٹھے کر کے پروردگار عالم فرشتوں سے فرمائے گا: ''خذوہ فغلوہ ثم الجحیم صلوہ'' نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِهِمْ وَمِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ.

٢- بَابُ جَامِعِ مَا جَاءَ فِي اَهْلِ الْقَدْرِ

تقدیر کے متعلق دیگر روایات

٦٨٧- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ 'عَنْ اَبِي الزِّنَادِ 'عَنِ الْاَعْرَجِ 'عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ 'اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا تَسْاَلِ الْمَرْاَةُ طَلَاقَ اُخْتِهَا لِتَسْتَفْرِغَ صَحْفَتَهَا ' وَلْتَنْكِحْ فَاِنَّمَا لَهَا مَا قُدِّرَ لَهَا. صحیح البخاری (٦٦٠١)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی عورت اپنی بہن کی طلاق نہ چاہے تا کہ اس کا پیالہ اس کے لیے خالی ہو جائے بلکہ نکاح کرے اور جو اس کے مقدر کا ہے وہ اسے مل جائے گا۔

[٨٩٤] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ 'عَنْ يَزِيْدَ بْنِ زِيَادٍ 'عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ قَالَ قَالَ مُعَاوِيَةُ بْنُ اَبِيْ سُفْيَانَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّهُ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَى اللّٰهُ 'وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعَ اللّٰهُ 'وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْهُ الْجَدُّ 'مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ 'ثُمَّ قَالَ مُعَاوِيَةُ سَمِعْتُ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى هٰذِهِ الْاَعْوَادِ.

محمد بن کعب قرظی سے روایت ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منبر پر فرمایا: اے لوگو! اللہ تعالیٰ جو دینا چاہے اسے کوئی روک نہیں سکتا اور جو چیز اللہ نہ دینا چاہے اسے کوئی دے نہیں سکتا اور اس کے مقابلے پر کسی کی طاقت چل نہیں سکتی اور جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے فقہ (دین کی سمجھ) عطا فرماتا ہے۔ پھر حضرت معاویہ نے فرمایا کہ اس منبر پر میں نے یہ کلمات رسول اللہ ﷺ سے سنے تھے۔ ف

ف: نبی کریم ﷺ نے تو فرمایا ہے: جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرے اسے دین کی سمجھ بوجھ یعنی فقہ عطا فرماتا ہے' اس کے باوجود بعض لوگ فقہ سے چڑتے' اسے رائے کہتے اور تفقہ کو قیاس آرائی قرار دیتے ہیں' یہ دینی سمجھ بوجھ سے عاری ہونے کی دلیل ہے۔ جس کے باوجود ایسے حضرات فقہاء' آئمہ مجتہدین پر اعتراضات کرنا' ان کے اجتہادی مسائل کو کمزور بتانا اور خصوصاً امام الائمہ' امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر واہی تباہی اعتراضات جڑتے رہنا ان حضرات نے اپنا محبوب مشغلہ بنایا ہوا ہے۔ حالانکہ اکثر فقہاء و محدثین نے امام ابوحنیفہ کی علمی جلالت کو تسلیم کر کے ان کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کیا ہے اور کوئی بڑے سے بڑا صاحب علم و دانش اور مدعی علم و عرفاں ان کے کسی اجتہادی مسئلے کو آج تک قرآن و حدیث کے خلاف ثابت نہیں کر سکا ہے بلکہ ہر انصاف پسند صاحب علم کو یہی کہنا پڑا کہ حضرت امام اعظم اپنے اجتہادی مسائل میں دیگر تمام مجتہدین سے قرآن و حدیث کے نزدیک تر ہیں۔ حنفی مذہب پر اعتراض کرنا امام اعظم کی رفعت شان اور علمی وسعت تک رسائی نہ ہونے کے باعث ہے اور فقہ کو رائے یا قیاس قرار دے کر مسترد کرنا دین کی سمجھ بوجھ سے کورے ہونے کی دلیل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[٨٩٥] اثر- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى 'عَنْ مَالِكٍ 'اَنَّهُ بَلَغَهُ 'اَنَّهُ كَانَ يُقَالُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ كَمَا يَنْبَغِيْ 'اَلَّذِيْ لَا يَعْجَلُ شَيْءٌ اٰنَاهُ وَقَدَرَهُ 'حَسْبِيَ اللّٰهُ وَكَفٰى سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ دَعَا لَيْسَ وَرَاءَ اللّٰهِ مَرْمٰى.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ اسلاف یوں کہا کرتے تھے: سب خوبیاں خدا کے لیے ہیں جس نے ہر چیز کو پیدا کیا جیسی ہونی چاہیے تھی۔ کوئی چیز اپنے مقررہ وقت سے پہلے ہو نہیں سکتی۔ میرے لیے اللہ کافی ہے اور کفایت کرنے والا۔ اللہ نے سن لیا

جس نے دعا کی۔ اللہ کے سوا کوئی نہیں جس سے دعا کی جائے۔

٦٨٨- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّهُ كَانَ يُقَالُ إِنَّ أَحَدًا لَنْ يَمُوتَ حَتَّى يَسْتَكْمِلَ رِزْقَهُ، فَأَجْمِلُوا فِي الطَّلَبِ. سنن ابن ماجہ(٢١٤٤)

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ اگلے لوگ کہا کرتے تھے کہ کوئی اس وقت تک نہیں مرتا جب تک اس کا رزق پورا نہ ہو جائے۔ پس طلب معاش میں کمی کرو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

٤٧- كِتَابُ حُسْنِ الْخُلُقِ

خوش خلقی کا بیان

١- بَابُ مَا جَاءَ فِي حُسْنِ الْخُلُقِ

خوش خلقی کے متعلق روایات

٦٨٩- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قَالَ آخِرُ مَا أَوْصَانِي بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حِينَ وَضَعْتُ رِجْلِي فِي الْغَرْزِ أَنْ قَالَ أَحْسِنْ خُلُقَكَ لِلنَّاسِ يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ. (رسالہ وصل البلاغات الاربع لابن الصلاح ج ا ص ۲۲)

حضرت معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ جب میں رکاب میں پاؤں رکھنے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے آخری وصیت یہ فرمائی: اے معاذ بن جبل! لوگوں کے ساتھ خوش خلقی سے پیش آنا۔ف

ف: اچھا اخلاق ایسی نعمتِ عظمیٰ ہے جسے اسلام کی تبلیغ اور نشرواشاعت میں بڑا دخل ہے۔ تاریخ عالم شاہد ہے کہ بزرگان دین کے حسن خلق کو دیکھ کر کتنے ہی غیر مسلم حلقۂ بگوش اسلام ہوتے رہے۔ اچھے اخلاق کے ذریعے وہی منظر سامنے آتا ہے جیسا کہ قرآن کریم نے فرمایا: ''ادفع بالتی هی احسن فاذا الذی بینک و بینه عداوة کانه ولی حمیم'' (۳۴:۴۱) یعنی برائی کو اگر بھلائی کے ساتھ ٹالو گے تو جو تمہارا دشمن اور خون کا پیاسا ہے وہ تمہاری خاطر اپنا خون بہانے کے لیے تیار ہو جائے گا' دشمن دوست اور خونخوار جاں نثار ہو جائے گا۔ کبھی ہمارے اخلاق عالیہ کو دیکھ کر دشمن بھی دوست بن جاتے تھے لیکن آج جو دوست بھی ہمارے اخلاق کو دیکھتا ہے تو دشمن ہو جاتا ہے۔ افسوس! ہم نے اپنی عادتوں سے یگانوں کو بیگانے اور دوستوں کو دشمن بنا رکھا ہے۔ کبھی مسلمان اپنے اخلاق حسنہ کے باعث دیگر اقوام میں ممتاز نظر آتے تھے' فوراً پہچان لیے جاتے تھے کہ یہ مسلمان ہوگا اور آج ہم اخلاقی لحاظ سے اس درجہ پستی میں چلے گئے کہ دیگر اقوام عالم کے سامنے بداخلاقی میں اپنی نظیر خود آپ ہیں۔ کل جو قومیں اخلاقی لحاظ سے ہمارے سامنے شرمسار ہوتی تھیں ان سے اخلاقی میدان میں آج ہم آنکھیں نہیں ملا سکتے۔ یہ ہمارے ناخلف اور بدنام کنندگان نکونام ہونے کا ثبوت نہیں تو اور کیا ہے؟ ہائے ہم کیسی سعادت سے محروم ہو گئے جب کہ اخلاق ہی انسان کا سب سے خوش نما زیور ہے اور اسی سے یہ دنیا جنت نظیر بنتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

٦٩٠- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهَا قَالَتْ مَا خُيِّرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي أَمْرَيْنِ قَطُّ إِلَّا أَخَذَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا، فَإِنْ كَانَ إِثْمًا كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ، وَمَا انْتَقَمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِنَفْسِهِ إِلَّا أَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ بِهَا.

صحیح البخاری (٣٥٦٠) صحیح مسلم (٥٩٩٩)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب بھی دو کاموں میں سے ایک کا اختیار ملا تو آپ نے ان میں سے آسان کو اختیار فرمایا جب کہ اس میں گناہ نہ ہوتا۔ گناہ ہوتا تو آپ سب سے زیادہ دور رہتے۔ رسول اللہ ﷺ نے کبھی اپنی ذات کا انتقام نہیں لیا مگر جب اللہ کی حرمت میں کمی کی گئی تو اللہ کے لیے اس کا بدلہ لیا۔

٦٩١- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ.

سنن ترمذی (۲۳۱۷) سنن ابن ماجہ (۳۹۷٦)

علی بن حسین بن علی بن ابوطالب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ بات آدمی کے اچھے اسلام سے ہے کہ وہ فضول باتوں کو چھوڑ دے۔

٦٩٢- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهَا قَالَتِ اسْتَأْذَنَ رَجُلٌ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. قَالَتْ عَائِشَةُ وَأَنَا مَعَهُ فِي الْبَيْتِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِئْسَ ابْنُ الْعَشِيرَةِ، ثُمَّ أَذِنَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَتْ عَائِشَةُ فَلَمْ أَنْشَبْ أَنْ سَمِعْتُ ضَحِكَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَعَهُ، فَلَمَّا خَرَجَ الرَّجُلُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قُلْتَ فِيهِ مَا قُلْتَ، ثُمَّ لَمْ تَنْشَبْ أَنْ ضَحِكْتَ مَعَهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ مِنْ شَرِّ النَّاسِ مَنِ اتَّقَاهُ النَّاسُ لِشَرِّهِ. صحیح البخاری (٦٠٥٤) صحیح مسلم (٦٥٣٩)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت مانگی اور میں آپ کے ساتھ گھر میں تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ برا آدمی ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اسے اجازت مرحمت فرما دی۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ تھوڑی دیر بعد میں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ اس کے ساتھ ہنس رہے تھے۔ جب وہ نکل گیا تو میں عرض گزار ہوئی: یا رسول اللہ! آپ نے تو یہ فرمایا تھا اور اتنی سی دیر میں آپ اس کے ساتھ ہنسنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں میں سب سے برا وہ ہے جس سے لوگ اس کی برائی کے باعث بچیں۔

[٨٩٦] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَمِّهِ أَبِي سُهَيْلِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ كَعْبِ الْأَحْبَارِ، أَنَّهُ قَالَ إِذَا أَحْبَبْتُمْ أَنْ تَعْلَمُوا مَا لِلْعَبْدِ عِنْدَ رَبِّهِ، فَانْظُرُوا مَاذَا يَتْبَعُهُ مِنْ حُسْنِ الثَّنَاءِ.

حضرت کعب احبار نے فرمایا کہ جب تم یہ معلوم کرنا چاہو کہ فلاں بندے کے لیے اس کے رب کے پاس کیا ہے تو دیکھو کہ پیٹھ پیچھے لوگ اس کی کیا تعریفیں کرتے ہیں۔

٦٩٣- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّهُ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ الْمَرْءَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهِ دَرَجَةَ الْقَائِمِ بِاللَّيْلِ الظَّامِئِ بِالْهَوَاجِرِ. سنن ابوداؤد (٤٧٩٨)

یحییٰ بن سعید نے فرمایا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آدمی خوش خلقی کے باعث رات بھر قیام کرنے اور دن بھر بھوکا رہنے کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔

[٨٩٧] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرٍ مِنْ كَثِيرٍ مِنَ الصَّلَاةِ، وَالصَّدَقَةِ؟ قَالُوا بَلَى، قَالَ إِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ، وَإِيَّاكُمْ وَالْبِغْضَةَ فَإِنَّهَا هِيَ الْحَالِقَةُ.

یحییٰ بن سعید کا بیان ہے کہ میں نے سعید بن مسیب کو فرماتے ہوئے سنا: کیا میں تمہیں وہ کام نہ بتاؤں جس میں نماز اور صدقہ سے بھی زیادہ بھلائی ہے؟ لوگوں نے کہا: کیوں نہیں۔ فرمایا کہ دو آدمیوں کے درمیان صلح کروانا اور بغض سے بچتے رہنا کیونکہ یہ مونڈنے والے خصائص سے ہے۔

٦٩٤- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ حُسْنَ الْأَخْلَاقِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اس لیے مبعوث فرمایا گیا ہوں کہ اچھی عادتوں کی تکمیل کر دوں۔ ف

ف: نبی کریم ﷺ کی مقدس زندگی کے شب و روز، اعلان نبوت سے پہلے اور بعد کے حالات، خلوتوں اور جلوتوں کے مشاغل،

دوستوں اور دشمنوں سے سلوک، جاں نثاروں اور آستین کے ماروں سے برتاؤ، یگانوں اور بیگانوں میں زندگی گزرنا، حالتِ بزم ورزم کے حالات، رضا مندی و ناراضگی کے دوران ضبطِ نفس، خوشی اور غمی کے اوقات میں اندازِ فکر ونظر، معاشی وسعت اور تنگی کے دوران سخاوت وقناعت کا مجمع البحرین ہونا، گھریلو اور معاشرتی زندگی کے لمحات، غرضیکہ زندگی کا ایسا کون سا گوشہ ہے جو قرآن وحدیث اور تاریخ وسیرت کے ذریعے روز روشن کی طرح پوری دنیا کے سامنے نہ ہو۔ اس معلم کائنات اور علمبردار انسانیت کی زندگی کا ہر لمحہ صداقت وامانت کی منہ بولتی تصویر ہے۔ اپنوں اور بیگانوں، دوستوں اور دشمنوں، سب کو اس زندہ حقیقت کا اقرار ہے۔ ہر مذہب وملت کے عمائد نے آپ کی بارگاہ عرش آستاں میں خراج عقیدت پیش کیا اور آپ کے اخلاقِ حسنہ کو عدیم المثال قرار دیا ہے۔ غرضیکہ بیگانے بھی آپ کے متعلق یوں کہتے ہوئے نظر آتے ہیں:

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے رہبر ہو گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

٢- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَيَاءِ

شرم وحیاء کا بیان

٦٩٥- حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ صَفْوَانَ بْنِ سَلَمَةَ الزُّرَقِيِّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ طَلْحَةَ بْنِ رُكَانَةَ يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِكُلِّ دِينٍ خُلُقٌ، وَخُلُقُ الْإِسْلَامِ الْحَيَاءُ.

زید بن طلحہ بن رکانہ نے مرفوعاً روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر دین کا ایک خلق ہوتا ہے اور اسلام کا خلق شرم وحیاء ہے۔

٦٩٦- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ عَلَى رَجُلٍ وَهُوَ يَعِظُ أَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ دَعْهُ فَإِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْإِيمَانِ.

صحیح البخاری (٢٤) صحیح مسلم (١٥٣)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک ایسے آدمی کے پاس سے گزرے جو اپنے بھائی کو حیاء کی نصیحت کر رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو کیونکہ حیاء تو ایمان کا ایک حصہ ہے۔

٣- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْغَضَبِ

غصے کا بیان

٦٩٧- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ، أَنَّ رَجُلًا أَتَى إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ عَلِّمْنِي كَلِمَاتٍ أَعِيشُ بِهِنَّ، وَلَا تُكْثِرْ عَلَيَّ فَأَنْسَى، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَغْضَبْ. صحیح البخاری (٦١١٦)

حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ! مجھے ایسی باتیں بتائیے جن سے میں فائدہ حاصل کروں اور اتنی نہ بتانا کہ میں بھول جاؤں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ غصے میں نہ آیا کرو۔

٦٩٨- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرَعَةِ، إِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ.

صحیح البخاری (٦١١٤) صحیح مسلم (٦٥٨٦)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پہلوان وہ نہیں جو پچھاڑ دے بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھے۔ ف

ف: کشتی میں جب ایک پہلوان دوسرے کو پچھاڑ دے تو یہ اس کے طاقتور اور صاحب فن ہونے کا ثبوت ہوتا ہے جس کے باعث ہر ایک اس کی تعریف کرتا ہے۔ انسانیت کی نگاہ میں اپنے حریف کو پچھاڑنے والا قابلِ ذکر پہلوان تو ضرور ہے لیکن ایسا پہلوان ہرگز نہیں ہے جیسا کہ غصے کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھنے والا قابل تعریف پہلوان ہے۔ طاقتور ہونے کا مظاہرہ تو جانور بھی اس سے بڑھ کر دکھا سکتے ہیں لیکن مزہ تو اس میں ہے کہ انسانیت کے میدان میں شہ زوری دکھائے' غصے کے وقت شیطان انسانی بدن میں خون کی طرح دوڑتا ہے اور شیطنت اس کی انسانیت پر غالب آنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگاتی ہے۔ انسانیت اور شیطنت کی اس جنگ میں جو غصے پر قابو پاتے ہوئے شیطنت کو مغلوب اور انسانیت کو غالب کر دکھائے' حقیقت میں پہلوان وہی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

٤- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُهَاجَرَةِ

ترکِ ملاقات کے احکام

٦٩٩- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ' عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ ' عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يُهَاجِرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ. يَلْتَقِيَانِ فَيُعْرِضُ هٰذَا وَيُعْرِضُ هٰذَا وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ.

صحیح البخاری (٦٠٧٧) صحیح مسلم (٦٤٧٨)

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھے' جب دونوں ملیں تو کبھی یہ منہ پھیر لے اور کبھی وہ اور دونوں میں بہتر وہ ہے جو پہلے سلام کرے۔

٧٠٠- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ' عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ' أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا تَبَاغَضُوا ' وَلَا تَحَاسَدُوا ' وَلَا تَدَابَرُوا ' وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا ' وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يُهَاجِرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ.

صحیح البخاری (٦٠٧٦) صحیح مسلم (٦٤٧٣)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آپس میں ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو' حسد نہ کرو اور ایک دوسرے سے پیٹھ نہ پھیرو۔ اللہ کے بندو! بھائی بھائی ہو جاؤ اور کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے۔

قَالَ مَالِكٌ لَا أَحْسَبُ التَّدَابُرَ إِلَّا الْإِعْرَاضَ عَنْ أَخِيكَ الْمُسْلِمِ ' فَتُدْبِرَ عَنْهُ بِوَجْهِكَ.

امام مالک نے فرمایا: ''التدابر'' سے مراد مسلمان بھائی سے منہ پھیرنا ہے۔ منہ پھیرا تو پیٹھ بھی پھر گئی۔

٧٠١- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ أَبِي الزِّنَادِ ' عَنِ الْأَعْرَجِ ' عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ' أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ ' فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ ' وَلَا تَجَسَّسُوا ' وَلَا تَحَسَّسُوا ' وَلَا تَنَافَسُوا ' وَلَا تَحَاسَدُوا ' وَلَا تَبَاغَضُوا ' وَلَا تَدَابَرُوا ' وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا. صحیح البخاری (٦٠٦٦) صحیح مسلم (٦٤٨٢)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے اور ایک دوسرے کا کھوج نہ لگاؤ' برائیاں تلاش نہ کرو' دنیا کی حرص نہ کرو' حسد نہ کرو' بغض نہ رکھو اور ایک دوسرے سے منہ نہ پھیرو۔ اللہ کے بندو! بھائی بھائی ہو جاؤ۔ ف

ف: فرمانِ رسالت ہے کہ ''اے اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ'' اگر مسلمان اپنے آقا و مولیٰ کے اس ارشاد پر عمل کریں تو اکثر معاشرتی خرابیوں کا سدباب ہو جائے۔ افسوس! ہمارا عمل آج اس کے برعکس ہے اور اپنے مسلمان بھائیوں کی بدخواہی ہمارا شعار ہو کر رہ گئی ہے۔ کہاں قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کا وہ ایثار اور قربانی اور کہاں آج ہمارا اپنے دینی و ایمانی بھائیوں کے گلے پر دن

دہاڑے چھری پھیرنا۔ ہم دوسروں کا گھر برباد کر کے اپنا آباد کر رہے ہیں' دوسروں کو رلا کر خود ہنس رہے ہیں' دوسروں کے گھروں میں ماتم برپا کر کے خود عید منا رہے ہیں' دوسروں کو مصائب کے جہنم میں جھونک کر خود آرام وراحت کی جنت کے مزے لوٹ رہے ہیں' دوسروں کو بھکاری بنا کر خود قارون بن جانے پر تلے ہوئے ہیں اور یہ سمجھنے کی قطعاً کوشش نہیں کرتے کہ اس طرح دوسروں کا جینا حرام کر کے اپنے آپ کو جہنم کا ایندھن بنا رہے ہیں۔ کیا ہمارے ہی متعلق قرآن کریم نے فرمایا ہے؟ "انما المومنون اخوة" (۴۹:۱۰) بے شک مومن سب بھائی بھائی ہیں۔ اہل ایمان واقعی بھائی بھائی ہوتے ہیں لیکن ہم ایک دوسرے کے بدخواہ ہیں۔ ہمیں اپنے گریبانوں میں جھانک کر دیکھنا چاہیے کہ کہیں ہمارے ایمان تو مشکوک نہیں ہیں؟ آخر کوئی وجہ تو ہوگی جس کے باعث ہم مسلمان کہلاتے ہوئے ایک دوسرے کو بھائی نہیں سمجھتے بلکہ بدخواہی میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے میں کوشاں ہیں؟ کاش! ہم اس خرابی کو محسوس کر کے اس کے سدِ باب کی جانب مؤثر قدم اٹھا سکیں۔

۷۰۲- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ ' عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِیْ مُسْلِمٍ عَبْدِ اللّٰهِ الْخُرَاسَانِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَصَافَحُوْا یَذْهَبُ الْغِلُّ ' وَتَهَادَوْا تَحَابُّوْا ' وَتَذْهَبُ الشَّحْنَاءُ.

عطاء بن ابو مسلم عبد اللہ خراسانی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مصافحہ کیا کرو کہ کینہ نکل جائے گا اور ہدیہ دیا کرو کہ محبت بڑھے گی اور دشمنی جاتی رہے گی۔

۷۰۳- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ ' عَنْ سُهَیْلِ بْنِ اَبِیْ صَالِحٍ ' عَنْ اَبِیْهِ ' عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ تُفْتَحُ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ ' وَیَوْمَ الْخَمِیْسِ ' فَیُغْفَرُ لِکُلِّ عَبْدٍ مُّسْلِمٍ لَا یُشْرِکُ بِاللّٰهِ شَیْئًا ' اِلَّا رَجُلًا کَانَتْ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ اَخِیْهِ شَحْنَاءُ ' فَیُقَالُ اَنْظِرُوْا هٰذَیْنِ حَتّٰی یَصْطَلِحَا ' اَنْظِرُوْا هٰذَیْنِ حَتّٰی یَصْطَلِحَا.
صحیح مسلم (۶۴۹۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت کے دروازے پیر اور جمعرات کے روز کھولے جاتے ہیں۔ ہر مسلمان بندے کی مغفرت کر دی جاتی ہے جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو ماسوائے اس آدمی کے کہ جس کی اپنے بھائی سے عداوت ہو۔ کہا جاتا ہے کہ دونوں کو دیکھو یہاں تک کہ مل جائیں' ابھی دونوں کو دیکھو یہاں تک کہ مل جائیں۔

۷۰۴- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ ' عَنْ مُسْلِمِ بْنِ اَبِیْ مَرْیَمَ ' عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ السَّمَّانِ ' عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّهٗ قَالَ تُعْرَضُ اَعْمَالُ النَّاسِ کُلَّ جُمُعَةٍ مَرَّتَیْنِ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ ' وَیَوْمَ الْخَمِیْسِ ' فَیُغْفَرُ لِکُلِّ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ اِلَّا عَبْدًا کَانَتْ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ اَخِیْهِ شَحْنَاءُ ' فَیُقَالُ اتْرُکُوْا هٰذَیْنِ حَتّٰی یَفِیْئَا ' اَوْ ارْکُوْا هٰذَیْنِ حَتّٰی یَفِیْئَا. صحیح مسلم (۶۴۹۲)

ابو صالح سمان سے روایت ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: لوگوں کے اعمال ہر ہفتے میں دو دفعہ پیش کیے جاتے ہیں یعنی پیر اور جمعرات کے روز۔ ہر مومن بندے کی مغفرت کر دی جاتی ہے مگر اس بندے کی جس کی اپنے بھائی سے دشمنی ہو۔ کہا جاتا ہے کہ ان دونوں کو چھوڑے رکھو یہاں تک کہ مل جائیں یا ان دونوں کو رہنے دو یہاں تک کہ مل بیٹھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

۴۸- کِتَابُ اللِّبَاسِ

لباس کا بیان

۱- بَابُ مَا جَاءَ فِیْ لُبْسِ الثِّیَابِ لِلْجَمَالِ بِهَا

زیب وزینت کے لیے لباس پہننا

۷۰۵- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ ' عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ '

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيِّ، اَنَّهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ غَزْوَةِ بَنِيْ اَنْمَارٍ قَالَ جَابِرٌ فَبَيْنَا اَنَا نَازِلٌ تَحْتَ شَجَرَةٍ، اِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَقْبَلَ، فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، هَلُمَّ اِلَى الظِّلِّ. قَالَ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقُمْتُ اِلٰى غِرَارَةٍ لَنَا فَالْتَمَسْتُ فِيْهَا شَيْئًا، فَوَجَدْتُ فِيْهَا جِرْوَ قِثَّاءٍ فَكَسَرْتُهُ، ثُمَّ قَرَّبْتُهُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ مِنْ اَيْنَ لَكُمْ هٰذَا؟ قَالَ فَقُلْتُ خَرَجْنَا بِهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنَ الْمَدِيْنَةِ. قَالَ جَابِرٌ وَعِنْدَنَا صَاحِبٌ لَنَا نُجَهِّزُهُ يَذْهَبُ يَرْعٰى ظَهْرَنَا. قَالَ فَجَهَّزْتُهُ، ثُمَّ اَدْبَرَ يَذْهَبُ فِي الظَّهْرِ وَعَلَيْهِ بُرْدَانِ لَهُ قَدْ خَلَقَا. قَالَ فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَيْهِ فَقَالَ اَمَا لَهُ ثَوْبَانِ غَيْرُ هٰذَيْنِ؟ فَقُلْتُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، لَهُ ثَوْبَانِ فِي الْعَيْبَةِ كَسَوْتُهُ اِيَّاهُمَا قَالَ فَادْعُهُ فَمُرْهُ فَلْيَلْبَسْهُمَا. قَالَ فَدَعَوْتُهُ فَلَبِسَهُمَا، ثُمَّ وَلّٰى يَذْهَبُ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا لَهُ ضَرَبَ اللّٰهُ عُنُقَهُ اَلَيْسَ هٰذَا خَيْرًا لَهُ؟ قَالَ فَسَمِعَهُ الرَّجُلُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ. قَالَ فَقُتِلَ الرَّجُلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ.

روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ غزوہ بنی انمار کے لیے نکلے۔ اسی دوران کہ میں ایک درخت کے نیچے اترا ہوا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نظر آئے۔ میں عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! سائے میں تشریف لے آئیے۔ پس رسول اللہ ﷺ جلوہ افروز ہو گئے۔ میں اپنی زنبیل کی طرف اٹھا کہ اس میں کچھ تلاش کروں تو مجھے ایک ککڑی مل گئی۔ میں اسے توڑ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آیا۔ فرمایا کہ یہ تم نے کہاں سے لی؟ عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! میں اسے مدینہ منورہ سے لے آیا تھا۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ہمارے ساتھ ایک آدمی تھا جس کا سامان سفر ہم نے فراہم کیا تھا اور وہ ہمارے جانوروں کو چراتا تھا۔ جب وہ جانوروں کو چرانے کے لیے پیٹھ پھیر کر جانے لگا اور اس کے اوپر دو پھٹی ہوئی چادریں تھیں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا: کیا ان دو کے سوا اس کے پاس اور کپڑے نہیں؟ میں عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ! کیوں نہیں' اس کے کپڑے گٹھڑی میں ہیں اور یہ پہن رکھے ہیں۔ فرمایا کہ اسے بلا کر کہو کہ دوسرے کپڑے پہن لے۔ پس میں نے اسے بلایا اور اس نے کپڑے پہن لیے۔ جب وہ پیٹھ پھیر کر جانے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے کیا ہو گیا ہے' اللہ اس کی گردن مارے' کیا یہ کپڑے اس کے لیے بہتر نہیں؟ وہ آدمی یہ بات سن کر عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! کیا راہِ خدا میں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ راہِ خدا میں۔ راوی کا بیان ہے کہ وہ راہِ خدا میں شہید ہوا۔

[۸۹۸] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهُ بَلَغَهُ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ اِنِّيْ لَاُحِبُّ اَنْ اَنْظُرَ اِلَى الْقَارِیءِ اَبْيَضَ الثِّيَابِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں یہ چاہتا ہوں کہ جس عالمِ قرآن کی طرف دیکھوں اس کا لباس اجلا ہو۔

۷۰۶- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَيُّوْبَ بْنِ اَبِيْ تَمِيْمَةَ، عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اِذَا اَوْسَعَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ، فَاَوْسِعُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ جَمَعَ رَجُلٌ عَلَيْهِ ثِيَابَهُ. صحیح البخاری (۳۶۵)

ابن سیرین سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ تمہیں وسعت دے تو تم اپنی جانوں پر وسعت کر لیا کرو اور اپنے لیے کپڑے بنا لیا کرو۔

۲- بَابُ مَا جَاءَ فِيْ لُبْسِ الثِّيَابِ الْمُصْبَغَةِ وَالذَّهَبِ

رنگین کپڑے پہننا اور سونے کا استعمال

[٨٩٩]أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَلْبَسُ الثَّوْبَ الْمَصْبُوغَ بِالْمِشْقِ، وَالثَّوْبَ الْمَصْبُوغَ بِالزَّعْفَرَانِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما گیرو سے رنگے ہوئے اور زعفران سے رنگے ہوئے کپڑے پہن لیا کرتے تھے۔

٧٠٧- قَالَ يَحْيَى وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ: وَأَنَا أَكْرَهُ أَنْ تَلْبَسَ الْغِلْمَانُ شَيْئًا مِنَ الذَّهَبِ، لِأَنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ، فَأَنَا أَكْرَهُهُ لِلرِّجَالِ الْكَبِيرِ مِنْهُمْ وَالصَّغِيرِ.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ بچے سونا پہنیں میں اسے ناپسند کرتا ہوں کیونکہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا ہے۔ اسی لیے میں بڑے اور چھوٹے سب آدمیوں کے لیے ناپسند کرتا ہوں۔

قَالَ يَحْيَى وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ فِي الْمَلَاحِفِ الْمُعَصْفَرَةِ فِي الْبُيُوتِ لِلرِّجَالِ، وَفِي الْأَفْنِيَةِ قَالَ لَا أَعْلَمُ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا حَرَامًا وَغَيْرُ ذٰلِكَ مِنَ اللِّبَاسِ أَحَبُّ إِلَيَّ. صحیح البخاری(٥٨٦٤) صحیح مسلم(٥٤٣٧، ٥٤٣٨)

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ کسم سے رنگی ہوئی چادریں مردوں کے لیے گھروں اور ان کے صحنوں میں۔ فرمایا کہ میں ان میں سے کسی بات کو حرام نہیں جانتا' لیکن اس کے سوا دوسرا لباس ہو تو مجھے زیادہ پسند ہے۔

٣- بَابُ مَا جَاءَ فِي لُبْسِ الْخَزِّ

اونی اور ریشمی کپڑے پہننے کا حکم

[٩٠٠]أثر- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهَا كَسَتْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ مِطْرَفَ خَزٍّ كَانَتْ عَائِشَةُ تَلْبَسُهُ.

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت عبداللہ بن زبیر کو ریشم ملا ہوا اونی کپڑا پہنایا اور حضرت عائشہ خود وہ کپڑا پہنا کرتی تھیں۔

٤- بَابُ مَا يُكْرَهُ لِلنِّسَاءِ لُبْسُهُ مِنَ الثِّيَابِ

جن کپڑوں کا پہننا عورتوں کے لیے مکروہ ہے

[٩٠١]أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ أَبِي عَلْقَمَةَ، عَنْ أُمِّهِ أَنَّهَا قَالَتْ: دَخَلَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَلَى عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، وَعَلَى حَفْصَةَ خِمَارٌ رَقِيقٌ، فَشَقَّتْهُ عَائِشَةُ وَكَسَتْهَا خِمَارًا كَثِيفًا.

علقمہ بن ابو علقمہ کی والدہ محترمہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حفصہ بنت عبد الرحمٰن حاضر ہوئیں۔ حفصہ کے سر پر باریک دوپٹہ تھا۔ حضرت عائشہ نے اسے پھاڑ دیا اور انہیں موٹا دوپٹہ اڑھا دیا۔

٧٠٨- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ قَالَ: نِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مَائِلَاتٌ مُمِيلَاتٌ لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ، وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا، وَرِيحُهَا يُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ خَمْسِمِائَةِ عَامٍ. صحیح مسلم(٥٥٤٧، ٧١٢٣)

ابو صالح سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: بعض عورتیں کپڑے پہنے ہوئے بھی ننگی ہوتی ہیں' خود راستے سے بھٹکی ہوئی ہیں اور دوسروں کو بھی بے راہ رو کرتی ہیں۔ وہ جنت میں داخل نہیں ہوں گی بلکہ اس کی خوشبو تک نہ پائیں گی حالانکہ اس کی خوشبو پانچ سو برس کی مسافت سے سونگھی جا سکتی ہے۔ ف

ف: کپڑوں میں ملبوس ہوتے ہوئے عورت کا ننگی شمار ہونا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کپڑے باریک ہوں اور بدن نظر آئے یا کپڑے ایسے تنگ ہوں کہ جسم کی ہیئت کا پتہ لگتا ہو یا جسم کے وہ مخفی حصے نمایاں ہوں جن سے حسن و جمال چھن کر سامنے آ جائے۔ ایسی تمام

صورتوں میں اسلامی غیرت کا یہ محافظ دستہ ملبوس نہیں بلکہ عریاں شمار ہوتا ہے۔ یہ تقویٰ شکن صورت حال خرمن عفت وغیرت میں آگ لگا دیتی ہے۔ فریقین کی عقل پر ایسے پردے پڑ جاتے ہیں کہ ملی غیرت کا جنازہ نکل جاتا ہے۔ طرفین کے دل و دماغ پر نفسانیت کا ایسا بھوت سوار ہوتا ہے کہ تقویٰ وطہارت عفت وغیرت' سود وزیاں اور ایں وآں کی پروا نہیں رہتی۔ سب کچھ داؤ پر لگا دیا جاتا ہے۔ بہت کچھ کھو دیتے ہیں اور احساس تک نہیں ہوتا کہ پلے کچھ رہا یا نہیں۔ شاعر مشرق ایسی ہی صورت حال پر یوں خون کے آنسو روتے تھے:

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

۷۰۹- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ' عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ' عَنِ ابْنِ شِہَابٍ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَامَ مِنَ اللَّیْلِ فَنَظَرَ فِیْ اُفُقِ السَّمَاءِ فَقَالَ مَاذَا فُتِحَ اللَّیْلَۃَ مِنَ الْخَزَائِنِ؟ وَمَاذَا وَقَعَ مِنَ الْفِتَنِ؟ کَمْ مِنْ کَاسِیَۃٍ فِی الدُّنْیَا عَارِیَۃٌ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ' اَیْقِظُوْا صَوَاحِبَ الْحُجَرِ.

صحیح البخاری (۱۱۵)

ابن شہاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی رات میں کھڑے ہوئے اور آسمان کی طرف دیکھ کر فرمایا: اس رات کتنے خزانے کھولے گئے اور کتنے فتنے واقع ہوئے ہیں؟ کتنی ہی لباس پہننے والی عورتیں قیامت کے روز ننگی ہوں گی۔ ان حجرے والی عورتوں کو جگاؤ۔

۵- بَابُ مَا جَاءَ فِیْ اِسْبَالِ الرَّجُلِ ثَوْبَہٗ

کپڑا لٹکائے رکھنے کا بیان

۷۱۰- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ' عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ دِیْنَارٍ' عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اَلَّذِیْ یَجُرُّ ثَوْبَہٗ خُیَلَاءَ لَا یَنْظُرُ اللّٰہُ اِلَیْہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ.

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو تکبر کی وجہ سے کپڑا لٹکائے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی طرف نظر نہیں فرمائے گا۔

۷۱۱- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ' عَنْ اَبِی الزِّنَادِ' عَنِ الْاَعْرَجِ' عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ لَا یَنْظُرُ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اِلٰی مَنْ یَجُرُّ اِزَارَہٗ بَطَرًا. صحیح البخاری (۵۷۸۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی طرف نظر نہیں فرمائے گا جو تکبر کی وجہ سے اپنی چادر کو لٹکائے۔

۷۱۲- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ' عَنْ نَافِعٍ' وَعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ دِیْنَارٍ' وَزَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ کُلُّہُمْ یُخْبِرُہٗ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ لَا یَنْظُرُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اِلٰی مَنْ یَجُرُّ ثَوْبَہٗ خُیَلَاءَ.

صحیح البخاری (۵۷۸۳) صحیح مسلم (۵۴۲۰)

نافع' عبد اللہ بن دینار اور زید بن اسلم تینوں نے حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی طرف نظر نہیں فرمائے گا جو تکبر کی وجہ سے اپنے کپڑے کو لٹکائے۔

۷۱۳- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ' عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ' عَنْ اَبِیْہِ' اَنَّہٗ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا سَعِیْدٍ الْخُدْرِیَّ عَنِ الْاِزَارِ فَقَالَ اَنَا اُخْبِرُکَ بِعِلْمٍ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ اِزْرَۃُ الْمُؤْمِنِ اِلٰی اِنْصَافِ سَاقَیْہِ لَا جُنَاحَ عَلَیْہِ فِیْمَا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْکَعْبَیْنِ' مَا اَسْفَلَ مِنْ ذٰلِکَ فَفِی

علاء بن عبد الرحمٰن کے والد ماجد نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ازار کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: میں تمہیں یقینی بات بتاتا ہوں' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ مومن کی ازار اس کی نصف پنڈلیوں تک ہوتی ہے اور ٹخنوں تک رکھنے میں کوئی قباحت نہیں لیکن جو اس سے

النَّارِ، مَا أَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ فَفِي النَّارِ، لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلٰى مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ بَطَرًا.

سنن ابوداود (۴۰۹۳) سنن ابن ماجہ (۳۵۷۳)

نیچے ہو وہ جہنم میں ہے' جو اس سے بھی نیچے ہو وہ جہنم میں ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی طرف نظر نہیں فرمائے گا جو تکبر کی وجہ سے اپنی ازار کو گھسیٹے۔

٦- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِسْبَالِ الْمَرْأَةِ ثَوْبَهَا

اگر عورت کپڑا لٹکائے تو کیا حکم ہے؟

٧١٤- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ نَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ نَافِعٍ مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ، أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهَا قَالَتْ حِينَ ذُكِرَ الْإِزَارُ فَالْمَرْأَةُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ تُرْخِيهِ شِبْرًا. قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ إِذًا يَنْكَشِفُ عَنْهَا. قَالَ فَذِرَاعًا لَا تَزِيدُ عَلَيْهِ. سنن ابوداود (۴۱۱۷)

صفیہ بنت ابوعبید کو ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بتایا کہ جب ازار کا ذکر ہوا تو انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! عورت کیا کرے؟ فرمایا کہ ایک بالشت نیچی رکھے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی کہ اگر بے پردہ ہونے کا ڈر ہو؟ فرمایا تو ایک ذراع لیکن اس سے زیادہ نہ ہو۔

٧- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْانْتِعَالِ

جوتے پہننے کا بیان

٧١٥- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَمْشِيَنَّ أَحَدُكُمْ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ لِيَنْعَلْهُمَا جَمِيعًا أَوْ لِيُحْفِهِمَا جَمِيعًا. صحیح البخاری (۵۸۵۵) صحیح مسلم (۵۴۶۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی ایک جوتا پہن کر نہ چلے۔ چاہیے کہ دونوں جوتے پہنے یا دونوں اتار دے۔

٧١٦- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِذَا انْتَعَلَ أَحَدُكُمْ، فَلْيَبْدَأْ بِالْيَمِينِ، وَإِذَا نَزَعَ، فَلْيَبْدَأْ بِالشِّمَالِ، وَلْتَكُنِ الْيُمْنٰى أَوَّلَهُمَا تُنْعَلُ وَآخِرَهُمَا تُنْزَعُ. صحیح البخاری (۵۸۵۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی جوتے پہنے تو داہنی جانب سے ابتداء کرے اور جب اتارے تو پہلے بایاں جوتا اتارے پہنتے ہوئے دایاں جوتا پہلے رہے اور اتارتے ہوئے آخر میں۔

[٩٠٢] أَثَر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَمِّهِ أَبِي سُهَيْلِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ كَعْبِ الْأَحْبَارِ، أَنَّ رَجُلًا نَزَعَ نَعْلَيْهِ فَقَالَ لِمَ خَلَعْتَ نَعْلَيْكَ؟ لَعَلَّكَ تَأَوَّلْتَ هٰذِهِ الْآيَةَ ﴿فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى﴾ (طٰہٰ: ١٢) قَالَ ثُمَّ قَالَ كَعْبٌ لِلرَّجُلِ أَتَدْرِي مَا كَانَتْ نَعْلَا مُوسٰى؟ قَالَ مَالِكٌ لَا أَدْرِي مَا أَجَابَهُ الرَّجُلُ فَقَالَ كَعْبٌ كَانَتَا مِنْ جِلْدِ حِمَارٍ مَيِّتٍ.

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے جوتے اتارے تو انہوں نے فرمایا: تم نے جوتے کیوں اتارے؟ شاید تم نے اس آیت کی تاویل کی ہے: "اپنے جوتے اتار دو کیونکہ تم وادیٔ طویٰ میں ہو" پھر جب کعب نے اس آدمی سے فرمایا: حضرت موسیٰ کے جوتے کس چیز کے تھے؟ امام مالک نے فرمایا کہ مجھے معلوم نہیں اس آدمی نے کیا جواب دیا۔ حضرت کعب نے فرمایا کہ وہ گدھے کی کھال کے تھے۔ ف

ف: جوتے' قمیص اور شلوار وغیرہ پہننے کا اسلامی طریقہ یہ ہے کہ ابتداء دائیں جانب سے کی جائے اور اتارتے وقت ابتداء بائیں جانب سے ہو۔ جوتے آخر دونوں ہی پیروں میں پہنے جائیں گے خواہ ابتداء کسی جانب سے کی جائے لیکن پہلے دائیں پیر میں جوتا پہنا تو یہ اسلامی طریقہ ہو گیا اور ثواب ملے گا۔ اگر پہلے بائیں پیر میں پہنا تو یہ غیر اسلامی طریقہ ہوا اور مفت میں ثواب ضائع کر دیا۔ اسی

طرح اتارتے وقت اگر پہلے بائیں پیر کا جوتا اتارا تو ثواب مل گیا اور دائیں پیر کا پہلے اتارا تو ثواب سے محروم ہو رہا۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ اسلامی آداب سیکھیں اور دوسروں کو سکھائیں۔ اسلامی آداب کا ہر مسلمان کو عادی ہونا چاہیے اور خصوصاً جو حضرات زیور علم سے آراستہ ہیں انہیں تو اپنے آپ کو اسلامی آداب واطوار کے سانچے میں ڈھال لینا چاہیے تاکہ انہیں دیکھ کر دوسرے بھی اسلامی طور طریقوں کی جانب مائل ہوتے رہیں۔

۸- باب ما جاء في لبس الثياب

کپڑے پہننے کا بیان

۷۱۷- وحدثني عن مالك، عن أبي الزناد، عن الأعرج، عن أبي هريرة أنه قال نهى رسول الله ﷺ عن لبستين وعن بيعتين، عن الملامسة وعن المنابذة، وعن أن يحتبي الرجل في ثوب واحد ليس على فرجه منه شيء، وعن أن يشتمل الرجل بالثوب الواحد على أحد شقيه. صحیح البخاری (۵۸۲۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو قسم کے لباس اور دو قسم کی بیع سے منع فرمایا ہے یعنی ملامسہ اور منابذہ بیع سے اور یہ کہ آدمی ایک کپڑے کو اس طرح لپیٹ لے کہ اس کی شرمگاہ پر کچھ نہ رہے اور ایک ہی کپڑے کو آدمی اس طرح سارے بدن پر لپیٹے کہ ایک کنارا باہر رہے۔

۷۱۸- وحدثني عن مالك، عن نافع، عن عبد الله بن عمر، أن عمر بن الخطاب رأى حلة سيراء تباع عند باب المسجد فقال يا رسول الله لو اشتريت هذه الحلة، فلبستها يوم الجمعة، وللوفد إذا قدموا عليك، فقال رسول الله ﷺ إنما يلبس هذه من لا خلاق له في الآخرة، ثم جاء رسول الله ﷺ منها حلل، فأعطى عمر بن الخطاب منها حلة فقال عمر يا رسول الله أكسوتنيها وقد قلت في حلة عطارد ما قلت؟ فقال رسول الله ﷺ لم أكسكها لتلبسها فكساها عمر أخا له مشركا بمكة.

صحیح البخاری (۸۸۶ - ۲۶۱۱) صحیح مسلم (۵۳۶۸)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے مسجد کے دروازے پر ایک ریشمی حلّہ بکتا ہوا دیکھا' عرض گزار ہوئے کہ یارسول اللہ! کاش! آپ اس حلّے کو خرید لیں اور جمعہ کے روز پہنا کریں نیز جب وفود آپ کی خدمت میں آئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایسے لباس وہ پہنا کرتے ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہو۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس ان میں سے حلّے آئے تو آپ نے حضرت عمر کو ان میں سے ایک حلّہ دیا۔ حضرت عمر عرض گزار ہوئے کہ یارسول اللہ! آپ یہ مجھے پہنا رہے ہیں اور عطارد کے حلّے کے متعلق آپ نے کچھ اور ہی فرمایا تھا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تمہیں پہننے کے لیے نہیں دیا تھا۔ پس حضرت عمر نے وہ اپنے مشرک بھائی کو پہنا دیا جو مکہ مکرمہ میں تھا۔

[۹۰۳] اثر- وحدثني عن مالك، عن إسحاق بن عبد الله بن أبي طلحة، أنه قال قال أنس بن مالك رأيت عمر بن الخطاب وهو يومئذ أمير المدينة وقد رقع بين كتفيه برقع ثلاث لبد بعضها فوق بعض.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا جب کہ وہ مدینہ منورہ کے امیر تھے کہ ان کے کندھوں کے درمیان کرتے میں تین پیوند لگے ہوئے تھے اور جو تقریباً ایک دوسرے کے اوپر تھے۔ف

ف: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سربراہِ مملکت اور امیر المؤمنین ہیں لیکن قمیص پر اوپر نیچے تین پیوند لگے ہوئے ہیں۔ یہ کیفیت اس سربراہِ مملکت کی ہے جو بلحاظ فاتح تاریخ عالم میں اپنی مثال آپ ہے اور جس کی ہیبت سے دنیا کی عظیم طاقتیں یعنی قیصر وکسریٰ بھی لرزہ براندام ہیں۔ ان کی دنیا سے یہ بے رغبتی کیوں نہ ہوتی جب کہ بارگاہِ رسالت کے تربیت یافتہ تھے۔ اس مثالی انسان کو تو رحمت دو عالم

نے آپ پروردگار سے مانگ کر لیا تھا۔ سرور کون و مکاں ﷺ نے جہان بانی و جہان داری کا راز بتایا تھا کہ سربراہ اگر عیش و عشرت اور آرام و راحت سے کنارہ کش رہے گا تو رعایا کے حصے میں خوشحالی اور امن و سکون آئے گا اور سربراہ دنیا سمیٹنے اور داد عیش دینے لگے تو رعایا کو کسمپرسی، افلاس، پریشانی، افراتفری اور لوٹ کھسوٹ کے تحائف ہی ملیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

۴۹- كِتَابُ صِفَةِ النَّبِيِّ ﷺ

نبی ﷺ کا حلیہ مبارک

۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ النَّبِيِّ ﷺ

حضور کے حلیہ مبارک کا بیان

۷۱۹- حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ بِالطَّوِيلِ الْبَائِنِ، وَلَا بِالْقَصِيرِ، وَلَا بِالْأَبْيَضِ الْأَمْهَقِ، وَلَا بِالْآدَمِ، وَلَا بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ، وَلَا بِالسَّبِطِ، بَعَثَهُ اللّٰهُ عَلَى رَأْسِ أَرْبَعِينَ سَنَةً، فَأَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِينَ وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرَ سِنِينَ، وَتَوَفَّاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى رَأْسِ سِتِّينَ سَنَةً، وَلَيْسَ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ عِشْرُونَ شَعْرَةً بَيْضَاءَ ﷺ.

صحیح البخاری (۳۵۴۷) صحیح مسلم (۶۰۴۲)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نہ بہت لمبے تھے اور نہ پست قد، رنگ نہ بالکل سفید تھا نہ گندمی، بال نہ گھنگریالے تھے اور نہ بالکل سیدھے، چالیس سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا۔ پھر دس سال مکہ مکرمہ میں رونق افروز رہے اور دس سال مدینہ منورہ میں جلوہ گری رہی۔ ساٹھ سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے خاص قرب میں بلا لیا۔ سر اقدس اور داڑھی مبارک میں بیس بال بھی سفید نہیں ہوں گے۔

۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالدَّجَّالِ

حضرت عیسیٰ بن مریم اور دجال کا بیان

۷۲۰- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ أَرَانِي اللَّيْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ، فَرَأَيْتُ رَجُلًا آدَمَ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِنْ أُدْمِ الرِّجَالِ، لَهُ لِمَّةٌ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِنَ اللِّمَمِ قَدْ رَجَّلَهَا فَهِيَ تَقْطُرُ مَاءً، مُتَّكِئًا عَلَى رَجُلَيْنِ، أَوْ عَلَى عَوَاتِقِ رَجُلَيْنِ يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ فَسَأَلْتُ مَنْ هٰذَا؟ قِيلَ هٰذَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ، ثُمَّ إِذَا أَنَا بِرَجُلٍ جَعْدٍ قَطَطٍ أَعْوَرِ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى كَأَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ فَسَأَلْتُ مَنْ هٰذَا؟ فَقِيلَ لِي هٰذَا الْمَسِيحُ الدَّجَّالُ.

صحیح البخاری (۵۹۰۲) صحیح مسلم (۴۲۴)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رات میں نے خواب میں دیکھا کہ کعبہ کے پاس ہوں۔ پس میں نے گندمی رنگ کا ایک آدمی دیکھا جو گندمی رنگ کے سب آدمیوں سے خوبصورت تھا۔ اس نے کنگھی کی ہوئی تھی اور سر سے پانی ٹپک رہا تھا۔ اس نے دو آدمیوں سے ٹیک لگائی ہوئی تھی یا دو آدمیوں کے کندھوں کا سہارا لیا ہوا تھا۔ اور کعبے کا طواف کر رہا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ بتایا گیا کہ یہ عیسیٰ بن مریم ہیں۔ پھر اچانک میں نے گھنگریالے بالوں والا ایک شخص دیکھا جو داہنی آنکھ سے کانا تھا۔ گویا وہ پکے ہوئے انگور کی طرح تھی۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ مجھے بتایا گیا کہ یہ دجال ہے۔

۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي السُّنَّةِ فِي الْفِطْرَةِ

فطری سنتوں کا بیان

٧٢١- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ تَقْلِيْمُ الْأَظْفَارِ، وَقَصُّ الشَّارِبِ، وَنَتْفُ الْإِبِطِ، وَحَلْقُ الْعَانَةِ، وَالْاِخْتِتَانُ.

صحیح البخاری (٥٨٨٩) صحیح مسلم (٥٩٦)

ابو سعید مقبری سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا: پانچ باتیں فطری سنت ہیں: ناخن کاٹنا، مونچھیں پست کرنا، بغل کے بال اکھاڑنا، موئے زیر ناف مونڈنا اور ختنے کروانا۔

[٩٠٤] أثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّهُ قَالَ كَانَ إِبْرَاهِيْمُ أَوَّلَ النَّاسِ ضَيَّفَ الضَّيْفَ، وَأَوَّلَ النَّاسِ اخْتَتَنَ، وَأَوَّلَ النَّاسِ قَصَّ الشَّارِبَ، وَأَوَّلَ النَّاسِ رَأَى الشَّيْبَ، فَقَالَ يَا رَبِّ مَا هٰذَا؟ فَقَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَقَارٌ يَا إِبْرَاهِيْمُ، فَقَالَ يَا رَبِّ زِدْنِيْ وَقَارًا.

سعید بن مسیب نے فرمایا کہ وہ ابراہیم علیہ السلام ہیں جنہوں نے سب سے پہلے مہمان کی ضیافت کی، سب سے پہلے ختنہ کیا، سب سے پہلے مونچھیں پست کیں اور سب سے پہلے ہیں جنہوں نے سفید بال دیکھ کر کہا۔ اے رب! یہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ابراہیم! یہ عزو وقار ہے۔ عرض گزار ہوئے: اے رب! میرے وقار کو بڑھا۔

قَالَ يَحْيَى وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ يُؤْخَذُ مِنَ الشَّارِبِ حَتَّى يَبْدُوَ طَرَفُ الشَّفَةِ، وَهُوَ الْإِطَارُ، وَلَا يَجُزُّهُ فَيُمَثِّلَ بِنَفْسِهِ.

یحیٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ مونچھوں کو اتنی کاٹے کہ ہونٹ کا کنارا نظر آنے لگے اور ایسا نہ کرے کہ بالکل مونڈ دے۔

٤- بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْأَكْلِ بِالشِّمَالِ

بائیں ہاتھ سے کھانے کی ممانعت

٧٢٢- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ السَّلَمِيِّ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى أَنْ يَأْكُلَ الرَّجُلُ بِشِمَالِهِ، أَوْ يَمْشِيَ فِيْ نَعْلٍ وَاحِدَةٍ، وَأَنْ يَشْتَمِلَ الصَّمَّاءَ، وَأَنْ يَحْتَبِيَ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ كَاشِفًا عَنْ فَرْجِهِ. صحیح مسلم (٥٤٦٦)

جابر بن عبداللہ سلمی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ آدمی بائیں ہاتھ سے کھائے یا ایک جوتا پہن کر چلے یا کپڑے سے اشتمال صماء کرے یا ایک ہی کپڑے سے احتباء کرے کہ شرمگاہ کھلی رہے۔

٧٢٣- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَأْكُلْ بِيَمِيْنِهِ، وَلْيَشْرَبْ بِيَمِيْنِهِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ، وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهِ. صحیح مسلم (٥٢٣٢)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو اسے دائیں ہاتھ سے کھانا چاہیے اور دائیں ہاتھ سے پینا چاہیے کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور بائیں ہاتھ سے پیتا ہے۔

٥- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَسَاكِيْنِ

مساکین کا بیان

٧٢٤- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ بِهٰذَا الطَّوَّافِ الَّذِيْ يَطُوْفُ عَلَى النَّاسِ فَتَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ، وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ، قَالُوْا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسکین وہ نہیں کہ لوگوں کے پاس گھر گھر پھیرے لگاتا پھرے اور کسی سے اسے ایک دو لقمے یا ایک دو کھجوریں مل جائیں۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! پھر

فَمَا الْمِسْكِيْنُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ الَّذِيْ لَا يَجِدُ غِنًى يُغْنِيْهِ، وَلَا يَفْطُنُ النَّاسُ لَهُ فَيُتَصَدَّقُ عَلَيْهِ، وَلَا يَقُوْمُ فَيَسْأَلُ النَّاسَ. صحیح البخاری (۱۴۷۹) صحیح مسلم (۲۳۹۰)

مسکین کون ہے؟ فرمایا کہ جس کے پاس ضرورت پوری کرنے کے لیے مال نہ ہو اور وہ لوگوں کو معلوم نہ ہونے دے کہ اسے خیرات دیں اور نہ لوگوں سے مانگنے کے لیے کھڑا ہو۔ف

ف: جو غریب لوگ مانگتے پھرتے ہیں، جگہ جگہ اپنی حاجتوں کا اظہار کر کے مانگتے ہیں، وہ مسکین نہیں بلکہ بھکاری ہیں۔ مسکین وہ ہیں جو تنگ دست تو ہوں، وقت بڑی تنگی سے گزر رہا ہو لیکن دوسرے لوگوں پر اپنی حالت ظاہر نہیں ہونے دیتے اور نہ کسی کے سامنے دستِ سوال دراز کرتے ہیں۔ یہ نہایت ہی قابل تعریف اور حقیقت میں امداد کے مستحق ہیں۔ ان کی اعانت میں کوشاں رہنا بہت بڑی خوبی اور سعادت مندی ہے۔ قرآن کریم نے ان کی علامت یہ بتائی ہے: ''لا یسئلون الناس الحافا'' (البقرہ: ۲۷۳) وہ لوگوں سے سوال نہیں کرتے کہ گڑگڑانا پڑے۔

۷۲۵- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنِ ابْنِ بُجَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ، ثُمَّ الْحَارِثِيِّ، عَنْ جَدَّتِهِ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ رُدُّوا الْمِسْكِيْنَ وَلَوْ بِظِلْفٍ مُحْرَقٍ. سنن نسائی (۲۵۶۴)

ابن بجید انصاری نے اپنی دادی صاحبہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسکین کو کچھ دیا کرو خواہ جلا ہوا کھر ہی کیوں نہ ہو۔

٦- بَابُ مَا جَاءَ فِيْ مِعَى الْكَافِرِ

کافر کی آنتوں کا بیان

۷۲۶- حَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَأْكُلُ الْمُسْلِمُ فِيْ مِعًى وَاحِدٍ، وَالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِيْ سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ. صحیح البخاری (۵۳۹۶) صحیح مسلم (۵۳۴۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔ف

ف: یہاں آنتوں کی گنتی مراد نہیں ہے کیونکہ خواہ کوئی مسلمان ہو یا کافر سب کے پیٹ میں آنتیں تو ایک جیسی ہوتی ہیں۔ مراد یہی ہے کہ کافر زیادہ کھاتا ہے اور مسلمان کم۔ زیادہ کھانا کافروں کی علامت ہے اور کم کھانا مسلمانوں کی، کیونکہ کافر کھانے کے لیے زندہ ہے اور مسلمان زندہ رہنے کے لیے کھاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۷۲۷- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ضَافَهُ ضَيْفٌ كَافِرٌ، فَأَمَرَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِشَاةٍ، فَحُلِبَتْ، فَشَرِبَ حِلَابَهَا، ثُمَّ أُخْرٰى فَشَرِبَهُ، ثُمَّ أُخْرٰى فَشَرِبَهُ، حَتّٰى شَرِبَ حِلَابَ سَبْعِ شِيَاهٍ، ثُمَّ إِنَّهُ أَصْبَحَ، فَأَسْلَمَ فَأَمَرَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِشَاةٍ، فَحُلِبَتْ فَشَرِبَ حِلَابَهَا، ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِأُخْرٰى، فَلَمْ يَسْتَتِمَّهَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمُؤْمِنُ يَشْرَبُ فِيْ مِعًى وَاحِدٍ، وَالْكَافِرُ يَشْرَبُ فِيْ سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ. صحیح مسلم (۵۳۴۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک کافر مہمان آ کر ٹھہرا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے ایک بکری دوہنے کا حکم دیا تو وہ سارا دودھ پی گیا۔ پھر دوسری کا پی لیا، پھر تیسری کا پی لیا، یہاں تک کہ سات بکریوں کا دودھ پی گیا۔ پھر جب صبح ہوئی تو وہ مسلمان ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے ایک بکری کا دودھ نکالنے کا حکم فرمایا تو اس نے وہ دودھ پی لیا۔ پھر اس کے لیے دوسری کا حکم دیا مگر اسے ضرورت نہ رہی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مومن ایک آنت میں اور کافر سات آنتوں میں پیتا ہے۔

۷- بَابُ النَّهْيِ عَنِ الشَّرَابِ فِي آنِيَةِ الْفِضَّةِ وَالنَّفْخِ فِي الشَّرَابِ

چاندی کے برتن سے پینے اور پانی میں پھونک مارنے کی ممانعت

۷۲۸- حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الَّذِي يَشْرَبُ فِي آنِيَةِ الْفِضَّةِ، إِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِي بَطْنِهِ نَارَ جَهَنَّمَ.

صحیح البخاری (۵۶۳۴) صحیح مسلم (۵۳۵۵تا۵۳۵۳)

عبد اللہ بن عبد الرحمٰن بن ابو بکر صدیق نے ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو چاندی کے برتن میں پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھرتا ہے۔

۷۲۹- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ حَبِيبٍ مَوْلَى سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِي الْمُثَنَّى الْجُهَنِيِّ، أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ، فَقَالَ لَهُ مَرْوَانُ أَسَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ نَهَى عَنِ النَّفْخِ فِي الشَّرَابِ؟ فَقَالَ لَهُ أَبُو سَعِيدٍ نَعَمْ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي لَا أَرْوَى مِنْ نَفَسٍ وَاحِدٍ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَأَبِنِ الْقَدَحَ عَنْ فِيكَ، ثُمَّ تَنَفَّسْ.

فَقَالَ فَإِنِّي أَرَى الْقَذَاةَ فِيهِ قَالَ فَأَهْرِقْهَا.

سنن ترمذی (۱۸۸۷)

ابو المثنیٰ جہنی کا بیان ہے کہ میں مروان بن حکم کے پاس تھا کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے آئے۔ مروان بن حکم نے ان سے کہا کہ کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ انہوں نے پانی میں پھونک مارنے سے منع فرمایا ہو؟ حضرت ابو سعید نے ان سے فرمایا: ہاں۔ ایک آدمی عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! میں ایک سانس میں سیر نہیں ہوتا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ پیالے کو اپنے منہ سے ہٹا کر سانس لے لیے کرو۔

عرض گزار ہوا کہ اگر میں اس کے اندر تنکا وغیرہ دیکھوں؟

فرمایا کہ اسے بہا دیا کرو۔

۸- بَابُ مَا جَاءَ فِي شُرْبِ الرَّجُلِ وَهُوَ قَائِمٌ

کھڑے ہو کر پانی پینے کا حکم

[۹۰۵] أَثَرٌ- حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، وَعَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ كَانُوا يَشْرَبُونَ قِيَامًا.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر، حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کھڑے ہو کر پانی پیا کرتے تھے۔

[۹۰۶] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ، وَسَعْدَ ابْنَ أَبِي وَقَّاصٍ كَانَا لَا يَرَيَانِ بِشُرْبِ الْإِنْسَانِ وَهُوَ قَائِمٌ بَأْسًا.

امام مالک نے ابن شہاب سے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص کھڑے ہو کر پانی پینے میں کوئی قباحت محسوس نہیں کیا کرتے تھے۔

[۹۰۷] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْقَارِيِّ، أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَشْرَبُ قَائِمًا.

ابو جعفر قاری کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر کو کھڑے ہو کر پانی پیتے دیکھا۔

[۹۰۸] أَثَرٌ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ كَانَ يَشْرَبُ قَائِمًا.

عامر بن عبد اللہ بن زبیر نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ وہ کھڑے ہو کر پانی پی لیا کرتے تھے۔

۹- بَابُ السُّنَّةِ فِي الشُّرْبِ وَمُنَاوَلَتِهِ عَنِ الْيَمِينِ

۷۳۰- حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أُتِيَ بِلَبَنٍ قَدْ شِيبَ بِمَاءٍ مِنَ الْبِئْرِ، وَعَنْ يَمِينِهِ أَعْرَابِيٌّ، وَعَنْ يَسَارِهِ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ، فَشَرِبَ، ثُمَّ أَعْطَى الْأَعْرَابِيَّ وَقَالَ الْأَيْمَنَ فَالْأَيْمَنَ. صحیح البخاری (۵۶۱۹) صحیح مسلم (۵۲۵۷)

۷۳۱- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي حَازِمِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أُتِيَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ مِنْهُ، وَعَنْ يَمِينِهِ غُلَامٌ، وَعَنْ يَسَارِهِ الْأَشْيَاخُ فَقَالَ لِلْغُلَامِ أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أُعْطِيَ هٰؤُلَاءِ؟ فَقَالَ الْغُلَامُ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَا أُوثِرُ بِنَصِيبِي مِنْكَ أَحَدًا، قَالَ فَتَلَّهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي يَدِهِ. صحیح البخاری (۵۹۲۰) صحیح مسلم (۵۲۶۰)

کھلانا پلانا دائیں جانب سے شروع کرے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں دودھ پیش کیا گیا جس میں کنوئیں کا پانی ڈالا ہوا تھا۔ آپ کے دائیں جانب ایک اعرابی اور بائیں طرف حضرت ابوبکر صدیق تھے۔ آپ نے نوش فرما کر پھر اعرابی کو دے دیا اور فرمایا کہ داہنی جانب والا زیادہ حق دار ہے۔

حضرت سہل بن سعد انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مشروب پیش کیا گیا تو آپ نے اس میں سے نوش فرمایا اور آپ کے دائیں جانب ایک لڑکا اور بائیں طرف بزرگ تھے۔ آپ نے لڑکے سے فرمایا: کیا تم اجازت دیتے ہو کہ میں انہیں دے دوں؟ لڑکا عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! خدا کی قسم! نہیں۔ میں آپ سے ملنے والے اپنے حصے میں کسی کو اپنے اوپر ترجیح نہیں دوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے وہ اس کے ہاتھ میں دے دیا۔ ف

ف: اسلامی ادب ہے کہ جب کوئی بزرگ اہل مجلس کو کھانے پینے کی کوئی چیز یا پس خوردہ عنایت فرمائے تو داہنی جانب والے کو دے اور جب کوئی چیز بہت سے آدمیوں میں بانٹی جائے تو ابتداء دائیں جانب والوں سے کی جائے۔ اگر کسی بزرگ کے بائیں جانب نسبتاً زیادہ قابل احترام ہستیاں ہوں تو دائیں جانب والے کی اجازت سے انہیں وہ چیز دی جاسکتی ہے۔ مذکورہ موقع پر رسول اللہ ﷺ کے دائیں جانب ایک لڑکا اور بائیں جانب اکابر صحابہ بیٹھے تھے۔ آپ نے اس لڑکے سے اجازت لی کہ کیا یہ بچا ہوا مشروب ان لوگوں کو دے دوں؟ عقل کا تقاضا تو یہی ہے کہ لڑکا اس بات کی اجازت دے دیتا لیکن جذبۂ عشق و محبت سے بھرپور نوعمر صحابی نے وہ عقیدت سے لبریز جواب دیا کہ عقل بھی اپنے آپ کو بے عقل سمجھنے پر مجبور ہوگئی ہوگی۔ عشق رسول کی اس ننھی منی تصویر نے جواب دیا "یارسول اللہ! آپ سے ملنے والے اپنے حصے میں کسی کو میں اپنے اوپر ترجیح نہیں دوں گا" عقل خواہ اسے دیوانہ کہے یا بے ادب' لیکن عشق رسول کا وہ نوعمر مجسمہ ضرور زبان حال سے یہی کہتا ہوگا:

مجھ کو دیوانہ بتاتے ہو میں وہ ہشیار ہوں
پاؤں جب طوف حرم میں تھک گئے سر پھر گیا

۱۰- بَابُ جَامِعِ مَا جَاءَ فِي الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ

۷۳۲- حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ

کھانے پینے کے متعلق دیگر روایات

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ حضرت ابوطلحہ نے حضرت ام سلیم سے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی آواز

قَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ لِاُمِّ سُلَيْمٍ لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ضَعِيْفًا اَعْرِفُ فِيْهِ الْجُوْعَ فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ؟ فَقَالَتْ نَعَمْ، فَاَخْرَجَتْ اَقْرَاصًا مِنْ شَعِيْرٍ، ثُمَّ اَخَذَتْ خِمَارًا لَهَا فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهٖ، ثُمَّ دَسَّتْهُ تَحْتَ يَدِيْ وَرَدَّتْنِيْ بِبَعْضِهٖ، ثُمَّ اَرْسَلَتْنِيْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَذَهَبْتُ بِهٖ فَوَجَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ، فَقُمْتُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَرْسَلَكَ اَبُوْ طَلْحَةَ؟ قَالَ فَقُلْتُ نَعَمْ، قَالَ لِلطَّعَامِ؟ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِمَنْ مَعَهُ قُوْمُوْا. قَالَ فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ حَتّٰى جِئْتُ اَبَا طَلْحَةَ، فَاَخْبَرْتُهُ فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ قَدْ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالنَّاسِ، وَلَيْسَ عِنْدَنَا مِنَ الطَّعَامِ مَا نُطْعِمُهُمْ، فَقَالَتْ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَانْطَلَقَ اَبُوْ طَلْحَةَ حَتّٰى لَقِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَاَبُوْ طَلْحَةَ مَعَهٗ حَتّٰى دَخَلَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هَلُمِّيْ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ، مَا عِنْدَكِ؟ فَاَتَتْ بِذٰلِكَ الْخُبْزِ فَاَمَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَفُتَّ وَعَصَرَتْ عَلَيْهِ اُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً لَهَا فَاٰدَمَتْهُ، ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقُوْلَ، ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ بِالدُّخُوْلِ، فَاَذِنَ لَهُمْ، فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا، ثُمَّ خَرَجُوْا، ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ، فَاَذِنَ لَهُمْ، فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا، ثُمَّ خَرَجُوْا، ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ، فَاَذِنَ لَهُمْ، فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا، ثُمَّ خَرَجُوْا، ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَاَذِنَ لَهُمْ، فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا، ثُمَّ خَرَجُوْا، ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ حَتّٰى اَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوْا، وَالْقَوْمُ سَبْعُوْنَ رَجُلًا، اَوْ ثَمَانُوْنَ رَجُلًا. صحیح البخاری (۵۳۸۱) صحیح مسلم (۵۲۸۴)

دھیمی سنی ہے جس سے میں نے بھوک محسوس کی ہے تو کیا تمہارے پاس کچھ ہے؟ کہا: ہاں۔ پھر انہوں نے جَو کی چند روٹیاں نکالیں اور اپنا دوپٹہ لے کر اس کی ایک جانب لپیٹ دیں۔ پھر میری بغل میں دبا کر باقی دوپٹہ میرے اوپر ڈال دیا اور مجھے رسول اللہ ﷺ کی جانب روانہ کر دیا۔ میں انہیں لے کر گیا تو رسول اللہ ﷺ لوگوں کے ساتھ مسجد میں جلوہ افروز تھے۔ میں ان کے پاس کھڑا ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں ابو طلحہ نے بھیجا ہے؟ میں عرض گزار ہوا کہ ہاں۔ فرمایا کہ کھانے کے لیے؟ میں نے عرض کی: ہاں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حاضرین سے فرمایا کہ کھڑے ہو جاؤ۔ پس وہ چل پڑے اور میں ان کے آگے آگے چل دیا یہاں تک کہ میں حضرت ابو طلحہ کی خدمت میں جا پہنچا اور انہیں بتایا۔ حضرت ابو طلحہ نے فرمایا: اے ام سلیم! رسول اللہ ﷺ لوگوں کو لے کر آ گئے اور ہمارے پاس کھانا نہیں کہ انہیں کھلائیں۔ انہوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول جانے۔ پس حضرت ابو طلحہ چل دیئے کہ رسول اللہ ﷺ تک جا پہنچے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابو طلحہ کو ساتھ لے کر اندر داخل ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ام سلیم! جو تمہارے پاس ہے لے آؤ۔ انہوں نے وہی روٹیاں پیش کر دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کا مالیدہ بنانے کا حکم دیا اور حضرت ام سلیم نے اس پر اپنی کپی نچوڑ دی اور سب کو ملا دیا گیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے کہا جو اللہ نے چاہا' پھر فرمایا کہ دس آدمیوں کو اندر آنے کی اجازت دے دو۔ انہیں اجازت دی گئی اور انہوں نے کھایا یہاں تک کہ شکم سیر ہو کر چلے گئے۔ پھر فرمایا کہ مزید دس آدمیوں کو اجازت دے دو۔ پس انہیں اجازت دی گئی تو انہوں نے کھایا یہاں تک کہ شکم سیر ہو کر چلے گئے۔ تیسری مرتبہ فرمایا کہ دس آدمیوں کو مزید اجازت دے دو۔ انہیں اجازت دی گئی اور انہوں نے کھایا یہاں تک کہ شکم سیر ہو کر چلے گئے۔ پھر فرمایا کہ دس کو مزید اجازت دو۔ یہاں تک کہ تمام لوگ کھا کر شکم سیر ہو گئے۔ کھانے والے ستر یا اسی افراد تھے۔ ف

ف: نبی کریم ﷺ نے چند روٹیوں کے ملیدے سے ستر اسی حضرات کو شکم سیر کر دیا۔ یہ تکثیر طعام کے معجزات میں سے آپ کا ایک معجزہ ہے جو خدا کے رازق ہونے کا تصور انسان کے ذہن میں بٹھاتا ہے۔ تمام معجزات کی حالت یہی ہے کہ ان سے ایک تو صاحب

معجزہ کے نبی ہونے کا پتہ لگتا ہے اور دوسری جانب معجزہ خدا کی اس صفت کا تصور انسان کے ذہن نشین کرتا ہے۔ نبی کے معجزنما علم خدا کے علیم وخبیر ہونے اور نبی کے معجزنما تصرفات خدا کی قدرت پر دلالت کرتے ہیں کہ جس کام کے کرنے سے سارے انسان عاجز ہیں وہ کام کر دکھانے والا بھی یہی کہتا ہے کہ میں خدا نہیں ہوں بلکہ خدا وہ ہے جس نے مجھے یہ کمال عطا فرمایا ہے اور میں بھی اسی کا ایک بندہ ہوں۔ اب غور کرو کہ میرا پروردگار کتنی قدرت والا ہوگا؟ کتنے علم والا ہوگا؟ غرضیکہ انبیائے کرام کے معجزات سے ایک جانب تو شرک و کفر کی جڑ کٹ جاتی ہے کہ جن ہستیوں کو خدا مانا جا رہا ہے وہ ایک بندے کے برابر بھی کمال نہیں دکھا سکتے تو خدا کہاں سے ہوئے حالانکہ خدا کو تو بندے سے بڑھ کر کمال دکھانا چاہیے۔ لہٰذا اس کائنات ارضی وسماوی میں ایسی کوئی ہستی نہیں ہے جس کو خدا کہا جائے' جس کو معبود مانا جائے یا جس کو سچے خدا کی خدائی میں شریک ٹھہرایا جائے۔ دوسری جانب نبی کے معجزات خدا کی صفات پر دلالت کرتے ہیں۔ لہٰذا نبی خدا نہیں ہوتا اور نہ خدا کی ذات وصفات میں شریک ہوتا ہے بلکہ وہ خدا نما ہوتا ہے۔ عام انسانوں کے ذہن میں چونکہ خدا کی صفات کا تصور نہیں سما تا بایں وجہ بندوں کی مجبوری کے باعث اللہ تعالیٰ نبی کو اپنی صفات کا مظہر بنا کر بھیجتا ہے تا کہ اس کے کمالات کو دیکھ کر وہ خدا آشنا ہو جائیں اور اس واحد و یکتا معبود کے سوا اور کسی کی پرستش نہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۷۳۳- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ' عَنْ أَبِي الزِّنَادِ' عَنِ الْأَعْرَجِ' عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ' أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ طَعَامُ الْاِثْنَيْنِ كَافِي الثَّلَاثَةِ' وَطَعَامُ الثَّلَاثَةِ كَافِي الْأَرْبَعَةِ. صحیح البخاری(۳۵۹۲) صحیح مسلم(۵۳۳۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو آدمیوں کا کھانا تین کے لیے اور تین آدمیوں کا کھانا چار کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔

۷۳۴- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ' عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ' عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ أَغْلِقُوا الْبَابَ' وَأَوْكُوا السِّقَاءَ' وَاكْفِئُوا الْإِنَاءَ' أَوْ خَمِّرُوا الْإِنَاءَ' وَأَطْفِئُوا الْمِصْبَاحَ' فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ غَلَقًا' وَلَا يَحِلُّ وِكَاءً' وَلَا يَكْشِفُ إِنَاءً' وَإِنَّ الْفُوَيْسِقَةَ تُضْرِمُ عَلَى النَّاسِ بَيْتَهُمْ. صحیح مسلم(۵۲۱۴)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دروازے بند کر دیا کرو' مشک کا منہ باندھ دیا کرو' برتن کو ڈھک دیا کرو اور چراغ کو بجھا دیا کرو کیونکہ شیطان بند دروازے' مشک اور برتن کو نہیں کھولتا اور چوہا لوگوں کے گھروں کو جلا دیتا ہے۔

۷۳۵- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ' عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ' عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْكَعْبِيِّ' أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ' وَالْيَوْمِ الْآخِرِ' فَلْيَقُلْ خَيْرًا' أَوْ لِيَصْمُتْ' وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ' فَلْيُكْرِمْ جَارَهُ' وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ' فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ جَائِزَتُهُ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ' وَضِيَافَتُهُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ' فَمَا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ' وَلَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَثْوِيَ عِنْدَهُ حَتّٰى يُحْرِجَهُ. صحیح البخاری(۶۰۱۹) صحیح مسلم(۴۴۸۸_۱۷۴)

ابو شریح کعبی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔ جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ اپنے ہمسائے کی عزت کرے۔ جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کی تواضع کرے۔ ایک دن رات میزبانی ہے' تین رات دن ضیافت اور اس سے اوپر صدقہ اور یہ مناسب نہیں کہ اس کے پاس اتنا ٹھہرے کہ میزبان ہی نکلنے لگے۔

۷۳۶- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ' عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

بَكْرٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيقٍ إِذَ اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ، فَوَجَدَ بِئْرًا، فَنَزَلَ فِيهَا، فَشَرِبَ، وَخَرَجَ، فَإِذَا كَلْبٌ يَلْهَثُ يَأْكُلُ الثَّرَى مِنَ الْعَطَشِ، فَقَالَ الرَّجُلُ لَقَدْ بَلَغَ هٰذَا الْكَلْبَ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِي بَلَغَ مِنِّي، فَنَزَلَ الْبِئْرَ فَمَلَأَ خُفَّهُ، ثُمَّ أَمْسَكَهُ بِفِيهِ حَتّٰى رَقِيَ، فَسَقَى الْكَلْبَ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَإِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ لَأَجْرًا؟ فَقَالَ فِي كُلِّ ذِي كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ.

صحیح البخاری (۲۳۶۳) صحیح مسلم (۵۸۲۰)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک آدمی کسی راستے میں جارہا تھا کہ اسے سخت پیاس لگی۔ اس نے کنواں دیکھا تو اس میں اترا اور پانی پی لیا۔ جب باہر نکلا تو دیکھا کہ ایک کتا تڑپ رہا ہے اور پیاس کے مارے کیچڑ چاٹ رہا ہے۔ اس نے سوچا کہ کتے کو بھی پیاس سے وہی تکلیف پہنچ رہی ہوگی جو مجھے پہنچی تھی۔ وہ کنوئیں میں اترا، اپنے موزے میں پانی بھرا، اسے اپنے منہ سے پکڑ کر باہر نکلا اور کتے کو پلا دیا۔ اللہ تعالیٰ خوش ہوگیا اور اسے بخش دیا۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! کیا جانوروں کے ساتھ نیکی کرنے کا ہمیں ثواب ملتا ہے؟ فرمایا کہ ہر جان دار کے ساتھ نیکی کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

[۹۰۹] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّهُ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَعْثًا قِبَلَ السَّاحِلِ، فَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ، وَهُمْ ثَلَاثُمِائَةٍ. قَالَ وَأَنَا فِيهِمْ. قَالَ فَخَرَجْنَا حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ فَنِيَ الزَّادُ، فَأَمَرَ أَبُو عُبَيْدَةَ بِأَزْوَادِ ذٰلِكَ الْجَيْشِ، فَجُمِعَ ذٰلِكَ كُلُّهُ فَكَانَ مِزْوَدَيْ تَمْرٍ. قَالَ فَكَانَ يُقَوِّتُنَاهُ كُلَّ يَوْمٍ قَلِيلًا قَلِيلًا حَتّٰى فَنِيَ، وَلَمْ تُصِبْنَا مِنْهُ إِلَّا تَمْرَةٌ تَمْرَةٌ، فَقُلْتُ وَمَا تُغْنِي تَمْرَةٌ؟ فَقَالَ لَقَدْ وَجَدْنَا فَقْدَهَا حِينَ فَنِيَتْ. قَالَ ثُمَّ انْتَهَيْنَا إِلَى الْبَحْرِ فَإِذَا حُوتٌ مِثْلُ الظَّرِبِ، فَأَكَلَ مِنْهُ ذٰلِكَ الْجَيْشُ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ لَيْلَةً، ثُمَّ أَمَرَ أَبُو عُبَيْدَةَ بِضِلَعَيْنِ مِنْ أَضْلَاعِهِ، فَنُصِبَا، ثُمَّ أَمَرَ بِرَاحِلَةٍ فَرُحِلَتْ، ثُمَّ مَرَّتْ تَحْتَهُمَا، وَلَمْ تُصِبْهُمَا.

صحیح البخاری (۲۴۸۳) صحیح مسلم (۴۹۷۴)

قَالَ مَالِكٌ الظَّرِبُ الْجُبَيْلُ.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ساحلِ سمندر کی جانب ایک لشکر بھیجا اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح کو اس پر امیر مقرر فرمایا۔ وہ تین سو تھے اور میں بھی ان میں تھا۔ ہم چلے گئے یہاں تک کہ ایک راستے میں تھے کہ زادِ راہ ختم ہوگیا۔ حضرت ابوعبیدہ نے زادِ راہ جمع کروانے کا حکم دیا تو جمع کر دیا گیا جس سے صرف دو برتن بھرے۔ لہٰذا وہ روزانہ ہمیں تھوڑی تھوڑی خوراک دیا کرتے۔ وہ ختم ہوگئی یہاں تک کہ ہمیں ایک ایک کھجور ملنے لگی۔ وہب بن کیسان نے کہا کہ ایک کھجور سے کیا بنتا ہوگا؟ فرمایا کہ اس کی قدر ہمیں اس وقت ہوئی جب وہ بھی ختم ہوگئیں۔ جب ہم سمندر کے کنارے پہنچے تو ایک پہاڑ جیسی مچھلی دیکھی تو اٹھارہ دن تک سارا لشکر اس میں سے کھاتا رہا۔ پھر حضرت ابوعبیدہ نے اس کی دو پسلیاں کھڑی کرنے کا حکم دیا۔ پھر ایک سوار سے گزرنے کے لیے فرمایا تو وہ گزر گیا بغیر چھوئے۔

امام مالک نے فرمایا کہ "الظرب" اور "الجبیل" ہم معنی ہیں۔

۷۳۷- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ، عَنْ جَدَّتِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَا نِسَاءَ الْمُؤْمِنَاتِ لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا، وَلَوْ كُرَاعَ شَاةٍ مُحْرَقًا. صحیح البخاری (۷۰۱۷) صحیح مسلم (۳۷۷۶)

عمرو بن سعید بن معاذ نے اپنی دادی جان سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایمان والی عورتو! تم میں سے کوئی اپنی ہمسائی کی تذلیل نہ کرے خواہ اس نے بکری کا جلا ہوا کھر ہی بھیجا ہو۔

۷۳۸- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَاتَلَ اللَّهُ الْيَهُودَ، نُهُوا عَنْ أَكْلِ الشَّحْمِ، فَبَاعُوهُ فَأَكَلُوا ثَمَنَهُ.

صحیح البخاری (۲۲۲٤) صحیح مسلم (٤٠٢٨-٤٠٢٩)

عبداللہ بن ابوبکر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہود کو غارت کرے جنہیں چربی کھانے سے منع فرمایا گیا تھا تو وہ چربی بیچ کر اس کی قیمت کھانے لگے تھے۔

[۹۱۰] أَثَر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ كَانَ يَقُولُ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَيْكُمْ بِالْمَاءِ الْقَرَاحِ، وَالْبَقْلِ الْبَرِّيِّ، وَخُبْزِ الشَّعِيرِ، وَإِيَّاكُمْ وَخُبْزَ الْبُرِّ، فَإِنَّكُمْ لَنْ تَقُومُوا بِشُكْرِهِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اے بنی اسرائیل! پانی، ساگ سبزی اور جو کی روٹی سے گزر اوقات کرو۔ گندم کی روٹی نہ کھانا کہ اس کا شکر ادا نہ کر سکو گے۔

۷۳۹- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَخَلَ الْمَسْجِدَ، فَوَجَدَ فِيهِ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ، وَعُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، فَسَأَلَهُمَا فَقَالَا أَخْرَجَنَا الْجُوعُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَنَا أَخْرَجَنِي الْجُوعُ فَذَهَبُوا إِلَى أَبِي الْهَيْثَمِ بْنِ التَّيِّهَانِ الْأَنْصَارِيِّ فَأَمَرَ لَهُمْ بِشَعِيرٍ عِنْدَهُ يُعْمَلُ، وَقَامَ يَذْبَحُ لَهُمْ شَاةً فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَكِّبْ عَنْ ذَاتِ الدَّرِّ، فَذَبَحَ لَهُمْ شَاةً، وَاسْتَعْذَبَ لَهُمْ مَاءً، فَعُلِّقَ فِي نَخْلَةٍ، ثُمَّ أُتُوا بِذَلِكَ الطَّعَامِ، فَأَكَلُوا مِنْهُ وَشَرِبُوا مِنْ ذَلِكَ الْمَاءِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَتُسْأَلُنَّ عَنْ نَعِيمِ هَذَا الْيَوْمِ. صحیح مسلم (۵۲۸۱)

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے تو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو پایا۔ پوچھا تو دونوں عرض گزار ہوئے: ہمیں بھوک نے نکالا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں بھی بھوک کی وجہ سے نکلا ہوں۔ پس یہ ابوالہیثم بن تیہان انصاری کے پاس تشریف لے گئے۔ انہوں نے ان حضرات کے لیے جو کی روٹیاں پکانے کا حکم دیا اور خود بکری ذبح کرنے کھڑے ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دودھ والی چھوڑ دینا۔ ان کے لیے بکری ذبح کی' میٹھے پانی سے مشک بھر کر درخت سے لٹکا دی' پھر کھانا پیش کیا۔ انہوں نے کھانا کھایا اور اس پانی سے پیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت میں ایسی ہی نعمتوں کے متعلق پوچھا جائے گا۔

[۹۱۱] أَثَر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَأْكُلُ خُبْزًا بِسَمْنٍ، فَدَعَا رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ، فَجَعَلَ يَأْكُلُ وَيَتْبَعُ بِاللُّقْمَةِ، وَضَرَ الصَّحْفَةِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ كَأَنَّكَ مُقْفِرٌ فَقَالَ وَاللَّهِ مَا أَكَلْتُ سَمْنًا، وَلَا رَأَيْتُ أَكْلًا بِهِ مُنْذُ كَذَا وَكَذَا، فَقَالَ عُمَرُ لَا آكُلُ السَّمْنَ حَتَّى يَحْيَا النَّاسُ مِنْ أَوَّلِ مَا يَحْيَوْنَ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھی سے روٹی کھا رہے تھے۔ آپ نے ایک بدو کو بھی بلا لیا۔ وہ کھانے لگا اور لقمے کے ساتھ گھی کی تلچھٹ بھی لگا لیتا۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ تم ندیدے معلوم ہوتے ہو۔ اس نے کہا: خدا کی قسم! میں نے اتنے عرصے سے گھی دیکھا نہ کھایا۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ میں اس وقت تک گھی نہیں کھاؤں گا' جب تک لوگوں کو پہلے جیسی آرام کی زندگی نہ مل جائے۔

[۹۱۲] أَثَر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ يُطْرَحُ لَهُ صَاعٌ مِنْ تَمْرٍ فَيَأْكُلُهُ حَتَّى يَأْكُلَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا جب کہ وہ امیر المومنین تھے کہ ان کے سامنے ایک صاع کھجوریں رکھی جاتیں تو ان میں سے سوکھی سڑی کھجوریں بھی کھا لیا کرتے تھے۔

حَشَفِهَا.

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ قَالَ: سُئِلَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ عَنِ الْجَرَادِ فَقَالَ: وَدِدْتُ أَنَّ عِنْدِي، قَفْعَةً نَأْكُلُ مِنْهُ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر سے ٹڈی کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ میں تو چاہتا ہوں کہ میرے پاس ان سے زنبیل بھری ہوئی ہوتا کہ ہم ان میں سے کھاتے رہیں۔

[۹۱۳] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ مَالِكِ بْنِ خُثَيْمٍ، أَنَّهُ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ بِأَرْضِهِ بِالْعَقِيقِ، فَأَتَاهُ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ عَلَى دَوَابَّ، فَنَزَلُوا عِنْدَهُ. قَالَ حُمَيْدٌ: فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: اذْهَبْ إِلَى أُمِّي، فَقُلْ: إِنَّ ابْنَكِ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ وَيَقُولُ: أَطْعِمِينَا شَيْئًا. قَالَ: فَوَضَعَتْ لَهُ ثَلَاثَةَ أَقْرَاصٍ فِي صَحْفَةٍ، وَشَيْئًا مِنْ زَيْتٍ، وَمِلْحٍ، ثُمَّ وَضَعَتْهَا عَلَى رَأْسِي، وَحَمَلْتُهَا إِلَيْهِمْ، فَلَمَّا وَضَعْتُهَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ كَبَّرَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَقَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَشْبَعَنَا مِنَ الْخُبْزِ بَعْدَ أَنْ لَمْ يَكُنْ طَعَامُنَا إِلَّا الْأَسْوَدَيْنِ الْمَاءَ وَالتَّمْرَ، فَلَمْ يُصِبِ الْقَوْمُ مِنَ الطَّعَامِ شَيْئًا، فَلَمَّا انْصَرَفُوا قَالَ: يَا ابْنَ أَخِي أَحْسِنْ إِلَى غَنَمِكَ، وَامْسَحِ الرُّعَامَ عَنْهَا، وَأَطِبْ مُرَاحَهَا، وَصَلِّ فِي نَاحِيَتِهَا، فَإِنَّهَا مِنْ دَوَابِّ الْجَنَّةِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ تَكُونُ الثُّلَّةُ مِنَ الْغَنَمِ أَحَبَّ إِلَى صَاحِبِهَا مِنْ دَارِ مَرْوَانَ.

حمید بن مالک بن خثیم کا بیان ہے کہ میں عقیق کے مقام پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ مدینہ منورہ کے کچھ سوار ان کے پاس آ اترے۔ حمید کا بیان ہے کہ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا کہ میری والدۂ محترمہ کے پاس جاؤ' ان کے حضور میرا اسلام عرض کرنا اور کہنا کہ ہمیں کھانا کھلایئے۔ انہوں نے تین روٹیاں' روغن زیتون اور نمک لیا' پھر یہ چیزیں میرے سر پر رکھ دیں اور میں ان کے پاس لے آیا۔ جب ان کے سامنے رکھا تو حضرت ابو ہریرہ نے تکبیر کہی اور کہنے لگے کہ خدا کا شکر ہے جس نے ہمیں پیٹ بھر روٹی دے رکھی ہے حالانکہ دو سیاہ چیزیں ہماری خوراک تھیں: پانی اور کھجوریں۔ کھانا ان لوگوں سے ذرا بھی نہ بچا۔ جب وہ چلے گئے تو فرمایا: اے بھتیجے! اپنی بکریوں کی خوب دیکھ بھال کرو' انہیں صاف ستھری رکھو' ان کے ریواڑے کی صفائی کیا کرو اور ان کے نزدیک ہی نماز پڑھ لیا کرو کیوں کہ یہ جنت کے جانوروں سے ہے۔ قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے عنقریب لوگوں پر وہ وقت آئے گا کہ اسے چند بکریاں مروان کے گھر سے زیادہ پسند ہوں گی۔

۷۴۰- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ، قَالَ: أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِطَعَامٍ وَمَعَهُ رَبِيبُهُ عُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: سَمِّ اللّٰهَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ. صحیح البخاری (۵۳۷۸)

ابو نعیم وہب بن کیسان سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا اور آپ کے پاس آپ کے پروردہ عمر بن ابو سلمہ بھی تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ بسم اللہ کہو اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔

[۹۱۴] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ الْقَاسِمَ ابْنَ مُحَمَّدٍ يَقُولُ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، فَقَالَ لَهُ: إِنَّ لِي يَتِيمًا وَلَهُ إِبِلٌ، أَفَأَشْرَبُ مِنْ لَبَنِ إِبِلِهِ؟ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنْ كُنْتَ تَبْغِي ضَالَّةَ إِبِلِهِ، وَتَهْنَأُ جَرْبَاهَا، وَتَلُطُّ حَوْضَهَا، وَتَسْقِيهَا

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے کہا: میرے پاس ایک یتیم ہے جس کے پاس اونٹ ہے' کیا میں اس کے دودھ میں سے پی لیا کروں؟ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ اگر تم اپنے گمشدہ اونٹ کو تلاش کرتے ہو خارشی اونٹ کو مالش

يَوْمَ وِرْدِهَا، فَاشْرَبْ غَيْرَ مُضِرٍّ بِنَسْلٍ، وَلَا نَاهِكٍ فِي الْحَلْبِ.

کرتے ہو ان کے حوض کو درست کرتے ہو اور باری کے روز انہیں پانی پلاتے ہو تو نسل کو نقصان پہنچائے بغیر دودھ پی لو اور دوہنے میں تنگ نہ کرنا۔

[۹۱۵] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ كَانَ لَا يُؤْتَى أَبَدًا بِطَعَامٍ، وَلَا شَرَابٍ حَتَّى الدَّوَاءِ، فَيَطْعَمُهُ، أَوْ يَشْرَبُهُ إِلَّا قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا، وَأَطْعَمَنَا وَسَقَانَا، وَنَعَّمَنَا، اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُمَّ أَلْفَتْنَا نِعْمَتُكَ بِكُلِّ شَرٍّ فَأَصْبَحْنَا مِنْهَا، وَأَمْسَيْنَا بِكُلِّ خَيْرٍ، نَسْأَلُكَ تَمَامَهَا وَشُكْرَهَا، لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُكَ، وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ إِلَهَ الصَّالِحِينَ وَرَبَّ الْعَالَمِينَ، الْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، مَا شَاءَ اللَّهُ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيمَا رَزَقْتَنَا، وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ.

عروہ بن زبیر کے سامنے جب بھی کھانے پینے کی کوئی چیز رکھی جاتی' یہاں تک کہ دوائی بھی تو کھاتے پیتے وقت یہی کہتے: سب تعریفیں اللہ کے لیے جس نے ہمیں ہدایت دی اور کھلایا پلایا اور ہم پر انعام فرمایا۔ اللہ بہت بڑا ہے۔ اے اللہ! تیری نعمت اس وقت آئی جب ہم ہر برائی میں ملوث تھے۔ اب ہم بھلائی کے ساتھ صبح و شام کرتے ہیں۔ ہم پوری نعمت مانگتے ہیں اور اس کا شکر ادا کرنے کی توفیق۔ بھلائی نہیں مگر تیری طرف سے اور نیک لوگوں کے معبود تیرے سوا کوئی معبود نہیں اور تو جہانوں کا رب ہے۔ سب تعریفیں اللہ کے لیے اور نہیں کوئی معبود مگر اللہ۔ جو اللہ نے چاہا اور نہیں ہے قوت مگر اللہ کے ساتھ۔ اے اللہ! ہماری روزی میں برکت دے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔

[۹۱۶] أَثَرٌ- قَالَ يَحْيَى سُئِلَ مَالِكٌ، هَلْ تَأْكُلُ الْمَرْأَةُ مَعَ غَيْرِ ذِي مَحْرَمٍ، أَوْ مَعَ غُلَامِهَا؟ فَقَالَ مَالِكٌ لَيْسَ بِذَلِكَ بَأْسٌ إِذَا كَانَ ذَلِكَ عَلَى وَجْهِ مَا يُعْرَفُ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَأْكُلَ مَعَهُ مِنَ الرِّجَالِ.

قَالَ وَقَدْ تَأْكُلُ الْمَرْأَةُ مَعَ زَوْجِهَا أَوْ مَعَ غَيْرِهِ مِمَّنْ يُؤَاكِلُهُ، أَوْ مَعَ أَخِيهَا عَلَى مِثْلِ ذَلِكَ، وَيُكْرَهُ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَخْلُوَ مَعَ الرَّجُلِ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا حُرْمَةٌ.

امام مالک سے پوچھا گیا کہ کیا عورت اس شخص کے ساتھ کھا سکتی ہے جو غیر محرم ہو یا اس کے غلام کے ساتھ؟ امام مالک نے فرمایا کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں جب کہ رواج کے مطابق ہو اور اس کے ساتھ دوسرے لوگ بھی کھا رہے ہوں۔

فرمایا کہ عورت کبھی اپنے خاوند کے ساتھ کھاتی ہے اور کبھی دوسرے کے ساتھ جس کو وہ کھلاتے ہیں یا اپنے بھائی وغیرہ کے ساتھ اور عورت کا ایسے مرد کے ساتھ خلوت میں ہونا مکروہ ہے جو اس کا محرم نہ ہو۔

۱۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي أَكْلِ اللَّحْمِ

گوشت کھانے کا بیان

[۹۱۷] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ إِيَّاكُمْ وَاللَّحْمَ، فَإِنَّ لَهُ ضَرَاوَةً كَضَرَاوَةِ الْخَمْرِ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: زیادہ گوشت کھانے سے بچتے رہنا کیونکہ شراب کی طرح اس کا چسکا لگ جاتا ہے۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَدْرَكَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ وَمَعَهُ حِمَالُ لَحْمٍ فَقَالَ مَا هَذَا؟ فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَرِمْنَا إِلَى اللَّحْمِ فَاشْتَرَيْتُ بِدِرْهَمٍ لَحْمًا، فَقَالَ عُمَرُ أَمَا

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عمر کو حضرت جابر بن عبداللہ ملے جن کے پاس کافی گوشت تھا۔ فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ عرض کی: اے امیر المؤمنین! ہمیں گوشت کھانے کی تمنا ہوئی تو میں نے پورے ایک درہم کا گوشت خرید لیا۔ حضرت عمر نے فرمایا

يُرِيدُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَطْوِيَ بَطْنَهُ عَنْ جَارِهِ، أَوِ ابْنِ عَمِّهِ أَيْنَ تَذْهَبُ عَنْكُمْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا﴾ (الاحقاف: ۲۰).

کہ آپ حضرات یہ کیوں نہیں چاہتے کہ اپنے ہمسائے کا پیٹ بھریں یا اپنے چچا زاد بھائی کا؟ آپ اس آیت کو کیسے بھلا بیٹھے ہیں: ''تم اپنے حصے کی پاک چیزیں اپنی دنیا ہی کی زندگی میں فنا کر چکے اور انہیں برت چکے''۔

۱۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي لُبْسِ الْخَاتَمِ

انگوٹھی پہننے کا بیان

۷۴۱- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَلْبَسُ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ، ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَنَبَذَهُ وَقَالَ لَا أَلْبَسُهُ أَبَدًا قَالَ فَنَبَذَ النَّاسُ بِخَوَاتِيمِهِمْ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سونے کی انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔ ایک روز رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور اسے پھینک دیا۔ اور فرمایا کہ اب اسے کبھی نہیں پہنوں گا۔ راوی کا بیان ہے کہ لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔

[۹۱۸] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ صَدَقَةَ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ عَنْ لُبْسِ الْخَاتَمِ قَالَ الْبَسْهُ وَأَخْبِرِ النَّاسَ أَنِّي أَفْتَيْتُكَ بِذٰلِكَ. صحیح البخاری (۵۸٦۷)

صدقہ بن یسار نے سعید بن مسیب سے انگوٹھی پہننے کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ پہن لو اور لوگوں کو بتا دو کہ اس کا میں نے تمہیں فتویٰ دیا ہے۔

۱۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي نَزْعِ الْمَعَالِيقِ وَالْجَرَسِ مِنَ الْعُنُقِ

جانوروں کے گلے سے پٹہ اور گھنٹی کھول لینا

۷۴۲- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، أَنَّ أَبَا بَشِيرٍ الْأَنْصَارِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ قَالَ فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَسُولًا، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ وَالنَّاسُ فِي مَقِيلِهِمْ لَا تُبْقَيَنَّ فِي رَقَبَةِ بَعِيرٍ قِلَادَةٌ مِنْ وَتَرٍ أَوْ قِلَادَةٌ إِلَّا قُطِعَتْ.

عباد بن تمیم کو حضرت ابو بشیر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ ایک سفر میں وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے تو رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو بھیجا۔ عبداللہ بن ابوبکر کا بیان ہے کہ میرے خیال میں آپ نے فرمایا جب کہ لوگ سو رہے تھے کہ کسی اونٹ کی گردن میں تانت کا یا کسی طرح کا گنڈا ہو تو اسے کاٹ دیا جائے۔

قَالَ يَحْيَى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ أَرَى ذٰلِكَ مِنَ الْعَيْنِ. صحیح البخاری (۳۰۰۵) صحیح مسلم (۵۵۱۵)

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ میرے خیال میں نظر کے گنڈے تھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

۵۰- كِتَابُ الْعَيْنِ

نظر کا بیان

۱- بَابُ الْوُضُوءِ مِنَ الْعَيْنِ

نظر لگنے پر وضو کروانا

۷۴۳- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ يَقُولُ

ابو امامہ بن سہل بن حنیف سے روایت ہے کہ میرے والد ماجد حضرت سہل بن حنیف نے خرار کے مقام پر غسل کیا اور اپنا جبہ

اغْتَسَلَ أَبِي سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ بِالْخَرَّارِ، فَنَزَعَ جُبَّةً كَانَتْ عَلَيْهِ وَعَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ يَنْظُرُ قَالَ وَكَانَ سَهْلٌ رَجُلًا أَبْيَضَ حَسَنَ الْجِلْدِ. قَالَ فَقَالَ لَهُ عَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ، وَلَا جِلْدَ عَذْرَاءَ. قَالَ فَوُعِكَ سَهْلٌ مَكَانَهُ وَاشْتَدَّ وَعْكُهُ، فَأُتِيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأُخْبِرَ أَنَّ سَهْلًا وُعِكَ وَأَنَّهُ غَيْرُ رَائِحٍ مَعَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَأَتَاهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَخْبَرَهُ سَهْلٌ بِالَّذِي كَانَ مِنْ شَأْنِ عَامِرٍ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَامَ يَقْتُلُ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ؟ أَلَا بَرَّكْتَ؟ إِنَّ الْعَيْنَ حَقٌّ تَوَضَّأْ لَهُ، فَتَوَضَّأَ لَهُ عَامِرٌ فَرَاحَ سَهْلٌ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ.

صحیح البخاری (٥٧٤٠) صحیح مسلم (٥٦٦٥)

اتار دیا۔ عامر بن ربیعہ انہیں دیکھ رہے تھے۔ حضرت سہل سفید رنگ اور خوبصورت جلد والے تھے۔ حضرت عامر بن ربیعہ نے کہا کہ میں نے ایسا خوبصورت آدمی آج تک نہیں دیکھا اور نہ ایسی جلد کسی کنواری لڑکی کی ہے۔ پس حضرت سہل کو بخار آنے لگا اور شدت اختیار کر گیا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کسی نے حاضر ہو کر آپ کو بتایا کہ سہل کو بخار آتا ہے۔ اور یا رسول اللہ! وہ آپ کے ساتھ نہیں جا سکیں گے۔ رسول اللہ ﷺ حضرت سہل کے پاس تشریف فرما ہوئے تو انہوں نے حضرت عامر کے الفاظ بتائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیوں تم اپنے بھائی کو قتل کرتے ہو؟ برکت کی دعا کیوں نہ کی؟ نظر کا لگنا حق ہے۔ ان کے لیے وضو کرو۔ حضرت عامر نے ان کے لیے وضو کیا۔ پس حضرت سہل صحت یاب ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہو گئے۔

٧٤٤- **وَحَدَّثَنِي** مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، أَنَّهُ قَالَ رَأَى عَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ سَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ يَغْتَسِلُ. فَقَالَ مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ وَلَا جِلْدَ مُخْبَأَةٍ، فَلُبِطَ سَهْلٌ، فَأُتِيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ لَكَ فِي سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ؟ وَاللَّهِ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ، فَقَالَ هَلْ تَتَّهِمُونَ لَهُ أَحَدًا؟ قَالُوا نَتَّهِمُ عَامِرَ بْنَ رَبِيعَةَ قَالَ فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَامِرًا، فَتَغَيَّظَ عَلَيْهِ. وَقَالَ عَلَامَ يَقْتُلُ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ؟ أَلَا بَرَّكْتَ؟ اغْتَسِلْ لَهُ فَغَسَلَ عَامِرٌ وَجْهَهُ، وَيَدَيْهِ، وَمِرْفَقَيْهِ، وَرُكْبَتَيْهِ، وَأَطْرَافَ رِجْلَيْهِ، وَدَاخِلَةَ إِزَارِهِ فِي قَدَحٍ، ثُمَّ صَبَّ عَلَيْهِ فَرَاحَ سَهْلٌ مَعَ النَّاسِ لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ. سنن ابن ماجہ (٣٥٠٦)

ابو امامہ بن سہل بن حنیف سے روایت ہے کہ حضرت عامر بن ربیعہ نے حضرت سہل بن حنیف کو نہاتے دیکھ کر کہا کہ میں نے آج تک ایسا کوئی نہیں دیکھا اور نہ کوئی پردہ نشین عورت۔ پس حضرت سہل بیمار پڑ گئے۔ کوئی رسول اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ ﷺ! سہل بن حنیف کی خبر لیجئے۔ خدا کی قسم! وہ تو سر بھی نہیں اٹھاتے۔ فرمایا: کیا تمہارا کسی پر شبہ ہے؟ لوگ عرض گزار ہوئے کہ ہمارا عامر بن ربیعہ پر شبہ ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے حضرت عامر کو بلایا اور ان پر ناراض ہوئے۔ فرمایا کہ کوئی تم میں سے کیوں اپنے بھائی کو قتل کرتا ہے؟ برکت کی دعا کیوں نہ کی؟ ان کے لیے وضو کرو۔ پس حضرت عامر نے ایک برتن میں اپنا منہ، دونوں ہاتھ، دونوں کہنیاں، دونوں گھٹنے، پیروں کے کنارے اور تہبند کے نیچے والا جسم دھویا اور وہ پانی ان پر چھڑکا گیا تو حضرت سہل لوگوں کے ساتھ روانہ ہو گئے اور انہیں کوئی تکلیف نہ رہی۔

٢- بَابُ الرُّقْيَةِ مِنَ الْعَيْنِ

نظر والے پر دم کرنا

٧٤٥- **حَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسٍ الْمَكِّيِّ، أَنَّهُ قَالَ دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِابْنَيْ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، فَقَالَ لِحَاضِنَتِهِمَا مَا لِي أَرَاهُمَا

حمید بن قیس مکی سے روایت ہے کہ حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو صاحبزادے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان کی دایہ سے فرمایا کہ یہ لڑکے دبلے

ضَارِعِيْنَ؟ فَقَالَتْ حَاضِنَتُهُمَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنَّهُ تَسْرَعُ إِلَيْهِمَا الْعَيْنُ، وَلَمْ يَمْنَعْنَا أَنْ نَسْتَرْقِيَ لَهُمَا إِلَّا أَنَّا لَا نَدْرِيْ مَا يُوَافِقُكَ مِنْ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اسْتَرْقُوْا لَهُمَا، فَإِنَّهُ لَوْ سَبَقَ شَيْءٌ الْقَدَرَ لَسَبَقَتْهُ الْعَيْنُ.

سنن ترمذی (۲۰۵۹) سنن ابن ماجہ (۳۵۱۰)

پتلے کیوں ہیں؟ ان کی دایہ عرض گزار ہوئی کہ یارسول اللہ! انہیں جلدی جلدی نظر لگ جاتی ہے اور ہم نے دم نہیں کروایا کہ ہمیں نہیں معلوم آپ کا ارشاد گرامی اس سلسلے میں کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان پر دم کراؤ کیونکہ اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت حاصل کرتی تو وہ نظر ہوتی۔

۷۴۶- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ بَيْتَ أُمِّ سَلَمَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، وَفِي الْبَيْتِ صَبِيٌّ يَبْكِيْ، فَذَكَرُوْا لَهُ أَنَّ بِهِ الْعَيْنَ، قَالَ عُرْوَةُ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: أَلَا تَسْتَرْقُوْنَ لَهُ مِنَ الْعَيْنِ. صحیح البخاری (۵۷۳۹) صحیح مسلم (۵۶۸۹)

سلیمان بن یسار نے عروہ بن زبیر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دردولت میں داخل ہوئے اور گھر کے اندر ایک بچہ رو رہا تھا۔ آپ سے ذکر کیا گیا کہ اسے نظر لگ گئی ہے۔ عروہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ تم نظر کا دم کیوں نہیں کرواتے۔ ف

ف: ان دونوں روایتوں سے معلوم ہو رہا ہے کہ نظر کا لگنا حقیقت ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نظر جس کو لگ گئی ہو اس پر دم کرنا چاہیے۔ معلوم ہوا کہ دم کرنا اور تعویذ دینا ہرگز خلاف شرع نہیں ہے جب کہ حدود شرعیہ کے اندر ہو اور قرآن کریم کے شفا و رحمت ہونے میں کس مسلمان کو شک ہوسکتا ہے جب کہ پروردگار عالم نے خود فرمایا ہے:

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ إِلَّا خَسَارًا. (۸۲:۱۷)

اور ہم قرآن میں اتارتے ہیں وہ چیز جو ایمان والوں کے لیے شفا اور رحمت ہے اور اس سے ظالموں کو نقصان ہی بڑھتا ہے۔

قرآن کریم یقیناً اہل ایمان کے لیے شفا ہے۔ یہ ہر قسم کی روحانی اور جسمانی بیماریوں کو دور کر دیتا ہے کیونکہ ایمان والوں کے لیے یہ رحمت ہی ہے۔ ہاں ظالموں کو اس سے نقصان ہی پہنچتا ہے کیونکہ یہ ان پر حجت تمام کرتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳- بَابُ مَا جَاءَ فِيْ أَجْرِ الْمَرِيْضِ

بیمار کے ثواب کا بیان

۷۴۷- حَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: إِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ بَعَثَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى إِلَيْهِ مَلَكَيْنِ فَقَالَ: انْظُرَا مَاذَا يَقُوْلُ لِعُوَّادِهِ، فَإِنْ هُوَ إِذَا جَاؤُوْهُ حَمِدَ اللّٰهَ، وَأَثْنٰى عَلَيْهِ رَفَعَا ذٰلِكَ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ أَعْلَمُ، فَيَقُوْلُ: لِعَبْدِيْ عَلَيَّ إِنْ تَوَفَّيْتُهُ أَنْ أُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، وَإِنْ أَنَا شَفَيْتُهُ أَنْ أُبْدِلَ لَحْمًا خَيْرًا مِنْ لَحْمِهِ، وَدَمًا خَيْرًا مِنْ دَمِهِ، وَأَنْ أُكَفِّرَ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ.

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب بندہ بیمار پڑ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف دو فرشتے بھیج کر کہتا ہے کہ دیکھو وہ تیمارداروں سے کیا کہتا ہے؟ جب وہ اس کے پاس آتے ہیں تو اگر وہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرے تو دونوں بارگاہ خداوندی کی طرف پرواز کر جاتے ہیں۔ سب کچھ جانتے ہوئے وہ کہتا ہے کہ میرے بندے کا یہ مجھ پر حق ہے کہ اگر اسے وفات دوں تو جنت میں داخل کر دوں۔ اور اگر اسے شفا دوں تو اسے پہلے سے بہتر گوشت اور خون عطا کر دوں اور اس کے گناہوں کو معاف کر دوں۔

۷۴۸- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ خُصَيْفَةَ،

عروہ بن زبیر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ، تَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يُصِيبُ الْمُؤْمِنَ مِنْ مُصِيبَةٍ حَتَّى الشَّوْكَةُ إِلَّا قُصَّ بِهَا، أَوْ كُفِّرَ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ. لَا يَدْرِي يَزِيدُ أَيُّهُمَا قَالَ عُرْوَةُ.

صحیح مسلم (٦٥١١)

کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن کو کوئی مصیبت نہیں پہنچتی یہاں تک کہ کانٹا چبھے مگر اس کے گناہ معاف فرما دیئے جاتے ہیں۔ یزید کو یہ یاد نہیں رہا کہ عروہ نے دونوں میں سے کون سا لفظ فرمایا۔

۷۴۹- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ، أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْحُبَابِ سَعِيدَ بْنَ يَسَارٍ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُصِبْ مِنْهُ.

صحیح البخاری (٥٦٤٥)

ابو الحباب سعید بن یسار نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمائے اسے مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔

۷۵۰- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ رَجُلًا جَاءَهُ الْمَوْتُ فِي زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ رَجُلٌ هَنِيئًا لَهُ مَاتَ، وَلَمْ يُبْتَلَ بِمَرَضٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَيْحَكَ وَمَا يُدْرِيكَ لَوْ أَنَّ اللَّهَ ابْتَلَاهُ بِمَرَضٍ يُكَفِّرُ بِهِ عَنْهُ مِنْ سَيِّئَاتِهِ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک آدمی کا آخری وقت آ گیا تو ایک آدمی نے کہا کہ یہ کیسا اچھا رہا کہ مر گیا اور کسی بیماری میں مبتلا نہ ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تجھ پر افسوس ہے، تجھے کیا معلوم؟ اگر اللہ تعالیٰ اس کو مرض میں مبتلا کرتا تو اس کے باعث اس کے گناہ معاف ہو جاتے۔ ف

ف: صحت اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے لیکن بیماری اور مصائب بھی اہل ایمان کے لیے پروردگار عالم کے تحفے ہیں اور اپنی افادیت کے لحاظ سے خدائے ذوالمنن کا وہ انعام ہیں جو اس نے اپنے خاص بندوں کے لیے مخصوص کر دیئے تھے۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ سارے نبیوں سے زیادہ اذیتیں مجھے پہنچائی گئیں۔ نیز ارشاد فرمایا کہ جب تمہیں کوئی مصیبت آئے تو میرے مصائب کو یاد کر لیا کرنا۔ حضرات انبیائے کرام اور اولیائے عظام کو علیٰ قدر مراتب اتنے مصائب و آلام کا سامنا کرنا پڑا کہ دوسرے لوگوں میں ان کو برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہے۔

اگر بندۂ مومن کے پیر میں کانٹا بھی چبھتا ہے تو اس پر اسے اجر دیا جاتا ہے۔ مومن کو ایک دن بخار آئے تو سارے گناہوں سے یوں پاک ہو جاتا ہے جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو جب کہ وہ یہ تصور کر کے صبر کرتا ہے کہ یہ میرے خالق و مالک کی طرف سے ہے کیونکہ تندرستی کی حالت میں بندے کو شکر گزاری اور مصائب و آلام کی حالت میں صبر کا موقع فراہم کیا جاتا ہے۔ شکر کرنے والوں کی شکر گزاری کو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا اور ان کے اجر کو ضائع نہیں کرتا جب کہ صبر کرنے والوں کے متعلق فرماتا ہے:

إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ (البقرہ: ۱۵۳) بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

جن حضرات کا ایمان کامل ہوتا ہے وہ ایک لمحہ کے لیے اس معیت سے محروم ہونا پسند نہیں کرتے کیونکہ جسے خدا کی معیت حاصل ہو جائے اسے اور کیا چاہیے۔ عام لوگ اس بات پر نازاں و فرحاں ہوتے ہیں کہ انہیں فلاں تھانیدار، کمشنر یا وزیر کی حمایت حاصل ہو گئی، لہٰذا حکومت کے گھر میں اس کی خوب سنی جائے گی لیکن اللہ والے اس بات کی کوشش کرتے ہیں کہ انہیں خدا کی حمایت حاصل رہے۔ دنیاوی افسروں کا اقتدار چند روزہ ہے اور پھر خدا کے مقابلے پر ہیں کیا چیز؟ لہٰذا حقیقت میں قابل تحسین تو وہی ہستیاں ہیں جنہیں اپنے پروردگار کی حمایت حاصل ہے اور یہ چیز حاصل ہوتی ہے احکام خداوندی کی پابندی کرنے اور مصائب و آلام کو اس کے تحفے سمجھ کر صبر

کرنے سے۔ جس خوش نصیب کو یہ سعادت میسر آ جاتی ہے وہ دوسرے کسی بڑے سے بڑے کی جانب آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا خواہ لوگ اسے دنیاوی لحاظ سے نااہل اور ناکارہ ہی کیوں نہ شمار کریں لیکن اسے ایسا اہل اور کارآمد بننے کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

٤- بَابُ التَّعَوُّذِ وَالرُّقْيَةِ مِنَ الْمَرَضِ

بیماری کے لیے تعویذ اور دم کرنا

۷۵۱- حَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ یَزِیْدَ بْنِ خُصَیْفَةَ، اَنَّ عَمْرَو بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ کَعْبٍ السَّلَمِیِّ اَخْبَرَهٗ، اَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَیْرٍ اَخْبَرَهٗ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِی الْعَاصِ، اَنَّهٗ اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ عُثْمَانُ وَبِیْ وَجَعٌ قَدْ کَادَ یُهْلِکُنِیْ. قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ امْسَحْهُ بِیَمِیْنِکَ سَبْعَ مَرَّاتٍ، وَقُلْ اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ. قَالَ فَفَعَلْتُ ذٰلِکَ فَاَذْهَبَ اللّٰهُ مَا کَانَ بِیْ، فَلَمْ اَزَلْ اٰمُرُ بِهَا اَهْلِیْ وَغَیْرَهُمْ.

سنن ابوداؤد (۳۸۹۱) سنن ترمذی (۲۰۸۰)

حضرت عثمان بن ابو العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مجھے اتنا درد تھا کہ میں ہلاکت کے قریب ہو گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سات مرتبہ اپنا دایاں ہاتھ درد کے مقام پر پھیرو اور کہو: پناہ چاہتا ہوں میں اللہ کی عزت اور قدرت کے ساتھ اس چیز کی برائی سے جو مجھے پہنچی۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے یہ کہا اور اللہ تعالیٰ نے میری تکلیف دور فرما دی۔ پس میں اپنے گھر والوں اور دوسرے لوگوں کو ہمیشہ اس کا حکم کیا کرتا۔

۷۵۲- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَیْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ کَانَ اِذَا اشْتَکٰی یَقْرَاُ عَلٰی نَفْسِهٖ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَیَنْفُثُ، قَالَتْ فَلَمَّا اشْتَدَّ وَجَعُهٗ کُنْتُ اَنَا اَقْرَاُ عَلَیْهِ، وَاَمْسَحُ عَلَیْهِ بِیَمِیْنِهٖ رَجَاءَ بَرَکَتِهَا. صحیح البخاری (۵۰۱۶) صحیح مسلم (۵۶۷۹)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بیمار ہوتے تو سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھ کر اپنے اوپر پھونک مارتے۔ وہ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی تکلیف بڑھ گئی تو میں یہی پڑھ کر آپ کا دایاں دستِ مبارک پھیرا کرتی برکت کی امید لے کر۔

[۹۱۹] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، اَنَّ اَبَا بَکْرٍ الصِّدِّیْقَ دَخَلَ عَلٰی عَائِشَةَ وَهِیَ تَشْتَکِیْ وَیَهُوْدِیَّةٌ تَرْقِیْهَا، فَقَالَ اَبُوْ بَکْرٍ ارْقِیْهَا بِکِتَابِ اللّٰهِ.

عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ جب بیمار تھیں تو حضرت ابوبکر صدیق ان کے پاس تشریف لائے اور ایک یہودیہ دم کر رہی تھی۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ قرآن مجید سے دم کرو۔ ف

ف: معلوم ہوا کہ قرآن کریم سے پڑھ کر دم کرنا سب سے افضل ہے یا جو رسول اللہ ﷺ نے بتایا ہو۔ اس کے بعد وہ اعمال ہیں جو بزرگانِ دین نے بتائے ہوں۔ غرضیکہ عملیات اور جھاڑ پھونک میں وہی باتیں ہوں جو باعث خیر و برکت اور ذریعۂ شفاء ہیں اور ایسی کوئی بات نہ ہو جو شریعت مطہرہ کے خلاف ہو کہ دین ایمان ضائع کر کے اگر شفا مل بھی گئی تو کس کام کی۔ زندگی کی کشتی تو آخر ایک روز یقیناً ڈوب جاتی ہے۔ پھر اس زندگی یا صحت کے پیچھے اگر آج ایمان جیسی متاع عزیز کو ضائع کر دیا تو جب اس جہانِ فانی سے عالم جاودانی کی طرف روانہ ہوں گے تو ساتھ کیا لے کر جائیں گے؟ یہ تجارت تو سراسر خسارے کی ہے۔ نفع بخش سودا تو یہ ہے کہ ایمان کو بچا لیا جائے خواہ اس کی خاطر دنیا کی عزیز سے عزیز چیز بھی قربان کرنی پڑ جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

٥- بَابُ تَعَالُجِ الْمَرِیْضِ

بیمار کے علاج کا بیان

۷۵۳- حَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ، اَنَّ

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے

رَجُلًا فِي زَمَانِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ اَصَابَهُ جُرْحٌ فَاحْتَقَنَ الْجُرْحُ الدَّمَ وَاَنَّ الرَّجُلَ دَعَا رَجُلَيْنِ مِنْ بَنِي اَنْمَارٍ فَنَظَرَا اِلَيْهِ فَزَعَمَا اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهُمَا اَيُّكُمَا اَطَبُّ؟ فَقَالَا اَوَ فِي الطِّبِّ خَيْرٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ فَزَعَمَ زَيْدٌ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَنْزَلَ الدَّوَاءَ الَّذِي اَنْزَلَ الْاَدْوَاءَ. صحیح البخاری (۵۶۷۸) صحیح مسلم (۵۷۰۵)

میں ایک آدمی کو زخم ہوا اور زخم کی جگہ خون جمع ہو گیا۔ اس نے بنی انمار کے دو آدمیوں کو بلایا تو انہوں نے اسے دیکھا۔ راویوں کا گمان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: تم میں سے کون ماہر طب ہے؟ دونوں عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! کیا طب میں کوئی بھلائی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو بیماری نازل کی اس کی دوا بھی نازل فرمائی ہے۔

[۹۲۰] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ بَلَغَنِي اَنَّ سَعْدَ بْنَ زُرَارَةَ اكْتَوَى فِي زَمَانِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الذُّبْحَةِ فَمَاتَ. سنن ابن ماجہ (۳۴۹۲)

یحییٰ بن سعید کو یہ بات پہنچی کہ حضرت سعد بن زرارہ نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ اقدس میں خناق کی تکلیف کے باعث داغ لگوایا تو وفات پا گئے۔

[۹۲۱] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اكْتَوَى مِنَ اللَّقْوَةِ وَرُقِيَ مِنَ الْعَقْرَبِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے لقوہ کے باعث داغ لگوایا اور بچھو کے کاٹے پر دم کیا۔

٦- بَابُ الْغُسْلِ بِالْمَاءِ مِنَ الْحُمّٰى

بخار کی وجہ سے غسل کرنا

۷۵۴- حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ اَنَّ اَسْمَاءَ بِنْتَ اَبِي بَكْرٍ كَانَتْ اِذَا اُتِيَتْ بِالْمَرْاَةِ وَقَدْ حُمَّتْ تَدْعُو لَهَا اَخَذَتِ الْمَاءَ فَصَبَّتْهُ بَيْنَهَا وَبَيْنَ جَيْبِهَا وَقَالَتْ اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَاْمُرُنَا اَنْ نُبْرِدَهَا بِالْمَاءِ.

صحیح البخاری (۵۷۲۴) صحیح مسلم (۵۷۲۱)

فاطمہ بن منذر سے روایت ہے کہ حضرت اسماء بنت ابوبکر کے پاس جب کوئی عورت آتی جس کو بخار آتا ہوتو اس کے لیے پانی منگوایا جاتا اور اس کے گریبان پر چھڑک دیتیں اور فرماتیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم فرمایا کرتے کہ اسے ہم پانی سے ٹھنڈا کریں۔

۷۵۵- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيهِ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ الْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَاَبْرِدُوهَا بِالْمَاءِ.

صحیح البخاری (۵۷۲۵) صحیح مسلم (۵۷۱۹)

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بخار جہنم کے جوش سے ہے تو اسے پانی سے ٹھنڈا کیا کرو۔

۷۵۶- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَاَطْفِئُوهَا بِالْمَاءِ. صحیح البخاری (۵۷۲۳) صحیح مسلم (۵۷۱۸)

حضرت ابن عمر سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بخار جہنم کے جوش سے ہے تو اسے پانی سے بجھایا کرو۔

٧- بَابُ عِيَادَةِ الْمَرِيضِ وَالطِّيَرَةِ

مریض کی عیادت اور فال لینا

۷۵۷- حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا عَادَ الرَّجُلُ الْمَرِيضَ خَاضَ الرَّحْمَةَ حَتّٰى اِذَا قَعَدَ عِنْدَهُ قَرَّتْ فِيهِ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب آدمی بیمار کی عیادت کرتا ہے تو رحمت میں داخل ہو جاتا ہے یہاں تک کہ جب بیمار کے پاس بیٹھتا

أَوْ نَحْوَ هٰذَا.

ہے تو رحمت اس کے اندر داخل ہو جاتی ہے یا کچھ ایسا ہی فرمایا۔

۷۵۸- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنِ ابْنِ عَطِيَّةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا عَدْوٰى، وَلَا هَامَ، وَلَا صَفَرَ، وَلَا يَحُلَّ الْمُمْرِضُ عَلَى الْمُصِحِّ، وَلْيَحْلُلِ الْمُصِحُّ حَيْثُ شَاءَ، فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا ذَاكَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّهُ أَذًى. سنن ابن ماجہ (۳۵۴۰-۳۵۴۱)

ابن عطیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چھوت، ہام اور صفر کوئی چیز نہیں ہے، ہاں خارشی اونٹ کو تندرست اونٹوں میں نہ ٹھہراؤ اور تندرست اونٹ کو جہاں چاہے رکھو۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! ایسا کیوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ ایک بیماری ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

۵۱- كِتَابُ الشَّعْرِ

بالوں کا بیان

۱- بَابُ السُّنَّةِ فِي الشَّعْرِ

بالوں کے متعلق سنت

۷۵۹- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ نَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ بِإِحْفَاءِ الشَّوَارِبِ، وَإِعْفَاءِ اللِّحٰى. صحیح مسلم (۶۰۰)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مونچھوں کو پست کرنے اور داڑھی بڑھانے کا حکم فرمایا ہے۔

۷۶۰- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ، أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ عَامَ حَجَّ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ، وَتَنَاوَلَ قُصَّةً مِنْ شَعْرٍ كَانَتْ فِي يَدِ حَرَسِيٍّ يَقُولُ يَا أَهْلَ الْمَدِينَةِ أَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ؟ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَنْهٰى عَنْ مِثْلِ هٰذِهِ وَيَقُولُ إِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ حِينَ اتَّخَذَ هٰذِهِ نِسَاؤُهُمْ. صحیح البخاری (۳۴۶۸) صحیح مسلم (۵۵۴۳)

حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا حج کے سال جب کہ وہ منبر پر تھے اور انہوں نے بالوں کا ایک گچھا لیا ہوا تھا جو ان کے خادم کے ہاتھ میں تھا، فرما رہے تھے: اے اہلِ مدینہ! تمہارے علماء کہاں ہیں؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس سے منع فرماتے ہوئے سنا ہے اور فرماتے کہ بے شک بنی اسرائیل اسی وقت ہلاک ہوئے جب کہ ان کی عورتوں نے یہ کام شروع کیا۔

۷۶۱- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زِيَادِ بْنِ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ سَدَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ نَاصِيَتَهُ مَا شَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ فَرَقَ بَعْدَ ذٰلِكَ. صحیح البخاری (۵۹۱۷) صحیح مسلم (۶۰۱۶)

زیاد بن سعد نے ابن شہاب کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے پیشانی کے بالوں کو لٹکائے رکھا جب تک اللہ نے چاہا، پھر مانگ نکالنے لگے۔

قَالَ مَالِكٌ لَيْسَ عَلَى الرَّجُلِ يَنْظُرُ إِلٰى شَعْرِ امْرَأَةِ ابْنِهِ، أَوْ شَعْرِ أُمِّ امْرَأَتِهِ بَأْسٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ اپنی بہو یا ساس کے بال کے دیکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

[۹۲۲] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ كَانَ يَكْرَهُ الْإِخْصَاءَ وَيَقُولُ فِيهِ تَمَامُ الْخَلْقِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر خصی کرنے کو ناپسند کرتے اور فرماتے کہ اس (خصی نہ کرنے) میں تخلیق کا پورا رکھنا ہے۔

٧٦٢- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ لَهُ أَوْ لِغَيْرِهِ فِي الْجَنَّةِ كَهَاتَيْنِ إِذَا اتَّقَى، وَأَشَارَ بِإِصْبَعَيْهِ الْوُسْطَى وَالَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ. صحیح مسلم(٧٣٩٤) صحیح البخاری(٦٠٠٥)

صفوان بن سلیم کو یہ بات پہنچی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا خواہ وہ اس کا اپنا ہو یا غیر' جنت میں ایسے ہوں گے جب کہ پرہیز گار رہے اور اپنی دو انگلیوں درمیانی اور شہادت والی سے اشارہ کیا۔ف

ف: یتیم سے بڑھ کر بے سہارا کون ہوگا کہ ننھی سی عمر ہے' کمانے سے مجبور' دنیا کے آرام وراحت سے دور' باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا' اس کا اس زمین کے اوپر اور آسمان کے نیچے کوئی پرسانِ حال نہیں۔ اس بے بسی میں جو اسے سہارا دے اس پر خدا کو کتنا پیار آئے گا۔ یقیناً وہ جنت میں اعلیٰ مقام پائے گا۔ جو بے بسی میں یتیم کی مدد کرے گا جب وہ قبر و حشر میں بے بس ہوگا تو پروردگار عالم اس کی مدد فرمائے گا اور جو یتیم کا اس لیے سہارا بنے گا کہ میرے اور ساری کائنات کے آقا و مولیٰ سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ بھی دریتیم تھے تو ''المرء مع من احب'' کے تحت وہ جنت میں حضور کے قرب سے نوازا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

٢- بَابُ إِصْلَاحِ الشَّعْرِ

بالوں میں کنگھی کرنا

٧٦٣- حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيَّ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِنَّ لِي جُمَّةً أَفَأُرَجِّلُهَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَعَمْ وَأَكْرِمْهَا، فَكَانَ أَبُو قَتَادَةَ رُبَّمَا دَهَنَهَا فِي الْيَوْمِ مَرَّتَيْنِ لِمَا قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَكْرِمْهَا.

حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ میرے کندھوں تک بال ہیں کیا ان میں کنگھی کر لیا کروں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں اور ان کی عزت کرو۔ پس حضرت ابوقتادہ کسی روز تو دو دفعہ تیل لگاتے کیونکہ ان سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ان کی عزت کرو۔

٧٦٤- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، أَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ أَخْبَرَهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ فَدَخَلَ رَجُلٌ ثَائِرَ الرَّأْسِ وَاللِّحْيَةِ، فَأَشَارَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِيَدِهِ أَنِ اخْرُجْ كَأَنَّهُ يَعْنِي إِصْلَاحَ شَعْرِ رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ، فَفَعَلَ الرَّجُلُ، ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَلَيْسَ هَذَا خَيْرًا مِنْ أَنْ يَأْتِيَ أَحَدُكُمْ ثَائِرَ الرَّأْسِ كَأَنَّهُ شَيْطَانٌ؟

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تھے تو ایک آدمی اندر آیا جس کے سر اور داڑھی کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف باہر جانے کا اشارہ کیا کہ پہلے سر اور داڑھی کے بالوں کو درست کرے۔ اس نے ایسا ہی کیا اور پھر واپس لوٹا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا یہ اس سے بہتر نہیں ہے کہ آدمی بال بکھیر کر آئے جیسے وہ شیطان ہو۔

٣- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَبْغِ الشَّعْرِ

بالوں کو رنگنے کا بیان

[٩٢٣] أَثَر- حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيُّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوثَ قَالَ وَكَانَ جَلِيسًا لَهُمْ وَكَانَ أَبْيَضَ اللِّحْيَةِ وَالرَّأْسِ. قَالَ فَغَدَا عَلَيْهِمْ ذَاتَ يَوْمٍ وَقَدْ حَمَّرَهُمَا. قَالَ فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ هَذَا أَحْسَنُ. فَقَالَ إِنَّ أُمِّي عَائِشَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَرْسَلَتْ إِلَيَّ الْبَارِحَةَ

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ عبدالرحمٰن بن اسود بن عبد یغوث ان کے پاس بیٹھنے والوں میں تھے۔ جن کے داڑھی اور سر کے بال سفید تھے۔ ایک روز وہ صبح کے وقت آئے تو سرخ خضاب کیا ہوا تھا۔ لوگوں نے کہا کہ یہ خضاب کتنا اچھا ہے۔ کہا کہ مجھے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ نے اپنی نُخَیلہ نامی لونڈی کے ہاتھ قسم دے کر پیغام بھیجا تھا کہ خضاب کروں اور مجھے بتایا کہ حضرت ابوبکر صدیق بھی خضاب کیا کرتے تھے۔

جَارِيَتُهَا نُخَيْلَةُ فَأَقْسَمَتْ عَلَيَّ لَأَصْبُغَنَّ، وَأَخْبَرَتْنِي أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ كَانَ يَصْبُغُ.

قَالَ يَحْيَى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ فِي صَبْغِ الشَّعَرِ بِالسَّوَادِ لَمْ أَسْمَعْ فِي ذٰلِكَ شَيْئًا مَعْلُومًا وَغَيْرُ ذٰلِكَ مِنَ الصِّبْغِ أَحَبُّ إِلَيَّ.

قَالَ وَتَرْكُ الصَّبْغِ كُلِّهِ وَاسِعٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَيْسَ عَلَى النَّاسِ فِيهِ ضِيقٌ.

قَالَ وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ بَيَانٌ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَصْبُغْ، وَلَوْ صَبَغَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَأَرْسَلَتْ بِذٰلِكَ عَائِشَةُ إِلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ.

یحییٰ نے امام مالک کو سیاہ خضاب کے بارے میں فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے اس کے متعلق کچھ نہیں سنا اور سیاہ کے سوا مجھے دوسرے خضاب پسند ہیں۔

فرمایا کہ خضاب نہ کرنے میں بھی وسعت ہے، اگر اللہ نے چاہا۔ لوگوں پر اس میں تنگی نہیں ہے۔

یحییٰ نے امام مالک کو اس حدیث کے متعلق فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے خضاب نہیں کیا۔ اگر رسول اللہ ﷺ نے خضاب کیا ہوتا تو حضرت عائشہ نے عبد الرحمٰن بن اسود کے لیے ضرور اس کا پیغام بھیجا ہوتا۔

٤- بَابُ مَا يُؤْمَرُ بِهِ مِنَ التَّعَوُّذِ

تعوذ کے متعلق حکم

۷٦٥- حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ قَالَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِنِّي أُرَوَّعُ فِي مَنَامِي. فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قُلْ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ، وَأَنْ يَحْضُرُونِ.

یحییٰ بن سعید کو یہ بات پہنچی کہ حضرت خالد بن ولید نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں گزارش کی کہ میں سوتے ہوئے ڈر جاتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ یہ کہہ لیا کرو: میں اللہ کے مکمل کلمات کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں اس کے غضب، اس کی ناراضگی، بندوں کے شر، شیطانوں کے وسوسوں سے اور اس سے کہ وہ میرے پاس آئیں۔

۷٦٦- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّهُ قَالَ أُسْرِيَ بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَرَأَى عِفْرِيتًا مِنَ الْجِنِّ يَطْلُبُهُ بِشُعْلَةٍ مِنْ نَارٍ كُلَّمَا الْتَفَتَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَآهُ فَقَالَ لَهُ جِبْرِيلُ أَفَلَا أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ تَقُولُهُنَّ إِذَا قُلْتَهُنَّ طُفِئَتْ شُعْلَتُهُ وَخَرَّ لِفِيهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَلَى، فَقَالَ جِبْرِيلُ فَقُلْ أَعُوذُ بِوَجْهِ اللّٰهِ الْكَرِيمِ وَبِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ اللَّاتِي لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ، مِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ، وَشَرِّ مَا يَعْرُجُ فِيهَا، وَشَرِّ مَا ذَرَأَ فِي الْأَرْضِ، وَشَرِّ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا، وَمِنْ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَمِنْ طَوَارِقِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، إِلَّا طَارِقًا يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمٰنُ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو معراج ہوئی تو آپ نے ایک شرارتی جن دیکھا۔ جب رسول اللہ ﷺ ادھر متوجہ ہوئے اور اسے دیکھا تو حضرت جبریل عرض گزار ہوئے: کیا میں آپ کو ایسے کلمے نہ سکھاؤں کہ ان کے کہنے سے شعلہ بجھ جائے اور جو منہ میں ہے گر جائے۔ رسول اللہ ﷺ فرمایا کہ کیوں نہیں۔ حضرت جبریل عرض پرداز ہوئے کہ یوں کہا کرو: پناہ چاہتا ہوں میں خدا کی ذاتِ کریم کی، ساتھ اللہ کے مکمل کلمات کے، جن سے کوئی نیک یا بد تجاوز نہیں کر سکتا، اس برائی سے جو آسمان سے نازل ہو یا اس کی طرف اٹھے اور ان چیزوں کی برائی سے جو زمین میں پیدا کی گئیں اور جو اس سے نکلتی ہیں نیز رات اور دن کے فتنوں اور شب و روز کی آفتوں سے مگر اے رحمٰن! جو حادثہ خیر لیے ہوئے ہو۔

٧٦٧- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَسْلَمَ قَالَ مَا نِمْتُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ؟ فَقَالَ لَدَغَتْنِي عَقْرَبٌ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَمَا إِنَّكَ لَوْ قُلْتَ حِينَ أَمْسَيْتَ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ تَضُرَّكَ. صحیح مسلم (٦٨١٧-٦٨١٨)

[٩٢٤] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ، عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ، أَنَّ كَعْبَ الْأَحْبَارِ قَالَ لَوْلَا كَلِمَاتٌ أَقُولُهُنَّ لَجَعَلَتْنِي يَهُودُ حِمَارًا، فَقِيلَ لَهُ وَمَا هُنَّ؟ فَقَالَ أَعُوذُ بِوَجْهِ اللّٰهِ الْعَظِيمِ الَّذِي لَيْسَ شَيْءٌ أَعْظَمَ مِنْهُ، وَبِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِي لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ، وَبِأَسْمَاءِ اللّٰهِ الْحُسْنٰى كُلِّهَا مَا عَلِمْتُ مِنْهَا، وَمَا لَمْ أَعْلَمْ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ، وَبَرَأَ وَذَرَأَ.

٥- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُتَحَابِّينَ فِي اللّٰهِ

٧٦٨- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَعْمَرٍ، عَنْ أَبِي الْحُبَابِ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَيْنَ الْمُتَحَابُّونَ لِجَلَالِي الْيَوْمَ أُظِلُّهُمْ فِي ظِلِّي يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلِّي.
صحیح مسلم (٦٤٩٤)

٧٦٩- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَوْ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ، إِمَامٌ عَادِلٌ، وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ اللّٰهِ، وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ إِذَا خَرَجَ مِنْهُ حَتّٰى يَعُودَ إِلَيْهِ، وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلٰى ذٰلِكَ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ، وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ، وَرَجُلٌ دَعَتْهُ ذَاتُ حَسَبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ إِنِّي أَخَافُ اللّٰهَ،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اسلم قبیلے کے ایک آدمی نے کہا کہ آج رات میں نہیں سویا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ کس وجہ سے؟ عرض گزار ہوا کہ مجھے بچھو نے کاٹ کھایا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم نے شام کے وقت یہ کہا ہوتا: "پناہ چاہتا ہوں میں اللہ کے مکمل کلمات کے ساتھ ہر مخلوق کی برائی سے" تو کوئی چیز تمہیں نقصان نہ پہنچاتی۔

قعقاع بن حکیم سے روایت ہے کہ حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں چند کلمے نہ کہا کرتا تو یہودی مجھے گدھا بنا دیتے۔ ان سے کہا گیا کہ وہ کون سے ہیں؟ فرمایا: میں پناہ چاہتا ہوں عظمت والے خدا کی ذات کی جس سے بڑی کوئی چیز نہیں۔ اور اللہ کے مکمل کلمات کے ساتھ جن سے کوئی نیک یا بد تجاوز نہیں کر سکتا اور اللہ کے تمام اچھے ناموں کے ساتھ جنہیں میں جانتا ہوں یا نہیں جانتا' ہر مخلوق کی برائی سے جس کو پیدا کیا اور پھیلایا گیا ہے۔

خدا کے لیے محبت کرنا

سعید بن یسار نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز فرمائے گا کہ کہاں ہیں وہ لوگ جو میرے جلال کی وجہ سے آپس میں محبت رکھتے تھے۔ آج میں انہیں اپنے سائے میں جگہ دوں گا جب کہ میرے سائے کے سوا آج کوئی سایہ نہیں ہے۔

حضرت ابو سعید خدری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سات آدمی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اپنے سائے میں جگہ دے گا' جس روز اس کے سائے کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔ ا۔ انصاف کرنے والا حاکم' ۲۔ اللہ کی عبادت کرنے والا نوجوان' ۳۔ وہ آدمی جس کا دل مسجد میں لٹکا رہتا ہے نکلنے اور واپس آنے تک بھی' ۴۔ وہ دو آدمی جو اللہ کے لیے محبت رکھیں اسی پر جمع ہوں اور اسی پر جدا ہوں۔ جو تنہائی میں اللہ کا ذکر کرے اور اس کی دونوں آنکھیں اشک بار ہوئیں' ۵۔ وہ آدمی جس کو خاندانی اور حسن و جمال والی عورت

وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتَّى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ. صحیح البخاری (٦٨٠٦) صحیح مسلم (٢٣٧٧)

بلائے اور وہ کہے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں'٦۔ اور وہ آدمی جو اس درجہ چھپا کر خیرات کرتا ہے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو پتہ نہیں ہوتا کہ داہنے ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے۔

٧٧٠- **وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِذَا أَحَبَّ اللَّهُ الْعَبْدَ قَالَ لِجِبْرِيلَ قَدْ أَحْبَبْتُ فُلَانًا، فَأَحِبَّهُ، فَيُحِبُّهُ جِبْرِيلُ، ثُمَّ يُنَادِي فِي أَهْلِ السَّمَاءِ إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَبَّ فُلَانًا، فَأَحِبُّوهُ، فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ، ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي الْأَرْضِ. وَإِذَا أَبْغَضَ اللَّهُ الْعَبْدَ. قَالَ مَالِكٌ لَا أَحْسِبُهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ فِي الْبُغْضِ مِثْلَ ذَلِكَ. صحیح البخاری (٧٤٨٥) صحیح مسلم (٦٦٤٧)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو حضرت جبرئیل سے فرماتا ہے کہ میں فلاں سے محبت رکھتا ہوں' پس حضرت جبرئیل بھی اس سے محبت کرتے ہیں' پھر آسمان والوں میں منادی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں سے محبت کرتا ہے لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو۔ پس آسمان والے اس سے محبت کرتے ہیں اور زمین میں اس کی مقبولیت رکھ دی جاتی ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے ناراض ہوتا ہے۔ امام مالک نے فرمایا کہ میرے خیال میں ناراضگی کے متعلق بھی حسب سابق فرمایا ہوگا۔

٧٧١- **وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي حَازِمِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، أَنَّهُ قَالَ دَخَلْتُ مَسْجِدَ دِمَشْقَ، فَإِذَا فَتًى شَابٌّ بَرَّاقُ الثَّنَايَا، وَإِذَا النَّاسُ مَعَهُ إِذَا اخْتَلَفُوا فِي شَيْءٍ أَسْنَدُوا إِلَيْهِ وَصَدَرُوا عَنْ قَوْلِهِ، فَسَأَلْتُ عَنْهُ فَقِيلَ هَذَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ هَجَّرْتُ، فَوَجَدْتُهُ قَدْ سَبَقَنِي بِالتَّهْجِيرِ وَوَجَدْتُهُ يُصَلِّي قَالَ فَانْتَظَرْتُهُ حَتَّى قَضَى صَلَاتَهُ، ثُمَّ جِئْتُهُ مِنْ قِبَلِ وَجْهِهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، ثُمَّ قُلْتُ وَاللَّهِ إِنِّي لَأُحِبُّكَ لِلَّهِ فَقَالَ آللَّهِ؟ فَقُلْتُ أَللَّهِ. فَقَالَ آللَّهِ. فَقُلْتُ أَللَّهِ. فَقَالَ آللَّهِ؟ فَقُلْتُ أَللَّهِ. قَالَ فَأَخَذَ بِحُبْوَةِ رِدَائِي فَجَبَذَنِي إِلَيْهِ وَقَالَ أَبْشِرْ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَجَبَتْ مَحَبَّتِي لِلْمُتَحَابِّينَ فِيَّ وَالْمُتَجَالِسِينَ فِيَّ وَالْمُتَزَاوِرِينَ فِيَّ وَالْمُتَبَاذِلِينَ فِيَّ.

ابو ادریس خولانی کا بیان ہے کہ میں دمشق کی مسجد میں داخل ہوا تو ایک چمکدار دانتوں والے جوان کو دیکھا کہ اس کے ساتھ والے لوگ جب کسی بات میں اختلاف کرتے ہیں تو اس کی سند پکڑتے اور اس کی بات پر رک جاتے ہیں۔ میں نے اس کے متعلق پوچھا تو بتایا گیا کہ یہ حضرت معاذ بن جبل ہیں۔ اگلے روز میں علی الصبح گیا تو وہ مجھ سے پہلے نماز پڑھنے میں مشغول تھے۔ میں نے انتظار کیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے نماز پڑھ لی۔ پھر میں سامنے سے ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں سلام کیا۔ پھر میں عرض گزار ہوا کہ خدا کی قسم! میں خدا کے لیے آپ سے محبت رکھتا ہوں' فرمایا: کیا اللہ کے لیے؟ میں نے کہا: اللہ کے لیے' فرمایا: کیا اللہ کے لیے؟ میں نے کہا: اللہ کے لیے۔ فرمایا: کیا اللہ کے لیے؟ میں نے کہا: اللہ کے لیے۔ انہوں نے میری چادر کا ایک کونا پکڑ کر مجھے نزدیک کیا اور فرمایا کہ خوش ہو جاؤ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میری محبت ان دونوں کے لیے واجب ہو گئی جو میرے لیے محبت کرتے' میرے لیے اکٹھے بیٹھتے' میرے لیے جان و مال کی بازی لگاتے اور میرے لیے ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔

[۹۲۵] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ الْقَصْدُ، وَالتُّؤَدَةُ، وَحُسْنُ السَّمْتِ جُزْءٌ مِنْ خَمْسَةٍ وَعِشْرِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن عباس فرمایا کرتے کہ میانہ روی، نرمی اور اچھی وضع قطع نبوت کے پچیس اجزاء میں سے ایک جزو ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

۵۲- كِتَابُ الرُّؤْيَا

خواب کا بیان

۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّؤْيَا

خواب کے متعلق روایات

۷۷۲- حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ مِنَ الرَّجُلِ الصَّالِحِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نیک آدمی کا اچھا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِمِثْلِ ذَلِكَ. صحیح البخاری (۶۹۸۳)

امام مالک، ابوالزناد، اعرج، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے پہلی کے مطابق روایت کی ہے۔ف

ف: نبوت خدا سے براہ راست علم پانے کا اعلیٰ ترین اور واحد ذریعہ ہے۔ نیک آدمی کا خواب گویا اس کا چھیالیسواں حصہ ہے اور یہ بھی ایک شرف ہے لیکن ایسے خواب دیکھنے والے کو نبی سمجھنا قطعاً غلط ہے اور نہ اس شرف کو اجزائے نبوت کی دلیل بنایا جا سکتا ہے کیونکہ نبوت ختم ہو چکی۔ نبی کریم ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔ ختم نبوت کا عقیدہ ضروریات دین سے ہے اور اس کا انکار کرنے والا یا اس کے معانی میں تاویل کرنے والا اسلام کے دائرے سے نکل جاتا ہے جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور انہیں مسلمان جاننے والے سب اسلام کے دائرے سے باہر ہیں۔ یہی مصنف تحذیر الناس کا حال ہے جنہوں نے خاتمیت زمانی کو عوام کا خیال اور فضیلت سے خالی بتاتے ہوئے صاف کہہ دیا کہ اگر بالفرض حضور کے بعد ہزاروں نبی اور پیدا ہو جائیں تب بھی خاتمیت محمدی برقرار رہتی ہے۔ یہ سراسر غیر اسلامی، خلاف قرآن و حدیث اور ساری امت محمدیہ کے خلاف انہوں نے اس لیے عقیدہ بیان کیا کہ دعویٰ نبوت کے راستے میں ختم نبوت کا عقیدہ حائل تھا لہٰذا اس عقیدے کے انکار کی ٹھہرائی کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا، یہ عقیدہ تو عوام کالانعام کا ہے، اہل فہم کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور کے بعد نبی ہو سکتا ہے ایک نہیں ہزاروں نبی ہو سکتے ہیں کیونکہ حضور زمانے کے لحاظ سے نہیں بلکہ مرتبے کے لحاظ سے خاتم ہیں اور اپنی اس گھڑی ہوئی خاتمیت کا نام خاتمیتِ مرتبی رکھ کر اسے حضور کے شایانِ شان بتا دیا اور خاتمیت زمانہ کو مٹانے کی غرض سے صاف کہہ دیا کہ "شایانِ شان محمدی خاتمیت مرتبی ہے نہ کہ زمانی" حالانکہ مسلمانوں نے تیرہ سو سال کے اندر خاتمیت مرتبہ کا نام بھی نہیں سنا تھا۔ موصوف نے کاریگری یہ دکھائی کہ خاتمیت کو پرے پھینک دیا اور فضیلت کو اس جگہ پر رکھتے ہوئے اسے خاتمیت بتانے اور اہل اسلام کو بہکانے اور جہنم کا ایندھن بنانے لگے۔ پروردگار عالم ہر مسلمان کو گندم نما جو فروش قسم کے رہنما بننے والوں کے شر سے محفوظ و مامون رکھے آمین یا الٰہ العلمین بحق خاتم الانبیاء والمرسلین۔

۷۷۳- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَۃَ ، عَنْ زُفَرَ بْنِ صَعْصَعَۃَ ، عَنْ اَبِیْہِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کَانَ اِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلٰوۃِ الْغَدَاۃِ یَقُوْلُ ھَلْ رَاٰی اَحَدٌ مِنْکُمُ اللَّیْلَۃَ رُؤْیَا؟ وَیَقُوْلُ لَیْسَ یَبْقٰی بَعْدِیْ مِنَ النُّبُوَّۃِ اِلَّا الرُّؤْیَا الصَّالِحَۃِ

رسول اللہ ﷺ جب نماز فجر سے فارغ ہوتے تو فرماتے: کیا آج رات تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے؟ اور فرماتے کہ میرے بعد نبوت میں سے کچھ بھی باقی نہیں رہے گا ماسوائے اچھے خوابوں کے۔

۷۷٤- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ ، عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ لَنْ یَبْقٰی بَعْدِیْ مِنَ النُّبُوَّۃِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتِ ، فَقَالُوْا وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ الرُّؤْیَا الصَّالِحَۃُ یَرَاھَا الرَّجُلُ الصَّالِحُ ، اَوْ تُرٰی لَہٗ جُزْءٌ مِنْ سِتَّۃٍ وَّاَرْبَعِیْنَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّۃِ. صحیح البخاری (۶۹۹۰)

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد نبوت میں سے کچھ بھی باقی نہیں رہے گا ماسوائے مبشرات کے۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! مبشرات کیا ہیں؟ فرمایا کہ وہ اچھے خواب جنہیں نیک آدمی دیکھے یا اس کے لیے دیکھا جائے۔ یہ نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہیں۔ ف

ف: نبوت "نبأ" یعنی "خبر" سے مشتق ہے۔ کچی خبر وہی ہے جو نبی دے۔ نبی کی دی ہوئی خبر صداقت کے اعلیٰ درجے پر فائز ہوتی ہے کیونکہ وہ وحی پر موقوف ہوتی ہے جس کی مختلف شکلیں ہیں یعنی نبی کو فرشتے' الہام' کشف اور خواب کے ذریعے جو بھی خبر دی جاتی ہے وہ وحی شمار ہوتی ہے اور اس میں کسی قسم کے شک وشبہ کو دخل نہیں ہوتا۔ ولایت نبوت کا اور ولی نبی کا سایہ عکس ہوتا ہے۔ چونکہ ولایت نبوت تو نہیں ہوتی لیکن نبوت کا سایہ اور عکس ضرور ہوتی ہے۔ اسی طرح ولی کی خبر کا درجہ نبی کی خبر جیسا نہیں ہوتا لیکن یقین کے لحاظ سے ولی کی خبر کو صداقت سے خالی بھی نہیں کہا جا سکتا کیونکہ نبی کی خبر کا چھیالیسواں حصہ اس میں صداقت موجود ہوتی ہے۔ چھیالیسواں حصہ یقین کے لحاظ سے ہے کہ انبیائے کرام کی خبر کے مقابلے میں ان پر اتنا یقین رکھا جائے گا کہ مقابلتاً اس درجہ یقین کیا جائے گا لیکن بالکل ناقابل یقین بھی نہیں کہا جائے گا کیونکہ نبی کی خبر کے لحاظ سے یہ بھی چھیالیسواں حصہ صداقت سے بھرپور اور قابل یقین ہے جب کہ حضرات اولیاء کی خبر غیر ولی کی خبر سے ہزاروں گنا صداقت سے بھرپور ہوتی ہے کیونکہ امت کے اندر یہی حضرات حق وصداقت کے نشان اور صراط مستقیم کے سنگ میل ہوتے ہیں۔ جس راستے پر یہ ہوں صراط مستقیم وہی ہے' حقیقی اسلام وہی راستہ ہے۔ اگر یہ حضرات صراط مستقیم پر نہ ہوتے تو مقام ولایت کیسے پاتے؟ قرب و مقبولیت خداوندی سے کیوں نوازے جاتے؟

غور سے دیکھا جائے تو اولیاء اللہ کا وجود صرف اور صرف اہل سنت و جماعت میں نظر آئے گا۔ باقی کسی بھی جماعت میں نہ آج تک کوئی ولی ہوا ہے اور نہ قیامت تک ہو سکتا ہے کیونکہ دوسری تمام جماعتوں نے خواہ کوئی نئی ہو یا پرانی سب نے حق وصداقت یعنی اصل اسلام میں ملاوٹ کر رکھی ہے' حق کے اندر باطل کو ملا کر معجون مرکب بنائی ہوئی ہے۔ مقدس اسلام کے اندر جمع وتفریق کر کے اپنی اپنی مرضی کے اسلام بنائے ہوئے ہیں جو ملاوٹ کے باعث خالص اسلام نہیں ہیں اور غیر اسلامی عقائد ونظریات کی معضرت کے باعث مسلمانوں کے لیے قابل احتراز واجتناب ہیں کیونکہ انہیں اختیار کرنے' ان کی ہمنوائی کا دم بھرنے کے باعث ایمان کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ اگر بالفرض کسی نے عقائد ونظریات میں رد وبدل نہیں کیا تو دیگر اسلامی افعال ومسائل میں من مانی رنگ آمیزی کر دی ہے جس کے باعث گمراہی اور بے دینی کی منہ بولتی تصویر بن گئی ہیں۔ دین میں من مانی رد وبدل کرنا یہود ونصاریٰ کا طرۂ امتیاز تھا لیکن بعض مسلمان کہلانے والے ان پر بھی سبقت لے جانے میں کوشاں نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جملہ مدعیان اسلام کو کچی ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین

دین کا ماخذ واقعی قرآن وحدیث ہیں لیکن آیات واحادیث کا جو مفہوم کسی کی سمجھ میں آئے اس کی صحت کا کیا ثبوت ہے؟ دریں حالات آیات واحادیث کے وہی مفہوم ومطالب قابل یقین قرار پائیں گے جو حق وصداقت کے ان نشانوں اور سرمایہ ملت کے پاسبانوں یعنی حضرات اولیاء اللہ نے سمجھے۔ ان کے خلاف سمجھے ہوئے اپنے مفہوم کی صحت پر اگر کوئی دلائل کا ڈھیر بھی لگا دے تب بھی اس کی بات نا قابل یقین اور رد کر دینے کے لائق ہوگی۔ لہٰذا صراط مستقیم پر چلنے اور حق وصداقت سے وابستہ رہنے کی خاطر ضروری ہے کہ حضرات اولیاء اللہ کی دین فہمی کو اپنے لیے مشعل راہ بنایا جائے اور ان بزرگوں کی دین فہمی کا نام مذہب اہل سنت وجماعت ہے۔ اصول وفروع میں یہی مذہب مہذب قرآن وحدیث کی تعلیمات کا حامل اور مقدس اسلام کی منہ بولتی تصویر ہے جب کہ باقی سارے اسلام جو مختلف فرقوں نے اپنے اپنے لیے بنا رکھے ہیں وہ ہرگز اصل اسلام نہیں بلکہ اسلام کو اپنے نام نہاد اجتہاد کی مشین میں ڈال کر مرضی کے مطابق بنائے ہوئے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۷۷۵- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا قَتَادَةَ بْنَ رِبْعِيٍّ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللّٰهِ، وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمُ الشَّيْءَ يَكْرَهُهُ، فَلْيَنْفُثْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ إِذَا اسْتَيْقَظَ، وَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا، فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، فَقَالَ أَبُو سَلَمَةَ إِنْ كُنْتُ لَأَرَى الرُّؤْيَا هِيَ أَثْقَلُ عَلَيَّ مِنَ الْجَبَلِ، فَلَمَّا سَمِعْتُ هٰذَا الْحَدِيثَ فَمَا كُنْتُ أُبَالِيهَا.

صحیح البخاری (۵۷٤۷) صحیح مسلم (۵۸٦۳ تا ۵۸۵۷)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اور برا خواب شیطان کی طرف سے۔ جب تم میں سے کوئی ایسی چیز دیکھے جسے وہ ناپسند کرتا ہے تو چاہیے کہ بائیں جانب تین دفعہ تھتکارے جب کہ بیدار ہو اور اس کی برائی سے اللہ کی پناہ چاہے تو اللہ نے چاہا تو وہ اسے نقصان نہ دے گا۔ ابوسلمہ نے فرمایا کہ اگر میں ایسا خواب دیکھوں جو مجھ پر پہاڑ سے بھی گراں ہو تب بھی یہ حدیث سننے کے بعد مجھے کوئی پروا نہیں رہی۔

[۹۲٦] اَثَر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فِي هٰذِهِ الْآيَةِ ﴿لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ﴾ (یونس: ٦٤) قَالَ هِيَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الرَّجُلُ الصَّالِحُ، أَوْ تُرٰى لَهُ.

عروہ بن زبیر اس آیت: ''انہیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں'' کے بارے میں فرمایا کرتے کہ یہ اچھا خواب ہے جو نیک آدمی دیکھے یا اس کے متعلق کوئی دیکھے۔

۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّرْدِ

چوسر یا شطرنج کے متعلق روایات

۷۷٦- حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدِ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُولَهُ. سنن ابوداؤد (٤٩٣٨)

سعید بن ابو ہند نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو چوسر یا شطرنج کھیلے اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

[۹۲۷] اَثَر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ أَبِي عَلْقَمَةَ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ بات پہنچی کہ ان کے کاشانۂ اقدس میں جو لوگ رہائش پذیر تھے ان کے پاس

بَلَغَهَا اَنَّ اَهْلَ بَيْتٍ فِيْ دَارِهَا كَانُوْا سُكَّانًا فِيْهَا وَعِنْدَهُمْ نَرْدٌ ، فَاَرْسَلَتْ اِلَيْهِمْ لَئِنْ لَمْ تُخْرِجُوْهَا لَاُخْرِجَنَّكُمْ مِنْ دَارِيْ ، وَاَنْكَرَتْ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ.

[۹۲۸] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ، اَنَّهٗ كَانَ اِذَا وَجَدَ اَحَدًا مِنْ اَهْلِهٖ يَلْعَبُ بِالنَّرْدِ ضَرَبَهٗ وَكَسَرَهَا.

قَالَ يَحْيٰى وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ لَا خَيْرَ فِي الشَّطْرَنْجِ وَكَرِهَهَا.

وَسَمِعْتُهٗ يَكْرَهُ اللَّعِبَ بِهَا وَبِغَيْرِهَا مِنَ الْبَاطِلِ ، وَيَتْلُوْ هٰذِهِ الْاٰيَةَ ﴿فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ﴾ (یونس:۳۲).

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۵۳- كِتَابُ السَّلَامِ

۱- بَابُ الْعَمَلِ فِي السَّلَامِ

۷۷۷- **حَدَّثَنِيْ** عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِيْ ، وَاِذَا سَلَّمَ مِنَ الْقَوْمِ وَاحِدٌ اَجْزَاَ عَنْهُمْ.

[۹۲۹] اثر- **وَحَدَّثَنِيْ** عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ ، اَنَّهٗ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْيَمَنِ ، فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ ، وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ، ثُمَّ زَادَ شَيْئًا مَعَ ذٰلِكَ اَيْضًا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ، وَهُوَ يَوْمَئِذٍ قَدْ ذَهَبَ بَصَرُهٗ مَنْ هٰذَا؟ قَالُوْا هٰذَا الْيَمَانِيُّ الَّذِيْ يَغْشَاكَ فَعَرَّفُوْهُ اِيَّاهُ. قَالَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنَّ السَّلَامَ انْتَهٰى اِلَى الْبَرَكَةِ.

قَالَ يَحْيٰى سُئِلَ مَالِكٌ هَلْ يُسَلَّمُ عَلَى الْمَرْاَةِ؟ فَقَالَ اَمَّا الْمُتَجَالَّةُ فَلَا اَكْرَهُ ذٰلِكَ ، وَاَمَّا الشَّابَّةُ فَلَا اُحِبُّ ذٰلِكَ.

۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّلَامِ عَلَى

شطرنج تھی۔ انہوں نے ان کے لیے پیغام بھیجا کہ اسے نکال دو ورنہ میں تمہیں اپنے گھر سے نکال دوں گی اور ان پر ناراضگی کا اظہار فرمایا۔

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب اپنے کسی گھر والے کو شطرنج یا چوسر کھیلتا ہوا دیکھتے تو مارتے اور اسے توڑ دیتے۔

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ شطرنج میں کوئی بھلائی نہیں اور اسے ناپسند فرمایا۔

اور میں نے ان سے سنا کہ وہ اس کے ساتھ کھیلنا اور دوسرے فضول کھیلوں کو ناپسند فرماتے اور یہ آیت پڑھا کرتے: ''پھر حق کے بعد کیا ہے مگر گمراہی''۔

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

سلام کرنے کا بیان

سلام کرنے کا طریقہ

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سوار پیدل کو سلام کرے اور جب کافی لوگوں میں سے ایک نے سلام کیا تو سب کی طرف سے ہو گیا۔

محمد بن عمرو بن عطاء سے روایت ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ان کی خدمت میں ایک یمنی نے حاضر ہو کر کہا: ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' اور اس پر بھی کچھ اضافہ کیا۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا اور ان دنوں ان کی بینائی چلی گئی تھی کہ یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا: وہی یمانی ہے جو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا ہے۔ تو اسے پہچان کر حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ سلام تو ''وبرکاتہ'' پر ختم ہو جاتا ہے۔

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک سے پوچھا گیا' کیا عورت کو سلام کیا جائے؟ فرمایا: بوڑھی ہو تو میں اسے ناپسند نہیں کرتا اور جوان ہو تو یہ مجھے پسند نہیں۔

یہودی اور نصرانی کو سلام کرنے

الْيَهُوْدِيِّ وَالنَّصْرَانِيِّ

۷۷۸- **حَدَّثَنِیْ** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الْيَهُوْدَ اِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ اَحَدُهُمْ فَاِنَّمَا يَقُوْلُ اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ فَقُلْ عَلَيْكَ.

صحیح البخاری (٦٢٥٧) صحیح مسلم (٥٦١٩)

کا طریقہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہودیوں میں سے جب کوئی تمہیں سلام کرے اور کہے السام علیکم تو تم کہہ دیا کرو کہ تیرے اوپر ہو۔

قَالَ يَحْيٰى وَسُئِلَ مَالِكٌ عَمَّنْ سَلَّمَ عَلَى الْيَهُوْدِيِّ، اَوِ النَّصْرَانِيِّ هَلْ يَسْتَقِيْلُهٗ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ لَا.

یحیٰی کا بیان ہے کہ امام مالک سے پوچھا گیا کہ جو یہودی یا نصرانی کو سلام کر بیٹھے تو کیا اپنے الفاظ واپس لے؟ فرمایا: نہیں۔

۳- بَابُ جَامِعِ السَّلَامِ

سلام کے متعلق دیگر روایات

۷۷۹- **حَدَّثَنِیْ** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ، عَنْ اَبِیْ مُرَّةَ مَوْلٰی عَقِيْلِ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ، عَنْ اَبِیْ وَاقِدٍ اللَّيْثِیِّ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ فِی الْمَسْجِدِ وَالنَّاسُ مَعَهٗ اِذْ اَقْبَلَ نَفَرٌ ثَلَاثَةٌ، فَاَقْبَلَ اثْنَانِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَذَهَبَ وَاحِدٌ، فَلَمَّا وَقَفَا عَلٰی مَجْلِسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سَلَّمَا. فَاَمَّا اَحَدُهُمَا فَرَاٰی فُرْجَةً فِی الْحَلْقَةِ فَجَلَسَ فِيْهَا، وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَجَلَسَ خَلْفَهُمْ، وَاَمَّا الثَّالِثُ فَاَدْبَرَ ذَاهِبًا، فَلَمَّا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ عَنِ النَّفَرِ الثَّلَاثَةِ؟ اَمَّا اَحَدُهُمْ فَاَوٰی اِلَی اللّٰهِ فَاٰوَاهُ اللّٰهُ، وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَاسْتَحْيَا فَاسْتَحْيَا اللّٰهُ مِنْهُ، وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَاَعْرَضَ فَاَعْرَضَ اللّٰهُ عَنْهُ. صحیح البخاری (٦٦) صحیح مسلم (٥٦٤٥)

حضرت ابو واقد لیثی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے ساتھ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ تین آدمی آئے۔ دو رسول اللہ ﷺ کی جانب بڑھے اور ایک چلا گیا۔ جب وہ رسول اللہ ﷺ کی مجلس کے قریب آئے تو سلام کیا۔ ان میں سے ایک تو جگہ دیکھ کر حلقے میں آ بیٹھا اور دوسرا لوگوں کے پیچھے بیٹھا رہا۔ جب کہ تیسرا پیٹھ پھیر کر چلا ہی گیا تھا۔ جب فارغ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ان تینوں آدمیوں کا حال نہ بتاؤں؟ ایک ان میں سے اللہ کی طرف آیا اور اللہ نے اسے جگہ دی۔ دوسرے نے حیاء محسوس کی اور اللہ نے اس سے حیاء فرمائی اور تیسرے نے منہ پھیرا تو اللہ نے اس سے منہ پھیر لیا۔

[۹۳۰] **اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ، عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ، اَنَّهٗ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، وَسَلَّمَ عَلَيْهِ رَجُلٌ فَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ، ثُمَّ سَاَلَ عُمَرُ الرَّجُلَ كَيْفَ اَنْتَ؟ فَقَالَ اَحْمَدُ اِلَيْكَ اللّٰهَ، فَقَالَ عُمَرُ ذٰلِكَ الَّذِیْ اَرَدْتُ مِنْكَ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر سے سنا کہ کسی نے انہیں سلام کیا اور انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ پھر حضرت عمر نے اس آدمی سے پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے؟ اس نے کہا کہ خدا کا شکر ادا کرتا ہوں۔ حضرت عمر نے کہا کہ میں تم سے یہی معلوم کرنا چاہتا تھا۔

[۹۳۱] **اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ، اَنَّ الطُّفَيْلَ بْنَ اُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ كَانَ يَاْتِیْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَيَغْدُوْ مَعَهٗ اِلَی السُّوْقِ قَالَ فَاِذَا غَدَوْنَا اِلَی السُّوْقِ لَمْ يَمُرَّ عَبْدُ

طفیل بن ابی بن کعب سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر جس گری پڑی چیز اٹھانے والے دکاندار اور مسکین وغیرہ کے پاس سے گزرتے اسے سلام کرتے۔ طفیل کا بیان ہے کہ ایک روز میں حضرت عبداللہ بن عمر کے پاس آیا اور انہوں نے مجھے

اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ عَلٰی سُقَاطٍ ' وَلَا صَاحِبِ بَیْعَۃٍ ' وَلَا مِسْکِیْنٍ ' وَلَا اَحَدٍ اِلَّا سَلَّمَ عَلَیْہِ. قَالَ الطُّفَیْلُ فَجِئْتُ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ یَوْمًا فَاسْتَتْبَعَنِیْ اِلَی السُّوْقِ ' فَقُلْتُ لَہٗ وَمَا تَصْنَعُ فِی السُّوْقِ وَاَنْتَ لَا تَقِفُ عَلَی الْبَیْعِ ' وَلَا تَسْاَلُ عَنِ السِّلَعِ ' وَلَا تَسُوْمُ بِھَا وَلَا تَجْلِسُ فِیْ مَجَالِسِ السُّوْقِ؟ قَالَ وَاَقُوْلُ اجْلِسْ بِنَا ھٰھُنَا نَتَحَدَّثُ ' قَالَ فَقَالَ لِیْ عَبْدُ اللّٰہِ ابْنُ عُمَرَ یَا اَبَا بَطْنٍ وَ کَانَ الطُّفَیْلُ ذَا بَطْنٍ اِنَّمَا نَغْدُوْ مِنْ اَجْلِ السَّلَامِ نُسَلِّمُ عَلٰی مَنْ لَقِیْنَا.

بازار لے جانا چاہا تو میں نے ان سے کہا کہ آپ بازار میں کیا کریں گے؟ نہ آپ سودا کرتے ہیں' نہ کسی چیز کے متعلق پوچھتے ہیں' نہ کسی چیز کا مول کرتے ہیں اور نہ بازار والوں کی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں' کیوں نہ یہیں بیٹھ کر ہم باتیں کرتے رہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عمر نے کہا: اے ابوبطن! کیونکہ حضرت طفیل کا پیٹ بڑا تھا۔ ہم تو وہاں سلام کرنے جاتے ہیں' جو ہمیں ملتا ہے ہم اسے سلام کرتے ہیں۔ (یعنی ہم سلام کریں گے تو نیکیاں ملیں گی جواب دینے والے کو بھی)۔ف

ف: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما زیادہ سے زیادہ سلام کرنے کی اس لیے کوشش فرمایا کرتے تھے کہ اس سے محبت بڑھتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اولا ادلکم علی شیء اذا فعلتموہ تحببتم افشوا السلام بینکم ''(صحیح مسلم) کیا میں تمہیں ایسا کام نہ بتاؤں کہ جب اسے کرو تو آپس میں محبت کرنے لگو گے۔ وہ یہ ہے کہ آپس میں سلام کو پھیلاؤ۔ دوسری وجہ یہ تحریص تھی۔

(۱) حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: ''ای السلام خیر قال تطعم الطعام وتقری السلام عرفت ومن لم تعرف ''(متفق علیہ) کون سا سلام بہتر ہے؟ فرمایا کہ تو کھانے کھلائے اور سلام کہے خواہ اسے جانتا ہو یا نہ جانے۔

(۲) حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان اولی الناس باللہ بدا بالاسلام ''(احمد' ترمذی' ابوداؤد) لوگوں سے اللہ کے قریب تر وہ شخص ہے جو سلام کی ابتداء کرتا ہے۔

(۳) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''البادی بالسلام بری من الکبر ''(بیہقی فی شعب الایمان) سلام میں ابتداء کرنے والا تکبر سے بری ہے۔

تیسری وجہ یہ تھی کہ السلام علیکم کہنے والے کو دس نیکیاں ملتی ہیں۔ اگر'' ورحمۃ اللہ '' بھی کہے تو بیس'' وبرکاتہ'' کا اضافہ بھی کرے تو تیس اور اگر'' السلام علیکم و رحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ '' کہے تو چالیس نیکیاں ملتی ہیں (ابوداؤد) لہٰذا وہ نیکیاں جمع کرنے کی غرض سے بازار میں چلے جاتے تھے کہ جب کوئی کام سامنے نہ ہو تو اتنی سی محنت سے کیوں نہ ہزاروں نیکیاں جمع کر لی جائیں۔

سلام کرنا سنت ہے اور اس کا جواب دینا فرض۔ سلام کرنے کے کچھ اسلامی آداب ہیں کہ چھوٹا بڑے کو' سوار پیدل کو' تھوڑے آدمی زیادہ آدمیوں کو اور آنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے۔ ایک کا سلام کرنا سارے ساتھیوں کی جانب سے ہو گیا اور اہل مجلس سے ایک کا جواب سب کی طرف سے کافی ہے۔ عورتیں بھی آپس میں ایک دوسری کو سلام کریں۔ مرد کا غیر محرم جوان عورت کو اور اسی طرح عورت کا غیر محرم مرد کو سلام کرنا مکروہ ہے۔ بوڑھی عورت کے لیے سلام کرنے میں مضائقہ نہیں خواہ غیر محرم ہو۔ خالی گھر میں جاتے وقت'' السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین '' کہنا چاہیے۔ غیر مسلموں کو سلام کرنا جائز نہیں کہ ان کے لیے سلامتی چاہنا اسلام کی بدخواہی ہے۔ ہاں ان کے حق میں ہدایت کی دعا ضرور کرنی چاہیے۔ اگر کوئی غیر مسلم سلام کرے تو اس کے جواب میں صرف'' **وعلیک** '' کہہ دینا کافی ہے خط و کتابت کے وقت سلام لکھنا بالمشافہ سلام کرنے کی طرح ہے۔

بخاری و مسلم اور ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے طویل روایت مذکور ہوئی ہے جس کے اندر ہے کہ سلام کی

ابتداء حضرت آدم علیہ السلام ہی سے ہوئی۔ انہیں پیدا کرتے ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ فرشتوں کی فلاں جماعت کو سلام کرو اور ان کا جواب سنو۔ انہوں نے سلام کیا اور فرشتوں نے جواب دیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہارا اور تمہاری اولاد کا سلام یہی ہے کہ جب ایک دوسرے سے ملے تو سلام کرنے والا تمہاری طرح کہے اور جواب دینے والا فرشتوں کی طرح جواب دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[۹۳۲] اثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ، اَنَّ رَجُلًا سَلَّمَ عَلٰی عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ، وَالْغَادِیَاتُ، وَالرَّائِحَاتُ. فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَعَلَیْکَ اَلْفًا، ثُمَّ کَاَنَّهٗ کَرِهَ ذٰلِکَ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضرت عبد اللہ بن عمر کو سلام کرتے ہوئے کہا: "السلام علیکم ورحمة اللہ و برکاتہ و الغادیات و الرائحات" حضرت عبد اللہ بن عمر نے اسے جواب دیا: "اور تمہارے اوپر ہزار بار"۔ گویا اسے ناپسند فرمایا۔ ف

ف: احادیث کے اندر سلام کے الفاظ یہاں تک آئے ہیں: "السلام علیکم ورحمة اللہ و برکاتہ" اور ایک روایت کے اندر "ومغفرتہ" کا اضافہ بھی ہے۔ السلام علیکم پر ان سے زیادہ اور کوئی اضافہ ثابت نہیں۔ اس لیے سلام کرنے والے نے جب "والغادیات الرائحات" کا اضافہ کیا تو یہ بات حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو پسند نہ آئی اور انہوں نے "وعلیک الفا" سے جواب دیا کہ تجھ پر ہزار معلوم ہوا کہ سنت کی صورت کو بدلنا اور اس میں اپنی جانب سے اضافہ کرنا ناپسندیدہ ہے کیونکہ سنت کی نورانیت کسی اضافے کی محتاج نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[۹۳۳] اثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ، اِذَا دُخِلَ الْبَیْتُ غَیْرُ الْمَسْکُوْنِ یُقَالُ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ جب ایسے گھر میں داخل ہو جس میں سکونت نہیں تو کہے: ہم پر سلام ہو اور اللہ کے نیک بندوں پر۔ ف

ف: اس روایت سے معلوم ہوا کہ خالی گھر میں آتے وقت یوں سلام کرنا چاہیے۔ "السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین"۔ بیہقی نے بھی شعب الایمان میں اسے روایت کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ حسب مواقع اللہ والوں کے لیے سلام کرنا چاہیے کیونکہ اولیاء اللہ کو یاد رکھنے اور ان حضرات کے کارنامے بیان کرنے سے اللہ والوں کی محبت و عقیدت مستحکم ہوتی اور ان حضرات کی پیروی کرنے کی جانب ترغیب ہوتی ہے۔ اولیاء اللہ سے دلی وابستہ ہو کر ان کے پیچھے چلنے کا ثمرہ کوئی اصحاب کہف کے کتے سے پوچھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

۵۴- کِتَابُ الْاِسْتِئْذَانِ

کسی کے گھر میں جاتے وقت اجازت لینے کا بیان

۱- بَابُ الْاِسْتِئْذَانِ

کسی کے گھر میں جاتے وقت اجازت لینا

۷۸۰- حَدَّثَنِیْ مَالِکٌ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَیْمٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سَاَلَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَسْتَاْذِنُ عَلٰی اُمِّیْ؟ فَقَالَ نَعَمْ قَالَ الرَّجُلُ اِنِّیْ مَعَهَا فِی الْبَیْتِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اسْتَاْذِنْ

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! کیا میں اپنی والدہ ماجدہ سے اجازت لیا کروں؟ فرمایا: ہاں۔ اس آدمی نے کہا کہ میں تو گھر میں ان کے ساتھ رہتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

عَلَيْهَا فَقَالَ الرَّجُلُ إِنِّيْ خَادِمُهَا ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اسْتَأْذِنْ عَلَيْهَا أَتُحِبُّ أَنْ تَرَاهَا عُرْيَانَةً؟ قَالَ لَا. قَالَ فَاسْتَأْذِنْ عَلَيْهَا.

اجازت لیا کرو۔ اس آدمی نے کہا کہ میں تو ان کا خدمت گزار ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اجازت لیا کرو۔ کیا تم چاہتے ہو کہ انہیں ننگی دیکھو؟ کہا: نہیں' فرمایا: تو اجازت لیا کرو۔

۷۸۱- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ ، عَنِ الثِّقَةِ عِنْدَهُ ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْأَشَجِّ ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ ، عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ ، أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْاِسْتِئْذَانُ ثَلَاثٌ ، فَإِنْ أُذِنَ لَكَ ، فَادْخُلْ وَإِلَّا فَارْجِعْ. صحیح البخاری (۲۰۶۲) صحیح مسلم (۵۵۹۱تا۵۵۹۹)

حضرت ابوسعید خدری نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اجازت لینا تین دفعہ ہے۔ اگر اجازت مل جائے تو اندر چلے جاؤ ورنہ واپس لوٹ آؤ۔

۷۸۲- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ ، عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ، عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ عُلَمَائِهِمْ ، أَنَّ أَبَا مُوْسَى الْأَشْعَرِيَّ جَاءَ يَسْتَأْذِنُ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ، فَاسْتَأْذَنَ ثَلَاثًا ، ثُمَّ رَجَعَ ، فَأَرْسَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِيْ أَثَرِهِ ، فَقَالَ مَا لَكَ لَمْ تَدْخُلْ؟ فَقَالَ أَبُوْ مُوْسَى سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ الْاِسْتِئْذَانُ ثَلَاثٌ ، فَإِنْ أُذِنَ لَكَ ، فَادْخُلْ ، وَإِلَّا فَارْجِعْ. فَقَالَ عُمَرُ وَمَنْ يَعْلَمُ هٰذَا لَئِنْ لَمْ تَأْتِنِيْ بِمَنْ يَعْلَمُ ذٰلِكَ لَأَفْعَلَنَّ بِكَ كَذَا وَكَذَا. فَخَرَجَ أَبُوْ مُوْسَى حَتّٰى جَاءَ مَجْلِسًا فِي الْمَسْجِدِ يُقَالُ لَهُ مَجْلِسُ الْأَنْصَارِ ، فَقَالَ إِنِّيْ أَخْبَرْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ الْاِسْتِئْذَانُ ثَلَاثٌ ، فَإِنْ أُذِنَ لَكَ ، فَادْخُلْ ، وَإِلَّا فَارْجِعْ فَقَالَ لَئِنْ لَمْ تَأْتِنِيْ بِمَنْ يَعْلَمُ هٰذَا لَأَفْعَلَنَّ بِكَ كَذَا وَكَذَا ، فَإِنْ كَانَ سَمِعَ ذٰلِكَ أَحَدٌ مِّنْكُمْ فَلْيَقُمْ مَعِيَ ، فَقَالُوْا لِأَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قُمْ مَعَهُ ، وَكَانَ أَبُوْ سَعِيْدٍ أَصْغَرَهُمْ فَقَامَ مَعَهُ ، فَأَخْبَرَ بِذٰلِكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِأَبِيْ مُوْسَى أَمَا إِنِّيْ لَمْ أَتَّهِمْكَ ، وَلٰكِنْ خَشِيْتُ أَنْ يَتَقَوَّلَ النَّاسُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ.

صحیح البخاری (۲۰۶۲) صحیح مسلم (۵۵۹۱تا۵۵۹۹)

ربیعہ بن ابوعبدالرحمٰن نے کتنے ہی علمائے کرام سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری نے حضرت عمر سے اجازت مانگی۔ تین دفعہ اجازت مانگ کر لوٹ آئے۔ حضرت عمر نے ان کے پیچھے آدمی بھیجا اور کہا: آپ اندر داخل کیوں نہ ہوئے؟ حضرت ابوموسیٰ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ اجازت مانگنا تین دفعہ ہے۔ اگر اجازت مل جائے تو اندر چلے جاؤ ورنہ واپس لوٹ آؤ۔ حضرت عمر نے کہا: اس کا علم اور کس کو ہے؟ کہ آپ اس کے جاننے والے کو نہیں لائیں گے تو میں آپ کو سزا دوں گا۔ حضرت ابوموسیٰ نکل آئے اور مسجد میں مجلس کے اندر چلے گئے جس کو مجلسِ انصار کہا جاتا ہے۔ کہا کہ میں نے حضرت عمر کو بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اجازت تین دفعہ مانگو اگر اجازت مل جائے تو اندر چلے جاؤ ورنہ لوٹ آؤ۔ اس پر انہوں نے کہا کہ اگر تم میرے پاس اس شخص کو نہ لائے جسے اس کا علم ہو تو میں تمہیں سزا دوں گا۔ اگر آپ سے کسی نے یہ حدیث سنی ہو تو میرے ساتھ چلے۔ لوگوں نے حضرت ابوسعید خدری سے کہا کہ ان کے ساتھ جاؤ اور حضرت ابوسعید ان میں سب سے کم عمر تھے وہ ساتھ چلے گئے اور حضرت عمر کو یہ بات بتائی۔ حضرت عمر نے حضرت ابوموسیٰ سے کہا کہ میں آپ پر تہمت نہیں لگاتا بلکہ مجھے ڈر ہے کہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی طرف باتیں منسوب کرنے میں جری نہ ہو جائیں۔ ف

ف: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سختی کرنا ان کی تحقیر یا عدم اعتماد کی بنا پر نہیں جس پر خود حضرت عمر کے یہ الفاظ "اما انی لم اتهمک" شاہد ہیں بلکہ ان کا یہ طرزِ عمل حقیقت میں فنِ اصولِ حدیث کی بڑی مہتم بالشان شق

ہے کہ خبر واحد کا راوی خواہ کتنا ہی جلیل القدر اور صداقت و دیانت کا مجسمہ کیوں نہ ہو لیکن وہی روایت اگر متعدد طرق سے مروی ہو تو زیادہ قابل یقین ہو جاتی ہے۔ علاوہ بریں اس سے یہ ہدایت بھی ملتی ہے کہ خبر واحد خواہ موتی کی طرح کتنی ہی آبدار کیوں نہ معلوم ہو لیکن دوسری روایات کی نسبت چھان پھٹک کی وہ زیادہ محتاج ہے کیونکہ احادیث کے اندر بعض بدخواہ جب اپنی گھڑی ہوئی روایتیں شامل کرنا شروع کریں گے تو ایسی جعلی روایتیں خبر واحد ہونے کے باعث ہی پہچانی جا سکیں گی کیونکہ ثقات میں سے کسی نے اس کے مطابق روایت نہیں کی ہوگی۔ ہماری اس دوسری توجیہ پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد "ولكن خشيت ان يتقول الناس على رسول الله ﷺ" شاہد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

٢- بَابُ التَّشْمِيتِ فِي الْعُطَاسِ

٧٨٣- حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِنْ عَطَسَ فَشَمِّتْهُ، ثُمَّ إِنْ عَطَسَ فَشَمِّتْهُ، ثُمَّ إِنْ عَطَسَ فَشَمِّتْهُ، ثُمَّ إِنْ عَطَسَ فَقُلْ إِنَّكَ مَضْنُوكٌ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ لَا أَدْرِي أَبَعْدَ الثَّالِثَةِ، أَوِ الرَّابِعَةِ. سنن ابوداود (٥٠٣٤)

چھینک کے جواب کا بیان

عبداللہ بن ابوبکر نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی چھینکے تو جواب دو۔ دوبارہ چھینکے تو جواب دو۔ سہ بارہ چھینکے تو جواب دو اور چوتھی بار چھینکے تو کہہ دو کہ تمہیں زکام ہے۔ عبدالرحمٰن بن ابوبکر نے فرمایا کہ مجھے نہیں معلوم کہ تیسری دفعہ ایسا کہے یا چوتھی دفعہ۔

[٩٣٤] أثر- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا عَطَسَ، فَقِيلَ لَهُ يَرْحَمُكَ اللَّهُ قَالَ يَرْحَمُنَا اللَّهُ، وَإِيَّاكُمْ وَيَغْفِرُ لَنَا، وَلَكُمْ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر کو جب چھینک آتی اور ان سے "يرحمك الله" کہا جاتا تو کہتے: اللہ ہم پر اور تم پر رحم کرے نیز ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے۔

٣- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصُّوَرِ وَالتَّمَاثِيلِ

٧٨٤- حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، أَنَّ رَافِعَ بْنَ إِسْحَاقَ مَوْلَى الشِّفَاءِ أَخْبَرَهُ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي طَلْحَةَ عَلَى أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ نَعُودُهُ، فَقَالَ لَنَا أَبُو سَعِيدٍ أَخْبَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ تَمَاثِيلُ، أَوْ تَصَاوِيرُ، شَكَّ إِسْحَاقُ لَا يَدْرِي أَيَّتَهُمَا قَالَ أَبُو سَعِيدٍ.

تصویروں اور مورتیوں کا بیان

رافع بن اسحاق مولیٰ شفاء کا بیان ہے کہ میں اور عبداللہ بن طلحہ دونوں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عیادت کے لیے حاضر ہوئے۔ حضرت ابوسعید نے ہمیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خبر دی کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں مورتیاں یا تصویریں ہوں۔ اسحاق کو شک ہے کہ دونوں میں سے حضرت ابوسعید نے کون سا لفظ فرمایا۔

٧٨٥- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ ابْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى أَبِي طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيِّ يَعُودُهُ قَالَ فَوَجَدَ عِنْدَهُ سَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ، فَدَعَا أَبُو طَلْحَةَ إِنْسَانًا فَنَزَعَ نَمَطًا مِنْ تَحْتِهِ فَقَالَ لَهُ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ لِمَ تَنْزِعُهُ؟ قَالَ لِأَنَّ فِيهِ تَصَاوِيرَ وَقَدْ قَالَ فِيهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا قَدْ عَلِمْتَ فَقَالَ سَهْلٌ أَلَمْ يَقُلْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَّا مَا كَانَ رَقْمًا

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے روایت ہے کہ وہ حضرت ابوطلحہ انصاری کی عیادت کے لیے اندر داخل ہوئے اور ان کے پاس سہل بن حنیف کو پایا۔ حضرت ابوطلحہ نے ایک آدمی کو بلایا کہ میرے نیچے سے گدے کو نکال لو۔ سہل بن حنیف نے کہا کہ اسے کیوں نکلواتے ہیں؟ فرمایا: اس میں تصویریں ہیں اور ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ فرمایا ہے وہ تمہیں معلوم ہے۔ سہل نے کہا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ

فِيْ ثَوْبٍ؟ قَالَ بَلٰى، وَلٰكِنَّهُ أَطْيَبُ لِنَفْسِي.

ماسوائے اس کے جو کپڑے میں نقش ہو؟ فرمایا: کیوں نہیں، لیکن دلی خوشی یہی ہے۔

۷۸۶- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيْهَا تَصَاوِيْرُ، فَلَمَّا رَاٰهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَامَ عَلَى الْبَابِ، فَلَمْ يَدْخُلْ فَعَرَفَتْ فِيْ وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ وَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَتُوْبُ إِلَى اللّٰهِ وَإِلٰى رَسُوْلِهِ، فَمَاذَا أَذْنَبْتُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَمَا بَالُ هٰذِهِ النُّمْرُقَةِ؟ قَالَتِ اشْتَرَيْتُهَا لَكَ تَقْعُدُ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدُهَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ أَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُقَالُ لَهُمْ أَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ ثُمَّ قَالَ إِنَّ الْبَيْتَ الَّذِيْ فِيْهِ الصُّوَرُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلَائِكَةُ.

صحیح البخاری (۲۱۰۵) صحیح مسلم (۵۴۹۹ ـ ۵۵۰۰)

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک گدا خریدا جس پر تصویریں تھیں۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا تو دروازے پر کھڑے ہو گئے اور اندر داخل نہ ہوئے۔ انہوں نے چہرۂ مبارک پر ناراضگی کے آثار دیکھے تو عرض گزار ہوئیں: یا رسول اللہ! میں اللہ اور اس کے رسول کی طرف توبہ کرتی ہوں، مجھ سے کیا گناہ سرزد ہو گیا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس گدے کا کیا حال ہے؟ عرض گزار ہوئیں کہ اسے میں نے آپ کے لیے خریدا ہے تاکہ آپ اس پر بیٹھیں اور اس سے ٹیک لگائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان تصویر والوں کو قیامت کے روز عذاب دیا جائے گا۔ ان سے کہا جائے گا کہ جو تم نے بنائیں ان میں جان ڈالو۔ پھر فرمایا کہ جس گھر میں تصویریں ہوں اس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ ف

ف: تصویر بنانے والوں سے جب قیامت کے روز فرمایا جائے گا کہ جو تم نے تصویریں بنائی تھیں ان کے اندر جان ڈالو وہ تو کیا سارا جہان بھی مل کر کسی تصویر میں جان نہیں ڈال سکتا لہٰذا انہیں عذاب دیا جائے گا۔ خدا اگر عقل دے تو ایسے کام کے نزدیک بھی نہیں پھٹکنا چاہیے جس کے باعث جہنم میں جانا پڑے۔ آج کل تصویریں اور فوٹو کھینچنے، چھاپنے اور رکھنے کی بیماری اس زوروں پر ہے کہ شاید ہی کبھی ایسا ہوا ہو۔ پھر اس بیماری کے ساتھ ذہنی آوارگی اور نفسانی روگ بھی شامل ہو گیا۔ اخبارات و رسائل میں عورتوں کی تصاویر دوائی کی کتنی ہی شیشیوں اور استعمال کی کتنی ہی چیزوں پر عورتوں کی تصاویر۔ گھروں میں آرائش کے لیے تصویریں آویزاں اور اکثر عورتوں کی۔ غرضیکہ ایک بھوت ہے جو دماغوں پر سوار ہوا پڑا ہے۔ نہیں سوچتے کہ گھر کی اکثر چیزوں پر تصاویر، چارٹوں پر تصویریں، فریم کے اندر گھر کے افراد کے الگ الگ اور اجتماعی فوٹو بنا سنوار کر رکھے ہوئے ہیں۔ جس گھر میں ایک بھی تصویر ہو اس کے اندر رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے تو اس اتنے بڑے بت خانے میں کیوں آنے لگے ہیں۔ افسوس تو یہ ہے کہ اس ذہنی آوارگی کا احساس تک نہیں، اس محرومی کا ذرا دکھ نہیں بلکہ مزید تصویریں جمع کرنے اور لٹکانے دیکھنے کا ذوق بڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جملہ مدعیان اسلام کو بھی ہدایت نصیب فرمائے اور اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

٤- بَابُ مَا جَاءَ فِيْ أَكْلِ الضَّبِّ

گوہ کھانے کا بیان

۷۸۷- حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ صَعْصَعَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّهُ قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْتَ مَيْمُوْنَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ، فَإِذَا ضِبَابٌ فِيْهَا بَيْضٌ وَمَعَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ، وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ، فَقَالَ مِنْ أَيْنَ لَكُمْ هٰذَا؟

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت میمونہ بنت حارث کے پاس تشریف لائے تو وہاں سفید گوہ تھی اور آپ کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن عباس اور حضرت خالد بن ولید تھے۔ فرمایا کہ یہ تمہارے لیے کہاں سے آئی؟ عرض گزار ہوئیں کہ میری بہن ہزیلہ بنت حارث نے ہدیہ بھیجا ہے۔

فَقَالَتْ اَهْدَتْهُ لِيْ اُخْتِيْ هُزَيْلَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ، فَقَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، وَخَالِدِ ابْنِ الْوَلِيْدِ كُلَا فَقَالَا اَوَ لَا تَاْكُلُ اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ اِنِّيْ تَحْضُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ حَاضِرَةٌ قَالَتْ مَيْمُوْنَةُ اَنَسْقِيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ لَبَنٍ عِنْدَنَا؟ فَقَالَ نَعَمْ فَلَمَّا شَرِبَ قَالَ مِنْ اَيْنَ لَكُمْ هٰذَا؟ فَقَالَتْ اَهْدَتْهُ لِيْ اُخْتِيْ هُزَيْلَةُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَرَاَيْتِكِ جَارِيَتَكِ الَّتِيْ كُنْتِ اسْتَامَرْتِيْنِيْ فِيْ عِتْقِهَا اَعْطِيْهَا اُخْتَكِ، وَصِلِيْ بِهَا رَحِمَكِ تَرْعٰى عَلَيْهَا فَاِنَّهُ خَيْرٌ لَكِ.

آپ نے حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت خالد بن ولید سے فرمایا کہ کھاؤ۔ دونوں عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! آپ تناول نہیں فرمائیں گے؟ فرمایا کہ میرے پاس اللہ کے پیغام رساں آتے ہیں۔ حضرت میمونہ عرض گزار ہوئیں: یا رسول اللہ! کیا ہم آپ کو دودھ پلائیں؟ فرمایا: ہاں پینے کے بعد فرمایا کہ یہ تمہارے پاس کہاں سے آیا؟ عرض کی کہ میری بہن ہزیلہ نے ہدیہ بھیجا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری وہ لونڈی جس کو آزاد کرنے کے متعلق تم نے مجھ سے مشورہ کیا تھا۔ اگر صلہ رحمی کے طور پر اسے اپنی بہن کو دے دو تا کہ اس کی بکریاں چرایا کرے تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔

۷۸۸- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ اَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَيْتَ مَيْمُوْنَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، فَاُتِيَ بِضَبٍّ مَحْنُوْذٍ، فَاَهْوٰى اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ، فَقَالَ بَعْضُ النِّسْوَةِ اللَّاتِيْ فِيْ بَيْتِ مَيْمُوْنَةَ اَخْبِرُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِمَا يُرِيْدُ اَنْ يَاْكُلَ مِنْهُ فَقِيْلَ هُوَ ضَبٌّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَرَفَعَ يَدَهُ فَقُلْتُ اَحَرَامٌ هُوَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ لَا، وَلٰكِنَّهُ لَمْ يَكُنْ بِاَرْضِ قَوْمِيْ، فَاَجِدُنِيْ اَعَافُهُ. قَالَ خَالِدٌ فَاجْتَرَرْتُهُ فَاَكَلْتُهُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَنْظُرُ.

صحیح البخاری (۵۵۳۷) صحیح مسلم (۵۰۰۸)

حضرت عبداللہ بن عباس نے حضرت خالد بن ولید سے روایت کی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئے تو بھنی ہوئی گوہ پیش کی گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی جانب ہاتھ بڑھایا تو ایک عورت نے کہا جو حضرت میمونہ کے گھر میں تھی کہ رسول اللہ ﷺ کو بتا دیجئے کہ آپ کیا کھانا چاہتی ہیں؟ عرض کی گئی کہ یا رسول اللہ! یہ گوہ ہے۔ آپ نے ہاتھ ہٹا لیا۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! کیا یہ حرام ہے؟ فرمایا: نہیں، لیکن یہ میری قوم کی زمین میں نہیں ہوتی، اس لیے مجھے گھن آتی ہے۔ حضرت خالد نے فرمایا کہ میں نے اسے اپنی طرف کھینچا اور کھا لیا جب کہ رسول اللہ ﷺ ملاحظہ فرما رہے تھے۔

۷۸۹- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَجُلًا نَادٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا تَرٰى فِي الضَّبِّ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَسْتُ بِاٰكِلِهِ، وَلَا بِمُحَرِّمِهِ.

سنن ترمذی (۱۷۹۰)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کو پکارا اور کہا: یا رسول اللہ! گوہ کے بارے میں آپ کا ارشاد کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہ میں اسے کھاتا ہوں اور نہ حرام کہتا ہوں۔ ف

ف: نبی کریم ﷺ نے طبعی نفرت کے باعث نہیں کھائی اور نہ اس کا کھانا حرام قرار دیا۔ بعض کے نزدیک گوہ کا کھانا حلال ہے۔ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے کہ اس کے کھانے میں پاکی نہیں ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ اور صاحبین رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک گوہ کا کھانا حلال نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو گوہ کے کھانے سے منع فرمایا تھا اور حضرت عبدالرحمٰن بن شبل انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: "نهى النبي ﷺ عن اكل لحم الضب" (ترمذی)

ابوداؤد) نبی کریم ﷺ نے گوہ کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی شرح میں فرمایا ہے۔ "ودریں حجت است مرابی حنیفہ راوشاید کہ نہی ناسخ اباحت سابق است" (اشعۃ اللمعات ج۳ص۴۷۵) یعنی یہ ممانعت امام ابوحنیفہ کی دلیل ہے اور ہوسکتا ہے کہ یہ ممانعت سابقہ اباحت کی ناسخ ہو۔ دل لگتی بات وہی ہے جو خاتم المحققین شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی: "چوں اختلاف است در اخبار احتیاط در ترک آنست و تواند نہ نہی ناسخ باشد" (اشعۃ اللمعات ج۳ص۴۶۹) جب اس کے متعلق حدیثوں میں اختلاف ہے تو احتیاط اس کے ترک کرنے میں ہے اور ہوسکتا ہے کہ نہی ناسخ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

٥- بَابُ مَا جَاءَ فِي أَمْرِ الْكِلَابِ

کتوں کے متعلق روایات

۷۹۰- حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُصَيْفَةَ، أَنَّ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ سُفْيَانَ بْنَ أَبِي زُهَيْرٍ وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ أَزْدِ شَنُوءَةَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يُحَدِّثُ نَاسًا مَعَهُ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا لَا يُغْنِي عَنْهُ زَرْعًا، وَلَا ضَرْعًا نَقَصَ مِنْ أَجْرِ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطٌ. قَالَ أَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ فَقَالَ إِي وَرَبِّ هٰذَا الْمَسْجِدِ.

صحیح البخاری (۲۳۲۳) صحیح مسلم (٤٠١٢-٤٠١٣)

سائب بن یزید نے حضرت سفیان بن ابوزہیر سے سنا جو قبیلہ ازدشنوءہ کے ایک فرد اور رسول اللہ ﷺ کے صحابی تھے انہوں نے لوگوں سے حدیث بیان کرتے ہوئے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو کتا پالے اور کھیتوں یا بکریوں کی حفاظت کے لیے نہ ہو تو اس کے عمل سے روزانہ ایک قیراط ثواب کم ہو جائے گا۔ سائب نے کہا: آپ نے اسے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے؟ فرمایا: ہاں اس مسجد کے رب کی قسم۔

۷۹۱- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا إِلَّا كَلْبًا ضَارِيًا، أَوْ كَلْبَ مَاشِيَةٍ نَقَصَ مِنْ أَجْرِ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطَانِ. صحیح البخاری (٥٤٨٢) صحیح مسلم (۳۹۹۹)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کتا پالے اور وہ شکار یا کھیت کی حفاظت کے لیے نہ ہو تو اس کے اعمال سے روزانہ دو قیراط ثواب کم ہوتا رہے گا۔

۷۹۲- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ.

صحیح البخاری (۳۳۲۳) صحیح مسلم (۳۹۹۲-۳۹۹۳)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کتوں کو جان سے مار دینے کا حکم دیا ہے۔

٦- بَابُ مَا جَاءَ فِي أَمْرِ الْغَنَمِ

بکریاں رکھنے والوں کا بیان

۷۹۳- حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ رَأْسُ الْكُفْرِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ، وَالْفَخْرُ، وَالْخُيَلَاءُ فِي أَهْلِ الْخَيْلِ، وَالْإِبِلِ، وَالْفَدَّادِينَ أَهْلِ الْوَبَرِ، وَالسَّكِينَةُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ. صحیح البخاری (۳۳۰۱) صحیح مسلم (۱۸۳)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کفر کا سر مشرق میں ہے، فخر وغرور گھوڑوں اور اونٹوں والوں میں جو چلاتے اور جنگلوں میں رہتے ہیں۔ اور عجز و نیاز بکری والوں میں ہے۔

۷۹٤- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب مسلمان کا بہترین مال اس

أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُوشِكُ أَنْ يَكُونَ خَيْرُ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمًا يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ، وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ يَفِرُّ بِدِينِهِ مِنَ الْفِتَنِ.
صحیح البخاری (۳۳۰۰)

کی بکریاں ہوں گی، جنہیں وہ کسی پہاڑ کی چوٹی یا وادی کے اندر لیے پھرے گا تا کہ اپنے دین کو فتنوں سے بچائے۔ف

ف: رسول اللہ ﷺ کے ارشاد گرامی سے یہی مراد ہو سکتی ہے کہ فتنوں کے زمانے میں جو آدمی معمولی سا ذریعۂ معاش بنا کر لوگوں سے کنارا کش اور گوشہ نشین ہو جائے گا وہ بڑی حد تک فتنوں سے محفوظ رہ سکے گا۔ دریں ایام کچھ ایسے ہی حالات ہیں کہ قدم قدم پر توبہ شکن اور تقویٰ شکن آفتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ غریبوں کو زندگی کے دن پورے کرنے کے لیے کیسے کیسے دشوار گزار مراحل سے گزرنا پڑتا ہے یہ وہی لوگ بخوبی جانتے ہیں جو بے زر اور بے پر ہیں۔ غرضیکہ دولت سے محروم لوگوں پر اللہ کی ایسی وسیع زمین بھی تنگ ہوئی پڑی ہے۔ ان حالات میں اگر کسی ایسے خوش نصیب کو کہیں گوشۂ عافیت میسر آ جائے تو زہے نصیب ورنہ وہ یہی کہتا ہوا اس دنیا کو خیر باد کہے گا۔

خداوندا یہ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں
کہ درویشی بھی عیاری ہے سلطانی بھی عیاری

۷۹۵- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَحْتَلِبَنَّ أَحَدٌ مَاشِيَةَ أَحَدٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِ، أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ تُؤْتَى مَشْرُبَتُهُ، فَتُكْسَرَ خِزَانَتُهُ، فَيُنْتَقَلَ طَعَامُهُ؟ وَإِنَّمَا تَخْزُنُ لَهُمْ ضُرُوعُ مَوَاشِيهِمْ أَطْعِمَاتِهِمْ فَلَا يَحْتَلِبَنَّ أَحَدٌ مَاشِيَةَ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِهِ. صحیح البخاری (۲٤۳٥) صحیح مسلم (٤٤٨٦)

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی کسی کے جانور کا اس کی اجازت کے بغیر دودھ نہ نکالے' کیا تم میں کوئی یہ چاہتا ہے کہ اس کے گھر میں کوئی آ گھسے اور خزانے کو توڑ کر اس کا اناج لے جائے؟ ان کے جانوروں کے تھن ان کی روزی کے گودام ہیں' لہٰذا کوئی کسی کے جانور کا اس کی اجازت کے بغیر دودھ نہ نکالے۔

۷۹٦- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا قَدْ رَعَى غَنَمًا قِيلَ وَأَنْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ وَأَنَا. صحیح البخاری (۲۲٦۲)

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی نبی ایسا نہیں جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔ عرض کی گئی کہ یا رسول اللہ! آپ نے بھی؟ فرمایا اور میں نے بھی۔

۷- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْفَأْرَةِ تَقَعُ فِي السَّمْنِ وَالْبَدْءِ بِالْأَكْلِ قَبْلَ الصَّلٰوةِ

چوہا گھی میں گر جائے اور نماز کے وقت کھانا

[۹۳٥] أثر- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُقَرَّبُ إِلَيْهِ عَشَاؤُهُ، فَيَسْمَعُ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ، وَهُوَ فِي بَيْتِهِ فَلَا يَعْجَلُ عَنْ طَعَامِهِ حَتّٰى يَقْضِيَ حَاجَتَهُ مِنْهُ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر کے سامنے جب شام کا کھانا رکھا جاتا تو وہ امام کی قرأت اپنے گھر میں سنتے رہتے اور کھانے میں جلدی نہ کرتے یہاں تک کہ اپنی حاجت پوری کر لیتے۔

۷۹۷- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ ابْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّ

حضرت عبداللہ بن عباس نے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ اگر چوہا گھی میں گر جائے؟ فرمایا کہ اسے نکال دو اور ارد گرد کا گھی

رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ عَنِ الْفَارَةِ تَقَعُ فِي السَّمْنِ فَقَالَ انْزِعُوهَا وَمَا حَوْلَهَا فَاطْرَحُوهُ. صحیح البخاری (٥٥٤٠)

پھینک دو۔

٨- بَابُ مَا يُتَّقَى مِنَ الشُّؤْمِ

جس کی نحوست سے بچنا چاہیے

۷۹۸- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ أَبِي حَازِمِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنْ كَانَ فَفِي الْفَرَسِ، وَالْمَرْأَةِ وَالْمَسْكَنِ، يَعْنِي الشُّؤْمَ. صحیح البخاری (٢٨٥٩) صحیح مسلم (٥٧٧١)

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نحوست اگر ہے تو گھوڑے، عورت اور گھر میں ہے۔

۷۹۹- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حَمْزَةَ، وَسَالِمٍ ابْنَيْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الشُّؤْمُ فِي الدَّارِ، وَالْمَرْأَةِ، وَالْفَرَسِ. صحیح البخاری (٥٠٩٣) صحیح مسلم (٥٧٦٥)

حمزہ و سالم نے اپنے والد ماجد حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نحوست گھر، عورت اور گھوڑے میں ہے۔

۸۰۰- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّهُ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، دَارٌ سَكَنَّاهَا وَالْعَدَدُ كَثِيرٌ، وَالْمَالُ وَافِرٌ، فَقَلَّ الْعَدَدُ وَذَهَبَ الْمَالُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ دَعُوهَا ذَمِيمَةً. سنن ابوداؤد (٣٩٢٤)

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئی کہ یا رسول اللہ! اس گھر میں جب ہم نے رہائش کی تو افراد زیادہ اور مال بھی زیادہ تھا۔ پھر افراد گھٹ گئے اور مال جاتا رہا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسے برا جان کر چھوڑ دو۔

٩- بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْأَسْمَاءِ

برے ناموں کا بیان

۸۰۱- حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِلَقْحَةٍ تُحْلَبُ مَنْ يَحْلُبُ هٰذِهِ؟ فَقَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا اسْمُكَ؟ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ مُرَّةُ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اجْلِسْ، ثُمَّ قَالَ مَنْ يَحْلُبُ هٰذِهِ؟ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا اسْمُكَ؟ فَقَالَ حَرْبٌ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اجْلِسْ، ثُمَّ قَالَ مَنْ يَحْلُبُ هٰذِهِ؟ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا اسْمُكَ؟ فَقَالَ يَعِيشُ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ احْلُبْ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دودھ دینے والی اونٹنی کو دوہنے کے لیے فرمایا کہ اسے کون دوہے گا؟ ایک آدمی کھڑا ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارا کیا نام ہے؟ اس آدمی نے کہا کہ مرہ۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: بیٹھ جاؤ۔ پھر فرمایا: کون دوہے گا؟ ایک آدمی کھڑا ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے۔ اس سے فرمایا کہ تمہارا کیا نام ہے؟ عرض کی: حرب۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ پھر فرمایا کہ اسے کون دوہے گا؟ ایک آدمی کھڑا ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ تمہارا کیا نام ہے؟ عرض کی: یعیش۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے دوہنے کے لیے فرمایا۔

۸۰۲- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لِرَجُلٍ مَا اسْمُكَ؟ فَقَالَ جَمْرَةُ فَقَالَ ابْنُ مَنْ؟ فَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ. قَالَ مِمَّنْ؟ قَالَ مِنَ

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے ایک آدمی سے فرمایا: تمہارا کیا نام ہے؟ کہا: جمرہ۔ فرمایا کہ کس کے بیٹے ہو؟ کہا کہ ابن شہاب۔ فرمایا کہ کس قبیلے سے ہو؟ کہا: الحرقۃ سے۔

الْحُرْقَةِ. قَالَ اَيْنَ مَسْكَنُكَ؟ قَالَ بِحَرَّةِ النَّارِ. قَالَ بِاَيِّهَا؟ قَالَ بِذَاتِ لَظًى. قَالَ عُمَرُ اَدْرِكْ اَهْلَكَ فَقَدِ احْتَرَقُوْا. قَالَ فَكَانَ كَمَا قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

فرمایا کہ تمہاری رہائش کہاں ہے؟ کہا کہ حرۃ النار میں۔ فرمایا کہ یہ کس علاقے میں ہے؟ کہا کہ ذات لظی میں۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ اپنے گھر والوں کو دیکھو کہ وہ جل چکے ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ وہی ہوا۔ جو حضرت عمر نے فرمایا۔

۱۰- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحِجَامَةِ وَاُجْرَةِ الْحَجَّامِ

پچھنے لگوانا اور ان کی مزدوری

۸۰۳- حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ، عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، اَنَّهُ قَالَ احْتَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَجَمَهُ اَبُوْ طَيْبَةَ فَاَمَرَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِصَاعٍ مِنْ تَمْرٍ وَاَمَرَ اَهْلَهُ اَنْ يُخَفِّفُوْا عَنْهُ مِنْ خَرَاجِهِ.

صحیح البخاری (۲۱۰۲)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوطیبہ کے ہاتھ سے پچھنے لگوائے اور رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ اسے ایک صاع کھجوریں دی جائیں اور اس کے مالکوں کو حکم دیا کہ اس کے خراج میں کمی کر دیں۔

۸۰۴- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، اَنَّهُ بَلَغَهُ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنْ كَانَ دَوَاءٌ يَبْلُغُ الدَّاءَ، فَاِنَّ الْحِجَامَةَ تَبْلُغُهُ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی دوائی بیماری تک پہنچتی تو وہ پچھنے ہوتے۔

۸۰۵- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ ابْنِ مُحَيِّصَةَ الْاَنْصَارِيِّ اَحَدِ بَنِيْ حَارِثَةَ اَنَّهُ اسْتَاْذَنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِيْ اِجَارَةِ الْحَجَّامِ، فَنَهَاهُ عَنْهَا، فَلَمْ يَزَلْ يَسْاَلُهُ وَيَسْتَاْذِنُهُ حَتّٰى قَالَ اَعْلِفْهُ نُضَّاحَكَ يَعْنِيْ رَقِيْقَكَ.

سنن ترمذی (۱۲۷۷) سنن ابن ماجہ (۲۱۶۶)

حضرت ابن محیصہ انصاری حارثی نے رسول اللہ ﷺ سے حجام کی مزدوری کے اپنے خرچ میں لانے کے متعلق پوچھا تو آپ نے منع فرما دیا۔ وہ برابر پوچھتے اور اجازت مانگتے رہے یہاں تک کہ آپ نے فرمادیا: آپ غلاموں کی خوراک پر خرچ کرلیا کرو۔

۱۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَشْرِقِ

مشرق کا بیان

۸۰۶- حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّهُ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُشِيْرُ اِلَى الْمَشْرِقِ وَيَقُوْلُ هَا اِنَّ الْفِتْنَةَ هَاهُنَا، اِنَّ الْفِتْنَةَ هٰهُنَا مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ.

صحیح البخاری (۳۲۷۹) صحیح مسلم (۷۲۲۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مشرق کی طرف اشارہ کر کے فرماتے ہوئے دیکھا کہ فتنہ ادھر ہے، فتنہ ادھر ہے جہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا۔ ف

ف: اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مشرق کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا لیکن صحیح بخاری میں قرن الشیاطین کے طلوع ہونے کا ذکر اس طرح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شام اور یمن کے لیے ایک موقع پر دعائے برکت فرمائی۔ صحابہ کرام عرض گزار ہوئے کہ یارسول اللہ! نجد کے لیے بھی دعا فرمائیے۔ حضور نے پھر شام و یمن کے لیے دعا کی اور صحابہ کرام کی التماس منظور خاطر نہ ہوئی۔ وہ حضرات پھر عرض گزار ہوئے کہ نجد کے لیے بھی دعا فرمائی جائے۔ نبی کریم ﷺ نے نجد کے لیے دعا نہ کرنے کی وجہ بتاتے ہوئے فرمایا: "ھناک الزلازل والفتن وبھا یطلع قرن الشیطن" "وہاں زلزلے آئیں گے فتنے اٹھیں گے اور قرن الشیاطین

یعنی شیطان کی سنت یا شیطان کا سینگ وہیں سے نکلے گا۔

یوں تو دنیا کا کوئی خطہ اور کوئی ملک ایسا نہیں جہاں سے فتنے نہ اٹھے ہوں لیکن نجد کے قرن الشیطان کا فتنہ اپنی ہمہ گیری اور مضرت کے لحاظ سے تمام فتنوں سے ممتاز ہے جس نے عالم اسلام کے سکون و اطمینان کو تہ و بالا کر کے رکھ دیا تھا۔ مسلمانوں پر ظلم و ستم کے وہ ریکارڈ قائم کیے کہ چنگیز خاں اور ہلاکو خاں کو بھی پیچھے چھوڑ دیا۔ حرمین شریفین کی دل کھول کر بے حرمتی کی اور مقامات مقدسہ کو اپنی خانہ ساز توحید کی آڑ میں مسمار کر کے اہل اسلام کے قلب و جگر کو چھلنی کیا "یقتلون اھل الاسلام و یدعون اھل الاوثان" کی منہ بولتی تصویر ثابت ہوئے۔ ملت اسلامیہ کے زوال میں ان کے وجود کو بڑا دخل ہے۔ ہر اسلامی ملک کے اندر توحید کی علمبرداری کے نام پر اس فتنے کی چنگاریاں مسلمانوں کے خرمن اتحاد میں آگ لگا رہی ہیں۔ ان حضرات نے توحید کی علمبرداری اور اتباع سنت کے نام پر ملت اسلامیہ کے اندر اختلاف کی وہ آندھی چلائی ہے جس نے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے۔ راسخ العقیدہ مسلمان ان حضرات کی فتنہ بازی اور فتنہ پروری سے مثل سیماب مضطرب ہیں کیونکہ ان مہربانوں کی نوازشوں سے صرف کمیونزم ہی کو فائدہ پہنچ رہا ہے جب کہ دینی و دنیاوی لحاظ سے کسی خطے یا ملک میں اضطراب پیدا کرتا گویا کمیونزم کے لیے زمین ہموار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہر قسم کے فتنوں سے بچا کر اتفاق و اتحاد کی دولت سے مالا مال فرمائے۔ آمین

اسلامی ممالک کے سربراہ اگر ملک و ملت کی خیر خواہی کے زاویہ نظر سے دیکھیں تو سب سے پہلے انہیں مذہبی اختلافات کو دور کروانا چاہیے۔ ایک اسلام کے اتنے اسلام بن جانے پر سب کو برابری کا درجہ دینا اور حق و باطل کی تمیز کو نظر انداز کر دینا مقدس اسلام سے مذاق اور اس کی بدخواہی تو ہو سکتا ہے لیکن اسے وفاداری نہیں کہا جا سکتا کہ صحابہؓ کرام کے پیروکاروں اور منافقین مدینہ کے جانشینوں کو ایک ہی درجہ دیا جائے۔ بلکہ نئے نئے اسلام بنانے والوں کی دل کھول کر حوصلہ افزائی کی جائے۔ یہ کسی کے لیے بھی مفید نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[۹۳۶] **اثر- وَحَدَّثَنِیْ** مَالِکٌ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَرَادَ اَنْ يَّخْرُجَ اِلَى الْعِرَاقِ، فَقَالَ لَهٗ كَعْبُ الْاَحْبَارِ لَا تَخْرُجْ اِلَيْهَا يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، فَاِنَّ بِهَا تِسْعَةَ اَعْشَارِ السِّحْرِ، وَبِهَا فَسَقَةُ الْجِنِّ، وَبِهَا الدَّاءُ الْعُضَالُ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر نے عراق کی طرف جانے کا ارادہ کیا تو حضرت کعب احبار نے ان سے کہا کہ اے امیر المومنین! ادھر نہ جائیے کیونکہ جادو کے دس حصوں میں سے نو وہاں ہیں۔ شرارتی جن وہیں ہیں اور وہاں ایک لا علاج بیماری ہے۔

۱۲- بَابُ مَا جَاءَ فِیْ قَتْلِ الْحَيَّاتِ وَمَا يُقَالُ فِیْ ذٰلِکَ

سانپوں کو مارنے کا حکم اور ان کا بیان

حَدَّثَنِیْ مَالِکٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ اَبِیْ لُبَابَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ قَتْلِ الْحَيَّاتِ الَّتِیْ فِی الْبُيُوْتِ.

حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حیات سانپوں کو مارنے سے منع فرمایا جو گھروں میں رہتے ہیں۔

۸۰۷- **وَحَدَّثَنِیْ** مَالِکٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ سَائِبَةَ مَوْلَاةٍ لِعَائِشَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ قَتْلِ الْجِنَّانِ الَّتِیْ فِی الْبُيُوْتِ اِلَّا ذَا الطُّفْيَتَيْنِ، وَالْاَبْتَرَ، فَاِنَّهُمَا يَخْطَفَانِ الْبَصَرَ، وَيَطْرَحَانِ مَا فِیْ بُطُوْنِ

سائبہ مولاۃ عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنان سانپوں کے مارنے سے منع فرمایا جو گھروں میں رہتے ہیں مگر دو دھاریوں والے اور دم کٹے سانپوں کو کیونکہ ان کے کاٹنے سے عورتوں کا حمل گر جاتا ہے۔

النِّسَاءِ. صحیح البخاری(۳۳۱۰) صحیح مسلم (۵۷۸۶ تا ۵۷۹۵)

۸۰۸- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ صَيْفِيٍّ مَوْلَى ابْنِ أَفْلَحَ، عَنْ أَبِي السَّائِبِ مَوْلَى هِشَامِ بْنِ زُهْرَةَ، أَنَّهُ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ فَوَجَدْتُهُ يُصَلِّي، فَجَلَسْتُ أَنْتَظِرُهُ حَتَّى قَضَى صَلَاتَهُ، فَسَمِعْتُ تَحْرِيكًا تَحْتَ سَرِيرٍ فِي بَيْتِهِ، فَإِذَا حَيَّةٌ فَقُمْتُ لِأَقْتُلَهَا، فَأَشَارَ أَبُو سَعِيدٍ أَنِ اجْلِسْ، فَلَمَّا انْصَرَفَ أَشَارَ إِلَى بَيْتٍ فِي الدَّارِ فَقَالَ أَتَرَى هَذَا الْبَيْتَ؟ فَقُلْتُ نَعَمْ، قَالَ إِنَّهُ قَدْ كَانَ فِيهِ فَتًى حَدِيثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ، فَخَرَجَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَى الْخَنْدَقِ، فَبَيْنَا هُوَ بِهِ إِذْ أَتَاهُ الْفَتَى يَسْتَأْذِنُهُ، فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ائْذَنْ لِي أُحْدِثُ بِأَهْلِي عَهْدًا؟ فَأَذِنَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَالَ خُذْ عَلَيْكَ سِلَاحَكَ، فَإِنِّي أَخْشَى عَلَيْكَ بَنِي قُرَيْظَةَ، فَانْطَلَقَ الْفَتَى إِلَى أَهْلِهِ، فَوَجَدَ امْرَأَتَهُ قَائِمَةً بَيْنَ الْبَابَيْنِ، فَأَهْوَى إِلَيْهَا بِالرُّمْحِ لِيَطْعَنَهَا وَأَدْرَكَتْهُ غَيْرَةٌ، فَقَالَتْ لَا تَعْجَلْ حَتَّى تَدْخُلَ، وَتَنْظُرَ مَا فِي بَيْتِكَ، فَدَخَلَ فَإِذَا هُوَ بِحَيَّةٍ مُنْطَوِيَةٍ عَلَى فِرَاشِهِ، فَرَكَزَ فِيهَا رُمْحَهُ، ثُمَّ خَرَجَ بِهَا فَنَصَبَهُ فِي الدَّارِ فَاضْطَرَبَتِ الْحَيَّةُ فِي رَأْسِ الرُّمْحِ، وَخَرَّ الْفَتَى مَيِّتًا، فَمَا يُدْرَى أَيُّهُمَا كَانَ أَسْرَعَ مَوْتًا الْفَتَى أَمِ الْحَيَّةُ؟ فَذُكِرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ إِنَّ بِالْمَدِينَةِ جِنًّا قَدْ أَسْلَمُوا، فَإِذَا رَأَيْتُمْ مِنْهُمْ شَيْئًا فَآذِنُوهُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، فَإِنْ بَدَا لَكُمْ بَعْدَ ذَلِكَ فَاقْتُلُوهُ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ.

صحیح مسلم (۵۸۰۰_۵۸۰۱_۵۸۰۲)

ابوالسائب مولی ہشام بن زہیر کا بیان ہے کہ میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہیں نماز پڑھتے ہوئے پایا۔ میں انتظار میں بیٹھ گیا یہاں تک کہ وہ نماز سے فارغ ہو گئے۔ میں نے ان کے دولت خانے میں تخت کے نیچے سرسراہٹ سنی۔ دیکھا تو سانپ تھا۔ میں اسے مارنے کے لیے کھڑا ہوا تو حضرت ابوسعید نے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ جب فارغ ہوئے تو گھر کی ایک کوٹھڑی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: اس گھر کو دیکھتے ہو؟ میں عرض گزار ہوا کہ ہاں۔ فرمایا کہ اس میں ایک نوجوان رہتا تھا جس کی نئی نئی شادی ہوئی تھی۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ غزوۂ خندق کے لیے نکلا۔ تھوڑی دیر بعد وہ نوجوان اجازت مانگنے آیا اور کہا: یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے کیونکہ میں نے ابھی شادی کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اجازت دے دی اور فرمایا کہ مسلح ہو کر جانا۔ کیونکہ مجھے بنوقریظہ کا خطرہ ہے۔ وہ نوجوان اپنے گھر گیا تو اپنی بیوی کو پایا کہ دروازے پر کھڑی ہے۔ وہ غیرت کے مارے اسے نیزہ مارنے لگا۔ عورت نے کہا کہ جلدی نہ کیجئے اور گھر میں داخل ہو کر صورت حال دیکھیے۔ وہ اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ سانپ اس کے بستر پر کنڈلی مارے پڑا ہے۔ اس نے برچھی ماری اور اسے گھر میں نصب کر دیا۔ سانپ برچھی کی نوک پر تڑپتا رہا اور نوجوان بھی آخری سانس لے کر گر پڑا۔ یہ معلوم نہیں کہ دونوں میں سے پہلے کون مرا' نوجوان یا سانپ۔ جب اس کا رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا گیا تو فرمایا کہ مدینہ منورہ کے جن مسلمان ہو چکے ہیں جب تم انہیں دیکھو تو تین دن کی مہلت دو۔ اگر اس کے بعد نظر آئے تو مار دو کیونکہ وہ شیطان ہے۔

۱۳- بَابُ مَا يُؤْمَرُ بِهِ مِنَ الْكَلَامِ فِي السَّفَرِ

سفر کے وقت دعا کرنا

۸۰۹- حَدَّثَنِي مَالِكٌ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الْغَرْزِ، وَهُوَ يُرِيدُ السَّفَرَ يَقُولُ بِاسْمِ اللَّهِ اللَّهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ،

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی غزوہ کے لیے سفر کا ارادہ فرماتے تو رکاب میں پاؤں رکھتے وقت کہتے: اللہ کے نام کے ساتھ' اے اللہ! تو ہی سفر کا ساتھی ہے اور میرے

وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ ، اَللّٰهُمَّ ازْوِ لَنَا الْأَرْضَ ، وَهَوِّنْ عَلَيْنَا السَّفَرَ ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ ، وَمِنْ كَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ ، وَمِنْ سُوءِ الْمَنْظَرِ فِي الْمَالِ وَالْأَهْلِ. صحیح مسلم(٣٢٦٢)

گھر والوں کا محافظ ہے۔ اے اللہ! اس زمین کو ہمارے نزدیک کر دے اور سفر کو ہمارے لیے آسان فرما۔ اے اللہ! میں سفر کی تکلیفوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور برے لوٹنے اور برے حال سے مال و جان میں۔

٨١٠- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ ، عَنِ الثِّقَةِ عِنْدَهُ ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْأَشَجِّ ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ ، عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ حَكِيمٍ ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ نَزَلَ مَنْزِلًا فَلْيَقُلْ ، أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ، فَإِنَّهُ لَنْ يَضُرَّهُ شَيْءٌ حَتَّى يَرْتَحِلَ. صحیح مسلم(٦٨١٧_٦٨١٨)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کسی منزل پر اترے تو یہ کہنا چاہیے: "میں اللہ کے مکمل کلمات کے ذریعے پناہ چاہتا ہوں ہر مخلوق کی برائی سے" تو کوچ کرنے تک کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی۔

١٤- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوَحْدَةِ فِي السَّفَرِ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ

جس سفر کی مرد اور عورت کے لیے ممانعت ہے

٨١١- حَدَّثَنِي مَالِكٌ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَرْمَلَةَ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ جَدِّهِ ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الرَّاكِبُ شَيْطَانٌ ، وَالرَّاكِبَانِ شَيْطَانَانِ ، وَالثَّلَاثَةُ رَكْبٌ.

سنن ابوداؤد(٢٦٠٧) سنن ترمذی(١٦٧٤)

عمرو بن شعیب نے اپنے والد ماجد سے اور انہوں نے ان کے جد امجد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اکیلا سفر کرنے والا شیطان، دو ہوں تو دو شیطان اور تین ہوں تو یہ جماعت ہے۔

٨١٢- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَرْمَلَةَ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اَلشَّيْطَانُ يَهُمُّ بِالْوَاحِدِ وَالْاِثْنَيْنِ ، فَإِذَا كَانُوا ثَلَاثَةً لَمْ يَهُمَّ بِهِمْ.

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک اور دو آدمیوں کی طرف شیطان قصد کرتا ہے اور جب تین ہو جائیں تو ان کا قصد نہیں کرتا۔

٨١٣- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ ، وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تُسَافِرُ مَسِيرَةَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ مِنْهَا.

صحیح البخاری(١٠٨٨) صحیح مسلم(٣٢٥٥)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی عورت کے لیے جائز نہیں ہے جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہو کہ ایک رات دن کا سفر کرے مگر اپنے ذی محرم کے ساتھ۔

١٥- بَابُ مَا يُؤْمَرُ بِهِ مِنَ الْعَمَلِ فِي السَّفَرِ

سفر کے احکام

٨١٤- حَدَّثَنِي مَالِكٌ ، عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى سُلَيْمَانَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ يَرْفَعُهُ

حضرت خالد بن معدان سے مرفوعاً مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نرمی کرتا اور نرمی کو پسند فرماتا ہے اور اس سے راضی ہوتا ہے اور

إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ، وَيَرْضَى بِهِ، وَيُعِينُ عَلَيْهِ مَا لَا يُعِينُ عَلَى الْعُنْفِ، فَإِذَا رَكِبْتُمْ هٰذِهِ الدَّوَابَّ الْعُجْمَ، فَأَنْزِلُوهَا مَنَازِلَهَا، فَإِنْ كَانَتِ الْأَرْضُ جَدْبَةً، فَانْجُوا عَلَيْهَا بِنِقْيِهَا وَعَلَيْكُمْ بِسَيْرِ اللَّيْلِ، فَإِنَّ الْأَرْضَ تُطْوَى بِاللَّيْلِ مَا لَا تُطْوَى بِالنَّهَارِ، وَإِيَّاكُمْ وَالتَّعْرِيسَ عَلَى الطَّرِيقِ فَإِنَّهَا طُرُقُ الدَّوَابِّ وَمَأْوَى الْحَيَّاتِ. صحیح مسلم (۴۹۳۶-۴۹۳۷)

اس پر مدد کرتا ہے اور سختی پر مدد نہیں کرتا۔ جب تم بے زبان جانوروں پر سواری کرو تو انہیں منزل پر ٹھہراؤ۔ اگر زمین بے آب وگیاہ ہو تو جلدی سے نکل جاؤ تا کہ وہ لاغر نہ ہو اور زیادہ تر رات کو سفر کیا کرو کیونکہ جتنا سفر رات میں طے ہوتا ہے دن میں نہیں ہوتا۔ راستے میں اترنے سے احتراز کرتے رہنا کیونکہ وہ درندوں کے راستے اور سانپوں کے مسکن ہوتے ہیں۔

۸۱۵- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِنَ الْعَذَابِ يَمْنَعُ أَحَدَكُمْ نَوْمَهُ وَطَعَامَهُ وَشَرَابَهُ، فَإِذَا قَضَى أَحَدُكُمْ نَهْمَتَهُ مِنْ وَجْهِهِ فَلْيُعَجِّلْ إِلَى أَهْلِهِ. صحیح البخاری (۱۸۰۴) صحیح مسلم (۴۹۳۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سفر عذاب کا ایک حصہ ہے جو تمہیں سونے اور کھانے پینے سے روک دیتا ہے جب تم وہ کام کرلو جس کے لیے سفر کیا تھا تو گھر والوں کی طرف جلدی کرو۔

۱۶- بَابُ الْأَمْرِ بِالرِّفْقِ بِالْمَمْلُوكِ

لونڈی غلام کے ساتھ نرمی سے سلوک کرنا

۸۱۶- حَدَّثَنِي مَالِكٌ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِلْمَمْلُوكِ طَعَامُهُ وَكِسْوَتُهُ بِالْمَعْرُوفِ، وَلَا يُكَلَّفُ مِنَ الْعَمَلِ إِلَّا مَا يُطِيقُ.
صحیح مسلم (۴۲۹۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لونڈی غلام کے لیے دستور کے مطابق کھانا پہننا ہے اور اس سے اتنا ہی کام لیا جائے جو اس کی طاقت کے مطابق ہو۔

[۹۳۷] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَذْهَبُ إِلَى الْعَوَالِي كُلَّ يَوْمِ سَبْتٍ، فَإِذَا وَجَدَ عَبْدًا فِي عَمَلٍ لَا يُطِيقُهُ وَضَعَ عَنْهُ مِنْهُ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر ہفتے میں ایک روز اردگرد کے دیہات میں جاتے اور کسی غلام کو اگر اس کی طاقت سے زیادہ کام کرتا دیکھتے تو کم کر دیا کرتے تھے۔

[۹۳۸] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ عَمِّهِ أَبِي سُهَيْلِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ سَمِعَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَهُوَ يَخْطُبُ وَهُوَ يَقُولُ لَا تُكَلِّفُوا الْأَمَةَ غَيْرَ ذَاتِ الصَّنْعَةِ الْكَسْبَ، فَإِنَّكُمْ مَتَى كَلَّفْتُمُوهَا ذٰلِكَ كَسَبَتْ بِفَرْجِهَا، وَلَا تُكَلِّفُوا الصَّغِيرَ الْكَسْبَ، فَإِنَّهُ إِذَا لَمْ يَجِدْ سَرَقَ، وَعِفُّوا إِذْ أَعَفَّكُمُ اللّٰهُ وَعَلَيْكُمْ مِنَ الْمَطَاعِمِ بِمَا طَابَ مِنْهَا.

ابو سہیل بن مالک نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حضرت عثمان کو خطبے میں فرماتے ہوئے سنا: لونڈی جس کام کو نہیں جانتی اسے ایسے کام پر مجبور نہ کرو کیونکہ جب تم اسے مجبور کرو گے تو وہ تمہیں شرمگاہ کے ذریعے کما کر دے گی اور چھوٹے بچے کو کام پر مجبور نہ کرو کیونکہ جب وہ نہیں پائے گا تو چوری کرے گا اور تم ان کی محنت معاف کر دو جیسے اللہ نے تمہاری کی ہے اور اپنے لیے پاکیزہ روزی لازم کرلو۔

۱۷- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَمْلُوكِ وَهِبَتِهِ

لونڈی غلام کی تربیت کرنا

۸۱۷- حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الْعَبْدُ إِذَا نَصَحَ لِسَيِّدِهِ،

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: غلام جب اپنے آقا کا خیر خواہ رہے اور

وَأَحْسَنَ عِبَادَةَ اللّٰهِ فَلَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ.
صحیح البخاری (٢٥٤٦) صحیح مسلم (٤٢٩٤)

اللہ تعالیٰ کی احسن طریقے سے عبادت کرے تو اس کے لیے دوگنا ثواب ہے۔

[٩٣٩] اثر- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ أَمَةً كَانَتْ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَآهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، وَقَدْ تَهَيَّأَتْ بِهَيْئَةِ الْحَرَائِرِ، فَدَخَلَ عَلَى ابْنَتِهِ حَفْصَةَ، فَقَالَ: أَلَمْ أَرَ جَارِيَةَ أَخِيكِ تَجُوسُ النَّاسَ، وَقَدْ تَهَيَّأَتْ بِهَيْئَةِ الْحَرَائِرِ؟ وَأَنْكَرَ ذٰلِكَ عُمَرُ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن عمر کی ایک لونڈی کو حضرت عمر نے دیکھا کہ آزاد عورتوں جیسی وضع قطع اختیار کی ہوئی ہے۔ وہ اپنی بیٹی حضرت حفصہ کے پاس گئے اور فرمایا: کیا میں نے تمہارے بھائی کی لونڈی کو نہیں دیکھا جو آزاد عورتوں کی وضع اختیار کر کے لوگوں میں پھرتی ہے؟ اور حضرت عمر نے اس بات کو ناپسند فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

٥٥- كِتَابُ الْبَيْعَةِ

بیعت کا بیان

١- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبَيْعَةِ

بیعت کا بیان

٨١٨- حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: كُنَّا إِذَا بَايَعْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ يَقُولُ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: فِيمَا اسْتَطَعْتُمْ. صحیح البخاری (٧٢٠٢) صحیح مسلم (٤٨١٤)

عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ سے جب سننے اور ماننے کی بیعت کرتے تو رسول اللہ ﷺ ہم سے فرماتے: جو تمہاری بساط کے اندر ہو۔ ف

ف: صحابہ کرام نے رسول اللہ ﷺ کے دست حق پرست پر پیروی کرنے کی بیعت کی اور مشائخ عظام سے بھی اسی مقصد کے لیے بیعت کی جاتی ہے کہ جو دین کا عالم و عامل اور سنت رسول کا پیکر ہو دوسرے اس لیے اس کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں تا کہ وہ ماہر راہ پیا کی طرح اپنے مریدین کو صراط مستقیم پر چلائے اور نائب رسول بن کر قدم قدم پر ان کی رہنمائی کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

٨١٩- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ أُمَيْمَةَ بِنْتِ رُقَيْقَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِي نِسْوَةٍ بَايَعْنَهُ عَلَى الْإِسْلَامِ، فَقُلْنَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ نُبَايِعُكَ عَلَى أَنْ لَا نُشْرِكَ بِاللّٰهِ شَيْئًا، وَلَا نَسْرِقَ، وَلَا نَزْنِيَ، وَلَا نَقْتُلَ أَوْلَادَنَا، وَلَا نَأْتِيَ بِبُهْتَانٍ نَفْتَرِيهِ بَيْنَ أَيْدِينَا وَأَرْجُلِنَا، وَلَا نَعْصِيَكَ فِي مَعْرُوفٍ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِيمَا اسْتَطَعْتُنَّ وَأَطَقْتُنَّ. قَالَتْ فَقُلْنَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَرْحَمُ بِنَا مِنْ أَنْفُسِنَا. هَلُمَّ نُبَايِعْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِنِّي لَا أُصَافِحُ النِّسَاءَ، إِنَّمَا قَوْلِي لِمِائَةِ امْرَأَةٍ كَقَوْلِي لِامْرَأَةٍ وَاحِدَةٍ، أَوْ مِثْلُ قَوْلِي لِامْرَأَةٍ وَاحِدَةٍ. سنن ترمذی (١٥٩٧)

امیمہ بنت رقیقہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں چند عورتیں اسلام پر بیعت کرنے کے لیے حاضر ہوئیں۔ وہ عرض گزار ہوئیں کہ یا رسول اللہ! ہم آپ سے بیعت کرتی ہیں کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں، چوری نہ کریں، زنا نہ کریں، اپنی اولاد کو قتل نہ کریں، اپنے پاس سے گھڑ کر کسی پر بہتان نہ لگائیں اور اچھے کام میں آپ کی نافرمانی نہ کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کی تمہیں استطاعت اور طاقت ہو۔ وہ عرض گزار ہوئیں کہ اللہ اور اس کا رسول ہم پر ہماری جانوں سے بھی زیادہ مہربان ہیں۔ یا رسول اللہ! آیئے ہم آپ سے بیعت کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کیا کرتا۔ میرا سو عورتوں سے کہہ دینا ایک عورت سے کہنے کی طرح ہے۔ ف

ف: رسول اللہ ﷺ عورتوں سے مصافحہ نہیں کیا کرتے تھے بلکہ انہیں زبانی کلامی بیعت فرمالیا کرتے تھے۔ بخاری شریف میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی غیر محرم عورت کو مس نہیں کیا۔ جو عورتیں اپنے پیر سے پردہ نہیں کرتیں بلکہ اس کے ہاتھ پیر دباتی ہیں تو ایسی بیعت قطعاً شرعی بیعت نہیں کیونکہ ایسے پیر حقیقت میں کاروباری اور دین کے ڈاکو ہیں۔ وہ خود تو ڈوبے ہوئے ہیں اور دوسروں کو بھی اپنے ساتھ ڈبونے میں کوشاں رہتے ہیں۔ شرعی بیعت وہی ہے جو ایسے نائب رسول کے ہاتھ پر کی جائے جو عالم و عامل، سنت رسول کا پیکر اور صاحب نسبت ہو جو ایسا نہ ہو اس کے ہاتھ میں ہاتھ نہیں دینا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[۱۹۴۰] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَتَبَ اِلٰى عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ يُبَايِعُهُ، فَكَتَبَ اِلَيْهِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَمَّا بَعْدُ لِعَبْدِ اللّٰهِ عَبْدِ الْمَلِكِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَلَامٌ عَلَيْكَ، فَاِنِّيْ اَحْمَدُ اِلَيْكَ اللّٰهَ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ، وَاُقِرُّ لَكَ بِالسَّمْعِ، وَالطَّاعَةِ عَلٰى سُنَّةِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِهٖ فِيْمَا اسْتَطَعْتُ

عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے عبدالملک بن مروان کے لیے ان کی بیعت کرتے ہوئے لکھا: اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔ اللہ کے بندے امیر المومنین عبدالملک بن مروان! آپ پر سلام ہو۔ میں حمد بیان کرتا ہوں اللہ کی، نہیں ہے کوئی معبود مگر وہ۔ میں آپ سے اقرار کرتا ہوں کہ اللہ کے طریقے اور اس کے رسول کے طریقے کے مطابق بساط بھر آپ کی بات سنوں گا اور اطاعت کروں گا۔ ف

ف: قرونِ اولیٰ میں امیر یا سلطان کے ہاتھ پر بیعت کی جاتی تھی۔ آج کل ووٹ ڈالے جاتے ہیں، جن کے ذریعے بالآخر سربراہ مملکت کا انتخاب عمل میں آتا ہے۔ بعض ممالک میں یوں بھی ہوتا ہے کہ فوج حکومت وقت سے باغی ہو کر ملک پر قابض ہو جاتی ہے اور موجودہ حکمرانوں کو معزول کر کے خود ملک کا نظم و نسق سنبھال لیتی ہے جیسا کہ پاکستان اور بنگلہ دیش کے اندر ہوا۔ حکمرانوں کی اطاعت عوام پر اسی حد تک لازم ہے جب کہ وہ اللہ اور رسول کے قوانین کے مطابق حکم کریں۔ اگر وہ شریعت مطہرہ کے خلاف قوانین نافذ کریں تو شرعاً ان امور میں حاکم وقت کی اطاعت واجب نہیں ہے اور اس طرح جو منوایا اور مانا جائے گا وہ جس کی لاٹھی اس کی بھینس والا معاملہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

۵۶- كِتَابُ الْكَلَامِ

گفتگو کا بیان

۱- بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْكَلَامِ

کیسی گفتگو مکروہ ہے؟

۸۲۰- حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ قَالَ لِاَخِيْهِ يَا كَافِرُ فَقَدْ بَاءَ بِهَا اَحَدُهُمَا. صحیح البخاری (۶۱۰۳)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اپنے بھائی سے کہے: اے کافر! تو اس کے باعث ان میں سے ایک کافر ہو گیا۔

۸۲۱- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا سَمِعْتَ الرَّجُلَ يَقُوْلُ هَلَكَ النَّاسُ، فَهُوَ اَهْلَكُهُمْ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی آدمی کو یہ کہتا ہوا سنو کہ لوگ ہلاک ہو گئے تو سب سے زیادہ ہلاک وہی ہے۔

صحیح مسلم(٦٦٢٦)

٨٢٢- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ يَا خَيْبَةَ الدَّهْرِ، فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں کوئی زمانے کو برا نہ کہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی زمانہ ہے۔

صحیح البخاری(٦١٨٢) صحیح مسلم(٥٨٢٦)

[٩٤١] اثر- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ لَقِيَ خِنْزِيرًا بِالطَّرِيقِ، فَقَالَ لَهُ انْفُذْ بِسَلَامٍ، فَقِيلَ لَهُ تَقُولُ هٰذَا لِخِنْزِيرٍ؟ فَقَالَ عِيسَى إِنِّي أَخَافُ أَنْ أُعَوِّدَ لِسَانِي النُّطْقَ بِالسُّوءِ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو راستے میں خنزیر ملا تو اس سے فرمایا کہ سلامتی کے ساتھ چلا جا۔ ان سے کہا گیا کہ آپ خنزیر سے ایسا فرماتے ہیں؟ حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ میں ڈرتا ہوں کہیں مجھے بد زبانی کی عادت نہ پڑ جائے۔ف

ف: زبان کی حفاظت بہت ضروری ہے کیونکہ اکثر مصیبتوں کا سبب زبان ہی بنتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو مجھے زبان اور شرمگاہ کی ضمانت دے میں اس کے لیے جنت کا ضامن ہوں (بخاری شریف) بولنے سے پہلے خوب سوچ لینا چاہیے کہ وہ کیا کہنا چاہتا ہے۔ اسی لیے داناؤں کا قول ہے کہ پہلے تو لو پھر بولو۔ حتی الامکان کم بولنے میں عافیت ہے اور بزرگوں نے کم گوئی کو دانائی کی علامت قرار دیا ہے اور بسیار گوئی ہر ایک کے نزدیک معیوب ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے:

زباں اپنی حد میں ہے بے شک زبان
بڑھے ایک نقطہ تو یہ ہے زیاں!

دوسرے ایک شاعر نے کم گوئی کی یوں نصیحت کی ہے:

زباں حق نے اک دی ہے اور کان دو
کہے ایک جب سن لے انسان دو

٢- بَابُ مَا يُؤْمَرُ بِهِ مِنَ التَّحَفُّظِ فِي الْكَلَامِ

گفتگو سوچ سمجھ کر کی جائے

٨٢٣- حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُزَنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ مَا كَانَ يَظُنُّ أَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ يَكْتُبُ اللّٰهُ لَهُ بِهَا رِضْوَانَهُ إِلَى يَوْمِ يَلْقَاهُ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ مَا كَانَ يَظُنُّ أَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ يَكْتُبُ اللّٰهُ لَهُ بِهَا سَخَطَهُ إِلَى يَوْمِ يَلْقَاهُ.

حضرت بلال بن حارث مزنی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی رضائے الٰہی کے لیے ایک بات کہتا ہے۔ اسے یہ گمان نہیں ہوتا کہ اس کا اثر کہاں تک پہنچے گا کہ اللہ تعالیٰ قیامت تک اس کے لیے اپنی رضا مندی لکھ دیتا ہے اور دوسرا آدمی اللہ کی ناراضگی کی بات کہتا ہے اور اسے یہ گمان نہیں ہوتا کہ اس کا اثر کہاں تک پہنچے گا کہ اللہ تعالیٰ قیامت تک اس کے لیے اپنی ناراضگی لکھ دیتا ہے۔

صحیح البخاری(٦٤٧٧) صحیح مسلم(٧٤٠٦_٧٤٠٧)

٨٢٤- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ

ابو صالح سمان سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بے شک آدمی ایسی بات کہہ دیتا ہے جس

إِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مَا يُلْقِي لَهَا بَالًا يَهْوِي بِهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مَا يُلْقِي لَهَا بَالًا يَرْفَعُهُ اللَّهُ بِهَا فِي الْجَنَّةِ. صحیح البخاری (٦٤٧٨)

میں مضائقہ نہیں سمجھتا لیکن وہ اسے جہنم میں لے جاتی ہے اور بے شک آدمی ایسی بات کہہ دیتا ہے جس کو اہمیت نہیں دیتا لیکن اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ اسے جنت میں بھیج دیتا ہے۔ف

ف: انسان کے منہ سے بعض اوقات ایسے چند الفاظ نکل جاتے ہیں جن کے نتیجے میں کسی کی دنیا آباد ہو جاتی ہے اور بعض اوقات ایسے الفاظ صادر ہو جاتے ہیں جن کے باعث کسی کا خانہ خراب ہو جاتا ہے۔ چند لفظوں کے ذریعے دوسرے کی زندگی کو آباد یا برباد کرنے والا اپنے لیے جنت یا جہنم میں ٹھکانا بنالیتا ہے۔ لہٰذا انسان کو چاہیے کہ وہ ہمیشہ دوسروں کا بھلا کرنے اور آرام پہنچانے میں کوشاں رہے تاکہ اگلے جہان میں اس کا بھلا ہو اور پروردگار عالم اسے آرام پہنچائے ورنہ "لا یرحم لا یرحم" جو خدا کے بندوں پر رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

٣- بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْكَلَامِ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللَّهِ

ذکرِ الٰہی کو چھوڑ کر عبث قیل وقال مکروہ ہے

٨٢٥- حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ قَالَ قَدِمَ رَجُلَانِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَخَطَبَا فَعَجِبَ النَّاسُ لِبَيَانِهِمَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا، أَوْ قَالَ إِنَّ بَعْضَ الْبَيَانِ لَسِحْرٌ.

صحیح البخاری (٥٧٦٧)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ مشرق سے دو آدمی آئے اور انہوں نے خطبہ دیا تو لوگ ان کے بیانات سے بہت خوش ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بعض بیانوں میں جادو ہوتا ہے یا فرمایا کہ بعض بیانات جادو ہوتے ہیں۔

٨٢٦- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ كَانَ يَقُولُ لَا تُكْثِرُوا الْكَلَامَ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللَّهِ فَتَقْسُوَ قُلُوبُكُمْ، فَإِنَّ الْقَلْبَ الْقَاسِيَ بَعِيدٌ مِنَ اللَّهِ، وَلَكِنْ لَا تَعْلَمُونَ، وَلَا تَنْظُرُوا فِي ذُنُوبِ النَّاسِ كَأَنَّكُمْ أَرْبَابٌ، وَانْظُرُوا فِي ذُنُوبِكُمْ كَأَنَّكُمْ عَبِيدٌ، فَإِنَّمَا النَّاسُ مُبْتَلًى وَمُعَافًى، فَارْحَمُوا أَهْلَ الْبَلَاءِ، وَاحْمَدُوا اللَّهَ عَلَى الْعَافِيَةِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمایا کرتے: اللہ کے ذکر کے علاوہ زیادہ بات نہ کیا کرو کہ تمہارے دل سخت ہو جائیں۔ کیونکہ سخت دل اللہ سے دور ہوتے ہیں اور اس بات کا تمہیں علم نہیں اور لوگوں کے گناہوں کو مت دیکھا کرو جیسے تم خود ہی رب ہو بلکہ اپنے گناہوں کو دیکھا کرو۔ خود کو بندہ سمجھتے ہوئے بعض لوگ بیمار اور بعض تندرست ہوتے ہیں۔ بیماروں پر رحم کرو اور تندرستی پر اللہ کا شکر کرو۔ف

ف: حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ ارشادات گویا تصوف کا نصاب اور طریقت کی مکمل کتاب ہیں جن کے اندر دارین کی بھلائی اور آخرت کی کامیابی کا راز مضمر ہے۔ بظاہر یہ تین باتیں ہیں لیکن حقیقت میں کامیابی کے تین اصول ہیں۔

(۱) بسیار گوئی سے اجتناب کیا جائے اور اپنا زیادہ وقت ذکرِ الٰہی میں صرف کرنا چاہیے۔ خدا کے ذکر میں دلوں کا چین ہے جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے: "الا بذکر اللہ تطمئن القلوب" (الرعد: ۲۸) جب ذکرِ الٰہی سے دلوں کو نور اور سرور ملتا ہے تو اس دولت سے کیوں محروم رہا جائے جب کہ بسیار گوئی اور زیادہ باتیں بنانے سے دل سخت ہو جاتے ہیں اور جن کے دل سخت ہوں وہ خدا کے قرب سے محروم ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا کیوں نہ زیادہ تر وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر میں صرف کیا جائے اور جب ابنائے زمانہ سے مخاطب ہونا ضروری نظر آئے تو:

جو بات کسی سے کہو اچھی ہو بھلی ہو
کڑوی نہ ہو کھٹی نہ ہو مصری کی ڈلی ہو

(۲) دوسرا اصول یہ بیان فرمایا کہ دوسروں کے عیب تلاش کرتے نہ پھرو کیونکہ تم رب نہیں ہو اور نہ رب کی طرف سے تم ان پر حاکم اور محاسب مقرر ہو بلکہ تم بندے ہو اور بندے کا کام یہی ہے کہ وہ اپنے گناہوں پر نظر رکھے اور ہر وقت اس بات کا جائزہ لیتا رہے کہ مجھ سے کسی ایسے فعل کا صدور تو نہیں ہوا جس پر میرا خالق و مالک ناراض ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی ایسی بات نظر آئے تو فوراً توبہ کرے اور ہمہ وقت اپنے احوال کی اصلاح میں کوشاں رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مشہور مقولہ ہے ''حاسبوا قبل ان تحاسبوا'' اپنا حساب کرتے رہا کرو اس سے پہلے کہ تم سے حساب لیا جائے۔ قرآن کریم میں ہے'' ولتنظر نفس ما قدمت لغد'' (۱۸:۵۹) اور ہر جان دیکھے کہ کل کے لیے کیا آگے بھیجا۔ پس اپنی ہی خیر خواہی میں:

کام وہ کر لے تو پیارے جس کے باعث گور میں باغ رضوان سے کھلے کھڑکی ہوا کے واسطے

(۳) لوگوں میں جہاں اکثر تندرست ہیں وہاں بعض بیمار بھی ہوتے ہیں۔ جہاں صاحب استطاعت ہیں۔ وہاں نادار بھی ہیں۔ دریں حالات ہر آدمی کو چاہیے کہ اپنے تندرست اور صاحب استطاعت ہونے پر خدا کا شکر ادا کرے۔ شکر ادا کرنے کے لیے صرف اتنا کہہ دینا کافی نہیں کہ یا اللہ! تیرا شکر ہے بلکہ سب سے پہلے خدا کے احکام کی پابندی کرے اور اس کی نافرمانی سے باز آ جائے کہ اصل شکر ادا کرنا یہی ہے اور اگر ایسا نہ کیا تو ذرا بھی شکر ادا نہ کیا۔ پروردگار عالم نے فرمایا ہے:

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ (ابراہیم:۷)

اگر احسان مانو گے تو میں تمہیں اور دوں گا اور اگر ناشکری کرو تو میرا عذاب سخت ہے۔

دوسرے جب کسی بیمار یا مصیبت زدہ کو دیکھے تو کہے'' الحمد للہ الذی عافانی مما ابتلاک بہ وفضلنی علی کثیر ممن خلق تفضیلا'' نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو ایسا کہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس بیماری اور مصیبت سے دور رکھے گا۔

تیسرے بیماروں اور مصیبت زدہ لوگوں کے کام آنے میں کوشاں رہے اور بے بسی میں حتی الامکان ان کا سہارا بنے کیونکہ ''لا یرحم اللہ من لا یرحم الناس'' جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا اس پر اللہ تعالیٰ بھی رحم نہیں فرماتا۔ لہٰذا جو چاہتا ہے کہ قبر اور حشر کی بے کسی اور بے بسی میں اللہ تعالیٰ میری مدد فرمائے اور اپنے فضل و کرم سے میرا بیڑہ پار کرے تو اسے چاہیے کہ آج اس کے بے کس اور بے بس بندوں کی مدد کرتا رہے اور ان ڈوبتے ہوئے لوگوں کے بیڑے پار لگانے میں کوشاں رہے۔

جس کو غم جہاں میں بھی یاد رہے غم بیکساں میری طرف سے ہم نشین جا کر اسے سلام دے

[۹٤۲] اثر- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ، كَانَتْ تُرْسِلُ إِلَى بَعْضِ أَهْلِهَا بَعْدَ الْعَتَمَةِ فَتَقُولُ أَلَا تُرِيحُونَ الْكُتَّابَ؟

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے بعض گھر والوں کے لیے نماز عشاء کے بعد پیغام بھیج کر کہتیں: لکھنے والے فرشتوں کو آرام کیوں نہیں کرنے دیتے؟

٤- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْغِيبَةِ

غیبت کا بیان

۸۲۷- حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَيَّادٍ، أَنَّ الْمُطَّلِبَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَنْطَبٍ الْمَخْزُومِيَّ أَخْبَرَهُ، أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَا الْغِيبَةُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أَنْ تَذْكُرَ مِنَ الْمَرْءِ مَا يَكْرَهُ أَنْ يَسْمَعَ. قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَإِنْ كَانَ حَقًّا؟

مطلب بن عبداللہ بن حنطب مخزومی سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ غیبت کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی کا ایسا ذکر کیا جائے کہ وہ سن کر ناپسند کرے۔ عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! خواہ وہ بات سچی ہو؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم جھوٹی بات کہو گے تو وہ بہتان

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قُلْتَ بَاطِلًا فَذٰلِكَ الْبُهْتَانُ. ہے۔

۵- بَابٌ مَا جَاءَ فِيْمَا يُخَافُ مِنَ اللِّسَانِ

زبان کے گناہوں کا بیان

۸۲۸- حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ وَقَاهُ اللّٰهُ شَرَّ اثْنَيْنِ، وَلَجَ الْجَنَّةَ. فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا تُخْبِرْنَا؟ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ عَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهِ الْأُوْلٰى، فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ لَا تُخْبِرُنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِثْلَ ذٰلِكَ أَيْضًا، فَقَالَ الرَّجُلُ لَا تُخْبِرُنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِثْلَ ذٰلِكَ أَيْضًا، ثُمَّ ذَهَبَ الرَّجُلُ يَقُوْلُ مِثْلَ مَقَالَتِهِ الْأُوْلٰى فَأَسْكَتَهُ رَجُلٌ إِلٰى جَنْبِهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ وَقَاهُ اللّٰهُ شَرَّ اثْنَيْنِ وَلَجَ الْجَنَّةَ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ، مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ، مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ صحیح البخاری (٦٤٧٤)

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کو اللہ تعالیٰ نے دو چیزوں کی برائی سے بچالیا وہ جنت میں چلا گیا۔ ایک آدمی عرض گزار ہوا: یارسول اللہ! ہمیں نہیں بتاتے؟ رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے۔ پھر دوبارہ رسول اللہ ﷺ نے پہلے کی طرح فرمایا۔ اس آدمی نے کہا: یا رسول اللہ! آپ ہمیں نہیں بتاتے؟ رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے۔ پھر سہ بارہ رسول اللہ ﷺ نے پہلے کی طرح فرمایا۔ اس آدمی نے کہا: یا رسول اللہ! آپ ہمیں نہیں بتاتے؟ پھر رسول اللہ ﷺ نے چوتھی بار حسب سابق فرمایا۔ پھر وہی آدمی پہلے کی طرح کہنا جاتا تھا کہ ساتھ والے نے خاموش کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے دو چیزوں کی برائی سے بچالیا وہ جنت میں چلا گیا جو دونوں جبڑوں کے درمیان اور دونوں ٹانگوں کے درمیان ہے۔ جو دونوں جبڑوں کے درمیان اور دونوں ٹانگوں کے درمیان ہے۔ و دونوں جبڑوں کے درمیان اور دونوں ٹانگوں کے در میان ہے۔ف

ف: تمام بھلائیوں اور برائیوں کا سرچشمہ دل ہے۔ اکثر بھلائیاں اور برائیاں زبان اور شرمگاہ کے راستے منظر عام پر آتی ہیں۔ جس نے ان دونوں کو بے لگام چھوڑا وہ تباہ و برباد ہو گیا اور جس نے ان دونوں کو شریعت مطہرہ کے تابع کر دیا وہ جنتی ہو گیا اور دنیائے فانی کے بہت سے مصائب سے بھی اس نے یقیناً اپنے آپ کو محفوظ کر لیا۔ انفرادی اور اجتماعی زندگی کا بننا اور بگڑنا بڑی حد تک ان دونوں کے بننے اور بگڑنے کے تابع ہے۔ جہاں ان دونوں کے قابو میں رکھنے سے یہ دنیا جنت نظیر بن جاتی ہے وہاں ان دونوں کا مطلق العنان ہونا اس عالم آب وگل کو جہنم کدہ بھی بنا دیتا ہے۔ پورے معاشرے کو تباہ و برباد کر کے اس کے امن وسکون اور اخلاق و انسانیت کا جنازہ نکال دیتا ہے۔ حقیقت میں مرد دانا وہی ہے جس نے ان دونوں کو سنبھال کر رکھا کہ انفرادی زندگی کو تباہ ہونے سے بچا لیا اور حقیقت میں ملک وملت کی خیر خواہ وہی حکومت ہوتی ہے جو ملک گیر سطح پر ان دونوں چیزوں کے سنبھالنے کا اہتمام کر دکھائے۔ جس حکومت نے ایسا نہ کیا تو حقیقت میں اس نے ملک وملت کی خیر خواہی میں کچھ بھی نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ مسلمان ممالک کے سربراہوں کو ملک وملت کی خیر خواہی کے جذبے سے نوازے تاکہ پھر ملت اسلامیہ اپنی عظمت رفتہ کو حاصل کر سکے اور ان عادتوں سے پیچھا چھڑا سکے جن کے باعث وہ دیگر اقوام عالم کی نگاہوں میں سامان تضحیک اور لائق تحقیر ہو کر رہ گئی ہے۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز

[۹۴۳] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيْهِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ دَخَلَ عَلٰى أَبِيْ بَكْرٍ

زید بن اسلم نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر حضرت ابوبکر صدیق کے پاس گئے تو وہ اپنی زبان کھینچ

الصِّدِّيقِ، وَهُوَ يَجْبِذُ لِسَانَهُ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ مَهْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ؟ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنَّ هٰذَا أَوْرَدَنِي الْمَوَارِدَ.

رہے تھے۔ حضرت عمر نے ان سے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو معاف کرے ٹھہریئے۔ پس حضرت ابو بکر نے کہا کہ اسی نے مجھے تباہی کے دہانے پر پہنچایا ہے۔

٦- بَابُ مَا جَاءَ فِي مُنَاجَاةِ اثْنَيْنِ دُونَ وَاحِدٍ

دو میں سے ایک کو چھوڑ کر سرگوشی کرنا

٨٢٩- حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ قَالَ كُنْتُ أَنَا وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عِنْدَ دَارِ خَالِدِ بْنِ عُقْبَةَ الَّتِي بِالسُّوقِ فَجَاءَ رَجُلٌ يُرِيدُ أَنْ يُنَاجِيَهُ وَلَيْسَ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَحَدٌ غَيْرِي، وَغَيْرُ الرَّجُلِ الَّذِي يُرِيدُ أَنْ يُنَاجِيَهُ، فَدَعَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَجُلًا آخَرَ حَتّٰى كُنَّا أَرْبَعَةً، فَقَالَ لِي وَلِلرَّجُلِ الَّذِي دَعَاهُ اسْتَأْخِرَا شَيْئًا، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ لَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ وَاحِدٍ.

عبد اللہ بن دینار کا بیان ہے کہ میں اور حضرت عبد اللہ بن عمر دونوں خالد بن عقبہ کے گھر کے پاس تھے جو بازار میں تھا۔ ایک آدمی آیا جو ان سے سرگوشی کرنا چاہتا تھا جب کہ حضرت عبد اللہ بن عمر کے ساتھ میرے سوا کوئی اور نہ تھا اور تیسرا آدمی ان سے سرگوشی کرنے کا متمنی تھا۔ حضرت عبد اللہ بن عمر نے ایک اور آدمی بلایا کہ ہم چار ہو گئے' پھر مجھ سے اور جو بلایا تھا اس سے فرمایا کہ ذرا پرے ہو جاؤ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ دو میں سے ایک کو چھوڑ کر سرگوشی نہ کی جائے۔

٨٣٠- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِذَا كَانَ ثَلَاثَةٌ فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ وَاحِدٍ. صحیح البخاری (٢٦٨٨) صحیح مسلم (٥٦٥٨)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تین ہوں تو ایک کو چھوڑ کر دو سرگوشی نہ کریں۔

٧- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصِّدْقِ وَالْكَذِبِ

سچ اور جھوٹ کے متعلق روایات

٨٣١- حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَكْذِبُ امْرَأَتِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَا خَيْرَ فِي الْكَذِبِ، فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَعِدُهَا وَأَقُولُ لَهَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَا جُنَاحَ عَلَيْكَ.

صفوان بن سلیم سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: یا رسول اللہ! کیا میں اپنی بیوی سے جھوٹ بول سکتا ہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جھوٹ میں بھلائی نہیں ہے۔ اس شخص نے کہا: یا رسول اللہ! میں اس سے وعدہ کروں اور کچھ کہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس میں تمہارے اوپر گناہ نہیں ہے۔

٨٣٢- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ كَانَ يَقُولُ عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ، فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ، وَالْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ، وَالْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ، أَلَا تَرَى أَنَّهُ يُقَالُ صَدَقَ، وَبَرَّ، وَكَذَبَ، وَفَجَرَ؟

صحیح البخاری (٦٠٩٤) صحیح مسلم (٦٥٨٠_٦٥٨١)

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود فرمایا کرتے کہ تمہارے لیے سچ بولنا ضروری ہے کیونکہ سچ بھلائی کی طرف ہدایت کرتا ہے اور بھلائی جنت کی طرف ہدایت کرتی ہے اور تمہیں جھوٹ سے بچنا چاہیے کیونکہ جھوٹ برے کاموں کی طرف لے جاتا ہے اور برے کام دوزخ میں لے جاتے ہیں۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ کہا جاتا ہے: جس نے سچ کہا وہ نیک ہوا اور جس نے جھوٹ بولا وہ بد ہے۔

[۹۴۴]اَثَر- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّهُ قِيلَ لِلُقْمَانَ مَا بَلَغَ بِكَ مَا نَرَى؟ يُرِيدُونَ الْفَضْلَ فَقَالَ لُقْمَانُ صِدْقُ الْحَدِيثِ، وَأَدَاءُ الْأَمَانَةِ، وَتَرْكُ مَا لَا يَعْنِينِي.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت لقمان سے کہا گیا کہ آپ کو یہ اونچا مقام کیسے حاصل ہوا؟ حضرت لقمان نے فرمایا کہ سچی بات کرنے امانت ادا کرنے اور فضول باتوں کو چھوڑنے سے۔

[۹۴۵]اَثَر- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُودٍ كَانَ يَقُولُ لَا يَزَالُ الْعَبْدُ يَكْذِبُ، وَتُنْكَتُ فِي قَلْبِهِ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ حَتَّى يَسْوَدَّ قَلْبُهُ كُلُّهُ، فَيُكْتَبَ عِنْدَ اللهِ مِنَ الْكَاذِبِينَ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن مسعود فرمایا کرتے کہ بندہ ہمیشہ جھوٹ بولتا رہتا ہے کہ پہلے اس کے دل میں ایک سیاہ نقطہ پیدا ہو جاتا ہے یہاں تک کہ سارا قلب سیاہ ہو جاتا ہے اور اللہ کے نزدیک وہ جھوٹوں میں لکھ دیا جاتا ہے۔

۸۳۳- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، أَنَّهُ قَالَ قِيلَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ أَيَكُونُ الْمُؤْمِنُ جَبَانًا؟ فَقَالَ نَعَمْ، فَقِيلَ لَهُ أَيَكُونُ الْمُؤْمِنُ بَخِيلًا؟ فَقَالَ نَعَمْ، فَقِيلَ لَهُ أَيَكُونُ الْمُؤْمِنُ كَذَّابًا؟ فَقَالَ لَا.

صفوان بن سلیم کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے کہا گیا کہ کیا مومن بزدل ہوسکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ کہا گیا کہ کیا مومن بخیل ہوسکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ کہا گیا کہ کیا مومن جھوٹا ہوسکتا ہے؟ فرمایا: نہیں۔ ف

ف: جھوٹ ایک ایسی اخلاقی بیماری ہے جو بزدلی اور کنجوسی سے بھی مضرت میں بدرجہا آگے ہے۔ یہ ایک ایسا عیب ہے جو مسلمان کہلانے والے کے ہرگز شایانِ شان نہیں کیونکہ جھوٹ کافروں کا شیوہ اور منافقوں کا طرۂ امتیاز ہے۔ بھلا ایسا عیب مسلمانوں کو کہاں زیب دے سکتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے:

فَنَجْعَلْ لَّعْنَةَ اللهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ (آل عمران ۶۱) پس جھوٹ بولنے والوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔

جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہوتی ہے یعنی وہ رحمتِ الٰہیہ سے اپنے آپ کو محروم کر لیتے ہیں۔ مسلمان بھلا کب پسند کرے گا کہ وہ اپنے ہاتھوں خدا کی لعنت کا طوق اپنے گلے میں ڈالے اور وہ اپنی ذات کو خدا کی رحمت سے محروم کر لے۔ لہٰذا جھوٹ بولنا ایک بندۂ مومن کا کام نہیں ہوسکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۸- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِضَاعَةِ الْمَالِ وَذِي الْوَجْهَيْنِ

اسراف اور دوغلے پن کا بیان

۸۳۴- حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَرْضَى لَكُمْ ثَلَاثًا، وَيَسْخَطُ لَكُمْ ثَلَاثًا يَرْضَى لَكُمْ أَنْ تَعْبُدُوهُ، وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَأَنْ تَعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللهِ جَمِيعًا، وَأَنْ تَنَاصَحُوا مَنْ وَلَّاهُ اللهُ أَمْرَكُمْ، وَيَسْخَطُ لَكُمْ قِيلَ وَقَالَ، وَإِضَاعَةَ الْمَالِ، وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ. صحیح مسلم (۴۴۵۶۔۴۴۵۷،۴۴۶۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تین باتوں سے راضی اور تین باتوں سے ناراض ہوتا ہے۔ جن باتوں سے راضی ہوتا ہے وہ یہ ہیں: اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں، اللہ کی رسی کو مل جل کر تھام لیں، اور اللہ تعالیٰ ہمارے کاموں کو جس کے سپرد کرے اس کے خیر خواہ رہیں۔ ناراضگی کی باتیں یہ ہیں۔ بے کار گفتگو، مال ضائع کرنا، اور مانگنے کی عادت۔

۸۳۵- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ مِنْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: برے آدمیوں میں سے دوغلا آدمی ہے

شَرَّ النَّاسِ ذُو الْوَجْهَيْنِ الَّذِي يَأْتِي هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَهٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ. صحیح مسلم(٦٥٧٣) صحیح البخاری(٧١٧٩)

جو ایک کے پاس جائے تو اس کی سی کہے اور دوسرے کے پاس جائے تو اس کی سی کہے۔

٩- بَابُ مَا جَاءَ فِي عَذَابِ الْعَامَّةِ بِعَمَلِ الْخَاصَّةِ

بعض افراد کے گناہوں کی وجہ سے سب پر عذاب

٨٣٦- حَدَّثَنِي مَالِكٌ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَنَهْلِكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ. صحیح البخاری(٣٣٤٦) صحیح مسلم(٧١٦٧و٧١٦٤)

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عرض گزار ہوئیں کہ یا رسول اللہ کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے حالانکہ ہم میں نیک افراد بھی ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں جب کہ گناہوں کی کثرت ہو جائے۔

[٩٤٦]- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي حَكِيمٍ، أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ يَقُولُ كَانَ يُقَالُ إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَا يُعَذِّبُ الْعَامَّةَ بِذَنْبِ الْخَاصَّةِ، وَلٰكِنْ إِذَا عُمِلَ الْمُنْكَرُ جِهَارًا اسْتَحَقُّوا الْعُقُوبَةَ كُلُّهُمْ.

اسماعیل بن حکیم نے حضرت عمر بن عبد العزیز کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ خاص لوگوں کے گناہوں کی وجہ سے عام لوگوں کو عذاب نہیں دیتا لیکن جب برے کام ڈنکے کی چوٹ کیے جائیں تو سب عذاب کے مستحق شمار ہوتے ہیں۔

١٠- بَابُ مَا جَاءَ فِي التُّقَى

اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا بیان

[٩٤٧] اثر- حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَخَرَجْتُ مَعَهُ حَتَّى دَخَلَ حَائِطًا، فَسَمِعْتُهُ وَهُوَ يَقُولُ وَبَيْنِي وَبَيْنَهُ جِدَارٌ وَهُوَ فِي جَوْفِ الْحَائِطِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ بَخٍ بَخٍ، وَاللّٰهِ لَتَتَّقِيَنَّ اللّٰهَ، أَوْ لَيُعَذِّبَنَّكَ.

حضرت انس بن مالک کا بیان ہے کہ میں حضرت عمر کے ساتھ باہر نکلا یہاں تک کہ وہ ایک باغ میں داخل ہوئے تو میں نے انہیں فرماتے ہوئے سنا جب کہ میرے اور ان کے درمیان دیوار تھی اور وہ باغ کے وسط میں تھے۔ اے خطاب کے بیٹے عمر! امیر المؤمنین! اچھی اچھی۔ خدا کی قسم! اللہ سے ڈرنا چاہیے ورنہ وہ ضرور تجھے عذاب دے گا۔

[٩٤٨]- قَالَ مَالِكٌ وَبَلَغَنِي أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ كَانَ يَقُولُ أَدْرَكْتُ النَّاسَ، وَمَا يَعْجَبُونَ بِالْقَوْلِ. قَالَ مَالِكٌ يُرِيدُ بِذٰلِكَ الْعَمَلَ إِنَّمَا يَنْظُرُ إِلَى عَمَلِهِ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَى قَوْلِهِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ قاسم بن محمد فرمایا کرتے۔ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ باتوں پر فریفتہ نہیں ہوا کرتے تھے۔ امام مالک نے فرمایا کہ اس سے عمل مراد ہے کہ وہ عمل کو دیکھتے اور بات کو نہیں دیکھتے تھے۔

١١- بَابُ الْقَوْلِ إِذَا سَمِعْتَ الرَّعْدَ

بادل گرجتے وقت کیا کہنا چاہیے؟

[٩٤٩]- حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ كَانَ إِذَا سَمِعَ الرَّعْدَ تَرَكَ الْحَدِيثَ، وَقَالَ سُبْحَانَ الَّذِي يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهِ، وَالْمَلَائِكَةُ مِنْ خِيفَتِهِ، ثُمَّ يَقُولُ إِنَّ هٰذَا لَوَعِيدٌ لِأَهْلِ الْأَرْضِ شَدِيدٌ.

عامر بن عبد اللہ بن زبیر جب گرج کی آواز سنتے تو بات کرنا ترک کر دیتے اور کہتے: پاک ہے وہ ذات کہ پاکی بیان کرتا ہے رعد جس کی حمد کے ساتھ اور فرشتے جس کے ڈر سے، پھر فرماتے کہ یہ زمین والوں کے لیے سخت وعید ہے۔

١٢- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَرِكَةِ النَّبِيِّ ﷺ

٨٣٧- حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، أَنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ حِينَ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَرَدْنَ أَنْ يَبْعَثْنَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ فَيَسْأَلْنَهُ مِيرَاثَهُنَّ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَتْ لَهُنَّ عَائِشَةُ أَلَيْسَ قَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ؟

صحیح البخاری (٦٧٣٠) صحیح مسلم (٤٥٥٤)

حضور کے ترکہ کا بیان

عروہ بن زبیر نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت آپ کی ازواج مطہرات نے ارادہ کیا کہ حضرت عثمان کو حضرت ابو بکر صدیق کے پاس بھیجیں تا کہ رسول اللہ ﷺ کی میراث سے اپنے حصے کا سوال کریں تو ان سے حضرت عائشہ نے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہے۔

٨٣٨- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا يَقْتَسِمُ وَرَثَتِي دَنَانِيرَ مَا تَرَكْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِي، وَمُؤْنَةِ عَامِلِي فَهُوَ صَدَقَةٌ.

صحیح البخاری (٦٧٢٩) صحیح مسلم (٤٥٥٨)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے ترکہ میں دینار تقسیم نہیں ہوں گے بلکہ جو میں چھوڑوں وہ میری بیویوں کے خرچ اور میرے عامل کی مزدوری کے بعد صدقہ ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

٥٧- كِتَابُ جَهَنَّمَ

جہنم کا بیان

١- بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ جَهَنَّمَ

جہنم کا بیان

٨٣٩- حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ نَارُ بَنِي آدَمَ الَّتِي يُوقِدُونَ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِينَ جُزْءًا مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ، فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ كَانَتْ لَكَافِيَةً، قَالَ إِنَّهَا فُضِّلَتْ عَلَيْهَا بِتِسْعَةٍ وَسِتِّينَ جُزْءًا. صحیح البخاری (٣٢٦٥) صحیح مسلم (٧٠٩٤)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں کی آگ جس کو وہ جلاتے ہیں یہ جہنم کی آگ کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! اس کی تپش بھی کافی ہے۔ فرمایا کہ وہ اس سے انہتر حصے زیادہ گرم ہے۔

[٩٥٠]- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ عَمِّهِ أَبِي سُهَيْلِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ قَالَ أَتُرَوْنَهَا حَمْرَاءَ كَنَارِكُمْ هَذِهِ؟ لَهِيَ أَسْوَدُ مِنَ الْقَارِ، وَالْقَارُ الزِّفْتُ.

ابو سہیل بن مالک نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کیا اپنی آگ کی طرح تم اسے سرخ سمجھتے ہو؟ وہ قار سے زیادہ سیاہ ہے اور قار تارکول کو کہتے ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

٥٨- كِتَابُ الصَّدَقَةِ

صدقہ کا بیان

١- بَابُ التَّرْغِيبِ فِي الصَّدَقَةِ

صدقے کی فضیلت

۸۴۰- حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي الْحُبَابِ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ، وَلَا يَقْبَلُ اللّٰهُ إِلَّا طَيِّبًا، كَانَ إِنَّمَا يَضَعُهَا فِي كَفِّ الرَّحْمٰنِ يُرَبِّيهَا كَمَا يُرَبِّي أَحَدُكُمْ فَلُوَّهُ، أَوْ فَصِيلَهُ حَتَّى تَكُونَ مِثْلَ الْجَبَلِ. صحیح البخاری (۷۴۳۰) صحیح مسلم (۲۳۳۹)

ابو الحباب سعید بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو حلال روزی سے صدقہ کرے اور اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا مگر پاک چیز اور اللہ تعالیٰ اس صدقہ کو اپنے دست قدرت پر رکھ کر اس طرح پالتا ہے جیسے کوئی اپنے بچھڑے یا اونٹ کے بچے کو پالتا ہے یہاں تک کہ وہ پہاڑ کی طرح ہو جاتا ہے۔

۸۴۱- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ كَانَ أَبُو طَلْحَةَ أَكْثَرَ أَنْصَارِيٍّ بِالْمَدِينَةِ مَالًا مِنْ نَخْلٍ، وَكَانَ أَحَبُّ أَمْوَالِهِ إِلَيْهِ بَيْرُحَاءَ، وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَدْخُلُهَا، وَيَشْرَبُ مِنْ مَاءٍ فِيهَا طَيِّبٍ قَالَ أَنَسٌ فَلَمَّا أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ (آل عمران: ۹۲) قَامَ أَبُو طَلْحَةَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ (آل عمران: ۹۲) وَإِنَّ أَحَبَّ أَمْوَالِي إِلَيَّ بَيْرُحَاءَ وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلّٰهِ أَرْجُو بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللّٰهِ، فَضَعْهَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ حَيْثُ شِئْتَ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَخٍ ذَالِكَ مَالٌ رَابِحٌ، ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ، وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ فِيهِ، وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَجْعَلَهُ فِي الْأَقْرَبِينَ، فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ أَفْعَلُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَقَسَمَهَا أَبُو طَلْحَةَ فِي أَقَارِبِهِ وَبَنِي عَمِّهِ.
صحیح البخاری (۱۴۶۱) صحیح مسلم (۲۳۱۲)

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ حضرت ابوطلحہ انصار مدینہ میں سب سے زیادہ باغات والے تھے اور انہیں اپنے باغوں میں بیرحاء سب سے زیادہ پسند تھا جو مسجد کے سامنے تھا۔ رسول اللہ ﷺ اس میں تشریف فرما ہوتے اور اس کا شیریں پانی نوش فرمایا کرتے تھے۔ حضرت انس نے فرمایا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: "تم بھلائی کو نہیں پا سکتے جب تک اپنی پیاری چیز راہ خدا میں خرچ نہ کرو" تو حضرت ابوطلحہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب اس وقت تک بھلائی کو نہیں پاؤ گے جب تک اپنی پیاری چیز خرچ نہ کرو اور مجھے اپنے باغات میں بیرحاء سب سے پیارا ہے لہٰذا یہ اللہ کے لیے صدقہ ہے، میں اس کے ذریعے بھلائی اور اللہ کے پاس ذخیرے کی امید رکھتا ہوں۔ پس یا رسول اللہ! اسے خرچ فرمایئے جیسے حضور کی مرضی ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شاباش! یہ سودا تو بڑا نفع بخش ہے یہ مال تو بہت مفید رہا۔ میں نے تمہاری بات سن لی تم اسے اپنے قریبی رشتہ داروں کو دے دو۔ حضرت ابوطلحہ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! بسر و چشم۔ پس حضرت ابوطلحہ نے اسے اپنے قریبی رشتہ داروں اور چچا زاد بھائیوں میں تقسیم کر دیا۔ ف

ف: انصار میں حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایک متمول شخص تھے اور بیرحاء ان کا سب سے قیمتی اور نفع بخش باغ تھا جو انہیں بہت ہی عزیز تھا۔ جب قرآن کریم کی آیت "لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون" (النساء: ۹۲) نازل ہوئی کہ تم اس وقت تک بھلائی کو نہ پا سکو گے جب تک اپنی پسندیدہ چیزوں سے خرچ نہ کرو گے۔ حضرت ابوطلحہ کے دل پر اس آیت کریمہ نے ایسا اثر کیا کہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر اپنا بیرحاء باغ راہ خدا میں دے دیا تاکہ بھلائی کے مستحق ہو جائیں۔ جنہیں خیر و برکت اور اپنی بہتری منظور تھی وہ اس کو حاصل کرنے کی خاطر دنیا کی اپنی عزیز سے عزیز چیز بھی قربان کرنے کے لیے تیار رہتے تھے اور آج جب کہ ہم اپنی اصلی اور دائمی زندگی کی بہتری کو فراموش کر بیٹھے تو اپنے چند روزہ آرام و راحت کی خاطر اپنے ہی مسلمان بھائیوں کے گلے پر

چھری پھیرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ وہ آخرت پر ایمان رکھنے کا تقاضا تھا اور یہ آخرت کو بھلانے کا نتیجہ ہے۔ چند روزہ زندگی کے آرام وراحت کی خاطر جو ہم نے دونوں ہاتھوں سے لوٹ کھسوٹ کو اپنا محبوب ترین مشغلہ بنایا ہوا ہے اور دولت جمع کر لینے کو اپنی کامیابی سمجھا ہوا ہے، حقیقت میں یہ ہماری زبردست بھول ہے کیونکہ اس طرح جو ہم کما کھا رہے ہیں وہ تو شوگر کوٹڈ زہر ہے۔ آج ہمارے سامنے اس کی ظاہری مٹھاس ہے اور کل جب زہر اپنا اثر دکھائے گا تو کف افسوس ملنا پڑے گا کہ ہم نے اپنے ہاتھوں اپنی ابدی ودائمی زندگی کو برباد کیا اور چند روزہ آرام کے بدلے ہمیشہ کا عذاب خریدا۔ اس وقت کف افسوس ملنے سے کچھ فائدہ نہیں ہوگا بلکہ موقع تو آج ہے کہ اپنی روش پر نظر ثانی کی جائے، اپنے زاویہ نظر کو درست کیا جائے اور دنیا کی حقیقت کو سمجھ کر اپنی عاقبت کو بہتر بنانے کی کوشش کی جائے۔

آج جو کرنا ہے کر لو ورنہ کل روز قیام
سامنے حق کے تمہیں ہوگی خجالت لا کلام

٨٤٢- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ أَعْطُوا السَّائِلَ، وَإِنْ جَاءَ عَلَى فَرَسٍ.

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سائل کو کچھ دو خواہ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر آئے۔

٨٤٣- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُعَاذٍ الْأَشْهَلِيِّ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ جَدَّتِهِ أَنَّهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَا نِسَاءَ الْمُؤْمِنَاتِ، لَا تَحْقِرَنَّ إِحْدَاكُنَّ أَنْ تُهْدِيَ لِجَارَتِهَا وَلَوْ كُرَاعَ شَاةٍ مُحْرَقًا. صحیح البخاری (٢٥٦٦) صحیح مسلم (٢٣٧٦)

عمرو بن معاذ اشہلی انصاری نے اپنی دادی جان سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ایمان والی عورتو! تم میں سے کوئی اپنی ہمسائی کو ذلیل نہ کرے خواہ اس نے بکری کا جلا ہوا کھر ہی ہدیہ کیوں نہ بھیجا ہو۔

[٩٥١] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّ مِسْكِينًا سَأَلَهَا وَهِيَ صَائِمَةٌ، وَلَيْسَ فِي بَيْتِهَا إِلَّا رَغِيفٌ فَقَالَتْ لِمَوْلَاةٍ لَهَا أَعْطِيهِ إِيَّاهُ، فَقَالَتْ لَيْسَ لَكِ مَا تُفْطِرِينَ عَلَيْهِ، فَقَالَتْ أَعْطِيهِ إِيَّاهُ، قَالَتْ فَفَعَلْتُ. قَالَتْ فَلَمَّا أَمْسَيْنَا أَهْدَى لَنَا أَهْلُ بَيْتٍ، أَوْ إِنْسَانٌ مَا كَانَ يُهْدِي لَنَا شَاةً وَكَفَنَهَا فَدَعَتْنِي عَائِشَةُ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ، فَقَالَتْ كُلِي مِنْ هَذَا هَذَا خَيْرٌ مِنْ قُرْصِكِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ایک سائل آیا اور وہ روزہ دار تھیں اور گھر میں ایک روٹی کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ آپ نے اپنی لونڈی سے فرمایا کہ یہ اسے دے دو۔ وہ عرض گزار ہوئی کہ آپ کی افطاری کے لیے اور کچھ نہیں ہے۔ فرمایا کہ یہ اسے دے دو۔ لونڈی کا بیان ہے کہ میں نے ایسا ہی کیا۔ جب شام ہوئی تو ایک گھر سے ہمارے لیے بکری کے پکے ہوئے گوشت سے حصہ آیا۔ پس ام المومنین حضرت عائشہ نے مجھے بلا کر فرمایا کہ اس میں سے کھا لو یہ تمہاری روٹی سے بہتر ہے۔

[٩٥٢] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ مِسْكِينًا اسْتَطْعَمَ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ، وَبَيْنَ يَدَيْهَا عِنَبٌ فَقَالَتْ لِإِنْسَانٍ خُذْ حَبَّةً فَأَعْطِهِ إِيَّاهَا فَجَعَلَ يَنْظُرُ إِلَيْهَا وَيَعْجَبُ فَقَالَ عَائِشَةُ أَتَعْجَبُ كَمْ تَرَى فِي هَذِهِ الْحَبَّةِ مِنْ مِثْقَالِ ذَرَّةٍ؟

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ ایک مسکین نے حضرت عائشہ صدیقہ سے کھانا مانگا اور ان کے سامنے انگور رکھے ہوئے تھے آپ نے ایک آدمی سے فرمایا کہ ایک دانہ لے کر اسے دے دو۔ وہ تعجب سے ان کی طرف دیکھنے لگا۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ تم تعجب کرتے ہو حالانکہ اس دانے میں تو کتنے ہی "مثقال ذرة"

ہوں گے۔

٢- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّعَفُّفِ عَنِ الْمَسْأَلَةِ

سوال سے بچنے کا بیان

٨٤٤- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ نَاسًا مِنَ الْأَنْصَارِ سَأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَأَعْطَاهُمْ، ثُمَّ سَأَلُوهُ فَأَعْطَاهُمْ حَتَّى نَفِدَ مَا عِنْدَهُ، ثُمَّ قَالَ مَا يَكُونُ عِنْدِي مِنْ خَيْرٍ، فَلَنْ أَدَّخِرَهُ عَنْكُمْ، وَمَنْ يَسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللَّهُ، وَمَنْ يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللَّهُ، وَمَنْ يَتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللَّهُ، وَمَا أُعْطِيَ أَحَدٌ عَطَاءً هُوَ خَيْرٌ وَأَوْسَعُ مِنَ الصَّبْرِ. صحیح البخاری (١٤٦٩) صحیح مسلم (٢٤٢١)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بعض انصار نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تو آپ نے عطا فرما دیا۔ دوبارہ سوال کیا تو آپ نے عطا فرما دیا یہاں تک کہ جو آپ کے پاس تھا وہ ختم ہو گیا۔ پھر فرمایا کہ میرے پاس جو مال ہوتا ہے میں اسے تم سے بچا کر ذخیرہ نہیں کرتا اور جو سوال سے بچے اللہ اسے بچائے گا اور جو تونگری ظاہر کرے اللہ اسے غنی کر دے گا اور جو صبر کرے تو اللہ اسے صبر کی توفیق دے گا اور تم میں سے کسی کو جو میں نے دیا وہ صبر سے بہتر اور زیادہ وسعت والا ہے۔

٨٤٥- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ، وَهُوَ يَذْكُرُ الصَّدَقَةَ، وَالتَّعَفُّفَ عَنِ الْمَسْأَلَةِ الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى، وَالْيَدُ الْعُلْيَا هِيَ الْمُنْفِقَةُ وَالسُّفْلَى هِيَ السَّائِلَةُ. صحیح البخاری (١٤٢٧) صحیح مسلم (٢٣٨٢)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کہ آپ منبر پر صدقہ اور سوال سے بچنے کا ذکر فرما رہے تھے کہ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے کیونکہ اوپر والا ہاتھ خرچ کرنے والا ہے اور نیچے کا ہاتھ مانگنے والا۔ ف

ف: اوپر والا سخی کا اور نیچے والا بھکاری کا ہاتھ ہے۔ حالات اور کردار کا انقلاب دیکھیے کہ آج لکھ پتی اور کروڑ پتی حضرات بھی بھکاریوں میں شامل ہیں۔ اختیارات کے بل بوتے پر دوسروں کی مجبوری کا مذاق اڑاتے ہوئے چند سکوں کی خاطر اپنے غریب بھائیوں کے آگے ہاتھ پھیلانے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے۔ رشوت کی وہ گرم بازاری ہے کہ صاحب استطاعت اور بااختیار حضرات کی اکثریت بھکاری ہے۔ عوام رہے کہ ایک جانب خود حکمرانوں کو یہی بیماری ہے۔ کھلے کافروں، اسلام و مسلمین کے بدخواہوں اور اللہ و رسول کے دشمنوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے، ان سے قرضے مانگنے اور انہیں اپنا حاجت روا و مشکل کشا بنانے میں قطعاً کوئی قباحت محسوس نہیں کی جاتی۔ ملی غیرت کا یوں جنازہ نکال دینا تاریخ اسلام کا بہت بڑا المیہ ہے، جس پر ہمارے سربراہوں اور اسلامی ممالک کے حکمرانوں کو ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیے۔ خدا نے تو مسلمانوں کو بھکاری کے ہاتھ نہیں دیئے بلکہ ہمیں اس حرکت بد سے منع فرمایا ہے، پھر ہم نے بھکاری بننا کیوں پسند کیا؟ بھکاری بھی بنے تو دشمنانِ خدا کے در پر۔ یہ مجبوری کیوں لاحق ہوئی؟ اس کا کھوج لگانا ہوگا اور مسلمانوں کو اس قعرِ ذلت سے نکالنے کے لیے مل بیٹھ کر سوچنا اور کام کرنا ہوگا کیونکہ:

بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے

٨٤٦- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَرْسَلَ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِعَطَاءٍ فَرَدَّهُ عُمَرُ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِمَ

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر کے لیے عطیہ بھیجا۔ حضرت عمر نے اسے واپس کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اسے واپس کیوں کیا؟ عرض

رَدَدْتَهُ؟ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَلَيْسَ اَخْبَرْتَنَا اَنَّ خَيْرًا لِاَحَدِنَا اَنْ لَا يَاْخُذَ مِنْ اَحَدٍ شَيْئًا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّمَا ذٰلِكَ عَنِ الْمَسْاَلَةِ، فَاَمَّا مَا كَانَ عَنْ غَيْرِ مَسْاَلَةٍ، فَاِنَّمَا هُوَ رِزْقٌ يَرْزُقُكَهُ اللّٰهُ، فَقَالَ عُمَرُ اَمَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا اَسْاَلُ اَحَدًا شَيْئًا، وَلَا يَاْتِيْنِيْ مِنْ غَيْرِ مَسْاَلَةٍ شَيْءٌ اِلَّا اَخَذْتُهُ.

صحیح البخاری (۷۱۶۳) صحیح مسلم (۲۴۰۲،۲۴۰۶)

گزار ہوئے کہ یارسول اللہ! کیا آپ نے ہمیں نہیں بتایا کہ ہماری بھلائی اس میں ہے کہ دوسرے سے کچھ نہ لیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس بات کا تعلق مانگنے سے ہے اور جو بغیر مانگے ملے تو وہ ایسی روزی ہے جو اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔ حضرت عمر عرض گزار ہوئے کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، میں کسی سے کوئی چیز نہیں مانگوں گا اور جو بغیر مانگے ملے اسے لے لوں گا۔ف

ف: کسی سے دس بیس روپے یا کم وبیش مانگے، اس نے دیئے اور اس نے لیے۔ دوسری صورت یہ کہ بغیر مانگے کسی نے دیئے اور اس نے لے لیے۔ یہ دونوں صورتوں میں واضح فرق ہے کہ پہلی صورت میں لینے والے نے سوال کیا اور دوسری صورت میں سوال نہیں کیا تھا۔ پہلی صورت میں مال لینے کی ممانعت ہے اور دوسری صورت میں اجازت۔ پہلی صورت میں لیا ہوا مال بھیک ہے اور دوسری صورت میں ملنے والا نذرانہ ہے، مال وہی ہے لیکن سوال کرنے کے باعث اس کا حکم بدل سکتا ہے۔

دینی کاموں پر خدمت وصول کرنے کو متقدمین نے ناجائز قرار دیا تھا لیکن جب خدمت دین کے جذبات میں پہلے جیسی حرارت نہ رہی تو متاخرین نے جواز کا فتویٰ دے دیا۔ مساجد میں، مؤذن، خادم، امام، خطیب اور مدرس وغیرہ رکھے جاتے تھے۔ لوگ چندہ جمع کر کے ان کی خدمت کرتے ہیں۔ یہاں خدمت اور تنخواہ کا فرق ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ خدمت وہ ہوتی ہے جس میں مخدوم کی مرضی کا کوئی دخل نہیں ہوتا بلکہ خدمت کرنے والے اپنی مرضی سے جو چاہیں پیش کر دیتے ہیں۔ جس خدمت میں لینے والے کی تجویز اور مرضی بھی شامل ہو یا مخدوم کی جانب سے جس کا مطالبہ ہو اسے خدمت کہنا خوش فہمی ہے۔ وہ خدمت نہیں بلکہ تنخواہ اور معاوضہ ہے اور لینے والے کو دیکھنا چاہیے کہ اس کی خدمت کی جا رہی ہے یا وہ تنخواہ وصول کر رہا ہے کیونکہ ایسے کاموں پر خدمت کا درجہ کچھ اور ہے اور تنخواہ کا معاملہ کچھ اور:

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

۸۴۷- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْاَعْرَجِ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَاَنْ يَاْخُذَ اَحَدُكُمْ حَبْلَهُ، فَيَحْتَطِبَ عَلٰى ظَهْرِهٖ خَيْرٌ مِنْ اَنْ يَاْتِيَ رَجُلًا اَعْطَاهُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ، فَيَسْاَلَهُ اَعْطَاهُ اَوْ مَنَعَهُ.

صحیح البخاری (۱۴۷۱) صحیح مسلم (۲۳۹۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی رسی سے باندھ کر لکڑیوں کا گٹھا اپنی پیٹھ پر اٹھائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ اس آدمی کے پاس جائے جس کو اللہ نے مال دیا ہے اور اس سے سوال کرے کہ چاہے وہ دے یا نہ دے۔ف

ف: جنگل سے لکڑیاں اپنی پیٹھ پر اٹھا کر لانا اور انہیں بیچ کر گزر اوقات کرنا در در کی گدائی کرنے اور امیروں کے آگے دست سوال دراز کرنے سے بدرجہا بہتر ہے۔ مزدوری کر کے کھا لینے میں کوئی بے عزتی نہیں لیکن گداگری کرنا سراسر رسوائی ہے۔ گداگروں کا وجود ملک وملت کے چہرے کا بدنما داغ ہوتا ہے جس کو مٹانا ہر حکومت کا قومی واخلاقی فریضہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۸۴۸- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِيْ اَسَدٍ، اَنَّهُ قَالَ

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ بنی اسد کے ایک آدمی نے کہا کہ میں اور میری بیوی ہم بقیع غرقد میں اترے۔ میری بیوی

نَزَلْتُ أَنَا وَأَهْلِي بِبَقِيعِ الْغَرْقَدِ فَقَالَ لِي أَهْلِي اذْهَبْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَاسْأَلْهُ لَنَا شَيْئًا نَأْكُلُهُ، وَجَعَلُوا يَذْكُرُونَ مِنْ حَاجَتِهِمْ فَذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَوَجَدْتُ عِنْدَهُ رَجُلًا يَسْأَلُهُ، وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ لَا أَجِدُ مَا أُعْطِيكَ، فَتَوَلَّى الرَّجُلُ عَنْهُ وَهُوَ مُغْضَبٌ وَهُوَ يَقُولُ لَعَمْرِي إِنَّكَ لَتُعْطِي مَنْ شِئْتَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّهُ لَيَغْضَبُ عَلَيَّ أَنْ لَا أَجِدَ مَا أُعْطِيهِ، مَنْ سَأَلَ مِنْكُمْ وَلَهُ أُوقِيَّةٌ، أَوْ عَدْلُهَا فَقَدْ سَأَلَ إِلْحَافًا. قَالَ الْأَسَدِيُّ فَقُلْتُ لَلَقْحَةٌ لَنَا خَيْرٌ مِنْ أُوقِيَّةٍ.

نے مجھ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جایئے اور ان سے ہمارے کھانے کے لیے کچھ مانگ کر لایئے اور اپنی حاجتیں بیان کرتا۔ پس میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ ایک آدمی آپ سے سوال کر رہا ہے اور آپ اس سے فرما رہے ہیں: "میرے پاس کچھ نہیں ہے کہ تمہیں دوں"۔ وہ شخص ناراض ہو کر واپس چل دیا اور وہ کہہ رہا تھا کہ میری عمر کی قسم! آپ جس کو چاہتے ہیں عطا فرماتے ہیں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ مجھ سے ناراض ہو رہا ہے کیونکہ اسے دینے کے لیے میرے پاس کچھ نہیں' جو تم میں سے سوال کرے اور اس کے پاس ایک اوقیہ یا اس کے برابر مالیت کی چیز ہو تو اس نے لپٹ کر مانگا۔ اسدی نے کہا کہ اوقیہ سے ایک اونٹ بہتر ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْأُوقِيَّةُ أَرْبَعُونَ دِرْهَمًا.
قَالَ فَرَجَعْتُ وَلَمْ أَسْأَلْهُ فَقُدِمَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بَعْدَ ذَلِكَ بِشَعِيرٍ وَزَبِيبٍ فَقَسَمَ لَنَا مِنْهُ حَتَّى أَغْنَانَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ. سنن نسائی (۲۵۹۵)

امام مالک نے فرمایا کہ ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔
اسدی کا بیان ہے کہ میں واپس لوٹ آیا اور سوال نہ کیا' پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جو اور کشمش آئیں تو آپ نے ہمیں بھی حصہ عطا فرمایا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں غنی فرما دیا۔

۸۴۹- وَعَنْ مَالِكٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ وَمَا زَادَ اللَّهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ إِلَّا عِزًّا وَمَا تَوَاضَعَ عَبْدٌ إِلَّا رَفَعَهُ اللَّهُ. قَالَ مَالِكٌ لَا أَدْرِي أَيُرْفَعُ هَذَا الْحَدِيثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَمْ لَا؟ صحیح مسلم (۶۵۳۵)

علاء بن عبد الرحمٰن کو فرماتے ہوئے سنا گیا کہ خیرات سے مال کم نہیں ہوتا اور معاف کر دینے سے آدمی کی عزت میں اضافہ ہوتا ہے اور جو آدمی تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے سربلند کر دیتا ہے۔ امام مالک نے فرمایا کہ مجھے نہیں معلوم یہ حدیث حضور تک مرفوع ہے یا نہیں۔

۳- بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الصَّدَقَةِ

صدقہ وخیرات میں جو بات مکروہ ہے

۸۵۰- حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِآلِ مُحَمَّدٍ إِنَّمَا هِيَ أَوْسَاخُ النَّاسِ. صحیح مسلم (۲۴۷۸-۲۴۷۹)

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آلِ محمد کے لیے صدقہ حلال نہیں ہے۔ یہ لوگوں کا میل کچیل ہے۔

۸۵۱- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا مِنْ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ عَلَى الصَّدَقَةِ، فَلَمَّا قَدِمَ سَأَلَهُ إِبِلًا مِنَ الصَّدَقَةِ، فَغَضِبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى عُرِفَ الْغَضَبُ فِي وَجْهِهِ، وَكَانَ مِمَّا يُعْرَفُ بِهِ الْغَضَبُ فِي

عبداللہ بن ابوبکر نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی عبد الاشہل کے ایک آدمی کو صدقے کا عامل مقرر کیا۔ جب وہ واپس آیا تو صدقہ سے اس نے ایک اونٹ مانگا۔ رسول اللہ ﷺ ناراض ہوئے یہاں تک کہ ناراضگی کے اثرات چہرۂ انور سے پہچانے جاتے تھے اور غصے کے وقت یہ آپ

وَجْهِهِ أَنْ تَحْمَرَّ عَيْنَاهُ، ثُمَّ قَالَ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَسْأَلُنِي مَا لَا يَصْلُحُ لِي وَلَا لَهُ، فَإِنْ مَنَعْتُهُ كَرِهْتُ الْمَنْعَ، وَإِنْ أَعْطَيْتُهُ أَعْطَيْتُهُ مَا لَا يَصْلُحُ لِي وَلَا لَهُ، فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُولَ اللهِ لَا أَسْأَلُكَ مِنْهَا شَيْئًا أَبَدًا.

کی پہچان تھی کہ چشمان مبارک سرخ ہو جاتی تھیں۔ پھر فرمایا کہ ایک آدمی مجھ سے مال مانگتا ہے جو نہ میرے لیے مناسب اور نہ اس کے لیے۔ پس وہ عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! اب میں کبھی آپ سے کسی چیز کا سوال نہیں کروں گا۔

[۹۵۳] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْأَرْقَمِ أَدُلَّنِي عَلَى بَعِيرٍ مِنَ الْمَطَايَا أَسْتَحْمِلُ عَلَيْهِ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، فَقُلْتُ نَعَمْ، جَمَلًا مِنَ الصَّدَقَةِ، فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْأَرْقَمِ أَتُحِبُّ أَنَّ رَجُلًا بَادِنًا فِي يَوْمٍ حَارٍّ غَسَلَ لَكَ مَا تَحْتَ إِزَارِهِ وَرُفْغَيْهِ ثُمَّ أَعْطَاكَهُ فَشَرِبْتَهُ؟ قَالَ فَغَضِبْتُ، وَقُلْتُ يَغْفِرُ اللهُ لَكَ أَتَقُولُ لِي مِثْلَ هٰذَا؟ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْأَرْقَمِ إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ أَوْسَاخُ النَّاسِ يَغْسِلُونَهَا عَنْهُمْ.

زید بن اسلم نے عبداللہ بن ارقم سے کہا کہ مجھے سواری کا ایک اونٹ بتائیے تاکہ میں امیر المؤمنین سے سواری کے لیے مانگ لوں۔ میں نے کہا: ہاں۔ صدقے کا اونٹ۔ پس عبداللہ بن ارقم نے کہا کہ کیا تمہیں یہ پسند ہے کہ ایک موٹا آدمی گرمی کے دنوں میں اپنے تہبند کے نیچے کی جگہ اور اپنی شرمگاہ دھو کر تمہیں دے تو کیا تم وہ پانی پی لو گے؟ میں ناراض ہوا اور کہا کہ اللہ تمہیں معاف فرمائے، مجھ سے کتنی نامناسب بات کہہ رہے ہو؟ عبداللہ بن ارقم نے کہا کہ صدقہ لوگوں کا میل ہے جس سے وہ اپنے آپ کو دھوتے ہیں۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

۵۹- كِتَابُ الْعِلْمِ

علم کا بیان

١- بَابُ مَا جَاءَ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ

علم حاصل کرنے کی فضیلت

[۹۵۴] أَثَرٌ- حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ لُقْمَانَ الْحَكِيمَ أَوْصَى ابْنَهُ فَقَالَ يَا بُنَيَّ جَالِسِ الْعُلَمَاءَ، وَزَاحِمْهُمْ بِرُكْبَتَيْكَ، فَإِنَّ اللهَ يُحْيِي الْقُلُوبَ بِنُورِ الْحِكْمَةِ كَمَا يُحْيِي اللهُ الْأَرْضَ الْمَيْتَةَ بِوَابِلِ السَّمَاءِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: اے بیٹے! علماء کی خدمت میں بیٹھا کرنا اور ان سے اپنے گھٹنے ملا دینا کیونکہ حکمت کے نور سے اللہ تعالیٰ دلوں کو زندہ فرماتا ہے جیسے مردہ زمین کو آسمان کی بارش سے زندہ کرتا ہے۔ ف

ف: علمائے دین کی صحبت اختیار کرنا اور ان کے ارشادات سننا ہر مسلمان کے لیے بہت ضروری ہے کیونکہ پروردگار عالم نے اپنے کلام معجز نظام میں علمائے کرام کے بارے میں یوں شہادت دی ہے:

إِنَّمَا يَخْشَى اللهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا (۳۵:۲۸) — اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔

علمائے کرام کی صحبت میں بیٹھنے والوں کے دل زندہ اور نور حکمت سے معمور ہو جاتے ہیں۔ دین کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کا شعور آتا ہے۔ ایمان تازہ ہوتا اور دماغ جلا پاتا ہے۔ اسی لیے حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے کو علماء کی صحبت اختیار کرنے اور ان کے سامنے زانوئے ادب طے کرنے کی وصیت فرمائی۔ یاد رہے کہ دین فہمی کے لحاظ سے تمام علمائے دین بظاہر ایک جیسے نظر آتے ہیں لیکن اپنے اپنے اعمال اور زاویۂ نظر کے باعث ان حضرات کی دو مشہور قسمیں ہیں۔ ایک وہ جنہیں علمائے حق کہتے ہیں اور دوسرے وہ جو حقیقت میں علمائے سوء ہوتے ہیں۔

علمائے حق وہ حضرات ہیں جن کی ساری بھاگ دوڑ کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ اپنی اور دوسرے انسانوں کی عاقبت سنواری جائے۔ وہ اسی مقصد کے لیے وقف ہو کر رہ جاتے ہیں اور حالات خواہ گرم ہوں یا نرم' نسیم سحر کے جھونکے مشام جاں کو معطر کر رہے ہوں یا باد سموم کے جھکڑ چلیں' راستے میں فرشی سلام کرنے والوں کا ہجوم ہو یا قلعۂ گوالیار کی قید و بند' غرضیکہ حالات مساعد ہوں یا نامساعد انہیں اپنے کام سے کام ہوتا ہے۔ عقیدت مندوں کا جمگھٹا یا بادِ مخالف کی تندی انہیں اپنے فرض سے غافل نہیں کرتی نہ وہ اس پر نازاں' نہ اس سے ترہاں بلکہ حصول مقصد کی جانب ہر وقت رواں دواں رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ اپنا فرض پورا کر کے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہو جاتے ہیں۔

دوسرے حضرات یعنی علمائے سوء وہ ہیں جو علم میں بظاہر علمائے حق سے کم نہیں ہوتے لیکن ان مہربانوں کا مقصد دولت کمانا اور دنیاوی زندگی سجانا ہوتا ہے۔ کبھی سرکار دربار تک رسائی کے لیے کوشاں ہیں تو کبھی امیروں وزیروں سے شناسائی کے خواہاں۔ کوئی ملت اسلامیہ سے علیحدہ ہی اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد ضرار بنا رہا ہے اور کوئی اپنے تازہ فرقے کی بنیادیں اٹھا رہا ہے' کسی نے مسلمانوں کے خرمنِ اتحاد میں اختلاف کی چنگاری ڈال دی ہے اور کوئی اسے پھونکیں مار کر سلگا رہا ہے۔ ایسے حضرات کی ساری تگ و دو جلب زر کے لیے ہوتی ہے تاکہ یہ چندروزہ زندگی آرام و راحت سے گزر جائے۔

علماء کے بارے میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۳۴ھ) جیسے دانائے راز اور صاحب نظر نے یوں فرمایا ہے:

''جس طرح لوگوں کی نجات علماء کے وجود سے وابستہ ہے اسی طرح ان کی بربادی کا سبب بھی یہی علماء ہیں' علماء ہی بہترین مخلوق اور علماء ہی بدترین مخلوق ہیں۔ لوگوں کا ہدایت یا گمراہی کی طرف گامزن ہونا بھی علماء ہی کے وجود سے وابستہ ہے۔ کسی بزرگ نے ابلیس لعین کو اضلال و تضلیل کے کام سے فارغ ہو کر بیٹھے ہوئے دیکھا تو فراغت کی وجہ پوچھی' ابلیس نے جواب دیا کہ میری جگہ اس وقت کے علماء کام کر رہے ہیں جو گمراہ کرنے کے لیے خود ہی کافی ہیں''۔ (مکتوبات امام ربانی دفتر اول' مکتوب ۵۳)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حاجی محمد لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے نام مکتوب گرامی لکھتے ہوئے علمائے سوء کی حقیقت و مضرت کو خوب تفصیل سے بیان فرمایا۔ انصاف کی نظر سے دیکھنا چاہیے کہ اس سرمایہ ملت کے نگہبان اور حقیقت نفس الامری کے رازداں نے کیا فرمایا ہے:

''علماء سوء پارس کے پتھر کی طرح ہیں جو لوہے اور تانبے کے ساتھ لگنے سے انہیں تو سونا بنا دیتا ہے لیکن خود پتھر ہی رہتا ہے۔ اسی طرح اس آگ کا معاملہ ہے جو بانسوں اور پتھروں میں پوشیدہ ہوتی ہے کہ اہل جہان اس سے مستفید ہوتے رہتے ہیں لیکن اپنی ہی آگ سے پتھر اور بانس کوئی نفع حاصل نہیں کرتے۔ میں کہتا ہوں کہ ایسے حضرات کا علم ان کے لیے نقصان دہ ثابت ہوگا کیونکہ علم نے ان پر حجت تمام کر دی۔ فرمانِ رسالت ہے کہ قیامت کے روز سب سے زیادہ عذاب اس عالم کو ہوگا جس کے علم سے اللہ تعالیٰ نے اسے نفع نہ دیا۔ ان کا علم کیوں ان کے لیے مضرت نہ ہو جب کہ علم اللہ تعالیٰ کے نزدیک باعث عزت اور جملہ موجودات میں اشرف ہے لیکن انہوں نے علم کو کمینی دنیا کمانے' مال و زر اور سرداری حاصل کرنے کا ذریعہ بنا لیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا ذلیل و خوار اور ساری مخلوق سے بدتر ہے۔ جو چیز اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزت والی ہے اسے ذلیل کرنا اور جو ذلیل ہے اس کی عزت کرنا حد درجہ دلیری کی بات اور قبیح ہے' حقیقت میں یہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ کے ساتھ مقابلہ ہے۔ درس و تدریس اور فتویٰ نویسی وغیرہ اسی وقت سودمند ہیں جب کہ یہ کام صرف رضائے الٰہی کے لیے کیے جائیں اور جاہ و منصب' حصول زر اور دنیاوی درجات کی ترقی وغیرہ خواہشات سے پاک ہوں۔ دنیاوی چیزوں میں زہد اختیار کرنا اور دنیا و مافیہا سے رغبت نہ رکھنا اس کی علامت ہے۔ جو علماء اس مصیبت میں مبتلا اور کمینی دنیا کی محبت میں گرفتار ہیں وہ دنیا دار علماء ہیں۔ یہی علماء سوء ہیں جو سب لوگوں سے برے اور دین کے چور ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ

پیش خویش وہ دینی مقتدا اور بہترین مخلوق بنتے پھریں"۔ (مکتوبات امام ربانی' دفتر اول' مکتوب ۳۳)

جو علماء حضرات انبیاء کرام کی نیابت کے شرف سے مشرف اور وارث علم پیمبر کہلاتے ہیں یہی وہ علمائے حق ہیں جن کی منزل مقصود صرف آخرت ہوتی ہے اور دنیا کے مال وزر اور آرام وراحت کی قدر وقیمت ان کی نگاہوں میں ایک پر کاہ سے زیادہ نہیں ہوتی' وہ سیم وزر اور لقمۂ تر کو قطعاً کوئی اہمیت نہیں دیتے بلکہ ان کا طرۂ امتیاز الفقر فخری ہوتا ہے' دنیاوی معاملات میں وہ حضرات صبر وقناعت کے پیکر اور آخرت کی بھلائی کے حد درجہ حریص ہوتے ہیں' وہ دنیا اور آخرت کی حقیقت کے راز داں' سرمایۂ ملت کے پاسباں اور اپنے اپنے قافلے کے میر کارواں ہوتے ہیں جب کہ علمائے سوء رخصتوں پر عامل' غافلوں میں شامل اور دنیا کی محبت میں کامل ہوتے ہیں۔ ان کی صحبت اکسیر اعظم وذریعۂ نجات ہے تو ان سے میل جول زہر ہلاہل' عاقبت کی بربادی اور اندھیری رات ہے' وہ انسانوں میں سب سے بہت بہتر اور یہ سب سے بدتر ہیں' انہیں سب سے زیادہ اجر وثواب ملے گا اور انہیں سب سے زیادہ ذلت آمیز عذاب دیا جائے گا۔ علمائے حق کے بارے میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ یوں رقمطراز ہیں۔

"جو علماء دنیا سے منہ پھیرے ہوئے ہیں' جاہ ومنصب اور مال کی محبت سے آزاد ہیں وہ حضرات علمائے آخرت اور انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کے وارث ہیں۔ یہی حضرات بہترین مخلوق ہیں۔ کل قیامت کے روز ان کی سیاہی کو جام شہادت نوش کرنے والوں کے خون سے وزن کیا جائے گا تو ان کی سیاہی کا پلہ بھاری ہوگا۔ یہ فرمان رسالت ان کی شان میں ہی وارد ہوا ہے کہ علماء کا سونا عبادت ہے۔ یہی تو وہ علماء ہیں جنہیں آخرت کا حسن وجمال پسند آیا اور دنیا کی قباحت اور برائی کا انہیں مشاہدہ ہو چکا ہے۔ انہوں نے آخرت کو بقا کی نظر سے دیکھا ہے اور دنیا کو فنا اور زوال کے داغ سے داغدار پایا ہے۔ اسی لیے انہوں نے اپنی ذات کو باقی رہنے والی آخرت کے سپرد کر دیا اور فنا ہونے والی دنیا سے کنارا کش ہو گئے۔ عظمتِ آخرت کا مشاہدہ خدائے لم یزل ولا یزال کی عظمت کے مشاہدے کا ثمرہ ہے اور دنیا ومافیہا کو ذلیل وخوار جاننا مشاہدۂ آخرت کے لوازمات سے ہے"۔ (مکتوبات امام ربانی' دفتر اول' مکتوب ۳۳)

حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے کو ایسے ہی علماء کی صحبت اختیار کرنے کی وصیت فرمائی تھی جو علمائے آخرت ہوں کیونکہ علمائے حق یہی ہیں اور علمائے سوء سے تو اس طرح بھاگنا چاہیے جیسے آدمی شیر سے بھاگتا اور پناہ گاہ تلاش کرتا ہے کیونکہ ایسے علماء کا شر متعدی ہے۔ ایک اسلام کے درجنوں اسلام بنا کر کھڑے کر دینا یہ ان حضرات ہی کا کارنامہ ہے۔ ہر بھلائی اور برائی کا سرچشمہ حکومت اور علماء ہوتے ہیں' حکمران اپنے غلط کاموں پر ان حضرات سے شریعت کی مہر تصدیق ثبت کروا لیتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

٦٠- كِتَابُ دَعْوَةِ الْمَظْلُوْمِ

مظلوم کی بددعا کا بیان

١ - بَابُ مَا يُتَّقٰى مِنْ دَعْوَةِ الْمَظْلُوْمِ

مظلوم کی بددعا سے بچنا چاہیے

٨٥٢- حَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اسْتَعْمَلَ مَوْلًى لَهٗ يُدْعٰى هُنَيًّا عَلَى الْحِمٰى، فَقَالَ يَا هُنَيُّ اضْمُمْ جَنَاحَكَ عَلَى النَّاسِ، وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ، فَاِنَّ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ مُسْتَجَابَةٌ، وَاَدْخِلْ رَبَّ الصُّرَيْمَةِ وَرَبَّ الْغُنَيْمَةِ، وَاِيَّايَ وَنَعَمَ ابْنِ عَوْفٍ، وَنَعَمَ ابْنِ عَفَّانَ. فَاِنَّهُمَا اِنْ

زید بن اسلم نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر نے اپنے مولیٰ ہنی کو حمی پر عامل مقرر کیا۔ فرمایا: اے ہنی! لوگوں سے اپنا ہاتھ روک کر رکھنا اور مظلوم کی بددعا سے بچتے رہنا کیونکہ مظلوم کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے اور تیس اونٹ یا چالیس بکریاں چرانے والے کو نہ روکنا لیکن عبدالرحمٰن بن عوف اور عثمان بن عفان کے جانوروں کو نہ آنے دینا کیونکہ ان کے جانور اگر

تَهْلِكْ مَاشِيَتُهُمَا يَرْجِعَا إِلَى نَخْلٍ وَزَرْعٍ، وَإِنَّ رَبَّ الصُّرَيْمَةِ وَرَبَّ الْغُنَيْمَةِ إِنْ تَهْلِكْ مَاشِيَتُهُمَا يَأْتِينِي بِبَنِيهِ فَيَقُولُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَفَتَارِكُهُمْ أَنَا لَا أَبَا لَكَ، فَالْمَاءُ وَالْكَلَأُ أَيْسَرُ عَلَيَّ مِنَ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ، وَايْمُ اللَّهِ إِنَّهُمْ لَيَرَوْنَ أَنِّي قَدْ ظَلَمْتُهُمْ إِنَّهَا لَبِلَادُهُمْ، وَمِيَاهُهُمْ قَاتَلُوا عَلَيْهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَأَسْلَمُوا عَلَيْهَا فِي الْإِسْلَامِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ لَا الْمَالُ الَّذِي أَحْمِلُ عَلَيْهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مَا حَمَيْتُ عَلَيْهِمْ مِنْ بِلَادِهِمْ شِبْرًا.

صحیح البخاری (۳۰۵۹)

ہلاک ہو گئے تو یہ اپنے کھجور کے باغات اور کھیتی میں چلے جائیں گے لیکن تیس اونٹوں یا چالیس بکریوں والے کے جانور ہلاک ہو گئے تو اپنے بیٹوں کو لے کر میرے پاس آ جائیں گے اور کہیں گے: اے امیر المومنین! کیا میں انہیں چھوڑ دوں؟ تیرا باپ نہ رہے۔ پانی اور گھاس کا دینا مجھے سونا چاندی دینے سے آسان ہے۔ خدا کی قسم! وہ تو یہ سمجھتے ہیں کہ میں نے ان پر ظلم کیا حالانکہ یہ انہیں کی زمین ہے اور انہیں کا پانی ہے جس پر وہ زمانہ جاہلیت میں لڑے تھے اور دور اسلام میں اسی پر مسلمان ہوئے ہیں۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر یہ مال نہ ہوتا جس پر اللہ کی راہ میں لوگوں کو سوار کرتا ہوں تو میں ان کی زمین سے ایک بالشت بھی نہ لیتا۔ ف

ف: اسلامی حکومت کا حقیقی زاویہ نظر یہی ہے جس کا مظاہرہ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ دولت مندوں کو محروم کر کے تنگی کے وقت میں ساری رعایت غریبوں کے لیے مخصوص فرما دی۔ امیروں کو بھی ایسے حالات میں حکومت سے کوئی شکایت نہیں ہوتی کیونکہ تنگی کے باوجود ان کے مسائل وسیع ہوتے ہیں اور ایسے مواقع پر حکومت کی امداد واعانت کے مستحق صرف غریب لوگ ہوتے ہیں' موجودہ دور میں معاملہ بالکل برعکس ہے۔ ہر حکومت سرمایہ دار کی سرپرست بن کر ہر جائز و ناجائز رعایت ان کے لیے مخصوص رکھتی ہے اور غریبوں کے ساتھ ہمدردی کے زبانی کلامی وعدے ہی کافی سمجھے جاتے ہیں اور ان کی فلاح و بہبود اور خیر خواہی کے بلند بانگ دعاوی کر دیئے جاتے ہیں جبکہ انہیں مصائب کی چکی میں پسنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا جاتا اور ان بیچاریوں کی چیخ و پکار کا وہی حشر ہوتا جو نقار خانے میں طوطی کی آواز کا' کوئی کان ایسا ڈھونڈے سے نہیں ملتا جس پر ان کے چیخنے چلانے سے جوں بھی چلے۔ سربراہوں کا سرمایہ داروں کی محبت میں ایسے حالات پیدا کرنا اور اپنے غریب عوام کو مصائب و آلام میں مبتلا رکھنا لاشعوری طور پر کمیونزم کی لعنت کے لیے زمین ہموار کرتا ہے۔ خدائے ذوالمنن ہر غیر اسلامی ازم اور نظریہ سے مسلمانان عالم کو محفوظ و مامون رکھے۔ آمین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

٦١ - كِتَابُ أَسْمَاءِ النَّبِيِّ ﷺ

حضور ﷺ کے اسماء طیبہ کا بیان

١ - بَابُ أَسْمَاءِ النَّبِيِّ ﷺ

حضور کے اسماء طیبہ کا بیان

٨٥٣- حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِي خَمْسَةُ أَسْمَاءٍ أَنَا مُحَمَّدٌ، وَأَنَا أَحْمَدُ، وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِي يَمْحُو اللَّهُ بِيَ الْكُفْرَ، وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمِي، وَأَنَا الْعَاقِبُ.

محمد بن جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے پانچ نام ہیں۔ میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور میں ماحی ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعے کفر کو مٹاتا ہے اور میں حاشر ہوں کہ لوگوں کا حشر میرے قدموں پر ہو گا اور میں عاقب ہوں۔ ف

ف: اس روایت میں نبی کریم ﷺ کے پانچ اسمائے طیبہ کا ذکر آنا بطور حصر نہیں ہے کیونکہ آپ کے درجنوں نام قرآن کریم میں مذکور' سینکڑوں کتب احادیث میں مسطور اور کتنے ہی توریت وزبور وانجیل میں وارد ہوئے ہیں۔ آپ کا ذاتی نام محمد اور سب صفاتی ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ زمین پر آپ کو محمد اور آسمانوں پر زیادہ تر احمد کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ﷺ۔

محمد لفظ کا معنی ہے بہت ہی زیادہ تعریف کیا گیا اور احمد کا معنی ہے خدا کی سب سے زیادہ تعریف کرنے والا۔ واقعی پروردگار عالم نے جس کو سب سے زیادہ قابل تعریف بنایا اور جس کی سب سے زیادہ تعریف فرمائی' دستِ قدرت کے اسی شہکار اور اسی ممدوح پروردگار کا نام نامی واسم گرامی محمد ﷺ ہے' اسی وجہ سے تو کہا گیا ہے:

خدا در انتظار حمد ما نیست محمد چشم بر راہ ثنا نیست
محمد حامد حمدِ خدا بس خدا مدح آفرین مصطفیٰ بس

تیسرا اسم گرامی آپ کا الماحی مذکور ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے کفر کو حضور کے ذریعے مٹایا کہ معبودِ برحق کی توحید کا علم بلند کر دیا اور جھوٹے خداؤں کا بطلان ہر صاحب عقل ودانش پر واضح کر دکھایا۔ چوتھا اسم گرامی الحاشر ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کا حشر حضور کے قدموں پر فرمائے گا یعنی اس روز سب حضور کے قدموں سے وابستہ ہوں گے۔ کسی دوسرے کے ذریعے بات نہیں بنے گی' جس کی قسمت کھلی تو ان کے ذریعے کھلے گی۔ حشر کا سارا اہتمام' سارے انسانوں کا ایک دفعہ قیام محض اسی لیے رکھا گیا کہ اولین وآخرین سب کو بارگاہِ خداوندی میں ان کا مقام ومنصب دکھا دیا جائے' اسی لیے تو کہا گیا ہے:

فقط اتنا سبب ہے انعقادِ بزمِ محشر میں کہ ان کی شانِ محبوبی دکھائی جانے والی ہے

پانچواں اسم گرامی العاقب بیان ہوا ہے جس کا مطلب ہے آخری' سب کے بعد آنے والا یعنی آپ کی تشریف آوری اس دنیا میں سارے انبیائے کرام علیہ وعلیہم السلام کے بعد ہوئی۔ صحیحین میں العاقب کا ذکر یوں ہے۔ "وانا العاقب الذی لیس بعدہ نبی" میں وہ پچھلا نبی ہوں جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔ آپ قصرِ نبوت کی آخری اینٹ ہیں اور آپ پر ہر قسم کی نبوت ورسالت کا سلسلہ بالکل ختم ہو گیا۔ نہ آپ کے زمانے میں کوئی نبی تھا اور نہ آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی پیدا ہوگا۔

ختم نبوت کا یہ عقیدہ پوری امت محمدیہ کا متفقہ عقیدہ ہے کہ حضور بلحاظ زمانہ سب سے آخری نبی ہیں۔ قرآن وحدیث سے یہی معنی ثابت ہے' حضور نے خاتمیت کا یہی مطلب بتایا' صحابہ کرام نے یہی مفہوم سمجھا اور تابعین کو سمجھایا۔ ہمیشہ امت محمدیہ کا اسی پر اجماع رہا اور سب بالاتفاق کہتے رہے کہ جو خاتمیت کا اس کے علاوہ کوئی معنی بیان کرے اسلام کے دائرے سے خارج اور واجب القتل ہے۔ تقریباً تیرہ صدیاں گزر چلی تھیں کہ مسلمانوں نے اپنے اس متفقہ عقیدے کے خلاف پہلی دفعہ یہ آواز سنی کہ حضور کی خاتمیت زمانی نہیں بلکہ مرتبی ہے یعنی حضور زمانے کے لحاظ سے آخری نبی نہیں بلکہ مرتبے کے لحاظ سے آخری ہیں یعنی آپ کا رتبہ سب سے بلند ہے' لہٰذا آپ کے بعد اگر آپ سے کم رتبے والے ہزاروں نبی اور پیدا ہو جائیں تب بھی آپ کی خاتمیت میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ مسلمانوں میں یہ بھیانک آواز سن کر زبردست اضطراب پیدا ہوا اور کھلبلی مچ گئی۔ علمائے اسلام رد وتردید کے لیے تقریر وتحریر کے میدان میں اترے ہی تھے کہ مصنف صاحب اپنے فتنے کو کتابی شکل میں چھوڑ کر اس جہانِ فانی سے عالم جاودانی کی طرف رخصت ہو گئے۔

موصوف کے نقوشِ قدم پر چلتے ہوئے مرزا غلام احمد قادیانی نے خاتمیت کے مسلمہ مفہوم کا مزید اپریشن کیا اور بالآخر ۱۹۰۱ء میں اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ پاکستان کی قومی اسمبلی نے ۱۹۷۶ء میں یہ فیصلہ کر دیا تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی ماننے والے اور جو اسے مسلمان بھی جانیں وہ قطعاً مسلمان نہیں بلکہ اسلام سے خارج اور کافر ومرتد ہیں' یہ فیصلہ بالکل اسلامی تھا اور صحیح فیصلہ تھا۔ یہی بات تو

چودھویں صدی کے مجدد برحق نے ۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء میں المعتمد المستند کے اندر فرمائی تھی اور ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء میں علمائے حرمین شریفین سے اپنے فتوے کی تصدیق کروائی۔ اس ایمان افروز' کفر سوز فتوے کو تصدیقات سمیت حسام الحرمین کے نام سے شائع کیا گیا۔ مرزا صاحب کے ساتھ ہی جن چار حضرات نے عقیدۂ توحید و رسالت پر بمباری کی' اگر ان کا فیصلہ بھی پاکستان اسمبلی کر دیتی تو مسلمانوں پر اس لحاظ سے بڑا احسان ہوتا کہ برٹش گورنمنٹ کی اسلام دشمنی پوری طرح بے نقاب ہو جاتی جس کے باعث مدعیان اسلام کے خرمن اتحاد میں آگ لگی ہوئی ہے۔ انصاف کا یہاں تک سر بازار خون ہو رہا ہے کہ ان چاروں میں سے کسی صاحب کی اسلام دشمنی اور مقدس شجر اسلام میں غیر اسلامی عقائد و نظریات کی قلمیں لگانے کا ذکر زبان یا نوک قلم پر لے آیئے تو اسے فتنہ پرداز کہا جائے گا' اس کی آواز کو روکا جائے گا یعنی کفریات بکنے' اللہ اور رسول کو گالیاں دینے اور چھاپنے کی اجازت ہے جو قطعاً قابل اعتراض نہیں بلکہ ایسا کرنے والے بزرگ تھے' ان کے نام کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ ضرور کہنا اور لکھنا چاہیے۔ کاش! مسلمانوں کی خیر خواہی کو ملحوظ رکھتے ہوئے کوئی حکومت اس اختلاف کو ختم کروائے اور فریقین کے چند سرکردہ علماء کو ایک جگہ بٹھا کر یہ فیصلہ کروائے کہ اسلام کی رو سے وہ چاروں حضرات کیا قرار پاتے ہیں؟ دلائل کی روشنی میں جو کچھ قرار پائیں دوسرے فریق سے بھی وہی بات منوائی جائے۔ اگر مرزا صاحب کا فیصلہ ہو سکتا تھا تو ان چاروں حضرات کا فیصلہ بھی دلائل کی روشنی میں ہو سکتا ہے جب کہ کوئی حکومت اس اختلاف کو مٹانے کی ضرورت محسوس کرے' اللہ تعالیٰ وہ دن لائے۔ آمین

یہ ناچیز موطا امام مالک کے ترجمے سے ۹۱ روز میں بفضلہ تعالیٰ فارغ ہوا جب کہ یہی عدد میں کمال' کامل' اکمل' تام اور ان کی ایک روز میں جدول بنائی اور یوں دنوں کی تعداد ۹۲ ہو گئی اور یہی عدد ہیں حبیب پروردگار کے نام نامی و اسم گرامی محمد کے (جل جلالہ و ﷺ) بتیس روز میں حواشی لکھے اور یوں دنوں کا شمار ۱۲۴ ہو گیا جب کہ یہی تعداد ہے مکتوبات امام ربانی' دفتر سوم کا الحاقی سمیت جملہ مکتوبات کی۔ والحمد للہ علی ذلک

اہل علم حضرات سے التماس ہے کہ احقر کو غلطیوں اور فروگزاشتوں سے ناشر کی معرفت مطلع فرمائیں اور اپنے مفید مشوروں سے نوازیں۔ خدائے ذوالمنن اپنے عصیاں شعار اور ناقابل ذکر بندے کی اس کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے۔ ناشر اور اس ناچیز کے لیے اس مقدس مجموعے کو توشۂ آخرت' کفارۂ سیئات اور ذریعۂ نجات بنائے امین یا الہ العلمین بحرمۃ سید المرسلین وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا و مولانا محمد وعلی الہ وصحبہ اجمعین۔

خاکپائے اکابر: محمد عبدالحکیم خاں اختر
مجددی' مظہری' شاہجہاں پوری
لاہور چھاؤنی
۲۱ ذوالحجہ ۱۴۰۲ھ/۱۰ اکتوبر ۱۹۸۲ء

ضروری التماس

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم. امابعد! اردو زبان جب سے متحدہ ہندوستان کے اندر معرضِ وجود میں آئی تو دیگر علوم وفنون کی طرح دینی کتابوں کے بھی اس زبان میں انبار لگتے چلے گئے۔ معیاری اور غیر معیاری ہر طرح کی کتابیں آتی رہیں اور آ رہی ہیں۔ کیوں نہ ہو کہ یہ بھی دین سے وابستگی کا ایک ثبوت اور علوم دینیہ کی نشر واشاعت کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔

یہ کسے معلوم نہیں کہ پورے دین کی عمارت اللہ تعالیٰ کے آخری کلام معجز نظام یعنی قرآن مجید پر تعمیر ہوئی ہے اور پھر سنتِ رسول عربی پر۔ وہ متن ہے اور یہ حاشیہ۔ دریں حالات کتاب وسنت کی ترجمانی پر سب سے زیادہ کام ہونا چاہیے تھا اور شایانِ شان طریقے سے ہونا چاہیے تھا۔ اسے حالات کی ستم ظریفی کے سوا اور کیا کہا جائے کہ اگر ہم قرآن کریم ہی کے اردو تراجم کسی غیر مسلم کے سامنے رکھ دیں تو اس کا دماغ چکرا جائے اور وہ خیالات کی دلدل میں پھنس کر رہ جائے گا کہ جس دین کے موجودہ علمبردار اور مبلغ جب شانِ خداوندی اور منصبِ نبوت ہی پر متفق نہیں تو ان کا دین ہے کس چیز کا نام؟

آج اگر کوئی غیر مسلم مسلمان ہونا چاہے تو ان میں سے کس کے پیچھے لگے؟ کس کو سچا اور کسے جھوٹا قرار دے؟ جبکہ ہر عقیدے کے علمبردار کی پشت پر تائید کرنے والوں کا پورا لشکر موجود ہے۔ کیا وہ ان میں سے کسی اسلام کے نزدیک آنے کی جرأت کرے گا جن کے علمبردار ابھی یہ فیصلہ کرنے میں مصروف ہیں کہ خدا کی شان کیا ہے اور رسول کا مقام کیا۔

ترجمۂ احادیث کے اندر بھی یہی ستم ظریفی کارفرما ہے۔ یہ غیر مسلموں اور اسلام کے بدخواہوں کی وہ سازش ہے جس کا ہم شکار ہو کر رہے ہیں کہ ایک خدا پر ایمان رکھنے والے ایک ہی نبی کے امتی کہلانے والے ایک قرآن کریم کو اپنا ضابطۂ حیات قرار دینے والے اور ایک قبلے کی جانب منہ کر کے نماز پڑھنے والے بھانت بھانت کی بولیاں بول رہے ہیں۔ ہر ایک کی اپنی ڈفلی اور اپنا راگ ہے یوں ایک اسلام کے درجنوں اسلام اور ایک امت مرحومہ کی کتنی ہی جماعتیں اور فرقے بنا دیئے جن کے علمبردار شب وروز تقریر وتحریر کے ہر میدان میں ایک دوسرے سے دست وگریباں ہیں۔ غیر مسلم ہمیں آپس میں بھڑا کر بغلیں بجا رہے ہیں کہ انہوں نے کیسی چابک دستی اور غیر محسوس طریقے سے ہمارا رُخ اُدھر سے اِدھر پھیر دیا۔ کبھی ہم غیر مسلموں کو اسلام کے دائرے میں لایا کرتے تھے لیکن اب ہر ایک کو شاں ہے کہ دوسرے فرقے والوں کو کس طرح اپنے فرقے میں شامل کرے اور اپنے فرقے کی تعداد بڑھائے۔

جب ایسے حالات کے اندر کتب احادیث کے ترجمے ہوئے تو ظاہر ہے کہ ان کے اندر بھی اس ستم ظریفی نے اپنا پورا پورا رنگ دکھایا ہوگا۔ بہرحال کتب احادیث کے اردو ترجمے ہوئے اور میرے خیال میں اسی کام کی دو لہریں آئی ہیں۔ دوسری لہر آئے ابھی قریباً تین سال ہوئے ہیں اور پہلی لہر اس سے ایک صدی پہلے آئی تھی۔

پہلی لہر ایک خاص ضرورت اور مصلحت کے تحت آئی تھی جس کا واقعہ یوں ہے کہ تیرہویں صدی کے آخر میں مولوی وحید الزمان خاں حیدر آبادی (المتوفی ۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء) متحدہ ہندوستان سے ہجرت کر کے مکہ مکرمہ چلے گئے تھے۔ نواب صدیق حسن خان قنوجی بھوپالی (المتوفی ۱۳۰۷ھ/۱۸۸۹ء) نے موصوف سے کتب احادیث اور خصوصاً صحاح ستہ کا اردو ترجمہ کرنے کی فرمائش کی اور پچاس

روپیہ ماہانہ ان کا وظیفہ مقرر کر دیا۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب ایک روپے کی دواڑھائی من گندم اور ایک روپے کا چار سیر دیسی گھی مل جاتا تھا۔ گویا آج کے حساب سے سات آٹھ ہزار روپے ماہوار مل جاتے تھے جن کے باعث فکر معاش سے مطمئن ہو کر موصوف ترجمۂ احادیث میں مصروف ہو گئے اور حدیث کی چھ سات کتابوں کا اردو میں ترجمہ کر دیا۔

ترجمہ جس طرح کیا اور جیسا بھی کیا لیکن اس میدان میں انہوں نے کافی کام کیا جس کے باعث اردو زبان کا دامن کتب احادیث کے ترجمے سے خالی نہ رہا۔ موصوف نے اپنے ہجرت کرنے کی وجہ اور مذکورہ وظیفے کا ذکر کرتے ہوئے خود یوں تصریح فرمائی ہے:

''بعد حمد وصلوٰۃ کے فقیر حقیر سراپا تقصیر وحید الزمان عفا عنہ المنان خدمت میں برادرانِ دین اور متبعانِ شریعتِ متین کی عرض کرتا ہے کہ ۱۲۹۴ھ میں جب ہندوستان بدعات سے بھر گیا اور کتاب وسنّت سے لوگوں نے منہ موڑ لیا تو میں مع اپنے اہل وعیال کے شہر حیدر آباد دکن سے بارادہ ہجرت حرمین شریفین نکلا۔ جس وقت شہر پونا میں وارد ہوا تو جناب اخی معظمی مولوی بدیع الزمان صاحب کا ایک خط شہر دار الاقبال بھوپال سے آیا۔ خلاصہ مضمون اس کا یہ تھا کہ جناب نواب فیض مآب' قامع بدعت' محی سنت' نواب والا جاہ امیر الملک سید محمد صدیق حسن خاں بہادر دام اقبالہ ہمارے تمہارے قصدِ ہجرت سے مطلع ہو کر بہت خوش ہوئے اور خدمت ترجمہ صحاح ستہ کی مفوض فرمائی اور واسطے گزر اوقات کے پچاس پچاس روپیہ ماہوار حرمین شریفین میں مقرر فرمائے۔ اس خبر فرحت اثر کے سنتے ہی نہایت شادمانی ہوئی اور شکرا اپنے منعمِ حقیقی کا ادا کیا''۔ (وحید الزمان خان علامہ دیباچہ موطا امام مالک' ج اوّل' مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۱۷)

مولوی وحید الزمان خاں صاحب اگرچہ حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ والے مسلمانوں کے ناجی گروہ اور ملّت اسلامیہ کے سوادِ اعظم کو خیر باد کہہ کر ایک نومولود فرقے میں شامل ہو گئے تھے جوان دنوں کم سنی کے باعث گھٹنوں کے بل چل رہا تھا لیکن امام موصوف سے داد پانے کی پوری امید رکھتے تھے۔ علامہ حیدر آبادی کو اپنے ترجموں کی صحت ومقبولیت پر ایسا غیر متزلزل یقین تھا کہ اپنی خوش فہمی پر الہام کی مُہر لگا کر یہاں تک لکھ گئے:

> ''کیا عجب ہے جو بعد ترجمہ ہو جانے صحاح ستہ کے تمام اہلِ ہند کی معمول بہ کسی زمانہ میں یہی کتابیں ہو جاویں علی الخصوص زمانۂ مہدی علیہ السلام میں جواب بلحاظ کیفیت اور حالت اعمال کے نہایت قریب معلوم ہوتا ہے۔ ایک روز میں سر جھکا کر عالمِ خلوت میں تصور ذات الٰہی میں مصروف تھا' دفعتاً الہام ہوا کہ یہ ترجمہ صحاح ستہ ایک وقت میں نہایت مقبول ہو گا اور اہل اسلام ہند کے واسطے ایک سند محکم شمار کیا جاوے گا اور ضرور ہے کہ امام مہدی علیہ السلام اگر ہماری حیات میں پیدا ہوں تو ان ترجموں کو دیکھ کر بہت خوش ہوں گے اور نہایت پسند کریں گے اور اگر ہماری موت کے بعد ظاہر ہوں تو اور مسلمانوں کو ہماری یہ وصیت ہے کہ ان کتابوں کو حضرت کے ملاحظہ میں لے جاویں انشاء اللہ تعالیٰ مطبوع طبع ہوں گے اور حضرت ممدوح اپنی دعائے مستجاب سے مؤلف مترجم اور باعثِ ترجمہ کو محروم نہ فرماویں گے''۔
>
> (وحید الزمان خاں علامہ دیباچہ سنن ابوداؤد جلد اوّل' مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۲۱)

علامہ حیدر آبادی کے بعد ترجمۂ احادیث کا کسی جانب سے باقاعدہ اور منظم کام نہ ہوا بلکہ جس سے ہو سکا اس نے کسی ایک آدھ کتاب کا ترجمہ کر دیا اور اس طرح پانچ چھ کتابوں کا ترجمہ دیوبندی حضرات کی جانب سے بھی ہو گیا۔ ترجمان السنۃ کی صورت میں مولوی بدر عالم میرٹھی نے چار جلدوں میں فاضلانہ اور جاندار کام کیا ہے۔

اہلِ سنت وجماعت کی جانب سے علامہ محمود احمد رضوی مدظلہٗ فیوض الباری کے نام سے بخاری شریف کی شرح لکھ رہے تھے جو تیس پاروں میں مکمل ہوتی لیکن معلوم ہوتا ہے کہ دس گیارہ پاروں کے بعد علامہ صاحب شاید تھک گئے۔ تفہیم البخاری کے نام سے علامہ غلام رسول رضوی مدظلہٗ بخاری شریف کی دس جلدوں میں شرح لکھ رہے ہیں جس کی غالباً پانچ جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ قبلہ مفتی احمد یار خاں

بدایونی گجراتی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء) نے ذوالمرآت کے تاریخی نام سے مشکوۃ شریف کی جوروح پرور اور ایمان افروز شرح لکھی وہ اپنی مثال آپ ہے۔ بہرحال باقی علمائے اہلِ سنت نے اس میدان میں بھی خاطر خواہ کام نہیں کیا اور اس ذمہ داری کا کماحقہ احساس نہیں کیا جو ان حضرات پر عائد ہوتی تھی۔

محمد عربی ﷺ کی بھولی بھالی بھیڑوں کو چاروں طرف سے بھیڑیوں نے گھیرا ہوا ہے۔ ملّتِ اسلامیہ کی کشتی تلاطم خیز طوفانوں میں گر کر بے رحم موجوں کے تھپیڑے کھا رہی ہے۔ ان حالات میں کشتی ملّت کے ان ناخداؤں کو لمبی تان کر سونا اور خوابِ خرگوش کے مزے لینا کہاں زیب دیتا ہے؟ چاہیے تھا کہ منظم طریقے پر گلشنِ اسلام کی اپنے خون پسینے سے آبیاری کر کے اسے بہاروں سے ہمکنار کرتے۔ حق و صداقت کے خلاف اٹھنے والے ہر فتنے کو دبانے میں کوشاں رہ کر ملّتِ اسلامیہ کی خیرخواہی کرتے نیز اپنے جبوں اور عماموں کی لاج رکھتے۔

موجودہ علمائے کرام نے اہلِ سنت و جماعت کے عوام کو نادانستہ طور پر اپنی سہل پسندی سے مایوسی کے عمیق غار میں دھکیل دیا تھا لیکن اہلِ حق کی اس بے کسی اور بے بسی پر خدائے ذوالمنن کو ترس آ گیا جس کے باعث اہلِ سنت و جماعت کے اندر چند سالوں سے بیداری کی لہر سی آئی ہوئی ہے اور ہر میدان میں کام ہونا شروع ہو گیا ہے۔ ترجمۂ احادیث کے میدان میں بھی لاہور کے دو سیّد برادران ایسا عزم بالجزم لے کر کود ے ہیں کہ اپنا سارا اثاثہ داؤ پر لگا دیا ہے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب دنیا سے جانے کے لیے چودھویں صدی کا آخری سال سرپٹ دوڑ رہا تھا اور اس کی جگہ سنبھالنے کے لیے پندرھویں صدی کا پہلا سال انگڑائیاں لے کر پر تول رہا تھا۔

فرید بک سٹال لاہور والے سیّد اعجاز احمد صاحب اور حامد اینڈ کمپنی والے سیّد حامد لطیف چشتی صاحب نے حدیث کی اکثر کتابوں کے اردو ترجمے کروانے شروع کر دیے تاکہ انہیں شایانِ شان طریقے سے منظرِ عام پر لایا جائے۔ چار پانچ کتابیں شائع ہو چکیں اور پانچ چھ کتابیں تیاری کے سارے مرحلے طے کر کے پریس میں جانے کے لیے تیار بیٹھی ہیں۔ الحمدللہ کہ یہ کام بھی حوصلہ افزاء طریقے پر چل پڑا ہے۔ میرے جیسا ناکارہ انسان دعائے خیر کے سوا اس مبارک میدان میں ان حضرات کا اور کیا ساتھ دے سکتا ہے؟ پروردگارِ عالم انہیں مزید ہمت و استقامت و وسائل دے اور اس میدان میں نمایاں کارکردگی دکھانے کی توفیق ارزاں فرمائے۔ آمین

آج سے تقریباً سو سال پہلے حدیث کی چھ سات کتابوں کے اردو ترجمے علامہ وحید الزمان خاں صاحب کی معرفت منظرِ عام پر آئے۔ کتنی ہی کتابوں کے ترجمے ان سو سالوں میں شائع ہوئے اور کتنے ہی ترجمے اب منظرِ عام پر آنے شروع ہوئے ہیں۔ احقر نے اختلافِ مسالک و نظریات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ان ترجموں کے اندر بعض ایسی غلطیاں محسوس کی ہیں جو مترجمین سے نادانستہ طور پر سرزد ہو گئی ہیں۔ اسلام و مسلمین کی خیرخواہی میں ان فروگزاشتوں کی جانب اشارے کر دینا ضروری نظر آیا تاکہ جب ممکن ہو تو متعلقہ حضرات ان کی اصلاح کر سکیں۔

خدائے علیم و خبیر شاہد ہے کہ میرا مقصد نہ کسی کی پگڑی اچھالنا ہے اور نہ اختلافات کی آگ کو ہوا دینا۔ مقصد احادیث مطہرہ کے تقدس کو یاد دلانا اور خیرخواہی کا فریضہ ادا کرنا ہے تاکہ ایک دوسرے کے آئینے میں ہمیں اپنی اپنی صورت نظر آتی رہے اگر کسی جگہ کوئی دھبہ ہے تو کیوں نہ اسے مٹا دیا جائے۔ اگر دانستہ یا نادانستہ طور پر کوئی لغزش واقع ہو گئی ہے تو کیوں نہ اس کی اصلاح کر کے خوب سے خوب تر کی جانب گامزن ہونے کی کوشش کی جائے۔ بس یہی مقصود ہے اور یہی مراد یعنی ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

عظمتِ اُلوہیّت

پروردگار عالم ساری کائنات کا خالق و مالک ہے۔انبیائے کرام واولیائے عظام بھی اسی کے بندے ہیں اور فضل وکمال کے باوجود بندگی کے دائرے سے باہر نہیں ہوئے بلکہ وہ حضرات علی قدر مراتب بارگاہ خداوندی کے دوسرے لوگوں سے زیادہ مؤدب تھے اور نبی کریم ﷺ تو ہر لحاظ سے ساری کائنات میں ممتاز ہیں اور ذات وصفاتِ باری تعالیٰ کے سب سے بڑے عارف ہیں۔اب چند عبارتوں کے آئینے میں قارئین کرام ملاحظہ فرمائیں کہ احادیث مطہرہ کا ترجمہ کرتے ہوئے مترجمین حضرات نے کہاں تک اس حقیقت کو مدِّ نظر رکھا ہے:

(۱) رسول اللہ ﷺ جب دعا مانگتے پانی برسنے کے واسطے تو فرماتے: یا اللہ! پانی پلا اپنے بندوں کو۔
(وحید الزمان خاں' علامہ موطا امام مالک' جلد اوّل' مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۲۲۶)

(۲) رسول اللہ ﷺ دعا مانگتے تھے' پس فرماتے تھے: اے اللہ! پیدا کرنے والے صبح کے اور رات کے۔
(وحید الزمان خاں' علامہ موطا امام مالک' جلد اوّل' مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۲۴۸)

(۳) آنحضرت ﷺ جب پاخانہ سے نکلتے تو فرماتے: "غفرانک" یعنی چاہتا ہوں بخشش تیری۔
(وحید الزمان خاں' علامہ سنن ابوداؤد' مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۵۰)

(٤) حضور ﷺ فرماتے: یا اللہ! میرے گناہوں کو برف اور اولوں کے پانی سے دھو ڈال۔
(دوست محمد شاکر اور عبدالستار' مولوی صاحبان سنن نسائی جلد اوّل' مطبوعہ کمبائن پرنٹرز لاہور ص ۱۰۴)

(۵) حضور سرور کونین ﷺ جب رکوع فرماتے تو فرماتے: "اللھم لک رکعت وبک امنت"۔
(دوست محمد شاکر اور عبدالستار' مولوی صاحبان سنن نسائی جلد اوّل' مطبوعہ کمبائن پرنٹرز لاہور ص ۳۲۲)

(٦) پھر میں نے تلاش کیا تو حضور سرور دو عالم ﷺ سجدے میں ملے اور آپ فرما رہے تھے: اے میرے پروردگار! میرے چھپے اور کھلے گناہوں کو بخش دے۔ (دوست محمد شاکر اور عبدالستار' مولوی صاحبان سنن نسائی جلد اوّل' مطبوعہ کمبائن پرنٹرز لاہور ص ۳۴۵)

(۷) آنحضرت ﷺ اپنی بعض بیویوں کے تکلیف کی جگہ ہاتھ پھیرتے اور فرماتے: اے لوگوں کے رب! تکلیف کو دور فرما اور شفا دے۔ (محمد عادل اور محمد فاضل' مولوی صاحبان صحیح بخاری' جلد سوم' شائع کردہ قمر سعید پبلشرز لاہور ص ۲۸۹)

(۸) ایک ران پر مجھے (حضرت اسامہ کو) اور دوسری پر حسن کو بٹھلاتے تھے۔ پھر دونوں کو ملاتے اور فرماتے: اے اللہ! ان دونوں پر رحم فرما۔ (محمد عادل اور محمد فاضل' مولوی صاحبان صحیح بخاری' جلد سوم' شائع کردہ قمر سعید پبلشرز لاہور ص ۳۶۲)

(۹) پھر فرمایا: اے اللہ! ہمارے اردگرد برسا اور ہم پر نہ برسا۔ یہ دو تین بار آپ نے فرمایا۔
(محمد عادل اور محمد فاضل' مولوی صاحبان صحیح بخاری' جلد سوم' شائع کردہ قمر سعید پبلشرز لاہور ص ۳۹۰)

(۱۰) آنحضرت ﷺ نے ان (صحابۂ کرام) کی تکلیف اور بھوک دیکھ کر ارشاد فرمایا: اے اللہ! عیش تو آخرت ہی کا بہتر ہے۔

(محمد عادل اور محمد فاضل' مولوی صاحبان صحیح بخاری' جلد دوم' شائع کردہ قمر سعید پبلشرز لاہور ص ۵۵۹)

مترجمین حضرات نے غور نہیں فرمایا ورنہ نبی کریم ﷺ بھی بارگاہ خداوندی میں دعا' عرض اور التجاہی کیا کرتے تھے۔ بھلا اس بارگاہ میں فرمانے کی کس کو مجال ہے؟ جب کوئی بڑے سے کچھ کہے تو اسے عرض کرنا کہتے ہیں اور جب بڑا اپنے سے چھوٹے سے کچھ کہتا ہے تو اسے فرمانا کہا جاتا ہے۔ بھلا خدا سے بڑا کوئی ہے جو اس سے فرما سکے؟ ہرگز نہیں۔

(۱۱) اپنے رب کے حضور تشریف لے جائیں کیونکہ آپ کی امت اتنی نمازوں کی استطاعت نہیں رکھے گی۔

(دوست محمد شاکر اور عبدالستار' مولوی صاحبان' سنن نسائی' جلد اوّل' مطبوعہ کمبائن پرنٹرز لاہور ص ۱۳۷)

یہاں یہ بتایا جا رہا ہے کہ معراج کے موقع پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ کو مشورہ دیا کہ اپنے رب کے حضور تشریف لے جائیں حالانکہ جب کوئی اپنے سے بڑے کے پاس جائے تو اسے حاضر ہونا کہتے ہیں اور جب کوئی اپنے سے چھوٹے کے پاس آئے تو اسے تشریف لانا کہا جاتا ہے کیونکہ آنے والے سے میزبان کو شرف ملے گا۔ غور تو فرمایئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے بارگاہ خداوندی کے ادب شناس کیا بھول کر بھی نبی کریم ﷺ سے یہ کہہ سکتے تھے کہ اپنے رب کے حضور تشریف لے جائیں؟ حضور والا! اس بارگاہ میں تو فخر دو عالم ﷺ حاضر ہوئے تھے۔

من آنچہ شرط بلاغ ست باتو می گویم
تو از سخنم خواہ پند گیر و خواہ ملال

مقام مصطفیٰ

بعض مترجمین حضرات نے اس میدان میں بھی دانستہ طور پر ٹھوکریں کھائی ہیں۔ ہم ان کی ایسی بے شمار عبارات میں سے یہاں نمونے کے طور پر چند عبارتیں پیش کر دیتے ہیں۔

(۱) پھر جناب جبرائیل دوسری مرتبہ تشریف لائے اور فرمایا کہ اللہ جل جلالہٗ حکم فرماتا ہے کہ آپ کی امت قرآن حکیم کو دو طرح پڑھا کرے۔ (دوست محمد' عبدالستار' مولوی صاحبان سنن نسائی جلد اوّل' مطبوعہ کمبائن پرنٹرز لاہور ص ۲۹۷)

(۲) پھر جناب جبرائیل تیسری دفعہ تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ اللہ جل جلالہٗ حکم فرماتا ہے کہ آپ کی امت قرآن حکیم کو تین طرح پڑھا کرے۔ (دوست محمد' عبدالستار' مولوی صاحبان سنن نسائی جلد اوّل' مطبوعہ کمبائن پرنٹرز لاہور ص ۲۹۷)

(۳) پھر چوتھی دفعہ جناب جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے اور فرمانے لگے: اللہ جل جلالہٗ کا حکم ہے کہ آپ کی امت قرآن کو سات طرح پر پڑھا کرے۔ (دوست محمد' عبدالستار' مولوی صاحبان سنن نسائی جلد اوّل' مطبوعہ کمبائن پرنٹرز لاہور ص ۲۹۷)

(۴) پھر سیدنا بلال تشریف لائے اور آپ کو نماز کے لیے جگایا۔

(دوست محمد' عبدالستار' مولوی صاحبان سنن نسائی جلد اوّل' مطبوعہ کمبائن پرنٹرز لاہور ص ۳۴۳)

کیا حضرت جبرائیل علیہ السلام اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں آنا تشریف لانا تھا یا حاضر ہونا؟ نیز تینوں عبارتوں میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے کہ: "تشریف لائے اور فرمانے لگے"۔ جناب والا! بھلا پروردگار عالم کے سوا اس پوری کائنات میں ایک فرد بھی ایسا ہے جو نبی کریم ﷺ سے کچھ فرما سکے؟ جان برادر! اس بارگاہ میں تو ہر کوئی عرض گزار ہوتا تھا اور ہوگا۔ ان سے فرمانے کا پوری کائنات میں کوئی مجاز نہیں ہے۔

(۵) جس دن میں نے زمین وآسمان کو پیدا کیا تھا اس دن تجھ پر اور تیری امت پر پچاس نمازیں فرض کی تھیں۔ اب انہیں آپ (ﷺ) اور آپ (ﷺ) کی امت ادا کرے گی۔ (دوست محمد عبدالستار مولوی صاحبان سنن نسائی جلد اول مطبوعہ کمبائن پرنٹرز لاہور ص ۱۳۸)

طرفہ تماشا ہے کہ ایک ہی جملے میں ضمائر کی یہ کھچڑی مخاطبے میں کبھی تو اور کبھی آپ' ادھر اللہ تعالیٰ فرما رہا تھا: ''تجھ پر اور تیری امت پر''۔ ادھر ارشاد ہوتا ہے: ''آپ اور آپ کی امت'' حضور والا! کیا پروردگار عالم کو نڈل فیل منوانے کا منصوبہ ہے؟ پہلے الفاظ میں تفریط اور پچھلے لفظوں میں افراط ہے۔ کاش! کنزالایمان سے مخاطب ہو جانے کے ایمان افروز طریقے سیکھ لیے جاتے تو پاؤں یوں نہ ڈگمگاتے۔

(٦) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ابھی ابھی حضرت جبرائیل میرے پاس آئے اور آپ نے فرمایا: یارسول اللہ! آپ اس بات پر راضی نہیں کہ آپ کی امت سے جو شخص ایک دفعہ درود شریف بھیجے گا' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں اس پر دس دفعہ رحمت بھیجوں گا اور تیری امت میں سے جو شخص ایک دفعہ سلام بھیجے گا میں اس پر دس دفعہ سلامتی بھیجوں گا۔

(دوست محمد شاکر اور عبدالستار' مولوی صاحبان سنن نسائی' جلد اول' مطبوعہ کمبائن پرنٹرز لاہور ص ۳۹۸)

گزشتہ حدیث میں اللہ تعالیٰ سے صعودی دوڑ لگوائی کہ تیری امت کہنے کے بعد آپ کی اُمت کہلوایا اور یہاں نزولی دوڑ ہوئی کہ آپ کی امت کہنے کے بعد تیری امت کہا۔ بہرحال: ع

جو چاہے آپ کا حسنِ کرشمہ ساز کرے

لیکن قابلِ غور تو یہ ادا ہے کہ نبی کریم ﷺ سے کہلوایا جا رہا ہے کہ حضرت جبرائیل میرے پاس آئے اور انہوں نے یہ فرمایا۔ جب خدا کے سوا سرورِ کون ومکاں ﷺ سے فرمانے کا کوئی مجاز ہی نہیں تو فخرِ دو عالم ﷺ کیسے فرما سکتے ہیں کہ حضرت جبرائیل نے مجھ سے یہ فرمایا؟

(۷) پھر ارشاد فرمایا: تو نے تو نماز نہیں پڑھی۔ دوبارہ نماز پڑھیے۔ اس نے دوسری بار عرض کیا: اس ذات گرامی کی قسم جس نے آپ پر قرآن نازل فرمایا' میں تھک گیا ہوں۔ آپ مجھے سکھلائیں اور بتائیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا: جب تم نماز پڑھنا چاہو تو اچھی طرح وضو کرو' پھر کھڑے ہو قبلہ رُخ اور تکبیر کہیے' پھر قرآن مجید کی تلاوت کیجئے' پھر اچھی طرح اطمیان سے رکوع کیجئے' بعد ازاں سر اٹھا کر سیدھے کھڑے ہو جائیے اور پھر اچھی طرح اطمینان سے سجدہ کیجئے' پھر سر اٹھا کر اطمینان سے بیٹھ جائیے' بعد ازاں تسلی سے سجدہ کرو۔ جب آپ ہر رکعت میں ایسا کریں گے تو نماز کو ادا کریں گے اور جتنی اس میں کمی کی تو اپنی نماز میں کمی کرو گے۔

(دوست محمد شاکر اور عبدالستار' مولوی صاحبان سنن نسائی' جلد اول' مطبوعہ کمبائن پرنٹرز لاہور ص ۳۲۵)

قارئین کرام! مندرجہ بالا الفاظ ایک مرتبہ پھر بغور ملاحظہ فرمائیے۔ اگر نبی کریم ﷺ اردو میں گفتگو کرتے تو کیا اسی طرح الٹ پلٹ کلام فرماتے جو اس معلّمِ کائنات کی ترجمانی کرتے ہوئے پیش کیا جا رہا ہے؟

(۸) جب میں واپس موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو آپ نے کہا: تو نے کیا کیا؟ میں نے بیان کیا: مجھ پر پچاس نمازیں فرض ہوئیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں لوگوں کا حال تم سے زیادہ جانتا ہوں۔ میں نے بنی اسرائیل کو درست کرنے کی بڑی کوشش کی اور تمہاری امت اس قدر نمازیں ادا نہیں کر سکے گی تو آپ دوبارہ پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوں۔

(دوست محمد شاکر اور عبدالستار' مولوی صاحبان سنن نسائی' جلد اول' مطبوعہ کمبائن پرنٹرز لاہور ص ۱۳۶)

اللہ اللہ! کیا مقام مصطفےٰ کے حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے رازدانِ حبیبِ پروردگار سے کبھی یہ کہہ سکتے تھے کہ تو نے کیا کیا؟ جس مہر درخشاں سے اس ماہ تاباں نے اکتسابِ نور کر کے ایک عالم کو منور فرمایا ہو اسی رحمت دو عالم کے متعلق حضرت موسیٰ علیہ السلام ایسے الفاظ

کب زبان پر لانے لگے تھے جو ترجمانی کرتے ہوئے بتائے گئے ہیں کہ لفظ تو کے ساتھ مخاطب کیا۔ طرفہ تماشا کہ ترجمانی کے آئینے میں نبی کریم ﷺ نے ان کا ذکر فرمایا تو پہلی دفعہ موسیٰ علیہ السلام اور دوسری مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کہا۔ دوسری جانب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چار دفعہ آپ کو مخاطب کیا۔ ذرا مخاطبے کے رنگ برنگے تیور ملاحظہ ہوں:

(۱) تو نے کیا کیا (۲) تم سے زیادہ جانتا ہوں (۳) تمہاری امت (٤) آپ دوبارہ پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوں۔

(۹) حضور نے اسے اپنے خاوند کی طرف سے اختیار دیا۔

(دوست محمد شاکر' عبدالستار' مولوی صاحبان سنن نسائی' جلد سوم مطبوعہ عالمین پرنٹنگ پریس لاہور ص ۲۶۹)

حضور والا! اگر سوال کیا جائے کہ حضور نے کس کے خاوند کی طرف سے اختیار دیا تو عبارت کے آئینے میں اس کا جواب کیا ہوگا؟ حبیب پروردگار ﷺ کے معاملے میں بے توجہی بعض اوقات دین و ایمان کی تباہی کا پیش خیمہ بن جاتی ہے۔ اسی لیے تو بزرگوں نے ازراہ خیر خواہی ہر مسلمان کو فہمائش کی ہے۔ ع

با خدا دیوانہ باش و با مصطفےٰ ہشیار باش

(۱۰) آنحضرت نے ابوبکر سے عائشہ کی درخواست کی۔

(محمد عادل' محمد فاضل' مولوی صاحبان صحیح بخاری' جلد سوم شائع کردہ قمر سعید پبلشرز لاہور ص ۴۲)

جس طرح تینوں حضرات کے نام لیے ہیں یہ کچھ کم تعجب خیز نہیں جب کہ ایک مسلمان کہلانے والا ایسی ہستیوں کے نام اس طرح لے۔ علاوہ بریں درخواست کرنا اسے کہتے ہیں جب کہ مطالبہ کرنے والا ایسی ہستی سے کچھ مانگے جو اس کی نسبت بڑی یا عظیم ہو۔ کیا پروردگار عالم کے سوا اس کائنات میں کوئی ایک ہستی بھی ایسی ہے جس سے نبی کریم ﷺ درخواست کرتے؟

(۱۱) نبی ﷺ نے دوزخ کا ذکر کیا تو اس سے پناہ مانگی اور اپنا منہ بنا لیا' پھر دوزخ کا ذکر کیا تو اس سے پناہ مانگی اور اپنا منہ بنا لیا' پھر دوزخ کا تذکرہ کیا اور اپنا منہ بنا لیا۔ (محمد عادل' محمد فاضل مولوی صاحبان' صحیح بخاری' جلد سوم شائع کردہ قمر سعید پبلشرز لاہور ص ۳۶۷)

فخر دو عالم ﷺ کے متعلق لکھنا کہ "اپنا منہ بنا لیا" یہ قرینہ ادب نہیں۔ غور نہیں کیا کہ یہ الفاظ کس کے محبوب کی شان میں لکھے جا رہے ہیں۔ حالانکہ بزرگوں نے کائنات ارضی و سماوی کی اس سب سے عظیم الشان بارگاہ کی رفعت یوں بیان کی ہے:

ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

(۱۲) حضرت موسیٰ نے کہا: آپ وہ آدم ہیں جسے اللہ نے اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا اور تجھ میں اپنی روح پھونکی اور اپنے فرشتوں سے تجھے سجدہ کروایا اور تجھے جنت میں سکونت عطا کی' پھر تو اپنی خطا سے لوگوں کو زمین پر اتار لایا۔

(سعید احمد نقشبندی' مولانا' اشعۃ اللمعات' جلد اول' مطبوعہ جنرل پرنٹرز لاہور ص ۳۲۴)

حضرت آدم علیہ السلام تمام انسانوں کے باپ ہیں اور حضرات انبیائے کرام علیہم السلام انسانیت کے سب سے بڑے معلّم ہوتے تھے۔ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام اردو میں کلام فرماتے تو کیا اپنے جدِ امجد حضرت آدم علیہ السلام سے یوں کلام کرتے: تجھ میں اپنی روح پھونکی۔ اپنے فرشتوں سے تجھے سجدہ کروایا۔ تجھے جنت میں سکونت عطا کی۔ پھر تو اپنی خطا سے لوگوں کو زمین پر اتار لایا۔

غور فرمایئے کہ اگر کوئی غیر مسلم ایسی تحریروں کو دیکھے تو کیا وہ سوچنے پر مجبور نہیں ہوگا کہ جن حضرات کو انسانیت کا معلّم بتایا جاتا ہے ان کی تہذیب و شرافت کا یہ عالم ہے کہ اپنے خاندانی بزرگوں سے اس طرح گفتگو کرتے تھے تو ان کے دین و مذہب کا تہذیب اور شائستگی سے کتنا واسطہ ہوگا۔ دریں حالات ترجمہ کرتے وقت ہمیں یہ مدنظر رکھنا چاہیے کہ ہم کس کی ترجمانی کر رہے ہیں۔ جن کی ترجمانی کرنے لگے ہیں ان کی گفتگو کا معیار اور انداز کیا تھا۔ خاص طور پر حضرات انبیائے کرام کا معاملہ ایسا نازک ہے جیسے پل صراط پر چلنا۔

(۱۳) حضرت آدم نے فرمایا: تو وہ موسیٰ ہے جسے اللہ نے اپنی رسالت اور اپنے کلام سے برگزیدہ کیا اور تجھے تختیاں عطا کیں جن میں ہر چیز کا روشن بیان ہے اور تجھے مناجات اور اپنی رازداری کے ساتھ اپنا قُرب عطا کیا۔

(سعید احمد نقشبندی' مولانا' اشعۃ اللمعات' جلد اوّل' مطبوعہ جنرل پرنٹرز لاہور ص ۳۲۴)

یہ مترجم نے حضرت آدم علیہ السلام کے طرزِ کلام کا نمونہ پیش کیا ہے۔

(۱٤) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس طرح آدم مناظرہ میں موسیٰ علیہ السلام پر غالب آ گئے۔

(سعید احمد نقشبندی' مولانا' اشعۃ اللمعات جلد اوّل' مطبوعہ جنرل پرنٹرز لاہور ص ۳۲۵)

مترجم نے یہ اس ہستی کی گفتگو کا نمونہ پیش کیا ہے، جنہیں پروردگارِ عالم نے اخلاقِ عالیہ کی تکمیل کے لیے مبعوث فرمایا تھا۔ گویا وہ معلّمِ کائنات اگر اردو میں کلام فرماتے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نام یوں لیتے اور حضرت آدم علیہ السلام کا نام لیتے وقت یہ بات بالکل نظر انداز فرما دیتے کہ وہ تمام انسانوں کے باپ ہیں۔

(۱۵) حضرت عمر نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا کہ آپ سے آیت کے بارے میں سوال کیا جا رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: بے شک اللہ نے آدم کو پیدا کیا' پھر اس کی پشت پر اپنا دایاں ہاتھ پھیرا۔ (سعید احمد نقشبندی' مولانا' اشعۃ اللمعات جلد اوّل' مطبوعہ جنرل پرنٹرز لاہور ص ۳۵۲)

اگر رسول اللہ ﷺ اردو میں کلام فرماتے تو اخلاقِ عالیہ کی تکمیل فرمانے والے اس ہادیٔ اعظم کی زبان مبارک پر حضرت ابوالبشر کے متعلق ''اس کی پشت پر''۔ کے الفاظ آ جاتے؟ غور فرمائیے!

دیکھو تو دلفریبی اندازِ نقشِ پا ۔۔۔ موجِ خرامِ یار بھی کیا گُل کتر گئی

(۱٦) لہٰذا مجھ (حضور) کو ان (والدۂ ماجدہ) پر شفقت کی وجہ سے رونا آ گیا اور مسلمان آپ پر شفقت کرتے ہوئے رو پڑے۔

(سعید حسن' مولوی' مسند امام اعظم' مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۱۹۹)

جب کوئی اپنے سے چھوٹے سے اظہارِ محبت کرے تو اسے شفقت کرنا کہتے ہیں۔ معلوم نہیں مترجم کے نزدیک مسلمانوں نے نبی کریم ﷺ سے جو محبت اور تعلقِ خاطر کا اظہار کیا' اسے شفقت کس حیثیت سے نام دیا ہے؟

منصبِ صحابیت

نبوت کے بعد صحابیت سب سے بلند ترین مرتبہ ہے۔ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ساری امتِ محمدیہ کے سردار اور سب بزرگوں کے بزرگ ہیں۔ مصنفین حضرات جب اپنے فرقہ وارانہ بزرگوں کا نام لکھنے پر آتے ہیں تو اتنے القاب کے ساتھ کہ اکیلا نام تین سطروں میں مشکل سے سماتا ہے۔ اس کے برعکس یہ ستم ظریفی ملاحظہ فرمائی جائے کہ صحابۂ کرام کا نام لکھتے ہوئے بعض مترجمین کے قلم کی سیاہی کس طرح خشک ہوتی رہی اور عقیدت کا رشتہ کتنا ڈھیلا ہوتا رہا۔

(۱) عبداللہ بن عمر نے کہا کہ روزہ کسی شخص کا درست نہیں ہوتا جب تک نیت نہ کرے قبل صبح صادق کے۔

(وحید الزمان خاں' علامہ' موطا امام مالک' جلد اوّل' مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۲۸۲)

(۲) حمزہ بن عمرو اسلمی نے کہا' رسول اللہ ﷺ سے میں روزہ رکھا کرتا ہوں تو کیا روزہ رکھوں سفر میں۔

(وحید الزمان خاں' علامہ' موطا امام مالک' جلد اوّل' مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۲۹۰)

(۳) ابو ہریرہ نے کہا: جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔

(وحیدالزمان خاں' علامہ' موطاامام مالک' جلداوّل' مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۳۹۰)

(٤) ابوسعید خدری سے روایت ہے۔ (وحیدالزمان خاں' علامہ' موطاامام مالک' جلداوّل' مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۳۲۳)

(٥) سفیان بن عبداللہ کو عمر بن خطاب نے مصدق کر کے بھیجا۔

(وحیدالزمان خاں' علامہ' موطاامام مالک' جلداوّل' مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۳۲۷)

(٦) ابوالزبیر' جابر بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں (وحیدالزمان خاں' علامہ' سنن ابوداؤد' جلداوّل' مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۵۲)

(٧) عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ جب جماعت جنوں کی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی۔

(وحیدالزمان خاں' علامہ' سنن ابوداؤد' جلداوّل' مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۵۲)

(٨) انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ باغ میں گئے۔

(وحیدالزمان خاں' علامہ' سنن ابوداؤد' جلداوّل' مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۵۵)

(٩) زید بن خالد جہنی سے روایت ہے کہ سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے۔

(وحیدالزمان خاں' علامہ' سنن ابوداؤد' جلداوّل' مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۵۵)

(١٠) عمار بن یاسر سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے پیدائشی سنتوں سے کلی کرنا ہے۔

(وحیدالزمان خاں' علامہ' سنن ابوداؤد' جلداوّل' مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۵۷)

(١١) حذیفہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو اٹھتے۔

(وحیدالزمان خاں' علامہ' سنن ابوداؤد' جلداوّل' مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۵۸)

(١٢) ثوبان سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے۔ (وحیدالزمان خاں' علامہ' سنن ابوداؤد' جلداوّل' مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ٦٩)

(١٣) انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک برتن سے وضو کرتے تھے۔

(وحیدالزمان خاں' علامہ' سنن ابوداؤد' جلداوّل' مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۷۰)

(١٤) مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ راستہ چھوڑ کر۔

(وحیدالزمان خاں' علامہ' سنن ابوداؤد' جلداوّل' مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۸۹)

(١٥) علی بن ابی طالب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

(وحیدالزمان خاں' علامہ' سنن ابوداؤد' جلداوّل' مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۱۱٦)

(١٦) عائشہ سے روایت ہے کہ ام سلیم جو ماں ہیں انس بن مالک کی' کہا رسول اللہ ﷺ سے بے شک اللہ جل جلالہٗ نہیں شرم کرتا حق سے۔ (وحیدالزمان خاں' علامہ' سنن ابوداؤد' جلداوّل' مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۱۲۰)

(١٧) عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی ﷺ کے پاس ایک جوان سفید پوش انسان کی شکل میں آئے۔ (دوست محمد شاکر' مولوی' مسندامام اعظم' مطبوعہ عالمین پبلیکیشنز پریس لاہور' ص ۵)

(١٨) عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

(دوست محمد شاکر' مولوی' مسندامام اعظم' مطبوعہ عالمین پبلیکیشنز پریس لاہور' ص ۲۳)

(١٩) جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔ (دوست محمد شاکر' مولوی' مسندامام اعظم' مطبوعہ عالمین پبلیکیشنز پریس لاہور' ص ۲۴)

(۲۰) طحاوی اوردارقطنی نے عائشہ سے اسی طرح روایت کی ہے۔
(دوست محمد شاکر، مولوی، مسند امام اعظم، مطبوعہ عالمین پبلیکیشنز پریس لاہور، ص ۴۵)

(۲۱) ایک روایت میں ہے کہ علی نے پانی منگایا۔ (دوست محمد شاکر، مولوی، مسند امام اعظم، مطبوعہ عالمین پبلیکیشنز پریس لاہور، ص ۵۱)

(۲۲) حضرت شریح نے عائشہ سے پوچھا۔ (دوست محمد شاکر، مولوی، مسند امام اعظم، مطبوعہ عالمین پبلیکیشنز پریس لاہور، ص ۵۵)

(۲۳) مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سفر میں نکلا۔
(دوست محمد شاکر، مولوی، مسند امام اعظم، مطبوعہ عالمین پبلیکیشنز پریس لاہور، ص ۵۷)

(۲٤) ابن عمر نے کہا کہ میں غزوۂ جلولا میں شمولیت کی غرض سے عراق پہنچا۔
(دوست محمد شاکر، مولوی، مسند امام اعظم، مطبوعہ عالمین پبلیکیشنز پریس لاہور، ص ۶۰)

(۲۵) خزیمہ بن ثابت کہتے ہیں کہ نبی ﷺ سے مسح خفین کی مدت۔
(دوست محمد شاکر، مولوی، مسند امام اعظم، مطبوعہ عالمین پبلیکیشنز پریس لاہور، ص ۶۳)

(۲٦) عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چٹائی یا بوریا طلب فرمایا۔
(دوست محمد شاکر، مولوی، مسند امام اعظم، مطبوعہ عالمین پبلیکیشنز پریس لاہور، ص ٦٦)

(۲۷) ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ (دوست محمد شاکر، مولوی، مسند امام اعظم، مطبوعہ عالمین پبلیکیشنز پریس لاہور، ص ٦۹)

(۲۸) عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔
(دوست محمد شاکر، مولوی، مسند امام اعظم، مطبوعہ عالمین پبلیکیشنز پریس لاہور، ص ۷۱)

(۲۹) ام ہانی سے روایت ہے کہ فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے۔ (سعد حسن، مولوی، مسند امام اعظم، مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۶۹)

(۳۰) حضرت شریح نے عائشہ سے پوچھا۔ (سعد حسن، مولوی، مسند امام اعظم، مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۸٦)

(۳۱) مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا۔
(سعد حسن، مولوی، مسند امام اعظم، مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۹۰)

(۳۲) ابو سعید خدری نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ (محمد صغیر الدین، مولوی، کتاب الآثار، مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۳۴)

(۳۳) جن نے جریر بن عبداللہ کو ایک دن وضو کرتے اور موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا۔
(محمد صغیر الدین، مولوی، کتاب الآثار، مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۳۷)

(۳٤) ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ سعد بن ابی وقاص ایک شخص کے پاس سے گزرے۔
(محمد صغیر الدین، مولوی، کتاب الآثار، مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۴۲)

(۳۵) ابن عمر نے ایک عورت کا جنازہ پڑھا۔ (محمد صغیر الدین، مولوی، کتاب الآثار، مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۱۲۳)

(۳٦) عمرو بن میمون، عائشہ سے روایت کرتے ہیں۔ (محمد صغیر الدین، مولوی، کتاب الآثار، مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۱۳۵)

(۳۷) مسروق، عائشہ سے روایت کرتے ہیں۔ (محمد صغیر الدین، مولوی، کتاب الآثار، مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۱۳۵)

(۳۸) انس بن مالک نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عصر کی نماز ایسے وقت میں پڑھتے۔
(عبدالوحید، خواجہ، موطا امام محمد، مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۱۹)

(۳۹) ابو ہریرہ نے کہا: جب تم میں سے کوئی وضو کرے تو ناک میں پانی ڈالے۔ (عبدالوحید، خواجہ، موطا امام محمد، مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۳۰)

(٤٠) عبداللہ بن عباس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے بکری کا گوشت کھا کر نماز ادا کی اور وضو نہیں کیا۔
(عبدالوحید خواجہ موطا امام محمد مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۲۵)

(٤١) عبداللہ بن عمر کوفہ میں سعد بن ابی وقاص کے پاس آئے۔ (عبدالوحید خواجہ موطا امام محمد مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۳۲)

(٤٢) عبداللہ بن عمر نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے نمازوں کا وقت پوچھا گیا۔
(وحید الزمان خاں علامہ صحیح مسلم جلد دوم مطبوعہ سپر آرٹ پریس کراچی ص ۱۵۱)

(٤٣) بریدہ نے کہا کہ نبی ﷺ سے ایک شخص نے نماز کا وقت دیکھا۔
(وحید الزمان خاں علامہ صحیح مسلم جلد دوم مطبوعہ سپر آرٹ پریس کراچی ص ۱۵۱)

(٤٤) ابوامامہ کہتے ہیں کہ ہم نے عمر بن عبدالعزیز کے ساتھ ظہر پڑھی۔ پھر انس بن مالک کے پاس گئے تو ان کو عصر کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ (وحید الزمان خاں علامہ صحیح مسلم جلد دوم مطبوعہ سپر آرٹ پریس کراچی ص ۱۵۷)

(٤٥) طلحہ بن عبیداللہ سے روایت ہے نجد والوں میں سے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔
(وحید الزمان خاں علامہ صحیح مسلم جلد اول مطبوعہ سپر آرٹ پریس کراچی ص ۸۳)

(٤٦) سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ مال بانٹا۔
(وحید الزمان خاں علامہ صحیح مسلم جلد اول مطبوعہ سپر آرٹ پریس کراچی ص ۳۵۲)

(٤٧) آنحضرت ﷺ نے ابوطلحہ سے فرمایا تو یہ باغ اپنے محتاج عزیزوں کو دے ڈال انہوں نے حسان اور ابی بن کعب کو دے دیا۔
(وحید الزمان خاں علامہ تیسیر الباری جلد سوم مطبوعہ المکہ پریس لاہور ص ۴۴)

(٤٨) انہوں نے عطاء بن یسار سے انہوں نے ابوسعید خدری سے کہ آنحضرت ﷺ منبر پر (خطبہ سنانے کو) کھڑے ہوئے۔
(وحید الزمان خاں علامہ تیسیر الباری جلد سوم مطبوعہ المکہ پریس لاہور ص ۹۱)

(٤٩) ابوحازم سلمہ بن دینار سے انہوں نے سہل بن سعد سے سنا ان سے کسی نے آنحضرت ﷺ کے زخمی ہونے کا حال پوچھا۔
(وحید الزمان خاں علامہ تیسیر الباری جلد چہارم مطبوعہ المکہ پریس لاہور ص ۱۰۹)

(٥٠) ابوموسیٰ نے اس کو بھی کھانے کے لیے بلایا۔ وہ کہنے لگا: میں مرغی نہیں کھاتا میں نے دیکھا وہ نجاست کھاتی ہے تو مجھ کو اس سے کراہت آتی ہے۔ ابوموسیٰ نے کہا: ارے آ بھی کھا۔ میں نے آنحضرت ﷺ کو مرغی کھاتے دیکھا ہے۔ وہ کہنے لگا: میں نے تو قسم کھالی ہے مرغی کبھی نہیں کھاؤں گا۔ ابوموسیٰ نے کہا: ادھر آ میں قسم کا علاج بھی بتاتا ہوں۔

(وحید الزمان خاں علامہ موطا امام مالک جلد اول مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۲۶۵)

سینکڑوں میں سے نمونے کے طور پر صرف پچاس عبارتیں ایسی پیش کی ہیں کہ مترجمین حضرات نے صحابہ کرام کے اسمائے گرامی عامیانہ طریقے پر لکھے اور ان کے ساتھ کسی تعظیمی لفظ کے اضافے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ ہم نے آج تک نہیں دیکھا کہ ان حضرات نے اپنی تصانیف میں کہیں یوں لکھا ہو: نذیر حسین کہتے ہیں۔ احمد رضا کہتے ہیں۔ اشرف علی کہتے ہیں۔ بلکہ جب اپنے جماعت دار بزرگوں کا نام لکھنے پر آتے ہیں تو القاب و آداب کی اتنی فوج ساتھ ہوتی ہے کہ تین تین سطروں میں اکیلا نام ہی نہیں سماتا۔ معلوم نہیں صحابہ کرام کے اسمائے گرامی لکھتے وقت قلموں کی سیاہی کیوں خشک ہو جاتی ہے کہ بسا اوقات کوئی تعظیمی لفظ ساتھ نہیں لکھا جاتا، حالانکہ یہ حضرات تو بالاتفاق تمام بزرگوں کے بزرگ، قصر ملت اسلامیہ کی بنیاد اور ساری امت محمدیہ کے سرتاج ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

تابعین پر الزام

مترجمین حضرات نے جہاں بغیر کسی تعظیمی لفظ کے صحابہ کرام کے اسمائے گرامی لکھے وہاں نادانستہ طور پر یہ تاثر دینے کی کوشش بھی کی ہے کہ گویا تابعین حضرات بھی ان حضرات کے نام اسی طرح لیا کرتے تھے۔ ایسی چند عبارتیں ملاحظہ ہوں:

(۱) نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر نے کہا۔ (وحیدالزمان خاں' علامہ' موطا امام مالک' جلد اول' مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۲۶۵)

(۲) خالد بن اسلم سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب نے ایک روز افطار کیا رمضان میں۔
(وحیدالزمان خاں' علامہ' موطا امام مالک' جلد اول' مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۳۰۰)

(۳) امام مالک کو پہنچا کہ انس بن مالک بوڑھے ہو گئے تھے۔ (وحیدالزمان خاں' علامہ' موطا امام مالک' جلد اول' مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۳۰۵)

(٤) طاؤس یمانی سے روایت ہے کہ معاذ بن جبل نے تمیں گایوں میں سے ایک گائے ایک برس کی لی۔
(وحیدالزمان خاں' علامہ' موطا امام مالک' جلد اول' مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۳۴۱)

(٥) شام کے لوگوں نے ابوعبیدہ بن الجراح سے کہا۔ (وحیدالزمان خاں' علامہ' موطا امام مالک' جلد اول' مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۳۶۰)

(٦) ابن شہاب سے روایت ہے کہ پہنچا مجھے رسول اللہ ﷺ نے جزیہ لیا بحرین کے مجوس سے اور عمر بن الخطاب نے جزیہ لیا فارس کے مجوس سے اور عثمان بن عفان نے جزیہ لیا بربر سے۔ (وحیدالزمان خاں' علامہ' موطا امام مالک' جلد اول' مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۳۶۱)

(۷) اس عدوی سے روایت ہے کہ سنا میں نے عمر بن الخطاب سے کہتے تھے۔
(وحیدالزمان خاں' علامہ' موطا امام مالک' جلد اول' مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۳۶۵)

(۸) نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر صدقہ نکالتے اپنے غلاموں کی طرف سے۔
(وحیدالزمان خاں' علامہ' موطا امام مالک' جلد اول' مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۳۶۶)

(۹) علقمہ سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن مسعود سے کہا۔
(وحیدالزمان خاں' علامہ' سنن ابوداؤد' جلد اول' مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۶۸)

(۱۰) حضرت ابوزبیر کہتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبداللہ سے دریافت کیا۔
(دوست محمد شاکر' مولانا' مسند امام اعظم' مطبوعہ عالمین پبلیکیشنز پریس لاہور ص ۱۱)

(۱۱) حضرت طاؤس سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ ایک شخص ابن عمر کی خدمت میں آیا۔
(دوست محمد شاکر' مولانا' مسند امام اعظم' مطبوعہ عالمین پبلیکیشنز پریس لاہور ص ۱۲)

(۱۲) قیس بن ابی حازم فرماتے ہیں کہ میں نے جریر بن عبداللہ کو یہ کہتے ہوئے سنا۔
(دوست محمد شاکر' مولانا' مسند امام اعظم' مطبوعہ عالمین پبلیکیشنز پریس لاہور ص ۳۰)

(۱۳) ایک روایت عبد خیر سے یوں ہے کہ علی نے پانی منگایا۔ (دوست محمد شاکر' مولانا' مسند امام اعظم' مطبوعہ عالمین پبلیکیشنز پریس لاہور ص ۳۰)

(١٤) حضرت طاؤس سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ ایک شخص ابن عمر کے پاس آیا۔
(سعد حسن' مولوی' مسند امام اعظم' مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۴۴)

(۱۵) ایک روایت عبد خیر سے یوں ہے کہ علی نے پانی منگایا۔ (سعد حسن' مولوی' مسند امام اعظم' مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۸۲)
(۱۶) شریح کہتے ہیں کہ پھر میں علی کے پاس آیا۔ (سعد حسن' مولوی' مسند امام اعظم' مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۸۶)
(۱۷) سالم بن عبداللہ بن عمر کے بیٹے کہتے ہیں کہ مسح خفین کے بارے میں سعد بن ابی وقاص اور میرے والد کے درمیان اختلاف رائے ہوا۔ (سعد حسن' مولوی' مسند امام اعظم' مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۹۲)
(۱۸) ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ ام سلیم بنت ملحان نبی ﷺ کی خدمت میں عورت کے متعلق پوچھنے کو آئیں۔
(محمد صغیر الدین' مولوی' کتاب الآثار' مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۵۶)
(۱۹) ابراہیم نے کہا کہ میں عبداللہ بن مسعود کے ساتھیوں علقمہ اور اسود وغیرہ کے پاس بیٹھا کرتا تھا۔
(محمد صغیر الدین' مولوی' کتاب الآثار' مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۱۲۵)
(۲۰) نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر نے بازار میں پیشاب کیا۔ (عبدالوحید' خواجہ' موطا امام مالک' مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۳۳)
(۲۱) دونوں نے وراد سے جو منشی تھے مغیرہ کے' سنا کہ لکھا معاویہ نے مغیرہ کو۔
(وحید الزمان خان' علامہ' صحیح مسلم' جلد دوم' مطبوعہ میر آرٹ پریس کراچی ص ۱۳۸)
(۲۲) ابی الزبیر نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن زبیر سے سنا کہ وہ خطبہ پڑھتے تھے اس منبر۔
(وحید الزمان خان' علامہ' صحیح مسلم' جلد دوم' مطبوعہ میر آرٹ پریس کراچی ص ۱۳۹)
(۲۳) صنابحی سے روایت ہے میں عبادہ بن صامت کے پاس گیا۔
(وحید الزمان خان' علامہ' صحیح مسلم' جلد اول' مطبوعہ میر آرٹ پریس کراچی ص ۱۱۵)
(۲۴) ثابت نے کہا: انس بن مالک (نماز میں) ایک شی کرتے تھے۔
(غلام رسول رضوی' علامہ' تفہیم البخاری' جلد دوم' مطبوعہ الجدۃ پرنٹرز لاہور ص ۵)
(۲۵) سعید بن حارث نے کہا کہ ہم کو ابو سعید نے نماز پڑھائی۔ (غلام رسول رضوی' علامہ' تفہیم البخاری' جلد دوم' مطبوعہ الجدۃ پرنٹرز لاہور ص ۷)

یقین نہیں آتا کہ تابعین عظام اگر اردو میں کلام فرماتے تو حضرات صحابۂ کرام کے اسمائے گرامی اس عامیانہ طریقے سے لیتے جیسے ہمارے مترجمین حضرات نے بتائے ہیں۔ حضرات تابعین تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو اپنی عقیدت کا مرکز قرار دیا کرتے تھے۔ ان کی خاکِ پاک کو اپنے لیے سرمۂ بصیرت سمجھتے اور دیدہ و دل کا ان کے راستوں میں فرش بچھا دیا کرتے تھے۔ کیوں نہ ہو وہ حضرات اس احترام کے پوری طرح مستحق ہیں جب کہ ان کے نقوشِ قدم میں امتِ محمدیہ کا ضابطۂ حیات اور ان کی پیروی میں دارین کی سربلندی اور نجات ہے۔

نرالی تہذیب

اس افسوس ناک عنوان کے تحت ہم چند ایسی عبارتیں پیش کرنے لگے ہیں جن کے اندر حضرات صحابۂ کرام کی شان میں ایسے الفاظ بھی استعمال کیے گئے ہیں جن پر شرافت اور تہذیب اپنا سر پیٹ کر رہ جاتی ہے۔ علما تو درکنار ایک عام مسلمان کے لیے بھی ایسے بزرگوں کی شان میں اس قسم کے الفاظ یا نوکِ قلم پر لانا زیب نہیں دیتا' چہ جائیکہ صحابۂ کرام کے لیے صاحبانِ جبہ و دستار ایسے الفاظ استعمال کریں

اور وہ بھی کتب احادیث کے اندر۔

(۱) عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ عمر بن الخطاب نے ایک گھوڑا دیا خدا کی راہ میں۔
(وحید الزمان خاں علامہ موطا امام مالک جلد اول مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۳۶۵)

کیا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے والد محترم کا نام اس طرح لے سکتے تھے؟

(۲) ان آیات سے اللہ جل جلالہ نے عتاب فرمایا اپنے رسول پر اس واسطے کہ رسول نے اندھے کی طرف خیال نہ کیا جو صدق دل سے آیا تھا اور ہدایت کا راستہ ڈھونڈتا تھا اور متوجہ ہوئے ایک دنیادار کی طرف جو دل سے طالب اور شائق ہدایت کا نہ تھا اگرچہ غرض رسول کی اس سے یہ تھی کہ اندھے کی ہدایت بعد اس کے بھی ممکن ہے اور دنیادار کو اگر ہدایت ہو جائے تو اس کے سبب سے دین کو بڑی ترقی ہوگی۔ (وحید الزمان خاں علامہ موطا امام مالک جلد اول مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۲۳۹)

ایک جلیل القدر صحابی کے لیے اندھے کا لفظ دوبارہ استعمال کرنا اور القاب و آداب تو دور رہا ان کے نام تک کو نوک قلم پر نہ آنے دینا معلوم نہیں یہ ذوق سلیم کا کون سا درجہ ہے؟ مسلمانوں کو شائد طریقہ بتایا ہے کہ حضرات صحابۂ کرام کا ذکر اس طرح کیا کریں۔ افسوس!

(۳) اس وقت حضرت عمر نے دل میں کہا: کاش تو مر گیا ہوتا اے عمر! تین بار تو نے گڑگڑا کر پوچھا رسول اللہ ﷺ سے اور کسی بار آپ نے جواب نہ دیا۔ (وحید الزمان خاں علامہ موطا امام مالک جلد اول مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۲۴۰)

حضور والا! کیا رسول اللہ ﷺ سے گڑگڑا کر پوچھنے کا کوئی مجاز ہے؟

(٤) سیدنا حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ راوی ہیں۔ اگر آپ اجازت فرمائیں تو میں اس بخشش کو برقرار رکھوں؟ آپ نے دریافت فرمایا: کیا آپ نے سب بیٹوں کو عطیہ دیا ہے؟ اس نے عرض کیا: نہیں۔
(دوست محمد عبدالستار مولوی صاحبان سنن نسائی جلد سوم مطبوعہ عالمین پرنٹنگ پریس لاہور ص ۲)

(٥) آپ نے دریافت فرمایا: کیا تم نے ان کے بھائیوں کو بھی کچھ دیا ہے؟ اس نے عرض کیا: نہیں۔
(دوست محمد عبدالستار مولوی صاحبان سنن نسائی جلد سوم مطبوعہ عالمین پرنٹنگ پریس لاہور ص ۳)

(٦) آپ نے دریافت فرمایا: کیا تمہارے اور بھی بچے ہیں اس کے علاوہ ہیں؟ اس نے عرض کیا: ہاں ہیں۔
(دوست محمد عبدالستار مولوی صاحبان سنن نسائی جلد سوم مطبوعہ عالمین پرنٹنگ پریس لاہور ص ۵)

(۷) مجھے میرے والد حضور سرور عالم ﷺ کی خدمت میں لے گئے تاکہ آپ کو اس عطیہ پر گواہ کریں جو آپ نے مجھے دیا تھا۔ آپ نے اس سے پوچھا: کیا تمہارے اس کے سوا اور بھی بیٹے ہیں یا کہ نہیں؟
(دوست محمد عبدالستار مولوی صاحبان سنن نسائی جلد سوم مطبوعہ عالمین پرنٹنگ پریس لاہور ص ٦)

معلوم نہیں ترجمہ کرنے والے حضرات نے حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ہر عبارت میں لفظ اس کے ساتھ کیوں کیا ہے؟ کیا علماء کو صحابۂ کرام کا اس طرح ذکر کرنا زیب دیتا ہے؟

تم ہی کہو یہ انداز گفتگو کیا ہے

(۸) حضرت نعمان بن بشیر کی والدہ نے نعمان کے والد کو ان کے دیئے گئے عطیہ پر فرمایا کہ آپ نے جو عطیہ دیا ہے۔
(دوست محمد عبدالستار مولوی صاحبان سنن نسائی جلد سوم مطبوعہ عالمین پرنٹنگ پریس لاہور ص ۲)

کیا ارشاد خداوندی "الرجال قوامون على النساء" کا یہی مفہوم ہے کہ عورتیں اپنے خاوندوں سے فرمایا کریں؟ کہیں یہ وہ معاملہ تو نہیں جو اکبر الٰہ آبادی نے یوں ظاہر کیا تھا:

اکبر ڈرا نہیں کبھی جرمن کی فوج سے — لیکن شہید ہو گیا بیوی کی نوج سے

(۹) ہم آپ کی عیادت کے واسطے آئے' دیکھا تو آپ حضرت عائشہ کے بنگلے میں تسبیح پڑھ رہے ہیں۔

(وحیدالزمان خاں' علامہ' سنن ابوداؤد' جلد اول' مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۲۵۴)

ممکن ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بنگلہ مترجم نے دیکھا ہو۔

(۱۰) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: جب پھسکی مارے کوئی تم میں سے نماز میں تو چاہیے کہ لوٹے اور وضو کرے اور اعادہ کرے نماز کا۔

(وحیدالزمان خاں' علامہ' سنن ابوداؤد' جلد اول' مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی)

(۱۱) عمرو بن سلمہ سے اسی حدیث میں روایت ہے کہ میں ان کی امامت کیا کرتا تھا ایک چادر سے جس میں جوڑ لگا تھا اور پھٹی ہوئی تھی۔ جب میں سجدہ کرتا تو میری گانڈ کھل جاتی۔ (وحیدالزمان خاں' علامہ' سنن ابی داؤد' جلد اول' مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۲۴۸)

کاش! یہ لفظ لکھنے سے پہلے علامہ صاحب کا قلم ٹوٹ گیا ہوتا۔ کیا اس لفظ کا مفہوم تہذیب اور شائستگی کے پردے میں تحریر نہیں کیا جا سکتا تھا؟ اگر صحابی کی عظمت دل میں نہیں تھی تو کم از کم حدیث کی کتاب کا تقدس ہی مدِ نظر رکھ لیا ہوتا۔

نرالی دیانت

کتب احادیث کے متعدد دستیاب ترجمے دیکھنے سے ایسے سینکڑوں مقامات سامنے آئے کہ ایک دو لفظ سے سطروں تک کے ترجمے غائب ہیں۔ یہ تو خدائے علیم وخبیر ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ ترجمہ کرنے والوں کی فروگزاشت ہے یا کتابت کرنے والوں کی سہل پسندی یہاں نمونے کے طور پر چند موٹی موٹی فروگزاشتوں کی نشاندہی کی جاتی ہے۔

(۱) سطر ٤ "انه اصابها حراما" سے "مانکح اباء کم من النساء" تک تقریباً دو سطروں کا ترجمہ غائب ہے۔

(وحیدالزمان خاں' علامہ' موطا امام مالک' جلد دوم' مطبوعہ جاوید پریس کراچی)

(۲) سطر ماقبل آخر: "ولم یحلل نکاح اماء اهل الکتاب . الیهودیة و النصرانیة" کا ترجمہ غائب ہے۔

(وحیدالزمان خاں' علامہ' موطا امام مالک' جلد دوم' مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۳۱)

(۳) سطر ۲۱: "اذا دعتة" سے "فلا یعرف انه منه" کا ترجمہ غائب ہے۔

(وحیدالزمان خاں' علامہ' موطا امام مالک' جلد دوم' مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۹۱)

(٤) سطر ١٤ اور سطر ١٥ دونوں کا ترجمہ غائب ہے۔ (وحیدالزمان خاں' علامہ' موطا امام مالک' جلد دوم' مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۱۰۱)

(٥) سطر ۹ "ان عتق المکاتب" سے دو سطروں کا ترجمہ غائب ہے۔

(وحیدالزمان خاں' علامہ' موطا امام مالک' جلد دوم' مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۱۴۳)

(٦) صفحہ ١٤٤ سطر ١٤ سے صفحہ ١٤٥ سطر ٥ تک تقریباً سولہ سطروں کا ترجمہ غائب ہے۔

(وحیدالزمان خاں' علامہ' موطا امام مالک' جلد دوم' مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۱۴۴)

(۷) آخری سطر کا ترجمہ غائب ہے۔ (وحیدالزمان خاں' علامہ' موطا امام مالک' جلد دوم' مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۱۵۱)

(۸) سطر ۱۱ سے تقریباً چار سطروں کا ترجمہ غائب ہے۔

(وحیدالزمان خاں‘علامہ‘موطاامام مالک‘جلددوم‘مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۱۹۰)

(۹) سطر ۱۹ سے تقریباً چارسطروں کا ترجمہ غائب ہے۔(وحیدالزمان خاں‘علامہ‘موطاامام مالک‘جلددوم‘مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۱۷۳)

(۱۰) سطر ۱۳ سے تقریباً دوسطروں کا ترجمہ غائب ہے۔(وحیدالزمان خاں‘علامہ‘موطاامام مالک‘جلددوم‘مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۱۷۶)

(۱۱) سطر ۸:"نظر الی قیمته" سے"امر الناس عندنا" تک کا ترجمہ غائب ہے۔
(وحیدالزمان خاں‘علامہ‘موطاامام مالک‘جلددوم‘مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۱۸۴)

(۱۲) سطر ۱۸ سے تقریباً پانچ سطروں کا ترجمہ غائب ہے۔(وحیدالزمان خاں‘علامہ‘موطاامام مالک‘جلددوم‘مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۱۸۶)

(۱۳) سطر ۱٤ سے تقریباً پانچ سطروں کا ترجمہ غائب ہے۔(وحیدالزمان خاں‘علامہ‘موطاامام مالک‘جلددوم‘مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۱۹۳)

(۱٤) سطر ۱۰ سے تقریباً چارسطروں کا ترجمہ غائب ہے۔(وحیدالزمان خاں‘علامہ‘موطاامام مالک‘جلددوم‘مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۱۹۶)

(۱۵) سطر ۱٤ سے تقریباً چارسطروں کا ترجمہ غائب ہے۔(وحیدالزمان خاں‘علامہ‘موطاامام مالک‘جلددوم‘مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۲۰۷)

(۱٦) سطر ٥ سے تقریباً پانچ سطروں کا ترجمہ غائب ہے۔(وحیدالزمان خاں‘علامہ‘موطاامام مالک‘جلددوم‘مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۲۲۵)

(۱۷) سطر ۱۷ سے تقریباً چارسطروں کا ترجمہ غائب ہے۔(وحیدالزمان خاں‘علامہ‘موطاامام مالک‘جلددوم‘مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۲۲۸)

ٹیڈی ترجمہ

یہاں ان عبارتوں کی نشاندہی کی جاتی ہے جن میں طویل عبارت کا اردو ترجمہ کرنے کی جگہ صرف اس عبارت کا ترجمہ کے نام سے خلاصہ لکھ دیا ہے۔

(۱) سطر ٦:"قال مالک نلوانا رجلا" سے"اصاب امها" تک تقریباً ان چارسطروں کا ٹیڈی ترجمہ درج کیا ہوا ہے۔
(وحیدالزمان خاں‘علامہ‘موطاامام مالک‘جلددوم‘مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۲۵)

(۲) سطر ٥: سے ساڑھے چارسطروں کا پونے دوسطری ٹیڈی ترجمہ کیا ہے۔
(وحیدالزمان خاں‘علامہ‘موطاامام مالک‘جلددوم‘مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۱۰۹)

(۳) صفحہ ۱۷۱ کی آخری دوسطروں اور صفحہ ۱۷۲ کی پہلی تین سطروں کا ٹیڈی ترجمہ کیا ہے۔
(وحیدالزمان خاں‘علامہ‘موطاامام مالک‘جلددوم‘مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۱۷۱‘۱۷۲)

(٤) سطر ۷ تا ۱۳ تقریباً ان سات سطروں کا چارسطروں میں ٹیڈی ترجمہ کیا ہے۔
(وحیدالزمان خاں‘علامہ‘موطاامام مالک‘جلددوم‘مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۲۰۷)

(٥) سطر ۳ سے تقریباً پانچ سطروں کا پونے تین سطروں میں ٹیڈی ترجمہ کیا ہے۔
(وحیدالزمان خاں‘علامہ‘موطاامام مالک‘جلددوم‘مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۲۱۱)

(٦) سطر ۱۲ سے تقریباً چارسطروں کا ایک سطر میں ٹیڈی ترجمہ کیا ہے۔
(وحیدالزمان خاں‘علامہ‘موطاامام مالک‘جلددوم‘مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۲۱٦)

(۷) آخری چارسطروں کا دوسطروں میں ٹیڈی ترجمہ کیا ہے۔(وحیدالزمان خاں‘علامہ‘موطاامام مالک‘جلددوم‘مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۲۱۹)

(۸) آخری ساڑھے پانچ سطروں کا ایک سطر میں ٹیڈی ترجمہ کیا ہے۔

(وحیدالزمان خاں' علامہ' موطا امام مالک' جلد دوم' مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۲۴۴)

(۹) سطر ۹ سے پونے چار سطروں کا ایک سطر میں ٹیڈی ترجمہ کیا ہے۔

(وحیدالزمان خاں' علامہ' موطا امام مالک' جلد دوم' مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۲۴۵)

(۱۰) سطر ۱۵ سے آخری تینوں اقوال کا ٹیڈی ترجمہ کیا ہے۔ (وحیدالزمان خاں' علامہ' موطا امام مالک' جلد دوم' مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۲۴۱)

(۱۱) پہلی سے آٹھویں سطر تک کا سوا دو سطروں میں ٹیڈی ترجمہ کیا ہے۔

(وحیدالزمان خاں' علامہ' موطا امام مالک' جلد دوم' مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۲۴۶)

(۱۲) سطر ۳ سے آٹھ سطروں کا ساڑھے تین سطروں میں ٹیڈی ترجمہ کیا ہے۔

(وحیدالزمان خاں' علامہ' موطا امام مالک' جلد دوم' مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۲۴۸)

(۱۳) قول ۱۱ سے پوری ساڑھے پانچ سطروں کا سوا تین سطروں میں ٹیڈی ترجمہ کیا ہے۔

(وحیدالزمان خاں' علامہ' موطا امام مالک' جلد دوم' مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۲۴۸)

(۱۴) سطر ۱۱ سے آٹھ سطروں کا پونے پانچ سطروں میں ٹیڈی ترجمہ کیا ہے۔

(وحیدالزمان خاں' علامہ' موطا امام مالک' جلد دوم' مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۲۴۹)

(۱۵) سطر ۸ سے ساڑھے دس سطروں کا ساڑھے تین سطروں میں ٹیڈی ترجمہ کیا ہے۔

(وحیدالزمان خاں' علامہ' موطا امام مالک' جلد دوم' مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۲۵۰)

(۱۶) سطر ۳ سے ساڑھے چھ سطروں کا پونے چار سطروں میں ٹیڈی ترجمہ کیا ہے۔

(وحیدالزمان خاں' علامہ' موطا امام مالک' جلد دوم' مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۲۵۱)

(۱۷) قول ۱۵ سے اٹھارہ سطروں کا بارہ سطروں میں ٹیڈی ترجمہ کیا ہے۔

(وحیدالزمان خاں' علامہ' موطا امام مالک' جلد دوم' مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۲۵۱)

(۱۸) قول ۱۶ سے تیس سطروں کا بیس سطروں میں ٹیڈی ترجمہ کیا ہے۔

(وحیدالزمان خاں' علامہ' موطا امام مالک' جلد دوم' مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۲۵۳)

(۱۹) سطر ۳ سے انیس سطروں کا دس سطروں میں ٹیڈی ترجمہ کیا ہے۔

(وحیدالزمان خاں' علامہ' موطا امام مالک' جلد دوم' مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۲۹۰)

(۲۰) سطر ۱۸ سے اڑھائی سطروں کا صرف نصف سطر میں حیرت انگیز ترجمہ کیا ہے۔

(وحیدالزمان خاں' علامہ' موطا امام مالک' جلد دوم' مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۳۷۶)

البیلی ترجمانی

قارئین کرام یہاں صرف دو حدیثوں کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

(۱) ''اللھم ان ابراھیم حرم مکۃ وانی حرمت ما بین لا بتیھا '' یا اللہ! حضرت ابراہیم نے مکہ کو حرم بنایا اور میں مکہ کو دو پتھر یلے علاقوں کے درمیان حرم بنا تا ہوں۔ (محمد عادل خاں' محمد فاضل' مولوی' صحیح بخاری' جلد دوم' شائع کردہ قمر سعید پبلشرز لاہور ص ۵۵۱)

حضور والا! یہاں دو پتھر یلے علاقوں کی درمیانی جگہ سے مکہ مکرمہ نہیں بلکہ مدینہ منورہ مراد ہے جیسا کہ متعدد احادیث میں اس کی تصریح موجود ہے' جس پر سب کا اتفاق ہے۔ ہم نے موطا امام مالک کے حواشی میں اس پر تفصیلی نوٹ بھی لکھا ہے۔

(۲) ''قلت لعائشۃ نھی النبی ﷺ ان تو کل لحوم الاضاحی فوق ثلاث ''میں نے حضرت عمر سے دریافت کیا: کیا نبی ﷺ نے قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ کھانے سے منع فرمایا ہے؟

(محمد عادل خاں' محمد فاضل' مولوی' صحیح بخاری' جلد دوم' شائع کردہ قمر سعید پبلشرز لاہور ص ۱۸۸)

جناب والا! ''قلت لعائشۃ '' کا ترجمہ: ''میں نے حضرت عمر سے دریافت کیا'' کہاں سے آ گیا؟ اسے آئندہ ایڈیشن میں درست کر لیا جائے اور پہلی حدیث میں ''مکہ کو دو پتھر یلے'' کی جگہ ''مدینہ کو دو پتھر یلے'' کر لیا جائے۔

صلوٰۃ وسلام میں بدعت

پروردگار عالم نے فرمایا ہے: ''ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما ''۔ لیکن اردو ترجمے والی اکثر کتب احادیث کو دیکھا کہ ان میں صلوٰۃ وسلام کی جگہ (ص) (ﷺ) یا صلعم وغیرہ کی شارٹ ہینڈ سے کام چلایا جاتا ہے اور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جگہ (رض) کو کافی سمجھنے کی بیماری تو اتنی ہے کہ خدا کی پناہ۔ بھلا اس کا کتاب وسنت سے کوئی جواز ہے؟ جو حضرات بدعتوں کے خلاف جہاد کرنے کے مدعی ہیں اس مرض کا سب سے زیادہ وہی شکار ہیں۔ اس غیر شرعی ایجاد کو چھوڑنے کی سب کو کوشش کرنی چاہیے۔

بفضلہ تعالیٰ اس ناچیز کو بھی صحیح بخاری' سنن ابن ماجہ اور موطا امام مالک کے ترجمے کا شرف حاصل ہو چکا ہے۔ جو حضرات زیور علم سے آراستہ ہیں ان سے احقر متوقع ہے کہ اختلاف مسلک کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ناشر کی معرفت ہمارے ترجموں کے متعلق اپنے رائے سے مطلع فرمائیں گے۔ ممکن ہے آئندہ ایڈیشن میں وہ شامل اشاعت ہو سکیں۔ سب سے زیادہ احسان مجھ پر ان حضرات کا ہوگا جو اختلافی مباحث سے قطع نظر کر کے میری غلطیوں اور فروگزاشتوں سے مجھے مطلع فرمائیں گے تا کہ قدرت کو منظور ہو تو آئندہ ان کی اصلاح ہو سکے۔

خدائے ذوالمنن ان کتابوں کو شایان شان طریقے سے منظر عام پر لانے والے سیّد اعجاز احمد صاحب کو اشاعت احادیث کے لیے مستعد رکھے اور خدمتِ دین متین کی وافر سعادت و وسائل سے نوازے نیز انہیں دارین کی ہر پریشانی سے نجات بخشے۔ پروردگار عالم اپنے اس حقیر سے بندے کی اس کاوش کو شرف قبولیت بخشے' اسے میرے لیے کفارۂ سیئات' توشۂ آخرت اور ذریعۂ نجات بنائے: ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وتب علینا انک انت التواب الرحیم ۔ وصلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا ومولانا محمد وعلی الہ وصحبہ اجمعین۔

گدائے در اولیاء: محمد عبدالحکیم خاں اختر
مجدّدی مظہری شاہجہاں پوری لاہور چھاؤنی
۲۴ جمادی الاخری ۱۴۰۳ھ/۱۹ اپریل ۱۹۸۳ء